کہ عملی طور پر ہر ایک ہندو تیوہار کو اختیار کر رہے ہیں۔ رکشا بندھن جیسے ہندو تیوہار کا نام پر جس کا کہ شاستر میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔ ہم اپیل کرکے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ ہم نے یہ سمجھا ہوا ہے۔ کہ تیوہار خواہ کتنا ہی اویدک کیوں نہ ہو۔ ہم ہون کرواکے اس پر وید کا دھبہ لگا سکتے ہیں۔ ہمارے سنسکار بھی مخول بن رہے ہیں۔ رشی نے تو سولہ سنسکار لکھے ہیں۔ لیکن ہم نے ایک سترھواں گڑیا کی سنسکار بھی ایجاد کر لیا ہے۔ کئی دفعہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ فلاں صاحب کے لڑکے کی منگنی ویدک ریتی سے ہوئی ہے تو درکنار بواہ بھی عجیب مخول بن رہا ہے بواہ کے معنی سچی پریم سے ایک دوسرے کو گرہن کرنا ہے۔ لیکن آجکل اگر ایک سولہ سالہ لڑکے کو بارہ سالہ معصوم لڑکی سے سنسکار ودھی کے منتر پڑھ کر عمر بھر کے لئے جوڑ دیا جاوے۔ اور دس روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے دان ملے۔ تو ہماری اخبارات میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ شادی پورن ویدک ریتی سے ہوئی۔ یہاں تک ہی نہیں۔ بلکہ اگر کوئی آریہ پرش یا استری جنم سے جات پات کی آہنی زنجیروں کو توڑ کر گن کرم سوبھاؤ سے ایشوری آگیا انوکول بواہ کرلے۔ تو ہماری ہی اخبارات میں ایسے بواہ کے برخلاف نوٹ نکلتے ہیں شریمتی سُمترا دیوی نے پورن ویدک ریتی سے تمام جہان کی مخالفت کو اپنے سر پر لے کر اور جات پات کو توڑ کر ایک آریہ ویر سے بواہ کیا۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کے آرگن آریہ مسافر میں ایک اپدیشک صاحب اس بواہ کو گھرنت۔ ویدک دھرم ناشک اور ورن سنکر کے نام سے پکارتے ہیں

اور ایڈیٹر صاحب اس چٹھی پر نوٹ نہیں لکھتے۔ کیا یہ بات ہم سب کے لئے شرمناک نہیں ہے۔ ہندو سوسائٹی میں رہکر ہم مجبور ہیں۔ کہ اپنی سنتان کا بواہ چھوٹی عمر میں کرکے اور گن کرم سوبھاؤ کے اصول کو خاک میں ملا کر انکو زندگی بھر عذاب میں ڈالیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہندو لوگ تو اپنی سنتان کی چھوٹی عمر میں ہی منگنی کر دیتے ہیں۔ اسلئے اگر کوئی آریہ پرش اپنی کنیا کو بڑی عمر تک کنواری رکھے۔ تو اُس کو اپنی ذات میں کوئی ور نہیں ملتا۔ اگر جات پات توڑے۔ تو ہندو سوسائٹی سے باہر ہوتا ہے۔ ہم عورتوں کو تعلیم اعلےٰ دیکر بھی بجائے اُن کو فایدہ کے نقصان پہونچا رہے ہیں۔ سوشکشت لڑکیوں کا بوجھ جات پات کا غلام ہونے کے ہم ایوگیہ وروں سے اور مہا درو پہلوانوں میں بواہ کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ساری عمر دُکھ اور کشٹ بھوگتی ہوئی گذارتی ہیں۔ وید صاف طور پر فرماتے ہیں۔ کہ ایشوری دھرم منشیہ ماتر کے لئے ہے۔ لیکن جالندھر آریہ سماج نے ہندوؤں کے خوف سے باوجود اس کے کہ اُنہوں نے کیس منڈوانے منظور کئے ویدک دھرم کا دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔ اگر ہم ہندوؤں کی شرن نہ لیتے۔ تو ہمارے جلندھری بھائی وید کے اٹل اصولوں کا خون کیوں کرتے۔ یہ سب امور واقع ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہماری موجودہ اوستھا شوچنیہ ہے۔ کیا کبھی آپ نے اسکے سدھار کا طریقہ سوچا۔ کیا رشی کا پورشارتھ نشپھل جائیگا کیا ویدک دھرم کا بھی وہی حال ہوگا۔ جو نانک پنتھ کا ہوا۔ تاریخ بھی بتلاتی ہے۔ کہ

کہ اگر عیسائی مذہب اب بھی کچھ بچ رہا ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ سینٹ پیٹرز نے عیسائیوں کو یہودیوں سے بالکل الگ کر دیا اسلئے اگر ہم بھی چاہتے ہیں۔ کہ ہندوازم کے مگرمچھ سے نہ نگلے جائیں تو لازمی ہے۔ کہ ہم لوگ اپنے درمیان پریم اور محبت کے رشتہ کو مستحکم کرکے ہندو سوسائٹی کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے ویدک دھرم کے اصولوں کو اپنی زندگی میں گرہن کرکے سنسار کو سورگ دھام بنائیں اس غرض کو پورا کرنے کے لئے

آریہ بھراتری سبھا

کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(باقی آئندہ)

وارشک اُتسو آریہ سماج رُڑکی

سجن گن۔ آریہ سماج رُڑکی کے وارشک اُتسو میں اس سال بڑی عجلت سے کام لیا گیا۔ اور ایک ہفتہ قبل جلسہ کی تاریخ مقرر کرکے سب انتظام کرنا واقعی جلدی ہے۔ تاہم پھر بھی انتظام ہو جانا ایک تعجب بلکہ پرماتما کی انوگت کہنا چاہئے اگرچہ جلسہ کی تاریخ سماچار پتروں میں شایع نہ ہو سکی جس سے سرو سادھارن کو خبر ہو جاتی۔ تاہم اس صوبہ کی کل سماجوں تتھا اپدیشکوں کو بذریعہ کارڈ سوچت کر دیا گیا۔ اور ایک آدمی پنجاب شیرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کی حضور میں بھیجا گیا۔ کہ وہاں سے اپدیشکوں کا انتظام خاطرخواہ کرادے۔ اگرچہ سبھا موصوف نے

وعدہ کرلیا۔ (لیکن بعد کو پورا نہ کرسکی) کہ ماسٹر آتما رام جی جلسہ پر رونق افروز ہونگے لیکن بعد کو بذریعہ ٹیلیگرام اطلاع ملی کہ وہ بباعث چند در چند نہیں آسکتے۔ ۱۱-اپریل بروز جمعہ باہر سے آریہ بھائیوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اسٹیشن پر Receive کرنے کا انتظام معقول تہا۔ سماج مندر کی سجاوٹ بناوٹ۔ آرائش۔ پیرائش کا ذکر کرنا مضمون کو طوالت دینا ہے۔ لیکن آفرین ہے سماج سٹوڈنٹس کو جنہوں نے اپنے امتحانوں کی پروا نہ کرتے ہوئے تن من اور دہن سے امداد پہونچا کر سماج منڈپ کو آنند بہون بنانے میں کوئی ترُٹی (کمی) باقی نہ چھوڑی

۱۲-اپریل شام کے ۴ بجے سے نگر کیرتن شروع ہوا۔ سب سے آگے اوم کا جھنڈا تھا جسکے نیچے پنڈت لوگ سام گاین کرتے تہے۔ اُنکے پیچھے برابر اُپدیش ہوتا جاتا تھا۔ جہاں ایک طرف پبلک دہرم اُپدیش سے لابھ اُٹھاتی تہی وہاں دوسری طرف ان کو سماج منڈپ میں اکثر دہرم اُپدیش سُننے اور شنکا سمادہان کرنے کا اعلان دیا جاتا تھا۔ ایک جانب ساز پر اصلاح کے بھجن گائے جاتے تہے دوسری طرف سماج سٹوڈنٹس کی بھجن منڈلی دیش بھگتی اور ایشور بھگتی کے بھجن گاکر لوگوں کو اپنی جانب attract کرتی تہی۔ سب سے پیچھے چھوٹے چھوٹے سادہ اجک پُرشوں کے لڑکے ویراگ کے بھجن گاکر عجیب سماں باندہ رہے تہے۔ سماج منڈپ سے روانہ ہوکر تمام بازار اور گلی کوچوں میں گہومتے ہوئے تقریباً ۹ بجے واپس آگئے اور آرتی ہوکر لوگوں کو صبح کی کارروائی کا پروگرام سنا دیا گیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۱۳-اپریل صبح ۷ بجے سے ہون یگیہ کی کارروائی شروع ہوئی اور تقریباً ۸ بجے ختم ہوگئی اور پہر ۱/۲ گھنٹہ تک بھجن ہوتے رہے۔ اور پہر پنڈت گوبند رام شاستری نے پرارتھنا کرائی اور ایک موثر سرمن ہی دیا۔ ۹ بجے جا۔ پنڈت مکند رام اُپدیشک پلیٹ فارم پر آبراجے آپ کا مضمون ہون کے فوائد پر تھا۔ لیکچرار نے اپنے مضمون کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اور ہون کے فوائد لوگوں کے دلوں پر نقش کردئے۔ اس کے بعد بھجن ہوکر بابو ننھا لال طالب علم کالج نے اپنی طبع کردہ ایک نظم سُنائی۔ اور بھجن ہوکر جلسہ برخاست ہوا۔ ۲ بجے پہر سماج منڈپ میں آریہ پُرش آموجود ہوئے۔ آدہ گھنٹہ تک پہر بھجن ہوتے رہے۔ اُن کے بعد پنڈت رام نرائن اُپدیشک کا ویاکھیان شروع ہوا۔ اُنہوں نے بتلایا۔ کہ ہم سنسار کی جھوٹی باتوں کیواسطے کسقدر سامان جمع کرتے ہیں۔ لیکن سچی یاترا کے واسطے کوئی توشہ نہیں کماتے۔ جسکی ہم کو اس سے زیادہ ضرورت ہے۔ اُسکے بعد بھجن ہوکر پُتری پاٹھشالا کی کنیاؤں نے بھجن اور وید منتروں کا گاین کیا۔ اور اُن کے بعد ایک آٹھ برس کی کنیا نے ایک مختصر تقریر ستری شکشا پر کی۔ اور پہر بھجن شروع ہوگئے۔ یعنی حاضری بہت معقول تہی۔ لالہ لبھو رام طالب علم کالج کے بھجن لوگوں کو اپنی جانب آکرشت کر رہے تہے۔ اب ویاکھیان کے واسطے بہت کم سمہ تہا۔ لہذا بابو درگا پرساد صاحب قانونگو کر سہارنپور نے دو مسدس پڑہے۔ اور پشچات بابو ہربنس لعل وکیل سہارنپور

اُن کے بعد آرتی ہوکر جلسہ برخاست ہوا شام کے ۸ بجے سے پہر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اول بھجن ہوتے رہے اُس کے بعد پنڈت ہری شنکر کا ویاکھیان انگلش میں ہوا۔ جسکا خلاصہ دوسری جگہ ناظرین کی درشٹی گوچر ہوگا

پشچات پنڈت گوبند رام جی کا ویاکھیان پرمیشر وشے پر ہوا۔ جو تقریباً ۱/۲ گھنٹہ تک رہا۔ اور پہر بھجن ہوکر کارروائی جلسہ کی سماپت ہوئی

۱۴-اپریل صبح ۷ بجے سے پہر کارروائی شروع ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک بھجن ہوتے رہے اُس کے بعد شنکا سمادہان کو سمہ دیا گیا لیکن جب ۱۰ منٹ تک کوئی پرشن کرنیوالا نہ آیا تو آریہ لوگوں کو وقت دیا۔ کہ یدی وہ خود کچھ پوچھنا چاہیں تو دریافت کرسکتے ہیں۔ چنانچہ بابو بنسی لال وکیل نے مردہ جلانا چاہئے یا دفن کرنا یہ پرشن کیا۔ جسکا جواب بخوبی مل گیا پشچات اُنہوں نے یہ جرح پیش کی کہ پہر بچوں کو کیوں نہیں جلایا جاتا۔ بلکہ آریہ لوگ ابہی تک بچوں کو گاڑتے جاتے یعنی دفن کرتے جاتے ہیں۔ جسکا جواب گوبند رام جی نے یہ دیا۔ کہ یہ ایک رواجی بات ہے۔ اگر بچے بہی جلائے جاویں تو کچھ ہرج نہیں ہے پشچات سناتن دہرم سبہا کے ایک مہاشہ جن کا نام منشی امراؤ سنگھ تہا۔ مع دو ایک ہمراہیوں کے آپہونچے۔ آخرکار اُن کو سمہ دیا گیا لیکن سوالات وہی پرانے کہ آیا سنسکار ودہی ماننے یوگیہ ہے یا نہیں؟ یگیوپویت (جنیو) کی ودہی کس جگہ لکہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ جسکا جواب لالہ وزیر چند جی نے جو اہی تشریف لائے تہے۔ اچہے پرکار سے دیا۔ اُنکے بعد چودہری امیر سنگھ نے سوال پیش کیا۔ کہ آیا درختوں میں جیو ہے یا نہیں۔ اور کیا اُنکا کاٹنا پاپ نہیں۔ اور اسی سوال کو لیکر لالہ ستعدی لال نے بحث چھیڑ دی۔

جسکا اثر لالہ وزیر چند جی اور پنڈت رامچندر جی نے اچھے پرکار سے دیا۔ اور آخرکار ایک بھجن ہوکر پنڈت رام نرائن جی کا ویاکھیان اِس وِشے پر کہ سنسار کا اُپکارک کون ہے اور کِس طرح اُپکار ہوسکتا ہے۔ ہوا۔ اور تقریبًا ایک گھنٹہ تک کتھن کرتے رہے جسکا پربھاؤ بہت اچھا رہا۔ پھر بھجن اور آرتی کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ دو بجے پھر کارروائی شروع ہوئی۔ اور بھجنوں کے پشچات پنڈت ہری دت نے ایک منتر سنایا۔ اور اُن کے بعد شریمان لالہ وزیر چند جی کا ویاکھیان شروع ہوا۔ آپ نے دوران لیکچر میں مہرشی دیانند کے زمانہ کے دیگر ریفارمروں سے مقابلہ کرتے ہوئے اُن کی پوزیشن صاف کردی۔ اور ثابت کر دیا کہ وہ زمانہ کے سچے رشی تھے۔ اور سنسکرت کو اور زبانوں کی ماں بتلایا۔ مہرشی دیانند کی قایم کی ہوئی سماج کا اُپکار ظاہر کیا۔ پشچات بڑے موثر الفاظ میں سماج مندر کے لئے اپیل کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریبًا چار سو روپیہ مندر کے واسطے اکٹھا ہوگیا۔ اب سمے ہوگیا تھا۔ لہذا بھجن ہوکر اُس وقت کی کارروائی سماپت ہوئی اور لوگ سندھیوپاسن کے واسطے شہر کے کنارے چلے گئے۔ شام کے ۸ بجے سے پھر کارروائی جب شروع ہوئی۔ اُسوقت سمے شریمان پنڈت امراو سنگھ جی کے ویاکھیان کا تھا۔ اُن کی جسقدر تعریف کی جاوے تھوڑی ہے۔ یہ وہ رتن ہیں جن کا پرتو سا ما جگ دُنیا میں بہت کم ہوا۔ جو شخص سوامی جی کے ساتھ برسوں رہے۔ اور جن کو سوامی جی کے اس قدر حالات معلوم ہوویں۔ جو شاید موجودہ زمانہ میں مشکل سے کوئی

جانتا ہوگا۔ جن کے دل میں سوامی جی کی اِس قدر عزت ہے کہ واقعی ایسی آریہ کو کرنی چاہیئے۔ اور جو آریہ سدھانت کے لٹریچر کو انگلش اور اُردو میں بہت عمدہ طور سے پھیلا سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آریہ پبلک ایسے شخص کو [illegible] کرو کہ جیسے زیادہ مفید آدمی آریہ سماج کو مل نہیں سکتا ہے خیر میں اور خیالات کسی آئیندہ سمے کے واسطے چھوڑ کر پنڈت جی کے لیکچر کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اگرچہ پنڈت جی لیکچر کے واسطے طیار نہ تھے۔ لیکن پھر آریہ لوگوں کے اصرار پر پنڈت جی موصوف فورًا پلیٹ فارم پر پہونچ گئے۔ آپ کا مضمون اُس وقت ایشور ہستی پر رکھا گیا تھا اور کہا گیا تھا۔ کہ آپ Logically اسکو Prove یعنی ثابت کیجئے۔ پنڈت موصوف نے قبل لیکچر شروع کرنے کے پبلک پلیٹ فارم پر آنے کا استفادہ ظاہر کیا۔ اگرچہ اُن کے الفاظ اور بندش کلام موزونی طبع کو اپنی قلم سے ظاہر نہیں کرسکتا۔ لیکن اُن کے لیکچر کا تات پریہ جو کچھ ہے۔ وہ ضرور اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ادا کرسکتا ہوں۔ آپ نے بتلایا پبلک پلیٹ فارم آج کل لوگوں کے واسطے بچوں کا کھیل ہے۔ ہر ایک شخص لیکچرار بن کر پبلک پلیٹ فارم پر آسکتا ہے۔ ہر جانب سے حشرات الارض کی طرح × × × × لیکچرار نکلتے چلے آتے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ ہمارے لیکچر کا آغاز اور انجام کیا ہے۔ آپ نے تلایا کہ آریہ سماج میں سینکڑوں لیکچر ہوچکے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا۔ کیا آریہ لوگ

بھول سکتے ہیں۔ کہ سوامی جی کی پانچ منٹ کی تقریر نے لوگوں کو جنم بھر کے واسطے آریہ بنا دیا۔ اور سوامی جی کے واسطے بڑے عزت دار الفاظ استعمال کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی کہ لوگ ہمکو دیانندی کہا کرتے ہیں۔ اور ہم اِس لفظ سے خوش ہوتے ہیں۔ آپنے بڑے زور سے کہا۔ کہ کاش ہم دیانندی ہوتے " ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسی طرح پلیٹ فارم کا استفادہ عام کرکے اپنا لیکچر آرمبھ کیا۔ آپ نے بتلایا کہ ایشور کی ہستی ایک ایسی ہستی ہے جسکا ثبوت ایک ایک ذرہ سے مل سکتا ہے آپ نے ایشور کی سروویاپکتا کا اظہار explain کرتے ہوئے بتلایا کہ اُسکی ہستی سے کوئی ذرہ بھی خالی نہیں تو ہم اوسکی ہستی کو prove کرسکیں۔ اگر کوئی ذرہ بھی اُسکی ہستی سے خالی ہوتا تو ہم اُس سے مقابلہ کرکے اُسکی ہستی کو معلوم کرسکتے۔ لیکن وہ سروویاپک ہے اسواسطے اُسکی ہستی ایسی ہستی ہے جسکے ثبوت کی ضرورت ہی نہیں جسکو prove کرنا امکان سے باہر ہے دوسرا ثبوت یہ دیا کہ design کیواسطے Designer کی ضرورت ہے۔ آپ نے ایک پرتکھش مثال دیکر بتلایا جسکا کہنا طوالت ہے۔ کہ بغیر کارن کے کوئی کاریہ ظہور میں نہیں آتا۔ اگرچہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ چیز اتفاق سے بن گئی ہیں کا بنانے والا کوئی نہیں۔ مجرد دیا جاتا ہے۔ کہ یہ امر ممکنات سے ہے۔ لیکن اُس کے ثبوت کے واسطے کوئی امر واقع نہیں پیش کیا جاتا۔ پس وہ دعوے رد ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جبتک کوئی امر واقع نہوا ہووے نہیں کہا جاتا کہ یہ امر ممکنات سے ہے

لیکن اگر دنیا کی حالت پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام جہان میں ایک مکمل [illegible] موجود ہے۔ جس کے واسطے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سب سرشٹی اتفاق سے بنگئی۔ بیکن [illegible] کے آور سے لے کر آج تک تواریخ اس بات کا ثبوت نہیں دیسکتی ہے کہ بڑی سے بڑی یا کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بغیر بنانے والے کے بنی۔ گویا دوسرے الفاظ میں کوئی امر اس قسم کا واقع نہوا پس اس سے کہنا ممکن ہے کہ امر اتفاقیہ ہووے۔ بالکل غلط ہو جاتا ہے۔ اپنے مضمون کو [illegible] کرتے ہوئے دیا نند کو رشی قرار دیا۔ اور ان الفاظ پر زور دیا۔ جو سوامی کے منہ سے مرتیو کے سمے نکلے تھے۔ کہ ایشور تیری اچھا پوری ہووے۔ آپ نے بتلایا کہ واقعی دیانند ایشور کی پریرنا سے اس سنسار میں آیا تھا۔ اور جو کچھ کیا پیشور کے اپن کرکے اس کی آگیا کے آگے سر جھکایا جسنے اسے سنسار میں بھیجا تھا۔ اور آخرکار وہیں چلاگیا۔ جہاں سے آیا تھا شریمان پنڈت رام رنگ جی چیرز کے ساتھ اپنی جگہ پر واپس آئے۔ اور شریمان لالہ وزیر چند نے ان کی جگہ لی۔ آپ نے ستری شکشا پر اچھے پرکار ڈیڑھ گھنٹہ تک کتھن کیا۔ جسکا پربھاؤ ستریوں پر بہت اچھا پڑا۔ آخرکار لایق لیکچرار چیرز کے ساتھ اپنی جگہ آبیٹھے۔ اگرچہ سمے ہوگیا تھا۔ لیکن حاضری کی تعداد اس قدر تھی۔ کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا آخرکار ہارمونیم پر لالہ بہودرام۔ لالہ بانکارام۔ لالہ شیام لال اور ان میں

لالہ وزیر چند جیسے ہوئے ہیں سبہا گنگ نے بہجن گانا شروع کئے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک بہجن ہوتے رہے۔ تاہم طبیعت نہیں بہرتی تھی۔ حاضرین مست بنے ہوئے تھے ۱۲ بج چکے تھے۔ کوئی جانے کا نام تک نہیں لیتا تھا۔ اب سمے زیادہ ہوگیا تھا۔ لہذا باہر سے آئے ہوئے آریہ بہائیوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ پشچات برٹش گورنمنٹ کا شکریہ ادا کر کے مبارکبادی کا بہجن گایا گیا۔ اور آرتی ہوکر جلسہ برخاست کیا گیا آخیر کو لالہ منشی رام کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ انہوں نے ہماری آنریبل [illegible] پر لالہ وزیر چند جی کو بہیجکر جلسہ کی رونق کو دوبالا کیا۔ جب کہ آریہ پرتی ندہی سبہا اپنا وعدہ پورا کرنے میں قاصر رہی۔ ادم شم

اقم

رپورٹر۔ آریہ سماج رڑکی"

احتلام کا علاج

لالہ کوڑومل ویدجوہری لاہور سے لکھتے ہیں "آپ کے اخبار مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۱ء میں ایک پیڑت پراڈی کی طرف سے مرض احتلام کا نسخہ دریافت کیا گیا ہے۔ چونکہ اس مرض کے لئے جو دوائی میرے تجربہ میں آئی ہے اور جس کی حیرت انگیز چمتکاری سے سینکڑوں سعیبت زدوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ عام آدمیوں کے بنانے کے قابل نہیں ہے۔ وہ مہاشے میرے ساتھ خط وکتابت مع مفصل حالات کریں۔ میں دوائی مفت ارسال کردونگا۔ مجھے پورا وشواس ہے۔ کہ میری دوائی مرض احتلام کو جڑ سے اکھاڑ دیگی۔ کر پا کر کے اپنے پرچہ میں شائع فرمادیں"

لالہ سندرداس جی حافظ آباد سے لکھتے ہیں "آپ کے اخبار مطبوعہ ۱۹ اپریل میں ایک مہاشے نے نسخہ احتلام کی ضرورت تحریر فرمائی ہے۔ آپ مہربانی کر کے درج اخبار فرمادیں۔ دوائی نہایت عمدہ ڈاکٹر تو لداس کی ہے۔ نسخہ۔ تال مکھانا۔ ثعلب۔ موصلی سفید۔ تخم اٹنگن۔ تخم کونچ۔ تخم اٹنگن۔ تخم سنبھالو۔ تخم کرنجوا۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ اندرجو شیرین۔ بھکھڑو۔ زنجبیل۔ جوتری۔ پھٹکڑی۔ پوست یعنی کوکنار۔ ہر ایک دوائی تولہ۔ تولہ مصری سب کے برابر علیحدہ علیحدہ کوٹ کر چہان کر چہانی ہے۔ خوراک ماشہ ہمراہ شیر خام۔ ۲۱ یوم۔ دو دفعہ دن میں۔ پرہیز۔ شراب۔ خود نشہ۔ چیز ترش"

گلی ورن بیوستھا پر ایک اور رائے

ممالک مغربی وشمالی کے آریہ بھائی متوجہ ہوں

چودہری ٹھاکرداس جی دہرم سالہ سے لکہتے ہیں "آج کل آریہ سماج میں عجیب حالت کا ظہور نظر آرہا ہے۔ ویدوکت اپنی قسم کا ایک ہی بودھ پرچار ضروری کوگن کرم سبہاؤ انوسار سہاتما منشی رام جی کے مکان پر ہوا پشچات آریہ نام دہاری

کی طرف سے بڑے آوبہت لیکھ۔ وہاں کی آریہ پرتی ندہی سبہا کے آرگن میں نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ کہ جن میں دل کہول کر مہاتما جی کو سخت سُست کہا گیا ہے۔ اور اُن کے لکھنے والے نہ صرف آریہ ہی ہیں۔ بلکہ آریہ اُپدیشک ہی ہیں۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایسے وید ورودھ لیکھوں کے لیے وہاں کی پرتی ندہی سبہا کے اخبار کے کالم وان کیے گئے ہیں۔

آریہ پُرشوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور حیرانی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جن ویدک اصولوں کے پرچار میں رشی دیانند جی نے اپنے پران تک ارپن کر دیے۔ اور آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ تاکہ آریہ لوگ سرو سادہارن کو ویدک دہرم کی شکشا کر ویدک سدہانتوں کی شرن میں لاویں۔ اُسی آریہ سماج میں آریہ نام دہاری وید نندک پُرش اپنے کمزور آنکھی پروہ پوشی کے ہیتو اُلٹا ویدک دہرم الو پایی مہاتما جنوں کو نہ صرف گالیاں ہی پردان کریں۔ بلکہ اُنہیں گرانے کی کوشش کریں۔ ہا۔ کیسا آسچریہ ڈاک سماچار ہے۔ کیا آریہ پُرش یوں ہی کونبہ کرن کی نیند سوتے رہیں گے اور اُنہیں اپنا سرو تتر لٹا کر ہی ہوش نہ آویگی۔ بھائیو آگے کیا کچھ نہیں ہوا ویدک دہرم کے شترو اگر اسی پرکار ویدک خول پہن کر اسی کی جڑوں پر کلہاڑی بجاتے رہیں گے۔ اور آپ بدمست پڑے رہو گے۔ تو بہلا بتلائے

تو سہی کہ کیا ہوگا۔ آریہ پرتی ندہی سبہا کے اُوپکاریو!! اُدیشچہو تر دیشیہ شکتی اور ویدک دہرم کے پریمیو!! آوشیہ اِس اور دہیان دو۔ اور ابہی سے اِس مرض کا علاج سوچو! ورنہ ہوگی اسا دہیہ ہونے پر اوسند ہی برتہ ہوگی۔ کیا ویدک دہرم کے اصول ہزبانی جمع خرچ کے لیے ہی ہیں۔ اور عمل کرنے کا سمہ کبھی آوے گا یا محض قبل از وقت کے ڈھکوسلے کی ہی شرن لیتے رہو گے۔ آپ تو سنگ آدمی زمانہ کے پربہاؤ پر پورانک بہائیوں پر ہنسا کرتے تھے۔ کیا اب کلجگ کا پربہاؤ ہے۔ کہ آپ قبل از وقت کی مرض میں مبتلا ہو۔ اب تو میں دور چلا گیا۔ یہاں تو اصول کے ہی اُلٹے ارتھ لگائے گئے ہیں۔ کہ ایک جنم کی براہمنی لڑکی سوائے ایسے ہی براہمن لڑکے کے بواہ نہیں کر سکتی۔ گن کرم سوبہاؤ سے ذات کی بوگتا کے اگر یہی معنی ہمارے بھائی اور ہمارے اُپدیشک لیتے ہیں۔ تو اس میں سندیہ نہیں کہ آریہ سماج کی کشتی غرقاب ہونے کو ہے۔

قبل از وقت کی مرض ہمارے پنجابی بھائیوں میں بھی پربل پھیلی ہوئی ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اُنہوں نے ہی اس وید وکت بواہ پر قبل از وقت کا ڈھکوسلا سامنے رکھتے ہوئے اُن میں سے بڑے بڑے ماننیہ سجنوں نے اِس نئی قسم کے ایک ہی جوڑے کو جو عین وید وکت طریق پر قایم ہوا ہے گرانے کی کوشش کی مگر پشچہوتر یہ بھائیوں نے تو غضب

ہی ڈہا دیا۔ بجائے اِس کے کہ یہ سب کے سب بہادروں کی طرح پر ڈہارس بندہاتے۔ کہ جنہوں نے رشی کے اُپدیش پورن کرنے میں ایک قدم آگے رکھ کر ورن آشرم ویدک مریادا قایم کی۔ اور خود ہر طرح کی دُنیاوی مخالفتیں برداشت کرتے ہوئے۔ جہاں دہرم کو نہ چھوڑا۔ وہاں پر ایک مثال قایم کر دی۔ مگر یہ ایسے شرم والے نکلے۔ کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ورن بیوستھا کے یہ ورُدھ۔ آریہ براوری کے یہ برخلاف اِس کے یہ برخلاف۔ اُس کے یہ برخلاف جیو چھپی ہوئی۔ ہاں اگر دلیل چاہو تو ہر طرح کی موجود ہے۔ ویدک دہرم کے سیوک گالیوں سے بدنام نہیں ہو سکتے۔ پشچہوتر دیشیہ آریہ سجنوں سے ونیز آریہ پرتی ندہی سبہا سے نویدن ہے۔ کہ وہ ضرور اِس امر کا فیصلہ فرمائیں یدی اُن کا کوئی اپدیشک یا ممبر ایسے ہی سدہانت رکھتا ہو۔ اور اس کا پرچار ہی کرتا ہو۔ تو پہلو بچت پربندہ کریں۔ ہاں اگر سبہا ہی ایسا سدہانت رکھتی ہو۔ تو صاف صاف تحریر فرماوے۔ تاکہ نشچے ہو جاوے۔ ورنہ اُن لیکھوں کے لیے پشچاتاپ پرگٹ کریں۔ جو کہ سبہا کے آرگن میں نکلے ہیں

کیا یہ قابلِ افسوس نہیں ہے؟

لالہ گنیش داس جی سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ

(۱) مانا کہ مجھے جانچنے کی اتنی بڑی قابلیت نہیں۔ مگر کئی ایک دیگر لائق پُرشوں کے مُنہ سے بھی تو جوں ہی کہ ان کے ملاحظہ سے گذرا۔ مرحبا کی صدا ہی نکلتے سُنی۔ اس چشمہ امرت سے عوام کو آگاہ کرنا اپنا فرض عین جانتے ہوئے کئی دفعہ قلم کو ہاتھ میں لیا مگر کمی استعداد مانع رہی۔ یہ خیال کہ جب ایک طرف نئے نئے ڈھنگ کی شوخ تحریریں ملمع کو کُندن کر کے دکھلا رہی ہیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ میرے جیسے بے بضاعت کی قلم سے نکلے ہوئے بے سر و پا روکھے پھیکے الفاظ کہیں اگلی بنی کو بھی بگاڑنے کا موجب نہیں۔ میں اس حیص و بیص.. قیل و قال میں تھا کہ میرے پیارے متر لالہ پالارام جی شرف صدر بند و بست ضلع جہلم کا نن لکھت پتر مجھے پراپت ہوا

از جہلم ۱۷/۱۰

میرے پیارے متر! .. .. ..

نمستے۔ آپ کی عنایت کا میں مشکور ہوں رسالہ کی پہلی جلد مجھے نمبر میں ہی پہونچ گئی تھی۔ جس کے مطالعہ سے بہت لابھ اُٹھایا ہے۔ چونکہ میری اشتھا (پیاس یعنی اشتیاق) اِس لٹریچر کے لئے زیادہ بڑھ گئی ہے اس لئے میں اس رسالہ میں جو چند منتروں کا ترجمہ آہستہ آہستہ نکلتا ہے۔ اُس کا انتظار نہیں کر سکتا آپ کا علم اس بارہ میں زیادہ ہے آپ مطلع فرماویں کہ کسی ایک وید کا مکمل ترجمہ کسی جگہ سے ارزاں قیمت پر مجھے دستیاب ہو سکتا ہے؟ یا نہیں"

(آپ کا پالارام از جہلم)

پور وکت پرشٹبت، اور یوگیہ سجن پُرش کی اس تحریر کو اپنی پورانی دلی خواہش کی پورتی کا ایک سادھن سمجھتے ہوئے میں بھی بلا کم وکاست عام پبلک اور خاص کر دھرم کے متلاشیوں کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور اپنے متر لالہ پالارام جی کے پیچھے دھرم سمبندھی خیالات اور میرے ہی مکان پر یہاں سیالکوٹ میں مذکورہ بالا رسالہ کے پہلے ہی دفعہ صرف دو چار منٹ کے لئے معمولی طور پر اُن کے ہاتھ میں آنے اور اُن کی طبیعت کو چپکے سے اپنے ہاتھ میں لانے کے واقعات کو علیحدہ رکھ کر میں صرف اس قدر جتلانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ رسالہ "آریہ مسافر میگزین" نامی ماہواری رسالہ جو دھرم ویر شری یان پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کے آدرشیہ کو کمال خوبی اور خوش اسلوبی سے پورا کرتے ہوئے آریہ دھرم کے گوروں کی مخالفین سے داد دلوا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس میں بہ کثرت ہونے والے۔ گو وید کے مسلسل اردو ترجمہ اپنگ شاستر بھاشیہ۔ اور ویدک ست شاستروں کے اُدھیڑبن مخالفین کے اعتراضوں کے دندان شکن جوابات۔ اور دیگر انیاس تنہا سنبندھ ودیا سمبندھی اعلیٰ اعلیٰ مضامین کی خوبی کے ثبوت میں لب کشائی اور خامہ فرسائی کی جرأت کیجائے تو صرف اس قدر کہنا ہی کافی ہوگا۔ کہ اس کے ایڈیٹر شریمان مہاشہ منشی رام جی جگیاسو پرسدھ پرتشٹت منتری لیکھ آریہ اور مہاشہ وزیر چند جی ودیارتھی ایک مشہور لیکچرار اور اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا ہیں۔ اور قیمت سالانہ صرف عا مع محصولڈاک

مگر باوجود ان سب کے مجھے سخت حیرانی ہوئی یہ سنکر کہ اس بیش قیمت رتن کے خریداروں کی تعداد اسقدر کم ہے۔ کہ اگر دو سو خریدار اور بڑھ جاوینگے تو صرف اسکا اپنا خرچ ہی پورا ہوگا۔ آریہ پرشو! آپ ہی انصاف کیجیگا۔ کہ کیا قابلِ افسوس نہیں ہے۔

افسوس!! افسوس!! افسوس!!!

(۲) کوئی مہاشہ کرپا کرکے بتلا سکتے ہیں۔ کہ شریمان پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر ہی جو کہ گرو چیلہ کی چال اور گرو ڈم کے جانی دشمن تھے۔ کبھی پیرو کی اُداسیوں۔ اور ستھروں کی طرح چیلے مونڈا کرتے تھے۔ اگر نہیں تو پھر لالہ رام آشرا جی کا اپنے آپ کو پنڈت جی کا چیلہ ظاہر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر آپ کو پنڈت جی سے پریم اور شبھ خوش اعتقادی کا دعویٰ ہے تو شش کے سے ٹھیک طرح پر ادا کیا ہو سکتا ہے۔ آیندہ لالہ جی مالک ہیں۔ اگر کوئی باریک بھید ہو تو کرپا پوروک وہ خود یا کوئی انیہ مہاشہ درشن گیات کرانے تعاون کرنے میں نسخہ ہے کہ کداپی کسی

ریویو

چیتاونی چندر و دے :- یعنی گیان برگ کے مضمون پر بھجن . غزل . ٹھمری وغیرہ مصنفہ بلدیو سنگھ ورما . قیمت فی جلد ۲ر . ستسنگ پر یہ بھجن عموماً موثر ہو سکتے ہیں - اس کتاب میں عموماً نشیوں کو خبردار کرنے کے لئے بھجن درج کئے گئے ہیں . درخواست خریداری بنام مہاشہ بلدیو سنگھ ورما پلٹن مقیم بانس بریلی

گپت لیلا جلد اول :- جس میں پرنامی مت (جو پنجاب میں جیجو پنتھ کے نام سے مشہور ہے) کی اندرونی حقیقت کو مہتہ جینڈا رام سبھاسد آریہ سماج لائل پور متوطن قصبہ کمالیہ ضلع منٹگمری نے ظاہر کیا ہے - اس کتاب کا مضمون چٹھیوں کی شکل میں ستیہ دھرم پرچارک میں چھپتا رہا ہے . مہتہ جینڈا رام جی نے اس کنچری پنتھ کا حال ظاہر کر کے پبلک پر بڑا بھاری احسان کیا ہے . اس پنتھ کا انہاس بتلاتا ہے . کہ محمدیوں کے منظور نظر بننے اور ساتھ ہی ہندو ہی بنے رہنے کے لئے اس مت کے پیشوا نے کیسی عجیب چال چلی ہے جس سے بغیر ظاہرا مخالفت کے وید اور شاستر کے سدھانتوں کو عوام کی نظروں سے گرا دیا ہے - درخواست خریداری بنام مصنف بھیجئے - قیمت فی جلد کتاب پر درج نہیں ہے

آریہ سماجک خبریں

راجپورا ریلوے سٹیشن پر آجکل بابو دیوی چند ٹیلیگراف کلرک انبالہ چھاونی سے تبدیل ہو کر چلے گئے ہیں . آپ کی بدولت اب راجپورہ آریہ سماج میں رونق رہتی ہے . سپتاہک جلسے باقاعدہ ہونے لگ گئے ہیں - اور سنیچر کے روز سنت نوارنی سبھا ہوتی ہے . جس میں عیسائی اور محمدی بھائی بھی حصہ لیتے ہیں

ہانسی میں پنڈت بھوجدت پرچارک نے تین دنوں تک اچھا پرچار کیا - ایک پادری اور ایک پورانک برہمن سے مباحثہ بھی ہوا -

آریہ سماج خیرپور سادات تحصیل علی پور ضلع مظفرگڈھ کے منتری مہاشہ نے وہاں کے حالات لکھے تھے - جو بوجہ غیر حاضری پڑے ہی پڑے رہے - گزشتہ ہولیوں میں پوکھرداس کی دوکان پر باوا آتم داس نے چار دنوں تک ہون کرایا - اور لیکچر بھی ہوتے رہے - جن میں مردوں کے علاوہ چقوں پر سے ستریاں بھی سنتی رہیں . نگر کیرتن بھی ہوا - ستریاں بھی چار دن پاٹھ شالا کے مکان میں ہون کرتی رہیں . حاضری اکیس اور ۱۵۰ کے درمیان ہوتی رہی - اس جگہ سماج میں ستیہ دھرم پرچارک شروع سے آخیر تک پڑھا جاتا ہے . رشی دیانند کے جیون چرتر کی کتھا سماپت ہو گئی ہے جو ٹھاکر موہن لعل کرتے تھے . اب ستیارتھ پرکاش کی کتھا شروع ہے -

ڈنگہ آریہ سماج کے سبھاسدوں نے بیساکھی کے روز نگر کیرتن کیا . میلہ کے تالاب پر ہی بھجن اور ہون ہوا -

مہاشہ پھومن چند جی اپ منتری آریہ سماج

چھاونی نیمچ لکھتے ہیں "آریہ پرتی ندھی سبھا راجستھان اور آریہ سماج اجمیر کا سالانہ جلسہ ساون کے مہینے میں ہو گا - تاریخ ابھی نشچت نہیں ہوئی - دیانند اناتھ آلیہ کا کام عمدگی سے چل رہا ہے - سجنوں کو سہایتا دینی چاہئے - برہمچاری برہمانند جی آیوروید میں براجمان ہیں روگیوں کو دھرمارتھ دوا بانٹتے اور ۱۰ بجے سے پانچ بجے تک دو بار تھیوں کو سنسکرت پڑھاتے ہیں - نیمچ آریہ سماج کے سپتاہک جلسے برابر ہوتے ہیں - لالہ ماگی معل جی وہاں اور مہاشہ جگناتھ شرما منتری ہیں"

کٹاس کے میلے پر اس سال پنڈت بھگت رام اور پنڈت دولت رام جی اپدیشکان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ویدک دھرم کا پرچار کیا اس موقعہ پر بہیش گرسادہونے آریہ سماج کے خیمے لگنے میں بہت سی رکاوٹیں ڈالنی چاہیں لیکن تحصیلدار صاحب کی انصاف پروری سے مخالفوں کی کچھ پیش نہ گئی - اس پر وہاں آریہ سماج کا ایک رہنا مکان بننا چاہئے - اس بارے میں آریہ پرتی ندھی پنجاب کی سیوا میں لکھنا بہتر ہو گا -

کمیریاں میں ۱۳ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو منشی رام سکرٹری کی کنیا کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا - سنسکار پر کنیا کے پتا نے ایک روپیہ کنیا اناتھ آلیہ جالندھر کے لئے دان دیا - اور شیرینی تقسیم کی - نیز ۱۸ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ کو لالہ سنت رام جی پتا کارکیش آریہ سماج کمیریاں کے بالک کا جات کرم سنسکار ویدوکت ہوا - اور سنسکار کی سماپتی پر لالہ سنت رام جی نے ایک روپیہ ۸ر دان دیا - اور لڈو تقسیم کئے

۱۸ - اپریل بروز سوموار لالہ گوری شنکر کوشادھیکش آریہ سماج کشمیر کے گھر پتری اُتپن ہوئی - اور اس کا جات کرم سنسکار ویدوکت

کیا گیا۔ اس موقع پر لالہ صاحب موصوف نے ایک روپیہ چار آنہ کنیا اناتھ آلئے جلندھر کو دان دیا۔ اور آئے ہوئے بھائیوں کا مٹھائی سے ستکار کیا۔

لالہ نانک چند جی پٹواری کہ ہد ممبر آریہ سماج پھالیہ کے لڑکے کا نام کرن سنسکار ۵۔ اپریل ۱۹۰۱ء کو پنڈت ہرنام سنگھ جی اُپدیشک نے ویدک ریتی سے کرایا۔ ایک روپیہ گروکل و ایک روپیہ پنڈت جی کو دان ملا۔ لڑکے کا نام بھیم سین رکھا گیا۔

آریہ سماجوں کے سالانہ جلسے

۱۹۰۱ء

سیوہارا ضلع بجنور ۲۴۔ ۲۵۔ و ۲۶۔ اپریل

خان گڈھ ضلع مظفر گڈھ ۲۸ و ۲۹۔ رر

شرقپور ضلع لاہور ۲۸ و ۲۹ رر

کنیا اناتھ آلئے جلندھر

حصار میں لالہ سدا نند جیلر کے پورے شارتھ سے کنیا اناتھ آلئے جلندھر کے لئے دھن ایکتر ہو رہا ہے۔ امید دلائی جاتی ہے۔ کہ ... کے قریب ہو جاویگا۔ ... روپیہ کی پہلی قسط آگئی ہے۔

حسب ذیل اور رقوم کنیا اناتھ آلئے کے لئے وصول ہوئی ہیں۔

لالہ رنجیت رائے سکرٹری آریہ سماج سرگودھا ... منشی رام رتن جھیل گڈھ ... لالہ بندیداس پنشنر ... لالہ رلا رام قانونگو ... لالہ کشن دیال ... عما

پنڈت برج نندن منتری آریہ سماج مین پوری نے ... یتیموں کے لئے جمع کئے تھے۔ جن میں سے چھ روپیہ آٹھ آنہ کنیا اناتھ

کے لئے بھیجنا لکھتے ہیں۔ لیکن یہاں صرف چھ روپیہ چھ آنہ پہونچے ہیں۔

قابل توجہ ادھشٹاتا اناتھ آلئے:۔ ۱۱۔ اپریل کے ٹربیون میں چھپا ہے۔ کہ ۹۔ اپریل کی پنجاب قحط کمیٹی نے کچھ روپیہ ایسے یتیم خانوں کو بھی بانٹا ہے جنہیں کچھ نہیں ملا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے بابو ابناش چندر موز مدار کی توجہ کنیا اناتھ آلئے جلندھر کی طرف بھی دلائی تھی۔ اگر آپکے پاس کوئی خبر اس اناتھ آلئے کو مدد ملنے کی نہ آئی ہو تو لاہور سے خط و کتابت کر کے دریافت کیجئے۔ کہ آیا اس دفعہ کنیا اناتھ آلئے جلندھر کچھ کر پا ہوئی ہے یا نہیں؟

ایک ہونہار آریہ بھائی اپنی پوری تنخواہ ایک ماہ کی ... روپیہ کنیا اناتھ آلئے کے لئے بھیجتے ہیں۔ لیکن اخبار میں اپنا نام نہیں پرکاشت کرانا چاہتے۔

مہاشہ جیوا رام جی ریاست کوٹار (جتوانہ) سے لکھتے ہیں "آپ کا اپیل کنیاؤں کے لئے جو پچھلے کسی پرچہ میں شائع ہوا تھا۔ بہت ہی باثر تھا۔ اُسکو پڑھکر میری عجیب حالت ہو گئی تھی۔ میں نے چاہا تھا کہ فی الفور کچھ ارسال کروں۔ لیکن پھر سوچا کہ اگر اور بھائی بھی اُس میں شامل ہوں۔ تو اختیار ہے۔ لیکن اس وقت تک دورہ پر چلے جانے کی وجہ سے کچھ نہ ہو سکا اسلئے تین روپیہ ارسال ہیں۔ حسب ذیل جمع فرماکر رسید بھجوا دیجئے۔ آئندہ کوشش کرونگا جیوا رام نائب سررشتہ دار مال ... روپیہ منشی درگا پرساد صاحب اہلمد مال ایک روپیہ ... اس کی وصولی کی سبیل یہ ہے کہ شروع جون یعنی ۲۔ جون کو اخبار ستیہ دھرم پرچارک یا اور کوئی ستریوں کا اخبار دو روپیہ کا وی پی میرے نام بھیج دیا جاوے۔ اور آئندہ بھی اسی طرح دو ماہ گذرنے پر بھیجا جایا کرے۔

راہم رتن شرما فارسٹر جنگلات جیسلمیر نے حسب ذیل رقوم جمع کر کے بھیجتے ہیں۔

چودھری ... نمبردار ... سردار ... سنگھ صاحب ہیڈ گارڈ جنگلات ... منشی ہر دیال سنگھ ملازم جنگلات ... پنڈت دیا رام صاحب پٹواری ... منشی دیوی سنگھ صاحب ... رائے صاحب ... میاں روپ سنگھ صاحب نمبردار ... دیا دھن ساہوکار ... پنڈت دیوی دیال صاحب ... بابو نرنگھداس صاحب پوسٹماسٹر ... بھگو سین دوکاندار ... لعلو فارسٹ گارڈ ... میاں نورو فارسٹ گارڈ ... میاں پرتھی سنگھ فارسٹ گارڈ ... میاں پرمود سنگھ فارسٹ گارڈ ... میاں ہری سنگھ فارسٹ گارڈ ... میاں ... سنگھ فارسٹ گارڈ ... میاں خوجہ فارسٹ گارڈ ... ... فارسٹ گارڈ ... میاں ... فارسٹ گارڈ ... بھورو فارسٹ گارڈ ... لالہ کانشی رام دوکاندار ... لالہ گگو دو رام مہاجن دوکاندار ... بھگت رام زرگر ... نیاز مند خود ...

میزان ...

نوٹس

یتیم خانہ آریہ سماج چھاونی فیروزپور کمیٹی کو ایک ایسے لائق۔ ہوشیار پاس شدہ ہسپتال اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ جو علاج معالجہ میں کافی تجربہ رکھتا ہو۔ تنخواہ ... سے ... روپیہ تک حسب لیاقت ملیگی۔ آریہ اور پنشنر ڈاکٹر کی درخواست کو ترجیح دی جاویگی۔ درخواستیں تاریخ اشتہار سے ۱۵ یوم تک سکرٹری یتیم خانہ کے پاس پہونچ جانی چاہئیں۔

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں

منشی چمن لعل از تلہر۔ پنڈت گنگا دت جی شاستری کو سکندرآباد گروکل کے پربندھ کے لئے دھنیہ واد دیتے ہیں۔ اور تلہر میں ایک سنسکرت پاٹھ شالا کا آٹھ ماس سے قایم ہونا بتلاتے ہیں۔ جس میں رشی دیانند کی لکھی ہوئی پری پاٹی (پدھتی) شکشا ہوتی ہے اس پاٹھ شالا کے لئے دھن کی سہائتا آریہ پرشوں سے چاہتے ہیں۔

مہاشہ جگن ناتھ ورما۔ لال مرچ کا پیچھا اب چھوڑ دیجئے۔ یہ مباحثہ بند کر چکا ہوں

مہاشہ ودیا دیانا گری۔ چونکہ آپ کی رشی جیون پستک کی چھپائی کے خیال سے آپ کا مضمون نکلا ہے اس لئے وہ کچھ زیادہ مفید نہ ہوگا۔ علاوہ بریں اب یہ مضمون اخبار تک سے نکل کر شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے وچار میں آرہا ہے۔ اس لئے اخباری تحریروں سے فایدہ نہیں نکلیگا۔

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) کھل ارتھات دشٹ جن سرسوں برابر بھی دوسروں کے چھدر (سوراخ) کو دیکھتا ہے۔ اور اپنی بیل برابر چھدر کو دیکھتا ہوا بھی نہیں دیکھتا (۲) دشٹ جن بنا دوسروں کی نندا کئے پرسن نہیں ہوتے۔ کوا سب رسوں کو کھاتا ہے۔ پرنتو بنا وشٹھا کے ترپت نہیں ہوتا۔

(۳) ودیا سے یکت بھی دشٹ پرش تیاگنے یوگیہ ہے کیا منی رکھنے والے سانپ بھیانک نہیں ہوتے؟۔ (۴) دشٹ پرش اپنے سوبھاؤ سے ہی دوسروں کے کاریہ کو بگاڑتے ہیں۔ کپڑا کاٹنے سے چوہے کا پیٹ نہیں بھرتا! (۵) اچھا چھنے کی طرح دوشوں کو تیاگ کر گنوں کو پنڈت گرہن کرتا ہے۔ اور دشٹ جن چھلنی کی طرح دوش کو گرہن کرتے اور گن تیاگ دیتے ہیں (۶) جس دیش میں پیدا ہوتا ہے اسی کو اپنے کرموں سے ادہم (نیچ) منشیہ نشٹ بھرشٹ کرتا ہے۔ جیسے بانس کو گھن۔ (۷) سانپ کا وش دانت میں ہے۔ مکھی کا وش سر میں۔ بچھو کا وش پونچھ میں۔ اور درجن کے سب انگوں میں۔ (۸) کٹھورتا۔ سنتان کا کارن بگاڑ۔ دوسرے کے دھن اور ستری میں اپنا سجن اور بندھوؤں کی بات کو نہ سننا یہ سب دشٹوں کو سوبھاؤ ہی سے سہج ہیں۔ (۹) پیچھے سے کاریہ کو بگاڑنے والا۔ اور سامنے مدھر بولنے والا متر کو ایسے پر دودھ رکھے ہوئے وش کے گھڑے کی مانند تیاگ دینا چاہئے۔ (۱۰) ہاتھی چھوتے مار ڈالتا ہے۔ سانپ سونگھتے سونگھتے کاٹ لیتا ہے راجہ ہنستا ہوا مار ڈالتا ہے۔ اور درجن مان کرتا ہوا پران ہر لیتا ہے۔ مترجم۔ گوردھن پیارا۔

آریہ سماج گڑھی عبداللہ خان کا دوسرا سالانہ جلسہ اور حکیم منگل سین گنگوہی سے مباحثہ

جلسہ ۵ و ۶ و ۷ اپریل کو غیر معمولی کامیابی اور سدارو کیساتھ ہوا۔ ۵ کی شام کو نگر کیرتن بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام سے ہوا۔ بیرونجات سے قریباً ۱۵۰ آریہ بھائی شریک جلسہ ہوئے تھے۔ پنڈت مکند رام جی۔ چودھری خوب چند جی۔ سوامی دیانند جی

پنڈت گوبند سہائے جی ساکن گنگا کے دھرم اپدیش اور ویاکھیان ہوئے۔ جن کا پربھاو اتی اتم رہا۔ وید پرچار فنڈ کی جگہ پورہ ہاتھ چندہ در چندہ گروکل سماج کے لئے اپیل کی گئی جس میں [illegible] روپیہ اور ایک چھوٹی بڑی بند نقرہ اکٹھے ہو گئے پنڈت کرپا رام شرما جگراؤں کو دیکھکر یہ سماج اتیئنت پرسن ہوئی۔ حقیقتاً ویدک دھرم کی اشاعت کے لئے ایسے ہی درد والے اور مذہب کے ماہر کی ضرورت ہے۔ سب کامیابی اس سماج کے ذمہ تھا۔ ایک متعلقہ ممبر اور [illegible] سندکار ہو حکیم منگل سین گنگوہی سے بچنے کے لئے ہماری سماج کے پردہان نے ۱۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ایک باقاعدہ چیلنج تحریری مباحثہ کے لئے۔ آریہ پتر۔ آریہ سماچار۔ ستیہ دھرم پرچارک میں دیا تھا جسکا آج تک کچھ جواب نہیں آیا اور نہ حکیم موصوف کو تحریری مباحثہ کا حوصلہ ہوا۔ اس اثنا میں ایک رجسٹرڈ نوٹس بھی تقریری مباحثہ کے واسطے منجانب آریہ سماج دیا گیا۔ اسپر بھی انہوں نے مباحثہ سے گریز کیا

ویدک دھرم کا سیوک لیکھ منتری آریہ سماج گڑھی عبداللہ خان

ورن بیوستھا کے متعلق

شری مان انید ور مہاشے لالہ منشی رام جی۔ نمستے آپنے پنڈت پریاگدت جی ادھیکشی کے پتر کی نقل شایع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں پنجاب اتر دیش وادھ [illegible] تمام آریہ بھائیوں سے نویدن کرتا ہوں کہ ستیہ دہرم پرچارک کے کالموں میں زیر بحث ورن واد کی نسبت اپنی رائے قایم کریں۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ پنڈت پریاگدت سے آریہ نام دھاریوں کی شر انگیز تحریریں نفرت کے قابل ہیں تو اُن کا فرض ہے۔ کہ اپنی رایوں کا اظہار بذریعہ [illegible] کر دیں" لہذا ضروری [illegible]

کہ مناسب ہے۔ چاہیے کہ ان تمام غلط فہمیوں کو دور کیا جاوے جن کی وجہ سے پارٹی فیلنگز پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے "

اس میں شبہ نہیں کہ آریہ سماجوں میں بیواہ زیر بحث اپنی نوعیت کا پہلا ہی دفعہ ہے۔

جس میں ورن جنم کا کشتری اور بیاہ برہمن ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ آریہ سماجوں میں باوجود ہر طرح کی کوشش کے ویدک سدھانت کے عملی پرچار کی کمی سے ورن بیوستھا گن کرم سوبھاؤ سے قایم کرنے کا کافی مصالحہ نہیں پایا جاتا۔ اور اگر ہو بھی تو ان میں شردھانند جیسے سچے گرو موجود ہیں جن کی دی ہوئی اوستھا عوام التعلیم ہو۔ اور نہ سچے جگیاسو ہی عموماً پائے جاتے ہیں۔ جن کا گن کرم سوبھاؤ اونچ ورن کا مقتضی ہو۔ یا موجودہ سوسائٹی کی بیوستھا ست بھاؤ سے تسلیم کریں۔ چنانچہ اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ اسوقت ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص اپنے ورن کے نیچے درجہ کا کرم کرتا ہوا پایا جاتا ہے۔ مگر اپنے ورن کے تنزل کو گوارہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسے موقع پر جب کوئی ایک ہی نقص اسکو دکھلایا جاتا ہے تو ہٹھ یا درد کی سپرٹ میں مخالفت شروع کر دیتا ہے۔ مگر آتم سمرپن کرنے کے لئے طیار نہیں ہوتا۔ انہیں وجوہات سے سماجوں میں جہاں کہیں خصوصیت کیساتھ ورن مدنظر کرنا ہوتا ہے۔ وہاں جنم کی ہی ورن پر کام چلایا جاتا ہے۔ آریہ برادری کی تحریک میں اکثر وچارشیل پرش اسی وجہ سے کامیابی کی امید کم دیکھتے ہیں کہ ورن بیوستھا کا قایم ہونا مشکل ہے۔

اب جن صورتوں میں جیسے بیواہ میں ورن کا معاملہ خصوصیت کیساتھ زیر بحث ہو رہا ہے وہاں پر بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جنم کا ہی ورن لیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم پرچارک میں ہمیشہ دیکھتے ہیں۔ کہ جہاں وواہ کا نوٹس مشتہر ہوا وہاں کپور بونجاہی - کہتا - ٹنڈن وغیرہ وغیرہ الفاظ ہی نظر آتے ہیں۔ جنم کا ویشیہ یا کشتری ہمیشہ ویشیہ کے ہی ویشیہ یا کشتری کو تلاش کرتا ہے۔ (ایسی تحریر سے میری مراد ان (نافص پالک یا بالکاؤں سے نہیں ہے۔ جو بالکل دوسرے کے ادھکاریں ہوتے ہیں) اور ایسا کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ ورن بیوستھا کا ابھاو ہے۔ پس جبکہ یہ حالت ہے تو ایک بات جو نئے طریقہ سے رچا ہے وہ نیا طریقہ بلا تعصب اور طرفداری جائز طور سے ہی کیوں نہ اختیار نہ کیا گیا ہو) کیجاوے۔ عموماً لوگوں کی حیرت کا باعث ہوتی ہے۔ خاصکر ایسی حالت میں جبکہ معترض لوگوں میں پارٹی فیلنگز کا سواد پہلے سے ہی پیدا کر دیا گیا ہو۔ اس مواد سے میری مراد ان تحریروں سے ہے۔ جسمیں پنڈت تلسی رام جی جیسے شانت اور یوگیہ پرش پر نکتہ چینی کرتے ہوئے یہ دکھلایا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اندر برہمن اور پنڈت لوگ نامعتبر اور قابل نفرین ہیں۔ جن کی نسبت آپ ہی کئی مرتبہ شایع کر چکے ہیں کہ اس قسم کی تحریرات قابل نفرت ہیں۔ ان صورتوں میں جب تک وواہ زیر بحث کا مفصل حال معلوم نہ ہو جاوے کسی قسم کی رائے قایم کرنا مشکل ہے۔ آپنے جو حالات ورہ ودھو کے شایع کئے ہیں۔ وہ میری رائے میں عوام کی تسکین کے لئے ناکافی ہیں۔ ممکن ہے کہ پنڈت دولت رام جی کا صرف اسقدر سوچنا سے سنتوش ہو گیا ہو کہ " ان سچے آریوں نے ذات پات کی سخت زنجیروں کو توڑ کر عملی طور پر ویدک ورن بیوستھا کی بنیاد رکھی۔ کنیا کے ... والدین جنم کے لحاظ سے براہمن کہلاتے اور ور کے راجپوت " وغیرہ۔ مگر اس بارہ میں مزید تشریح کی ضرورت ہے۔ یعنی یہ کہ منو

اور براہمن گرہستوں میں تبلائے ہوئے گن کرم سوبھاؤ کے موافق اس کنیا میں کشتری پن آ جانا یا ور میں براہمن پن آ جانا کسطرح سے دہ ہوا۔ اور ایسا پری ورتن کی بیوستھا دینے والے کون مہاشہ اور کس یوگیتا کے تھے۔ اگر یہ باتیں مشرح مشتہر کر دی جاتیں۔ تو غالباً کوئی وچارشیل اس معاملہ میں بیجا مخالفت کرنے کا ساہس نہ کرتا۔ اب آپ سے بادب نویدن ہے۔ کہ کرپا کر کے حسب ذیل سوچنائیں پرکاش کر دیجئے۔ کہ اس معاملہ کو طول نہ دیا جاوے

(۱) ور کے گن کرم سبھاؤ کس پرکار کے تھے
(۲) کنیا کے گن کرم سبھاؤ کس پرکار تھے
(۳) ان دونوں کے ورن کی تمیز لے اُدھیکش ریت سے بیوستھا دی۔

---

(۴) بیوستھا میں کس خاص گرنتھ کا آشرا لیا گیا
(۵) کیا آپ کی دانست میں پنجاب میں آریوں میں سے کوئی صاحب ایسے ہیں جن کی کنیا جنم کے ورن سے نیچے درجہ کے گن کرم سبھاؤ رکھنے والی ہو۔ اس کا وواہ نیچے درجہ کے ورن کے ساتھ وواہ کر دینے میں رضامند ہوں

---

(۶) یہ بواہ پُنر وواہ میں داخل ہے۔ یا نیوگ میں۔ یا کس میں۔

---

(۷) اس طرف اکثر لوگوں کا خیال کہ کنیا بیوہ اور لاوارث ہونے کی وجہ سے کوئی جنم کا براہمن اس سے وواہ کرنے کو طیار نہیں تہا۔ اور وہ بغیر خاوند کے رہ نہیں سکتی تہی۔ اسلئے مجبوراً یہی مناسب سمجھا گیا کہ مصلحتاً کشتری کے ساتھ ہی اس کا سمبندھ کر دیا جاوے۔ یہ خیال کہاں تک درست ہے۔
(۸) اگر کوئی جنم کا براہمن یوگیہ تہا تو اسکے ساتھ آپ اس کنیا کا بواہ کر دینا مناسب سمجھتے تھے یا نہیں۔ (۹) سرکاری قانون کے مطابق

پنڈت پرباگدت جی کی تحریر پر شک شبہ جب ہی دور ہو سکتا ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا باتوں کی تشریح ہو جاوے۔ اسلئے آشا ہے۔ کہ آپ بہت پوربک وچار کر کے ایک نتیجہ نکالنے کا موقع دیں گے۔

پنڈت پرباگدت جی کی نسبت آپ کی تحریر کا یہ جملہ کہ یہ "جو آریہ بن کر بھی اوستھی بنے رہے" عجیب پُر مذاق معلوم ہوتا ہے مہاشے جی! آریہ بننے کے لئے یہ تو ضروری نہیں۔ کہ وہ اوستھی نہ رہے جبکہ لفظ اوستھی کے معنی آوستھیہ

आवसथ्य

اگنی کو استھاپن کر کے یگیہ کرنیوالے کے ہیں اور یہ لفظ عموماً اُس جگہ کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ جو اسمارت کرموں میں کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پارسکر گرہیہ سوتر کا وچن ہے

आवसथ्याधाने दारकाले

یعنی بواہ میں یگیہ کی اگنی استھاپن کرنے کو آوستھیہ کہتے ہیں۔ پس جبکہ سمارت یگیہ کرنیوالے کا نام اوستھی ہے۔ تو کیا آپ کے جملہ کے یہ الفاظ نہیں ہو سکتے۔ کہ "جو آریہ بن کر بھی اسمارت یگیہ کرنے والے بنے رہیں"۔ یہ اعتراض آپ نے غالباً کرودھ میں کر دیا ہے۔ آپ جیسے وچارشیل پرشوں کو جن میں لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں بندھی ہیں اس قدر اشانتی نہ چاہئے۔

آریوں کا سیوک لالتا پرشاد اگنی ہوتری از بستی

راد ھاسوامی مت کی اصلیت

وید پرکاش ہوئی سرخی کا ایک مضمون ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۵- اپریل ۱۹۰۱ء و آریہ پترکا مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۱ء میں نکلا ہے۔ مجھے اُسکے پڑھنے سے عجیب حیرت ہوئی۔ کہ کسقدر من گھڑت باتیں پبلک میں ظاہر کر کے یقین دلایا جاتا ہے۔ میں اِس پنتھ کے بانی لالہ شیو دیال سنگھ سے بوجہ اِس کے کہ وہ میری برادری بلکہ کسیقدر رشتہ دار بھی تھے۔ واقف ہوں۔ اِس کے علاوہ میرے والد صاحب جو اسوقت قریب ۶۵ برس کی عمر کے ہیں۔ اور نیز دوسرے بزرگ جو اُن سے بھی زیادہ عمر کے موجود ہیں اچھی طرح سے واقف ہیں۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ جو حالات پنڈت بیمراج نے معمولی پٹواریوں سے سُن کر درج کروئے۔ بالکل لغو ہیں۔ اور سماج کی نسبت باعث بدنامی کا ہوئے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ "پچاس سال کا عرصہ ہوا۔ کہ آگرہ میں ایک شخص شیو دیال سنگھ نامی ایک آدمی تھا سمت ۱۹۰۰ بکرمی میں فرید آباد ضلع دہلی کے متوطن اودہمی مل کے یہاں اُس کی شادی ہوئی تھی۔

جواب- لالہ شیو دیال سنگھ کی پیدائش بھادوں بدی اشٹمی سمت ۱۸۷۵ بکرمی یعنی اگست ۱۸۱۸ء کو ہوئی تھی۔ اُن کے والد کا نام لالہ دلوالی سنگھ تھا۔ پنڈت بھیمراج کی تحریر ہے کہ سمت ۱۹۰۰ بکرمی کو شادی ہوئی۔ یہ بات بالکل غیر ممکن ہے۔ کیونکہ کھتریوں میں دس بارہ برس کے لڑکے کی شادی ہو جاتی ہے۔ اگر لالہ شیو دیال سنگھ کی شادی سمت ۱۹۰۰ بکرمی میں مانی جاوے۔ تو پچیس برس کی عمر میں شادی کا ہونا پایا جاتا ہے یہ بات بالکل لغو ہے۔ یہ بھی واضح رہے۔ کہ اُن کی ایک شادی ہوئی تھی۔ دوسری نہیں یہ امر کہ دھمی مل کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی غلط ہے۔ اُنکی شادی لالہ عزت رائے جو فرید آباد کے ایک متمول رئیس کی لڑکی سے ہوئی تھی جن کے پوتے لالہ مان سنگھ رئیس فرید آباد اب بھی موجود ہیں۔ لالہ شیو دیال سنگھ کے والد لالہ دلوالی سنگھ پیشہ داوستد کا کیا کرتے تھے کچھ بھوکے مرتے ہوئے کنگال نہ تھے واضح رہے کہ اِس خاندان میں ایک عرصہ سے نانک- کبیر- دادو وغیرہ کی بہت بانی تھی۔ اور اُن لوگوں کے وچن بہت معتبر خیال کئے جاتے تھے۔ اور اُن کی پُستکوں کی ہر روز کتھا ہوا کرتی تھی۔ شیو دیال سنگھ بچپن سے ہی سادہو وغیرہ کے پاس بہت زیادہ بیٹھا کرتے تھے۔ اور اُن کی باتیں سُنا کرتے تھے۔ اُن کی طبیعت ملازمت یا کسی روزگار کی طرف بہت کم لگا کرتی تھی۔ چنانچہ جب ذرا سی بڑہ کر ہوشیار ہو گئے۔ تب ضلع باندہ (ممالک مغربی وشمالی) میں اول نوکر ہوئے۔ پھر چند روز بعد نوکری ترک کر کے چلے آئے۔ اور گھر بیٹھے رہے۔ ایک سادہو گرو ہاری بالا ساکن ہاتھرس کی لالہ شیو دیال سنگھ بہت سیوا کیا کرتے تھے۔ بلکہ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ اُن کے شِشیہ ہی تھے (گو رادہاسوامی پنتھ والے کہتے ہیں کہ اُن کا کوئی گورو نہیں ہے) اور اُسی شخص سے زیادہ تر مذہبی تعلیم پائی تھی۔ جب وہ باندہ سے نوکری چھوڑ کر چلے آئے۔ تو اُن کے والد کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ پس اُنہوں نے لالہ شیو دیال سنگھ کے سُسر کو لکھا کہ آپ اُن کو سمجھا کر نوکری کرا دیجئے۔ پس وے اپنے سُسر کے بلانے پر فرید آباد گئے۔ اور وہاں سمجھانے پر نوکری کے لئے رضامند ہو گئے۔ اِس پر لالہ عزت رائے نے دیوان سُنپت رائے (دیوان سُنپت رائے لالہ عزت رائے کے قریبی رشتہ دار تھے) سے کہکر اپنے داماد کو بلبھ گڈھ کے راجہ کا اتالیق مقرر کرا دیا۔ یہ زمانہ غدر سے کئی برس پہلے کا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے قریب

دو برس تک بلب گڈھ میں نوکری کی۔ اور پھر چھوڑ کر چلے آئے۔ جبکہ وہ واپس آگرہ آئے تھے۔ اُسی کے دو سرے دن ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کے والد غدر سے کئی برس پیشتر مر چکے تھے۔ اور اس کے بعد لالہ شیو دیال سنگھ آگرہ سے کبھی باہر نہیں گئے جو حالات بلب گڈھ کی نسبت کہے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ ان کا مسلمان ہونا۔ ان کی بابت برادری میں جھگڑہ ہونا بالکل بناوٹی قصہ ہے۔ اگر یہ مضمون لالہ شیو دیال سنگھ کے بھائی اور بھتیجوں کو اور نیز دیگر رشتہ داران کو معلوم ہوگا۔ تو کسقدر چوٹ اُن کے دل پہ لگے گی۔ باوجودیکہ میری کوئی قریبی رشتہ داری نہیں ہے۔ مگر تاہم مجکو ہی اخبار میں ایسی باتوں کا نکلنا سخت ناگوار گذرا ہے میں ظاہر کئے دیتا ہوں کبھی کوئی جھگڑہ برادری میں لالہ شیو دیال سنگھ کو برادری سے خارج کرنے کا نہیں ہوا۔ اور نہ کسی کے خواب و خیال میں آیا۔ یہ پہلی ہی دفعہ ہے کہ اس جھوٹھی خبر کے سُننے کا موقع ملا ہے۔ میرے لکھنے کا منشاء یہ نہیں کہ راجہ بلب گڈہ مسلمان نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ یہ ہے کہ جو زمانہ راجہ بلب گڈھ کے مسلمان ہونے کا ہے۔ اُس سے کہیں پیشتر لالہ شیو دیال سنگھ بلب گڈھ سے چلے آئے تھے کئی صاحب جو ساٹھ ستر برس کی عمر کے آگرہ میں ہیں رشتہ دار موجود ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ غدر سے پہلے لالہ شیو دیال سنگھ اکثر کواڑ بند کر کے کوٹھری میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ پھر میں نہیں سمجھا کہ کسطرح سے غدر کے زمانہ کا حال بلب گڈھ میں اُن کے ہونے کا بیان کیا جاتا ہے۔ بیان کرنے والے کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ جسکو رادھا کہا جاتا یعنی لالہ شیو دیال سنگھ کی ستری کا اصلی نام کیا ہے۔ بیان کرنے والے

گھر کے اندر تک کا حال لیکن معلوم نہیں معمولی بات۔ رادھا جی کا اصلی نام نارائن دئی تھا۔ جب سے لالہ شیو دیال سنگھ نے اپنا پنتھ چلایا تب اپنا نام سوامی اور اپنی ستری کا نام رادھا رکھ کر اس طرح رادھا سوامی نام کھڑا کیا۔ اور اس کے کچھ کچھ معنی بیان کرنے لگے۔ مُنشی صاحب یہ کب ممکن تھا۔ کہ ایک متمول آدمی اپنی لڑکی کو مسلمان شدہ داماد کے ساتھ رخصت کر دے۔ غریب آدمی بھی ایسا نہ کرتا۔ آگے چل کر لکھا ہے کہ "جب امن ہوگیا وہ مع اپنی ستری رادھا کے آگرہ گیا اُسکے ہمذات اُسکے ساتھ سرد مہری سے پیش آئے۔ اور اُسکو برادری میں لینے سے انکار کیا۔ مایوس ہو کر اُسنے رادھا کو تو وہیں چھوڑا اور آپ تکیہ میں رہنے کے لئے چل پڑا"۔ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ کبھی کوئی ذکر برادری اُن کے مسلمان ہونے اور اُن کو ترک کرنے کا نہیں ہوا۔ اور نہ وہ تکیہ میں کبھی رہے۔ اور نہ کبھی گوالیار میں گئے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ شروع زمانہ میں جنگل قبرستان وغیرہ وحشتناک جگہوں میں اکثر گھوما کرتے تھے پھر یہ لکھنا "اس اثناء میں رادھا بطور ودہوا کے سخت تکلیف کی زندگی گذارتی تھی۔ اُس کے گھر کے نزدیک رائے سالگ رام رہتے تھے جو کہ اُس کی حالت پر رحم کرنے لگے۔ اور ہر طرح تسلی دیتے۔ (آریہ پترکا میں نہایت ہی ناموزوں اور ناگفتہ بہ بات دربارہ تعلق رادھا جی ورائے سالگ رام لکھی ہے) واضح ہو کہ لالہ شیو دیال سنگھ حقیقی تین بھائی تھے۔ سب سے بڑے یہی لالہ شیو دیال سنگھ تھے۔ اُن سے چھوٹے رائے بندرابن تھے جن کی تصنیف بہار بندرابن ایک مشہور کتاب ہے۔ ان کا جاری کیا ہوا ایک گروہ سادھوؤں کا بندرابنی پنتھ کے نام اودھ میں موجود و جاری ہے۔ اور

سب سے چھوٹے بھائی لالہ پرتاب سنگھ ہیں جو اس وقت بھی زندہ آگرہ میں موجود ہیں زمانہ غدر میں لالہ پرتاب سنگھ اور رائے بندرابن دونوں ملازم تھے۔ لالہ بندرابن غدر کے ایام میں ہوانی (پنجاب) انسپکٹر ڈاکخانجات (اب یہ عہدہ سپرنٹنڈنٹ کہلاتا ہے) تھے اور ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے۔ اور لالہ پرتاپ سنگھ پوسٹ ماسٹر جنرل آگرا کے دفتر میں کلرک تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں صاحب اپنے بڑے بھائی کی ستری کو تکلیف میں دیکھتے۔ اور غیر شخص قوم کا لیتہ اُسکی مدد کرتا اور وہ کچھ پروا نہ کرتے۔ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ رائے سالگرام رادھا جی کو اپنی ماتا کی برابر سمجھتے تھے۔ اور واقعی عمر میں بھی رائے صاحب سے رادھا بہت بڑی تھیں۔ سب سے زیادہ ناواقفیت اور محض گپ ہونا اور کسی پر جھوٹا الزام لگانا اسی سے ظاہر ہے۔ کہ رائے سالگرام کے مکان کو رادھا کے رہنے کی جگہ سے قریب بتلایا گیا ہے۔ جن جن صاحبان نے آگرہ دیکھا ہے۔ اور کچھ دنوں بود و باش اختیار کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ محلہ پیپل منڈی جسمیں رائے سالگ رام کا مکان ہے اور تھا۔ اور ایک دوسرے سے قریب آدھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آگرہ جیسے بڑے شہر میں اتنے فاصلہ پر معمولی طور پر ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں۔ رادھا جی ہمیشہ اپنے مکان میں رہیں جس کے چاروں طرف سوائے کھنڈروں کے اور کوئی آباد نہیں ہے۔ یہ لکھا ہے کہ "قریب سمت ۱۹۳۲ (۱۸۷۵ء) میں رائے صاحب نے اُسسے (رادھا سے) پوچھا۔ کہ تمہارا خاوند کہاں ہے۔ اُسنے کہا کہ مسلمان ہو جانے کے باعث وہ برادری سے خارج گیا ہے۔ اور اب چنبل ندی کے کنارہ ایک

نکمہ میں رہتا ہے۔ رائے صاحب نے اپنے خادم کو بلانے کو کہا۔ اور یہ ہی کہا کہ کچھ پروا نہیں گو وہ مسلمان ہی ہے۔ بس اس طرح سے اُسے سرفراز کردونگا۔ کہ تمام ہندؤں کو اُس کا جھوٹا کھلاؤنگا"

گپ ہی ہو تو ایسی ہی ہو۔ شرم چاہیے ایسی گپ پر۔ افسوس ہے بلا دریافت اور تحقیقات کافی کے پنڈت ہیراج ایڈیٹر نے ایک معمولی پٹواریوں پر یقین کرکے اخبار میں ایسا معاملہ چھپوایا۔ شوک آریہ پترکا کے لائق ایڈیٹر پر کہ جنہے بلا سوچے ہوئے اپنی رائے قائم کرکے شایع کیا۔

ملاحظہ کیجئے۔ کہ کس طرح رائے سالگ رام اور سوامی شیو دیال سنگھ کی ملاقات ہوئی ۱۸۵۸ء میں بعد غدر جبوقت ڈاکخانجات کا انتظام ہو رہا تھا۔ رائے صاحب اسوقت پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر کے ہیڈ اسسٹنٹ تھے۔ اور لالہ پرتاپ سنگھ اُن کی ماتحتی میں تھے۔ لالہ پرتاپ سنگھ اپنے بڑے بھائی لالہ شیو دیال سنگھ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ کہ وہ کامل فقیر ہیں۔ اس تعریف کو سُن کر رائے سالگ رام سوامی شیو دیال سنگھ سے ملنے کو آئے۔ اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہوئی کہ وہ اُن کے چیلے ہوگئے اور ہر قسم کی سیوا رائے صاحب اپنے گرو کی کرتے رہے۔ جس زمانہ میں رائے سالگ رام سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس آگرہ ڈویژن کے تھے۔ اسوقت اکثر جمنا سے پانی اپنے کندہوں پر لاکر اپنے گرو کو نہلایا کرتے تھے۔ رائے سالگرام نے ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرلی اودھ سے محض اسی وجہ سے کہ اپنے گرو سے علیحدگی ہوتی ہے واپسی کرالی۔ اور بڑے عہدہ کو نامنظور کرلیا۔

لالہ شیو دیال سنگھ نے اپنے پنتھ کا نام

لوگوں میں اُپدیش کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر خیال کیجئے۔ کہ ادھر جی سے اُس کے خاندان کو بلوانے کا قصہ متعلق صفحہ ۱۹۳ یعنی سنہ ۱۸۶۵ء کا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔

آگے چل کر ایک نئے مکان کے بنوانے کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت ہیراج جی لکھتے ہیں۔ کہ اُس مکان میں ایک تخت رکھوایا۔ اُس پر سوامی جی کو بٹھایا اور خود چنور ہلایا۔ اس میں اس قدر غلط ہے۔ کہ نیا مکان اُس نے بنوایا تھا بیشک رائے بندرابن نے اپنا ایک مکان بنوایا تھا۔ مگر سوامی جی اپنے پرانے مکان میں ہی اُپدیش دیا کرتے تھے بیشک تخت پر بیٹھتے۔ چنور ہلواتے تھے اور ہر طرح کی خدمت لیا کرتے تھے ہاں ایک عرصہ بعد سوامی باغ بنوایا تھا۔ جو شہر سے قریب تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور بعد میں وہاں ہی اُپدیش دینے شروع کر دیا تھا۔ اور اُسی باغ میں اب اُن کی سمادہ بنی ہوئی ہے بعد مرنے لالہ شیو دیال سنگھ کے رائے صاحب نے گدی لی۔ اور خود گرو بن کر جیسا کہ جھوٹا خود کھایا تھا۔ اوروں کو ہی کھلایا۔ جب سے رائے صاحب کا دیہانت ہوگیا۔ تب سے اس پنتھ میں تنزلی آگئی ہے۔

پرشادی باہر بھیجنے کا عجیب طریقہ جاری تھا۔ کہ روٹی کے ٹکڑے۔ جو رائے صاحب کی چھوہٹن میں بچ رہتے تھے۔ اُن کو ڈاکخانے کے ذریعہ سے آدہ آنہ والے لفافوں میں رکھ

[illegible] جو لوگ سادھو یا سادھ نہیں (بس) منحصر کم ہیں۔ قریب قریب اُن کے چال چلن کی نسبت لوگوں کو شک ہے۔ اور کسی حد تک گرا ہوا بتلایا جاتا ہے۔

سیوک

سریرام جوہینٹ سکرٹری آریہ سماج آگرہ

ضرورت

قصبہ مولانہ کلاں ضلع میرٹھ کی پاٹھشالا کے لئے ایک انگریزی ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو انٹرنس پاس ہو۔ اور آریہ ہو۔ تنخواہ پندرہ روپیہ ماہوار ملے گی جو صاحب ملازمت کرنا چاہیں۔ وہ اپنی سندات لیاقت کے درخواست سکرٹری اینگلو ویدک پاٹھشالا کے نام معہ ذیل پتہ پر روانہ کریں

المشتہر

منہرداس سکرٹری اینگلو ویدک پاٹھشالا مولانہ کلاں ضلع میرٹھ"

ضرورت! ضرورت!!

مجھ کو واسطے تعلیم بچوں کے ایک ایسے ہوشیار آریہ استاد کی ضرورت ہے۔ جو انٹرنس پاس یا فیل ہو۔ اور سنسکرت بھاشا اچھی طرح لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ بچوں کو انگریزی اچھی طرح مڈل تک تعلیم دے سکے۔ سدھبا

اور
بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیسکے
نیک اخلاق کی تعلیم دے سکے
چال چلن کا بہت ہی اچھا ہووے
ہندو دھرم کے خیالات کا ہووے
جس کے علاوہ تعلیم کے بچوں میں
آریہ اصول پیدا کر سکے جو صاحب
چاہیں درخواستیں مع نقول سندات
اپنے پتہ پر بھیج دیویں اور تنخواہ
کے بموجب ماہوار سے عہ

ماہوار تک حسب لیاقت دیجاویگی
مکان رہائشی اور ستاد کو مفت دینگے

المشتہر

رگھوناتھ سہائے نائب تحصیلدار تحقیق بگمر
ریاست بھرت پور

ضرورت ہے

لیڈی سپرنٹنڈنٹ کنیا آشرم کی

کنیا آشرم جالندھر کیلئے ایک لیڈی سپرنٹنڈنٹ کی ضرورت ہے جسکے فرائض حسب ذیل ہونگے

(۱) آشرم باسی کنیاؤں کی نگہداشت کرنا۔ (۲) گودام کا انتظام (۳) کنیاؤں کے ... کی پابندی کرانا۔ (۴) کرم چاریوں سے کام لینا۔ عمر چالیس سال سے کم نہ ہو۔ آریہ سدھانت کے ماننے والی ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاویگی۔ بھوجن اور رہائش کا مکان مفت۔

درخواستیں منیجر کنیا آشرم جالندھر کے نام آویں

المشتہر

دیوراج منیجر کنیا آشرم جالندھر شہر

بعدالت

منشی چترکھاری نرائن صاحب منصف جالندھر

نمبر مقدمہ ۸۶۱ بابت سنہ ۱۹۱۰ء

بھوپ سنگھ ولد مہتاب سنگھ ذات جٹ ساکن ٹڑنگ تحصیل جالندھر مدعی

بنام

جاکو و سندرو مسمات رلی دختر جاکو قوم جٹ ساکن کاہلواں تحصیل جالندھر مدعا علیہ

دعوے ماعہ قیمت زیورات

ناظر کی تنقیح رپورٹوں سے پایا جاتا ہے کہ مسماۃ رلی عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتی ہے لہذا حسب دفعہ ضابطہ دیوانی نوٹس ہذا جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مسماۃ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء تک اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی نہ کریگی تو کارروائی یکطرفہ کیجاویگی

آج بتاریخ ۴ اپریل کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

خریدار صاحبان کی سیوا میں نویدن

شروع سال کے پرچہ میں جو ہم نے خریدار صاحبان کی سیوا میں نویدن کیا تھا اُس پر بہت کم اصحاب نے توجہ دی ہے صرف بیس پچیس اصحاب نے ہی اپنا چندہ ارسال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وے بدستور سابق ویلیو پے ایبل کی عادت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ بنابراں آئندہ ہفتہ سے سلسلہ ویلیو پے ایبل شروع کیا جاویگا۔ اور پہلے ہفتہ میں خریداران نمبر ۱

لغایت ۳۰۰ کی سیوا میں ویلیو پے ایبل ارسال ہونگے

امید ہے کہ آپ چندہ پیشگی اداکر کے مطبع کو مشکور فرماویں گے

المشتہر

آپکا بستی رام پاسی مینیجر

مطبع ہذا

میرا مقدمہ

۲۶ اپریل سنہ۱۹۱۱ء کو مقدمہ کی پہلی پیشی تھی۔ مسٹر کلورٹ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول کے اجلاس میں یہ مقدمہ پیش ہوا۔ صاحب بہادر لاہور کے مجسٹریٹ شہر ہیں۔

مستغیث کی طرف سے مسٹر پاکر صاحب بیرسٹر تھے۔ اور مستغاث علیہم کی طرف سے لالہ روشن لعل صاحب اور رائیزادہ بھگت رام صاحب بیرسٹران اور لالہ رام کرشن صاحب و پنڈت رام بھجدت بی اے وکلاء پیروکار تھے مستغیث کا بیان سب سے پہلے قلم بند کیا گیا۔ جسکے بعد سات کس دیگر گواہان استغاثہ کی طرف سے پیش ہوئے۔ مستغاث علیہم کی طرف سے جرح ملتوی کی گئی

ایڈووکیٹ مستغیث نے اپنی شہادت کے خاتمہ پر بیان کیا۔ کہ وہ کچھ اور گواہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ پس مستغیث کی باقی ماندہ شہادت کے پیش ہونے اور مستغاث علیہم کی طرف سے جرح کے لئے تاریخ ہائے ۱۶ و ۱۷ مئی سنہ۱۹۱۱ء مقرر ہوئیں۔ میں نے پہلے یہ ارادہ ظاہر کیا تھا۔ کہ ساتھ ہی ساتھ شہادت بجنسہ درج اخبار کرنا شروع کردیجاوے لیکن اب خیال یہ ہے۔ کہ جب تک مقدمہ کا خاتمہ نہ ہو جاوے تب تک تفصیل سے کنارہ کر کے محض مختصر حالات مقدمہ اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے درج کئے جایا کریں۔ اور اختتام مقدمہ تک ہر ایک قسم کی رائے زنی سے پرہیز کرنے کے لئے اپنے ناظرین سے ہی التماس کیا جاوے

اس ہفتہ کی خاموشی کی وجہ

اس ہفتہ کے پرچہ میں ہی میں نے کوئی مضمون اپنی طرف سے نہیں لکھا۔ حالانکہ شریمتی سمترا دیوی کے ودواہ کی بنا پر سوالات مہاشہ لالتا پرشاد جی اگنی ہوتری نے کئے تھے۔ اُن کے جوابات ضروری ہونے کے علاوہ اس پرچہ میں نہ صرف پشچم اتر دیشیہ آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان اور منتری صاحبان کی رائے درج کی گئی ہے۔ بلکہ ایک پتر لالہ رلا رام جی نے محض بحیثیت ایک آریہ سماجی کے خط کو لکھا ہے۔ لیکن پنجاب کے آریہ صاحبوں

کی شرومنی سبہا کے پردہان کی پرائیوٹ رائے ہی دیگر رائیوں کے مقابلہ میں بڑی بہاری وقعت رکہتی ہے۔ ان خطوط میں شخصی حملوں اور ذاتیات کی بحث سے کنارہ کشی کا اپدیش کرتے ہوئے ہی جس طرح پر خود راقم خطوط ذاتیات میں پہنس گئے ہیں اُسے جلد دکہلانا بہت ضروری تہا۔ لیکن اُن سب کی کمی پورا کرنے کے لئے لالہ دیوی دیال جی ہی میدان میں آکودے ہیں۔ لالہ دیوی دیال صاحب نے جس ٹون میں یہ مراسلہ لکہا ہے اُسے ہی جتلانا ضروری تہا۔ لیکن لالہ صاحب نے مجہے اپنا مضمون بہیج کر لالہ وزیر چند جی کے خط میں حسب ذیل لکہا ہے "لالہ منشی رام جی کی فراخ دلی اور حق پسندی نے پرسوں مجہے ایک مضمون بہیجنے کی جرات دلائی تہی۔ دیکہئے شائع ہوتا ہے یا نہیں اس میں لالہ منشی رام جی کی کارروائیوں پر ہی کسی قدر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ مجہے نہایت افسوس ہوگا۔ اگر آپ کے ہوتے ہوئے ہمیں پرچارک میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع نہ ملے۔ میں نے پرسوں والے مضمون میں ہرگز کسی زیادتی سے کام نہیں لیا ہے۔ میں حسب موقع دکہلاؤں گا۔ کہ کس طرح کے بے بنیاد حملے لالہ دیوی دیال نے ایک شریف دیوی پر کئے ہیں ایڈیٹر انصاف تو اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ اسے اسی ہفتہ سالم پرچارک میں شائع کردیا جاوے۔ اور جو کچہ اس کے جواب میں لکہنا ہو وہ دوسرے ہفتہ لکہا جاوے۔ تاکہ لوگوں کو بطور خود رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے"!

میرا پورا حق ہے۔ کہ میں ان سب خطوط کی ساتہ ہی ساتہ پڑتال کروں لیکن لالہ دیوی دیال صاحب کی صاف درخواست اور نیز دیگر نامہ نگاروں کی دلی منشاء کی پاس خاطر سے میں اُن جملہ مضامین کو درج کرکے اس مرتبہ خاموش رہتا ہوں۔ اگر اب ہی یہ صاحبان آریہ پبلک کو اپنے ہمخیال نہ بنا سکیں تو اس میں میرا کچہ قصور نہ ہوگا

منشی رام جگیاسو

مدہر بہاشن

ایک شخص وشی کرن کا منتر سیکہنے کے لئے اپنے بال بچوں۔ دوستوں۔ مترون اور عزیزوں کو چہوڑ گہر سے روانہ ہوا۔ تاکہ وہ ایسا منتر کسی سے سیکہے کہ جس سے جسے وہ چاہے اپنے بس میں کرلے۔ مسجد کے ملانوں سے اُسنے کئی تعویذ لئے۔ مدتوں تک کئی بہیک دہاریوں کے چرن پوجے اور اُن سے کچہ سیکہہ کر مڑہی مسانوں اور گورستانوں میں راتیں جاگتے جاگتے کاٹیں۔ بلوہی اور ماگہہ کے ماس میں جل میں گہٹنوں گہٹنوں تک کہڑے ہوکر جاپ کیا۔ خاص عرصہ تک ایک ٹانگ کے بہار کہڑا رہا۔ چارپائی کو تیاگ کر پرتہوی کو آسن بنایا۔ اناج کو تیاگا۔ پنچ اگنی میں اپنے شریر کو دگدہ کرڈالا۔ کئی جیودں کی ہتیا کی۔ دیبہ کو سکہا کانٹا کردیا۔ بستیوں کو چہوڑ کر جنگلوں کی خاک چہان ماری۔ لیکن مدعا حاصل نہ ہوا۔ آخر جب بہاگ ادوے ہوئے ایک تجربہ کار ودوان مہاتما مل گئے دریافت کرنے پر اُنہیں معلوم ہوا۔ کہ وہ کوئی ایسا منتر سیکہنے کے لئے گہر سے نکلا ہے۔ کہ جس سے وہ سب کو بس میں کرسکے۔ اُسنے مہاتما کے چرن پکڑے اور اپنے ارادے کو صاف الفاظ میں ظاہر کردیا۔ اور نہایت عاجزی کیساتہ اپنی حالت پر نظر ترحم فرمانے کے لئے دردناک لفظوں میں اپیل کی۔ مہاتما بولے۔ کہ میں تجہے ایک ایسا ہی وشی کرن منتر بتلاتا ہوں۔ جیساکہ تو چاہتا ہے۔ اور جسپر عمل کرنے سے تو سنسار بہر کے منشوں کو بس میں کرسکے گا۔ اور وہ منتر "مدہر بہاشن" ہے۔ اسے پہلے پُرش اور پربہ بدی تو اپنے اس ارادہ میں کامیابی چاہتا ہے۔ جس کے لئے کہ تو اپنے خویش واقارب سے بچہڑ کر نانا پرکار کی مصیبتوں اور مشکلاتوں کو جنگلوں اور بنوں میں اٹہا رہا ہے تو تو اپنے پرماتما سے بل مانگ اُس کے سامنے سچے دل سے پرتگیا کر۔ کہ تو پریتیک منشیہ کے ساتہ "مدہر بہاشن" کا استعمال رکہے گا۔ تو جلد تو ہمات کو اپنے دماغ سے دور کر اور اس سچے اور تت کال ہی پہل دینے والے وشی کرن منتر پر عمل کر جا اپنے بچوں دوستوں اور عزیزوں کو گلے لگا۔ کہ جو برسوں سے تیری جدائی کے صدموں سے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

ایشور کی کرپا سے مہاتما کے اُس بتلائے

ہوئے منتر پر اُس کو شگیہر ہی نشچے ہو گیا۔ اور اُس نے اُسی سمے اُس پر عمل کرنے کی پرتگیا کی۔ گہر سہارا سنہ لیا اور تہوڑے سے دنوں میں اُس کے عمل کرنے سے کامیابی دیکہنی نصیب ہوئی پیارے ناظرین! اگر ہم گہری نظر سے دیکہیں۔ اور غور سے وچار کریں تو اپنے دشمن ہم آپ ہی ہیں۔ واستو میں ہمارا شترو کوئی نہیں۔ ہماری بانی ہی لوگوں کو ہمارا دشمن بنا دیتی ہے۔ اور بانی ہی دوست بنا دیتی ہے مدہر بانی برسوں کے بچہڑوں کو ایک پل میں ملا دیتی ہے۔ اور کٹہور بانی ملے ہوؤں کو کہشن بہر میں توڑ پہوڑ دیتی ہے۔

اگر ہماری یہ خواہش ہو کہ لوگوں سے ہم خوش رہیں۔ اور تمام لوگ ہمیں اپنا پریہ سمجہیں۔ اور اُس خواہش میں ہم کامیابی حاصل کرنا چاہیں۔ تو ہمارا یہہ اعلے فرض ہونا چاہئے۔ کہ ہم ایسے وسائل اختیار کریں۔ کہ جن سے ہم لوگوں کو خوش رکہ سکیں۔ اور یہہ قاعدہ ہی ہے۔ کہ ہم اپنے ساتہہ جو سلوک اوروں سے کروانا چاہیں۔ ویسا ہی برتاؤ ہم لوگوں سے کریں۔ جو شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ میں کسی کے ے کلمات سے دُکہ نہ پاؤں۔ تو س کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہ اپنے اندر "فیلنگ پاور" کو بڑہاوے ر جہاں تک اُسے بڑہاویگا۔ اُتنا وہ خوش رہ سکے گا۔ اور ساتہہ وہ دوسروں کو خوش رکہ سکے گا کر نیتی میں لکہا ہے۔ کہ یہ سنسار دل

کو آکرشن کرنے والی بانی سے جگت کو خوش کرے۔ سخت بانی والا منشیہ بیری دہن دینے والا ہو تو بہی وہ سنتاپ دینے والا ہی ہوتا ہے۔ نسندیہہ دہنیہ دہانیہ اور جاہ و حشمت سے مالا مال انسان اگر اپنے دہن سے لوگوں کو اپنے پر موہت کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے۔ کہ وہ لوگوں میں پریہ ہو۔ تو اُس کا دہن اُسکو ہرگز ایسا نہیں بنا سکتا۔ جیسے کہ ایک نادر اور غریب شخص کو مدہر بہاشن بنا سکتا ہے مدہر بانی والا انسان جہاں اپنے مدہر بہاشن سے لوگوں کو اپنے قابو کر سکتا ہے۔ اور جہاں اُس کے اندر مدہرتا کے کارن نمرتا نواس کرتی ہے۔ جو کہ اُس کو مہان رہت بنا دیتی ہے۔ وہاں برخلاف اُس کے سخت اور کٹہور وچن بانوں کے سمان مکہہ سے نکلتے ہیں۔ جس سے انسان گہائل ہو کر نہ صرف رات دن تڑپتا ہی رہتا ہے۔ بلکہ یہ بان نزدیک سے بہت پرے پہینک دیتے ہیں۔ اور یہ بان ایسے ہی بُرے ہیں۔ کہ سوائے کلیجے میں گہسنے کے اُن کے گہسنے کی اور کوئی جگہ ہی نہیں۔ اور جہاں آہنی بان لگ کر شریر سے نکل سکتے ہیں۔ وہاں یہہ بان ہردیہ میں گہسنے کے کارن نکل ہی نہیں سکتے۔ مقدم الذکر باتوں کے گہاؤ اور زخم تو ایک عرصہ کے بعد اچہے بہی ہو جاتے ہیں۔ لیکن موخرالذکر کے لئے کوئی مرہم پٹی نہیں۔ جو کہ اُن کے زخموں کو اندمال کر سکے۔
ایک مہاتما نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ جو زبان کے اگلے حصہ میں لکہشمی منتر۔ بندہو

بندہن - اور مرتیو بستے ہیں۔ اسلئے انسان کو چاہئے۔ کہ وہ اپنی زبان کو سنبہال کر رکہے۔ تات پریہ یہہ کہ زبان کی کٹہورتا سے لکہشمی منتر اور بندہو جاتے رہتے ہیں۔ اور بندہن۔ مرتیو پراپت ہوتے ہیں۔ اور مدہر بہاشن سے لکہشمی منتر اور بندہو ملتے ہیں۔ اور بندہن و مرتیو سے رہائی حاصل ہوتی ہے۔

پس اے منشیہ ماتر کو اپنا پریہ اور اُن کے نزدیک خود کو پریہ بنانے کی پوتر خواہش رکہنے والو! اور اے دشمنوں کے دوست اور بیگانوں کو اپنا بنانے کی تمنا رکہنے والو!۔ اور اے سارے سنسار کو وش میں کرنے والا وشی کرن منتر ڈہونڈنے والو!!! "مدہر بہاشن" ہی ایک ایسا اعلے اور سہل طریقہ اور وشی کرن منتر ہے۔ جس سے۔ کہ آپ اپنے پوتر ارادے میں کامیاب ہو سکتے ہیں

راقم
گورو پیارا

کوئی بہائی جواب دیں

مجہے چند ایک امورات کے دریافت کی ضرورت ہے۔ کیا آپ براہ مہربانی ستیہ دہرم پرچارک کے کسی گوشہ میں جگہ دے سکتے ہیں۔

(۱) جاپان کے جانے کے لئے۔ اور وہاں mechanical Engg. کی تعلیم کے لئے کس امتحان کے پاس کرلے کی ضرورت ہے۔

(۲) کتنے سال میں تعلیم ختم ہوتی ہے اور کسقدر روپیہ کی ضرورت ہے۔
(۳) وہاں داخلہ کا کیا امتحان ہے
(۴) آیا کسی ایجنٹ کی معرفت جانا پڑتا ہے۔ اگر ایجنٹ کی معرفت تو وہ کہاں رہتا ہے۔ تاکہ اُس سے خط و کتابت کیجاوے

راقم

گنیش داس ورگ پریذیڈنٹ آریہ سماج کوئٹہ از مقام کوئٹہ

جاپان!

یہ سلسلہ مضمون سابق جاپان کے متعلق کچھ اور مزید حالات پیسہ اخبار سے اقتباس کرکے بھیجتا ہوں۔ جو ہندوستانی طلباء نے جاپان سے منظر آگاہی عام حال میں بھیجے ہیں۔ یہ حالات بالخصوص تعلیم سے متعلق ہیں۔ اگر آپ کی رائے میں غیر ضروری نہ ہو تو کرپا کرکے واسطے آگاہی و فائدہ ناظرین ستیہ دھرم پرچارک میں شایع کر دیں۔

انٹرنس پاس طلباء کو جو ٹکنیکل سکول میں داخل ہوتے ہیں۔ ریاضی اور نقشہ کشی میں خاص طور پر مہارت ہونی چاہیئے۔ اور نیز یہ کہ وہ کسی فن کی طرف طبعاً میلان رکھتا ہو۔ گو پروفیسر انگریزی جانتے ہیں۔ مگر تعلیم جاپانی زبان میں دی جاتی ہے۔ جو دو تین ماہ میں وہاں عوام سے گفتگو کرتے ہیں۔ بآسانی آ جا سکتی ہے۔ ٹوکیو ٹکنیکل سکول میں مندرجہ ذیل علوم و فنون کی عملی تعلیم دی جاتی ہے۔

(۱) رنگنا اور بُننا۔ (۲) گلاس اور چینی کے ظروف بنانا۔ (۳) عملی کیمسٹری (۴) کلوں کے متعلق تعلیم۔ (۵) علم برق۔ عملی کیمسٹری میں مفصلہ ذیل صنعتوں کی تعلیم شامل ہے۔ ریشوں کا علم۔ کاغذ کے رنگ تیل۔ نباتات۔ چربی۔ صابون اور کیمیکل مرکبات۔ جاپانی روغن کے برتن کا نور اور دیا سلائیاں بنانا وغیرہ وغیرہ طالب علم کو ان میں سے کوئی کورس منتخب کر لینا چاہیئے۔ اہل جاپان بڑی ہمدردی اور علو حوصلگی سے ہندوستانی طلباء سے پیش آتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر شونمیٹو ایم۔ پی (ممبر پارلیمنٹ جاپان) کمشنر زراعت و تجارت جو جولائی سنہ ۹۹ء میں بمبئی آئے تھے۔ اُنہوں نے رؤسا سے ملاقات کے وقت ہندوستانی طلباء سے سچی ہمدردی اور دلسوزی ظاہر کرکے وعدہ کیا کہ وہ ہر وقت اُن طلباء اور مسافروں کو ہر قسم کی امداد اور صنعتی مدارس جاپان کے حالات سے مطلع کرنے کو تیار ہیں۔ جو صاحب کوئی خاص بات معلوم کرنا چاہیں وہ ذیل کے پتہ سے دریافت کر سکتے ہیں۔

Ando Nemot & Co.
18 Noho Kwancho
Nzihashi
The Tokyo Japan

جاپان میل سٹیم شپ کمپنی کے ڈائرکٹر نے ہندوستانی طلباء وغیرہ سے یہ رعایت رکھی ہے۔ کہ اگر وہ خود کھانا پکانے کا انتظام کریں۔ تو اُن سے ۲۵ سے ۳۳ فی صدی کم کرایہ کم لیا جاویگا۔ پانچ دن میں سٹیمر کو ہندوستان کو پہونچتا ہے۔ اور وہاں سے ٹوکیو بذریعہ ریل ۱۲ گھنٹہ کا راستہ ہے۔ جس کا کرایہ فی کس چھ روپیہ ہے۔ مسٹر نوبڈر نہایت خلیق شخص ہیں۔ ان کی یہ بھی رعایت ہے۔ کہ جہاز پر کھانا پکانے کے واسطے لکڑی اور کمرہ بلا اجرت دیتے ہیں۔ اور اس مضمون کو سرکلر بمبئی۔ سنگاپور۔ ٹوکیو ان کی تمام جہازی کمپنیوں کے نام جاری کر دئے ہیں۔ ہر طالب علم کا خرچ وہاں کم سے کم چالیس ماہوار ہوگا۔ جو یورپ کی ایک ہانگ کونگ کی کا کرایہ ہے۔ جاپان کا کرایہ براہ بمبئی جاپانی سٹیمروں میں حسب ذیل ہے درجہ دوم ۱۱۰ سے ۱۵۰ روپیہ تک۔ اور درجہ سوم ۶۰ روپیہ سے ۷۰ روپیہ تک جو بہت کم ہے۔ کاش کوئی آریہ طالب علم وہاں جا کر فائدہ اٹھاتا۔

راقم

آپ لوگوں کا سیوک
سالگ رام۔ از الہ آباد

بدہوا کیفیت

ایک شخص شریف آدمی بعمر ... سال کسی بدہوا سے اپنی شادی کرنی چاہتا ہے۔ جس کی عمر ... اور ۵۰ سال کے درمیان ہو۔ باقی کل خط و کتابت بمعرفت ... ہونی چاہیئے۔

المشتہر

ماسٹر مول سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر ...
جہلم

مُراسلات

نیوگ اور سناتن دھرم

جناب ایڈیٹر صاحب - نمستے - کرپا کر کے میرے اس پتر کو سناتن دھرم گزٹ میں شائع فرما دیں۔ اور ساتھ ہی اگر ممکن ہوسکتا ہو تو جواب سے بھی ممنون فرما دیں۔ اس پتر کی نقل ست دھرم پرچارک اخبار میں اشاعت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ امید ہے کہ اُسکے ایڈیٹر صاحب بھی مجھکو اپنے اخبار میں شائع کرنے سے مشکور فرما دیں گے۔ آپ نے سناتن دھرم گزٹ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۱ء آریہ بھائیوں کی نیوگ فلاسفی پر جو نکتہ چینی کی ہے۔ جس میں آپ نے آخیر گورنمنٹ عالیہ کی توجہ نیوگ کی طرف دلا کر ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ آریہ دھرم اور آریہ فلاسفی کا نمونہ ہے اور اس سے زیادہ فحش تعلیم کیا ہو سکتی ہے۔ بلکہ آپنے دعویٰ کیا ہے کہ آریہ سماج وام مارگیوں کی نسبت کچھ بہتر نہیں جانتے۔ وام مارگیوں میں یہ بھرشٹاچار اور پاپ و دھرم کا ستیاناش ہرگز نہیں ہیں او ساتھ ہی بیان کیا ہے کہ ایسے مضمون کے رکھنے والوں پر (جن سے آپکی مراد آریہ سماج سے ہی) ہوگی کے دس ہزار مضامین لکھے جا سکتے ہیں لفظ نیوگ کی تعریف آپنے حسب ذیل سطر ۷ و ۸ میں کی ہے "ایک مرد کا اپنی جائیز زوجہ کی موجودگی میں غیر منکوحہ عورت سے ہمبستری کرنا یا ایک عورت کا اپنے جائیز خاوند کی موجودگی میں دوسرے مرد سے ہمبستری کرنا" اور اسکو زناکاری کی تشریح میں شامل کیا ہے۔ اسپر مجھے حسب ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ جنکے جواب کی امید میں سناتن دھرم گزٹ کے ذریعہ رکھتا ہوں۔

(۱) آپ منوسمرتی کو پرمانیہ (قابل اعتبار) مانتے ہیں یا نہیں؟

(۲) منوسمرتی میں نیوگ کی ہدایت ہے یا نہیں؟

(۳) نیوگ کی تعریف منو مہاراج نے کیا لکھی ہے؟

(۴) گزٹ مذکورہ میں آپ نے جو تعریف لکھی ہے اُسکا منو مہاراج کی تعریف سے کسقدر فرق ہے؟

(۵) اگر مہابھارت میں نیوگ کی مثلیں دکھلائی جاویں جنہوں نے نیوگ سے اولاد پیدا کی یا کرائی تو آیا آپ اُن کو تسلیم کر کے اُسکی پیروی میں عذر کریں گے یا نہیں۔

اِن سوالات کے جوابات دیتے ہی آپ کو واضح ہو جاویگا کہ نیوگ کی فلاسفی آریہ سماج نے اپنی طرف سے تو ایجاد نہیں کی بلکہ آپ ہی کی سمرتی آپکو ہدایت دیتی ہے کہ نیوگ کرنا چاہیئے اور یہ فحش تعلیم نہیں ہے۔ اگر آپ منو مہاراج کے منشاء کو سمجھیں گے تو آپکو معلوم ہو جاویگا کہ یہ نیوگ کا مسئلہ زناکاری کی بیخکنی کی دوا ہے اور جسکی مثلیں بھی آپکو مہابھارت میں ملینگی ذرا کرپا کر کے مہابھارت کا مطالعہ فرمائیے کنتی۔ مادری۔ امبکا امبا۔ امبالیکا اور ویاس جی نے کیا کیا اور دھرت راشٹر پانڈو وِدُر کسطرح پیدا ہوئے۔

آپ نے گزٹ ہذا کے صفحہ 19 کی سطر ۹ میں لکھا ہے کہ "منوسمرتی میں تو صاف لکھا ہے کہ اتنے برس انتظار کر کے بھی عورت خاوند کے پاس چلی جاوے" منوسمرتی ادھیائے 19 شلوک ۷۶ میں جہاں منو مہاراج جی نے بیاہی عورت کو اپنے پتی کی ۸ برس انتظار کرنے کے لئے اگر وہ دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو۔ اور ۶ برس انتظار کرنے کے لئے اگر وہ علم کے لئے اور تین برس انتظار کرنے کے لئے اگر دولت کے لئے گیا ہو۔ ہدایت کی ہوئی ہے۔ اس انتظار کے بعد اپنے خاوند کے چلے جانے کی ہدایت کہیں نہیں ہے۔ آپ کرپا کر کے اُس شلوک کا حوالہ دیدیں۔ جہاں صاف لکھا ہو آپ دیکھتے ہیں کہ اتنے برس انتظار کر کے بھی عورت خاوند کے پاس چلی جاوے اسبارہ میں بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔ جواب کے جواب آنے پر تحریر کروں گا۔ کہ کہاں تک آپنے درست لکھا ہے صفحہ ۲۰ کی سطر ۷ لغایت ۸ میں درج ہے۔ "اس فلاسفی میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بانجھ عورت کے لئے ۸ برس کی میعاد اور اولاد نہ جننے والی کے لئے ۱۰ برس کی میعاد جام طور تو اولاد نہ جننے والی عورت کو ہی بانجھ کہا جاتا ہے۔ شاید یہاں کچھ اور مطلب یا فرق ہو جو میعاد میں دو دو سال کی کمی بیشی کی گئی ہے۔ ذرہ ایڈیٹر صاحب (جس سے مراد ایڈیٹر آریہ مسافر میگزین سے ہے) بتلا دیں تو ہم کند ذہنوں کی سمجھ میں آجاوے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اگر عورت بدزبان ہو تو مرد فوراً کسی دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ لفظ فوراً کے کیا معنی ہیں۔ کہ آج دس بجے پانچ منٹ پر عورت نے بدزبانی کی تو دس بجے پر دس منٹ سے پہلے پہلے دوسری عورت سے نیوگ کر کے سوا دس بجے تک اولاد پیدا کر دیوے تو گویا ایسی عورتوں کا ذخیرہ بھی مردوں کو رکھنا ہوگا۔ کہ ادہر عورت نے بدزبانی کی اور اُدہر نیوگ کے لئے دوسری عورت تیار ورنہ فوراً کی شرط ٹوٹ جائیگی۔ پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ فوراً نیوگ تو بھلا جیسے تیسے کسی اور عورت سے بھی کر لیا لیکن اولاد کیسے پیدا ہوگی۔ اول تو یہ کوئی کلیہ قاعدہ نہیں ہے کہ عورت سے ہمبستری کرتے ہی ضرور اسی وقت حمل ٹھہر جاوے۔ ہمارے دھرم کے انوسار تو اچھی بُری اولاد پراربدھ کا پھل ہے۔ کوئی ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ کہ اسے ضرور اولاد ہوگی۔ اگر اسی وقت

نیوگ کرنے میں حمل ٹھہر جاوے تاہم نو برس
ہمیشہ کا انتظار تو کرنا پڑا پھر بھی فوراً کی
شرط ٹوٹ گئی۔ ۱۱ یہ منوسمرتی کے ادھیائے
۹ کا ۸۱ شلوک ہے جسمیں صاف لکھا ہوا ہے
کہ بانجھ عورت ۸ برس تک اور جسکے اولاد ہو ہو کر
مر جاتی ہو یعنی اولاد نہ جیتی ہو تو گیارہ برس
انتظار کر کے چھوڑ دیوے اور اگر بدزبان ہو تو
والی ہو تو فوراً چھوڑ دیوے اور دوسرا کر لیا
کرے۔ یہ شلوک سے پایا جاتا ہے کہ چھوڑ کر
نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کرے۔ اس شلوک
سے صاف تمیز دو سال کی معلوم ہو رہی
ہے یعنی اگر بانجھ ہو حمل نہ ٹھہرتا ہو تو
۸ برس پیچھے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے اگر
حمل ٹھہرتا ہو لیکن اولاد نہ جیتی ہو تو پہلی
عورت سے ۲ برس زیادہ انتظار کرے ممکن
ہے کہ اولاد بچی رہے۔ دس سال سے زیادہ
انتظار نہ کرے اگر لڑکیاں جننے والی ہو تو
ایک سال اور بھی انتظار کرے۔ شاید لڑکا
پیدا ہو جاوے۔ پس ۱۱ سال کی میعاد اسکے
لئے مقرر ہے۔ اگر عورت بدزبان ہو تو کچھ
کال انتظاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلا
کسی کے مشورہ کے منو مہاراج ہی اجازت
دیتے ہیں کہ اس عورت کو تیاگ دو۔ کیونکہ
ایسی عورت سے اولاد کا پیدا کرنا ہی اچھا
نہیں۔ آپکو میعاد کی کمی بیشی کی سمجھ تو آ گئی
ہوگی۔ رہا یہ امر کہ فوراً سے کیا مراد ہے۔
عرض ہے کہ تشریح کا کرنا آپ ہی پر ختم ہے
ہزار دو صد شلوک میں آپکو کمال درجہ کی
لیاقت ہے۔ اطلاق الفاظ آپ خوب سمجھتے ہیں
بھلا فرمائیے تو سہی کہ آپ نے فوراً کا لفظ کس
پاکٹ کے بموجب نیوگ اور اولاد پیدا کرنے
کے ساتھ لگا لیا ہے۔ غرض منو مہاراج جی کی
یہی کہ فوراً ایسی عورت کو تیاگ دے اور نیوگ

کر کے اولاد پیدا کر لیوے نہ یہ کہ فوراً عورت
کو تیاگ دے۔ فوراً نیوگ کر لیوے۔ فوراً اولاد
پیدا کر دیوے۔ یہ بھی ایک نرالی سمجھ ہے
یہی وجہ ہے کہ منو مہاراج کی تلقین نیوگ کو
آپ لوگ سمجھ نہیں سکے۔ اور مفت میں منو
مہاراج کی تعلیم کو فحش بتلاتے ہیں اور زناکاری
سے نسبت دیتے ہیں۔ آپ کرپا کر کے منوسمرتی کا
فرمان ادھیائے اچھی طرح سے مطالعہ فرما کر
اپنے مہابھارت کے کہہ کٹروں کی طرح نیوگ کو
رواج دیجیئے۔

اس امر کے جتلانے کی یہاں چنداں ضرورت
نہیں کہ آریہ سماج وام مارگیوں کی نسبت
کچھ جانتی نہیں ہے۔ آپکو بیشک وام مارگیوں
کی نسبت زیادہ واقفیت ہوگی۔ لیکن اسقدر
لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وام مارگیوں
میں زناکاری مکتی کا ایک جزو مانا گیا ہے۔ آپ
کرپا کر کے اور اصل تنتر کو پڑھیں کیا کیا فحش
اور ناشائستہ حرکات کا اسمیں ذکر ہے۔ میری
قلم ان حرکات کا تحریر کرنا بھی عار سمجھتی ہے
آپ نے فرمایا ہے کہ یہ پاپ برتنا دھرم وام مارگیوں
میں ہرگز نہیں ہے۔ لیکن کلبیر دی چکر میں
اگر لڑکی اور بہن سے بھی سہاگم کیا جاوے
تو کوئی دوش نہیں پایا جاتا۔ اگر اس وقت
لڑکی بہن یا عورت کسی دوسرے کی لاٹ (حصہ)
میں آ جاوے۔ تو بھی کوئی دوش نہیں ہے
کیونکہ اس وقت وہ پاربتی کا روپ ہوتی ہے
اور وام مارگی شیو کا۔ اخیر پر آپ نے درج
فرمایا ہے کہ ایسے اصولوں کے رکھنے والوں پر
دس ہزار مضامین ہولی کے لکھے جا سکتے ہیں۔
شاید اس سے آپکی کوئی پوشیدہ غرض گورنمنٹ
عالیہ کی خدمت میں یہ الفاظ ظاہر کرنے کی ہوگی۔

راقم

کرپا رام ممبر آریہ سماج جھنگ مگھیانہ

شاستر ارتھ مابین آریہ سماج
اور پنڈت بھیم سین

پرچارک کے ناظرین کو معلوم رہے کہ جو شاستر ارتھ
آریہ سماج آگرہ اور پنڈت بھیم سین کے مابین
دربارہ شرادھ مرتک پر ہوا تھا۔ وہ چھپکر تیار
ہو گیا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت جی
باوصف اسکے کہ وہ اس مضمون پر اپنی اعلیٰ
درجہ کی واقفیت اور مہارت ہونیکا اعلان
دے چکے تھے۔ مگر وہ اس کے ثابت کرنے میں
ازحد قاصر رہے۔ حتیٰ کہ نہ تو آریہ سماج
کے اعتراضات کا جواب دے سکے اور نہ ہی
انکو اس مضمون میں کسی وید منتر کے پرمان دینے
کی جرات ہوئی (وہ نکھانا والا منتر بھی
پیش نہ ہوا۔ جسپر منشی اودے رام نے شیخی
کو ٹٹ بہا رہے ثبوت کی اپنے حق میں پیش
کرنے کا دعویٰ ہو رہا تھا) غرضیکہ مسند
شکست انکو ہوئی۔ جس سے انکی پنڈتائی اور
شاستروں کی واقفیت اور اندرونی کا پتہ لگ گیا
اثنائے بحث مضمون آریہ سماج کے ہمراہ شاستر ارتھ
کرنے پر تو انکی پوچ ہی قلعی کھل گئی۔ یعنی
اخیر پر باوجود کافی موقعہ اور وقت ملنے
کے اور ڈپٹی انسپکٹر صاحب کے اس کہنے پر
کہ ابھی تک وقت بہت ہے۔ اور آریہ سماج
کے اعتراضات کا جواب نہیں ملا۔ اپنا بدھنا
بوریا لپیٹ کر مع سناتن دھرمیوں کے نعرے
پکار کر رفو چکر ہوئے۔ جس کا اثر ان لیاقت پر
بہت خراب پڑا۔ اور پنڈت جی کو اسی
روز وہاں سے روانہ ہونا پڑا۔ ہمکو یقین کامل
ہے۔ کہ اگر منشی اودے رام صاحب سابق

بھاسد آریہ سماج کرنال - جوکہ ویدہ دھرم
ل دھرم کے دشمن بنے رہے - اور جنکو آریہ
ماج کرنال نے اُسوقت سے نگاہ نفرت سے
ی - جب کہ وہ آتے کے اشتہار بانکر پنڈت بھیم سین
ئے بگیہ میں ڈالنا آئے تھے - اور جن کو سماج
ر نے ۱۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو سبھاسدی سے
رج کردیا) اُنکو کرنال آنے کی زبردست
ب نہ کرتے تو پنڈت جی مہاراج کبھی کرنال
یف نہ لاتے - مگر چونکہ منشی اودے رام
حب کو بڑا بھاری گمان اور ابھمان تھا کہ
ت جی کی لیاقت آتی بڑی ہے کہ وہ
دوں کے رموز اور اسرار سے کما حقہٗ
ف ہیں - اور آتے ہی کرنال آریہ سماج
ت و نابود ہو جاویگی - اس لئے انہوں نے
ھتا پنڈت جی کو بلوایا - اُن ہی ایکروز
ر اُن کے و بھیر گنبھیر سوامی ست شانند جی
ہماں سے کہ ایکسال پیشتر کرنال تشریف
پنے آپکو بڑا بھاری تیاگی ثابت کرتے
ے ویدک دھرم کی نشٹی ہیں لکھوا کر گئے تھے
تھیں) تشریف لے آتے یعنی پنڈت بھیم سین
ین دوری - پھر پنڈت بھیم سین جی بھی
ارچ سنہ ۱۹۰۱ء کی شام کو وشوانند نامی چیلے
و منشی اودے رام صاحب بڑا بھاری جلوس
کر رہے تھے تشریف لے آئے -

پریل سنہ ۱۹۰۱ء کو کرنال آریہ سماج کے جلسہ
ی دن تھا - جسمیں کہ وید پرچار فنڈ کے
لی ہونی تھی - ایسے منشی اودے رام صاحب
ی خیال کو مدنظر سمجھ کر کہ اُس تاریخ میں
ہوگا - ۳ بجے شام سے پنڈت بھیم سین
ا و پدیش دینے کا سمے نیت کرایا - لیکن
ر ستی کی ہمیشہ فتح ہوا کرتی ہے - امسال
ے ۱۱ سو روپیہ چندہ سال گذشتہ کے
ے ۵ روپیہ چندہ ہوا - اور حاضری بمقدار

تھی - کہ جگہ بیٹھنے تک نہ رہی تھی -

باوجود اس کے کہ پنڈت بھیم سین کو بڑے شوق اور اُتساہ سے منشی اودے رام جی نے آریہ سماج کرنال کے پول کھولنے کی غرض سے بلوایا تھا - مگر پنڈت جی سے ملنے پر شاید اُن کو معلوم ہوا ہوگا - کہ پنڈت جی ہرگز آریہ سماج کے ہمراہ شاسترارتھ نہ کریں گے - اس لئے اُن کا منشا یہ ہوا - کہ کوئی ایسی تجویز نکالی جاوے - کہ شاسترارتھ ہرگز نہ ہو - اس لئے تجویز ہوئی - کہ دو تین بدمعاش آدمیوں کو پنڈت جی کے پاس تعینات کر دیا جاوے جب کوئی موقعہ ہو تو وہ آریہ سماجیوں کو بُرا بھلا کہیں - لیکن آریہ سماج کو اس کے بابت معلوم نہ تھا -

۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو آٹھ بجے صبح کے آریہ سماج والے بموجب چٹھی خود مع پنڈت دیودت جی اور پنڈت بھگت رام جی اور لالہ جیوند اس جی وغیرہ کے پنڈت جی کے جائے اوتارہ پر پہنچے اور شاسترارتھ کے نیم اُس چٹھی کے بموجب جوکہ پہلی رات آریہ سماج کی طرف سے اُنکے نام آ چکی تھی) طے کرنے لگے تو اُنکے ختم پر باہم قرار پایا - کہ کچھ دیر تک صرف پنڈت دیودت جی اور پنڈت بھیم سین جی کی آپس میں بات چیت ہو - چنانچہ بعد مشورہ سوامی شانتا نند پنڈت بھیم سین جی نے منظور فرمایا - اور گھڑی لائی گئی - پھر پنڈت دیودت جی کیطرف سے سوال ہوا - اسپر پنڈت بھگت رام جی نے نوٹ کرنے کو کاغذ اور پنسل نکالی ہی تھی کہ منشی اودے رام جی نے پنڈت بھیم سین جی کو روک دیا - کہ یہ لوگ چال سے کام لیتے ہیں - یعنے نوٹ کرنے لگے ہیں شاید چھپوا دیدیں (اسی شیخی پر پنڈتائی کا دعوے تھا) چنانچہ پنڈت بھیم سین جی نے بھی بات چیت کرنے

سے انکار کر دیا - اُسی وقت ایک کہانے جوکہ اس شہر میں مشہور فسادی ہے آریہ سماج والوں کو بڑی سختی کے ساتھ کہا - کہ چلے جاؤ اُسپر بابو جھجو رام جی پر وہان آریہ سماج کرنال نے اُسکو بند کرنا چاہا تو اُنکے مقابلہ کے لئے پیش آیا - اور ایک مہاشہ نے اُنکی امداد پر آریہ سماج والوں کو سخت سُست کہا - لیکن بابو جھجو رام جی نے کہا - کہ یہ تھا تو کیا ڈھونڈ دیا اور اُنکو وہاں سے چلے آئے - کہ یہ تو کچھ اور بات ہے - اور ان لوگوں نے پہلے سے ہی یہ منصوبہ باندھ رکھا ہے - اور شاید کوئی فساد نہ ہو جاوے - پھر شام کو آریہ سماج کی طرف سے علیحدہ اور پنڈت دیودت جی کی طرف سے الگ شاسترارتھ کے لئے بمدست پردھان آریہ سماج چٹھی بھیجے گئے - جن کا اُس وقت زبانی اُتر پنڈت بھیم سین جی نے یہ دیا کہ وہ خود مختاری سے شاسترارتھ کرنے کو تیار نہیں ہیں - اگر شاسترارتھ کی خواہش ہے تو دھرم سبھا کی معرفت خط و کتابت کرکے شاسترارتھ کرنا چاہئے - (یہ بھی ایک بہانہ ڈھونڈا کیونکہ کرنال میں کوئی دھرم سبھا نہیں ہے) تین روز تک چٹھیات کا کوئی تحریری جواب نہ دیا - شاسترارتھ کا وقت یگیوں میں پشو بدھ کرنا تھا - جب آریہ سماج والوں نے منشی اودے رام صاحب کو تنگ کیا - کہ اسی گھمنڈ پر پنڈت بھیم سین جی کو بلوایا تھا اگر کچھ شرم ہے تو ضرور شاسترارتھ کرانا چاہئے اسپر ۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کی شام کو چار سطر کی چٹھی (جن میں پنڈت دیودت جی نے بلٹی دیا کرن چار غلطیاں نکالی تھیں) منشی اودے رام نے پنڈت بھیم سین جی کی جانب سے پنڈت دیودت جی کے نام بھجوائی - کہ اگر سوال و جواب کرنا ہو تو دیوی مندر میں کل شام کو جہاں ہمارا اپدیش ہوگا - چلے آؤ - یہ بھی ایک چال تھی کیونکہ

جب گئوشالہ میں پنڈت جی کے ساتھیوں نے فساد کرانیکی تجویز کرلی تھی۔ تو دیوی مندر میں تو اُن کا فساد کرنا ضروری تھا یعنی جب وہاں پر فساد ہوتا۔ تو آریہ سماجی ہتک مندر میں تاوان گرفتار ہوسکتے تھے۔ اور ممکن تھا کہ پوراتک کسی مورتی کو توڑکر آریہ سماجیوں کے ذمہ لگادیتے جہاں پر کہ اُن کا ہی مجمع تھا۔ پنڈت دیودت جی کی طرف سے جواب بھیجا گیا۔ کہ وہ دیوی مندر میں نہ آویں گے۔ دہرم شالہ عام میں سب کے سنمکھ شاستراتھ ہو۔ اور پریذیڈنٹ آریہ سماج دونوں طرف کا ذمہ وار ہوگا۔ یا جسکو پنڈت بھیم سین جی یا اُنکے ہواخواہ پسند کریں۔ اِس کے جواب میں پنڈت بھیم سین جی کا پتر آیا۔ کہ وہ ہرگز شاستراتھ نہ کریں گے۔ اور اگر کریں گے تو اِس شرط پر کہ تمام شہر والے اُن سے آکر درخواست کریں۔

(عجیب منطق ہے) مطلب یہ تھا کہ نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی۔ اور درج فرمایا کہ پنڈت بسنت لال جی سے خط وکتابت کریں اور کہ آنکے پاس اب جوابی چٹھی بھیجنا فضول ہے۔ اِسکے جواب میں پنڈت بھیم سین جی کو پتر بھیجا گیا اور کہا گیا کہ چونکہ آج ۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ کو آپکا دہرم شالہ میں ویاکھیان ہے۔ اِس لئے ہم کو اُسموقعہ پر سوال جواب کرنیکی اجازت دیجاوے۔ چنانچہ یہ درخواست بھی نامنظور ہوئی۔ آج کے اُپدیش میں پنڈت بھیم سین جی نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ست جگ میں اشومیدھ گئومیدھ وغیرہ یگیوں کے موقعہ پر گھوڑوں اور گایوں کو مارکر یگیوں میں آہوتی دیجایا کرتی تھیں اور یہ وید انکول ہے۔ لیکن اب چونکہ پاراشر سمرتی اِس امر کی کلجگ کے لئے ممانعت کرتی ہے۔ اِس لئے یہ عمل آجکل نہیں) ہوسکتا ہے (افسوس ہے اِس عقل پر کہاں وید اور کہاں پاراشر سمرتی) اِس سے پیشتر آج کے دن پنڈت جی نے ورن بیوستھا کے جنم سے نہ ہونے میں تائید کی تھی۔ اور پنچ مہایگیہ کرنے پر بڑا زور دیا تھا۔ اور جتلایا تھا۔ کہ نالائق اور ناخواندہ برہمنوں کا ستکار کرنا اور اُن کو بھوجن وغیرہ دینا شاستر ورودھ ہے۔ برہمنوں کے خفگی کا باعث تو یہی باتیں تھیں۔ لیکن پشوؤں کو یگیہ میں ہون کرنا قرار دینے پر تمام شہر والوں اور خصوصاً معزز روسائے شہر کو پنڈت جی سے سخت نفرت ہوئی۔ اور یہاں تک کہ اگلے روز جو اُن کا ویاکھیان دیوی مندر میں ہوا۔ اُسمیں بجائے ۱۰۰ کے ۳۰ آدمی شامل ہوئے۔

آج کے دن بھی پنڈت بھیم سین جی نے مرتک شرادھ وشے پر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ بھوکھ پورتی کے لئے گئے کا مانس کھالینا بھی روا ہے۔ اِس کو سنکر بھی لوگوں کو بہت نفرت ہوئی اور شہر میں عام چرچا ہوگیا کہ یہ پنڈت بڑا خراب ہے۔ جو بندورانس کا ہی ذکر کرتا ہے۔ اگلے روز ۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ کو اُنکا ویاکھیان پھر دیوی مندر میں ہوا۔ اُسروز صرف پندرہ آدمی تھے جو کہ قریباً وہی تھے جنکو پنڈت جی کے بینے کا شوق رہتا تھا اسموقعہ پر پنڈت بھیم سین جی نے اور اُنکے ہمراہیوں کو معلوم ہوگیا۔ کہ شہر والوں نے اُنکی شمہ قدر بھی نہیں کی۔ اور اُنکے ویاکھیانوں اور اُپدیشوں کو نظر حقارت سے دیکھا۔ اِسلئے پھر اُنہوں نے سوچا۔ کہ اب کوئی ایسی تجویز کیجاوے۔ کہ جس سے پوراتک پبلک میں کسیقدر شہرت ہوجاوے اور سناتن دہرم کم از کم ایک کالم تیز ہوکر پنڈت گوپی ناتھ صاحب خوش ہوجاویں۔ اِس لئے تجویز ہوا۔ کہ کرنال میں سناتن دہرم سبھا قائم کیجاوے۔ اور پنڈت بھیم سین جی نے فرمایا۔ کہ منشی اودے رام صاحب سکرٹری مقرر ہوں۔ پریذیڈنٹ انتخاب کرنے کو کوئی نہ ملا۔ واپس پریذیڈنٹ پنڈت بودہن لال صاحب مختار جو کہ پہلے سے ہی پشوؤں کے یگیہ میں قربانی مانتے ہیں۔ مقرر ہوئے۔ دو کارکن مقرر ہوتے۔ ایک کہار اور ایک پنڈا جو کہ مشہور . . . . . . ہیں۔ حاضرین میں چند برہمنوں سے ممبر بننے کے لئے پوچھا گیا۔ اُنہوں نے انکار کردیا۔ اور اپنی خوشی سے دو تین آدمی کے نام ممبری میں لکھ لئے۔ یہ گویا سبھا قائم ہوگئی۔ اب پنڈت جی کو چلنے کی فکر لگی۔ اور اُنکے ہواخواہ اُنکے لئے دھن اکٹھا کرنے لگے۔ بمشکل تمام اپنے یار دوستوں سے ۱۴ روپیہ اکٹھا کیا۔ جو کہ چار آدمیوں کے کرایہ کے لئے بھی شاید کم ہوگا۔ شہر والوں نے مطلق ایک حبہ نہ دیا۔ اور پنڈت جی ۹۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ کو معہ لشکری سامان کے بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اِس غرض سے کہ اب آریہ سماجوں کی گت بنانے کے کیا اُپاؤ ہیں۔ اب جو وزیر اعظم فرماویں اُسپر پنڈت جی عمل کریں گے۔

ہم بڑی خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ پنجاب کے دروازہ کے اندر (مراد کرنال سے ہے) داخل ہوتے ہی پنڈت جی مہاراج کی وہ خاطر ہوئی۔ کہ اُنکو تا زندگی یاد رہیگی۔ اور بالفرض اگر اور چندے قیام فرماتے۔ تو شاید اُن کی قدر ومنزلت زیادہ بڑھ جاتی۔

ہمارے لئے یہ بھی خوشی کا مقام ہے۔ کہ پنڈت جی مہاراج نے مورتی پوجا کو پوراتک دہرم بتلایا نہ کہ ویدک دہرم۔ اور اپنے اشتہار میں اپنے آپکو ویدک دہرم کا پرچارک

شادی کچھ فخر کرنے اور بطور نمونہ پیش کرنے کے قابل معلوم نہیں ہوتی

فی زمانہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ اخبارات میں جب کبھی کسی مسئلہ پر بحث چھڑتی ہے۔ اور وہ مسئلہ بذاتہ اس قابل ہوتا ہے۔ کہ اسپر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جاوے۔ یا اُس کی اہمیت اور اسکے نتائج سے عوام کو خبردار کیا جاوے تو بدقسمتی سے جن اصحاب کا یہ منصب ہے۔ کہ مدلل بحث اور واقعات کی بناپر اظہار رائے کریں۔ وہ تو خاموش اور ساکن رہتے ہیں ایسے اصحاب دوڑ کر کود پڑتے ہیں کہ جن پر یہ مقولہ صادق آسکتا ہے۔ ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

یہ مانا کہ اظہار رائے کا ہر ایک کو حق ہے مگر وہ رائے کچھ رائے ہی ہونی چاہیئے دوسرے ایک بات غالباً بدبختی کی وجہ یہ نظر آتی ہے۔ کہ کوئی مسئلہ چھیڑ کر دیکھ لیجئے ضرور دو چار کبھی نہ کبھی اس کی تائید و تردید کرنے والے پیدا ہو جاویں گے۔ خواہ اُنہیں لکھنے پڑھنے کا ذوق ہو یا نہ ہو خواہ وہ نفس مضمون کو سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں۔ خواہ وہ عالمانہ اور شریفانہ بحث کے اداب سے واقف ہوں۔ یا نہ ہوں۔ اس سے کچھ غرض نہیں ہے۔ اگر وہ آج کسی کے ثناخواں ہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ بلا سے حق پسندی۔ یا انصاف کا خون ہوتا ہو تو ہو جاوے۔ مگر اپنے ممدوح کی تائید ضرور کریں گے۔ اور یہیں تک اکتفا نہیں کریں گے بلکہ مدمخالف کو ضرور صلواتیں بھی سناویں گے۔ اور اس کو اور دل پرجوش حمیت ظاہر کریں گے۔ یہ تو عام کیفیت ہے۔ سب سے زیادہ حیف اُس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ کسی گروہ کے سربرآوردہ اور رہنما سخن پروری یا انتشار طبع کی وجہ سے ضد میں آجاتے ہیں۔ یا اپنے حریف سے ناراض ہو کر کسی فرقہ یا کسی خاص طبقہ کے اصحاب پر بیجا طنز و تشنیع شروع کر دیتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے میں ستیہ دھرم پرچارک میں ایک شادی کے متعلق بحث پڑھ رہا ہوں۔ جس کی نسبت میں نے سُنا ہے۔ کہ تھوڑا عرصہ ہوا شہر جالندھر میں لالہ منشی رام جی کے ظل عاطفت میں ہوئی تھی۔ اس موقع پر میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اب تک صرف ایک چٹھی پنڈت لالتا پرشاد جی اگنی ہوتری کی اس بارہ میں شائع ہوئی تھی۔ جسے پڑھنے سے بناء بحث اور امور تنقیح طلب سمجھ میں آسکتے ہیں۔

مجھے بھی کئی مرتبہ یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اس بحث میں شامل ہوں۔ کیونکہ یہ بحث انجام میں ایک خاص نتیجہ پیدا کریگی۔ مگر بعد میں یہ خیال دپیر غالب رہا کہ کبھی بھدی بات ہے۔ کہ ایک شریف ور کیا تھا ایک شریف اور نیک نہاد کنیا کا باہم تعلق زناشوئی ہو گیا۔ وہ ہنسی خوشی اپنے گھر میں آباد ہو گئے نہ اُنہوں نے کسی سے کچھ طلب کیا ہے۔ نہ کسی سے کچھ تعرض ہے۔ اور نہ انہوں نے کسی کا کچھ بگاڑا ہے۔ گر ہم ہیں۔ کہ اُسی دن سے اپنے آپ پنچ بنے ہوئے ججتیں نکال رہے ہیں۔ مگر چونکہ دانستہ یا نادانستہ یہ بحث چھڑ گئی ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ اخلاقی نتیجہ نکلے۔ جس قدر جلد یہ اخلاقی نتیجہ نکل آوے۔ اور یہ بحث ختم ہو جاوے بہتر ہوگا۔ میری یہ رائے ہے۔ کہ اس معاملہ کو معقول طوالت دینے کے باعث اول لالہ منشی رام جی ہیں اور اس تمام بحث کے ضمن میں اُنہوں نے اپنی غیر معمولی کیفیت ظاہر کی ہے۔ میں ستیہ دھرم پرچارک کو جب سے یہ چھپنا شروع ہوا ہے۔ اُس وقت سے دیکھتا ہوں مگر کبھی لالہ منشی رام جی کو اس درجہ زود رنج۔ مضطرب۔ ایک ذرہ سی بات کے لئے لوگوں کے آگے فریاد کرتے۔ اور ایک طرح ضد سے کام لیتے ہوئے دیکھنے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔ بات اصل میں کیا تھی اور بن گئی کیا۔ مضمون: ڈاکٹر گورودت کی دوسری شادی تھا۔ دل آزاری کے لئے اظہار ہمدردی لالہ منشی رام جی سے ہو رہا ہے ذیل میں لالہ منشی رام جی کی سہل انگاری کا خلاصہ ہے۔ جس سے نفس مضمون کا بہت بڑا تعلق ہے۔

(الف) لالہ منشی رام جی یہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ ڈاکٹر گورودت جی کی گمر شادی سراسر اویدک ہے۔ اور اویدک طریق سے ہوئی۔ مگر اُنہوں نے اسے اپنے اخبار میں آریہ سماج کے لئے باعث فخر یا دوسرے الفاظ میں اوروں کے لئے قابل تقلید ظاہر کیا (آریہ برادری کے اراکین نے ہی اسے اپنی حسن کارگذاری کا نمونہ پیش کرنا چاہا تھا۔ چنانچہ آریہ پتر کا میں یہ چھپوا بھی دیا گیا تھا۔ کہ یہ شادی بسرپرستی آریہ برادری ہوگی۔ مگر چونکہ بات سراسر لغو اور بے بنیاد تھی اسلئے خاص ... برادری کے اراکین

سی اختلاف ہوا۔ اور عام رائے سے
یہ قرار پایا کہ یہ شادی ہماری کارگذاری
نہیں ہو سکتی)

(ب) لالہ منشی رام جی نے اپنے اخبار میں اپنی جھل اور مہمل تحریر سے عوام کو غلط فہمی کا موقع دیا۔ جن میں بعض ایسے ہی سنتے کہ حرارت طبع یا ذاتی تعصبات کی وجہ سے یک بیک بھڑک اُٹھے۔ اور اس انتہا درجہ کے غیر معمولی واقعہ کو سُن کر ضبط نہیں کر سکے یہاں تک کہ شتابہ زدگی میں جا و بیجا کلمات زبان یا قلم سے نکالتے وقت اُنہیں ذرا پس و پیش نہیں ہوا۔ اسی مہمل تحریر کی بناء پر جلسے سر پا بحث اب تک جاری ہے۔ اور اسی مہمل تحریر کی بدولت دور دور تک بدمزگی اور شکر رنجی پیدا ہو گئی ہے +

(ج) اگر لالہ منشی رام جی نے اس شادی کی کیفیت مشتہر کرنے کو ضروری سمجھا تھا تو انہیں لازم تھا کہ مفصل طور پر کہدیتے کہ شری متی شترا جی کس جگہ کی رہنے والی تھی۔ برہمنوں کے کس خاندان سے ان کا تعلق ہے۔ آیا اُس خاندان میں کسی طرح کی کچھ تو نہیں تھی۔ کس عمر میں بیوہ ہوئیں کس عمر میں یتیمہ۔ اور آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ کہ راما بائی عیسائی لیڈی کے پنجہ سے انہیں چھوڑایا گیا ہے۔ کس [illegible] کب مہا ودیالہ میں آئیں۔ کتنے عرصہ رہیں۔ کن وجوہات پر اُنہوں نے برہمچارنی رہنے کی نسبت شادی کرانے کو ترجیح دی۔ آیا انہیں پورے طور پر سمجھایا گیا تھا یا نہیں۔ کہ آپ جنم کی برہمنی ہیں آپ کے گن کرم سوبھاؤ بھی اگر برہمنی کے ہوں۔ تو بہت تعریف کے قابل بات ہے اور آپ برہمچارنی رہ کر دھرم اُپدیش کریں یا کسی پُتری پاٹھ شالا کی ادھیاپکا ہونا قبول کریں۔ اور یہ کہ اس طرح آپ اپنی زندگی کو اپنے اور آریہ سماج کے لئے زیادہ مفید بنا سکتی ہیں۔ علے ہذا آیا اُن کے عقد ثانی کی نسبت اخبارات میں مشتہر کیا گیا تھا یا نہیں۔ اور اگر کیا گیا تھا۔ تو کتنی درخواستیں آئیں تھیں اور وہ کن کن کی تھیں۔ آیا ڈاکٹر گوردت کہاں کے رہنے والے ہیں۔ کس راجپوت خاندان سے اُن کا تعلق ہے۔ کس عمر میں اُن کی پہلی شادی ہوئی۔ کس عمر میں اُن کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا۔ آیا کوئی اولاد ہوئی یا نہیں۔ آیا ڈاکٹر گوردت نے کسی کے کہنے پر یا اشتہار پڑھ کر درخواست شادی کی تھی۔ یا خود ایک مدت کسی اچاریہ کے پاس اپنے گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کا معائنہ یا موازنہ کراتے رہے تھے۔ اور اسی طرح شری متی جی۔ آیا ڈاکٹر گوردت نے شری متی جی کو کبھی شادی کے پہلے دیکھا تھا۔ یا نہیں۔ یا اُن کے رشتہ داروں کی وساطت اور توسل سے ہوا۔ شری متی جی کو ڈاکٹر صاحب کے گن۔ کرم سبھاؤ کے بالمقابل کس طرح اپنے گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کے مطابق قرار دینے کا موقعہ ملا۔ کس طرح سے ور۔ اور کنیا ایک "ورنستھ" ہو گئے کس طرح شری متی جی کشترانی قرار پائیں اور طبابت پیشہ ڈاکٹر گوردت جی کی نسبت کس بناء پر کشتری ہونے کا فتوے دیا گیا۔ اور آیا وہ مفتی (فتوے دینے والے) کون اصحاب تھے۔ اور اُن کی قابلیت بلحاظ (۴) چاروید ہونے کے کیا ہے۔ اور جنہوں نے ڈاکٹر صاحب اور شری متی جی کو ایک "ورنستھ" کہا ہے وہ خود اپنے آپ کو کس ورن میں سمجھتے ہیں۔ آیا کشتریوں (اگر ورن نہ لیا جاوے) یا وہ وجوہ کہ دوبارہ شادی کرانے کی وید آدی ستیہ شاستر اجازت دیتے ہیں۔ یا نہیں۔ آیا جس وقت ڈاکٹر گوردت نے درخواست شادی کی تھی۔ اُس وقت اُنہیں یہ کہا گیا تھا یا نہیں۔ کہ بجائے پھر گرہست میں پھنسنے کے یہ بہتر ہوگا۔ کہ آپ برہمچاری رہ کر آریہ سماج اور نوع انسان کی بہبودی میں ساعی ہوں۔ یا فی الفور اُن کی درخواست کو غنیمت سمجھا گیا تھا۔

(د) لالہ منشی رام جی نے اس شادی کے متعلق اخبار آریہ پتر مراد آباد کی شکایت کی۔ مگر عمداً یا سہواً آریہ پتر کا لاہور (آرگن شری متی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب) کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس بارہ میں دونوں اخباروں کی رائے عملی طور پر یکساں تھی۔ اگر فرق تھا۔ تو صرف طرز تحریر یا طرز بیان میں تھا۔ آریہ پتر لاہور نے تو یہاں تک لکھا تھا۔ کہ "ویدک طریق سے کسی کے گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کی بناء پر کسی کے ورن قائم کرنے کے مسئلہ پر ہماری ہمت اور جرات نہیں پڑتی کہ بحث کریں" اسے لکھا تھا۔ کہ ہمیں اب تک معلوم نہیں۔ کہ پہلے زمانہ میں کس طرح گن کرم سوبھاؤ کی رو سے ورن قائم کرتے تھے۔ شاید لڑکے اور لڑکیوں کے گھروں گرکلوں میں روزانہ بچے داخل کرتے ہوں گے۔ اور شادی کے وقت اُن کی جانچ پڑتال کی جایا کرتی ہو گی کسی کے گن کرم سوبھاؤ برسوں میں ہی مشکل سے تحقیق ہو سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ

چار یا پانچ دنوں ہیں - بہتر ہے کہ ہمارے آریہ سماج کے رہنما ایسے مسئلہ پر اپنا دماغ ابلا دیں وغیرہ وغیرہ"

یہ آریہ پتر کا کے اُس مضمون کے **آخری** حصہ کا خلاصہ ہے۔ جو اُسنے ڈاکٹر گوردت کی شادی کے بارہ میں لکھا تہا۔

(ہ) لالہ منشی رام جی جنہوں نے نازک سے نازک اور بڑے بڑے اشتعال انگیز موقعوں اور سخت سے سخت مباحثوں میں بھی اپنے مزاج کو درہم برہم نہیں ہونے دیا۔ اُنہوں نے اس مرتبہ ایک معمولی اُپدیشک اور اخبار کی نا ملایم تحریر سے غم و غصہ کہا کہ ممالک مغربی وشمالی و اودہ کے دوستیوں پٹواریوں اور دربلے وغیرہ اصحاب پر غیر مناسب طنز کئے ہیں

(و) لالہ منشی رام جی نے شرہتی آریہ پرتی نہی سبہا پشچم اتر و اودہ ولیشں کے ایک اُپدیشک سے اختلاف رائے ہونے کی وجہ سے یا اُس اپدیشک کی غلطی یا ایک ناشائستہ حرکت کی بنا پر اپنے بعض نامہ نگاروں کو اُس اُپدیشک کی حد سے زیادہ ذاتیات پر بحث کرنیکا موقع دیا ہے۔ یہاں تک کہ کہیں اُسے فرضی یا قیاسی طور پر دان جہیز کے لالچ سے دوبارہ شادی کرانے کا ملزم ٹہرایا گیا ہے۔ کسی کے مکان پر کچی روٹی کہانے کسی کے مکان پر نہ کہانے۔ کہیں اُس کے دودھ پینے یا ہولے چابنے کی کیفیت کے ہی شایع کرنے میں تامل نہیں کیا گیا ہے۔ بالفرض اُس نے دوبارہ شادی کرائی ہے۔ تو اُس کی کیفیت اور ڈاکٹر گوردت جی کی کیفیت میں کچھ زیادہ

فرق نہیں معلوم ہوتا۔ جہاں تک اخبار سے تشریح ہوا ہے۔ اس اُپدیشک کا اصل قصور یہ تہا کہ اُس نے لالہ منشی رام جی کی شان میں سخت سست کلمات لکہے تہے اس بارہ میں لالہ منشی رام جی کو خود تردد کرنے کی ضرورت نہ تہی۔ خود شری متی آریہ پرتی ندہی سبہا ممالک مغربی وشمالی و اودھ اُس اپدیشک سے باز پرس کر سکتی تہی۔ اور غالبًا کی ہوگی۔ اگر لالہ منشی رام جی کو زیادہ ناگوار گذرا تہا۔ تو پریذیڈنٹ یا سکرٹری آریہ پرتی ندہی سبہا ممالک مغربی وشمالی و اودھ کو کہہ سکتے تہے۔ کہ جب آپ کے اُپدیشک تحریر میں اس درجہ سختی سے کام لیتے ہیں توکیا تقریر میں غضب نہیں ڈہاتے ہونگے اشارہ کافی تہا۔ اگر ہم ایک قصور پر اپنے اُپدیشکوں کی اس بے باکی سے ہر ملا خاک اُڑانے کے درپے ہو جاویں تو قیاس میں آسکتا ہے۔ کہ اُن اُپدیشکوں کی عوام کی نگاہ میں کیا وقعت ہوگی۔

(ز) لالہ منشی رام جی اس زمانہ میں پیشتر اس کے کہ گُن کرم سوبہاؤ کے مطابق ورن بیوستہا کے عملی طریق بتلادیں اور انہیں ٹہیک ویدک ثابت کریں موجودہ مجلسی نظام کو توڑنے کی حمایت کر رہے ہیں۔ جس سے خوش اعتقاد اور ضعیف الاعتقاد اشخاص کی ایک حد تک تباہی متصور ہے۔ اس کا اثر صرف اُنہیں کی ذات تک محدود نہیں رہ سکتا۔ بلکہ عملًا اور قیاسًا اُن کی اولاد اور آیندہ نسل پر بہی ہوگا۔ میرا قیاس یہہ ہے۔ کہ ڈاکٹر گوردت جی کی شادی کرانے میں بڑا حصہ

لالہ منشی رام جی نے ہی لیا ہے۔ اور اپنی ذمہ واریوں کو خوش طبعی کی وجہ سے اب تک جیساکہ چاہئے محسوس نہیں کیا ہے

(ح) لالہ منشی رام جی شادیاں کرانے میں **خون اور خاندان** کو قطعی نظرانداز کرانے کی سعی کرتے ہیں۔ حالانکہ خود والدین کے نطفہ اور سنسکاروں کے اثر کی مثالیں اپنی عام تقریروں میں سنایا کرتے ہیں لالہ منشی رام جی کے اس وطیرہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج میں چند ایسے اشخاص جابجا پائے جاتے ہیں۔ جو مردم پرستی کی حد تک پہونچ گئے ہیں اور شب وروز عجیب و غریب وعظ کیا کرتے ہیں۔ جس کی حسب ضرورت تشریح کی جاسکتی ہے۔

(ط) جب کبہی کوئی کسی مجلسی اصلاح کے بارہ میں **"قبل از وقت"** کا عذر پیش کرتا ہے۔ لالہ منشی رام جی اس عذر کو متعلق خاطر میں نہیں لاتے۔ حالانکہ وہ روز مرہ دیکہتے ہیں۔ اور اپنے تجربہ سے محسوس کرتے ہیں۔ کہ **"قبل از وقت"** کے کچھ معنی ضرور ہیں۔ مثلًا شروع شروع میں لالہ منشی رام جی نے ایک عجیب **سوئمبر** رچوانے کے لئے اپنے اخبار کے صفحات وقف کر دئے تہے۔ نئے نئے مسلمان قوم کو کچھ دنوں شغل جاری یا طبع آزمائی کا خوب موقع ملا تہا۔ سمجہدار اصحاب کے یہ رائے دینے پر کہ قبل از وقت حاملہ ہونا ٹہیک نہیں ہے۔ لالہ منشی رام جی ناراض ہوتے تہے۔ مگر جو کچھ اس کا نتیجہ نکلا تہا اُسے اوروں کی نسبت وہ خود زیادہ جانتے ہیں۔ اگر یہ افراط تفریط سے کام نہ لیتے تو ہرگز وہ بات نہ ہوتی جو ہوئی یہی بات

اس وقت کے لئے ہی اُٹھائی جا سکتی ہے
المختصر میں نے ڈاکٹر گوردت کی مکرر شادی کے متعلق بہیئت مجموعی ضروری نکات ظاہر کر دئے ہیں۔ اب پیشتر اس کے کہ میں اپنی رائے کا خلاصہ پیش کروں۔ مجھے ایک امر کا تذکرہ کر دینا بہی واجبی معلوم ہوتا ہے۔ تہوڑے دن ہوئے مہاشے رگہو نندن پرساد جی سکرٹری آریہ سماج لکہنؤ نے لالہ منشی رام جی نے آریہ سماج کی اس قدر بیش بہا خدمت کی ہے۔ کہ اُن کا صرف اتنا کہہ دینا۔ کہ ڈاکٹر گوردت اور شری متی شمترا جی کا ایک ورن ہو گیا ہے (لالہ منشی رام جی نے یہ ہی لکہا تہا کہ شری متی جی کا اونچے ورن سے نیچے ورن کو قبول کرنا۔ کمال درجہ کی بے غرضی پر دلالت کرتا ہے) بہرے لئے کافی ہے۔ نیز اُن کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ جیسے وہ خود اعتقاد ہیں ویسی ہی اور بہی ہو جاویں یعنی کسی کے ورن کی تا ہمی کے بارہ میں لالہ منشی رام جی کی رائے کا فی سمجہی جاوے۔ لالہ منشی رام جی نے جو کچہ آریہ سماج کے لئے کیا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ مگر وہ غالباً اُن اصحاب کو اپنے نادان دوست سمجہیں گے۔ جو اُن کی ذات سے اُن صفات کو منسوب کرنا چاہتے ہیں۔ جو اُن میں موجود نہیں ہیں۔ لالہ منشی رام جی کو یوگی۔ کہٹ شاستری یا آچاریہ کہنا ایسا ہی ہو گا۔ جیسے اردو خوان کو دیوناگری نہ جاننے والا۔ مگر معلوم نہیں ہے۔ کہ مہاشے رگہو نندن پرساد جی نے کبہی لالہ منشی رام جی سے یہ

[illegible]

ہی دریافت کیا ہے۔ کہ آپ اپنا ورن کیا تجویز فرماتے ہیں۔

اب ڈاکٹر گوردت جی کی مکرر شادی کی نسبت جس کے حق میں لالہ منشی رام جی عوام کی رائیں ہر ایک پرچہ میں سلسلہ وار شایع کر رہے ہیں۔ اپنی رائے ذیل میں پیش کرتا ہوں:۔

(الف) یہ شادی اویدک ہوئی ہے۔ لہذا نہ آریہ سماج کے لئے باعث فخر ہے۔ اور نہ کسی کے لئے قابل تقلید۔

(ب) اِس کے جواز میں مصلحت وقت یا **پولٹی لی** (سود مندی) کا عذر ہی پیش نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) عوام پر بہی اِس کا کچہ اچہا اثر نہیں ہو سکتا (د) امروجہ قانون وقت کے لحاظ سے بہی یہ ناجائز ہے۔

(ھ) یہ ہی کوئی خوبی کی بات نہیں معلوم ہوتی کہ **اویدک کرم** کرکے اپنے خویش واقربا سے مغایرت اختیار کی جاوے اور اپنے عزیز و یگانوں کو ناحق کشیدگی کا موقع دیا جاوے۔

(ی) یہ ہی مفید مطلب بات نہیں معلوم ہوتی کہ ہم "**نکوہ کندن وکاہ برآوردن**" کے مصداق بنیں۔ اویدک کرم کرکے ویدک دہرم کی اشاعت میں سدراہ ہوں۔

راقم
دیوی دیال

بخدمت ایڈیٹر صاحب
ستیہ دہرم پرچارک جالندہر

نمستے۔ میں نے آپ کے ۵ و ۱۲۔ اپریل کے لیکہوں کو پڑہا۔ آپ نے جو پرشن قائم کیا ہے۔ اُس کے اُتر میں نویدن ہے۔ کہ میں تنہا سبہا پتی جی ورن بیوستہا کو ٹہیک ٹہیک اُس پرکار مانتا ہوں جس پرکار مہرشی دیانند نے اپنے ستیارتہ پرکاش میں پرگٹ کیا۔ اور اُس پر عمل کرنے کے لئے بہی تیار ہیں۔ اور آیندہ طیار رہیں گے۔

(۲) میں یا سبہا پتی جی یا آریہ منتر کے سبہاپادک نے ورن بیوستہا کے ورشے میں کبہی آپ سے یا جو بواہ ڈاکٹر گوردت جی کا ہوا ہے۔ اُس سے اختلاف نہیں کیا۔ نامہ نگاروں میں سے کسی کی تحریر کو اگر آپ ہمارے ہی سر منڈہنا چاہتے ہیں تو میں بجز اس کے اور کچہ کہنا نہیں چاہتا۔ کہ ع "آنچہ از دوست میرسد نیکوست!"

بواہ کے سمبندہ میں آریہ منتر مورخہ یکم اپریل میں جو منجانب ایڈیٹر اعتراض کیا گیا تہا۔ اُس کو آپ نے چہوا ہی نہیں۔ وہ اعتراض یہ تہا۔ کہ کوئی گرہست ویدیہ پُرش بجز نیوگ کے پنربواہ نہیں کر سکتا جب کہ سوامی جی نے ستیارتہ پرکاش میں لکہا ہے۔ کہ اگر کسی نے کیا تو ضرور سوامی جی کے سدہانت کے پرتی کول ہے۔ اِس اعتراض کا جو کچہ جواب آپ رکہتے ہیں ضرور آپ کو آریہ پبلک کی آگاہی کے لئے ظاہر کرنا چاہئے ورنہ غلطی تسلیم کرنی چاہئے۔ آپ نے اس یکم اپریل کے لیکہ کو اپنے ۵۔ اپریل کے لیکہ کے جواب میں ہونا ظاہر کیا ہے۔ یہ امر واقعہ کے خلاف ہے۔ راقم۔ نرائن پرساد سکرٹری پرتی ندہی سبہا ممالک مغربی وشمالی واودہ۔

مستورات کی طرف سے قائمی وکٹوریا میموریل فنڈ کے لئے اپیل

میری عزیز بہنو! یقین ہے کہ آپ نے انڈین ویمنس وکٹوریہ میموریل یعنی خاص ہندوستان کی عورتوں کی طرف سے ملکہ معظمہ کی یادگار کے متعلق جو تجویز بنگال میں شروع کی گئی ہے سُنا ہوگا۔ مجھے جب کبھی انگلستان جانے کا اتفاق ہوا۔ تو خوش نصیبی سے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی خدمت میں باریاب ہونے کی بھی عزت حاصل ہوئی۔ اور ایک مرتبہ قیصرہ مرحومہ نے مجھ سے خاص اردو زبان میں تہوڑی سی گفتگو کی۔ اور دوران گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ "جب ہندوستان میں جاؤ تو میرے لوگوں سے کہنا کہ میں اُن کو اور اُن کے ملک کو بہت پیار کرتی ہوں مگر مجھے ایک افسوس باقی ہے۔ کہ میں اپنی جوانی میں کبھی بھی ہندوستان نہیں گئی" جس شفقت و توجہ سے باتیں کیں اُس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ ہماری نیک دل ملکہ کو ہندوستان کی خاتونوں سے خاص قسم کی اور بے انتہا محبت تھی۔ چنانچہ بموجب ارشاد مبارک اُن کے اُس پیغام کو میں نے بعض اخباروں میں چھپوا دیا تھا۔ اب میں نے بمشورہ بیگمہ چند شائستہ و تعلیم یافتہ رانیاں خاتونان صوبہ بنگال اُس محبت کا شکریہ ادا کرنے کے لئے جو نیک نفس قیصرہ کو ہندوستان کی عورتوں سے ساتھ تھی۔ یہ تجویز کی ہے۔ کہ تمام ہندوستانی مستورات اور ہر قوم اور ہر طبقہ کی بیبیوں کی طرف سے ملکہ مرحومہ کی ایک خاص یادگار قایم کی جاوے۔ اِس تجویز کو مختلف شہروں کی تمام معزز اور محترم خاتونوں نے پسند کرلیا چنانچہ معزز عورتوں کے ایک جلسہ میں جس میں مہارانی صاحبہ ناٹور۔ نواب شہر بانو بیگم صاحبہ۔ رانی صاحبہ ڈگیاپٹی۔ مسز ڈبلیو سی بانرجی۔ مسز ویس گپتا۔ مسز ویس گھوشال۔ مسز ٹاگور۔ مسز بابک مسز چوہدری۔ مس سین۔ اور اسی طرح معزز طبقہ کی اور خاتونیں شریک تہیں یہ تین امور سب بی بیوں کے اتفاق سے طے ہوگئے۔

(۱) ایک مناسب قومی یادگار جو انڈین ویمنس وکٹوریہ میموریل (یعنی کل ہندوستانی عورتوں کی قایم کی ہوئی یادگار وکٹوریہ) کہلائیگی بابۂ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی یادگار میں قایم کی جائے۔ تاکہ اُن کے ذریعہ سے جملہ مستورات ہند اپنی نیک فرمانروا کی عزت کرنے کا حق ادا کریں۔

(۲) ایک چندہ کی فہرست کھولی جائے جس میں کم سے کم تعداد چندہ ایک پیسہ فی خاتون مقرر کی جائے۔ لیکن جو بیبیاں زیادہ دیکیں اُنہیں اپنی ہمت اور حوصلے کے مطابق اختیار ہے۔ تمام انجمنوں۔ مدرسوں۔ کالجوں سے مدد کی درخواست کی جائے۔ اور مختلف صوبوں کی مہارانیاں۔ رانیاں۔ بیگمات اور شریف زادیاں مدد پر آمادہ کی جائیں۔

(۳) خاتونان صوبہ بنگال کی ایک کمیٹی قایم ہو جائے۔ جو تمام کمیٹی کے لئے چندہ فراہم کرے اور اِس یادگار کے متعلق اپنی تجویز پیش کریں۔

چنانچہ صوبہ بنگال کی معزز عورتوں کی ایک سنٹرل کمیٹی قایم ہوگئی۔ جس میں حسب ذیل عہدہ دار قرار پائی ہیں۔

ہز ہائینس مہارانی صاحب بیہور ... سی۔ آئی ......
ہز ہائینس نواب بیگم صاحبہ مرشدآباد۔ سی۔ آئی ...

پریسیڈنٹ } ہز ہائینس مہارانی صاحب کوچ بہار۔ سی۔ آئی ..

مہارانی صاحبہ دربہنگہ
مہارانی صاحبہ ناٹور
رانی صاحبہ ڈگیاپٹی
مہاراجکماری صاحبہ ٹاگور
بہو مہارانی صاحبہ ٹاگور
نواب شہر بانو بیگم صاحبہ

خازن } مسز ڈبلیو سی بانرجی

مس گھوسال
مسز زاہد
مسز ہوبلیر
مسز مت

اِس تجویز میں ہر اکسیلنسی لیڈی کرزن صاحبہ لیڈی میکڈانل صاحبہ اور لیڈی ینگ صاحبہ نے بھی ہمدردی ظاہر فرمائی ہے۔ اور اب آپ سب بیبیوں کا فرض ہے۔ کہ اِس تجویز کو پورا کریں۔ کیونکہ یہ آپ ہی کا فرض ضروری ہے۔ بمبئی۔ میسور۔ اودھ۔ اور پنجاب میں بھی یہی تجویز ہو رہی ہے۔ کہ اِس قسم کی ایک کمیٹی قایم کی جائے۔ کہ جس میں ہر فرقہ کی عورتیں علیحدہ علیحدہ چندہ فراہم کریں۔ ہندوستانی خاتونانِ ہر رعایا کا فرض ہے۔ کہ اپنی بادشاہ

کی یادتازہ رکھنے کی کوشش کریں۔ نہ صرف
اس واسطے کہ وہ ایک نیک نفس اور پاک نہاد
وعظیم الشان قیصرہ تھیں۔ اور ہر وقت ہماری
ترقی کی فکر میں رہتی تھیں۔ ہر آنے جانے
والے سے ہمارے حالات پوچھا کرتی تھیں
اور ہمدرد تھی وہ۔ ہر ہونے کے بیشتر
ہمارے رنج و آفت میں شریک ہوتی تھیں
ہماری تکلیفوں سے اُن کے دل کو صدمہ ہوتا
تھا۔ ہماری مسرتوں پر وہ خوش ہوتی تھیں
بلکہ نیز اس واسطے کہ اُن کی سیدھی سادی
خانہ داری کی زندگی جو انہوں نے لڑکپن
میں بیوی اور ماں ہونے کی حالت میں بسر
کی اور اُن کی پاک زندگانی جو بڑے افسوسناک
چالیس برس رنڈاپے کی حالت میں گذری
سب سے زیادہ موثر اور ہر لڑکی و عورت
کے لئے قابل نمونہ ہے۔ اس وجہ سے
ہند کی عورتوں کی طرف سے جو یادگار قائم
کی جائے گی وہ یاد دلاویگی۔ نہ صرف وہ نعمتیں
جو عہد وکٹوریہ میں نمودار ہوئیں اور نہ وہ
خوبیاں جو عورتوں کی تعلیم سے حاصل
ہوئیں اور وہ آسانیاں جو اُن کے علاج
کے لئے مہیا کی گئیں۔ اور وہ امن وامان
جو تمام پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ آزادیاں جو
سب کو مذہب میں حاصل ہیں۔ اور خاص کر
وہ توجہ جو ہماری ملکہ کو ہند اور ہندیوں
پر برابر رہی۔ بلکہ یہ یادگار ہوگی عورتوں
کی طرف سے اُن کے استحباب اور
وقعت کا نمونہ اُس عورت کی نسبت جو
سب سے اچھی اور عظیم الشان تھی۔ پس
اے ہندوستان کی بیبیو۔ رانیو۔ مہارانیو
بیگمو۔ شریف زادیو نیز عورتو جو غریب
گھروں میں رہتی ہو۔ آپ سب کا فرض
ہے کہ خوشی اور ہمت کے ساتھ اٹھو۔
اور اپنے اس فرض کو پورا کرو۔ کوئی
بڑی رقم نہیں طلب کی جاتی ہوں آپ کا
جو جی چاہے اور آپ کو جیسی توفیق ہو دیجئے
(خواہ وہ ایک ہی پیسہ کیوں نہ ہو)
جس کو دینے سے آپ اپنے فرض سے
سبکدوش ہو جاویں گی۔ اور آپ کی بنائی ہوئی
یادگار ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے نام کیساتھ
آپ کے ناموں کو بھی ہمیشہ زندہ رکھیگی
یہ امر کہ اس یادگار کی شکل کیا ہوگی بعد
سوچ کیا جاویگا۔ لیکن کچھ ایسی قسم
کی ہوگی کہ جس سے ہندوستان کی عورتوں
کی حالت میں رفاہ و اصلاح ہو۔ اور
اس کی بابت کچھ دارومدار چندہ کی تعداد
اور مختلف صوبجات کی کثرت رائے لیڈی
صاحبان پر ہوگا۔ اور نیز واضح رہے کہ
یہ تجویز کسی موجودہ تجویزات کے برخلاف
نہیں ہے۔ بلکہ خاص بحیثیت قومی تجویز مخصوص
طبقہ مستورات کیواسطے ہے۔

راقم

کنورانی۔ لیڈی ہرنام سنگھ

ضرورت

مجھے سنسکرت سیکھنے کے لئے ایک اوپادھیاپک
آریہ کی ضرورت ہے۔ کہ جو نہ صرف سنسکرت
کا ویاکرن اور فارسی کا صرف نحو جانتا ہو۔ بلکہ
اپدیش شکتی بھی رکھتا ہو۔ تنخواہ عہ
ماہوار دیجاویگی۔ جو صاحب منظور فرماویں
ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں

المشتہر

ویدپرکاش شرما سیوک کانجی ناتھ فدا جعفر پور
نوری ڈاکخانہ تیتروں ضلع سہارنپور۔

کنیا اناتھ آشرم جالندھر

جیند آریہ سماج کے سکرٹری نے مبلغ
لالہ کنیا اناتھ آشرم کے لئے بھیجے ہیں:
مہاشے ہیرا سنگھ جی دولائی سے لکھتے ہیں
"اس میں سندیہ نہیں ہے۔ کہ سچے ہردے
سے نکلی ہوئی بانی خالی نہیں جاتی۔ اور سخت
سے سخت دل پر بھی اس کا اثر ضرور ہوتا ہے
آریہ سماج کی ہستی ہی اس بات کا کافی ثبوت
ہے۔ آپ کا بھیجا ہوا اناتھوں کا سندیسہ
میں جس مکان تک پہونچا پا گیا۔ وہاں سے
خالی نہیں پھرے۔ امید سے بڑھ کر کامیابی
حاصل ہوئی۔ یعنی کل اکیس آٹھ روپیہ
دو آنہ نقد اناتھوں کے بھوجن ارپن دان
ہوا۔ جو آج بذریعہ منی آرڈر سیوا میں ارسال
ہے۔ اس میں وشیش پورشارتھ لالہ گنیا لعل
پردھان آریہ سماج کا ہے۔

فہرست حسب ذیل ہے۔

لالہ کنیا لعل جی .. .. ے
بابا ہیرا سنگھ جی .. .. صہ
لالہ ہیم راج جی .. .. ے
لالہ روشن لعل جی .. .. صہ
لالہ نوبہار رام جی .. .. عا
لالہ جوتی رام جی .. صہ
لالہ گردھاری لعل جی .. .. معہ
لالہ رام دیال جی .. .. عا
لالہ لعل چند جی .. .. عا
لالہ پرمل سنار جی .. .. ے
رائے صاحب آنند جی .. .. صہ
بابو عبدالحمید جی .. .. عہ
بابو عبدالغنی جی .. .. عہ
لالہ پیارے لعل جی .. .. عہ
دیوان بہاون داس جی .. .. عہ

دیوان سیتا رام جی .. .. .. عہ
لالہ پیسیں راج جی .. .. عا
لالہ جیون داس جی .. .. عہ
لالہ بشن داس جی .. .. عہ
لالہ دیوی دیال جی .. .. عہ
لالہ رام لبھا یا مل جی .. .. عہ
بابو محمد اسمٰعیل جی .. .. عہ
پنڈت نرائن داس جی .. .. عا
سیٹھ مول چند جی .. .. عہ
سیٹھ نند رام جی .. .. عہ
سیٹھ لچھمن داس جی .. .. .. عہ
سیٹھ ہزاری مل جی .. .. .. عقا
سیٹھ اتینیہ داس جی .. .. .. عقا
سیٹھ کرم چند جی .. .. عہ
سیٹھ جیتا داس جی .. .. آ
سیٹھ دیوان چند جی .. .. .. عا
سیٹھ جادا رام جی .. .. صر
سیٹھ خان چند جی .. .. عا
سیٹھ بھیم چند جی .. .. للعہ
سیٹھ موتول جی .. .. عہ
سیٹھ گردل جی .. .. ےر
سیٹھ ہردا رام جی .. .. عا
متفرق .. .. عہ

میزان ۱۰۸ ما ہے

کمیشن منی آرڈر .. .. عہ

باقی ما عہ

مفت! مفت!! مفت!!!

میرے بہتر جیرام داس جی اپ منتری آریہ سماج علی پور۔ ضلع مظفر گڑھ کو ایک سیاسی ستیہ واری۔ یہ اپکاری کی کرپا سے آنکھ درجہ کا بے نظیر سرمہ ملا ہے۔ جو دھند جالہ پھولا جو چیچک کا نہ ہو۔ پانی جانا۔ سفیدی۔ سرخی۔ پڑوال وغیرہ امراض چشم کے واسطے مفید ہے۔ میں اس کو اپنے ماموں زاد بھائی پر جو کہ کئی ڈاکٹروں کے زیر علاج رہ چکا ہے اور فائدہ نہ ہوا تھا۔ آزما چکا ہوں۔ واقعی بے نظیر دوا سریع التاثیر ہے۔ جب الیا بیا ہے بہتر لالہ جے رام داس جی بغرض رفاہ عام مشتہر کرتا ہوں جسکو ضرورت ہو۔ باداے محصول ڈاک مفت وہاں سے منگوالیوے۔ جو صاحب مفت لینا چاہیں وہ بعوض شفایابی ویدک پرچار فنڈ میں رقم وان منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو براہ راست بھیج دیویں۔

المشتہر
اوتار سنگھ منتری آریہ سماج گوجرخان

آریہ سماجک خبریں

کٹاس کے میلہ سے واپس آتے ہوئے پرچارک ہرنام سنگھ جی نے ڈنگہ میں ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

ایک آریہ بھائی علاقہ پوٹھوہار میں پرچار کی سخت ضرورت بتلاتے ہیں۔

ایک نامہ نگار تحریر فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے میلوں پر کیوں نہیں ویدک دہرم کے پرچار کا انتظام ہوتا چنانچہ میلہ تبلہ کیولرام ستی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں جو کہ ۲۹۔ چیت سے شروع ہو کر برابر یکم بیساکھ تک رہتا ہے۔ اب کی دفعہ بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ اور بہت ہجوم تھا

وہاں پر سب پہنچا ہا سبھا کی طرف سے کوئی پرچار کا انتظام نظر نہ آیا۔

مہاشہ بشن سنگھ جی لڈکہان دوکاندار بازار سرولی شرقی از بقیہ یوگنڈہ ریبو سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اگر یہاں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اپدیشک پرچار کے لیے بھیجے۔ تو علاوہ ویدک دہرم کے پھیلانے میں کامیابی کے گرو کل اور ویدک پرچار فنڈ کے لئے چندہ کی بہت امید ہو سکتی ہے۔ یہاں پر بہت پنجابی بھائی آریہ خیالات کے ہیں۔

جس دن سے ویدک دہرم کا پرچار شروع ہوا ہے۔ اس دن سے کئی اپکھنڈیوں کے پاکھنڈ چکنا چور ہوئے۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے ایک مسلمان فقیر شہر بشہر آگ جلا کر اور اس کے اوپر سے ننگے پاؤں چل کر لوگوں کو حیرانگی میں ڈال رہا تھا۔ اسی طرح سے جب وہ کپور تھلہ میں پہونچا۔ تو حسب عادت وہاں بھی یہ کام شروع کیا جس وقت کوئلہ کی آگ زمین پر بچھا کر طیار کی گئی۔ تو فقیر مذکور نے آواز بلند پکارا کہ آؤ اگر کوئی حوصلہ رکھتا ہے۔ تو میرے ساتھ آگ پر ننگے پاؤں چلے۔ اسی وقت ایک شخص مسمی رام صوائی حوصلہ کر کے فوراً اس فقیر سے پیشتر ہی آگ کے روپر ننگے پاؤں سے چل کر گذر گیا۔ اس پر فقیر مذکور کی تمام قلعی کھل گئی۔ آخر شخص رام صوائی سے دریافت کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک مصالحہ ہے۔ جیکے پاؤں پر ملنے سے آگ اپنا اثر نہیں کرتی۔

پنڈت ہرنام سنگھ جی پرچارک نے ۱۶ و ۱۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو مقام موضع جہ

ضلع جہلم میں ویدک دہرم کا پرچار کیا

چوہڑپور ضلع ڈیرہ دون میں ایک میلہ بنام ہاڑی یعنی گنگ بیہو ہ کا چوہڑپور سے تقریباً ½1 میل کے فاصلہ ہر سال ۱۱ و ۱۲- اپریل کو ہوا کرتا ہے۔ سابق آریہ پرتی ندہی سبھا پشچم اتر دیش کی طرف سے پرچار ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب کی دفعہ باوجود خطوط پر خطوط سبھا کو لکھنے کے بھی ناکامیابی ہی رہی۔ بلکہ کوئی جواب ہی نہ ملا۔ آریہ سماج چوہڑپور کی طرف سے سب انتظام پرچار کرانے کا ہوا تھا۔ آخرش جب سبھا کی طرف سے کوئی اُپدیشک نہ پہونچا۔ تو وہاں کے پنڈت گنگا رام جی نے پرچار کیا۔ اور سماج نے مبلغ ۵ر اُن کو بطور دان دیا۔ یہ جگہ گوتم رشی کے تپ کرنے کی ہے

سیالکوٹ آریہ سماج میں اُس دن سے بہت رونق ہوتی ہے۔ جب سے کہ لالہ خوشی رام جی وہاں پر تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ ہر ستیاگ جلسہ میں سندھیا کا پاٹھ ہوتا ہے۔ اور بہت سے بھرنت یہ سندھیا کرنے لگ گئے ہیں۔ بہتوں نے سیکھ لی اور بہت سیکھ رہے ہیں۔ اور لالہ گنیش داس جی ہر ستیاہ اپنشدوں سے کتھا کیا کرتے ہیں۔ لالہ بھیم سین جی پردھان کے گہر میں اُن کے پتر کنور سین جی کے ولایت سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے آنے کی خوشی میں ہون ہوا۔ اور غربا کو بھوجن بھی دیا گیا۔

آریہ سماج سیدہارہ کا سالانہ جلسہ کئی کارنوں سے ملتوی ہو گیا

بارہ منگا ضلع سیالکوٹ میں بھی ایک نیا آریہ سماج قائم ہو گیا ہے

آریہ سماج کے طفیل سے بچھڑے بھائیوں کے ملانے کا سب کو شوق پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ بمقام سندرہ ضلع ڈیرہ اسمعیل خان میں ایک بھائی کو جو کہ آٹھ دس سال سے کسی عورت کے پیچھے ہندو بھائیوں سے علیحدہ تھا اُس کو ہندو بھائیوں نے پورانک طریقہ سے شدھ کر کے شامل برادری کر لیا۔ مبارک!

آریہ سماج رام نگر ضلع گوجرانوالہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو ہونا قرار پایا ہے۔

جلسہ تقسیم انعام مائی بھگوتی پتری پاٹھشالا ہریانہ ضلع ہوشیارپور کا ۲۹- اپریل سنہ ۱۹۰۱ کو ہونا قرار پایا تھا بہت استری شکشا کے خیرخواہ شامل جلسہ ہوئے ہوں گے۔

ڈیرہ اسمعیل خاں آریہ سماج کا انتخاب اودہکاریاں واسطے سال رواں بہ تفصیل ذیل ہوا۔

چودہری لکہیداس جی۔۔ ۔۔ پردہان
لالہ دیوی داس جی۔۔ ۔۔ اُپ پردہان
لالہ بیلی رام جی۔ ایم۔ اے۔۔ ۔۔ منتری
لالہ نیجوں رام جی۔۔ ۔۔ کوشادہیکش
لالہ گوودہا رام جی۔۔ ۔۔ پستکادہیکش
لالہ خوشحال رام جی۔۔ ۔۔ اُپ منتری

پنڈت تلسی رام جی
لالہ چمن لال جی
لالہ نرملداس جی
سردار سادہو سنگہ جی
} ممبران انترنگ سبھا

آگرہ سے جو چیز منگانا چاہو تو ہمکو لکھو

$\frac{29}{13}$ — ۳/۳۳

(۱) دریاں ہر قسم۔ (۲) قالین (۳) نیچے (حقہ نوشوں کے لئے) (۴) بُوٹ (جوتے) مشین و نیز ہاتھ کے بنے ہوئے ہر قسم کے (۵) پچی کاری کی چیزیں مثلاً تاج گنج کی نقل۔ رکابیاں۔ کھلونے پیپرویٹ۔ شطرنج۔ وغیرہ یہ چیزیں سفید اور قیمتی پتھروں کی بنتی ہیں۔ قابل رکھنے نشست گاہوں و محفلوں کے ہوتے ہیں۔ ان میں بڑی کاریگری کی جاتی ہے۔ اور نہایت خوبصورت پھول درخت چڑیاں بنائی جاتی ہیں لاکھوں روپیہ کی ہر سال دوسری ولائتوں کو جاتی ہیں۔ (۶) جست کی صراحیاں سکوریاں رنگ کی (۸) کتابیں آریہ سماج و سکول و میڈیکل و آگرہ کی چھپی ہوئی (۹) لوہے کا سامان مثلاً جنگلہ نہایت خوبصورت جنکی تصویر منگانے پر بھیجی جا سکتی ہے۔ تولنے کے باٹ۔ ڈبل (انگریزی گمدہ) گوٹا ٹھپا ہر قسم کا۔ (سنہری روپہری) بیس ہر قسم کی ٹوپیوں پر لگانے کی (۱۱) آگرہ کی بنی ہوئی نقلی فلٹ کیپ یعنی ٹوپیاں (۱۲) دال میں ڈالنے کا نہایت مزہ دار مصالحہ۔ دال موٹھ دکھانے میں نہایت لذیذ ہوتی ہے (۱۳) پیٹھے کی مٹھائی و نیز ہر قسم کی مٹھائی۔ غرضیکہ ہر قسم کی چیزیں جو آگرہ میں مل سکتی ہیں۔ اوپر لکھی ہوئی چیزیں خاص آگرہ کی نہایت مشہور و معروف ہیں۔ ہمارا کمیشن صرف ۱ر فی روپیہ ہے ہماری معرفت خریدنے سے کبھی نقصان نہ ہوگا۔ چونکہ آریہ لوگوں کے ہاتھ میں یہ کام ہے اسلئے ایماندار سمجھنے چاہئیں ہو

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۲۹ بیساکھ سمت ۱۹۵۸ مطابق ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء شکروار جلندھر شہر | نمبر ۵

ستیہ دھرم پرچارک

کیا یہ وِدواہ تمہاری مخالفت کا مستحق ہے؟

نمبر ۱

میں نے آریہ پرشوں سے سیدھا سادا سوال کر دیا ہے۔ اِس سوال کا جواب باصواب حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ میں واقعات کا کل مصالحہ اپنے ناظرین کے روبرو رکھدوں۔ میں اسی فکر تھا۔ کہ مہاشہ لالتا پرساد اگنی ہوتری کا مراسلہ شایع ہونے کے لئے پہونچ گیا۔ اُس مراسلہ کو جگہ دیکر ارادہ تھا کہ اُسی ہفتہ کے اخبار میں اُس کا جواب لکھ دوں۔ لیکن میں آج کل کچھ ایسی گردش میں پھنس رہا ہوں کہ ایک بلا سے رہائی ہوتی ہے تو دوسری آفت سامنے آجاتی ہے۔ پس جواب ملتوی کرنا پڑا۔ ہفتہ گذشتہ میں اِسی مضمون کے اور مراسلے آگئے جو درج کر دیے گئے۔ لیکن چونکہ لالہ دیوی دیال صاحب کی خاص درخواست تھی کہ میں اُن کے مضمون کا اثر پورے طور پر اپنے ناظرین پر پڑ لینے دوں اسلئے میں نے ہفتہ گذشتہ میں اپنی صفائی کی وجوہات پیش کرنے سے احتراز کیا۔ ہفتہ گذشتہ کے نوٹ میں میں نے ظاہر کر دیا تھا۔ کہ لالہ رلارام صاحب پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا خط بھی اِسی مضمون کا درج کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اخبار چھپ چکا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کاتب نے تنگی جگہ کی وجہ سے لالہ رلارام صاحب کے مراسلہ کو جگہ نہ دی۔ مگر چونکہ اُسنے مجھے اِس امر سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اسلئے افسوس کہ میں اپنے نوٹ میں ترمیم نہ کر سکا۔ اسپر لالہ رلارام صاحب نے واجبی اعتراض کیا ہے۔ پس قبل اس کے کہ میں جواب شروع کروں لالہ رلارام صاحب سے اپنی غلطی اور سہو کے لئے معافی مانگتا ہوں لالہ رلارام جی کا مضمون آج کے اخبار میں درج کیا جاتا ہے۔ پس اس وقت خواہ صاف طور پر خواہ اشارتاً مجھپر شریمان ڈاکٹر گوروت اور شریمتی سُمترا دیوی کے وِواہ کی بناء پر اعتراضوں سے پُر تین خطوط پرچارک میں چھپ چکے ہیں جن کا جواب میرے لیے دینا ضروری ہے۔ اِن خطوط میں علاوہ صریح جواب طلب سوالوں کے تمہیدی طور پر فروعات میں بھی بہت سی غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اِن سوالوں میں بھی بہت سے سوالات تینوں صاحبوں نے ایک ہی طرح کے کئے ہیں جن کو کہ میں یکجا کر کے جواب دیتا ہوں۔ لیکن قبل اس کے کہ سوالوں کے جوابات تحریر کروں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن فروعات کے ذریعہ سے اِن نامہ نگاروں میں سے دو صاحبوں نے غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اُن کا فیصلہ شروع میں ہی کر دوں اور سب سے پہلے میں اِس دست میں

مہاشہ اگنی ہوتری جی کے خط

کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اپنی تمہید میں ہی اگنی ہوتری جی نے ایک دقت جتلائی ہے اُن کا خیال ہے۔ کہ آریہ سماج میں اِس وقت گُن۔ کرم سوبھاؤ انوسار ورن بیوستھا قایم کرنے کا مصالحہ موجود نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ جب اگنی ہوتری جی نے اپنی چہار دیواری سے باہر جاکر تحقیقات ہی نہیں کی تو کیونکر اِس امر کو مسلمہ بیان کر دیا میرا دعوےٰ ہے کہ آریہ سماج میں کافی مصالحہ ورن بیوستھا کے قایم کرنے کا موجود ہے نہ صرف یہی بلکہ آریہ سماج سے باہر بھی بیشمار ہستیاں ایسی موجود ہیں۔ جو گُن۔ کرم سوبھاؤ انوسار ورن بیوستھا قایم کر سکتی ہیں۔ بہاں دونوں طرف سے فقط دعوے ہی موجود ہیں۔ لیکن جب کہ ایک ستری اور پُرش نے جات پات کے بندھنوں کو توڑ کر آریہ ودوانوں کی موجودگی میں وِواہ کر لیا تو میں نے ثابت کر دیا کہ مصالحہ موجود ہے اب بیشک تو بجا ہے کہ مصالحہ کی پڑتال کیجئو لیکن یہ کہنا سراسر غلط ہے۔ کہ مصالحہ موجود نہیں ہے۔

پھر اگنی ہوتری جی فرماتے ہیں کہ اگر مصالحہ بھی موجود ہو تو سوامی دیانند سے گرو موجود نہیں جن کی بیوستھا کو کوئی مانے۔ اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ بہت کم ستری پُرش ہوں گے جو جنم کے ورن کے تنزل کو گوارا کرسکیں۔ لیکن جس وِواہ پر اِس جگہ بحث ہے۔ اُس میں ور اور بدھو دونوں میں سے کسی کو بھی جنم کے ورن سے اونچا ادھکار نہیں ملا۔ بلکہ بدھو کو براہمنی کی پدوی سے کشتریا کی پدوی دیگئی۔ اور اُس نے خود قبول کی۔ پس اِس لحاظ سے بھی کم از کم یہ وِواہ قابل اعتراض نہیں رہتا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ہر ایک ودی

اِس قسم کے آتم سمرپن کے لئے طیار نہیں ہوتا۔ لیکن اِس کے لئے آپ ہی کے سوالوں کے جوابوں میں بہترین طریقہ گذارش کروں گا۔

اگنی ہوتری جی نے اِس بحث میں پرچارک کے اشتہاروں کا ذکر کرتے ہوئے مجھ پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اُن میں کھتری وَیشیہ۔ ٹمٹ وغیرہ کی خصوصیت کیوں درج ہوتی ہے۔ اگنی ہوتری جی کو واضح ہووے۔ کہ جن رِ واجوں کے نوٹس آریہ سماج کے سدہانتوں کے انوسار ہوتے ہیں۔ اُن سے کوئی اُجرت نہیں لی جاتی۔ لیکن چونکہ کسی قدر اصلاح کرنیوالے لوگ بھی اخبار کے ذریعہ سے معقول ور تلاش کرنے میں مدد لیتے ہیں۔ اسلئے اُن کے اشتہار اُجرت لے کر درج کئے جاتے ہیں جس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میں ورن ویوستھا کے گن۔ کرم انوسار قایم ہونے کے لئے آریہ سماج میں سعادت نہیں سمجھتا۔ اگنی ہوتری جی کا دوسرا اعتراض صرف ایک اور باقی رہ جاتا ہے۔ اور چونکہ اُس کی بناء پر اُنہوں نے مجھ پر کرودہ میں آجانے اور اپنی وچارشیلتا کو بھول کر اشانت ہونے کا دوش لگایا ہے۔ اسلئے قبل اِس کا جواب دینے کے اُس کی نسبت اگنی ہوتری جی کی پوری تحریر کو اِس جگہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں اگنی ہوتری جی تحریر فرماتے ہیں:۔

"پنڈت پرماگدت جی کی نسبت آپ کی تحریر کا یہہ جملہ کہ "جو آریہ بن کر بھی اوستھی ہی بنے رہے" عجیب پُر مذاق معلوم ہوتا ہے۔ مہاشئے جی۔ آریہ بننے کے لئے یہہ تو ضروری نہیں کہ وہ اوستھی نہ رہے۔ جب کہ لفظ اوستھی کے معنی آوستھیہ

आवसथ्य

اگنی کو ستھاپن کرکے یگیہ کرنے والے کے ہیں۔ اور یہ لفظ عموماً اُس جگہ کے واسطے استعمال ہوتا ہے جو اسمارت کرموں میں کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پارسکر گرھیہ سوتر کا وچن ہے کہ

आवसथ्याधाने
दारकाले।

یعنی بواہ میں جگیہ کی اگنی کو استھاپن کرنے کو آوستھیہ کہتے ہیں۔ پس جبکہ سمارت جگیہ کرنیوالے کا نام اوستھی ہے۔ تو کیا آپ کے جملہ کے یہ الفاظ نہیں ہوتے کہ "جو آریہ بن کر بھی اسمارت جگیہ کرنیوالے بنتے ہیں"۔ یہ اعتراض غالباً آپ نے کرودہ میں کر دیا ہے۔ آپ جیسے وچارشیل پرشوں کو جنہیں لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں نہ ہوں ایسی قدر اشانتی نہ چاہیئے"۔

پیارے ناظرین! یہ بڑا زبردست اعتراض معلوم کیا گیا ہے۔ اور اگر اِس کو اگنی ہوتری جی کی پچھلی عبارت سے ملائے۔ جہاں کہ اُنہوں نے بعض آریہ سماجیوں کی اُس بیہودہ سپرٹ کا ذکر کیا ہے۔ جس سے پریرے جاکر وے ہر ایک جنم کے براہمن کو معتبر سمجھتے ہیں۔ تو اعتراض کا زور اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ میں اِس اعتراض کا محض وہ جواب نہیں دونگا جو کہ ایک متھرا کے نامہ نگار نے بھیجا ہے وگرنہ ایسی قدر صرف پوچھنا کافی تھا کہ کیا پرماگدت جی اُس وقت جبکہ وے بازاروں کی گشت لگاتے ہوئے آریہ سماج کے برخلاف چٹکلے چھوڑتے تھے۔ اپنے نام کے ساتھ اوستھی کی اُپادھی لگاتے تھے یا نہیں۔؟ اور کیا اُس وقت بھی وے بقول آپ کے یگیہ کی اگنی کے ستھاپن کرنے والے تھے۔ لیکن ایسے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

میں بڑی سنجیدگی سے اِس جگہ آریہ پرشوں کی توجہ اگنی ہوتری جی کے لیکھ کی طرف کھینچنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جس پنڈت سے اُنہوں نے مشورہ لیا ہے اُس نے اُنہیں بڑا بھاری دہوکھا دیا ہے لفظ آوستھیہ

आवसथ्य

کے معنی ہر ایک کوش میں صاف طور پر گرہ سمبندھی اگنی کے لکھے ہیں لیکن اگنی ہوتری جی اِس کے معنی کرتے ہیں "یگیہ میں اگنی ستھاپن کرنے والے" کے اور ساتھ ہی پارسکر گرھیہ سوتر کے وچن کے ارتھ کیسے پُر مذاق کرتے ہیں" یعنی بواہ میں جگیہ کی اگنی ستھاپن کرنے کو آوستھیہ کہتے ہیں"۔ پارسکر سوتر بڑا صاف ہے۔ جس میں پد حسب ذیل ہیں۔

ستھاپن کیا جاتا ہے گرہ سمبندھی اگنی کا

आवसथ्याधाने

کے وقت

دواہ

दार × काले

یعنی دواہ کے وقت گرہ سمبندھی اگنی کو ستھاپن کیا جاتا ہے۔ نہ معلوم یہاں یگیہ کرنے والے کا

आवसथ्य

شبد سے کیا تعلق ہے۔ لیکن اِس

سے بڑھ کر سوال یہ ہے کہ۔ کیا
अवस्थी اس پد سے نکلا ہے
مہاشے جی! یہ شبد अवसथी
نہیں ہے بلکہ आवस्थी
ہے۔ جیساکہ آپ کے متوکل پریاگدت
جی نے جو اپنے دستخط ۲۰ مارچ ۱۹۰۱ء
کے آریہ پتر میں حسب ذیل کئے ہیں
प्रयागदत्त अवस्थी
اُنہوں نے بھی अवसथी لکھنے
کی جرات نہیں کی۔ جس شخص نے آپ
کو اپنا معنوں ہی دھوکھا دیا ہے۔ اُسکو
یہ تو پوچھئے۔ کہ کیا کسی کوشش میں
अव स्थी پڑھ دکھلا
سکتے ہو۔ یہ پد بھی اشدھ ہے۔ اس
کے کچھ معنی ہی نہیں۔ ہاں اگر چوبے
سے چتروید بنانے کی طرح کسی
اور شبد سے اُسے مشتق کرنے کا وچار
ہے۔ تو اگر متھرا کے تمام چوبے چترویدی
کہلانے کے ادھکاری سمجھے جاویں۔ تو
جملہ اوستھیوں کے ورّ او یکیہ کے اچاریہ
ہونے میں کیا شبہ ہے۔

پیارے بھائی اگنی ہوتری جی! اگر پاکر کے
اپنے انتہ کرن میں وچار ئیے۔ اور پھر بتلایئے
کہ آیا میں نے کرودھ میں آکر اعتراض کر
دیا تھا۔ یا کہ آپ نے تعصب میں پھنس کر مجھ
پر غلط الزام لگایا۔ آپ سے تو مجھے
کوئی شکایت ہی نہیں۔ کیونکہ آپ کو شاید
کسی اوستھی نے ہی اس لفظ کی ایسی
مذاق تعبیر بتلادی ہو۔ لیکن آپ نے
اپنا خط آریہ پتر میں بھی چھپوایا ہے۔ اب
کیا مجھے ستیارتھ پرکاش والوں کو دھوکھا
دینے والے کا خطاب دینے والے پنڈت
سوریہ پرساد جی بتلائیں گے۔ کہ اس خط
کو چھپاتے ہوئے اُن کی اشنا دھیانی
اور مہامہاشیہ کی لیاقت کہاں چلی گئی تھی
کہ اُنہوں نے اگنی ہوتری صاحب کی اِس
تحریر پر بھی کوئی نوٹ نہ دیا۔

اگنی ہوتری جی کے ذاتی اعتراضوں کے
جواب دے کر اب مجھے لالہ دیوی دیال
جی کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے۔ لالہ
صاحب نے بڑی لمبی تمہید کے بعد مجھ پر
اِس معاملہ میں "سخن پروری یا انتشار
طبع کی وجہ سے ضد میں" آجانے اور
"اپنے حریف سے ناراض ہوکر کسی خاص
فرقہ یا کسی خاص طبقہ کے اصحاب پر
ہی طنز وتشنیع شروع کر" دینے کا
الزام لگایا ہے۔ مجھے نہایت افسوس ہے
کہ لالہ دیوی دیال صاحب خود تو اپنی
ذاتی معلومات کی بناء پر دوسروں پر
سخت سے سخت حملے کرنے سے درگذر
نہیں کرتے۔ اور اگر اُن پر کسی قسم کے جائز
اعتراضات بھی محض اُن کی تحریر کی بناء پر
کر دیئے جاویں۔ تو گھبرا جاتے ہیں۔ یہ
امر واقع ہے۔ کہ گذشتہ ڈیڑھ برس
کے عرصہ میں جس قدر بیرونی اندرونی
حملے مجھ پر ہوئے ہیں۔ اور جسقدر شاریرک
آتمک اور سماجک جدوجہد مجھے کرنی
پڑی ہے۔ اُسے جہاں میں بخوبی جانتا
ہوں۔ وہاں میرے آریہ بھائی ہی جانتے
ہیں۔ انہیں وجوہات سے بعض اوقات
اخبار کی روانگی میں مہینوں کا التوا ہوتا
رہا ہے۔ طبیعت میں انتشار ہی رہا۔
لیکن کیا طبیعت کے انتشار کی وجہ سے
میں نے کبھی بھی کسی معاملہ میں آزادانہ
بحث کا موقع دینے یا کرنے سے گریز
کیا۔ اگر میں ضدی ہوتا تو لالہ دیویدیال
جی کے خط کو اِن کالموں میں کیا جگہ
ہی ملتی؟ ۔ یہ امر واقع ہے کہ اس خط
کے چھپنے کے بعد بہت سے معزز آریہ
پُرشوں نے مجھ سے شکایت کی۔ کہ ایسے
بیجا حملوں سے پر خط کو اخبار میں جگہ
نہیں ملنی چاہئے تھی۔ اور حریف کے طبقہ
کے لوگوں (جن سے مراد آپ کی شاید
اوستھیوں سے ہے) پر آیا میں نے بیجا
طنز وتشنیع کی یا کہ مہاشہ اگنی ہوتری
جی کی بھول تھی۔ اس کا فیصلہ آپ کسی
ویاکرنی پنڈت سے ہمصلاح ہوکر بخوبی
کر سکتے ہیں۔ آگے چل کر آپ مجھے زود رنج
مضطرب۔ ایک ذرہ سی بات کے لئے
لوگوں کے آگے فریاد کرنے والا اور
ضد سے کام لینے والا ظاہر کیا ہے۔ لیکن
اس کا ثبوت آپ نے کیا دیا؟ جب
آریہ پرتی ندھی سبھا پشچم اتر دیش
کے اُپدیشک نے اُسی سبھا کے آرگن
میں گن۔ کرم۔ سوبھاؤ انوسار ورن ویواہ ہونے
کو بھرشٹ ظاہر کیا تو سوائے ادھیکاریاں
سبھا اُس کے ممبران کی اُس طرف توجہ
دلانے کے اور میرے لئے کیا چارہ تھا
کیا آپ کا مطلب یہ ہے۔ کہ آریہ سماج
کے اُپدیشک اگر سدھانتوں کے وِردھ
بول جاویں تو اُنہیں رد کرنے والا کوئی
نہ ہو۔ لیکن مجھے آپ کے دئے ہوئے
ان نئے خطابوں پر بحث کرنے کی ضرورت
نہیں۔ اس کا فیصلہ خود ناظرین کر
سکتے ہیں۔ میں مناسب نہیں سمجھتا۔ کہ
فروعات کی بحث میں زیادہ سمے گنواؤں
اور اسلئے اپنے معترض صاحبان کے
سوالوں کو سلسلہ وار لے کر ان کے
جوابات شروع کرتا ہوں

مہاشہ لالتا پرساد اگنی ہوتری جی کے سوالات

سوال (۱) ورن کے گن۔ کرم سوبھاؤ کس پرکار کے تھے۔ **جواب** (۱) آپ کا سوال مبہم ہے۔ اگر آپ کا مطلب یہ ہے۔ کہ ورن کو کس ورن کا ادہکار تھا تو میں جواب دونگا کہ مجھے یقین ہے کہ اس وقت ڈاکٹر گورودت براہمنتو کی طرف مائل ہیں۔ اور اگر کوشش کرتے رہتے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد براہمن پدوی کے ادہکاری ہو جاویں گے لیکن وواہ کے وقت راج کرمچاری ہونے اور دیگر گنوں کے باعث اُن کو کشتریہ ورن میں ہی شمار کیا گیا اور چونکہ وہ جنم کے بھی کشتری ہی تھے۔ اسلئے دیوستھاپن والے کی ضرورت نہ ہوئی۔

سوال (۲) کنیا کے گن۔ کرم سوبھاؤ کس پرکار کے تھے؟ جواب (۲) کنیا گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کے لحاظ سے اُس وقت کشتریہ ورن کی ادہکارنی تھی۔ مگر مجھے معلوم ہے۔ کہ اُسنے بھی اپنے خیالات اور عمل کو ایسے سانچے میں ڈھالنا شروع کیا ہے۔ کہ شاید کچھ زمانہ کے بعد براہمن ورن کی ادہکارنی بن جاوے

سوال (۳) ان دونوں کے ورن کی کس نے اور کس ریت سے بیوستھا دی؟

جواب (۳) ور کی نسبت لکھ چکا ہوں کہ کسی دوسرے کے دیوستھا دینے کی ضرورت نہ تھی۔ کنیا کو باوجود براہمن کلوتپن ہونے کے بھی کشتریہ ورن کا ادہکار میں نے دیا تھا۔ اُس کی رتی یہ تھی۔ کہ بورہ سے پہلے اُسکو پرائشچت کے بعد یگیوپویت دے کر کشتریا بنایا گیا اُس سے پیشتر گو وہ اس پدوی کی ادہکارنی تھی تاہم آج کل کی اودیا کے مطابق اُس کا یگیوپویت نہیں ہوا تھا۔ منو کے فرمان کے مطابق خاص تعداد میں گائیتری جاپ اور برتوں کے بعد یہ کل ودہی کی گئی تھی

سوال (۴) دیوستھا میں کس خاص گرنتھ کا آشرا لیا گیا تھا۔؟

جواب (۴) کسی خاص ایک گرنتھ کا آشرا نہیں لیا جا سکتا تھا۔ رشی دیانند کے گرنتھوں میں سے ورن بیوستھا وشے میں جو کچھ معلوم کیا تھا اُس کے مطابق دیوستھا ہوگئی تھی۔

سوال (۵) کیا آپ کی دانست میں پنجاب میں سچے آریوں میں سے کوئی صاحب ایسے ہیں جن کی کنیا جنم کے ورن سے نیچے درجہ کے گن۔ کرم سوبھاؤ رکھنے والی ہو اُس کا وواہ نیچے درجہ کے ورن والے کے ساتھ وواہ کر دینے میں رضامند ہوں۔

جواب (۵) آپ کا سوال کسی قدر مبہم ہے۔ اسلئے درشٹانت سے اسے صاف کر کے جواب دوں گا۔ فرض کرو کہ ایک کھتری کی لڑکی ہے۔ اور گن کرم سوبھاؤ انوسار ویشیہ ورن کی ادہکارنی ہے۔ تو کیا آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ کسی ... کے ویشیہ کے لڑکے سے اُس کا وواہ کر دینے اُس کا باپ قبول کریگا یا نہیں۔ اگر آپ کا یہ مطلب ہے۔ تو جواب یہ ہے۔ کہ اگر وہ ویشیہ کا لڑکا گن کرم سوبھاؤ انوسار بھی ویشیہ یا اُس سے اوپر کسی ورن کا ادہکاری ہے۔ تو اُس سے یا کوئی بھی ویشیہ ورن کا ادہکاری ہو خواہ جنم کا براہمن یا شودر ہی ہو اُس کے ساتھ اپنی کنیا کا وواہ کرنے کے لئے طیار پنجاب میں بہت سے آریہ پُرش موجود ہیں۔ لیکن جب تک ایسا عمل کرنے کا اُن کے لئے موقع نہ آوے تب تک اُن کے نام ظاہر کرنا فضول ہے ہاں اپنا نام ظاہر کرنے میں کچھ ہرج نہیں۔ اِس وقت تو صرف زبانی ہی واخلہ ہے۔ لیکن ایشور سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ جب موقع آوے۔ تو وہ مجھے دہرم مارگ پر چلنے کا پوراہل دیوے

(باقی ہفتہ آئیندہ)

کنیا اناتھ آلئے جلندھر

شریمان مانیہ ور ایڈیٹر صاحب دھرم پرچارک جلندھر نمستے۔ آپ کے دلسوز اپیل "اپنی دھرم پتریوں پر ترس کھاؤ" سے بیاکل ہو کر جیسا کہ مبلغ ۵۰ روپیہ اناتھ آلئے کے لئے اکٹر کرکے ہوا کرتے وقت پڑ گیا کی تھی کہ جب تک مبلغ ۱۰۰ اور اکٹر کرکے ایک سو روپیہ اپنی اناتھ بہنوں کے لئے نہیں پہونچا ڈں گا۔ برابر کوشش جاری رکھوں گا۔ آج ایشور کی کرپا سے پڑ گیا پوری ہوئی خوشی کا مقام ہے۔ کہ معمولی کوشش سے ایکسو دس روپیہ کے قریب چندہ اناتھ بہنوں کے لئے اکٹر کرنے میں کامیاب ہوا جس کے لئے میں اپنے اُن متر دلا کا جنہوں نے میری تحریک پر اناتھ بہنوں کے لئے خوشی سے چندہ دیا تہ دل سے مشکور ہوں یہاں پر میں اپنے پورانے متر لالہ لکھی رام سب اورسیر شاہ آباد کا خصوصیت سے شکر گذار ہوں کہ جنہوں نے خود دان کرتے ہوئے اور اپنے متروں سے اکٹر کرکے ایک معقول رقم سے پڑ گیا پوری کرنے میں امداد دی۔ اور بابو منشی رام جی سب اورسیر کرنال (جنکی اوداریتا سے آریہ پبلک بخوبی واقف ہے) بھی ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے علاوہ اُن ۱۰ روپیہ کے جو اُنہوں نے اپنی شادی کی خوشی میں براہ راست مینیجر کنیا اناتھ آلئے جلندھر کو روانہ کئے تھے۔ میرے کہنے پر بھی ایک معقول رقم دان روانہ فرمائی۔

فہرست چندہ دہندگان ذیل میں درج ہے کرپا کرکے دانی سجنوں کی آگاہی کے لئے درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں۔

اسمائے اصحاب چندہ دہندگان

- گپت دان معرفت لالہ لبھو رام نیٹر ... عہ/
- گپت دان معرفت " " ... عہ/
- معرفت بابو لکھی رام سب اورسیر شاہ آباد حسب ذیل ... [illegible]
- بابو پوہلو رام جی اورسیر ... ۵/
- بابو لکھی رام جی اورسیر ... ۱۰/
- سنتری بہیاں ... ۱۰/
- بابو بہولا سنگھ جی کلرک ... عہ/
- بابو ساہو رام جنگلات گرداور ... عہ/
- ڈاکٹر سعید الدین جی ... عہ/
- مولوی صاحب علی ٹھیکہ دار ... عہ/
- منشی فضل حق صاحب ... ۸/
- منشی لچھمن نرائن جی ... ۸/
- بابو شمبھو ناتھ جی سب پوسٹماسٹر ... ۸/
- لالہ رام چند بزاز ... ۸/
- لالہ پریم چند جی ... ۸/
- لالہ گنیشی لال جی ... ۸/
- بابو منشی رام صاحب سب اورسیر کرنال جنہوں نے بتقریب پردیش مکان سے ۵ شادی کی خوشی میں خود جلندھر کو روانہ کئے ... ۳
- لالہ امراؤ سنگھ جی رئیس لودھیانہ ... عہ/
- لالہ گنگا رام جی پٹواری ... ۵/
- بابو مشتاق رائے سوپروائزر ... عہ/
- لالہ شیو پرساد جی کاتب مرچنٹ ... ۵/
- لالہ امیں چند جی ودیارتھی ہائی سکول ... ۵/
- ٹھاکر بوان سنگھ جی بتقریب مرتک سنسکار دھرم پتنی خود ... عہ/
- لالہ چمن لال میڈیکل سٹوڈنٹ ... ۲
- لالہ کنور لال ورما میڈیکل سٹوڈنٹ ... ۲

- لالہ نونہال سنگھ ٹھیکہ دار گہڑانٹ ... ۱۰/
- لالہ بندرابن جی از بہاری معرفت لالہ لچھمن داس ودیارتھی ... ۱۰/
- بابو رام ناتھ جی چوپڑہ ... ۱۰/
- پنڈت اودھو رام سوداگر لیموں نیڈ ... ۱۰/
- ڈاکٹر خوشی رام ہاسپٹل اسسٹنٹ ... ۱۰/
- ڈاکٹر ہری چند اسسٹنٹ سرجن ... ۵/
- ڈاکٹر نور ناراین ہاسپٹل اسسٹنٹ ... ۵/
- لالہ راجا رام جی کھتری ... عہ/
- لالہ خوشی رام بدھاوہ ... ۵/
- لالہ بابو رام گہیرا ... ۵/
- لالہ کرشن داس طالب علم ... ۵/
- لالہ ہیرا لال ورما سوداگر ... ۵/
- بابو رام کشن کلرک نہر مع قیمت گڈوی ... ۱۰/
- لالہ دیا ئیتی رام کسیرا قیمت تھالی ... ۱۰/
- متفرق اکٹر ہوئے قیمت تھالی کے ... ۱۰/
- لالہ تلسی رام وکیل ... ۸/
- لالہ رگھناتھ داس لونبہ ... ۸/
- لالہ نہال چند جی حکیم ... ۸/
- بابو اندر سین جی ہیڈ کلرک ... ۸/
- لالہ گنیشی لال پانی والا ... ۵/
- لالہ آتما رام محرر ... ۴/
- لالہ جگناتھ صراف ... ۴/
- لالہ کرپا رام گھی والا ... ۴/
- لالہ گوبند شنکر ودیارتھی ... ۴/
- لالہ سیکھو رام ڈھنڈہ ... ۲/
- لالہ بالکشن داس ودیارتھی ... ۲/
- ... میزان کل ... ۱۱۰

(نوٹ) ان کے علاوہ ۲۵ روپیہ کنیا مہاودیالہ کو روانہ کئے گئے۔ مبلغ ۵ روپیہ پہلے روانہ کئے گئے۔ مبلغ ۲۰ روپیہ بتقریب جلسہ کنیا مہاودیالہ ۲۰-۱ اپریل ۱۹۰۱ء

کو خود منیجر صاحب کو دے گئے۔ باقی مبلغ
ے آج منیجر صاحب کی سیوا میں روانہ
کئے جاتے ہیں۔ باقی عہ روپیہ کے قریب
جو وعدہ کے ہیں۔ وے بہت جلد روانہ
کئے جاویں گے۔

راقم

آپکا داس بھو رام نیٹر سکریٹری آریہ سماج لودہیانہ

پریہ ور مہاشہ منشی رام جی۔ نمستے
آپ کا پتر بعنوان (بیچاری اناتھوں پر ترس
کہاؤ) جیسا اصل برتانت تبلانے میں سرل ہے
ویسے ہی موثر ہے۔ اگرچہ دہناڈ پرشوں
کے پاس "ستیہ دہرم پرچارک" کی کمزور آواز
پہنچنے کی کوئی صورت نہیں۔ تاہم بعض صاحبان
کو جب آپ کی اپیل پڑہ کر سنائی گئی تو انہوں
نے ہر جگہ کے اناتھاؤں کو اناتھ سمجھکر جو دان
اپنی شردھا انوسار بغیر کسی پکشپات کے ارپن
کیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

رائے بہادر سردار بوٹا سنگھ جی ... سعہ/
لالہ بہاری لال جی ساہوکار ... عا/
لالہ شیام سندر جی ساہوکار ... عا/
لالہ ٹوال چند صاحب ساہوکار و ٹھیکیدار ... عے
لالہ دیو کی نندن ٹھیکہ دار ... صہ/
لالہ شیو مل جی ٹھیکہ دار ... عا/
لالہ درگا پرشاد صاحب ... عہ/
لالہ جیٹھو مل صاحب مالک کوٹھی ہائے ...
لالہ نانک چند گوردہن داس صاحبان للعہ
لالہ بدری پرشاد صاحب ... عہ/
سیٹھ مانوں جی صاحب ... صہ/
لالہ جگناتھ صاحب ٹھیکہ دار ... عسا/
بابو شیو داس جی گماشتہ ... عہ/
لالہ رام لال صاحب ٹھیکہ دار ... صہ/
لالہ روشن لال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ... عا/

لالہ لکھی رام صاحب خزانچی .. .. ے/
مہاشہ گنگا سین جی ہیڈ کلرک ریلوے انجنیر .. صہ/
بابو سوہن لال صاحب ہیڈ کلرک .. عا/
لالہ بھگت رام صاحب سیکنڈ ماسٹر .. عسا/
لالہ گوپال سہائے صاحب .. .. عا/
لالہ چھجو مل صاحب آڑہتیہ .. .. عا/
لالہ چرنجی لال صاحب آڑہتیہ .. .. عا/
پنڈت میگھ راج صاحب ٹھیکہ دار .. عا/
لالہ دت پرشاد صاحب .. .. ے/
بابو چمن خاں صاحب .. .. عہ/
بابو کنہیا لال صاحب ہڈ کلرک آرسنل .. عا/
سردار سرجن سنگھ صاحب ٹھیکہ دار .. للعہ/
لالہ سوہن لال مہاں رام .. .. عا/
لالہ خوشحالی رام نرنگہ داس .. عہ/
لالہ کداری پرشاد چہجی لال صاحبان ... عا/
لالہ کپور چند صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ .. عہ/
لالہ ٹیک چند آرہتیہ .. .. عہ/
لالہ جوالا مل آڑہتیہ .. .. .. عا/
لالہ تارا چند بہگوانی سہائے صاحبان .. عہ/
لالہ شب سرن داس صاحب کلرک .. عہ/
پنڈت چندو لال جی گماشتہ .. عہ/
لالہ رام سرن داس جی کلرک ۸/
ماسٹر نند لال صاحب .. .. چر/
لالہ رام کشن صاحب بزاز ۸/
لالہ کندن لال آڑہتیہ ۱۲/
لالہ سورج نرائن جی طالب علم .. ۸/
لالہ گہنڈی لال ٹھیکہ دار .. .. عہ/
لالہ شادی رچپال ۱۲/
بابو مہتاب رائے جی کلرک ۱۲/
لالہ مامن چند درگا پرشاد ۸/

کل میزان اکیس ایک جسمیں سے ایک روپیہ
منی آرڈر کمیشن کا خرچ ہو کر باقی اکیس روپیہ
ارسال ہے۔ اور تھوڑا سا چندہ باقی ہے۔ جو
وصول کرکے پہر روانہ کیا جاویگا۔

راقم

ایک ویدک دہرم کا سیوک از طرف فیروزپور
ببکشک منڈلی

لالہ پرشوتم داس جی کلرک رالی برادرس
ایجنسی نے ڈبائی ضلع بلند شہر سے بہ تفصیل
ذیل رقومات بامداد کنیا اناتھ آلہ ارسال فرمائی ہیں

ٹھاکر خیراتی لال و رام سروپ جی .. .. عا/
ٹھاکر نارائن داس جی .. .. .. عا/
مہاراج بلدیو داس ربی دت جی .. .. عا/
مہاراج طوطا رام جانکی پرساد جی .. عہ/
لالہ کالکا پرساد بدہ سین جی ... عہ/
مہاشہ حسن علی منا لال جی ... عہ/
لالہ شمبہو ناتھ لچھمی نارائن جی ... ۸/
لالہ رامانند جی چپراسی ... ۱۲/
مہاشہ چھجو رام جی ... ۱۲/
نام پڑہا نہیں جاتا ... ۲/
بابو تلسی رام جی ... عہ/
منشی کاشی ناتھ جی ... عہ/
لالہ کلیان داس شہن لال جی ... عہ/
لالہ پرشوتم داس جی ... عا/
گیٹ دان ... ۲/

..... میزان .. ےعہ
خرچ فیس منی آرڈر ... ۱۲/
..... باقی ... ےعہ

آپکے اخبار کے ذریعہ سے ایک مہاشہ پنڈت
پرانی نے نسخہ احتلام کی ضرورت تحریر فرمائی ہے
چونکہ ہمارے پاس اس مرض کے لئے نہایت عمدہ
اور مجرب دوائی موجود ہے۔ ہمکو امید ہے
کہ یہ دوائی مرض کو جڑ سے اکھیڑ دیگی۔ اہل
ضرورت ہمسے خط و کتابت کریں۔ دوائی

آریہ سماجک خبریں

پرچارک کے ناظرین کو معلوم ہے کہ سوامی نتیانند جی اناتھ بھارت سیوک بہرے بھیجے ہوئے ملک خاندیش میں ویدک دہرم پرچار کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اُن کے کام کی مختصر رپورٹ پہلے ہی ان کالموں میں شائع ہو چکی ہے۔ حال میں جو اُنہوں نے اُس طرف کا ورتانت لکھا ہے۔ اُس میں سے کچھ حالات آریہ پبلک کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

سوامی جی نے خاندیش کی زبان سیکھ لی معلوم دیتی ہے۔ آوڈ پورین سوامی جی کے چند بہدر پُرش عموماً آتے جاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز سوامی جی کے پرشن اُتر ہوئے وہاں کے پوسٹماسٹر صاحب سے ایشور وشے پر پوسٹماسٹر صاحب ایشور کا اوتار مانتے تھے۔ مگر سوامی جی اُس کا کھنڈن کرتے تھے۔ گفتگو بہت لمبی چوڑی ہو جگہ کے ابھاؤ سے بجنسہ درج نہیں ہوسکی۔ اور سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ ضلع خاندیش ایک وسیع علاقہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے شہر شامل ہیں۔ ویدک دہرم کے پرچار کی سخت ضرورت ہے۔ اور اُس طرف پرچار کرنا بڑا ہی کٹھن ہے

جھنوں:۔ آریہ سماج کے سپتاہک جلسے اچھی رونق سے ہوتے ہیں۔ ہر ایتوار کو شریمان لالہ سکھدیا رام جی ستیارتھ پرکاش سے کتھا کیا کرتے ہیں۔ اور لالہ لدھا رام جی کے گاہے گاہے لکچر ہوتے ہیں۔ ہم تہ دل سے جھنوں آریہ سماج کو مبارکباد دیتے ہیں

کہ جس کے ادھیکاریوں میں لالہ لدھا رام جی بی۔ اے پلیڈر جیسے دہرماتما، اور سوشیل پُرش کو ادھیکار ملا

لالہ شیو دیال مل صاحب سبھاسد آریہ سماج کی دہرم پتنی کا دیہانت مورخہ ۱۷۔ اپریل کو ہو گیا۔ ہم بڑے افسوس کے ساتھ اپنے بھائی کے رنج والم میں ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بال بچوں کو ایشور آشرے اور لالہ شیو دیال مل جی کے حوالے روتے اور سسکتے ہوئے چھوڑ اور اُن سے سدا کے لئے منہ موڑ گئیں۔ ایشور ہمارے بھائی کو شانتی پردان کریں۔ دگوروپیارا

بابو بجیا رام چیٹرجی رخصت سے واپس لاہور آ گئے ہیں۔ آشا ہے کہ لاہور آریہ سماج کو بدستور سابق مدد دیا کریں گے

مجھے یہ خبر سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ ہمارے وطن کے بھائی لالہ خوشی رام جی ڈپٹی پوسٹماسٹر ہو کر لاہور میں تشریف لے آئے ہیں۔ میں آشا کرتا ہوں کہ لالہ خوشی رام جی کے ست سنگ سے لاہور نواسی بھائی فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے

جہلم میں پنڈت ہرنام سنگھ جی پرچارک نے ۲۲۔ اپریل سے ۲۴۔ اپریل تک ویدک دہرم کا پرچار کیا اثر اچھا رہا۔ ہر ایک لیکچر میں ۳۰۰ سے ۵۰۰ تک اوسط حاضری تھی

بنارس سنسکرت کالج میں جو گوسوامی سچدانند جی امرتسر نواسی ودیا دھین کے لئے گئے ہوئے تھے۔ مدہم پریکشا میں پاس ہو گئے ہیں۔ اور اب آچاریہ پریکشا کا امتحان دینے کا ارادہ ہے۔

آریہ سماج جام پور ضلع ڈیرہ غازیخاں کا دوسرا سالانہ جلسہ نرگھن سماپت ہوا۔ قریباً ۱۳۰۔ آریہ پُرش مقامات ذیل سے آئے ہوئے تھے۔ ملتان۔ ڈیرہ غازیخاں کوٹ چھٹہ۔ مہانم۔ علی پور۔ خیرپور وغیرہ وغیرہ۔ نگر کیرتن ۵۔ اپریل کی شام کو بڑی غیر معمولی رونق اور دہوم دھام سے ہوا سبھا کی طرف سے پنڈت دولت رام جی پنڈت بھگت رام جی۔ اور سوامی برہمانند جی۔ پنڈت ستعمدی لال جی اُپدیشک آن گئے ہوئے تھے۔ جن کے اتی عمدہ سرمن و اُپدیش۔ لیکچر ہوئے۔ جلسہ کے دوسرے دن لالہ سیادھن جی پوسٹماسٹر نے جلسہ والے مکان میں اپنے دونوں لڑکوں کا مونڈن سنسکار کرایا۔ اور مہتہ جیمنی جی کا ہی ویاکھیان ہوا۔ آخر میں مندر فنڈ کے لئے ۱صہ نقد اور ۸ للعہ کا وعدہ ہوا۔ اُس میں ۵ روپیہ وید پرچار فنڈ اور یتیم کنیا اناتھ آلہ کے لئے ہیں۔ باقی سب مندر فنڈ کے لئے

عیسے خیل ضلع بنوں میں پنڈت ستعمدی رام جی اُپدیشک نے ویدک دہرم کا پرچار کیا جس کے اثر سے ایک نیا آریہ سماج قائم ہو گیا فی الحال ۱۲ ممبران درج رجسٹر ہیں۔ اور ادھیکاریان حسب ذیل منتخب ہوئے۔

لالہ رام دیال جی پردہان۔ لالہ رام سرن جی اُپ پردہان۔ لالہ جیرام جی منتری۔ لالہ بہاری لال جی اُپ منتری و کوشادھیکش لالہ کھنڈا رام جی خزانچی۔

پسرور ضلع سیالکوٹ۔ آرین سٹوڈنٹ کلب کے سابق ادھیکاریان کے امتحان کی وجہ سے چلے جانے کے باعث آئندہ کے لئے حسب ذیل انتخاب ہوا۔

لالہ خوشحال چند پریذیڈنٹ۔ لالہ لچھمن لال وائس پریذیڈنٹ۔ لالہ امرناتھ منتری لالہ ریکھا لال اُپ منتری۔ کل ممبران کلب

۰ ۲ ہیں۔

ہمارے کسی گذشتہ پرچہ میں ایک شخص مبتلائے مرض احتلام نے کسی صاحب سے دوائی دریافت کی تھی۔ ان کو چاہیئے کہ وہ دوائی کے لئے بمقام ڈاکخانہ جانسٹھ ضلع مظفر نگر بمکان پنڈت امراؤ سنگھ صاحب بخدمت پنڈت موہن لال شرما مالک کارخانہ معالج الابدان درخواست کریں۔

شاہ پور آریہ سماج میں ۲۸۔اپریل کے ہفتہ وار جلسہ میں دس ممبران نئے داخل ہوئے۔ ہر ہفتہ وار کو پرچار ہوا کرتا ہے۔ ۲۸۔ اپریل کو بخشی جمیعت رائے جی کے پتر کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا۔ تقریباً ۱۵ کسی حاضری تھی۔ علاوہ سنسکار کرتا کے دکشنا کے ایک روپیہ گروکل فنڈ میں دان دیا گیا عرصہ چند ماہ سے کنیا پاٹھ شالا کھل رہی ہے۔ ایک اودھیاپکا کی ضرورت ہے تنخواہ معقول دی جاوے گی۔ پاٹھ شالا کا خرچ اس وقت ۸ روپے ماہوار ہے۔ جو کہ آمدنی آٹا فنڈ اور ماہواری چندہ سے چلتا ہے۔ آٹا فنڈ کی تقریباً ۸ روپے ماہوار کی آمدنی ہے۔ اس وقت یہ سماج بارونق ہے۔ ممبران سماج اُلفت سے کام کرتے ہیں

گنگوہ آریہ سماج بمقام گنگوہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء کو ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ حکیم سنگل سین نے کچھ اعتراض کئے مگر اعتراضوں کا جواب نہ سنا۔ مسلمان صاحبان۔ مولوی شرف الحسن معروف بہ لٹھ مار نے مباحثہ کے لئے آریہ سماج سے درخواست کی تھی۔ جسکو آریہ سماج نے منظور کر لیا تھا۔ آخرش مسلمان صاحبان نے انکار کیا۔

جام پور آریہ سماج کا انتخاب ماہ اپریل ۱۹۰۱ء میں حسب ذیل ہوا۔

سیٹھ ویڈہ رام جی ساہوکار میونسپل کمشنر پردھان

بابو اودھو رام صاحب اور سیٹھ نہر اپ پردھان

دیوان جہانگی رام صاحب عرائض نویس منتری

ماسٹر ٹھن لال صاحب	اپ منتری
لالہ موہن لال صاحب	اکونٹنٹ

چودھری وسندہ رام صاحب۔ پستکادھیکش

سیٹھ نرپتیا داس جی ساہوکار۔ کوشادھیکش

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل صاحبان ممبران انترنگ سبھا منتخب ہوئے ہیں۔

منشی گنیش داس صاحب محرر جوڈیشل

بابو پھوں لعل صاحب کلرک محکمہ نہر۔

سیٹھ نہال چند صاحب ساہوکار۔

لالہ منگو لعل صاحب پٹواری۔

لالہ ڈیڈہ رام صاحب۔

اب کل خط وکتابت متعلق سماج ہذا بنام دیوان جہانگی رام صاحب منتری حال ہونی چاہیئے۔ اور تمام آریہ بھراتا مطلع رہیں۔

وزیرآبان ورش کے لئے آریہ سماج سیالکوٹ کے ادھیکاریان کا انتخاب واقعہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۱ء کو حسب ذیل ہوا ہے۔

لالہ بھیم سین جی پلیڈر	پردھان
بابو خوشحال چند جی	اپ پردھان
لالہ گنگا رام جی	منتری
لالہ گنیش داس جی ورما	اپ منتری
لالہ دیوی دیال جی	کوشادھیکش
لالہ کرپا رام جی	پستکادھیکش

علاوہ پورڈیکت ادھیکاریوں کے بابو برج لعل جی۔ ڈاکٹر ٹھاکر داس جی۔ لالہ گنپت رائے جی مہتہ ایشور داس جی انترنگ سبھا کے سبھاسد نیت ہوئے

مندر آریہ سماج سیالکوٹ کے امانت نامہ وٹرسٹ ڈیڈ) کی رجسٹری بنام شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب لاہور کرائی گئی۔ جو واقعہ ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۱ء کو منجانب اپ پردھان اور منتری کل سماج کے پیش ہو کر بہ نمبر ۹۲ بہی نمبر ۱ جلد نمبر ۲۲۸ درج رجسٹر ہوئی۔ اصل وثیقہ رجسٹری شدہ بہیوا میں شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب عنقریب بھیجی جاویگی۔

لالہ خوشی رام جی پوسٹ ماسٹر کے یہاں پر آنے سے آریہ سماج کو بہت ہی رونق ہو گئی تھی۔ مگر ان کے لاہور تبدیل ہو جانے سے آریہ سماج کو سخت نقصان پہونچا

صدر بازار آریہ سماج دہلی کے ادھیکاریان کا ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۱ء کو حسب ذیل انتخاب ہوا

(۱) لالہ جمنا داس سابق منتری پردھان

(۲) لالہ ہمت رام اپ پردھان

(۳) لالہ نولکشور منتری

(۴) چودھری چین سکھ اپ منتری

(۵) لالہ بھولا ناتھ کوشادھیکش

(۶) لالہ مگن چند پستکادھیکش

(۷) لالہ سلطان سنگھ

(۸) بابو بنسی دھر

(۹) چودھری نتھن سنگھ

(۱۰) چودھری بھگوان سنگھ

(۱۱) لالہ راجی لال

[illegible]

جلسہ جنرل سبھا منعقدہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۰۱ء کو آریہ سماج تیترون ضلع سہارنپور میں ۱۹۰۱ء کے لئے بکثرت رائے حسب ذیل عہدہ داران منتخب ہوئے۔

منشی چند بہان صاحب .. .. پردھان

لالہ ذکر دیال صاحب .. .. اپ پردھان

منشی جائی پرشاد صاحب .. .. منتری
منشی رام سردیپ صاحب .. اُپ منتری
لالہ شمبھو ناتھ صاحب .. .. .. خزانچی
لالہ بینی پرساد صاحب .. پسنتکالیہ ادھیکش

نسخہ مرض احتلام از پنڈت کالو رام ستو کیپر میانمیر۔

تالمکھانہ - بیج اٹنگن - بیج جبند
بہمن سفید - بہمن سرخ موصلی سفید
موصلی سیاہ چوبا رجیہ بیج کا تخم - الائچی خورد
اسپغول کاست - اسگندھ ناگوری - ستاور
سیالیان گوند کتیرا - سبکے ہموزن مصری بکہ برابر
سبکو علیحدہ علیحدہ کوٹ کر چھان کر صبح
و شام دونوں وقت ۶ ماشہ ہمراہ شیر خام کھاوے
فایدہ ہولے ہونے دونوں جانتوں ہیں اطلاع ہیں

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں

بابو شیو برت لال - ایم - اے
بی - آپ کے خط کے شایع کرنے کی
ضرورت نہیں رہی - لالہ شیو دیال سنگھ
کی زندگی کے اصلی حالات بابو سری رام جی
جائنٹ سکریٹری آریہ سماج آگرا نے چھپوا
دئے ہیں۔ **ایڈیٹر**

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) ادوت ادوحت دونوں سمہ ہیں

سور بہ لال رہتا ہے۔ اسی پرکار بڑہنتی اور گھٹتی دونوں سمیہ میں مہاتماؤں کی ایک ہی اوستھا رہتی ہے۔

(۲) گن رہت پرانیوں پر ہی سجن لوگ دیا کرتے ہیں۔ چندرماں چانڈال کے گھر میں سے اپنی کرن کھینچ نہیں لیتا۔

(۳) ناریل کے پھل کے سمان سجن دیکھہ پڑتے ہیں۔ باہر سے سخت اور کوروپ - اور اندر سے میٹھے اور سُندر۔ دوسرے ارتھات استجن بیر کے پھل کی مانند باہر ہی سے منوہر دیکھہ پڑتے ہیں

(۴) سجن لوگ استجنوں کی سنگت پاکر بھی اپنے سوبھاؤ کو نہیں چھوڑتے۔ کوئل کوّوں کی سنگت پاکر ہی اپنی میٹھی بولی نہیں تیاگتی

(۵) سادھو آپت آنے پر بھی اپنے سوبھاؤ کو نہیں چھوڑتے۔ اگنی کے سپرش ہونے پر بھی کافور اور ہنگ سگندھ ہی دیتا ہے۔

(۶) آریہ پرش و شٹوں کے وچن روپی انگار سے جلائے جانے پر بھی بُرے وچن نہیں نکالتے۔ چندن جلائے جانے پر کیا اپنے سوبھاوک گن کو تیاگ دیتا ہے؟

(۷) گنّے کے سرے جڑھ ارتھات نیچے کی طرف کرم کرم سے گانٹھہ گانٹھہ جیسے رس بڑھتا جاتا ہے۔ ویسے ہی سجنوں کی متر تا ہے۔ اور اُن سے دُشٹوں کا اُلٹا ارتھات دشٹوں کی متر تائی جڑھ سے اوپر کی طرف گانٹھہ گانٹھہ رس کی نیونتا ہوتی جاتی ہے۔

(۸) ودیا ہی دھن ہے۔ بڑہتی کے دنوں میں متر۔ سبھا میں وچن کی چترائی - یدھ میں شوربیرتا - بپتی میں دھیرج - اور وید میں کامنا۔ مہاتماؤں کو سوبھاؤ سے سدھ ارتھات سہج ہے۔

(۹) بار بار گھسے جانے پر بھی چندن سگندھ دیتا ہے۔ کئی بار بار کاٹے جانے پر بھی سونا دیتا ہے۔ سونا بار بار جلائے جانے پر بھی سندر اور سُنہرا رنگ رکھتا ہے۔ پرانت آنے پر بھی اُتم جنوں کا سوبھاؤ نہیں بگڑتا۔

(۱۰) سجنوں کے مکھہ میں دوش بھی گن بن جاتے ہیں۔ دُشٹوں کے مکھہ میں گن بھی دوش ہو جاتے ہیں۔ سو یہ کچھہ اسچرج نہیں۔ بادل کھار سے جل کو پیتا ہے۔ اور میٹھا جل ورشاتا ہے۔ سانپ دودھہ پی کر مہلک وِش اُگلتا ہے۔

راقم
گورو پیارا

کسی آدمی کی کامیابی اُسکے سودیشیوں اور سوجاتیوں میں حرکت کا موجب بنجایا کرتی ہے

ہنوز بہت عرصہ نہیں گذرا کہ پنجابی ہندو اٹک سے پار ہونا اپنے آپ کو مسلمان ہو جانا خیال کرتے تھے۔ لیکن جب تجارت اور ملازمت پیشہ لوگوں نے اٹک سے پار ہوکر اپنے بیوپار اور ملازمت کے سبب سینکڑوں روپیہ کمائے۔ تو اُن کی اِس کامیابی کو دیکھ کر گھر میں بیٹھ کر فتوے پاس کرنے والے لوگوں کو بھی رائے تبدیل کرنی پڑی۔ آج سے بیس برس پہلے فارسی اور انگریزی پڑھنے والوں کو نیم مسلمان کہا جاتا تھا۔ اور نہایت ہی قلیل التعداد آدمی

جوکہ شوق سے اپنی سنتان کو سکولوں میں بھیجتے تھے۔ لیکن جونہی کہ کسی گھر یا کسی قوم یا کسی خاندان سے کوئی بابو بن نکلا کسی لے۔ ای۔ اے سی کی پدوی پائی اور کسی لے منصفی اور تحصیلداری کو حاصل کیا تو ان کی کامیابی نے اُن لوگوں کے اندر ایسی زبردست حرکت پیدا کردی کہ آج وہی لوگ سینکڑوں روپیہ صرف کرکے اپنی سنتان کو بابو بنانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ اگر کسی قوم کا پہلوان کسی دوسری قوم کے پہلوان سے کشتی جیت لیتا ہے۔ تو اُس قوم کے بچوں کو بھی پہلوانی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح نیزہ بازی اور شمشیر بازی وغیرہ میں ہی اگر کسی کو پریکٹس ہو جاتی ہے۔ تو تو دیکھا دیکھی بہت لوگ نیزہ باز اور شمشیر باز بنا سیکھنے لگ جاتے ہیں۔

ابھی آخیر ماہ مارچ کا ذکر ہے کہ ملک ٹولنہ کہ جس نے مع اپنے ساتھیوں کے پولو میچ میں خاص طور پر پریکٹس کی ہوئی ہے کیسے مشہور جگہوں کے کہلاڑی انگریزوں سے بازی جیت کر بنوں کے کہلاڑی انگریزوں کے گھمنڈ توڑ دئے۔ اور ایک غیر معمولی فتح حاصل کی۔ اُن کی فتح مندی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنوں کے جس کوچہ میں چلے جاؤ ٹھاک ٹھاک کی آواز آتی ہے۔ لیکن اگر میدان انگریز بہادروں کے ہاتھ رہتا۔ تو ہم پولو کی کاٹریاں اور ٹھاک ٹھاک کی آوازیں نہ دیکھ سُن سکتے۔

واقم
گوروپیارا

کس کی حالت قابل رحم ہے

کیا اُس غریب گہیارے اور لکڑہارے کی؟ جسکو آپ نے محنت اور مشقت سے گہاس اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچتے اور بمشکل گذارہ کرتے دیکھ کر رحم اور ترس کہایا کیا اُس نیتر ہین پرش کی؟ کہ جسکو لکڑی کے سہارے چلتا اور قدم قدم پر ٹھوکریں کہاتا اگرتا اٹھتا دیکھ کر آپ چشم نم ہوئے کیا اُس بہرے کی؟ کہ جس کی شرون شکتی (قوت سامع) جاتی رہنے سے آپ کے کلیجہ پر چوٹ لگی

کیا اُس گونگے کی؟ کہ جس کو اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لئے اسمرتھ اور عاجز دیکھ کر آپ کا دل گہبرا اُٹھا۔

کیا اُس نربل کی؟ کہ جس کو نربلتا کے کارن دکھے پر دہکا کہتے دیکھ کر آپ کے رونگٹے کہڑے ہوگئے۔

نہیں! نہیں!!- اُس دہنوان کی بڑی کر حالت قابل رحم ہے۔ جو اپنے دہن کو بجائے پراپکار کے بُرے کاموں میں لگاتا اور اُس سے غریبوں کے گلے گہونٹتا ہے۔

جو نیتر رکھتا ہوا پرائے دہن۔ پرائی چیزوں۔ اور پرائی ستری آدمی کو کو بُری نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو اپنے کانوں کی شرون شکتی سے دوسروں کی نندا اور چغلی سُنتا۔ جو اپنی زبان سے اپ شبد اور جہوٹ بولتا۔ نندا اور برائی کرتا ہے۔ جو اپنے بل سے کمزور اور نربلوں کو ستاتا ہے۔

اُسکی حالت قابل رحم ہے

واقم
گورو پیارا

شریمان ایڈیٹر جی - نمستے۔ چند روز ہوئے ایک شخص جو اپنے آپ کو رتن گر بتلاتا ہے۔ نمستے کہہ کر بابو رامیشر پرساد پردہان آریہ سماج پٹیالہ کے مکان پر آیا یہ شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ میرا باپ لالہ دولت رام دہلی میں بیرسٹر ہے۔ اور میرے باپ نے مجھکو لاہور کی گدی کی نظر کیا تہا۔ یہ شخص ہوشیار اور چالاک معلوم ہوتا ہے دو روز تک تو اِس شخص کی کوئی چالاکی معلوم نہیں ہوئی۔ بعد ازاں ظاہر ہوئی۔ اِس شخص نے ایک کارڈ لالہ دولت رام کے نام دہلی و بیس روپیہ کے منی آرڈر کے واسطے لکہوایا اور ایک کارڈ لالہ گنیش داس ہوشیارپوری کے نام تحریر کروا دیا۔ کہ میرا ہارمونیم روانہ کردو۔ دہلی سے تو اب تک کوئی جواب نہیں آیا۔ لیکن ہوشیارپور سے جو خط آیا ہے وہ اصل نقل کیا جاتا ہے۔ حلیہ یہہ ہے قد منہ ہرا۔ داڑہی مونچھ کٹی ہوئی بہیں بھگواں۔ زبان لاہوری ہاتم گنیش داس از ہوشیارپور۔

(نقل چٹھی) بابو رتن گر صاحب - آپ کا خط مجکو پہونچا تہا۔ آپ نے میرے سے باجا ہارمونیم طلب کیا ہے۔ میرے پاس کوئی ہارمونیم باجا نہیں ہے۔ اور نہ میں آپ کو جانتا ہوں۔ کہ آپ کون ہیں اور میری اور آپ کی واقفیت پہلے کبھی نہیں

پہلے ہی دو خط مجکو بہت عرصہ ہوا رتن گر کے نام سے مختلف مقامات سے آئے ہیں۔ جس کا میں واقف نہیں ہوں بخدمت لالہ ایشرداس صاحب واضح ہووے کہ میں اس فقیر کا واقف نہیں ہوں۔ آپ ہوشیار رہیں ایسا نہو۔ کہ فریبی کوئی مال ماریجاوے۔ برائے آگاہی آپ کو اطلاع دیتا ہوں + + + +
بابو ایشرداس کی چہتری لیکر رفو چکر ہو گیا ہے

یہ چال اودشیہ آریہ سماج کو دہوکے میں ڈالیگی

ناظرین! دہرم کے جو چار معیار مہاتماؤں نے بتلائے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بہی ہے کہ جو اپنے آتما کو پرتیت ہو وہی دہرم ہے۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے۔ کہ جو تو اپنے واسطے روا رکھتا ہے۔ دوسرے کے واسطے بہی روا رکھ۔ اور جو تیرے آتما کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ خیال کر لے کہ دوسرے کے آتما کو بہی بُرا معلوم ہوتا ہوگا۔ رشیوں کا کیا اصول واکیہ ہے۔ ستیہ دہرم پرچارک کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۲۲۔ دسمبر ۱۸۹۹ء میں ایک مضمون میری طرف سے (گفتگو مابین آریہ و اناریہ) کے ہیڈنگ سے شایع ہوا تہا۔ جس کا جواب منشی بہگوتی پرساد جی سبھاسد آریہ سماج مرادآباد کی اور سے آریہ بندہو میں شایع ہوا ہے۔ راقم مضمون نے کئی جگہوں پر (یہ الفاظ ہمارے نہیں ہیں کہیں تو تعریف سے بہیجے ہوئے وغیرہ وغیرہ) استعمال کئے ہیں۔ گو جو گفتگو میرے اور منشی بہگوتی پرساد کے مابین ہوئی تہی۔ وہ کئی معزز اور پرتشٹہ سبہاسدان آریہ سماج کے روبرو ہوئی تہی۔ لیکن منشی بہگوتی پرساد جی نے ایسے الفاظ سے اپنے مطلب کی شدہی (اپنے خیال میں) اودشیہ کی۔

خیر آمدم برسر مطلب۔ اس اثناء میں مجہے منتری مہاشہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب پشچموتر دیش و اودھ کی اور سے ہدایت ہوئی۔ کہ آپ دیری) جیسی تحریر پنجاب کی طرح یہاں بہی نفاق کا باعث ہونگی۔ جیسے آپ ایسے مضامین سے باز رہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور اسکے علاوہ آریہ سماج مرادآباد کے ایک پرتشٹہ سبہاسد ساہو برج رتن جی نے اس وشے میں پنڈت تلسی رام سوامی کے مواجہہ میں مجہہ سے گفتگو کی اور فرمایا کہ اگر آپکو کچہہ شک ہے تو پردہان آریہ سماج مرادآباد سے دریافت کرلیں۔ منتری مہاشے کی ہدایت اور ساہو برج رتن جی کی گفتگو کا مطلب یہ تہا۔ کہ اس قسم کی باتیں پرائیویٹ طور سے ہونی چاہئیں۔ اخبارات میں شایع نہ ہوا کریں۔

اب سوال یہ ہے کہ اپنے ساتہہ اسکا برتاؤ کیوں نہیں اور کیوں خود فضیحت و دیگراں نصیحت کے مسئلہ پر عمل کیا گیا۔ یہ ایک پرشن ہے۔ جسکو میں اپنے سوجہ بہائیوں کے ” “ “ لئے فی الحال چہوڑتا ہوں۔ ناظرین! جو بحث دربارہ دوسری شادی آریہ مترا ور ستیہ دہرم پرچارک جاری ہے۔ اُس کے وشے میں جو تحریرات آریہ متر میں شایع ہوئی ہیں اُس کے پڑہنے سے میں تہا اس سماج کے پردہان پنڈت بالکند جی اور دیگر سبہاسدان انینت پیڑت ہوئے ہیں اور پنڈت سوریہ پرساد جی ایڈیٹر آریہ متر نے اپنے بچاؤ کے لئے جو بحث اگشت یونی وکشت یونی کی شروع کی ہے۔ ٹٹی کی آڑ میں شکار کہیلا ہے۔ منشی نراین پرساد جی کی جو چٹہی ستیہ دہرم پرچارک میں شایع ہوئی ہے۔ وہ آریہ سماج کو اور بہی اشانتی میں ڈالنے والی ہے مجہے سبہا کے کارکنان اور خاصکر اُن مہاشوں پر کہ جن کی نگرانی میں آریہ متر شایع ہوتا ہے بڑا ہی افسوس ہے۔ افسوس اسلئے ہے کہ آریہ سماج کا پتر۔ آریہ سماج کے روپیہ سے چلے اور آریہ سماج کے ہی سدہانتوں کی ہی جڑ کاٹے۔ میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ اگر اسی ڈہنگ سے کام ہوا۔ تو سبہا کی کشتی ضرور بہنور میں ہے۔ سماجوں میں اشانتی پہیلتی جاتی ہے۔ میں سب سے پہلے شریمان منتری و پردہان مہاشے تتہا ایڈیٹر آریہ متر آدی سے اپنے ذیل کے پرشنوں کا اُتر چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اس وشے پر بستار پوروک لکہونگا اور یہ بہی بتاؤنگا۔ کہ اس بحث کے شروع کرنے والونکا (سوامی پنڈت دولت رام جی کے) اصلی مطلب کیا تہا۔

پرشن (۱) آریہ متر کے تین پرچوں میں (اکشت یونی وکشت یونی کی بحث شروع ہونے کے پہلے) گُن۔ کرم سوبہاد انوسار ورن بیوستہا کے خلاف تین پتر چہپے اُن کا نوٹس کیوں نہیں لیا گیا۔ (۲) پنڈت پریاگ دت جی کی دوسری شادی کنواری کنیا سے (بلحاظ اکشت یونی وکشت یونی) ہوئی ہے آپکو اس کا علم تہا یا نہیں۔ اگر تہا تو اس کی بحث آریہ متر میں کیوں شایع نہیں ہوئی۔ اور کیوں ایسے مہاشیوں کو (جنہوں نے بقول ایڈیٹر آریہ متر ستیارتہ پرکاش کے پڑہنے والوں کو بہرم میں ڈالا اور رشی دیانند کے نام کو کلنک لگایا)

اُپدیشک پدوی سے نہیں گرایا گیا ۔ (۳) کیا آپ صاحبان میں سے یا آپ کے اُپدیشکوں میں سے ایسے لوگ نہیں ہیں جنکی اکثر باتیں ایسی ہیں کہ میں اُن کیبا تہہ دستیارتھ پرکاش کے پڑھنے والوں کو بھرم میں ڈالنے والا اور رشی دیانند کے نام کو کلنک کرنے والا وغیرہ) منسوب کرسکتا ہوں ۔ (۴) کیا کارن ہے کہ آپکے یہاں صرف جنم کے برہمن ہی اور ان میں ہی اکثر کا سمبندھ اُپدیشک ہیں ۔ اور کیا ان اُپدیشکوں کے آچار بیوہار سے آریہ مہاشے نت ہے ۔ اگر شانت نہیں تو کیوں اُن کا پربندھ نہیں لیا گیا (۵) آریہ پتر کے جاری کرنیکا منشا کیا ہے کیا آریہ پتر میں آریہ سدھانت کے خلاف مضامین یا کسی نوٹ یا اُتر کے نکل سکتے ہیں یا نہیں نکل سکتے ہیں ۔ تو کہئے یہ آریہ پتر ہے یا آریہ دشمن ۔ (۶) آریہ پتر کسی سبھا کی نگرانی میں نکلتا ہے یا صرف سویم پتر ایڈیٹر کے ادھیکار میں ہے ۔ جس نگرانی کرنے والے مہاشے کا نام جاننا چاہتا ہوں (۷) گذشتہ آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر جو آپ کے سمبندھ اُپدیشکوں نے پرپنچ رچا تھا کیا آپکو اُسکی کیفیت معلوم ہے ؟ ۔ مجھے پوری امید ہے کہ کارکنان سبھا ہا مجھے میرے پرشنوں کا اُتر دیکر ادشیہ بیدی شانتی کرینگے کیونکہ ایسی سماج کے پردھان کی رائے میں یہ شادی قابل فخر ہے راقم

آریہ سماج کا سیوک ہرگلال بنگیہ ورما ۔ سابق منتری آریہ سماج نجیب آباد ۔

اودھی کی کشتی میں اگنی ہوتری جی

۲۰ اپریل کے آریہ ورت میں ایک پنڈت پنڈت لتا پرساد اگنی ہوتری جی کا چھپا ہے ۔ اُس میں اُنہوں نے لالہ منشی رام جی کے پرتی لکھکر اُتر چاہا ہے ۔ اسلئے اُسکے اُتر داتا عوام نہیں ہیں ۔ لیکن انت میں اگنی ہوتری جی نے لکھا ہے " جو آریہ بنکر ہی اودھی ہی بنے رہے ہیں " یہ منشی جی کا لیکھ اگنی ہوتری جی کو پر مذاق معلوم ہوا ہے ۔ لیکن اگنی ہوتری جی کا لیکھ ہی کچھ کم پُر مذاق نہیں ہے اور اودھی کی کُشتی ہی اگنی ہوتری جی نے اتنی کیوں کی اِسکا ہی کارن ادشیہ ہے ۔ کیونکہ آپ ہی اگنی ہوتری ہیں ۔ یدی آپسے پوچھا جائے کہ آپ یا آپکے کٹمبی گن سب اپنے کو اگنی ہوتری کیوں لکھتے ہیں تو اسکا جواب اگنی ہوتری جی ہی دیں گے کہ ہمارے پوروجوں نے اگنی ہوتر کرکے ہی جیون ویتیت کیا تھا ۔ تب کیا بزرگوں کے اگنی ہوتری ہونے پر آپ ہی اگنی ہوتری ہو سکتے ہیں ۔ یا اگنی کو ستھاپن کرنیوالے اودھی ۔ اسی پرکار سے ۔ دو لے ۔ چولے باجپئی ۔ شکل وغیرہ ہی اوکت ٹائیٹل دہاری اب ہی بنا چاہتے ہیں ۔ جبکہ کیول اتر نام دھاری بن رہے ہیں ۔ ہاں اگنی ہوتری یہ تو ضرور کہہ دینگے ۔ کہ چولہے میں اگنی ستھاپن کرکے ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے رسوئی بناتے کہاتے ہیں کبھی کبھی اگنی شٹو ماچاریوں کی دوکانوں سے پوری کچوری لاکے کہاتے ہیں ۔ اس سبب سے ہم میں اگنی ہوتری پنا اور اُنمیں اودھی پنا ادشیہ ہی بنا ہوا ہے ۔ پرنتو آریہ سماج میں اب گو جیسے ٹائیٹلوں اور پرشنسا کی ضرورت نہیں آریہ سماج کے ممبروں کو چاہیے کہ ہی وہ کرم کرینگے اُن ٹائیٹلوں کے لینے کے ادھیکاری نہیں اور ہتیا پرشنسا سے دور رہیں ۔

راقم ۔ شرما ۔ از متھرا ۔

ورن بیوستھا کا وچار

آج بتاریخ ۲۵ ۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو جلسہ انترنگ سبھا آریہ سماج گڑھی عبد اللہ خان بمکان منشی کاشی ناتھ صاحب فدا پردھان آریہ سماج مقام جعفر پور ہوا ۔ پردھان جی نے اخبار ستیہ دھرم پرچارک جلندھر مطبوعہ ۱۹ ۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء انترنگ میں پیش کیا ۔ کثرت رائے سے حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے (۱) پنڈت پریاگدت اُپدیشک شرمتی پرتی ندہی سبھا نے ۔ مہاتما منشی رام جی پر سخت اور بیجا حملے کرکے پنجاب اور دیس پرانت کے آریہ پُرشوں میں ودِش اگنی کو پرچنڈ کرنا چاہا ہے ۔ اسلئے سبھا کو اسپر ضرور نوٹس لینا چاہئے (۲) سبھا کو پنڈت پریاگدت جی پر اسلئے ہی نوٹس لینا واجب ہے ۔ کہ اُنہوں نے اپنی کا سمبندھ رتی سے دین لیکر کنواری کنیا کیا تھا سمرو بتھا انوچت اور خلاف آریہ سدھانت ہو رہے سیے (۳) سبھا موصوف کے سمبندھ اُپدیشکوں کے بیوہار اور آریہ سدھانت کے خلاف کاروائیوں نے ویدپرچار فنڈ کی عزت کو سماجوں کی نظروں سے گرا دیا ہے ۔ سبھا کو اسکا بہت جلد علاج کرنا چاہئے ۔ ورنہ بہت جلد اُسکی تمام طاقت خراب ہوجاویگی ۔ کیونکہ بہیم سین ہماری سبھا کے اُپدیشک عملی طور پر پھیلا رہے ہیں (۴) سُنا گیا ہے کہ پرتی ندہی سبھا کا دفتر مقام الہ آباد لیجانے کا پریتن سمبندھ اُپدیشک کر رہے ہیں جسجگہ سماجوں کا زور ہوتا ہے وہاں ہی دفتر رہنا واجب ہے ۔ دوم ۔ ادھر کے لوگوں کا پرشان ہونا سبب ہو معلوم ہوتا ہے اسلئے جب تک صوبہ کی کم سے کم دو تہائی آریہ سماجوں کے پرتی ندہی نہوں ۔ تب تک نتر

آریہ بھراتری سبھا

نمبر ۲

پہلا اعتراض جو آریہ بھراتری سبھا کی بِنی پر کیا جاتا ہے۔ وہ یہہ ہے کہ آریہ سماج کی موجودگی میں ایک نئی سبھا کے بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا آریہ سبھا سدوں سے یہ کام نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر واقعی آریہ سماج اُسی روش پر چلتی جس پر رشی نے اس کو چلانا چاہا تھا۔ تو واقعی ایک نئی سبھا کا بنانا رشی کی ہتک کرنا تھا۔ لیکن افسوس سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ آجکل آریہ سماج اُپ نیموں کے بالکل برخلاف چل رہی ہے۔ اُپ نیموں میں شرط ہے۔ کہ جو کوئی شخص گیارہ مہینہ تک کسی سماج کا سدآچار سے ممبر رہا ہو۔ اور گیارہ مہینہ کا چندہ ادا کیا ہو۔ تو وہ سبھا سدی کا مستحق ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خاص حالتوں میں چندہ کی ادائگی کی شرط اور گیارہ مہینے تک ممبر رہنے کی شرط ڈھیلی کی جا سکتی ہے۔ لیکن جو شخص سدآچاری نہ رہا ہو۔ اُس کو کسی حالت میں سبھا سدی کی پدوی نہیں دینی چاہئے جب ہم لفظ سدآچار کی تعریف ستیارتھ پرکاش کے دسویں سمولاس میں دیکھتے ہیں۔ تو ہم کو یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ صرف وہی آدمی سدآچاری کہلانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ جس میں کم از کم مفصلہ ذیل صفات ہوں۔

(۱) اُس کا کھان پان مانس مدرا آدی ابھکشن پدارتھوں سے بری ہو۔

(۲) وہ سولہ سنسکار پورن ویدک ریتی سے کرنے کو تیار ہو۔

(۳) متھیا بھاشن آدی دوشوں سے رہت ہو۔

اگر آریہ سماج نے سبھا سد ان باتوں کو مدنظر رکھ کر چنے جاتے۔ تو واقعی آریہ بھراتری سبھا کے تمام اغراض آریہ سماج ہی پورا کر سکتا۔ شوک ہے۔ تو صرف اس بات کا۔ کہ آجکل صرف چندہ کی شرط کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور سدآچار کی شرط کو بہت سی حالتوں میں قطعی نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ایسے آدمی سماجوں کے ادھکاری ہیں۔ جو کہ نہ صرف مانس شراب سے ہی پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ جنھوں نے شاید ہی ساری عمر میں کوئی ویدک سنسکار کیا ہوگا۔ سبھا سدوں کی کثرت رائے سے ایسے ادھکاری منتخب ہوتے ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ آریہ سبھا سدوں کا عام طور پر عملی زندگی کی طرف بہت کم خیال ہے۔ ایسی حالت میں جدوجہد کرنے سے سوائے اس کے کہ خانہ جنگی پیدا ہو۔ اور کوئی نیک نتیجہ برآمد ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سماج میں پہلی دفعہ شامل ہونے کے وقت لوگوں کو بڑا جوش ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ چاروں طرف عملی زندگی کا ابھاؤ دیکھتے ہیں تو اُن کے جوش پر برف پڑ جاتی ہے۔ ایسی حالت میں مناسب ہے۔ کہ جو آتمائیں ابھی تک اس زہریلے اثر سے محفوظ ہیں وہ اکٹھی ہو کر ایک دوسرے کی سہایتا کرتی ہوئیں ویدک دھرم کے مارگ پر چلیں۔ یہ خیال بالکل عبث ہے کہ آریہ سماج مجموعی طور پر اُس روش کو چھوڑ سکتا ہے۔ جو کہ اُس نے شروع سے اختیار کی ہوئی ہے۔ ایسا نہ کبھی دنیا کی تاریخ میں ہوا۔ اور نہ اب ہو سکتا ہے بعض بھائی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ کیوں نہ ہر ایک آدمی اپنی الگ الگ کوشش کرے

ہیں چند ایسے شوربیر ہیں جو کہ ہندو برادری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ اور کسی کی مدد پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے ویدک دھرم کے اصولوں کا پالن کرتے ہیں۔ میں ایسے بیروں کا دل سے ستکار کرتا ہوں۔ لیکن کسی قوم میں سارے کے سارے شہید بھی نہیں بن سکتے۔ کثیر تعداد ایسے آدمیوں کی ہوا کرتی ہے۔ جو کہ دوسروں کی طرف دیکھ کر اور دوسروں کی مدد کی امید رکھ کر کام کیا کرتے ہیں۔ مجھے کئی آریہ پریواروں کی بابت پتہ ہے جنھوں نے پہلے ویدک دھرم کے لئے سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کیں نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی ہندو برادری نے اُن کو بالکل چھوڑ دیا۔ آریہ سماج میں کوئی برادری ہی نہیں تھی۔ جس کے ساتھ وہ سامنا جگ بیوہار کر سکتے۔ آخر بیچارے دھرم سے گر گئے۔ اور اُنھوں نے پھر ہندو برادریوں کی شرن لی۔ دوسری قابل و چار بات یہ ہے۔ کہ جب تک آریوں کے آپس میں گہرے تعلقات نہیں ہو گئے تب تک ویدک دھرم کی اُنتی کدا پی نہیں ہو سکتی۔ موجودہ حالت میں ہمارا آریوں کی سنتان پر کوئی دعوے نہیں ہے وہ اپنے ہندو رشتہ داروں کو ہی اپنا رشتہ دار سمجھتے ہیں۔ پنڈت گورودت جیسے فاضل اجل اور آریہ سماج کے بھوشن کے پتر کی شادی ۱۰ برس کی عمر میں ہوئی اگر آریہ برادری موجود ہوتی تو ایسی قسم کی باتیں ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں کیوں آتیں۔ کیا اُن شوربیروں کو جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ زیادہ آفت اور آسانی نہیں ہوگی۔ اگر اُن کو یقین ہو۔ کہ سو یا دو سو

آدمی وہ ہیں جو بلا غرض انکی سیوا کرنے کے لیے ہر وقت طیار رہتے ہیں۔ جب تو جب ملسکیں تو خواہ مخواہ دریا میں چاول ڈالنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ بعض بھائی یہ کہا کرتے ہیں کہ آریہ پرتیندھی سبھا کے نیم تو بہت اچھے ہیں۔ پرنتو ان باتوں کا سدھار ابھی تک نہیں آیا۔ میں نے اس بات پر بہت دھیان دیا ہے۔ پرنتو مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آیا۔ سدھار ایک بیجان چیز ہے۔ جب کبھی لاؤ گے۔ تب ہی آ جاویگا۔ اور بغیر لانے کے کبھی نہیں آ سکتا۔ اگر ویدک سدھانت اچھے اور اٹل ہیں۔ تو جب ان پر کچھ عمل کیا جاویگا تب ہی سکھ ہوگا۔ جب عمل نہیں کیا جاویگا۔ اتینت دکھ ہوگا۔ میرا یہ درڑھ وشواس ہے کہ جس طرح اگنی میں ہاتھ ڈالنے سے سرو تھا دکھ ہوتا ہے۔ اور پیاسے کو ٹھنڈا پانی پینے سے سرو تھا شانتی ہوتی ہے۔ اسی طرح ویدک سدھانتوں پر عمل کرنے سے ہمیشہ سکھ ہوتا ہے۔ اور ان کے برخلاف آچرن کرنے سے سرو تھا دکھ ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان اپنی کمزوریوں کو ماننے سے ہمیشہ ڈرتا ہے۔ اسلئے کوئی نہ کوئی ڈھکوسلا بنا لیتا ہے۔ ان ڈھکوسلوں میں سے سب سے مشہور زمانہ کی دلیل ہے۔ بعض لوگ تو سدھانت سے ہی منکر ہیں اور آریہ سماج کے سبھاسد ہوتے ہوئے بھی ورن ویوستھا کو گن کرم سوبھاؤ سے نہیں مانتے۔ ایسے مہاشیوں کی سیوا میں یہی نویدن ہے کہ یا تو وہ سماج میں رہ کر اسکو کامیاب کریں اُن کو چاہیئے کہ آریہ سماج کو چھوڑ دیں۔ بعض نیک نیت مخالف یہ کہا کرتے ہیں کہ ایک نئی سبھا کے

بنتے سے آریہ سماج کو دھکا پہنچیگا۔ اور مخالفت کی سپرٹ بہت بڑھ کر پارٹی فیلنگ زیادہ ہو جاویگی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بھائی زیادہ وچار سے کام نہیں لیتے۔ کیونکہ کم از کم میں آریہ سماج کی لغویت اسی بات میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس میں عملی زندگی بسر کرنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی رہے۔ پس جب آریہ پرتیندھی سبھا نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ آریہ سماج میں عملی زندگی پیدا ہو گئے۔ تو یہ نشچے طور سماج کی اُنتی کا باعث ہوگی نہ کہ اونتی کا۔ میرا تو یقین واثق ہے۔ کہ آریہ سماج کی ترقی کیول ماتر اسی طریقہ پر ہوگی۔ بعض بھائی یہ پوچھا کرتے ہیں کہ کیا گارنٹی ہے۔ کہ آریہ پرتیندھی سبھا کو ضرور کامیابی ہوگی۔ اور یہ تھوڑے جوش و خروش کے بدولت نہیں جاوے گی ایسے بھائیوں کی سیوا میں ونے پوروک نویدن ہے۔ کہ جب کبھی تحریک شروع کی جاتی ہے۔ تو اس سے اس کے مشن کی سچائی ہی اس کی گارنٹی ہوا کرتی ہے۔ پس ہمارے پاس یہی گارنٹی کافی ہے۔ کہ ہم ایک پورن یوگی مہرشی بال برہمچاری کے بنائے ہوئے ایشوری مارگ پر چلنے کا یتن کرنے لگے ہیں۔ اور بقول مہرشی منو

सत्यमेव जयते नानृतम

سچائی کی ہمیشہ فتح ہوا کرتی ہے

اور بقول اپنیشد کے رشی دیانند کے "دھرم کبھی پُرشارتھ کبھی نشپھل نہیں جاتا"۔ اس سے بڑھ کر اور کیا گارنٹی ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسی گارنٹی ہے۔ جو کہ بہت تھوڑی مذہبی سبھائیں دے سکا کرتی ہیں۔

بعض بھائی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ چونکہ وہ گن جو مہرشی منو نے برہمنوں کو دئے ہیں اس جگ میں کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اسلئے ورن ویوستھا قائم ہی نہیں ہو سکتی۔ اس میں معترضوں کی بڑی بھاری بھول ہے اور ویدک سدھانتوں کی اصلیت ہی نہیں سمجھتے۔ ورن ویوستھا ایک قدرتی تقسیم جو کہ ہر سمے منشیہ جاتی کے ہر قوم و ملک میں پائی جاتی ہے۔ ویدک دھرم عالمگیر اور ہر سمے کے لئے ہے۔ اسلئے میں کسی خاص گنوں والے آدمی کو برہمن نہیں کہتا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں۔ کہ آریوں میں جو لوگ گنوں میں سب سے سریشٹ ہیں۔ وہ برہمن پدوی کے یوگیہ ہیں۔ وہ کشتری جو اُن سے کام لے کر کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں وہ ویش اور جو پاؤں کے سمان خدمت ہی کرنے یوگیہ اور نقاط سورکھ اور دیا ہین ہیں وہ شودر۔ پس منو نے تو برہمنوں کا آدرش بنا دیا ہم کو آہستہ آہستہ اس آدرش تک جانے کا یتن آوشیہ کرنا چاہئے۔ لیکن جس طرح پہلے اور قانون قدرت ہمیشہ کام کرتے رہتے ہیں اسی طرح چاروں ورن بھی موجود ہیں جیسے سطح کے ویدک آدرش کے لحاظ سے پست ہوتی ہے۔ تو اس سوسائٹی کے تمام آدمی بھی ایک پورن ویدک سوسائٹی کے تمام آدمیوں کے مقابلہ میں پست ہوتے ہیں۔ لیکن دونوں حالتوں میں تمام آدمی اوشیہ ہو برہمن پد کے مستحق ہوں گے۔ جس طرح کہ پنجاب کے بی۔ اے پاس کی نسبت کیمبرج یونیورسٹی کے گریجویٹ پاس زیادہ لیاقت رکھتے ہیں۔ لیکن دونوں جماعتوں

کوئی شخص پنجاب کے بی۔ اے پاس نوجوانوں سے اُن کی ڈگری نہیں کھوس سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ پنجاب میں فی الحال تعلیم کی حالت ہی اس قسم کی ہے۔ کہ یہاں کے اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیمیافتہ کیمبرج کے معمولی طالب علموں سے کم لیاقت رکھتے ہیں۔ ورن تو اب بھی موجود ہیں۔ صرف ان کی بیوستھا کرنی ہے۔ پر کہنا کہ آج کل ورن بیوستھا قایم ہی نہیں ہو سکتی۔ ایشوری واکیہ کی ہتک کرنا ہے

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پر بعض لوگ ایک بڑا عجیب اعتراض کیا کرتے ہیں جس کا ذکر کرنا یہاں میں نہایت مناسب سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ چونکہ آج کل ایک وید پڑھے ہوئے استری نہ پڑھ لے اُس کو بواہ کا ادھیکاری نہیں ہے۔ اسلئے گن کرم سوبھاؤ سے شادی کا طریقہ رایج کرنا ہی ناقابل عملدرآمد ہونے سے فضول ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ کہ یا تو دودھ اور ملائی کھاینگے نہیں تو بھوکے مر جاوینگے۔ لیکن جنہوں نے کبھی ہاتھ نہ لگائیں۔ بس یا تو سیدھے آسمان پر چڑھیں گے۔ نہیں تو رساتل میں ہی رہیں گے۔ پر تھوی پر تو قدم ہی نہیں رکھنا۔ چونکہ پورن ریتی سے گن کرم سوبھاؤ ہونے کی پرنالی یعنی گروکل موجود نہیں ہے۔ اسلئے اتنش بواہ ہی کرتے جاؤ۔ اور جتنے گن کرم سوبھاؤ کے ماننے کے حد تک میں مان سے بھی فایدہ نہ اٹھا کر دکھ ساگر میں ہی غوطے کھاتے رہو۔

میں نے کسی وچار شیل اور مانیہ آ ۔ یہ پرشوں سے سُنا کہ سبھا کے نیم تو نہایت آسان اور عمدہ ہیں۔ لیکن ناتجربہ کار لڑکوں کے ہاتھ میں ہونے سے اُس کی کامیابی کی پوری پوری امید نہیں ہو سکتی۔ ایسے بھائیوں کی سیوا میں نویدن ہے۔ کہ بدی وہ سچے دل سے انتے ہیں۔ کہ واستو میں بات یہی ہے تو اُن کا فرض ہے۔ کہ سبھا میں شامل ہو کر نوجوانوں کو اپنے شکشا و وچاروں سے فایدہ اُٹھانے کا موقعہ دیں۔ اگر وہ شامل نہیں ہوتے تو میری رائے میں پاپ کر رہے ہیں۔ ناظرین! میں نے مختصر طور پر آپ کی سیوا میں ملتان کے لیکچر کی مختصر سی رپورٹ پیش کر دی نیموں کے متعلق اعتراضوں کے جواب کو میں نے یہاں قصداً درج نہیں کیا میرا وچار ہے کہ حسب وعدہ اگلے ہفتہ سے آریہ پرتی ندھی سبھا کے نیموں پر ایک سلسل مضمون لکھوں۔ البتہ آپ سے یہی پرارتھنا ہے۔ کہ آپ مضامین پڑھتے وقت سب پرکار کے پکشپات سے رہت ہو کر اور ان تمام غلط فہمیوں کو دل سے ہٹا کر جو کہ آپ کے دل میں ڈالی گئی ہوں کیول نیموں اور واقعات پر وچار کریں۔ یدی ایسا کرینگے تو اوشیہ کسی نیک نتیجہ پر پہونچیں گے

آریہ دھرم کا سیوک رامداس۔ جنرل سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا

ورن بیوستھا کے متعلق

شری یت ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک

سمیتے۔ کسی وقتی مضمون پر اگر بحث چھڑے۔ اور اسکو کسی سخت کلامی کی بنا پر درمیان میں ہی بند کرنا پڑے۔ تو افسوس کا موجب ہے۔ گن کرم سوبھاؤ کی نسبت آپ کے اخبار میں بحث شروع ہوئی تھی۔ مجھے امید تھی کہ نتیجہ عمدہ نکلیگا۔ لیکن افسوس کہ بیچ میں ہی بند ہو گئی آپ اگر مناسب سمجھیں تو میری اس چھٹی کو اپنے اخبار میں جگہ دیں۔

ڈاکٹر گورودت صاحب کی شادی کے متعلق ذیل کے امور بحث طلب ہیں۔

(۱) شری سوامی دیانند سرستی کے سدھانتوں کے مطابق دو جوں کی دوسری شادی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ڈاکٹر گورودت جی زندہ تھے۔ اسلئے اُن کی شادی سوامی جی کے سدھانتوں کے انوکول نہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ اُسکو اچھی کہیں یا بُری

(۲) چونکہ اُن کی دھرم پتنی کنواری کے برابر نہیں۔ اسلئے اُن کا بواہ رنڈوے کے ساتھ ہونا ہی ویسا ہی تصور ہونا چاہئے۔

(۳) اس دوسری شادی کو گو سوئمبر کہا جا سکے۔ لیکن سوامی جی کے سدھانتوں کے مطابق نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ایک جنم کی برہمنی اور ایک جنم کے راجپوت سے بیاہ ہو جاوے تو اسکو ذات کی بندش کا توڑنا کہہ سکتے ہیں۔ مگر یہ لازم نہیں آتا کہ اُسکو ویدک ودواہ یا عین سوامی جی کے سدھانتوں کے مطابق کہا جا سکے۔ کیا ذات پات کے توڑ دینے کا ہی نام ویدک ودواہ ہے

(۴) ڈاکٹر گورودت جی کو کشتری بیان کیا جاتا ہے۔ مفصل بتلانا چاہئے۔ کہ اُن کو کشتری کس پیشہ کی وجہ سے قرار دیا گیا؟ ۔ یہ پیشہ کس نے کب کیا

اور کیونکر کی ؟ ۔ اگر کوئی "قابل عمل اصول" قرار دیا گیا۔ تو اس کی تشریح ہونی چاہئے۔

(۵) اُن کی دھرم پتنی کو کشترپہ کا ورن کس پرکیش کے بعد دیا گیا۔ یہ بھی مفصل معلوم ہونا چاہئے۔ تاکہ اندازہ لگایا جا سکے۔ کہ گُن کرم اور سوبھاؤ کے انوسار ورن قایم کیا جانا کس بات سے مراد لی گئی ہے۔

(۶) ایک ستری اور ایک پُرش کا ایک دوسرے کو پسند کر لینا کافی دلیل اِس بات کی نہیں ہے۔ کہ اُن کے گُن کرم اور سبھاؤ ایک ہیں۔

(۷) اِس جوڑے کا ورن جو خیال کیا جاتا ہے۔ اُس کی وجوہات سپشٹ بتلانی چاہئیں۔

میری آخری التماس ہے۔ کہ اس مضمون پر ذاتیات کو چھوڑ کر نہایت سنجیدگی سے بحث ہونی چاہئے۔ اور امید ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب ضرور میری التماس پر توجہ فرمائیں گے۔ اِس شادی کو صرف بُرا یا بھلا کہدینا کافی نہیں ہے۔

راقم

آپکا تابعدار۔ لالارام آریہ سبھاسد آریہ سماج (گوجرانوالہ)

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۵ - جیٹھ سمت ۵۸ مطابق ۱۷ امئی سنہ ۱۹۰۱ - شکروار - جلندھر شہر | نمبر ۶

سنسار کی گتی

ہمارا دیش اسوقت ضدین کا گھر ہے

صاحب سوپرنٹنڈنٹ مردم شماری ممالک مغربی و شمالی نے حسب ارشاد مسٹر ریسلی صاحب کمشنر مردم شماری یہہ گشتی چٹھی جاری کی تھی۔ کہ کہتریوں کو ویشیہ ورن کے اندر شمار کیا جاوے۔ اِسپر کہتریوں میں ایک طرح کا شور و شر پیدا ہوگیا۔ میرے پاس بھی بلند شہر۔ بنارس۔ الہ آباد وغیرہ سے برابر منترن پتر آتے رہے۔ اور اکثر بہائیوں نے اس بارہ میں لکھنے کے لئے زور دیا۔ لیکن میں نے کچھ بھی لکھنا مناسب نہ سمجھا۔ وجہ یہ تھی کہ میں ورن بیوستھا کا گُن۔ کرم سوبھاؤ انوسار قایم ہونا ہی اپنے عقیدہ کے مطابق ٹھیک سمجھتا ہوں اسلئے گو میں مسٹر ریسلی صاحب کیساتھ متفق نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ اگر وے گن۔ کرم سوبھاؤ کی یوگیتا کو دیکھکر ورن قایم کرتے ہیں تو کہتریوں میں چاروں ورنوں کے آدمی پائے جاینگے۔ اسلئے کل کہتری قوم کو ویشیہ ورن کے اندر شامل کرنا انصاف سے بعید ہے۔ لیکن کہتری صاحبان کے ساتھہ بھی تو میرا اتفاق نہیں ہوسکتا تھا انکا یہہ دعوے بھی تو درست نہیں ہے کہ کل دوکاندار چپڑاسی اور یہاں تک کہ خدمتگار کہتریوں تک کو کشتریہ ورن کے اندر شامل سمجھنا چاہئے۔ ان تمام کمیٹیوں کے بعد لاہور کی سنٹرل کمیٹی کہتری کانفرنس کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ ۲۱۔ اپریل کو خاص کمیٹی کا اجلاس کرنیکے بعد ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو ایک عام جلسہ کہتریان کا باولی صاحب میں کیا جاویگا جسمیں سرکیولر متنازعہ پر اظہار رائے ہوگا۔ اس خط میں درج تھا کہ اگر اسی طرح ہر ایک جماعت کیلئے حکم ہوگیا کہ کہتریوں کو ویشیہ ورن میں شامل کر دو تو [illegible] ہمیں کہ دو کہتری قوم کا نام و نشان ہی صفحہ دنیا سے معدوم ہو جاویگا۔ لیکن میری سمجھ میں نہ آیا کہ ویشیہ ورن میں شامل ہونیسے کہتری قوم کا نام و نشان کیوں معدوم ہو جاویگا۔ گورنمنٹ انکو خواہ کسی ورن میں شامل کرے۔ نام تو اُن کا کہتری ہی لکھیگی۔ مثلاً کایستھ صاحبان کو کوئی شودر ورن میں داخل کرتا تھا۔ کوئی ویشیہ ورن میں پر انہوں نے کاشی کے بیشمار پنڈتوں کی دیوستا لیکر کشتریہ ورن میں شمولیت حاصل کی۔ لیکن اب تک وہ کایستھ ہی کہلاتے ہیں اور کایستھوں ہی میں شادی و واہ کرتے ہیں۔ نہ کشتریہ ورن میں شامل سمجھے جانے سے اسوقت کہتری صاحبان راجپوتوں کے ساتھ شادی و واہ کا لین دین کرلیتے ہیں۔ اور نہ ہی ویشیہ ورن کے اندر شامل سمجھے جاکر انکو اگروالوں اور اوسوالوں کیساتھ ناطہ رشتہ کرنے کے لئے کوئی مجبور کریگی۔ بس ان بہائیوں کو ایک ۲۰۔ اپریل کے سپیکر نے بڑی عمدہ صلاح دی تھی۔ کہ ان کو اپنے گن۔ کرم سوبہاؤ کشتریوں کے بنانے چاہئیں تاکہ قدرتی طور پر ان کے اندر کشاتر دہرم کا پرویش ہو جاوے۔ لاہور میں جو کمیٹی بلائی گئی اس کے بلانے والوں میں دو براہمو صاحبان بھی شریک تھے۔ مجھے ان کے نام پڑھکر حیرانی ہوئی۔ لیکن جب ان کی تقریروں کی رپورٹ پڑھی تو وہ حیرانی اور بھی بڑھ گئی براہمو صاحب نے فرمایا کہ گو میں ذات پات کے بندھنوں کو نہیں مانتا تاہم یہ حکم درست نہیں سمجھتا۔ ایک سناتنی پنڈت صاحب اٹھے (جو کہ کہتری صاحبان براہمنوں کے فتوے بھی ساتھ ہی گورنمنٹ کی حضور میں بھیجنا چاہتے تھے) اور بولے کہ گن۔ کرم سوبھاؤ انوسار ورن بیوستھا قایم کرنے کے جو لیکچر ہوتے ہیں یہ حکم انہیں کی بدولت ہے۔ مجھے تو یہ معلوم نہ تھا کہ آریہ سماج کے اپدیشوں کا اثر گورنمنٹ تک بھی پہونچا ہوا ہے۔ لیکن سناتنی پنڈت جی کی گفتگو سے مجھے امید ہوتی ہے۔ کہ شاید ویدک دہرم کے اصول افسران گورنمنٹ کو بھی جلد اپنا معتقد بنالیں۔ ہمارا بھی دیش محبت جہاں ملک کے اندر اسقدر [illegible]

وقت کی قدر مہذب ملکوں میں

امیریکا کے ایک مشہور کارخانہ کو ملاحظہ کرنے کیلئے مسٹر کین صاحب ممبر پارلیمنٹ برطانیہ اعظم تشریف لیگئے۔ کارخانہ کے بڑے دروازہ سے داخل ہوتے ہی آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کا نام بڑے بڑے حروف میں دروازہ کے سامنے ایک تختہ پر لگا ہوا ہے۔ جسوقت وہ احاطہ میں داخل ہوئے تو اسوقت ایک خاص جھنڈی بلند کی گئی تھی۔ اسپر کین صاحب کو حیرت ہوئی۔ مالک کارخانہ نے جواب دیا۔ کہ جھنڈی کے بلند ہوتے ہی کاریگروں کو خبر ہوجاتی ہے۔ کہ کوئی مشہور آدمی آتا ہے۔ پہلے جب کوئی اندر آتا تھا۔ تو ہر ایک کاریگر اسے دریافت میں اپنا بہت سا وقت ضایع کرتا تھا۔ کہ [illegible] لگادے۔ اب صرف آنکھ اٹھا کر جھنڈے سے ہی تسلی ہوجاتی ہے۔ اور بہت سا وقت جو ضایع ہوتا تھا اب وہ کارخانہ کے کام میں لگتا ہے۔ وقت کی قدر اسے کہتے ہیں جھنڈی بلند کرنے اور تختہ پر نام لگانے سے خرچ ہوتا ہے لیکن جسقدر وقت اس طرح ضایع ہوجانے سے بچتا ہے اس کے ذریعہ اس سے وہ چند فایدہ [illegible]۔ ہمارے دیش میں اسوقت وقت کی قدر بالکل نہیں [illegible] چھوٹے سے کام کے لئے گھنٹوں کا خراب کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ جب میں گورکل کے لئے بھکشا کرتا پھرتا تھا۔ تو ایک گاؤں میں خاص ایک مشہور رئیس کو ملنے کے لئے گیا۔ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ رئیس صاحب رسوئی کیلئے زنان خانہ میں تشریف لیگئے ہیں۔ ملازمین نے کہا کہ اب چار بجے رئیس اعظم برآمد ہوں گے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا اندر سو جائیں گے جواب ملا کہ اسوقت بھوجن سے فراغت ہوگی۔ گو اس درمیان میں رئیس کبھی بھی کسیکی نہیں سنا کرتے تھے لیکن میں خوش قسمت نکلا کہ میری رپورٹ پہونچتے ہی آپ باہر تشریف لے آئے۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے احسان بھی جتلادیا۔ اور بیان کیا کہ دو گھنٹے [illegible]

ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے سرکہ کا آچار بناتے ہیں۔ اور گھی چیزیں اور اپنے ہاتھوں سے طیار کرتے ہیں۔ پھر ایک گھنٹہ میں روٹی کھاکر باہر آتے ہیں۔ اینشور کی دیا سے رئیس اعظم کے یہاں سولہ سے زیادہ تو صرف خدمتگار رہتے۔ لیکن اُن کے پاس کوئی کام نہ تھا۔ جسکی وجہ سے اسطرح اُنہیں اپنا وقت ضایع کرنا پڑتا تھا۔ یہ تو ایک حد درجہ کی مثال ہے لیکن عام طور پر ہمارے دیش میں وقت کی بالکل قدر نہیں ہے۔ ہمارے تعلیم یافتہ اصحاب کا منشا تو یہ ہے کہ یوروپ اور امریکا کی مہذب قوموں کے ہم پلہ بن جائیں۔ اور وقت کی یہ لوگ جیسی قدر کرتے ہیں۔ اُسکا اندازہ اُنکی اندرونی زندگی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

تاجداری کی دقتیں تاجداروں سے پوچھو

قیصر روس کی شان و شوکت کو دیکھ کر ایک مفلس کی طبیعت للچا آتی ہے۔ اور وہ آہ سرد بھر کر بول اُٹھتا ہے۔ "یہ بھی آدمی ہے اور میں بھی آدمی ہوں"! لیکن اگر وہ مفلس بہادر منگا قیصر روس کے پردہ کے اندر بیٹھ کر دیکھ سکے۔ تو شاید پر مشہور کا وصیہ وادو یو سے کہ اُسی قیصر روس نہیں بنایا گیا۔ عرصہ ہوا کہ دُنیا میں کُشت و خون کے نظاروں نے موجودہ قیصر روس کے رحیم دل کو حرکت دی تھی اور اُسنے اعلان شاہی کے ذریعہ سے تمام قوموں کو دعوت دی تھی کہ وہ اِس خونخوار سپرٹ کو دُنیا سے معدوم کردیں۔ اُسوقت دُنیا کی اکثر قوموں نے قیصر کے جذبہ کی نسبت شکوک ظاہر کئے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد دُنیا نے حیرت سے سُنا کہ قیصر روس تاج شاہی کو سر سے اُتارنے کے لئے طیار ہے۔ لیکن نہ معلوم کیا وجوہات درپیش تھیں کہ وہ دن گذر گیا۔ اب پھر مشہور ہوا تھا کہ قیصر روس تخت شاہی کو لات مار کر علیحدہ ہونیکا ارادہ رکھتا ہے۔ روس میں واقعی شاہنشاہ کی عجیب حالت ہے۔ یورپین سپرٹ آزادی کی خواہاں اور غلامی کی سخت مخالف ہے۔ برخلاف اِس کے گو روس کا حکمران بڑا منصف مزاج۔ رحیم اور شریف انسان ہے۔ تاہم طریقہ حکومت شخصی ہے۔ اور اسلئے فرقہ نہلسٹ ہر وقت شاہنشاہ کی جان کا پیاسا اُس کے قتل کی سازشیں کرتا رہتا ہے۔ کون شخص ہے؟ جو کہ ایسی شبانہ روز کے خوف میں شاہنشاہ کی حیثیت میں ہی رہنا پسند کرے۔ پس اے کمزور انسان! تو تاجداروں کو دیکھ کر کیوں حسد کرتا ہے۔ کیا ممکن نہیں ہے کہ وہی تاج جو کہ شاہنشاہوں کی شان کو بڑھا رہا ہے۔ اُسکے سر کو سخت صدمہ پہونچا رہا ہو۔ اور بوجھ کے مارے اُسکا ناکوں میں دم کر رہا ہو۔ اپنی حالت پر شاکر رہ اور پرم پتا کا فرمان سر آنکھوں پر رکھتا ہوا اپنے جیون کا اُدیشیہ پورن کر۔

جب دیتا ہے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے

ٹرانسوال کی ریاست کے متعلق سونیکی بیش قیمتی کانیں تھیں جنہوں نے ہی بوئیر لوگوں کو مالا مال کر دیا تھا۔ بوئیروں کا قول ہے کہ اُنہیں کی خاطر انگریزوں نے اُن سے لڑائی ٹھان لی تھی اب جبکہ ٹرانسوال سرکار برطانیہ کے قبضہ میں آگیا ہے۔ اُن سونے کی کانوں کا تمام منافع انگلش قوم کا ہی ورثہ بن گیا۔ جسقدر انسانوں اور دولت کا جنگ ٹرانسوال میں نقصان ہوا۔ اُنکی نسبت اُن کانوں سے کہیں زیادہ آمدنی کچھ برسوں میں ہی ہوجائیگی ایسے ہی کچھ کم نہ تھا۔ لیکن مثل مشہور ہے۔ کہ خدا جب دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ اب خبر آئی ہے کہ سکاٹلنڈ کے ایک مشہور شہر میں سونے کا پتہ لگا ہے۔ جو کہ گورنمنٹ کو مالا مال کر دیگا۔ کسی دانا نے سچ کہا ہے کہ مایا کو مایا ملے کر کر لمبے ہاتھ۔

ویدوں کی ویوستھا پر ی دیش کی اتنی زبردست

...میں نے ...میں پڑا ...کر ...جیمن راجچند الضاً

کے مشہور دولت مند (جنکی آمدنی فی سیکنڈ بیس ہزار روپیہ کے قریب بتلائی جاتی تھی) اپنی آمدنی کا دسواں حصہ باقاعدہ طور پر دان میں خرچ کیا کرتے تھے۔ بمبئی کے پارسیوں کے شرومنی سر ڈِنشا مانک جی پیٹٹ جو ابھی مرے ہیں۔ اسی طرح فراخ حوصلہ تھے۔ اور اُنہوں نے بھی اپنی زندگی میں لاکھوں کا ہی دان کیا۔ یہ باقاعدہ طور پر دان کرنیکا فرض جو یوروپ وغیرہ کی قوموں نے اب سیکھا ہے۔ اِس دیش میں مذہبی طور پر عام جاری تھا۔ جسوقت کہ اِس کا نام آریہ ورت تھا۔ اب بھی اِس قسم کے دھارمک پرشوں کی کمی نہیں ہے۔ جو کہ دسواں حصہ تو درکنار اپنی آمدنی کا پانچواں اور چوتھا حصہ ایک دھرم ارتھ علیحدہ کر دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ پاتر اور کوپاتر میں بھید کے ٹوٹ جانے سے بھارت نواسیوں کا وہ کُل دان اکارتھ جا رہا ہے۔ میرا مطلب اِس لیکھ سے یہ نہیں ہے کہ ہندوؤں کے تمام بڑے بڑے آدمی اپنے دان کا رُخ آریہ سماج کے قایم کئے ہوئے انسٹیٹیوشنوں کی طرف ہی پھیر دیویں۔ جیسا کہ میری تحریروں کا بعض خود غرض اور حاسد آدمی مطلب نکالا کرتے ہیں۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ بجائے ایسے پرمادی اور بدچلن بھکشوں کو دینے کے اگر بھارت ورش کے روسا کے دان کا بڑا حصہ سنسکرت وِدیا کی اُنتی۔ ویدوں کے بیتھوں کی شار ہرک اور آتمک رکشا اور عام طور پر اعلے اخلاق کے پھیلانے میں صرف ہوا کرے۔ تو بھارت ورش کی کایا پلٹ جاوے۔ اور اِس ضمن میں میں آریہ سماج کے سبھا سدوں کی سیوا میں ایک خاص نویدن کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ست شاستر بھی دسواں حصہ آمدنی کا دان کرنیکی آدیشک طور پر ہدایت دیتے ہیں۔ آپ میں کتنے ہند پرش ہیں جو صدق دل سے دھرم سمجھ کر اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دان کیا کرتے ہیں...

اُپدیش

ततः परं ब्रह्म परं बृहन्तं यथानिकायं सर्वभूतेषु गूढम्। विश्वस्यैकं परिवेष्टितारमीशं तं ज्ञात्वाऽमृता भवन्ति॥

پرماتما سارے برہمانڈ میں ویاپک ہے کوئی ستھان ہی اُسکی ویاپکتا سے خالی نہیں ستھول سے ستھول اور سوکشم سے سوکشم ہر ایک پدارتھ کے اندر وہ موجود ہے۔ روم روم میں وہ رم رہا ہے۔ پھر کیا سنسار کے اندر ہی اُسکی پراپتی نہیں ہوسکتی؟ کیا اسی جسم میں ہم اُسے آلنگن نہیں کر سکتے۔؟ یہ پرشن بڑے زور سے انسان کے اندر اُٹھتا ہے اور یہی باعث ہے۔ کہ بہت سے نیک مرد اپنے آچرنوں کو موجودہ حالت میں اچھے دیکھ کر بے خبر ہو جاتے ہیں۔ اور اس جگت کے مہان چکر سے چھٹکارے کی کوشش نہیں کرتے۔ پرمیشور بلاشبہ سارے برہمانڈ میں ویاپک ہے۔ لیکن جیسا کہ یجروید کے اکتیسویں ادھیاء میں نروپن کیا ہے۔ اُس برہم کا ایک جاگرت پاد ہی اس سرشٹی کو بار بار پرلے کے بعد پیدا کر کے اُس کے اندر ویاپک رہتا ہے۔ لیکن تر پاد پرش یعنی ستوپن۔ شکتی۔ اور ترشکتیاں اُس کے اندر لیٹی ہوئیں سب کے اوپر وراجمان ہیں۔ گویا برہم دھام اس ساری مادی جگت سے پرے ٹھہرا ہے

اُس برہم دھام کی پراپتی کر کے برہمانڈ کے اندر وچرنے کو ہی موکش کہتے ہیں۔ پس جب تک کہ پراکرت پدارتھوں کیساتھ سمبندھ لگا ہوا ہے۔ جب تک کہ مادی دُنیا نے ہمارے خیالات کے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ تب تک ممکن نہیں ہے کہ ہم دُکھوں سے کلّی نجات حاصل کر سکیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ مادی جسم رکھتے ہوئے ہی بعض اوقات گھنٹوں تک آنند کا انوبھو ہوتا ہے۔ لیکن پرکرتی کا سنسرگ اُس سکھ کو دیر پا نہیں ہونے دیتا۔ بڑے سے بڑے مہاتما پُرش اور یوگی جن ہی پرکرتی کے قید خانہ میں جب تک کرمانوسار رہنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ تب تک اعلیٰ سے اعلیٰ شانتی کے اندر ہی دُکھ اُن کو آکر گھیر ہی لیتے ہیں اسلئے جب تک منشیہ آواگون دتناسخ سے نجات حاصل نہیں کرتا تب تک آنند کی حالت سے پھر گرنے کا احتمال برابر بنا رہتا ہے۔ اسلئے برہم دھام اس برہمانڈ سے بہت ہی پرے ہے۔ اپ رشیوں کا سدھانت ہے اس برہمانڈ سے پرے تر پاد پُرش سب سے اونچا وراجمان ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ محیط کُل ہے۔ ہر ایک وستو کے اندر موجود ہے۔ گو حواسوں سے محسوس نہیں۔ ہوتا۔ تاہم گیان درشٹی سے سپشٹ اُس کے درشن ہوتے ہیں وہی سب کا مالک ہے۔ اُسی کو جان کر × × × × × × × × ×

یعنی اُسی کے درشن کر کے ہی جنم مرن کے دُکھ سے ہم سب چھوٹ سکتے ہیں۔ اسی لئے وید نے مکت پُرش کے بارے میں بتلایا ہے۔ کہ وہ سانسارک قید سے رہائی پاکر بے اختیار پکار اُٹھتا ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाऽति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय॥

"جانتا ہوں میں اس مہان پورن پرکاش سروپ اندھکار سے دور رہنے والے پُرش کو۔ اُسی کو جان کر (انسان) موت وغیرہ دُکھوں کے پار جا سکتا ہے"! پریہ پاٹھک گن! اپنے ہردیوں کے اندر گھس کر اپنی اوستھا پر وچار کرو۔ کیا سچ مچ ہم سب اُس پرم پُرش کی ہدایت پر عمل کر کے برہم دھام کی طرف چل رہے ہیں؟۔ اگر نہیں۔ تو پھر دیر کیا ہے۔ زندگی کا بھروسہ کس کو ہے ایک پل ہم اپنا نہیں کہہ سکتے اسلئے آؤ! اسی وقت جب کہ ہمارے ہردوں پر چوٹ لگی ہے۔ مادی جہان سے منہ موڑ کر برہم دھام کی طرف چلنا شروع کریں

اوم شم

ایڈیٹوریل نوٹس

جب آتما امر ہے تو ہم نراش کیوں ہوں؟

ساد ہنوں کی کمی کے باعث اور بادہنگار نے ہمیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ اور اس لئے ہمیں اپنا اصلی سروپ دکھائی نہیں دیتا۔ امر آتما رکھتے ہوئے ہم شریر کو ہی اپنا وجود تصور کرتے ہیں۔ اور اسلئے سنسار کی جد وجہد کے اندر ناکامیابی کو دیکھ کر بعض اوقات ہماری تمام آشائیں دب کر ناامیدی سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔ لیکن جس وقت کہ ہمیں اپنے روپ سروپ کا اُودے ہوتا ہے۔ اور بادہنگار دور ہو جاتا ہے۔ آتما کا یتھارتھ سروپ درشٹی مان ہوتا ہے۔ اور پھر تمام [illegible] کے سنشے دور ہو جاتے ہیں۔ ناامیدی کا نام نشان باقی نہیں رہتا۔ انسان کمزور ہے اور اسلئے اسوقت قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن اگر آتما بھی مرتا نہیں تو موت سے ہی اپنی کوششوں کا خاتمہ ہم کیوں سمجھیں اور کیوں نہ اس امید پر کام کریں کہ اگر اس جنم میں نہیں تو اگلے جنم میں ہم اپنے اس سنسار کو سورگ دھام بنانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

غریب بابا بھیم سین کا پیچھا اب چھوڑ دینا چاہیے

پنڈت بھیم سین نے سمجھا تھا کہ آریہ سماج کے برخلاف ہو کر وہ آریہ سماج کو بڑا بھاری نقصان پہنچا دیں گے اور [illegible] جڑ سے ہلا دیں گے۔ لیکن پہلے اگرا کے شاسترارتھ میں ہی اُن کو معلوم ہو گیا کہ غلط اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے زبان دانی کچھ بھی مدد نہیں دے سکتی۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ کچھ عرصہ تک سناتن دھرم سبھا سے علیحدہ رہ کر آریہ سماجی کے روپ میں آریہ سماج کو بدنام کرتے رہیں گے۔ لیکن بھانڈا پہلے ہی پھوٹ گیا۔ اور کرنال میں انہیں قبول کرنا پڑا کہ وہ علیحدہ آریہ سماج کے ساتھ شاسترارتھ نہیں کریں گے۔ چنانچہ اسی دستور العمل کی پیروی میں انہوں نے لاہور میں شاسترارتھ سے گریز کیا۔ اور اب راولپنڈی سے آئے ہوئے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ راولپنڈی میں پنڈت بھیم سین تو درکنار راولپنڈی کی سناتن دھرم سبھا نے بھی باوجود اعلان دینے کے کہ آریہ سماج کے چیلنج جات پر شاسترارتھ سے ٹلنے کے لئے یہ کہہ دیا کہ کل آریہ سماجوں سے صلاح کر کے ایک بڑا شاسترارتھ پنڈت بھیم سین سے کرا لو۔ میں آریہ سماجوں کے ادھیکاریوں کو صلاح دونگا کہ وہ اس قسم کے ٹال مٹولے کی پروا نہ کریں اور نہ ہی پنڈت بھیم سین کو دھرم سبھا سے علیحدہ کوئی چیز سمجھیں بلکہ حسب دستور سابق برابر ویدک پوروک ستیہ اسنیہ کے نرنے کیلئے اُدیت رہیں۔ میں حیران ہوں کہ جب دہلی میں بھارت دھرم مہامنڈل کی متفقہ طاقت نے آریہ سماج کے چیلنج کا کچھ جواب نہ دیا۔ تو اب راولپنڈی یا اور کوئی ہندو دھرم سبھا کا ایک نئے شاسترارتھ کیلئے آمادگی ظاہر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ میری رائے میں شاسترارتھ کافی ہو چکے ہیں۔ آریہ سماج کو اب اپنی طرف سے چیلنج دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر ہندو دھرم سبھا اپنی طرف سے صحیح الفاظ میں شاسترارتھ کا چیلنج بھیجے تو ستیہ اسنیہ کے نرنے کیلئے اُدیت ہونا چاہیے۔ ورنہ محض شور و شر و بھیڑ چال کو کامیابی سمجھ کر چیلنج دینا وقت کا اپنا بے فائدہ خراب کرنا ہے۔ جو کہ دھرم [illegible] کے [illegible] میں لگایا جا سکتا ہے۔

ویدک ورن ویوستھا کا مسئلہ اب اوشیہ حل ہوگا

جب انافہ [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] ہی تھی۔ اُسکا دوارہ بابو [illegible] سکول [illegible] ۱۹ [illegible] انبالہ چھاؤنی کے ساتھ [illegible] کے منبر۔ [illegible] میں ۱۸ اپریل کو ہوا تھا۔ چونکہ اندنوں اخبار کی طیاری میں کم حصہ لے سکا ہوں اسلئے یہ خبر آپ کے ناظرین کے گوش گزار نہیں کر سکا تھا۔ اپنی گرہستی کی [illegible] لالہ رام کرشن جی ہیڈ ماسٹر آریہ سماج جالندھر شہر نے کر دیا۔ ور کی عمر ۲۶ برس کی - اور کنیا کی ۱۷ سال کی تھی۔ دونوں گریجویٹ تھے۔ ور کا جنم کھتری گھرانے میں ہوا تھا۔ اور کنیا [illegible] لیکن گن کرم سبھاو کی یوگیتا سے انکا سمبندھ کر دیا گیا۔ میں جالندھر آریہ سماج کے ادھیکاریوں اور کنیا کے [illegible] لالہ دیوراج جی تتھا پربندھ کرتا لالہ گنپت جی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس ویواہ میں خاص حصہ لے کر عملی ثبوت دیا ہے کہ آریہ سماج کے اندر بہت سے آتما موجود ہیں جو کہ ورن آشرم دھرم کی رکھشا میں عملی قدم آگے اٹھانا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ان ویواہوں کی یوگیتا وغیرہ پر بحث کرنا اسوقت تک مناسب نہیں جب تک کہ آریہ [illegible] سبھائیں عملی طور پر ورن ویوستھا قائم کر لینے کا کوئی پربندھ نہیں کر لیتیں۔ جو لوگ [illegible] کے [illegible] کا سامنا کر کے ایک ویدک مریادا کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور کسی سے کچھ نہیں مانگتے۔ اُن کے رستہ میں رکاوٹیں ڈالنا آریہ پن نہیں ہے۔

ضروری التماس

۱۵ - مئی ۱۹۰۱ سے ویلیو پے ایبل پارسل بھیجنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اس تاریخ کا پرچہ نمبر ۳۰۰ تک کے خریداروں کے پاس ویلیو پے ایبل کے ذریعہ بھیجا گیا ہے۔ آج کا پرچہ نمبر ۳۰۱ سے نمبر ۶۰۰ تک کے خریداروں کے نام بذریعہ ویلیو پے ایبل کے بھیجا جاتا ہے اور ہفتہ آئندہ یعنی ۲۲ مئی ۱۹۰۱ کا پرچہ خریداران نمبر ۶۰۱ لغایت ۸۰۰ کی خدمت میں بذریعہ ویلیو پے ایبل کے بھیجا جاویگا

ستیہ دھرم پرچارک

کیا یہ وِواہ تمہاری مخالفت کا مستحق ہے؟

نمبر ۲

گذشتہ اشاعت سے آگے

سوال (۶) یہ وِواہ پُنر وواہ میں داخل ہے۔ یا نیوگ میں۔ یا کسی میں؟۔

جواب (۶) نیوگ یہ نہیں ہے۔ وِواہ سنسکار ہوا ہے۔ بلحاظ وَر کے پُنر وواہ ہوا ہے۔ آپ کا اعتراض میں سمجھ گیا ہوں اور چونکہ دیگروں نے نہ صرف کسی قدر فقط الفاظ میں اعتراض ہی کیا ہے۔ بلکہ میری نسبت اِس تعلق میں رِشی کے سِدّھانتوں سے گر جانے کا الزام خفیہ طور پر لگانا شروع کیا ہے۔ اسلئے سب سے پہلے اپنی صفائی دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہ صاف ہے کہ بلحاظ گُن کرم سوبھاؤ ورن ویوستھا قایم کرکے اور پرسپر کی پرسنتا سے وِواہ کرلے تو یہ وِواہ اسلئے درجہ کا پہلا مانا جائیگا۔ لیکن اس پر صرف یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ وَر چونکہ مرت پتنیک تھا۔ اسلئے یہ پُنر وِواہ ہے۔ اور وہ وِواہوں میں نندت ہے میں ہی دو وجوں کے لئے یہی آدرش سمجھتا ہوں۔ محض زبانی ہی نہیں۔ بلکہ عملاً اور اسلئے مجھ پر اس وِواہ کے وِدھی

ہیں کوئی آدمی یہ الزام نہیں لگا سکتا۔ کہ میں نے کسی خاص خود غرضی یا کسی خاص اپنی کمزوری کے لئے سپرشانے کی خاطر ڈاکٹر گورودت کو وِواہ میں مدد دی میرا خیال ہے۔ کہ جب اِس وقت تک آریہ سماجوں کے بڑے بڑے لیڈر دو دو تین تین مرتبہ کنواری کنیاؤں سے بلا لحاظ گُن۔ کرم۔ سوبھاؤ کے محض لاٹری کی طرح بیاہ کرلیتے ہیں۔ اور پھر بھی اعلیٰ سماجک پدویوں کی شوبھا سمجھے جاتے ہیں۔ تو جو لوگ کہ اِن میں سے کسی نہ کسی پیرایہ میں موجودہ رسوم کو توڑکر ایک طرح کی نیک مثال قایم کریں۔ اُن کی اُس حد تک اوشیہ پرشنسا ہونی چاہیے۔ اگر جنم کا ویدیا پتی کھتری لڑکا دوسرے کھتری کی مورکھ لڑکی کے ساتھ جوڑا جاکر محض نوگرہ کی پوجا نہ ہونے کی وجہ سے ویدک وِواہ کی بنیاد ڈالنے والا سمجھا جاتا ہے تو جس وِواہ میں بہت سی اصلاحیں ہوئی ہوں۔ اُس کو اُن لحاظوں سے کیوں نہ ویدک وِواہ سمجھا جاوے۔ ڈاکٹر گورودت اور شریمتی سُمِترا دیوی نے حسب ذیل ویدک ریتیوں کو رواج دیا اوّل یہ پہلا ہی وِواہ تھا۔ جس میں جنم کا لحاظ چھوڑکر محض گُن۔ کرم سوبھاؤ پر ورن قایم کیا گیا ہو۔ دوم۔ یہ پہلا ہی وِواہ تھا۔ جس میں وَر اور کنیا نے پرسپر پرسنتا سے ایک دوسرے کو گرہن کیا ہو۔ سوئم۔ گو یہ پہلی مثال نہیں کہ بال وِدھوا کا وِواہ ہوا لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہ پہلی ہی مثال ہے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ دیوی نے بلا کسی دوسرے دباؤ کے خود بخود اپنے

جائیز ادہکار کو سمجھ کر اُس پر عمل کیا ہے اِن تین وجوہات پر میں نے اِس وِواہ کو ویدک وِواہ قرار دیا تھا۔ میں مانتا ہوں کہ دو وجوں میں پُنر وِواہ نندت ہے لیکن کیا آجکل کے وِواہ کچھ حیثیت رکھتے ہیں۔ جبکہ والدین بغیر مرضی وَر اور کنیا کے اُن کو لڑکپن میں ہی ایک دوسرے سے جوڑ دیتے ہیں۔ جبکہ دونوں پرسپر کے اقراروں کو ہی کچھ نہیں سمجھتے ہیں پھر کہتا ہوں کہ اِس بحث میں وَر کے مرت پتنیک ہونے کا سوال کسی نیک نیتی سے نہیں شروع کیا گیا بلکہ محض اُن وحشیانہ تحریروں کی پردہ پوشی کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ جو کہ اخبار آریہ مسافر کے کالموں کو زینت دے چکی ہیں۔

سوال (۷) اِس طرف اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ کنیا بیوہ لاوارث ہونے کی وجہ سے کوئی جنم کا براہمن اُس سے وِواہ کرنے کو طیار نہیں تھا۔

اور وہ بغیر خاوند کے رہ نہیں سکتی تھی اسلئے مجبوراً یہ مناسب سمجھا گیا کہ مطلق کشتری کے ساتھ ہی اُس کا سمبندھ کر دیا جاوے۔ یہ خیال کہاں تک درست ہے؟

جواب (۷) جن الفاظ پر میں نے خط کھینچا ہے۔ اُن کی طرف میں راقم مضمون کی خاص توجہ کھینچتا ہوں۔ کیا یہ الفاظ وہی پرانی سپرٹ ظاہر نہیں کرتے۔ جسکے رو سے ہندو لوگ ستریوں پر ایک مدت سے ظلم کرتے آئے ہیں۔ کیا پر ستبھو کی آگیا یہ نہیں ہے۔ کہ پتریوں سے سرخرو ہونے کے لئے ہر ایک پُرش اور ستری کو سنتان اُتپتی کرنی چاہیئے

سوائے ان غیر معمولی آتماؤں کے۔ جن
میں سے رشی دیانند ایک تھے۔ ہر ایک
پُرش اور استری کا دھرم ہے۔ کہ گرہست
آشرم میں پرویش کر کے ان کی تعلیم
اور نصیحت سے پِتری رن (قرضہ)
سے اُرِن یعنی سرخرو ہو۔ جب یہ
ہدایت وید اور دھرم شاستروں کی
ہے۔ تو ایسا ان دو سوال دیوی کی نسبت
یہ کہنا کہ وہ خاوند کے بغیر رہ نہیں سکتی
تھی" ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اِس وقت
کے بڑے ہانسی اور اعلیٰ سے اعلیٰ آچرن
والے آریہ مردوں کی نسبت کہا جاوے
کہ مجبورًا ان کو وواہ کرنا پڑا۔ کہ وے
بغیر بیوی کے رہ نہیں سکتے تھے۔ اِس
قسم کی تحریریں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ ہم
لوگوں کی آتماؤں پر سے اودیا کے
سنسکار اب تک پورن ریتی سے دور
نہیں ہوئے۔ استو۔ اِس ضروری جملہ
معترضہ کو یہیں ختم کر کے اب میں اصلی
سوال کا جواب دیتا ہوں۔

یہ جھوٹ ہے۔ کہ کنیا کو جنم کا براہمن
ور نہیں ملتا تھا۔ چونکہ قبل وواہ
کا نشچے کرنے کے اخبار ستیہ دھرم پرچارک
میں اشتہار دئے گئے تھے۔ اسلئے اِس
وواہ کے لئے تقریبًا ۵۴ درخواستیں
آئی تھیں۔ ان میں سے بہت
سی درخواستیں تو بغیر مزید تحقیقات
کے کنیا نے الگ کر دی تھیں۔ لیکن جن
کی نسبت مزید حالات دریافت کئے گئے تھے
ان میں سے دو ایسے جنم کے براہمن
اصحاب کی درخواستیں تھیں جن کی
آمدنی ڈاکٹر گورودت سے زیادہ تھی
مجھے افسوس ہے۔ کہ اِس بحث کے اندر

بعض آریہ بھائیوں کی کرپا سے ایک
دیوی کے نیچ کے حالات کو ظاہر کرنا پڑتا
ہے۔ لیکن چونکہ میں پُتری سُمترا دیوی
کے اعلیٰ بھاؤں کو جانتا ہوں۔ اسلئے
مجھے پورن آشا ہے۔ کہ اِس بحث کو
دیکھ کر وہ اپنی طبیعت پر کسی طرح
کا میل نہیں آنے دیں گی۔ بلکہ یہ
سمجھ کر کہ شاید ان کی نیچ کی زندگی
کی بحث ان کی بہت سی بے زبان بہنوں
کو آئندہ کے لئے سہایتا دے گی
اپنا جیون دھنیہ سمجھیں گی۔

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگنی ہوتری جی
کے پرانت میں جو کچھ مشہور کیا گیا
ہے۔ وہ محض جھوٹھ ہے۔ اور بہتان
اور لاوارث بیوہ کا مطلب میری
سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ فقرہ بھی ہم
لوگوں کے پرانے سنسکاروں کا نتیجہ
ہے۔ ورنہ کیا کوئی بالغ انسان خواہ
مرد ہو یا عورت لاوارث کہا جاسکتا ہے
اور اِس اصول پر ہم کیا ان تمام مردوں
کو بھی لاوارث کا ہی خطاب دیویں۔
جن کی بیویاں نہیں ہیں۔

سوال (۸) اگر کوئی جنم کا براہمن
یوگیہ ملتا تو اُس کے ساتھ آپ اُس
کنیا کا وواہ کرنا مناسب سمجھتے یا نہیں؟

جواب (۸) بیشک مناسب سمجھتا
اور کنیا بھی گن۔ کرم سوبھاؤ کے ملنے پر
ضرور قبول کر لیتی۔ میرا یہ عقیدہ نہیں
ہے۔ کہ اگر گن۔ کرم۔ سوبھاؤ انوسار
ایک ور۔ جنم کی ذات سے مل جاوے
تو اُس سے وواہ نہ کیا جاوے۔

سوال ۹ میں اول کئی باتیں فرض
کر لی گئی ہیں اور پھر ان کی بنا پر ذیل

پرشن کیا گیا ہے۔ پس اس سوال کو
کئی حصوں میں تقسیم کر کے جواب دینا
زیادہ تر آسان ہوگا۔

سوال (۹ الف) سرکاری قانون کے
بموجب یہ وواہ ناجائز ہے۔ اور اُس
سے کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہوتی۔

جواب (۹ الف) سرکاری قانون
کے رو سے یہ وواہ ناجائز نہیں ہے
اگر میں غلطی نہیں کرتا تو اگنی ہوتری جی
کو بھی قانون سے کسی قدر مس ہے
کرپا کر کے تمام ہندو لا کی کتابیں
مین صاحب کی تشریحات
سے لے کر **سرو منی** تک پڑھ جائیے
جہاں وہ یہ لکھا دیکھیں گے کہ ایک ذات
کا دوسری سے وواہ کلی یگ میں
ورجت ہے وہاں یہ کہیں لکھا نہ دیکھیں گے
کہ ایسا وواہ اگر ہو جاوے تو وہ ناجائز
ہوگا۔ اسی طرح جملہ ہائی کورٹوں اور
پریوی کونسلوں کے فیصلوں کے مطالعہ
کا بھی یہی نتیجہ ہوگا۔ گویا اس سطح پر وواہ
ہونے سے وواہ ہرگز ناجائز نہیں
ہوتا۔ اِس کا اثر قانون کی موجودہ
حالت میں شاید یہ ہوگا۔ کہ اپنے
والدین کے جدیوں کی جائداد کی
وراثت ایسے دمپتی کی اولاد کو نہ
پہونچیگی۔ مگر اُس کے لئے قانون
کی سختی کو دور کرنا کوئی مشکل کام
نہیں ہے۔ برٹش گورنمنٹ کا عمل
برابر یہی رہا ہے۔ کہ ہر ایک نہایت
نیت جماعت کے لئے ان کے مذہبی
عقیدے کے مطابق قانونی سہولیت
دینے کو طیار ہوتی ہے۔ لیکن ایسا
قانون تب پاس ہو سکتا ہے۔ جبکہ

اپنے عمل سے آریہ پُرش ثبوت دیویں
کہ واقعی اُن کا دھرم اُنہیں مجبور کرتا ہے
کہ وے گُن کرم سوبھاؤ کو ہی ورن کا
نرنایک سمجھیں۔

سوال (۹ ب) خاوند یا عورت میں
سے کوئی بھی ایک دوسرے کے حقوق
کا ذمہ دار نہیں ہے۔ جو اولاد پیدا
ہوگی وہ ولد الحرام تصور ہوگی۔

جواب (۹ ب) خاوند اور عورت
کے حقوق قانوناً برابر ہی ہوں گے
جواب میں آپ ایک تو فیصلہ کسی
ہائی کورٹ کا پیش کیجئے۔ پنجاب
چیف کورٹ نے تو یہاں تک فیصلہ کیا
کہ ایک ہندو نے اگر ایک مسلمان
سے وواہ کر لیا ہو تو تیسری پشت میں
اُس کی اولاد کو جائز وارث اپنے
باپ اور اُس کے بزرگوں کی جائداد
کا قرار دیا جاوے۔ تو پھر نہیں ہے

سوال (۹ ج) اگر کسی وقت کسی وجہ سے خاوند عورت کو ترک کرے تو عورت کسی استحقاق کا دعوے نہیں کر سکتی

جواب (۹ ج) آپکی یہ رائے بالکل
غلط ہے۔ جب ایک مرتبہ وواہ ہو
جاوے تو ہندوؤں کے دھرم شاستر
کے مطابق ہی فریقین وواہ ایک دوسرے
کے حقوق سے انکار نہیں کر سکتے
اگر کچھ شبہ ہو تو اُن کی سنتان کی
جدی وراثت حاصل کرنے کی نسبت
ہے۔ اور اس حق کو حاصل کرنے کے
لئے آریہ پُرشوں کو جد و جہد کرنے
کی ضرورت ہوگی۔

سوال (۹ د) وغیرہ وغیرہ باتوں
کو جانتے ہوئے دیانند آپ نے قانونی
تاثیر کی اطلاع اپنے دونوں کو دے
دی تھی۔ اگر آپ کا کوئی عزیز ہوتا
تو اُسے کو آپ کیا ایسی خطرناک حالت
کی پیروی کرنے کے لئے اجازت دیتے
اور اُس کو حتی الامکان نہیں روکتے
یا روکنا فرض سمجھتے۔ اگر فرض سمجھتے
تھے۔ تو آپ نے اُس کے لئے کیا کیا
کارروائیاں کیں۔

جواب (۹ د) جب میں خود ثابت
کر چکا ہوں کہ جن خطروں کو آپ نے
بیان کیا ہے۔ وے سب خیالی ہیں
اور جب کہ میں گُن۔ کرم سوبھاؤ
انوسار ورن بیوستھا قایم کرنے کو
ویدک مانتا ہوں تو میں اپنے کسی
عزیز کو بھی کیوں روکتا۔ اس وقت
میری طاقت میں نہیں ہے۔ کہ آپ
کو عملاً جواب دوں۔ لیکن امید ہے
کہ بہت جلد اس کا عملی جواب میری
طرف سے نہ صرف آپ کو ہی۔ بلکہ کُل
آریہ پبلک کو مل جاویگا۔ گو اگنی ہوتری
جی کے بعد لالہ دیوی دیال جی کا خط
چھپا ہے۔ تاہم چونکہ اُس خط کی سپرٹ
اس سے بہت مختلف ہے۔ اسلئے میں
مناسب سمجھتا ہوں کہ شری مان۔ لالہ
رلارام جی کے سوالات کے جوابات
پہلے دے لوں کیونکہ اُن کا بہت کچھ
جواب اوپر کے جوابوں میں آ چکا ہے

لالہ رلارام جی کے سوالات

سوال (۱) شری سوامی دیانند سرستی
کے سدھانتوں کے مطابق دوجوں کی
دوسری شادی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ
ڈاکٹر گوردت جی رنڈوے تھے
اسلئے اُن کی دوسری شادی سوامی
جی کے سدھانتوں کے انوکول نہیں
یہ امر دیگر ہے۔ کہ اُس کو اچھی کہیں
یا بُری۔

جواب (۱) آپ کو بخوبی معلوم ہے
کہ محض زبانی طور پر ہی نہیں۔ بلکہ عملاً
ایسے وواہ کو میں رشی دیانند کے
سدھانتوں کے برخلاف سمجھتا ہوں۔
اور نہ ہی اس وجہ پر ڈاکٹر گوردت
کے وواہ کو بطور نمونہ پیش کیا گیا تھا
اس لئے اس سوال کی ضرورت نہ تھی
یقینی
مہاشہ لالتا پرشاد کے جواب میں درج ہے

سوال (۲) چونکہ اُن کی دھرم پتنی
کماری کے برابر تھیں اسلئے اُن کا وواہ
رنڈوے کے ساتھ ہونا بھی ویسا ہی
تصور ہونا چاہئے۔

جواب (۲) استو۔

سوال (۳) اس دوسری شادی کو
تو سو ئمبر کہا جا سکے۔ لیکن سوامی جی
کے سدھانتوں کے مطابق نہیں کہا جا سکتا
اگر ایک جنم کی برہمنی اور ایک جنم
کے راجپوت کا وواہ ہو جاوے۔ تو
اُس کو ذات کی بندش کا توڑنا تو کہہ
سکتے ہیں۔ مگر یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اُس
کو ویدک وواہ یا عین سوامی جی
کے سدھانتوں کے انوکول کہا جا سکے
کیا ذات پات کو توڑ دینے کا ہی
نام ویدک وواہ ہے؟۔

جواب (۳) میں حیران ہوں۔ کہ
معترض صاحبان اعتراض کرنے
سے پیشتر کیوں کُل تحریروں کو نہیں
پڑھ لیا کرتے۔ کیا اس وواہ کے
متعلق جو کُل میری گذشتہ تحریریں
نکلی ہیں۔ اُن سے آپ نے یہی نتیجہ
نکالا ہے۔ کہ میں محض ذات کی بندش

گئے ٹوٹنے کی وجہ سے ہی ابھی ودواہ کو ، بدکرم کہتا ہوں۔ میں اُس وواہ کو جو کہ فریقین کے گُن ۔ کرم سوبھاؤ کی یوگیتا سے کیا جاوے۔ اُس الٹ ہے وہ بدکرم کہتا ہوں باقی مفصل جواب پہلے دے چکا ہوں۔

سوال (۴) ڈاکٹر گورودت جی کو گُنستری بیان کیا جاتا ہے۔ مفصل بتلانا چاہئے۔ کہ اُن کو گُنستری کس پریکشا کی وجہ سے قرار دیا گیا ؟۔ وہ پریکشا کس نے کی۔ کب کی اور کیوں کی ؟۔ اور کوئی قاعدہ کس اصول قرار دیا گیا ہو تو۔ اُس کی تشریح ہونی چاہئے۔

جواب (۴) اِس کا مفصل جواب پہلے دے چکا ہوں۔ صرف اِس قدر اور لکھوں گا۔ کہ میں ڈاکٹر گورودت کو عرصہ تین برسوں سے بخوبی جانتا تھا

سوال (۵) اُن کی دھرم پتنی کو کشتریہ کا ورن کس پریکشا کے بعد دیا گیا۔ یہ بھی مفصل معلوم ہونا چاہئے۔ تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ گُن۔ کرم اور سوبھاؤ کے انوسار ورن قایم کیا جانا کس بات سے مراد لی گئی ہے۔

جواب (۵) اُن کی دھرم پتنی کو کشتریہ ورن کا ادھیکار میں نے دیا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں میں نے عرصہ ڈیڑھ سال تک دھرم پُستک اور دیگر گرنتھ اُس عاجز کو پڑھائے تھے۔ جنہیں کہ وہ سمجھ پہنچتی تھی۔ اسلئے اُس کے گُن کرم سوبھاؤ کی پریکشا ایک دن میں نہیں لی گئی

بلکہ اُس کے حالات عمل کو دیکھ کر فیصلہ دیا گیا تھا۔ تفصیل سے نہ معلوم آپ کی کیا مراد ہے۔

سوال (۶) ایک ستری اور ایک پُرش کا ایک دوسرے کو پسند کر لینا کافی دلیل اِس بات کی نہیں ہے۔ کہ اُن کے گُن ۔ کرم سوبھاؤ ایک ہیں

جواب (۶) یہ تو کسی نے کہا ہی نہیں لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پسند دیا نند نے گُن۔ کرم سوبھاؤ کی یوگیتا تو کہہ رکھی ہے۔ لیکن اُن کا ایک ہونا لازمی قرار نہیں دیا ممکن ہے۔ کہ ایک بہت چپ رہنے والے پُرش کو ایک زیادہ بولنے والی ستری کے یوگیہ سمجھا جاوے۔ اور ایک لیکچرار مرد کو ایک چپ چاپ لیکن عمدہ لکھنے والی ستری کے یوگیہ سمجھا جاوے

سوال (۷) اِس جوڑے کا ورن جو خیال کیا جاتا ہے۔ اُس کی وجوہات سپشٹ بتلانی چاہئیں۔

جواب (۷) یہ سوال ایسا مہمل ہے۔ کہ جس کا جواب دینا ہی مشکل ہے اگر کوئی ورن و یوستھا پک سبھا قایم ہو جاوے۔ جس کی نسبت مفصل اِس مضمون کے خاتمہ پر لکھوں گا۔ تو اُس وقت اُس سبھا کے روبرو اُن جملہ حالات اور واقعات کو رکھا جا سکتا ہے۔ جن کی بنا پر کہ اِس جوڑے کو کشتریہ ورن کا ادھیکار دیا گیا تھا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ۔ اگر ایسی ورن ویوستھا پک سبھا شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی سرپرستی میں قایم ہو گی تو اِس جوڑے کو اُس

سبھا کے نئے فیصلے کے انوسار اپنا ورن ماننے میں کچھ بھی دریغ نہ ہوگا اور اب صرف لالہ دیوی دیال جی کے سوالات و اعتراضات و طعن و تشنیع کا جواب دینا باقی رہ گیا ہے لالہ دیوی دیال جی کے مضمون کی سرخی ہی اُس سپرٹ کی شاہد ہے۔ جس سے پریرے جا کر کہ اُنہوں نے یہ مضمون لکھا ہے۔ لیکن اُس کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے میں اُن کے اعتراضوں کی پڑتال کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ لالہ دیوی دیال جی نے لالہ رلا رام جی کی طرح محض پرشن کرنے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ اور نہ ہی اگنی ہوتری جی کی طرح فروعات کو اصلی سوالات سے علیحدہ رکھا ہے۔ بلکہ سوالات۔ اعتراضات طعن و تشنیع سب کو اکٹھا کر کے ایک "چُوں چُوں کا مربع" بنا دیا ہے کہ اُن کے دلائل اور اعتراضات کو کسی ترتیب میں لانا مشکل ہے۔ اسلئے بلا ترتیب ہی اُن کے اعتراضوں کا جواب شروع کیا جاتا ہے۔

لالہ دیوی دیال جی نے سب سے پہلے یہ ظاہر کر کے کہ میں نے یہ جانتے ہوئے کہ ڈاکٹر گورودت مرت پتنیک تھے اُن کے وِواہ کو باعث فخر آریہ سماج ظاہر کیا ہے۔ ناظرین کو غلط فہمی میں ڈالا ہے۔ اِس حصہ کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔ اور اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے لالہ دیوی دیال جی نے آریہ بھراتری سبھا والوں پر بھی اِس وِواہ کو

بطور اپنی حسن کارگذاری کے پیش
کرنے کا کوشش کیا ہے۔ جس سے مجھے
کچھ مطلب نہیں ہے۔ اُس کے ابطال
کی تردید خود اُس سبھا کے کارکن
کریں گے۔ پھر لالہ صاحب فرماتے ہیں
کہ میں نے اپنی مجمل اور مہمل تحریروں
سے عوام کو غلط فہمی کا موقع دیا ہے
اور اس بنا پر عجب پرستکر رنجی اور
بدمزگی پیدا کرنے کا الزام لگاتے
ہیں۔ کیا لالہ صاحب نے میری پہلی
تحریر کو پڑھا ہے۔ کیا اُس میں صاف
طور پر نہیں لکھا تھا۔ کہ گُن۔ کرم
سوبھاؤ انوسار ورن ویوستھا قایم
کرکے وواہ ہوا۔ کیا اسی پر پنڈت
پریاگ دت اوستھی نے چُن چُن کر
کے شبدوں کا استعمال اس وواہ
کے لئے اور خاص میری ذات کے لئے
نہیں کئے۔ کیا پشچم اوتر دیشیس
کے ادھکاریوں نے باوجود رشی
دیانند کے سدہانتوں کو تسلیم کرنے کے
بھی اب تک اُن سخت لیکھوں کی
کوئی تلافی کی ہے۔ پھر کس انصاف
سے آپ کسی بدمزگی کا مجھے ذمہ دار
ٹھہرا سکتے ہیں۔ ؟

اب میں اپنے ناظرین کو دکھلانا چاہتا
ہوں کہ لالہ دیوی دیال جی نے کس
سپرٹ سے پھر پیرے جاکر یہ مضمون
لکھا ہے۔ شروع میں لالہ دیو دیال
جی اپنے آپ کو بڑے نفیس اور اعلے
خیالات کے آدمی ظاہر کرتے ہوئے
لکھتے ہیں " مجھے بھی کئی مرتبہ یہ خیال
پیدا ہوا کہ اس بحث میں شامل ہوں
کیونکہ یہ بحث اخبارم میں ایک خاص
نتیجہ پیدا کرے گی۔ مگر بعد میں یہ
خیال دل پر غالب آیا کہ کیسی بھدی
بات ہے۔ کہ ایک شریف ورن کے
ساتھ ایک شریف اور نیک نہاد کنیا
کا باہمی تعلق رضا شودی ہو گیا۔ اور وہ
ہنسی خوشی اپنے گھر میں آباد ہوئے
نہ اُنہوں نے کسی سے کچھ طلب کیا ہے
نہ کسی سے کچھ تعرض ہے۔ اور نہ اُنہوں نے
کسی کا کچھ بگاڑا ہے۔ مگر ہم ہیں۔ کہ
اُسی دن سے اپنے آپ پنچ بنے ہوئے
حجتیں نکال رہے ہیں" پیارے ناظرین!
کیسی اعلیٰ سپرٹ ہے۔ کیا شدہ بھاو
ہے!۔

پھر آگے چل کر لالہ صاحب کہتے ہیں " مگر چونکہ دانستہ یا نادانستہ یہ بحث
چھڑ گئی ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس
کا نتیجہ نہ کچھ اخلاقی نتیجہ نکل آوے
جسقدر جلد یہ اخلاقی نتیجہ نکل آوے
اور بحث ختم ہو جاوے بہتر ہوگا"
کیا اوپر کی عبارت کو پڑھ کر کسی شخص کو
بھی لالہ دیوی دیال جی کے اُچ بھاؤ پر
شک ہو سکتا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے
کہ ذرا یا بہتو پر شخصی حملوں سے کنارہ
کشی کرکے آپ محض اصولی بحث کرنا
چاہتے ہیں۔ لیکن آیا لالہ دیوی دیال
جی کی تحریر سرل ہے۔ یا کہ پیچ دار اُن کے
آگے کے اعتراضات سے خود پتہ لگ
سکتا ہے آپ کہتے ہیں۔
" اگر لالہ منشی رام جی نے اس شادی
کی کیفیت مشتہر کرنے کو ضروری سمجھا تھا
تو اُنہیں لازم تھا۔ کہ مفصل طور پر لکھہ
دیتے۔ کہ شریمتی سمترا دیوی جی کس
جگہ کی رہنے والی تھی۔ برہمنوں کے
کس خاندان سے اُن کا تعلق تھا۔"

پیارے ناظرین! قبل اس کے کہ میں
آگے چلوں اور لالہ صاحب کے دوسری
قسم کے ایک ایک لفظ اعتراض کا
جواب دوں۔ آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ
کیا آپ کو تعجب نہیں ہوتا۔ جب آپ
دیکھتے ہیں کہ وہ شخص جو کہ ابھی ابھی
کنیا کو شریف اور نیک نہاد کہہ رہا تھا
اُس کے حسب نسب پر بھی شک ظاہر
کر رہا ہے۔ اور پھر آپ سے توقع
یہ چاہتا ہے کہ آپ اُسے بڑا ہی منصف
مزاج اور نیک دل نکتہ چین سمجھیں۔
میں نہیں سمجھتا کہ ان دو سوالوں سے
آپ کا کیا مطلب ہے۔ کیا آپ کا مطلب
یہ ہے۔ کہ شریمتی سمترا دیوی جنم
کی براہمنی نہیں ہیں۔ اگر یہ ہے۔ تو
مہاشہ اگنی ہوتری جی کی طرح صاف
لکھنا چاہئے تھا۔ جس کا جواب صاف دیا
جاتا کہ وہ براہمن کل اُتپن اور جیسے
بھی اُن کی جنم ہوئی ہے۔

قولہ۔ آیا اُس خاندان میں کوئی کمی
تو نہیں تھی"

جواب۔ آپ کے یہ الفاظ ظاہر کر رہے
ہیں۔ کہ آپ نے یا تو ستیارتھ پرکاش
کو پڑھا نہیں۔ اگر پڑھا تو آریہ سماج
کے سدہانتوں کو سمجھنے کی کوشش
نہیں کی۔ کیا پورانک خیالات سے جسے
کمی سمجھا جاتا ہے۔ اُس کا لحاظ ویدک
ورن ویوستھا میں ہو سکتا ہے؟۔ لیکن
آپ کا اس سوال سے کیا مطلب ہے؟
کہ کوئی کمی معلوم ہے۔ تو کہئے۔ بزدلانہ
حملے سے کیا فائدہ۔

قولہ۔ کس عمر میں بیوہ ہوئیں"؟

جواب۔ کیا بھولا سوال ہے۔ کیا ایسی واقفیت پیری مجمل اور مہمل تحریر کی شکایت آپ کرتے ہیں۔ آپ نے اگر اس ودواہ کے متعلق میرا پہلا ہی نوٹ پڑھا ہوتا تو اُس سے معلوم ہوجاتا کہ ۹ برسوں کی عمر میں یہ کنیا ودہوا ہوگئی تھی نہ کہ وہ کس عمر میں یتیمہ ہے"

جواب۔ آپ نے لالہ دیوراج جی منیجر کنیا آشرم اور ادھشٹاتا کنیا اناتھ آلیہ سے ہی اِس رشتہ میں بات چیت کی تھی آپ کو اُن سے ہی معلوم ہوجاتا۔ کہ سُمترا دیوی اناتھا نہ تھی۔ اگر آپ دریافت کرنے کی تکلیف گوارا کرتے۔

قولہ" اور آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ کہ راما بائی عیسائی لیڈی کے پنجے سے انہیں چھوڑایا گیا"

جواب۔ کسنے چھوڑایا؟ آپ کنیا مہاودیالہ کے ادہیکاریوں سے ہی پوچھتے تو آپ کو معلوم ہوجاتا۔ کہ جس طرح دیگر بہت سی ہندو بیواؤں کو راما بائی اپنے انسٹی ٹیوشن موسوم سارواسدن میں اس شرط پر لے گئی تھی کہ اُن کے مذہبی عقائد میں دست اندازی نہ ہوگی۔ اِسی طرح سُمترا دیوی بھی اُس جگہ تین برسوں تک تعلیم پاتی رہیں لیکن جب یہ معلوم ہونے پر کہ اُس نے اپنے دہرم کا پرچار شروع کردیا ہے ہندوؤں نے مخالفت شروع کی۔ تو اُس نے بھی اُس انسٹیٹیوشن کو خیرباد کہہ دیا۔ یہی پھر کہوں گا۔ کہ آپ نے میرا پہلا نوٹ نہیں پڑھا۔

قولہ۔ کس وقت کنیا مہاودیالہ میں آئیں اور کتنے عرصہ رہیں"

جواب۔ اِس کی نسبت بھی پرچارک کے کالموں سے آپ کو آگاہی مل سکتی تھی دو سال تک وہ اس جگہ تعلیم پاتی رہیں

قولہ" کن وجوہات پر اُنہوں نے برہمچارنی رہنے کی نسبت شادی کرنیکو ترجیح دی"

جواب۔ اُن وجوہات پر نہیں جن پر کہ اِس ملک کے بعض بڑے بڑے مذہبی لیڈر تک باوجود موجودگی اولاد کے اپنے سے پوتی عمر والی لڑکیوں کے ساتھ ودواہ کر لیتے ہیں۔ بلکہ وید کے احکام کی تعمیل میں پتری رن کو مقدم سمجھ کر گرہست دہرم کو پالن کرنے کے لئے اور رشی دیانند کے اِس قول کی تعمیل میں کہ سوائے" فاضل اجل غالب الحواس اور بے عیب یوگی عورت اور مرد" کے اور کوئی بھی ساری عمر برہمچاری نہیں رہ سکتا۔

قولہ" آیا اُنہیں پورے طور پر سمجھایا گیا تھا یا نہیں۔ کہ آپ جنم کی برہمنی ہیں آپ کے گن کرم سوبھاؤ بھی اگر برہمنی کے ہوں تو بہت تعریف کے قابل بات ہے اور آپ برہمچارنی رہ کر دہرم اُپدیش کریں۔ یا کسی پُتری پاٹھ شالا کی ادھیاپکا ہونا قبول کریں۔ اور یہ کہ اِس طرح آپ اپنی زندگی کو اپنے اور آریہ سماج کے لئے زیادہ مفید بنا سکتی ہیں"

جواب۔ اِس عبارت میں بہت کچھ آریہ سماج کے سدہانتوں کے برخلاف فرض کیا گیا ہے یہاں فرض کیا گیا ہے کہ اگر سُمترا دیوی ودواہ نہ کراتیں تو اُنہیں گن کرم سوبھاؤ سے بھی برہمنی کہا جا سکتا تھا۔ لیکن کیا لالہ دیوی دیال جی رشی دیانند کا ایسا پرمان بتلا دیں گے۔ جہاں برہمنی

کو ودواہ کی ممانعت ہو۔ اور اگر ممانعت ہے۔ تو برہمن مرد کس سے ودواہ کریں لالہ دیوی دیال جی کو جاننا چاہیئے۔ کہ جب کنیا مہاودیالہ کے ادہیکاریوں اور کمیٹی سبھا کی پرسنتا اور اجازت سے یہ ودواہ ہوا۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اِس ودواہ سے بڑی بہتری سمجھی گئی تھی

قولہ" اور اگر کہا گیا تھا۔ تو کتنی درخواستیں آئیں تھیں۔ اور کن کن کی تھیں"

جواب" اِس سوال میں تو نیک نیتی کی حد ہوگئی۔ درخواستیں کس قدر تھیں۔ کن کن کی تھیں۔ یہ اُن لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا۔ جنہوں نے ودواہ کا فیصلہ کرنا تھا۔ پبلک کو اس سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن آپ نے جس نیت سے یہ سوال کیا ہے۔ اُسے سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہاں تک لکھتا جاؤں۔ لالہ دیوی دیال صاحب کے سوالات عجیب ہیں۔ ڈاکٹر گوروَدت کہاں کے رہنے والے ہیں یہ سوال کیوں پیدا ہوا۔؟۔ کیا ڈاکٹر گوروَدت کہیں کے رہنے والے ہی نہیں؟ سُنئے وہ سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں ڈوگرا راجپوت ہیں۔ اُن کی پہلی بیوی کو فوت ہوئے چار برسوں سے زیادہ گذر چکے ہیں۔ اولاد کوئی نہ تھی لیکن معلوم یہ نہوا کہ ودواہ کے حالات کے ساتھ اِن باتوں کو پبلک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

قولہ" آیا ڈاکٹر گوروَدت نے کسی کے کہنے پر یا اشتہار پڑھ کر درخواست شادی کی تھی؟"

جواب۔ کیا اچھا ہوتا۔ اگر آپ اگنی ہوتری جی کی طرح صاف الفاظ

میں لکھ دیتے - کہ آپ کو کیا خبر ملی ہے بجائے اس کے پبلک کو اس طرح کے شبہات میں اپنی ہی تحریر سے ڈال کر بیج کے طور پر لوگوں میں غلط فہمیاں پھیلاتے - اگر آپ کا یہ مطلب ہے - کہ ڈاکٹر گورودت کو کسی نے پریرنا کر کے درخواست کرائی تھی - تو آپ بالکل غلط لکھ رہے ہیں - ڈاکٹر گورودت نے اشتہار دیکھ کر خود درخواست بھیجی تھی -

اس جگہ میں آریہ پبلک کو یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں - کہ نہ معلوم کن ذات شریف نے اس دوواہ کی نسبت عجیب عجیب روائیتیں مشہور کر رکھی ہیں - ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ پنڈت برج بھوشن جی نے مجھ سے بیان کیا تھا - کہ پنڈت رام کشن جی اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ جلندھر فرماتے تھے - کہ انہیں کسی شخص نے یہ خبر دی ہے - کہ جلندھر والوں نے سُمترا دیوی کا ایک لنگڑے آدمی کے ساتھ اس کی مرضی کے خلاف دوواہ کر دیا ہے - اس خبر کو پڑھ کر امید ہے - کہ جہاں ڈاکٹر گورودت کھل کھلا کر ہنس پڑیں گے - وہاں ان کے دوست بھی اس چٹکلے سے لطف اُٹھا بیٹھیں گے - میں سمجھتا ہوں کہ پنڈت رام کشن جی کو بھی وہیں سے ایسی خبر ملی ہے - جہاں سے کہ لالہ دیوی دیال جی کو خبریں ملی ہیں جو شخص اس طرح کی کمینہ حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں میں انہیں سخت نفرت کے قابل سمجھتا ہوں - ضرورت تو تھی - کہ لالہ دیوی دیال جی کے ایک ایک لفظ کی پوشیدہ سپرٹ کو ظاہر کیا جاوے - لیکن

مشتے نمونہ از خروارے

اسی قدر کافی ہے - باقی سوالات کا جواب ہوگا - آگنی ہوتری جی کو سوالوں کے جوابات میں آ چکا ہے - ہاں اس مہذب طرز تحریر کا جواب دینا ابھی باقی ہے - جو کہ لالہ صاحب نے اس مضمون میں اختیار کیا ہے - آپ بیچاری کنیا کی نسبت لکھتے ہیں کہ کس آچاریہ کے پاس وہ اپنے گُن - کرم سوبھاؤ کا معائنہ یا موازنہ کراتی رہیں - زباں دانی کی لیاقت دکھلانے کے لئے کیا آپ کو اپنی چھاونی میں مصالحہ نہیں مل سکتا تھا - ؟ افسوس! آپ نے دیویوں کو خطاب کرنا بھی اب تک نہیں سیکھا - آپ نے جو مجھے مُفتی کی پدوی دی ہے - اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - میری لیاقت سے آپ بخوبی واقف ہیں - جو کچھ معلوم ہے خود ہدیہ ناظرین کرنا چاہئے تھا - آپ کا یہ اشارہ - کہ ڈاکٹر گورودت کی درخواست کو غنیمت سمجھا گیا - جہاں غلط ہے - وہاں ساتھ ہی آپ کے اعلیٰ خیالات سے پردے جالے کے بھاؤ کا کھنڈن کرتا ہے -

لالہ دیوی دیال نے آریہ پترکا کی رائے کو اس دوواہ کے خلاف بیان کیا ہے لیکن جس طرح پر کہ آپ نے ستیہ دھرم پرچارک کے مضامین کو پڑھے بغیر محض پر پرشن کر دئے ہیں - اسی طرح بغیر آریہ پترکا کو غور سے پڑھنے کے ہی لکھ دیا ہے - کہ وہ بھی ڈاکٹر گورودت کے دوواہ کے برخلاف ہے لالہ صاحب کو واضح ہووے - کہ ڈاکٹر گورودت کے دوواہ کا حال ۲۴ - فروری سنہ ۱۹۱۵ء کے آریہ پترکا میں درج ہوا - اس اثنا میں جلندھر شہر آریہ سماج کے سبھا سدان کے جلسہ میں ایک ریزولیوشن پاس ہوا - جس کا منشاء یہ تھا - کہ جو آریہ سبھاسد آئندہ کے لئے اپنی پتری یا پتر کا دوواہ سولہ اور پچیس سال کی عمر سے پیشتر کریں - انہیں سبھاسد کی پدوی سے گرا دیا جاوے یہ ریزولیوشن ۲ - مارچ سنہ ۱۹۱۵ء کے آریہ پترکا میں صفحہ نمبر ۴ کے کالم نمبر ۲ میں درج کیا گیا - اور ساتھ ہی ایڈیٹر صاحب کی طرف سے صفحہ ۴ - اور ۵ پر ایک نوٹ نکلا - جس میں جلندھر سماج کی اس اصلاحی قدم کے آگے بڑھانے پر اس کی تعریف کی گئی - اس مضمون کو ۹ - مارچ کے پترکا میں جاری رکھا گیا جو صفحہ ۴ کے کالم نمبر ۲ سے شروع ہوتا ہے - اس کی سُرخی ہے "جلندھر آریہ سماج دوواہ کے سُدھار پر" اس مضمون کا آخری حصہ تو لالہ صاحب نے ترجمہ کر دیا - لیکن ساتھ ہی لکھ دیا - کہ "یہ آریہ پترکا کے اس مضمون کا **آخری حصہ** کا خلاصہ ہے - جو اس نے ڈاکٹر گورودت کی شادی کے بارہ میں لکھا تھا"

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ نوٹ

آریہ پتر کا ڈاکٹر گوردوت کے دِواہ سے سانبہ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس کا تعلق جلندھر شہر آریہ سماج کے اُس ریزولیوشن کے ساتھ ہے۔ جس میں کہ ۲۵ اور ۱۶ کی عمر کی قید لڑکوں اور لڑکیوں کے دِواہ کے لئے لازمی طور پر لگائی گئی ہے۔ آریہ پتر کا کے اڈیٹر کا خیال ہے۔ کہ عمر کی قید لگانا دیرتھ ہے۔ جب تک کہ گُن کرم سوبھاؤ کی پرسپر یوگیتا کو دیکھ کر دِواہ نہ شروع کئے جاویں۔ اُن کا قول ہے کہ یہ دونوں اصول پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ اور خاتمہ پر گُن۔ کرم سوبھاؤ کی پڑتال کا طریقہ جاری کرنے کے لئے اپیل کرتے ہیں۔

میں لالہ دیوی دیال جی سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ ۲۳۔ فروری۔ ۲۔ مارچ اور ۹۔ مارچ ۱۹۱۱ء ان ہر سہ تاریخوں کے پرچوں کو از سر نو غور سے پڑھیں۔ اور پھر بتلا دیں۔ کہ آیا انہوں نے اپنے مطلب کی بات کھینچ تان کر نکال لینے میں انصاف کا خون نہیں کیا لالہ دیوی دیال نے اِس کے بعد اوستھی جی کی حمایت میں جو دو کالم صرف کئے ہیں۔ اُن کا جواب دینے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی مجھے اِس امر میں اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ آیا میں نے اپنی ذمہ واریوں کو سمجھا ہے یا نہیں۔ اِس دِواہ کے متعلق اگر میری کوئی ذمہ واری ہے۔ تو وہ ڈاکٹر گوردوت اور اُن کی دھرم پتنی کی جانب ہے۔ وے دونوں سمجھدار اور تعلیم یافتہ ہیں۔ اور جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ اِن لوگوں کی نسبت ویدک دھرم کے سِدّھانتوں کو زیادہ تر عمدگی سے سمجھتے ہیں۔ جو لوگ کہ اِس وقت اُن کے بلا فیس وکیل بن کر اُن کی طرف سے مجھ پر حملہ کر رہے ہیں۔ اگر میں اپنی ذمہ واریوں کے سمجھنے میں غلطی کروں گا تو وے خود مجھے جوابدہ ٹھہرا سکتے ہیں۔ خاتمہ پر لالہ دیوی دیال صاحب نے چونکہ ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے جو کہ رشی دیانند کے سِدّھانتوں کے برُدّھ ہیں۔ اسلئے اُن کے مضمون کے اِس حصہ کی پڑتال کسی قدر وضاحت کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

قول یہ لالہ منشی رام جی شادیاں کرانے میں خون اور خاندان کو قطعی نظر انداز کرانے کی سعی کرتے ہیں۔ حالانکہ خود والدین کے نطفہ اور رسمکاروں کے اثر کی داستانیں اپنی عام تقریروں میں سنایا کرتے ہیں۔ لالہ منشی رام جی کے اِس وتیرہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آریہ سماج میں چند ایسے اشخاص جا بجا پائے جاتے ہیں۔ جو مردم پرستی کی حد تک پہونچ گئے ہیں۔ اور شب و روز عجیب و غریب وعظ کیا کرتے ہیں۔ جن کی حسب ضرورت تشریح کی جا سکتی ہے!!

جواب۔ لالہ دیوی دیال صاحب آریہ سماج پرانی جلندھر کے سکرٹری رہ چکے ہیں اِس وقت بھی انترنگ سبھا کے ممبر ہیں۔ اور شاید آپ پردھان بھی ہیں قیاس یہ چاہتا ہے۔ کہ آپ نے کم از کم رشی دیانند کا ستیارتھ پرکاش ضرور پڑھا ہو۔ کیا اُس کے رو سے آپ کا اعتراض ٹھیک ہے؟۔ لالہ صاحب ایسی ہی نہیں۔ بلکہ رشی دیانند بھی یہی فرماتے ہیں۔ اگر آپ اُردو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۰ سے صفحہ ۱۱۳ تک کا مطالعہ کریں گے۔ تو آپ پر روشن ہو جاویگا۔ کہ جس کو آپ نے خون اور خاندان کو قطعی نظر انداز کرنا لکھا ہے۔ وہ ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ رشی دیانند کہتے ہیں:۔

(۱) ورن بیوستھا ہی وصف عمل اور فطرت کے مطابق ہونا چاہئے۔

(۲) سوال کیا جس کی ماں برہمنی باپ برہمن ہو وہ برہمن ہوتا ہے۔ یا جس کے ماں باپ دوسرے ورن کے ہوں کیا اُس کی اولاد برہمن ہو سکتی ہے۔ جواب۔ ہاں بہت سے ہو گئے

ہوتے ہیں اور ہوں گے بھی

(۳) (سوال) بھلا جو رج (خون) ویریہ (منی) سے جسم بنا ہے۔ وہ بدل کر دوسرے ورن کے لائق ہو سکتا ہے؟ (جواب) رج ویریہ کے ملاپ سے برہمن کا جسم نہیں ہوتا

(۴) اِس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو براہمن وغیرہ اچھے کرم کرتے ہیں وے ہی براہمن وغیرہ اور جو نیچ بھی اعلےٰ ورن کے وصف عمل اور فطرت والا ہو تو اسکو بھی اعلےٰ ورن میں اور اعلےٰ ورن کا ہو کر نیچ کام کرے تو اُس کو نیچ ورن میں گننا ضرور چاہئے

(۵) جس طرح مرد ہر ایک ورن کے لائق ہوتا ہے۔ اُسی طرح عورتوں کی بھی حالت سمجھنی چاہئے۔

پس لالہ صاحب خود انصاف فرماویں کہ آیا خون اور خاندان کے برخلاف میں بطور خود کوشش کرتا ہوں۔ یا کہ رشی کی ہدایت ہی ایسی ہے۔ لیکن واقعی میں نہ تو خون کو قطعی نظرانداز کرتا ہوں۔ اور نہ ہی خاندان کو۔ کیا ایک ہی براہمن کل میں گھاس کھودنے والے اور دید پاٹھی پنڈت نہیں ملتے؟ اور کیا کلالوں میں ہزاروں شریف خاندان ایسے موجود نہیں ہیں۔ جن کے گن۔ کرم سوبھاؤ لاکھوں آج کل کے برہمنوں اور کھتریوں سے اعلےٰ ہیں۔ آپ نے خون اور خاندان کے الفاظ کو اس جگہ غلط پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ خون اور خاندان سے مراد یہ نہیں ہے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ کھتری خاندان کے لڑکے کا ویواہ ایک جاہل کھتری خاندان کی جاہل لڑکی سے کر دیا جاوے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر لڑکی امیر اور تعلیم یافتہ خاندان سے ہو تو لڑکا بھی ایسے ہی خاندان سے ہونا چاہئے۔

لالہ صاحب کی اس تحریر کا آخری حصہ سمجھ میں نہیں آیا۔ میری خاندان اور خون کو قطعی نظرانداز کرنے کی سعی کا نتیجہ مردم پرستی کیسے ہو سکتا ہے۔ لالہ صاحب نے یہاں بھی کچھ اشارہ ہی کیا ہے۔ جس کو مجھ سا سادہ آدمی سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ کس مرد کی پرستش سے مطلب ہے اور کونسے اشخاص ہیں جو ایسے وعظ شب و روز کرتے ہیں۔ لالہ صاحب کو صاف کہنا چاہئے تھا۔ "حسب ضرورت" کی شرط نہیں لگانی چاہئے تھی۔ اس قسم کی مشتبہ عبارت وہ لوگ لکھا کرتے ہیں۔ جو کہ ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہتے ہیں۔ اخبار میں ایک اشارہ اُڑا دیا۔ اور بیچ کی طور پر ظاہر کر دیا کہ فلاں شخص سے مراد تھی۔ لیکن آگے چل کر جو مہاشے رگھونندن شاہ پُر جی کے خط کا ذکر لالہ دیوی دیال نے چھیڑا ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاید میری نسبت ہی مردم پرستی کا مرکز بننے کا الزام لگا رہے ہیں میرے خیالات کیا ہیں۔ اور میرے ہردے کے بھاؤ کیسے ہیں۔ ایشور کے سوا پرمیشور کے کون جان سکتا ہے؟۔ لیکن جو بدظنی کہ آریہ پبلک میں میری نسبت لالہ دیوی دیال جی پھیلانا چاہتے ہیں اُس کے لئے بھی میں اُن کا شکریہ ہی ادا کروں گا۔

خاتمہ پر لالہ صاحب نے جو رائیں ظاہر کی ہیں۔ اُن کی معقولیت کا اندازہ میں نے اپنے ناظرین پر ہی چھوڑ دیا ہے!۔ اور اس جگہ میں اس مضمون پر شخصی بحث کو قطعی بند کرتا ہوں۔ گو اعتراض ایسے پیرایہ میں کئے گئے تھے۔ کہ اُن کا جواب دینا میرے لئے لازمی نہ تھا۔ تاہم میں چاہتا تھا۔ کہ اس معاملہ میں جو جو غلط فہمیاں خفیہ طور پر پھیلائی گئی ہیں۔ اُن کو پبلک طور پر دور کر دیا جاوے۔ تاکہ آئندہ کے لئے اندھیرے میں چھری چلانے والوں کو وار کرنے کا موقع نہ ملے خاتمہ پر میں اس معاملہ کو تمام شخصیتوں سے علیحدہ کر کے اُن امور کو صاف کرنا چاہتا ہوں۔ جن پر کہ وچار ہونا چاہئے اور ساتھ ہی اس وچار کا طریقہ بھی اپنی بدھی انوسار گذارش کرنے کا خواہشمند ہوں۔

اس بحث میں اگر لالہ دیوی دیال جی کے مضمون کو بالکل نظرانداز کر دیا جاوے تو باقی جملہ مہاشے اس امر پر تو متفق ہیں کہ ورن ویوستھا گن۔ کرم سوبھاؤ انوسار قائم ہونی چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی سوال کرتے ہیں کہ جب تک گرو کل قائم نہیں ہوتا اور آچاریہ فتوے دینے والے پیدا نہیں ہوتے تب تک ویوستھا کس طرح قائم ہو سکے۔ سُتی دیانند کے گرنتھوں میں ایسے وقت میں فتوی دینے کا اختیار راج سبھا کو ہے۔ لیکن اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس وقت گورنمنٹ وقت کسی کے مذہبی عقیدہ میں دخل نہیں دیتی اسلئے وہ ہمارے لئے کوئی بھی ویوستھا نہیں دیگی۔ میرے خیال میں اس کا حل بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ ان خطوط میں پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اور پردھان منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پشچم اُتر دیش و اودھ کی تحریریں بھی شامل ہیں۔

× × × × × × × × ×

× × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × ×

بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک آریہ پرتی ندھی سبھا

اپنے ماتحت ایک ورن ویوستھا پک اُپ سبھا لائق و ودوانوں کی بنا دیوے جس کا کام ہو۔ کہ جس مرد یا عورت کی نسبت جملہ حالات لکھ کر اُس سے ویوستھا مانگی جاوے۔ وہ اُس کا ورن قایم کر دیوے۔ کیا کیا حالات لکھے جانے چاہئیں۔ اور اُن کی تصدیق کیونکر ہو۔ اِس کی نسبت مفصل قواعد بن سکتے ہیں۔ جب اِس طرح کی ورن ویوستھا پک سبھائیں بن جاویں۔ تو گورنمنٹ کی خدمت میں التماس کیا جاوے کہ وہ ایسی ورن ویوستھا پک سبھاؤں کے فتوے کو آریہ سماج کے ممبروں کے لئے قطعی قابل پابندی قرار دیدیوے اِس طریقہ پر جو دقت اِس وقت محسوس ہو رہی ہے۔ وہ دور ہو جاویگی۔ اور اگر کسی قسم کے قانونی نقص کا شبہ ایسے سمبندھوں کی اولاد کے جدی حقوق کی نسبت ہوگا۔ تو وہ بھی قانون کے صاف کر دینے پر دور ہو جاویگا۔ میں خود اِس قسم کی ورن ویوستھا پک سبھاؤں کے ستھاپن کرانے کے لئے اپنی طرف سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب میں تحریک کرتا۔ لیکن۔ اس وقت میرا اُس سبھا کے انتظام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ پس اگر بھارت ورش کی جملہ آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کے اودھکاری ورن ویوستھا کو گُن کرم سوبھاؤ انوسار قایم کرنا آریہ سماج کا اُدّیش سمجھتے ہیں۔ اور یہ ہی اُن کو یقین ہے۔ (جیسا کہ امر واقع ہے) کہ اِس وقت اگر کوئی ورن ویوستھا پک اُپ سبھا نہ ہی قایم ہوئی تب بھی اِس سسٹم کے آدمی موجود ہیں۔ جو کہ اپنی سنتانوں کے لئے گُن۔ کرم سوبھاؤں کی بنا پر ورن کی تلاش کر کے جات پات کے بندھنوں کو توڑ لیں اور بیاہ کر سکیں گے۔ تب اُن کا فرض ہے۔ کہ ایسے بہادر دھرم سے پریم رکھنے والے آتماؤں کو دنیاوی تکلیفوں سے بچانے کے لئے ابھی سے سامان مہیا کریں۔ میری طاقت ہی اِس وقت محض ان بہادر پُرشوں کو خبردار کرنا ہی ہے۔ جن کے ہاتھوں میں کہ آریہ سماج کے انتظام کی باگیں ہیں۔ ماننا یا نہ ماننا اُن کے اپنے اختیار میں ہے۔ لیکن ایک بڑی بھاری غلط فہمی میں دور کرنا چاہتا ہوں میں نہیں سمجھتا۔ کہ جب کچھ آریہ پُرش دُنیاوی تکلیفوں اور قانونی دقتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنا دھرم سمجھ کر گُن۔ کرم سوبھاؤ انوسار ورن ویوستھا قایم کر کے بیواہ سمبندھ پیدا کرتے ہیں۔ اور کسی سبھا یا سوسائیٹی سے کچھ مدد ہی نہیں مانگتے۔ تو کیوں بعض بھائی اُن کو اعتراضوں کی بوچھاڑ کے تلے دبانا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ بلحاظ گُن کرم سوبھاؤ ورن ویوستھا قایم کرنے کے اگر کسی پرانت کی آریہ پرتی ندھی سبھا سمجھتی ہے۔ کہ یہ بیواہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو کوئی خاص تاریخ مقرر کر کے اپنا اجلاس کال بلاوے۔ میں اُس سبھا کے روبرو حاضر ہونے کو طیار ہوں۔ اور کل واقعات اور دلایل سبھا مذکور کے روبرو رکھ کر اُس کے جایز فیصلہ کو بسر وچشم قبول کرنے کے لئے طیار ہوں گا۔ لیکن میں کسی ناکس کا حق نہیں سمجھتا۔ کہ وہ اخباروں کے ذریعہ سے شریف اور دھرماتما ستری پُرشوں کی نسبت طنز آمیز تحریریں شایع کرے۔ پیارے آریہ بھائیو! اور آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کے اودھکاریو!! ویدک دھرم بلحاظ عمل کے ورن آشرم دھرم کہلاتا ہے۔ ورن ویوستھا کے لئے بھی رشی نے ویسی ہی صاف ہدائتیں دیدی ہیں۔ جیسی کہ دیگر کرم کانڈ کے لئے۔ اور اِس لئے اُن ہدائتوں پر جو ستری پُرش ویدک ورن ویوستھا کی بُنیاد رکھتے ہیں۔ اُن کی نسبت آپ اپنے زعم میں خواہ کچھ ہی فتوے کیوں نہ صادر کریں۔ پرماتما کے نیائے نیم کے روبرو وے سرخرو ہی سمجھے جاویں گے اور اُنہیں مرتے وقت یہ شانتی ہوگی کہ اُنہوں نے لوبھ سے نہ موہ سے اور نہ بھے سے اپنے آتما کا ہنن گوارا کیا۔

آریہ سماجک خبریں!

لالہ گنگا رام جی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر نے پنڈت بھوجدت جی اپدیشک کی پریرنا سے مقام رائے ونڈ میں ستیارتھ پرکاش سے روزمرہ کتھا کرنی شروع کر دی ہے۔

شرق پور آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بخیریت تمام سماپت ہوا۔ ۲۷ اپریل ۱۹۱۱ء کو نگر کیرتن بڑی کامیابی سے ہوا ۲۸ اپریل کو برہمچاری نہال چند مہر چند لاہوری۔ اور لالہ جانن مل جلال پور بھٹیاں نورسی۔ لالہ ستیارام جی لاہوری اور لالہ وزیر چند جی ودیارتھی کے لیکچر اپدیش ہوئے۔ اور جیو ہرسے کی اکشا پر دہرم چرچا بھی ہوئی۔ معترضوں کے جواب لالہ وزیر چند جی نے بڑی معقولیت سے دئے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۱۱ء کو مہاشہ ستیہ دیو ودیارتھی۔ لالہ مہر چند۔ پنڈت بھوجدت جی کے وکھیان و اپدیش ہوئے۔ پھر نوین ویدانتیوں سے حسب وعدہ گذشتہ یوم دہرم چرچا ہوئی لالہ وزیر چند جی نے معقولیت سے جواب دئے۔ آخرش منتری سماج کے سالانہ رپورٹ پڑھنے کے بعد لالہ وزیر چند جی ودیارتھی نے وید پرچار فنڈ کے لئے اپیل کیا۔ ۵ روپیہ نقد چندہ ہوا اور چھ نئے ممبر ہوئے۔ ۳۰ اپریل کو ستری سماج کا جلسہ ہوا۔ پنڈت بھوجدت جی نے پرارتھنا کے بعد ایک موثر اپدیش دیا۔ گو ستریاں ہی گذشتہ دن وید پرچار فنڈ میں دان دے چکی تھیں۔ مگر آج بھا شکتی کچھ دان دیا۔ اور چار نئی ستریاں ممبر بنیں۔

بھجن منڈلی آریہ سماج بجنور نے میلہ بدھ پورہ میں ویدک دہرم کا پرچار کیا۔ اشٹ عمدہ پرچار اور ان کے ساتھ سیوہارہ پاٹھشالہ کے ادھیاپک بھی تھے۔ مگر پہلے اس کے انیک شہروں اور گراموں میں پرچار کر کے ۲۶ - ۲۷ اپریل کو سیوہارہ میں پرچار کیا۔ پھر ۲۸ اپریل کو ڈیرہ پور میں **انتھولی** میں ایک بال آریہ سماج قایم ہو گئی ہے۔ ادھیکاریان حسب ذیل منتخب ہوئے ہیں۔

مہاشہ گوبند داس .. .. .. پردھان
مہاشہ گوبند داس .. .. اپ پردھان
مہاشہ ہٹو لعل .. - .. منتری
مہاشہ کشن لعل . .. اپ منتری
مہاشہ اجودھیا پرساد کوش و پستکادھیکش
ویدکا پستکادھیکش۔ اسوقت تک ۱۲ ممبر درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔

آریہ ڈیبیٹنگ کلب سرہند کا انتخاب حسب ذیل ہوا۔

ماسٹر جیا لال جی ———— پردھان
ماسٹر پوہو رام جی ———— وائس پریزیڈنٹ
ماسٹر گنگا سہائے جی ——— سکرٹری
ماسٹر سروپ سنگھ جی ——— جائنٹ سکرٹری
لالہ مراری لعل گپت ——— خزانچی
لالہ ہرہ مراری مل جی ——— پستکادھیکش

آریہ سماج ڈیرہ غازی خان کا انتخاب سالانہ حسب ذیل ہوا

چودہری جیمنی داس بی اے وکیل پریزیڈنٹ
لالہ نرائن داس جی سب ڈویژنل آفیسر ا بارکا شری } وائس پریزیڈنٹ
لالہ انوپ چند جی بی اے مختار ایضاً
وضا رام سکول ماسٹر سکرٹری
لالہ بیلا رام کلارک ماسٹری اسسٹنٹ سکرٹری
ٹلک گنیش داس جی خزانچی
لالہ نند لال جی ریجیبی نیٹر اسسٹنٹ خزانچی
پنڈت جیون لال جی صدر ناظر لائبریرین
مہیا نفہ انتی نگ سبھا۔ ماسٹر جوالا داس جی۔ لالہ ڈیڈہ رام جی۔ لالہ ہیرا رام جی

دو لڑکیوں کے لئے ور کی ضرورت

ایک معزز خاندان بیدی کی دو لڑکیاں بعمر ۱۳ سال اور دوسری ۱۵ سالہ کے لئے وروں کی ضرورت ہے۔ درخواستیں اُن پونجابی کھتریوں کی جو مندرجہ ذیل شرائطوں کے پابند ہوں پاس رام سنگھ سارجنٹ منتبنہ چوکی خیر آباد ضلع پٹنہ در آنی چاہئیں۔

(۱) حسب نسب میں کوئی فرق نہ ہووے

(۲) عمر ۱۹۔ اور ۲۵ کے درمیان ہو

(۳) خواہ کنوارا ہو یا بحالت گذر جانے عورت سابقہ دیگر شادی کرتا ہو۔

(۴) اگر طالب علم ہو تو کم از کم ایف اے پاس ہو۔

(۵) اگر ملازم ہو تو کم از کم ۷۵ روپیہ ماہواری کا ہو

(۶) اگر تجارت کنندہ ہو یا ساہوکار ہو تو کم از کم ۱۰۰ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو۔

بیواہ کی ضرورت ۱۴/۱۲

ایک شخص کنوارا۔ نوجوان بعمر ۲۴ سال ذات کھتری اعلےٰ خاندان۔ پیشہ عرائض نویسی۔ آمدنی ۷۵ ماہوار۔ عملی آریہ اور منتری آریہ سماج ہے۔ کسی یوگیہ کنیا سے ویدک بیواہ کرنا چاہتا ہے۔ خاص ذات کھتری ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو صاحب ایسا سمبندھ کرنا چاہیں۔ مجھ سے خط و کتابت کریں المشتہر
دینا ناتھ آریہ سبھاسد ڈسکہ

ضرورت

ضلع ملتان میں آریہ دھرم کے پرچار کے واسطے ایک اچھے لائق پنڈت مہاشے کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۰ سے ۳۰ ماہوار تک حسب لیاقت ملے گی درخواستیں مع نقول اسناد ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

المشتہر
گوربخش سنگھ منتری آریہ سماج ملتان سٹی

آگرہ سے جو چیز منگانا چاہو تو ہمکو لکھو ۳۰/۱۲ ۱۴

(۱) دریاں ہر قسم (۲) قالین (۳) نیچے دُختہ نوشوں کے لئے (۴) بوٹ (جوتے) مشین و نیز ہاتھوں کے بنے ہوئے ہر قسم کے۔ (۵) پچی کاری کی چیزیں مثلاً تاج گنج کی نقش۔ رکابیاں۔ کھلونے پیپر ویٹ۔ شطرنج۔ وغیرہ چیزیں سفید پتھروں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں اور قابل رکھنے محفلوں اور نشستگاہوں کے ہوتی ہیں۔ ان میں بڑی کاریگری کی جاتی ہے۔ اور نہایت خوب صورت پھول۔ درخت اور چڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ لاکھوں روپیہ کی ہر سال دوسری ولائتوں کو بھیجی جاتی ہیں۔ (۶) جست کی صراحیاں کٹوریاں رانگ کی۔ (۷) کتابیں آریہ سماج وسکول۔ اور میڈیسن۔ و آگرہ کی چھپی ہوئیں۔ (۸) لوہے کا سامان مثلاً جنگلہ نہایت خوبصورت جن کی نقل منگائے جانے پر بھیجی جاسکتی ہے۔ تو لنے کے باٹ۔ ڈنبل وانگریزی [illegible] گوٹا ٹھپا ہر قسم کا سنہری روپہری لیس ہر قسم کی ٹوپیاں پر لگانیکی (۱۰) آگرہ کی بنی ہوئی فلٹ کیپ یعنی ٹوپیاں (۱۲) دال میں ڈالنے کا نہایت مزہ دار [illegible] دال موٹھ کھانے میں نہایت لذیذ ہوتی [illegible] پیٹھے کی مٹھائی و نیز ہر قسم کی مٹھائی [illegible] ہر قسم کی چیزیں جو آگرہ سے مل سکتی ہیں اور بہت سی موٹی چیزیں خاص آگرہ کی نہایت مشہور و معروف ہیں۔ ہمارا کمیشن صرف [illegible] روپیہ ہے۔ ہماری معرفت خرید نے [illegible] نقصان کبھی نہیں ہوگا۔ چونکہ آریوں کے [illegible] ہیں یہ کام ہے۔ اسلئے ایمانداری سے [illegible] مال وی پی ایبل روانہ ہوتا ہے۔ لیکن کھانے کی چیزیں اور زیادہ قیمت کی چیزیں نصف قیمت پیشگی آجانے پر سکتی ہیں۔ اگر کوئی شخص پیشگی روپیہ ہمارے کارخانہ [illegible] نہ دینا چاہے۔ تو آریہ سماج کے سکرٹری [illegible] کے بھیج سکتا ہے۔ وہاں سے ہمکو مل جائیگا

المشتہر
نیجر جنرل سپلائینگ ایجنسی، مئی تہان آگرہ

دھیان یوگ پرکاش ۵/۱۴

پتنجل ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سمگرہ کی [illegible] جسمیں چودہ قسم کے پرانایام کرنیکی سرلتا سے بدھی لکھی گئی ہے۔ پرتم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی (۱) جو انتر بھیجنے کی بدھی ۳۔ ستھمبرتی ۴۔ جو [illegible] ایان کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی جسکو [illegible] لکھا ہے۔ ۵۔ گرہیادان بدھی ۶۔ دید یہ [illegible]

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۱۲ جیٹھ سمت ۱۹۵۸ مطابق ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء۔ شکروار۔ جالندھر شہر | نمبر ۷

سنسار کی گتی

ویدک اصول قدرتی ہیں اسلئے پنر جیوت ہو رہے ہیں

ولائیت سے آئی ہوئی خبروں میں

ایک یہ ہی خبر ہے۔ کہ پارلیمنٹ انگلستان میں ایک خاص قانون پیش ہے جس کا منشا یہ ہے کہ جسطرح پبلک خزانہ سے قبرستانوں کا انتظام ہوتا ہے اُسی طرح سمسان بھومی کا انتظام بھی پبلک کے دھن سے ہی کیا جاوے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہیں۔ کہ ولائیت انگلستان میں مردہ جلانے کی رسم اسقدر زور پکڑتی جاتی ہے۔ کہ اُس کے لیئے پبلک قبرستانوں کی طرح پبلک سمسان بھومیاں محفوظ کرنے کی ضرورت پڑی ہے۔ انجیل میں مردہ کو دفنانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ محمدی مذہب کی رو سے بھی مُردے کا دفنانا لازمی ہے۔ کیونکہ اگر جلا دیئے گئے تو حشر کے دن نرسنگھا سُن کر کون جاگے گا۔ کوئی زمانہ تھا۔ کہ بڑی بھاری سزا ایک انسان کو یہ دی جاتی تھی کہ اُس کا جسم جلا دیا جاتا تھا۔ اور محمدیوں میں اب تک جو خیال جاری ہے۔ چنانچہ سرحدی لڑائیوں میں سرکار انگلشیہ کی طرف سے بڑی بھاری سزا اِغی قوموں کے لیئے یہ تھی کہ اُن کے مُردے بجائے دفنانے کے جلائے گئے۔ لیکن آج یورپ کا رُخ پلٹا ہوا ہے۔ قانون قدرت کے روبرو تعصب مذہبی کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ کیا یہ ویدک اصولوں کی جیت نہیں ہے؟۔ اور کیا یہ امید بیجا ہے۔ کہ رفتہ رفتہ کُل ویدک اصول پنر جیوت ہوں گے۔ اور یورپ و امریکہ کو ویدک شکشا کے روبرو زبان حال سے سر جھکانا پڑے گا۔ دوسری بات جو کہ صاف

افغانستان میں لوگ ویدک شکشا کی بزرگی کو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ لیکن میں تو اصولوں کی جے چاہتا ہوں ان نوں کی جئے خواہ ہو یا نہ ہو

جہاں ویدک نیموں کا تِرسکار ہو وہ دیش ابھاگی ہے

بھارت دیش کے باشندے اپنی گری ہوئی

حالت کی شکایت کیا کرتے ہیں۔ لیکن اِس شکائیت کے موقع پر کیا انہیں کبھی یہ بھی سوجھا کہ اُس کا کارن کیا ہے؟۔ ہم لوگ دُنیا کی تمام دیگر طاقتوں کو دوش لگاتے ہوئے بھول جاتے ہیں کہ ہم جو کچھ بن رہے ہیں۔ اُس کے لیئے زیادہ تر ذمہ داری ہماری اپنی ہی ہے۔ امریکا میں کچھ مدت سے ویواہ کے بارے میں بڑی عمدہ تحریک ہو رہی ہے۔ میں کچھ عرصہ ہوا لکھ چکا ہوں۔ کہ اُس جگہ تندرست اور نیک خصلت آدمیوں کو ہی ویواہ کا ادھکار دینے کے لیئے قانون پاس کرانے کی تحریک ہو رہی ہے۔ اب خبر آئی ہے کہ امیریکا کی ایک ریاست میں اب قانون پاس بھی ہو گیا ہے۔ جس کے رو سے ایک ڈاکٹروں کی کمیٹی ہر ایک ویواہ کے امیدوار کا ملاحظہ کیا کرے گی اور جس شخص کو اُن کا سارٹیفکیٹ نہ ملے گا۔ اُس کو کوئی بھی ادھکار گرہستھ کے پوتر جیون میں داخل ہونے کا نہیں ہوا کریگا۔ پراچین آریہ لوگوں میں محض شریر کی نروگتا کا ہی سارٹیفکیٹ کافی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ آتمک پوترتا کی بھی دیکھنا ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ سماورتن سنسکار کا مطلب یہی تھا۔ کہ جب تک گورو آگیا نہ دے تب تک برہمچاری کو گرہستھ آشرم میں پرویش کرنے کا ادھکار نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن کال کی وچتر گتی ہے۔ جس دیش میں ان اصولوں پر عمل ایک عام بات تھی۔ وہاں تو آتمک اور

شاید پبلک میں گرہستھ آشرم کے لیئے اوہیتا نہیں سمجھی جاتی۔ اور جن دیشیوں میں وحشی بچھا کرتے تھے۔ وہاں پر ویدک مریادا قائم ہونے کا آرمبھ ہو رہا ہے۔

سو سیانیاں اِک مت

پنجابی کی کہاوت ہے کہ سو عقلمند اکٹھے کر دیو تو ان کا ایک مسئلے پر اتفاق رائے ہونا مشکل نہیں ہے۔ اسی وقت انڈین مرر کلکتہ میں یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ کہ اُس اخبار کے لائق ایڈیٹر نے بھی اِس دیش کی موجودہ خود غرضی کو ہی اس کے زوال کا باعث بیان کیا ہے۔ لاہور کے ٹریبیون نے بھی اپنے نئے ایڈیٹر کے آتے ہی اپنی ٹون بدل لی تھی اور ملک کے دیگر سنجیدہ سوچنے والے بھی مکاری اور خود غرضی کو دور کرنے کے لیئے اُپدیش دے رہے ہیں۔ جب بیچارا ایک ہی اردو کا غریب پرچہ یہ لکھنے کی جرات کرتا تھا۔ کہ ہمارے تعلیم یافتہ بھائیوں کی مکاری اور خود غرضی ہماری ترقی کے راستہ میں رکاوٹ ڈال رہی ہے تو سب چیخ اُٹھتے تھے۔ لیکن اب جب کہ انگریزی زبان میں وہی راگ الاپنا شروع ہو گیا ہے۔ تو کیا ہم بدستور سابق ہی ست پڑے رہیں گے مجھے امید ہے کہ رفتہ رفتہ ہر ایک تعلیم یافتہ بھائی اِس کمزوری کو محسوس کر کے اُس کے دفعیہ کی کوشش کرے گا

رام نگر ضلع گوجرانوالہ کا سالانہ جلسہ

۲۴-۲۵-۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو ہونا قرار پایا ہے آریہ بھائی۔ لیکچرار۔ اُپدیشک ضرور درشن دیں المشتہر۔ لچھمنداس منتری آریہ سماج رام نگر

میرا مقدمہ

جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں مقدمہ کے مفصل حالات دوران وایری مقدمہ میں لکھنا نامناسب سمجھ کر محض ضروری اطلاع دوں گا۔ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۱ کو مقدمہ کی دوسری پیشی ہوئی۔ مستغیث کی طرف سے علاوہ مسٹر پارگر صاحب ایڈووکیٹ کے مسٹر پیٹین صاحب ایڈووکیٹ بھی موجود تھے۔ اور ہر سہ ملزمان مع اپنے قانونی صلاح کاران رائیزادہ بھگت رام ایڈووکیٹ۔ اور پنڈت رام بھجدت لالزام کرشن پیڈران کے موجود تھے۔

مستغیث کی طرف سے دس گواہ اور پیش ہوئے۔ جن میں سے بعض پر جرح کی گئی۔ اور بعض کی جرح ملتوی کی گئی ۱/۲ ۴ بجے کارروائی بند ہوئی۔ دوسرے روز یعنی ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو پھر اسیطرح فریقین حاضر ہوئے۔ صرف فرق یہ تھا۔ کہ لالہ روشن لال صاحب بیرسٹر جو ۱۲ کو بوجہ کثرت کام کے ملزمان کی طرف سے حاضر نہیں ہو سکے تھے، آج شامل تھے۔ پہلے مستغیث کے ایک گواہ مسٹر جالسٹن صاحب پیش ہوئے۔ ۱۰ بجے بعد مستغیث پر جرح کا وقت آیا۔ اسپر مستغیث کے ایڈووکیٹ کی طرف سے عذر ہوا کہ اس مرحلہ پر جرح کی اجازت نہ ملنی چاہئے۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے عذر درج کر کے فیصلہ برخلاف مستغیث دیا۔ اور پنڈت گوپی ناتھ پر سوالات جرح شروع ہوئے۔ رائیزادہ بھگت رام صاحب جرح کرنیوالے تھے۔ پانچ بجے تک سوالات جرح ہوتے رہے اور ابھی تک ابتدائی معاملات ہی طے نہ ہونے پائے

پس مجبوراً کارروائی اسجگہ بند کرنی پڑی اور مستغیث اور دیگر گواہان مستغیث پر جرح کرنے کے لئے تاریخہائے ۴ و ۵ جون سنہ ۱۹۰۱ء مقرر پائیں۔ اُن تاریخہائے کا جو نتیجہ ہوگا وہ پھر ہدیہ ناظرین ہوگا۔

لالہ دیوی دیال صاحب کی اطلاع کے لئے

آپکا پہلا جوابی مضمون اسی پرچے میں دیا جا چکا ہے۔ اسکے بعد آپکا دوسرا مضمون آیا جسکی سرخی ہے "غلط۔ محض غلط"۔ گو آپنے مضمون لمبا کر دیا ہے۔ تاہم لب لباب اسکا یہ ہے کہ آپکی کوئی بات چیت درباہ زیر بحث کی نسبت لالہ دیوراج جی یا کسی دوسرے کنیا مہاودیالہ کے اوپکار سے نہیں ہوئی۔ نہ صرف یہی بلکہ آپ لکھتے ہیں کہ ایک ہی امر واقعہ کی نسبت آپ کو کسی دوسرے آدمی نے اطلاع نہیں دی۔ بلکہ کل مضمون آپکا طبعزاد ہے۔ قطع نظر اسکے کہ آپنے خود بخود آچاریہ کی پدوی لے لینے "اور گن کرم کی بناء پر ورن تجویز کرلینے" والے کا رُتبہ اختیار کر لینے کا الزام مجھپر طنزاً لگایا۔ اور اپنی شوخی طبع کا دوسری طرح مجھے نشانہ بنایا ہے۔ آپکا یہی اقبال کہ آپنے محض طبعزاد سوالونکا ایک آریہ پُرش اور آریا ستری کو شکار بنایا اس بات کے لئے کافی ہے۔ کہ اس سوال پر آپکا کوئی بھی خط آئندہ کے لئے درج نہ کیا جاوے۔ آپنے اپنے مضمون کے عقب میں ہی ایک کارڈ بھیجا ہے۔ جسمیں تاکید کی ہے کہ ضمیمہ لگاکر آپکا مضمون نکال دیا جاوے اگر آپنے یہ سمجھا ہے کہ پرچارک کے اصلی اغراض کو نظر انداز کر کے ہم اُسے محض آپ کی زباندانی

کی بابت کے اظہار کے لئے وقف کر دونگا تو آپ غلطی پر ہیں

کنیا مہاودیالیہ کا کوش پورن کرو!

ریاست کوٹہ (علاقہ راجپوتانہ) سے آئی ہوئی خبروں سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر گورودت جو کہ وہاں کے آریہ سماج کے روح رواں تھے۔ مقام رتنا سے تبدیل ہو کر پھر کوٹہ میں آگئے ہیں۔ ڈاکٹر جی کی دھرم پتنی شریمتی سمترا دیوی جی نے ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو اپنے گرہ میں ایک ہون یگیہ کرایا جسمیں ہی تقریباً ۵۰ آریہ بھائی اور آریا بہنیں اپستھت ہوگئیں۔ پرتھم سوستی واچن تتھا شانتی پاٹھ سہت ہون ہوا۔ پھر کچھ بھجن ہوکر شریمتی سمترا دیوی جی نے آئے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کا دہنیہ واد کیا۔ اور ستری شکشا کا مہتو ورنن کر بتلایا۔ کہ وہ اپنے گھر پر نیم پورو پاٹھ شالا ستھاپن کرتی ہیں۔ اور اُسیوقت "سبھی وبھاگ" سنایا۔ جوکہ تقریباً کنیا مہاودیالہ کی پاٹھ ودھی کے انوکول تھا۔ اُن کے بعد ڈاکٹر گورودت جی نے اسی وشیہ میں تقریر کی اور شیرنی تقسیم کر کے جلسہ برخاست کیا گیا اسی موقع پر یہ قرار پایا کہ ہر شکر دار کو ستری سماج ہی اسی ستھان میں لگا کرے جسمیں آنے کی موجودہ الوقت ستریوں نے پرتگیا کی۔ پریہ پاٹھک گن! یدی ابھی تک کنیا مہاودیالیہ نگر نگر اور گرام گرام میں پُتریوں کی اُتم شکشا کا پربندہ نہیں کرا سکا تو اسکا کارن یہ ہے کہ آپنے ودیالے کے کوش کی پورتی کی طرف دھیان نہیں دیا۔ یدی آپ اپنی گرہیوں کو واستوک آریہ گرہ بنانا چاہتے ہیں تو کنیا

اُپدیش

यस्मात्परं नापरमस्ति किंचिद्यस्मान्नाणीयो न ज्यायोऽस्ति कश्चित्। वृक्ष इव स्तब्धो दिवि तिष्ठत्येकस्तेनेदं पूर्णं पुरुषेण सर्वम्॥

مکتی کا سوروپ بیان میں آ چکا۔ اُس
سمبدر حقیقی کو حاصل کر کے
جیو آتما جو کچھ انوبھو کرتا ہے۔ اُس
کا بھی ورنن ہو چکا۔ رشیوں کی
شہادت مل گئی۔ پورن نشچے ہو گیا
کہ برہم دھام میں پہونچنا منشیہ کے
لئے ممکن ہے۔ لیکن پھر بالکل جیو آتما
کے اندر وہی پرشن اُٹھتا ہے۔
برہم کہاں ہے؟ اُس کو

کس جگہ ڈھونڈھیں؟

اُس کی عظمت کوشش کر سادہ دل
سمجھ لیتا ہے۔ کہ وہ بہت دور ہے
اسلئے حیران رہ جاتا ہے۔ سمجھ میں
نہیں آتا۔ کہ جب ہمالیہ کی بعض بعض
چوٹیوں تک بعض انسانوں کی
پہونچ نہیں ہو سکتی۔ تو پھر اُس برہم
تک۔ اُس بڑے سے بڑے جو دور سے دور
بتلایا جاتا ہے۔ کس طرح پہونچیں
اور ایسی حالت میں کمزور جیو آتما
ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیتا ہے!

پرنتو رشی اُس کو بالکل جواب دے بیٹھتا ہے
تب برہم کے اندر بڑی زبردست حرکت
پیدا ہوتی ہے۔ نراش جیو آتما بھی کچھ عرصہ
کے لئے وشیوں سے اُپرام سا ہو جاتا ہے۔ ناامیدی
محسوسات کے اندر جا کے اُسے ناقابل
بنا دیتی ہے۔ تب انتر مکھ ہو کر اُسے ایک
جلال نظر آتا ہے۔ اُسکو دیکھ کر حیران ہو جاتا
ہے۔ تب رشی ہاتھ پکڑ کر سادھان کرتے ہیں
اور کہتے ہیں "کیا تجھے نہ کہا تھا کہ مت گھبرا
پرماتما جہاں اپنی عظمت کے باعث دور سے
دور ہیں وہاں اپنی ویاپکتا کے باعث نزدیک
سے نزدیک ہیں" پھر ہو روم روم میں رم
رہے ہیں۔ جیو آتما کے اندر نواس کرتے
ہیں۔ پس گنگا اور کاشی میں اُسے ڈھونڈنے
کی ضرورت نہیں۔ مکہ اور مسجد کی طرف
سے ملنے کے لئے ضرورت نہیں۔ گرجا اور
مندر اُسکی تلاش میں جانیکی ضرورت نہیں وہ
نزدیک سے نزدیک ہے۔ اُس سے نزدیک تر ہمارا
سمبندھی کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن محض نزدیک
ہونے ہی سے تو مشکل حل نہیں ہو جاتی۔ وہ
سوکشم سے بھی سوکشم ہے۔ اُس کی ماہیت
کو سمجھنا انسان کے لئے کب ممکن ہے۔ پھر
نزدیکی سے ہی کیا فائدہ ہوا؟ جب ہم اُسے
دیکھ نہیں سکتے۔ جب ہم اُسے دیگر اندریوں
سے محسوس نہیں کر سکتے۔ تو اُس کی نزدیکی
سے ہمیں فائدہ کیا پہونچا۔ اس قسم کے شکوک
جب من کو گھیر لیتے ہیں تب رشی پھر گھبرائے ہوئے کا
ہاتھ پکڑ کر اُسے پرماتما کی مہانتا کو درشاتے
ہیں۔ تب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ جہاں سوکشم
سے سوکشم ہے وہاں بڑے سے بھی بڑا وہی ہے
اُس کی عظمت کی کوئی حد نہیں۔ چاند اور سورج
تارا گن اور نکشتر۔ وایو منڈل اور اگنی۔ پہاڑ
اور جنگل ایک ایک اُسی پرماتما کی بزرگی اور

عظمت کی [illegible] ہے
باوجود اسقدر پھیلا ہونے کے بھی وہ پرمیشور
برہمانڈ میں ویاپک مضبوط درخت کی طرح
نشچل ہے۔ وہ سارے جہان کو چلا رہا ہے لیکن
اُسے کوئی بھی چلایمان نہیں کر سکتا۔ وہی پربھو
چاروں طرف بھرپور ہو رہا ہے۔ وہ ایک ہی ہے
کوئی اُسکا حصہ دار نہیں مددگار نہیں۔ سارا
برہمانڈ اُسیکی ستّا سے پورن ہو رہا ہے۔ اسلئے

ततो यदुत्तरतरं तदरूपमनामयम्। य एतद्विदुरमृतास्ते भवन्त्यथेतरे दुःखमेवापियन्ति॥

(جس محسوس کئے جانیکے لائق جہان) سے پرے
پرے ہے وہ اور شبد (اندریوں سے معلوم ہونیکے
لائق) اور دکھ رہت ہے۔ جو اُسکو جانتے ہیں
وے امر ہو جاتے ہیں۔ اور دیگر جو اُسے نہیں
جانتے) بالتحقیق دکھ کو ہی حاصل کرتے ہیں۔ پرمیشور
کی نزدیکی حاصل کرنا اسلئے ہر ایک انسان کا فرض ہے
رشیوں کا سدھانت ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔ اور وید
کا بھی یہی اُپدیش ہے۔ ہر ایک انسان کا یہی فرض
ہے۔ کہ مکتی کو حاصل کرے۔ دکھوں سے نجات حاصل کرے
یہیں کوئی بھی انسان یہ کہہ کر پیچھا نہیں چھڑا سکتا
کہ اُسے مکتی کی ضرورت نہیں۔ جسطرح مہذب ملکوں
میں اسلئے تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک
انسان قانون ملک سے واقفیت حاصل کرکے اور بھی
شُبھ برتاؤ کی خوبیوں کو جانکر منشیہ سماج کے لئے
مفید بن جاوے۔ اسیطرح ہر ایک انسان کا فرض ہے
کہ وہ لازمی طور پر پرمیشور پراپتی کے سادھنوں
کو عمل میں لاوے۔ کیونکہ جب منشیہ سماج کے اندر اس
کرتا ہے۔ تو جب تک ایک ایک انسان مکتی کے سادھنوں
میں تتپر نہ ہو جاوے۔ تب تک سنسار کے اندر

ایڈیٹوریل نوٹس

شُدھ سوروپ کے درشن کیلئے سویم شُدھ بنو

پرماتما کے درشن کی کس پر ودھ کے اندر ابھلاشا نہیں؟ یہی آستک لوگ دیا سے پرم پُرش کی پراپتی کیلئے دن رات یتن میں لگے ہوئے ہیں۔ تو کیا ناستک لوگوں کی منوکامنا یہ نہیں ہے کہ "نیچر" اپنے اوپر کا پردہ اوتار کر انہیں اپنے اصلی روپ میں درشن دیوے۔ نام کی تبدیلی سے کسی ہستی کے وجود میں فرق نہیں آسکتا۔ خواہ کوئی نام رکھو۔ لیکن اس میں سندیہہ نہیں ہے۔ کہ کسی مہان شکتی کے درشنوں کی ابھلاشا ہر ایک من کے اندر لگی ہوئی ہے؟ لیکن تعجب یہ ہے۔ کہ اسقدر ابھلاشیوں میں سے درشن کسی کسی کو ہی ہوتے ہیں۔ باقی سب کے سب ہاتھ مل مل کر پچھتا رہے ہیں۔ یہ کیوں؟ دیکھتے نہیں ہو کہ جس مہان شکتی۔ جس پرم پُرش کے تم درشن کرنا چاہتے ہو۔ وہ شُدھ سوروپ ہے۔ اُس کے اندر ناپاکی کا نام و نشان نہیں۔ اور اپنے اندر ذرا ایک نظر ڈال کر دیکھو کس قدر ناپاکیوں سے پُر یہ پردہ ہے۔ محض جسم کے دھونے سے کیا فائدہ جب اندر ناپاکیوں کی تہ پر تہ جمی ہوئی ہے۔ جھوٹھ اور دغابازی۔ مکاری اور ریاکاری کے تعفن سے جب اندر سڑ رہا تو پرماتما کی نزدیکی کی ہوس کیسی بے بنیاد ہے۔ پاٹھک گن! جسم سے شروع ہو کر اندریوں کی شُدھی کرتے ہوئے من کو پاک کرو۔ تاکہ تمہارا آتما خود پاک ہو کر شُدھ سوروپ کے درشن کا ادھکاری بن سکے۔

محض دوسرے کو خراب کرنے کیلئے پرشن مت کرو

میرے پاس روز اس قسم کے پرشن آتے ہیں۔ جن سے مراد محض کسی خاص آدمی کو پبلک کی نظروں میں حقیر بنانے کی ہوتی ہے۔ اور لطف یہ کہ پرشن کرتا اُس کیساتھ نہ تو اپنا سدھانت ہی بتلاتے ہیں۔ اور نہ ہی خود اُن کمزوریوں سے بری ہوتے ہیں۔ جن کی نسبت کہ وہ خود اعتراضات اُٹھاتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ایسے پرشنوں سے کیا فائدہ ہے؟ اس سے پیشتر آریہ بھائی عموماً آریہ سماج کے سدھانتوں کے وشے میں اپنی شنکا نورتی کرنے کے لئے پرشن بھیجا کرتے تھے لیکن اس وقت محض اس قسم کے پرشن پوچھے جاتے ہیں۔ جن سے کہ دوسرے انسانوں کی ہتک کرنا ہی مدنظر ہوتی ہے۔ اگر کسی شخص کے کسی خاص آچرن کو وہ بد بُرا خیال کیا جاتا ہے۔ تو بہتر طریقہ یہ ہے۔ کہ اُس امر واقع کو جلسوں کا تسلیم پبلک کے روبرو پیش کرکے پرمان اور یکتی دوارا اُسے اسدھ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے سچا ویدک سدھانت بتلایا جاوے۔ میں اپنے نامہ نگاروں کو صاف الفاظ میں مطلع کرتا ہوں کہ اگر اُن کے پرشن میرے بتلائے ہوئے قواعد کے برخلاف ہوں گے۔ تو اُن کو پرچارک کے کالموں میں جگہ نہیں ملے گی۔

شت پتھ براہمن کی چھپائی پھر نہ ڈھیلی پڑ جائے

مینیجر ویدک یینترالیہ کے پتر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب تک شت پتھ براہمن کی خریداری کے لئے بہت کم درخواستیں آئی ہیں۔ کیا ۵ روپیہ کی کتاب کے دو سو خریدار بھی آریہ سماج میں نہ نکلیں گے۔ اگر مختلف رپورٹیں درست ہیں تو آریہ ورت کے اندر چھ سات سو سے کم آریہ سماج نہیں ہیں۔ اگر ان میں سے چار سو ہی جیتی جاگتی حالت میں فرض سمجھیں جو کہ ایک معقول قیاس ہے۔ تو چار سو درخواستوں پہونچنا کچھ مشکل نہ تھا۔ میں آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کی خاص توجہ اس طرف کھینچتا ہوں اور آریہ سماجوں کے منتری مہاشیوں سے نویدن کرتا ہوں کہ بہت جلد ایک ایک جلد کی خریداری کی درخواست مینیجر ویدک یینترالیہ کے پاس بھیج دیں تاکہ ویدک یینترالیہ کی پربندھ کرتری سبھا کے پاس اس ضروری گرنتھ کے چھاپنے کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔

اب کچھ عملی کارروائی کیجئے

میرے ناظرین مراسلے کالموں میں آج پھر لالہ دیودیال اور لالہ رلا رام جی کے مضامین دربارہ ورن ویوستھا ملاحظہ کریں گے۔ لالہ دیودیال جی نے تو محض لفظی بحث چھیڑ دی ہے۔ جس پر ساتھ ساتھ نوٹ دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے ناظرین کو کافی ثبوت مل گیا ہے۔ کہ لالہ دیودیال جی بحث میں بند ہونے والے نہیں ہیں۔ اور اگر یہ مضمون صرف اسی غرض سے بھیجا گیا تھا۔ تو صاحب مضمون کا مطلب پورا ہو گیا۔ اور اب یہ لفظی بحث بند ہونی چاہئے۔ لالہ رلا رام جی نے برخلاف اسکے اپنے خیال میں مزید سوالات کئے ہیں۔ لیکن اگر وہ کسیقدر صبر کرتے تو شاید اُن سب کا جواب اُنہیں ۱۷۔ مئی ۱۹۱۵ء کے پرچارک سے مل جاتا گو ان سوالوں کے جواب میں دے چکا ہوں۔ تاہم اس خیال سے کہ مبادا غلط فہمی واقع ہو میں نے انہیں جواب کو یہاں دوسرے الفاظ میں دوہرا دیا ہے۔ لالہ رلا رام جی کے سوالات میں کچھ نئے نہیں ہیں پُرانے سوالات کو ہی نیا جامہ پہنایا گیا ہے۔ میری رائے میں اس ودواد کی نسبت جو غلط فہمیاں پھیل رہی تھیں وہ تقریباً اس بحث میں دور ہو گئی ہونگی اور اب جبکہ اصولوں میں میرا اور آریہ سماج کے منتظم بزرگوں کا اختلاف نہیں ہے تو مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ لفظی بحث کو بند کیا جاوے تاکہ زبانی جمع خرچ سے آگے چل کر عملی طور پر کچھ کارروائی کی جاوے۔

اب تک میں نے کیوں نہ کچھ کیا

یہ سوال مجھ سے بعض بھائیوں نے پوچھا کہ اب تک میں نے کیوں ورن ویوستھاپک سبھا کے قائم کرنے کی کوشش نہ کی۔ جن بھائیوں کو ستیہ دھرم پرچارک کے باقاعدہ پڑھنے کی عادت ہے۔ اُن کو معلوم ہے۔ کہ اس وشے پر جب میں نے پہلے پہل مضامین لکھنے شروع کئے تھے (جن کو میں نے بار دیگر سال گذشتہ کے خاتمہ پر چھپوا دیا تھا) تو اُن کے بعد امرتسر آریہ سماج کے جلسہ منعقدہ ۱۸۹۴ء پر کنفرنس میں یہی مضمون پیش ہوا تھا۔ میں نے اُس جگہ جب ورن ویوستھا کے باقاعدہ قائم کرنے پر زور دیا تو جس طرح چند بعض آریہ بھائیوں نے اس سوال کو ٹالا۔ وہ اسوقت کے حاضرین پر بخوبی روشن ہو گیا تھا۔ اُس کے بعد لاہور آریہ سماج کے وارشکوتسب پر یہی سوال پیش ہوا۔ لیکن افسوس کہ جہاں عمر رسیدہ اور خاندانوں کے سرپرست بزرگواروں نے بحث میں حصہ نہ لیا۔ وہاں نوجوانوں نے باقاعدہ کام کرنے کی ہی مخالفت کی۔ قانون سے مدد لینا پاپ بتلایا۔ اور دیگر کئی ایسے ناتجربہ کاری کے خیالات ظاہر کئے کہ معاملہ آگے نہ چلا۔ اس کے بعد مجھے آریہ سماج کے خاص خاص ایسے کاموں میں مشغول ہونا پڑا۔ کہ اُن کے باعث ورن ویوستھا کے سدھار کے سوال کی جانب اپنی توجہ ہی کم پھیرنی پڑی۔ لیکن مدت کی مصروفیت کے بعد اتفاقاً یہ سوال عملی صورت میں میرے سامنے آیا۔ اسوقت اپنے لئے اس کا حل ضروری ہوا تب مزید غور پر یقین ہوا کہ اگر ذات پات کے بندھنوں کو توڑنے کے راستہ میں کوئی قانونی رکاوٹ ہے ہی تو وہ کب دور ہوگی جب تک کہ ہم گورنمنٹ وقت کو یہ یقین نہ دلاویں۔ کہ ہم سب نیک نیتی سے گو... کہ رسم شوبھاوکی ہو گیا ہے وواہ کرنا اپنا دھرم اور اس کے برخلاف عمل کرنا پاپ یا ادھرم سمجھتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر تبدیلی میرے خیالات میں رشی دیانند کی تصانیف کو مزید احتیاط سے پڑھکر ہوئی۔ کیونکہ رشی کرت گرنتھوں کے سنجیدہ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ موجودہ وواہ سنبندھ دھرم سے بہت ہی گرے ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت چونکہ میری حالت ایسی نہیں ہے۔ کہ سوسائٹی کے انتظامی کاموں میں دخل دیکھوں۔ اسلئے اُن بھائیوں کا جو کہ انتظام کے کاموں میں مصروف ہیں۔ فرض ہے۔ کہ ورن ویوستھاپک سبھا میں قائم کرکے اس ضروری اصلاح کے راستہ میں سے کم از کم ایک رکاوٹ کو تو دور کر دیں۔

ریویو

رپورٹ سالانہ کارروائی یتیم خانہ آریہ سماج بریلی بابت سال ۱۹۰۰ و ۱۹۰۱ء

بریلی کا یتیم خانہ ۱۸۹۸ء میں آریہ سماج کی کوششوں سے قائم کیا گیا تھا۔ پہلے محض آریہ سماج کے ممبر انتظام کرتے رہے۔ اب گورنراں و ممبران میں شہر کے کئی غیر آریہ رؤسا بھی شامل ہیں۔ اس یتیم خانہ میں اس وقت کُل تعداد یتیموں کی ۱۵۲ ہے ان میں سے ۹۰ لڑکیاں ہیں اور ۶۲ لڑکے ان میں سے ۷۷ وہ ہیں جو ایام قحط میں قحط کمیٹیوں نے یتیم خانہ میں داخل کرائے۔ جن کی طرف سے کچھ مدد ماہواری بھی ملتی ہے گورنمنٹ کی طرف سے ہر ایک یتیم کے لئے دو روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ لیکن جو یتیم کہ حکام ضلع بھیجیں اُن کے لئے فی کس ... ماہوار گورنمنٹ سے ملتے ہیں۔ لڑکیوں کے لئے مکان اپنا طیار ہو گیا ہے۔ لڑکوں کا مکان کمی فنڈ کی وجہ سے اب تک نہیں بنا انتظام پر نسبتاً خرچ کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ سکرٹری اور گورنران کے دفتروں کے لئے علیحدہ علیحدہ کلرک و چپراسی کا رکھنا کسی قدر فضول خرچی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ خوراک۔ پوشاک وغیرہ کا انتظام رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ معقول ہے لیکن مستقل فنڈ کی یہاں بھی ضرورت جتلائی گئی ہے۔ بلحاظ اُن دقتوں کے جن کا سامنا ایسے انسٹیٹیوشنوں کے چلانے والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ انتظام اچھا ہے۔ ایک تجویز اس یتیم خانہ کی نسبت ایسی ہے۔ جو

سمجھ میں نہیں آئی۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے۔ وہ صحیح ہے تو مجھے حیرت میں ڈالنے والی ہے۔ رئیس کھیری نے دو سو روپیہ عطیہ بھیجتے ہوئے خواہش ظاہر کی ہے۔ ایک علیحدہ فنڈ قایم کیا جاوے۔ جس سے معزز یتیموں کی رہائیش کا انتظام کیا جاوے۔ معزز یتیم سے مُراد کیا ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر اعزاز بلحاظ ذات سمجھا جاوے تو براہمن سب سے زیادہ معزز سمجھے جاویں گے۔ لیکن بلحاظ طرز معاشرت شاید ایک کایستھ کے لڑکے کو زیادہ تر خاص آسائشوں کی ضرورت ہوگی۔ بمقابلہ ایک براہمن کے لڑکے کے۔ میری رائے میں یتیموں کی پرورش میں ایک کی دوسرے سے تمیز کرنا ایسی انسٹیٹیوشن کی خرابی کا باعث ہوگا۔ اسلئے اس یتیم خانہ کے کارکنوں کو بڑے احتیاط سے قدم آگے رکھنے چاہئیں

آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کا ماسک سرکلر اور سماچار پتر۔ اس پتر کے متعلق اسی پرچے میں مہاشے آتما رام جی اُپدیشک آریہ پرتی ندہی پنجاب انچارج ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ نے مفصل حالات درج کر دئیے ہیں۔ اسلئے مجھے کسی خاص رائے کے درج کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ خط و کتابت اس کے متعلق بنام مہاشے ایس چند جی اُپ منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب ہونی چاہئے۔ آریہ سماجوں کے لئے قیمت سالانہ ۱۲ درج ہے۔ لیکن سرو سادھارن کے لئے قیمت کا کچھ ذکر درج نہیں ہے۔ جو آیندہ نسریں ہونا چاہئے۔

کلپ ترو سنچیک۔ پرتھم بھاگ دیوناگری اکشروں میں۔ مصنف بابو رگھو نندن پرساد گپت۔ ویدیہ ایلی تل داناپور ضلع پٹنہ۔ اس گرنتھ میں برہمچریہ کی آوشیکتا خلاف کرآرودگیہ تا کے نیم درج کئے گئے ہیں۔ مصنف کی عمر بقول اُس کے اُنہیں برسوں کی ہے۔ تاہم نصیحتیں گرہستیوں کے لئے بھی عمدہ دی ہیں۔ بلحاظ ضخامت و چھپائی وغیرہ کے قیمت ۱۲ کسی قدر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ درخواست خریداری مصنف کے نام بھیجئے۔

سوامی الکھن چند جی نے اپنے برندابن کے شانتی آشرم سے دو ٹریکٹ ریویو کے لئے بھیجے ہیں۔ اس سلسلہ کا نام اُپدیش پتر ہے۔ نمبر ۱ میں پاپ اور پُن کا نروپن ہے نمبر ۲ میں بال اَتِشا کے متعلق ہدایتیں ہیں گو خیالات میں میرا سوامی صاحب سے اختلاف ہو۔ کیونکہ اس وقت مجھے اُن کے خیالات کا صحیح حال معلوم نہیں۔ تاہم ان ٹریکٹوں کے لئے میں اُنہیں مبارکباد کہتا ہوں۔ البتہ صرف اسقدر ہے۔ کہ جب ان کے مضمون کا بہت سا حصہ سوامی دیانند جی کے گرنتھوں سے لیا گیا ہے۔ تو ایسا اقبال بھی ٹریکٹوں کے اندر ہی کرنا چاہئے تھا۔ بہر صورت یہ ٹریکٹ (جن کی قیمت فی جلد ایک پیسہ بہت ہی قلیل ہے) اپنے طرز پر پڑھنے والوں کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ گو سادھارن دہرم کے نیم بھی ٹریکٹ میں دئے گئے ہیں جو مجھے مہمل معلوم دیتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ سوامی صاحب نے براہمو سماج کا بھی انہیں میں ایک طرح سے کھنڈن کیا ہے تاہم میں اس بحث میں پڑکر اُس کام کی وقعت کم نہیں کرنا چاہتا۔ جو کہ سوامی صاحب کر سکیں گے۔ اگر ایسے ٹریکٹ چھپوا تے ہوئے اُن میں کسی خاص شخص (مثلاً خود) سے رجوع لانے کی ہدایت نہ کریں۔

کنیا ناتھ آلئے جلندھر

ڈاکٹر ہری چند صاحب ڈوالہ سیالکوٹ سے کنیا ناتھ آلئے کے لئے جمع کرکے ۱۰ بھیجتے ہیں۔ اُس کے ساتھ ۲ منی آرڈر فیس جمع کرکے کل ۱۲ جمع ہوئے تھے۔

کھوسٹ (بلوچستان) سے لالہ ہنس راج صاحب مبلغ چار روپیہ حسب ذیل جمع کرکے اناتھ آلئے کے لئے بھیجتے ہیں۔ بابو کیول رام بابو بھگت رام۔ بابو دہرم سنگھ۔ مستری حسن محمد ایک ایک روپیہ اور بابو حاکم شاہ۔ ہنس راج و لال چند ۸ فی کس کل ۴ جس میں سے ۲ منی آرڈر کمیشن کاٹے گئے۔

سیالکوٹ سے مہاشے لبھو رام جی لکھتے ہیں کہ پہلے ۵ روپیہ بامداد کنیا ناتھ آلئے جلندھر بھیجے ہیں نے اتنے ہی اور بھیجنے کی پرتگیا کی تھی۔ جو پرت پتی پرمیشور پرماتما کی کرپا سے پورن ہوئی۔ چنانچہ اب ۵ روپیہ ارسال کر نویدن ہے۔ کہ یدپی میں کوئی وشیش پرتگیا نہیں کرتا۔ تدا پی سادھارن ریتی سے ابھلاشا پرگٹ کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک بن پڑا اس وشے میں ہر سے یتھا شکت پریتن کرنے میں سدا نہیں تو کچھ کال تک تو اوشیہ ہی اردیت رہونگا۔ ایسے بعد مع کی فہرست چندہ بھیجی ہے۔ جو عدم گنجائش کے باعث درج نہیں ہو سکی

لالہ لبھو رام لودہیانہ سے لکھتے ہیں۔ **آپ کے اخبار** مطبوعہ ۱۰۔ مئی سنہ ۱۹۰۱ء میں (جو فہرست چندہ دہندگان کنیا ناتھ آلہ

لودھیانہ سماج کی طرف سے شائع ہوئی ہے اُس میں چند ایک غلطیاں چھپنے میں ہوئی ہیں جو مندرجہ ذیل درست کرکے روانہ خدمت کرتا ہوں۔ کرپا کرکے آئیندہ اخبار میں چھاپ کر مشکور فرماویں۔ تاکہ غلط فہمی رفع ہو جاوے اول بجائے بابو بھولا سنگھ جی کلرک عہ کے بابو بھوندر سنگھ جی کلرک عہ ہونا چاہیئے۔ دوم بجائے لالہ رام چند بزاز ۸ر کے لالہ امر چند بزاز ۸ر ہونا چاہیئے۔ سوم بابو منشی رام جی اوورسیر کرنال بتقریب پرویش مکان سے شادی کی خوشی ہیں خود جالندھر دے آئے ۵ کے بجائے بابو منشی رام جی صاحب اوورسیر کرنال مبلغ عہ نقد حسب ذیل۔ بتقریب پرویش مکان خود سے بتقریب شادی) خود علاوہ ان دس عہ روپیہ کے جو خود اُنہوں نے براہ راست منیجر صاحب کنیا اناتھ آلئے کو روانہ کیے۔ مبلغ عہ دس روپیہ اور ۵ دان کیے ہونا چاہیئے (۴) لالہ کنور سین ورما میڈیکل سٹوڈنٹ عہ کے بجائے۔ لالہ کنور سین ورما ایف اے سٹوڈنٹ مشن کالج لاہور عہ ہونا چاہیئے۔ (۵) لالہ ولائتی رام کیرا قیمت ۱۰ر کے بجائے لالہ ولائتی رام سیرا ۱۰ر ہونا چاہیئے۔ (۶) دیگر یدراس یتیم بابت قیمت قلمی ۹ر جو غلطی سے چھپنے سے رہ گئے

نوٹس۔ سب سجن پُرشوں کو واضح ہو کہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور آریہ سماج مندر وچھووالی میں عرصہ چار پانچ سال سے پنجاب ویدک پستکالہ کھولا ہوا ہے۔ جو کہ روز صبح ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام کو ۵ بجے سے ۸ بجے تک کھلتا ہے۔ ساتھ ہی ہر روز ریڈنگ روم کھلتا ہے۔ بہت سی اخباریں اور رسالے میز پر موجود رہتے ہیں۔ پستکالہ کی فہرست اُردو انگریزی اور سنسکرت تینوں زبانوں میں تیار ہے قیمت ۲ر جو پتہ ذیل سے مل سکتی ہے۔

آریہ سماجک خبریں

سرینگر (کشمیر) میں ڈاکٹر چرنجیو سنگھ جی کے پُتر کا نام کرن سنسکار ۶ - مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو ویدوکت ہوا۔ حاضرین کا مٹھائی سے ستکار کیا

میلسی ضلع ملتان آریہ سماج بارونق ہے ۲۸ - اپریل کو مہاشے جگن ناتھ جی منتری کے پُتر ذیل کے تینوں سنسکار چوڑاکرم۔ کرن بیدھ اور اپنین اکٹھے ہوئے۔ ایک روپیہ اُپدیشک پاٹھ شالا اور عہ کنیا مہاودیالہ کے لئے بطور وظیفہ کسی اناتھ کنیا کے لئے ایک روپیہ کے حساب سے بارہ ماہ کے لئے دان دئے۔ پنڈت برجناتھ جی کی کوشش سے یہاں پر ایک بھائی جی کنیا مہاودیالہ کے لئے ایک معقول پرتگیا کرنے والے ہیں۔ میلسی سے چھ کوس قصبہ فتح پور میں ایک اروڑہ خاندان میں ایک آکشت دوہا کی شادی ہوئی ہے۔ گو براہمنوں نے شور بہت سا مچایا۔ مگر کچھ نہ بگاڑ سکے۔

ہروان آریہ سماج کے ممبروں نے بباعث اپنا نہ ہونے مکان سماج کے نہایت سخت تکالیف برداشت کیں۔ آخرش سماج مندر کے لئے پنجاب کی سماجوں میں امداد کی درخواست بھیجی پر ایبٹ آباد سے صہ اور نوشہرہ سے عہ کی امدادی رقم آئی۔ ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء میں چند سبھاسدان سماج کا ڈیپوٹیشن پشاور میں گیا۔ جہاں پر لالہ سول چند جی وکیل منتری اور لالہ شیو رام جی اُپ منتری کی کوشش سے ۱۲ر مع چندہ نقد اور لعہ وعدہ ہوا سماج ہذا مفصلہ ذیل اصحاب - لالہ سولچند لالہ شیورام۔ ڈاکٹر کانشی رام۔ لالہ چھجو رام

لالہ حاکم رائے۔ لالہ سُرجن مل۔ بادہ گوپال اس کے جنہوں نے چندہ اکٹھا کرنے میں تکلیف اُٹھا کر سماج کی حوصلہ افزائی کی دھنیہ واد دیتا ہے۔

(باسوا فہرست درج کرنے کی گنجائش نہیں ایڈیٹر)

پرچارک ۱۰ - مئی میں جو کہ بعنوان خبر کے گنگوہ کی خبر میں پنڈت مکند رام جی کا پرچار اور حکیم منگل سین کا اپنے اعتراضوں کے جواب سُنے بغیر چلے جانا چھپ چکا ہے۔ اصل میں پنڈت کرپا رام جی نے پرچار کیا پنڈت مکند رام جی غلطی سے چھپ گیا ہے اور حکیم منگل سین نے دوسرے روز اپنے اعتراضوں کے جواب آن کر سُنے۔ اور لاجواب ہو کر وقت مقررہ سے پیشتر ہی چل دئے۔ اور اس سماج کی طرف سے جو کتاب آئینہ بھاگوت کا مفت دیا جانا چھپ چکا ہے۔ وہ غلط ہے۔ عام کو نہیں دی جاوے گی یہ رعائیت صرف سماجوں کے لئے ہے۔

موضع بل پڑی ضلع جہلم میں پنڈت ہررام سنگھ جی اُپدیشک نے ۷ - ۸ و ۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو ویدک دھرم سدھانتوں پر لیکچر دئے۔ جس کے اثر سے یہاں نیا سماج قائم ہوگیا۔ ادھکاریاں بتفصیل ذیل منتخب ہوئے۔

لالہ گیان چند جی پردھان۔ پنڈت شیو رام جی منتری۔ سردار نرنجن سنگھ جی کوشادھیکش لالہ شنکر داس جی پستکادھیکش۔ و لالہ رام چند جی۔ لالہ ہیرا نند جی۔ لالہ نانک چند جی سردار جے سنگھ جی ممبران۔

مہاشہ کشن سنگھ جی منتری آریہ سماج چوہڑکانہ لکھتے ہیں "آریہ سماج چوہڑکانہ ہانیہ ور لالہ جگناتھ جی ذیلدار۔ پردھان آریہ سماج چوہڑکانہ کی تبدیلی پر نہایت

افسوس ظاہر کر رہی ہے۔ یہ بڑے ہی اُتساہی پُرش تھے۔ اور جوہڑ کانہ میں قابُنی سماج صرف انہیں کے پُرشارتھ کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے تن من دہن سے سبھا کیتا دینے میں کسی طرح سے دریغ نہیں کیا۔ اور جب کبھی کوئی اپیل سماچک اخبار میں گُروکل یا کنیا اناتھ آلہ وغیرہ فنڈوں کے واسطے ہوتی تھی پڑھتے ہی فوراً کمر باندھ کر چندہ اکٹھا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اور جسقدر وعدہ کرتے تھے جہاں تک ممکن ہو جلدی پورا کر کے ارسال فرماتے تھے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جسقدر پریم سے انہوں نے چندہ اکٹھا کر کے سماچک فنڈوں میں بھیجا ہے۔ شاید ہی کسی نے بھیجا ہوگا۔ سماج کے کام کو وہ دیگر کاموں سے ضروری سمجھتے تھے اُن کے پریم اور اُتساہ کی بابت کہاں تک ورنن کروں۔ قلم میں طاقت نہیں کہ جس کے بوقت روانگی۔ ہم لوگوں کو بہت کچھ نصیحت کر گئے ہیں۔ کہ دیکھنا سماج کی حالت کمزور نہ ہو جائے۔ خوب دل لگا کر کام کرنا۔ اُن کا ایک ایک لفظ دل کو چھید رہا تھا۔ اور ہر ایک آریہ بھائی کا چہرہ رنج مفارقت سے پژمردہ تھا۔

آریہ سماج چکروتہ کے ادہکاریوں

کا آگامی سال کے لئے تاریخ ۵ مئی ۱۹۰۱ء کو بذریعہ چناؤ جو نیچے لکھے ہوئے سبھاسد اور ادہکاری نیت کئے گئے۔

بخشی گرمتی پرساد جی ... پردہان

بابو بچھی سنگھ جی ... اُپ پردہان

بابو رام چند جی ... منتری

پنڈت کیشو چندر شرما ... اُپ منتری

پنڈت ... رام ... کوش ادہکیش

پنڈت چنڈی پرساد ... پنشکا دہکیش

متفرق

مرض احتلام کا علاج

سب سے اول سبب کو دریافت کر کے دور کرنا مقدم ہے۔ نیز فسانہ ہائے عشق انگیز و دوستان بدچلن سے گریز امر فرض ہے بلکہ کرکٹ۔ ورزش کا عادی ہونا۔ طبیعت کو خوش کرنا۔ تفریح طبع کرنا۔ رنج و فکر سے باز رہنا۔ آٹھ گھنٹہ سے زیادہ نہ سونا دست خلاصہ رکھنا۔ رات کو سوتے وقت گرم دودھ پینا مناسب ہے۔ نسخہ یہ ہے

Tincture Ferri Perchloride m XV

Infusion quassia ℥ I

make one dose

such dose 3 times a day

one hour after

چونکہ اس دوا سے قدرے قبض ہوتا ہے اسلئے ہر روز چار میل تک پاپیادہ سیر کرنا یا نرم ورزش کرنا مناسب ہے۔ اگر سخت قبض ہو جاوے تو لگا ہے گاہے ایک اونس کسٹرائیل یعنی رنڈی کا تیل گرم دودھ میں ملا کر پیویں جس سے ایک دو دست ہو جاوینگے۔ اور اس سے پاخانہ کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ جس کی کچھ فکر نہ کرنا چاہئے۔ پندرہ دن تک استعمال کر کے ۲ یا ۳ دن وقفہ دیکر پھر شروع کریں اور اسی طرح ہر پندرہ دن کے بعد دو یا تین دن کا وقفہ کر دیا کریں۔ ٹنکچر ... ۲۰ قطرے ہمیشہ رات کو سوتے وقت ایک اونس یعنی ½ چھٹانک ٹھنڈے پانی میں ملا کر پیا کریں۔ اور زیادہ حالات دریافت کرنے کے واسطے وہ بندہ سے خط و کتابت کر سکتا ہے۔

راقم ہیرا سنگھ ہومیوپیتھی سکنڈ گوٹہ ملٹری اسپیشل اسسٹنٹ۔ ۴۴ گورکھا رائفلز۔ چھاونی کوہیما ملک آسام

نسیان کے نسخہ کا طالب

کرپا کر کے کوئی مہاشہ مجھے مرض نسیان کا نسخہ یا دوائی تحریر فرما دیں۔ میری عمر ۳۱ سال سے کم ہے۔ اور صحت بھی قریباً اچھی ہے۔ یہ مرض ۱ ماہ سے ترقی پذیر ہے۔ پہلے میرا حافظہ بڑی تھا۔ اگر زیادہ حال دریافت کرنا ہو تو کرپا کر کے بذریعہ خط تکلیف اُٹھائیں۔ یہ خرچ دوگنا بندہ فوراً اُس صاحب کو ادا کر دیگا

نسخہ کا امیدوار

ٹھاکر سنگھ پرکاش ڈ ڈائرکٹ کیشن ۱ صوبیدار پلٹن نمبر ۲۸ فیروزپور۔

اطلاع

اس ہفتہ نمبر ۸۰۰ تک کے خریداران اخبار کی سیوا میں چندہ کے ویلیو پے ایبل روانہ ہو چکے ہیں آیندہ ہفتہ ۸۰۱ لغایت نمبر ۱۰۰۰ دو سو خریداران کی سیوا میں ویلیو پے ایبل چندہ ارسال ہونگے

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہے

مہاشہ جیدیو شرما منتری آریہ سماج نجیب آباد - آپ کا پتر اخبار میں دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہے - سیدہا شرمیان منتری آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کی سیوا میں بہیج دیا ہے۔ **ایڈیٹر**

شرما ہانسوی - آپ نے جو پرشن کئے تہے - اُن سب کا جواب میں دیگر خطوط کے جواب میں چہاپ چکا ہوں وہاں سے دیکھ لیجئے۔ ہر ایک مضمون کو ان کالموں میں جگہ ملتی ہے - اسبہیہ لیکھ کو نہیں - **ایڈیٹر**

بابو رگہونندن پرساد (لکھنؤ)

اوستہی پدکی پڑتال میں کرچکا ہوں اب آپ کے خط کے درج کرنیکی ضرورت نہیں رہی **ایڈیٹر**

کس شنود یا نشنود من گفتگوی میکنم
لیکہرام میموریل فنڈ

جہاں پنڈت جی کے پس ماندگان کی پرورش اُن کے تحریری کام اور مشن کو جاری رکھنا وغیرہ وغیرہ میموریل مذکورہ عنوان کے مقاصد قرار دئے گئے تہے - وہاں ”اُنکی یادگار قایم کرنا“ بہی ایک مقصد خاص رکہا گیا تہا یہ تا کہ سوائے ایک کے باقی اور مقاصد کی تکمیل ہی تو کسی تسکین بخش صورت میں عملدرآمد کے میدان میں، بہی تک نہیں لائی گئی

لیکن کچہ نہ کچہ اُن کی بابت ذکر اذکار تو ضرور ہوتا ہے - مگر یادگار قایم کرنے کا سوال بالکل فراموش سا ہوگیا ہوا دکہائی دیتا ہے - اگر آریہ مسافر رسالہ وغیرہ کے اجرا کو یادگار کہا جاوے تو درست نہیں کیونکہ اُن کے تحریری کام یا مشن کی ذیل میں ہی یہ سب شمار ہونا چاہئے - البتہ نام نہاد ۶ - مارچ والے جلسے یادگار کہے جا سکتے ہیں - مگر جس غیر مقررہ طریقہ اور روش سے یہ ہونے ہیں نہ تو چنداں دیرپا معلوم ہوتے ہیں اور نہ ہی یادگار کا کوئی مدعا پورا کرتے دکہائی دیتے ہیں غور سے دیکہا جاوے - تو جتنے جلسے پہلے سال آریہ سماجوں نے کئے تہے دوسرے سال اُتنے سماجوں میں یہ جلسے نہیں ہوئے اور علیٰ ہذا بعد کے سالوں میں دلسبب کسی مضبوط طریقہ پر قایم نہ ہونے کے کم ہوتے گئے - اور ہوتے جاوینگے - مجہے اکثر دفعہ اس یادگار کے متعلق کہ یہ کیا اور کیسے ہونے چاہئیں حسب عادت سوچنے کا موقع ملا - تو میری رائے ناقص میں ذیل کی تجویز سے بہتر اور کوئی خیال نہ جم سکا -

(۱) پنڈت لیکہرام جی کی یادگار میں ایک لیکہرام آشرم کہولنا چاہئے - جو خصوصاً پنڈت مرحوم کے وطن یعنی پوٹہوار کے کسی قصبہ کے نزدیک یا راولپنڈی کے پاس کسی وسیع پُرفضا اور باموقع زمین پر تعمیر کیا جاوے - اُس کے متعلق ایک لیکہرام لائبریری اور ایک پاٹہ شالا مقرر ہو اور چند خاص شرائط پر مختلف متوں کے سادہوؤں کے چند روزہ قیام کے لئے بہی اجازت دی جاوے -

(۲) ہر ایک سماج میں ۶ - مارچ کو جلسے ہونے کی بجائے اُس تتہی کو اُس آشرم میں ایک دور وز بڑا میلہ منعقد ہوا کرے - جس میں مفصلات کے سماجوں سے مدد ملا کرے اور اُن کے ممبران شامل ہوا کریں - اس میں آریہ اُپدیشکوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے اُپدیشکوں اور سادہوؤں کو بہی نمنترن کیا جایا کرے - اور ایک کرینڈر سنگیت پر دہرم چرچا اور دیاکہیان اور لایق راگیوں کے راگ ودیا کی نمائش بذریعہ بہجن کیرتن ہو یا اس میلہ کا کمپیہ پریوجن اور مشغلہ ہو - ہاں شاریرک اُنتی کے متعلق کہیلیں اور گرکل سکولوں کی دستکاریوں وغیرہ کی نمائش بہی اس کے مفاد سے ہوا کرے - نیز کم سے کم ہر سال لیکہرام میموریل فنڈ کمیٹی کی کارروائی کا جلسہ بہی اسی آشرم میں ہوا کرے - لیکہرام اُپدیشکوں کا ہیڈ کوارٹر بہی اسی میں ہوا کرے - اس بارے میں ایسی تجویز سے ایک تو یادگار قایم ہو جاویگی - دوسرا پوٹہوار جیسے آریہ دہرم سے شونیہ علاقہ میں پرچار ہونے کا اور کرنے کا ایک بڑا عمدہ ذریعہ بن جاویگا - آئندہ اختیار

واقف

گنگارام وہم

پرشن!

{ہندو دہرم والے خواہ آریہ دہرم والے ہر دو مذاہب والو نیز کیا تشریح}

(۱) شاستر میں آگیا ہے کہ ور کنیا کی شادی ماتا کے چہہ پیڑہیوں اور پتا کے گوتر میں نہ ہو اس کی تشریح کیا ہے؟ - ماتا میں چہ پیڑہی کی گنتا ہو سکتی ہے؟ کس طرح کیونکہ اُس کا تعلق پتا سے ہے - جبکہ کنیا کا ذکر نہیں کیا گیا

اور گوتر ہی اُس کا جدا ہے۔ یعنی جو اُس کے پتی کا گوتر ہے وہی اسکا گوتر ہے (۲) سری کرشن جی کے وقت کے اتہاس سے معلوم ہوا کہ سری کرشن جی کی بہن کو ارجن جی لے بیاہا۔ ارجن جی یا کرشن جی باہم پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ بیاہ جائیز تھا یا ناجائیز۔ اگر ناجائیز ہوتا تو کرشن جی وغیرہ یادؤں کی ارجن جی سے عداوت رہتی۔ مگر نہیں۔ اُن میں گہری محبت اور ارتباط رہا ہے۔ ایسی شادیاں کس زمانہ میں کب سے اور کس شاستر اور ودیں سے بند اور ناجائیز قرار پائیں؟

راقم
ایک تحقیق کنندہ

اٹھارہ برس تک کا لڑکا پڑھا لکھا سکرمی اور لائق ہو۔ اور گوشت اور شراب کا چرچا اُس گھر میں نہ ہو۔ اور اپنا ہم خیال ہو۔ کہیں نہیں ملتا۔ بالآخر افسوس کا ہاتھ مل مل کر رہ جاتا ہوں۔ ہائے اس ورن ویوستھا کی ٹھیک ٹھیک پرچلت ہونے کے سبب دیوی اور شستری سمبندھ کرنے پڑتے ہیں۔ ہم خیال نہ ہونے کے باعث سمبندھیوں میں ہمیشہ ناراضگی اور ڈر اور بد تہذیبی گن کرم سوبھاؤ جدا ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اختلاف رہتا ہے پرمیشور آپ کے ارادہ میں جلد سپھلتا دیوے

راقم
بندہ یتل پرساد قانونگو تحصیل جلال آباد ضلع شاہجہانپور

ایک شہادت

بلحاظ گُن۔ کرم سوبھاؤ کے انوسار کرنے پر آج کل بہت سی طبع آزمائی ہو رہی ہے اسلئے میں بھی اپنا دکھ آپ کی خدمت میں ستیہ دھرم پرچارک کا ایک گوشہ لینے کے لئے بھیجتا ہوں۔ میری دو لڑکیاں ہیں ایک گیارہ برس کی ہو گئی۔ ناگری اچھی طرح لکھ پڑھ سکتی ہے۔ میں کایستھ ہوں فرقہ سکسینہ کردا کا میرے خیال میں اِس برادری کے ضلع فرخ آباد مین پوری فیض آباد۔ شاہجہانپور دسٹہڑا وغیرہ میں سینکڑوں گھر ہیں۔ اور زیادہ تر لکھے پڑھے۔ خوشحال اور ملازمت پیشہ تاجر بھی ہیں۔ لیکن جہاں تک میں نے تلاش کیا دور قریب سب جگہ تلاش کیا کوئی گھر ایسا نہیں ملتا جسمیں پندرہ سے

سوال!

کوئی مہاشہ کرپا کر کے یا خود ایڈیٹر صاحب بذریعہ ستیہ دھرم پرچارک مجھکو اطلاع بخشیں کہ آیا گیتا کا بھاشہ میں ترجمہ کسی اور صاحب سے بھی مل سکتا ہے۔ علاوہ پنڈت بھیم سین کے۔ اور اپنشدوں کا بھاشہ ترجمہ بھی کسی اور صاحب سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ علاوہ پنڈت بھیم سین کے۔ ساتھ ہی یہ پرارتھنا ہے۔ کہ ہر دو کا ترجمہ آریہ سدھانت کے برخلاف نہو۔ جب سے پنڈت بھیم سین ویدک سدھانت سے گر گئے ہیں اُس وقت سے اُن کی کتاب دیکھنے کو طبیعت ایسی رجوع نہیں ہوتی جیسی پہلے ہوتی تھی۔ کوئی صاحب بذریعہ اخبار ہذا مطلع فرماویں۔

راقم
ڈاکٹر ہیرا چند سکرٹری آریہ سماج وڈالہ تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ

پرتی ندھی سبھا کا ماسک سرکلر

آج کل مہذب دنیا میں شاید ہی کوئی سوسائٹی ایسی ہوگی جو کہ پبلک باڈی کہلانے کا فخر رکھتی ہو۔ اور اُس کا آفیشیل آرگن متعلقہ سرکلر یا گزٹ وغیرہ کے نام سے اُس کی کارروائی کی مختصر رپورٹ کو پبلک تک پہونچانے کے لئے شائع نہ ہوتا ہو۔ پراچین سمے میں ان کے لئے رسیدوں کی ضرورت نہ تھی۔ آج کل جب ضرورت ہے۔ تو اُسے آفیشل آرگن کی بھی ضرورت سمجھنی چاہئے سوسائٹی کی موجودہ اوستھا کے مطابق یوروپ آدی دیشوں میں تو پبلک باڈیز کے لئے رجسٹری اور سرکلر یہ دو امور لازمی ہو گئے ہیں۔ کوئی سوسائٹی خواہ وہ تجارتی کمپنی۔ میوچل فنڈ سوسائٹی۔ انشورنس کمپنی یا کسی نام سے منسوب کیوں نہ ہو۔ اگر اُس کا پبلک کے چندہ یا روپیہ سے تعلق پڑتا ہے۔ تو اُس کے لئے رجسٹرڈ ہونا اور کسی نہ کسی پرچہ کا اُسکی طرف سے شائع ہونا اُس کے وشواس بلکہ سچ پوچھو تو اُسکی زیست کو قائم رکھنے کا سادھن ہے۔ پرتی ندھی سبھا جب تک کہ رجسٹرڈ نہیں ہوئی تھی۔ تب تک مخالفین آسمان سر پر اُٹھائے رہتے تھے۔ لیکن آج سبھا اُس خطرہ سے بیخوف ہے۔ ویجی ٹیرین ازم کے پرچار کرنے والے کئی اخبارات رسالجات خاص انگلنڈ سے شائع ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود ان تمام اخباروں کے ویجی ٹیرین مانچسٹر سوسائٹی مذکور کا آفیشل آرگن سمجھا جاتا ہے۔ اور اُس

ذریعہ ماہانہ دان کی رسید۔ اُپدیشکوں کے دورہ کا بیانات۔ جملہ سوسائیٹیوں کی کارگذاری کی مختصر رپورٹ سرو ساداہارن کے کان تک پہنچائی جاتی ہے۔ آریہ سماجوں کی شرومنی سبھا کو درحقیقت ایسے ماسک پتر یا سرکلر کی ضرورت تھی جس میں کہ سبھا کی ماہواری آمدنی و خرچ کی تفصیل درج ہو۔ علاوہ اس کے اُپدیشکوں کی خاص کارروائی اور سماجوں کی مختصر رپورٹ پبلک تک پہونچائی جاوے گو آریہ پترکا سبھا کا ہی اخبار ہے۔ لیکن وہ اس مدعا کے پورا کرنے میں دو کارنوں سے قاصر رہا۔ اول یہ کہ اخبار انگریزی زبان میں نکلتا ہے۔ اور سماجوں میں انگریزی دانوں کی تعداد نہایت کم ہے۔ دوم۔ اس کی قیمت اتنی کم ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جتنی کہ اس سرکلر کی رکھی گئی ہے۔ اسلئے اس کا پرچار اتنا کبھی نہیں ہو سکتا جتنا کہ اس سرکلر کا ہو سکیگا۔ یہ سرکلر چونکہ اردو میں شایع ہوا کریگا۔ اسلئے پنجاب بھر کی سماجوں میں جہاں کہ اردو دانوں کی تعداد زیادہ ہے بڑی بھاری اشاعت ہونے کی امید ہے۔ سوچ کر دیکھو تو یہ سرکلر مفت دیا جاوے گا ہر سالانہ جو خریداروں کو دینا پڑے گا وہ تو محصول ڈاک اور پیکنگ چارج ہیں ہی سمجھئے۔ چونکہ سبھا کے اس ماسک پتر (سرکلر) میں نام وار ماہواری فہرست اُن اصحاب کی شایع ہوتی رہے گی۔ جو سبھا کے کسی فنڈ کے لئے دان دیں گے۔ اسلئے داتا پُرشوں کے یش اور نرمل کیرتی کو پھیلانے کا یہ ایک وسیع ذریعہ ہوگا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کہ سبھا کو دان نہیں دیا۔ وہ داتا پُرشوں کی مثال کی پیروی کریں گے اور دان کے لئے اُتساہی ہوں گے۔

مہرشی دیانند جی نے ہو سکا ہیں ایک مستقل پر لکھا ہے۔ کوشش کا پھل یہ ہوتا ہے۔ کہ کم دہرماتما لوگوں کو مثال کے طور پر اُپدیش ملتا ہے۔ اور وہ دہرم کے لئے اُتساہی ہو جاتے ہیں۔ ویدوں میں کئی منتر آتے ہیں جن میں کہا ہے۔ کہ منشوں کو دان شیل ہونا چاہیئے۔ لیکن دان شیلتا کو بڑھانا داتا پُرشوں کی زندہ مثال کا کام ہے۔ اس سرکلر کی موجودگی میں سبھا اور سماجوں کا زرکثیر جو کہ لفافوں اور ٹکٹوں کی صورت میں خرچ ہوتا ہے۔ ایک حد تک بچ سکتا ہے۔ پرتی ندہی سبھا کو سال میں کئی دفعہ سرکلر خطوط سماجوں کے نام جاری کرنے ہوتے ہیں۔ اور بیسیوں روپیوں کے لفافے اور ٹکٹ سبھا کے اُن سرکلر خطوط کے متعلق علاوہ کاغذ کی قیمت اور چھپوائی کے خرچ ہو جاتے ہیں اس سرکلر کی موجودگی میں سبھا کا یہ روپیہ ایک حد تک بچ رہے گا۔ بعض اوقات ایک سماج کو ضرورت پڑتی ہے۔ کہ وہ دوسری سماج کے نام سرکلر خط جاری کرے۔ اور اس خط کی کاپیاں کرنے پر اوپکاری تنگ ہی نہیں جاتے۔ بلکہ تین چار روپیہ کے لفافے علاوہ محنت کے خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن اب سماجوں کو موقع ملیگا کہ وہ اپنے سرکلر اس کے دوارہ پرکاشت کر سکیں۔ اور وشیش محنت اور زر کو ضایع نہ کریں۔ میری رائے میں یدی آریہ سماجوں کے پُرشارتھی منتری مہاشے کوشش کریں تو ہر ایک ممبر اور سبھاسد سے وہ سالانہ پیشگی جمع کر کے سبھا کے دفتر میں بھیج فہرست خریداران سرکلر بآسانی پہونچ سکتے ہیں اُن کے پُرشارتھ دوارا سبھا کے اس سرکلر کی بھاری اشاعت ہو سکتی ہے

جس کا انجام یہاں آریہ سماج کی سراسر بہبودی بہتری اور سچی مہت کا مظہر ہوتا ہے

راقم

آریوں کا شبھ چنتک آتما رام امرتسری

یہ شادی نہ آریہ سماج کے لئے باعث فخر ہے اور نہ ہی اوروں کے لئے قابل تقلید

(بخدمت - لالہ منشی رام صاحب ایڈیٹر ستیہ دہرم پرچارک)

مندرجہ بالا عنوان دیکر میں نے آپکے صحیفہ قدسی کے لئے ایک مضمون لکھا تھا۔ چونکہ فی الجملہ میں آپ کی فراخدلی اور حق پسندی کا معترف ہوں۔ اسلئے مجھے کامل توقع تھی کہ یہ ضرور شایع ہو جاویگی۔ میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ نتیجہ خلاف نہیں نکلا۔ جب

صاحب بدقسمت کی ہرزہ سرائی کے لئے جس میں ازسرتاپا سوامی جی کی ذات پر ہی دراصل حملے تھے۔ آپ نے اپنے صحیفہ قدسی کے صفحات وقف کر دئے تھے تو مجھے یہ کب احتمال ہو سکتا تھا۔ کہ آپ میری ایک سیدھی سچی بات سُننے کو بھی گوارا نہیں فرمائیں گے۔

جو کچھ میں نے اپنے مضمون میں گذارش کی تھی۔ اُس کے جواب کا انتظار ہے۔ مگر اس اثنا میں آپ کی قلم سے معاملہ زیر بحث

کے متعلق دو مضامین لکھے ہیں۔ جن کی نسبت کچھ ذیل میں نہایت ادب اور اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں:-

الف۔ آپ نے میرے شریک بحث ہونے کو دخل در معقولات قرار دیا ہے یعنی یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں "**اس میں آکودا ہوں**" اور میں نے اوروں کی کمی پوری کر دی ہے۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں دوبارہ آپ کے انتشار طبع اور برہمی مزاج کا باعث ہوا ہوں۔ اس سے بہتر یہ تھا۔ کہ آپ مضمون کو رد کر دیتے۔ وجہ یہ ہے کہ جب طبیعت کسی امر سے مکدر ہو جاوے تو انصاف کیا تو **صائب رائے** کا قائم ہونا محال ہو جاتا ہے۔

(نوٹ الف۔ اس کا فیصلہ ناظرین نے خود ہی کر لیا ہوگا۔ کہ آیا انتشار طبع اور برہمی مزاج کس طرف ہے ایڈیٹر)

(ب) یہ صحیح ہے۔ کہ میں نے ساتھ ہی یہ التماس بھی کی تھی۔ کہ اگر آپ اپنے جوابات یا ضمنی حاشیوں کو ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کر دیں۔ تو انسب ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس وقت مجھے اکثر اصحاب ایسے نظر آتے ہیں۔ کہ اگر انہیں یہ معلوم ہو جاوے کہ اس بارہ میں ہمارے ممدوح کی یہ رائے ہے۔ تو وہ اپنی طبیعت پر زور ڈالنے کو عار سمجھتے ہیں۔ ورنہ

در بلا بودن بہ از بیم بلا۔ مشہور ہے۔ اگر ساتھ کے ساتھ جو کچھ آپ فرمانا چاہتے ہیں۔ فرما دیتے تو میرے لئے کیا بُرا تھا میں اُس انتظار اور قیاسات کی زحمت سے بچ جاتا۔ گستاخی معاف۔ گو آپ نے بڑے زور سے یہ واضح فرمایا ہے۔ کہ آپ نے ساتھ کے ساتھ میری معروضات کی پڑتال کو باوجود حق رکھنے کے محض اس وجہ سے رہنے دیا ہے۔ کہ میں نے صاف الفاظ میں اس قسم کی درخواست کی تھی۔ مگر بایں ہمہ آپ نے اپنی رائے کا لُب لُباب ظاہر کر دیا۔ اور اپنے ناظرین کی رائے کو قبل از وقت یہاں تک کہ میرے مضمون کے ملاحظہ سے پیشتر زنگ آلود کر دیا۔ وہ یہ کہ میں نے شری پنڈت جی پر بے بنیاد حملے کئے ہیں ایسی بات جو میرے وہم و گمان سے بھی باہر تھی

(جواب (ب) اگر آپ کے علاوہ سب لوگ بے سمجھ ہیں۔ اور اپنی طبیعت پر زور ڈالنے کے عادی نہیں۔ تو آپ نے لکھنے کی تکلیف ہی کیوں گوارا کی۔ اور اب بھی کیوں لفظی بحث کو لئے جاتے ہیں ایڈیٹر)

(ج) آپ نے میری درخواست کو قبول فرما کر اور مجھے یہ رعایت فرما کر یہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اب بھی اگر راقم خطوط آریہ صاحبان کو اپنے ہم خیال نہیں بنا سکے تو اس میں آپ کا قصور نہیں ہوگا۔ کم از کم اپنی نسبت یہ عرض کر سکتا ہوں کہ مضمون لکھنے کے وقت سے لے کر اب تک نہ میرا یہ مقصد تھا اور نہ اب ہے۔ کہ معاملہ زیر بحث کے بارہ میں آریہ صاحبان کی رائے کو اپنی جانب کر لے کرانے کی جدّ و جہد کروں ایک عرصہ سے یہ بحث آپ کے صحیفہ قدسی میں چھڑی ہوئی تھی۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے جو کچھ میرے دل میں آیا۔ اُسے میں نے حوالہ قلم کر کے ابلاغ خدمت کر دیا۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ بات نہیں ہے۔ نہ مجھے اس بارہ میں کسی نے تحریک کی اور نہ کسی سے زبانی بحث ہوئی۔

(د) آپ نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ راقم خطوط میں سے دو نے معاملہ زیر بحث کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ مجھے بھی اس میں شامل کرتے ہیں تو فی الواقع راستی سے یہ امر بعید ہے۔ میں نے کبھی بھی دانستہ یا نادانستہ اس قسم کی مذموم اور مکروہ کوشش نہیں کی۔ غلط فہمیاں پھیلانے کی وہ کوشش کیا کرتے ہیں۔ کہ جن کو معاملہ متعلقہ سے ذاتی سروکار ہو۔ یا اُنہیں کسی فریق سے ذاتی بغض و عناد ہو۔ یا وہ کسی خاص شخص سے آمادہ پرخاش ہوں۔ میں ورؔ اور بدھوؔ کے نام تک سے واقف نہیں تھا۔ جب آپ کے صحیفہ قدسی میں یہ بحث چھڑی ہے۔ اُس وقت سے کچھ حال معلوم ہوا ہے

(نوٹ د۔ ورؔ اور بدھوؔ کے تو نام تک سے آپ واقف ہوں یا نہوں لیکن آریہ پرتی ندھی سبھا کے جواب میں جو مضامین آپ نے شخصی حملوں سے پُر لکھے تھے۔ اُن پر میرے نوٹ ہی کیا آپ کے اس مضمون کے محرک نہ تھے۔ اگر تھے تو مضمون نویسی میں فتح و شکست کا خیال آ جانا کچھ تعجب انگیز نہیں ہے ایڈیٹر)

(ھ) آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر اوروں پر بحث میں سخت سے سخت حملے کر دیتا ہوں اور اگر کوئی میری تحریروں کی بناء پر

مجھ پر کچھ نکتہ چینی کرے۔ تو میں گھبرا جاتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ ذاتی علم کی بنا پر تو اس ساری دنیا کا کام چل رہا ہے صرف مجھ پر ہی کچھ موقوف نہیں ہے۔ مگر حملے کرنے اور وہ بھی سخت حملے کرنے کی نہ مجھ میں تاب ہے نہ مجال ہے۔ نہ طاقت اور نہ عادت ہے۔ البتہ اثناء بحث میں ایسے نشیب کو بطریق مناسب دکھا دیا کرتا ہوں۔ کہ جہاں پانی مرتا ہے۔ بحث کے وقت مد مقابل کی کمزوریاں (متعلق بحث) ظاہر کر دینے میں چنداں مضائقہ نہیں ہوا کرتا

(نوٹ ۵) دنیا کا کام تو ذاتی علم سے چل رہا ہے۔ لیکن جہاں اصول کی بحث ہو وہاں ذاتیات کو علیحدہ کر کے ہی شانتی پوروک بحث ہو سکتی ہے۔ کسر نفسی بڑے آدمیوں کا شیوہ ہی ہے۔ اسلئے آپ خواہ اپنے تئیں ناطاقت وغیرہ سمجھیں۔ لیکن لوگ تو آپ کی طاقت کو جانتے ہیں اور آپ نے ہی یہیں آگے چل کر مان لیا ہے۔ کہ آپ بحث میں کبھی رُکنے والے نہیں ہیں میں نے ہی ہرگز ایسا نہیں لکھا۔ کہ بحث میں رُکنے والے ہیں۔ البتہ مجھ میں ایسی بحث یعنی لفظی تحریری بحث کو جاری رکھنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اسلئے ختم کر چکا ہوں۔ (ایڈیٹر)

ایسا کرنا میری دانست میں شرعاً روا ہے رہا بحث اور وہ بھی تحریری بحث میں گھبرانا یہ تو میں نے روز اول سے نہیں سیکھا۔ ایک عالم جانتا ہے۔ کہ جب میں نے یکہ و تنہا برسوں ہزاروں اشخاص کی انواع و اقسام کی مخالفتوں کا سامنا کیا اور نہیں گھبرایا۔ ایک ایک دن میں بیسیوں اخبارات اور رسالجات کے جوابات دینے میں قطعاً نہیں گھبرایا۔ تو جہ جائیکہ اب ایک مذہبی معاملہ کے ایک پہلو پر بحث کرنے میں گھبرا جاؤں گا۔ اور وہ بھی ستیہ دھرم پرچارک جیسے آزاد اور متانت مآب صحیفہ میں۔ یہ نرا خیال ہی خیال ہے۔ البتہ دو باتوں سے ہی گھبراتا ہوں ایک آپ سے بزرگواروں کے عتاب سے دوم اپنے خاص دوستوں کی خفگی سے

(۵) آپ رقم فرماتے ہیں کہ میرے گذشتہ مضمون کے متعلق چند معزز آریہ صاحبان نے یہ فرمایا تھا۔ کہ اس میں ذاتی حملے ہیں اور اس کے لئے آپ کے صحیفہ قدسی میں گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ جی۔ بات یہ ہے۔ کہ اپنا اپنا دل و دماغ اور اپنی اپنی سمجھ اپنے اپنے پاس ہے۔ ایسا موقع اور بے موقع کسی مضمون کی ماہیت پر غور کئے بغیر کہہ دینا فی زمانہ ایک فیشن ہو گیا ہے۔ اور رائے دہندگان کو اس میں اپنی ذاتی نزاکت اور نفاست مذاق کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ بہرحال میں صرف اتنے ہی کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ع آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔

(۶) آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی شان میں ..... وغیرہ کے خطاب لکھے ہیں۔ فی الحقیقت یہ صحیح نہیں ہے۔ میں نے مضمون کے شروع میں ایک عام تنبیہ لکھی تھی اگر اس کے کچھ الفاظ آپ نے اپنی جانب منسوب کر لئے ہیں۔ تو اس میں میرا کیا قصور۔ ہاں اگر اثناء بحث میں میں نے کوئی بات لکھی ہے تو اس کی حسب ضرورت تشریح کر دینے کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ کوئی لفظ میں نے بے معنی نہیں لکھا ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں

(نوٹ ۶۔ ناظرین نے خود فیصلہ کر لیا ہوگا کہ آیا میں نے اپنی جانب خود بخود وہ الفاظ منسوب کر لئے ہیں۔ یا کہ آپ کا مطلب ہی مجھے خطاب کرنے سے تھا۔ الفاظ مشتبہ نہ تھے۔ (ایڈیٹر)

راقم
دیوی دیال

ورن بیوستھا کے متعلق

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک ...... نمستے۔

آپ کی عنایت کا مشکور ہوں۔ کہ آپ نے میری چٹھی کو اخبار میں جگہ دی۔ میں اس بحث میں اسلئے شامل ہوا ہوں کہ اگر ہو سکے تو اس ضروری مسئلہ کے حل کئے جانے کی بحث کو ذاتیات سے پاک کر کے اصول پر لے آوں۔

میرا ارادہ اس مضمون پر رسالہ آریہ پتر کا میں مفصل لکھنے کا تھا۔ مگر جن حلقوں میں یہ سوال ہلچل مچا رہا ہے۔ وہاں آریہ پتر کی پہونچ نہیں ہے۔ اسلئے آپ کے اخبار کی طرف متوجہ ہونا پڑا ہے۔ اگر جناب کی عنایت سے جگہ ملتی رہی تو امید کرتا ہوں کہ شاید اس سوال کے حل ہونے میں کچھ مدد دے سکوں۔ ڈاکٹر گورودت جی کی شادی کو مجبوراً نشانہ بنانا پڑا ہے۔ کیونکہ کسی عملی کارروائی پر ہی بحث چل سکتی ہے۔ میں زیادہ تر اس کو چھوڑ دینا پسند کرتا ہوں مگر فی الحال ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

آپ نے سیدھے سادے طور پر یہ پوچھا ہے

کہ "کیا یہ وِواہ ہماری ہی لفت کا مستحق
ہے؟" اس کا سیدھا سادہ اور مختصر جواب
یہ ہے کہ نہیں! جس کی سیدھی سادی
وجہ یہ ہے کہ ذاتوں کی موجودہ بندھنوں
کا توڑنا تو ضروری ہے۔ اور اسلئے مجھے
ممالک مغربی و شمالی کے چند صاحبوں کی مخالفت
ناواجب معلوم ہوتی ہے۔

(نوٹ الف۔ مجھے بھی امید تھی کہ آپ یہی رائے
قایم کریں گے (ایڈیٹر) مگر انکار نہیں ہو
سکتا کہ اس قسم کی شادیاں آریہ سماج میں
آدرش نہیں بن سکتیں۔ آریہ سماج کے سدّھانتوں
کے رو سے یہ شادی غلط طریقہ پر ہے جس
سے تقلید کے قابل نہیں ہوسکتی۔ بجز اُس
قدر جزو کے جو ذات کی موجودہ بندھنوں
کے توڑنے کے متعلق ہے۔

(نوٹ ب۔ میں نے بھی تو اسی حد تک
اس کے لئے اپیل کی ہے۔ ایڈیٹر)
ہمارے ہاں گاہے گاہے ایسا ہوتا ہے کہ
ایک جنم کا کھتری کسی جنم کی برہمنی یا کسی
اور ذات کی عورت سے شادی کر لیتا ہے
جس کو برادری والے جنم کی ورن بیوستھا کے
لحاظ سے اچھا نہیں سمجھتیں۔ کیا ایسی شادیاں
آریہ سماج کی ویدک بیوستھا کے مطابق
ہیں؟ اگر کہا جاوے کہ نہیں تو کس دلیل
سے ڈاکٹر گورودت جی کی شادی کو ویدک
گن۔ کرم اور سوبھاؤ کے مطابق کہا جاتا ہے
سو درست۔

نوٹ ج۔ آپ خود مان چکے ہیں کہ ذات
کے موجودہ بندھنوں کو توڑنے کے
لحاظ سے یہ وِواہ اچھا ہے۔ پھر معلوم
یہ دلیل آپ نے کیوں پیش کر دی۔
معاف کیجئے گا۔ ہندو برادری والے جنم
کے کھتری کا جنم کی برہمنی عورت

کیا تھا وِواہ کرنا معیوب سمجھتی ہیں۔ خواہ
اُن کے گن کرم سوبھاؤ کیسے ہی کیوں نہ
انوکول ہوں۔ لیکن آریہ سماج ایسے سمبندھ
کو بُرا نہیں سمجھتا۔ اسلئے جو کھتری ایسا
کرتا ہوگا۔ وہ اوسشیہ بھیچار آدمی ہیں
پہنس کر کرتا ہوگا۔ برخلاف اس کے اس
خاص وِواہ کے حالات سے ہی آپ کو
معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ براہمن گھوتین ور
ہی مل سکتے تھے۔ لیکن گن کرم کی یوگیتا
سمجھ کر یہ سمبندھ کیا گیا۔ پس ہندوؤں
کی ایسی شادیاں تو بھیچار کے نزدیک
نزدیک پہونچ جاتی ہیں۔ برخلاف
اس کے یہ وِواہ اس جماعت میں
ہوا ہے۔ جو جنم کے جاتی بھید کو ہی
اویدک سمجھتی ہیں۔ پس ان دونوں
کی کچھ نسبت ہی نہیں ہے۔ ایڈیٹر
(۱) یہ شادی ٹھیک ویدک سدّھانتوں
کے مطابق نہیں پائی جاتی۔ خواہ گن۔ کرم
سوبھاؤ موجود ہی مانے جاویں۔ اور اسلئے
قابل تقلید نہیں ہوسکتی ہے

(جواب نمبر ۱) لحاظ اس کے کہ ورمن
پتنیک تھا۔ بے شک یہ وِواہ قابل تقلید
نہیں۔ لیکن بلحاظ اس کے گن۔ کرم سوبھاؤ
کی یوگیتا اور پربھو کی پرسنتا سے ہوا۔
یہ وِواہ اپنی قسم کا پہلا ہی قابل تقلید ہے)
(۲) جب تک اصولاً گن۔ کرم سوبھاؤ قایم
نہ ہوسکیں رائے شخصی قابل تسلیم نہیں ہوسکتی
آپ نے لکھا ہے کہ راج کرمچاری ہونے
اور جنم کے کشتری ہونے کی وجہ سے (دیگر
گنوں کا آپ نے کچھ ذکر نہیں کیا) ڈاکٹر
جی کو کشتری قرار دیا گیا! کیا یہ اصول
صحیح ہوگا؟ کہ جتنے گورنمنٹ کے ملازم
جنم کے کشتری ہوں وہ سب گن۔ کرم

سوبھاؤ سے کشتری ہیں۔ میں خیال کرتا
ہوں کہ اس سے بڑھ کر خطرناک اور کیا
اصول ہوسکتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر
جی برہمنتو کی طرف مائل ہیں۔ کشتری
ہونے کا ثبوت پیش ہی نہیں ہوا۔ پھر
اُن کو برہمن کیوں نہ کہا جاوے۔

(جواب نمبر ۲۔ میں نے خود مانا ہے۔ اور
آپ سے استدعا کی ہے۔ کہ ورن ویوستھا
سبھا قایم کیجئے۔ پھر جو فتویٰ وہ سبھا
دیگی منظور ہوگا۔ دیگر گنوں کا ذکر بھی اُسی
وقت کیا جاویگا۔ جب کہ آپ باقاعدہ
ورن ویوستھا پک سبھا قایم کریں۔ معاف
کیجئے۔ اگر میری رائے کے مقابلہ میں آپ
نے مختلف رائے دی تو وہ بھی ایک رائے
ہوگی۔ اس سے فیصلہ نہیں ہوسکتا)

(۳) کنیا کے گن۔ کرم سوبھاؤ کی نسبت
آپ نے کچھ کہا ہی نہیں۔ کہ وہ کونسی
خوبیاں اور لیاقتیں ہیں۔ جن کی وجہ
سے اُس کو کشتریہ قرار دیا گیا۔ اگر وہ بھی
برہمنتو کی طرف مائل تھی اور جنم سے بھی
برہمنی تھی تو اُس کو اِس اصول پر برہمنی
کیوں نہیں بنایا گیا۔ جس اصول پر ڈاکٹر
جی کو کشتری قرار دیا گیا؟

(جواب نمبر ۳۔ میں نے صاف لکھا ہے۔ کہ
وِواہ کے پشچات برہمنتو کی طرف مائل ہے
آپ میری تحریر کو پھر پڑھیے۔ کنیا کی ہی
خوبیاں اور لیاقتیں جیسا کہ میں پیشتر ہی
لکھ چکا ہوں۔ اخبار میں درج کرنے سے
کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ آپ باقاعدہ
ورن ویوستھا پک سبھا بنائے۔ یہ پہلا
معاملہ اُس سبھا کے ہاتھ میں ہی دیا جاویگا)
(۴) سوال یہ ہے کہ کشتریتو کے کونسے گن
اور کونسی لیاقتیں ہونی چاہئیں۔ جن

کو کم سے کم بلحاظ آج کل کے حالات کے قابل عمل تسلیم کیا جاوے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ ابھی تک معلوم نہیں ہوئے اگر ہوئے ہوں تو مفصل بتلائے جاویں

(جواب ۴۔ یہ اخباری بحث کا سوال نہیں ہے۔ جب سنجیدگی سے کام کرنے کا وچار آریہ پرتی ندھی سبھائیں کریں گی۔ اسوقت رشی دیانند کرت گرنتھوں کو روبرو رکھ کر آسانی سے ایسے اصول بنائے جاسکینگے جو کہ ورن ویوستھا یک سبھا کو ورن سکا نرنے کرنے میں مدد دے سکیں)

(۵) اُن لیاقتوں اور گنوں کے جاننے کے کونسے عام فہم طریقے ہیں۔ اور کون پریکٹیکل عملی اصول ہے جو برتا جاسکتا ہے

(جواب نمبر ۵۔ جواب نمبر ۴ میں دیکھئے)

(۶) انگلستان وغیرہ ممالک میں جہاں عموماً ذاتی لیاقت اور قابلیت پر زیادہ خیال کیا جاتا ہے۔ وہاں ذاتی درجہ اور مرتبہ کی تمیز کی کوئی سخت پابندی نہیں ہے۔ چند معمولی موٹی موٹی باتوں پر کافی توجہ ہوتی ہے۔ مثلاً جو لوگ فاضلانہ پیشوں میں شامل ہوں اُن کو اعلےٰ سمجھا جاتا ہے۔ تاجروں کو اُن سے کم۔ کاریگروں کو اُن سے کم۔ اور مزدوروں کو سب سے کم۔ اِس تفریق کا کوئی مقابلہ ہمارے ہندوستان کے بندھنوں کے ساتھ نہیں۔ کیا ہمارا منشاء یورپ کی طرح ڈھیلے ڈھالے ورن قایم کرنے کا ہوسکتا ہے؟۔ کیا ہم چاہتے ہیں۔ کہ اُن کی طرح بالخصوص دُنیاوی جاہ و حشمت پروروں کو قایم کریں؟ اگر نہیں تو وہ قابل عمل باتیں بتلائی جاویں جن سے ورن دھرم ویوستھا قایم ہو۔

سرکاری ملازمت کشتر یتو کا اصول نہیں کیونکہ سرکاری ملازمت ہزاروں قسموں کی ہے۔ قلی سے لے کر گورنر جنرل تک اور چوکیدار سے لے کر کمانڈر انچیف تک سب سرکاری ملازم ہیں۔ کیا اُن میں جتنے جنم کے کشتری ہیں سب گن کرم اور سوبھاو سے کشتری سمجھے جاویں گے۔ یہ تو اصول یورپ کے جاتی وبھاگ کے اصول سے بھی کئی درجہ بڑھکر سہل ہے۔ وید اور شاستروں میں جو کشتریوں کے گن بتلائے ہیں یہ اصول اون کے عین منقضاد ہے۔ فی الحال ہمکو کشتریتو کے متعلق وہ قابل عمل باتیں اصول کے طور پر قایم کرنی چاہئیں۔ کہ جن سے گن۔ کرم سوبھاو کے مطابق کشتری ورن میں اسلئے اِس بحث کو یہاں تک محدود رکھکر آپ سے اور دیگر صاحبان سے اِس معمہ پر کچھ روشنی ڈالنے کی درخواست کرتا ہوں

(جواب نمبر ۶۔ یہ بحث ہی اخبار کے کالموں میں چھیڑنا محض وقت کا ضایع کرنا ہے جو لوگ میری تقریروں کو سُن چکے ہیں اور میری تحریروں اور میرے عمل سے واقف ہیں۔ انہیں معلوم ہے۔ کہ میں یورپ اور امیریکا کی موجودہ تفریق سوسائیٹی کو ویدک ورن ویوستھا کی نسبت بہت گری ہوئی سمجھتا ہوں۔ اور اسلئے میں اُس کو قابل تقلید ہرگز نہیں مان سکتا لیکن اِس امر کا فیصلہ اخبار کے کالموں میں نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر کبھی آریہ پرتی ندھی سبھائیں اور آریہ سماج کے منتظم لیڈر متوجہ ہوئے تو خوش اسلوبی سے ہو جاویگا

راقم

آپکا تابعدار رلارام سبھاسد آریہ سماج گوجرانوالہ

ڈاکٹر گورو دت کا بواہ

(۱) پنڈت پریاگ دت اوستھی کانیکج برہمن اُپدیشک پرتی ندھی سبھا پشچم اُتر دیش اودھ کا اعتراض ہے کہ لالہ منشی رام جی نے ورن ویوستھا کے برخلاف ایک برہمنی کی شادی ڈاکٹر گورو دت کشتری سے کرادی اسلئے ناجایز ہے

(۲) لالہ منشی رام جی کا جواب ہے کہ انہوں نے بلحاظ گن کرم سوبھاو ورن ویوستھا مان کر شادی کرائی ہے۔ ماں باپ کے ورن کے لحاظ سے ورن ویوستھا نہیں مانی جاتی ہے بہت سے سماجوں نے بھی اِس رائے سے اتفاق کر کے پنڈت پریاگدت جی نوٹس لیا ہے۔

(۳) لالتا پرساد اگنی ہوتری پوایان نے ور۔ بدھو کے حالات چند پرشنوں سے دریافت کئے ہیں۔ اور یہ پرشن بہت شائستگی سے کئے ہیں۔ گو طرز سے ترشح ہوتا ہے کہ وہ بھی پنڈت پریاگدت کے ہمخیال ہیں۔

(۴) پنڈت پریاگدت جی سے اور مجھ سے بمقام ہردوئی اسبارہ میں تذکرہ ہوا تھا۔ انکا خیال ہے۔ کہ اب تک کوئی دھرم سبھا۔ راج سبھا۔ ورن ویوستھا دینے کیلئے نہیں قایم ہوئی ہے۔ اسلئے بدون پریکٹیکل کیسے معلوم ہو کہ ان دونوں میں کسنے دوسرے کے ورن کو قبول کیا۔ (۵) میرے نزدیک لالتا پرساد جی اگنی ہوتری کے پرشن کسیقدر زمانہ دیکھکر سخت ہیں۔ آجکل کوئی ذات ایسی نظر نہیں آتی ہے۔ جو ویدوں کے فرائض کو ادا کرتی ہو اور سماجوں میں بھی جسقدر لوگ ہیں وہ پوری پابندی نہیں کر سکتے۔ اسلئے بلحاظ وقت موجودہ صرف اِسقدر دیکھ لینا چاہئے کہ علم۔ تحمل۔ سیرت صورت۔ عمر۔ طاقت۔ صباحت۔ تندرستی فراخدستی۔ آیا ور کو بدھو پر ترجیح با برابری

اگر ہے تو شادی جائز ہوگی ورنہ نا جائز۔ کبھی قیاس میں نہیں آتا کہ اُسے برہمنی بین کے ہمن ورن کے اوصاف ہوں۔

(۶) دو یاسیبا۔ راج سبھا سے ورن ویوستھا بنے سو عالمگیر قاعدہ ہے۔ مگر اُسکا رواج اب نہیں ہے۔ گو آریہ سماج اس کام کر سکتی ہے کیونکہ اُس کی طاقت اور لیاقت اسقدر ہے کہ باریک سے باریک جیو۔ برہم۔ موکش وغیرہ مسایل کو حل اور پرچار کرتی ہے۔ لیکن ابھی وورن ویوستھا) پرکٹ میں ذات بھائیوں کو نقصان پہونچیگا۔ خیر وہ اپنی پرکٹ نہ کرائیں لیکن جو صاحب کہ انکو برہمنی مانتے ہیں بس برہمنی کی پرکٹ لیکر اسکو برہمنی ضرور ثابت کریں یہ ضرور نہیں ہے کہ اس دلیش سبھا کوئی پنڈت جاوے۔ جلسہ آریہ سماج یا پرتی ندہی سبھا بھی سے اس کی پرکٹ ہوسکتی ہے۔

(۷) میں نویدن کرتا ہوں کہ معترض صاحب اپنا اعتراض واپس لیں۔ وہ کبھی بلحاظ گن کرم سوبھاؤ اُسے برہمنی کو مستحق ورن نہ ثابت کرسکینگی۔ اور ورا ادریہ تو کے موجودہ گن کرم سوبھاؤ جس درجہ کے ہوں۔ اُسیں ورن کو میرے خیال میں ضرور ترجیح ہوگی۔ ورنہ چند دنوں تک لاطائل بحث سے کوئی نتیجہ نکلیگا۔ ہاں پبلک میں ہنسی ہوگی۔ اور ایکدوسرے کے نقص ظاہر کرینگی۔ اور نقصان پڑیگا۔ ایڈیٹر اختیار ہے۔ راقم۔ شیورتن لال از ہردوئی

(نوٹ) مہاشے شیورتن لال جی۔ اس وشے میں مفصل ابھی اخبار میں کچھ چکے ہونگے ایڈیٹر

بواہ کیفیت ۳ ۱۳

ایک شخص کنوارا۔ نوجوان بعمر ۲۲ سال

ذات کہتری اجداد ان مذان پیشہ عرائض نویسی آمدنی ۵۰ روپیہ ماہوار۔ مگر آریہ اور ممبر آریہ سماج ہے۔ کسی یوگیہ کنیا سے ویدک بواہ کرنا چاہتا ہے۔ خاص ذات کہتری ہونے کی ضرورت نہیں جو صاحب اس سمبندہ کو منظور کریں۔ مجھ سے خط وکتابت کریں المشتہر دینا ناتھ آریہ سبھاسد ڈسکہ

آگرہ سے جو چیز منگانا چاہو تو ہمکو لکھو

(۱) دریاں ہر قسم (۲) قالین (۳) پیچے حقہ نوشوں کے لئے (۴) بوٹ (جوتے) مشین و نیز ہاتھوں کے بنے ہوئے ہر قسم کے (۵) پچی کاری کی چیزیں مثلاً تاج گنج کی نقل۔ رکابیاں۔ کھلونے پیپر ویٹ۔ شطرنج وغیرہ چیزیں جو سفید پتھروں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں اور قابل رکھنے محفلوں اور نشستگاہوں کے ہوتی ہیں۔ ان میں بڑی کاریگری کی جاتی ہے۔ اور نہایت خوبصورت پھول درخت اور چڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ لاکھوں روپیہ کی ہر سال دوسری ولایتوں کو بھیجی جاتی ہیں۔ (۶) جست کی صراحیاں۔ کٹوریاں رانگ کی (۷) کتابیں آریہ سماج۔ سکول اور میڈیسن و آگرہ کی چھپی ہوئیں (۸) لوہے کا سامان۔ مثلاً۔ جنگلہ نہایت خوبصورت جن کی تصویر منگا کے جانے پر بھیجی جا سکتی ہیں تولنے کے باٹ۔ ڈنبل (انگریزی مگدر) گوٹہ پٹھا ہر قسم کا۔ (مشہر کار و بہری) لیس ہر قسم کی۔ ٹوپیوں پر لگانے کی۔ (۱۰) آگرہ کی بنی ہوئی فلٹ کیپ یعنی ٹوپیاں (۱۱) دال میں ڈالنے کا نہایت مزیدار مصالحہ دال موٹھ جو کھانے میں نہایت مزیدار ہوتی ہے۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ و نیز ہر قسم کی مٹھائی۔ غرضیکہ ہر قسم کی چیزیں جو آگرہ سے ملسکتی ہیں۔ روپیہ ٹکہ کی چیزیں خاص آگرہ کی نہایت مشہور و معروف ہیں ہمارا کمیشن صرف مرفی روپیہ ہے۔ ہماری معرفت خرید نے سے نقصان کبھی نہیں ہوگا چونکہ آریوں کے ہاتھ میں یہ کام ہے اسلئے نہایت ایمانداری سے ہوتا ہے۔ مال ویلیو پے ایبل روانہ ہوگا۔ لیکن کھانے کی چیزیں اور زیادہ قیمت کی چیزیں نصف قیمت پیشگی آجانے پر چلسکتی ہیں۔ اگر کوئی شخص پیشگی روپیہ ہمارے کارخانہ کو نہ دینا چاہے۔ تو آریہ سماج آگرہ کے سکریٹری کے نام بھیج سکتا ہے۔ وہاں سے ہمکو مل جاویگا

المشتہر

مینیجر جنرل سپلائینگ ایجنسی ناٹی گھاٹ آگرہ

دھیان یوگ پرکاش ۳ ۱۳

یہ پستک ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی ہے۔ جسمیں چھ قسم کے پرانایام کرنیکی سرلتا سے ودھی لکھی گئی ہے (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی ودھی (۲) جو اندر کھینچنے کی ودھی ستمبھ پرتی (۳) جو پران اپان کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی جسکو دستہا دینا لکھا ہے (۵) گرجا دان ودھی (۶) دیریہ چڑھائی

جلد ۱۳ | مطابق ۱۹- جیٹھ سمت ۶۴ مطابق ۳۱- مئی سنہ ۱۹۰۷ء - شکروار - جلندھر شہر | نمبر ۸

سنسار کی گتی

کیا دیانند سر پر سوار تھا

جسٹس چیر ایک حوالہ ڈاکٹر شنسر سے لنگ

بیوپاری لاتوں اور ہاتھوں کو بے تحاشا اِدھر اُدھر پٹکنے لگتا ہے۔ یہی خبر چترا آنگ پیپر رشی دیانند کی ذات سے بڑھے ہوئے اُپدیشوں سے گھبرا کر آریہ سنتان نے اگیان روپی روگ کے باعث اُسے بُرا بھلا کہا اور جب کوئی شخص رشی دیانند کے سدھانتوں کا پرچار کرتا یا اُنپر عمل کرتا ہے۔ تو اپنے دل کو بہلانے کے لئے سناتن دھرم مہا منڈل کے اُپدیشک اور ممبر کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اُس کے سر پر دیانند سوار ہے۔

لیکن بات یہ ہے۔ کہ جس شخص نے ایک مرتبہ بھی دیانند کی تعلیم پر غور کی ہے۔ اُسے کسی نہ کسی طریقہ پر اُن کی سچائی کے روبرو سر جھکانا پڑا ہے۔ جس وقت دیانند نے ویدک دھرم کا پرچار شروع کیا اُسوقت اُنکی مخالفت میں یہی کہا جاتا تھا۔ کہ وہ جاتی بھید کو توڑ دانا۔ اور صغرسنی کے وواہ کو رکوانا چاہتا ہے۔ اور اسلئے اِن مسئلوں کو صحیح و سالم رکھنے کے لئے بڑی بڑی باریک فلاسفک دلیلیں دی جاتی تھیں۔ مندروں کے ذریعہ سے اخلاق کا ناش ہوتا دیانند نے بتلایا۔ اور مندروں اور اُنکے پجاریوں کی حمایت ہوتی تھی۔ مورتی پوجا کے برخلاف اُنہوں نے آواز اُٹھائی اور نوین ویدانتی جو مورتی پوجا کا خون کر چکے تھے اُسکے حامی بن گئے۔ لیکن آج زمانہ نے پلٹا کھایا ہے۔ جس وقت اینی بیسنٹ چلے ہیں آئیں اور اپنے آپ کو ہندو ظاہر کیا۔ دھرم سبھا میں دیوی بسنت اور بسنتی دیوی کی جے کے نعرے بلند ہونے شروع ہوئے۔ دیوی نے بھی ذات پات کے بندھنوں کے حق میں مدراس اور بنگال میں اپیلیں کیں

لیکن پنجاب میں پہنچے ہی اُسوقت ہی ورن دیوستھا کی وکالت کی۔ ایسٹر چیر کام ہو رہا۔ ہندو کالج ہی قایم ہو گیا۔ پورانوں کا اُپدیش ہی وہاں کے آشرم میں لازمی قرار دیا گیا۔ لیکن عجیب حیرانی ہے۔ کہ پانچ برسوں میں ہی دیوی بسنتی کی کایا پلٹ ہو گئی آریہ سماج نے گروکل اور برہمچریہ کا شور مچایا اور دیوی بسنتی نے ہندو کالج میں برہمچریہ لازمی قرار دیدیا۔ آریہ سماج نے گُن۔ کرم سوبھاؤ کے انوسار ورن ویوستھا قایم کرنے کے لئے عملی قدم اُٹھانے کی طیاری کی۔ کہ دیوی بسنتی نے چاروں ورنوں کی اندرونی تقسیموں سے آزادی حاصل کرنے کی اپیل ہندوؤں کی خدمت میں کی۔ مورتی پوجا کی اب شکل ہی بدل گئی۔ دھرم سبھا کی اسوقت کی تقریری مورتی پوجا کا پُرانی اصلی مورتی پوجا سے بڑا ہی فرق ہے۔ لیکن عمل میں اب تک پُرانی ہی مورتی پوجا آرہی ہے۔ مجھے درڑہ آشا ہے۔ کہ آیندہ جب لاہور میں تشریف لادیں گی۔ تو اینی بیسنٹ مردوں کے شرادھوں کی بجائے زندوں کے شرادھوں کی ہدایت فرمائنگی پوجاریوں کے برخلاف تو ابھی سے فتوے اُنہوں نے پاس کر دیا ہے۔ اور تعلیم یافتہ پوجاریوں کی سفارش کی ہے۔ لیکن میری رائے میں تعلیم یافتہ پوجاریوں میں سے بعض موجودہ کی نسبت بہی زیادہ خطرناک ثابت ہوں گے۔ اور اس انش میں ایک حد تک میرا پنڈت دین دیال کے کتھن سے اتفاق ہے دیوی بسنتی نے ستری شکشا پر بڑا زور دیا اور یہ زور قدرتی ہی تھا۔ کیونکہ جس ستری نے خود اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ہر ایک میدان میں بڑے بڑے مردوں کا مقابلہ کیا ہو۔ کب ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ پنڈت دین دیال کے ساتھ اتفاق کر کے عورتوں کی تعلیم کو محض تلسی رامائن کی خواندگی تک محدود رکھنا پسند کرے۔ اب سناتنی بھائیوں

سے پرشن ہے۔ کہ کیا اینی بیسنٹ کے سر پر بھی دیانند سوار تھا؟۔ میں اُن کا عذر خوشی قبول کر لوں گی۔ کیونکہ مجھے وشواس ہے۔ کہ جب تک سر پر دیانند سوار نہ ہو۔ ویدوں کی تعلیم کی اصلیت سمجھ میں نہیں آتی۔

مالی مہودے سبھا جودھپور کا کام

ایک طرف تو آپ نے ایک اعلےٰ دماغ ہنگلو ہندو دیوی کے خیالات سنے۔ اب معمولی ہندوؤں کی کارروائی سُنئے جودھپور میں ایک مالی مہودے سبھا قایم ہوئی ہے اُس سبھا کا کام مالی برادری کے ممبروں کا سُدھار کرنا ہے۔ اب سُنئے کہ ہندو قوم کی ایک ایسی برادری جس کا شودروں میں شمار ہوتا ہو کیا کرنا چاہتی ہے۔ نیم اور اُپ نیم تو اُس کے آریہ سماج کے اُپ نیموں کی ہی ہو بہو نقل ہیں۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ جبکہ کائستھ سبھا۔ ویشیہ سبھا۔ کورمی سبھا۔ گوڑ سبھا وغیرہ تو درکنار خود بھارت دھرم مہا منڈل کے اُپ نیم بھی آریہ سماج کے ہی اُپ نیموں کی تبدیلی صورت کیساتھ محض نقل ہیں۔ پردہان منتری وغیرہ کے سواء جاتیہ جھگڑوں کو آپس میں نبٹانے وغیرہ کے قاعدے سب دہی ہیں لیکن زیادہ تر قابل غور وے اُپ نیم ہیں جن میں کہ اُن باتوں کا ذکر ہے۔ جن میں کہ یہ لوگ اصلاح چاہتے ہیں۔ علاوہ بیہودہ وواہ کے ہنسی مذاق اور عورتوں کے بے پردہ ناچ وغیرہ کی مخالفت کرنے کے پہلے بال ودھوا کے وواہ کا پرچار ایک اُدیشیہ بنایا گیا ہے لیکن رنڈوے آدمی کو کنواری کے بیاہ کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ جو شخص ممبر

پانے کی شکتی نہ رکھتا ہو۔ اُس کو وِواہ کی اجازت نہیں ہے۔ برہم چریہ پالن پر زور دیا گیا ہے۔ مُردے کو جلانے کے بعد اُس کے لئے کوئی بھی کریاکرم ضروری نہیں ہے۔ اور نہ ہی ۱۰۔ ۱۲ دنوں تک بیکار بیٹھنے کی اجازت ہے۔ مجھے اخباروں سے معلوم ہوا۔ کہ پنڈت دین دیال جنرل سکرٹری بھارت دہرم مہا منڈل نے اپنے حال کے لیکچر میں آریہ سماج کی پرشنسا کی تھی۔ اور سوامی دیانند کو دھنیہ واد دیا تھا۔ اِس قسم کی تقریریں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ سناتن دہرم مہامنڈل کے رکن بہت جلد محسوس کریں گے۔ کہ خواہ وہ کتنا ہی دیانند کو سر پر سے ہٹانے کی کوشش کریں۔ وہ سر پر سوار ہی رہیگا۔ اور جب تک اُس کے بتلائے ہوئے راستے کی بزرگی کو مان کر لوگ اُس پر چلنے نہیں لگ جاتے تب تک برابر اُس کی آواز اُن کے کانوں میں گونجتی رہیگی۔ صرف بھارت ورش پر ہی کیا منحصر ہے۔ دیانند کے خیالات نے چپکے چپکے ساری دُنیا میں حرکت پیدا کر دی ہے۔ کمی صرف اِس قدر ہے۔ کہ آریہ پُرشوں نے اپنی ذمہ واری کی بزرگی کو نہیں سمجھا۔ کاش کو وہ سمجھتے کہ جس جیون کو وہ بے نتیجہ ذاتی مان اپمان اور خود غرضی کے جھگڑوں میں صرف کر رہے ہیں، وہ کسی مہان کام میں لگ کر مہان نتیجہ پیدا کر سکتا ہے!

گروکل کے متعلق خوشخبری

ہمیں آریہ پتر کا سے معلوم ہوا کہ نجیب آباد کے منشی امن سنگھ صاحب نے اپنا سالم موضع کانگڑی جو کنکھل سے پار تقریباً ۲ میل پر برلب دریائے گنگ

واقع ہے۔ ہبہ کرکے شری متی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے نام ہبہ نامہ رجسٹری کرا دیا ہے۔ اور گروکل کو دان دیدیا ہے اُس کے سواء اپنی کُل باقی ماندہ جائداد کا وصیت نامہ بھی سبھا کے نام رجسٹر کرا دیا ہے۔ موضع کانگڑی کا رقبہ ۱۱۹۶ بگہہ پختہ ہے۔ اور اِس وقت آمدنی ایک ہزار روپیہ سال کی ہے۔ گردنواح کے نظارے نہایت ہی دلچسپ خوبصورت اور مرغوب طبع بتلائے جاتے ہیں۔ مجھے اُس جگہ کے دیکھنے والے بعض زمیندار پیشہ بھائیوں نے بتلایا ہے۔ کہ اگر تین برسوں تک برابر ترقی حیثیت اراضی میں ہوئی تو یہ گانو ۳۰ یا ۴۰ ہزار روپیہ کی مالیت کا بن سکتا ہے۔ میں اِس دان پر منشی امن سنگھ جی کو مبارکباد کہتا ہوں۔ اگر گروکل ایک امر واقع ہوگیا۔ تو جہاں بادشاہوں کے نام لوگ بھول جاویں گے۔ وہاں منشی امن سنگھ کا نام بڑے بڑے وِدوان برہمچاری بڑی عزت اور پریم کے ساتھ لیا کریں گے۔ لیکن یہ دُنیاوی عزت خواہ نہ بھی حاصل ہو۔ خواہ گروکل کہیں کھلے یا نہ کھلے۔ تاہم بھائی امن سنگھ جی! آپ نے اپنے آئیندہ سفر کا توشہ تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اِس دان کے بعد آپ کا آتما خواہ مخواہ اپنے پربھو کے چرنوں کی طرف رجوع ہوتا ہوگا۔ آپ نے چونکہ ایک سچا دہرم کا انگ پالن کر دکھا دیا ہے۔ اسلئے مجھے یقین ہے۔ کہ آپ سچے دل سے پرارتھنا ہی کریں گے۔ پس آپ بھی میرے ساتھ اِس پرارتھنا میں شریک ہو جیئے۔ کہ پربھو آپ کی طرح کے بہت سے سرل آتما ہم بھی کر دیوے۔ تاکہ گروکل کا لگا ہوا پودا ہمیشہ ہرا بھرا رہے۔

خاتمہ پر میں شری متی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ اُس کے راستے سے ایک اور رُکاوٹ دور ہوئی۔ اور اُس دن کا منتظر ہوں۔ جب کہ سب رُکاوٹیں دور ہو کر سبھا گروکل کا ایک مکمل نمونہ دُنیا کے روبرو پیش کر سکے گی۔ اوم شم ۔ ۔ ۔

پنڈت بھیم سین کی قابلِ رحم حالت

میرے آریہ بھائی اکثر معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ پنڈت بھیم سین جب جالندھر میں آئے تھے۔ اُسوقت جو کارروائی ہوئی تھی اُس سے پبلک کو مطلع کروں۔ واضح ہو کہ پنڈت جی جب آئے تو سوائے دو دہرم سبھا کے ممبروں کے اور کوئی اُنکے استقبال کیلئے نہ گیا۔ دوسرے دن پنڈت جی نے شام کو دہرم سبھا کے مکان میں لیکچر دیا جسمیں صبحات سننے آئے تھے باتیں کیں۔ شروتا گن کو بڑی نفرت ہوگئی۔ تو کل دہرم سبھا کے پروہان آگلے دن تک نہ گئے اور سب دہرم سبھا والوں نے کہا جو شخص آریوں کیساتھ یہ سلوک کرکے آیا ہے وہ ہمیں کیا تاریگا۔ تیسرے دن مجکو سوامی نتیانند جی مجھے ملنے کو آئے۔ اُنسے جو بات چیت ہوئی۔ وہ میں پبلک نہیں کر سکتا۔ لیکن اُس سے اور دیگر جالندھری دہرم سبھا والوں سے جو پنڈت جی کو ملے تھے بات چیت کرنے پر مجھے نتیجے ہوگیا کہ پنڈت بھیم سین بہت سی باتیں نہ ماننے ہوئے بھی اسوقت دہرم سبھا کو خوش کرنیکے لئے کہہ دیتے ہیں۔ لیکن دہرم سبھا والوں کا اُنپر وشواس بالکل جمتا نہیں ہے۔ اگر پنڈت بھیم سین اپنا کلیان چاہتے ہیں۔ تو اب بھی ایکانت جگہ میں بیٹھ کر اپنی حالت پر وچار کرانا شروع

ماسٹر ورگا پرساد صوفی کیا میں

مدت سے ماسٹر صاحب آریہ سماج کے اُصولوں سے منحرف اور باقی کی نسبت سنتے آئے تھے باوجود اسکے بھی آریہ سماج دھوکے میں آکر اُنکو بلاتے رہے۔ اور ان لیکچر سنکر اپنے خیالات بدلتے رہے۔ اب ماسٹر صاحب پریم کر سبھا کے

اُپدیش

सर्वाननशिरोग्रीवः सर्वभूतगुहाशयः। सर्वव्यापी स भगवांस्तस्मात्सर्वगतः शिवः॥

منشیہ کا من عجیب تیز رفتار ہے۔ من کی شکتیوں کا مقابلہ کوئی بھی سانسارک پدارتھ نہیں کر سکتا ہے۔ جملہ اندریوں کا من راجا ہے۔ لیکن باینہمہ من کیسا کمزور ہے۔ کہ ایک وقت میں صرف ایک ہی کام کر سکتا ہے۔ اگر من کا تعلق دماغ کے ساتھ ہو گیا اور دماغ سوچنے میں لگ گیا تو پھر زبان بند ہو جاتی ہے۔ اُپدیش لینے کے لئے سینکڑوں جگیاسو ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ پرشنوں پر پرشن کر رہے ہیں۔ لیکن مہاتما جی تو سمادھی میں ہیں۔ من تو کسی دوسری طرف لگا ہوا ہے۔ من کا تعلق اس وقت بانی (زبان) کے ساتھ نہیں ہے۔ پھر جگیاسوؤں کی آواز کو کون سُنے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد سمادھی کھل جاتی ہے۔ من کا تعلق زبان کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ کیسے دُرلبھ بہا اُسی زبان سے نکل رہے ہیں جس میں کہ پانچ منٹ پیشتر کچھ شکتی ہی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ لیکن دفعتاً بہدر پرشن کے کانوں میں دین آواز سنائی دی۔ آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو کچھ فاصلے پر ایک اپاہج رو دُکھ کے لئے پکار مچا رہا ہے۔ اب من اُس

اپاہج کی ضروریات کی طرف لگ رہا ہے۔ روٹی لے کر مہاتما اُس کی طرف جا رہے ہیں۔ اب اُپدیش کون کرے؟ جگیاسو سب کے سب رفتہ رفتہ اُٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں یوگ کی اعلیٰ سے اعلیٰ اوستھا کو پراپت کیا ہوا انسان بھی اپنی بے بسی پر رو پڑتا ہے۔ اور ایسے وقت میں بڑے بڑے ابھیمانیوں کے ابھمان ٹوٹ جاتے ہیں۔ اپنے دماغ کو سارے سنسار میں گھما کر فرانس کے شاہنشاہ نپولین بوناپارٹ نے ہر مُلک کو اپنے خاندان کے مطیع بنانے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ چاروں طرف فتح ہی فتح کا ڈنکا بجا کر ولائیت انگلستان پر چڑھائی کی طیاریاں کر رہا تھا۔ دفعتاً سرحد فرانس پر مخالفت کی ایک چنگاری سی جل اُٹھی۔ من اُن کششوں کی طرف سے ہٹانا پڑا۔ جو کہ انگلستان پر چڑھائی کے لئے تیار کیجاتی تھیں۔ آسٹریا۔ پروشیا اور روس کیطرف من کو رُخ کرنا پڑا۔ سب منصوبے خاک میں مل گئے کچھ کا کچھ ہو گیا! سکندر اعظم نے فن سپہ گری اور سپہ سالاری پر من کو ورتہ کر کے اپنا لشکر ساری دُنیا پر چھوڑ دیا۔ دُنیا اُسکے حوصلے کے مقابلہ میں چھوٹی نظر آتی تھی۔ لیکن ان دونوں کا انجام کیا ہوا؟ کون کہہ سکتا تھا کہ نپولین سا دُنیا کو تسخیر کرنیکا دعویٰ کرنے والا ایک گمنام جزیرہ کے اندر جنگلی جانور کی طرح بند ہو کر تڑپ تڑپ کر جان دیگا۔ اور کسے معلوم تھا۔ کہ سکندر سا فاتح آخر کار چند گھونٹ عرق کا شکار ہو کر مفتوح اور مجروح دُنیا کے میدان جنگ میں حالت نزع میں دکھائی دیگا لیکن یہ نظارے دُنیا میں ہو گذرے ہیں۔ اور اسی قسم کے ہزاروں نظارے روزمرہ دکھائی دے رہے ہیں۔ اگر ایسا ہی انتظام اُس دُنیا کا ہوتا تو عقبیٰ کی فکر عبث تھی۔ لیکن نہیں پرمیشور

کے انتظام کے اندر ان بے ترتیب کمزوریوں کو دخل کہاں۔ وہاں محدود من کی ضرورت کیا جبکہ انسان کا دماغ ابھید لیشی ہے۔ وہاں پرماتما کے ستوابھاوک گیان ست۔ اور کریا ستا پر مہاتما کے اندر یکساں ویاپک ہو رہے ہیں۔ ستی۔ بانی اور کرم تینوں کا ساتھ ہے۔ اُسکا ہر جگہ یکساں ہے اور وہ اسلئے کہ وہ جملہ پران دھاریوں (جانداروں) کے اندر موجود ہے۔ جیو آتما جو کہ بہت ہی سوکشم ہے۔ شاستر نے اُسے بھی پرماتما کا جسم کہا ہے یعنی اُس کے نواس کا استہان جیو آتما کو مانا ہے۔ پھر اُس پرمیشور کی سوکشمتا کو کون شخص بیان کر سکتا ہے! وہ کیوں ہر استہان میں موجود ہے؟ ہر کیشم ہستی کے اندر بھی وہ کیوں ہر سو پرکاشمان ہے؟ اسلئے کہ وہ سرو ویاپک ہے۔ لیکن پرشن پھر پیدا ہوتا ہے۔ مانا کہ وہ سرو ویاپک ہے۔ لیکن ہمیں اُس سے کیا؟ آکاش بھی تو ویاپک ہے۔ پھر کیا آکاش کی بھی ہم اُپاسنا کریں؟ رشی جواب دیتے ہیں۔ کہ وہ نہ صرف ویاپک ہے۔ بلکہ ساری سرشٹی کا مالک ہے۔ اور اسلئے وہ آنند سروپ ہے۔ دُکھ اُسے ہوتا ہے جسکو کسی چیز کی ضرورت ہو۔ جسکی جملہ خواہشیں پوری نہ ہونیوالی ہوں۔ لیکن جو خود شروتوں سے بھرپور اور اُنکا مالک ہے اُسے دُکھ کہاں؟ وہ تو آنند سروپ ہے۔ اور جیو آتما دُکھ کے اندر بلبلا رہا ہے۔ اسی دُکھ چھوٹنے کیلئے جیو آتما کا سارا جد و جہد ہے۔ پھر سوائے اُس پرماتما کے جو کہ آنند کا ساگر ہے۔ جیو آتما اور کسکی شرن میں جا کر شانت ہو سکتا ہے۔ کنگال اگر کنگال کی شرن لے تو کیسے شانتی پراپت ہو سکتی ہے! منشیہ بدی منشیہ کی شرن میں جائے۔ تو اُسکے جیون کا اُدیشیہ کیسے پورن ہو سکتا ہے؟ بس اگر انسان کو راحت حقیقی مطلوب ہے۔ اور اپنی زندگی کا مقصد وہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ تو اُسے آنند ساگر، شروتوں کے ایک مالک ایشور یعنی پرماتما کی شرن میں آنا چاہئے۔ پھر یہ پانگ گن! ہم سب کنگال ہیں۔ اتنک ایشور سے ہم سب شو بھتے ہیں۔ آتما ہی سدپورش دانا ہے

ایڈیٹوریل نوٹس

آتما بل ہی واستوک بل ہے

متھرا کے چوبے شہ زوری کے لئے مشہور ہیں۔ اُن کی شکلیں دیکھ کر آدمی کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کو بس میں کرنا مشکل ہے۔ ہر ایک چوبا کشتی باز اور پہلوان ہے۔ لیکن میں نے متھرا میں حیرانی سے دیکھا کہ ایک کمزور دُبلا پتلا پولیس کا سپاہی جس پہلوان چوبوں کو دھکا ہو اکر توالی کو لئے جاتا ہے۔ ساتھ ساتھ گالیاں بھی دیتا جاتا ہے۔ میں اس امید میں تھا کہ اب ایک چوبے کا تھپڑ اُس کی زبان درازی کو بند کرتا ہے۔ لیکن چوبے جی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی چپ چاپ بھیگی بلی کی طرح اُس کے ساتھ چلے گئے۔ یہ معمہ کچھ میری سمجھ میں نہ آیا لیکن دوسرے ہی دن ایک دُبلے پتلے عالم پنڈت کے یہاں کوتوال شہر کو دیکھا پنڈت جی متوجہ ہی نہ تھے۔ کوتوال نے کمال عزت سے پرنام کیا۔ پنڈت جی متوجہ ہوئے۔ کوتوال پر رعب چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اُسوقت معمہ حل ہوا معلوم ہوا۔ کہ طاقت کُل آتما میں ہی ہے شریر خواہ کیسا ہی مضبوط ہو۔ جب آتما مضبوط نہیں تو کس کام؟ اور شریر بھی تو دوسری پشٹ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ آتما میں کثرت کیساتھ نہ شامل کیا جاوے لیکن کیا آشچریہ ہے کہ ہم سب آتما کو ہی دن رات نظر انداز کر رہے ہیں۔ اُسی کی بالکل خبر نہیں لیتے۔ آتم بل کیسے ملے اس کی تشریح بڑی لمبی ہے۔ لیکن یہ تو سمجھ میں آسانی سے آسکتا ہے۔ کہ آتما کا پرم آتما سے ہی بل مل سکتا ہے۔ اسلئے پرماتما کی بھگتی سے اُس کی نزدیکی حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے

اب میں خود ایسے مضامین کو جگہ نہ دونگا

اسوقت میرے پاس ایک درجن سے زیادہ خطوط آئے پڑے ہیں جن میں نہ صرف اُن مضمون نویسوں پر ہی اظہار ناراضگی کیا گیا ہے۔ جنھوں نے کہ شریمتی شنمرا دیوی اور ڈاکٹر گورودت کے وواد کے بارے میں تہذیب سے گرے ہوئے اعتراض کئے ہیں۔ بلکہ مجھے بھی آڑے ہاتھوں لیا گیا ہے۔ کہ میں نے کیوں ایسے بیجا اعتراضوں سے پُر خطوط کو اپنے اخبار میں جگہ دی۔ میں بلا کسی چون و چرا کے جرم سے اقبالی ہوتا ہوا صرف اس قدر لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے ہرگز گمان نہ تھا۔ کہ اب تک آریہ سماج کے سبھاسدوں نے بھی دیویوں کی نسبت بات چیت کرنے کا طریقہ نہیں سیکھا ویدوں کی تعلیم کو جن لوگوں نے جذب کیا ہو اُنسے امید ہو سکتی تھی۔ کہ۔

मा तृदेवो भव

کی سپرٹ کو سمجھتے ہوئے آریہ دیویوں کی نسبت عزت کے ساتھ خطاب کرنا سیکھے ہوں گے۔ لیکن افسوس کہ میرا یہ خیال غلط نکلا۔ اور اسلئے جب کہ شخصی بحث کو میں نے بالکل بند کر دیا ہے۔ اور آئندہ محض اصولوں کو بیان کرنا ہی اپنا دستور العمل بنایا ہے۔ تو ان بھائیوں کے خطوط درج اخبار کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ان خطوط میں سے لالہ کرتا رام جی کرنال نواسی۔ اور مہاشے برج ناتھ شرما منتری آریہ سماج بھیسی کے خطوط بڑے سار گربھت تھے۔ لیکن ان بھائیوں نے اپنی تحریروں کے ایک ایک حصہ کے ساتھ میرا ایسا تعلق جوڑ دیا۔ اور شوخر الذکر صاحب نے میری نسبت ایسی اعلیٰ رائے قائم کی کہ میں اپنے آپ کو اُس کا مستحق نہ سمجھ کر مجبور ہو گیا کہ اُن کی تحریروں کو اخبار میں جگہ نہ دوں میں اپنے تمام بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں ویدک دھرم کے دشمنوں کی سخت سے سخت چوٹوں نے مجھے ودھرم کے میدان سے بھگانے کی بجائے مجھے اُس میں زیادہ تر مضبوط کر دیا ہے۔ وہاں ایک ہی ویدک دھرم کے ماننے والوں کی چوٹیں بھی میرے اُتساہ کی اگنی کو مند نہیں کر سکتیں۔

ورن وِیوستھا پر گپت مہاشے کا اندیشہ

آج کے مراسلات کے کالموں میں پرچارک کے ناظرین مہاشے بھوانی پرساد گپت کا مضمون دیکھیں گے جس کی سرخی سے اندھکاری کو ادھکار دینا بھیانک ہے۔ اس مضمون کا سارانش یہ ہے کہ جب تک برہمچریہ آشرم کے سیوں کے لئے باقاعدہ گروکُل نہ ہو لیں۔ اور اُس کے بعد جب تک کہ آریہ راج سبھا قائم نہ ہو لے تب تک موجودہ ذات پات کی زنجیروں کو توڑ نا اندھکاری کو ادھکار دینا ہے۔ اس مضمون کو پڑھتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ گپت مہاشے کو صاف جواب دیا جاوے کہ آپ کے قائم کردہ اصول کے مطابق آریہ دیش کرنیکا اُدیش گویا اندھکاری کو ادھکار دینا ہے۔ لیکن سمجھ

کہ کہ اس زمانہ میں جب کسی ناصح بساء دیگراں
ہی ہے۔ تو گپت جی کا مضمون ہی محض
بطور نمونہ کیوں نہ پیش کیا جاوے۔ تا کہ
پرچارک کے ناظرین کو معلوم ہو جاوے۔ کہ
آیا عام اصولوں پر بحث کرتے ہوئے بھی
لوگ ذات کے تعصبات سے کنارہ کرنے کے
عادی اب تک ہوئے ہیں یا نہیں۔ گپت جی
نے اول تو رشی دیانند کا حوالہ ہی غلط
دیا ہے۔ رشی نے جہاں برہمچریہ کی
سماپتی کو ورن کے نرنے کرنے کا وقت آچاریہ
کے ادھین بتلایا ہے۔ وہاں اُس کے بعد
ورن سے گرانے اور اُٹھانے کا ادھیکار
برابر راج سبھا کو دیا ہے۔ اگر آپ کا
خیال یہ ہے۔ کہ آشرم جب تک ینتھاوت
قایم نہ ہوں تب تک مصالح ہی موجود
نہیں ہے۔ اور اسلیئے کوئی بھی دُوج
پدوی کا ادھیکاری نہیں۔ پھر کیوں نہیں
سب کو شودر قرار دیا جاتا۔ اور پھر کیوں
پرسپر سمبندھ کے راستے میں رُکاوٹیں ڈالتے
ہو۔ آپ اور آپ کے ہم خیالوں کی رائے
میں سب شودر ہیں۔ اور اسلئے جب تک
کہ برہمچریہ آشرم کے سیون سے ادھیکاری
نہ بنیں آپ موجودہ ذاتوں کے ستری
پُرشوں کو پرسپر وواہ وغیرہ سمبندھ
سے روک نہیں سکتے۔ لیکن آپکا یہ خیال
غلط ہے۔ اس وقت بھی گُن۔ کرم سوبھاؤ
کے لحاظ سے برابر ورن ویوستھا کے ادھیکاری
لوگ موجود ہیں۔ آپ کا یہ عذر کہ گو ادھیکاری
نہیں۔ تاہم ذاتوں کی تمیز قایم رہنی چاہیئے
کیونکہ ذاتوں کے ابھمان سے لوگوں کے
آچرن درست رہتے ہیں۔ بالکل امور
واقع کے برخلاف ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ
براہمن اور ویشیہ آدمی جاتیوں میں مانس

اور مدرا سے گھرنا ہے۔ نہ معلوم آپ
پنچھوتر ویش میں کہاں رہتے ہیں۔ کہ آپ
کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ سب سے بڑھکر
مانس اہاری جاتی کنوجیئے (کانیہ کبج) باہمنوں
کی ہے۔ جو کہ باہمن جاتی میں سب سے اعلیٰ
درجہ کے سمجھے جاتے ہیں؟ اور کیا کشتریہ عام
طور سے مانس نہیں کھاتے؟ اور کیا وید
انوسار تینوں دُوِج ورنوں کے لئے مانس
کی ممانعت رشی دیانند نے نہیں کی۔ اور
کیا یہ امر واقع نہیں ہے۔ کہ بعض جولاہوں
وغیرہ کی نیچ قومیں محض کبیر وغیرہ کے
پیرو ہو کر قطعاً مانس مدرا وغیرہ سے
پرہیزگار ہو گئی ہیں۔ آپ کا یہ فرض
غلط ہے۔ کہ جاتی بندھن توڑ کر جو وواہ
کریں گے۔ وہ کسی ورن کے ادھیکاری ہی
نہ ہوں گے۔ جواب یہ ہے۔ کہ جس ورن
میں قایم کئے جاویں گے۔ اُسی کے کرم
کریں گے۔ مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ آپ
تجاہل عارفانہ سے آج کل کے معمولی
حالات کو بھی غلط پیرایہ میں بیان کر
رہے ہیں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آجکل
کے باہمن کشتری۔ راجپوت۔ بنئے وغیرہ
رِنو کامی ہیں۔ کیا ان سب کے عمل پتیوت
نہیں ہیں۔ پھر ایسے پتتوں کے مقابلے
میں ورن ویوستھا قایم کر کے سمبندھ
پیدا کرنیوالوں کو کام کے وشی بھوت
بتلانا کونسا نیاء ہے۔ سنسار سے بدمعاشی
تو تب ہی دور ہوگی۔ جب کہ دھرمک
اصولوں پر بہت سے انسان چلیں گے
اور جب ورن ویوستھا کے لئے ورن
ویوستھاپک سبھا کی منظوری لازمی ہو جائیگی
خرابیوں کی گنجایش بہت کم ہو جاویگی
افسوس کہ آپ نے خاص ذاتی حملے سے

گریز کرنے کا دعوے کرتے ہوئے بھی
چودھری چھٹی سنگھ جی کے بیان کردہ
وواہ کو نشانہ بنا کر ایک بیجا اعتراض
کر دیا۔

مجھے امید تھی کہ آپ اپنا بیان کیا ہوا
اصول خاتمہ تک قایم رکھیں گے۔ اور
یہی مانتے جائیں گے۔ کہ اسوقت گُن۔ کرم
کی یوگیتا کے قایم کرنے کا مصالحہ موجود
نہیں۔ لیکن آپ نے اپنے تمام دلایل
کو خاتمہ پر ایں لیکھ سے کاٹ دیا۔ کہ
"نہ کرنے سے تھوڑا کرنا بہتر ہے" کے انوسار
جسقدر سندرش گُن کرم۔ آپ ہی سمجھ کہے
جا سکتے ہیں۔ اس قدر موجودہ جاتیوں
میں ہی کر سکتے ہیں!! کیوں مہاراج اب
مصالحہ کی عدم موجودگی کہاں گئی۔ اور کیا
تنگ دایرے میں گُن کرم کی یوگیتا
کی تلاش بیوقوفی نہیں ہے۔ پتر کو پتا روپ
ضرور شاستروں نے ورنن کیا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ۔ دیودت کا اثر
اُس کے پُتر یگیہ دت پر ضرور ہوتا ہے
اُس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ کنوجیا یگیہ دت
پر اُس کے باپ کے کنوجیا پن کا اثر پڑیگا
جس کی اب تک تعریف نہیں ہوئی۔ کہ
کنوجیا پن کیا ہے۔ آپ خاتمہ پر جات
پات کے بندھنوں کو توڑ کر ورن ویوستھا
ستھاپن کرنے کا کام نتیجہ بتلا کر گروکل
ستری شکشا۔ ویش ودیا نشر پرچار
پر زور دیتے ہیں۔ لیکن کیا آپ نے
کبھی دریافت کیا ہے۔ کہ ان سب کاموں
کے راستے میں ذہنی جاتی بھید کسقدر زبردست
رُکاوٹیں حائل کر رہا ہے۔

عملی کارروائی کرنے جاؤ

جو لوگ زمانہ کے آنے کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ میں اُنہیں انتظار میں بیٹھے رہنے سے منع نہیں کرتا۔ وے انتظار کریں اور اُس نظارے کے منتظر رہیں۔ جبکہ بنی بنائی ورن آشرم ویوستھا پر چلنے والی سوسائیٹی آسمان سے ٹوٹ کر گر پڑے گی اور وہ اُس میں شامل ہو کر اعلےٰ درجہ کے دویج بن جاویں گے۔ لیکن ایک درخواست ضرور کروں گا۔ کہ جو لوگ ہاتھ پیر مار کر دویج پدوی کے لئے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں۔ اُنہیں ہرگز اس جدوجہد سے نہ روکیں کیونکہ جہاں مدد دینے کی توفیق نہ ہو۔ وہاں وگھن ڈالنا سجن پرشوں کا کام نہیں ہے۔ اس امر واقع سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ آریہ سماج کے اندر اس وقت کسی قدر تعداد ایسے آدمیوں کی موجود ہے۔ جو گن۔ کرم سوبھاؤ کی یوگیتا سے ورن ویوستھا کو قایم کرنا ممکن سمجھتے ہیں۔ میں اُن سب بھائیوں کو صلاح دوں گا کہ وہ گن کرم کی یوگیتا کو دیکھ کر بلا تمیز جاتی بھید کے وواہ سمبندھ کرنے کے لئے باقاعدہ کام کریں۔ میرے پاس اب تک ایسی پانچ کنیاؤں کے نام پہونچ چکے ہیں۔ جن کے سرپرست اُن کا وواہ یوگیہ ور دیکھ کر گن۔ کرم سوبھاؤ کے میل سے کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے میں اس جگہ سوچنا دیتا ہوں کہ جس قدر آریہ پُرش اپنا یا کسی اپنے رشتہ دار یا سنتان کا وواہ گن۔ کرم سوبھاؤ انوسار ورن قایم کر کے کرنا چاہتے ہیں وے اپنے اپنے مفصل حالات لکھ کر میرے پاس بھیج دیویں۔ اس وقت میں آیندہ کوئی پبلک نوٹس یا خط و کتابت نہیں کیجائے گی۔ صرف اس قدر جتلانا ضروری ہے۔ کہ جب وقت آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب یا دیگر آریہ پرتی ندھی سبھائیں کوئی ورن ویوستھا پک سبھا قایم کریں گی۔ اُسی وقت اُس زمانہ تک ہوئے ایسے وواہوں کے جوڑ دل سکا ورن نرنے کرانے کے لئے اُس سبھا کے روبرو واقعات پیش کئے جا دیں گے اور اُس سبھا کے فیصلے کو ماننا لازمی ہوگا اُس سے پہلے ور اور کنیا اور سرپرستوں کی پرسپر ہمتی سے ورن قایم ہو کر کارروائی ہوتی رہے گی۔

میرے اس لیکھ کو پڑھ کر شاید پھر چٹھیوں کی بھرمار شروع ہو جاوے۔ اسلئے ابھی سے مطلع کر دوں کہ اس وشے میں اب کوئی خط و کتابت شایع نہیں کروں گا جن لوگوں کو اس کارروائی سے اتفاق نہ ہو۔ اُنہیں اختیار ہوگا۔ کہ وے ایسے وواہوں کے دونو فریق کو اُن کے سرپرستوں کے دئے ورنوں میں مانیں یا نہ مانیں۔ انصاف تو یہ ہے۔ کہ والدین یا سرپرستوں کا فتوے ماننے کے لئے جو طبیعتیں طیار نہ ہوں اُن کو بہت جلد آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کی توجہ ورن ویوستھا پک سبھاؤں کے قایم کرنے کی طرف کھینچنی چاہیئے

یوگ پر ایک نئی کتاب

سوامی ککنتا نند جی نے ایک ہی کتاب دھیان یوگ پرکاش چھپائی ہے۔ جو میرے پاس ریویو کے لئے آئی ہے۔ چونکہ مضمون سنجیدہ اور مشکل۔ اور کتاب بڑی ہے۔ اسلئے جب تک سرمعنون کتاب نہ پڑھی جاوے تب تک میں اپنی کسی قسم کی رائے نہیں دے سکتا سرسری نظر پر اس قدر معلوم ہوا۔ کہ مصنف نے اپنے ہر ایک دعوے کے لئے رشیوں دیا نند کے دیدبہا شیہ اور دیگر پستکوں سے پرمان پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ آریہ پرشوں کے لئے خصوصاً مفید ہوگی۔

آو ٹیک سوچنا

(۱) لالہ دیوراج جی نے کنیا مہاودیالیہ کی منیجری سے ایک برس کے لئے رخصت لی ہے۔ اب بجائے اُن کے کنیا مہاودیالیہ سبھا پربندھ کرتا میں ہوں۔ اسلئے محض کنیا مہاودیالیہ کے متعلق خط و کتابت مجھ سے ہونی چاہئے۔

(۲) کنیا آشرم کے پربندھ کرتا اور کنیا اناتھ آلیہ کے ادھشٹاتا بدستور لالہ دیوراج جی ہیں اُن کے متعلق کُل خط و کتابت اُنہیں کیساتھ ہونی چاہئے۔ اور پستکالیہ کا چارج بھی بدستور لالہ دیوراج جی کے پاس ہے۔

(۳) کنیا مہاودیالیہ کمیٹی سبھا کی طرف سے کنیا مہاودیالیہ کے اغراض کے پرچار کے لئے پنڈت مکند رام جی اُپدیشک نیت کئے گئے ہیں۔ ۷ - ۲ مئی سنہ ۱۹۰ سے وہ پرچار کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ جملہ آریہ سماجوں کے ادھیکاریوں اور آریہ بھائیوں سے پرارتھنا ہے۔ کہ اُن کو ہر طرح کی مدد دیا کریں۔ اور جن جن امور کی نسبت وہ دریافت کریں اُن کو پوری اطلاع دیدیا کریں۔ پنڈت مکند رام جی کا نہ صرف یہی کام ہوگا۔ کہ وہ کنیا مہاودیالیہ کو دھن کی سہایتا دینے کے لئے

لوگوں کو پریرت کریں - بلکہ ستری شکشا کا پرچار کرنے کے علاوہ ہر ایک جگہ میں ستری شکشا کی حالت کی بھی تحقیقات کریں - نیز اُن کو ہدایت ہے - کہ جہاں کہیں جاویں - وہاں ستریوں کی شکشا اور اُن کے اوپکار کے لئے اپیل کرنے کے علاوہ ویدک دھرم کے سدہانتوں کا بھی پرچار کیا کریں -

الـمشـتـهـر
منشی رام پردھان کنیا مہاودیالیہ جالندھر شہر

ریویو

بائیبلی خدا: - جس میں بائیبلی خدا کی صفات اور اُس کے افعال کا ہو بہو فوٹو کھینچا گیا ہے مصنفہ لالہ گورو پیارا منتری آریہ سماج بنوں قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک علاوہ - اِس مختصر سے ٹریکٹ کے اندر بنوں آریہ سماج کے دھارمک اور پُرشارتھی منتری مہاشے نے خود بائیبل کے حوالجات سے ثابت کیا ہے - کہ اُس کتاب کا مصنف خدا کی ہمہ دانی - اُس کی سرودیاپکتا - اُس کے عدل رحم - صداقت پسندی - قادر و مُطلق وغیرہ سے واقف نہ تھا - اپنے دلائل سے کسی بات کو ثابت کرنا اور بات ہے - اور کسی کتاب کے اپنے حوالجات سے اُسکے دعوے کو جھوٹا ٹھیرانا امر دیگر ہے - لالہ گورو پیارا جی نے بائیبل کے کل حوالجات کو یکجا کر کے ثابت کر دکھایا ہے - کہ بائیبل کا مصنف خدا کے اوصاف اور اُس کی ذات کی نسبت صحیح خیالات سے واقف نہ تھا - میری رائے میں یہ ٹریکٹ ہر ایک آریہ سماج کے سبھاسد کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے - تاکہ جو غلط فہمیاں کہ عیسائی پادری اکثر سبھاؤں میں پھیلایا کرتے ہیں اُن کے دور کرنے میں اِس ٹریکٹ سے مدد لے سکا کریں - اِس ٹریکٹ کی خوبیاں تو بہت سے بیان کر دیں - لیکن ایک نقص جو اِس میں ہے - وہ بھی بیان کرنا ضروری ہے - لالہ گورو پیارا نے بائیبلی خدا کا لفظ استعمال کیا ہے - اور یہ غالباً اُس موجودہ عیسائی سپرٹ کے جواب میں ہے - جس سے پریرت ہو کر کہ عیسائی پادری ویدک خدا اور محمدی خدا وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں - ہماری رائے میں پرمیشور کو کسی خاص مت سے مخصوص کرنا کفر کا کلمہ پڑھنا ہے - پرمیشور ایک ہے نہ وہ عیسائیوں کو وراثت میں ملا ہے - اور نہ ہی محمدیوں کے لئے کچھ دوسری شکل اختیار کرتا ہے - اِسلئے بجائے بائیبلی خدا کے ...

کنیا مہاودیالیہ جلندھر

فورٹ سنڈیمن سے مہاشہ گنیش داس جی نے ذیل کے احباب سے مبلغ ۷ روپیہ خود ۵ - لالہ دھرم چند نارنگ ۱ر لالہ دتارام خزانچی ۱ر کل سات روپیہ اکٹھا کر کے ہمارے پاس ارسال کئے -

لالہ دیوان چند صاحب سٹیشن ماسٹر گیلا والہ نے مبلغ ۱۰ بامداد کنیا مہاودیالیہ جلندھر ارسال فرماتے ہیں

لالہ نانک چند کپور نے مبلغ تین روپیہ بامداد کنیا مہاودیالیہ بہ تفصیل ذیل ارسال فرمائے - منجملہ ۱ روپیہ دان شدہ بامداد متفرق فنڈات منجانب لالہ رشنو لعل ویش ممبر آریہ سماج نروانہ جنکا شبھ بواہ ۱۲ - ۱ ماہ حال کو جھانسی میں ہوا - دو روپیہ منجانب لالہ نانک چند خود دان بموقع سرتیو ہونے دھرم پتنی خود ایک روپیہ

لالہ گنیش داس جی سیالکوٹ سے لکھتے ہیں - کہ لالہ پران ناتھ جی سیالکوٹ شہر نے علاوہ ایک روپیہ یک مشت دان دینے کے آئیندہ کے لئے ۱ ایک روپیہ کنیا مہاودیالیہ جلندھر کے لئے دان دینا سویکار کر لیا ہے - پرماتما ایسے اُوپکاری پرشوں کے اُتساہ کو بڑھاویں -

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر ہری چند جی نے مبلغ ۱۳ اکٹھا کر کے بامداد کنیا مہاودیالیہ جلندھر ہمارے پاس ارسال کئے تھے - لیکن غلطی سے شائع نہیں ہوئے امید ہے - کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ہمیں معاف رکھیں گے -

منشی کیول کرشن جی نے ۱۰ دان دیا لالہ گوپال سہائے جی دگو جیرانوالہ نے ایک روپیہ یتیموں کو موسمی میوہ دینے کے لئے بھیجا ہے -

۹
۱۳

ورکیلئے کنیا کی ضرورت

ایک ور کے لئے جسکی عمر ۲۲ سال ہو - ایک ویش کنیا کی ضرورت ہے - لڑکا ۲۰ روپیہ ماہوار کا ملازم ہے - اور قوم ویش میں بغیر امتیاز ذاتی بھید کے ویدک ریتی سے بواہ کرنا چاہتا ہے - جس صاحب کو رشتہ کرنا منظور ہو - وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں - لڑکا پورے طور سے ویدک سدہانتوں کے ماننے والا ہے -

الـمشـتـهـر
سالگ رام پلیڈر اسسٹنٹ سکرٹری آریہ سماج آگرہ محلہ ...

آریہ سماجک خبریں

آریہ سماج رام کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کو ہو گیا۔

ڈیرہ بابا نانک میں نیا آریہ سماج قایم ہوگیا ہے۔

ریاست کوٹا (راجپوتانہ) میں استری سماج کا پہلا جلسہ اتوار تاریخ ۱۷۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کو ڈاکٹر گورودت جی کے مکان پر ہوا۔ استریوں نے بڑے پریم سے بھجن گائے ایشور پرارتھنا کے بعد ستیارتھ پرکاش میں سے شریمتی سُمترا دیوی جی نے کتھا کی۔ پھر سماج کے ادھکاری چُنے گئے شریمتی سُمترا دیوی نے کچھ پستکیں اور ہون کنڈ وغیرہ سماج کی کارروائی کے لئے دئے۔ دیگر بہنوں نے بھی کچھ کچھ سہایتا دیکر کام آرمبھ کر دیا ہے ایشور ان سب کے پُرشارتھ کو پھلدایک کرے۔

ریاست کوٹا میں جو کنیا پاٹھشالا شریمتی سُمترا دیوی نے کھولی ہے۔ اُس میں آٹھ لڑکیاں اب تک داخل ہوئی ہیں۔ باقاعدہ کام چلایا جاتا ہے۔

چکرانتہ آریہ سماج سندر میں ۱۹۔ مئی کو بابو گومتی پرساد جی پردھان نے پارک ہون کرایا۔ بابو کشن سنگھ جی اُپ پردھان نے یگیہ وِشے پر ویاکھیان دیا۔ پردھان و منتری نے ایک لوٹا اور ایک تھالی سماج کو دان دی۔

پنڈت ہرنام سنگھ جی پرچارک نے چکوال میں چار بڑے منوہر اپدیش دئے۔ حاضری ۲۰۰۰ تک پہونچ گئی تھی۔ اب بھون میں پرچار کے لئے گئے ہیں۔ بوقت واپسی پھر چکوال میں پرچار کریں گے۔

شاہکوٹ (آبادی نو) سے مہاشے گیان چند جی لکھتے ہیں۔ ستیہ دھرم پرچارک لالہ بابو رام کی پریرنا پر سنگا پاتھا وہ پرچارک کا پورا کام کرتا رہا۔ پھر تجویز کی گئی کہ ایک اُپدیشک رکھا جاوے۔ جس کو ۵ روپیہ ماہوار لوکل بھائی دیویں۔ اور ۵ روپیہ ماہوار پرتی ندھی سبھا پنجاب دیوے۔ چنانچہ سبھا نے منظور کر لیا تھا۔ لیکن روپیہ جمع نہ ہو سکا۔ اب ۱۲۔ مئی کو آریہ سماج قایم ہوگیا۔ جس کے لالہ امیں چند جی قلعہ دار پردھان۔ اور لالہ جوتی رام جی منتری ہیں اپدیشک فنڈ کے لئے اپیل ہونے پر ۱۹ روپیہ نقد جمع ہو گئے ہیں۔ ۱۳۔ مئی کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو واسطے اپدیشک کے لکھ دیا گیا ہے۔

مقام منڈی گوجرہ ضلع جھنگ میں ایک نیا آریہ سماج قایم ہوا ہے۔ جس کے پردھان لالہ موتی رام ساہوکار ہوئے ہیں۔ اور منتری لالہ سربدیال ہیں۔ منتری مہاشہ اپدیشکوں کو نمنترن دیتے ہیں۔

قصبہ پڑی تحصیل جہلم میں ایک نیا آریہ سماج قایم ہو گیا ہے۔

مہاشہ موتی رام صاحب سکرٹری آریہ سماج کانگڑہ تحریر فرماتے ہیں کہ پنڈت دنی چند ساکن ہگور تحصیل ڈیرہ نے ایک روپیہ ویدپرچار فنڈ کے لئے دان دیا ہے۔

لالہ رام رکھا مل سکرٹری آریہ سماج چھاونی میانمیر کے رخصت پر چلے جانے کے پر بجائے ان کے لالہ آتما رام جی سابق اُپ منتری آریہ سماج کے منتری مقرر ہوئے ہیں بجائے اُن کے ڈاکٹر روشن لال جی مقرر ہوئے آئندہ سے کل خط وکتابت سماج کے متعلق لالہ آتما رام جی منتری کے نام سے ہونی چاہئے

گجرات کی استریوں نے ۱۱عہ کنیا مہاودیالہ کے لئے بھیجے ہیں

مہاشے لالتا پرساد آریہ لکھتے ہیں کہ میں افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ ایک ودیارتھی کے پڑھنے کے انتظام کے لئے کئی ایک پاٹھ شالاؤں میں پتر بھیجے مگر کسی پاٹھ شالا میں انتظام نہ ہو سکا۔ اول تو ہمارے دیش میں دھرم کا بھاؤ ہی نہیں اور اگر کسی میں پیدا بھی ہو تو کوئی آریہ سماج اُس کا مددگار نہیں ہوتا جس سے کہ وہ پست ہمت ہو کر اپنے اصلی مقصد سے گر جاتا ہے۔ یہ ودیارتھی وہی ہے جس کا نوٹس اخباروں میں کنہیا لال برہمچاری کے نام سے ہے۔ اور یہ ودیارتھی اردو۔ سنسکرت انگریزی مڈل اور سرود سے پاس ہے۔ اور اس کے والدین انگریزی پڑھانے کے لئے زور دیتے ہیں۔ مگر یہ اُن آرش گرنتھوں کو پڑھنا چاہتا ہے اور پرتگیا کرلی ہے۔ کہ میں انہیں گرنتھوں کو پڑھوں گا۔ کہ جن کا سہارا لے کر رشی نے روئے زمین کی مردہ پرانیوں کے اندر جان ڈال دی تھی۔ والدین تنہا گھر بار سے علیحدہ ہو کر باہر کو ہی نکل بھاگا مگر کہیں انتظام نہ ہوا اب بریلی میں موجود ہے مگر والدین اُس کے سخت ناراض ہیں۔ اور کسی قسم کی مدد نہیں کرتے۔ اب ہم سب آریہ بھائیوں کا خاص کام ہے کہ ایسے دھرم بھائی ودیارتھی کے پڑھنے کا کوئی خاص انتظام ضرور کریں!!

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں ہے

مہاشے رام آشرا جی - ورن ویوستھا کے بارے میں جواب پرچارک میں دیا جا چکا ہے اسلئے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ محمدی مذہب کی چھان بین مفصل پہلے ہی ہو چکی ہے
(ایڈیٹر)

آر۔ ایس (ہیدوار) آپ کا خلاصہ مطلب تو یہ ہے کہ چونکہ مٹھ دھاریوں کے دھن اور آڈمبر زیادہ ہے۔ اسلئے سادھو زیادہ پھنستے ہیں سو ٹھیک ہے۔ لیکن درج کرنے کے لئے ستھان نہیں ہے۔ ایڈیٹر

ایک جگیاسو۔ چونکہ آپ کے پرشنوں سے کسیقدر اپوتر خیالات پھیلنے کا احتمال ہے۔ اسلئے درج اخبار نہیں کئے گئے ایڈیٹر

مہاشے ڈی۔ آر صاحب۔ صفر سنی کے برخلاف ستیارتھ پرکاش میں سے پرمان دے کر بڑا اچھا مضمون تحریر کرتے ہیں۔ یہ خیالات پرچارک میں پہلے ہی نکل چکے ہیں۔ اسلئے دہرانے کی ضرورت نہیں ایڈیٹر

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) اودے اور است دونوں سمے میں سوریہ لال رہتا ہے۔ اسی پرکار بڑھتی اور گھٹتی دونوں سمے میں مہاتماؤں کی ایک ہی اوستھا رہتی ہے

(۲) ناریل کے پھل کے سمان سجن دکھائی پڑتے ہیں۔ باہر سے سخت اور بدشکل۔ اور اندر سے میٹھے اور سندر۔ اور درجن بیر کی مانند باہر سے منوہر اور سندر اور اندر سے سخت ہوتے ہیں۔

(۳) گن رہت پرانیوں پر بھی سجن لوگ دیا کرتے ہیں۔ چندرماں چنڈال کے گھر سے اپنی کرن کھینچ نہیں لیتا۔

(۴) سجن لوگ اسجنوں کی سنگت پا کر بھی اپنے سوبھاؤ کو نہیں چھوڑتے۔ کوئل کوؤں کی سنگت پا کر بھی اپنی میٹھی بولی کو نہیں تیاگتی

(۵) سادھو آپت آنے پر بھی اپنے سوبھاؤ کو نہیں چھوڑتے۔ اگنی کے سپرش ہونے سے کافور اونک سگندھی کو پراپت ہوتا ہے۔

(۶) آریہ پرش دشٹوں کے سخت وچن روپی انگار سے جلائے جانے پر بھی کڑوا وچن نہیں نکالتے۔ جس طرح چندن جلائے جانے پر بھی اپنے سوبھاؤ کو نہیں تیاگتا۔

(۷) گنے کے سرے سے جڑھ کی طرف کرم کرم سے گانٹھ گانٹھ ہیں۔ جیسے رس بڑھتا جاتا ہے۔ ویسے ہی سجنوں کی مترتا ہے اور ان سے الٹوں کا الٹا۔ ارتھات دشٹوں کی مترتائی جڑ سے اوپر کی طرف گانٹھ گانٹھ رس کی مانند گھٹتی جاتی ہے۔

(۸) وپدا (مصیبت) میں دھیرتا (مستقل مزاجی) بڑھتی کے دنوں میں کھشما۔ سبھا میں وچن کی چترائی۔ یدھ میں شورویرتا یش میں رچی۔ اور وید میں کان مہاتماؤں کو سوبھاؤ سے سدھ ارتھات سہج ہیں۔

(۹) بار بار گھسنے پر بھی چندن سگندھ دیتا ہے۔ گنا بار بار کاٹے جانے پر بھی سوادو رہتا ہے۔ سونا بار بار جلائے جانے پر بھی سندر سہاونا رنگ دیتا ہے۔ پرانت ہونے پر بھی اُتم جنوں کا سوبھاؤ نہیں بگڑتا۔

(۱۰) سجنوں کے سنگھ میں دوش بھی گن ہو جاتے ہیں۔ دشٹوں کے سنگھ میں گن بھی دوش ہو جاتے ہیں۔ بادل کھارے جل پیتا ہے۔ اور میٹھا جل ورشتا ہے سانپ دودھ پیکر وش اُگلتا ہے۔

واقم
گوروپیارا۔

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل

آریہ سماج کے ممبران آریہ سدھانت کو مختلف طور پر مان سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر اختلاف جائز بھی ہو تو اُس کی کوئی حد بھی ہے؟ اس پر سردست کوئی رائے نہ دیتے ہوئے بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ آریہ سماجک دنیا میں اس بارہ میں کئی ایک خیال کم یا بیش پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ (۱) ایک وقت یہ خیال بڑے زور سے اُٹھا تھا۔ کہ آریہ سماج میں اُس کے ممبر سخت سے سخت بھی مذہبی اختلاف رکھتے ہوئے بھی ممبر رہ سکتے ہیں۔ (یعنی زید جسکو پاپ مانے بکر اُس کو پُن یا پاپ نہ مانے۔ اور بکر کے عقیدہ کے اولٹ علیٰ ہذا زید مانتے ہوئے سماج کے ممبر رہ سکتے ہیں) (۲) دوسرا خیال یہ کہ اب اختلاف رائے جو پُن اور پاپ کے عقیدہ میں فرق نہ لاوے۔ آریہ سماج کے ممبر رہ سکتے ہیں (۳) تیسرا یہ خیال ہے کہ

اختلاف رائے قدرتی امر ہے۔ اور ترقی کا سامان ہے۔ اسلئے آریہ سدہانت کو مسلم اور قابل تعظیم سمجھتے ہوئے۔ اپنی رائے کو بطور مشکل پیش کرنا چاہئے۔ دغیرہ وغیرہ ایسے ہی اس بارہ میں اور بہی بہت سے خیالات ہیں۔ اور یہ کوئی راز پوشیدہ نہیں کہ آریہ سماج سے علیحدہ ہونے کے لئے کئی مہاجان کو بہی اِنہیں خیالات نے مجبور کیا تہا۔ اور دیوسماج سنگرام کا یہ ہونا ... پہنچ جانے کا ایک بڑا کارن بہی ہے۔ اب کچھ مدت سے اِنہیں خیالات میں سے کئی خیالوں کا ایک اور نتیجہ بعض بعض جگہ جڑہ پکڑے ہوئے ہمودار ہورہا ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ جیو آتما برکشوں میں نہیں،،

لالہ منشی رام جی اور لالہ آتما رام جی کے بارہ میں اکثر سنا جایا کرتا تہا کہ وہ برکشوں میں جیو آتما نہیں مانتے۔ مگر لالہ آتما رام نے تو پہلے سے اِس کی تردید کردی ہوئی۔ اور لالہ منشی رام جی نے اب ۲۰ مارچ کو ستیہ دہرم پرچارک میں اس غلط خبر کی تردید ہی نہیں کردی۔ بلکہ یہ بہی لکہا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج کے ایک سدہانت کیا تہہ بہی میری نااتفاقی ہوئی تو میں اسی وقت اپنا فرض سمجہوں گا۔ کہ آریہ سماج سے علیحدہ ہوجاؤں۔

لالہ منشی رام جی نے نہایت ہی دور اندیشی کی کہ اس کا ذکر اخبار میں لکھ دیا۔ اور یہہ اُن کی تحریر کا ہی اثر ہے۔ کہ راقم نے اِن چند سطور کے لکہنے کو مناسب سمجہا اگر ایسے ایسے معاملات میں کوئی رائے فیصل جلد قرار نہ دی جاویگی۔ تو بے بنیاد ایسے آزادانہ خیالات سے پہر کسی خانہ جنگی کی کیونکر بنیاد مستحکم ہوگی اگر ایک ممبر برکشوں میں جیو نہ مانتے ہوئے قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ تو دوسرا نیوگ سے کیوں انکار کرنے کا مستحق نہ ہوگا۔ اور تیسرا شراب خوری آدمی کو جایز کیوں نہ قرار دیگا علی ہذا دیگر اختلافات۔ مختصر یہ کہ اختلاف رائے رکہنے یا نہ رکہنے اور اُس کے استعمال کے حدود وغیرہ کے متعلق جلد کوئی وچار کرنا۔ ہیڈران آریہ سماج کا اس وقت ایک اعلے فرض ہے۔ ورنہ پہر کف افسوس ملنے کے سوائے اور کچھ ہاتھ نہ آوے گا۔

راقم

بندہ گنگارام۔ وہم

طاعون کی بابت

پلیگ کی بابت بہت کم خیالات ستیہ دہرم پرچارک میں شایع ہوتے ہیں۔ بہی ۳ اپریل سے پلیگ ڈیوٹی پر ہوں۔ اسلئے جو کچھ حالات عرصہ ایک ماہ میں مجہ کو بطور تجربہ معلوم ہوئے ہیں عرض کرتا ہوں:۔

آج تک تحصیل گڑہ شنکر میں ۲۸ مواضعات میں بیماری ہوچکی ہے۔ جن کے نام ذیل میں درج ہیں مجاری۔ کوکووال۔ پدی سور انگہ۔ آہیہ علاولپور۔ گنت۔ حکومت پور۔ بہل پور جہک وال۔ سوجہ مازارعہ۔ حیات پور۔ جابپور کوٹ فتوحی۔ گڑہ شنکر۔ باہٹری۔ مخصوص پور جنگ سوہی۔ توڑرپور۔ عیس پور۔ ٹہڈے کیہاں۔ آبدوال۔ بہیل۔ پنام۔ پنگروال کابیوال۔ جیون پور۔ پنڈوری لدہا سنگہ اور مفصلہ ذیل تجربات اس مرض کی بابت معلوم ہوئے ہیں۔ (۱) مردوں کی نسبت عورتیں اس بیماری میں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔

میرے زیر علاج ۶۰ مریض آج تک آئے ہیں جن میں صرف ۱۴ مرد تہے۔ (۲) جن جن مواضعات میں بیماری شروع ہوا ہوتے ہی ہوٹن اگید ہوگیا۔ وہاں بیماری بند ہوگئی اور دیگر جن مواضعات میں ہوا ہے۔ وہاں بیماری سے امن ہے۔ گویا بیماری کے ایام میں ہوٹن بہت ہی مفید ہے۔ جن جن مواضعات میں ہوٹن نہیں ہوا برابر شدت مرض ہورہی ہے۔ (۳) ٹیکہ پلیگ نہایت ہی مفید پایا گیا میرے زیر علاج ۶۰ مریضوں میں سے ۴۸ بلاٹیکہ تہے۔ جن میں سے ۲۸ فوت ہوئے اور ۱۲ ٹیکہ شدہ تہے۔ جن میں سے صرف تین فوت ہوئے۔ یکم مئی سے بیماری کا زور کم ہوگیا ہے۔

واقف

آپکا داس ابنت رام اسسٹنٹ ہاسپٹل اسسٹنٹ کیمپ مخصوص پور انچارج پلیگ ہاسپٹل مخصوص پور تحصیل گڑہ شنکر

اُدہکاری کو اُدہکار دینا بہیانک ہے

اپنشدوں کا حکم ہے۔ کہ نیچ یوگیہ پُرش کو بڑی ادہکار دیا جاوے تو شبہہ پیدا ہوتا ہے انیتھا اُدہکاری کو ادہکار پردان سے سردوا بہیانک نتائج ظہور پذیر ہوتے ہیں مثلاً کسی ایوگیہ پُرش کو راج کے فرایض سپرد کئے جاویں۔ تو بعض قضا ہرت۔ رتیات شور مچاتا آدمی کتنوں سے پہر بادی رشتہ دنیا کے عوض میں کام کردہ آدمی دونوں تباہ ہوکر بذریعہ آزادی ... ہوجاتی اس

اُودبیشیہ ہوجاویگا - یہ بھی نیم سروتھا پت
ہے! ایسی ایشوریہ نیم کو آپودشیہ ویدیں
ورن ویوستھا روپ سے ورنن کیا گیا ہے
تتھا آرش گرنتھوں میں اِن ورن ویوستھا
روپ ادہکاروں اور تدنکول آوشیک گُنوں
کا پورن روپ سے ویاکہیان کیا گیا ہے۔
زمانہ حال کے رفارمر رشی دیانند جی نے
اِس کی وششیش ویاکہیا کر کے ورتمان کال
کے لئے اُس کی ضرورت پر وشیش بل دیا۔
واقعی زمانہ حال کے لئے ورن ویوستھا کی
از حد ضرورت ہے - کیونکہ آج کل کسی قسم کا
ورن ویوستھا کا ابھاو سا ہو رہا ہے - آجکل
ورن ویوستھا ایک - اُس بوسیدہ اور شکستہ
عمارت کی مانند ہو رہی ہے - جس میں نام
ماتر کے لئے مختلف درجہ و استعمال کے کمرے
وغیرہ موجود ہیں - لیکن وہ بوجہ شکستہ
اور بوسیدہ ہونے کے اپنے نواسیوں
کو ایک پرکار سے دُکھ دائی ہو رہے ہیں
کیونکہ اُن میں بوجہ بوسیدگی اکثر مٹی وغیرہ
گرا کرتی ہے - ایسے اوشکتا ہے کہ اُس
بوسیدہ عمارت کی بجائے شُدھ رشی
پرنیت ورن ویوستھا کی عالی شان عمارت
تعمیر کی جاوے - لیکن نئی عالیشان عمارت
کے لئے بہت سی سامگری کی اوشکتا ہے
اِسلئے تاوقتیکہ وہ سامگری ہم نہ پہونچا
پُرانی بوسیدہ عمارت کا گرا دینا بھی
خالی از خطرہ نہیں ہے - کیونکہ اُسوقت
ہماری رہائش کے لئے کوئی ستھان نہ
رہیگا - اور ہمکو آوارہ ہو کر سمبھو ہے
کہ بہت سے کشٹ ہو گنے پڑیں - ہا ٹھیک
گن! بعینہ یہی اوستھا ہماری ورن ویوستھا
کی ہو رہی ہے - موجودہ جاتی سے ورن
ویوستھا کی استتھی سے جو بُرائیاں

اُسوقت ہو رہی ہیں - وہ وچارشیلوں
سے گپت نہیں ہیں - اوشکتا ہے کہ
رشی دیانند تتھا انیہ رشیوں کے ریٹ انوکول
شُدھ ورن ویوستھا ستھاپت کیجاوے
لیکن وچاریہ کرنا ہے کہ آیا شُدھ ورن
ویوستھا ستھاپن ارتھ ہمارے پاس
سامگری بھی بدیمان ہے - ارتھات ورتمان
اوستھا میں ہم اُس کے ادہکاری بھی ہیں؟
آیا ہم آوشیک سامگری کی بدیمانتا میں
شُدھ ورن ویوستھا ستھاپن ہی کر سکتے
ہیں؟ - آیا بنا آوشیک سامگری کے انی
ادہکاری کو ادہکار پردان روپ وبھاگ
کے تو ہم بھاگی نہیں ہوں گے؟ اِن سوالات
کے وچار کی طرف مجکو اُس آندولن نے
پریرت کیا ہے - جو آج کل اخبار
ستیہ دہرم پرچارک جالندہر و آریہ مترا
مراد آباد میں ایک خاص بواہ کی جو بمقام
جالندہر ہوا تھا - ہو رہا ہے - یدپی مجھ کو
اِس وچار ارتھ سروتھا ہی اوکاش نہ تھا
تتھاپی اِس وچار کی اوشکتا ہے - میرے
چت کو بار بار اِس لیکھ لکھنے کو پریرت کیا
میرا ابھیپرائے اِس لیکھ میں کہیں خاص
پُرشوں و ادوادوں کی نسبت وچار
کا نہیں ہے - اتایو میں اِس لیکھ میں
کسی خاص پُرش یا وِواد کا نام نہ لونگا
بلکہ چونکہ ہر ایک سوال کے روشن و تاریک
دو پہلو ہوتے ہیں - اسلئے اِس لیکھ میں
اِس سوال کے تاریک پہلو پر اصولاً
Abstractly بحث کروں گا امید ہے
کہ ناظرین اِس سوال کے نتائج پر غور کرینگے
کیونکہ ہر ایک کاریہ سوچا پوروک کرنا ہی
بُدہیمان کے یوگیہ ہے - جیسا کہ نیتی کا وچن
ہے - جو وچن اچھی پرکار سوچ کر کیا جاتا ہے

اور جو کام پہلے پرکار وچار کر کیا جاتا ہے
اُس میں مدتوں خرابی نہیں آتی -
وِدت ہو کہ ورتمان اوستھا میں جاتی
بندھن توڑ کر گُن کرم سوبھاؤ انوسار پرواہ
سمبندھ ہونے کی پکش پوشک مہاشیہ
رشی دیانند جی کی ستیارتھ پرکاش
استھ اُپدیش پر ادہک بل دیتے ہیں
اور اپنے پرتی پکشیوں ارتھات موجودہ
اوستھا میں جاتی بندھن توڑنے کے مخالفوں
کو اُکت رشی کے اُکت اُپدیش کے نہ ماننے
کا دوشی سمجھتے ہیں - پرنتو اِن مہاشیوں کو
سوامی دیانند کی رائے کو غور سے مطالعہ
فرمانا چاہئے - سوامی جی مہاراج نے ورن
ادہکار ستھاپن کرنا راج سبھا و ودیا سبھا
کا کاریہ ورنن کیا ہے - اور یہ (ورن
ادہکار پردان) برہمچریہ آشرم

کی سماپتی سمے بتلایا ہے

(دیکھو ستیارتھ پرکاش اُردو ترجمہ
منظوری ستی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب
صفحہ ۵۹) اِس سے ودت ہے -
کہ سوامی جی مہاراج آشرم رہت ورن
ویوستھا کے موید نہ تھے - بلکہ آشرم
ویوستھا اور ورن ویوستھا کو لازم ملزوم
سمجھتے تھے - اور اِسی لئے اُن کی تصانیف
میں ورن آشرم ویوستھا ایک فقرہ
Phrase بہت سے مقامات پر استعمال کیا
گیا ہے - لیکن کیا کوئی پُرش جس نے باقاعدہ
برہمچریہ دھارن نہیں کیا - آرش ویوستھا
انوکول ٹھیک ٹھیک کسی ورن کا ادہکاری
ہو سکتا ہے؟ - اور وہ اُچ پدوی کو گرہن
کر سکتا ہے؟ - اور کیا ہم گُن کرم سوبھاؤ
انوسار اس کا ورن نرنیہ کر سکتے ہیں؟

رشی دیانند کے سدہانت ہیں کہ ایسی نہیں۔ پُرانے اتہاسوں میں جو ورن ہیں جو ورن پریورتن کو اُداہرن آپکو ملیں گے اُن سے یہی آپ کو ہی ودت ہوگا۔ کہ والمیک اور وشوامتر آدی سے جو ورن پریورتن پراپت کیا تہا۔ وہ آجکل کی بے اصولی و آشرم رہت زندگی میں نہیں حاصل کیا تہا۔ بلکہ وہ مدتوں بنوں میں تپ آدی کرکے پروِرتت براہمن ورن کے ادہکاری ہوئے تہے۔ ایسی ہی اور بہی اُداہرن آپ کو جا وال آدی رشیوں کے برسوں پرنیت ودیا ادہین آدی کے ملیں گے آج کل کی بے اصولی زندگی میں جو لوگ آرش ورن ویوستہا ستہاپن کے نام سے موجودہ جاتی بندہنوں کو توڑ کر وواہ آدی کرانے کے در پے ہیں وہ کبہی بہی آرش ورن ویوستہا کو ستہاپن نہیں کرسکتے۔ بلکہ ایک پرکار سے زیادہ خرابی کے موجد ہوں گے۔ کیونکہ ودواہ شدہ جوڑوں کا برہمچریہ آشرم رکہے ہوئے نہ ہونے سے تتہا کوئی ودیا سبہا یا ویوستہا یک دہرم سبہا قرار دیسکتے ہیں ستہ گن کرم سبہاؤ وہ ہی ہوں گے جو برہمچریہ آشرم میں استہت رہ کر قائم ہوئے ہیں۔ جب گن۔ کرم سوبہاؤ نہ ہوئے۔ تو ورن رہتا سویم سدہ ہے دستے ان ورن رہت وواہوں سے ایک پرکار کی ورن سنکرتا پہیلنے کا احتمال ہے بہت سے لوگ اعتراض کریں گے۔ کہ آجکل کے چالی سے مانے ہوئے ورنوں میں ہی تو آرش سدہانت انوکول ورن سنکرتا ہی ہورہی ہے۔ کیونکہ براہمن کشتری ویش ورن ابہیمانیوں میں بہودہا پرش

اپنے اپنے ورن انوسار گن۔ کرم سوبہاؤ سے چیت ہی دیکہے جاتے ہیں اور معدودے چند ہیں ہی وہ سوبہاؤ آدی موجود پائے جاتے ہیں۔ جب اُن ورنوں میں گن چیت اور گن دہاری پرشوں میں وواہ آدی واقع ہوتے ہیں تو ورن سنکرتا سویم ہوگئی۔ لیکن اُن معترضوں کو وچارنا اُچت ہے۔ کہ ایسے وواہت ویکتیوں میں ایک ورن وشیش کا ابہمان تو موجود ہے۔ وہ اُس اس ابہیمانت ورن انوکول اپنے آچار ویوہار کرنے کی کوشش ہی کریں گے وشیش تہ جب کہ آریہ سماج جیسی شُدہک سوسائٹی کا ممبر ہونے سے اُن کے چت میں اپنے سدہانت تتہا دہرم کی آکانکشا پربل ہوگئی ہے۔ (اور بدی ادشیک دہرم بہاؤ اُن میں موجود ہے۔) تو وہ اوشیہ اُس ورن کے کرم کریں گے دوسرے یدیہ پی اُن ورن ابہیمانی جاتیوں میں بہودہا پرش سینکڑوں برسوں سے اپنے ورن ادہکاروں سے چیت ہوکر براتیہ سنگیگ ہوگئے ہیں تتہاپی اُن میں دسور کہہ ہونے پر بہی (دو ویجاتیوں کے کچہ کچہ سنسکار اُن لوگوں کی اپیکشا جو شودر سمجہے جاتے ہیں۔ اوشیہ موجود ہیں۔ مثلاً۔ براہمن۔ ویش آدی بہت سی جاتیوں میں مانس مدرا آدی سے گہرنا۔ یگیوپویت کا ہونا اور کریوے کی رسم کا برجت ہونا آدی ہیں۔ ورن ابہیمانیوں اور اُن لوگوں کی پرتشٹہا میں جنہوں نے سال دو سال سے آریہ سماج کا ممبر ہوکر مانس مدرا کا تیاگ کیا ہے۔ مہدانتر ہے۔ اسلئے

ایسے پُرش جب تک برہمچریہ دہارن سے اپنے مانس مدرا بہکشن آدی چند سنسکاروں کو شُدہ نہ کریں وہ کدابی اول الذکر ورن ابہیمانیوں کے یوگیہ نہیں ہوسکتے۔ اور اُن کو ادہکار کی پراپتی رشی دیانند نردِشٹ سکیم انوسار گروکل واس پوروک برہمچریہ دہارن سے ہی ہوسکتی ہے۔ اب جاتی بندہن توڑ کر ہوئے سمبندہوں کی دشا پر غور کیجئے جب اُن میں برہمچریہ پوروک بیوستہا پراپتی پشچات کوئی ورن ستہر ہی نہ ہوگا تو وہ کرم کس ورن کے کریں گے۔ ارتہات جب وہ کسی ورن وشیش کے ابہیمانی ہی نہ ہوں گے۔ تو بہوشیہ میں اپنے آچار ویوہار کس ورن انوکول بنانے کی کوشش کریں گے۔ جب

सति कु छे वि बमति

دیوار پر ہی چتر (نقش) بنتے ہیں۔ اس بنیاد انوسار بہیت (دیوار) ہی نہ ہوگی۔ تو چتر کس پر کریں گے۔ دوسرے موجودہ اوستہا میں Intermarriage (جاتی ورودہ) وواہوں سے ایک اور خطرہ ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اسوقت ہماری اخلاقی حالت کسقدر گری ہوئی ہے۔ کام آدی نفسانی خواہشات کو دبا سکتے ہیں۔ میری رائے میں آج کل دہارمک پرش معدودے چند ہی ہونگے بلکہ زیادہ تر ہم میں نفسانی خواہشوں کے غلام ہی نظر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں بہت سے ستری پرشوں کا کام وش ناجائز (ادہارمک) تعلق ہونا اکثر سمبہو ہے آجکل جاتی بندہن کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونے سے وہ ایسے تعلقات سے

ہو رہے ہیں۔ جب جاتی بندھنوں کو توڑ کر آرش ورن ویوستھا کا رواج ہو گیا تو ایسے پُرشوں کو ذات پات کی سخت زنجیروں کو توڑنے کی بہادری کے پردے میں ایسے ناجائز سمبندھ کرنے کی بنیاد ڈالنے کے لئے اور وہ جائز سمبندھ نہیں ہے (اگر کیا جاوے تو ٹھیک جاوے گا) اور ایسے بیواہوں سے اُتّم سنتان کا پیدا ہونا بہت کم ممکن ہے۔ کیونکہ گو جاودان سمبندھ بہادری کا پُرش کے ہو سکتے ہیں۔ وہ سنتان جس اور شبہ آتے ہیں۔ تنہا اگر بچہ میں اُتّم رشتے ہوتے ماں کے خیالات اور بچپن میں اُس کی شکشا کا اثر ہی سنتان پر بڑا بھاری پڑتا ہے۔ ایسی سنتانوں کے سنسکاروں میں بدی پرورش ہونا ممکن ہے۔ تو وہ پورن برہمچریہ کا ادا وریا ہیں آدمی سے ہی ہو سکتا ہے تعجب ہے کہ آج کل بعض لوگ ایسے بیواہوں سے اُتّم سنتانوں دھن میں برہمچریہ آدمی سے کوئی پری ورتن پیدا ہو) کے درج ابھیمانی جاتیوں سے سمبندھ کرا کر جاتی بندھنوں کے توڑنے کی بہادری دکھلانا چاہتے ہیں۔ کیا اوپر شُبھ اُتّم سنتان وِدّمان درنا بھیمانی جاتیوں کے میں میں دو جاتیوں کے سنگت سنسکار او شبہ موجود ہیں۔ ہو گئے ہو سکتی ہیں۔ مثلاً شری ستیہ اَنت انوکول کہ اپنا نہیں ہیں اس سوال کو مثال دیکر سمجھانا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ اس مضمون میں [illegible] اصولاً بحث کرنے کی پرتگیا کر چکا ہوں۔ اسلئے میں کہیں خاص پُرشوں کے نام نہیں لونگا۔ ہاں اتنا بتلا دیتا ہوں کہ میں نے ایسی مثال

کا مصالحہ چنتی چودھری چنتی سنگھ جی مہتور نواسی۔ مندرجہ ستیہ دھرم پرچارک نمبر ۲ جلد ۱۰ سے لیا ہے۔ مثال کے واقعات یہ ہیں۔ ایک دوجاتی ابھیمانی پُرش نے اپنا سمبندھ ایک مسلمانی ستری سے پیدا کیا۔ (یہ ظاہر ہے کہ یہ ودھارکھ سمبندھ تھا) اُس سمبندھ سے ایک کنیا اُتپن ہوئی۔ وہ لڑکی دوجاتی ابھیمانی پُرش کو واہی گئی سوال یہ ہے کہ کیا ایسا برشٹی سمبندھ سے وید ودھارکھ نہیں ہے؟ اُتپن سنتان جس کے سنسکار وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوئے۔ ایک دوجاتی ابھیمانی کے یوگیہ ہو سکتی تھی؟ اور کیا ایسے سمبندھ سے اُتّم سنتان پیدا ہو سکتی ہے؟ کیا ایسے سمبندھ پیدا کرا کر ہم ودھارکھ میدان میں کوئی قدم بڑھا سکتے ہیں؟ یہ سوال ہیں جو ناظرین کے غور طلب ہیں۔ افسوس ہے کہ آجکل بہت سے ریفارمر ویدک دھرم اُنتی میں پہلی منزل جاتی بندھنوں کو توڑ کر سمبندھ کرانا ہی سمجھتے ہیں۔ اور اسی سے اپنے زعم میں ویدک ورن ویوستھا استھاپن سمجھتے ہیں۔ میں اوپر دکھلا چکا ہوں کہ محض جاتی بندھن توڑنے سے ورن ویوستھا ستھاپن ہونا محال ہے۔ اور نوین پراچین شرمان اُرتھ پرماپت ساگری سنگرہ کے بنا پرانے کھنڈر سا گرا ہی ڈالا ہے۔ پرانے کھنڈر کی اینٹ مصالحہ وغیرہ بوجہ ردّی کی خرابی کے نئی عمارت بنانے کے بالکل ناقابل ہے۔ اسلئے نئی اینٹوں اور مصالحہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ بعینہٖ ہم بھی یونوں کے تدنوں کے سنگ سے اس قدر کو شنکار آگئے ہیں۔ کہ ہم شُدھ ورن ویوستھا خود سے بنا نہیں سکتے۔ لہٰذا ہمارا سب سے

پہلا فرض وہ سامگری بہم پہنچانا ہونا چاہئے۔ اور وہ سامگری گُنوں ورن آشرم ویوستھا کی بنیاد برہمچریہ آشرم کو واپس لانا ہے۔ اُس کو واپس لا کر ہم بار وک ٹوک پراچین آرش ورن ویوستھا کو ستھاپت کر سکیں گے۔ اسوقت آریہ پُرشوں کی تمام تر کوششوں کا مدار برہمچریہ آشرم کی واپسی ارتقات گُروکل کی ستھاپنا ہی ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ کاریہ ایسے بیوسائے سا دھیہ نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں سرو آریہ سجنوں کے تن من دھن سے یوگ کی اوشیکتا ہے۔ میری سمجھ میں ہیں مہاتما لالہ منشی رام جی جیسے اُتّمی سجنوں کو پرتھم اس طرف اپنی تمام کوششوں کو منعطف کرنا چاہئے۔ کیونکہ اکیلا یہ کاریہ ہی آپ کی کوششوں کے لئے کافی میدان ہے آریہ پرا تری سبھا کے سجنوں کو بھی پرتھم اسی طرف دھیان دینا چاہئے۔ جاتی بندھن توڑنا ہی آپ کے پرچار کا انتم اُدیش نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کی بجائے آرش ورن ویوستھا استھاپنا ہی آپ کا فرض ہے اور یہ آپ گُروکل کو اعلیٰ معراج پر پہنچا کر اپنا پہلا فرض بنا کر ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کا ہندو دھرم کے گر جبہ سے نکلے جانے سے رکھشا رہنے کا کیول ذریعہ جاتی بندھنوں کا توڑنا ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ اپنا آریہ جاتیوں میں سدرش گُن کرم سوبھاؤ انوسار سمبندھ کر سکتے ہیں۔ جب سدرش گُن کرم انوسار دواہ ہو سکتا ہے۔ تو کیا ہم موجودہ جاتی بندھنوں کو توڑ کر سدرش گُن کرم سوبھاؤ انوسار دواہ کر کے ورن ویوستھا استھاپت نہیں کر سکتے؟۔ آپ کو درست ہو کہ میرا وچار یہ ہے کہ ہماری موجودہ آشرم

رہت اوستھا ورن ویوستھا استھاپن نہ پراپت سدرش گن کرم سوبھاؤ ستھر کرنے کے یوگیہ نہیں ہے۔ جیسا کہ میں اوپر دکھلا چکا ہوں۔ مگر

अकरणान्मन्द करणं श्रेयं

(نہ کرنے سے تھوڑا کرنا بہتر ہے)

کے انوسار جسقدر سدرش گن کرم آدی ستھر کئے جا سکتے ہیں۔ اُس قدر موجودہ ذاتوں میں ہی کر سکتے ہیں۔ اس طرح کرنے جانے سے ہماری آئندہ سنتانوں کے پتری جنم سنسکار ہی سُدھرتے چلے جاویں گے کیونکہ ماتا پتا کے گن ہی سنتان میں آ جاتے ہیں۔ اسی واسطے براہمن گرنتھوں میں پُتر کو پتا روپ ورنن کیا گیا ہے۔ جیسا کہ واکیہ۔

अङ्गादङ्गात्संभवसि हृदयादधिजायसे आत्मासि पुत्र मा मृथाः स जीव शरदां

اور اسی لئے ورن نرنائے شاستروں میں ایک سوبھاؤ ورن کا نرنائے کیا گیا ہے کیونکہ سوبھاؤ ماتا پتا سے ہی آتا ہے۔ جیسا کہ منو جی مہاراج فرماتے ہیں۔

"पित्र्यं वा भजते शीलं मातुर्वोभयमेव वा न कथंचन दुर्योनिः प्रकृतिं स्वां नियच्छति

मनु अ० ३० श्लो० ५९

ارتھ۔ ماتا یا پتا یا دونوں کے سوبھاؤ سنتان میں آتے ہیں۔ اور نیچ پیدائش کا منشیہ اپنے سوبھاؤ کو کبھی ہی نہیں چھپا سکتا اور اتم وار ماتا پتاؤں سے اُتپن سنتان جب گرو کل میں رہ کر برہمچریہ پورن شکشا پراپت کریگی۔ تو وہ نسچے ہی ان کو پورن پھلدایک ہوگی۔ کیونکہ

क्रिया हि वस्तूपहिता प्रसीदति

پاتر (لائق شخص) ہی کی ہوئی کریا (فعل) پھلدایک ہوتی ہے۔ اور یہی نیتی میں کہا گیا ہے۔

नाद्रव्ये निहिता काचित्क्रिया फलवती भवेत्। न व्यापारशतेनापि शुकवत्पाठ्यते बकः॥

ارتھ:- اپاتر (نالائق) پر کوئی تعلیم کارگر نہیں ہوتی۔ جیسے سینکڑوں کوشش سے بھی بگلہ طوطے کی طرح نہیں پڑھ سکتا ہے۔

اور تب ہی وہ پورن دھارمک ہیں۔ سدرش گن کرم سوبھاؤ انوسار ورن پراپت کر کے ورن آشرم ویوستھا کا پنہ راجیہ ستھاپت کر سکیں گے۔ اُس وقت تک ہمکو اور بہت سے اوشیک دھرم کاریہ کرنے ہیں۔ جن میں سے ایک گرو کل ستھاپن روپ سے برہمچریہ آشرم کا پنر جیوت کرنا ہے۔ جو اوپر ورنن کر چکا ہوں۔ پنہ اوشیک ہے۔ کہ ہم پنچ مہا یگیہ آدی دھرم انوسٹھانوں کے ودیک ریتی پر پرچار پرا پنے رنت کریوں کی کوشش کریں۔ اوشیک ہے۔ کہ ستری جاتی سے ایشور بیا اندھکار کو ودیا روپی سوریہ کے پرکاش سے دور کریں۔ بس اندھکار سے کہ جس سے ہماری آتنی (؟) ناشم کی ہوئی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ پراچین آرش گرنتھوں کا پرچار کیا جاوے۔ اور ان میں جو جو کو ملاوٹ وغیرہ ہوگئی ہیں۔ اُن کی نسبت ویوستھا ستھاپن کی جاوے۔ پنہ اوشیک ہے۔ کہ برہمچریہ یگیوں کی رچنا کے بنا آج کل سنسار روگ آدکوں کے پھیلنے سے دکھ سے جل رہا ہے) پدھتی آدی زبان کرا کر اُن کا پرچار کرا دیں۔ اوشیک ہے۔ کہ ویدک دھرم کی دھونی دیش ودیش نرنتر میں پہونچا دی جاوے۔ یہ ایسے مہان کاریہ ہیں۔ کہ جن کی سبب سے پرتھم اوشیک ہے۔ اور جن میں سے کئی تو بالکل کرنے سے سنبیش ہیں۔ اور کئی جو پرارمبھ کئے گئے ہیں۔ اُن میں مہان اُدیوگ کی ضرورت ہے۔ اور جن سے ابھی برسوں اوکاش ملنا کٹھن ہے۔ جب ایسے مہان کاریہ شیش ہیں تو جاتی بندھن کو توڑنے کے نچے کام میں ہم کیوں اپنا سمیہ ودیویں۔ اور اپنے ہند و بھائیوں سے برتھا کولاہل کے ہی کارن ہوویں اور اس وِشے میں اُن کی مخالفت کے ڈیفنس میں اپنا سمیہ ویئہ کریں۔ لیکن نہیں میں نے غلطی کی ہے۔ ہم اپنے ہندو بھائیوں کی مخالفت سے ہی کیوں بھیہ بھیت ہوں۔ بلکہ جب محض جاتی بندھن شکنی سے ہم دھارمک میدان میں ہی کوئی منزل طے نہیں کرتے۔ جبکہ ابھی اُس کا سمیہ ہی نہیں آیا۔ تو اسی نوارک بنتو سے ہم اُس بیا پرورتی سے کیوں نہ کنارہ کریں۔ آشا ہے۔ کہ پاٹھک اِس موجودہ اوستھا میں جاتی بندھن توڑنا خطرناک ہے۔ یا نہیں؟ کے سوال پر وچار کریں گے کیونکہ

कृत्वा पो तु

اوہ بوہ پورک دیس وِشیش سمجھنے کے بعد) جو جارت کاریوں کا ہی شبھ پرنام ہوتا ہے۔ جہاں جلدی میں اُن کی برائی بھلائی گیات نہیں ہوتی۔ یاد رکھئے۔ کہ یدی آپ نے اب اِس نازک معاملہ میں جلدی کی اور یدی اُس کا نتیجہ خطرناک برآمد ہوا۔ تو پھر آپ کو پچھتانا پڑیگا۔ کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اسلئے اے مہربانوں! یہ دہرم کا معاملہ ہے۔ سوچ وچار کر کاریہ کرنا اُچت ہے۔

کیونکہ دھرم مارگ تلوار سے بھی زیادہ تیز کیا گیا ہے

راقـــــم

ویدک دہرم کا شبھ چنتک

بھوانی پرساد گپت ۔ بدو رضلع بکھونولسی

۵ بواہ کیضرورت ۱۲

ایک شخص کنوارا نوجوان بعمر ۲۲ سال ذات کہتری اچھا خاندان پیشہ عرائض نویسی آمدنی ۵۰ روپیہ ماہوار عملی آریہ اور منتری آریہ سماج ہے ۔ کسی یوگیہ کنیا سے ویدک بواہ کرنا چاہتا ہے ۔ خاص ذات کہتری ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو صاحب اس سمبندھ کو منظور کریں ۔ مجھ سے خط و کتابت کریں :۔

المشتـــــہر

دینا ناتھ آریہ سماج ڈسکہ

آگرہ سے جو چیز منگانا چاہو تو ہمکو لکھو ۱۲

(۱) دریاں ہر قسم (۲) قالین (۳) بیچے حقہ نوشوں کے لئے (۴) بوٹ و جوتے ، مشین و نیز ہاتھوں کے بنے ہوئے ہر قسم کے (۵) پچی کاری کی چیزیں ۔ مثلاً تاج گنج کی نقل ۔ رکابیاں ۔ کھلونے پیپر ویٹ شطرنج وغیرہ چیزیں جو سفید پتھروں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں ۔ اور قابل رکھنے محلوں اور نشستگاہوں کے ہوتی ہیں ۔ ان میں بڑی کاریگری ہوتی ہے ۔ اور نہایت خوب صورت پھول درخت اور چڑیاں بنائے جاتے ہیں ۔ لاکھوں روپیہ کی ہر سال دوسری ولایتوں کو بھیجے جاتے ہیں (۶) جست کی صراحیاں ۔ کٹوریاں رنگ کی ۔ (۷) کتابیں آریہ سماج و سکول اور سپیلین اور آگرہ کی چھپی ہوئیں (۸) لوہے کا سامان ۔ مثلاً جنگلہ نہایت خوبصورت جن کی تصویر منگائے جانے پر بھیجی جا سکتی ہے ۔ تولنے کے باٹ ۔ ڈیسک (انگریزی نگمہ) گوٹا ٹھپا ہر قسم کا سنہری روپہری (۹) لیس ہر قسم کی ٹوپیوں پر لگانے کی ۔ (۱۰) آگرہ کی بنی ہوئی فلٹ کیپ یعنی ٹوپیاں (۱۱) دال میں ڈالنے کا نہایت مزہ دار مصالحہ دال سوٹھ جو کھانے میں نہایت مزیدار ہوتی ہے ۔ پیٹھے کی مٹھائی و نیز ہر قسم کی مٹھائی ۔ غرضیکہ ہر قسم کی چیزیں جو آگرہ سے مل سکتی ہیں ۔ اوپر لکھی ہوئی چیزیں خاص آگرہ کی نہایت مشہور و معروف ہیں ہمارا کمیشن ۔ ۲ فی روپیہ ہے ۔ ہماری معرفت خریدنے سے نقصان کبھی نہیں ہوگا ۔ چونکہ آریوں کے ہاتھ میں یہ کام ہے ۔ اسلئے نہایت ایمانداری سے ہوتا ہے ۔ مال ویلیو پے ریل روانہ ہوتا ہے ۔ لیکن کھانے کی چیزیں اور زیادہ قیمت کی چیزیں نصف قیمت پہلے آجانے پر مل سکتی ہیں اگر کوئی شخص پیشگی روپیہ ہمارے کارخانہ کو نہ دینا چاہے ۔ تو آریہ سماج آگرہ کے سکرٹری کے نام بھیج سکتا ہے ۔ وہاں سے ہمکو مل جا دے گا ۔

المشتـــــہر

مینجر جنرل سیلانگ ایجنسی

مائی تھان آگرہ ۔

۵ دھیان یوگ پرکاش ۱۲

یہ پستک ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی ہے ۔ جسمیں چند قسم کے پرانایام کرنے کی سرلتا سے بدھی لکھی گئی ہے ۔ (۱) ہر قسم پرانایام جو باہر رکھ دینے کی بدھی (۲) جوانتر بہر تیتی بدھی (۳) ستنبھ بیرتی ۔ (۴) جو پران اپان کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی ۔ جسکو ریکا دینا کہتے ہیں ۔ (۵) گر بہاوان بدھی (۶) دیر بیچ چڑھانے کی بدھی ۔ جسکے کرنے سے پرمیہ اور دیر یہ کشٹ روگ جاتا رہتا ہے ۔ او یک لائپتک کے دیکھنے سے معلوم ہوگا قیمت ۴ر ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے ۔ ملنے کا پتہ سوامی نتیا نند ۔ کیمپ باغ لالہ رسوم سنگھ مرحوم اتفع سہارنپور ۔ ۔ الپتک کے خریدار کو ایک پستک لابہ ملے گی ۔ ۲۵ لینے والے کو ۲۰ فیصدی کے حساب کمیشن ملے گا ۔

۵ زراعت ۱۲

رسالہ باتصویر ماہوار

[illegible]

جسمیں زراعت کاشت فصل کتابوں ۔ کھیتوں کی درستی وغیرہ کے متعلق دلچسپ اور مفید مضامین ہونگے جلد دفتر "رسالہ کپاس تجارت" سے جاری ہوگا ۔ اپنی قسم کا پہلا رسالہ ہے ۔ درخواستیں جلدی آنی چاہئیں ۔ رسالہ کپاس تجارت کے خریداروں کو یہ رسالہ مفت ارسال ہوگا دیگر خریداروں کے لئے قیمت صرف عہ مع محصول ڈاک ۔ درخواستیں لالہ ہرکشن لال مالک رسالہ

[illegible]

محصول ڈاک

دوائی بذریعہ وی پی

ویدک حکمت کا چمتکار

ہے ایں پارسل ارسال ہوگی

پتہ نمبر

ہم نے ادنیٰ خدا اور اشتہاری دنیا کی بد وجہد کو دیکھ کر سوچ رہے تھے۔ کہ کس طریقہ سے اپنی تمام عمر کے تجربوں کے حیرت انگیز چمتکار سے (جنکو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے حاصل کیا ہے) پبلک کو فائدہ پہونچایا جاوے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک نوکل اور معقول مقدار دوائی بقدر از انکیشن بلا قیمت دی گئی جس سے ہزاروں مایوس اور پور سے امراض کے مبتلا مریضوں نے نئی زندگی حاصل کی۔ ہمیں بے لئے مریضوں اور دوا کے متعلق کی۔ بیماریوں اور مریضوں کے علاج کا خاص شوق ہے۔ جو اپنی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہوں۔ یا جو اپنی بیماری کے علاج کو مشکل تصور کرتے ہیں۔ آپ ایک دفعہ آزمائش سے دیکھ لیں گے۔ کہ ہماری ویدک ادویات مسمریزم کی طرح کیونکر ہاتھوں پر سرسوں جماتی ہیں۔ جہاں افسوس ہے کہ اشتہاری دنیا نے پبلک کو ایسی ڈانواں ڈول حالت میں مبتلا کر دیا ہے۔ کہ لوگوں کو کسی نتیجہ پر پہونچنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ مزید براں یہ بھی آپ پر واضح رہے۔ کہ ہماری بعض ادویات کی قیمت بمقابلہ عام اشتہاری ادویات کے بہت زیادہ معلوم ہوگی۔ باوجودیکہ ہماری قیمت کے لئے خیال رکھا گیا ہے [illegible] کی۔ ہم اس بات کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ہماری ادویات گراں قیمت کے باعث کم فروخت ہونگی۔ کیونکہ زمانہ کی رفتار آجکل سستی [illegible] ہے۔ اور یہی ایک وجہ ہے کہ پورے اجزا اور مرکبات اور کافی محنت سے طیار کی ہوئی ادویات جو تیر بہدف کی طرح سریع التاثیر ہوں [illegible] ہوگئی ہیں۔ ہم نمونہ کے طور پر اپنی چند ادویات کی فہرست یہاں درج کرتے ہیں۔ (نوٹ ۱) اگر کوئی صاحب کسی گراں قیمت دوائی کی ایکدفعہ پوری قیمت روانہ نہ کر سکیں وہ نصف قیمت پر نصف دوائی منگوا سکتے ہیں۔ (نوٹ ۲) اگر کوئی صاحب درہم سے یہ اقبال کرینگے کہ ہماری ایک دفعہ کی پوری بھیجی ہوئی دوائی بیماری کے کلی دفعیہ کے لئے کافی نہیں۔ تو ہم اور دوائی بلا قیمت ارسال کریں گے۔ پرہیز اور طریقہ استعمال دوائی کا دستی لکھا ہوا پرچہ دوائی کے ہمراہ ہوگا۔

اکسیر نمبر ۳ ۔ دافع جریان و احتلام ۔ یہ ایک ایسی مرض ہے۔ کہ جس میں ۹۹ فی صدی بیمار ہیں۔ یہ دوا اس مرض کے لئے ایسی مفید ثابت ہوئی ہے۔ کہ [illegible] فیصدی کے مرض کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے قیمت دوائی ۱۲ یوم کے لئے ...... (عہ)

اکسیر نمبر ۱۸ ۔ طالب علموں اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ دوائی لاثانی ہے۔ یہ اتنی طاقت بخشتی ہے۔ کہ تین دن کے استعمال کے بعد مریض معلوم کرتا ہے۔ کہ کوئی چیز میرے اندر گھس گئی ہے اس دوائی کیساتھ ایک دن میں تین سیر پختہ دودھ ہضم ہو سکتا ہے۔

اکسیر نمبر ۴ ۔ معجون نجات ۔ دائمی قبض [illegible] دوائی [illegible] ۔ دنیا بھر کی دوائیں چھوڑ کر اس دوائی کا استعمال کریں۔ بواسیر کیلئے ازبس مفید ہے۔ قیمت [illegible]

اکسیر نمبر ۶ ۔ کھانسی کو دو دن میں اور دمہ کو [illegible] دن میں

بیخ کنی کر دیتی ہے۔ قیمت [illegible]

اکسیر نمبر ۴ ۔ معجون ضعف معدہ ۔ دو ہفتہ کے استعمال کے بعد کوئی شکایت باقی نہیں رہتی۔ قیمت عہ

اکسیر نمبر ۱ ۔ [illegible] ۔ ۲ ہفتہ قیمت [illegible] (۲) نقرس کی دوائی قیمت [illegible] (۳) [illegible] ۳ ہفتہ [illegible] (۴) یرقان [illegible] (۵) ضعف جگر ۲ ہفتہ قیمت [illegible] (۶) [illegible] سنگرہنی دوائی ۲ ہفتہ قیمت [illegible] (۷) ریگ مثانہ [illegible] ۔ یہ ایک ایسا نادر کشتہ ہے کہ دو دن استعمال کے بعد مریض کو [illegible] ہو جاتا ہے۔ ہماری دوران ملازمت میں سینکڑوں بلکہ بیشمار مریضوں نے اس دوائی کے استعمال سے اپنے تباہ شدہ خاندانوں اور گھروں کو بچایا۔ اسکی تعریف میں ہمارے پاس کوئی الفاظ نہیں۔ صرف یہی کافی ہے کہ اسکے استعمال سے [illegible] ۔ جو صاحب اس اکسیر کو استعمال کر چکے ہیں۔ [illegible] یہ اکسیر [illegible] استعمال [illegible]

کہ بیماری کا تخم ہی مٹ جاتا ہے۔ ہر ایک بیماری کیلئے [illegible] استعمال علیحدہ علیحدہ۔ نادان کشتہ جات کے نام سے ڈرتے ہیں۔ اگر کشتہ کشتہ ہو تو پھر کیا ہی کہنا۔ یہ کشتہ بچہ سے لیکر بوڑھے تک استعمال کیا جاتا ہے۔

اکسیر نمبر ۱۱ ۔ مرگی ۴ ہفتہ کے استعمال [illegible] قیمت [illegible]

اکسیر نمبر ۱۲ ۔ ہر ایک قسم کے تپ کے اڑانے کیلئے۔ یہ دوائی [illegible] کی باپ ہے۔ قیمت [illegible] پرانے تپ کیلئے [illegible] چار ہفتہ [illegible]

اکسیر نمبر ۱۳ ۔ سوزاک کیلئے ازبس مفید۔ قیمت دو ہفتہ [illegible]

اکسیر نمبر ۱۷ ۔ آتشک ۔ خواہ کیسا ہی بگڑا ہوا ہو دوائی [illegible] ہفتہ [illegible]

اکسیر نمبر ۳۴ ۔ [illegible] کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے قیمت [illegible]

اکسیر نمبر ۹ ۔ [illegible] ۔ [illegible] کو عام لا علاج خیال کرتے ہیں [illegible] یہی خیال رہا۔ کیونکہ میں خود اس مرض میں مبتلا تھا [illegible] دستیاب ہوا۔ پھر کلی صحت ہوگئی۔ قیمت ۱۲ یوم عہ

اکسیر نمبر ۲۰ ۔ [illegible] قیمت دوائی ایک ہفتہ [illegible]

اکسیر نمبر ۲۵ ۔ [illegible] قیمت ایک ہفتہ عہ

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۲۶ جیٹھ سمت ۵ مطابق ۷ جون سنہ ۱۹۱۰ء۔ شکروار۔ جلندھر شہر | نمبر ۹

سنسار کی گتی

سورج گرہن کیا دنیا کو گرہن لگنے کے آثار

گذشتہ سورج گرہن جوکہ ہندوستان کے بہت کم حصوں میں دکھائی دیا ہے۔ اور پنجاب کے تو کسی گانو میں ہی نظر نہیں آیا۔ ولایت انگلستان کے نجومی نے عجیب طرح کی پیشین گوئیاں کی ہیں۔ گو اس قسم کی پیشگوئیاں کچھ وقعت نہیں رکھتیں۔ کیونکہ عموماً ان کی بنیاد دنیا کی موجودہ جدوجہد پر ہوتی ہے۔ تاہم بلحاظ اس کے کہ یہہ خیالات سلطنت برطانیہ کے ایک خیرخواہ کے اندر سے نکلے ہوئے ہیں۔ بہت کچھ قابل غور ہیں۔ نجومی مذکور کہتا ہے۔ کہ اس سورج گرہن کے اثر سے جزیرہ **مارشس** میں انسانوں اور حیوانوں میں مری پڑ جائیگی اور قحط اور امساک بارش سے لوگ سخت تنگ ہوں گے۔ مدراس اور چین کے خاص حصوں میں بھی یہی حالت ہوگی۔ مغربی آسٹریلیا میں بہت سے خطرناک واقعات اور خوفناک جرایم وقوع میں آئیں گے۔ (اب تو ہمیشہ ہی ہوتا رہتا ہے) لیکن سب سے بڑھ کر ہمارے بادشاہ وقت ایڈورڈ ہفتم کے لئے خطرہ بتلایا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد مشرقی کا جھگڑا یعنی چین کہی جاتی ہے۔ فرمانروایان روس وپرشیا وہسپانیہ کے لئے یہہ منحوس بتلایا جاتا ہے۔ فرمانروائے اٹلی کے لئے بھی اچھا نہیں کہا گیا لیکن پیشگوئی یہ ہے۔ کہ جہاں انگلستان اس گڑبڑ میں صحیح وسالم نکلے گی وہاں روس کے لئے آثار اچھے نہیں دکھائی دیتے۔ نجومی صاحب انگلستان کو تیار رہنے کے لئے اپیل کرتے ہیں جسکے معنی یہ ہیں۔ کہ فوج وغیرہ پر زیادہ خرچ کیا جاوے۔ اور انسانوں کے خون کی ندیاں بہانے کے لئے اور نئی طیاریاں کی جاویں۔

میری رائے میں اسوقت جو کشمکش ہو رہی ہے۔ اور سلطنتوں کے درمیان جو باہمی نفاق پیدا ہوتا نظر آتا ہے۔ اُسکے لئے زیادہ تر مذکور سے نجومی ہی ذمہ وار ہیں۔ ممالک کے فرمانروا خواہ کتنے ہی مہذب زمانہ میں رہتے ہوں۔ اپنے خاص حالات کے باعث بہت ہی ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ اور جب کبھی اس قسم کی تحریروں کو سُن پاتے ہیں۔ تو اُن کے دلوں میں خواہ مخواہ دوسری ریاستوں کے ساتھ دشمنی کے خیال پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر دُنیا کے امن کو قایم رکھنے کا خیال ہے تو کل سلطنتوں کو بالاتفاق اس قسم کی پیشگوئیوں کی اشاعت بند کر دینی چاہئے

ویدک تعلیم کی بزرگی ماننی پڑیگی

ویدوں کو وحشیانہ زمانہ کی تصانیف ظاہر کرکے خواہ یورپ کے ودوان کتنا ہی شور کیوں نہ مچائیں۔ تاہم علاوہ سے ثابت کر رہے ہیں کہ وید کی تعلیم پر چلے بغیر گذارہ نہیں ہو سکیگا۔ ۱۶۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ کو سر ٹیجی صاحب بہادر چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ کا دیہانت ہوگیا۔ اُن کی وصیت کے مطابق اُن کی لیڈی صاحبہ نے اُن کے شریر کا داہ کرم کرایا۔ جسمیں اگر چندن کی لکڑی ڈالی گئی۔ اور مشک کافور اور گھی بھی ڈالا گیا۔ گویا دو ہزار برس کے عیسائی دفنانے کے عمل کو آخرکار جہالت کا نشان

انا پڑا۔ یہ سچ ہے کہ اس طرح کی تمثیلوں سے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ ویدوں کی عظمت کے مغربی ودوان جلد قایل ہو جائیں گے کیونکہ فاتح قوموں کے لئے مفتوح کے خیالات کو صحیح ماننا بڑی بھاری ہانی کا کارن ہوا کرتا ہے۔ تاہم جب خیالات کی فتح ہو چلی ہے۔ تو اس سے مطلب نہیں رکھنا چاہئے کہ اُن خیالات کے مجمع کے لوگ قایل ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔ جب ایک مرتبہ خیالات کی بزرگی کے روبرو سر جھکانا پڑا وہ زمانہ دور نہیں ہوتا جبکہ خیالات کے مجمع کی شرن میں علانیہ آنا پڑے

کیا اردو پریس کی حالت اس سے بہتر ہے

بنگال کا انگریزی ماہوار رسالہ ”بیسویں صدی“ ممالک بنگال کے ورنیکیولر پریس پر ایک خاص مضمون اپنے اپریل کے رسالہ میں درج کرتا ہے۔ اس مضمون میں بنگال کے ورنیکیولر پریس کی تواریخ درج کرکے نامہ نگار سوال اُٹھاتا ہے۔ کہ آیا اس وقت بنگال کے ورنیکیولر پریس کی طاقت بھلائی میں خرچ ہو رہی ہے۔ یا بُرائی میں؟۔ اور جواب میں بلا تامل یہہ لکھتا ہے۔ کہ اس پریس کی زیادہ طاقتیں بُرائی کے پھیلانے میں ہی خرچ ہوتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ اُن تمام نقائص کی فہرست درج کروں جو کہ ”بیسویں صدی“ کے نامہ نگار نے بنگال ورنیکیولر پریس کی نسبت بیان کی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب کے اردو پریس کی حالت پر غور کیا جاوے۔ کیونکہ گو اردو لٹریچر کی زیادہ تر اشاعت ممالک مغربی وشمالی وا اودھ کی زبانوں کی وجہ سے ہے تاہم اردو پریس (یعنی رسالوں اور اخباروں)

کی اشاعت جسقدر پنجاب میں ہے اُس قدر اور کہیں نہیں ہے۔ بنگال کی طرح یہاں ہی رنسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اردو کا وہی اخبار زیادہ تر کامیابی حاصل کر سکتا ہے جو پہکڑ بازی میں بڑھا چڑھا ہوا ہو۔ اور جو کبھی لڑنے کا عادی ہو۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ قصور زیادہ تر پنجاب کی پبلک کا ہے۔ کیونکہ اخبار نویس پبلک کے مذاق کے مطابق ہی مضمون مہیا کر دیتے ہیں۔ لیکن کیا اخبار نویس کا کچھ بھی فرض نہیں ہے؟ مہذب ملکوں میں اخبار نویس سچے ایڈیٹنگ کا کام کرتے ہیں۔ جس مشن کے مشنری ہی ایسی رو میں بہا ہر اُتار رہو لینے کے عادی ہوں۔ اُس مشن کو بھلا کیسی ہی کامیابی ہو سکے گی۔ ہر کسی اخبار کے اوراق الٹ جائے۔ آپ کو لیڈروں کے اندر وہی یا اُس قسم کی کہانیاں درج ہوتی ہیں جنہیں پنجاب کے نقلئے اور ہندوستان کے بہانڈ سنایا کرتے ہیں۔ خبریں جس بُری بڑائی سے درج کی جاتی ہیں۔ اور جیسے افسوں کو بدنام کرنے میں جس بے دردی سے کام لیا جاتا ہے۔ اُس کا حال وہی جانتا ہے۔ جسے کبھی اردو اخباروں کے نث نور کا شکار بنا پڑا ہے۔ مذاق کی جگہ چند وفانوں کی سفلا پن سے پوری کی جاتی ہے۔ اور اخبار نویسی کی گذارے کے لئے اس قدر خریداروں سے روپیہ وصول ہونے پر نہیں ہوتی جسقدر کہ اخباروں کے خریداروں کی فرضی فہرست بڑھا کر اشتہاروں کی دُگنی قیمت وصول کرنے سے ہوتی ہے۔ غیر معمولی اخراجات کے لئے تو دیسی ریاستوں اور رئیسوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی جو آزادی کے ڈنکے بجایا کرتے تھے اخبار نویسی کے میدان میں آتے ہی بے دست ہو گئے

منتے میں لے دیکھے ہیں۔ جن بڑے آدمیوں کو ہمیشہ بوجہ اُن کی بدچلنی کے بُرا بھلا کہتے تھے۔ تھوڑے سے فائدہ کے لئے اُنہیں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے گئے۔ ایک فاحشہ عورت مر گئی۔ اُس کے آشنا بڑے بڑے رئیس تھے۔ اُن کو خوش کرنے کے لئے ایک اخبار نے ماتمی لباس اپنے اخبار کو پہنایا۔ اور اُس فاحشہ عورت کے گُن ورنن کر کے اُس کے آشناؤں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ اگر کسی بہت ہی پُرانے اخبار نویس کی رائے پوچھی جاوے۔ تو شاید وہ مجھ سے بھی زیادہ مصالحہ اس رائے کی پختگی کے لئے پیش کر سکے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اردو پریس کی یہی حالت بنی رہے گی؟ اردو اخبار نویسوں میں بعض صاحبوں سے میں واقف ہوں۔ جو کہ خود ان بُرائیوں کو بڑے زور سے محسوس کر رہے ہیں۔ اور جنہوں نے بارہا اردو پریس کو ایسی خرابیوں سے پاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ اُن کی کوشش کا مرکز ایک پریس ایسوسی ایشن قائم کرنا تھا۔ اسلئے اُن لوگوں نے ہمیشہ مخالفت کی۔ جن کی روزی میں کہ اس خلل سے فرق آنے کا احتمال تھا۔ میری ایسے نیک نیت اخبار نویسوں سے درخواست ہے۔ کہ بجائے پریس ایسوسی ایشن کے خبط میں پڑنے کے اگر وے متفق ہو کر اخباروں کے ایسے نقائص کو علانیہ الزام کرنے اور خود ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔

۲۴ مئی گذر گئی لیکن خطاب نہ ملے

۲۴۔ مئی کو ہر سال مہارانی وکٹوریا کا جنم دن منایا جاتا تھا لیکن شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا جنم دن ماہ نومبر میں پڑتا ہے۔ اسلئے ۲۴۔ مئی کی تعطیل بند ہونے کا احتمال تھا۔ خطابوں کے دیوانوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑ گئیں جو ۲۴۔ مئی کو خطابوں کے منتظر تھے۔ اُن کے لئے چھ مہینوں اور انتظار کرنا سخت ہو گیا اور پہاں اس قدر خوشامدیں کر۔ جو نئیاں سیدھی کر ڈالیاں دے ڈالکر جس حاکم کو خوش کیا تھا شاید اُس وقت تک اُس کی تبدیلی ہی ہو جاوے سب کرا کرایا ملیا میٹ ہو جاوے۔ اسطرح جب سینکڑوں خطابوں کے دلدادہ بقول پنجابی شش کے "پتینے لتھ گئے"۔ تبھی اُسوقت دفعتاً ریوٹر نے "تار خبر دی کہ شاہنشاہ گیتی پناہ نے ۲۴ مئی کو ہی اپنا جنم دن قبول کر لیا ہے اسلئے اُس دن حسب دستور سابق تعطیل ہو گی رائے بہادری۔ اور خان بہادری کے امیدواروں کی جان میں جان آئی ۲۴۔ مئی کو مجرا بجا لانے کے لئے اپنے مربی کے یہاں حاضر ہوئے۔ لیکن اُنہیں یہ کیسی مایوسی ہوئی۔ جب کہ معلوم ہوا۔ کہ یہ دن تو ملکہ کی یادگار میں تعطیل کا دن ہوگا اور شاہنشاہ کی سالگرہ کی تعطیل پھر نومبر میں ہوگی۔ اور خطاب کے لئے بھی اُسی وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔

سرمہ کی نسبت

سرمہ کی نسبت:۔ میرے سرمہ کی نسبت سردار اوتار سنگھ جی نے جو کچھ ستیہ دہرم پرچارک مورخہ ۲۲۔ بیساکھ میں چھپوایا ہے۔ اُسکے واسطے بہت سے خطوط آ رہے ہیں۔ اور اُن کی تعمیل کیجا رہی ہے۔ میں ہر طرح سے سیوا کرنے کو طیار ہوں۔ اسلئے نویدن اتنا ہے۔ کہ جو صاحب خط لکھ کر سرمہ منگوانا چاہیں وہ چٹھی حروف شاستری میں لکھا کریں۔ تاکہ خود پڑھ کر اُن کی مرضی کے مطابق تعمیل کیجا سکے اور بجائے ۱ پائی کے ٹکٹ کے ۹ پائی کا ٹکٹ بھیجا کریں تاکہ ۹ پائی کے ٹکٹ میں اُن کو سرمہ وغیرہ کی اطلاع دیجا سکے۔ المرقوم۔ آپکا داس جیہر داس اپدیشک آریہ سماج

اپدیش

महान्प्रभुर्वै पुरुषः सत्त्वस्यैष प्रवर्त्तकः । सुनिर्मलामिमां प्राप्तिमीशानो ज्योतिरव्ययः ॥

انسان دکھ سے کیوں گھبراتا ہے؟ وہ سکھ کی طرف کیوں رغبت کرتا ہے؟ یہ سوال ہیں جن کے جواب انسان روز مرہ زبان حال سے دے رہے ہیں لیکن اودیا اندھکار کے اندر چھپے ہوئے ہم لوگ اپنے جیون سے ہی شکشا نہیں لے سکتے ہیں۔ جیو آتما سوروپ سے دکھی نہیں ہے۔ یدی ایسا ہوتا تو اس کی نورتی اسمبھو ہوتی۔ جیو آتما سوبھاؤ سے سوچھ نرمل ہے۔ دکھ نمت سے ہوتا ہے۔ پس پتہ لگانا چاہئے کہ دکھ کا نمت کیا ہے؟ رشی فرماتے ہیں کہ شوچ اوستھا یعنی پاکیزگی کی حالت میں جیو آتما کو کوئی بھی دکھ نہیں ہوتا۔ بلکہ جوں جوں جیو آتما کے اندر ناپاکی آتی جاتی ہے توں توں وہ دکھی ہونے لگتا ہے۔ گویا تمام دکھوں کی کارن ناپاکی ہی ہے؟ اب غور کرنی چاہئے کہ ہم لوگوں کے اندر ناپاکی کس طرح پر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ پھر جب تک اس ناپاکی کو دور کرنے کا یتن نہ کیا جاوے۔ تب تک ہم لوگ دکھوں کے دور ہونے کی سمبھاونا کیسے ہو سکتی ہے لیکن کیا ناپاک انسان ناپاکی کو دور کر سکتا ہے؟ ناپاکی کو دور کرنے کی طاقت کمزور انسان میں کہاں! اسے دور کرنے کے لئے پاک پروردگار کی شرن میں آنے کی ضرورت ہے۔ لیکن پربھو کا اتپن ہوتی ہے۔ نربل جیو آتما پوچھتا ہے کہ کیوں نہ شدھ پاک دوسرے انسانوں کی شرن لیویں وہ ہماری بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ اپنی دقتیں ان کے روبرو پیش کر کے ہم کیوں نہ اپنی ناپاکیوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش کریں۔ رشی جواب دیتے ہیں کہ کیا محدود انسان دوسرے انسانوں کی ناپاکیوں کو دھو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ شکتی اننت میں ہی ہو سکتی ہے۔ پرمیشور اننت ہے۔ اور اسلئے سب ناپاکیوں کو دور کر سکتا ہے نہ ہی بلکہ وہ سب کا سوامی ہے۔ منشیہ کوئی بھی سب کا سوامی نہیں ہو سکتا۔ منشیہ کی اپاسنا سے آدھی دیوک کلیشوں سے کیسے پاک ہو سکیں گے؟ پھر وہ سارے برہمانڈ کے اندر بھری پورن ہو رہا ہے کوئی ستھان اور کوئی ہی حالت اس کی موجودگی سے خالی نہیں ہے۔ ایک پاک انسان اپنی موجودگی میں دوسرے انسان پر اثر ڈال سکتا ہے لیکن جب آنکھوں سے اوٹ ہو گیا تو پھر کیا ہو سکتا ہے؟ مگر پرمیشور ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے کوئی ستھان بھی خالی نہیں۔ وہ ہر حالت میں ہماری ناپاک خواہشوں کو روکنے میں مدد دے سکتا ہے۔ پھر تمام بھلائیوں کا منبع وہی ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ پربھو ہے۔ پس اسکی مدد بغیر انسان کبھی بھی ہمہ وجوہ پاکیزگی نہیں حاصل کر سکتا۔ انسان بڑے سے بڑا اور شدھ سے شدھ بھی اپنی حالت کو بدلتا رہتا ہے۔ وہ ایک رس نہیں ہے۔ لیکن پرمیشور ایک رس ہے۔ اسلئے اس کی حالت ایک سی رہتی ہے۔ پس وہ ایک طریقے پر ہی ہماری خبر لے سکتا ہے۔ اور ہمیں سیدھے راستے پر چلا سکتا ہے۔ اور بڑی بھاری بات یہ ہے کہ وہ پرکاش سوروپ ہے۔ منشیہ اعلیٰ سے اعلیٰ یوگ شکتیوں کو حاصل کر کے اور مکتی کی اعلیٰ منزل کو پا کر بھی گیان کا بھنڈار نہیں بنتا۔ پرکاش سوروپ نہیں بن سکتا جس نے خود پرکاش حاصل کیا ہو۔ وہ دوسروں کو مستقل پرکاش کیسے دے سکتا ہے۔ اسلئے پرکاش سوروپ پرماتما کے بغیر کسی کے اندر بھی ایسی شکتی موجود نہیں ہے۔ کہ وہ مستقل روشنی سے دوسروں کے ہردیوں کو منور کر سکے۔ چونکہ وہ پرکاش سروپ ہے اسلئے پاکیزگی کا منبع ہے۔ پرکاش کے روبرو اندھکار ٹھہر نہیں سکتا۔ روشنی تمام اندھیرے کو کاٹ دینے والی ہوتی ہے۔ ایسے پربھو کو چھوڑ کر جو کہ دن رات ہمارے انگ سنگ ہو جس سے ہمارا سمبندھ کبھی بھی چھوٹ نہ سکتا ہو۔ جو اپنی ہستی کے اندر ہمیں گھیرے ہوئے ہو۔ جسکے تعلق سے اندھیرے کا نام تک باقی نہ رہے جسکی کرپا ماتر سے جملہ ناپاکیاں دور ہو جانے والی ہوں ایسے مالک کو چھوڑ کر ہم سب کس اندھیرے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ پیارے بھائیو! پربھو نے اپنی دیا کی بانہہ پساری ہوئی ہے۔ وہ پرکاش سوروپ ہمارے تمام تعفن آمیز پاپوں کو بھسم کرنے کے لئے تیار ہے۔ پھر ہم سب کیوں دن رات پاپ اگنی میں جل رہے ہیں۔ کیوں اندھکار کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے آہ و زاری کے نالے بلند کر رہے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ سنسار میں جو لوگ ہمیں راہبری کی اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ خود کس طرح گمراہ ہیں۔ کیا ہمیں ان کے چہروں پر پرکاش کے آثار دکھائی دیتے ہیں کیا تم کہہ سکتے ہو کہ انہوں نے خود شانتی حاصل کی ہے

ایڈیٹوریل نوٹس

اُلٹے گیان سے اگیان بھلا

اگیانی پُرش جسے کسی وستو کا بھی گیان نہیں ہے گو اصلی آنند کو لابھ نہیں کرسکتا۔ تاہم دُکھ سے بچا رہتا ہے۔ پہاڑ کے رہنے والے زمانہ قدیم میں بستیوں سے دور رہنے کے باعث وہاں کی تہذیب کے مطابق کام کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتے تھے۔ پس اُنہی کی بدولت جو تکالیف ہوتی ہیں اُن سے بھی بری تھے لیکن اب جبکہ پہاڑیوں کے سر پر تہذیب کا بھُوت چڑھا ہوا ہے۔ اور وے بدستور سچی تعلیم سے محروم ہیں۔ تو ہنسوں کی چال چلنے کی کوشش کرتے ہوئے وے اپنی کوّے کی چال بھی بھول گئے نہ اِدھر کے رہے ہیں نہ اُدھر کے۔ اُلٹے گیان نے اُنہیں برباد کر دیا ہے اسی طرح دن رات ہم سب اُلٹے گیان سے برباد ہو رہے ہیں۔ اُپاسنا جیون کا اُدیشیہ ہونا چاہئے لیکن کسکی اُپاسنا؟ کیا پتھر اور درختوں جل اور تیل کی اُپاسنا جیون کا اُدیشیہ ہے؟ کیا کمزور انسان کی اُپاسنا ہمیں بھوساگر سے پار اُتار سکتی ہے کیا۔ زر۔ زمین وغیرہ کی اُپاسنا ہمارا اُدھار کر سکتی ہے؟ افسوس کہ اُلٹے گیان نے ہمیں بجائے اُپاسنا سے شانتی دلوانے کے اَشانتی دلائی اسلئے بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ کہ اُلٹے گیان سے تو اگیان ہی بھلا۔

مائی بھگوتی کی یادگار قائم ہے

آج کے مراسلات میں ناظرین بھگوتی پتری پاٹھ شالا بیرہ ضلع ہوشیارپور کے جلسہ تقسیم انعام کا حال پڑھیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسے دلچسپ حالات کی رپورٹ میرے پاس بہت عرصہ بعد پہونچی لیکن نہ پہونچنے سے پھر بھی بہتر ہے اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مائی بھگوتی کا لگایا ہوا پودا برابر سینچا جاتا ہے۔ اور اگر اسی طرح برابر کوشش ہوتی رہی تو مائی جی کے بعد بھی اُنکا کام برابر جاری رہیگا۔ کنیا مہاودیالے کے متعلق بھی مائی جی نے بہت کچھ کام کیا تھا۔ مجھے اُن کے اِس جگہ کے کام کا حال زیادہ تر معلوم ہے کیونکہ پہلے دو تین مرتبہ وہ میرے ہی مکان پر اُترتی رہی ہیں۔ آخری مرتبہ کنیا آشرم جالندھر میں رہ کر مائی جی نے یہاں کی ضروریات کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ اور اگر زندگی وفا کرتی تو امید تھی کہ مائی جی کے تھوڑے سے پرشارتھ سے اِس جگہ کی پُتریوں کے چرتر میں بڑی بھاری اُنتی ہو جاتی۔ کنیا مہاودیالے پر چونکہ مائی جی کا اُپکار بہت تھا۔ اسلئے اِسکے متعلق بھگوتی ودیا سہایک فنڈ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ لیکن مجھے شوک کی بات ہے۔ کہ ۲۴۰۰ کی قلیل رقم بھی جو اُس کے کوش کو پورا کر دیتی جمع نہ ہو سکی۔ صرف ۹۱۱ تک ہی جمع ہو کر رہ گیا۔ میں ستری شکشا کے پریمیوں کی توجہ پھر اِس ضروری فنڈ کی طرف دلاتا ہوں۔ اگر کوئی بڑا کام ہوتا تو خاص کوششوں کی ضرورت پڑتی۔ صرف پندرہ سو روپیہ اور چاہئے۔ جو کہ تھوڑے سے پرشارتھی بھائیوں کے پرشارتھ سے ہی پورا ہو جانا ممکن ہے۔ میں آپ کو یاد دلانے کا کام جاری کرتا رہونگا۔ اِس اُمید پر کہ کبھی نہ کبھی تو شنوائی ضرور ہوگی۔

اگر یہ سچ ہے تو افسوس کا مقام ہے

۱۲ مئی کے آریہ مسافر مراد آباد میں چھپا ہے کہ شریمان منشی نارائن پرساد جی نے پنچھوتر دیش، اودھ کی آریہ پرتی ندھی سبھا کے منتری پد سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ لیکن ۲۵-۵ مئی کا ایک پوسٹ کارڈ جو میرے پاس آیا ہے۔ اسپر منشی نارائن پرساد جی کے دستخط بطور سکرٹری موجود ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ یہ بات کیا ہے۔ مجھے بڑا ہی افسوس ہوگا۔ اگر یہ خبر صحیح نکلی کہ منشی جی نے سچ مچ منتری پد سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ منشی جی نے کس دھرم بھاؤ اور درڑھ سنکلپ سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا تھا۔ جسوقت مخالفت اور کام کا زور تھا۔ اُسوقت منشی جی نے بائیں ہاتھ سے لکھنا سیکھا کہ اگر دہنا ہاتھ لکھتے لکھتے تھک جاوے۔ تو بائیں ہاتھ سے کام لیا جاوے۔ یہ سمجھ کر کہ منتری سبھا کا ہندی نہ لکھ سکنا قابل اعتراض ہے۔ منشی جی نے ہندی لکھنے کا زیادہ ابھیاس کیا اور کچھ عرصہ سے اب برابر میرے ساتھ بھی ہندی میں ہی پتر ویوہار رہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر پنچھوتر دیشیہ آریہ پرتی ندھی سبھا کے اندر کوئی شکتی زندگی و آنند کی سپرٹ کو قائم رکھنے والی ہے۔ تو اُس کے کچھ حرکت دینے والے منشی نارائن پرساد جی ہی ہیں۔ ایسے مہانوبھاؤ پُرش کی علیحدگی سے سبھا موصوف کو بڑا بھاری نقصان پہونچنے کا احتمال ہے میں اسلئے سبھا موصوف کی خدمت میں بڑے زور سے درخواست کروں گا۔ کہ جس جلسہ میں یہ استعفیٰ پیش ہو وہ جلسہ منشی جی کی گزشتہ خدمت کا حوالہ دیتا ہوا بالاتفاق بڑے ادب لیکن بڑی مضبوطی کیساتھ منشی جی سے درخواست کرے کہ وہ اپنے استعفیٰ کو واپس لیویں۔ اور ساتھ ہی اگر کوئی ایسے واقعات ہوں جو منشی جی کے کام کرنے کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے والے ہوں تو اُن کے دور کرنے کے سامان سبھا مہیا کر دیوے۔ آریہ پتر کے ایڈیٹر مہاشے نے استعفیٰ کا ذکر کرکے ساتھ ہی کہہ دیا ہے

کر دُن کی سمجھ میں منشی جی کے منتری سے علیحدہ ہونے پر مراد آباد میں کام نہیں چل سکیگا۔ اسلئے اس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے۔ کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پچھوتر دیش و اودھ کا ہیڈکوارٹر مراد آباد سے تبدیل کرنے کا ارادہ پہلے سے موجود ہے یہ سب واقعات سامنے رکھکر سوائے اس کے اور کسی نتیجہ پر پہونچنا مشکل ہے کہ منشی نارائن پرشاد جی کی علیحدگی اُس پرانت کے آریہ سماجوں کی اُنتی کے لئے بڑی مضر ثابت ہوگی۔ لیکن خاتمہ پر منشی جی سے جو میرے بہت ہی پرانے مترہیں۔ (اگر اس وقت کسی قدر ناراض ہیں) اور جن کو چند در چند پہلو کام کرنے کی وجہ سے میں نے بھائیوں کی طرح پیار کرنا سیکھا ہے۔ پرارتھنا ہے کہ تکلیف برداشت کرکے بھی اس وقت اپنے استعفیٰ کو واپس لے لیویں۔ اور یہ سمجھ لیویں۔ کہ جہاں زمانہ گزشتہ میں لوگ پھانسی پر چڑھ کر ایک مرتبہ ہی تپ کا ثبوت دیا کرتے تھے۔ اس وقت ہم کمزوروں کے لئے چھوٹی چھوٹی مخالفتوں کی ناقابل برداشت چوٹوں کو برداشت کرکے ہی تپ کا ثبوت دینا ممکن ہے۔

ریویو

دی ویدک کوسموجونی - یعنی سرشٹی اُتپتی وشے ازروئے وید مقدس از لالہ گوبردھن داس قیمت فی جلد ۲/۔ اس پمفلٹ کے اندر انگریزی زبان میں لالہ گوبردھن داس جی نے سندھیا کے مشہور **اگھمرشن** منتروں کی ویاکھیا کرتے ہوئے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ ویدک سرشٹی ودیا کی پوری پوری تصدیق زمانہ حال کی سائنس کی دریافتوں سے ہوتی چلی جاتی ہے ہربرٹ سپنسر اور کپل دیو کی تحریروں کو پہلو بہ پہلو رکھ کر یہ دکھلایا ہے کہ دونوں کے خیالات کا ... سنسار ... کے بارہ میں تقریباً ایک ہیں۔ زمانہ حال کی سائنٹیفک تھیوروں کے حوالہ سے مولف نے ثابت کر دکھلایا ہے کہ رفتہ رفتہ سائنس کی معلومات ویدک گیان کے نزدیک نزدیک آرہی ہے اور وہ زمانہ دور نہیں ہے۔ جب کہ ویدک سوریہ ان نیچی آنکھوں سے دیکھنے پر زیادہ تر روشن نظر آئیگا۔ بلحاظ چھپائی اور طیاری کتاب ہذا کے ہم اُس کے مولف کو مبارکباد دیتے ہیں۔ بلحاظ اس کے کہ زبان غیر ہے مضمون کو اچھی طرح سے ادا کیا گیا ہے لیکن میں لالہ گوبردھن داس جی کو ایک نقص سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ قطع نظر چھوٹی موٹی محاورہ کی غلطیوں کے جو غیر زبان میں بڑے سے بڑے فاضلوں سے بھی سرزد ہو جایا کرتی ہیں رابطہ عبارت کا خیال زیادہ تر رکھنا چاہئے اور ترتیب مضمون کی طرف زیادہ تر توجہ چاہئے۔ میری رائے میں جوش دلانے والی اپیلوں کا نفس مضمون سے (خصوصاً ایسے ٹریکٹ میں جہاں مضمون فلسفہ اور سائنس ہو) کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ اُن کے لئے خاتمہ ہی بہتر جگہ ہے۔ جو اس ٹریکٹ میں بھی ایسا ہی سمجھا گیا ہے۔ لیکن درمیان میں اور جگہوں پر بھی پُرجوش اپیلیں ہیں۔ جو خاتمہ پر چاہئے تھیں۔ عبارت کسی قدر دقیق ہے۔ اُس کو زیادہ تر سادہ اور عام فہم بنانے سے ایسے ٹریکٹوں کی وقعت زیادہ تر بڑھ جایا کرتی ہے۔ ملنے کا پتہ لالہ گوبردھن داس ملتانی ایڈیٹر اخبار کپاس و تجارت لاہور

ایک امر کی مجھے لالہ گوبردھن داس سے شکایت ہے۔ اُن کو شاید معلوم ہوگا۔ کہ میں ڈیڈیکیشن کے طریقہ کے برخلاف ہوں وہ اُنہوں نے مجھ سے بلا دریافت کئے کتاب کا ترجمہ اُم ڈیڈیکیٹ کر دیا ہے۔ مجھے ایک مرتبہ پیشتر بھی ایک بھائی کی اسی قسم کی شکایت کرنے کا موقع ملا ہے۔ آشا ہے۔ کہ آئندہ کوئی بھائی مجھے ایسی شکایت کا موقع نہ دیگے

ستھاور جیو بھاش۔ مولفہ بابو شیام سندر لعل بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سائنس ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مراد آباد قیمت فی جلد ۱/ دیوناگری اکشروں میں بلحاظ خوبی مضمون اور چھپائی کے اس ٹریکٹ کی قیمت بہت ہی ارزاں رکھی گئی ہے جس کے لئے میں منشی نارائن پرشاد جی کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آریہ سماج کے لٹریچر کی اشاعت کے راستہ میں گرانی قیمت بھی بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ جیسے جو مہاشے ودوان کرینگے۔ وے ویدک دھرم کی ایک گونہ سیوا کرینگے

ٹریکٹ میں لائق مولف نے اس وشے

پرچار کیا ہے۔ کہ آیا برکش آدی ستہاوروں میں بہی حسب قول منوسمرتی کے جیو آتما ہے یا نہیں۔ آریہ سماج کے لئے اِس سوال کا حل ضروری ہے۔ کیونکہ اِس بارے میں اکثر آریہ بہائیوں کا اختلاف رہا ہے۔ لیکن جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے۔ اِس رائے سے اِتفاق رکہنے والے تہے چند ہی ہیں۔ کہ برکشوں میں جیو آتما نہیں ہے۔ کسی زمانہ میں میں نے اِس وشے پر لکہ کر کئی بہائیوں کے بہرم کو دور کیا تہا۔ بابو شیام سندر لعل جی نے اِس ٹریکٹ میں بڑی خوب صورتی کے ساتہ ٹہیک واد کی سپرٹ میں بحث کی ہے۔ جس کے لئے وہ آریہ پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ پہلے شریر کا واضح طور پر بیان کر کے سدہ کیا ہے۔ کہ پران کی موجودگی ہی شریر میں جیو آتما کی موجودگی کا نشان ہے۔ اور اِسی اصول کو برکشوں پر گہٹا کر دکہلایا ہے۔ کہ برکش کے اندر جیو آتما اوشیہ موجود ہے۔ دوسرے باب میں ویدادی ستیہ شاستروں کے پرمانوں دوارا اُسی سدہانت کو ثابت کیا ہے۔ سانکہیہ کے مت کو درشا کر یہاں تک ثابت کیا ہے۔ کہ پنڈت کرپا رام جی کے پہلے کئے ہوئے ارتہوں کے مطابق سانکہیہ کار کا مت یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ برکشوں میں جیو آتما موجود ہے۔ اِس کے ساتہ ہی رِشی دیانند کے ستیارتہ پرکاش کا حوالہ دیکر ثابت کیا ہے۔ کہ رِشی صاف الفاظ میں ستہاور میں جیو آتما کی موجودگی مان گئے ہیں۔ اور تیسرے باب میں خاتمہ پر اُس خوف کو دور کیا گیا ہے۔ جسکے باعث کہ زیادہ تر ہمارے بعض اُپدیشکوں نے ستہاور میں جیو آتما کی موجودگی سے انکار کر دیا ہے۔ وہاں صاف دکہلایا ہے۔ کہ چونکہ ستہاور میں جیو آتما سُشپتی کی سی حالت میں ہوتا ہے۔ اسلئے پہل آدی کہانے اور درخت کے کاٹنے سے ہنسا نہیں ہوتی میری رائے میں اِس مضمون پر یہ ٹریکٹ اچہا تیار ہوا ہے۔ اور اگر وے بہائی جو ستہاور میں جیو آتما کا ابہاؤ مانتے ہیں۔ اپنے خیالات پر ایک نظر ثانی کریں گے۔ تو ممکن ہے۔ کہ اُن کے خیالات میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو جائے آریہ منتر پریس مراد آباد کے پاس درخواست خریداری بہیجئے۔

ابلا متی ویگ رو دہک سنگیت۔ مصنفہ شریمتی مائی بہگوتی جی قیمت فی جلد ۴؍ ستیہ دہرم پرچارک کے ناظرین مائی بہگوتی جی کے نام سے ناواقف نہیں ہیں۔ یہ وہی دیوی ہیں جنہوں نے رِشی اُپدیش کوش کر پاکہنڈ جال کو تیاگ کر ویدک دہرم کو گرہن کیا تہا۔ انہیں کی یادگار ہیں "بہگوتی ودہوا سہایک فنڈ"۔ کنیا مہاودیالہ جالندہر کی طرف سے قایم ہوا ہے مائی جی نے ستریوں کو گندے گیتوں کے زہریلے اثروں سے بچانے کے لئے عورتوں کے گانے کے قابل بڑے اعلےٰ مضامین سے پُر کچہ بہجن اپنی زندگی میں طیار کر کے چہاپ چکے تہے۔ اُسکے بعد دوسرے حصہ کے لئے بڑے منوہر بہجن طیار کئے ہوئے تہے۔ جنہیں شُدہ کرنے کے بعد مائی جی کا دیہانت ہو گیا تہا۔ اب اُن سب بہجنوں کو یکجا کر کے اُس پتری پاٹہ شالا کی مینجنگ کمیٹی نے جو کہ مائی جی نے ہریانہ ضلع ہوشیار پور میں قایم کی تہی چہپوائے ہیں۔ ہر ایک آریہ گرہ میں اس کی کاپی ہونی چاہئے بلکہ ہر ایک ستری کے ہاتہ میں اس کی ایک ایک کاپی ہونی چاہئے۔ جو لوگ گندی سٹہنیوں اور گیتوں کو بند کرنا چاہتے ہیں اُن کو خصوصاً اِس بہجن پُستک کی اشاعت میں بڑی سرگرمی سے کوشش کرنی چاہئے ملنے کا پتہ مینجر بہگوتی پتری پاٹہ شالا قصبہ ہریانہ ضلع ہوشیار پور نیز لالہ دیوراج جی مینجر پانچال پنڈتا جلندہر سے بہی یہ کتاب مل سکتی ہے۔

یون مت پریکشا: یعنی حقیقۃ الاسلام مصنفہ دہرم ویر شریمان پنڈت لیکہرام آریہ مسافر کا ہندی بہاشا میں ترجمہ۔ از پنڈت بدری دت جی۔ آریہ پرتی ندہی سبہا پشچم اُتر دیش اودہ نے چہپوا کر شایع کیا اِس کتاب کا ریویو کیا کیا جاوے۔ صرف آریہ مسافر کا نام لے دینا کافی ہے۔ کتاب پر قیمت درج نہیں ہے۔ درخواست خریداری مینجر آریہ منتر پریس مراد آباد کے نام بہیجئے

ایشو پنشد کا ہندی انوواد بہاوارتہ سمیت قیمت فی جلد ۲؍

نالوکیار و پنشد کا ہندی انوواد بہاوارتہ سمیت قیمت فی جلد ۱؍ ہر دو کا ترجمہ کرنے والے پنڈت بدری دت اُپدیشک ہیں ترجمہ معمولی ہے۔ بہاوارتہ بہی دیکہنے کے سننا کام ضرور ہے۔ لیکن اُپنشدوں کا گورہ تات پر یہ بغیر اعلےٰ ودیا کے سمجہ میں نہیں آتا ملنے کا پتہ۔ پنڈت کنشی رام جوشی۔ سجا شی پور ضلع ترائی۔ اِن کتابوں کے خاتمہ پر ریناڈ کے ایک ناول کے ہندی انوواد کا اشتہار عجیب اجتماع ضدین کی مثال ظاہر کرتا ہے

ویدک لیجپرٹ بجواب رسالہ تشنیع سرمہ چشم مصنفہ بابو آنند سروپ صاحب وکیل عدالت ضلع کانپور۔ پنڈت گوری شنکر فرخ آبادی کچہ لیکچر آریہ سماج کے سدہانتوں کے کہنڈن میں چہپوائے تہے۔ اُسکے جواب میں بابو آنند سروپ صاحب ایک رسالہ سرمہ چشم لکہہ کر شایع کیا۔ جس میں پنڈت گوری شنکر کی آنکہیں

کہو لینے سے مطلب تھا۔ پنڈت صاحب نے تو اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن اُن کی جگہہ ایک مشہور پرساد صاحب منتری دھرم سبھا فرخ آباد نے رسالہ تیغ سرمہ چشم شایع کیا جس میں نہ صرف بابو آنند سوروپ کو ہی سخت سُست لکھا۔ بلکہ رشی دیا نند کی شان میں بھی بہت سے گستاخانہ کلمات استعمال کیئے۔ اس رسالہ کے جواب میں بابو آنند سوروپ جی نے رسالہ زیر ریویو لکھا تھا۔ اس رسالہ میں صرف جواب ترکی بہ ترکی ہی نہیں ہے بلکہ مہذب طریقے پر تمام ستیہ انتوں کے متعلق اعتراضوں کے بھی جواب باصواب دیئے گئے ہیں۔ پہلے قیمت فی جلد ۸ر تھی۔ لیکن اب ۳ر فی جلد بہت ہی ارزاں قیمت کر دیگئی۔ دس یا اس سے زیادہ جلدوں کے خریدار کو فی جلد صرف ۲ر دینے پڑیں گے۔ ملنے کا پتہ لالہ شمبھو ناتھ عرف دمی لعل گپت بالی میپرل ایجنسی کانپور۔

دی لا آف نیچر یعنی قدرتی قانون۔ متعلق انسان۔ مولفہ ڈاکٹر جیندا رام و لالہ سیتا رام از ملتان قیمت فی جلد ۷ر۔ انگریزی زبان میں یہ نہایت ہی مفید رسالہ شایع ہوا ہے۔ اس کے مولف وہی ڈاکٹر جیندا رام جی ہیں۔ جنہوں نے امیریکا دیشوں میں ویدک دھرم کا پرچار کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس ٹریکٹ میں انسانوں کی طرز معاشرت کی نسبت بڑی خوبی سے بحث کی گئی ہے۔ اور جسمانی اور روحانی چال چلن کو درست کرنے کے بڑے عمدہ طریقے بتلائے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سادہ خوراک سادہ پوشاک اور سادہ طریق عمل سے ہی انسان زندگی کا مقصد پورا کر سکتا ہے۔ جسمانی صحت کو قایم

رکھنے کے طریقے بتلائے ہیں۔ ملنے کا پتہ :- لالہ سیتا رام منیجر دی لائف ایریا پبلشنگ کمپنی ملتان

نامہ نگاروں کی سیوا میں

(۱) اب آپ لوگوں نے پھر نیم توڑ دیا ہے۔ بجائے کاغذ کے ایک طرف لکھنے کے آپ صاحبان صرف دونوں طرف ہی نہیں لکھتے۔ بلکہ تانے بانے کی طرح سطروں کو ایک دوسرے کے اندر پرو دیتے ہیں۔ اسلئے اب پھر آپ کی سیوا میں باادب نویدن کرتا ہوں۔ کہ آئیندہ جو صاحبان کاغذ کی ایک طرف صاف لکھنے کے نیم کو پالن نہ کریں گے۔ اُن کے مراسلات اگر اس وجہ پر درج اخبار نہ ہوں تو اُنہیں شکایت نہیں ہونی چاہئیے۔

(۲) بعض بھائی ایک ہی سلسلے میں یکے بعد دیگرے مضامین لکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی خبریں بھی بھیجتے ہیں اُن کی سیوا میں نویدن ہے کہ جس جگہ ایک مضمون ختم ہو جاوے۔ اُس کاغذ کو وہیں چھوڑ نیا مضمون نئے کاغذ پر درج کر دیا کریں۔ اس طرح پر ایڈیٹر کو بڑی سہولیت ہوتی ہے۔ اور دیگر مضامین سوچنے کے لئے اُسے کافی وقت مل جاتا ہے

(۳) بہت سے بھائی خبروں کے ساتھ لمبی لمبی اپیلیں آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے منتری مہاشے کی سیوا میں اُپدیشک بھیجنے کے لئے لکھ بھیجتے ہیں۔ یہ طریقہ کام کرنے کا نہیں ہے۔ اگر واقعی پرچار کی ضرورت ہو تو منتری مہاشے کے نام خط بھیجنا چاہئیے اور یاد دہانی کے لئے خط پر خط بھیجنے چاہئیں منتری مہاشے کا فرض نہیں ہے۔ کہ خبروں میں سے آپ کی اپیلوں کا انتخاب کرتے پھریں

(۴) بعض بھائی معمولی بات کے لکھنے کے لئے بھی سب سے پہلے آریہ سماج کے مکمل اتہاس سے شروع کرتے ہیں اور رشی دیانند کے جیون سے لے کر جب تک پنڈت لیکھ رام کے مکمل جیون کا حال نہیں لکھ لیتے۔ تب تک مطلب کی بات نہیں لکھتے۔ ایسے مراسلات کے درج کرنے سے پشٹ پیشن (دپشے کو پیسنا) دوش لگتا ہے اسلئے جہاں تک ہو سکے اپنے مطلب کو تھوڑے لیکن مناسب اور زوردار الفاظ میں ادا کرنے سے زیادہ تر فایدہ متصور ہے امید ہے۔ کہ پرچارک کے نامہ نگار میری اس التماس پر غور کریں گے

(۵) سخت اور غیر مہذب الفاظ کے استعمال سے کچھہ فائیدہ نہیں ہوتا۔ تحریر وہی ٹھیک ہوتی ہے جو مخالف کے دل کو بھی ہلا دے۔ پس جہاں نرمی سے کام نکل سکتا ہو وہاں سختی کرنی بیجا ہے۔ اور غیر مہذب الفاظ سے تو ہمیشہ ہی پرہیز ہونا چاہئیے۔

(۶) جو مضامین ناپسند ہوں اُن کی واپسی کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اگر واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے۔ اگر اوپر کی التماس پر آپ بھائی عمل کریں گے تو ممکن ہے کہ ہم سب ملکر کچھ مفید کام کر سکیں

المشتہر

منشی رام۔ جگیاسو۔ ایڈیٹر

آریہ سماج کی خبریں

ہمعصر آریہ پتر کا کو معلوم ہوا ہے کہ شکارپور آریہ سماج کنیا مہاودیالہ جلندھر کے ڈھرے پر ایک پتری پاٹھ شالا قایم کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ شکارپور آریہ سماج کے لئے مندر کی بھی

طیاریاں ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر چرنجی سنگھ جی سبھاسد آریہ سماج سرینگر کے پتر کا نشکرمن سنسکار ۱۲ مئی کو پنڈت ... نے کرایا۔ منتری آریہ سماج سرینگر پوچھتے ہیں کہ سار و دیشک سبھا کا کیا ہوا

آریہ مندر شاہجہانپور کے چار کمرے طیار ہو گئے۔ برسات سے پیشتر درمیان کا بڑا کمرہ طیار ہو جاویگا۔ سابق منتری لالہ ... پرساد کی پتری کا چوڑاکرن سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ سماج کے ہفتہ وار جلسوں کی حاضری ۲۵۰ تک پہونچ گئی ہے شہر میں روز ویدک دھرم کا پرچار ہوتا ہے۔ آریوں کو شکست دینے کے لیے ... لوگ عیسائیوں سے مدد لیتے ہیں لیکن وہ بھی عبادہ برا نہیں ہو سکتے

گزشتہ گرو کرم شو بہاؤ کی یوگیہ تا سے ورواہ و شاستر مباحثہ کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے آریہ سجنوں نے اپنے ورواہ کے حق میں ریزولیوشن پاس کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ہر ایک ریزولیوشن کا درج اخبار کرنا ضروری نہیں ہے۔

ایک آریہ بھائی نیپال جانا چاہتے ہیں اور اسلئے وہاں کی طرز معاشرت وغیرہ کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ اگر کسی بھائی کو پوری واقفیت ہو تو لکھ بھیجے

بھوجن سے لالہ رام آسرا لکھتے ہیں۔ کہ اس جگہ بابو ... اور سیکرٹری تبدیل ہو کر آگئے ہیں۔ جن کی وجہ سے لوکل آریہ سماج میں از سر نو جان پڑ گئی ہے۔ بابو ... صاحب اور سیکرٹری نے مع ہارمونیم باجا آن کر خوب پرچار کیا۔ جس کا بہت ہی اچھا اثر پڑا لالہ رام آسرا سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا سے اپیل کرتے ہیں کہ وہاں اپدیشک بھیجیں

مہاشے کیشو دیوا جہیر جا پہونچے ہیں۔ جہاں کرنو لوٹوگرافی کا کام اُنہوں نے شروع کر دیا ہے۔ وہاں کے دیا نند اناتھ آسلے کی عام نگرانی کا چارج آپ نے بخوشی تمام لے لیا ہے۔

قصبہ بوڈہانہ میں آریہ اُپدیشکوں کے لگاتار پرچار کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ۱۷ مئی کو آریہ سماج قایم ہو گیا۔ اور چار بھائیوں کے یگیوپویت سنسکار ہوئے۔ جنہوں نے کل ملا کر عہ روپیہ مختلف ساماجک فنڈوں کو دان میں دئے

مقام بھون علاقہ جہلم میں پنڈت ... نام سنگھ پرچارک نے چھ دنوں میں ۷ دیاکھیان دئے حاضری دو سو ڈیڑھ سو کی ہوتی رہی۔ اور اچھا اثر پڑا۔ تین آدمیوں نے ماس کھانا ترک کیا۔ ایک دیاکھیان ۵۰ استریوں میں بھی ہوا۔

ڑڑکی سے مہاشے چرونجی لعل لکھتے ہیں:-

"بھون پرچارنی سبھا ڑڑکا کا پرتم وارشک اُتسو بتاریخ ۷۔۸۔۹ جون مطابق جیٹھ پر اشٹمی اساڈھ کرشن پکھی بروز جمعہ۔ سنیچر۔ اتوار قرار پایا ہے۔ لہذا جملہ آریہ سماجوں۔ آریہ بھائیوں آریہ اُپدیشکوں تتھا ساوہو سنیاسی مہاتماؤں کو نمنترن دیا جاتا ہے۔ کہ اس اُتسو پر تشریف لاکر جلسہ کو سشوبھت کریں اور شری بال برہمچاری سوامی نتیا نند سرستی جہاں کہیں ہو ویں ضرور تشریف لاویں۔ نگر کیرتن بروز جمعہ (ٹھکرول) بوقت ۵ بجے شام شروع ہوگا۔ شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھاؤں سے نویدن ہے کہ وہ بھی اپنے یہاں سے اُپدیشک بھیجیں

مہاشے رنگ بہاری لعل جی کوٹا (راجپوتانہ) سے لکھتے ہیں "اگرچہ کوٹا آریہ سماج عرصہ سے ترقی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر گوروند ...

صاحب وشریمتی سمترا دیوی جی نے اس سماج کی کایا پلٹ دی ہے۔ اور ایک "تازہ روح" اس میں پھونک دی ہے۔ وہ کیا ہے **منتری سماج و کنیا پاٹھ شالہ** گزشتہ سال ... سماج میں آکر شریمتی نے آریہ بھائیوں سے نویدن کیا کہ منتری سماج و کنیا پاٹھ شالہ کل کھلیگا۔ آپ لوگ دیش کی اپنی اپنی ستریوں۔ کنیاؤں کو بھیجیں "تا کہ سماج میں آکر آپ لوگ لائیرو اُٹھاتے ہوئے ویدک دھرم کا پالن کرتے ہیں۔ آپ کی ستریں آریا بہنیں اور ویدک دھرم کی عظمت سے واقف ہوں۔ چنانچہ گزشتہ شکروار کو شریمتی جی کے مکان پر ستری سماج ہوا اور گزشتہ سوموار کو ڈاکٹر گوروند صاحب کے مکان پر ہون ہوا۔ اس تقریب سے کنیا پاٹھ شالا سنگل کے روز کھولا گیا۔ ہمارے مہربان ڈاکٹر صاحب نے ... بھی کھول دیا ہے۔ وہ جلسہ گزشتہ ہر بدھ ... کو ہوتے ہیں۔ مضمون اُپدیش پر وہ مستقیم تھا۔ یقین ہے کہ آیندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ سماج کا ہفتہ وار جلسہ بلا ناغہ ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے دلچسپ مضمون کا نو کوٹا نو اسیوں خصوصاً آریہ بھائیوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اگر یہ اتفاق کہ یا سے ایسی ہی سہائتا رہی تو ہماری سماج روپی درخت کی جڑیں بہت مضبوط ہو جاوینگی۔ شریمتی ... صاحبہ اناڑی نے ایک تنافی پر وہاں سماج کھولا ہوا ہے۔ جس سے نوع بنوع کی کنا میں آکر پرچار ہو رہا ہے۔ کل کے جلسہ میں مضمون تھا کہ شدھیہ ... کے اندر علاوہ ہوگوں کے ایک اور حرکت کام کر رہی ہے۔ وہ کیا ہے؟ جیکو بڑی ذہانت سے بیان کیا۔ منتری سماج کے منشی ... پرساد جی سماج کے ہر کام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور استقلال کیساتھ کام کر رہے ہیں"

پنڈت ... نام سنگھ جی اُپدیشک نے دلوال ضلع جہلم میں لیکچر دئے۔ جنکا اثر بڑا عمدہ پڑا۔ اور اُن کی کوششوں سے وہاں سماج بھی قایم ہو گیا۔ اور حسب ذیل عہدہ داران مقرر ہوئے

دیوان کرم چند جی پریذیڈنٹ ۔ لالہ ہر چند جی سکریٹری ۔ لالہ رام داس گجرال خزانچی ۔ لالہ لکشمی نرائن جی لائبریرین ۔

اسیٹر جگت جی چھاونی فیروزپور سے لکھتے ہیں "لالہ روشن لال جی ہاسپٹل اسسٹنٹ کے تبدیل ہو جانے سے اُن کے سب جان پہچان کو بڑا رنج ہوا ۔ خاصکر آریہ بھائیوں کو ۔ آپ ویدک اصول پر سچا وشواس رکھتے ہوئے ورڑھ آریہ ہیں ۔ بہت پُرشوں کے علاج معالجہ میں دہرم اُوسار سبھا بنانا کی ۔ یتیم خانہ فیروزپور ڈسپنسری کے وہ آج تک انچارج رہے ۔ اور اپنا کل حق الخدمت وہاں کی پاٹھ شالا کی کنیاؤں کے درمیان سوامی جی کرت پستکیں تقسیم کرنے کے لئے ارپن کر دیا ہے ۔ پرماتما کی دیا سے ان کی دہرم پتنی بھی ویسی ہی ورڑھ آریہ ہیں ۔ اُنہیں اگنی ہوتر اور سندھیا اُپاسنا کرتے ہوئے دیکھ کر یہاں کی خاص استریوں کو بڑی خوشی رہنے والی جیرانگی ہوتی ۔ چلنے سے ایک روز پیشتر پریتی بھوجن کیا گیا دوسرے روز علے الصباح چھاونی اور ایک دہرم بہن ریلوے سٹیشن پر رخصت کرنے گئے ۔ یہ سب پرمیشور انہیں اُن کے شُدہ آچرن کا پورا انعام نہیں ۔ دیالو پرماتما انہیں سدا خوش و خرم رکھیں ۔

منتری آریہ سماج جلال آباد لکھتے ہیں ۔ جو ممبران آریہ سماج جلال آباد کے ساتھ جو مخالفت غیر ساماجک پُرش کر رہے ہیں اُس کے بیان کرنے کی اوشیکتا نہیں ۔ وہ روز روشن کی طرح اظہر من الشمس ہے ۔ جیساکہ مندر آریہ سماج پر ناجائز وجبرًا قبضہ اور اُس بابت عدالت میں چارہ جوئی وغیرہ وغیرہ ۔ ایسے سمے میں جبکہ آریہ سماج کے ساتھ چاروں طرف سے مخالفت ورڑھ ہی ہو ساماجک پُرشوں کا آریہ سدہانتوں پر ورڑھ رہنا اور عملی طور پر کام کر کے دکھانا آریہ سماج کے زندہ رہنے کی زبردست دلیل ہے ۔ ۱۵ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو رات ہی کے سمے ہمارے سماج کے پرکیہ پنڈت ہمکیش لال چونی لال جی کے پتا کا (جن کی آیو ۷۰ برس کی تھی) دیہانت ہوگیا ۔ ۱۶ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو انتیشٹی سنسکار پورن ویدک ریتی سے ہوا ۔ پھر دس دن تک اُپنشد وں کی کتھا ہوتی رہی ۔ لالہ جی نے کنیا اناتھ کے لئے ایک روپیہ دان دیا ۔ جو بھیجا جاویگا ۔ سپتا کب کارروائی بدستور سابق ہوتی رہتی ہے ۔

مُراسلات

ایڈیٹر اہل قلم کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

جہانسی آریہ سماج سے ایک آریہ مہاشے لالہ اودھو پرساد مانس پر چارک کے وہاں پہونچنے اور آریہ سماج کو بدنام کرنے کا حال لکھتے ہیں ۔ اگر آریہ ساماجک پُرشوں کو اودہو پرشاد جی گالیاں دیتے ہیں ۔ تو کچھ تعجب نہیں ہے ۔ لیکن اس سے بڑھ کر جو اور حالات خطرناک لکھے گئے ہیں ۔ اُن کو اخبار میں دینا تو ہم مناسب نہیں سمجھتا ۔ البتہ خط بجنسہ ہم منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب و اتر دیش کو اودہ بھیجتا ہوں ۔ تاکہ وہ مناسب انسداد کریں ۔ **ایڈیٹر**

مہاشے شیام سندر لال جی بی ۔ اے ۔ ایل ایل ۔ بی ۔ سائنس ماسٹر سکول مرادآباد اپنے جنم استھان اونچہ ضلع مین پوری سے پنڈت پریاگدت کی تحریر سے نا اتفاقی ظاہر کرتے ہوئے اُن سے اپنے الفاظ کو مع استدعا معافی کے واپس لینے کی درخواست کرتے ہیں ۔ لیکن میں نے تو اس معاملہ کو ہی بالکل ہلا دیا ہے یہ پچھم اوتر دیش آریہ پرتی ندہی سبھا کا فرض تھا کہ وہ اپنے اُپدیشکوں کو سبھیتا سکھاتی اگر اُس معزز سبھا کو ایسی ضرورت نہیں ہوتی تو دوسروں کو اُس میں دخل دینا فضول ہے ۔ **ایڈیٹر**

پنڈت بھیراج جی ۔ آپ کا سیدھا پرشن تو صرف یہ سمجھا ہے ۔ کہ آیا عیسائیوں ۔ محمدیوں ۔ چماروں وغیرہ کے ہاتھ کا بغیر اسکے کہ اُنہوں نے ویدک دہرم میں پرویش کر کے تدانوکول آچرن کئے ہوں ۔ کہا لینا آریہ سماج کے ممبروں کے لئے ٹھیک ہے یا نہیں ۔ اس کا اُتر رشی دیانند کے سدہانتا نوکول جو ہم نے سمجھا ہے وہ یہ ہے ۔ کہ بغیر اُس کے آریہ سماج میں شامل کئے نہیں کہانا چاہئے ۔ باقی لیکھ آپ کا جو رشی دیانند کے اپنے آچرنوں کے متعلق ہے ۔ وہ بحث طلب ہے ۔ اسلئے اُس پر لکھنا ضروری نہیں میں نے آپ کا پتر پرسیدہ آریہ پرتی ندہی سبھا کی سیوا میں بھیج دیا ہے ۔ میری رائے میں آپ کا لیکھ اخباروں کا وشئے نہیں ہے ۔ بلکہ جن جن مہاشوں سے آپ سمتی منگانا چاہتے ہیں اُن سے آپ کو براہ راست سمتی منگانا چاہئے ۔ اور جس وقت سب کی سمتی پر وچار کر کے آپ بقول خود وستار پُوت بیٹھ کہیں گے تو خوشی سے وہ لیکھ اخبار میں دیا جاویگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ایڈیٹر**

لالہ سندرداس نگینہ ۔ آپ کا مضمون دربارہ ملنے جگ گرو کل اُوقت ہونی ۔ جیسا کہ میں اُس کی نسبت اخبار میں دے چکا تھا ۔ اسلئے اب آپ کے مضمون کی ضرورت نہیں رہی ۔ جن مضامین میں اس طرح پر ہیرا پھیر ہو ۔ جیساکہ آپ نے کیا ہے ۔ اُن کے چھاپنے میں گو مگو کی حالت ہو جاتی ہے ۔ کرپا پورک آئندہ اس کا دھیان رکھا کیجئے ۔ آدمیوں کی تعریف سے فائدہ نہیں بلکہ اصولوں کی پیروی سے ویدک دہرم کی سیوا ہوگی ۔ **ایڈیٹر**

لالہ شیورام جی اُپ منتری آریہ سماج پشاور ۔ بیچار نوارن فنڈ کا سود خرچ کرنے کی بجائے

سول کو خرچ کرنے کی صلاح دیتے ہیں بفضل
دجوہات کو پبلک کرنے سے کچھ فائدہ نہیں
ہے۔ اسلئے آپ کی تحریر کو بجنسہ جناب منتری
آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے بھیجا ہے ایڈیٹر

لالہ شیورام صاحب موصوف کی کچھ
وشٹ ہیں آپ کے خیالات سب فرضی ہیں۔ اور چونکہ
آٹے کے پشو وغیرہ کا کوئی بھی ذکر شت پتھ برہمن
میں نہیں ملتا۔ اسلئے ایک فرضی بات کو پہلے
قائم کرکے پھر اسکا سمادھان آپکے طریقہ پر کرنے سے
پرچارک کے ناظرین کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچ
سکتا۔ آپ پنڈت بھیم سین کے آچرنوں سے اگر
اب بھی واقف نہیں ہوئے تو کب ہونگے۔ ان کو کوئی
بھی آریہ سماج میں ستھر نہیں رکھ سکتا تھا۔ ایڈیٹر

سوال حل طلب!

آگرہ میں ایک معزز عہدہ دار کے گھر میں قریب
دو ماہ سے کپڑوں میں برابر آگ لگ جاتی ہے
صندوق کے اندر کے کپڑے بھی کئی مرتبہ جل
چکے ہیں۔ باوجود صندوق میں قفل بند رہنے کے۔ ایک
مرتبہ ایسا ہوا کہ غفلت سے سوتے ہوئے جسم کے
کپڑوں میں سے آگ لگ گئی۔ اس طرح سے قریب
ایک ہزار روپیہ کے نقصان ہو چکا ہے۔ بعض لوگ
جن (بھوت پریت) بیان کرتے ہیں۔ بعض کسی دیوتا کا
کوپ بیان کر رہے ہیں۔ ابھی تک معمہ حل نہیں ہوا
آریہ سماج کے سبھاسدوں سے وہ دھرم سبھا کے
لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ اس معاملہ کو عقل سے حل کیجئے
سیوک سری رام سہکاری منتری آریہ سماج آگرہ

نوٹ۔ مقامی تحقیقات کے بغیر اصل حال کا پتہ
لگنا مشکل ہے۔ دریافت پر معلوم ہو جائیگا
کہ معاملہ آتش زدگی کا ہی ہے۔ کسی جن وغیرہ
کا تعلق نہیں ہے۔ ...... ایڈیٹر

جلسہ تقسیم انعام بھگوتی پتری پاٹھ شالہ ہریانہ

قصبہ ہریانہ کی خوش قسمتی سے مائی بھگوتی جی سورگ باشی
نے چند سال سے ستری جاتی کے اُدھار اور ودیا کے
پرچار کیواسطے کنیاؤں کو شکشا دینے کے لئے ایک
پاٹھ شالا کھول رکھی تھی۔ مائی جی کا کام صرف کنیاؤں
کیلئے مخصوص تھا۔ بلکہ ہر عمر کی ستریں ان کے اُپدیش
سے لابھ اُٹھا رہی تھیں۔ آپ کا ودیا بل اور ودیا کی پیاس
انتہا درجہ کی تھی۔ کہ آپ کی زندگی میں جسقدر پرش
ستری آپ کی سیوا میں حاضر ہو کر اپنے شبہ اور شنکائیں
نویدن کرتے رہے ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا
جو آپ کی منوہر بانی اور مہر وچنوں سے سنتوش ترپتی
کو پراپت نہ ہوا ہوگا۔ اور آپکا دھنیہ واد کرتا ہوا نہ گیا
ہوگا۔ سورگ باش ہونے سے کچھ عرصہ پہلے آپنے پتری
پاٹھ شالہ کا انتظام بذریعہ وصیت ایک مینجنگ کمیٹی
کے سپرد کر دیا تھا۔ جسمیں شہر کے خاص خاص رؤسا و
امرا شامل تھے۔ جسکے پریذیڈنٹ لالہ صاحب منشی چونی لال
صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج لدھیانہ۔ اور سکریٹری مہتہ
گردھاری لعل صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر ہوشیارپور
ہیں۔ اور مینجنگ کمیٹی نے مائی جی کی قائم کردہ پاٹھ شالہ
کا نام بھگوتی پتری پاٹھ شالا رکھا۔

آمدم برسر مطلب جیساکہ اشتہاروں اور
اخباروں کے ذریعہ مشتہر کیا گیا تھا۔ بھگوتی پتری
پاٹھ شالہ ہریانہ کا جلسہ تقسیم انعام مورخہ ۲۹-
اپریل کو بڑی دھوم دھام اور غیر معمولی رونق کیساتھ
ہوا۔ ہوشیارپور سے بہت سے بھائی مع بھجن منڈلی
کے اور جالندھر سے لالہ دیوراج جی مینجر کنیا مہاودیالے
اور ماسٹر سنت رام صاحب ہیڈ ماسٹر نورمل سکول
مع اپنی دھرم پتنیوں اور کنیا مہاودیالے کی دس بارہ
کنیاؤں کے تشریف آور ہوئے تھے۔ مورخہ ۲۹ اپریل
کی صبح کو سات بجے سے ساڑھے سات بجے تک ستریوں
اور کنیاؤں نے ہوَن کیا۔ اسکے بعد پاٹھ شالہ کی کنیاؤں نے مل کر
بھجن گائے۔ بعد ازاں پریذیڈنٹ صاحب مختصر افتتاحی
تقریر پاٹھ شالہ کی نسبت کی۔ اور حاضرین جلسہ کا
دھنیہ واد کیا۔ اسکے بعد خلیفہ مہتاب الدین صاحب
خاور کی نظم ایک مشہور راگی لالہ رلا رام صاحب نے گاکر
سنائی۔ پھر بھگوتی پتری پاٹھ شالہ کی کنیاؤں نے
کھیلیں دکھائیں۔ جو کنڈر گارٹن سسٹم کے مطابق
تھیں۔ اور بھجن سنائے۔ جسکا اثر حاضرین
جلسہ پر نہایت اچھا پڑا۔ اسکے بعد لالہ دیوراج صاحب
نے ستری شکشا پر لیکچر دینا شروع کیا۔ ناظرین اخبار
لالہ دیوراج جی کے نام نامی سے واقف ہونگے
جو پنجاب میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے ستری شکشا
کے متعلق بڑا بھاری بیڑا اُٹھایا ہوا ہے۔ اپنے اس
اُتم اُدیش کو کس طرح تن من دھن سے پورا کرنے کی
کوشش کر رہے ہیں۔ آپنے اپنے مضمون کو بڑی خوبی
اور وضاحت کیساتھ بیان فرمایا۔ سب سے پہلے
لالہ صاحب موصوف نے تین امور پر افسوس ظاہر کیا
(۱) اگر کسی کنگال خاندان کی اولاد بھیک مانگتی پھرے
تو چنداں افسوس نہیں ہے۔ اگر کسی راجہ یا شاہی خاندان
کی اولاد گدائی پیشہ اختیار کرے۔ تو بہت افسوس ہوتا
ہے۔ اور کمال درجہ کی حیرانی ہوتی ہے۔ اور یہ اصل
میں بھی حیرانی ہے۔ ایک وقت تھا کہ آریہ ورت کی
تمام ستریاں ودوان ہوتی تھیں۔ اور ہر طرف ودیا
کا سوریہ پرکاش مان تھا۔ اودیا کا کہیں نام نشان
بھی نہ تھا۔ اور آج ہمیں ستری جاتی کو اودیا کے
اندھکار سے نکالنے کیلئے حاضرین جلسہ سے ستری شکشا
کے لئے اپیل کرنی پڑتی ہے۔ دوسرا افسوس
ہمیں اس بات کا ہے۔ کہ وہ مائی (مراد مائی بھگوتی جی
سورگباشی) جسکا یہ پودا لگایا ہوا ہے۔ (مراد پاٹھ شالا)
اسوقت موجود نہیں ہیں۔ تیسرا۔ افسوس مجھے اس بات
کا ہے۔ کہ ستریوں کے ایسے جلسے پر چاہئے تھا۔ کہ ہماری
کوئی بہن لیکچر دیتی۔ لیکن بوجہ امر مجبوری ہمیں لیکچر

دینا پڑا۔ بعد ازاں لالہ صاحب موصوف نے ستری جاتی کی لاچاری اور گری ہوئی حالت اور مردوں کے ان کے ساتھ بے انصافانہ سلوک اور برتاؤ کا فوٹو کھینچ کر حاضرین جلسہ کے دلوں کو ہلا دیا۔ پھر ودوان اور مورکھ ستری کا مقابلہ کر کے پبلک کے دلوں پر نقش کا بہتر کر دیا کہ ستریوں کو شکشا پانے کی سخت ضرورت ہے۔ پھر ستریوں کے بھجن ہو کر پہلے وقت کی کارروائی ختم ہوئی

وقت دوپہر - تین بجے جلسہ شروع ہوا۔ چند بھجنوں کے بعد سیٹھ گردھاری لعل صاحب سکریٹری نے سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس سے معلوم ہوا کہ مینجنگ کمیٹی نے مبوقت کام سنبھالا تھا۔ اسوقت کنیاؤں کی تعداد چھتیس درج رجسٹر تھی۔ اور اسوقت چولنٹھ کنیا ہیں درج رجسٹر ہیں۔ اور یہاں پانچ جماعت تک تعلیم دیجاتی ہے۔ اور تین ادھیاپکائیں ہیں۔ اور وہ کنیاؤں کو پڑھائی کے متعلق تمام مضامین۔ اور بھجن گانا۔ اور کشیدہ کشی کی تعلیم دیتی ہیں۔ اور نہایت ہی عمدہ کام ہو رہا ہے۔ پھر مہاشہ رام چند پریذیڈنٹ آریہ سماج شیوپور نے نہایت ہی دلچسپ اور موثر لیکچر دیا۔ اسکے بعد رائے کدارناتھ صاحب ایم۔ اے ڈسٹرکٹ جج شیوپور نے اپنے دست مبارک سے کنیاؤں کو انعام تقسیم کیا انعام کئی لحاظ سے تھا۔ **اول** بلحاظ لیاقت جماعت وار دوم بلحاظ بھجن گانا۔ سوم بلحاظ کشیدہ چہارم بلحاظ اوسط حاضری پنجم بلحاظ ورزش ششم تمام پاٹھشالہ میں اول رہنے کا انعام علاوہ انعامات مینجنگ کمیٹی ودیگر خیر خواہان ستری شکشا کے رائے صاحب موصوف نے اپنی طرف سے ساٹھ تکلیں اولاتی دیگ رودیک شکشا مصنفہ مائی بھگونتی جی سورگباشی کنیاؤں کو تقسیم کیں۔ بعد ازاں رائے صاحب نے ایک عالمانہ لیکچر دیا جسکا ہر جملہ علمی تحقیقات اور وسعت معلومات کا رہنما ہر فقرہ محققانہ رموز سے بھرا ہوا تھا۔ رائے صاحب کے لیکچر کو ہو بہو حوالہ قلم کرنا تو مشکل ہے۔ دوسرے مضمون کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ اسلئے صرف چند امور کا ذکر اپنے الفاظ میں کیا جاوے گا اگر میری تحریر میں کسی طرح کا نقص پایا جاوے تو امید کرتا ہوں کہ رائے صاحب معاف فرمائینگے

رائے صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک امر مسلمہ ہے۔ کہ ست سنگ کا اثر نہایت ہی اچھا پڑتا ہے۔ اور منشیہ کی زندگی سندھار دیتا ہے۔ اور کسنگ کا اثر انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسلئے اب جائے غور ہے۔ کہ انسان کی عمر کا بہت سا حصہ ست سنگ میں گذرتا ہے۔ یا کسنگ میں یہ بات اظہرمن الشمس ہے کہ انسان دنیا کیساتھ محبت کرتا ہے۔ دنیا سے زیادہ اپنے ملک کیساتھ ملک سے زیادہ اپنے صوبے کے ساتھ اور صوبے سے زیادہ اپنے شہر یا گاؤں کیساتھ اور اس سے بھی زیادہ اپنے خاندان اور اپنے کنبہ اور ان اہل وعیال کیساتھ اور ان سب سے بڑھ کر اپنی دھرم پتنی کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور یہ قدرتی کشش ہے کہ انسان جسکے ساتھ زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسکا زیادہ سنگ رکھتا ہے۔ اور اس کے قول وفعل کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ چونکہ انسان میں تقلید کی عادت نہایت ہی زوردار ہے اسلئے اپنے سنگی کے خیالات اور قول وفعل کی پیروی کرتا ہے۔ تو پس جس صورت میں ہمارا سب سے زیادہ ست سنگ اپنی ستری کے ساتھ ہے۔ اور وہی ہماری مونس وغمخوار ہے۔ اور ہر کام میں مددگار ہے۔ اور جس کی رائے پر دینی اور دنیاوی کاموں کا دارومدار ہے تو ان سب باتوں میں کامیابی اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ ستری بدیمان پاکیزہ خیالات والی اور سشیل سوبھاؤ دور اندیش ہو۔ اور یہ سب صفات اسوقت حاصل ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ستری ودوان ہو۔ اور اگر ستری ودیا سے محروم ہے۔ اور کوئی کام سلیقہ سے کرنا نہیں جانتی ہے۔ خواہ مخواہ سمبندھیوں کے ساتھ جھگڑا فساد پیدا کر لیتی ہے۔ اور جاہلانہ خیالات رکھتی ہے۔ تو آپ سوچ سکتے ہیں۔ کہ آپ کی عمر کا زیادہ حصہ ست سنگ میں گذرتا ہے۔ یا کسنگ میں؟ اسلئے ستری جاتی کو شکشا دینی اور دھرم سمبندھی و گرہست آشرم کے کاموں سے واقفیت دلانی نہایت ہی ضروری ہے۔ اہل ہنود میں اہنسا کو پرم دھرم سمجھا جاتا ہے۔ حیوانات کی ہنسا سے منشیہ کی ہنسا کرنا زیادہ پاپ ہے۔ پھر آتم گھات کرنے کے برابر اور کوئی پاپ ہی نہیں ہے اسلئے جو لوگ ستری جاتی کو ودیا سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ستری شکشا کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ آتم گھات کے بھاگی ہونگے آپ صاحبان نہیں دیکھتے ہیں۔ کہ ہر سال صرف آپ کے ضلع میں اودیا کے کارن ساس وبہو کے طعنوں اور لڑائی جھگڑوں سے چار پانچ جانیں وقوع میں آتی ہیں اور پھر ان گھات ہوتا ہے۔ آتم گھات کے معنی پر ان گھات سے سمجھ لیجئے۔

پراچین سمے کی دھارمک ستریوں کے جیون چرتر بیان کرتے ہوئے اور راجپوت رانیوں کی بہادری اور جان نثاری کا ذکر کرتے ہوئے اور ننگ وناموس کے بچانے کی خاطر زندہ چتا میں دگدھ ہونے کے درد انگیز حالات سناتے ہوئے اور پتی برت کی دردھتا کی بزرگی کو جتلاتے ہوئے اور ان کا اپنی سنتانوں کو اتم اپدیش اور شودھ بیرتا کا سبق دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب کچھ **ودیا کا پھل تھا** اور آج کل ملک کی حالت کا رسا تل تک پہنچنے اور اپنی ستریوں کا سنتانوں کو دودھ کے ساتھ جھوٹ پلانے اور ننھی جانوں کو افیون پوست وغیرہ اشیائے منشیات کا استعمال کرانے اور بچوں کے رگ وریشہ میں سستی

اور غفلت کا بیج بونے اور اولاد کو ادل
ورجے کا بزدل اور ڈرپوک بنانے اور
ستری کا تمام سمبندھیوں کے ساتھ جنگ
و جدال کرنے سے گبھروں کو نرک سمان
ہونے کا کارن صرف اودیا ہی ہو رہی ہے۔
ستریوں کے حقوق پر بحث کرتے ہوئے رائے
صاحب نے فرمایا۔ کہ لڑکی والے کا نیچا رشتہ
اور لڑکے والے کا اونچا رشتہ خیال کیا جاتا
ہے۔ لیکن میرے خیال میں کنیا والے کا
اونچا رشتہ ہے۔ جیسا کہ ایک شخص دان
دیتا ہے۔ اور دوسرا دان لیتا ہے۔ تو دان
دینے والے کی اونچ پدوی ہوتی ہے۔ چونکہ
پندرہ سولہ سال پتری کی پرورش اور
تربیت کر کے دان دی جاتی ہے۔ اس واسطے
کنیا والے کا ہمیشہ اونچا رشتہ سمجھنا چاہیے
آخیر میں پرماتما کا شکریہ ادا کیا۔ کہ جس کی
کرپا سے ہمارے سب کے دلوں میں ایسے
خیالات پیدا ہوئے ہیں۔ اور یاد رہے
کہ جو اپنی مدد آپ کرتا ہے۔ اس کی پرماتما
مدد کرتے ہیں۔ اس کے بعد شہنشاہ زمان
کا شکریہ ادا کیا۔ کہ جس کے عہد معدلت میں
اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملا۔ بعد
ازاں ان صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ جو
ستری شکشا کی طرف راغب ہوئے ہیں
اور دوسروں کو راغب کر رہے ہیں۔ اس
کے بعد آرتی ہو کر ڈیڑھ ہزار پُرش ستری
کی حاضری میں نہایت دھوم دھام سے جلسہ
برخاست ہوا۔

راقم

گوجر مل اسسٹنٹ سکرٹری اڈہار سبھا ہی
وتھرڈ ماسٹر ایم بی سکول حریانہ
(ضلع ہوشیارپور)

نسخہ بواسیر کی ضرورت

مجھے ایک سال سے بواسیر بادی ہے۔ قبض
دائمی ہے۔ بوقت حاجت ضروری از حد
تکلیف ہوتی ہے۔ مسکے بوقت حاجت
باہر آتے ہیں۔ اور پھر اندر داخل ہو جاتے
ہیں۔ لیکن ان سے خون جاری نہیں ہے۔ کوئی
آریہ پُرش براہ مہربانی مجرب دوائی تجویز
فرما کر مشکور فرمائیں۔

راقم

ایک پیٹرٹ آریہ۔ از میانوالی۔ ضلع بنوں

دریافت طلب

کرپا کر کے کوئی آریہ مہاشے بذریعہ اخبار
ہذا دوت کریں کہ انڈیا اور یورپ وغیرہ
میں اس وقت پارچات کے کون کون مشہور
کارخانجات ہیں۔ اور ان سے خط و کتابت
کا کیا دستور ہے

راقم

داس گنیش داس درما جائنٹ سکرٹری آریہ سماج سیالکوٹ

آریہ بھراتری سبھا مضمون
نمبر ۲ پرچار

مہاشے جنرل سکرٹری آریہ بھراتری سبھا نے
آریہ سماج کی موجودگی میں ایک نئی سبھا بنانے
کی ضرورت پر کوئی تسلی بخش کافی جواب نہیں
دیا۔ صرف یہی ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اگر آریہ
سماجوں میں آپ نیموں کے مطابق سبھاسد
بنانے کی کوشش کی جاوے۔ تو خانہ جنگی
پیدا ہو گی۔ اور کوئی نیک نتیجہ نہیں نکلیگا۔
ہمارے بھائی کی سراسر یہ بھول ہے۔ جب رشی
مہرشی سوامی دیانند جی نے بھارت ورش
میں آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ شروع شروع
جو لوگ ممبر ہوئے ان کو سخت سے سخت
مصیبتیں اور مخالفتیں اٹھانی پڑی تھیں۔ کئی
ماں باپ سے جدا ہوئے۔ کئی جدی وراثت
سے محروم کئے گئے۔ کئی برادریوں سے
خارج ہوئے۔ جب سچائی کے مقابلے میں
ماں باپ اور برادری کی جدائی اور دھن کے
چھن جانے کی انہوں نے پروا نہیں کی۔ تو اب
ایسے نام دھاری آریہ پُرشوں سے علیحدگی کرنے
میں کون خوف ہے۔ جبکہ آریہ سماجوں کے اپنے
نیموں کے مطابق سبھاسد اپنے بنانے چاہئیں
جو سبھاسد سدا چاری نہ ہو اسے سماپک کر دینا
چاہئے۔ جہاں نام دھاری آریوں کا زور ہو
تو وہاں آریہ پُرشوں کو الگ سماج بنا کر کام
کرنا اچت ہے۔ ہمیشہ سچائی کی جیت ہو گی۔
ایسے لوگ خود بخود نادم ہو کر سدا چاری
بننے کی کوشش کریں گے۔ یا آریہ سماج سے
الگ ہو کر اس پوِتر سوسائٹی کو سکلنکت نہیں
کریں گے۔ نام دھاری آریہ پُرشوں کے
آریہ سماجوں میں ادھکار پانے کی اصل
وجہ یہ ہے۔ کہ اکثر آریہ سماجوں میں دھنوان
لوگوں کی (خواہ وہ کیسے ہی کھوٹے آچار
والے ہوں) بہت عزت کی جاتی ہے۔ تاکہ
چندہ اکٹھا کرنے کے وقت زیادہ امداد دے
اگر آریہ سماجوں میں دھرماتما پُرشوں کی
عزت کی جاوے (خواہ امیر ہو خواہ غریب)
تو اوشیہ آریہ سماج اپنے اُدیشیہ کو پورا
کر سکتا ہے۔ کمالیہ آریہ سماج کی رائے
میں آریہ سماج کی موجودگی میں ایک نئی
بھراتری سبھا ہرگز قائم نہیں ہونی چاہئے

ورنہ موجودہ آریہ سماج کو سخت نقصان پہونچے گا۔ بلکہ آریہ سماج کی موت اور زندگی کا سوال پیش ہوگا۔ ایک نئی آریہ پرتنتری سبھا قایم کرنے والے بھائیوں سے نویدن ہے۔ کہ پنجاب میں اب ایک جنرل میٹنگ کریں۔ سب سماجوں کے پرتی ندھی بلواکر پرتیتی پوروک اس پر وچار کریں۔ لیکہ دوارہ اس وشے میں جلدی فیصلہ نہیں ہوگا۔

راقم
آپ کا شبھ چنتک شادی رام سبھاسد آریہ سماج کمالیہ حال وارد کراچی شہر

ونئے

بندہ کے ۲۲ بھادوں سمت ۱۹۵۷ کے پرچارک میں دو پرشن چھپے تھے۔ مجھے امید تھی۔ کہ آریہ ودوان ضرور کرپا کرکے ان پرشنوں کے تسلی بخش جواب عنایت فرماکر مشکور فرمائنگے مگر افسوس صد افسوس کہ آج تک سوائے انتظار اور مایوسی کے کچھ نتیجہ نہیں نکلا کیونکہ کسی مہاشے نے اُتر دینے کی تکلیف نہیں گوارا کی۔ گو کہ کنتی کے سوال کا جواب مہاشے لالتا پرساد جی اگنی ہوتری نے کچھ دیا تھا۔ مگر جب میں نے اس کا پرتی اُتر پرچارک میں شایع ہونے کے لئے بھیجا۔ تو ایڈیٹر نے آج تک اُسے شایع نہیں کیا جس کی بابت جتنا افسوس کیا جاوے تھوڑا ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کے شنکاؤں کے دور کرنے کے لئے اول تو اوپدیشک نہیں اور جو ہیں بہت کم آتے ہیں۔ اگر سالانہ جلسہ وغیرہ پر آئے بھی تو انہیں فرصت کہاں۔ دھرم چرچا کا وقت غیر مذاہب والے لے لیتے ہیں۔ غرضکہ ہماری من کی من میں ہی رہ جاتی ہے۔ قاتل

وغیرہ کے پاپی ہونے کے بارہ میں جو میرا سوال ہے۔ اُسکو کسی نے چھیڑا تک نہیں۔ بہت سے آریہ بھائی ان سوالات سے بھرم میں پڑ جاتے ہیں۔ اور پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر آریہ دھرم سچا ہے۔ اور اگر ان سوالوں کے جواب نہ ملنے سے ایک آریہ بھی اپنے دھرم سے پتت ہوگیا۔ تو اس کا پاپ کم ازکم پرچارک پڑھنے والے ان ودوانوں پر ہوگا۔ جو کہ ان کا اُتر اچھی طرح سے دے سکتے ہیں کیونکہ ان سوالات کے بمنزلہ یقین تک پہونچ جانے سے آدمی گھور سے گھور پاپ (بشرطیکہ وہ پاپ پر ہو کیونکہ ان سوالات کے یقین سے آریہ دھرم کی رو سے پاپ پاپ ہی نہیں رہے) کرسکتا ہے۔ اور ان پاپوں کا پھل آریہ پرشوں کی گردن پر ہوگا۔ اسلئے سجنوں سے ونے پوروک نویدن ہے۔ کہ کرپا کرکے ان سوالوں کا جواب دیں "تاکہ بہت سے آریہ پرش بھرم جال سے نکل کر ستیہ مارگ پر چلیں

راقم
اودھو رام از ڈیرہ غازیخاں

مہاراشٹر دیش میں پتت پاون

یہ سوال ہے۔ کہ آیا مہاراشٹر دیش میں کبھی پتت پوتر شدہ بھی ہوئے یا نہیں؟ اس کے بارہ میں **بال بودھ** اخبار کی جلد ۲۰ نمبر ۱۰ بابت جنوری ۱۹۰۱ء میں بہت کچھ درج ہے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں آپ کے اخبار کے ناظرین کے فایدہ کے لئے درج کرتا ہوں۔

(۱) بجاجی راؤ نمبالکر جاگیردار پھلٹن ضلع ستارا علاقہ بمبئی (یہ جاگیر سابق میں ریاست بیجاپور کے ماتحت تھی۔) جاگیردار موصوف پر بادشاہ کی خفگی ہوکر جاگیر ضبط ہوئی اور ان کو قتل کا حکم ملا۔ چند سرداروں کی سفارش پر بادشاہ نے فرمایا۔ کہ اگر وہ مسلمان ہو جاوے تو سزا معاف ہو جائیگی اُسی کے مطابق وہ مسلمان ہو گئے ماتحتیت راے کی نسبت ان کا دل کیا کمزور تھا؟ جاگیر بھی بحال ہوگئی۔ پانچ چھ سال مسلمان رہنے کے بعد راجا شیوجی (غلط العام سیواجی) نے ان کو سمجھا کر سنگاپور (شہر ستارہ کے نزدیک ایک مہادیو کا ستھان ہے) کشیتر میں پرائشچت کراکے پھر ذات میں ملالیا (دیکھو صفحہ ۲۲۶)

(۲) شریمنت سوامی مادھوراؤ پیشوا کے عہد میں نرہری نائک نامی براہمن مسلمان ہوا تھا۔ اُس کو **پیٹھن** (شالیواہن کے وقت اس کا نام پرتشٹھا نگر تھا اور نظام حیدرآباد کے ضلع اورنگ آباد کے ایک تعلقہ کا صدر مقام ہے) کے چند براہمنوں نے پاون (شدھ) کرکے ذات میں ملالیا۔ اس باعث وہاں کے براہمنوں میں دو فریق ہوگئے سرکار (پیشوا) کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو وہاں سے ایک عہدہ دار آیا۔ اس نے زبردستی دونوں فریق کو ایک پنکتی میں بٹھا کر بھوجن کرا دیا۔ تب پیٹھن کے سب براہمن برادری خارج ہوگئے۔ پھر سرکار میں سے دو کارکن اور آئے۔ انہوں نے اول سب براہمنوں سے پرائشچت کرایا۔ اس کے بعد جالنا پور کے صوبہ دار کے نام سرکاری حکم آیا۔ کہ اس پرانت کے سب براہمنوں کا آن دیوہار پیٹھن کے براہمنوں سے ہوا ہوگا۔ ان سب سے ہی پرائشچت کرایا جاوے۔ چنانچہ ایسا

ہی ہوا۔
(۳) سنہ ۱۸ء کے بعد تفتیش سے معلوم ہوا کہ پیشوا سرکار کے راجبندر ہیں جو براہمن تھے۔ اُن میں ایک نقاش کئی سال تک براہمن بن کر رہا۔ اس کو سزا دی گئی۔ اور پونا کے اکثر براہمنوں سے سنگ ورش کے واسطے پرائشچت کرایا گیا۔

راقم
شریواس راؤ از دھاراشیو

اوتر

آپ کے ۲۲۔ مئی کے اخبار میں جو منجانب تحقیق کنندہ ہندوں اور آریوں سے ایک سوال قائم کیا گیا تہا۔ اُس کے جواب میں گذارش ہے۔ کہ دھرم شاستر کی رو سے جو باپ کے گوتر اور ماتا کی چھ پیڑہی بچانے کی ہدائت ہے۔ اُس میں پہونچ جاتی ہے۔ صرف بھوا ہی نہیں۔ بہن وغیرہ جن کے گوتر ہمارے نہیں ہیں سب بچ جاتے ہیں۔ ماتا کی چھ پیڑہی کے لفظ لے بچاتے ہیں۔ صرف غور کا مقام ہے۔ کہ ہماری بھوا ہمارے پھوپھی زاد بھائی یعنی اپنے لڑکے کی ماں یعنی والدہ ہے۔ اور ہم اپنے پھوپھی زاد بھائی کی ماں کی پہلی پیڑہی میں ہیں۔ یعنی اُن کے باپ جو ہمارے دادا ہیں۔ اُن کے ہم ناتی یعنی نبیرہ ہیں۔ تو ہمارا پھوپھی زاد بھائی اپنی ماں کی پیڑہیوں کے لحاظ سے ہم سے شادی لڑکے لڑکی کی بموجب دھرم شاستر نہ کریگا۔ لہذا ہم بھوا کے یہاں شادی نہیں کر سکتے
ادھر ... گرشن کا جو ... شانت ...

وہ دھرم شاستر کے رو سے شادی ناجائیز ہے

راقم
بدری پرساد ممبر انترنگ سبھا آریہ سماج کا شگنج

چیلا سے میرا کیا مطلب ہے

۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچارک میں لالہ گنیش داس نے میرے اپنے آپ کو دھرم ویر پنڈت لیکہرام آریہ مسافر کے چیلا لکھنے پر اعتراض کیا ہے۔ جواباً گذارش ہے۔ کہ میں بیراگیوں اور اُداسیوں۔ ستہروں کی طرح پنڈت جی کو گورو نہیں مانتا۔ مجھے پنڈت جی نے چیلا نہیں بنایا۔ بلکہ میں نے خود اُنہیں گرو کی پدوی دی۔ کیونکہ میں نے قادیانی مرزا کے ایک مرید کے پنجے میں پہنس کر محمدی مت گرہن کرنے کے لئے طیار ہی تہا۔ کہ پنڈت جی مہاراج کو پتہ لگتے ہی اُنہوں نے مجھے اُس گہور اندہکار سے نکالا۔ اور ویدک دہرم روپی سورج کے درشن کرائے۔ اُن کا شکریہ میں کس زبان اور کس قلم سے ادا کروں۔ اسلئے میں اُنہیں اپنا گرو مانتا ہوں۔ لیکن مجھے کچھ ہٹہ نہیں ہے۔ ویدک دہرم انوسار میرا اپنے آپ کو پنڈت جی کا چیلا لکھنا قابل اعتراض ہے۔ تو میں اب لکھنا بند کردوں گا۔ لیکن میرا روم روم ان کا دہنیہ واد اسی طرح کرتا رہیگا

راقم
آریہ بھائیوں کا سیوک رام آسرا سابق بہوجن

کنیا اناتھ آلے جلندھر

گوشائیں شنکر پوری جی جسٹر سے حسب ذیل اشیائے اناتھ آلیہ کے لئے بہیجتے ہیں جو کہ لالہ لچھمن داس صاحب ساہوکار جسٹر نے دان دی ہیں

کورا لٹھا ۱۹ گز قیمتی ...... ۱۲ عہ
ململ سفید ۲۲ گز رر .... ۱۵ عا
ململ سرخ ۷ گز رر .... عا
جملہ معہ۔ یہہ دان لالہ صاحب نے اناتہوں کے لئے پرچارک کی اپیل پر دیا تہا۔

فیروزپور شہر آریہ سماج کے پورنشارتہی ممبر اناتھ آلیہ کے لئے ایک صد روپیہ چندہ کر کے پہلے ہی بہیج چکے ہیں۔ اب پہر۔ اور حسب ذیل بہیجتے ہیں۔

باوا تارا سنگھ صاحب ٹہیکہ دار ... صر
ماسٹر بہاگ مل صاحب ... ... عہ
لالہ منسا رام صاحب اپیل نویس للعہ
بخشی بال مکند صاحب سررشتہ دار .. عہ
لالہ شادی رام .... ہر
بابو مہتاب مل .... ہر

کنیا کے لئے ورکی ضرورت

ایک کنیا کے لئے ایسے گوڑ برہمن ور کی ضرورت ہے جسکی عمر ۱۶ اور ۲۰ سال کے درمیان ہو۔ تعلیم یافتہ ہو یا ملازم ہو۔ آریہ خیالات کا ہو۔ وواہ ویدک ریتی سے ہوگا۔ المشتہر
لکشمی دت۔ میڈیکل سٹوڈنٹ آگرہ

آگرہ سے جو چیز منگانا چاہو تو ہمکو لکھو

(۱) دریاں ہر قسم (۲) قالین (۳) پیچے حقہ نوشوں کے لئے (۴) بوٹ (جوتے) مشین و نیز ہاتھوں کے بنے ہوئے ہر قسم کے (۵) پچی کاری کی چیزیں۔ مثلاً تاج گنج کی نقل رکابیاں۔ کھلونے۔ پیپر ویٹ۔ شطرنج وغیرہ چیزیں۔ جو سفید پتھروں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور خیال رہے محفلوں اور نشستگاہوں کے ہوتی ہیں۔ ان میں بڑی کاری گری کی جاتی ہے۔ اور نہایت خوب صورت پھول درخت اور چڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ کی ہر سال دوسری ولایتوں کو بھیجی جاتی ہیں (۶) جست کی صراحیاں۔ کٹوریاں رانگ کی (۷) کتابیں آریہ سماج رستول و سیڈیسن اور آگرہ کی چھپی ہوئیں۔ (۸) لوہے کا سامان۔ مثلاً جنگلہ نہایت خوب صورت جن کی تصویر منگائے جانے پر بھیجی جا سکتی ہے۔ تولنے کے باٹ۔ ڈیشلینز (انگریزی تگدر) گوٹہ ٹھپا ہر قسم کا سنہری رپہری لیس ہر قسم کی۔ ٹوپیوں کے لگانے کی۔ (۱۰) آگرہ کی بنی ہوئی فلٹ کیپ یعنی ٹوپیاں (۱۱) دال میں ڈالنے کا نہایت مزہ دار مصالحہ دال موٹھ جو کھانے میں نہایت لذیذ ہوتی ہے۔ پیٹھے کی مٹھائی و نیز ہر قسم کی مٹھائی غرضیکہ ہر قسم کی چیزیں جو آگرہ سے متعلق ہیں۔ اور یہ لکھی ہوئی چیزیں خاص آگرہ کی نہایت مشہور و معروف ہیں۔ ہمارا کمیشن صرف ۔ر فی روپیہ ہے۔ ہماری معرفت خریدنے سے کبھی نقصان نہیں ہوگا چونکہ آریوں کے ہاتھ میں یہ کام ہے۔ اسلئے نہایت ایمانداری سے ہوتا ہے۔ مال ویلیو پے ایبل روانہ ہوتا ہے۔ لیکن کھانے کی چیزیں اور زیادہ قیمت کی چیزیں نصف قیمت پہلے آ جانے پر مل سکتی ہیں اگر کوئی شخص پیشگی روپیہ ہمارے کارخانہ کو نہ دینا چاہے۔ تو آریہ سماج آگرہ کے سکرٹری کے نام بھیج سکتا ہے۔ وہاں سے ہم کو مل جائیگا

المشتہر

منیجر جنرل سپلائینگ ایجنسی مائی تھان آگرہ

ویہیان یوگ پرکاش

یہ پستک ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگراہ کی گئی ہے۔ جس میں چند قسم کے پرانایام کرنے کی سرلتا سے بدہی لکھی گئی ہے۔ (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدہی ہے (۲) جو اندر (مقررہ) لے جانے کی بدہی (۳) جو پران ایان کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی۔ جسکو وہ کاٹ دینا بھی کہتے ہیں۔ (۵) گربھا وال بدہی (۶) دیر پہ چڑھانے کی بدہی۔ جسکے کرنے سے پرمیہ اور کنٹھ روگ جاتا رہتا ہے اور ایک بار پستک کے دیکھنے سے ہوگا قیمت ۴ر ۷۳ صفحہ کی کتاب ہے۔ ملنے کا پتہ سوامی کلکتانند کسم باغ لالہ دھوم سنگھ مرحوم واقع سہارنپور۔ ۱۰ پستک کے خریدار کو ایک پستک لاہمد ملیگی۔ ۲۵ لینے والے کو عہ فی صدی کے حساب کمیشن دیا جائیگا

ورکیلئے کنیا کیضرورت

ایک ور کے لئے جس کی عمر ۲۳ سال کی ہے ایک ویش کنیا کی ضرورت ہے۔ لڑکا ۲۰ روپیہ ماہوار کا ملازم ہے۔ اور قوم ویش میں بغیر امتیاز ذاتی بھید کے ویدک ریتی سے وواہ کرنا چاہتا ہے۔ جس صاحب کو رشتہ کرنا منظور ہو۔ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ لڑکا پورے طور سے ویدک سدھانتوں کے ماننے والا ہے

المشتہر

ساگ رام چپیڈر اسسٹنٹ سکرٹری آریہ سماج آگرہ محلہ پیلی اینٹ

نوٹس!

سب سجن پرشوں کو معلوم ہو وے کہ شری متی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے لاہور آریہ سماج مندر وچھو والی میں عرصہ چار پانچ سال سے پنجاب ویدک پستکالہ کھولا ہوا ہے۔ جو کہ ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام کو ۵ بجے سے ۸ بجے تک کھلتا ہے۔ ساتھ ہی ہر روز ریڈنگ روم کھلتا ہے بہت سی اخباریں اور ماہواری رسالے میز پر موجود رہتے ہیں۔ پستکالہ کی فہرست اردو انگریزی اور سنسکرت تینوں زبانوں میں تیار ہے۔ قیمتاً جو صاحب منگوانا چاہیں مفصلہ ذیل پتہ منگوا سکتے ہیں۔ المشتہر

لائبریرین پنجاب ویدک پستکالہ وچھو والی لاہور

دوائی بذریعہ وی پی ویلیو پے ایبل پارسل ارسال ہوگی

ویدک حکمت کا چمتکار

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ہم زمانہ کی رفتار اور اشتہاری دنیا کی جدو جہد کو دیکھ کر سوچ رہے تھے کہ کس طریقہ سے اپنی تمام عمر کے تجربوں کے حیرت انگیز چمتکار سے جنکو ہزارہا روپیہ خرچ کرکے حاصل کیا ہے پبلک کو فایدہ پہونچایا جاوے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک نوکروں اور مضافات میں دوائی بمقدار آزمائش بلا قیمت دی گئی جس سے سینکڑوں مایوس اور پورے امراض کے مبتلا مریضوں نے نئی زندگی حاصل کی۔ ہمیں پرانے مریضوں اور وراثت کے متعلق کل بیماریوں اور ان مریضوں کے علاج کا خاص شوق ہے۔ جو اپنی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ یا جو اپنی بیماری کے علاج کو مشکل تصور کرتے ہیں۔ آپ ایک دفعہ کی آزمائش سے دیکھ لیں گے۔ کہ ہماری ویدک ادویات مسمریزم کی طرح کیونکر ہتھیلی پر سرسوں جما دیتی ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اشتہاری دنیا نے پبلک کو ایسی ڈانواڈول حالت میں غرق کر دیا ہے۔ کہ لوگوں کو کسی نتیجہ پر پہونچنا مشکل ہو گیا ہے مزید براں یہ بھی آپ پر واضح رہے۔ کہ بعض بعض ادویات کی قیمت بمقابلہ تمام اشتہاری ادویات کے بہت زیادہ معلوم ہوگی۔ باوجودیکہ ہم نے کمی قیمت کے لئے جہاں تک ممکن ہوسکا کوشش کی۔ ہم اس بات کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ہماری ادویات گراں قیمت کے باعث کم فروخت ہونگی۔ کیونکہ زمانہ کی رفتار آجکل سستا پن پر مبہوت ہو رہی ہے۔ اور یہی ایک وجہ ہے۔ کہ پورا اجزائے اور مرکبات اور کافی محنت سے طیار کی ہوئی ادویات جو تیر بہدف کی طرح سریع التاثیر ہوں ملنی دشوار ہو گئی ہیں۔ ہم نمونہ کے طور پر اپنی چند ادویات کی فہرست یہاں درج کرتے ہیں۔ (نوٹ ۱) اگر کوئی صاحب کسی گراں قیمت دوائی کی ایکدفعہ پوری قیمت ادا نہ کرسکیں وہ نصف قیمت پر دوائی منگا سکتے ہیں (نوٹ ۲) اگر کوئی صاحب دھرم سے یہ اقبال کرینگے کہ ہماری ایک دفعہ کی پوری بھیجی ہوئی دوائی بیماری کے کلی دفعیہ کے لئے کافی نہیں۔ تو ہم اور دوائی بلا قیمت ارسال کریں گے۔ پرہیز اور طریقہ استعمال دوائی کا دستی لکھا ہوا پرچہ دوائی کے ہمراہ ہوگا

اکسیر نمبر ۲۰ دافع جریان و احتلام یہ ایک ایسی مرض ہے کہ جسکے ۹۹ فیصدی بیمار ہیں۔ یہ دوائی اس مرض کیلئے ایسی مفید ثابت ہوئی ہے کہ ننانوے فیصدی کے مرض کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ قیمت دوائی ۲۱ یوم کیلئے (صہ)

اکسیر نمبر ۲۰ طالب علموں اور دماغی کام کرنیوالوں کے لئے یہ دوائی رسائن ہے۔ یہ اتنی طاقت بخشتی ہے کہ تین دن کے استعمال کے بعد مریض معلوم کرتا ہے۔ کہ کوئی چیز میرے اندر گھس گئی ہے اس دوائی کیساتھ ایک دن میں تین سیر پختہ دودھ ہضم ہو سکتا ہے۔

اکسیر نمبر ۴ معجون حیات۔ دائمی قبض والوں کی یہ دوائی جان ہے۔ دنیا بھر کی دوائیوں کو چھوڑ کر اس دوائی کا استعمال کریں۔ خونی بادی بواسیر کیلئے ازبس مفید ہے قیمت ۲۱ یوم عہ

اکسیر نمبر ۶ کیا شی کو ۴ دن میں۔ اور دمہ کو ۲۱ یوم میں بیخکنی کر دیتی ہے۔ قیمت عہ

اکسیر نمبر ۸ معجون ضعف معدہ۔ دو ہفتہ کے استعمال کے بعد کبھی شکایت باقی نہیں رہتی قیمت ... عہ

اکسیر نمبر ۱۰ اکسیا ۴ ہفتہ قیمت صہ (تقوہ کی

دوائی قیمت ؎) (لیچہ گولہ قیمت ۳ ہفتہ عہ) دیرفان بھی (ضعف جگر دو ہفتہ قیمت صہ) (ذیابیطس ۲۰ یوم صہ) (سنگرہنی دوائی ۳ ہفتہ قیمت عہ) (ضعف گردہ عہ) (ریگ مثانہ دوائی ۳ ہفتہ قیمت عہ)

یہ ایک ایسا نادر کشتہ ہے کہ دو دن کے استعمال کے بعد مریض کمر کو بھول جاتا ہے۔ ہماری دوران ملازمت میں سینکڑوں رئیسوں اور بیشمار مریضوں نے اس دوائی کے استعمال سے اپنے تباہ ہوئے ہوئے خاندانوں اور گھرانوں کو بچایا اسکی تعریف میں ہمارے پاس کوئی الفاظ نہیں۔ صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اسکے استعمال سے پورے ویدراجوں کا زمانہ یاد آکر آنسو بہ جاتے ہیں۔ جو صاحب اس اکسیر کو استعمال کر چکے ہیں۔ ویدک علاج کے لئے گویا اُن کی رجسٹری ہو چکی ہے۔ یہ اکسیر اگر پورے ایام ہدایت کے مطابق استعمال کیجاوے۔ تو ممکن ہی نہیں کہ بیماری کا تخم رہ جاوے۔ ہر ایک بیماری کے لئے انوپان اور طریقہ استعمال علیحدہ علیحدہ ہے۔ نادان کشتہ جات کے نام سے ڈرا کرتے ہیں۔ اگر کشتہ کشتہ ہو تو پھر کیا ہی کہنا۔ یہ کشتہ بچہ سے لیکر بوڑھے تک استعمال کیا جاتا ہے

اکسیر نمبر ۱۲۔ مرگی ۸ ہفتہ کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے قیمت عہ

اکسیر نمبر ۱۳ ہر ایک قسم کے تپ کے اڑانیکے لئے یہ دوائی کونین کی باپ ہے۔ قیمت ۸ر پرانے تپ کیلئے ہر آٹھ ہفتہ قیمت عہ

اکسیر نمبر ۱۴ سوزاک کیلئے ازبس مفید ہے۔ قیمت دو ہفتہ تازہ سوزاک کی پورا نا سوزاک۔ چار ہفتہ کے لئے للعہ۔ صہ

اکسیر نمبر ۱۷ آتشک خواہ کیسا ہی بگڑا ہو دوائی دو ہفتہ للعہ

اکسیر نمبر ۲۴ داد کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے قیمت ۴ آنہ کی عہ

اکسیر نمبر ۵۔ پگندر پھوڑہ کو عام لاعلاج خیال کرتے ہیں اور میرا بھی خیال رہا کیونکہ میں خود اس مرض میں مبتلا تھا۔ ایک قلمی کتاب سے یہ نسخہ دستیاب ہوا مجھے کلی صحت ہو گئی قیمت ۲۱ یوم صہ

اکسیر نمبر ۱۵ دافع طحال قیمت ایک ہفتہ ... عہ

اکسیر ۳۵ ناف کا پڑ جانا جسکو پنجابی میں دھرن ہی کہتے ہیں عام لوگ اسکا علاج مالش سے سمجھتے ہیں ہمارے بنائے ہوئے سفوف سے چند چٹکیوں سے ناف اپنی جگہ پر آجاتی ہے قیمت ۴ر۔ اکسیر نمبر ۳۵ حب ہاضمہ بدہضمی دردشکم اور پیٹ میں گڑ گڑ ہونا قیمت ۲۱ گولی ۸ر سرمہ سیاہ۔ موتیا بند۔ سرخی چشم۔ وغیرہ وغیرہ امراض کے لئے اکسیر ہے قیمت فی تولہ عہ۔ سرمہ سفید برائے پھولہ دھند غبار وغیرہ

جلد ۱۳ | مطبوعہ یکم ہاڑ سمت ۵ مطابق ۱۴ جون ۱۹۱۰ء شکروار - جالندھر شہر | نمبر ۱۰

سنسار کی گتی

یہ خطابوں کا خبط کیوں

یہ خطابوں کا خبط کیوں ہے؟ انگلستان کے پالیٹیشن بعض اوقات خطابوں کے لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن اس جگہ انکار کرنیکا حوصلہ کس میں ہے۔ ایک مالابار کے مہاشے ہی ایسے بہادر نکلے تھے۔ جنہوں نے خطاب کے لئے اپنی آزادی کو بیچ کر جنم بہر کے غلام بننے کو طیار ہیں۔ اور رہ یہ لٹانے کے لئے امرجگ علاوہ موجود۔ انگلستان میں اگر خبط ہے بھی تو دولت کا ہے۔ جسکے کچھ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں اُلٹے دولت لٹا کر گو یا گہر پھونک کر تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ کیونکہ یہ تماشہ نہیں تو کیا ہے۔ کہ راجا کا خطاب جا صل کرنیکی دہن میں اس قدر دہن صرف کر دیا جاوے۔ کہ جسکا جی جوتیاں چٹخاتے پہریں۔ لیکن میرے لئے یہ خبط تعجب خیز نہیں۔ میرے ہم وطنی بہائی جگت کو سوپن وت سمجھتے ہیں۔ پہر دولت وغیرہ جو سوپن وت نہیں بلکہ کچھ اصلیت رکھتی ہے۔ اُن کی پیاری کیسے ہوسکتی ہے۔ وے ویدانت کے سوکشم وشئیہ پر سوچنے کے عادی ہیں۔ اور اسلئے ستھول دہن کو سوکشم خطاب کے ساتھ تبدیل کر دیتے ہیں جس کی شکل بھی کم از کم کبھی بھی نظر نہیں آتی کیسی ہے۔

سچی آزادی بُری نہیں ہوتی

یوں تو عورتوں کی پرورش ساری دنیا میں اب تک مردوں کے اختیار میں ہے؟ لیکن بھارت ورش میں خصوصاً عورتوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے مرد ہی ہیں۔ یورپین ممالک میں جہاں کہ شروع سے ہی عورتوں کو گہر کی چاردیواری کے اندر بند نہیں کیا جاتا۔ عورتیں اپنی حالت پر غور کرنے اور اپنے فرائض اور اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے کا موقع حاصل کرتی رہیں۔ لیکن باینہمہ اسوقت عورتیں بعض یورپین ممالک میں اور خصوصاً امیریکا میں آپا پنتھ کی طرف رجوع دکھلائی دیتی ہیں۔ یہ ایک امر واقع ہے۔ کہ ان ممالک میں جہاں اس طرح بے سُرے پن سے خیالات کو روڑا اٹنے والی ۲ یا ۳ فی صدی عورتیں پائی جاتی ہیں وہاں ۹۰ فی صدی سے زیادہ تعلیم یافتہ نیک بخت اور حیا دار شریف لیڈیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن ہمارے دیش کے اخبار نویس بعض خاص خاص معاملات کو اخباروں سے لے کر اُن کی بناء پر سفری تیکشا اور سفریوں کے ادہکار کی مخالفت کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ انگلستان میں ایک عورت کے خاوند نے اُس کے آشنا کی چٹھیاں صندوق توڑ کر نکال لیں۔ خاوند نے اُن چٹھیوں کی بناء پر طلاق کا انتظام کرنے لگا۔ اور دوسری طرف عورت نے چٹھیوں کی چوری کا دعوے کر دیا۔ اسپر ہندوستان کے اردو اور ہندی کے اخبار ٹھٹھے دے رہے ہیں اور عورتوں کو آزادی دلانے کے حامیوں کو اپنے خیال میں شرمندہ کر رہے ہیں۔ لیکن کیا یہ واقع کچھ اُن حالات سے زیادہ تعجب ہے۔ جو کہ روزمرہ اس ملک کے مسلمان اور ہندو گہروں کے اندر دیکھنے میں آتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ ولایت کا ایک واقعہ ہی اخبار میں چلا جاتا ہے۔ اور یہاں کے بیسیوں واقعات محلوں کے اندر ہی دب کر رہ جاتے ہیں۔ ورنہ ان پردہ آزادی کے خیال سے بری ہو وہ عورت

کہ ہم علانیہ اپنے آشناؤں سے ملتے اور اپنے خاوندوں کو جوتیاں ٹہوکتے دیکھ کر بھی کبھی حیرت نہیں ظاہر کرتے۔ جسقدر وقت ہم انگریزوں کی ... ذات کی عیب جوئی اور ان کے اظہار پر چہالی ٹھنڈھی کرنے میں صرف کرتے ہیں اگر اُس سے نصف وقت ہی اپنی عورتوں کی حالت کے واقعی سدھار میں صرف کریں۔ تو واقعی انگریزوں کی برائیوں سے بچتے ہوئے ہم اپنے گہروں کو سورگ کا نمونہ بنا سکیں

پنجاب کے راجا بھی پولینڈ میں ہی وراجمان ہیں

پنجاب میں حجام کو راجا کہتے ہیں روایت ہے کہ شروع عملداری سرکار انگریزی میں ایک حجام کو قتل کے پہانسی ملنے لگی تہی۔ کہ دریافت پر اُس نے آپ کو راجا ظاہر کیا تہا۔ اور انگریز لوکل حاکم کو شک ہوا۔ کہ وہ کوئی باغی راجا ہے۔ آخرکار شہر کے چودہریوں نے اصل حال بیان کر کے مشکل سے اُس کی گردن خلاصی کرائی۔ حجام کو راجا اسلئے کہنا شروع ہوا۔ کہ اسکے بغیر کہتری اور براہمنوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ناطے نہیں ہو سکتے تہے۔ اور اُس کی اب تک بعض جگہوں میں ایسی عزت ہے۔ کہ جبوقت وہ ناطہ لے کر آتا ہے۔ اونچی چوکی پر بٹہا کر اسے بھوجن کرایا جاتا ملک پولینڈ سے خبر آئی ہے کہ وہاں بھی پنجابی راجا کے ساتھی وہ راہوں کے دلال موجود ہیں۔ جو روپیہ کے قابل جوڑوں کو اکٹھے کر کے بیاہ کرا دیتے ہیں۔ انسانی خصلت ہر جگہ ایک ہی ہے۔ فرق محض طریقہ کار دیکھنے میں آتا ہے۔ ورنہ انسان ہر جگہ پاپیوں کا غلام ہی

جب تک کہ من کو قابو کرنے کا پورا یتن نہ کرے

جسنے زندگی کا مقصد نہ سمجھا اُس کی تعلیم کس مصرف کی

اخباروں میں درج ہے کہ امریکا کی عورتیں اپنے کمروں کے باہر پہننے کی جوتی نہیں رکھتیں۔ بلکہ اپنے پیر کے اپ سے بہت چھوٹی جوتی کسی قدر مٹی وغیرہ لگا کر رکھ دیتی ہیں۔ تاکہ گذرنے والے کو دہوکا ہو کہ وہ اُن کی جوتی ہے۔ اور اُسے گذرنے والی عورتیں اُن کے پیر کو چھوٹا سمجھ کر اُن سے رشک کریں۔ چھوٹا پیر عورت کے لئے خوبصورتی کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ اسلئے اِس قسم کی ظاہری نمائش اِس قدر جھوٹھ اور مکاری سے کام لیا جاتا ہے۔ یہہ نمائش کی عادت امریکن عورتوں کے اندر ظاہر کر رہی ہے۔ کہ عیسٰی کا مذہب انسانوں کو سادگی اور زندگی کا اصلی مقصد سکہلانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آریہ سماج نے اسلیئے لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کی تعلیم کا بڑا بہاری جزو ویدک دہرم کی شکشا کو قرار دیا ہے۔
افسوس کہ اِس اصول پر ابہی تک پورے طور پر عمل نہیں ہوا۔ ورنہ ویدک تعلیم کے اندر وہ طاقت ہے۔ کہ انسانوں کو دیوتا بنا دیوے۔ ایشور کرے کہ میرے آریہ بہائی اِس اصول کو سمجہیں کہ جیون کا اُدیشیہ سمجہنے اور اُسپر عمل کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے بغیر ذہنی تعلیم کسی مصرف کی نہیں ہے

لوگ کیوں تبدیل مذہب کرتے ہیں

پچھلے دنوں شور مچا تہا کہ ایک سکھ بیرسٹر صاحب نے دینِ اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ ساتھ ہی یہہ بھی خبر دی گئی۔ کہ سردار صاحب مسلمان بن ایک یورپین عورت کے ساتھ محمدی شرع کے قواعد کے مطابق نکاح کریں گے۔ کیا اِس خبر کو پڑھ کر یہ یقین کر لیا جاوے کہ بیرسٹر صاحب اسلیئے مسلمان ہو گئے۔ کہ گرو نانک کی تعلیم پر وہ محمد صاحب کی تعلیم کو ترجیح دیتے تھے۔ اِس میں کچھ شبہ نہیں کہ اِس وقت وہ ضرور محمدی تعلیم کو سب سے افضل سمجھتے ہونگے لیکن شروع شروع میں جو امور تبدیل مذہب کے لیئے محرک ہوئے ہونگے۔ اُن کا بیرونی دُنیا کو پتہ ہی نہیں ہے۔ اسجگہہ مجھے ایک پُرانی کہانی یاد آ گئی ہے۔ ایک راج خاندان کے ممبر جناب جوڈیشل سروس کے ممبر تھے۔ ایک عیسائی لڑکی کے دام محبت میں گرفتار ہو کر عیسائی ہونے کے لیئے طیار ہو گئے۔ ان کی بیوی بڑی مستقل مزاج اور دانا عورت تہی۔ اِس پریشانی کی حالت میں اپنے خاندان کے بڑے مہربان ایک جلیل القدر عہدہ دار انگریز کے یہاں ڈولی میں بیٹھ کر چلی گئی۔ اور اپنے بہائی کی معرفت اپنے دُکھ کی کہانی سنائی۔ صاحب نے صلاح دی کہ تم اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ اور کہو کہ خواہ تم کچھ بن جاؤ گے میں تمہاری عورت رہنے کے لئے طیار ہوں۔ عورت نے ایسا ہی کیا اب ڈپٹی صاحب گھبرا اُٹھے۔ جب عیسائی شریفہ سے پوچھا۔ تو بولی۔ کہ جب تک تمہارا اپنی عورت سے تعلق ہے۔ میں تم سے وواہ نہیں کر سکتی۔ عورت کو کہا کہ میں عیسائیوں کے ساتھ کہا لیتا ہوں تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ تم بھرشٹ ہو جاؤگی عقلمند عورت نے جواب دیا کہ تم جو کچھ ہو گے۔ میں چیلی بننے کے لئے طیار ہوں۔ بس پھر کیا تھا۔ عیسائی مذہب پر سے ایمان جاتا رہا۔ اور اب ڈپٹی صاحب بدستور ہندو کے ہندو ہیں۔ ہاں آزاد ہندو!۔ میرے خیال میں آج کل کے تبدیل مذہب کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نئے مذہب میں داخل ہونے والا اُس کو دُنیا کے تمام دیگر مذاہب سے افضل سمجھتا ہے۔ بلکہ اُس کے معنی یہہ ہیں کہ جس شخص کو جس مذہب کے اندر زیادہ جسمانی اور مادی آرام دکھائی دیتا ہے۔ وہ اُسی کے اندر شامل ہو جانے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ سردار صاحب تو ممکن ہے کہ محمدی مذہب کو بزرگ سمجھ کر ہی شامل ہوئے ہیں لیکن اگر وہ گرو نانک کے مذہب کو واقعی اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ تو اُنکے لئے لازمی تہا کہ قبل محمدی مت کی طرف متوجہ ہونے کے ویدک دہرم کے اصولوں کا ضرور مطالعہ کرتے

کیا انگریزی تعلیم ہمیں ایک بنا رہی ہے

رفتہ رفتہ جوں جوں آنکہیں کہلتی ہیں توں توں ہمارے بیشتر انگریزی تعلیم یافتہ بہائی اِس بات کے قائل ہوتے جاتے ہیں کہ انگریزی تعلیم سے جو ہمارا ملک میں اتفاق ہو کر ایک قوم قائم ہونے کی امید تھی وہ بر نہیں آئی۔ قبل انگریزی تعلیم کے رواج کے جو تعلقات ہندو مسلمانوں کے اندر تھے وہ اب کہاں ہیں!۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ آج سے چالیس برس پیشتر ہندو اور مسلمان اپنے آپکو ایک ملک کے رہنے والے سمجھتے تھے اور چولی دامن کا ساتھ ایک عام کہاوت تہی۔ اسکی وجہ یہ تہی کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں شاید ایک فیصدی ہی باہر سے آئے ہوئے مسلمان نہیں ہیں۔ اور جو باہر سے آئے ہوئے تھے اُنکے تعلقات ایسے ہو گئے تھے کہ ہندوؤں کے رسوم نے اُنہیں بھی اپنا غلام بنا لیا تہا۔ جیسا کہ مسلمانوں کے بے تعصب عالم مولوی ذکاءاللہ صاحب نے اپنی کتاب میں تسلیم کیا ہے۔ پس ایک ہی قوم کے آدمی کیونکر ایک دوسرے کے برخلاف ہو سکتے تھے؟۔ لیکن اب تعلیم نے آنکھیں کہولدیں ہندوستان کے مسلمانوں نے دیکھا کہ مسلمانی بادشاہتیں دُنیا میں موجود ہیں۔ ہندوؤں کا والی وارث نہیں ہم کیوں نہ اِن سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے لئے علیحدہ حقوق حاصل کریں۔ راجپوتوں نے سوچا کہ ہم کیوں نہ کیا ہمارا کیا ہیں۔ پہر بنگالیوں نے بنگالی۔ اور پنجابیوں نے ہندوستانی اور اُنسے بھی والے اور مرہٹوں سے تامل غرضیکہ جُدی جُدی قوم قائم کرنیکی دُہن سمائی۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ یہ ساری دُہن انگریزی تعلیم سے آنکہیں کہلنے کے بعد سمائی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ انگریزی تعلیم کے اندر کوئی ایسا مادہ موجود ہے۔ کہ متفق لوگوں کو جُدا جُدا کر دیوے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو کیوں انگریز قوم

اُپدیش

(۷۰)

अङ्गुष्ठमात्रः पुरुषोऽन्तरात्मा सदा जनानां हृदये संनिविष्टः हृदा मन्वीशो मनसाऽभिक्लृप्तो य एतद्विदुरमृतास्ते भवन्ति ॥

پرماتما کی تلاش میں باہر گھومتے ہوئے بعض انسانی جماعتوں کو زمانے گذر گئے لیکن سکھ اور شانتی کی پراپتی کا اُن کے لئے ہنوز روز اول ہی ہے۔ بُت خانے اور گرجاگھر، مسجدیں اور ممبر، طرح بہ طرح کے عالی شان مکانات بنوا بنوا کر انسانوں نے مذہبی رعب وداب جمانے کی کوششیں کیں۔ اور ان کے ذریعہ سے پاپ سے جلے ہوئے ہردیوں کو شانت کرنا چاہا۔ عارضی علاج بعض حالتوں میں انسانوں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہوا ہی۔ لیکن آخرکار اشانتی زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئی۔ یہ کیوں؟ اسلئے کہ وہ پرماتما چیتن پرکاش سوروپ۔ اور گیان مئے ہونے کے کارن جیو آتما کے بہت ہی نزدیک ہے۔ نزدیک سے بھی نزدیک ہے۔ کیونکہ جس ہردیہ آکاش کے اندر جیو آتما موجود ہے اسی ہردیہ آکاش کے اندر جیو آتما کو ہی اپنا جسم بنائے ہوئے پرماتما وراجمان ہیں۔ وہ جیو آتما کے اندر پوری پورن ہو رہے ہیں۔ اور ہونا ہی ایسا ہی تھا

کیونکہ جڑ پرکرتی کی نسبت جیو آتما کا زیادہ ترنزدیکی سمبندھ پرماتما سے ہے۔ گو اودیا اندھکار میں پڑکر اس وقت ہم نے اُس پاک تعلق کو بالکل بھلا دیا ہے۔ کسی زمانہ اور کسی حالت میں بھی جیو آتما کا پرماتما سے سمبندھ دور نہیں ہوتا۔ یہ سمبندھ نتیہ ہے۔ اس کو توڑنے کی کسی میں بھی طاقت نہیں ہے۔ پھر کیسے مورکھ ہیں ہم لوگ جو پرماتما کو تلاش کرنے کے لئے باہر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ہردے کا سوامی ہر وقت ہمارے انگ سنگ ہے۔ جس کے درشن ہم ہر وقت بغیر چلے چلے ہوئے کر سکتے ہیں۔ اُس کے درشنوں کی چاہ میں جنگلوں اور بیابانوں میں اگر مارے مارے پھرتیا تو ہم سا مورکھ اور کون ہو سکتا ہے اور سوائے اس کے سخت سے سخت تکلیفیں ہی ہمیں اسلئے ستاتی ہیں کہ ہم اپنے اصلی سمبندھ کو سمجھ نہیں رہے ہیں۔ پرمیشور کی تلاش اور مکتی کے حصول کی زبردست خواہش رکھتے ہوئے ہی انسان اپنے من کے اندر بڑے سے بڑے خیالات اُٹھاتے ہیں۔ جن کا اظہار بعض اوقات اُن کے ×× بیرونی کرموں کے اندر ہی ہو جاتا ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ کیا وہ ہندو یاتری جو تیرتھوں کے اندر ہی بیبھچار۔ دغابازی اور مکاری سے باز نہیں آتا مکتی کا خواہشمند نہیں؟ کیا وہ دیندار مسلمان جسکا مسجد میں بھی نماز کے وقت دوسرے فکی جوتی کی طرف دھیان ہے۔ واقعی گناہوں سے نجات کا خواستگار نہیں ہے؟ کیا وہ دیندار عیسائی جسکی نگاہ گرجا کے اندر بھی اُسکے ویواہ کیلئے کسی نوجوان عورت کو تلاش کر رہی ہے۔ شانتی کا متلاشی نہیں ہے؟ یہ سب مکتی کے متلاشی ہیں۔ ان میں سے بہت سے پرمیشور کی وحدانیت کے بھی زبانی قائل ہیں

لیکن ان پر ہی کیا منحصر ہے۔ برہمو اور آریہ تک جو پرماتما کی وحدانیت کا کسی کو بھی شریک نہیں بناتے اسی مرض میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں کیوں؟ رشی گمبھیر شور سے جواب دیتے ہیں کہ پرماتما ہردے کا ایشور اور من کا سوامی ہے جب تم لوگ اُس کے اندر موجود ہوتے ہوئے بھی کسی کا بُرا چنتن کر سکتے ہو۔ تو تم نے پرماتما کیساتھ اپنے تعلق کو نہیں سمجھا۔ اور اسلئے تم اُس کے نزدیک ہوتے ہوئے بھی اپنے آپکو اُس سے دور سمجھ رہے ہو۔ ایسی حالت میں سکھ اور شانتی کی امید رکھنا تمہارے لئے ویرتھ ہے۔

پر یہ بند ہو گئی! پرماتما ہمارے من اور ہردے کا بھی سوامی ہے۔ وہ ہمارے ایک ایک سنکلپ کو جانتا ہے۔ اُس سے ہمارا کوئی بھی خیال چھپا ہوا نہیں ہے۔ جب ہمیں یقین ہے کہ ہمارے اندر ہر ایک بھاؤ کا شاہد ساکشی ہے تو پھر کیا ہمارے لئے لازمی نہیں کہ ہم اپنے انتہ کرن کو ہر ایک بری بات سے پاک کریں۔ لیکن ہم سب کمزور ہیں اس لئے سنگرام کا سامنا ہوتے ہی گھبرا جاتے ہیں۔ کام۔ کرودھ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کے دل بادل کی طرح اُمنڈے ہوئے آتے دیکھ کر ہمارے اوسان خطا ہوتے ہیں لیکن کیا ان سبکا ہمارا اتنا ہردیہ مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ اس دیوآسُر سنگرام میں بھی ہمکو وہی مگیہ ایشور سہایتا دیتے ہیں۔ جن کی نزدیکی کہ ہمارے لئے اعلے شانتی اور آنند کا وعدہ دلا رہی ہے۔

پربھو دھنیہ ہیں! اُن کی مہما دھنیہ ہے!! اسلئے آؤ سچے دل سے اُنسے مدد مانگیں تاکہ اُس سنسار کا دمن ہو کے ہمارے دل میں سچے سکھ کا پرکاش ہو

اوم شم

ایڈیٹوریل نوٹس

دکھی پر کرونا رکھنا ہی دھرم ہے

دکھی کو دیکھ کر عموماً ہم لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف نفرت کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ دکھ کو ہم لوگ بڑا ہی نامبارک خیال کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب دکھوں سے چھوٹنے کا نام ہی سکھ ہے۔ تو ان لوں کی ایسی بھاونا کچھ حیرت پیدا نہیں کرتی۔ لیکن دکھوں سے چھوٹنے کی ضرورت کا یہ لازمی نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ دکھی آدمی سے ہمارے دل میں نفرت پیدا ہو۔ اگرچہ سچ مچ دکھ ہمیں منزل مقصود سے دور رکھ ڈالتا ہے۔ اور ہمارے لیئے برا ہے۔ تو کیا وہ ہمارے بھائی کے لیئے برا نہیں ہے۔ اور اگر ہے۔ تو کیا اپنے بھائی کی حالت پر ہمیں رحم نہیں آنا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ پراچین رشی دکھی پر کرونا کیا کرتے تھے ———

بغیر برہمچریہ پرچار کے کیسے ادھار ہوگا

پرچارک کے گذشتہ کچھ نمبروں میں ۳ یا ۴ مریضوں کی اپیلیں نکل گئیں۔ ان پر نسخے ہی تجویز ہو گئے۔ اب بیشمار طالب علموں کے خطوط آ رہے ہیں۔ جن میں ایشور کے واسطے نسخے مانگے گئے ہیں۔ ہر ایک طالب علم کو وہی شکایت ہے۔ معدہ کمزور ہے۔ مثانہ کمزور ہے۔ چہرہ خاک پیلا پڑ چلا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ میں اس قسم کے خطوط آئیندہ ہرگز نہیں چھاپوں گا۔ کیونکہ بلا تحقیق کامل اور بغیر وید یا ڈاکٹر کا ملاحظہ کرائے علاج کرانا خطرناک ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس قدر کہوں گا۔ کہ نسخوں سے کچھ ہی نہیں ہوگا۔ جب تک کہ برہمچریہ کا پورا رواج نہ ہو جاوے۔ یہ روگ کسی ویدیہ کے سادھیہ نہیں ہیں۔ اسلیئے برہمچریہ کے لیئے یتن کرو ———

سنسکاروں کا رواج دینے میں ایک غلطی

ویدک سنسکاروں کا عملی پرچار نہی الحقیقت بڑا ضروری ہے اور جو لوگ اس پر زور دیتے ہیں۔ وے قابل عزت ہیں۔ لیکن میں افسوس سے دیکھتا ہوں۔ کہ اس پرچار میں ہی غلط طریقے پر کام کیا جاتا ہے۔ آریہ پرشوں کی ہندوؤں سے ہمیشہ شکایت رہتی ہے۔ کہ وے بلا دریافت لوگوں کو ادھکار دیکر اپنی سادہ دلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی بیسنٹ کو یک لخت گورو بنانے پر آریہ سماج کی طرف سے اعتراضات اٹھے تھے۔ اس تمثیل کو اگر آریہ سماج میں سنسکاروں کے پرچار پر لگایا جاوے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ آریہ سماج میں ویسا ہی غلط عمل ہو رہا ہے اگر کوئی پرش غلطی سے مقررہ عمر میں یگیوپویت نہیں پہنتا تو بڑی عمر میں یگیوپویت دھارن کرنے کے لیئے اسے پرائشچت کی ضرورت ہے۔ سنسکار سے آتما کی شدھی ہوتی ہے۔ اسلیئے جس شخص کا سنسکار ہووے اسکو آریہ سماج کا ممنون ہونا چاہئے۔ اور شاستروں کی ہدایت کی پوری پابندی لازمی سمجھنی چاہئے۔ لیکن یہاں معاملہ الٹا ہے۔ بجائے اس کے ایک بنیا یا راجپوت۔ یا جاٹ یگیوپویت ملنے پر آریہ سماج کا ممنون ہو وہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ گویا اس نے یگیوپویت دھارن کر کے آریہ سماج اور ویدک دھرم پر احسان کیا ہے۔ میرے پاس اکثر ایسے خطوط آتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی یگیوپویت لینے والے کو پرائشچت کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو وہ بگڑ جاتا ہے۔ اور ایسے انداز سے جواب دیتا ہے کہ گویا وہ آریہ سماج پر احسان کرنے لگا ہے میں آریہ پرشوں کو بڑے ادب سے لیکن مضبوطی کے ساتھ خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ وے سنسکاروں کو بچوں کا کھیل نہ بنا دیں۔ اگر کوئی آدمی پرائشچت کا نام سن کر یگیوپویت کو جواب دینے کے لئے آریہ سماج چھوڑ دینے کو طیار ہو جاتا ہے تو اس کی دھمکی کی ہرگز پروا نہیں کرنی چاہئے ورنہ ویدک دھرم کے گورو میں فرق آنے کا اندیشہ ہے ———

کاش کہ ہم سکھ پا کر ایشور کو نہ بھولتے

(مرسلہ خاص نامہ نگار)

جیٹھ کا مہینہ اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہے حرارت آفتاب سے پرتھوی تنور اور لوہار کی بھٹی کی مانند تپ کر لال ہو رہی ہے۔ دھوپ کے تڑاخے اور گرمی کے کارن پرندے اپنی چونچیں کھول آسمان کی طرف منہ اٹھا اور اپنے پروں کو بدن کے اوپر پھیلا رہے ہیں۔ حشرات الارض کی اقسام کے کیڑے مکوڑے بھڑ بھونجے کے بھاڑ کے دانہ کی طرح جلے اور بھنے جا رہے ہیں۔ آکاش میں چہچہانے اور کھیلنے والے پرندے انکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے سے ہی نظر نہیں آتے۔ مچھلیاں اپنے جیون کے ہیتو پانی سے کود کر باہر نکلنا چاہتی ہیں۔ لیکن وہیں کی وہیں ابل ابل کر پانی کے اوپر

آ رہی ہیں۔ ایسی غضب کی گرمی میں جب کہ چیل بھی اپنا انڈا چھوڑ رہی ہے۔ ایک مسافر اپنے کپڑے لتے کی گٹھڑی سر پر اٹھائے ہوئے ایک ایسے بن میں سے گذر رہا ہے۔ کہ جہاں چاروں اور درشٹی پھیلانے سے دور دور تک برکش کا بھرم تک نہیں پڑتا۔ پرتھوی پر اُگی اور جمی ہوئی گھاس اور چھوٹی چھوٹی بوٹیاں اور تیزی کے بہاؤ اور شدت کی گرمی سے اپنی پورا دستھا پر پہونچنے سے پہلے ہی سوکھ رہی ہیں۔ مسافر کا اوپر سے سر جل رہا ہے۔ نیچے سے ریتلی زمین ہونے کے کارن پاؤں پر آبلے پڑ رہے ہیں۔ بدن گرمی سے جھلسا جاتا ہے۔ پیاس میں ویاکل ہوا ہوا لبوں پر زبان پھیرتا ہے۔ اس بیکسی کی حالت میں اپنے نقشہ اعمال کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر اس ندر کی تکلیف کو اپنے کرموں کا پھل نشچے کرتا ہے اور ایسے وقت میں جبکہ نہ کوئی یار نہ مددگار ہے۔ اگر گر جائے تو زمین پر مچھلی کی طرح تڑپ کر مر جائے۔ نہایت نمرتا کے ساتھ پرمیشور سے اپنی رکشا کے لئے پرارتھی ہوتا ہے۔ اور اپنے سوانس سوانس کے ساتھ "پرماتما بچاؤ۔ پرماتما بچاؤ" کہتا اور پکارتا جا رہا ہے۔ اس وقت تمام دنیاوی عیش و عشرت بسمرتی۔ پتر۔ متر آدی بھولے ہوئے ہیں۔ اگر یاد ہے تو صرف پرماتما کی۔ اگر فریاد ہے۔ تو کیول اسی کی

مسافر ریت کے اونچے ٹیلے پر پہونچتا ہے۔ کہ ایک ہریاول سی نظر آتی ہے۔ غور سے دیکھنے پر ایک درختوں کا چھوٹا سا جھنڈ پرتیت ہوتا ہے۔ جان میں جان آ جاتی ہے۔ ڈھارس ہوتی ہے۔ زندگی کی امید ہو جاتی ہے۔ جلدی جلدی قدم اٹھا کر وہاں پہونچ جاتا ہے۔ دیکھتا کیا ہے کہ کسی سادھو کی کٹیا ہے۔ اور وہاں کنواں اور اس پر ایک چھوٹا سا ایک باغیچہ ہے۔ گویا جنگل میں منگل بنا ہوا ہے۔ مسافر پگڑی اتار کر ایک برکش کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد گٹھڑی سے لوٹا نکال کنوئیں سے پانی نکال کر پیتا ہے۔ اب مسافر کا دل باغیچہ میں ٹہلنے کی طرف رجوع ہوا ہے ٹہلتے ٹہلتے اس کی نگاہ ایک آم کے برکش پر پڑتی ہے۔ پکے ہوئے رسدار آموں کو دیکھ کر ان کے چوسنے کو دل للچاتا ہے۔ ادھر ادھر نگاہ پھیر کوئی آدمی وہاں نہ پانے سے فوراً درخت پر چڑھ کر مسافر آموں کے مزے اڑاتا ہے۔ خوب سیر ہو کر کسی اور پھلدار درخت سے پھل کھانا چاہتا ہے۔ کہ درخت پر شہد کا چھتا اس کی نظر پڑتا ہے۔ اب انگلیوں سے شہد چاٹنا شروع کرتا ہے۔ نیچے کی اور کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس درخت کی جڑوں کو دو موش ایک سیاہ اور دوسرا سفید اپنے کند اور تیز ہونے والے دانتوں سے کاٹ رہے ہیں۔ لیکن شہد کی لذت اسے اوپر درخت کے گر پڑنے کے وقت کا اثر معلوم نہیں ہونے دیتی۔ مسافر کی اب وہ حالت نہیں رہی جو کہ اس سے ایک گھنٹہ پہلے تھی اب نہ راستے کی تکلیف۔ نہ سفر کی صعوبتیں اور نہ ایشور یاد آتا ہے۔ نہ چوری کرنے سے خوف اور نہ آگے چلنے کی فکر۔ آم آدی پھلوں اور شہد کی لذت میں پھنس کر مسافر سب کو بھول جاتا ہے۔ او بدنصیب اور بیوفا مسافر! تو چند منٹ ہی سکھ پا کر سارے دن کی تکلیفوں کو بھول گیا ہے۔ ہنوز راستے کی گرد و غبار تیرے منہ تیری داڑھی اور مونچھوں پر برابر موجود ہے۔ ابھی تیرے دل کی دھڑکن پورے طور پر نہیں گئی۔ تیرا بدن دھوپ اور راستے کی گرمی سے ہنوز گرم ہے۔ تیرے چہرے کی پژمردگی تیری کرتگھنتا کو ثابت کر رہی ہے۔ بےشرمی تیری بیرونی آنکھیں اگر پھوٹ نہیں گئیں۔ تو ذرا نیچے اپنے پاؤں کی طرف تو خیال کر بلا تر اکی مصیبت سے تیرے نیتروں سے نکلی ہوئی جل کی دھارا ہنوز تیرے رخساروں سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اس سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کی اوستھا کا تو دھیان کر جبکہ تو دکھت اور حیرت ہو کر اپنے دکھوں کی نورتی کے لئے پرماتما دکھ ناشک اور مشکل الکشا کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر چلا اور اپنی بیکسی کی حالت میں اسی کو اپنا سہارا اور آسرا بنا رہا تھا۔ دکھ دور ہو کر تجھے سکھ۔ پیاس بجھانے کو تجھے پانی اور کھانے کے لئے پھل ملا دھوپ اور گرمی کے تجھ تپے ہوئے کو درکشوں کی ٹھنڈی چھاؤں ملی۔ بجائے اس کے کہ تو سکھ اور آرام پا کر پرماتما کی کرتگیہ ہوتا اور دیالتا کا دھنیہ واد دیتا۔ اور اس پر درڑھ وشواس کرتا ہوا۔ اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیتا

تو بڑی جلد سب کچھ بھول گیا

پھر انتری گن! کیا یہ ٹھیک نقشہ ہماری اوستھا کا نہیں ہے؟ جب ہم کسی دکھ اور مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس وقت پرماتما کی اور جھکتے ہوئے اسی کا سہارا اور آسرا لیتے ہیں۔ اپنی رکشا کے لئے اسی مہاتما پر کی طرف اپنا ہاتھ اٹھاتے ہیں لیکن جب ہماری تکالیف اور مصائب سکھوں کے ساتھ تبدیل ہوتی ہیں۔ تو ہم سکھ کے چند لمحوں میں ہی سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ ہم لذات و خواہشات نفسانی میں پھنس کر اس خوف اور خطرہ کی بھی پروا نہیں کرتے

جس کی شرن آگت جانے سے تمام دکھ بھاگ گئے تھے جس کی شرن لینے میں ہم اپنی اندریوں اور اپنے کام کرودھ آدی شترووں پر وجے پا سکتے ہیں

جس کے پرکاش سے ہم اگیان روپی اندھکار سے نکل سکتے ہیں۔ جس کے نام لینے سے ہم میں اوپیدہ تیج اور بل آتا ہے۔ جو ہماری سخت سے سخت مصیبتوں کے وقت ہی ہمارے رکشک اور سہائی ہوتے ہیں۔ ہمارے دُگدہ ہردیوں میں جس سے شانتی کا جل لگتا ہے۔ اس کے دئے ہوئے شریر کو پاکر ہم اس کو بھول جاتے ہیں دگ۔ پ

ریویو

آریہ پرتی ندھی سبھا پشچم اتر دیش و اودہ کی سالانہ رپورٹ بابت سنہ ۱۸۹۹ و ۱۹۰۱ء

ریویو کے لئے کچھ عرصہ سے آئی ہوئی ہے مجھے اسکے دیکھنے کیلئے اب تک فرصت نہیں ملی تھی۔ اسلئے ادھکاریوں سے کشما مانگتا ہوں مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ پنجاب کی نسبت اُس پرانت میں آریہ سماجوں کی کثرت ہے چنانچہ جہاں پنجاب میں شاید ۵۰ کے قریب آریہ سماجوں کا تعلق سبھا سے ہے وہاں اُس پرانت کی سبھا کیساتھ ۲۲۰ آریہ سماجوں کا تعلق ہے۔ رپورٹ زیر ریویو سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُدھر بھی علیحدہ گُروکل قائم کرنے کے لیے بیس ہزار کا تخمینہ کیا گیا تھا جسمیں سے رپورٹ کے آخر وقت تک ۵۰۰۰ کے قریب روپیہ نقد وصول ہو چکا تھا۔ اور اُسکے بعد بھی شاید ایک ہزار تک اور آچکا ہے اور ویدپرچار فنڈ کی آمدنی ۲۸۴۳ روپیہ ۱۲/ درج ہے جو بلحاظ تعداد آریہ سماجوں کے بہت کم ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے پشچم اتر دیش و اودہ میں کل آریہ سماجوں کا نمبر ۵۰۰ سے کم نہیں ہے۔ محض اُن کے لیے پرچار وغیرہ کے انتظام کے لیئے دس ہزار روپیہ سے کم ویدپرچار فنڈ میں نہیں آنا چاہیے میں اُس پرانت کے آریہ سماجوں کی توجہ بڑے زور کیساتھ کھینچتا ہوں۔ پنڈت تلسی رام۔ ایم اے نے اپنی مرضی کے مطابق کام نہ پاکر اپنی خدمات کو سبھا سے واپس لے لیا تھا۔ ودیا سبھا کی نسبت رپورٹ میں ذکر ہے۔ کہ کمیٹی بنا کر سکیم تیار کرائے گئے۔ لیکن جب میں نے پنجاب پرتی ندہی سبھا کے بھیجے ہوئے سکیم پڑھے تو وہی پائے گئے۔ جو کہ پنجاب سے برائے عذر بھیجے گئے تھے۔ پنڈت بھیم سین جی کے جھگڑے کا مفصل حال درج ہے۔ سال زیر ریویو میں دس اُپدیشک کام کرتے جن میں سے دو نے صرف دو دو مہینوں تک کام کیا تھا۔ اتنے بڑے علاقہ کے لیئے کم از کم تیس اُپدیشکوں سے کم نہیں ہونے چاہئیں کل بقایا جو سبھا کے پاس سال کے آخیر تاریخ پر تھا ۱۱۰۲ روپیہ ۱۱/ دکھلایا گیا ہے۔ جو بلحاظ ایسے وسیع علاقہ کے کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے آشا ہے۔ کہ پشچم اتریہ و ہنو ان سیٹھ ساہوکار۔ رئیس زمیندار آریہ پرش اپنے فرائض کو سمجھیں گے۔ اِس سبھا کے پاس لیکھرام میموریل فنڈ کا بھی ایک ہزار کے قریب روپیہ ہے۔ اور ایک کتاب کا ترجمہ بھی ہندی میں اسی فنڈ میں سے چھپوایا جانا بیان کیا گیا ہے۔ کل رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کام گروکل ڈیپوٹیشن خاص منشی نارائن پرساد جی کے پُرشارتھ کا نتیجہ تھا اور کام بہ نسبت گذشتہ سال کے شتھل پڑ رہے۔ جسکا زیادہ تر باعث پنڈت کرپارام جی کی علیحدگی ہے۔ جن کی نسبت رپورٹ میں تو صرف اس قدر ذکر ہے کہ وے آنریری اُپدیشک پد سے علیحدہ کروئے گئے۔ اور پنڈت جی کے طرفدار لوگ کہتے ہیں۔ کہ پنڈت جی خود علیحدہ ہو گئے تھے۔ جبکہ سبھا نے اُن کی علیحدگی کا ریزولیوشن پاس کیا۔

میرا مقدمہ

مقدمہ کا حال دریافت کرنے کے لیے میرے پاس بہت سے خطوط آرہے ہیں۔ جن میں یہ بھی تاکید ہے۔ کہ مقدمہ کی کارروائی ہو بہو درج اخبار کرنی شروع کی جاوے۔ ان سب بھائیوں کی سیوا میں باادب درخواست ہے۔ کہ پیروی مقدمہ سے فرصت ہونے پر اُن کے ارشاد کی تعمیل شروع ہوگی۔ فی الحال مختصر حالات پھر درج کرتا ہوں

۴۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو پھر مقدمہ پیش ہوا مستغیث کی طرف سے مسٹر پیٹمین صاحب ایڈووکیٹ۔ لالہ بھگوانداس صاحب پلیڈر اور مولوی تاج الدین صاحب مختار قانونی پیروکار حاضر تھے۔ اور ہر سہ مستغاث علیہم مع اپنے قانونی صلاحکاران۔ رائیزادہ بھگت رام صاحب ایڈووکیٹ۔ لالہ روشن لال صاحب بی۔ اے بیرسٹر۔ اور لالہ رام کرشن صاحب پلیڈر چیف کورٹ کے موجود تھے۔

عدالت نے دوران شہادت مستغیث میں فرد قرارداد جرم لگانا مناسب سمجھ کر ایڈووکیٹ مستغیث سے مخاطب ہو کر پوچھا جن جن فقروں کو وہ ہتک آمیز سمجھتے ہیں۔ ان سب کو لکھا دیویں۔ تاکہ اُنہیں فرد میں شامل کر دیا جاوے۔ چنانچہ مسٹر پیٹمین صاحب نے جو جو فقرات پڑھ دئے۔ ان سب کو لکھا

کرکے مسٹر کلورٹ صاحب بہادر مجسٹریٹ نے ہر سہ ملزمان کو فرد قرارداد جرم سُنادی ملزمان نے اپنے آپ کو بے قصور بتلایا۔ اور علاوہ یہ عذر کرنے کے کہ پنڈت گوپی ناتھ سے چال چلن کے آدمی کی نسبت مضامین زیر تنازعہ بالکل ہتک آمیز نہیں ہیں۔ یہ عذر کیا کہ چند ایک فقروں کا تعلق مستغیث سے نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی مستغیثان نمبر ۱ و نمبر ۳ و نمبر ۶ و نمبر ۹ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند پھر بھی اپنی بریت کے لیے اظہار کیا۔ فرد قرارداد جرم سُنانے اور ملزمان کے مختصر بیانات قلم بند کرنے کے بعد پنڈت گوپی ناتھ سوالات جرح کے لیے بلائے گئے مسٹر بیٹین صاحب نے عذر کیا کہ مستغیث کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ اسلیئے اُس کی جرح ملتوی کی جاوے۔ لیکن چونکہ رائے زادہ بھگت رام صاحب ایڈووکیٹ ملزمان نے بڑی مہربانی سے کہدیا۔ کہ وہ خود عبارتیں پڑھ کر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کو سُنا دیں گے۔ اور اُن سے محض زبانی جواب پوچھیں گے۔ اور چونکہ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے جرح جاری رکھنی مناسب سمجھی اسلیئے سوالات جرح شروع ہوئے۔ ۴۔ جون کو ۱/۲ ۴ بجے تک اور پھر ۵۔ جون کو گیارہ بجے صبح سے ۱/۲ ۲ بجے تک پھر پنڈت گوپی ناتھ پر جرح کے سوالات ہوتے رہے۔ اگر اس کے ساتھ ۱۷ مئی کی جرح کو شامل کریں تو کل ۱۲ گھنٹوں تک پنڈت گوپی ناتھ پر جرح کے سوالات ہوئے۔ پس جو جرح ۱۲ گھنٹوں تک جاری رہی ہو۔ اور جس میں تقریباً ۷۰ کے اخبار اور کاغذات ملزمان کی طرف سے پیش کیے گئے ہوں اور جنہوں نے صاحب مجسٹریٹ کو تقریباً چالیس صفحے لکھنے کے لیئے مجبور کیا ہو اُس کا خلاصہ بھی درج کرنا مشکل ہے۔ ۵۔ جون کو ہی مستغیث کے گواہ اُن کے بڑے بھائی پنڈت گووند سہائے پر بھی جرح کے سوالات ہوئے۔ اِن دونوں بیانات کی نقول منگائی گئی ہیں۔ یہاں آنے پر مفصّل درج اخبار کیئے جاویں گے آیندہ تاریخ پیشی ۲۴ - ۲۵ - اور ۲۶ جون مقرر ہوئی ہے۔ اِن تاریخوں پر اُمید کی جاتی ہے کہ مستغیث کے گواہوں پر جرح وغیرہ سب ختم ہو جاویگی۔ اور مقدمہ کی بڑی بھاری منزل طے ہو جاوے گی

آریہ ساماجک خبریں

آریہ سماج جامپور (ضلع ڈیرہ اسمعیلخان) کو لالہ ادو ہو رام جی سب اورسیر کی جدائی کا سخت افسوس ہے۔ کیونکہ وہ اب ہیر خاص ڈیرہ غازی خان میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ لالہ صاحب سماج کو مالی اور ہر طرح کی مدد پہونچاتے رہتے تھے۔ نیز لالہ میا داس پوسٹ ماسٹر بھی تبدیل ہو گئے تھے۔ لیکن راستہ میں ہی حکم واپسی ملا جس کی وجہ سے آریہ سماج جامپور کو بڑا آنند ہوا

کنہیا ناتھ آلئے جلندھر کے لیے میر علی خیل (ملک بلوچستان) سے مبلغ ۱۲ عہ اکٹھے کرکے لالہ دھنپت رائے صاحب کلرک پوسٹ آفس نے بھیجے ہیں یہ رقم بعد منہائی ۸ر کمیشن منی آرڈر منیجر کنہیا ناتھ آلئے کو بھیجی گئی ہے چندہ دہندگان حسب ذیل تھے۔

ڈاکٹر کرشنا ہری - عکا۔ خود - عہ مسٹر سیتا رام یادو - عہ ملک ٹہل رام - عہ بابو پرسیداس - عہ بابو فقیر چند عہ سردار خزان سنگھ - عہ۔ مسٹر بال کشن عہ مسٹر رامجی ساونت عہ حولدار ارجن سنگھ عہ حوالدار ٹوڈارام عہ - مسٹر ڈینیل ابراہیم - عہ سیٹھ ہریال ۸ر سپاہی پانچ سنگھ ۸ر سپاہی شمبھو سنار ۸ر بھگوان داس ۴ر دیوان چند ۲ر

کہوٹہ میں بھی ایک نیا آریہ سماج قایم ہوگیا ہے۔ پورشارتھی آریہ ہر جگہ کام کرتے ہیں لالہ ٹھاکر داس کو میں نے آگرہ میں دیکھا تھا بڑے پُرشارتھی ہیں۔ اب کہوٹہ میں اسسٹنٹ کمشنر محکمہ نمک کے کلرک ہیں۔ پنڈت ہرنام سنگھ کے دو مرتبہ لیکچر کرائے۔ آخر کار دوسری مرتبہ آریہ سماج قایم ہو گیا۔ جسکے عہدہ داران حسب ذیل ہیں۔ لالہ شیورام داس پردھان لالہ ٹھاکر داس منتری۔ مہتہ کرپا رام جی خزانچی ولائبریرن۔ ایشورداس نے آریہ سماج کو بل دیتا رہے۔ یہ پرارتھنا ہے

ایک آریہ بھائی اپنے ایک عہدہ دار کی بیاہ وجہ کے مرنے پر اُس کے ویدک سنسکار کا ذکر کرتے ہیں اور اُس کے پانچ روپیہ دان کا تذکرہ چھیڑ کر لکھتے ہیں۔ کہ اگر پورا نک ریتی سے سنسکار ہوتا تو ضرور ۱۰۰ روپیہ خرچ پڑتا اسپر کنجوس کا الزام عہدہ موصوف پر لگاتے ہیں۔ اور مجھ سے امید کرتے ہیں کہ اُن کا نام معہ پتہ کے چھاپ دوں گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اخبار میں کسی کو بدنام کرنے سے کیا حاصل

ریاست کوٹہ (راجپوتانہ) سے شریمتی سُمترا دیوی جی بڑے شوق سے لکھتی ہیں کہ اُن کی نئی پتری پاٹھ شالا کی سب سے یوگیہ کنیا ہر دیوی جو کنیا مہا ودیالہ کی پاٹھ ودھی کے انوسار چوتھی جماعت کے قابل تھیں شدت گرمی کے سبب مرض بخار میں مبتلا ہو کر

۴ جون کو مرگئی. اس لٹوک میں شری بھگتی جی کے ساتھ میں ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں کوٹ اتتری سماج کے ممبروں کی تعداد اب چودہ تک پہونچ گئی ہے۔

بھگت موتی رام جی میانوالی سے لکھتے ہیں "شری یان سادہو پرمانند جی ۳۰۔ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو میانوالی تشریف لائے. اس روز مہاشہ لالہ کشن چند جی ممبر آریہ سماج کو ڈیرہ اسمعیل خاں جو کہ سماجک کاموں میں دلچسپی دینے والے ہیں. اور ... عیسی خیل کے آریہ سماج قایم کرنے کے محرک اول اور میانوالی آریہ سماج کے قایم کرانے میں بدل وجان ساعی رہے ہیں. سکول باغ جاکر پانچ بجے واپس آگئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک نوین ویدانتی روڑھ باوا ... جو کہ چند روز سے میانوالی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آج کل ہندوؤں کو میانوالی کی مستقل آریہ سماج کے خطرے سے ڈراکر اس کی ... کرنے کی فکر میں تھے۔ انہوں نے کہدیا کہ اگر یہاں لیکچر ہوا تو ہم لیکچرار کو پیٹیں گے. چونکہ میانوالی میں کوئی آریہ سماج مندر نہیں ہے اسلئے ۵ بجے مہاشہ ٹوپن لال کالرہ کی دوکان کے آگے بازار ... میں سادھو جی کے لیکچر کا ہم نے انتظام کرادیا سادھو جی نے پورانکوں کا بڑے زور شور سے اور پر مذاق لہجہ میں کھنڈن کیا۔ حاضری قریباً ڈیڑھ سو آدمی کی تھی۔ چند آدمیوں کو اور دھ باوا ... ویدانتی نے پیچھے پھر بھڑکایا۔ جنہنے شور وشر مچایا. اور باوا مذکور نے ایک مہاشہ پر کلہاڑی آہنی سے حملہ کیا۔ بمشکل لوگوں نے چھوڑایا پھر جب بہت سے ساماجک بھائی چلے گئے تو صرف مہاشہ کشن چند آریہ کی موجودگی میں باوا مذکور نے بہمراہی چند دیگر شخصوں کے سادھو پرمانند جی پر حملہ کیا۔ اور ایک پتھر اُن کی دائیں بازو پر مارا۔ اور مکہ وغیرہ سے پیٹا۔ دوسرے روز مہاشہ ٹوپن لال کی دوکان پر اُن کے والدین کی خفگی وناراضگی ورکاوٹ ڈالنے کے باعث لیکچر نہ ہوسکا۔ ۶ بجے کے بعد بمشکل ہماری دوکان کے آگے سادھو جی نے آریہ دھرم کے اصولوں پر ایک عالمانہ لیکچر دیا۔ حاضری پچاس ساٹھ کے قریب ہوگی۔ مہاشہ نند لال جی کالرہ و میاداس جی عرضی نویس آریہ مہاشیوں کی سہایتا سے وہ باوا کوئی وگھن نہ کرسکا. مگر سات بجے شہر کے لڑکوں کو اکٹھا کرکے ہُڑ ہُڑ اور تالیاں بجوانے کا شور کراتا رہا کہ لیکچر میں وگھن پڑے۔ سادھو جی اور ایک دیگر مہاشئے مضروب اور حملہ شدہ کی طرف سے کوئی استغاثہ وغیرہ نہ ہوا۔ یہ اُن کی شانتی اور گمبھیرتا اور ہماری کمزوری اور نالائقی اور بے اتفاقی کا ثبوت ہے۔ مگر ہماری جو حالت ہورہی ہے۔ وہ ہم خود سمجھ سکتے ہیں گھر باہر چاروں طرف سے مخالفت ہورہی ہے. باقی حالات سادھو جی کے یہاں رہنے اور پرچار کرنے اور آریہ سماج کے اب یا آئندہ قایم ہونے کی بابت پھر عرض کی جاویگی"

آریہ سماج رُدہی ضلع ... شہر کا وارشکوتسب ۲۷ و ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو بڑی کامیابی کے ساتھ ہوا. جس میں چند اُپدیشک دہرانا مہاشہ باہر سے پدھارے تھے. اور ویاکھیان انیک وشئوں پر ہوئے۔ جن سے پبلک کو اچھی لابھ پہونچا۔ اور شتکا سمادہان بھی انیک وشئوں پر ہوئے۔ بہت کچھ آنند رہا۔ اور گردکل سکندرآباد کے لئے اپیل کی گئی ۵ روپیہ چندہ ہوا

منتری آریہ سماج کٹلو لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا ہے۔ براہ مہربانی درج اخبار کردیں یہ انتخاب بابت سال سنہ ۱۹۰۱ء ہے

پنڈت دینا ناتھ پردھان۔ لالہ جوالا داس اُپ پردھان۔ لالہ نانک چند جی منتری۔ لالہ رام ... اُپ منتری۔ لالہ جوالا داس۔ لالہ ... خزانچی لالہ ناتھو رام چیلا جی سماج پستکا دھیکش مقرر ہوئے

اور آج کے دن سماج میں ہون ہوا۔ اور دیاکھیان ہوئے۔ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی حاضری ۶۰ تھی۔ چونکہ سماج کا سال ختم ہوگیا تھا۔ اور یکم جون سے شروع تھا۔ اسلئے سالانہ جلسہ کیا گیا۔ اور اپنے شہرداران وغیرہ بلائے گئے اور غریب مفلس شخصوں کو بھوجن کہلایا گیا"

اودھکاریان انترنگ سبھا آریہ سماج ... برائے سال آئندہ حسب ذیل منتخب ہوئے

ماسٹر ... راج جی پردھان۔ بابو ... لال جی اُپ پردھان لالہ موہن لال منتری۔ لالہ کشن چند اُپ منتری لالہ ... داس ... دھیکش۔ لالہ موہن لال ... پرتینیدھی ... لالہ ... راج۔ لالہ ... لالہ گوپی لال۔ لالہ گردھاری لال۔ لالہ گوپی لال۔

لالہ رام داس جی سکرٹری آریہ ... سبھا بوجہ تعطیل موسم گرما۔ چھاونی جلندھر سے بجواڑہ ضلع ہوشیارپور چلے گئے ہیں۔ اور کچھ دنوں تک وہیں نواس کریں گے۔ جس سجن نے اُن سے خط وکتابت کرنی ہو۔ معرفت لالہ ... بمقام بجواڑہ ضلع ہوشیارپور خط بھیجیں

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ہندو دھرم کا لکشن

اور

مسٹر بال گنگا دھر تلک

(از پنڈت شرینواس راؤ - ڈپٹی اکونٹنٹ دھاروشو
ریاست حیدرآباد)

آج تک ہندو دھرم کا لکشن شاید کسی کو معلوم نہ تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے گذشتہ ماہ ستمبر میں **مسٹر بال گنگا دھر تلک** نے شہر پونا میں ایک لیکچر مرہٹی زبان میں دیا تھا۔ اس پر **گیان اودے** نامی عیسائی اخبار کے ۲۰ ستمبر کے پرچے میں اس کا کھنڈن چھپا تھا۔ جس میں عیسائی نامہ نگار نے ویدوں پر بھی بہت سے اعتراضات کئے تھے۔ اُن کے جوابات لکھ کر زبان مرہٹی میں میں نے لکھ کر مسٹر تلک کے پاس ارسال کئے تھے۔ ان تینوں کا ترجمہ اردو میں کر کے آپ کے اخبار کے ناظرین کے فائدہ کے لئے بھیجتا ہوں۔

{ از اخبار کیسری پونا۔ تاریخ ۱۸۔ ستمبر ۱۹۰۰ء }

ہندو دھرم کا لکشن

مضمون بالا پر پروفیسر بال گنگا دھر تلک نے یہاں کے مارکیٹ کے گنپتی کے سامنے جو تقریر کی تھی اُس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ سبھی مجلس شیرینی بوا بھنگار کرتے تھے۔ دیا کھیان اندازاً ڈیڑھ گھنٹہ ہوا۔ پہلے لیکچرار نے اختصار کے ساتھ یہ بیان کیا کہ اس مضمون کی اب ضرورت کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میرا مطلب کسی دھرم کی نندا کرنے سے نہیں ہے۔ زمانہ حال ہی ایسا ہے۔ کہ اگر ہم مخالف دھرم سے جو اپنے دھرم میں فضیلت ہے۔ اُسے دیکھ کر اُس کی حفاظت کی کوشش نہ کریں تو اپنے دھرم کو اُس سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ کسی دھرم کی بزرگی قایم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُس دھرم کے دِدوان (عالم) لوگ اچھی طرح وچار کر کے اُسکی حفاظت کریں۔ ہمارے پراچین گرنتھ کاروں نے یہی طریق اختیار کیا تھا۔ اور آچاریہ (شنکر) جیسے لاثانی پُرشوں کی کوششوں سے ہی اتنے دنوں ہندو دھرم قایم رہا ہے مجھے یقین ہے۔ کہ ہمارا دھرم پراچین ہے۔ اور اُس میں کہی ہوئی کُل باتیں دیگر دھرموں کی باتوں سے زیادہ تر مدلل ہیں۔ لیکن محض میرا یقین ہی کافی نہیں۔ اس بارہ میں باہمی غور و فکر ہو کر سب کو یقین ہونا چاہئے۔ اور اِس قسم کی جستجو کے لئے ایسے ایسے اُتسو مناسب شغل ہیں۔ اب بعض لوگ یہ کہیں گے کہ۔ اگر ہندو دھرم پُرانا ہے تو اُس کا لکشن آج نئے سرے سے قایم کرنے کا کیا باعث ہے؟

नोदनालक्षणो धर्मः । निश्रेयसहेतुको धर्मः ।

وغیرہ دھرم کے پراچین لکشن ہیں۔ اس کے علاوہ منو نے بھی

श्रुतिः स्मृतिसदाचारः स्वस्यच प्रियमात्मनः ॥

وغیرہ دھرم کے مول کہے ہیں۔ اِن لکشنوں کی موجودگی میں نئے لکشن قایم کرنیکا کیا مطلب؟ یہ سوال ہے تو بادلیل لیکن اس کا حل کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ نرک شاستر کے انوسار کسی پدارتھ کا لکشن دو طرحوں سے قایم ہو سکتا ہے۔ ایک تو اُس پدارتھ کے جملہ یا اکثر اوصاف کا اِس قسم کا بیان کہ اُس کی شناخت آسانی سے ہو سکے لیکن اس لکشن کا انحصار بیان پر ہونیکی وجہ سے طول طویل وغیرہ ہوتا ہے۔ دوسرا طریقہ لکشن قایم کرنے کا یہ ہے کہ ایک پدارتھ کا اپنے ہم قسم دوسرے پدارتھ سے مقابلہ کر کے اُس میں اُن دوسرے ہم قسم پدارتھوں کی نسبت کیا زیادتی ہے۔ اِسی قدر کہہ کر اُس کی دوسری ہم قسم پدارتھوں سے تمیز کرنا۔ یہ لکشن مختصراً قایم ہو سکتا ہے۔ مصنف لوگ اکثر ہر ایک پدارتھ کے لکشن اسی طریقہ سے کرتے ہیں۔ اور میں جو لکشن آپ سے کہنے والا ہوں وہ اسی پرکار کا ہے۔ ہندو دھرم کا تمام سُوروپ کہنے کا میرا ارادہ نہیں ہے۔ بالفعل آپ کو اسیقدر دکھانا ہے وہ کونسے چند ایک اُس کے خاص لکشن ہیں جن سے کہ اُسے دوسرے دھرموں سے تمیز کر سکیں۔ اوپر جو دھرم کے پراچین لکشن بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اسی طرح کے نہیں ہیں۔ کیونکہ عیسوی اور محمدی دھرموں کے پیدا ہونے سے پیشتر اور شاید بودھ یا جین دھرموں کے ظہور پذیر ہونے سے (بھی) پیشتر کے ہیں۔ الغرض اُس وقت ہندو دھرم کا دوسرے دھرموں سے مقابلہ کر کے لکشن باندھنے کی ضرورت نہ تھی اِس سبب سے اتنا ہی لکشن بس تھا۔ کہ

चोदनालक्षणो धर्मः ॥

واضح کرنے کے لئے تمثیل یہ ہے۔ کہ اگر گاو ایک دودھ دینے والا جانور ہم کو معلوم ہے۔ تو ہم گاء کی ایسی تعریف کریں گے کہ گائے کو دودھ مہیا کرنے مضبوطی دینے والی ہا۔ کیونکہ گائے سے گُنبہ کو ہی مقدم فائدہ ہے۔ لیکن جب ایسا پایا گیا۔ کہ گائے کے موافق دودھ دینے والی بھینس بھی ہے۔ تو گائے کے لکشن میں

اور ہی ایزادی کرکے گائے کی ہستی سے تمیز ضرور کرنی پڑی۔ خوبصورتی اعضاء پُرتی۔ رنگ اور دودھ کے اوصاف کا فرق وغیرہ باتوں کی گائے کے لکشن میں زیادتی کرنی پڑی۔ لیکن اتنے میں ہی کام ختم نہیں ہوا۔ بکری۔ گدہی وغیرہ ہی دودھ دینے والے حیوان ہیں۔ جب اب معلوم ہوگیا۔ تب گائے کے لکشنوں پر پھر غور کرکے اُن میں ایزادی کرنی پڑی تاکہ دیگر کُل دودھ دینے والے جانوروں سے گائے کی تمیز ہو جاوے۔ یہی مثال ہندو دہرم پر صادق لانی چاہیئے۔

निःश्रेयस हेतुको धर्मः ।
یعنی پارلوکک کلیان جس سے ہوتا ہے اُسے دہرم کہتے ہیں۔ یہ بیان اب چلنے کا نہیں ہے کیونکہ سب ہی لوگ کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ ہمارے ہی دہرم سے پارلوکک کلیان ہوتا ہے ہم پر زیادتی کیا ہے۔ اس کا اپنے دہرم کے لکشنوں میں شامل کرنا اب ضروری ہوگیا ہے صرف اتنا ہی نہیں۔ بلکہ اس بارے میں بعض غیر مذاہب والے لوگ ہمارا ٹھٹھہ ہی کرنے لگ گئے ہیں۔ کئی لوگ علانیہ یہ کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ ہندو دہرم گویا اٹھارہ دھانیوں کا کوڑبول (مرہٹی زبان میں ایک ایسی لیکن ٹی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ جس میں بہت سی اجناس کا آٹا مع نمک مرچ وغیرہ کے ڈالا ہوا ہوتا ہے مترجم) ہے۔ جس کی نہ جڑ ہے اور نہ شاخیں۔ اور یہ باعث ممکن ہے۔ کہ ہم میں سے کئی لوگ۔ (ان خیالات میں) پھنس بھی جاویں۔ ہندو دہرم میں بہت ذاتیں اور شکلیں بھید ہی ہیں۔ اگر آپ چار ہی کہتے ہوں۔ تو وہ بھی علیحدہ علیحدہ ہیانت اور ذات ہیں۔

علیحدہ علیحدہ ہیں۔
اس رنگ آمیزی کے سبب کم عقل اور دیگر مذاہب والوں کی ایسی سمجھ ہونا آسان ہے۔ کہ ہندو دہرم بے ٹھکانہ ہے۔ لیکن دہرم کے جو لکشن میں لکھنے والا ہوں اُس سے آپ پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ سچا پرکار یہ نہیں ہے۔

مجھے جو ہندو دہرم کا لکشن چاہیئے۔ وہ اس پرکار کا ہونا چاہیئے۔ کہ اُس میں ہندو دہرم کی سب شاخیں ورن۔ پنتھ اور مت شامل ہوں۔ اور بودھ۔ جین۔ عیسائی یا مسلمان وغیرہ غیر مذاہب کا (جس میں) شمول نہ ہو۔ الغرض جو لکشن میں قایم کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ایسا ہوگا جو ان نقصوں سے بری ہو۔ جنہیں نیاے شاستر میں اتی ویاپتی

अतिव्याप्ति اور اویاپتی अव्याप्ति کہتے ہیں یعنی اُس لکشن کے اندر وہ سب شامل ہوں۔ جن کو ہندو سمجھا جاتا ہے۔ اور جن کو ہندو نہیں سمجھا جاتا اُن کے وہ متعلق نہ ہو سکے۔ اس قسم کا لکشن باندھنے سے پیشتر دیگر دہرموں کے لکشن کا ہمکو کچھ وچار کرنا چاہیئے۔ تواریخی نظر سے اگر اُن دہرموں کا بیان کیا جاوے جن کے ساتھ ہندو دہرم کا مقابلہ ہے تو وے پارسی۔ جین۔ بودھ۔ مسلمان اور کرسچن (مذاہب) ہیں۔ پارسی دہرم کی مستند کتابیں گو ویدوں کے مطابق ہی رہیں تاہم دیوتا اور مذہبی واعظوں کے اختلاف سے اس دہرم کا ویدک دہرم کے ساتھ اول سے ہی بیر رہا ہے جین اور بودھ دہرم ویدکو پرمان نہیں مانتے تاہم ویدک آچاریہ اور دیوتا کم از کم جینیوں نے تو ہی اکثر لیا ہے۔ اس

سبب سے اُن کا دہرم ہندو دہرم کے بہت کچھ مطابق ہے۔ تاہم وہ ہندو دہرم نہیں۔ مسلمان اور عیسائی دہرم بہت اُدہر کے دہرم ہیں۔ بودھ دہرم میں بدھ کی پوجا پیچھے سے آئی۔ لیکن عیسائی دہرم کے مطابق مسیح کی جو عظمت ہے وہ اس باعث سے ہے کہ وہی (مراد مسیح) اکیلا جگت کے تارنے والا ہے۔ اُس سے پیشتر کوئی جگت کا تارنے والا نہیں ہوا۔ اور آگے کوئی تارنے والا نہیں ہوگا یہ صحیح ہے۔ گو اس دہرم کے لئے بائیبل (انجیل) مستند ہے۔ لیکن اسقدر (بیان) سے اس کا لکشن پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہودی لوگ بھی بائیبل کا پہلا حصہ مستند مانتے ہیں۔ مگر عیسیٰ کو قبول نہیں کرتے۔ پس عیسائی دہرم کا کچھ لکشن عیسیٰ کی خصوصیت ہی مانی پڑتی ہے۔ مسلمانی دہرم کی بات اس سے مختلف ہے۔ عیسائیوں کی طرح تثلیث کو نہ مان کر ایک خدا کو مانتے ہیں۔ خدا کا سچا دہرم لوگوں سے کہنے والے گو سابق میں بہت ہوئے تاہم محمد اُن سب میں آخری بزرگ ہے۔ اور اس کا تصنیف کیا ہوا قرآن مستند ہے۔ ایسا اس دہرم کا مت ہے۔

اس جگہ ممکن نہیں ہے کہ ان سب دہرموں کے جملہ لکشن یا بیان درج کئے جاویں۔ ہم کو صرف اسی قدر ہی دیکھنا ہے۔ کہ ان سے ہندو دہرم کو کیسے تمیز کر سکیں۔ اور اس لحاظ سے دیگر دہرموں کی نسبت اوپر دئے ہوئے معلومات کافی ہیں۔

اب ہندو دہرم کے مخصوص لکشن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس قسم کے عقیدے سے دلیل یا ترک شاستر کی کسوٹی پر بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ عیسیٰ پر وشواس رکھ کر ہی آدمی نجات پاویگا ورنہ نہیں پاوے گا۔ اگر پرمیشور کو ان

پر رحم ہے۔ تو اُس کو تارنے والا پرمیشور یا پرشیو سچّا نشٹ آغاز آفرینش یا کم از کم انسان کی پیدائش کے ساتھ پیدا ہونا چاہئے تھا ہزار ہا سال تک مخلوق خالق کو نجات سے محروم رکھ کر تقریباً دو ہزار سال (اب سے) پیشتر ہی اُس نجات دلانے والے کو خدا نے فلسطین یا کے ایک کونے میں پیدا کیا یہ کہنا با دلیل اور لائق اعتبار نہیں ہے۔ اسلامی دھرم بھی اِسی قسم میں سے ہے محمد کے بعد دھرم کے بتلانے والا ایشور سچا انشٹ کوئی بھی نہ ہوگا۔ یہ کہنا اوپر کے کہنے کے مطابق ہی غلطی پر مبنی ہے۔ ہم نہیں مانتے کہ ہندو دھرم میں اگر کچھ خصوصیت ہے تو یہ کہ اِسی طریق پر ایشور کی کوئی یا پہلا دہریادت ہے۔ ہندو دھرم کا قدیم عقیدہ ہے۔ کہ آغاز آفرینش سے اب تک ایشور کے نام پر کئی سکھ و بھوتی اُتپن ہوئے ہیں اور آگے بھی ہوں گے۔ پرمیشور ایک ہی ہے۔ انیک نہیں ہے۔ یہ تو ہم پورن ریتی سے مانتے ہیں لیکن روئے زمین پر جو پرمیشور کی وبھوتی اُتری وہ بھی ایک ہی ہے۔ یہ ہمارے لئے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اور دلیل کی نگاہ سے یہ (مسئلہ) ماننے کے لائق نہیں ہے۔ پس اگر ہندو دھرم کی عیسائی یا محمدی مذہب سے تمیز کرکے اُس کے لکشن قائم کرنا ہو تو ہمارے دھرم کی خصوصیتوں میں وہ تینوں (ایشور اوتار) کی رنگ آمیزی اور ایشور کی وحدانیت کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ دیو (خدا) ایک ہے لیکن لوگ مختلف طریق پر اُس کی عبادت کر رہے ہیں۔ یہ اصول رگوید سے لے کر بھگود گیتا تک سب کے لئے قابل تسلیم رہا ہے۔

اِس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ اختلاف رغبت کے باعث معبود دیوتا گو (ایک دوسرے سے) مختلف ہوں۔ تاہم ایک ہی پرمیشور ممکن الحصول ہونے سے ہم اُن سب کو ہی دو ہر می سمجھتے ہیں دوسرے دھرم کے لوگوں نے خود اپنے معبود قائم کئے۔ اور باقاعدہ ٹھہرائے گیا۔ ہندو دھرم کا ایسا حال نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وشنو کی اُپاسنا کرنے سے انسان نجات پائے گا۔ اور شیو کی اُپاسنا کرنے سے نہیں نجات پائے گا۔ ہندو دھرم میں شیو - وشنو - گنپتیہ وغیرہ جو پنتھ ہیں اُن پنتھوں کے لوگ اپنے اپنے معبود دیوتا کو افضل سمجھتے ہیں۔ اور اُپاسنا کے لئے ایسی سمجھ کا رہنا ضروری ہی ہے لیکن اِس پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ گو عابدوں میں معبودوں کا اختلاف ہو تاہم ایک دیانت مت سب کو قابل تسلیم رہنے سے ان کا ہندو پن دور نہیں ہوتا۔ اِس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم معبود (دیوتوں) میں اچھے بُرے کی تمیز نہیں کرتے۔ کیونکہ گیتا میں صاف لکھا ہوا ہے۔

यांति देव व्रता देवान् पितृन
यांति पितृ व्रता: ।

معبود قائم کرنے کے فوائد میں کہا جایا کرتا ہے کہ معبود کو مخصوص کرنے سے سبھی لوگ ایک سنگتی (اچھے اوصاف سے موصوف) معبود کی پرستش کرتے ہیں۔ دوسروں کی نہیں کرتے لیکن یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ معبود میں اوصاف صالح کا خواہ کتنا ہی شمول ہو تاہم اُس کا پرتو جوں کا توں عابد کے دل پر نہیں پڑتا۔ اسلئے عابد کی قابلیت - اختیار اور خواہش کے موافق معبودیت قبول کرنے کی آزادی اُسے دے کر آگے کیجئے

بعد دیگرے اُس میں اوصاف صالح کا جسقدر نشوونما ہوگا۔ اُتنی ہی کہ موافق زیادہ تر قابلیت کے سگن معبود کی اپنی طرف سے پرستش کر اُس کو خالص ایشور پراپتی کرا دینا ہی زیادہ تر ... اور معقول ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندو دھرم میں یہی راستہ بتلایا ہوا ہے۔ اِس باعث سے معبودوں میں ... (بے قاعدگی) ... ایک اُس کا مخصوص لکشن ہے۔

محض معبود کی خصوصیت کو قبول کرنے سے ہی ہندو دھرم کا لکشن پورا ... کیونکہ ایسی قدر ... کرنے سے تو ... ایسے کے ... ہی ہندو دھرم ... آ جائیں گے - ... دھرم کے بعض معبود آج کل ... ہیر گئیں گئے ہیں ... نہیں ... دھرم کے بعد ہم لوگوں نے ... کہ بدھ ایشور کا ہی اوتار تھا۔ پس صرف اتنے سے ہی ہندو دھرم کی دیگر مذاہب سے تمیز نہیں ہو سکتی کہ اُس میں معبودوں کی خصوصیت نہیں ہے۔ پارسی اور جین دھرموں میں بھی ہمارے چند دیوتا ہیں لہٰذا اِن دھرموں کی ہندو دھرم سے تمیز کرنے کے واسطے کوئی دوسرا لکشن تلاش کرنا چاہئے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ اگر ویدانت دھرم دیو ستھا یا اُس کے چلانے والے آچاریہ ہندو دھرم کا لکشن کیا جاوے تو ہو سکتا ہے لیکن یہ امر واقع نہیں ہے کہ ... دھرم محض ... دھرم سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ ایسا ثابت ہوتا ہے۔ کہ ... ورن دیہاتین ... ہیں:

پا، ہیوں میں موجود ہے۔ ویسے ہی جین دہرمی وغیرہ لوگ بھی تھوڑی بہت سند کے ساتھ یہہ اختلاف مانتے ہیں اس سے بھی بڑھ کر ایک پایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ ہندو دہرم سے عیسائی ہو گئے ہیں۔ وے بھی اس بھید (ورن بھید) کو نہیں توڑتے۔ علاوہ اس کے ورناشرم ویوستھا کا کام یہہ ہے۔ کہ اوصاف و اعمال کے لحاظ سے سوسائٹی کی بنیاد ڈالے۔ سابق میں چار ورن تھے۔ اب بجائے چار کے چار سو ذات ہوئے ہیں تب ایسی مشتبہ بات کو ہندو دہرم کے لکشن میں پیرو دینا ٹھیک نہیں ہے۔

اگر آچار (طریق عمل) کو مستند مانیں کون آچار پرمانک ہوگا؟ یہ قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک دہرم کے لوگ اپنی اپنی سمجھہ کے موافق دستور العمل (آچار) کو ہی پرمان مانتے ہیں۔ پس ایسے لکشن کو علیحدہ کر اُن کی بنیاد کو دیکھنا چاہیے جب اِس طریق پر آپ نظر ڈالیں گے تو آپ کو واضح ہوگا کہ ہندو دہرم کے مکھیہ لکشنوں میں سے ایک لکشن یہ ہے کہ وید کو مستند مانا جاوے۔ اِس وقت جو کتاب ویدوں پر میں لکھہ رہا ہوں اُس میں بتلا دیا ہے۔ کہ موجودہ جگت کے شروع دن سے ہی وید کے دہرم اور دیوتا کا حال پرانوں میں اور خود وید میں درج ہیں۔ بلکہ یہ بات ہو کر یہہ بودیا (Geology) وغیرہ کے پرانے شاستروں کے سہارے سے بھی مستند طور پر ثابت کی جا سکتی ہے۔ حاصل کلام یہہ کہ آریہ لوگوں کا اتہاس (ہسٹری)

اور وید ایک ہی زمانہ کے ہیں۔ اور اگر آریہ لوگوں کا دہرم دیکھنا مطلوب ہو تو اس کا اصول سوائے وید کے دوسری جگہہ سے بلسر نہ ہوگا۔

وید میں مانو یا چاہے۔ منتر براہمن سمیت مانو یا محض منتر بھاگ۔ پورشیہ (انسان کی تصنیف) مانو یا اپورشیہ (ایشوریہ گیان) رشی منتر درشٹا کہو یا منتر کرتا۔ جب تک کہ ایک انسان وید کو اپنے دہرم کی بنیادی اور مستند کتاب تسلیم کرتا ہے تب تک اُس کو ہندو کہنا چاہئے۔ بودھ جین۔ اور ہندو دہرم کے اندر مقدم اختلاف یہی ہے۔ وید کس طور پر نازل ہوئے۔ اِس بارے میں مختلف رائیں شاید ہوں گی۔ یا اُس میں مانے ہوئے معانی کے بارے میں بھی اختلاف رائے ہوگا۔ لیکن جب تک وید بنیادی اصول اور مستند کسی شخص کی سمجھہ میں جچے ہوئے ہیں۔ تب تک اُس کا ہندو دہرم میں شمار ہونا چاہئے۔ الغرض وید کو مستند سمجھنا ہندو دہرم کے مکھیہ لکشنوں میں سے ایک لکشن ہے۔

سمرتی وغیرہ کی اسناد کا سہارا ویدوں پر ہی ہے۔ اسلئے اُس کا یہاں علیحدہ وچار کرنا ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ ویسے ہی کئی لوگوں کو وید آتے ہوں گے۔ (یعنی انہوں نے پڑھے ہوں گے) اور کئی لوگ آپت لکھیہ سے اُس کی سند قبول کرتے ہونگے خواہ کیسے ہی ہو لیکن ویدوں کی سند میں اِن وجوہات سے کوئی فرق نہیں آتا مذکرا لصدر دو لکشنوں سے ہندو دہرم کی دیگر مذاہب سے گو تمیز کی گئی۔ تاہم اِس خیال سے کہ ہندو دہرم کے سب

پنتھوں کا اِس بیان میں شمول ہو جاوے اسلئے ایک اور لکشن کہنا ضروری ہے۔ اوپر بیان ہوا ہے۔ کہ عیسائی دہرم محض اُپاسنا پر منحصر ہے۔ اِس دہرم کا قول ہے کہ عیسیٰ پر ایمان لانے سے ہی نجات ملے گی ورنہ نرک کو جاؤ گے۔ یہ دعوے بے دلیل اور غیر معقول ہے۔ المختصر ہندو دہرم میں خواہ معبود کوئی بھی کیوں نہ ہو لیکن محض بھگتی ہونے سے کام چل سکتا ہے عیسائی دہرم میں بھگتی پر اُپاسنا کو ترجیح دی جاتی ہے۔ میں نے اِس سے پہلے ہی بتلا دیا ہے۔ کہ نظر حق بین سے انصاف و عوے کونسا ہے لیکن ماسوا اِس کے اِس جگہہ یہہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ ہندو دہرم میں اور خصوصیت کیا ہے وہ یہہ ہے کہ ہندو دہرم میں ایک بھگتی ہی ایشور پراپتی کا ذریعہ نہیں کہا ہوا ہے ہم یہ قبول کرتے ہیں۔ کہ بھگتی یا اُپاسنا کی ضرورت ہے۔ لیکن ہندو دہرم کا یہ اصول نہیں ہے۔ کہ اِن کے سوا اور کوئی بھی نجات کا ذریعہ نہیں ہے۔

بھگتی کے علاوہ گیان۔ کرم اور یوگ اِس قسم کے دوسرے سادہن بھی اُپنشد اور بھگود گیتا میں کہے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ کہنا کہ سروو یاپک ایشور نے اپنی طرف لیجانے کے لئے صرف ایک ہی راستہ رکھا ہوا ہے ایشور کے گھر کو اُس جنگلی آدمی کے گھر کی طرح مضحکہ بنانا ہے۔ جس کا ایک ہی دروازہ ہے۔ ہندو دہرم میں دیگر دہرموں کی نسبت جو افضل باتیں ہیں اُن میں سے دونوں کی بتیات یہ ایک موقع کی بات ہے۔ اور اِس وجہ سے آسانی سے معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے دہرموں کی نسبت ہندو

دہرم کی قابلیت زیادہ ہے۔ معبودوں کی خصوصیت کا نہ ہونا اور سادہنوں کی انیکتا (کثرت) ان دو باتوں کو ہندو دہرم کے لکشنوں میں شامل کریں۔ تو ہندو دہرم میں سنجیو۔ وشنو آدی جو انیک دیشی ہیں۔ اُن کا۔ اور بودھی۔ اُنکی ہی ریاستیاں اِن کا ایک دہرم کے اندر شمار ہو کر ہندو دہرم کا لکشن اوپاپتی (نقص) پر حاوی نہ ہوتا۔ دوشن [illegible] کے لائق نہیں ٹھہرتا۔ بے تعلق مضمون ہے۔ سرگیان کا درجہ بڑا ہے یا بھگتی کا۔ اور آچاریہ رامانوج۔ شنکراچاریہ۔ وکشن میں کمپ تین آچاریوں کے پیچھے زیادہ ہیں شنکراچاریہ کے پیچھے ادویت مت کو راما نج آچاریہ کے پیچھے وششٹا دویت مت کو اور مادھو آچاریہ کے پیچھے دویت مت کو۔ ہر ایک مت وادی اپنے مت کے پرورتکوں کو ہی آچاریہ کہتا ہے پروفیسر ٹیک ادویت مت وادی ہیں۔ اسلئے شنکر کو ہی آچاریہ کہتے ہیں) کاست گو رنجیہ کو بھمرد ہو قابل تسلیم ہے۔ تاہم آج اس کے بارے میں وچار نہیں کرتا ہے۔ سادہن انیک ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے۔ اور اتنا ہی حاصل کا Point (پائینٹ) ہے۔

میرا خیال ہے۔ کہ اوپر لکھے ہوئے ہندو دہرم کے تین لکشن ہندو دہرم کی دیگر دہرموں سے تمیز یا شناخت کرنے کے لئے اور ہندو دہرموں کے ست پنتھوں کو اس کے اندر شامل کرانے کے لئے کافی ہیں۔ ان لکشنوں کو آسانی سے ذہن میں لانے کی غرض سے میں نے انہیں ایک شلوک میں گانٹھ دیا ہے وہ شلوک حسب ذیل ہے

प्रामाण्य बुद्धि र्वेदे षु सा-
धना नाम नेकता ।
उपास्या नाम नियम श्चै
तद्धर्मस्य लक्षणम् ॥

॥ ॥ ॥ ॥
॥ ॥

ویدوں کی سند۔ سادہنوں کی انیکتا اور معبودوں کی غیر خصوصیت (انیم) یہ ہندو دہرم کے لکشن ہیں۔ انیکتا اور انیم ان میں کی تفاوت ذہن نشین رکھنی چاہئے۔ یہی تو مقدم اختلاف ہے کہ ہمارے معبود انیک ہیں۔ تاہم ایشور انیک نہیں ہیں۔ وہ ایک ہی ہے۔ اپنے دہرم کا ایسا عقیدہ ہونے کی وجہ سے ہم معبودوں کا نیم نہیں کرتے۔ میں نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ کہ یہ سب لکشن سچائی اور دلیل کو چھوڑ کر نہیں کئے گئے ہیں۔ اس پر مفصل غور کرنے کے لئے آج فرصت نہیں ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہے۔ کہ آج کا مضمون ہندو دہرم کا لکشن ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ کس غرض کے لئے وہ لکشن کرتا ہے۔ اُس غرض کو ذہن میں رکھ کر اگر وچار کیا جاوے تو میرے کہنے کے مطابق ہی لکشن ماننا پڑیگا۔ تاہم اس پر میری کچھ ضد نہیں ہے۔ اگر میری تقریر سے اس مضمون کی طرف لوگوں کی توجہ ہو کر اس پر زیادہ بحث چھڑے تو یہی میری مراد ہے۔ اور وہ بحث جس قدر ہو گی اُسی قدر اچھا ہوگا۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں نے اپنی عقل کے مطابق جو لکشن قائم کر کے آپ کے روبرو پیش کیا ہے۔ اگر اُس میں کچھ کمی بیشی ہو گی تو آپ اُسے سدھار لیں گے۔ خاتمہ پر صرف اس قدر کہنا ہے۔ کہ اس وقت اپنے لوگوں نے جو دہرم سماج نکالے ہیں۔ اُن پر یہ لکشن گھٹایا جاوے۔ تو سوائے آریہ سماج کے دوسرے سماجوں کا ہندو دہرم میں شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس میں کسی کو برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ کلکتہ کے برہم سماج کے لوگوں نے نیا قانون شادی (marriage act) اپنے متعلق کرا کے اپنی علیحدگی قبول کر لی ہے۔ خیر۔ یہ مضمون زیر بحث نہیں ہے ہندو دہرم کے اندر لوگ جن کو شمار کرتے ہیں۔ اُن سب کا جس میں شمول ہو اور عیسائی وغیرہ غیر مذاہب کے لوگوں سے اُن کی جس کے سبب سے تمیز ہو ایسا مختصر ہندو دہرم کا لکشن بن سکیگا یا نہیں۔ اس کا وچار میرا مدعا تھا۔ وہ اپنی عقل کے مطابق کر کے میں نے آپ لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اس بارے میں اور بہت سی باتیں کہنے کے لائق ہیں۔ لیکن وقت زیادہ گذر جانے کے باعث میں اپنے ویاکھیان یہیں ختم کرتا ہوں۔ اس وقت تک جو وچار میں نے کیا ہے۔ اُس سے امید ہے۔ کہ اس مضمون کی دشا اور اُس کا سُوروپ آپ کے ذہن میں آ گیا ہوگا۔

اس طرح پر (مسٹر) تلک کا ویاکھیان ہو چکنے کے بعد پروفیسر جنسی واٹے جو ایم۔ اے ہیں۔ وید کو پورش سے بنا مانتے ہیں۔ اور اس میں نقص کے قائل ہیں اور سوامی دیانند جی کے کٹر دشمن ہیں (ان کی اندازاً آدھ گھنٹہ تک تقریر ہوئی۔ لیکچرار (مسٹر تلک) کے لکشن پر پروفیسر جنسی

والا کو قابل تسلیم تھے۔ لیکن ان کے علاوہ

आचार: प्रथमो धर्म: ॥

آچار ہی پرتھم دہرم ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ اس کا جی کلشن میں شمول ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میر مجلس نے مختصر تائید کر کے فرمایا کہ لکچرار کے تمام کلشن ٹھیک ہیں۔ اور اُنہیں میں ایک طرح سے پروفیسر جیتی والا کا کلشن بھی شامل ہے۔ اس کے بعد لکچرار پروفیسر جیتی والا اور میر مجلس کا دہنیہ واد ہو کر سبہا کا کام ختم ہوا۔

ترجمہ اخبار گیانودے

جلد ۵۹ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۳۰۹

ہندو دہرم کا لکشن:- جس وقت ہم نے پڑہا اخبار کیسری کے ایڈیٹر مسٹر تلک مضمون بالا پر لکچر دینے والے ہیں۔ ہمارے دل میں اس بات کے جاننے کی بڑی بیچینی سا پیدا ہوئی کہ دیکھیں اس رشتہ پر وہ کیا کہتے ہیں۔ اور یہ بھی امید ہوئی کہ کچھ نئے سماد اننیشتر ہوں گے۔ لیکن کیسری کا گزشتہ پرچہ ہاتھ میں آتے ہی یک لخت ناامیدی ہوئی معمولی ورجہ کے عیسائی پرچارک جن ہندو دہرم کی تین کمزوریوں کو ہمیشہ جتلاتے رہتے ہیں۔ اُنہیں کو لے کر مسٹر تلک نے ان کا کھنڈن کی کوشش سے کچھ زیادہ نہیں کیا۔ آج پچاس برسوں سے گیانودے نے بے در پے تحریروں سے ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ باتیں جو تلک

کے لئے ہندو دہرم کی خصوصیت ہیں وہ کس قدر (ہندو دہرم کی) بادھک ہیں۔ جس صورت میں کہ آج ایک نیا بہادر نئی شکل سے اپنے عقیدہ کی توجیہ کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اس صورت میں اُس بہادر کو سامنے ہو کر یہ بتلانا ضروری ہے کہ اُس کے ہتھیار کتنے بودے اور ناکارہ ہیں۔ لکچرار (مسٹر تلک) کہتے ہیں۔ کہ "دیو ایک ہے۔ لیکن لوگ مختلف طرائق پر اُس کی عبادت کر رہے ہیں۔ یہ اصول رگوید سے لے کر بہگود گیتا تک سب کے لئے قابل تسلیم رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ اختلاف رغبت کے باعث معبود دیوتا گو (ایک دوسرے سے) مختلف ہوں تاہم ایک ہی پرمیشور مقصود الحصول ہے سے ہم اُن سب کو ہندو دہرمی سمجھتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وشنو کی اُپاسنا کرنے سے انسان نجات پائے گا۔ اور شیو کی (اُپاسنا) کرنے سے نہیں نجات پاویگا"

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے بہادر اس بات کو بہول گئے ہیں۔ کہ وشنو اُپاسک اور شیو اُپاسک ایک دوسرے کے سخت دشمن ہیں۔ جیسی کے پریم راجیہ میں (یعنی انگریزی عیسائی بادشاہ کے راجیہ میں) ایسا کہنا ہمارے لکچرار کے لئے آسان ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اُنہوں نے جان بوجھ کر چشم پوشی کی ہے۔ کہ زمانہ گزشتہ میں کتنے جھگڑے اس بارے میں ہوئے اور کس قدر خون بہائے گئے۔

भव व्रत धरा ये च ये च
तान् समनु व्रता: ।
पाषण्डिनस्ते भवे तु स
च्छास्त्र परिपंथिन: ॥

[illegible] वत ४ : २ - १९ ३ ०

ارتھ" جو شیو کی بھگتی کرتے ہیں۔ اور ان کا اُپدیش مانتے ہیں وہ پاکھنڈی اور سچے شاستر کے دشمن ہیں"

ایسے ہی وشنو کے بارے میں پدم [illegible] میں کیا کہا ہوا ہے۔ وہ ملاحظہ کیجئے۔

[illegible]ध्या दर्शन मात्रेण शि[illegible]
: प्रजायते ।
[illegible]व ह्ले ह्ल ष्व सेदे ह्लो नरके
[illegible]ति दारुणे ॥
[illegible]स्मा ह्नि विष्णु नामा पि
[illegible]व क्तव्यं कदाचन ।

ارتھ" وشنو کے درشن ماتر سے [illegible] غصہ بھڑک اُٹھتا ہے۔ اُس غصہ سے خوفناک جہنم میں پڑیں گے۔ اِسلئے [illegible] کا نام کبھی بھی نہیں لینا چاہیے"

اپنے مضمون کی حفاظت کے لئے [illegible] اظہار بے تعصب بہادر کے شایان نہیں [illegible] لکچرار نے یہ بتلانے کی کوشش کی [illegible] کہ ہندو دہرم کا یہ لکشن کہ (اُس [illegible] معبودوں کی خصوصیت نہیں ہے۔ [illegible] اور معقول ہے۔ عابد کے معبود [illegible] انتخاب کرنے کی وجہ سے آج ہندو [illegible] میں جو بکھیڑا پڑ گیا ہے اُسے رام [illegible] سوامی (یہ صاحب راجہ شیوجی [illegible] مرہٹہ کے گرو تھے) نے احسن طریق [illegible] بیان کیا ہے۔ اگر ہمارے بہادر اس [illegible] کریں گے تو بہت اچھا ہوگا۔ (اس [illegible] بعد حسب ذیل مرہٹی زبان کے دو [illegible] درج ہیں

[illegible] हर पला थरी । एकदेव
[illegible]ना चो री ॥ १
[illegible]देव दुर ना चारी । फ़े[illegible]

डितो वले ॥ २
देव केला सोना री । देव
ओ तिला ओ ता री ॥ ३
देव घडिला पाथरी । पा
षाण चा ॥ ४
व क्ती धौंव कोंढित ।
देव पडिले असंख्यात ॥ ५
नाहीं मनीं निश्चित ।
एक देव ॥ ६
धातू पाषाण मृत्तिका ।
चित्रलेप काष्ठ देवा ॥ ७
तें कैंचा देव मूर्खा । भ्रां
ति पडली ॥ ८

(۱) دیوتا گم ہو گیا مکان میں۔ ایک دیوتا کو چور لے گئے۔
(۲) ایک دیو دراجاری نے جبراً پھوڑ دیا
(۳) دیو شنار نے کیا ڈہال کر دیعنی ڈہال کر سنار نے بنایا۔
(۴) دیو طیار کیا سنگتراش نے پتہر کا
(۵) چکر پتر تہہ میں جکہ انگت پڑے ہوئے ہیں۔ (واضح رہے کہ دکہشن میں مشہور ہے۔ کہ جو ہڈیوں کے بنے ہوئے گول ندیوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ اُن کی خاص شکل بن جاتی ہے۔ اور وہ بطور شالگرام کے پوجے جاتے ہیں)
(۶) ایک دیو کا نشچے دل میں نہ رہا ہے
(۷) دیکہو دہاتو۔ پتہر۔ مٹی۔ چتر لیپ۔ لکڑی۔
(۸) اسے مورکہ! وہاں دیو کی ہستی کیسی؟

اگر وہ (مراد مسٹر تلک) آخری مصرع کا ہزار بار ورد کریں تو کچہ بیجا نہ ہوگا۔ ورنا شرم دیوستہا کے بارے میں بولتے بولتے عیسائی لوگوں پر بہی حملہ کیا۔ کہ "اول ہندو رہ کر بعد عیسائی ہوئے سو لوگ بہی یہ بہید نہیں چہوڑتے" اُن کے اِس مقولے پر ہمارا اسی قدر کہنا ہے۔ کہ اگر تلک اُن کے نام ظاہر کر دیویں تو ہم اُن کو بیالیسوں [۴۲] کی پنگت میں بیٹہا دیں گے۔

(لفظ ۴۲ کا رسمی جگہہ استعمال ایک خاص واقع کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حسب ذیل ہے:۔ عرصہ ۱۲ - ۱۳ سال کا ہوا۔ شہر پونا میں پنچ ہو دمشن سکول کے جلسہ تقسیم انعام طلبا، پر شرہمان سورگ باشی جج ومشہور ریفارمر مہادیو گووند راناڈے پروفیسر بال گنگادہر تلک وغیرہ ۴۲ شریف ہندو گرہستہوں نے مشنریوں کے یہاں کی بنائی ہوئی چاء پی لی تہی۔ اِس کیفیت کو ڈاکٹر رتنادی بائی کے خاوند گوپال راؤ جوشی نے جو کہ بعد میں عیسائی ہو گئے تہے اخبار میں مشتہر کر دیا۔ اُس وقت پونا میں رودل بن کر کرشن پکش اور شکل پکش اُن کے نام ہوئے تہے۔ آخر شنکراچاریہ تک مقدمہ پہونچ کر یہہ قرار پایا۔ کہ یہہ ۴۲ صاحبان ایک ایک گئو دان کا پرائشچت کر کے شدّہ ہو دیں۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا) کیونکہ ایسے لوگوں (مراد ورن آشرم ماننے والے عیسائیوں) کی جگہہ اُن کے (مراد ۴۲ پرائشچت کرنے والوں کے) پہلو بہ پہلو ہے۔

وید ہیں پرانے بہی۔ یہہ ایک خاص زائد کشن مانا ہے۔ سچ ہے۔ یہہ وقت ہی ایسا آیا ہے۔ کہ جو اُٹھتا ہے۔ وہ ہی کہتا ہے۔ کہ وید ہی ہمارے بنیادی اور مستند گرنتہ ہیں لیکن لوگوں کو یہ ٹہیک معلوم نہیں ہے۔ کہ اُن میں کیا کیا ہوا ہے۔ اُن میں سے ہی سب کو وید پڑہنا ممنوع مانا گیا ہے۔ تب اُن گرنتہوں کو مستند کون قبول کرے گا؟ اندہوں کے سامنے ناچ۔ بہروں کے سامنے گان۔ ایسی بات وید کی ہوئی ہے۔ یہ سمجہنا کہ آیا وید" مول پہوت اور پران بہوت" تب ٹہیک طور پر ممکن ہوگا جب کہ تلک وید کا ترجمہ کر کے کم قیمت میں چہاپ کر فروخت کریں گے وید کے اوپر خاص کتاب لکہہ کر۔ اُس کی بزرگی کے گیت گانے سے کچہ مطلب نہیں ہے۔ مستند گرنتہ کیا ہے۔ یہہ سمجہنا خاص خاص بزرگی کا کام ہے لیکن میرے سننے میں کئی ایک عالموں کا مطلب ایسا آیا ہے کہ اگر وید کا ترجمہ ہو کر چہوٹے بڑے سب پڑہیں۔ تو اُس کا بہرم روپی گڈو پہوٹ کر وید کی بزرگی کا گیت گانے والوں کو گردن نیچے جہکانی پڑے گی۔ وید ادہ نتین (یہ ایک ماہواری رسالہ نکلا کرتا تہا) کے جو نمبر میرے ملاحظہ میں آئے اُن سے یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا۔ کہ یہہ وروان بالکل سچ ہے۔ پس ناظرین ہی غور کریں کہ ہندو دہرم کا خاص لکشن یہ مانا کہ وید کو "مول بہوت گرنتہ" ماننے والے ہی ہندو ہیں۔ کیسا مدلّل اور معقول ہے۔ تلک نے کہا ہے کہ ہندو دہرم کا تیسرا لکشن یہہ ہے۔ کہ اِس میں سادہنوں کی انیکتا ہے "ایشور پراپتی کی بہگتی کے علاوہ گیان۔ کرم اور یوگ ایسے دوسرے سادہن اُپنشد اور بہگود گیتا میں کہے ہوئے ہیں۔ اور وہ معقول اور مدلّل ہیں" یہ کہنا ہی ہندو دہرم کے خاص لکشنوں میں سے

معبودوں کی غیر خصوصیت کے سبدات سے ملتا ہے کیونکہ اُپاسیہ دیو (معبود) اگر انیک ہیں۔ تو اُن کی پوجا ہر ایک کی خواہش کے مطابق ہونی چاہیے نہیں تو وہ دیوتے غصے میں آجاویں گے تاہم اس سے ایشور پراپتی کا ایک خاص سادہن بھگود گیتا میں کیا ہوا ہے :-

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः
परधर्मात्स्वनुष्ठितात्।
स्वभावनियतं कर्म कुर्व
न्नाप्नोति किल्बिषम्॥

(ادہیائے ۱۸۔ شلوک ۴۷)

اپنے دہرم میں گو دوش ہوں پر دھرم آچرن کرنے کو کتنا ہی اچھا معلوم ہو جاوے تاہم پر دہرم سے سُو دہرم کی سریشٹہ ہے۔ سُو بہاو سدّہ جو کرم ہے۔ اُس کا آچرن کرنے سے دوش نہیں لگتا۔ اِسی اصول پر آج ہندو لوگوں کا چلن ہو رہا ہے گو سُو دہرم میں اُن کو دوش دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم اُن کو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ (دوش) ہندو دہرم کے خاص لکشن ہیں۔

تیک کا یہی اصول ہے۔ کہ اُپاسیہ دیو (معبود) خواہ چور ہو یا جھوٹا ہو اگر اُپاسک دل سے اُس کی اُپاسنا کرے تو اُس کو ایشور پراپتی ہوتی ہے۔ یعنی "جہاں بہاو نا ہیں دیو"! پھر اُپاسیہ دیو خواہ ایک کنجنی ہی کیوں نہ ہو ایک سادہنوں سے "سُو بہاو سدّہ" کرم کا سادہن کیا اور بس۔ اُس کو دیو تو کرم پراپت ہو کر اُپاسک کو فی الحقیقت کشٹ میں کسر نہیں رہتی۔ کیا یہی ہندو دہرم کے خاص لکشن ہیں؟ کتنا معقول اور مدلل یہ وچار ہے!!

ہمارے بہادر کے ہتیار کتنے کمزور ہیں تحریر بالا سے ناظرین کے ذہن میں آسانی سے آجاوے گا۔ اسلئے بالتفصیل زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے

نوٹ پادری کے متذکرہ صدر مضمون کو پڑھ کر میں نے اُس کو دید کے پرکے انکھوں کا جواب مرہٹی میں انہیں دنوں اخبار کیسری کے ایڈیٹر کے پاس بہیج دیا تھا۔ لیکن شاید بوجہ انتقال پروفیسر مکیس مولر یا دیگر کنہیں وجوہات سے میری تحریر کو پروفیسر تلک کے اخبار میں جگہ نہ ملی۔ پس اُس مضمون کا اُردو ترجمہ کر کے اب ستیہ دہرم پرچارک کے کالموں میں بہیجتا ہوں

(باقی دارد)

نوٹس!

چونکہ مسمی گوروت سنگھ ساکن کرتارپور نے بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر جالندہر ایک درخواست زیر دفعہ ۲۴۳ انڈین کمپنی ایکٹ نمبر ۶ بدیں مضمون دی ہے۔ کہ بلا رجسٹری کمپنی موسومہ "ودوا ہندو شادی فنڈ جالندہر" کا کاروبار بند کر کے رقم مبلغ ۔/۱۶۵ روپیہ جو ڈائرکٹران فنڈ مذکور نے خزانہ سرکاری میں جمع کی ہے۔ ممبران مستحق میں تقسیم کی جاوے اور عدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر نے بہ اغراض مذکور مجھکو آفیشل لیکوڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔ لہٰذا بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جن اشخاص کا کوئی قرضہ یا دیگر مطالبہ ذمہ فنڈ مذکور واجب ہو۔ اُس کی اطلاع مع ثبوت معہ ٹکٹ ورسیدات وغیرہ تاریخ ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء تک میرے پاس برائے تصفیہ بہیج دیویں۔ اگر تاریخ مقررہ تک اطلاع متذکرہ موصول نہ ہوگی تو فنڈ مذکور ذمہ دار نہ ہوگا۔ اور نیز اس امر سے بھی اطلاع بخشیں کہ آیا اُن کے خیال میں مسمی گوروت سنگھ سائل کو اُس کا خرچہ عدالت بابت مقدمات دیوانی و فوجداری جو اُسنے برخلاف ڈائرکٹران فنڈ مذکور دائر کئے تھے اور جن مقدمات کی وجہ سے رقم مبلغ ۔/۱۶۵ روپیہ داخل خزانہ ہوئی تھی رقم مذکور میں سے دلانا واجب ہے یا نہیں

المشتہر
کرم چند وکیل آفیشل لیکوڈیٹر جالندہر شہر

گھر کا درزی

یہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور لالہ سنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے۔ جس میں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کا طریقہ و اصول کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخر میں بتلایا گیا ہے۔ کہ ۲ گرہ سے ۴۴ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو اتنا درکار ہے قیمت ۱۲/ بلا محصول فی جلد
۵۔ اس کا ہندی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جسمیں مضامین زیادہ اور واضح کئے گئے ہیں

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۸- ہاڑ سمت ۵۸ مطابق ۲۱- جون سنہ ۱۹۰۱ء شنکروار- جالندھر شہر | نمبر ۱۱

سنار کی گتی

نہ معلوم ہم عملی زندگی کا سبق کب لیں گے

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ کہتریوں کا ویشیوں میں شمار ہونے کی تجویز گرسارسے بہارت ورش کی کہتری برادری میں ہل چل پڑ گئی ہے۔ بہت جگہوں سے ریزولیوشن پاس ہوئے اور بہت کچھ کارروائی ہوئی لیکن مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ نے ایک اور چال چل کر پہلے سے ہی خیالات کارروائی کر دی۔ بجائے ہم کے آٹھ ورن قایم کر دئے۔ منجملہ اُن کے ایک کشتریہ ورن کے ادہیکاری اور دوسرے کشتریہ ورن کا دعوے کرنے والے۔ جن کا دعوے عام طور سے منظور نہیں ہوتا۔ اس دوسری جماعت میں کہتری رکھے گئے ہیں۔ گویا ایک نشچت ورن سے انشچت سنتان بن گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جسقدر وقت اور زر اور محنت اس تحریک میں صرف کی گئی ہے۔ اور کی جارہی ہے۔ اگر یہ سچ مچ کہتریوں کو کشتریہ بنانے میں صرف کی جاوے تو کہتری واقعی کشتریہ بن جاویں۔ اور پھر کوئی ہی مردم شماری کا مہتمم اُن کو اس حاصل کی ہوئی اُچ پدوی سے نہ گراسکے

مرض طاعون سے بڑھ کر انسانی پلیگ تنگ کرتے ہیں

پریشور کے قانون کے مطابق سزا اور جزا ہر ایک انسان کے لئے جیسے موجود ہے۔ ویسے ہی سوسائٹی پر بھی اُس کا اطلاق ہوتا ہے۔ قدرتی آفتوں کو انسان جنوں تنوں کر کے بھگت لیتا ہے۔ بڑے بڑے وبائی امراض کے عالمگیر وحشت انگیز حملوں کے وقت بھی مستقل مزاج انسانوں کے حواس قایم رہے ہیں۔ کیونکہ جب ایک مرتبہ کوئی قدرتی قانون کام کرنے لگ جاتا ہے۔ تو انسان سمجھ لیتے ہیں کہ اُن سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ لیکن جہاں انسانی پلیگ پیچھے لگا وہاں استقلال قایم رہنا بڑا مشکل ہے حضرت انسان کا دل ایک عجیب معمہ ہے اس کے اتار چڑھاؤ کو کون سمجھ سکتا ہے جب خود ہی یقین نہیں کہ ایک گھنٹہ کے بعد دل کی کیا حالت ہو جاویگی۔ تو پھر دوسرے کے دل کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ مرض طاعون سے اس وقت لوگ اس قدر نہیں گھبراتے جسقدر کہ طاعون کے قاعدوں کی تعمیل کرانے والوں سے خوف کرتے ہیں۔ کہیں طاعون زدہ رقبہ میں چوریاں ہوتی ہیں کہیں مال واسباب غایب ہوتے ہیں کہیں پولیس کے ادنے ملازم اور نیٹیو ہاسپیٹل اسسٹنٹوں میں سے کئی ایک اپنی پیٹ پوجا کے لئے ستم رسیدوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ لیکن اسی پر اگر خاتمہ ہوتا تو کچھ برداشت کی حد تہی۔ ایسے سخت موقع پر انسان صورت لیکن شیطان خصلت لوگ بیگانی بہو بیٹیوں کی عفت میں خلل ڈالنے کی فکریں رہتے ہیں علاقہ ظفروال کے ہندو نایب تحصیلدار کے جلا دینے کا واقع اور بیاس کے مسلمان کانسٹبل کی شرمناک حرکت بتلا رہی ہیں۔ کہ ہندو اور مسلمان دیسی ملازمان ایک ہی خاصیت رکھنے والے ہیں۔ میں تو بعض عیسائی ایکٹروں کی بھی شرمناک حرکتیں سُن چکا ہوں جن میں سے ایک انگریز کی شرمناک حرکت کی نسبت ایک جگہ کے صاحب ضلع کو یقین بھی ہو گیا تہا۔ لیکن چونکہ ان معاملات میں قانونی ثبوت موجود ہونے کے سامان نہ تھے اسلیئے اُن کا ذکر لاحاصل ہے۔ اسوقت مذہب کی کوئی خصوصیت نہیں رہی۔ گلہ بان بہیڑئے بن رہے ہیں۔ جب ایسی حالت ہے۔ تو بہیڑوں کا خدا حافظ

کیا اس کا دفعیہ نہیں ہوسکتا؟

میری رائے میں طاعون کے قواعد کو نافذ کرنے کا کام بجائے پولیس کے ادنے ملازموں کے سپرد کرنے اور ناتجربہ کار ترغیب میں آنے والے ہاسپیٹل اسسٹنٹ کلاس کے فیل طالبعلموں کے ہاتھوں میں رعایا و سرکار کی عزت و حرمت دینے کے بہتر ہو اگر ملک کے معزز تعلیم یافتہ رئیسوں سے مدد لی جاوے میں یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ حکام بالادست ایسی مدد لینے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ ہمارے دیس کے انگریزی اور ورنیکولر اخبار زبان ہو کر ہمیشہ یہی لکھا کرتے ہیں۔ کہ حکام بالادست کو رعایا کے معزز حصہ سے مدد لینی

منظور نہیں ہے۔ لیکن کیا بیاس کے اسٹیشن پر جا کر اپنے کاروبار سے علیحدہ رہنے کے لیئے آپ کے معززین نے کبھی ہی آمادگی ظاہر کی ہے۔ اگر کم از کم ہر ایک بیاس جیسے مقام پر کام کرنے کے لیئے پچیس پچیس تیس تیس درخواستیں گذر جاویں اور پھر بھی مقامی حکام اُن سے کچھ فائدہ نہ اُٹھاویں تو کہنا وا جب ہوگا کہ اُن سے مدد لینے کے لئے حکام طیار نہیں ہیں۔ ہاں! ظفروال کی پبلک ایسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ اور سکرٹری کی مثال پیش کی جاوے گی کہ اُن کے ساتھ حاکم مقامی نے بُرا برتاؤ کیا۔ لیکن اس قسم کی مستثنیات حکام کے اندر ہی موجود ہی ہیں۔ اور اگر ان دقتوں سے ڈرکر ہمارے معززین ایسے وقتوں میں اندر گھس جاویں۔ تو اُن سے بڑھ کر بُزدل اور کون ہوگا ؞ ؞ ؞

کنیا مہا ودیالئے جلندھر

ضروری نویدن کنیا مہا ودیالئے

جلندھر ستری شکشا سمبندھی جو کام کر سکتا ہے اُسے افسوس کہ اب تک آریہ پُرشوں نے انوبھو ہی نہیں کیا۔ اس انسٹیٹیوشن کے اندر جو خاص شکتیاں ہیں اُن سے عام آریہ پُرش تو درکنار بہری لئے ہیں کنیا مہا ودیالئے کمیٹی سبھا کے ممبر اور ادھکاری ہی اب تک بے خبر ہیں جس طرح یہ انسٹیٹیوشن کام کر سکتا ہے اور جس ڈھرے پر اسے چلانا چاہیئے۔ اُسے کمیٹی سبھا کے اجلاس کے لئے علیحدہ رکھ کر میں صرف آریہ پُرشوں سے نویدن کروں گا کہ وے کنیا مہا ودیالئے کی اصلی حالت کو سمجھیں اور وچاریں کہ کیا اُن کی اِس لاپرواہی کا نتیجہ کہیں یہ تو نہ ہوگا۔ کہ ایسا مفید انسٹیٹیوشن بند ہو جاوے جہاں پیشتر سالانہ نقد آمدنی ۳۵۰۰ اور ۴۰۰۰ کے درمیان ہوا کرتی تھی اب مشکل سے نقد چھ سات سو روپیہ آتے ہیں۔ اور سالانہ خرچ کا بجٹ دو ہزار تک پہونچ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ اگر پانچ چھ برس اور جاری رہا تو کُل سرمایہ ختم ہو جاوے گا۔ اسلیئے آریہ پُرشوں سے نویدن ہے۔ کہ نہ صرف یہی کہ ہر ایک خوشی کے موقع پر کنیا مہا ودیالئے کو یاد کیا کریں بلکہ اِس وقت اُس کے کوش کو مضبوط کرنے کے لئے خاص کوشش کریں۔ کنیا مہا ودیالئے کے اُپدیشک پنڈت گنگا رام جی اِس وقت بھرمن کر رہے ہیں اُن کو جو مدد آپ لوگ دیں گے۔ اُس کے لئے ودیالئے کمیٹی آپ کا شکریہ ادا کریگی۔

ودیالئے کی تعلیم میں اِس وقت پنڈت دیوی دیال جی کے بطور مکھیہ ادھیاپک شامل ہونیکی وجہ سے خاص ترقی کے آثار نظر آتے ہیں۔ بڑی جماعتوں کو اتہاس آدی اور دھرم شکشا کی تعلیم دینے کا خاص اطمینان وہ پربندھ کیا گیا ہے لیکن دھن کے ابھاؤ سے بہت سے کام ادھورے پڑے ہیں۔ کیا آریہ پُرش مدد نہ دیں گے؟

پنڈت گنگا رام جی شرق پور میں پرچار کرنے کے بعد لاہور واپس آئے۔ جہاں اُنھوں نے نہ صرف آریہ سماج کے سپتاہک جلسے میں ایک منوہر ویاکھیان ہی دیا بلکہ وہاں کی پتری پاٹھ شالا کا معائینہ بھی کیا۔ پنڈت جی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں لالہ سُندرداس جی پربندھ کرتا کی کوششوں سے لڑکیوں کا ہندی پاٹھ۔ وید پاٹھ وغیرہ اُتم ہے وہاں بوجہ کمی ادھیاپکاؤں اور کم توجگی آریہ پُرشوں کے دیگر مضامین کا انتظام ٹھیک نہیں ہے۔ لڑکیوں کی تعداد درج رجسٹر ۴۸ تھیں۔ جن میں سے ۳۰ حاضر تھیں۔ حاضری تو سستی وہ ہے لیکن اگر کوشش کی جاوے تو کیا لاہور میں ۲۰۰ لڑکیاں جمع ہونا کچھ مشکل ہے؟ کہا جاتا ہے۔ کہ مشن سکولوں میں کتابوں کے سواء چینا تک لڑکیوں کو ملتا ہے۔ اسلیئے لڑکیوں کے پتا ماتا پُستکیں خرید کر ہی دینے کے عادی نہیں ہیں۔ میں ہر ایک آریہ پتری پاٹھ شالا کے کارکنوں کی توجہ کنیا مہا ودیالئے کی شکشا پرنالی کی طرف کھینچ کر اُن سے پوچھتا ہوں کہ آریہ سماج کی کُل کنیا پاٹھ شالاؤں کی شکشا پرنالی ایک ہونا لازمی نہیں ہے؟

لاہور سے پرچار کر کے پنڈت جی گوجرانوالہ گئے۔ جہاں ایک ویاکھیان ہوا۔ اور منشی کیول کرشن جی پردھان سماج سے سہائیتا کا اقرار ملا۔ وہاں سے وزیر آباد گئے جہاں کوئی پربندھ ویاکھیان کا نہ ہوسکا۔ اسلیئے سیدھے سیالکوٹ پہونچ کر پرچار کیا آریہ سماج سیالکوٹ میں کنیا مہا ودیالئے کے لئے عطیہ دان ملا جو امید ہے کہ منتری مہاشے اور رقم کیساتھ ملا کر بھیج دیں گے۔ سیالکوٹ سے واپسی پر بھی وزیر آباد جانے پر کوئی ویاکھیان نہ ہوسکا۔ اسلیئے حسب درخواست ایک بھائی کے جلالپور جٹاں کے لئے حافظ آباد

پہونچے۔ اِس جگہہ ہی کوئی پر ہندو ویاکھیان
کا نہو سکا۔ اور تو سے کچھہ بیار ہونے
کے کارن پنڈت جی کو مجبوراً گجرات جانا پڑا
جہاں کام کرکے جالیپور جٹاں وغیرہ میں کام کرتے

التماس ضروری

مجھے بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کن وجوہات سے بعض اوقات اخبار کی ترتیب میں فرق آجاتا ہے۔ اِس ہفتہ کی اخبار میں پھر کچھہ بے ترتیبی نظر آئیگی ہفتہ آیندہ ہی شاید ایسی ہی حالت رہے۔ امید ہے کہ میرے مہربان ناظرین میری مجبوری کو سمجھتے ہوئے میرے ساتھہ اِس پرارتھنا میں شریک ہونگے کہ پرمیشور بہت جلد مجھے باقاعدہ کام کرنے کے

قابل کردیوے۔ اور مجھے بل دیوے کہ میں آپنے کال میں بھی اُس کی انگنت برکتوں کو نہ بھولوں ؞ ؞ ؞ ؞

منشی رام جگیاسو

ہندو دہرم کا لکشن اور مسٹر بال گنگا دہر تلک

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار مطبوعہ یکم اگست

مضمون پنڈت شرینواس راؤ برائے اخبار کیسری

راجانیہ رجیسری ایڈیٹر اخبار کیسری کی خدمت میں ونیتی وشیش۔ پروفیسر بال گنگا دہر تلک کا جو ہندو دہرم کے لکشنوں کے مضمون پر ویاکھیان ہوا تہا اُس کے برخلاف عیسائی مذہب کے گیانودئے پتر جلد ۵۹ نمبر ۳۹ تاریخ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء میں سر۔ وی۔ کرمرکر کا خط چہپا ہے۔ اُنہوں نے "دید میں پرامانیہ بدھی" کے بارے میں ایسا لکہا ہے "لیکن کسی ایک عالموں کا میرے سُننے میں مطلب ایسا آیا ہے کہ اگر وید کا ترجمہ ہوکر چہوٹے بڑے سب پڑہیں تو اس کا بہرم روپی گڈہ پہوٹ کر

وید کی بزرگی کا گیت گانیوالوں کو گردن نیچی جہکانی پڑیگی۔ ویدارتھہ تین کے جو نمبر میرے ملاحظہ میں آئے۔ اُن سے یہ سمجھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ہندو دہرم کا خاص یہ لکشن یہہ ماننا کہ وید کو "مول بہوت گرنتھہ" ماننے والے ہی ہندو کیا مدلل اور معقول ہے!؟

ویدارتھہ تین کے مصنف پرارتھنا سماجی عرف عیسائی پنتھہ کے پیرو تہے۔ اگر کرمرکر (صاحب) کو معلوم نہ ہو تو میں جتلاتا ہوں کہ اُن کو سوتھہ یوگک شبد اور وید انگ وغیرہ ساونوں کی واقفیت نہ تہی۔ اُنہوں نے وہ پستکیں میکس ہیولر گرنتھہ وغیرہ برائے نام سنسکرت دانوں کی کتابوں کے سہارے بلکہ ترجمہ سے وہ پستکیں (ویدارتھہ تین کے نمبر) لکہی ہیں اُن کا ایسا مقصد ہوگا کہ اگر لوگوں کے سامنے پروفیسر میکس ہیولر کے اِس لیکھہ کا ترجمہ کیا جاویگا کہ وید پرانے جنگلی لوگوں کی مثال تواریخ (ہسٹری) یا بچوں کا رونا یا چرواہوں کا گانا ہے۔ تو لوگ اپنے پراچین سماج کو چہوڑکر پرارتھنا سماجی بنیں گے۔ اِسلئے اُنہوں نے اتنی محنت کرکے ویدارتھہ تین (ا) ہوا رسالے نکالے۔ لیکن لوگ پرارتھنا سماج میں نہیں آئے اگر ایسے عالموں نے کرمرکر کے سامنے وید کی نندا کی ہو تو اُس میں وید کا اپراد نہیں ہے۔ جس طرح کہ ویدارتھہ تین کے مصنف نے میکس میولر وغیرہ کا آشرا لیا۔ اُسی طرح میکس میولر وغیرہ صاحبوں نے سائنا چاریہ کا (سہارا) لیا۔ مگر سوامی دیانند سرسوتی جی نے اپنے وید بہاشیہ میں اُن کی ہزاروں غلطیاں نکال کر حوالہ جات مستند سے ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ وید کی تفسیر یا ترجمہ کرنے کے

ہیں۔ ... کی تو ... پانچ ہو
آج ۷۰ سال ہوتے ہیں۔ تاہم اُن کی تحریر کی
موجودہ یا اس بات کی تائید کہ وید چرواہوں
کا گانا ہے۔ کسی پرارتھنا سماجی یا دیسی
بدیسی عیسائی پنڈت نے نہیں کی۔ ہاں ایسا
ہوا کہ حال کے سچائی پسند بے تعصب اور لائق
کے لوگوں سے ویدک سنسکرت کے زیادہ تر
فاضل یورپین ودوانوں نے وید کی
بزرگی کا گن گان کیا ہے۔ فی الحال ذیل
میں دو مثالیں درج کرتا ہوں۔ جس
سے ناظرین پر روشن ہو جاویگا۔ کہ کیونکر
کا کلام کس قدر تعصب اور جہالت سے بھرا
ہوا ہے۔

(۱) مسٹر اوہیم گیونج ایڈیٹر وی پاٹھ
اپنی ایک چٹھی میں ہندوستان کے برہمنوں
کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں" نہ میں برہمن
ہوں نہ کسی مذہبی سوسائٹی کا ممبر ہوں
کیونکہ میں جنم میں انڈیا کے باہر پیدا ہوا
ہوں۔ آپ کے موجودہ مسئلوں کے مطابق
براہمن نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر میں کوئی
ہوں تو ویدوں کے معتقدوں کا پیرو ہوں
مجھکو آریوں کے فلسفہ اور مذہبی لٹریچر
(علم ادب) سے خاص شوق ہے۔ اور
اُن کے ولائیں اور روحانیت سے کمال
ہمدردی رکھتا ہوں۔ میں نے ہمیشہ اور
خاص کر ان سات سالوں میں کوشش کی
ہے۔ کہ آرین لٹریچر کے بیش بہا خزانے
مطلبی دنیا کے طالب علموں کے سامنے رکھ
کر اُن کی توجہ اس طرف مبذول کروں"

(۲) زمانہ حال کے مغربی سنسکرت دانوں
کی رائے اخبار پاینیر الہ آباد یوں لکھتا ہے
"ہمیں سکھایا جاتا تھا کہ وید ہی علم مذہب
کی تفتیش کے لئے سب سے زیادہ ابتدائی
مشابہ ہے۔ اور اس میں ذکر کئے ہوئے
دیوتوں کے باہمی مقابلے سے۔ یہ ممکن
خیال کیا جاتا تھا۔ کہ مغربی نسلوں کی دیوتا
کی تشریح کرنا ممکن ہوگا۔ یہ کہنا اب ضروری
نہیں ہے۔ کہ وید منتروں کی نسبت اس
پہلو نے عام قبولیت کا شرف حاصل نہیں
کیا۔ جب اُن کی (وید منتروں کی) علمی
تشریح کی گئی۔ تو یہ صاف ظاہر ہو گیا
کہ وے خیال کی بہت ہی ابتدائی ہیئت
کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ برخلاف اُسکے
وے ایک ایسی اعلیٰ تربیت یافتہ نسل
کے کام ہیں جو کہ اُس حالت سے بہت ہی
دور تھے۔ جس کا اطلاق کہ ہم اپنے زمانہ
کے وحشی پن کیساتھ کرتے ہیں"

میں خاتمہ پر کرمر گر کو بادب اشارہ
کرتا ہوں کہ اگر ان کی سچائی کی درستگی
کی خواہش ہے۔ تو کتاب" صبح امید"
نامی ملاحظہ کریں۔ جو ۸۸۸ صفحہ کی
لالہ منشی رام جی پلیڈر جالندھر شہر علاقہ
پنجاب نے لکھی ہے۔ اُس میں خصوصاً
پروفیسر میکس میولر صاحب کے وید
پاٹھ سمبندھی اگیان۔ وید منتروں میں
بھی دست اندازی۔ وید منتروں و دیوتا
کے معنی اُن کو نہ معلوم ہونا۔ مہرشی پانینی
کو سبق دینے کا عجیب حوصلہ۔ اُن کے
ویدک دیوگتا کے نمونے وغیرہ مضمونوں
پر پرمان سہت لکھا ہے۔

میں بڑے بڑے ویدک سنسکرت جاننے
والے ودوانوں کی زبان سے سننے کے
باعث نشچے سے معلوم کرتا ہوں کہ وید میں
اتہاس۔ ناپاک کہانیاں۔ بناوٹی۔ پرکشیپ
درج نہیں بلکہ نشچہ جانئے کہ کہانیاں
منشی نیم رہنے کی وجہ سے اگر سچا ترجمہ
ہو کر اُس کا پرچار ہو تو دہرم کا کٹد پرواہ
کا خوف نہیں بلکہ دہرم کے نام سے بیجا
زر کا خرچ کروڑہا لوگوں کا خون ایذا
وغیرہ ہوکر جو آج تک دہرم کے نام
کو دھبا لگا ہوا ہے وہ سب نیست و نابود
ہو کر منشیہ ماتر کا کلیان ہی کلیان
ہو جاویگا۔ اور وید کی بزرگی گانے
والوں کی گردن اونچی ہوگی فقط

قصبہ مظفر نگر میں
ایک متمول ویش اگروال کا اپنی
۱۸ سالہ دختر بال بدھوا کے لئے
اپنے فرائض پدری ادا کرنا

شہر یہاں سبھا وک جی سہائیہ دہرم پرچارک جالندھر
نمستے۔ چند روز ہوئے میری طرف سے
آپکے اخبار میں ایک ویش اگروال ۱۸ سالہ
بال ودھوا کے ودواہ کے لئے نوٹس نکلا
تھا اُس کے شائع ہونے ہی بہت سی درخواستیں
مختلف مقامات سے موصول ہوئی تھیں
جن میں سے لالہ گوبند پرساد ویش اگروال
ساکن مونڈھیر ضلع مظفر نگر سے یہ سمبندھ
ہونا قرار پاکر ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء تاریخ شادی
مقرر کی گئی۔ چونکہ اس سے پہلے دو تین
لڑکے خاص خاص وجوہ سے اس شادی
سے وعدہ کرکے منحرف ہو گئے اس وجہ
سے کسی دوسرے لڑکے کی ضرورت تھی۔ اور
بہ نظر دور اندیشی یہ تاریخ شادی مشتہر
نہیں کی گئی تھی۔ اور اُن اصحاب کو قطعی
جواب دیا گیا تھا۔ جن کی اس سمبندھ کے
لئے درخواستیں موصول ہوئیں تہیں۔

گو لالہ سروپ لال کے برادری والوں نے اس شادی کی کسیقدر مخالفت کی مگر انہوں نے اپنے اس ارادہ سے ذرہ بھی پیچھے کو قدم نہیں ہٹایا۔ جبکہ ہندو پبلک میں اس شادی کے لئے زیادہ اختلاف ہوا۔ تب اُس کی اطلاع مسٹر انگرام صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع کی خدمت میں معرفت پردہان صاحب آریہ سماج کے کی گئی جنہوں نے بفور ہو پہنچنے اس اطلاع کے پولیس کی معرفت اس کا کافی انتظام کرا دیا لالہ سروپ لال کو ذرا بھی اندیشہ نقض امن باقی نہ رہا۔ شادی کی تاریخوں میں کوتوال صاحب شہر مع مسلح گارد کے برابر جلسہ بارات میں موجود رہے۔ باوجود اس امر کے کہ اس شادی کی تاریخ کی مشتہری عام طور سے نہیں کی گئی تھی اور پورانک دیش لوگوں نے اپنی برادری والوں کو شریک نہ ہونے دینے کے لئے زیادہ کوششیں کیں تاہم بروقت چڑہت بارات قریباً چار ہزار کے عام آدمی جن میں بہت سے لالہ سروپ لال کے اہل برادری تھے اور قریب دو سو کے آریہ بھائی شریک جلوس شادی تھے۔ شہر کے تمام بازاروں میں جلوس شادی کا دہوم دہام سے گشت ہوا۔ آگے آگے بھجن منڈلی اپنے بھجنوں سے شہر والوں کو ودہواؤں کی مصیبتوں کا دکھڑا سناتی جاتی تھی۔ اُس کے پیچھے جلوس بارات تھا۔ وواہ سنسکار کے لئے کیلے وغیرہ کھڑے کر کے یگیہ شالا سجائی گئی تھی۔ لالہ سروپ لال کا تمام مکان آریہ بھائیوں اور دیگر تعلیم یافتہ معزز اصحاب سے پُر تھا۔ ذرا سی جگہ خالی باقی نہ تھی۔ ۸½ بجے رات سے ۱۲½ بجے تک پنڈت نندکشور و پنڈت سورج بہان جی نے ہون یگیہ کراتے ہوئے وواہ سنسکار کرایا اگلے روز ۳ بجے شام کے مکان آریہ سماج کے سامنے اول بھجن شروع ہوئے۔ اُسکے بعد پنڈت نندکشور و پوجی و سوامی شنکرانند جی نے بیچاری ودہواؤں کی مصیبت زدہ دردناک حالت کا نہایت دردناک الفاظ میں پبلک پر نقشہ کھینچا۔ اور ثابت کر دکھایا۔ کہ جب تک ہندو پبلک بیواؤں کی مصیبت دور کرنے کا یتن نہیں کریگی تب تک اُسکو نت نئی مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں گی۔ حاضری قریب ڈیڑھ ہزار کے تھی۔ بہت سے نرم دل ہندو مسلمان بیچاری ودہواؤں کا دکھڑا سُن سُن کر زار زار روتے تھے ۷½ بجے شام کے شانتی پاٹھ ہوکر کارروائی بارات سماپت ہوئی۔ لالہ سروپ لال صاحب پدر کنہیا و منشی بخت ور سنگھ صاحب رئیس پردھان آریہ سماج شاہجہانپور منتظم شادی و لالہ نو بند پرشاد جی دولہا کا ایسی مخالفت کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی اپنے ارادہ پر باستقلال قائم رہنا۔ اور مسٹر انگرام صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع کا ایسے نازک موقع پر انتظام خاص فرمانا۔ اور باہر کے بھائیوں کا اُن کی خبر پاتے ہی مظفرنگر تشریف لا کر شریک شادی ہونا خاص قابل قدر و شکریہ کا مستحق ہے لالہ سروپ لال صاحب کے وہ اہل برادری جنہوں نے شریک جلسہ شادی ہوکر رونق بڑہائی بہت زیادہ دھنیہ واد کے یوگیہ ہیں۔ پرماتما دولہا دلہن کو چرنجیو آنند رکھے۔ اور ہندو پبلک سمتی پردان کریں۔ کہ جس سے بیچاری ودہوائیں پنرواہ کے ویدک قاعدے سے مستفید ہو کر جاتی بندھن کی مصیبتوں سے مخلصی پاویں۔ جن بھائیوں کی اس سمبندھ کے لئے درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ اُن کی سیوا میں نویدن ہے کہ مذکورہ بالا کارنوں کی وجہ سے کسی بھائی کو بھی قطعی جواب نہیں دیا گیا تھا۔ اب یہ شادی بخیر و خوبی انجام پاگئی ہے۔ اسلئے مزید خط و کتابت کی اُنکے لئے ضرورت نہیں رہی۔ اگر کسی جگہ پر اور کوئی ودہوا شادی کے لئے موجود ہو تو اُس کی بندہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ باقی ماندہ درخواستوں میں سے اُسکے لئے بر انتخاب کیا جاوے۔ اوم شانتیہ شانتیہ شانتیہ۔ راقم۔ آپ کا سیوک چیت رام مختار عدالت و منتری آریہ سماج مظفرنگر

آریہ ساماجک خبریں

چہاؤنی فیروزپور میں پنڈت دولت رام جی اُپدیشک کے ویاکہیانوں کا اتی اُتم اثر ہوا

کنہیا لعل ملہ بارتی کی نسبت بابو آتما رام بیدی ہیڈ پروائیڈر مقام پشین (علاقہ بلوچستان) سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ آیا یہ وہی کنہیا لعل ہے۔ جسکا بابو جگدمبا پرشاد سے تعلق تھا۔ اور دریافت فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اُس کے پورے حالات سے آگاہی ہو اُن کو لکھ بھیجے۔

آریہ سماج چکراتہ کے اُپ پردہان بابو بہادر سنگھ نے پکٹ ہون کرایا۔ ویاکہیان وغیرہ بھی ہوئے اور بابو صاحب نے ایک تھالی۔ ایک گلاس اور ایک لوٹا آریہ سماج کو دان دیا۔

پنڈت ہرنام سنگھ پرچارک نے ۸۔ جون سے ۱۱۔ جون تک بھیرا آریہ سماج میں پرچار کیا۔ حاضری ۱۰۰ سے ۲۰۰ تک ہوتی رہی

رام نگر کے نزدیک ایک میلہ گلاب شاہ ہوتا ہے اُس پر اب کی مرتبہ بھی پچاس ہزار آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ تھی۔ ۷۔ ۸ و ۹ جون کو ماسٹر لچھمن داس جی

نے مع اپنی لڑکوں کی سرشٹی کے خوب پرچار کیا۔ اور عیسائی مشنریوں کے مباحثہ میں منہ بند کر دئے۔

رام نگر سے لالہ چھمنداس جی لکہتے ہیں "میلہ بیساکہی پر اس دفعہ یہاں غیر معمولی پرچار ہوا سماج مندر میں ہون ہوئے۔ شہر میں ہر دو روز نگر کیرتن۔ عدہ آدمیوں کی حاضری میں بندہ نے بعد ولالہ دینا ناتہ جا بجا لیکچر دئے اور شنکا سمادھان ہوتا رہا۔ جلسہ سماج رام نگر سے پہلے بندہ نے مع بھجن منڈلی کے جانکی دلاور اور ملہو کی میں پرچار کیا۔ جسکا اثر نہائت عمدہ ہوا۔ کچہ دہرم ارتھ دہن بہی ملا۔ تیسرا سالانہ جلسہ آریہ سماج رام نگر بڑی کامیابی سے ہوا۔ گو کئی نقص سماج میں موجود تہے موسم سخت گرمی کا تہا۔ پرکام کرنیوالے بہی بیماری بیمار داریوں سے مجبور تہے۔ تاہم بار سبا پرم آتما کا دہنیہ واد ہے۔ کہ جلسہ حسب معمول نرگہن ہوا نگر کیرتن میں آٹہ منڈلیاں تہیں۔ بالخصوص سادہو پرمانند جی نے بازاروں میں بڑے اُتم لیکچر دئے ان کے بعد ۲۶۔۲۷ مئی کو سادہو پرمانند و برہمانند جی۔ لالہ وزیر چند جی۔ پنڈت دولت رام جی و بہگت رام جی بہیرہ نواسی۔ لالہ بہتا رام جی لاہوری اور ودیارتہی نہال چند کے اُتم لیکچر اور ویکھیان ہوئے۔ سکول کے ودیارتہی عمدہ رہتی سے بھجن بولتے رہے۔ لالہ وزیر چند جی نے اپیل کی جس پر ۱۲۷ روپیہ حسب ذیل چندہ ہوا۔ وید پرچار فنڈ ۔۔ دیگر فنڈات گرکل وغیرہ ۔۔ لوکل آریہ سکول ۔۔ بیرونجات سے کل ۵۰ اصحاب شامل جلسہ ہوئے۔ بعد جلسہ سادہو برہمانند جی ودیارتہی نہال چند صاحب وغیرہ و پنڈت بہگت رام جی نے اکال گڈہ میں بڑے زور سے پرچار کیا۔ نگر کیرتن بہی ہوا۔ بالخصوص سادہو پرمانند جی کی بہاونوں اور موثر و پرجوش لیکچروں نے لوگوں پر بڑا اثر ڈالا

اور پبلک کے اصرار پر سادہو صاحب ایک دن اور ٹہر گئے۔ اثناء جلسہ میں افسوس کہ پنڈت دولت رام جی و لالہ سیتا رام جی صاحبان کی طبیعت بہت علیل رہی۔ لیکن ایشور کی کرپا سے صحت ہوگئی۔ ہر دو صاحبان سے پرارتہنا ہے۔ کہ اگر مجبوراً اُن کی سیوا میں کمی رہ گئی ہو تو کشما فرمادیں۔

انتخاب ینگ مینز آریہ سماج ڈیرہ اسمعیلخان حسب ذیل ہوا۔ لالہ متہرا پرساد پردہان لالہ کشن چند اُپ پردہان۔ لالہ نوتن داس منتری۔ لالہ نوتن داس ودہانی اُپ منتری لالہ گوپال داس خزانچی۔ لالہ تلسی داس۔ لالہ بسنت لعل۔ لالہ پنوں لعل۔ لالہ چندا رام۔ رامدتا مل مہبران انترنگ سبہا

آریہ سماج علی پور ضلع مظفر گڈہ میں بہگت لعل چند جی اُپ پردہان خوب کام کر رہے ہیں۔ بہگت جی باوجود بیرونی آنکہوں سے محروم ہونے کے بہی سنسکرت شاستروں کے پٹہن پاٹہن میں لگے رہتے ہیں۔ اُن کی پاٹہ شالا چل رہی ہے۔ اُس میں ہون بہی ہوتا ہے ہفتہ وار جلسوں میں ۲۰ یا ۲۵ کی حاضری ہو جاتی ہے۔ سماج مندر ادہورا پڑا ہے جو جلد درست ہونا چاہئے۔

مقام بلووانہ علاقہ پٹیالہ میں پنڈت بہوجدت پرچارک کے اُپدیشوں سے آریہ سماج قایم ہوا تہا۔ جسکے پردہان بابو کشپال سب اوورسیر اور بابو گورا ندتامل سٹیشن ماسٹر منتری مقرر ہوئے تہے۔ پنڈت بہوجدت پرچار کے لئے آب جیسر ونئے سبرہے۔

گروٹہ سے ایک بہائی دریافت کرتے ہیں کہ ہون پاتر کس جگہ سے مل سکتے ہیں۔ اور انکی قیمت کیا ہے۔ اگر کسی بہائی کو معلوم ہو تو مطلع کریں۔

ڈنگہ (ضلع گجرات) میں سادہو برہمانند جی نے دو ویاکہیان دئے۔ جنہیں حاضری ۴۰۰ کے قریب تہی۔ اِسجگہ کی آریہ پاٹہ شالا بڑی رونق پر ہے۔

آریہ سماج تیترون ضلع ہوشیارپور کے پردہان منشی چندر بہان کی پُتری کا نام کرن سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ ۵ روپیہ مختلف آریہ سماجک فنڈات کو دان ملا

منتری آریہ سماج جلیسر لکہتے ہیں کہ ٹہاکر فتح سنگہ صاحب کے دو پُتروں کا یگیوپویت سنسکار ویدک ہوا۔ جسپر ۔۔ دان ہوا

آریہ سماج چہینا ضلع گورداسپور کا سالانہ جلسہ ۱۷ و ۱۸۔ اساڑہ کیلئے مقرر تہا۔ اب ملتوی ہو گیا ہے۔ شاید آیندہ ماہ نومبر میں ہوگا۔

مہاشے شنکرلال جی منتری آریہ سماج چہاونی مردان نے مبلغ ۵ روپیہ کنیا مہا ودیالے جلندہر کے لئے اکٹہے کرکے بہیجے ہیں۔

گہر کا درزی

$\frac{21}{13}$ $\frac{22}{12}$

یہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور لالہ سنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے جسمیں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کا طریقہ واصول کو اچہی طرحسے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخر میں بتایا گیا ہے کہ ۷ گرہ یا ۲۲ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کی کوٹ پاجامہ وغیرہ کو اتنا درکار ہے قیمت بلا محصول مجلد ۸ ؍ اس کا ہندی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جس میں مضامین زیادہ اور واضح کئے گئے ہیں

المشتہر

ملاوارام درزی متصل باغیچہ نہال چند لوہاری دروازہ لاہور

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی راؤں کی اُنکا ذمہ وار نہیں

مہاشئے گینڈاسں جی (سیالکوٹ) آپکا حق تو ضرور تھا۔ کہ آپ کا مراسلہ متعلق وداہ ڈاکٹر گورودت جی کُل کا کُل درج کیا جاتا لیکن چونکہ بحث قطعاً بند کر چکا ہوں۔ اسلئے باوجودیکہ آپ نے واقعات پر ایک نئی روشنی ڈال کر یہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ ڈاکٹر گورودت کو آنشت دیر یہ کہہ سکتے ہیں۔ آپ کا پتر شائع کرنا مناسب نہیں ہے۔ معاف کیجئے۔ **ایڈیٹر**

مہاشئے رام دیال سنگھ جی۔ اُپدیشکوں کی ایسی کارروائیوں کو اخبار میں دینے سے کچھ بھی اِفادہ نہیں ہوتا۔ میں نے آپ کا خط بجنسہ خدمت میں منتری آریہ پرتی نِدھی سبھا بمقام مُرادآباد بھیج دیا ہے۔ وہ مناسب نوٹس اُپدیشک کی اِس بیجا کارروائی کا لیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ایڈیٹر**

مہاشئے منتری آریہ سماج ادہی ضلع بلندشہر پرتی ندہی سبھا کے اندرونی انتظام کے بارے میں اخباروں کو میدان جنگ بنانا اچھا نہیں۔ آپ سرکیولر چِٹھیوں کے دوارا اپنے پرانت کے آریہ سماجوں کو سوچت کر سکتے ہیں۔ اخبار میں چھاپنے سے محض ودویش بڑھے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ایڈیٹر**

ترپاٹھی شمبھو شرما جی۔ اٹھارہ پُران بائیبل یا قرآن کو سچا ثابت کرنیوالے کے لیئے ایک صد روپیہ کا انعام تجویز کرتے ہیں۔ اور باقی کچھ دِشئے سیدہ کرنے والوں کو فی مضمون ۵ روپیہ۔ ہیں اِس اشتہار کو بے وقت سمجھتا ہوں۔ ایڈیٹر

خیرخواہ آریہ سماج۔ آپ اپنا نام چھپاکر شخصی حملے کرتے ہیں۔ اور پرچارک کو اپنی ادشیہ پورتی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ کیا یہ عمل ٹھیک ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ایڈیٹر**

مہاشئے شیر سنگھ اوبھیاپک پاٹھ شالا گنگھل منشی امن سنگھ جی کے دان کی خبر پہلے ہی درج کر چکا ہوں۔ بیشک منشی جی نے ایک اعلےٰ مثال قایم کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ایڈیٹر**

پرشن

ستری پُرش ہر دو کے لئے استعمال زیورات کے فضول خیالات کو بالائے طاق رکھ کر کرن بیدھ سنسکار کی کیا ضرورت باقی رہجاتی ہے۔ اگر ستریوں کے لئے استعمال زیورات کو (اگرچہ میں ذاتی طور پر اُسکے برخلاف ہوں) بخیال بعضوں کے کسی قدر ضروری ہی تصور کر لیا جاوے۔ تو لڑکوں کے واسطے تو اس سنسکار یا کان بیدھن کروانے کی کوئی بھی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اِس میں بہتری بیان کرنے والے اُتر داتا کی سیوا میں نویدن ہے۔ کہ بلا کوٹ کرنے کسی پرمانک ایور ویدک گرنتھ کی انتھوریٹی کے اُتر دینے کے ساہس نہ فرماویں

راقم

پرسرام سنگھ گوبند کے تحصیل ڈسکہ

نوٹ نامہ نگار کا خیال بالکل غلط ہے۔ کہ زیوروں کی بالکل ممانعت ہے۔ منو جی نے خود ستریوں کے لئے زیور دینے کا ودھان کیا ہے۔ اعتراض صرف بیہودہ زیورات پر ہے کرن بیدھ کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ ایک خاص رگ کان کی چھیدی جاوے۔ جس کی وجہ سے بہت سے روگوں سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ مفصل اگر پنڈت سیتارام شاستری جی یا دیگر کوئی آریہ وید یہ راج لکھیں۔ تو ٹھیک ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ایڈیٹر**

بھارت پرتاپ کا پیچ و تاب

مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کے رسالہ بھارت پرتاپ نے لالہ منشی رام جی سے "دو دو باتیں" کی سرخی کے نیچے ایک (آپ شناپ اور طویل تحریر میں جو زہر مہاتما منشی رام جی پر اُگلا ہے۔ وہ دیکھنے اور سُننے سے تعلق رکھتا ہے۔ مہاتما جی کا ایرادہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ پورانوں کو ناپاک بیان کرتے اور لکھتے ہیں۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اُنہوں نے پورانوں کو تو کبھی ناپاک نہیں کہا۔ البتہ پورانوں کی تعلیم کو تو ضرور ناپاک کہا کرتے ہیں۔ بلکہ آپ نے اس بارہ میں ایک کتاب لکھی ہوئی ہے۔ جس کا دوسرا نام "پورانوں کی ناپاک تعلیم سے بچو" ہے۔ اور جس کے پڑھنے سے اُس کے اس نام کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ پورانوں کی تعلیم کو دُنیا جانتی ہے۔ اسلئے ہاتھ کنگن کے لئے آرسی کی ضرورت نہیں۔ جکو شک ہو۔ وہ پڑھ کر دیکھ لے۔ اگر بھارت پرتاپ خود پڑھنے کی تکلیف گوارا نہ فرما سکے۔ تو ارشاد پر چند ایک نمونے پیشگی کے طور پر ہم ہی دکھلا دیں گے

اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچے میں "مذہبی دھڑہ دھگڑ" کے عنوان سے ایک لمبا چوڑا بے سرو پا مضمون گانٹھ کر قادیاں کے مرزا صاحب کو مہدی آخرالزمان۔ پیغمبر پنجاب۔ پنجابی مہدی

پنجابی پیغمبر پنجابی بیٹے۔ اور جالندھر کے مہاتما کو (مراد غالباً مہاتما منشی رام جی سے ہی) جالندھری مہاتما کا خطاب دیتے ہوئے جس تہذیب اور شرافت کا ثبوت دیا ہے وہ ذات شریف کا ہی حصہ ہے۔ (خدا مبارک رکھے) ان ہر دو صاحبان مذکورہ بالا کی بدریہ نکالی گئی ہے۔ کہ آپ کی تحریر و تقریر اردو زبان میں ہے۔ اُسے پڑھ کر ہمیں نے بھارت پرتاپ جی کی تحریر اقدس کا کئی صاحبان سے معائنہ کرایا۔ مگر یہ اردو ہی نکلی نہ معلوم "خود را فضیحت دیگراں را نصیحت" کے اور کیا معنی ہوتے ہیں۔ اور پرتاپ جی کے اس قول کا "اسی سے نئے نئے آدمی اور نئے نئے مہاتما جہاں تہاں پیدا ہونے لگے ہیں۔ انہیں ہرگز اس بات کی پروا نہیں ہے۔ کہ ان کا چہرہ کیسا ہے مگر وہ دوسروں کے چہرہ کا عیب دیکھتے پھرتے ہیں" کیا مطلب ہے۔ اور اگر اردو بولنا واقعی کوئی قبیح حرکت اور پاپ ہے تو ہمارے یہاں کے لوگ تو کسی خاص خاص موقعوں پر اردو بولتے یا لکھتے ہیں۔ مگر بھارت پرتاپ جی کا تو خیر سے زن و بچہ ہی اردو بولتا ہے۔ اور بولتا ہی ہے شب و روز تو پرتاپ جی کا پیچ و تاب کون بچائے۔ اسی پرچہ میں ہر حافظ نباشد کے پیٹ لگ ستیہ دھرم پرچارک کو جالندھری دیانندی اخبار کا اعزاز بخشتے اور اپنے خریداروں کے لئے ہفتہ بھر کے لئے دل لگی کا سامان بہم پہنچاتے ہوئے آخیر پر پرچارک کے نامہ نگاروں کو کوستے ہیں کہ وہ بھیم سین کو باوجودیکہ وہ بوڑھے (اور اس وجہ سے) ہی واجب التعظیم ہیں صیغہ واحد میں یاد کرتے ہیں۔ (حالانکہ نامہ نگار نے تو بقول تعرض پنڈت بھیم سین لکھا ہے۔ اور مہاشے پرتاپ جی صرف بھیم سین لکھتے ہیں) مگر مہرشی منو جی جن کو پرتاپ جی اشاعت ماہ گذشتہ میں ہندو مذہب کے "قانون کا مالک تسلیم کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے نمبر ۲ شلوک ۱۵۵ و ۱۵۶) دوجوں اور خصوصاً برہمنوں کے لئے ان کی عزت کا موجب ان کی ستیا چرن شل سوادھیائے۔ ستیہ برت پالن اور دھرم پرائنتا وغیرہ ظاہر فرماتے ہیں۔ نہ کہ بالوں کا سفید ہونا البتہ شودروں کے لئے بالوں کی سفیدی کچھ معمولی قصور وغیرہ سزا کے ہونے پر آقا کی طرف سے باعث عفو ہو سکتی ہے سو جب تک پنڈت بھیم سین جی عزت کے قابل رہے ان کی عزت ہوتی رہی۔ اب ان کی اپنی ہی کرتوتیں ان کی عزت میں سد راہ ہو رہی ہیں۔ اس میں کسی کا کیا قصور۔ بس بھارت پرتاپ کا پیچ و تاب بیجا ہے

واقف

گینڈامل ورما۔ از سیالکوٹ

قابل توجہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

آریہ ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ماہانہ سرکلر اور سماچار پتر سے یہ معلوم کر کے کہ آریہ ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ آخر باقاعدہ طور پر کھل گئی ہے۔ ہم اس ڈیپارٹمنٹ کے حامیوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کی درخواستیں بیکار نہیں گئیں۔ بلکہ نیک نتیجہ لائی ہیں گو نتیجہ دیر بعد برآمد ہوا ہے۔ لیکن یہ معلوم کر کے کہ شریمان لالہ آتما رام جی کے ہاتھ میں یہ ضروری کام دیا گیا ہے۔ ہم کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ دیر آید درست آید بیشک سر دست اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے اس سے بہتر انتخاب ہونا مشکل ہے۔ علاوہ بریں یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ لالہ جی نے امرتسر میں کام بھی شروع کر دیا ہے۔ بس اب ہمیں امید رکھنی چاہئے۔ کہ بہت جلد آریہ دھرم کی تشریح اور مخالفین آریہ دھرم کے اعتراضوں کے جوابوں کے سلسلہ میں کافی "ٹریکٹ" ہمارے ہاتھ میں آ دیں گے۔ جس کے لئے ہمیں سبھا کا مشکور ہونا چاہئے۔ لیکن سبھا سے ہم ایک معقول درخواست کرنا چاہتے ہیں اور جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ اگر سبھا نے اس کی طرف توجہ دی تو ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ کے مدعا کو بہت کچھ ترقی مل سکتی ہے۔ لیجئے ہم عرض کئے دیتے ہیں۔ آریہ سماج میں بہت سے ایسے بھدر پرش ہیں۔ جنہوں نے کئی ایک مت متانتروں کا مطالعہ کر کے ان کی اصلیت سے خاص واقفیت حاصل کی ہوئی ہے۔ اور ان کے متعلق وہ اپنے خیالات تحریر کے ذریعہ ٹھیک طور پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ لیکن لاپروائی یا کثرت کام یا دھن کے خرچ نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ ایسا کرنے سے معذور ہیں اسلئے سبھا کو ان سے مناسب کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس کا ذریعہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ کے دفتر میں ایک ایسا رجسٹر رکھا جاوے۔ جس میں ایسے اشخاص کے نام و پتہ درج ہوں جو کہ تحریر کے کام میں خاص مہارت رکھتے ہوں

اور سانتھ ہی یہ بھی درج ہو کہ وشیش کر انہیں کن متوں سے زیادہ واقفیت ہے اس طرح پر جب کسی مذہب کے لیکھ کا جواب لکھنا ہو تو اُس مذہب سے جو اصحاب واقفیت رکھتے ہوں۔ اُن سے خط و کتابت کر کے اُنہیں اس کا جواب لکھنے پر طیار کیا جاوے۔ اس طرح سے جہاں انچارج ڈیپارٹمنٹ کا کام ہلکا ہو جاویگا۔ وہاں مختلف لائق دماغوں کے کام آریہ سبھا کے روبرو آسکیں گے علاوہ ازیں کئی ایسے اصحاب ہیں کہ جن کو واقفیت تو کئی مذاہب سے ہے۔ لیکن اُنہیں ترتیب نہیں دے سکتے ان سے ہی نوٹ لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اُن کو ترتیب دے کر صاحب انچارج ڈیپارٹمنٹ چھپایا کریں۔ ایسے اصحاب کے نام حاصل کرنے کے لئے سماجک پتروں دوارا عام نوٹس دینا چاہئے۔ کہ جو صاحب تحریر کے کام میں شوق رکھتے ہوں۔ وہ اپنا نام رجسٹرڈ کرا دیویں۔ تاکہ موقعہ پر اُن سے مدد لی جا سکے نیز دوسرے سماجوں کے منتریوں سے اپنی اپنی سماج کے ایسے اصحاب کے نام دریافت کرنے چاہئیں۔ جو کہ تحریر کا مادہ رکھتے ہوں ایک اور بھی تجویز ہے۔ کہ آریہ سماچار پتروں میں جو اعتراض سماجک اصحاب کی طرف سے چھپتے ہیں۔ یا دیگر اخبارات میں جو مخالفین کی طرف سے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اُن سب اعتراضوں کا جواب صاحب انچارج ڈیپارٹمنٹ کسی خاص اخبار کے ذریعہ فوراً دیا کریں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بڑے شوق سے بعض آریہ بھائی سنشہ نورتی کے لئے اخبار کے دوارا پرشن کیا کرتے ہیں۔ لیکن اُنہیں کوئی اُتر نہیں ملتا۔ جو کہ اُن کی مایوسی کا باعث ہوا کرتا ہے۔ خاص اعتراضوں کے لئے جن کا جواب زیادہ تر سماجوں کی آگاہی کے لئے ضروری ہوتا ہے سبھا کے سماچار پتر کے کالم استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اور عام اعتراضوں کے لئے اخبار ستیہ دھرم پرچارک کے کالموں کی خاص تعداد ہر ہفتہ کے لئے حاصل کرنی چاہئے۔ اس طرح سے تحریر کے کام کو ٹھیک طریقہ پر چلا سکتے ہیں اور اُس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مناسب سمجھ کر عرض کیا گیا۔ آئیندہ اختیار مالکان

راقم
سندر داس نگرمتھ جالپوری

صفید عام باتوں کا سلسلہ

(سچ لکھے) عام لوگ صحت جسمانی کے متعلق بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں (اول) تندرست اور مضبوط ہونے کے لئے زیادہ خوراک کھانی ضروری خیال کی جاتی ہے۔ جو کہ سخت غلطی ہے۔ اتنا کھاؤ کہ تمہاری کمی کو پورا کردے۔ زیادہ کھانے سے کچھ حصہ خوراک کا ہضم ہوتا ہے۔ اور باقی زہر کا کام کرتا ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے۔ کہ باوجود تھک جانے کے بھی جسمانی یا دماغی کسی قسم کی محنت کرتے جانا۔ قدرت نے محنت کو بند کرنے کے عمدہ یاددہندہ بنا دئے ہیں۔ مثلاً آنکھوں کا تھک جانا۔ سر درد کرنا یا کمر میں درد ہونا تیسری غلطی یہ ہے۔ کہ سونے کے گھنٹوں کو کاروبار میں لگایا جاتا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے وقت بچا لیا۔ رات کا وقت قدرت دن بھر کی محنت سے پیدا شدہ جسم کی کمی کو پورا کرنے کے لئے لگاتی ہے اور اس عمل میں دست اندازی کرنا بیماری کو خود بلانا ہے۔ بے حس و حرکت کل کے پُرزوں کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔ پھر اِن نی اعضاؤں کو کس قدر زیادہ آرام کی ضرورت ہونی چاہئے۔

(۲) ہچکی کے زود اثر اور سہج علاج۔ اول ناک کو انگوٹھے اور اُنگلی کے ساتھ مضبوطی سے پکڑو۔ اور ایک یا زیادہ گھونٹ پانی کے پیو۔ لیکن عموماً ایک ہی گھونٹ کافی ہوتا ہے دوسرے بڑے زور کے ساتھ سانس کو اندر کھینچو۔ اور جہاں تک ہو سکے اُسے اندر رکھے رکھو۔ بہت ہی کم موقع ہوتا ہے۔ کہ دوسری دفعہ سانس کھینچنے کی ضرورت پڑے۔ عموماً ایک ہی دفعہ کے عمل سے آرام ہو جاتا ہے

(۳) پیسہ اخبار لاہور لکھتا ہے۔ کہ لکھنؤ کے لالہ سانول داس عین عالم شباب میں اِس جہان فانی سے چل بسے۔ لالہ صاحب اپنی تمام جائیداد اپنی استری کے نام کر گئے۔ اُن کی بیوہ نے اُن کی یادگار قایم کرنے میں بڑی فیاضی سے کام لیا ہے۔ وہی اخبار لکھتا ہے کہ اُن کی بیوہ نے اجودھیا میں ایک شوالہ تعمیر کرایا ہے۔ اور اُس کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ کی جائیداد لگا کر اُس سے سدا برت جاری کیا ہے۔ لکھنؤ میں بھی وہ دھرم سالہ اپنے پتی کی یادگار میں قایم کرنا چاہتی ہیں۔ علاوہ ازیں بیس ہزار روپیہ اس غرض سے الہ آباد یونیورسٹی کے سپرد کیا ہے۔ کہ اُن کے سورگ باشی پتی کی یادگار میں اس فنڈ سے وظائف دئے جایا کریں۔ کیا یہ خبر ہیں نہیں [illegible]

گر رہی گری ہوئی اوستھا میں ہی دان کا بہاؤ آریہ ورت نواسیوں میں تھیٹا اونچا ہے۔ آریہ پرشو! آریہ ورت کے دان کی مریادا بالکل بگڑ چکی تھی۔ رشی دیانند نے تمہیں اس کے سدھار کے لئے خبردار کیا لیکن افسوس آریہ پرشوں نے اس طرف ہی کم توجہ دی۔ حالانکہ تمہارے دان سے ہی ڈی۔ اے۔ وی کالج کے خزانے بھرپور ہے۔ تمہاری ہی کوششوں سے ویدپرچار فنڈ اپنی مالی ضروریات پوری کر رہا ہے گروکل کے لئے آپ نے ہی تھوڑے عرصہ میں کافی رقم سبھا کے ہاتھوں میں دے دی لیکن یہ کبھی نہیں مانا جا سکتا۔ کہ تمہارا یہ دان نشکام بھاؤ سے تھا۔ تم آپ ہی دیکھو کیا محض دکھلاوے کے لئے ہی آپ لوگ جلسوں پر بڑھ چڑھ کر چندے نہیں دیتے کیا آریہ پتروں میں دان چھپوانے کا زبردست خیال تمہارے دلوں میں جاگزین نہیں ہے۔ اگر دکھلاوا ہے۔ تو پھر یہ نشکام کرم نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ یہ دعوے کریں کہ آپ نشکام بھاؤ سے ہی دان دیتے ہیں۔ تو میں پوچھوں گا۔ کہ کیا آپ کے روزانہ دان کی مریادا ٹھیک ہے۔ کیا آپ نے بغیر کسی پرش کی پریرنا کے خود بخود ہی دان کیا ہے۔ معاملہ آپ کے روبرو ہے۔ آپ خود ہی سوچیں اور خود ہی فیصلہ کریں!

داتا

سیوا داس کلرک جلالپوری

قابل توجہ آریہ سماج کمالیہ

ستیہ دھرم پوجنیہ مہاشئے شری یت ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک جی ۔۔۔۔ نمستے

مہاشے شادی رام سبھاسد آریہ سماج کمالیہ نے آپ کی اخبار کے ۲۶ جیٹھ کے پرچہ میں "آریہ بھراتری سبھا مضمون نمبر ۲ پر وچار" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا تھا میں اس پر زیادہ لکھنا تو نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کی تنقیح مع منطقی نتائج کے آریہ پبلک کی سیوا میں عموماً اور کمالیہ آریہ سماج کی سیوا میں خصوصاً پیش کرتا ہوں۔ ناظرین خود ہی نرپکشتا سے نتیجہ نکال لیں

(۱) لالہ شادی رام جی تحریر فرماتے ہیں "مہاشے ... جنرل سکرٹری آریہ بھراتری سبھا نے آریہ سماج کی موجودگی میں ایک نئی سبھا بنانے کی ضرورت پر کوئی تسلی بخش و کافی جواب نہیں دیا۔ صرف یہی ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج میں آپ ہموں کے مطابق سبھاسد بنانے کی کوشش کی جاوے۔ تو خانہ جنگی پیدا ہوگی۔ اور کوئی نیک نتیجہ نہیں نکلیگا۔" ہمارے بھائی کی سراسر یہ بھول ہے۔ لیکن آگے چل کر خود ہی فرماتے ہیں "جہاں نام دھاری آریوں کا زور ہو تو وہاں آریہ پرشوں کی الگ سماج بنا کر کام کرنا اچت ہے" نام دھاری آریہ پرشوں کے آریہ سماج میں ادھکار پانے کی اصل وجہ یہی ہے کہ اکثر آریہ سماجوں میں دھنوان لوگوں کی خواہ وہ کیسے ہی کھوٹے آچاروں کے کیوں نہ ہوں بہت عزت کیجاتی ہے" پہلے تو لالہ شادی رام جی ایک سبھا کی قائمی کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ لیکن پھر خود ہی نئی سماج بنانے کی درڑھ آریہ بھائیوں کو پریرنا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صاف طور پر مانتے ہیں کہ اکثر آریہ سماجوں میں آچاروں کی کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ ان کی اور میری پوزیشن میں کیا فرق ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ نئی آریہ سماج بنانا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوگا کہ تو تو میں میں کا بازار پہلے اتفاق کی طرح پھر گرم ہو جاویگا۔ جائز ناجائز کے سوال اٹھیں گے۔ اور پنڈت آتمائیں اور بھی گرینگی اور ہم سے کچھ کلچر ڈپن کرا کے چھوڑیں گی برخلاف اس کے ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان آدمیوں کو جو کہ ابھی تک ضعیف الاعتقادی اور ہندو پن کے زہریلے اثرات سے محفوظ ہیں ایک مضبوط organisation کے ذریعہ اکٹھا کیا جاوے۔ تاکہ نہ صرف وہ خود ہی گرنے سے بچ جاویں۔ بلکہ آہستہ آہستہ اپنی مثال اور اپنے آچرنوں کے پربھاؤ سے آریہ سماج کی کایا کو پلٹ دیویں۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آ جاوے۔ جبکہ آریہ سماج میں اس سمے کی نسبت زیادہ اچھے آچار والے آدمی ہو جاویں۔ جب کہ آریہ بھراتری سبھا کی کوششیں آریہ سماج تک ہی محدود رہیں گی۔ تو پھر کیوں سبھا ممبروں میں عملی زندگی پھونک سماج کے انتخاب کے طریقوں پر بھی کچھ سمے کے بعد اثر پیدا نہیں کرینگی۔ یہ ناممکن ہے کہ جس روش پر آریہ سماج ۵۰ سال سے چل رہی ہے۔ اور جسنے پوری طرح سماج کی کانسٹی ٹیوشن میں جڑ پکڑی ہے۔ اس ایک دن میں مجموعی طور پر سماج چھوڑ دیوے۔ لیکن اگر بالکل خاموشی اختیار کی جاوے۔ تو بھی خرابی کا احتمال ہے۔ اسلئے موجودہ حالات میں کم از کم مجھے سوائے آریہ بھراتری سبھا کی تائید کے اور کوئی شدھار کی تجویز نہیں سوجھتی۔ راقم آریہ دھرم سیوک [illegible] سکرٹری آریہ بھراتری سبھا

آریہ بھراتری سبھا

نمبر ٣

اسی عنوان کے آرٹیکل نمبر ١ کے آخیر میں میں نے پرتگیا کی تھی۔ کہ آریہ بھراتری سبھا کے مقاصد اور نیموں کی تشریح اور توضیح میں مضمون کا ایک سلسلہ لکھوں گا۔ اور ان شنکاؤں کو دور کرنے کا یتن کروں گا۔ جو کہ سبھا کے نیموں کے متعلق عام آریہ بھائیوں کے دلوں میں اُٹھا کرتی ہیں۔ اس پرتگیا کے پورا کرنے کے لئے میں قلم اُٹھاتا ہوں۔ اور ناظرین و نیز پوروک نویدن کرتا ہوں۔ کہ اس مضمون کو پڑھتے وقت اس بات کا مطلقاً خیال نہ کریں۔ کہ عوام میں سبھا کی نسبت کیا کیا پھیلایا جا رہا ہے۔ صرف دلائل کی طرف دھیان دیں۔ تاکہ پکشپات سے ہٹ کر ستیہ اور استیہ کا نشچے کر کے کسی نیک نتیجہ پر پہونچ سکیں۔ واضح رہے۔ کہ مجھے کسی پر کٹاکش نہیں ہے۔ آریہ سماج کے وچارشیل پرش بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کی ورتمان اوستھا سنتوش بخش نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی بدھی انوسار اس کا اپائے سوچتا ہے۔ میرا اور میرے ہمخیالوں کا یہ درڑھ وشواس ہے۔ کہ جب تک ایک ایسی سبھا کی بنیاد نہ ڈالی جاوے۔ جیسی کہ آریہ بھراتری سبھا ہے تب تک آریہ سماج کا سدھار ہونا اسمبھو ہے۔ آریہ بھراتری سبھا دوشیدیشی بننے کی بجائے سبھا پر جا بجا اعتراض کرنے اور مذاق اُڑا کر اُس کی ہستی کو ہی نظرانداز کرنے کے بجائے زیادہ اُچت ہوگا۔ کہ وہ موجودہ شرچینیہ اوستھا کے سدھار کا کوئی بہتر طریقہ سوچیں۔ یدی وہ واقعی اس سے زیادہ قابل عمل در آمد اور بہتر ہوگا۔ تو ہمیں اُس کے سویکار کرنے میں کشن ماتر بھی سنکوچ نہ ہوگا۔ خیر آدم برسر مطلب میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ چونکہ آریہ سماج میں پرویش کرنے کے سمے آچار اور بیوہار اور اصولوں کے مطابق عملی کارروائی کا چنداں لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ اسلئے سماج کے ممبروں میں زبانی جمع خرچ سے بڑھ کر اور کوئی گہرا تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔ میں نے یہ بھی درشایا تھا کہ موجودہ حالت میں اس خرابی کا سوائے اس کے اور کوئی دفعیہ نہیں ہے کہ آریہ سماج میں جو لوگ ویدک سدھانتوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کو ایک دوسرے سے گہرا تعلق جوڑ کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہوئے دہرم پتھ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ احتمال ہے۔ کہ وہ اپنے اردگرد کی ضعیف الاعتقادی اور عملی زندگی کے ابھاؤ کو دیکھ کر کم حوصلہ ہو جاویں گے اور ممکن ہے کہ ان میں سے کئی کمزور اتمائیں کسی طرف بھی سہارا نہ پا کر اور نہ کوئی حوصلہ افزائی اور عملی مدد۔ اور دلی ہمدردی کی امید نہ رکھ کر ویدک سدھانتوں پر پورے طور پر اور کبھی بھی دڑھ ہو کر نہ چل سکیں۔ اور

دور اندیشی اور وضع پسند

آریوں کی پختگی میں شمولیت کا اعزاز حاصل کر کے نہ صرف خود ہی سچے دنیوی سُکھ اور آتمک شانتی سے محروم رہیں۔ بلکہ دانا زمانہ کی ضروریات کو ملحوظ رکھنے والوں بیجا جوش اور جلد بازی سے کنارہ کشی کرنے والوں کا چولہ پہن کر اور رشیوں کو اپنی کمزوریوں کی سپر بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کئی شردھالو آتماؤں کا ناش کریں۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر شری یتی آریہ بھراتری سبھا کا پہلا مقصد

آریوں میں پرسپر پریم اور ہمدردی پیدا کرنا

رکھا گیا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ لازمی رکھا گیا۔ کہ سبھا میں صرف مہرشی دیانند کے بتائے ہوئے آریہ سدھانتوں پر وشواس رکھنے والوں کو شامل کیا جاوے اور جب کبھی کسی ممبر کا کسی سدھانت پر وشواس نہ رہے تو اُسکو سبھا کی ممبری سے خارج کیا جائے۔ اس معاملہ کو زیادہ واضح کرنے کے لئے میں نیم نمبر پانچ کو بجنسہ یہاں نقل کرتا ہوں "رشی دیانند نے اپنے وید بھاشیہ اور ستیارتھ پرکاش آدی گرنتھوں میں ویدک پرمانوں سے جو سدھانت نشچت کئے ہیں۔ یا مختصر طور پر اپنے منتویا منتو میں ورنن کئے ہیں اُن میں سے کسی سدھانت پر کسی سبھاسد کا وشواس نہ رہنے کی حالت میں اُس کو کافی تحقیقات کرنے کے بعد سبھا سے خارج کیا جاویگا" یہ امر تو ظاہر ہی ہے۔ کہ پہلا مقصد اور نیم نمبر پانچ لازم و ملزوم ہیں۔ انسانیت کا خاصہ ہے۔ کہ جب تک کسی شخص کیساتھ خیالات کی پوری پوری مطابقت نہ ہو تب تک اُس کے ساتھ پریم اور ہمدردی قدرتی طور پر دوسرے سورتی پوروک کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اگر دو شخصوں میں ذرا بھی اصولی اختلاف ہو اور ہر ایک کو اپنے اپنے پکش کی سچائی کا پورن نشچے ہو تو وہ کبھی بھی مل کر کام

نہیں کر سکتے۔ مذہبی تاریخ بھی ہم کو یہی سبق سکھلاتی ہے۔ کہ جب تک عیسائی دھرم کے سدھانت نشچت نہیں تھے۔ تب تک عیسائیوں میں بے اصولا پن پھیلا رہا۔ آخر چرچ Church کو خاص اصول طے کرنے پڑے۔ اور اُن کی پابندی ہر عیسائی کے لئے لازمی قرار دینی پڑی دیکھو History of Intellectual Development by Crozier Chapter on Jewish Christianity

اِسی طرح برہمو سماج والے کوئی مجلسی اصلاح نہیں کر سکے۔ کیونکہ سدھانتوں کے نشچت نہ ہونے کے کارن اُن کا کوئی کام کرنے کا نشچت طریقہ نہ تھا۔ ایک کے چار ٹکڑے ہو گئے۔ اور باوجود اِس کے کہ کیشپ چندر سین جیسے لائق ہادی نے جس کی فصاحت اور بلاغت نے مغربی دُنیا کو بھی چکرت کر دیا تھا۔ مجلسی اصلاح کرنے کی غرض سے ایک آشرم کی بنیاد ڈالی۔ تاہم ممبروں کے خیالات کی باہمی منافقت کی وجہ سے وہ آشرم جلد ہی ٹوٹ گیا۔ (دیکھو لائف آف کیشپ چندر سین مصنف بابو پرتاپ چندر موزم دار) بعض بھائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں سوامی جی کے سدھانت انتم سدھانت قرار دئے جاویں۔ اور ان پر وشواس کو لازمی قرار دیکر لوگوں کی ضمیروں کا خون کیا جاوے۔ وہ بھی تو آخر منش تھے۔ اور غلطی کر سکتے تھے فرقہ بندی کرتے جانے سے کیا فائدہ ہے اِس اعتراض کے جواب میں میرے پاس تین دلائل ہیں۔

(اول) وید ایشور کرت ہیں۔ اور ان کا الہام اِس واسطے ہوا تھا۔ کہ جیو آتما نشچت گیان کو پراپت کر کے اگیان کی گہری غاروں میں ٹھوکریں نہ کھاتا پھرے۔ اسلئے لازمی اور لابدی ہے۔ کہ پرماتما کے کلیان دینے والے گیان کو سمجھنے کا ایک نشچت طریقہ ہونا چاہئے۔ تاکہ جو کوئی اس کے مطابق عمل کرے۔ وہ یتھارتھ گیان کو پراپت کر سکے اِس سے یہ نتیجہ تو صاف طور پر نکلتا ہے۔ کہ اگر سو آدمی اسی طریقہ پر چلیں۔ تو وید کے معنوں کو ایک ہی طرح سمجھیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ اور ویدوں کے معنوں کے سمجھنے کے طریقہ میں یگانگت کا امکان نہ ہو تو ایشوری گیان کی موجودگی میں بھی انسانوں میں ویسی ہی اشانتی رہے گی۔ اور چونکہ ہر ایک آدمی کو بطور خود ویدوں کے معنے لگانے کا اختیار ہوگا۔ اسلئے وید بجائے بُدھی کے سنشو وِہیک ہونے کے خود انسانی بُدھی کے غلام ہو جاویں گے۔ اور منشیہ کی بُدھی پرماتما کی بُدھی سے زبردست ٹھہرے گی لیکن ایشوری گیان میں وشواس کرنے والوں کے لئے ایسا خیال کرنا بھی کفر ہے۔ اسلئے یہ لازمی طور پر ماننا پڑتا ہے۔ کہ تمام آپت پُرشوں کا ویدک سدھانتوں کی نسبت گیان نربھرانت ہونا چاہئے۔ جو کوئی یوگ سمادھی میں بیٹھ کر وید منتروں کی اصلیت جاننے کا یتن کریگا۔ اُس کو اوشیہ میو نربھرانت گیان پراپت ہوگا۔ چنانچہ ویدوں میں کہا ہے۔

येनेदं भूतं भुवनं भविष्य
त्परिगृहीतममृतेन सर्व
म्। येन यज्ञस्तायते
सप्तहोता तन्मे मनः
शिवसंकल्पमस्तु॥

یہہ یجروید کے گیارہویں ادھیائے کا پانچواں منتر ہے۔ اس کا ارتھ یہہ ہے برے جگدیشور جس سے سب یوگی لوگ ان سب بھوت۔ بھوشیت ورتمان ووہاروں کو جانتے۔ جو ناشرہت جیو آتما کو پرماتما کے ساتھ میل کے سب پرکار ترسکا لیگیہ کرتا ہے۔ جس میں گیان کریا ہے۔ پانچ گیان اندری بدھی اور آتما یکت رہتا ہے۔ اس یوگ روپ یگیہ کو جس سے بڑھانے وہ میرا من یوگ وگیان یکت ہو کر اودیا آدی کلیشوں سے پرتھک رہے"۔ اب سوال یہ ہے کہ مہرشی شری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج اس پرکار کے آپت پُرشوں کی شرینی میں تھے یا نہیں۔ اس کا جواب دینے کی مجھکو کوئی ضرورت نہیں اُن کی خوبیوں کا زمانہ واقف ہے

(۲) آریہ سماج میں وید پڑھے ہوئے بہت کم ہیں۔ اسلئے سوامی جی نے جو ویدوں کا بھاشیہ کیا ہے۔ وہی ہمارے لئے پرمان ہے۔ اُس کو چھوڑ کر ہم کہیں کے نہیں رہتے۔

(۳) جب تک سوامی جی کے سدھانتوں میں وید اور شاستروں کی رو سے کوئی غلطی نہیں نکالی جاتی (جو ممکن ہی نہیں) تب تک امکان کے بحث میں گھوڑا دوڑانا بالکل عبث ہے

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب بھرانتری سبھا میں پرویش کرنے کے لئے آریہ سماج کی ممبری کی شرط لگائی گئی ہے۔ تو پھر اس نیم کی کیا ضرورت ہے یہ تو معلوم ہے کہ آریہ سماج کے ممبر شری سوامی جی کے سدھانتوں کے قائل ہیں۔ لیکن نتو کس سے ماننا پڑتا ہے

کہ واقعات اس کے برخلاف ہیں۔ ایسے شخص ہماری سماجوں کی انترنگ سبھاؤں کے ممبر اور ادھکاری ہیں۔ جو کہ نیوگ تنہا ویدک ورن ویوستھا کو پورے طور پر نہیں مانتے۔ سدھانتوں کے معاملے میں بہت کچھ گڑبڑ ہے۔ اس کھچڑی کو دور کرنے کی غرض سے ہمکو یہ نیم بنانا پڑا ""

باہمی پریم اور پرسپر ہمدردی کے لئے جہاں سدھانتوں کی ایکتا کی آوشیک ہے۔ وہاں آپس کا ملنا جلنا اور آریہ ستریوں کو ہندو عورتوں کی صحبت سے ہٹا کر آریہ سوسائٹی میں ملنے جلنے کی تحریک کرنا بہت سخت ضروری ہے۔ آج کل درشٹی گوچر ہوتا ہے۔ کہ باوجود پتیوں کی سخت اور سرتوڑ کوششوں کے بھی ستریاں ہندوؤں کی ہندو ہی رہتی ہیں۔ اور بودھ اور دیگر اویدک سنسکاروں کے موقع پر پکے سے پکے آریوں کو بھی بسا اوقات دھرم سے گرانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ اس کی بڑی بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ پتی تو ان کے پاس دن میں ایک آدھ گھنٹہ ہی بیٹھتے ہیں۔ لیکن محلہ کی ہندو عورتیں اور ان کے رشتہ دار نہ صرف پتی کی شکشا پر ہی جھوکا ڈال دیتی ہیں۔ بلکہ ہندو سنسکاروں کو ان کی آتماؤں میں زیادہ تر مضبوط کر دیتی ہیں یہ خرابی کبھی دور نہیں ہو سکتی جب تک کہ آریہ پریوار ایک دوسرے کے ساتھ راہ رابطہ پیدا نہ کریں۔ خیالات کے تبادلہ اور ہندو سنسکاروں کی دوری سے ہی ستریوں کے خیالات شدھ ہو سکتے ہیں جب ان کا میل جول آنا جانا۔ اور سہان پان آدی بیوہار صرف آریوں سے ہوگا۔ تو یقیناً ان کے خیالات پلٹا کھائیں گے۔ اسواسطے گیارھواں نیم بنایا گیا۔ جو بجنسہٖ ذیل میں درج ہے

"جہاں جہاں اس سبھا کے سبھاسد ہوں ان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے میں ایک کو منتری اور ایک کو پردھان نیت کریں۔ جن کا کرتویہ ہوگا۔ کہ کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ باری باری سبھاسدوں کے گھروں پر گستری اپاسنا کے جلسوں کا پربندھ کریں۔ اور ان تمام مناسب تدابیر کو کام میں لاویں جن سے کہ سبھاسدوں کا پرسپر پریم بڑھے۔ اور سبھا کے ساتھ لوگوں کی عام ہمدردی پیدا ہو۔"

(باقی آئندہ)

راقم

ویدک دھرم کا سیوک رلداس جنرل سکرٹری
شری متی آریہ بھراتری سبھا

لاہور میں مسز اینی بسنٹ کی آمد
اور
پنڈت دین دیال کے عجیب لیکچر

اخباروں کے پڑھنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ پچھلے دنوں مسز اینی بسنٹ صاحبہ لاہور میں تشریف لائیں تھیں۔ ان کی فصاحت اور بلاغت شہرۂ آفاق ہے۔ اور انگریزی پڑھے لکھے ان کے لیکچروں کو بڑے شوق سے سنا کرتے ہیں۔ مسز اینی بسنٹ صاحبہ نے اس موقع پر "فیوچر آف انڈیا" یعنے "ہندوستان کی آئندہ حالت" کے مضمون پر ایک نہایت مشہور لیکچر دیا جس کے سبب سے بنارس میں کافی جوش پھیل چکا ہے۔ اور آخر کار سمجھدار آدمیوں کو مسز صاحبہ موصوفہ کے تازہ خیالات سے اتفاقی ہی ظاہر کرنا پڑا ہے

مسز صاحبہ نے اپنے لیکچر میں "ہندوستان کی آئندہ ترقی" کا مجمل بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ہندوستان میں (۱) برہمچریہ (۲) ورن آشرم کی درستی (۳) مندروں کے پجاریوں کے آچرنوں کی درستی (۴) ستری شکشا (۵) اور تیرتھوں کی موجودہ ناپاکی" کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا تب تک ترقی ناممکن ہے۔ (۱) ستری اور پرشوں کو برہمچریہ پالن کی طرف خیال رکھنے کا خاص اپدیش دیا اور آئندہ تمام ترقیوں اور امیدوں کا سہارا اور منبع برہمچریہ آشرم کو ظاہر کیا (۲) ورن آشرم کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آجکل کی مصنوعی چھوٹی موٹی تمام ذاتیں توڑ ڈالی جائیں اور اپنے چاروں ورنوں کا دوبارہ رواج دینا چاہئے (۳) مندروں کے پجاریوں کے آچرنوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ نے کہا کہ کیوں نہیں اعلےٰ تعلیم یافتہ پنڈت پجاری مقرر کئے جاتے۔ اسی طرح ستری شکشا اور تیرتھوں کی موجودہ ناپاکی" کے متعلق بھی بہت اعلےٰ خیالات ظاہر کئے۔ اس موقع پر یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مسز صاحبہ کے لیکچر کا مفصل ریویو دیا جاوے۔ کیونکہ میرا مطلب اس موقعہ پر اس لیکچر کی موٹی موٹی باتوں کا ذکر کرنے سے صرف یہ تھا۔ کہ ناظرین اخبار کو یہ معلوم ہو جاوے۔ کہ اس وقت پنڈت دین دیال کو "فیوچر آف انڈیا" کے مضمون پر لیکچر دینے کی کیوں ضرورت پڑی۔ اس لیکچر کے بعد ہی ایک افواہ مشہور ہوئی کہ چونکہ مسز اینی بسنٹ صاحبہ نے اپنے لیکچر کے دوران میں پورانک سبھا کے سنتہ سدھانتوں کا کھلے الفاظ میں کھنڈن کیا ہے اسلئے پورانک سبھا اس لیکچر کی مخالفت میں

ایک لیکچروں کا سلسلہ شروع کرنیوالی ہے۔ چنانچہ یہ خبر غلط نہیں تھی۔ ایک نوٹس شہر میں چسپاں کیا گیا۔ کہ پنڈت دین دیال صاحب ”فیوچر آف انڈیا“ پر ایک لیکچر دیں گے۔ میں بھی اس شوق سے گیا۔ کہ دیکھوں وہ لوگ جو مسز اینی بیسنٹ کو ”بسنتی دیوی“ اور ”انی بائی“ ایسے معزز خطابوں سے یاد کرتے تھے۔ اب کن الفاظ میں اُن کی مخالفت کرتے ہیں اس جلسہ کے پریذیڈنٹ مسٹر جسٹس پرتول چندر چٹرجی ایم اے۔ بی۔ ایل جج چیف کورٹ تھے۔ پنڈت جی کی آج کی تقریر بہت عجیب اور مزیدار تھی۔ حسب عادت چوپائی اور دوہے کے گانے کے بعد آپ نے تھیوسافیکل سوسائٹی اور آریہ سماج کے حق میں چند تعریفی کلمے کہے۔ شائد آریہ سماج کا ذکر اس معاملہ میں صرف اس واسطے کیا گیا کہ تھیوسافیکل سوسائٹی اور خصوصاً مسٹر جسٹس چٹرجی پریذیڈنٹ جلسہ ناخوش نہ ہوں۔ بلکہ اُس دن دوران لیکچر میں پنڈت جی نے صاف الفاظ میں اس بات کا اظہار بھی کر دیا۔ کہ میں اس بات کا مفصّل ذکر اسلئے نہیں کرتا کہ لوگ کہیں گے کہ ایک معزز بیرونی آدمی کو میر مجلس بنایا گیا اور اُسی کے خیالات کا کھنڈن اُسی کے سامنے کیا گیا یہ امر تہذیب سے بعید ہے۔“ میں اس موقع پر ان خوشامدانہ تعریفی کلموں کا ذکر چھوڑ کر جو پنڈت جی نے اُس موقع پہ بہت پُر کسی خاص مصلحت سے استعمال کئے۔ صرف اُن باتوں کا ذکر کروں گا۔ جن کے خاص کھنڈن کے لئے ان لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا گیا تھا۔

(۱) برہمچریہ کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ مرد چاہے اٹھارہ بیس اکیس کی عمر تک برہمچریہ رکھ سکتا ہے۔ مگر عورت کی چھوٹی عمر میں یعنی آٹھ دس حد بارہ تیرہ برس کی عمر میں شادی کر دینی چاہئے اس سے زیادہ عمر کی لڑکی کنواری ہرگز نہ رہے۔

(۲) ورن آشرم کا ذکر پنڈت جی نے بہت عرصہ تک کیا۔ اور باوجودیکہ پہلے کہہ چکے تھے کہ آج میں کسی سبھا سماج یا سوسائٹی کا خاص کھنڈن نہیں کروں گا۔ مگر اس موقع پر تو آریہ سماج کو خوب آڑے ہاتھوں لیا مگر یا تو مسز اینی بیسنٹ صاحبہ کے خیالات کو جو انہوں نے اس مضمون کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ بھول گئے یا جان بوجھ کر مسٹر چٹرجی کے ڈر سے یا کسی اور باعث سے اس بات کا ذکر دانستہ چھوڑ دیا۔

(۳) مندروں کے پجاریوں کے آچرنوں کے متعلق آپ نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور اس بات کو جھوٹا الزام ظاہر کیا۔

(۴) ستری شکشا کے لئے آپ نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ تلسی رامائن تک پڑھانا چاہئے۔ اور تعلیم اس قسم کی ہونی چاہئے۔ کہ اپنے پتی کو ایشور۔ اپنے گھر کو ہندوستان اور ہندوستان کو دنیا سمجھیں اُن کے خیالات میں وسعت کسی قسم کی نہ آنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس قسم کی محدود تعلیم کا میں حامی ہوں۔ مگر آزادی کا ہرگز خواہاں نہیں۔ اس موقع پر جو تمسخرانہ کلمے آپ نے فرمائے اُن کا ذکر یہاں مناسب نہیں ہے۔ ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں

(۵) تیرتھوں کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ وہاں کے پنڈوں میں ہرگز بدچلنی نہیں ہے بلکہ یہ تمام ناپاکی ادھر ادھر کے شراب خانے لاہور اور دوسرے بڑے شہروں کے انگریزی پڑھے لکھے جنٹلمینوں کی بدولت ہیں۔ اور یہ الزام غلط ہے۔ کہ تیرتھوں میں بدچلنی اچاریوں اور پنڈوں کے سبب سے ہے غرضیکہ پہلے دن کے لیکچر کا خاتمہ اس قسم کی باتوں کا مفصّل ذکر کرتے ہوئے۔ اور تھیوسافیکل سوسائٹی کی تعریف کرتے ہوئے ہوا اس سلسلہ میں پنڈت جی کے کل پانچ لیکچر ہوئے۔ جس سلسلے کا آخری لیکچر کل تھا۔ اس سے اگلے اتوار کو پنڈت جی نے اس مضمون پر پھر لیکچر دیا۔ آج کوئی شخص میر مجلس نہیں تھا۔ شائد پہلے دن کے خیالات سُن کر کسی معزز آدمی نے میر مجلس ہونا منظور نہیں کیا ہوگا۔ دوران لیکچر میں پنڈت جی نے وعدہ کیا تھا۔ کہ آخری لیکچر میں کوئی معزز آدمی میر مجلس ہوگا۔ مگر آخر تک کوئی میر مجلس مقرر نہ کیا گیا۔ اس کا راز وہی شخص جان سکتے ہیں۔ جن کا پورا اُس سبھا سے تعلق ہے۔

اس دوسرے لیکچر میں چونکہ مسٹر چٹرجی میر مجلس نہیں تھے۔ اسلئے آپ نے کھلے طور پر تھیوسافیکل سوسائٹی کا کھنڈن ہی شروع کر دیا۔ پہلے تو آپ نے اُن صاحبوں پر بوچھاڑ شروع کی جنہوں نے آپ کو آریہ سماج کی تعریف کرنے کے باعث یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ آپ کے خیالات میں تبدیلی وقوع میں آتی جاتی ہے۔ آپ نے تھیوسافیکل سوسائٹی کی ابتدائی تاریخ کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ پہلے پہل سوسائٹی نے سوامی دیانند کو گورو بنایا پھر چونکہ اُن کے ساتھ گذارہ نہ ہو سکا اُن سے علیحدگی اختیار کی۔ لکھنؤ میں مسٹر السکاٹ صاحب نے مسلمانوں کے مت کے متعلق لیکچر دیا تھا۔ تاکہ مسلمان لوگ اس سوسائٹی میں داخل ہو جاویں مگر جب وہاں دال گلتی نہ دیکھی۔ تو ہندوؤں کی تعریف شروع ہوئی۔ اور اس سبب سے

سینکڑوں ہندو اس میں شریک ہوئے تھے
آپ نے فرمایا۔ کہ مسز اینی بسینٹ صاحبہ
چاہتی ہیں کہ مندروں کے پجاریوں کو
نکال کر ان کی جگہ بنارس کے ہندو کالج
کے پڑھے ہوئے طالب علم مقرر کئے جاویں
اس موقع پر آپ نے فصاحت سے پُر الفاظ
میں حاضرین سے اپیل کی کہ اس وقت آپ
آپ کے ان دو سوسائٹی موجود ہیں۔ ایک
آریہ سماج دوسری تھیوصافیکل سوسائٹی
آریہ سماج تو یہ چاہتی ہے کہ مندر توڑ دئے
جاویں اور مورتی پھوڑ دی جاویں۔ اور
تھیوصافیکل سوسائٹی اپنے کالج کے لڑکوں
کے ذریعہ ہمارے مندروں پر قبضہ کرنا
چاہتی ہے۔ فرمائے ہمارے مندروں پر قبضہ
کرنے والے اچھے ہیں یا مندروں کو توڑنے
والے۔ آپ نے فرمایا کہ مقابلتاً مندروں
پر قبضہ کرنے والے زیادہ خطرناک ہیں۔ آج
کے لیکچر کے آخری الفاظ خاص معنی اور مدعا
کو ظاہر کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا آپ کو
شرم نہیں آتی کہ آپ اپنی جیسی پیچھے بیٹھے
ایک عورت سے اُپدیش سنتے ہیں۔ ہمارا
دھرم ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ عورت سے اُپدیش
ہرگز نہ سننا چاہئے۔ اگر پاربتی بھی ہمیں
اُپدیش دینے آویں تو ہم ہرگز نہ سنیں گے اور
نیز یہ بھی فرمایا کہ جس طرح کپڑے۔ لیمپ
وغیرہ تمام اشیاء انگلینڈ سے آرہی ہیں
اسی طرح مذہب کا دھرم (اشارہ تھیوصافیکل
سوسائٹی کی طرف تھا) بھی اب ولایت سے
آنے لگا ہے

اس موقع پر تھیوصافیکل سوسائٹی کے معزز
لوگوں پر عجیب حیرانی پیدا ہوئی۔ وہ حیران
تھے کہ جس سبھا میں ہم لیکچر دیتے رہے۔
مسز اینی بسینٹ ڈاکٹر بھگوان داس کرنل الکاٹ

وغیرہ کئی دفعہ سناتن سبھاؤں کے سالانہ
جلسوں میں لیکچر دے چکے ہیں۔ اُس نے
ہماری ایسی بے طرح مخالفت شروع کی۔ چنانچہ
اس بیہودہ کارروائی کو روکنے کے لئے
تھیوصافیکل سوسائٹی کے ایک معزز لیڈر نے ایک
خط لکھا۔ اس خط کا اثر پنڈت جی کے تیسرے
لیکچر میں برابر نمایاں تھا۔ تیسرا لیکچر گویا کل اس
اثر کو دور کرنے کے لئے تھا آپ کے دوسرے
لیکچر سے پھیلا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ
کہتے ہیں کہ میں نے تھیوصافیکل سوسائٹی
کی مخالفت کی کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے۔ دیوان نرنجن
پنڈت گوپی ناتھ۔ راجہ ہرنام سنگھ وغیرہ
سناتن دھرم سبھاؤں کے رکن اُس کے ممبر ہیں
اور تھے۔ اور مسز اینی بسینٹ صاحبہ نے کہا
اور وہ کیا اور جو کچھ میں نے کہا اُس کا یہ مطلب
ہے اور وہ مطلب ہے۔ تھیوصافیکل سوسائٹی
ہمارے فائدہ کے لئے ہے وغیرہ وغیرہ
غرضیکہ تمام تر لیکچر اسی قسم کی باتوں سے
ہی پُر تھا۔ مضمون کے متعلق اس دن کے لیکچر
میں کچھ ذکر ہی نہیں ہوا تھا۔

چوتھا لیکچر آپ کا اسی مضمون پر اس لیکچر کو ملا
آج کے لیکچر میں آپ نے بذریعہ اشتہار یہ
وعدہ کیا تھا۔ کہ "فیوچر آف انڈیا" کے متعلق
آریہ پنڈتوں اور مہاتماؤں کی رائے کا اظہار
کیا جاویگا۔ ناظرین اخبار ان لوگوں کے رشیوں
اور مہاتماؤں سے بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ
آج کے دن آپ نے ایک پران اور تلسی راماین
میں سے کلی یگ کے متعلق شلوکوں اور چوپائیوں
کو پڑھا۔ آج کے لیکچر میں آپ نے برہمچریہ پر
بہت زور دیا۔ شکر ہے کہ آخر کار ان لوگوں
کے منہ سے برہمچریہ کی مہاتما ہے گا ہے
نکلنے لگی ہے

کل کے دن آپ کا آخری پانچواں لیکچر تھا

اصل میں تو پانچ لیکچروں کی ہرگز ضرورت
نہیں تھی۔ کیونکہ ہر ایک لیکچر میں قریباً انہیں
باتوں کا دوبارہ سہ بارہ بیان کیا گیا۔ اور
جہاں تک ہوسکا آپ نے مشتبہ اور
استعارہ آمیز الفاظ استعمال کئے۔ چنانچہ
آپ نے اپنے دوسرے لیکچر میں فرمایا تھا۔ کہ
میں بہت ہنسی کی کہنے والا ہوں۔ اور ان الفاظ
میں کچھ اور ہی کہ گیا ہوں۔ ان باتوں کو سمجھنے
کے لئے بڑی عقل درکار ہے۔ کم سمجھ میرے
استعاروں کو نہیں سمجھیں گے۔ پر میرے دردھ
کی تو کچھ حد ہی نہیں تھی۔ ابھی ایک سوسائٹی
کی تعریف ہے اور ابھی اسکا کھنڈن۔
آپ نے آج کے روز ہی ابتدائی الفاظ پھر
شروع میں فرمائے کہ میں پہلے پڑھ گیا کہ چکا
ہوں کہ آج کے دن کھنڈن نہیں کروں گا
مگر دوران لیکچر میں پڑھ گیا کہ برخلاف حسب
دستور عمل کیا۔ آپ نے کالجوں کی تباہی کی ناکامی
کا ذکر کرتے ہوئے گوروکول اور آچاریوں
کی کُل میں تعلیم پانے کے پرانے طریقے کی
تعریف کی۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے۔ کہ آخر کار
سوامی دیانند کے جانی دشمن کو بھی گوروکل
کی عظمت کو تسلیم کرنا پڑا۔ آپ نے کہا۔ کہ
برہمنوں کو کبھی کوئی نہیں سکھا سکتا۔ چاہے
ہمیں وید نہیں آتے۔ ہم شاستر نہیں جانتے
مگر پھر بھی ہم دنیا کو سکھا سکتے ہیں۔ چاہے
برہمن پانچ روپیہ کا چپراسی ہو۔ مگر پھر بھی
ویسی ہی عزت کے لائق ہے۔ ہم کسی
کی نہیں سنیں گے۔ برہمن دوسرے کسی کا اُپدیش
سنیں یہ ہو نہیں سکتا۔ ہمیں یہ ابھیمان ہے
اور ہم اس ابھیمان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں
ورن آشرم کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا
کہ لاہور کے کھشتری وشیوں کو ہمیشہ برہمن
ہونے کو سمجھایا کرتا تھا۔ کہ دیکھو گُن کرم

انوسار ورنوں کو مانتا مانتا۔ مگر آپ نہیں
ٹلے۔ آخر کار اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مردم شماری کے
کمشنر مسٹر بہزلی نے کشتریوں کو بباعث اُن
کے گن کرم کے ویش قرار دیا ہے۔ اس تیع
پر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے
حاضرین سے بڑی ہی دردناک اپیل کی
آپ نے فرمایا کہ سماج نے جگیاسو۔ مُنی
پنڈت اور ودیارتھی وغیرہ پیدا کئے۔ مگر
"شرما" نہیں بنا سکا۔ کیونکہ شرما تو صرف جنم
کے برہمن کے نام کے پیچھے ہی سجتا ہے۔ سوامی
جی کے وید بھاشیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ
نے فرمایا کہ "آریہ ویدوں پر سوار ہیں" (ان
بھاشیہ کی آج کی پرتگیا کو یاد کیجئے اور پھر
اس تہذیب کو دیکھئے) "ویدوں کو جس
طرح چاہتے ہیں چلاتے ہیں"۔ آریہ لوگ
مرتک شرادھ نہیں مانتے اور کہتے ہیں۔ کہ
زندوں کی پالنا کرنی چاہئے۔ تو کیا ویدوں
میں ذکر نہ ہوتا۔ تو کیا یہ لوگ اپنے ماتا پتا
کو روٹی نہ دیتے وغیرہ تمسخرانہ جملے بھی
کرتے رہے۔ پنڈت گوپی ناتھ کے مقدمے
کا بھی اشارۃً ذکر کیا۔ دوران لیکچر میں یہ
بھی فرمایا کہ "ملکہ وکٹوریہ کا راج دھرم
کا راج تھا" اور اُن کے سر پر جانکی کا ہاتھ
تھا" اور اس مضمون پر آئندہ مفصل لیکچر
لاہور میں ہی دینے کا وعدہ کیا۔
آخر میں آپ نے سناتن دھرم سبھا۔ تھیوسافیکل
سوسائٹی اور آریہ سماج کو اتفاق کرنے
کے زور دار الفاظ میں اپیل کی۔ مگر لوگ
بخوبی جانتے ہیں کہ ان سوسائیٹیوں پر کینے
سے کرنے والا کب اتفاق کرانے میں کامیاب
ہو سکتا ہے۔

اوپر میں نے جہاں تک ہو سکا پنڈت دین دیال
کے لیکچروں کی مختصر رپورٹ دی ہے۔ اس میں
شک نہیں کہ پنڈت دین دیال کے طرز بیان
میں بہت فرق آگیا ہے۔ اب وہ سمجھ
رہے ہیں کہ زمانہ میں تبدیلی ہو رہی ہے
اور آریہ سماج کے بیس پچیس برس کے
کام نے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا ہے۔ اس
واسطے جا بجا تعریفی اور خوشامدانہ کلمے
ہی برابر استعمال کرتے رہے

آریہ سماج کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ
نے آخری لیکچر میں فرمایا کہ "پہلے پہل تو میں
لیکچر دینے کے خیال سے دیا کرتا تھا۔ کہ
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ چاہے
اپنے لیکچروں میں کامیابی ہوتی یا نہ ہوتی
مگر آج میں سچ سچ کہتا ہوں" اسکے بعد
پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے کہا کہ شروع
شروع میں ہم نے آریہ سماج کی مخالفت کی
اس خیال سے کہ اس کو اُکھاڑ کر پھینک دیں گے
مگر بیس برس میں معلوم ہوا۔ کہ ہم اسے
اُکھاڑ کر نہیں پھینک سکتے۔ ہندوؤں سے
اور کئی فرقے نکل آئے چند ہزار آریہ نکل کر
الگ ہو گئے تو کیا پروا ہے۔ اور یہ وعدہ
دیا کہ اب اُس زور شور سے آریہ سماج کی
مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ صلح اور صفائی
ذرائع ڈھونڈنے چاہئیں"

غرضیکہ ان عجیب و غریب لیکچروں کا خاتمہ
پرسوں کے دن ہوا۔ میں نے ان لیکچروں
پر اپنے نوٹ صرف مضمون کے طویل ہو جانے
کے ڈر سے نہیں دئے ہیں۔ جہاں تک ہو سکا ہے
میں نے پنڈت دین دیال کے بھاؤ کو انہیں الفا
ظ میں جو مجھے اب تک یاد رہ سکے ہیں ظاہر کیا ہے
پنڈت دین دیال کے مذکورہ بالا لیکچروں
نے ایک بات کا اظہار کھلے الفاظ میں کر دیا کہ
سوامی دیانند سرستی کے زبردست اُپدیش باوجود
اس شخص کو ایسی جہان سے گذرے ہوئے

اٹھارہ برس ہو گئے اُن کے مخالفوں کو
چین نہیں لینے دیتے۔ مسٹر اینی بسنٹ
چاہے وہ اس بات کو تسلیم کرے یا نہ کرے
اپنے خیالات میں تازہ ترقی صرف اُس مہرشی
کے زبردست اُپدیشوں کے ذریعہ حاصل کی
اور کچھ عجب نہیں کہ پنڈت دین دیال نے بھی
اپنے لیکچر کے دوران میں بدھ کو اوتار ثابت
کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایشور کو اس سے بدھ
اوتار لینے کی ضرورت پڑی کہ دنیا میں ایشور
کا کھنڈن کر کے دکھا دے۔ کیونکہ ایشور کا کھنڈن
ایشور کے سوا کون کر سکتا ہے۔ اسی طرح
اگر مہرشی کے زبردست اثر کو محسوس کرتے ہوئے
یہ شخص کوئی نئی ویس سوامی دیانند کو ایشور
کا اوتار ثابت کرنے کے لئے نکالے۔ مگر آریہ لوگ
ان تمام باتوں کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ
ہمیشہ اسی طرح اپنے ابھمان اور غرور میں
غرق رہیں گے۔ اور سانپ کے بچے بیٹے
رشتے اور کپٹ کے جال سے منش جاتی
کو بچانے کا یتن کرتے رہیں گے

آپ کا سیوک

وشنو دت از لاہور

اگروال قوم میں بال وِدھوا کا وِواہ

کل بتاریخ ۱۰ جون ۱۹۱۱ء کو بمقام مظفر نگر محلہ
مغربی وشمالی میں ایک شادی ودھوا کی جو لالہ
سروپ لال صاحب کی دختر نیک اختر بال ودھوا
ساتھ لالہ گوبند پرشاد ساکن مظفر نگر کے بڑی دھوم
دھام سے ہوئی گویا کہ اگروال قوم میں یہ اول
ہی نظیر پیدا ہوئی۔ جسکے لئے لالہ سروپ لال صاحب
شکریہ کے مستحق ہیں۔ باوجود مخالفت برادری
... آدمی بارات کے ساتھ تھے۔ اور یہ
پھیرو نجے سب کارروائی ویدک ہوئی اور

آریہ بھراتری سبھا

نمبر ۵

کئی سماجوں پر اس نیم پر عملدرآمد ہونا بھی شروع ہو گیا۔ اور جہاں جہاں شریمتی آریہ بھراتری سبھا کے سبھاسد ہیں وہاں وہاں پریوارک اُپاسنا کے جلسوں کا عنقریب پرچار ہونیوالا ہے لیکن ایک اور امر بھی وچارنیہ ہے۔ اگر اصولوں کی مطابقت بھی ہو۔ اور ملنے جلنے کا سلسلہ بھی ہو۔ لیکن کھانے پینے کی بیہودہ قیود کی غلامی بدستور ہے۔ تو پرسپر پریم اور ہمدردی کا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ جہاں پر کچی پکی کے جھگڑے ہوں۔ اور ایک دھرم کے پیروکار آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہی کھانے پینے سے پرہیز کریں تو ایک دوسرے کے لئے گھرنا پیدا ہو کر ودھ بڑھتا ہے۔ جہاں اس قسم کا ودھ اور جاتی ابھمان ہو وہاں پریم اور پریتی کی آشا رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ بندھیا عورت کے پوتے دیکھنے کی امید باندھنا مہرشی نے اس کھانے پینے کے بکھیڑے کے سخت برخلاف لکھا ہے۔ لیکن تاہم ہم لوگ بدستور رواج کی ایسی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے اپنی اخلاقی بزدلی پر شرمسار ہونے کے ڈھکوسلے گھڑنے میں دن رات مشغول رہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ کھانے پینے کے معاملے میں کوئی دھرم نہیں ہے میں پوچھتا ہوں کہ بھی ایسی حجتیں کرنے والے واقعی بزدل نہیں ہیں۔ اور سچے دل سے ہی مانتے ہیں۔ کہ کھانے پینے سے نہ کچھ بنتا ہے۔ اور نہ بگڑتا ہے تو کیوں نہیں ہر ایک آریہ کے گھر کا کھانا پینا آرمبھ کر کے اپنے وشواس کا عملی ثبوت دیتے۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ رہتیوں یا مسلمانوں کو آریہ سماج ہماری سوسائیٹی ہضم کر سکے گی۔ اور کبھی ان میں اور ہم میں بھراتری پریم اور برادرانہ الفت اور یگانگت کے رشتے مضبوط ہو سکیں گے۔ جب کہ ہم باوجود مسلمانوں کے ہاتھ سے بنی ہوئی دوائیں پینے - مسلمان کمپونڈر کی بنائی دوائی کے استعمال کرنے۔ چماروں کے بنائے ہوئے گڑ کے کھانے اور مسلمان گجروں کے برتنوں میں چھوا ہوا۔ اور ان کے گھر کے پانی سے شدھ کیا ہوا دودھ اڑا جانے کے اپنے شدہ آچاری غیر مذاہب سے آئے ہوئے بھائیوں سے صرف ہندو برادری کے ڈر سے گھبرایا کریں گے۔ اور جھوٹے بھائی بنا کر اپنے آتما کا خون کریں گے یہی کھان پان کا بکھیڑا آپس میں مختلف جاتیوں کا سر پھٹول کروا رہا ہے۔ ایک بنیا ایک سود کو حقہ پینے کے لئے نہیں دیتا سود یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم ہی کشتری ونشی کے ثابت ہو جاویں۔ آپس میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ جب یہ حالت ہو تو پریم کہاں × × × × × ۔ ایسے سبھا کے پہلے مقصد کی ہی پورتی کے لئے چوتھا نیم بنایا گیا۔ جو حسب ذیل ہے جیسا کہ رشی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں آریوں کے پرسپر کھان پان ادی ویوہار کا اپدیش کیا ہے۔ اسی پر ایک سبھاسد کا عملدرآمد لازمی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ رشی کا اس معاملہ میں کیا سدھانت ہے۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے دسویں سملاس میں فرماتے ہیں۔ —

" . . . یہی ان دھورتوں (چالبازی) کا پاکھنڈ ہے۔ کہ جس میں گھی دودھ زیادہ لگے اس کے کھانے میں لذت ہو اور پیٹ میں چکنی چیز زیادہ جاوے اس واسطے یہ حیلہ نکالا ہے

ورنہ آگ سے یا موسم پر پکی ہوئی چیز پکی اور نہ پکی ہوئی کچی ہے

اور جو پکا کھانا ہے اور کچا نہ کھانا ہے۔ وہ بھی ہر موقعہ پر ٹھیک نہیں۔ کیونکہ چنے وغیرہ کچے بھی کھائے جاتے ہیں "، (دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ صفحہ ۴۵۵)

" اس حماقت کے باعث ان لوگوں نے چوکا لگاتے لگاتے اور مخالفت کرتے کرتے تمام آزادی، خوشی۔ دولت۔ حکومت علم اور ہمت پر چوکا پھیر دیا۔ اور اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں " (ایضاً)

(۳) لیکن آپس میں آریوں کا ایک کھانا ہونے میں کوئی عیب نہیں دکھلائی دیتا۔ جب تک ایک عقیدہ ایک ہی نفع نقصان ایک سکھ دکھ آپس میں نہ مانا جاوے تب تک ترقی کا ہونا محال ہے۔ (ایضاً صفحہ ۳۵۲)

(۴) اگر آریوں میں کوئی پاک صاف طریقہ ہے۔ تو برابر سب آریوں کے ساتھ کھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

دیکہو ہمارا جب ہیڈ ہنشر کے ضرور آج سوچ سمجہیں کہ زمین کے راجہ رشی اور مہرشی آجسے نہ ایک ہی رسوئی سے کہانا کہایا کرتے تہے" (ایضاً صفحہ ۳۶۲)

لیکن کہان پان کی بیہودہ قیود کبھی نہیں ٹوٹ سکتی ہیں۔ جب تک کہ گہرنت اشیاء کا استعمال ممنوع قرار نہ دیا جاوے کیونکہ کوئی بہی شدہ رسوئی اور ساتوک بہوجن کرنے والا آریہ یہہ برداشت نہیں کریگا۔ کہ وہ ایک ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر کہانا کہاوے۔ جس کے پیٹ مانو انس آدی راکشس بہوجن اور ابہکشیہ پدارتہوں کے بنے ہوئے ہوں۔ گوشت کہانے والے اور شراب پینے والے راکشس بہرتی والے پرشوں کے پاس تو بیٹھنے کو بہی جی نہیں چاہتا چہ جائیکہ اُن کے ہاتھ کا کہانا کہایا جاوے۔ یہ بات تو سب سے بڑھ کر پریم اور ہمدردی کی جڑ پر کلہاڑا مارنے والی ہے۔ اسلئے اس نیم کی ضرورت پڑی جو نمن لکہت ہے۔"

اس سبہا کے تمام سبہاسدوں کا کہان پان انس مدرادی ابہکشیہ پدارتھوں سے بغیر ہونا چاہئے" مہرشی جی کہی جگہہ ایسا ہی فرماتے ہیں

(۱) "شراب وگوشت کہانے پینے والے ملیچہ کہ جن کا جسم شراب اور گوشت کے ذروں سے پُر ہے ان کے ساتہہ نہ کہاؤ" (ستیارتہ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ صفحہ ۴۵۸)

(۲) اس اتنی وجہ تو ہے کہ جو لوگ گوشت خوری اور شراب نوشی کرتے ہیں اُن کے جسم ردی منی وغیرہ دہو بتیں بدبو وغیرہ کے باعث پلید ہوتی ہیں" (ایضاً ایضاً صفحہ ۳۵۲)

(۳) البتہ مسلمان و عیسائی وغیرہ شراب وگوشت کہانے والوں کے ہاتہہ کے کہانے میں آریوں کو بہی شراب اور گوشت وغیرہ کے کہانے پینے کا عیب پیچہے لگ جاتا ہے (ایضاً صفحہ ۳۵۶)

واضح ہووے کہ لفظ وغیرہ میں جو کہ جلی قلم سے لکہا ہوا ہے۔ سکہہ وکشمیری پنڈت اور کلیجڑہ وغیرہ سب گوشت کہانے والی قومیں آجاتی ہیں ناظرین یہہ مقصد کی پورتی کے لئے جو چیزیں بنائی گئی ہیں۔ اُن کی تشریح اپنی بدہی انوسار میں نے آپ کی سیوا میں کردی ہے۔ جب پرسپر پریم اور ہمدردی پیدا ہو جاویگی۔ تب ہم واستوک ساماجک اُنتی کرسکیں گے۔ اس کی دلیل اگلے دو متفا صدا ور نیم نمبر ۳ و ۸ سے مشرح ہے۔ جن کی بابت میں آئندہ عرض کروں گا

راقم

آریہ دہرم کا سیوک رامداس منتری آریہ پہرتر کا ببلا

مفید عام باتوں کا سلسلہ

نمبر ۱۰

پرماتما کی پرم دیالتا اور مہاکرپالتا کا درشن ہم الپگیہ پرانیوں سے کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ باوجود ہمارے انیک پرکار کی نافرمانیوں کے دیاوان پتا ہمیں ہر پرکار کا سکہہ دیتے ہیں۔ پیارے سجنو! راتری کے اندہکار کے سمے ہیں اپنے پدارتھوں تتہا شریر کا ہمیں کسقدر بہئے ہوتا ہے۔ اُن کی رکشارتہ ہم دروازے بند کر لیتے ہیں۔ محافظ مقرر کرتے ہیں۔ تاہم چور آدی شترؤوں کا بہئے ہمیں آرام سے نیند نہیں لینے دیتا غرضیکہ اُس سمے ہم اتی ویاکل ہوتے ہیں لیکن جونہی اپنے گہونسلوں میں اُٹھ کر پرماتما کی ہگنا ئین کرتے ہوئے پنچھی گن ہمیں پراتہ کال ہونے کا سندیسہ سُناتے ہیں اور تیج سے سوریہ پراچی دِشا سے اپنے چمکدار کرنوں سے نکلتا ہے۔ ہمارے تمام بہئے تات کال نشٹ ہو جاتے ہیں۔ اور سب پرکار کی ویاکلتاؤں سے شانت ہو کر اپنے سانسارک ویوہاروں میں نسچنت لگ جاتے ہیں۔ متّرو! یہی حال ہماری آتمک اوستھا کا ہے۔ دُنیاوی کاریہ واہی کے لئے ہمیں ایشور نے سوریہ کی روشنی بخشی ہے جب تک ہم اُس روشنی میں ہوتے ہیں تب تک نربہئے ہوکر کام کرتے ہیں۔ لیکن اندہکار کے چہاتے ہی شترو ہم پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرتے ہیں۔ لیکن اِس اندہکار کے سمے بھی سوریہ سے روشنی حاصل کر کے چندرما ہوتا اگر آپ بنو دار ہو دیں۔ تو شترؤں سے بچانے کے لئے وہ ہمارے بہت کچہ سہایک ہوتے ہیں اسی طرح آتمک اوستھا میں ہمارے آتمک دیوہاروں کے واسطے دیالو پرماتما نے ہمیں اتینت تیج یکت سوریہ دیا ہے۔ کہ جس کے پرکاش میں ہمارے آتما کو کسی پرکار کا بہی بہئے نہیں ہوتا۔ بلکہ بے فکر اپنے وہار کے دیوہاروں میں لگا ہوا۔ اپنا جیون بتیت کرتا ہے۔ پرنتو! جیو آتما اُس روشنی سے دور چلا جاتا ہے

تو وہی راتری کے سمے کے اندھکار کی حالت اُس پر چھا جاتی ہے۔ کام کرودھ آدمی اُس پر ہر ایک طرف سے آن حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس کے پاس جو توشہ ہوتا ہے چھین کر اُسے بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ جاتے ہیں۔ سیدھا مارگ کھو کر بیچارا جیو آتما اِدھر اُدھر راستوں پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔ دیالو پرماتما اُس سمے بھی اپنی دیا سے چندر سمان ویدوں سے روشنی حاصل کئے ہوئے رشی کرت متبرک نسخوں کی روشنی دیتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے پاپوں کا ویگ کھینچ کر ہمیں اندھکار ساگر میں جا گراتا ہے اور ہم ٹھوکریں کھاتے اور صدمے اٹھاتے پھرتے ہیں۔ سجنو! کیا تم اندھکار میں پڑا رہ کر ستیہ دھرم اور ستیہ مارگ سے محروم رہنا" اور ہر ایک پرکار کے دُکھ کا جھیلنا پسند کرتے ہو؟ یا کہ اُجل پرکاش میں سیدھی سڑک پر چلتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچنے کے شوق میں سب پرکار کے دُکھوں سے بچتے ہوئے اپنا آتما کو خوش رکھنا پسند کرتے ہو۔ کوئی منشیہ نہیں جو دُکھ میں پڑنا چاہے۔ تو پھر اپنے آتما کو وید روپی سوریہ یا کم از کم رشی کرت گرنتھ روپی چندرما کی روشنی کیوں نہیں لاتے۔ اور آنند ہو گنے کے ادھکاری بننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ آؤ مترو! پرم کرپالو پرماتما کی کرپا کا دھنیہ واد کرتے ہوئے اس سے پرارتھنا کریں۔ کہ ہے ایشور ہمیں وید سوریہ کی روشنی اور سچا مارگ پردان کیجئے

(دوم قسم)

شاریرک اُنتی کے متعلق

(مفید عام باتوں کا سلسلہ نمبر ۱۱)

اخبار آریہ پتر کا مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۱۰ء میں مسٹر سی۔ کے راولی۔ اے کا جو طبی مشورہ چھپا ہے۔ اُسے اردو داں آریہ پبلک کے لئے ہم یہاں درج کرتے ہیں اخبار مذکور لکھتا ہے کہ ضیق النفس یا سل وغیرہ بیماریوں کے پذیر ہونے پر بیمار کو دوگنی احتیاط چاہئے۔ اور مناسب پیش بندی اور اندر کی طرف فلالین کا کپڑا پہننے سے دشمن کو بھگانا چاہئے۔ اُن لوگوں پر جو سخت ورزش مثلاً فٹ بال۔ کرکٹ۔ یا ہوکی کرتے ہیں۔ ہمیشہ عمدہ فلالین کی قمیص پہننا چاہئے۔ اُنہیں پتلی روئی کے کپڑے کے استعمال سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ امر سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسی پوشش سے جلد کی تری (پسینہ) جلد بخار بن کر اڑ جاتی ہے۔ جو کہ پھیپھڑوں کی سخت جلن کا باعث ہوتی ہے۔ اُن لوگوں کو جنہیں پسینہ کثرت سے آتا ہے۔ سارا سال کم از کم گونہ فلالین کا استعمال کرنا چاہئے لیکن وہ جنہیں زیادہ پسینہ نہ آتا ہو روئی کی پوشاک پہن سکتے ہیں۔ اور وہ اُن کے لئے مفید ہی ہے۔ سردی سے محفوظ رہنے اور پسینہ کے جذب ہونے کے لئے پشم روئی سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور اندر پہننے کے لئے بہت ہی عمدہ ہے۔ گرمی سے بچنے کے لئے سفید رنگ کے کپڑے بہت عمدہ ہیں اور ہلکے خاکستری رنگ کے اُس سے دوسرے درجے پر"

پھر اُسی اخبار میں پاؤں کی احتیاط کے لئے جوتا پہننے کے متعلق دو قیمتی ہدایتیں ہیں (۱) وہ جوتا مت پہنو کہ تمہارے انگوٹھے کو خط مستقیم میں نہ رہنے دے (۲) وہ جوتا مت پہنو۔ جسکا تلوا پاؤں کے خاکے سے تنگ ہو۔ جو کہ پنسل سے پاؤں کے اردگرد کے کنارے سے کھینچا جاوے" پھر لکھا ہے بعد ہر ایک طبیب کو اپنے زیر علاج خاندانوں کو نصیحت کرنی چاہئے کہ دن بھر پینے کے لئے پانی ابال لو۔ اور صاف ڈھکے ہوئے گھڑوں میں صاف جگہ میں سرد ہونے کے لئے رکھ دو۔ اس میں برف ہرگز نہیں ڈالنی چاہئے۔ خواہ موسم گرمی کا ہو یا سردی کا۔ دودھ کا استعمال اس طریقہ سے کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس طریقہ سے بیماری کچھ رک جاتی ہے۔ اسی اخبار میں ہنسنے کے اثر کی بابت ڈاکٹر ایچ کیمبل کی رائے درج ہے۔ کہ جب ہم ہنستے ہیں تو بیماری پھیپھڑے میں پھیل جاتی ہے۔ جسکا ایک نتیجہ یہ ہے۔ کہ اس پھیلاؤ سے پھیپھڑوں میں خون گندہ زائد ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ہم گہرا سانس لے سکتے ہیں۔ یہ صحت کا عمل ہے۔ کیونکہ پھیپھڑے کے بہت سے حصے معمولی سانس لینے میں اچھی طرح سے استعمال نہیں ہوتے۔ اسلئے قہقہہ ایک عمدہ ورزش ہے

ماسٹر سندر داس گرکل جالندھری

۵/۱۳ دھیان یوگ پرکاش ۲۳/۱۲

یہ پستک ویدوں اور شاستروں کے پرانوں سے سنگرہ کی گئی ہے۔ جس میں چند قسم کے پرانایام کرنے کی سرلتا سے بدھی لکھی گئی ہے (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی ہے (۲) جو انتر بدھی بدھی (۳) ستمبھ ورتی (۴) جو پران اپان کی نالکا کے اندر لڑائی کرانی۔ جسکو دھکا دینا ہی کہتے ہیں (۵) اگر بیاوان بدھی۔ (۶) دیریہ چڑھانے کی بدھی جیسے کرنے سے پریہ ادر کشٹ روگ جاتا رہتا ہے ادیک لابھ پستک کے دیکھنے سے ہوگا قیمت ۸/ ۳۷۰ صفحہ کی

پنتک ہے۔ جنے مہاتما سوامی کشن نند کرشم باغ لالہ دیوم سنگھ مرحوم واقع سہارنپور۔ پنتک کے خریدار کو ایک پنتک لا بھی ملے گی۔ ۲۵ لینے والے کو سے فیصدی حساب سے کمیشن دیا جاویگا۔

نوٹس

چونکہ مسمی گوردت سنگھ سکن کرتارپور نے بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر جالندھر ایک درخواست زیر دفعہ ۲۴۴ انڈین کمپنی ایکٹ نمبر ۶ میں مضمون دی ہے۔ کہ بار جسٹری کمپنی موسومہ دوابہ ہندوستانی فنڈ جالندھر کا کاروبار بند کر کے رقم مبلغ ... جو ڈائریکٹران فنڈ مذکور نے خزانہ سرکار میں جمع کی ہے۔ ممبران مستحق میں تقسیم کی جاوے۔ اور عدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے برائے اغراض مذکور مجھ کو اوفیشیل لیکوڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔ اسلئے بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جن اشخاص کا کوئی قرضہ یا دیگر مطالبہ ذمہ فنڈ مذکور واجب الادا ہوے۔ اس کی اطلاع مع ثبوت سارٹیفکیٹ و رسیدات وغیرہ تاریخ ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ تک میرے پاس برائے تصفیہ بھیج دیویں۔ اگر تاریخ مقررہ تک اطلاع مطلوبہ موصول نہ ہوئی۔ تو فنڈ مذکور ذمہ وار نہ ہوگا۔ اور نیز اس امر سے بھی اطلاع بخشیں کہ

آیا اُن کے خیال میں مسمی گوردت سنگھ سائل کو اس کا خرچہ عدالت بابت مقدمات دیوانی و فوجداری جو انہوں نے برخلاف ڈائرکٹران فنڈ مذکور دائر کئے تھے۔ اور جن مقدمات کی وجہ سے رقم مبلغ ... داخل خزانہ ہوئی تھی رقم مذکور میں سے دلانا واجب ہے یا نہیں۔

المشتہر

کرم چند وکیل اوفیشیل لیکوڈیٹر جالندھر شہر

گھی کا دساوری

یہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور لالہ سنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے۔ جس میں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کے طریقہ و اصول کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخر حصہ میں بتلایا گیا ہے۔ کہ ۷ گرہ سے لے کر ۴ گرہ عرض کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو استاد رسکار ہے۔ قیمت فی جلد بلا محصول ۵۔ اس کا ہندی و گورمکھی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جس میں مضامین زیادہ تر واضح کئے جاویں گے

المشتہر

ملاوا رام درزی متصل باغیچہ نہال چند لوہاری دروازہ لاہور

نوٹس

میں نے مسمی برج لعل منیجر ہندو ہوٹل

لاہور کو موقوف کر دیا ہے کوئی صاحب میرے ملازم ہونے کے اعتبار پر اس کے ساتھ لینا دینا نہ کریں

المشتہر

تہراداس پوری ہیڈ پراپرائٹر ہندو ہوٹل لاہور

ضرورت

مجھے ہندو ہوٹل لاہور کے لئے ایک لائق تجربہ کار منیجر کی ضرورت ہے۔ علاوہ رہائش و خوراک کے مبلغ ... روپیہ ماہوار تنخواہ دی جاویگی۔ ضمانت نقد ... روپیہ کی بھی لی جاویگی۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔

المشتہر

تہراداس پوری ہیڈ پراپرائٹر ہندو ہوٹل لاہور

پانچال پنڈتا نصف قیمت پر

اکیسال کے لئے پنڈتا نصف قیمت پر ان ۲۵ ستریوں کو بھیجا جاویگا جنکی آمدنی کم ہے۔ اور جو غریبی کے سبب پورا چندہ ادا نہیں کر سکتیں بشرطیکہ وہ یہ اقرار کریں کہ آپ پڑھکر دوسری ستریوں کو پڑھنے کیلئے دیا کریں گی۔ غریب ہونے کی تصدیق کسی معزز ستری پرش کی ہونی چاہئے۔ اور درخواست مع نصف قیمت ایڈیٹر کے پاس آوے

المشتہر ایڈیٹر پانچال پنڈتا جالندھر شہر

[illegible]

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں ہے

سکرٹری آریہ سماج گنگوہ۔ آریہ سماج لڈہی عبداللہ خان کے ریزولیوشنوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے اُس سماج کے اور ریزولیوشنوں کی نقل بھیجتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پشچھوتر دیشیہ آریہ پرتی ندہی سبھا کو اُدہر کے آریہ سماجوں کی خاص غلط فہمیاں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سبھا کے لائق ادہکاریوں کی توجہ اس طرف کھینچتا ہوں ایڈیٹر

نامہ نگار ازہمضندا اصلاح دیتے ہیں بجائے مول شت پتہ براہمن چہاپنے کے ریڈک ینترالئے کو پریرت کرنا چاہئے کہ بہاشا رتنہ سہت چہاپیں کیونکہ مول سے آریہ سماج کے ممبروں کو بہت کم فائدہ پہونچے گا ایڈیٹر

مہاشئے لالہ پرساد اگنی ہوتری۔ آپ کو معلوم تہا کہ میں نے تنازعہ دواہ سمبندہی لیکھ درج کرنے بند کردئے تہے باوجود اس کے اس عرصہ کے بعد آپ کا جواب لکھکر بہیجنا اور اُس کو ایک دیوی پر بیہودہ فرضی الزاموں کا ذریعہ بنانا ظاہر کر رہا ہے۔ کہ آپ ابھی اب تک اصولی بحث کو شخصی حملوں سے پاک رکھنا نہیں سیکھے ہیں۔ جو لوگ اپنی تحریروں میں معمولی شائستگی کو بھی خیرباد کہنے کے لئے طیار ہوں انہیں شکایت نہیں کرنی چاہئے۔ کہ پرچارک کے کالموں میں اُن کی تحریروں کو جگہہ نہیں ملتی (ایڈیٹر)

سوال حل طلب کا جواب

یہ آتشزدگی کا معاملہ گہر ہی کے کسی تعلقدار کی چالاکی ہے۔ جس کی صداقت یوں ہو سکتی ہے۔ اُس معزز عہدہ دار کو صرف اکیلا تن تنہا اپنے مکان میں (جہاں کہ اسباب وغیرہ کو آگ لگ جاتی ہے) رہائش کرائی جاوے۔ چند آریہ پُرش ایک دو روز کے لئے دن رات اُن صاحب کے پاس ٹہہریں اور ہر طرح سے پوری پوری نگرانی کریں۔ سوائے آریوں کے اور کسی کو اندر آنے کی ہی اجازت نہ دی جاوے پہر دیکہیں گے کہ اب تنیوں سے ابہی جن کہاں سے آگ لگاتا ہے۔ اسی طرح کی ایک حالت ہمارے قصبہ کمالیہ میں ہی واقعہ ہوئی ایک معزز شخص کے گہر میں پتہر آن پڑا کرتے تہے۔ ظاہر کیا گیا کہ اکاش سے جن پہینکتے ہیں۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اُن صاحب نے خود یہہ پوپ لیلا جہلا کو یقین جانے کے لئے رچی ہے۔ درحقیقت باہر سے کوئی جن پتہر نہیں پہینکتا تہا۔ گہر کے آدمیوں کی سب رچنا تہی۔ پس اے آگرہ نواسی آریہ پرشو! آپ متذکرہ بالا تجویز سے تحقیقات کریں آپ کو سچائی روشن و ظاہر ہو جاویگی اور کسی طرح سے اِس پاکہنڈ کا پتہ نہیں لگا سکو گے۔

راقم
آپ کا شبھ چنتک شادی رام
آریہ سبہاسد کمالیہ ضلع کراچی

سوال

کیا کوئی صاحب بتلا سکتے ہیں کہ نیائے شاستر مصنفہ گوتم رشی کا اب تک اُردو یا ناگری میں ترجمہ ہوا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہوا ہے تو کس جگہہ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

راقم
نیاز مند رام داس طالب علم ایف اے کلاس برادر شیو رام اسسٹنٹ سکرٹری آریہ سماج پشاور

آریہ پستکوں اور ٹریکٹوں کے فروخت کا انتظام ضرور ہونا چاہئے

پہر یہ پاٹھک گن!۔ آج کل آریہ سماج کی ہر قسم کی کارروائی کی طرف درشٹی ڈالنے سے صاف طور پر پرتیت ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماجوں کے ادہکاری (کارکن) بہت سُست حالت میں ہیں۔ کسی بات کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔ شروع میں دہرم کی اشاعت کے لئے یہ لازمی اور ضروری بات ہوا کرتی ہے۔ کہ اُس دہرم کے چلانے والے کتابیں اور ٹریکٹ تصنیف کر کے عوام الناس تک پہونچاویں۔ اور ناخواندہ اشخاص کو اُپدیشوں کے ذریعہ سے مستفیض کیا جاوے لیکن جہاں تک ہمارا تجربہ اِس بارہ میں ہے وہ یہ ہے کہ ایسی ضروری امورات میں کمی ہی نہیں بلکہ نہایت ناپسندیدہ انتظام ہے

نہ تو پستکوں اور ٹریکٹوں کے تصنیف کا کوئی عمدہ انتظام ہے۔ اور نہ ہی ایڈیشن ٹھیک ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی بھدر پرش کچھ لکھ کر تحفہ کے طور پر پیش بھی کرتا ہے تو اس کو سوائے نقصان اور کچھ میسر نہیں ہوتا ہم اس جگہ اس بارہ میں زیادہ تشریح کرنا نامناسب خیال کرتے ہیں۔ البتہ اتنا ضروری نویدن کریں گے۔ کہ دہرم کی جگیاسا لوگوں کے دلوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور اکثر آریہ صاحبان برائے نام آریہ سماج کی ممبری کا فخر رکھتے ہیں۔ ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ ہم ایک ایسا مضمون تیار کریں۔ کہ جس میں آریہ سماج کے ہر ایک صیغہ کے کام کی بدانتظامی دکھلا کر اور پھر اس کے مقابلہ میں انتظام کی بہتر تجاویز عرض کی جاویں۔

شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھاؤں اور آریہ سماجوں کا آپس میں مبندھ ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ سبھائیں کچھ کریں اور سماجیں کچھ۔ اور جو کچھ کیا جاوے اس میں ہر دو کا اتفاق نہ ہووے۔ شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھاؤں کا خاص فرض ہے کہ وہ سوائے کام دہرم پرچار کے اور کچھ نہ کریں۔ اور اس کے برخلاف چلنے سے کیا نتیجہ نہیں نکل رہا ہے کہ پرچار کا کام کیا ہو رہا ہے۔ اور سماجوں کی آج کل کیا حالت ہے۔ اسلئے جو دو باتیں ہم نے اوپر عرض کی ہیں۔ ان کا کافی انتظام ہونا چاہئے

ہم آریہ پستکوں اور ٹریکٹوں کے فروخت کے بارہ میں ایک معمولی تجویز عرض کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر سب آریہ سماجیں ہر ایک ٹریکٹ اور کتاب تصنیف شدہ کو بالاتفاق فروخت کریں تو بہت ہی آسانی سے فروخت ہو سکتے ہیں۔ اور ہر جگہ پرچار بھی بہت اچھا ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک ٹریکٹ کی دو ہزار کاپی چھپی اگر پنجاب میں ایسی سماجیں ۱۲۵ ہی سمجھ لی جاویں۔ تو ۱۶ ٹریکٹ ایک سماج کے حصہ میں آئے۔ جن کی قیمت زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ایک سال کے اندر زیادہ سے زیادہ سوائے اس کے کہ کوئی خاص کتاب بڑی قیمت کی نہ نکل آوے عہ روپیہ کے ٹریکٹ ہر ایک سماج میں فروخت کے لئے جا سکتے ہیں۔ اور وہ بڑی سہولیت کے ساتھ نقد دام بھیج کر سکتے ہیں۔ اور پھر فروخت کر سکتے ہیں۔ اسلئے آئندہ کے لئے ایسا انتظام ہونا چاہئے۔ اور شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھائیں اس امر کی طرف متوجہ ہوں۔ کہ آئندہ جو صاحب ٹریکٹ یا کتاب آریہ دہرم کے متعلق لکھائیں۔ وہ ٹھیک نہ سمجھی جاوے جب تک شرومنی سبھا مذکور اس کو دیکھ کر پاس نہ کر دیوے۔ اور بعد پاس کرنے کے سماجوں کو واجب ہے۔ کہ جب اس کا اشتہار اخباروں میں دیکھیں تو بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب کریں۔

ہمیں سخت افسوس ہے۔ کہ ہمارے مترمانی ماسٹر آتمارام جی نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ ستیارتھ پرکاش کا گورمکھی ترجمہ کر کے پیش کیا۔ جو کہ ہمارے پاس اس وقت فروخت کے لئے موجود ہے۔ اس ترجمہ کی ۲۰۰۰ کاپی چھپوائی گئی تھیں اور کامل امید تھی کہ یہ کتاب بہت جلد فروخت ہو جاوے گی۔ کیونکہ پنجاب میں گورمکھی کا زیادہ پرچار ہے۔ اور ہر ایک سماج کے حصہ میں فروخت کے لئے صرف ۱۶ کتابیں آویں گی۔ جو بڑی مشکل فروخت کے لئے نہ ہو گی۔ لیکن افسوس کہ باوجود خط و کتابت بسیار اور نوٹس پر نوٹس لکھنے کے بھی پنجاب کی آریہ سماجوں نے اس طرف مطلق دھیان نہیں دیا۔ صرف لاہور میں تو کچھ کتابیں فروخت ہو گئیں

پر یہ وہ اب بھی کچھ بگڑ نہیں گیا۔ ضرور اس طرف متوجہ ہو جئے۔ اور ہمارا اقرار کو سپھل کیجئے

اس وقت ہمارے پاس ۱۴۰۰ کتابیں قابل فروخت موجود ہیں۔ اگر پنجاب کی سماجیں ان کو فروخت کے لئے طلب کریں۔ تو فی سماج ۱۱ کتابیں حصہ میں آتی ہیں۔ جن کو وہ باسانی خرید سکتی ہیں۔ اور نقد قیمت ہمارے پاس بھیج سکتی ہیں۔ اور ایک سماج کو ۱۱ کتابوں کا فروخت کرنا کچھ مشکل ہی نہیں ہے اس کے ساتھ ہم آریہ سماجوں کو دان دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ یعنی ۱۱ کتابیں جو وہ خریدیں گی ہم صرف ۱۰ کی قیمت لیویں گے اور ایک سماج کو مفت دیں گے۔ جو کہ اپنی لائبریری میں رکھ سکتی ہے۔ قیمت فی جلد عہ ہے

آخیر پر بڑے ادب کیساتھ جملہ آریہ سماجہائے پنجاب کے سکرٹری اور پردھان مہاشیوں کی خدمت میں نویدن ہے۔ کہ وہ تجویز مذکورہ بالا کے مطابق کتابیں فروخت کے لئے ضرور طلب فرما دیں۔ بڑی بڑی سماجیں ۲۲ کتاب منگوا سکتے ہیں۔ اور وہ کتاب دان میں رکھ سکتے ہیں

اس طریقہ پر فروخت سے امید ہے۔ کہ کتاب جلد فروخت ہو کر اس کا پرچار ہو جاوے۔ اور جس قدر روپیہ اس کی چھپوائی پر صرف ہوا ہے۔ وہ بھی وصول ہو جاوے۔

اگر کوئی دہرماتما پرش ان کتابوں کو

اکہیٹی خرید کر سکتا ہا ایک نصف تو ہم نے خرید
پہ چار بہت سستی و بیشہ کے لئے تیار ہونگے
ولی قسم
کرنال ام۔ انڈ کرنال

بمقام مظفر نگر اگروالوں میں
ایک بال ودہوا وواہ

مرتبہ منشی سنجتا ورننگ ایڈیٹر آریہ درپن شاہجہانپور

بڑے آنند کیساتھ لکھا جاتا ہے کہ بمقام مظفر نگر ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو لالہ سروپ لعل اگروال کی بال ودہوا کا وواہ ویدک ریتی سے لالہ گوبند پرساد کیساتھ بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ یہ پہلی ہی نظیر اگروالوں میں ودہوا وواہ کی ہے۔ لالہ سروپ لعل صاحب ایک معزز خاندان کا نہایت دلیر اور مستقل مزاج شخص ہے۔ اس نے چار کنوئیں مختلف جگہوں میں جہاں اُن کی ازحد ضرورت تھی۔ اپنے پاس سے بنوا کر جس حاصل کیا ہے۔ اس نے اپنی عالی ہمتی اور بیباکی سے اور بھی چند معرکے کے کام مظفر نگر میں رفاہ عام کے کئے۔ جو اوروں سے غیر ممکن تھے۔

(۲) شاہجہانپور میں ودہوا وواہ سہایک سبھا پانچ سال سے قائم ہے۔ اس عرصہ میں بہت کوشش کی گئی۔ کہ کسی طرح ایک نظیر کسی معزز گھرانے کی ان صوبجات میں قایم ہو جائے۔ مگر جو لوگ وعدہ کرتے تھے اپنی کمزوری سے جلد پہسل جاتے تھے۔ اگر ثابت قدم رہا تو یہ ایک لالہ سروپ لال ہے۔ کہ جسنے بلا خوف و خطر باوجود قسم قسم کی رکاوٹوں اور مخالفتوں کے اپنی لڑکی کا وواہ کر کے ان صوبجات میں نظیر پیدا کر دی۔ دہن ہے ایسے

درڑہ دہار کپ پُرش کو۔ اس سبھا نے لالہ سروپ لال کی ہر طرح امداد کی اور اس کام کو پورن کر دکھلایا۔

(۳) لالہ سروپ لال کی اس ودہوا لڑکی کا پہلا وواہ مظفر نگر میں اگر معزز اگروال کے لڑکے سے ہوا تہا۔ کہ جسنے کوئی دقیقہ مخالفت کا باقی نہیں چہوڑا۔ دیوانی اور فوجداری کا خوف دلایا۔ پہر پنچایت کر کے برادری سے خارج کر دینے کا فتوے دلایا۔ مگر واہ رے سروپ لال کہ مطلق کسی کی پروا نہ کی۔ مردوں کی طرح جو ہاتہ مُنہ نکالی کر کے دکھلا دی۔ دہرم کی ننگی تلوار پر چلنا ایسے ہی پُرشوں کا کام ہے

(۴) لالہ سروپ لال کی ستری کی ہمت اور دلیری قابل تعریف ہے کہ جسنے کچھ پروا کسی کے کہنے سُننے کی نہ کی اور آخر وقت تک ثابت قدم بنی رہی۔ بار بار اپنے پتی سے یہی کہتی تہی۔ کہ جس طرح ہو مظفر نگر میں ہی وواہ رچ کر اوروں کے لئے نظیر رکھنا لازمی ہے۔ اس زمانہ میں ایسی پتی برتا دہرم جان دینے والی ستریاں شتقی ہیں۔ جہانتک اس کی پرشنسا کی جاوے تہوڑی ہے۔

(۵) اول تاریخ شادی ۳۔ جون مقرر ہوئی۔ مگر بہ تحریک مخالفان مظفر نگر کے چند صاحبان برادری نے پنچایت کر کے نادر شاہی حکم جاری کر دیا۔ کہ جو ودہوا وواہ کرے یا اس میں شریک ہوگا۔ برادری سے خارج کر دیا جاویگا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ لڑکا جو پہلے تجویز ہوا تہا ڈر کر علیحدہ ہوگیا۔ مگر ایشور کی کرپا سے اسی روز ایک اور لڑکا تجویز ہوگیا۔ کہ باوجود بہت سکہلانے پڑہانے کے آخیر تک ثابت قدم ہی رہا

(۶) ۹۔ جون کو دونوں جانب سے رسم منڈہا ادا ہوئی یعنی لالہ سروپ لال نے لڑکے کو ایک جوڑی طلائی۔ کپڑے قیمتی چارسو روپیہ اور ایک لعل نقد نوشہ کے نذر کئے اور وعدہ کیا کہ اگر لڑکا نیک چلن رہا۔ تو حین حیات اپنے اسکو دس روپیہ ماہوار آج کی تاریخ سے دیتا رہونگا۔ اس موقع پر منشی بہادر سنگہ نے ودہوا وواہ سہایک سبھا کی طرف سے ایک جیبی گہڑی نوشہ کی نذر کی

(۷) بعد اس کے چڑہت ہوئی۔ کل بازاروں میں گشت یعنی نگر کیرتن ہوا۔ بجنور اور شاہجہانپور کی بہجن منڈلیوں نے جو اس گشت میں ودہواؤں کی حالت زار اور ناگفتہ بہ پر بہجن گانے شروع کیئے تو ہر چہار طرف سکتہ کی سی حالت ہوگئی کون ایسا تہا جو سُن کر چار آنسو نہ گراتا ہو در و دیوار پہٹے جاتے تہے۔ قریب چار ہزار کے بہیڑ تہی۔ چہتوں اور چہجوں پر ستریاں ڈٹی ہوئی بڑے شوق سے سُن رہی تہیں۔ ودہواؤں کے من میں اُمنگ کی ترنگیں آ رہی تہیں۔ سب لالہ سروپ لال اور اُن کی ستری کو دعائیں دے رہی تہیں۔ عجیب سماں تہا۔ امید سے زیادہ کامیابی نے مُنہ دکہلایا۔

(۸) شب کو ۹ بجے وواہ منڈپ میں دو سو کے معزز صاحبان موجود تہے۔ منڈپ پہلوں پہولوں وغیرہ سے سجا ہوا تہا۔ اور خوب جگمگا رہا تہا۔ تہالوں میں میوہ جات گہی اور خوشبوؤں کی سامگری بہری ہوئی تہی۔ ہون سے کل محلہ سوگندت ہوگیا۔ دواں پنڈت نند کشور دیو شرما۔ اور پنڈت چندربہان میرٹھ نواسی نے ویدک ریتی سے کرایا۔ بلا دہ لنبا کہ جن کی عمر ۲۳ اور ۱۸ سال کی تہی۔ اپنے کُٹمب سے پرگٹ ہیں کہ جو وواہ سے ہوا کرتی ہیں

(۹) اگلے روز شام کو بازار منڈی میں آریہ سماج کے سالانہ دیاکھیان اور بھجن کا انتظام کیا گیا۔ اول ٹھاکر پربھن سنگھ نے ایک بھجن گایا۔ پھر پنڈت نندکشور دیو شرما نے وید سمرتی اور پرانوں سے ثابت کر دکھلایا۔ کہ جن کنیاؤں کا وِواہ بچپن میں کر دیا جاتا ہے۔ اور قبل ہمبستری اون کے شوہر مر جاتے ہیں۔ تو وہ کنیا ہی بنی رہتی ہیں۔ آج گویا وِواہ کیا کا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ نارد سمرتی کاتیاین سمرتی اور پاراشر سمرتی میں صاف لکھا ہے

न ष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीबे च पतिते पतौ । पंच स्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते ॥

یعنی اگر خاوند کا پتہ نہ لگتا ہو یا مر جائے یا سنیاسی ہو جائے۔ یا مخنث ہو جائے۔ یا مذہب چھوڑ جائے۔ تو ان پانچوں صورتوں میں ستری کا دوسرا خاوند ہونا چاہئے۔ پھر کہا۔ کہ رامچندر جی نے بالی کی ستری تارا کا سگریو کے ساتھ اور مندودری راون کی ستری کا بھبیکشن کے ساتھ پُنر وِواہ کرایا تھا۔ رانی دمینتی کا پُنر وِواہ کے لئے دوبارہ سوئمبر رچا گیا تھا۔ اسی طرح مہابھارت میں ویکھئے دھرتراشٹ پانڈو کرن یدھشٹر بھیم ارجن نکل سہدیو وغیرہ سب نیوگ سے پیدا ہوئے ہیں

(۱۰) اس کے بعد سوامی شنکرانند جی نے اپنے عالمانہ گمبھیر دیاکھیان میں بڑی فصاحت کے ساتھ ثابت کیا کہ ایشور برہمچریہ سرشٹی ہر پدارتھ میں کیا جا رہا۔ اور کیا سبب جہان ستری پُرش کا سنگ لگا ہوا ہے۔ اور اسی سے سرشٹی کی اُتپتی ہوتی رہتی ہے اگر ہم بن بیاہی لڑکیوں کو اس طرح ہمیشہ کے لئے بنا پُرش کے بٹھائے رکھیں تو ہم سے زیادہ انیائی کون ہو سکتا ہے۔ اور ہم ایشوریہ نیم کے خلاف کرنے سے مہا پاپ کے ادھکاری ہوتے ہیں۔ اور اس کا بڑا ثبوت یہہ ہے۔ کہ انہیں دکھیاؤں کی آہوں سے ہمارا دیش دن بدن غارت ہوا چلا جاتا ہے۔ ویدک شاستر میں ستریوں کو مردوں سے دس گنا کام لکھا ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ مرد تو ایک ستری کے مرتے ہی دوسرا وِواہ کریں۔ اور ستری بیچاری گھونٹ گھونٹ کر رکھی جاوے۔ اس کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ گھر گھر حمل حرام گرا کر بھروں ہتیا کی جاتی ہے۔ اور سینکڑوں ہماری بہو بیٹیاں بر سر بازار ویشیا بن بیٹھی ہیں گو ہم اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر در اصل بیاہ برودھ اور سرشٹی کرم برودھ کرم کرنے سے ہم پشوؤں کے درجے سے بھی کہیں نیچے گرے جاتے ہیں

(۱۱) اُن کے بعد منشی سجناور سنگھ نے کہا۔ کہ شاہجہانپور میں ودھوا وِواہ سہایک سبھا پانچ سال سے برابر اس کام میں مصروف ہے۔ سینکڑوں درخواستیں ہمارے پاس آتی ہیں۔ مگر ایک ہی آج تک ایسا مستحکم نہ نکلا۔ جیسا کہ لالہ سروپ لال ہیں۔ مظفر نگر میں جو مخالفت اُس زمانہ میں رہی۔ اُس کا بلا خوف بیباکانہ مقابلہ کرنا ایسے ہی ورڑہ آریہ پُرش کا کام تھا۔ مجھپر بھی بہت کچھہ دباؤ اس وِواہ میں شریک ہونے کے لئے ڈالا گیا۔ اور میں بھی واقعی ایسی کشمکش میں پھنس گیا۔ کہ اگر ایشور نہ چاہتا تو کسی طرح ممکن نہ تھا کہ میں اپنے ارادہ پر مستقل رہتا۔ جو لوگ کسی قسم کے دباؤ یا مخالفت یا خوف سے اپنے دھرم سے رخ کرنے سے ہٹ جاتے ہیں اُن کی زندگی حقیقت میں بے شرم ہے

(۱۲) آخر میں بھجن ہوئے۔ جن کا اثر بہت کچھہ سامعین پر پڑا۔ قریب دو ہزار کے بھیڑ تھی۔ پھر لالہ خیراتی رام صاحب پردھان آریہ سماج مظفر نگر نے صاحب مجسٹریٹ ضلع و کوتوال شہر و باڈی گارڈ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ جنہوں نے بہت کچھہ امداد اس وِواہ میں دی اور جن کی وجہ سے نہایت امن و امان کے ساتھہ یہہ کام انجام کو پہونچا۔ پھر اس وِواہ میں جو ایک سو کے قریب باہر کے سجن پُرش شریک تھے اُن سب صاحبان کا شکریہ ادا ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔

گوشت اور دودھ کا مقابلہ طب یونانی سے

پیارے ناظرین! ستیہ کی فتح ہمیشہ ہی ہوا کرتی ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ مہرشی دیانند کی ایک ایک بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور شاید ہی ایسا ریفارمر ہزار ہزار سال کے بعد پیدا ہوا ہو۔ میں نے جہاں تک مہرشی کی تصانیف پڑھی ہیں اور ساتھ ہی اُن کا تجربہ بھی کیا ہے۔ تو میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ اُن کے دل و دماغ کے بہت کم ریفارمر دُنیا میں ہو گذرے ہیں۔ آج مجھے پرانی طب یونانی کی چند کتابوں کے دیکھنے کا اتفاق پڑا تو میں نے آج کل کے طبیب یونانی کے برتاؤ کے خلاف ان کتابوں کو پایا۔ آج کل جسقدر طبیب یونانی سب کے سب اپنے مریضوں کو شوربا ہی پلواتے ہیں اور شیالاہیں (لحم بز) سے بڑھ کر مقوی شئی۔ محرک۔ دافع امراض باطنی۔

کسی دوسری چیز کو نہیں سمجھتے۔ گرستند طب کی کتابوں میں اس کے برخلاف پایا جاتا ہے۔ وہ گوشت کو ہرگز ہرگز نہیں سمجھتے

پیارے ناظرین! میں آپ لوگوں کی واقفیت کے لئے تھوڑا سا مضمون اُن کتابوں کا آپکے روبرو پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ اسے نظر انصاف سے دیکھیں گے۔

(منقول از کتب یونانی)

گوشت آں بطی الہضم و غلیظ و خون متولد ازاں غلیظ سوداوی و محدث امراض سوداوی مانند سرطان و جذام و ورم سپرز و داء الفیل و دوالی و بہق و جرب و قوبا۔ و وسواس و تپ ربع و مانند اینہا از امراض و مداومت آں مضر اصحاب مفاصل و عرق النساء و قاطع حیض و ولادت پیش از وقت و موزث جرب و حکہ و موت نجاءۃ و خوردن آں در ساعت ذبح مقدار ربع او قبل کشندہ بہ خناق بسبب سد منافذ روح و محدث ورم حنجرہ و لوزتین و سرخی زبان و کرب و غشی شدید و عارض میگردد و شارب آں را غشیان شدید و اضطراب و التہاب پس سرخی زبان و ظاہر شدن نقطہ خون جامد بر اسنان و درد نواحی حلق پس ورم و تشنج و اختناق و کزاز (دیکھو مخزن الادویہ فارسی صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲)

ترجمہ۔ گوشت دیر میں ہضم ہوتا ہے۔ اور غلیظ۔ اور خون جو اس سے پیدا ہوتا ہے غلیظ اور سوداوی اور وہ پیدا کرتا ہے امراض سوداوی۔ جیسے سرطان۔ کوڑھ و تلی کی ورم دیا پھول جانا تلی کا۔ اور داء الفیل (ہاتھی کی طرح پنڈلی اور پاؤں کا ہونا) اور دوالی (پنڈلی کی رگیں بڑی بڑی اور موٹی ہو جائیں اور اُن میں گرہ پڑ جائیں اور

نیلی معلوم ہوں) اور چھیپ اور گیلی کھجلی اور داد اور وسواس اور چوتھیا بخار اور ویسی ہی اور بیماریاں۔ ہمیشگی اس کی (گوشت کی) نقصان پہونچاتی ہے۔ اُن کو جنکو وجع المفاصل اور عرق النساء کا مرض ہو اور گرا دیتی ہے (جاری کر دیتی ہے) حیض کو اور وقت سے پہلے پیدا کرتی ہے بچہ کو۔ اور ہمیشہ کہانا اس کا پیدا کرتا ہے گیلی کھجلی۔ اور سوکھی کھجلی کو اور ناگہانی موت اور کہانا اس کا ذبح کرتے وقت ۸ ماشہ ۱/۲ رتی کے قریب مارنے والا اور پیدا کرنیوالا خناق اس سبب سے کہ روکے راستے جن میں روح گھوما کرتی ہے بند کرنیوالا اور پیدا کرنیوالا ورم حنجرہ اور کوے کا اور پیدا کرنیوالا سرخی زبان

نوٹ۔ ترجمہ واسطے آسانی کے فارسی کے مضمون کا کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ہمارے جو بھائی فارسی نہیں جانتے اردو میں اُس کا مطلب دیکھ لیں (ڈاکٹر چیدامی لال)

اور بے قراری لانے والا اور غشی۔ اور اس کے پینے والے کو پیدا ہوتی ہے متلی اور بےچینی اور پژمردگی۔ اور زبان کی سرخی اور دانتوں پر گاڑھا خون جمے ہوئے کا معلوم ہوتا ہے۔ اور حلق کے اردگرد درد ہوتا ہے اور پھر ورم ہو جاتا ہے اور تشنج اور اختناق اور کزاز پیدا ہوتا ہے۔

گوشت کے نقصان از تحفۃ المومنین فارسی۔ روزے دو بار خوردن گوشت ممنوع است چہ ہضم آں بر طبیعت دشوار است و مداومت خوردن لحوم موجب قساوت قلب و تیرگی باصرہ و بلادت و عروض صفات بہیمی است (دیکھو تحفۃ المومنین فارسی صفحہ ۵۰۷)

ترجمہ۔ ایک دن میں دو بار گوشت کہانا نہ چاہئے کیونکہ طبیعت اُسکو ہضم مشکل سے کر سکتی ہے

اور ہمیشگی گوشت کی پیدا کرتی ہے سختی اور سیاہی قلب۔ اور تیرہ کرتی ہے بینائی کو۔ اور ذہن کو گندہ کرتی ہے۔ اور پیدا کرتی ہے چارپایوں کے سے گن خواص حیوانی

(گوشت کے نقصان از کتب بوعلی سینا)

گوشت بہق پیدا کرتا ہے اور سرطان۔ تر کھجلی اور داد خراب پیدا کرتا ہے۔ اور نیز جذام پیدا کرتا ہے۔ سب طرح کے گوشت تلی کو گندہ کر دیتے ہیں۔ گائے کا گوشت اور بارہ سنگہ اور بز کوہی اور بڑی بڑی چڑیوں کا گوشت چوتھیا بخار اور لرزہ پیدا کرتا ہے (دیکھو قانون شیخ الرئیس اردو جلد دوم صفحہ ۷۶ ✻)

(گوشت کے نقصان از کتب دیگر)

ہمیشہ گوشت کے کہانے سے امتلائی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں (دیکھو ذخیرہ خوارزم شاہی اردو جلد سوم صفحہ ۳۱۴ ✻)

(دودھ کے فوائد از مخزن الادویہ)

شیر حیوانات جالی و دافع اخلاط سوختہ و مقوی دستن و موافق اعضاء تناسل و گفتہ اند موافق امزجہ حارہ یابسہ ہرگاہ عفونت در معدہ نباشد و قطور آنہا جہت رمد و اکثر امراض عین خواہ بہ تنہائی و یا باشیافات و ادویہ مناسبہ و طلائے اقسام آں موافق ورم منصور و ورد آں و قرحہ مثانہ و اورام عانہ و رحم و حافظ رطوبات اصلیہ و طول عمر و مسمن و محرک باہ (دیکھو مخزن الادویہ فارسی صفحہ ۵۵۵)

ترجمہ۔ دودھ حیوانات کا تازگی بخشنے والا

نوٹ۔ ✻✻ یہ دونوں کتابیں اعلی درجہ کی طب یونانی کی ہیں بلکہ کل طب یونانی کا دارومدار انہیں کتابوں پر ہے۔ ڈاکٹر چیدامی لال

اور جو خلط اپنی اصلی حالت سے پھر گئے ہوں اُن کو راہ پر لانے والا۔ اور طاقت دینے والا۔ اور فربہ کرنیوالا۔ اور اعضاء تناسل کے موافق۔ اور جن کے مزاج گرم اور خشک ہیں موافق (لیکن اُن کے معدہ میں خلط صفرا کا نہ ہو) اور آنکھ میں دودھ دکھتی ہوئی آنکھ کو مفید اور درد آنکھ کا دور کرنیوالا۔ اور ورم مقعد۔ اور درد مقعد کو مفید اور مثانہ کے گھاؤ کو۔ جس میں پیپ پڑ گیا ہو صاف کرنیوالا اور چڑھے کے ورم کو۔ یا پیڑو کے ورم کو اور رحم کے ورم کو دور کرنے والا۔ اصلی رطوبتوں کا حافظ (نگہبان) ہے۔ اور عمر کو بڑھاتا ہے۔ اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ اور باہ کو حرکت دیتا ہے

پھر اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ۔ لبن البقر آن مفتح و جالی و سریع الہضم و کثیر الاغذا انفعاء الراس۔ آشامیدن تازہ دوشیدہ آن کہ سرد نشدہ باشد مقوی جوہر دماغ و مرطب آن۔ و حافظ رطوبات اصلی و دافع نسیان و مالیخولیا۔ و وسواس (مخزن الادویہ فارسی۔ صفحہ ۵۵۲)

ترجمہ گائے کا دودھ منفتح یعنی کھولے ہوئے راستے جو جسم میں ہیں اُن میں سُدّے اگر پڑ گئے ہوں اور پاکیزگی اور وجہ سے بند ہو گئے ہوں اور خون اور روح اُس میں دورہ نہ کر سکتے ہوں۔ تو ان گذرگاہوں کو (جو بند ہو گئے ہوں) دودھ کھول دیتا ہے۔ اور مواد باہر نکال دیتا ہے اور جلا دینے والا۔ اور جلد ہضم ہونے والا اور غذا کا بہت بڑھانے والا۔ سر کے اعضاء کا۔ تازہ دودھ دوہا ہوا (جو سرد نہ ہوا ہو) دماغ کو طاقت بخشتا ہے۔ اور دماغ کی خشکی کو دور کرتا ہے۔ اور اصلی رطوبتوں کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور نسیان کے مرض نیز اور مالیخولیا اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔

دودھ کے فوائد از تحفۃ المومنین صفحہ ۵۰۲

بہی و سمن و منضج و سریع الہضم و کثیر الغذاء و نیکو کنندہ رخسار و مولد منی و مدر فضلات و مقوی جوہر دماغ و تریاق سموم ست یقین و حافظ رطوبات اصلی و ملین طبع و مرطب دماغ و جہت تہیج و نسیان و غم و وسواس و جذام و جہت اکثر امراض نافع حتی مایوس العلاج از مداومت آن صحت مے یابد و باکندر جہت طرفہ و با انزروت جہت آشوب چشم و شیرناتی و طلای او با سفیداب قلعی جہت نقرس اور اورام حارہ

ترجمہ دودھ باہ پیدا کرتا ہے۔ اور بڑھاتا ہے اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ مواد فاسد کو پکا کر باہر نکال دیتا ہے اور جلدی ہضم ہونیوالا ہے۔ غذا اس سے بہت بڑھتی ہے۔ چہرہ کا رنگ نکھارتا ہے۔ منی کو پیدا کرتا ہے اور فضول (اقسام مواد) کو بذریعہ پیشاب کے خارج کر دیتا ہے۔ دماغ کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ اور زہروں کا فادزہر ہے اور اصلی رطوبتوں کو نگاہ رکھتا ہے۔ یعنی وے خشک نہیں ہوتیں۔ اور طبیعت کو نرم کرتا ہے۔ اور دماغ میں تری پہونچاتا ہے۔ اور آنت کے خراش کو مفید ہے۔ اور نسیان اور غم اور وسواس کی اچھی دوا ہے۔ اور بدن کو قوت بخشتا ہے۔ اور پھیپھڑے کے زخم کی آلائش کو صاف کرتا ہے۔ اور بہرتا ہے۔ اور سل کو جس میں خلطی بخار نہ ہو مفید ہے۔ اور جو بیماریاں خشکی سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً خارش۔ داد اور سوکھی کھجلی اور جذام اور آنکھوں کی بیماریوں کو بہت مفید ہے۔ یہاں تک کہ مایوس العلاج بیمار اس کی ہمیشگی سے اچھے ہوتے ہیں۔ اور کندر کی کے ہمراہ آنکھ کی سُرخی کو مفید ہے اور انزروت کے ساتھ آشوب چشم (آنکھ دکھنے) کو اور دودھ گوشت سفیدی مائل جو آنکھ کے کوئے پر ناخون کی شکل کا پیدا ہوتا ہے) کو مفید اور آشوب چشم کو مفید۔ اور سفیدہ کے ساتھ پاؤں کے درد اور گرم ورموں کو مفید ہے۔ فقط

دیکھئے۔ دودھ گائے کا فادزہر تخم تمباکو کا ہے۔ اور ہوش میں لاتا ہے۔ اور یرقان کو مفید ہے۔ اور اگر نمک کیساتھ پئیں تپ کو مفید ہے اور دودھ حیض کو جاری کرتا ہے۔ اور دودھ گوسفند کا کھانسی اور تنگی سانس کو دور کرتا ہے۔ (دیکھو ذخیرہ خوارزم شاہی اردو جلد سوم صفحہ ۴۲)

(منقول از قانون بو علی سینا)

دودھ مختلف ہے اور آلائش وغیرہ کے دھو ڈالنے کی بھی اس میں طاقت ہے۔ اور حرارت بجھانے کی بھی اس میں قوت ہے۔ اور لذع (تیزی) بھی اس میں نہیں ہے۔ بدن کو قوی کر دیتا ہے۔ اور بدن کو فربہ کرتا ہے اور طراوت بدن میں بڑھا دیتا ہے۔ اور جب شہد کے ساتھ پیا جاوے باعتی فروج کو اخلاط غلیظ سے پاک کرتا ہے۔ اور اُن میں تقیح پیدا کرتا ہے۔ اور آلائش سے اُن کو دھو ڈالتا ہے۔ اسی وجہ سے سل کے مرض میں مفید پایا گیا ہے۔ باہ کو بڑھا دیتا ہے۔ جن لوگوں کا مزاج گرم خشک ہے۔ اُن کو مفید ہے۔ دودھ مشائخ کو بھی فایدہ کرتا ہے۔ کیونکہ ترطیب پیدا کرتا ہے۔ اور سر کی کھجلی بوجہ خشکی کے جو خاص کر مشائخ کے ابدان میں پیدا ہوتی ہے اُس کو دور کرتی ہے۔ اور نیز فضول جو اطراف اعضا میں ہوں اُن کو نکال دیتا ہے

اور دودھ ان مواد کو جو اعضاء باطنہ پر گرتے ہیں۔ اور بہ سبب اپنی تیزی اور لذع کے اُن اعضاء کو ایذا دیتے ہیں نفع کرتا ہے۔ اسلئے یہ دودھ اُن مواد کو ضعیف کرتا ہے۔ اس طرح پر کہ اُن مواد کو دھو ڈالتا ہے۔ اور اس کا دھونا پانی کے دھونے سے فوقیت رکھتا ہے۔ بہ سبب اس کے کہ دودھ کی ماہیت میں جلا کی قوت ہے اور وہ قوت پانی میں نہیں ہے۔ اور ان مواد کی کیفیت کی تعدیل کرتا ہے۔ اس طرح پر کہ ان مواد کی ایسی کیفیت کی طرف پھیر لاتا ہے۔ جو عضو کی کیفیت کے مناسب ہوں۔ بعد اس کے جو تغریہ (چکناپن) کی قوت اس میں ہے۔ اس کے ذریعہ سے درمیان عضو اندرونی اور خلط خراب کو ایسی پہلی اس عضو میں پیدا کرتا ہے۔ کہ اب وہ خلط اس عضو کی خالی ملاقات نہیں کرتی ہے۔ تاکہ اُس میں سرایت کرے۔ (جیسے چکنے برتن میں تر چیزیں خراب شدہ کچھ اثر نہیں کرتی ہیں)۔

(زینت) اگر بڑے بڑے داغ اور نشان جو جلد میں ہوں اُن پر اگر دودھ طلا کیا جاوے تو صاف کر دیتا ہے۔ اور دودھ پینے سے رنگ کی خوبی پیدا ہوتی ہے اور فربہی پیدا کرتا ہے۔ (اورام و بثور) جن کے بدن میں اورام ردی اور دُنبل (پھوڑے) اور ماشرا (ورم دموی جو سر اور پیشانی اور منہ پر پیدا ہوتا ہے)۔ (جراح و قروح) دودھ تروح باطنی کی اصلاح کرتا ہے۔ اور انجبین ہلید کے ہمراہ ترکھجلی کو مفید ہے۔ (اعضائے سر) شیر تر نوازل کو نفع کرتا ہے۔ اُن کو بند کرتا ہے اور نزلہ (Catarrh) کی تیزی

[illegible]

کو دور کرتا ہے۔ حلق کے قروح کو مفید ہے۔ دودھ اُس نسیان کی اچھی دوا ہے جو خشکی سے پیدا ہوا ہو۔ اور غم اور وسواس کی بھی دوائی جید ہے۔ (اعضائے چشم) اگر دودھ آنکھ میں ڈالا جاوے آشوب چشم کو نفع کرتا ہے اور اُن تیز مواد کو جن کی ریزش آنکھ کی طرف ہے روکتا ہے اور خشونت اور درد کو جو آنکھ میں ہو اُس کو بھی دور کریگا۔ دودھ کا دوہنا آنکھ پر طرفہ چشم کو زائل کر دیتا ہے۔ (اعضائے نفس) دودھ کہانسی ... اور سل (Phthisis) ... کو اسی طرح سے مفید ہے (جس طرح ہر ایک مرض کے بیان میں کتاب حکمت میں لکھا گیا ہے)۔ دودھ کا مضمضہ اور غرغرہ خوانیق اور ذبحہ اور اورام لہات اور لوزتین کو مفید ہے۔ بہت اور بہر کو بھی مفید ہے۔ سینہ کو بہ نسبت سر اور معدے کے دودھ زیادہ تر موافق ہے۔ (اعضائے غذا) سب طرح کے دودھ طحال (Spleen) کی سختی کو مفید ہے۔ اور شیر شتر ہمراہ روغن بید انجیر (Castor oil) کے اندرونی صلابات کی اچھی دوا ہے۔ اونٹنی کا دودھ استسقا (Dropsy) کو بہت مفید ہے۔ (اعضائے نفض) دودھ جوش دیا ہوا اس قدر کہ اُس کی مائیت جاتی رہے قبض شکم (Constipation) پیدا کرتا ہے اور خون کی آمد جو دستوں میں ہو اس کو بند کرتا ہے۔ شیر گوسفند قروح مثانہ کو مفید ہے۔ دودھ سے تارک جماع کے ضرر کا کیا جاتا ہے۔ اور باہ کی قوت بڑھاتا ہے۔ دودھ خراش امعا (Intestinal inflammation)

[illegible]

کو نفع کرتا ہے۔ اور کچا دودھ اکثر حمیات دق کو دور کر دیتا ہے۔ اگر بخوبی اس کا گھی نکال لیا جاوے (سموم) دودھ فائدہ کرتا ہے۔ اور یہ قتالہ کے پینے کے بعد اور تمام زہریلی دوائیں جو اکال ہیں اور اندرونی اعضا میں عفونت پیدا کرنے والی ہیں مفید ہے جو شخص بھنگ پی کر مست ہو گیا ہو دودھ پلانے سے اُس کی عقل درست ہو جاتی ہے دودھ کے اتمام کے واسطے بدن انسان کو ایسی مناسبتیں ہیں جن کے اسباب دریافت نہیں ہو سکتے۔ (دیکھو قانون شیخ الرئیس اردو جلد دوم صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴)

(منقول از ...)

گائے۔ بکری۔ ہتھنی۔ بھیڑ۔ بھینس۔ گھوڑی۔ ستری اور ہتھنی ان سب کا دودھ ایک اوشدھ یوں کے رس کا ساوک ہے۔ ازجات بہت سی اشدھیاں ایسی ہیں جو دودھ کی ہی ساتھ دی جاتی ہیں۔ دودھ پرانوں کو سنتشٹ کرنے والا ہے۔ بھاری ہے۔ میٹھا ہے۔ چکنا ہے۔ بیتل ہے۔ اسگدھ۔ پچھلن و ... وت۔ پر ... اس سے دودھ سب پرانیوں کو انمول کہا گیا ہے۔ جات کے ساتھ اور ترکھات انمول ہونے سے سب پرکار کے دودھ سب پرانیوں کو ہتکاری ہیں۔ ... شوشج۔ اور مانسک ابکاروں میں بھی دودھ ہتکاری ہے۔ جیرن جور۔ کہانسی۔ شواس شوش۔ چھیٹی۔ گلم۔ اُنماد (Asthma) (Insanity) اور روگ مورچھا۔ بھرم۔ مد داہ پیاس۔ ہردے مثانہ کے روگ۔ ست روگ پانڈو روگ۔ گرہنی دوش۔ بواسیر (Piles) شول۔ اوادورت۔ اتیسار۔ پردرا بکا یون روگ۔ گربھ پات۔ رکت پت۔ پرسرم اور پھلم اتیبا در وگوں کو دور کرنے والا ہے۔

کمزوری (Dyspepsia) کو مٹانے والا
بل کاری۔ پشٹ کارک۔ جیرن کرتا۔ رسائن
بدھی بردھک۔ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کا جوڑنے والا
اور ستھا کا سنہر رکھنے والا۔ آیو بڑھانے والا
بالک بردھ گیاڑ والے کو چھین کو بھوک بھکھن
کرتا۔ شکتی اور پرسروں سے تھکے ہوئے
کو اتیانت ہی ہتکاری ہے

پیارے ناظرین! یہ آپ لوگوں کی واقفیت
کے لئے تھوڑا سا مضمون اُن کتب یونانی
کا پیش کیا گیا ہے۔ کہ جن پر کل طبیب
یونانیوں کا دار و مدار ہے۔ اور صاف ہی
جس کتاب میں سے گوشت کے نقصانات
لکھے گئے ہیں۔ اُسی کتاب میں سے دودھ
کے فوائد لکھے گئے ہیں۔ ہمارے طبیب
یونانیوں کو چاہئے کہ اسے بغور ملاحظہ
فرمادیں اور اپنی غلطی کا اقرار کریں
اور آیندہ سے اپنے مریضوں کو بجائے
گوشت کے دودھ دینا شروع کریں
اور جو اشخاص یہ خیال کئے بیٹھے ہیں
کہ دودھ دراصل تغیر خون سے بنتا
ہے۔ وے سخت غلطی پر ہیں۔ اُن کو چاہئے
کہ وہ نیچے کی چند سطور کا بغور ملاحظہ
فرمادیں۔ جس میں صاف طور سے ثابت
کیا گیا ہے۔ کہ دودھ دراصل تغیر خون
سے نہیں بنتا۔ بلکہ غذا سے۔

(منقول از سشرت)

गभोर्ह णद्धि स्रोतां सिरंस र
क्त वहा नि वै। रक्तजरा शु भ
वतिनाडी न्वै व र सा स्थि क"
स्ता नाडी गर्भ मा प्नो सितया ग
र्भस्य वर्त्तनम। यद यद्ध मा
त्रि मा तास्य भोजने स्थि रस्त द
र्भम॥ तस्मा द ...

ध्यं विधा प्रवर्त्तते। भागः शुद्ध
पुष्णा ति स्तन्यं भागेन वर्द्धते॥
गर्भः पुष्यति भगेन वर्द्धते च-
यथा क्रमम। गर्भं कुक्ष्येव के दार
नाडी प्रीणाति तर्णाधि ता॥

یعنی جب:۔ گربھ ماتا کے رس رکت واہی نسوں کو
کورو کی دیتا ہے۔ رکت سے وہ جھلّی اتھوا
جرایو جس میں گربھ لپٹا رہتا ہے۔ بنتی ہے
اور اُسی سے وہ نال بھی اُتپن ہوتا ہے۔ وہ
ناڑی بہت اندر پہونچ جاتی ہے۔ اور اُسی
کے وسّت آن ہر کو آدا پہونچتا ہے۔ جو بھکشن
بھوجن۔ چوکت جست ہے۔ چار پرکار کے بھوجن
ماں کرتی ہے۔ اس کا رس بن کر تین حصوں
(حصوں) میں بٹ جاتا ہے۔ ایک بھاگ سے
ماں کے شریر کا پوشن۔ دوسرے سے استنوں
میں دودھ کا اُتپن ہونا۔ تیسرے سے گربھ
پوشن ہو کر کرم (سلسلہ وار) سے بڑھتا یہ
کام ہوتے ہیں۔ جیسے کیاریوں میں بہتا ہوا
جل کھیت کو ہرا رکھتا ہے۔ اور بڑھاتا ہے
اسی طرح ماں دوار گربھ کی ترقی ہوتی ہے ×
ایسا ہی ایک اور شاستر میں لکھا ہے۔

तृणात् संजायते क्षीरं क्षीरात्सं
जायते घृतम्॥

یعنی گھاس سے دودھ پیدا ہوتا ہے ×××

اشعار

دودھ سے بڑھ کے غذا کون سی ہے اور غذا
کہ غذا کی تو غذا اور دوا کی ہے دوا
حفظ صحت کا فقط ایک نگہبان ہے یہ
اور مایوس مریضوں کے لئے جان ہے یہ
درد سر درد جگر درد شکم ضعف جگر
ضعف دل ضعف دماغ اور ضعف بصر
ضعف معدہ کو یہ بے شک بے ثانی ہے

رس کے اوصاف ہیں دافع ہر بیماری
پاک کرتا ہے کثافت سے یہ معدہ کو مگر
جو کوئی عمل میں لاتا ہے اسکو اکثر

راقم
ڈاکٹر جیہ داس لعل فتحی ناگنچوری

سفید عام باتوں کا سلسلہ
(نمبر ۸)

حکایت ہے۔ کہ ایک ندی کے کنارے چند
اشخاص کھڑے تھے۔ کہ ایک ریچھ ندی میں
بہتا ہوا وہاں سے گذرا۔ اُنہوں نے سمجھا
کہ کوئی کمبل بہتا چلا جاتا ہے۔ اس کو پکڑنے
کے لئے ایک شخص ندی میں کود پڑا
جب اُسکے نزدیک پہونچا۔ تو ریچھ نے اُس
کو پکڑ لیا۔ اور غریب بے بس ہو کر اُس
کے ساتھ بہنے لگا۔ کنارے والوں نے سمجھا
کہ پانی کے بہاؤ کے تیز ہونے کی وجہ سے
وہ مع کمبل کے واپس نہیں آسکتا۔ اسلئے
اس خوف سے کہ وہ ڈوب نہ جائے۔ وہ
اُسے پکار کر کہتے ہیں۔ کہ کمبل کو چھوڑ دو
اور خود واپس چلے آؤ! غریب مصیبت
زدہ جواب دیتا ہے۔ کہ میں تو کمبل کو چھوڑتا
ہوں۔ لیکن کمبل مجھے نہیں چھوڑتا ہے۔ بالتروا
ٹھیک اسی طرح انسان سوچتا ہے۔ کہ وشے
بھوگ میں بڑا آنند ہے۔ من پرسن ہوتا ہے
اور آتما اپنی قدرتی خواہش یعنی سکھ کو
وشے بھوگ کے ذریعہ ہی پا سکتا ہے۔ اس
قسم کے خیالات کو پختہ کرتا ہوا بدبخت
انسان وشے بھوگ کے نزدیک جا پہنچتا ہے
لیکن وہ تو غلطی پر تھا۔ "مستقے کے بھلاوے
سُور پر جا پڑا،" وہاں آدم خود ریچھ

کی طرح کام نے اُسے ایسا قابو کیا کہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ کوشش کرتا ہے۔ لیکن کسی طرح اِس موذی سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ جب لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ کام وش ہونے سے اُس کی حالت بگڑ گئی دھن دولت کھو بیٹھا۔ چہرہ کی رونق جاتی رہی۔ شریر نربل ہوگیا۔ عقل اِس سے کنارہ کش ہوگئی۔ کام کے جنگل میں پھنسا ہوا۔ دُکھ ساگر میں بہا چلا جا رہا ہے اور ہاہاکار مچاتا ہے۔ تو اُسے پکار کر کہتے ہیں۔ کہ بھائی کام سے کنارہ کش ہو جاؤ! لیکن وہ کیا جانے۔ کہ بدبخت ہر طرح سے اِس موذی کے پنجے کے نیچے سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پیارے مترو! سنو!! زبان حال سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں تو اسے چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن یہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے۔ ناظرین! ذرا اپنی حالت پر وچار کرو!! کیا بارہا دشٹ بھوگ میں آنند کا خیال نہیں نہیں آیا؟ اور کیا کثیر التعداد ایسے آدمی نہیں ملتے جن کو اِسی خیال نے کام دیو کے پنجے میں پھنسایا؟ کیا تمہارا ہر روز کا مشاہدہ نہیں نہیں بتاتا۔ کہ دشٹ بھوگ میں پڑ کر آنند حاصل کرنے کے طالب آخر کس بُری اوستھا کو پہنچے؟ اگر یہ سب کچھ آپ جانتے ہیں۔ تو آؤ پرن کریں۔ کہ اس موذی کے نزدیک جانے سے ہمیشہ احتراز کریں گے۔ کام مشکل ہے۔ اور مقابلہ سخت ہے۔ لیکن

ہیچ مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

صرف ہمت اور اُتساہ چاہیے۔ کامیابی ہاتھ باندھے کھڑی ہے۔

مفید عام باتوں کا سلسلہ نمبر ۹

(۱) بے شمار چھوٹے چھوٹے جاندار ہر روز ...

بے خبری کی حالت میں ہم سے مر جاتے ہیں منو جی مہاراج اِس گناہ کی تلافی کے لیے پنچ مہا یگیہ کا روزانہ کرنا آریوں کا پرم دھرم بتاتے ہیں (۲) اَن داتا یا دویا داتا کیسا ہی نرکپش کیوں نہ ہو۔ لیکن ہر ایک کچھ نہ کچھ پیش کر بیٹھتا ہے۔ اَن داتا کو کسی پر زیادہ رحم آ جاتا ہے۔ نورمن کو زیادہ دان دیتا۔ کسی پر کرودھت ہو جانے کے باعث تھوڑا دیتا ہے۔ اِسی طرح سے وِدیا داتا ذہین شاگردوں کو ... کرنے میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے ... استفادہ ... اپنے ... سنسار اِس ... حیثیت میں ... پہونچا ... بہتری جیودی کی ... بیش ... کپش کے بغیر سنسار ایک دنیا میں اپنے دان کو پہونچاتا ہے۔ اسلئے اگنی ہوتر کرنا سب سے ضروری ہے (۳) اپنی بہتری کرنا ہی سنسار کی بہتری کرنا ہے۔ کیونکہ ضرب المثل ہے۔ کہ اول خویش بعد درویش جو شخص خود اندھا ہے۔ وہ کس حوصلہ سے لوگوں کو آنکھیں دینے کا اعلان دیکھتا ہے (۴) اگر ہم نے اپنی خواہشوں کو تابع کر لیا ہے۔ تو سمجھو لوک دُنیا کا راجیہ ہمارے پاس ہے۔ (۵) لکھپتی سیٹھ راجا کے سامنے کیوں کانپتا ہے۔ کیونکہ سیٹھ کی جان راجہ کے اختیار میں ہے۔ چاہے تو سیٹھ کا دھن چھین کر اُسے ایک گھنٹہ میں کنگال کر دیوے۔ لیکن لنگوٹ بند سادھو راجہ سے کیوں نہیں جھجکتے۔ کیونکہ اس کے دھن کو راجہ کسی حالت میں نہیں چھین سکتا

راقم

سندر داس نگرتھ۔ از جبلپور

موت
فرائض انسانی نمبر ۲

ستتی سے دوسرے درجہ پر ایشور پراپتی کا سادھن پرارتھنا ہے۔ ستتی کرنے کے وقت منشیہ کو یہ نشچے ہو گیا کہ سنسار کا پیدا کرنے والا دھارن کرنے والا اور پرلے کرنے والا کیول ایک برہم ہے۔ جو پدارتھ ہم بھوگ رہے ہیں۔ اِن کا دینے والا وہی پرمیشور ہے۔ کم زور انسان اودیا کے کارن مہاتما کی دیالتا کو بھولتا ہوا منشوں کو اپنا روزی دینے والا سمجھ بیٹھتا ہے اور سارا دن مردم پرستی میں داتا کی دہلیز پر ماتھا رکھ کر گذار دیتا ہے۔ لیکن یہ نہیں سوچتا کہ جس کو میں اپنا معبود بنائے بیٹھا ہوں یہ بھی تو میری طرح دوسروں کا دست نگر ہے۔ دولت مند سے دولت مند پُرش بھی کبھی غیروں کی حاجات پوری نہیں کر سکتا۔ بھرا دوں کی کیا کریگا۔ آپ ہی دن رات خواہشوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ جس دولت کے گھمنڈ میں ہزارہا پرانیوں کا معبود بن رہا ہے۔ اُسپر بھی تو اُسے اعتبار نہیں ہے کہ وہ اسی کے پاس ٹھہرے گی۔ اتنا اعتبار نہیں کہ اُسے پل بھر بھی کہیں چھوڑے لوہے کے صندوقوں میں مضبوط تالا لگا کر رکھتا ہے۔ اور پہرے کھڑے کرتا ہے پھر بھی یقین نہیں جستارات کے دو گھنٹے جو غریبوں کی تکان دور کر کے اُنہیں آنند کی گود میں تھپک تھپک کر سلا دیتے ہیں۔ تارے گنتے گذرتے ہیں۔ آہ! اسی دولت

بہر دسے بڑا آدمی بنا تھا؟ - اپنا تو خیال ہے کہ اگر دولت ہی بڑائی کا آسرا ہے - تو پھر بڑائی کی امید رکھنا بالکل فضول اور لایعنی ہے۔ اس دولت کا حال دُنیا میں ہی ہے - تو پھر مرنے کے پشچات جب کہ جب کہ اپنے سوبھاؤ کے بموجب دوسروں کے قبضے میں چلی جائے گی - یہ کیا کچھ ساتھ نباہ سکتی ہے - پیارے مترو! پرارتھنا کے معنی مانگنا ہے - مانگو اُس پرم پُرش سے جو کہ خود کسی کا محتاج نہیں ہے - جس کا خزانہ لاانتہا خزانہ ہے جو کہ سارے سنسار کا شاہ و گدا کا داتا ہے - وہ کیا دیگا جو کہ خود دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کو کھڑا ہے دنیاوی سہاروں کو چھوڑو - اور پرم پُرش کا سہارا لو - جو کہ سب سہاروں کا سہارا ہے - لیکن کیا ہم اُس داتا سے دُنیاوی پدارتھ کے لئے ہی یاچنا کریں جو کہ ہمیں اُلٹا دکھ دیتا ہے - پیارے مترو! جب ہمیں دُنیاوی ماتا پتا کی موجودگی میں کھانے پینے کے پدارتھوں کا کچھ فکر نہیں ہوتا وہ خود بخود ہماری ضروریات کے لئے ہمیں سب کچھ دیتے ہیں - تو پھر اُس پرم پتا کی موجودگی میں - اگر ہم ساری آیو روٹی کے ہی فکر میں گنوا دیویں - تو ہماری کیسی مورکھتا ہے - وہ تو ہمیں ہماری ضرورت کے مطابق خود سامان دے رہا ہے - صرف معمولی یتن سے ہماری ظاہری ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں - تو پھر ہم ایسے پدارتھوں کے مانگنے میں کیوں سارا سمے کھو دیویں - جو کہ ہمارا ساتھ نہیں کرینگے اور! اس داتا سے وہ چیز مانگیں - جو کہ ہمیں دایمی سُکھ دینے والی اور موت کے بعد ہمارا ساتھ کرنے والی ہے - اور جس سے ہمارا جیو آتما پراپت کرتے ہوئے کام کرودھ آدی آتمک شترووں پر غالب آسکتا ہے - ایسا کون پدارتھ ہے؟ مادی پدارتھوں میں سے کسی میں یہ شکتی نہیں ہے - کہ ایسا آتم گُن رکھے - یہ گُن کیول دھرم میں ہی ہے - اگر دھرم کے لئے ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں - تو ایشور کی بخشش سے وہ مال [illegible] سے چھوڑا مادی بہت آکرا پہونچ جاتی ہے - تو دیا کے دست [illegible] کو [illegible] پہونچتا ہے - جو ہیں رچی دلالے [illegible] مترو - لیکن کیا ہم ہر روز یہ نہیں کہتے - کہ ہے ایشور! ہم کو پورن آنند دیجئے - ہمیں ودیا دان دیجئے - لیکن طوطے کی طرح زبان سے رٹنے سے ہی ہمیں کچھ نہیں مل سکتا - جب تک ہم اپنے آپ کو اُس دان کا پاتر نہ بنا دیویں جو کہ ہم مانگتے ہیں - ذرا سوچو! دُنیاوی دربار میں محض خوشامدانہ درخواستیں کر لینے پر ہی تو کوئی عہدہ نہیں مل جاتا؟ جب تک کہ اس عہدہ کا اپنے آپ کو ادھیکاری نہ بنایا جاوے - جس کے لئے ہم درخواست کرتے ہیں - تو پھر نیاے کاری پربھو صرف ہماری زبانی باتوں پر ہمیں کب کچھ دیں گے - جب تک وہ ہمیں ادھیکاری نہیں سمجھتے - اسلئے پیارے سجنو! اگر ایشور پراپتی کی خواہش ہے - اگر پرم پوجنیہ پتا کے درشنوں کی سچی ابھلاشا ہے - اگر آپ اُس آنند دایک گود میں بیٹھنے کے سچ مُچ خواہشمند ہیں جس میں بیٹھتے ہی سارے کلیش دور ہو جاتے ہیں - تو سچے ہردے سے پرارتھنا کرو! دن بھر جو بُرے کرم کئے ہیں - سائنکال کی پرارتھنا میں اُن کے لئے پشچاتاپ کرتے ہوئے بس ہمیشہ کے لئے اُن پاپوں کو چھوڑ دو - آہا! اگر یہ پرارتھنا کرنا ہم سیکھ جاویں - تو پھر کونسی خواہش ہے - جو ہم کو ستا سکے - لیکن آج تو گرجوں میں - مسجدوں میں - مندروں میں جا بجا پرارتھنائیں ہوتی ہیں - لیکن شانتی اور آنند سے کوسوں دور چلے جا رہے ہیں جن مکانوں کو خدا کا گھر کہا جاتا ہے - اُن کا حال عام گھروں سے بدتر ہے - یہ کیوں؟ پرارتھنا کی مریادا بالکل بگڑ گئی - پرارتھنا کے یہ معنی گھڑے گئے ہیں - کہ اللہ میاں سے جو کچھ مانگو وہ دینے کو تیار - صرف گُڑ کی روڑی - تیل کا سیر - جوڑے کا تھال - چاندی کا چھتر وغیرہ تعریفی کلموں کے ساتھ اُس کی بھینٹ کرو - آپ زمانہ حال کے معبدوں میں بیٹھ جائے اور جو لوگ وہاں آویں - اُن کی پرارتھنائیں سُننے جائے - میں دعوے سے کہتا ہوں - کہ بہت ہی کم آدمی ملیں گے - جو آتم بھلے کے لئے پرارتھنا کرتا ہے - یہاں تک ہی نہیں بلکہ چور اچھا مال ملنے کے لئے - اور جواری روپیہ جیتنے کے لئے - کامی اپنی کامنا پوری کرنے کے لئے پرارتھنا کرتا ہے - اور پھر سب کو یقین واثق ہے - کہ ہماری یہ درخواستیں پوری ہو جائینگی - بیوقوف یہ نہیں سمجھتے کہ اگر اس طرح سے ہماری خواہشیں پوری ہونے لگیں تو ایک دن میں دُنیا گرد و غبار ہو جاوے - صرف یہی نہیں - بلکہ مذہبی عجب مخمصے میں پھنس جاوے - فرض کرو کہ ایک آدمی کے واسطے اُس کا ایک دوست چرکال تک جینے کے لئے اور دوسرا اُس کا دشمن

فوراً مر جانے کے لئے پرارتھنا کرتا ہے۔ تو بتاؤ اب خدا کرے تو کیا کرے۔ غرضیکہ پرارتھنا کا جو موجودہ طریقہ ہے۔ یہ ہماری موکھتائی کا کارن ہے۔ جب تک ہم ویدوکت طریقہ کے بموجب پرارتھنا نہیں کرتے۔ ہمیں آنند کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اسلئے اسے سمجھو! جس چیز کے لئے ایشور سے پرارتھنا کرتے ہو۔ اس کے لئے اپنے آپ کو ادھیکاری ہی بناؤ۔ تاکہ تمہیں وہ پدارتھ اوشیہ ملجاویں

(باقی آئندہ)

راقم

آریہ دھرم کا سیوک سندر داس گرگقہ جلالپوری

کیا وید تمام علوم کا مخزن نہیں

مخالفین سوامی دیانند سرسوتی کی اس بات پر تمسخر اڑایا کرتے ہیں۔ کہ ویدوں کو شری سوامی دیانند سرسوتی نے تمام علوم کا مخزن قرار دیا ہے۔ اس امر کے ثبوت کے لیئے ہم نے ایک سلسلہ کتابوں کا شروع کیا ہے۔ جنہیں موجودہ سائنٹفک ایجادوں اور فلاسفی کی تحقیقاتوں کی بنیاد پر رشی کے اس دعوے کو ثابت کریں گے۔ اس سلسلہ میں پہلا رسالہ ویدک گنت کا مجموعہ فی الحال میں چھاپا گیا ہے۔ جسمیں علم ریاضی کی بحث منتروں کی دریافت کی گئی ہے۔ اور یہ دکھلایا گیا ہے کہ موجودہ تھیوریوں اور سائنس کی تحقیقاتوں کا میلان ویدوں کی بزرگی و عظمت کو قایم کرتا ہے۔ یہ کتاب اپنی قسم کی نرالی ہے۔ امید ہے کہ پبلک اس میں ہماری حوصلہ افزائی کریگی۔ قیمت صرف ۲ رکھی گئی ہے جو محنت اور چھپائی کے لحاظ سے بالکل قلیل ہے

درخواستیں ذیل کے پتہ پر آویں

المشتہر

گوردھن داس ایڈیٹر گیاس اور تجارت لاہور

اوم

جنگ ٹرانسوال

اس جنگ میں عرصہ زائد از ایک سال سے جس بیدردانہ بہادری سے خون ریزی ہوئی ہے۔ وہ اخبارات کے مطالع کرنے والوں سے مخفی نہیں نیز اس کا بیان پھر دوہرانا اس تحریر کا مقصد نہیں ہے۔ لیکن اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ نہایت کثیر التعداد ... استقلانہ ... فریق ... سپاہیانہ اس ... حیثیت میں کیا جنگ ... بہادری جودی کی ... ہوں۔ اور خواہ کیسی ہی فنی اغراض ہیں یہ جنگ کیوں شروع نہ کی گئی ہو۔ لیکن جس وقت وہ قیمتی جانیں یاد آتی ہیں۔ یا اس رقم کثیر کا خیال آتا ہے۔ کہ جو اس بائم کی خون ریزی میں صرف ہوتی ہے۔ تو بلا تامل یہ دعا دل سے نکلتی ہے۔ کہ کاش اس جنگ کے بواعث پیدا ہی نہ ہوتے اور اگر بدقسمتی سے پیدا ہو چکے تھے۔ اور جنگ کا آغاز ہی ہو گیا تھا۔ تو بوئیر جنرل روز اول ہی اپنے سپاہیانہ بہادری کے گھمنڈ کو نظر انداز کر کے اپنی مٹھی بھر طاقت اور برطانیہ عظمیٰ کی عظیم الشان قوت کا اندازہ کر کے اس جنگ کو اس قدر طول دے کر وہ نتایج پیدا نہ کراتے۔ کہ جو آج افسوس کے ساتھ دیکھے یا پڑھے جاتے ہیں۔ خیر یہ تو جو ہوا سو ہوا۔ بادشاہوں کے بادشاہی ہی خیال اور گھمنڈ ہوتے ہیں۔

لیکن کیا ہم روز مرہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہمارے اپنے رشیں میں کئی قیمتی جانیں ہمارے اہل وطن کی چھوٹی چھوٹی لاپرواہیوں کے بواعث سے بالکل تلف ہو جاتی ہیں وقت بے وقت ایسے مقام پر کہ جہاں معتبر دوائی یا لائق معالج ایک دم صرف کثیر سے بھی نہیں مل سکتا۔ ایک معمولی ایک معمولی سا عارضہ پیدا ہو کر فوراً لواحقوں کے دیکھتے دیکھتے ہی مریض کی جان کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ بہتر ہوتا کہ ہمارے اہل وطن ایسی حالت میں ہوتے کہ اُن کو عمر بھر ایسے عارضے پیدا ہی نہ ہوتے۔ لیکن افسوس کیساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ حالت اس کے برعکس ہے۔ لیکن سب سے بڑھکر افسوسناک حالت ایسی ہے کہ لوگ اِن حالتوں سے ناواقف نہ ... رہے بھی اس کے بدنتایج سے بچاؤ ... اپنی طرف سے کوئی کوشش نہیں کرتے اگر کوئی کہے کہ اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں۔ تو سوائے اس کے کہ ہم اس کی ناواقفی پر افسوس کریں اور کیا چارہ۔

ذیل کی چٹھی کو ملاحظہ کیجیئے

مہربان من جناب لالہ کانشی رام صاحب ویدجی بعد بندگی کے التماس ہے۔ کہ میں نے آپ سے ایک پیوارک بکس منگایا تھا۔ میں نے اس میں سے (مجملہ ۱۲ ادویات) تین دوائیوں کی آزمائش کی۔ اِن تینوں نے تیر بہدف کی طرح فایدہ کیا اول میرے ایک دوست لالہ ... چند اہلمد وزارت تھے۔ وہ بعارضہ پیشاب بند ہونے کے سخت بیمار ہو گئے۔ تھے ڈاکٹری دوائی دو روز تک کی گئی تھی لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا۔ چنانچہ اُن کی امید زیست کی نسبت شبہ ہوا تھا۔ آپ کی قابل قدر دوائی اکسیر نمبر ۱۲ دو خوراک حسب ہدایت دینے سے فوراً پیشاب جاری ہو گیا۔ ایسی ہی پیچش کی

دوائی اکسیر ہرم کے اثر سے سمان دایز
گیا۔ بیماری اسہال کے واسطے یہ دوائی
اکسیر نمبر ۵ اکسیر ثابت ہوئی۔ آپ نے
ملک پر بڑا احسان کیا ہے۔ بیشمار بیمار
ہونے والوں کو از سر نو زندگی حاصل ہوئی
ہے۔ میں بڑے زور سے سفارش کرتا ہوں
کہ قوم آپ کی قابل قدر دوائیوں سے
فایدہ اٹھا دے پر میشور آپ کو سلامت
رکھے۔ اور آپ کے خیال کو ہمیشہ اس
مفید عام کام میں وابستہ رکھے۔ مورخہ
۲۲ - ماہ جیٹھ سمت ۱۹۵۹ از ہمبر عسلا قہ
ریاست جھوں۔ آپ کا صادق چند اشکہ
ٹھیکہ دار شراب ولیسی مشمر وحبوں۔
ایسے مضامین کی چٹھیات ہر روز ہمارے پاس
میں وصول ہوتی ہیں۔ کیوں ناظرین [illegible]
ہم سچ کہتے تھے کہ نہیں۔ کہ جب ایسے
کبس طیار ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو
رہے ہوں تو وہ اہل وطن جو تھوڑے
سے خرچ کی خاطر اپنی اور اپنے عزیزوں
کی قیمتی جانوں کی حفاظت کے لئے اپنی
ذات ... پیار نہیں کرتے ان کی حالت
قابل افسوس ہے۔ یہ کبس مفصلہ ذیل
چار اقسام کے ہیں۔
پیوارک کبس مشمول ۱۲۱ ادویات قیمتی ...
سفری کبس مشمولہ ۱۵ ادویات قیمتی ...
پاکٹ کبس مشمولہ ۱۲ ادویات قیمتی ...
پاکٹ ٹن کبس مشمولہ ۸ ادویات قیمتی ...
اگر ان کی مشمولہ ادویات کی مفصل فہرست
کیفیت اور اپنے خطوط اور آیورویدک
... کی دیگر بیشمار اور سریع التاثیر
اور مجرب ادویات کے بیان کے مطالعہ
کی ضرورت ہو۔ تو ۲ پائی کا ٹکٹ برائے
محصول ڈاک بھیج کر رسالہ "تحفہ سال نو"

اور آیورویدیہ پرچارک" مفت منگوا کر
مطالعہ کیجئے

ہر قسم کے ویدک علاج کے لئے

ہمیشہ لالہ کانشی رام صاحب وید سے خط و کتابت کیجئے

المشتہر

مینجر پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور چھاؤنی

موچی - بنفشہ

... سے وہ مال بھی ہے
... بہت اعلیٰ پہونچ جاتی ہے۔ ... بدر
کے وقت ... کو آرام پہونچتا ہے۔ جو
بنفشہ سے جو کہ ... پر چنی گئی ہے
تیار کیا گیا ہے۔ پتا وغیرہ ذرا نہیں ہے۔ جس
دن بنفشہ چنی گئی اسی دن عمل میں لائی گئی
اسے آگ کی آنچ مطلق نہیں لگائی گئی۔ صرف
سورج کی گرمی سے تیار کیا گیا ہے۔ چیت کا ...
بنایا ہوا اب اساڑھ میں قابل استعمال ہوا ہے
اتنے دن دھوپ میں رکھا رہا ہے۔ اعلیٰ درجہ
کی صاف چینی میں تیار کیا گیا ہے۔ ہدایت حکما
کی کامل طور پر پابندی کی گئی ہے۔ امراض ذیل
کے بارہ میں یہ سادہ قدرتی علاج لاثانی ہے
دماغ بصارت و حافظہ کو بدرجہ کمال تقویت
بخشتا ہے۔ دماغ و بدن کی خشکی کو دور کرتا ہے
شکایات معدہ و قبض دایمی کو رفع کرتا ہے
دہر کہ اور جلن کو رفع کرتا ہے۔ بچوں کو اکسیر ہے
مقامات ذیل سے بھی مل سکتا ہے۔
حصار لالہ رلا رام آنند خوشتاب۔ لالہ
نہال چند داس ل۔ امرتسر۔ لالہ کوتول
گوردتا مل۔ لاہور وید جا ... پریس
... خیانی ... بجی ... جب ... تاشیانی

ناکہ بہت عمدہ طیار ہو رہا ہے۔ ...
خبانی تیار ہے۔ مزید حالات خط و کتابت
پر تجارت کے لئے معقول کمیشن۔

المشتہر

نند لعل نجر۔ جیب۔ براہ کوہ ولہوزی

ورکیلئے بال ودہوا کی ضرورت

میری عمر تیس سال ہے روزگار ... روپیہ پر نوکر
ہوں۔ کسی بال ودہوا عورت سے شادی کرنا چاہتا
ہوں۔ جس کی عمر ۱۶ سے ۲۵ سال کے درمیان
ہو۔ شادی ویدک ریتی سے ہوگی۔ زیادہ حال مجھسے دریافت کریں

المشتہر

سدھو رام ہیڈ کمپونڈر ... لیشیہ وزیرستان ... پوسٹ ...

اگاھی

میرے ایک مترا ایک بیوہ سے ویواہ کرنا چاہتے
ہیں۔ ان کی عمر ۲۶ سال ہے۔ اروڑے ڈاہری یا
چیاوڑی۔ سوبتی۔ کڑ اور کوچڑ ذاتوں کو چھوڑ
کر باقی ذاتوں میں ویواہ ہو سکتا ہے۔ یہ بیوہ
کی اوستھا پندرہ سے بیس سال تک ہو۔ لیکن بچہ
ساتھ نہ ہو۔ وہ میرا انٹرنس پاس ہے۔ اور
عـ ماہوار پر محکمہ ریلوے میل سروس میں ملازم ہے
آریہ خیالات کا ہے۔ لڑکی کو ماتا پتا رضامند ہیں کریں

المشتہر

ودہوا ویواہ کا سہایک بھگوان داس کمپونڈر بٹھنڈا

ضرورت

بٹالہ ... گلاں کیلئے ایک ماسٹر کی ضرورت ہے
جو انٹرنس پاس ہو۔ ناگری جانتا ہو۔ تنخواہ ...
ماہوار ملیگی۔ خط و کتابت ... پتہ ... ۔

جلد ۱۲ | مطبوعہ ۲۹ ہاڑ سمت ۵۸ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۰۱ء شکروار جلندہر شہر | نمبر ۱۱

ناظرین کی خدمت میں

(۱) مقدمہ کے حالات ایک مرتبہ شروع کر کے ضروری تہا کہ کم از کم مستغیث کا مکمل بیان (جس مرحلے پر کہ اِس وقت تک پہونچ چکا ہے) ایک ہی پرچے میں دیدیا جاوے تاکہ جو لوگ صبری مقدمہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ہو رہی ہے۔ وہ کسی قدر دور ہو جاوے۔ اِسی وجہ سے اِس پرچے میں اور کوئی بھی مضمون درج نہیں ہو سکا۔ ہفتہ آئندہ سے اخبار میں حسب دستور سابق مضامین ہوا کریں گے۔ لیکن کچھ صفحے مقدمہ کے حالات درج کرنے کے لئے مخصوص کر دئے جاوینگے

(۲) مقدمہ کی طیاری میں مصروفیت اور دیگر ضروری کاموں کے باعث تقریباً پندرہ دنوں کی ڈاک کا جواب نہیں دے سکا ہوں اب جواب شروع کر دیا ہے۔ جن صاحبوں کو جواب نہ پہونچے وہ پہر یاددہانی کر دیں

راقم

منشی رام جگیاسو

ستیہ دہرم پرچارک

پر

پہلا لائیبل کیس

... استغاثہ ... مسٹر جی ... ف ... بیان ... لالہ ... سے ... جیثیت میں ... ... ی پہری جیوری کی ... دگذشتہ اشاعت ... نی ا...

(واقعہ ۱۰ ۔ اسئی ۱۹۰۱ء)

تتمہ بیان پنڈت گوپی ناتہ مستغیث باقرار صالح چٹھی دستاویز حرف ای جی (E G) پیش کرتا ہوں) مجھے مسٹر سی ایچ ٹہپر صاحب سے پہونچی تہی - یہہ دستاویز حرف اے ایچ (A H) اُس کے ساتھ ملفوف آیا تھا - یہ انڈین فیمین چیریٹیبل ریلیف فنڈ کی جنرل کمیٹی کا میں قریب ۶ - فروری ۱۸۹۷ء کے ممبر منتخب ہوا تہا - اور ۸ - فروری کو ایک اگزیکٹو (انتظامیہ) کمیٹی بنائی گئی تہی اور میں اُس کا ممبر ہوا - اور اِس حیثیت میں میں کئی جلسوں میں شامل ہوا - یہ دونوں کاغذات دستاویزات حروف ... اور ... اُن واقعات کا صحیح بیان ہیں جو کہ اُن کمیٹیوں میں گزرے تہے - دستاویز حرف ... مسٹر ٹہپر کا اپنا دستخطی خط میرے نام ہے یہہ دستاویز حرف ... ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (لنکا) کی طرف سے میرے نام خط مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء ہے

دستخط ایچ کلورٹ ــــــــ

سٹی مجسٹریٹ درجہ اول ــــــــ

استغاثہ نے اور کوئی گواہان پیش نہیں کرنے ہیں

دستخط - ایچ - کلورٹ سٹی ــــــــ

مجسٹریٹ درجہ اول ــــــــ

وکیل استغاثہ کو قبل از فرد قرارداد جرم لگائے جانے کے پنڈت گوپی ناتہ پر جرح نہ کرنے نسبت اعتراض ہے - لیکن چونکہ ... ت قلمبند ہونے تک ... کا ... اور ... ایسے ... سوالات جرح ... ہے ... ہوں

گوپی ناتھ پہر بلایا گیا برائے سوالات

جرح - میرا باپ کاشمیر سے لاہور میں میری پیدائش سے پیشتر آیا تہا - اور میری عمر اِس وقت ۴۹ برس کی ہے - اِس سے پیشتر لاہور میں ہماری کوئی جائداد نہ تہی میرے پانچ بہائی ہیں - مترولاس پریس میرے والد کی ملکیت تہی اُس مطبع کے کہولنے سے پیشتر مجھے معلوم نہیں ہے - کہ میرا باپ کیوں کر اپنا گذران کرتا تہا - اِس مطبع سے ایک مترولاس (نامی) اخبار نکلتا تہا - وہ ہندی میں تہا - اخبار عام کو شروع کئے ہوئے ۳۱ برس ہوئے یہہ مترولاس اخبار سے پیشتر جاری ہوا تہا یہہ بہی اُسی مطبع سے شائع ہوتا تہا - میرا باپ اور میرے بہائی اکٹھے بطور ایک مشترکہ خاندان کے رہتے تہے - میرے باپ کی موت کے بعد ایک بہائی کنہیا لال علیحدہ ہوگیا ہے - اور گورنمنٹ کا ملازم ہوگیا ہے - باقی ہم سب اب تک اکٹھے ہیں اِس علیحدگی کو ایک یا ڈیڑہ سال ہوا - اِس کے

باعث جائیداد خاندان مشترکہ کی تقسیم نہیں
ہوئی۔ میرا والد بہت کم اردو جانتا
کنہیا لعل انگریزی جانتا ہے۔ یہ پمفلٹ
(دستاویز D) مترولاس
پریس نے طبع کیا تھا۔ اور میرے بھائی نے
تصنیف کیا تھا۔ کنہیا لعل کی عمر تقریباً ۳۰
برس کی ہے۔ جس وقت یہ پمفلٹ طبع
ہوا اس وقت بھی پریس کے مالکان ... تھا
میں خیال کرتا ہوں کہ ...
پڑھا ہے۔ جہاں تک ...
صحیح ہے۔ صفحہ ۷ پر ...
اور اُس کی لاہور میں آ...
بیان کی گئی ہے۔ صفحہ ...
پر یہ بیان صحیح ہے۔ کہ اس نے (میرے
باپ نے) ۵۰ برسوں تک کام کر کے پھر اس
پمفلٹ کے طبع ہونے کے دس برس
پیشتر سے اپنے کارخانہ کے لئے کوئی
کام نہیں کیا تھا۔ ان دس برسوں میں
جبکہ اُس نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ پریس
کا کام ہم سب بھائی چلاتے تھے۔ میں
خیال کرتا ہوں کہ پنڈت گووند سہائے
بطور ایڈیٹر اخبار عام کے کام کرتا تھا
اور کنہیا لعل بطور ایڈیٹر مترولاس کے
میرا والد ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مر گیا
میں کچھ عرصہ کے لئے مترولاس کا ایڈیٹر تھا
اور پھر اس کے بعد کنہیا لعل ایڈیٹر ہوا
یہ پرائیویٹ انتظام تھا۔ میں کسی بھی
اخبار عام کا ایڈیٹر نہیں رہا۔ جہاں تک
مجھے یاد ہے میں نے کبھی ایڈیٹوریل نوٹس
ہی نہیں لکھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری
کوئی تحریر ایڈیٹوریل نوٹس میں
نکلی یا نہیں۔ ماہ جولائی ... میں
بموجب استغاثہ از جانب گورنمنٹ

برخلاف ہمیشہ ... میرا بھائی ...
لئے ہردوار گیا تھا۔ اور میں نے اُس کی
جگہ کام کیا تھا۔ اس سے پیشتر میں نہیں
خیال کرتا کہ گووند سہائے کبھی ہی لاہور
سے باہر گیا ہو۔ میں اخبار عام کا ایک
دو یا تین برسوں کے لئے مینیجر رہا ہوں
لیکن اب عرصہ پانچ یا چھ سال سے میرا
... اخبارات یا پریس
... ایک دوسرے
... سناتن دھرم گزٹ"
... پہونچ جاتی ہے۔ ... کی
... پہونچتا ہے۔ ... مذہبی
مضامین ... ہوا کرتے تھے۔ اور خاتمہ
پر یہ قریب سناتن دھرم گزٹ کی
طرح کا ہو گیا تھا۔ قبل اس کے کہ آریہ سماج
نے سناتن دھرم پر حملے شروع
کئے مترولاس عام خبریں اور رائیں
شائع کیا کرتا تھا۔ بطور ایک اخبار کے
اس سے کبھی ہی نفع نہیں ہوا۔ میری
ناظرین کم تھے اور اسلئے اسے بند کیا گیا
جب یہ بند ہو گیا۔ تو سناتن دھرم گزٹ
شروع ہوا۔ یہ بطور ایک مذہبی پرچہ
کے سناتن دھرم کے خلاف حملوں کو
رد کرنے کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ یہ
۱۸۹۷ء میں جاری ہوا۔ اور آریہ سماج
اور دیگر مخالفین سناتن ہندو دھرم
کے برخلاف اس کا نشانہ تھا

بمبئی کا وینکٹیشور اخبار ہمارے مطبع
میں تبادلہ میں آیا کرتا تھا۔ اس کی ایک اشاعت
پیش کی گئی ہے۔ وہ مورخہ ۳ اکتوبر
۱۸۹۶ء ہے دستاویز D2
صفحہ ۱ پر ایک مضمون ہے۔ جس کی
سرخی ہے "ہمارے ہمعصر مترولاس"

کا ہم پر جو ...
مجھے علم ہے۔ وینکٹیشور پہلے سناتن ...
کے برخلاف تھا۔ اور بعدہ اُس کے موید
ہوا۔ وینکٹیشور ایک سناتن دھرم
کا مندر بمبئی میں ہے۔ آریہ سماجی لوگ
بت پرستی کے برخلاف ہیں وینکٹیشور
کی مورتی اس اخبار کا ایک نشان ہے۔ اور
اور اُس میں چھپی ہوئی ہے۔ اس میں
لکھا ہے "ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ
ہمارے ہمعصر مترولاس نے اخبار میں
دیگر مذاہب والوں کو گالیاں دینا اور
بیہودہ اعتراض کرنا اور ملک میں مخالفت
پھیلانا کو دھرم پرچار سمجھ رکھا ہے۔ اگر یہ
سچے سناتن دھرم کے پیرو ہیں۔ تو دھرم
کا کوئی ظاہر کام کر کے دکھلائے ......
اگر آپ اپنی غیر معمولی لیاقت کے زور
سے ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تو کیا آپ کے
صفحہ در صفحہ میں کسی سماج کو گالیاں
دینے سے کسی سماج کا فائدہ ہو جائیگا؟
ہمکو افسوس ہے۔ کہ آپ جیسے آدمی
جن کی عزت دنیا میں مشہور ہے اپنا
اصلی فرض چھوڑ کر بے فائدہ شور مچا کر
سناتن دھرم اور دیسی اخبارات کو بدنام
کر رہے ہیں۔ اب رہا مذہب کا معاملہ
جس سے آپ ہمکو گرا ہوا بتلاتے ہیں
اس معاملہ میں ہم نے آپ سے صرف
یہ پوچھا ہے۔ کہ ہم بھی آپ کی طرح
غیر شریفانہ طور سے کاغذ سیاہ ...
کریں۔ تو ہمیں آپ ویشنو سمجھیں
ورنہ ہم ویشنو نہیں ہیں ......
افسوس نہیں معلوم اس بڑھاپے کی
عمر میں مترولاس کی عقل کہاں چلی گئی"
جو مضمون بالا قسم کی تحریروں اور

اعتراضوں سے اپنے اخبار کو بدنام کر دیا ہے
استغاثہ کے فقرہ نمبر ۵ کے متعلق "ایڈیٹری
نوٹ ایڈیٹر کا یہ ہے" اس وقت میں آگے
لکھ چکا ہوں اور مفصل آیندہ لکھونگا"
جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایڈیٹر متفق
تھا۔ ورنہ وہ اُس کی بابت نہ لکھتا۔
ست دھرم پرچارک مورخہ ۲۵۔ جنوری
۱۹۰۱ء میں اس بارے کا پچھلا مضمون
نکلا تھا۔ یہ دستاویز حرف D کی
ہی اشاعت ہے۔ جو کہ اِس ظاہر ہوتی ہے
(ترجمہ دستاویز D 4)

نوٹ واضح رہے کہ ۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء
کے پرچہ میں صفحہ جات ۲ اور ۱۵ پر
حسب ذیل ایڈیٹوریل نوٹ درج ہے
جس کی طرف کہ یکم فروری ۱۹۰۱ء
کے اخبار میں اشارہ کیا گیا ہے۔

آریہ سماج کے بانی اور اُنکے دھرم پر کیسے بزدلانہ حملے

:- پنڈت گوپی ناتھ پر جب سے مقدمہ دائر ہوا تھا۔ اُن کے پرچہ سناتن دھرم گزٹ کی ٹون کسی قدر بدل گئی تھی پھر اُن پر سزائے قید کا حکم صادر ہوا کچھ عرصہ تک تو یہ چپ رہے۔ لیکن اپیل دائر ہوتے ہی نہ معلوم کس شہ پر اُنہوں نے آریہ سماج کے برخلاف نہ صرف سخت ہی لکھنا شروع کیا بلکہ آریہ پرچوں کی تحریروں کو غلط پیرایوں میں ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ باوجود تقریر وکیل مستغیث کے مسٹر ہری صاحب سشن جج نے فیصلہ کے لئے ابھی تاریخ ڈال چھوڑی اس عرصہ میں آریہ سماج پر پنڈت گوپی ناتھ کو کوششیں بڑھتے گئے۔ اور آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے پھر سفارش ہوئی کہ محض جرمانہ کافی ہے۔ جج صاحب نے فیصلہ میں لکھا کہ ملزم نے اپنی طرز تحریر

کو بدل لیا ہے۔ لوگ اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں بہرحال اس سے مجھے مطلب نہیں ہے۔ اسی عرصہ میں نہ معلوم کیوں قادیانی مرزا کے پیرؤوں نے آریہ سماج اور اُنکے کام کرنے والوں پر سخت حملے کرنے اور اُن کی نسبت گندے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دئے۔ اور سب سے بڑھکر نور الاسلام نے گندگی اور ناشائستگی کا خاتمہ کر دیا۔ ان حملوں سے دو ایک بڑھ کر آریہ پرش سخت ... ہیں۔ اور یہ ... استغاثہ ... لوگ آریہ ... اس ... حیثیت میں ... علاوہ ... بھی جیوری کی ... عیسائی اخبار کی تحریریں بطور نمونہ بھیجی گئی ہیں۔ جن میں آریہ سماج پر تناسخ اور نیوگ کی بنا پر اس قدر فحش حملے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شریف عیسائی ان تحریروں کو اپنی مستورات کے ہاتھ میں دینے کا حوصلہ کر سکے۔ میرے پاس روز دو تین خطوط آریہ بھائیوں کے پہونچ رہتے ہیں۔ جن میں میری بےجا شانتی پر سخت افسوس کا اظہار ہوتا ہے۔ میں ان سب بھائیوں سے نویدن کرتا ہوں کہ میں ہرگز ان اور دیگر تمام مذاہب کے اخباروں کی گندہ تحریروں اور ناشائستہ حملوں کا جواب ترکی بترکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بلکہ اُن کا نوٹس بھی نہیں لینا چاہتا۔ ہاں آریہ سماج کے اصولوں پر جس قدر اعتراض ہوں اُن کا جواب ہمیشہ تحقیق اور پرمان سے دیتا رہا ہوں۔ اور دیتا رہوں گا۔ میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان تحریروں سے آریہ سماج کا کچھ بگڑ تو سکتا نہیں۔ پھر میں نہیں سمجھتا

کہ میرے بھائی کیوں اس قدر رنج محسوس کرتے ہیں۔ میری رائے میں اس قسم کی تحریروں کو روکنے کی کوشش ہی نہیں کرنی چاہئے۔ میں اس قسم کی کوششوں کے سخت مخالف ہوں۔ جن کے ذریعہ سے کہ گورنمنٹ کے پاس استدعا کیجاتی ہے۔ کہ وہ ایسی تحریروں کو روکے مجھے اس سے مطلب نہیں ہے۔ ... اپنے انتظام کو قایم رکھنے کے ... کیا کارروائی کرتی ہے۔ لیکن میں گورنمنٹ سے ہرگز درخواست کروں گا۔ کہ آریہ ... لحاظ سے اُس پر کئے ہوئے ... پہاڑ ... بھی نہ روکے۔ میرا پختہ یقین ہے۔ کہ دھرم کے معاملے میں گورنمنٹ کی مدد لینا دھرم کی کمزوری کو مان لینا ہے۔ میرا وشواس ہے۔ کہ یدی ویدک دھرم سچا ہے۔ تو جسقدر زیادہ حملے اُس پر ہونگے اُسی قدر اُس کی سچائی ظاہر ہوگی پس پورانک۔ محمدی۔ عیسائی۔ جینی وغیرہ جملہ مذاہب کے واعظوں اور مصنفوں کی آگاہی کے لئے یہاں درج کرتا ہوں۔ کہ اُن کی ناشائستہ تحریروں کا ہرگز نوٹس نہیں لیا جاویگا۔ البتہ ویدک دھرم کے اصولوں پر جسقدر اعتراض کئے جاویں گے۔ اُن کا جواب ہمیشہ دیا جاویگا۔ پرم پتا پرماتما سے ... کریں۔ تاکہ آریہ سماج کے ممبر اپنی ... شکتی سے ویدک دھرم کی رکشا کر سکیں"
الفاظ رنڈ اور اوباش بحث سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ کل مضمون سے ظاہر ہوتا ہے۔ لفظ رنڈ کبھی بھی اچھے معنوں میں نہیں آتا۔ اور ... مضمون

خصوصاً بُرے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے
اِس لغات فیروزی میں اس کے معنے Sceptic
کئے ہیں۔ اور Platts ڈکشنری میں
بھی یہی معنی ہی دئے ہیں۔ لغات برہان قاطع
میں بھی Sceptic ہی معنے دئے ہیں کہ
Libertine - میں کتاب دیوان رند
[illegible] نہیں ہوں۔ میں نے دیوان حافظ
[illegible] عام سُنا ہے۔ رند کے معنے اُس
[illegible] کے ہیں۔ جو کہ قاعدوں اور بندشوں
کا کچھ پروا نہیں کرتا۔

اگر کوئی شخص پبلک پریس میں کسی
[illegible] یہ ظاہر کرے۔ کہ فلاں شخص [illegible]
[illegible] رہا ہے۔ اور اُس کی بال بچوں کو [illegible]
کھائے۔ تو میں اُسکو۔ اگر اُسنے کسی کے جواب
میں ایسا لکھا ہو تو نیچا نہیں کہوں گا۔ ورنہ
نیچا کہوں گا۔ اگر گالی کے جواب میں اُس
نے ایسا لکھا تو اُسے بردبار نہیں کہیں گے
اگر پبلک پریس میں ایک شخص ایسا فقرہ
استعمال کرے کہ ”سٹ کڑھی فقیر بسترے“
تو یہ بُرا ہے۔ سوائے اِس کے کہ ایسی ہی
تحریروں کے جواب میں کہا جاوے (میرا)
یہ جواب نیتی شاستر کے مطابق ہے
یہ جو جلد نمبرہ ۱ بابت ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء (دستاویز
D 5) جلد ۵ نمبر ۷ بابت ۱۰ اپریل
سنہ ۱۹۰۱ء (دستاویز D 6 اور ترجمہ انگریزی
D 7) اور جلد ۵ نمبر ۸ بابت ۳۰ اپریل
سنہ ۱۹۰۱ء (دستاویز D 8 اور ترجمہ
انگریزی D 9) پیش کی جاتی ہیں۔ یہ
میرے سناتن دہرم گزٹ ہیں۔ مضامین خاص
اور ایڈیٹوریل نوٹس کے لئے میں خصوصاً
ذمہ دار ہوں۔ اور جملہ مضامین کے لئے بھی
میں ذمہ وار ہوں۔

جلد ۵ نمبر ۵ کے مضمون کے لئے مجھ پر جرمانہ

ہوا تھا۔ میں نے تمام جرموں سے اقبال کیا
تھا۔ عدالت کا فیصلہ صحیح تھا۔ مضمون موسومہ
”نیوگ“ جلد ۵ نمبر ۷ والا میرا لکھا ہوا
نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کس نے لکھا تھا۔
بشمبر دیال اور بالمکند میرے اسسٹنٹ
رہ چکے ہیں۔ شاید اُن میں سے کسی نے
لکھا تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ میری
غیر حاضر[illegible] لکھا تھا۔ میں عموماً
[illegible] نعرات رکھتا
[illegible] سے وہ تال بھی ہے [illegible] جایز ہے
[illegible] بہت اکثر پہونچ جاتی ہے۔ [illegible]
کے وقت اُن کو آرام پہونچتا ہے۔ جو [illegible] مضمون
[illegible] میرا لکھا ہوا نہیں [illegible]

جلد ۵ نمبر ۵ دستاویز D ”ہولی کے
چٹکلے“ والا مضمون میں نے لکھا تھا۔ اور
صفحہ الف سے ص تک میرا لکھا ہوا ہے
صفحہ ا سے ۸ تک اخبار پہلے لکھا جا چکا تھا
اور چونکہ یہ ہولی کا دن تھا۔ میں نے یہ خاص
رنگدار صفحے پیچھے سے شامل کر دئے۔ میں نے
اسی قسم کے ہولی کے چٹکلے جو کہ تہذیب
کے پایہ سے گرے ہوئے ہیں اودھ پنچ
سار سدھا رندھی کلکتہ - اور
بنگباسی میں دیکھے ہیں۔ پنجاب کے کسی
اخبار میں اس قسم کے ریمارکس دیکھنے مجھے
یاد نہیں ہیں۔ شاید اسی قسم کے چٹکلے ہولی
کے ایام میں منزدلاس میں نکلتے تھے۔ ان
میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ میں ہولی کے ایام
میں اُن میں کوئی ہرج نہیں دیکھتا۔ جب
یاد آیا ہولیوں میں ایسے مذاق لکھ دئے
یہ لازمی مذہبی فرض نہیں ہے۔ کہ ہولیوں
میں ایسے مذاق چھاپے جاویں۔ یہ سناتن
دہرم گزٹ بابت ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء ہے
اور ہولی کا نمبر ہے۔ (دستاویز حرف D/10

معہ ترجمہ انگریزی حرف
(D 11
ہولی کی تقریب پر مخالف حملوں کا جواب
کسی قدر آزادی کے ساتھ دینے کا موقع لیا گیا
یہ مضمون ”آریہ سماج کیسا تھ ہولی“ میرا لکھا
ہوا ہے۔ اس میں دیانند سرسوتی
کی نسبت ذکر ہے۔ لالہ منشی رام جسکی طرف
اشارہ ہے۔ یہی ملزم حاضر عدالت ہے
ہنسراج - لاجپت رائے اور دیوراج
جن کا اس میں ذکر ہے۔ سب آریہ سماجی ہیں
میں نے Jolly woods (زندہ
دلی کے الفاظ) استعمال کئے ہیں۔ یہ واجبا
تشریح ہے۔ اور آریوں کی اپنی کتابوں
میں سے لی گئی ہے۔ میں نے مصنف آریوں
کے قواعد کے نیچے کو بطور تشریح لکھا ہے
میں چاروں ویدوں کو الہامی کتابیں
مانتا ہوں۔ میں نے اُن کو کافی طور پر نہیں
پڑھا۔ کہ یہ بتلا سکوں کہ لفظ نیوگ اُن
میں آتا ہے۔ یا نہیں۔ میں نے چند صفحے پڑھے
ہیں۔ وے ضخیم کتابیں ہیں۔ اور اُن کا
سمجھنا مشکل ہے۔ علاوہ اِن دونوں سنہ ۱۸۹۹ء
اور سنہ ۱۹۰۰ء کے ہولی کے پرچوں کے مجھے
یاد نہیں ہے کہ میں نے کبھی اسی قسم کے
ہولی کے مضامین کسی اخبار میں لکھے ہیں یا نہیں
یہ سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۵ جنوری
سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۶ نمبر ۱ ہے (دستاویز
D/12 اور ترجمہ انگریزی D/13)
اِس پرچہ میں مضمون ”شادی خانہ آبادی“
میں نے لکھا تھا۔ سناتن دہرم گزٹ بابت
۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک مضمون شائع
ہوا تھا۔ ”عیسائیوں کی کرتوت اور آریہ
سماجیوں کی نالائقی“ (دستاویز حرف D/14)
سناتن دہرم گزٹ بابت اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں
ایک مضمون ”آریہ چار“ شائع ہوا ہے

(دستاویز D 15 ترجمہ D 16) سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۰ء میں نے ایک ایڈیٹوریل نوٹ ۴-ساون سنت ۱۹۵۷ کے ست دہرم پرچارک کے ایک مضمون پر لکہا تہا۔ (دستاویز D 17 ترجمہ D 18) سناتن دہرم گزٹ مورخہ ۳۱-جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک مضمون بہرشٹا نندجی نکلا تہا۔ میں نہیں جانتا اُسے کس نے لکہا تہا۔ (دستاویز D 19 اور ترجمہ D 20)

سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۴-فروری سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک نامہ نگار کا مضمون نکلا تھا بہ سرخی "ہوشیار پور میں دیانندیوں کا جہوٹھ اور اُن کا انتظام" (دستاویز D 21 معہ ترجمہ D 22)- اپنے بہائی کی شادی کے موقع پر میں نے سناتن دہرم گزٹ میں (دستاویز حرف D 23) مدد مانگنے کا موقع لیا تہا۔ اخبار عام میں بہی ایسی ہی درخواست نکلی تہی ۱۸۹۹ء میں دوسرے بہائی کی شادی ہوئی تہی۔ میں نے سناتن دہرم گزٹ میں ہمدردی کے لئے لکہا تہا۔ مجہے معلوم نہیں ہے۔ کہ اُس کے باعث سے خریداران سے کچہہ آیا تہا یا نہیں۔ میں نے ایسی ہی اپیلیں دوسرے اخباروں میں دیکہی ہیں۔ مجہے اُنکے نام یاد نہیں ہیں۔

سناتن دہرم گزٹ بابت ۳۱-جنوری سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک مضمون پنڈت بہیم سین کا شایع ہوا تہا۔ جسے میں نے اُس کے اپنے پرچے سے نقل کیا تہا۔ اور اُس پہ فٹ نوٹ دئے تہے (دستاویز D 24)

سناتن دہرم گزٹ بابت فروری سنہ ۱۸۹۹ء

(دستاویز حرف D 25 ترجمہ D 26) میں ایک مضمون "ایک شرمناک توعہ" نکلا ہے۔ جس پر میں نے ایک نوٹ لکہا ہے اور اُسی اشاعت میں ایک مضمون درج ہوا تہا "ستیارتھ پرکاش کا اردو ترجمہ" جو مقدمہ گورنمنٹ کی طرف سے مجھ پر کیا گیا تہا۔ اُس سے پیشتر میرا مباحثہ لالہ منشی رام سے ہوا تھا۔ میں روپڑ کے ایک جلسہ پر [illegible] گیا تہا - اور [illegible] استغاثہ [illegible] اور [illegible] لالہ [illegible] حیثیت میں [illegible] تہا۔ اور [illegible] جنوری کی [illegible] ست دہرم پرچارک میں چہپا [illegible] انہیں مباحثہ میں لالہ منشی رام وہاں (روپڑ میں) نہ تہے۔ میں نے ست دہرم پرچارک مورخہ ۱۱-اپریل سنہ ۱۸۹۸ء میں خط "روپڑ میں ویدک دہرم کی جیے" پڑہا ہے۔ اس کے جواب میں میں نے ایک مضمون لکہا تہا "اُس جہوٹ پر خدا کی مار" جو سناتن دہرم گزٹ بابت اپریل سنہ ۱۸۹۸ء میں شایع ہوا۔ (دستاویز D 27 ترجمہ D 28) اُس خط (مطبوعہ ست دہرم پرچارک ۱۲-اپریل سنہ ۱۸۹۸ء) پر لالہ منشی رام نے کوئی نوٹ نہیں دیا۔

دستخط ایچ کلورٹ

سٹی مجسٹریٹ درجہ اول

ملتوی برائے ۴-جون سنہ ۱۹۰۱ء

(واقعہ ۴-جون سنہ ۱۹۰۱ء)

لالہ وزیر چند ملزم سے میری کوئی بڑی ذاتی واقفیت نہیں ہے۔ میں کبہی ست دہرم پرچارک پریس میں کبہی نہیں گیا۔ میں نے کبہی اُس (لالہ وزیر چند)

کے دستخط سوا اُن کے نہیں دیکہے۔ اس پریس سے دو پرچے نکلتے ہیں۔ ست دہرم پرچارک۔ اور آریہ مسافر۔ اور آخرالذکر پر لالہ وزیر چند کا نام بطور سب ایڈیٹر کے درج ہے۔ لیکن ست دہرم پرچارک پر ایسا نہیں ہے۔ وہ جلندہر میں رہتا ہے اور ست دہرم پرچارک میں مضامین لکہتا ہے۔ اسلئے میں نے یہہ نتیجہ نکالا کہ وہ ست دہرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے۔ میرے پاس اور کوئی بڑی شہادت نہیں ہے۔ لیکن ایسے [illegible] ہوں۔ کہ میرا نکالا ہوا نتیجہ معقول ہے۔ میں صرف یہہ جانتا ہوں کہ لالہ بستی رام ست دہرم پرچارک میں اسسٹنٹ مینجر لکہا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ میں اُس کے یا اُس کے فرائض کی نسبت نہیں جانتا ہوں۔

اخبار عام مسٹر دلاس پریس میں شایع ہوتا ہے۔ جس میں کہ سناتن دہرم گزٹ بہی چہپتا ہے۔ بحیثیت ممبر خاندان میں مالک مشترک ہوں۔ پنڈت گوبند سہائے میرے ساتھ ایک ہی مکان میں رہتا ہے میرا بہائی پریس کا مینجر ہی ہے۔ ایک ہی مکان میں اخبار عام [illegible] ایڈیٹر کے لئے کمرہ علیحدہ ہے۔ اور سناتن دہرم گزٹ کے ایڈیٹر کے لئے کمرہ علیحدہ ہے۔ ایڈیٹران بلحاظ اپنے عہدہ کوئی علیحدہ تنخواہ نہیں پاتے ہیں۔ سناتن دہرم گزٹ کی خط وکتابت کے لئے علیحدہ چہپے ہوئے Formes (فارم) ہیں۔ اور اخبار عام کے لئے علیحدہ ہیں۔ میں کبہی کبہی اخبار عام کے ایڈیٹر کے چہپے ہوئے خطوط کے فارموں پر لکہتا ہوں۔ میں عموماً بعہدہ ایڈیٹر

کچھ نہیں لکہتا۔ لیکن میں اپنے بہائی کے کہنے پر کبھی ایسے لکہتا ہوں۔ اور خود خطوط پر اپنے دستخط کر دیتا ہوں۔ میں کبھی کبھی اخبار عام کے متعلق اُس کے خاص فارموں پر خود بخود بھی لکہا کرتا ہوں

لوگ جیسے اخبار عام والا پکارتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ مجھے اچھی طرح نہیں جانتے خیال کیا کرتے ہیں کہ میں اخبار عام کا ایڈیٹر ہوں ۲۲ ب۔ خطوط یا منی آرڈر پنڈت گوپی ناتھ ایڈیٹر اخبار عام کے نام سے آتے ہیں میں اُنہیں کبھی بھی واپس نہیں کرتا۔ خطوط وغیرہ مجھے آئے ہوں تو مجھ کو یاد نہیں مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ میں کبھی عدالت میں یا سرکاری خط و کتابت میں بطور ایڈیٹر اخبار عام کے بیان کیا گیا ہوں۔ میری طرز تحریر میرے بہائی سے مختلف ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس طرح پر فرق ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری تحریر کے نسبت میرے بہائی کی تحریر کا مغالطہ ہو سکتا ہے یا نہیں لیکہہ رام کو میں جانتا ہوں جو آریہ سماج کا ایک ممبر تھا۔ اور سخت بد زبان اور ہندوؤں کو گالیاں دینے والا تھا وہ ۱۸۹۶ء میں مارا گیا تہا۔ کہا جاتا تہا کہ وہ قتل کیا گیا ہے۔ آریہ سماج کی ایک پارٹی اس کی عزت کرتی تھی

اخبار عام مورخہ ۹۔ مارچ ۱۸۹۷ء (دستاویز حرف D 29 ترجمہ D 30) کے صفحہ ۳ پر **لیکھراج کے قتل** پر ایک نوٹ نکلا تھا۔ یہ نوٹ میں نے نہیں لکھا۔ (وکیل استغاثہ اس کے واقعہ سے واقف ہونے کے برخلاف عذر کرتا ہے لیکن عدالت اس عذر کو ٹھیک نہیں سمجھتی دستخط۔ ایچ کلورٹ)

اخبار عام بابت ۲۲۔ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز نمبر D 31 ترجمہ D 32) میں ایک مضمون "لیورپول کا اسلامی انسٹیٹیوٹ" نکلا ہے۔ میں نے یہ نہیں لکھا۔ یہ ایڈیٹوریل ہے۔

اخبار عام ۲۳۔ مارچ سنہ ۱۸۹۷ (دستاویز D 33 ترجمہ D 34) ایک دوسرا مضمون لیکہہ رام کے بارے میں ایک نامہ نگار کی طرف [illegible] لکہنے والا نہیں [illegible] سے وہ نال بھی [illegible] نو مسلم ہندو [illegible] بہت آخرا پہونچ جاتی ہے۔ [illegible] اسلیے کے وقت آن [illegible] کو آرا پہونچتا ہے۔ جو کہ ایک ہندو [illegible] جو اسلیے قتل کیا گیا تہا۔ کہ وہ مسلمان نہیں ہوتا تہا۔ لیکہہ رام کو اُس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ مضمون لیکہہ رام کے قتل کے باعث مسلمانوں کے سخت برخلاف ہے۔ یہ غالباً کسی آریہ سماجی کا لکہا ہوا ہے۔ اس موقع پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا تہا۔ جسے آریہ سماجیوں نے بھڑکایا تہا۔ ہندو بھی عام طور سے اس میں شامل تھے۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ آیا کوئی مسلمان اس پر اخبار عام سے ناراض ہو گیا تہا یا نہیں۔ میں نے یہ دیکھا تھا۔ کہ اخبار عام کے مسلمان خریداروں کو اس کی خریداری سے باز رکھنے کی کوشش کی جاتی تہی۔ چند مسلمانوں نے مسلمانوں کے پاس سرکیولر خطوط اس طرح پر سنانے کے لیے بہیجے تہے۔ میں نے بحیثیت منیجر اپنے ناظرین کو ایک سرکیولر لیٹر بہیجا تہا۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ وہ پرائیویٹ اور کنفڈنشل تہا یا نہیں۔ میں خط کو لکہا اور اُس پر دستخط کیے تہے۔ اور اپنے مسلمان ملازمان کی تعداد کی طرف

توجہ دلائی تھی اُس وقت ہمارے مسلمان ملازم ۹۰ فی صدی تہے۔

اخبار عام بابت ۲۲۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز D 35 ترجمہ D 36) میں اس کی بابت ایک مضمون ہے۔ جس میں ذکر ہے کہ "ہم" نے اب خط بہیجا تہا۔ یہ ایک ایڈیٹوریل نوٹ ہے۔ لیکن میں نے نہیں لکہا تہا۔

اخبار عام بابت ۲۵۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز حرف D ترجمہ D 38) میں ایک مضمون "ہماری رائے کی قوت" یہ میرا لکہا ہوا نہیں ہے

سناتن دہرم کے ہندوؤں میں گائے کی بڑی عزت ہے۔ عام طور پر ہندو "گائے کو کاٹا گیا۔ ذبح کیا گیا" کے الفاظ کو برا مانتے ہیں: "مسلمانوں کے ہاں بیف (گوشت گائے) کہانا جائز ہے۔ تو ہمارا روکنا فضول ہے" اس فقرہ پر سمجھدار ہندوؤں کو کچھ اعتراض نہیں ہوتا۔ گائے کا گوبر اور پیشاب دیگر چیزوں میں ملا کر (پنچ گویہ) ہندو خاص موقعوں پر پیتے ہیں۔ میں بھی اسے پیتا ہوں یہ مضمون صلح کن ہے۔ اور افسوس کرتا ہے۔ کہ ہندو لوگ مسلمانوں کو اس کے کرنے اور کہانے سے کیوں روکتے ہیں۔ جیسے کہ برٹش رجمنٹیں (گورا فوج) کہاتی اور کرتی ہیں۔ یہ مضمون جو میں نے پڑہا ہے۔ میری رائے کے مطابق ہے۔

اخبار عام بابت ۲۷۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز حرف D 39) میں بھی ایک ایڈیٹوریل نوٹ "ہماری رائے کی قوت" اُسی پرانی سرخی سے درج ہے۔ اس میں بھی گاؤ کشی کے بارے میں ذکر ہے

یہہ میں نے نہیں لکہا تہا۔ پہلے مضامین ہندؤوں کے سمجہانے کے لیے تہے اور بعد کے مضامین مسلمانوں کے سمجہانے کے لیئے۔ ایسے مضامین کا ایک سلسلہ شایع ہوا تہا۔ دیکہو اخبار عام ۱۷ جون سنہ ۱۸۹۷ء "ہماری رائے کی وقعت" (دستاویز D 40 ترجمہ D 41) یہہ سلسلہ کل میرے بہائی پنڈت گوبند سہائے نے لکہا تہا۔

یہہ خط دستاویز D 42 ترجمہ D 43 بنام مولوی ظہور علی احمد پلیڈر درجہ اول بہوپال میں نے لکہا تہا۔ یہہ اخبار عام کے ایڈیٹرز آفس سے لکہا ہوا ہے۔ اور مئی سنہ ۱۸۹۷ء کا ہے۔ اسپر میرے دستخط ہیں۔ اور ایک خط کے جواب میں ہے۔ اسپر بطور منیجر کے دستخط نہیں ہیں نہ اس میں یہی ذکر ہے۔ کہ میرے بہائی کے کہنے سے لکہا گیا ہے۔ ایک اخبار "رفیق" لاہور سے نکلا کرتا تہا۔ ہم اُس کے مشترک مالک تہے۔ تہوڑے عرصہ کے لیئے اس کا ایڈیٹر ایک آریہ سماجی اچہا لکہنے والا ہمارا نوکر تہا۔ مجہے اُس کا نام یاد نہیں ہے۔ وہ ہمارا نوکر دو یا تین سال تک رہا۔ مجہے معلوم نہیں ہے۔ کہ وہ کہتری تہا یا براہمن۔ وہ گریجویٹ نہیں تہا۔ مگر لاہور کا باشندہ تہا۔ جسے کچھ عرصہ سے میں نے دہوبانی نہیں دیکہا ہے آخری دنوں میں تین یا چار ماہ کے لیے میرا چہوٹا بہائی کنہیا لعل ایڈیٹر رہا اور پہر وہ پرچہ بند کر دیا گیا۔ یہی دونوں ایڈیٹر رہے تہے۔ جہاں تک مجہے یاد ہے میں نے اس پرچہ میں کبہی کچھ نہیں لکہا میں خیال کرتا ہوں

کہ وہ کسی خاص مذہب پر حملہ نہیں کرتا تہا لیکن وہ ہندؤوں کا طرفدار تہا۔ مجہے نہیں معلوم کہ یہہ پرچہ اخبار "محمڈن ابزرور" کی مخالفت میں نکالا گیا تہا۔ صرف ہمارا خاندان ہی پروپرائیٹر اور پبلشر (مالک اور اشاعت کنندہ) تہا۔

(نوٹ) اِس ضمن میں بہوپال والے خط سے چند ایک اقتباس کا درج کرنا خالی از [illegible] انگریزی اخبار [illegible] کورٹ [illegible] استغاثہ [illegible] انقلاب [illegible] اس [illegible] حیثیت میں [illegible] ہری جیودی کی [illegible] ایڈیٹوریل [illegible] لمیٹ [illegible] نی [illegible] ہیں وہ دل نہیں پہنچا [illegible] بد قسمتی ایک اخبار پنجاب ابزرور انگریزی زبان میں شایع ہوتا ہے۔ جس کی پالیسی یہی ہے۔ کہ اہل اسلام کی طرفداری اور اہل ہنود کی دل آزاری کرنا۔ اسپر ہمیشہ حملے کرتے رہنا۔ اسکے جواب میں چند ہندؤوں نے انگریزی اخبار رفیق شایع کرایا ہے۔ اس کے ایڈیٹر وغیرہ بالکل مختلف ہیں۔ فقط اسی قدر ہے کہ اس مطبع کی انگریزی شاخ میں چہپتا ہے۔ اگر یہاں نہ چہپے گا تو دوسرے مطبع میں چہپ سکتا ہے۔ ... ... "

اخبار عام مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز D 44) میں میرے سرکیولر خط کے جواب میں جو مسلمانوں کے خط آئے تہے۔ ان پر ایک ایڈیٹوریل نوٹ ہے۔ بہت سے آریہ سماجیوں نے اس کا وکٹشی کے سلسلہ مضامین کی بابت ہندؤوں کو دق کیا۔ کہ گوپی ناتھ سکریٹری سناتن دہرم سبہا کا ہے۔

اور ایسے مضامین لکہتا ہے۔ وے خیال کرتے تہے۔ کہ میں نے وہ مضامین لکہے تہے۔ میں ایسے آدمیوں کے نام نہیں جانتا ہوں۔ لیکن دریا پہر سے ہوا جہ میں وہ ہندؤوں کو دق کرتے تہے۔ اور میرے باپ کو بہی دق کرتے تہے۔ وے اِن مضامین کو پڑہتے تہے۔ اور کہتے تہے۔ کہ گوپی ناتھ نے یہہ لکہا ہے۔ میں نے اُن کی تردید نہ کی۔ کچھ ہندو ان مضامین "ہماری رائے کی وقعت" کی وجہ سے ایسے مجہہ پر ناراض تہے۔ لیکن وے اخبار نہ پہچانتے تہے۔ سناتن دہرم سبہا کے ممبروں نے بہی یہہ سُنا اور میں نے فوراً سبہا کے عہدہ سکرٹری سے استعفیٰ دیدیا یہہ باقاعدہ اجلاس میں نہیں کیا گیا تہا چہہ ماہ بعد پہر اُنہوں نے باقاعدہ مجہہ سے سکرٹری بننے کے لئے درخواست کی۔

بشمبر دیال میرا ملازم تہا۔ وہ ۶ یا ۷ مہینوں تک میرا سناتن دہرم گزٹ کا اسسٹنٹ ایڈیٹر تہا۔ میں ٹہیک تاریخیں نہیں بتلا سکتا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہہ سنہ ۱۸۹۷ء میں تہا یا ن۔

اخبار عام مورخہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۷ء کے ایڈیٹوریل کالم میں بشمبر دیال کا ایک خط درج ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہہ وہی بشمبر دیال ہے۔ میرا بشمبر دیال سناتن دہرم کا ممبر اور ایک فہمیدہ آدمی تہا۔ اور میں اُسے سچا آدمی سمجہتا ہوں (دستاویز D 45 معہ ترجمہ D 46 شامل کیا گیا) ان مضامین پر لاہور میں شور پڑا تہا۔

کبھی کبھی اخبار عام میں محکمہ کمسریٹ کے اشتہار طبع ہوتے ہیں۔ اِن میں کچھ چمڑہ گاوان کی نسبت اور کچھ گوشت گائے کی نسبت ہوتے ہیں۔ اُن کی ... کاپی محکمہ کمسریٹ میں جاتی ہے ... اخبار عام مورخہ ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء ... اشتہار گوشت گائے کا لگا ہوا ... صفحہ عام ... ۲۲۔۱

اُس نے سول ملٹری گزٹ کے مالکان کے برخلاف ایک ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا تھا۔ اُس مقدمہ میں پنڈت امر ... نے ہمارے برخلاف شہادت دی ... اُس مقدمہ کے حالات اخبار میں لکھے گئے تھے۔ اُس میں اکیلا مدعی تھا۔ پنڈت امرچند نے ایک دعوی میرے اور میرے والد کے برخلاف کیا تھا۔ میں نے امرچند کے اول مقدمہ کی نسبت کچھ نوٹ اخبار عام میں دئے تھے۔ اور اِسلئے امرچند نے دعوے کیا تھا۔ لیکن برادری کے کہنے پر میں نے معافی مانگ لی۔ میں نے دیگر گواہان استغاثہ پر بھی حاشئے چڑھائے تھے۔ پنڈت ... الک رام بھی ایک (گواہ) تھا۔ اور ... ہمیری پنڈت ہے اور اب مر گیا ہے۔ میں نے اِن سب گواہان کے ساتھ صلح کر لی تھی میں نے بڑے عجز اور انکسار کے ساتھ ان سب سے معافی مانگ لی تھی مع وکلاء کے۔ کامل

ستیہ صفائی کا مضمون اخبار عام مورخہ ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کے ایڈیٹوریل کالم میں ہے۔ مولوی فضل الدین نے میرے برخلاف مقدمہ دائر کیا تھا۔ کیونکہ ارجن میں چھپ گیا تھا۔ کہ لیکھرام کے مقدمہ ... اُن کی تلاشی ہوئی ہے۔ مقدمہ برخلاف

میرے تھا۔ اور ایک معافی نامہ اخبار عام مورخہ ۳۰۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء کے ایڈیٹوریل کالم میں درج کیا گیا تھا۔ (دستاویز D. 50 معہ ترجمہ D. 51) یہ میں نے اخبار میں نہیں لکھا تھا۔ کہ میں بری ہو گیا ہوں میں نے سول اینڈ ملٹری گزٹ والے مقدمہ کی صفائی کے گواہان کے بیانات اخبار عام میں ... گئے تھے۔ جہاں تک ... ہے وہاں بھی ... ۱۸۹۵ء ... ناڑی بہت آہستہ پہونچ جاتی ہے۔ ... کے وقت آریہ گوآر پہونچتا ہے۔ جو آریہ سبھا کا ... جب سے اُس کی رجسٹری ہوئی ہے۔ اِس عرصہ میں میں نے اکثر لیکچر دئے ہیں۔ اور کئی مرتبہ جلندھر اِس غرض کے لئے بلاوے پر گیا ہوں۔ شاید آخری مرتبہ سنہ ۱۸۹۸ کے جھگڑے دنوں میں گیا تھا۔ اُس وقت میرا لالہ منشی رام کے ساتھ مباحثہ ہوا تھا۔ اُس کے بعد میں جلندھر نہیں گیا

میں نے جلندھر سے کبھی کچھ نقدی نہیں لی اگر لی بھی ہے تو سبھا میں داخل کر دی ہے۔ اُپدیشکوں کو عموماً نقد نذرانہ ملتا ہے۔

مجھے جلندھر اور دیگر جگہوں میں بھی نقدی ملی ہے۔ میں نے جلندھر میں کبھی ہی سبھا کے لئے چندہ کی اپیل نہیں کی۔ پہلے میں نے کہا کہ میں روپیہ نہیں لونگا۔ پھر لے لیا۔ اور سبھا میں داخل کر دیا۔ میں نے اسے کبھی ہی اپنے ذاتی اخراجات کے لئے استعمال نہیں کیا

"اخبار عام" اور "سناتن دھرم گزٹ" ریسی ریاستوں میں بھی جاتے ہیں۔ میں بھی کبھی کبھی جاتا ہوں۔ اگر مجھے دعوت ملے

دیگر حالتوں میں نہیں۔ اور تب مطابق رواج کے مجھے خلعت ملتا ہے۔ میں ریاست سے مدعو ہو کر کپورتھلہ گیا تھا۔ اور سبھا کی طرف سے بھی اور مجھے خلعت ملے تھے۔ میں کچھ برسوں سے وہاں نہیں گیا۔ کئی برسوں سے مجھے مدعو نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مدعو کرنے کے کوئی موقع نہ تھے۔ میں ایک مرتبہ وہاں دسہرا میں گیا تھا۔ سالگرہ کے دربار میں مجھے کبھی بلایا نہیں گیا۔ میں سنہ ۱۸۹۲ (غلط ہے سنہ ۹۳ چاہئے) میں جبکہ کانگریس آئی اور فورو جی آئے تھے۔ کمیٹی استقبالیہ کا ممبر تھا اِس جگہ سال گذشتہ میں بھی کانگریس تھی تب میں استقبالیہ کمیٹی کا ممبر نہ تھا کیونکہ میرے خیالات کچھ تبدیل ہو گئے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا میرا نام کاٹ دیا گیا تھا یا نہیں۔ میں اپنی مرضی سے بھی اُس میں شامل نہیں ہوا۔ میں نے اپنے آفس کی عمارت خرید کی تھی۔ اور اس کی مرمت کی تھی۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے اُس وقت اپنے اخبار کے خریداروں سے اینٹ اور چونہ کے لئے مانگا تھا۔ یا نہیں۔

ہردوار میں گورنمنٹ نے ایک میلا جبراً بند کر دیا تھا۔ میں نے اُس کی کارروائی کی نگرانی کی۔ اور اُنہیں اپنے اخبار میں رپورٹ کر دیا۔ یعنے اخبار عام میں۔ میں نے لاہور میں ایک جلسہ کیا تھا۔ (اُس کے متعلق) اور ایک میموریل بھی بھیجا تھا۔ (اِس جگہ وکیل نے ممالک مغربی وشمالی واودھ گزٹ مورخہ ۲۹۔ نومبر سنہ ۹۲ء اشاعت کی دستاویز D. 52

نوٹ:- اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گزٹ کے اُن حصہ جات کا ترجمہ درج کیا جاوے جنہیں کہ ملزمان کے ایڈووکیٹ نے پڑھ کر مستغیث کو سُنایا تھا۔ تاکہ دستاویز کے پیش کرنے کی وجہ معلوم ہو جاوے "اس تحریک کی تہہ میں جاتریوں کے دل کام نہیں کرتے بلکہ پنڈتوں کا لالچ اور ایسے شخصوں کی نمک حرامی جیسے پنڈت گوپی ناتھ لاہوری۔ اور ۲۹۔ مئی کے لاہور کے جلسہ کا پریسیڈنٹ ...... جس جلسہ کا یہ شخص میر مجلس تھا۔ وہ سناتن دھرم سبھا کی طرف سے بُلایا گیا تھا جس کا کہ گوپی ناتھ۔ ایڈیٹر اور مالک اخبار عام کا۔ سکرٹری اور لیڈر ہے۔ اس پیڈ (Daeeda) متحرک کی تحریروں کی کیا وقعت ہونی چاہئے۔ اُس انتخاب سے ظاہر ہوگا جو کہ اخبار عام مورخہ ۲۱۔ ستمبر سے مع ترجمہ کے اسکے ساتھ شامل ہے۔ ...... (۵) میں اب پنجاب کی تحریک کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس کا محرک پنڈت گوپی ناتھ ایڈیٹر اور مالک اخبار عام لاہور کا تھا۔ وہ سناتن دھرم سبھا کا ہی ایک بارعب ممبر ہے جس سوسائیٹی کو اُس نے تحریک کرنے اور گورنمنٹ کی خدمت میں عرضداشت بھیجنے کے لئے ترغیب دی۔ پنڈت گوپی ناتھ ایک پُرجوش ہندو ہوگا۔ اور جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے۔ مہاداری کے دن گنگا میں غوطہ لگانے کے پُن کا ہی مضبوط معتقد ہوگا۔ اور یہ بھی اُس کا مستقل اعتقاد ہوگا۔ کہ میلے پر

ہندوؤں کے ساتھ شرمناک برتاؤ ہوا

لیکن وہ خود مہاواری کے موقع پر نہیں آیا۔

اور نہ ہی اُس نے تحریک میں کام کرنا شروع کیا جب تک کہ اُسے ایک ہزار روپیہ کا اقرار نہ لکھ دیا گیا

(واقعہ ۵۔ جون ۱۹۰۱ء)

ملزمان حاضر ہیں۔ و مستغیث مع ایچ۔ کلورٹ پنڈت گوپی [illegible] کونسل ... الحق [illegible] استغاثہ [illegible] ... لالہ ... [illegible] جب ... حیثیت میں [illegible] اخبار عام ... [illegible] باپ زندہ تھا۔ اور میں اس وقت اخبار عام کا مالک نہ تھا۔ اسلئے کسی قدر مجھے اُس سے رنج ہوا تھا۔ میں نے مسٹر میکنگھن اور وہائیٹ صاحبان کا جواب اخبار عام مورخہ ۲۱۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء میں لکھا تھا۔ اس میں پروپرائیٹر سے مراد میرے والد اور ایڈیٹر سے مراد میرے بڑے بھائی سے ہے اس اخبار میں یہ لکھا کہ "برسر بازار اُس راسکل Rascal کے ننگے چوتڑوں پر کوڑے رسید کئے جاویں"۔ فحش نہیں ہے میں اُس وقت بہت ہی ناراض تھا۔ میرے اس گزٹ کی رپورٹ کی نسبت گورنمنٹ سے ایک خط آیا تھا۔ مجھے یاد ہے جب بہر ور عرصہ نو دس سال یہ افواہ اُڑی تھی کہ مہاراجہ کاشمیر کے اختیارات کم ہونے والے ہیں۔ میں اُس وقت کاشمیر گیا تھا اور مہاراجہ صاحب نے مجھے ایک مراسلہ شملے جانے کے لئے دیا تھا۔ میں نے اُسے (مراسلہ کو) دیکھا تھا۔ وہ اُنہیں اختیارات کے متعلق تھا۔ میں اُسے شملے لے گیا۔ میری

کچھ خاطرداری نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ میں ایک پرائیویٹ انڈ ویجوئل (Private indini duel) کی حیثیت میں گیا تھا۔ کوہ نور میں مجھ پر روپیہ لینے کا الزام نہیں لگایا گیا تھا بلکہ مہاراج صاحب کے لئے زیورات فروخت کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ میں نے مقدمہ دائر کیا اور کوہ نور نے معافی مانگ[illegible] یاد نہیں ہے۔ کہ مجھ پر اپنے لئے روپیہ کا الزام لگایا تھا یا نہیں۔ اخبار عام مورخہ ۱۶۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء میں میں نے لکھا تھا ایسے مجھ پر پندرہ ہزار روپیہ لینے کا الزام لگایا ہے بہا ہے۔ اس کی بابت ہی مقدمہ کیا تھا۔ [illegible] تک مجھے یاد ہے (پرچہ دکھلایا گیا) [illegible] نے اس الزام کی نسبت دعوی نہیں کیا تھا۔ کوہ نور کے مقدمہ میں میرا بیان باقرار صالح ہوا تھا۔ لالہ روشن لعل بیرسٹر اُس مقدمہ میں ہی ملزم کی طرف سے پیش ہوئے تھے۔ جیسا کہ اس مقدمہ میں ہوئے ہیں۔ مجھے یہ اقبال کرنا یاد نہیں ہے۔ کہ میں اخبار عام کا ایڈیٹر ہوں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ایڈیٹوریل لکھے ہوں گے۔ لیکن ایڈیٹوریل چارج میرے پاس کبھی نہ تھا

پنڈت ایشوری پرساد نے ایک پمفلٹ لکھا تھا (دستاویز D ۵۶) اور سناتن دھرم سبھا نے اپنی لاگت پر اُسے میرے مطبع میں چھپوایا تھا۔ ایشری پرساد سبھا میں ہی لیکچر دیا کرتا تھا۔ اور وہ لیکچر مع دوسری کارروائی کے سناتن دھرم گزٹ میں شایع ہوئی تھی۔ میں نے جون اور جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کے سناتن دھرم گزٹ میں (دستاویز D 56 ترجمہ D57) مقدمہ ہولی کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ اور

روپیہ کی ضرورت ظاہر کی تھی۔
سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء
(دستاویز D 58 ترجمہ D 59) میں
ایک مضمون لکھا ہے۔ کہ دیانندی آریوں کے
بہرشٹ آچار ایسے ہیں کہ وہ ہندو برادری
سے خارج کر دیئے کے لائق ہیں۔ میں نے یہ
مضمون نہیں لکھا۔ میری موجودگی میں
[illegible] بغیر میرے ملاحظہ کے طبع نہیں
ہیں۔ اِس مضمون پر میرا کوئی
[illegible] بھی نوٹ تائیدی یا تردیدی نہیں ہے
اِس مضمون کا مطلب ہے۔ کہ چونکہ وے
ہندوؤں کے ساتھ شامل رہنا نہیں چاہتے
ہیں۔ اُن کو علیحدہ کر دینا چاہیے۔ یہ آرٹیکل
کا [illegible] منشاء ہے۔ جیسیں کہ ست دہرم
پرچارک سے بھی اِسی قسم کا اقتباس شامل ہے
میری ذاتی رائے ہے۔ کہ اُنہیں اِس طور
پر برادری خارج کر دینا چاہیئے۔
سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء
(دستاویز D 60 اور ترجمہ D 61
و D 62) میں ایک آرٹیکل ہے جس میں
آریا عورتوں کے ہارمونیم بجانے اور گانے
کا ذکر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں یہاں
(لاہور میں) نہ تھا۔ جبکہ یہ طبع ہوا۔ میرا
اسسٹنٹ [illegible]

صفحہ ۲۲ پر لکھا [illegible] کہ پنڈت دیانند موہ کے
کی ٹٹی سے دُنیا کو بہکا رہا ہے۔
لالہ دیوراج جالندہر آریہ سماج کا ایک
ممبر ہے۔ وہ ایک بڑا رئیس ہے۔
میں نے بدری داس پیڈر کو دیکھا ہے۔ وہ
بھی آریہ سماج کا ممبر ہے۔ اُس نے ایک
پرچہ تعلیم نسوان پر چلایا ہے۔ میں نے اِس
کا اپنے سناتن دہرم گزٹ میں ذکر کیا ہے
اور بتلایا ہے۔ کہ اُنہیں لائین دیوراج

وغیرہ کہنا چاہیئے۔ گویا کہ وے غور نہیں
ہیں
سناتن دہرم گزٹ بابت ۳ جون سنہ ۱۸۹۹ء
(دستاویز D 63 ترجمہ D 64)
میں ایک گمنام آرٹیکل نکلا تھا۔ جس کی
سرخی ہے "ایک سفید جھوٹ"۔ مجھے
معلوم نہیں ہے۔ کہ اُس کا کہنے والا کون تھا
سناتن دہرم بابت جولائی سنہ ۱۸۹۸ء میں
ایک آرٹیکل بحوالہ منشی رام سے شاستر ارتھ"
نکلا [illegible] ایک آرٹیکل
[illegible] وہ مال بھی [illegible]
[illegible] پہونچ جاتی ہے۔ [illegible] وہ لالہ
کے دست [illegible] کو [illegible] پہونچتا ہے۔ جو [illegible]
[illegible] تو
ہتک آمیز نہیں [illegible]۔ اگر جواب میں ہیں
تب بھی ہتک آمیز نہیں ہیں۔
سناتن دہرم گزٹ بابت مئی سنہ ۱۸۹۸ء
میں جو مضامین صفحہ ۳۳ سے ۴۰ تک
ہیں وے میرے لکھے ہوئے ہیں۔ دیانندی
اخبار جالندہر سے مراد لالہ منشی رام کے
اخبار [illegible] سے ہے۔ دہوبی کا کتا نہ
گھر کا نہ گھاٹ کا سے مراد آریہ سماجی ہیں
جالندہر گھاس پارٹی کا بے شرم اخبار
سے ست دہرم پرچارک سے مراد ہے
(اور نوٹ جس کا ہیڈنگ ہے "افسوس
ہے اُس نالائق پر" یہ بھی میرا ہی لکھا
ہوا ہے۔ از اُردو بیان)
ہماری سبھا کے خیالات کے مطابق اٹھارہ
مکھیہ پوران ہیں۔ اُن کے نام مجھے یاد
نہیں ہیں۔ نہ یہ یاد ہے۔ کہ بھوشیہ پران
اُن میں سے ایک ہے یا نہیں یہ (بھوشیہ
پران ضرور ہے۔ لالہ منشی رام نے یہ
کتاب مباحثہ میں پیش کی تھی۔ اُس میں
درج ہے۔ کہ کشتریوں کی عورتوں کو طوائف

بیٹے کی نسبت لکھا ہے۔ وہ میرے خیال میں
اوبسین (فحش) نہیں ہے۔ کیونکہ جو
اُس کو تحقیق سے سمجھتا ہے۔ وہ اُس
کو ایسا نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی بیوقوف
معمولی طور پر دیکھے۔ اور وہ اُس کو اوبسین
obscene سمجھے تو اُس کا اختیار
از اُردو بیان) (**نوٹ عدالت**
ایک پوران (بھوشیہ) کے پڑھے جانے
کی نسبت اعتراض کیا گیا۔ ایڈووکیٹ
ستغیث نے بیان کیا۔ کہ اگر اُن (پورانکو کو)
پڑھایا جاوے۔ تو عدالت کو آدمیوں
سے صاف کر دیا جاوے۔ دستخط۔ ایچ کلوڈ صاحب)
کشمیر میں اعلیٰ خاندانوں میں پردہ ہے
ہماری برادری میں کوئی پردہ نہیں ہے
یعنی سوشیل اور مذہبی جلسوں میں۔
میں چند امور میں پردہ کے حق میں ہوں
اور چند امور میں اُس کے خلاف ہوں
میرے نوکر۔ میرا باورچی وغیرہ ملازمان
خانہ میرے زنانہ میں جاتے ہیں۔ اُن سے
کوئی پردہ نہیں ہے۔ ہندو عورتیں
لاہور میں مذہبی میلوں پر جاتی ہیں۔
عورتیں ہماری سبھا کے جلسوں میں بھی
جاتی ہیں۔ لیکن چِکوں کے اندر بیٹھتی ہیں
بیساکھی کے میلے میں ندی کے کنارے
پر چکیں نہیں ہوتیں۔ کچھ دنوں سے
وہاں ایک پردہ کیا گیا ہے۔ سناتن
دہرم گزٹ بابت ۱۵۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء
میں ایک مضمون لاہور آریہ سماج کی
اتسو سری (سالانہ جلسہ) پر ہے۔ یہ
میرے بھائی نے نہیں لکھا۔ مجھے معلوم
نہیں ہے۔ کہ یہ کس کا لکھا ہوا ہے
(دستاویز D 69 ترجمہ D 70)
آریہ سماج اور دہرم سبھا میں حسب ذیل

اختلافات ہیں:

(۱) ہم مورتی پوجن اپنا فرض سمجھتے ہیں
وے نہیں سمجھتے۔

(۲) ہم مانتے ہیں کہ مُردوں کی روحوں
کو اُن کی اولاد کی خیرات سے فائدہ
پہنچتا ہے۔ وہ ایسا نہیں مانتے

(۳) ہم جنم سے ذات مانتے ہیں وہ نہیں مانتے

(۴) اونچی تین ذاتوں میں شادی بیگوں
کا ہونا۔ اور ان کے علاوہ اور بہت
سی باتیں ہیں۔ وے ہمارے پورانوں
کو نہیں مانتے۔

یہہ خط جو پیش کیا جاتا ہے۔ (دستاویز
حرف ٹی ۷ ڈی) میں نے کریم بخش کو
لکھا تھا۔ وہ ایک آفس میں کلرک ہے
بیس یا پچیس سال ہوئے جب میں اُسے
جانتا تھا۔ بارہ سالوں سے میرا اُس
سے تعلق نہیں ہے۔ ہم اچھے دوست تھے
اور میں کبھی کبھی اُسے خط لکھا کرتا تھا
(نقل خط بنام کریم بخش دستاویز حرف ۷ ڈی)
(میرے بے تکلف دوست اور سچے دوست میاں کریم بخش صاحب)
بندگی۔ آپ کا خط آج آیا۔ ممنون فرمایا
مجھے تعجب ہے۔ کہ کس خیال میں آپ
نے ایسا خط تحریر کیا۔ اب میں اس کو
سامنے رکھ کر جواب تحریر کرتا ہوں
لیکن اول یہہ شکایت آپ سے کرتا ہوں
کہ ہم کو باہم خطوط نویسی میں بہت
احتیاط رکھنی چاہیئے۔ تحریر میں وہی
باتیں لکھنی چاہئیں۔ جو اگر کسی دوسرے
کے ہاتھ میں کبھی چلی جاوے۔ تو باہم
بے تکلفی کسی غیر پر ظاہر نہو۔ امید ہے
کہ آپ اس معاملہ کو مجھ سے بہتر
سمجھتے ہوں گے۔ مجھے تار ہی آپ
کا پہنچا تھا۔ اُس کا جواب میں نے تار

میں دینا مناسب نہیں سمجھا۔ خط میں
جواب دیدیا۔ میرے پیارے بھائی
میں خود اتفاقات پر تعجب کرتا ہوں
کہ سمجھتا کیا ہوں کیا ہو جاتا ہے۔ آپ
یقین جانئے کہ مجھے ہرگز خواب میں بھی
یہ خیال نہ تھا۔ کہ میں فوراً لاہور چھوڑ کر
یہاں آجاؤں گا۔ آپ کا لکھنا سچ ہے
آپ نہ معلوم اسے کیا خیال کرتے ہونگے
کہ کیسا آدمی ہے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہی
اتفاق آپ کے ... سے ... کو ... سے
ہوا ہے۔ لیکن ... ف ... استعفانہ
... لالہ ... اس
میں ایسا ہی ... حیثیت میں ...
... میری مجبوری کی ...
امید ہے۔ ... لہٰذا ... کہ
کے آپ کسی اور قسم کا خیال دل میں
نہ لاویں گے۔ کہ میں خواہ مخواہ آپ
کو دق کرنے کے لئے Influence
دکھانے کے لئے ایسا کرتا ہوں۔ صادق
سن۔ انفلوئنس دکھانے کے لئے ہزاروں
آدمی ہیں۔ کیا آپ جیسے صادق کو
میں انفلوئنس دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ جس
سے زیادہ بے تکلف ہیں۔ اس وقت
تک کسی کو دوست نہیں خیال کرتا۔ مجھے
بڑا تعجب ہے۔ کہ آپ کے دل میں
کیا خیالات پیدا ہو گئے۔ مجھے تو آپ
پر امید تھی۔ کہ میرے حالات کو دیکھ
کر آپ اتنی ہمدردی کریں گے۔ چہ
جائیکہ آپ میرے دل کو طعن وغیرہ
سے کباب کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایسی
باتیں تحریر کرتے ہیں۔ کہ جن کا خیال
مجھکو خواب میں بھی نہیں۔ خیر صاحب
اگر میری قسمت میں ایسا ہی لکھا ہو کہ
مجھے ساتھ میں صادق بے تکلفانہ برتاؤ
کرتا ہوں وہ ایسے الٹے خیال دل میں لاوے

تو خیر میں شاکر ہوں۔ مگر آپ کی اس
تحریر سے اور جو دقتیں آپ کو میری
خاطر اٹھانی پڑتی ہیں۔ اُن کے لحاظ سے
اب میرے دل میں ایک اور خیال پیدا
ہوا ہے۔ جس سے وہ تمام تکالیف رفع
ہو جاویں گی۔ اور اسکا ذکر اب ملاقات
کے وقت لاہور میں کروں گا۔ اب آپ
مہربانی کرکے تمام ایسی تکالیف کو خیر
کہہ دیجئے کہ اب کوئی اور بندوبست ہو
جاویگا۔ جس کو آپ بھی بہتر خیال کرینگے
صادق من۔ معاکوئی نہیں واقعات ہی
ایسے ہو جاتے ہیں۔ ایک ملاقات ہوتی
ہے پھر لاہور سے غائب غلہ ہونے کی
نوبت آجاتی ہے۔ فرمائیے اس میں میرا
کیا قصور ہے۔ لیکن اگر یہہ خیال کرتے ہیں
کہ میں آپ کو دق کرنا یا انفلوئنس دکھانے
کے لئے آپ سے ایسی کارروائی کرتا ہوں
تو آج گنگا جی پر بیٹھا ہوا دھرم سے کہہ
سکتا ہوں۔ کہ ایسا نہیں ہے۔ واقعات
زندگی پر نہ میرا کچھ بس ہے۔ اور نہ
آپ کا ہے۔ آپ نے جو کامل غور کے
بعد نتیجہ نکالا ہے۔ بالکل غلط نکالا ہے
بیشک آپ کے دل میں جو واقعات کے
لحاظ سے ایسا نتیجہ پیدا ہونا ممکن ہے
لیکن جو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
کہ ایسا نہیں ہے۔ تو امید ہے۔ کہ آپ
کو بھی یقین ہو جاویگا۔ میں کوئی کام
انفلوئنس سے آپ سے نہیں لیتا رہا
نہ اب لینے کا ارادہ ہے۔ محبت سچی ہے
محبت اس میں انفلوئنس کا کیا کام ہے
اور نہ مجھے امید ہے کہ آپ کبھی کسی کے
انفلوئنس میں آکر اُس کا کام کرنے والے
ہیں۔ محبت کے سامنے جان ہی حاضر ہے

ہیں تو آپ کے مزاج کو ایسا سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ سے کبھی نہیں چاہا کہ آپ میری خاطر کسی سے گالیاں دیں گالیاں کہانے یا نہ کہانے کے آپ ذمہ دار ہیں۔ اس میں میرا کیا دخل ہے۔ اگر میں نے آپ سے کہا ہو۔ کہ خاص کسی مقام پر جائیے جہاں گالیاں ملیں تو میں ذمہ دار ہوں۔ لیکن جبکہ [illegible] کام ہی شروع سے آخیر تک آپ [illegible] کامل صیغہ رازی میں رہا۔ تو آپ کا تذکرہ کرنا فضول ہے۔ اور مجھ کو ذمہ دار بنانا اور بھی تعجب خیز ہے [illegible] بھی کامل غور اپنے دل میں کرتا ہوں [illegible] مجھکو کوئی واقعات ایسے نظر نہیں آتے [illegible] کے لئے میں یاد بھی کر سکوں۔ کہ میں نے ارادتاً آپ کو کوئی رنج دیا ہو آپ اپنے دل میں سمجھیں تو میرا کیا بس ہے۔ آپ شکایت کریں گے۔ کہ میں آپ سے مل کر نہیں گیا۔ مگر خداوند پاک گواہ ہے۔ کہ روانگی کے لئے مجھکو دو گھنٹہ کی ہی مہلت نہ ملی۔ پھر میں آپ سے کیسے ملتا۔ یہ قول خیال رکھنا چاہیے

Judge not before the time

بیشک یہ [illegible] کہ آپنے کوئی امیر [illegible] دیکھا۔ مگر دو ایک شخص جن [illegible] آپ نے نام نہیں لکھا مگر میں اپنے آپ کو تو امیر سمجھتا ہی نہیں۔ میں ایک اس دنیا کے بحر میں ناچیز قطرہ ہوں۔ امیر جو ہوں گے وہی ہوں گے۔ ہاں مجھے آپ کی کل شرائط منظور ہیں۔ (۱) لاہور آکر ضرور آپ سے ملاقات کروں گا (۲) چار گھنٹے کے بدلہ پانچ گھنٹہ ملاقات میں صرف کروں گا۔ (۳) وقت ملاقات جس میں آپ کو آرام ہووے ہوگا (۴) اس کے بعد آپ سے کیوں نہ ملوں گا (۵) میں ضرور ملوں گا دفعہ ۲ کے مطابق یا جو کوئی اور آپ اس میں ایزاد کریں آپنے اپنے خیالات کا لب لباب تو قلمبند کر دیا میں نے بھی اپنے صادق دل سے جو واقعہ ہے کہہ دیا۔ اب وقت ملاقات کل فیصلہ ہو جاویگا آپ کا صادق [illegible] دستخط انگریزی [illegible] [illegible] کیا جاوے [illegible] [illegible] پہونچ جاتی ہے۔

(D 72 [illegible] آپ [illegible] کو آرام پہونچتا ہے۔ جو [illegible] نہیں گیا تھا [illegible] کلکتہ میں لکھا گیا تھا جس موتی رام کا اس میں ذکر ہے۔ وہ موتی رام نہیں۔ بلکہ موتی جان ایک طوائف ہے۔ وہ مجھے یقین دلایا کرتی تھی۔ کہ وہ میری صادق تھی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کبھی کراچی گئی یا نہیں۔

(نقل پوسٹ کارڈ بنام کریم بخش از کلکتہ دستاویز D 72)

(جناب صادق و مکرم من)

آداب عرض۔ میں بخیریت یہاں پہنچا۔ میں آپ سے یہہ درخواست کرتا ہوں کہ موتی رام اپنی صداقت کا از حد یقین مجھکو دلاتا ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی خاص طریق سے اُسکے بذریعہ کسی خاص رفیق دوست کے اُس کی خاص آزمایش کرا دیں۔ جو اُس کو بخوبی لالچ دیوے اور پھر آپ نتیجہ نکال کر مجھ کو مندرجہ بالا پتہ پر اطلاع دیں۔ کہ وہ آزمائش میں پورا نکلتا ہے۔ یا نہیں۔ آج کل اُسے بخوبی معلوم ہے کہ میں وہاں نہیں ہوں۔ پس آج کل ہی اُس کی آزمائش کا عمدہ موقع ہے۔ ضرور بخوبی آزمائش کرا دیں میں ابھی چند روز یہیں قیام کروں گا اور اپنی تاریخ ورود لاہور سے آپ کو اطلاع دوں گا (نیازمند گوپی [illegible])

یہہ چٹھی (دستاویز حرف D 73) ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ [illegible] نہیں کہہ سکتا۔ کہ کس کی طرف لکھی ہوئی ظاہر کسی *public woman* (فاحشہ عورت) کی طرف لکھی ہوئی ہوتی ہے

(نقل خط) (میری نہایت پیاری جان صاحب) سلام بندگی۔ آپ کا خط میرے پاس [illegible] ایک اور بھی پہنچا ہے۔ میں پہلے ہی کو پڑھ کر پھولا نہیں سماتا تھا کہ میری جان صاحب کے دل میں بھی محبت کا اثر محسوس ہوا ہے۔ پیاری جان میں نے اُس خط کو چوما۔ چھاتی سے لگایا۔ آنکھوں سے لگایا۔ کم سے کم پچاس دفعہ اسے بار بار پڑھا ہے۔ یقین کر کے جانو۔ کہ میری تمہیں ملنے بغیر لوٹ کر بہت نرسی ہو گئی۔ رات کو نیند حرام ہو گئی۔ خدا گواہ ہے کہ اگر میں نے اتنے عرصہ میں سوائے تمہاری پیاری یاد کے اور کوئی خیال دل میں لایا ہو۔ اور کہیں میری طبیعت لگی ہو۔ تمہاری شیریں یاد میں میں نے اتنے دن کاٹے کئی دفعہ جی چاہتا تھا کہ اُڑ کر تمہارے پاس پہنچوں۔ خواب میں بھی تمہارا ہی خیال تھا۔ مگر نہیں کہہ سکتا کہ کس وجہ سے میرا حوصلہ آنے کو نہیں پڑتا تھا۔ ڈاک میں تمہارے منع کرنے کے باعث روانہ نہیں کیا۔ آج جو دوسرا خط میرے دوست نے لاکر مجھے دیا ہے

مضطرب حالت ایسی اور رحمناک ہو گئی ہے۔ اب میں تمہیں ملنے بغیر نہیں رہ سکتا ابھی دوڑ کر تمہارے پاس چلا آتا۔ مگر آج ایک ایسا باعث ہے۔ کہ میں ہرگز نہیں آ سکتا۔ لہٰذا یہ خط دوست کے پاس روانہ کرتا ہوں۔ تمہاری علالت کا حال سُن کر دل پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ جی چاہتا ہے۔ کہ خود حاضر ہو کر تسکین دوں۔ اب میری حالت پر رحم کرکے ایک بات میری مانو اور مجھے زیادہ بے قرار نہ کرو میں ایک ضروری کام کے لیئے کل صبح جالندھر جاؤں گا۔ ۲-۳ روز وہاں رہوں گا۔ میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ تم بھی میرے دوست کے ہمراہ جالندھر چلو۔ تبدیل آب و ہوا سے تمہاری صحت اچھی ہو جاویگی۔ اور باہم ملاقات بھی ہو گی۔ اور ۲-۳ روز میں واپس آ جاویں گے۔ تمہیں ہرگز کوئی تکلیف نہ ہونے پاویگی۔ سب انتظام کیا جاویگا اگر تم نہ جا سکیں تو پھر میرے لیئے محض مجبوری ہو کر واپسی تمہارے دیدار سے محروم رہوں گا۔ اور مجھ میں اب زیادہ برداشت کی طاقت نہیں ہے رحم کرو۔ اور میری درخواست کو منظور کرو۔ تمہارے ہجر میں بیتاب اور برکت کا خواہاں (تمہیں خدا کی قسم ہے کہ اس خط کو پڑھ کر چاک کر دینا)

——— ایک ناچیز بندہ"

"بیا نڈا سوٹ گیا" والے خط کی میں نے ۱۶۰ کاپیاں چھپوائی تھیں۔ میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو (چھپوائی کے لیئے) زبانی کہا تھا۔ محض ۱۶۰ کی تعداد چھپوانے کی کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ ہماری ایجسو یا دیگر دو سو سبھائیں ہوں گی۔ میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو اُن کی نگرانی کے لیئے کہہ دیا تھا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کُل وقت تک اُن کی نگرانی کرتا ہوا وہاں موجود رہا۔ چھپنے کے کچھ عرصہ بعد تک وہ میرے بھائی کے پاس رہیں میں حلفاً نہیں کہہ سکتا۔ کہ ۱۶۰ سے زیادہ کاپیاں نہیں چھپیں

اس چٹھی کے چھپوانے کی سناتن دھرم سبھا کی طرف سے مجھ کو کوئی تحریک نہیں ہوئی تھی۔ میں [illegible] استغاثہ [illegible]ف سے ہی سناتن دھرم کا لاد سلے تھا اس [illegible] حیثیت میں لکھا تھا نہ کہ سناتن دھرم [illegible] [illegible]ٹری کی حیثیت میں۔ اس کی بابت میں نے اپنا منشا کئی دوستوں سے ظاہر کیا تھا۔ جو کہ مجھے الفاظ مل گئے تھے۔ میں اُن کے نام نہیں بتا سکتا یہ وہ "پرائیویٹ اور کنفڈنشل" تھی۔ تا کہ یہ آریہ سماج کے ہاتھ میں نہ پڑ جاوے پچاس روپیہ پیشگی کی شرط سبھاؤں کی سنجیدگی کا اندازہ لگانے اور ایک

Touring fund

(اُپدیشکوں کے دورہ کے لیئے سرمایہ) قائم کرنے کے لیئے لگائی گئی تھی۔ چٹھی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حساب کتاب رکھا جاویگا۔ سبھائیں مجھے جانتی ہیں۔ میرے سوا سے اور کسی کا نام چٹھی میں درج نہیں ہے

یہ پوسٹ کارڈ مورخہ سنہ ۱۸۹۳ ۶ (دستاویز حرف D 74) میرا لکھا ہوا کریم بخش کے نام ہے۔ میں اب نہیں کہہ سکتا۔ کہ برکت خان اور مستا خان کون ہیں

اس کی تاریخ سنہ ۱۸۹۴ کی ہے اور میں

سبھا کا سکرٹری بارہ برسوں سے ہوں

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی تھے۔ آریہ لوگ اُن کی عزت کرتے ہیں

میں صرف سوامی ایشور انند اور سوامی آلارام کو جانتا ہوں۔ جن کی کہ وہ ویسی ہی عزت کرتے تھے۔ میں نے پنڈت بھیم سین کو محض اُسی وقت دیکھا تھا۔ جبکہ اپریل گذشتہ میں وہ لاہور میں آئے تھے اس سے ایک یا دو ماہ پیشتر۔ میں نے خط و کتابت جاری کی تھی۔ اُنہوں [illegible] سے پہلے گورمنٹ کے مقدمہ کے موقع پر مجھے ہمدردی کا خط لکھا تھا۔ میں نے یہ خطوط اپنے اخبار میں درج نہیں کیے اور نہ اُن کو سناتن دھرم کمیٹی کے روبرو پیش کیا۔ میں نے اُن کے پہونچنے کا ذکر کیا تھا۔ میں نے اُسکے (پنڈت بھیم سین کے) بلانے کا خیال ظاہر کیا تھا۔ لیکن پرائیویٹ اور کنفڈنشل لیٹر میں۔ جس خیال کا ذکر ہے۔ وہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ (پنڈت بھیم سین) ہماری سبھا کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوا تھا۔ اُسے تقریباً خرچ کے دیئے گئے تھے۔ اُسنے آریہ سماج کے برخلاف لیکچر دیا تھا اور بتلایا تھا۔ کہ آریہ سماج کو کیوں [illegible]

وہ راولپنڈی گیا تھا۔ اُس [illegible] نہیں جانتا۔ کہ وہاں اُسے ۵۰ روپیہ باقی نہیں۔ مجھ سے اُسنے خرچہ نہیں مانگا تھا۔ میں تھیوسوفیکل سوسائٹی کا ممبر ہوں۔ میں اِنڈر سرکل میں ہوا کرتا تھا جب میڈم بلیوٹسکی یہاں تھیں۔ میں اِنر سرکل سے دو تین سال ہوئے علیحدہ ہو گیا

Unattached member

جبکہ میں ہو گیا۔ میں بباعث مقدمہ فحش تحریر نکالا نہیں گیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے اُس مقدمہ کے بعد میں نے آریہ سماج

کا کسی گورنمنٹ افیشیل (عہدہ دار) سے ذکر نہیں کیا۔ دوران مقدمہ میں ضرور یہ ہوا کہ چند ممبران کو میں نے کہا تھا۔ کہ آریہ سماجی ہی ایسے مضامین ہمیشہ خلاف لکھتے رہے ہیں۔ یہ یاد نہیں ہے کہ کن کن افسران سے ذکر کیا۔ [illegible] صاحب سے میں نے ضرور [illegible] عادتاً تھا۔ ویسی سرکاری افسروں [illegible] پاس جہاں تک کہ یاد ہے ذکر نہیں کیا دو دفعہ مجھے شملہ میں جانے کا اسی غرض سے اتفاق ہوا۔ کہ جناب لاٹ صاحب مجھے یہ غلطی معاف کر دیویں لاٹ صاحب کے پرائیویٹ سکریٹری اور [illegible] صاحب اور سایم صاحب سے ملا تھا۔ ٹرنر صاحب سے ہی آریہ سماجیوں کی ایسی تحریریں لکھنے کی نسبت ذکر کیا تھا (از اردو بیان) سناتن دہرم کی جلد اول پیش کرتا ہوں

بیان پڑھا گیا اور گواہ نے صحیح تسلیم کیا

دستخط ایچ کلوڈ صاحب بہادر

واقعہ ۶ [illegible] ۱۹۰۱ء

بیانات گواہان [illegible] مستغاثہ

باقرار صالح

نقل جملہ بیان گواہ مستغاثہ نمبر ۱

پنڈت ایشری پرساد ولد پنڈت لعل چند ذات کشمیری پنڈت عمر ۵۲ سال سکنہ لاہور

میں بمشاہرہ یک صد روپیہ ماہوار پنڈت جناردہن کا انگریزی منشی ہوں۔ بمشاہرہ دوسو حرف [illegible] میں میں نے کئی مضامین کا

ترجمہ کیا جس میں سے A اور B (دستاویزات میں [illegible]) صحیح ترجمے ہیں اور دستاویز B میں میں نے ایک آرٹیکل کا ترجمہ کیا جس کا (C) صحیح ترجمہ ہے۔ میں نے دستاویز C پر اُس کے صحیح ہونے کی سند میں دستخط کئے ہیں۔ ترجمہ کل لفظ بہ لفظ صحیح ہے (دستخط حاکم) میں کبھی کبھی اتفاقیہ ستیہ دہرم پرچارک کو پڑھتا ہوں۔ میں اُس کا خریدار نہیں ہوں۔ لیکن میں [illegible] سناتن دہرم سبھا [illegible] جاتی ہے۔ [illegible] کے یہاں دیکھتا [illegible] پہونچتا ہے۔ جن کاپیوں کو [illegible] اسوقت دیکھا تھا۔ جبکہ پنڈت گوپی ناتھ نے ماہ مارچ میں مجھے ترجمہ کے لئے دی تھیں میں نے اُس سے پیشتران مضامین کا ذکر سنا تھا کہ مدعی کے برخلاف ایک مضمون نکلا ہے۔ (از بیان اردو) لیکن میں نے اُسوقت انہیں نہیں پڑھا تھا مجھے معلوم نہیں ہے کہ کس نے اس معاملہ کا ذکر کیا تھا۔ دو تین آدمیوں نے مجھ سے ان مضامین کا ذکر کیا تھا۔ اور مجھے بھیم سین کی بابت پوچھا تھا۔ میں سناتن دہرم سبھا کا برائے نام ممبر ہوں لیکن میں اُس کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیتا ہوں۔ میں بہت سے برسوں تک (۱۱ یا ۱۲ برسوں تک) چیف کورٹ کا مترجم بمشاہرہ ۱۲۰ روپیہ ماہوار رہا ہوں۔ جس زبان میں کہ یہ مضامین لکھے ہوئے ہیں اُنہیں میں خوب سمجھتا ہوں۔ میں نے ان مضامین کو بڑا سخت سمجھا تھا۔ اور الفاظ گوپی ناتھ کے چال چلن کو نقصان پہونچانے والے

ہیں۔ دستاویز (B) جو سطر ۳۹ میں ہے مضمون پنڈت گوپی ناتھ کی شہرت کے لئے بڑا ہی نقصان دہ ہے نامہربانی نفرت۔ کینہ وری گوپی ناتھ سے منسوب کی گئی ہے۔ گنگا جنتی اور رنگا و لکشمی کی نسبت جو الفاظ درج ہیں وہ بہت ہی سخت ہیں۔ جو شخص گنگا و لکشمی سے متعلق میں کوئی مضمون برخلاف ہندوؤں کے لکھے وہ ہندو نہیں سمجھا جائیگا۔ اور دوسرے ہندوؤں سے اُسے ملنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور بے عزت سمجھا جائیگا پنڈت گوپی ناتھ ایک کشمیری پنڈت ہے۔ پنڈت کے ہوش سنبھالنے کے وقت سے کینہ حرکتوں کی نسبت جو اشارہ ہے وہ بہی اُس کی عزت کے لئے نقصان دہ ہے۔ نیز الزام نسبت نمک فہمیاں پیدا کرنے اور غلط خیالات پھیلانے سے (دیکھو سطر ۲۸ ترجمہ انگریزی) چھ سو روپیہ پاک کرنے سے مراد ہے۔ کہ پنڈت (گوپی ناتھ) وہ کچھ وہی سے روپیہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ کا بہانہ سے میری رائے میں مراد ہے۔ کہ گوپی ناتھ اور بھیم سین کا باہمی تعلق گناہ آلودہ اور اخلاق سے گرا ہوا ہے۔ بھیم سین اور گوپی ناتھ اور اُس کے دوست [illegible] بیان کئے گئے ہیں۔ دستخط حاکم۔ پنڈت گوپی ناتھ کو بے شرم ہی لکھا ہے۔ دستخط حاکم۔ ایک وقت میری پنڈت گوپی ناتھ سے بڑی بے تکلفی تھی۔ اب اُس سے اُسقدر میری بے تکلفی نہیں ہے۔ ہمارے تعلقات میں یہ تبدیلی میرے ان مضامین کو دیکھنے سے پہلے وقوع میں آئی۔ ان

مضامین کا میری پنڈت گوپی ناتھ کی
رائے پر کوئی اثر پیدا نہیں کیا
میں ان الزاموں کو جھوٹا یاد [illegible]
ہوں۔ دستخط حاکم۔ سوالات
جرح محفوظ کیے گئے۔ دستخط حاکم
گواہ کو پڑھ کر سنایا گیا اور صحیح تسلیم کیا
دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲

[illegible] باشی چندر ولد شو ناتھ برہمن
عمر ۲۶ سال سکنہ لاہور۔
میں پیوریٹی سرونٹ کا ایڈیٹر ہوں۔ میرے
دفتر میں ست دھرم پرچارک باقاعدہ آتا ہے
فروری سنہ ۱۹۰۱ء کی کاپیاں پہنچی
ہیں۔ وہ میرے اخبار کے تبادلہ میں
[illegible] نہیں۔ میں اس اخبار کو نہیں پڑھتا
ہوں۔ کل اخبارات ایک ریڈنگ روم
میں رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک یا دو ہفتہ
بعد کرسچین کو دئے جاتے ہیں۔ پیوریٹی
ایسوسی ایشن نے ایک ریڈنگ روم کھولا
ہوا ہے۔ جو کہ عوام کے لئے ہے۔ لیکن
وہاں اس کو طالب علم استعمال کرتے ہیں
سوالات جرح محفوظ کیے گئے دستخط حاکم
گواہ نے سن کر تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۳

لالہ رام چند ولد لالہ روڑا مل ذات
[illegible] عمر ۳۰ سال سکنہ جالندھر۔
میں ٹریبیون اخبار کا منیجر ہوں
ہمارے اخبار کے تبادلہ میں ست دھرم
پرچارک باقاعدہ ہمارے دفتر میں آتا ہے
یہ کاپیاں بابو [illegible] ایڈیٹر
کے پاس جاتی ہیں۔ کاپیاں آفس میں
رہتی ہیں۔ اور ملازمین کارخانہ میں سے
جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ پنڈت گوپی ناتھ
کو ست دھرم پرچارک کی دو کاپیوں کی
ضرورت تھی۔ اور میں نے اس سے کہا
کہ دفتری سے پوچھو۔ کہ اس کے پاس
ہیں یا نہیں۔ کیونکہ میں اس پرچہ کا
فائل نہیں رکھتا ہوں۔ میں نے اسے
ایک کاپی پیوریٹی سرونٹ کے آفس
سے لا دی۔ دستخط حاکم۔ سوالات
جرح محفوظ رکھے گئے دستخط حاکم۔
گواہ نے سن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۴

ہیرا لال ولد لالہ [illegible] ذات
کھتری کپور عمر [illegible] سکنہ لاہور
میں اخبار پنجاب سماچار [illegible] آفس کا
مالک ہوں۔ ست دھرم پرچارک
ہمارے یہاں تبادلے میں آتا ہے
یہ کاپی جو پیش کی گئی ہے۔ پنجاب
سماچار کو بھیجی گئی تھی۔ اس پر تاریخ ۸
و ۱۵ فروری درج ہے۔ پنڈت
گوپی ناتھ نے آکر مجھ سے یہ پرچہ
مانگا۔ اور ایک یا دو کاپیاں لے گیا
یہ اخبار میرے پاس لاہور میں بذریعہ
ڈاک آتا ہے۔ میں نے اسے کھولا
نہیں تھا۔ پنڈت گوپی ناتھ نے کھولا
تھا۔ سوالات جرح محفوظ کیے گئے دستخط حاکم
گواہ نے سن کر تسلیم کیا دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۵

رام [illegible] پلیڈر چیف کورٹ
میں اخبار ست دھرم پرچارک کا خریدار
ہوں۔ اور مجھے وہ لاہور میں پہونچتا ہے
بذریعہ ڈاک۔ پرچہ جو پیش کیا جاتا ہے
وہ ہے۔ جو کہ مجھے بذریعہ پوسٹ کے
پہونچا تھا۔ (دستاویز حرف [illegible]) میں کبھی
کبھی اسے پڑھتا ہوں۔ میں آریہ سماج
لاہور کا سکرٹری ہوں۔ مضامین
متنازعہ میں نے مقدمہ دائر
ہونے کے بعد پڑھے تھے۔ سوالات
جرح محفوظ کیے گئے۔ دستخط حاکم
گواہ نے سن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۶

مسٹر روشن لعل بیرسٹر ایٹ لا
میں آریہ سماج لاہور کا پریذیڈنٹ
ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اخبار
ست دھرم پرچارک آریہ سماج میں
آتا ہے یا نہیں۔ سوالات جرح محفوظ
کیے گئے۔ دستخط حاکم۔
گواہ نے سن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم
(باقی آئندہ)

نوٹس

ایک ویش اپنی لڑکی [illegible] بیوہ
بعمر [illegible] سال کی کسی ویش لڑکے سے پنر وواہ
کرنا چاہتا ہے۔ لڑکی کا گوت [illegible] ہے
درخواستیں بنام سکرٹری آریہ سماج کرنال
کے جلدی آنی چاہئیں

المشتہر
سکرٹری آریہ سماج کرنال

درکار ہے

ایک بار [illegible] کیلئے ور درکار ہے۔ [illegible]
پرائمری پاس ۱۶ سال کی آیو روپ [illegible]
ذات کھتری [illegible] اور [illegible] ہو۔ کھتری
اتر درخواست کر سکتا ہے المشتہر
آتمارام منتری آریہ سماج امرتسر باغ جھنڈا سنگھ

نوٹس!

چونکہ مسمی گوردت سنگھ ساکن کرتارپور نے بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر جالندھر ایک درخواست زیر دفعہ ۲۴۲ - انڈین کمپنی ایکٹ نمبر ۶ بابت ۱۸۸۲ء اس مضمون کی دی ہے کہ بنار جسٹری کمپنی موسومہ کوآپریٹو ہندو شادی فنڈ جالندھر کا کاروبار بند کر کے رقم مبلغ ۔۔۔ جو ڈائرکٹران فنڈ مذکور نے خزانہ سرکاری میں جمع کی ہے۔ ممبران مستحق میں تقسیم کی جاوے اور عدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے برائے اغراض مذکورہ مجھ کو آفیشل لیکوڈیٹر مقرر فرمایا ہے اسلئے بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جن اشخاص کا کوئی قرضہ یا دیگر مطالبہ ذمہ فنڈ مذکور واجب ہو۔ اس کی اطلاع مع ۔۔۔ سارٹفکیٹ و رسیدات ۔۔۔ تاریخ ۳۱- جولائی ۱۹۱۰ء تک ۔۔۔ کے پاس برائے تصفیہ ۔۔۔ اگر تاریخ مقررہ تک اطلاع مطلوبہ موصول نہ ہوگی تو فنڈ مذکور ذمہ وار نہ ہوگا اور نیز اس امر سے بھی اطلاع بخشیں کہ آیا اُن کے خیال میں مسمی گوردت سنگھ سائل کو اُس کا خرچہ عدالت بابت مقدمات دیوانی و فوجداری جو اُس نے برخلاف ڈائرکٹران فنڈ مذکور دائر کئے تھے۔ اور جن مقدمات کی وجہ سے رقم مذکور مبلغ ۔۔۔ داخل خزانہ ہوئی تھی رقم مذکور سے دلانا واجب ہے یا نہیں

المشتہر

کرم چند وکیل آفیشل لیکوڈیٹر جالندھر شہر

گھر کا درزی

یہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اور لالہ سنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے۔ جسمیں ہر قسم کے کپڑے کی طریقہ واضح پہنچتا ہے۔ جو بھی طرح سے بذریعہ ۔۔۔ بیان کیا گیا ہے۔ اور آخیر حصہ میں بتلایا گیا ہے۔ کہ ۷ گرہ سے لے کر ۲۴ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو اتنا درکار ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲ محصول ۵ - اس کا ہندی و گورمکھی ترجمہ زیر طبع ہے جسمیں مضامین زیادہ اور واضح کئے گئے ہیں

المشتہر

ملاوا رام درزی متصل باغیچہ نہال چند (لوہاری دروازہ لاہور)

ودیان یوگ پرکاش

یہ پُستک ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی گئی ہے۔ جسمیں چند قسم کے پرانایام کرنے کی سرتا سے بدہی لکھی گئی ہے۔ (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدہی ہے۔ (۲) جو اندر بھرنے کی بدہی (۳) سٹھبہ بدہی (۴)

جو پیران اپان کی ناسکا کے اندر کرانی جسکو دیکھا دینا ہی کہتے (۵) گربھادان بدہی (۶) ویریہ رکشا کی بدہی۔ جسکے کرنے سے پرمیہ کنشٹ روگ جاتا رہتا ہے۔ اور کئی لابھ پُستک کے دیکھنے سے ہوگا قیمت ۳ ۲۷ صفحہ کی کتاب ہے۔

ملنے کا پتہ

سوامی لکشمانند کسم باغ لالہ دیوم مرحوم واقعہ سہارنپور۔ ۱۰ پُستک کے خریدار کو ایک پُستک لا ملیگی - ۵ ۲ پُستک لینے والے کو ۲۵ فی صدی کی شرح سے کمیشن دیا جاویگا۔

پانچال پنڈتا نصف قیمت

ایک سال کے لیئے پنڈتا نصف قیمت پر اُن ۲۵ ستریوں کو دی جاویگی جن کی آمدنی کم ہے۔ اور جو غریبی کے سبب پورا چندہ نہیں دے سکتیں لیکن شرط یہ کہ وہ یہ بھی اقرار کریں۔ کہ آپ پڑھ کر دو اور ستریوں کو پڑھنے کے لئے دے دیا کریں گی غریب ہونے کی تصدیق کسی معزز ستری پُرش کی ضرور ہونی چاہئے۔ درخواست خریداری مع نقد قیمت ایڈیٹر پانچال پنڈتا کے پاس آنی چاہئیں۔

المشتہر

ایڈیٹر پانچال پنڈتا

جالندھر شہر

جلد ۱۳ | ۵ ساون سمت ۵۸ مطابق ۱۹ - جولائی سنہ ۱۹۰۱ء۔ شکروار۔ جالندھر شہر | نمبر ۱۵

سنسار کی گتی

زندگی اور موت ہی مترادف الفاظ ہیں

ہندوستان کے لاٹ پادری بشپ ویلڈن صاحب بہادر نے رخصت پر اپنی ولایت میں جاکر جو یہاں کے حالات بیان کئے تو ہندوستانی عورتوں کے پردہ میں رہنے کو "زندہ موت" سے تشبیہ دی۔ لیکن اگر کوئی ہندوستانی پردہ والی عورت سے پوچھے تو وہ جواب دیتی ہے کہ انگریزی میموں کی طرح کھلے منہ پھرنے سے موت بہتر ہے۔ جن واقعات کو ایک آدمی موت کا نشان بتلاتا ہے۔ اُنہیں میں دوسرا آدمی زندگی کے آثار دیکھتا ہے۔ یہ تو ہر ملک و ہر رسم کا معاملہ ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر بشپ صاحب یہاں کے صحیح حالات کے واقف ہوتے تو ایسا فتویٰ ہرگز پاس نہ کرتے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ بیہودہ گھونگھٹ وغیرہ سے ہندوستان کی عورتیں بعض نامناسب تکالیف میں ضرور مبتلا ہوتی ہیں۔ لیکن اُن تکالیف کو زندہ موت سے کوئی سروکار نہیں۔ اگر بشپ صاحب نے کاشی میں گنگا اشنان کا نظارہ دیکھا ہوتا۔ یا متھرا۔ آگرا۔ دہلی وغیرہ میں جمنا جی کے کنارے کی بھیڑ بھاڑ دیکھی ہوتی اور ہندنیوں کے آزادانہ غسل کی کیفیت کو ملاحظہ کیا ہوتا تو ایسی غلط رائے کبھی قایم نہ کرتے۔ ہیں بشپ صاحب اور اُن کے ہمخیالوں کو یقین دلاتا ہوں کہ بُت پرست ہندو عورتوں کی نسبت انہیں ہم صاحبان کی دقتوں کو دور کیطرف زیادہ تر متوجہ ہونا چاہیے۔

جہاں قانون بے بس ہو!

کانپور میں ایک مارواڑی عورت پر بڑا ظلم ہوا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رام پیاری نامی ایک مارواڑی برہمنی اپنے یجمان کے پاس کانپور آئی۔ نوکر کو اُسکے پاس بھیجا۔ کچھ عرصہ بعد "محکمہ بھرتی قلیان" کا ایک آدمی آیا اور دھوکہ دیکر اُسے اپنے محکمہ میں لے گیا۔ جہاں وہاں کے افسر ہاشم صاحب نے کل زیور اُسکا اتروالیا۔ عورت کا بیان ہے کہ عرصہ تک بند رکھنے کے بعد اُسے ریل پر فیض آباد بھیج دیا گیا۔ لکھنؤ میں ایک مارواڑی ملا جسنے واپس کانپور بھیجا۔ مقدمہ جیوری کے سامنے پیش ہوا لیکن کثرت جیوری نے ملزمان کو بیگناہ قرار دیا جج نے اُس رائے سے نااتفاقی کی۔ لیکن اس خوف سے کہ مبادا پھر بھی جیوری کی یہی رائے ہوگی ملزمان کو رہا کر دیا۔ اسپر ہندوستانی اخباروں نے بڑا شور و شر مچایا ہے۔ اس شور و شر سے نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہوگا۔ قانون صرف رستہ بتلا سکتا ہے انصاف انسانوں کے نیک خصلت ہونے پر مبنی ہے پس جب تک عمدہ قانون کی مدد کے لئے نیک طینت اور حق پسند قانون کا برتاؤ کرنے والے نہونگے تب تک سنسار میں اسی طرح کے نظارے کہائی دیتے رہینگے پس جن انسانوں کو ایشور نے اسقدر عقل و ہمت دی ہے کہ دوسرے لوگ انکی پیروی کریں اُن کا فرض ہے کہ اپنے معتقدوں کو سچائی کے رستے پر بیخوف چلنے والا بنائیں۔ جب تک انگریز کی انگریز اور ہندوستانی کی ہندوستانی طرفداری کرتا ہوا اُنکے لئے جھوٹ بولنے اور کرنے کے لئے طیار رہیگا تب تک سنسار اسی طرح دُکھ کا دھام بنا رہیگا۔

نیشنل کانگریس کا بیڑا پر خطرہ میں

کچھ دنوں شور مچ رہا تھا۔ کہ ولایت انگلستان میں جو چند انگریزوں کی جماعت کو لیکر مسٹر نوروجی اور مسٹر آر سی دت نے ایک برٹش کانگریس کمیٹی قائم کی ہے۔ اُسکا دیوالہ نکلنے والا ہے اور اب وہ روپیہ کی کمی کی باعث بند کی جاویگی اسپر مسٹر نندی بیرسٹر نے پھر سے روپیہ کے لئے دورا شروع کیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ چالیس پچاس ہزار روپیہ پھر لندن والوں کی نذر کرکے برٹش کمیٹی کو پھر انکے سال کے لئے زندگی بخشدی جاویگی۔ ہمیں ان فضول کوششوں پر ہنسی آیا کرتی ہے۔ اگر سچ مچ ملک کا خیال کانگریس کے ساتھ ہوتا تو کیا ممکن تھا کہ چالیس پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے لئے اسقدر ہاتھ پاؤں مارنے پڑتے۔ میرے خیال میں جسقدر امیر آدمی کانگریس کے ہر سالانہ جلسہ پر جمع ہوتے ہیں۔ اگر محض انکے جیب خرچ کا حساب لگایا جاوے تو پانچ لاکھ سالانہ سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اور اگر اُن سب صاحبان کا شمار کیا جاوے جو کہ ہر سال جمع نہیں ہوتے۔ لیکن کانگریس میں کہلاتے ہیں۔ تو اُن سب کے ہاں تمباکو کے خرچ کے برابر روپیہ سے چالیس برٹش کمیٹیاں کام کر سکتی ہیں۔ پھر جب اُنکے لئے بھی مسٹر نندی سے [illegible] دن کے چکر لگانے کی ضرورت ہو تو کیونکر نہ کہا جاوے۔ کہ یہ سب بھائی سچ مچ سنجیدگی سے اپنے ملک کی پولیٹیکل اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہ کمیٹی تو چلیگی ہی۔ کیونکہ پڑا ڈھول تو بجیگا ہی۔ لیکن اس سے فائدہ کیا؟ اگر کچھ کام کرنا چاہتے ہو تو سنجیدہ آدمیوں کو اپنے پروگرام کے بانی بناؤ۔ پھر دیکھو کہ ایسی کانگریس کیا کچھ کر دکھاتی ہے۔

کیا یہ تنتر گرنتھوں کا خطرناک نتیجہ نہیں ہے

ہندوؤں کے چھپے ہوئے مذہبی پستک تنتر گرنتھ ہیں اُنمیں انسانوں کو مارکر دیوی وغیرہ کی بھینٹ چڑھانے کا ذکر ہے۔ ہمارے تعلیم یافتہ ہندو بھائی کہا کرتے ہیں کہ ہندو لوگ پورانوں اور تنتر گرنتھوں کو استعارے سمجھ کر اُن سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی

پر بیجا نکتہ چینی کا الزام لگایا کرتے ہیں۔ بنگال سے خبر آئی ہے کہ ایک گنوار ہر کوٹیری نے اپنے بیٹے کو جس کی تین سال کی عمر تھی دھوکا دیکر دیوی کی مورتی کے پاس لیجا کر بلیدان کرنے کی نیت سے اس پر حملہ کر دیا تھا کہ ایک شریف آدمی نے جو اتفاقیہ اُدھر جا نکلا تھا اُسے بچا دیا۔ مجروح ہسپتال میں پڑا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس خوفناک گناہ کے لئے اگر تنتر گرنتھ نہیں تو کیا عامیانہ ذمہ دار ہے۔ اور کیا اس ذمہ واری میں سناتن دھرمی اور تھیاسوفیسٹ ہی شامل نہیں ہیں جو کہ تنتروں اور پورانوں کے نئے معانی گھڑا کرتے ہیں

موت سے کون بچ سکتا ہے

موت ہمارے چاروں طرف بچوں اور نوجوانوں جوانوں اور بوڑھوں کو جا بیٹھا اٹھائے جاتی ہوئی تیار ہی ہے۔ کہ اس جسم کو آخر فنا ہونا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم اُس سے سبق نہیں لیتے۔ گذشتہ ایک دو مہینوں میں ہی کیسے کیسے مختلف الخیال اور عادات کے آدمی ہم میں سے چل بسے۔ یوں تو ہزاروں لاکھوں روز کوچ کرتے ہیں۔ لیکن جو اپنی بھلائی۔ یا بڑائی غیر معمولی سادگی یا دنیاوی شان و شوکت کے لئے مشہور ہوں اُن کا چرچا زیادہ ہوتا ہے جالندھر سے کنور ... سنگھ جی کا اُٹھ جانا سرحد سے نواب ... حیات کی موت کی خبر آنا عجیب خیالات پیدا کر رہے تھے۔ اب لاہور سے خبر آئی ہے۔ کہ پنجاب کے عملی ریفارمر جناب دیوان سنت رام جی بھی اس فانی جسم کو چھوڑ گئے۔ دوسرے لیڈر کو منصوری سے خبر آئی ہے کہ کچھ عرصہ سے دیوان خاندان کے رکن دیوان دولت رام جی عین عالم شباب میں اجل کے شکار ہوئے۔ اور ابھی یہ سُننے میں آیا ہے کہ شملہ کے ڈاکٹر ٹھاکر داس جی بی مرتو کو پراپت ہوگئے

نہ دنیاوی جاہ و حشم کے مالک۔ نہ سوشیل ریفارمر۔ نہ پولٹیکل لیڈر۔ نہ مذہبی واعظ نہ کوئی رشی مُنی۔ غرضیکہ سب نے ایک دن ضرور ہی کوچ کرنا ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے جہان کی مالک مہارانی وکٹوریا بھی کوئی طاقت موت کے پنجے سے نہ چھڑا سکی۔ پس اے ناظرین! جب ایک دن کوچ کرنا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے کوچ کیلئے سامان طیار کر لیا ہے

جنوبی افریقہ میں اب تک آگ سلگ رہی ہے

یہ سُنتے سُنتے کان پک گئے کہ بوئیر لوگوں کا خاتمہ ہوگیا۔ ایک طرف ڈاکو رہ گئے۔ فوج ندارد ہے بیغیرہ وغیرہ۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر ایسا ہی ہے تو باوجود ڈیڑھ لاکھ فوج کی موجودگی کے روز نئی فوج کیوں روانہ کی جاتی ہے۔ ۵۔ جولائی کی خبروں سے معلوم ہوا۔ کہ ایک ہزار پیدل اور پانچ ہزار گھوڑ سوار پھر افریقہ کو روانہ کئے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ مدت نہیں ہوئی۔ کہ بوئیروں کی فوج کے محض ایک ہزار کے قریب ہی سپاہی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اب سمجھا جاتا ہے کہ تیرہ ہزار بہادر بوئیر میدان میں موجود ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ اس سے بھی زیادہ ہوں۔ جون کے مہینے میں سرکار برطانیہ کے ۱۵ افسر اور ۲۱۵ سپاہی قتل ہوئے اور ۴۴ افسر ۴۴۸ آدمی زخمی ہوئے اور ۳۰ افسر ۵ آدمیوں کا کچھ پتہ نہیں ہے اس سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ باقاعدہ جنگ کرنیوالے مقابلہ میں موجود رہے ہیں نہیں معلوم سرکار برطانیہ کے جنگی کمانڈر لارڈ کچنر کیا صلاح دینگے۔ کہ بہادر بوئیروں کو آزادی دیکر اُن کو ہمیشہ کے لئے ممنون ہی بنا لیا جاوے۔ بلکہ خلق خدا کے ناحق خون بہانے کو ہی بند کر دیا جاوے

ضروری التماس

(۱) کنیا مہا ودیالیہ کی منتری سے میں نے پھر استعفیٰ دیدیا ہے۔ آئندہ کنیا مہا ودیالیہ کے متعلق ہیں مجھ سے کوئی بھائی خط و کتابت نہ کریں

(۲) کنیا مہا ودیالیہ اور کنیا اناتھ آلیہ کے متعلق جسقدر روپیہ بھیجنا ہو وہ سیٹھ لال دیوراج جی منتری آریہ سماج جالندھر شہر کے نام سے بھیجنا چاہئے۔ میرے نام یا مطبع ستیہ دھرم پرچارک کے نام ہرگز نہ بھیجا جاوے۔

(۳) گروکل اور وید پرچار فنڈ کے متعلق کل رقوم بنام لالہ شوداس ایم اے منتری آریہ پرتی ندھی سبھا بھیجا جاوے میرے نام ان انسٹیٹیوشنوں کی جو رقوم آتی ہیں ان کو مناسب جگہہ پہونچانے میں جہاں مجھے تکلیف ہوتی ہے وہاں ان انسٹیٹیوشنوں کے کارکنوں کو بھی دقت محسوس ہوتی رہتی ہے۔ امید ہے کہ میری اس ضروری التماس پر آریہ بھائی اور دیگر پُرش توجہ دے کر آئندہ دقتوں کو دور کر دیں گے

المشتہر

منشی رام

جگیاسو

اپدیش

सहस्रशीर्षा पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात् । स भूमिं विश्वतो वृत्वात्यतिष्ठद्दशाङ्गुलम् ॥

نربل جیو آتما اس اگادھ سنسار روپی سمندر کے اندر غوطے کہاتا ہوا چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ لیکن کہیں بھی اُسے ساحلِ امید نظر نہیں آتا۔ سنسار کی زبردست لہروں کی بھنور کے اندر پھنسا ہوا۔ اُن کے تھپیڑوں سے اِدھر اُدھر لڑکتا ہوا ہر ایک تنکے کو اپنا سہارا بنانا چاہتا ہے۔ کہیں اپنی دیاکُلتا کو دور کرنے کے روپ کا غلام بن کر دن رات آنکھوں کو سیر کرنے کی طرف رجوع ہوتا ہے سنسار کے اعلےٰ سے اعلےٰ روپ کو دیکھ کر بھی ہردیہ شانت نہیں ہوتا۔ جب آنکھیں روپ کو دیکھتے دیکھتے پتھرا جاتی ہیں۔ تو شبد کی طرف رجوع ہوتا ہے تال اور سم کی کیفیت کو سمجھ کر کانوں کو شبدوں کا رسیا کر اک بناکر اعلےٰ اعلےٰ راگ میٹھے سے میٹھے گلے کے ذریعے سُنتا ہے شغل کی تبدیلی سے شروع میں کچھ تسکین سی معلوم دیتی ہے۔ لیکن پھر وہی اضطراب اور وہی بیقراری آن گھیرتی ہیں اور مختلف صنفوں کا [illegible] پک جاتے ہیں۔ تدبیر سے سُوبھی اجیرن ہو رہا ہے۔ دیاکُل جیو آتما گہران (ناک) اندریہ کو اپنی اشانتی کے دور کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔ اِس ناک کے لیئے نازک سے نازک خوشبوئیں منگائی جاتی ہیں۔ کنُوتوا در پھیرتن کے کارخانوں کو اپنا تولہ بھرانس کی ترقی کے لیئے مالا مال کیا جاتا ہے۔ لیکن آخرکار ناک بھی ناک بھوں سکوڑنا شروع کرتا ہے۔ کیا دن رات سگندھیوں کی داسنا لینے سے کبھی شانتی ہوئی ہے۔ سیاہ وِرن اوستہا میں جو ناک کو معمولی گندھ سے آنند آتا تھا۔ اب وہ بھی باقی نہیں رہا۔ تب گھبرایا ہوا جیو آتما زبان کا غلام بنتا ہے اسکی ترقی کے لیئے افریقہ اور آسٹریلیا کے جنگل و بیابان چھان مارے جاتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ نئی سے نئی طرز کے پکوانوں کی طیاری میں مصروف ہو رہے ہیں لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے؟۔ کہاتے کہاتے کہانا بھی کاٹنے کہاتا ہے۔ اِس میں کچھ لطف نہیں رہتا۔ بےبس جیو آتما کے لیئے اب ایک ہی ذریعہ باقی ہے۔ تو جا اندریہ کی ترقی سے ہی شاید شانتی آجاوے۔ لیکن آہ اِسکو شانت کرتے کرتے تو بدھی اور جیون دونوں شانت ہو جاتے ہیں۔ تو جا نے برسوں کی ریاضتوں کو آن میں خاک کے اندر ملا دیا ہے۔ یہاں شانتی تو در کنار اُلٹی اگنی زور سے بھڑک اُٹھی ہے۔ اب کہاں جائیں کس کی شرن میں؟ قدرتی طور پر سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ سنو! رشی کیا فرماتے ہیں "اِس پرتھوی پر ہزار ہا دماغ کس کی گیان روپی جیوتی کے سہارے کام کرتے ہیں؟ ہزار ہا آنکھیں باوجود بیشمار جگت کے چکر پر ٹکٹکی لگائے رہنے کے کس کے بل سے خود چکر میں نہیں آتیں۔ باوجود اتھاہ اکرشن روپی سمندر میں پڑنے کے بھی کس کی آکرشن شکتی پیروں کو پرتھوی پر جمائے رکھتی ہے؟ نشچے کر کے وہی پرم پُرش۔ جو کہ نہ کیول بنے ہوئے جگت میں ہی دیاپک ہے۔ جو نہ کیول پانچ تتوں کی مادی حالت میں کام کر رہا ہے۔ نہ کیول تتوں کی سوکشم اوستھا میں ہی رم رہا ہے۔ بلکہ ان سب کے میل (جسکا نام برہمانڈ ہے) کو بھی اُلنگھ کر استھر ہو رہا ہے۔ وہ اپنا آپ ہی سہارا ہے ہم پتہ نہیں لگا سکتے کہ اُسکی شکتی کہاں تک پھیل رہی ہے۔ دیش اور کال کا بھید اُس میں گھٹ نہیں سکتا۔ پس جب ہم جگت کی بناوٹ کی طرف درشٹی ڈالتے ہیں تو ہمارا من پرماتما کی غیبی شکتی کی جانب بے اختیار دوڑتا ہے۔" اُس وقت من کے لئے ساہس کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ پربھو کی طرف جیو آتما کا چلنا ہی کٹھن ہے۔ جب [illegible] حرکت ہو گئی جب ایک مرتبہ دیئے [illegible] سوروپ کے درشن ہو گئے۔ تو پھر وہاں سے لوٹنا کچھ مشکل ہی ہو جاتا ہے۔ جوں جوں امرت مے کی گود میں پہونچ کر امرت پان کا آنند آتا ہے۔ توں توں امرت پان کی چیشٹا بڑہتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آخرکار آنند میں مگن ہو کر آلہاد سے بھرا ہوا جیو آتما بول اُٹھتا ہے "شانتی بھی شانتی ہے پربھو تم ہو شانتی دھام جہاں سب کا باس ہے!"

اوم شم

ایڈیٹوریل نوٹس

دھرم ہی سب سُکھوں کا مول ہے

اودّیا سے گرست آتما دھرم کے لکشنوں کو بھول کر اندھکار ... ے ہوئے ہیں۔ سنسار میں اس سمے کیا غلط خیال پھیل رہا ہے! اِس لوک اور پرلوک کے سُکھوں میں انتر سمجھا جاتا ہے اور دونوں کے سادھن جُدے جُدے بتلائے جاتے ہیں۔ مغربی دُنیا کے دماغوں کا سارا زور دھرم کے بیوہار سے علیحدہ کرنے میں لگ رہا ہے۔ لیکن برخلاف اِسکے کنادمنی بڑی سرتا سے کچھ کہہ رہے ہیں کہ

यतोऽभ्युदयनिःश्रेयस सिद्धिः स धर्मः ॥

جس سے دیوہار ... کتی دونوں کا سُکھ پراپت ہو۔ اُسے ... م کہتے ہیں۔ یہ ورُدّھ کیوں؟ اسلئے کہ ... ھ کے سچے معنوں کو لوگ بھول گئے۔ ادھرمی پُرش کبھی بھی سُکھ حاصل نہیں کرسکتا۔ جو سُکھ ہمیں پرتیت ہوتا ہے۔ وہ واستوک سُکھ نہیں ہے۔ جسقدر سانسارک پدارتھوں کے پیچھے ہم دوڑتے ہیں۔ اُسی قدر وہ ہم سے بھاگتے ہیں۔ اور جس قدر ہم اُن سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اُسی قدر وہ ہمارا پیچھا کرتے ہیں۔ گوسائیں تلسی داس جی نے سچ کہا ہے۔

چوپائی

ہم سریتا ساگر منہ جاہیں

یدیہ پی نا ہے کامنا نا ہیں
تم سُکھ سمپت بن ہی بُلائے
دھرم شیل پہنہ جائیں سُبھائے

جس طرح ندیاں سُمندر میں جاتی ہیں حالانکہ سُمندر کو اُن کی خواہش نہیں۔ کیونکہ وہاں جل پہلے سے ہی بھرپور ہے۔ اِسی طرح تمام سُکھ کے سامان بنا بُلائے دھارمک پُرش کے پاس سوابھاوک طور پر ہی چلے جاتے ہیں۔ پس اگر سانسارک سچے سُکھ کی ابھلاشا ہے تب ہی دھرم کا ہی سیون کرنا چاہئے۔

اپنی بھول کو مان لینا دھرماتما کا کام ہے

پشچموتر ویشیہ آریہ پرتی ندھی سبھا کے ایک اُپدیشک نے ایک اسبھیہ لیکھ لکھا تھا۔ اُس پر اُن لوگوں نے بھی جنہوں نے کہ نتیجے میں اُسکے ساتھ اتفاق کیا تھا۔ اُس اسبھیہ لیکھ کے لئے جو کہ ذاتی طور پر میرے برخلاف تھا اظہار افسوس کیا تھا۔ لیکن باوجود اسکے اُس معزز سبھا کے ادھکاریوں نے اپنے اُپدیشک کے انوچت بیوہار کا نوٹس لینا مناسب نہ سمجھا۔ اگرچہ پرنا شائستگی کی بوچھاڑ پر ہی خاتمہ ہوتا تو اُس معاملہ کا خاتمہ ہو ہی چکا تھا۔ لیکن اُس کے سوا اُس میں گُن کرم سُوبھاؤ کی یوگیتا سے ورن ویوستھا قائم کرنے کے اصول کی ہی مخالفت تھی سبھا کے ادھکاریوں نے گو اِس انش میں اپنے اُپدیشک کے ساتھ اتفاق کیا تاہم اُس سے آریہ سماج کے سدّھانتوں کے برُودھ لکھنے کے لئے جواب طلب ہی نہ کیا گیا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ اُسی اُپدیشک نے ویدک ورن ویوستھا وِدھان سمبندھی ایک لیکھ چھپوا کر شائع کیا ہے لیکن جہاں تک سماچار پتروں سے گیات ہوا ہے۔ اُس پتر کو ایسی جگہوں میں بھیجا گیا ہے۔ جہاں سے انوکول سمتی ملنے کی آشا تھی۔ میں آریہ پبلک کو خبردار کرتا ہوں کہ اگر کوئی اِس طرح کا لیکھ مشتہر کرکے اور پانچ سات انوکول سمتیاں اکٹھی کرکے کوئی کنو جیا براہمن آپ کو غلطی میں ڈالنا چاہیئے تو اُس سے خبردار رہیئے گا میں بھارت ورش کی آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کی سیوا میں بڑے ادب سے گذارش کرچکا ہوں کہ وے خود ودیا پریشد سبھائیں بنائیں۔ اُس وقت میں ہر ایک امر میں اُن کی تسلی کردینے کے لئے طیار ہوں گا۔ مگر اِس طرح کی خفیہ سازشوں کا ہرگز کسی قسم کا بھی نوٹس نہیں لوں گا آریہ پُرش بخوبی سمجھ رکھیں کہ جو شخص اپنی بھول کو نہ مان کر ہٹھ سے کسی کام پر کمر باندھ لیتا ہے اُس سے انصاف کی امید ہرگز نہیں ہوسکتی

وہ پریم اور پوترتا کا بھاؤ کہاں ہے؟

اور ایک گمراہ بھائی کا عمل مجھے آریہ سماج کے اتہاس میں مجھے بہت پیچھے لے جاتا ہے۔ کیا بارہ برس پیشتر آریہ سماج میں یہی حال تھا؟۔ جب میں اُس وقت کے واقعات کی تصویر کھینچتا ہوں کہ ہم کیونکر ایک دوسرے کے لئے جو پایا نراؤں کرتا تھا اُنہیں یاد کرتا ہوں اور جس پریم سے نمستے شبد اُس وقت گونجا کرتا تھا اُسے خیال میں لاتا ہوں تو میری حالت بھی اُنہیں آریہ پُرشوں کی سی ہو جاتی ہے۔ جو کہ اِس وقت بالکل ناامید ہو بیٹھے ہیں۔ لیکن یہ حالت پانچ منٹ سے زیادہ عرصہ کے لئے نہیں ٹھہرتی

میں پھر گذشتہ زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کرتا ہوں۔ تو جہاں شخصی حالتوں میں بڑے زبردست تنزل دیکھتا ہوں۔ وہاں مجموعی حالت میں خیالات کو بڑھا ہوا۔ اور دھرم کے لیئے برداشت کی طاقت کو زیادہ تر مستقل اور مضبوط پاتا ہوں تاکہ اُس وقت کا سا ظاہری پریم اسوقت نظر نہیں آتا۔ لیکن کیا پریم کی سپرٹ قایم رہ سکتی ہے۔ جبکہ ہم لوگ محض نمائیش پر اکتفا کر کے اندر کی طرف نگاہ ڈالنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ گو بعض اوقات انسان کی کمزوری ڈرا دیتی ہے تاہم میں آریہ سماج کی اس وقت کشمکش کی سپرٹ بزدل آدمیوں کی طرح شبہ اور مایوسی کی نظر نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس جد وجہد کے اندر سے امید کی روشنی مجھے چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

ریویو

ضروری انگریزی الفاظ۔ مع معانی و تشریح الفاظ و اصطلاحات قصہ طلب مرتبہ منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور قیمت فی جلد ۶ر۔ یہ ۲۴۶ صفحوں کا رسالہ ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اُردو دان اخبار بینوں کے لیئے بڑا مفید ثابت ہوگا۔ گو جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس میں کُل انگریزی الفاظ شامل نہیں ہیں۔ جن کا استعمال اس وقت اخبار نویسوں کے لئے ایکطرح سے بلحاظ عمل کے لازمی سمجھا جاتا ہے۔ تاہم بڑا حصہ اُن الفاظ کا اس میں داخل ہے اور معانی و تشریحات ایسی عام فہم زبان میں ادا کیئے گئے ہیں۔ کہ معمولی لیاقت کا آدمی اُنہیں بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ چھپائی خاصی ہے۔ کاغذ معمولی۔ قیمت بلحاظ خرچ چھپائی وغیرہ کسیقدر زیادہ ہے۔ لیکن شاید اگر اس کے اندر کتاب کی طیاری کی محنت شامل کی جاوے تو چنداں گراں نہ معلوم ہوگی۔ مطبع خادم التعلیم لاہور میں چھپا ہے۔

سیاہ و سفید:۔ ایک ناول ہے جس کے مصنف لالہ دینا ناتھ صاحب حافظ آبادی ہیں۔ اس ناول کو انگریزی کے ڈیٹیکٹو ناولز کے طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ جس میں گورے اور کالے دونوں قسم کے مردوں اور عورتوں کی سازش سے چند ایک جرائم کا سرزد ہونا دکھلا کر اُن کا خاتمہ سراغرساں کی فراست پر کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کوشش میں مصنف کو ناکامیابی ہوئی ہے۔ بلحاظ قصہ ہی یہ ناول کچھ بڑا دلچسپ اور توجہ کو کھینچنے والا نہیں ہے۔ مگر جب یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس کتاب میں معمولی پنجابی عورتوں کو فلسفہ دان بنایا گیا ہے۔ اور اُن کی طرز گفتگو تک کو اُن کی نیچرل حالت سے بڑھا دیا ہے۔ اور سا تھ ہی اس کے جب دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس ناول کا تقریباً ½ حصہ شہوت پرستی کے بیان میں صرف ہوا ہے۔ تو میں اس ناول کے مصنف کو مبارکباد نہیں کہہ سکتا اس قسم کے ناول جو انگریزی زبان کے ردی مصنفوں کی پیروی میں لکھے جاتے ہیں۔ ہمارے دیش کے نوجوانوں کے اخلاق پر بہت برا اثر ڈالنے والے ثابت ہوں گے قیمت فی جلد ۱۲ر۔ مطبوعہ مطبع خادم التعلیم لاہور۔

آریہ سماج کا ہندو دھرم سے سلوک مصنفہ منشی درگا پرساد صاحب سہارنپوری قیمت فی جلد ۔ر

کفارہ۔ یعنی دُنیا کی نجات کے لیئے حضرت مسیح کی قربانی بیرسٹر بریڈلا کی بحث قاطع بدلائیل ساطع انتخاب از تحریرات مسٹر بریڈلا۔ مترجمہ جناب منشی [illegible] صاحب وکیل دہرہ دون قیمت فی [illegible] یہ دو ٹریکٹ بلحاظ ضخامت وغیرہ بڑے ہی سستے ہیں۔ اور آریہ پرتی ندھی سبھا پشچموتر دیش داودہ کی پرتی ندھی سبھا نے طبع کرا کے شائع کیئے ہیں ان کے مضامین کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مسٹر بریڈلا کی لیاقت مستند ہے۔ اور آریہ سماج کا کام اظہر من الشمس ہے۔ میں صرف آریہ پرتی ندھی سبھا کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ یہ ان کی غور سے پڑتال کر لیا کرے

دُنیاء و [illegible]:۔ مصنفہ منشی لچھمن داس صاحب [illegible]زادہ بجواڑیہ خالصہ خزانچی محکمہ پولیٹکل ایجنٹ بہادر دیر سوات و چترال۔ مالاکنڈ۔ قیمت فی جلد ۴ر محصول ڈاک ۱ر۔ اس کتاب میں مختلف مضامین کے ذریعہ سے دُنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ بہتر ہوتا کہ خاتمہ پر اصل کرنے کے لائق دھرم کاریوں کا بیان ہوتا۔ درخواستیں مصنف کے پاس بھیجئے

گلدستہ ہدائت:۔ مصنفہ لالہ شنکر داس ہیڈ ماسٹر بورڈ سکول رام نگر ضلع گجرانوالہ۔ قیمت فی جلد ۹ر محصول ڈاک ار۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک طرح سے اپنی سوانح عمری درج کر دی ہے

کچھ مڈل کے لڑکوں کے ذکر ہیں۔ دُنیا بھر کے تذکرے شامل کردئے ہیں۔ جن سے زیادہ تر سادھوؤں وغیرہ کی چالاکی اور بدمعاشوں کی بداطواری اور مکاری وغیرہ کے بیانات سے پُر ہیں۔ اس کتاب دیگر مسئلہ پراتیت کی جگہ ... ہدایت ... ہی تہا۔ کیونکہ نگردسنہ کے ساتھ ... عام اور انتظام کا خیال شامل ہے۔ جسکا کو اس کتاب میں نام ونشان ہی نہیں ہے اس کتاب کو ناول کہنا ہی موزوں ہوگا۔ جیسا کہ کوتے کو قدرتی راگی کہنا۔ پہپائی وغیرہ تو سب اچھی ہے۔ لیکن میری رائے میں جن کی بہتری کے لئے یہ کتاب لکہی گئی ہے۔ اُن کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ البتہ مصنف ماسٹر صاحب کی لیاقت اور اُن کے شاگردوں کی غیر معمولی طاقتوں کا اظہار پبلک پر فرض ہوجاوے گا۔

پرشوتر

(پرشن از لالہ نندلال اکونٹنٹ)

(۱) ٹھاکر اچہر چند اپنی تصنیف کردہ رامائن میں لکھتے ہیں۔ کہ مہاراجہ لچھمن جی کی شادی سیتا جی کی بہن اُرملا اور بہرت جی اور شترو گہن کا بیاہ راجہ جنک کی بھتیجیوں سے اُسی رات ہوگیا۔ مگر میرے خیال میں لچھمن جی کی شادی نہیں ہوئی۔ چونکہ وہ جتی تہے۔ اگر کوئی صاحب مزید حالات جانتے ہوں تو بذریعہ اخبار اطلاع دیں تاکہ میرا شک رفع ہو ———

جواب (۱) بیشک لکشمن جی کا وواہ اُرملا کے ساتھ ہوگیا تہا۔ گو سائیں تلسی داس جی شری رامچندر جی کے وواہ کا ورنن سماپت کرکے اور سیتا جی کی بہن اُرملا اور جنک کی دونوں بھتیجیوں یعنی مانڈوی اور شرتی کیرتی کے بیاہے جانے کا حال لکھ کر لکھتے ہیں ———

(چوپائی)

جانکی لگھو بھگنی جو سکل سندر شرومنی جان کے سو جنک دینی بیاہ لکھن ہی سکل بدھی سنمان کے

پس صاف ظاہر ہے کہ لکشمن جی کا بیاہ اُرملا سے ہوا۔ اب سوال یہہ ہی کہ لکشمن کو یتی (यती) کیوں کہا جاتا ہے۔ یہہ اسلئے۔ کہ چودہ برس کے بن باس میں وہ اپنی استری سے علیحدہ رہے۔ نیز اسلئے کہ وہ رتوگامی ہوں گے۔ اور حسب قول منو جی کے رتوگامی گرہستی بھی برہمچاری ہی سمجھا جاتا ہے ———

(۲) کیا کشتی کھیلنے سے دماغ سُست نہیں ہوتا؟

جواب (۲) یہہ ایک غلط العام خیال ہے جسے درست کرنا ضروری ہے۔ چونکہ اکثر پہلوان جاہل ہوتے ہیں۔ اسلئے مشہور ہوگیا ہے کہ کشتی لڑنے والے کا دماغ سُست ہوتا ہے اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے دیش میں کشتی بازوں نے چونکہ ودیا سے کنارہ کرلیا ہے۔ اسلئے ایسا خیال رواج پاگیا ہے۔ ورنہ کشتی سے دماغ کی سُستی کا کچھ تعلق نہیں ہے البتہ ورزش سے جسم تو چُست ہو سکتا ہے۔ اور مضبوط ہو جاتا ہے

کنیا اناتھ آلئے جلندھر

بابو درگا پرشاد جی مچھلی شہر ضلع جونپور سے مبلغ ۲ روپیہ اکٹھا شدہ ارسال فرماکر لکھتے ہیں کہ یہہ روپیہ اناتھاؤں کے ... بہتر اپنکوں میں صرف کیا جاوے

لالہ رگھبر دیال صاحب گپتہ اور سیر بستی خاص نے عہ روپیہ بامداد کنیا اناتھ آلئے ارسال کئے ہیں۔ ———

مہاشہ بھگوتی پرشاد جی سکرٹری آریہ سماج مچھلی شہر ضلع جونپور نے مبلغ دو روپیہ بامداد کنیا اناتھ آلہ ارسال کئے ہیں ———

لالہ ٹھاکر داس جی منتری آریہ سماج لال کورتی بازار راولپنڈی مبلغ عہ بامداد کنیا اناتھ آلہ جلندھر جمع شدہ میں سے کمیشن منی آرڈر کاٹ کر باقی ۱۲؍ ارسال فرماتے ہیں ———

رائے کنور بہادر جی وکیل حیدرآباد دکن مبلغ صہ روپیہ بموقع ویاہ اپنی بہاوج کے کنیا اناتھ آلہ جلندھر کے لئے بوجہ دان بھیجتے ہیں ———

لالہ چانن ل آریہ جلال پور جٹاں سے مبلغ عہ۵ روپیہ لوگوں سے اکٹھا کرکے بامداد کنیا اناتھ آلہ جلندھر ارسال فرماتے ہیں اور جو ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ کو موصول ہوئے تہے۔ آپ کا پورا شکریہ ادا کیا ... گیا ہے ———

لالہ روپ چند جی منتری آریہ سماج رام پور گو ایک معمولی حیثیت کے آدمی ہیں۔ مگر ایک درڑھ آریہ ہیں۔ آپ نے قریباً مبلغ عہ۵ کی کتب کنیا اناتھ آلہ کے لئے دان دی ہیں ———

لالہ راجہ رام جی جہانسی سے بہر کنیا اناتھہ
آلہ جلندہر کے لیئے دان ارسال کرتے ہیں
لالہ بیلا رام جی سود شیخوپورہ ملازم محکمہ
اکونٹنٹ جنرل ریاست جموں نے مبلغ ۲ ر
دو روپیہ دان کنیا اناتہہ آلہ جلندہر بموقع
شادی دختر خود ارسال فرمائے ہیں۔
ڈاکٹر تلسی رام جی نے کوٹلی ضلع جموں
سے مبلغ ۵ ر روپیہ کنیا اناتہہ آلہ کے لئے دان دئے

آریہ سماجک خبریں

شاہجہانپور آریہ سماج میں ۲۳- جون سنہ ۱۹۰۱ گیارہ یگیوپویت سنسکار ہوئے ۲۴- جون کو لالہ اودہ بہاری لال کا ودواہ سنسکار ودہی کی ہدایت کے مطابق ہوا سماج مندر قریباً طیار ہوگیا ہے۔ ہندو سماج کی طرف سے آریہ سماج کی مخالفت ہو رہی ہے۔ رلا رام ساگر سنیاسی نے آریہ سماج کو پیٹ بہر کر گالیاں دیں

پیلی بہیت آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا حال مفصل درج نہیں ہوسکا۔ ۴ اور ۵ ر مئی کو ہوا تھا۔ پشچموتر دیشیہ آریہ پرتی ندہی سبہا کے اُپدیشکان پنڈت نندکشور وید- پنڈت پریاگ دت۔ اور پنڈت وشنودت شریک ہوئے تہے۔ نگر کیرتن بڑی کامیابی سے ہوا۔ برہمچاری شوانند جی ہی شریک تہے۔ ویاکہیان وغیرہ خوب ہوئے

پنڈت ہرنام سنگھ جی کے اُپدیشوں سے آریہ سماج قایم ہوا۔

قصبہ بہون (ضلع جہلم) آریہ سماج کے ادہکاریان حسب ذیل مقرر ہوئے۔ لالہ ستو لال جی پردہان۔ لالہ امریک سنگھ اُپ پردہان لالہ دیوی دتا مل سکرٹری۔ مہ چنداس اُپ منتری۔ بخشی کرپا رام پستکادہیکش

آریہ سماج جنڈیالہ گرو کے منتری مہاشے چند ویدک سنسکاروں کی خبر دیتے ہیں۔ دو نام کرن۔ دو نوجن گرہ پرویش سنسکار اور ایک مرتک سنسکار۔ جو منتری جی کے چچا کا ہوا۔ لیکن چہٹا سگائی کا سنسکار سمجھہ میں نہیں آیا۔ جو ویدک ریتی سے ہوا۔ جس پر عمدہ بہجن ہونے کے علاوہ ہر سماج کو دان ملا۔ سنسکار ودہی میں اِس ویدک ریتی کا پتہ نہیں لگا۔

پنڈت مکند رام جی اُپدیشک کنیا مہاودیالے نے اپنا پہلا دورہ یکم جولائی کو ختم کر دیا تہا اس عرصہ میں اُنہوں نے ہر جگہ کی کنیا پاٹھ شالا کا معائنہ کرکے وہاں کے خاص حالات لکہ کر بہیجے۔ ستری شکشا کے متعلق ویاکہیان دینے کے علاوہ آریہ سماج کے سدہانتوں کے وشئے میں ویاکہیان دئے۔ جس سے عام پرچار کے کام میں بہی مدد ملی۔ اور علاوہ بریں کنیا مہاودیالہ کے لئے بہی کچھہ دہن اکٹھا کر کے بہیجا۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے (۱) منتری آریہ سماج بہیرہ ۵ روپیہ (۲) منتری آریہ سماج ڈنگہ ضلع گجرات ۱۱ روپیہ (۳) بابو گوپال سنگھ جی کینگ کلرک معرفت منتری آریہ سماج گوجر خاں ضلع راولپنڈی ایک روپیہ - (۴) پردہان آریہ سماج گجرات ۱ ر (۵) بابو بودہ راج منتری آریہ سماج جہلم

لالہ گیلا رام صاحب اسپتال اسسٹنٹ نے دو روپیہ کنیا مہاودیالہ کے لئے دان میں بہیجے ہیں

دہام پور ضلع بجنور میں ویش برادری کا بڑا زور ہے۔ ہر وقت کمیٹیاں ہوتی رہتی ہیں اور سماجک ممبروں کو دہمکا کر سماج کی ممبری سے انکار کرایا جاتا ہے۔ مگر ایک شخص لالہ روپ چند منتری جو ایک غریب آدمی ہے۔ برادری کے دباؤ میں آکر سماج کی ممبری سے کبہی انکار نہیں کرتا۔ اور اپنے وشواس پر درڑہ رہتا ہے چنانچہ گذشتہ سماج کے اتسو میں کوئی … بہی سوائے ان کے اور مہاشے بشمبر … کے سماج کا کام کرنیوالا نہیں تہا۔ صرف لالہ مادہوسرن جی نے ان کو روپیہ کی سہایتا دی۔

ڈنگہ ضلع گجرات پنجاب میں مورخہ ۲۲- و ۲۳ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو بہاجری تقریباً ایکسو چالیس کے ویدک دہرم کا پرچار ہوا۔ بہت سے بہائی میرے پاس ہون کنڈوں کے لئے عمدہ ارسال فرماتے ہیں۔ مگر ان کی طیاری میں کسی قدر توقف ہوگیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اور بہی ہو اسلئے جن اصحاب کو سروست ہون کنڈوں کی ضرورت ہو وہ ایڈیٹر آریہ بندہو میرٹھ سے منگوالیویں۔

نوشہرہ پنجران ہی پہلے آریہ سماج تہا۔ مگر ممبران کی عدم توجگی سے بند ہوگیا تہا۔ اب پہر ۱۶- جون کو لالہ سوایا رام اور برہمچاری ستیہ پریہ جی کی کوشش سے قایم ہوگیا ہے لالہ سوایا رام جی نے اپنی گرہ سے مندر کی پرتشٹہا پر دو روپیہ وید پرچار فنڈ میں دان دئے اور لالہ جیون لال جی نے مکان کی پرتشٹہا پر ایک روپیہ گروکل فنڈ میں دان دیا۔ منتری مہاشے پرتی ندہی سبہا کے ادہکاریوں کی توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس پرانت میں ذیل کے قصبات میں پرچار کے لئے سماج قایم کرائیں نام قصبات۔ کوٹ محمد خاں۔ فتح آباد پنڈی وغیرہ وغیرہ

لالہ رتن چند صاحب واصلباقی نویس ریاست ناہن نے مبلغ دو روپیہ کنیا مہاودیالہ
جالندہر کو دان دئیے ۔

لالہ گنپت رائے صاحب ساکن جہال کالان نے بر تقریب شادی پسر خود ایک روپیہ وید پرچار فنڈ میں دان دیا ۔

... کرلید ہرجی وکیل انبالہ نے مبلغ عـــہ ... بتقریب شادی برادر زادہ خود گروکل فنڈ میں دان دئے

چکوونہ آریہ سماج میں بابو رام چند جی منتری نے ہون کرایا ۔ اور پنڈت کیسو چندر نے ایک موثر ویاکہیان دیا ۔

لالہ درگا پرساد سوداگر ابوہر نے مبلغ ... بامداد کنیا مہاودیالہ دان از جانب لالہ چندو لال سابق منصرم محکمہ بندوبست میں سے کار کمیشن منی آرڈر کاٹ کر باقی ماندہ ... بنیجر کنیا مہاودیالہ کے پاس ارسال فرمائے
پنڈت ... کمند رام جی اپدیشک کنیا مہاودیالہ کی معرفت بہ تفصیل ... رقومات موصول ہوئیں
منتری آریہ سماج ... منتری آریہ سماج ...

عـــہ ــــ ــــ عـــہ

بہائی گوپال سنگہ بکنگ کلرک گوجر خان

عم ر

منتری آریہ سماج جہلم پردہان آریہ سماج گجرات

عم ر ۸ ر

میزان منہائی کمیشن منی آرڈر باقی
...ــــ ۲ ر ــــ ...

لالہ سندر داس جی منتری آریہ سماج شاہکوٹ (آبادی علاقہ لائلپور) نے موضع بنگہ میں ۲۶ - جون سے ۲۹ - جون تک ویدک دہرم کا پرچار کیا ۔ پورانکوں سے شاستر ارتہ کے بارہ میں گفتگو ہوئی ۔ مگر انہوں نے ٹال مٹول ہی کیا ۔ اثر عمدہ رہا ۔ بعد اس کے

سماج کے لئے ... نقد اور غلہ وغیرہ چندہ ہوا ۔ ۳۰ جون کو شاہکوٹ میں رہ کر ایک ویاکہیان دیا ۔ یکم جولائی کو لالہ ... چند پردہان سماج نے اپنے گہر میں ہون کرایا سب بہائیوں نے اکٹہے ہوکر پرارتہنا وغیرہ کی ۔ بہجن گائے

لودہیانہ آریہ سماج کا حسب ذیل انتخاب ہوا

بابو لعل سنگہ پنشنر .. .. .. پردہان
لالہ امراؤ سنگہ جی رئیس .. .. اپ پردہان
لالہ لبہو رام جی نیٹر .. .. .. منتری
لالہ لکشمی داس جی .. .. اپ منتری
لالہ اندر سین جی .. .. .. خزانچی
لالہ پورن سنگہ جی .. .. پستکادہیکش
لالہ سیکہو رام ٹہنڈن ۔ لالہ گنپتی لال ۔ لالہ خوشی رام جی ممبران انترنگ سبہا

۱۴ - جون کو وید پرچارنی سبہا لودہیانہ نے مع پنڈت ہریشچندر جی کے قصبہ بارہ سنگا میں ویدک دہرم کا پرچار کیا ۔ انگریزی باجہ کے ساتہ بہجن منڈلی نے اور پنڈت ہریشچندر جی کے منوہر ویاکہیانوں نے خوب آنند کیا حاضری چہہ سو کے قریب تہی ۔ چند اہنود نے شور و شر کیا ۔ مگر پولیس کے عمدہ انتظام کے باعث کچہ نہ کر سکے ۔

منشی لکشمی سہائے رئیس ، زمیندار اور وکیل عدالت مچہلی شہر نے اپنے کسی پرائیوٹ معاملہ کے خانگی طور پر فیصلہ ہو جانے کی خوشی میں مبلغ صہ ر آریہ سماجک فنڈات میں دان دیا ۔ جس کی تفصیل ذیل میں ہے
کنیا اناتہ آلہ جالندہر ۔ اناتہ آلہ بریلی
عہ ــــ عہ

اناتہ آلہ اجمیر عہ علاوہ اس کے پنڈت درگا پرساد جی نے ایک روپیہ اناتہ آلہ اجمیر کو دان دیا ۔

۲۲ - ۲۳ - مئی سنہ ۱۹۰۱ ع آریہ سماج رشید آباد کا وارشکوتسب آنند پوروک سماپت ہوا ۔ ۲۵ روپیہ کی سامگری سے ہوم یگیہ ہوا ۔ ۱۶ روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے اکٹہے ہوئے ۔ چہہ ہون ہوئے سات سنسکار ہوئے عہ روپیہ گروکل اور وید پرچار فنڈ کے لئے بہیجے گئے ۔ اس چہوٹے سے گاؤں میں ... آریہ ہیں ستریاں بہی کثرت سے سماجک نیموں پر قائل ہیں ۔ جیو ہنسا اس گرام میں بالکل نہیں ہے ہر نتیک سپتاہک جلسہ سماج میں ہون ہو کر آرنبہ ہوتی ہے ۔ کل گرام کی طرف سے ہر سال ہون یگیہ ہوتا ہے ۔ ادہکاریاں بہ تفصیل ذیل ہیں

پنڈت جوالا پرساد جی .. .. پردہان
منشی دامودر پرساد جی .. .. اپ پردہان
پنڈت جگادہر سہائے جی .. .. منتری
منشی راجہ رام جی .. .. اپ منتری
پنڈت دوارکا پرساد جی پستکادہیکش
دیوی دیال مشرا .. .. کوشادہیکش

پنڈت کمند رام جی اپدیشک کنیا مہاودیالہ نے ۲۸ - ۲۹ جون کو پنڈت ... جی اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے ۲ - جولائی کو ڈنگہ میں منشیہ جیون ستری شکشا ۔ اور عملی زندگی پر ویاکہیان دئے ۔ **۷ - جولائی** کو سوامی پورنا نند جی نے ہرت پور میں دہرم وشے پر ویاکہیان دیا اثنائے ویاکہیان میں بارش بہی شروع ہو گئی ۔ مگر سب لوگ آنند میں محو ہوئے اپنی جگہہ سے مطلق نہ ہلے ۔ تا وقتیکہ سماج کی طرف سے ان کے لئے کوئی دوسرا انتظام ان کے بیٹہنے کے لئے جہاں کہ بارش سے بچ سکیں نہ ہو گیا ۔

پنڈت ہرنام سنگھ جی اُپدیشک کیمبوڑہ میں ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

لالہ سوہن لال سٹیشن ماسٹر کنانہ (سدرن پنجاب ریلوے) نے مبلغ عہ روپیہ اپنے کسی ارادہ میں کامیاب ہونے کی خوشی میں گروکل فنڈ کے لئے دان دئے۔ جو منیجر صاحب ہذا کے پاس پہونچ گئے۔

بہیرہ ضلع شاہ پور آریہ سماج کے ہفتہ وار جلسے بارونق ہوتے ہیں۔ پنڈت گوکل چند جی اُپنشدوں سے کتہا کیا کرتے ہیں۔ حاضری ۳۰-۴۰ کے قریب ہوتی ہے اس سماج کا آٹھ آنہ سسٹم جاری ہے۔ جسکی رقم مندر فنڈ کے لئے جمع ہوتی ہے۔ آمدنی تقریباً معہ روپیہ ماہوار ہے۔ یکم اپریل سے ۲۳ جون سنہ ۱۹۰۱ تک عہ روپیہ ہوئے۔ دوسرے مہینوں سے آمدنی کم ہوئی اگر کوشش زیادہ کی جاوے تو عہ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوسکتی ہے۔ گزشتہ دو ماہ میں پنڈت دولت رام۔ لالہ وزیر چند اور پنڈت ہرنام سنگھ جی نے یہاں پر ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

لالہ پربھرام برادر لالہ رادھاکشن جی ساہوکار اراپنڈی نے اپنے وعدہ کے مطابق ایک کمبھی آریہ سماج کے لئے ارسال فرمائی ہے اور ایک چادر بھجوانے والے ہیں۔ سماج اُن کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ لالہ مول راج جی وکیل ہوتی مردان نے مبلغ عہ روپیہ مندر فنڈ میں ارسال فرمائے ہیں۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ آریہ سماج کی چار دیواری مکمل ہوگئی۔ مبلغ عہ روپیہ جمع ہوئے باقی حصہ سماج کے لئے انترنگ سبھا نے للعہ منظور کئے ہیں۔ اور مبلغ چار روپیہ چادر فرشی کے لئے منظور ہوئے

سو ضلع ایدل پور ضلع بلند شہر میں بابو سیہبر سنگھ جی نے اپنے پتر دہ پال سنگھ اور تین دیگر راجپوت لڑکوں کا اُپنین سنسکار کرایا۔ اور ایک روپیہ گروکل فنڈ ایک روپیہ انند ولیشیہ اور ایک روپیہ راجپوت ہائی سکول آگرہ کو دان دیا۔

لالہ چند ربھان جی میرٹھ نواسی نے اتردلی بالی آریہ سماج کو ایک روپیہ دان دیا۔

ونڈوٹ میں پنڈت ہرنام سنگھ جی نے پانچ روز تک ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

علی پور ضلع مظفرگڈہ آریہ سماج کے اتوار اور مہاشہ رام چند صاحب سیٹھ کے آنے سے پنجشنبہ کو ڈیبیٹنگ کلب کے جلسے بارونق ہوتے ہیں۔ ہندو دہرم سبہا کے پنڈت شام لال کی طرف سے پردہان کے نام ایک پتر آیا کہ آپ شنکا سمادہان کرلیں۔ جس کے جواب میں اُن کو لکھا گیا۔ کہ کسی وشے پر شاستر ارتھ ہونا اچھا ہے۔ جو کہ کسی پتر میں چھپتا رہا کرے۔ جسکو پنڈت جی نے منظور کیا کہ پتر میری مرضی کے مطابق مقرر ہووے

۲۶ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو پنڈت چھجو رام سبہاسد آریہ سماج صدر بازار دہلی کی ماتا کا دیہانت ہوگیا۔ مرتک سنسکار ویدک ہوا تقریباً ۵۰ آدمی سنسکار میں شامل تھے۔

شاہکوٹ میں پنڈت رشی رام جی اُپدیشک آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے ۱۵-۱۶ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو ویدک دہرم کا پرچار کیا۔ چند پورانک بہائیوں نے کچھ اعتراض بھی کئے۔ جن کا جواب ایسا دیا گیا۔ کہ ان کو خاموش ہونا پڑا۔ ایک آدمی کو اُپدیش دے کر اُس کا مانس کہانا چھوڑا دیا۔ اور آئیندہ کے لئے اُس نے ۸ ماہوار سماج کو دان دینا سویکار کیا۔

ایک صاحب نے جو اپنا نام بتلانا نہیں چاہتے۔ کنیا مہاودیالہ فنڈ میں مبلغ عہ بوجہ دان ارسال فرمائے

سفیدوں ریاست جیند میں مہاشہ موہن لعل اودہم سنگھ کلال کا یگیوپویت سنسکار ایک ہندو دہرم سبہا کے پیرو۔ پنڈت بھگت رام نے کرایا۔ اس سے دو سال پہلے لالہ کنہیا لعل کلال آریہ نے اپنے لڑکے کا یگیوپویت سنسکار کرانا چاہا تہا۔ جس کے لئے پنڈت ... جی دہلی سے منگوائے گئے تہے۔ لیکن یہاں برہمنوں نے بلوہ عام کرکے۔ سنسکار کا ہونا بند کردیا تہا۔ اور یہ کہتے تہے۔ کہ کلال شودر ہیں۔ ان کو یگیوپویت کا ادہکار نہیں ہے۔ جسپر اب تک مقدمہ دائر عدالت ہے اب تو مقدمہ خوب چلے گا۔ کیونکہ مخالفوں نے خود ہی قوم کلال کے یگیوپویت کرانے شروع کردئیے۔

پنڈت گنگا رام صاحب اُپدیشک۔ کنیا مہاودیالہ۔ مبلغ عہ روپیہ بمد کنیا مہاودیالہ فنڈ ایکتر کرکے مقام ڈونگہ سے ارسال فرماتے ہیں

پنڈت رودردت جی ایڈیٹر بہارت رتن دہیان دیویں۔ لالہ ... سبہا کے صاحب نائب تحصیلدار از مقام نگر ریاست بہرت پور لکہتے ہیں۔ کہ بہارت رتن اخبار پٹنہ کی ایک سال کی قیمت پیشگی میں نے اور لالہ بنواری لال جی گرد آور قانونگوے نے مبلغ للعہ روپیہ بنا بر خریداری بہیج دی تہی۔ لیکن آج تک پرچہ اخبار لالہ بنواری لال کے نام نہیں آیا اور نہ میرے نام آیا۔ کبہی کبہی ایک ماہ یا ڈیڑہ ماہ میں ایک پرچہ صرف میرے نام آجاتا ہے۔ جو اوپ نار کی پشتکیں آپ نے لکہی تہیں وہ بھی نہیں آئیں۔ کم از کم میں پنڈت رودردت مالک اخبار کی خدمت میں

[illegible] سوال کارڈ لکھ چکا ہوں - لیکن ایک کا بھی جواب نہیں آیا - یہاں تک کہ جوابی کارڈ بھی ہضم کر لیا . . . . . . مہربانی کرکے آپ مبلغ للعہ روپیہ قیمت واپس کر دیویں تو بس اسی قدر مہربانی ہوگی !!

[illegible] میں ایک [illegible] سبھا [illegible] ایک [illegible] عرصہ سے قائم ہے اُن کی سبھا کا ایک لڑکا بہت دنوں سے [illegible] مسلمان ہو گیا ہوا تھا - پنڈت [illegible] پرساد جی کی کوشش سے شدھ کیا گیا - [illegible] دفعہ بموقعہ [illegible] پنڈت لالتا پرساد [illegible] کشور [illegible] بابو رام سروپ اور پنڈت [illegible] جی نے ویدک دھرم [illegible] - بابو رام سروپ نے [illegible] پر [illegible] کی ہی سبھا [illegible] آریہ سماج اورنگ آباد کے پردھان چودھری [illegible] نذر اندر سین [illegible] کو ہوا [illegible] رام سنگھ جی [illegible] پرتی ندھی سبھا [illegible] حاضری [illegible] مردوں میں [illegible] کرایا حاضرین خوش ہوئے - چودھری صاحب نے مبلغ ۵ روپیہ دان حسب ذیل [illegible] - وید پرچار فنڈ [illegible] دیا - چودھری صاحب بڑے [illegible] ہی اور [illegible] ہیں - یہ پانچواں سنسکار ویدک ہے - اور اُن کے خاص گھر کا ہے - اُن کے چھوٹے بھائی کرپا رام ہیں وہ بھی [illegible] ہیں - اُن کے سنسکار ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا - پنڈت وشوامتر جی [illegible] سے تشریف لائے تھے - انہوں نے [illegible] دان [illegible] دان دیا تھا

اب ۵ روپیہ نقد ایک [illegible] نقدہ [illegible] بھائی ہرنام سنگھ جی پر چارک کیا گیا ہے

گورداسپور سورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو بابو ہرجی رام سکرٹری آریہ سماج گورداسپور کی لڑکی کا چوڑاکرم سنسکار ویدک ریتی سے ہوا - سندھیا بھجن گائے گئے - اور وید منتر پڑھے گئے - جن میں ۶ بجے سے لے کر ۱۰ بجے تک سمے لگا - بعد میں مٹھائی دے کر حاضرین کو جن کی حاضری تقریباً ۲۵ کس کے تھی رخصت کیا گیا - مبارک یہ دن ہے کہ اس سماج میں بھی بڑے اُتساہ سے کام ہونے لگا

سورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو بوقت شام پنڈت رام بھج دت جی پلیڈر نے اپنے سندھیا و یاکھیان سے جو کہ دھرم سے پُر تھا حاضرین کو محظوظ کیا - حاضری عنقریباً ۴۰ آدمی کے تھی - اگرچہ شام کو اندھیری کا بڑا زور تھا - لیکن تاہم پنڈت جی نے بڑے حوصلے افزائی میں [illegible] سمارہن کام کیا

سندر آریہ سماج ڈیرہ غازی خان میں ممبران سماج ہر روز شام کو اخباروں کا مطالعہ کرنے اور ورزش کرنے کے بعد [illegible] بھجن گاتے اور سندھیا کرتے ہیں - اس قسم کے میل ملاپ کی وجہ سے سماج کی حاضری روبہ ترقی ہے - اور اچھی رونق سے سماج ہوتی ہے .

واقعہ ۶ - جون سنہ ۱۹۰۱ بھائی لوڑھیندا رام کنھوریہ اور سماۃ چھانور بائی بیوہ جو کہ دونو نوجوان تھے . کی تحریری درخواست کرنے پر دوہوا وواہ ہوا - دوسو کے قریب اُسوقت حاضری تھی . شہر میں اس شادی کا اچھا اثر ہوا - چنانچہ اُسی رات کو ایک اور دوہوا وواہ ہوا

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ دار نہیں ہے

مہاشئے بھوانی پرساد گپت - جب آپ لوگ شخصی حملوں سے کنارہ کرکے عام اصولوں پر بحث نہیں کر سکتے - تو ان مضامین سے معاف کیجیئے - زمانہ بہت جلد آوے گا جب کہ ویدک دھرم کے ماننے والوں کو اپنی ہستی کے قائم رکھنے کے لیئے بغیر دردناک اپیلوں کے خود بخود ذات پات کے توڑنے پڑینگے - اُس وقت خود بخود ودیستھاپک سبھا قائم کرنے پر آپ ہی لوگ مجبور ہوں گے - اور مجھ سے ناچیز خادموں کو یاد دہانی کی ضرورت بھی نہ پڑے گی - ایڈیٹر

اسلام اور اُسکا ویدک دھرم کیطرف رُخ

مخفی نہیں ہے . کہ جب آریہ سماج نے ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے لوگوں پر یہ ثابت کر دیا - کہ صرف وید مقدس ہی کی تعلیم ہے . کہ جس کو عقلی دلائل اور پدارتھ ودیا (سائنیس) کے ساتھ ایک گہرا تعلق اور مطابقت ہے - اِس بات سے محمدی لوگوں نے گھبرا کر اپنے بچاؤ کی صورت یہ نکالی کہ عقلی دلائل اور پدارتھ ودیا کو محمدی مذہب سے ہی الگ کر دیا - اور ابھی اُنہی جب کبھی ممبران آریہ سماج محمدی صاحبان

کی بعید از عقل اور قانون قدرت کے برخلاف باتوں کا جواب عقلی دلائل سے دیتے۔ تو وہ دلائل سے اس طرح ڈرتے جس طرح بچھو سے۔ لیکن اب اسلام نے اپنی کایا پلٹ لی۔ اور اس بات کا قائل ہو کر اس نے اپنا پہلا قدم میدان ترقی میں رکھا چنانچہ میرزا حیرت دہلوی آج کل قران کی تفسیر نکال رہے ہیں۔ وہ اپنی کتاب مقدمہ تفسیر القران کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔ "جو ہیں ہٹے کے پھوٹے اور عقل کے دشمن۔ اُن پر تیرے دلائل اب تک نہیں مبرہن" اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۶ پر مفسر صاحب تحریر فراتے ہیں۔ کہ اب وہ زمانہ آگیا۔ کہ مذہب کو علوم جدیدہ کی اور علوم جدیدہ کو مذہب کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو بات عقلاً مانی جائے گی۔ اُس پر ایمان بھی مضبوط ہوگا۔ سائنس کا اصلی کام یہہ ہے کہ ہر شئے کے تعلق کو دوسرے کے ساتھ ثابت کرکے یہہ دکھاوے کہ کُل کائنات ایک سلسلہ سے قایم ہے۔ مذہب اس مسئلہ حقیقت تک پہونچا دیتے ہیں۔ پس خیالات مذہبی بھی اسی صورت میں مضبوط ہوں گے جب ظاہری اشیاء کے تعلقات کو دیکھہ کر اُن سے اصلی حقیقت پہچانی جائیگی۔ اسلئے سائنس بغیر مذہب کے باعث عافیت نہیں ہوسکتا۔ اور مذہب بغیر سائنس کے محض تعصب ہے"

دوسرا قدم جو اسلام نے آگے رکھا ہے وہ یہہ ہے۔ کہ دُنیا کی پیدائش کا زمانہ جسکو وہ محدود مانتا تھا۔ اب اسلام کی رائے اس کے برخلاف ہوئی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۵۶ پر لکھا ہے۔ کہ "مسیحی عقاید کو چھوڑ کے اگر اسلام کو دیکھا جاوے تو اُس نے دنیا کی پیدائش کا زمانہ محدود نہیں کیا۔ اُس روشن مذہب کا اصول ہے کہ خدا خود دُنیا سے علیحدہ نہیں"

تیسرا قدم جو اسلام نے آگے بڑھایا ہے۔ وہ یہہ ہے۔ کہ اُس نے حیوانات میں بھی روح کا ہونا تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۵۰ پر لکھا ہے۔ کہ روح درحقیقت ایک خاص نور ہے جو بقدر وسعت استعداد ہر شخص اور ہر جاندار کو عطا ہوتا ہے۔ **حیوانات میں اگرچہ روح ہے مگر نباتات** میں صرف جان ہی جان ہے۔ روح نہیں ہے جان حیوانات کی نمو اور مشی کا باعث ہے اور روح بقدر اُس کی استعداد کے اُسے آگاہ کرتی ہے۔ کہ پانی پی تاکہ پیاس بجھے کسی پناہ کی جگہ میں ہو تاکہ دشمن سے محفوظ رہے۔ غرضیکہ اسی قسم کی ہر بات کی تعلیم دیتی ہے۔

چوتھا قدم جو اسلام نے آگے بڑھایا ہے وہ روح کی قدامت کا اقبال ہے۔ اور یہہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو کہ موجودہ اسلام کی جان ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۴۴ پر لکھا ہے کہ "روح کا نہ کوئی مکان ہے۔ نہ کسی جگہ اُس کا قیام ہے۔ روح باقی ہے۔ فانی نہیں ہے۔ اور روح ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ قران مجید سے اس کی شہادت ملتی ہے۔ اور عقل بھی یوں ہی چاہتی ہے روح صفات باری تعالی میں سے ہے۔ پھر کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کی صفات قدیم نہ ہوں"

صفحہ ۲۵۶ پر لکھا ہے۔ کہ "اب دیکھنا چاہئے کہ روح کیا چیز ہے۔ اور جیسا عام طور پر سمجھا گیا ہے۔ روح فانی ہے یا باقی اور روح حادث ہے یا قدیم۔ ہمارے خیال میں نہیں آتا، بلکہ قران مجید میں بتاتا ہے۔ کہ **روح قدیم** اور باقی ہے اور روح کو ہرگز فنا نہیں ہے۔ روح کا قیام ذات باری کے ساتھ ہے اور روح خداوند تعالے کی ایک خاص صفت ہے۔ چنانچہ قران مجید میں صاف طور پر فرمادیا گیا ہے یعنی جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اُس میں ایک اپنی روح تو گر پڑو اُس کے آگے سجدہ میں۔ روحی کا لفظ صاف بتا دیتا ہے۔ کہ خود الله تعالے نے اپنی روح انسان میں پھونکی۔ پھر کیوں کر خیال ہوسکتا ہے۔ کہ ہم خدا کی روح کو فانی اور حادث کہیں۔ اسلام کا ہرگز یہہ منشاء نہیں ہے **بلکہ روح کو باقی اور قدیم نہ کہنے پر کفر لازم آتا ہے**۔

اگر اب تک عام مفسر اس غلطی میں سے نہیں نکلے ہیں۔ لیکن دعا ہے۔ کہ خدا اُن کی غلطی معاف کریگا۔ اور اُن سے اس امر میں مواخذہ نہیں کرنے کا۔ کہ اُنہوں نے غلطی سے خدا کی روح کو فانی اور باقی نہیں مانا، **رُوح کا فانی یا حادث ماننا خدا کا فانی یا حادث ماننا ہے۔ حالانکہ اسلام ایسے شخص کو جس کا یہ عقیدہ ہو کافر سمجھتا ہے"**

میرزا حیرت دہلوی نے روح کی نسبت بڑے بڑے عالموں فلاسفروں اور محمدی مفسروں کی مختلف رائیں درج کرکے روح کے حادث اور فانی ماننے والوں کو از روئے اسلام کافر ٹھیرایا ہے۔ لیکن جہاں مفسر صاحب

موصوف نے روح کی قدامت کو تسلیم
اور ثابت کیا ہے۔ وہاں دین اسلام
کی گود میں پرورش پانے کے سبب قران
اور اسلام کی لاج۔ شرم۔ اور عزت کو
بھی دور نہیں ہونے دیا۔ لیکن امید واثق
ہے کہ وہ دن جلد ہی آئے گا۔ اور
بالضرور آئے گا۔ جبکہ اسلام کے بہی خیر دل
[illegible] ایک ہی کے لال اپنے بھڑے
سفید علاوہ ہیں گے۔ جو کہ سچائی کے اظہار کرنے
میں ان باتوں کا ذرا بھی لحاظ نہ کریں گے۔
اور یقین کامل ہے۔ کہ اسلام کیا بلکہ دنیا
کے کل مذاہب جھک کر ایک دن ویدک
دھرم کے اقدام مبارک کو چومیں گے۔ ہم
اسلام کا ویدک دھرم کی طرف رخ دیکھ
کر جہاں اس کو چہ نکلم کا خوب صورت
جھنڈا دکھاتے ہیں۔ وہاں میرزا حیرت دہلوی
بھی بارب الناس کرتے ہیں۔ کہ چونکہ ان کی
کبھی تفسیر نے ایک عالم کی نگاہ سے گذرنا
ہے۔ اس لئے اگر ہو سکے تو وہ کم از کم سچائی
کے ظاہر کرنے میں اپنے ضمیر کا گلا نہ گھونٹیں

راقم
گورو پیارا

نتیہ کرم کا پالن!

بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ آریہ سماج کے
ممبر اب کی طرف رجوع اور شردھا ہی دن
بدن اپنے نتیہ کرموں طرف نہیں جھوڑ رہی
بلکہ وہ نتیہ کرموں کے پالن کرنے اپنا
کمیہ آدیشں اور مہا یگیہ بانڈنے لگ گئے ہیں
اور ان کے ذکر کے صحیح پاپ دور اب ہی
ہو گیا ہے۔ بہری آئے ہیں دوسرے

لوگوں کو اپنی طرف آکرشن کرنے کا ذریعہ
جو اپنے نتیہ کرموں کا پالن ہو سکتا ہے
اور کوئی نہیں میرے ایک مترجھے اپنے پتر
میں لکھتے ہیں کہ دو آج میں نے کبھی سب
سے سندھیا نہیں کی۔ اس لئے اپنے ادپر
ہی ڈنڈ رکھا کہ سنار دن کچھ نہ کھاؤں
اور آپ سے درخواست ہے۔ کہ مجھ پاپی
پر جو جرمانہ مناسب سمجھیں لگا کر مطلع کریں"
یہ الفاظ ایک وشواسی ہردے سے نکلے
ہوئے ہیں۔ اور لکھنے والے مہاشے کے
اس پریم اور وشواس کو جتلا رہے ہیں۔
جو کہ انہیں اپنے مذہبی فرائض کیا نہ ہے
ایشور کریں کہ ہم سب کو اپنے نتیہ کرموں
کے پالن کرنے میں سچا پریم ہو۔

راقم
گورو پیارا

ناستک ہی اچھا ہے

از لالہ گنیش داس سیالکوٹی

وہ آستک جو سرو اوپری براجمان سرو ویاپک
پار برھم پرماتما کو پرتیک پرمانو میں پری
پورن جانتا اور اُسی کے تپ تیج سے
سورج کو تپایان۔ اُسی کے پرکاش
سے چندرماں کو پرکاشمان اُسی پرم جوت
کی اُبھت جوتی سے تارا گن۔ بھچھتر گرہوں
اور اُپ گرہوں کو دویہ مان انت بل
سے پراپت کرکے وایو کی چلائیاں اسی
کی پریرنا سے بجلی کو چمکتے اور چمکاتے
اُسی کی مہاشکتی سے بھوگول کو سوریم
گھومتے اور انیہ لوک لوکانتروں کو گھماتے
اُسی کی آگیا سے میگھ منڈل کو ورشٹی دیتے

جانتا ہوا بھی کرم کرتے سے اسے بالکل
بدل جاتا ہے۔ اور اُس کو راجہ ادھراج
سمجھتے ہوئے بھی کہ اپنی اُس کی آگیا پالن
نہیں کر پاتا ہے۔ جو اُسے نیا دھکاری دیالو
اور دیا کا بھنڈار سویکار کرتے ہوئے ابھی
سویم سدا انیاء نیم کا پالک بن پریم
اور بھرتی کی بجائے پرانی ماتر کے خون کا
پیاسا بن رہا ہے۔ جسکے نیتر برہمانڈ روپی
منوہرن پاٹکا کی وچتر چھٹا کو دیکھ اُس کے
رچنے والے کی سرو اُتم بدھی اور انت گیان
کی پرشنسا کرتے ہوئے اُس کے ستو کو
بیتا یو گیہ انوبھو کرنے کی بجائے ہمہ تن ہو پتا
پرنامی پر دوری ہوتی ہی ہنسی ونشٹ آتمک
اور کا اُنتہ بنا رہی ہی۔ جبکا ہردے اس شانتی
کے سرور کا نواس استھان ہونے کے کارن
شانتی دھام ہوتا ہوا بھی کرودھ روپی بھوت
سے سدا بھیت ہو کمپائمان رہتا ہے۔ جسکا چت
اس ترسیب چیتن سروپ کی چنتا سے شوبھ
سرو دالوجہ میں سیت ہو چلائیان دکھائی دیتا
جبکا من اس سرو اُتم منش شیل کی موجودگی کو
محسوس کرتے ہوئے بھی سوہ ملین ہو سدا دیا کل
پرتیت ہوتا ہے جسکی بانی اُس شبھ گن کیرتن کے
گن انوباد گانے کے بجائے راگ دویش سے آکرشت
ہو سدا کپول کتپا ہی پرتو رہتی ہے۔ جسکے شرد تو
اناد ی ادنکار کی اتی پریہ شبد سے پھرتی کے
ہوئے پرتندر اور نیاء نیتی در دھ وشے اوتیاد
اپریہ شبدوں کو پریہ مانتے ہیں۔ جب کا پاپ آتما
پرم آتما کے اُتم وچار کے ستھان میں چھل کپٹ کی
سدھی کے ہی سادھن سدا سوچتا رہتا ہے۔ اور
انیک برہمانڈوں کا کیشن ماتر ہی نگھیا کرنے
والے رودر روپ کے نیاء نیم کا دھیان نہ کرنے ہو
اہنکار سے پرتیا در دھن یوبن کے نشہ سے ادمت
ہو منش اور نربل پرشوں کا نرادر اور اپمان

ست دھرم پرچارک پر پہلا لائیبل کا مقدمہ

بگذشتہ اشاعت سے آگے

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر

باوا متھرا پوری ولد مان پوری ذات سادہو سنیاسی عمر ۳۵ سال سکنہ چندر کوٹھی ضلع سیالکوٹ ہے - میں سناتن دہرم سکول لاہور میں بطور معلم کے ملازم ہوں عرصہ دو ماہ کا ہوا کہ میں نے ست دہرم پرچارک میں ایک مضمون پڑھا تھا میں نے اُسے آریہ سماج لائیبریری میں دیکھا تھا۔ کسی نے کہا کہ گوپی ناتھ کے برخلاف ایک مضمون ہے۔ میں نے دیکھنے کے لئے مانگا۔ اور میں نے مضمون کو پڑھا اور معلوم ہوا کہ وہ گوپی ناتھ کے برخلاف ہے۔ گائو کُشی کا ذکر تھا۔ اور ایک خط گوپی ناتھ سے متعلق کہا جاتا تھا میں نے "ہانڈا پھوٹ گیا" پڑھا تھا۔ میری رائے میں بعض انس کے لئے وہ مضامین کرشان کا باعث ہیں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو بھلا مانس آدمی سمجھتا ہوں۔ سوالات جرح محفوظ کئے گئے دستخط حاکم

گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

حکم

باقی گواہان ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۱ کو پیش ہوں۔ دستخط حاکم۔

واقعہ ۱۶- مئی سنہ ۱۹۰۱ ع

بیانات گواہان استغاثہ

باقرار صالح

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر

رائے بہادر ڈاکٹر بہرج لعل گھوش سینیئر اسسٹنٹ سرجن

میں لاہور میں چالیس سال سے رہتا ہوں میں پنڈت گوپی ناتھ اور ان کے والد پنڈت کنہیا لال کو بخوبی جانتا ہوں۔ پچھلے گذشتہ زمانہ میں ہم دوست تھے - وہ کشمیری پنڈت ہے - میں اخبار عام کو جانتا ہوں - جس ایسوسی ایشن کا یہ آرگن تھا۔ میرا اس کے ساتھ تعلق تھا۔ یہ پنڈت (مراد گوپی ناتھ اور اُس کا باپ) ذی عزت اشخاص ہیں۔

بجواب سوالات جرح - میں نے اخبار عام کو کبھی نہیں پڑھا ہے جس ایسوسی ایشن نے یہ پرچہ جاری کیا تھا وہ جاری ہونے کے دو برس بعد ٹوٹ گئی تھی - اور تب سے میرا اس پرچہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو کہ پنڈت لال کی اپنی ملکیت اور اُس کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹوں کی ملکیت بن گیا۔ میرا اور پنڈت کنہیا لعل کا دوستانہ تعلق جاری رہا لیکن جو ایسوسی ایشن کہ اُس دوستی کی بُنیاد تھی اُس کے ٹوٹ جانے پر ایسا گہرا تعلق نہ رہا۔ میں گوپی ناتھ کے گھر کبھی نہیں گیا۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کی نج کی زندگی کی بابت کچھ نہیں جانتا ہوں۔ میں سناتن دہرم گزٹ کو کبھی نہیں پڑھا ہے۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو ذی عزت اشخاص کے ساتھ دیکھتا

ہوں۔ اور ایسی جگہوں میں دیکھتا ہوں۔ جہاں پر کہ دوکاندار نہیں جا سکتے ہیں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ اور کنہیا لعل کو پبلک جلسوں میں اور ایسے جلسوں میں جن کے میر مجالس نواب لفٹننٹ گورنر بہادر تھے ملا ہوں

گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۹

پنڈت ہری کشن ولد ودیا دہر ذات کشمیری پنڈت عمر سال سکنہ لاہور میں پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوں۔ مجھے پنشن پر آئے آٹھ ماہ ہو چکے ہیں۔ میری سکونت خاص لاہور کی ہے۔ اور مدعی سے تھوڑے فاصلہ پر اُسی محلہ میں میرا مکان ہے۔ جہاں مستغیث کا ہے۔ اور ہم ہم قوم ہیں - کشمیریوں میں پنڈت گوپی ناتھ کی ذات اعلےٰ درجہ کی ہے راز دان گھرٹو اُن کو کہتے ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے۔ اس سے بڑھ کر کشمیریوں میں کوئی ذات نہیں۔ میں مستغیث کے خاندان سے ۱۸۶۱ء سے واقف ہوں پنڈت گوپی ناتھ کے والد پنڈت کنہیا لعل کو جانتا ہوں۔ شریفانہ حیثیت کے آدمی ہیں۔ سوشیل پوزیشن بھی ان کی بہت اچھی ہے - ان کا خاندان ذی عزت خاندان ہے -

بجواب سوالات جرح - میں سناتن دہرم سبھا کا ممبر نہیں ہوں - آریہ سماج اور سناتن دہرم سبھا دونوں کو اچھا جانتا ہوں۔ کشمیری پنڈتوں میں دو فریق ہیں - ایک بشن سبھا ہے دوسرے دہرم سبھا ہے۔ بشن سبھا کا نام بشن نرائن بیرسٹر کے نام پر پڑا تھا

بعض سبھائے فرقہ کے لوگ کھانے پینے میں پرہیز نہیں کرتے۔ اور دھرم سبھائے پرہیز کرتے ہیں۔ میں دھرم سبھا میں ہوں۔ اور گوپی ناتھ بھی اُسی سبھا میں ہیں۔ نہ میرا۔ پنڈت گوپی ناتھ کا کوئی عہدہ اِس سبھا میں ہے۔ پنچ اِس سبھا میں مقرر ہیں۔ اور میں بھی ایک پنچ اِس سبھا کا ہوں۔ پنڈت گوپی ناتھ پنچ نہیں ہے۔ جیسا برادری میں ایک دوسرے سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اُسی طرح پنڈت گوپی ناتھ سے میرا تعلق ہے۔ کوئی خاص طور سے خاص تعلق اُن سے نہیں ہے برس میں ایک دو مرتبہ برادرانہ سلوک کے طور پر ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ہوتا ہے۔ اخبار عام میں نہیں پڑھا کرتا۔ سناتن دھرم گزٹ میرے پاس آتا ہے شاید دو چار دفعہ میں نے کبھی یہ اخبار کھولا ہو۔ اور ایک دو سطریں پڑھی ہوں۔ بطور ایڈیٹر اخبار سناتن دھرم گزٹ میں پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ میں اُردو زبان سے بہت اچھی طرح واقف ہوں گومتی کا پانی پینے سے میرے خیال میں یہ مراد ہے کہ جس شخص نے گومتی کا پانی پیا اُسے بدفعلی کرانے کی عادت ہے گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

یہ گواہ پھر جرح کے لئے بلایا جا سکتا ہے

دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۰

امیر شاہ خان بہادر۔ سینیئر اسسٹنٹ سرجن لاہور و ٹیچر میڈیکل کالج۔

میں خان بہادر ہوں۔ میں ۳۲ برسوں سے لاہور میں ہوں۔ اور پنجاب و ٹیچر میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہوں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو نوجوانی کے زمانہ سے جانتا ہوں۔ اور اُس کے باپ کو بھی جانتا تھا۔ اُس سے اکثر ملنے جلنے کا اتفاق مجالس وغیرہ میں ہوتا ہے ایک دوسرے کے گھر آمد و رفت نہیں ہے میں اُس کو ایک اچھا آدمی اور شریف اچھے پوزیشن کا سمجھتا ہوں۔

بجواب سوالات جرح۔ گوپی ناتھ دو چار مرتبہ میرے مکان پر آیا تھا۔ شاید دوستانہ ملاقات کے لئے آیا ہوگا یا بلحاظ پیشہ (ڈاکٹری) آیا ہوگا۔ میں گوپی ناتھ کے مکان پر علاج کے لئے گیا ہوں گا۔ میں نے اُسے عام جلسوں میں دیکھا ہے۔ اور شادیوں میں بھی اُس سے ملا ہوں۔ میں گوپی ناتھ کے برخلاف کچھ نہیں جانتا ہوں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو ذی عزت آدمی سمجھتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ پنڈت پر جرمانہ ہوا ہے۔ میں اُس کی ذاتی پرائیویٹ زندگی کی نسبت کچھ نہیں جانتا ہوں۔ گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۱

بھگوان داس برہمن لوکل فنڈ کلرک لاہور۔

”بھانڈا پھوٹ گیا“ والا مضمون میں نے ضرور پہلے دیکھا ہوا ہے۔ میں چھو والی بازار میں گذر رہا تھا۔ لڑکے یہ کہہ کر ”بھانڈا پھوٹ گیا ہے“ شور کر رہے تھے۔ میں نے اُن سے دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ ایک چٹھی چھپی ہے۔ پنڈت بھیم سین اور گوپی ناتھ کی نسبت اُنہوں نے یہ معاملہ ظاہر کیا اور مجھکو اخبار دکھلایا۔ میں نے وہ مضمون پڑھا اور اُس سے سمجھا کہ گوپی ناتھ اور بھیم سین کے برخلاف یہ مضمون لکھا ہے۔ میں نے پنڈت گوپی ناتھ کو خود بھی کہا تھا۔ کہ اُس اخبار میں تمہاری نسبت ایک ایسا مضمون ہتک آمیز چھپا ہے اور چٹھی بھی شائع کی گئی ہے۔ میں نے خود اُس سے یہ سمجھا تھا۔ کہ پنڈت گوپی ناتھ کو بدنام کرنے کی غرض سے یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو جانتا ہوں۔ اُس کو ایک رئیس آدمی سمجھتا ہوں۔ پنڈت گوپی ناتھ نے کوئی جواب مجھے نہیں دیا تھا۔ **بجواب سوالات جرح۔** میں سناتن دھرم سبھا کا ممبر ہوں گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۲

مہر سنگھ چاولہ۔ وائن مرچنٹ (سوداگر شراب) و میونسپل کمشنر لاہور میں پنڈت گوپی ناتھ کو بہت سالوں سے جانتا ہوں۔ اُن کے والد کو بھی جانتا تھا۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو شریف معزز۔ نیک چلن۔ آدمی سمجھتا ہوں پبلک جلسوں میں اکثر اُس سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ میں اُس کو معزز سمجھتا ہوں۔ یہ سوسائٹی میں لیڈنگ پارٹ لیتے ہیں

بجواب سوالات جرح۔ مستغیث کو اپنی لیاقت کے باعث لیکچروں کا موقع دیا جاتا ہے۔ فیمن (قحط) کمیٹی میں میں نے اُن کو سکریٹری دیکھا ہے پہلی کمیٹی میں یہ سکریٹری تھے۔ حال کی

کمیٹی میں معلوم نہیں تہے یا نہیں - وولت
اور اچہے خاندانی اور ٹہیک چلن ہونے
کے باعث میں ان کو اچہا سمجہتا ہوں -
روزمرہ مجہے مستغیث کے ساتہہ بیٹہنے
اُٹہنے کا اتفاق نہیں ہوتا - مستغیث
کے چلن کے برخلاف مجہے کوئی بات
معلوم نہیں ہے - اگر کچہہ ہوتی تو
مجہے معلوم ہو جاتی - وہ ایڈیٹر اور
پروپرائیٹر اخبار عام کا ہے - (از
بیان انگریزی) میں سناتن دہرم
گزٹ کی بابت کچہہ نہیں جانتا - مجہے
اتنا معلوم ہے کہ گوپی ناتہہ کو عدالت
میں کچہہ سزا ہوئی تہی - لیکن اپیل
جانے کے باعث ٹہیک معلوم نہیں کہ
اپیل میں اُس کا نتیجہ کیا ہوا - لالہ منشی رام
نے تحریک کی تہی کہ رہتیئے آریہ سماج
میں شامل ہو سکتے ہیں - اور اُنہوں نے
چند رہتیوں کو شامل بہی کیا تہا - وہ
(رہتیئے) پہلے سکہہ تہے - اور اُن رہتیوں
کے کیس اُنہوں نے (لالہ منشی رام)
نے کٹوا دئے تہے - سکہوں کی طرف
سے ایک جلسہ اُس موقع پر پروٹیسٹ
(Protest) کرنے کے واسطے ارینج
(arrange) ہوا تہا - میں بہی اُس
جلسہ میں شامل تہا - میں نے اپنی گرہ سے کوئی
نوکر نہیں رکہا تہا - کہ جالندہر میں جا
کر ایسی کارروائی کے روکنے کے لئے
وعظ کریں - میں نے اُس سوسائٹی میں
چندہ دیا تہا - ہماری سوسائٹی نے
ایک دو آدمیوں کو سکہوں میں شامل
کر لیا تہا - یہ میٹنگ چند آدمیوں نے
خاص طور پر کی تہی - رہتیہ سے
میں نے ہی گزارہ کہا یا تہا

میں نے اُس میٹنگ میں ایک ریزولیوشن
ضرور پیش کیا تہا - جہاں تک مجہے یاد ہے
اُس کا مدعا یہ تہا - کہ رہتیوں کو سمجہایا
جاوے - کہ آریہ سماجیوں میں شامل
نہ ہوں

بر سوالات ایڈووکیٹ مستغاثہ

رہتیئے چمار ذات کے کمینے مذہبی سکہہ
ہوتے ہیں - پہر کہا کہ ذات کے جولاہے
سکہہ ہوتے ہیں - مذہبی رہتیئے - اور
رمداسیئے سکہوں میں ایک ہی درجہ
پر مانے جاتے ہیں - اور اُن کے ساتہہ
کہانا پینا نہیں ہوتا - میں آرڈر اسکہپول
ہیں اسی باعث اُن میں شامل ہوا تہا
کہ رہتیہ سکہوں کو ترغیب دی گئی تہی
کہ اگر وہ آریوں میں شامل ہو جاویں
تو ہائیر کلاس میں شامل کئے جاویں گے
وہ (رہتیئے) لکہے پڑہے آدمی نہیں
ہیں - اسلئے اُنہوں نے بال کٹوا لئے
(از بیان انگریزی)

بسوال عدالت (گورو گوبند سنگہ
صاحب کا مقولہ ہے - کہ سب سکہہ ایک
ہی ہیں - اب سکہہ ہونے کی وجہ سے
چوہڑا - چمار وغیرہ سب اونچے ہو گئے ہیں
(از بیان انگریزی) گواہ نے سن کر صحیح
تسلیم کیا - دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۳

لالہ بہگوان داس ولد لالہ امیچند

کہتری ساکن لاہور پنشنر سب جج ریاست
بہاولپور

میں ریاست بہاولپور میں سب جج تہا - اب
پنشن لے کر لاہور آ گیا ہوں - پہلے میں
سرکار انگریزی کے ماتحت محرر عدالت منصفی تہا

۲۸ سال میں نے ملازمت کی - چند
سال سے پنشن لی ہے - ۵ سال میں
ریاست بہاولپور کا معتمد لاہور میں رہا
ہوں - میں پنڈت گوپی ناتہہ کو بہت
اچہی طرح سے جانتا ہوں - اُس کی
حیثیت بہت اچہی ہے - معزز اور باحیثیت
ہے - اور شرفا خاندانی آدمی ہے -

بجواب سوالات جج - میں ہندو
سناتن دہرم سبہا کا ممبر ہوں - سناتن
دہرم گزٹ میرے پاس آتا ہے - میں
سرسری (طور پر) اُس کو پڑہا بہی
کرتا ہوں - پہلے کبہی کبہی میں اس
گزٹ میں کچہہ مضمون بہی (سناتن دہرم)
سبہا کی امداد میں دیا کرتا تہا - یہہ
مضامین مذہبی ہوتے تہے - اور اُن
سے منشاء یہہ ہوتی تہی کہ سناتن دہرم
دیگر مذاہب سے اچہا ہے (سبہا کے
طبع شدہ کوئی اصول نہیں ہیں - وہ
اس طرح پر صاف مشہور نہیں ہیں
جیساکہ آریوں کے اصول ہیں - سوائے
برہموؤں اور آریوں کے سب ہندو
سناتن دہرم سبہا کے ممبر ہیں - (از
بیان انگریزی) وہ اشخاص جو اپنے
آپ کو خدا مانتے ہیں - اور جو پتہر
کو پوجتے یا سب کو مانتے ہیں - یہہ
سب سناتن دہرمی ہیں - گواہ نے
سن کر صحیح تسلیم کیا - دستخط حاکم

(باقی آئیندہ)

ریاست گوالیار

سے گرو دکل کے پریمی شنکر برہمچاری
کے تہالال - طوطا رام جی

کرتے ہیں

پرپرسادھ ور بھراتا جی لالہ
کانشی رام جی۔ نمستے۔
یہ پہلا ارکس جو میں نے منگایا تھا۔ اس کی ہر ایک اوشدھی کا تجربہ کیا گیا۔ واقعی ہر ایک اکسیر ہے۔ اور نہ صرف میں بلکہ سیکڑوں شخص یہاں کے آپ کی سچائی کے معتقد ہو گئے ہیں۔ اس وقت تک کم از کم ۲۵ شخصوں کو خاص کر جن کی بدولت آرام ہوا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک دوا لاجواب ہے۔ جس کے واسطے میں آپکو دلی دھنیہ واد دیتا ہوں

اے ناظرین ستیہ دھرم پرچارک! جب یہ بکس اور کیس واقعی ایسے مجرب ہیں۔ تو پھر کیوں آپ ان کی خریداری میں جلدی نہیں کرتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں سے بھی ان کی خریدگی سفارش نہیں کرتے کون جانتا ہے کہ کس وقت اچانک ان کی ضرورت پڑ جائے۔

مرض کے ویدک علاج کیلئے ہمیشہ لالہ کانشی رام جی ویدسے خط وکتابت کیجئے۔ رکانکٹ بیچکر لالہ ایور بید پرچارک اور تحفہ سال لو مفت منگاکر مطالعہ کیجئے

المشتہر

منیجر پنجاب آیور ویدک اوشدھالہ لاہور۔

ضرورت! ۱۲/۱۲

ہم کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے ایک پنڈت کی جو اچھی ویاکرن جانتا ہو اور سنسکرت بول اور لکھ پڑھ سکتا ہو اور ایک استری کی جو انٹرنس پاس ہو ضرورت ہے۔ تنخواہ دونوں کو دس دس روپیہ ماہوار اور رہنے کیلئے مکان دیا جاویگا۔ زیادہ عمر والوں اور پڑھانے کا کام کئے ہوؤں کو ترجیح دیجاویگی۔ جنکو خواہش ہو جلدی سے خط وکتابت کریں

المشتہر

چودھری چیتی سنگھ از قصبہ ہٹور ضلع بجنور

گھر کا درزی ۲۲/۱۲ ۲۱/۱۲

یہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب لالہ بسنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے جس میں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کے طریقہ واصول کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخیر حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ ۲ گرہ سے لے کر ۴۲ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو کتنا درکار ہے۔ قیمت فی جلد بلا محصول ۵۔ اس کا ہندی و گورمکھی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جس میں مضامین اور زیادہ اور واضح کئے گئے ہیں

المشتہر

ملاوا رام درزی متصل باغیچہ نہال چند
(لوہاری دروازہ لاہور)

دھیان یوگ پرکاش ۵/۱۲ ۳۰/۱۲

یہ پستک ویدوں اور شاستروں سے سنگرہ کی گئی ہے۔ جس میں چار قسم کے پرانایام کرنے کی سرلتا سے بدھی کہی گئی ہے (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی ہے۔ (۲) جو اندر بھرنے کی بدھی (۳) ستھر بدھی۔ (۴) جو پران اپان کی ناسکا کے اندر کرانی۔ جسکو دھکا دینا بھی کہتے ہیں (۵) سگر بہادان بدھی (۶) وبہیر چڑھنے کی بدھی جس کے کرنے سے پیچیدہ اور کشٹ روگ جاتا رہتا ہے دیکھ لابھ پستک کے دیکھنے سے ہوگا قیمت ۸ ۲۷۰ صفحہ کی پستک ہے۔ ملنے کا پتہ

سوامی لکشمانند کسم باغ لالہ وہوم سنگھ مرحوم۔ واقعہ سہارنپور۔

اپستک کے خریدار کو ایک پستک لابھ میں ملے گی۔ ۲۵ پستک لینے والے کو ۲۵ فی صدی کے حساب سے کمیشن دیا جاویگا

پانچال پنڈتا نصف قیمت

ایک سال کے لیے پنڈتا نصف قیمت پر ان ۲۵ استریوں کو دی جاویگی۔ جن کی آمدنی کم ہے۔ اور جو غریبی کے سبب پورا چندہ ادا نہیں کرسکتیں۔ بشرطیکہ وہ یہ بھی اقرار کریں کہ آپ پڑھ کر دوسری استریوں کو بھی پڑھنے کے لیے دے دیا کریں گی۔ غریب ہونے کی تصدیق کسی معزز استری پرش کی ضرور ہونی چاہیے۔ درخواست خریداری مع نقد قیمت۔ ایڈیٹر پانچال پنڈتا کے پاس آنی چاہیے

المشتہر

ایڈیٹر پانچال پنڈتا جالندھر شہر

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۱۲ ساون سمت ۶۸ مطابق ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء بدھ وار۔ جالندھر شہر | نمبر ۱۶

سنار کی گتی

پرشارتھ میں بھارت غارت ہو چلا ہے

اخباروں میں حسب ذیل خبر پڑھ رہا ہوں قیصر روس کی سلطنت کے اندر ایک بڑا شہر دریافت ہوا ہے جسکی ہستی کا کسی کو خیال تک نہ تھا وہ اُرال کے گھنے جنگلوں کے اندر ایک آباد شہر واقع ہے کے باشندے کہ اپنی ہی ایک عجیب بولی بولتے ہیں اور ایک قسم کی آورش جمہوری سلطنت بنا رکھی ہے جس میں ٹیکس اور ٹیکس جمع کرنیوالوں کا دیگر قباحتوں کے ساتھ کہیں بھی ذکر نہیں سُنا۔" اس خبر کو پڑھکر میرے دل میں وہی خیالات پھر اُٹھے جو کہ اکثر اوقات اُٹھا کرتے ہیں۔ بھارت ورش کی آبادی ۲۸ کروڑ سے زیادہ ہے۔ اگر دیسی ریاستیں شامل کر لی جاویں تو آبادی اسقدر بڑھ جاتی ہے! لیکن اس روئے زمین کے تقریباً بیشتر حصہ کے کرموں میں سوائے اپنی گری ہوئی حالت پر بیٹھے رو لینے کے شاید اور کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے بالاس نئے شہر کی طرح سے مُلک کے اسی بھارت ورش کے شمال میں ہی پڑے ہوئے جنکا دنیا کو نام و نشان ہی معلوم نہیں ہے۔ اگر یہاں کے باشندوں میں ہمت ہو تو بجائے دفتروں کے اندر بوٹوں کی ٹھوکریں کہانے اور بے روزگاری کے باعث خون جگر پینے کے اُن گھنے جنگلوں کی تفتیش کیلئے چلیں جنکے اندر کہ بیشمار قدرتی دولت بھری پڑی ہے۔ اگر اس ملک کے باشندے چاہتے ہیں کہ صفحہ ہستی سے انکا نام و نشان نہ مٹ جاوے تو اُنہیں ازسرِ نو پرشارتھ کو اپنا اُستاد اور رہبر بنانا چاہئے۔ بیشک ہمیں اگر یورپین قوموں کی طرح ہندوستانی بھی جماعتیں بنا بنا کر نئے نئے ملک دریافت کریں اور اپنی سرکار کو بھی راجدھانیوں کا سرتاج بنا کر اُس سے مُتعلق جا ملکر نیکی کوشش

اب تو ڈاکٹر بھی شراب کی صلاح مشکل سے دینگے

ایک دفعہ ایک بیرسٹر صاحب مجھے ملے۔ میں نے اُنسے ذکر کیا کہ میں ہمیشہ اُبالنے کے بعد پانی پیتا ہوں تاکہ اُس میں کسی قسم کی خرابی باقی نہ رہے۔ بیرسٹر صاحب نے جواب دیا کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر کا قول پڑھکر کہ شراب میں کوئی کیڑا زندہ نہیں رہتا اور اُنکے ذاتی تجربہ سے سبق لیکر اُنہوں نے خود بجائے پانی کے شراب پینی شروع کی۔ لیکن کمزور ہو گئے مینے کچھ تعجب نہ کیا اور اُنہیں سمجھایا کہ گرم مُلک میں سرد ملک والوں کی تقلید کرنا ضرور باعث خرابی ہوا کرتا ہے اسکے بعد بھی کئی مرتبہ اکثر ڈاکٹروں نے شراب کی عام مذمت کرتے ہوئے بھی یہہ عذر پیش کیا کہ وبائی امراض کے موسموں میں شراب ضرور مفید ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس کے اندر کُل بیماریوں کے کیڑے مرجاتے ہیں اب "لینسیٹ" نامی ایک مشہور طبی رسالہ میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ شراب کے اندر بھی امراض کے کیڑے نہیں مرتے۔ اسلئے جو لوگ امراض سے بچنے کیلئے شراب پیتے ہیں وے ایک وہم کے پیچھے لگ کر اپنی صحت خراب کر رہے ہیں۔ شراب کے حق میں یہہ آخری دلیل بھی ٹھہر نہیں سکی

بڑے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

ع نگور سکندر نہ ہے قبر دارا سچ ہے بڑے نامور انسانوں کے نشان ہی باقی نہیں ہیں مصر کے اندر پُرانے زمانہ میں یہہ وہم تہا کہ جب تک ایک مُردے کا جسم بدستور بنا رہے تب تک اُس سے اُسکے کرموں کا حساب نہیں پوچھا جاویگا۔ اس وہم میں پھنس کر ایسی اودیات معلوم کی گئیں جنکو جسم کے گرد لپیٹنے سے ہزاروں برسوں تک جسم کو اُسی حالت میں رکھنا ممکن ہو گیا۔ بادشاہوں کیساتھ ساتھ جواہرات اور زیورات اور سامانِ شان و شوکت بھی مُردے کیساتھ دفنانے کا رواج ہوگیا۔ ایک زمانہ تہا کہ مصر کے بادشاہ ساری دُنیا کو بلا رہے تہے۔ آج اُنہیں شاہنشاہوں کی قبروں کو انگریز سیاح کھود کر اُنہیں سے نعشوں اور جواہرات کو نکال رہے ہیں زمانہ کی گردش کا کیا ٹھکانا ہے۔ لیکن کیا ان قبروں اور ان جواہرات سے ہم کچھ خیال بھی کر سکتے ہیں۔ کہ یہ کن کے جسم اور کن کے شان و شوکت کے سامان ہیں! آہ!! اِس بیکسی پر رحم آتا ہے۔ جن اُمیدوں پر کہ ایسے ایسے عالیشان ایوان بنائے گئے تہے۔ اُن اُمیدوں پر آج خاک پڑ رہی ہے۔ لیکن انسان اب تک سبق نہیں لیتا بیکس و ناکس اب تک یادگاری کی دُھن میں سر دُھنتا ہوا نظر آتا ہے۔ اے انسان! تو کیا اور تیری بساط کیا!! چھوڑ دے ان تنگ خیالیوں کو جو تجھے اپنی مہمان بڑہانے کی کوشش کی طرف لیجاتی ہیں۔ اور اپنے پرشارتھ کو ستیہ کی یادگار قایم کرنے میں لگا دے۔ ایک ایسی یادگار کھڑی ہو جاوے۔ کہ جسکو کوئی بھی بشر بھول نہ سکے۔

لاٹ پادری سے اور کیا اُمید ہو سکتی تھی

کلکتہ کے لاٹ پادری مسٹر ویلڈن نے ولایت انگلستان میں جا کر جو بھر پیٹ ہندوستانیوں کی بُرائی کی اور اُنہیں نمک حلال بنانے کیلئے اُنکو عیسائی بنانا لازمی قرار دیا۔ اس پر ہندوستانی اخباروں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ بعض اخباروں کی یہ دلیل بڑی معقول ہے کہ جب انگلستان میں ہی ۵۰ فی صدی سے زیادہ آدمی عیسائیت سے منحرف ہیں۔ تو جب تک اُنہیں نمک حرام رعایا سرکار نہیں ثابت کیا جاتا تب تک ہندوستانیوں کو عیسائی نہ ہونے کے باعث نمکحلال نہ کہنا انصاف سے بعید ہے۔ خواہ کچھ ہی ہو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پادری ویلڈن صاحب کی تقریر کو اسقدر وقعت کیوں دیجاوے۔ کیا عیسائی لاٹ پادری یہ کہہ دیں کہ لوگ ہندوستان میں تہذیب اپنے اوج پر ہے۔ اور ہم لوگوں سے ہندوستانی سولر اسکے اور کسی بات میں کم نہیں ہیں کہ ہم ناکمر اور و

محکوم ہیں ۔ اور اُنہیں اعمال سے ہر وقت جتلایا جاتا ہے کہ وے مفتوح قوم ہیں اگر چند دسنانیوں کو یہ خیال جتایا جاتا ہے تو اُن کو دن رات یہ جتلانا چھوڑ دو کہ وہ محکوم اور مفتوح ہیں ۔ جو لوگ پادری صاحب کے خلاف شور و شر مچا رہے ہیں ۔ کیا وے لوگ اس قسم کی بے کی اُن سے امید رکھتے تھے ۔ اگر ایسی امید رکھتے تھے تو اُن کی بڑی بھاری غلطی تھی کیونکہ اگر ان اسکو واقع کو بشپ صاحب تسلیم کر لیں تو پھر اُنکی اور اُنکے مشن کی اس ملک میں ضرورت ہی کیا باقی رہجاتی ہے

آفت ہر جگہ بیچوں پر ہی پڑتی ہے

افریقہ سے خبر آئی ہے کہ ایک جنگلی کے قبائلی نے مردم خوروں نے دو عیسائی پادریوں کو مار کر بڑے مزے سے کھا لیا افریقہ میں مشہور ہے کہ مردم خوار وحشی لوگ بجائے دوسرے یوروپین گوروں کے پادریوں کو زیادہ تر ذائقہ کیسا تھ کھاتے ہیں ۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ پادری لوگ اکثر رم (ایک قسم کی شراب) اور تمباکو سے پرہیز کرتے ہیں اسلئے اُن کا گوشت زیادہ تر مرغوب طبع سمجھا جاتا ہے ۔ جہازی گوروں کے گوشت سے ان جنگلیوں کو سخت نفرت ہے کیونکہ ان لوگوں کا جسم رم اور تمباکو کے خمیر سے گویا بنا ہوا ہے ۔ اس سنسار میں جہاں تک دیکھا جاتا ہے ۔ دنیاوی دکھ زیادہ تر نیکوں کے لئے ہی معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن جہاں نیکوں کے راستوں میں اس قسم کے خطرے حائل ہیں وہاں ساتھ ہی نجات بھی اُنہیں کے حصہ میں آتی ہے ۔

بغیر انتظام کے پوری کامیابی نہیں ہوتی

ٹریبیون لاہور سے معلوم ہوا کہ ایمن آباد کے لالہ گورو داس نندا بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے ولایت انگلستان سے واپس آگئے ہیں ۔ اُنہوں نے واپسی پر جو دعوت دی اُسمیں گوکل روساء شہر ایمن

دیوزادگان موجود تھے ۔ تاہم کچھ برہمنوں سے مخالفت کی نتیجہ یہ ہوا کہ کیٹوں نے پھر پرائشچت کئے اور کیوں کے رشتے ناطے ٹوٹ گئے ۔ چونکہ دیوان خاندان نے کہہ لاتھا اُسکو ہی نقصان پہنچا وغیرہ وغیرہ ۔ گو بیان کیا جاتا ہے کہ کثرت برادری کی لالہ گورو داس کی طرف ہے ۔ تاہم یہ ناچاقی سنجیدہ وچار کے لائق ہے ۔ میری رائے ہیں انگلستان سے آنیوالوں کے راستے میں جو رکاوٹ اب تک باقی ہے اسکے لئے وے لوگ خود ہی ذمہ دار ہیں ۔ مجھے یاد ہے کہ جب رائیزادہ بھگت رام صاحب بیرسٹر بن کر واپس آئے تھے تو جالندھر کی کل برادریاں بغیر پرائشچت کرائے ہی اُن کے ساتھ رہیں ۔ لیکن ان کے بعد دیوان رولن رام صاحب اور مسٹر ملاوا رام صاحب نے آن کر پرائشچت کیا اسی طرح اور جگہوں میں بھی ہوتا ہے ۔ اگر ولایت سے واپس آنے والے کل اصحاب پرائشچت کے ڈھکوسلے کو خیرباد کہہ دیں جبکہ وے خود ہی قائل نہیں ہیں اور ایمانداری وہمت سے مخالفت کا مقابلہ کریں تو یکلخت اُنکے راستے کی رکاوٹیں دور ہو جاویں بغیر انتظام کے کبھی ہی کامیابی کا مُنہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا ۔ اکثر بھائی شاید جواب دیں گے ۔ کہ اگر انتظام ہی شرط ہے اور موجودہ حالت میں انتظام موجود نہیں تو کیا باعث ہے ۔ کہ ہندو برادریاں اور برہمن لوگ اب تک اپنی مخالفت میں ناکامیاب رہے ہیں ۔ میرا جواب یہ ہے ۔ کہ وے اسلئے ناکامیاب نہیں رہے کہ آپ لوگوں نے انتظام سے کام کرنا شروع کیا ہے ۔ بلکہ اس لئے کہ آپ سے کہیں بڑھ کر اُن میں بدانتظامی ہے ۔ اگر تمام انگلستان سے واپس آنے والے پرتگیا کر لیویں (جیسا کہ اُنہیں ایمانداری کے لحاظ سے کرنی چاہیے) کہ وے ہندو برادری کے مجبور کرنے پر کبھی بھی پرائشچت

نہ کریں گے ۔ تو مخالفین تیغ دبیا ر... بخود اُکھڑ جاویں

اس سماج کا کیسے اُدّھار ہوگا

بھارت ورش ... منشیہ سماج ... روپ دھارن ...

ہے ۔ یہاں بڑے بڑے آدمی ہی اس ... کی کچھ پروا نہیں کرتے ۔ آنریبل ... چندرا ورکر نیشنل کانگریس کے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے تھے ۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ تعلیم یافتہ اصحاب کے نمائندہ سرتاج گنے جاتے ہیں ۔ گورنمنٹ ... اُنہیں ہائی کورٹ بمبئی کا جج بنا دیا ... کے معنی یہ ہیں کہ اُنہیں مسٹر رانڈے ... کا ہم پلہ سمجھا گیا ۔ یہ مسٹر چندرا ورکر پرارتھنا سماج کے ممبر ہیں ۔ لاہور ... برہمو صاحبان نے اُن کا بڑا فخر کیا ... اب انہیں مہاشے نے اپنے پسر کا بیاہ ... سنسکار پورا ایک رنڈی سے کرایا ۔ جس ... کہ اُنہیں وشواس نہیں ہے ۔ اور امید ... یہ کہ اپنے عمل کو رفاہ عام کے لئے سمجھتے ... ہیں ۔ کیونکہ ایک برہمو پرچہ لکھتا ہے ... یہ خلاف سائنٹفک کارروائی آپ مہاشے ... نے ایک دوسری اصلاح کی مدد کے لئے ... کی ۔ گویا نیک نتیجے کے لئے ناپاک ذریعہ ... کو استعمال کرنے کے جواز کے ثبوت ... عملی طور پر ثابت کر دکھایا ۔ اور لوگ ... اس ونش کی اُنتی کی آشا رکھنے ...

اُپدیش

पुरुष एवेदं सर्वं यद्भूतं यच्च भव्यम् । उतामृतत्वस्येशानो यदन्नेनातिरोहति ॥

" " "

اِنسان کا ہر ایک خیال زمانۂ حال سے اُٹھتا ہے۔ اور ظاہر سے غائب کی طرف چل کر زمانۂ ماضی و مستقبل کی خبریں لاتا ہے اور یہہ اسلئے کہ اِنسان الپ گیانی (محدود علم والا) اور الپ شکتیمان (محدود طاقت والا) ہے۔ وید مقدس کی تعلیم کا سہارا لے کر رشیوں نے سمجھ لیا تھا۔ کہ جو اس سارے جہان کو ترتیب اور انتظام کے ساتھ چلانے والا ہے۔ وہ نہ صرف اس تمام ظاہر جہان کے اندر داخل ہو کر ہی اس کو حرکت دے رہا ہے بلکہ جن کرتوں اور حالتوں کو ہمارے بیرونی حواس محسوس نہیں کر سکتے ہیں۔ اُن کے اندر ہی اُسی کی شکتی کام کرتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں۔ کہ پرکرتی جڑ ہے۔ اُس کے اندر بذات خود ترتیب اور انتظام کہاں سے آئے ؟۔ منش کا ہردیہ جواب دیتا ہے کہ جب پُرش نے چیتن لیکن الپ جیو آتما کو ہی ترتیب اور انتظام کے اندر رکھا ہوا ہے۔ وہی سارے جڑ جگت کے اندر ہی انتظام کا سلسلہ جاری کرنے والا ہے اور اس میں سندیہہ ہی کیوں ہو سکتا ہے ؟ جب تک کہ محدود جیو آتما اپنی تچھ شکتیوں کو ہی دیکھتا ہوا اپنے خیالات کو زمین سے اوپر نہیں اُٹھاتا۔ تب تک تو اُسے یقین نہیں آتا۔ کہ ایک ہی شکتی حاضر اور غائب کے اندر کام کر رہی ہے۔ لیکن جتوں ہی کہ وہ اپنے خیالات کو جولانی دے کر زمین سے اوپر اُٹھاتا ہے۔ اور بیشمار دنیاؤں اور نظام شمسیوں کے اندر عقل باریک بین کو دوڑاتا ہے تتوں ہی اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ ایک ہی مہان چیتن شکتی کل کائنات کا انتظام کر رہی ہے۔ اور پھر اس جگت کا بنانے والا بھی کوئی دوسرا پرتیت نہیں ہوتا۔ جس ویر گہہ ورشی نے سورج اور سیاروں کی گردش کی پڑتال کی ہے اور علم نجوم کے ذریعہ سے اُن کی باہمی کشش کے اصول کو بغور مطالعہ کیا ہے کیا اُسے کبھی شک ہو سکتا ہے۔ کہ اِن سب کرتوں کو بنانے والا ہی وہی چیتن پُرش ہے۔ جو کہ اُن کی گردشوں اور اُن کی باہمی کششوں کا حاکم بن رہا ہے۔ جو پرماتما دن رات پُرشارتھی اور سوبھاؤ سے ہی کلیان کاری ہے۔ اُس کی دیاچھتا کو انوبھو کر کے کچھ شک نہیں رہتا۔ کہ وہی اُس ساری کلا کا بنانے والا ہے۔ جس کے روم روم کے اندر وہ رم رہا ہے۔ اور پھر جب وہ علم حق بین کی آنکھیں آئندہ جگت کے بننے اور بگڑنے کا سبب دریافت کرنے کیلئے چاروں طرف گھومتی ہیں تو آخرکار یہی یقین ہوتا ہے۔ کہ جس پرم پُرش نے بے شکل پرکرتی (علت مادی) سے بیشمار شکلیں بنا دیں اور جو اب بھی انکا سہارا بن رہا ہے وہی آئندہ بھی جگت کی رچنا کریگا پس اُسکو کسی کی بھی مدد کی ضرورت نہیں ہے کمزور اِنسان کو اس سچائی کا یقین نہیں آتا کہ پرماتما کو کسی کی بھی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کیا کوئی کمزور انسان دعوے سے بتلا سکتا ہے۔ کہ اس برہمانڈ کے اندر کوئی بھی ایسی ہستی موجود ہے جو کہ پرماتما کو مدد دے سکے۔ جب سارے برہمانڈ کے اندر کھوج کرنے سے بھی کسی ایسی شکتی کا پتہ نہیں لگتا۔ تو پھر اُسے بے اختیار وحدہٗ لاشریک کہنا پڑتا ہے۔ اور اسلئے رشیوں نے بے اختیار کہدیا کہ "جو کچھ اُتپن ہوا اور ہوگا اور ہے اُس کل (حاضر اور غائب) جگت کو ستیہ گنوں سے بھرپور پرماتما رچتا ہے۔ اور اسی ابناشی (موکش سکھ کے کارن) اور بِشٹا پرماتما کے سہارے جو کہ پرتھوی آدی رچے ہوئے پدارتھوں کا آدھار ہو کر بھی اُن سے پرے ہے یعنی اُن میں پھنستا نہیں یہ سب دکھائی پاتے ہیں"! پھر سنسار کے جد و جہد سے دیاکل اِنسان کسکی شرن لیوے۔ دُنیا کی جملہ لذتوں اور تمام طاقتوں کو یکے بعد دیگرے آزمایا۔ لیکن شانتی کا کسی جگہہ بھی نشان نہ ملا۔ ہر جگہہ سے مایوسی ہی مایوسی کے آثار دکھائی دئیے۔ کہیں سے بھی اطمینان کی صورت نظر نہ آئی۔ آخرکار یقین ہو گیا کہ ہر ایک اُنتی کا کام میں اُسی پرماتما سے من۔ بچن اور کرم دوارا مدد مانگنی چاہئے کیونکہ کُل ترقی اور تنزل کی بُنیاد اُسی کے اٹل نیم پر رکھی گئی ہے۔ لیکن کیسے مورکھ سانسارک نرناری جو کہ اپنے سچے آدھار کو بھولکر پراکرت پدارتھوں کا سہارا ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔ اور دُنیا کے بیرحم جڑ ٹیان کیساتھ ٹکرا ٹکرا کر بھی اُسکا پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں یہ پاٹھک گن! ہم سب چیتن ہیں۔ جڑ سے ہمکو کچھ بھی مدد نہیں ملسکتی۔ اُس کے ساتھ ہمارا میل ہی کیا ؟۔ اُسکے ساتھ ہمارا سمبندھ ہی کیا ؟۔ آؤ ہم سب پریم اور شردھا اور وشواس کیساتھ اپنے سچے آشریہ پرم پتا پرمیشور کی شرن چلیں کیونکہ اُسی کی شرن میں سچا سکھ اور سچی شانتی مل سکتی ہیں۔

اودھم شَم

ایڈیٹوریل نوٹس

پرمیشور ایک اور اُسکا ستیہ ہی ایک ہے

مذہبی دُنیا کی ہلچل میں منشیہ اپنے ملی دھرم کو کتنا جلد بھول جاتا ہے۔ یہودیوں میں ہی اسرائیل کا خدا اُن کا خاص رشتہ دار سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح پرورسیا نی نانک کے دیگر فرقے بھی پرمیشور کیساتھ اپنے تعلقات کو جوڑ کر خداوند عالمین کو خاص خاص انسانی جماعتوں کا طرفدار خیال کر لیتے تھے۔ اور کیا اس روشنی کے زمانہ میں اُن ناپاک خیالات کو لوگوں نے اپنے دلوں سے دور کیا ہے؟ کسی عیسائی پرچے کو اُٹھا لیجئے۔ محمدی خدا اور ویدک خدا کی وہ دھجیاں اُڑائی ہوئی دکھلائی دیں گی کہ اگر ایسے کوئی علیحدہ خدا موجود ہوتے۔ تو اپنا مرقع دیکھ کر حیران ہو جاتے۔ کسی محمدی پرچے پر نگاہ ڈالئے۔ آپ کو بیسیوں جگہ عیسائیوں کے خدا اور آریہ سماجیوں کے خدا کی ذات پر سخت سے سخت شرمناک حملوں کی بوچھاڑ نظر آئے گی۔ اِن فرقوں اور جماعتوں کی حرکتوں تک ہی اگر خاتمہ ہو تو شاید زیادہ تر افسوس کی بات نہ ہوتی کیونکہ اِن مذاہب کے پیرو یہیں خیالات میں پلے ہیں۔ کہ "اسرائیل کا خدا ایک حاسد خدا ہے" اور کہ وہ خاص رسوم ادا کرنے والوں اور خاص اشخاص پر ایمان لانے والوں کو ہی نجات دیتا ہے۔ لیکن مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایک لاثانی سرو شکتیمان۔ سروگیہ پرماتما کو ماننے والے آریہ پُرش بھی اس مرض سے بری نہیں ہیں جن کا شُدھ اس وید ہدایت کرتا ہے۔ کہ نیک اعمالی اور ایشور بھگتی کرنیوالا خواہ کیسی ہی رسوم کیوں نہ ادا کرتا ہو مُکت ہوگا۔ اور جن کے شاستروں کی یہ ہدایت ہے کہ کوئی بھی نشان "دھرم کا کارن" نہیں ہے۔ اُن کی طرف سے محمدی خدا۔ اور عیسوی خدا کے جملوں کا استعمال مجھے بہت ہی دکھی کرتا ہے پرمیشور ایک ہے۔ نہ وہ ہندوؤں کا اور نہ مسلمانوں کا طرفدار ہے۔ نہ عیسائیوں کا مخصوص اور نہ برہمنوں کا رازدان۔ وہ سب کا سانجھا ہے۔ اور اِسلئے جہاں مذہبی مباحثوں میں فروعات پر الفاظ استعمال کرنے کی آزادی ہونی چاہئے وہاں پرماتما کی شان میں۔ مباحثوں کی اوٹ میں نامناسب الفاظ کا استعمال ہر ایک فرقہ اور مذہب کے پیرو کو بند کر دینا چاہئے۔

تم سچا ایمان لاؤ تاکہ ستیہ دھرم پراپت ہو

دُنیا میں بیسیوں مذاہب اور سینکڑوں ہزاروں فرقے موجود ہیں۔ اُن سب میں اچھے اور بُرے دونوں قسموں کے انسان موجود ہیں۔ اِن مذاہب میں ممکن نہیں ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کا ہر ایک اصول یا سدھانت ٹھیک ہو کیونکہ ایک سے دوسرا صریح متناقض اصول تلاش کرنے کیلئے بڑے خوض کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی جہاں سچے دلسے کوئی آدمی مذہبی اصولوں کو ماننے کیلئے طیار ہو تو اُس سے امید ہو سکتی ہے۔ کہ جب اُس کے گیان نیتر کھلیں گے۔ وہ ادشیہ سچائی کو دیکھکر سچے دھرم کی شرن میں آجائیگا۔ لیکن جہاں مذہبوں کے پیرو سچائی سے کنارہ کر کے محض خود غرضی کی وجہ سے کسی مذہبی فرقے میں شامل ہو رہے ہوں وہاں کبھی بھی دہارمک اُنتی کی امید نہیں ہو سکتی۔ اِس وقت مجھے ساری دُنیا سے سروکار نہیں ہے۔ اِسلئے بھارت ورش کے اندر ہی نگاہ دوڑا کر دیکھتا ہوں۔ کیسا تکلیف دہ نظارہ ہے! مشکل سے فیصدی ایک آدمی سچے ایمان سے کسی دھرم کو مان رہا ہے۔ ۹۹ فی صدی محض فیشن کے لئے یا اپنی خاص ذاتی غرض کو پورا کرنے کے لئے مذہبی سوسائیٹیوں میں داخل ہیں۔ مجھے افسوس سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس مرض سے آریہ سماج بھی اس وقت بری نہیں ہے گو نسبتاً دوسرے مذہبی فرقوں سے کسی قدر اچھی حالت میں ہو۔ تاہم کیا انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ سماج کے اندر مختلف خیالات کے لوگ داخل ہوئے۔ اور اُنہیں کی بدولت ویدک دھرم کو بعض اوقات سخت نقصان پہونچا۔ میں اِس وقت غیر ہندو مذہبوں کو نظر انداز کر کے آریہ سماج کا محض ہندو سماج سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ میری رائے میں جہاں ہندو سماج میں سچے وشواس کا ابھاؤ ہے۔ وہاں آریہ سماج میں بھی اُس قدر سچا وشواس موجود نہیں ہے۔ جیسا کہ ہونا چاہئے۔ تاہم ایک سپرٹ آریہ سماج کے اندر موجود ہے جو کہ اِس کو زندہ رکھ رہی ہے۔ جہاں ہندو سماج کے اندر سچی نکتہ چینی کا تقریباً بالکل ابھاؤ ہے۔ وہاں آریہ سماج کے اندر صرف سچی نکتہ چینی موجود ہی نہیں بلکہ عام طور پر سچی نکتہ چینی کے حملوں کو برداشت کرنے کا بھاؤ بھی موجود ہے۔ اِسی سپرٹ کو جسقدر نشوونما دیا گیا۔ اُسی قدر سچائی کے گرہن کرنے کی آریہ سماج سے زیادہ تر امید ہو سکتی ہے۔ اور اِسلئے یقین ہے کہ جب سچا ایمان لانے والے زیادہ پُرش

موجود ہوں گے۔ تو ستیہ دھرم کا پرچار
ہی عام ہو جاوے گا۔

ہندو مذہب کی موجودہ پرچارکوں کی نسبت ایک دلچسپ رائے

لیکن کیا ہندو سماج میں یہ بھاؤ کبھی پیدا ہی نہ ہوگا! بھارت دھرم مہا منڈل

کا گذشتہ اتہاس تو یہی بتلاتا تھا کہ شاید پنکتی نکتہ چینی کی سپرٹ ہندو سماج سے بالکل دور ہو جاوے لیکن کانشی کے سدرشن اخبار کو دیکھ کر میرے خیالات میں ایک بھاری تبدیلی ہو گئی ہے۔ مجھے امید ہو چلی ہے۔ کہ شاید ہندو سماج اس گری ہوئی حالت میں ہی کچھ ہاتھ پانو مارے۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر انتی کے لئے جد و جہد شروع کر دے۔ سدرشن کے لائق ایڈیٹر مہاشے یہ ظاہر کر کے "بھارت دھرم مہا منڈل" کے اغراض سے ہندو ماتر کو اتفاق ہے۔ فرماتے ہیں "ہمارے خیال میں کوئی ایسا پرش نہیں ہے۔ جو مہا منڈل کے ان مفید اغراض کے برخلاف ہو۔ ہندوؤں میں جو کچھ اس کی مخالفت دکھائی دے رہی ہے۔ وہ اس کے انتظام کے ساتھ ہے۔ نہ کہ اُدیشیہ کے ساتھ مہا منڈل کے آغاز سے دلی کے پہلے جلسے تک سُو دیشیں بابیوں نے جو آس سے امید کی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ پوری ہوتا تو دور رہا ایک طرح ابا نشپھل ہو گئی! اسلئے مہا منڈل کے پورا ہے آتما ہی۔ اُدیوگی۔ سُو دیشی ہتیشی اور دھارمک معزز ین اس سے اُداسین ہو گئے۔ شروع میں جن لوگوں نے دھرم کی اُمنگ میں آکر اپنی گانٹھ سے ہزاروں روپیہ خرچ کئے تھے۔ معزز خاندانی اور دولت مند

جہاں تہاں بھرمن کیا تھا۔ وے لوگ اب اسکے کارڈ بلاپ سے اُداسین ہیں۔ بہت سے اس کے نام سے چڑتے ہیں! کیوں ؟۔ اس کا کارن کیا ہے؟"

اس پرشن کا جو اُتر سدرشن کے صاف گو ایڈیٹر نے دیا ہے۔ اُسے میں اُس سپرٹ سے پریرا جا کر نہیں درج کر رہا ہوں جس سپرٹ سے کہ منڈل کے بعض رکن آریہ سماجیوں کے اپنے بتلائے ہوئے دوشوں کے بیجوڑ کر کے پیش کیا کرتے ہیں۔ بلکہ میں اس جواب کو اسلئے پیش کرتا ہوں کہ آریہ ورت کی دیگر مذہبی سوسائٹیاں بھی اپنی بناوٹ اور اپنے ممبروں اور عہدہ داروں کے آچرنوں پر نظر ثانی کرنے کی عادت ڈالیں۔ سدرشن جی بڑے سرل بھاؤ سے جواب دیتے ہیں)۔

"سبب اس کا صاف ہے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ودوان ہونے پر بھی ہم نے مورکھوں کی ماتحتی قبول کی۔ دولت دے کر بھی جنہ اُس کی بات ظاہر نہ کی۔ نیک چلن ہو کر بھی ہم نے بد چلن لوگوں کو دھبہ۔ دھبہ کہا اور لوگ مشا متر کے جانکار ہو کر بھی ہم جن کے سامنے یہی کہتے رہے کہ درست ہیں مہاراج! تسپر بھی مہا منڈل کی اُنتی نہ ہوئی اور جن کو اوپکار دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنا فرض ادا نہ کیا۔ پس آئندہ کے لئے سب بے تعلق ہو گئے۔

دوسرے لوگوں نے جب دیکھا کہ تھوڑے سے سوارتھی پُرشوں کے باعث اُن کی کئی برسوں کی محنت مٹی میں مل رہی ہے۔ تب چاہا تھا کہ سب راز افشا کر دیں اور لوگوں کو دکھا دیں کہ مہا منڈل میں کہاں تک سوارتھ کا جال بچھا ہوا ہے۔ لیکن کئی سمجھ دار تجربہ کار

"خود غرضی پر خاتمہ ہوتا ہے خود غرض لوگ مناسب نا مناسب کی تمیز کو بھول جاتے ہیں وے سچ کو جھوٹھ اور جھوٹھ کو سچ کرنیکی کوشش کر رہے ہیں اپنے مان اوروں کو بنانے کے لئے بہت سے اپائے کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمنوں کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔ دھرم میں بُزدل لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ چاروں طرف بے اعتقادی چھا جاتی ہے۔ پس بھائی! ایسے لوگوں کے ساتھ بحث کرنے کی بجائے بے تعلق ہو جانا ہی اچھا ہے" بس اس طرح سوچ سمجھ کر بہت سے لوگ اُداسین ہو گئے۔ جو لوگ یہ چاہتے تھے۔ کہ مہا ودیالئے جاری ہو مہا منڈل کے مندر کو ہم اپنی ایک خاص کوٹھی بنا لیں لیکن اپنے ہمعصروں اور بڑوں کے خوف سے اپنے منورتھ کی سدھی نہیں کر سکتے تھے۔ وے اپنا بے کھٹکے راستہ دیکھ کر من ہی من میں خوش ہوئے۔ اور نخوت کے نشے میں مست ہو کر ہر ایک یہی سمجھنے لگا کہ میرے برابر دوسرا نہیں"

اس کے بعد سدرشن کے پکشپات رہت ایڈیٹر نے اُن آدمیوں کا ہو بہو فوٹو کھینچا ہے جنہوں نے آ۔ بجائے بر اجمن بننے کی کوشش کرنے کے رئیس بننے کی کوشش کی۔ نتیجہ اس کوشش کا بھارت ہمعصر کی رائے میں یہہ ہوا کہ یہ لوگ ہندو ماتر کے وشواس کو کھو بیٹھے۔ اب اگر چاہیں کہ کسی اور سوانگ سے لوگوں کو جمع کریں گے۔ تو سدرشن پرشن کرتا ہے کہ وہ سدرشن محض نکتہ چینی پر ہی اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ مہا منڈل کے سدھار کا طریقہ بھی بتلاتا ہے" وہ کہتا ہے "مہا منڈل کے مستقل پر مجلس

ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں۔ لیکن جب لوگ ظاہر کر رہے ہیں تو جب تک فیصلہ نہ ہو جاوے تب تک ہم ہی انہیں کو مہامنڈلیشور مان لیتے ہیں۔ منڈل اور مہاراج کی بہبودی کے خیال سے آج اُن کی سیوا میں پرارتھنا کرتے ہیں

دھرم سبھا یا سوسائٹی نیم انوسار چلانے سے چلتی ہے۔ دھینگا دھینگی سے نہیں۔ اسلئے مہامنڈل کے مستقل سبھاپتی بننے سے پہلے مہاراج کو چاہئے کہ مہامنڈل اور اُس کی کمیٹی کو ہی مستقل کر دیویں۔ مہاراج کو جب کوئی دانا انگریز یا سرکاری حاکم پوچھیگا کہ جسکے آپ پریسیڈنٹ ہیں اس کے سبھیہ کتنے ہیں اور کون کون ہیں؟ تب مہاراج کیا اُتر دیں گے؟

एकमेवा द्वितीयम्

اور جب کچھ لوگوں کو ممبر بنانا ہی آوشیک ہے تو سب سے پہلے اُن کو سبھیہ بنایا جائے جنکو دھارمک ہندو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو مہامنڈل کے اصل قایم کرنیوالے سمجھے جاتے ہیں نہ کہ ایسے آدمیوں کی کھوج کیجیے جنکے پاس دولت کے سواء بزرگی کی اور کوئی بات نہیں ہے۔ اور جن کا دھرم۔ وشواس اور آچار دچار بالکل نرالے ڈھنگ کا ہے۔ ایسا ہونے سے مہامنڈل پھر بڑے آدمیوں کی ایک مجلس بن جائیگی۔ دھرم کیسا تب پھر اُسکا دیا سمبندھ نہ رہیگا۔ جیسا کہ ہونا چاہیے۔ ہم یہہ چاہتے ہیں کہ جو شخص ضروری طور پر سدھارنے کے لایق ہیں۔ وے جلد سدھار دئے جاویں پھر باقی کا سدھار آہستہ آہستہ ہوتا رہیگا۔ مہامنڈل کے جن ملازمان کی روزانہ بڑھتی ہوئی خود غرضی سے منڈل کی ہانی ہو رہی ہے۔ اُن کو مناسب تنخواہ دیکا دے۔ جس سے خاندان کی پرورش کا فکر اُنہیں نہ کرنا پڑے۔ اور

انکو سمجھا دیا جاوے۔ کہ زیادہ لوبھ لالچ کرنا ٹھیک نہیں۔ ہم یہہ نہیں چاہتے کہ مہامنڈل کے کسی ملازم یا اُپدیشک کو مہاراجا دربھنگا یا اور کوئی سیٹھ ساہوکار دان نہ دیں۔ اور یہ گرہن نہ کریں۔ نہیں۔ اُن کا دان دینا۔ اور ان کا لینا سناتن دھرم ہے۔ لیکن **مہامنڈل کے نام سے چندہ یا بھینٹ** لے کر اپنے کام میں خرچ کر دینا اور **اُس کا حساب نہ دینا** یہہ ہرگز مناسب نہیں اور نہ ایسا کرنے کا کسی کو ادھکار ہے۔ مہاراجہ دربھنگا چاہیں تو ایسا اُپائے کر سکتے ہیں اور ہماری پرارتھنا ہے۔ کہ اوشیہ ایسا کریں جسمیں منڈل کے ملازمان کو انیائے پتھ میں جانے کی ضرورت نہ رہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مہامنڈل والے سماچار پتروں میں اپنی لمبی چوڑی تعریف نہ چھپایا کریں۔ لیکن اُسکے ساتھ آمدنی جمع (کا حساب) تو ظاہر کر دیا کریں۔ ہماری پرارتھنا یہہ ہے کہ جسکو دان کا روپیہ لینا ہو۔ وہ اپنے نام سے لے۔ منڈل کو ناحق کیوں بدنام کریں اسبات کے سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ یہہ نکرشٹ بیوہار دربھنگا نریش کی نندا کا کارن ہو رہا ہے وا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ مہامنڈلیشور ہیں اسلئے ایک اشتہار دھرم سبھاؤں میں اس مطلب کا بنٹ جانا چاہیے کہ مہامنڈل کے نام سے اگر کسی خاص شخص کو چندہ دیا جائیگا۔ تو مہامنڈل یا مہاراج اُس کے جواب دہ نہیں ہیں!!

یہ اندھیر کیوں ہے؟

بھارت دھرم مہامنڈل پر ہی کیا منحصر ہے جب مذہبی سوسائٹی میں اس طرح کی بدانتظامی ہوگی وہ اعلےٰ سے اعلےٰ اصول رکھنے پر بھی اچھے اُدیشیہ کو کبھی پورن نہیں کر سکتی۔ آریہ سماج بھی گو نقصوں سے بری نہیں اور اُسکے دائرہ میں بھی خود غرض آدمیوں کا پرویش ہے۔ تاہم اُسکے اندر بدچلنو

تو اس طرح باہر نکال دینے کی طاقت موجود ہے جس طرح کہ دودھ سے مکھی نکال دی جاتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اب تک اُسکے اندر زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ برخلاف اسکے ہندو سماج کے اندر اس شکتی کا ابھاو ہے۔ ہندو دھرم کے برخلاف اعلےٰ سے اعلےٰ پاپ کرنیوالے بھی جب منڈل کے رکن اور اُپدیشک بنے رہتے ہیں تو اس سماج کے سدھرنے کی امید کیونکر بندھ سکتی ہے۔ لیکن اب نئی سپرٹ کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ کیا عجب ہے کہ منڈل بھی اپنی کایا پلٹ لیوے

آریہ ساماجک خبریں

بنوں میں سادھو پرمانند جی نے ۱۶۔جون سے ۳۰۔جون تک آٹھ ویاکھیان دئے۔ جنکا اثر بہت اچھا پڑا۔ ہندو دھرم سبھا کے سکرٹری نے آریہ سماج اور ہندو سبھا کا مقابلہ کرنے کے لئے اجازت مانگی۔ چنانچہ مہاشے سادھو سنگھ جی ممبر آریہ سماج ڈیرہ اسمٰعیلخاں نے مقابلہ کرنے کے بعد سکرٹری صاحب ہندو سبھا کو اپنے اصول بیان کرنیکی اجازت دی۔ اسپر سکرٹری صاحب موصوف نے کچھ اصول لکھوائے جن میں سکھوں کے دس گوروؤں کو اوتار ماننا لازمی قرار دیا۔ لیکن جب ان اصولوں پر دستخط کرنے کے لئے کہا گیا تو انکاری ہو گئے۔

بنوں آریہ سماج کے ممبروں کے گھروں میں باری باری ہون ہوتا ہے۔ ۳۰۔جون کو لالہ سکھدیارام جی پلیڈر کے گھر پر ہون ہوا۔ اور ۲۔ جولائی کو سردار اننت سنگھ کے یہاں ہوا۔ سردار جی نے ۸ گرگروکل اور ۸ روپیہ پرچار کے لئے دان دئے پنڈت لچھمن داس جی ٹھیکہ دار کی دھرم پتنی نے کنیا مہاودیالے کے لئے ۶ روپیہ کا وعدہ کیا۔ جن میں سے ۳ روپیہ ادا کر دیا۔

لالہ ننہ ملداس نے دو روپیہ نقد اور لالہ
تارا چند نے صد روپیہ کا وعدہ ویدپرچار
فنڈ کے لئے کیا۔

موضع باہری تحصیل پہالیہ ضلع گجرات کا ایک
لڑکا الہٰی داس ایک محمدی عورت کو لے کر
نکل گیا تہا۔ واپسی پر گیارہ ماہ تک ہندوؤں
نے بطور پتت کے رکہا۔ لیکن پہر بہی اُسکی شادی
کی ہمت نہ کر سکے۔ آریہ سماج نے منوجی کے قانون
کے مطابق پرائشچت کرا کے اُسے شدہ کر لیا
اور سوائے دو تین آدمیوں کے کل برادری
نے اُس کے ہاتہ سے حلوا کہا لیا۔ اسکے متعلق
لالہ موہن لال مختار شکریہ کے مستحق ہیں
جنہوں نے لڑکے کو آریہ سماج کے سدہانت سمجہانے
اور پرائشچت کی ودہی پورن کرانے میں
بڑا بہاری حصہ لیا

ایک سخت غلط افواہ کی اصلاح ضروری
ہے۔ کسی آریہ اخبار میں ایک لالہ روشن لعل آریہ
ساکن راولپنڈی کی دہرم پتنی کے دیہانت کا
حال چہپا تہا۔ اسپر پُورانک اخباروں میں شریمتی
ہردیوی جی کے دیہانت کا حال چہاپ دیا
اس غلط خبر کی تردید بہی کئی دفعہ ہو چکی ہے
لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابتک اخباروں والے
اور دیگر بہائی بہی غلطی ہی کہاتے چلے جاتے ہیں
سب صاحبوں کی آگاہی کیلئے لکہا جاتا ہے۔ کہ
شریمتی جی تندرست اور آنند وستہا میں وِدیہ مان
ہیں۔ ایشور کرپا کرے اور اُن کو اہی مدت
تک اپنی بہنوں کی سیوا کرنے کا اُتساہ دیوے
آریہ سماج ڈیرہ غازیخاں کی سندہیا پارٹی
اور ریڈنگ روم کے منیجر لالہ نند لال دورہ پر
گئے ہیں۔ اُن کی غیر حاضری میں لالہ میلا رام
اسسٹنٹ سکرٹری آریہ سماج کی منیجری کا کام کرینگے
ماسٹر درگا پرساد جی نے پُورانک دہرم سبہا کی
شرن چہوڑ کر اب برہمو سماج سے سمبندہ پیدا کیا

اُن کے سکول کا سالانہ جلسہ بڑہمہ مندر میں ہوگا
کنیا مہا ودیالئے کو جو دان معرفت پنڈت
نکہند رام جی ملا ہے۔ اس میں جو گوجرخان کے
بہائی گوپال سنگہ چہپ گئے ہیں وہ غلط ہے
بابو گوپال داس بکنگ کلرک سمجہنا چاہیئے

نوشہرہ (ضلع پشاور) آریہ سماج کو شکست
ہوئی کہ مہاشے گنڈا سنگہ اور حکیم سنت رام کی
وجہ سے رونق تہی اور بہت کچہ دہرم کا کام
ہوتا تہا۔ دونوں بہائیوں کی موت کے بعد
ویدک دہرم کا پرچار اس سرحدی جگہ پر شست
پڑ گیا تہا۔ لیکن لالہ رامسرنداس صاحب ایجنٹ
ناگنگا کی پُرشارتہ سے پہر کام ہونا شروع ہو
گیا ہے۔ انہیں مہاشے نے مالاکنڈ جیسی جگہ میں
آریہ سماج قایم کر دیا ہوا ہے۔ سالانہ جلسہ کر
کے دہرم پرچار کو پہر حرکت ملی۔ لیکن تبدیلیاں
پہر کام سست کر دیتی ہیں۔ لیکن اب بعد ایک
عرصہ کے لالہ بیربل جی کی آمد سے سماج میں جان
پڑ گئی ہے۔ یہ بہائی سماجک بہائیوں کی سندہیا
میں رُچی کراتے اور اُنہیں سندہیا سکہاتے ہیں
ماہ اپریل میں سماج مندر میں ستیارتہ پرکاش
اور رشی دیانند کے جیون چرتر سے کتہا ہوتی
رہی۔ جسکا بڑا اچہا اثر پڑا۔ حاضری پینتالیس جلسہ
میں ۵۰ تک پہونچ جاتی ہے۔ بہجن منڈلی بہی قایم ہو
گئی ہے۔ ممبران و سہایکان وِچ رجسٹر ۳۰ کے قریب ہیں

پنڈت دیو دیا لوجی نے اپنی دہرم پتنی کی سخت
تکلیف کے باعث آریہ پرتی ندہی سبہا کی اُپدیشک پدوی
سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اب پنڈت جی کنیا مہاودیالئے
کے کمیٹی ادہیاپک نیت ہو گئے ہیں۔ اور جالندہر میں
پرلیوار سمیت براجمان ہیں۔ پرمیشور اُنکی دہرم پتنی
کی پیڑا کو دور کریں۔ بیری ستی میں پنڈت جی کو
اِس آفت ناگہانی پر جسقدر سہانُبہوتی دیجائے تہوڑی ہے

منتری آریہ سماج دہاریوال (ضلع گورداسپور)
لکہتے ہیں کہ ۱۴ جولائی کو پنڈت لالتا پرساد اُپدیشک

آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب تشریف لائے اور دن
بہر پر شنوتر سے لوگوں کے سنشے نوِرت کرتے رہے
شام کو دیش اور دہرم کی اُنتی پر ایک بڑا پر اثر
لیکچر دیا جسکے بعد شہر پر جا کر آریہ سماج کے ارکانوں
کو سندہیا کرنے کے قواعد سکہلائے۔ امید آشا ہے کہ
دہاریوال آریہ سماج کے ممبر جاگ اُٹہیں گے

پنڈت ہرنام سنگہ اُپدیشک لکہتے ہیں کہ ۱۳ کو مقام
بہوجن پہونچکر وہ بیمار رہے۔ ۱۵۔۱۶ اور ۱۷۔ جولائی کو
۲۵۰ اور ۳۰۰ کی حاضری میں دو لیکچر دیئے۔ بعد آخری
دن لالہ ٹہاکر داس سیٹ کے یہاں آپ نے سمند کا ارادہ کیا
۱۶۔ جولائی کو جنگل گنبلا پور نہر جہلم پر پہونچکے لیکچر دیا
بابو ٹہاکر داس جی ممبر اور ینڈر نہر کی کوشش سے
. صاحبان جمع ہو گئے۔ اس لیکچر میں بہارت کے فرض کا
نقشہ ویدپرچار اور گروکل بتلائے گئے جس سے متاثر ہو کر
یہ چندہ حسب ذیل فنڈوں کے لئے جمع ہو گیا۔ ویدپرچار
فنڈ ۷/ روپیہ ۸/ ۔ کنیا مہاودیالیہ ۵ روپیہ گنیا انانتہ
آلیہ ۵ روپیہ۔ فہرست چندہ دہندگان حسب ذیل ہے
بابو ننتہا سنگہ اوورسیئر ۵۔ بہادر سنگہ جیٹ عہ۔ لالہ
بختاور سنگہ ہر۔ رامسرن صہر۔ مستری سندر سنگہ ۱۲
لالہ کشنچند ٹہیکیدار عہ۔ چودہری کشنچند ٹہیکیدار ۱۲
پنڈت ٹہاکر سنگہ ۱۲۔ سردار سوہیا سنگہ ٹہیکیدار عہ
کہنیا مستری عہ۔ لالہ رام آسرا ۱۲۔ دیدار ٹہیکیدار عہ
ننہو رام ٹہیکیدار عہ۔ مستری گوردتا سنگہ عہ۔ سوہا
مستری عہ۔ بشن سنگہ ٹہیکیدار عہ۔ منشی لالچند عہ
لالہ امر چند ممبر آریہ سماج کوٹ مومن عہ۔ لالہ جیا داس
سکرٹری عہ۔ منہالا ٹہیکیدار عہ۔ اتم ٹہیکیدار عہ
جیا ٹہیکیدار عہ۔ پت رام ٹہیکیدار عہ۔ موتی ٹہیکیدار عہ
ہر دیال ٹہیکیدار للعہ۔ محمد شاہ ٹہیکیدار عہ
الہٰ بخش ٹہیکیدار عہ۔ خدا بخش ٹہیکیدار عہ
نبی بخش ٹہیکیدار عہ۔ منگتا ٹہیکیدار عہ
کہاون ۔ ۔ عکہ پرساد ۔ ۔ ممار
دیوا سنگہ ۔ ۔ گوجر ۔ ۔ عہ
لالہ تیج بہان ممبر آریہ سماج کوٹ مومن عہ۔ نواب میر

گپت دان ۲۵ . بابا رام ٹھیکہ دار عہ

پاہاچھجو عہ ۔ جیوا عہ

میزان للعہ

تصحیح پرچارک نمبر ۷ مورخہ ۱۴ جیٹھ ۱۹۶۵ کالم نمبر ۳ بصیغہ کنیا ناتھ آلیہ جالندہر خبر سیالکوٹ میں جو دان ۵ روپیہ میں لالہ بشنداس کا نام درج ہے وہ غلط ہے۔ اصل میں لالہ گنیش داس جی ہیں (مینجر کنیا مہاودیالہ) جالندہر متعلق جو کنیا آشرم ہے اُس کا مکان تبدیل کرنے کا انتظام ہوگیا ہے نیا مکان نسبتاً فراخ اور ہوادار ہے۔ امید ہے کہ اُس میں پہونچ کر لڑکیوں کی صحت وغیرہ میں ترقی ہو جائے گی۔

کنیا ناتھ آلیہ کی لڑکیاں بھی اب ہوادار اچھے مکان میں آگئی ہیں۔ لیکن اس نئے مکان کا کرایہ زیادہ دینا پڑتا ہے۔ اناتھ آلیہ کے روپیہ کی جو اپیل ہوئی تھی اُس پر سترہ سو سے زیادہ روپیہ آچکا ہے۔ کیوں نہ بارہ سو روپیہ ایک سال کے خرچ کے لئے رکھ کر باقی روپیہ اناتھ آلیہ کی عمارت بنانے کے صرف میں لایا جاوے۔ جالندہر شہر آریہ سماج کے پاس تقریباً ۱۲ یا دو کنال زمین کا سفید ٹوٹا پڑا ہے کیوں نہ اُسپر عمارت شروع کر دیجاوے۔ جسکی نسبت اگر میں غلطی نہیں کرتا تو منظور ہو چکا ہے۔ کہ پندرہ سو روپیہ نقد جمع ہونے پر کام شروع کر دیا جاوے

دانا پور کے نئے اخبار بھارت رتن کے منتظمان کی شکایتیں میرے پاس روز آتی ہیں۔ اب تک تقریباً ۷ یا ۸ شکایتی خطوط میں پنڈت اُودرت جی کی سیوا میں روانہ کر چکا ہوں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اخبار کی قیمت آپ کے لالچ سے پیشگی بھیج گئی تھی لیکن آپ کا ملنا تو درکنار اخبار بھی باقاعدہ نہیں آتی۔ راولپنڈی سے لالہ گنگا رام دہم

خطوط کا یہ نتیجہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ اُس کے نام اخبار آنا ہی بند ہوگیا۔ میں پنڈت اُودرت جی کی توجہ ان شکایتوں کی طرف بڑے زور سے کھینچتا ہوں۔ اور آشا رکھتا ہوں کہ وہ آئندہ ایسا انتظام کریں گے۔ کہ ایسی شکایتوں کی گنجائش باقی نہ رہے۔

لالہ برندابن جی مینجر لالہ دیوراج جی کی معرفت معلوم ہوکر بڑی خوشی ہوئی کہ مبلغ پانصد روپیہ ملک افریقہ سے کنیا مہاودیالہ کیلئے اکبا کر کے بابو سندر سنگھ جی نے بھیجا ہے اور ساتھ ہی زیادہ جمع کرکے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ اُسکے ساتھ ہی مجھے یہ سنکر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ کنیا مہاودیالہ کی عمارت کے لئے مہاشے سنت سنگھ جی کی دہرم پتنی بی بی پاربتی جی سے بنگ جا کر لالہ دیوراج جی آٹھ سو روپیہ نقد لائے ہیں۔ کنیا مہاودیالہ کمیٹی مہا کو جہاں دانیوں کا دہنیہ واد دینا چاہئے وہاں لالہ دیوراج جی کا قدر دل سے مشکور ہونا چاہیئے۔ جو کہ بغیر کسی طرح کی نمائش کے اسقدر کام کر رہے ہیں

میرا مقدمہ!

۵۔ جون تک کے حالات مقدمہ اس پرچہ میں ختم ہوگئے تھے۔ ۱۶-۱۷ اور ۱۸۔ جولائی کو مقدمہ برابر جاری رہا۔ اور فریقین کے کل گواہان کی شہادت ختم ہو چکی ہے بحث وکلاء فریقین کیلئے اب ۳۱۔ جولائی اور یکم اگست مقرر ہے۔ اسکے بعد جو نتیجہ ہوگا اُس سے ناظرین کو مطلع کیا جائیگا

نوٹس!

چونکہ مسمی گوردت سنگھ ساکن کرتارپور نے بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر جالندہر ایک درخواست زیر دفعہ ۲۴۳۔ انڈین کمپنی ایکٹ نمبر ۶ بدیں مضمون

شادی فنڈ جالندہر کا کاروبار بند کرکے رقم مبلغ معہ سود ۵ مکرر جو ڈائرکٹران فنڈ نے خزانہ سرکاری میں جمع کی ہے۔ ممبران مستحق تقسیم کی جاوے۔ اور عدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے برائے اغراض مذکورہ مجھے آفیشل لیکوڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔ اسلئے بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جن اشخاص کا کوئی قرضہ یا دیگر مطالبہ ذمہ فنڈ مذکور واجب ہو اُنکی اطلاع مع ثبوت سارٹیفکیٹ و رسیدات وغیرہ تاریخ ۳۱۔ جولائی تک میرے پاس برائے تصفیہ بھیج دیویں۔ اگر تاریخ مذکور تک اطلاع مطلوبہ موصول نہ ہوگی تو فنڈ مذکور ذمہ دار نہ ہوگا۔ اور نیز اس امر سے بھی اطلاع بخشیں کہ آیا اُن کے خیال میں مسمی گوردت سنگھ سائل کو اُسکا خرچہ عدالت بابت مقدمات دیوانی و فوجداری جو اُسنے برخلاف ڈائرکٹران فنڈ مذکور دائر کئے تھے اور جن مقدمات کی وجہ سے رقم مبلغ ... داخل خزانہ ہوئی تھی رقم سے دلانا واجب ہے یا نہیں

المشتہر

کرمچند وکیل آفیشل لیکوڈیٹر جالندہر شہر

۱۳ ودیان یوگ پرکاش ۱۳

یہ پُستک وید اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی گئی ہے جسمیں چند قسم کے پرانایام کرنیکی سرلتا سے بدھی لکھی گئی ہے۔ (۱) پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی ہے (۲) جو اندر بھرنے کی بدھی (۳) ستنبھ برتی (۴) جو پران اپان کی نابھی کے اندر روکنے کی کرانی جسکو شنا دینا ہی کہتے ہیں (۵) گرہادان بدھی (۶) ... چڑہانے کی بدھی جسکے کرنے سے پریہ اور کنٹ روگ جاتا رہتا ہے

ستیہ دہرم پرچارک پر پہلا لائیبل کا مقدمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۴

لالہ رام رتن میونسپل کمشنر لاہور —

میں ۱۷ سال سے میونسپل کمشنر لاہور میں ہوں میں سوداگر ریشم بھی ہوں ۔ پنڈت گوپی ناتھ کو اور اُن کے والد پنڈت مکند لال کو ۱۲ سال سے جانتا ہوں ۔ یہہ اچھی حیثیت والے اور عزت والے ہیں ۔ اور شہر لاہور کے باشندے ہیں ۔ ان کا چھاپہ خانہ بھی لاہور میں ہے ۔ چونکہ میں سناتن دہرم سبہا کا ممبر ہوں ۔ اور پنڈت گوپی ناتھ سکریٹری اس سبہا کے ہیں اسلئے مجھے اُن سے زیادہ تر ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا ہے ۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو اچھا عزت دار آدمی سمجھتا ہوں (سنہ ۱۸۹۶ء میں پنڈت گوپی ناتھ فیمن ریلیف کمیٹی کا سکرٹری تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کیمساتھ فتح علی خاں دوسرے سکرٹری تھے ۔ از بیان انگریزی) اس کے متعلق پنڈت گوپی ناتھ کی معرفت ٹیہوں کو دینے کے واسطے ٹکٹ ریلیف میرے پاس آئے تھے اُس کے متعلق ایک مدد پنجاب کی بھی کمیٹی تھی ۔ اس کا بھی پنڈت گوپی ناتھ ممبر تھا اس کے بعد بھی میری اور اُن کی ملت رہی

بجواب سوالات جرح ۔ میں اُردو ۔ سنسکرت اور انگریزی تہوڑی تہوڑی جانتا ہوں ۔ اخبار سناتن دہرم گزٹ میں پہلے پڑہا کرتا تھا ۔ اب ڈیڑہ سال سے یہ اخبار میرے پاس نہیں آتا اُس گزٹ کے مالک اور ایڈیٹر پنڈت گوپی ناتھ ہیں ۔ اخبار عام کی نسبت میں نہیں کہہ سکتا کہ کس کا ہے ۔ میں سناتن دہرم سبہا کا دس سال سے ممبر ہوں ۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے خاص قواعد چھپے ہوئے ہیں یا نہیں ۔ اگر کوئی چھپ گئے ہیں تو مجھے اس وقت یاد نہیں کہ میں نے اُن کو کبھی دیکھا یا نہیں ۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس گزٹ کا سبہا سے کوئی تعلق نہیں ۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں شاید پنڈت گوپی ناتھ اس سبہا کے عہدہ سکرٹری سے علیحدہ ہوگئے تھے ۔ اُن کی علیحدگی کی وجہ معلوم نہیں ۔ میرا اِس سبہا میں جانے کا اتفاق کم ہوتا ہے اس سبہا کی ایک اگزکٹو کمیٹی (انترنگ سبہا) بھی ہے ۔ میں اُس میں بھی ممبر ہوں ۔ تین چار سال میں شاید دو تین مرتبہ اُس کمیٹی میں گیا ہوں گا ۔ کبھی کبھی پنڈت گوپی ناتھ کے گہر پر جانے کا بھی میرا اتفاق ہوتا رہا ہے اور چونکہ یہہ کشمیری پنڈت ہیں ۔ اسواسطے کہانے پینے کا اتفاق نہیں ہوا ۔ کسی خاص کام کے باعث یا اتفاقاً اِن کے مکان کی نواح سے گذرنے پر میں اِن کے دکان پر جاتا رہا ہوں اخبار اور چھاپہ خانہ کے علاوہ گہڑیاں وغیرہ بھی میں نے اُن کے ہاں دیکہتا رہا ہوں ۔ پنڈت گوپی ناتھ کہتے تھے ۔ کہ یہہ گہڑیاں فروخت کے لیئے ہیں یہہ معلوم نہیں کہ کمیشن پر فروخت کرنے کے لیئے تہیں یا کس طرح ۔ وہ مجھے دکہلاتے تھے جیسے دوکاندار دکہلاتے ہیں ۔ اخبار گہڑیوں اور پریس کے سواء اور ذرایع

مجھے علم ہے سب بہائی اکہٹے رہتے ہیں ۔ اِس گزٹ کی تمام تحریروں سے یعنی سناتن دہرم گزٹ سے میرا اور تمام سماج کا اتفاق ہیں تہا ۔ باقی سوالات جرح محفوظ کیئے گئے ۔

دستخط حاکم ۔ گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا

دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۵

مول راج پنشنر سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی چیف کورٹ پنجاب لاہور

میں پنڈت گوپی ناتھ کو جانتا ہوں ۔ بڑا معتبر حیثیت دار ۔ ٹہیک اور اچہے چال چلن والا سمجھتا ہوں ۔ (میں اُسے اُس کے باپ کے وقت سے جانتا ہوں از بیان انگریزی) میں پنڈت مکند رام کا بھی واقف تہا ۔ جب سے اُن کا اخبار عام نکلتا ہے ۔ میں تب سے ہی اُس اخبار عام کا خریدار رہا ہوں ست دہرم پرچارک کا میں براہ راست خریدار نہیں ۔ پنڈت بالمکند مجھے دکہلایا کرتا تہا ۔ اِس اخبار میں کئی مضامین ہندوؤں کی نسبت اور پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت توہین دلانے والے ہوتے تہے ۔ مجھے کوئی خاص مضمون ایسا یاد نہیں ۔ سناتن دہرم گزٹ میں ست دہرم پرچارک کا خلاصہ بھی دیکہتا رہا ہوں ۔ سناتن دہرم گزٹ کا میں خریدار بھی ہوں ۔ سوالات جرح محفوظ کیئے گئے ۔ گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا

دستخط حاکم

— بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۶ —

پنڈت کدار ناتھ ولد شیو پرساد

ذات کشمیری پنڈت عمر ۲۰ سال ساکن لاہور

اس عرصہ میں ۱۶ سال ڈپٹی کلکٹر رہا - اب
۱۰ سال سے پنشن پاتا ہوں - کشمیری پنڈتوں
کی جو سبھا تھی - میں اُس کا پریسیڈنٹ تھا
تین چار سال سے میں پریسیڈنٹ نہیں ہوں
پنڈت کنہیا لال اور گوپی ناتھ کو جانتا تھا
یہ بڑے ذی عزت ہیں - اور برادری
میں معزز سمجھے جاتے ہیں - اور اُن کی ذات
بہت اعلیٰ ذات کشمیری پنڈتوں میں ہے - میری
اُن کی ملاقات گاہے گاہے برس چھ ماہ
میں پنڈت گوپی ناتھ سے ہوتی ہے -
سوالات جرح محفوظ کیے گئے - گواہ نے
سُن کر صحیح تسلیم کیا ـــــ دستخط حاکم

واقعہ ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۰۱ء

ترجمہ بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۷

مسٹر جانسٹن صاحب سکرٹری میونسپل
کمیٹی لاہور

میں ۱۰ یا ۱۱ سال سے میونسپل کمیٹی کا سکرٹری
ہوں - میں پنڈت گوپی ناتھ کو بہت برسوں
سے جانتا ہوں - جہاں تک مجھے علم ہے
اُس کی سوشیل پوزیشن بہت اچھی ہے - مجھے
بہت اکثر اُس سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا
پبلک میٹنگز میں اور اُدھر کبھی کبھی یہ میرے
اس دفتر میں بھی آتا رہا ہے - اور میں اُس
کو پبلک دعوتوں میں ملا ہوں - جہاں
کہ صرف ذی عزت معززین کمیٹی کا ہی بلایا جاتا
دو سن ۱۸۹۶ و ۹۷ء کی لوکل فیمین کمیٹی
کا سکرٹری تھا - وہ صوبہ کی جنرل کمیٹی کا
بھی ممبر تھا - آنریبل نواب فتح علی خان
اس کے ساتھ جائنٹ سکرٹری تھے
میں نے اس کے چال چلن کے برخلاف
کچھ نہیں سُنا ہے - اور اسے میں ذی عزت

بجواب سوالات جرح - مجھے گوپی ناتھ
کے برخلاف کسی دوسرے مقدمہ میں بطور
گواہ کے پیش ہونا یاد نہیں ہے - میں
اُسے اچھے مجلسی رتبہ اور عزت کے آدمیوں
میں ملا ہوں - شاید پارسال میں اُسے
آخری مرتبہ ایک سوشیل مجمع میں ملا تھا
جہاں تک مجھے علم ہے دوسری فیمین
(قحط) کمیٹی سے اُس کا کوئی تعلق نہ تھا
میں نے پنڈت گوپی ناتھ کے چال چلن
کی نسبت کوئی خاص تفتیش نہیں کی - جو
کچھ کہ میں اُسے دیکھتا رہا ہوں اُس سے
(اُس کی نسبت) بیان کرتا ہوں - وہ
کبھی کبھی میرے مکان پر مجھ سے بات
چیت کرنے یا کاروبار کے لیے ملتا رہا ہے میں اس
کے مکان پر اُسے کبھی نہیں ملا

بجواب سوالات ایڈووکیٹ مستغیث
میں نے گوپی ناتھ کو ایک بڑی میٹنگ
میں اس سال دیکھا تھا - جو ڈپٹی کمشنر
نے رار (؟) فنڈ کھولنے کے لیے بلائی تھی -

بجواب سوالات عدالت - اُس کی
(مستغیث کی) شہرت یہ ہے کہ وہ
intemperately (بے احتیاطی
سے) کہتا ہے - اسکے سوا میں نے کچھ
اور اس کے برخلاف نہیں سُنا ہے -
گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا ـــــ

دستخط حاکم

(نوٹ) وکیل استغاثہ چند ایک کاغذات
پیش کرتا ہے جن پر نشان — لگایا گیا
ـــــ دستخط ایچ کلورٹ (صاحب بہادر)
ـــــ سٹی مجسٹریٹ درجہ اول

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۱۸ مورخہ
۱۶ - مئی ۱۹۰۱ء

پنڈت گوبند سہائے رلد (؟) کمنہ (؟) رام لال ...

پنڈت کشمیری عمر للعہ سال سکنہ لاہور
پنڈت گوپی ناتھ میرا چھوٹا بھائی ہے - میں
اخبار عام کا ایڈیٹر ہوں - گوپی ناتھ کو
اس کی ایڈیٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے
وہ (گوپی ناتھ) سناتن دھرم گزٹ
کا ایڈیٹر ہے - اور میرا اُس پرچہ کی ایڈیٹری
سے کوئی تعلق نہیں ہے - میں ست دھرم
پرچارک کو جانتا ہوں - اس کا سالانہ
دھرم گزٹ کیساتھ تبادلہ ہے سناتن دھرم گزٹ اور اخبار عام
اور آفس ایک ہی ہے - اسلیے ست دھرم
پرچارک مشترکہ آفس کی ڈاک کے ساتھ
آتا ہے - اور میں کل ڈاک کو دیکھتا اور
کھولتا اور تقسیم کرتا ہوں -
میں نے وستاویز ہائے A اور B کے
بر سہ مضامین دیکھے ہیں - میں نے ان
کو آج سے پیشتر دیکھا ہوا ہے - میں
اُن کو لفظ بہ لفظ کل نہیں پڑھا تھا جس
وقت میں نے یہ دیکھے میرے دل میں
بہت غصہ - رنج - اور شرم پیدا ہوئے
شرم اسواسطے کہ ایسا اخبار مذہبی رنگ
اور ایسی گندی تحریریں - اپنے ہمعصر
کی نسبت شائع کرے - غصہ قدرتی تھا
کہ میرے بھائی گوپی ناتھ کی نسبت کہا
گیا تھا - رنج بھی اسی خیال سے ہوا کہ
نام مذہبی - اور اُس میں یہ تماشہ ہو
ہوا - (از بیان اردو) ـــــ
میرے خیال میں ان کل تینوں مضامین
کا طرز پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت تہتک آمیز
ہے - اور اُس کی شہرت کے لیے نقصان
ہے - چھ سورہ پہ کی طرف جو اشارہ
ہے - وہ ہمارے کل خاندان کی نسبت
ہتک آمیز ہے - بعض حصے بہت ہی
خراب ہیں - اور بعض ناقابل برداشت

اعتراض کے لائق ہیں - یہ غلط کہا گیا ہے کہ ہیم سین اور گوپی ناتھ بہلے اصولے ہیں اور کہ ان دونوں نے آپس میں سازش کی ہے - ایک کمرہ سازش کی ہے پہنچانے کی کرنے اور اس سماج کو توڑ دینے کی - میرے خیال میں وہ مسٹر کنہیا لعل کی نسبت ہی باپ کا بہانا ہے جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے - چھ سو روپیہ سے مراد اس جرمانہ سے ہے جو پنڈت گوپی ناتھ پر ہوا تھا - اور یہ اتہام لگایا گیا ہے - کہ اس لکچروں کے ورسے وہ اس نقصان کو پورا کرنا چاہتا ہے - جرح محفوظ کی گئی - گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا

دستخط حاکم

نوٹ - اس کو حکم ہوا کہ کل جرح کے لیئے حاضر آوے - وکیل ملزمان اس گواہ سے چند کتابیں (اخبار عام کی جلدیں) پیش کرانا چاہتا ہے - لیکن اس پر وکیل استغاثہ کو اعتراض ہے - ظاہرا وکیل ملزمان کا کوئی حق اس درخواست کرنے کے لئے نہیں ہے - لیکن اس نے اخبار عام کے چند ایک مضامین کے ترجمے دکھلائے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ انصاف کے لئے یہہ کاغذات پیش ہونے ضروری ہیں عدالت اسلئے اس گواہ کو حکم دیتی ہے کہ اخبار عام بابت مئی و جون سنہ ۱۸۹۷ء اور سپتمبر و اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء کی فائل پیش کرے - دستخط ایچ سکلورٹ سٹی مجسٹریٹ

درجہ اول

بقیہ بیان گووند سہائے گواہ مستغیث

(واقعہ ۵ - جون سنہ ۱۹۱۰ء)

بجواب سوالات ایڈووکیٹ ملزمان

بیان کیا کہ اخبار عام تیس سال سے شائع ہوتا ہے - پہلے ایک کمیٹی ایڈیٹر تہی اور اس کے بعد سے کوئی ہی ہمارے خاندان سے باہر ایڈیٹر نہیں رہا - میرا باپ اردو لکھ نہیں سکتا تہا - میں بیس سال سے ایڈیٹر ہوں - سوائے چھ یا سات سال تک ایڈیٹر رہی - باقی عرصہ لچھمن نرائن ایڈیٹر رہا - پنڈت کاشی ناتھ ایک برس تک ایڈیٹر رہا - اپنی ایڈیٹری کے زمانہ میں عموماً میں ایڈیٹوریل لکہتا رہا ہوں دوسروں نے ہی بعض اوقات میری درخواست پر لکھا ہے - کبھی کبھی - لیکن شاذ و نادر - پنڈت گوپی ناتھ نے میری درخواست پر ایڈیٹوریل لکھے ہیں اگر میں باہر چلا جاؤں تو ایڈیٹوریل چارج میرے بہائی کے سپرد ہوتا ہے - ان بیس برسوں میں بہت کم باہر گیا ہوں - بہت کم مرتبہ گوپی ناتھ کے پاس ایڈیٹوریل چارج رہا ہے - (شاید) بیس برسوں میں دو یا تین مرتبہ

سنہ ۱۸۹۸ء میں چار ماہ کے لیئے میں کشمیر گیا تہا - ان چار مہینوں گوپی ناتھ کے ذمہ ایڈیٹری کا چارج تہا - پھر کہا کہ پنڈت کنہیا لعل ان ایام میں ایڈیٹر تہا - میں نے زبانی اس سے کہہ دیا تہا کہ میرا کام کر دینا گذشتہ دو تین برسوں سے میں پرچہ (اخبار عام) کا منیجر ہوں - پہلے میرا باپ منیجر تہا - اور میرا بہائی بہی تہوڑے عرصہ کے لیئے منیجر تہا - ہمارا خاندان چھاپہ خانہ والا یا اخبار عام والا مشہور ہے - میں اپنے بزرگوں کا مفصل حال بیان نہیں کر سکتا ہوں - میں نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا ہے - وہ ملازم سرکار تہا - میں نہیں جانتا کہ پیرانا ناگیا تہا - وہ پنجاب یونیورسٹی میں (ملازم) تہا - میرا ایک ماما نقاش تہا

مجھے معلوم نہیں ہے کہ دوسرا ورثی تہا یا نہیں ہم ترتور زادہ وان سامن گوتہ ہیں - میری ماں بہی اسی گوت کی تہی - مجھے معلوم نہیں کہ ایسی شادی از روئے دہرم شاستر ممنوع ہے یا نہیں - مجھے اور کوئی ایسی مثال معلوم نہیں ہے - پنڈت گوپی ناتھ کا بیاہ پشاور میں ہوا تہا - لیکن پہلا بیاہ میرٹھ میں ہوا تہا میری بہن اجمیر میں بیاہی ہوئی ہے - مجھے نہیں معلوم کہ آیا وہ اسی خاندان میں بیاہی گئی ہے - جس میں سے گوپی ناتھ کی پہلی بیوی آئی تہی - میں نہیں جانتا کہ وہ کس گوت میں بیاہی گئی ہے - نہ یہ معلوم ہے کہ گوپی ناتھ کی پہلی بیوی کس گوت کی تہی ہندو لوگ عموماً اس خاندان میں لڑکی نہیں دیتے جہیں سے کہ لڑکی لی جاتی ہے

میں سناتن دہرم گزٹ کو بہت کم پڑھتا ہوں - جسقدر میں پڑھتا ہوں اس کے لحاظ سے جو کچھ میرا بہائی لکھتا ہے - میں اس سے اتفاق کرتا ہوں - سخت تحریر کے جواب میں سخت تحریر لکھی جا سکتی ہے

فحش تحریر کبھی ہی لکھی نہیں جاتی

چاہیئے میرے بہائی نے جو ہولی کے ٹیکے لکھے ہے وہ میں نے دیکھے تہے - یہہ محض ہولی کی وجہ سے مناسب ہے اور یہ محض نامناسب تہے - گالی کے جواب میں گالی دینا نامناسب نہیں ہے - یہ فقرہ لکہا ہے میں اخبار عام میں ہولی کے مضامین نہیں لکہتا کیونکہ وہ عام کے لئے ہے - برخلاف اس کے سناتن دہرم گزٹ محض ہندوؤں کے لئے ہے - کئی آریہ اخبارات میرے پاس تبادلہ

نہیں آتے ہیں۔ میں انہیں پہچانتا نہیں ہوں
میں نے نہیں تقریب کبھی بھی نہیں
دیکھا ہے۔ میں نے انہیں ہولی پر کبھی نہیں دیکھا
میں نے دیوان چرکھن کبھی نہیں دیکھا اور
نہ دیوان جان صاحب دیکھا ہے۔ لیکن
میں نے اُن کی نسبت سُنا ہے۔ اخبار عام
مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں ایک
نامہ نگار نے ایک مضمون "مشرقی لٹریچر
کے فحش" پر بھیجا تہا۔ (دستاویز D75)
مجھے نہیں معلوم کہ وہ (مضمون) کس نے
لکہا تہا۔ پنڈت گوپی ناتہ نے نہیں لکہا تہا

اس میں (مضمون میں) لکہا ہے۔ کہ

مذکورہ بالا کتابوں (یعنی دیوان چرکہن
و دیوان جان صاحب کو بند نہیں کرنا چاہئے)
شائع ۱۱ اگست سنہ ۱۸۹۶ء (دستاویز
D76) کے پرچہ میں "ننگی تصویریں"
والا مضمون میں نے لکہا تہا۔ ایسی ننگی
تصویریں میرے پاس آتی نہیں۔ میں نے
اُن کا بیان دیا ہے۔ یہ ہنر ہے اور ہنر
کی تائید میں میں نے یہ آرٹیکل لکہا تہا۔
میں نے فرانسیسی (ننگی تصویروں) مصنفوں
اور ربرلی عورتوں کا ذکر عوام کی اطلاع
کے لئے کیا تہا۔

اخبار عام مورخہ ۵ و ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء
(دستاویزات حروف D77 اور D78)
میں پنڈت گوپی ناتہ نے سول اینڈ ملٹری
گزٹ کے مقدمہ کے حالات لکہے تہے۔ میں
اپنی تسلی کر لیا کرتا تہا۔ کہ گوپی ناتہ صحیح لکہتا
ہے۔ میں انگریزی پڑہ سکتا ہوں۔ اخبار
عام مطبوعہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء میں
میں نے جالندہر کے آریوں کی نسبت ایک نوٹ
دیا تہا۔ جو کہ میں نے ٹریبیون سے لیا تہا
(دستاویز D79 معہ ترجمہ D80)

اخبار عام مورخہ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء
میں ایک دستخطی مضمون "دیوان سنت رام
کی بیوہ لڑکی کی شادی" ایک سناتن
دہرمی نے اُسے لکہا تہا۔ (دستاویز D81
ترجمہ D82)

اخبار عام بابت ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء
(دستاویز D83) میں ایک مضمون
میرے اور گوپی ناتہ کے دستخط سے بموقع
شادی درج ہے۔ جسمیں ایک مختصر سی اپیل
چندہ کی مدد کے لئے کی تھی۔

ایسی قسم کی دوسری اپیل اخبار عام مورخہ
۸ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء (دستاویز D84)
میں نکلی تہی۔

۸ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کی اشاعت (دستاویز
D86 معہ ترجمہ D85) میں ایک مضمون
ہے۔ جس میں لوگوں کا چاولوں اور گہی
کے لئے شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ چاول قیمتاً
آیا تہا۔ اور میرے خیال میں گہی بہی خرید کیا
گیا تہا۔ (مضمون صاف طور سے کہتا ہے
کہ یہ سب چیزیں مفت آئیں۔ از مجسٹریٹ)
یہ مضمون مخول کی طور پر لکہا گیا ہے۔ اگر
وے (خریدار) چاول بہیجتے ہیں اور
قیمت نہیں پاتے تو میں انہیں اخبار مفت
بہیج دیتا ہوں۔ کُل مضمون مذاقیہ لکہا گیا
ہے

سنہ ۱۹۰۱ء میں میرے بہائی پنڈت پران کشن
کا بیاہ ہوا تہا۔ اخبار عام ۲ فروری سنہ ۱۹۰۱
میں ایک ضمیمہ (دستاویز D92) شائع
جسمیں اپنے مریدوں سے مدد کی درخواست کی
گئی تہی۔ مجہے نہیں معلوم کہ دیگر اخبارات
اس طرح کی اپیل کرتے ہیں یا نہیں۔ اس پر
پنجاب آبزرور اور پیسہ اخبار میں مخالف
تحریریں نکلی نہیں

یہ آرڈر ایک طوائف تہی۔ جو اب مر گئی
وہ خاندانی کنجری تہی۔ وہ اچہی اچہی
تہی۔ اور اُس کی موت پر ایک ۳ کالم
کا مضمون ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء
اخبار عام میں نکلا تہا۔ (کئی مہاراجہ
کے خواہشمند تہے) اخبار عام
جو اشتہارات نکلتے ہیں۔ اُن کا بحیثیت
منیجر میں ذمہ دار ہوں۔ میرا بہائی اسسٹنٹ
اسسٹنٹ منیجر ہے۔ میں نے منیجری کا
Declaration دیا ہے۔ اور
میں ہی اخبار میں بہی اس حیثیت سے بیان
کیا گیا ہوں۔ میرا بہائی صرف مجہے پوچھ
کر کام کرتا ہے۔ میں کُل اشتہارات یا
اشتہارات کمسریٹ جو میرے پاس آتے ہیں
درج کرتا ہوں۔ میں نے چمڑہ گادان اور
گوشت گاد (beef) کے اشتہارات
(دستاویز D87 اور D88) درج
کئے ہیں۔ ہیزم کے اشتہارات اب تک
حسب دستور آتے ہیں۔ کیونکہ ہماری میں
اشاعت ہے

دستاویز D87 اور D88 کو بتین کاپیوں
میں جو اسی تاریخ کی مجہے دکہلائی گئی ہیں
"گوشت گاد" نہ معلوم کیوں بگڑا ہوا ہے

مجہے افسوس ہے کہ کچہ کا پیاں اس طرح پر
چہاپی گئیں (یعنی بگڑی ہوئیں) تقریباً
۳۰۰ کاپیاں اس طرح چہپ چکی تہیں جبکہ
اسے درست کیا گیا۔ مجہے نہیں معلوم کہ
یہ کس کا قصور تہا۔ مقدمہ ہذا ۱۰ اپریل
کو دائر کیا گیا۔ اور مجہے معلوم تہا۔ کہ ایک
چارج اس میں یہ تہا کہ منشی رام نے
گوپی ناتہ پر گاد کشی پر ایک مضمون
کا الزام لگایا ہے گزشتہ ہو رہے
چاپی کر دئے گئے تہے۔ تقریباً

کے جاری کروئے گئے تھے۔ میں نے کمسرٹ

(آفس) کو اِس امر کی اطلاع نہیں دی تھی

میں نے خود دستخط کر کے محکمہ کمسریٹ کو

۲۴- اپریل سنہ ۱۹۰۱ ء کے بعد بِل بھیجدیا تھا بل کے ساتھ میں نے اشتہار کی ایک کاپی

بھیجی تھی۔ میں نے صحیح کاپی بھیجی تھی۔ بگڑی

ہوئی کاپی نہیں بھیجی تھی۔ کاپی پریس میں خراب ہوئی تھی۔ پریس میں میرے علم کے بغیر کوئی شخص کسی چیز کو بدل نہیں سکتا ہے۔ میں نے غلطی کو درست کر دیا اور اس کی نسبت کوئی دریافت نہ کی

میں اصل مسودہ جات کو دیر تک نہیں رکھتا میرے اور پنڈت گوپی ناتھ کے طرز تحریر میں فرق ہے۔ میں نہیں بیان کر سکتا. کہ وہ کیا ہے۔ اگر مجھے یاد نہ ہو تو پرانے ایڈیٹوریل نوٹس کی نسبت میں قیاس کر سکتا ہوں کہ کس کے لکھے ہوئے ہیں میں یک لخت اپنے نوٹ ہی پہچان نہیں سکتا ہوں

مضمون "ہماری رائے کی وقعت،، مطبوعہ سنہ ۹۷ ء اسکا اصل مسودہ موجود نہیں ہے آریوں نے اُس وقت شور مچایا تھا۔ وے مشہور کر رہے تھے۔ کہ گوپی ناتھ اُن کا کہنے والا ہے جس طرح وے مشہور کرتے ہیں. کہ وہ ایڈیٹر ہی ہے۔ میں نے اِس کی تردید نہ کی۔ پنڈت کنہیا لال متروِلاس کا ایڈیٹر تھا۔ جوکہ ہمارے پریس میں چھپتا تھا

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا

دستخط حاکم

فرد قرار داد جرم

برخلاف

ہرسہ ملزمان

(۱) برخلاف ملزم نمبر ۱

میں، جے۔ ایچ کلورٹ، سٹی مجسٹریٹ

تم لالہ منشی رام پر حسب ذیل جرم عاید کرتا ہوں:- کہ تم نے یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ ء یا اُس کے قریب بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی کی بذریعہ شایع کرنے چند مضامین اخبارست دہرم پرچارک میں جس میں اُس پر سلف رسپکٹ سے بے بہرہ پن۔ نفرت۔ سیاہ دلی۔ بدنیتی سے ہندوؤں کے برخلاف بڑہکانے۔ گنگا جنمی ہونے کمینہ پن۔ ہوا و نخوت سے پُر ہونے۔ اور فتنہ انگیز نقصان رساں اور ہتک آمیز تحریروں کا مصنف ہونے کا حسب ذیل الفاظ میں الزام لگایا ہے۔

"کوئی اشراف آدمی جس کے اندر سلف رسپکٹ کا ذرا ہی خیال ہے۔ ہرگز ہرگز گوارا نہ کریگا کہ کوئی رنڈ بر سر بازار اُس کی پگڑی اُتارے۔ یا کوئی اوباش شرارتاً اُسے نقصان پہونچانے کے لیئے سخت سے سخت ناجایز وسایل کو کام میں لاوے. مگر وہ اِن باتوں کی کچھ بھی پروا نہ کرے یا کم از کم سلف ڈیفنس کی ہی کوشش نہ کرے۔ ہم بڑے تعجب سے دیکھتے ہیں. کہ سناتن دہرم گزٹ کے اندر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی طرف سے آریوں کے برخلاف سخت ہتک آمیز مفسدانہ تحریریں پے در پے نکل رہی ہیں. بغض وکینہ سے محض شرارتاً وہ مہرشی دیانند اور آریہ سماج کے بہوشنوں کو بے نقط سنارہے ہے۔ اور ہر طرح اُنہیں بدنام کرنے پر کمربستہ ہے" اگرچہ ہمیں یقین واثق ہے کہ سمجھدار ہندو پنڈت صاحب کے دم جھانسے میں نہیں آدیں گے. کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی گنگا جمنی پنڈت صاحب ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیئے گاؤ کشی کے متعلق ہندو دہرم کے برخلاف مضمون لکھا تھا"۔

"چاہیے یہہ تھا کہ پنڈت صاحب اپنی گذشتہ کرتوتوں پر نادم ہوکر ہوا و نخوت کو اپنے دماغ سے دور کرتے اور آیندہ اپنے اعمالنامہ کو سیاہ کرنے سے ڈرتے۔ وہ دریدہ دہنی اور بہتان بازی میں پہلے سے بھی بڑہ کر دیدہ دلیر ہو رہے ہیں۔ اور شبانہ روز آریہ ساجیوں کی نسبت غلط فہمیاں پھیلانے اور آریہ پُرشوں پر کمینہ حملے کرنے پر کمربستہ ہیں۔

" اگر سناتن دہرم گزٹ کے ہی آج تک کے پرچوں کی پڑتال کی جائے تو شاید ہی کوئی ایسا پرچہ ہوگا۔ کہ ہتک آمیز اور شرر انگیز تحریروں سے خالی ہو" دستخط حاکم

دوسرے یہہ کہ واقع ۲۸- فروری سنہ ۱۹۰۱ ء کو تم نے بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی چند ایک مضامین شایع کرنے کے ذریعہ سے کی۔ جن میں اُس کو بے اصولا بیان کیا ہے۔ اور اُس کو سیاپے کی نائین سے تشبیہ دی ہے۔ اِس پر خوف اور شرم کا۔ اور مذہبی جلسوں کے ذریعہ سے چھ سو روپیہ جرمانہ کی ادائگی کی کوشش کرلے کا الزام لگایا ہے۔ اور اُس کو ایک بے رحم قاتل سے تشبیہ دی ہے جوکہ ایک بے بس کا گلا گھونٹتا ہے۔ اور یہہ سب حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:-

"بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں ہی گذارہ ہوسکتا ہے"۔ "آپ کے جنیر سوانگ پورا ہی کیسے اتریگا۔ اور سیاپے کی نین کا کام کون کریگا" "اتنا کیوں ڈرتے ہو آدمی کو بینہہ ہونا چاہیے" "بیباک و..."

جبہ سو روپیہ جیب میں آنا مشکل ہے"
رہ گیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں گیا تک
اس نے بس بالک کو گلا گھونٹ کر اس کا
کام تمام کرنے کی گھات میں لگے ہوئے ہیں"
اور اس سے وہ جرم کیا جس کی سزا
دفعہ .. ۵ تعزیرات ہند میں لکھی ہے
اور میرے دائرہ اختیار کے اندر ہے۔

اور میں حکم دیتا ہوں کہ اُس جرم میں
تمہاری میرے روبرو تحقیقات ہو

دستخط ایچ کلیورٹ
مجسٹریٹ درجہ اول
تاریخ جون ۱۹۰۱ء

بیان ملزم نمبر ۱ بلا حلف

میں جرم کے ارتکاب سے انکاری ہوں۔ میں نے یکم۔ ۸ اور ۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کے ست دھرم پرچارک کو ضرور طبع اور شائع کیا لیکن میرا جواب ہے۔ کہ یہ تحریریں پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت ہتک آمیز نہیں ہیں اُن میں سے چند ایک کا تعلق گوپی ناتھ سے نہیں ہے۔ اور وے شتشنات نمبر ۱ نمبر ۳ و نمبر ۹ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند میں آجاتی ہیں۔ وے ایک اخباری بحث کا حصہ ہیں۔ جو کہ میں نے شروع نہیں کی۔ بلکہ پنڈت گوپی ناتھ نے شروع کی تھی ——— دستخط حاکم

سُنایا گیا اور صحیح تسلیم کیا گیا ———

——— دستخط حاکم

(نوٹ اسی مطلب کی فرد میں بعد ضروری تبدیلی کے لالہ وزیر چند اور لالہ بسنتی رام پر بھی لگائی گئیں۔ جن کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ہر دو بقیہ ملزمان کے بیانات درج کر دینے کافی ہیں۔)

بیان ملزم نمبر ۲ بلا حلف

میں ارتکاب جرم سے انکاری ہوں۔ میں ست دھرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر نہیں ہوں۔ مضمون "بھانڈا پھوٹ گیا" جو ست دھرم پرچارک ۸ و ۱۵۔ فروری میں چھپا ہے۔ میں نے لکھا تھا۔ میں نے یہہ بحیثیت ممبر آریہ سماج بخض آریہ سماج کی ڈیفنس (حفاظت) میں لکھا ہے۔ اور اس سے پنڈت گوپی ناتھ کی کوئی ہتک یا توہین نہیں ہوتی۔ جیسا کہ وہ اخباری دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ دوسرا مضمون اخبار مذکور مورخہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء میں جو شایع ہوا۔ وہ بھی میرا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ بھی پنڈت گوپی ناتھ کے حق میں بلحاظ حالات توہین دہ نہیں ہے

دستخط حاکم

سُنایا گیا اور صحیح تسلیم کیا گیا ———

——— دستخط حاکم

بیان ملزم نمبر ۳ بلا حلف

میں بالکل بے قصور ہوں ست دھرم پرچارک پریس کا میں اسسٹنٹ مینجر ہوں۔ ست دھرم پرچارک اخبار سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ نہ اُس کی اشاعت سے میرا کوئی واسطہ ہے۔ میں سٹاک اور حساب کی کتابوں کا ذمہ وار ہوں۔ جو پریس کے متعلق ہیں۔ اشاعت کے کام سے میرا کچھ تعلق نہیں ہے۔ لالہ منشی رام کا میں ملازم ہوں ——— دستخط حاکم

یہہ جواب آخیر ہارے ہوا جبہ اور سماعت میں قلمبند ہو کر ملزم کو سنایا گیا۔ اور اُسنے سُن کر اُس کی صحت کا اقبال کیا۔

——— دستخط حاکم

ملزمان (۱) مستغیث (۲) ایشری پرشاد (۳) انباش چندر (۴) رام چند (۵) ہیرا لال (۶) رام بھجدت (۷) روشن لال اور (۸) پنڈت گوند سہائے کو طلب کرنا چاہتے ہیں اور کسی کو طلب کرنا نہیں چاہتے

——— دستخط حاکم

——— (باقی آیندہ) ———

۲۲/۱۳ گھرکا درزی ۲۲/۱۳

یہہ شاپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ لالہ بسنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے جس میں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کے طریق و اصول کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخیر حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ ۷ گرہ سے لے کر ۴۲ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو کتنا درکار ہے۔ قیمت فی جلد بلا محصول ۵ر۔ اس کا ہندی و گورمکھی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جس میں مضامین زیادہ اور داضع کئے گئے ہیں

المشتہر

ملاوا رام درزی متصل باغیچہ نہال چند
لوہاری دروازہ لاہور

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں

سمت انہہ آریہ سماجوں کی سیوا میں عموماً اور لاہور آریہ سماج کی خدمت میں خصوصاً

نویدن ہے۔ کہ ایشور پرماتما کی کرپا سے اب ستری جاتی کی رچی ویدک دہرم کی اور دن بدن زیادہ جھکتی ہوئی معلوم دیتی ہے۔ جو کہ آریہ دہرم کی اشاعت کے رستہ میں نصف سے زیادہ رکاوٹوں کے دور کرنے کا ایک موجب مبارک ثابت ہوگی۔ اور جس کے کہ ویدک دہرم پرچارک پریمی آج تک منتظر رہے ہیں۔ مجھے بڑا ہی ہرش پرتیت ہوتا ہے جب کہ میں ورتمان اوستھا کا مقابلہ سال سن ۱۹۰۸ع کی حالت سے کرتا ہوں۔ ان دنوں میں اپنی بڑی بہاوجہ جی کو جو کہ اپنے پیکے میں لاہور میں گئی ہوئی تھیں۔ لاہور سماج کے وارشک اتسو میں ہمراہ لے گیا۔ مگر واپسی پر جبکہ ان کے والدین اور محلہ کی ستریوں کے کان میں آریہ سماج کا شبد پڑا۔ تو انہوں نے مجھے یہاں تک زیر عتاب کیا۔ کہ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر اب وہی لاہور اور وہی آریہ سماج کا مندر ہے۔ کہ وارشک اتسو میں ایشور کی دیا سے ستری گن کی گنتی پرشوں سے کچھ کم پرتیت نہیں ہوتی۔ اور یہ محض لاہور پر موقوف نہیں۔ بلکہ۔ سیالکوٹ گجرات۔ بہوپالوالہ کے اتسووں کا میرا ذاتی مشاہدہ مجھے یہہ کہنے کی کافی جرات دلاتا ہے کہ ہوتا ہر ایک جگہہ ہی ایسا بہاؤ پرگٹ ہوتا ہوگا۔ میرے بعض بہائی شاید یہہ شنکا کرینگے کہ ایسے موقعوں پر ستریوں کی شمولیت محض ایک میلہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نہ کہ دہارمک بہاؤ سے۔ مگر میرے میتروں کو نشچہ ہو کہ ستیہ بڑا بلوان ہے۔ جب یہہ بڑے بڑے پتھر دل ناستکوں کی گردنیں توڑ چکا۔ تو کیا ممکن تہا۔ کہ آریہ ورت کے دیالو اور دہارمک گود میں پلی ہوئی دیویوں کے قدرتی کومل ہردیوں میں اپنا تسلط نہ بٹھاتا۔ نہیں نہیں میترو! یہ اپنا پورا اثر کر چکا ہے۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے۔ جسکی کہ دیگر واقعات سے تائید ہوتی ہے۔ ابہی چند ہی دن ہوئے ہیں۔ کہ دوپہر کے وقت جب کہ دہوپ کی شدت سے زمین تانبا بن رہی تہی۔ اور غریب سے غریب اور کنگال سے کنگال بہی مارے گرمی کے ساتویں بہیتر سر لٹکائے پڑے تہے۔ کہ دہوپ کی تیزی سے اپنی اور پانی کی ظاہری پیاس کی نسبت دہرم اپدیش روپی امرت کی باطنی پیاس کو زیادہ تر محسوس کرتی ہوئی دہنا ڈہیہ کل کی ایک بردہ مائی جی نے دور فاصلہ سے آکر اکسمات میرے دین آشرم کے دروازہ پر دستک دی۔ دروازہ کہولنے پر اندر داخل ہونے ہی مائی جی نے چپکے سے صرف روپیہ میری پتنی کے ہاتہہ میں دے کر کہا کہ نرجلا اکادشی کے دن لوگوں نے جبکہ پنکہے اور گہڑیاں دان کی تہیں میں نے بہی یہہ پانچ روپیہ کا سنکلپ کیا تہا۔ سوا پنے پتی کو کہو کہ جہاں مناسب ہو بہیج دیوے۔ میں نے کہا کہ مائی جی! اناتہہ کنیاؤں سے زیادہ تر ادہکاری اس دان کا مجھے کوئی پرتیت نہیں ہوتا آگے آپ جیسی آگیا دیویں اس کا پالن کیا جاوے۔ تب مائی جی نے اسے کنیا اناتہہ آلیہ میں بہیجنے کے لئے آگیا دیکر بڑی سپنتا پرگٹ کی۔ مائی جی نے جو سب سے بڑی آرزو ظاہر کی وہ یہاں ستری سماج کی قائمی تہی۔ جس کے واسطے مجھے ٹہنڈی سانس لے کر یہہ کہنا پڑا۔ کہ مائی جی! جب تک کوئی یوگیہ ستری موجود نہ ہو تب تک ایسا ہونا محال ہے۔ یہہ سن کر مائی جی نے بڑی مایوسی کو محسوس کیا جسکا مجھے بڑا ہی رنج ہوا۔ سو ستری گن دہرم کا کومل انکر جو اس وقت ستری گن کے ہردیوں میں سے نکلتا ہوا پرتیت ہوتا ہے۔ اس کو سینچنا ارتہات اس کا اُتساہ بڑہانا اور ان کو دہرم اپدیشوں کے ساوہن ہم پہونچانا اب آریہ پرشوں کا فرض ہے۔ جس کو پورا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ (۱) کنیا مہا ودیالہ کے کوشش اور مائی بہگوتی ودہواسہائک فنڈ کی پوری پوری سہائتا کر کے یوگیہ اپدیشکاؤں اور ادہیاپکاؤں کے پیدا کرنے کا ضروری پربندہ کیا جاوے۔ اور نہ صرف پربندہ ہی پربندہ میں سمے گذارا جاوے۔ بلکہ بہت جلد عملی طور پر پیدا کر کے ستری جاتی کا اپکار اور اس سے بہارت ورش کا ادہار کیا جاوے

(۲) جب تک اپدیشکائیں میسر نہ ہوں وارشک اتسووں کے موقعہ پر ہر روز کے پروگرام میں ایک لیکچر (ویاکہیان) ٹہیٹہ پنجابی میں ہونا چاہئے۔ تاکہ ستری گن کو جو کہ عموماً اردو نہیں سمجہ سکتی ہیں وششٹ لابھ ہو۔

(۳) پنجابی میں ویاکہیان دینے کے یوگیہ

خاص خاص مہاشے ہوں گے۔ اُن کا محض وارشک اُتسوؤں پر ہی جانا ضروری سمجھا جایا کرے۔ اور ہر ایک اُپدیشک مہاشہ کو تاکید اور ہدایت ہونی چاہئیے۔ کہ پنجابی میں بولنے کی خاص مہارت پیدا کرے ہوشیارپور والوں کا تجربہ بتلاتا ہے۔ کہ ہر ایک اُپدیشک پنجابی میں نہیں بول سکتا۔ تاکید کرنے پر کئی مہاشے شروع تو پنجابی میں کرتے تھے۔ مگر ختم اُردو میں ہوتا تھا۔

(۴) لاہور سماج کا جلسہ اب عنقریب ہونے والا ہے۔ کم سے کم پنجابی میں دو دو ویاکھیان تو اوشیہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ یہاں ستری گن کی گنتی قریب قریب پُرشوں کے برابر ہی ہو جاتی ہے۔ اگر کچھ کمی ہے۔ تو امید ہے۔ کہ آسانی سے پوری ہو جاویگی۔

(۵) اُپدیشکان موجودالوقت میں سے جہاں تک مجھے معلوم ہے پنڈت رام رتن جی پرچارک کو پنجابی میں ویاکھیان دینے کی عمدہ مہارت ہے۔ پس اُنہیں لاہور آریہ سماج کے آگامی وارشک اُتسو کے پروگرام میں ضرور موقعہ دینا چاہئیے۔ سُرخی میں خصوصاً کا لفظ محض ضمن ہذا سے متعلق ہے۔

(۶) ہر ایک آریہ پُرش کو اپنی سنتان کا ہر ایک سنسکار پورن ریتی سے کرنا چاہئیے اور اُس میں شامل ہونے والے انیہ آریہ بھائیوں کو اپنی اپنی پتنیوں اور پریوار کی دوسری ستریوں کو (اگر ممکن ہو) ضرور اُتسو میں شریک کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے

(۷) سب سے بڑھ کر یہہ کہ آریہ مہاشیوں کو اپنے آچرنوں دوارا اپنے اپنے گھر میں اپنے پریوار کی ستریوں کو ویدک دھرم کے گُوڑھ تتوں کا نشچے کرا کر اُنہیں پرتی دن دھرم شکشا دیتی چاہئیے۔ ستیا چرن سے آریہ دھرم کی مہماں کو یہاں تک فروغ دینا چاہئیے۔ کہ تصدیق چال چلن کے لئے کسی کے نام کے ساتھ آریہ شبد کا لگا ہونا ہی کافی تصور ہوا کرے۔ ایشور کرے کہ وہ دن جلد آوے جب کہ یہہ موجودہ خواہش جنوں کے الزام سے بری ہو کر حق الیقین اور امر واقعہ کی پدوی پاوے

اوم شم

راقم

ویدک دھرم کا سیوک

گنیش داس ورما از سیالکوٹ

پرارتھنا اُپاسنا

آریہ سماج کے ابتدائی برسوں کے مباحثے یا تحریریں مطالعہ میں لائی جاویں۔ تو صاف معلوم ہو جاویگا۔ کہ آریہ سماج کے سمجھدار ممبران دنوں عموماً برہمو سماجیوں کی اُپاسنا پرارتھنا اور اُس کے طریقہ پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ مگر حالات اور زمانہ کے ہیر پھیر سے فی زمانہ آریہ سماجوں میں جس ڈھنگ پر جس قسم کی اُپاسنائیں یا پرارتھنائیں ہوتی ہیں اُن کا برہمو سماجیوں سے کہاں تک فرق ہے آریوں کے وہ پہلے اعتراض بجا تھے یا نہیں؟ اور واقعی برہمو سماج اور آریہ سماج کی پرارتھنا اُپاسنا میں فرق کرنا لازمی ہے یا نہیں۔؟ یہہ سوالات حقیقت میں قابل غور ہیں۔ مگر اس غور کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو۔ بادی النظر میں یہہ تو صاف کہنا پڑتا ہے کہ جہاں اور کئی اصلاحیں ہفتہ وار جلسوں کی کارروائیوں میں درکار ہیں وہاں اُپاسنا پرارتھنا کا موجودہ طریقہ بھی سب سماجوں میں یکساں رنگ ڈھنگ پر لایا جانا ضروری معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ کسی جگہہ تو اُپاسنا کے واسطے بہت سا وقت لیا جاتا ہے۔ اور کہیں صرف پانچ سات منٹ ہر ایک آریہ سماج میں معمولاً اپاسنا پرارتھنا کرنے کی کوشش کی جاتی جن کو لیکچر دینے کا ابھیاس ہے۔ وہ تو اچھی طرح بول لیتے اور عبارت بھی جوڑ لیتے ہیں۔ گو اُنمیں بھی اس نقطہ خیال سے بہت کم ایسے مہاشے ہوں گے۔ جو اپنی اُپاسنا پرارتھنا کو سرمن نہ بنا لیتے ہوں وہ اصحاب جو لکنت کا شکتی نہیں رکھتے اُن سے اس وقت الفاظ کا ڈھونڈھنا اور پھر بےسروپا عبارت کو ظاہر کرنا عجیب بےلطفی پیدا کرتا ہے۔ اس سے تو اچھا تھا۔ کہ سب حاضرین بجائے خود خاموش ہو کر کچھ دیر تک مانسک اُپاسنا یا سندھیا کر لیا کرتے۔ آریہ بھونے یا وید بھاشیہ میں سے مقررہ تعداد وید منتروں کے پڑھ کر اگر اُن کا ترجمہ کر دیا جایا کرے (جیسا کہ بھاوارتھ میں لکھا ہوا ہے) تو اس میں کیا ہانی ہو گی یہہ طریقہ ایسا عمدہ ہے۔ کہ اس میں نئی عبارت گھڑنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بنی بنائی اعلیٰ درجہ کی عبارت موجود ہونے سے سامعین پر پورا پورا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وید منتروں کے معنی ہی یاد کرنے کے اُپاؤں میں سے یہہ بھی ایک اُپاؤ ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ

راقم

گنگارام دھم

اُپدیش

सर्वतः पाणि पादं तत्सर्वतो ऽक्षिशिरोमुखम। सर्वतः श्रुतिमल्लोके सर्वमावृत्य तिष्ठति ॥ " " " ॥

کیوں اُس برھمہ کی ہی شرن آنا چاہئے؟ کیوں اُسی کی پرستش کرنی چاہے؟ کیوں اُسی کو اپنا ایک ماتر آشریہ ستھان سمجھنا چاہئے؟ یہہ پرشن سہج ہی میں ہی اُپستھت ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں جب دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جس کے زیادہ دوست ہیں اُسی کو زیادہ آرام ملتا ہے اور اُسی کے زیادہ کام نکلتے ہیں کم محدود العقل انسان ایک پر بیشور پر اپنی ساری دوڑ چھوڑ نے پر رضامند نہیں ہوتا۔ تب رِشی لوگ اُس کی تسلّی کے لئے اُس کی ڈو اس بندھانے کے لئے اصلی راز کو اُس کے روبرو ظاہر کرتے ہیں کم زور انسان ہاتھوں اور پاؤں والے دوست چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اُس کی رکشا کرسکیں۔ اُس کو تکلیفوں سے بچا سکیں رِشی فرماتے ہیں۔ کہ وہ پرماتما ھر جگہہ ہاتھ پاؤں والا ہے۔ کوئی ستھان ہی اُس کی گرہن شکتی سے خالی نہیں۔ بڑے سے بڑے گرّوں یہاں تک کہ چیتن جیو آتما کو اُسی کا آشریہ سے ستھتی ہو رہی ہے۔ اور ان سب کو ایک دوسرے کے حملوں سے محفوظ رکھنا ہی اُسی کی شکتی کے اندر ہے۔ کون سی جگہہ ہے۔ جو کہ

اُس کی دیاپکتا سے خالی ہے؟ پھر محدود پاؤں والے انسان اُس کی تیز رفتاری کا کب مقابلہ کر سکتے ہیں! اور اُس کی سرود یاپک درشٹی ہے سنسار کا کون سا چتر چھپ سکتا ہے ودوان سے ودوان اور عالی دماغ سے عالی دماغ انسان سے چھپ کر پاپ کرم ہو سکتے ہیں۔ بڑے سے بڑے زیرک انسان کو بھی دھوکھا دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اُس سرو تو درشٹ "

सर्वतोदृष्ट

کو کون دھوکھا دے سکتا ہے؟ انسانی دماغ ایک وقت میں ایک خیال کے سوچنے میں ہی لگ سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کا ایک من کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ لیکن ایشور یہ "سرشکتی" ! اُس کا مورنن ہی کون کر سکتا ہے۔؟ اور پھر "یہہ سرو تو مکھ" بھی ہے ایک منہ والے کی شکتی ہی کیا ہے۔ جو اُس کے اُپدیش کا مقابلہ کر سکے۔ یہاں محدود انسان محدود جگہہ میں رہ کر محدود اُپدیش دے سکتا ہے۔ لیکن لا محدود کے اننت گیان بھنڈار میں کس بات کی کمی ہے۔ اُسکے دئے ہوئے گیان سے سنسار بھرپور ہو رہا ہے × × × × ×۔ اُسی کے آشریہ پر بڑے سے بڑے گیانی بھی چل کر ہی ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں۔ اور پھر انسانوں تک اپنے دکھ درد کی کہانی تم کہاں تک پہونچا سکتے ہو۔ وہ دوست جو صبح تم سے بات چیت کر رہا تھا۔ دوپہر کو عدالت کے کمرہ کے اندر روزی کما رہا ہے۔ تمہارا درد بڑھتا جاتا ہے۔ تسکین نہیں ہوتی مترکی ضرورت ہے۔ کہ تمہیں تسلّی دیوے۔ تمہارے لئے وئید لادے تمہارا علاج کرادے۔ لیکن متر تو سن نہیں سکتا اُس سمے تو تمہاری گریہ و زاری کی آواز پہنچ نہیں سکتی

پھر ایسے وقت میں اُسکی مترتا تمہارے کس کام آسکتی ہے۔ یا تم میلے میں جا رہے ہو۔ پتا تمہارے ساتھ ہیں دفعتہً بھیڑ زور کی آگئی۔ پتا کا تم سے بچھڑا ہوگیا۔ اب تمنے آنسوؤں کا تار باندھ دیا ہے روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ لیکن پتا کا کان دور ہے وہ سُن کیسے سکتے ہیں۔ باوجود اسقدر پریم کے بھی وہ تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ پس سوچو انسان کا گہرا سے گہرا تعلق بھی تمہاری کیا مدد کر سکتا ہے۔ مگر ایک پُرش ہے جو ہر جگہہ تمہاری آواز کو سن سکتا ہے جس سے تمہارے ہردیئے انتر یہ بھاؤ چھپ نہیں سکتے اُس کے کان عجیب اور حیرت انگیز ہیں۔ وہ ہر جگہہ اور ہر زمانہ میں چیاں ملتے ہیں۔ تمہیں پھر شنکا ہوتی ہے۔ اوشواس کے تم پرتسکار بنتے ہو۔ تمہیں یقین نہیں آتا۔ کہ کوئی ایک پُرش بھی ہو جو کہ ہر جگہہ دیکھ سن اور گرہن کر سکے۔ لیکن تم نہیں سنتا کہ وہ لا محدود ہے۔ کیا تمہیں انوبھو نہیں ہوا کہ وہ نہ صرف سارے برہمانڈ کے اندر دیاپک ہے۔ بلکہ اس بڑے برہمانڈ کو النگھن کر کے اسکے پرے بھی ستھت ہو رہا ہے۔ پھر اوشواس کا کیا مطلب لیکن نہیں نہیں دوسرا اوشواس آن گھیرتا ہے۔ تمنے فلاسفی پڑھی ہے تمنے منطق کے قاعدے سیکھے ہیں۔ تمہارے خیال میں نہیں آسکتا کہ آنکھ کان۔ ہاتھ پیر غیر محدود کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر تمہاری ایسی افسوسناک حالت ہو گئی ہے۔ تو رِشی کا فرمان سنو دیکھو وہ کیا بتلاتے ہیں۔

सर्वेन्द्रिय गुणाभासं सर्वेन्द्रिय विवर्जितम्। सर्वस्य प्रभुमीशानं सर्वस्य शरणं वृहत ॥ " " ॥

سب اندریوں کی طاقت جسکے اندر ہے۔ لیکن سب اندریوں سے جو علیحدہ ہے۔ وہی سب کا ادھشٹاتا اور سوامی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر سب کا شرن دینے والا ہے۔ اب سمجھ لو۔ اُسے اندریوں کے گولکوں

پرچارک کی حیثیت میں
خاص تبدیلی کا وچار

اب وقت آگیا ہے۔ کہ محض پرچارک کی ترتیب مضامین میں ہی خاص تبدیلی کی جاوے بلکہ نوعیت مضامین کے اندر بھی خاص طرح کی ایزادی اور تبدیلی کی جاوے۔ اِس غرض کو پورا کرنے کے لیئے ضروری ہوگا۔ کہ آئندہ اُن لمبے لمبے مراسلوں کو درج اخبار نہ کیا جاوے جن کی تمہید ہی بعض اوقات پڑہنے والوں کی نازک طبیعتوں پر گراں گذرتی ہیں۔ لیکن اِس تبدیلی کے لئے جہاں ایک طرف مجھے تہوڑا سا آرام ملنا چاہیئے۔ وہاں ساتھ ہی اِس وقت تک جو لمبے مراسلے میرے پاس موجود ہیں اُن کا درج اخبار ہو جانا بہی ضروری ہے تاکہ جن اصحاب نے اب تک پورا لمبے خیال پر مراسلے بہیجے ہوئے ہیں وے ناراض نہ ہو جاویں پس اِس پرچہ میں جملہ موجودہ مراسلے نکالنے کی خاطر میں نے اِس مرتبہ سنسار کی گتی اور ایڈیٹوریل نوٹس وغیرہ نہیں رہنے دیئے۔

آج تک پرچارک نے مثل دیگر اخباروں کے کبہی بہی آپ سے رخصت نہیں مانگی تہی۔ آج نئی تبدیلیوں کو مکمل کرنے کی خاطر آپ سے رخصت مانگی جاتی ہے۔ اِس امید پر کہ پرچارک کے معزز خریداروں ۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ کی غیر حاضری کو معاف فرماویں گے۔ آئندہ پرچہ آپ صاحبوں کی سیوا میں ۱۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو پہونچیگا مقدمہ کی بحث ہو چکی ہے۔ حکم سُنانے کے لئے تاریخ اگست مقرر ہے۔ جو کچھہ نتیجہ ہوگا اُس سے بہی اسی پرچہ میں آپ کو مطلع کیا جاوے گا

منشی رام جگیاسو ایڈیٹر

آریہ سماجک خبریں

مہتمم مدارس ریاست جیند سفیدوں کا رسرکار پر گئے۔ اور بعد امتحان کے اُنہوں نے سناتن دہرم سبہا میں مورتی پوجا اور مرتک شرادہ کی تائید میں لکچر دیا۔ یہ صاحب تہیوسافیکل سوسائیٹی کے ممبر ہیں۔ آریہ سماج کی طرف سے مورتی پوجا کے برخلاف چار سوالات پیش ہوئے جن کا معقول جواب نہ دیا گیا۔ اور مہتمم صاحب دوسرے دن چل دئیے۔

متہرا کی خبروں سے معلوم ہوا کہ پنڈت وشونا تہہ شرما جب سے بریلی سے آئے ہیں آریہ سماج کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں ستسنگ جلسوں میں آپ ہی عموماً بڑے عمدہ اپدیش دیتے ہیں حاضری ۳۰ یا ۳۵ کی ہوتی ہے۔ جو بہری رائے میں متہرا جیسے بڑے شہر کے لئے بہت تہوڑی ہے۔

پنڈت لالتا پرساد اُپدیشک ڈیرہ بابا نانک میں پرچار کریں گے۔ بعدہٗ آگے چلے جائیں گے

موضع جنڈی ضلع مظفر گڈہ میں جنوری ۱۹۰۱ء سے باقاعدہ آریہ سماج قایم ہے ستسنگ جلسوں میں ستیارتھ پرکاش سے کتھا ہوتی ہے۔ باقاعدہ انترنگ سبہا بن گئی ہے۔

چکروتہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو پنڈت کیشب چندر جی کے گہر میں ہون ہوا۔ اور پنڈت رام نے اِس موقع پر سوامی ...

کے فوائد پر لکچر دیا تہا۔ پنچان پنڈت ... جی نے گورو کل فنڈ میں ایک روپیہ

آریہ سماج بدایوں میں سوامی ... جی نے ویدک دہرم کا پرچار کیا۔ اثر عمدہ ...

جلندہر شہر۔ جولائی سے دوابہ ... بورڈنگ کے طلباء نے ایک بال آریہ ... کہولا ہے۔ اور اُس کے متعلق ایک لائبریری بہی کہولی ہے۔ جو اصحاب اِس لائبریری کو کوئی پستک دان میں دینا چاہیں وہ ... بال آریہ سماج کے نام ارسال فرماویں اودہیکاریاں کی تفصیل ذیل میں۔

ودیارتی برنداس پردہان۔ ودیارتہی امرناتہہ ... ودیارتہی پیارے لال شرما منتری ودیارتہی شمبر ... ودیارتہی ممبر ناتہہ پستکادہیکش۔ ودیارتہی راجہ رام ...

آریہ سماج خوشاب کے اودہیکاریاں کا انتخاب حسب ذیل ہوا۔

سردار بدہ سنگھ صاحب پردہان۔ لالہ ... منتری۔ لالہ کلیان داس صاحب کوشادہیکش لالہ دہنپت رائے سولی پستکادہیکش۔ لالہ ... لالہ مہاداس۔ لالہ کرپا رام ممبران انترنگ سبہا

نوشہرہ ... ان آریہ سماج کے اودہیکاریوں کا حسب ذیل انتخاب ہوا۔

لالہ امیر چند صاحب پردہان۔ لالہ کشن دیال صاحب منتری۔ لالہ کشن داس صاحب خزانچی

سہارنپور۔ لالہ گنیشی لال جی نے قصبہ ... ضلع سہارنپور سے مبلغ ہے ۱۴ جو وہاں ... اُنہوں نے بواہ سنسکار پر کئے تہے۔ ارسال فرمائے۔ یہ نہیں تحریر کیا کہ کس فنڈ کے لئے ہیں۔ کرپا کر کے مطلع کریں۔

لالہ خوشالی رام صاحب سٹیشن ماسٹر ... نے بابا داوکینا ناتہہ آلہ مبلغ ... ایجرنٹ ... میں سے مبلغ ۵ ارسال فرمائے

نوشہرہ ... ان ضلع ... سر آریہ سماج

کے لئے مبلغ ۳ؔ روپیہ نقد چندہ جمع ہو گیا ہے۔ مندر کی عمارت عنقریب شروع ہونیوالی ہے

مہاشہ پچھمن داس جی نے بنوں سے مبلغ ۵ روپیہ کنیا مہا ودیالہ کی امداد کے لیئے ارسال فرمائے بعد ازاں مبلغ ۷ؔ معرفت لالہ سوہن لعل جی وصول ہوئے۔ گویا کل ۱۲ؔ وصول ہوئے۔

لالہ رام داس جی منتری آریہ سماج لس بیلہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر بشیشر دیال صاحب پردہان آریہ سماج کے وشیش کارنوں سے اپنے وطن کو تشریف لیجانے سے سماج کو بہت نقصان پہنچا ڈاکٹر صاحب نے اس ملک میں بہت ہر دلعزیزی اور نیک نیتی سے کام کیا ہے۔ کوئی شخص ان سے ناراض نہیں ہے۔

مہاشہ لالہ چانن مل جی نے جلال پور جٹاں سے مبلغ ۲ؔ روپیہ امداد کنیا اناتھ آلئے انکیتر کر کے ارسال فرمائے۔ تفصیل بباعث تنگی جگہ دینے سے مجبور ہوں۔

سماچار متعلقہ آریہ سماج امرتسر:- لالہ موہکچند جی کٹرہ اہلو والیان جو کہ سماج کے پریمی پرش ہیں۔ اُن کے بہائی کا بیاہ کنھیاں کی بابت تحصیل بٹالہ میں ہوا۔ اس موقع پر انہوں نے دو روپیہ ویدپرچار فنڈ کو اور ایک روپیہ گرو کل کو دان کیئے۔ تاریخ بیاہ ۱۳۔ ہاڑ جی لالہ جی کا دہنیہ واد کیا جاتا ہے۔

سردار گوپال سنگہ جی مہنت اکال بنگا امرتسر نے چار روپیہ بہ تفصیل ذیل دان کیئے۔ ایک روپیہ گروکل۔ ایک روپیہ کنیا مہا ودیالیہ جالندہر۔ ایک روپیہ اناتھ آلئے۔ ایک روپیہ وید پرچار فنڈ۔ سردار جی کے دہنیہ واد کیئے گیئے ہیں

۱۰۔ جولائی کو لالہ نارائن داس صاحب کلارک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی محکمہ لاہور نے اپنے پُتر ودواہ پر جو امرتسر میں ہوا ۵ؔ روپیہ ویدپرچار فنڈ کو دان دئیے جسکے لیئے انکا دہنیہ واد کرتے ہیں

لالہ رلا رام صاحب کلارک گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس لاہور نے اپنے پتر ودواہ پر وید پرچار فنڈ کو ۵ؔ روپیہ امرتسر میں پرتگیا کی جسکے لئے ہم دہنیہ واد ...

واقف

شام لعل اپ منتری آریہ سماج امرتسر

ایشوری نیموں کا سادہن اور حضرت انسان کی من گھڑت پیچیدگیاں

سرو گیہ پرماتما کی ادہبھت سرشٹی میں جس اور نگاہ ڈالو ادھر ہی ویتر نیم بڑی سرلتا سے کام کرتے دکھائی دیتے ہیں ایک سامانیہ سے سامانیہ نیم پر بہو نیتا کی مہانتا کو اس سوندریہ سے پرگٹ کرتا ہے۔ کہ بدھی مان اس دیکھ کر چکیت ہو جاتا ہے۔ اگیکنشٹیہ ایشور گیان کے سہارے سے سرشٹی کے جس نیم کو جانت اور اپنے جیون میں دہارن کرنا چاہتا ہے وہ نیم اس کے لئے اس قدر آسان اور سہج سبھاؤ سے گرہن کرنے یوگیہ پرتیت ہوتا ہے کہ مانو پرماتما نے پہلے سے اس نیم کو اس لئے رچا تہا۔ مثلاً اُتپتی اور وناش کا اصول سنسار میں بڑے زور سے کام کر رہا ہے اب اس کو سمجھنے کے لئے ایک تھوڑا سا گیان رکھنے والا سرل ہردئے پرش آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ سنسار کا ہر ایک پدارتھ اس نیم کے چکر میں آ رہا ہے۔ اور اس قدر آسانی سے وہ اُسے اپنے جیون میں ہی دہارن کر سکتا ہے۔ ارتھات سنتان اُتپن ہونے اور مرتیو کو پراپت ہونے میں وہ وشیش دکھ اور شوک محسوس نہیں کرتا۔ مگر اس سرل نیم کو زیادہ پیچیدہ اور دہارن کرنے کے ایوگیہ سمجھنے والا ایک بجر انسان اپنے کسی سمبندہی کی مرتیو کے وبوگ ہونے سے اتینت کشٹ سہن کرتا ہوا ہاہاکار مچاتا اور بعض اوقات ایشور تک سے منحرف ہو جاتا ہے۔ اس ایک مثال سے ہی پرچارک کے سنجیدہ پاٹھک میرے ساتھ اس وچار میں ضرور متفق الرائے ہوں گے۔ کہ اسوقت دنیا میں ایشوری سرل نیموں کو ٹیڑہا اور پیچیدہ بنا کر منشیہ جاتی نانا پرکار کے کشٹ سہن کر رہی ہے۔ اور پھر اپنے زعم میں یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہم اُنتی کے مارگ میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔

اگر غور بینی سے آپ وچار کریں گے۔ تو آپ کو پرتیت ہوگا۔ کہ آج کل کی اندہکار میں گری ہوئی آریہ سنتان سرل ایشوری نیموں پر جہاں ایکطرف اپنے من گھڑت خشک فلاسفی کے خول چڑھا کر اُنہیں پیچیدہ سے پیچیدہ ثابت کرنے میں زبردست جدو جہد کر رہی ہے وہاں دوسری طرف آسان سے آسان دہارن کرنے یوگ باتوں کو ایک مشکل اور ناممکن کا فتویٰ دے کر بجائے اس کے برخلاف آکردنی کاموں کو گرہن کر کے سنسار میں نت دکھ اور کشٹ کی بڑھتی کر رہی ہے۔ اس قسم کے نیک درشٹانت آئے دن ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔

پرچارک کے ناظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا کہ منشیہ ماتر کو ودیا ادہکاری سمجھنے والی چند پوتر آتماؤں نے اپنے دیش کی ستری جاتی کے اودیا روپی دکھ کو محسوس کر کے اس کے متعلق کام کرنے

سادہ اور ایشوری نیم تھا۔ اسلئے اس کو سمجھنے اور اپنے آپ میں دھارن کرنے میں کوئی خاص دِقت نہ ہوئی اور اکثر سرل ہردے پرش اس نیک کام میں بخوشی تمام حصہ لینے لگ پڑے۔ مگر کیا خشک فلاسفی سے پُر دماغ منشوں نے اِس سرل نیموں کو ایک پیچیدہ اور مشکل کام ثابت کرنے میں ہاتھ پاؤں نہیں مارے؟ اور کیا اُنہوں نے اپنی ساری فلاسفی کا زور اس بات کا فتوی دینے میں صرف نہیں کیا تھا۔ کہ ستری جاتی کو تعلیم دینا بالکل ناجائز اور غیر ضروری ہے؟

اُس عہد کے بڑے بڑے بزرگ سفید ریش لکھے پڑھے دور اندیشی میں اپنے آپ کو اعلے ترین سمجھنے والے دوستوں نے "منشیہ ماتر کو ودیا کا ایک سا ادھیکاری ہونے کے" سرل نیم کو پیچیدہ بنانے میں ہی پرکار کی دلیلیں پیش کیں کہ جن کو سن کر غیر اقوام کے افراد دل لے ہی ہنسی اُڑاتی اور اس وقت تختۂ دُنیا پر اعلیٰ سے اعلے تعلیم یافتہ مستورات کی موجودگی کے باوجود بھی ہمارے دوست ستری اور پُرش کے دماغ کی بناوٹ میں بھاری فرق ہونے کی دلیل پیش کرتے ہی رہتے۔ مذکورہ بالا واقعہ تو بھلا کسی قدر پرانا ہونے کی وجہ سے پرچارک کے اکثر ناظرین کو ممکن ہے یاد نہ رہا ہو۔ مگر گروکل کی قائمی کو ضروری سوال کا ایک تازہ واقعہ تو ہم سب کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ پہلے پہل جب اس منشیہ سماج کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ یہ چند ہمدرد پُرشوں کی توجہ بھی اور مہرشی سوامی دیانند کے زبردست اُپدیشوں نے اُن کے ملک میں ایک زوردار حرکت اس کے جاری کرنے کی پیدا کی تو اُن کے سرل ہردو میں یہ سوال ایک سادہ ایشوری نیم کی شکل میں پرتیت ہوا۔ اور اُنہوں نے اس نیم کو اپنے آپ میں دھارن کرنا آسان اور سہل سمجھ کر اس کے لئے یتھا شکتی کام کرنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت تک یہ کام نہائیت خوش اسلوبی سے ہوتا رہا۔ اور اُس کا درجہ تھمیں تک پہونچتا ہر ایک ایشور فبواسی اغلب خیال کرتا رہا۔ مگر جونہی کہ سرل ایشور نیم پر خشک فلاسفی کی بیہار اور انسانی دماغ کی افترائی پیچیدگیوں نے اپنا عمل جمایا دونہی اِس سوال نے ایک معمے کی شکل اختیار کی۔ اور اگر کچھ مل کسی انش میں اِس سوال کا حل ہو تو وہ اُن ہی سرل آتماؤں کے ایشور پرایَن اُدیوگ کا پھل ہے۔ اور گو ہمارے تُچھ وچار میں موجودہ گروکل بھی بوجہ الپگیہ انسانی دماغ کی پیچیدگیوں کا بہت کچھ دخل پانے کے اصلی گروکل کا ہتو نہیں ورت سکے گا۔ مگر تاہم جس قدر ایشوری نیم کی انوکولتا میں اس کے لئے کام ہوگا اور اس قدر انسانی دکھ کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ اس ذیل میں جس جس ایشوریہ نیم پر آپ وچار کریں گے۔ عین یہی اوستھا آپ کو پرتیت ہوگی۔ ایشور کی پرجا بڑھانے کے لئے وواہ جیسا مہا نیم کیسا سرل اور منشیہ ماتر کو منزل مقصود تک پہونچانے کا ایک ماتر ذریعہ ہے۔ معمولی سے معمولی تُچھ بدھی انسان اس نیم کو آسانی سے سمجھ اور دھارن کر سکتا ہے اور اس کے لئے یہہ ویدک سدھانت کہ "عمر بلوغت میں گن کرم سوبھاؤ کے سدرش پرسنتا پورو ک سنتان اُتپتی آدی دھارمک کاموں کی پورتی کے لئے ستری پُرش کا ودھی پورک سمبندھ پیدا ہونا وواہ کہلاتا ہے" کوئی معمہ معلوم نہیں ہوتا مگر افسوس کہ اِسی پوتر وواہ اور نتھارتہ گرہست آشرم کی انسانی پیچیدگیوں نے وہ مٹی خراب کی ہے۔ کہ جس کا عملی نتیجہ ہماری شب و روز کی گریہ و زاری اور بلبلاہٹ ہے اور جس کا ہو بہو فوٹو بارہا ہمارے روبرو تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ پیش ہوتا رہتا ہے اسی گرہست آشرم کو جو ویدک رشیوں کی رائے میں کُل دیگر آشرموں کا سہارا اور منشیہ کو اسی لوک میں سورگ درشانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ آج فخر کے ساتھ

"گرہست ہاپال وامول ہے"

اِس ضرب المثل سے پکارا جا رہا ہے۔ ناظرین! وچار کیجئے کہ کیوں یہ ایشوری سرل نیم اس قدر دکھ دائی اور مضرت انگیز بن رہا ہے۔ مزید غور کے بعد بلاشبہ اس عندیہ پر پہونچنا پڑے گا۔ کہ یہ سب دکھ اور مصیبت حضرت انسان کی اپنی ہی من گھڑت کا پھل ہے۔

اِسی سلسلہ میں ورن آشرم ویوستھا کا پوتر اصول جو منشیہ ماتر کی شانتی اور آنند کا ایک ماتر ذریعہ ہے۔ آج ایک پہیلی کی شکل اختیار کئے ہوئے موجودہ زمانہ میں ناممکن العمل سوال بن رہا ہے باوجودیکہ ایک ایشوری سرل نیم ہے اور جگت بھر میں وکھیات ہے۔ پھر پرشن پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کیوں؟ جواب میں یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ حضرت انسان کی خشک فلاسفی کی بدولت ورنہ جس طرح ایک قدرتی چشمہ نرمل جل

ستو جہ سندر اور میٹھا پرتیت ہوتا ہوا
ایک دگدھ ہردیہ منشیہ کی شانتی
کا باعث ہوسکتا ہے۔ ٹھیک اُسی طرح
ورن آشرم ویوستھا کا یہاں ایشوری
نیم ایک سرل ہردیہ منشیہ کی سمجھ میں
بڑی آسانی سے آسکتا ہے۔ اور وہ
بغیر کسی دقت کے اُسے دھارن کرسکتا ہے
بھلا نپکش ہوکر ذرا وچار تو کیجئے!
کہ یدی آپ ایشوری آگیا وید کے آگے
تسلیم خم کرتے ہوئے یہ بدل مانتے ہیں
کہ سنسار میں چار ورن اور چار آشرم
ہی قدرتی طور پر اُپ یکت ہیں۔ اور
باقی یہ بیہودہ ذات پات کے سگّل ڈھکوسلے
اویدک ہیں۔ تو پھر آپ کے راستے میں
وہ کونسی رکاوٹ حائل ہوتی ہے۔ جو
آپ کو برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر
کے علاوہ سود۔ کائستھ۔ اروڑے
زرگر۔ جلاہے۔ وغیرہ وغیرہ اننت
ذاتوں کے ماننے پر مجبور کرتی ہے۔ اور
ایک جنم کے گدا چاری بھرشٹ برہمن
کو ایک اعلیٰ اوصاف رکھنے والے شدھ
پوتر آتما کے سود کائستھ آدی ذات
والے پر فوقیت دینے کو مجبور کرتی ہے
اور صرف جنم کی ذات پر اہنکار ہونے
کی بودا دلیل پیش کرنے پر آمادہ کرتی ہے
پیارے ناظرین! بات اصل میں یوں ہے
کہ ہم لوگ خاص اویدک سنسکاروں
میں پرورش پانے کی وجہ سے اپنے
منوں کو تدروپ بنا چکے ہیں۔ اور اُن
سنسکاروں کے ساتھ ہمارا اس قدر
گہرا پریم ہو چکا ہے۔ کہ یکا یک
ان کو چھوڑ دینا ہمارے لئے سخت
دوبھر ہے۔ اور درحقیقت یہی وجہ

کہ بودی سے بودی دلیلیں
موجودہ اویدک ذات پات کو قائم
رکھنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور اگر کچھ
ایشور وشواسی پُرش اپنے سرل بھاؤ
سے اس اویدک ذات پات کو
الوداع کہہ کر یعنی ورن آشرم
ویوستھا کی طرف قدم اُٹھانا شروع
کرتے ہیں۔ تو ہمارے یہی بھائی شاید
طرح طرح کی پیچیدگیاں اپنے بھائیوں
کے راستے میں پیش کرکے انہیں آگے
قدم اُٹھانے سے روکتے ہیں۔ تو کوئی
تو رنگینی عبارت اور تحریری لیاقت کے
زعم پر اس ایشوری نیم پر فتح پانے
کی جدوجہد میں مصروف ہو جاتا ہے
کوئی دور اندیشی کے چمکدار لباس
میں ملبوس ہو کر "ابھی وقت نہیں آیا"
کا ڈھکوسلا پیش کرتا ہے۔ کوئی اپنی
علمی لیاقت سے یوں جوہر دکھاتا ہے کہ
پہلے فلاں کام کو ختم کر لو۔ پیچھے کام
کو ہاتھ لگانا۔ کوئی اپنی ساری
فلاسفی کا زور اس پر خرچ کر دیتا ہے
کہ یدی فی زمانہ کسی عمدہ سے عمدہ
کام میں اگر کچھ نقص واقع ہوئی
ہو تو وہ ساری خوبیوں کو نظرانداز
کرکے اُسی نقص پر اعتراض کی
بوچھاڑ کرکے اپنی نفرت کا علم بلند
کرنا چاہتا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں
بلکہ بعض ستین بحث کرنے کا دعوے
کرنے والے بھائی بجائے آپس
میں پریم پوروک موجودہ دقتوں
کا اگر اُن کے خیال میں فی زمانہ واقع
ہونے والی ہوں تدارک سوچنے
کے وہ بھی محض لیاقت آزائی

اور تو تو میں میں اپنا سمے
ویرتھ کھوتے ہیں
غرضیکہ سیدھے سادہ سے سادہ
ایشوری نیموں کو از خود پیچیدہ سے
پیچیدہ بنا رہے ہیں بنا رہے
ہیں۔ اور اپنی زندگیوں کو مفت
ضائع کر رہے ہیں۔
پیارے سجنو! وچار کا ستھان ہے
کہ جب ایشوری آگیا کو ہم وہم اُٹھتے
ہیں اور ایشور سے بڑھ کر سنسار میں
کوئی بھی پدارتھ گرہن کرنے یوگیہ
نہیں ہے۔ اور نہ ہی دھرم سے بڑھ
کر کوئی وستو ہمارے لئے کلیان کاری
ہوسکتی ہے۔ پھر کونسی وجہ ہے کہ
کہ سنسار میں منشوں کا تجھ جیسے
بھی یہاں ایشور کی آگیا کے مقابلہ
میں ہم پر غلبہ پا سکے۔ کارن اصلی
یہ ہے۔ کہ ہمارا ایشور پر سچا وشواس
نہیں۔ ورنہ کب ممکن ہے۔ کہ
دُنیاوی حکمران کا فرمان تو
ہمارے لئے ایک اٹل مانیہ تی ہو۔
اور کُل شاہنشاہوں کے۔ پربھو
جگدیش کے آگیا کے پالن سے
ہم دل چُرائیں۔ اور ٹال ٹولا کریں
جب تک اپنے مند کرموں کی بدولت
ہم اندھکار میں رہے۔ تب تک
تو مجبوری تھی۔ کہ ہم دکھ بھوگتے
رہتے۔ مگر جس سمے ہمارے ابھ
بھاگ اور ایشور کی کرپا سے ہمیں
اپنے دکھ دور کرنے کے لئے کسی
ایشوری نیم کا پتہ لگ گیا۔ تو
پھر تو جہالت اور مورکھتا ہے
اور ہم سے بڑھ کر کوئی ہی پاپ

آتما نہیں کہ ہم اُس ایشوری نیم کو سرزد تھا دھارن کرنے کے لئے پورا یتن نہ کریں

آریہ مہاشیو! سنجیدگی سے وچاریئے کہ موجودہ اویدک ذات پات کا پھینکر بھوت کہاں تک ہماری ادھوگتی کا موجب ہوا ہے۔ اور کس قدر نرا پرادھ دیویوں کو اس ایک گندہ اصول کی بدولت مہان ہے مہا کشٹ بھوگنے پڑے ہیں۔ کیسی کیسی ودشی دیویاں جن کو دیالو والدین نے ودیا کے زیور سے ہی آراستہ کیا۔ مگر اس جھوٹی ذات پات کی آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونے کی وجہ سے اپنی اُس محدود چار دیواری میں جس قسم کا ور والدین کو مل سکا۔ خواہ کنیا کا گن کرم وغیرہ کے بالکل ورودھ ہی کیوں نہ ہو بھیڑ بکری کی طرح اُس کے حوالے کر دیا۔ اور پھر جب قدرتی طور پر بوا متاجوڑے کی طبیعت نہ ملی اور دن رات جوتی پیزار کی نوبت پہونچی۔ تو ایک طرف سوشیلا دیوی کے والدین اپنی قسمت کو روتے اور دوسری طرف نرا پرادھ کنیا افسوس کے آنسو بہاتی ہوئی زبان حال سے پیچیدہ دماغ خشک فلاسفروں کی فلاسفی کو کوستی ہے۔ ہماری یہہ ادھوگتی ایک ماتر ایشوری آگیا کی خلاف ورزی کا ظہور ہے۔

میرے بعض آریہ بھائی اس جگہ بے اختیار پکار اُٹھیں گے۔ کہ موجودہ اویدک ذات پات کی برائیوں کو تو کل آریہ سماجی مانتے ہیں۔ اور وہ آریہ ہی نہیں جو موجودہ ذات پات کے ڈھکوسلے کی کم از کم علانیہ تائید کرتے ہیں۔ مگر اس وقت حل طلب سوال یہہ ہے کہ

"موجودہ ذات پات کو الوداع کہہ کر ہم اصلی ورن دیوستھا کو موجودہ حالات میں کس طرح قایم کر سکتے ہیں" اور یہہ کہ جب **تک ورن ویوستھا مروج ہونے کے پورے سامان مہیا نہ کئے جا سکیں تب تک موجودہ ذات پات توڑنا ورن سنکر اولاد پیدا** کرنا اور بہت ہی خطرناک ہے۔ پس اس سوال کے متعلق ہی کچھ بحث کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ میرے خیال میں یہہ بات ایک امر مسلّمہ کے برابر ہے۔ کہ پرکاش کے ہوتے ہوئے اندھیرا۔ دھرم کی موجودگی میں ادھرم۔ سچ کی موجودگی میں جھوٹھ کدا پی ٹھہر نہیں سکتا۔ مثلاً خورد سالی کی شادی بل بیریہ کے نشٹ ہونے کا باعث ہے۔ اگر خورد سالی کی شادی کو قطعاً بند کر دیا جاوے۔ تو قدرتاً نتیجہ یہہ ہوگا۔ کہ بڑی عمر میں شادیاں ہونگی اور اُس حالت میں پھر قریباً ناممکن ہے۔ کہ ہماری سنتان نربل اور کم زور پیدا ہو۔ اسی طرح فرض کیجئے۔ کہ جھوٹھ بولنا حکماً بند کیا جاوے۔ تو اس میں شک یہہ نہیں کہ لوگ سچ بولیں گے۔ اور نتیجہ لازمی طور پر موجودہ دُکھ کی نورتی ہوگی۔ اسی طرح یدی موجودہ ذات پات کے بندھن اویدک تسلیم کئے جائیں اور ہم مردانہ ہمت سے ان کو جاگھی جہل و جہالت کے چھوڑ دیں۔ تو نتیجہ قدرتاً یہہ ہی ہوگا۔ کہ ع

"کند ہم جنس باہم جنس پرواز"

وا اسی مقولے پر عمل کرتے ہوئے لوگ قدرتی طور پر قایم ہوئے ہوئے ورنوں کے مطابق ہی وواہ کرینگے کیونکہ اصل چاروں ورن جو قدرت نے قایم کئے ہیں وہ ہر وقت اور ہر ملک میں ایک سے موجود ہیں پس نتیجہ ٹھیک پیدا ہوگا اسجگہ البتہ حضرت کی طرف سے یہ اعتراض ضرور ہوگا کہ ورن کون قایم کریگا جسکے جواب میں اسقدر کہنا کافی ہوگا کہ ورن تو قدرتاً خود بخود قایم ہے البتہ ورن کو حکماً منوانے کے لئے برادری وغیرہ کی ضرورت ہے مذکورہ بالا اعتراض کو ذرا زیادہ توضیح کیساتھ بیان کرنے کے لئے میں ایک مثال پیش کرونگا۔ فرض کیجئے کہ ذات پات کے ابھاؤ میں عام طور پر دیش ورن کے کل رہنے والے ایک جوڑہ کا وواہ ہوتا ہے۔ اور دلیل کی خاطر ... کہ درحقیقت اس جوڑے کا ورن دیش ہی پیدہ ہے موجودہ زمانہ میں جبکہ ... دھرم پرا ... اور سچے سوبھاؤ کے ابھاؤ سے پبلک اپدیشن ... نہیں اور ادنےٰ سی بات ... چھوٹے بڑے کی زبان سے سنتے جاتے ہیں ... اور سنتا میں یہ بحث مشکل ہوگا کہ ایک جنم کو گن کرم ... ورن میں شادی کرنے سے موجودہ پبلک ... پس اب ناظرین ... اعتراض کی اصلیت کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے ... اگر ... میرے ... غور و جار ... تو آپکو بخوبی سمجھ میں آجاویگا ... ٹھیک ... ہو سکتا ہے جبکہ ... سرکاری قانون ... کو ... پس مختصر الفاظ میں میرا جواب ... موجودہ ذات پات کے بندھن کو الوداع کہنے سے ...

دینے میں ہمارے آریہ سماجی بھائی دل سے محسوس کرتے ہیں۔ اور جو ایک اثر ذریعہ اس ساری پس و پیشی اور دلیل بازی کی تہ میں کام کرتا ہے۔ وہ محض یہہ ہے۔ کہ موجودہ ابدیک ذات پات کی زنجیر کو توڑنے سے ہندو سوسائیٹی Ratten خواہ کس قدر ہی بے اوستھا ہی کیوں نہ ہو۔ ضرور اپنا سخت کوپ پرکاشت کریگی اور عملی طور پر آریوں کے ساتھ ہندوؤں کے ناطے رشتے بطور ایک ہندو کے ہو جائیں گے۔ اور علانیہ طور پر آریوں اور ہندوؤں میں امتیاز ہونے لگ پڑے گا سچ مچ ہمارے آریہ سماجی بھائیوں کے لئے یہ خطرہ ایک سخت ہلچل ڈالنے والا اور سارے شریر کو کمپایمان کرنے والا ہے کیونکہ ایشوری بھئے سے نچلے درجے پر سوسائیٹی کا بھئے ہوتا ہے۔ اور آج کل جب کہ ایشور پرماتما کو واستو میں ماننے والے بہت کم ہیں۔ تو سب سے بڑھ کر سوسائیٹی کا بھئے ہی اس وقت سب پر شاسن کر رہا ہے۔ اور ہندو سوسائیٹی کے زیر سایہ رہ کر اُس کے بھئے کی پروا نہ کرنا قریباً ایک ناممکن امر ہے۔ جو کچھ اچھی بری وعظ اس وقت ہندو سوسائیٹی کی ہے۔ سوسائیٹی کے افراد کا اسی کے بہاؤ کے ساتھ بہتے جانا ہی اُن کے لئے سادھارن

وار بن ہے۔ اور اس لئے حالات موجودہ کا لحاظ کرتے ہوئے کسی کو بھی آریہ سماجی بھائیوں پر جو ہندو سوسائیٹی کے لحاظ اور بھئے کی خاطر سب کام ہندو دھرم کے مطابق کر رہے ہیں۔ اعتراض کر رہے ہیں۔ اعتراض کرنا یا طعنہ مارنا جائز اور مناسب نہیں ہاں یہہ امر دیگر ہے۔ کہ مہرشی سوامی دیانند کے بیان کردہ ویدک سدھانتوں پر عمل درآمد کرنے کے لئے اور مہرشی کی سکیم کے مطابق ویدک اصولوں کی پیروی کرنا ایک ماتر اپنا فرض سمجھ کر جو آریہ لوگ ہندو سوسائیٹی کی پناہ سے بالکل گریز کرتے ہوئے بذاتہ آپس میں پریم بڑھانا اور آریہ سماج کو دل سے ایک واستوک سماج سمجھتے ہیں۔ اُن کے راستے میں ہی خواہ نخواہ کی دقتیں ڈالنا اور اُن کو ناحق ہندو سوسائیٹی کی غلامی میں پھنسا کر اپنے آتما کے ورودھ ویدک سدھانتوں کی بجائے اویدک پرکار نیہ ہونے کے لئے مجبور کرے راستی اور انصاف سے کوسوں دور ہے

پس میری انتم پرارتھنا یہہ ہے کہ اگر گن کرم انوسار ورن ویوستھا قایم کرنے کا خیال ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ویدک سدھانتوں کو ہم مقدور بھر کوشش سے پالن کریں تو بجائے ان قدرتی

سہل اصولوں کی پیچیدہ بحثوں میں پڑ کر معمے اور پہیلیاں بنانے کے عملی طور پر عملدرآمد شروع کردیں اور اُن دور اندیش بھائیوں کو جو مہرشی کے بیان کردہ ویدک سدھانتوں کے خیالی طور پر دلدادہ ہیں۔ مگر ہندو سوسائیٹی کی غلامی سے آزاد ہونا اُن کے لئے اس جنم میں ایک ناممکن امر ہے۔ ایسے بھائیوں کو اپنے طور پر کام کرنے دیں۔ اگر سچ مچ ویدک سدھانتوں پر عمل کرنے سے آپ نیک مثال قایم کرتے ہوئے سکھ لابھ کریں گے۔ تو ان بھائیوں پر بھی کیا حسرت۔ کل دنیا آپ کی طرف جھکے گی۔

باقی رہا یہہ امر کہ ناموافق حالات کی وجہ سے آنے والی دقتوں کے انسداد کے لئے بھی تجاویز سوچی جانی چاہئیں۔ یا نہ۔ تو آپ کی نسبت میں یہی اعتراض کرونگا کہ آریوں میں نسند یہہ ہر ایک آیندہ خطرہ کے مقابلہ کی تجاویز سوچی جانی لازمی اور ضروری ہیں۔ مگر اُن لوگوں کے ساتھ خشک بحث کرنا بالکل نامناسب ہے جو کہ محض ہندو سوسائیٹی کی اطاعت کی وجہ سے کوئی کام ہندو سوسائیٹی کے ورودھ نہیں کرنا چاہتے۔ اور ساتھ ہی اپنے خیالی گھوڑ دوڑ میں سب سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں ان بھائیوں کی ایسی دلیلیں بھی سرگرد و تحکی کی تائید کے بعد جب

آ چار یہ وروودہ قایم کریں گے تب موجودہ ذات پات کو ترک کیا جاوے گا۔ اس افت ذات پات کو چھوڑ کر دواہ کرنا ورن سنکر ولاد پیدا کرنا ہوگا وغیرہ۔ اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ دونوں سے ہندو سوسائٹی کے بچے سے کپا ٹیان ہو رہے ہیں مگر عسلا نبہ ان کے لئے اس بات کا تسلیم کرنا ایک مشکل امر ہورہا ہے۔ اس لئے بے سرو پا ادھر اُدھر کی دلیلیں پیش کر کے اپنا اور دیگیر پبلک کا وقت ضایع کر رہے ہیں۔

پس میری ناقص رائے میں ان بحثوں سے کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے ان بحثوں کو چھوڑ کر کے ہمیں عملی کام کی طرف سنجیدگی سے توجہ کرنی چاہئے۔ اور آریہ سماج کے سچے ہتیشیوں کو اصلی آریہ سماج کی بُنیاد مستحکم کرنے میں ہمہ تن معروف ہونا چاہئے

راقـــــم

سیتارام آریہ از لاہور

مہذب عیسائیوں کے چوچلے

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ناظرین اخبار! یہ اس گروہ کے ایک آدمی کا ذکر ہے جو کہ ہندوستانیوں

کو اخلاق اور تہذیب کا سبق پڑھانے کے لئے یورپ سے تشریف لائے ہیں۔ اور جو اپنے وعظ سے لوگوں کو خدا کے حضور میں لیجانے کا دعوے کیا کرتے ہیں۔ عیسائیو! اور عیسائی پادریو!! اس وقت دنیا میں مہاگھور اندھکار پھیلا ہوا ہے۔ ویدک دھرم کے ابھاؤ سے لوگوں کے اندر پشو دھرم نے گھر کیا ہوا ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ اس قسم کے میلے کیا انسانوں کو انسانیت سے گرانیوالے نہیں ہیں؟ وچارو تو سہی۔ کہ کیا بائیبل کی آیات پڑھ کر پھونکنے اور بوسہ لینے سے کبھی امراض کا دور ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ اور کیا ایسے افعال وحرکات کامیوسے اوغت ہوئے پُرشوں کے نہیں ہیں۔ بھائی آؤ پردہ تعصب کو دل کی آنکھوں سے دور کر کے وید مقدس کی پوتر شکشا سے اپنے میلے اور زنگ آلودہ ہردیوں کو صاف اور پاک کرو۔ اور آؤ صرف ایک بندۂ خدا پر ایمان لاکر گناہوں سے مخلصی حاصل کر لے اور نجات مل جانے کے وہم۔ اور بے بُنیاد ڈھکو سلے کو چھوڑ کر سنیہ سناتن ویدک دھرم کی شرن لے کر اپنے عملوں کو درست کرو

راقــــم

گوروپیارا۔ از بنوں

لالہ منشی رام جی کا پتہ

شریمان مانیہ ورشٹ لالہ کاشی رام جی صاحب نے۔ ایک فیلی بکس اور دوسرا سفری بکس دو عدد آپسے منگوائے تھے۔ ان میں سے نمبر ۹ کھانسی کی دوائی اور نمبر ۱ پیٹ درد کی دوائی

نمبر ۱۴ داڑھ دانت درد کی دوائی نمبر ۳ جلاب اور قبض کی گولیاں۔ نمبر ۴ ہیضہ کی دوائی۔ نمبر ۷ زکام ونزلہ کی دوائی استعمال کیگئی نہایت نفیس اور زود اثر پائی گئیں۔ چونکہ بندہ کا ہیڈ کوارٹر برلب نہر جنگل میں تھا۔ اسلئے اکثر پبلک بھی لوگوں کو اس سے فایدہ کثیر پہونچا۔ میں آپکا دھنیہ واد کرتا ہوں۔ کرپا کر کے ایک جیبی بکس درد پیٹ اور کھانسی کی دوائی۔ تاپ تلی کی دوائی بذریعہ ویلیو پے ایبل مرحمت فرماویں آپکا داس منشی رام سب اوورسیر صدر بازار کرنال ۶/۶/۱۹ عزیز ناظرین پرچارک! ہفتہ بھر کے تازہ خطوط میں سے جگہ کی تنگی کے باعث شکل سے ایک آپ کی نذر کیا جا سکتا ہے ہم اپنے منہ سے تعریف نہیں کرتے۔ لیکن آپ خود ہی غور کریں کہ آیا اسوقت تک ایسی مجرب سریع التاثیر دوائی آپنے مشتہر ہوتی دیکھی یا سُنی ہے یا نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ جو اصحاب بہت جلد خرید کرینگے انکو صاحب کے کانٹے کی مجرب سریع التاثیر دوائی جو بذات خود ہم فروخت کرتے ہیں مفت بطور تحفہ نذر کیجاویگی۔ یہ رعایت بہت جلد بند ہو جاویگی۔ قیمت فیلی بکس۔ سفری بکس پاکٹ کیس جس مرض کا علاج کرانا ہو مفصل حال لالہ کاشی رام صاحب وید کو لکھ کر دوائی طلب کیجئے

المشـــــتہر

منیجر پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ۔ لاہور

بواہ کی ضرورت

ایک کھتری لڑکا بعمر ۲۰ سالہ پیشہ ملازمت آمدن ماہوار علاوہ اسکے قریباً دوہزار کی جایداد رکھتا ہے کسی آریہ کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے خط وکتابت مشتہر سے ہونی چاہئے

ستیہ دہرم پرچارک پر پہلا لائیبل کا مقدمہ

گذشتہ پرچہ میں ۵- جون سنہ ۱۹۰۱ء تک کی کارروائی درج کردی گئی ہے۔ اس کے بعد تاریخ ائے پیشی ۲۴-۲۵ و ۲۶- جون ۱۹۰۱ء مقرر تہیں۔ لیکن ان تاریخوں پر صاحب مجسٹریٹ بہادر اتفاقیہ رخصت لے کر پہاڑ تشریف لے گئے تہے۔ اسلئے مقدمہ ۱۶- جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے ملتوی ہوگیا تہا۔ چنانچہ ۱۶- جولائی کو مقدمہ پہر بمقام لاہور پیش ہوا تہا۔ ٹاؤن ہال کا فراخ اوپر کا کمرہ آدمیوں سے کھچاکھچ بہرا ہوا تہا۔ مستغیث کی جانب سے مسٹر پیٹمین صاحب بیرسٹر اور بابو شہاب الدین بی اے و مولوی تاج الدین صاحب وکلاء پیروکار موجود تہے اور ملزمان کی طرف سے رائے زادہ بہگت رام صاحب ولالہ روشن لال صاحب بیرسٹران ولالہ رام کرشن و پنڈت رام بہجدت بی اے پلیڈران چیف کورٹ حاضر تہے۔ ۱۷- جولائی کا سارا دن پنڈت گوپی ناتہ کے بیان ثانی میں صرف ہوا۔ جس میں زیادہ زور انکا اس امر پر تہا کہ چونکہ سوامی دیانند نے ہندوؤں کے مذہبی فرقوں پر سخت حملے کئے ہیں۔ اسلئے میں نے آریہ سماج اور آریہ سماجیوں کی نسبت سخت الفاظ لکہے ہیں۔ اور کچہ غیر متعلق دستاویزات پیش کرنے کی کوشش کی گئی جو صاحب مجسٹریٹ نے نامنظور کئے

۱۷- جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو پہلے پنڈت گووند سہائے برادر پنڈت گوپی ناتہ کا بیان ثانی ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنی اور اپنے بہائی کی سسرالوں کی اعلیٰ عزت کا اظہار کیا۔ اور اس کے بعد کمسریٹ کے اشتہار "گوشت گا" کی نسبت جو کہ جہگڑا ہوا تہا۔ ایک ورست پرچہ پیش کیا۔ نیز یہ بیان کیا کہ محکمہ کمسریٹ سے انہوں لے معافی مانگ لی ہے۔ اور اپنا بل منسوخ کر بہیجا ہے نیز بیان کیا کہ ۵- جون کے بیان کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ معاملہ سنجیدہ ہوتا جاتا ہے۔ اسلئے معافی نامہ بہیج دیا اور خاتمہ پر بیان کیا کہ اس اشتہار کے لگانے کا ذمہ وار میرا چہوٹا بہائی بال کشن ہے۔ ان کے بعد پنڈت ایشری پرساد جی گواہ استغاثہ پر جرح ہوئی۔ ان کے بعد لالہ کنج بہاری تہاپر صاحب کا بیان بطور گواہ ملزمان ہوا۔ ان پر استغاثہ کی طرف سے جرح ہوجانے کے بعد لالہ ہیرالال کپور مالک اخبار پنجاب سماچار و بابو ابناش چندر سوزمدار ایڈیٹر اخبار یوریشن سرونٹ گواہان استغاثہ پر جرح ہوئی۔ جس کے بعد شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے ایڈیٹر اخبار پنجاب ابزرور گواہ ملزمان کا بیان ہوکر اس تاریخ کی کارروائی ختم ہوئی۔

۱۸- جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کی کارروائی لالہ روشن لال صاحب بیرسٹر گواہ استغاثہ کی جرح کے ساتہ شروع ہوئی استغاثہ کی طرف سے ہی ان پر خاصے سوال ہوئے جس کے بعد پنڈت رام بہجدت صاحب بی۔ اے گواہ استغاثہ پر جرح ہوئی۔ اس کے بعد میاں نظام الدین کاتب مطبع ستیہ دہرم پرچارک نے کچہ کاپیاں ستیہ دہرم پرچارک کی ثابت کیں۔ اور لالہ رامداس ہیڈ ماسٹر وکٹوریہ ہائی سکول جلندہر چہاؤنی نے دستاویزات پیش کردہ ملزمان کا ترجمہ انگریزی کرنے کے نسبت بیان کیا۔ ان سب بیانات کے بجنسہ درج کرنیکی اس نمبر میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن ملزمان کے آخری گواہ بابو کریم بخش کی شہادت کو درج کرکے اس بیان کو ختم کیا جاویگا۔ آئندہ پیشی کی تاریخ ہائے ۳۱ جولائی و یکم اگست مقرر ہوئی ہیں۔ ان دو تاریخوں پر بحث ہوگی۔ اول وکیل ملزمان بحث کریں گے۔ جس کا جواب استغاثہ کے وکیل دیکر مقدمہ ختم کریں گے

ترجمہ بیان گواہ ملزمان باقرار صالح

کریم بخش کشمیری عمر ۳۷ سال کلرک آفس صاحب اگزامنر پبلک ورکس اکاؤنٹ آفس لاہور میں پنڈت گوپی ناتہ صاحب کو جانتا ہوں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ میں انہیں سنہ ۱۸۷۷ء یا سنہ ۱۸۷۸ء سے جانتا ہوں۔ ہم اسی سکول (گورنمنٹ سکول) میں پڑہتے تہے۔ سنہ ۱۸۷۹ء یا سنہ ۱۸۸۰ء میں میں نے سکول چہوڑ دیا اور تب میں ریاست جموں میں ملازم ہوگیا۔ میں دیوان امرناتہ حال گورنر جموں کا استاد ایک سال تک رہا اور پہر لاہور واپس آگیا۔ سنہ ۱۸۷۸ء کی دوستی آج تک بدستور جاری ہے۔ سکول میں پنڈت گوپی ناتہ کا میں گاڑہا دوست تہا۔ خصوصیت کے ساتہ۔ گوپی ناتہ میرے مکان پر آیا کرتا تہا۔ اور ہم ایک دوسرے کی ماں اور بہن کو اپنی ماں بہن سمجہا کرتے تہے۔ میں اس کی (مستغیث کی) ماں کو پیار کرتا تہا اور وہ مجہے کہلایا کرتی تہی۔ اور میں گوپی ناتہ کو اپنے گہر پر کہانا کہلایا کرتا تہا۔ اور میرا کہانا کہاتا تہا۔ ہم اکہٹے سیر کو جایا کرتے تہے۔ اور جو کچہ ہم کہاتے تہے اس کی قیمت کبہی وہ دیتا تہا اور کبہی میں دیتا تہا۔ وہ ... اس کی خریدہ کی

ستیہ دہرم پرچارک جالندہر

چیزیں اکثر کہاتا تہا۔ دوست اکٹہے ملا کرتے
تہے۔ اور خرچ کے لئے چندہ کر لیا کرتے تہے۔ موریں
بہی ناچنے کے لئے موجود ہوتی تہیں۔ اور
گوپی ناتہ کے لئے اور میرے لئے بلائی جاتی
تہیں۔ گوپی ناتہ رنڈیاں رکہا کرتا تہا
برکت جان۔ منی جان۔ ناز۔ موتی جان
آخری گوپی ناتہ کی منظور نظر تہی۔ اس قسم
کی کارروائی سنہ ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء تک
جاری رہی۔ ایک سال ہوا گوپی ناتہ نے
مجہے کہا تہا کہ اس کا تعلق انارکلی کی ایک
یہودن عورت سے ہے۔ پرسوں رات کو
بہی وہ میرے مکان پر مع پنڈت بال کشن کے
آیا۔ اور اس سے دو تین دن پیشتر بہی آیا
تہا) یہہ پوسٹ کارڈ (دستاویز حرف D94
مجہے پنڈت گوپی ناتہ نے بہیجا تہا۔ دستاویز
D95 بہی مجہے پنڈت گوپی ناتہ نے بہیجا
تہا۔ اس میں جن خطوط کا ذکر ہے۔ ان سے
اد رنڈیوں کے خطوط سے ہے۔ جنہوں
ے کہ میری معرفت گوپی ناتہ کو جواب دینا
ہا۔ اس کی تاریخ سنہ ۱۸۹۲ء ہے۔ یہ خط
ستاویز D96 بہی مجہے بہیجا گیا تہا۔ یہہ
وتی رام کی طرف سے ہے (مطلب موتی جان)
پی ناتہ کے لئے یہہ D97 میرے پاس
ڈت گوپی ناتہ نے بہیجا تہا۔ جس محمد بخش
طرف اشارہ ہے۔ وہ ایک کلرک ہے
سناتن دہرم سبہا ملتان نمبر سے ۲۲ جولائی
بہیجا گیا تہا۔ یہہ D98 میرا لکہا ہوا ہے
سری طرف پنڈت گوپی ناتہ کے دستخط
۔ میں نے اپنا خط پہلے لکہا۔ اور اس کی
پی ناتہ کی) تحریر جواب میں ہے۔ پیغام
مراد اس قسم کے جلسے سے ہے۔ جس کا
ہو چکا ہے۔ وسکی (whisky)
حاضرین کے لئے تہی۔ مجہے خوف تہا۔ کہ

وہ (گوپی ناتہ) اپنا حصہ ادا نہیں کریگا۔
یہہ "تار نمبر D99" میرے دستخطی ہے میں
نے اسے یا اس کی نقل بہیجی تہی۔ پنڈت گوپی ناتہ
گنگا جی پر تہے۔ اس کا اشارہ ایک طوائف
بیس روپیہ ماہوار پر نوکر رکہنے کی طرف
ہے۔ دستاویزات 71 و 72 و 73 و 74
سب گوپی ناتہ کے دستخطی ہیں۔ پہلے پہل
گوپی ناتہ کا گہر معمولی تہا۔ جیسا کہ غریب
آدمیوں کا ہوتا ہے۔ جس گہر میں وہ رہتا تہا
اس کا کرایہ عہ۔ یا ۱۲ر ماہوار تہا مجہے گوپی ناتہ
سے معلوم ہوا کہ اسے مہاراجہ کشمیر سے روپیہ
ملا تہا۔ اس نے اخراجات کے لئے پندرہ ہزار
روپیہ حاصل کیا۔ مجہے یہہ اس کے باپ سے
معلوم ہوا تہا۔ میں نے ایک جیبی گہڑی بہی
بہی دیکہی تہی جسے وہ کہتا تہا۔ کہ اس نے مہاراجہ
پونچہ سے حاصل کی ہے۔ وہ کہتا تہا۔ کہ
وہ ایک ہزار یا دو ہزار روپیوں کی قیمت کی ہے
وہ کہتا تہا کہ اخبار والا ہونے کی وجہ سے
اس سے لوگ خوف کہاتے ہیں۔ اور اسے اس
قسم کے انعام دیتے ہیں۔ اس نے اخبار
کوہ نور کے برخلاف مقدمہ کیا تہا۔ اور سول
اینڈ ملٹری گزٹ کے برخلاف بہی۔ وہ (گوپی ناتہ)
ایک مرتبہ میرے پاس آیا اور مجہے اپنے مکان
پر لے گیا۔ اس نے کہا کہ وہ کوہ نور کے مقدمہ
میں میری مدد چاہتا ہے۔ کیونکہ اس (اخبار)
نے اس کا ایک خط دیوان لچہمن داس
کے نام کا چہپوا دیا تہا۔ اور وہ اس خط
کو حاصل کرنا چاہتا تہا۔ اس نے کہا تہا۔ کہ
میں نے نتہو رام ایڈیٹر کوہ نور سے خط حاصل
کرنے کی کوشش کی۔ اور دو سو روپیہ تک
دے رہا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس نے مجہے
کہا کہ میں کسی طرح وہ خط حاصل کر دوں۔ اسنے
کہا کہ رخصت کے دن نتہو رام خط لے کر

کسی دوست کو دکہانے کے لئے بازار سے گذرتا
ہے۔ اور اس نے صلاح دی کہ اس (نتہو رام) سے
جبرًا وہ خط چہین لیا جاوے۔ میں نے کہا۔ کہ
میں ایسا کام نہیں کر سکتا۔
گوپی ناتہ کو وہ خط اس وقت (؟) ملا۔ جب
سول ملٹری گزٹ کا مقدمہ کلکتہ میں ہوا وہ
اس خط کے ظاہر ہونے سے خائف ہوا۔ اسنے
مجہے کہا کہ اس نے ایک مضمون دیوان لچہمن داس
گورنر کشمیر کے برخلاف لکہا تہا۔ اور پہر پرائیویٹ
طور پر یہہ خط لکہا تہا۔ جس میں یہہ واقع ظاہر
کرکے وعدہ کیا تہا۔ کہ اگر مالی مدد مل گئی۔ تو
مضمون نہ چہاپوں گا۔ اسلئے وہ عدالت میں
خط کے پیش ہونے پر پردہ فاش ہونے سے
ڈرتا تہا۔ کچہ عرصہ بعد اس نے مجہ سے کہا
کہ اس نے خط حاصل کر لیا ہے۔ اس نے کہا
کہ منشی ہرسکہ رائے مالک اخبار کوہ نور مر گئے
ہیں۔ اور ایک متبنے لڑکا جگت نرائن چہوڑ
گئے ہیں۔ اور کہ وہ جگت نرائن کے گہر گیا
اور سو یا دو سو روپیہ خط کے لئے پیش کیا
یہہ کہہ کر کہ تمہارا مقدمہ تو ہو چکا ہے۔ جگت نرائن نے
مان لیا اور خط لانے کے لئے چلا گیا۔ اور لے
آیا۔ گوپی ناتہ نے یہہ دیکہنے کے لئے لے لیا
کہ آیا اصلی خط ہے یا نہیں۔ اور پہر اسے نگل
لیا۔ جگت نرائن اسے (جوتوں سے) مارتا رہا
لیکن بہاگ آیا۔ اور روپیہ بہی نہ دیا۔ گنپت رائے
کی نوٹوں کی چوری میں بہی گوپی ناتہ کی
تلاشی ہوئی تہی۔ یہہ راز میں نہیں معلوم کر سکا
کہ اخبار عام کا ایڈیٹر کون ہے۔ اس
(گوپی ناتہ) نے مجہ سے مانا تہا۔ کہ وہ اس
میں مضامین لکہتا ہے۔ مخش اور گندے گالیوں
والے اس کے ہوا کرتے ہیں۔ اس نے مجہ سے
کہا تہا۔ کہ بہید وار میں گورنمنٹ کے برخلاف
ایک تحریک کے متعلق جانے کے لئے ہی اسے

...لاتا تھا۔ میں ہمیشہ گوپی ناتھ کا اعتبار
...کرتا - وہ عموماً روپیہ کے معاملہ میں
...بول دیتا ہے۔ اُس نے مجھسے کہا تھا
...دنیا میں روپیہ مکاری سے پیدا ہو
...ہے۔ یہ اُسنے اُس وقت کہا تھا۔ جبکہ
...نے مجھے کہا کہ لوگ اُسے نیک اور عزت دار
سمجھتے ہیں

...رام چپنا۔ اوروں کا مال سمجھنا اپنا
...ل حسب حال مبتلا تا تھا)
...اوقات جب گوپی ناتھ دیگر سبھاؤں
...سوں میں جاتا تھا۔ تو اپنے ساتھ عورتیں
...تا تھا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایک
...س آدمی گوپی ناتھ کو ر ند
...ش اور **چالاک** کہ سکتا ہے۔
...سبھا نے یہ خط دستاویز D100
...چکا تھا۔

...ل عدالت بیان کیا۔ گوپی ناتھ نے
...موجودگی میں Meat (گوشت کا) لکھا تھا
...ل رنڈیاں جن کا میں نے نام لیا ہے
...نہیں۔ وہ (گوپی ناتھ) اُن کے ساتھ
...ل رکھی سے کہا یا کرتا تھا۔

...ت جرح بیان کیا۔ یہ جملہ خطوط
...پاس رہے۔ پہر سول ملٹری گزٹ
...رہ پر مسٹر رینگن صاحب کو دکھلائے
...ں کے بعد وہ میرے پاس سے گم
...۔ رائیگن صاحب سے میں نے یہ واپس
...تھے۔ لیکن بعد معلوم نہیں کہ وہ کیا
...۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے خود
...نہیں دئے۔ میں نے مسٹر رائیٹگن
...کے حق میں شہادت دینے سے
...کیا تھا۔ کیونکہ معاملات کنفڈنشل تھے
...ل (مسٹر رائیٹگن صاحب) نے دیکھنے
...ے مانگے اور میں نے انکار نہ کیا۔ میں

نہیں کہہ سکتا۔ کہ ملزمان کے ہاتھ میں یہ
کیسے آ گئے۔ گوپی ناتھ کے لئے جو خط موتی جان
نے میرے پاس بھیجا تھا۔ وہ گوپی ناتھ کو
دکھلا دیا تھا۔ جو اُسے میرے پاس ہی چھوڑ
گیا۔ گوپی ناتھ کا موتی جان کے نام والا
خط میں اُس کے پاس سے گوپی ناتھ کی درخواست
پر لایا تھا۔ کیونکہ اُس نے مناسب نہیں سمجھا
تھا۔ کہ وہ بازاری عورت کے ہاتھ میں رہے
D.G.G. میں گوپی ناتھ کی تحریر اور تاریخ
ایک ہی سیاہی سے لکھی ... میں نہیں
کہہ سکتا کہ تاریخ میری دستخطی ہے یا نہیں۔
نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے خط کے نیچے
تاریخ میری دستخطی ہے یا نہیں۔ میں نہیں کہہ
سکتا۔ کہ کونے میں کٹا ہوا حصہ اُسی
... ہی سے ہے یا نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا
کہ بیچ beef یا mutton۔
انگریزی میں کیوں لکھا۔ میں نے یہ مسٹر
رائیٹگن کو دکھلانے کے لئے نہیں لکھا تھا
میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس اور بھی
ایسے خطوط ہیں یا نہیں۔ جن کے دوسری
طرف گوپی ناتھ کے دستخط ہوں۔ مجھے
معلوم نہیں کہ جگت نرائن زندہ ہے
یا مر گیا۔ کل تک میں گوپی ناتھ کا
دوست تھا۔ ہم ایک ہی قسم کے تھے
اور ایک دوسرے کو دوست کہتے تھے

دستخط حاکم

حکم

برائے بحث ۳۱- جولائی اور یکم اگست
کے لئے ملتوی کیا جاوے

دستخط ایچ کلورٹ صاحب
بہادر سٹی مجسٹریٹ درجہ اول

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ دار نہیں ہے

مہاشئے مہاراج کشن وید۔ کیا آپ
امید رکھتے تھے۔ کہ آپ کی لکھی ہوئی گالیاں
پرچارک میں جگہ پا سکیں گی۔ پہلے تہذیب
کا سبق لیجئے۔ پہر لکھنے کا حوصلہ کیجئے۔ **ایڈیٹر**

ایک سچا آریہ۔ بخشی گوکل چند پر ہی
کیا منحصر ہے۔ خود لالہ ہنس راج صاحب
کے اخبار کے ایڈیٹوریل تک میں آریہ سماج
اور اُس کے سیوکوں پر حملے اب تک
نکلتے ہیں۔ میں کسی کا ہی نوٹس نہیں
لیتا۔ اور نہ ہی بخشی گوکل چند صاحب
کی نئی مہربانی کا نوٹس لوں گا۔ آپ
یقین رکھیئے کہ اِس قسم کی غلط بیانیاں
ہمیشہ کے لئے کامیاب نہیں ہوا کرتیں
آپ خود سچائی اور ایمانداری کے
اصول پر کام کیجئے۔ اور ساری دُنیا
کی مخالفت کو بے پروائی سے دیکھیئے
ایڈیٹر

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا

کچھ عرصہ سے کئی ایک پورانک مہاشیوں
کو بڑے ناز کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنتے
تھے۔ کہ پنڈت بھیم سین جی جب سے آریہ سماج
سے خارج کئے گئے مُردوں کے شرادھ کو
ویدوں سے ثابت کرنے لگ گئے ہیں۔ جیران ہیں

کہ چاروں ویدوں کی چھان بین کر کے تو گورو شری ۱۰۸ سوامی دیانند جی مہاراج مردہ شرادہ آدی تمام توہمات اور ہزلیات کا صفایا کر گئے ہیں۔ اُنہیں کے نقش قدم پر چل کر اُن کے سدہ کئے ہوئے وید ارتھ کا پرچار کرتے ہوئے اِن کے ششش پنڈت بھیم سین جی کے بال سفید ہو گئے ہیں اب یا تو کوئی وید نیا نکلا ہوگا۔ یا کچھ منتر اب ایزاد ہو گئے ہوں گے۔ جو کہ سوامی جی کی وچار میں نہیں آسکے۔ اسی اثناء میں ۱۳- مئی سنہ ۱۹۱۰ع کا سناتن دہرم گزٹ ہمارے ملاحظہ سے گذرا۔ جسمیں وید منتر ارتھ سہت درج ہے۔ جسکا کہ پنڈت بھیم سین جی مردہ شرادہ کے ثبوت میں وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ اِس منتر کے پنڈت جی نے جو معنی مزید مطالعہ کے زور سے (بقول پنڈت جی خود اور اُن کے پیروؤں کے) کئے ہیں۔ اُن کو پڑھ کر مجھے عجیب حیرانی ہوئی اور بے اختیار میرے مُنہ سے نکلا۔ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

مگر افسوس کہ یہاں ایک قطرہ بھی نادار دہے چونکہ مزید مطالعہ کا نچوڑ ہونے کی وجہ سے بڑے ہی مزیدار ارتھ ہیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کو ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں بجنسہ درج کر دینا چاہئے۔ چنانچہ اصل منتر بمعہ پنڈت جی کے ارتھوں کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اگنی کھواتہ پترا ایہ آگچھت سدھ سدھ سیدت سپرنیتہ اتا ہوی گھو گیہی پرتیان بر ہکہنی رئیگ سبب بر ملگ ودھاتنی"
یجُر وید ۱۹- ۵۹

ارتھ۔ ہے اگنی سے داہ کئے جلائے ہوئے پتر لوگو تم لوگ اس پتری یگ میں آؤ اور آکر ہے اچھی پریتی والے تم لوگ اپنے اپنے ستہان پر بیٹھو اور بیٹھ کر بیدی میں کشوں پر سنہاپت کئے پوتر پرودتا آشوں کو کھاؤ۔ اس کے انتر یب پوتر پوتر آدی بیروں سے یکت دہن ہمارے لئے سمیک رہتی سے دیو۔"

معلوم نہیں بڑے بڑے عقلمند کی عقل ہی پُورانک دہرم کی شرن لیتے ہی کیوں چکر کہا جاتی ہے۔ ناظرین خود سوچ سکتے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا ارتھ میں ان پتروں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جو اگنی سے داہ کئے گئے ہیں۔ یعنے جلائے گئے ہیں۔ یا یوں کہئے جن کو اگنی جلا چکی ہے۔ اب جائے غور ہے کہ جسم کو اُس وقت جلایا جاتا ہے۔ جب کہ روح اُس سے پرواز کر چکتی ہے۔ پس مردہ جسم جلایا جاتا ہے۔ نہ کہ روح۔ اب اگر اِن ارتھوں سے مراد جلے ہوئے۔ اور جل کر خاک شدہ جسم کو بلانے کی ہے۔ تو محض نادانی ہے۔ اور اگر روح کو بلایا جاتا ہے۔ تو چونکہ وہ جلایا نہیں گیا تھا اسلئے اُس کی تعریف میں اگنی سے داہ کئے جلائے ہوئے کہنا سراسر لغو اور بے معنی ہے۔ قطع نظر اُن تمام اعتراضوں کے جو بر بناء مسئلہ تناسخ (آواگون) اِن ارتھوں پر عاید ہوتے ہیں۔ ہم ناظرین کو جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ منتر یجروید ادھیائے ۱۹ کا ۵۹ واں منتر ہے۔ اس سے پہلے کے ۵۷ و ۵۸ دو منتروں کے آخیر میں اوہی برونتو تے اونتو سمان ۔۔۔۔

ऽप्ि ब्रुवन्तु तेऽवन्त्व स्मान ॥
یہ صاف طور پر جتلاتا ہے۔ کہ اِن منتروں

سے غرض زندوں کو خطاب کر نہ کہ مُردوں کو۔ کیونکہ اس کا اِس طرح خطاب کئے ہوؤں سے کرنے کی درخواست کرنا ہے۔ کرنا زندوں کا کام ہے۔ ذکر بنا برین شری سوامی جی کے ار ماحصل انواع واقسام کے علم کے عالم لوگوں کی صحبت سے مست اور اُس کے عوض میں اُن کی خا کرنے کی پرماتما کی طرف سے ہدایت بالکل درست ہیں۔ اور قرین قیا پنڈت جی کا اپنی نوایجاد فلاسفی کر کرنے کی کوشش میں شت پتھ آ گرنتھوں کو بدنام کرنا از بس ایشور پرماتما پنڈت جی کے آتما پر دان کریں۔ تاکہ وہ بہ منشور آ کی مناسب عزت کرتے ہوئے ور کے فرائض کو پورا کر کے اپنی عاقبت

اوم شم

راقم

ویدک دہرم کا سیوک
گنیش داس ورما۔ از سیالکوٹ

آریہ بہراتری سبھ

نمبر ۶

جگت کے ورشیہ بڑے وچتر ہیں۔ میں آدمی پیدا ہوتا ہے۔ یا جس تعلیم وہ حاصل کرتا ہے۔ اُسی اُس کے خیالات و عادات کا سانچا جاتا ہے۔ ہم میں سے تقریباً سب لو

خیال کرتے ہیں۔ کہ کوئی بھی انسان یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے جسم کو پھاڑا دیکھا جاوے لیکن تاہم ایک امر واقع ہے۔ کہ تاتاری عورتیں ان خاوندوں کو ناپسند کرتی ہیں۔ اور ان کی ہر وقت شکایت کرتی رہتی ہیں۔ جو کہ ان کو ہر روز چابک سے سزا نہیں دیتے ہیں ہماری سوسائٹی کے بچہ بچہ کے دل میں یہ خیال جاگزین ہے۔ کہ پتا کا اپنے پتر سے بڑھ کر اور کسی سے پریم ہونا سروتھا اسمبھو ہے۔ لیکن تاہم یہ ایک امر واقع ہے۔ کہ مالابار میں ہر شخص کی جائیداد اس کی موت کے بعد اس کے بھانجے کے ورثہ میں آتی ہے اور بیٹا وراثت کے حقوق سے بالکل محروم کیا جاتا ہے۔ ایک بنئے کے بچے کا دل سانپ کو مرے ہوئے دیکھ کر کانپ اٹھتا ہے لیکن افریقہ کے بعض وحشی اقوام انسانوں کے گوشت کو کچا پھاڑ کر کھاتے ہوئے بھی بالکل بھئے بھیت نہیں ہوتے۔ انگریزوں میں کثرت ازدواج ایک گناہ کبیرہ خیال کیا جاتا ہے لیکن وسط افریقہ میں جہاں ایک شادی کرنا نامردی اور جہالت کا ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں ایسی قومیں بھی موجود ہیں جنھیں عورت کا بدمعاش ہونا ایک معمولی بات ہے۔ لیکن آدمی کی طرف سے رشتے برتی کا ظاہر ہونا بھی ایک عظیم جرم خیال کیا جاتا ہے۔ عرب کے اعلےٰ خاندانوں میں ستری ہفتہ میں چار دن تو اپنے پتی کے ماتحت سمجھی جاتی ہے لیکن باقی تین دن کے لیے اس کو کامل آزادی حاصل ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ اور جہاں چاہے رہے۔ لطف یہ ہے۔ کہ ان تمام اقوام کے لوگ اپنی عجیب سے عجیب اور وحشیانہ سے وحشیانہ رسومات

کو بالکل قدرتی اور قابل تعریف خیال کرتے ہیں۔ لیکن دوسری قوموں کے مذہبی رواجوں کو بھی تحقیر اور تکفیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یدی ہم انسانی فطرت کی اس پیچیدہ خاصیت پر غور کریں تو ہم کو پرتیت ہوگا۔ کہ بچپن کے سنسکار اور اثرات انسان کے مذہبی۔ مجلسی اور اخلاقی خیالات کے بنانے اور ان میں خاص طاقتوں کو نشوونما دینے میں بہت مددگار ہوتی ہیں صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ماتا کے گربھ میں جب بچہ ہوتا ہے۔ اسی سمے سے سنسکاروں کا پربھاؤ اس پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ مشہور جنگجو اور یورپ کے بےجا پولیٹیکل ریفارمر نپولین بوناپارٹ کی بہادری کی اصل وجہ کئی معتبر مورخ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ جب اس کی ماتا گربھ وتی تھی تو اس نے اپنے اوپر ایک ایسی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ جس پر زمانہ سلف کے بہادروں کی تصویریں تھیں۔ وہ ان بہادروں کے کارناموں پر وچار کرتی رہتی تھی۔ اور اپنے گربھ میں دھارن کئے ہوئے بالک کے دل میں غیر مخصوص ہونے والے طریقہ سے شور بیرتا اور جنگجوئی کی سپرٹ پھونک رہی تھی۔ اس قسم کی ہزاروں مثالیں دنیا کی تاریخ میں ہم کو ملتی ہیں۔ انگلنڈ کے مشہور شاعر بائرن (Byron) کی بابت مشہور ہے کہ وہ باوجود سر توڑ کوششوں کے بھی سبھاؤ کی چنچلتا اور مزاج کی سختی کو جو کہ اس کو اپنی ماتا کی طرف سے ورثے میں ملے تھے دور نہیں کر سکا۔ اس فلاسفی کو موجودہ زمانہ کے سائنس دان بھی اب کسی قدر سمجھنے لگے ہیں۔ لیکن پرانے زمانے کے رشیوں

کی سوشل سائنس کا دار و مدار بھی اسی پر تھا۔ جیسے انہوں نے بچے کے گربھ میں آنے کے سمے سے لے کر اس کی موت تک سولہ سنسکار قایم کئے تھے۔ جن کا کرنا ہر ایک آریہ کے لئے لازمی قرار دیا گیا تھا۔ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ انسان کے ارد گرد کے حالات اور سوسائٹی کے رسم و رواج کا بڑا زبردست اثر پڑتا ہے۔ بچے کے دل میں جس قسم کے سنسکار اوائل عمر میں ڈالے جائیں۔ وہ ساری عمر نہیں مٹ سکتے۔ سنسکاروں کا پربھاؤ اس قدر زبردست ہوتا ہے۔ کہ اس سے دب کر انسان بسا اوقات اپنے ظاہر کردہ سدھانت اور عمل کی مطابقت کو بھی نہیں دیکھ سکتا اس بات کی ایک زبردست مثال موجودہ عیسائی دنیا کے عمل سے ملتی ہے۔ ایک پادری چھ دن تو یہ پرارتھنا کرتا رہتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں بوئیروں کے خون کی ندیاں بہیں۔ لیکن ساتویں دن گرجا کے ممبر پر کھڑا ہو کر بڑی سنجیدگی سے اپدیش کرتا ہے۔ کہ یدی کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو اس کے آگے دوسری گال کر دینی چاہئے۔ لیکن وہ بیچارا پادری کیا کرے۔ اس کے دل میں بچپن سے حب الوطنی کے خیالات کوٹ کوٹ کر بھرے گئے تھے۔ اسلئے وہ ان کے پربھاؤ کو روکنے کے ناقابل اپنے آپ کو پاتا ہوا اپنے پیشے کے مذہبی فرائض کو بھول جاتا ہے اور سمجھدار لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو حقیر بناتا ہے۔ پس جس قسم کے سانچے میں ہم کسی آدمی کو ڈھالنا چاہیں۔ اسی قسم کے سنسکار اس کی آتما پر مضبوط کرنے کا یتن کرنا چاہئے۔ اس قسم

میں نے اِس امر پر بحث کرنے کے لئے قلم نہیں اُٹھایا۔ کہ رشی کے فرمودہ سولہ سنسکاروں کے متعلق جو اتنے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہ کس قدر قابل وقعت ہیں۔ اِس وقت میرے اپنی آواز صرف آریہ سماج کے ممبروں تک پہونچانی ہے۔ جن سے عموماً یہہ امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ سنسکاروں کی فلاسفی کے قائل ہیں۔ لیکن صرف ایک اعتراض کا جواب دوں گا۔ بعض لوگ یہہ کہا کرتے ہیں۔ کہ سنسکاروں کی فلاسفی تو بڑی ہی اعلےٰ ہے۔ اور بلاشبہ سنسکاروں کے کرنے سے انسان کے آتما پر بتدریج ویدک اصولوں کی سچائی دور پورتر تا منقش ہوتی جاتی ہے۔ لیکن اُن کے متعلق جو سنسکار ودھی میں بہت سارے تفصیلی رسوم بتلائے گئے ہیں۔ وہ بالکل غیر ضروری ہیں۔ اپنے بھائیوں سے میں یہہ پرارتھنا کروں گا۔ کہ وہ کسی سمے تکلیف اُٹھا کر پنجاب یونیورسٹی convocation کے کسی جلسہ یا حضور والیسرائے کے دربار میں شامل ہوں۔ اُن کو وہاں پر ایک عجیب نظارہ نظر آئیگا۔ تمام کے تمام لوگ ایک ہی دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اگر کوئی آدمی اِس کے خلاف کریگا۔ تو اپنے آپ کو ہنسی اور مخول کا نشانہ بنائے گا۔ ایک ہی قسم کی کارروائی بار بار دہرائی جاویگی۔ لیکن باوجود اِن سب باتوں کے ہونے پر بھی وہ تمام حاضرین کے چہروں پر سنجیدگی کے آثار پاویں گے۔ وجہ صرف یہہ ہے۔ کہ والیسرائے کا دربار اور پنجاب یونیورسٹی کے convocation زندہ سنسکار ہیں ... اُن کی کوئی کارروائی ...

غیر ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ برخلاف اِس کے ہمارے وشواس کی کمی کے باعث ہمارے سنسکاروں میں جان نہیں رہی۔ اور ہم اُن کی اصلیت کو سمجھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے اور بہاؤ کے ساتھ اُن کو ایک ناگوار فرض سمجھ کر ظاہری نمود کے لئے کرتے ہیں اصلی بات یہہ ہے۔ کہ کوئی سوسائیٹی یا کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اُس کے رسوم و رواج اور طریق و اطوار میں یکتائی نہ ہو۔ اسی وجہ سے سنسکاروں میں خاص خاص باتیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ جن کو ایک طریقہ پر کرنا سب کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اِس سے یہہ مراد نہیں ہے کہ وہ تفصیلی باتیں اور طریقے ایسی ہی عمدگی سے نہیں ہو سکتی ہیں۔ بلکہ مطلب یہہ ہے۔ کہ اپنے طریقہ پر چلنے کی اجازت دی جاوے۔ تو سوسائیٹی میں ایکتا قائم نہیں رہتی۔ اور گڑبڑ کا احتمال ہے۔ مثلاً اَنّ پراشن سنسکار کے ودھ میں مہرشی دیانند جی لکھتے ہیں "تب پتا بالک کو اپنے دہنے اور کے ہاتھ بٹھلا کر سوستی پرار تھنا۔ اُپاسنا سوستی واچن اور شانتی کرن کا پاٹھ کر کے وغیرہ وغیرہ" اِس سے یہہ مراد نہیں ہے کہ بائیں ہاتھ پر بٹھا کر یہہ کارروائی نہیں ہو سکتی۔ لیکن پرویوجن یہہ ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی طرف تو مقرر کرنی ہی تھی۔ اگر بائیں ہاتھ لکھا ہوتا۔ تو کیا یہی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ یہہ طریق عمل صرف رشیوں نے ہی اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اقلیدس جیسی کمل سائینس کے عالموں کو بھی ایسے طریقے اختیار کرنے پڑے تھے۔ تاکہ وہ غیر ضروری پیچیدگیوں سے اُس علم کے جاننے کی خواہش کرنے والوں کو بچا سکیں۔ اُن طریقوں کو

وہ conventionalities کے نام سے پکارتے ہیں۔ مثلاً اقلیدس کا یہہ مفروضہ قاعدہ ہے کہ اگر دو مستقیم خط آ۔ ب اور ب۔ ج دائیں طرف ملیں تو زاویہ مثبت ہوگا۔ اگر بائیں طرف ملیں تو زاویہ نفی ہوگا۔ کیا یہاں پر بھی یہی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ بائیں طرف کے زاویہ کو مثبت فرض کر لیا جاوے۔ تو کیا حرج ہے۔ بعض بھائی یہ پوچھتے ہیں۔ کہ اگر تفصیلی باتوں میں سے بہت سی محض Community ہیں۔ تو کیوں نہ ہمیں موقع ہو کہ اُن کو بدلنے کا اختیار حاصل ہو۔ اِس کا جواب یہہ ہے کہ Community کا بنانا بادشاہ کا کام نہیں ہے۔ ایک رشی کے دماغ سے نکلی ہوئی countries اور ایک معمولی آدمی کے دماغ سے نکلی ہوئی country میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب رشیوں نے ہمارے واسطے راستہ صاف کر دیا ہے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم اپنی من گھڑت باتوں پر چلیں۔

پس جب تک سولہ سنسکار نہ کئے جاویں تب تک آریہ جیون کا پیدا ہونا سرد تھا اسمبھو ہے۔ لیکن صرف سنسکار ہی ہماری سائیٹی کے فردوں میں آریہ جیون پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ انسان ایک مجلسی ہستی ہے۔ جس میں قدرتی خاصہ ہے۔ کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل کر اور اپنی دل لگی کرنے کے بغیر کبھی خوشی سے زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ جب پرماتما نے ہمیں ہنسنے کھیلنے کی طاقتیں عطا فرمائی ہیں۔ تو اُن کو اُن کے مناسب استعمال میں نہ لانا قدرت کے اصولوں کے برخلاف چلنا ہے

اور اُن کو مکّار بنانا ہے۔ ولایت میں اس قسم کی سپرٹ کو سوسائٹی Puritanism میں پیدا ہونے کی کوشش کرتے ہوئے لوگوں کو مکّار اور وضع داری پر فریفتہ ہونے والے بنا دیا۔ علاوہ ازیں اگر ایک ہی خیالات کے آدمی خاص موقعوں پر ملیں اور پاک دل لگی کے سامان بھی مہیا ہوں تو سوسائٹی کے ممبروں کا پریم آپس میں بڑھتا ہے۔ اور پرسپر میل جول خیالات کے تبادلے سے اتحاد کے رشتے مستحکم ہوتے ہیں۔ کوئی سوسائٹی بھی قومی تیوہاروں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ انسان عموماً پاک خوش طبعی کے بغیر نہیں گذارہ کر سکتے لئے اگر اُن کو اپنی سوسائٹی میں ایسے سامان نہیں ملیں گے۔ تو وہ اُن کی تلاش میں اور سوسائٹیوں کی شرن لیں گے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ سماج کے ممبر ہندو میلوں میں باوجود اس کے کہ اُن میں پورا اک بیہودگیاں ہوتی ہیں۔ شامل ہونے سے باز نہیں رہ سکتے۔ بلکہ شمولیت کے عجیب و غریب بہانے ڈھونڈھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں وہاں کی حالت کا مطالعہ کرنے چلا ہوں۔ تاکہ سُدھار کے وسائل سوچوں کوئی کہتا ہے کہ اُپدیش کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ آریہ سماج کے سالانہ جلسے بجائے قومی تیوہار ہونے کے سخت مصیبت اور وبال کا باعث ہو رہے ہیں۔ اس بات پر میں بشرط فرصت پھر کبھی لکھوں گا۔ یہ موقع نہیں ہے۔ اسلئے اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ ویدک سنسکاروں اور تیوہاروں کو پُنر جیوت کئے بنا شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا کے ممبروں میں آریہ جیون نہیں آ سکے گا۔ اور سبھا اپنے مقاصد کو پورا نہیں کر سکے گی۔ اسکا دوسرا مقصد

ویدک سنسکاروں اور آریہ تیوہاروں کو رواج دینا

رکھا۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے تیسرا نیم بنایا گیا جو کہ حسب ذیل ہے " ہر ایک پُرش و ستری کو سبھا میں پرویش کرنے وقت تقریری اور تحریری یا صرف تحریری طور پر پرتگیا کرنی ہوگی کہ وہ رشی دیانند کرت سنسکار ودھی کے مطابق سولہ سنسکاروں کے کرنے پر ہمیشہ کمربستہ رہیگا یا رہیگی "

راقم

آریہ دھرم سیوک رلداس منتری آریہ پرتی ندھی سبھا

طاعون سے سبق

قادر مطلق پرماتما کو دل سے ماننے والے طاعون یا کسی دیگر بیماری کو بڑھتے دیکھ کر مطلق ہراساں نہیں ہوتے۔ وہ جانتے ہیں کہ انسانوں کو اپنے فعلوں کے لئے اوشیہ ذمہ دار ہونا ہے۔ اُن کا نشچے ہے۔ کہ نیاے ادھیش پرماتما ضرور اپنے اٹل نیم کے مطابق کپٹی اور ودھرمی پُرشوں کو سزا دے کر اپنی باقی پرجا کو اُن کے کُکرموں سے نجات دلواتے ہیں۔ اسلئے جب وہ اس قسم کے حادثات کو گوڑھ درشٹی سے دیکھتے اور وچارتے ہیں۔ تو اُن کا نشچے آگے سے ہی دڑھ اور پکّا ہو جایا کرتا ہے۔ وہ ہر ایک وستو سے نصیحت حاصل کرنے والا منشیہ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس سنسار کو اپنے جیون کے لئے دیرگھ سمجھتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ نیاے ادھیش کی اپار شکتی کے آگے سر جھکانے والا مہاتما پُرش اس چند روزہ مصیبت اور کلیش کو باقی نانا پرکار کی یونیوں کے دُکھوں سے مقابلہ کرتا ہوا ایسے لوگوں کو پوتر مارگ پر چلانے کے لئے ایک آسمانی معجزہ سمجھتا ہے۔ ہاں اس میں سندیہ نہیں۔ کہ اگیانی اور موڑھ اس کو غضب اور قہر الٰہی کے ناموں سے منسوب کر کے اپنے دل کو تسلی دینے کی ہر چند کوشش کرتے ہیں۔ وہ دُنیا کے موہ میں پھنسا ہوا پُرش اپنے ہی گھر کو ایک بے مثال استھان فرض کرنے والا گرہستی نہایت کمپایمان ہو جاتا ہے۔ جب کہ افسران پلیگ اس کو اپنا محنت سے بنایا ہوا گھر عارضی طور پر چھوڑنے کے لئے نوٹس دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی پیاری بیوی اور والدین اُس کی سہایتا کا دم بھرتے ہیں۔ مگر پھر بھی کیوں اُس کے آتما کو شانتی نہیں ہوتی۔ وہ تناسخ کے زبردست مسئلہ سے منحرف انسان چکرا جاتا ہے۔ جبکہ وہ یک لخت اپنے اور اپنے دیگر بھائیوں کے آرام میں تبدیلی پاتا ہے باہر شہر سے دریا نزدیک سیگری گیشن کیمپ میں جب اپنی حسب مرضی اپنی ضروریات میسر ہوتے نہیں دیکھتا۔ اور اپنے دیگر ساتھیوں میں مرتیو کا بھیانک سین دیکھتا ہے۔ تو ضرور ایک دم اُس کے آتما کو ٹھیس لگتی ہے۔ وہ آسمان کی طرف مدد کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے۔ مگر اپنے پہلے کرموں سے بے پرواہ جب کچھ مدد نہیں پاتا تو بے کل ہو جاتا ہے۔ یہی حالت مرتیو کی ہے۔ گیانی اور دھرماتما پُرش ہر وقت اپنے اعمالوں اور اُس کی دیالتا پر نشاکر موت کی گود کو بھی پرم آنند تصور کرتے ہیں۔ مگر موڑھ اور بیکھ آتما دُنیا کی فانی اشیاء کے پریم میں لین ہوا ہوا

جونہی کہ موت کے زبردست اور بھیانک دوت کو اپنے نکٹ آتا دیکھتا ہے۔ تو دُنیا کے عیش اور آرام کا نقشہ فی الفور اُس کی آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے۔ اپنے قوت بازو کے سہارے جن جن کو پیڑا دی تھی اُن کی صورتیں اب ڈراونی ہو کر آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ بیچارا بہتیرا کف افسوس ملتا ہے۔ اور اپنے کئے پر نادم ہو کر معافی کے لئے علاج سوچتا ہے۔ مگر وقت بیت چکتا ہے۔ اسلئے بس نہیں چلتا۔ ناچار تمام امیدوں اور آرزوؤں کو اپنے دامن میں چھپائے شرمندہ اس جہان سے کوچ کرتا ہے۔ اسلئے پیارے مترو! دنیا کے دلفریب جال میں اس قدر مگن مت ہو جاؤ کہ وہ تمہیں اپنے پیچھے باپ کی بھگتی کرنے میں حارج ہونے لگے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ دُنیا میں اپنے عزیز اور اقارب سے پریم کا درجہ ضرور ہے۔ مگر خوب یاد رکھو۔ کہ جونہی کہ تم اس مقررہ درجہ سے بڑھے تم اُس باپ کے حضور میں جانے کے لائق نہیں رہے۔ اسلئے کبھی دنیاوی اشیاء کو اس لاانتہا باپ کی رحمت کے مقابلے ترجیح مت دو۔ بلکہ ایکانت استھان میں من کو ستھر کر کے اُس سے پرارتھنا کرو کہ وہ تمہیں ان چیزوں کے ٹھیک استعمال کا بل پردان کریں۔ اگر تم سچے راستباز اور باپ کی ہدائتوں پر چل رہے ہو۔ تو اس کی بھگتی میں اور بھی لین ہو جاؤ جب تم دیکھو۔ کہ یہ اتنا تمہاری آنکھوں کے سامنے چور۔ بدمعاش۔ اور کوکرمیوں کو کافی سزا دے رہے ہیں۔ ہاں۔ اگر تم اپنے من پر قابو نہیں پا سکتے۔ تو کوشش کرو۔ اور اس باپ کی شفقت پر بھروسہ کر کے تکلیف کو جلدی سے برداشت کرو۔ اور آئندہ کے لئے سبق سیکھ کر مستقل مزاجی سے دُنیا کے لالچوں پر لات مارو۔ جنہوں نے تمہیں پالی بنا اس صد اوستھا پر پہونچایا۔ ایشور تمہیں ہدائت دیں۔

راقم

ویدک دھرم کا سیوک مہر چند سیکرٹری پیا ٹیہ مبلک ایسوسی ایشن ظفروال ضلع سیالکوٹ۔

گھر کا درزی ۲۲/۱۲ ۲۱/۱۳

یہہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اور لالہ لبھو رام ٹیڈ ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے۔ جس میں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کے طریق و اصول کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخیر حصہ میں بتلایا گیا ہے۔ کہ ۷ گرہ سے لے کر ۲۴ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو اتنا درکار ہے قیمت فی جلد بامحصول ۱۲/ ۔ اس کا ہندی و گورمکھی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جس میں مضامین زیادہ اور واضح کئے گئے ہیں

المشتہر

ملاوا رام درزی۔ متصل باغیچہ
نیالی چیند لوہاری دروازہ لاہور۔

دھیان یوگ پرکاش ۱۲/۱۳ ۵/۱۳

یہہ پُستک ویدوں اور شاستروں کے پرمانو

سے سنگرہ کی گئی ہے۔ جس میں چند ترکیبیں پرانایام کرنے کی سرت سے بڑھی گئی ہے۔ (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالا جاتا ہے۔ (۲) جو اندر بھرنے کی ہے (۳) ستنبھ پرہتی (۴) جو پران اپان کی نا سکا کے اندر لڑائی کرائی جس کو ردک دینا ہی کہتے ہیں (۵) اگر پران بہت دیر پہ چڑھانے کی ہے (۶) جس کے کرنے سے پربہ اور کنٹھ روگ جاتا رہتا ہے اور بک لابھ پُستک کے دیکھنے سے ہوگا قیمت ۴/ ۔ ۳۷ صفحہ کی پُستک ہے ملنے کا پتہ سوامی لکشما نند۔ کسم باغ لالہ رام جی مرحوم واقع سہارنپور۔ ۱۰ پُستک کے خریدار کو ایک پُستک لابھ میں ملے گی ۲۵ پُستک کے لینے والے کو ۲۵ فی صدی کے حساب سے کمیشن دیا جاوے گا

ضرورت!

لالہ متھرا داس صاحب ٹھیکہ دار کوہاٹ اپنے گاؤں میں جو تحصیل پنڈ دادن خاں میں واقع ہے۔ ایک اینگلو مڈل سکول کھولنا چاہتے ہیں۔ جسکے واسطے ایک سینیئر اور ایک جونیئر سرٹیفیکیٹڈ ٹیچروں کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۰ و ۳۰ ماہوار اور مکان رہائشی مفت درخواست مع سرٹیفیکیٹ کے لالہ متھرا داس صاحب موصوف کے پاس کوہاٹ میں جانی چاہئیں۔ (مینجر)

ضرورت!:۔ دیانند اینگلو ویدک ہائی سکول میرٹھ کے لئے ایک سائینس دان گریجوایٹ کی ضرورت ہے۔ کام تعلیم کا کرنا ہوگا۔ تنخواہ ۵۰ ماہوار۔ سنسکرت دان اور ممبران آریہ سماج کو ترجیح

جلد ۱۲ | مطبوعہ یکم بھادوں سمت ۱۹۵۸ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۰۱ع - شکروار - جالندھر شہر | نمبر ۱۸ و ۱۹

سنار کی گی

کبھی نہیں کہتی خواہ انسانی دنیا سے ٹل جاوے

اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

ایک ڈالمیشیا کا ایک عجیب واقع اخباروں میں درج دیکھا ... کسان اپنی بیلوں کی جوڑی بیچنے کے لئے نزدیک ایک ہاٹ پر گیا۔ بیچ کر قیمت حاصل کی۔ اور بیچ ... لڑکی کے گھر کو لوٹا۔ زر نقد لڑکی کے پاس بند ... کسی کام کے لئے پیچھے رہ گیا تھا۔ کہ دو ڈاکوؤں ... گھیرا۔ اور اُسے مار ڈالا۔ لیکن جسکے لئے جان ... تھی وہ دھن نہ ملا۔ لڑکی باپ کی چیخنے کی آواز ... کر بھاگی اور نزدیک کی ایک جھونپڑی میں ایک ... رت کے یہاں پناہ لی اور سارا قصہ بیان کر دیا ... نے پاس کا دھن بھی دکھلا دیا۔ عورت لڑکی کی باپ کے ... کی ماں تھی۔ اُس لڑکی کو اپنی پوتی کے ساتھ ... دیا۔ اور اپنی پوتی کو سمجھا دیا کہ چارپائی کی پٹی ... بیٹھو۔ ڈاکو کی لڑکی تو سو گئی۔ لیکن کسان کی ... کو چین کہاں وہ گھبرا کر باہر چلی گئی پھر واپس ... تو ڈاکو کی لڑکی کروٹ بدل کر دائیں طرف ہو گئی تھی ... یہ لڑکی بائیں طرف لیٹ کر سو گئی۔ اتنے ... ڈاکو اپنی لڑکی کو ہی دائیں طرف سے کسان ... کی سمجھ کر اٹھا لے گیا۔ اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے ... ڈالا۔ اس تعفن سے گھبرا کر کسان کی لڑکی ... راست سے بھاگ گئی۔ راستہ میں پولیس ... نے سارا حال سن کر ڈاکو کو اپنی لڑکی کے ... کے ٹکڑے جلاتے ہوئے جا پکڑا۔ ناظرین! ... وہ لوگ غلطی پر نہیں ہیں جو کلجگ کا بہانہ کر کے ... کیا کرتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ کلجگ نہیں

کر جگ ہے یہ۔ اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں پرمیشور کے انصاف کا ہاتھ نہیں پہونچتا۔

کیا انیعصب نہیں ہے

کچھ عرصہ ہوا ایک عجیب مقدمہ کا فیصلہ بنارس کے جائنٹ مجسٹریٹ نے کیا تھا۔ ریل کے سفر میں میجر کارٹرائٹ صاحب نے ایک دوسرے صاحب بہادر کے نوکر کو دھکا دے دیا تھا۔ واقعات سے یہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ نوکر میجر صاحب کے راستہ میں آ کر کھڑا تھا۔ صاحب نے اُترتے ہوئے ساتھ ہی جاتی ہوا اُسے دھکیل دیا۔ اسپر مجسٹریٹ نے میجر صاحب پر ۵ جرمانہ کیا۔ اب اس حکم کو مسٹر ناکس قائم مقام چیف جج ہائی کورٹ الہ آباد نے منسوخ کر دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اسپر بھی اخباروں میں زمین آسمان کے قلابے ملائے جائیں گے۔ لیکن کیا ایک ہندوستانی شریف کو گوارا کریگا۔ کہ ایک خدمتگار اسکی گستاخی کرے۔ جب دیسی اخبار نویس خود ملازموں کے ساتھ انگریزوں سے بڑھ کر سخت برتاؤ کرتے ہیں۔ تو انکا ایسے معاملہ پر شور مچانا محض تعصب ہی کہا جائیگا۔

ہندوستانی عورتوں میں ملک کا کام کرنے کی سپرٹ

مہارانی وکٹوریا کے مرنے پر کنور رانی ہرنام سنگھ نے عورتوں کی طرف سے مہارانی کی علیحدہ یادگار بنانے کیلئے اپیل کی تھی۔ اسپر بنگال میں مہارانی سورنمئی کے زیر مجلس بر ایک خاص جلسہ کیا تھا اور ہندوستانی عورتوں سے چندہ کی اپیل کی تھی۔ اسکے بعد دیگر جیت جگہوں میں چندے ہوئے۔ مہارانی کوچ بہار۔ مہارانی ایودھیا اور بنگال کی بہت سی ہندوستانی تعلیم یافتہ لیڈیوں نے اس تحریک کیساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ اب جناب لیڈی کرزن ہمارے وائسرائے کی دھرم پتنی نے دیسی لیڈیوں کی اس جماعت سے استدعا کی تھی

کہ جو چندہ لیڈی ڈفرن فنڈ کے متعلق وہ کرنا چاہتی ہیں اسکے ساتھ یہ فنڈ بھی شامل کر دیا جاوے ہماری ہندوستانی بہنوں نے اس تجویز کیساتھ اتفاق نہیں کیا اور بادیہ بتلا دیا گیا کہ ان دونوں فنڈوں میں اتحاد کبھی بھی خالفت ہونا ممکن نہیں ہے۔ بڑی ہماری دھرم جوتی لیڈی کرزن کی تجویز سے اتفاق کیلئے تیار تھی کہ خیال موقع ہندوستانی عورتوں کے لئے ملک کا کام کرنیکا ہے جسے ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے۔ اگر درحقیقت اس تحریک نے ہندوستانکی مختلف اطراف کی تعلیم یافتہ اور معزز لیڈیوں کو ملک کا کام کرنیکا سبق سکھا دیا ہے تو اس سے بڑھکر اپنے دیش کیسیوا وہ کوئی بھی رحمت نہیں سمجھونگا۔ ابھی تک میموریل کی قسم کا فیصلہ نہیں ہوا۔ لیکن جہانتک معلوم ہوا ہے اُسکا تعلق ہندوستانی غریب عورتوں اور بیوگان کی حالت کے سدھار اور ستری شکشا کے پرچار سے ہوگا۔ میری دلی پرارتھنا پرمیشور سے ہے کہ اس سکیم کو کامیابی ہو تا کہ ہماری بہنیں اپنی حالت کا اندازہ خود لگا کر اپنی تکلیفات کو دور کرنے میں کامیاب ہو سکیں

شان و شوکت سے محبت کمزوری کی نشانی ہے

جہاں ہندوستان کے چھوٹے چھوٹے راجے اور رئیس اپنی شان و شوکت کو بڑھانے کی کوشش میں غلطاں اور پیچاں رہتے ہیں وہاں جلالتمآب برطانیہ اعظم کے بادشاہ اور نصف روئے زمین کے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے نمائشی شان و شوکت سے تنگ آ کر سادگی کی حد کر دی ہے۔ اب آپ ایک گھوڑے کی بگھی پر سیر کو جاتے ہیں۔ جسکو ہانکنے والا ایک نوجوان کوچمین ہے اور کوئی کپڑا اسکے ساتھ نہیں ہوتا۔ نہ بگھی پر شاہی نشان چھپا ہوا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بغیر پہچانے ہوئے بادشاہ سلامت اپنی رعایا کی حالت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ سچ ہے۔ جسمیں طاقت ہے اُسے نمائش کی کیا ضرورت۔ جب ہندوستانی راجہ اپنے کرموں کے باعث اپنی راجدھانیوں میں بھی غلاموں سے بدتر بن رہے ہیں تو سوائے اسکے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ سے اپنی طبیعتوں کو خوش کرلیں اور کیا کر سکتے ہیں۔

کہ یہ سب اُن کی کم لیاقتی اور بے پروائی کی باعث ہے۔ اگر یہ لوگ بجائے عیش و عشرت میں پھنسنے کے کسی سبق حاصل کرنیکے لیئے یورپ اور امریکہ کی سیر کرتے تو جہاں آپ اپنے افسرِ اعلیٰ یعنی وایسرائے ہند کی خوشنودی مزاج حاصل کرتے وہاں ساتھ ہی اپنی رعایا کی بہتری کی سامان مہیا کر کے اپنے فرض کی ادائیگی کی قابل بن جاتے۔ لیکن کرے کون؟ یہ ملک ہی ان محنتوں کے قابل نہیں ہے۔ کیا برسات میں ٹر ٹر پیل کے درخت کے نیچے سوائے حقہ نوشی یا گپ بازی کے اور کوئی شغل سوجھ سکتا ہے؟

تشہیر سے لیئے جبکہ کسقدر کام پڑا

لنکا میں ایک شخص نند اکو یلی نے اپنے چار گاؤں والوں پر دعوےٰ کیا ہے کہ اُنہوں نے ایک منتر اسوا گولا اُسکے کھیت میں رکھ کر اُسے اپنی کھیتی کی پیداوار لینے سے محروم کر دیا ہے۔ لنکا میں اس گولیکا نام "ضنیام بولا" ہے۔ وہاں ضعیف الاعتقاد لوگ وشواس کرتے ہیں کہ جسجگہ وہ گولا رکھا جاتے وہاں جانیوالا آدمی فوراً مر جاتا ہے۔ چنانچہ اسی خوف سے مسمی نند ا نے اپنی پیداوار تک نہ اُٹھائی۔ عدالت نے چاروں پر سوسو روپیہ جرمانہ کیا جسمیں سے نصف جرمانہ مستغیث کو دیا گیا۔ عدالت نے کہا کہ انگریزی عدالتوں کو ایسی ضعیف الاعتقادیوں کا نوٹس نہیں لینا چاہیئے۔ تاہم مستغیث کا نقصان تو ہوا خاص بہار ورش میں بیسیوں مقامات ہیں جہانپر اب تک اس سے بھی بڑھکر ضعیف الاعتقادیاں لوگوں کو برباد کر رہی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اُن کو دور کرنا کسکا فرض ہے؟ کیا اُن سوسائیٹیوں کا نہیں جنہوں نے کہ ایک ایشور کی عبادت کیلئے باقی جملہ کمزوریوں کو دور کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر یہ سوسائیٹیاں ایکدوسرے کے برخلاف باریک مسئلوں پر بحث کرنے کی بجائے کروڑوں اندھکار میں پڑے ہوئے آدمیوں کے ادھار کا یتن کریں۔

طاقت کس کام کی اگر استعمال نہ کی جائے

اس ملک کے باشندوں کی ذلیل حالت کو دیکھ کر ایک اجنبی حیران رہ جاتا ہے۔ اُنکی سمجھ میں نہیں آتا

۲۸ کروڑ آبادی کیونکر دس بارہ ہزار ہرسوں سے بھیڑ بکریوں کیطرح زندگی بسر کر رہی ہے۔ اسپر کہیں ملازموں کے ظلم کی دکانیں بیان کیجاتی ہیں اور کہیں کچھ عذرات پیش کیئے جاتے ہیں لیکن اصل بات کو بالکل نظر انداز ہی کر دیا جاتا ہے۔ وہ طاقت ہی کس کام کی جسے استعمال نہ کیا جاوے۔ برٹش گورنمنٹ کی حکومت جیسے ہوئی ہے تب سے بیسیوں موقعے بھارت نواسیوں کو اپنے جوہر دکھانے کے دیئے گئے لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ مجھے تفصیل کیساتھ بتلانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اس ملک میں آجکل شور مچ رہا ہے کہ سب روپیہ کھینچا ہوا ولایتوں کو جاتا ہے۔ یہ عام شکایت ہے کہ یورپین تجارت نے ہمیں تباہ کر دیا۔ لیکن کیا سوائے شکوہ کے ہم لوگ اس خرابی کو دور کرنیکی کچھ کوشش بھی کرتے ہیں؟ ۱۰ اگست کے پایونیر میں کلکتہ آرٹ سکول کے پرنسپل مسٹر ہویل کا مضمون میری نظر سے گذرا جو کہ اُنہوں نے انڈین انڈسٹریل ایسوسی ایشن کے جلسہ میں پڑھا تھا۔ اُنہوں نے کپڑوں کے کارخانجات کا حال بیان کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ ہاتھ کا کام ہندوستان میں کلوں کا مقابلہ کر کے کلوں کو مات کر سکتا ہے۔ اُنکا خیال ہے کہ اگر ہندوستان والے کھڈیوں میں کپڑہ بن بن کر ہی اپنی ضروریات پورا کرنیکی کوشش کریں تو بہت جلد یورپین کارخانوں کو مات کر سکتے ہیں۔ آجکل سودیشی وستو پرچارنی سبھائیں نکلیں۔ سودیشی دوکانیں کھلیں لیکن افسوس کہ سناتن کھڈی کو وسعت دیکر زیادہ مفید بنانے کی کوشش پر کسی کا دماغ نہ لگا۔ اور نہ ہی باقاعدہ موجودہ کاریگروں کی حوصلہ افزائی کر کے ہی کپڑے بنوائے گئے۔ طاقت تو اس ملک کی مٹی میں بیحد ہے۔ لیکن افسوس کہ اُس طاقت کو استعمال کرنیوالا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نام سے مطلب نہیں اصول سے مطلب ہے

جبکہ انگریزی پڑھے لکھے کے پاس گروکل کا نام لو تو ناک بھنوں سکوڑ کر "اولڈ فول" کہکر ٹال دیتا ہے۔ لیکن حال میں ہی الہ آباد میں جو ہند و بورڈنگ ہاؤس نے اپنا علیحدہ ڈھنگ بنانا چاہا ہے اُسکے افتتاحی جلسہ پر الفاظ

جو تقریر کی اُسکے ساتھ تمام انگریزی پڑھے ہندوستانی اتفاق کر رہے ہیں لاٹ صاحب موصوف نے ہندوستانی کالجوں کا بڑے شہروں میں واقع ہونا بہت نقصان دہ بیان کیا اور اپنے اُستادوں کے پاس ہروقت کا رہنا طالب علموں کیلئے مفید بیان کر کے ایسی کالجوں کی ضرورت جتلائی جنمیں طالب علم اُستادوں کی نگرانی میں رہیں۔ خاتمہ پر اُنہوں نے فرمایا "ہم اس معاملہ میں آگے جانا چاہتے ہیں کیونکہ ہم پورے طور پر مانتے ہیں کہ سکولوں کی ترقی خصوصاً اُستادوں کے چال چلن پر منحصر ہے" اس سے بڑھکر گروکل سسٹم کی اور کیا تائید ہو سکتی ہے۔ جن اصول کو سرانٹنی کالیکڈانلڈ صاحب بہادر نے قایم کیا ہے وہی گروکل سسٹم کی روح ہیں۔ ہمیں نام سے مطلب نہیں لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ گروکل کا اصول مجبوراً ہر ایک انصاف پسند انسان کو ماننا پڑیگا۔

وچتر سنیاسی کا وچتر اپدیش

سوامی وویکانند کے نام سے ناظرین بخوبی واقف ہیں جب سوامی امریکہ دیش سے اپنے دیش میں واپس تشریف لائے تو انپر ڈاکٹر بروز کی طرف سے ابھکش بھوجن کا دوش لگایا گیا تھا۔ وہ الزام کئی اخباروں میں چھپکر شایع ہوا لیکن سوامی صاحب نے اُسوقت کوئی جواب بذریعہ اخبارات نہیں دیا تھا تاہم سمجھا جاتا تھا شاید عیسائیوں نے دشمنی سے ایسا کہا ہو۔ اب سوامی صاحب نے رسالہ برہمہ وادن میں اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ بغیر گوشت خوری کے کوئی قوم بھی دُنیاوی بہادری میں قدم نہیں رکھ سکتی اور اسلیئے اپنے سودیشی بھائیوں کو گوشتخواری کی تلقین کرتے ہیں۔ سوامی صاحب اُنہیں شخصوں میں سے معلوم دیتے ہیں جو کہ انگریزوں کی کامیابی کا باعث اُنکی گوشت خوری کی عادت کو سمجھتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ جسوقت یورپ اور امریکہ کے وہ ڈاکٹر ہی جو ماس بھکشن کے حق میں ہیں اُسی کو انسان کی تندرستی اور طاقت کا ذریعہ نہیں سمجھتے۔ اور جبکہ دیگر اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹر گوشتخوری کو مذموم ثابت کر رہے ہیں

روئے زمین کی خبریں

مع [illegible] کے

بمبئی میں مرض طاعون کی چھیڑ چھاڑ اب تک چلی جاتی ہے پندرہ بیس نئے مریض اور موتیں روز ہو جاتی ہیں

کراچی میں بھی دو تین کیس روز ہوتے ہیں میسور راج کے چند گاؤں میں بھی طاعون کا زور ہے

نوشہرا کے نزدیک دریائے کابل پر ایک پل بنے گی۔ اگر سرحد پر وحشی مسلمانوں اور امیر کابل کا خوف نہ ہوتا تو وہ روپیہ جو ملک کی اندرونی ترقی میں خرچ ہونا چاہئے تھا۔ اس طرح جنگی آسائشوں کے لئے خرچ نہ ہوتا

شاہنشاہ جرمنی کی والدہ ماجدہ اور ہماری شاہنشاہ کی بہن ملکہ فریڈرک ۵۔ اگست کو راہی ملک بقا ہوئیں۔ اس موت پر کل دنیا کے تاجدار اور رئیس ہمدردی ظاہر کر رہے ہیں۔

دسمبر میں وائسرائے برما جاویں گے رنگون میں ۲۔ دسمبر کو پہنچ کر ۵۔ دسمبر کو مولمین پہنچیں گے

کارخانجات چاء کے انگریز وائسرائے کی صلاح پر عمل کرتے ہوئے ہندوستانیوں کے علاوہ تبت اور چین والوں میں بھی چاء کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں عشرت کے سامان آگے ہی باعث بربادی ہو رہے ہیں۔ کیا ان ہندوستانیوں کو جو چاء کی یہاں کے لئے ضرورت نہیں سمجھتے چاء نوشی کے روکنے کے لئے کوئی کمیٹی نہیں بنانی چاہئے۔

دہلی میں عجیب گڑ بڑ مچی ہوئی ہے۔ کچھ

ہیں۔ لوگوں پر خوف و دہشت طاری ہے ہر شب میں سیکڑوں پٹ گئے۔ کیا دہلی میں کوئی بھی بارعب پنچایت نہیں جو اس کا انسداد کر سکے؟

بارش اب تک ہر جگہ عمدہ ہوئی ہے۔ گو بعض جگہوں میں معمولی سے کم ہوئی ہے تاہم سوائے بنگال کے ایک ضلع کے اور کہیں بھی قحط کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔ مزہ کی بات یہ ہے کہ جو جو پیشینگوئیاں مسٹر ایلیٹ صاحب کمشنر آب و ہوا نے کی تھیں حسب دستور سب غلط نکلیں۔ بابو نیہر کہتا ہے کہ نئی روشنی والوں کی نسبت تو پرانے رشی وراہ مہر نے جو قواعد بارش کے آثار دیکھنے کے قائم کئے ہیں زیادہ تشفی بخش ہیں۔

اس موسم میں پہاڑ پر برف پڑنا ہی اچھا ہے۔ لیکن یہ خبر صحیح ہے کہ کانگڑہ کے دامن کوہ میں برف پڑی ہے۔

بابو کیدار ناتھ وکیل آگرا نے اپنی زمین پر پیاسوں کے لئے پیاؤ بٹھایا۔ کہیں اُس کا کوئی کونا سڑک شاہی کی طرف بڑھ گیا ہوگا۔ گو بابو کیدار ناتھ اس کے قائل نہیں صاحب مجسٹریٹ ضلع نے حکم پیاؤ کی مسدودی کا دیدیا۔ بابو کیدار ناتھ نے سرکار پر دعوی دیوانی دائر کر مجسٹریٹ ضلع کی خدمت میں درخواست دی کہ تا فیصلہ عدالت دیوانی حکم ملتوی رہے۔ لیکن صاحب بہادر نے نہ مانا۔ صاحب سشن جج آگرا نے مجسٹریٹ ضلع کو صلاح دی کہ تا فیصلہ مقدمہ اپنا حکم ملتوی رکھیں۔ ورنہ وجہ لکھیں کہ کیوں نہ اُن کا حکم منسوخی کے لئے ہائیکورٹ میں بھیجا جاوے۔ رفاہ عام کے کاموں

ہوتے ہیں۔

مدتوں تک سوات پر چڑھائی رہی محض اس لئے کہ پاگل ملا کی طاقت کو توڑا جاوے۔ پاگل ملا صاحب نہ تو پکڑے گئے اور نہ ہی مارے گئے۔ لیکن اب ظاہر کیا گیا ہے کہ چونکہ مطلب حل ہو گیا ہے۔ اسلئے وہ دستہ فوج توڑ دیا جاوے۔ ادھر وہ دستہ ٹوٹ رہا تھا کہ مہسودیوں کی ایک قوم نے کشمیر کے ناکہ پر دھاوا کر دیا۔ یہ ناکہ کھجوری کچھ ریلوے سٹیشن سے بیس میل جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ ناکے پر بیس سرکاری آدمی تھے۔ مہسودی دو سو تھے حوالدار عبدالستار مع تین سپاہیوں کے مارے گئے۔ کمان افسر اور تین سپاہی زخمی ہوئے اور کل سامان لٹ گیا۔ جو لوگ سرحدی قوموں سے واقف ہیں اُن کی رائے ہے کہ ان قوموں کی طاقت توڑنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُن کے علاقے چند ایک بہادر قوم کی دیسی ریاستوں کے حوالے کر دئے جاویں۔ صلاح تو معقول ہے۔ لیکن پھر دیسی گورنمنٹ کا اعتبار رہنا مشکل ہے۔

موسمی بخار کی وجوہات کی پڑتال کرتے ہوئے کچھ عرصہ ہوا یہ رائے قائم ہوئی تھی کہ مچھروں کے ذریعہ سے اس کا زہر زیادہ پھیلتا ہے۔ اور اسلئے نتیجہ نکالا گیا تھا کہ جس جگہ مچھر کم ہوں وہاں بخار نہیں پھیلیگا اس رائے کی پھر کئی ایک ڈاکٹروں نے تردید بھی کر دی تھی۔ لیکن اب پھر بڑے زور شور سے اس مسئلہ کی تائید کی جاتی ہے۔ بہر صورت اگر موسمی بخار کی جڑ اس سے نہیں اکھڑ سکتی تب بھی برسات میں جگہ کو مچھروں سے پاک رکھنا دیگر لحاظ سے بھی مفید ہے

اور اسلئے اس بارے میں ہر ایک صحت کے خواہش مند کو خیال رکھنا چاہیئے

بمبئی کے ایک ڈاک والے چپراسی نے دو دیگر چپراسیوں پر ہتک عزت کا دعوے کیا ہے۔ اس بناء پر کہ انہوں نے اُسپر ایک نیچ قوم کی عورت کے ساتھ تاڑی پینے کا الزام لگایا ہے۔ جس کی وجہ سے برادری نے اُسے خارج کر دیا ہے۔ یہہ واقعہ اسلئے نہیں لکھا گیا۔ کہ اس میں کوئی قانونی انوکھا پن ہے۔ بلکہ اسلئے کہ اس سے برادریوں کی اخلاقی حالت کا پتہ لگتا ہے۔ اگر محض شراب خواری اور زناکاری کا الزام ہوتا۔ اور عورت اُسی ذات کی ہوتی تو شاید برادری اُسکا بھی نام نہ لیتی۔ اخلاق کی نسبت یہہ عجیب رائے ہے۔

چھاونی میرٹھ کے لالہ جیالال صاحب سابق خزانچی بنگال بنک نے اپنی بال ودھوا لڑکی کا وِواہ لالہ استیل پرشاد سے کر دیا علاوہ جتنے صاحبان اہل برادری اور دیگر شریک جلسہ ہوئے۔ برادری نے مخالفت بالکل نہ کی۔ سب نے ہمدردی ظاہر کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویشیہ برادری کے لوگ معقول پسند ہوتے جاتے ہیں

کلکتہ کی ہوٹلوں میں شراب تقسیم کرنیکے لئے ولایت سے عورتیں منگائی جاتی تہیں اس سے اُن عورتوں اور دیگروں کے اخلاق پر بد اثر پڑنے کا اندیشہ رہتا تہا۔ اسلئے بنگال کے چھوٹے لاٹ صاحب نے لوگوں کی درخواستوں پر ہوٹلوں میں ایسے کام کے لئے عورتوں کا ملازم رکہنا حکماً بند کر دیا ہے آئیندہ لائیسنس دینے کے وقت یہہ ایک شرط لگائی جاویگی۔ کہ عورتیں ہوٹل میں ملازم نہ رکہی جاویں اس کے متعلق لاٹ صاحب کا ایک ریمارک قابل غور ہے اُن کی رائے ہے ایسا عمل اُن عورتوں کے لئے جہاں نقصان دہ ہے۔ وہاں یورپین جماعت کے لئے معیوب ہے مطلب یہہ کہ دیسیوں کی نظروں میں یورپین جماعت کی عزت کو کم کرنے والا ہے۔ اس خیال کے ساتھ بمبئی کے ڈاک والے کی برادری کی کارروائی کو ملائے۔ تو انسانی فطرت ہر جگہ یکساں دکہائی دیگی۔

ممالک مغربی و شمالی و اودھ کے لاٹ صاحب بہادر نے بنارس سنٹرل ہند و کالج کا ۳۱۔ جولائی کو ملاحظہ کیا۔ اور وہاں کے انتظام کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ بڑے کمرہ میں روز لڑکے پرارتھنا کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور ورزش کے لئے بڑا عمدہ میدان ہے۔ کتب خانہ میں چار ہزار کے قریب بڑی قیمتی کتابیں ہیں۔ خوشی اُسوقت ہوگی جب کہ مسز اینی بیسنٹ صاحبہ کے آخری لکچروں کی تعمیل اور تکمیل کے لئے یہ کالج دل وجان سے کوشش کریگا۔ جسمیں اُنہوں نے عورتوں کی اعلی تعلیم اور ورن بیوستہا وغیرہ کی درستی کے لئے خاص اپیل کی تہی

بینکوں کا کام کُل یورپین ہاتھوں میں ہوا کرتا تہا۔ پنجاب نیشنل بنک لیمیٹڈ نے اس صوبہ میں اُن کے ساتھ اِس حصہ دار ہونا چاہا تہا۔ نہ معلوم وہ کہاں تک کامیاب ہوئے۔ اب ایک دوسرا بنک پیپلز بنکنگ اینڈ کمرشل ایسوسی ایشن نے کہولا ہے۔ جسکا اصول کسیقدر مختلف اور وسیع ہے۔ لاہور میں ایک بڑا بینک ہے جسکی شاخیں سارے پنجاب میں کہلیں گی ڈیرہ اسمعیلخاں میں ایک شاخ کہل چکی ہے اس کمپنی کا سہ ماہی حساب چہپا ہوا آیا ہے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک ترقی کے آثار دکہلا رہا ہے۔ آئیندہ کی کسی کو کیا خبر ہے

بلوچستان کے فارسی باشندوں کا دستور تہا۔ کہ مُردوں کی لاشیں بلوچستان سے لیجایا کرتے تہے۔ گورنمنٹ نے اب سخت ممانعت کر دی ہے کہ فارس کو سپتہ سیستان لاشیں نہ جایا کریں

جنوبی افریقہ کے جنگ کے حالات اب بہت کم سُنائی دیتے ہیں کبھی کبھی خبر پہنچاتی ہے۔ کہ اتنے بوئیر مارے گئے اور اتنے زخمی ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد سرکاری فوج کی مانگ ہی مانگ سُنائی دیتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوئیروں کا سر کرنا ابہی تک آسان نہیں ہے۔ مسٹر کروگر کی دہرم پتنی کا دیہانت ہو گیا ساری دُنیا نے ہمدردی ظاہر کی۔ لیکن بوڑہا کروگر اس مصیبت کو بہی برداشت کر کے ویسا ہی مضبوط دل ہے لارڈ کچنر کی ہی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابہی ۸۔ اگست کے قریب بوئیروں نے ایک ۲۵۰ آدمیوں کے دستہ کو تہ و بالا کر دیا۔ لارڈ کچنر نے ایک اشتہار جاری کیا ہے جس میں بہت سی سختیوں کی دہمکی دیکر بوئیروں کو مقابلے سے باز آجانے کی ترغیب دینے کی کوشش کی ہے۔

چین کے معاملات میں کوئی نئی بات نہیں ہے سرکاری فوج بہت سی ہندوستان کو واپس آرہی ہے۔ مالیر کوٹلہ۔ پٹیالہ۔ جودہپور وغیرہ کی دیسی فوجیں بہی واپس ہو رہی ہیں۔ لیکن روئے زمین کی جمع ہوئی طاقتوں کا باہمی فیصلہ اب تک نہیں ہوا

سہارنپور اور رانی گڑھ (لکھنؤ) کے سرکاری باغات علم نباتات سکہلانے کے لئے بڑے ہی اعلی ذرائع ہیں ان جگہوں میں انتظام ہی کیا گیا ہے

کہ جو شخص کوئی ہوشیار باغبان طیار کرانا چاہی
طالب علم کا خرچ دیکر اُسے یہاں سے طیار کرا سکتا ہے
دیسی رئیسوں اور بڑی زمینداروں کے لئے یہ نہایت غنیمت
موقع ہے۔ لیکن افسوس کہ ایسے نادر موقعوں سے فائدہ اٹھانیکا شوق اب تک اس ملک میں پیدا نہیں ہوا
کیا ہی اچھا ہو اگر کچھ رئیس اپنے لئے یہاں سے باغبان طیار کراکے اپنی اراضی کی حیثیت میں ترقی کرا دیں ——

جنوبی افریقہ سے ہندوستان پر بھی آنچ آتی ہے۔ کیا یہاں سے صوبہ دار۔ رسالدار وغیرہ مانگے گئے ہیں
ہرگز نہیں بلکہ سلوتری اور انبلنس جیسے نہایت غنیمت سمجھے گئے ہیں

بنگلور (میسور) میں اب تک سخت طاعون ہے شہر میں بیماروں کی تعداد روزمرہ ایکسو سے زیادہ ہوتی ہے

جنگ افریقہ کی لمبی ستر کروڑ روپیہ کا بجٹ زائد پارلیمنٹ میں منظور ہوا ہے بجٹ کو بند کیا گیا اور بجٹ ہمراہ دیگر بجٹ کے پاس کیا گیا۔ ——

بارش عام ہونیکی وجہ سے ہر جگہ چارہ عمدہ ہے اور غلہ کی قیمت ارزاں ہوتی جاتی ہے ——

الہ آباد یونیورسٹی میں ایک مضمون پیش ہونیوالا ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ کالج میں بی۔ اے کی ڈگری کے لئے بجائے چار برس کے تین برس ہی رکھے جاویں۔ سُنا گیا ہے کہ یہ تجویز صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کی ہے۔ اور ممالک مغربی و شمالی کے لاٹ صاحب اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ تجویز اگر منظور ہوگی تو دیسی طلبا کے کسقدر بچانے کا باعث ہوگی۔

چین میں طاقتوں کی خانہ جنگی نے چینیوں کو عجیب سبق سکھایا ہوگا اب تار خبر آئی ہے کہ شاہ چین کا موسم گرما کا محل جو انگریزی فوج نے چھوڑ دیا تھا اب پھر اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اور اسپر دیگر طاقتیں شور مچا رہی ہیں

بنگال کے بڑے محبوب اس سکان کو مول لیکر بطور یادگار رکھنا چاہتے ہیں جس میں راجہ رام موہن رائے کلکتہ میں رہا کرتے تھے

بنگالی اپنی بگتنی آپسمیں کچھ چلتی رہتی ہے۔ سریندر ناتھ بابو کے اخبار میں کچھ مدت بارا۔ بیتر کا کے خلاف لکھا گیا۔ بیتر کا مالکوں نے اولاً کہ سریندر و بابو بھی دنیا پر ظاہر کر چکے ہیں کہ باہمی آپسمیں صلح ہے۔ اور اب ایسی حرکت کرتے ہیں

اسپر پائونیر مخول کرتا ہے کہ دُنیا کو معلوم ہو گیا یوں کہا گیا۔ مطلب یہ کہ بوئروں اور امریکا میں تمہیں کون مانتا ہے لیکن پائونیر کا مخول بیجا ہے۔ دُنیا سے مطلب ہر شخص اپنی دنیا سمجھتا ہے جنوبی افریقہ کا جنگ کیسا سخت ہے لیکن کیا سو اچھا میں شاید ہندوستانیوں کے ۲۰ کروڑ کو پتہ بھی ہے کہ بوئر کون تھے ہیں۔ اور ۳۰ کروڑ چینیوں کو اس جنگ کی خبر ہے۔ پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ یہ جنگ جسکو دنیا جانتی ہے

چوہے بیچارے پلیگ میں سب سے زیادہ ستائے گئے کیونکہ وہی پلیگ کے باعث قرار دئے گئے۔ اب بیکٹریا لوجسٹ کہتے ہیں کہ یہ رائے غلط ہے۔ موجودہ سائنس کی جے!

گنگا جل کو ڈاکٹر ہانکن نے جگہ جگہ سے حاصل کرکے جب دیکھا تو اُسمیں بیماری کے کیڑوں کا وجود نہ پایا گیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ گنگا جل پینے میں سب پانیوں سے افضل ہے

بابو سریندر ناتھ بنرجی کی خدمات کی یادگار کیلئے کلکتہ میں ایک بڑا جلسہ ہوگا جسمیں انکی یادگار کیلئے ہی چندہ ہوگا
خوش قسمت ہیں وہ دیش بھگت جنکی زندگی میں انکی یادگاریں قائم ہوتی ہیں۔ کاشی کی سوامی بھاسکرانند کی مورتی بھی ان کی زندگی میں پوجنے لگ گئی تھی ——

پنا (علاقہ بندیلکھنڈ) کے راجہ مرگئے تھے۔ اب خط و کتابت پکڑی گئی ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ موجودہ راجہ کی سازش سے متوفی راجہ مارا گیا۔ یہ کمبخت سازشیں نہ معلوم اس ملک سے کب دور ہونگی ——

امیر کابل اسوقت تمام مسلمانی بادشاہوں سے بالطبع اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ ایک سفارت مصر کو چلی اور سلطان روم کو قرآن بھیج چکا ہے۔ اخبار نویس ان باتوں پر رائے زنی کر رہے ہیں۔ لیکن عبدالرحمان کی پالیسی اپنا اثر دکھلانے کے بعد سمجھ میں آیا کرتی ہے

ماسٹر درگا پرساد جی کی کالج کا نام پہلے دیانند کالج تھا جب آریہ سماج سے علیحدہ ہو گئے اور سناتن دھرم سبھا پریم ہوا تو نام ویدک پاٹھ شالا رکھا۔ اب چونکہ برہمو سماج کے منسٹر نے پرارتھنا سے جلسہ شروع کیا۔ تو اس انسٹی ٹیوشن کا نام ہی وکٹوریہ کالج ہو گیا۔

روس کا ایک وزیر مرتے ہوئے قریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ چھوڑ گیا ہے۔ جسمیں سے نصف تعلیم نسوان پر صرف ہوگا اور نصف صنعت و حرفت پر۔ ہندوستان میں یہاں بھی ہر سال کوئی نہ کوئی کروڑپتی مرتی رہتا ہے۔ لیکن پُتری پاٹھ شالائیں وہ بنا چلا یا ہی کرتی ہیں ——

روی ورما اسوقت ہندوستانی مصوروں کے شرومنی ہیں۔ حال میں اُودے پور راجیہ میں بہت سے نظاروں کی تصویریں لے کر مہاراجہ ٹراونکور کے یہاں کام کرنے گئے ہیں۔ ——

ایک نجومی کی رائے ہے کہ علم نجوم کے عمل سے عمر بڑھتی ہے کیونکہ اُس سے اندریاں نیتا ہوتی ہیں

ملک جاپان کی راجدھانی ٹوکیو میں ایک بدھ مذہب کی سوسائٹی قائم ہوئی ہے۔ جو بودھ دھرم کے پرچار کے لئے مشرقی ملکوں میں پرچارک بھیجے گی اسجگہ جاپانی بدھوں میں سنسکرت اور پالی زبان میں پھیلانیکے لئے ایک سوسائٹی قائم ہوئی ہے

لودہیانہ کے سردار ہریچن سنگھ بیرسٹر پر ان کی ہندو عورت اور لڑکی کی طرف سے گذارے کا دعوے ہے۔ سردار صاحب ولایت سے ایک انگریزن کو بیاہ لائے تھے۔ اُسکے نئے بیاہ کے جواز میں کچھ شک تھا۔ سردار صاحب مسلمان ہوگئے۔ گویا اب بہت سے نکاح جائز ہیں۔ سردار صاحب کا جواب ہے کہ اُنہوں نے اپنی عورت کو طلاق پہلے سے بذریعہ خط کے دے چھوڑا تھا۔ اب چونکہ فریقین کی طرف سے شہادت پیش ہوگی۔ تب معلوم ہوگا۔ کہ نئے طریق کے طلاق کا کیا اثر ہوتا ہے۔

گہرکا درزی ۲۱/۱۳ ۲۲/۱۲

یہ ٹلیپ دویا کے متعلق رنجی قسم کی پہلی کتاب ہے اور لالہ سنت رام ٹیچر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے جسمیں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کے طریقہ ڈرل کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال کے بیان کیا گیا ہے۔ اور آخیر حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ ۷ گرہ سے لیکر ۲۰ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی

اُپدیش!

नवद्वारे पुरे देही हंसोलेला-
यते बहिः। वशी सर्वस्य सो-
कस्य स्थावरस्य-चरस्य च॥
॥ ॥ ॥

پرماتما کا خیال دل میں آتے ہی اُس کی سردگیتا کا اُس کیساتھ ہی دہیان آتا ہے۔ جیو آتما سے پرنتو جب ہم کسی اننت چیتن پُرش کا خیال اُٹھاتے ہیں تو ہمارے خیال میں نہیں آ سکتا کہ ایسے مہان پُرش کو زمانہ محیط کر سکے۔ زمانہ کے بندہن میں پڑنے والا چیتن تو جیو آتما ہی موجود ہے۔ اِس کا سوامی تینوں کالوں کے بندہنوں سے بری ہونا چاہئے۔ اور جب تک ایسا نہ ہو تو وہ جیو آتما کو بندہنوں سے کیسے چھُڑا سکتا ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ جب کسی مہاتما کے مرتیو سمے اُسے کرشن کے بچن سُنائے گئے تو اُسنے جواب دیا کہ جو خود دُنیا کے بندہنوں میں پہنسا تہا۔ وہ مجھے کیسے اُن بندہنوں سے چھُڑا سکتا ہے۔

وہ سردگیہ پرمیشور کہاں ہے؟ اُس کی کس جگہ تلاش کریں؟ رشی جواب دیتے ہیں کہ کوئی جگہ اُس کی دیاپکتا سے خالی نہیں ہے۔ تم میں ہی تو وہ موجود ہے پھر کیوں اِدہر اُدہر بھٹکتے پھرتے ہو۔ سارے برہمانڈ کے اندر وہ پرم پُرش موجود ہے گویا یہ برہمانڈ اُس کی دیہہ ہے۔ جس طرح جیو آتما اپنی دیہہ کو جدہر چاہتا چلاتا ہے۔ اور اُس کے ایک ایک انگ سے جو کام چاہتا ہے لیتا ہے۔ اسیطرح پرماتما ہی اس برہمانڈ کی رچنا کو چلا رہا ہے۔ لیکن ایک فرق ہے جیو آتما جس دیہہ کو چلاتا ہے اُس کے اعضاء کو خود بنا اور بگاڑ نہیں سکتا اور اسلئے اُس دیہہ پر اُسے پورا قابو نہیں ہے لیکن پرمیشور کی شکتی بے انت ہے وہ خود ہی جگت کو بناتا اور ستہول سے سوکشم حالت میں لاتا ہے۔ اسلئے متحرک اور ساکن دونوں قسموں کا جہان اُسی کے بس میں ہے۔ جب وہ ہر جگہہ موجود ہے۔ تو پہر وہی سارے جہان پر حکومت کرنیوالا ہے۔ ایک تنکے سے لے کر بڑے سے بڑے کرّوں تک سب اُسی کے قاعدوں کے مطابق چل رہے ہیں جو مہان آتما کہ سورج اور چاند نکشتروں اور گرہوں کو حرکت دینے والا ہے اگر وہی اُس عالمگیر اکرشن کے نیم کے اندر کام نہ کرتا ہو جو کہ نظام شمسیوں کو قایم رکہنے والا ہے تو کب ممکن ہے کہ ہماری زمین محفوظ رہ سکے۔ اب تک تو یہ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اور ہم ناچیز جیو پس گئے ہوتے۔ اگر پرماتما کے نیم کے مطابق جملہ گرہوں کی حرکت ایک ہی جانب کو نہ ہوتی اور اگر حرکت کے ساتھ ساتھ ہر ایک چیز ایک دوسرے کو اپنی طرف نہ کہینچتی۔ پس وہی پرماتما جو کہ اِن تمام کرّوں کو بنانیوالا ان سب کا سہارا بنا ہوا ان سب کو اپنے بس میں رکہتا ہے۔ یعنی ان سب کو اپنے قایم کئے ہوئے نیموں کے مطابق چلاتا ہے۔ جب تمام برہمانڈ کے اندر موجود ہے تو اِس نو دروازوں والی انسانی دیہہ وجسم کے اندر اُس کی موجودگی میں شبہ ہی کیا ہے نہ صرف یہی بلکہ انسانی جسم کے اندر اُس کی دیاپکتا کو انوبھو کرنا تو اِن کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ لیکن اُس مہان پرماتما کی شکتی کا اِس برہمانڈ کی دیاپکتا میں ہی خاتمہ ہو جاتا ہے؟ کیا برہمانڈ کی حد سے پرماتما کی حد لگا سکتے ہیں؟ اگر پرماتما برہمانڈ کے برابر ہی بڑا ہوتا تو وہ اس برہمانڈ کو وش میں کیسے کر سکتا؟ ہم بے انت کا انت لے نہیں سکتے۔ وہ پرماتما نہ صرف جیو آتما کے اندر ہی دیاپک ہے۔ وہ نہ صرف برہمانڈ کے اندر ہی موجود ہے۔ بلکہ اُسکے باہر بھی جو کچھ ہے اُس میں بھی وہی موجود ہے اور اِن سب کو گہیرے ہوئے ہے۔ اُس کی چیتنا کی حد نہیں ہے اُسکا پرکاش ہی اندر باہر سب کو پرکاشت کر رہا ہے۔ اسلئے یوگی جن کہتے ہیں

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः। स वेत्ति विश्वं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं पुराणम्।

ہاتھوں کے بغیر وہ سارے برہمانڈ کو تہامے ہوئے ہے۔ پاؤں کے بغیر وہ سب جگہہ پہونچ جاتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جو ہر جگہہ موجود ہے اُس سے بڑھکر تیز رفتار کون ہو سکتا ہے۔ اور اُسکے ہر جگہ پہونچنے میں شک ہی کیا ہے؟ بغیر مادی آنکھوں کے وہ ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے۔ اور بغیر مادی کانوں کے وہ ہمارے دل تک کی پرارتھناؤں کو سُن رہا ہے سارے برہمانڈ کا بنانے والا وہی ہے اُسکا بنانیوالا کون ہو سکتا ہے؟ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہیگا۔ پریہ پاٹھک گن! تم نے اپنے سوامی پربہو کی مہما سُن لی۔ کیا وہ پُرش یا مراد مند مٹنی نہیں ہے۔ جو کہ ایسے پربہو کو چہوڑ کر چیتن تو درکنار جڑ وستوؤں تک کے دروازوں کی خاک چہانتا پھرے نہ روپیہ اور نہ بادشاہت نہ بہائی بند اور نہ سمبندہی۔ کوئی بھی ہو سا گر سے ہمکو پار نہیں لنگہا سکتے۔ ایک پرمیشور ہی اس کشتی کو پار لنگہانیوالے ہیں۔ اسلئے آؤ اُنہیں کی شرن مضبوطی سے پکڑیں

اوم شم

اس نئی ہمت بن کٹ ہو

آج پرچارک کے ناظرین چار جگہوں میں ایک نئی کمپنی کا ذکر پڑھیں گے۔ ایک جگہ اس نئی کمپنی کے اغراض ظاہر کرکے منیجنگ لالہ متھرا داس پوری مینجنگ ڈائرکٹر اشتہار دیا گیا ہے۔ دوسری جگہ حصے جمع کرنے کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت جتلائی گئی ہے۔ تیسری جگہ شریمان لالہ رتن لعل جی کی طرف سے کمپنی کے اغراض اور فوائد بیان کرنے کے بعد اس کی کامیابی کے لئے اپیل ہے۔ اور چوتھی جگہ میں نے ظاہر کیا ہے کہ پرچارک کا کل فروختنی کتب خانہ اس کمپنی کے پاس منتقل کر دیا گیا ہے۔ میں اپنے ناظرین کی خاص توجہ اس نئی کمپنی کے اغراض کی طرف کھینچتا ہوں۔

اس میں شبہ نہیں کہ فی زمانہ پریس ایک بڑی بھاری طاقت ہے۔ لیکن یہ طاقت جس طرح بھلائی کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے۔ ویسے ہی برائی کا بھی زبردست ذریعہ بن سکتی ہے۔ اسوقت افسوس سے ماننا پڑتا ہے کہ اپنے دیش کے پریس کی طاقتیں زیادہ تر خراب یا معمولی لٹریچر پھیلانے میں صرف ہو رہی ہیں۔ اسلئے اگر کوئی کمپنی اپنی متحدہ طاقت سے ہمارے لٹریچر کو پاک کرنے کی کوشش کرے تو اس سے بڑھکر مفید کام اور ہو نہیں سکتا۔ پھر جبکہ چاروں طرف سے نوکری چاکری کے دروازے بند ہو رہے ہیں۔ اسوقت اپنے بھائیوں میں سے چند ایک کے لئے ایک آزاد ذریعہ معاش کا مہیا کر دینا بھی کچھ معمولی بات نہیں ہے ماسوائے اُن دیگر فوائد کے جو ایسی کمپنی سے ظہور پذیر ہوں گے۔ بڑا بھاری فائدہ یہ ہے۔ کہ آریہ پُرش بھی مل کر کام کرنا سیکھیں گے۔ ایشور کرے کہ اس کام کو ترقی ملے۔ اور کمپنی معقول منافع تقسیم کر کے حصہ داران کی حوصلہ افزائی کرے۔ اگر واقعی اس کمپنی کو کامیابی ہوئی تو آریہ پُرش اپنی کوشش سے بہت سا حصہ تجارت کا اپنے ہاتھ میں لے سکیں گے جو کہ اس زمانہ میں ایک ہی ذریعہ سچی بہبودی کا سمجھا جاتا ہے۔

انہیں فوائد کو مدنظر رکھ کر میں نے اپنے مطبع کا کل کتب خانہ کمپنی کے پاس منتقل کر دیا ہے۔ میری رائے میں اگر بانٹ کر کام کئے جاویں تو کامیابی کی بہت جلد امید ہو سکتی ہے۔ اور اسلئے اگر کمپنی آریہ پُرشوں اور دیگر نیک آدمیوں کی تصانیف کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیگی۔ تو جہاں ایکطرف عمدہ لٹریچر نکلنے کی امید ہو سکتی ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی یقین ہو سکتا ہے کہ جو لوگ سامان نہ ہونے کی وجہ سے تصنیف کے میدان میں قدم نہیں اُٹھاتے تھے وے بھی حوصلہ سے اپنے خیالات کو پبلک تک پہونچانے میں کامیاب ہو سکا کرینگے تجارت کے جو کام شروع کرنے کا ابتدائی نوٹس میں اظہار کیا گیا ہے۔ انکو پڑھکر بھی مجھے کامیابی کی امید پختہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایسے کام ہیں جن کیلئے نقد سرمایہ کی بہت زیادہ ضرورت نہیں پڑا کرتی لیکن جو کہ واقعی سفید پوشوں کی مدد کیلئے ضروری ہونیکی وجہ سے نفع زیادہ دیا کرتے ہیں۔ میری دلی پرارتھنا ہے کہ جن بھادر پُرشوں نے اس اہم کام کی تکمیل کو اپنے ذمہ لیا ہے وے باہمی سچے اتفاق کیساتھ ایک دوسرے پر وشواس سے کام کرتے ہوئے اسے منزل مقصود تک پہونچانے میں کامیاب ہوں

گپت دان

ایک مہاشے (جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے) مطبع ستیہ دھرم پرچارک میں مبلغ للعہ روپیہ کا منی آرڈر بھیج کر درخواست کرتے ہیں کہ انہیں ایک ایک پرچہ ایسے تیس کم آمدنی والے آریہ بھائیوں یا طالب علموں کے لئے ستیہ دھرم پرچارک اخبار کی قیمت کا ادا کیا جاوے جو کہ باقی عہ روپیہ قیمت کا پیشگی ادا کر دیویں۔ لیکن شرط یہ رہیگی کہ ایسے اصحاب پہلے سے پرچارک کے خریدار نہوں۔ کہ طالب علموں کے علاوہ دیگر سب بھائیوں کے لئے للعہ سالانہ کی شرح ہے تاہم اپنے دانی کی تقلید میں یہاں بھی سے سالانہ پرتیس پرچے شائع کرنیکا ارادہ کر لیا ہے۔ ہر ایک درخواست کیساتھ نزدیک کے آریہ سماج کے منتری یا کسی معزز آریہ بھائی کی تصدیق ہونی چاہیئے

ابھی اور ترقی ہوگی

میں نے ایک ہفتہ کی چھٹی لیتے ہوئے بتلایا تھا کہ پرچارک کی ترتیب اور مضامین میں ترقی کیجاویگی اسکے متعلق بہت کام ہو گیا ہے اور بہت ابھی باقی ہے۔ رفتہ رفتہ میں اس پرچہ کو اس قابل بنانا چاہتا ہوں کہ میرے ناظرین کو محض خبروں کی تلاش اور ملکی حالات کی بحث دیکھنے کے لئے اور کوئی اخبار خریدنیکی ضرورت نہ پڑے لیکن یہ سب تب ممکن ہے جبکہ میرے مہربان ناظرین ہی مجھے مدد دیویں۔ اس ترقی کے لئے لٹریچر کے ایک بڑے ذخیرہ کی ضرورت ہے۔ جو مہیا ہونا تب ممکن ہے جبکہ نہ صرف خریداران حال اپنا چندہ ہی وقت پر ادا کیا کریں، بلکہ نئے خریدار پیدا کرنے میں

کنیاؤں کیلئے بر کی ضرورت

ہمارے یتیم خانہ میں اس وقت مفصلہ ذیل ۱۲ لڑکیاں قابل شادی کے ہیں جن کی فہرست مع عمر و ولدیت و قومیت ولیاقت ذیل میں درج ہے۔ جو اشخاص اپنے آپ کو ان میں سے کسی ایک کے یوگیہ سمجھیں۔ وہ اپنی درخواستیں سکرٹری یتیم خانہ کے پاس بھیج دیویں۔ مگر اتنا خیال ضرور رکھیں کہ صحت جسمانی اور چال چلن کے سرٹیفکیٹ کسی آریہ سماج یا کسی معزز شخص کی تصدیق سے درخواست کے ساتھ لف ہوں۔ اور درخواست میں یہہ بھی درج ہو کہ وہ اب کیا کام کرتا ہے۔ اور جائیداد کس قدر رکھتا ہے۔

العبد

لبھن سہائے سکرٹری یتیم خانہ چھاؤنی فیروزپور

فہرست لڑکیان قابل شادی

نمبر شمار	نام	ولدیت	عمر	قومیت	لیاقت	کیفیت
۱	چیتٹا	پمیرو	گوری	۱۵ سال	چہارم پرائمری اور سنگای	نوٹ (۲) تمام درخواستیں ۵ ستمبر تک سکرٹری یتیم خانہ کے پاس پہنچ جانی چاہئیں
۲	راما	دہنوں	برہمن	۱۶ سال	فرق ثنسی سلائی	
۳	سوہاگی	کبیل	مالی	۱۵ سال	ایضاً ایضاً	
۴	دولی	کالو	بنجارا	۱۴ سال	؍؍ ؍؍	
۵	ہوڑی	ٹبولو	گوجر	۱۶ سال	چرخہ ؍؍	
۶	گنگی	اناڑو	وارڈو	۱۵ سال	؍؍ ؍؍	
۷	جمنی	گنگو	لوہار	۱۴ سال	؍؍ ؍؍	
۸	کالی	بھگوانداس	سادھو	۱۵ ؍؍	؍؍ ؍؍	
۹	بھوری	برجو	لوہار	۱۶ ؍؍	؍؍ ؍؍	
۱۰	سنگاری	گوبند	برہمن	۱۲ ؍؍	؍؍ ؍؍	
۱۱	جمنی	کھیما	بھیل	۱۵ ؍؍	؍؍ ؍؍	
۱۲	روپلی	بھولا	ڈہولی	۱۵ ؍؍	؍؍ ؍؍	

نوٹ (۱): ہر ایک یتیم لڑکی کی شادی ایسے یوگیہ ور کے ساتھ کہ اس کی شادی قانوناً جائز ہو سکتی ہے۔ مگر ہمذات کو بشرطیکہ دیگر حالات برابر ہوں ترجیح دیجاویگی

نوٹس!

چونکہ مسمی گوردت سنگھ نے بعدالت جناب صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر جالندھر ایک درخواست زیر دفعہ ۲۴۳ انڈین کمپنی کے ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء برائے انفصال دولابہ ہندو شادی فنڈ جالندھر و تقسیم روپیہ مدخلہ خزانہ سرکاری دی ہے۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے برائے اغراض مذکور مجھ کو افیشل لیکوڈیٹر مقرر فرمایا ہے اور قبل ازیں ایک نوٹس دیا گیا تھا کہ ممبران اپنے مطالبہ کی اطلاع مع اصل سارٹیفکیٹ اور رسیدات بتاریخ ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء تک میرے پاس بھیج دیویں۔ اب صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے میعاد ۵۰ الیوم اور بڑھا دی ہے۔ اسلئے کل ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء تک اپنے مطالبہ کی درخواست مع اپنے سارٹیفکیٹ اور رسیدات اور دیگر ثبوت وغیرہ میرے پاس روانہ کر دیویں۔ اور تاریخ مذکور کے بعد کل حقوق ممبران رقم مدخلہ مذکورہ پر ساقط ہو جاوینگے اور درخواست مابعد پر غور نہیں ہوگا اور کوئی ذمہ داری ادائیگی کی باقی نہیں رہے گی

المشتہر

کرم چند وکیل آفیشل لیکوڈیٹر

جالندھر شہر

شرح اُجرت اشتہارات

اندازہ جگہ	میعاد		
	ایکسال	چھ ماہ	تین ماہ
سالم صفحہ	۱۲ر	[illegible]	[illegible]
دو کالم	[illegible]	۱۰ر	[illegible]
ایک کالم	۱۰ر	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۱) نوٹ۔ آئندہ کے لئے اشتہارات کا نرخ بروئے نقشہ مندرجہ بالا کیا گیا ہے۔

(۲) اشتہارات کی اُجرت ہرصورت میں بطور پیشگی ہمراہ درخواست آنی چاہئے۔ بلا اُجرت پیشگی کے کوئی اشتہار درج نہ ہوگا۔

(۳) جسوقت کسی اشتہار کی میعاد ختم ہوجاویگی فوراً بند کیا جاویگا۔ اسلئے جملہ مشتہران کو چاہئے کہ جب میعاد ختم ہونے میں ایک ہفتہ باقی رہ جاوے۔ تو آئندہ کے لئے اُجرت بطور پیشگی ارسال کردیویں۔

(۴) جن اشتہاروں کی میعاد ابھی باقی ہے میعاد کے ختم ہونے پر اُن کے ساتھ بھی حسب شرائط مندرجہ نوٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ سلوک کیا جاویگا

(۵) میعاد سہ ماہی سے کم عرصہ کے لئے جو اشتہار ہوگا۔ اُس کی اُجرت بحساب فی سطر ۱ر فی مرتبہ لی جاویگی۔

(۶) جو اشتہار متعلقہ ویواہ شادی ویدک ورن ویوستھا کے مطابق ہونگے۔ یعنی بالحاظ ذات پات گن کرم سُوبھاؤ کے انوکول شادی کرنے کے ہوں گے وے ایک ہفتہ مفت دئے جاوینگے باقی کل کے لئے اجرت بشرح بالا دینی ہوگی۔

(۷) اُجرت تقسیم اشتہارات ہمراہ اخبار بحساب ۱۲ر فی صدی ہے۔

(۸) ہر ایک اشتہار اُسوقت تک قابل اندراج

یا قابل تقسیم نہ سمجھا جاویگا۔ جب تک کہ نمونہ ملاحظہ ہوکر منیجر اسکی منظوری نہ دیدیوے

المشتہر

منیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک

دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ

(از لالہ روشن لال صاحب مہتہ)

اول مرتبہ آریہ سماج کا تجارت کے ذریعہ دیش اُنتی کا وچار و ستاہی دہرم کا پرچار

सहनो ववतु सहनौ भुनक्तु सहवीर्य्यं करवावहै ॥ तेजस्विनावधीतमस्तु मा विद्विषावहै। ओ३म् शान्तिः शान्तिः शान्तिः

اِس اوپر لکھے وید منتر میں جو پرماتما کا اُپدیش منشیہ ماتر کو مِل کر ایک دوسرے کی رکشا کرنیکا ہے۔ اُس سے اب تک فقط یورپین صاحبان نے زیادہ تر فائدہ اٹھایا ہے کمپنیاں بناکر: فقط آج یوروپ کو دولت سے مالا مال کردیا ہے۔ بلکہ یہی ذریعہ بہت سے ملکوں کے فتح کرنے کا ہوا ہے۔ درحقیقت یہ وہ اصول ہے مِل کر کام کرنیکا ہے۔ جس سے کبھی بھی کوئی تباہ نہیں ہوسکتا۔ مگر اس سے فائدہ بیشمار اٹھاسکتے ہے۔ کمپنی میں بہت سے حصہ دار تھوڑا تھوڑا دھن دیتے ہیں۔ اور درحالت کامیابی سرمایہ کثیر رفتہ رفتہ ہوجاتا ہے۔ اور درحالت ناکامیابی یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ کسی کا کچھ جیب سے ہی گیا۔ کیونکہ یہ ایشور کے نیم پر

چلنے کا عمدہ نتیجہ ہے۔ پیارے آریہ بہائیو! تم بھی اب اِس طرف پوری پوری توجہ دو۔ اور ایشور کی آگیا کا پالن کرو لو تمہارے لئے پہلا موقع اس کامیابی کا پرماتما کی انوگرہ سے اِس طرح مِل گیا ہے کہ جب پنڈت بھیم سین نے رُخ بدلا۔ تو آریہ سدھانت ابوداری رسالہ جس کی بدولت بھیم سین معمولی آدمی سے دولت مند بن گئے معرض زوال میں آیا اور یہہ وچار پیدا ہوا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں کام رکھنے سے کسقدر نقصان کا اندیشہ ہے۔ اگر آج یہہ کام کسی سانجھک کمپنی کے ہاتھ میں ہوتا تو بھیم سین اگر علیحدہ ہوجاتے تب بھی پرچار کی حالت ویسی ہی قایم و دایم رہتی۔ اِس معرکہ نے دلوں میں وچار پیدا کیا۔ اور سچے خادمان سماج نے اِس پر دلسوزی سے غور کیا۔ تو یہ رتن یعنی "دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ" کا جوہر ہاتھ آیا۔ خیال یہ پیدا ہوا کہ اب وہ کام کرو جس سے منافع بھی ہو۔ پرچار بھی ہو اور ہروقت دان کے ہی لئے ہاتھ پھیلانا نہ پڑے۔ بلکہ پرشارتھ سے پیدا کر کے دان بھی دیں۔ اپنی اُنتی بھی کریں۔ دلشیں کا شدھار وید کا پرچار سب ہی کچھ ہاتھ آئے اِس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مذکورہ بالا کمپنی باضابطہ پرماتما کا بھروسہ لے کر رجسٹری کرائی گئی۔

اِس کمپنی کے ڈایرکٹر حسب ذیل ہیں۔

(۱) مہاشئے رام کرشن جی پلیڈر چیف کورٹ پردہان آریہ سماج جلندھر

(۲) مہاشئے جیون داس جی گورنمنٹ پنشنر اُپ پردہان آریہ سماج لاہور

(۳) مہاشئے مہتہ جیمنی جی بی اے پلیڈر ملتان

(۴) مہاشئے پنڈت رام بھجدت جی بی اے پلیڈر چیف کورٹ سکرٹری آریہ سماج لاہور۔
(۵) مہاشئے پنڈت آتمارام ویدی ڈسٹرکٹ ممبر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنشین ونیٹر
(۶) مہاشئے روشن لعل جی بی اے۔ بیرسٹر ایٹ لاء و ایڈووکیٹ الہ آباد ہائی کورٹ چیف کورٹ پنجاب پردھان آریہ سماج لاہور۔
(۷) مہاشئے متھراداس جی پروپرایٹر ہند و ہوٹل لاہور
ڈائرکٹران کا پہلا باقاعدہ اجلاس بعد رجسٹری ہونے کی تاریخ ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء ہوا اور صاحبان ذیل آفس بیئرر قرار پائے
مہاشئے روشن لعل جی بی اے بیرسٹر چیرمین
مہاشئے پنڈت رام بھجدت جی پلیڈر لیگل ایڈوائزر
مہاشئے متھراداس پوری مینجنگ ڈائرکٹر
مہاشئے لالہ منشی رام جی ہماری اس کمپنی کے کام سے سمت ہیں۔ مگر بوجہ سخت عدیم الفرصتی کے ڈائرکٹر نہیں ہوئے۔ فقط شیئر ہولڈر ہی رہنا پسند کیا ہے۔ مگر ان کا بقدر استطاعت کمپنی کی مدد میں ہے۔ کہ بغرض پرچار و افتتاح کام اپنا کل بک ڈپو کمپنی کو سپرد کر دیا ہے۔ اور اب ایک نہایت عمدہ قابل دید بک ڈپو انارکلی لاہور میں کھولا گیا ہے۔ جہاں سے ہر ایک قسم کی آرین پستکیں بکفایت مل سکتی ہیں۔ علاوہ اس کام کے جنرل ٹریڈنگ میں مفصلہ ذیل کام کھولنا بشرط فراہمی کم از کم ایک ہزار حصص کے قرار پایا ہے۔ اور وہ کام اول شروع کرنا قرار پایا ہے۔ جس میں نقصان کا خطرہ بالکل ہی نہیں ہے۔

(۱) ایک اعلےٰ بک ڈپو جس کا مقصد آرین لٹریچر کو حتی الامکان کم قیمت پر بہم پہونچانا و فروخت کرنا۔

(۲) عمر کے بیمہ و بائیسکل وغیرہ ولائتی فرموں کے ایجنٹ بنا

(۳) لون آفس جس میں اوسط درجہ کے شریف آدمیوں کو واجبی سود پر روپیہ دیا جاویگا۔ اور جن کو زیادہ سود خواروں کے پنجہ سے بچایا جاویگا۔

(۴) اوکشن فرم میں ایک نیلام کے لئے کوٹھی کا قائم کرنا

(۵) جنرل سپلائی ایجنسی یعنی جو صاحب لاہور کا عمدہ مال معتبر ذریعہ سے منگوانا چاہیں اُن کے لئے مال بہم پہونچانا۔

(۶) ڈیری فارم (Dairy farm) کی طرف پبلک کی خاص توجہ مبذول کی گئی ہے۔ آج دن ہمارے دیش میں جیساکہ اچھے دودھ اور گھی کا قحط ہے۔ ویسا کسی چیز کا نہیں ہے دودھ پانی ملا گھی چربی ملا ہمکو کھانا و پینا پڑتا ہے۔ جس سے ہماری روحانی و جسمانی ہر دو طاقتیں زائل ہوتی ہیں۔ عمدہ بیل کاشتکاروں کے لئے دستیاب نہیں ہوتے ہیں۔ جس سے زراعت کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے بدرجہ لاچاری اپنا انتظام ہر جگہ کرلیا ہے۔ مگر عام آدمی واقعی اچھے گھی اور دودھ کو ترستے ہیں گئورکشا آریہ سماج کا عین فرض ہے۔ مگر جس صورت میں کہ پہلے ہردوار میں کھولی گئی ہے۔ یا ناگپور وغیرہ میں بڑے جوش سے دھارمک آدمیوں نے جاری کئے تھے وہ بھی صورت نہ تھی۔ اور اس کا پھل عمدہ نہ ہوا۔ مگر یہ طریقہ ڈیری فارم کا جو گئو اپنی کمائی سے خود اپنی و آریہ ستان کی پرورش کرسکتی ہے۔ نہایت ہی معقول ہے ان سب باتوں کی کامیابی کا انحصار پبلک کے ہاتھ میں ہے۔ آریہ سماج کی کوئی اپیل آج تک خالی نہیں گئی ہے۔ اور یہ کام اس کا ایشور کی کرپا سے سرسبز ہوگا

رہا ہے۔ ویسی ہی اس کی پوری پوری امید کامیابی کی ہے۔

اس کمپنی کا سرمایہ ایک لاکھ روپیہ قرار دیا گیا ہے۔ اور حصہ کل ۲۵ روپیہ کا رکھا گیا ہے۔ جو ہر ایک آریہ بھائی باسانی تمام خرید سکتا ہے۔ درخواست کے ہمراہ صرف مبلغ ۵ روپیہ فی حصہ بھیجنا کافی ہے روپیہ بنام ایجنٹ پیپلس بنک لاہور آنا چاہئے اور درخواست خرید حصص بنام مینجنگ ڈائرکٹر لالہ متھراداس پوری ہندو ہوٹل لاہور آنی چاہئے۔ اور درخواست حصص کے ساتھ اپنا پتہ و نام پورا پورا اور سب صاف صاف لکھنا چاہئے۔ تاکہ بینک والوں کو یا مینجنگ ڈائرکٹر کو پڑھنے میں غلطی نہ ہو۔ ہمکو صرف ۴۰۰۰ حصوں کی ضرورت ہیں۔ اور فقط ہمارے آریہ بھائیوں کی ہی تعداد اندازاً ۵۰ ہزار سے کم نہیں ہے تو چار ہزار حصوں کا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جانا کیا بات ہے۔ مجکو امید تو یہی ہے کہ اس چٹھی کے شائع ہونے سے ایک ماہ کے اندر چار ہزار حصے فروخت ہو جاویں آریہ سماج نے اول ہی بار یہ جرات کی ہے۔ ہر آریہ بھائی کا یہ فرض ہے۔ کہ اس کام کو دلی مدد سے بڑھاویں اور جو جو تدابیر کامیابی خیال میں آویں ان سے ہی مطلع کریں۔ ہم دُنیا کو یہ ثابت کر دکھانا چاہتے ہیں کہ آریوں کا سچا جوش و ایمان واری دیش کے لئے کیسی پہل وائک ہے۔ ہماری ایمان داری و دیش ہتیشتا کا پورا پورا ثبوت اس کمپنی کی کامیابی سے پبلک کو ہو جاویگا۔ صاحبان اُٹھئے دیر نہ کیجئے۔ ایشور کا نام لے کر ہمارے شیئر ہولڈر یعنے حصہ دار بنئے اور

تجارتی و مالی ملکی ترقی کی بنیاد کا پتھر دست مبارک سے رکھیئے۔ اوم شانتی

ضرورت

آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ لاہور کے حصص فروخت کرنے کے لئے ہوشیار جفاکش و دیانت دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جن کو عسہ روپیہ ماہوار سے للعہ روپیہ ماہوار تک علاوہ کرایہ ریل درجہ درمیانہ کے تنخواہ دی جاویگی۔ یہہ تنخواہ خاص شرائط کے ماتحت ہوگی۔ درخواستیں پتہ ذیل پر آنی چاہیئں۔

المشتہر
متھراداس پوری مینجنگ ڈائرکٹر

آریہ سماجک خبریں

مصطفیٰ آباد (ضلع انبالہ) آریہ سماج کے منتری اب لالہ چتر پتی نہیں ہیں۔ اب لالہ بال مکند ورما منتری ہیں۔ کل خط و کتابت اُن سے ہونی چاہیئے۔

چکراتہ آریہ سماج میں برابر ہون ہوتے ہیں۔ اور ویاکھیانوں کا آنند رہتا ہے پنڈت چنڈی پرساد نے سماج کو ایک گلاس دان دیا۔

مہتہ جیمنی جی پلیڈر ملتان کو برادری سکول کالیہ کے لئے ایک انٹرنس پاس شدہ کی ضرورت ہے۔ جس کی دوسری زبان سنسکرت ہو۔ تنخواہ بالفعل عہ ماہوار۔ درخواستیں مہتہ جی کے نام جانی چاہیئں۔

کشمیر آریہ سماج کے ممبر لالہ حکومت رائے کے گھر پُتراُتپن ہوا۔ تین روپیہ مختلف سماجک فنڈوں کو دان ملا۔ اسی طرح لالہ شنکرداس جی نے پُتراُتپتی کی خوشی میں تین روپیہ دان دیئے۔ اور دونوں بھائیوں نے ہون بھی کرائے

پنڈت رشی رام اُپدیشک نے ایک ہفتہ تک خانقاہ ڈوگران میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ جہاں پانچ روپے نقد وید پرچار کے لئے جمع ہو گئے پھر ۲۹۔ جولائی کو ننکانہ آریہ سماج میں گئے۔ وہاں منوسمرتی کی کتھا بازار میں ہوئی۔ دو بھائیوں کا یگیوپویت سنسکار ہوا۔ ایک ممبر کے لڑکے کا نام کرن سنسکار ہوا۔ وید پرچار فنڈ کی اپیل پر ۱۲ روپے نقد جمع ہوئے۔ چوک میں لیکچر بھی ہوا۔

ایک بھائی گھر بیٹھے نائب تحصیلداری کے امتحان کی مقررہ کتابیں اور قواعد دریافت کرتے ہیں۔ جب دریافت کرنے میں اس قدر سُستی ہے۔ تو امتحان کیسے دینگے

گوٹما (راجپوتانہ) آریہ سماج کی حالت بدستور عمدہ ہے۔ یہاں کی ڈیبیٹنگ کلب بڑی رونق پر ہے۔ اُس میں ڈاکٹر گورودت جی خصوصاً بڑا کام کرتے ہیں

کوہ دھرم سالہ سے چودھری ٹھاکرداس جی خبر دیتے ہیں۔ کہ پنڈت مہرچند جی پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب ۲۲۔ جولائی سے دھرم سالہ میں ہیں۔ ۲۴۔ اور ۲۵ کو اُپنشدوں کی کتھا کرنے کے بعد ۲۵ کو کوتوالی بازار میں دھرم وشے پر یک صد کی حاضری میں ویاکھیان دیا۔ اس کے بعد ۳۰۔ جولائی تک مختلف وشیوں پر ویاکھیان دیتے اور شنکا سمادھان کرتے رہے۔

رُڑکی کی ہون پرچارنی سبھا بڑا مفید کام کر رہی ہے۔ اسکے گذشتہ سالانہ جلسہ پر بڑی رونق رہی تھی۔ اس وقت ہفتہ وار جلسے اور ماہواری ہون ہوتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ایک لائبریری کھولی ہوئی ہے۔ جس میں ۱۰ کے قریب مختلف اخبارات بھی آتے ہیں۔ نوجوانوں کے لئے یہ سبھا رڑکی میں غنیمت ہے۔

مہاشئے ہربھگوان سپترا نے جن یوگا بھیاسی مہاتما سچدانند کا پتہ پوچھا ہے۔ اُن کا اصلی نام سوامی نرنجن گر بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اُن کا تکیہ کلام "واسدیو" ہے

شکر گڈھ آریہ سماج کے منتری لالہ ہیرا رام جی نے اپنی فتحیابی پر چار روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے دان دئیے۔ اور بیلی رام جی اُپ منتری نے اُس خوشی میں ایک روپیہ کنیا مہاودیالے کے لئے دان دیا۔ طاعون کے خاتمہ پر اب ہفتہ وار جلسے شروع ہوگئے ہیں

مقام بھون ضلع جہلم میں ہر روز رات کو باقاعدہ ستیارتھ پرکاش کی کتھا ہوتی ہے یہاں کے باشندہ مہتہ ملکھی چند صاحب ڈپٹی انسپکٹر ہزارہ پولیس نے ۸ سیر گندم یتیم خانہ جالندھر اور مبلغ ایک روپیہ بھون سماج کے لئے دان دیا۔

موضع وڈالہ بانگر (ضلع گورداسپورہ) میں پنڈت لالتا پرساد اُپدیشک نے دو ویاکھیان دئیے جن میں حاضری معقول تھی۔ منتری مہاشئے آشا کرتے ہیں کہ اگر پنڈت جی پھر تشریف لائے تو سماج کا سالانہ جلسہ مقرر ہو جائیگا

آریہ سماج قادر آباد (تحصیل پھالیہ ضلع گجرات) کے منتری مہاشے لالہ بیلی رام نے بیمہ لوکل سماج کو دان دیا۔ اور اُن کی ماتا جی نے ایک من غلہ کنیا مہا ودیالے کو دان دیا۔ بہتر ہو کہ غلہ بیچ کر قیمت سیوا میں لالہ بدری داس ایم۔ اے۔ منتری کنیا مہا ودیالے کھیج دیں۔ اس بھیجی جاوے

ملتان اور مظفر گڑھ میں پنڈت مکند رام جی اُپدیشک کنیا مہا ودیالے نے بہت اچھا پرچار کیا۔ ملتان میں مہاشے وزیر چند جی ایڈیٹر آریہ مسافر میگزین کے بڑے سار گربہت ویاکھیان ہوئے۔

نوشہرا آریہ سماج کے لائق پردہان لالہ نند لعل جی کی دھرم پتنی کے دیہانت پر سب داہ کرم سنسکار ودہی کے انوسار ہوا لالہ صاحب کی ورڑھتا سراہنے یوگ ہے۔ انہیں ایام میں ایک سناتنسٹ پنڈت تشریف فرما ہوئے۔ جن سے آریہ سماج کے اُپ منتری اور منتری کا مباحثہ ہی ہوا۔ افسوس کہ آریہ سماج کے جوابی لیکچروں میں سناتنیوں کی طرف سے شور مچایا گیا اور ڈھیلے پھینکے گئے۔ لیکن یہ ایک معمولی بات ہے۔

ماد ہونتیا نند ناتھ بھارت سیوک ابرودہ اوستھا کے کارن بہرمن کا کام نہیں کرسکتے۔ ارادہ کرتے ہیں کہ کسی ایک آریہ سماج کے مندر میں بیٹھ کر جیون وتیت کریں بھکشا سے جیو کیا کیا کریں گے۔ ساتھ ہی طبابت کا کام بھی کیا کریں گے۔ جس آریہ سماج کو مرغوب ہو اُنہیں بلا لیوے۔ اسوقت اُدے پور راج کے آریہ سماج مندر میں براجمان ہیں۔

آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

رجسٹری شدہ

سرمایہ ایک لاکھ روپیہ

سرمایہ ایک لاکھ منقسم بہ حصص چار ہزار روپیہ بحساب ۲۵ روپیہ فی حصہ جو بطریق ذیل ادا ہوگا۔

ہمراہ درخواست صرف پانچ روپیہ۔ باقی مطالبہ پانچ روپیہ فی حصہ سے زیادہ نہیں کیا جاتا جس کے لئے ایک ماہ کا نوٹس دیا جاتا ہے۔

ڈائرکٹران

لالہ روشن لعل صاحب بی اے بیرسٹر پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور

پنڈت رام بھجدت صاحب بی اے پلیڈر چیف کورٹ لاہور۔ سکرٹری آریہ سماج لاہور ڈائرکٹر اینڈ لیگل اڈوائزر

لالہ جیونداس گورنمنٹ پنشنر وپریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور

مہتہ جیمنی جی بی اے پلیڈر ملتان

لالہ رام کرشن صاحب پلیڈر چیفکورٹ پریذیڈنٹ آریہ سماج بچھلم

مہاشہ آتمارام جی ودیہی ڈسٹرکٹ آفیسر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنشن

لالہ متھراداس پوری پروپرائیٹر ہند دھوپ لاہور مینیجنگ ڈائرکٹر۔

بینکرز پیپلز بنکنگ اینڈ کمرشیل ایسوسی ایشن لمیٹڈ لاہور

صاحبان! اس کمپنی کے مقاصد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ آرین لٹریچر کو نہایت ارزاں بہم پہنچانے کے لئے یہ کمپنی نہایت مفید ثابت ہوگی چنانچہ ایک اعلیٰ درجہ کی بک ڈپو لاہور میں کھولی گئی ہے۔ جہاں سے آریہ پستکیں ایسی سستی بھیجی جاتی ہیں کہ آپ حیران ہونگے۔ یہہ کیونکر۔ مگر پانچ روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو یہ رعایت دی جاتی ہے۔ کل سرمایہ کے ½ حصص فروخت ہونے پر ڈائرکٹروں نے اپنے تجارتی کام شروع کرنے کا ادھار کیا ہے۔ کہ جس میں نقصان کا اندیشہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً

(۱) جان کا بیمہ کرنے والی کمپنی اور ہائیکل فرم اور دیگر ایسی اور ولائتی فرموں کے ایجنٹ بننا۔ (۲) متوسط درجہ کے آدمیوں کو سود کی سختی سے بچانے کے لئے ایک Loan office کا کھولنا (نوٹ) روپیہ بغیر گروی رکھنے کسی چیز کے نہیں دیا جاویگا۔ (۳) جنرل سپلائنگ ایجنسی کا قایم کرنا۔ یہہ برانچ اُن اشیاء کو انڈیا میں بہم پہونچائیگی جو کوئی صاحب لاہور سے طلب کریں۔ (۴) اوکشن فرم (کارخانہ نیلام) کا جاری کرنا (۵) ڈیری فارم۔ درخواستیں اور ہر ایک قسم کی خط وکتابت کمپنی ہذا کے متعلق مندرجہ ذیل پتہ پر ہونی چاہیئے

المشتہر

متھراداس پوری مینجنگ ڈائرکٹر

آریہ یاجک کتابیں کہاں سے ملیں گی؟

مطبع ستیہ دہرم پرچارک کی کتابوں کا کل ذخیرہ یعنی کمشن فروختنی کُتب خانہ دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور کے نام منتقل کر دیا گیا ہے. یہ کمپنی آریہ سماج کے بعض مشہور اور برگزیدہ ممبروں نے مل کر فن تجارت کو ترقی دینے اور مجلسی انتظام کا سبق عوام کو سکہلانے کی غرض سے قائم کی ہے. ستیہ دہرم پرچارک کے پرانے خریداران سے التماس ہے. کہ آئندہ کتابوں کی خریداری کی درخواستیں براہ راست کمپنی موصوف کے مینجر کے نام بہیجا کریں. کمپنی کا فروختنی کتب خانہ انارکلی بازار میں واقع ہے

منشی رام جگیاسو

مالک مطبع ستیہ دہرم پرچارک

اپنے متعلق

(۱) آریہ مسافر میگزین کا میں ماہ جون سے ایڈیٹر نہیں ہوں. اب **لالہ وزیر چند جی** واحد ایڈیٹر ہیں. اور وہی اُس کے مینجر بہی ہیں. کل خط وکتابت اُس رسالہ کی بابت اُن سے ہونی چاہئے. مجہہ سے خط و کتابت کرکے جو بہائی اپنا وقت خراب کرتے ہیں وے آئندہ کے لئے اُن سے خط وکتابت کیا کریں.

(۲) کنیا مہاودیالئے. اور کنیا اناتہ آلئے سے اسوقت مجھے کوئی بہی تعلق نہیں ہے. حتی کہ میں اُن کی انتظامیہ کمیٹیوں کا ممبر بہی نہیں ہوں. اسلئے ان انسٹیٹیوشنوں کی بابت نہ تو مجہسے کوئی بہائی خط و کتابت کریں اور نہ ہی اُنکے متعلق کوئی رپورٹ میرے پاس بہیجیں.

(۳) گرو کل کی موجودہ حالت کے متعلق مجہے کچہ بہی واقفیت نہیں ہے. نیز آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کے انتظامیہ کام سے بہی مجہے کچہہ واقفیت نہیں پس جو بہائی گروکل. وید پرچار اُپدیشکوں کی ضرورت وغیرہ کی نسبت میرے پاس لمبے لمبے خطوط بہیجتے ہیں وے بڑا مفید کام کریں اگر اُنہیں مضامین کے خطوط پردہان صاحب اور منتری صاحب آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کی سیوا میں بہیج دیا کریں

(۴) میرے مقدمہ کی آخر تاریخ پیشی واسطے سنانے فیصلہ کے ۲- ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع مقرر ہوئی ہے جو نتیجہ ہوگا. اُس کے بعد پرچارک میں چہپ دونگا

(منشی رام جگیاسو)

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ایک آریہ از ہیرا. تجویز پیش کرتے ہیں کہ آریہ پرتی ندہی سبہا کا ایک سرکلر جاری ہونا چاہئے. کہ جو شخص مانس کہاتا ہو. وہ آریہ سماج کا ممبر نہ ہو سکے. سوال یہ ہے کہ کیا دیگر دُراچار کرنے والے ممبر ہو سکیں گے؟. اور ہو سکنے چاہئیں؟ میری رائے میں جو آچار شُدہی سرکلروں سے ہوتی ہے وہ مکاری کی طرف لیجاتی ہے. عوام کی آچار شُدہی کے لئے ضروری ہے. کہ خاص خاص لوگ دہرم کے آچرنوں میں درڑہ برت دہارن کریں **ایڈیٹر**

مہاشئے نرسی رام جی. محض تمہیدی مضامین تو نہ معلوم کتنی مرتبہ لکہے گئے. لیکن اُن کا کچہہ بہی اثر نہ ہوا. آپ بجائے مضمون نویسی کو اخباری میدان میں لیجانے کے اگر اپنے مطالعہ میں وسعت دیویں اور سوادہیائے کی مضبوط عادت اختیار کریں تو بہت اچہا ہو **ایڈیٹر**

پنڈت کرپارام اُپ پردہان آریہ سماج چنیوٹ آپ وواہ پر جو ادہک رسوم ادا کیجاتی ہیں اُن میں اصلاح چاہتے ہیں. اور زیادہ تر آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کو خطاب کرتے ہیں. اسلئے آپ کا مراسلہ بجنسہ سیوا میں منتری سبہا موصوف بہیجا گیا ہے. تاکہ آپ کے لکہے ہوئے اہم معاملوں پر جملہ سماجوں کے عمل کے لئے کو دستور العمل بن سکے **ایڈیٹر**

اپشگن

اس بھارت دیش میں اگر کوئی آدمی کسی کام کے لئے باہر نکلے - اور بلی - سانپ دو ہوا لکڑی کا گٹھا - اُپلے وغیرہ کچھ سامنے ہیں - یا کوئی دوسرا آدمی چھینک دے - یا گدھا بائیں جانب سے گذر جاوے یا بائیں آنکھ پھڑک اٹھے - تو اپشگن مانا جاتا ہے - یا ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں میں بدلتا ہے - ایسے عمل سے سمجھا جاتا ہے - کہ اپشگن کا اثر دور ہو گیا ہے علاقہ نظام کے ضلع اندور کے ہیڈ اکونٹنٹ متوفی رام چندر راؤ جی اس قسم کی ضعیف الاعتقادیوں کے شکار تھے -

متوفی راجہ سوامی راؤ صاحب جوڈیشل کمشنر ممالک شمالی علاقہ سرکار نظام کے روبرو اگر کوئی شخص صبح کے وقت لکڑی یا اوپلے کا نام لیتا تو وے اس سے سخت ناراض ہوا کرتے تھے - اگر شامت اعمال کسی شخص کو صبح کے وقت ان کے روبرو ان اشیاء کے نام لینے کی ضرورت لاحق ہوتی تھی - تو الفاظ " چولہے کا نیشکر " استعمال کرنے پڑتے تھے - متوفی ممدوح چونکہ میرے قریبی رشتہ دار تھے - اسلئے ان سے اس کا باعث دریافت کیا گیا - انہوں نے فرمایا - کہ لکڑیاں اور اوپلے مردہ جلانے کے کام آتے ہیں - علی الصباح ان کا نام لینا گویا موت کو اپنے نزدیک بلانا ہے نا

ابھی بہت دن نہیں گذرے کہ حیدرآباد دکن کے ایک قدر ہندو مہاشے جو لوکل آریہ سماج کو نیست و نابود کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھے - اپنے کل دیوتا کے درشن کے لئے ۸۰ میل کی مسافت طے کر کے بمقام بیدر (بہمنی اور بریدشاہی سلطنتوں کا یہ کسی زمانہ میں دارالخلافہ تھا) پہونچے - اور کل دیوتا کے درشن کی غرض سے دیول (بتخانہ) کے اندر جانا ہی چاہتے تھے - کہ کسی نے چھینک ماری - بیچارے آفت کے مارے وہیں سے الٹے پاؤں جو لوٹے تو حیدرآباد جا کر دم لیا -

[illegible]

آج سے ۸ یا ۹ صدی پیشتر اپشگن کے ستائے ہوئے ہی راجہ جے پال نے سبکتگین کے ساتھ توہین آمیز صلح کی تھی -

لیکن آج سے پانچ ہزار برس پیشتر کا بگڑا ہوا اتہاس ہی ملاحظہ کیا جاوے - تو ظاہر ہوگا - کہ آریوں کے بزرگ ایسے ضعیف الاعتقاد نہ تھے - بھیشم پرب میں ذکر ہے - کہ جب کرشن چندر نے ارجن سے اپشگن ہونے کا ذکر کیا - تو ارجن نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی - بھارت کے یدھ کے بعد جب کرشن چندر جی ہستناپور سے دوارکا جانے لگے تو بھی اپشگنوں کا ہونا درج ہے - لیکن مہاتما کرشن نے ان اپشگنوں کی ذرا بھی پروا نہ کی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ خوف سے کبھی بھی اپنے فرائض کی ادائیگی سے نہیں بھاگا کرتے تھے ہمارے ہندو بھائیوں کو وچار کرنا چاہئے کہ جب چیتن جیو آتما کو بھی بھوشیت (زمانہ مستقبل) کا حال معلوم نہیں ہے تو جڑ وستوؤں یا پشو پکشیوں کو یہ علم کیسے ہو سکتا ہے - اصل بات یہ ہے - کہ اپشگن محض ایسیوں کو ستاتا ہے - پرماتما پر تھیوں کے رو نزدیک بھی کھڑا نہیں ہوتا

جب تک بھارت نواسی پرمیشور کی سرن نہ آویں گے اور پرارتھنا اور اپاسنا کا طریق نہیں سیکھیں گے - تب تک من کی کمزوری کے باعث ایسے ہی توہمات میں پھنسے رہیں گے -

مسافر

{ سری نواس راؤ
از دھاراشیو }

ستیہ دھرم پرچارک پر پہلا لائیبل کا مقدمہ

نوٹ - جس وقت کریم بخش آخری گواہ ملزمان کا بیان درج کر کے خاتمہ کیا گیا اسوقت امید کی گئی تھی کہ شائد بہت جلد صاحب مجسٹریٹ بہادر اپنا فیصلہ سنا دیں گے لیکن جس حالت میں کہ باوجود دیسی ٹرائل کی رفتار چلنے کے فریقین کے وکلاء نے محض اپنی تقریروں میں تقریباً ۲۸ گھنٹے صرف کئے تو عدالت کو فیصلہ لکھنے کے لئے ہی ایکماہ سے کم کیا کافی ہو سکتا تھا - کیونکہ جہاں دوسرا کام برابر جاری رکھنا ہو وہاں اسقدر لمبے مقدمہ کے لئے وقت کم مل سکتا ہے - خلاصہ یہ کہ ۳۱ - جولائی کو رائے زادہ بھگت رام صاحب ایڈووکیٹ سارا دن بحث کرنے کے باوجود اپنی تقریر ختم نہ کر سکے - یکم اگست کو پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی - جواب میں مسٹر پیٹ مین نے

نے وہ دان ختم کرنے کے علاوہ ۶- اگست کو ہی دو گھنٹوں کے قریب لئے - حکم آخری سُنانے کے لئے تاریخ ۲ ستمبر مقرر ہوئی ہے - وکلاء فریقین کی تقریروں کو قلمبند کرنے کے لئے ایک مختصر نویس صاحب کی خدمات مل گئی تھیں پس طیار ہونے پر وکلاء کی تقریروں کا ترجمہ بھی ہدیہ ناظرین کیا جاویگا - اب ۱۶- جولائی سنہ ۱۹۰۱ کی کارروائی سے پھر مقدمہ کا حال درج ہونا شروع ہوتا ہے

کارروائی ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

فریقین مع اپنے وکلاء کو حاضر ہیں

پنڈت گوپی ناتھ برائے بیان ثانی - بابت دستاویز D5 کی بابت چونکہ آریہ سماجی بڑی مدت سے سناتن دہرم والوں پر حملہ کرتے رہتے ہے - اور تمام فرقوں پر فحش حملے کئے تھے اسلئے میں نے جواب میں یہ ہولی کا مضمون چھاپا تھا جسکا مضمون عموماً صحیح ہے - گو بعض الفاظ کسیقدر نامناسب ہیں - آریہ سماجیوں کے پہلے تین اور پہر دو فرقے تھے - اور یہہ ایک دوسرے پر گندے حملے کرتے تھے اسی لئے میں نے لکھا کہ وہ سارا سال ہولی کھیلتے ہیں - میرا خاص مطلب ایک اُس خاص جھگڑے سے تھا - جو ست دہرم پرچارک اور آریہ گزٹ کے درمیان چل رہا تھا - جو کہ مہاتما پارٹی معہ ملزم اور کالج پارٹی کے آرگن ہیں - اس کا علم مجھے اُنہیں کے اخباروں اور رسالوں سے ہوا دیں خاص پرچوں اور رسالوں کے پیش کرنے کی اجازت

نہیں دیتا - کیونکہ وے اب مناسب طور پر ثابت نہیں کئے جا سکتے - (دستخط حاکم) مضمون متعلق عورات کے کہ "وہ اپنے ناقابل خاوندوں کو چھوڑ دیویں اور غیر مرد سے ساتھ تعلق پیدا کریں یا اُس کی آغوش میں چلی جاویں اُس وقت تک کہ وہ حاملہ نہ جاویں" کتاب ستیارتھ پرکاش کے ایک فقرہ پر مبنی ہے - جو کتاب کہ آریہ سماج میں مستند مانی جاتی ہے - اور جس میں کہ ایسے رواج کی تعریف کی گئی ہے - اس مضمون میں میں نے تینوں ملزموں میں سے کسی پر بھی کوئی خاص حملہ نہیں کیا ہے اس مضمون پر جو فوجداری مقدمہ ہوا تھا - اُس میں یہ صحیح درج نہیں ہے - کہ بہت سے لوگ مجھے مدد دینے کے لئے طیار تھے - اور چندہ سے خرچ ادا کر دیتے -

نسبت دستاویز D.6 - میں نے یہہ مضمون بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ جات ۱۴۷ لغائیت ۱۵۷ لکھا تھا - میں نے یہہ مضمون خود نہیں لکھا تھا - لیکن یہ اُس کتاب کے مطابق ہے - ۱۲- جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے ست دہرم پرچارک میں لکھا ہے - کہ آریہ سماجی سب ذاتوں کے ساتھ ملنے جُلنے کو طیار ہیں - اور خاص شُدہی کی رسوم ادا کرنے پر اُنہیں اپنی سوسائیٹی میں شامل کرنے کے لئے طیار ہیں - اس اور دیگر ایسی ہی تحریروں پر میں نے لکھا - کہ آریہ لوگ چوہڑوں وغیرہ سے ساتھ کھاتے ہیں

بابت دستاویز D.8 گینشی لعل نے یہ مضمون لکھا تھا - اُس نے سوال پوچھے ہیں - الزام نہیں لگائے - چوتھے سوال میں وہ الزام لگاتا ہے - اُسکا جواب دہ گینشی لعل ہے - (ازبیان اردو)

بابت D. /5 دسوامی دیانند صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰۴ میں ذکر کیا ہے اور ہندوؤں کے برخلاف بہت سخت درشت کہا ہے - صفحہ جات ۳۳۸-۳۷۳ - ۳۷۴-۳۷۵-۳۹۶-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۶ - ۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۴-۴۱۷ - ۴۱۹-۴۴۴ - اِن تحاریر سے مملو ہیں یہ صفحہ جات ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء کے ہیں - اِن تمام صفحہ جات میں ہندوؤں پر سخت حملے کئے گئے ہیں اور ایسی تحریر لکھی گئی ہے - کہ جس کے پڑھنے سے ہمارے ہندوؤں میں ایک قسم کا ازحد رنج دلانے والا جوش پیدا ہو گیا تھا - میرا ہولی کا مضمون جوابی طور پر ہے - میرا مضمون اُن سے سنگین نہیں ہے - بلکہ اُن کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں ہے - نیز میرا آرٹیکل ہولی کا آرٹیکل ہے - اور اسلئے اُس میں مضحکہ آمیز الفاظ ہیں - جو لوگ اُن کو بُرے خیال سے دیکھیں اُن کے نزدیک فحش ہیں - (ازبیان اُردو) جب آریہ سماجی ہمارے مندروں کے گھنٹوں کی آواز سُنتے ہیں - تو وے چلے جاتے ہیں - اور میں نے اس کا حوالہ دیا ہے - وہ قاعدے اور رواج جن کا حوالہ دیا ہے - سب ستیارتھ پرکاش میں موجود ہیں -

بابت دستاویز D/2 "مدد" سے یہاں روپیوں سے مراد نہیں ہے - بلکہ معمولی اشیاء و تحفہ جات و چندہ سے ہے -

بابت D.1/1 - مضمون "عیسائیوں کی کرتوت اور آریہ سماجیوں کی نالائقی" میں ملزمان پر کوئی حملہ نہیں ہے - لیکن آریہ خود کہتے ہیں کہ بیوہ کی کو شادی

ناجائز ہے۔ اور چونکہ اُنہوں نے ایسی قدر دی کی۔ یہہ زنخیلی مضمون لکہا۔

D15 ۔ مضمون "آریہ اور چارواک" کی نسبت میں ہی ملزمان پر کوئی حد نہیں ہے۔ یہہ ہی تخیلی مضمون ہے۔ میں نے اس پر بہی کوئی نوٹ نہیں دیا۔

D17 ۔ ایڈیٹوریل نوٹ ہیں جس میں نے صرف آریہ سماجیوں کے ایک اچہا نوٹ کا حوالہ دیا ہے۔ میں دکہلانا چاہتا تہا کہ ستیہ دہرم پرچارک اپنے عقیدوں پر قائم نہیں رہتے۔

D19 ۔ مضمون "بہرشٹا نندی" کا یہہ مطلب ہے کہ آریہ اپنے تنگہ میں ہر ایک کو شامل کر لیتے ہیں۔ فقرہ "بہرشٹا نندی" خود آریہ ہمارے لیئے استعمال کرتے ہیں آریہ گزٹ مورخہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۰ء کہتا ہے۔ کہ بہت آریہ لوگ مسلمانوں اور چماروں کے ساتہ کہا لیتے ہیں۔

D21 ۔ میں جہوٹ کا محض ایک نمونہ دکہایا گیا ہے۔ اور کچہہ نہیں۔

D23 ۔ میں نے محض ایک شادی کے موقع پر ہمدردی کے لیئے درخواست کی ہے

D25 ۔ ستیارتھ پرکاش ۱۲۰ سطر ۶ میں ہدایت ہے۔ کہ نے لواہت جوڑے کو دوسرے کمرے میں بہیج دیا جاوے۔ ستیارتھ پرکاش کے دو اُردو ترجمے ہیں۔ ایک مہتہ راد ہاکشن کا اور ایک پرتی ندہی سبہا کا یہہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور ہر ایک پارٹی ایک ترجمہ کو مستند مانتی ہے اور کہتی ہے۔ کہ دوسری پارٹی کا ترجمہ غلط ہے۔

ستیہ دہرم پرچارک بابت ۱۸۔ چیت سمت ۱۹۵۷ (۲۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء) میں ایک نوٹس درج ہے۔ جسمیں وزیر چند ستیہ دہرم پرچارک کا کارکن ایڈیٹر اور آریہ مسافر کا سب ایڈیٹر درج ہے۔ نیز ۸۔ دسمبر سنہ ۹۹ء کے پرچہ میں پیش کیئے گئے اور مجہے دکہلائے گئے۔ (دستخط حاکم)

جس جہوٹ کا D28 میں ذکر ہے۔ اُس سے مراد یہہ غلط بیانی ہے۔ کہ میں نے رود پٹر کے مباحثے میں شکست پائی۔ جو کہ ستیہ دہرم پرچارک میں درج ہوا تہا۔ اور بعد جسپر بے اعتباری کی گئی تہی

D32 میں جس نامہ نگار نے لیکہرام کی نسبت مضمون لکہا تہا۔ وہ رلارام فتح آبادی ہے۔

"ارجن" کا ایڈیٹر جیون سنگہ تہا۔ یہہ پرچہ کلچرڈ آریہ سماجیوں نے جاری کرایا تہا۔ جیسا کہ اُن کا اُن کے اپنے رسالوں میں اقبال ہے۔ (یعنی یہہ کہ کالج پارٹی نے جاری کرایا) ان میں سے ایک رسالہ منشی رام کے پریس میں چہپا ہے۔ اور کلچرڈ پارٹی پر پنڈت گوپی ناتہ کے ساتہ سازش کرنے کا الزام لگاتا ہے۔ قیمت سب میرے پاس آتی تہی اور میں اُس میں سے اخراجات ادا کرتا تہا۔

آریہ سماجیوں نے یہہ خبر مشہور کر دی کہ سلسلہ "ہماری رائے کی وقعت" کا لکہنے والا میں ہوں اور جن سے یہہ کہا گیا اُنہوں نے یقین کر لیا۔ میں نے دنگہ کے خوف سے اس افواہ کی تردید نہ کی۔ مگر میں نے اپنے دوستوں سے کہہ دیا تہا کہ یہہ غلط ہے۔ سناتن دہرم گزٹ کے جولائی کے نمبر میں اس امر کی طرف میں نے توجہ دلائی تہی۔ کہ میں ان مضامین کے لکہنے والا نہیں ہوں گورنمنٹ کی رپورٹ متعلق میلا ہردوار

کے جواب میں میں نے اخبار عام کی ایڈیٹری سے انکار کیا تہا۔ اس اخبار (عام) میں میرا نام چند سالوں تک بطور منیجر کے لکہتا رہا ہے۔ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی برخلاف سول اینڈ ملٹری گزٹ میں مجہے اخبار عام کا اسسٹنٹ منیجر بیان کیا گیا ہے۔ میرے بہائی دونوں اخبار عام میں رپورٹ کیا تہا۔ میں نے سناتن دہرم سبہا کے سکرٹری سے اسلیئے استعفیٰ دیدیا تہا کہ اُس سبہا کو ان افواہوں سے کچہہ نقصان نہ پہونچے۔ جو کہ اُسوقت اخبار عام کی نسبت مشہور ہو رہی تہیں۔ چہہ یا چار مہینے کے بعد آرگنائزنگ کمیٹی کا ایک ریزولیوشن میرے پاس بہیجا گیا تہا۔ جسمیں مجہہ سے درخواست کی گئی تہی کہ میں اپنا پہلا استعفیٰ واپس لیلوں۔ یہہ مورخہ ۲۳۔ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء تہا (دستخط وزیر چند)

الفاظ گوشت گائے اس سے پہلے کبہی کسی کمسرمٹ کے اشتہار میں سے کاٹے نہیں گئے۔ کسی حد سے زیادہ سرگرم ہاتہہ نے کاٹ دیا میرے بہائی نے معافی مانگ لی ہے۔ اور بل کو منسوخ کر دیا ہے (باقی آئندہ)

اشتہار عام

...سنار کی گتی

...ستحق ہیں؟

جب کبھی گورنمنٹ سے اپنے
حقوق کے حاصل کرنیکی
...ا ہوتا ہے اُسوقت اینگلو انڈین اصحاب کی طرف
...ی یہ سوال ہوا کرتا ہے "کیا تم اِن حقوق
...ں ہو" اور "مستحق بنو پھر مانگو" ۔ یہ ضرب المثل
...ی اسلئے جواب میں یہ نہیں کہا جاتا کہ خواہ ہم
...ں خواہ نہوں ہمیں حقوق ملنے چاہئیں ۔ بلکہ
...ی ہی ہوتا ہے کہ ہم مستحق ہیں ۔ بنگال میں
...ین ایسوسی ایشن" زمینداروں کی ایک سبھا ہے
...ورنمنٹ نے یہ استحقاق عطا کیا کہ بنگال کی کونسل
...ن قانون" میں اپنا ایک وکیل بطور ممبر کے
... ۔ اسوقت اُس ممبر کے انتخاب کا موقع
...کشمکش شروع ہوئی مفصلات کے زمینداروں
...ر کلکتہ کے زمینداروں پر معاملہ نہ چھوڑنا
...ر ہمیشہ من مانی کر سکتے تھے ۔ اسپر کلکتہ کی
...مفصل والے بہت سے ممبروں کے نام بوجہ
...چندہ کے قبل انتخاب کاٹ دئیے ۔ یہ نام
...ف قانون تہا ۔ کیونکہ نادہندوں کو پہلے
...ہا جانا چاہئے تہا ۔ اِن خارج شدہ ممبروں نے
...ے لئے نوٹس دیدئے ہیں ۔ تمام گڑبڑ مچی
...مانہ سمجھئے کہ ہم آپس میں سر پہٹول کر رہے
...طاقت اپنے ہاتھ میں رکھنے کیلئے ناجائز
...یوں سے بہی نہیں گھبراتے ۔ نہیں اِس قسم
...ول دیا گیا خطرناک ہے ۔ خیر بڑوں کی تو بڑی
...ر یا بنگال کے زمینداروں کی کونسل میں تو
...نا سنا ہے ۔ لیکن آریہ سماج کے مہند کراس
...ن پائے گویہ کیٹیاں اپنے آپ کو بہت کچھ

سمجھتی ہیں ۔ گر میری سمجھ میں آریہ سماج کو ان سب سے بڑھکر مشکل کام کرنا ہے ۔ اسلئے اُسکے ممبروں کو دھرم اور نیشن ہت کے کام پر خود غرضی کو قربان کرنا زیادہ تر سیکھنا چاہئے ۔

ملکہ فریڈرک کی موت پر ایک عجیب رسم

مہارانی وکٹوریا کی بڑی لڑکی موجودہ قیصر جرمنی کی والدہ تہیں ۔ دو دُنیا کی اعلیٰ طاقتوں کیساتھ سمبندھ رکھنے کے باعث اِس موت پر بہی عام ماتم ہوا ۔ ۱۱ ۔ اگست کو اُنکے دفنانے کی آخری رسوم ادا ہوئی جس عرصہ تک کہ پادری آخری وظیفہ پڑھتا رہا اور دفنانے کی رسم ادا ہوتی رہی اُسوقت تک شاہنشاہ جرمنی کے چار بڑے لڑکے ننگی تلواریں کہینچے کہڑے رہے ۔ یہہ شاید اُسوقت کی رسوم کا نقلیا ہے جبکہ جرمنی والوں کے آباؤ اجداد وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے اور دن رات جنگ و جدل میں مبتلا رہتے تھے ۔ شاید اُن وقتوں میں غنیم سے دفنانے کے وقت ہی محافظت کرنے کی ضرورت رہتی تہی ۔ اب گو ضرورت نہیں رہی اور گو جرمنی اعلیٰ درجہ کی ذہنی ترقی کی ہے ۔ پہر بہی اِس قسم کی بیہودہ پرانی رسموں کو دور کرنیکا شاہنشاہ وقت تک حوصلہ نہیں کرتے ۔ جب اِن مشہور مہذب ملکوں کا یہ حال ہے تو پہر ہندوستانیوں کو انکی ضعیف الاعتقادی پر طعنہ دینا عبث ہے ۔ لیکن نہیں روشنی پہیل رہی ہے جو نہ صرف بہارت ورش کے اندہیرے کو دور کریگی ۔ بلکہ یورپ اور امیریکا سے بہی جگنو کی روشنی کو دور کرکے سورج کی روشنی اُن ممالک میں پہیلائے گی ۔

دُنیا بامید قائم

یہ مثلہ سچ ہے ۔ کہ دنیا بامید قائم لیکن ایسی زبردست امید نہ دیکھی اور نہ سنی ۔ ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ بوڑہے پال کروگر کی زندگی کی ہمراہ مسز کروگر چکی ہے

تقریباً نصف صدی جس کیساتہ محبت اور اتفاق سے گذری ہو ۔ اُس کا بچہوڑا انسان کی کیا حالت کرتا ہے اسپر زیادہ لکہنے کی ضرورت نہیں ۔ لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ پال کروگر کو گہراہٹ ہے کیا سیدہا ہوا و زیادہ ہی دکہا ؟ رپورٹ کہتی ہے کہ مسٹر کروگر بہت غمگین ہے ۔ لیکن صحت کلّی حاصل ہے ۔ اور وہ بہی بے ہمتی ظاہر نہیں کرتا ۔ برخلاف اسکے وہ ظاہرا پہلے کی نسبت زیادہ ترچست اور مضبوط دکہائی دیتا ہے بڑے کاموں کے انجاموں کی پرتکیائیں خود بخود انسان کو مضبوط کر دیتی ہیں ۔ بیشک پال کروگر ایک غیر معمولی آدمی ہے ۔ اور ایسے ایسی بہادری سے ایسی مصیبت کا سامنا کرنا اُسیکا حصہ ہے ۔ لیکن اسمیں بڑا بہاری حصہ اُن کی سُورگباشی دہرم پتنی کا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ پیغام جو اُس دیوی نے مرتے وقت اپنے پتی کو بہیجا ایک بہارت رمنی (ہندوستانی عورت) کے روبرو آب زر سے لکہ کر رکہا جاوے ۔ اُس نے مرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا " اپنے باپ کو کہہ دینا کہ اپنا پورن وشواس پرماتما پر رکہیں " ! کیا ایسی پتنی کا پتی کبہی نراش ہو سکتا ہے !

بوئر کیوں زندہ ہیں؟

اب تک بوئر کیوں زندہ ہیں ؟ اوپر کی کہانی اِس راز کو افشا کرنے کیلئے کافی ہے ۔ علاوہ باوجود سخت مصیبتوں اور زبردست بادشاہت کے اب تک اسلئے زندہ ہیں کہ پال کروگر زندہ ہے ورنہ بوئروں میں باقی کیا رہا ہے ۔ ۱۲ ۔ اگست کی رپورٹ ہے ۔ کہ چار لڑائیوں میں ۹ بوئر مارے گئے ۔ اور ۸ زخمی ہوئے ۔ اور ۱۱ پکڑے گئے ۔ ۱۲ ۔ اگست کی رپورٹ ہے کہ ہفتہ میں کل ۳۵ مارے گئے ۔ ۸ زخمی ہوئے اور ۵ ۷۸ قید کئے گئے ۔ لیکن ۱۲ کی رپورٹ ہے ۔ کہ دریائے وقش پر ۳۰۰ بوئروں ۳۰۰ سرکاری فوج کا سخت مقابلہ ہوا ۔ جسمیں سرکار کا

اُیک لفٹنٹ اور ایک گوراسپاہی مارا گیا اور ۔ زخمی ہوئے ۔ اب کیو نکر سمجھا جاوے ۔ کہ جنوبی افریقہ سر ہو گیا اور بوئر نیست و نابود ہو گئے ۔

بھارت ورش کے لئے شریشٹھہ وشو ودیالیہ

ہندوستان کا موجودہ طریقہ تعلیم ولائیت

انگلستان کے تاریک زمانہ کی تقلید ہے ۔ اور اس وقت ولائیت کے خاص تعلیمی اُستاد انگلستان کے طریقہ تعلیم کو فرانس کے تاریک زمانہ کی اندھی تقلید بتاتے ہیں اخبار پائونیر کی ۱۴ اور ۱۵ ۔ اگست کی اشاعت میں ایک بڑے تجربہ کار انگلش پروفیسر پیٹرنے دو مضامین شائع ہوئے ہیں جنمیں پروفیسر موصوف نے روکھوزین کی یونیورسٹیوں کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے فرانس کے طریقہ تعلیم کی بڑی تعریف کی ہے ۔ بڑا ندر آنہوں نے یونیورسٹی کے امتحانوں کے برخلاف دیا ہے ۔ اور اُنکی رائے ہے کہ سچی تعلیم اُسوقت تک نہیں مل سکتی ۔ جب تک کہ اس خلاف قدرت امتحانوں کے طریقہ کو بدل نہ دیا جاوے پرچارک کے کالموں میں گنجائش نہیں کہ میں ان مضامین کا خلاصہ ہی درج کر دوں ۔ ورنہ انگریزی پروفیسر کے آخری کلمے ہندوستانیوں کی بڑے بھاری غور کے محتاج ہیں اُن میں پروفیسر موصوف نے ظاہر کیا ہے کہ جب تک انگریزی اور سائنس وغیرہ کی تعلیم کو آریوں کے اپنے درشن شاستروں کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھا جاتا تب تک شکشا کا آدرش حاصل کرنا ممکن ہی ۔ کیا یہ صحیح گروکل کے لئے ایک زبردست اپیل نہیں ہے ۔ اسوقت چاروں طرف سے گروکل کے اصولوں کی نادانستہ تائید ہو رہی ہی ۔ ایسے ہی ویشواسی آریہ پرشوں کا مضبوط عقیدہ بنتا جاتا ہے کہ اگر گروکل کو کامیابی نہ ہوتی تو اسکیہ کبھی ہی مکت ملتی

چین کی قابل تقلید سپرٹ

بھی انسان میں ساری برائیاں ہی ہوتی ہیں اور نہ ساری کی ساری اچھائیاں ہی نظر آتی ہیں ۔ چین والے افیونی ۔ سُست نہ چلنے والے ضرور ہیں ۔ لیکن ایک

قسم کے مضبوط دل ہی ہیں ۔ انڈیا میں انگریز برانڈی لائے ہم سوڈا لیمونیڈ لائے ۔ سفیم چرٹ سگریٹ لائے ۔ ہر ایک کے منہ میں یہی دکھائی دیتا ہے چین میں بھی اب یہی چیزیں گئیں ۔ سوڈا لیمونیڈ تو چینیوں نے پیو ا نہیں اور امیریکا کے تمباکو سے سگرٹ خود بنا کر بیچنے شروع کر دئے ۔ کیا ہندوستان کے لئے مدنہ اٹر چنا پولی کے سگار کافی نہیں ۔ ایک تجربہ کار انگریز لکھتا ہے ۔ کہ کافی تو ہیں لیکن اُنکے بکسوں پر خوبصورت نیم برہنہ عورتوں کی تصویر دیکھی کسر ہے ۔ کیا یہ ریمارک بے ہم ملکوں کے لئے باعث شرم نہیں ہے

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد !

ستی کی رسم بیشک مذموم تھی تمام ہندوستانی دل میں اُسے برا سمجھتے ہیں لیکن تعصب اُنہیں بعض اوقات مجبور کرتا ہے کہ پولیٹکل خیالات سے وہ اُسکی ہی تعریف کریں ۔ چنانچہ حال میں ہی کئی عورتوں کے اتفاقیہ اپنے خاوندوں کے ساتھ ہی مرجانے پر اُنہیں ستی کا خطاب دیا گیا ۔ لیکن اب یہی ستی کی تعریف کرنیوالے ہندوستانی انگلش اخبار لکھ رہے ہیں ۔ کہ مہارانی نے سرکار انگریزی کے افسروں کے ظلم کے خوف سے خودکشی کرلی ۔ کیا خبط ہے ۔ اگر ایک عورت کو ستی ظاہر کرنے سے انگریزی طرز معاشرت کو ہیچ ثابت کیا جا سکتا ہے ۔ تو مہارانی دھولپور ستی ہوئیں ۔ لیکن اگر اس سے زیادہ پولیٹکل اغراض مہارانی کی خودکشی سے ثابت کئے جا سکیں تو اُنکی خودکشی کا شور مچایا جاتا ہے ۔ میں بارہا لکھ چکا ہوں اور لکھتا چلا جاؤنگا کہ جو لوگ مکاری سے قوم کو ابھارنا چاہتے ہیں ۔ وہ بھارت نواسیوں کی اُنتی کو صدیوں پیچھے لے جا رہے ہیں ۔

ان میں کو ایک سیاسی ولی دھولپور [illegible]

یہ پیغمبری بڑی سستی ہے

قادیانی مرزا کے اخبار کا نوٹس لینا ہیں نے بالکل چھوڑ دیا ہے ۔ جو شخص صریح چیلنجوں کا جواب نہ دیتا ہوا اپنی

ہی ہانکے جاوے ۔ اُس کا نوز ہے ۔ جو چیلے مرزا صاحب کو ل اُن کے لئے تو شائد مخالفوں کی کا پڑھنا ہی حرام قرار دیا گیا ہے پر مرزا صاحب کی پُر مذاق کارر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا ۔ اسلئے کے اخبار کو پڑھنا ہی چھوڑ دیا ہے دوست نے ۱۷ ۔ اگست کے اخبار میں مضحک آمیز تحریر دکھلائی ۔ سرخی مردہ زندہ ہو گیا ،، کون مردہ مرزا لڑکا بیمار ہوا ۔ غش پر غش اُسے آ سرد ہو گیا ۔ گھر والے ہاتھ دھو بیٹھے دعا کرتے تھے ۔ گھبراہٹ کی کہ لڑکا مرزا صاحب نے کہا کہ میں ہی ہاتھ دھو بیٹھا دعا کرتے ہوئے اندر گئے ۔ گلاب لڑکے کی لڑکے کے جسم میں حرکت ہوئی اور آہستہ ہی آیا ۔ لیکن اس سارے واقع کا گواہ خود مرزا صاحب ! ۔ اور کوئی نہیں ۔ الخ " حضرت اقدس نے باہر آکر فرمایا کہ لڑکے مفقود ہو چکی تھی ۔ اور علامات موت ظاہر چکی تھیں ۔ آنکھیں پتھرا گئی تھیں ۔ چہرہ سکا اور دعا کی کہ ابھی زیادہ خون اعدا کا ہے ۔ اس سے بچ جائیں ۔ پھر اللہ تعالے نے لڑکے کو مردہ حالت کیا ،، ۔ واہ ! کیا عمدہ شہادت ہے مدعی اور خود ہی گواہ ۔ مرزا صاحب ہی فرمایا کہ عیسیٰ نے کسی مرگی وا حکیما کیا ہوگا ۔ کیا خوب ! اپنے دعویٰ کی تردید کے لئے خود ہی دلیل پیش لوگ یہاں ہی کہیں گے کہ نالون سے لڑکے کو غش آگیا ۔ گلاب چھڑک بیٹھا ۔ اور مرزا صاحب کا معجزہ بن

روئے زمین کی خبریں

اور رائیں

چین میں اس وقت جنگ کی تقریب سے بہت سے آریہ بھائی بھی گئے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھائی نے پیکن کے حالات لکھتے ہوئے دو تحریریں بھی بھیجی تھیں۔ جنہیں ہمنے دیگر بھیجا ہوا ہے۔ جنہا کہ اب تک ان کی زبان کا پتہ لگانیوالا کوئی نہیں ملا **اب ایک** بھائی پیکن شہر کا ذکر لکھتے ہیں مختلف فصیلوں کے شہر کے مختلف حصّوں میں تقسیم کرنے کا ذکر کر کے بتلاتے ہیں۔ کہ چونکہ چینیوں کا طرز معاشرت سب کا ایک طرحکا ہے۔ اسلئے آپس میں ایک دوسرے سے ہندوستان کی طرح نفرت نہیں ہے۔ یہاں ایک لاما گرو کا مندر ہے۔ جو شاہی مکانات کے نزدیک واقع ہے۔ لاما گرو کی تصویر ۷۵ فیٹ لمبی اور بڑی ہیبت ناک ہے۔ مورتی لکڑی کی ہے۔ جسپر سنہری رنگ چڑھا ہوا ہے ہو بہو شکل ہے۔ جس سے اصل کا دھوکا ہوتا ہے **اِس مندر** کے پوجاریوں کی چوٹیاں نہیں ہیں ورنہ۔ سب چینی آدمیوں کے ہماری عورتوں کی طرح چوٹیاں ہوتی ہیں

کمالیہ (ضلع منٹگمری) کے برادری سکول کے لیئے ایک انٹرنس پاس یا فیل کی ضرورت ہے جو سنسکرت بھی جانتا ہو۔ تنخواہ عہ سے عہ ماہوار تک حسب لیاقت ملیگی

ٹرکی (سلطنت روم) میں یورپین بہت بستے ہیں۔ اس وقت پردیسیوں کے برخلاف وہاں ایک عجیب سپرٹ پیدا ہو رہی ہے۔ شاہی فرمان جاری ہوا ہے۔ کہ کسی مسلمان خاندان میں پردیسی عورتیں ملازم نہ رکھی جاویں۔ اسپر بڑی ہلچل مچ رہی ہے۔ سلطان روم بیچارے ہاتھ پیر تو بہت مارنا چاہتے ہیں۔ لیکن عیسائی قوموں کے جال میں ایسے جکڑے گئے ہیں۔ کہ اب اُن سے باہر نکلنا مشکل ہو رہا ہے۔

یورپ میں اس وقت ہر ایک ریاست فوج میں ترقی کر رہی ہے بلجیم ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ وہ بھی اپنی فوج سوائی کرنا چاہتی ہے۔

امرت بازار پتریکا لکھتا ہے۔ کہ بنگال کے ایک وکیل بابو امیش چندر چٹرجی عمر ۸۶ سال ٹیلنگ سوامی کے چیلے ہوئے تھے۔ اب یوگ کی اس قدر طاقتیں اُن کو حاصل ہوئی ہیں۔ کہ اُنہوں نے بارش۔ ہوا اور دیگر قدرتی طاقتوں کو اپنا تابع کر لیا ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو گذشتہ سالونکا قحط دیکھ کر یوگی راج کا ہردیہ کیوں نہ ہلا۔

امیریکا والوں نے ایک نئی توپ ایجاد کی ہے جو ۲۲ میلوں تک مار کیا کریگی۔ عیسائی ملکوں کے دماغ اسوقت ایک دوسرے کے قتل کے سامان مہیا کرنے میں زیادہ ترلڑتے ہیں۔

اِس سال پنجاب کے کئی نوجوان ولایت میں اچھے کاموں میں کامیاب ہوئے ہیں مسٹر مول چند تو تار کے امتحان میں پاس ہوئے گویا محکمہ تار کے اعلےٰ افسر بن سکیں گے۔ جس سے ہندوستانی اب تک محروم تھے۔ سردار لہنا سنگھ کے فرزند ارجمند لالہ کمنا لعل بھی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ محکمہ تار کے مقرر ہوں گے اور لالہ شیب داس پلیڈر منٹگمری کے فرزند لالہ کاشی رام انجنیر بن کر آتے ہیں۔ پنجابی گویا عملی ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں

پشاور اور کوہاٹ کے درمیان جو شاہی گاڑی کی سڑک بن رہی تھی وہ بالکل تیار ہو گئی ہے

فرینسکو کرسپی ملک اٹلی کے اُن مشہور آدمیوں میں سے آخری تھا۔ جنہوں نے کہ اپنے ملک کی موجودہ عظمت کی بنیاد رکھی تھی۔ اُس کا ۸۲ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے۔ سارے ملک میں غم والم جاری ہے۔ بیرونی ریاستوں سے بھی اظہار ہمدردی ہو رہا ہے۔ اس کی لاش کو بڑی عزت کیساتھ دفنایا گیا۔

چیف کورٹ پنجاب نے ظاہر کیا ہے کہ لاہور کے وکیلوں میں دلالی کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور اسلئے بار ایسوسی ایشن کی صلاح مانگی ہے۔ کہ کسطرح اُسے بند کیا جاوے۔

مدورا (علاقہ مدراس) کی ایک جولاہی چانڈا ریشوری ۱۱ کے نام سے دورا کر رہی ہے۔ اور ظاہر کرتی ہے کہ وہ کھاتی کچھ نہیں۔ ڈاکٹر کے چیلنج پر تو اُسنے آزمائش میں پڑنا قبول نکیا لیکن لوگوں سے روپیہ اکٹھا کر رہی ہے۔ جس سے کہ اپنی جنم بھومی میں مندر بنواوے گی

بمبئی میں مرض طاعون پھر ترقی پر ہے ۲۳ اگست کو ۵۱ - ۲۴ اگست کو ۶۰ اور ۲۶ اگست کو ۲۸ نئے بیمار ہوئے

پشاور کے نزدیک ایک پہرہ والے سنتریوں پر گولی چلنا شروع ہو گیا ہے۔ ایشور پھر سرحدی وحشی پن سے بچاوے

امیریکا کے ایک مشہور اخبار نے چھاپ دیا کہ ہندوستان پر چڑھائی کرنیکی نیت سے امیر کابل اپنی فوج کو بڑھا رہا ہے۔ اسپر پایونیر نے لکھا ہے۔ کہ یہہ صدی محمود غزنوی کی پیروی کی نہیں ہے۔ لیکن ہندوستان میں بھی یہہ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ امیر نے سرحدی قوموں کے ساتھ صلح کر لی ہے۔ اور اُن قوموں نے باہمی جنگ بند کر دیا ہے۔ اور کہ امیر کے پاس اس وقت تین لاکھ فوج ایسی مسلح موجود ہے۔ جیسی کہ گوروں کی فوج ہے۔ اگر اِن افواہوں کی کچھ بنیاد ہے۔ تو ہماری سرکار کو امیر سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ طیاریاں کیلئے ہو رہی

ہیور سنٹرل کالج الہ آباد میں عملی سائنس کے پڑھانے کا خاص انتظام ہے۔ یہہ کالج اس قدر مشہور ہے۔ کہ اب سوداگر لوگ عملی کمسٹری جاننے والے ملازم یہاں سے مانگا کرتے ہیں۔

ہیضہ کا موسم بہر آرہا ہے۔ پونا میں گوروں کے اندر ہیضہ پہیلا ہوا ہے۔ دیگر جگہوں سے بہی ہیضہ کے بیماروں کی خبریں آرہی ہیں

ع خدا محفوظ رکہے ہر بلا سے

دہلی کے مشہور حکیم عبدالمجید خانصاحب کی موت پہ دہلی میں بڑاہی افسوس ہوا تہا۔ اب ۱۴۔ اگست کو ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ ہوا۔ جسکے میر مجلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تہے۔ تجویز ہوا کہ مرحوم حکیم صاحب کی یادگار میں مدرسہ طبیہ کی عمارت ایک لاکہہ روپیہ جمع کرکے بنائی جاوے

لارڈ رابرٹس کو ٹرانسوال کی فتح کے انعامات تقسیم ہوکر ہضم ہی ہوگئے۔ اور اڑہائی لاکہہ اب تک وہا نپر تقسیم کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ کررہی ہے

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا آیندہ سالانہ اجلاس لکہنؤ میں ہوگا۔

مشہور شورگباشی مسٹر رانڈے اپنی وصیت کے ذریعہ سے پچاس ہزار روپیہ مختلف کاموں کے لئے دان دے گئے ہیں۔ ابہی تہوڑا عرصہ ہوا تہا کہ تقریبًا تیس ہزار روپیہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں دان کیا تہا۔

اپاد ہیاپاؤ برمہ بندہو جسکا پہلا نام ہوانی چرن بنرجی تہا۔ اپنے آپ کو رومن کیتہولک عیسائی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن رومن کیتہولک پادری انکو ایک کافر سمجہتے ہیں۔ کہ اُن کی تحریروں کا پڑہنا وغیرہ رومن کیتہولک لوگوں کے لیئے پاپ بتلاتے ہیں۔ اور عیسائی مذہب خصوصًا کیتہولک فرقہ اپنے آپ کو عالمگیر اور بے تعصب کہتا ہے اگر عقیدہ نہیں ملتا تو برمہ بندہو کو اپنے فرقہ سے علیحدہ کردو۔ لیکن اُس کی تحریروں کا پڑہنا کیونکہ پاپ ٹہرا سکتے ہیں

ترکوں میں ماں کی بڑی عزت کی جاتی ہے بیٹا ماں کے روبرو کہڑا رہنا ادب سمجہتا ہے۔

ملک ناروے میں بوا ہٹ جوڑے سے ڈیڑہ آدمیوں کا کرایہ لیا جاتا ہے۔ گویا ناروے والے عملًا ظاہر کرتے ہیں کہ وے ستری کو پُرش کا آدہا انگ سمجہتے ہیں

ملک برار کے ایک وکیل مسٹر بی ایم جوگ اپنی جایئداد کا تیسرا حصہ جو تقریبًا ایک لاکہہ کا ہے۔ خیرات کے کاموں کے لئے وصیت کرگئے ہیں۔ اس میں سے بنارس سنٹرل ہندو کالج کے لئے دس ہزار روپیہ دان ملا ہے۔

لاہور کی وکٹوریا ڈائمنڈ جوبلی ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ (مدرسہ صنعت وحرفت) کا کل سرمایہ جو یکم مارچ تک نقد جمع ہوا تہا۔ ۵۲۹۰۳ تہا عمارت وغیرہ کی تیاری اور دیگر اخراجات کے بعد اسوقت کُل پندرہ ہزار روپیہ باقی ہے مجہے یہ خبر پڑہ کر بڑا تعجب ہوا۔ اگر اس انسٹیٹیوشن کے چلانیوالوں میں سے ایک ہی دل سے کام کرتا۔ تو جس انسٹیٹیوشن کو راجوں مہاراجوں نے شروع کیا تہا۔ اُسکی یہ درگتی نہ ہوتی۔ میری رائے میں راجوں مہاراجوں کے لئے یہہ باعث شرم ہے۔ اگر شرم اُن کے لئے کوئی چیز ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک دیوار کا مقدمہ اپنے بہائیوں سے کیا تہا۔ دو برس کے بعد آپ کے حق میں فیصلہ ہوا۔ اب یہ عظیم الشان معجزہ ہے! اور جو وکیل صاحب مرزا کی طرف سے پیش ہوئے تہے وہ "روح القدس کی تائید سے بول رہے تہے"! اس مقدمہ کی فتحیابی کی تاریخ فرقہ احمدیہ (یعنی مرزائی) میں ایک نئی عید سمجہی جاویگی۔ پنجابی مثل سچ ہے۔ انہے کتہو را لیبا پانی پی پی آپہریا۔

ریویو

اُردو پنچ مہایگیہ ودہی - مرتبہ لالہ جیون داس پنشنر لاہور۔ قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک علاوہ

لالہ جیون داس جی کی اردو پنچ مہایگیہ ودہی اب چوتہی دفعہ چہپی ہے۔ اسلیئے اس کے مضمون کی نسبت خاص کچہہ لکہنے کی ضرورت نہ تہی۔ لیکن مطالعہ سے مجہے معلوم ہوا کہ لالہ جی نے نہ صرف مول منتروں کو ساتہ لگا کر کتاب کی حیثیت کو بڑہا دیا ہے۔ بلکہ نیز نوٹ دیگر پانچوں یگیوں کے کرم کانڈ کو بسرساوارن کے لئے سگم کردیا ہے۔ میری رائے میں اس کتاب کی ہزاروں کاپیاں چہپ کر منتول آریوں کی طرف سے مفت تقسیم ہونی چاہئیں۔ درخواستیں خریداری مصنف کے نام بہیجئے

سوریہ ستیا شودرن - بزبان ہندی۔ بابو گنگا پرساد ایم اے نے رگوید منڈل اول کے سوکت ۵۰ کے دو منتروں کا بہاشیہ انگریزی میں کرتے ہوئے جتلایا تہا۔ کہ پورانکوں نے جو سوریہ کے ارتہہ اور سات گہوڑوں کی کتہا مبنالی ہے۔ اس کا اصل مطلب کیا ہے۔ اس پمفلٹ میں بابو گنگا پرساد ایم۔ اے کے ٹریکٹ کا ترجمہ ہندی بہاشا میں دیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ایک آنہ محصول ڈاک علاوہ۔ درخواست خریداری بنام سکرٹری آریہ پرتنک پرچارنی سبہا میرٹہ بہیجے۔

آریہ سماج کی موجودہ حالت

پر

چند خیالات

نمبر ۱

پارسال جبکہ پنڈت بہیم سین کا معاملہ آریہ پبلک کے روبرو تہا۔ اور اُسکے علاوہ آریہ بہائیوں کے درمیان دیگر طرحوں پر کشاکش دکہائی دیتی تہی۔ اُسوقت میں نے اپنے بہائیوں کو خبردار کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا تہا۔ اور اس فرض کی ادائگی کے لئے آمادگی بہی ظاہر کی تہی لیکن واقعات ہی ایسے ہوتے چلے گئے جنہوں نے میری کوششوں کا رُخ دوسری طرف کہینچ لیا۔ اور مجہو اپنے فرض کی ادائگی سے محروم رکہا۔

اسوقت مجہے پہر ضرورت معلوم ہوئی ہے۔ کہ آریہ بہائیوں کی خصوصاً اور ویدوں تنہا شاستروں کی (خواہ کسی خیال سے ہی کیوں نہو) عزت کرنیوالوں کی عموماً توجہ آریہ سماج کی موجودہ حالت کی طرف کہینچوں۔ کیونکہ وے بہائی جو آریہ سماج کے بعض سدہانتوں کے ساتہہ اتفاق نہ کرتے ہوئے بہی ویدوں کی تعلیم کی بزرگی کو محسوس کرتے ہیں۔ آریہ سماج کی کامیابی یا ناکامیابی میں ویسی ہی دلچسپی رکہتے ہیں۔ جیسے کہ آریہ سماج کے رجسٹرڈ ممبر۔

لیکن سوال یہہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا آریہ سماج کی اوستہا اس وقت شوچنیہ ہے؟۔ اُن لوگوں کے لئے جو کہ خیالات کے اندر گہرے گہسنے کے عادی نہیں ہیں۔ یاتو آریہ سماج کی اوستہا بالکل شوچنیہ نہیں ہے اور یا وہ اس قدر شوچنیہ ہے کہ اس کی نسبت فکر کرنا ہی لاحاصل ہے

میرا خیال ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میری رائے میں آریہ سماج کی موجودہ حالت وہ نہیں ہے جو کہ ہونی چاہئے۔ یا یوں کہو کہ رشی دیانند کی کوششوں کا نتیجہ ہونا چاہئے تہا۔ گویا آریہ سماج کی حالت اسوقت وچار کے قابل ہے اُس میں بہت سی باتیں اصلاح طلب ہیں: اسکے انتظام کی باگیں ڈہیلی پڑی ہوئی ہیں جنہیں کہینچنے کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ مرض لاعلاج نہیں ہے۔ لیکن کسیقدر پیچیدہ ہوگیا ہے۔ جسکے علاج کے لئے کہ محض سادہ اور یکطرفہ نسخہ کافی نہیں ہوسکتا۔ کوئی سوال کرتا ہے۔ کہ آریہ سماج کے ممبروں کے درمیان پُرانا پریم کیوں نہیں دکہائی دیتا۔ ~~کسنے کب کے ل جا~~ اب کیوں عملاً مبارک نہیں دکہلائی دیتا کوئی حسرت کیساتہہ اُس زمانہ کو یاد کرتا ہے جب کہ آریہ سماج کے ایک ایک لڑکے سے بڑی بڑی جماعتیں گہبرایا کرتی تہیں۔ کوئی اُس حالت کو خیال کرکے کف افسوس ملتا ہے۔ جبکہ آریہ سماج کے ممبروں کے باہمی اتفاق اور اُن کی سہن شکتی کی دہاک بندہی ہوئی تہی۔ کیا یہہ حسرتیں اور افسوس زبان حال سے نہیں بتلا رہے۔ کہ کل کا کوئی نہ کوئی پرزا یا شاید بہت سے پرزے ایسے ڈہیلے پڑ گئے ہیں۔ کہ کل کے اندر بے کلی کا راجیہ سا پیدا ہوگیا ہے جب یہ حالت ہے تو میں نہیں سمجہتا۔ کہ کوئی بہی سمجہدار آدمی اس سے انکار کریگا کہ اس وقت آریہ سماج کی حالت پر وچار کرنا۔ اور موجودہ افسوسناک حالت سے اُسے نکالنے کی کوشش کرنا دخل درمعقولات نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک آریہ سماج کے ہی خواہ کا عین فرض ہے۔

جب یہہ امر مسلمہ ہے۔ کہ آریہ سماج کی موجودہ حالت اصلاح طلب ہے۔ اور یہ بہی مان لیا گیا کہ اُس کی موجودہ حالت میں جو نقایص دکہائی دیتے ہیں۔ وہ عارضی ہیں اور اُن کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ تب قبل اسکے کہ اصلاح کا طریقہ یا اُسکے ذرائع سوچے جاویں ضروری ہے۔ کہ یہہ پتہ لگایا جاوے کہ وے کون کون نقایص ہیں۔ جن کی وجہ سے آریہ سماج کی حالت اسوقت فکر کے قابل ہو رہی ہے۔ گویا قبل اس کے کہ مرض کا علاج شروع کیا جاوے۔ اُس کی تشخیص کرنا ایک ضروری امر ہے

لیکن مرض کی تشخیص کرتے ہوئے اگر مریض کے جملہ اعضاء کا امتحان نہ کیا جاوے۔ تو اصل مرض کا پتہ لگنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح پر اگر آریہ سماج کے موجودہ مرض کی تشخیص کرنیکی ضرورت ہے۔ تو اُسکے لئے آریہ سماج کے ہر ایک انگ کا امتحان کرنا ہوگا۔ تاکہ

مرض کی صحیح تشخیص

ہوکر اُس کا ٹہیک علاج سوچا جاسکے۔ اور اُس کے لئے پہلے یہہ صاف طور پر ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ

آریہ سماج کیا ہے؟

عام طور پر لوگ آریہ سماج اور ویدک دہرم کو مرادف جملے سمجہا کرتے ہیں۔ لیکن اگر غور سے سوچا جاوے۔ تو آریہ سماج کے محدود دائرے میں ویدک دہرم سے عالمگیر اصولوں کو قید کرنے کی کوشش کرنا عبث ہے۔ موجودہ حالت میں جملہ آریہ سماج کے ایک خاص اصطلاحی معنی ہوگئے ہیں۔ جن سے اس نام کو علیحدہ نہیں کرسکتے۔ لیکن جس وقت کہ اس قسم کے خاص خیالات انتظامی موجود نہ تہے۔ ویدک دہرم کے اصولونکی پیروی اُسوقت ہی ہوتی تہی۔ اور آئیندہ کے لئے بہی اگر سا ایک پرنیدہ

موجودہ طریقہ سے کیقدر مختلف ہو جاویگا تب ہی ویدک دہرم کے پیرو اور اُس کے اصولوں پر عمل کرنے والے شاید لاکھوں کروڑوں انسان دکہائی دیا کریں گے پس ویدک دہرم کے ساتھ آریہ سماج کی تطبیق کرنا ٹھیک نہیں ہے (باقی دارد)

ہمعصر وینکٹیشور کی بھول

۲۶ اگست کے وینکٹیشور میں ایک مضمون چھپا ہے "آریہ سماج اور پنڈت گوپی ناتھ"۔ اس مضمون میں جہاں وینکٹیشور کے ایڈیٹر مہاشے نے پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی اس غلطی کو دور کیا ہے۔ کہ وینکٹیشور پہلے سناتن دہرم کے برودہ تہا۔ وہاں کچھہ اور غلط فہمیاں پھیلا دی ہیں۔ جن کا دکہانا ضروری ہے۔ پس وینکٹیشور کا مضمون بجنسہ درج کرکے ساتھہ ہی ساتھہ نوٹوں میں اُن کی غلطیوں کو درست کر دینا مناسب ہے وینکٹیشور کہتا ہے "ہم نے اب تک بار کہا ہے کہ سناتن دہرم اور آریہ سماج کے پرسپر دُشمنیہ (باہم رنجیدگی) کا پنچایت روارا جب تک نپٹارا نہ ہولے ایک دوسرے پر انوچت کوشش کرنے اور کھنڈن منڈن سے وتنڈاواد بڑہانے میں اردہ دگدہ لوگ دہرم کے ست بانتوں کو نہ جانکر سندیہہ کے سمندر میں ڈوبتے ہیں۔ اور اس کا پھل دیش کے لئے اچھا نہیں ہے۔ پرنتو اس سمتی پر دونوں ہی مت والوں میں سے بہت ہی تہوڑے نشٹیہ دہیان دیتے ہیں"

نوٹ آریہ سماج نے پرتی پورک وچار کرنے کبھی بھی گریز نہیں کیا۔ لیکن افسوس یہہ ہے کہ ضد کے باعث بعض ہندو بہائی آریہ سماج کو نقصان پہونچانے کے لئے عیسائیوں اور مسلمانوں تک سے مدد مانگنے میں دریغ نہیں کرتے۔

"کیول اتنا ہی نہیں۔ برن (بلکہ) یہ وادو بیواد یہاں تک بڑہ جاتا ہے کہ ایک دوسرے پر گالی پروان کرنے پر اُتارو ہوتے ہیں"

نوٹ آپکو پتہ لگانا چاہئے کہ کون جھگڑا بازی شروع کرتا ہے اور سمجھانے پر سخت سے سخت فحش حملے کرتا ہے۔ اُسکا پرنام (نتیجہ) یہہ ہے کہ انت میں لوگوں کو مان کی مرمت کرانے کا اوسر تاکنا پڑتا ہے ہم اس بات کو کدا پی اچھا نہیں سمجھتے" (نوٹ کوئی بھی وچار شیل اس کو اچھا نہ سمجھے گا۔

"جس سمے آریہ سماج کا لاہور کے پنڈت گوپی ناتھ جی سے جھگڑا ہوا۔ یہی بات ہم نے کہی تہی"

(نوٹ۔ آپ کو بہر دہوکہا ہوا ہے۔ آریہ سماج کا پنڈت گوپی ناتھ سے پہلے جھگڑا نہیں ہوا تہا صرف میرے ساتھ لاہور اور جلندہر کے مقاموں پر شاستراتھ ہوئے تہے۔ جن میں جس سپرٹ سے آریہ سماج کی طرف سے کام ہوا اُسکا ایک زمانہ شاہد ہے۔)

"اُس سمے پنڈت جی پرتی وادی تہے۔ آریہ سماج نے اس ابہی یوگ میں اُنہیں ڈنڈ دلاکر اپنا اور بہی حوصلہ بڑہایا اور اِسکے پہری ورتن میں پنڈت جی نے مان ہانی کا دعوے کیا"

(نوٹ۔ نہ معلوم آپنے اخباروں کو پڑہا نہیں تہا یا کس طرح یہہ غلط بیانی کی۔ آریہ سماج نے کوئی ڈنڈ نہیں دلایا۔ پنڈت گوپی ناتھ پر استغاثہ گورنمنٹ کی طرف سے چلایا گیا تہا)

"اس دوسرا ابہی یوگ میں بڑی ٹریبیون کو ٹھیک معلوم ہوا ہے تو اُن کا دعوی خارج ہوگیا"

(نوٹ معلوم ہوتا ہے کہ آپ سُنا سُنا لکھہ رہے ہیں۔ پنڈت گوپی ناتھ کا دعوے مجھہ پر ہے اور میرا اخبار برابر آپ کے پاس تبادلہ میں جاتا ہے آپ کو اس سے مفصل حالات معلوم ہوگئے ہونگے ٹریبیون میں ہی یہا چھپا ہے۔ کہ گواہ سُنانے کے لئے ۲۰ ستمبر مقرر ہے۔ دعوی خارج ہونے کا ذکر کہیں نہیں ہے)

"پنڈت گوپی ناتھ جی ایک سناتن دہرائی ودوان ہیں۔ اُن کی سہایتا کرنا ہمارا اور ہم جہاں تک جانتے ہیں۔ وہ سہایتا سمتی ہے کہ پرتی پکشیوں کے انوچت کرتیوں کا اُتر پرمان اور یکتی پورک شیشٹ شبدوں میں دینا ہم لوگوں کا کرتو یہ ہے۔ اور اسپر لوگ ادہک کوشش کرنے پر اُتارو ہوں تو اُنسے وجھنا اچھا ہے"

(نوٹ۔ افسوس مقدمہ سے پیشتر آپ نے صلاح نہ دی ورنہ غالباً نتیجہ اچھا نکلتا۔

اب پچھتائے کیا ہوت ہے۔ جب چڑیاں چگ گئیں کہیت)

"ہمکو لاہور کے پنجاب سماچار میں پنڈت جی کا اظہار دیکہہ کر بڑا آشچریہ ہوا"

(نوٹ۔ افسوس کہ آپ نے سارا اظہار بے تعصب ہوکر پڑہنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ ورنہ آپ کو زیادہ آشچریہ ہوتا)

"اُنہوں نے بیان لئے ہیں کہا ہے کہ شری وینکٹیشور سماچار پہلے سناتن دہرم کے برودہ تہا" ہم نہیں جانتے ہیں۔ کہ اُنہیں یہہ بات کیونکر معلوم ہوگئی۔ ہاں سنہ ۱۸۹۶ء میں جب اس پتر میں "متیرولاس" کیا تہہ پرواد شیتبت ہوا اور اُسنے اس پتر کو دہرم ہیکہہ بتلایا تب اس میں یہہ اوشیہ کہا گیا تہا کہ کیول پرسپر کے جھگڑوں میں دہرم کی رکشا نہیں ہوتی ہے۔ پرنتو اس کا یہہ پریوجن نہیں ہے۔ کہ ہم سناتن دہرم کے اُس سمے سیوک نہ تہے"

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت گوپی ناتھ کا یہ خیال جو اُنہوں نے اپنے بیان میں ظاہر کیا تہا کہ وینکٹیشور پہلے سناتن دہرم کے برخلاف تہا۔ غلط ہے۔

آریہ سماجک خبریں

ڈیرہ غازیخان میں پنڈت مکند رام اُپدیشک کنیا مہاودیالیہ نے بڑی عمدگی سے پرچار کیا۔ جس سے تعلیم یافتہ اصحاب کے دلوں پر بہی اثر ہوا۔ مبلغ لعہ؎ کنیا مہاودیالیہ کے لئے چندہ لکھا گیا۔ جنمیں سے ؎ نقد وصول ہوگئے۔

گذشتہ خبروں میں جہاں نوشہرہ پنجران لکھا گیا ہے۔ اُسے نوشہرہ پنوآں پڑہئے

نوشہرہ پنواں (ضلع امرتسر) آریہ سماج کے منتری مہاشئے لکھتے ہیں کہ وہ آریہ سماج دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے

رام نگر (ضلع گجرانوالہ) آریہ سماج کے ممبروں نے لالہ ہری چند کو سماجک عہدوں سے علیحٰدہ کر دیا ہے۔ اور نیا انتخاب کرایا جس میں وہ شامل نہیں

کانپور میں آریہ سماج کے پُرانے دوست لالہ رام نے نہایت ہی اشتعال بخش دو فحش اشتہار آریہ سماج کے برخلاف لالہ بھگوان داس سے چھپوا کر لگوائے۔ بابو آنند سروپ جی وکیل سکریٹری آریہ سماج کانپور نے فوجداری دعویٰ کیا۔ جسپر بھگوانداس نے بڑے عجز سے معافی مانگی۔ جو چھپ کر ہر جگہ شائع ہو رہی ہے

آریہ سماج کی طرف سے کشما ہی بیوہار ٹھیک ہے

پنڈت کالو رام شور گیاشی نے دچھرو ارم گڈہ میں ویدک دھرم کا خوب پرچار کیا تھا۔ آریہ پرش یہ سُنکر خوش ہونگے کہ اُن کے کام کو چلانے کے لئے مہاشئے نرسنگہ شرما جی اُوت ہوئی ہیں چارسو سبھاسد ہیں۔ اور سات سنیاسی اُپدیشک ہیں۔ بھجن کیرتن اور اُپاسنا نیتہ ہوتے ہیں دو بڑے اُتسو ہوتے ہیں۔ ایک ماگھ بدی امادس کو

اور دوسرا اساڑھ سُدی پورنماسی کو۔ دونوں میں بڑے ہون اور خوب میلا ہو کر پرچار ہوتا ہے۔

آریہ سماج بہرائچ (ملک اودھ) کا سالانہ جلسہ ۲۷ لغایت ۲۹۔ ستمبر تک ہوگی۔ نگر کیرتن ۲۶ اور ۲۷ کو ہوگا۔ علی گڈہ کی بھجن منڈلی بلائی گئی ہے۔ غالباً پنڈت تلسی رام جی میرٹھ سے شامل ہونگے۔ منتری مہاشئے سنیاسیوں کو خصوصاً نمنترن دیتے ہیں۔

لالہ نند لعل دیکھی انسپکٹر ڈیرہ غازیخان نے باوجود سخت مخالفت رشتہ داران کے اپنے پتا کا انتیشٹی سنسکار ویدک ریتی سے کرایا۔ جس لڑکی کے بدھوا ہونیکا نوٹس لالہ کشن سروپ سکریٹری آریہ سماج کرنال نے دیا تھا۔ اُس کا انتظام اُس کے والد نے کر دیا ہے۔ اب اُس پر کوئی خط وکتابت نہیں ہونی چاہئے۔

سوامی آتمانند سرسوتی جی دارجیلنگ کے پہاڑ پر چوماسہ کاٹ رہے ہیں۔ جہاں ۳۰۔ اور ۳۱ اگست کو اُنہوں نے ۲۰۰ اور ۴۰۰ کی حاضری میں بڑے موثر ویاکھیان دئے۔ شروتا بڑے پرسن ہوئے۔

پٹھانکوٹ آریہ سماج کے منتری بجائے کا کا شاہ کے لالہ ناگ چند مقرر ہوئے ہیں آئیندہ کے لئے لالہ ناگ چند سے خط وکتابت ہونی چاہئے۔

پنڈت ہرچند پرچارک برابر دھرم سالہ پر کام کرتے رہے ہیں۔ اُن کے کام کی رپورٹ پہلے چھپ چکی ہے۔ ۳۱۔ جولائی کو پنڈت جی نے ایک مرتک سنسکار ویدک ریتی سے کرایا۔ اسکے بعد سوا چار دنوں کے جبکہ بوجہ سخت بارش اور علالت طبع کے کوئی کام نہ ہوا۔ پنڈت جی برابر پرچار اور ویدک

دلیلوں پر بارتالاپ کرتے رہے۔ ویدپرچار فنڈ کے لئے بھی اس عرصہ میں لعہ؎ نقد جمع کرلائے ہیں اور ایک بھائی سماجک جنا اور دو بھائیوں کا مانس بھکشن چھوڑا آئے ہیں

گوہ دھرم سالہ کے بھائی پورشارتھ سے کام کر رہے ہیں۔ اگر اُن کی حوصلہ افزائی کی جاوے تو اُدھر پرچار کا کام بہت کچھ ہو سکتا ہے

آریہ سماج شملہ کا سالانہ جلسہ ۷ و ۸۔ ستمبر کو ہوگا۔

انہیں تاریخوں پر آریہ سماج میانیر کا سالانہ جلسہ ہوگا

بجنور کی آریہ بھجن منڈلی شکروار ۱۶۔ اگست کو پرچار کے لئے قصبہ جہالو میں پہونچی۔ دوسو کی حاضری میں بھجن شروع ہوئے۔ پورانک منڈلی نے گالیوں سے کام لیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنیچروار کو چودھری نرمل سنگہ جی نے اپنے یہاں بھجن کرائے۔ اُسی دن پوراکولیہ کی طرف سے شاستر ارتھ کی خواہش ظاہر ہوئی۔ اپس حسب مرضی اُن کے ہی چودھری نرمل سنگہ جی کے مکان پر آریہ بھائی شاستر ارتھ کے لئے تین بجے موجود ہوگئے۔ پنڈت جی نے کتھا شروع کردی۔ جب کہا گیا کہ پرشنوتر ہونے دیجئے تو آریہ کا سرشٹی ادئے کرکے چپ ہو رہے۔ جب زور دیا گیا۔ کہ جب آریہ کے معنی سرشٹیھ کے ہیں۔ تو کیوں اپنے یہاں رائج نہیں کرتے۔ تو پنڈت صاحب کچھ چُپ ہوئے۔ آریہ سماج کی طرف سے اُن کے کہنے کا دو ہزار کے مجمع میں خوب معقول جواب دیا گیا۔ بڑا اثر ہوا ہے۔ اس گانو میں ضرور پرچارک جایا کریں۔

لاہور کے مولوی علی محمد وردا دتہ مل تاجران کتب نے اشتہار دیا ہے۔ کہ ایک مہاشئے نے ارادہ کر لیا ہے کہ شدھی ... نتیجہ

کم قیمت پر فروخت کریں. گو صاف نہیں لکھا لیکن معلوم ہوتا ہے. کہ کوئی صاحب بمبئی ... ان گرنتھوں کو بیچنا چاہتے ہیں. اور اشاعت کے ذریعہ مشتہر ان ہیں. مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ رشی دیانند کے تمام گرنتھوں کا حق پرو پکارنی سبھا کو حاصل ہے. اگر بغیر اجازت سبھا موصوف کوئی صاحب ان گرنتھوں کو چھپوا دیں گے تو انہیں نقصان کا احتمال ہے۔ بیچ عاقلاں را اشارہ کافیست۔

مہاشے کیشوراؤ ہائی کورٹ پلیڈر حیدر آباد دکن کسی خاص کام کیلئے بمقام وردھا گئے تھے ۲۱۔ جولائی کو انہوں نے ویدک دھرم کے کلشونپر بڑا منوہر اور موثر دیاکھیان دیا جس کا حاضرین پر بڑا عمدہ اثر ہوا۔

پنڈت مکند رام اپدیشک کنیا مہا ودیالہ نے مبلغ چھ روپیہ جو پرچار آریہ سماج ملتم نے دیئے تھے ارسال کئے ۲ر جو کمیشن منی آرڈر پر خرچ ہوئے وہ علاوہ ہیں. اور نیز مبلغ ۱۰ روپیہ جو جاپور سماج سے پراپت ہوئے ان میں سے ۲ر کمیشن منی آرڈر اور ایک آنہ ایک چوانی کا بٹہ کاٹکر باقی ۱۲ ۹ بھیجے

لالہ رام آسرا جی ہوجن ضلع شاہپور لکھتے ہیں کہ پنڈت ہر نام سنگھ جی نے بہیرا ہی آنکلے. بابو شنگھ اور مشی ٹھاکر داس اور چند سماجک بھائیوں کو ہوجن کے موقع ہوجن. بھنگہ کہولا پور ۱۳ جولائی سے ۲۲ جولائی تک ویدک دھرم کا پرچار کیا اور بنگلہ کہولا پور میں دو سنسکار بھی ہوئے اور وہاں پر بابو ٹھاکر داس جی نے ویدپرچار اور گرکل کی ضرورت پر ایک دیاکھیان دیا مبلغ لدیے کے قریب ویدپرچار فنڈ کنیا مہا ودیالہ اور لیکہرام میموریل فنڈ کیلئے چندہ ہوا ۲۰۔ جولائی کو لالہ لکھمی سہائے پٹواری بنگلہ کہولا پور نے اپنا یگیوپویت سنسکار پنڈت ہر نام سنگھ جی پرچارک سے کرایا. یگیوپویت لیکہرام میموریل فنڈ میں دان دئے

دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

جنتری شدہ

سرمایہ ایک لاکھ روپیہ

سرمایہ ایک لاکھ منقسم بحصص چار ہزار روپیہ بحساب ۲۵ روپیہ فی حصہ جو بطریق ذیل ادا ہوگا

ہمراہ درخواست صرف پانچ روپیہ باقی پانچ روپیہ فی حصہ سے زیادہ نہیں لیا جاتا ہے جس کے لئے ایک ماہ کا نوٹس دیا جاتا ہے

ڈائریکٹران

لالہ روشن لعل صاحب بی اے بیرسٹر پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور

پنڈت رام بھجدت صاحب بی اے پلیڈر چیف کورٹ لاہور سکرٹری آریہ سماج لاہور ڈائریکٹر اینڈ لیگل ایڈوائزر

لالہ جیونداس گورنمنٹ پنشنر پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور

سنت جیٹھی جی بی اے پلیڈر ملتان

لالہ رام کرشن صاحب پلیڈر چیف کورٹ پریذیڈنٹ آریہ سماج جگدھ

مہاشے اننت رام جی ویدی ڈسٹرکٹ آفیسر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنشنر

لالہ متھراداس پوری پروپرائٹر ہند ہوٹل لاہور۔ مینجنگ ڈائریکٹر۔

بینکرز پیپلز بینکنگ اینڈ کمرشیل ایسوسی ایشن لمیٹڈ۔ لاہور

صاحبان! اس کمپنی کے مقاصد اس کے نام ہی سے ظاہر ہیں۔ آرین لٹریچر کو نہایت ارزاں بہم پہونچانے کے لئے یہہ کمپنی نہایت مفید ثابت ہوگی۔ چنانچہ ایک اعلے درجہ کی بک ڈپو لاہور میں کھولی گئی ہے۔ جہاں سے آریہ پستکیں ایسی سستی بیچی جاتی ہیں کہ آپ حیران ہوں گے یہ کیونکر۔ مگر پانچ روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو یہ رعائت دی جاتی ہے۔ کل سرمایہ کے ½ حصص فروخت ہونے پر ڈائریکٹروں نے اپنے تجارتی کام کو شروع کرنے کا وچار کیا ہے کہ جس میں نقصان کا اندیشہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً (۱) جان کا بیمہ کرنے والی کمپنی اور بائیسکل فرم اور دیگر دیسی اور ولایتی فرموں کے ایجنٹ بننا۔ (۲) متوسط درجہ کے آدمیوں کو سود کی سختی سے بچانے کے لئے Loan office کا کھولنا (نوٹ) روپیہ بغیر گروی رکھنے کسی چیز کے نہیں دیا جاویگا۔ (۳) جنرل سپلائنگ ایجنسی کا قایم کرنا۔ یہ ہر ایک ان اشیاء کو انڈیا میں بہم پہونچائیگی۔ جو کوئی صاحب لاہور سے طلب کریں۔ (۴) اوکشن فرم اکارخانہ نیلام کا جاری کرنا (۵) ڈیری فارم۔ درخواستیں اور ہر ایک قسم کی خط و کتابت کمپنی ہذا کے متعلق مندرجہ ذیل پتہ پر ہونی چاہئے۔

المشتہر

متھراداس پوری مینجنگ ڈائریکٹر

ستیہ دھرم پرچارک

پر

کہیالال کا مقدمہ

(بقیہ بیان پنڈت گوپی ناتھ ملزم مستغیث)

مولوی فضل الدین نے بحیثیت منیجر اخبار کام کیاتہا - میں نے وہ متنازعہ مضمون نہیں لکہاتہا - اُس کا فیصلہ میرے ایک خیراتی کام کے لئے ..۳ روپیہ دینے پر ہوگیا تہا لیکن معلوم کیونکر اخبار میں یہہ کہاگیا - کہ میں بری ہوگیا ہوں - ٹھیک فیصلہ یوں ہوا تہا کہ ۲۵۰ روپیہ کسی خیراتی کام کے لئے اور ۵۰ روپیہ مولوی فضل الدین کو دیا جاوے - مجھے معلوم نہیں ہے - کہ حکم کیا صادر ہواتہا - جب مولوی فضل الدین نے عدالت کی توجہ دلائی کہ اخبار میں یہ درج ہے کہ میں بری ہوگیا ہوں تب مجہپر ۲۵۰ یا ۳۰۰ جرمانہ ہواتہا مجھکو سزا ہوئی تہی - جہاں تک مجھے یاد ہے اُسکا ذکر ہی اخبار میں درج ہوا ہوگا جو رقوم میں نے سبہا کو دی ہیں اُنکی کتابوں میں درج ہیں - میں نے ایک ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پندرہ سو روپیہ دوسروں سے جمع کرکے دیا ہے - میرے سکرٹری شپ کے زمانہ میں تیس ہزار روپئوں کے قریب جمع ہوا ہوگا - حساب باقاعدہ رکھا جاتا ہے - میں دیسی ریاستوں میں شادیوں - درباروں - اور گدی نشینیوں وغیرہ کے موقعوں پر جاتا رہا ہوں اگر میں سبہا کی طرف سے جاتا تہا - تو جو روپیہ ملتا تہا وہ سبہا کے حساب میں دیدیتا تہا - لیکن خلعت میں رکھ لیتا تہا - جو ہر دربار

کی رپورٹ شامل مثل ہے - اُس میں گواہوں کی شہادت اس مطلب کی ہے - کہ جو لوگ میلے میں شامل ہوئے اُن پر سخت ظلم ہوا تہا - سنان کے مہاتم کے وقت سے ۱۲ یا ۲۴ گہنٹے پیشتر میلا بند کردیا گیا تہا - میں نے اس سب شہادت پر اعتبار کیا تھا لاہور کے میموریل پر گردو نواح کے بہت سے اضلاع کے باشندوں کے دستخط ہوئے تہے اِس کے متعلق گورنمنٹ سے خط وکتابت ہوئی تہی - (دستاویز حرف P)

ایک اور ریزولیوشن گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کیا گیا تہا جسکا نتیجہ دستاویز حرف Q ہے - میں اُس جلسہ میں موجود تہا - جس نے کہ ریزولیوشن پاس کیا تہا - میں نے ریزولیوشن کے حق میں رائے دی تہی - اسکی صحیح نقل دستاویز حرف R ہے - تب گورنمنٹ نے ہریدوار میں ترقی شروع کی میں نے مہاراجہ صاحب کشمیر سے پندرہ ہزار (۱۵ ہزار) روپیہ نہیں لیا تہا - اگر مجھے کچھ ملا تو یہہ مہاراجہ صاحب کی مہربانی تہی -

D.55 پنڈت ایشوری پرساد کے لکچر کی بابت سناتن دھرم گزٹ میں صرف حوالہ دیا گیا تہا -

D.56 میں میرا مطلب صرف یہہ ظاہر کرنے کا تہا کہ یہہ سمجھنے میں مجسٹریٹ نے غلطی کی ہے - کہ مجھے روپیہ کی مدد مل رہی ہے - کیونکہ مجھے کچھ بھی نہیں ملا تھا

D 58 اور D59 میں برادر بہرشٹ مذہبی خیال کے لحاظ سے لکھا تھا - بلحاظ جرم فوجداری نہیں لکھا تھا - آریہ سماجیوں کے فرقے آپس میں ایک دوسرے کے برخلاف بھی سمجھتے تہے - جیسا کہ میں نے لکھا ہے - اسی طرح یہ دستاویز D.62 کا مضمون ایک نامہ نگار نے

لکہا تہا - جسنے دکہلایا تہا کہ پنڈت دیانند سنو سمرتی اور دیگر کتب میں سے غلط حوالے دیتا تہا میں نے دیوراج کو لائین پکارنے کا اشارہ نہیں دیا - پہلے ہی غلطی میں تہا - بہر صورت تمسخراً لکہا گیا تہا -

موتی جان والا معاملہ سنہ ۱۸۹۲ء سنہ ۱۸۹۳ء یا اُس کے نزدیک کا ہے -

سناتن دہرم گزٹ آریہ سماج کے قیام کے بعد جاری کیا گیا ہے - اور چونکہ اُس کے بانی دیانند نے ہندوؤں پر سخت گندے حملے کئے پہلے ہم نے جواب میں اُن پر حملے کئے - یہہ ستیارتھ پرکاش (دستاویز حرف S) اِس بات کو ظاہر کرتا ہے - اس بات کے اظہار کے لئے میرے پاس دیگر رسالہ جات بھی ہیں جو سب آریوں کے لکہے ہوئے ہیں دستخط حاکم میں ستیہ دہرم پرچارک کے دو نمبر شہادت میں لینے سے انکار کرتا ہوں - جن میں ہندوؤں پر حملے ہیں - کیونکہ وہ غیر متعلق دکہائی دیتے ہیں - دستخط حاکم

چونکہ اب تقریباً پانچ بج گئے ہیں اسلئے مقدمہ کل کے لئے ملتوی ہو - ۱۶ - جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

دستخط حاکم

کارروائی ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء

فریقین مع اپنے وکلا کے حاضر ہیں - دستخط حاکم

پنڈت گووندسہائے بیان ثانی باقرار صالح

میری شادی پٹیالہ میں کول خاندان میں ہوئی تہی - جو کہ ایک بڑا معزز خاندان ہے - میرے بہائی کی پہلی شادی میرٹھ میں پنڈت جگت نرائن رئیس کی پوتی سے ہوئی تہی - دوسری بیوی سے کہنیالال کی شادی ہوئی تہی - اپنی بیوی کی موت پر پنڈت گوپی ناتھ نے پنڈت دیاکشن اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی بیٹی لیا تہا جو کہ

پنڈت شمبھوناتہہ جج ہائی کورٹ کلکتہ کے
چچہ زاد بہائی ہیں۔) پیشاور میں ہوئی تہی
اشتہار کمیٹی کی نسبت یہہ ہے۔ کہ وہی
اشتہار اخبار عام میں نکل چکا ہے۔ یہہ صرف
ایسی ایک اشاعت میں لگایا تہا۔ اِس اشاعت
کی ہی بہت سی جلدوں میں یہ نہیں بگڑا تہا
(ایک حلیہ پیش کرتا ہے) مجھے معلوم نہ تہا
ہے۔ کہ یہہ کسی میں بگاڑا تہا۔ اخبار عام
مورخہ یکم جون و ۱۹ جون سنہ ۱۸۹۷ ع
میں دو مضامین "ہماری رائے کی وقعت"
نامی نکلے تہے۔ جوکہ مسلمانوں کو خطاب
کئے گئے تہے۔

بہ سوالات عدالت جواب دیا کہ
اخبار عام کی روزانہ اشاعت دو ہزار سے
زیادہ ہے۔ صحیح بغیر بگڑی ہوئی کاپی ۲۴
اپریل کی میں اپنے مطبع سے لایا ہوں
میں نے کمیٹی آفس کو معافی نامہ ۵ جون
کو اِس معاملہ پر اپنی شہادت کے بعد بہیجا تہا
اُسوقت میں نے یہہ سمجہا کہ تہا ۔۔۔۔۔
دہانک، ہے (اِس سوال پر کہ آیا اُسے معلوم
ہوا کہ کسنے یہہ الفاظ بگاڑے تامل کرتا ہے
اور جواب نہیں دیتا پہر کہتا ہے) میں خیال کرتا ہوں
کہ بال کشن میرا چہوٹا بہائی اسکے لئے ذمہ وار
ہے۔ اُسنے اسے بگاڑا ہوگا۔ یہہ اُس کی بڑی
بیوقوفی ہے۔ گواہ نے نشان صحیح تسلیم کیا
دستخط حاکم

پنڈت ایشری پرشاد گواہ استغاثہ
برسوالات جرح باقرار صالح۔
میں پنڈت گوپی ناتہہ کو لڑکپن سے جانتا
ہوں۔ ہمارا اُنکا تعلق پہلے بہت تہا۔ لیکن
گذشتہ چار پانچ برسوں سے بند ہوگیا ہے
جب سے کہ ہماری والدہ مرگئی ہیں۔ ہمارا
ایک دوسرے کے ساتھ خاص ذاتی تعلق تہا

میں اُسکے ہم صحبتوں یا اُس کے چلن کی نسبت
کچھ نہیں جانتا ہوں یہہ (چال چلن) شاید
خراب ہو۔ لیکن اب اغلب نہیں ہے۔ اگر اُسنے
مان لیا ہو کہ وہ رنڈی باز ہے۔ تو میں اُسے اوباش
کہونگا (اگر کوئی اوباشی کرے اور پہر لنگا بہگت
بنا پہرے تو میں اُس کو ناکار فریبی۔ لنگا بہگتی
کہوں گا۔ شریر نہیں کہونگا۔ شریر کے معنے
فریب کرنا۔ جہوٹہ بولنا۔ کسی کو نقصان
پہونچانا ہے۔ از بیان اُردو)
پنڈت گوپی ناتہہ کے ذاتی چلن کی نسبت میں
کچھ نہیں جانتا۔ اگر میرا اخلاق گر جاوے تو میں اپنا
فرض سمجہونگا کہ دہرم سبہا سے استعفی دیدوں
(وکیل استغاثہ اس گواہ کی رائے زنی پر عذر
کرتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ چال چلن اور
شہرت کی گواہی دے رہا ہے جوکہ واقعی "رائے"
ہے اسلئے میں اِس عذر کو نامنظور کرتا ہوں
دستخط حاکم) میں گوپی ناتہہ اور اُسکے
بہائی کا گوشت گائے کے اشتہاروں سے
روپیہ کمانا بُرا سمجہتا ہوں۔ اُنکا شمار سناتن
ہندوؤں میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہہ
اشتہارات جان بوجہ کر دئے گئے ہیں۔ تو
یہ عمل ہندو سناتن دہرم اور اُسکے اصولوں
کے برخلاف ہے۔ (جہاں تک سناتن دہرمی
ہندوؤں کا خیال ہے۔ اگر ایسے اشتہار بعضوں
کے دکہانے اور بعضوں کے نہ دکہانے کے
واسطے کاٹ دئے جاویں تو میں اُس شخص
کو مکار سمجہونگا۔ شریر نہیں سمجہونگا۔ بعض
شریف آدمی ہولی کہیلتے ہیں۔ بعض نہیں
جیسا کہ رنگ ڈالنا ناچ کرانا۔ میرا ذاتی
خیال یہہ ہے۔ کہ گالی گلوج اچہا نہیں ہے
دہرم شاستر میں گالی گلوج کہنا نہیں ہے
سوسائٹی کی بابت کچھ نہیں کہتا۔ اپنے ذاتی
خیالات سے کبیر کہنا وغیرہ وغیرہ الفاظ فحش

کہنے۔ اچہا نہیں سمجہتا۔ از بیان اُ...
ہندو و غیر مذاہب والوں سے ہولی ...
کہیلنے۔ دستاویز D/5 والے ہولی ...
مضمون کی عبارت بے شرمانہ ہے۔ ...
کے طور پر لکہی ہوئی معلوم ہوتی ہے
(یہہ عبارت دل دُکہانے والی ضرور ...
لیکن شریر نہیں کہونگی۔ ایسے کہنے ...
ہی فقرہ سبہا کی نائین کو متعلق ہو ...
ہوں۔ کوئی سخت گالی نہیں ہے۔ ...
اور دیگر لوگوں کو سوائے اپنے پہنا...
تو میں پنڈت گوپی ناتہہ کو سبہا کی ...
سمجہوں گا۔ ورنہ نہیں۔ از بیان اُرد...
بیان ثانی۔ میونسپل کمیٹی کے
میمبر ہی ہوتے ہیں۔ اور میونسپل حدو...
اندر بوچڑ خانہ ہوتے ہیں (اور بوچڑ خا...
گاؤکشی ہوتی ہے۔ عام لوگ ان ممبرا...
کو بُرا نہیں سمجہتے۔ از بیان اُردو) ا...
بارے میں اب بڑا ڈہیلا پن ہے۔ دیگر ...
معاملات میں بہی اب بڑی لاپروائی ہے
ایسے کارخانوں کے حصہ دار بہی سنا...
ہندو ہیں۔ جوکہ گوشت گائے بیچتے ہیں
لیکن وے لاپروا ہیں گو میں ایسے بُرا
سمجہتا ہوں۔ میں نے صرف اپنی رائے دی ...
یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے سناتن دہرم سبہا
سے اپنا تعلق توڑ لیا ہے۔ کیونکہ وے ان
معاملات پر لاپروا ہیں۔ گو اُن کے اصول
بہت ہی سخت ہیں۔ لوگ ہولی پر بے ہودگی
سے بکتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہتے ہیں
جوکہ معمولی طور پر بُری اور فحش سمجہی
جاویں۔ میں نے وہ مضمون نہیں دیکہا۔
جسکا D/5 جواب ہے۔ اگر ایک
آدمی جسکا تعلق رنڈیوں سے رہ چکا ہے
سات سال بعد اخلاق پر لکچر دیوے

تو اُسے مکار نہیں کہوں گا۔ لفظ گنگا جمنی
کے معنی حرامزادہ اور لڑاکا ہی ہیں۔
گواہ نے سُن کر تسلیم کیا
دستخط حاکم

(بوجہ غیر حاضری دیگر گواہان استغاثہ
جو کہ جرح کے لئے طلب کئے گئے تھے۔ اور
جن کی غیر حاضری کی وجہ نہیں بتلائی گئی
گواہان صفائی کے بیانات شروع کیے
جاتے ہیں دستخط حاکم)

گواہ صفائی ملزمان نمبر ۱

مسٹر کنج بہاری تھاپر۔ ذات کھتری
سکنہ ڈی پنجاب پبلک لائبریری باقرار صالح
میں لاہور میں سنہ ۱۸۸۳ء سے ہوں
میں ٹکسٹ بک کمیٹی کا اسسٹنٹ سکرٹری
ہوں اور نیز پنجاب ایسوسی ایشن کا۔
اور پنجاب میگزین کا ایڈیٹر ہوں۔ میرا
لاہور میں اچھے دائرے میں ربط ضبط ہے
میں گوپی ناتھ کو جانتا ہوں۔ لیکن بطور
دوستانہ نہیں۔ میری اس کے ساتھ کوئی
نج کی دوستی نہیں ہے۔ اور ذاتی طور
پر اُس کے حق میں یا برخلاف کچھ نہیں
جانتا ہوں۔ اُسنے سول اینڈ ملٹری گزٹ
کے برخلاف ایک مقدمہ کیا تھا۔ اُس مقدمہ
میں مسٹر ریٹیگن اور مسٹر رابنسن کو میں نے
دوستانہ مدد دی تھی۔ میں نے ایک لمبی
تحقیقات کی تھی۔ اور سراغرسانوں سے
مدد لی تھی۔ اور مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ
اُس کی شہرت بطور ایک پبلک مین
(public man) کے خراب تھی۔

برسوالات جرح جواب دیا کہ۔ اخبار
نے معافی مانگ لی اور مقدمہ کا راضی نامہ
ہوگیا تھا۔ یہہ معاملہ سنہ ۱۸۹۳ یا سنہ ۱۸۹۴ء
کا ہے۔ میں گوپی ناتھ کو پبلک جلسوں میں
دیکھتا رہا ہوں۔ جلسہ ہائے مخط
و ایچیسن کالج و انڈین ایسوسی ایشن
لاہور میں آس کی مجلسی حیثیت کی نسبت
میں کچھ نہیں جانتا۔ سنہ ۱۸۹۷ء کی فیمن
ریلیف کمیٹی میں وہ شامل تھا۔ آخری میں
نہیں تھا۔ ہر قسم کے آدمی جو کہ دلچسپی
رکھتے ہوں۔ ایسے جلسوں میں آتے ہیں
چپراسی وغیرہ شریک نہیں تھے۔ دشتی
شائد ہوں گے۔ بہت سے تعلیم یافتگان
اُس کمیٹی میں تھے۔ میرے اپنے واقفوں
میں بابو مدن گوپال۔ اور رائے تیجل پندر
صاحب تھے۔ ریٹیگن صاحب میرے
مہربان اور رابنسن صاحب میرے دوست
تھے۔ اسلئے رابنسن صاحب کو اس مقدمہ
میں مدد دی تھی۔ (ازبیان اردو)
گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا
دستخط حاکم

ہیرا لعل برائے سوالات جرح بلایا گیا
باقرار صالح۔
میں ۱۶ یا ۱۷ برسوں سے پنڈت گوپی ناتھ
کو جانتا ہوں۔ اس عرصہ میں اُس کی
شہرت یکساں ہی رہی ہے۔ وہ چالباز
آدمی ہوا کرتا تھا۔ اور اب تک ہی ویسا
ہی ہے۔ میں اُسے عزت دار آدمی نہیں
کہہ سکتا۔ (چالباز سے یہہ مراد ہے۔ کہ
جس طرح ہو سکے ٹکا سیدھی کر لینی)
پنڈت گوپی ناتھ دھوکہ باز ہے۔ (ازبیان اردو)
سناتن دہرم سبہا اور گزٹ کو محض پیسہ
کمانے کے لئے چلاتا ہے۔ وہ دھوکہ کی ٹٹی ہے
وہ بلاشبہ بے اصولا ہے۔ اُس کا اصول
محض پیسہ کمانا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں
کہ وہ اخبار عام کا ایڈیٹر ہے۔ سناتن
دہرم گزٹ کی پالیسی صرف یہہ ہے۔ کہ
موٹے دوکانداروں کو خوش کرکے اُن
سے قیمت وصول کی جاوے۔ یہہ گزٹ
لوگوں کو محض اِن (دوکانداروں) کے
خوش کرنے کیلئے گالیاں دیتا ہے۔ بوقت
موت پنڈت لیکھرام اور مضامین "ہماری
رائے کی وقعت" پنڈت گوپی ناتھ کے
تمام خریدار اُسے چھوڑ کر میرے پاس
آگئے تھے (یہہ سنہ ۱۸۹۷ء کا ذکر ہے)
ہندوؤں کی بڑی دلشکنی ہوتی تھی۔ گوپی ناتھ
لکھنے والا سمجھا جاتا تھا۔ یہہ پنجاب سماچار
۱۵ جون سنہ ۱۸۹۷ء کا ہے۔ اس کے
صفحہ ۱۱ پر ایک مضمون اخبار عام پر ہے
اور دوسرا ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۷ء کے پرچہ
(دستاویز D 87) میں ہے۔ جو کہ مضمون
"ہماری رائے کی وقعت" کا مصنف گوپی ناتھ بدستور
ایڈیٹر اخبار عام" کو بتلایا ہے۔ ہم نے اپنے
اخبار میں اخبار عام کا اشتہار چھاپا تھا۔ گوپی ناتھ
نے ہمیں لکھا تھا۔ اور اُسی نے اُجرت دی تھی
میں نے کبھی کسی اخبار میں اُس کے متعلقین
میں سے کسی کے بیاہ پر امداد کے لئے درخواست
نہیں دیکھی ہے۔ یہہ loafer (لوفر گرد)
کا کام ہے۔ میں سناتنی ہندو ہوں۔ میں
یہاں کی کھتری کنفرنس کا ایک جائنٹ سکرٹری
تھا۔ ہولی کے ایام میں کوئی ہی اخباروں میں
لوگوں کو گالیاں نہیں دیتا۔ رذیل اور لچے
آدمی عام طور پر گلیوں میں کھیلتے ہیں۔
مثلاً سنیار۔ چمار وغیرہ۔ ذی عزت آدمی
اپنے گھروں میں کھیلتے ہیں۔ میں نے پنڈت
گوپی ناتھ کا ہولی کا مضمون دیکھا تھا۔ وہ
ہولی کے بیس دنوں کے بعد شایع ہوا تھا
میں ایسے مضمون کے لکھنے والے کو رند
اور اوباش کہوں گا۔ لاہور میں۔ ایک
پریس ایسوسی ایشن ہوا کرتی تھی۔ گوپی ناتھ

ہو اُس میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ تقریبًا کُل دیگر ایڈیٹران شامل تھے۔ اس میں بھی ایک راز تھا۔ گوپی ناتھ قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا تھا۔ مسٹر رانبسن اس میں شامل تھے۔ ملکہ کی موت پر جو ہندوؤں کا جلسہ ہوا تھا۔ میں اُس میں شامل تھا گوپی ناتھ وہاں نہ تھا۔ بابو پرتول چندر نے اُسے شامل نہیں کیا تھا۔ دسمبر میں کھتری کنفرنس کے موقع پر گوپی ناتھ نے آکر کارروائی کے رپورٹ کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ لیکن اُسے اجازت نہیں ملی تھی پہلے سناتن دھرم سبھا میں صرف نیک اور عزت دار آدمی ہوا کرتے تھے۔ اب اُن لوگوں نے اپنی عزت بچانے کے لئے اُس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

بہ بیان ثانی۔ میں سناتن دھرم سبھا کا ممبر نہیں تھا۔ میں ہمدرد تھا۔ لیکن جب اُنہوں نے میری دری چُرا لی تو ہٹ گیا۔ اُس دری کے بدلے مجھے کچھ نہ ملا۔ راجہ ہربنس سنگھ پریسیڈنٹ تھا۔ مگر سبھا میں کبھی نہیں آیا۔ دو سال ہوئے وہ فوت ہو گیا۔ وہ برائے نام سناتن دھرم سبھا کا پریسیڈنٹ تھا۔ دیوان بھگوان داس صاحب۔ اور راجہ ہربنس سنگھ صاحب نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ بدنامی کی وجہ سے ہم سناتن دھرم سبھا میں نہیں جاتے۔ راجہ ہربنس سنگھ کے بعد بقایا پارٹی میں سے کوئی پریسیڈنٹ ہو گیا ہوگا۔ لالہ کنہیا لال کے پریسیڈنٹ ہونے کی خبر نہیں ہے۔ از بیان (اردو) میں کئی مرتبہ جلسوں میں گیا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ اس وقت کون پریسیڈنٹ ہے نہ یہ معلوم ہے۔ کہ کون کارکن پریسیڈنٹ تھا۔ گوپی ناتھ نے سنہ ۱۸۹۸ء میں اخبار عام

کا اشتہار میرے پاس بھیجا تھا۔ یہ کام مینیجر کا ہے۔ اگر کوئی اخبار شادی کے موقع پر مدد مانگے تو لوگ دینے والے ہوتے ہیں اس خیال پر کہ اُن کی مٹی نہ پلید کی جاوے از بیان (اردو) ہولی کے دنوں میں محض رذیل قوم کے لوگ گالی دیتے ہیں۔ وہ ہولی کا مضمون روپ لعل کاتب نے میرے دفتر میں لکھا تھا۔ کیونکہ وہ میرا ملازم تھا۔ اور اسلئے میں جانتا ہوں کہ وہ ہولی کے بیس دن بعد تیار ہوا تھا۔ مجھے اسلئے یاد ہے۔ کہ میرے اخبار کو بھی دیر ہو گئی تھی۔ مسٹر رانبسن صاحب پریس ایسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ تھے۔ یہ سنہ ۱۸۹۵ یا سنہ ۱۸۹۶ء میں شروع ہوئی گوپی ناتھ نے مسٹر رانبسن پر پہلے فوجداری دعوی کیا تھا۔ جو کہ یہاں خارج ہو گیا تھا۔ اور پھر کلکتہ میں دائر ہوا تھا۔ میں موجود تھا۔ جبکہ جلسہ ماتمی کے لئے رقعے جاری ہوئے تھے اور اسلئے میں جانتا ہوں کہ گوپی ناتھ کو آنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ جلسہ پبلک تھا۔ اور شائد گوپی ناتھ ہیٹر میں موجود تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے گوپی ناتھ کھتری کنفرنس میں بطور وزیٹر (visitor) ہی نہیں بلایا گیا تھا۔ گوپی ناتھ کے خریدار عموماً مسلمان ہوا کرتے تھے۔ اور اُن کو خوش کرنے کے لئے لیکھرام کی موت پر اُس نے اُن کے حق میں مضامین لکھے تھے۔ اُس نے مہاراجہ کشمیر سے پندرہ ہزار روپیہ اس اقرار پر حاصل کیا تھا۔ کہ کوشش کر کے گورنمنٹ سے اختیارات دلوا دوں گا۔ میں نے یہ معزز آدمیوں سے معلوم کیا ہے۔ جنہوں نے کہ اس بارہ میں میرے پاس مضامین بھیجے تھے جہاں تک مجھے یاد ہے اخبار میں کچھ نہیں دیا گیا تھا۔ گوپی ناتھ نے کبھی اس سے انکار

نہیں کیا۔ جبکہ میرے اخبار میں اُسے اخبار عام کا ایڈیٹر بیان کیا گیا تھا۔ اس وقت اخبار عام کے اُن ناظرین میں سے کسی کا نام یاد نہیں ہے۔ جو کہ مضمون "ہماری رائے کی وقعت" کے شائع ہونے پر میرے پاس آگئے تھے۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ واپس اخبار عام کے پاس چلے گئے ہیں یا نہیں۔ عام پبلک کہتی تھی کہ "ہماری رائے کی وقعت" کے لکھنے والا گوپی ناتھ ہے۔ میرے اخبار میں ایک جواب چھپا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ گوپی ناتھ لکھنے والا ہے۔ گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا

وستخط حاکم

بابو اویناش چندر۔ برائے سوالات جرح بلایا گیا۔ باقرار صالح۔

میں مسٹر روشن لعل اور مسز روشن لعل کو جانتا ہوں۔ میں اُن کے خاندان سے انٹروڈیوسڈ ہوں۔ اور اُنہیں اپنے گھر میں انٹروڈیوس کیا ہوا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ پنڈت گوپی ناتھ نے ایک ہولی کے موقع پر اُن کے برخلاف لکھا تھا۔ پنڈت گوپی ناتھ میرا دوست ہے۔ لیکن میں نے اُسے اپنی family میں introduce (انٹروڈیوس) نہیں کیا ہے۔ بیس برسوں میں میں صرف ایک مرتبہ اُسکے گھر گیا ہوں۔ سال میں ایک دو مرتبہ اُسے ملا ہوں۔ میں نے اُن کی بدنامی بھی سنی ہے۔ اور نیک نامی بھی۔ وہ عورتوں کو گالیاں دیتا ہے۔ میں اُن کی عزت کرتا ہوں۔ وہ انارکلی کی رنڈیوں کو رکھنا چاہتے ہیں۔ میں اُنہیں نکالنا چاہتا ہوں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بدچلن ہے۔ دینا یال اُس کی نیکنامی کرتا ہے۔ وہ سناتن سبھا کا اُپدیشک ہے۔ گذشتہ دو یا تین برسوں میں سوائے اُسکے (دینا یال کے) اور کسی کو اس کی نیکی کرتے

نہیں سنا۔ مسٹر روشن لعل پر حملے کا حال سُنتے ہی۔ میں اُنہیں اُن کے مکان پر ملا۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ گوپی ناتھ پر استغاثہ کریں گے میں نے دس مرتبہ کہا کہ درستیوں کو بھی بکنے دو"۔ اور میں یہ ہی خیال کرتا ہوں کہ میں نے کہا کہ وہ بے حیا آدمی ہے۔ میں ہولیوں پر بھجن وغیرہ گاتا ہوں۔ اور لیکچر سُنتا ہوں۔ ہولی کے موقع پر آریہ سماج کے اخباروں میں گالی نہیں ہوتی۔ جب میں جا کر مسٹر روشن لعل سے ملا تھا۔ تو مسٹر روشن لعل موجود تھے۔ میں نے سوشیل کنفرنس میں بھی کچھ کام کیا تھا۔ گواہ نے مسئلہ صحیح تسلیم کیا دستخط حاکم

گواہ صفائی ملزمان - نمبر ۲

شیخ عبد القادر ایڈیٹر اخبار پنجاب اندرون لاہور - باقرار صالح۔

پنڈت گوپی ناتھ کو سرسری طور پر جانتا ہوں اُس کی تحریریں کئی مرتبہ میری نظروں سے گذری ہیں۔ یہ مضمون ہولی کے جس کی نسبت فوجداری کا مقدمہ ہوا تھا۔ میں نے اُس سے سخت ناتفاقی ظاہر کی تھی۔ اور اخلاق عامہ کے لئے اِس قسم کے خطرے کے برخلاف ایک سخت پروٹیسٹ (protest) شایع کیا تھا۔ اور گورنمنٹ کی توجہ دلائی تھی کہ اُس کے لئے کارروائی کرے۔ میرے خیال میں زندہ کا اطلاق ایک شخص کے چال چلن پر ہوتا ہے۔ نہ کہ اُس کی تحریروں پر۔ اِسکے معنی ایسا معمولی ہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن عموماً بدچلنی کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ میں اُس مضمون کے لکھنے والے کو فحش لکھنے والا کہوں گا۔ وہ مضمون بہت ہی زیادہ گندہ تھا۔ میں نے کبھی کسی اخبار میں ہی ہولی پر ایسی زیادتی نہیں دیکھی۔

میں نے اُس مضمون کو اشتعال بخش بتلایا تھا۔ اخبار عام میں شادی کی نسبت ایک مضمون تھا۔ جسے میں نے اخبار نویسی کے لئے باعث زوال سمجھا تھا۔ کیونکہ اُس میں خریداروں سے چندہ کے علاوہ مدد مانگی گئی تھی۔ خریدار سے چندہ سے زیادہ طلب کرنا کمینہ پن ہے۔ گوپی ناتھ کی شہرت اچھی نہیں ہے۔

بر سوالات جرح بیان کیا۔ میں کبھی کبھی آریہ سماج کے اخبار پڑھا کرتا ہوں۔ میں نے اُن میں کبھی بھی بہت سخت گوپی ناتھ کے برخلاف کچھ نہیں پڑھا ہے۔ ان میں ستیارتھ پرکاش کی نسبت مباحثہ جات چھپتے ہیں لیکن وے گالی کی حد تک پہونچے ہوئے نہیں تھے یہ پرچہ آریہ دھرم رکشک ہے۔ میں نے اس کا نام پہلے کبھی نہیں سنا۔ اِس میں پنڈت گوپی ناتھ پر ایک حملہ ہے۔ (وکیل استغاثہ اِس اور دیگر گواہان سے ایسے اشخاص کی تحریرو کی نسبت سوالات کرنا چاہتا ہے۔ جن کا کہ مقدمہ سے کچھ ہی تعلق نہیں ہے محض یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ کن حالات کے اندر گوپی ناتھ نے اپنے مضامین لکھے۔ تاکہ صفائی کا یہ عذر کہ اُن کی تحریریں صحیح ہیں۔ اور گوپی ناتھ کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ کمزور ہو جاوے۔ ایسے سوالات میری رائے میں بالکل غیر متعلق ہیں۔ کیونکہ جن حالات کے اندر کہ گوپی ناتھ نے اپنے مضامین لکھے ان کا صفائی کے اس عذر پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کہ وے تحریریں غلط۔ تحقیرانگیز۔ فحش اور مفسدانہ ہیں دستخط حاکم)

میں نے اپنے اخبار میں کبھی نہیں کہا۔ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کرتی ہے۔ اور ہندوؤں کے ساتھ نہیں۔ میں نے خاص معاملات میں اِسپر عذر کیا ہے کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں پر زیادہ شفقت کی ہے۔ بعض اِن میں سے صحیح تھے۔ اور گورنمنٹ نے کئی حالتوں میں شکایتوں کو رفع بھی کر دیا ہے۔ لفٹنٹ گورنر بہادر کے پرائیویٹ سکرٹری نے اِس بارہ میں میرے کچھ ریمارکوں پر اعتراض کر کے خط لکھا تھا۔ جو میں نے ۱۱۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچہ میں چھاپ دیا۔ دستخط حاکم۔ بیان ثانی نہیں ہوا۔ گواہ نے سن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

کارروائی ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

فریقین مع اپنے وکلاء کے حاضر ہیں۔

لالہ روشن لال بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔ بر سوالات جرح باقرار صالح۔

(یہ گواہ دوران مقدمہ میں بحیثیت وکیل ملزمان حاضر رہا ہے۔ دستخط حاکم)

میں نے مضمون "ہولی کے چٹکلے" مورخہ ۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء دیکھا ہے۔ نیز اسکا ترجمہ۔ مسٹر رابنسن صاحب گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے وہ مجھے دکھلایا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا وہ صحیح ہے۔ یا نہیں۔ میں اُس وقت ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر تھا۔ مضمون اور ترجمہ جو اُس مقدمہ کی مثل میں ہیں وہی ہیں۔ جو مجھے دکھلائے گئے تھے۔ ترجمہ بالکل صحیح ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ گوپی ناتھ نے ایڈیٹر کوہ نور کے برخلاف فوجداری مقدمہ کیا تھا میں اُس مقدمہ میں ملزم کا وکیل تھا۔ بیانات کی ایک نقل کوہ نور میں طبع ہوئی تھی اور پروف دیکھنے کے لئے مجھکو بھیجے گئے تھے اُس مقدمہ

ہیں گوپی ناتھ نے کہا تہا کہ میں اخبار عام
کا بعض حالتوں میں اڈیٹر ہوں۔ اور
بعض حالتوں میں نہیں ہوں" میں نے نقل
مصدقہ عدالت کو کوہ نور کے حالات کے
ساتھ مقابلہ کیا تہا اور اُسے صحیح پایا تہا۔
اس کارروائی میں جو پیش کی جاتی ہے۔ گوپی ناتھ
نے کہا تہا کہ وہ "اخبار عام۔ متروٗ لاس اور
پیپلز جرنل" کا اڈیٹر ہے۔ (اصل تلف ہو
چکے ہیں۔ دستخط حاکم) جہاں تک مجھے یاد ہے
پنڈت گوپی ناتھ نے اپنے دعوی کی بنیاد ایک
چٹھی پر رکھی تہی۔ جو کہ کوہ نور مورخہ ۱۱-جولائی
۱۸۸۹ء بعنوان "معاملات کاشمیر" شایع
ہوئی تہی۔ ۱۰-جولائی سنہ ۱۸۸۹ء کی اشاعت
میں ایک مضمون بعنوان "گوپی ناتھ کی
چالبازیاں" شایع ہوا تہا۔ اور اُسی پرچہ میں
صفحہ ۶ پر ایک خط گوپی ناتھ کی طرف سے
شایع ہوا تہا۔ ۲۰-جولائی سنہ ۱۸۸۹ء کو
ایک اور مضمون بعنوان "پنڈت گوپی ناتھ کی
چالبازیاں" شایع ہوا تہا۔ جسمیں ایک خط
از جانب پنڈت گوپی ناتھ۔ بنام دیوان لچھمنداس
شامل ہے۔ میں نے اصل خط دیکہا تہا۔ لیکن
چونکہ مقدمہ کا خاتمہ دفعتاً ہوگیا وہ خط نہ
پیش کیا گیا۔ اور نہ شامل مثل ہوا۔ میں نے
گوپی ناتھ سے پوچہا تہا کہ آیا اس کی خط و
کتابت دیوان لچھمن داس سے تہی یا نہیں
اور اُس نے اقبال کیا تہا۔

پرچہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۸۹ میں گوپی ناتھ
کے عرضی دعوے کی نقل موجود ہے۔ پرچہ
۳۰-اگست سنہ ۱۸۸۹ء میں دو خطوط درج ہیں
ایک از جانب مہاراجہ کاشمیر اور ایک از جانب
وائسرائے۔ میں نے اُن کے اصل نہیں دیکھے تہے
اخبار عام مورخہ ۱۹-ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء میں
ایک مضمون "مقدمہ کوہ نور کی کہانی"
از جانب پنڈت گوپی ناتھ درج ہے۔ (دستاویز
D 90)

بیان ثانی۔ لفظ زبرشنق کا ترجمہ ایک مرتبہ
"lutt (also used for a
boy catamite)"
کیا گیا ہے۔ اور ایک مرتبہ "lust" بغیر لغوی
معنی کے کیا گیا ہے۔ بہگ دیوتا کے لئے
ہی استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اُس کے بہت
بڑے معنی ہی ہو سکتے ہیں (پلیٹس ڈکشنری
میں حسب ذیل معنی لکھے ہیں۔
Divine power... amorous pleasure... valour
دستخط حاکم)
یہاں صرف فحش معنی ہی سمجھے جا سکتے ہیں
شیولنگ اُس پتھر کی سل کا نام ہے جو کہ مرد کے
اعضاے تناسل کی شکل کا مندروں میں گڑا ہوتا ہے
لنگ کے معنی فحش اور غیر فحش دونوں ہو سکتے ہیں
(دیکہو پلیٹس ڈکشنری دستخط حاکم) اسکے معنی
نشان کے ہی ہو سکتے ہیں۔ لوگ لنگ کو شیو کا نشان
سمجھتے ہیں اور اُسکی پوجا ہوتی ہے۔ ہندو لوگ
شیو کا لنگ سمجھکر پوجتے ہیں۔ پرمیشر کا سروپ
سمجھکر نہیں پوجتے ہیں۔ ہندو لوگ کہتے ہیں شیو
لایزال ہے۔ شیو کے معنی کلیان کرنیوالا ہے
ہندوؤں کی مستورات شوالوں میں عام طور پر جاتی
ہیں۔ اور پوجا کرتی ہیں۔ اُنپر پہول وغیرہ
چڑہاتی ہیں۔ "وہ چیزیں تو چیزیں ہاتھ کے انگوٹھے ہیں"
ترجمہ ٹہیک ہے۔ انگوٹھے کے معنی Thumb
کے ہیں۔ اور مرد کے اعضائے تناسل کے ہی (از
بیان اردو)

نگجر پہلا لاہور کے ایک محلہ کا نام ہے۔ لیکن نگجر پہلا
سماج کوئی نہیں ہے۔ فحش مضمون کے مقدمہ میں میں
بطور گواہ کے طلب ہوا تہا۔ جس منشی نے مجھے
گوپی ناتھ کی چٹہی دکہلائی تہی اُس نے کہا تہا کہ یہ
اُسکی دستخطی ہے۔ لیکن اُس وقت میں نے گوپی ناتھ کے
دستخط نہیں دیکہے تہے۔ پس میں نہیں کہہ سکتا کہ
دستخطی تہی۔ میں نے بحیثیت وکیل گوپی ناتھ کا عرضی
دیکہا تہا اور جانتا ہوں کہ کوہ نور کی کاپی میں
کورٹ میں نے اُسکا اصل کبھی مقابلہ نہیں کیا تہا۔ مقدمہ
راضینامہ ہوگیا تہا۔ میرے خیال میں کوئی معافی نہ
مانگی گئی تہی۔ جہانتک مجھے یاد ہے محض پنڈت
چندر نگر جانے اور مہاراجہ صاحب کے زیورات سے
تعلق ہونیکی نسبت کوہ نور میں تردید چہاپی گئی تہی
گواہ نے سن کر صحیح تسلیم کیا دستخط حاکم

پنڈت رام بہجدت۔ - برسوالا جرح۔ باقرار
میں پنجاب یونیورسٹی کا بی اے ہوں۔ میں نے مضمون (D 15
کا ترجمہ کیا تہا۔ اور D 11 وہ ترجمہ ہے۔ اپنی فہم
کے مطابق میں نے یہ ٹہیک ترجمہ کیا ہے از بیان
ماہ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کے خاتمہ پر لالہ منشی رام
گوروکل کے لئے چندہ اکٹھا کرنے گئے تہے۔ اور میں
اُنکے ساتھ گیا تہا۔ اُنہوں نے کہا تہا کہ بغیر تیس ہزار
روپیہ اکٹھا کئے وہ واپس نہیں آوینگے۔ میں اُنکے
ساتھ اُنکی مدد میں ایک مہینہ لگایا تہا۔ لالہ منشی رام
اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے دوسرے ہفتہ میں واپس آگئے

بیان ثانی "دیانندی" آریہ جیوں کے لئے ایک
حقارت کا کلمہ ہے۔ دنبر لگانا ہم بستر ہونے سے مراد ہے
اور رسالہ میں جو لکہا گیا ہے کہ ہمارا نمبر ہی برداشت
کریں اُسکے یہی معنی ہیں جو ترجمہ میں لکہے گئے ہیں۔
مندروں میں گہنٹے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مندروں میں
کئی منوں کے وزن کا گہنٹہ ہے نہیں دیکہا۔ "ہمارے
گہنٹے قیمتی نکلے ہیں" یہ دونوں معنو نہیں آتا ہے اگر
کوئی شریف آدمی کہے کہ ہمارے گہنٹے قیمتی ہو گئے ہیں
تو وقت کے فوائد میں مستعمل ہوتا ہے۔ نقارہ ڈہول
کہتے ہیں۔ اور وہ براتوں میں بجایا جاتا ہے۔ اور
مندروں کی بابت معلوم نہیں کہ بجایا جاتا ہے۔ دربار
صاحب میں بجایا جانا معلوم ہے۔ (از بیان اردو)
بہگانند کے معنی ہیں۔ وہ شخص جسے عورت کے اندام

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگار کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

آریہ بھراتری سبھا

نمبر ۷

پچھلے مضمون میں میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی - کہ جب تک ویدک سنسکاروں کو پُنرجیوت نہیں کیا جاتا تب تک یہ اسمبھو ہے کہ ہمارے پریواروں میں آریہ جیون پیدا ہو سکتا جاوے - لیکن اس کے ساتھ ایک اور امر بھی وچارنیہ ہے - جب تک کہ ہماری استریاں قدرتی طریقہ پر رہنا نہ سیکھیں گی اور ایسی بیہودہ ہندو رسومات کو خیر باد نہ کہیں گی جو کہ پوترتا اور اخلاق کی جڑ کاٹنے والی ہیں - تب تک ویدک سنسکار ان پر پورا پورا اثر نہیں کر سکتے بھگوان نے ہر ایک زندہ مخلوق کو ناک اور منہ سانس لینے کی غرض سے دئے ہیں - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے حیوانات کے بھی جن کے تمام جسم پر بال ہوتے ہیں منہ اور ناک ان کے ننگے ہوتے ہیں - پس قدرت ہم کو یہی سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے منہ اور ناک کو ننگا رکھیں - جو لوگ اس قدرت کے اصول کے برخلاف چلیں گے وہ ضرور خطا کھائیں گے - جب کبھی کسی اخلاقی برائی کا علاج سوچنا ہو تو اسکا کوئی ایسا معقول علاج سوچنا چاہئے - جو کہ بالکل قدرت کے اصولوں کے برخلاف نہ ہو - قدرت کے نیم اٹل ہیں اور جو ان کو توڑیگا وہ اوشیہ میو دکھ کے ساگر میں ڈوبیگا چند نا عاقبت اندیش لوگوں نے عورتوں کو ودیا پڑھانی بند کر دی - اودیا اور اگیان سے بداخلاقی اوشیہ ہی پیدا ہوتی ہے اس بداخلاقی کو بجائے ودیا کا پرچار کر کے ہٹانے کے انہوں نے عورتوں کو حبس میں رکھ کر ہٹانے کی کوشش کی - ایک یونانی فلاسفر کا قول ہے - کہ

if you shut nature at the door it will come out at the window.

یعنی اگر قدرت کو دروازہ پر روکنے کی کوشش کرو گے تو وہ کھڑکی کے دروازے سے باہر آ جاویگی - ان لوگوں نے قدرت کے برخلاف چل کر یہہ وچ کی کہ عورتیں ہر وقت گھر میں بند رہیں اور اپنی آنکھوں سے کسی کی طرف نہ دیکھیں اور اس طریق پہ بدمعاشی سے بچی رہیں - اس کا نتیجہ ایشوری نیم کے مطابق بالکل الٹ ہوا - آگے تو عورتیں صرف منہ ننگا رکھا کرتی تھیں - اور اور کسی قسم کی بیہودگی ان سے ظہور میں نہیں آتی تھی اب ان کو گھر میں تو کہیں ہوا نصیب نہ ہوتی تھی - گرمیوں کی بہار میں دو دو گھنٹہ تک گھونگھٹ نکال کر زہریلی ہوا میں سانس لے کر چولہے کے سامنے بیٹھنا پڑا - قدرت نے تقاضا کیا اور ایک reaction شروع ہوا استریوں نے کھلے منہ مندروں میں جانا شروع کیا - جہاں کہ آدمی بھی جاتے تھے - نہروں اور دریاؤں میں آدمیوں کے ساتھ ننگے نہانا شروع کیا - بیاہ اور شادیوں کے موقعوں پر کوٹھوں اور چوباروں پر بیٹھ کر گندے گیت اور فحش سٹھنیاں گانی شروع کیں رفع حاجت کے لئے بے پردگی سے شارع عام میں بیٹھنا شروع کیا - میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جن ملکوں میں نقلی پردہ جاری کرنے کی کوشش کی گئی - اور جسمانی جبر سے آتمک سدھار کی غلط امیدیں باندھی گئیں وہاں پر حد درجے کی بے پردگی کا رواج ہو گیا - پرانے آریہ ورت میں یا موجودہ پارسی قوم میں جو بیہودگیاں عورتوں کی طرف سے بالکل درشن کی خبر نہیں ہوتی - جو کہ موجودہ زمانہ کی ہندو عورتوں میں عام طور پر پائی جاتی ہیں ایک مشہور انگریز بیان کرتا ہے - کہ جب میں ٹرکی میں گیا - تو ایک عورت نے برقعہ اتار کر میری طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنا شروع کیا - اور کتنے ہی منٹ تک دیکھتی رہی - یہہ بات عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے - کہ جو عورتیں اپنی قدرتی حالت میں چلتی ہیں - ان کی طرف کسی بدمعاش کی نظر بھی نہیں پڑتی لیکن جنہوں نے گھونگھٹ نکالا ہوا ہے اور اپنی شکل مصنوعی بنائی ہوئی ہو ان کو دیکھنے کا اشتیاق ہر ایک کے دل میں پیدا ہوتا ہے پس جب تک کارن کو دور نہ کیا جاوے تب تک کارن دور نہیں ہو سکتا - اسلئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ موجودہ نقلی پردے کی وجہ سے جتنی بداخلاقی سوسائٹی میں پھیلی ہے دور ہو جاوے تو ہمکو اس برائے نام پردے کو جڑ سے اکھیڑ دینا چاہئے - یاد رکھئے جب تک ایک عورت کو یقین ہے - کہ اس کو گھر میں گھونگھٹ نکال کر بیٹھنا ہوگا تب تک اس سے سچی حیا کو کام میں لانے کی امید کرنا ایسا ہی ہے - جیسا کہ سورج کی تپش سے آنکھوں کے دھجھ سے پیشتر شیشہ کا علاج کرنے کا خیال ہے - اگلے ہفتہ

میں ہیں نقلی پردے کے حامیوں کے بڑے بڑے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کرونگا۔ اور نیز ستیہ دھرم پرچارک کے ناظرین کو یہ بھی دکھلاؤنگا کہ پردے کی بنا پر جو اعتراضات شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پر کئے جاتے ہیں وہ کیسے بے بنیاد ہیں۔

اقسم
ایڈیٹر استری آریہ پرتی ندھی سبھا۔

نوبدن!

سب مہاشیوں کی سیوا میں نویدن ہے کہ میں نے فی الحال تحریر کے کام کو بند کر کے حسب دستور سابق پھر مطالعہ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ان دنوں میں جب کہ کسی ایک بیدارتھ پر دو رائیں اتفاق نہیں کرتیں مطالعہ کی اور بھی زیادہ ضرورت معلوم ہوتی ہے اور قلم اُٹھانے سے پہلے شاستروں کے اصلی منشاء کو دریافت کر لینا ایک نہایت ضروری کام ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اسکی بابت علم دوست سجن مجھے معاف کریں گے اور آئندہ کچھ کہنے یا لکھنے سے پیشتر کچھ عرصہ تک سوچ لینے کی اجازت دیدیں گے۔ اگرچہ یہ آدی بہتیشہ ہو سکتا ہے کہ اردو ترجمہ رتنبھ تفسیر وید) کا پہلا اڈیشن بالکل فروخت ہو چکا اب میرے پاس ایک ہی کاپی فروخت کے لئے باقی نہیں ہے بہت سی درخواستیں میرے پاس آئی ہیں جملہ درخواست دہندگان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ طبع ثانی کا انتظار کریں اور فی الحال صحت و بیخوبی وجہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کب تک دوسرا اڈیشن نکلیگا۔ علاوہ ازیں خانہ زاد دھمن کوئی تحریر کے کام کو بند کر دینے کے جب سے اب نہیں چھپ سکتا۔ اصولاً مضمون زیر بحث کے متعلق میرا جواب کافی شائع ہو چکا ہے جز وی اور خفیف فروعات پر کوئی

نوٹس!

$\frac{19}{13}$ $\frac{20}{13}$

چونکہ مسمی گوردت سنگھ نے بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر جالندھر ایک درخواست زیر دفعہ ۳ ۴ ۳ - ۲ انڈین کمپنی ہائے ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء برائے انفساخ ودیا ہندو شادی فنڈ جالندھر و تقسیم روپیہ مدخلہ خزانہ سرکاری دی ہے۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے برائے اغراض مذکورہ مجھ کو آفیشیل لیکویڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔ اور قبل ازیں ایک نوٹس دیا گیا تھا۔ کہ ممبران اپنے مطالبہ کی اطلاع مع اصل سرٹیفکیٹ اور رسیدات تاریخ ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء تک میرے پاس بھیج دیویں اب صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر نے میعاد پندرہ یوم اور بڑھا دی ہے۔ اسلئے کل ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء تک اپنے مطالبہ کی درخواست مع اپنے سرٹیفکیٹ اور رسیدات اور دیگر ثبوت وغیرہ میرے پاس روانہ کر دیویں۔ اور تاریخ مذکورہ کے بعد کل حقوق ممبران رقم مدخلہ مذکورہ پر ساقط ہو جاوینگے۔ اور درخواست ابعد پر غور نہیں ہوگا۔ اور کوئی ذمہ داری اور اُسکی کی باقی نہیں رہیگی۔

المشتہر
کرم چند وکیل آفیشل لیکویڈیٹر جالندھر شہر

گھر کا درزی

$\frac{22}{12}$ $\frac{21}{12}$

یہ شلپ ودیا کے متعلق اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اور لالہ سنت رام ٹیلر ماسٹر دیانند کالج لاہور نے تصنیف کی ہے جس میں ہر قسم کے کپڑے کی کاٹ کے طریقہ و اصول کو اچھی طرح سے بذریعہ اشکال بیان کیا گیا ہے۔ اور آخیر حصہ میں بتلایا گیا ہے کہ ۷ گرہ سے لے کر ۲۴ گرہ عرض تک کا کپڑا مختلف لمبائی کے کوٹ پاجامہ وغیرہ کو کتنا درکار ہے قیمت فی جلد ۱۲ محصول ۵ر۔ اسکا ہندی دگورمکھی ترجمہ زیر طبع ہے۔ جس میں مضامین زیادہ اور واضح کئے گئے ہیں

المشتہر
ملاوا رام درزی متصل غنچہ آپ بنا لچند لوہاری دروازہ لاہور

ویاس یوگ کوش

$\frac{5}{13}$ $\frac{21}{13}$

یہ پستک ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی گئی ہے۔ جس میں چند قسم کے پرانایام کرنے کی سرلتا سے بدہی لکھی گئی ہے (۱) پہلم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدہی ہے (۲) جو اندر بھرنے کی بدہی (۳) ستمبھ پرتی (۴) جو پرانایام کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی جس کو رہکا دینا بھی کہتے ہیں (۵) گربھادان بدہی (۶) ویریہ چیڑھانے کی بدہی جسکے کرنے سے پرمیہ اور کنشٹ روگ جاتا رہتا ہے۔ اور کہ اُس پستک کے دیکھنے سے معلوم ہوگا قیمت ۲ ۔ ۷ صفحے کی پستک ہے ملنے کا پتہ سوامی کششانند سنگم باغ لالہ دھرم سنگھ مرحوم واقع مہابہنورہ۔ اپستک کے

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۱۵ بہادوں سمت ۵۸ مطابق ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء شکروار - جلندھر شہر | نمبر ۲۱

سنار کی گتی

کیا ہی پچکلیان قوم ہے؟

جو لوگ بوقت قوم قوم، کی شہنائی بجایا کرتے ہیں۔ جو قوم کی تعلیم۔ قوم کی اصلاح اور قوم کے مذہب کا ہاتھ ... قوم کے ہاتھوں میں رکھنے کی کوشش میں سرگردان اور پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اُن کی توجہ کے لئے دو مختلف مضامین بھارت ورش کے دو مختلف صوبوں سے آئے ہوئے پیش کرتا ہوں۔ ۲۶ اگست کی بابو تیر ہیں در بھنگا ... ایک بوس مہاشے نے ہندو دین پر بڑی ہتی کی ٹی شائع کی ہیں۔ سارا مضمون گواہی دیتا ہے کہ آپ کے خیالات کی آزادی حد سے زیادہ تجاوز کر گئی ہے - اور خیالی قلابازیاں کھا رہی ہے - لیکن باینہمہ بعض باتیں بوس مہاشے نے ایسی سنائی ہیں کہ اُن کا جواب ہندو قوم کے گرویدوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ ممالک مغربی و شمالی کے لاٹ صاحب کی تقریر کے اُس حصہ کو لے کر جس میں اُنہوں نے ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں مذہبی تعلیم کا سوال یہاں کے مذہبی لیڈر ہی حل کرینگے بوس مہاشے پوچھتے ہیں "ہمارے مذہبی لیڈر کون ہیں؟" اور پھر بڑے افسوس کے لہجہ میں جواب دیتے ہیں "سچ پوچھو تو ہمارا مذہبی لیڈر کوئی بھی نہیں ہے" بوس صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا پیٹ بھرنے والا براہمن پانڈا ہمارا مذہبی لیڈر ہے - جسے تھوڑے ٹکے دیکر براہ کے منتروں میں اختصار کرا سکتے ہو. اور مانس اور مچھلی کی بھی آگیا لے سکتے ہو۔ پھر پوچھتے ہیں کہ کیا دولت مند مہنت ہمارے مذہبی لیڈر ہیں؟ اور جواب دیتے ہیں کہ ایسے رہنماؤں کی لیڈری سے نفرت کرنا چاہئے جو کہ مٹھوں وغیرہ میں خود سب چیزیں ... کمانے کے ... بہادری کی ... جاتے ہیں

اسی طرح کے سوالوں کے پیرایہ میں بابو بوس نے بنگال کا مسودہ اور کلکتہ کے بابوؤں کا نقشہ ایک مرقع کھینچ دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے بنگال و نیز ... کے اندر مکاری اور ریاکاری کا راجیہ ہو رہا ہے۔ یہاں جگہ نہیں کہ کل کا کل ترجمہ کیا جاوے۔ لیکن ان نمونوں سے معلوم ہو جاویگا کہ بوس بابو کا دعوے کیا ہے؟ لیکن کیا بنگال ہی اس مرض کا شکار ہے؟ جو صحبتیں ان کالموں کو غور سے پڑھنے کے عادی ہیں انکو معلوم ہے کہ مجھکو بارہا سخت رنج اور افسوس لیکن نہایت نیک نیتی کے ساتھ اپنے پنجابی بھائیوں کی مکاری کو طشت از بام کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا ہے۔ اسوقت میرے روبرو ۲۲ اگست کا ٹریبیون اخبار پڑا ہے جسمیں مسٹر ہربھجن سنگھ کا وہ خط چھپا ہے جو کہ اُنہوں نے چودھری تلسی رام پلیڈر کو لکھا تھا۔ اور جو کہ اُس مقدمہ میں پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ درمیان مسٹر ہربھجن سنگھ اور اُنکی ہندو بیوی کے در بارہ گزارہ کے چل رہا ہے۔ میں خط کا ترجمہ بجنسہ درج کرتا ہوں اور جن حصوں کی طرف خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں اُنپر لکیریں کھینچ دونگا۔

نقل خط مسٹر ہربھجن سنگھ ولی وال

بمبیر شرنام چودھری تلسی رام پلیڈر لودہیانہ

شاہوری ۷ - مئی سنہ ۱۹۰۱ء

میرے پیارے چودھری صاحب۔

میں نے آج ایک خط دیوان شادی رام کو لکھا ہے. اور امید کرتا ہوں کہ وہ اُسے پڑھکر آپ کو سنائیں گے کیونکہ میں نے اُنسے درخواست کی ہے. لیکن چونکہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آپکو علیحدہ خط بھیجونگا - اسلئے اپنے وعدہ کے ایفا کے لئے قلم اٹھاتا ہوں. خیر آمدم برسر مطلب مجھے فی الحقیقت بڑا ہی افسوس ہے یہ معلوم کرکے کہ میرے step سٹیپ لینے سے (انکا مطلب سردار صاحب کے مسلمان ہونیسے ہے) آپ کو دکھ ہوا۔ لیکن آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بات میرے اختیار میں نہ تھی - اب میں اپنا کل مقدمہ آپکے روبرو رکھتا ہوں اور آپکو بطور ایک بے تعصب جج کے یہ فیصلہ کرنیکا اختیار دیتا ہوں کہ کہاں تک میرا قصور ہے. گو بے تعصب ہونا بہت ہی مشکل امر ہوگا۔

میں سنہ ۱۸۹۰ء میں انگلینڈ گیا۔ اور پورے تین برس تک عیسائیوں کے ساتھ رہا اور ایک عیسائی لیڈی کے ساتھ بیاہ کیا اور اب تک اُسکے ساتھ رہا۔ اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا رہا۔ اور حجامت کرائی اور کیس کٹوائے۔ اور سگار پیا - کیا آپ ایمانداری سے مجھے بتا سکتے ہیں. کہ میرا کونسا حصہ ہندو تھا - اور کونسا سکھ - مسلمان اور عیسائی تھا؟ میں یقین کرتا ہوں کہ میں انہیں سے کوئی بھی نہ تھا. اور اسلئے میرا کوئی مذہب نہ تھا - جہاں تک میں جانتا تھا کہ اپنی انگلش بیوی کے ساتھ میرا بیاہ ناجائز اور کالعدم تھا - میں فی الحقیقت نہ میرا کوئی مذہب تھا - نہ کوئی بیوی تھی اور اسلئے نہ کوئی بچے تھے اور نہ ہی خوشی تھی. اسمیں شک نہیں کہ میں آپکی مہربانیوں اور ہمدردیوں کا ممنون احسان ہوں اور جو میرے لئے تھیں لیکن باوجود اسکے میرا بیاہ ناجائز اور کالعدم رہا. اور یہ محض آپکی مہربانی تھی جسنے مجھے سٹیپ لینے سے روکا ہوا تھا. اور اگر آپ کی اور کل بار کمیٹی کی ہمدردی اور مدد رکاوٹ نہ ہوتی تو میں یہ سٹیپ لیتا جبکہ دیگر ہر ایک بات میں ناکامیابی ہوئی - اور میں نے یقین کیا کہ ایسے ہی سٹیپ کے لینے سے میرا بیاہ جائز ہو سکیگا - جو آپکے اور نیز میرے بہت سے دوستوں اور ہی خواہوں کو بیہودہ معلوم ہوگا - لیکن ایک بات یقینی ہے کہ میں اِس انگلش لیڈی کے ساتھ مطابق اسلامی رواج کے بیاہ کر سکتا ہوں - اور اِس سے مجھے کوئی چیز روک نہیں سکتی اور کہ ہمارے بچے بھی اگر کوئی ہوں تو جائز ہونگے - اب چونکہ ہمارا بیاہ جائز ہوگا ... ہم راحت اور خدا کی طرف سے برکتوں کی امید کر سکتے ہیں!! اسکے بعد یہ بتلا کر کہ کیوں سردار صاحب

اِس انگلش لیڈی کو حسب اقرار ولائیت نہ چھوڑ آئے۔ فرماتے ہیں "اس تمام خط کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو میں اُسے چھوڑ سکتا تہا اور نہ اُسکے ساتھ بطور جائز بیوی کے رہ سکتا تہا جب تک کہ میں ہندو یا سکھ تہا۔ اُسکو چھوڑنا بُرا۔ ذلیل۔ کمینہ پن اور دغا تہا۔ اور سب سے بڑھکر میری بقیہ زندگی کے لئے مصیبت۔ اُس سے جائز طرح پر تعلق ناممکن تہا۔ میں جانتا ہوں کہ جو سٹیپ میں نے لیا ہے وہ بہی ویسا ہی ذلیل ہے۔ لیکن کمینہ پن یا دغا نہیں ہے اور نہ میرے لئے مصیبت بس آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں نے وہ عمل کرنیکا فیصلہ کیا ہے جو کہ کم ناپسندیدہ تہا۔ شاید آخر کار خوشی کا موجب تہا"۔ اِس کے بعد کچھ اِس امر کا ذکر کرنیکے بعد کہ سردار صاحب نے مسلمان ہونے کے بعد کسی کے برتن کو ہاتھ نہیں لگایا۔ سردار صاحب کہتے ہیں "اگر میں نے ہوشیاری سے ہندو جماعت کو کچھ نقصان پہنچایا ہے۔ تو وہ صرف اسقدر ہے کہ انہوں نے اپنا ایک ممبر کہویا ہے۔ مجھے مُردہ سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر جماعت (ہنود) نے میری طرح کا ایک ممبر کہویا ہے تو اُنہوں نے کچھ نہیں گنوایا۔ کیونکہ میری قسم کے ممبر کسی مصرف کے نہیں ہیں۔ اور میں نہیں خیال کرتا۔ کہ کوئی جماعت ہی میری قسم کے ایک اور ممبر کو حاصل کرنے سے کچھ فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔ اور میں نہیں خیال کرتا۔ کہ کسی کمیونٹی کو ہی میرے لئے کچھ پروا کرنی چاہئے...........

آہ۔ کیسا خطرناک اور افسوسناک اقبال ہے! اے ہندو قوم کے گُن گانے والو! کہاں ہے تمہاری ہندو قوم؟ کیا اسی ریت کی بنیاد پر قوم کا محل قائم کرنا چاہتے ہو۔ اے اسلام کے نعرہ حیدری بلند کرنیوالو! اور صاحبان کو اسلام سے ملا کر سردار ہربچن سنگھ کے تبدیل مذہب کو بطور نمونہ پیش کرنیوالو کیا ابہی تم سبق نہ لوگے؟ لیکن مجھے تو ہندو بہائیوں سے اسوقت مخاطب ہونا ہے۔ ستیاناس کی بنیاد کہودی ہو رہی ہے۔ رشتکاری اور ریاکاری نے بڑے بڑے

دلوں اور دماغوں کو تسخیر کر لیا ہے۔ کیا تم بدستور غلام اور قیدی بنے رہوگے۔ اے رشی سنتان! کیا اسی طرح بدہشٹر اور ہریشچندر کے ناموں کو کلنکت کرتے رہوگے

عام لوگ کیوں نہ دہوکہ کی ٹٹی کہیں

عام لوگ اخباروں کو دہوکہ کی ٹٹی کہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ایک اخبار نے کبہی کسی امر میں شیخی ماری۔ دوسرے صوبہ کی اخبار نے سنجیدگی سے اُسکو خبر و نہیں درج کر دیا۔ پہر کیا تہا وہی اصلیت بن گئی اور جن کو اصل حال معلوم ہوا انہوں نے بپاس وضعداری اُسکی تردید نامناسب سمجہی۔ انڈین مرر لکھتا ہے کہ پنجاب میں ہندو مسلمانوں میں بڑا اتحاد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ لاہور کے ویدک مہاودیالے میں ۵ مسلمانوں کے لڑکے پڑہتے ہیں ویدک مہاودیالے سے مراد ماسٹر درگا پرساد جی کا مدرسہ ہے جسکا نام اب وکٹوریہ کالج میں تبدیل ہو گیا ہے۔ مرر بیچارے کو کیا معلوم ہے کہ نام گو سنسکرت کا ہے لیکن پڑہائی سرکاری مدرسوں کی طرح فارسی عربی کی سب ہوتی ہے یہی حال دیگر اسی قسم کے انسٹیٹیوشنوں کا پنجاب میں ہے اگر یہی باہمی اتحاد کا نشان سمجہا جاوے تو سارے پنجاب میں ہندو اور مسلمانوں کو شیر و شکر سمجہنا چاہئے۔ اور ٹریبیون اور ابزرور کو پگ وٹ بہائی تصور کرنا چاہئے

مدد لینا ہی اوبہکاری کا کام ہے

اِسوقت ہندوستانی پالٹیشن جاپان کے گُن گائین کر رہے ہیں بڑے بڑے بہادر بنگالی بابو جاپان کو ایشیا کی رہنمائی کیلئے ایک مشعل بیان کر رہے ہیں۔ جاپان میں طالبعلموں کو بہیجنے پر زور دیا جاتا ہے۔ جاپان کی بری اور بحری فوج کی تعریف کے حوالے دے دے کر طبیعتیں خوش کی جاتی ہیں۔ لیکن کیا جب تک ہم لوگ خود قابل نہ بنیں گے جاپان اور کوئی طاقت ہمیں زندہ کر سکتی ہے؟ اور پہر کیا اس سے بچ گیا ہے کیا بیکار اور بزدل محض دماغی چنچلپن سے کہیں اپنے آپ کو دنیا کی ذی عزت قوموں

قوموں کا ہم پلہ بنا سکتے ہیں؟ فرض کرو کہ جاپان نے ایشیا سے یورپین عیسائیوں کو نکال دیا تو جواب گوسائیں تلسی داس جی کے الفاظ میں یہ ہے

— کوئو نرپ ہوئے ہمیں کا ہانی —
— چیری چہوڑ نہ ہوبئے رانی۔ —

یہ خوب ترقی ہے

پارلیمنٹ انگلستان میں وزیر ہند نے بیان کیا کہ باوجود قحط کے ہندوستان کی آمدنی میں ترقی ہوئی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا انتظام بڑا اعلیٰ ہے۔ پایونیر لکھتا ہے کہ یہ ترقی افیون۔ اسٹامپ اور مسکرات میں ہوئی ہے۔ میری رائے میں وزیر ہند کو ایسی ترقی پر بجائے خوشی ظاہر کرنیکے شرم کے مارے سر نیچا کر لینا چاہئے تہا۔ سوال یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنی آمدنی میں کسقدر ترقی کی۔ بلکہ سوال یہ ہونا چاہئے۔ کہ ہندوستان کے باشندوں نے اپنی آتمک اور شاریرک اوستہا میں کہاں تک ترقی کی ہے۔

تمہاری آنکہیں کبہی کبہی کہلتی ہیں

جبتک آسام کے زبان قلیوں کا معاملہ کونسل ہند میں پیش تہا۔ اور قلیوں کی داد رسی کیلئے آسام کے چیف کمشنر نے ایک ورود اپیل کی تہی اُسوقت جہاں لارڈ کرزن نے قلیوں کی داد رسی کرتے ہوئے اُسکے اجرا کو کچھ برسوں تک ملتوی کرنے اسکا اثر کمزور کر دیا تہا۔ وہاں چاء والے انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے اُنہیں صلاح دی تہی کہ وہ ہندوستانیوں میں چاء کا زیادہ تر شوق پیدا کریں۔ میں نے اُسوقت اپنے دیشی بہائیوں کو خبردار کیا تہا کہ اِس نئے مرض سے اپنے بہائیوں کو بچا دیں۔ مجھے اب پایونیر میں یہ پڑہکر خوشی ہوئی کہ بنگال کے کچھ تعلیمیافتہ بہائی بذریعہ اخبارات کے اِس تحریک کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کاش کہ میرے بہائی اسی طرح ہمیشہ بیدار رہا کریں۔ تاکہ ان

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

کلکتہ کے اجلاس نیشنل کانگریس میں اس بات پر زور دیا جاویگا کہ سنہ ۱۹۰۶ کا اجلاس کانگریس لنڈن میں ہو۔ سُریندر بابو کی تانی کی تو لنڈن میں ضرور تعریف ہو جاویگی لیکن آیا اس بھاری خرچ سے کچھ فائدہ ہوگا یا نہیں اسے پرمیشور ہی جانے

بنگال کے مفصلات کے زمینداروں نے برٹش انڈین ایسوسی ایشن سے قطعی علیحدگی اختیار کرکے اب ایک نئی ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی ہے۔ جسکا نام دی بنگال لینڈ ہولڈرز ایسوسی ایشن رکھا گیا ہے۔ اسکے لئے ایک لاکھ ۳۵ ہزار روپیہ کے وعدے ہو چکے ہیں۔ اور ایک اعلےٰ مکان کلکتہ میں لیکر ساتھ ہی کلب بھی انگریزی طریقے پر جاری کیا گیا ہے۔ ہندوستانی پولیٹیشن شاید اسے زندگی کی نشانی کہیں گے۔ لیکن جن حالات میں یہ علیحدگی عمل میں آئی ہے ہم اسے موت کی نشانی سمجھتے ہیں

مہاراجہ صاحب پٹیالہ عموماً اپنی ریاست کے دیہات میں لیجائے جاتے ہیں۔ اور تعلیم گاہوں وغیرہ کو دیکھتے ہیں۔ اگر ایسے شغل رہے۔ اور معلم نیک ملے تو شاید ریاست کے دن پھر جائیں

ہیضہ کا چاروں طرف زور ہو رہا ہے۔ کشمیر سے ایک طرف اور اجودھیا۔ لکھنؤ اور آگرا سے دوسری طرف ہیضہ کی شکایتیں سنائی دیتی ہیں۔ لیکن بمقابلہ سال گذشتہ کے اب تک اس سے خیریت ہے۔

طاعون کے بڑھنے کے آثار کسی طرف دکھائی نہیں دیتے لیکن ریگا رنگی بدستور جاری ہے۔ بمبئی میں جو دو تین دن نمبر بڑھنے لگا تھا وہ پھر ۲۰ اور ۳۰ کے درمیان ہو گیا۔ میسور کی حالت بدستور خراب ہے۔ ضلع جلندھر میں بھی کہیں کہیں ایک آدھ کیس سنائی دے رہا ہے پونا میں بھی چھیڑ چھاڑ شروع ہونے لگی ہے۔ پٹنہ میں بھی ایک ماہ بعد مرض شروع ہو گیا۔ موسم سرد نزدیک آتا جاتا ہے۔ پرمیشور اپنا فضل وکرم رکھے

مہاراجہ نابھہ جو بموجب ڈاکٹروں کی صلاح سے یوروپ کی سیر کیلئے روانہ ہو گئے ہیں۔ مہاراجہ نابھہ نے جو برتاؤ سر پرتاپ سنگھ کیساتھ کیا تھا اس ہی سے معلوم ہوتا تھا کہ گورنمنٹ ہند اُن سے ناراض ہے۔ لیکن لارڈ کرزن کا اُنہیں سیر کی اجازت دینا ظاہر کرتا ہے کہ لارڈ ممدوح ان کو بہت سے ہندوستانی فرمانروایوں کی نسبت اچھا سمجھتے ہیں۔ انگلینڈ آپ دس ماہ رہیں گے۔ اور شاید بادشاہ سلامت کی تخت نشینی کی رسم دیکھکر واپس آوینگے

مہاراجہ بڑودہ نے پیسہ کا سکہ جاری کرنیکے لئے ٹکسال بڑے شدومد سے جاری کی۔ گورنمنٹ ہند نے ان کا سکہ قبول نکیا۔ بیچاروں کو ٹکسال بند کرنی پڑی جلتی لاٹھی اُسی کی بھینس سنا ہے امیریکا میں تانبے کی نکاس ہو گئی۔ ورنہ بڑا نقصان ہوتا۔

امیریکا کے نیویارک شہر میں ایکدن میں ایکسو سے زیادہ طلاق کے مقدمات پیش ہوئے نہ معلوم گرہستہ کی وہاں کیا حالت ہے۔ اوپر سے بجواہ کتنی ہی سفیدی کرو۔ پھوڑا پھوٹے بغیر کب رہ سکتا ہے۔

بمبئی مدراس اور بنگال میں ستری شکشا نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اُن جگہوں کی تعلیمیافتہ شریف لیڈیاں بڑے اعلےٰ رسالجات چلا رہی ہیں۔ پنجاب ابھی ستری شکشا میں ان صوبجات سے بہت ہی پیچھے ہے۔ اور اسوقت جو کام ہو رہا ہے وہ زیادہ تر نمائشی ہے۔ افسوس پنجاب نے نمائش کا سبق بہت لیا ہے

پروفیسر میکس میولر کی لائبریری میں ۱۳ ہزار جلدیں کتابوں کی تھیں جنمیں ۱۰ سنسکرت کے بڑے قیمتی قلمی نسخے ہیں۔ یہ کل لائبریری جاپان کے سفیر نے حسب درخواست پروفیسر مرحوم کے جاپانی چیلوں کے خرید لی ہے۔ اور ٹوکاؤ (دار الخلافہ جاپان) یونیورسٹی کی نذر کر دی گئی ہے۔ جبکہ اس لائبریری کے بیچنے کا گھر اسمندہ تھا۔ افسوس کہ اُسکے کان پر جوں تک نہ رینگی

جنوبی افریقہ سے جنگ کے حالات وہی آتے ہیں جنہیں لارڈ کچنر مناسب سمجھیں۔ کبھی خبر مشہور ہوجاتی ہے کہ بوئیروں میں جان نہیں رہی اور کبھی کبھی شاید غفلت سے یہ خبر آجاتی ہے۔ کہ بوئیروں نے اسقدر فوج سرکاری کو قتل اور زخمی کیا۔ جہاں سے بوئیر ٹل جاویں اُسے اُنکی شکست کہا جاتا ہے۔ لارڈ کچنر کی آخری رپورٹ ہے کہ ۱۳۵۰۰ بوئیر ابتک میدان میں ہیں۔ بھلا اڑھائی لاکھ اور ساڑھے تیرہ ہزار کا کوئی مقابلہ ہے۔ روز بروز یہ جماعت بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ ہر ہفتہ ۵۰ اور ۱۰۰ کے درمیان قتل ہوتے اور دو تین سو قید ہو جاتے ہیں۔ گو اسیقدر یا اس سے بھی زیادہ کو تباہ کرکے خود پہنچتے ہیں۔ لارڈ کچنر ہند کے سپہ سالار ہو گئے ہیں لیکن بوجہ بوئیروں کے ہٹھ کے آنے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کر سکتے۔ اس جنگ کے خاتمہ کی نسبت اسقدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ع۔ ہنوز دلی دور است۔

جنوبی افریقہ میں ۲۰۔ اگست کے جنگ میں سرکار برطانیہ کے چار سوار مارے گئے اور ۵ زخمی ہوئے

سرحدی سدا ہی سر اُٹھائے رہتے ہیں۔ ۲۰۔ اگست کو علی زئی سے ستدا جاتے ہوئے ایک پیٹرول پر ۲۵ سرحدیوں نے حملہ کیا۔ زائد فوج کے آنے پر بھاگ گئے

ضلع بدایوں کے ایک گانوں میں ایک اہیر پاگل ہو گیا۔ شک ہوا کہ ستمیرا چمار نے اسپر جادو کر دیا ہے پھر کیا تھا سویرا اسے کہا گیا کہ اپنا بھوت سمیٹ لیوے۔ چمار بیچارا جب کچھ جواب نہ دے سکا۔ تو گنگا میا کی کا نعرہ بلند کرکے اہیر اُسپر جا پڑے اور اُسے مار ڈالا۔ تین آدمیوں کو پھانسی کا حکم ہوا۔ جوڈیشل کورٹ تک سے بحال رہا۔ جہاں اسقدر ضعیف الاعتقادی کا زور ہو وہاں ریفارمر بیچارے کیا کریں۔

صوبہ مدراس کے تینولی ضلع میں ایک پُرانے شہر کے کھنڈرات ملے ہیں۔ جس کی پڑتال کے لئے مسٹر ری برسوں کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کیا ایسے کام بھی ہندوستانی نہیں کر سکتے اور اگر کریں تو کیا وے انگریزوں کی نسبت بہتر

نتیجہ پر نہ پہونچیں۔ لیکن کریں کیسے؟ جب پیل اور چارپائی موجود ہو تو ہلے کون۔

جاپان کتنا ہی شائستہ کیوں نہ ہوگیا ہو۔ لیکن اب تک مشرقی سیرت دور نہیں ہوئی **ہوشی** جاپان کا مشہور وزیر تھا وہ ریاست کیلئے اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ایک شریف آدمی نے برچھا کرکے اُسے قتل کر دیا۔

مدراس کے علاقہ کڈاپا میں تین ہزار بافندے بے روزگار ہوگئے تھے۔ گورنمنٹ سے مدد ملنے پر گذارہ کرتے ہیں اگر دیسی پارچہ کے کارخانجات کھولے جاویں تو جیاں دیش کی تجارت میں ترقی ہو وہاں ہزاروں جانیں بچ جائیں

قسطنطنیہ کو بھی طاعون نے دبوچ لیا۔ ۱۸۔ بیمار ۸۔ اگست تک ہو چکے ہیں

شہر بنارس اور شہر بیا دونوں طاعون سے بری ہو گئے

ہندوستان کی سرحد کو روس کی سرحد کے ساتھ بذریعہ ریل ملا دینے کا خیال آجکل زوروں سے ہو رہا ہے۔ اس صلاح دینے والوں کا خیال ہے کہ ایسا عمل شاید روس کے یورش کا خوف ہی بالکل دور کر دیوے۔ خیال ہے کہ امیر اپنے درمیانی علاقہ میں ریل جاری کرنے کی اجازت نہ دیوے۔ لیکن اسکا دفعیہ سوچا جاتا ہے۔ کہ امیر کے علاقہ سے باہر باہر ریل چلائی جاوے۔ سلطنتوں کے رموز تو ہم لوگوں کی سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ لیکن دور کی گہو ہاگ ہی سے ایک دوسرے کے نزدیک ہونا بہر صورت اچھا ہے

تبت کی سفارت جو روس کو گئی ہوئی ہے۔ اُسکا کہا جاتا ہے کہ پولیٹکس سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن دوسری طرف خاص لاسا میں دلائی لاما کو حکومت سے علیحدہ کرنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ تبت میں عنقریب کچھ انقلاب ہونیوالا ہے۔ اور غالباً وہ انقلاب یورپین قدم اُسجگہ مضبوط جما دیگا۔

چین سے جو خبریں خاص گذشتہ دنوں کے وقت آیا کرتی تھیں ان کا بالکل اعتبار نہیں ہوا کرتا تھا اب بھی جبکہ صلح کی کونسلیں ہو گئی ہیں۔ تو کسی خبر پر بھی اعتبار کرنا مشکل ہے۔ ہمارے جہان پناہ تو اپنی سیچ میں فرماتے ہیں کہ چین کیساتھ معاوضہ وغیرہ ہر ایک چیز کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ لیکن بعد کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ چالاک چینی ایک جلد طاقتوں کو ہاتھوں پر نچا رہے ہیں۔

کلکتہ کی وبا سہارنپور میں بھی پہونچ گئی۔ اور وہاں بھی مشہور ہوگیا کہ بچوں کو چیر کر دیگر ممالک میں لیجاتے ہیں بڑی مشکل سے شور شرابہ بند کیا گیا۔

جنوبی افریقہ میں ۵۔ اگست سے ۱۲۔ اگست تک دو کپتان اور تین لفٹنٹ مارے گئے۔ اور دو کپتان اور تین لفٹنٹ زخمی ہوئے۔

کلکتہ کے نواح میں ایک شیشہ آلات بنانے کا کارخانہ کھلا تھا۔ جو بوجہ کاریگر یورپین بلانے کے خرچ کا بوجھ برداشت نہ کر سکا۔ اور بند کرنا پڑا۔ اب ایک بنگالی سجن ولایت سے گلاس بنانے کا کام سیکھ کر آئے ہیں اور غالباً اس کمپنی کو از سر نو زندہ کرینگے

انبالہ کی شیشہ بنانے والی کمپنی کو از سر نو تازہ کرنے اور کارخانہ کو چلانے کی بڑی بھاری کوشش رائے کدارناتھ۔ ایم۔ اے ڈسٹرکٹ جج ہوشیارپور کمپنی مذکور کے پورا لے بانی کر رہے ہیں

شاہنشاہ جرمن بھی ہر فن مولی ہیں۔ آپ سپہ سالار ہیں۔ شاعر ہیں۔ واعظ ہیں۔ یہاں تک کہ مصنف ہیں غرضیکہ سب کچھ ہیں۔ لیکن چین کی کُل جنگ میں سے آپ کو فتح تاکو پسند آئی ہے جس کی تواریخ لکھ رہے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وے افسر اور سپاہی جنکے نام ایک شاہنشاہ کے دست مبارک سے لکھے جائینگے۔

بریلی میں ایک مسلمانی عورت ۱۱۰ برس کی ہوکر مری۔

بنگال میں انگریزی تعلیم یافتوں کی قدر گھٹتی جاتی ہے۔ دس برس ہوئے ایم۔ اے کی قیمت ۱۰۰ ماہوار بی۔ اے کی ۵۰۔ ایف۔ اے کی ۳۰ اور انٹرنس پاس شدہ کی ۲۰ روپیہ ماہوار تھی۔ اب گریجوئیٹ کی ۲۰۔ بی۔ اے فیلڈ کی ۱۰ انٹرنس کی ۱۰

۱۳ سے لیکر ۴ ماہوار اور ردی تک ہوگئی ہے۔ پنجاب نے تھوڑے ہی دنوں میں ایسی ترقی کی ہے کہ قیمت کے لحاظ سے بنگال کے لگ بھگ آ رہا ہے۔ گو تعداد میں ابتک مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ملک یوگنڈا (براعظم افریقہ) میں ایک نئے مہدی نمودار ہوئے تھے۔ ایک کسان نے یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اس پر فاضلوں کی کونسل میں اس مہدی کو لایا گیا قریب تھا کہ جان سے مارے جانے کا فتویٰ دیا جاوے کہ ایک عاقبت اندیش فاضل نے کہا کہ اگر یہ سچا مہدی ہے تو اس کی قتل کا گناہ ہماری گردنوں پر ہوگا۔ اگر جھوٹا ہے تو خدا خود اسے سمجھیگا کہ ان بری ہوگیا۔ لیکن ۲۰ گز کے فاصلے پر جا کر گر کر مر گیا۔ چلو ایک اور مہدی کا خاتمہ ہوا

امیریکا کی ایک بڑی دولت مند کمپنی انڈیا کے کُل بڑے بڑے شہروں میں برقی روشنی بہت سستی مہیا کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔

امیریکا والے دیگر ونکے ساتھ ہمصلاح ہوکر کُل مشرق کی تجارت اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے جہازرانی کا ایک نیا فراخ سلسلہ چھیڑ لے گئے ہیں۔

نیویارک ملک امیریکا کا ایک موجد مسٹر ہی کو بینرل دعویٰ کرتا ہے کہ کوئلہ وغیرہ کے بغیر صرف مٹی کے تیل کو جلا کر وہ دخانی جہاز کی رفتار اسقدر تیز کر دیگا کہ چار دنوں میں امیریکا سے ولایت جہاز پہونچ جایا کریگا۔

چین میں ایکطرف تو صلح اور ہرجانہ وغیرہ کے پیغام چل رہے ہیں۔ اور دوسری طرف سامان حرب وغیرہ زور و شور سے طیار ہو رہے ہیں۔ بلا کی مستقل مزاج گو چال بازگری ہوئی قوم ہے۔

ممالک مغربی و شمالی کی گورنمنٹ اشیاء خوردنی کی طیاری اور فروخت کی نسبت خاص پڑتال کر رہی ہے۔ پنجاب میں بھی ایسی پڑتال کی ضرورت ہے۔ خصوصاً گھی اور آٹے میں تو ملاوٹ بہت ہو رہی ہے

اُپدیش

अणोरणीयान् महतो महीयानात्मा गुहायां निहितोऽस्य जन्तोः। तमक्रतुं पश्यति वीतशोको धातुः प्रसादान्महिमानमीशम्॥

پرماتما کو جاننے کی زبردست خواہش ہر ایک انسانی ہردیہ کے اندر موجود ہے کیوں؟ اسلئے کہ سارا برہمانڈ انسان کی نظروں میں دُکھ ساگر دکھلائی دے رہا ہے۔ سنسار کی کوئی بھی چیز فی نفسہ دُکھ سے علیحدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ پس جیو آتما قدرتاً کسی ایسے مہان چیتن کی تلاش میں مصروف ہوتا ہے۔ جو کہ خود دُکھوں سے بری ہو۔ تاکہ دوسروں کو دُکھوں سے چھڑانے کا ساہس کر سکے اگر سچ پوچھو تو ہر ایک منشیہ کے جیون کا اُدیشیہ زندگی کا مقصد ایشور پراپتی ہی ہے۔ ناستک ہوں خواہ آستک جبکہ سب کے پُرشارتھ کا پریوجن یہ ہے کہ جو دُکھ جیو آتما کو ویاکل کر رہے ہیں۔ اُن کا ناش ہو جاوے اور جبکہ دُکھوں کا ناش بجز پرمیشور کے اور کوئی نہیں کر سکتا تو انسانی تعلیم کا اصل مضمون ایشور پراپتی کو سمجھا جاوے۔ تو عین درست ہے لیکن پرمیشور تک پہونچ کس کی ہے؟ جو مادی طاقتوں کی نسبت پر کرتی۔ (علت مادی) سوکشم (لطیف) ہے۔ اُس سے بھی سوکشم جیو آتما ہے۔ اور رشی لوگ

کہتے ہیں کہ برہم اس سے سوکشم اور اس کے اندر ہی ویاپک ہے۔ پس جو لطیف سے لطیف طاقتوں سے بھی زیادہ لطیف ہے اُس تک کیسے پہونچیں؟ اُسے کیسے پراپت کریں؟ تاکہ اصلی اُدیشیہ پورن ہو سکے۔ اِن سوالوں کے روبرو آتے ہی جیو آتما ویاکل ہو جاتا ہے اُسکا نشچے ڈول جاتا ہے۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے سوکشم وہم یا خیال کے پیچھے لگ کر کیونکر زندگی کا مقصد پورا ہوسکیگا ایسی لطافت کی کھوج کس جگہہ کی جاوے۔ اِن شنکاؤں کے پیدا ہوتے ہی رشی ورشٹی نمبردار گرتی ہے۔ وہ کہتی ہے "وہ برہم سوکشم سے بھی سوکشم ہے۔ لیکن کیا اے ادھکاری جیو! تو نہیں جانتا کہ وہ مہان سے بھی مہان ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے کونسی جگہ ہے جو اس سے خالی ہے؟" اِس گمبھیر اُپدیش کو سنکر ہوش بجا ہوتے ہیں تب جیو آتما انترمکھ ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ باہر زبان دشیوں سے الگ ہو کر رک جاتی ہیں اور من کو جب روک دیتی ہیں۔ من جیو آتما کو چھوڑ دیتا ہے۔ اُسوقت اندر جو پرکاش دیکھ کر جیو آتما پہلے وسمت ہو کر پھر گدگد ہو جاتا ہے اور زبان حال سے وہنیہ وہنیہ!! کے شبد نکلنے شروع ہو جاتے ہیں یہ آتما کا بھی آتما انہات پرم آتما ہردے روپی گفا کے اندر براجمان ہے۔ لیکن اودیا میں پھنسا جیو اب بھی رشی بانی کا اعتبار نہیں کرتا۔ اور ویاکل ہو جاتا ہے کہتا ہے۔ جبکہ مجھے اعتقاد کی طاقت ہی موجود نہیں ہے کیا میں پاپی کمزور آتما اُسکے تیج سے درشن کر سکتا ہوں؟ کیا کمزور انسانی آنکھیں سورج کے مقابل مقابل ہو کر اُسکا تیج برداشت کر سکتے ہیں؟ جسطرح پھر سورج کی روشنی سے فایدہ اٹھانے

کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ بجائے اکڑ کر اُس کی طرف دیکھنے کے نیچی گردن کر کے دیکھا جاوے۔ ایسے ہی پرکاش سروپ پربھو کے درشنوں کیلئے ساری خودی اور نخوت کو مار کر عجز سے نیچی گردن کرنیکی ضرورت ہے جب تک منشیہ کرموں کے بندھنوں میں پھنسا ہوا پھل کی کامنا سے اپنے سارے کام کرتا ہے۔ اُسوقت تک وہ پرمیشور کے درشنوں کے قابل ہی نہیں بن سکتا۔ اُسکے درشنوں کے لئے تمام کامناؤں کو سماپت کرنیکی ضرورت ہے۔ سچے نشکام بھاؤ کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تب منشیہ دُکھ ساگر لنگھتا ہے۔ اور سکھ کے بھنڈار کی طرف قدم اٹھانے کا ادھکاری بنتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہوا آخر کار منزل مقصود تک پہونچ جاتا ہے۔ وہاں اُسے پربھو کے درشن ہوتے ہیں اہا! مہاکشٹ درشن ہوتے ہیں۔ اہا! کیسی چھبی ہے اِس اپوربہ چھبی کا ورنن کون کر سکتا ہے؟ وہاں بالا اور برودھ اوستھا کا خیال تک نہیں پہونچتا۔ ایکرس پورن برہم ودیا جمان ہیں۔ اور خیال کو دوڑاتے چلے جاؤ ان شکتی کا اندازہ خیال تک میں نہیں آتا۔ کوئی ستھان اُس سے خالی دکھائی نہیں دیتا۔ انتر باہر درشن دیتا وہی پربھو پورن نظر آتا ہے۔ کوئی راز اس سے چھپ نہیں سکتا۔ اُسکا آدی اور انت کوئی کہہ نہیں سکتا۔ اُس اُتم پدوی پر پہونچنے کیلئے کن سادھنوں کی ضرورت ہے رشیوں کے پُرشارتھ کا مقصد ہمیشہ سے چلا آیا ہے کیسے کٹھن سادھن ہیں؟ لیکن جب شروع کر دئے جاویں تو کیسے آسان ہیں؟ اُس اُچ پدوی پر پہونچکر مت جیو پرمیشور کے درشن کرتے ہی بے اختیار پکار اٹھتے ہیں

वेदाहमेतमजरं पुराणं सर्वात्मानं सर्वगतं विभुत्वात्। जन्मनिरोधं प्रवदन्ति यस्य ब्रह्मवादिनो हि प्रवदन्ति नित्यम्॥

آریہ سماج کی موجودہ حالت

پر

چند خیالات

نمبر ۲

لیکن میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ چونکہ جملہ ایسے ویدک دھرم اور آریہ سماج کی تطبیق ٹھیک نہیں۔ اسلئے آریہ سماج سے بڑھکر ویدک دھرم کو ماننے والی کوئی اور جماعت موجود ہے۔ میرا مطلب اسوقت یہ ظاہر کرنیکے ہے کہ آریہ سماج محض اُس سوسائٹی کا ہی نام نہیں ہے جسمیں کہ ویدک دھرم کو ماننے اور اُسپر چلنے کی یتھاشکتی کوشش کرنیوالے لوگ شامل ہیں۔ بلکہ اُس سوسائٹی کی ایک خاص بناوٹ ہے۔ اور ایک خاص انتظام کے ماتحت وہ کام کرتی ہے۔ پس قبل اِس کے کہ آریہ سماج کے موجودہ مرض کی تشخیص کی جاوے

اُس کی بناوٹ کا مختصر بیان

کرو دینا لازمی معلوم ہوتا ہے۔ آریہ سماج کے دس اصولوں سے محض آریہ سماج کے ممبرہی واقف نہیں ہیں۔ بلکہ دُنیا کا کوئی ہی باوقعت مذہب یا فرقہ اسوقت اِن سے ناآشنا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر دنیا اِن دس اصولوں کا ماننے والا ہر ایک آدمی آریہ سماج کے اندر داخل ہوکر، اپنے آپ کو آریہ کہلا سکتا ہے۔ اگر زمانہ حال میں آریہ سماج کی بُنیاد ڈالنے والے رشی دیانند بموجب خواہش چند ویکت "آزادی پسند" آریہ ... سماج ... کا

خاتمہ کرجاتے اور محض دس اصولوں کا زبانی اقرار ہی آریہ جیون کا آدرش قایم کرجاتے تو مجھے کچھہ کہنے کی جرات ہی نہ ہوسکتی۔ لیکن رشی دیانند نے زندگی کا معراج کچھہ بہت ہی اعلیٰ سمجھا ہوا تہا۔ اُن کی رائے میں محض زبانی اقرار بالکل وقعت کے قابل نہ تہا۔ جب تک اُس اقرار کے ساتھہ عمل کی کسی حد تک شہادت موجود نہ ہو پس اُنہوں نے قرار دیا کہ گو ہر ایک شخص جو آریہ سماج کے دس اصولوں کا اقرار کرے آریہ کہلا سکتا ہے۔ لیکن جو دھرم سبھا کہ ویدک دھرم کے اصولوں کو پھیلانے کا کام کریگی۔ اُسکے اندر اُس کی آواز نہیں سنی جائیگی۔ جب تک کہ وہ کسی درجہ تک عملاً اس بات کا ثبوت نہ دیگا کہ اُس کا سچ مچ ویدک دھرم کے اصولوں پر زندہ وشواس ہے۔ پس آریہ سے اعلیٰ درجہ **آریہ سبھاسدوں** کا قایم کیا گیا اور اُس درجہ کے حصول کے لئے دو شرائط کی پابندی لازمی رکھی گئی۔ اول یہہ کہ آریہ سماج کے اصولوں پر وشواس لانے کے بعد کم ازکم گیارہ مہینوں تک اپنی آمدنی کا کم ازکم سواں حصہ آریہ سماج میں چندہ دیتا رہا ہو اور دوم اُسی عرصہ تک سدا چاری رہا ہو۔ اِس قسم کے آریہ سبھاسدوں کو ادہکار دیا گیا ہے۔ کہ وے اپنے درمیان سے چند بھدر پرشوں کو آریہ سماج کے ادہکاری چن لیں اور دیگر سبھاسدوں کے خاص مجمعے بناکر اُن کے پرتی ندہی (تعداد) حد تک لے لیویں۔ اِن سب کی جماعت کا نام انترنگ سبھا رکہا گیا۔ اور ہر ایک مقامی آریہ سماج کا کل انتظام اُن کے سپرد کیا گیا

لیکن انترنگ سبھائیں پھر بھی مقامی ہی تہیں ...

رشی دیانند کے روبرو طیار ہوئے اور کوئی دور اُن کے باہمی تعلقات کو ایک دوسرے سے زیادہ تر مضبوط کرنے کے لئے موجود نہ تہی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک صوبہ کی آریہ سماجوں نے مل کر ایک ایک

پرانتک آریہ پرتی ندہی سبھا

قائم کی۔ اُن پرتی ندہی سبھاؤں کی قائمی نے ایک نیا رشتہ آریہ سماجوں کے درمیان قائم کردیا اور سماج کی بناوٹ کو آگے کی نسبت زیادہ تر مضبوط بنا دیا۔ ابہی تعلق کو اِس سے بہی زیادہ گہرا اور مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے کہ آریہ ورت کے لئے ایک **سارو دیشک آریہ پرتی ندہی سبھا** کی قائمی کا وچار ہو رہا ہے۔

لیکن افسوس کہ اِس قدر بلند پروازی کے بعد پہر خاک پر اُلٹے منہہ گرنا پڑتا ہے۔ کہاں سارو دیشک سبھا کی قائمی کا سوال اور کہاں آریہ سماج کی موجودہ شوک جنک پریم بشونیہ او (ستہتی) کا وچار! میں سارو دیشک سبھا کے ذکر کو چھیڑنے کے اپنے آپ کو ایوگیہ سمجھہ کر میں اس مختصر بیان کو یہیں ختم کرتا ہوں اور آریہ سماج کے موجودہ مرض کی تشخیص کی طرف رجوع ہوتا ہوں

اِس تشخیص کو میں محض آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے حدود اختیارات کے اندر اندر ہی محدود رکہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں کوئی سارو دیشک سبھا موجود نہیں ہے تو کسی ایک صوبہ کی آریہ پرتی ندہی سبھا کو نمونہ کے طور پر لینے سے کل پرانتوں کے اندر کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔ اور ساتہ ہی اِس کے جس صوبہ کی نسبت زیادہ تر ...

ہی کسی حد تک مناسب سمجھی جا سکتی ہے۔ آریہ سماج کی موجودہ بناوٹ کا مختصر بیان میں نے کر دیا۔ اُس کے انگوں اور پرتینگوں کو بھی ظاہر کر دیا۔ لیکن پنجاب دیش میں اس باقاعدہ آرگنیزیشن کے علاوہ کچھ بے قاعدہ انسٹی ٹیوشن بھی ضرورت وقت کے لحاظ سے موجود ہیں۔ جن کی نسبت وچار کرنا میں اپنا پہلا فرض سمجھتا۔ گو ان انسٹی ٹیوشنوں کا بلحاظ قواعد کسی قسم کا بلا توسط تعلق آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ساتھ موجود نہیں ہے۔ تاہم بتوسط تعلق اِن کا سبھا کے ساتھ ہے ماسوائے اس کے اِن کی ہستیوں کا آریہ سماج کے عام انتظام پر بھی بڑا بھاری اثر پڑ رہا ہے۔ اسلئے آریہ سماج کی عام انتظامی بناوٹ کے علاوہ جو پنجاب میں متفرق انسٹی ٹیوشن موجود ہیں اُن کا ذکر میں سب سے پہلے کر دوں گا

(باقی دارد)

اب جنم سے براہمن قائم رہنا کٹھن ہے

۲۲ اگست کے دینکٹیشور سماچار میں براہمنوں کا شوچنیہ دِشا پر،، ایک پُر معنی مضمون لکھا ہے۔ جسپر کہ پورا ایک براہمنوں کو بڑی ساوردانتا سے وچار کرنا چاہئے۔ وینکٹیشور کے لیکھ کا سارانش یہ ہے کہ جہاں اس وقت وید شاستروں اور سنسکرت بھاشا کے پرچار کا شور مچانے والوں کی طرف سے براہمنوں

خود براہمن ہی اپنی حالت کو گراتے چلے جاتے ہیں ؛ اور اپنی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے کچھ بھی جد و جہد نہیں کرتے۔ گو وینکٹیشور کا لائق ایڈیٹر ہمیشہ آریہ سماج سے اسلئے ناراض رہا کرتا ہے۔ کہ آریہ سماجی لوگ براہمنوں پر بڑے حملے کرتے ہیں۔ تاہم براہمنوں کی موجودہ حالت کا جو چِتر اس نے کھینچا ہے۔ اگر اس حد تک کہیں کوئی آریہ سماجی اخبار پہونچ جاتا تو شائد وینکٹیشور کا شور و شر مسلمانوں کے ساتویں آسمان تک پہونچ جاتا۔ استو۔ میں خوش ہوں کہ براہمنوں کو اُن کی اصلی تصویر ایک اُن کا ہی مسلمہ ہی خواہ دکھلا رہا ہے ہمعصر وینکٹیشور تیرتھ پروہتوں۔ پنڈوں اور پوجاریوں مٹھ دھاریوں کی افسوسناک حالت کی ہو بہو تصویر کھینچ کر لکھتا ہے ”پیسہ کمانے کا کچھ بھی ڈر نہ ہونے سے اِن لوگوں کا زیادہ تر حصہ ودیا نہیں پڑھتا ہے۔ ..... صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس حصہ میں وِدّ اچار ہی بہت ہوتے ہیں“ اس سے آگے اِس اور دیگر قسم کے جاہل براہمنوں کی تعریف میں ہمعصر موصوف لکھتا ہے۔“ ...... زیادہ تر ایسے پائے جاویں گے۔ جنہیں شاستر پڑھنے کے نام پر کالا اکشر بھینس برابر ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں وے بھی گِنے جانے یوگیہ ہیں۔ جو براہمنوں کے کرم سے عموماً بیمکھ ہیں۔ آج کل کے اَن پڑھ براہمنوں میں اُن کی سنکھیا زیادہ ہے۔ جو یہ نہیں جانتے ہیں کہ گایتری کس چڑیا کا نام ہے ......،، میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھ کر آریہ سماجیوں نے بھی کبھی کیا لکھا ہے۔ لیکن یہاں تک

اس کے منطقی نتیجے سے بچنا دشوار سمجھ کر فرماتے ہیں ”ہماری قلم سے براہمنوں کے بارہ میں اس پرکار کی ٹِپّنی پر کاشت ہوتے ہی ہمارے کتنے ہی بھائی ادشیہ یہ کہہ اُٹھیں گے کہ سوائیے تو ہم کرم سے ورن ویوستھا ماننے کی سمتی دیتے ہیں۔ پرنتو ہم جہاں تک جانتے ہیں شاستروں کی رکشا اور دھرم کی ورِدھی کرنے کا یہ مارگ نہیں ،، آپ سمجھیں خواہ کچھ۔ لیکن دعوی پہلا ہی مانے گا کون۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ براہمنوں کے ہردیوں میں قدرتی شوق ودیا کے اُپارجن کا اور اس کی رکشا کا بھاؤ پیدا ہو۔ تو آپ کو اسی اصول پر عمل کرنے پڑے گا۔ کہ جو جس ورن کا ادھکاری ہو اسی کو اُس کا ادھکار دیا جاوے۔ لیکن میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس سُدھار کا ذریعہ کیا سمجھتے ہیں۔ وینکٹیشور جی فرماتے ہیں ”اس کاریہ کے لئے براہمنوں کی جیویکا اور رکشا کا یوگیہ پربندھ کرنا ہی اس سمے اُپیکشت ہے“ واہ کیا عمدہ حل ہے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ جیویکا سے نشچنت ہونے کی وجہ سے ہی آجکل کے براہمن مورکھ بن رہے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے اُن کی رکشا کے لئے ودیالیوں کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں۔ جب بارجود ان کے وے ودیا کی طرف رچی نہیں کرتے۔ تو سوائے اسکے سنسکرت بھاشا اور وید شاستر کی رکشا کا اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ کہ براہمنوں کا ادھکار گُن کرم اور سوبھاؤ کی پرلتا پر سمجھا جاوے

یہ اچھی وکالت ہے!

انگریزی عدالتوں میں جہاں وکیلوں کو وکالت نامہ داخل کرنا پڑتا ہے۔ قبل اسکے کہ وے کسی مقدمہ والے کی طرف سے پیروی کر سکیں وہاں بیرسٹروں کا محض یہ لکھ دینا کافی ہوتا ہے کہ وہ فلاں شخص کی طرف سے پیروکار ہیں بابت اور اسلئے اگر مؤکل موجود نہ ہو تو پتہ لگنا مشکل ہے۔ کہ آیا بیرسٹر صاحب کو پیروی مقدمہ کا اختیار واقعی مقدمہ والے کی طرف سے دیا گیا تھا یا نہیں۔ انگریزی قانون نے اس سے بڑھنے کا حوصلہ نہیں کیا۔ لیکن میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ ہمارے دیش کے پڑھے لکھے آدمی اس حد سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔ یعنی اصل کی جگہ کام کرتے ہوئے یہ بھی ظاہر نہیں کرتے کہ وے وکالت کا کام کر رہے ہیں۔ اسکی ایک مثال میں نے اگست سنہ ۱۹۰۱ء کے "بھارت بھگنی" نامک پتر میں دیکھی "ایک آریا ستری ازمراد آباد" کے نام سے ایک لیکھ صفحہ ۱ پر شروع ہوا ہے۔ جسکی عبارت تو ظاہر کر رہی ہے کہ لکھنے والا ودوان اور ہندو دھرم و آریہ سماج کی اصلیت سے واقف ہے۔ لیکن نفس مضمون میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ لکھنے والی کوئی مورکھا ستری ہے۔ جسکی ماتا اور ساس دونوں کرشن کی بھگتنی کرتی تھیں۔ وہی اس بیچاری نے سیکھا خاوند پہلے ویشنو دھرم پر وشواس رکھتا تھا۔ لیکن آریہ سماج کے اپدیش سن کر اسکا من "دہلت" ہو گیا۔ اس کے آگے یہ ودوان کی کہانی مرادآبادی آریا ستری جی سنئے۔ وہ لکھتی ہیں "اُنہے (یعنی خاوند نے) بناو چار سے پرم پوجیہ اشٹ دیو شری بھگوان کرشن دیو کی پوتر مورتی کو اٹھا پھینک دیا۔ میری جاپ کی مالا پاٹھ کرنے کی پستکیں اگنی میں جلا دی گئیں۔ مار پیٹ کرنے کو طیار ہو گیا"۔

قبل اس کے کہ میں مرادآبادی ستری کا خط آگے نقل کروں اپنی بہن شریمتی ہردیوی جی کو جتلانا چاہتا ہوں کہ اُنہوں نے اس پتر کو کسی آریا ستری کے پتر سمجھنے میں دھوکھا کھایا ہے۔ اگر شریمتی جی نے پتر اُنکی جان پہچان کی ہے اور اُسکے دستخط بھی شریمتی جی پہچان سکتی ہیں تب تو دوسری بات ہے۔ تب تو میرا سوال اور ہوگا۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو نسندیہ یہ پتر کسی پورانک ہندو نے آریہ سماج کو نقصان پہنچانے کی نیت سے خود لکھ کر کسی آریہ دیوی کو بدنام کرنے کی عبث کوشش کی ہے۔ قطع نظر اسکے کہ مرادآبادی کوئی ایسا آریہ نہیں ہو جسنے ایسی حرکت کی۔ یہ پتر کسی ہندو ستری کا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اگر درحقیقت پتر کسی ہندو ستری کا لکھا ہوا ہے تو کیا اُسنے یہ نہیں سیکھا کہ خاوند خواہ کوڑھی اور پاپی ہی کیوں نہ ہو ستری کو اُسکا نرادر نہیں کرنا چاہئیے۔ اُسنے اپنا پتی کو سمجھنا چاہئیے اور یہاں کرشن کی مورتی پھینکنے پر اُسے "بچارمن" کہنے کے علاوہ بجائے "پتی جی" وغیرہ شبد کے اُسکے لئے اُسنے "اور طیار ہو گیا" وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں آگے سلسلہ چلتا ہے "میں بڑی دکھی ہوئی کئی دن تک میں نے بھوجن نہیں کیا مجھے ایسا جان پڑتا تھا کہ کوئی پرم پریہ وستو مجھ سے چھین لی گئی ہے گھنٹوں ایکانت میں بیٹھ کر روتی بلاپ کرتی پر سوامی کے بیٹے سے پرگٹ نہیں ہونے دیتی۔ آپ نے اسکے استھان میں سندھیا کرنا اور سوامی جی کا ستیارتھ پرکاش سکھانے لگا۔ یہ سنسکرت بھاشا کا منتر بھلا مجھ مورکھ کی سمجھ میں کب آنے لگے۔ خیر میں نے جیوں تیوں کر کے سیکھ لیا۔ پر میرا من اُنہیں نہیں لگتا"۔ کیا یہ تحریر کسی مورکھا ستری کی معلوم ہوتی ہے۔ ایک ایک لفظ کے اندر شرارت کی شہادت موجود ہے۔ پھر کہا ہے "یہ تو دین ستان ہی ہیں" شاید گیت پورانک اور ظاہر آریا نکے یہی یاد نہیں رہا کہ سنتان دو ہی باتیں ہیں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اُنہیں کس طرح دھرم کے نیم سکھاؤں۔ ہرت کال اٹھ میں ستیارتھ پرکاش پڑھی پرانی ہی باتیں بچار کرتی ہوں۔ وہ پہلے کا سا ایک ٹکٹکی باندھ کر دھیان کرنا پوجا پاٹھ کچھ بھی نہیں رہا۔ جب جی میں آیا سندھیا کر لی کوئی پوچھتا ہی نہیں" اسقدر لکھنے پر اندرونی شہادت سے بھی بھنڈا پھوٹنے کا خوف تھا۔ اسلئے ذاتی طور پر آنکھیں پونچھنے کو لکھا ہے "میں یہاں آریہ دھرم کی نندا نہیں کرتی۔ ہندو دھرم سے کئی باتوں میں آریہ دھرم اچھا ہے۔ پر یہاں گدھے گھوڑے بیل سب ایک ہی لاٹھی سے ہانکے جاتے ہیں۔ پاتر کو پاتر کا کچھ وچار نہیں کیا جاتا"۔ پیارے ناظرین! یہ خط صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یا تو کسی پورانک مہاشئے نے آریہ سماج کو نقصان پہنچانے کے لئے لکھ دیا ہے۔ یا کسی آریہ سماج کے سہائک نے جو کہ آریہ سماج کی دیگر باتوں میں اُن کے ساتھ متفق ہونے کے باوجود وقت نہ آنے کا ڈھکوسلا پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ خط بھیجا ہے۔ دونوں حالتوں میں بھارت بھگنی کی لائق سمپادکا جی کو دھوکا ہوا ہے۔ اس قسم کے خطوط کو بغیر تصدیق تحریر کنندہ کے شائع کرنے سے ایک ایسی سوسائٹی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو کہ ایک ہی ستری جاتی کے سدھار کا ذریعہ ہے۔ میں بھارت بھگنی کی یوگیہ سمپادکا جی کو وشواس دلاتا ہوں کہ آریہ سماج کے اندر اس قسم کی مثالیں موجود نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ اس کے اُن کو جتلانا چاہتا ہوں کہ اصلاح یک طرفی ہی کارگر نہیں ہو سکتی۔ میرا درڑھ وشواس ہے کہ پورانک خیالات کی پیروی کرتے ہوئے کبھی بھی ستری جاتی کے گورو کو ستریاں نہیں سمجھ سکیں گی۔ اور اسلئے قبل اس کے کہ اُنہیں مذہبی تعلیم دی جاوے۔ اُن کے خیالات کا پورا ہم پلہ بنانے کیلئے دھرم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

آتنک نظارے

یہ آگ چلو بھر پانی سے نہیں بجھے گی

انارکلی بازار میں ایک بڑی دوکان میں ہزارہا تیل کے کنستر موجود تھے

آگ لگ گئی۔ لگتے ہی بھڑکی اور صندوق پر صندوق جلنے لگے۔ کڑیوں اور شہتیروں تک لوٹ پہونچی۔ لوگ چاروں طرف سے اُمڈے ہوئے چلے آئے۔ لیکن ایک سُست اور کاہل نوجوان جسکا چوبارہ پاس ہی تھا بے پروائی سے کھڑا رہا۔ شعلے اُسکی طرف ہی چلے اپنی چھت پر سے دوسری چھت پر ہوتے ہوئے اسکا چوبارہ جلنے لگا۔ جب چاروں طرف شعلوں کی لہریں اٹکھیلیاں کرنے لگیں تب کہیں اُسکو ہوش آیا اور پانی کے لئے دوڑا۔ لیکن وہاں سوائے ایک لوٹے اور ایک گلاس کے اور کچھ نہ تھا۔ لوٹا بالکل خالی تھا لیکن گلاس میں کچھ پانی باقی تھا۔ چُلّو میں اُس پانی کو لے کر گیا۔ اور اسے شعلوں کی بھینٹ کر دیا۔ اس نوجوان کی اس حرکت کو دیکھ کر ایک سنجیدہ آدمی نے جو آدھ گھنٹے سے پمپوں کا انتظام کر رہا تھا کہا "یہ آگ چلو بھر پانی سے نہیں بجھیگی"۔ کیا ٹھیک یہی حالت ننانوے فیصدی نوجوانوں کی نہیں ہے۔ اسوقت تندرست ہیں۔ ایشور کی دیا سے سب کچھ ہے۔ نوجوانی کے نشہ میں مست ہو کر سب کچھ بھولے ہوئے ہیں۔ وشے رُوپی ایک چھوٹی سی چنگاری کام چیشٹا رُوپی کروسین آیل "کو جا لگی ہے۔ چاروں طرف پاپ اگنی کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں۔ ان شعلوں پر یہ بے سمجھ اور لاپروا نوجوان بجائے تیل کے گھی چھڑکنا شروع کر دیتے ہیں۔ گھرت کی اہوتیاں شعلوں کو زیادہ تر بلند کرتی ہیں۔ تمام اندریاں من سمیت جلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کرم اندریاں جل کر خاکستر ہو جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے نوجوان بڑھاپے کی انتظاری میں لگے رہتے ہیں اور جب بڑھاپا آتا ہے اور اندریاں جواب دیجاتی ہیں اور من میں سوچنے کی طاقت باقی نہیں رہتی۔ اُسوقت پرمیشور کا نام اور دھرم کرم سوجھتا ہے اُسوقت سرل ہردے رشی بڑے کرونا بھرے شبدوں میں کہتے ہیں "یہ آگ چلو بھر پانی سے نہیں بجھیگی"۔

سادھو بنک بندیوں کے ہی گرو ہوتے ہیں۔

دُنیا کے مشہور پیغمبروں اور اوتاروں کے جیون برتانت

اگر دیکھنے کو مل سکیں تو اُنسے معلوم ہوگا کہ یہ ضرب المثل صحیح ہے۔ کہ پیراں نمے پرند۔ بلکہ مریداں مے پرانند رام چندر اپنے آپ کو دیو بتے رہے۔ کرشن چندر خود پرمیشور کی بھگتی کرتے رہے۔ بابا نانک جی اپنے آپ کو تُچھ جیو سمجھ کر پربھو کی شرن پکڑتے رہے۔ عیسیٰ نے خدائیت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا بلکہ باپ کی بادشاہت میں سبکو دعوت دی۔ بُدھ دیو نے بُت پرستی اور ستارہ پرستی کو جڑ سے اُکھیڑنا چاہا۔ لیکن ان سب کے پیرؤں نے اُنکا منتو یہ اُنکے خیالات کے بالکل برعکس ظاہر کیا ہے۔ اس عام سچائی کا نیا ثبوت سوامی بھاسکر انند جی کے جیون چرتر سے ملتا ہے جنہوں نے سنبت ۱۹۵۵ بکرمی کے ساڑھ مہینے میں کاشی جگہ میں دفات پائی تھی۔ اُنکے جیون برتانت کی بھومکا پر کاشی کا سدرشن اخبار لکھتا ہے "بہت لوگ کہتے ہیں کہ یدی سوامی جی چاہتے تو بہت کچھ پرُپکار کا کاریہ کر جاتے سنسکرت پاٹھ شالا اور کالج بنانا کوئی اُنکے لیئے بڑی بات نہتی اُنکی آگیا ہوتے ہی سب کچھ ہو سکتا تھا۔ پر ہماری سمجھ میں یہ نری بھرانتی ہی ہے۔ ایک دن سوامی جی نے سویم (خود) کہا تھا۔ کہ بہت لوگونکا وچار ہے کہ اپنی پرماتما پوجا نے کے لئے میں لوگونکو پریرنا کرتا ہوں اور وید یا دھرم کی اُنتی کے نمت میں کسی سے چندہ کہتا ہی نہیں ہوں۔ پر واستو میں ایسا نہیں ہے"

لوگ میرا کہا نہیں کرتے سب من مانی کرتے ہیں

مینے کئی چیلے ہانسونکو منع کیا کہ وے میری مورتی پر پُشپا نہ کریں پاٹھ شالا بنوادیں پر میرے ایں نشیدہ ہی اُنہوں نے پروٹنگ اور نیچ دِشٹی کا اُدر دیکھ سمجھا! پہلے تو میں لوگوں کو کہا سنا ہی کرتا تھا پھر سمے کا رنگ دیکھ کر اُداسین ہو گیا ہا! بھارت نواسیو! نہ معلوم کتنے مہاتما تمہاری اُلٹی بُدھی پر افسوس کر کے اُداسین ہو گئے۔

لوگ مجھے کیا کہیں گے؟

لوگ مجھے کیا کہیں گے؟ اس پرشن کے اوپر ہزاروں لاکھوں سچائیوں کے خون ہو گئے۔ جنہوں نے راج پاٹ کو چھوڑا۔ ستری پتر کو چھوڑا۔ سب کامناؤں سے مُنہ موڑا وے ہی جب گرے تو اسی خطرناک سوال کے نیچے روندے گئے۔ کاشی کے سوامی بھاسکر انند سرسوتی مہاتما سادھن سمپن تھے کہ لنگوٹی تک سے کنارہ کش تھے۔ لیکن انگریزی لکھنے والوں کو اپنی تعریف لکھوا کر وہ بھی خوش ہو جاتے تھے۔ نسندیہ पुत्रैषणा، वित्तैषणा (دولت اور اولاد کی خواہش) دونوں کی نسبت लोकैषणा (شہرت کی خواہش) سے بچنا بڑا ہی مشکل ہے۔ یہ شاستر کا سدھانت اٹل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اسوقت اسی ویدی پر ہزارہا لاکھوں بھارت ورش کے رتن بھی قربان ہو رہے ہیں جن سے دھرم اور سچائی کے جھنڈے کے بلند ہونیکی اُمیدیں تھیں وے جھنڈے کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ اُسے تو لیتے ہی ہیں۔ لیکن جیوں ہی خیال آ جاتا ہے۔ کہ لوگ کیا کہیں گے" اُسیوقت ہاتھ ڈھیلا پڑ جاتا ہے جھنڈا جُھک جاتا ہے۔ اور دیوگن کے ہردیوں سے بے اختیار ہا ہا کار کا شبد نکلکر انترکش میں گونج اُٹھتا ہے "ہا! ایک اور پوتر آتما گر گیا"

آریہ سماجک جلسے

اجمیر آریہ سماج ۲۹-۳۰-۳۱ اگست ۱۹۰۱ء
شملہ ۷-۸ ستمبر ۱۹۰۱ء - میانمیر چھاؤنی ۷-۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

ریویو

اُپدیش نمبر ۴:۔ مصنفہ مہاتما تگن چندجی۔ مُگن چندجی نے گجرات سے علیحدہ ہو کر اپنا ڈیرا برندابن میں لگایا ہے۔ اور شوانندجی عرف کپتان سنگھ دیو۔ عرف رام جوایال کو گجرات میں چھوڑ دیا ہے برندابن سے تین ٹریکٹ پہلے نکال چکے ہیں۔ اب چوتھا اُپدیش ایک تختہ کاغذ پر نکلا ہے۔ جسمیں ابھیاسی بننے کیلئے ہدایت ہے۔ اور اُنکے لئے ذریعہ ایک روز نامچہ قرار دیا ہے۔ جسے بھر کر اُنکے پاس ہی بھیجنے کی ہدایت ہے۔ خانہ نمبرہ پر وکیار کے کارنامے درج کرنے کے لئے ہے جسکے لئے ہدایت ہے کہ شانتی آشرم سے مفید عام انسٹیٹیوشنوں کو مدد دینی چاہئے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ مگن چندجی کے ان روزنامچوں سے کہاں تک لوگوں کی زندگی میں تبدیلی پیدا ہو سکے گی۔

تحفہ بہار افزا معروف بہ اسرار خرابات وعجائبات نینی تال مصنف دیوان سنگھ مین دو یارتھی دفتر صاحب انسپکٹر جنرل تونچنات شمالی ہند راولپنڈی قیمت مجلد ۱۲ روپیہ اس کتاب کو محض اپنا فرض ایڈیٹری ادا کرنے کیلئے خاتمہ تک پہونچایا۔ ورنہ پہلے بیس پچیس صفحوں کے بعد طبیعت گوارا نہیں کرتی تھی کہ اس قسم کی تصنیف کو پڑھا جاوے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ اس ناول کی مصنف نے محض بخیال ہمدردی قوم اسکو شروع کیا ہوگا اور انکا منشا یہی تھا کہ وہ بیان کرتے ہیں اپنے ہم وطنی بھائیوں کو نینی تال کی خرابیوں سے بچانے کا ہی ہوگا لیکن کیا طوائفوں کی محفلوں کا ہو بہو بیان یہاں تک کہ تخلیہ کی کھلی کھلی داستان کبھی ہی ہمارے نوجوانوں کے اخلاق کو درست کر سکتے ہیں۔ اس ناول کے مصنف نے جہاں خرابات کے بیان کو زیور بلاغت سے آراستہ کرنے میں رینالڈ کی تقلید میں قدم رکھا تھا وہاں اگر آخری نصیحت کو پُر زور الفاظ میں بیان کر لیتے ہیں ہی اُس استاد کی شاگردی کی جاتی تو میں خوش ہوتا۔ گو پھر ہی اُس زہر کی تلافی نہ ہوتی جیسی کہ مجھے ماہان انگلینڈ کی پیروی میں مسٹر رینالڈ کی شکایت ہے۔ میری رائے میں اس ناول کے مصنف اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئی ہیں۔ بہتر ہے کہ اگر ابھی پیرایہ میں دوسرا حصہ ہی لکھا جانا ہے تو اُسے اردو دان نوجوانوں پر رحم کھا کر ملتوی ہی رکھیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس کتاب کے لکھنے والے ایک آریہ بھائی ہیں اور اسیلئے میں نے کسیقدر زیادہ بے تکلفی سے اُنکی خدمت تک رپنا نوٹ دین پہونچانیکی کوشش کی ہے۔

غریب الوطن ۔ حصہ دوم۔ مصنفہ پنڈت گوورد ہن سہائے گوسوامی۔ قیمت فی جلد ۸ ملنے کا پتہ لائبریرین ست سبھا لاہور یا بھائی بہاں سنگھ کتب فروش گجرانوالہ ۔ مقابلہ عجیب چیز ہے اگر انہیں دنوں تحفہ بہار افزا" کی سیر نہ کی ہوتی تو غریب الوطن کی زندگی کی خوبصورتی میری سمجھ میں نہ آتی۔ مجھے اس کتاب کے مصنف سے معافی مانگنی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ عرصہ سے یہ کتاب بغیر ریویو کے پڑی رہی۔ اصل بات یہ تھی کہ جب یہ کتاب میرے پاس ریویو کیلئے آئی تو ایک صاحب نے الٹ پلٹ کر پانچ منٹ میں کچھ غلط رائے قایم کی اور ریویو لکھ کر دینے کے وعدہ پر لے گئے۔ اب مہینوں کے بعد بلا مطالعہ اُسی طرح واپس کر دی۔ پڑھکر مجھے افسوس ہوا۔ کہ کیوں اس کتاب کا ریویو اب تک ملتوی رکھا گیا گو اس کتاب کی پہلی جلد میری نظروں سے نہیں گذری تاہم اس کو پڑھکر پہلا سلسلہ اپنے دلمیں قایم کر لینا مشکل نہ تھا۔ زباندانی کے لحاظ سے تو میں پہلے ہی لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس ناول کو کوئی شخص ہاتھ نہ لگاوے کیونکہ ہم پنجابیوں کا اُردو ہی نرالا ہے۔ ہمارے محاورے نرالے اور تلفظ نرالا۔ لیکن بلحاظ مضمون یہ قصہ دل بہلاؤ کا سامان مہیا کرتے ہوئے بھی جھوٹی عشقبازی اور فحش تحریر سے بچاتا ہے۔ اور فی زمانہ یہ بڑی غنیمت ہے گو مصنف نے کہیں ہی تہذیب اور شائستگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا تاہم ہر مذہب اور قوم کیساتھ نالیکی رانیا سرگرمی ہیں بعض جگہوں میں انصاف کا خون کرنا گوارا کیا ہے لیکن کل کتاب پر مکمل نظر ڈالنے سے یہ ناول ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بخوف ہو کر نوجوانوں کے ہاتھوں میں دیا جا سکتا ہے۔

ہنومان جی کا جیون چرتر طرز ناول مصنفہ ٹھاکر سکھرام داس مطبوعہ کشن چند پریس لاہور۔ قیمت اس کتاب میں ہنومان جی کو بندر کی نسل سے علیحدہ کر کے انسان بنانیکی کوشش کی گئی ہے اور اس کوشش کو محض تخیلی اور پرمانوں پر ہی مبنی نہیں کیا گیا۔ بلکہ بطرز ناول انجنا اور پون کا بیاہ کرا کے ہنومان جی پیدا کرائے گئے۔ قصہ کو ٹھیک طور پر نباہا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے آریہ خیالات کی بنا پر اس قصہ کو لکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی جو بیاہ کے مہورت۔ ڈھوپون اور باجی وغیرہ کی رسوم کو اسکے اندر داخل کیا گیا ہے۔ آریہ ورت سے بلحاظ زمانہ قصہ ناموزوں ہے۔ انجنا کے باقی دھرم پالن کی کتھا بڑی ہی دردناک اور نصیحت آمیز ہے

ہنومان چرتر حصہ اول موسوم بہ پون کمار و انجنا فی جلد ۸ اور ایکا حصہ دوم قیمتی ۱۲ ۔ حسب چرکہ ٹھاکر سکھرام داس نے اپنا فسانہ ہندو گرنتھوں کو اصلاح کی نظر سے دیکھ کر لکھا ہے۔ اسیطرح چیرلال بہاری لعل صاحب بلند شہری نے یہ فسانہ نہ صرف ہندو دھنگی کتابوں کی بنا پر قایم کیا ہے۔ بلکہ جینیوں کے گرنتھوں کے ہی معقول اور عمدہ دلائل ارتھ کر کے اُسکے لئے مصالحہ پیدا کیا ہے۔ یہ کتاب ماہواری رسالہ ولاارام میں چھپتی رہی اور اب دو حصوں میں علیحدہ چھاپی گئی ہے۔ ملنے کا پتہ

مطبع ورن پرکاش بلند شہر

میرے مقدمہ کی شاخ

ابھی مقدمہ زیر تجویز ہی تہا کہ سناتن دہرم سبہا لاہور کے ایک ممبر کیطرف سے درخواست واسطے دایری مقدمہ فوجداری زیر دفعات ۱۹۳ و ۱۹۵ و ۲۱۹ تعزیرات ہند برخلاف لالہ ہیرالال صاحب کپور مالک مطبع پنجاب جالندھر بمحکمہ منشی صاحب مجسٹریٹ بہادر رجوع کی گئی۔ چنانچہ ۲۷۔ اگست

آریہ ساماجک خبریں

سادھو ہونتیا نندجی آنالنہ بہارت سیوک آریہ سماج نوشہرہ پنواں (ضلع امرتسر) کے منتری مہاشئے ننمنترن دیتے ہیں اسجگہ نیا ہی سماج مندر بنا ہے۔

بیانپور آریہ سماج کے منتری مہاشئے سوچنا کرتے ہیں کہ اس آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۲۸ و ۲۹ ستمبر کو مقرر ہوا ہے۔ اگر اور کسی آریہ سماج نے یہ تاریخیں مقرر کی ہوں تو اطلاع دیں کیونکہ دو سماجوں کے جلسوں میں رونق نہیں ہو سکتی

آریہ سماج وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور کی طرف سے بھی سادھو ہونتیا نند جی کو لنواس کے لئے ننمنترن دیا جاتا ہے۔

آریہ سماج شرقپور کے ممبر لالہ بھگت رام جی کا وواہ سنسکار ویدک ریتی سے مہاشئے ستیہ دیو جی نے کرایا۔ ۵ روپیہ مختلف فنڈوں کو اور ... دکشنا پنڈت جی کو ملی۔

کانگڑا کے مہاشئے موتی رام عرضی نویس نے مبلغ ۵ روپیہ ویدپرچار فنڈ کے لئے اکٹھے کرکے بھیجے ہیں۔ ان میں سے تین روپیہ ایک ویدک وواہ پر لا تھا۔

پنڈت مہر سنگھ جی پرچارک نے چار روز تک کانگڑا میں بڑے زور شور سے ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ ایک پورانک پنڈت سے مباحثہ بھی ہوا عیسائیوں اور مسلمانوں کے مت کی بھی خوب اصلیت کھولتے رہے۔ اثر سامعین پر بہت عمدہ پڑا۔

آریہ سماج نوشہرہ چھاؤنی (ضلع پشاور) کے پستکادھیکش مہاشئے جملہ آریہ مصنفوں سے التجا کرتے ہیں کہ وے اپنی اپنی تصانیف کی ایک ایک کاپی اس آریہ سماج کے پستکالیہ کے لئے مفت بھیج دیں۔

کھپور (ضلع ...) آریہ سماج میں پچھلے دنوں مہاشئے وزیر چند اور پنڈت کنور رام نے لیکچر دئے تھے۔ لاہور کے لالہ ... رام جی لکھتے ہیں کہ وہ ایک کام کے تعلق سے گئے تھے۔ تو لوگوں کو شوق سے آریہ سماج کے ویاکھیان سننے کے لئے جمع پایا۔ لیکن عہدہ داران سماج میں سے سوائے پردھان کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ توجہ دلاتے ہیں کہ پرچارک اس جگہ ضرور جایا کریں۔ کیونکہ لوگوں کو آریہ سماج کیطرف پریم معلوم ہوتا ہے۔

آریہ سماج پونڈری (ضلع کرنال) کے عہدہ داران کی انتخاب واسطے سال حال کے حسب ذیل ہوا ہے۔ لالہ ... لال پردھان لالہ دیو دت رام اپ پردھان اور لالہ دیو دیال منتری ان کے علاوہ دو اپ منتری ایک خزانچی اور ایک لائبریرین مقرر ہوئے ہیں۔

آریہ سماج علی پور (ضلع مظفر گڈھ) کے جلسے باقاعدہ ہفتہ وار ہوتے ہیں۔ رشی دیانند کے جیون چرتر کی کتھا ہوتی ہے۔ بھگت ... چند جی پردھان کا تحریری مباحثہ پنڈت شام لعل پورانک سے جاری ہے۔

بوڑاؤلہ دید ودیا پرچارنی سبھا (ضلع گورداسپور) کے منتری لکھتے ہیں کہ پنڈت ... چند جی اس جگہ خوب اپدیش دیتے اور دوپہر کو ودیارتھیوں کو رشی دیانند کرت گرنتھ پڑھاتے ہیں۔

ویدک یتنرالیہ اجمیر نے چاروں ویدوں کی انوکرمنکا چھاپی ہے۔ جسکی قیمت ... ڈاک محصول ۱۰/ ہے۔ اس سے ہر ایک وید منتر کا آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ کس وید کے کس ادھیائے وغیرہ کا ہے۔

جن مہاشیوں نے ویدک یتنرالیہ سے چاروں وید خرید کیئے ہیں انکے پاس ایک ایک کاپی اس گرنتھ کی بھی رہنی لازمی ہے۔

پنڈت بھو جدت پرچارک نے ۱۸ اگست کو ... آریہ سماج مندر میں اور ۱۹ کو چوک کلاں میں ... ویدک دھرم پرچار کیا۔

بھون (ضلع جہلم) میں ایک آریہ بال سبھا قایم ہوئی ہے۔

پرچارک مطبوعہ یکم بھادوں کے صفحہ ۱۳ پر منتہ مکھی چند ڈپٹی انسپکٹر کا دان بجائے ۵ سیر گندم کے ۲۰ سیر پڑھیے۔

صلح درمیان آریہ سماج و دھرم سبھا شاہجہانپور

واقعہ ہو کہ سنیاسی آلارام ساگر نے یہاں ۲۱ جون سنہ ۱۹۱۰ کو ایک نہایت فحش ناپاک اشتہار کہ جسکی سرخی یہ تھی (دگیا پن لیجئے اس وگیا پن کا پہلے اُتر دیجئے اور دس لاکھ انعام لیجئے) شہر میں چسپاں و شایع کرایا اور ۲۵ و ۲۶ جون کو بھرنی کے مندر میں آریہ سماج اور سوامی دیانند سرسوتی جی کو خوب دل کھول کر گالیاں دیں۔ اسپر آریہ سماج نے تنگ آکر ۲ جولائی کو آلارام ساگر و پنڈت ... اور لالہ جوالا پرشاد و جوالا ... و ... بہو دیال ولا ... جنت دھرم سبھا والوں پر صاحب مجسٹریٹ ضلع کے یہاں حسب دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند استغاثہ دایر کیا۔ اسپر انہیں سے ہر ایک کے نام وارنٹ جاری ہوئے۔ اور ۱۹ اگست مقدمہ کی مقرر ہوئی۔ دھرم سبھا والے حافظ ملک کفایت خانصاحب رئیس شہر کے پاس گئے اور اُنسے صلح کرانیکے لئے التجا کی۔ چنانچہ ملک کفایت اللہ صاحب و بابو بیکنٹھ ناتھ سرکاری وکیل نے آریہ سماجیوں کو سمجھا کر صلح پر راضی کیا اور ۲۴ اگست مقرر ہوئی کہ اشرونہ مدعا علیہم آریہ سماجیوں سے جلسہ عام میں معافی مانگیں اور مقدمہ خارج کرا دیا جاوے

(کارروائی جلسہ بمکان وکالت خانہ)

حاضرین جلسہ۔ حافظ ملک کفایت اللہ خانصاحب۔ بابو بیکنٹھ ناتھ سرکاری وکیل۔ پنڈت ... ترجمہ ...

بابو شب لال صاحب وکیل۔ بابو اجکمار صاحب وکیل۔ بابو جے گوپال بی۔ اے۔ ایل ایل بی وغیرہ وغیرہ بہت سے اصحاب موجود تھے۔
اول پنڈت سدھاری لال صاحب نے کل مدعا علیہم کی طرف سے کہا کہ واقعی آلارام ساگر کو میں نے اپنے لڑکے کے بیاہ میں بلایا تھا۔ مگر مجکو علم نہ تہا کہ وہ لوگ اسقدر زہر اُگلینگے۔ اور ہمکو اس پریشانی میں ڈالیں گے۔ میں ہاتھ جوڑ کر آریہ سماجیوں سے معافی مانگتا ہوں۔ جو تکلیف اور رنج اُن کو ہم لوگوں کے باعث ہوا ہو بخشدیں آئندہ ہم ہرگز ایسا کام نہ کریں گے۔"
پہر منشی بختاور سنگھ پردھان آریہ سماج نے مہک کفائیت لال صاحب کو اُن لوگوں کے آئیندہ ایسا نہ کرنے کا ذمہ دار بناکر آریہ سماج کی طرف سے معافی قبول کرکے مقدمہ خارج کرادیا خارج کرتے وقت ہمارے لائق مجسٹریٹ ضلع مسٹر کالن صاحب بہادر نے آلارام ساگر اور دیگر دہرم سبہا والوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ ہم ہرگز ایسا نہیں چاہتے کہ اس قسم کے فحش اور گالیوں سے بہرے ہوئے اشتہار شائع کئے جاویں۔ کہ لٹھ تک چلنے کی نوبت پہونچے۔ اور بد امنی پیدا ہو۔ معزز شخصوں کا ایسے ذلیل کام کرنا بڑے شرم کی بات ہے اس پر پنڈت ہردیال تر بیدی وکیل نے کہا کہ اب آئندہ ہرگز ایسا نہوگا۔

افسوس کہ بریلی میں جو ڈاکٹر گوکل پرساد جی بتقریب رخصت چھ ماہ برائے معالجہ خود اپنے وطن میں گئے ہوئے تہے۔ اُن کا ۱۲۔۱۰ اگست سنہ ۱۱ء کو دیہانت ہوگیا۔ مرتک سنسکار ویدوکت ہوا۔ ستورات اور منشیوں کثرت سے شمشان بھومی میں ویدوکت سنسکار دیکھنے کے لئے ایک خاصہ ہجوم تہا۔ کوئی کسی قسم کی مخالفت نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی برادری کے بہی

بہت سے اصحاب ہمراہ تہے۔ پرماتما ڈاکٹر صاحب کے پس ماندگان کو شانتی پردان کریں۔

میرٹھ:۔ ۱۸۔ اگست کو بتقریب ستہاپن کرنے ہال آریہ سماج کے پہلے شام کو ہون یگیہ ہوا بعد از ان شانتی نرائین جی نے اُپاسنا کرائی ازاں بعد پہلے بابو پی۔ آر۔ سکرٹری کا اور اُن کے بعد جے رام جی شرما کے لیکچر ہوئے آخیر میں آرتی ہوکر کارروائی سماپت ہوئی

کوئٹہ (بلوچستان) آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۶۔۱۷ اور ۱۸۔ اگست کو بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ ۱۵۔ اگست کو نگر کیرتن ہوا جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ سب سالونکی نسبت زیادہ تر موثر تہا۔ ماسٹر آتمارام جی پنڈت دولت رام جی اور پنڈت بہگت رام جی کے اُپدیش اور دیاکہیان ہوئے۔ جنسے عام پبلک بہت ہی متاثر ہوئی۔ وگہن ڈالنے والوں نے دہرم چرچا کے وقت وگہن ہی ڈالنا چاہا۔ اور عام ہندوں کو آریہ سماج سے متنفر کرنا چاہا۔ لیکن اس میں وے ناکامیاب رہے اپیل پر ساڑہے اکیس ہزار (۲۱۵۰۰) روپیہ مختلف آریہ سماجک فنڈوں کے لئے چندہ ہوا۔

ڈنگہ آریہ سماج (ضلع گجرات) کے خزانچی لالہ کالو رام جی کے گہر ہون ہوا۔ ۵ روپیہ پرچار فنڈ کو ملا۔ اس سماج کے سابق سبہاسد لکہو رام جی کا دیہانت ہوگیا۔ یہہ مہاشے بڑے اُتساہی اور سدہانتو نسے واقف تہے۔ پرمیشور اُنکے سمبندہیوں کو شانتی پردان کرے۔ ۲۰ اگست کو حکیم فتح چند صاحب ایڈیٹر اخبار سورج پرکاش نے "برہمچریہ کی ضرورت اور آریہ سماج کی حالت" پر ایک لیکچر علوم سندر دیا

قادر آباد آریہ سماج (ضلع گجرات) کے منتری مہاشے بیلی رام جی سادہو نتیانند جی کو نمسترن دیتے ہیں یہہ قصبہ ہزار گہروں کا ہے۔ سب ہندو ہیں۔ دریائے چناب پر پر فضا جگہ واقع ہے۔ ۵۰ یا ۶۰ دیگر فرقوں کے سادہو یہاں پہلے سے رہتے ہیں۔

کنور حکم سنگھ جی اُپ پردہان آریہ پرتی ندہی سبہا پشچم اُتر دیش اودہ رئیس انگاہی ضلع متہرا کے بہتیجے رام سنگھ نے ایک اشتہار بنو پرساد اہیرگر سے اجمیر راجستہان میں چار ہیں دیکہا جنہیں درج تہا " چڑیا کی کلیا اس کلیا میں چڑیوں کے چگنے کا دانہ بہر کر پنجرے میں رکہتے ہیں تو ایک چڑیا خود بخود پیدا ہوکر دانہ چگنے لگتی ہے۔ قیمت ۱۲ " لڑکے نے جسکی عمر ۱۶ برس کی ہے کلیا منگانے کیلئے کارڈ لکہا فوراً ایک روپیہ کا ویلیو پے ایبل آگیا۔ کہولا گیا۔ تو ایک کلیا اور ایک کاغذ ملا۔ کاغذ پر لکہا تہا۔ کہ پنجرے میں پہلے چڑیا رکہدو۔ پہر دانہ بہر کر کلیا رکہدو رام سنگھ کی طرف سے " دغا " کی نالش دائر کیگئی بابو جوالا پرساد صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے اجلاس سے ملزم کو دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا ملی جسمیں سے دس مستغیث کو بطور معاوضہ دیا جانا قرار پایا۔ کنور حکم سنگھ جی نے ایک دہوکہ باز کو سزا دلوا کر بہت سے سادہ لوحوں کو آئندہ ایسے دغاباز کے دام فریب سے بچنے کا موقع دیا جسکے لئے کہ وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

ویدک آشرم کے دو برہمچاری مہابچنداب اُپدیشک مقرر ہوگئے ہیں۔

لالہ نند لعل جی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس دوابہ ہائی سکول کیرہ رتعلہ اور پہلور پرچار کراکے اب نوانشہر کی تحصیل میں پرچار کرا رہے ہیں۔ پنڈت گنیشدام جی اُپدیشک کیا مہاودیالے اُنکے ہمراہ ہیں۔ آشا ہے کہ معقول کام وہ اس عرصہ میں کریں گے

سادہو پرمانند نے نیپال کے وزیر خاندان کے ایک لڑکے رانا رورجنگ کو عیسائی ہونیسے بچایا تہا اب اُسے ساتھ لے کر نیپال چلے ہیں۔ جسکے لئے چندہ لاہور آریہ سماج کے سبہاسدوں سے کیا گیا ہے۔ نیپال کی آب و ہوا تو بہت دلفنگ سے بہری ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہاں کے آدمی متعصب بہت ہیں۔ میں سادہو جی کو صلاح دیتا ہوں کہ وہاں ویدک دہرم کا سندیس بڑی مٹھر بانی میں پہونچادیں۔

ستیہ دھرم پرچارک

پہلا اپیل کا مقدمہ

گواہ صفائی ملزمان - نمبر ۳

نظام الدین ولد شیخ ... ذات شیخ
... سال ساکن ... قصبہ ... کاتب - باقرار صالح
... لالہ منشی رام کا ملازم مطبع ست دھرم
پرچارک میں ہوں - وزیر چند کا اس اخبار
... کے Staff کے ساتھ کوئی تعلق
نہیں ہے - بستی رام محاسب ہے - اس کا
اخبار کے مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہے - یہ
... جات دستاویزات D. 91 و
D. 92 و D. 93 سب میری دستخطی
... وے مورخہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء
۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء و ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۰ء
...

بر سوالات جرح - وزیر چند آپ کا نوکر
... علیحدہ رہتا ہے - مطبع میں نہیں رہتا
... (گانو) ۲۰۰ کرم کے فاصلہ پر ہے -
... کو پرتی ندھی سبھا سے تنخواہ ملتی ہے
... اخبار کے لیے مضامین بھیجا کرتا ہے میں
نہیں کہہ سکتا کہ سال میں کتنی بار بھیجتا ہے -
بستی رام محاسب ہے - مجھے یاد نہیں ہے
کہ میں نے اس کا نام کبھی اسسٹنٹ مینیجر
کی حیثیت سے لکھا ہو - آریہ مسافر میگزین
... اسی مطبع میں چھپتا ہے - اس کا ایڈیٹر
وزیر چند ہے - لالہ منشی رام کا اس سے
کوئی تعلق نہیں ہے - میں حمد ... انکار ... وں

کی تحریر وں کو پہچان نہیں سکتا ہوں بعض
حالتوں میں مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے -
کہ اصل یا نقل میرے پاس بھیجی جاتی ہیں -
بیان ثانی نہیں ہوا -

گواہ نے سن کر صحیح تسلیم کیا - دستخط حاکم

گواہ صفائی ملزمان - نمبر ۴

رام داس ولد چندو لعل - کھتری - عمر
۲۰ برس ساکن بجواڑہ ضلع ہوشیارپور -

باقرار صالح

۲۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء کے ست دھرم پرچارک
کے مضمون کا ترجمہ میں نے کیا ہے - وہ
یہ دستاویز ڈی ۶ ہے - جملہ دستاویزات
ڈی نمبر ۴ و ۷ و ۹ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۰
و ۲۲ و ۲۳ و ۲۶ و ۲۸ و ۳۰ و ۳۳ و
۳۴ و ۳۷ و ۳۸ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۶ و ۴۹
و ۵۱ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۷ و ۵۹ و ۶۱ و
و ۶۲ و ۶۴ و ۶۶ و ۶۸ و ۷۰ و ۸۰ و ۸۳
کو میں نے ترجمہ کیا ہے - اور مطبع میں
پروف بھی میں نے ہی دیکھے ہیں - وے
انہیں مضامین کے ترجمہ ہیں - جن کے
کہ وے ظاہر ہوتے ہیں - اور سب صحیح
ترجمے ہیں - چھاپے کی چند ایک غلطیوں
کو میں نے درست کر دیا ہے

بر سوالات جرح جواب دیا - میں نے
ایف - اے کا امتحان پاس کیا ہوا ہے - اور
بی - اے تک پڑھا ہے - لیکن امتحان میں
داخل نہیں ہوا تھا - میں جلندھر چھاونی
آریہ سماج کا ممبر ہوں - لوگ سمجھتے ہیں -
کہ آریہ سماج کی دو پارٹیاں ہیں
مہاتما اور کلچرڈ - میں مہاتما پارٹی کی
طرف ہوں - جس کے لالہ منشی رام
لالہ رام بھجدت اور لالہ روشن لعل

ممبران ہیں - میں دو یا تین برس سے
ممبر ہوں - سرکاری طور پر مجھے ترجمہ
کرنے کا اتفاق نہیں ہوا - از بیان اردو
لیکھرام کے مرنے پر دونوں پارٹیوں کی صلح
ہو گئی تھی - لیکن بعد میں پھر علیحدہ علیحدہ
ہو گئے - باکرہ بیوگان کے بیاہ کی اجازت
ہے - مگر دوسریوں کی نہیں - جو مرد بیاہ
کے بعد اپنی بیوی کی مقاربت حاصل
کر چکے ہیں - اگر اُن کی بیویاں مر جائیں
تو وے عقد ثانی نہیں کر سکتے - بشرطیکہ
وے تین اعلیٰ ورنوں سے تعلق رکھتے
ہوں - لیکن دیگر ورنوں میں وے
بیاہ کر سکتے ہیں - آریہ لوگ اپنے تئیں
ہندو نہیں سمجھتے - اور اپنے آپ کو سناتنی
ہندوؤں سے علیحدہ سمجھتے ہیں - وے
خاص حالات میں مسلمانوں اور عیسائیوں
کے ساتھ کھا سکتے ہیں لیکن چماروں کے
ساتھ نہیں - جو کہ چمڑے کا کام کرتے
ہیں - میں عموماً مسلمانوں کے ساتھ نہیں
کھاتا ہوں - لیکن ایک مرتبہ اس طرح
کھایا ہے - میں نے چمار کے ہاتھ سے کبھی
نہیں کھایا - میں نے ایک مرتبہ ایک ہتیہ
کے ہاتھ سے کھایا ہے - جو آریہ تھا
نیوگ کرنا آریوں میں جائز ہے - نیوگ
سے مراد ہے - براہمن - کشتریہ - ویشیہ
میں سے کسی کی عورت مر جاوے - اور
بے اولاد ہو تو اولاً اُسے مجرد رہنے کی
کوشش کرنی چاہیے - اور کسی کا لڑکا گود
میں لے لینا چاہیے - لیکن اگر بالکل ہی
اُس سے نہ رہا جاوے اور نسل کا خاتمہ
ہوتا ہو - تو ایسی حالت میں کسی اور ایسے
حالات والے آدمی یا عورت سے شاستر
کے قاعدہ کے مطابق مجامعت کر کے

دو ایک ادلا دیہہ اکر سکتا ہے
میں جالندھر چھاونی میں کالی باڑی میں
رہتا ہوں۔ سبہا کے مکان میں نہیں رہتا
(زبان اردو)

گواہ نے سن کر درست تسلیم کیا
دستخط حاکم

وکیل ملزم پنڈت گوپی ناتھ پر مزید
جرح کی اجازت مانگتا ہے۔ گوپی ناتھ
کا وکیل عذر کرتا ہے۔ اور اسلئے میں
مجبوراً درخواست نامنظور کرتا ہوں
دستخط حاکم

نوٹ آخری: کریم بخش گواہ صفائی
کے بیان کیا تھا جو دستاویزات
پیش ہوئے تھے۔ اُن کی نقول اُسوقت
نہیں دی گئی تہیں۔ اب ناظرین کی
آگاہی کے لیئے یہاں درج کی جاتی ہیں

ترجمہ دستاویز D 95

اخبار عام آفس .. ..
۲۱ - مئی سنہ ۱۹۲۶ء . . . . .
میرے پیارے کریم بخش جی۔ مجھے آپ بہت عرصہ
سے نہیں ملے۔ میں نہیں جانتا کیا وجہ ہے
جس دن کا اقرار تہا۔ اُس دن میں نے
بہت عرصہ تک آپ کا انتظار کیا تہا لیکن
آپ تشریف نہیں لائے۔ براہ مہربانی
اطلاع دیجیے کہ آپ کا مزاج کیسا ہے۔
میرے ملتان اور شکارپور کو خط لکھے
بھیجے تہا۔ اور جواب آپ کے پتہ
سے منگائے ہیں۔ اگر آپ کے پاس
پہونچیں تو مجھے مطلع کریں

جی۔ این

نقل دستاویز D-96

از فیہ ہذا خاص شہر لاہور۔ خوبلہ شاہنواز
پاس کریم بخش کے پہونچے کر پنڈت گوپی ناتھ
کو ملے۔ مرسلہ موتی رام از کراچی Lahore
(نوٹ۔ اس جگہ کراچی کی ۲۷ - دسمبر ۱۹۲۵ء
اور لاہور کی ۲۹ - دسمبر ۱۹۲۵ء کی مہریں
ہیں)

مضمون خط

سدا تندرست اور سلامت رہئے
سلامت رہئے جی سلامت رہئے
مشفق لکھوں شفیق لکھوں دلربا لکھوں
مدت سے سوچتی ہوں کہ القاب کیا لکھوں

میری جان۔ میرے پیارے میں تجھ پر
ہوں قربان۔ تیری قربت حق سے مطلوب
ہے۔ تیری محبت سے ہر حال حالت
بہر حال حالت تیری خوب ہے۔ زبان ایک
اور ایک کلام۔ تمکو تجکو معلوم بعد از سلام

گذرتا ہے جیسا قلق میری جان
لکھوں کیا قلم کی ہے قاصر زبان
میں دن رات رہتی ہوں تیرے وبیان میں
نہ ہے جان میری گویا جان میں
نہیں ہوتا تیرے دل کو اثر
کہ ہوتی دل کو تو دل کی خبر
لاہور میں تیرا گذار ہوا
میرا دل جدائی سے پارہ ہوا
تیری جدائی کس کو منظور ہے
زمیں سخت اور آسمان دور ہے
خط تو میں نے روانہ کیے
تسلی کی خاطر بہانہ کیے
تصور تیرا مجکو دن رات ہے
کہ المکتوب ایہ نصف ملاقات ہے

جناب عالی یہ کیا وجہ کہ اس کنیز نے پہلے

ایک مفصل خط خدمت اقدس میں روانہ
کیا۔ مگر جواب سے محروم ہوں۔ میرے
خیال یہہ اور آپ کے خیال یہہ۔ افسوس
صد افسوس۔ میری حالت یہہ کہ میں
کہے لکھنے سے بھی عاجز ہوں۔ شعر

دہ کب خاطر میں لاتا ہے میرے آزردہ دل کو
یہہ سن رکھا ہے ظالم نے پنہاں دل کب کا

میرے پیارے۔ میری حالت آپ کی
جدائی میں بالکل ابتر ہے۔ اور اتنا
نچلی ہے آپ کے تڑپتی ہوں۔ مگر خیریت
یہہ میری جان یہہ یاد رکھنا اور اس
میری عرض کو خوب خیال رکھنا۔ شعر

تیری تیا دل کی قسم ہے اے یار مر جائینگے ہم
سر کو اپنے در تیرے سے مار مر جائینگے ہم

مجکو میری جان ہمیشہ دہو کی دیتے ہو شعر
جانتے ہو آپ سا دم بازی جان باز دل کی ذرا
دم سے سمجھا جاؤ گے جب اپنا دم دیدینگے ہم

میری حضور میری کو دن رات آپکی خیال
میں اسقدر وہیان رہتا ہے ایک ایک
دن اور ایک ایک رات سال سال کا گذرتا ہے شعر

شب دردِ غم یوں بسر ہو گئی ہے
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی ہے

دیگر

کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے
کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے
ہماری یہہ شب ہے کیسی خدایا
نہ روتے کٹے ہے نہ سوتے کٹے ہے

برائے مہربانی اگر روزمرہ خط نہیں تحریر
کرسکتے تو ہفتہ وار روانہ کیا کریں
تاکہ اس دل بیکس کو اطمینان رہے شعر

خط وکتابت کا چرچہ رہے گا
تو دل میرا پرچے سے پرچا رہیگا

دیگر جو آپ نے ارقام فرمایا تہا کہ تم

کب تک آؤ گی۔ سو جناب سن عرصہ ایک ماہ تک قدمبوس ہوں گی۔ بخدمت میاں کریم بخش سلام برسد۔

از طرف پیاری جان و منیا و شامیان و تاج بیگم و محبوب سلطان و خانم سلام برسد۔ و از طرف والدہ صاحبہ پیار از طرف گاموں دست بستہ والسلام

جواب جلدی روانہ کریں۔

الراقم موتی جان از کراچی شہر

صیغہ عدالت

کاغذ پھٹا ہوا ہے

اور اپنا پتہ پختہ لکھنا۔ اور دروازہ کا پتہ لکھو۔

(بر صفحہ دوم)

جدائی آتشِ تیز است بسوز و دلِ جانرا
خدا ہرگز نصیب کس نسازد داغ ہجرانرا

میری جان میرا خیال آپ کی سفارتت سے بالکل پریشان رہتا ہے۔ اور دل اوداس وہ کون دن خدا نصیب کریگا۔ کہ آپ کا دیدار نصیب ہوگا۔

اور آپ کی چھاتی سے چھاتی لگاؤنگی شعر

میرا دل ورد کرتا ہے شتابی کچھ دوا بھیجو
دوا کے پرزہ کا غذ۔ اوپر تعویذ لکھا بھیجو

قصہ میرے حال زار کا طویل ہے۔ اور دل جدائی آپ کی سے ازبس علیل ہے جس کا بیان صفحہ قرطاس پر آنا محال ہے اسلئے ختم کرتی ہوں۔ والسلام۔

الراقم

موتی رام

واضح ہو کہ حسب گفتہ فرستندہ لکھا گیا ہے۔ مکتوب بہ برائے مہربانی کاتب پر نظر لعنہ فرمادیں،،

ترجمہ دستاویز D97

معرفت شانتی دھرم سبھا ملتان شہر
۲۲- جولائی سنہ ۱۸۹۱ ع

میرے پیارے کریم بخش جی۔

میں یہاں آج صبح کو پہونچا۔ اور امید کرتا ہوں کہ اگلے ایتوار یا سوموار کو لاہور پہونچونگا۔ جس کی کہ میں آپ کو اطلاع دوں گا۔ کل میں امید کرتا ہوں۔ کہ کچھ روپیہ تمہیں بیٹھک وغیرہ کرایہ پر لینے کے لئے بھیجونگا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کی مہربانی سے میں پہونچتے ہی اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گا۔ آپ کو اور محمد بخش کو سلام

آپ کا صادق
پنڈت گوپی ناتھ

نقل دستاویز D98

ڈیئر گوپی ناتھ صاحب

چونکہ میں گھر پر نہ تہا۔ اسلئے ملاقات سے محروم رہا۔ لیکن پیغام (Understood) کو سمجھ لیا تہا۔ تاہم۔ مفصل ذیل باتوں کا جواب جلدی روانہ کرئے۔

(۱) مکان معشوقہ پر ہوگی۔ یا اُس کو اپنے پر بلوایا جاوے۔ تیاری مقدم ہے۔

(۲) وسکی شراب کی ایک بوتل ہو۔ یا نصف ½ تم دونوں کے لئے کافی ہوگی۔

(۳) کباب (Beef) ہوں یا (Mutton) (مراد اس سے) اسے سابق جلسہ میں (Beef) جو تیار کرائے گئی تہے۔ مجھ کو تو بہاتے نہیں۔ البتہ آپ کو وہ ہی زیادہ مرغوب ہیں۔ لیکن اس جلسے میں موقوفی کباب ہی مناسب ہے

مسٹر کوی بیز
15/1/93

مگر مکان کے نسبت رائے قطعی دیجئے چندہ ماہوار معلوم۔ برابر ادا کر اسکو۔ تو وہ کرایہ پر ایک لے سکتا ہوں۔ کیونکہ میں تنہا اپنا نامناسب خیال کرتا ہوں

کسی
15/1/93

پشت خط

جواب نمبر (۱)

(۱) مکان چاہے اسکا ہو یا اپنا۔ بالکل آپ کی رائے پر ... جہاں خطرہ اگ کم۔ اور حفاظت زیادہ وہی مناسب ہے آج کے لئے بالکل تیار خود کو سمجھتا ہوں ::

جواب نمبر ۲ کا ½ نصف کافی ہے ::

دودہ۔ بادام۔ پہل وغیرہ کا بندوبست کافی ہوگا۔

Smoke کا ہی

چندہ ماہوار مجھے بالکل منظور ہے۔ یہ تو واقعات پر مبنی رہیگا۔ میں مکان کو کب اور کتنے عرصہ پر استعمال کرنے کا موقعہ پاؤں۔ لیکن چندہ میں ہرگز توقف نہوگا، یقین جانئے میں کبھی اسمیں نقصان نہ آنے دونگی

پیارا منا
15/1/93

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ہمارے معزز ڈاکٹر مہرچند راسعے بہادر سینیئر اسسٹنٹ سرجن شفا خانہ صدر امرتسر کے فرزند ارجمند مہاشہ لبھو رام صاحب جو کہ ایک مشہور اور ورڈ تھہ آریہ ہیں عرصہ تقریباً ڈھائی سال سے بغرض حصول تعلیم ڈاکٹری ولائیت (اڈنبرا) تشریف لے گئے ہیں۔ اُن کی دہرم پتنی بھی اُن کے ہمراہ ہیں۔ منشی عزیز احمد صاحب لکھنوی جو عرصہ دراز سے ولائیت میں رہتے ہیں۔ اور ... گا سگو میں قیام رکھتے ہیں۔ لالہ لبھو رام صاحب کو اڈنبرا میں ملے۔ چنانچہ منشی صاحب معروف نے مہاشہ لبھو رام صاحب اور اُن کی دہرم پتنی کی نسبت ایک مضمون بعنوان "عالم نسوان" اخبار وطن لاہور میں دیا ہے۔ جو مضمون اخبار وطن کے ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچہ میں نکلا ہے۔ یہ مضمون جس حد تک لالہ لبھو رام صاحب اور اُن کی دہرم پتنی کے متعلق ہے۔ وہ عام لوگوں کی اطلاع کے لئے عموماً اور آریہ پبلک کی آگاہی کے لئے خصوصاً تحریر کیا جاتا ہے

راقم شام لال اُپ منتری آریہ سماج انبیسر

از اخبار وطن لاہور مطبوعہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

عالم نسوان
مرقومہ منشی عزیز احمد صدیقی

امرتسر کے مسٹر لابو رام صاحب اڈنبرہ میں معہ اپنی بیوی کے تشریف رکھتے ہیں۔ اُن کی ایک لڑکی ہے جو ۸ مہینے ہوئے اڈنبرا میں پیدا ہوئی لابو رام صاحب نہایت حسین آرین قوم کے عمدہ نمونہ ہیں۔ اور اُن کی بیوی کی جہاں تک تعریف کی جاوے کم ہے۔ برٹالی عورات کیا بلکہ اسلامی مستورات کے لئے بھی قابل تقلید نمونہ ہیں۔ زنان ہند کی بابت "پردہ عصمت" وغیرہ بیہودہ بحث کیا کرتے ہیں۔ قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر پردہ عصمت وغیرہ میں لابو رام صاحب کی ایسی بیگم۔ ان کے والد ایسی ہمت ہوتی۔ تو ناحق مردان ہند اتنے ورق زنانہ تقریروں سے سیاہ نہ کرتے مسز لابو رام کے سب مداح ہیں۔ خواہ سفید خواہ سیاہ۔ ان دونوں خاوند بیوی نے ہند کی عزت اڈنبرا میں اسقدر بڑہائی۔ کہ ہزار کانگرس والے ہزار برس کی تقریر سے نہ کر سکیں۔ لابو رام صاحب امرتسری کے گھر میں ہم کو ملے ... صاحب از جھنگ پنجاب اور ڈاکٹر دت بنگالی۔ پروفیسر مارٹن صاحب۔ مجھے لابو رام صاحب کے گھر لیگئے تھے۔ ہم سب نے اِس ہندی گھر میں غلام پہلوان امرتسری کی روح پر درود پڑھا۔

ہندی فضلاء اور اُن کی بیویوں کی عزت اے بیاہے ہوئے طلباء ہند تنہا ولائیت آؤ۔ اپنی حسین اور نیک بیویوں کو ولائیت اور جاپان لے جاؤ۔ اور جس طور مسز لابو رام انگلش اور سب علوم زبان فرنگ سے سیکھ رہی ہیں۔ تم بھی اپنی بیویوں کو سکھلاؤ۔ اپنی ماں کے دودہ کا حق ادا کرو۔ عورت کو گھر میں بند کر کے بدمعاشی نہ کرنے دیں

اے مردان ہند۔ تمہاری مردانگی دیکھ چکے۔ اب بس کیجئے۔ لشکر کی سرداری اب چاند بی بی کو دو۔ اور گھر کی سلطنت رضیہ کو۔ دختر کشی ترک کرو۔ اور عورات کی جہالت پر نفرین کرو

گروکل کی اصول جاری ہو رہے ہیں

اِطلاع بھی کی کولا پور ریاست میں دیکھئے راجہ صاحب مشہور راجہ شیواجی کے خاندان سے ہیں۔ ایک اخبار سمرتھ نام سے نکلا کرتا ہے۔ اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس کولاپور کے نزدیک ایک ستھان سنکیشور کا ہے وہاں شنکراچاریہ جی کا ایک مشہور مٹھ ہے جہاں سے پانچ میل فاصلہ پر جنگل میں چند مہاشہ لوگوں نے ایک ہائی سکول مع بورڈنگ کے قائم کیا ہے۔ اسمیں ابتدا سے بچوں کو مرہٹی کے لڑکوں کو سنسکرت شروع کرا دی ہے۔ اور اُسکے ساتھ انگریزی تعلیم دیجاتی ہے۔ ۸ و ۹ سال میں لڑکا انٹرنس میں شریک ہوگا۔ اور دہرم شکشا بھی دیجاویگی۔ اس ہائی سکول کے دیکھنے کیلئے سوامی شنکراچاریہ مہاراج مٹھ سنکیشور وہاں تشریف لیگئے تھے۔ بہت سنتشٹ ہوکر وعدہ فرمایا ہے کہ مٹھ سے کچھ مدد ملیگی۔

اخبار نیٹو اوپینین بمبئی سے معلوم ہوا کہ احاطہ مذکور کے ضلع دہارواڑ کے پاس مہاتمے گنگا دہر راؤ پاٹھک وکیل ڈسٹرکٹ دہارواڑ کے اُدیوگ سے ایک خالص سنسکرت وید پاٹھ شالا ستھاپن ہوا ہے۔ اٹھارہ ہزار کی لاگت سے مندر بھی بن چکا ہے ۱۲ لڑکے پڑھ رہے ہیں۔ بالفعل کا دیہ کی پڑھائی ہو رہی ہے۔ عنقریب بورڈنگ شامل کرنیوالے ہیں۔ دیکھئے رشی دیانند جی کے اصول آہستہ آہستہ جڑ پکڑ رہے ہیں۔ گروکل

جلد ۱۲ | مطبوعہ ۲۲ بھادوں سمت ۱۹۵۸ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۰۱ء شکروار جالندھر شہر | نمبر ۲۲

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ جب تک میں نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا تب تک تو بہت سے مسلمان میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے۔ لیکن جب سے خدا کی طرف سے دعوی کر رہا ہوں تب سے مخالفت ہو رہی ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ میرے دشمن نہیں بلکہ خدا کے دشمن ہیں یہ تو وہی دلیل ہے۔ جیسے کوئی ڈپٹی کہے کہ جب تک میں محض ڈپٹی اپنے آپ کو بتاتا تب تک لوگ میری مخالفت کرتے ہیں۔ یہ لوگ میرے دشمن نہیں ہیں بلکہ شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے دشمن ہیں بابائی مرزا صاحب! مسلمان خدا کے دشمن نہیں ہیں بلکہ آپ کے دعوی کفر کے دشمن ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میری دیوار کے مقدمہ کی خبر خود حضرت محمد صاحب دے چکے ہیں آپ قرآن اور حدیث کو بھی دیوان حافظ کا فال بنانا چاہتے ہیں۔

مقدمہ والی دیوار کے گرنے پر جو میرزائیوں نے بغلیں بجائی ہیں اس سے ان کا اوچھا پن ظاہر ہوتا ہے

جبرالٹر میں محکمہ ڈاکخانہ کی افسر ایک عورت ہے جو عہدہ اُسے دس برسوں سے حاصل ہے تنخواہ سالانہ تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے

ہمعصر ٹریبون کا خیال ہی یہی ہے کہ جس حالت میں کہ کانگرس کی بناوٹ انڈیا میں ہی مضبوط نہیں ہے تو اب لندن میں بیجانا ایک وہم ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کوئی تنخواہ دار ایجنٹ اعلی حیثیت کا ہندوستانی لندن میں مقرر کیا جاوے

بہ دو وزیروں مصیبت ایک ہی آگئے پر گویاں چلا ہیں

جن سے مسٹر ٹیمپسن اپنکٹر ڈاکخانجات اور تحصیلدار پسرور کا کی زخمی ہے۔

بنگال کی نئی زمیندارونکی کمیٹی میں گو اور بڑے بڑے روساء و مہاراجگان شریک ہوگئے ہیں۔ تاہم مہاراجہ دربھنگا ان میں شامل نہیں ہوئے۔ بنگال کے لاٹ صاحب بہادر نے دونوں فریق کو بلا کر اس پھوٹ کو دور کر کے اکٹھے ہو جانے کے لئے سمجھایا ہے۔

فرانس اور سلطان روم میں ہی کچھ جھگڑے کے آثار ہیں

حیدرآباد دکن کے سر وقار الامرا وزارت سے علیحدہ ہو گئے اور ان کی جگہ مہاراجہ کشن پرشاد پیشکار وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ گو ہند کا مسلمانی ریاست میں وزیر ہونا ہندوؤں کے لئے باعث خوشی ہوگا۔ لیکن جنہیں اصل حالات معلوم ہیں وے اسے ہندوؤں کے لئے فخر کی بات نہیں سمجھتی

جنگ جنوبی افریقہ میں ۱۲۔ اگست سے ۲۲۔ اگست تک دو لفٹننٹ مارے گئے۔ اور ایک لفٹنٹ کرنل ایک میجر ۳ کپتان اور چھ لفٹنٹ زخمی ہوئے

مسٹر پال کروگر نے ڈیلی ٹیلیگراف اخبار کے نامہ نگار سے عند الدر یافت ظاہر کیا۔ کہ یہ غلط ہے۔ کہ بوئیر لوگ بے قاعدہ لڑتے ہیں۔ انہوں نے ظاہر کیا کہ لارڈ کچنر کے اعلان سے مخالفت بڑھ جائیگی۔ لارڈ کچنر کی تاروں سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ بوئیر جنرلوں نے لارڈ کچنر کے اعلان کے جواب میں دیگر اعلان دئے ہیں۔ نیز معلوم ہوتا ہے۔ کہ پال کروگر کی رائے ٹھیک ہے۔ بوئیر بجائے اطلاق سے دبنے کے زیادہ دھاوے کر رہے ہیں۔ ایک دستہ سرکاری پر بوئیر جا پڑے اور گو پیچھے ہٹائے گئے لیکن ۷ کو قتل اور ۲۲ کو زخمی کر گئے۔ کیپ میں بھی یورش کا شور رہا ہے۔ بوئیروں کی مستعدی پر گویا لارڈ کچنر کے اعلان نے کوڑے کا کام کیا

کشنا کا پھل بڑا میٹھا ہی

جب وقت پنڈت گوپی ناتھ کی طرف سے مجھ پر ازالہ حیثیت عرفی کی فوجداری نالش دائر تھی۔ اس وقت جہاں اخبار ٹریبیون میں ایک دو خطوط مصالحت وغیرہ کی نسبت نکلے۔ وہاں ایک دو اخبار نویسوں نے کشنا اور معافی وغیرہ کے اپنے ایڈیشوں کو سرفراز بنانے کے لئے یہ لکھ دیا۔ کہ پنڈت گوپی ناتھ مجھے قید کرانا چاہتے ہیں۔ اور میں پنڈت گوپی ناتھ کو قید کرانا چاہتا ہوں یہ امر گو صریح خلاف واقع تھا۔ کیونکہ میری ذات کی طرف سے پنڈت گوپی ناتھ پر کوئی مقدمہ دائر نہ تھا۔ اور نہ ہی ان مقدمات کی دائری کے میں حق میں تھا۔ جو کہ لالہ سومناتھ اور مہاتمے اندرچند رد پڑ نواسی کی طرف سے دائر کئے گئے تھے۔ تاہم میں نے ایسی خلاف واقع تحریروں کا نوٹس لینا مناسب نہ سمجھا لیکن اب چونکہ میرا مقدمہ ختم ہو گیا ہے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ دو پر ٹ کے مقدمات کا بھی مختصر ذکر کر دوں۔ کیونکہ اُن کا بھی

خاتمہ ۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

کو ہو گیا ہے۔ یہ تین مقدمات تھے دو استغاثہ جات تو لالہ سومناتھ جی کی طرف سے تھے جن میں سے پہلے میں ایک شخص سیتا رام جینی مستغاث علیہ تھا

اور دوسرے میں سناتن دھرم
سبھا روپڑ کے منتری اور اُپ منتری
ملزمان تھے۔ ستیارام نے اپنا مضمون
ایک جین اخبار میں چھپوایا تھا۔ اور
سناتن دھرمیوں نے اپنا مضمون
پنڈت گوپی ناتھ کے سناتن دھرم
گزٹ میں چھپوایا تھا۔

تینوں مقدمات کی تاریخ پیشی ۳۔ ستمبر
سنہ ۱۹۰۱ء بہ محکمہ سردار گلاب سنگھ
صاحب مجسٹریٹ درجہ اول مقرر
تھی۔ ستیارام، جینی عرصہ سے
منت خوشامد کر رہا تھا۔ اس تاریخ
پر اُس نے حسب ذیل معافی نامہ
تحریری عدالت میں پیش کیا
جس پر لالہ سومناتھ جی نے
اُسے معافی دے دی اور وہ
بیچارہ [illegible] سماج کا دھنیواد
کرتا ہوا اُسی وقت اپنے
گھر کو روانہ ہو گیا۔

نقل معافی نامہ

جو چٹھی بعنوان "دیانندی
شگوفہ" مجھ ستیا رام نے
اخبار "جین دھرم شراوک"
میں لالہ سومناتھ پردھان
آریہ سماج روپڑ کے برخلاف
چھپوائی تھی۔ مجھے اب
افسوس سے لکھنا پڑتا ہے
کہ اُس میں ہتک
آمیز خلاف واقع ......
باتیں درج ہو گئی تھیں۔
جن سے اُن کو سخت نقصان
پہونچا۔ اس وجہ سے میں
بڑے ادب سے لالہ سومناتھ
سے معافی مانگتا ہوں۔ میں
لالہ صاحب کی سوشیل حالات
کے لحاظ سے ویسی ہی عزت
کرتا ہوں جیسا کہ اُس چٹھی
چھپوانے سے پیشتر کرتا تھا

میں اُن کو ہرگز
برادری سے خارج نہیں
سمجھتا۔ اُن کے حقوق
عام آدمیوں کے ساتھ
ویسے ہی سمجھتا ہوں جو کہ سابق
میں تھے۔ مجھے آریہ لوگوں
سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ عام
لوگوں کی اطلاع کے واسطے
یہ معافی نامہ اخبار "ستیہ
دھرم پرچارک جلندھر"
اور "اخبار پنجاب سماچار
لاہور" میں اور "جین دھرم
شراوک" لاہور میں شائع
کراتا ہوں۔

اس طرح پر ایک مقدمہ تو
داخل دفتر ہوا۔ باقی رہا دوسرا
مقدمہ از جانب لالہ سومناتھ
جی۔ اور تیسرا مقدمہ مہاشے ر
اندر چندر کی طرف سے تھا
جس میں علاوہ منتری اور اُپ
منتری روپڑ دھرم سبھا
کے پنڈت گوپی ناتھ
بھی ملزم تھا۔ ان ہر دو مقدمات
میں ملزمان نے عذر کیا۔ کہ چونکہ
ان کا وکیل ایک دوسرے
مقدمہ میں حاضر ہے۔ اور جلندھر
میں اُن کا اور کوئی وکیل نہیں
ہوتا۔ اس لیے شہادت
شروع نہ ہو سکے۔ بلکہ اُن
کو مہلت دی جاوے۔ استغاثہ
کی طرف سے رائے زادہ
بھگت رام صاحب بیرسٹر حاضر
تھے جنہوں نے بتلایا کہ اگر
ملزمان کافی فیس دیں۔ تو
جالندھر میں کئی وکلا پیروی
کرنے کو تیار ہیں۔ اور ساتھ
ہی عذر کیا۔ کہ اگر ملزمان
کی درخواست منظور ہو تو
گواہان استغاثہ کا ہرجانہ اُن
سے دلایا جاوے۔ صاحب
مجسٹریٹ نے بحضور صاحب کلکٹر
ضلع رپورٹ کر دی۔ کہ یا تو
مقدمہ میرے روبرو بمقام بنگہ
پیش ہوا کرے۔ اور یا کسی
اور مجسٹریٹ کے بھیجا جاوے
(واضح رہے۔ کہ سردار گلاب سنگھ
صاحب پلیگ ڈیوٹی پر بنگہ میں
میں کام کرتے ہیں) صاحب
مجسٹریٹ نے بجائے بنگہ میں
تحقیقات کی اجازت دینے کے
مقدمہ کو بہ محکمہ سردار
صاحب کابلی مجسٹریٹ درجہ
اول کے بھیج دیا۔
سردار صاحب موصوف کے
اجلاس میں فریقین ۲۔ ستمبر

سنہ ۱۹۰۱ کو حاضر ہوئے۔ استغاثہ کی طرف سے مسٹر بھگت رام صاحب بیرسٹر۔ اور لالہ بدری داس صاحب ایم۔ اے۔ و لالہ جیشٹھا نند صاحب بی۔ اے پلیڈران حاضر تھے۔ اور ملزمان کی طرف سے لالہ شیو چرن داس صاحب بی۔ اے وکیل پیروکار تھے صاحب مجسٹریٹ نے استغاثہ سُن کر فریقین سے اُن کے عقائد کی نسبت دریافت کیا استغاثہ کی طرف سے لالہ بدری داس صاحب ایم۔ اے نے بیان کیا۔ کہ ایک پرمیشور کی عبادت ویدوں کے الہام کا اقبال اور نیک اعمال۔ یہ آریہ سماج کے عقائد کا اختصار ہے۔ جب ملزمان سے دریافت کیا گیا۔ تو پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے بتلایا۔ کہ خدا و ملائکے کو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ لیکن ہم لوگ پیر پیغمبر اولیا اور اوتاروں کو بھی مانتے ہیں زیارت گاہوں اور تیرتھوں کے بھی قائل ہیں۔ مردہ بزرگوں کے نام پر خیرات کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس جگہ پنڈت صاحب کے اپنے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ تقریباً استعمال کیے گئے ہیں اس پر جب بت پرستی کی نسبت دریافت ہوا۔ تو پنڈت صاحب نے بیان کیا۔ کہ ہم لوگ بتوں کو خدا نہیں مانتے۔ بلکہ ان میں خدا کا جلوہ مانتے ہیں۔ اس پر سردار صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ لوگ تو سب چیزوں میں اس کا جلوہ مانتے ہیں۔ پنڈت گوپی ناتھ کے اثبات میں جواب دینے پر سردار صاحب نے پوچھا۔ کہ تو پھر کیا جماروں میں اس کا جلوہ نہیں ہے؟" جب پنڈت صاحب خاموش ہوئے۔ تو عدالت کی طرف سے کہا گیا کہ شریفوں کا کام منہ نہیں ہے۔ کیوں نہیں راضی نامہ ہو جاتا۔ لالہ بھگت رام صاحب نے بتلایا۔ کہ جب ایک ملزم نے معافی مانگی تھی اُسے کل ہی معافی دیدی گئی۔ اس پر صاحب مجسٹریٹ نے ملزمان کو کہا۔ کہ اگر راضی نامہ کے لئے کوشش کرنا ہو تو مہلت مل سکتی ہے ورنہ مقدمہ چلے گا اب ملزمان کی باہمی سرگوشیاں ہونے لگیں۔ اور آخرکار قرار پایا۔ کہ خرچہ مقدمہ دینے کے علاوہ ملزم معافی نامجات پیش کر دیں: تو ہر دو مستغیث راضینامہ داخل کر دیں۔ چنانچہ اُسیوقت ملزمان کی طرف سے معافی نامہ اور

مبلغ یکصد روپیہ سے زیادہ بطور ہرجہ خرچہ مقدمہ

پیش کیا گیا۔ اور ہر دو مقدمات میں مستغیثان کی طرف سے راضی نامہ داخل ہو گیا۔ اس طرح پر کُل مقدمات کا آخرکار خاتمہ ہو گیا۔

جو لوگ وقت بے وقت کشما اور دیا اور عفو وغیرہ کا زبانی اُپدیش دوسروں کے لئے دیا کرتے ہیں اور اپنے سُدھرتی کی رکشا کے لئے جو پرشارتھ آریہ پرش کیا کرتے ہیں۔ اُن کے لئے آریہ سماج کے ممبروں کو مطعون کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اس سے بڑھ کر کشما کا بہاؤ آن کل کی دیگر مذہبی سوسائٹیوں کے لیڈروں میں دکھلا[illegible] ہیں۔

جہاں تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ عجز سے پُر مسیح کے واعظوں نے اپنے مذہب کی ہتک کے بدلے ایک ہندو کو قید کرایا تھا وہاں آریہ سماج کا یہ عمل بڑے غور کا مستحق ہے۔

میرے ناظرین میں سے جنہوں نے رہ چڑھ کے حالات پڑھے تھے انہیں معلوم ہو گا۔ کہ کس طرح پر ربیتیوں سے تنگ آ کر مجبوراً لالہ سوما نند جی عدالت تک پہونچے تھے۔ جن لوگوں نے جتھا کر کے پانی تک بند کر دیا تھا جنہوں نے حجام وغیرہ تو روکنا کیا ہوا تھا کو بھی برادری خارج

کو بھنے دلا کر آریوں کے گھروں
کو بیساکھ اور جیٹھ کی سخت
تپش کے دنوں میں بے آب
کر رکھا ہو۔ جنہوں نے آریوں
کے بچوں بچیوں کو پانی کے لئے ترستے
دیکھ کر بھی اُن کی دردناک
آوازوں پر کچھ توجہ نہ
کی ہو۔ اور سنگدل ہو کر
انہیں ایک ایک چلو پانی
کے لئے ترسایا ہو۔ جن لوگوں
نے کہ دھرم کے کاموں کو
دھرم سمجھ کر دھرماتما لوگوں
کے ہر کام میں وگھن ڈالنے
کی کوشش کی ہو۔ اُن کے
ہاتھ آنے پر بھی انہیں چھوڑ
دینا معمولی آدمیوں کا کام
نہیں ہے۔

لیکن ہم کون ہیں [illegible] دشمنی کریں!!
جس پرماتما نے مجھے اور میرے
ساتھی ممبروں کو بل دیا تھا
کہ بار بار سخت سے سخت چوٹیں
برداشت کرنے کے بھی اُف نہ
کریں۔ اور تمام سختیوں کو
جھیلتے ہوئے بھی سچائی کو پبلک
کے روبرو لانے کے لئے پرارتھنا
کریں۔ اُسی پرماتما نے لالہ [illegible]
اور مہاشے اندر چندر کو طاقت
دی کہ دے اپنے تمام دکھوں
کو بھول کر اپنے گزشتہ دشمنوں
کے معافی مانگتے ہی اُن کو
اپنے بھائی سمجھ کر معاف کر دیں
اور اب چند ایک الفاظ میں
پنچ جنہ وعاہیوں کی خدمت

میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ
لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ آریہ
سماج کو تکلیف پہونچانے اور
اُسے ذلیل کرنے کا کام پہلے
پہل۔ سناتن دھرم سبھاؤں
کی طرف سے شروع ہوا ہے
آریہ سماج نے اپنی پیدائش
کے دن سے ہی کسی پر پہلے
حملہ شروع نہیں کیا۔ ہاں اپنی
حفاظت کے لئے اس نے ہمیشہ
پرشارتھ سے کام کیا ہے۔ لیکن کیا آپ نے
کبھی اپنے دل سے یہ پرشن کیا ہے کہ آریہ سماج
اور اُسکے سبھاسدوں کو اپنی حفاظت کے لئے
کام کرنیکی کیوں ضرورت پڑتی ہے۔ اپنے دلونکے
اندر گھسکر پوچھئے تو آپکو جواب ملیگا۔ کہ جن
ویدوں اور شاستروں کی آپ محض زبانی عزت
کرتے ہیں۔ جس ورن آشرم دھرم کا کہ آپ
محض زبانی اقبال کرتے ہیں اُنکو عملی طور پر پھیلانے
کی کوشش میں آریہ سماج پر چاروں طرف سے حملے
ہو رہے ہیں۔ سوا انہی لوگ آپکو اپنے سچے دوستوں
اور بہی خواہوں سے اسلئے ناراض کرا رہے ہیں
کہ آریہ سماج کی آواز سنتے ہی آپ اُنکے بول واقف ہو جاویں
اے میرے ہندو بھائیو! آپ یقین جانو کہ آریہ
سماج کو آپکے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اسکو ان برائیوں
سے دشمنی ہے جوکہ آپکے اور ہم سبکے اندر پھیلکر ہمارے
قومی مندر کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ اور
یہ انہیں برائیوں کا نتیجہ ہے کہ جو لوگ معمولی اخلاق
سے بھی بے بہرہ ہیں اور بڑے سے بڑے پاپوں
میں خفیہ طور پر لپٹے ہوئے ہیں آپکو دھرماتما
اور شریف ظاہر کرتے ہیں۔ وہ آپکے لیڈر اور
رہنما بنے ہوئے ہیں۔ بُرے اور بھلے دونوں
طرح کے آدمی کس مذہب اور فرقے کے اندر
نہیں پائے جاتے؟ مسلمان اور عیسائی۔ برھمو اور آریہ

ہندو اور جینی۔ کوئی بھی سنگھٹن یا سماج بُرے آدمیوں سے
خالی نہیں ہے۔ لیکن اگر ان جماعتوں کے لیڈر پاپی
اور دُشٹ آتما ہوں تو پھر ان کی آئندہ بہبودی
کی امید کیا ہو سکتی ہے۔ جو کہ ایک ہی ادیشیہ
ہر ایک مذہبی بناوٹ کا ہوا کرتا ہے۔

آریہ سماج کے ممبروں نے اگر مجبور ہو کر
کسی گرے ہوئے بھائی کی اصلیت کو ظاہر
کیا ہے۔ تو اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں
ہے۔ کہ گرے ہوئے کو اور گرایا جاوے
یا اُس سے کسی قسم کے بدلے کا خیال ہو۔
آریہ سماج کا اُدیشیہ یہ رہا ہے۔ کہ کسی بھی
مذہبی سوسائٹی کے راہبر بدچلن نہوں۔ تاکہ اُنکا
پر جو پر اثر بھاؤ کیا تھا وہ دھرم کے وچار ہو سکے
اور انسان آخرکار راستی کی تلاش میں کامیاب ہو سکیں
آریہ سماج کے ممبروں کی خدمت میں بھی ایک اور
التماس باقی ہے۔ دھرم کے راستے پر چلنے ہوئے جسقدر
کشٹ ملتے ہیں وہ دھرم کے پیاروں کے لئے بطور اُس
ورزش کے ہوا کرتے ہیں۔ جو کہ آخرکار پہلوان بنانے
میں کامیاب ہوتی ہے۔ آپ لوگ ان تکلیفوں کو
اپنے لئے ایشور کی دیا کا نشان سمجھتے ہوئے
اپنی سہن شیلتا کی طاقت کو بڑھانے جاویں
تاکہ اُس مہان اُدیشیہ کو پورن کرنے کے
قابل بن سکو۔ جو کہ رشی دیانند
نے تمہارے سپرد کیا تھا۔

اُپدیش

य एकोऽवर्णो बहुधा शक्तियोगाद्वर्णाननेकान्निहितार्थो दधाति । वि चैति चान्ते विश्वमादौ स देवः स नो बुद्ध्या शुभया संयुनक्तु ॥

دُنیا کے بندے - متوں اور متانتروں کے غلام - اپنا اپنا پرمیشور جُدا جُدا ہی رچ بیٹھتے ہیں۔ کوئی اُسے ایک قوم کا پیارا بتاتا اور کوئی اُسے کسی خاص شخص کا طرفدار تبلاتا ہے۔ اِس اندھیر چودس کو دیکھ کر امر حق کا متلاشی دوبدہا میں پڑجاتا ہے اور پرماتما کی پراپتی کو ایک اسمبھو بات سمجھ کر ہر طرح کی جستجو سے بری ہو کر پرشارتھ کو ہاتھ سے دینے کے لئے طیار ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب دُنیا کے تمام دھندوں سے اُداس ہو کر انسان اپنے اندر کی گہرائی میں غوطہ لگاتا ہے۔ تب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پرمیشور ایک ہی ہے۔ اور اسلئے اُس کی نسبت شُبہ پڑنا مشکل ہے۔ مت متانتروں کے ابھانی خواہ کتنا ہی اُسے اپنے کلپت (فرضی) گنوں کے اندر چھپانے کی کوشش کیوں نہ کریں۔ اُس کی روشنی تمام فرضی ڈھکنوں کو چھیدن بھیدن کر کے پھوٹ نکلتی ہی اور جگیاسو کو نشچے کرا دیتی ہے۔ کہ وہ پرماتما کے ساکشات درشن کر رہا ہے۔ **درشن** یہ لفظ انسانوں کو بڑے دھوکھے میں ڈالتا رہا ہے۔ اور وہ ڈالتا رہیگا ہی۔ اگر اِس

کی ماہئیت سے سادھارن پُرشوں کو واقف نہ کرایا جاوے۔ جہاں روپ وان چیز کے درشن روپ وان ہی کرتا ہے۔ جہاں ستھول لکڑی کو ستھول آنکھیں ہی دیکھ سکتی ہیں۔ وہاں اروپ آکاش کی ماہئیت کو روپ رہت جیو آتما ہی جان سکتا ہے۔ پس اروپ یعنی نراکار پرماتما کے درشن جیو آتما ہی کر سکتا ہے۔ لیکن اودیا اندھکار میں پڑ کر لوگوں نے پرمیشور کے درشنوں کی ابھلاشا میں کچھ جیووں کو برہم کی پدوی دی۔ اور جب چیتن آتماؤں سے بھی بوجہ اُن کے الپ ہونے کے تسلّی نہ ہوئی تو جڑ وستوؤں کے درشن سے برہم درشن کی زبردست خواہش کو شانت کرنا چاہا۔ لیکن جُوں جُوں اِس طرح من کو شانت کرنا چاہا۔ تُوں تُوں اُس کی خواہش کی آگ زیادہ تر بھڑکتی گئی۔ اور اوشواس کی گہری غار میں انسان گرتے چلے گئے اُنہوں نے سوچا کہ جب وہ پرماتما نراکار ہے۔ اور ہمارے حواسوں سے محسوس ہونے کے لائق نہیں تو ہم کیونکر اوشواس کریں کہ وہ ہماری پرارتھناؤں کو سُن سکتا ہے۔ جب اُسے ہماری کوئی ضرورت ہی نہیں۔ جب اُسے پرستش کرانے کی خواہش ہی نہیں تو اُسے ہم سے کیا مطلب ہے۔ وہ کیوں ہماری حالت میں دلچسپی لیگا۔ اِس طرح کے اوشواس نے ہی اُس خطرناک ناستک پن کی بُنیاد رکھی جس کہ ایشور کا نام لینے کے کارن دھوکھے میں پڑ کر لاکھوں کروڑوں آدمی عملی طور پر ایشور سے بے مکھ ہو گئے۔ ایسے گھور ناستک پن کو دور کرانیکے لئے رِشی کہتے ہیں کہ پرماتما کے گنوں کا چنتن کرنا چاہئے۔ ہم پرمیشور کے سُوبھاؤ کا اندازہ اپنے سوبھاؤ سے لگاتے ہیں جو بڑی بھاری بھول ہے یہ جیو آتما کا سُوبھاؤ ہے کہ جب تک اُسکا اُپکار نہیں ہوتا وہ خود اُسکا اُپکار نہیں کرتا۔ پرمیشور پروپکاری ہے برہمانڈ کے اندر اُسکے پھیلے ہوئے کرم شہادت دے رہے ہیں کہ پرمیشور کا سُوبھاؤ ہی پروپکار کرنا ہے

پیارے مورکھ جیو! تو کیوں کو ترک کے بھنور میں پڑ کر اوشواسی بنتا ہے۔ کیوں نہیں پرماتما پر پورن وشواس کر کے آگے قدم رکھتا۔ مت ڈر کہ پرماتما تجھے اکیلا چھوڑ دیگا۔ کیونکہ وہ روم روم کے اندر رم رہا ہے۔ برہمانڈ میں پری پورن ہو رہا ہے۔ اُس سے کوئی ستھان بھی خالی نہیں ہے۔ اِس پرکرتی کو نانا روپ میں کون لاتا ہے؟ اور پھر اُنکو دھارن کون کرتا ہے۔؟ ہیں مورکھتا سے کارن مت سمجھ کہ کسی جگہ میں ہی اُس بڑے برہم سارے سنسار کے پتا سے علیحدہ ہوگا۔ وہ تو اس نانا روپ جگت کا نہ صرف پیدا ہی کرنیوالا ہی ہے۔ نہ صرف اُنکا پالن پوشن کرنیوالا ہی ہے۔ بلکہ پرلے کرتا بھی وہی ہے۔ پرلے کے وقت سارا برہمانڈ سوکشم اوستھا میں ہو کر اُسکے اندر قایم رہتا ہے۔ پربھو کی بزرگی۔ اُسکی عظمت اور اُسکا لگاتار پرورش یہ سب کچھ ہی ہمکو ماننا پڑتا ہے۔ جس سمے کوئی بڑا دکھ لگتا ہے جبوقت کہ کوئی بڑی بھاری حرکت ہمارے سارے جسم سارے من اور آتما کو ہلا دیتی ہے۔ اُسوقت پربھو کے یہ گن ہمیں پرتیت ہونے ہیں لیکن کیا باعث ہے کہ ... ایسی سچائیوں کو بھول جاتے ہیں۔ جگت کے ... میں پھنس کر پرمیشور کا ایک لاثانی اور سرودیاپک ہونا کب یاد رہتا ہے؟۔ اگر ایسا ہو تو کب ممکن ہے کہ پتا کی دیا چھتا کو انوبھو کرتے ہوئے اُسے اپنے رنگ سنگ سمجھتے ہوئے ہم پاپ کر سکیں۔ سنسار کی ایرشا اور دویش میں پھنس کر ہمیں پرمیشور کا مہان پروپکار کب یاد رہتا ہے جب پنچ بھوتوں کا پراکرت شریر ہمارے پتر کی شکل میں ہم سے بچھڑ جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ سبکو اپنے اپنے کرموں کا پھل ملتا ہے۔ ہم کسطرح پر پرمیشور کے تمام اُپکاروں کو بھول جاتے ہیں جب ہم اپنے بچے کی جدائگی میں دیوانہ ہو کر پرمیشور کو کوسنے لگتے ہیں۔ اُسوقت ہمیں کہاں یاد ہوتا ہے کہ اُسکی کرپا سے مند مند پون چلکر ہماری زندگی کا باعث ہو رہی ہے۔ ہمیں کب خیال رہتا ہے کہ شیتل جل اُسکی دیا ہمارے بدن کو شانت کرتا اور اگنی دیوی مہربانی سے ہم سب کو تیج دان کرتی ہے۔ اسلئے آؤ ہم سب ملکر پرارتھنا کریں کہ وہ جو لاثانی۔ نراکار۔ اور خود غرضی سے بری ایک روپوں کو بہت پرکار سے دھارن کرتا اور پوشن کرتا ہے

میری مقدمہ کا خاتمہ

آخری حکم ۲۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو سُنایا گیا
صبح سوا دس بجے ہی میں مع لالہ وزیر چند
ولالہ بستی رام ملزمان ہمراہ اپنے کونسل
مسٹر روشن لعل صاحب بی۔ اے بیرسٹر
کے کچہری ضلع میں پہونچ گیا۔ باوجودیکہ
صاحب مجسٹریٹ بہادر کے کمرہ میں پچیس
تیس سے زیادہ آدمیوں کی گنجائش
نہیں تھی۔ تاہم اُسی وقت سے احاطہ
کچہری پُر ہونا شروع ہوگیا۔ اور مقدمہ
کا آخری فیصلہ سُننے کے شوق میں اچھا
مجمع اکٹھا ہوگیا۔ تقریباً ساڑھے دس
بجے لالہ روشن لعل جی مسٹر کلورٹ صاحب
بہادر سٹی [illegible] کمرہ کے اندر
داخل ہوئے۔ اور میں قصع کے بار روم
(کمرہ وکلاء) میں منتظر بیٹھا رہا۔ گیارہ
بجے کے قریب مجھے چپراسی بُلانے آیا۔
اندر جاکر دیکھا کہ پنڈت گوپی ناتھ مستغیث
مع اپنے چھوٹے بھائی کے ایک طرف
کھڑا ہے۔ اور اُسی طرف کُرسیوں پر
مسٹر کلارک صاحب بیرسٹر اور مسٹر
روشن لال صاحب بیرسٹر بیٹھے ہیں۔
دوسری طرف کی کُرسی پر میں جاکر بیٹھ
گیا۔ میرے جانے سے پیشتر صاحب بہادر
اپنا منشاء ظاہر فرما چکے تھے۔ کہ اندر بھیڑ
نہ ہونے پاوے اسلئے دونوں دروازوں
پر پولیس والے موجود تھے۔ لیکن باوجود
ممانعت کے بھی دس پندرہ آدمی اندر
گھس ہی آئے۔ باہر کے سینکڑوں آدمیوں
میں سے جو آ گئے تھے انہوں نے لاچار
ہوکر دروازوں کے آئینوں کے
ساتھ آنکھیں لگا دیں۔ صاحب بہادر
کے حکم سُنانے کا ارادہ کرتے ہی میں
اُٹھ کھڑا ہوا۔ صاحب بہادر نے فرمایا
"میں نے فیصلہ کو مختصر کرنے کی بہت
کوشش کی۔ لیکن پھر بھی فیصلہ لمبا
ہوگیا ہے۔ کیا آپ لوگ کُل فیصلہ
سُننا چاہتے ہیں۔ یا مختصر حکم۔ کیونکہ
کُل فیصلہ سُننے میں بڑا وقت صرف ہوگا"
مسٹر روشن لعل صاحب نے کہا۔ کہ شاید
مسٹر کلارک مستغیث کی طرف سے حاضر
ہوئے ہیں۔ اگر یہہ امر واقع ہے۔ اور
اُن کو کوئی عذر نہ ہو تو ہم لوگ بھی
مختصر فیصلہ سننے کے لئے رضامند ہیں۔
مسٹر کلارک نے ظاہر کیا کہ اُن کو فریقین
مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وے
بحیثیت رپورٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ
کے موجود ہیں۔ صاحب بہادر نے پھر
مجھ سے دریافت کرتے ہوئے فرمایا
کہ غالباً آپ نقل تو لیں گے ہی۔ پھر
کیوں نہ فیصلہ مختصر سُنا دیا جاوے۔
میں نے صاحب بہادر کے فرمان کو بخوشی
منظور کیا۔ اور صاحب بہادر نے قریباً
حسب ذیل الفاظ میں فیصلہ سُنایا۔
"میں نے مقدمہ کے حالات مفصل لکھنے
کے بعد سب سے پہلے یہہ قرار دیا ہے
کہ لالہ بستی رام کا کوئی تعلق اخبار کی
چھپائی اور اشاعت کے ساتھ نہیں ہے
اور اس لئے اُن کو پہلے بری کیا ہے۔
اُس کے بعد چونکہ "گاؤکشی کی نسبت
مضامین" کو مستغیث نے اپنی نسبت
سب سے بڑھ کر ہتک آمیز بیان کیا تھا
اسلئے میں نے پہلے اُس پر بحث کی ہے
میں نے قرار دیا ہے۔ کہ اول گوپی ناتھ
واقعی اُن کا لکھنے یا تحریک کرنے والا
ہے۔ دوئم۔ کہ گو ظاہر اُس کا بھائی
ایڈیٹر اخبار عام مشہور ہے۔ لیکن
واقعی وہ اس کا ایڈیٹر یا اس کی پالیسی
کو چلانے والا ہے۔ سوئم۔ کہ یہہ مضامین
مسلمانوں کو خوش کرنے کی نیت سے لکھے
گئے ہیں۔ اور چہارم۔ کہ وے ہندو
مذہب کے خیالات کے برخلاف ہے
اس ضمن میں میں نے قرار دیا ہے
کہ گوپی ناتھ پبلک مین ہے۔ اور اسلئے
اُس کا چلن بطور پبلک مین کے قابل
نکتہ چینی ہے۔ اس کے بعد میں نے "بھانڈا
پھوٹ گیا" والے مضمون پر بحث کی
ہے۔ اور قرار دیا ہے۔ کہ پنڈت
بھیم سین اور پنڈت گوپی ناتھ نے
باہمی سازش آریہ سماج کو نقصان پہنچانے
کی نیت سے کی۔ اور اسلئے ملزمان نے
آریہ سماج کی حفاظت کیے لئے نیک نیتی
سے یہہ مضامین لکھے۔ پس مطابق مستثنیٰ
نمبر ۹ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند ان
تحریر کے لئے وے ملزم نہیں قرار دئے
جا سکتے۔ اور اس دوم حصہ فرد قرارداد
جرم سے وے بری کیے جاتے ہیں۔
اس کے بعد میں نے پھر حصہ اول کے
باقی امورات کو لے کر قرار دیا ہے۔ کہ
وے مجملاً مستغیث کی نسبت صحیح تحریریں
ہیں۔ نیز میں نے قرار دیا ہے۔ کہ مستغیث
کے چال چلن کا راز کھولنے کا ملزمان
کو حق تھا۔ میں نے قرار دیا ہے۔ کہ گوپی
ایک دھوکہ باز آدمی ہے۔ جو کہ لگاتار
طور پر ہندوؤں کو اپنے نفع کے لئے
دھوکہ دیتا رہا ہے۔ اس کا ہر ایک

خود نمائی کی غرض سے
پبلک کا کام معلوم ہوتا ہے۔ کہ کیا جاتا تھا۔ اُس نے کوئی موقع ہی پیسہ جمع کرنے کا بے فائدہ نہیں جانے دیا۔ جیسا کہ اُس کی بخشش کے لئے بارہا کی اپیلوں دیسی ریاستوں سے روپیہ حاصل کرنے کے واقعوں اور ہر بیوپار کے تجربے کے بدلے روپیہ حاصل کرنے کے معاملات سے ظاہر ہیں۔ پبلک کی یادداشت کمزور ہوتی ہے۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رفاہ عام کا کام ہے۔ کہ گویا ناقص سے آدمی کی پبلک کیریکٹر کبھی کبھی ظاہر کی جایا کرے۔ خاتمہ پر میں نے لکھا ہے۔ کہ ملزمان گویا اتھ کے چال چلن کا بیول ظاہر کرنے کے لئے اہل ہنود کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ پس میں ملزمان کو بری کرتا ہوں۔"

حکم کو سُن کر سب باہر آ گئے۔ باوجود منع کرنے کے بھی باہر کا ہجوم اپنا جوش روک نہ سکا۔ اور چیئرز پر چیئرز ہونے لگے۔ اس نمائش سے بچنے کے لئے ہم سب بار روم میں چلے گئے۔ وہاں صاحبان وکلاء اور بیرسٹر نے مبارکبادیاں دینا شروع کیں اور ساتھ ہی باہر کے ہجوم نے اندر داخل ہو کر اُس مکان کو ہی تنفس بنانا شروع کر دیا۔ لاچار ہو کر مع تمام جماعت کے گول باغ میں ٹھہرنا پڑا اور وہاں اُنہیں حکم کا خلاصہ سُنا کر رخصت کیا۔

اس انجام مجسٹریٹ کے لئے

میرا سر پرماتما کی حضور میں بے اختیار جھک جاتا ہے

اور اُس پر وشواس زیادہ تر دڑھ ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بڑے زبردست حملے سے میرا اور میرے ساتھیوں کا بچاؤ میری کسی لیاقت یا محنت یا اخراجات کے برداشت کی طاقت کا نتیجہ نہیں ہے۔ جیسا کہ مفصل حالات پبلک کے روبرو پیش کرنے وقت عنقریب ظاہر کیا جاویگا۔ بلکہ اس مقدمہ کے بعض حالات بتلائیں گے۔ کہ

ستیہ کو پرمیشور کی طرف سے خاص مدد

ملتی ہے۔ میری اور میرے ساتھیوں کی اس بریت کے لئے محض آریہ سماج کو ہی خوشی نہیں ہوئی بلکہ میرے پاس علاوہ آریہ سماجوں اور آریہ سماجیوں کے صدہا تاروں اور خطوں کے ہندوؤں۔ مسلمانوں اور برہمو صاحبان کی طرف سے بھی مبارکبادی اور اظہار ہمدردی کے خطوط آئے ہیں۔ میں اُن سب بھائیوں کی ہمدردی کا مشکور ہوں۔ میں ہر ایک بھائی کا شکریہ علیحدہ علیحدہ ادا کرتا لیکن جب پچاس سے زیادہ تار خبریں اور دو سو سے زیادہ خطوط آچکے ہیں تو نہ معلوم اور کس قدر آنے ابھی باقی ہیں۔ اور اُن کے جواب دینے کی طاقت اس وقت مجھ میں نہیں ہے۔ پس میرے سب بھائی اور مہربان اس جنرل شکریہ کو قبول فرمائیں اور اب جب کہ مقدمہ ختم ہو چکا ہے میں کوئی رکاوٹ نہیں دیکھتا۔ کہ

مسٹر کلوٹ صاحب بہادر سٹی مجسٹریٹ

کے بے تعصبانہ برتاؤ اور اُن کے انصاف کے لئے بے حد صبر اور استقلال کی کیوں داد نہ دی جاوے جس صبر کے ساتھ کہ اُنہوں نے ہر ایک معاملہ کو [illegible] خانہ [illegible] کی یہ اُنہیں کا حصہ تھا۔ انہوں نے اپنے برتاؤ سے ظاہر کر دیا کہ انگریزوں کے اندر واقعی **جوڈیشل آزادی** کا اعلیٰ وصف موجود ہے۔ اور جب تک یہ وصف موجود رہے گا تب تک اس ملک میں اُن کی بادشاہت کی بنیاد چٹان پر سمجھی جاوے گی۔

اور خاتمہ پر میں اس کامیابی کے لئے اپنے کونسلوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہوں نے کہ بڑی محنت اور جاں فشانی سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ سب ہی زمانے کے ساتھ لالہ

روشن لعل جی۔ پنڈت رام بھجدت جی۔ اور لالہ رام کرشن جی بھی اتفاق کریں گے۔ کہ اگر در حقیقت (جیسا کہ سمجھا جاتا ہے) اس مقدمہ کا انجام بخیر آریہ سماج کی سچائی اور بردباری کا ایک نشان ثابت ہوا ہے تو اُس کے لیئے سب سے بڑھ کر

مسٹر بھگت رام صاحب بیرسٹر

آریہ سماج کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ جس لیاقت اور محنت [illegible] نے اس مقدمہ کی پیروی کی [illegible]۔ اُس کی جہاں لاہور کا بچہ بچہ داد دیتا ہے۔ وہاں ساتھ ہی صاحب مجسٹریٹ سے لے کر مستغیث کے کونسل تک اُس کی تعریف کرنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں گو مقدمہ ہم تین آدمیوں پر تھا۔ لیکن واقعی آریہ سماج کی عزت کا سوال تھا۔ امر تنقیح یہ تھا کہ

آیا آریہ سماج بیجا حملوں کا عادی ہے یا نہیں

اور پرمیشور کی نیاء دیوستھا کے مطابق ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ سماج نے اس معاملہ میں بڑی بردباری اور دیانتداری سے کام لیا ہے۔ میں آشا کرتا ہوں کہ اس اپاردیا کے لئے تمام آریہ سماجستھ بھائی

پرم پتا کا دھنیہ واد

دیں گے۔ اور جو لوگ آریہ سماج کے ساتھ شترو بھاؤ پرگٹ کرتے ہیں۔ اُن کی نسبت بھی بدلے کا خیال چھوڑ کر آئندہ ابھی

ہمن شکتوں کو دور یا ودھ تر بڑھانے

کی کوشش کریں گے۔

ہے دیا مئے! مجھے اور میرے بھائیوں کو بل دو کہ ہم سب اُن تکلیفوں کو بھول کر جو ہمیں دیگر منشیوں سے ملتی ہیں۔ سارے سنسار کے ساتھ متر تا کا برتاؤ کرنے کے عادی ہوں

اوم شم

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

خوشی اور رنج۔ خوب صورتی اور بدصورتی

دُکھ اور سُکھ سنسار سے جہاں پر کوئی ایک معیار نہیں ہے۔ ایک جگہ کو دُکھ سمجھا جاتا ہے۔ تو دوسری جگہ کو رنگ میں ہی نیکنی خیال کی جاتی ہے۔ تیکھاپن جو ایک انسان کو رنج پہونچاوے دوسرے کی خوشی کا باعث ہو جاوے علے ہذا القیاس۔ پھر دنیاوی لذتوں میں جو لوگ سکھ مانتے ہیں۔ اُنکو کیسے عقلمند کہا جاوے حال ہیں ہی ملک فرانس میں ایک نامی سنتر برس کا بخیل مرا ہے۔ مرتے ہوئے ایک خط چھوڑ گیا جسمیں لکھ گیا کہ میرے پاس ہوئی کوڑی نہیں ہے۔ رشتہ داروں نے اسکی تحریر پر اعتبار کر کے اُسکی رہائش کی جگہ کو مختلف جگہوں سے کھودا۔ تو روپیہ کے قریب برآمد ہوئے۔ اور یہ سنتر برس تک باسی دال اور اُبلے ہوئے گھوڑے کے گوشت پر اپنی گذران کرتا تھا۔ مجھے خود ایک سادھو کا حال یاد ہے جو میرے ایک رشتہ دار کے مندر میں رہتا تھا۔ اسکے پاس اکیو اشرفیاں تھیں۔ جب سخت بیمار ہوا۔ زندگی کی امید نہ رہی تو سب لوگوں نے چوری کر پر سادہ بنوا کر اُس میں رکھ سب اشرفیاں کھا گیا لیکن اُس کی مُراد جو اشرفیوں کو لوگوں کی نظروں سے بچانے کی تھی (برنہ آئی۔ اور [illegible] کے رستہ اشرفیاں نکالی گئیں۔ اِن دونوں بخیلوں نے کیوں ایسا کیا؟۔ اسلئے کہ روپیہ میں ہی اُن کو آنند آتا تھا۔ اور خود غرضی کی وجہ سے دوسروں کو اُس آنند میں شریک نہیں کرنا چاہتے۔ دوسری طرف سوارتھ ہین پرش خوش ہی تب ہوتے ہیں جب کہ دوسروں کو اپنی خوشی میں شریک کر لیں ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

ضروری اطلاع

ستیہ دہرم پرچارک

پہلا لائیبل کیس

جس میں

پنڈت گوپی ناتھ کی مکمل پبلک الفکار از خود بخود کہل گیا ہے

ہم نے اپنے مقدمہ کے حالات مفصل طور پر چھپوانے شروع کردئے ہیں۔ ہر ایک بیان کیا تھا اُن دستاویزوں کی مفصل نقول دیجئی ہیں جو کہ گواہوں سے پیش کرائے گئے تھے فریقین کے کونسلوں کی تقریروں کا خلاصہ درج کرینگے بعد ہو را فیصلہ درج ہوگا۔ اور شروع میں مقدمہ دائر ہونیکے پیشتر کی مختصر تواریخ تمہید کے طور پر دیجاویگی۔ اس کتاب کے شائع کرنیکی وجہ بہی تمہید سے ہی معلوم ہوجاویگی۔ اور اُسوقت بڑے سے بڑے کٹہا کے حامی کو بہی نکتہ چینی کی گنجائش نہیں رہیگی۔ ضخامت کتاب کی ۳۰۰ صفحوں سے زیادہ ہوگی قیمت محض ایک روپیہ ۱ رکہی گئی ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

۲۰ جلدوں سے کم کے خریدار کو کمیشن نہیں دیا جاوے گا۔ اس سے زیادہ کے خریداروں کو کمیشن حسب ذیل دیا جاوے گا:-

۲۵ یا اُس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۰ فیصدی۔ ۵۰ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۵ فیصدی

۱۰۰ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو ۲۰ فیصدی۔

جو صاحبان قیمت پیشگی ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء تک بہیجدینگے انکو محصولڈاک نہیں دینا ہوگا۔ لیکن کمیشن کی شرح اُن کے لئے ہی وہی ہے۔ جو اوپر درج ہو چکی ہے

المشتہر

منیجر مطبع ستیہ دہرم پرچارک جلندہر شہر

ریویو

ناٹک نل دمن: یعنی فسانہ گردش ایام مؤلفہ بابو ابناش چندر لیواس۔ اسکرٹری تھیوسوفیکل سوسائٹی لودہیانہ۔ قیمت فی جلد ۸ درخواست خریداری بنام لالہ ...ل صاحب مالک مطبع قیصر ہند لودہیانہ۔ یا بنام مصنف بہیجئے۔

نل دمن کے قصہ سے کون ہندو واقف نہیں ہے۔ مصنف نے ناٹک کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اور اُس کے نمونے خاص خاص ... خانہ ... وغیرہ کی حیثیت ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے استعارہ کو نبہا نہیں سکے۔ اگر جیسا دعوی تہا۔ مصنف آجکل کی بیہودہ عشقبازی سے صفا اپنی کتاب کو علیحدہ کرنے میں ہی کامیاب ہوتے تب ہی ہم اُنکی محنت کی انکو داد دیتا۔ لیکن یہاں آج درت کے دولت جوڑوں کی زبان سے وہ شعر کہلوائے ہیں۔ جو دہلی اور لکہنؤ کی عشقی لونڈوں کی زبان پر ہی موزوں معلوم ہوتے ہیں۔ راجہ نل کی زبان سے فسانہ عجائب وغیرہ کی غزلیں جیسی موزوں ہیں۔ ویسی ہی راجہ نل کے زمانہ کے برہمن کے مُنہ سے آجکل کی گنواری بولی شوبہا دیتی ہے۔ گو بابو صاحب کے دوستوں نے انہیں اس کتاب کی تیاری پر مبارکباد دی ہو۔ لیکن ہم انہیں صلاح دینگے کہ آئیندہ ...

لئے اِس طرح کے بے جوڑ بھیو نہ جوڑنے کی کوشش نہ کیا کریں۔

فہرست ہائے کتب موجودہ پنجاب ویدک پستکالئے لاہور۔

(۱) فہرست کتب سنسکرت و آریہ بھاشا قیمت فیجلد ۲ر

(۲) فہرست کتب انگریزی قیمت فیجلد ۲ر (۳)

فہرست کتب اُردو و فارسی وغیرہ قیمت فیجلد ۲ر

ملنے کا پتہ پُستکادھیکش پنجاب ویدک پستکالئے لاہور۔

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے دیگر مشہور دھارمک کاموں میں سے ویدک پُستکالے کا قائم کرنا بھی ایک مہان کام تھا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کام کے گورو کو جیسا کہ شریمتی سبھا نے سمجھا تھا اُس قدر آریہ پبلک نے اُسے [illegible] ... سے معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت اور ہندی بھاشا [illegible] ۱۶۲۴۔ انگریزی کی ۱۲۰۵ اور فارسی عربی اُردو وغیرہ کی ۱۳۶۹ چھپی ہوئی کتابیں اور قلمی نسخے مارچ سنہ ۱۹۰۰ کے آخیر میں اِس پستکالئے میں موجود تھے۔ اِن تفصیلوں کی حاصل جمع تو ۴۲۹۸ ہوتی ہے لیکن ہندی دگیاپن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کُل پستکوں کی تعداد ۴۷۹۶ ہے۔ اس فرق کو نظرانداز کرکے بھی میری رائے میں آریہ پبلک کے لئے یہ شرم کی بات ہے کہ اب تک اُنکی سب سے بڑی لائبریری میں بھی اِس قدر تعداد پستکوں کی موجود نہیں ہے۔ جو کہ معمولی سے معمولی انگریزی کی لائبریری میں دکھائی دیتی ہے جس وقت میں نے اِس لائبریری کی قائمی کا وچار کیا تھا اُس وقت کچھ عجیب چیزا یکے متعلق اپنے دل میں کھینچتے تھے میرا خیال تھا کہ شاید یہ لائبریری آریہ سماج کو وہی کام دیگی جو کہ یورپ اور امریکہ کی مشہور لائبریریاں وہاں کے مصنفوں اور محققوں کو دیتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ پبلک کی کم توجہی سے ہمارے پاس ودیا کے لئے شوق کا عملی ثبوت دکھانے کے لئے ہی کچھ نہیں ہے اگر آریہ پبلک وید پرچار فنڈ کے کوش کو مضبوط کردے اور لائبریری کے حصہ میں کم از کم پانچ ہزار روپیہ سالانہ دے تب کسی عرصہ کے اندر یہ لائبریری کچھ کام دیکھے گی میری رائے میں ہر ایک آریہ پُرش کو ان فہرستوں کی ایک ایک کاپی قیمتاً منگانی چاہئے اور جب کوئی نایاب کتاب اُنکے ہاتھ لگے جو کہ اس فہرست کے اندر موجود نہ ہو تو انہیں چاہئے کہ اُسے اِس پستکالئے کی نذر کردیا کریں

ہفت جواہر جلد اول قیمت ۵ر جلد دوم ۵ر مصنفہ لالہ بہاری لال بلند شہری۔ لالہ بہاری لال صاحب ایک رسالہ ولارام نکالتے ہیں جس میں ڈاکٹر۔ جوگی۔ فلاسفر۔ پنڈت اتالیق اور شمار اعداد کی سرخیاں دیکر کچھ کچھ ہر ایک مضمون پر اخباروں سے منتخب کرکے لکھا کرتے ہیں انہیں ایک جمع کرکے یہ دو کتابیں چھپوادی ہیں۔ انہیں صاحب کا اسی رسالہ میں لکھا ہوا ایک

مذہبیات ناشک ناٹک بھی دو حصوں میں بغرض ریویو آیا ہے جسکے حصہ اول کی قیمت ۸ر اور حصہ دوم کی قیمت ۶ر ہے۔ اِس ناٹک میں ناٹک کے طور فرضی مجسٹریٹ وکیل و فریقین وغیرہ قائم کرکے متوتحے سدھانتوں کی پڑتال کی گئی ہے۔ میری رائے میں مذہبی سچائیوں کی پڑتال کا یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔ بلکہ بڑا ہی خطرناک ہے۔ بعض اوقات مشتبہ الفاظ میں ناظرین پر اُلٹا اثر پڑتا ہے۔ جن صاحبوں کو اور کوئی شغل نہ ہو اُنکے لئے وقت گذارنے کا سامان اچھا ہے۔ چاروں جلدیں مطبع ورن پرکاش بلند شہر میں چھپی ہیں۔

اتہاس پُران سمرتی نہیں۔ مصنفہ شری دت ترپاٹھی بٹیالہ سنگھ لعل بجنور نواسی۔ بجواب پنڈت شیو کمار شاستری قیمت فیجلد ۲ر چونکہ پنڈت شیو کمار جی کا لیکھ میں نے نہیں دیکھا اسلئے کچھ کہہ نہیں سکتا کہاں تک اُسکا جواب دیا گیا ہے۔ لیکن اتہاس۔ اور پُران کو سمرتی کوئی ثابت ہی نہیں کرسکتا۔ سمرتی کا مضمون اور پرانوں کا مضمون اور یہ صرف جواب ہے ورنہ تفصیل کے ساتھ دونوں کے کتھنوں کی پڑتال ہونی چاہئے تھی۔

ودھواپُنہ سنسکار مصنفہ شری دت ترپاٹھی بجنور نواسی قیمت فیجلد ۲ر۔ شری دت جی نے پہلے کرن کے وواہ کو وید شاستر سمت ثابت کیا ہے۔ پھر نیوگ کرن میں دکھلایا ہے کہ نیوگ نکلی پگ میں منع ہے اور نیوگ ورنوں کیلئے ممنوع ہے۔ درمیان میں اُن دوبارہ وواہ کیلئے بھی سمرتیوں کے پرمان اور پُرانوں کے اتہاس کئے ہیں۔ جبکہ سمبندھ اپنے پتی سے ہوچکا ہے ہیں صرف اتھروید کے دو منتر دئے ہیں جن سے نہیں معلوم ہوتا کہ وہاں مراد نیوگ سے ہے یا پُنر وواہ جب وید پرمان نہیں ملتا تو کنیت یونی دوبارہ وواہ ویدپر پُرش کا پُنر وواہ وید سمت نہیں کہا جاسکتا زمانہ کی موجودہ حالت کے لحاظ سے خواہ کو پرم پرمان ماننے والے آج اگر اس کو مناسب سمجھ کر کریں تو بھی پاپ سے بچنے کے لئے

منوشرادھ پیمانسا۔ ہندی بھاشا مولفہ ماسٹر شیام سندر لعل صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی سائینس ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مراد آباد۔ قیمت فی جلد ۱۰ر۔ اس ٹریکٹ کو دیکھ کر چت بڑا پرسن ہوا۔ ماسٹر شیام سندر لعل جی نے اس میں ایک بڑا نوین وچار کیا ہے۔ اُنہوں نے پتر شبد کا کلوک کرت بھاشیہ پیش کرکے بتلایا ہے کہ جس ایک ہی جگہ کلوک نے پتری شبد کا ترجمہ کیا وہاں اُس سے مراد زندہ والدین سے لی ہے۔ یہ ٹریکٹ سارا پڑھنے کے قابل ہے صرف نہیں ہے۔ بلکہ اس قابل ہے کہ جس طرح ایک روپیہ میں چالیس دینے کی ہو گیا ہے۔ اسی طرح دھنی پُرش اسے اکٹھی خرید کر اپنے اور اندھکار میں پھنسے ہوئے بھائیوں کو مفت تقسیم کریں۔

آریہ سماجک خبریں

مہاشے بابو رام منتری آریہ سماج بریلی سوچت کرتے ہیں کہ انکے یہاں ہون سامگری درجہ اول ۸ کی اڑھائی پاؤ اور درجہ دوم ۶ کی سیر بکتی رہتی ہے جو بھائی منگانا چاہیں منگالیں۔

منشی نارائن پرساد جی سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پشچموتر دیش و اودھ اس سبھا کی انترنگ سبھا کی آگیانوسار سوچنا دیتے ہیں۔ کہ پنڈت بدری دت اپدیشک جو پر تہمت کئے گئے تھے اُن کی برخاستگی صرف بوجہ بلا اجازت چلے جانے کے کی گئی ہے۔ کسی پرکار کا الزام متعلق مالی ہیرپھیر کے دیانت کے یو شک ہو سکتا اُن پر نہیں ہے۔

پنڈت بدھ دت پرچارک نے ۲۳ سے ۲۵ اگست تک تین لیکچر بمقام موگا ضلع فیروزپور دیے۔ آخری لیکچر شدھی شکشا پر بڑا موثر تھا۔ آشا ہے کہ وہاں شدھی سماج قایم ہوگا۔

دیوان نورتن داس جی نے اپنے عہدہ محرر رجسٹری سے بمقام گورداسپور استعفیٰ دیدیا ہے اور اپنے وطن کو اس خیال سے گئے ہیں کہ ویدک دھرم کے پرچار میں مدد دیں۔ گورداسپور آریہ سماج کی طرف سے الوداعی جلسہ ہوا۔ دیوان نورتن داس جی کا پریم ویدک دھرم کیساتھ ہے۔ اس سے آشا پڑتی ہے کہ سوتنتر ہو کر وے آریہ سماج کو بڑا لابھ پہونچا دیں گے

موضع گھلور ضلع کانگڑا میں مہاشے مہر چند جی پرچارک کے اپدیشوں سے ایک نوین آریہ سماج قایم ہو گیا جسکے ادھیکاری حسب ذیل ہیں۔ میاں جودھا رام تھانہ دار پردھان۔ پنڈت جگت رام اپ پردھان۔ پنڈت دولی چند منتری۔ باقی عہدہ داران و ممبران بھی منتخب ہوئے ہیں۔ پردھان مہاشے نے چنتر

آپتی کی خوشی میں ایک روپیہ آریہ سماج کو دان دیا

منتری جی آریہ سماج گنگوہ لکھتے ہیں کہ سادھو ملتیانند جی کو بلانے کیلئے نمنترن بھیجا گیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ نیز رنبیر پرکاش کے بیٹے کا پتہ پوچھتے ہیں جو اب تک نہیں ملا جس کسی کو پتہ معلوم ہو منتری مہاشے کو سوچت کریں

پنڈت بھگت رام جی اپدیشک کوئٹہ کا سالانہ جلسہ سماپت کر کے کراچی شہر پرچار کے لئے تشریف لے گئے ۲۳ اگست کو پہونچکر روزانہ لیکچر شروع کر دیے پنڈت جی لکھتے ہیں کہ اسجگہ کچھ اُتساہی پرش موجود ہیں۔ کراچی سے واپس کوئٹہ ہوتے ہوئے پنڈت جی پنجاب کو واپس آویں گے

پنڈت پورنانند جی یکم ستمبر کو بمبئی سے پنجاب کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

آریہ سماج جموں کے منتری مہاشے وہانکے آریہ سماج کی حالت میں جو جو انقلاب ہوئے ہیں اُن کا ذکر کرتے ہوئے اور اول آریہ سماج کے عروج میں ہو کر پھر بعض ممبر و اپدیشکوں کے باعث زوال میں آنیکا حال بیان کر کے وہانکے آریہ سماج کی موجودہ حالت لکھتے ہیں۔ جو عرصہ ایکسال سے رائے بھگت رام صاحب سابق انجینیر کے زیر سایہ اُنتی پا رہا۔ سماج کے جلسے رائے صاحب کے مکان پر ہوا کرتے تھے۔ جہاں پراتھنا ہونیکے بعد بھجن و یاکھیان وغیرہ ہوتے اور خاتمہ پر شہر سے آئے ہوئے بھائیوں کا رائے صاحب چاء وغیرہ سے ستکار کرتے تھے پھاگن سمت ۱۹۵۵ کو سماج شہر میں پورانے ڈاکخانہ کے مقام پر کھولا گیا۔ اسوقت رائے صاحب کے سواء بابو چھجو رام پوسٹ ماسٹر۔ لالہ ہرجس رائے ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ بابو شانتی سروپ سب اوورسیر اور مہاشے کیشب دیو کی کوشش سے سماج کی بڑی اُنتی ہوئی۔ پھر گو رائے صاحب تبادل ہو گئے۔ لیکن اب تک پانچ روپیہ ماہوار چندہ سماج کو بھیجتے ہیں۔ اب تک ایک جات کرم۔ ایک ان پراسن اور ایک نام کرن سنسکار ویدک ریتی سے ہو چکے ہیں۔ مہاشے وزیر چند جی اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب بھی خوب پرچار کر رہے ہیں۔

منتری مہاشے اپدیشکوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وے ضرور جموں میں پرچار کے لئے آیا کریں۔

لالہ نند لعل جی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس دوآبہ ہائی سکول و اپ منتری آریہ سماج جلندھر شہر کے نوانشہر کے علاقہ میں پرچار کیلئے جانیکا حال لکھا جا چکا ہے نوانشہر خاص میں لیکچر دینے کے علاوہ مکند پور۔ بنگہ گنا چور۔ وغیرہ بہت سے گاؤں اور قصبوں میں پرچار کرانے کے بعد راہوں دھرم سبھا کے جلسے کے موقع پر پرچار کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ دوآبہ ہائی سکول کے لڑکوں نے بھجن وغیرہ میں خوب مدد دی ہے۔ سناتنی پنڈتوں کو شاستراتھ کے لئے بھی چیلنج دیا گیا ہے۔ نہ صرف آریہ سماجیوں کی طرف سے بلکہ بہت سے سناتنی بھائیوں نے ستیہ اور استیہ کے نرنے کے لئے درخواست دی ہے۔ دیکھئے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ لالہ نند لعل جی واستو میں جلندھر آریہ سماج کا پرانا پرستار تھے کا زمانہ واپس لانا چاہتے ہیں لیکن انکے راستہ میں رکاوٹیں بڑی ہیں۔

کوئٹہ [illegible] یتیم خانہ [illegible] کم آمدنی غلطی سے [illegible] حقیقت [illegible] ہر رہیتی کمی۔ پا ۲۱ سو روپیہ سمجھنا چاہئے۔

[illegible] سادھو پرمانند جی کی صلاح [illegible] رادرجنگ جی کے ساتھ جانے کی ملتوی ہو گئی ہے۔

سورنڈہ آریہ سماج کے پردھان نے رشی ترپن کے دن بازار سے بھکشا مانگ کر یگیہ کا ہون کیا۔

پنڈت ہیمراج جی بھی پرچار کیلئے راہوں اور نوانشہر ضلع جلندھر گئے ہوئے ہیں

آریہ سماج موانہ (ضلع میرٹھ) میں رشی ترپن کے دن ۷ بجے صبح سب بھائیوں نے ملکر یگیوپویت دھارن کئے اور ۴۰ کی حاضری میں پنڈت گنیشی لال اور پنڈت سوہن لال ساکن ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور نے ہون کرایا۔

جالندھر شہر آریہ سماج کے بھائیوں نے رشی ترپن کے دن ۲۹ اگست کو نگر کیرتن کیا۔ اور تقریباً اکیس بھائیوں نے اکٹھے لالہ دیوراج جی کے شانتی سدن میں یگیوپویت دھارن کیا اور ہون کرایا

بہرام پور (ضلع گورداسپور) میں پنڈت آتما رام کے اُپدیشوں سے ایک آریہ سماج ستھاپت ہونے کی خبر آئی ہے گورداسپور سے بھی بہت سے بھائی قائمی کے وقت شریک ہوئے تھے اس سماج کے پردھان ایک سابق تحصیلدار اور اُپ پردھان ایک میونسپل کمشنر ہیں۔

مون پرچارنی سبھا رڑکی کے ایک سبھاسد رڑکی کے پاس کے ایک قصبہ بھگوان پور کی ایک براہمنی کی موت کا حال لکھتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ اس کے تین لڑکے تھے جنہوں نے کر اس کا تیرہواں علیحدہ علیحدہ کیا۔ اور سوال کرتے ہیں کہ یہ بدرسم کب بھارت سے علیحدہ ہوگی۔ جواب صاف ہے یہ خراب رسم [illegible] وقت دور ہوں [illegible] کا ایک ایک ممبر اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر ۶۲۴ آریہ بن کر لوگوں کی شردھا ویدک دھرم کو دوبارہ مضبوط کرے گا

شکارپور کے سیٹھ سادھو سنگھ جی بزاز کی دھرم پتنی کا ۳۰۔ اگست کو دیہانت ہوگیا سنسکار ویدک ریتی سے کیا گیا۔

امرتسر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۱۰ - اور ۱۱۔ اکتوبر مقرر ہوگئی ہیں

مہاشے منتری آریہ سماج نجیب آباد کہتے ہیں (۱) ۲۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو سراونی کے دن منشی کشی نارائن جی اُپ پردھان سماج کے چھوٹے بھائی بھگوان داس کا یگیو پویت سنسکار پنڈت رام سوروپ جی پاٹھک۔ و پنڈت آنند لعل جی اُپدیشک سماج نے کرایا۔ پاٹھک جی نے اپنے تصنیف کئے ستری شکشا سمبندھی بھجن د بلاطلبہ

بھجن بنی سے) گائے۔ ستریوں پر اُتم پربھاو پڑا۔ سنسکار سماپت ہونے پر آئے ہوئے بھائیوں کا پان مٹھائی سے ستکار کیا گیا۔ ادکت منشی جی نے مبلغ عہ مختلف فنڈوں کو دان دیا۔ اور ایک دھوتی وانگوچھا پاٹھک جی کو دکشنا دی۔ سب بھائیوں نے وہیں یگیو پویت بدلے

(۲) آریہ سماج کی جانب سے اشتہارات مشتہر کیا گیا تھا کہ جو صاحب سندھیا ارتھ سہت سنا دیں گے اُن کو ایک روپیہ۔ جو بلا ارتھ سنا دیں اُنہیں ۸ ارتھ سہت گائیتری سنانے والے کو ۸ اور بلا ارتھ گائیتری سنانے پر ۲ دکشنا دی جاویگی جو صاحب چاہیں ۴ بجے سے ۶ بجے تک بنجارکے نیچے لالہ بگھ مل کی دوکان پر سنا کر لے سکتے ہیں۔ وقت مقررہ پر جلسہ شروع ہوا۔ اور جیدیو شرما منتری آریہ سماج نے باواز بلند جلسہ کی غرض پبلک کو بتلائی۔ کارروائی جلسہ ایشور استتی پرارتھنا شروع ہوئی۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد مضمون اشتہار سنایا جاتا تھا۔ منشی کشی نارائن جی نے مہابھارت نامی ٹریکٹ مصنفہ چودھری نول سنگھ جی سنایا۔ حاضرین محظوظ تھے۔ جیدیو شرما نے اس کے متعلق ضروری تشریح کی۔ وقت معہودہ کے اختتام تک صرف دو شخصوں نے بلا ارتھ سندھیا اور ایک چھوٹے لڑکے نے بلا ارتھ گائیتری سنا کر کل ۴ ر حاصل کئے۔ نجیب آباد جیسے شہر میں یہ حالت اس شیہ شوچنیہ ہے۔ ہم نے خود دیکھا کہ دیشنوؤں کے گولے تقسیم کرتے ہوئے (جو ہمیشہ ایسے موقعوں پر کہا کرتے ہیں) براہمن دیوتاؤں سے یہ کہنے پر کہ آریہ سماج میں

سے روپیہ اور پیسہ کیوں نہیں لیتے ہو۔ وہ جواب دیتے تھے۔ مہاراج ہم تو آپنا مہا لیویں گے۔ کوڑی دو خواہ روپیہ عزت سے دو خواہ بے عزتی کیسا تھ۔ وقت ختم ہونے پر جیدیو شرما نے سچے دان کی ویاکھیا کرتے ہوئے موجودہ طریقہ دان کو ہی تمام خرابیوں کی جڑ بتلایا۔ اور دردناک لفظوں میں حاضرین سے اپیل کیا کہ جب تک یہ وطیرہ دان کا بدل کر بدستور سابق نہ ستھاپت ہوگا۔ اُنتی ناممکن ہے۔ حاضری ۵۰۰ کے لگ بھگ تھی

(۳) آریہ سماج کا پورب مندر چھوٹ گیا اور اب بازار کلو گنج میں ساہو بلشچند رجی کے بنجارتی مکان پر اس کا دفتر ہے۔ ہفتہ وار جلسہ لالہ بگھ مل جی کی دوکان پر نیچے ہوتے ہیں۔ اودھیکاری بہت چینے اور اُتساہ سے کام کرتے ہیں۔ خاص کر پنڈت بالمکند جی پردھان سماج زیادہ دھنیہ واد کے یوگیہ ہیں جو سماج کے کام میں تن من دھن کو بالائے طاق رکھتے ہیں

آریہ سماج میلسی کا دوسرا سال پرماتما کی کرپا سے نروگھنتا سے سماپت ہوا۔ سال آئندہ کے لئے جنرل میٹنگ ہو کر حسب ذیل اودھیکاریان منتخب ہوئے چودھری ہنس داس پردھان۔ مہتہ نبودھا رام اُپ پردھان دلیپ کار یکش۔ برجناتھ شرما منتری۔ لالہ رلیا داس کوشادھیکش۔ بھگت جتو رام اور مہتہ کھیم چند ممبران انترنگ سبھا۔ نیز لالہ بدھا وا رام۔ لالہ ٹھاکر رام لالہ دوینچند۔ لالہ راو ہاکشن صاحبان پرتنیدھ سبھا نیت کئے گئے۔ ایک ودھوا ودواہ ہو کر تین روپیہ سماج کو دان ملا۔ لالہ رام کرشن منیجر کنیا مہاودیالیہ کے لیکھ اور دوپا کی لڑکیوں کا اپیل عام پبلک میں سنایا گیا۔ اور رشی ترپن کی حیثیت پر ویاکھیان ہوا۔ مبلغ ہے روپیہ کے لئے دان ملا

ضرور پڑھئے۔ ایک صاحب نے ایک حصہ کی خریداری کیلئے مبلغ پانچ روپیہ کا منی آرڈر میرے نام ارسال کیا ہے۔ جو مجھے آج ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کو

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہے

مہاشئے ہردواری لعل جی - آریہ ورت رانچی کے اُس مضمون کے جواب میں جس میں کہ گن کرم انوسار درن ویوستھا کا فی زمانہ قایم ہونا مشکل یا اسمبھو بتلایا گیا ہے - ایک لمبا مضمون بھیجتے ہیں ۔ نامہ نگاروں کو واضح ہو کہ ان کے علاوہ تین دیگر نامہ نگاروں نے بھی ایسے ہی مضامین جوابی بھیجے تھے - میں ایسے مضامین کے درج کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں سمجھتا - کہ میں کاغذی گھوڑ دوڑ کے میدان سے اس سوال کو علیحدہ کر کے عملی جامہ پہنانا چاہتا ہوں - اور جہاں تک ہو سکتا ہے - اب بھی اس کے لئے کوشش کرتا ہوں - آپ لوگ بھی بجائے جواب کی طرف رجوع ہونے کے عملی کارروائی کو کچھ سمجھیں (ایڈیٹر)

مہابھارت میں پندرہ ہزار شلوکوں کی ملاوٹ

جس طرح عام ہندو لوگ بڑے نام تو بدھ دیو کو وشنو کا اوتار مانتے ہیں مگر اُسکے اُپدیشوں پر چلنا سویکار نہیں کرتے - اسیطرح پر وے لوگ وید کو اپنا پرم پوجنیہ دھرم گرنتھ تو مانتے ہیں - لیکن اُس کی آگیا کے انوکول چلنے کے لئے طیار نہیں ہوتے اُن کا کل دار و مدار پُرانوں پر ہے - اور اُن میں سے بھی زیادہ تر مہابھارت پر - یہاں تک کہ مہابھارت کو وے پانچواں وید مانتے ہیں - (پھر بھی لکھے کہ اول وید نہیں مانتے) انگریزی تعلیم یافتہ ہندؤں کا میکس میولر وغیرہ سے معمولی مغربی سنسکرت دانوں پر اندھا وشواس ہو گیا ہے مجھے ایک جج عدالت خفیف نے بتلایا - کہ پہلے اُن کا بیٹا باوجود اُن کے بار بار کے اُپدیشوں کے سندھیا نہیں کیا کرتا تھا - لیکن ایک روز خود بخود آکر کہنے لگا کہ میں سندھیا ضرور کیا کرونگا کیونکہ پروفیسر میکس میولر اسے اچھا بتلاتے ہیں - اس ایک مثال سے ہی معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے انگریزی تعلیم یافتہ بھائی اس بارے میں کہاں تک معقولیت سے گرے ہوئے ہیں - وجہ اس کی یہ ہے سنسکرت بھاشا میں وید ارتھ تک مہارت حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت اور جانفشانی درکار ہے - لیکن چونکہ سنسکرت ودیا سے لکھوں کی پراپتی کٹھن ہے - اسلئے اُس کے لئے اس قدر محنت کون کرے - یہی وجہ ہے کہ نہ تو وہ مغربی ودوانوں کے کتھن کو اپنے رشیوں اور فاضل پنڈتوں کے دعاوی سے مقابلہ کر سکتے ہیں - اور نہ ہی ٹھیک نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں - اسلئے اپنے اُستادوں کے کتھن پر وشواس کرتے ہوئے ویدوں کو بچوں کی بلبلاہٹ کہہ کر اُن سے بے مکھ ہو گئے ہیں -

لیکن کوئی تو دھرم گرنتھ چاہئے - اسلئے ہمارے انگریزی پڑھے ہوئے بھائی مہابھارت پر آ جھکے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے - کہ مہابھارت کے اندر ہی کرشن گیتا موجود ہے - اور اس کی تعریف میں یوروپ اور امیریکا کے سب ودوان رطب اللسان ہیں - مگر کیسے آشچریہ کی بات ہے - کہ جو لوگ شری کرشن کو پربرھم کا اوتار مانتے ہیں - اُس کی کہی ہوئی گیتا پر شردھا رکھتے ہیں - وہی لوگ کرشن مہاراج کے اُن واکیہ کا تر سکار کرتے ہیں جہاں کہ اُنہوں نے وید کو ہی دھرم کا مول بتلایا ہے - ہماری سمجھ میں نہیں آتا - کہ جو لوگ کرشن کو پورن برھم مانتے ہیں وے لوگ وید کے پرمانک دھرم گرنتھ ہونے سے کیسے انکار کر سکتے ہیں -

ان تعلیم یافتہ بھائیوں میں سے اکثر منوسمرتی اور گیتا وغیرہ دھرم گرنتھوں کی تعلیم پر اپنے بچوں کے لئے زور دیتے ہیں - لیکن ویدوں کا نام کبھی بھول کر بھی ایسی ایپلیوں کے اندر درج نہیں کرتے - ویدوں کے نام سے ہی اُنہیں شرم آتی ہے - کیونکہ پادریوں کا خوف دامنگیر ہے - اسلئے مہابھارت پر بڑا زور دیا جاتا ہے - لیکن کیا ہمارے بھائیوں کو معلوم ہے - کہ مہابھارت کیا ہے اور اُس کی تعلیم کیا ہے - ذیل کے واقعات سے کسی قدر آگاہی ہو جاوے گی - شری سوامی دیانند [illegible] اپنے گرنتھ [illegible] - [illegible] ثابت کیا ہے - کہ کس طرح [illegible] کے زمانہ تک بھارت کے شلوکوں کے اندر ایزادی کرتے کرتے اُسے پندرہ ہزار سے چالیس اور ساٹھ ہزار تک پہونچایا گیا - لیکن چونکہ ہندو لوگ سوامی جی کے لیکھوں پر شردھا نہیں رکھتے ہیں اسلئے میں اُن کی تحریروں کو نظر انداز کر کے عیسی کی اُنیسویں صدی کے خاتمہ کا واقع پیش کرتا ہوں - جس سے ظاہر ہوگا - کہ مہابھارت میں ایک نہیں - دس نہیں - سو نہیں - بلکہ ہزاروں شلوک ملا دئے گئے ہیں -

تقریباً تین برسوں کا عرصہ ہوا کہ پنڈت بھیم آچاریہ جھلکی مہا مہوپادھیائے سابق پروفیسر انفنٹس کالج بمبئی و حال پنشنر مقیم ضلع بیجاپور نے ایک مراسلہ اخبار

گیسری کے ایڈیٹر مسٹر بال گنگادہر تلک کو
کہا تہا۔ جو کہ محض ایک کٹر ہندو ہی نہیں ہیں
بلکہ ہندو دہرم کا کشن بیان کرکے نئے درشن
کاروں میں اپنا شمار کرا چکے ہیں۔ وہ مراسلہ
اخبار کیسری جلد ۱۸ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۲۔
جولائی سنہ ۱۸۹۸ع میں چہپا تہا۔ اور اس
کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مہابہارت کے چہپانے کا گنپت کرشنا جی کے
چھاپہ خانہ میں انتظام ہوکر اس کام کو آپاکہاڑیں
شاستری جی کے سپرد کیا گیا تہا۔ شاستری
جی نے پتہ لگایا کہ مہابہارت کے محض پچاسی
ہزار شلوک ملتے ہیں۔ حالانکہ مشہور یہ تہا
اور مہابہارت میں ایک ایک شلوک بہی
داخل کیا گیا تہا جس سے ظاہر ہوتا تہا
کہ بہارت کے کل ایک لاکھ شلوک ہیں
تب شاستری جی کی اجازت سے دوسرے
گرنتہوں میں سے ... ان وغیرہ لے کر
پندرہ ہزار ... لے گئے
اور اسی طرح ایک لاکہ شلوک ... کا
مہابہارت پبلک کی نذر کیا گیا۔

پیارے بہائیو! یہ مہا بہویا دہیانے
جی شری سوامی دیانند جی کے پیلے
نہیں ہیں۔ بلکہ جس وقت بمبی میں سوامی
جی مہاراج نے ولبہ وغیرہ متوں کا
کہنڈن کیا تہا۔ اس وقت یہی مہاشے
سوامی جی کے مخالفوں میں سے کہیا
تہے۔ اب بہی آریہ سماج بر خلاف ہیں
اور مادہو سمپردایہ کے کٹر ہندو
ہیں۔ جب ایسے مہا پنڈت اپنی
چشمدید شہادت دیتے ہیں کہ مہابہارت
کے اندر کم ازکم پندرہ ہزار شلوکوں
کی حال میں ہی ملاوٹ ہوئی ہے۔ تو
میں نہیں سمجہتا کہ ہندوؤں کے پاس
کیا جواب ہو سکتا ہے۔

راجہ سنہ ہول کے وقت میں پانچ
ہزار شلوک بڑہے تہے۔ اور اُن کے
بیٹے راجہ بہوج کے وقت میں پانچ
ہزار اور شامل ہوئے تہے۔ مسلمانوں
کی ہزار آٹہ سو برس کے عہد حکومت
میں پچپن ہزار اور بڑہے اور گذشتہ
صدی کے آخری حصہ میں یک لخت
پندرہ ہزار شلوک اور بڑہا دئے گئے۔
جس گرنتہ میں ایسی صریح ملاوٹ ہو
اُس کے کس حصہ کو مول گرنتہ مانا
جاوے۔ جس مکان کی بنیاد ہی
ریت پر ہو۔ اُس کے استحکام پر کسکو
وشواس ہو سکتا ہے؟۔ اگر ہندو
لوگ حسب قول پنڈت دین دیالو
جی مہا شاستری دہرم مہا منڈل ویشنی
کو چہوڑ کر آریوں کے ساتھ ویدوں
کے ستیہ ارتھ اور گوڑہ آشاؤں
کو سمجہنے میں پرورت ہوں گے۔ تو
اُنسے یہ بڑا کام ہوگا۔ عیسائی پادری
لوگ ویدہ دہرم کو جڑ سے اُکہاڑنے
کا بیڑا اُٹہائے ہوئے ہیں۔ ایسے
نازک وقت میں محض آریوں کو
گالی دینے کا نام سناتن دہرم رکہنا
کہاں تک دور اندیشی ہے۔ یہ اپنے
ہندو بہائیوں کے وچار کے لئے
چہوڑتا ہوں

راقم

آپ کا
شری نواس راؤ
از دارا شیو (علاقہ حیدرآباد دکن)

آریہ بہاتری سبہا
نمبر ۱

بعض بہائی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ
اگر پردہ نہ ہوگا۔ تو ستریاں ویرکی
کہلے طور پر ملیں گے۔ اور اس سے
کئی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ اس کا
جواب پہلے دے چکا ہوں۔ موجودہ
زمانہ میں قدرت کے نیم کے برخلاف
چلنے کے باعث ہندوؤں کی عورتوں
کو پارسیوں اور انگریزوں کی عورتوں
کی نسبت مردوں کو کہلے طور پر
ملنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ بعض لوگ
یہہ کہا کرتے ہیں کہ ستریاں تو دیویاں
ہیں۔ لیکن آدمیوں کو بدمعاشی
سے بچانے کے لئے یہ لازمی ہے۔ کہ ان
کو پردے میں رکہا جاوے۔ میں پوچہتا
ہوں۔ کہ کیا یہ انصاف ہے۔ کہ ہم
اپنی خودغرضی سے اور اپنی سوارتھ سدہی
کے ارتہ بیچاری معصوم عورتوں پر
اتنا ظلم روا رکہیں۔ یہ تو وہی بات
ہوئی کہ چونکہ اس بات کا خطرہ ہے۔ کہ
کہیں بدمعاش لوگ لالچ کے سبب سے آکر
ہمارے گہر سے چوری نہ کر بیٹہیں۔ اس لئے
تمام دروازوں۔ جہروکوں اور کہڑکیوں
کو اپنی دوکانیں بند رکہنی چاہئیں
یدی کوئی تشٹ آدمی ان میں پاپ
کریگا تو پرماتما سے ہم ہی ایسے
ہیتو چنت دنڈ دیں گے۔ چند دشٹوں
کے فرضی شک ہا کی خاطر ایشور
اُن نیموں کو توڑ کر ہم اس پاپ

کے خوفناک نتیجوں سے نہیں بچ سکتے
پس شریمتی آریہ پرتی نیدھی سبھا کے
بڑے اغراض میں سے ایک یہہ بھی ہے
کہ لوگ قدرتی طریقہ پر رہنا سیکھیں
اور ستریاں بجائے موجودہ فرضی
پردے کی اوٹ میں بہت سا ری
سدہیں اور اخلاقی برائیوں کے مرتکب
ہونے کے دویاردپی بھوگن سے سپوشت
ہوں: اور اپنی دیا کو کام میں لادیں
الہیٰ رشیوں کے اپدیش کے مطابق جہاں
آریہ پرتی نیدھی سبھا اویدک پردے کو
دور کرنا چاہتی ہے۔ وہاں جائز پردے
کو جاری کرنا ہی اپنا کرتویہ سمجھتی
ہے۔ اسلئے پردے کے ساتھ نیم نہبرہ
میں اویدک کاوشیشن ہی لگایا گیا ہے،
تاکہ اس کے زمرہ میں یکانت سیون
آدی رشی درجت دوش بھی آ جائیں
دو لوگ محض غلطی پر ہیں۔ جو کہ یہہ فرض
کرتے ہیں۔ کہ شریمتی آریہ پرتی نیدھی سبھا
کے ممبران خرابیوں کو بڑی اچھی
طرح سے محسوس کرتے ہیں۔ جو کہ پچھمی
دیشوں میں سے ستری پا وا او لنگھن
کرنے اور ستریوں کو بیحد آزادی
دینے سے بعض حالتوں میں ظہور
میں آتی ہیں۔ میں ایسے بھائیوں سے
پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی سمے
ایکانت میں بیٹھ کر اور نرپکش ہو کر
وچاریں۔ کہ آیا وہ شریمتی پرتی ندھی
سبھا کو معروضہ خطروں سے بچانے کی
فکر میں اور اس کی خیر خواہی کا لباس
پہنے ہوئے اسپر بے سروپا الزام مڑہ کر
خواہ مخواہ ایک دہبہ کے شخص یک ہی رحمت
بے نقطول سے بت ڈال کر اس کی نیک نامی

کو روکنے کے اگہور پاپ کو نہیں کر رہے
ہیں۔ اور اپنے ہی عملوں کے لئے خواہ
مخواہ سبھا کو تو ذمہ وار قرار نہیں دے
رہے ہیں

پردے کے ساتھ ہی تعلق رکہتی ہوئی
ایک اور ہی مذموم رسم ہے۔ جب
کبھی کسی ہندو کے گھر میں موت ہوتی
ہے۔ تو عورتیں بڑے بے شرمانہ طریقہ
سے چھاتی پیٹتی ہیں اور سر کے بال نوچتی
ہیں۔ یہہ وحشیانہ رسم بھی اگیان کا نتیجہ
ہے۔ جس طرح یہ پردہ کی رسم کی پابندی
عورتوں کی بناوٹی ہوتی ہے۔ اسی
پرکار سیاپا کرنے والی عورتوں کا
غم ظاہر اور دکھلاوے کا ہوتا ہے۔ یدی
کسی ستری کو پردے کے قواعد میں
پوری پوری مہارت نہ ہو تو اور
ستریاں اسکو طعن تشنیع کا نشانہ
بنا لیتی ہیں۔ گویا کہ ان کے خیال
میں غم کا ظہور بھی ایک مصنوعی طریقہ
سے ہونا چاہئے۔ ایسی ظاہر داری کی
باتوں سے عورتوں میں مکاری اور
ریاکاری پھیلتی ہے۔ اور جب تک
ان دونوں بدیوں کے سنسکار کبھی
آتما پر پربل ہوں تب تک وہ پوتر
ویدک دہرم کے امرت روپی اصولوں
کے پان کے یوگ نہیں ہوتا۔ جب
تک ستریاں سیاپے کے موقعہ پر اور
ہندو ستریوں کے ساتھ بیٹھ کر واہی
تباہی بکواس کرتی ہیں۔ تب تک یہہ
امید کرنی عبث ہے۔ کہ وہ صدق دل
سے ویدک دہرم کو گرہن کریں گی
جب ان طریقے پر منیں سنسکاروں کے
انشٹ ڈنپ پربل ہوں گے۔ تو نہ صرف

وہ خود ہی اپنے پتیوں کی سہکارنی
نہیں بن سکیں گی۔ بلکہ جہاں تک ان کا
بس چلیگا سنتان کو بھی آریہ نہ ہونے دیں گی
اسلئے جہاں ایک طرف ضروری تہا۔ کہ
ستریوں کے سدہار کے لئے ایک ایسی سبھا
ہو۔ جس میں کہ ایک ہی خیال کے ستری
پرش پرسپر سہایتا کرتے ہوئے۔ آریہ جیون
کو دہارن کرنے کا یتن کریں۔ اس کے ساتھ
ہی یہ بھی لازمی تہا۔ کہ اس سبھا کا ایک
مدعا ویدک سنسکاروں کے ناش کرنے
اور پردہ سیاپہ آدی رسموں کا دور
کرنا ہو۔ اسی وجہ سے اس سبھا کا آٹھواں
نیم مفصلہ ذیل ہے" ہر ایک سبھاسد
کا یہہ فرض ہوگا کہ سیاپہ پردہ وغیرہ
اویدک رسم ورواج کو اپنے ہاں سے
دور کرے۔ جس سبھاسد کا عمل اس
کے برخلاف [illegible] سبھا اس
امر کی [illegible] تحقیقات کر
[illegible] کثرت رائے سے نشچت ہو
اس کے لئے مناسب دنڈ تجویز کرے"

اقم
آریہ دہرم کا سیوک
رام داس منتری آریہ پرتی ندھی سبھا

کوئٹہ اور پنڈت آتمارام جی ویدی

میں ۱۳ اگست کو لاہور سے روانہ ہو کر ۱۵۔ کو
کوئٹہ پہونچا۔ ۱۶۔ ۱۷ و ۱۸۔ اگست کو بڑی
دہوم دہام سے جلسہ آریہ سماج کوئٹہ سمپت ہوا
دو ہزار روپیہ سے اوپر چندہ ارتہ آف فنڈ دن

کے لئے جمع ہو گئے۔ یہاں کے ساماجک بہائی آپس میں بڑے پریم اور محبت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور سچ مچ یہاں کے ساماجک پرشوں میں وہ آنند اور دہرم کا جوش پرتیت ہوتا ہے۔ جو واقعی ہر ایک سماج میں ہونا چاہئے۔ پنڈت ہری کشن جی و لالہ گنیش داس جی و لالہ ٹھاکر داس جی و لالہ حکم چند جی تو کوئٹہ سماج میں ایک مکمل نمونہ کا کام کر رہے ہیں۔ ہر وقت سماج میں اگہر پر سماج کی اُنتی کا وچار کرتے رہتے ہیں۔ پنڈت ہری کشن جی اور گنیش داس جی کا دہرم بہاؤ اور پریم کوئٹہ والوں کو آریہ سماج کی عظمت کا نمونہ دکھلا رہا ہے۔ لالہ ٹھاکر داس جی مختلف فنڈوں کے چندہ کو روزمرہ ایسے طریق پر [illegible] تے ہیں۔ کہ گویا کوئی بیو[illegible] [illegible] ہے۔ شری مان مہاشہ [illegible] ۲۴ جی ڈپٹی سب ڈویژنل آفیسر کا ذکر وغیرہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ پشین میں سب ڈویژنل آفیسر ہیں۔ بوجہ خاص کاموں کے جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے مگر ہر وقت جلسہ کے وقت ایک آیا ہیا مد پنڈت جی کو یاد کرتا تہا۔ پنڈت جی کے دہرم بہاؤ نے کوئٹہ کی عام پبلک کے دلوںکو عموماً اور ممبران سماج کے دلوںکو خصوصاً ایسا آکرشن کیا ہوا ہے کہ پنڈت جی کے بغیر کسی کام کو آرنبھ کرنے میں انکو لطف ہی معلوم نہیں ہوتا۔ پشین جہاں کہ آپ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ پنڈت جی کے نام پر سوبت ہو رہا ہے مجھے ارجن پرنٹنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور کے حصص کے فروخت کرنے میں جو مدد پنڈت جی نے امداد دی ہیں اُن کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں ۲۰۔ اگست کو تہوڑا سا وقت پشین میں ٹہر کر لاہور آگیا۔ کل اللہ عز برار کے حصہ میں دوسے بھی فروخت ہوئی۔ جنہیں سے

تو نیا غریبانہ کام کوئٹہ والے بہائیوں کی پرشنا یغہ کا ہیں ہے۔ لالہ گنیش داس جی دگ پریسیڈنٹ کوئٹہ نے زیادہ حصص خرید کئے۔ کچہ تہوڑا سا کام باقی رہ گیا تہا جسکی نسبت امید ہے کہ پنڈت آتما رام جی بہت جلد پورہ ارسال کر وادینگے۔ میں آخیر میں پنڈت جی کو بحیثیت ڈایرکٹر اپنے کمپنی کے اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں

دسنبہرا داس پوری منیجنگ ڈایرکٹر

تبصرہ ریویو!

سنگیت بال بودہ (حصہ اول یعنی علم موسیقی کی پہلی کتاب مصنفہ پنڈت وشنو دگمبر پلسکر گاین اچاریہ حال مقیمی لاہور۔ قیمت فی جلد عہ۔ لاہور میں کچہ عرصہ سے گاین ودیا کا ایک ودیالے کتاب زیر ریویو کے مصنف نے کہولا ہے۔ اس کام میں انکے ساتہ تین اور بہدر پرش مددگار ہیں۔ میں نے پنڈت وشنو دگمبر کا گانا پہلے پہل جلندہر کے دیوی تالاب پر سوامی مرنبہ کی یادگار کے دن سنا تہا۔ مجھے اُسی دن اصل اگینوں اور میرا سیکے درمیان بہید معلوم ہوا تہا۔ مجھے معلوم ہوا کہ راگ سے انسانوں کو موہت کرنیکے لیے منہ وغیرہ کا بگاڑنا ضروری نہیں۔ پہر انیمر تبہ لاہور آریہ سماج میں چند منٹوں تک پنڈت جی سے سام وید گان اور ایک خیال سنا۔ تیسری مرتبہ ۲۔ اگست کو رار تیشہ لال ایل ۔ ای بیرسٹر کے یہاں پنڈت جی سے ملاقات کی۔ جہاں اُنہوں نے یہ کتاب مجھے دی۔ اسمیں شبہ نہیں کہ بغیر استاد کے اس کتاب کو پڑہنے سے تو کچہ فایدہ نہیں ہوگا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ اگر اس میں بیان کئے ہوئے اصول پنڈت وشنو دگمبر جی سے ایک مرتبہ سمجھ لئے جاویں۔ تو معمولی سے معمولی آدمی بھی کتاب کو روبرو رکھ کر بڑی عمدہ طرح سے ہر ایک بیان کردہ راگ اور راگنی کو الاپ اور گا سکتا ہے۔ اس کتاب کی قدردانی ہونے پر اس کے

چہہ اور حصے مصنف پبلک کی نذر کرنیکا وعدہ فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس ڈہکو سلے کے شکار ہیں کہ بعض طبیعتیں راگ کے لئے ہی نہیں بنیں۔ اُنہیں ایک مرتبہ ضرور پنڈت وشنو دگمبر سے مل کر کچہ سیکھنا چاہئے۔ کیونکہ اُنہوں نے مجھے یقین دلایا تہا۔ کہ ہمارے بیہودہ پرانے شاستروں کی عزت کرنے والوں اور قدرتی راگ کی قدر کرنے والوں کو صلاح دوں گا۔ کہ وے ضرور اس کتاب کو خرید کر دو چار دن پنڈت وشنو دگمبر جی کی صحبت میں بسر کریں۔ ایک نقص میں نے اس کتاب میں بہی دیکہا ہے۔ جہاں گان ودیا کو انت کرناد نظر رکہا گیا ہے۔ وہاں ابہی تک کرشن لیلا کے کچہ بہجن شامل کر کے مصنف نے اس امر کا ثبوت دیا ہے۔ کہ ابہی تک اُنہوں نے یہ محسوس نہیں کیا کہ راگ میں کس قدر طاقت انسان کے اخلاق کے سدہارنے یا بگاڑنے کی موجود ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جیسا پنڈت جی نے مجھے یقین دلایا ہے وے اپنی آئیندہ تصنیفوں کو مضمون کے لحاظ سے اعلے اخلاق سے پرگیت طیار کر کے درج کریں گے۔ علاوہ مصنف کے وُہ ارجن پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی" کے منیجر سے بمقام لاہور مل سکتی ہے۔

آریہ ساماجک سالانہ جلسے

شملہ ۷ و ۸ ستمبر۔ میانیہر ۷ و ۸ ستمبر۔ جلالپور جٹاں (ضلع گجرات) ۱۴ و ۱۵ ستمبر۔ بیاپنور ضلع گورداسپور ۲۸ و ۲۹ ستمبر۔ بہڑایچ (ملک اودہ) ۲۷ تا ۲۹ ستمبر۔ کمالیہ (ضلع منٹگمری) ۲۷ و ۲۸ ستمبر۔ سر (ضلع [illegible])

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۲۹ بھادوں سمت ۵ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء شکروار۔ جالندھر شہر | نمبر ۲۳

سنسار کی گتی

اسی سے تو پھر لیکے کا چکر شدہ ہوتا ہے

انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے جہاں تقلید پرستی کا سبق سیکھا وہاں اس میں بھی دھو... ہی رہے۔ اگر اس میں بھی یہ پورے اُترتے اور انگلستان کے موجودہ خیالات کی ہی تقلید کرتے تب بھی کچھ بات تھی اگر انگریزی لباس کی تقلید کریں گے تو جو فیشن ۱۸۶۹ء میں نقل کیا تھا۔ آج تک اسی پر جمے چلے جائیں گے۔ اگر طریقہ تعلیم کی تقلید کریں گے تو اصل۔ خواہ اپنے طریقہ تعلیم کو دس مرتبہ بدل چکے ہوں۔ یہ پرانی لکیر ہی پیٹے چلے جائیں گے۔ جب گروکل کے طریقہ تعلیم کو آریہ سماج نے ملک کے آگے رکھا تو عام تعلیم یافتوں کے علاوہ سمجھدار دان اور ان میں سے ہی بعض آریہ نام دھاری ام۔ انکو وحشیانہ زمانہ کا بقیہ کہہ کر ہنسی ٹھٹھے بھی اُڑاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دنیا آگے کو چلا کرتی ہے۔ پیچھے کو چلنے کا زمانہ اب نہیں ہے۔ لیکن حال میں ہی جو مضامین بعنوان "ہندوستان کے لئے سب سے اعلےٰ یونیورسٹی" پروفیسر گیڈیز کی طرف سے نکلے تب انہیں عجیب عجیب خیالات اخباروں میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ پایونیر میں ان مضامین کو دیکھ کر بڑے بڑے آدمیوں کی توجہ اس طرف کھنچی ہے۔ الہ آباد کالج کے سائنس پروفیسر ہل صاحب جو کہ میرے پرانے استاد ہیں۔ اس بارے میں موجودہ طریقہ کے حامیوں میں سے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان سے امید بھی یہی ہوسکتی تھی کیونکہ وہ خود سررشتہ تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن بائینہمہ شہر ول کے کالجوں کا بعض حالت میں ضروری ہونا مان کر بھی انہیں موجودہ طریقہ تعلیم سے ناراضگی ظاہر کرنی پڑی ہے۔ اور ساتھ ہی ڈریکانت سیون کو بعض ضرورتوں

کے پورا کرنے کے لئے لازمی ماننا پڑا ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے صاحبان نے بھی اس پر بحث کی ہے۔ لیکن نتیجہ وہی برآمد ہوا ہے کہ استادوں اور شاگردوں کا رشتہ زیادہ تر گہرا ہونا چاہئے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر اس وقت وائسرائے ہند نے تعلیمی معاملات میں اپنی رائے کا اظہار ۲ ستمبر کو بمقام شملہ تعلیمی کانفرنس کے افتتاحی جلسے میں فرمایا ہے۔ جسکے بعض حصے اس قابل ہیں کہ انہیں اس جگہ بجنسہ درج کیا جاوے۔ اس بات کا یقین دلا کر کہ انکی تعلیمی معاملات میں اپنی پالیسی کو پوشیدہ رکھنے کی نیت نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی یہ نشچے کرا کے کہ وہ قبل کسی تبدیلی کرنے کے عام رائے کو دریافت فرمائیں گے۔ لارڈ کرزن اس ملک میں انگریزی تعلیم کی تاریخ کو مختصر طور پر بیان فرماتے ہیں۔ اسکے بعد حضور وائسرائے اس غلطی کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو کہ پہلے ہی انگریزی طریقہ کی غلط تقلید میں کی گئی اور اس اصول کی سخت تردید کرتے ہیں۔ جس سے کہ **امتحان کو ہی تعلیمی لیاقت کا معیار قرار دیا گیا**۔ اس دلیل ہی سے اس ملک کی تعلیم کو رکھنا چاہتے ہیں۔ مذہبی تعلیم کے بارے میں لارڈ کرزن کی رائے خصوصاً قابل غور ہے۔ انکی رائے ہے کہ مذہبی تعلیم سے گورنمنٹ کو کچھ بھی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن یہ انکی مضبوط رائے ہے کہ تعلیم بارآور ہونے کے لئے مذہبی بنیاد پر قائم ہونی چاہئے۔ انکی رائے میں "اخلاقی کتابوں" سے یہ مشکل حل نہیں ہو سکتی۔ **لارڈ کرزن** فرماتے ہیں "میں اسکا حل ایک اخلاقی پرائمر یا ٹکسٹ بک میں حاصل کرنیکا حامی نہیں ہوں۔ یہ ایجوکیشن کمیشن کی سفارش تھی۔ اگر طالب علم اقلیدس کو رٹ سکتے ہیں۔ تو اخلاق کے سبق رٹنے سے بھی انہیں کوئی نہیں روک سکتا"۔ اس سے بڑھ کر صاف گوئی اور کیا ہوسکتی ہے۔ لارڈ کرزن کی رائے ہے کہ اگر آپ اپنے مذہبی مدرسے قائم کرکے وہاں پر بورڈنگ سکول یعنی گروکل قائم کئے جاویں۔ اور انہیں

د... کہ استاد رکھنے پر زور دیا جاوے تب یہ سوال حل ہوسکتا ہے۔

میں سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ پیچھے کی طرف جانا نہیں ہے؟ کیا یہ انہیں وحشی آریہ رشیوں کی پیروی نہیں ہے جنکے خیالات کو ہمارے نوجوان لوگ کس حقارت سے دیکھنے کے عادی ہو رہے ہیں۔ اس سے تو پھر لیکے چکر شدہ ہوتا ہے۔

یہ تبدیلی مجبوراً کرنی پڑیگی

جب یورپ اور امریکہ سے تبدیلی کے لئے زبردست آوازیں اٹھ رہی ہیں تو پھر تقلید پرستوں کی کیا مجال تھی کہ اسی لہر میں نہ بہ جاتے۔ لاہور میں دیانند کالج کو آریہ سماج کے ہاتھوں سے کھسکتا دیکھا اور سینکڑوں مستحقوں کو انکے حقوق سے کیوں محروم کیا گیا۔ اس سے پنجاب کے سب ہی تعلیم یافتہ لوگ واقف ہیں۔ لیکن کیسی حیرانی کی بات ہے کہ اسی دیانند [illegible] کن اب اپنے سکول سے ایک علیحدہ [illegible] خانہ [illegible] گئے ہیں۔ جسکا اعلان [illegible] ہے۔ اس [illegible] ہے۔ وہی لوگ جو گروکل کی سکیم [illegible] اڑاتے تھے۔ اب اسکے نزدیک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ جو لوگ آریہ پرتی ندھی سبھا کے [illegible] روپیہ ماہوار طالب علموں سے لینے پر مخول اڑاتے تھے۔ وہ ۱۳ روپیہ ماہوار اپنے مجوزہ بورڈنگ سکول سے جسے گروکل کہا جائیگا، میں فیس ماہوار مقرر کرتے ہیں۔ لیکن ع ایں ہم غنیمت است۔ ایسی حالت میں سینکڑوں کوششیں غیر آریہ ہندو فرقوں کی طرف سے بھی ہو رہی ہیں۔ گروکل کی تحریک نے سچ مچ ہمارے دیش کے تعلیمی خیالات کو پلٹا دیدیا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں ہے جبکہ ان اصولوں کو لوگ بے تعصب ہوکر عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے لیکن انکو تکمیل پر پہونچانیکی شکتی آریہ پرشوں کے سواء اور کسی میں نہیں ہے۔ اسلئے ایشور سے پرارتھنا ہے کہ انہیں اپنے فرض کی ادائگی میں دڑھ کرے۔

پال کروگر کے وہم پر لاکھوں جانوں کا انحصار ہے

بوئیروں کی بہادری کی داد جب خود انکے رقیب دے رہے ہیں۔ تو پھر اسمیں شبہ نہیں ہو سکتا کہ شمار آیندہ انہاس میں بوئیروں کا شمار اُن قوموں میں ہوگا۔ جنہوں نے کہ آزادی کیلئے سر دھڑ کی کچھ پروا نہیں کی۔ لیکن کیا اس سے بڑھکر اپنے اوصاف کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مسٹر پال کروگر اپنے بوئیروں کو سلطنت برطانیہ کے مقابلے سے نہیں روکتے۔ مسٹر پال کروگر سے حال میں جو اخباروں کے نامہ نگاروں نے بات چیت کی اُس کو پڑھ کر بے اختیار رونا آتا ہے۔ پال کروگر کی پرستش کرنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ غضب کا وشواس ہے۔ لیکن ساتھ ہی افسوس ہوتا ہے کہ ایک لائق آدمی اب تک ہزاروں خلق خدا کو قتل کروا رہا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ خواہ جنگ میں ایک فریق کا قصور تھا یا دونوں کا فتح [illegible] برطانیہ کی ہی ہوگی بہ ہوا اگر [illegible] تک بھی گرد بڑھتے جاویں۔ [illegible] کہ اپنے آپ کو وحشی اور خونخوار [illegible] حاصل کچھ نہ ہوگا۔ میری رائے ہے اگر وے زمانہ گذشتہ کے بہادروں کی پیروی کریں تو یا تو پرانے راجپوتوں کی تقلید میں افریقہ کے بے حد صحرا میں سے کوئی اور علاقہ اپنے لئے صاف کریں۔ اور یا سرکار برطانیہ کے شرائط کو قبول کر کے انکی آزاد رعایا بن جاویں۔ یا موجودہ سلطنتوں میں سے جس کا رعایا بننا انہیں پسند آوے وہاں جا بسیں۔ میری رائے میں بہادری کی حد ہو گئی اور اب ہٹ دھرمی ہے کہ بوئیروں کی طرف سے زمینوں کا لوٹنا اور شب خون جاری ہیں۔

کابل کی طرف سے بے پروا نہیں ہونا چاہئے

امیر کابل نے ۱۹۔ اگست کو بمقام باغ بالا ایک بہاری سالانہ دربار کیا۔ نذریں پیش ہوئیں۔ جو خزانہ سرکاری میں داخل ہوئیں۔ امیر نے سلطنت کو خدا کی داد بیان کیا۔ اور اسلئے اپنے حکم کی تعمیل کو رعایا پر واجب بتلایا وغیرہ وغیرہ۔ اس تمام بیہودگی کروفر کے اندر امیر عبدالرحمٰن کی بڑی گہری پالیسی نظر آتی ہے۔ دن بدن فوج کا بڑھانا اسکے لئے عمدہ سے عمدہ ہتھیار مہیا کرنا اور جرگوں کو آپس کی پھوٹ سے بچا کر سبکو کابل کے مرکز پر اکٹھے کرنا خالی از مطلب نہیں ہے۔ ابھی جو کرسٹی صاحب مرے ہیں۔ اُن کی رائے ظاہر کیگئی ہے۔ کہ وہ امیر کابل کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے تھے یہ تو ٹھیک ہے کہ یہ رموز سلطنت شاہاں بداند لیکن امیر عبدالرحمٰن جو خیالات پھیلا رہے ہیں انکا اثر اُنکے لڑکوں تک تو ضرور پہونچا ہوگا۔ اور اگر خدا نخواستہ امیر صاحب جلد راہی ملک بقا ہوں کیونکہ بہت ضعیف ہو چکے ہیں تو کیا سردار حبیب اللہ یا نصراللہ کے جوش جوانی سے کچھ بعید ہوگا کہ وے گورنمنٹ ہند کو دھوکا دیکر لڑائی کی ٹھان لیں میری رائے میں ایسے خطرناک آدمی کو ۱۸ لاکھ روپیہ سالانہ دینے کی بجائے اسی روپیہ کو اُسکی کارستانیوں کے اثروں کو دور کرنے میں صرف کرنا بہتر ہوگا

یورپین سلطنتوں کا بیہودہ پن

ایک طرف تو فرانس اور ٹرکی کے درمیان کشمکش ہو رہی ہے۔ فرانس والے دھمکاتے ہیں۔ سلطان روم بیچارے اپنی کمزوریوں سے بیخبر فرانس کے برخلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ بیچ بچاؤ کرنیوالے اپنا مطلب سیدھا کر رہے ہیں لیکن ہونا کیا ہے۔ آخر کار سلطان والاشان کو معافی مانگنی پڑیگی۔ کیونکہ جہاں زبردست اور زیردست کا مقابلہ ہے۔ ورنہ سلطان بیچارہ کا کچھ قصور نہیں معلوم ہوتا۔ اب دوسری طرف جرمنی کا حال سنئے۔ فغفور چین نے تو شاہزادہ چون کو گذشتہ گڑبڑ کی معذرت کیلئے بھیجا۔ وہ جرمنی کے نوجوان شاہنشاہ نے موقع غنیمت سمجھ کر بیچارے کو ذلیل کرنیکے لئے حراست میں آنیکا حکم دیا۔ جیسے کسی [illegible] رسم کہتے ہیں۔ شاہزادہ چون نے انکار کیا۔ اب [illegible] کے تیجر کو بھی ہوش آیا اور اپنا حکم منسوخ کر کے شاہزادہ چون کو بلایا۔ اور اُس سے مراسلہ لیکر رخصت کیا۔ زمانہ [illegible] عجیب ہیر پھیر ہے۔ ایشیائی سلطنتیں جب یورپین [illegible] پسند کر کے انکی پیروی کرنے لگی ہیں اس وقت یورپ والے [illegible] دماغ میں مشرقی خود مختار بادشاہ ہونیکی بو سما جاتی ہے

معاملات حیدر آباد دکن

سر وقار الامرا وزیر اعظم کی عالی ہمتی

پر کانگریس والے بہت خوش ہو رہے ہیں۔ پس فروری [illegible] کو اُنکی نسبت جو مجھے واقفیت ہے۔ اُسے یہاں درج کرتا ہوں۔ سنہ ۹۹ کی سالانہ رپورٹ میں سید حسن صاحب بلگرامی نے جو سررشتہ تعلیم کے افسر ہیں شکایت کی کالج کیوجہ سے نوجوانوں کے کانگریسی خیالات ہو گئے ہیں۔ اسلئے یا تو کالج بند کیا جاوے اور یا ایسی کوشش کی جائے جس سے وہ لڑکے پڑھائے جاویں جنکی نمک حلالی کا شبہ نہ ہو اپنے سالانہ ریویو میں اُسپر سر وقار الامرا نے لکھا کہ اگر کانگریس والے انگریزی ریاست میں باغی سمجھے جاویں تو وہاں انکے ایسا ہونے کیلئے سامان موجود ہیں۔ کیونکہ سلطنت بیگانوں کی ہے۔ یہاں فرمانروا دیسی ہے اسلئے بغاوت کا احتمال نہیں۔ لیکن میری رائے میں کانگریس والے باغی نہیں بلکہ برٹش گورنمنٹ کی بہبودی کیلئے غنیمت ہیں۔ اور اگر حیدر آباد میں بھی ایسی کوئی نمک حلال جماعت پیدا ہو جاوے تو ریاست کے لئے باعث خوشی ہونا چاہئے حضور نظام سر وقار الامرا سے اسلئے بھی ناراض رہتے ہیں کہ وہ حضور کے پرائیویٹ اخراجات کی بابت [illegible] پڑتال کرانا چاہتے تھے۔ اب جو مہاراجہ کشن پرشاد صاحب وہ ہندو بھی ہیں لیکن پنج وقتہ نمازی پکے ہیں مسلمان پیروں مرشدوں کے عرس پر قدر شریک ہوتے ہیں ایک مرتبہ مہاراجہ صاحب نے نظام سے کہا کہ حضور دل اسلام کا عاشق ہے۔ حضور سے مشرف باسلام ہونا چاہتا ہوں تو نظام نے جواب دیا کہ میری ریاست میں مذہبی آزادی ہے جس مذہب میں داخل ہو سکو ہو سکتے ہو۔ لیکن

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

اخبار بہارت متر کلکتہ میں ایک سناتنی ہندو نے اپنی جگناتھ یاترا کا ذکر کرتے ہوئے وہاں کے مندر میں فحش تصویروں کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔

روس میں اب تک ہندوستان سے بڑھ کر ضعیف الاعتقادی موجود ہے۔ روسی لوگ بطور جادو یا نظر بٹو کے انجیل جسم کے ساتھ پہن لیتے ہیں۔

ایک ڈاکٹر کی رائے ہے کہ اگر لڑکپن سے ہی سخت بستر پر سونے کی عادت ڈال لی جاوے۔ تو لڑکا تندرست رہتا ہے۔ پر ابین ریشیوں کے گدیلوں کے ایک ایک صول کی تایہ ہوتی چلی جاتی ہے۔

دی کرسچین ورلڈ مقام لنڈن میں ایک عیسائی مذہب کا پرچہ ہے۔ اُسکے ایڈیٹر مسٹر جیمس کلارک تھے۔ انکا دیہانت ہوگیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی وصیت میں یہ خواہش ظاہر کی کہ اُنکی لاش کو دفنانے کے بجائے جلایا جاوے۔ صرف یہی نہیں بلکہ کریا کرم کی رسوم کو بہت مختصر اور باکفایت بنانے کی ہدایت بھی دے گئے۔ انگریزوں میں یہ وصف ہے۔ کہ اپنے آتما کے انوکول کام کرنے کے لئے دنیا کی رائے کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔

بنگال کی نئی اور پرانی گو زمینداری ایسوسی ایشن کے درمیان وہاں کے لاٹ صاحب کو فیصلہ کرانے ہیں۔ پرانی سبھا والے آدمی ہی اب رنج بھول کر ... ہیں۔ جن کو خارج کیا تھا انکو پھر سے ممبر تسلیم کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے تو وعدگی ترمیم کے لئے تیار ہیں۔ لیکن نیا خون جوش مار رہا ہے۔ نئی سبھا جواب دیتی ہے۔ کہ تم ترمیم وغیرہ کرہی دو تب ہی ہم ایک نئی سبھا کی بفعل کے زمینداروں کے لئے ضرورت سمجھتے ہیں۔ ابھی پھوٹ نے توریں ریشہ تک پہونچایا ہے۔ ابھی معلوم کیا بانی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہوش میں نہیں آتے

بارش کا جو زور شور پہاڑوں پر رہا ہے۔ اُسکا نتیجہ صاحب لوگ اب تک بھگت رہے ہیں۔ راستے خراب ہوگئے۔ اور جگہوں میں بھی اچھی بارش ہوگئی ہے لیکن ایک جلندھر شہر ہی ایسا ہے۔ جہاں پہلے ہی دنوں کی بارش کے بعد سوا مہینے سے ایک بوند نہیں برستی۔ ارہٹ زور شور سے چل رہے ہیں۔

مشہور مسٹر کرسٹی صاحب سی آئی۔ ای۔ جو محکمہ پولیس میں اعلیٰ درجہ کی تفتیش کنندہ تھے۔ کوہ ... سال پر مرگئے۔ یہ اُن انگریزوں میں سے تھے جنکا ... ابہاو ساہوتا جاتا ہے۔ آپ اردو اور فارسی کے زباندان تھے۔ اور سرحد کے معاملات سے انکو واقفیت تھی۔ کم آدمیوں کو ہوگی۔ پنڈت لیکھرام کے قتل پر مجھے انسے ملنے کا اتفاق ہوا تھا اُن کی دانائی اور فراست کو دیکھ کر میں دنگ ہوگیا تھا افسوس کہ بوجہ محکمہ سے علیحدگی کے وہ مجھے کچھ مدد نہ دیکے۔ ورنہ پنڈت لیکھرام کا قاتل ضرور پکڑا جاتا

کلکتہ میں ہندوستانی لٹھ باز مشہور ہیں۔ اگر ایک بنگالی بابو کی دوسرے سے ضد ہو تو ایک لٹھیت معہ اُجرت مقرر ہو جاتی ہے۔ بنگالی بابوؤں نے انکا نام گنڈا رکھا ہے۔ اب تک ایسے لٹھیت کلکتہ کی گلیوں کے لئے ہوا بنے ہوئے ہیں۔ روس میں بھی ایسے گنڈے موجود ہیں جو تھوڑی اُجرت مقرر کرکے برسر بازار بھلے مانسوں کو جوتیا دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس گنڈے نے زید کے پچیس روپیہ دینے پر بکر کے پانچ جوتے مارے ہے۔ وہی گنڈا بکر سے تیس روپیہ لے کر زید کے چند جوتے ٹھونک دیتا ہے۔ اسمیں محض گنڈوں کا قصور نہیں ہے وہ محض انسانوں کی ایرشا اور دویش کی سپرٹ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

مہارانی وکٹوریا کی نج کی چٹھیاں جو بازار میں بک رہی ہیں۔ اُن پر شاہی خاندان میں نارانگی ہے۔

علیگڈھ والی "محمڈن ایجوکیشنل کنفرنس" کا سالانہ جلسہ امسال بڑے دن کی تعطیلوں میں مقام مدراس ہوگا

مقام بلیک پول (انگلستان) میں ایک عورت شیر کے کٹہرے میں تماشا کرتی ہے۔ پچکار کر شیر کے بچوں کو اُٹھا لیتی اور پنجرے میں پہونچا آتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شیر بچے نے انگلی اُڑالی۔ خون چھپانے کے لئے انگلی کو کپڑے سے ڈھک کر بڑی مستقل مزاجی سے پہر شیر بچے کو قابو کرکے پنجرے میں بند کرآئی۔ اگر یہ قصہ ہندوستانی عورتوں کو سنایا جاوے تو چیخ اُٹھیں

پونا کی ایک ہندو ودہوا کے بچہ پیدا ہوا۔ اُسنے اپنے بچے کا پہلے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور پھر اُس کی لاش کے گرد کپڑے لپیٹ کر اُسے جلادیا۔ کیا ایسی مثالیں نیوگ اور ودہوا وواہ کے لئے زبان حال سے اپیل نہیں کرتیں۔ اور کیا ضرورت نہیں ہے۔ کہ عام اخلاق کے سدھار کی زیادہ تر کوشش کی جاوے۔

بنگال کے برامہو فرقہ کی ایک مسز لیڈی شریمتی ہیمنت کماری نے اپنی فصاحت سے لوگوں کو موہت کرلیا ہے۔ سمٹ میں ... نے پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر کے جیون ... یتیم خانہ ... میں ایک گھنٹہ سے ... ۔ ایسی لیکچر ... [illegible] دیا۔

ٹرانسوال (جنوبی افریقہ) میں جو اعلان دیا ہے کہ ۱۵ ستمبر کے بعد جس قدر بوئیر آزاد جنگ پائے جاوینگے اُنکے ساتھ وحشیانہ سلوک ہوگا۔ اسپر انگلستان کے علاوہ باقی کل ملکوں کے اخبار نویسوں نے اظہار نارانگی کرتے ہوئے اُسکے سخت خلاف لکھا ہے۔

بنگال کے لفٹنٹ گورنر بنگالی زبان سیکھ رہے ہیں۔ آپ نے ایک پبلک موقع پر بنگالی زبان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر ہم آہنگ اور خوش الحان اور کوئی زبان ملک ہند میں نہیں ہے اور بنگالی بابوؤں نے اسپر مرحبا کے نعرے بلند کرے افسوس کہ لڑکی کی تعریف میں کہ لوگ بھول جاتے ہیں جب سنسکرت زبان ملک میں موجود ہے تو بنگالی کو سب کا سر دہنی کہنا دیپ ہی ہے۔ جیسا کہ انتخاب رہتی کو رامائن سے اعلیٰ بتلانا۔

جنوبی امریکہ میں بھی جنگ کے آثار نظر آتے ہیں

کابھیا والوں کے مقابلے کے لئے ...۹۰ نومبر ارسیاہ
و یسٹرن تولا کی جمع ہوئی ہے۔

بوئیروں نے پرکیپ کالونی پر دھاوا کر دیا ہے
ایک ٹرین کو سر کیا جہاں ایک میجر اور نو سپاہی مارے
گئے۔ اور سترہ زخمی ہوئے۔ جکرال پر چار سرکاری
سپاہی مارے گئے اور ۱۲ زخمی ہوئے۔ مقام
اوڈشورن پر ۱۲۰ بوئیروں نے ۲۵ سرکاری
آدمیوں پر حملہ کیا۔ ان میں سے تین بھاگ گئے
۳ مارے گئے۔ ۱۸ زخمی ہوئے اور باقی گرفتار ہوئے۔ اسی
طرح کے حملے بوئیر وں کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ لیکن
اسٹر ... کی ماں کب تک خیر منائیگی۔

ممالک مغربی و شمالی کے آئیندہ لفٹنٹ گورنر
سٹر جے جے۔ ڈی لاٹچہ ہوں گے۔ جبکہ نومبر
میں سر انٹنی میکڈانلڈ صاحب مستعفی ہوں گے۔
پنجاب کے آئیندہ لفٹنٹ گورنر سر چارلس ریواز
صاحب ہونگے۔ یہ آخری تقرری مارچ سنہ ۱۹۰۲ء
سے شروع ... کی جگہ کونسل ہند
میں مسٹر ایبٹسن لیں گے ... ۱۹۱۴ء

سمندر کا ایں سونا دریا ہوتا ہے یہ ٹھیک ہے۔ زود ...
مشتہر شہر جلندھر سے ایک پرچہ میاں ... علی
نے نکالا تھا۔ میاں سلطان علی مسٹر گوجرل فرانسس
کے پورانے منیجر ہیں۔ مسٹر فرانسس والا پریس وغیرہ
شاید تنخواہ وغیرہ کے بدلے آپ نے لیلیا ہے۔ اب
ہندوؤں کے لئے ان مسلمان صاحب نے پرچہ نکالا
اور پرانے مضامین "بھارت سیوک" کے زمانہ کے آئے
ہوئے درج کرنے شروع کر دئے۔ اور بھارت سیوک
کے پرانے خریداروں کے نام خود بخود اخبار بذریعہ
ویلیو پے ایبل روانہ کرنا شروع کر دیا۔ کئی صاحبان
نے لحاظ میں آکر ویلیو پے ایبل چھڑائے۔ اب
شکایتیں آرہی ہیں چنانچہ موگا ضلع فیروزپور
کے لالہ بشمبر داس ساہوکار لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ
دو ماہ کا ہوا۔ جب کا ویلیو پے ایبل انہوں نے
لے لیا۔ اسکے بعد اخبار کے انہیں درشن نہیں ہوئے

لالہ صاحب دیگر بھائیوں کو بھی مشنری هنده
کے ھتھکنڈوں سے خبردار کرتے ہیں۔ اگر
درحقیقت یہ صحیح ہے تو میاں سلطان علی کو
یا تو اپنے خریداروں کی شکایت رفع کرنی چاہیے
اور یا پرچہ بند کرکے ان کی پیشگی قیمت واپس
کر دینی چاہئے۔

دنیا میں سب سے بڑا پل ملک چین میں سنگناگ
کے نزدیک ہے۔ جس کی لمبائی ۵½ میل کی ہے
اس کے نیچے تین سو بڑی عالیشان پتھر کی محرابیں
ہیں۔ یہ پل سطح پانی سے ۷۰ فٹ اونچا ہے۔ دونوں
طرف کے برجوں پر اکیس اکیس فٹ لمبا ایک ایک
سنگ کا شیر بنا ہوا ہے۔

حیدرآباد دکن میں ہندو وزیر اعظم کی تقرری
پر بدست ہوکر تمام ہندو پرچے بہاٹوں کی طرح راجہ
چندو لعل کے زمانہ کی آمد کی خوشخبری سنا رہے ہیں
لیکن مشکل یہ ہے آن صاحبوں نے کبھی چندو لعل
کی ہسٹری نہیں پڑھی۔ چندو لعل کے وقت حیدرآباد
کی ریاست ہی اُسکے نام سے مشہور تھی۔ سب چندو لعل
کا حیدرآباد کہتے تھے۔ اور وہ اسلئے کہ اُنہوں نے جہاں
اپنے لئے کچھ نہ بنایا وہاں مرہٹوں اور سکھ دیوانیوں کے
لئے مسلمانوں کی نسبت کہیں جاگیریں اور معافیاں دلائی گیا
موجودہ وزیر اعظم صاحب درگا اور رام چندر پیر مسلمان
پیروں فقیروں کو ترجیح دینے کے عادی ہیں۔

مہاراجہ بڑودہ اسوقت بڑی اصلاحیں سوچ
رہے ہیں۔ یہ بڑودہ کے رستے سے رکاوٹ دور
کرنے کے علاوہ مذہب کی تبدیلی کے باعث جائیداد
سے محرومی کی قید کو بھی دور کرنے لگے ہیں۔ ان سب کے
علاوہ بال دِواہ کے برخلاف بھی کسی قسم
کا قانون سوچا جا رہا ہے۔

مسز اینی بیسنٹ نے شملہ میں دو لیکچر دئے
زباندانی کے شوقینوں نے بڑے جوش سے سُنے
لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ شریمتی جی نے کہا کہ اپنے اپنے
مذہب میں بنے رہو لیکن ساری دنیا کا ایک۔

کرو۔ بڑا معقول اپجیشن ہے۔ ...
صندین!

ایمیریکا کے ملک میں ... پرانی
اور جنوبی حصے میں ہندوؤں اور بدھوں
کے پرانے نشانات ملے ہیں۔ اس پر
ایمیریکا میں ایک خاص سوسائٹی ان
کی تفتیش کے لئے مقرر ہوئی۔ ...
لاہور ہندوؤں کو اس تفتیش میں
شامل ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن
یہاں تو وہی مثل ہے۔ کہ

ع
زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

آریہ سماج کے سالانہ جلسے

(۱) جلالپور جٹاں (ضلع گجرات) ۱۴ و ۱۵ ستمبر
(۲) کمالیہ ضلع منٹگمری .. .. ۲۷ و ۲۸ ستمبر
(۳) بہرائچ (علاقہ اودھ) .. .. ۲۷-۲۸ و ۲۹ ستمبر
(۴) بیا پور (ضلع گورداسپور) ۲۸ و ۲۹ ستمبر
(۵) سرسہ (ضلع حصار) .. .. ۲۸ و ۲۹ ستمبر
(۶) پونڈری (ضلع کرنال) .. ۲۰ و ۲۱ ستمبر
(۷) امرتسر .. .. .. ۲۰ و ۲۱ ستمبر

نوٹس

نقل فیصلہ گوپی ناتھ بنام لالہ منشی رام جی
وغیرہ۔ انگریزی میں چھپ کر تیار ہے قیمت اس
ایک روپیہ کے خریدار کو ۱۲ روپیہ فیصدی
اور دو روپیہ سے زیادہ کے خریدار
کو ۱۵ روپیہ فی صدی کمیشن دیا
جاویگا۔ درخواستیں پتہ ذیل پر آویں

المشتہر
متھرا داس پوری سیکرٹری مرکنٹائل پرنٹنگ
اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور۔

اُپدیش

तदेवाग्निस्तदादित्यस्तद्वायुस्तदु चन्द्रमाः । तदेव शुक्रं तद् ब्रह्म ता आपः स प्रजापतिः ॥

کیا ہماری بُدھیوں کو شُدھ کرنیکی طاقت کسی مہان پرش میں موجود ہے؟ یہہ پرشن ہفتہ گذ کے رشی واکیہ کو سُننے سے سرو سادھارن کے ہردیوں کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ گیان شونیہ جیو آتما وچار کرتا ہے "مانا کہ پرمیشور ایک ہے نراکار ہے۔ سروویاپک ہی ہے۔ لیکن میری بُدھی کو وہ کیسے شُدھ کر سکتا ہے؟" اس شنکا کی نورتی اوپر کے منتر میں خود وید بھگوان نے کر دی ہے۔ پرمیشور اگنی ہے۔ وہ کُل روشنیوں کا منبع ہے۔ وہ گیان سوروپ ہے جب پرکاش کے نمودار ہوتے ہی اندھکار کا ناش ہو جاتا ہے۔ تو پھر کیا شک ہے کہ پرماتم جیوتی کا پرکاش بُدھی پر پڑتے ہی بُدھی شُدھ ہونی شروع ہو جاویگی۔ جس طرح کہ بھوتک اگنی ہر پرکار کے بھوتک وکاروں کو دور کر کے مادی چیزوں کو شُدھ و پوتر کر دیتی ہے۔ اسی طرح پرماتم اگنی من اور بُدھی کے تمام مل اور وکشیپ دور کر کے بُدھی کو شُدھ و نرمل کر دیتی ہے۔ لیکن نربل جیو آتما پھر بھی دھارس نہیں باندھتا۔ قدم قدم پر ٹھوکریں کھانے کا عادی پھر وچار کرتا ہے۔ "اگنی ہی تو چیزوں کو شُدھ کرتے کرتے تھک جاتی ہے مانا کہ پرماتم اگنی بُدھیوں کو شُدھ کر سکتی ہے۔ اور کر ہی رہی ہے لیکن میں کیسے وشواس کروں کہ مجھ تک پہونچتے پہونچتے اُسکا تیج اگر سماپت نہو گیا تو منداً پڑ جائیگا"۔ اندر سے ہی پھر گمبھیر ناد ہوتا ہے اور جواب ملتا ہے۔ کہ مادی آگ کھنڈ کھنڈ ہو سکتی ہے۔ لیکن پرماتم اگنی اکھنڈ ہے۔ اُسکو اسلیئے آدیتہ کہتے ہیں۔ جسطرح مادی سورج کا پرکاش جملہ چیزوں پر یکساں پڑتا ہے اسیطرح پرماتما کا گیان وتیاد سب کے ہردیوں کو یکساں منور کرتا ہے۔ لیکن کمزور انسان کا شک پھر بھی دور نہیں ہوتا۔ وہ سوچتا ہے "یہہ صحیح ہے کہ سورج سب کو یکساں پرکاش دیتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اُسکا تیج اکھنڈ ہو کر ہی ساری دُنیا میں اُجیالا پھیلاتا ہے لیکن جب بادل گھنگھور گھٹائیں اُٹھتی ہیں اور سورج کے سامنے آ جاتی ہیں اُسوقت باوجود سورج کی موجودگی کے بھی ہاتھ پاؤں نہیں سوجھتا کیا ایسے ہی بادل شیطان کی شکل میں پرماتما روپی آتمک آدیتہ کے روبرو نہیں آ سکتے۔ اگر آ سکتے ہیں تو میرے کلیان کا نشچے کیونکر ہو"؟ کیا ہردے کو ویران کرنے والا خیال ہے! لیکن وہی اندر والا پھر جواب دیتا ہے اور ویدک سورج سے رہنمائی پا کر جواب دیتا ہے "کیا تو نہیں جانتا کہ وہ آدیتہ روپی پرماتما وایو ہی ہے۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ وہ سرو سنگھارک ہے پھر کیوں شیطان وغیرہ کے وسوسوں سے بہک رہا ہے اگر تو خود ہی اپنی آنکھیں بند کر لے تو دوسری بات ہے لیکن اگر تو اپنے گیان کے نیتر کھلے رکھتا ہے تو برہمانڈ کے اندر کوئی بھی ایسی طاقت نہیں جو کہ تجھے اس آتمک آدیتہ کی روشنی سے محروم کر سکے"۔ اب آگے دلیل کی گنجائش نہیں رہتی۔ شکوک و شبہات سب دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب شکوک کی جگہ بزدلی لے لیتی ہے۔ کائر جیو آتما وچارتا ہے "وہ ایسا سرو سنگھارک اور زبردست اگنی۔ ایسی مہان شکتی ہیں اُس کا سہن کیسے کر سکونگا۔ مجھ سے اُس کا تیج کب برداشت ہو سکیگا"۔ اُدھر وید بھگوان کا تیج ہوئے ہردیہ کو پھر ڈھارس دیتے ہیں

وت فرماتے ہیں "پرماتما۔ اگنی۔ آدیتہ اور وایو۔ ہوتے ہوئے بھی چندرما ہیں۔ دیکھ اُس آنند دایک شانتی سوروپ کو ایک اس چندر درشن کے پشچات تیرے ہردیہ کے اندر بلبل کا کوئی نشان بھی باقی رہ سکتا ہے بت ڈر کیونکہ یہ اگنی جلانے والی نہیں ہے۔ بلکہ تیرے تیج کو بڑھا کر تجھے موت کا سردار بنانے والی ہے"۔ پر یہ پاٹھک گن! کیا اب بھی اس دیو بانی کو نہ سنو گے؟ سُنسان بیابانوں اور خطرناک جنگلوں۔ اونچے اونچے پہاڑوں اور سمندر کی طوفانی خوفناک لہروں کے اندر بھی وہ پربھو دیا کر رہا ہے۔ پھر اُس سے بڑھ کر شکر (دیکھ کاری) کون ہو سکتا ہے؟ وہ برھم ہے۔ اُس سے بڑا برہمانڈ میں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ اور دکھائی بھی کیسے دے جبکہ اُس کے برابر بھی کوئی نہیں ہے۔ سارے برہمانڈ میں دیا کا ہر ستھان میں موجود۔ سب کا سہارا اور سب کی پالنا کرنے والا وہی ہے۔ سورج اور چاند تارا گن [illegible] سمندر گنگا ندیاں [illegible] ہے۔ [illegible] سہارا نہیں [illegible]۔ پھر کیا [illegible] جیو کو بھی وہ چھوڑ دیگا؟ اوشواس کی بھی اگر کوئی حد ہونی چاہیئے۔ ماتا کے گربھ میں تیرا کون پالن کرتا رہا؟ ساری پرجا کا وہ پالک ہے اسلیئے وید اُسے پرجاپتی کہہ کر پکارتا ہے۔ جب وہی ہمارا اُتپن کرنیوالا ہے۔ اُسکے آشریہ ہماری زندگی اور اُسی پر ہماری مکتی نربھر ہے۔ تو کیوں نہ ہم چھل۔ کپٹ اور دمبھ کو چھوڑ کر اُس پربھو کی سیوا کریں۔ اُسی کی آگیا میں سدا رہیں۔ اور اُسی کے نام کی مہما کرتے ہوئے اور اُسی کے گن انوواد گاتے ہوئے آخرکار اُس کے لوک میں پدھاریں جہاں پر کہ جرا اور مرتیو۔ شوک اور موہ کا نام و نشان نہیں ہے۔

اوم شم

کیا میں اپنا اصول بدل دوں؟

اس وقت تک جو بار کبادی کی تار خبریں اور چھٹیاں لگاتار پہونچ رہی ہیں اُنکے لئے میں اپنے بھائیوں۔ دوستوں اور مہربانوں کا شکر گذار ہوں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ برہمو اور ہندو بھائیوں کا خصوصاً مشکور ہوں جنہوں نے میری اصلی سپرٹ کو نظر انداز نہیں کیا۔ میں اُن بھائیوں کا بھی مشکور ہوں جو مجھے خبریں بھیجتے ہیں کہ میری برئیت پر ہی نہیں بلکہ میری بیباکی کی خدمتگذاری پر ملک کے مختلف حصوں میں جلسے ہو رہے ہیں۔ اور ریزولیوشن پاس ہو رہے ہیں گو میں بذات خود ایسے جلسو نکے برخلاف ہوں تاہم میں اپنے بھائیوں کی ہمدردی کو جو اُس سے ظاہر ہوتی ہے [illegible] کرتا۔ میں نے ایسے جلسو نکے [illegible] درج اخبار [illegible] [illegible] گریز کیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے کرونگا [illegible] [illegible] لئے ہی مجھے اپنے مہربانوں سے معافی مانگنا [illegible] لیکن ایک غلط خیال اسوقت پیدا ہو رہا ہے جسے میں ایکدم سے دور کرنا چاہتا ہوں۔ جو خطوط کر آجکل مجھے پہونچ رہے ہیں اُنہیں سے تقریباً ہر تیسرے خط میں درخواست ہوتی ہے کہ میں اپنے مقدمہ کے مستغیث پر ہرجانہ وغیرہ کا دعوی کروں اور اُسے سزا دلاؤں۔ بعض بھائی سخت غصہ کی سپرٹ میں کشما اور کرونا کے بھاؤ کو بالکل بھول کر ہمدردی کرتے ہوئے ہی مجھے غلط راستہ پر لیجانا چاہتے ہیں۔ ان سب بھائیوں سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا میرے گزشتہ جیون نے اُنکو مجھ سے امید دلائی ہے۔ کہ میں کسی گمراہ بھائی کی درستی کے لئے عدالت کا دروازہ دیکھوں گا

مجھے اسوقت نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر میری یہی سپرٹ ہوتی۔ تو کیا بیسیوں اخبار نویس اور پبلک لیکچرار کئی مرتبہ اپنے گھروں کے علاوہ کسی اور جگہ کی سیر کر چکے ہوتے۔ لیکن اُس سے حاصل کیا ہوتا؟۔ کیا ایک آتما کے اندر سے بھی ایرشا اور دویش کا بھاؤ دور ہوتا؟۔ میں اسلئے ایک دفعہ ہی اپنے تمام بھائیوں کو بتلانا چاہتا ہوں کہ میں اُن کی خاطرداری سے بھی اپنے اس اصول کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوں

اپنی عزت کو درست کرانے کے لئے مجھے عدالت میں جانے کی ضرورت نہیں ہے

میں جانتا ہوں کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب اس وقت میری آواز کو نہیں سُنیں گے میں جانتا ہوں کہ اُنہیں میری صداقت میں بھی اس وقت شُبہ ہوگا۔ کیونکہ میرے دل کی حالت اُنکے لئے اسوقت آئینہ نہیں بن سکتی۔ لیکن جب ناکامیابی کے غصہ کا غبار علیحدہ ہو جاوے گا تو اُن کو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ جو کچھ مانسک یا شاریرک کشٹ اُن کو پہونچا ہے۔ اُس کے لئے بجائے دوسروں کے وہ خود زیادہ تر ذمہ دار ہیں۔

پرم پتا ہم سب کو گہری سے گہری غار میں گر کر بھی پھر سے اُٹھنے اور ہوش سنبھالنے کی طاقت عطا کریں!

ضروری اطلاع

(۱) مقدمہ کی کتاب غالباً یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء تک طیار ہو جاوے گی۔

(۲) بہت سے بھائی اس مقدمہ پر اپنی رائے زنی کر کے ٹریکٹ شائع کرنے کی فکر میں سُنے جاتے ہیں ممکن ہے کہ اُن کی رایوں سے میرا اتفاق نہ ہو۔ اسلئے جنرل پبلک سے التماس ہے کہ جو رائیں دیگر ٹریکٹ نکالنے والوں کی ہوں۔ اُن کا میرے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ سمجھیں

(۳) جو مقدمہ کی کتاب میں چھاپ رہا ہوں۔ اُس میں تقریباً جملہ دستاویزات پیش کردہ فریقین کا خلاصہ یا بجنسہ مضامین درج ہوں گے۔ اور علاوہ فیصلہ عدالت کے ترجمہ کے ایک تمہید ہوگی جس کے بغیر مقدمہ کی اصلیت اور نتیجہ کا سمجھنا مشکل ہے۔

(۴) محصول ڈاک کی رعایت اُنہیں خریداروں کے لئے ہے۔ جن کی قیمت نقد ۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء سے پیشتر پہونچ جاوےگی

المشتہر
مالک، مطبع ستیہ دھرم پرچارک جلندھر شہر

نوٹس:۔ ایک ویش اگروال گرگ گوتی جو آریہ سماج لال کوتی پا خواہ پنڈ داولپنڈی کا ممبر ہے عمر ۳۰ برس آمدنی ماہوار معقول روپیہ پیشہ دوکانداری ایک ایسی اگروال بالا بدھوا سے شادی کرنا چاہتا ہے

آثار تو زندگی کے ہیں

کچھ عرصہ ہوا پرچارک کے ناظرین کی آگاہی کے لئے میں نے اخبار **شدرشن** کی شی سے کچھ انتخابات پیش کرتے ہوئے یہ دکھلایا تہا کہ سوئی ہوئی ہندو قوم کے اندر بھی کچھ جاگنے کے آثار پائے جانے رہیں۔ اب ۳۰۔ اگست کے "ویکٹیشور سماچار" میں ایک خاص مضمون میری نظروں سے گذرا جس کی سرخی ہے "بھارت دھرم مہامنڈل اور دھرم سبھاؤں کی اوستھا"۔ اس مضمون میں ہمعصر وینکٹیشور نے بڑے زبردست جھٹکوں سے ہندو سماج کو کنبھ کرن کی نیند سے جگانے کی کوشش کی ہے۔ تمہید میں عیسائی قوم کی کوششوں اور انیس صدیوں کے اندر اس کی غیر معمولی ترقی کا بیان کرتے ہوئے وینکٹیشور کا لائق ایڈیٹر شاید اپنے جنم داتا کی سپرٹ سے پریرت ہوکر لکھتا ہے :۔

"بھارت ورش کے پرچلت متوں میں سے کسی کسی انش میں آریہ سماج نے ان (عیسائیوں) کا انوکرن کیا ہے۔ جن پرینتوں کو عیسائی ادھکتا کے ساتھ سمپادن کرتے ہیں۔ ان کا لگھو روپ آریہ سماج کے پرینتوں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کارن چاہئے ان دونوں متوں کا سدہانت ہمارے پرتی کول ہو پرنتو اس انش میں وے ستدتی کے پاتر ہیں۔"

اپنے ہمعصر کی انصاف پسند سپرٹ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد میں اسے بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ جب سناتن دھرم سبھا کا اُدیشیہ ہی یہ نہیں ہے۔ کہ اُس کے ساتھ دیگر مذاہب کے پیرووں کو اپنے اندر شامل کریں تو پھر آریہ سماج یا عیسائی سماج کے طرز انتظام کی پیروی اور اُن کے پرچار رنگ کی تقلید سے بھی سناتن دھرم سبھا کو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اس کے بعد وینکٹیشور نے جو سناتن دھرم سبھا کو سب متوں سے سرشٹھ بتلایا ہے۔ اُس سے میرا اتفاق ہے۔ لیکن سناتن دھرم کے معنی میرے ہمعصر نے غلط بتلائے ہیں۔ جس طرح پرمیشور سناتن ہے اُسی طرح پر اُس کا گیان وید بھی سناتن ہے۔ پس جو دھرم وید کو سروتو پری اور ایشوریہ گیان مان کر صرف اُسی کو راہبر مانتا ہو اُسی کو سناتن دھرم کہہ سکتے ہیں۔ پرانوں اور ان کی رواجوں کو ویدوں پر ترجیح دینے والوں کا نام سناتن دھرمی رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بیان کرکے کہ جینیوں اور مسلمانوں نے سناتن دھرم پر حملے کرکے اس کو بہت نقصان پہونچایا اور کہ اس کے بعد روزی کا راستہ بگڑ جانے سے ہندوؤں کو دیگر مذاہب والے اپنے اندر شامل کرنے لگے۔ اور ہندو قوم کے نوجوان مغربی ہر ایک بات کو اچھا اور پراچین ہر ایک بات کو بُرا سمجھنے لگے اس اندھکار کے زمانہ میں آریہ سماج نے

رشی سنتان کی جو سیوا کی۔ اُسے چونکہ نظر انداز کرنا مشکل تہا۔ اسلئے وینکٹیشور کے ایڈیٹر کہتے ہیں۔

"اس سمے آریہ سماج نے جنم لے کر کتنے ہی لوگوں کو پشچم کی اور جانیسے تو بچایا پرنتو"

یہ پرنتو ہر جگہ تعصب کیوجہ سے آن گھسا ہے وینکٹیشور میں کہتے ہیں

"پرنتو شاستر کی آڑ لے کر لوگوں کی رُچی کے انوسار نوین مت ستھاپت کر دیا"

اس سے بڑھ کر اور کوئی ہی جھوٹا اور بے بنیاد الزام ہو نہیں سکتا۔ میرے ہمعصر نے محض لکیر کے فقیر بن کر شاید اپنے منڈل کے مہوپدیشکوں کی پیروی میں یہ الفاظ لکھ دئے ہیں۔ جن کے معنی یہ ہیں کہ آریہ سماج والے مکار ہیں اور اس لئے اُنہوں نے شاستروں سے کھینچ تان کر اور قصہ کر کے انگر[illegible]ڑھے ہوؤں کے خیالات کے مطا[illegible] [illegible] آریہ سماج [illegible] ہے۔ اس لئے [illegible] تو کیا نیوگ تمہارے مسئلہ [illegible] بنتا۔ جس کی پوترتا کو سمجھنے کی [illegible] نہ رکھتے ہوئے ساری نئی تعلیم یافتہ جماعت اس کی شان میں سخت سے سخت الفاظ استعمال کرتی ہے۔ اگر انگریزی پڑھوں کی ہی خاطر منظور ہوتی تو جیو برکھشا کی ایکتا کے مسئلہ کو (جو یوروپ اور امیریکا کو اُس وقت بڑا مرغوب معلوم ہوتا تہا۔ اور اب تک اُن ممالک کے دماغوں کو چکر دے رہا ہے) چھوڑ کر تین اادی کے مسئلے کا حامی بنتا۔ کیا آریہ سماج کا گروکل کے لئے جدوجہد کرنا نئے تعلیم یافتوں کو خوش کرنیکی کوشش کرنا ہے ؟ کیا ودن اور آشرم دھرم کا پرچار یوروپین تقلید میں کہا جاسکتا ہے ؟ تعصب سے اندھی آنکھیں تو آریہ سماج کی تعلیم

کو مغربی تعلیم دی گئی تھی جہاں سناتنی تہیاسوفسٹوں اور مہامنڈلیوں کا راجینامہ ہو رہا ہے۔ وہاں آریہ سماج کا اُسکے یا کسی اور ایسی ہی کیطرف تعلیم کیساتہ راضینامہ ہونا مشکل ہے۔
استو۔ اس سے آگے آریہ سماج کو ہی مہامنڈل اور سناتن دہرم سبہاؤں کی تباہی کی علت غائی بتلا کر اور اُن کی تباہی سے سناتن دہرم کی درگھٹنا کا ذکر کر کے وینکٹیشور جی فرماتے ہیں (واضح ہو کہ اردو دان پبلک کے لئے عام فہم کرنیکی غرض سے سنسکرت شبدوں کا ترجمہ کر دیا ہے)
"لیکن دس برسوں سے زیادہ عرصہ گذرنے پر بہی یہ ترقی کی منزل پر اپاہج کی طرح آگے کو بڑہ رہا ہے۔ بہارت دہرم مہامنڈل کا سال گذشتہ میں جب دوسری بار جلسہ دلی میں ہوا تب ہمنے اسکی حالت کی سدہار کیلئے کچھ سمتی دی تہی۔ ہمکو ابہی تک ودت نہیں ہے۔ کہ اُسے ردی کی کس [illegible] ڈالا گیا۔ لیکن ایک برس [illegible] جب ہم نے ہنیں سے اس کی [illegible] ۱۹۱۴ [illegible] چا ذ سنی تب آج پہر اس بارہ میں [illegible] ہوا"
ہمنے تو وینکٹیشور جی کو اُسیوقت تبلا دیا تہا۔ کہ اصلاح کی تجاویز کو اُس عالیشان جلسہ میں سننا گویا نقار خانہ میں طوطی کی آواز کا پہونچنا ہے اسکے بعد ہمارے لائق ہمعصر نے منڈل اور دہرم سبہاؤنکی جو شوچنیہ دشا بیان کی ہے وہ اُنہیں کے الفاظ میں درج کرنا مناسب ہے۔ وینکٹیشور لکہتا ہے
"ہم جہاں تک جانتے ہیں دیش بہر کی دہرم سبہائیں اور بہارت دہرم مہامنڈل ایک شتر نکہا [illegible] ہندو

من مانے مارگ سے چل رہے ہیں

اُپدیشک لوگوں میں سے کتنے ہی انیہ مت والوں کو گالی دیتے والے نے کہا کر نیا یا لئے کی شہرت لیا ہی اپنا کرتویہ سمجہتے ہیں۔ جو دہن

دہرم کے پرچار کے نام سے جمع ہوتا ہے۔
اُسے وہ اُچت مارگ پر نہ لگا کر اپنی ہی جاگیر سمجہتا ہے عہدہ داران اور اُپدیشکوں کی تنخواہ مقرر نہیں ہے۔ پرائے مت کے کہنڈن پر اخباروں اور لکچراروں کا جتنا دہیان ہے۔ اُتنا اپنے مت کے منڈن پر نہیں ہے۔ منڈل اور بیسیوں دہرم سبہا ہونے پر بہی اُسکے کام کی رپورٹ پرکاشت نہیں ہوتی۔ اور نہ کوئی اُنکے خرچ کا حساب لینے دینے والا ہے جس سے جانا جاوے کہ دہرم سبہاؤں اور منڈل نے فلاں فلاں مدّوں میں اِتنا اِتنا روپیہ اکٹہا کر اِن اِن کاموں میں لگایا ہے اور باقی روپیہ سے یہ یہ کام ہونے والا ہے"
وینکٹیشور جی کے اس آخری کتھن کی تائید میں لاہور دہرم سبہا کے حساب کتاب کی نسبت جو کچہ میں نے لالہ ہرکشن لعل صاحب بی اے بیرسٹر سے سُنا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ پانچ چہہ برس کا عرصہ گذرا کہ لاہور کی دہرم سبہا کی طرف سے ہندوؤں کے بڑے بڑے معزز تعلیمیافتہ اصحاب کو اپنے اندر شامل کرنے کی دہُن پیدا ہوئی چنانچہ اس غرض سے وہ دیگروں کے علاوہ رائے بہادر بابو کالی پرسن رائے صاحب وکیل کی خدمت میں بہی گئے۔ اور علاوہ چندہ مانگنے کے اُنسے ممبر بننے کو بہی کہا۔ بابو صاحب تجربہ اور دانائی میں مشہور ہیں آپنے پانچسو روپیہ چندہ لکہہ دیا۔ لیکن ساتہ ہی کہا کہ قبل اسکے کہ میں چندہ ادا کروں یا ممبر بنوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تسکین کر لوں کہ آیا سبہا کا حساب کتاب ہی ٹہیک رہتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہ ایک رجسٹری شدہ جماعت ہے فریقین کی رضامندی سے لالہ ہرکشن لعل صاحب حساب کی جانچ پڑتال کے لئے مقرر ہوئے۔ لیکن اس معاہدہ کا خاتمہ کہاں ہوا؟ نہ سناتن دہرم سبہا نے لالہ ہرکشن لعل صاحب سے حساب کی پڑتال کروائی اور نہ بابو کالی پرسن صاحب کے پانچسو روپیہ ادا کرنے یا ممبر بننے کی نوبت آئی۔ پہر وینکٹیشور جی کہتے ہیں

"اخباروں کے آفس میں اگر اُنکی طرف سے کوئی چہپنے کیلئے آتی ہے۔ تو اُسمیں اسکے سوا کچہ نہیں کہ فلاں کے دیا کہیا نکا سامعین پر بہت اثر پڑا۔ اُپدیشک نے مخالف کو ہرا دیا۔ اور فلاں شخص کو ... کرنیکے لئے فلاں فلاں معززین آئے۔ ... گذر جانے پر بہی کوئی سبہا کیول دہرم سمبندی اخبار نکالنے کے قابل نہو سکی۔ کسی پرکار کی ... ذکر اُنہوں نے بہی کانگریس کی طرح برس میں ایک ... جگنو کا سا پرکاش کرنے ہی اپنے کرتویہ کی اِتی شری کروالی"
اس کے بعد یہ ظاہر کر کے کہ منڈل اب اپنی رجسٹری کرانا چاہتا ہے۔ وینکٹیشور صلاح دیتا ہے۔ کہ جبتک دہرم سبہاؤنکے نیم ایک نہو جاویں تب تک رجسٹری کرانیکا فایدہ نہیں ہے۔ خاتمہ پر وینکٹیشور نے بڑے زوردار الفاظ میں منڈل اور دہرم سبہاؤنکی کارروائی کی ... کے لئے اُسکے پریمیوں سے اپیل کی ہے۔
اسقدر تہوڑے عرصہ میں ہندو دہرم کے دو رکنوں کا اسطرح پر آنکہ کہول کر اپنی دشا کو دیکہنا اور اُسکو چہپانیکی کوشش نہ کر کے اپنے تمام ہندو بہائیوں کو دینی حالت کے سدہار کیطرف رجوع کرنا ظاہر کرتا ہے کہ "آثار تو زندگی کے" اب تک اس جماعت میں موجود ہیں۔ لیکن معلوم نہیں کہ سچ مچ اُنکے اندر جیون موجود ہے۔ یا محض نزع کی حالت میں ہاتہ پیر مار رہے ہیں۔
میں نے یہ لمبا اقتباس اس خیال سے اِسجگہ پیش نہیں کیا کہ منڈل یا دہرم سبہاؤنکی ہنسی کی جاوے۔ مجہے منڈل کے چلانیوالوں کی ایسی دشا دیکہ کر خوشی نہیں ہوتی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جبتک منڈل اور دہرم سبہاؤں کے اندر سنسکار اور وشواسی آدمی پردہان نہ ہونگے تب تک ویدوں اور شاستروں کے رشتہ ... سبہاؤں سے وچار نہیں ہو سکیگا۔ میں چاہتا ہوں کہ منڈل سوارتہی اور وشواس گہاتی پرشوں سے پاک ہو جاوے تاکہ ہم دونوں میں سے جو راستی پر ہے

آتمک نظارے

ہر کشک آریہ کافر گردو

نئی بیسویں صدی کی سرشٹی حیران ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں یہ شخص کیسا نامعقول دعوی کرتا ہے - آریہ بھائی شاید سمجھ رہے ہیں کہ تیرہ سو برس کے بعد انتوں میں فرق آ رہا ہے - لیکن وہ دونوں غلطی پر ہیں - یہیر مرف سچ کا ہے - برائی ہو خواہ بھلائی کی کسی میدان کے اندر چلے جاؤ تمہیں سب سے زیادہ کامیاب کون پرش دکھائی دیتا ہے ؟ کیا دنیا زبان حال سے جواب نہیں دے رہی ہے - کہ جن پرشوں نے شک اور شبہ کو اپنے اردگرد سے ہی کاٹ چھانٹ دیا ہے - انہوں نے ہی اپنی کامیابی سے دنیا کے معمولی آدمیوں کو حیرت کے اندر ڈال دیا ہے - جہاں دنیا کے بڑے بڑے ڈاکوؤں اور مشہور مشہور رہزنوں اور قاتلوں کی کامیابی کا باعث انکا اپنا ذاتی طاقتوں کے اندر شک و شبہ سے بری اعتقاد تھا - وہاں دنیا کے مشہور فاتحوں اور بہادروں کی کامیابی کا باعث بھی شک و شبہ کی بیہرٹ سے بری ہونا ہی تھا -

بس جب "ناستی" اور راجسی بناوٹوں کے اندر تک وشواس کارجیہ ہے - تو سوچنے کا مقام ہے - کہ ساتوک بناوٹوں کے اندر وشواس شکتی کیا کچھ نہ کر دکھاتی ہوگی - شک و شبہ کا وقت وہ ہے - جبکہ تم ابھی اپنی زندگی کی رہنمائی کے لئے "اصول" تلاش کر رہے ہو - جبکہ تم ابھی ستیہ کی جگیاسا کے اندر اپنے سارے من کو لگا رہے ہو - لیکن جب تم نے اپنے چلنے کے لئے سڑک تلاش کر لی اور منزل مقصود کا مینارہ تمہاری نظروں کے بالمقابل دکھائی دینے لگا تو ہر شک کے کیا معنی ! اور اسجگہ یہ مقولہ بالکل صادق آتا ہے - جہادی بیہرٹ کے غلام بندوں کے معنوں میں نہیں - بلکہ وشواسی ایشور بھگتوں کے معنوں میں ہے - جب کہ پرماتم جیوتی تمہاری راہبر بن رہی ہے - جبکہ تیاگ کے ادیشہ ہاتھ میں تمہاری انگلی ہے - اُسوقت شک کرنا کیا کفر نہیں ہے ؟ سوچو اور سوچ کر اس پر عمل کرو -

آپت کال میں مریادا سے کیا مطلب

کسی مہاتما نے سچ کہا ہے کہ "آپت کالے مریادا ناستی" - مصیبت کے وقت جو لوگ معمولی قواعد کی پابندی کو مقدم سمجھتے ہیں وہ معمولی قواعد کی پابندی کے لائق ہی ہرگز نہیں رہتے - اس کتھن کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سچائی کے اصولوں کی پابندی کو چھوڑ دینا چاہئے - بلکہ مطلب یہہ ہے جب مصیبت کا وقت آوے - تو معمولی ضروریات روزمرہ کا لحاظ نہ کر کے سب سے پہلے اُس آئی ہوئی آفت کو دور کرنا چاہئے بے شک ہر ایک آریہ کا فرض ہے کہ پراتہ کال شوچ - سنان سے فارغ ہو کر سندھیا اگنی ہوتر اور سوادھیائے کے بغیر کسی دنیاوی کام کو ہاتھ نہ لگاوے - لیکن اگر کسی آریہ کے گھر میں صبح کے چار بجے آگ لگ جائے اور نیند سے اٹھتے ہی اُس کے پڑوسی اُسے آگ بجھانے کے لئے پریرت کریں تو کیا اُنکو وہ یہہ جواب سب کو حیرت میں ڈالے گا - اگر وہ کہے "پہلے مجھے شوچ اور سنان سے فارغ ہو کر سندھیا اگنی ہوتر کر لینے دو - اُسکے بعد وید ورتے ستیارتھ پرکاش کے بھی پڑھ لینے دو - پھر آگ بجھاونگا" کیا وے جواب نہ دینگے کہ "مورکھ ! جب سارا گھر جلکر خاک سیاہ ہو جاویگا - تو اگنی ہوتر کا سامان کہاں سے لا دیگا - ستیارتھ پرکاش تیرے سوادھیاے کے لئے کہاں بچ رہے گی - اور کس ستھان میں بیٹھ کر تو سندھیا کریگا ! کیا یہی حال اس وقت سارے بھارت

یہہ اشانتی کیوں ؟

اس میں سندیہ نہیں کہ بھارت ورش میں اشانتی کا ہی راجیہ دکھائی دے رہا ہے - باوجود ہزاروں لاکھوں بیرونی نمائشوں کے انسان [illegible] رہے ہیں - چونکہ اشانتی [illegible] [illegible] دلوں کے [illegible] ہے - اس [illegible] اور ٹھیک اُترنے سے کارن ان [illegible] دب جاتا ہے - لیکن کیا اُس سے شانتی ہوتی ہے [illegible] ہیں - اشانتی اُسی طرح گھیرے ہوئے [illegible] [illegible] سیاروں کے [illegible] ہی یہہ ہی برخلاف [illegible] سے بالکل [illegible] کہ جو صاحب [illegible] ہی سے کڑوی زبان کا مہربانی شادی کرنا [illegible] سے جواب دیتے ہیں - انجانی ہی بنے ہیں - اور یہی مو میں پہنچے ہوتے تو گھبراہٹ کیوں ہوتی - یہ ضرور شانت ہو جگے - چہرہ سے شانتی کی برشا ہو رہی ہے - جاؤ انسے شانتی کا اپدیش چاہو - لیکن کان لگا کر سنو - مہاتما کیا کہہ رہے ہیں "میرے شانت چہرے پر مت بھول - میرے دل کے اندر - اگر گھس سکتا ہے تو دیکھ کہ کیا گھور یدھ ہو رہا ہے - سب کچھ جیتا لیکن کام بے [illegible] کر رہا ہے ! کیسی دین آواز ہے - انہیں بناوٹ بالکل [illegible] - کوئی دشمنی نے سچ کہا ہے

جن کام کو جیتا جیتا سبھی زمانہ

ریویو

پُراسرار لڑکی:- ایک حیرت انگیز دلچسپ ناول یعنی خفیہ پولیس کی تعجب خیز جانفشانیوں کا نمونہ۔ ایک عجیب بھید کا حل۔ حیرت انگیز سراغ۔ جزا و سزا کا نقشہ۔ دھوکے کی لام کہانی۔ بچھڑوں کا ملاپ۔ سچی الفت کی تصویر۔ بردہ کا دردناک سین۔ مہر و وفا کی مؤثر داستان۔ شرم و حیا کی مُنہ بولتی صورت۔ مترجمہ لالہ اُسندرداس صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل سا کن کلاس والا۔ ملنے کا پتہ بھائی لدھا سنگھ تاجر کتب و کمیشن ایجنٹ اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔ قیمت فی جلد عہ۔ یہ کتاب بنگالی کے مشہور ناولوں میں سے ہے میں نے جب اسکا ہندی ترجمہ پڑھا تھا تو اسے اس قابل سمجھا تھا کہ اسکا شمار ولایت انگلستان کے مشہور ناولوں کے [illegible] ترجمہ اردو بھی بڑی لیاقت سے [illegible] ناول کی تعریف میں مترجم نے لکھا [illegible] کسی [illegible] کی ایزادی یا ترمیم کرنے کی [illegible] ایک نقص دیکھتا ہوں یعنی بلحاظ حجم کچھ زیادہ ہی کو اسوقت تک [illegible] مترجم کی محنت کی نظر کر کے اس عالیشان [illegible] تو قیمت پر اعتراض کرنا طبیعت کو [illegible]

بھگوتی پُتری پاٹھ شالا ہریانہ ضلع ہوشیارپور:- کی رپورٹ از ابتدائے ۳۰۔ جولائی ۱۸۹۹ء لغایت ۱۶ اپریل ۱۹۰۱ء پرچارک کے ناظرین مائی بھگوتی جی کی قایم کی ہوئی پُتری پاٹھ شالا کے بابت کا حال انہیں کالموں میں پڑھ چکے ہیں۔ اُس وقت جو رپورٹ پڑھی گئی تھی دلچسپ تھی۔ ریویو کے لئے کچھ عرصہ سے میرے پاس پڑی ہوئی ہے۔ میں منتظمان پاٹھ شالا سے اس دیری کے لئے معافی مانگتا ہوں۔ رپورٹ کے آرنبھ میں مائی جی کی وصیت درج ہے۔ جس کی رو سے اُنہوں نے ۱۳ معزز اصحاب کے سپرد اپنی کل جایداد کر کے استری شکشا کیلئے اُسے خرچ کرنیکی ہدایت کی ہے۔ اسوقت ۴۶ کنیائیں پاٹھ شالا میں تعلیم پاتی ہیں۔ دھرم شکشا اچھی ہوتی ہے۔ [illegible] بڑی خوش اسلوبی سے سکھاتی ہے علاوہ مائی جی کے دئے ہوئے مکانات کے اسوقت ۱۳ [illegible] روپیہ [illegible] نقد کمیٹی کے پاس موجود ہے۔ میں مائی بھگوتی جی کی اس یادگار کی کامیابی کے لئے دل سے [illegible] تمنا کرتا ہوں۔

پُرشارتھ پرکاش:- دیوناگری اکشروں میں مصنفہ شریمان سوامی وشیشورآنند سرسوتی جی و برہمچاری نتیانند جی مہاراج۔ دوسری اشاعت۔ قیمت فی جلد عہ۔ یہ گرنتھ بہت عرصہ ہوا جبکہ شاہپورہ ادھیش کی سہایتا اور پریرنا سے اُکت دونو مہاتماؤں نے چھپوا کر اس دیش پر بڑا بھاری اُپکار کیا تھا اب اُسی گرنتھ کو دوسری بار آریہ پبلک کے سخت تقاضا کے بعد پھر چھپوا کر شایع کیا گیا ہے۔ اس گرنتھ میں برہمچریہ اور گرہستھ پر علاوہ بڑا مضمون لکھنے کے اس قسم کے ہی بعض پرمان دئے گئے ہیں۔ جو کہ رشی دیانند کرت گرنتھوں میں نہیں ملتے مثلاً لڑکیوں کے یگیوپویت کی ودھی تو ستیارتھ پرکاش آدی گرنتھوں میں ملتی ہے۔ لیکن پرمان نہیں دئے گئے تھے۔ اس گرنتھ میں پرمان دئے گئے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پراچین کال میں پُتریوں کا بھی اُپنین سنسکار پُتروں کی طرح ہوا کرتا تھا۔ اور وے گروکل میں پڑھن پاٹھن کے لئے جایا کرتی تھیں۔ میری رائے میں یہ کتاب ہر ایک آریہ گرہستھ کو غور سے پڑھ کر اُس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور آریہ گرہستوں پر ہی کیا منحصر ہے۔ میری رائے میں ہندو ماتر کو ہی اس گرنتھ سے خاص فایدہ پہونچ سکتا ہے۔ اس وقت جب کہ چرچا ویراگ نے [illegible] کا ستیاناس کر دیا ہے۔ ہندو دیگر [illegible] کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ [illegible] ہو کر آشرم کا جیون بتیت کرنا [illegible] ویراگ نہیں ہے۔ ملنے کا پتہ پُستکالیہ [illegible]

اصلاح غلطی نمبر ۱:- ہنومان جی کا ریویو چرتر بطور ناول مصنفہ ٹھاکر سکھرام داس کے ملنے کا پتہ لاہور ہے۔ اور ایسا ہی [illegible] کے پرچہ سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اُسی کے بعد بلند شہر والے ہنومان چرتر کا ذکر ہے۔ اسلئے مغالطہ سے بری کرنے کے لئے یہ چند سطور لکھی گئیں۔

اصلاح غلطی نمبر ۲:- کاتب کی غلطی سے ہنومان چرتر کے ریویو کا محض ابتدائی حصہ بیانیہ درج ہوا۔ اور جو رائے میری طرف سے دی گئی تھی وہ بوجہ عدم گنجائش ہفتہ آئندہ کے لئے ایک علیحدہ ریویو سمجھ کر چھوڑی گئی۔ میں اب وہ مفصل رائے تو درج نہیں کرتا۔ لیکن اس قدر اختصار کے ساتھ لکھوں گا۔ کہ ہنومان چرتر کے مصنف نے بہت سی بیہودہ باتیں محض جین مذہب کی بزرگی ثابت کرنے کی نیت سے نوٹوں کے اندر گھسیڑ دی ہیں۔ جہاں ٹھاکر سکھرام داس جی کی تصنیف سوائے اُن ضعیف نقصوں کے جو میں نے بیان کئے تھے۔ دیگر نقائص سے پاک ایک نصیحت خیز ناول ہے۔ وہاں لالہ بہاری لال صاحب بلند شہری کی تصنیف نہ ناول ہی ہے۔ اور نہ ہی ایک آزاد محققانہ کتاب بلکہ اعلےٰ اور ضعیف الاعتقادیوں کا مجموعہ ہے۔

آریہ سماجک خبریں

جلال آباد آریہ سماج میں ۳۱- اگست کو پنڈت لالتاپرساد نے پرچار کیا۔

پنڈت ہرنام سنگھ پرچارک کے دو لیکچر ایک برہمچریہ پر اور دوسرا استری شکشا پر جیالونی جالندھر آریہ سماج میں دئے۔ حاضری معقول تھی۔

آریہ سماج چکروتہ (ضلع دیرہ دون) کے سماج مندر میں ۱۱- اگست کو بابو شیو پرساد کی طرف سے ہون ہوا۔ جنہوں نے ایک دینی ایک کڑھی آریہ سماج کو حسب ذیل دیگر فنڈوں کو دان دیا۔ اناتھ آلیے بریلی دا جیہر ۵ روپیہ۔ گروکل فنڈ ۲ روپیہ ویدپرچار فنڈ ایک روپیہ۔ نیز ۲۹- اگست کو پنڈت بدری دت کے گھر پر ہون ہوا۔ انکے بیٹے کا ان پراشن سنسکار ہوا۔ بابو رام چند نے رکت نیدھن پر ویاکھیان دے کر لیا تھا اور بالیہ جالندھر کے لیے اپیل کی جسکا نتیجہ بطور نقد ہوا۔ پنڈت بدری دت نے مبلغ ۶ روپیہ مختلف فنڈوں کے لیے دان دیا۔

سکرٹری آریہ سماج بریلی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں کے ایک آریہ بھائی منشی بھگوانداس صاحب سکسینہ کائستھ اپنی چودہ سالہ ناگری پڑھی لکھی لڑکی کا کسی ایسے یوگیہ ور سے وواہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس کی عمر ۲۰ اور ۲۴ کے درمیان ہو۔ وواہ کیول ویدک ریتی سے ہوگا۔ پتر بیوہار منتری مہاشے سے کیجئے۔

آریہ سماج جام پور (ضلع ڈیرہ غازیخان) کے آریہ بھائی بی خصوصاً سادھو نتیانند جی

اناتھ جاتی سیوک کو نمشکار دیتے ہیں اور اس جگہ اپدیشکوں کی بڑی بھاری ضرورت بتلاتے ہیں۔ کہ اس علاقہ کا ایک حکیم سناتن دھرم سبھا کا پریسیڈنٹ ہے۔ اور اس وجہ سے حکام سے رسوخ پیدا کر کے آریہ سماج کو نقصان پہونچاتا رہتا ہے۔ نیز کوئی شخص سنسکار کرنیوالا موجود نہیں ہے۔

مہاشے بخشیش رام جی جو کہ کچھ دنوں آریہ پرتی ندھی سبھا کے اپدیشک ہی رہ چکے ہیں۔ اور اب دینا نگر سکول میں ٹیچر تھے۔ جنکے آریہ سدھانتوں سے پریم کا حال آریہ پرش جانتے ہیں۔ بھگوت دھرم دھارن کر کے جموں وغیرہ سے بھرمن کرتے ہوئے گوہ دھرم سالہ پر پہونچے۔ گو وہ اداسین تھے۔ تاہم سماج کے ممبروں کے انورودھ پر انہوں نے پرائیوٹ اپاسنا کے جلسوں کے علاوہ دو ویاکھیان مسٹر موتی رام بیرسٹر کی کوٹھی پر دئیے۔ پہلے ویاکھیان کا وشیہ یم تھا اور دوسرے کا وشیہ ایشور پرنی دھان۔ سامعین پر غیر معمولی اثر پڑا۔ مہاشے بخشیش رام جی کا منشاء وان پرستھ آشرم میں پرویش کرنیکا معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ واقعی صحیح ہے تو امید کرنی چاہیئے۔ کہ مہاشے بخشیش رام جی نے اپنی دھرم پتنی اور بچوں کا یوگیہ پربندھ کر دیا ہوگا۔

رشی ترپن کے دن دھرم شالہ کی آریہ بھائیوں نے کنیا مہاودیالیہ کے لیے بھکشا کی جسپر ۲۳ روپیہ نقد جمع ہو گئے۔ اس بھکشا میں لالہ جیرام داس صاحب بزاز نے بڑا اہتمام کیا۔

منتری آریہ سماج شادی آباد (تحصیل پھالیہ ضلع گجرات) پر سادھو نتیانند جی سے نویدن کرتے ہیں۔ کہ سادھو جی انہیں سماج مندر میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

اسی سماج کے منتری لکھتے ہیں کہ دو سنگھ پرچارک گیان لال لٹو رام کی ماتا کا دیہانت ہو گیا۔ گو بوجہ نا واقفیت پورا سنسکار ویدک ریتی سے تو نہ ہو سکا لیکن پورا

رسم کوئی بھی نہ کی گئی

آریہ سماج بھون (ضلع جہلم) کے لالہ چندداس تانوار کی لڑکی کا وواہ ویدک ریتی سے ہوا۔ سوائے دو آدمیوں کے لالہ صاحب کی برادری میں سے اور کسی نے بھی مخالفت نہیں کی۔ ۱۰ روپیہ لالہ چندداس نے اور ۱۰ روپیہ ان کے سمدھی صاحب نے مختلف آریہ انسٹیٹیوشنوں کو دان دیا۔ بخشی کرپارام صاحب نے بھی اس موقع پر ۵ گروکل کو دان دئے۔ اسی جگہ کے سردار پرتاپ سنگھ صاحب نے اپنے لڑکے کے وواہ پر ۵ مختلف آریہ سماجک انسٹیٹیوشنوں کو دان دیا۔ نیز منشی منشا رام نے ایک روپیہ لوکل سماج کو دان دیا۔

آریہ سماج پونڈری (ضلع کرنال) کے منتری مہاشے سوچت کرتے ہیں کہ جو انکا سالانہ جلسہ ۱۹-۲۰ اور ۲۱- اکتوبر کو ہوگا۔ اپدیشک شری مہاتما ادھشٹھ بدھاریا اور یوگیہ پنڈت جی [illegible] کرینگے۔ ونکے تیرتھ کا استھان [illegible] ہو جاوے ہے۔ اس [illegible] رشی ترپن کے [illegible] جائیز [illegible] اگر [illegible] کارروائی کو گیویت [illegible] ہفتہ کے لوگوں [illegible] سماج کو دکشنا میں [illegible] درخواست کر سکتے ہیں [illegible] جاتے ہیں [illegible] بہ ہی نوٹس [illegible] آریہ [illegible] کہ جو صاحب ہم قوم اس کے [illegible] پرتی [illegible] شادی کرنا [illegible] وہ اپنے [illegible] کرتے ہیں عوام پر اچھا اثر پڑتا ہے [illegible] پیروں کے پرشنوں کے ایسے جواب [illegible] خاموشی کے ان کے لیے اور کوئی چارہ [illegible] نہیں رہتا

رشی ترپن والے روز ہر یدوار میں [illegible] کے قریب لالہ بسنت رائے کی ہمت [illegible] کوشش سے ہون کیا گیا۔ عام پنڈوں [illegible] دیگر لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور آریہ سماج کے بھجن بھی گائے گئے تھے۔

[illegible] ہون میں جالندھر کے ڈاکٹر پنڈت گنگا رام جی

بھی شامل ہے - ہمریہ وار بھی آریہ سماج مندر یا کسی آشرم کی از حد ضرورت محسوس ہو رہی ہے - اور آریہ لوگوں کو ہر بیدوار میں اپنے استھان کی از حد ضرورت محسوس ہو رہی ہے - امید ہے آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب اُتر ودیش اس طرف فوراً توجہ کرے گی۔

• [illegible] ڈاکٹر گنگارام صاحب نے [illegible] میڈیکل ہال کا نام اب پنجاب میڈیکل ہال و ہسپتال رکھ لیا ہے - آئندہ [illegible] میڈیکل ہال کے پتہ پر خط و کتابت کی جانی چاہیے۔

چھلاوہ - آریہ سماج کی طرف سے نیشام کیا تو [illegible] کے موقع پر [illegible] پرچار بھی [illegible] سے کچھ ہو [illegible] پرچار میں شریک ہوئے [illegible] جہاں آریہ سماج کو بھی لیکن کچھ آریہ بھائی [illegible]

[illegible] ۳۱۱۶۱۳۳ [illegible] ایداد [illegible]

[illegible] کچھ زیادہ مجی کو اُسی وقت تلا[illegible] محنت کی خبر کو اُس عالیشان جلسہ میں [illegible] اعتراض [illegible] آئندہ کا ہونا [illegible]

[illegible] سماج [illegible] ضلع [illegible] شہر کے جلسہ پر کچھ آریہ ہو [illegible] ساتھ پنڈت پریاگ دت نے کہا کہ ہم [illegible] لوگ [illegible] چاہیں تو سماج کا تختہ الٹ [illegible] وغیرہ - [illegible] گروہاں کے [illegible] منگنی نے ایک پتر ستیہ دھرم پرچارک [illegible] منشی رام نے اُس پتر [illegible] منتری کے پاس بھیج دیا - پھر منتری [illegible] کچھ گیات نہیں [illegible] ہی

یہ بھی سُنا ہے کہ گرو کل پارٹی کچھ اور ہی بڑا پھیلانی چاہتے ہیں - کیا یہ سب باتیں ستیہ ہیں کہ آریوں کو سادھو دان رہنا چاہیے"

گرو کل پارٹی کی خاص خبریں سُننے میں آئی ہیں - پنڈت بھگوان دین جی پرودہان آریہ پرتی ندہی سبھا ہیں - اُنہوں نے پرودہان پدوی سے استعفیٰ دے دیا ہے - پنڈت پریاگ دت اوپدیشک آر شاہو ہی ہو چکے ہیں اُنہوں نے بھی استعفیٰ پرچارک کی پدوی سے دے دیا ہے - پنڈت سوریہ پرساد گرو کل آریہ پتر کی ایڈیٹری سے علیحدہ ہو کر پنڈت پریاگ دت کے ساتھ شامل ہو کر جنم سے ورن ویوستھا کو قائم رکھنے کی جدوجہد میں لگے رہتے ہیں اور شاید اسی ڈیوٹی کے لئے اُنہوں نے اُسوقت کی طرح کپڑے بھی رنگ لئے ہوں جیسا کہ سوامی ... پارٹی کے برخلاف کام کرنے کیلئے کیا تھا - سُنا گیا ہے کہ اُس منڈلی میں پنڈت جوالا دت پنڈت دیبورت اور پنڈت دیو دت کے تمام چیلے بھی شامل ہیں - یہ لوگ پنڈت بھیم سین اٹاوہ نواسی کو ایک طرف اور پنڈت موہن لعل متھرا نواسی کو دوسری طرف شامل کرنا چاہتے ہیں گویا تری مُتی بن کر کام کرے گی

آریہ سماج کو بڑے بڑے جھونکے لگے لیکن وہ اُن جھونکوں سے زیادہ تر مضبوط ہی ہوتا گیا اب بھی اِن بڑی بھاری سازش کی اگر کوئی بُنیاد ہے تب بھی سوائے اسکے کہ اسطرح آریہ سماج روپی برکش کے سڑے گلے ہوئے پتے جھڑ جاویں گے اور کچھ نہیں بگڑ سکتا - آریہ پُرش فکر نہ کریں۔

آریہ ورت رانچی میں ڈاکٹر گورو دت کے وواہ کے متعلق مضمون لکھتے ہوئے ایڈیٹر نے اپنے دلی شک کو آدمیوں کی معمولی کمزوری پر پردہ ڈالنے کیلئے گن کرم الوسار ورن ویوستھا کی قائمی کو اسقوقت سمجھ تبلایا تھا - لیکن دوسرا دیتیسرے پرچوں میں پھر اُسکو کا جواب دیتے ہوئے پرچارک سے بھی بڑھ کر گن

کرم انوسار ورن ویوستھا کی قائمی کی حمایت کی ہے اگر اِسیطرح سناتنیوں کی طرف سے چھیڑیں ہوتی رہیں تو اُمید ہے کہ پشیمور اور بنگال و بہار کے آریہ لوگ بھی اِس ودیشہ میں عملی طور پر کام کریں گے۔

کسیا ہندی کا ایک آریہ ساپتاہک پتر بھی اب نہیں چلا سکتے - آریہ ورت کے ایڈیٹر مہاشے اِس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ شاید بند کرنا پڑے - آریہ پُرشوں کو چاہیئے کہ آریہ ورت کو ہندی کا ایک پرچہ ہے کسیقدر سپورٹ رکھنے سے کام کریں۔

کانپور آریہ سماج کیطرف سے برہمچاری نتیانند جی کے بڑے موثر چار دیا کہیان ہوئے جن سے ویدک دھرم کا مہتو نگر نواسیوں کے ہردیو نپر ستاثر ہو گیا۔

لالہ وزیر چند جی نے "پنجاب ویدک پستکالیہ" کے لئے حسب ذیل کتابیں دان دیں - ستیہ منڈن دیا سنگرہ ایک کاپی - وکالوٹ کی ڈکشنری آف دی ہولی بائیبل - ایک جلد

راہوں (ضلع جالندھر) میں پارسال کیطرح چند ایک ہندو بھائیوں نے اکیال سے سوامی نجاننا تن دھرم سبھا کو جگانے کے لئے بعد گیا آریہ سماج کے سبھاسدوں کی طرف سے دیہہ کئی تریخیش ہندوں کی طرف سے شاستر ارتھ کا چیلنج پہنچا اِسپر پنڈت بھیم سین اٹاوہ نواسی بلائے گئے - آریہ سماج کیطرف سے پنڈت ہیرا جی معہ دیگر اپدیشکوں اور ادھکاریوں جالندھر شہر آریہ سماج کے جا پہونچے - باوجود اقرار شاستر کے بھی پنڈت بھیم سین جی نے آخر کار شاستر ارتھ سے گریز کیا یہانتک کہ ایکدن خود بھی بیچ کے سناتنی بھائیوں نے بلوایا اور جب آریہ پُرش معہ پنڈتوں کے دھرم سبھا کے خالی مکان میں جا بیٹھے اور دو گھنٹوں تک انکو بار بار بلاتے رہے - تو جواب ملا کہ سوچکر جواب دینگے - اثر یہ ہوا کہ جن سناتنی بھائیوں نے پنڈت بھیم سین کو بلایا تھا - وہ متنفر ہو کر پنڈت موصوف کو رخصت کر گئے - آریہ پنڈتوں کے دیاکہیان شردھا اور پریم سے سُنتے رہے اگر راہوں میں ایک مرتبہ اور زور سے پرچار ہو تو وہاں آریہ سماج قائم ہو سکتا ہے

لالہ نند لعل جی اب اِن سب پرچاروں کو ختم کر کے جالندھر واپس آگئے ہیں

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

...لالہ ...دال گمے ورشہ جی کی خدمت میں التماس ہے
...ورد کالڑہ اور نیچ ذات کو چھوڑ کر کسی روڑی
...ہواے پنر دواہ کرنا چاہتے ہیں اور ابھی
...ابیہ ۱۵ اور ۲۰ کے درمیان کی کسی کنیا کی
...ڑی سے بھی دواہ کرنے کو طیار ہیں۔ لیکن
...کوئی دہرم کا کام نہیں ہے۔ اسلئے اخبار
...نوٹس میں نہیں دیکھتا۔ اگر وے برہمچریہ
...نہیں کر سکتے۔ تو ہمکو چاہئے کہ خود اپنے
...ہوگیا جنم کا سمبندہی تلاش کر کے آپتکال
...دواہ کریں۔ ابھی دہرم کا آدیش ہے
...اخباروں میں شتہر نہ کریں۔ **ایڈیٹر**

...ت جنڈا رام جی عرضی نویس دو واقعات
...درج کرتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ
...کرم ہوا بہائی کی یوگپتا پر وچار کیے
...دواہ کر لیے ہے منہہ و سوسائٹی میں انہوں
...زیوں کا پانی ورت دہرم نشٹ ہو رہا ہے
...ان واقعات کے مفصل لکھنے سے کسی خاص
...ان ہمدردی کو کشٹ پہونچانا نامناسب
...کر ہیں نہیں بجنسہ درج نہیں کر سکتے
...ت جنڈا رام جی کی اس سے اتفاق کرتا
...ہوں کہ جب تک گن کرم سوبہاؤ کی یوگیتا سے
...لوگ دواہ ہوستہا نو شانتی نہیں ہوتے۔
...ایسے ہی نامناسب نتیجے پیدا ہوتے
...ہینگے۔ **ایڈیٹر**

اپیل نمبر ۱

...نمبر ۱۰۱ لکھو بلارہ ... سند رلعل کائستھ ممبر

آریہ سماج راجپورہ کا نمونیا سے دیہانت ہوا
صبح کو سنسکار ودہ پورک ہوا۔ جس کو دیکھ کر لوگ
بہت خوش ہوئی۔ اُن کی دہرم استری اور
ایک کنیا قریباً ۶ یا ۷ سال موجود ہے۔ لیکن گذارہ
کے لیئے اُن کے پاس ایک پیسہ تک نہیں ہے
افسوس صد افسوس جہاں بھئے کالج بنائے۔ اور
یتیم خانے کھولے۔ جلسے کیئے۔ آریہ مندر بنائے
لیکن ایسی بیواؤں کی گذارہ کے لیئے کچھ بھی نہ کیا
اندیشہ ہے کہ وہ بیوا مع اپنی لڑکی کے مسلمان
نہ ہو جاوے۔ یا دہرم بہرشٹ نہ ہو جاوے۔ اگر تمام
کائستھ آریہ بہائی ان دونوں کا کنیا مہا ودیالہ
جالندہر میں ۴ روپیہ ماہوار عرصہ تین سال
کے لیئے وظیفہ مقرر کر دیویں۔ تو دونوں دہرم
بہرشٹ ہو جانے سے بچ جاویں۔ اور وہ دہرم
استری اپنے ہاں باقاعدہ عمر گذارنے کے لئے ایک
لائق ادہیاپکہ بن جاویگی۔ تین سال کے لیئے کل
ایک سو چوالیس روپیہ ہوئے۔

راقم
آپ کا داس دیوی چند

اطلاع ضروری

آریہ پرشوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ قصبہ
سکھالیہ میں ایک کنیا پاٹھ شالا چند سالوں سے
کہلی ہوئی ہے۔ جسکے منیجر مہاشے شادی رام
صاحب جی ہیں۔ جو کہ تن من دہن سے مدد
دیکر کام چلا رہے ہیں۔ چنانچہ میم صاحبہ کی
سفارش سے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے مدد
بھی ملتی رہی ہے۔ مگر میونسپل کمیٹی کالیہ یہانتک
مہربان ہے۔ کہ باوجود حکم گورنمنٹ کے امداد
نہیں دیتی۔ دیش کی بدقسمتی اور مند بھاگ
ہے کہ کارن کوئی نہ کوئی ہمارے ہندو بہائی
وگھن ڈالنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ اس کمیٹی میں اکثر آدمی پرنامی ست
کے ہیں۔ جو کہ آریہ سماج کے سخت مخالف
ہیں۔ اور یخ کنی کرنا چاہتے ہیں۔ بیچارے
یہ نہیں جانتے کہ اُس بال برہمچاری کا لگایا
ہوا پودا کبھی نہیں اُکھڑیگا۔ بلکہ روز بروز
ترقی کر رہا ہے۔ خصوصاً کسی ایک پرنامی نے
صاحب انسپکٹر بہادر مدارس کو بوقت دورہ
سالانہ پاٹھ شالا کے ملاحظہ کرنیکی تحریک کی جسکا
اصل منشاء یہ تھا کہ کسی طرح سے ہمارے دلوں کو
نفرت ہو۔ اور وہ ... ہیں پاٹھ شالا
میں نہ بھیجیں۔ مگر منیجر صاحب بغیر منظوری منیجنگ
کمیٹی پاٹھ شالا واسطے ملاحظہ صاحب بہادر کو
اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ اسلئے مجبوراً
ملاحظہ نہ کرنے دیا۔ تو گویا اب ایک سال امداد بھی
بند ہے۔ اسلئے میں لاہور نواسی آریہ بہائیوں
سے درخواست کرتا ہوں کہ وے ڈائریکٹر صاحب
گورنمنٹ میں ضرور چارہ جوئی کریں۔ تاکہ بدستور
سابق کمیٹی سے امداد ... ہی پرنامی
میونسپل کمیٹی ... یتیم خانہ ... شتہارات
... ہے۔ اس لیئے ... شتہار ...
کو ... سے امداد ...
اطلاع دی ... س کے جائز
اخراجات اگر کوئی پاٹھ شالا میں ... تین ہفتہ کے
بھیجیں۔ ... پرنامی سندر ... درخواست کر سکتے
تعلیم دلوا ... تو بھی یہ بھی نوٹس دیا
جاتا ہے۔ کہ جو صاحب ہم قوم اس کے
سچائی شادی کرنا ... خیال ... وہ اپنی
سچائی کو ظاہر کرنے کے لیئے میں ... جو دفتر
طیار ہوں۔ امید کہ آریہ پرش ... ارسال کرینگے
میری اس درخواست پر توجہ دیکر ... ی

راقم
... ورک دہرم کا سیوک
منشی جنڈا رام
عرضی نویس درجہ اول ...

... بعد میں
... راست
... دیگی
... جانے
... ت

خوش خبری

پنڈت [illegible] کدار دت جی مجیب آباد مواسی شیر کوٹ ضلع بجنور میں سناتن دہرم سبہا کے اوپدیشک ہیں۔ اتفاقاً پنڈت لا کے سامنے کوئی [illegible] کی مردہ لاش پڑی ملی۔ کہ جہٹ ارتہی بنا کفن پہنا رام رام ستیہ کہہ کر سر چڑہایا۔ بیرون شہر ندی کے کنارے چتا تیار ہوئی اور غائب واہ۔ وہی انوسار [illegible] اگرٹ جی مہاراج کا داہ سنسکار ہوا۔ (کنٹو کرم) سر ہی منڈایا گیا۔ دو چار روز کے بعد ایک چارج کے لڑکے کو (جو پاٹ شالہ میں رہتا ہے) دسویں کی رسم پوری کرنے کے لئے ایک وقت کی خوراک ہی دیگئی اور ورتو بار تیہوں [illegible] گرٹ جی کی تیرہویں کے لئے سامان جمع کرنے کے لئے ارڈر ملا پہر کیا تہا سناتن دہرم کی پاٹشالہ کو ودیا [illegible] ودیا کی گنجائش ہی کہاں۔ فوراً ضرورت سے زیادہ جنس بہم ہوگئی۔ اور بہلی پر [illegible] ہو ج منایا گیا۔ گرٹ جی کا پہلا کنا گت آ [illegible] ونت تہی تب [illegible] اس میں شک [illegible] ۱۹۱۴ [illegible]

[illegible] کی ایزاد [illegible] ہی وہنیہ واد [illegible] وغیرہ [illegible] ایک [illegible] اُلّو [illegible]

[illegible] کچہ زیادہ [illegible] جی کو اُسیوقت تلک چرہا دیں [illegible] کی سنت کی نذر کی اُس عالیشان [illegible] گئی ہے

[illegible] اعتراض [illegible] آپ لوگ کا ہو بجز [illegible] کیا کچہ [illegible] نہیں [illegible] رہ جا۔ اگر اور ہی کچہ نہیں تو شام [illegible] ہی گیا ہے۔ افسوس۔ [illegible] اگی۔ جہاں اس قسم کی گپوں [illegible] ودیا [illegible] اسٹیم) کا گھونٹا [illegible] کا خدا ہی حافظ۔ پرم [illegible] بھائیوں کو سمتی دیجئے۔ [illegible] لود چارتیا۔ (جیہ دیو شرما شتری [illegible])

پرچارک جلندھر۔ نمستے۔

مندرجہ ذیل بحث جو درمیان شریمان ماسٹر لچہمن داس جی بی۔ اے ہیڈ ماسٹر دوابہ ہائی سکول جلندھر شہر۔ و لالہ امراؤ سنگہ جی رئیس لودہیانہ مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۱ء ہوئی۔ برائے اندراج اخبار ستیہ دہرم پرچارک روانہ خدمت کرتا ہوں۔ کرپا کر کے چہاپ کر مشکور فرما دیں۔ اتفاق سے شریمان ماسٹر لچہمن داس جی لودہیانہ پدہارے۔ اثنائے گفتگو میں لالہ امراؤ سنگہ جی سے بہراتری سبہا کی قایمی پر بحث ہونے لگی آخر لالہ امراؤ سنگہ جی کی درخواست پر دکہ جو کچہ بحث ہو تحریری ہو) ارکت بہائیوں کی بحث کے تحریر کرنے کا پربندہ کیا گیا

افسوس وقت کی تنگی کے باعث صرف دو مضمون پر ہی بحث ہوئی۔ (اول) بہراتری سبہا کی قایمی (دوم) ورن بیوستہا (اول) بحث میں لالہ امراؤ سنگہ جی کا کہنا تہا۔ کہ جبکہ آریہ سماج قایم ہے۔ تو بہراتری سبہا کے قایم کرنے کی کچہ ضرورت نہیں۔ اور ماسٹر لچہمن داس جی کا کہنا تہا۔ کہ بہراتری سبہا کوئی الگ سبہا نہیں۔ بلکہ آریہ سماج کے نیموں اور اُپ نیموں پر لوگوں کو چلانے کی غرض سے یہ سبہا قایم کی گئی ہے

اس بحث میں پرشن کرتا لالہ امراؤ سنگہ جی۔ اور اُتر داتا ماسٹر لچہمن داس جی ہیں میں لالہ امراؤ سنگہ جی کو (لالہ) کر کے لکہوں گا۔ اور ماسٹر لچہمن داس جی کو (ماسٹر) کر کے لکہوں گا۔ آشا ہے۔ کہ پبلک اس سے کچہ نہ کچہ ضرور ہی نتیجہ نکالے گی۔ اور ورن بیوستہا کی بحث عنقریب روانہ خدمت کروں گا۔

(آپ کا داس بہوا رام نیتر سکرٹری آریہ سماج لودہانہ)

مباحثہ

درمیان ماسٹر لچہمن داس جی ہیڈ ماسٹر دوابہ ہائی سکول

اور

لالہ امراؤ سنگہ جی رئیس لودہیانہ

(بتاریخ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۱ء)

مضمون بہراتری سبہا

(لالہ امراؤ سنگہ) "موجودہ نیم اور اُپ نیم درست ہیں یا نہیں"

ماسٹر لچہمن داس "آپکا میں اس سوال کا مطلب نہیں سمجہا"

لالہ "میرا مطلب یہ ہے کہ چہپے ہوئے نیم اور اُپ نیم جو آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب سے مل سکتے ہیں وہ ٹہیک ہیں یا اُن میں کچہ فرق ہے"

ماسٹر "میں اس سوال کا بہی ٹہیک مطلب نہیں سمجہا۔ کیونکہ آریہ پرتی ندہی سبہا سے کئی قسم کے نیم اور اُپ نیم مل سکتے ہیں۔ آپ کا مطلب کن نیم اور اُپ نیم سے ہے"

لالہ "میرا مطلب نیم سے تو وہ ہے جو میں کہتا ہوں۔ اُپ نیم سے میرا مطلب وہ ہے کہ جن کے مطابق آریہ سماجیں اور انترنگ سبہائیں کام کرتی ہیں اور جنکے برخلاف ہونے سے سماج آریہ سماج نہیں کہی جا سکتی اور آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب میں پرتی ندہی نہیں بہیجا جا سکتا۔"

ماسٹر "خیر تو آپکا مطلب آریہ سماج کے نیموں سے ہے اگر آپ پہلے ہی کہہ دیتے تو شاید اتنا طول طویل نہ ہوتا۔ اسلئے آپ اپنے پہلے سوال کو درست کر کے پہر لکہوائیے"

لالہ :۔ کیا آریہ سماج کے نیم اور اپ نیم درست
ہیں یا نہیں "

ماسٹر :۔ آریہ سماج کے نیم اور اپ نیم درست ہیں

لالہ :۔ تو کیا آپ آریہ بہراتری سبھا میں کسی نیم اور
اپ نیم کو تبدیلی - اضافہ دکھی کے نجتے جاری کرنا
چاہتے ہیں "

ماسٹر :۔ ہم آریہ بہراتری سبھا میں کسی نیم اور اپ
نیم کی تبدیلی یا اضافہ نہیں چاہتے "

لالہ :۔ پھر جب آپ کے لیئے نیم اور اپنیم وہی ہیں
جن سے کہ موجودہ آریہ سماجیں بنائی گئی ہیں - تو
پھر ایک علیحدہ سبھا بنانے کی کیا ضرورت ہے "

ماسٹر :۔ ہمنے آریہ سماج سے کوئی مخالف سبھا
قائم نہیں کی بلکہ ہم نے آریہ سماج کے نیموں پر
لوگوں کو چلانے کی غرض سے یہ سبھا قائم کی ہے "

لالہ :۔ تو پھر آپکو اپ نیم کے اس حصہ میں جس
میں درج ہے - کہ انترنگ سبھائیں ضرورت پر
اپ سبھا بنا سکتی ہیں - ابھی اپ سبھا انترنگ سبھا
سماجوں سے درخواست کرکے مطلب سیدھ
نہیں ہو سکتا "

ماسٹر :۔ نہیں "

لالہ :۔ کیوں "

ماسٹر :۔ کیونکہ موجودہ آریہ سماج کی حالت میں
تجربہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے - کہ انترنگ سبھا کے
بہت سے آدمی بہت سے آریہ سدھانتوں کو جن کے
عمل میں نہ لانے سے آریہ سماج کو سخت نقصان پہونچ
رہا ہے - بلکہ یہ کہئے کہ جنکے عمل میں نہ لانے سے آریہ
سماج کے آریہ سماج نہ رہنے کا ڈر وا احتمال ہے -
عمل میں نہیں لاتے اور جب آریہ سماج میں اس قسم کا
Resolution سولیوشن پیش کیا جاتا ہے - کہ جو
لوگ اصولوں پر نہ چلنے والے ہوں - انکو سبھاسدی
سے الگ کیا جاوے - ایکے برخلاف اُسکے اصول
کے برخلاف ریزولیوشن
Resolution پاس کرواتے ہیں - چنانچہ جلندھر آریہ سماج جو کہ

پنجاب کی سماجوں میں ہیں - نہیں ہندوستان
کی سماجوں میں بھی ایک بہت ہی اعلیٰ سماج گنی گئی ہے
اس کی انترنگ سبھا میں سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش
کے چوتھے سملاس کے ۹۲ صفحہ پر جو بواہ کے بارہ
میں ایک سادھارن نیم لکھا گیا ہے - کہ بواہ سے
ایک ماہ یا چھ ماہ پہلے دواہ کے بارہ میں
انتظام کیا جاوے - اور ساتھ سگائی وغیرہ کا بہت
ایک یا چھ ماہ پہلے کیا جاوے - یعنی لڑکے کی سگائی
۲۵ برس میں اور لڑکی کی سگائی ۱۶ برس میں کیا
جاوے - اس کے مطابق ریزولیوشن
پاس کیا گیا تھا - مگر کثرت رائے کے نہ ہونے سے
گر گیا - جب ایسی حالت جلندھر سماج کی ہے -
جس میں آریہ سماج کے بڑے شرودھی موجود ہیں تب
اور آریہ سماجوں کا تو کیا ہی ٹھکانا - ایسی ایسی باتوں سے
ضرورت پڑتی ہے کہ جو پُرش ستری آریہ سماج کے موٹے
موٹے سدھانت ضروری اصولوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں
اور چونکہ وہ اکیلے اکیلے عمل کرنیکی کوشش کرنے میں
کامیاب نہیں ہو سکتے - ملکر کام کریں - اور آپس
میں وچار کرنے کے متعلق چند امور کے وچار کرنے
کے لیئے ایک سبھا قایم کریں -

لالہ :۔ آپ کس آریہ سماج کے ممبر اور کب سے ہیں "

ماسٹر :۔ میں روپڑ سماج کا ممبر ہوں - اور اندازاً
چھ یا سات ماہ سے زیادہ کا ممبر ہوں "

لالہ :۔ تو آپ چھ یا سات ماہ سے ہی آریہ
سماج کے ممبر ہوئے ہیں "

ماسٹر :۔ نہیں میں پہلے ہی ممبر تھا "

لالہ :۔ کس سماج کے - کب سے - اور کیوں بنے "

ماسٹر :۔ عرصہ تین سال کا ہوا - کہ میں جلندھر سماج
کا ممبر بنا تھا - اور ۱۳ ماہ چندہ دیکر میں اس سماج کا
سبھاسد ہی بنا تھا - مگر جب جلندھر آریہ سماج میں رہتیوں
کی شدھی کے بارہ میں ٹالم ٹول کرکے انکو شدھ نہ کرنے
کا اور آریہ نہ بنانے کا ریزولیوشن پاس کیا
تھا تو یہ سمجھ کر کہ انہوں نے ویدک دھرم کے منشاء کے

برخلاف کارروائی کی ہے - میں انکی ممبری تھا سبھاسدی
سے ہٹ گیا تھا - مگر آریہ بہراتری سبھا کے قائم ہونے کے
بعد آریہ سماج کی ممبری کی شرط وہاں ضروری ہونیکے
باعث روپڑ سماج کا ممبر بن گیا تھا "

لالہ :۔ کثرت رائے سے سبھاؤں کے معاملہ کے فیصلہ
ہونے کا قاعدہ آپ مانتے ہیں یا نہیں "

ماسٹر :۔ انتظامیہ معاملات میں کثرت رائے کے رو پر
فیصلہ ہونیکا میں قایل ہوں - مگر سداچار کے موٹے موٹے
اصولوں پر کم از کم آریوں کے چلنے کیلئے اور چلانیکے
لیئے کثرت رائے کو میں ٹھیک نہیں مانتا "

لالہ :۔ جس ریزولیوشن کا آپ ذکر کرتے ہیں - وہ
انترنگ سبھا میں پاس ہوا تھا - یا سادھارن سبھا میں "

ماسٹر :۔ پہلے انترنگ سبھا نے پاس کیا تھا - پھر سادھارن سبھا نے "

لالہ :۔ کچھ آپ صاف الفاظ بتلا سکتے ہیں یا نہیں "

ماسٹر :۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں ہے - آپ جلندھر سے ریزولیوشن
کی کاپی منگا کر دیکھ سکتے ہیں - مگر مطلب یہی ہے - جو
میں اوپر ظاہر کر چکا ہوں "

لالہ :۔ آپ کی بہراتری سبھا میں اگر کسی رداسیہ
چمار یا پنچ ورن چوہڑا یا چمار وغیرہ کی شدھی کا سوال
یا کوئی اور ایسا سوال جسکو آپ سدھانت کے برخلاف
سمجھتے ہیں - ریزولیوشن پاس ہو جاوے تو آپ کیا کرینگے
کیا اس بہراتری سبھا کی ممبری سے استعفیٰ دیدیں گے
اس سبھا کو یہ خیال کرکے کہ یہ سبھا انوچت کارروائی
کرنے لگ گئی ہے یا اس سبھا میں تقریر و تحریر سے ممبران کو
سمجھا کر اُسکی اصلاح اور درستی کی کوشش کرینگے
یا بجائے ایسا کرنیکے کوئی اور علیحدہ سبھا قایم کرنیکی
کوشش کریں گے - یا قائم کریں گے "

ماسٹر :۔ میں یہ بات ناممکن خیال کرتا ہوں - کہ آریہ
بہراتری سبھا ویدک دھرم کے برخلاف کوئی انوچت
ریزولیوشن اس قسم کے معاملے میں پاس کرے - اسواسطے
مجھے دوسرے حصہ کے جواب دینے کی ضرورت نہیں "

لالہ :۔ کیا آپکی سبھا ایسی رشیوں یا سوامی دیانند جیسے
رشیوں کی ہوگی - کہ جنکے سبھاسدوں سے کبھی کوئی

نیتی ہونا یا کسی خود غرضی یا کسی اور سبب سے کوئی معاملہ فیصلہ کرنا بخیر ممکن ہو سکے۔ اور کیا کبھی ان میں اس قسم کی کمزوری نہیں آویگی۔ ایسا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ وہ کسی وقت میں یا کوئی انکا ممبر یا ممبروں کا مجموعہ کسی اوستھا میں کسی باعث سے سیدھانت کے برخلاف پاس کر بیٹھے"

ماسٹر۔ ہماری سبھا بیشک دیانند جیسے رشیوں کی ساری شاید نہ ہو۔ مگر اس قسم کے پتت آدمیوں کی نہ ہوگی۔ جو اپنے ہٹ اور دوراگرہ کی وجہ سے ویدک سیدھانتوں کو ان کراش کے برخلاف رائے پاس کریں۔ کیونکہ بھراتری سبھا کے نیموں اور اُپ نیموں میں یہ داخل ہے۔ کہ جس منشیہ کا آچار اس قسم کا ہوگا۔ ارتھات ویدک سیدھانتوں میں وہ ہٹ اور دوراگرہ سے کام لیگا۔ وہ اس سبھا سے نکالا جاویگا۔ ایسے اس سبھا میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ صرف اسی سبھا میں نہیں۔ بلکہ سوامی جی نے آریہ سماج کے اُپ نیموں میں نمبر ۱ اُپ نیم میں درج کیا ہے۔ کہ انترنگ سبھا کا کام چلانے کے لئے خاص اور مناسب قواعد بنا سکتی ہے۔ لیکن وے آریہ سماج کے نیموں اور اُپ نیموں کے برخلاف نہ ہوں۔ اسلئے ہمکو پہلے ہی سے اسکا آگاہ ہونا چاہئے۔ یا ہم ہونگے۔ اور ہم ایسے ہی اور دوراگرہی آدمی کو جو سپشٹ ویدک سیدھانت کو دبانا چاہے۔ اپنی بھراتری سبھا میں نہیں رکھیں گے۔ جیسا کہ نیم نمبرہ بھراتری سبھا میں درج کیا ہے"

لالہ جی۔ کیا آپ کا نمبر ۱ اسکے قاعدہ میں یہ لکھنا کہ اگر کوئی سبھاسد دراچار میں گرہست پایا جاویگا تو وہ اس سبھا سے نکالا جاویگا۔ اس بات کو پہلے ہی فرض نہیں کر لیا۔ کہ آپ میں ہی کمزوری آ جائیگی۔ اور سیدھانت کے برخلاف چلنے کی کوشش کریگی۔ تو پھر آپ کس طرح اپنی سبھا کی نسبت یہ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ ناممکن ہے۔ کہ آریہ بھراتری سبھا میں کوئی ریزولیوشن آریہ سیدھانت کے برخلاف کبھی پاس ہو سکے"

ماسٹر۔ یہ جو آریہ بھراتری سبھا کا دسواں اصول ہے اور جسکا کہ آپنے اپنے اس سوال میں ذکر کیا ہے۔ وہی بتلاتا ہے۔ کہ کمزور آتما اس سبھا میں داخل نہیں ہونگی۔ اگرچہ ہم یہ بھی نہیں کر سکتے۔ کہ وہ بہت ہی اعلیٰ ہونگے۔ کیونکہ اصول انکو ہمیشہ پہلے سے جتلا دیگا کہ جنھے سبھا سے نکالے جانا ہے اصول سے ہمکو شامل نہیں ہونا چاہئے۔ اگر وہ دراچار میں گرہست ہوگا۔ تو سبھا اسکو لے ہی نہیں سکتی۔ جبکہ وہ آج لیں اور کل واپس کریں۔ اسکا کوئی مطلب ہی نہیں"

لالہ جی۔ اُپ نیم آریہ سماج کے نمبر ۵ میں جو یہ لکھا ہے کہ جو آریہ سماج کے اُدیشیہ کے ورودھ کام کریگا وہ نہ تو آریہ اور نہ آریہ سبھاسد گنا جاویگا۔ یہ اُپ نیم کیا آپ کے قاعدہ نمبر ۷-۸-۹-۱۰ سے کم بھی درایک ہے۔ جس حالت میں کہ وہ سوامی جی کی سمتی سے بنایا گیا ہے اور یہ ۸-۹-۱۰ آپ جیسے صاحبان کے خیال سے بنائے گئے ہیں۔ یعنی انکا خوف اور انکا اثر کم نہ ہوگا۔ اور انکا زیادہ ہوگا"

ماسٹر۔ میری ناقص رائے میں آریہ سماج کے پانچویں اُپ نیم کا مطلب آپ نہیں سمجھے۔ اسکا مطلب سداچار رکھنے اور دراچار چھوڑنے کا نہیں ہے۔ بلکہ اس قسم کا ہے۔ کہ کوئی شخص آریہ سماج کی عام بہبودی میں خارج ہوگا۔ وہ نہ تو آریہ اور نہ آریہ سبھاسد کہا جاویگا۔ جیسا کہ اگر کوئی شخص آریہ سماج میں اِلش دھرم کے سبھا کے کا پرچار کرنے کی تگ و پو کرے یا آریہ سماج کی دھن کو کھوئے میں تکلیف کی رائے پیش کرے تو وہ اس اُپ نیم کے مطابق آریہ یا آریہ سبھاسد نہیں کہلا یا جا سکتا۔ ہاں البتہ اگر آریہ سماج کا اس اُپ نیم کو پیش کرنے سے جو یہ کب ہے۔ کہ جسے گیارہ ماہ سداچار کیا ہو۔ اور گیارہ ماہ کا چھوڑ دیا ہو وہ سبھاسد ہو سکتا ہے۔ تو یہ کیا کہا جاتا تھا۔ اور میری رائے میں اگر آریہ بھراتری سبھا کے اصول نمبر ۷-۸-۹-۱۰ سداچار کی تشریح کر دیتے ہیں۔ اس خیال سے کہ کوئی کسی قسم کا اعتراض نہ کر سکے۔ تو آریہ بھراتری سبھا کا مقصد ایک علیحدہ سبھا بنانا خیال نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ آریہ سماج کے ممبروں کو ہی سداچار پر لانے کی ایک تجویز ہے"

لالہ جی۔ تو کیا موجودہ آریہ سماجیں اور انکی انترنگ سبھائیں ابھی ادھوگتی کو پہونچ گئی ہیں۔ کہ انکے ذریعہ باضابطہ تحریک کر لینے سے کوئی اصلاح یا درستی ممکن نہیں ہے۔ اور بھراتری سبھا کو آریہ سماج کے اُپ نیم کے مطابق اُپ سبھا بنانے میں کوئی ہانی نہیں جو آپنے دوسری سبھا کی بنیاد ڈالی۔ اور جیسے اگر کرشن یا رشی پر چلنے یا ادھرم آریہ کے مخالف کام ہیں۔ کوئی سماج ان کا موقع امداد میں نہ دکھلاوے۔ تو کیا آپکو نیا پرچار یا گرو دکش کھولنا پڑیگا اور کیا اسطرح آریہ سماج کی طاقت بٹ نہ جاویگی۔ میرے خیال میں تو آپکی ساری بحث سے جیسے آپکی بھراتری سبھا کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ میرے خیال میں تو آریہ سماج ہی اُپ سبھا بنا کر یہی دیا ہی کام کر سکتی تھی۔ اسطرح علیحدہ علیحدہ سبھائیں قائم کرنے کو سماج کی ہانی خیال کرتا ہوں"

ماسٹر۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ آریہ سماجوں کا انتظام عملی کارروائی کرنے کیلئے ہی ادھوگتی کو پہونچ چکا ہے۔ جیسا کہ بہت سے ظاہر ہے کہ ابتک کوئی انتظام اس قسم کا نہیں کیا گیا۔ اور جیسا کہ ایک معمولی بات کے بارہ میں میری دی ہوئی جلندھر آریہ سماج کی ایک تجویز ملی ہے۔ بیشک اُپ نیموں کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ آریہ سماج کے ذریعہ سے ہو کر آریہ بھراتری سبھا کا مقصد آریہ سبھاسدوں کے عمل کرانیکا اگر کوئی انتظام شہر یعنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب یا آریہ سماجیں کبھی کر دیں تو ہماری خوش قسمتی ہوگی اور وہ دن مبارک ہوگا۔ مگر افسوس یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہمکو اس قسم کے کام کی جلدی امید نہیں۔ اگر وہ دن آ جائیگا۔ تو کم ازکم میں بہت آدمی ہونگے جو آریہ بھراتری سبھا کے تو پہلے ہی کمربستہ ہو جاوینگے۔ اور جو آپنے گرو دکش اور ویدک پرچار آپ کہا ہے۔ جسکو آپ میری دی ہوئی

جلد ۱۲ | مطبوعہ ۵ اسوج سمت ۱۹۵۸ مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء - شکروار - جلندھر شہر | نمبر ۲۴

سنسار کی گتی

بسم اللہ ہی غلط نکلی

کائیتھوں - بنیوں ارمیوں - گوڑ براہمنوں

...ادیوں وغیرہ کی تقلید میں گذشتہ سال کی سہنگریں ... تھی کہتریوں نے ہی اپنی کنفرنس کی تھی اور قوم کو ... ادار کرنے کیلئے بڑے بڑے شیخوں نے ڈھول بجائے ... اسوقت امین آباد کے دیوان خاندان کے رکن دیوان ... رام صاحب گوجرانوالہ نے آیندہ کنفرنس کے اجلاس ... امین آباد میں دعوت دی تھی۔ اب معلوم ہوا کہ دیوان ... ب نے اس عذر پر کہ کل سامان بجا امین آباد کے ... سہولیت سے مل سکیگا۔ اور کہ ان کو چھوٹے ایام ... ہرہ میں جبکہ کنفرنس کا اجلاس ہوگی، فرصت ... اجلاس کی جگہہ بجائے امین آباد کے جموں کو ... کیا ہے۔ اسپر ایک ترہیوں کے نامہ نگار نے ان سب ... ت کو کمزور ثابت کرکے دکھایا ہے۔ کہ جموں میں ... بڑی برادری کے لوگ پہونچ نہیں سکیں گے۔ اور دیوان ... ب سے استدعا کی ہے کہ کنفرنس کے جمع ہونیکی جگہ کو ... تبدیل نہ کریں۔ مجھے ایک نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوا ہے ... کہ ایک کہتری بیرسٹر کے ولایت سے واپس آنے ... برادری میں دھڑہ بندی ہوگئی ہے۔ اسلئے دیوان صاحب ... نظر دور اندیشی یہہ تبدیلی کردی ہے۔ یہ عجیب دور اندیشی ہے ... ر اصلی واقعات کو چھپانے کی ضرورت ہے۔ اتفاق کے ... رب کیا جاتا ہے اور برادری کے اندر اتفاق کا مادہ ... ورنہیں بہر سوا اسکے کہ برادری کو جمع کرکے نفاق ... اور کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اے دیوان صاحبان! ... صاحبان! اگریجویٹ صاحبان وغیرہ!!! بکرے کی ماں ... تک خیر منائیگی۔ آپ اس انوکھی برادری کے ساتھ ... گزارہ کر سکیں گے۔ پالیسی پر بہت ونوں تک چلاکر ...

آپ نے دیکھ لیا۔ اب کچھ دن سنجائی پر بھی میرے کہنے سے چل کر دیکھئے۔ میں نہیں کہتا کہ آریہ سماج کے ممبر بن جائے۔ کیونکہ جب تک ایک آدمی ویدک دھرم کے اصولوں کو سمجھ کر انکو گرہن نکرے اور پہر انپر چلنے کیلئے تیار نہو اسے آریہ سماج میں شامل کرنا میں تو پاپ خیال کرتا ہوں۔ لیکن یہ میں کہونگا کہ ایمانداری سے جن خیالات کو آپ سچا سمجھتے ہیں انکے اپنے وانکو عمل کر اپنی برادری قایم کردو یا اپنے خیالات کا علانیہ پرچار کرکے اپنے جاہل بھائیوں کو اپنے ہمخیال بناؤ موجودہ زندگی کچھہ زندگی نہیں ہے۔

نام بڑے اور درشن چھوٹے

دہلی میں جب بھارت دھرم مہا منڈل کا عالیشان جلسہ گذشتہ

سال ہوا تہا نوائس سے بڑی بڑی اصلاحیں وغیرہ کی امیدیں تہیں۔ اسوقت سناتن دھرم کے پکے حامی بمبئی کے وینکٹیشور سے پتر ہی قبول کرتے ہیں کہ انہیں سے کوئی ہی امید بر نہ آئی۔ اب بمبئی سے میرے پاس ایک سناتن بھارت دہرم مہاپریشد کے جلسے کا نوٹس آیا ہے جو ۱۳ - ۱۴ اور ۱۵ ستمبر کو مقام بمبئی میں ہونیوالا تہا۔ چونکہ اس پریشد میں محض انہیں سبھاؤں کے پرتی ندہی نہیں بلائے گئے جنکا کہ پریشد موصوف سے تعلق ہے اسلئے میرے پاس ہی نمنترن پتر پہونچا ہے۔ نوٹس میں جو مضامین درج ہیں ان میں سے اگر نصف پر ہی کوئی قابل قدر رائے قایم کرکے کام شروع کیا گیا تو اس جلسہ کو میں کامیاب سمجہوں گا مگر مجھے امید نہیں ہے کہ پریشد کی اپدیشا دیشن اس پریشد کے کارکنوں کو کسی مناسب نتیجے پر پہونچنے دیگا۔ پہلا مضمون دہرم شکشا کی ویوستھا کے درست کرنے پر دیا گیا ہے۔ یہی مضمون دیگر الفاظ میں دہلی کے جلسہ میں ہی پیش تہا نتیجہ کیا نکلا؟ کچھ نہیں! دوسرا مضمون بڑا اعلیٰ ہے۔ عالم بالا کی سیر کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ سنسکرت یونیورسٹی قایم کی جاوے ... لیکن کیا کاغذی گہوڑے دوڑانے سے سنسکرت

یونیورسٹی قایم ہوسکتی ہے۔ تیسرے مضمون کا جب ان دونوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو بے اختیار ہنسی آتی ہے مضمون حسب ذیل ہے۔ "اپنی ینگ گنیت کے مت بہید کا سدھار واسمنوئہ کیسے کیا جائے؟" اسی مضمون پر اس پریشد کا خاتمہ ہوجاویگا۔ چہارم مضمون میں اناتھ آلیوں اور ان گنتی یونیورسٹی کا سوال ہے جسے محض کاغذ پر حل کیا جاویگا۔ لیکن پانچویں سوال پر ضرور لٹھہ چلیگا۔ یعنی سٹھہ دہاری اور مندروں کے پوجاری اپنے آمدنی کا حساب کتاب آپ کوکب دینگے۔ چھٹا مضمون ہے مہامنڈل اور دہرم سبھاؤں کے نیم پورک سدھار کا سوال۔ سوال کی نسبت بمبئی کے وینکٹیشور اخبار نے پہلے سے ہی معقول رائے دیدی ہے۔ مجھے امید نہیں ہے کہ عملی طور پر ان سبھاؤں کا سدھار ہوسکیگا جب تک کہ پتپات سے ان کے کارکنوں کے عیوب چہپانے کی کوشش ہوتی رہیگی۔ ساتواں سوال سمجھ میں نہیں آیا جب منڈل موجود ہے تو ... ایک نئی پرتی ندہی سبھا ... ہے۔ اس لئے ... سوال ... اشتہار ... یعنی ... ملاع دی ... نہیں نفظ ساتھ ... اس کے جایز کی ہدایت اگر وہ انکے عمل کے طرائقین ہفتہ کے مضامین تو بڑے اعلیٰ ہیں لیکن ... خواست کر سکتے سمجھ نہیں ہوسکیگی ... نوٹس دیا ... سوال تہی۔ کہ جو صاحب ہم قوم اس کے ... شادی کرا ... وہ اپنی ...

ممالک متحدہ امیریکا کے پریسیڈنٹ کی افسوسناک موت

امیریکا جو دفتر ... (ارسال ہوگا) میکنلے ... ی

کے تاجداروں میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ ... میں عزت رکھنے والا تہا۔ مقام بفلو میں نمایش کے موقع پر ایک عام دربار کیا گیا۔ جبکہ ... سے ہاتہ ملاتے ہوئے ایک موذی نے دو فیر جانے کردئے۔ ایک چہاتی پر لگا اور دوسرا انتڑیوں ...

پر جو پار گئے نزدیک تک پہونچ گیا ۔ ۶ ۔ ستمبر
کو حملہ ہوا ۔ اور ۱۴ ۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ ء کو صبح
اڑھائی بجے ممالک متحدہ امیریکا کا پریسیڈنٹ
راہی ملک بقا ہوا ۔ آخری الفاظ میکنلی کی زبان
پر یہ تھے " سلام ۔ سلام ۔ یہی ایشور کا راستہ
ہے ۔ اُس کی اچھیا پورن ہو " قاتل انارکسٹ
فرقہ کا ایک آدمی ہے ۔ یہ فرقہ یوروپ اور
امیریکا میں دبا کی طرح پھیل رہا ہے ۔ جسکی
نسبت کہا جاتا ہے ۔ کہ اس کے ممبر ہر ایک
مستقل انتظام ملک کے برخلاف ہیں ۔ مجھے اور
میرے دیگر دیسی بھائیوں کو معلوم نہیں ہے
کہ یہ لوگ خود اپنے اصولوں کی نسبت
کیا بیان کرتے ہیں ۔ لیکن اس میں شُبہ نہیں
ہے ۔ کہ اگر ان لوگوں کے اصولوں کا ان کے اعمال
سے اندازہ لگایا جاوے ۔ تو دُنیا کی
ترقی کا ان سے بڑھکر کوئی دشمن نہیں ہے
ایسے ہی انترنگ سبھا کام میں لانے والوں کو
... اور مناسب ... نہیں بنا سکتی ہے ۔ ... کہ
لیکن وے آریہ سماج خود مختار یا دستوروں
کے برخلاف نہ ہوں ۔ اسلیئے لیکن ایک جمہوریت کا
آگاہ ہونا چاہیئے ۔ ایسا ہی ... اور ہم لوگ نے کثرت
ہی اور دوسرا ہی آدمی کو جو سپشٹ ویدک کرتا ہے
سید ... گو دانشا ہو ... پھر اتری سبھا میں جب تک
نہیں رہیں گے ۔ جیسا کی پُرانی اتری بہت سے کبھی
میں درج کیا ہے " کیا جاتا تب تک باوجود سائنس
للہ یہ کہا آپ کا ... کے ہی اُس جگہ سے سچی ترقی
کوئی سبھا سدورا ... ہے گی
تو وہ اس سبھا
پہلے ہی فرض ہیں
آتا ہیں آئینگی ۔ ...
مہینے کی کوشش

کانفرنس کا ... جنرل سکریٹری

کلکتہ کے جلسہ
کانگریس کی
تاریخیں نزدیک
آ اپنی سبھا کو پہنچیں ۔ اور اُس کے لئے طیاریاں ہی
شروع ہوگئیں ۔ اُسی موقع پر ایک صنعت

اور حرفت کی نمائش کا بھی انتظام ہو رہا
ہے ۔ لیکن انڈین نیشنل سوشیل کانفرنس کا
اب تک کوئی انتظام نہیں ۔ اس کو دیکھ کر سوشیل
ترقی کے حامی سوئے ہوؤں کو بیدار کرتے
ہیں ۔ اور تجویز پیش کرتے ہیں ۔ کہ آئندہ جلسہ
کی کامیابی کے لئے ضروری ہے ۔ کہ مسٹر رانڈے
کا جانشین ابھی سے مقرر کر دیا جاوے ۔ اور
اس ضمن میں آنریبل جسٹس چندرا وار کر بی اے
کا نام پیش کیا جاتا ہے ۔ اس میں شُبہ نہیں ہے ۔ کہ
مسٹر چندرا وار کر بڑے فصیح مقرر اور لائق زباندان
ہیں ۔ مسٹر رانڈے کی طرح وہ جج ہائیکورٹ بمبئی بھی
ہیں ۔ پرارتھنا سماجی بھی ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن اُنکی
تقرری میں ایک نقص دکھائی دیتا ہے ۔ ابھی تھوڑا
ہی عرصہ گذرا ہے ۔ کہ باوجود خود ویدوں کے انیشور
گیان ہونے تک کے برخلاف ہوتے ہوئے اور ہندؤں کی
تمام مذہبی رسوم کو بے ضروری مانتے ہوئے مسٹر
چندرا وارکر نے اپنے لڑکے کا یگیہ اوپویت سنسکار پورانک
ریتی سے کرایا تھا ۔ اور عذر یہ پیش کیا تھا ۔ کہ
چونکہ دیگر ضروری اصلاحوں میں اس راضی نامہ سے
فائدہ پہونچیگا ۔ اسلئے اُنہوں نے یہ رسوم اپنے
عقیدے کے برخلاف ادا کرانی ضروری سمجھیں ۔ اگر کوئی
غریب آدمی ایسی کارروائی کرتا تو اُس کے لئے
سخت سے سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ۔ لیکن
مسٹر چندرا وارکر کی پوزیشن کے آدمی کے لئے میں
صرف یہی کہونگا ۔ کہ جو شخص اپنے منتویہ کے مطابق
رہنا گرتویہ بنانے کے لئے طیار نہیں ہے ۔ اُس کو
سوشیل اصلاحوں کا سرکردہ لیڈر نہیں بننا چاہیئے

سنسکرت کی اُنتی کے لئے ایک اور دلیل

آجکل جو تعلیمی اصلاح
کے بارے میں وائسرائے سے
لیکر پروفیسروں اور سکول
ماسٹروں تک تحریک ہو رہی ہے ۔ اُس میں ایک صاحب نے
بڑی عمدہ بحث شروع کی ہے ۔ اُنکا قول ہے کہ گو انگریزی تعلیم

فی الحال ضروری ہے ۔ تاہم جب تک کہ ...
کے اندر تمام تعلیم ختم کرنے کا انتظام نہیں ...
تب تک ہم واقعی اس دیش کے ہر ایک فرد کو ...
نہیں بنا سکتے ۔ لیکن طالبعلموں کو دیسی زبان
کا ماہر بنانے کے لئے ضروری ہے ۔ کہ ...
پراچین بھاشا سے کہ وہ زبانیں نکلی ...
ان کی تعلیم کا خاطر خواہ بندوبست کیا ...
اس دعوی کا مطلب یہ ہے ۔ کہ اگر اردو
کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جاوے ۔ تو فارسی
عربی کی تعلیم لازمی قرار دی جاوے ۔ پس ...
میں سے اگر ہم اُن ایک کروڑ سے کم آدمیوں
منہا کر دیویں جو اُردو کے ذریعہ سے تعلیم
کرنا ضروری سمجھیں گے ۔ تو ہندی ۔ بنگالی ۔
گجراتی ۔ تیلنگی وغیرہ زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانیوالے
۲۷ کروڑ رعایا سرکار کے تعلیم پانے والے حصہ
لئے سنسکرت کی تعلیم لازمی ہو جاتی ہے ۔ اگر ...
تحریک کا واقعی کوئی نتیجہ نکلا تو میری رائے میں
پچاس برسوں تک گُرُوکُل کی تعلیم کو ختم کرنے وا...
ودیارتھیوں کے لئے روزی کا میدان کھلا ہوگا

دیسی کپڑا ولائتی کو مات کر سکتا ہے

بیرے ناظرین صفحہ ... پر
لودیانہ کی ایک دیشی ...
کی طرف سے ملاحظہ فرمائیں

اُس کمپنی کے مینیجر صاحب نے ایک آریہ پُرش میں اُنہوں نے ...
پاس آن کر اپنے نمونے دکھلائے ۔ تحقیقات پر معلوم ...
کہ ولائتی کے کپڑوں کے نمونے دیکر جو پارچا لودیانہ میں بن
گئے ہیں وہ واقعی ولائتی کی نسبت بہت سستے ہیں ۔ جو ...
ولائتی ۱۲ فی گز ملتا ہے وہ دیشی کمپنی کے مینیجر ...
پر فروخت کرتے ہیں ۔ اور مضبوطی میں کپڑا ولائتی
سے کہیں بڑھ کر ہے ۔ دیسی ساخت کی چیزوں ...
کی نسبت یہ شکایت ہوا کرتی ہے کہ وہ بمقابلہ ولائتی
کے سستی نہیں پڑتی ۔ لیکن جب یہ عذر بھی
رفع ہو گیا ہے تو خدا کے واسطے ... کے ...

آریہ سماجک سالانہ جلسے

کمالیہ (ضلع منٹگمری)	۲۷ و ۲۸ ۔ ستمبر
بہرائچ (علاقہ اودھ)	۲۷ لغایت ۲۹ ستمبر
بٹالہ پور (ضلع گورداسپور)	۲۸ و ۲۹ ۔ ستمبر
سرسہ (ضلع حصار)	۲۸ و ۲۹ ۔ ستمبر
پونڈری (ضلع کرنال)	۲۰ و ۲۱ ۔ اکتوبر
امرتسر	" " "
پشاور شہر	" " "

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

نامہ نگار ٹبالہ لکھتے ہیں کہ وہاں آخیر۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء سے ایک حیرت انگیز واقعہ درپیش ہے۔ یعنی ایک خانقاہ کے متصل زمین کے اندر سے گونج کی سی آواز آتی ہے۔ جسکے صدمہ سے زمین بھی دہلتی ہے۔ ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ ایسی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ حکام نے گرد نواح کے باشندوں کو مکانات بند کرواکر نکال دیا ہے۔ ابھی تک اصل حال کا پتہ نہیں لگا۔ درحقیقت اس حال پر رائے زنی کرنا بغیر زیادہ تجربہ اور مشاہدہ کے مشکل ہے۔ مگر فی الحال ضعیف الاعتقاد لوگ غلہ نقدی وغیرہ چڑھا چڑھا کر خانقاہ کے مفت خوروں کو مالا مال کر رہے ہیں۔ اس بے بنیاد خیال سے کہ خانقاہ کی مدفونہ ہڈیوں کی خفگی کے باعث سے یہ گونجیں پڑتی ہیں۔

کابل میں جسقدر انگریز سوداگر گئے تہے کچھ نہ کچھ فایدہ ہی اٹھا کر آئے۔ اُن کی دیکھا دیکھی کانپور کی ہندو کوٹھی کے جگت نرائن داس صاحب بھی حسب اجازت امیر عبدالرحمان خاں صاحب کابل جانے کے لئے طیار ہوئے۔ لیکن بوجہ بیماری اپنے والد کے کانپور کو واپس تشریف لیگئے۔ ہندوؤں کا حوصلہ اب بڑھنے لگا ہے گو انکا ریوڑ پہلے سے ہی روس وغیرہ تک پہونچے ہوئے ہیں۔

یوروپ میں بھی باوجود تعلیمی روشنی کے اب تک جادو چاناری کر رہے ہیں۔ فرانس کی ایک بوڑہیا کو دولت کا چکمہ دیکر ایک جادوگر نے نہ صرف لوٹ ہی لیا۔ بلکہ اُس بیچاری سے سخت قواعد میں ڈالا کے اخر کار خاتمہ اُس کی ٹانگ ٹوٹنے پر کرایا۔ تب پولیس کو کہیں خبر ہوئی۔

بمبئی میں طاعون گو ترقی پر ہے۔ لیکن صرف ۳۰ اور ۵۰ کے درمیان ہی موتیں ہوتی ہیں۔

پائیونیر لکھتا ہے کہ پہلے بنگال میں ڈگریوں کی تو کی قیمت پڑتی تی۔ اب ڈگریوں کی جگہ تنخواہ نے لےلی ہے لیکن اگر ڈگریوں کے ساتھ تنخواہ بھی ساری ہو۔ تو ڈگری یافتہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ گویا ضلع پنجاب وغیرہ دیشوں میں عورتیں بکتی ہیں۔ اسی طرح بنگال میں آدمی فروخت ہوتے ہیں۔

میسور کے پنشن یافتہ دیوان سر شیشدری آئیر کے سی۔ ایس۔ آئی کا دیہانت ہوگیا۔ میسور راج کا انتظام جیسا دیسی ریاستوں میں اعلیٰ سمجھا جاتا تہا اُسیقدر میسور کے دیگر دماغوں سے بڑھ کر سر شیشدری کا دماغ سمجھا جاتا تہا۔ سٹور گباشی مہاراجہ پر جو بڑا اُد آریہ سماج کا سوامی وشیشور آنند اور برمھچاری نتیانند جی کے ذریعہ سے پڑا تہا اُسکے زیادہ سبب سر شیشدری ہی تہے۔ ساری ریاست میسور میں تو رنج ہو ہی رہا ہے۔ لیکن آریہ ورت کے تعلیمیافتہ اصحاب میں سے بھی کوئی نہ ہوگا جو اس رنج میں شریک نہ ہو۔

آسام کے چاہ والے انگریزوں کو وائسرائے بہادر نے صلاح دی تہی کہ وے ہندوستانیوں میں چاہ نوشی کو ترقی دیں اگر وے اپنا نقصان پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اسپر چاہ والوں نے ہی عمل شروع نہیں کیا۔ بلکہ دائت...

کے مشہور شاعر سر ایڈون آرنلڈ نے ایک پیچیدار مضمون چاہ کی تعریف میں لکھ مارا۔ اور اب پائیونیر بڑودہ پور کے سر پرتاپ سنگھ کی مثال پیش کرتے ہوئے پہیلا رہا ہے کہ دیسی ریاستوں میں کم از کم چاہ کا رواج زیادہ ہونا چاہئے۔ کیا خوب راجپوتانہ کے ریگستان کے لئے چاہ ضرور موزوں ہے!

پائیونیر کے حالیہ آرٹیکلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انکی رائے میں جو عیسائی آجکل ہوتے ہیں اُن میں سے زیادہ تر مالی فایدہ کے لئے مذہب بدلتے ہیں۔ بہت تہوڑے ہیں جو شخص عیسائی مذہب کی بزرگی کے قایل ہو کر عیسائیت کی شرن میں آتے ہیں بس پائیونیر لکھتا ہے کہ کالجوں سکولوں۔ شفاخانوں۔ کارخانوں وغیرہ سے ملک کا فایدہ تو ہوگا۔ لیکن یہ سوال ہے کہ آیا ان ذریعوں سے جو نتیجے پیدا ہوتے ہیں انکی بیچ مشن کے کام کے کچھ وقعت بھی ہے یا نہیں۔

جنوبی افریقہ ... بوئیروں کی حالت ویسی ہی ہے بہت سے ... یتیم خانہ ... سے مارے جاتے ہیں اور ... ہے۔ اس لشکری فوج کا اشتہار بھر کر جاتے ہیں ... ملا ... دہی نے جو ریویو ٹرنیو اس کے جایز ... ث اگیا رکیا ہے اُس سے بچن ہفتہ کے ... بہ انتظام کے گ... درخواست کر سکتے ... ٹرینز ... ساتھ ہی یہ بھی نوٹس دیا ہے۔ کہ جو صاحب ہم قوم اس کے بار شادی کرنا ... وہ اپنی ...

بنارس اور بلیا سے طاعون ... جو دفتر ... ممالک مغربی و شمالی کی طرف سے ... ارسال ہوگا) ایک حصہ اگر صحیح ہے تو ہندو ... سے ... ی ... ڈگانیوالا ہے۔ کہا گیا ہے کہ چونکہ مسلمان ... میں کم مرتے ہے اسلئے کچھ نیچ ذات ... سے بچنے کیلئے مسلمان ہوگئے۔ جب ... لوگ خود ضعیف الاعتقادیوں کے ... جانے تب تک جہلا کی حالت کبھی درست نہ ہوگی۔

جواز الحیثیت عرفی کے دعادی ...

نے امرت بازار پتریکا اور بنگالی کے ایڈیٹروں کے برخلاف دائر کئے تھے ان میں سے پتریکا کے ایڈیٹر بابو موتی لال گھوش کو نو سزائے جرمانہ ایکہزار روپیہ کی ہو گئی ہے جنمیں سے ۵۰۰ روپیہ بطور خرچہ مقدمہ مسٹر ... کو دیئے جاوینگے۔ اور آنریبل بابو سریندر ناتھ بنرجی ایڈیٹر اخبار بنگالی بالکل بری ہو گئے ہیں۔ پتریکا کے ایڈیٹر نے اپیل کے لئے نقل فیصلہ لی ہے

کولومبو (علاقہ لنکا) میں ایک بیاری نے قتل کو ... پہونچائی تھی۔ مقدمہ عدالت میں جانے پر قتل کو روپیہ کے ذریعہ سے راضی کر لیا گیا یورپین عورتیں بھی ادھر کے آدمیوں کی نسبت زیادہ بیمار رہیں۔ اگر ہماری ... کو مار لیتے ہیں ہی ... جاوے

مسٹر دادا بھائی نوروجی نے ایک اور کتاب ہندوستان کے افلاس پر ۶۶۲ صفحوں کی لکھی ہے۔ بابو ... صفحہ ... دیتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی نئی بات نہیں بلکہ نوروجی کے پرانے لیکن ... لب لباب ہے واقعات تو خواہ ... انترنگ سبھا کا کام ... اور ... مناسب ... آہی چھپ سکتی ہے۔ لیکن وے آریہ سماج ... ان کا جواب ہی ... کے برخلاف نہ ہوں۔ اسلئے آگاہ ہونا چاہئے۔ ... اور ہم ہی امداد ... اگر اہی آدمی کو جو ... عام ... پرتری سبھا ہیں نہیں رکھیں گے۔ ... ہندوں کو واپس ... ہیں درج کیا ہے! ... ہی ہوئی ہیں کہ (آریہ) سماجیوں لالہ ... کہا آپ کا نمبر ... اور ... کارخانہ کے کوئی سبھا سد ... جو کہ اپنے چلن کی غلطی کو دیکھ تو وہ اس سبھا ... شدھی کے اپنے اصلی دھرم پہلے ہی فرض ... تقریباً دو ہزار کے قریب ہیں آ تائیں آئیگی۔ ... جو تھائی ہی ... مینے کی کوشش ... ہے کہ مشنریوں کو ضرور خوف اپنی سبھا کی ... ان کے پیدا کئے ہوئے نتیجے

اس شرح سے غائب ہو رہے ہیں۔ بیرونی دنیا کے لئے ایسی تحریک اس وشواس کی گہرائی کے ظاہر کرنے کے لئے تعلیم دہ ہو گی۔ جس کا نتیجہ کہ ایک بنگالی مرید کا حصول ہوتا ہے لیکن جس قدر کم ایک نو مرید کی وقعت ہو اُسیقدر زیادہ قیمت اُسکی مشنری بیبیاں لگاتی ہیں۔ اگر وہ کہانی ٹھیک ہے جو ہمارے پاس ایک دیسی عیسائی بھیجتا ہے۔ جیسے کہ ایک ہزار روپیہ یکمشت اور ایک سو روپیہ ماہوار کی رقم دینی دیا گیا کہ وے اپنے دوست کی پیروی شدہ ہو کر ہندو ازم میں واپس نہ چلا جاوے۔ ایسا شخص کیا ہی عیسائیت کا ستمبہ دکھیاں ثابت ہو گا بالفرض اگر وہ اس اپنے مذہبی خیالات کی اصل کو سُن لیوے۔ لیکن ہم خیال کریں گے کہ یہ کہانی صحیح نہیں ہے۔ محض اس وجہ سے کہ اگر ایسی سخاوت مشہور ہو گئی تو دیگر نو مرید عیسائیوں کو بھی پیر پھسلنے کی ترغیب سخت ہو گی۔

ملکہ برطانیہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ گدی نشینی کے جلسہ پر جو لیڈیاں انگلینڈ کی ساخت کے پارچہ انگلش کاریگر ... پہنیں گی اس سے وہ بہت خوش ہونگی

اصل باشندہ جرمنی لیکن حال ساکن انگلستان مشہور پہلوان مسٹر سنیڈو نے ایکہزار گنی کے انعام میں سب سے زیادہ مضبوط آدمی ... کے لئے رکھ کر ایک نمائش بلائی ہے۔ آمدنی نو مولودگان اور یتیموں کی پرورش میں لگے گی اور خرچ کل مسٹر سنیڈو برداشت کریں گے۔ اس دیش میں بھی کبھی پہلوانوں کی قدر تھی۔

بارش اب تک خاطر خواہ نہیں ہوئی۔ راجپوتانہ اور پنجاب میں بہت کم ہے پنجاب میں تو فصل ایسی بُری نہیں لیکن بانجر اور راجپوتانہ میں بہر قحط کے آثار نمودار ہیں۔ بنگال میں دوسری طرف اسقدر بارش ہوئی کہ طوفان آگیا۔ بہر صورت اب بارش کی امید قطع کر دینی چاہئے۔ اگر موسم سرما میں باموقع بارش ہوئی تو ربیع کی فصل اچھی ہو جاویگی۔

چین اور یورپین طاقتوں کے باہمی عہد و پیمان آخر کار طے ہو گئے۔ اور انہر کل ریاستہائے متحدہ بھی ... ہی ہو گئے

اور تو لمبی چوڑی شرطیں ہیں جنمیں قلعوں کا انہدام ... کو سزائیں۔ پھانسیاں۔ خاص خاص جگہوں کی بستیاں وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن ان سب کے علاوہ ایسی کروڑ روپیوں کے قریب چین پر ہرجانہ ڈالا گیا ہے۔ جسپر ۴ روپیہ فیصدی سود لگیگا اور ۳۹ برسوں میں قابل ادائگی ہو گا۔ شرائط ایسی ہیں جنکی وجہ سے رفتہ رفتہ چین کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اگر چہ ... کو ہوش نہ آیا۔

سلطنت سویڈن میں ایک شخص نے ہوائی تارپیڈو نکالا ہے جسطرح تارپیڈو جہاز پانی میں چل کر بے معلوم دشمن جہاز کو برباد کر دیتا ہے اسی طرح یہ ہوائی تارپیڈو اوپر سے آگ برسا کر غضب ڈھایا کریگا۔

گذشتہ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ ولائت انگلستان میں شراب کی فروخت گھٹتی جاتی ہے۔ برخلاف اسکے ہماری ... میں بڑی ...

مسٹر راناڈے کی یادگار کیلئے دس ہزار روپیہ اکٹھا ہو چکا ہے

بنگال کے زمینداروں کی نئی ایسوسی ایشن میں دور دور کے رئیس اور مہاراجے شامل ہوتے جاتے ہیں۔

پنجاب کی لیجسلیٹو کونسل میں بجائے نواب محمد حیات خانصاحب مرحوم کے رو ... ضلع ڈیرہ غازیخاں کے رئیس سر امام بخش ممبر ہوئے

خالصہ گزٹ کے ایڈیٹر بھائی دت سنگھ گیانی کا دیہانت ہو گیا ہے۔ اکثر سنگھ سبھاؤں میں شوک ظاہر کرنے کیلئے جلسے ... بھائی جی سکھوں کے مشہور واعظوں میں سے تھے

راجکمار رنجیت سنگھ جی نے اکی مرتبہ پھر کل کرکٹ کھیلنے والوں کو مات کر دیا ہے

دُنیا میں تقریباً ۸۶۰ تو زبانیں ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور تقریباً پانچہزار مختلف بولیاں بولی جاتی ہیں۔

ولیوان امرناتھ صاحب نے برادری سے دریافت کیا تھا کہ آیا جموں میں کنفرنس کا جمع ہونا انہیں منظور ہے یا نہیں سیالکوٹ کی برادری نے کثرت رائے سے (بعض دو صاحبان برخلاف تھے) قرار دیا کہ جموں میں کنفرنس کا جلسہ ہونا چاہئے

مقام بلاری (علاقہ مدراس) میں ایک جاہل آدمی نے دیوتا کو خوش کرنے کے لئے اپنے پانچ سالہ بچہ کو قتل کر دیا پولیس نے گرفتار کیا اب اُسکا بیان ہے کہ اگر پولیس اُسے

آتمک نظارے

پربھو! یہ اندھکار دور کرو

ہمالیہ کا وچتر نظارا سامنے تھا۔ ایک کھڈ کے اندر سے میں گذر رہا تھا۔ چاروں طرف برکشوں کی ہریاول کے سوائے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ ایک سوچھ جل کا جھرنا اوپر سے آرہا تھا۔ اُس کی امرت روپی دھارا اوپر ہمالیہ کے اندر سے نکلتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ نظر کی ٹکٹکی اُسی طرف لگ گئی۔ جوں جوں دیکھتا تیوں تیوں موہت ہوتا چلا جاتا۔ آخر کار اُس امرت دھارا نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور میں نے بڑی تیزی سے قدم اوپر کی طرف اُٹھایا۔ دفعتاً بادل گھر آئے۔ بجلی کڑکنے لگی۔ ہاتھ پسارا نہیں سوجھتا تھا۔ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ طبیعت گھبرائی۔ غضب کا سامنا تھا۔ ادھر اُدھر بھاگنے اور ہاتھ پیر مارنے کی سوجھی۔ لیکن اندھیرے میں سے ایک آواز نے کہا۔ "یہیں ٹھہر جا" اب تو راہ راست پر لگا ہوا ہے۔ نہ معلوم اندھیرے میں کہاں جا نکلے۔ اور شاید یہاں تک پھر پہونچ بھی نہ سکے"۔ اُس آواز کے اندر ایک وشواس دلانے والی لہر تھی جسنے مجھے مجبور کیا کہ اُس کی لفظ بہ لفظ تعمیل کروں۔ ایشور کا نام لیتا ہوا۔ اُسی جگہہ ایک سایہ ڈھونڈھ کر آنکھ موندے بیٹھا رہا۔ بارش اور بھی تیز ہوئی۔ اندھکار اور بھی بڑھ گیا۔ لیکن آخر کار اندھیرے کا دور ختم ہونا شروع ہوا بارش تھم گئی۔ بادل چھٹنے شروع ہوئے۔ اور بادلوں کی تمام تہوں کو چھید کر سوریہ بھگوان کے پرکاش نے آنند کرنا

میں پھر چل پڑا۔ اور اُس اونچی دھارا کے پاس پہونچکر آنند میں مگن ہوگیا۔ پربھو پاٹھک گن! کیا یہی حالت ہم سب کی اس سنسار کے اندر نہیں ہورہی۔ امرت دھام کا راستہ جیوں ہی دکھائی دیتا ہے۔ تیوں ہی اودّیا روپی اندھکار گھیر لیتا ہے۔ یہ تمام کردہ ستوہ - لوبھ اور اہنکار کے بادل گیان روپی سوریہ کو دبا لیتے ہیں۔ اور سارا سنسار تیرہ و تار نظر آنے لگتا ہے۔ وہ نازک وقت ہوا کرتا ہے اگر اُسوقت کی پریشانی نے سرگرداں کردیا تو پھر کچھ ٹھکانا نہیں رہتا۔ لیکن اگر اُسوقت سادھوان رہ گئے تو گیان روپی سوریہ اودّیا کے بادلوں کو چھن بھن کرکے آتمک پرکاش کردیتا ہے۔ اور پھر منزل مقصود کا نظر آنا آسان ہو جاتا ہے۔

دُکھ سے مت ڈرو کیونکہ یہ سچے سکھ کا پیش خیمہ ہے

جب کبھی دُنیاوی دُکھ ہمیں آن گھیرتے ہیں تو ہم گھبراکر اوسان باختہ ہوجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہمیں پھر کبھی سُکھ نصیب نہیں ہوگا۔ لیکن یہ ہماری غلطی ہے۔ جب گرمیوں کے دنوں میں آندھیوں کے گرد و غبار کے بعد بادل گھر آتے ہیں یعنی جب بارش ہونے کے بعد مطلع صاف ہو جاتا ہے تو کس صفائی سے تمام چیزیں نظر آنے لگتی ہیں گویا اُسوقت کے پرکاش کے اندر کسی طرح کا وکار باقی نہیں رہتا۔ اسیطرح دُکھ سے ہمکو گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ اُس سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سچے سُکھ کا پیش خیمہ ہے۔

نوٹس!

آریہ کنیا پاٹھ شالا صدر بازار کیمپ میرٹھ کے واسطے ایک لائق اور ہوشیار ادھیاپکا کی ضرورت ہے۔ تنخواہ فی الحال مبلغ عہ روپیہ ماہوار دی جاوے گی

اور انتظام سکونت ادھیاپکا کا مکان پاٹھ شالہ ہی میں کردیا جاویگا۔ اور بشرط عمدہ کارکردگی کے ترقی بھی آئندہ کی جاوے گی۔ خط وکتابت مجھ مشتہر سے ہونی چاہیے المشتہر گدا رناتھ پریذیڈنٹ آریہ سماج صدر بازار میرٹھ

دیسی حرفت کو ترقی دینے کے لئے

ہم نے ایک کارخانہ جسمیں ہر قسم کا دیسی مال - مثلاً گبرون - لونگی - تولیہ - رومال چادر پلنگ - پٹو - الوان - جراب وغیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے اس غرض سے کھولا ہے کہ اپنے دیش کے بھائیوں کیلئے اعلےٰ قسم کی دیسی چیزیں مہیا کی جاویں۔ نمونہ کلاتھ یعنی گبرون ... اری۔ رنگ کی پختگی و نفاست ... ہم خانہ ... ڈہ کرلیا ہے۔ اس ... اشتہار ... تعریف ... اس کے جائز ... دفعہ مال منگا ... اگر ... ہفتہ کے ... ہو جاویں گے۔ ... خواست کر سکتے ... مفت ... بھی یہ بھی نوٹس دیا ... کہ جو صاحب ہم قوم اس کے ... شادی کرنا ... وہ اپنی ... دفتر

مقدمہ گوپی ناتھ

... کا انگریزی فیصلہ بعد درستی ... ارسال ہوگا ... ہی ... دستاویزات کے مثلاً خط پنڈت ... بعد میں ... نام طوائف وغیرہ بزبان اردو ... زیر طیاری ہے باوجود اسقدر زیادہ ... المشتہر ... اور پوری ... منیجر ... دیگی دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ...

ریویو

ہندی اُستاد مصنفہ لالہ کرشن چند، ورما۔ قیمت فی جلد ۲ر۔ اردو خوانوں کے لئے ہندی سیکھنے کا راستہ آسان کرنیکے لئے یہ کتاب بنائی گئی ہے۔ چھپائی وغیرہ کتاب کی اچھی ہے۔ قیمت فیجلد کتاب پر تو ۴ر لکھی ہے۔ لیکن مصنف کے خط سے معلوم ہوا کہ ۲ر ہے ملنے کا پتہ بھائی تہانسنگ کتب فروش لوہاری دروازہ لاہور۔

ستریوں کا دان۔ بزبان ہندی مصنفہ لالہ دیوراج جی پربندہ کرتا کنیا آشرم جالندہر۔ قیمت فی جلد بامحصول ڈاک ۱ر۔ درخواست خریداری بنام مصنف بھیجئے ۔۔۔ صفحوں کا ٹریکٹ لالہ دیوراج جی نے دان کی مہما پر لکھا ہے جسکا کوئی خاص تعلق محض ستری جاتی سے معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن خاتمہ پر چونکہ دان کی دیوستہا کو ٹہیک کرنیکے لئے ستری جاتی سے اپیل کی گئی ہے۔ اسلئے [illegible] میں [illegible] ستریوں کا دان رکہا گیا۔ و[illegible] اُستری [illegible] سبھا کا کام [illegible] کو دان کا [illegible] اور مناسب [illegible] کو خبردار [illegible] نا سکتی ہے۔ لیکن وے آریہ سماج [illegible] ہے دان دینے کی پرشنسا [illegible] کے برخلاف نہ ہوں۔ اسلئے [illegible] بلوائی گئی ہیں اُن سے آگاہ ہونا چاہئے۔ ایسے ہی [illegible]۔ اور ہم کچھ ہی امداد دو اگر ایسی آدمی کو جو سپنٹ [illegible] ستید ہانت کو دانشا ہو [illegible] کو دان [illegible] پوراتری مہاہیں نہیں رکہیں گے۔ جیسا [illegible] ست سد اپدیش بھوشن [illegible] پراتری سہے میں درج کیا ہے۔ [illegible] نا ایسی ممکن ہے کہ ستریوں کے خیال لالہ جی کیا آپ کا منبر [illegible] طبعہ انتوں کا شکار بنا دیں کوئی سبھا سد ورا [illegible] جی میری نکتہ چینی کو ٹہیک تو وہ اس سبہا [illegible] [illegible] پورانوں سے اتہاس لیتے پہلے ہی فرض [illegible] لحاظ رکہیں گے۔ خاتمہ پر ستریوں آتمائیں آئینگی۔ [illegible] گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے مہینے کی کوشش [illegible] سوں کے لئے دان دینا چاہئے۔ [illegible] اپنی سبہا کی [illegible]

راماین بطرز ناول المعروف گلشن اخلاق حصہ اول مصنفہ ٹھاکر اچہر چند شاہپوریہ۔ قیمت فی جلد ۱ر اس کتاب میں مصنف نے غالبًا راماین کے اردو ترجمہ کو رپنارا بہر بیاکرشی مہاراجہ رام چندر کے جیون چرتر کو ایک فسانہ کی صورت میں لاکر اسپر انگریزی ناول نویسی کا رنگ چڑہانا چاہا ہے۔ جس طریقہ پر کہ راماین کے قصہ کو توہمات اور ضعیف الاعتقادیوں سے پاک کر کے ایک اخلاقی کہانی کی صورت میں مصنف نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جس طرح پر کہ جگہ جگہ نصیحت خیز اُپدیش کے سُدہار کے لئے مصنف نے داخل کئے ہیں۔ اُنکے لئے اُس کی تعریف کرتے ہوئے یہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بطور ایک ناول نویس کے مصنف کامیاب ہوا ہے یا نہیں۔

میری رائے میں اگر بطور ایک اخلاقی کتاب کے اس ناول پر نظر ڈالی جاوے تو بیشک اُسکے اندر سوائے ایک دو جگہ کی عبارت کے کسیقدر مشتبہ ہونے کے اور کوئی اعتراض کے قابل بات نظر نہ آویگی۔ لیکن اگر اسپر بخیال فن ناول نویسی نظر ڈالی جاوے۔ تو بعض اہم نقص دکہائی دینگے۔ راجہ رامچندر کے وقت دلشیہ کے لئے لالہ جی کا خطاب! اور وہ بھی ایودہیا کے نزدیک! راجہ دشرتھ کے منہ سے پیاک کا لفظ نکلنا وغیرہ ایسے نقص ہیں جنکو ناول نویسی کے مخرج یعنے انگلستان میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکہا جاتا۔ میری رائے میں مصنف نے اس کتاب کو بجائے طرز ناول نویسی کے زیادہ تر اتہاس کے طور پر لکہا ہے۔ بعض نظاروں کو جنہیں وسعت دینے سے ناظرین کو خاص فایدہ پہونچایا جاسکتا تہا بہت ہی مختصر کر دیا گیا ہے جو طبیعت پر گراں گذرتے ہیں راماین کے معجزوں اور اسکی دلچسپ کہانیوں سے بچنے کیلئے مصنف نے دیباچہ بڑا ہی پرمذاق لکہا ہے۔ عیسائیوں مسلمانوں وغیرہ سب کے معجزوں کو شمار کر کے مصنف نے اپنے الوکہے طرز پر بتلا دیا ہے کہ جب سب ہی مذاہب معجزوں کے قائل ہیں لیکن دوسرے مذاہب کے معجزوں کو نہیں مانتے تو ہم اُن معجزات کی تصدیق یا تردید میں وقت ضائع کیوں کریں۔ بہتر ہوتا اگر مصنف اپنے اس اصول پر ہرجگہ کارروائی کرتے لیکن دوسری کتاب میں اسی اصول کے برخلاف کام کیا گیا ہے۔

سانول دیوی۔ اردو ناول۔ مصنفہ ٹھاکر اچہر چند شاہپوریہ قیمت فیجلد ۸ر قصہ بڑا مختصر ہے۔ اور بندش بھی کچھ پیچیدہ نہیں۔ دہلی کا فرمانروا انگپال کے اولاد نہیں وہ گریہ وزاری کرتا ہوا مصنف کو سُنائی دیتا ہے سین بدلتا ہے اور اسی محل میں پہر خوشیاں ہیں۔ بچہ شہزادہ کارک بہت جلد جوان ہوتا ہے۔ خواب میں ایک خوبصورت عورت دیکہتا ہے جو جلال آبادی اُسی شہزادی سانول دیوی کے بیاہ کا پیغام ملتا ہے۔ بیاہ کا معمولی بیان۔ پہر داماد کا سُسرگرہ میں آنا اور وہاں اپنی بیوی کی محبت میں ماں باپ کو بہولجانا۔ بلانے پر دونوں کا واپس جانا۔ رستہ میں ایک چیل کا سانپ کو پکڑ کر لیجانا۔ پہر دیکاری کارک کا اُسی چیل کے پنجے کے چہڑا کر خود ڈسے جانا۔ مردہ لاش کو زندہ بت کی امید میں شہزادی کا دہلی لیجانا وہاں سے ہتیار ن قرار دی جاکر نکالے جانا۔ خاوند کی لاش کے ساتھ بہٹکتے پہرنا۔ مایوس ہو کر چتا کیسا تہہ جلنے مرنے کیلئے چتا بنانا اور دم رشی کا آکر جادو کے زور سے کارک کو جلانا۔ معمولی طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ آخری سین میں ضعیف الاعتقادی کو امر واقع ظاہر کر دکہایا ہے جسکے رو سے عوام کا اعتقاد ہے کہ جادو کے زور سے وہی سانپ بلایا جاکر زہر پی لیتا اور سانپ کا کاٹا ہوا اُسی طرح جی اُٹھتا ہے۔ رانی کا اپنی بہو کو بیٹے کا قاتل قرار دینا اور دیگر بہت سے بیان محض خلاف قدرت نظر آتے ہیں۔ مجہے افسوس ہے کہ میرے سودیشی بہائیوں نے ابتک ناول نویسی کی علت غائی کو دریافت نہیں کیا۔ اگر ناول کسی خاص مقصد سے نہ لکہا جاوے تو کم ازکم پڑہنے والوں کی تفریح کا سامان تو پیدا کر دیوے۔ اردو لٹریچر کی بدبختی ہے کہ اُسکے سُدہار کا بیڑا کم لیاقت ہاتھوں نے اُٹھایا ہے۔ ہر دو کتب کے ملنے کا پتہ ہے۔ ٹھاکر سکہرام داس دروازہ موچی بکمرہ پورنیان ملازم الائنس بینک شملہ مقام لاہور

نوٹس!

(۱) بہت سے خریدار کتاب نکلنے سے پیشتر ہی ہمارے مقدمہ کا فیصلہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ اسلئے اس پرچہ میں اُپدیشں اور مضامین خاص کی جگہ فیصلہ درج کیا جاتا ہے۔

(۲) کتاب غالباً یکم اکتوبر تک طیار ہو جاویگی علاوہ تمہید کے جس میں مقدمہ کی دائری کی وجہ اور اُس کے مفصل حالات دئے جاوینگے۔ فریقین کے کونسلوں کی تقریریں بھی مفصل درج ہونگی۔

(منشی رام)

فیصلہ

یہہ ایک مقدمہ ہے۔ جو کہ پنڈت گوپی ناتھ سکرٹری سناتن دہرم سبھا۔ ایڈیٹر سناتن دہرم گزٹ۔ یکے از مالکان اخبار عام اور سناتن ہندوازم کے ایک مستعد حامی کی طرف سے جلندھر کے تین آریہ سماجیوں کے برخلاف دائر کیا گیا ہے۔ جن میں سے مقدم لالہ منشی رام پلیڈر اور ایڈیٹر "ست دہرم پرچارک" ہے جو اخبار کہ زیادہ تر معاملات متعلقہ آریہ سماج میں سرگرم رہتا ہے

اصل میں اس کا تعلق ست دہرم پرچارک کی دو اشاعتوں سے ہے۔ اول بابت یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء اور ایک دوہری اشاعت بابت ۸ اور ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء۔ ان میں سے پہلی (اشاعت) میں ایک مضمون صفحہ ۱۳ پر نکلا (دیکھو دستاویز حرف A معہ ترجمہ دستاویز A ج) جس میں ایک بمبئی کے اخبار کے خاص فقروں پر رائے زنی کرتے ہوئے گوپی ناتھ کے متروکات کی بیہودہ تحریروں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور پھر صفحہ ۱۸ پر ایک مضمون نکلا (ترجمہ دستاویز B ج) جس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کا سیدھا تعلق "سناتن دہرم گزٹ" سے ہے۔ اور جس کے دوران میں حسب ذیل فقرہ واقع ہوا ہے۔

"ہم دیکھتے ہیں کہ سناتن دہرم گزٹ کے اندر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی طرف سے آریوں کے برخلاف سخت ہتک آمیز مفسدانہ تحریریں پے در پے نکل رہی ہیں۔ بغض و کینہ سے محض شرارتاً وہ بے نقط سُنا رہا ہے۔" "پنڈت صاحب بھولے بھالے ہندوؤں کو آریہ سماج کے برخلاف بھڑکا رہے ہیں۔" اور "آریہ سماج کے برخلاف گورنمنٹ کے کان بھرنے کی دیوانہ وار جد و جہد کر رہے ہیں۔" یہہ (مضمون) آگے چلکر بتلاتا ہے کہ "یہہ وہی گنگا جمنی پنڈت صاحب ہیں۔ جنہوں نے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گؤ کشی کے متعلق ہندو دہرم کے برخلاف مضمون لکھا تہا۔" اس مضمون کا عام لہجہ پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت تہتک آمیز ہے۔

۸۔ اور ۱۵۔ فروری کی دوہری اشاعت (دیکھو دستاویز) میں ایک مضمون نکلا (دیکھو ترجمہ حرف B) میں ایک مضمون نکلا (دیکھو ترجمہ دستاویز C ج) جس میں گوپی ناتھ کے عملوں کی نسبت بہت سے طنز آمیز حوالے شامل تہے۔ اور جس میں کہ اُس کی تضحیک اور تحقیر کی گئی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہہ مضامین اصل میں صریحاً پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت ہتک آمیز ہیں۔ یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ لالہ منشی رام اُس اخبار کا ایڈیٹر اور مالک ہے۔ جس میں کہ وہ

(مضامین) درج ہوئے۔ نمبر ۲ اُس مطبع کا (مالک ہے) جس میں کہ وہ طبع ہوئے۔ اور یہہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اُن کی اشاعت لاہور میں ہوئی۔ الغرض جہاں تک کہ تعزیرات ہند کی اصل دفعہ ۴۹۹ سے تعلق ہے۔ لالہ منشی رام ملزم نمبر ۱ کے برخلاف ایک صریح مقدمہ بابت طبع اور تائیع کرنے دونوں پرچوں کے ثابت ہے۔ اور اسلئے اُسپر فرد جرم زیر دفعات ۵۰۰ و ۵۰۱ تعزیرات ہند کے لگائی گئی ہے۔

ملزم نمبر ۲ لالہ وزیر چند مضامین متنازعہ کا دونوں پرچوں میں لکھنا تسلیم کرتا ہے اور اسلئے اُسکے برخلاف ایک صریح مقدمہ زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ہر ایک پرچہ کی نسبت ثابت ہے۔ گو اُس پر صرف ایک کی نسبت فرد لگائی گئی تہی۔ کیونکہ دوسرے مضمون کی [illegible] اُسوقت اقبال کیا [illegible] مہتمم خانہ [illegible] جسکا [illegible] ہے۔ اس لئے [illegible] اشتہار [illegible] [illegible] رام [illegible] خلاف [illegible] اس کے جائز [illegible] اگر [illegible] دستاویز [illegible] ہفتہ کے [illegible] بستی رام [illegible] درخواست کر سکتے [illegible] بلکہ [illegible] یہہ بھی نوٹس دیا [illegible] کہ جو صاحب ہم قوم اس کے شادی کرا [illegible]۔ وہ اپنی [illegible] کتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ [illegible] ارسال ہوگا [illegible] بستی رام کی نسبت کوئی مقدمہ [illegible] سکرٹری [illegible] اور وہ بری کیا جاتا ہے۔ [illegible] دونوں ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ زیر [illegible] ۹۹۹ عذر کرتے ہیں یعنی [illegible] اُن کے شادی کا اطلاق گوپی ناتھ [illegible] طریق عمل پر ہے۔ جیساکہ اُس کے [illegible] اور تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ [illegible] فائدہ عامہ خلائق کے واسطے [illegible]

خود اختیاری میں کئے گئے ہیں۔ اور کہ دی باتو سچ ہیں یا نیک نیتی سے کئے گئے۔ ان جملہ سرتشیات کا تعلق ایک آدمی کے پبلک پہلو سے بہ تمیز اُس کے پرائیویٹ (نج کے) پہلو کے ہے۔ اور ملزمان اس امر کے ثابت کرنے کے لئے بہت دور تک پہونچے ہیں۔

چونکہ فریقین فرداً فرداً براہمنزم اور تعلیم آریہ سماج کے مظہر ہیں۔ اسلئے یہ مقدمہ درمیان سناتن دھرمیوں اور آریوں کے ایک صف جنگ بن گیا۔ لیکن جو سوالات محض مذہبی تھے انہیں جہاں تک ممکن ہوسکا ہے عدالت نے علیحدہ کر دیا ہے۔ ملزمان نے اپنے ذمہ یہ ثابت کرنے کا کام لیا کہ گوپی ناتھ کا چال چلن جیساکہ اُس کی پبلک تحریرات اور اُس کے پبلک کاموں سے ظاہر ہوتا ہے ان الزاموں کا ... میں ... اور کل مقدمہ ... دہرم سبھا کا کام ... ہے کا انحصار ... خطرناک ... اور مناسب ... ہوسکتی ہے۔ ... پنڈت لوچ ... نہوں لیکن وہ آریہ سماج ... ہیری براہمن ذیل کے برخلاف نہوں۔ اسلیے ... آگاہ ہونا چاہیے۔ ایم ... "عزت ہم" اور ہی اددور اگر ایسی آدمی کو جو سپشٹ وید ک ٹھیک سیدھانت کو دانتا ہو۔ ... ہیر اتری سبھا میں ... آدمی نہیں رہیں گے۔ جیسا ... دولت مند ... ہیراتری سبھا میں درج کیا ہے"۔ جلسوں میں شامل ہوتا ہے للہ وہ کیا آپ کا ممبر ... خاص ہی ہوگا۔ جو کئے ... اور جہاں کہ وہ کا ندار لوگ کوئی سبھا سد ورا ... سکتے اور جن کے ممبر مجلس ... تو وہ ایسی سبھا ... پہلے ہی فرض ہیں ... گورنر جہادر ہوتے ہیں۔ وہ آتم پیش آئینگی۔ ... میں لوکل قحط کمیٹی کا سکرٹری تھا مہینے کی کوشش ... قحط کمیٹی کا ممبر تھا۔ اور جلسوں سے اپنی سبھا کی ... لیتا ہے۔

... پی ناتھ کی یہ تصویر ہے۔ جو کہ ... نے کھینچی ہے۔ جن میں زیادہ تر

سناتن دہرم سبھا کے ممبر ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک نے اُس کے ساتھ دلی دوستی یا اُس کی پرائیویٹ (اندرونی) زندگی کے علم سے انکار کیا ہے۔ اور ان میں سے بہتوں نے مانا ہے کہ عرصہ سے اُس کا ویسا نمود نہیں ہے جیساکہ پہلے تھا۔

پس پنڈت گوپی ناتھ خصوصاً ایک ××× public man (پبلک آدمی) ہے اُس کا باپ لاہور میں ایک اجنبی اور مفلس آیا اور ایک ایسوسی ایشن (مجلس) کی مدد پاکر اُس نے "اخبار عام" کی بنیاد رکھی جس اخبار کے ساتھ کہ گوپی ناتھ کا نام عموماً پیوستہ ہے۔ گوپی ناتھ نے اُس کل دوران میں اپنے آپ کو بڑی شان کے ساتھ آگے بڑھایا ہے اور اُسے شکایت نہیں کرنی چاہیے اگر گاہے گاہے اس کے کاموں کا مخالف نکتہ چینی سے سابقہ پڑا ہے۔

اُس (گوپی ناتھ) کا تعلق کم از کم چار سالوں کے ساتھ رہا ہے۔ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی کے ایک ہریدوار کے بڑے میلے کے بند کر دینے پر اُس نے اُس (گورنمنٹ) کے عمل کے برخلاف ایک مخالف تحریک کی رہنمائی کی۔ اُس نے اخبارات "کوہ نور" اور "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے برخلاف لائبل یا ازالہ حیثیت عرفی کے دعوی دائر کئے۔ وہ مہاراجہ کشمیر کے لئے ایک مشن ہاتھ میں لے چکا ہے وہ سناتن دہرم سبھا لاہور کی زندگی اور روح رہ چکا ہے اور اب تک ہے۔ الغرض پنڈت گوپی ناتھ ایک پبلک آدمی ہے۔ جو کہ برابر اپنے اعمال کو عامہ خلائق کی رائے پر اسقدر چھوڑتا رہا ہے۔ کہ درحقیقت اُس کا چال چلن جونکہ ان اعمال کے اندر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ وہی پنڈت گوپی ناتھ کا چال چلن ہے

پبلک کا حق ہے کہ ایک ایسے آدمی کی نسبت جوکہ اپنی اس قدر نمائشیں ان کے سامنے کرتا رہا ہو اور جوکہ اپنے آپ کو مذہبی اور پولٹیکل معاملات میں لیڈر ظاہر کرتا ہو۔ سچائی کو معلوم کرے۔ بلاشبہ اس مقدمہ کی تحقیقات کے دوران میں اُنہوں نے بہت کچھ معلوم کیا ہے اور یہہ امر کہ گوپی ناتھ کی نیک نامی کو اس مقدمہ کی شہادت سے زیادہ تر نقصان پہونچا ہے۔ بہ نسبت اس کے کبھی ایک اخباری مضمون سے پہونچ سکتا۔ زیادہ تر لازمی قرار دیتا ہے کہ جو چال چلن اُس کا اُس کے پبلک اعمال سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی احتیاط سے تحقیقات کی جاوے۔ خوش قسمتی سے زبانی شہادت کا بہت بڑا حصہ غیر معمولی طور پر قابل اعتبار ہے۔ جس میں سے نصف سے زیادہ تو خود پنڈت گوپی ناتھ اور اُس کے بہائی نے مہیا کر دیا ہے۔ اور باقیماندہ میں سے بہی نصف سے زیادہ گواہان استغاثہ نے زیر سوالات جرح موجود کر دیا۔ اور علاوہ شہادت کریم بخش کے جس کی نسبت کہ زیادہ ذکر آگے چل کر ہوگا۔ یہہ (کل زبانی شہادت) حقیقتاً صحیح سمجھی جاسکتی ہے

پس ہم ایک دم سے گذر کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہہ شہادت کیا ثابت کرتی ہے۔ اولاً یہہ امر فوراً قابل لحاظ ہے کہ گر تو رازدان ہونا تو درکنار یہہ تک ثابت کرنے کے لئے کہ گوپی ناتھ ایک کشمیری براہمن ہے ہمارے پاس صرف گوپی ناتھ کے باپ کا بیان موجود ہے۔ دستاویز ... میں اس پنڈت مکندرام (والد گوپی ناتھ) کا مختصر بیان درج ہے۔ جوکہ اُس کے بیٹے پنڈت گوپی ناتھ کے بہائی کا لکھا ہوا ہے۔ وہ (پنڈت مکندرام)

سنہ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوا۔ قبل اس کے کہ یہہ چلنے لگتا اس کا باپ مرگیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد اُس کی ماں بھی مرگئی۔ اسلئے کمندرام اپنے آباو اجداد کی نسبت اپنے والدین سے کچھہ بھی معلوم نہیں کرسکتا تھا۔ ایک چچا نے اُسے لے لیا۔ اور اُسے لکھنا سکھلوایا۔ جسکے بعد اُس نے بطور منشی کے کام کرنا شروع کیا۔ وہ ابھی نوجوان ہی تھا جب لاہور میں آیا اُس نے ۸ر ماہوار کرایہ پر ایک دوکان لی اور بطور کاتب کے ۸ر دو آنہ یومیہ یعنی زمانہ حال کے قلی کی آمدنی سے بھی کم پر کام کرنا شروع کیا۔ یہہ کمندرام ایک دل چلے ترقی کرنے والا upstart (نیا بڑہا ہوا) سے بڑہ کر معلوم نہیں ہوتا جو کہ اپنے آپ کو رازدان گر تو ظاہر کرتا تھا اور باوجود اس کے طعام گوشت کہاتا تھا۔ اور اُس نے اپنے ہی خاندان کی ایک عورت کے ساتھہ بیاہ کرلیا جو فعل کہ گوپی ناتھہ کو اعلےٰ ذات کے ہندوؤں کی نظروں میں ایک حرمزادہ سے بڑہ کر وقعت نہیں دلاتا۔ یہہ دونوں امور بڑے زور سے ظاہر کرتے ہیں کہ گوپی ناتھہ اُس ذات کا نہیں ہے۔ جس کا کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن بہر صورت دُنیا نے اُس کے بیان کے مطابق ہی اُس کا استقبال کیا ہے۔ یہہ بہت ہی عیاں ہے کہ گوپی ناتھہ کا اپنی نسبت سچا بیان دینا اغلب نہیں تھا۔ باوجود کمندرام کی بابت اُس کے (گوپی ناتھہ کے) بھائی کے رسالہ کی موجودگی کے جو کہ خاندان کے کاغذات کی نقل سے خاندان کے مطبع میں چھپوایا گیا تھا۔ مستغیث نے بیان کیا کہ اُسے معلوم نہیں ہے۔ کہ قبل مطبع کھولنے کے اُس کا والد کس طرح پہ اپنی روزی کماتا تھا

یہہ بہت سی مثالوں میں صرف ایک مثال ہے۔ جہاں پر کہ گوپی ناتھ نے سچ سے پہلو تہی کی ہے۔ اور یہہ اُس کی تحریروں کا ایک معقول نمونہ سمجھا جاسکتا ہے۔ متنازعہ مضامین میں سے اول میں کئی بیانات ظاہر ہوئے ہیں جن میں سے میں نے بصلاح مشیر قانونی ملزمان[1] دے منتخب کرلئے ہیں۔ جو کہ فردجرم کے پہلے حصہ میں بطور تہتک آمیز کے رکھے گئے ہیں۔ اِن میں سے پنڈت گوپی ناتھ کہتا ہے کہ حسب ذیل سب سے سخت ہے "سمجھدار ہندو خوب جانتے ہیں کہ یہہ (گوپی ناتھہ) وہی گنگا جمنی پنڈت ہے۔ جسنے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گاؤکشی کے متعلق ہندو دہرم کے برخلاف مضمون لکھا تھا" میں اس پر تفصیل کے ساتھہ غور کروں گا۔ کیونکہ اس کی بحث بڑی صفائی سے اس مقدمہ کی اور اُس شخص کی جس نے اِسے دائر کیا ہے سچی خصلت کو ظاہر کرے گی۔

اس متنازعہ فقرہ میں تین اتہام لگائے گئے ہیں (الف) یہہ کہ گوپی ناتھہ نے گاؤکشی پر مضامین خاص لکھے (ب) یہہ کہ اُسنے اُنہیں مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھا۔ (ج) یہہ کہ وے مضامین ہندو مذہب کے برخلاف تھے۔

(الف) کیا گوپی ناتھہ نے یہہ مضامین لکھے؟ مضامین جن کا حوالہ دیا گیا ہے ایک سلسلہ میں تھے، جن کا نام تھا "ہماری رائے کی وقعت" جو کہ "اخبار عام" مورخہ ۲۵ و ۲۷ مئی

نوٹ [1] غلطی سے ملزمان کا لفظ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے لکھہ دیا۔ غالباً اُن کی مراد مشیر قانونی مستغاثہ سے ہے۔ کیونکہ فردجرم لگاتے وقت صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اُن سے الفاظ پوچھے تھے (ایڈیٹر)

اور یکم ۱۷۔ اور ۱۹ جون سنہ ۱۸۹۷ء کے ایڈیٹوریل کالم میں نکلے تھے۔ (ان کے علاوہ اور بھی ہوں گے۔ لیکن دستاویزات پیش کردہ میں صرف یہی شامل ہیں) ملزمان کے فاضل اور لائق مشیر قانونی نے یہہ دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ مطابق گوپی ناتھہ کے اپنے اقبالوں کے یہہ تسلیم کرنا چاہئے کہ ملزمان نے یہہ بیان کافی لحاظ اور توجہ کے بعد اور اسلئے نیک نیتی سے کیا ہے۔ (دیکھو دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند) استغاثہ کے ضمن ۲ میں بیان کیا گیا ہے "لالہ وزیر چند اُس (ستیہ دہرم پرچارک) اخبار کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے" اور اپنے بیان ابتدائی میں پنڈت گوپی ناتھہ کہتا ہے "وزیر چند ملزم نمبر ۲ جہاں تک کہ مجھے علم ہے اس پرچہ کا سب ایڈیٹر ہے۔ میں [illegible] جانتا ہوں" سوالات [illegible] ۴۷ مثل ہے۔ اس لیے [illegible] وہ کہتا [illegible] اشتہار [illegible] ستیہ دہرم [illegible] اس کے جائز [illegible] پرچارک) مطبع [illegible] اگر [illegible] ہفتہ کے [illegible] ستیہ دہرم پرچارک [illegible] درخواست کر سکتے [illegible] بھی یہہ بھی نوٹس دیا [illegible] کہ جو صاحب ہم قوم اس کے [illegible] شادی کرنا [illegible] وہ اپنی [illegible] دہرم پرچارک میں [illegible] دجو دفتر [illegible] ارسال ہوگا [illegible] نتیجہ نکالا کہ وہ ستیہ [illegible] ایڈیٹر ہے۔ میرے پاس کمرہ بڑی [illegible] نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا [illegible] بعد میں [illegible] واجبی تھا" [illegible] است [illegible] اب چونکہ ستیہ دہرم [illegible] دیگی [illegible] ایڈیٹر ہے اور اخبار عام جس نے [illegible] کا وہ مالک ہے۔ دونوں نوٹ [illegible] نکلتے ہیں جس کا [illegible] حصہ دار ہے۔ اور چونکہ [illegible]

میں کہتا ہے یہہ استدلال واجبی ہوگا کہ وہ کم از کم اخبار عام کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ضرور ہے۔ اور یقیناً اسے شکایت نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ایسا نتیجہ نکالا جاوے۔ لیکن بہت مضبوط وجہ اس امر کے باور کرنے کے لئے موجود ہے۔ کہ گوپی ناتھ اخبار عام کا اسسٹنٹ ایڈیٹر سے بہت کچھ بڑہ کر ہے۔ پمفلٹ ./. ص ۱ بابت مکند رام میں گوپی ناتھ کا بھائی کہتا ہے۔ "پنڈت ان گوبند سہائے۔ گوپی ناتھ اور کنہیا لال کارخانہ اور اخباروں کو (مینیجر انتظام) اور ایڈٹ کرتے ہیں۔ جو کہ اس کی پنڈت مکند رام کی نے چلائے" (دیکھو صفحہ ۲) اور صفحہ ۱۳ پر کہا ہے۔ کہ پنڈت مکند رام کی "غیر معمولی لیاقتوں نے اس کو اخبار عام کے بانی" ... [illegible] سبھا کا م[illegible] ... یہہ غالباً ... ۱۸۹ ... ناسکتی ہے۔ لیکن وے آریہ سماج ... بیان کیا ... نہوں کے برخلاف نہوں۔ اسلیئے ... ہے۔ اور کہ ... آگاہ ہونا چاہئے۔ اہم ... اور ہم ہی ادا ... آدمی کو جو سینٹ ویدک سدھانت کو دہاشا ... نہیں کہیں گے۔ جیسا ... کبھی کوئی ایڈیٹوریل میں درج کیا ہے"۔ ... کو اس کی تحریریں ... کیا آپ کا نمبر ... ایڈیٹوریل کالم) میں کوئی سبھا سدر ... تو وہ اس سبھا ... کہ جولائی سنہ ۹۱ء پہلے ہی فرض ... وہ بطور اس اخبار آتا ہیں آئینگی ... ایڈیٹر کے اور دو یا تین مہینے کی کوشش ... کے کام کرتا رہا۔ وہ اپنی سبھا کی ... پر کہتا ہے۔ جن پر ... ایڈیٹر آفس لاہور"

کہا ہوا ہے۔ اس نے بہت سے ایڈیٹوریل نوٹس کو تحریر کر کے وہ خود تسلیم کرلیا ہے وہ اخبار عام والا مشہور ہے۔ اور عموماً اخبار عام کا ایڈیٹر کہا جاتا ہے دیکھو اس کا اپنا اقبال اور اس کے اپنے گواہ مہر سنگھ چاولہ کا بیان بر صفحہ ۲۳ مثل انگریزی) وہ کبھی کبھی بطور ایڈیٹر کے اپنے بھائی کی درخواست پر لکہا کرتا ہے۔ اور خطوط پر خود دستخط کرتا ہے۔ اور بعض اوقات بغیر درخواست اپنے بھائی کے اس طرح پر دستخط کرتا ہے جب مولوی فضل الدین نے اس پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی کیا تب اس نے اخبار عام میں معافی نامہ درج کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہہ اچھی طرح سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی بر خلاف "کوہ نور" میں اس نے اخبار عام کا ایڈیٹر ہونا تسلیم کیا تھا۔ گزٹ ممالک مغربی و شمالی بابت ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء میں وہ بطور ایڈیٹر اخبار عام کے بیان کیا گیا ہے۔ اور "ہولی کے چٹکلے" والے مقدمہ کے فیصلہ میں **مسٹر اٹکنس** صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فرماتے ہیں "علاوہ سناتن دہرم گزٹ کے گوپی ناتھ ایک دوسرے اخبار کا ایڈیٹر ہے" جو کہ صرف اخبار عام ہی ہوسکتی ہے۔ پنڈت گوبند سہائے اس اخبار کا برائے نام ایڈیٹر کہتا ہے۔ کہ گوپی ناتھ کبھی کبھی ایڈیٹوریل لکہتا ہے۔ اور کہ بیس پچیس میں ۲ یا ۳ مرتبہ ایڈیٹوریل چارج بھی اس نے لیا ہے۔ اخبار عام کی ایڈیٹری کے اس سوال کو ایک گواہ نے بطور معمہ کے بیان کیا ہے

لیکن میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس کا حل مشکل ہے بلاشبہ پنڈت گوبند سہائے ایڈیٹر مشہور ہے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ پنڈت گوپی ناتھ اس کی محرک سپرٹ ہے اس کی (پنڈت گوپی ناتھ کی) پالیسی اس (اخبار عام) کی پالیسی ہے۔ جو کہ اس میں ٹھیک ہے۔ اس کے لئے وہ خود نے ہاتھ لیتا ہے۔ لیکن وقت ضرورت وہ اپنے تعلق سے انکار کر دیتا ہے اور پنڈت گوبند سہائے کو ایڈیٹر ظاہر کر دیتا ہے۔ جس کی نسبت کہ کوئی آدمی بھی حیران ہوتا یا اس کی پروا کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ یہہ تعلق بہت کچھ مطابق Barometer (آلہ میزان الہوا) کے بڈھے آدمی اور اس کی بیوی کو ہے جب مطلع صاف ہوتا ہے تو آدمی نکل آتا ہے۔ اور جب موسم مرطوب ہوتا ہے۔ تو عورت باہر نکل آتی ہے۔

یہ دکھلایا جاچکا ہے۔ کہ گوپی ناتھ برابر اپنے آپ کو پالیٹکس (politics) اور مذہب کا لیڈر ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور چونکہ سناتن دہرم گزٹ تقریباً کلیتہً طور پر ایک مذہبی پرچہ ہے۔ اسلیئے اس کے پاس اپنی پولیٹیکل رائیوں کی اشاعت کیلیئے صرف اخبار عام ہی ہے (باقی آئندہ)

نوٹ نمبر ۵۔ دیکھو بیان کریم بخش گواہ۔

نمبر ۶ آلہ میزان الہوا میں آدمی اور عورت کی تصویریں رہتی ہیں جیسا کہ بیان ہوا ہے۔ مراد صاحب مجسٹریٹ کی ہے کہ پنڈت گوبند سہائے کو اسلیئے سامنے کیا جاتا ہے کہ گوپی ناتھ کے برخلاف شاید کوئی کارروائی کرنا مناسب سمجھیگا

آریہ سماجک خبریں

[illegible] مہاشے [illegible] نند لعل پرچارک لکھتے ہیں کہ لالہ لنو[illegible]
[illegible] موضع [illegible] ضلع ملتان جنکی عمر ۲۳ برس کی ہے
[illegible] بالائی ذات کے گن کرم سوبھاؤ
[illegible] کی ہوگیا تا [illegible] کرنا چاہتے ہیں۔ یدی
[illegible] منظور ہو تو بموقت متھہ جیٹھی جی بی اے
[illegible] ملتان خط وکتابت ہونی چاہئے۔

آریہ سماج رامپور (ضلع بجنور) کے
[illegible] کاری واسطے سال رواں کے حسب ذیل تقرر
[illegible] ہیں۔ منشی کلیان رائے جی پردھان۔ لالہ [illegible]
[illegible] پردھان۔ مہاشے منگل ونت شرما منتری
[illegible] روپ چند اُپ منتری۔ لالہ [illegible] شرن
[illegible] اور لالہ ہزاری لعل لائبریرین

[illegible] الہ ویدک پاٹھ شالا کا ایک ودیارتھی
[illegible] آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا پرچارک
[illegible] ہوگیا ہے

[illegible] کی ویدِ دھرم پرچارنی سبھا بڑا نمایاں کام
[illegible] بہ نسبت وہاں کے آریہ سماج کے اس سبھا
[illegible] زیادہ ہیں۔ پنڈت پورنا نند جی کے وید لیکچر
[illegible] کے رتت انہیں کی معرفت بسر ہوتی ہیں
[illegible] کرشن بڑی کامیابی سے ہوئے۔ پنڈت
[illegible] ایڈریس کے ساتھ ایک انگوٹھی پیش کی گئی
[illegible] سبھا کی ماہوار آمدنی ۵۰ روپیہ ہے
[illegible] پنڈت بالکرشن اُپدیشک سبھا کام کرنے لگے۔
[illegible] میں ابھی ایک عیسائی شدہ ہندو بعد
[illegible] کے آریہ سماج نے شامل کیا تھا۔ شدھی
[illegible] علاوہ دیگر وکیل ہیں لے مسٹر کانہ چند
[illegible] پڑھا تھا۔ اگرچہ کانہ چند صاحب
[illegible] کے جیون چرتر سے پنڈت
[illegible] جی اُپ پردھان کلکتہ آریہ سماج

نے مجھے خود آگاہ کیا تھا تو تعجب ہے کہ انہیں کیوں جلسے میں بولنے دیا گیا۔ اب سنا گیا ہے کہ عیسائی پادریوں نے اسی شخص کی تحریر کی وجہ سے آریہ سماج کے برخلاف سخت سست ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ گو عیسائیوں کے ریزولیوشن لچر اور قابل توجہ نہیں لیکن میری رائے میں آریہ سماجی تمام انگریزی اخباروں کو علانیہ طور پر بتلانا چاہئے کہ کانہ چند شائق آریہ سماج کا نہ واعظ ہے نہ اسکے عقیدوں کا مفسر ہے اسکی تحریر سے آریہ سماج کے کاموں کا اندازہ لگانا بے انصافی ہے

پنجاب ویدک پستکالئے کے پستکا دھیکش لالہ منشی رام کی دی ہوئی ۵ قلمی پستکوں کے لئے انکا دھنیہ واد دیتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ یہ کون لالہ منشی رام ہیں۔

لالہ تارا چند مدہوک سبھاسد آریہ سماج راولپنڈی کی دھرم پتنی کا دیہانت ہوگیا۔ انتیشٹی کرم سنسکار ودھی کے مطابق کیا گیا۔

اجمیر میں کچھ [illegible] مہاشے کیشب دیو کام کر رہے ہیں۔ آپ اجمیر کے دیا نند اناتھ آلئے کے آنریری منیجر ہیں۔ لالہ دیوراج کی تقلید میں آپنے بھی وہاں کی اناتھاؤں کی طرف سے خود بخود وکیل بن کر رکہشا بندھن کی اپیل انگریزی اور ہندی میں لیع کی اور وہی لالہ دیوراج والے ٹاڈ صاحب کے راجستھان کے حوالے درج کئے ہیں۔ اناتھاؤں کیلئے اور کنیا مہا ودیالے کیلئے دھن اکٹھا کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا ضروری ہے کہ پورانک زمانہ کی ضعیف الاعتقادی کو ہی اسکے لئے ذریعہ بنایا جاوے۔ اس سے بڑھ کر تو پورانوں کی کہانیاں انکی مدد کیلئے مل سکیں گی لیکن کیا انکی بنیاد پر اپیل کرکے آپ پورانک و دیگر خراب خیالات کی اشاعت کو روک سکیں گے؟

منتری آریہ سماج بہڑائچ اپنے آئندہ سالانہ جلسہ کا پروگرام شائع کرنیکے لئے بھیجتے ہیں

جو بوجہ عدم گنجائش بجنسہ تو شائع نہیں ہوسکتا البتہ اسقدر بتلانا ضروری ہے کہ ۲۶ ستمبر کو ۳ بجے شام سے ۸ بجے تک نگر کیرتن ہوگا۔ ۲۷ کو صبح [illegible] کے بعد ½۹ بجے تک ایک لیکچر ہوگا اور شام کو پہر ۳ بجے سے ۷ بجے تک نگر کیرتن ہوگا۔ ۲۸ و ۲۹ ستمبر کو ہون بھجن لیکچر۔ رپورٹ کا پڑھا جانا وغیرہ کارروائیاں ہونگی۔ کھنگڑہ کی بھجن منڈلی آویگی

آریہ سماج سکھو نے بھی رشی ترپن کا اتسب منایا اور ۵ روپیہ تقسیم کرکے کنیا مہا ودیالیہ کو روانہ کئے
[illegible] آریہ سماج نے بطرح صدر جلسہ کرکے ۱۱ روپیہ اناتھ آلئے جلندھر کے لئے جمع کیا۔

آریہ سماج بیانیر کا دوسرا سالانہ جلسہ ۷ و ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بڑی کامیابی سے ہوا۔ ۷ کو پہلے پنڈت [illegible] سنگھ جی کا لیکچر ہوا۔ ۷ کی شام کو نگر کیرتن بڑی رونق سے ہوا۔ لاہور کے بہائی کثرت سے آئے ۸ کو لالہ سندر داس جی کی اُپاسنا کے بعد لاہور [illegible] پتری پاٹھ شالا کی کنیاؤں [illegible] بھجن گائے پہر ماسٹر آتما رام جی [illegible] یتیم خانہ [illegible] ہی انشو[illegible] ہے۔ اس [illegible] کو دہرم [illegible] اشتہار [illegible] پورانک [illegible] پرشنوں کے جواب [illegible] اس کے جائز پنڈت [illegible] اگرچہ لیکچر کے بعد [illegible] ہفتہ کے [illegible] درخواست کر سکتے لیکچر ہوا۔ جس [illegible] [illegible] یہ بھی نوٹس دیا گیا [illegible] روپیہ نقد [illegible] کہ جو صاحب ہم قوم اس کے ویدک پنتر [illegible] شادی کرانا [illegible] وہ اپنی کہہ گئی ہیں۔ منیجر ویدک منترالیہ لکھتے ہیں [illegible] پستکوں کی قیمت کم کردیگی۔ آریہ ودیشیہ رتن [illegible] بجائے [illegible] ایک پیسہ پر ملیگی۔ اور پنج [illegible] بجائے ۳ کے ۱ روپیہ فروخت ہوگی۔ [illegible] سے زیادہ کے خریدار کو حسب قاعدہ کمیشن [illegible] ساتھ ہی یقین دلایا گیا ہے کہ دیگر پستکوں کی قیمت [illegible] کم کرنیکی نسبت بھی وچار ہورہا ہے۔

پشاور آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ماہ اکتوبر ۱۹۰۱

برموقع تعطیلات دسہرہ ہوگا۔ اسسٹنٹ منتری جی کہتے ہیں کہ اپیل کیا پاٹھ شالا پیشاور کیلئے ہوگی
لالہ رشبنداس ہیڈ ماسٹر اینگلو سنسکرت ہائی سکول ریبٹ آباد مقدمہ گوپی ناتھ کے خارج ہونیکی خوشی میں پانچ روپیہ کنیا مہاودیالے کو باقساط دان دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

۸ ستمبر کو آریہ کمار سبھا لودھیانہ کا وارشک اتسو تھا ایشور بھجن کیا تھا شروع ہوا۔ ہون، پرارتھنا اور اپدیش کے بعد شریمان پردھان آریہ سماج لودھیانہ نے آریہ سکول کے طالبعلموں کو انعام تقسیم کیا۔ اس کے بعد ویدپرچار فنڈ کی ضرورت جتلائے جانے پر مبلغ ایک صد روپیہ سے زیادہ نقد اکٹھا ہوا۔ بعد ازاں جلسہ کی کارروائی آرتی ہوکر ختم ہوئی۔

آریہ سماج چنیا کے اپ پردھان پنڈت کرپارام جی نے اپنے لڑکے کا مونڈن سنسکار ویدوکت ریتی سے کرایا۔ دو روپیہ اناتھ آلیہ کو اور ایک روپیہ ... سبھا کا م... کو دان ملا
... اور مناسب ... زندگی پر ... بنا سکتی ہے۔
... ن وے آریہ سماج میں پنڈت لال ... نہوں
... کے برخلاف نہوں۔ اسلیئے ... ہم ہوگیا۔
... آگاہ ہونا چاہیئے۔ ایم ... اور ... آریہ سماج میں
... ہی اللہ د ور اگر ایک آدمی کو جو سپنٹ ... بیکار رہا۔
... نت کود اشنا ہو۔ ... بہراتری ... سبھا میں
... نہیں رکھیں گے۔ ... بہراتری ...
... میں درج کیا ہے ... اسکام ہوا۔ یہ مقام ریلوے سٹیشن
... یہ کہا آپ کا نمبر ... میل کے فاصلہ پر ہے۔ کوئی اپدیشک
... کوئی سبھاسد درا ... یں تو نوین ویدانت مت کے جال سے
... تو وہ اس سبھا ... ل کو رہائی دلا دیں:

... پہلے ہی فرض ... ماج ... کی خبر ہے کہ ۱۸ ماہ اگست
... آئیگی۔ ... رد پیارا ... اور ۹ ستمبر کو لالہ لدھا رام جی
... کی کوشش ... مکان پر ہون ہوا۔ حاضرین کو مٹھائی
... اپنی سبھا کی ... کی گئی۔ ہارمونیم باجہ اور بھجن منڈلی

نے حاضرین کو خوب محظوظ کیا۔ یکم ستمبر کو لالہ لدھا رام جی پلیڈر نے ستری شکشا پر منوہر ویاکھیان دیتے ہوئے کنیا مہاودیالے جالندھر کی سہائتا کیلئے اپیل کیا۔ فہرست چندہ کھولی گئی۔ امید کہ جلدی چندہ وعدہ شدہ وصول کرکے ارسال کیا جاویگا۔ آرین ڈیبیٹنگ کلب میں بھی خوب رونق ہو جاتی ہے۔ اگر آریہ سماج کے ادھیکاری و سبھاسدان اپنی تشریف آوری سے مشکور کیا کریں تو کلب میں زیادہ رونق ہوسکتی ہے۔

لالہ رتن چند جی انریری مجسٹریٹ کیمبر یان نے پنڈت گوپی ناتھ کے دعوے کے خارج ہونے کی خوشی میں مبلغ ۵ر کنیا اناتھ آلیہ جالندھر کی لڑکیوں کو مٹھائی تقسیم کرنیکے لیئے بھیجے ہیں اور ... کیا ہے

آریہ سماج خیرپور سادات (ضلع مظفرگڈھ) میں ہفتہ وار جلسے بارونق ہوتے ہیں۔ ہر اتوار کو باری باری ممبروں کے گھر پر سب بھائی مل کر ہون کرتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش اور ستیہ دھرم پرچارک کی کتھا ہوتی ہے۔ یکم ستمبر کے ہفتہ وار جلسے میں ہارمونیم باجا بھی بھجنوں کے ساتھ بجایا گیا۔ پاٹھ شالا میں لڑکیاں پورنماسی اماوس اور سنکرانت کے دن ہون کرتی ہیں۔

مقام جالنشہہ میں گو باقاعدہ آریہ سماج نہیں ہے۔ تاہم لالہ جمنا پرساد و لالہ بدری پرساد کے پرشارتھ سے ہفتہ وار جلسے ہوا کرتے ہیں جنہیں حاضری ۷ یا ۸ آدمیوں کی ہوجاتی ہے۔

راجہ گووند پرساد جی حیدرآباد دکن نواسی نے آریہ پرشوں کے مقدمہ لائبل سے بری ہونے پر ۵ر روپیہ دان دیا ہے

آریہ سماج جاجپور نے ایک ریڈنگ روم کھولا ہوا ہے۔ جس میں آریہ دھرم سمبندھی دیگر پستکوں کے علاوہ پنڈت کرپارام جی کی تمام تصانیف موجود ہیں۔ منیجر ریڈنگ روم تعلیم یافتہ اصحاب سے

پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ اگر ریبی اخبار بعد پڑھنے کے بھیج دیا کریں۔ تو بہت آریہ کولابھ پہونچ سکے۔

مقدمہ گوپی ناتھ بنام منشی رام وغیرہ کا انگریزی فیصلہ لالہ رام دتہ مل کتب فروش لوہاری دروازہ ایک پیسہ فی کاپی پر فروخت کر رہے ہیں۔ لالہ سالگ رام صاحب مالک اردو بنش ... نے اردو کا ترجمہ چھپوایا ہے جو فی کتاب ایک پیسہ پر فروخت ہو رہا ہے۔ تھوک خریداروں سے ایک روپیہ سیکڑہ لیا جاتا ہے۔ فیصلہ کا ہندی ترجمہ بھی لالہ سالگ رام صاحب چھاپ رہے ہیں

بوڑاڈلہ (ضلع گورداسپور) پنڈت ہرشیدیو اپدیشک کا شاید جنم ستھان ہے۔ وہ کبھی ویدپرچار سبھا کے ممبروں کو ساتھ لیکر پنڈت جی گردونواح کے مواضعات میں پرچار کر رہے ہیں۔

خانیوال ریگولیشن سے پنڈت سوہن لعل جی مبلغ پانچ روپیہ گورکل کے لیے بھیجتے ہیں۔

ضرورت بھجن منڈلی

مجکو ایک زبردست ہندو ریاست میں ایک بڑی دھوم دھام کی شادی میں ساماجک بھجن منڈلی بلانیکی ۷ دسمبر ۱۹۱۱ کو بمقام مظفرنگر ضرورت ہے۔ اسلیئے جن سماجوں کے منتری مہاشیوں کی یا دیگر شخصوں کی ساماجک بھجن منڈلی سے آگاہی ہو وہ نیازمند کو سوچنا دیویں اور امورات ذیل بھی سوچنا میں لکھیں۔

(۱) بھجن منڈلی میں کے آدمی ہیں کتنے خواندہ اور کتنے ناخواندہ کیا زبان جانتے ہیں۔ اور بھجن اپنی بنائی گاتی ہیں یا کسی دوسرے کے۔ اگر دوسرے کے تو کسکے بنائے گاتے ہیں۔ اور گانے میں کیا ساز وغیرہ استعمال کرتے ہیں

(۲) تخمیناً سفرخرچ اور فیس کیا ہوگی۔ چونکہ بابت ... چڑھت وغیرہ پورا انگ طریقہ سی ہوگی اسلئے ایسے بھجن ...

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ایک اُپدیشکا کی ضرورت یا اُسکے لئے اُمیدوار

مجھے ایک پوتر اُپدیشکا کی ضرورت ہے۔ جو میرے اور دیگر آریہ بھائیوں کے ستری پریواروں نیز عام ستریوں کے لئے دہرم اُپدیش کر سکے۔ تنخواہ وغیرہ کے بارے میں بذریعہ خط وکتابت مجھ سے دریافت ہوسکتا ہے۔ مگر خاوند والی ستری اس سے بری ہے۔ اور امیدوار وہ لڑکی یا بیوہ ہوسکتی ہے۔ جو ہر طرح سے شریف ہو۔ جو پردہ نشینوں میں کام کرے گی۔ جس کو میں کسی آریہ کنیا پاٹھ شالا میں دو تین سال واسطے حصول تعلیم دہرم چھوڑ دوں گا۔ بعد تعلیم وہ میرے پریوار میں اپنے بہن اور بھائیوں کی طرح رہ سکتی ہے۔ اور سب طرح سے اُس کی حقیقی بہنوں کی طرح کی جاویگی۔ اگر اس کے بواہ کی ضرورت محسوس ہوگی تو ایسے یوگیہ ور سے کہ جسکے ذریعہ میرا دہرم کاریہ فوت نہ ہو کر دیا جاویگا۔

چونکہ میرا وطن ایک پہاڑی علاقہ تحصیل ہمیرپور ضلع کانگڑہ ہے۔ اُس جگہ ستریوں کے لئے تو درکنار بلکہ آریہ خیالات کے بھائیوں کے لئے دہرم اُپدیش جانا بہت مشکل ہے۔ اور خاص کر پردہ نشین عورتوں کے لئے بالکل دقت۔ اسلئے سب آریہ بھائیوں کی سیوا میں اور خاص کر یتیم خانوں کے مینیجروں کی خدمت میں پرارتھنا ہے۔ کہ وہ میرے اس دہرم کاریہ میں کوشش کر کے مجھے مدد دیویں۔ زیادہ حال بذریعہ خط وکتابت مجھ سے دریافت ہوسکتا ہے۔

راقم

آریہ دہرم کا سیوک بندہ نرسنگھ پرکاش ٹھاکر ڈائیرکٹ کمیشن ہویدار پلٹن نمبر ۳۴ ڈوگرہ راجپوت۔ چھاونی فیروزپور۔

ستریوں کے دردانگیز نظارے

(۱) میں ایک روز سیر کرتا ہوا ریوے لائین پر جارہا تھا۔ کہ آبادیوں سے کہیں دور نکل گیا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی دور پر ایک عورت کے رونے کی آواز آرہی ہے مگر وہ جھاڑیوں کی آڑ ہونے کے دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اور چند قدم جلد جلد آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان خوبصورت عورت بآواز بلند روتی اور لنگڑاتی ہوئی آہستہ آہستہ چلی آتی ہے۔ اور پیچھے پیچھے ایک نوجوان سکھ ہاتھ میں لٹھ لئے ہوئے اُسے دیکھ بوتا ہوا اس طرح ہانکتا چلا آتا ہے۔ جیسے چرواہا گائے بھینس کو۔ یہہ حالت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا۔ اور کہا بھلی اسے راستہ میں کیوں ذلیل کر رہے۔ اور خود بھی ہورہے ہو گہر جاکر جو جی چاہے سو کرنا۔ وہ بولا اجی کیا کروں۔ اس نے مجھے بہت ہی ستا رکھا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہہ دونوں اپنی اپنی سمجھتا اور ارتویا سے دُکھی ہیں۔ دونوں کس کو دیا جاوے

(۲) ایک روز میں گھر سے نکلا ہی تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کونے میں ان کے درمیان چار ستریاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک کی گود میں ننھا سا لڑکا ہے۔ اور وہ اُسے دودہ پلا رہی ہے۔ سامنے اُس کا خاوند کہہ رہا ہے۔ کہ حرامزادی جلدی اُٹھ۔ وہ بولی کہ تم چلو میں ان ستریوں کے ساتھ آتی ہوں۔ یہہ سُنتے ہی وہ بیرحم غصّے میں بھرا ہوا۔ آگے بڑھا۔ اور جھٹ ایک لٹھ اُس کی کمر پر رسید کیا۔ دوسرا لٹھ لگنے کو ہی تھا۔ کہ بازار والوں نے پکڑ لیا۔ پھر گالی گلوچ تو کرتا رہا۔ ذرا بازار والے اِدھر ہوئے تو ایک [illegible] نے کو تیار ہوا۔ اتنے میں [illegible] یتیم خانہ [illegible] جین کر [illegible] ہے۔ اس لئے [illegible] اشتہار بذریعہ [illegible] کا۔ [illegible] اس کے جائز [illegible] اطلاع دی [illegible] ث اگر [illegible] دیکھ کر تھوڑی [illegible] ین ہفتہ کے [illegible] در [illegible] ش ہوا۔ کہ [illegible] درخواست کر سکتے [illegible] اُس ہاتھ [illegible] ساتھ ہی یہہ بھی نوٹس دیا [illegible] ہے۔ کہ جو صاحب ہم قوم اس کے [illegible] شادی کرا [illegible] وہ اپنی [illegible] سونٹے [illegible] د جو دفتر [illegible] ان کا بدلہ تم سے گہر چل [illegible] ارسال ہوگا) بکری کی طرح آگے لگا کر [illegible] بے ساختہ میری زبان سے [illegible] بعد میں کے بغیر [illegible] پشو کے [illegible] است [illegible] دیگی [illegible] ث

راقم

سر پارام۔ مدرس۔ اُپ پدیشک [illegible] چھینہ۔

سادھو نتیانند جی کا خط

مانیہ ور مہاشہ ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک۔ نمستے

میں اُن مہاشیوں کا مشکور ہوں۔ جنہوں نے میری کسی خاص سماج میں قیام کر کے ویدک دھرم کا پرچار کرنے کی خبر سُن کر میرے بلانے واسطے لکھا ہے۔ مگر چونکہ میں پہلے ہی لکھ چکا تھا۔ کہ جہاں سے پہلے نِمنترن آویگا وہاں جاؤنگا۔ کوٹہ سماج نے سب سے پہلے تار دیا ہے۔ اسلئے میں یہاں پہونچ گیا ہوں۔ اور بشرطیکہ آب و ہوا موافق ہوئی۔ اپنی بقیہ زندگی یہیں پر بسر کروں گا۔ بصورت دیگر یک سال رہکر [illegible] تک سبھا کا کام [illegible] کروں گا [illegible] اور مناسب [illegible] میں اُن نا سکتی ہے۔ [illegible] لیکن وہ آریہ سماج نے کی تکلیف گوارا نہ ہوں [illegible] کے برخلاف نہ ہوں۔ اسلئے [illegible] کر پھر مجھکو مطلع [illegible] آگاہ ہونا چاہئے۔ ایم [illegible] اور ہم یک سال ہی اور دور اگر ایسی آدمی کو جو سپشٹ ویدک سِدھانت کو دانتا ہو۔ [illegible] بہراتری سبھا میں [illegible] نہیں رکھیں گے۔ بیاں [illegible] کہ سبہراتری سبھا [illegible] پہلے میں درج کیا ہے [illegible] ہے یاد کیا ہے۔

[illegible] کیا آپ کا نمبر [illegible] مضمون مسطورالصدر کو کوئی سبھاسد دیگا ہی تمام سماجوں کے شائع تو وہ ایسی سبھا [illegible] تاکہ اب وہ صاحبان جنہوں پہلے ہی فرض [illegible] کو نِمنترن بھیجا ہے۔ بھروسہ آتا ہے آئیگی۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] جینے کی کوشش [illegible] اپنی سبھا کی [illegible] انانند بھارت سیوک از مقام کوٹہ

(راجپوتانہ)

ابھمان

ابھمان (غرور)، چنگے بھلے انسان کو نکما کر دیتا ہے۔ مغرور آدمی تھوڑی سی بات سے ہی کپّے کی طرح پھول جاتے ہیں۔ گویا جو عزت جو خوشی یا جو چیز اُن کو ملی ہے وہ اُس کی سنبھال رکھنے کے ناقابل ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر ایسے اشخاص کو کوئی دُنیاوی پدوی مل جائے۔ تو بجائے اسکے کہ وہ اپنے ماتحتوں اور اپنی جنس کے آدمیوں کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ اور عمدہ سلوک کریں۔ اُلٹے اُن کی تکالیف اور مصائب کا سبب بن جایا کرتے ہیں۔ اُن کی گردن ایسی اکڑ جاتی ہے۔ کہ وہ نیچے کی طرف دیکھ ہی نہیں سکتے۔ وہ اپنے آپ کو کوہ ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی پر خیال کرتے ہیں اور اسلئے ان کی نگاہ میں وہ لوگ نہیں آتے۔ جو کہ اُن سے کسی قدر نیچے ہوتے ہیں اور جو نظر آتے ہیں وہ چیونٹی سے بڑھ کر نہیں۔ جس طرح زنبوروں کا زہر گرمی بڑھنے پر بڑھ جاتا ہے۔ ٹھیک وہی حالت ایسے آدمیوں کی ہے۔

ابھمانی پُرش کان رکھتے ہوئے بہرے اور آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے ہوتے ہیں اُن کے کان میں نہ مظلوموں کی فریاد اور نہ ماتحتوں اور چھوٹوں کی آواز جا سکتی ہے۔ غرور کے نشہ میں اُن کی نگاہ ایسی پھٹ جاتی ہے۔ کہ وہ موٹے سے موٹے نظارے اور قدرتی رنگ ہی نہیں دیکھ سکتے۔ اپنی سمرن شکتی (قوت حافظہ) کو وہ خود جواب دے بیٹھتے ہیں۔ جس سے کہ اُن کو اپنی پہلی اوستھا کا گیان نہیں رہتا۔ ہاں اُن کی قوت شامہ آگے سے تیز ہو جاتی ہے۔ کہ اُن کو اکثر آدمیوں سے بُو آنے لگتی ہے۔ اور اُن کی جوہا ایسی چلنے لگتی ہے۔ کہ وہ بولنے میں آگا پیچھا نہیں دیکھتے۔ وہ اُن برکتوں اور خوبیوں سے محروم رہتے ہیں۔ جو کہ اُن سے چھوٹوں میں ہوتی ہیں۔ اُن کا سبر دیہ دھرم سے شونیہ دیا سے شونیہ۔ بھگتی سے شونیہ اور پریا و سے شونیہ ہو جاتا ہے۔ نیتی کے جاننے والوں نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ جیسے بڑھاپا روپ کو۔ آشا دھیرج کو۔ مرتیو پرانوں کو دُشٹتا دھرم کو۔ کرودھ لکشمی کو۔ دشٹ سیوا شیل کو۔ کام لجیا کو ناش کر دیتا ہے ویسے ہی

ابھمان سب کو ناش کر دیتا ہے

راقم

گورو پیارا

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) پاپیوں کی صحبت سے باز نہ آنے سے اُنہیں کے سمان نش پاپیوں کو ہی دنڈ ملتا ہے۔ جس طرح اکٹھے رہنے کے کارن سوکھی لکڑی سے گیلی جل جاتی ہے۔

(۲) جیسے گھسنے۔ چھیدنے۔ تپانے اور کوٹنے سے سونا جانچا جاتا ہے ویسے ہی پاربرکار سے ارتھات شاستر گیان۔ شیل۔ گُن اور کرم سے پُرش جانچا جاتا ہے۔

(۳) گُنی سو گُنی جانتا ہے۔ گُن رہت پرش نہیں جان سکتا ہے بل رہت نہیں۔ [illegible]

کاٹن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نہیں۔ سنگدھ سے
اس کو اچھی جانتا ہے۔ جو نہیں۔
اس کو بھلائی کرنے والا بیگانہ بھی اپنا ہے۔
(۴) بھلائی پہونچانے والا اپنا ہی بیگانا ہے۔ جیسے
شریر سے پیدا ہوا اور دکھ نقصان پہونچاتا ہے
اور جنگل کی بوٹی روگ کو دور کر دیتی ہے
(۵) اگر ایک ہی کرم سے جگت کو دوش میں کرنے
کی اچھیا ہے۔ تو دوسروں کی نندا روپی دھانیہ
چرتی ہوئی ڈاکو روپی گئو ہٹا لے
(۶) کھیاں گھاؤ ڈھونڈتی ہیں۔ راجہ لوگ
دھن چاہتے رہتے ہیں۔ نیچ لوگ جھگڑا کھوجتے
پھرتے ہیں۔ اور سجن شانتی کی اچھیا رکھتے ہیں
(۷) اتم۔ مدھم اور نیچ جنوں کی متراتا پتھر بالو
اور جل کی لکیر کی طرح ہوتی ہے۔ پھر نیچ مدھم
اور اتم جنوں کی شترتا پتھر۔ بالو اور
جل کی لکیر کی مانند ہوتی ہے۔
(۸) ستکار پریم کو۔ شریر بھوجن کو۔ دھن نے مکل کر
اور پنولی دیش کو دبا لی ہے۔
(۹) جب دکھ ہوئے وچن کہے۔ پرہمہ کرو وہ
ہی بیں رہے۔ کہ جنہیں ارتھات اپکار نہ مانے
مترو نکالنا آدر کرے۔ اور اپنے کئے ہوئے کرموں
میں ہی سنتشٹ کرے۔ ایسے پرشو نکو نیچ اور ادھم کہنا
(۱۰) محل تبھی تک۔ جب تک کلہ نہیں۔ متراتا تب
ہی تک جب تک کو وچن نہیں۔ دیش سکھی تبھی
تک جب تک کو راج نہیں اور منشیو نکا راج
تبھی تک جب تک کو کرم نہیں (گوردیال)

جناب ایڈیٹر صاحب۔ نمستے۔ چند ہفتہ ہوئے
کہ آپ نے ٹربیون اخبار میں سے لالہ گوردواس نندہ
ہیڈماسٹر کے متعلق کچھ اقتباس کر کے امین آباد کی
ہندو برادری کی مخالفت کا ذکر کیا تھا۔ مگر جہاں تک
معلوم ہوتا ہے اخبار ٹربیون میں ابھی یک طرفہ
رپورٹ چھپی ہے۔ کیونکہ غالباً یا نوٹس کے کسی
سکول ماسٹر کی یہ تحریر ہوگی۔ یا گوردواس نندہ
کو کسی لاہوری کلچرڈ بھائی کی مضمون آرائی
اگر کوئی ہندو برادری میں سے (جو اس عین
موقع پر موجود ہو کر سب حال دیکھ چکا ہو) ہی
اخبار ٹربیون میں حال چھپوا دیوے۔ تو البتہ
نتیجہ نکل سکتا ہے۔ بہرحال ایسے جھگڑوں کو جلد
مٹا دینا عین مناسب اور ضروری ہے (ایک نامہ نگار)

پرشنوتر

(الف) از مہاشے بابو لعل (جالندھر)

پرشن:- اس جنم موجودہ میں جو کرم کئے جاتے ہیں
ان کا پھل کبھی کرم کا اس جنم میں ملتا ہے یا نہیں

جواب نمبر ۱۔ سبھی کرموں کا پھل اسی جنم میں
ملتا ہے۔ اور کوئی کرم سنچت میں مل کر آئندہ
قالبوں یا پہلوں کے باعث ہوتے ہیں محض
شاریرک کرموں کا عموماً پھل اسی جنم میں ملتا ہے
اور کسی قدر مانسک کرموں کا بھی

پرشن نمبر ۲۔ چور جو چوری کرتا ہے۔ وہ جس
شخص کا دھن ہرن کرتا ہے وہ دھن ہرن ہونا
اسکے پچھلے جنم کی سزا ہے پھر چور کو سزا کیوں ملتی ہے؟

جواب نمبر ۲۔ پہلا دعویٰ تو یہ غلط ہے کہ جس
شخص کی چوری ہوئی اسکو پچھلے جنم کے کرموں کی
ہی سزا ملی ہے۔ بعض اوقات مال چوری جانا
موجودہ جنم کے کرموں کا ہی پھل ہوتا ہے۔ اگر ایک
شخص آلسی ہو کر بے پروا نہ ہو جاتا تو شاید
اُس کا دھن چوری نہ جاتا۔ یہ موجودہ جنم
کے کرموں کا پھل ہے۔ اب سوال یہ رہتا ہے
کہ پھر چور کو سزا کیوں ہوتی ہے۔؟ چور کو
سزا اسلئے ہوتی ہے کہ اُسنے برا کام کیا۔ اگر
کہو کہ وہ بمنزلہ جلاد کے ہے۔ تو مثال ٹھیک
نہیں۔ راجہ ایکدیشی اور الپ ہے اسلئے اُسے
جلاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ پرمیشور سرودیشی
اور سرو گیہ ہے اور اسلئے ایک ہی انتظام
سے کئی مطلب پورے کر سکتا ہے۔ چور سے
چوری کا سرزد ہونا ہی اسلئے ممکن ہوا۔ کہ
اسکے پہلے کرم خراب تھے ورنہ اُسکی چوری کی عادت
نہ پڑتی۔ چور نے چوری تو اپنی بدعادت کے
باعث کرنی ہی تھی۔ پرمیشور نے اُس سے ہی دوسرے
کو سزا دلانے کا بھی کام لے لیا۔ پس یہ اغراض
منشیہ کے کاموں پر گھٹ سکتی ہے۔ نہ کہ پرمیشور کے کاموں

پرشن نمبر ۳۔ راجا جو سزا دھرم کے موافق مجرم
کو دیتا ہے تو پھر ایشور بھی سزا دیگا یا نہیں۔ اگر
راجا سے اتفاقاً پوری سزا دیگئی ہے۔ تو وہ بھی ایشور
کے انتظام کے مطابق سزا ہے۔ اگر راجہ پوری
سزا نہیں دے سکا تو پرمیشور اور ذریعہ سے سزا
پوری کرا دیگا۔

(ب) از [illegible] قادر آباد)

پرشن [illegible] اگر غیر
[illegible] ہے۔ اس لئے [illegible] اشتہار بدقسمت
[illegible] قابل ہے [illegible]
[illegible] اس کے جائز
[illegible] اگر [illegible] امر کا ثبوت ہے [illegible]
[illegible] ہفتہ کے
[illegible] پہنچتی ہے۔ تو اس [illegible]
[illegible] درخواست کر سکتے
پیدا ہو [illegible]
[illegible] یہ بھی نوٹس دیا
جواب [illegible]
[illegible] کہ جو صاحب ہم قوم اس کے
[illegible] شادی کرا [illegible] ہے۔ وہ اپنی
دلیل [illegible] ڈیوروینٹن [illegible]
[illegible] وجود رکھتے
ہیں جسقدر مفردات مادی جو ارسال ہو نگے
بناوٹ میں موجود ہو نا ڈاکٹر ڈن نے [illegible]
بعد ہی دیکھا گیا کہ یہ کل مفردات مرد [illegible]
موجود نہیں پس جیو آتما ایک غیر مادہ [illegible]
دور ہونے سے انسان کو مردہ کہتے ہیں [illegible]
یہ امر مسلمہ ہے کہ مادی جسم کے ذرے [illegible]
ہیں۔ حتیٰ کہ آج جن ذروں کا جسم موجود [illegible]
اور بعضوں کی رائے میں ۱۲ برس کے بعد [illegible]

ایک ہی ذرہ موجود نہ رہیگا۔ لیکن جو کام ایک انسان
آج کرتا ہے اُسے وہ ۱۳ + ۱۳ + ۱۳ = ۳۹ برسوں
تک جبکہ تین مرتبہ کل مادّی ذرّے بدل گئے۔ بجنسہٖ
یاد رکھ سکتا ہے۔ یا اس سے زیادہ عرصہ تک ہی یاد
رکھ سکتا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ قوت ارادہ وغیرہ
جس طاقت کے اندر موجود ہیں چیتن ہستی غیر مادّی جسم سے علیحدہ ہے
اب آپ کی شنکا رطوبت میں حرارت سے جیو پیدا ہونیکی
باقی رہ گئی۔ یہ غلط ہے۔ کہ ہر رطوبت میں حرارت
پہونچنے سے جیو پیدا ہو جاتے ہیں۔ تجربہ سے آپکو
معلوم ہوگا۔ کہ سینکڑوں قسم کی رطوبتوں میں خواہ کسی قدر
حرارت پہونچاؤ۔ کوئی جیو پیدا نہیں ہوتا۔ پس یہ
غلطی ہے کہ رطوبت کا نتیجہ جیو کی پیدائش سمجھی جاتی
ہے۔ بلکہ جیو آتما کی موجودگی سے بعض خاص طرح
کی بناوٹیں بن کر اُن میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے
نہ کہ اُس بناوٹ کا نتیجہ جیو کا ظہور ہوتا ہے۔

پرشن نمبر ۲۔ گورو نانک کے اس قول سے کہ جتنے
دانے ان کے جیواں [illegible] پایا جاتا ہے۔ کہ دانہ
گندم میں جیو [illegible] سبھا کام [illegible] دویش
[illegible] اور مناسبہ [illegible]۔ پر ینا سکتی ہے۔
لیکن وہ آریہ سماج [illegible] تا ہے۔ کہ وہ ہی [illegible] نہوں
کے برخلاف نہ ہوں۔ اسلئے [illegible] لکھتے ہوئے [illegible]
آگاہ ہونا چاہئے۔ [illegible] اور ہم [illegible] جاتا۔ دیکھو
ہی اور در اگر اہی آدمی کو جو سینٹ وید [illegible]
[illegible] ہو۔ [illegible] ایسی کے
نہیں رکھیں گے۔ جیسے [illegible] ہو سکتی۔ لیکن [illegible] بابا نانک جی
میں درج کیا ہے [illegible] غلط سمجھے ہیں۔ بابا صاحب کا مطلب
[illegible] کہا آپ کا نمبر [illegible] اُس واکیہ سے ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ
کوئی سبھا سد [illegible] ہوتا ہے۔ اُنکا مطلب یہ نہیں ہے
تو وہ ایسی سبھا [illegible] جیو دھاری ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ
پہلے ہی فرض [illegible] پیدا ہوتا ہے۔ پس یہ
[illegible] الگ [illegible] ہے۔
جینے کی کوشش [illegible] ۳۔ ثبوت تناسخ مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۱۲۰
سے اپنی سبھا کی [illegible] بد پرہیزی یا بد استعمال سے روگ

ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح دوائی کے کہانے سے روگ
دور ہوتا ہے۔ بدپرہیزی بُرا کام ہے۔ اُسکا پہل دکھ
پرمیشور دیتا ہے اسی طرح دوائیوں میں ایشور نے
اپنی دیال سے روگ دور کرنیکی تاثیر رکھی ہے)
پھر نیچے اُسکے یہ عبارت درج ہے {ہم آپکو ایک سخت
ہی سمجھائے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ جب تک دکھ
کی میعاد پوری نہیں ہوتی دکھ دور نہیں ہوتا) شک
گذرتا ہے کہ یہہ دو مختلف منشا کی عبارت کیوں درج ہے
کیونکہ اگر دوائی میں تاثیر ہے تو روگ ضرور
دور ہونا چاہئے۔ پھر میعاد کی کیا ضرورت ہے
اور اگر دوسرے خطوط [illegible] انی میں جو نکتہ درج ہے
وہ درست ہے تو دوائی کرنی بے سود ہے۔ کیونکہ
میعاد ختم ہونے پر روگ خود بخود دور
ہو جاوے گا۔

جواب نمبر ۳:۔ دونوں دعاوی صحیح ہو سکتے ہیں
یہ ہی سچ ہے کہ دوائیوں کے استعمال سے روگ دور
ہوتا ہے اور دوائیوں میں روگ دور کرنیکی طاقت
ہے۔ لیکن اگر مطابق اپنے اعمال سابقہ کے کسی
خاص بیماری کا دُکھ کسی خاص وقت تک رہنا ہے
تو دوائی کے استعمال میں ہی فرق آجاتا ہے جسکی
وجہ سے اُسکا اثر ٹھیک نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ
وہی دوائی جو ایک بیمار کو جلد فایدہ کرتی ہے
دوسرے شخص کو بقاعدہ دئے جانے پر بعض اوقات
نقصان کرتی ہے۔ پس یہ ہی صحیح ہے کہ کوئی دکھ
اُسوقت تک دور نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اُس کی میعاد
ختم نہ ہولے۔ لیکن پھر بھی موجودہ اعمال کا
یہہ اثر ہو جاتا ہے۔ کہ جس بیماری سے ایک بُرا آدمی
سخت تکلیف پاتا ہے۔ اُسی بیماری کو ایک
خدا پرست آدمی شانتی کے ساتھ برداشت
کرتا ہے۔ پس یہاں یہہ دونوں دعوے
ایک دوسرے کو رد نہیں کرتے۔ بلکہ دونوں
.. ..
.. .. درست ہیں۔

پرشن نمبر ۴۔ کیا برکش یعنی درخت میں ایک
جیو ہے یا زیادہ۔ اگر ایک جیو ہے تو جب درخت
کی ایک ڈالی کاٹ کر دوسری جگہ زمین میں دفن
کر کے اُسے پانی دیا جاتا ہے۔ تو وہ سرسبز
ہو کر درخت کیوں بن جاتا ہے۔ یا وہ جیو
تقسیم ہو کر پانی دینے سے پھر بڑھ اور اصلیت حاصل کر گیا ہے
جواب نمبر ۴۔ درخت میں ایک ہی جیو آتما ہے
جب ڈالی دوسری جگہ لگائی جاتی ہے۔ تو اُسوقت اُس
میں جیو نہیں ہوتے۔ لیکن ایشور کے قانون کے
مطابق جب وہ ڈالی جیو آتما کے رہنے کے لائق
بناوٹ اختیار کر لیتی ہے تو نیا جیو آتما اُسکے اندر
پرویش کرتا ہے۔ یہ ایک ایشوریہ نیم ہے جو منش
اور پشو سرشٹی کے اندر کام نہیں کرتا۔ بلکہ مختلف
بنسپتی سرشٹی کے اندر کام کرتا ہے۔ اسکی گنجایش
نہیں ہے ورنہ سائنس والوں کے حوالجات سے
ثابت کیا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ بھی قطعاً یہ ماننے کیلئے
کوئی دلیل نہیں رکھتے ہیں کہ خاص مادّی بناوٹ کے
اندر حرکت پیدا ہو جانیکا سبب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اُنہیں
ماننا پڑتا ہے۔ کہ خاص بناوٹ کے بعد زندگی کا
اصول اُسکے اندر کام کرتا ہے۔ جو کہ اس بناوٹ
سے علیحدہ ہے۔ اور اسی کو ہم لوگ جیو آتما
پرشن نمبر ۵۔ اگر زیادہ جیو ہیں تو انکی مقدار
کیا اور کہاں تک ہے۔
جواب نمبر ۵۔ لکھا جا چکا ہے کہ ایک برکش
میں ایک ہی جیو آتما ہے۔ ہاں جس طرح
آدمی کے اندر بھی کیڑے وغیرہ پڑ جانے
سے بہت سے جیو آتما اس کے اندر رہ سکتے
ہیں۔ جن کو کوئی گن نہیں سکتا۔ اسی
طرح برکش اور اس کے پھلوں کے اندر
بھی بیشمار جیو پرویش کرتے ہیں۔

سنسار کی گتی

مشرق اور مغرب کا نمایاں فرق

۹۔ ستمبر کے پانیونیر میں ایک اپنی ہی قوم کا ستایا ہوا انگریز اپنا دکھ بڑے دردناک لہجہ میں بیان کرتا ہے۔ اُس کی بیوی اُس کی سالی اور ایک دوست کی میم صاحب کسولی میں ایک اکیلے مکان میں موجود تہیں۔ خود صاحب اور اپنے دوست کے کسولی سے اکثر بوجہ کاروبار کے باہر حاضر رہتے ہیں۔ ایک رات گیارہ بجے کے قریب کہ سب لیڈیاں سو گئی تہیں جنٹلمین کی پوشاک پہنے ہوئے دو انگریز آئے۔ اور کواڑ کھلانے پر زور دیا۔ نوکروں نے روکا۔ اُنہوں نے دراندے میں جاکر گہر والوں کے دو دوستوں کا نام لے کر اُس بہانہ سے دروازہ کھلانا چاہا۔ اندر سے عورتوں نے مجسٹریٹ کے اطلاع کرنے کی دہمکی دی۔ جب یہ لوگ پہر بھی نہ ٹلے۔ تو پڑوسی بچانے آگئے تب وے چلے گئے۔ یہ تو ایک نرم مثال ہے۔ لیکن یہ امر واقع ہے کہ یورپین لوگ شہروں اور سوسائٹی سے جسقدر دور ہوں گے اُسیقدر زیادہ ناشائستہ اور شہوت پرست ہو جاویں گے۔ برخلاف اس کے مشرقی قوموں اور خصوصاً ہندوؤں کی یہ حالت ہے۔ کہ گو بڑے شہروں کی جن میں اُن کے چین کو خراب کریں۔ تاہم جسقدر زیادہ جنگل وغیرہ میں گوشہ نشینی کی حالت میں ہوں گے اُسیقدر زیادہ پاک دل اور نیک ہونے چاہیں گے۔ مشرق و مغرب میں بیشک نمایاں فرق ہے۔

شریمان ایڈیٹر صاحب

ستیہ دہرم پرچارک جی۔ نمستے۔ براہ کرم اِس عبارت کو موٹے حرفوں میں اپنے اخبار میں جگہ دیکر ممنون فرما دیں تو بڑی کرپا ہوگی۔ ایک لڑکی رام کلی ۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ کو بذریعہ لالہ سنگم لال جی صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور یتیم خانہ میں داخل ہوئی۔ اُس کے حالات جو کچھ زبانی اُس کی دریافت ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

میں قوم سے برہمن ہیرا لال بزاز ساکن لاہور کی لڑکی ہوں۔ عرصہ آٹھ ماہ کا ہوا ہے کہ میں ایک دفعہ لڑکیوں کے ساتھ کمپنی باغ میں گئی تھی۔ وہاں سے عیسائی مِسّیں مجھ کو ورغلا کر چمبہ میں لے گئیں۔ اور چمبہ میں قریباً پانچ ماہ میرا قیام اُن کے ساتھ رہا۔ چمبہ سے وہ مجھ کو لدھیانہ میں لائیں۔ اور لدھیانہ سے چھاؤنی انبالہ لے گئیں۔ اور بورڈنگ میں رکھا۔ یہاں ایک لڑکی نے جو پہلے ہندو تھی۔ مجھ سے کہا۔ کہ تیرے عیسائی بنانے کی فکر ہے۔ اب تو عیسائی بنائی جاوے گی۔ چنانچہ اگلے دن مس صاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ تم عیسائی ہو جاؤ میں نے انکار کیا۔ تو کہنے لگی۔ اچھا دیکھا جاوے گا اور خود دورہ میں چلی گئی۔ اور میں پیچھے سے بھاگ نکلی۔ اور شہر انبالہ میں پہونچی جہاں مجھ کو رائے بہادر لالہ مرلیدھر جی صاحب وکیل مل گئے۔ اور اُن کو جملہ حالات میں نے سنائے۔ رائے صاحب نے مجھ کو لاہور میں لالہ سنگم لال جی صاحب وکیل کے پاس بہیج دیا۔ لالہ سنگم لال جی نے لاہور میں میرے والدین کی تلاش کرائی۔ لیکن پتہ نہیں ملا۔ اور اب مجھے یتیم خانہ میں بہیج دیا ہے۔

یہ لڑکی شکل صورت میں کسی شریف خاندان اور اونچی ذات کی معلوم ہوتی ہے۔ بولی اُس کی پہاڑی ہے۔ بلوغت کو پہونچ چکی ہے۔ لالہ سنگم لال جی نے حسب نشان دہی لڑکی کے لاہور میں تلاش کرائی۔ اور بہیرہ و سنجات کو بھی خطوط لکہے ہیں۔ مگر اُس کے وارثوں کا کہیں پتہ نہیں ملا۔ رائے مرلیدھر صاحب بھی کہتے ہیں۔ کہ مجھ کو اس کے حسب و نسب کا کچھ پتہ معلوم نہیں ہے۔ آپ اِس کی شادی کی تجویز کر دیجئے۔ چونکہ یہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ بموجب قواعد یتیم خانہ زیادہ عرصہ تک یتیم خانہ میں رہ نہیں سکتی ہے۔ اِس لئے بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اِس کے جائز وارث اگر کوئی ہیں۔ تو تین ہفتہ کے اندر واپسی کے لئے درخواست کر سکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب ہم قوم اِس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی درخواست مقررہ فارم پر (جو دفتر یتیم خانہ سے بغور تحریر آنے پر ارسال ہوگا) اِسی عرصہ تین ہفتہ میں سکرٹری یتیم خانہ کے پاس بہیج دیویں۔ بعد میں کمیٹی سے فیصلہ کر کے جس کی درخواست منظور ہوگی۔ اُس کو اطلاع دیجاویگی بعد انقضائے میعاد اشتہار۔ یا ہو جانے شادی کے اگر اس کے کسی وارث

نے دھوکے کیا تو کمیٹی یتیم خانہ ذمہ دار
نہیں ہوگی۔

المشتہر
ہندو بشن سہائے بھنڈاری

دیسی حرفت کو ترقی دینے کے لئے

ہم نے ایک کارخانہ جس میں ہر قسم کا دیسی مال مثلاً گبرون۔ لونگی۔ تولیہ۔ رومال چادر پلنگ۔ پٹو۔ الوان۔ جراب وغیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اس غرض سے کھولا ہے۔ کہ اپنے دیش کے بھائیوں کے لئے اعلیٰ قسم کی دیسی چیزیں مہیا کی جاویں۔ لودھیانہ کلاتھ یعنی گبرون بہ لحاظ پائیداری رنگ کی پختگی دفنیشن کے انگریزی مال سے بڑھ چڑھ کر طیار کرایا گیا ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک دفعہ مال منگانے سے کل حالات خود بخود معلوم ہو جاویں گے۔ درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہو سکتے ہیں۔

المشتہر
مینیجر ولشیہ ٹریڈنگ کمپنی لودھیانہ پنجاب

پربھو سرو ویاپی ہیں

پربھو سرو ویاپی ہیں۔ پربھو انترجامی ہیں۔ وہ ہمارے انگ سنگ ہیں۔ سارے برہمانڈ میں پربھو ایک رس ویاپک ہیں۔ اور برہمانڈ سے پرے بھی پربھو ہی وراجمان ہیں۔ جتنی کرپائیں ہو رہی ہیں وے سب پربھو کی دیا کرتا کے کارن ہی ہو رہی ہیں پربھو کی دی ہوئی شکتی سے ہی والیو ہمیں آنند دیتی ہے۔ اسی کی شکتی سوریہ کو پران داتا بنا کر سب کے جیون کا ہیتو ہو رہی ہے۔ جڑ جگت سے لے کر ونسپتی سرشٹی اور مانسک رچنا سب پربھو کے اننت سامرتھ اور دیا کرتا کو زبان حال سے بیان کر رہی ہے ادھم سے ادھم یونی کے جیو پربھو کے اٹل نیائے سے بر بڑے کاریہ کی پرورتی پر بے بہت ہو جاتے ہیں۔ پربھو سب کو بڑے اتھوا پاپ کرم سے بچانے کا ہر لحہ اپدیش کر رہے ہیں۔ کیا وہ منشیہ سورکھ نہیں ہیں جو پربھو کی دیا کرتا کا زبانی اقرار ہی نہیں بلکہ اسکی دیا کرتا کو انوبھو کرتے ہوئے اور استوتی دوارا اس کے رودر روپ کو مان کر بھی کام بس ہو کر سوجاتی سے آنکھ کی اوٹ نانا پرکار کے انیائے کرتے ہیں؟ درحقیقت وے پربھو کے رودر روپ کو یتھارتھ نہیں جانتے جس پربھو کے سامنے اننت برہمانڈ اور انکے انتر گت بڑی بڑی ہستیاں جوار کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہیں جس پربھو کا نیائے نیم سارے برہمانڈوں اور اسکے انتر گت اننت جیون کو نیم انوسار چلا رہا ہے کیا ایسے مہان پربھو کی آگیا بھنگ کر کے ہم کبھی بھی کلیان کی آشا رکھ سکتے ہیں۔ ذرا سا کو پتنہ ہم کو اسی دم روگ گرست کر دیتا ہے۔ دیکھو کیسا رشن اپدیش ہے۔ کو پتہ کیا ہے؟ فی الحقیقت پربھو کی آگیا کی اولنگھن ہی تو کو پتنہ ہے خواہ ہم جا کر جو پاپ کرم کرتے ہیں اسکا پھل تتکال ہی ہمکو دیا جاتا ہے دنیاوی حاکم صرف کائک اور واچک پاپ کرموں کا ڈنڈ دیکھتا ہے۔ اور اس میں بھی پچاس فیصدی جھوٹے گواہ بنا کر یا قانونی داؤں پیچ کھیل کر بچ جاتے ہیں وجہ صاف ظاہر ہے کہ دنیاوی حاکم اپنی الپگیتا کے کارن گواہوں پر بھروسہ کر لیتا ہے۔ وہ سروگیہ نہیں ہے۔ کہ ہر ایک فعل کو بلا واسطہ جان جائے اسلئے نہ تو وہ مانسک پاپ کرموں کا ڈنڈ دے سکتا ہے۔

اور نہ ہی جھوٹے گواہوں کے گناہ کو جان
اسلئے راج نیتگیہ پرشوں نے مانسک پاپ کے
قانون میں نہیں رکھی۔ لیکن پربھو اپنی
کے کارن ہر ایک کرم کو خود دیکھ رہے
ان کو کسی گواہ وغیرہ بیرونی شہادت
ضرورت نہیں۔ وہ سروگیہ اور انتر
سے ہر ایک کے مانسک پاپ کو بخوبی جان
اور نیائے کاری و دیالو ہونے کے کارن
ہی ڈنڈ دیکر پنہ شدہ کرتے ہیں۔ سچ ہے
جو ایسے مہان پربھو کی موجودگی میں اتیاچار
اور مہا نیچ ہے وہ جو پاپ کرم کرتا ہوا
سینشٹ اور لکا بھگت بنکر آنکھیں بند کئے
کی ویاپکتا کا اپدیش کرتا ہے۔ پربھو ہم کو
تا کہ ہم مکاری کو چھوڑ آپ کے سچے بھگت
داریہ دھرم کا بھوگ گو بند پرساد ازحیدر

اطلاع ضروری

(۱) لالہ لاجپت رائے مختار مظفر نگر کا نوٹس
میں لمے مصلحتاً بجنسہ درج کیا تھا کیونکہ شاہی
ایک مضمون لکھا تھا جو اسلئے رکھا کہ
مضامین کی جگہ درج کیا گیا۔ یعنی اس مضمون
ایک واقعہ مظفر نگر کا ہی بیان کیا تھا۔ ایک
رئیس صاحب نے اپنے پتر کے ودیارمبھ
جی کو لیکچر کے لئے بلایا۔ شاستیا خوب ہوا
ماسٹر جی سے پوچھا گیا کہ آیا ناچ سے پیشتر
یا بعد۔ ماسٹر جی نے جواب دیا کہ ایک ہی
یا تو میرا ہی ہوگا اور یا رنڈی کا ہی" اور
چلے آئے۔ اسی طرح ایک ہی کام ہو سکتا ہے
ہی ہوگا۔ اور یا بھجن منڈلی ہی کام کریگی
(۲) بیں مقدمہ کی کتاب کی تیاری میں
رہی کہ اخبار بالکل بے ترتیب ہو گئی
مانگتا ہوں۔ (۳) کتاب طیار ہے

ہر ایک ضلع میں لوکل اُپدیشک کی ضرورت

حسب ذیل ریزولیوشن پاس شدہ انترنگ سبھا۔ آریہ سماج کرنال مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء آریہ پبلک کی آگاہی کے لئے شایع کیا جاتا ہے۔

بابو بھیجو رام پردھان سماج ہذا نے حسب ذیل تجویز پیش کی۔

شرمتی پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پاس آج کل جس قدر اُپدیشک ہیں۔ سوائے ایک یا دو کے باقی کل اُپدیشک بہت ہی کم لیاقت والے ہیں۔ کئی اُپدیشک تو ایسے ہیں جن کو نہ کچھ سنسکرت کی لیاقت ہے۔ اور نہ اُپدیشک کے فرائض کو اچھی طرح سے ادا کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ پرچار کے انتظام کی حالت بھی بہت خراب ہے جس کی وجوہات زیادہ تر حسب ذیل معلوم ہوتی ہیں۔

اول۔ کل اُپدیشکوں کا انتظام ایک شخص منتری پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سپرد ہے۔ جن کے ذمہ سبھا کے دفتر ہی کا کام اس قدر ہے کہ اُپدیشکوں کے انتظام کی طرف بہت ہی کم توجہ دے سکتے ہیں۔

دوم۔ ایک شخص کو پنجاب کے کل اضلاع میں دھرم پرچار کی ضرورت کے حالات بخوبی معلوم نہیں ہو سکتے۔ اسلئے وہ حسب ضرورت اور حسب موقع اُپدیشک کو نہیں بھیج سکتے۔

سوم۔ سبھا موصوف کے پاس اس قدر تعداد اُپدیشکان نہیں ہے۔ اور تجربہ سے یقین ہی ہو گیا ہے۔ کہ سبھا موصوف عرصہ تک اس قدر اُپدیشک رکھنے کے قابل ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ ایک ایک ضلع کے لئے ایک ایک اُپدیشک مہیا کر سکے۔ کم اُپدیشک ہونے کی وجہ سے آج کل اُپدیشک لوگ صرف ریل کے سٹیشنوں والی سماجوں میں ہی دو چار لیکچر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ دیہات میں پرچار کرنے کی طرف آج تک بالکل توجہ نہیں دی گئی ہے۔

سوم۔ یہ کہ اکثر مرتبہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جملہ اُپدیشکوں کا انتظام صرف ایک منتری پرتی ندھی سبھا کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے کسی خاص مقام پر پرچار یا سنسکار وغیرہ کی ضرورت کے باعث اکثر اُپدیشکوں کو دو دو سو یا تین تین سو میل کے فاصلہ پر بھیجنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے سبھا کا روپیہ سفر خرچ پر اس قدر خرچ ہو جاتا ہے۔ کہ اصلی تنخواہ سے بھی دو چند ہو جاتا ہے۔ اور فایدہ صرف معمولی ہوتا ہے۔

ان حالات پر غور کر کے کرنال سماج نے اپنے ضلع اور گرد و نواح کی سماجوں اور دیہات و قصبات میں ویدک دھرم کا پرچار کرانے کے لئے فروری سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک لوکل اُپدیشک بمشاہرہ ۲۰ ماہوار مقرر کیا تھا۔ جس نے ایک سال بڑی کوشش سے جملہ سماجوں اور مشہور قصبات میں تین تین چار چار مرتبہ پرچار کیا جس سے بہت کچھ فایدہ اس ضلع کو پہونچا اور جو جو نتایج اور ترقی ہوئی وہ ذیل کی مختصر حالات سے بخوبی واضح ہو سکتی ہے۔

(۱) اس اُپدیشک نے سال بھر میں ضلع اور گرد و نواح کے ۶۲ دیہات میں تین تین چار چار مرتبہ پرچار کیا۔ (۲) چار مقامات یعنی نرورانہ۔ سفیدون۔ کھرنیدہ۔ گھوگری پور میں نئی سماجیں قایم کیں۔ (۳) ۲۷ سنسکار ویدک ریتی سے کرائے۔ ۱۳ نام کرن۔ ایک منڈل۔ ۱۹ یگیوپویت۔ ۲ بواہ اور ایک مرتک سنسکار (۴) ۸ مرتبہ پوراتک پنڈتان کے ساتھ شاستر ارتھ ہوا جن میں بڑی شاستر ارتھ مقامات ذیل پر ہوئے اور سب جگہ نتیجہ سماج کے حق میں مفید رہا۔ سفیدون۔ کھرنیدہ سیدن۔ سالون۔ بلہ۔ نرورانہ۔ رلوپور۔ لاڈوہ وغیرہ (۵) علاوہ ازیں اس پرچار کی بدولت صدہا آدمی جا بجا خیالات کی [illegible] آریہ سماج کے ہمدرد ہو گئے اور کئی گاؤں [illegible] یا دھرم کا پرچار کرنے [illegible] قایم ہونے کی امید [illegible] بہت [illegible]

[illegible] اُپدیشک کی تنخواہ کی بابت [illegible] رہنے والا یا زیادہ نمبر لینے والے [illegible] خرچ ہو یہ خرچ گرد و نواح [illegible] ہیں دکھلایا جاتا [illegible] بموجب [illegible] چندہ سے پورا کیا گیا [illegible] اگر [illegible] نے ستیہ [illegible] پرکاش صفحہ ۸۹ [illegible] میں شریک رہے [illegible] ورنوں کے کرتویہ کرم اور گن ہیں [illegible] گئے اور سیکھ [illegible] اور ستیارتھ پرکاش کے [illegible] ہیں ان کا [illegible] اور حسب [illegible] فرایض لکھا گیا ہے وہ درست ہے خرچ کرنے پر موقعہ پر بہت جلد [illegible] کیا ہیں "

[illegible] پرتی ندھی سبھا پنجاب کی سیوا میں [illegible] یہ جو ارتھ لکھے ہیں وہی اُپدیشکان کی بجائے ہر ایک ضلع میں [illegible] اور بیشک ورنوں کو تجویز کریں اور شریمتی پرتی ندھی سبھا [illegible] نے بھی اور فاضل اُپدیشکوں کو دھرم پستکوں [illegible] ضرورت اور نئی پستک بنانے اور سالانہ جلسہ [illegible] شاستر ارتھ کرنے کیلئے مقرر کر لیوی۔ [illegible] اس تجویز کی تائید کی اور شریمتی [illegible]

یہی رائے ہے کہ پرتی ندہی سبھا کے اکثر اپدیشک بہت کم لیاقت والے ہیں۔ اور اپدیشک پدو کیسے ہو گئے نہیں معلوم جسکی وجہ سے سبھا کا روپیہ بہت ضائع ہوتا ہے۔ لوکل اپدیشک کے ذریعہ سے کام کرانیکا جو تجربہ سماج ہذا نے حاصل کیا ہے وہ بلحاظ بہت قابل اطمینان اور کم خرچ ثابت ہوا ہے۔ اسلیئے اگر شریمتی پرتی ندہی سبھا کیسقدر موجودہ اپدیشکوں کو علیحدہ کر کے ہر ایک ضلع کے صدر سماجکو اپنے اپنے ضلع کے لئے ایک ایک لوکل اپدیشک مقرر کرنے کے لئے تحریک کرے تو پرچار کا کام بہت زور شور سے ہوسکیگا۔ اور پرتی ندہی سبھا کو دہرم کے دیگر کاروں کی طرف توجہ دینے کا موقع ملے سکا۔ اسلیئے سماج ہذا بادب نویدن کرتی ہے کہ بابو بھجو رام کی تجویز کو شریمتی پرتی ندہی سبھا پنجاب کے اجلاس عام میں جو ۲۰۔۲۱۔۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ کو ہوگا۔ پیش کر کے نتیجہ سے اطلاع بخشیں۔ نیز سماج ہذا کی یہ رائے ہے کہ لوکل اپدیشک کے خرچ کے لئے یہ بھی قرار دیا جاوے کہ ضلع کی سماجوں کے جلسہ سالانہ پر جسقدر روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے جمع ہو اس میں اسمیں سے دو تہائی روپیہ پرتی ندہی سبھا کو بھیجا جاوے اور باقی ایک تہائی لوکل اپدیشک کی تنخواہ اور سفر خرچ کے لئے صدر سماج کے سپرد کیا جاوے لیکن وہ ایک تہائی روپیہ لوکل اپدیشک کے لئے کافی نہ ہو [illegible] نیشن کے [illegible] بڑھ کے پورا کیا جاوے اور [illegible] گیا ہے۔ ز [illegible] کی ضرورت ہے کیا تھا ایک ایک ہیجن منڈل ایک مال سکتا نے [illegible] اسکا اثر عمدہ نمودار ہو جاویں گے۔ درخواست ہیجن منڈلی صدف ارسال ہو سکتے ہیں۔

المشتہ [illegible] ہو جاتی ہے

پنجاب

[illegible] شریمتی پرتی ندہی سبھا پنجاب کی سیویں اجلاس عام میں جو ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء [illegible] پیش کی گئی ہو۔ امید ہے کہ اس مضمون پر [illegible] پر اس امر کا تعلق پنجاب کے جملہ سماجوں سے ہے اگر پیشتر ریزولیوشن مذکورہ بذریعہ اخبار شائع [illegible] انتری مہاشوں کی سیوا میں نویدن ہے کہ اس [illegible] وچار کر کے اپنے اپنے سماج کی [illegible]

کر دیویں تاکہ سبھا موصوف کے اجلاس میں وچار ہو کر بخوبی نیک نتیجہ پیدا ہو۔ (آپ کا سیوک کشن سرو دستری [illegible] آریہ سماج کرنال)

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنشن حال رختی کی جان مرض ہیضہ سے کیسے بچی جبکہ پنشن اور لوکل ڈاکٹر ناامیدی ظاہر کر چکے تھے۔

متذکرہ بالا مضمون کے متعلق مولوی صاحب کا خط مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱۔ ہمکو سردار گوردت سنگھ صاحب سب ڈویژنل آفیسر پنشن حال ہی میں وصول ہوا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی صاحب مذکور نے لالہ کاشی رام صاحب وید کی تیار کردہ دو عدد پریوارک بکس خرید کئے تھے نہایت خوشی کے ساتھ ہم اسے ذیل میں شائع کراتے ہیں۔

مکرم دوست سردار گوردت سنگھ صاحب تسلیم۔ کارڈ مرسلہ پہنچا مشکور ہوں۔ توقف لکھنے میں اسلیئے ہوا کہ پہلے چند روز امور خانگی سے فرصت نہیں ملی۔ بعد ازاں دفعتاً مجکو ہیضہ ہوا۔ اور ایسا سخت کہ نبض میں حرارت نہ رہی۔ زبان سیاہ ہو گئی اعضا میں تشنج شروع ہو گیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صحت مشکل ہے۔ بعد میں یاد آیا کہ آیورویدک صندوق ادویہ (پریوارک بکس) میں مرض ہیضہ کی دوائی ہے۔ چنانچہ فوراً اسکا استعمال کیا گیا۔ خدا کی مہربانی سے آرام شفا ہوئی۔ اب صرف نقاہت اور کمزوری باقی ہے۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

چمن وید سے ایک اور مسلمان صاحب کیا لکھتے ہیں اسکا بھی ملاحظہ کیجئے۔ مکرم بندہ تسلیم۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سال گذشتہ کے اسی ماہ آپکے دفتر میں سے دو بکس کلاں (پریوارک بکس) اور ایک پاکٹ کیس ادویات آپ کے کارخانہ سے منگوائے تھے۔ جنکا استعمال صدر مقام اور بالخصوص اوقات دورہ پر ایسی ایسی جگہوں میں مہلک امراض تو کیطرف معمولی امراض کے علاج بہتر از ناممکن سے ہوتا ہے نہایت ہی مفید پایا بعض امراض مثل۔ زکام۔ دردسر۔ بخار۔ کھانسی۔ وغیرہ وغیرہ میں

نیز علی العموم دوسری خوراک کے استعمال تک موقع نہیں پہونچا کہ بفضل خدا مریض صحت یاب ہو گیا۔ اسلیئے مشکور ہوں کہ دو بکس کلاں جو سابقہ بکسوں سے دوگنے ہوں۔ اور جن میں دوائی بھی ایک شیشی کی دوگنی ہو۔ یعنی عہ روپیہ قیمت کے بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں۔ تحریر ہذا کا پہلا حصہ بابت مضمون چونکہ بغیر کسی تعلق کے خاص تصدیق تاثیر ادویات کے بارہ میں بعد از تجربہ تحریر کیا گیا ہے۔ اسلیئے بغرض رفاہ عام اگر مناسب خیال فرماویں۔ تو ہمراہ دیگر اسناد شامل کر لیویں۔

الراقم شیر علیخاں ہیڈ کلرک محکمہ سول مین ۔ ۱۰ اگست

ایک مصنف نے اپنی تصنیف

کے دیباچہ میں لکھا ہے "مشکل یہ نہیں کہ اس کتاب میں کیا لکھوں۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا نہ لکھوں"!

سچ مچ یہ مثال اسوقت ہمارے حسب حال ہے۔ ہر روز اس قدر خطوط ہمارے دفتر میں ان پریوارک بکسوں اور پاکٹ کیسوں اور دیگر ادویات اوشدھالیہ کی تعریف میں وصول ہوتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کن کو درج اخبار کرایا جاوے اور کن کو فی الحال نہ کرایا جاوے۔ اسلیئے اُن تمام مہربانوں سے کہ جنکی قیمتی رائیں اور خطوط عدم گنجائش جگہ کیوجہ سے ہم درج نہیں کر سکتے التماس ہے کہ وہ ہمکو اسکے لئے معاف کریں۔ ہم دل سے انکی یادآوری کے لئے مشکور ہیں اور امید ہے کہ ہمارے حق میں انکی نیکی اور ہمدردی کی خواہش ہمیشہ تک بدستور قایم رہیگی

لالہ کاشی رام صاحب وید

کے بکس اور بکسوں کی قیمت ذیل میں درج ہے

پریوارک بکس سفری بکس پاکٹ بکس

مفصلہ بالا اور دیگر مرض کے ویدک طریق سے علاج کے لئے مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجئے

المشتہر
منیجر پنجاب آیور ویدک اوشدھالیہ سوہن جیون والی

بقیہ مباحثہ

درمیان ماسٹر لچھمن داس بی اے ہیڈ ماسٹر ڈی اے وی سکول اور لالہ امراؤ سنگھ جی رئیس لودھیانہ

{واقعہ ۲۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ع}

(مضمون ورن بیوستھا)

اور کیا اس سے کچھ گہرا کا ہی کا مطلب ہے۔ میں لمبی تحریر پسند نہیں کرتا۔ مختصر یہہ ہے اسی پر ختم ہے۔ اگر تین ودوان پنڈت یہہ کہ دیویں۔ جو سماج کے سدہانتوں کو مانتے ہوں۔ جن کو پرتی ندہی سبہا جارت دیوے۔ اگر وہ مندرجہ ذیل بند میرے بہائی کے حق میں دیدیویں، تو مجھے بڑی خوشی سے سویکار ہے۔ -

(۱) پہلے یہ سوامی جی کے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۹ پر جو عبارت منوسمرتی شلوک نمبر ۳ کا ترجمہ ہے۔ اُس سے یہ مطلب نکلتا ہے۔ کہ بعض گن کرم رکھتا ہوا۔ اور بعض نہ رکھتا ہوا۔ دوج ہو سکتا ہے۔ مجھے سویکار ہے۔ مگر تین ودوان پنڈت یہہ بیوستھا دیویں کہ پرمان وید یا سمرتی یا سوامی جی کا ہے کہ بعض لکھا ہوا اور بعض نہ لکھا ہوا۔ دوج رہ سکتا ہے۔ مجھے سویکار ہے کیونکہ غلطی رفع کرنی ہے۔ اسواسطے اگر مندرجہ بالا ودوان تسلی کر دیویں۔ میں ان کے کہنے پر بلا دلیل کئے ہی منظور ہے۔ اس سے آئندہ بحث اس پوائنٹ کے طے ہونے پر چل سکتی ہے۔ کیونکہ یہہ پوائنٹ طے ہونے والا ہے اور ہم نے اس لئے مدہستھ پر چھوڑ دیا ہے

تاکہ بحث وغیرہ کا جھگڑا نہ رہے۔

ماسٹر جی۔ سوامی جی کی بابت جو آپ نے یہہ کہا ہے۔ کہ انہوں نے صرف منوسمرتی کا ترجمہ کیا ہے۔ اور یہہ اُن کا لکھا نہیں ہے۔ میری اس بارے میں یہ عرض ہے۔ کہ سوامی جی کوئی پرمان پیش نہیں کرتے۔ جس کو وہ خود نہ مانتے ہوں۔ میرا مطلب کہنے کا یہی تہا۔ کہ سوامی جی اس بات کو ٹھیک مانتے تہے۔ اگر سوامی جی کا کتھن کہا جاوے۔ تو یہہ نامناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اُستاد لڑکے کو یہہ سکہلائے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اور لڑکا تسلیم کرے۔ کہ دو اور دو چار ہی ہوتے ہیں تو وہ لڑکے کا اگر سدہانت کہا جائے تو غلطی نہیں ہوتی۔ جب اُن کے ارتھ کو تو آپ ہی تسلیم کرتے ہیں۔ مطلب میرا کہنے کا یہہ ہے۔ کہ سوامی جی نے شودر ورن بنانے کیلئے دو نکھیہ کرموں کے علاوہ اُن کاموں کے جو ضروری کرنے یوگیہ ہیں۔ نہ کرنا ہی ضروری سمجہا ہے۔ اس واسطے اور پرمانوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر آپ کسی عقلمند آریہ ودوان یا پرتی ندہی سبہا سے پوچہیں گے۔ کہ کیا کرموں کا کرنا ہی ایک ورن کا ادہکاری بنا سکتا ہے۔ یا بہت سے نکھیہ کرموں کا ہی۔ تو وہ یہی جواب دیویں گے۔ کہ نہیں۔ بلکہ ٹہیک کرموں کا کرنا مشکل ہے۔ نکھیہ کرموں کی امید کرنی چاہئیے۔ اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبہا کے ودوان پنڈتوں کے کتھن کو آپ نے ہی پرامانک مان لیا ہے۔ حالانکہ اُنہوں نے وید نہیں پڑہے۔ آپ نے اُن کو برہمن کی پدوی

خود دے دی۔ اور گہو کو ودی کے بارے میں جو کہا تہا۔ وہ آپ نے نہیں سمجہا۔ میرا مطلب کہنے کا یہہ تہا۔ کہ آجکل کے کو ودی کے ودوان ہی آریہ سماج کے اپدیشک سمجہے جاتے ہیں۔ اور اُن کو برہمن کی پدوی دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے اور کرم کے کرنے والے کو ہی برہمن کی پدوی دیسکتے ہیں

بقیہ صفحہ نمبر ۱۰

نقل چٹھی نمبر ۱۱ مورخہ ۱۵۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱۔ از دفتر آریہ سماج کوئٹہ۔ بخدمت سکرٹری سناتن دہرم سبہا پرپہ ورہاشہ۔ نمستے۔ شب گذشتہ کو پنڈت بہیم سین جی نے آریہ سماج کے مانے ہوئے یگیہ وِدّت پر بہت کچھ کٹکش کیا تہا۔ اسلئے آریہ سماج کی طرف سے پرارتھنا کی جاتی ہے۔ کہ یا تو پنڈت بہیم سین جی اس وشیہ پر آریہ سماج کے ساتھ شاستر [illegible] یا دہرم آریہ اُن کو [illegible] جاوے تو لڑ کے [illegible] والا [illegible] وہ نمبر لینے والا [illegible] دیا جاوے۔ تاکہ یہ [illegible] ہے دکہلایا جاتا [illegible] بموجب پشوؤں کو مار کر یگیہ [illegible] نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ یا نہیں [illegible] میں شریک رہے [illegible] ورنوں کے کرتویہ کرم اوگن میں کریں۔ [illegible] اور ستیارتھ پرکاش کے بوقت [illegible] میں اس کا [illegible] معین [illegible] پیش کیا گیا ہے وہ درست ہے [illegible] کیا ہیں"

دستخط علم چند منتری آریہ سماج

نقل چٹھی نمبری ۸۷ مورخہ ۱۵۔ ستمبر [illegible] از دفتر سناتن دہرم سبہا کوئٹہ۔ بخدمت آریہ سماج کوئٹہ۔ شرمان سکرٹری [illegible] جے سچدانند۔ آپکا پتر پہونچا۔ شریمان پنڈت جی کو سنایا گیا۔ پنڈت جی مہاراج کا منشا ہے کہ اُنکے ساتھ کسی مقام پر ہمیشہ کے لئے ایکہی دفعہ [illegible] خواہ اس میں کتنا ہی روپیہ کیوں نہ خرچ ہو۔ جیساکہ [illegible] اس امر کی نسبت لاہور سناتن دہرم سبہا کے ساتھ [illegible]

ریویو

ودہوا وواہ پرچارجس میں منشی بختاور سنگھ ایڈیٹر آریہ درپن شاہجہانپور شرتی سمرتی وغیرہ سے ودہوا وواہ سدہ کیا ہے۔ بمارم مہاراجہ بڑودہ طبع ہوا قیمت فی جلد ۱۰ر یہہ پستک "ودہوا وواہ سہایک سبھا" شاہجہانپور کی طرف سے شائع ہوا ہے سمرتیوں کے پرمانوں سے بال ودہوا کا پنہ سنسکار جائز ثابت کیا گیا ہے۔ اور خاتمہ پر ودہوا وواہ ایکٹ کو درج کر دیا گیا ہے۔ تمہید میں وواہ کی اصلیت بہت اچھی طرح دکھلائی گئی ہے۔ لیکن بعض خیالات (شائد سہواً) ایسے درج ہو گئے ہیں جو ... بڑودہ ایڈیشن نے ... ہیں بڑہ چڑہیوں کی عزت گیا ہے۔ ... میں کی ضرورت تھی۔ صفحہ ۶ پر جاف ایکسی کا ... ال منتا نے ... جس میں درج ہے ہو جاویں گے۔ درخواست آدمیوں کے مفت ارسال ہو سکتے ہیں۔ ... جاتی کی المشہ منحت شہر ... ہے۔ جو اُس نتیجہ مروج ہوا۔ جب کہ استریوں کو آدمیوں ... لی جوتی سمجھا جانا شروع ہو گیا تھا۔ ... طرح اُس پرشوتری میں جو کہ ... نام سے منسوب کی جاتی ہے۔ کہا ہے "پہنرک کا دروازہ ناری ہے" لیکن ... اُس سے یہہ مطلب ہے کہ عورت کو ایکہ کام پیشا میں پہنس کر مرد نرک ... جاتے ہیں۔ تو کیا یہہ کہنا بیجا ہوگا کہ چونکہ مرد ہی عورتوں کو برے بیجا رستے پر لیجاتے ہیں۔ اسلئے پرش ہی نرک کا دروازہ ہے۔ یہہ غلط ہے کہ استریوں ہی کا کام اگنی ادہک ہے۔ بلکہ یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مرد استریوں کو اُلٹے راستے پر لیجانے والے نہوں تو اُن میں شائد ہی کسی دیوی کی طبیعت بگڑے۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسی عمدہ تمہید محض اِس ایک غلطی سے کم از کم میرے لیئے قابل اعتراض بن گئی۔

تتنز جاقو یعنی دہلی کی مشہور و معروف طوائف نذیر جان کے قتل کا عبرت انگیز واقعہ جو اپنے عاشق بہائی کے ہاتھوں نہایت بیرحمی اور بیدردی سے قتل ہوئی۔ مصنفہ لال بودہراج ساکن کوٹ پنڈیداس ضلع لاہور قیمت فی جلد ۶ر ملنے کا پتہ۔ بہائی لدہا سنگہ تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور اِس کتاب کا نام تو اس کے سرورق کی عبارت سے ظاہر ہے۔ رنڈیوں اور رنڈی بازوں کے حالات بیان کر کے رنڈی بازی سے نفرت دلانا اس کی غرض تبلائی گئی ہے۔ لیکن میری رائے میں ایسی تصانیف سے بجائے کچھ فائدہ پہونچنے کے عام پبلک کو اُلٹا نقصان پہونچ رہا ہے۔ بہائی بہن کی زناکاری اور رنڈی بازی کے ہوبہو بیانات عبرت دلانے کا بہتر ذریعہ نہیں ہے۔ مجھے بار بار اپنے ہموطن مصنفوں کی یہی شکایت کرنی پڑتی ہے کہ ناول نویسی کے اصلی مقصد کو نہیں سمجھا بدمعاشی اور بدچلنی کو ہوبہو بدچلنوں کی زبان میں ظاہر کر دینے سے ہرگز ہرگز کسی قسم کا نیک نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مخفلوں کے ... حالات اِس ملک کے نوجوانوں کو اُلٹا مدہوش کر دیتے ہیں۔ اِس قسم کی ناول نویسی کی نسبت تو خالی بیٹہے رہنا ہی ملک کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ زباں دانی کی خوبی ایسے مضمون میں اور بہی زیادہ خرابی کا کام کرتی ہے۔ پرمیشور ہمارے نوجوانوں کے دلوں کو حرکت دیوے کہ وے اِس قسم کی کتابوں کے کہنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

اُپدیش بہنڈار کا مصنفہ مہاشے ... شاہ النوی۔ اس رسالہ میں تمباکو کی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور قیمت کی مصنف نے ۲ر مقرر کی ہے۔ لیکن صاحبان دس آدمیوں کو یہہ رسالہ سنانے کا وعدہ کریں انہیں مفت جاوے گا۔

آریہ جنتری وڈائرکٹری

سنہ ۱۹۰۲ء

کی تیاری در پیش ہے۔ جملہ سماجوں کے منتری ... کرپا کر کے حسب ذیل حالات سے اطلاع بخشیں (۱) نام منتری و پردھان (۲) حالات ... یتیم خانہ یا دیگر انسٹیٹیوشن دیگر کوئی سماج کے ... (۳) لاگت مندر سماج دیا نچ کا مندر ہو) اور ... پستکالہ کی کل پستکوں کی تعداد اور قیمت (۴) ... مقام پر کوئی سائنٹیفک یا علمی انسٹیٹیوشن یا ... کا مشہور پاٹھ شالا یا سنسکرت پرچارنی سبہا وغیرہ اُسکی مختصر کیفیت (۵) دیگر حالات متعلقہ ... مشہور مقامات قابل سیر کارخانجات صنعت و ... علاوہ ازیں اگر کوئی مہاشے کسی مشہور مہاتما یا رشی کا جیون چرتر یا کوئی عمدہ مضمون ... تو بڑے شکریے کے ساتھہ درج کیا جاویگا

آپ کا داس
کشن سروپ منتری آریہ سماج
کرنال

آریہ سماجک خبریں

ماسٹر درگا پرشاد نے ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع کے اخبار میں مان لیا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج کے ممبر نہیں ہیں اور ساتھ ہی ظاہر کیا ہے کہ وید دوں کی تعلیم۔ ایشور پوجا اور گن کرما نوسار ورن بیوستھا کی نسبت جو سوامی دیانند نے ہدائتیں دی ہیں اُن کے ساتھ اُن کا اتفاق ہے۔ لیکن آخر میں وہ جنم کا لحاظ بھی داخل کرتے ہیں۔ باقی سب باتوں میں اُن کا سوامی جی سے اختلاف ہے۔ لیکن باینہمہ اب تک ماسٹر جی یہی لکھتے ہیں کہ سوامی دیانند کی روشن کی ہوئی مشعل کو تیل دینے والے اکیلے وہی رہ گئے ہیں۔

خانکی آریہ سماج کے پرشارتھی ممبروں نے رکشا بندھن کے دن ۶ کنیا مہا ودیالے کے لئے جمع کر کے ۶ لالہ رام کرشن کے پاس بھیج دئے ہیں۔

خانکی کے ایک تعلیم یافتہ بہائی کی والدہ تُلسی سالگ رام کا بیاہ رچانا چاہتی تہیں۔ آریہ سماج کے ممبروں نے سمجھا بجھا کر اُنہیں اِس بات کے لئے طیار کیا ہے کہ کچھ حصہ خرچ بیاہ کا کسی آریہ یتیم خانہ میں بہ دیویں اور ساتھ ہی اگر کوئی آریہ یتیم براہمن کلوتین لڑکی کا بیاہ کرنیکی اُنہیں اجازت مل جاوے تو شائد تُلسی سالگ رام کا بیاہ بند ہو جاوے۔ آریہ اناتہ رکھشوں کے پربندہ کرتا گن سچیت ہوں

آریہ سماج صدر بازار کیمپ میرٹھ کا انتخاب عہدہ داران سال حال کے لئے حسب ذیل ہوا

بابو کیدار ناتہ صاحب ہیڈ کلرک ملٹری ورکس پردھان بابو کاچرن اُپ پردہان۔ منشی بھوانی پرساد سکرٹری۔ لالہ شمبر سہائے جائینٹ سکرٹری۔ لالہ مول چند خزانچی۔ ماسٹر نراین سنگھ لائبریرین

بخشی گوکل چندجی کہتے ہیں "ایبٹ آباد آریہ گرل سکول (پتری پاٹھ شالا) کے واسطے کسی غریب بیوہ کی ضرورت ہے۔ جو چپراسن کا کام کرے۔ اگر کہیں ہو تو وہ بہائی صاحب بیرسے بحث خط و کتابت کریں۔

تروانہ ریاست پٹیالہ سے لالہ ہردوار امجی نے بحسب ذیل کنیا اناتہ آلئے جلندر کیلئے جمع کئے ہیں خود ۔ لالہ پت رام ۔ لالہ شونا لال ۔ لالہ گوبند سنگھ پرچوہ ۔ کنہیا لال ۔ رامچند حلوائی

آریہ سماج جھنگ گھیانہ کا سالانہ جلسہ ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

آریہ سماج کوٹ چھٹہ (ضلع ڈیرہ غازیخان) کا سالانہ جلسہ ۲۷-۲۸-۲۹ ستمبر کیلئے مقرر کیا گیا ہے

قصبہ موانہ ضلع میرٹھ میں بال سبھا ہے جسکے ہفتہ وار جلسوں میں ۵۰ کی حاضری ہوتی ہے۔ یہ سبھا بھجن وغیرہ کے ذریعہ گردونواح کے مقاموں میں پرچار کرتی ہے۔

مہاشئے منتری آریہ سماج جھنگ خبر دیتے ہیں کہ وہاں ایک ہندو جوتشی آیا تہا جسنے مورتی پوجا اور مرتک شرادھ وغیرہ پر لیکچر شروع کر دئے اور یہ سنکر کہ اِس سماج میں سنسکرت دان کوئی نہیں ہے۔ سنسکرت بول کر آریہ سماجیوں کو شاستر ارتھ کیلئے چیلنج دینے کا بھی شغل جاری کیا۔ بڑا دھوم مچایا تا آخرکار پنڈت آتما رام جی پہونچے کر سنسکرت کا پتر شاستر ارتھ کے لئے بھیجا جسکا جواب دینے کی بجائے پنڈت صاحب نے اسر و زہی اپنا علیحدہ لیکچر کرنا چاہا اور خط واپس کر دیا۔ لیکن ہندو پنڈت کو جب اُس روز بازار میں جگہ نہ ملی تو واپس چلا گیا اور باوجود آریہ سماجیوں کی منت سماجت کے بھی اُنکے جلسہ میں شامل نہوا۔ حالانکہ اقرار کر چکا تہا۔ پہر پنڈت بہیراج جی بھی لاہور سے پہونچ گئے۔ سہندو پنڈت

نے اردو کا اشتہار دیا کہ جس ٹھاکر دوارہ میں وہ لیکچر دیتے ہیں اُس میں ویاکہیان دیں۔ آریہ پنڈت وہاں بھی جا پہونچے۔ اور سوال جواب بھی ہوئے۔ ہندو پنڈت کے شور و غل کے باوجود پنڈت بہیراج جی نے بڑی متفوقیت سے مورتی پوجا کا وید دوار اکہنڈن کیا جسکے جواب میں ہندو پنڈت صاحب بولے کہ جو پتہر کو پتہر جانکر پوجے وہ نرک کو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمائش کی کہ نرکار ایشور کی شرتیاں پڑہی ہیں تو ساکار کی بھی پڑہو۔ اسپر حاضرین نے نتیجہ خود نکال لیا۔ پہر جب لاجواب ہو گئے تو پوراٹکوں نے چراغ گل پگڑی غائب والے مسئلہ پر عمل کر کے جلسہ منتشر کر دیا۔ منتری مہاشئے نے خاتمہ تک پورا پنڈت کا نام نہیں کہا۔

سکرٹری آریہ سماج کوئیٹہ (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "۱۵ تاریخ ۱۰ ستمبر کو ایک چٹھی نمبر ۱۱ جس کی نقل شامل ہے کوئٹہ آریہ سماج کی طرف سے سیوا میں سکرٹری سناتن دہرم سبہا بہیجی گئی جس میں یہ پرارتھنا کی گئی کہ بات تو پنڈت بہیم سین جی یگیہ وشئے پر شاستر ارتھ کریں یا دہرم چرچہ کے وقت [illegible] بہلا موقع [illegible] دیا جاوے کہ یہ امر [illegible] کرنے والا یا زور وہ نمبر لینے والا [illegible] ار کر یگیہ میں [illegible] ہیں دکہلایا جاتا ہے یا نہیں [illegible] کا نظر [illegible] نے ستیہ [illegible] پرکاش صفحہ ۸۹ [illegible] میں شریک رہے [illegible] درنوں کے گرتو یہ کرم اوگن ہیں [illegible] گئے اور سیچ [illegible] اردو ستیارتھ پرکاش کے بیس رین کا [illegible] ایڈیشن [illegible] میں کہا گیا ہے وہ درست ہے [illegible] کیا ہیں" سناتن دہرم سبہا کے [illegible] گئے۔ پنڈت ہری کشن [illegible] یہ جو ارتھ کہتے ہیں وہی کوئٹہ سماج نے سوال کیا کہ [illegible] اور بیشک ورنوں کو سوال کر سکتے ہیں، یا نہیں [illegible] بہیم سین جی نے جواب دیا [illegible] وشئیوں پر جن کی بابت وہ [illegible] لیکچر میں بیان کر چکے ہیں۔ [illegible] بیہ جتا یا تہا کہ آریہ سماج کو [illegible]

نہیں ہے۔ اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہا تھا۔ کہ سنسکار ودھی مطابق شروت سوتر اور برہمن گرنتھوں کے نہیں ہے۔ پنچ مہا یگیہ ودھی شروت سوتروں سے کئی ایک جگہوں پر درج ہے۔ اگنی ہوتر پنچ مہا یگیوں میں سے نہیں ہے اتیادی + اجازت ملنے پر پنڈت ہرکشن جی نے فرمایا کہ ایک سبھا پتی مقرر کیا جاوے۔ چنانچہ لالہ رام کمار جی ممبر سناتن دھرم سبھا۔ سبھا پتی مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد پنڈت بھگت رام جی نے سوال کیا کہ آیا ہون یگیہ میں پشو مار کر آہوتی دینا وید پرتی پادیہ ہے یا نہ۔ سامعین سن کر حیران رہ گئے۔ کہ ویدوں میں تو پشوؤں کے مارنے کی ہی آگیا نہیں ہے۔ تو ہون میں آہوتی دینے کی آگیا کیسے ہو گی۔ چنانچہ پنڈت بھیم سین جی کے جواب سننے کی انتظاری میں لگے ہوئے تھے۔ پنڈت بھیم سین جی نے کچھ تامل کے بعد [illegible] دیا کہ انہوں نے جن [illegible] پہلے کہا تھا وہ [illegible] ہے۔ [illegible] کی ضرورت [illegible] رام جی نے پھر کہہ [illegible] ال [illegible] نے [illegible] سمجھ جاویں گے۔ درخواست [illegible] ارسال ہو سکتے ہیں۔

المشتہر [illegible] کی [illegible] میں سے ایک ہے۔ جسپر [illegible] سوال کرنے کے لئے کہا تھا [illegible] وشیشتا کے ساتھ [illegible] کے اندر یہ مبتلا [illegible] نے آگرہ کے شاستر ارتھ [illegible] یہ لکھا ہے۔ چنانچہ آگرہ [illegible] کی کتاب اس وقت پبلک [illegible] ہر گز ہے کہ لنگ سہا [illegible]

اور گھوڑے اور۔ اور پشوؤں کو مار کر آہوتی دینا اس میں جائز قرار دیا ہے۔ لوگ سن سن کر غش غش کرتے تھے۔ مگر حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ کہ مہاشے جی کیا جواب دیتے ہیں۔ مگر جواب کون دیوے۔ بیچارے ٹال مٹولا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ پنچ مہا یگیہ ودھی تو وید انکول نہیں ہے۔ اور سوامی دیانند جی نے جو کہا ہے۔ کہ ان کا مت وہی ہے۔ جو برہما سے لے کر جیمنی پر نیت کا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اتیادی۔ آخر لاچار ہو کر دو تین دفعہ اس سوال کو دہرایا گیا اور پبلک نے جواب کی انتظاری میں آنکھیں مہاشہ جی کی طرف لگائی ہوئی تھیں۔ کہ مہاشے جی کب اٹھتے ہیں۔ مگر کیا! ایک مہاشہ رکھی کیش جو سناتن دھرم سبھا کوئٹہ کے پنڈت گنے جاتے ہیں۔ اٹھ کر جواب دینے کے لئے آمادہ ہوئے مگر فوراً آواز پبلک کی طرف سے اٹھتی ہوئی معلوم دیتی تھی۔ کہ مہاشے بھیم سین جی اس کا جواب دیویں۔ چونکہ پبلک میں مہاشہ بھیم سین کے جواب نہ دینے کا کارن بہت بڑا اثر پیدا کر رہا تھا بلکہ کئی مہاشیوں کے دلوں کو حیرت کے گرداب میں ڈال رہا تھا۔ اسپر لالہ گنیش داس جی انسپکٹر پولیس و ممبر آریہ سماج کوئٹہ سے اجازت لیکر یہ کہا کہ وہ مہاشہ بھیم سین جی کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا اخبار آریہ سدھانت ہی منگایا کرتے تھے۔ اور ان کی کئی ایک کتابیں ہی منگوائی تھیں۔ اسلئے مہاشہ جی کی بڑی کرپا ہوگی اگر وہ اپنے منہ سے اسبات کو پبلک کے اندر جتا دیں گے کہ آیا ان کا یہ لیکھ کہ پشوؤں کو مار کر ان کے ماس سے ہون میں آہوتی دینا جائز ہے۔ صحیح ہے یا نہیں چنانچہ پھر پنڈت رکھی کیش جنکا پہلے ذکر کرایا ہو جواب دینے کیلئے اٹھے۔ مگر صاف طور پر لالہ گنیش داس جی نے کہہ دیا کہ وہ جواب مہاشہ بھیم سین جی سے مانگتے ہیں

اسپر ان کو جواب دیا گیا۔ کہ چونکہ وہ آریہ سماج کے [illegible] اور آریہ سماج کو اس سوال کے لئے پہلے بند کیا جا چکا [illegible] اسواسطے جواب نہیں دیا جا سکتا اسپر لالہ لدھا رام جی [illegible] ہیڈ کلرک کوئٹہ پشین ایجنسی نے پوچھا کہ آیا ہون میں پشوؤں کو مار کر ان کے ماس سے آہوتی دینا ٹھیک ہے یا نہیں کیونکہ جہانتک وہ آج تک جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان آدی وستوؤں سے آہوتی دی جاتی ہے۔ مہاشہ بھیم سین نے اٹھکر کہا کہ یہ کوئی ممبر آریہ سماج معلوم ہوتے ہیں اور انکو اجازت بولنے کی بند ہو چکی ہے۔ لالہ لدھا رام جی نے کہا کہ وہ آریہ سماج کے ممبر نہیں ہیں۔ اسپر رکھی کیش نے کہا کہ ہون میں ان آدی کی آہوتی دینی چاہئے اس کے بعد پنڈت سکھ رام نے جو سناتن سبھا کے ممبر ہیں اٹھ کر پبلک میں یہ کہا کہ یہ تحریک آریہ سماج کی طرف سے شاید کسی نقصان پہونچانیکی خاطر کیگئی ہے۔ اور پنڈت بھگت رام جی کے اس سوال کو بار بار دہرانے سے عام لوگوں کے دل دکھا رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم پنڈت بھیم سین جی سے اس امر کی بات دریافت کریں گے۔ اسپر پنڈت ہرکشن جی نے فرمایا کہ آپ آریہ سماج کو مخاطب نکریں۔ کیونکہ ان کو سبھا پتی کی انوسار بولنے کی اجازت کر دیگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اثناء گفتگو میں مہاشہ بھیم سین جی اتنا کہہ گئے۔ کہ یہ لیکھ انکا تو اپنا نہیں۔ انہوں نے ہی شروت آدی سوتروں سے لکھا ہے۔ اسپر لالہ شنبھو ناتھ نے اٹھکر سوال کرنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ اجازت دیگئی۔ انہوں نے کہا وہ آریہ سماج کے ممبر ہیں اور درخواست کرتے ہیں مہاشہ بھیم سین اسبات کا اوشیہ جواب دیویں آیا ہون میں پشو مار کر ماس سے آہوتی دینا جائز ہے یا نہیں کیونکہ پبلک کے دلوں میں انکی بابت سنشا پیدا ہو رہا ہے مگر تاہم انکے سوال کا ٹال مٹولا کر دیا گیا۔ آخر کچھ وقت کے لئے سکوت کا عالم چھا گیا۔ اور چونکہ دھرم چرچا کا وقت ہو چکا تھا اسلئے جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ برخاست ہوتے وقت "جے سناتن دھرم کی" اور "جے آریہ سماج کی" کے نعرے مسند کے اندر بلند ہوئے۔ اس کارروائی کا اثر پبلک [illegible]

فیصلہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

میں قرار دیتا ہوں کہ پنڈت گوپی ناتھ اگر برائے نام نہیں تو واقعی اخبار عام کا ایڈیٹر ہے اِس طرح پر قیاس غالب ہے کہ بالفرض اگر اُس نے یہہ گاؤکشی کے مضامین نہیں لکھے تو بھی اُن کی بنیاد اُسی کے چالاک دماغ سے اُٹھی۔ وے اِس قدر بہڑ کیلے اور اُشتعال انگیز لکھے ہوئے ہیں۔ کہ اُنہیں کلیتاً گوونسیاں کے کام نہیں کہہ سکتے۔ اور یہہ امر مسلمہ ہے کہ اُن کا مصنف عام طور پر گوپی ناتھ سمجھا جاتا تھا۔ یہہ کہئے ہیر ان کہا جاتا تھا۔ ہندو ان مضامین سے ناراض تھے۔ اور اُن کے ناراضگی کے، ظاہر کرتے ہیں۔ پیش نہیں کرتے تھے۔ آریہ لوگ خوش ہوتے تھے۔ اور گالیوں میں گوپی ناتھ کو ٹھہاکرتے تھے۔ اور اُس کے بارے سناتنی لوگوں کو دق کرتے تھے۔ گوپی ناتھ نے کبھی بھی اِس کا جواب انکار سے دینے کی کوشش نہ کی۔ اُسوقت تک نہیں جب کہ ٹھٹھا اور دق کرنا اُس کی اپنی حاضری اور شنوائی میں عمل میں آیا اور آخر کار بوجہ اِس عام رائے کے کہ اُس نے ہندوؤں کا دل دُکھانے والے مضامین لکھے۔ اُس نے سناتن دھرم سبہا کے عہدہ سکریٹری سے استعفیٰ دے دیا اگر ایسا طریق عمل قطعی نہیں ہے۔ تو ہمارے پاس اُس کا اپنا اقبال موجود ہے۔ کہ وہ ان مضامین سے اتفاق کرتا ہے۔ اور نہیں پسند یدہ سمجھتا تھا۔ کہ اور گوپی ناتھ سے خود پسندی بعید نہیں ہے؟ اور علاوہ بریں وہ خط موجود ہے (دستاویز D.4 و D 43) جو بڑے صاف طور پر ان مضامین کی نسبت ہے۔ اس (خط) میں گوپی ناتھ اخبار عام کی پالیسی بیان کرتا ہے اور کہتا ہے "ممکن ہے کہ کسی مضمون سے آپ کو رنجش ہوئی ہو۔ اور شائید اُس میں آپ کی نظر سے میری ہی غلطی ہو۔" اور پہر وہ اِس امر پر بحث کرتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی زیادہ تر جانب داری کی پالیسی کس طرح پر اُس کے لئے زیادہ تر فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے "مجکو فقط یہہ خیال ہے۔ کہ پہر یہہ اخبار اخبار عام نہ رہیگا۔" پہر وہ اخبار عام کے ایڈیٹوریل کام کا علم ظاہر کرتا ہے۔ جو کہ پُر معنی ہے (وہ لکھتا ہے) "بہت سے پُر جوش مضامین ہندو احباب کی طرف سے اخبار عام کے لئے آئے۔ اور اُن میں سے بہت سے ردّی میں پہنکے گئے۔" "اہل اسلام کی طرف سے جو مضامین آئے وہ کل درج کئے گئے۔ اور اب بھی اگر کوئی آوے تو انکار نہ ہوگا۔" اگر وہ واقعی ایڈیٹر نہیں ہے۔ تو اُسے یہہ کیوں کر معلوم ہوا۔؟ یہہ امر مسلمہ ہے کہ اُس نے یہ خط اخبار عام کے ایڈیٹوریل کاغذ پر لکھا۔ پس اِس امر پر میں قرار دیتا ہوں کہ یہہ بیان کہ گوپی ناتھ نے گاؤکشی کے متعلق مضامین لکھے حقیقتاً صحیح ہے۔ اور شہادت پیش کردہ سے بالکل واجبی ہے۔

(ب) امر دوم یہہ ہے۔ کہ آیا اُس نے اِن (مضامین متعلقہ گاؤکشی) کو مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھا؟۔ یہہ امر ہم کو اِس مقدمہ کے فریقین کے "تنازعہ کی کہانی کے اندر پہنچا تا ہے۔ لیکھرام ایک ہندو مہا جبکہ مذہبی دُنیا کے اندر نامور تھا۔ جبکہ وہ سنہ ۱۸۹۷ء کے شروع میں کہا جاتا تھا۔ کہ ایک مسلمان (کسے دہ نخص) سے قتل کیا گیا۔ وہ (لیکھرام) ایک آریہ سماجی تھا لیکن اُس کے ماتم میں تمام ہندو شامل ہوئی اور مسلمانوں کے برخلاف ایک بڑا مضبوط جوش بہڑک اُٹھا تھا۔ اخبار عام جوش کی طرف جہک گیا۔ اور ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو ایک ہمدردی کا نوٹ درج کیا۔ جس میں کہ برٹش انتظام کی بابت ایک غیر ضروری ریمارک (اشارہ) شامل تھا۔ اُس کی پیروی دوسرے خطوط اور مضامین نے کی۔ جس میں مسلمانوں پر حملے تھے۔ ۲۲۔ مارچ کو ایک حد سے بڑھا ہوا۔ اور ناشائستہ مضمون درج ہوا۔ بابت اسلامیہ انسٹیٹیوٹ لیورپول جیسے کہ وہ (گوپی ناتھ) تبلاتا ہے۔ کہ "دہوکہے کی ٹٹی" اور "مسخرا پن" ہے اور "غایت درجہ کی نادانی" کا نتیجہ ہے وہ [لیور]پول کے مسلمانوں کے [illegible] کا "[لیک]ہرام کے قتل کے سار[illegible] والا یاد [illegible] وہ نمبر لینے والے اور گویا اپنے عزیز مسلمانوں کی کاشتی کیموجب [illegible] دکھلایا جاتا ہے کہ اگر مسلما[نوں] [illegible] نے ستیہ لیکھ پرکاش صفحہ ۸۹ [illegible] میں شریک رہے [illegible] تو ہنو [illegible] کے دونوں کے کرتو یہ کرم اور لنگ ہیں [illegible] سکے اور سپیچ [illegible] وونوں۔ اور وستیارتھ پرکاش کے جواب [illegible] ہیں [illegible] کا مارچ کو ایک خط نکلا جسے کہ آدھیں لکھا گیا ہے وہ درست ہے ہے کہ "لیکھرام کے قتل کے باعث کیا ہیں" [illegible] یہ جوار تھ لکھے میں وہی سخت برخلاف ہے۔" تب مسلمانوں کی طرف سے اپنے ہم [illegible] بیشک دونوں کو کو اخبار عام کی مدد سے باز رکہنے کے لئے بہی کی کوششیں کی گئیں۔ گوپی ناتھ [illegible] دہ بڑی احتیاط سے ظاہر کرتا ہے [illegible]

ایک گشتی چٹھی اپنے (؟) مسلمان ناظرین کو
بھیجی۔ اُس نے اس چٹھی کو خود لکھا اور دستخط
کئے۔ پھر ۲۲۔مئی کے اخبار عام میں ایک
نوٹ نکلا "ہم نے اپنے مسلمان خریداروں
پر پرائیویٹ خط کے ذریعہ سے اصل حالات
ظاہر کردئے۔" "ایک پرانے دوست
نے ہمیں خط لکھا اور ہماری تعریف کی"
یہہ وہی خط معلوم ہوتا ہے۔ جس کا جواب
کر گوپی ناتھ نے (اخبار عام کے اڈیٹوریل
کاغذ پر) ۲۴۔مئی کو دیا۔ ان سب کا
مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ اخبار عام کی اشاعت
کو نقصان پہونچ رہا تھا۔ اور اُس کا (گوپی ناتھ
کا) گشتی خط اس آخر الذکر آمدنی کی بازیافت
کی غرض سے تھا۔ جو غرض کہ حاصل ہوگئی
کیونکہ "نتیجہ ہماری تمام امیدوں سے بڑھکر
نکلا"

پھر ۲۵۔مئی کو گاؤکشی کے متعلق پہلا مضمون
نکلا۔ جس میں وہ کہتا ہے "یہہ کس قدر
افسوسناک [illegible] عدم تعلیم کی بات ہے۔ کہ اگر
بڑہ چڑہ [illegible] قسمت سمجھ کر نوشت ہے۔ [illegible]
کی ضرورتیں ہیں کہ ہندو بہائی ایکہ
مال [illegible] نے ہندوؤں کو اُن نے گئوودھ
ہو جاویں گے۔ [illegible] خواہ [illegible]
[illegible] ارسال ہو سکتے ہیں۔ اہل ہنود
المثل کہ ایک [illegible] نہیں
پہنچ تو اُسے بیچ ڈالتے ہیں۔ اور

؎ اظہار تعجب غالباً اس لئے ہے کہ جن
[illegible] کے برخلاف ایسے سخت لکھا انہیں
چھاپا کیا جاتا ہے۔ نیز [illegible] پر زور دیتے
اپنے ناظرین کو ظاہر کرتا ہے کہ
وہی اڈیٹر ہے۔
(از اڈیٹر)

یہہ جانتے ہیں کہ خریدار اُسے خرید کیا کریگا"
(دستاویز حرف D.37) اس کے بعد
دوسرے (مضامین) نکلے۔ ۱۷۔جون کے
مضمون میں وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ ان مضامین
میں چند فقرے ایسے تھے۔ کہ اگر نہ لکھے جاتے
تو بہتر تھا اور جن کی کہ چنداں ضرورت نہ تھی
اور جنہوں نے کہ چند ہندو ناظرین کو رنج
بھی پہونچایا اور جس کے لئے کہ اُس نے صدق دل
سے معافی مانگی۔ اس جگہہ جو ضروری پالیسی
چلی گئی اس کی نسبت کوئی شبہ نہیں ہے
وہ مسلمانوں کے درمیان (جنہیں کہ اُس
کے تازہ لیکھ رام کے متعلق مضامین نے رنج
پہونچایا تھا۔ اور جنہوں نے کہ اس لئے خریداری
بند کر دی تھی) عنایت اور معافی حاصل
کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس غرض کے
حصول میں ہی اُس نے نئی نہ سے تجاوز
کیا اور ہندوؤں کو ایسے فقروں سے
رنج پہونچایا جو کہ اس حد تک غیر ضروری تھے
کہ (دیکھو دستاویز D.45) ہندوؤں نے
سمجھا کہ یہہ مضامین "اہل اسلام سے رشوت
لے کر لکھے گئے" اور کہ "اہل اسلام کو ناجائز
طور پر خوش کرنے کے لئے ایمان کا خون
کیا گیا" اور کہ یہہ "اخبار عام نے
ذاتی فایدے کے لئے لالچ سے کیا۔" کل
شہادت جو مثل پر موجود ہے ظاہر کرتی
ہے کہ اُن ہندوؤں نے بہت ہی صحیح نتیجہ
نکالا اور گوپی ناتھ نے ایک دم سے ایک
زایدسلسلہ مضامین کا اسی پشیمانی کے پیچھے
شایع کرنا شروع کر دیا جس میں اُسی گاؤکشی
کے معاملہ پر اہل اسلام کو لیکچر دیتے ہوئے
اُنہیں ہندوؤں کے خیالات کی عزت
کرنے کی نصیحت کی۔
خط (حرف D.47) جبکہ کئی بار

حوالہ دیا جاچکا ہے۔ اسی وقت کہ [illegible]
لکھا گیا تھا۔ اور وہ اس امر کو شبہ [illegible]
کر دیتا ہے۔ کہ یہہ مضامین اُسی طرح
مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھے گئے
جس طرح پر کہ وہ پرائیویٹ خط لکھا گیا [illegible]
جو کہ اس (گوپی ناتھ) نے اپنے خریداروں
کو بھیجا تھا اور نیز یہہ کہ وے مضامین [illegible]
طور پر ہندو مذہب کے برخلاف [illegible]
جاتے تھے۔
یہہ قبلاً باعث دلچسپی ہے کہ یہہ خط [illegible]
اس میں محض "اصل حالات کا بیان [illegible]
تھا۔ کہ اس (گوپی ناتھ) نے کہا۔ کہ اُس [illegible]
مطبع کے فی صدی ۸۰ ملازم اہل اسلام [illegible]
تاہم کنفڈنشل (رازدار) تھا۔ اور [illegible]
مسلمان خریداروں کو بھیجا گیا تھا۔ وہ [illegible]
کرتا ہے کہ ہندو اکثر اس کے اہل اسلام کی [illegible]
کرنے کے شاکی ہیں۔ اور یہہ صاف ہے کہ [illegible]
کنفڈنشل خط کے اخبار عام میں چھپنے [illegible]
ان شکایتوں میں زیادہ ایزادی ہوگئی
وہ اس پر بحث کرتا ہے کہ مسلمانوں کی [illegible]
کی پالیسی کی نسبت ہندوؤں کی رعایت
کا اُس کی اشاعت پر کیا اثر پڑے گا
اور خاتمہ اُسپر کرتا ہے۔ کہ وہ دونوں
(پالیسیاں) اختیار کریگا۔
یہہ خط اس لئے بھی دلچسپ ہے۔ کہ اس میں
"ارجن" کی نسبت جو کہ ہندوؤں کی طرف
"مسلمان آبزرور" کے جواب میں ایک
انگریزی اخبار جاری کیا گیا تھا۔ ایک [illegible]
جھوٹھ درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اخبار
عام کے مسلمان خریداروں نے "ارجن"
کی مسلمانوں کے برخلاف ٹون پر عذر کیا [illegible]
اس لئے گوپی ناتھ اپنی اشاعت کو بچانے
کے لئے دعوی کرتا ہے۔ کہ علاوہ اُسی

اُسی پریس میں چھپنے کے "اخبار عام" کا ارجن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے جج میں گوپی ناتھ نے تسلیم کیا۔ کہ وہ "ارجن" کا اور اُس پریس کا جس میں کہ وہ (ارجن) چھپتا تھا۔ حصہ دار تھا۔ کہ وہ اس (ارجن) کا شائع کنندہ تھا۔ اور کہ کچھ عرصہ کے لئے اُس کا بھائی اُس کا اڈیٹر تھا۔ گویا کہ اُس کے ساتھ گوپی ناتھ کا تعلق قریبی اور واقعی تھا۔ ایسی ہی بے شرم جھوٹ بے روبرو اُس کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اُس کو نہیں معلوم تھا۔ کہ آیا "ارجن" "مسلمان ابزرور" کا ردّ الجواب تھا۔ حالانکہ اس خط میں وہ یہہ ظاہر کرنے کے لئے بڑا طول کھینچتا ہے۔ کہ "ارجن" کی بُنیاد کی وجہ محض "ابزرور" کے جواب کے لئے تھی"۔

پس میں نے صاف طور پر دکھلایا ہے کہ اگر گوپی ناتھ گاؤکشی کے مضامین کا اصلی لکھنے والا نہ تھا تو اس کا بانی تھا۔ کہ وے یا ان میں سے پہلے چند ایک (مضامین) مسلمانوں کو خوش کرنے کی غرض سے تھے۔ اور کہ وے برخلاف ہندو مذہب کے تھے۔ اُس کا اپنا گواہ پنڈت ایشر پرساد کہتا ہے۔ کہ جو شخص گاؤکشی کے حق میں برخلاف ہندو مذہب کے مضمون لکھے۔ وہ ہندو نہیں سمجھا جائیگا۔ اور ان مضامین نے کیسا سخت اثر ہندوؤں میں پہونچایا دستاویز حرف D. h. 5. کے "اخبار عام کے لئے پرانی محبت کا اظہار" میں بیان کیا گیا ہے۔

کل لائیبل ہائے نیا، نالش میں سے یہہ سب سے سخت ہے۔ پہلی فرد کے باقی فقروں کی نسبت یہہ عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ دے اُمنچ ہیں۔ یہہ پورے طور پر ثابت ہوگیا ہے۔ کہ اُس کی تحریریں مہلک ۲ بہنر اور مفسدانہ ہیں۔ اُن کی سختی اظہر من الشمس ہے۔ اور اُن کی کینہ وری کی نسبت کوئی حجت نہیں ہوسکتی۔ وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ اُس نے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے برخلاف بعد دائری مقدمہ محض از جانب گورنمنٹ بھڑکایا۔ اور مضمون زیر بحث کی عام سچائی دستاویزات سے صاف ظاہر ہے۔

دوسرا (مضمون) گوپی ناتھ کی شمولیت ایک بڑے مشتبہ معاملہ میں ظاہر کرتا ہے مقدم الزام یہہ ہے کہ وہ ایک لیکچروں کا سلسلہ محض آریہ سماج کو ذلیل کرنے کی غرض سے جاری کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ (گو جو کہ بلاشبہ صحیح ہے) اور کہ اُس کی آمدنی میں سے وہ اپنا چھہ سو روپئوں کا نقصان پورا کرنا چاہتا ہے۔ جو کہ اُس پر نالش تحریروں کے مقدمہ میں جرمانہ ہوا تھا میں اُس کی تفصیل کے اندر جانا نہیں چاہتا گوپی ناتھ کو محض اپنا اور اپنی پاکٹ (جیب) کا خیال تھا۔ وہ آغاز ایک آریہ سماجی بھیم سین کو اپنی طرف کرنے کی کوشش سے کرتا ہے۔ اور بہت سی خط وکتابت کے بعد، اس میں کامیاب ہوا ہے۔ (ہمیں نہیں معلوم کہ کن شرائط پر) پھر وہ انتظام کرتا ہے کہ یہہ (بھیم سین) "ہماری سناتن دہرم سبھاؤں کا بخوبی دورہ کر کے آریہ سماج کا پول کھولے اور ان کو شکست فاش دیوے" چنانچہ وہ ایک تاکیدی پرائیوٹ اور کنفڈنشل چٹھی کی محدود کاپیاں چھپواتا ہے۔ جس میں سناتن سبھاؤں کے درمیان اُن کی اشاعت کا منصوبہ درج ہے۔ جنہیں (سناتن سبھاؤں کو)

بہرکیف ضروری ہوگا۔ کہ اس (گوپی ناتھ) کے پاس پچاس روپیہ ۵۰/ پیشگی بوجہ اخراجات کے بھیج دیں۔ یہہ کل معاملہ ایک ایسی معیوب۔ ایسی خفیہ اور ایسی کمینہ سازش ہے۔ کہ اس کی پردہ دری کرنا اور "پاپ کا بھانڈا پھوڑنا" ایک بڑے اور قدیم مذہب کے ہر ایک معزز ممبر کو درست سمجھنا چاہئے۔ یہہ یقیناً جملہ آریوں کے بحیثیت آریہ ہونے کے فائدہ کے لئے تھا۔ کہ یہ (کام) کیا جاوے۔ اور اگر پردہ فاش کرنے کے عمل میں کیقدر تیزی ظاہر ہو تو سرغنہ سازشی کی شکایت معقول نہیں ہوسکتی۔

اِسلئے میں ملزمان کو ان الزاموں سے بری کرتا ہوں۔ جن کا تعلق دوسرے مضمون مورخہ ۸ و ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ع کے ساتھ ہے۔ اب یہہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ پہلی فرد کے لائبل کے کہاں تک متثنیات کے اندر آجاتے ہیں [illegible]

بحیثیت ایک پبلک [illegible] والا یا ز [illegible] وہ نمبر لینے وا[illegible] گواہوں نے [illegible] بموجب [illegible] میں دکھلایا جاتا [illegible]

حال [illegible] کا [illegible] نے ستیہ [illegible] پر کاش صفحہ ۸۹ [illegible] میں شریک [illegible] ورنوں کے کرتو یہ کرم اُدیش ہیں [illegible] سکتے اور سپیچ [illegible] اور وستیارتھ پرکاش کے [illegible] میں ان کا پبلک [illegible] کیا گیا ہے وہ درست ہے موجود ہے۔ وہ اُسے [illegible] کی ہیں"

شکل میں دکھلاتی ہے [illegible] جو ارتھ کیے ہیں وہی [illegible] میں کسی شبہ کا [illegible] اور بیشک ورنوں کو وہ ایک دروغ گو [illegible] میں دکھلا چکا ہوں کہ کس [illegible] ایک خط میں دو مرتبہ" [illegible] بارے میں جھوٹ بولا۔ [illegible] کذب بیانی کی۔ جب [illegible]

کے خط کی چوری کے مقدمہ کی تائید

کے لئے اُس نے بیان کیا کہ ۱۹۰۰ اور

محض ۱۹۰ کا بیان چھاپی گئی تھیں

لیکن جب وہ مقدمہ سرسری طور

پر ہی خارج ہو گیا۔ تو اُس نے

بیان کیا کہ اور کا بیان بھی چھپی

ہوں گی۔ اُس نے دروغ گوئی کی

جب اُس نے کہا۔ کہ گذشتہ بارہ برسوں

سے وہ کریم بخش سے اچھی طرح واقف

نہیں ہے۔ اور یہ ایسا کرنے کی کوشش

کی کہ وہ اُس عرصہ میں فاحشہ عورتوں

سے نہیں ملا ہے۔ حالانکہ بدمعاش اُسے

ان لوگوں کے ساتھ سنہ ۱۸۹۶ء میں

بلکہ اس کے بعد تک تعلق رکھنا ماننا پڑا

دستاویز ۹ ہائی اخبار عام بابت

۲۲ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء میں اُس کے باپ نے

اُس نے اور اُس کے بھائی نے (بحیثیت

مینیجر۔ ایڈیٹر اور مالک (لعنۃ

Coments) "اس میں نہیں ہے)

بڑہ چڑہ کر تسلیم کیا تھا۔ بدھ...

کی ضرورت آمیز عزت وقت ایک

مال منگانے کے لئے لکھ گئے ہیں

ہو جاویں گے۔ درخواستیں

مفت ارسال ہو سکتے ہیں۔

المشتہر خواہش...

مینیجر والان مقدمہ گوپی ناتھ

...ری گزٹ کے متعلق ہیں۔

...کی ایک بھی میری کاپی

...چھ دعوٰی ہی پنڈت گوپی ناتھ

...اگر خارج ہو گیا۔ نقل ہم

...ان ملاحظہ سمجھئے۔ (ایڈیٹر)

...۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء۔ ایڈیٹر

جس نے بعد کو اس اخبار کے معتبر قانونی اور

اور منیم گواہان کی خلاف نوشا دہا ہے۔

یہہ ایک معزز اور ذی عزت آدمی کا کام

نہیں معلوم ہوتا اور نہ ہی اس کی ہسٹری

کا وہ حصہ جس کی بابت کریم بخش نے شہادت

دی ہے۔ اُس کی نسبت استغاثہ کے بیان

کی تائید کرتا ہے۔ وہ آواز سے کسنے اور

اتہام لگانے میں ہمیشہ بہادر ہے۔ لیکن

جب کہ اُن پکڑ کر اٹھایا جاوے۔ تو

خوشامدی بزدل بن جاتا ہے۔ جب

گورنمنٹ نے اُس پر استغاثہ چلایا تو

اُس نے جرم سے اقبال کیا۔ ایک ملزم

نے دستاویز صرف .. میں کہا ہے۔ کہ

اُس (گوپی ناتھ) نے رد خاص میلان

فحش اور ناشائستہ کو اس کی طرف "

دکھلایا ہے۔ اور اس سے زیادہ صحیح کچھ

ہو نہیں سکتا۔ فن رمز دکھانا یہ کا وہ سند یافتہ

استاد ہے۔ اُس کے "بولی کے چٹکلے"

والے مضمون سے بڑھ کر زیادہ ناپاک

زیادہ گندہ اور فحش کچھ ہو نہیں ہو سکتا

اُس کی رندانہ طبیعت مذہبی کتابوں میں سے

ایسی فقرے چن لیتی ہے جن سے کھینچ

تان کر زناکاری اور شہوت پرستی کے معنی

نکل سکیں۔ اُس نے واقعی فحش کو ایک

لطیف سادگی کی شکل دینے میں ایک عجیب

قابلیت ظاہر کی ہے۔ جیسا کہ اُس کی بہت

سی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲۷ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو وہ پھر ایک جھوٹھ

کے لئے معافی مانگتا ہے۔ اور تسلیم کرتا ہے

کہ ایک اور بیان "درست نہیں ہے"

(دستاویز حرف ۵ ۔ (H) ممالک مغربی

وشمالی کی گزٹ میں اک گورنمنٹ رپورٹ

کے اندر جس پر کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

کی منظوری ثبت ہے۔ وہ (گوپی ناتھ)

بطور باغی اور لٹکا پنتھی تحریک کے بیان کیا

گیا ہے۔ جس کے الزاموں کی بنیاد کرلالچ

پر تھی۔ اُسے ایک مفسد اخبار کا ایڈیٹر

اور ایک بے اصول محرک بیان کیا گیا ہے

جس نے گورنمنٹ کے افسران کو تہم کرنے

میں جیرت انگیز بے غیرتی دکھائی۔ اُس نے

بے باکانہ اور بے حرمت دروغ کا اظہار کیا

اور "سچائی کو الٹانے کے راستہ میں کسی

پر ٹھہرنے والا نہیں ہے" اس کی نسبت

بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ کے برخلاف

تحریک کرنے کا بیڑا اٹھانے کے لئے اُسے

ایک ہزار روپیہ دیا گیا۔ اور اُس نے

۲۳۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کے اخبار عام

میں اُن لوگوں پر دشنام دہی کی بوچھاڑ

کی۔ جنہوں نے اُس کی عرضی پر دستخط

نہیں کئے تھے یا جنہوں نے کہ اُس کے

الزاموں کی سچائی میں کلام کیا تھا۔

ماسوائے اس کے کریم بخش کی شہادت

موجود ہے۔ جس کے بڑے حصے کی دستاویزی

شہادت سے تائید ہوتی ہے۔ اور جو

ظاہر کرتا ہے کہ اُس (گوپی ناتھ) سے معمولی

اُس کی فحش تحریروں کے مطابق ہے۔

اور نیز وہ شہادت جو کہ تاجدار زول

سے گر دمول کر کے بالاظہار کرتی ہے۔

فیصلہ صرف اس سوال کا باقی رہ گیا ہے

کہ آیا اُس دغابازی پر وہ خاص انہی

ہے۔ بلکہ سخت سزا ہے۔ اور اس

امر پر فریقین نے زیادہ تر دکتاب)

اوجرز لائبیل اینڈ سلینڈر

(Odgers Libel and Slander)

کا حوالہ دیا ہے۔ انگلستان کے قانون

دعوی فوجداری
مطابق لایبل کے رُلے
لیئے اجازت ہے۔ کہ خلل امن بھی
اور اُس کا دفعیہ ہو جاوے
ہندوستان کے بارے میں یہہ
نظ نہیں آتا۔ تعزیرات ہند
دفعات ۹۹ لغایت ۵۰۲ کا
ازالہ حیثیت عرفی سے ہے۔ لیکن
کے بعد کی ہی دفعات ۵۰۴ و ۵۰۵
تعزیرات ہند توہین مجرمانہ - استعمال
اور بیانات جن کی وجہ سے کہ
عامہ خلائق میں خلل پڑنے
فاص جماعت کے بر خلاف
جرم کے ارتکاب کا اندیشہ ہو
کے متعلق علیحدہ علیحدہ ذکر کرتی
ہمیں صرف یہہ سوچنا ہے
گوپی ناتھ کی قسم کے آدمیوں کے
چال و چلن پر دباو ڈالنے والے حملوں
روکنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس
بر مجھے یہہ مسئلہ قرار دیا ہوا ملتا
کہ پبلک آدمیوں کے پبلک افعال
نکتہ چینی کرنے کا حق ہر ایک رعایا
سرکار کو حاصل ہے۔ اور کہ ایک تصنیف
نہیں ہوسکتی جس کی غرض واقعات
کی غلط بیانی کو درست کرنا لٹریچر
(علم ادب) میں شرر انگیز مذاق کو
کرنا۔ یا جو کچھ کہ اخلاق کے مخالف
اس کو ملامت کرنا ہو۔ اور یہی
ملزمان نے کیا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک
پبلک آدمی کا پبلک چال و چلن ایک
پبلک معاملہ ہے۔ اسلئے میں یہ خیال
کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ ملزمان
نے ایک ایسے آدمی کی دلیرانہ پردہ دری
کی جس کی مستقل پالیسی مکاری

جھوٹ اور رہا غت سے روپیہ حاصل
کرنے کی رہی ہے۔ تمام ذی عزت ہندوؤں
کے شکریہ کا استحقاق حاصل کیا ہے
اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ
اُن زیادہ ترسناتنی ہندوؤں کے
شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن کے قدیم
مذہب کو کہ اپنی جیب پُر کرنے کے لئے
اُس نے حمایت کرنے اور تقویت پونہچانے
کے بہانہ سے پلیٹ اور ذلیل کیا ہے
جن بیانات کی نسبت کہ استغاثہ ہے
اُن کی سچائی ملزمان کے زیادہ حق
میں ہے جن سے کہ امید مبالغہ کی ہو
سکتی تھی۔ اگر مبالغہ[1] اس قدر مشکل ہوتا
ممکن ہے کہ کینہ ہو کیونکہ یقیناً ایک
دیرینہ جھگڑا، رہا[2] معلوم ہوتا ہے۔ کہ
ہمیشہ گوپی ناتھ ہی وحشیانہ سے
وحشیانہ دشنام غضبناک سی غضبناک
ملامت فحش رمز و کنایہ اور گندی
اہانت کا استعمال کرتا رہا ہے۔ اس
نفرت انگیز خاصیت کا کچھ بھی ملزمان
کی تحریروں میں پایا نہیں جاتا۔ ایسا
ایک لفظ بھی جہاں تک تلاش کی گئی ہے
ملزمان کی تحریروں میں نہیں پایا گیا
ہے۔ اُن کی عبارت پر ضرور کچھ سختی
کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ جو کہ عموماً ویسی
اخبارات میں پائی جاتی ہے۔ لیکن
وہ بھی اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جو
ممالک مغربی و شمالی میں درج ہے
ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں ایسے
فقرے درج ہیں۔ جن پر عام طور پر

نوٹ[1] مطلب یہہ ہے کہ اس شخص کا چال و چلن
ایسا تھا کہ اُس کی نسبت مبالغہ کی گنجائش ہی نہ تھی
ایڈیٹر

بحث کرنا واجب نہیں ہے۔ اور آریوں
اور سناتن دہرمی ہندوؤں کے جھگڑے
کے اندر ان فقروں کے معنی کرلیے ہیں
بڑی بھاری جوشیلی اور سخت سنجیدگی
دکھلائی گئی ہے۔ جس کا اظہار کہ جوشیلی
دلیلوں میں ہوا ہے۔ اور یہاں یہہ امر
قابل لحاظ ہے۔ کیونکہ اُس سے جانبین
کی طرف سے ایسے الفاظ کے استعمال
کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ جو کہ بصورت
دیگر بغض سے منسوب ہوسکتی تھی۔
مجھے ملزمان کے نسبت بغض کی کوئی
شہادت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ صاف ہے
کہ وے گوپی ناتھ کو بخوبی جانتے تھے
جیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس نے مد نظر
نہیں رکھا۔ اور اُسے ایں جان کر اُن کے
لئے اپنے تئیں روکنا مشکل ہوگیا۔ ایک
ایسے آدمی کے حملوں۔ طعنہ زنیوں
اور غلط بیانیوں کا برداشت مشکل
ہوا ہوگا۔ جبکہ کہ ملزمان نے بار بار
ذلیل اور کمینہ ثابت کردیا ہے والا یا زیادہ نمبر لینے والا
اُس کی پردہ دری ہی کی کاشی کے بموجب ہیں دکھلایا جاتا ہے
تھا۔ جو کہ [illegible] نے ستیہ نتھ پرکاش صفحہ ۸۹
میں شریک رہے
سچائی [illegible] ورنوں کے کرتو یہ کرم اور گن ہیں
جاتا [illegible] سچے [illegible] اور ستیارتھ پرکاش کے
ثابت ہو [illegible] تو سچائی [illegible] کیا گیا ہے وہ درست ہے
انسان تھا۔ تاہم اُس کے [illegible] کیا ہیں
کی کوشش خصوصیت کے ساتھ یہ جو اُس میں لکھے ہیں وہی
تھی۔ لیکن اس مقدمہ میں [illegible] بیشک ورنوں کو
زیر بحث ازالہ حیثیت عرفی [illegible] چاہئیں
پر لگ جاتی ہے۔ میں قرار دیتا ہوں جی نے کس جگہ
کہ گوپی ناتھ ایک دھوکہ باز آدمی [illegible] سرکار ہے
جو لگاتار طور پر اپنے نفع کے [illegible]
پبلک کو دھوکہ دیتا رہا معلوم [illegible]

اُس کا ہر ایک پبلک کام خود نمائی
یا روپیہ کی غرض سے کیا جاتا تھا۔ اُسنے
پیسہ جمع کرنے کا کوئی موقع ہی بیفایدہ
نہیں کھویا۔ جیساکہ اُس کی بخشش کے لئے
ہارہا گی۔ بلا واسطہ اپیلوں ۔ ریاستوں
سے روپیہ حاصل کرنے کے واقعوں
اور بریہ وار کی تحریک کے بدلے روپیہ
حاصل کرنے کے معاملات سے ظاہر ہیں
پبلک کی یادداشت کی کمزوری مشہور
ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اِس میں
عائد خلائین کا فائدہ ہے۔ کہ گوپی ناتھ
سے آدمیوں کا پبلک چال و چلن کبھی
کبھی کھول کر ظاہر کیا جایا کرے۔ میں قرار
دیتا ہوں کہ فرد قرارداد جرم کے پہلے
حصہ میں جو معاملہ زیر استغاثہ ہے۔ وہ
مستثنیات ا و ۳ و ۴ کے اندر آجاتا ہے
اور میں پہلے ہی قرار دے چکا ہوں۔ کہ فرد
جرم کا حصہ دویم مستثنی نمبرو کے اندر
آگیا ہے۔
... تیسرے اور چوتھے الزامات ہی بے اثر
کی ... ہیں۔ لہذا میں تمام ملزموں کو
مال ... ... اُن پر عاید کئے گئے
ہو جاویں گے۔ درخواست ...
مفت ارسال ہو سکتے ہیں۔ صاف طور پر
المشتہر لیناچ ... ت اور نتایج
مینیجر ساتھ کے متعلق ہیں۔ اُن کی کوئی
... رسناتن دہرم سبھا یا اُس قدیم مذہب
... کی وہ حامی ہے نہیں پڑتی۔ یہ
... دل سے قابل افسوس بات ہے
یہ سبھا اور اُس کا مذہب اِس مقدمہ
... اندر گھسیٹا گیا۔ لیکن اگر اُن کو کچھ
نقصان پہونچا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ
اِس لئے کہ گوپی ناتھ اپنے
... کو اُن دونوں کا دوست

ظاہر کرتا رہا ہے

لاہور
تاریخ ۲۶ ستمبر
سنہ ۱۹۰۱ء

دستخط ایچ کلورٹ
سٹی مجسٹریٹ۔

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ دار نہیں ہے

مہاشئے چرن داس جی منتری آریہ سماج نوانشہر
راہوں۔ مفصل حال آگے چھپ چکا ہے۔ دوبارہ
کی ضرورت نہیں ہے۔ **ایڈیٹر**

مہاشئے مدن موہن خزانچی۔ آریہ سماج
نوانشہرا بہارت رتن کی شکایت کرتے ہوئے
پنڈت رُدر دت جی کو بہت کچھ سناتے ہیں
اور لکھتے ہیں کہ اقرار تو یہ کیا گیا کہ بلاقیمت
پیشگی کے اخبار سمپادک کے باپ کو بھی نہیں
ملیگا اور اوپر سے ہار کا لالچ دیا گیا۔ لیکن
اب بار بار کے کہنے پر بھی اُنہیں کچھ نمبر بھیجے
تو ایک ہی تاریخ کے۔ پنڈت رُدر دت جی کو
اپنے خریداروں کی شکایت رفع کرنے کی
طرف رجوع ہونا چاہئے۔ **ایڈیٹر**

اجتماع ضدین

سچ ہے ہندو مذہب میں بڑی گنجائش ہے
ناستک ہو یا آستک کم سے کم کسی ایک
طریقہ مروجہ ہندوان سے منکر نہ ہو۔ پھر
کوئی نہیں پوچھتا کہ کون ہو اور کیا کرتے
ہو۔ اِس کی شہادت راولپنڈی اور اُس
کے گرد و نواح کے قصبات میں رہ کر بخوبی

مل سکتی ہے۔ راولپنڈی نگر میں
برسوں میں آج تک چار پانچ
یا مندر اہل ہنود یا یوں کہو
کی طرف سے تعمیر ہو چکے ہیں
سب سے بیا مرحوم رائے بہادر
صاحب کا ہے۔ اِن سب میں جو
دیوی دیوتاؤں کو اکٹھا کیا گیا
ساتھ ہی سب سے بڑھ کر گرنتھ
دی گئی ہے۔ اگر بعض عالم
اور تنت کہالصہ والوں کی پیدا
ہے۔ کہ گرنتھ صاحب بڑے زور
پرستی کا کھنڈن کرتا ہے۔ تو عجب
ماجرا ہے۔ کہ ہندو مذہب کے
نے اجتماع ضدین کر کے اپنی
خوبی کا اظہار کر دکھلایا ہے۔
شوق سے اُسی مکان میں گھنٹہ
کی آوازیں نکلیں۔ اور مورتی
وہاں ساتھ ہی گرنتھ صاحب
اگر کوئی سنگھ اُسکا کھنڈن ہی کرے
تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا۔ نرملے اور
سادہوؤں کے جھنڈ کے جھنڈ
میں گشت لگاتے رہتے ہیں۔
اُن میں ایک دو سادہو سنکر
ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کی کتھا
سکھی مت کی مہاشا گرنتھوں پر
سب سے پہلے بجائے ادم یا کسی
کے گورو نانک جی کی مدح اور
پرم برھم نانے والے شبھ نی
کی طرز پر شلوک پڑھے جاتے
پھر بہاشت کی کتھ بندیوں کی
ہیں شاستروں کے شلوک یاد
پیش کیا کرتے ہیں۔ گویا یہ
اُلٹی ندی بہاتے ہوئے ہی

کے حامی اور " بول سناتن دہرم کی جے "
کے پورے حصہ دار بن رہے ہیں۔
دسوں گورؤوں کے متعلق بے شمار
کہانیاں ڈہیک پورانوں کے گپوڑوں
کی طرز پر) اور قصہ بنائے گئے ہیں
اور بڑی شردھا اور پریم سے سنائے
اور سُنے جاتے ہیں۔ علاوہ بے سرو پا
ہونے کے بعض قصہ کہلم کھلا ہندو
تواریخوں یا شاستروں کے برخلاف ہی
ہوتے ہیں۔ مگر کوئی ہندو چوں ہی
نہیں کرتا۔ اس علاقہ میں یگیوپویت
اُتارنے اور بیاہ شادی شاستروکت
بیاہ پدہتی سے نہ کروانے میں تت کہالصہ
والوں یا سکھوں نے اپنا کام برابر جاری
رکہا ہے۔ مگر کبھی کسی براہمن یا بول سناتن
دہرم والوں نے اس کی مخالفت کا نام
ہی لیا؟ کبھی نہیں! وجہ یہ ہے کہ
" ہندو مذہب میں سب گنجائش ہے "

راقم
گنگارام دہیم

شریمان ایڈیٹر صاحب
ستیہ دہرم پرچارک جلندہر شہر
نمستے۔ مباحثہ مضمون ورن بیوستہا
جوکہ درمیان ماسٹر لچھمن داس
جی بی۔ اے ہیڈ ماسٹر دو آبہ ہائی
سکول جلندہر و لالہ امراؤ سنگھ جی
رئیس لودہانہ ۲۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء
کو ہوا تہا۔ حسب وعدہ گذشتہ ہفتہ
ارسال خدمت ہے۔ کرپا کر کے اپنے اخبار
ستیہ دہرم پرچارک میں چہاپ کر مشکور
فرما دیں۔
آشا ہے کہ ماسٹر لچھمن داس جی
و لالہ امراؤ سنگھ جی اس مضمون کو ختم
کر کے کسی خاص نتیجہ پر پہنچنے کے لئے
پبلک کو موقع دیویں گے۔
اور ساتھ ہی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ
یہ تحریر بڑی جلدی میں لکہی ہوئی ہے۔ اس
کے نقل کرنے میں بڑی دقت واقع ہوئی
ہے۔ اگر کوئی لفظ رہ گیا ہو تو رکت
مہاشیوں کی سیوا میں نویدن ہے کہ اُسے
درست فرما کر غلطی رفع فرما دیں
آپ کا داس لبہو رام نہیر سکرٹری آریہ سماج لودہانہ

مباحثہ

درمیان ماسٹر لچھمن داس بی اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول جلندہر

(اور)

لالہ امراؤ سنگھ جی رئیس لودہیانہ

{واقعہ ۲۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء}

مضمون ورن بیوستہا

لالہ امراؤ سنگھ " چاروں ورنوں کے کیا گن ہیں
جن سے ورن بیوستہا قائم کی جائے۔ سوامی
کرت گرنتھوں سے حوالہ درکار ہے "
ماسٹر لچھمن داس " برہمنوں کے کرم وید پڑہنا
اور پڑہانا۔ یگیہ کرنا اور کرانا۔ دان دینا اور
لینا۔ چھ کرم ہیں اور برے کاموں کی اچھیا
نہ کرنی۔ اور ادہرم سے پرہیز کرنا۔ اندریوں
وس۔ جت اندری رہنا۔ دہرم پر انوشٹھان کرنا
شوچ۔ یگیہ آدی۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ
۹۰ پر درج ہے "
" کشتریہ " پرجا کا پالن کرنا۔ یگیہ کرنا۔ ویدوں کا
پڑہنا۔ وشیوں سے پرہیز آدی۔ جیسا کہ
ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۰-۹۱ پر درج ہے
" ویش " پشوؤں کی رکشا کرنا۔ دان کرنا
یگیہ کرنا۔ ویدوں کا پڑہنا آدی جیسا کہ ستیارتھ
پرکاش صفحہ ۹۱ پر درج ہے
" شودر " سب ورنوں کی دہرمانوسار سیوا کرنا وغیرہ
جیسا کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۱ پر درج ہے۔
لالہ امراؤ سنگھ " جتنے گن کرم دئے گئے ہیں۔ ان
میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ یا مجموعہ کا ہر
ایک ورن کے لئے۔ مثلاً دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ شاستر
کا پڑہنا۔ یہ تینوں ورنوں کے لئے مساوی ہیں۔
کیا یہ لازمی نہیں کہ کم سے کم تین باتیں ضرور ہونی
چاہیئے تہیں۔ وہ دوج کہلانے کا مستحق ہے۔
ماسٹر " بعض گن ضرور ہونے چاہیئیں۔ جو کہ ایک
پرش کو ایک وشیش ورن کے ادہکاری بناتیں
بعض بعض گن آہستہ آہستہ کرم کرنے اور ترقی کرنے
سے آسکتے ہیں۔ جیسا کہ امتحانوں میں لازمی اور
اختیاری مضمون رکہے جاتے ہیں۔ لازمی مضمون
میں پاس کرنے والا پاس کہا جاتا ہے۔ اختیاری
مضمون میں پاس ہونے والا یا زیادہ نمبر لینے والا
اپنی اپنی لیاقت کا تمغہ بموجب ... میں دکہلایا جاتا ہے "
... نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹
... میں تشریح ... ورنوں کے کرتویہ کرم اور گن ہیں
... اور پیچ ... کے معنی کیا تہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش کے
... میں ... یہ میں جو ترجمہ فرائض کیا گیا ہے وہ درست ہے
یا نہیں فرائض کے معنی کیا ہیں "
ماسٹر " سوامی جی نے ... جو ارتھ لکہے ہیں وہی
ارتھ فرائض کے ہی ہیں۔ چاروں بیشک ورنوں کو
اپنے اپنے فرائض بجا لانے چاہئیں "
لالہ " کرتویہ شبد کے ارتھ سوامی جی نے کس جگہ
اور کیا لکہے ہیں۔ حوالہ درکار ہے "
ماسٹر " سوامی جی ہم لوگوں ... کو ... کچھ
نہیں سمجھتے تہے۔ ... معمولی ...

ہم نہ سمجھ سکیں۔ یہہ لفظ عام پنڈت بتا
سکتا ہے کہ [illegible] تو سے [illegible] لگ کر وہ
اور [illegible] کی [illegible] ہو کر سدھ ہو جاتا ہے
[illegible] اور پہ نہیں رکھی۔ کرتا جیسا کہ [illegible]
لالہ جی۔ آپ نے تو کہ امر کی تشریح کر دی۔ اور مجھے
ترجمہ اردو درکار ہے۔

ماسٹر جی۔ جو کام کئے جاتے ہیں یا کئے ہوئے ہوں۔

لالہ جی۔ جو کام چاہئیں اگر نہ کئے جاویں تو وہ اُس
ورن کیوں پتت نہیں ہوتا۔ جبکہ ایک ڈاکٹر کا
ورن کشتری قرار دیتے ہیں۔ اور وہ وید شاستر
وغیرہ نہیں پڑھتا اور نہ پنچ کرم کرتا ہے۔ جب (نہ) دی
نہ ہو تو اس کو ہم کیوں کشتری کہیں گے۔ اور اُسکو
صرف ڈاکٹری چیر پھاڑ کر نیسے کسطرح سے کشتری ورن قرار دیں

ماسٹر جی۔ بیشک میری رائے ہے کہ کوئی شخص جو دید آدمی
ہتے شاستر نہیں پڑھتا پنچ یگیہ نہیں کرتا۔ دہرم کی
باتوں پر نہیں چلتا اور صرف چیر پھاڑ کرتا ہے تو میں اُسکو
کشتری نہیں کہونگا۔ اور اسطرح سے اگر ڈاکٹر [illegible]
ونگیہ [illegible] میں رہتا ہوا اور اوپر کہے ہوئے کرموں کے رہت ہو
اور [illegible] قسم کے کرتا ہے۔ تو کشتری ورن نہیں کہلا سکتا
بلکہ [illegible] ابھی نہیں ہیتا نے [illegible]

لالہ جی۔ کیا لیں آپ کی ہو گئے۔ در خواست [illegible] نتیجہ
نکالنے میں غلطی کرتا [illegible] ادل ہو سکتے ہیں۔ نہیں
کہ سات گن [illegible] ہیں [illegible] اور
اختیاری مقصود [illegible] ہے بلکہ یہاں ستا گن ہی لازمی ہیں

ماسٹر جی۔ ہاں آپ [illegible] غلطی کرتے ہیں۔ اگر آپ میری
اوپر کہی ہوئی تقریر کو ٹھیک طرح سمجھتے تو آپ نتیجہ متفق سمجھتے ہیں
کیونکہ میری [illegible] کہ اگر کوئی شخص [illegible] کو [illegible] نہ والا ہو
اور اُسکے اوپر ... کم عمل کرنیوالا ہو تو وہ اپنے گن کرم سبھاؤ
کے انوسار [illegible] پا سکتا ہے۔ اُسکے لئے بعض گن کرم تو
ضرور [illegible] ہیں اور بعض اگر نہ ہوں کے مطابق عام لوگوں
[illegible] کا خیال کر کے اُنکے کیہ کر تو ویسے انوسار
[illegible]۔ تو کوئی ہانی نہیں بلکہ لابھ ہے۔ کیونکہ
[illegible] کمزوری کو دور کریگا۔ اور گنو نکے گرہن کرنے

کی کوشش کریگا۔ مثلاً اگر ایک شخص وید دکت دھرم کو
ماننے والا ہو اور باتقریباً ستیارتھ پرکاش آدی گرنتھوں کو
ہر روز پڑھتا ہے۔ اور ہون اور سندھیا کرتا ہے اور
وقت پر سماج کی مدد کرتا ہے۔ گروکل کو دان دیتا ہے
اور سرکاری ملازم ہے۔ مثلاً ڈاکٹر یا وکیل یا منصف یا
ڈپٹی ہے۔ تو کشتری کہلا سکتا ہے؟

لالہ جی۔ اگر آپ کوئی ایسا پرمان وید کا یا سمرتی کا یا
سوامی جی کا کسی جگہ کا پیش کریں کہ جس میں یہ لکھا ہو
اور اُس قاعدے کی منشا یہ ہو کہ یہ جو ہمارے فرائض اور
اصول مقرر کئے گئے ہیں اگرچہ نہ بھی ہوں تو بھی وہ
اپنے ورن میں قایم رہیگا تو مجھے ماننے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا
اور اپنی غلطی کو تسلیم کرنیکو طیار ہونگا۔ اگر آپ پیش کر سکے
تو سماج کے نیتا لیڈروں کی ستی ماننی ہوگی۔ اور میں اُسکو
سویکار کروں گا۔

ماسٹر جی۔ سوامی جی مہاراج اپنے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۹
میں کہتے ہیں کہ سندھیا اور اگنی ہوتر جو شخص صبح و شام نہ کرے
اُسکو دوجوں کے کرموں سے نکال دیویں۔ اور ساتھ ہی آسے
شودرت سمجھیں اتنا صاف ظاہر ہے کہ جہاں سوامی جی
اپنے اعلےٰ کاموں کی شکشا دیتے ہے اور پنچ یگیہ کرنیکی ہی
ہدایت دیتے ہیں وہاں شودرت دور کرنیکے لئے صرف دو بڑے
بڑے گنوں کا ہی کرنا بتلاتے ہیں۔ ایسے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ سوامی جی بڑی بڑی یگیہ کرموں کا ہی کرنا لازمی امر سمجھتے تھے
اور باقی اچھے کرموں کا کرنا ہدایت دیتے تھے۔ مگر یہ کبھی نہیں
سمجھتے تھے کہ ہر ایک آدمی مکمل ہو سکتا ہے۔

سوامی جی کی سوانح عمری میں جا بجا اس قسم کے حوالے آئے ہیں
جہاں وہ معمولی ویشیوں کو جو کہ ساداہارن کرم کیا کرتے تھے
اور تجارت بیوپار کیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے یگیوپویت پہنایا۔ اور
اُنکو گایتری منتر کا اپدیش کیا اور اُنکو کہا کہ تم دوج ہو
تمکو دوجوں کے کام کرنے چاہئیں۔ اگر وہ سب کرتویوں
کو دیکھتے تو میں کہ سکتا ہوں کہ ان میں بمشکل کرم کیے سوا
ازتجارت ویش آدمی بیوپار کے علاوہ اور چال چلن کے گن
کیا۔ کم اور کیا کم درجے پائے جاتے تھے اور بموجب قول
اُن کے اُنکو شودر ہونا چاہئے تھا۔ مگر سوامی جی نے اُنکو

ویش قرار دیا اور عین یہی حالت ہماری ہے۔ ایک معمولی
پنڈت کو جو کہ صرف گہنو کو مدی پڑہا ہو ہم اُسے بچوں کے
یگیوپویت کرانے کے لئے گہر میں بلاتے ہیں۔ اور اُن سے
سنسکار کراتے ہیں اُنکو برہمن قرار دیتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے
کہ ویدک منتر انوسار برہمن وہ ہونگے جو کہ یگیہ کام اور تعلیم
پڑھنے پڑھانے آدمی کا کرینگے اور کشتری وہ ہونگے جو پرجا کی
رکشا کرینگے۔ ویش وہ ہونگے جو بیوپار آدی کرینگے۔ اگر سادھارن
اچھے چال چلن رکھنے والے گن اُن میں نہیں ہونگے تو اُنکو
شودر ورت بنا لو بنا چاہئے۔ مثلاً اگر کوئی برہمن سندھیا
اگنی ہوتر نہ کرے تو اُسکو برہمن کی پدوی سے ہٹا دینا
چاہئے۔ اگر کوئی ویش سندھیا آدی نہ کرے اور لوگوں کو
ٹھگے۔ تو اس کو ہی اُس پدوی سے گرا دینا چاہئے
اگر کوئی منصف رشوت لے۔ اور یہ لے کر پرجا کو
دُکھ دے تو اُس کو کشتری پد سے ہٹا دینا چاہئے
اتیادی مختصراً کہیہ کر تو یہ انوسار اور سادھارن
نیموں کے مطابق پُرشوں کے ملنے سے آجکل ہی
ورن بیوستھا قایم کی جا سکتی ہے۔

لالہ جی۔ میری رائے میں آپ نے غلطی کی ہے۔
سوامی جی کا اپنا لیکھ نہیں۔ منوسمرتی شلوک
نمبر ۳ کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ صحیح ہے میں مانتا
ہوں۔ مگر اس سے میری بہائی کا پکش بالکل سِدّہ
نہیں ہوگا اور نہ میرے سوال کا جواب ملا۔ جو میں نے
مانگا تھا۔ اور وہ یہہ تھا۔ کہ آپ عام شاستروں
کے پرمانوں کے کوئی exception پیش کریں۔ جس میں یہہ لکھا ہے۔ کہ بعض گن
اور کرم کو رکھتا ہوا اور بعض کو نہ رکھتا ہوا بھی
برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر آدی ورن
کے یوگیہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ ۴۸ برس کا برہمچریہ
رکھ کر ویدوں کی تعلیم پا کر پھر گرہست آشرم
میں واپس آنا ممکن ہے۔ تب آپ خیال کریں
ہیں گا کہ اتنے برس رہ کر واپس آنے میں صرف
گہنو کو مدی پڑھنے والا رہے گا۔ اور کیا اس سے
مطلب پورن ودوان کا ہی ہے

سنار کی گتی

روس کے بے مثال درویش کی ہندوستان کیلئے نصیحت

کاؤنٹ لیو ٹالسٹائے

...کے ایک مشہور رئیس ہیں لیکن انکی شہرت اُنکے دُنیاوی ...کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ اسلئے مشہور ہیں کہ وے ...ایک درویش صفت آدمی ہیں۔ اور اپنی دھن ...پکے ہیں کہ جب ایک اصول قایم کرلیا تو اُسکی ...ہی دھن۔ دولت۔ دُنیاوی عزت صحت وغیرہ ...ہی کچھ پروا نہ کی۔ یقین ہو گیا کہ ہر ایک کو ...زمین رکھنے کا حق ہے۔ جسقدر کہ وہ خود ...سکے۔ پس جہاں خود ہل جوتنا شروع کر دیا ...اپنی کل زمین کاشتکاروں کو بانٹ دی۔ ان کی ...پاکیزگی اور سچائی کے لئے مشہور ہیں۔ ایسے شخص ...زمانہ والے ضرور قابل عزت ہونی چاہیئے۔

...کے ایک نئے اخبار آریہ نامی کے ایڈیٹر نے ...کو خط لکھا تھا اس کے جواب میں کاؤنٹ موصوف ...ظاہر کرتے ہیں کہ یورپ کے مجلسی قوانین ہندوستان ...نہیں کرسکتے کیونکہ اُنکے زور جنگ کی سپرٹ کام ...پریم کی۔ اس ملک کی بہبودی کے لئے ...ہدایتیں دی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جملہ ...ہندوستانیوں کا فرض ہے کہ (۱) ان تمام رسوم کو اپنے ...نابود کرنیکی کوشش کریں جو کہ عوام سے سچے ...رسموں کو چھپا لیے ہیں۔ یعنی انسانی آتما کے ...کی واقفیت اور بلا استثنائے ہر ایک انسان ...زندگی کے لئے عزت اور (۲) جہاں تک ہو سکے ...چھپائیں۔ میرا خیال ہے کہ ان رسموں کی اشاعت ...ایسی رکاوٹ ہے۔ لیکن وہی رکاوٹ کل ...روک سکتی ہے۔ وہ رکاوٹ یہ ہے کہ اس ملک میں جسقدر انسان کام کرنے اور ملک کی خدمت کا کام بجالانے کے لئے میدان میں آتے ہیں۔ اُن میں سچائی اور پاکیزگی کی بہت کم سپرٹ موجود ہوتی ہے۔ اور سچائی نت کام برتی کے سوارتھ سے ہی عموماً ان کی تحریک پیدا کرتی ہے۔ میری رائے میں کاؤنٹ ٹالسٹائے کی نصیحت تب ہی فایدہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ اُس کی سپرٹ کے آدمی اس ملک میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ضرور موجود ہوں

تعلیم نسواں کا ہنوز روز اول ہی ہے

کلکتہ بمبئی اور مدراس ان تینوں بڑے شہروں کو اگر نظر انداز کردیں تو تعلیم نسواں کے رستہ میں جو دقتیں پہلے دن نظر آتی تہیں وہ اب تک موجود ہیں۔ موجودہ تعلیمی کانفرنس میں جو ستری شکشا کا تھوڑا سا ذکر لارڈ کرزن نے کیا اُس میں ہی اُنہیں اسی مقدم رکاوٹ کا ذکر کرنا پڑا گو اس دقت کو پوری طور پر جناب ممدوح نے ہی محسوس نہیں کیا۔ لارڈ کرزن اور دیگروں کا خیال ہے کہ اس ملک کی رسم پردہ کی وجہ سے ہی ستری ادھیاپکاؤں کی ضرورت ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جب ناجائز پردہ کی رسم بالکل دور ہو جائیگی۔ اُسوقت ہی ستریوں کی ہی ضرورت ہوگی۔ یورپ اور امریکہ میں ہی اس ضرورت کو محسوس کرکے اب تک ان مدرسوں میں جو خصوصاً ستریوں کے لئے ہیں زیادہ تر ستریاں ہی پڑھاتی ہیں۔ میری رائے ہے کہ جو لوگ لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھا پڑھانے کا تجربہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یا آیندہ لگنے کا ارادہ کرتے ہیں انہیں بہت جلد آنکھیں کھول کر پھر اس اصول پر واپس آنا پڑیگا کہ ہر ایک چیز کے زمانہ میں عورتوں اور مردوں کا میل درست نہیں ہے خیر۔ اس جملہ معترضہ کو چھوڑ کر سوال پھر وہی سامنے آتا ہے کیا بغیر خاص ادھیاپکاؤں کے پیدا کئے ستری شکشا کی گاڑی آگے چل سکے گی؟ - جواب صاف ہے کہ ہرگز نہیں! لیکن افسوس کہ یہ مشکل اب تک حل نہیں ہوتی۔ پنجاب دیش میں اس دقت کو دور کرنے کے لئے کنیا مہا ودیالے کے کارکنوں نے بڑے بڑے دعوے کئے تھے۔ لیکن آج دس برسوں کے بعد جب باہر سے کوئی خط آتا ہے کہ ستری ادھیاپکا کی ضرورت ہے۔ تو یہاں سے یہی جواب جاتا ہے کہ خود ودیالے کے لئے ستری ادھیاپکائیں نہیں ملتیں۔ اسوقت چار مرد ادھیاپک ہیں اور جو دو تین ستریاں پڑھاتی ہیں اُن کی لیاقت ناگفتہ بہ ہے۔ کیا اس طرح کام کرنے سے پچاس برسوں تک ہی یہ دقت دور ہوگی۔ میری رائے میں یہ ایک بڑا سنجیدہ سوال ہے۔ جسپر ستری شکشا کے حامیوں کو خاص وچار کرنا چاہیئے۔ اور اس سوال کے اصلی جواب کا پتہ لگانا چاہیئے کہ کیوں اب تک ستری ادھیاپکائیں طیار نہیں ہوسکتیں۔

ہندوستانی تعلیم یافتگان کی نئی کاشی

جب ایک جماعت گرہستہ آشرم کو ختم کرکے آخری دنوں میں پہنچتا تھا۔ تو اس کی یہی مراد ہوا کرتی تھی کہ وانپرستھ کی کاشی پوری میں گنگا کے کنارے پر ان تیاگ کروں۔ اور اسلئے راز یہ ہے کہ جب ہر وہ آدمی [illegible] کاشی کو چلہ یا کرتے تھے۔ اب پورا [illegible] ہندوؤں کے لئے کاشی ہمیں [illegible] تعلیم یافتوں کو [illegible] کی کچھ وقعت نہیں رہی۔ ان لوگوں نے [illegible] کو چھوڑ کر مادہ پرستی اختیار کر لی ہے۔ اور اسلئے ان کا رخ لنڈن کی طرف ہوتا ہے۔ کئی برسوں کا عرصہ گذرا ہے۔ جب رشی دیانند کے شش پنڈت شیام جی کرشن ورما اپنی [illegible] سمت لنڈن میں جا بسے تھے۔ اُس وقت میں نے ابھی زمانے میں بہت کچھ لکھا تھا۔ پھر مسٹر رومیش چندر دت بنگال کے سابق کمشنر نے بھی بودوباش لنڈن کی اختیار کر لی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سید علی بلگرامی حیدرآباد دکن ریاست کے مشہور [illegible] نے بھی [illegible]

ان کے فاضل ہی پنشن لے کر لنڈن جاکر ڈیرے بجائیں گے۔ یہ نئی ہوا کیوں چلی ہے؟۔ یہ سوال ہے جس کا جواب میری رائے میں برٹش انڈین گورنمنٹ کو سوچنا چاہئے۔ اگر صاحبان انگریز اپنی حکومت کو مستقل طور پر اس ملک میں برکت چاہتے ہیں۔ تو ان کے لئے یہ ایک غیر معمولی سوال ہونا چاہئے کہ کیوں آئے دن اس ملک کے عالی دماغ آدمی ہندوستان کو چھوڑ کر لنڈن کا رستہ لے رہے ہیں۔ یہ صاف ہے کہ ہر ایک ملک کی بہتری کی امید بے تعصب اور فارغ البال آدمیوں پر ہی منحصر ہوا کرتی ہے۔ اور یہاں کے بے تعصب بزرگ اس وقت جب کہ وہ ملک کی کچھ خدمت کر سکتے ہیں۔ لنڈن کو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ملک کیسے سدھرے؟ یہ سوال زیادہ تر رعایا کے لئے حل طلب نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ وقت کے لئے ۔۔۔

× × × × × × × × × × × × × × × ×

۔۔۔ اور اسلئے گورنمنٹ کو ایسے سامان پیدا کرنے چاہئیں کہ ملک کے عالی دماغ آدمی جو کہ ملک کی اصلی دولت ہیں۔ ملک کے اندر ہی موجود رہ کر اسے فائدہ پہونچاویں

آریہ سماج کو ابھی ۔۔۔ در خواست کام کرنا باقی ہے ۔۔۔ ہو سکتے ہیں

مسٹر سید علی صاحب ۔۔۔ کے متعلق ایک اور امر ہے۔ جس نے مجھے آریہ سماج کی حالت پر افسوس کرنے کے لئے مجبور کیا۔ مسٹر سید علی کا کتب خانہ بڑا قیمتی ہے۔ اس میں علاوہ دیگر کتب کے ۹۲۷ کتب ہیں سنسکرت زبان اور لٹریچر کے متعلق ہیں۔ کل کتب ہیں ۵۰۰۰ ہیں۔ جن کی قیمت چالیس ہزار روپیہ رکھی گئی ہے۔ ان میں پرانے فارسی پالی سنگھالی وغیرہ زبانوں کے لکھے ہوئے نسخے ہی ہیں اور انگریزی کے علاوہ یوروپ کی بیسیوں زبانوں کی اعلیٰ اعلیٰ کتب بھی ہیں۔ اس سے پیشتر پروفیسر میکس میولر کی لائبریری جاپانی خرید کر لے گئے۔ میری رائے میں آریہ سماج کے بڑے کاموں میں سے یہ بھی ایک اعلےٰ درجہ کا کام ہے کہ روئے زمین کی اعلےٰ سے اعلےٰ کتابوں کا پستکالیہ اس کے پاس موجود ہو۔ لیکن یہاں خیال ہی کچھ اور ہے۔ بس آگے قلم رکتا ہے۔ کیونکہ ۔۔۔

رہنا جھونپڑی میں اور خواب محلوں کے

یہ عجیب ہمدردی ہے

برما کے انگریزوں کی طرف سے شکار کے برخلاف جو عام پکار ان دنوں سنائی دیتی ہے۔ اس کو پڑھ کر ایک ناواقف آدمی حیران ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے۔ کہ شاید اس ملک میں قیام پذیر ہر ایک انگریز دیجی ٹیرین بن گیا ہے۔ لیکن جب نفس مضمون کو دیکھا جاوے۔ تو ان کے عمل سے بہت ہی نفرت پیدا ہوتی ہے برما کے انگریز اس لئے شکار کے برخلاف نہیں ہیں۔ کہ اس سے جانداروں کی جانیں ہلاک ہوتی ہیں۔ بلکہ وے اس لئے شکار کے موجودہ طریقوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ کہ ان کی خوشی کے لئے شکار کم رہ جاتا ہے۔ چونکہ وے خود جانوروں کے تڑپنے کا آنند دایک نظارہ نہیں دیکھ سکتے۔ اسلئے چاہتے ہیں کہ ہر کس و ناکس کو شکار کرنے کا اختیار نہ دیا جاوے۔ بلکہ خاص جانوروں کو قتل کرنے کا حق انہیں کا سمجھا جاوے ہم حیران ہوں کہ اس قسم کی نستعلیق خونخوار سپرٹ کے برخلاف کیوں اعلیٰ دماغ آدمیوں کی آوازیں نہیں اٹھتیں۔

جو لوگ جنگل میں رہ کر اپنی حفاظت کے لئے۔ شیر وغیرہ جانوروں کو مارتے ہیں۔ یا جو بوجہ کھانا نہ ملنے کے جنگلوں میں دیگر جانوروں کا شکار کر کے گذارہ کرتے ہیں۔ ان کی طرف سے خواہ کسی وقت کی ساعت بعض آدمیوں کی رائیوں میں واجب بھی ہو۔ لیکن اس سنگدلی کے لئے کوئی بھی عذر پیش نہیں ہو سکتا۔ پرمیشور وہ زمانہ لاوے۔ جبکہ محض انسانوں کو ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک جاندار کو اپنی جان کے قائم رکھنے کا مستحق سمجھا جاکر ایک سلمہ اصول انسانی ہو جاوے

جب ہمارے اور رونے دھونے

جب آریہ سماج نے ۔۔۔ بھینسوں کو شدھ کیا تھا تو ہندوؤں نے بڑا شور مچایا تھا۔ لیکن سرکاری سکولوں میں چماروں کے لڑکے پڑھتے ہیں۔ انہیں کوئی بھی روک نہیں سکتا۔ بنارس کے ایک پبلک سکول میں ایک چمار کا لڑکا داخل ہوا۔ دیگر لڑکوں نے اسے تنگ کرنا شروع کیا۔ آخر کار لڑائی شروع ہوئی۔ اور چمار کے لڑکے کی سب نے درگت بنائی۔ لیکن ان حملہ وروں کے سرغنہ کو سزا ہو گئی پھر سب مخالفت بیٹھ گئی۔ اسی پر کیا منحصر ہے۔ میں نے ممالک مغربی و شمالی کے ایک بڑے شہر میں ایک بھنگی قوم کا اسسٹنٹ سرجن دیکھا تھا بڑے اعلےٰ ذات کے ہندو اس کو سلام کرتے اور اس کا علاج کراتے تھے میں نہیں سمجھا کہ جب ایک امر کہنہ ہی چڑھے کا تو اسے کشادہ پیشانی سے کیوں نہ کیا جاوے۔ ناک بھوں چڑھانے والوں کو چاہئے کہ یا تو ہر مرتبہ پرہیز کیا کریں ورنہ بیجا تعصب چھوڑ دیں

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

رجسٹری کرانے کے بعد محکمہ رجسٹرار سے وثیقہ رجسٹری شدہ واپس لینے میں لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ اُسکو دور کرنے کے لیئے اب یہہ قاعدہ ہو گیا ہے۔ کہ بذریعہ ڈاک رجسٹری شدہ وثیقہ محکمہ رجسٹرار سے منگوایا جا سکتا ہے۔

شاہنشاہ ولیم والئے سلطنت جرمنی اور قیصر روس کی ملاقات کے عجیب نتائج بیان کئے جاتے ہیں۔ شاہنشاہ جرمنی اس ملاقات سے دونوں ریاستوں کے باہمی اتحاد کی مستحکم بُنیاد سمجھتے ہیں۔

سرحدی علاقہ بجور میں درمیان خان نواگئی اور سرگند خان سردار چبار منگ کے ایک زبردست لڑائی ہوئی ہے۔

طاعون کی چھیڑ چھاڑ گو ہرطرف چلی جا رہی ہے۔ تاہم اس سال اس وقت تک کچھ بھی خطرناک آثار نہیں دکھلائی دیتے۔ میسور کی ریاست میں جو حالت موسم گرما میں رہی ہے۔ اس سے نسبتاً اب اچھی ہے۔ بمبئی میں جو کچھ آثار بڑھنے کے معلوم دیتے تھے۔ اب نئے بیماروں کی روزانہ اوسط ۲۰ اور ۲۵ کے درمیان ہی محدود ہو گئی ہے۔ بنارس سے البتہ ایک دو معاملات کی رپورٹ پہنچی ہے۔ جس کی تصدیق ہنوز باقی ہے۔ اس کے علاوہ اور سب جگہوں میں شانتی معلوم ہوتی ہے۔ جلندھر ہوشیارپور کے اضلاع میں کوئی ایکا دوکا کیس کبھی کبھی ہو رہتا ہے۔ لیکن عموماً خیریت کے آثار نظر آتے ہیں۔ گو ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اس موسم سرما میں سخت طاعون پڑیگا۔ تاہم ایشور سے یہی پرارتھنا ہے۔ کہ اپنا فضل و کرم رکھے۔

اپنے چاء بونے والے ہم وطنوں کی دقت کو دیکھ کر جہاں وائسرائے نے رائے دی ہے۔ کہ ہندوستانیوں میں چاء کا زیادہ رواج کرایا جاوے تو چاروں طرف سے ہندوستانیوں کو چاء نوشی کی مرض کے اندر پھانسنے کی ترکیبیں سوچنے میں انگریزوں کے دماغ لڑنے لگے۔ ایک لال بجھکڑ نے پایونیر میں لکھا۔ کہ چاء اگر سیدھی کارخانہ سے صندوق میں بند ہو کر ہندوؤں کے پاس جاوے تو وہ خرید لیں۔ ورنہ نیچ ذاتوں کے ہاتھ لگنے کے خیال سے وہ اُسے نہیں خریدتے۔ ایک دوسرے واقف کار انگریز نے اس کی تردید کی لیکن پہلے لال بجھکڑ نے پھر بھی نہ مانا۔ کیا ان صاحب بہادر کو یہہ معلوم نہیں کہ ہندو اپنے کہار۔ گوجری وغیرہ قوموں سے ہی انگریزوں کو نیچ سمجھتے ہیں۔ پھر اگر اُن کو عذر ہوگا۔ تو کارخانہ سے نکلی ہوئی چاء پر بھی عذر ہو سکتا ہے لیکن خشک چیز پر ہندوؤں نے کبھی عذر ہی نہیں کیا اصل بات یہہ ہے کہ گرم ملک میں چاء کی ضرورت کم ہے۔

امریکا کے مسوری شہر میں مس ایلا ایوئنگ ایک عورت ہے۔ جو دُنیا کی سب عورتوں سے لمبی ہے۔ اُس کا قد ۸ فٹ ۴ انچ لمبا ہے۔ کمر ۳۶ انچ۔ بازو ۴۰ انچ سے زیادہ اور پیر ۱۹ فیٹ ہے۔ اس عورت نے نمائش سے تقریباً ایک لاکھ روپیہ اکٹھا کیا ہے۔ جو بینک میں جمع ہے۔ اس نے اپنے لیئے ایک خاص گھر بنوایا ہے۔ جسکے دروازے بجائے چھ سات فیٹ کے ۱۱ فیٹ لمبے ہیں۔

امریکا کے علاقہ مسوری کے پیرس شہر میں گوروں نے کالے حبشیوں پر عام حملہ کر کے گھر جلا دئے۔ اور کئیوں کو مار ڈالا۔ سنگدلی اور ظلم کسی کی میراث نہیں ہے۔ پس محض حبشیوں پر سنگدلی کا الزام لگانا عبث ہے۔

موضع ناہر ضلع بنوں میں مورخہ ۲۳ ستمبر کو ۸ بجے شام محسود وزیریوں کا ایک مسلح گروہ (جس کی تعداد ڈیڑہ سو تک بتائی جاتی ہے) سردار عطر سنگھ صاحب پر حملہ آور ہوا۔ سردار اپنے مکان سے کچھ فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اُنہیں خبر ملی اور دروازہ بند کر کے مع اپنے دو سپاہیوں کے چھت پر چڑھ گئے۔ اور نیچے اُنکا ایک بیٹا اور دیگر دو سپاہی اور ایک ہتھیار سے دشمنوں کے مقابلے میں بہادری سے تھوڑی دیر تک فائر کرتے رہے دشمن واپس ہو چلے تھے کہ سردار صاحب ایک گولی کے نشانہ سے گر پڑے۔ اور وہ اور بھی زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور دروازہ کھول کر اندر آن گھسے۔ اور اُن کے ایک بیٹے اور لڑکی اور دو سپاہی اور ایک ہندو دو مسلمان دو نوکروں کو مار ڈالا۔ اور اُن کے بھتیجے کو گولی لگی لیکن بچ گئے۔ (یہ نوجوان گورنمنٹ کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور گرمیوں کی رخصتوں پر گھر آئے ہوئے تھے) انکے بعد وہ تمام نقدی اور زیورات اور کپڑے وغیرہ لیکر چلتے بنے۔ سب لاشیں ہسپتال بنوں میں لائی گئیں اور بعد ملاحظہ ڈاکٹر صاحب ۲۴ تاریخ کی شام ۷ بجے کے قریب داہ سنسکار کیا گیا۔ چھ چتاؤں سے نکلتے ہوئے شعلوں کو دیکھ کر کون آدمی تھا جو کہ چشم نم نہ ہوا ہو۔

شملہ کی تعلیمی کانفرنس کے خاتمہ تک وائسرائے ہند صلاح مشورہ میں شریک رہے۔ گو لارڈ کرزن نے بڑے وعدے کئے اور سپیچ بھی بڑی اعلیٰ تھی۔ تاہم ہندوستانی اخبار نویس اس کانفرنس سے بڑے اطمینان دہ نتیجہ کی امید نہیں رکھتے۔

مہاراجہ بڑودہ نے وعدہ کیا ہے کہ دختر فروشی کے انسداد کے لیئے وہ خاص قانون بنانے کی طرف توجہ دیں گے۔

جنم اشٹمی کا اُتسب دیسی ریاستوں میں بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ ڈمراؤں میں یہ اُتسب ۵ ستمبر کو منایا گیا لیکن چونکہ مہاراجہ صاحب ڈمراؤں نابالغ ہیں۔ اسلئے اسٹیٹ کے انگریز مینجر مسٹر ہالیس فاکس اور اُن کی بیوی نے تمام انتظام کیا تھا۔

انگریزوں نے بھی خوب دعوتیں اُڑائیں۔ اور شمپین وسکی۔ سٹن وغیرہ اُڑایا۔ کیا کرشن کے جنم کے دن پر صاحب لوگوں کی رعوت نشو بہاویتی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ اپنے حاکموں کی خاطر نہ کرو۔ اور اگر خود پرہیز کرتے ہوئے دوسروں کو شراب پلانا یا انس وغیرہ کھلانا پاپ نہ سمجھتے ہو تو یہ بھی کر ڈالو۔ لیکن مہاتما کے جنم دن کو چھوڑ کیا ایسا کرنے کے لئے اور بہت دن نہیں سکتے ہیں۔

دار الخلافہ چین سے اب تمام ریاستوں کی رائید فوجیں واپس ہو گئیں۔ اور بعد خاتمہ عہدنامہ کے سب چلے آئے۔ اب شہنشاہ چین کا ڈیرہ پیکن کی طرف چل پڑا ہے۔

لنڈن میں گذشتہ دو مہینوں چیچک کا بڑا زور رہا انگریز چیچک سے بہت ڈرتے ہیں

ملک آرمینیا میں اب تک کرد لوگ عیسائی عورتوں اور لڑکیوں کو زبردستی پکڑ کر لیتے ہیں عیسائیوں کا خیال ہے کہ سلطان روم کی فوج کے آدمی بھی ملے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے سلطان کے احکام کی پیروی نہیں ہوتی۔ اگر یہی حالت رہی تو شاید عیسائی قومیں پھر جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں۔

فرانس میں بھی ایک مسیح موعود پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے معجزے دکھلا کر دو لاکھ روپئیوں کے قریب جمع کر لیا تھا۔ اس مسیح کا خزانہ پر کرنے والی زبانی عورتیں تھیں اب پیرس کی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور شاید اُسے رپنا لگا ہوا اب اُگلنا پڑے۔ سکاش کہ ہندوستان میں بھی اس طریق پر روپیہ جمع کرنے والوں سے کسی قسم کی پرسش ہو سکتی!

بانگر اور راجپوتانہ میں پھر قحط کے آثار دکھلائی دیتے ہیں۔ اگر نومبر سے پیشتر بارش نہ ہوئی تو فصل ربیع کی بھی کم امید ہوگی۔

چاہ کو ہندوستان میں رواج دینے کے لئے انگریزی دل کی کمپنیوں نے یہ تجویز سوچی ہے۔ کہ دیہاتی ڈاکخانوں میں چاہ فروخت کے لئے رکھوائی جاوے۔

ڈاکخانجات کے ڈائرکٹر بہادر نے اس امر میں چاہ والوں کی سہولت کا لحاظ کرنے سے انکار کر دیا ہے لیکن میری رائے میں پولیٹیکل تحریکوں کو گوروں کے مقدموں کی نسبت اس آنیوالی بلا کے مقابلے کیلئے زیادہ تر متوجہ ہونا چاہئے۔ چاہ کا رواج اس مفلس ملک میں جو نئی رقتیں پیدا کریگا۔ اُنکا اندازہ اُسوقت لگ سکیگا۔ جبکہ اس مرض میں ملک کا مفلس حصہ گرفتار ہو جاویگا۔ میری رائے میں عوام کو اس آنیوالی زہر کے اثر سے خبردار کرنا پولیٹیکل لیڈروں کا فرض ہے۔

محکمہ ڈاکخانہ کا خیال ہے کہ رکے شٹ میں بجائے ۲ تولہ کے زیادہ وزنکا پارسل بھیجنے کا استحقاق پبلک کو دیدے۔

پہاڑ سے تر بارش کی خبریں آ رہی ہیں اور میدان خالی پڑے ہیں۔ کیا یہ کہاوت صحیح ہے کہ جہاں زیادہ ضرورت ہوتی ہے وہاں نہ برسانے کے بعد چیزیں آتی ہیں

ضلع بنیا کے تین برہمنوں نے ایک مسلمانی اور ایک چماری دو لڑکیوں کو ان کے والدین سے لیکر بطور برہمن کے پرورش کیا۔ اور پھر ان دونوں کو دو برہمنوں سے ۱۸ معہ روپیہ لے کر بیاہ دیا۔ اصل دغا وفریب ظاہر ہو جانے پر اب ہر سہ ملزمان کو سزا ہوئی ہے۔ یہ سینکڑوں میں سے ایک معاملہ ہے۔ جہاں کہ ایسی بدمعاشی کا پردہ فاش ہو گیا۔ ورنہ پنجاب میں بھی اس قسم کے سینکڑوں واقع ظہور میں آتے ہیں۔ ضلع جالندھر کے جنڈیالہ اور پواڑہ وغیرہ کے کئی بدمعاش جٹوں کا پیشہ ہی یہ ہے۔ کہ چماروں وغیرہ کی لڑکیوں کو زبردستی لاکر بیچ ڈالتے ہیں۔ میری رائے میں جس طرح بڑودہ نریش نے دختر فروشی کے انسداد کا وعدہ کیا ہے۔ اُسی طرح سرکار انگریزی کو بھی قانون سخت کرنا چاہئے۔

مہاراجہ جودھپور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم سے مل چکے ہیں۔ شہنشاہ نے راجپوتانہ کے قحط کے باعث خاص ہمدردی ظاہر کی۔ سُنا ہے کہ یہی مہاراجہ صاحب ایک امریکن مس کے پیچھے وِواہ کے لئے لگ گئے ہیں۔ اُس بیچاری کے وارث اُسے ان کے دائرہ اثر سے علیحدہ لئے پھرتے ہیں۔ اور آپ اُس کے فراق میں اُس کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔ افسوس کہ ہندوستان کے راجے یورپ اور امیریکا سے کچھ سبق سیکھنے کی بجائے وہاں جاکر عورتوں اور شراب کباب پر ہی مست ہو جاتے ہیں۔ اس تجربہ سے تو گھر بیٹھے رہنا ہی اچھا!

بنگال بینک نے شیخ سود بجائے ۳ روپیہ سالانہ کے للعہ روپیہ ۳ روپیہ سالانہ مقرر کر دی ہے۔ اس سے بڑھ کر گورنمنٹ انگریزی کے موجودہ استحکام کا اور کوئی ثبوت ہو نہیں سکتا

لاہور کے مشہور بیرسٹر سر ولیم رٹیگن صاحب پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہو گئے۔ آپ نے پہلے بھی کوشش کی تھی۔ لیکن ناکامیاب رہے تھے کلرکی سے ملازمت شروع کر کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا اور پھر وکالت۔ بیرسٹری۔ چیفکورٹ کی ججی کئی یونیورسٹیوں کے ڈاکٹر۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بننے کے بعد پارلیمنٹ تک پہنچ جانا کچھ تھوڑی سی بات نہیں ہے۔ سر ولیم کی بابت یہاں مشہور ہو رہی ہے۔ دیسی اخبار کتا بتا اس ممبری کے حصول کا ذریعہ روپیہ کو بتلاتے ہیں۔ لیکن کیا اُنہیں نہیں معلوم۔ کہ دنیا میں کامیابی کے لئے وہی لوگ بنے ہیں۔ جو اپنے مقصد کی کامیابی میں اصولوں کی پروا نہ کریں۔

بمبئی گورنمنٹ نے انتظام کیا ہے کہ انجنیری کی تعلیم کے ساتھ حفظان صحت کی بھی تعلیم دی جاوے۔

جناب ایڈیٹر صاحب - تسلیمات
براہ کرم اس مضمون کو بجنسہ درج پرچہ کر کے مشکور کیجئے -

آریہ سماج کانپور اور سوامی آلارام کا مقدمہ

ہم اپنے اخبار مطبوعہ ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک مضمون اپنے لائق برادر سکرٹری آریہ سماج کانپور کیطرف سے شائع کر چکے ہیں جس سے ہمارے ناظرین کو واضح ہوا ہوگا کہ سوامی آلارام کے اشتہار کے متعلق جو استغاثہ بمقابلہ لالہ بھگوانداس کے دائر کیا گیا تھا - اس کا انجام یہ ہوا کہ لالہ بھگوانداس نے معافی مانگ لی اور بمقابلہ اُنکے سکرٹری سماج نے مقدمہ خارج کرا دیا - مگر اُسوقت تک اُس استغاثہ کا جو سوامی آلارام اصل شخص کے مقابلہ میں دائر تھا کوئی انجام نہیں ہوا تھا -

سکرٹری مہاشہ کا مضمون محولہ بالا جن معزز ناظرین نے پڑھا ہوگا - انہوں نے ضرور یہ معلوم کیا ہوگا کہ آریہ سماج کانپور نے اس اشتہار کے متعلق بڑی شانتی اور مصالحت سے عمل کیا اور اسطرح لالہ بھگوانداس نے معافی نامہ دینے میں نہائت مناسب اور واجب طریقہ اختیار کیا اگرچہ بابو آنندسروپ صاحب سکرٹری آریہ سماج کانپور کی نیک طبعی و متحمل مزاجی پر ہمیں پورا بھروسہ تھا کہ اس دوسرے مقدمہ کا بھی انجام بخیر ہوگا - اور وہ اسی طریقہ پر عمل کریں گے کہ کوئی پارٹی فیلنگ جسکو دور کرنے کو بھی اُنہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے اس مقدمہ سے پیدا نہ ہونے پائیگی - دوسری طرف ہم کو یہ بھی امید تھی کہ دھرم سبھا کے سرگرم ممبر اور وہ لوگ بھی اُس میل ملاپ کے قائم رکھنے کی کوشش کریں گے جو ایک عرصہ سے درمیان آریہ سماج و دھرم سبھا کے کانپور میں رہا ہے - تاہم ہم کو سوامی آلارام سے طبیعت کے شخص سے اندیشہ تھا کہ اگر خود اُنہوں نے اپنی غلطی کو نہ دیکھا اور اگر کوئی ناعاقبت اندیش لوگ اُنکی بیجا امداد پر آمادہ ہو گئے - تو شاید مقدمہ کا انجام بمصالحت نہ ہو سکے لیکن بڑی خوشی کا مقام ہے کہ دھرم سبھا و آریہ سماج ہر دو فریق کے لائق و دور اندیش اصحاب نے ایک نہائت مناسب طریقہ اس مقدمہ کے اختتام کا نکالا جو جلسہ مشترکہ ۲۰ - اگست سنہ ۱۹۰۱ء کی شام کو بابو دیبی پرشاد صاحب رئیس کانپور کے مکان پر ہوا تھا - وہ ایک عرصہ تک کانپور میں یادگار جلسہ رہیگا - وہ جلسہ کچھ اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے یادگار نہیں ہے - اگرچہ قریب اڑھائی تین سو اصحاب کے اس میں شریک تھے - اس جلسہ میں بڑی لمبی چوڑی اسپیچیں ہی دی گئیں - بلکہ بابو آنند سروپ سکرٹری نے وہ حالات جن میں مقدمہ دائر کیا گیا اور وجوہات مقدمہ دائر کرنے کے بیان کئے اور نیز اتفاق کی ضرورت و آریہ سماج کے اصلاحی کاموں پر مختصر تقریر کی اور ظاہر کیا کہ کوئی وجہ آریہ سماج سے مخالفت و دشمنی کی نہیں ہے - بلکہ آریہ سماج موومنٹ کل ہندوؤں کی ہمدردی کا مستحق ہے - سکرٹری مہاشہ نے اس امر پر بھی زور دیا کہ باوجود اختلاف عقائد کے بہت سے ایسے اصلاحی کام ہیں جن کو آریہ سماج و دھرم سبھا بالاتفاق اپنے ہاتھوں میں لے سکتی ہیں - اور ہر صورت میں دھرم سبھا اور آریہ سماج دونوں سوسائٹیوں کے ممبروں کا یہ فرض ہے کہ دھرم کے کاموں میں گالی گلوچ اور سخت کلامی سے پرہیز کریں - مناسب مہذب طریقہ سے اپنے اپنے دھرم کا پرچار کریں بعد اُس کے ہمارے ہر دلعزیز لائق وکیل پنڈت پرتھی ناتھ صاحب نے جو چیرمین جلسہ مذکور کے تھے چند تجاویز پیش کیں جو بلا کسی اختلاف کے پاس ہوئیں اور اُسپر چیرمین صاحب لالہ جگن ناتھ پرشاد صاحب بینکر و لالہ کنہیا لال صاحب خزانچی عہدہ داران دھرم سبھا و بابو آنندسروپ صاحب سکرٹری آریہ سماج کے دستخط ثبت ہوئے حقیقت میں وہ تجاویز اس جلسہ کی یادگار ہیں جنکو ہم نہائت خوشی سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - اور امید کرتے ہیں کہ دیگر مقامات کی دھرم سبھائیں اور آریہ سماجیں بھی ان تجاویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی اور اُن سے فائدہ اٹھائینگی - تجاویز مذکور یہ ہیں :-

ریزولیوشن نمبر ۱ - اس جلسہ کو اس امر کے معلوم ہونے سے سخت افسوس ہے کہ سوامی آلارام کے اشتہار و لکچروں سے ضلع کانپور میں درمیان ممبران آریہ سماج و دھرم سبھا کے بدگمانی و نفاق برپا ہونے کا اندیشہ پیدا ہوا ہے - اس جلسہ کی رائے میں سوامی آلارام کا وہ اشتہار جسکی بابت سکرٹری آریہ سماج نے استغاثہ دائر کیا ہے نہائت ناواجب و ناپسندیدہ ہے اور ہرگز ایسے اشتہارات و تحریرات شائع نہ ہونا چاہئے اور نہ لکچروں میں گالی گلوچ یا اس قسم کے کلمات استعمال ہونا چاہئے اور اس بارہ میں یہ جلسہ سوامی آلارام کی کارروائی کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے -

ریزولیوشن نمبر ۲ - اس جلسہ کی رائے میں قومی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح کانپور میں اب تک ممبران آریہ سماج و دھرم سبھا کے درمیان برادرانہ میل ملاپ کا برتاؤ رہا ہے - ویسا ہی برتاؤ قدیم رہنا چاہئے اور اس غرض سے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ جو استغاثہ سکرٹری آریہ سماج کانپور نے بمقابلہ سوامی آلارام مذکور دائر کیا ہے وہ خارج کر لیا جاوے اور ممبران دھرم سبھا کی جانب سے سوامی آلارام کو اجازت لکچر دینے یا اس قسم کے اشتہار شائع کرنے کی نہ دیجاوے اور اگرچہ ہر فریق کو اپنے مذہبی عقاید کی اشاعت کا مناسب و مہذب طریقہ سے اختیار حاصل ہے - لیکن ہر فریق کو ایسے طریق پر عمل کرنا چاہئے جس میں اتفاق باہمی میں خلل پڑنے کا موقعہ نہ ملے - بلکہ ہر دو فریق جہاں تک ممکن ہو اصلاح

قومی میں بالاتفاق کوشش کریں۔

ریزولیوشن نمبر ۳۔ تجویز ہوا کہ اِن تجاویز کی ایک کاپی دستخطی پریسیڈنٹ جلسہ آریہ سماج کانپور میں اور ایک کاپی دھرم مہا منڈل سبھا کانپور میں بھیجی جاوے اور یہ تجاویز طبع ہو کر شائع کرا دی جاویں۔

یہ جلسہ ۲۸۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوا اور ۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء سوامی آلارام کے مقدمہ کی تاریخ سماعت مقرر تھی۔ اس جلسہ میں سوامی آلارام شریک نہ تھے۔ وہ ۳ ستمبر کو عدالت میں واسطے جوابدہی مقدمہ کے حاضر ہوئے۔ سکریٹری آریہ سماج نے نقل تجاویز جلسہ مذکور درخواست دست برداری بحضور صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع پیش کی۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر نہایت ہی نیک مزاج - مدبر دور اندیش حاکم ہیں۔ بحیثیت مجسٹریٹ ضلع کے صاحب ممدوح نے یہ مناسب تصور فرمایا کہ اس مقدمہ کا خاتمہ ایسے طریق پر ہو جاوے کہ آئندہ سوامی آلارام کی جانب سے اس قسم کی کارروائی کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔ ایک جلسہ کی کارروائی جسمیں سوامی آلارام شریک نہ تھے اور جو باوجود اس جلسہ کے عدالت میں جوابدہی کرنے پر آمادہ تھے۔ اس نتیجہ کے حاصل کرنے کے لئے کافی نہ تھی اور صاحب مجسٹریٹ بہادر اس امر کا اطمینان چاہتے تھے کہ آئندہ کانپور میں اس قسم کے اشتہارات شائع نہ ہونگے اور نہ ایسے لکچر دئے جاویں گے۔ چنانچہ درخواست دست برداری پیش ہونے پر جو گفتگو اجلاس پر ہوئی وہ نہایت قابل توجہ ہے۔ ہم بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر کی اس مصلحت بینی و دور اندیشی کا ہر دو سوسائٹی کو مشکور ہونا چاہئے جسکی وجہ سے نہایت قابل اطمینان نتیجہ برآمد ہوا۔ ہم اس گفتگو کا جو زیادہ تر انگریزی میں ہوئی۔ خلاصہ مطلب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جب مسٹر رنڈل صاحب بیرسٹرایٹ لا کونسل مستغیث نے درخواست دست برداری پیش کی اور اس درخواست کے پیش کرنے کے وجوہات بحوالہ کارروائی جلسہ مذکورہ بالا بیان کیں تب صاحب مجسٹریٹ بہادر نے فرمایا۔

صاحب مجسٹریٹ بہادر۔ یہ قابل اطمینان نہیں ہے۔ کیا اطمینان ہے کہ ایسا پھر نہ کیا جائے گا۔ کیا آلارام نے اِن تجاویز کو مان لیا ہے۔

مسٹر رنڈل۔ آلارام اُس جلسہ میں نہ تھا۔ مگر دونوں طرف کے سربرآوردہ لوگ موجود تھے۔

صاحب مجسٹریٹ بہادر ان لوگوں کا آلارام پر کیا انفلوئنس ہے۔

مسٹر رنڈل۔ آلارام ظاہر کرتا ہے کہ وہ دھرم سبھا کے فائدہ کے لئے پرچار کرتا ہے۔ اس لئے اگر دھرم سبھا والے اُن کو منع کریں گے یا لکچر نہیں کرائیں گے تو غالباً آلارام اُنکی خلاف مرضی نہیں کرے گا۔

صاحب مجسٹریٹ۔ کیا اطمینان ہے کہ آلارام اُن کا کہنا مانے گا کیا آلارام نے اپنا تعلق اس اشتہار سے تسلیم کیا ہے اور وہ اس جلسہ کی تجاویز پر عمل کرے گا۔

مسٹر رنڈل۔ آلارام حاضر عدالت ہے۔ اُس سے دریافت کیا جاوے۔

صاحب مجسٹریٹ (آلارام سے) تم نے یہ تجویز جلسہ کی سنیں۔

آلارام۔ جی ہاں۔

صاحب مجسٹریٹ۔ تم اسکو قبول کرتے ہو کہ تم آئندہ گالی نہیں دو گے۔ اور ایسے اشتہار شائع نہیں کرو گے۔

آلارام حضور میں نے گالی نہیں دی۔

صاحب مجسٹریٹ۔ (آلارام کا اشتہار دکھلا کر) یہ اشتہار تمہارا ہے۔

آلارام جی حضور میرا اشتہار ہے۔

صاحب مجسٹریٹ۔ کیا اسمیں گالیاں نہیں ہیں ؟

آلارام۔ حضور میں نے گالی نہیں دی۔ آریہ سماج والوں نے اپنی کتابوں میں اوتار دیوی دیوتا کی نندا کی ہے۔ اور گالیاں لکھی ہیں میری تصویر چھاپی ہے۔

صاحب مجسٹریٹ۔ یہ ہم نہیں پوچھتے اگر آریہ سماج والے گالیاں دیتے ہیں تو وہ اپنے فعل کے ذمہ وار ہیں۔ اس وجہ سے تمکو گالیاں لکھنے کا حق نہیں ہے۔

آلارام۔ حضور ستیارتھ پرکاش میں حلف دروغی لکھی ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ برہمن شودر۔ شودری کے ہاتھ کا کھاوے اور

صاحب مجسٹریٹ۔ ہم یہ دلیل نہیں سننا چاہتے۔ کچھ شک نہیں اس اشتہار میں گالیاں ہیں اور تم قبول کرتے ہو یا نہیں کہ آئندہ ایسا نہیں کرو گے۔

صاحب مجسٹریٹ۔ مسٹر رنڈل سے آپ دیکھتے ہیں۔ یہ شخص بحث کرتا ہے اور اس امر کا کیا اطمینان ہے کہ یہ شخص اُس جلسہ کے رزولیوشن کی پابندی کرے گا۔ جب تک کوئی ذمہ دار شخص اس امر کا اطمینان نہ دلاوے۔ وہ کون سربرآوردہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ تصفیہ کیا۔

مسٹر رنڈل۔ لالہ بشمبر ناتھ۔ لالہ جگناتھ پنڈت پرتھی ناتھ وکیل وغیرہ۔ پنڈت پرتھی ناتھ کچہری میں موجود ہیں۔ اگر حضور پسند کریں۔ تو پنڈت پرتھی ناتھ کو بُلا کر اس بارہ میں دریافت کر لیا جاوے۔

صاحب مجسٹریٹ۔ بہتر ہے پرتھی ناتھ صاحب جو بار ایسوسی ایشن روم میں تھے بلائے گئے اور اُنکے آنے پر صاحب مجسٹریٹ نے فرمایا (یہ کل گفتگو انگریزی میں ہوئی۔ جس کا خلاصہ ذیل میں ہے)

صاحب مجسٹریٹ - پنڈت پرتھی ناتھ
میں نے آپ کو اسلئے بلایا ہے - کہ اس
مقدمہ میں مدعی نے درخواست دست برداری
کی پیش کی ہے - اور یہ بیان کیا ہے کہ چند
معتبر اور دہ لوگوں نے ایک جلسہ کر کے اس
معاملہ کا تصفیہ کر دیا ہے - اور یہ تجویز کیا ہے
کہ استغاثہ مدعی خارج کرائے اسلئے مدعی
دست بردار ہوتا ہے - یہہ کہا جاتا ہے کہ
آپ اس جلسہ کے چیرمین ہیں -

پنڈت پرتھی ناتھ - جی ہاں میں چیرمین تھا

صاحب مجسٹریٹ - میں دریافت کرتا ہوں
کہ آپ نے کیا اطمینان اس بات کا کیا ہے
کہ اب یہہ شخص لیکچر نہیں دیگا - یا اشتہار شایع
نہیں کریگا - اور آپ اس بارہ میں کیا کارروائی
کرنا چاہتے ہیں - یہ شخص تو حجتیں نہیں کرتا ہے

پنڈت پرتھی ناتھ - یہہ شخص بہت ضدی ہے
میں نے اس شخص کو چند مرتبہ سمجھایا - مگر سمجھ
میں نہیں آیا - اس جلسہ کی کارروائی سے
مفہوم یہہ ہے - کہ دہرم سبھا کی طرف سے اس
شخص کو ایسے کام کرنے کی اجازت نہیں دیجائیگی

صاحب مجسٹریٹ اگر یہہ شخص خود لیکچر دے
یا ایسے اشتہارات شایع کرے - کیا گارنٹی ہے
اور آپ کیا تدبیر اختیار کرنا چاہتے ہیں کہ یہ شخص
یہاں وعظ نہ کرے -

پنڈت پرتھی ناتھ - ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں
کہ جو پریس ہیں اُن کے مالکان کو نوٹس دیدیں
کہ وہ سوامی آلارام کے اشتہار نہ چھاپیں اور
جن مکان میں یہ لیکچر دینا چاہیں اُس مالک مکان
کو منع کر دیں کہ وہ ان کا لیکچر نہ کرائیں - اور ہم
کیا انتظام کر سکتے ہیں -

صاحب مجسٹریٹ - میرا مطلب یہ ہے کہ
کوئی سربرآوردہ شخص اس بات کی ذمہ داری لے
کہ آیندہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں سمجھتا ہوں
کہ اب بھی دہرم سبھا اور آریہ سماج میں جھگڑا ہے
میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کارروائی کی
جاوے - جیسا کہ یہ اشتہار ہے - اور جب یہ شخص
سمجھانے سے نہیں مانتا ہے اور کوئی شخص اس
قسم کی ذمہ داری نہ لے تو میں خیال کرتا ہوں
کہ مستغیث کو اپنی دست برداری واپس لینا چاہئے
اگر آپ ذمہ داری کریں کہ یہ شخص آیندہ ایسا نہیں
کرے گا - تو خواہ مخواہ مقدمہ چلانا نہیں چاہتا -

پنڈت پرتھی ناتھ - میں اسقدر ذمہ داری تو
کرتا ہوں کہ جیسا میں نے اوپر کہا ہے - اہل مطابع
کو نوٹس دیدیا جاوے کہ وہ ان کا اشتہار شایع
نہ کریں اور دہرم سبھا والوں نے بھی کہہ دیا جاوے
کہ ان کا لیکچر نہ کرایا جاوے اور اگر سوامی آلارام
خود ایسا اقرار کریں تو مجھہ کو اطمینان ہو جائیگا -

صاحب مجسٹریٹ - جب آپ ایسا اطمینان
دلاتے ہیں - اور اگر دہرم سبھا والے اس سے اپنا تعلق
نہ رکھیں اور جو کچھہ یہ کہے یا کرے اس سے دہرم سبھا
کبھی اپنا تعلق نہ رکھے یعنے یہ نہ سمجھا جاوے کہ
یہ دہرم سبھا والوں کے خیالات کو ریپرزنٹ کرتا ہے
تو میں خیال کرتا ہوں کہ آریہ سماج والے اس قدر
سمجھدار ہیں کہ وہ اس شخص کا خیال نہیں کرینگے

مسٹر ارنڈل - مناسب ہیں -

پنڈت پرتھی ناتھ - مجھکو اجازت دیدیجاوے
کہ میں آلارام کو حضور کے سامنے کچھہ اردو میں
سمجھاؤں - پنڈت پرتھی ناتھ نے سوامی آلارام
کو اردو میں سمجھانا شروع کیا کہ میں نے بارہا
آپکو سمجھایا اور آپ نے کچھہ نہیں سمجھا - اگر اب بھی
آپ سمجھیں تو بہتر ہے - اب بھی وعدہ کیجئے
کہ آیندہ آپ گالی نہیں دیں گے - یا ایسے اشتہار
شایع نہ کریں گے - تو میں بھی حضور سے عرض
کروں کہ حضور معاف کر دیں - ورنہ یہ مقدمہ چلیگا
اور آپ اپنے فعل کے نتیجہ کو پائینگے -

سوامی آلارام - میں نے گالیاں نہیں دی ہیں -

پنڈت پرتھی ناتھ - یہ بالکل جھوٹھ ہے -
اس اشتہار میں ضرور گالیاں ہیں بعدہٗ پنڈت
پرتھی ناتھ آلارام کو کمرہ اجلاس سے باہر لے گئے
اور دیر تک آلارام کو سمجھاتے رہے اور اُس کے
بعد سوامی آلارام روبرو صاحب مجسٹریٹ کے
حاضر ہوئے - اور یہ اقرار کیا کہ آیندہ میں گالیاں
نہیں دوں گا - اور ایسے اشتہار شایع
نہیں کروں گا -

اس طریق پر مقدمہ خارج کرا لیا گیا -

یہ ہمارے ہر دلعزیز صلح جو معزز جناب پنڈت
پرتھی ناتھ کا ہی کام تھا - کہ اس مقدمہ کا انجام
اس خوبی سے ہوا - ہم اس مقدمہ کے نتیجہ پر ہندو
سوسائیٹی کو مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں
کہ وہ آیندہ تجاویز جلسہ ہر دل سے عمل کرنیکی کوشش
کریں گے -

ہم کو یہ امید بھی کرنا چاہئے کہ سوامی آلارام جنہوں
نے سنیاس آشرم اختیار کیا ہے - اپنے اقرار
کی پوری پابندی کریں گے - اور اپنی بقیہ زندگی
ایشور ارادہنا میں یا اور نیک کاموں میں
صرف کریں گے - ان کو یہی مناسب ہے کہ اپنا
وقت ایسے فضول کاموں میں ایسے غیر مہذب
اشتہارات یا کتابوں کے لکھنے یا شایع کرنے
میں جن کو ہر سمجھدار شخص ہمیشہ نفرت کی
نگاہ سے دیکھے گا ضایع نہ کریں - اور اگر اب
بھی باوجود ان سب کے کانپور میں و نیز
شاہجہان پور میں جہاں اس اشتہار کے
متعلق ان پر مقدمہ قایم ہوا تھا - اور
لوگوں کو اور خود اُن کو زحمت ہوئی وہ
اپنے ان کاموں سے باز آنے پر تیار نہیں
ہیں - تو ہم اُن کو صلاح دیں گے کہ وہ ضلع
کانپور پر تو رحم کریں اور اپنا بستر کہیں اور جگہ
جمائیں اور تقاضائے عقل بھی یہی ہے - کیونکہ
مبادا ہے کہ انکی کارروائی کو پبلک ادنیٰ نیتیں

اور حاکم ضلع نے ناپسند کیا ہے - اور بعد اس کے کہ معزز جلسہ نے تجاویز انکی کارروائی کے خلاف پاس کردی ہیں - اور خود انہوں نے صاحب مجسٹریٹ بہادر کے روبرو اقرار کیا ہے۔ دکھا جو ہیں ایسا کون عقلمند آدمی ہے جو اُن کا کہنا کریگا - یا اُن سے ہمدردی رکھے گا -

ع

بر انجمن تو امید نیست مہرباں

گوتر وچار

سوامی جی نے از روئے دہرم شاستر بواہ کے میں پتا کے گوتر اور ماتا کی چھ پیڑہیاں چھوڑ کر ستری پُرش کا سمبندھ کرنا لکھا ہے - اس وجہ سے سالانہ جلسہ آریہ سماج بیان پور کے دہرم چرچا کے سمے یہ پرشن کیا گیا کہ گوتر کیا ہوتا ہے - اور فرض کرو کہ مجھکو اپنا گوتر معلوم نہ ہو تو کسطرح ٹھیک ٹھیک گوتر کا پتہ لگ سکے - اگر نہیں پتہ لگ سکے - تو کیا کرنا چاہیئے - اِس پر ایک مہاشے جی نے بتلایا کہ ایسا شخص کوئی نہیں جسکو اپنا گوتر معلوم نہ ہو - وہ ماں سے پوچھا کہ نہیں معلوم تو اپنے ماتا پتا سے پوچھنا چاہیئے - وغیرہ وغیرہ - مگر سمے ختم ہو جانے کی وجہ سے فیصلہ تسلی بخش نہ ہوا - میں نے واپس آکر اسکی تحقیق شروع کی یعنی آریہ بھائیوں اور دیگر لوگوں سے دریافت کیا تو پچاس فی صدی کے قریب ایسے شخص نکلے ہیں جن کو اپنے گوتر کا پتہ ہی نہیں ہے یا ہے تو محض پانڈا یا دادا جی سے سُنا سُنایا ہوا گوتر شرادھ یا بیاہ وغیرہ کے وقت من گھڑت ہی بتلا کر کارروائی کر لیا کرتے ہیں - مثلاً اگر کسی جاٹ کو گوتر نہ معلوم ہو تو کوشل کہہ دیتے ہیں - کہتری کو نہ معلوم ہو تو کشیپ بتلا دیتے ہیں - اگر بعض کہتریوں اور زرگروں نے بھی مجھکو کوشل ہی اپنا اپنا گوتر بتلایا ہے میں نے اس تشخیص سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شروع شروع سرشٹی میں جس جس شخص سے کوئی خاندان چلا ہے شاید اُس کے نام پر ہر ایک خاندان یا گوتر مقرر ہو گیا ہے - بعد میں بوجہ اودیا کے خلط ملط ہو گئے ہیں - اور اگر کسی قدر گوتر کا پتہ لگتا ہے تو صرف کاسٹ سسٹم کی پابندی میں نظر آتا ہے - کیونکہ ہر ایک قوم یا گوت کا گوتر جُدا جُدا ہے - مثلاً پُری کہتری الگ گوتر رکھتے ہیں اور بھنڈاری وغیرہ سب الگ الگ گوتر رکھتے ہیں - اب جس وقت آریہ سماج کاسٹ سسٹم توڑنے کا پربندھ کر رہا ہے تو اس کامیابی پر گوتر کا خیال رکھنا بالکل مشکل ہو جاوے گا - اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے ہر ایک پُرش کو اپنا اپنا گوتر ٹھیک طور پر معلوم کر کے قایم کر لینا چاہیئے - جبکہ گُن کرم سوبھاؤ کے انوکول شادیاں ہونگی - تو گوتر کا لحاظ رکھا جاوے گا - اب تو اتنا خیال ہے کہ پُری لڑکا پُری استری سے شادی نہیں کر سکتا - مگر جب یہ پُری کا لفظ ہی بیچ میں سے اُڑ جائے گا - اور گوتر کا بھی پتہ نہ ہوا تو کئی برن شنکر سنسار اُتپن ہونگے - میری رائے میں ہر ایک آریہ بھائی کو بہت تحقیق اور تجسس سے اپنے اپنے گوتر کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگانا چاہیئے - اور بعد ازاں اُس گوتر کو اپنے نام کے ساتھ پیوست کر لینا چاہیئے - جیسا کہ انگریزی میں قاعدہ ہے - کہ سی آئی برج صاحب - اس کا بیٹا سی آئی والٹی وغیرہ گویا سی آئی اُن کا گوتر یا خاندان ظاہر ہوتا ہے - ہمارے ہاں بھی بعض بعض صاحبان نے یہ رواج دیا ہے مثلاً لالہ متھرا داس پُرمی رائے بھاگ مل بھنڈاری وغیرہ - مگر یہ قوم کے نام ہیں - بجائے اِس کے گوتر لگانا چاہیئے مثلاً لالہ متھرا داس وشنٹ - مگر اب صرف دو سنسئے میرے باقی ہیں -

(۱) فی الحال یتیم خانوں میں جو لاوارث بچے پل رہے ہیں اُن کے بواہ کے وقت گوتر کا خیال کس طرح رکھا جاوے گا - کیونکہ اُن میں سے بعض کو ماں باپ کے نام اور اقوام تک بھی یاد نہیں ہیں -

(۲) جو لوگ مسلمان یا عیسائی وغیرہ دیگر مذاہب سے شدھ ہو کر آریہ سماج میں شامل ہوں گے اُن کے ہاں جب ناطہ رشتہ کیا جاویگا تو اُن کے گوتر کا پتہ کیسے چلیگا ممکن ہے کہ ایک گوتر کا لڑکا جو بوجہ دیرینہ مسلمان وغیرہ ہونے کے اپنا گوتر بھول گیا ہے اپنی ہم گوتر لڑکی سے بیاہا جاوے ناظرین اِس مضمون پر وچار کر کے ایک تو اپنے اپنے گوتر دریافت کر کے قایم کریں - دوسرے اِس مضمون میں اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو مجھے سوچت کریں - تیسرے آخری دو سنسئے جو میں نے درج کئے ہیں اُن کو ست دہرم پرچارک دوارا نورت فرماویں -

راقم

کرپا رام مدرس گرُکل اُپ بودھان لاجپت سماج

غلطی کا اقبال

چالاک دوکاندار ایک بھولے بھالے اور سیدھے سادھے خریدار کو اپنے ترازو وزنوں (باٹ) اور گز سے دھوکہ دیتا ہوا بھی اُس کی خاطر جمع کر سکتا ہے۔ ایک بابو قصور ہو جانے پر بھی اُس کے اقبال کو ہتک عزت خیال کرتا ہوا پیچیدار الفاظ سے ہاتھ پاؤں مار کر اپنے آپ کو بے قصور اور بے گناہ ثابت کر کے اپنے افسر کو تسلی دے سکتا ہے۔ لیکچرار اپنی فصاحت و بلاغت جادو بیانی اور دلکش آواز سے بے بنیاد باتوں اور سچائی سے بعید اصولوں کو سناتا ہوا سامعین کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ اور خوش کر سکتا ہے مناظر میں ایک مولوی و پادری صاحب معجزہ شق القمر اور یسوع کی الوہیت کو ثابت کر سکنے کی طاقت نہ رکھتا ہوا تمسخر بازی اور طعن و تشنیع سے فریق مخالف پر غالب آ سکتا ہے۔ راشی مجسٹریٹ ایک نردھن لیکن راست بیان مدعی اور اُس کے راست گو گواہوں کے بیانات کو اپنے تحریری فیصلہ میں جھوٹا ثابت کر سکتا ہے۔ ایک مکار۔ ریاکار دھوکا باز۔ اور چالباز آدمی اپنی ظاہرداری اور نمائشی جنٹلمینی اور ٹیپ ٹاپ سے لوگوں کی نگاہوں میں اپنے آپ کو خادم قوم اور خیرخواہ ملک ظاہر کر سکتا ہے۔ لیکن کیا کوئی آدمی اُس پرمیشور سرو ویاپک اور سرو انتریامی کو بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ جو کہ خفیہ ارادوں۔ اندرونی رازوں اور گپت بھیدوں کو جانتا ہے جو سب کے من کے سنے شدہ اور ان شدہ سنکلپوں اور بھاوؤں کو جانتا ہے۔ اور فی ہزار کتنے نکلیں گے جو اس بات کو مان کر بھی اپنی غلطی اور کمزوری کے ظاہر ہو جانے پر اس کا صاف اقبال کریں۔

دریا کے تیز پرواہ اور بحر الکاہل کی لہروں میں بھو کنا آسان۔ آتش کے بلند شعلوں سے بھڑکتی اور مچی ہوئی آگ کی بھٹی میں کود پڑنا نہایت ہی سہل ہے لیکن غلطی کا اقبال اور اُس کا مان لینا نہایت ہی دشوار بلکہ مشکل سے مشکل بات ہے غلطی کا "اقبال" ایک قسم کی ہار سمجھی جاتی ہے۔ اور اسلیئے اس سے پرہیز کیا جاتا ہے پھر وہی غلطی ضد کی شکل میں تبدیل ہو کر غلطی کرنے والے کے لئے اور بھی مشکل کر دیتی ہے۔ اگر غلطی کے ظاہر یا ثابت ہو جانے پر ہار نہ خیال کی جائے۔ بلکہ یہہ خیال کیا جائے۔ کہ معلومات کی تعداد میں ایک نمبر کی اور بھی زیادتی ہوئی تو کوئی وجہ نہیں کہ غلطی کا اقبال نہ کیا جائے پر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ (؟) یہ ہاتھ کہتی ہوئی ہیں۔ آتما صاف طور پر پکارتا ہے۔ لیکن باوجود ان ہر دو معتبر اور زبردست طاقتوں کے سر پر ہونے کے بھی غلطی کو چھپانے کے لئے منطقیانہ دلائل اور فیلاسفرانہ جوڑ توڑ سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے انسانوں کا دل مثل اُس تالاب کے ہے۔ جو کہ گندے سڑے ہوئے اور بدبودار پانی کو چشمہ کے صاف ستھرے۔ صحت بخش۔ اور میٹھے پانی کے ساتھ تبدیل کرنا نہیں چاہتا جس طرح بدذن (دریچہ) جب اُس کو تیل کے گھڑے میں پڑا رہنے سے چکنائی کو اپنے اندر نہیں آنے دیتا۔ ٹھیک اُسی طرح سے غلطی کے نہ ماننے والا انسان سچائی کے بے بہا رتن اور گوہر مقصود کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور وہ ضدی گھوڑے کی مانند اپنی مسافت کو اور بھی لمبا کر لیتا ہے۔ ایسے اشخاص بجائے اس کے کہ اپنی بھول پر پشچاتاپ کریں اُلٹے جو کچھ اُن کی زبان سے نکل جاتا ہے یا وہ سہواً یا ارادتاً کہہ بیٹھتے ہیں۔ اُسی کو اپنا اصول بنا لیتے ہیں۔ اور اسلیئے وہ نہ صرف اپنا ہی بلکہ دیگر کئی ایک آتماؤں کے گھات کا کارن بن جاتے ہیں۔ یہہ ایک ایسی میٹھی چاشنی ہے۔ جس سے کہ بڑے بڑے افلاطونوں کے دل بھی للچا جاتے اور بہل اُٹھتے ہیں۔ جو لوگ جس قدر وزن رکھتے ہیں۔ اُس سے کسی قدر ہلکا یا اُسی قدر اپنے آپ کو اگر ظاہر کریں تو کوئی خرابی واقع ہونے کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن مان۔ بڑائی۔ اور شہرت کی بھوک اُن کو ایسے بننے کے لئے طیار نہیں ہونے دیتی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ اپنے خیال کو اصول بتلا کر ایک جماعت کھڑی کر دیتے ہیں۔ اور اسی کی بدولت انسانی آبادی کے اندر مختلف فرقے مختلف خیالات کے آدمی اور مختلف مذاہب نظر آ رہے ہیں۔ جس سے ایک کے بل کو کمزور کرنے کے واسطے دوسرا اپنی ساری طاقت صرف کر رہا ہے۔ غلطی کا اقبال بظاہر ایک نہایت ہی ہانی کارک اور نقصان دہ بات ہے۔ لیکن اس کی دیگر خوبیوں کو وہی جانتا ہے کہ جنہوں نے اس طرف کی ہوا کھائی ہو۔ یا جنہوں نے درگش کے پھل کا مزہ چکھا ہو۔ جو کہ دیکھنے میں بہت بُرا۔ لیکن کھانے میں نہایت ہی لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔

(راقم۔ گوردیپالا۔)

زہریلے سانپ کا
ڈسا کیسے بچ سکتا ہے

یہہ جاننا کسی کے لئے ضروری نہیں!

چند ماہ ہوئے کہ ہم نے بذریعہ اشتہارات اور اخبارات اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ایک قلیل عرصہ تک ہم۔

لالہ کاشی رام صاحب وید

کی طیار کردہ اکسیر مارگزیدہ تمام ایسے اصحاب کو جو اس عرصہ میں لالہ صاحب کا طیار کردہ سفری بکس یا پاکٹ کیس میں سے کوئی ایک کم از کم خرید کریں گے مفت بطور تحفہ نذر کریں گے۔ اگرچہ قبل ازیں بھی یہ بکس اور کیس اپنی بے نظیر التاثیری کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے تھے۔ مگر اس اعلان کے بعد ان کی مانگ اس قدر بڑھ گئی کہ پریوارک بکس اور کیس تو جیسے ہی سکا باری باری سے سب خریدار اصحاب کو ارسال کرتے رہے ہیں۔ مگر اکسیر مارگزیدہ جو عرصہ کی نہایت محنت کے بعد طیار ہوتی ہے۔ وہ اکثر اس عرصہ میں بالکل ختم ہو گئی۔ جس کی وجہ سے کئی ایک اصحاب کو حسب وعدہ نذر نہیں کی جا سکی۔ چونکہ اس کی کافی تعداد اب پھر طیار ہو گئی ہے۔ اسلئے جن اصحاب کو نہ پہونچی ہو وہ لکھ کر منگوا لیویں۔

نیا اعلان قابل خاص توجہ

لیکن تمام اصحاب کو واضح رہے کہ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۹ء کے بعد تاوقتیکہ دوبارہ اعلان نہ دیا جاوے ہمارا ارادہ اس رعایت کو قطعی بند کر دینے کا ہے۔ اسلئے جن اصحاب کو اس رعایت سے فائدہ اٹھانا مطلوب ہو وہ بہت جلدی کریں ورنہ قیمتاً اکسیر مارگزیدہ خرید کرنی پڑے گی۔ یکم نومبر تک جن اصحاب کی درخواستیں پریوارک بکس وغیرہ کے لئے ہمارے دفتر میں پہونچ جاویں گی ان کو بہر حال مفت نذر ہوگی۔

جناب لالہ شادی لال صاحب [illegible]

ڈاکخانہ کنڈلی بازار۔ ضلع بھاگلپور۔ (نیپال) تحریر فرماتے ہیں

"کرم فرمائے بندہ جناب لالہ کاشی رام صاحب وید۔ آداب۔ اگرچہ آپ سے براہ راست خط و کتابت آج تک نہیں ہوئی۔ مگر قریباً دو ماہ عرصہ گذرا ہے کہ ہندوان نگر میں آپ سے سفری بکس معرفت لالہ کاشی رام صاحب جو میرے پاس اور سیر تھے منگوا لیا تھا۔ میرے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ادویات مذکورہ نہایت فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں خاصکر دوائی مارگزیدہ تو گویا اکسیر ہے اسلئے مجکو آپکی ادویا کا پورا الیقین ہو گیا ہے اور اب ایک مریضہ کے متعلق " " " "

لالہ بدری پرشاد صاحب

گرداور قانونگو مقام گرد ریاست گوالیار سے اپنے خط مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ "شریمان لالہ کاشی رام جی وید۔ نمستے۔ مہاشے طوطارام جی کی سفارش سے آپ کا پریوارک بکس تھوڑا عرصہ ہوا منگوایا تھا۔ اس کی مشمولہ ادویات

واقعی نہایت قابل تعریف ہیں۔

دوائی دیکھی اور انسے اپنا حکم اٹھایا۔ اکسیر مارگزیدہ تو واقعی لاثانی ہے ایک شخص کو جسے ایک سانپ نے کاٹا تھا بچگئی۔ پانچ گھنٹہ میں بالکل اچھا کر دیا۔ یہاں ہفتہ میں پانچ چھ آدمی سانپوں کے کاٹنے سے مرجاتے ہیں۔ یہاں کے سانپ بڑے زہریلے ہیں۔ اور آج کل سانپوں کا یہاں پر بہت ہی زور ہے۔ آپ کی دوائی کا نتیجہ دیکھ کر لوگ اکثر میرے پاس دوائی کے لیے آتے ہیں۔ مگر دوائی نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہوں۔ اب آپ کرپا کر کے مندرجہ ذیل ادویات فوراً ارسال فرمائیے"

لالہ ہرنام داس صاحب سب اوورسیر جیکولی۔ ڈاکخانہ راجوندہ ضلع کرنال سے تحریر فرماتے ہیں۔

سانپ کے کاٹے کی دوائی بہت عمدہ ہے

۵۰ بیماروں کے تندرست کرنے کے لئے اس دوائی کی کیا قیمت ہو سکتی۔

لالہ کاشی رام صاحب وید

کے مفصلہ بالا بکسوں اور کیسوں کی قیمت ذیل میں درج ہے۔

پریوارک بکس	سفری بکس	پاکٹ کیس
صہ	[illegible]	[illegible]

اکسیر مارگزیدہ عہ۔ مفصلہ بالا اور دیگر ہر مرض کی ویدک دوا اور علاج کے لئے مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

المشتہر

مینیجر پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور

کنیا کے لئے بر کی ضرورت

برادری دیہان ذات [illegible] کی ایک شریف خاندانی ۱۴ سالہ لڑکی کیواسطے ایک لائق شریف خاندانی باوصف ور کی ضرورت ہے جو ایف۔ اے۔ یا انٹرنس پاس تعلیمیافتہ یا پچیس تیس روپیہ ماہوار کما سکتا ہو یا دیگر آمدنی والا ہو [illegible] سے ۲۲ سال تک عمر ہو [illegible] درخواستیں معہ پورا پتہ و حالات ضروری [illegible]

المشتہر

گوپال سنگھ [illegible]

آریہ سماجک خبریں

[illegible]وال کے حکیم گوجرمل جی نے مقدمہ [illegible] کے خارج ہونے پر ایک روپیہ [illegible] کو دان دیا ہے۔ اسی جہت [illegible] مہاشے تہیا رام جی نے ایک روپیہ [illegible] لئے کو دان دیا۔

[illegible] میں ۱۴ ستمبر کو پنڈت شمبھودت [illegible] پہنچے۔ انوپور کی بھجن منڈلی ان کے [illegible] ہمراہ تھی۔ منشی ذاتارام مدرس نے جیو اتما [illegible] سے اکثر کرتے ہوئے بحث کا چیلنج [illegible] جو منظور کر لے۔ ۱۶ ستمبر کو بحث ہوئی [illegible] جی نے منشی صاحب سے سوالات [illegible] کہ ہم سے علیحدہ کوئی چیتن شکتی [illegible] ہے۔ جس کی پریرنا سے شریر [illegible] سے کام کرتا ہے۔ ۱۷ ستمبر کو عام [illegible] میں پورانک مذہب کی غلطیوں [illegible] بیان کیا۔ جس کی وجہ سے پنڈت [illegible] رام ساکن جاجن پور شاستر ارتھ کے [illegible] تیار ہوئے۔ ۱۸ ستمبر کو یہ [illegible] شاستر ارتھ تیرتھ وشے پر ہوا [illegible] تلسی رام نے اٹھتے ہی کہا۔ کہ گنگا [illegible] نے سے دور تو بدن کی میل ہی ہوتی [illegible]۔ لیکن جس طرح لڈو کے بہانے [illegible] کام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ویسے ہی [illegible] کے بہانے سے لوگوں کو شدھی کی طرف [illegible] کیا جاتا ہے۔ اس پر ایک شیودیال [illegible] اٹھے۔ کہ پنڈت آریوں سے [illegible] گیا ہے۔ انہیں کہا گیا۔ کہ تم ہی شاستر ارتھ [illegible] لیکن جب ان کو پورانوں کی تعلیم

کا نسوند کھلایا گیا۔ تو ویسے ہی چپ ہو گئے

ویدک منترالیہ اجمیر نے رشی دیانند کرت دیگر پستکوں کی قیمت ہی گھٹا دی ہے اب ستیارتھ پرکاش بھی۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا بھی اور سنسکار ودھی ہر پر بلا کر دی۔ معلوم ہوا ہے کہ یجروید بھاشیہ کی قیمت بھی کم کر دی گئی ہے۔

سمبلپور میں مہتہ شیودیال شرما جی نے بڑا بھاری ہون یگیہ کرایا۔ اس طرف بارش کی بڑی ضرورت تھی۔ ۱۳ ستمبر سے ۱۹ ستمبر تک پچیس ہزار گایتری منتر کا جاپ ختم ہوا۔ جس کے بعد ۱۹ کی رات کو ہون یگیہ ہوا۔ ۲۰ کو برشا ہوئی جس سے سب لوگ پرسن ہوئے۔ مہتہ جی نے حسب ذیل دان دیا۔ یتیم خانہ اجمیر عہ کنیا مہاودیالہ جالندھر عہ۔ وید پرچار فنڈ عہ دیا گرو کل فنڈ عہ۔ جملہ عہ

مہاشے نانک رام سنگ منشی ضلعدار نہر چونیاں سے پانچ روپیہ کنیا مہاودیالہ جالندھر کے اکٹھے کر کے حسب ذیل بھیجے ہیں خود عہ۔ بڈھارام عہ۔ ہر رام داس عہ۔ دیوان چند عہ۔ کشن چند عہ رلیارام عہ۔ ایک دیگر صاحب عہ۔ تلیہ عہ **پرچارک** مطبوعہ ۵ اسوج سمت کے صفحہ ۱۲ پر جو دان عہ گرو کل کے لئے درج ہے وہ فانیوال سے نہیں۔ بلکہ خانیوال سے آیا تھا۔

گوجرہ آریہ سماج میں ۱۷ سے ۲۰ ستمبر تک پرچارک کے پنڈت رشی رام اپدیشک نے رہے وید پرچار فنڈ کے لئے بھی بھیج گئے۔ گوجرہ لائلپور ریلوے لائن پر ایک اچھی منڈی ہے۔ اپدیشک مہاشے ضرور پہونچا کریں۔

آریہ سماج کروڑ (ضلع ڈیرہ اسمعیل خان) کے پردھان لالہ گنگارام کی کنیا کا وواہ سنسکار سوم دیو جی نے سنسکار ودھی کے انوسار کرایا۔ کروڑ کے ممبروں میں ابھی پریم ہے اور سب بھائی مل کر روز سماج مندر میں پرارتھنا اپاسنا کیا کرتے ہیں۔

برہمچاری سوم دیو جی نہال چند جی کا نام رکھا گیا ہے۔ جو کہ گوجرانوالہ کی ویدک پاٹھ شالا سے پرچارک بن کر نکلے ہیں۔

سکندرآباد گرو کل پاٹھ شالا کے سکرٹری دو آریہ پرشوں کی ضرورت بتلاتے ہیں۔ ایک تو ایسا ستیہ آریہ ہو جو دھرم پرچار کرنے کے ساتھ سنسکرت پڑھنا چاہتا ہو۔ وہ منیجر کا کام کر سکتا ہے۔ اور ایک انٹرنس پاس شدہ انگریزی ماسٹر ہو۔ دونوں درڑھ آریہ ہوں۔

جہانسی سے خبر آئی ہے۔ کہ ایک شنکر دیالو اپدیشک کنوجیا برہمن وہاں تشریف لے گئے تھے۔ جو کہتے تھے۔ کہ ان کی پارٹی آریہ سماج کو زک پہونچا دے گی۔ نامہ نگار ان کی نسبت کہتے ہیں۔ وہ یہی اعلان کرتے تھے۔ کہ ہم ایک سبھا تیار کر رہے ہیں۔ اور آریہ سماج سے الگ ہوتے جاتے ہیں جس سے آریہ سماج کو خوب زک پہونچے گی کیونکہ تم لوگوں میں سنسکرت تو کسی کو آتی ہی نہیں ہے۔ جو ہمارا مقابلہ کرے "کیا ان مہاشے کو سوامی وشودانند۔ پنڈت شیو کمار شاستری آدی سے بڑھ کر سنسکرت آتی ہے؟

لالہ خوشحال رام جی نے ۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع کو کوٹ اڈو میں کھڑے ہو کر ۵ یا ۶ کی حاضری میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔

ہردوئی (ملک اودھ) آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۲۰ و ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوگا

جلال پور جٹاں آریہ سماج نے رشی ترپتی کے دن کنیا مہاودیالہ کے لئے چندہ جمع کیا وہاں کے سکول کے لڑکوں نے ہی دو روپیہ چندہ مانگ کر جمع کیا۔ کل للعہ روپیہ جمع ہوئے۔ لالہ کشن چند ممبر آریہ سماج یہاں آئے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے سماج کے جلسوں میں خوب رونق ہوتی ہے۔ چندہ سالانہ تقریباً وصول ہوگیا ہے۔

آریہ سماج امرتسر کے سالانہ جلسہ کی تاریخیں بوجوہات خاص بجائے ۲۰ و ۲۱ اکتوبر کے تبدیل ہوکر ۲۶ و ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء مقرر ہوگئی ہیں۔

پنڈت پرنام سنگھ جی پرچارک ۱۲ ستمبر کو جگرانوں ضلع لودہیانہ میں پہونچے۔ ۱۳ کو دھرم وشے پر ویاکھیان دیا۔ ۱۴ کو سوڈھی رتن سنگھ جی کی بال دوہتا پتری کا وواہ بابو تلسی رام ساکن پٹنہ وری کے ساتھ کردیا تین روپیہ وید پرچار فنڈ کو اور ایک روپیہ گروکل کو دان ملا۔ ۱۵ و ۱۶ اور ۱۷ ستمبر کو پھر لگاتار جگرانوں میں پنڈت جی نے لکچر دئے جس کا اثر یہ ہوا کہ آریہ سماج جگرانوں کا سالانہ جلسہ تاریخ ۹ و ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ کے لئے مقرر ہوگیا۔

مہاشے کنور سین شرما منتری آریہ سماج مراد آباد لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۲ اور ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ آریہ سجن اپدیشک تتھا سنیاسی مہاتما درشن دیویں۔ نیز ضلع مراد آباد میں پرچار کے لئے ایک اپدیشک کی ضرورت ہے۔ جسے ۲۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملے گی۔ اور کام اچھا کرنے والے کی تنخواہ للعہ روپیہ ماہوار تک بڑھائے جا سکتے ہیں۔ درخواستیں منتری آریہ سماج مراد آباد کے نام جانی چاہئیں

ینگ منز آریہ سماج جلال پور جٹاں کے ہفتہ وار جلسے برابر آریہ سماج مندر میں ہوتے ہیں۔ جن میں بھجن اپاسنا اور دھرم وشے پر ویاکھیان برابر ہوتے ہیں۔

آریہ سماج برنالہ (علاقہ ریاست پٹیالہ) پھر جاگ اٹھا ہے۔ حسب ذیل ادھکاری سال حال کے لئے مقرر ہوئے۔ لالہ نرائن داس صاحب پردھان۔ لالہ شبھ چرن داس اسسٹنٹ ماسٹر اپ پردھان۔ لالہ جیوا رام گپت منتری لالہ شیو جی مل کوشادھیکش۔ انترنگ سبھا نے تجویز کی ہے۔ کہ ہفتہ وار ستسنگ باری باری ممبروں کے گھروں پر ہوا کرے۔

جموں آریہ سماج میں ۱۷ اسوج کو لالہ مرلیدھر جی چودہری پردھان آریہ سماج گوجرانوالہ نے بڑا منوہر اپدیش دیا۔ جسنے وہاں کے منتری نے امرت ورشا کا خطاب دیا ہے۔ نیز ایک روپیہ سماج کو دان دیا۔

ملسی آریہ سماج میں رکشا بندھن پر مبلغ آٹھ روپیہ آٹھ آنہ کنیا مہاودیالہ کے لئے جمع ہوئے تھے غلطی سے تین روپیہ آٹھ آنہ چھپ گئے تھے۔

سکرٹری آریہ سماج ملسی تحریر فرماتے ہیں کہ اس آریہ سماج کے سال دوم کی رپورٹ واقعہ ۱۱ ستمبر کو جنرل میٹنگ میں سنائی گئی خاتمہ پر سندر فنڈ کے لئے اپیل کیا گیا۔ جسپر للعہ روپیہ چندہ وصول ہوا واقعہ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو لالہ رامداس جی پٹواری موضع جلہ کے پتر کا نام کرن سنسکار ہوا لالہ صاحب نے سماج کے ممبروں کو نمنترن بھیجا یہ گاؤں ملسی سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۴ ستمبر کی شام کو ہاتھ ... آریہ سماج ملسی کو مع دو ... اور پنڈت نند لعل جی اپدیشک ملتان (جو وہاں پرچار کے لئے ... ہوگئے تھے) روانہ ملب کیا گیا۔ ... رات کو وہاں جاکر بھجن کیرتن ... کیا۔ تقریباً ۸۰ یا ۹۰ کی حاضری تھی۔ گنوں پر پنڈت نند لعل جی کے ویاکھیان کا بڑا اچھا اثر پڑا۔ ۱۵ ستمبر کو ... پردھان سماج مع منتری اور چند دیگر ... بھی جلسہ میں پہنچ گئے۔ نام کرن ... وید ودھی پدہتی انوسار کرایا گیا۔ ... آدمی اس عجیب و غریب رسم کو ... آئے۔ اور بڑے آنند ... ہوئے ... کی تمام کارروائی کی وجوہات حاضرین ... سمجھائی گئیں۔ لالہ رام داس جی نے دو روپیہ وید پرچار فنڈ اور ایک ... کیا اناتھالہ چندہ میں اور دو روپیہ ... ملسی اور مبلغ چار روپیہ برہمن سنسکار کرانے والے کو دکشنا دی۔ لڑکے کا ... سوم کیرتی رکھا گیا۔ سنسکار کی سماپتی پر ... اور آرتی ہوکر سبھا وسرجن ہوئی۔ دوپہر کا کھانا لالہ صاحب نے بڑی شردھا ... پریم سے آریہ بھائیوں کو کھلایا۔ ... منتری سماج نے دھرم وشے پر تین گھنٹہ ... ویاکھیان دیا۔ لالہ صاحب کی پریرنا ... اس گاؤں والوں کے پریم بھاؤ میں ... ہو رہی ہے۔ اگر اسی پرکار آپ ... رہے تو آشا ہے کہ اس گاؤں میں ... سماج ستھاپت ہوجاویگی۔

شام کو سب سجن آریہ بھائی معدودے یا ... واپس ملسی چلے آئے۔ مگر گاؤں والوں کے بار بار کہنے پر پنڈت نند لعل کو وہیں ...

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں

...گیندا مل جی! اگر ماسٹر لچھمن داس نے
...اج جلسہ پر کیے ریزولیوشن کو غلط
...بیان کیا ہے۔ تو بہتر ہوتا کہ وہ تحقیق
...آپ اصل ریزولیوشن اخبار میں
...نے کے واسطے بھیج دیتے۔ ماسٹر لچھمن داس
...تی جھوٹی سے پُر سوالات کرنے سے
...مطلب برآری نہیں ہو سکتی **ایڈیٹر**
...مولانا اننت جی ازجیبہ۔ ماسٹر
...داس جی بات جیت کر کے آریہ پرتی ندھی
...سو آپ کو معلوم ہو گیا ہے۔ اس کا
...ظاہر کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا آریہ پرتی
...سبھا اور پروپکارنی سبھا کے ممبروں کو
...کہنا ہی لازمی تھا۔ میری رائے میں تو
...لالہ لچھمن داس جی بھی آپ کی آخری
...بات اتفاق نہیں کریں گے **ایڈیٹر**
...لچھمن سے لالہ کرم چند جی
...بات پر زور دیتے ہیں کہ آریہ سماجوں میں
...برعکس آریہ پرتی ندھی سبھا کی تحت
...کے لئے جمع ہونا چاہیئے۔ ہر ایک
...سماج اپنی اپنی طرف کھینچ کر کام خراب کر
...میرا مہاشے کرم چند جی کی رائے
...اتفاق ہے۔ جب تک ہر ایک کام کا تیسرا
...آریہ پرتی ندھی سبھا کو نہیں بنایا جاوے
...دھرم کی تبلیغ کے پرچار میں کامیابی ہو سکے گی **ایڈیٹر**

دریافت

...صاحب بتا سکتے ہیں کہ پنڈت

گر پارام جی جگرانسوی آنریری اُپدیشک ممالک مغربی و شمالی و اودھ کے ڈسٹرکٹ کہاں سے اور کس قیمت پر آسکتے ہیں۔

(۲) اگر کسی مہاشے نے رسالہ بھارت بھگنی نکالا ہوا ہو تو ایک پرچہ بطور نمونہ بھیج دیں بڑی نوازش ہوگی

اقسم

منتری ست سبھا جامپور

کیا ہم نراش ہو جائیں

یہ بات مسلّم ہے کہ بغیر پورن وشواس کے دھرم آچرن نہیں ہو سکتا۔ اور بغیر ودیا یعنی ستیہ گیان کے وشواس نہیں ہو سکتا۔ جب کبھی ہمیں قدرت کے کسی عجیب نظارے مثلاً گرم پانی کے فوارے وغیرہ یا کسی دوسرے غیر معمولی اشیاء کا حال معلوم ہوتا ہے۔ تو ایک قدرتی خواہش ایسے عجیب مقامات و اشیاء کے دیکھنے کی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب روپیہ اور وقت اور دیگر مناسب اسباب دستیاب ہوتے ہیں تو مختلف جگہوں پر جا کر اپنے من کی ایک خواہش کو پورا کرتے اور اپنے تجربہ اور سفر وغیرہ اور قدرت کے دلچسپ نظاروں کے مشاہدے سے کئی فوائد حاصل کرتے ہیں بعینہٖ جب ہمیں ویدک دھرم کی بزرگی و برتری معلوم ہوتی ہے تو طبعی طور پر اس دھرم کے متعلق گیان حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ مختلف کتب کے مطالعہ مہاتما و ودوان پُرشوں کے ویاکھیان سُننے اور دھارمک اور فاضل بزرگواروں کی صحبت سے ہم اپنی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گر باوجود ان تمام وسائل

کے اختیار کرنے کے ہم منزل مقصود سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ویدک فلسفہ کو سمجھنا آسان بات نہیں کہ کاتا اور لے بھاگے ذرا سا پیچیدہ معاملہ سامنے آنے سے ہم جھٹ وہم و شکوک کی اندھیری غاروں میں گر جاتے ہیں۔ اور جب تک کہ کسی مہاتما کے اُپدیش روپی چراغ سے ہمیں روشنی نہیں پہونچتی۔ ہم ادھر اُدھر بھٹکتے رہتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اس معاملہ کو حل کر کے بھی ہم شانت نہیں ہوتے۔ بلکہ آئے دن ایک نیا سوال اور تازہ شک آموجود ہوتا ہے۔ اور ہمارا جیون تلخ ہو جاتا ہے۔ اب یا تو ہم کسی نہ کسی ذریعہ سے "نازیبت دلنگک" وتوہمات کے شکار، بحث مباحثہ میں مصروف رہتے ہیں۔ یا اوشواس میں پڑ کر پورے دھرم بن کر اپنی زندگی کو نشٹ بھرشٹ کر لیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم کوئی ایسا وطیرہ اختیار کریں۔ کہ جس سے ہمارے جملہ شکوک دور ہوں کہ ہمیں پورن وشواس ویدک دھرم میں ہو جائے۔ اور آئندہ کے لئے کبھی وہم ہمارے پاس ہی نہ پھٹکنے جس سے کہ ہم نشندیہہ نیموں کو پالن کرتے ہوئے دھارمک جیون بسر کریں۔ اور یہ تب تک ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ ہم ویدوں کی آشا کو نہ سمجھیں۔

جو اصحاب سنسکرت ودیا سے واقف ہیں ان کے لئے کوئی دقت نہیں کیونکہ اگرچہ ہر ایک کو ان میں وید منتروں کے ارتھ کرنے کی شکتی نہ ہو مگر وہ اپنی پیاس سوامی جی کرت بھاشیہ سے بجھا سکتے ہیں اور درحقیقت میری رائے ناقص میں وہی سچے آریہ ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ سنسکرت سے بے بہرہ ہیں۔ انکی حالت سخت افسوسناک ہے۔ بھاشا جاننے والے ہی موجودہ واقعات کے

لحاظ سے کچھ فایدہ نہیں اٹھا سکتے۔ وجہ صاف اور سب آریہ پرشوں کو معلوم ہے اور وہ یہہ ہے کہ سوامی جی کرت بھاشیہ میں بھاشارتھ بہت سے مقامات پر پنڈتوں نے بالکل غلط کئے ہیں۔ اور بجائے فایدہ کے سخت نقصان پہونچانے والے ہیں۔

پنچ مہایگیہ ودھی میں اگنی ہوتر وشئے میں شام کے وقت کے منتروں کا بھاشارتھ یہ ہے تحریر ہے "اگنی درچو جوتر درچہ" کے بعد تیسری آہوتی پرتھم منتر سے مون کر کے کرنی چاہئے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مون ہونے سے کیا حاصل اور اگر سب آہوتیاں مون ہو کر منتروں کو منہ میں ہی بول کر دی جائیں تو کیا نقصان ہے۔ مگر ایک معزز مہربان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سنسکرت میں پہلے منتر کو دوبارہ پڑھ کر آہوتی دینا لکھا ہے پیارے ناظرین! میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تحقیقات کے حاصل ہونے سے مجھے ایک گونہ توجہ سا اتر جانا معلوم ہوا۔ اسی طرح کی کئی ایک مثالیں پیش ہو سکتی ہیں مگر مضمون کی طوالت کا اندیشہ ہے۔ مطلب یہ کہ موجودہ بھاشارتھ سے ہم کچھ لابھ نہیں اٹھا سکتے اور اگر اب ہم سنسکرت پڑھنا آرنبھ کریں تو کامیابی سخت مشکل اور غیر ممکن ہے۔ وجہ یہ کہ اول تو ہمارے بر ہمچریہ ٹھیک نہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک ودیا دھین کر سکیں۔ اور دوسرے گرہست آشرم (جسکو تیاگ کرنا بھی ادھرم ہے) ہمارے سدراہ ہے۔ مگر چونکہ ستیہ گیان کی پراپتی کے لئے ویدوں کے آشئے کو سمجھنا ضروری ہے تو کیا تمام انسٹی ٹیوشنوں اور پاٹھ شالاؤں وغیرہ سے ضروری نہیں کہ وید بھاشیہ کے بھاشارتھ ٹھیک کئے جاویں۔ اور اگر آریہ سماج صرف ان مہاتماؤں کے لئے ہے کہ جو سنسکرت سے واقف ہوں تو دوسروں کو نور اگنی دینا چاہئے مگر ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ویدک دھرم منشیہ ماتر کے لئے ہے تو کیا ان اصحاب کا جو سنسکرت سے واقف ہیں یہ فرض نہیں ہے کہ اپنے بھائیوں کی سہولت کے لئے مناسب

تدبیر کریں۔ شاید کوئی سوال کرے کہ اس طرح تو ہر ملک کے باشندے اپنی اپنی زبان میں ترجمہ ہونے کے لئے اپیل کریں گے اور آریہ سماج کے پاس اس قدر دھن اور دوسرے سادھن نہیں کہ جن سے ان سب کی کامنا پوری کر سکے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ موجودہ ہندوستان میں سنسکرت دان بہت کم اور بھاشا سمجھنے والے بہت زیادہ ہیں۔ اور اسلئے ان کا حق ہے کہ انکے لئے اور تمام انبنود و بعض اہل اسلام کے فایدہ کے لئے بھاشیہ کو ٹھیک ٹھیک بنایا جاوے اور یہی سوچ کر سوامی جی نے ہی سنسکرت و بھاشا دونوں میں ترجمہ کرنا مناسب سمجھا تھا۔ ورنہ وہ صرف سنسکرت میں ہی کرتے اور باقی کتابیں ستیارتھ پرکاش وغیرہ بھی بجائے بھاشا کے سنسکرت میں تصنیف کرتے اور اگر آریہ سماج کے پاس کافی دھن غیر ملکوں میں اپدیش کے پرچار کے لئے ہوگا تو ضروری ہوگا کہ مختلف زبانوں میں ویدوں کا بھاشیہ کیا جاوے ورنہ کامیابی ہرگز نہیں ہوگی۔ اور اسی طرح بھارت ورش میں بھی سچے آریہ پیدا ہوں گے۔ کہ جب بھاشیہ دوارا عام طور پر ویدوں کے آشئے کو سمجھنے لگیں گے۔ ورنہ موجودہ نسل کا شدھ ہونا سخت مشکل ہے۔ ہاں آئیندہ نسل میں جو سنسکرت کے فاضل ہوں گے وہ آریہ سماج کے سچے مددگار ہوں گے۔ مگر پھر بھی بھاشیہ کی ہمیشہ ضرورت ہوگی۔ کیونکہ سب کے سب سنسکرت نہیں پڑھیں گے۔ اور بھاشا جاننے والوں کیلئے کوئی سہولت نہیں ہوگی۔ اور نہ ویدوں کے دیکھنے کی رچی ہوگی

(۲) سوامی جی نے جس کام کو شروع کیا تھا اسے پورا کرنا آریہ سماج کا فرض ہے۔ اور یہاں پورا کرنا تو درکنار ان کے کئے ہوئے کام سے بھی اپکار نہیں لیتے۔ باقی ماندہ ویدوں کا بھاشیہ کرنا تو ابھی تک مجموعی طور پر آریہ سماج نے کرنے کا وچار ہی نہیں کیا۔ مگر موجودہ بھاشیہ کو شدھ کرنے کا خیال نہیں کیا۔ اور الٹا چپ ہی چاپ کر مشاہر کرتے جاتے ہیں۔

جو سخت نقصان رساں ہے۔ اس ... نہیں کہ سنسکرت بھاشیہ جس کے لئے ... ذمہ دار ہیں ٹھیک ہے۔ مگر جب ... بھاشیہ غلط ہے۔ تو بانو سے بالکل ... چاہئے۔ صرف سنسکرت بھاشیہ طبع کیو ... اور اگر ہر دو بھاشیہ کے طبع کرنے کا خیال ... تو بھاشا کو شدھ کر چھاپنا چاہئے۔ ... سماج کے ہوشمن اس طرف دھیان نہیں ... انہیں ضرورت نہیں۔ مگر بھاشا وغیرہ ... والے تمام سجن پرش دل سے چاہتے ہونگے ... ضرور ہو۔ مختلف مذہب کے پیرو اپنی اپنی ... کو پڑھنے اور سمجھنے یا کم سے کم بہت سے ان میں ... مطالب کو خوب سمجھتے ہیں۔ انجیل کا تو کیا کہنا ... کوئی زبان ہو جسمیں اس کا ترجمہ نہ ہو گیا ہو ... وغیرہ کے بھی مختلف ترجمے اہل اسلام کے لئے ... ہم ہیں کہ ویدوں کے موجب اپنے حصے کی ہی ... ادھر ادھر کی دو چار باتیں سن سنا کر آریہ ... وید دانی تو خیر وید کے مطلب تک سمجھنے کا ... نہیں مگر ویدک دھرم اوبھی ہم سب ہیں۔ کیسے ... مقام ہے کہ آریہ سماج جو تمام روئے زمین کے باشند ... کرنے کا دم بھرتا ہے ابھی تک اپنی دھرم پستکوں ... موجودہ بھائیوں اور دیش باسیوں کے لئے ہی ... ہتر و بھارت باشی آتمک پیاس سے پیڑت ہیں او ... سے پرشارتھ سے انکی پیڑا دور کر سکتے ہیں ... اچھا ہے جو دوسروں کی تکالیف دور کرنے کے لئے ... خرچ کرنے میں سنکوچ نکرے اور وودوان وی ... گیان دان بنانے میں یتھاشکت کوشش کرے۔ کیا ...

گروکل کو ودیارتھی کیا کریں گے؟

جبکہ آریہ ورت کی خوش قسمتی سے سنسکر ...

ان کی کامرادہ۔ اگھنڈ اپاؤ گرد کل کھلنے کی تیاریاں ہیں۔ نیتجہ تک ٹہرے جوش اور اُتساہ سے اُس کی کامیابیوں کو تاکا جاتا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیرگیہ دِرشٹی وچاروان لوگ اس وقت سے ہی اُن کے راہ میں آنے والی خرابیوں کا انسداد کرنا شروع کردیں۔ گو بہت سی پیچیدگیاں کام بنے پر سامنے آیا کرتی ہیں۔ مگر ایک عام موٹی اور اصولی کھٹک اور کانٹے کا صاف کرنا مشکل نہیں ہوتا۔

چنانچہ گُروکل کی کامیابی اور سنسکرت وِدّیا کے پُنر جیوت اور پرچلیت ہونے سے جو آخری تشریش پھیلنے کا موجب امر ہے وہ کسی موافق اور مخالف سے پوشیدہ نہیں ہے اس وقت نہ کوئی گروکل ہے اور نہ سنسکرت کے اتنے سنگھیہ پنڈت۔ پھر بھی سنسکرت کے فاضلوں کا نہایت ذبون اور منحوس گذارہ ہورہا ہے۔ بھلا شاہی ملازمت سے گذارہ کرنا برہمنوں کا دہرم ہے۔ کیا پرائیویٹ ملازمتوں سے اُدر، پورنا کرنا برہمنوں کا دہرم قائم رکھ سکتا ہے؟

ابھی پر اکتفا نہیں حصول ملازمت کی صورت میں بیچارے شاستری لوگوں کے لئے صورت گذارہ نا ممکن ہورہا ہے۔ کبھی معمولی باتوں پر بصورت ملازمت علیحدگی کی تخویف دیکر پنڈتوں سے جھوٹ کرایا جاتا ہے۔ جھوٹ بلایا جاتا ہے۔ پھر کام نکلنے پر بدنام اور خوار کرکے بیچارے اپرادہیوں کو مٹی میں ملایا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ دہرم انوسار پنڈتوں میں اپنی کمی ہے۔ مگر کیا کریں وہ درڑھتا کیونکر پیدا کریں۔ لئے ایسی پوتر ودیا کے ماہروں کو یہ گت نصیب ہو۔ تو بھارت کی دِشا کیونکر

سدھرے۔ اس وقت مزید شوک نہیں۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جب کہ پنجاب سندھ۔ اودھ۔ بمبئی۔ بنگال۔ بہار آدی سب پرانتوں سے گروکل سے پڑھ کر آکے ہوئے سنسکرت کے پنڈت نکلیں گے۔ تو اُن کی سُدہ کون لیگا۔

اگر اِس سوال کی تہ میں دوربین لگا کر دیکھیں تو جواب سیدھا اندر ہی سے مل جاتا ہے وہ یہ کہ یہ گروکل کوئی نئی تجویز نہیں۔ بلکہ مجرب اور پورانا آزمودہ قاعدہ ہے۔

جیسے گروکل کا مخالف بن کر بیجا اور جھوٹھی نکتہ چینی کرکے پوراستی کو ہاتھ سے دینا ضرور نہیں ہے پورانے زمانہ میں آریہ لوگ۔ شُتھروں۔ میراسیوں۔ اَن پڑھ پروہتوں۔ مہنتوں مُشٹنڈے فقیروں۔ گداگر سادہوں نام کے برہمنوں کے ہٹ کھنڈوں سے بچے ہوئے بیہودہ اور واہی تباہی خرافات سے لاتعلق تھے۔ باایں ہمہ اُن کے ذاتی مصارف نہایت محدود تھے۔ اُن کی آمدنی کا بھاری حصہ سچا دان ہوتا تھا۔ جو رہیں ودّوان سنگ گھیتاریہ پنڈتوں کی بھینٹ پوجا ہوتا تھا کیا آریہ ذاتی آریہ منش موجودہ نے اپنی عادات کو طبیعت ثانیہ اور مستقل موافق اپنے کاریوں کے بنالینے کا کوئی اپاؤ کرلیا ہے اگر نہیں کیا تو جیسا کہ اپنی معمولی سمجھ میں عرض کروں گا۔ اُس پر وچار کیا جاوے اول آریہ سماج کے تہیہ کنندگا آج سے ہی دُوم بروالے۔ میراسی۔ ڈھاڈی وغیرہ پیر فقیر مہنت۔ سادہو۔ برہمن نٹ وغیرہ دشمنان دہرم کے لاگ یکقلم موقوف کرکے اپنے دیگر ذاتی اخراجات کو بھی ایک تنگ و تاریک روش پر سے آزاد کیا جائے

دوم۔ دیش کے دہاریک جو پیشے اور ودّوان

عالمان سنسکرت کو ہر ایک سماج میں ایک ایک کرکے اوپادھیائے اور پروہت اور آچاریہ اور برہمن پد دیا جانا چاہئے یہ صورت اولاً دنیا اشتیاق حصول تعلیم سنسکرت کا باعث ہوگی۔ دوئم اپنی اُپادھیایوں اور آچاریوں کے ہم نشین اور گدی نشین آئیندہ کامیاب طلباء ہوکر صورت روزگار کرتے رہیں گے

راقم

سجنوں کا سیوک ہولانا تھ منتری آریہ سماج چنبہ

موت (نمبر ۶)

فرائض انسانی (نمبر ۳)

معذرت میں مہاشے ایڈیٹر اور ناظرین اخبار سے معافی مانگتا ہوں کہ اس مضمون کو شروع کرکے خاص کارنوں کے باعث میں اُسے وقت پر آپ کے روبرو پیش نہ کرسکا۔ لیکن چونکہ اس کا ختم کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اسلئے اس ہفتہ اُس کا بقیہ آپکی نذر کرتا ہوں۔

موت کو ٹھیک معنوں میں ظاہر کرتے ہوئے میں نے اپنے گذشتہ مضامین میں ظاہر کیا تھا کہ موت کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایشور کی شرن میں جانا چاہئے اور اسی ضمن میں میں نے ایشور پراپتی کا ذریعہ ستتی پرارتھنا۔ اور اُپاسنا بتلایا تھا ستتی اور پرارتھنا کے پہلی اور موجودہ طریق کے متعلق آج میں اپنی تجھ بُدھی انوسار بحث کرونگا جہاں اُپاسنا کے معنے حصول قربت کے ہیں وہاں ایشور اُپاسنا کا مطلب صرف "خدا کے نزدیک تر جانا" ہو سکتا ہے۔ اور اُپاسنا کرنے کا پہل یہی ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ

ہم ایشور کے اس قدر نزدیک جا پہنچتے ہیں۔ کہ اس کے درشنوں سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ لیکن نزدیک جانے کے کیا معنی؟ جب کہ سرو ویاپک ایشور ہمارے روم روم میں ویاپک ہیں۔ پرشن سوچنیہ ہے۔ اور اس پر وچار کرنا ہر ایک آدمی کا فرض ہے یہ سچ ہے۔ کہ ایشور ہمارے انگ سنگ ہے لیکن کیا دنیا اسے عملاً مانتی ہے؟ ہندو جگناتھ کا دور دراز سفر کیوں اختیار کرتا ہے۔ اور ہمالہ کی برفانی اور خطرناک چوٹیوں کے تنگ رستوں میں اپنی جان کو خطرہ میں کیوں ڈالتا ہے؟۔ مسلمان بحر ہند کے عمیق پانیوں ملک عرب کے لق ودق جنگلوں۔ اور بے آب ریتیلے صحراؤں کو کیوں عبور کرتا ہے۔ بدھ تبت کی کڑی یاترا کس لئے اختیار کرتا ہے اور عیسائی ساتویں آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہا ہے۔ صرف اسلئے کہ انہیں ایشور کے درشن نصیب ہوں۔ لیکن باوجود اس قدر تکالیف کے برداشت کرنیکے بھی سب کے سب کے درشنوں سے محروم ہیں۔ جس سے صاف پرتیت ہوتا ہے کہ یا تو پرمیشور سرو ویاپک ہی نہیں۔ کسی خاص ستھان میں براجمان ہیں۔ جس کا پتہ کہ باوجود انیک پرکار کی انسانی کوششوں کے ابھی تک کسی کو نہیں لگا۔ یا اگر سرو ویاپک ہے۔ تو اس کے دکھائی نہ دینے میں خاص بھید ہے۔ یہ دونوں امور غور طلب ہیں۔ اور اس لئے پہلے امر اول کو میزان سمجھ پر تولتے ہیں واحد خدا کی ذات کی پرستش کرنے والے سے لے کر کٹر سے کٹر مورتی پوجک (مادہ پرست) سے پوچھئے۔ ہر ایک اس بات کے ماننے کو تیار ہے۔ کہ ایشور سرو ویاپک ہے

اور نیز عقل اور دلیل بھی یہ صاف بتلاتی ہے۔ کہ اس قدر عظیم رچنا کا رچنے والا اگر ایک ستھانی ہوتا۔ تو کبھی بھی نظام شمسی ارضی وسماوی ایک طریقہ پر نہ چل سکتا دنیا کی کشتی بھنور میں رہتی۔ اور تختہ دنیا کسی مستقل انتظام قدرتی کے زیر نہ ہوتا غرضیکہ نہ وہ خود صفات خدائیت سے معمور تھا۔ اور نہ ہی دنیا کے لئے کوئی اٹل نیم ہوتا۔ اس لئے ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ ایشور ضرور سرو ویاپک ہے۔ اور اب امر دوم پر وچار کرنے کی ضرورت ہے کہ ایشور کے درشن نہ ہونے میں کیا بھید ہے بڑی غلطی جو ہمیں لگتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم اپنی مادی آنکھوں کو ہی ایشور درشن کرنے کا آلہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور جس طرح ان سے ہم مادی اشیاء کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم ان کے ذریعہ ایشور درشن کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس موقع پر ہم موکھتا کے کارن ایشور کے نراکار ہونے کی صفت کو بھول جاتے ہیں۔ اگر ہمیں ساتھ ہی یہ بھی نشچہ ہو۔ کہ ایشور نراکار سوروپ ہے تو کبھی بھی ممکن نہیں کہ ہم مادی آنکھوں سے دکھائی نہ آنے سے ایشور کی سرو ویاپکتا سے ہی منکر ہو بیٹھیں۔ اپنشد کار کہتے ہیں۔ کہ ایشور آنکھ کا وشے نہیں ہے۔ جو وہ آنکھوں سے نظر آ سکے۔ اس مادی آنکھ کی طاقت کہاں ہے کہ سب روشنیوں کی جائے نکاس روشنی کے سامنے ٹھہر سکے۔ نراکار سوروپ پرماتما کے درشن کرنے کی طاقت کیول نراکار آتما کی آنکھوں کو ہی ہے اور جسطرح مادی آنکھ اندھی ہو کر یہ مادی اشیاء کو نہیں دیکھ سکتی۔ اسیطرح نراکار جیو آتما کی آنکھ اندھا ہونے پر نراکار پرماتما کے درشن سے محروم رہتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں ایشور درشن نہیں ہو سکتے

جسطرح ایک اندھا آدمی کسی چیز کی تلاش کیلئے دگہ۔ وہ چیز بالکل اس کے نکٹ ہی ہو دیوانہ وار ٹکریں مارتا ہی اور وہ اسے نہیں ملتی۔ اسیطرح آنکھ چکشو رہت انسان گلی گلی کوچہ کوچہ در بدر کی خاک چھان مارتا ہے۔ لیکن اسے درشن نصیب نہیں ہوتے۔ اور ہوں بھی کسطرح جب دیکھنے کا آلہ ہی نہیں ہے۔ ناظرین اصل یہی بھید ہے۔ ایشور درشن نہ ہونے کا۔ گیان چکشو کی درشٹی سے ہم بالکل غافل ہیں۔ پاپ کا پردہ دن بدن ان پر گاڑھا ہوتا جاتا ہے لیکن اس کے اتارنے کیلئے ہم ذرا یتن نہیں کرتے۔ اور ایشور درشن سے محروم اپنی انمول زندگی کو ضائع کرتے ہیں۔ اسلئے اے معزز ناظرین اگر آپ کو سچ مچ ایشور درشن کی ابھلاشا ہے۔ تو آپ بھی اپاسنا کرنا سیکھئے۔ اور ایشور درشن کر کے موت کے عالی شان دروازہ سے گذر کر اس دائمی زندگی کا حظ اٹھائیے۔ جس کا حاصل کرنا کہ منشیہ جنم کا اعلیٰ اُدیشیہ ہے۔ لیکن اب سوال غور طلب یہ رہ جاتا ہے۔ کہ کیا موجودہ زمانہ میں اپاسک مہاتماؤں کی کمی ہو گئی ہے؟ جسکا حل صرف اپاسنا کے ٹھیک طریقہ کے بیان کرنے پر ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس کے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ اسلئے اسے ہم آئندہ ہفتہ پر چھوڑتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم

سندر داس نگر نتھہ جلالپور

بھٹیاں۔

جلد ۱۳ مطبوعہ ۲۶ اسوج سمت ۶۵ مطابق ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء شکروار۔ جالندھر شہر نمبر ۲۷

سنار کی گٹی

مسلمان اور انڈین نیشنل کانگریس

اس وقت مسلمانوں میں انڈین نیشنل کانگریس کے متعلق بہت چل پیچ رہی ہے۔ سب سے پہلے پروفیسر مارلین صاحب نے علیگڈھ کالج سے مسلمانوں کی بہبودی کیلئے مضامین پایونیر میں لکھے ہیں جنمیں کانگریس سے علیحدہ رہنے کی ہدایت دیتے ہوئے مسلمانوں کو یہ نصیحت کی کہ انکے پاس روپیہ اور مناسب آدمی نہیں ہیں تو اپنی کوئی علیحدہ پولیٹکل ایسوسی ایشن ہی نہ بنوا دیں۔ خاتمہ کی صلاح کا لب لباب یہ تھا کہ مسلمان انگریزوں کی حمایت کریں اور ہندو کے ہمیشہ برخلاف رہیں۔ خیر یہہ تو صلح کُل کی نصیحت تھی۔ اسپر پنجاب آبزرور نے مسٹر مارلین کی صلاح سے اختلاف رائے ظاہر کیا۔ اور بتلایا۔ کہ غیر آدمی دخیل دیکر خواہ مخواہ مسلمانوں کا نقصان کرتے ہیں انہی اثناء میں محمد شاہ دین صاحب بیرسٹر لاہور نے جو کہ پنجاب کے نوجوان مسلمانوں کے لیڈروں میں سے ایک گنے جاتے ہیں۔ اسی مضمون پر خامہ فرسائی کی اور نتیجہ یہہ نکالا ہے کہ مسلمانوں کی ایک انجمن علیحدہ قایم کی جانی چاہئے۔ جسکا فرض ہو کہ مسلمانوں کے پولیٹکل حقوق کی حفاظت کرے۔ مسٹر شاہ دین صاحب کی رائے ہے کہ اس نئی انجمن کو برٹش گورنمنٹ کا فرمانبردار بنا رہنا چاہئے۔ کام صرف یہہ کرنا چاہئے کہ مسلمان کو ہی نیشنل کانگریس میں داخل نہ ہونے دیا جاوے۔ مجھے مسٹر مارلین کی تجویز اور مسٹر شاہ دین کے فیصلہ میں کچھ بھی فرق نظر نہیں آتا۔ جب مسلمانوں کو کسی حالت میں بھی افسران گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کرنا چاہئے تو فرق صرف اسیقدر ہے کہ ایک نئی کمیٹی چلانے کی ہمت مسلمانوں میں ہے یا نہیں۔ مسٹر مارلین کی رائے ہے۔ کہ ان میں تہذیب اور پیٹریاٹیزم کا اس قدر مادہ نہیں ہے۔ اور نوجوان مسلمانوں کے لیڈر کہتے ہیں کہ اُن کے اندر کافی طاقت ایسی ایسوسی ایشن کو چلانے کی موجود ہے چونکہ اپنی طاقت کو انسان خود ہی جانا کرتا ہے اسلئے اس امر پر تو میں ہی مسٹر شاہ دین صاحب کی تجویز پر صاد کر دیتا ہوں۔ لیکن سوال یہہ ہے کہ جب پولیٹکل تحریکوں میں مسلمانوں نے دخل دینا ہی ہے۔ تو کیوں نہ نیشنل کانگریس کے ساتھ شمولیت کے شرائط ہی سوچے جاویں۔

اس کے جواب میں یہہ کہا جاتا ہے کہ ہندو کثرت رائے مسلمانوں کی قلت رائے کی عزت نہیں کرتی۔ مثال کے طور پر حال کا ہی مقام پٹنہ کا جلسہ پیش کیا جاتا ہے بابو سُریندر ناتھ بنرجی نے اُس جگہ ایک خاص تقریر کی۔ اور جا و ریاقت مسلمان بڑے آدمیوں کے اُنکے نام کانگریس کمیٹی میں درج کر دئے۔ گو میں اس امر کے سخت برخلاف ہوں کہ جو لوگ اپنے اندر شامل ہوں۔ اُنہیں خواہ مخواہ اندر شامل ظاہر کیا جاوے چنانچہ اس بارے میں اپنی رائے کا علانیہ اظہار کر کے کئی مرتبہ غیبت میں صلواتیں بھی کانگریس والوں سے سن چکا ہوں۔ لیکن میرے خیال میں اس موقع پر کانگریس والوں کا کوئی قصور نظر نہیں آتا۔ ایک طرف تو مسلمان شور مچاتے ہیں کہ کوئی ہماری آواز نہیں سُنتا۔ اور جب اُن کی تعداد کے لحاظ سے بھی بڑھ کر نمبر اُنکا مشورہ میں شامل کرنیکی کوشش ہوتی ہے تو وے اُس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اُن کو چاہئے کہ ایک مرتبہ بلا لحاظ کسی بات کے کانگریس میں دل کھول کر شامل ہوں۔ اگر پھر اُن کی آواز کو کوئی نہ سُنے اور واقعات کی بنا پر وہ ثابت کر سکیں کہ ایسی شمولیت سے اُنہیں نقصان پہونچنے کا احتمال ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے بغرض خود جُدے ہو جاویں گے بلکہ اپنے ہم مذہبوں کو کانگریس سے علیحدہ رکھنے کیلئے ایک زبردست دلیل پیدا کر دیں گے۔ لیکن میری آواز کو سُنے گا کون؟۔ اس ملک میں نہ تو کام بہاؤ بہاؤ سے کام کرنے والے موجود ہیں۔ اور نہ ہی ایسی تجویزوں کی شنوائی ہو سکتی ہے۔

یہہ ادھوری کوششیں نقصان دہ ثابت ہونگی

پایونیر لکھتا ہے کہ مہاراجہ سیندھیا والئے ریاست گوالیار اپنے سرداروں اور امراء کی لڑکیوں کے لئے ایک زنانہ مدرسہ کھولنے والے ہیں۔ یہہ سب مرہٹے ہیں۔ جن میں شادی کے سن کو پہونچ کر بڑا پردہ ہو جاتا ہے (اپنے ملک میں مرہٹے پردہ نہیں کرتے) مہاراجہ صاحب کا خیال ہے۔ کہ قبل اس کے کہ لڑکیاں سن بلوغت کو پہونچیں۔ اُنہیں ایک سکول میں جمع کر دیا جاوے۔ ایک یورپین لیڈی سوپرنٹنڈنٹ ہو۔ اور ایک یا دو پنڈت اسسٹنٹ ہوں۔ مرہٹی زبان میں اُن کو تعلیم ہو۔ جو کہ پنڈت سکھلاویں۔ اور طرز معاشرت کے طریقے لیڈی سوپرنٹنڈنٹ سکھلا دے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جن لڑکیوں کو ایک طرف یورپین لیڈی سوپرنٹنڈنٹ انگریزی نشست و برخاست کے طریقے سکھلائے گی۔ اور اُنہیں میم صاحبان بنا دیگی وہاں پنڈت مہاشے کی مرہٹی سنت ہی دے دے کیسے گذارہ کر سکیں گے۔ لیڈی سوپرنٹنڈنٹ کی سکھلائی تہذیب کو عمل میں لانے کے

لئے انگریزی تعلیم کی ہی ضرورت ہوگی نتیجہ یہہ ہوگا۔ کہ شاید ہم صاحبان بن کر ان لڑکیوں کو مرھٹوں کے یہاں گذران کرنا مشکل ہو جائیگا۔ کیا افسوس ہے۔ کہ تعلیم یافتہ ہندوستانی لیڈیاں نہ ملنے کے باعث اس طرح کے جیلوں سے کاربراری کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ میری رائے میں بجائے انگریزوں کی ریش کرنے کے لئے کسی یوروپین لیڈی کی رفاہی آگیانہ کے مہاراجہ صاحب گوالیار کسی ہندو یا آریہ عورت پر دو چار ہزار روپیہ خرچ کر کے اسے مرہٹہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے تیار کرتے۔ تو اس سے بدرجہا بہتر ہے

اس کا سبب کیا ہے کہ کھتری بہوٹے نہیں سماتے

مسٹر ریزلی صاحب نے کھتری کانفرنس کے پریذیڈنٹ راجہ جن بہادری کپور زبدہ دوران) کو کہہ دیا کہ چونکہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ برٹش انڈیا میں کھتریوں کو شاکشتریوں میں ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں مردم شماری میں بھی دوسرے درجہ پر ہی رکھا جاوے۔ اس پر کھتری پھولے نہیں سماتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بڑا جنگ فتح کر لیا۔ لیکن جو خط کہ مسٹر ریزلی صاحب کا یکم اکتوبر کے پایونیر اخبار میں چھپا ہے اُسے پڑھ کر کھتریوں کو اپنی حالت پر پھر غور کرنی چاہیئے۔ ریزلی صاحب حیران ہیں کہ ایک جگہ تو کھتری لوگ استدعا کرتے ہیں۔ کہ ویدک زمانوں کی گن۔ کرم انوسار ورن بیوستھا آج کل رائج نہیں ہو سکتی۔ اور دوسری جگہ وہی لوگ اسلئے اپنا شمار کشتریوں میں کرانا چاہتے ہیں کہ ان کا برتاؤ کل کا کل کشتریوں کا سا ہے لیکن بہرحال ایک بیفائدہ شورش کو دور کرنے کے لئے انہوں نے اس معاملہ کی بابت چند

کر دی۔ میں پھر کہوں گا۔ کہ جب تک ہندو لوگ ویدک ورن بیوستھا کو رواج نہ دیویں گے تب تک اُن کے باہمی ایک دوسرے کے ساتھ ضد اسی طرح بنے رہیں گے

پورانک ہر ایک چیز کی پرسپر ورودھ ہوتا ہے

بمبئی کا وینکٹیشور سماچار بال وِواہ کا منڈن

کرتے ہوئے اور رجو درشن سے پیشتر ہی وواہ کی بدھی مبتلا کر "سماشی ناتحہ مصنف شنکھ لیوہ" کی پیروی کرتے ہوئے اُسکے لئے دلیل لاذی پر بھی آتارو ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے" یہہ سمتی سر وتہا اُچت ہے۔ اور اس کا اُلنگھن کرنے سے مہا انرتہ ہوتا ہے۔ منشیہ بھوکھ لگنے سے پہلے اناج اکٹھا کرتا ہے لیکن جو لوگ خاوند کے لائق ہونے کے بعد وواہ کرانا چاہتے ہیں وے اُن کی ذرا پا۔ میں پرورتی کرانے والے ہیں۔ ہدایت یہہ ہے۔ کہ لڑکی کا وواہ اُس کے جوان ہونے کے پہلے ہو جانا چاہئے۔ اور اُسے خاوند کی خواہش ہونے پر فوراً ہم بستری ملنی چاہئے۔ .. .. .. بھوکوں مرکر اناج ملنے پر جیسے بیکاری کو کھا دینا کبھی کا وچار نہیں رہتا۔ اُسی طرح اُس کے بھی بیچار کی برو ہی ہوتی ہے"

اس دلیل کو اگر "وینکٹیشور" کے روبرو ایک برھمو سماجی رکھے اور پوچھے کہ جب تمہارے مت میں ہندو عورت کو جس وقت پتی کی خواہش ہو اُسی وقت پتی کے نہ ملنے سے وہ یقیناً بیچارنی بن جاتی ہے۔ تو کیا لاکھوں ودھوائیں پتی کے بغیر رہ سکتی ہیں؟۔ تو نہ معلوم وینکٹیشور جی کیا جواب دیں گے۔ دلیل دو دھارا تلوار ہے .. اگر بال بیوہ کا یہ دلیل سنڈن کرتی ہے۔ تو ساتھ ہی ان دو ہواؤں

کے وواہ کی بہت ہی پشٹی کرتی ہے۔ جو سمجھ چکی ہیں کہ بھوگ کیا چیز ہے لیکن یہہ دونوں دلیلیں بھارت ورش کی دیویوں پر ایک سخت بیجا دھبہ لگانے والی ہیں۔ جن دیویوں نے سخت سے سخت مشکلات اور ظلم کا سامنا کر کے بھی پاتی برت دھرم پالن کیا ہو۔ اُن کی نسبت یہہ رائے رکھنے والا بھارت ورشی نہیں ہو سکتا۔

ضرورت

ورسکی لوئر سکنڈری ورناکیولر پاس اسسٹنٹ ٹیچروں کی ضرورت ہے۔ درخواستیں مع نقول اسناد جلد بنام ذیل آنا چاہئیں۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا

المشتہر
لچھمن داس ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی۔ اسکول رام نگر

[illegible]

[ہندوستان] کی خبریں اور رائیں

[مدراس] (علاقہ مدراس) کے سوداگران [...] اینڈ سنز ایک سوا دو لاکھ روپیہ کی لاگت کا اسباب کوئٹہ سے براستہ سیستان [...] کو لے چکے ہیں۔ رخصتی کہ رسیں قدیم [...] کا سفر کر کے ایسی تمام سوداگری [...] ہاتھوں میں لیں۔ اور ہندوستانی [...] سکیں ہیں۔ کیا ہندوستانی لوگ [ایر]ان اور ترکستان وغیرہ کی سوداگری [...] ہاتھوں میں نہیں لے سکتے۔ کوئی [...] اپنے ملک یا ملت کی ترقی نہیں کر [...] تک کہ جان ہتھیلی پر نہ رکھ لیوے

[...] کے ایک مٹھ کے عیسائی درویش [...] قسم کی شراب کے اجزا جانتے ہیں [...] وجہ سے ان کو شراب کی بدولت بڑی [...] آمدنی ہے۔ اس خبر کو سن کر شاید [...] بھوں سکوڑ لینگے۔ لیکن جس طرح [...] عیسائی درویشوں نے شراب کا [...] رکھا ہے۔ کیا ہندوستان کے سادھوؤں [...] چرس۔ بھنگ۔ دھتورہ۔ افیون [...] ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔

[لیور]پول (انگلستان) میں مسلمانوں کی [...] مسجد ہے۔ اور وہاں کے شیخ عبداللہ کوئلیم [...] ہیں۔ کچھ دن ہوئے ایک مسلمان [...] کی تجہیز و تکفین کی رسم مطابق [...] اسلام کے عمل میں آئی۔ اب لاہور [...] برکت اللہ سوداگر کا بیاہ مس [...] کے ساتھ ہوا ہے۔ جو کہ حال میں ہی

مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ نکاح پڑھانے والے مسٹر کوئلیم تھے۔

عیسائیوں میں تیرہ آدمیوں کا ایک دسترخوان پر بیٹھنا نحس گنا جاتا ہے۔ جس دن عیسیٰ کو پھانسی دیا گیا ہے۔ اس سے پیشتر رات کو آخری کھانے پر عیسیٰ اور اس کے بارہ حواری بیٹھے تھے۔ انہیں میں سے ایک نے عیسیٰ کو پکڑا دیا تھا۔ گو تیرہ کا اجتماع پہلے ہی نحس گنا جاتا تھا۔ لیکن عیسائیوں میں اس واقعہ سے تیرہ کا عدد زیادہ تر بدقسمتی کا نشان سمجھنے لگے۔ یہ وہم اس قدر زبردست ہے کہ اب تک بڑے سے بڑے تعلیمیافتہ عیسائی تیرہ اکٹھے ہو کر بیٹھنا نامبارک سمجھتے ہیں۔

مقام بیروت (بندرگاہ ملک سیریا) میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک خونریز لڑائی ہونے کی خبر آئی ہے۔

چینیوں نے پیانگ تھونگ کے مقام پر ایک سہرمنی کے عیسائی مشن کا ایک مکان جلا دیا مشنری سب بھاگ کر بچ گئے۔

ویلیس کانسٹبل کراچی سے کوئٹہ کو دس ہزار روپیہ لے کر جا رہے تھے۔ دفعتاً غائب ہو گئے تھے لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ خود بخود پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ تاتارگ کے پلیگ کیمپ میں باوجود ان کی جیل و حجت کے انہیں روک لیا گیا۔ اور ان کی موجودگی کی کسی کو بھی خبر نہ دی گئی۔

یورپین عیسائی طاقتیں اس موقع کو غنیمت سمجھ کر چاہتی ہیں کہ خشکی کے راستے سے آتے ہوئے چین کے تمام حالات سے واقف ہو آویں تاکہ آئندہ جنگ میں یہ واقفیت ان کے لئے کارآمد ثابت ہو۔ گو چین پست ہو گیا ہے۔ اور ظاہرا سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس نے یہ اور وہ اقرار کر دئے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اب جو جنگ چین میں بے حقیقت ختم ہوا ہے

ہو رہا ہے۔ جہاں ایک طرف یورپین طاقتیں چین پر اپنے دانت زیادہ تیز کر رہی ہیں وہاں اگر کوئی چین والوں کے اصلی خیالات معلوم کر سکے تو وے شاید آئندہ یورپین قوموں کے مقابلہ کی زیادہ تیاری شروع کر رہے ہوں گے۔

جنگ ٹرانسوال کا خاتمہ سمجھ کر لارڈ کچنر نے ہندوستانی جنرلوں اور افسروں کی واپسی کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن اب علاوہ جنرلوں اور ایک کرنیل کے باقی سب افسروں کو رکھ لیا ہے۔ کیونکہ ان ہندوستانی افسروں کی سرحدی واقفیت اس جگہ بڑی مفید ثابت ہو رہی ہے حقیقت یہی ہے۔ اب افسروں کی لیاقت کے امتحان میں اصلیت ہو چکی ہے۔ جس طرح کہ مستعدی کے آثار چینی ابھی وقتاً دکھلا رہے ہیں۔ اگر یہ قائم رہی تو وہ دن دور نہیں ہے۔ جبکہ چین بھی مہذب قوموں کا ہم پلہ ہو کر دنیا کی قسمت کے آئندہ فیصلہ میں حصہ لے لیوے

وی پارسی نوجوان بھائی نہ صرف سول سروس کے امتحان میں ہی پاس ہوئے۔ بلکہ کیمبرج کے اعلیٰ ریاضی امتحان (رینگلر) میں بھی کامیاب ہوئے۔ ذاتی لیاقت میں تو ہندوستانی یورپین لوگوں سے کم نہیں ہیں۔ اگر کمی ہے۔ تو پرنشار آرگنیزیشن کی۔

بمبئی میں چندہ اکٹھے کرنیوالے چار دغاباز کو حال میں ہی سزا ہوئی ہے۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا کہتا ہے۔ کہ یہ فریب کا نیا طریقہ ہندوستانیوں کا طبعزاد نہیں ہے۔ بلکہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ یورپین لوگوں سے سیکھا ہے۔ آریہ سماج بھی اوائل میں اس قسم کے دھوکہ بازوں کا شکار ہوتا ہے۔ مجھے دو تین چار معاملے نہیں بھول سکتے۔ جبکہ مہاشے دیوداس جی نے اور میں نے آریہ سماج کی ہمدردی کا جالی

رکھنے والوں کے دہوکے میں آکر نقصان اٹھایا تھا۔ لوگ بہی اب ہوشیار ہوتے جاتے ہیں اور بغیر سند اہل محرکوں کے چندہ نہیں دیتے۔ لیکن پہر بہی دغا کی گنجائش ہے۔ اسلئے آریہ سماج کے ممبروں کو ایسے دہوکہ بازوں سے خصوصاً خبردار رہنا چاہئے۔

ملک سویڈن کے باشندوں کی صحت ثابت ہوگیا ہے۔ کہ اس وقت تمام روئے زمین سے اعلے ہے۔ اور ابہی ایک صدی نہیں گذری کہ اس جگہ کی صحت خراب تہی۔ پہر ہندوستان کے ان حصوں کے آدمیوں کو کیوں نراش ہونا چاہئے۔ جہاں کی آب وہوا اچہی نہیں ہے

قسطنطنیہ (دار الخلافہ سلطنت روم) ۲۶ ستمبر کو پہر طاعون سے بری قرار دیا گیا ہے۔

شاہنشاہ چین پیکن کی طرف واپس آرہے ہیں لیکن انگریزی اخبار نویسوں کا خیال ہے کہ چونکہ یوروپ کی سلاطین کے ایلچیوں کے رہنے کی جگہیں سامان حرب وغیرہ سے زیادہ مسلح ہوگئی ہیں۔ اور چاروں طرف سے ان کی فوجیں شاہنشاہ کے دربار کو گہیرے رہینگی اسلئے شک پڑتا ہے۔ کہ شاہنشاہ اپنی آیندہ کی بود وباش خاص پیکن میں رکہیں

نظام حیدرآباد کے ایک ہندو وزیر مقرر کرنے کے یہہ معنے نہ تہے۔ کہ اس کو پورے اختیارات دئے جاوینگے۔ چنانچہ مہاراجہ کشن پرشاد کے اختیارات بہت کم ہوگئے ہیں اسکے علاوہ بہت سی تخفیف ہو رہی ہے۔ بورڈ آف ریونیو جس میں بہت سے بڑی بڑی تنخواہیں پاتے تہے موقوف کر دیا گیا۔ صرف ڈنلپ صاحب انسپکٹر جنرل مال رہینگے۔ باقی دو ممبر باہر کام پر جائینگے۔ جس قدر بڑے بڑے عہدہ دار مفت کی تنخواہ پاتے تہے۔ وے سب باہر ضلعوں میں تعینات کئے گئے ہیں۔ راو پینڈہی

کے قائمقام کمشنر مسٹر واکر صاحب مشیر مال مقرر کرکے حضور نظام نے بلوائے ہیں۔ چونکہ ریاست بہت مقروض ہوگئی ہے۔ اس لئے سمجہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر واکر کا مشورہ بڑا ہی مفید ثابت ہوگا۔ اس وقت حضور نظام اپنی ریاست کے انتظام کی دہن میں لگ گئے ہیں۔ اور چونکہ ان کی دہن مشہور ہے اسلئے امید پڑتی ہے۔ کہ کچہہ اچہا انتظام کر دکہائینگے۔ بشرطیکہ دہن کچہہ عرصہ تک بنی رہے

نظام حیدرآباد کی دہن مشہور ہے۔ کلکتہ جب والیسرائے کونسل کر واپس آئے تو حیدرآباد نے استقبال کا بڑا اعلے انتظام کیا۔ لیکن راستہ میں بیس پچیس میل پر حضور نے ڈیرہ ڈال دیا۔ اب شہر والوں کی طیاریاں پڑی ہی رہ گئیں اور حضور اس جنگل میں خیمہ ڈالے رہے۔ حالانکہ پانی بوجہ قلت حیدرآباد سے منگانا پڑتا تہا۔ اور جب اپنے دار الخلافہ میں آئے۔ تو بیچاری رعایا کی کرائی ہوئی سفیدیاں پرانی پڑ گئی تہیں۔ یہہ تو ان کے کیرکٹر کا ایک پہلو ہے اب دوسرا پہلو سنئے۔ حضور باہر جانے کے لئے طیار ہیں۔ ایک پانو زمین پر ہے۔ اور ایک پائیدان پر۔ سکرٹری نے عرض کی کہ ایک ضروری کاغذ پر دستخط کرانے ہیں۔ وہیں رک گئے۔ کہڑے کہڑے کاغذ کی پڑتال شروع کردی کچہہ غلطیاں نکالیں۔ بجائے دستخط کرنے کے حکم نیا لکہا اور پوچہا کہ کسقدر اور کاغذ ہیں صندوق کا صندوق کاغذوں کا رہیں آگیا۔ اور حضور چند گہنٹوں تک اسی جگہ کہڑے کہڑے کام کرتے رہے۔ اور وہاں سے نہ ہٹے جب تک کل مثلوں پر بعد پڑتال کے اپنے ہاتھ سے حکم نہ لکہہ لئے۔ ایسے فرمانروا کو اگر انتظام کی دہن دو تین برس بہی لگی رہی تو حیدرآباد کا اول درجہ کی منتظم ریاستوں میں شمار ہونے لگیگا۔

ضلع کانگڑا کے چاء والے صاحب تے بہی مسٹر گرنیل کے ساتھ اپنا چاء فارس کی طرف کردیا ہے۔

سیلون (لنکا) میں جو بوئیر قید رکہے گئے تہے۔ ان میں سے کیٹوں نے رعایا ہونا قبول کیا ہے۔ اور سرکار میں بہرتی ہونے کے لئے طیار ہیں۔

ملک سکاٹلنڈ کے پہاڑی علاقہ میں ایک عورت نمودار ہوئی ہے۔ جو بارہ برس تک بہوکی رہ کر گہاس پر سوتی ہے بیچارہ چہاکیدار پانی کا جانور کہاتی ہے۔ لوگ ہجوم اسے دیکہنے آتے ہیں۔ اور کہانا روپیہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن وہ کچہہ نہیں لیتی۔ اس عورت کی نسبت عجیب عجیب روایتیں مشہور ہیں۔ کہ وہ پری ہے۔ گو ۲۴ سال ظاہر ہوتی ہے لیکن عمر اس کی ۸۰ کی ہے۔ وہ برابر بولتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ توہمات باطلہ اور ضعیف الاعتقادی کی کل ہندوستان کے حصہ میں نہیں آئی

سائبیریا (سلطنت روس) انگلستان کو مکہن مہیا کرتا ہے۔ پار سال دو کروڑ روپیہ کے قریب قیمت کا مکہن گیا۔ امسال ریل کی سہولت کے باعث اسپر کی جاتی ہے۔ کہ کروڑ روپیوں کے قریب قیمت کا مکہن سے انگلستان کو جائیگا۔ جب غیر ریاستیں پر انگلستان سے تجارت کرتی ہیں تو کیا ہم کامیاب نہ ہوسکے۔ لیکن یہاں پر تو نشان نہیں ہے۔

تبیراہ میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان جنگ ہوا۔ جس میں فی الحال ارکزئی فرقہ کو شکست ہوئی۔ اب شیعوں کی امداد کے لئے قومیں تیراہ پر چلی پڑی ہیں۔ جن سے ... ہیں

تقریر

شریمان شیام راؤ وٹھل جی بموقعہ گذشتہ اجلاس سوشیل کانفرنس بمبئی

... دیکھتے ہیں کہ بعض اخبارات و رسالوں میں
... شیام راؤ وٹھل جی کی اُس مدبرانہ تقریر
... انہوں نے گذشتہ پراونشل سوشیل کانفرنس
کی تقریب پر فرمائی تھی۔ عجیب و غریب نکتہ چینیاں
... ہیں۔ ایک طرف اس تقریر کی معقولیت پر تعریف
... عام معاملہ فہم اور دقیقہ رس تعلیم یافتہ اصحاب
... رہے ہیں۔ اور دوسری طرف خیال
... لائف کے اصحاب ناک بھوں چڑھا رہے
... خرالذکر اصحاب کئی پیرایوں میں اپنے
... کا اظہار فرما رہے ہیں۔ کہیں صدر نشین
... کے انتخاب میں غلطی سرزد ہو جانے
... کیا جاتا ہے۔ کہیں اُن کی صدق بیانی
... کیا جاتا ہے۔ کہیں اُنہیں اصلی واقعات
... ناآشنا بتلایا جاتا ہے۔ کہیں اُن کی
... بازی پر انگشت نمائی کی جاتی ہے
... اصحاب یہ رائے دیتے ہیں کہ
... صاحب نے ایسے خیالات ظاہر
کئے ہیں۔ جو اس ملک کی مجلسی اصلاح
... منافی ہیں۔ ہم نے اس تقریر کو
... ہے۔ وجہ یہ کہ یہ ایک بڑے
... شخص کی زبان سے نکلی ہے۔ ہم نے
... یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ نہ بخشش ہو کر
... معاملہ کی اصلیت پر پورا پورا غور
... تو انسان ضرور اُسے مطلب تک
... معلوم ہوتا ہے کہ شریمان
... جی نے اس ملک کی مجلسی اصلاح

کے سوال کو بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ وچارا۔ اور بعینہ وہ اُسی نتیجہ پر پہونچے ہیں جس پر کہ **مہرشی دیانند** پہونچا تھا۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس خاص تقریر کی طرف رجوع ہوں اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے یہ ظاہر کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ **انڈین سوشیل کانفرنس۔ انڈین نیشنل کانگریس** کا ایک جزو اعظم سمجھی جاتی ہے۔ اور اسی کا جلسہ ہمیشہ ہر سال **کانگریس** کے جلسہ کے ساتھ ہی ہوا کرتا ہے پیشتر اس میں کلیتاً اہل ہنود ہی شامل ہوا کرتے تھے۔ مگر جس سال لکھنؤ میں سوشیل کانفرنس ہوئی اُس سال اس کے ساتھ لفظ نیشنل اور اضافہ کیا گیا۔ تاکہ اس میں اہل ہند بلا تخصیص مذہب و ملت۔ فرقہ و قومیت شامل ہو سکیں بایں ہمہ اب تک اس میں ۹۹ فی صدی اہل ہنود ہی شریک ہوتے ہیں۔ اگر شریمان وٹھل راؤ جی کی نفس تقریر پر غور کیا جائے تو یہ پایا جاتا ہے کہ اب تک **سوشیل کانفرنس** محض تضیع اوقات ہی کرتی رہی ہے۔ کام کرنے کا کوئی ڈھنگ ابھی تک اسکے ہاتھ نہیں آیا۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ اگر شریمان شیام راؤ جی کی تقریر پر تعصب سے بری ہو کر متانت کیساتھ لیڈران **سوشیل کانفرنس** توجہ فرماویں تو وہ ہماری دانست میں بہت کچھ ترقی اور اصلاح کے کام کر سکتے ہیں۔ اور دو چار سال کے اندر ہی اُنہیں وہ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ جو اب تک نصیب نہیں ہوئی۔ شریمان شیام راؤ جی کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے:

"اکثر اصحاب اس میں شک کرتے ہیں۔ کہ آیا ہم میں کثرت سے ایسے اصحاب ہیں جو مجلسی اصلاح کے معاملات کی جانب زیادہ رجوع ہوتے ہیں یا ملکی معاملات کی تحریک زیادہ مرغوب خاطر ہے نہیں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم میں سے زیادہ تعداد ایسے اشخاص کی ہے جن کا ہر ایک کام خود غرضی پر مبنی ہے۔ اور وہ ایسے ہی کاموں کی جانب بالخصوص مائل ہوتے ہیں جہاں انہیں نمود اور ذاتی شہرت حاصل کرنے کا موقع ملے اس لئے معاملات ملکی کی تحریک کی جانب ان کا راغب ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے۔ اور ہمیں اسے تسلیم کرنے میں کچھ بھی پس و پیش نہیں ہونا چاہئے۔ کہ ہم دونوں تحریکوں میں یکساں شوق سے شامل نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی دونوں تحریکوں کو یکساں وقعت دیتے ہیں اگر اور کا نہیں تو کم از کم میرا تو یہی خیال ہے۔ مگر یہ بات کہ ہمیں بے غرضانہ اور ذاتی تکلیف گوارا کر کے کام کرنے کا مادہ نہیں رکھتا۔ میرے لئے بالکل مہمل ہے۔ اس امر کو میں باور کرتا ہوں کہ میرے تعلیم یافتہ اور سمجھدار ہم وطن موجودہ حالت میں چنداں خوش نہیں ہیں مگر موجودہ حالت کو قابل اصل حالت میں تبدیل کرنے کے لئے استقلال اور محنت دری کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ کام موجودہ صورت میں انتہا درجہ مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے۔ کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ جس روش پر ہم اس وقت چل رہے ہیں اُس طریق سے اسے حل کر سکیں۔ آپ یہ خیال رکھئے۔ کہ میں اس وقت محض اصلاح مجلسی کے بارہ میں تحریر کر رہا ہوں شخصی اصلاح کا اس موقعہ پر ذکر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اپنی سوسائٹی کی ترقی کس طرح پر کر سکتے ہیں۔ یہ سوال نہیں ہے کہ ہم فرداً فرداً کس طرح سے زیادہ خوشحال یا خوش گذران ہو سکتے ہیں۔ یہ معاملہ ایسا ہے کہ ہر شخص اپنی مصلحت آپ ٹھیک سمجھ سکتا ہے۔ اگر اسطرح سے وہ مجموعی خوشحالی کو بڑھاتا ہے تو اچھی بات ہے۔ مگر سوال اول الذکر معاملہ کے متعلق ہے۔ ابھی اسی میں

ترقی کی تکمیل کے لئے اگر ہم اپنے خیالات واتی اور وسوسوں کو عمل میں لادیں تو کچھ بنتا ہوا نظر نہیں آتا ۔ خواہ ہم مغربی علم ادب سے بہت سے رصحاب پیش کریں ۔ خواہ ہم اقوام غیر کی تواریخوں سے کتنا ہی اقتباس کریں ۔ ان تمام امور کا اہل ہند کے دلوں پر کوئی دیر پا اثر نہیں ہوسکتا ۔ یہہ وہی بات ہے ۔ کہ اگر کسی ایسے مریض کے معالجہ کی جانب رجوع ہوں جو کسی خاص مرض میں مبتلا ہو ۔ اور اُسے کچھ اچھی دوا کھلانا چاہیں تو ظاہر ہے کہ وہ اپنا یہ ضرور اطمینان کریگا کہ درحقیقت یہہ حکمت جانتے ہیں ۔ حکیم ہیں اور یہہ نسخہ علم حکمت پر مبنی ہے ۔ بصورت دیگر وہ اسے ایک نکمی اور خطرناک دوا سمجھیگا اور ضرور پھینک دیگا ۔ پس یہی حال سوسائٹی کا ہے ۔ اگر آپ عوام سے یہ کہیں کہ آپ کی موجودہ حالت قابل اصلاح ہے اور اس کے تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔ اور طریق نجات ایسے بتادیں کہ جو اُن لوگوں کے رسوم و اعتقاد کے متضاد ہو ۔ تو وہ ضرور آپ کو غیر سمجھیں گے ۔ اور آپ کی رہبری کو قبول نہیں کریں گے ۔

ممالک یورپ کا طریق اصلاح ہمارے طریق سے فی الواقع بہت کچھ مختلف ہے ۔ وجہ یہہ ہے ۔ کہ اہل یورپ کی اصلاح مجلسی میں بہت کچھ عقائد مذہبی کا دخل ہے ۔ ایسے عقائد کہ جن پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے یورپ کے مسیحی ریفارمروں کو مجلسی اصلاح میں مذہبی دقتیں پیش نہیں آتی ہیں ۔ مگر ہمارے راستہ میں قدم قدم پر اسی قسم کی رکاوٹیں پائی جاتی ہیں ۔ اہل ہنود میں دھرم اور ادھرم کا سوال محض عقل پر مبنی نہیں رکھا گیا ۔ اس کا انحصار ویدوں کی سند پر رکھا گیا ہے ۔ جس جس امر کو وید دھرم قرار دیں ۔ اُسے دہرم سمجھا جاتا ہے اور جسے ادہرم ٹھرائیں اُسے ادہرم ۔ جس امر کے کرنے کی وید اجازت دیتے ہیں ۔ اُسے فرض سمجھا جاتا ہے ۔ اور جسکو ممانعت کرتے ہیں اُس کو منع مانا جاتا ہے ۔ کم از کم اہل ہنود کا یہی عقیدہ ہے ۔ اور ایسی پر اس کے مذہبی ضابطے قرار پائے ہیں لہذا مجھے یہہ اشد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم اپنی مجلسی اصلاح میں کوئی نمایاں کارروائی کر سکتے ہیں تو اسی امر واقعہ کو ہمیں اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہئے ورنہ ہماری تمام کوششیں ایسی ہوں گی جیسے ریگستان میں قلبہ رانی ۔

شادی بیوگان ۔ سن بلوغت تک ہو پہنچنے پر لڑکیوں کی شادی ۔ اونی ذاتوں کا ادہار وغیرہ امور آج کل کے پرانے خیالات والوں کے نزدیک ادہرم یعنی خلاف احکام شاستر ہیں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے ہم خیال بنائیں تو ان کو مناسب ہے ۔ کہ انہیں یہہ سمجھا دیں کہ یہہ شاستر کے خلاف نہیں ہیں ۔ بلکہ ویدوں کے بلکہ منتروں کو ٹھیک طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے یہہ خرابی عاید ہو رہی ہے ۔ صرف دلائل عقلی اور بحث مباحثہ سے کام نہیں نکلے گا ۔ جو طریق ہم نے بیان کیا ہے ٹھیک اُسی طریق پر مرحوم راجہ رام موہن رائے اور دیگر مجلسی و مذہبی مصلحان نے جنہیں گذرے ہوئے بہت عرصہ ہو چکا ہے کام کیا ہے ۔ آج کل کی اصلاح کرنے والی انجمنوں میں سے ایک آریہ سماج ہے ۔ جس کی بنیاد سورگ باشی دیانند سرسوتی نے ڈالی تھی : اُس نے بھی اسی ڈہنگ پر کام کیا ہے ۔ اگرچہ

یہہ ابھی بہت کم سو سائٹی ہے ۔ ...
اس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے ...
عرصہ ہوا ۔ ایک نامہ نگار نے اخبار ...
انڈیا میں یہہ لکھا تھا ۔ کہ اصلاح مجلسی ...
ترقی نہیں ہوسکتی ۔ اور کہ ایسی قسم کی ...
اصلاح پرارتھنا سماج ۔ اور برہمو سماج ...
برابر کر رہا ہے ۔ اسی بیان کے حصہ ...
کلی طور پر متفق ہوں ۔ لیکن آخری ...
میں اختلاف رائے ظاہر کرتا ہوں ۔ ...
ایک انجمن ہے جس کا صدر مقام کلکتہ ...
ہے ۔ چونکہ اس وقت اس کی موجودہ ...
کی نسبت پوری پوری واقفیت مجھے ...
نہیں ہے ۔ اسلئے میں اس کو فی الحال ...
کرتا ہوں ۔ لیکن پرارتھنا سماج بمبئی کی ...
میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ بات صحیح نہیں ...
جو بیان کی جاتی ہے ۔ اگرچہ یہہ ایک ...
سے یہاں قائم ہے ۔ اور اس کے کام کرنے ...
ڈاکٹر بھنڈارکر اور مرحوم مسٹر ...
جیسے رہے ہیں ۔ تاہم اس نے یہاں کی ...
ہر بظاہر کوئی کسی قسم کا اثر پیدا نہیں ...
بجائے اس کے جیوں جیوں وقت گذرتا ...
یہہ طاقت پکڑتا جاوے ۔ اسی کا گذشتہ ...
سالوں کے اندر اُن خاندانوں سے ہی ...
جاتا رہا ہے ۔ جو فی الحقیقت اس سے ...
دلچسپی رکھتے ۔ اور جو کہ شاید اس کی آئندہ ...
و بہبودی کی کفالت خیال رکھتے ...
پرارتھنا سماج صرف ایک دعا مانگنے والی ...
ہے ۔ اور یہی خالص مجلسی طاقت اس کی ...
نہیں ہے ۔ مرحوم مسٹر مہتر جی نے ...
ایک تقریر میں جو انہوں نے بحیثیت وائس ...
چانسلر کلکتہ یونیورسٹی کی تھی ...
تھا کہ ۔ مذہب جہاں تک میں جانتا ہوں ...
طور پر دو قسم کے آدمیوں نے پہلا ...

یا تو ناتجان نے یا سادہو سنیاسیوں نے"

یہ دہرم شاستروں کو وید آدی ستیہ شاستروں کے مطالعہ کرنے والوں نے۔ ویدک سوسائٹی کی جو تصویر ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانہ وید آدی ستیہ شاستروں پر پورا پورا عمل رہا تہا۔ اُس وقت کوئی ایسے رواج موجود نہیں تہے۔ جو کہ ترقی کے سد راہ ہوں۔ اور مجھے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کیوں ہم بہی اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیئے وید کی تعلیم کا سہارا نہ لیں۔

اور جن لوگوں کی ہم اصلاح کرنا چاہتے ہیں اُن پر اپنے ارادوں کو واضح کریں۔ عوام کو یہہ یقین دلانا چاہیئے۔ کہ ہمارا منشا یہ نہیں ہے۔ کہ اُن کے قدیم مذہب کو تہ و بالا کر دیں۔ بلکہ ہمارا اصلی مقصد یہ ہے

کہ اُس قدیم مذہب میں جو کچھہ غلطیاں اور خرابیاں واقع ہو گئی ہیں اُنہیں دور کریں

اگر آپ اس طریق پر عمل کریں۔ تو سچ جانئے کہ وہ تمام لوگ آپ سے ہمدردی کرنے لگیں گے۔ اور آپ کے ساتھہ مل کر کام کرنے کو تیار ہوں گے۔ اور آپ کا کام آگے سے بہت آسان ہو جائے گا۔

پنڈیا موہن لعل پڑھنے لگے ہیں

کچھہ عرصہ ہوا لالہ روشن لعل جی نے مجھے بتلایا تہا۔ کہ پنڈیا جی لاہور آنے کا ارادہ رکہتے ہیں اور آن کہ لالہ روشن لعل جی کے مہمان ہونگے میں نے سمجھا تہا۔ کہ محض بطور سیر تشریف لانے کا ارادہ رکہتے ہوں گے۔ لیکن اب جو پنڈیا جی پروپکارنی سبہا کے جلسے کا نوٹس ۲۸ اور ۲۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے بلا تعین قیام کے دیا ہے۔ اُس سے معلوم ہو گیا۔ کہ پنڈیا جی کی کیا غرض ہے شاید لاہور میں ہی دیانند کالج کی چاردیواری کے اندر کوئی جلسہ ہوگا۔ اور وہاں سے ہی حکم جاری ہوگا۔ کہ اجمیر آریہ سماج سے ویدیترالیہ چہین لیا جاوے۔ اور سب کچھہ پنڈیا جی کے سپرد کر دیا جاوے۔ یہہ تو اس نقل کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا پہلو میرے متہرا کے نامہ نگار دکھلاتے ہیں۔

"پنڈیا جی آج کل رنگ بدل رہے ہیں۔ کنٹھی تلک۔ دہارن کر کے تری پنڈکر بنے ہیں۔ آریہ سماج کی گنتی ان میں نہیں ہے۔ پروپکارنی کا انتخاب کریں گے۔ اس کے لیئے لاہور۔ آجکل سوامی جی کے اور پنڈت گورودت کے لیکہوں سے پرسپر ہر دو چہانٹ کر لکھہ رہے ہیں"۔

ابہی ڈیڑہ سال نہیں گذرا کہ پنڈیا جی نے پروپکارنی سبہا کے منتری پد سے اپنا استعفی بہیج دیا تہا۔ لیکن چونکہ منظور نہیں تہا۔ کہ پردہان کون ہیں۔ اسلیئے اُس پر کچھہ نہ ہو سکا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس وقت پنڈیا جی پروپکارنی کا جلسہ کس قاعدے کے مطابق کریں گے۔ اور ساتھہ ہی یہہ بہی پرشن ہے۔ کہ اگر درحقیقت کنٹھی تلک اُنہوں نے دہارن کر لیا ہے۔ تو کیا کنٹھی۔ تلک کے سخت دشمن رشی دیانند کی قایم کردہ پروپکارنی سبہا کے منتری کے ادہیکار استعمال کرتے ہوئے۔ ان کا

پھر یہہ کیفیت دیکہ کر بہی نہ گبہرائیگا؟ استو! بہارت ورش کے اتہاس میں یہ کوئی نیا نظارہ نہیں ہے۔ ایسے نظارے آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں۔

آریہ سماج امرتسر کا سالانہ جلسہ

۲۶۔۲۷۔ اکتوبر کو جمعدار خوشحال سنگہ صاحب کے مکان پر نہایت دہوم دہام سے ہوگا عظیم الشان نگر کیرتن ۵ تاریخ کو ہونے کے علاوہ شری مہاشہ منشی رام جی۔ مہاشہ دیوراج جی پنڈت رام بہجدت۔ پنڈت بہگت رام جی۔ پنڈت ہرنام سنگہ جی۔ مہاشہ وزیر چند جی کے لیکچر ہوں گے گرد و نواح کے سماجوں کی بہجن منڈلیاں شامل ہونے کیلئے بلائی گئی ہیں۔ چودہری نول سنگہ جی کے بہی آنے کی امید ہے۔ سجن درشنوں سے کرتارتہ کریں۔

(پنڈت رام بہجدت جی)

آریہ سماج لاہور کا سالانہ جلسہ حسب معمول آخر نومبر یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بروز سنیچروار بڑی دہوم دہام کے ساتھ مندر آریہ سماج لاہور واقع وچہووالی میں ہوگا۔ اور حسب دستور نگر کیرتن ۲۹ نومبر بروز شکر شام کے وقت شہر میں ہو کر نکلیگا۔ اب کی دفعہ لاہور کے سبہی آریہ گن اپنے جلسہ کو ایک غیر معمولی کامیابی کے ساتھ بنانے کے واسطے ابہی سے تیاری کر رہے ہیں۔ مفصل کل آریہ بہائیوں کی سیوا میں نویدن ہے کہ سماج ہذا کے جلسہ پر اوشیہ پدہار کر جلسہ کو سوبہت کریں۔ ابکی دفعہ علاوہ دیگر کارروائیوں کے آریہ سماج کی اُنتی کے بارہ میں سنجیدہ وچار کرنیکی غرض سے ایک خاص کانفرنس بہی ہوگی اور جو بوجہ پہرتی مذہبی سبہا کا جلسہ رہنیں تو ادہیک پدہارنیکی کاپیاں

پنڈت گوپی ناتھ کی مکمّل پبلک لائف
المعروف

ستیہ دھرم پرچارک
پر
پھلا لائبل کیس

اِس مقدمہ کو جس دلچسپی کی نظر سے تمام پبلک نے بلالحاظ ملت و قوم کے دیکھا ہے اُسنے لازمی کر دیا کہ اسکا مفصل حال چھاپا جاے

مہاشے منشی رام جی

کے قلم سے نکلی ہوئی ایک زبردست تمہید کے علاوہ اِسمیں کل ضروری دستاویزات کی نقل بجنسہٖ۔ اور وکلا فریقین کی تقریروں کا بڑا بھاری حصہ درج کیا گیا ہے۔ ضخامت ۳۱۲ صفحہ تک پہونچگئی ہے۔ چھپائی نہایت صاف اور کاغذ بہت عمدہ لگایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

شرح کمیشن

۲۵ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۰ فیصدی
۵۰ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو ۱۵ فیصدی
۱۰۰ یا اس سے زیادہ کے خریدار کو ۲۵ فیصدی ملیگا

المشتھر
بستی رام اسسٹنٹ منیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک

کانپور میں دھرم پرچار

تھوڑا عرصہ ہوا اس شہر میں پنڈت گنیش دت جی اُپدیشک دھرم مہامنڈل نے آکر اپنے ویاکھیانوں میں آریہ سماج پر حملہ کرنا شروع کیا اور سناتنی بے بنیاد اعتراضات ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابوں پر کرکے اُن کی عظمت گھٹانا چاہی اور تمہیں کہا کہا کر بھولے بھالے سامعین کو اپنے بیانات کے سچے ہونے کا بشواس کرانا چاہا۔ اسلیئے اُن کے بھرم پیدا کرنیوالے ویاکھیانوں کے اثر سے عوام کو بچانے کے لیئے آریہ سماج کانپور نے ویدک دھرم کا پرچار کرنا شروع کر دیا۔

۱۸ اگست سنہ ۱۹۰۱ع سے ۹۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع تک متواتر شہر کے مختلف مقامات پر لیکچر ہوئے پنڈت سورج پرشاد جی و پنڈت نند کشور دیو شرما اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا نے پورانک مہاشیوں کے اعتراضات کے جوابات دیے اور پورانوں سے پڑھ پڑھ کر لوگوں کو بتلایا کہ پورانوں کی تعلیم بھی بالکل ویدشاستروں کے خلاف ہے۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ ویدوں کی تعلیم کا مقابلہ کرتے ہوئے سامعین کو مطمئن کر دیا درحقیقت میں ویدک سدھانتوں کو گرہن کرنے سے منش دکھوں سے چھوٹ مکتی پراپت کرسکتا ہے۔

پنڈت گردھاری لعل جی شاستری فرخ آباد نواسی کے گمبھیر ویاکھیان اچھے پربھاؤ شالی ہوئے۔ آپ نے انیک اُوہانک منتوں کے چھینے اور پورانوں میں اسمبھو کتھاؤں کے درج ہونے کا سبب وید منتروں کا غلط ارتھ ہونا بتلایا آپ نے اس خوبی سے اس امر کو سمجھایا کہ اول وید منتر سنا کر وہ ارتھ جن کے ذریعہ سے لوگ ایشور کو کچھ مچھ باراہ وغیرہ شریر دھارن کرنے اور باون اوتار لے کر چھل کرنے اور پرشرام اوتار لے کر جنگ و خونریزی کرنے کا الزام لگاتے ہوئے ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے بتلائے۔ بعدہٗ ستیارتھ دکھلا کر غیر متعصب و حق پسند لوگوں کو نہایت ہی محظوظ کیا۔ اور علاوہ اس کے اور مختلف مضامین ایشور بھگتی و دھرم وغیرہ پر منوہر ویاکھیان دیئے۔ ستریان سوامی وشویشورآنند جی سرستی و برہمچاری نتیانند جی کے پدھارنے سے اور بھی جلسوں کی رونق دوبالا ہو گئی۔ برہمچاری موصوف کے ویاکھیانوں میں جو ایشور جیو اور پرکرتی اور ان کا سمبندھ اور ویدوں کی صداقت اور ایشور اُپاسنا اور پنچ مہایگیہ پر ہوئے مجمع کثیر ہوتا رہتا تھا۔ اور زیادہ تر تعلیم یافتہ لوگ اور رؤسا شہر و وکلاء و حکام و عمال تشریف لاتے تھے۔ آپ کے ویاکھیان نہایت ہی عالمانہ سائنٹفک و مدلل و گمبھیر و موثر ہوئے اور سامعین پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور ان کے دلوں میں اور ویاکھیان سننے کی خواہش تھی۔ مگر برہمچاری جی کو شملہ سماج کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونا تھا۔ اسلیئے زیادہ نہیں ٹھہر سکے۔ ستریان پنڈت دیودت جی شاستری کے دھارا پرواہ سنسکرت ویاکھیان نے لوگوں کے دلوں میں بہت اچھی طرح سے اثر پیدا کر دیا کہ آریہ سماج میں بڑے بڑے ودوان پنڈت ہیں۔

اس دھرم پرچار سے شہر میں آریہ سماج کا اچھا پربھاؤ پڑا۔ اور چند شخصوں نے سماج کے ممبر ہونے کے لئے درخواست پیش کیں۔ دوران لیکچر میں ایک روز پنڈت ست نرائن سکل منتری سناتن دھرم ویاکھیان پرداینی سبھا کانپور مع چند دیگر پنڈتوں کے آریہ سماج کے لیکچر گاہ میں تشریف لائے اور کچھ نکتہ چینی کرنی کی اجازت چاہی۔ اجازت دیئے جانے پر بجائے پرشن کرنے کے انہوں نے ایشور کے ساکار ہونے کے بارہ میں تقریر کرنا شروع کی۔ بعدہٗ منتری کے اُن سے کہا گیا۔ کہ آپ کو جو مسئلہ ہو وہ بشکل سوال پیش کیجئے۔ اور اس کا جواب دیا جاوے۔ آپ کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ جب انہوں نے سوال کرنے سے انکار کیا۔ اور اس امر پر اصرار کیا۔ کہ ہم کو ۱۵ منٹ تک اوسی ڈ

پر اور تقریر کرنے کا موقع دیا جاوے چنانچہ اُن کی خواہش کے مطابق اُن کو موقع دیا گیا۔ بعدہ پنڈت دیو دت جی شاستری نے اُن کی تقریر کا جواب دیا۔ اور بتلا دیا کہ پنڈت ست نرائن جی نے جو وید منتر پیش کئے ہیں۔ اون سے ایشور کا ساکار سدھ نہیں ہوتا۔ اونہوں نے جو ارتھ کیا ہے وہ غلط ہے۔ اور اون ارتھوں سے جو دوش پیدا ہوتے تھے۔ وہ ظاہر کئے۔ بعدہ اون منتروں کا جو صحیح ارتھ تھا وہ سنایا۔ اُس کارروائی میں قریب ۹ بجے رات کا وقت ہوگیا۔ اسلئے پنڈت ست نرائن جی سے کہا گیا کہ اور جو شنکا آپ کو ہوں وہ کل پیش کیجئے گا۔ مگر دوسرے روز دیگر پنڈت لوگ تو خاص جلسہ میں آئے مگر پنڈت ست نرائن جی جلسہ گاہ میں تشریف نہیں لائے۔ مگر تھوڑے فاصلہ پر بیٹھے رہے۔ بعد اختتام لیکچر کے کہا گیا کہ اب پنڈت ست نرائن جی کو یا اور کسی پُرش کو جو شنکا ہو وہ پیش کریں۔ مگر کسی نے کوئی شنکا نہیں کی۔ اس کے بعد اور بھی ایک روز پنڈت ست نرائن جی آریہ سماج کے جلسہ میں آئے مگر کوئی شنکا نہیں کی۔ پنڈت گنیش دت جی پبلک کو یہ دکھلانے کے لئے کہ وہ شاستر ارتھ کرنے کی بھی شکتی رکھتے ہیں اپنے اشتہار میں آریہ سماج کو شاستر ارتھ کرنے کا چیلنج تو دیا۔ مگر آریہ سماج کو شاستر ارتھ کے لئے آمادہ

دیکھ کر اب اغلیں جھانکتے ہیں اور خط ہی کتابت میں ٹالنا چاہتے ہیں ہم تو پہلے ہی جانتے تھے۔ کہ آج تک آریہ سماج سے دھرم سبھا کے بڑے بڑے پنڈتوں نے تو سوائے ٹالم ٹول کے کبھی شاستر ارتھ کیا ہی نہیں بیچارے پنڈت گنیش دت جی کیا شاستر ارتھ کریں گے۔ آخرش وہی نتیجہ ظہور میں آیا ان سب عجب کارروائیوں سے اصلی غرض پنڈت گنیش دت جی کی بھولے بھالے ہندو بھائیوں کے مرید کرنے کی تھی۔ اگر اس طریق پر پنڈت جی آریہ سماج کی مخالفت نہ اختیار کرتے تو پنڈت جی کی بھاگوت کی کتھا سننے کے لئے جو ۱۶ - ستمبر ۱۹۰۱ء سے کلکٹر گنج کے میدان میں شروع ہوئی ہے۔ کہاں سے پنڈت جی کی الویائی اور بھگت پیدا ہوتے۔ اور کیسے مجمع کثیر ہوتا۔ واہ رے خود غرضی جس پر تو نے اپنا سایہ ڈالا اُس کو پھر دھرم ادھرم کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ اور وہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے تمام سنسار کو گمراہی میں ڈالنا ہی صواب سمجھتا ہے۔ بھائیو! اب بھی سمجھو اور اون لوگوں سے خبردار ہو جاؤ۔ جو اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے تمہارے ہادی و پیشوا بنتے ہیں برتھا اپنا سمے اور دھن مت گنواؤ۔ سوچو کہ تمہاری تمہارے قوم کی اور تمہارے دیش کی کیا ضرورتیں ہیں۔ ہندوستون بیچ مین کیا کیا نقص ہیں۔ اور اُن کی کیا کیا حاجتیں

ہیں۔ اور پھر غور کرو کہ اون کی نقصوں کے رفع کرنے میں اُن کی ضرورتوں کے پورا کرنے میں پنڈت گنیش دت نے یا اون ایسے اور پنڈتوں نے کیا کوششیں کی ہیں۔ کیا دیش کی ترقی کا اُپائے یہی ہے کہ پنڈت گنیش دت جی بھاگوت کی کتھا سنا کر چڑھاوہ لے لیں۔ اور یہاں اپنے مریدوں کو ہندو پکار کر بیکنٹھ ملنے کا سرٹیفکیٹ دیویں کیا یہی دیش کا اُپکار ہے۔ اور یہی قومی ترقی ہے۔ یہ سوالات ہیں جن پر ہندو پبلک کو غور کرنا چاہئے۔ ہم منتظر ہیں کہ ہندو پبلک ان سوالات کو کس طرح حل کرتی ہے۔ دھرم مہا منڈل کی کرشن لیلا ہتھیٹر حال میں دیکھی جا چکی ہے جس میں شریمان پنڈت دین دیال جی مہا منتری دھرم مہا منڈل نے بھاگوت کی کتھا بانچنے والوں لوگوں کو خبردار کیا تھا اب دیکھنا ہے کہ کلکٹر گنج کے بارہ سے اندر پنڈت گنیش دت کی بھاگوت کی کتھا ہندو بھائیوں کو کیا لابھ پہونچاتی ہے۔ اور ہمارے جیب خالی کرنیوالے ہندو بھائی راہ ترقی میں کہاں تک آگے بڑھتے ہیں۔ اگر جگت وکھیات پنڈت جی یہی ریزولیوشن پاس کرادیں کہ ابھی کتھاؤں میں چڑھاوا کا دستور بند ہو جاوے۔ تاکہ دھرم ویاکھیانوں کو لوگ ذریعہ ذاتی آمدنی کا نہ بنا دیں تو ہم سمجھیں کہ کچھ قومی فائدہ ہوا۔ یہی فیصلہ کیجئے کہ شریمد بھاگوت اور دیوی بھاگوت ان دونوں میں کونسی بھاگوت ۱۸ پورانوں میں لی ہے اور ان پُرانوں میں جن میں دھرم ستیاناس کیا ہے۔ جنکو ہندو سناتن کہتے ہیں تو ہی ہم سمجھیں کہ ہندو

آریہ ساماجک خبریں

تاریخ یکم ستمبر کو جگراؤں آریہ سماج مندر میں بابو سارد سنگہ جی کی طرف سے ہون یگیہ ہوا۔ بابو ہرپرشاد جی نے آریہ سماج کے نیموں پر دیا کھیان دیا۔ بابو ساردو سنگہ جی نے سماج کے فنڈوں کی بابت مبلغ عہ دان دئے۔

تاریخ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو سماج مندر میں بابو بہاری لال کی طرف سے ہون یگیہ ہوا۔ بابو گومتی پرشاد و بابو رام چندر جی نے سری کرشن جی کے جیون چرتر پر دیا کھیان دیا۔ جس کا پربہاؤ اچھا پڑا

پروشالن مردان آریہ سماج لکہتے ہیں "آریہ بہائی یہہ خبر سنکر خوش ہوں گے کہ آریہ سماج مردان نے ایک مکان بعوض مبلغ ۱۱مدعہ روپیہ خرید کیا ہے۔ یہ مکان پرانے مندر کے ساتہہ دیوار بدیوار ہے پرانا مندر کافی نہیں تہا۔ اس موقع پر پشاور سماج کے ممبر خاص کر ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں جن کی امداد اور اُتساہ سے یہہ کام سر انجام پایا۔ رجسٹری بحق سنٹر ہینی آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کرائی گئی ہے جو عنقریب دفتر سبہا میں پہونچ جاوے گی۔ فی الحال یہہ مکان تین روپیہ ماہوار کرایہ پر ہے۔

نستری آریہ سماج کشمیر لکہتے ہیں "تاریخ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء لالہ گوردہی لنگر گورشاہ پنجکش سماج کے پتر عزیز دیویدیال کا مونڈن سنسکار ویدوکت ہوا۔ اس موقع پر لالہ صاحب موصوف نے ایک

بڑا ہون کیا۔ اور بعد مٹہائی تقسیم کی گئی۔ اور ساماجک بھائیوں اور دیگر دوست احباب کو پریتی بہوجن دیا گیا اور تین ساماجک فنڈات کو دان دئے گئے۔ جس کی تشریح بعد کو درج کروں گا پرمیشور عزیز مذکور کی عمر دراز کرے۔ لالہ دیال چند اُپ پردہان سماج ہذا کی پتری کا بروز سنیچر بتاریخ ۱۶۔ بہادوں کو دیہانت ہوگیا۔ اتی شوک ہوا۔ دوسرے روز ایتوار کے باعث کل دفتروں میں تعطیل تہی اس وجہ سے کل ساماجک بہائی و دیگر احباب مرگھٹ تک ہمراہ گئے۔ اور سنسکار ویدوکت کیا گیا۔

پردہان سماج ہذا لالہ گوبند سہائے بتقریب میلا امرناتہہ گئے تہے۔ وہ اپنی جاترا کا برتانت اشاعت کی غرض سے چند روز میں بہیجینگے

آریہ سماج سرسہ کا دوسرا سالانہ جلسہ سرسہ میں اگرچہ آٹھ سال سے آریہ سماج قایم ہے مگر سالانہ جلسہ صرف ایک ہی مرتبہ ہوا تہا جسکو عرصہ تین سال کا بیتیت ہوا۔ دوسرا اُتسو بتاریخ ۲۸ و ۲۹ ستمبر بڑی سمارہ کیتہ ہوا۔ ۲۷ کی شام کو نگر کیرتن غیر معمولی کامیابی کیسا تہہ ہوا بازاروں اور محلوں میں جہنڈیوں پر لیکچر کتائیں اور بہیراگ دیش اُنتی اور اُوید دہرم کی بہجنوں گیتوں اور لاونیوں تہا پنڈت بہوجدت۔ پنڈت شیو دت لالہ وزیر چند آدی مہاشیوں اپدیشوں نے نگر نواسیوں کے دلوں کو ہلا دیا۔ اور اُتسو میں شامل ہونیکے کثرت سے مخالفین کو آکرشت کیا۔ دونوں دن ہون یگیہ اور بہجن کیرتن ہوتا رہا۔ دہرم چرچا میں یگیوپویت سے متعلق پرشن کئے گئے جنکا سمادہان بہلی پرکار کیا گیا۔ مارواڑی دوکاندار رات کیوقت سبہا میں سننے کیلئے آتے رہے اور سنتشٹ ہوکر گئے۔ شری ماسٹر آتما رام جی۔ لالہ وزیر چند جی۔ پنڈت شیو دت

پنڈت بہوجدت جی اور لالہ شیو نراین جی کے عالمانہ لیکچر اور پرجوش دیا کھیان اور چیت آکرشت دہرم اپدیش ہوئے جنکا پربہاؤ شروتاگنوں پر بہت اُتم پڑا۔ لالہ وزیر چند کی اپیل پر ۵۰ روپیہ مندر فنڈ کیلئے چندہ ہوا۔ چار معزز اصحاب سماج کے سبہاسد بنے۔ اُتسو ہر پرکار سے رونق اور کامیابی کیساتہہ ہوا۔ جس سے ادہکاریان سماج کا اُتساہ بڑہا۔ پنڈت بہوجدت جی پرچارک کا خاص دہنیہ واد ہے کہ جلسہ کی تیاری میں شب و روز بہہ تن مصروف رہے۔ لالہ رنجیت رائے جی پریسیڈنٹ ماسٹر شو جی رام جی منتری اور دیگر سبہا سدان اُتہہ رد آریہ سماج نے اس جلسہ کے متعلق بڑی جانفشانی اور سرگرمی سے کام کیا۔ پرماتما جی سب بہائیوں کے پرشارتہہ میں برکت دے۔ اور انکے دہرم اُتساہ کی ورشی بڑہی کرے

لالہ وزیر چند جی نے آریہ سماج چہاونی جالندہر میں دو دیا کھیان دئے۔ پہلا دیا کھیان پورانوں کی تعلیم پر تہا۔ اور دوسرا ایشور جیو اور کرم پر۔ تعداد حاضرین معقول تہی۔ اثر اُتم پڑا۔

تیسرا سالانہ جلسہ - آریہ سماج بیان پور ضلع گورداسپور کا بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ ۷ ستمبر بوقت ۵ بجے شام کے انگریزی باجہ کے ساتہہ بہجن منڈلیاں بناکر نگر کیرتن کیا گیا۔ ۲۸ کی صبح کو ہون ہوکر پنڈت کاشی رام جی نے اُپاسنا کرائی۔ پیچہے لالہ بخشیش رام جی کا سرمن ہوا۔ مابعد پنڈت لالتا پرشاد جی کا لیکچر ہوا۔ بہجنوں کے بعد صبح کی کارروائی ختم ہوئی دو بجے دہرم چرچا کا وقت تہا۔ تمام لوگوں کو مدعو کیا گیا۔ کسی دوسرے مت والے نے کوئی پرشن نہیں کیا۔ جب آریہ پرشوں کو اجازت دیگئی ماسٹر رام نراین دینا نگر نواسی نے پرشن کیا۔ کہ سنسار میں دیکہا جاتا ہے کہ بہوگ یونی زیادہ ہے اور کرم یونی کم ہے۔ اور نہ ہی پتہ لگتا ہے کہ کس زمانہ میں کرم یونی زیادہ تہی۔ کیونکہ کرم یونی یعنی منشیوں سے ہی دوسری یونیوں میں جیو جاسکتا ہے جسکا جواب لالہ گنیش رام جی لاہور نواسی اور پنڈت لالتا پرشاد صاحب نے دیا

ہو سکی۔ کہ تا ب تیتی میں ہوا۔ رقت اور دہرم چرچا
ہی ختم ہو چکا تھا۔ جلسے میں بہ مقدار روز کیلئے چھوڑا
گیا۔ چار بجے سے پنڈت ہرنام سنگھ جی کا لیکچر نہایت
ہی [illegible] لیکچر کیا تھا ایک عجیب سماں بندھا رہی
لوگوں کا [illegible] لیکچر سننے سے ہوئی۔ کہ بعض [illegible]
[illegible] کو بیچ میں چھوڑنا پڑا تھا۔ [illegible]
[illegible] لیکچروں کا ایک ہی لیکچر کرنا
پڑا۔ [illegible] دن کی کارروائی ختم ہوئی۔ رات کو
[illegible] پرچار ہوتا رہا۔ جنمیں [illegible] رام جی
لالہ [illegible] رام جی، ماسٹر رام نرائن جی وغیرہ صاحبان
نے [illegible] کیں۔ ۲۹ کی صبح کو ہون ہو کر بھجنوں
کے بعد پنڈت [illegible] جی نے اپدیش کرایا
[illegible] ہوا۔ ۹ بجے سے لالہ بخشش رام
جی کا لیکچر ہوا۔ [illegible] سب آریہ بھائی جانتے
ہیں۔ کہ لیکچر کا [illegible] قدرتی تسلی بخش نہیں تھا
[illegible] سیوا میں [illegible] کر دیا
[illegible] لیکچر کا بڑا ہی دلچسپ اور عام فہم اور [illegible]
تھا۔ ان کی بول چال سے کون شخص ناواقف ہے
[illegible] مفتری اور [illegible] ان دو لیکچروں
[illegible] لیکچر کر دیا۔ [illegible] کی کارروائی آرتی
ہو کر ختم ہوئی۔ [illegible] بجے سے بھجن ہو
دہرم چرچا کا وقت تھا۔ ایک دو ہندو [illegible] پرشن
کئے۔ جنکا جواب لالہ [illegible] رام جی اور لالہ بخشش رام جی
[illegible] باقی دہرم چرچا کا رہا۔ اسپر
پہلے دن [illegible] ماسٹر رام نرائن جی کا پڑا تھا
اسکا جواب پنڈت کاشی رام جی نے دیا۔ جسپر
[illegible] کی تسلی ہو گئی۔ بھجن ہو کر بندہ نے رپورٹ جو
[illegible] اور [illegible] میں بنائی ہوئی تھی
پیش کر سنائی۔ اور [illegible] فارم جو [illegible] کئے
تھے۔ وہ حاضرین کو سنائے۔ اور ان شامل ہونے
والوں [illegible] اسکے بعد لالہ [illegible] رام جی
نے اپیل وید پرچار فنڈ کے لئے کی۔ لالہ جی بولتے
اچھے ہیں۔ [illegible] ہوا۔ [illegible]

گزروکل فنڈ۔ وید پرچار فنڈ [illegible] جو اس وقت
لالہ [illegible] رام جی کے حوالے کئے گئے۔ امید ہے
کہ سبھاؤں کے منتظم کے پاس پہنچے ہونگے رسیدات
جلدی روانہ فرمادیں۔ اسکے بعد پنڈت ہرنام سنگھ
جی کا لیکچر ہوا۔ بڑا اثر ہوا۔ لیکچر کا حصہ [illegible] کا
ستری جاتی کے سدھار کا تھا۔ آرتی ہو کر ۶ بجے
شام کارروائی ختم ہوئی۔ حاضری ۵۰۰ کے قریب ہوتی
رہتی۔ دینا نگر۔ گورداسپور۔ لاہور۔ [illegible]
اور گرد نواح کے گاؤں کے لوگ شامل ہوتے رہے
آریہ پرش قریباً ۱۵ اکٹھے ہو گئے۔ اگلے سال [illegible] ترقی
بڑی ہوئی۔ پرتی ندہی سبھا کا [illegible] ہے

آریہ سماج کھمالیہ کا پانچواں سالانہ جلسہ

یہ جلسہ غیر معمولی دہوم دہام سے ۲۸-۲۹ ستمبر
کو ہوا۔ ہمارے پرشارتھی بھائی مہتہ جیمنی جی [illegible] کی
طرف سے پرچار کرتے ہوئے ۲۵ ستمبر کو کھمالیہ پہونچے
آپنے وہاں پہونچتے ہی روزمرہ ویاکھیانوں سے بازار کو گونجا
دیا۔ اپنشدوں سے کتھا کرنیکی قابلیت اور صفائی مضمون
میں جسقدر ملکہ ہمارے معزز بھائی نے حاصل کر لیا ہے۔ وہ
قابل تعریف ہے۔ آپکا لیکچر موثر عام فہم اور دلوں کو
ہلانے والا ہوا کرتا ہے۔ ۲۶ ستمبر کو برادری سکول
کا سالانہ جلسہ شروع ہوا۔ جسمیں موجودہ تعلیم کے
نقائص پر مہتہ صاحب نے ایک عالمانہ لیکچر دیا۔ ۲۷
ستمبر کی صبح کو مہتہ جی کے نونہال کا نام کرن سنسکار
ہوا۔ سنسکار کے کرانے والے پنڈت پورنانند جی
پنڈت نند لعل جی۔ اور پنڈت رشی رام جی تھے۔ سنسکار کے
خاتمہ پر آئی ہوئی برادری کا پریتی بھوجن اور شیرینی سے
ستکار کیا گیا۔ اور ۲۰ روپیہ مختلف فنڈوں کو دان دئے
آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کی طرف سے مفصلہ بالا
اپدیشک صاحبان اور ملتان سے شریمان کنہیا لال جی و
پورن دیوی۔ اور آریہ سماج جلالپور کیطرف سے ودیارتھیوں
کی بھجن منڈلی زیر اہتمام لالہ چانن داس نگر کیرتن
سے پہلے پہونچ گئے۔ شام کے ۵ بجے
نگر کیرتن شروع ہوا۔ جلالپور کی

بھجن منڈلی ایک۔ بھجن منڈلی ہے۔ ودیارتھیوں کی
سریلی ہیئت بھجن اور دلکش آواز نے شہر کے لوگوں
کو موہت کر لیا۔ ایسا عظیم الشان نگر کیرتن
کھمالیہ میں نہیں ہوا۔ لوگ جوق جوق نگر کیرتن میں جمع تھے
لالہ کنہیا لال کی آواز نے رونق کو دوبالا کر دیا
چاروں بھجن منڈلیوں اور پنڈت صاحبان کے جا بجا
اپدیشوں نے بڑا بھاری اثر سامعین پر ڈالا۔ رات
کے ۹ بجے کارروائی سماپت ہوئی۔ ۲۸ ستمبر کو
بھجنوں کے بعد پنڈت پورنانند جی نے پرارتھنا
کرکے سرتیو پر ایک منوہر اپدیش دیا۔ تت پشچات
پنڈت نند لعل جی نے دہرم گرنتھ پر لیکچر دیا۔
اور اسکے بعد پنڈت رشی رام جی نے منشیہ کے کرتویوں
پر لیکچر دیا۔ صبح کی کارروائی بھجنوں کے بعد سماپت ہوئی
دوپہر کو ایک سکھ [illegible] نے دہرم چرچا میں کچھ
پرشن کئے۔ اگرچہ سوالات دہرم سے کچھ تعلق نہ
رکھتے تھے لیکن تاہم پنڈت پورنانند جی نے
تسلی بخش جواب دئے۔ اس کے پنڈت جی کا
ایک زبردست عالمانہ لیکچر ویدک مت کی دیگر
متانتروں پر فضیلت پر ہوا جس سے سامعین بہت ہی
محظوظ ہوئے۔ اسکے بعد مہتہ جیمنی جی کا لیکچر برہمچریہ
پر ہوا۔ بھجنوں کے بعد پہلے دن کی کارروائی سماپت
ہوئی۔ ۲۹ ستمبر کی صبح کو پنڈت رشی رام جی کا
اپدیش سنا اور اپدیش ہوا۔ پنڈت نند لعل جی کا
گرہست آشرم پر ویاکھیان ہوا۔ پنڈت پورنانند
جی کا لیکچر وید دوارا ایشوری گیان ہونے پر ہوا۔ [illegible]
پڑھے جانے کے بعد مہتہ جیمنی جی کا لیکچر ستری
پر ہوا۔ یہ لیکچر بالکل پنجابی میں تھا جسکو تمام
مرد عورتیں سمجھ سکتے تھے لیکچر نہایت
ہی پرتاثیر تھا۔ اسکے بعد پنڈت پورنانند جی کا
لیکچر آریہ سماج پر ہوا۔ اس [illegible] زبردست اثر ہوا
اسکے بعد مہتہ صاحب نے پرماتما اور [illegible] دیا تھا۔
سرسوتی۔ شاہنشاہ قیصر ہند اور حاضرین کا
شکریہ ادا کیا۔ بھجنوں اور آرتی کے بعد جلسہ

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہے

ملک افریقہ کے دلچسپ حالات

…ان میں طبعی خواہش ہے۔ کہ اُسے کچھ نئی …ت معلوم ہو جائے۔ اور جب اُسے کوئی …ی بات معلوم ہوتی ہے کہ جسے وہ سمجھتا …ا ہو۔ تو اپنی سمجھ کے موافق اُس سے …لف نتائج پیدا کرتا۔ اور مختلف سبق حاصل …ے۔ اِس خواہش کے پورا کرنے۔ اور …دہ گیان سے مستفید ہونے کے لئے یورپ …کے وہ بہادر پُرشوں نے لاکھوں روپیہ …کئے۔ اور بعض اُن میں سخت سے سخت …لیف اُٹھائی۔ اور اپنی جانیں تک قربان …کے آئندہ نسلوں کے لئے معلومات کا ذخیرہ چھوڑ گئے۔ مجھے امید ہے کہ ناظرین مضمون ہذا میں سے بہت سوں نے افریقہ کے متعلق مختلف کتابیں ملاحظہ فرمائی ہوں گی …سٹر کینلے کے ورکس اور ہاؤ آئی فاؤنڈ لونگ …سٹن تھرو دی ڈارک کانٹی نینٹ How I Found Livingstone Through the dark continent …ے و ایک …ے سامی لینڈ Maori land میں نے

نئی دیکھی تھی۔ اور یہاں آکر جو سائی لوگوں کو دیکھا تو فی الواقع اُن حالات کو ہو بہو ویسے ہی پایا۔ آج کل پنجاب میں سے عموماً ہر ضلع بلکہ ہر مقام کے شاید چند ایک آدمی کسی نہ کسی حیثیت میں مشرقی افریقہ میں یوگنڈہ ریلوے میں کام کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں اور یہی حالت اگر چند سے اور رہی تو شاید بچہ بچہ پنجاب کا افریقہ کے اکثر حصص کے حالات سے بخوبی واقف ہو جاویگا۔ علاوہ اُن اصحاب کے جو اس جگہ رہ گئے ہیں۔ یا اُن کے جنہوں نے اس جگہ کے متعلق کتابیں ملاحظہ فرمائی ہیں دوسروں کے لئے میرا بیان خالی از لطف نہ ہوگا

انگریزی مشرقی افریقہ میں ممباسہ بندرگاہ ہے۔ یوگنڈہ ریلوے کے جاری ہونے سے پہلے یہاں کچھ رونق نہیں تھی۔ کچھ گجرات کے چند ایک خوجے سوداگران یہاں ہر تقریباً بیس تیس برسوں سے مقیم ہیں۔ اور اُن کی زبانی معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے دنوں میں دن دہاڑے سواحلی لوگ لوٹ لے جاتے تھے۔ آج کل ممباسہ خاصہ چھوٹا سا شہر ہے۔ اگرچہ بلحاظ حفظ صحت کے یہ جگہ گندہ ہے۔ کیونکہ سواحلی لوگ یہاں کے باشندہ ہیں۔ وے تعلیم یافتہ اور مہذب نہیں ہیں۔ گلی کوچے بے ترتیب ہیں۔ اور کچی زمین ہے۔ صرف دو ایک بازار انگریزی سوداگران کے عمدہ ہیں۔ سواحلی (حبشی لوگوں کی ایک قوم کا نام ہے۔ جو ساحل پر آباد ہیں) اکثر مرفہ الحال ہی ہیں۔ اور مختلف قسم کی تجارت ہی کرتے ہیں۔ اور جنگل میں ہاتھی دانت گینڈہ کے سینگ وغیرہ خرید کر لاتے ہیں۔ اور خاص نفع لے کر بیچتے ہیں۔ مذہب اُن کا تقریباً اسلام ہے اُن میں سے جو سمجھدار ہیں۔ وہ نماز روزہ حرام حلال وغیرہ کی تمیز مسلمانوں کے قواعد کے موافق کرتے ہیں۔ اکثر قرآن بھی پڑھتے ہیں۔ مگر معنی شاید سارے ممباسہ میں ایک بھی نہ جانتا ہوگا۔ یہ لوگ عیاش بہت ہیں۔ جو آسودہ حال ہیں۔ وہ پانچ پانچ چھ چھ عورتیں بیاہ لیتے ہیں۔ اور لونڈیاں مزید براں۔ مردوں کے ڈاڑھی مونچھ کم آدمیوں کے دیکھنے میں آئی ہے۔ عموماً سب ڈاڑھی مونچھ کٹے ہیں۔ اعضا اُن کے مضبوط اور تندرست ہوتے ہیں۔ اور کام کاج میں بڑے توانا ہیں۔ قرآن پڑھیں یا روزہ رکھیں مگر شراب کے سب شائق ہیں۔ عام سواحلیوں میں سے اگر کسی سواحلی کو کچھ روپیہ مل جاتا ہے۔ تو فوراً ایک عمدہ سا بستر اور میز کرسی اور چاء کی پیالیاں خرید کر رکھ لیتا ہے۔ اور چند روز میں جب نقد رقم ختم ہو جاتا ہے۔ تو سب سامان کے اونے پونے کر کے پھر کسی کام کاج کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ یعنی آئی تو عید نہیں تو روزہ۔

ساحل سے آگے تھوڑی دور گریاما قوم آباد ہے اُن کی پوشش۔ صورت۔ زبان سواحلیوں سے بالکل مختلف ہے۔ یہ لوگ ایسے غلیظ ہیں۔ کہ چوہے تک کھا جاتے ہیں۔ اُن کی عورتیں چھوٹی سی گھگرا (جیسے پنجاب میں قلندر بندریوں کو پہنایا کرتے ہیں) رانوں تک پہنتی ہیں۔ اور باقی تمام جسم ننگا ہوتا ہے۔ گریاما کے علاقہ سے آگے۔ ونیکا ڈوروما۔ اور سمبھور قوم آباد ہے۔ یہ لوگ گریاما کی طرح کاشتکار ہیں۔ غلہ۔ مکی۔ مونگ چولائی بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ مکی اس قدر ارزاں ہے۔ کہ ریلوے سٹیشن سمبھور پر ۲۵ اور بعض اوقات تیس سیر مکی ہے (سیر ایک پیمانہ ۳۰ آثار پختہ کا ہوتا ہے) اُن لوگوں میں اعلیٰ درجہ کا وصف یہ ہے

کہ یہہ عیاش نہیں ہوتے۔ عورت کی جب
مرد کے ساتھ خواہش ہو چلی جاوے
اور خاوند بنالے۔ جس کے ساتھ ایک
دفعہ تعلق ہوگیا پھر چھوٹ نہیں سکتا۔
ہاں ایک خاوند کے مرنے پر دوسرا
خاوند حسب خواہش کرسکتی ہے۔ مرد
و عورت دونوں کھیتوں میں کام کرتے ہیں
ہل چلانا تو یہہ لوگ جانتے ہی نہیں
صرف ہاتھوں ہی سے کام کرتے ہیں۔ اور
چونکہ بارش اکثر ہوتی رہتی ہے۔ لہذا
فصل بہت اچھی ہو جاتی ہے۔
ساحل سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ٹُمبا قوم
آباد ہے۔ جو گریاما وغیرہ کی طرح کاشتکاری
کرتے ہیں۔ بکریں اور گائیں رکھتے ہیں۔
بھینس اس ملک میں نہیں ہے۔ اور فساد
دنگہ کے عادی نہیں ہیں۔
ساحل سے تقریباً ۱۰۰ میل سے واکامبو کی
بستیاں شروع ہوتی ہیں۔ یہہ لوگ بھی
کاشتکاری کرتے ہیں۔ اور اکثر شکار
وغیرہ بھی کرتے ہیں۔ مگر شکار صرف
اُن دنوں میں کرتے ہیں۔ جب قلّت بارش
سے گھاس بھی سڑ جاتی ہے۔ اور دور دور
تک نظر آنے لگتا ہے۔ ورنہ جب مینہ
برس جاتا ہے تو گھاس اس قدر لمبی ہو
ہو جاتی ہے۔ کہ آدمی کھڑا ہوا دکھائی
نہیں دیتا۔ اور چونکہ ان لوگوں کے پاس
سوائے تیر یا ایک قسم کے دودھارے
چھورے کے اور کوئی ہتھیار نہیں ہوتا ہے
اسلئے انہیں شکار کے بہت نزدیک
جانا پڑتا ہے۔ اور اگر گھاس وغیرہ
کے سبب سے دکھائی نہ پڑے۔ تو خود
ہی کسی جانور وغیرہ کے شکار ہو جاویں
ان لوگوں میں شادی وغیرہ کی کوئی خاص

رسوم نہیں ہیں۔ جو شخص جس عورت
کو چاہے اُس عورت کے والدین کو
کچھ مال و اسباب مثلاً گائے بکری
ہاتھی دانت۔ کپڑے وغیرہ دے کر
بیوی لے۔ عورت بمنزلہ ایک جانور
کے ہے۔ کہ جو مختلف قیمت پر حسب
موقع و ضرورت بکتی ہے۔ مگر غریب یا
امیر کچھ نہ کچھ اپنی لڑکی کی قیمت ضرور لیگا
بلکہ جو آسودہ حال ہوتا ہے۔ وہ اپنی لڑکی
کو گراں فروخت کرتا ہے۔ کیونکہ اُسے
ضرورت نہیں ہوتی۔ اور مفلس تھوڑے مال
میں ہی فروخت کر دیتا ہے۔ مگر باوجودیکہ لڑکی
سے اُن کو مال و اسباب وغیرہ دستیاب ہوتا ہے
لڑکی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ لڑکا باپ کے مرنے پہ جایداد کا
وارث ہوتا ہے۔ اور اپنے باپ کا تیر و کمان اور
چھورا لیلیتا ہے۔ اور اپنے باپ کی لاش کو دفن
کر دیتا ہے۔ اگر کسی کے اولاد نرینہ نہو تو اُس کی
لاش کو جہاں مرا ہوا ہو وہیں چھوڑ دیتے ہیں
اور آپ ذرا دور ہٹ جاتے ہیں۔ البتہ اگر متوفی
صاحب جایداد ہو تو جو شخص اُس کا مال اسباب
لیگا وہ لاش بھی دفن کریگا۔ سانپ سے
کاٹے ہوئے۔ تیر تلوار بندوق سے مرے ہوئے
کسی درندہ کے مارے ہوئے کو ہرگز دفن نہیں
کرتے چاہے کیسا ہی عزیز کیوں نہ مرجاوے
رونے پیٹنے چیخنے چلانے کچھ بھی نہیں۔ ایک
شخص کا بھائی مرگیا۔ جب میں نے ہمدردی سے
پوچھا تو جواب دیا کہ ہاں مرگیا۔ سوائے ان الفاظ
کے اور کسی قسم کا افسوس ظاہر نہیں کیا۔ اپنے
والدین بزرگوں کا ہندوؤں کی طرح شرادہ کرتے
ہیں۔ یعنی جس مہینہ جس دن کوئی مرگیا ہو۔ اُس
دن کھانا وغیرہ اُس کے نام کا زمین پر رکھ دیتے
ہیں۔ اور پھر آپ ہی چٹ کر جاتے ہیں۔ اُن

کے یہاں کوئی خاص قوم برہمنوں کی
کھانے والی نہیں ہے۔ خدا کو نہیں
مگر روحوں کو مانتے ہیں اور روح کو
زبان میں موگمو کہتے ہیں۔ اُن کا
کہ مردہ کی روح ہر سال اپنے مکان میں
پس ماندگان کے پاس آتی ہے۔ اور
بیٹا وغیرہ کوئی اُس مکان میں اُس کے
کھانا نذر رکھیگا تو وہ بد کام کریگا۔ اور خاص
وجہ سے بیٹے کو پسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ
ہیں۔ نہاتے کم ہیں۔ بدن پر گھی ملتے ہیں
برہنہ رہتے ہیں۔ صرف ایک کپڑا ازار کی
پہن لیتے ہیں۔ جائے مخصوص کو چھپانے
خیال نہیں۔ عورتوں کی صرف ایک
مربع چیتڑوں پر اور ایک بالشت لمبا
بالشت چوڑا آگے باندھا ہوا ہوتا ہے۔
وہ چار سیر گنج کے منکے باندھے ہوئے
ہیں۔ جو لوگ آج کل ہم لوگوں کے
آنے جانے لگ گئے ہیں وہ اکثر
کپڑا پہن کر آتے ہیں۔ زبان ان لوگوں کی
قوموں سے مختلف ہے۔ بکریں۔ گائیں
وغیرہ رکھتے ہیں۔ مگر بیچتے کم ہیں۔ ا
خاص وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں تو
بیچ دیں۔ پچھلے دو سال یہاں سخت
دبا رہی اور اس زمانہ میں اکثر یہ لوگ
مویشی وغیرہ بیچ کر کام کاج کے لئے
اُدھر نکل گئے۔ اور سینکڑوں چیچک
کی نذر ہوئے۔ مرد اس قوم کے بہت
ہیں۔ دن بھر تیر و کمان ہاتھ میں
رہتے ہیں۔ یا ایک قسم کی بنسری
رہیں گے۔ مگر کام کاج کو ہاتھ لگانا
تکلیف سمجھتے ہیں۔ کھیتی باڑی کا
عورتیں کرتی ہیں۔ دور دور سے پانی
کے لئے عورتیں ہی لاتی ہیں۔ کھانا

غرضکہ سب کام عورتیں ہی کرتی ہیں۔
ایک آدمی کئی کئی عورتیں رکھتا ہے۔ اور بڑا
آدمی اُس کو سمجھتے۔ جس کے پاس زیادہ
عورتیں اور مال مویشی ہو۔ ساٹھ ساٹھ
ستر ستر عورتیں ایک ایک آدمی کے پاس
سننے میں آئی ہیں۔ مگر ایک آدمی آج تک کوئی
نہیں دیکھا۔ ایک آدمی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا
کہ اُس کی تقریباً ساٹھ لڑکے لڑکیاں ہیں۔ مگر
اُن کے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ اِن لوگوں میں
زنا بہت کم ہے۔ مگر جب سے پنجابی حضرات ہو چکے
ہیں اُنہوں نے بہت عورتوں کو خراب کر دیا ہے
اور وہ بھی قحط کے زمانہ میں جبکہ وہ بے بس اور لاچار تھیں۔
اِس قوم کی عورتوں کو خیال ہے کہ غیر مرد سے مجامعت
کرنے سے خاوند مر جاتا ہے۔ اور بچنے والی کا بچہ مر
جاتا ہے۔ میری دانست میں اُن کے لئے یہ وہم مبارک ہے
اور اُس گیان سے جو ہمیں گناہ کرنے میں دلیر کر دے
بدرجہا بہتر ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ چوری نہیں کرتے
اور اگر کوئی چوری کرے تو۔ اُن کا بڑا آدمی چودھری
وغیرہ چوری سے دوگنا مال مالک کو دلوا دیتا ہے
اور اگر کوئی آدمی دوسرے کی عورت کو بھگا دے
تو۔ چودھری اُس عورت کے پہلے خاوند کو جتنا
اُس نے خرچ کیا ہوا ہو دلوا دیتا ہے۔ اور اگر دوسرا
آدمی دینے سے انکار کرے تو انگریزی عملداری
سے پہلے اُسے خود ہی سزا دیتے تھے اور عورت
چھین لیتے تھے۔ مگر آج کل حاکم وقت سے فریاد
کرتے ہیں۔ برٹش راج سے پہلے یہ لوگ آپس میں
خوب لڑتے تھے۔ اور تیروں اور برچھوں سے
آدمی کو مار دیتے تھے۔ تیروں کے سرے
کے پیچھے ایک قسم کا زہر لگاتے ہیں۔ جو کلیماند
جارو کے پہاڑ پر ایک قسم کے درخت کا گوند ہے
اِس زہر کو وہ اپنی زبان میں "جوگمو" کہتے ہیں
یہ زہر اگر بہت پرانا ہو تو بڑا سریع التاثیر
ہوتا ہے۔ اور خون کے ساتھ ہی چھونے سے

فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔ ببر شیر اور چیتے کے
لئے ایک تیر کافی ہے۔ اور ہاتھی بھی انہیں
تیروں سے مار لیتے ہیں۔ پہلے یہ لوگ ہاتھی
صرف گوشت کے لئے مارتے تھے۔ اور ہاتھی
دانت کو فضول سمجھ کر پھینک دیتے تھے
مگر اب چونکہ سوداگر ان سے خریدنے لگ گئے ہیں
لہذا یہ بھی خوب سیانے ہو گئے ہیں۔ اب تک
دور علاقوں میں صرف ایک بنڈل تار آہنی یا برنجی میں
وغیرہ یا چند ایک کپڑوں کے عوض پورا دانت
دیدیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہندی یا انگریز
بیوقوف ہیں جو ہڈیوں کو جو کسی مصرف کی نہیں
ہیں خریدتے ہیں۔ یہہ لوگ مزہ اور
گاؤ کے گلے میں زخم کر کے خون نکال لیتے
ہیں۔ اور خون اور دودھ پکا کر کھا لیتے ہیں
اور اُسے بہت ہی مقوی اور نعمت عظمی
سمجھتے ہیں۔ گائے بیل کے زخم پر کچھ
دوائی لگا دیتے ہیں۔ جس سے خون بند
ہو کر چند دنوں میں جانور بدستور توانا
ہو جاتا ہے۔ یہہ لوگ بھوک کے وقت
سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ حتی کہ پروانہ
پتنگے وغیرہ جو برسات میں بہت سے نکلتے
ہیں کھا جاتے ہیں۔ بعض بعض اِن میں سے
جنہیں شمبلیوں یا دوسری قوموں سے
ملنے کا اتفاق کم ہوتا ہے۔ مچھلی اور مرغی
کے انڈے نہیں کھاتے۔ شہد اور جواری
کی شراب بنا کر پیتے ہیں۔ جسے اپنی زبان
میں تیمبو کہتے ہیں۔ دیگر اقوام حبشی سے
اِن کی خاص کر یہ تمیز ہے۔ کہ یہہ لوگ
اپنی بھوؤں اور پلکوں کے بال اُکھاڑ
ڈالتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ پلکوں کے
بال نہ اکھاڑ ڈالنے سے نظر کم آتا ہے۔
وانکامبا قوم سے آگے مسائی لوگوں کا علاقہ
ہے۔ یہہ لوگ لوٹ مار سے اپنی گذر اوقات

کیا کرتے تھے۔ اور تا حال بھی کسی قسم
کی کاشتکاری وغیرہ نہیں کرتے۔ یہہ
لوگ بڑے بدمعاش اور شریر فتنہ انگیز
اور عیاش ہیں۔ اِن کی عورتیں بھی پرلے
سرے کی فاحشہ ہیں۔ سننے میں آیا ہے
کہ جب کوئی قافلہ اُن کے علاقہ میں جاتا
تھا۔ تو اُس جگہ کی کنواری چھوکریاں اُن
لوگوں کے پاس آتی تھیں۔ اور قافلہ والے
جس سے چاہتے تھے۔ منہ کالا کر لیتے تھے
اُن لوگوں میں ایک عجیب رواج ہے
یعنی مرد اور عورت تین فرقوں میں منقسم
ہیں۔ اول کنواری لڑکی اور کنوارے لڑکے
اِس جماعت کے مرد اور عورت چاہے جو
جس کے ساتھ کرے کوئی مضائقہ نہیں ہے
دوسرے بیاہے مرد و عورت۔ بیاہی وہ
سمجھی جاویگی جس کی سنت حاجرہ ہو چکی
ہو۔ مگر وہ بھی کسی خاص مرد کے پاس
نہیں رہیگی۔ بلکہ اُس جماعت کے مرد جو
چاہے تھوڑی دیر کے لئے اُسے عورت
بنا سکتا ہے۔ اور عورت کا باپ چند ایک
مردوں کو ضرور اپنا دامار بنا دیگا۔ جو
بروقت لڑائی دنگہ فساد کے وقت اپنے چند منٹا
خسر کی خدمت اور مدد کریں گے۔ اور تیسری
جماعت وہ ہے جو سب باپ بڑھیل کر تقریباً
۴۰۔ یا ۴۵ برس کی عمر میں ایک مرد ایک
عورت ایک خاص مقام پر زن و شوہر کی طرح
رہیں گے۔ زیادہ حالات اِس قوم کے مجھے
معلوم نہیں ہیں۔ کیونکہ اُن کے علاقہ میں
مجھے رہنے کا اتفاق کم ہوا ہے۔ ان سے
آگے اور اور قومیں آباد ہیں۔ مگر مجھے
کبھی اُدھر جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ غالباً
ایک دوست سے اُن کے حالات جو
معلوم ہوگئے کسی آئندہ پرچہ میں عرض،

کروں گا۔ اتنا ضرور سننے میں آیا ہے کہ وہ مرد و عورت سب ننگے اور ناادر ہنے ہیں۔ بعض بعض اُن میں سے بکری یا ہرن وغیرہ کی کھال پیٹھ پر ڈال لیتے ہیں۔ پیارے ناظرین! بھارت ورش کے بہت سے آدمی ان تمام وحشی قوموں کو دیکھ کر فوراً کہہ اُٹھیں گے کہ اُن کا سدھار بہت ہی کٹھن ہے۔ اور اُن میں کسی قسم کے دھرم کا پرچار سخت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ واقعات سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس ملک میں کبھی دھرم پرچار نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ آدمی سرشٹی سے یہ لوگ بہائم کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اپنے کرموں انوسار ویدوں کی سوریہ کی روشنی سے محروم ہیں۔ پنڈت لیکھرام جی اپنی ایک کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سری نارد جی افریقہ کے ملکوں کے جنگلوں میں اُپدیش کرتے رہے۔ مگر میری رائے ناقص میں اُن کی یا دیگر مہاتماؤں کے اُپدیش یا نہ صرف مصر۔ یا دیگر شمالی یا زیادہ سے زیادہ جنوبی افریقہ تک محدود رہے ہوں گے۔ اگر اس ملک میں کنچت ماتر ہی روشنی پہونچی ہوتی تو اس ادہوگتی کو یہ ہرگز نہیں پہونچ سکتے تھے۔ کیونکہ میری رائے ناقص میں یہ غیر ممکن ہے۔ تھوڑا بہت گیان جو اُن کو ہے۔ وہ صرف عرب کے حملہ آوروں یا غلام لونڈیوں کے تاجروں کی سنگت سے پراپت ہوا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بہت سی قومیں اُن میں سے اہل اسلام کی طرح ختنہ کرواتی ہیں (اگرچہ وہ کسی طور پر ہوں) اور بعض میں عورتیں بھی سنت حاجرہ کی پابند ہیں۔ مگر باوجود ان تمام امور کے اور باوجود اُن کی ایسی گری ہوئی وحشی حالت کے اُن کا سدھار ہرگز ممکن نہیں ہے۔ حضرت انسان درندوں اور وحشی جانوروں تک سے اپنی حکمت عملی اور عقل سے کام لے لیتا ہے تو کیا وہ اپنی جنس انسان کو ٹھیک نہیں بنا سکتا۔ اس میں شبہ نہیں کہ محنت وقت و دولت درکار ہیں۔ عیسائی پادری تقریباً نصف صدی سے بعض بعض مقامات پر کام کر رہے ہیں۔ اور شاید بعض جگہوں پر اُنہوں نے کچھ کامیابی بھی حاصل کی ہو مگر عموماً ابھی تک کچھ ترقی نظر نہیں آتی۔ ساحل پر ممباسہ میں اور ساحل سے بارہ تیرہ میل پر مقام فریرٹاؤن میں چند ایک حبشی قدرے انگریزی جاننے والے جو ملتے ہیں وہ اُنہیں پادریوں کی لگاتار محنت کا نتیجہ ہیں۔ ویدک دھرم اُپدیشکوں کو ابھی ادھر دھیان دینے کی کچھ اوشیکتا نہیں معلوم دیتی کیونکہ اُنہوں نے ابھی تک تو اپنے دیش کے عشر عشیر حصہ کو بھی ٹھیک نہیں کیا اور دوسرے اسقدر سامان و دولت نہیں ہے۔ کہ ایسے ایسے مقامات پر ہر طرح کا بندوبست کر سکیں۔ اور شاید ایسے آدمی بھی معدودے چند ہی ہوں گے۔ کہ جو محض دھرم کے لئے اتنی دور اپنے دیش سے ایسے مقامات پر رہنا گوارا کریں۔ تاہم اُنہیں یہ معلوم ہے کہ اُن کے لئے ابھی کسقدر کام ہے اور اگر اسی چال سے جیسے کہ وہ اب چل رہے ہیں۔ چلتے رہے تو کتنی صدیوں میں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو چاہ ضلالت میں سے نکالنے کے لائق ہوں گے۔ ہمارا کام دوسرے مذاہب کی نسبت سخت مشکل ہے۔ جہاں کہ دوسرے مذہبوں میں صرف اندھادھند تقلید Blind faith سے ہی ایک شخص اس سوسائٹی کا ممبر سمجھا جاتا ہے وہاں ہمارے لئے سچا گیان یعنی ودیا کا ہونا ضروری ہے اور جہاں پر کہ سواحیلی زبان میں ایک چھوٹی سی کتاب پڑھ کر اور حضرت عیسے پر اعتقاد عیسائی بنانے کے لئے کافی ہے۔ ہمارے لئے ویدک اصول اور فلسفہ کو سمجھانا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے

راقم
ماگو شرما کبہ بیزی بوگنڈا ریلوے

ضروری اطلاع

ایک شخص کنہیا لعل نامی قریباً بیس برس کی عمر کے دہلی کی طرف کے رہنے والے آخیر ستمبر سنہ ۱۹۰۰ کو ہندو ہوٹل میں آکر ٹھہرے۔ اور ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو واپس چلے گئے۔ وہ آریہ خیالات کے تھے۔ اُنہوں نے میرے پاس مبلغ صمہ روپیہ بطور امانت رکھے ہوئے تھے۔ اور قریباً چار روپیہ ہندو ہوٹل کے حساب میں اُن کے باقی نکلتے تھے۔ میں نے اٹھتر روپیہ ایک دفعہ دہلی میں لالہ اُتم چند کی معرفت بھیجا۔ مگر وہ نہ ملے چند ماہ ہوئے ایک صاحب کا خط دہلی سے آیا تھا۔ کہ کنہیا لعل جی فوت ہو گئے۔ مجھے وہ روپیہ بھیج دیا جاوے۔ میں اس کا بھائی ہوں۔ مزید تحقیقات پر اُنہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے آج تک پتہ لگانے میں کوشش کی ہے۔ مگر کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں یہ روپیہ اُن کی بیوہ کو دینا چاہتا ہوں جو کہ شاید دہلی کے گرد و نواح میں گرد آور قانونگو ہیں۔ اگر کوئی صاحب مفصل پتہ دیویں تو بڑا اُپکار کرینگے۔ تاکہ روپیہ میں اُن کی بیوہ کو بھیج دوں

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۳ کاتک سمت ۵ مطابق ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ شکروار۔ جلندھر شہر | نمبر ۲۸

سنسار کی گتی

ٹرانسوال اور کیپ کالونی کی حالت

جب کسی گذشتہ پرچہ میں یہہ لکھا گیا تہا کہ

...ل کروگر کو اب جنگ ختم کر دینا چاہئے
...رف اپنے ہموطنوں کی گردنیں نہیں
...وانی چاہئیں۔ تو مجھے یقین ہوگیا تہا
...اب بوئیروں میں مقابلے کی تاب اور
...ں باقی نہیں ہے۔ لیکن بوئیروں نے
...س طرح سے اب تک دنیا کو حیرانی میں
...کھا تھا۔ امید نہیں ہے۔ کہ آئیندہ
...اسی طرح دنیا کو حیرانی میں ڈال رکھیں
...ں ترمہ میں سب سے پہلے خواب خرگوش
...ل ہوئی ہوئی برٹش وزارت کو یہہ خبر ملی
...لچادر پے چار جگہوں میں سرکاری فوج
...ت زک ملی اور بوئیروں نے بڑا نقصان
...اس پر اخباروں میں سخت شور مچنا
شروع ہوا۔ لنڈن کی اخباروں نے
...ت کے برخلاف پہر آواز اٹہانی شروع
...یکن سخت سے سخت نقصان بہی انسان
...رے دن ہی بہول جایا کرتا ہے ...ایسا
...یہاں ہی ہوا۔ لیکن اب تک بوئیروں
...ستعدی کی خبریں برابر آرہی ہیں
...ئیروں کو دس دس کی جماعتوں میں
...سمجہا جاتا تہا۔ اُنہیں کی نسبت اب
...شہور ہورہا ہے۔ کہ جنرل بوتھا کے نیچے
...ہزار۔ کسی کے ساتھ ڈیڑہ ہزار۔ اور کسی
...ر کے پاس ایک ہزار سپاہ موجود ہے
...ر کشت و خون جاری ہے۔ اور

پال کروگر اُسی طرح "دنیا بامید قایم"
کے مسئلہ پر عمل کرتا ہوا تندرست موجود ہے
گو کہا جاتا ہے۔ کہ عمر کا تقاضا اُسے نحیف
کر رہا ہے۔ اور ڈوالنڈ اسلئے اُسے تبدیل
آب و ہوا کی ہدایتیں دے رہے ہیں۔ جن
بوئیروں کا خاتمہ سمجہا جاتا تہا۔ اُن میں
پہر ... تازہ روح پہونکی گئی معلوم ہوتی
ہے۔ اور ان سب پر لطف یہہ ہے! کہ
ڈی ویٹ کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کہاں ہے
یہہ عجیب شخص ہے جو بجلی کی طرح آگرتا ہے
اور پہر اپنا نشان تک نہیں چھوڑ جاتا۔
بیاں تک تو صاف ہے۔ جو نقصان ہوا وہ
زیادہ تر فوج سرکاری کا ہی ہوا۔ لیکن
۹۔ اکتوبر سے یہہ خبریں ہی آئی ہیں۔
کہ بیشمار بوئیر پکڑے جا رہے ہیں۔ جس کے معنی
شاید یہہ ہیں۔ کہ جن بوئیروں کے پاس
کہانے کے لئے نہیں رہتا۔ وے اپنے ہتھیار
اپنے دوستوں کے حوالہ کرکے خود گرفتاری
کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔

امیر عبدالرحمن کی موت

امیر کابل کی موت کا اعلان بارہا ہو چکا ہے
کوئی برس نہیں جاتا تہا۔ جبکہ دو تین مرتبہ
کبہی روسی اور کبہی انگریز امیر کو نہیں مار چہوڑتے
تہے۔ لیکن آخر ایک دن موت سب کے لئے
سر پر کہڑی ہے۔ اب کی مرتبہ امیر عبدالرحمان خان
واقعی ملک بقا کو روانہ ہو گئے ہیں۔ ۲۸ ستمبر
سے امیر صاحب کی طبیعت بگڑنی شروع
ہوئی۔ ۲۔ اکتوبر کو سردار حبیب اللہ نے
دربار میں فرمایا کہ اُن کے والد کی طبیعت
سخت ناساز ہے۔ اور استدعا کی کہ سب لوگ
اُن کے لئے دعا کریں۔ ۳۔ اکتوبر کو سردار
حبیب اللہ نے برٹش ایجنٹ کو اپنے والد کی
موت کی خبر دی۔ اُن کا انتقال اس دن
۳ بجے صبح کو ہوا تہا۔ ایتوار ۶۔ اکتوبر
کی رات کو یہہ خبر پشاور میں پہونچ گئی۔ اُسی
وقت بذریعہ تار گورنمنٹ انڈیا کو اطلاع
ملی۔ اور تاریں ولایت کو کہڑک گئیں۔ امیر
عبدالرحمان کے جانشین سردار حبیب اللہ
امیر عبدالرحمان خان کے بڑے لڑکے
سمجہے گئے ہیں۔ اُن سے چہوٹے سردار
نصراللہ خان وہ ہیں جو یورپ کا سیر
کرآئے ہیں۔ اور تیسرا ایک اور لڑکا محمد عمر
ہے جو ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا تہا۔ اُس
کی والدہ حلیمہ بی بی شاہی خاندان کی ہے
اور اسلئے ممکن ہے۔ کہ وہ اپنے لڑکے
کے لئے جد و جہد کرے۔ لیکن جہاں تک
واقفکاروں کی رائے ہے اُس سے معلوم
ہوتا ہے۔ کہ امیر نے اپنی زندگی کے
عام برتاؤ سے ظاہر کر دیا تہا۔ کہ اپنی
موت کے بعد وہ تخت کا مالک حبیب اللہ
کو بنانا چاہتا ہے۔ اسی لئے اُس نے
حبیب اللہ کا بذریعہ نکاح کے ریاست
کے سب بڑے بڑے سرداروں اور
سپہ سالاروں کے ساتہ رشتہ مضبوط
کر دیا تہا۔ انگریزی اخباروں کے ملاحظہ
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برٹش گورنمنٹ
سردار حبیب اللہ کو امیر کابل ماننے کے
لئے طیار ہے۔ اور جب یہہ زبردست گورنمنٹ
حبیب اللہ کے حق میں ہے۔ تو نصراللہ
اور محمد عمر کا چون و چرا کرنا بعید از عقلمندی
ہوگا۔ امید تو نہیں ہے۔ کہ اس وقت

کچھ ہی شور وشر ہو۔ تاہم بہ نظر دور اندیشی انگریزی صحائف رائے دیتے ہیں۔ کہ لارڈ کرزن کو سرحد سے دور نہیں جانا چاہئے۔ ہمارا پورانا امیر کابل مر گیا اور نئے امیر کابل نے اُس کی جگہ لے لی دُنیا کا یہی راستہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ تک قایم رہیگا۔

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت ومنزل بدیگری پرداخت

امیر عبدالرحمان اپنا باجا بجا گئے۔ اب دیکھیں۔ کہ بلا شور وشر ہی تخت سنبھال کر امیر حبیب اللہ کس وطیرے پر چلتے ہیں گو اس وقت للهہ کابل میں امن وامان ہے اور کسی طرح کا خدشہ نہیں۔ تاہم کابل کوئی یوروپین مہذب ریاست نہیں ہے۔ اس کے اندر بڑے بڑے آتش فشاں پہاڑ دبے پڑے ہیں۔ انسانوں کے دلوں کے اندر شعلے چھپے رہتے ہیں۔ اور خبر اُس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ بھڑک ہی اُٹھتے ہیں۔ میری ایشور سے یہی پرارتھنا ہے۔ کہ کابل میں امن چین رہے۔ کیونکہ اگر اُس ملک میں ذرا ہی شور وشر ہوا تو خرچ کا بوجھ مفلس ہندوستان کو ہی برداشت کرنا پڑے گا

شیولنگ کی ایک بیہودہ کہانی

اخبار پاینیر کے ایک نامہ نگار نے گولہ گوکرناتھ کے میلے کا حال لکھتے ہوئے وہاں کے شیو مندر کے متعلق مشہور کہانی درج کی ہے۔ یہ جگہ نیپال کی ترائی میں واقع ہے۔ یہاں ایک تالاب ہے۔ اور اُس کے ساتھ ہی ایک معمولی مندر ہے۔ جسکے اندر ایک شیو لنگ ستھاپت ہے۔ اُس کے درشن کے لئے چیت کے مہینہ میں پندرہ دنوں کا میلا ہوتا ہے۔ جس پر ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ تین دنوں برابر تالاب میں سنان کا مہاتم ہے۔ قصہ یہہ ہے۔ کہ راوَن نے شیوجی کی پرستش کر کے اُنہیں خوش کر لیا۔ اور جب شیوجی نے ور مانگنے کی آگیا دی تو وریہہ مانگا۔ کہ شیو لنگ لنکا میں چلا چلے۔ چنانچہ شیوجی نے ور دینا منظور کر لیا۔ لیکن شرط یہہ لگائی کہ راستہ میں شیو لنگ کو زمین سے لگنے نہ دیا جاوے۔ راوَن نے شرط منظور کی اور شیو لنگ کو اُٹھا کر لے چلا۔ جب گولا گوکر کے مقام پر پہونچا تو رفع حاجت کے لئے خود چلا گیا۔ اور شیو لنگ کو ایک اہیر (گوالا) کے لڑکے کے سپرد کر کے تاکید کر گیا۔ کہ لنگ کو زمین سے نہ چھونے دے لیکن راوَن کے علیحدہ ہونے کی دیر ہی تھی کہ شیو لنگ بڑھنا شروع ہوا۔ اور اِس قدر بوجھل ہو گیا۔ کہ بیچارے اہیر کے لڑکے کے لئے اُس کا بوجھ برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔ آخرکار تھک کر اہیر نے شیوجی کو زمین پر رکھ دیا۔ اور وہ اُسی جگہہ گڑ گئے۔ پھر کیا تھا۔ جب راوَن آیا تو اپنا مُنہ لے کر رہ گیا۔ اور شیوجی مہاراج نے اِس چالاکی سے ایک راکشس کے ہاتھوں سے چھٹکارا پایا۔ لیکن قصہ کو سُن کر کچھ تعجب نہیں ہوتا۔ جب ایک ایک مندر کے ساتھ کچھ نہ کچھ کہانی ضرور لگی ہوئی رہتی ہے۔ اِس طرح کے ہزاروں کیا لاکھوں ہی مندر بھارت ورش میں موجود ہیں۔ جو کروڑوں انسانوں کو منزل مقصود سے علیحدہ لے جا رہے ہیں۔ واقعی آریہ سماج کے لئے ابھی بڑا اسکام باقی ہے۔

توہمات کے خطرناک نتیجے

مظفرنگر کے سیشن ... صاحب کے فیصلہ ... معلوم ہوا کہ ۱۰ برس ...

عجیب عجیب توہمات لوگوں کو ... بنا رہے ہیں۔ سہارنپور کے ضلع میں ... کوڑھی اسلیئے جلا دیا گیا۔ کہ مرض کوڑھ ... خاندان سے دور ہو جاوے۔ گویا ... خاندان کی آئیندہ حفاظت کے لئے ... شخص سے زبردستی قربانی کرائی گئی ... اور اب خبر آئی ہے۔ کہ ایک عورت ... سخت مرض سے شفا یابی کی امید ... بہرام کے کنوئیں میں کود پڑی۔ کنوئیں ... روپر پیر کی قبر ہے۔ اور عوام میں ... کہ اگر پیر صاحب کی قبر پر اپنا رونا رو ... تو پیر صاحب کی طرف سے خاص ہدایت ... ہے۔ یہہ بدبخت عورت بھی اپنے مرض ... شفا یابی کے لیئے جا کر پیر صاحب کی ... گریہ وزاری کرنے لگی۔ معلوم ہوتا ... کہ عورت کو وشواس ہو گیا۔ کہ پیر ... کنوئیں میں بلاتے ہیں۔ پس وہ ... کود پڑی۔ یہہ بات صاف ہے۔ کہ ... کے دلوں میں جو خیال بٹھا دو ... اُسی کا درشن کر لیتے ہیں۔ جب عورت ... میں گر پڑی اور پیر صاحب نے باہر ... کے لئے دستگیری نہ کی تو دیکھنے والے آ ... پولیس بھی آن پہونچی۔ اور تیل ... عورت کی جان نکل چکی تھی۔ اور جب ... اُس کے جسم کو نکالا تو اُسے مُردہ پایا ... مقدمہ ہے جو مظفرنگر کے سیشن جج کے رو ... ہوا ہے۔ لیکن کیا معلوم ہے کہ کسقدر اِس قسم کے ... ہندوستان کے مختلف مقامات میں واقع ... کیا کوئی بھی قانون اِن خطرناک حالتوں ... بچا سکتا ہے؟۔ آریہ سماج کو بھی جانبازی ...

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

لنکا کے ایک ڈاکخانہ کے ہرکارے نے افسر کو آنے دیکھ کر اپنی آشنا عورت کو پارسل کیس کے اندر چھپا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اندر سے چیل کی آواز سُن کر افسر نے صندوق کھولا تو ایک عورت کو قریب المرگ پایا۔ عورت ڈاکٹر کے حوالے کی گئی۔ جہاں اُسکا علاج ہو رہا ہے۔ اور ہرکارہ پولیس کی حراست میں دیدیا گیا ہے۔ افسوس کہ ایسے واقعات ہی ان لوں کی بدکاریوں سے نہیں روکتے

نئی مردم شماری کا نتیجہ بنگال میں معلوم ہوگیا ہے ۷ کروڑ ۸۵ لاکھ ۳ ہزار ۹ سو ۹ ہے۔ جن میں سے تقریباً نصف عورتیں اور نصف مرد ہیں۔ البتہ مردوں کی تعداد بہ نسبت عورتوں کے ۵۶ ہزار کے قریب زیادہ ہے

سندہ کے منشی اودت رائے ۹۰ برس کی عمر میں مرے ہیں۔ یہہ فارسی اور سنسکرت دونوں کے ماہر تھے۔ اور سندہ کے بیرون سے ہی منشی رہ چکے تھے۔ یہہ برادری کے سرپنچ تھے۔ ان کی ارتھی کے ساتھ بڑا ہجوم تھا۔ طالب علموں نے عموماً سرمنڈا کر افسوس ظاہر کیا۔ انہیں سرکار انگریزی کی طرف سے ۵۰ روپیہ ماہوار پولیٹیکل پنشن ملتی تھی۔

پائیونیر کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ آسام کی **خاسی** قوم کے لوگ عموماً برہمو سماجی ہو رہے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ برہمو سماج کو اس قدر ترقی اور کہیں نہ ملی ہے۔

عام مشہور ہے کہ امیر عبدالرحمان کا اعتقاد تھا کہ وہ اُسی سال میں مریگا جس میں کہ مہارانی وکٹوریا کا دیہانت ہوگا۔

یوریشین و اینگلو انڈین ایسوسی ایشن کے ممبروں نے عام اعلان دیا ہے کہ جو عیسائی محض دیسی ہیں اور جنہوں نے انگریزی نام رکھ کر اپنے آپ کو یوریشین ظاہر کیا ہے اُن کو اِس کمیونٹی میں نہ سمجھا جاوے۔ چنانچہ گذشتہ مردم شماری میں ہی ایسے آدمیوں کو یوریشین نہیں کہا گیا۔ کیا یہہ ہندوؤں کی ذات پات کے بندھنوں کی نسبت کچھ کم تعصب ہے؟ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندوؤں میں جاتی بندھن ٹھیک ہے۔ بلکہ مطلب یہہ ہے کہ ویدک ورن بیوستھا کے سوائے باقی سب تفرقیں غلط ہیں۔

بانکی پور میں ایک بڑا جلسہ مسلمانوں کا ہوا جسمیں پٹنہ۔ گیا۔ آرا۔ چھپرا۔ مظفرپور موتی ہری۔ دربھنگا۔ مونگھیر اور بھاگلپور کے مسلمان شریک تھے۔ حاضری تین ہزار کی تھی اِس جلسہ میں قرار دیا گیا۔ کہ مسلمانوں کے لئے نیشنل کانگریس میں شریک ہونا مفید نہیں ہے اور اسلئے جملہ مسلمانوں کو عموماً طور پر نیشنل کانگریس سے علیحدہ رہنا چاہئے۔

کلکتہ میں ۸ اکتوبر کو امیر عبدالرحمان کے مرنے کی خبر پہونچی۔ تو گورنمنٹ پرامیسری نوٹوں کا نرخ ۱۲ فی صدی گر گیا۔ صاحب پائینیر فرماتے ہیں کہ اگر کابل میں فساد کا خدشہ ہوتا تو اِس سے ہی کہیں زیادہ بھاؤ گر جاتا۔

بمبئی میں راشٹریہ دھرم پریشد کا جلسہ ۱۳-۱۴ اور ۱۵ ستمبر کو ہوا۔ اس کا مفصل ۲۰ ستمبر کے وینکٹیشور اخبار میں درج ہے کاشی کے سُدرشن ماہوار رسالہ کے ایڈیٹر پنڈت مادھوپرساد جی اور پنجاب کے پنڈت نمالی دت جی شامل ہوئے تھے۔ ان مہاشیوں نے جو ذات پات پر لیکچر دئے۔ اُن میں تو وہی پُرانی دلیلیں تھیں جنکا کھنڈن سیکڑوں بار ہو چکا ہے۔ البتہ سدرشن کے ایڈیٹر نے سنسکرت کی اُنتی کے لئے بڑی زبردست اپیل کی جس پر لوگوں کے آنسو تو بہت گرے۔ لیکن جب تک کچھ نتیجہ نکلے ہیں اپنے سناتنی بھائیوں کو بیدار ہوا نہیں دیکھتا۔ جب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے (۱) ہندی کو ترقی دینے کے لئے بھارت کے جیوتشیوں کی ایک سبھا کی دلوٹ، نا ممکن ہے کہ اسکا کبھی اتفاق ہو۔ ایڈیٹر) دوسری تجویز یہ تھی کہ بھارت ورش کی جملہ دھرم سبھاؤں کو ایک قاعدہ پر چلانے کیلئے ایک سناتن دھرم مہا سبھا قائم کیجاوے۔ اور دھرم مہا منڈل۔ نگم منڈلی اور مہا پرانی سب اُسی میں ہی شامل ہوئے سمجھے جاویں اور تیسری تجویز یہ تھی کہ سناتن دھرم اور آچار کی پیروی کروانے کیلئے جگہ بجگہ شرح دیتا برہمنوں کو اُپدیشک نیت کیا جاوے۔ اب تک تو ہمیں ذیگر سناتنی پرچے سے معلوم نہیں ہوا کہ کوئی سناتن دھرم مہا سبھا قایم ہوئی ہے۔ لیکن اگر کسی خاص اصول پر دھرم سبھاؤں کا چلانا شروع ہو جاوے تو ہم اسے بڑی اُنتی کا آثار سمجھیں گا۔

وینکٹیشو نے لکھا ہے کہ گذشتہ مردم شماری کے مطابق ریاست کوہاپور میں ۴۴۳۴۹ عورتوں میں سے ۶۱۴۹۷ بیوائیں ہیں۔ جنمیں سے دو برس کی دو ۲ برس کی ۱۱ - ۴ برس کی ۱۵ - ۵ برس کی ۳۰ - ۱۰ برس کی ۳۸ - ۱۵ برس کی ۱۰۸۹ - ۲۰ برس کی ۱۴۴۸ اور ۲۵ برس کی ۲۵۰۸۶ ہیں۔ وِدھوا ہونا پاپ کا نتیجہ ہے۔ اور جب تک پرجا کا پاپ گھٹ کر پن کی طرف پرورتی نہ ہوگی۔ اِس دُکھ سے چھٹکارا نہیں ہے"!

ریاست چترباری میں راج کاج کی بھاشا ہندی ہوگئی ہے

راولپنڈی کے سردار بوٹا سنگھ جی کا سرِ رشتہ نیتی شالا نامی اینگلو ورنیکولر سکول اب ترقی کر رہا ہے

اَٹھی ہزار کی عمارت سکول و بورڈنگ ہوس بنا لیے گئے علاوہ سردار صاحب ۰۰ ۴ روپیہ ماہوار کے قریب سکول پر صرف کرتے رہے ہیں - میں سردار صاحب کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اور اُنکی لگن کی تعریف کرتا ہوں - اب سرکاری امداد بھی سکول کو ملگئی ہے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے ہیں اور اُنکی مدد کے لئے کچھ گریجویٹ اور مقرر کئے گئے ہیں - سردار بوٹا سنگھ کے خیالات کے لحاظ سے مجھے پورن نشچے ہے کہ یہ انسٹیٹیوشن راولپنڈی کے بچوں کے لئے بڑا مفید ثابت ہوگا

ٹلک یونیورسٹی کے ٹرسٹو شہر میں چار سو لڑکیوں نے پرتگیا کی ہے - کہ وہ شرابیوں سے بیاہ نہیں کریں گی

فرانس میں گھوڑوں کا گوشت کھانیکا رواج بڑھتا جاتا ہے - غالباً اسلیے کہ باقی جانوروں کا تقریباً خاتمہ کرچکے ہوں گے۔

ایمپیر یکا والے ہر ایک کام میں کمال کر دکھلاتے ہیں اب کشتیوں میں ہوٹل بنائی گئی ہیں - جو شام کے ۲ بجے پانی میں چھوڑ دی جاتی ہیں - اور دوسری صبح کے ۸ بجے کنارہ پر لگ جاتی ہیں - گرمیوں میں رات سمندر میں کاٹنے کا بڑا ہی لطف ہوتا ہوگا -

سوئیٹزرلینڈ میں خاص چھپے ہوئے پرتگیا پتر بانٹے جاتے ہیں - جنکے رو سے پرتگیا کی جاتی ہے کہ دستخط کرنے والا قسم نہیں کھائیگا - اِس ملک میں ایک تہذیب چلنے پر پچیس گالیاں راہ رووں کے مُنہ سے سُنائی دیتی ہیں - یکہ بان - گاڑی بان وغیرہ کی زبانیں بہت ہی گندی ہیں - میری رائے میں اگر ویسے کارڈ اصلاح کا کام دے سکتے ہیں - تو ہندوستان میں کم از کم بائیس کروڑ پتر ضرور بانٹنے چاہئیں جن میں گالی بکنے سے پرہیز کی پرتگیا ہو -

پھگواڑہ کے بابا گینڈا سنگھ جو خود خدا ہونے کا دعوٰے کرتے تھے - اور جو مہاراجہ کپورتھلہ کی طرف سے کمشنری کے وکیل تھے - اِس جہان سے چل بسے - اور ہنگ کی بیماری آپ کو پہلے ہی ہو چکی تھی - ایشور کرے کہ اُن کا بیٹا جیو برمھ کی تعلیم سے پاک رہے -

ہندوستان کی فوج کے آدمی چین کی لوٹ میں سے ایک چھ انچہ لمبی توپ لائے ہیں - جو بطور ایک نایاب چیز کے اینگلینڈ بھیجی جاویگی -

آسٹریلیا کی گورنمنٹ نے قانون جاری کیا ہے کہ کوئی تمباکو فروش ۱٦ برس سے کم عمر والے کے ہاتھ تمباکو نہ بیچے - اس قسم کے قانون کی پنجاب میں عموماً اور خصوصاً جالندھر دوآب میں ضرورت ہے - جہاں رئیسوں کا چار یا پانچ سالہ بچہ اپنے وزن سے دوگنا حقہ گڑگڑا کر ہو الغفور آتا ہے - لیکن یہاں ایسا کچھ بھی نہ ہوگا - کیونکہ رئیس خود کاشت تمباکو پیتے ہیں - میری رائے میں تمباکو نوشی کو دور کرنے کی طرف تعلیم یافتہ اصحاب کو خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے -

کھتریوں کی کانفرنس آخرکار دیوان امرناتھ صاحب نے جموں میں ہی دسہرہ پر بلالی - میرا ایک نامہ نگار جو امین آباد کے رہنے والے ہیں لکھتے ہیں کہ امین آباد کی برادری کے تفرقہ کا اثر کانفرنس پر کچھ بھی نہیں پڑ سکتا تھا - اور اسلئے وہ دیوان صاحب کے عذرات کو فضول خیال کرتے ہیں - اُنکا خیال ہے کہ دیوان صاحب دونوں فریقوں کے دوست بنے رہنے کی نیت سے اپنے شہر سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور شاید جموں میں ریاست کی طرف سے سامان ہونیکے باعث اُنکو خرچ کی بھی کفایت ہوگی - اگر اسی قسم کے خیالات نے دیوان صاحب کو کانفرنس جموں لیجانے کیلئے مجبور کیا ہے - تو افسوس کی بات ہے - بہرصورت کانفرنس خواہ کہیں ہو مجھے اِس سے کسی عمدہ نتیجہ کے برآمد ہونے کی امید نہیں - میرے نامہ نگار بھی یہی کہتے ہیں کہ اِس کانفرنس میں دیوان صاحب کوئی اپنی محدود برادری کا جھگڑا طے کرانا چاہتے ہیں

جنوبی آسٹریلیا میں سگریٹ یعنی تمباکو کی بیڑی نوشی کا فرض نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں میں بڑھتا جاتا ہے - اِس کے دفعیہ کے لئے یہہ قانون بنانے کا خیال ہے - کہ جو بالغ لڑکی یا عورت کسی نابالغ کو سگریٹ پیتے دیکھے اِس کے کان اینٹھ ڈالے - اُس کا سگریٹ چھین لے - اور جسقدر سگریٹ اُسکے پاس ہوں اُنہیں ضبط کرلے - اِس قسم کا قانون بچوں میں سے تمباکو نوشی دور کرنے کے لئے یہاں بھی بن جانا چاہیئے -

اخباروں میں افواہ اُڑ رہی ہے کہ تاجپوشی دربار ختم ہونے کے بعد لنڈن میں تخت نشینی کا جلسہ ختم کرکے دہلی میں ہی تخت نشینی کا جلوس کرینگے - ممکن ہے کہ ہندوستان پہلے سیر کا نظارہ بادشاہ سلامت کو یہاں کھینچ لاوے لیکن زمانہ کا فرق بڑا ہے - جوانی کی جوش کی باتیں بڑھاپے کی سنجیدگی بجھا دیتی ہے -

مشہور ہو رہا ہے کہ اگر کسی انگریز نے نیشنل کانگریس کے آئیندہ اجلاس میں پریذیڈنٹی قبول نہ کی تو مسٹر اکیڈلجی واچا جائنٹ سکریٹری کانگریس کمیٹی پریذیڈنٹ بنائے جاوینگے -

مسٹر دادا بھائی نوروجی کو علاقہ ناربتھ لنڈن نے اپنا امیدوار ممبری پارلیمنٹ کا چن لیا ہے

عرصہ کے بعد موہیال منتھلی پرچہ جو موہیالی قوم کا آرگن ہے میرے پاس آیا ہے - ان قومی پرچوں کا مضمون دیکھکر عجیب حیرانی ہوتی ہے ایک نظم جس کی سُرخی ہے "قابل توجہ موہیال قوم" اور شروع اُسکا حسب ذیل بیت سے ہوتا ہے

"ڈی - اے - وی کالج تمہارے واسطے کیا ہے
ایک پیسے پیسے میں اے قوم بیڑا پار ہے"

بہت خوب! کالج محض موہیال قوم کے لیے ہے - گویا موہیالوں کا قومی کالج ہے - اہہ کیسا سستا سودا ہے! - ایک پیسے میں بیڑا پار!!

ریویو

آریہ سماج کے نیم اُردو میں بڑے تختہ پر
...ت فی جلد ایک پیسہ منیجر منٹگمری پریس لائیلپور کے پاس
خریداری کی درخواستیں بھیجئے۔ بڑے خوشخط اور صاف
چھپے ہوئے ہیں۔

ذیل واسطے ریویو کے پنڈت گوری شنکر
جی بھٹ نے کانپور سے بھیجے ہیں:-

(۱) لپی بودھ ناگری حروف میں قیمت فی جلد
معہ محصول ڈاک ۲۰ ر۔ ناگری حروف کے لکھنے
والے خوش خطی کے لئے بہت ہی عمدہ بیان
کیا گیا ہے

(۱) اوم بڑے کاغذ پر لکھا ہوا سادہ فی کاغذ ۰ ر
سنہرا رنگ دار فی کاغذ ۲ ر

(۲) نمستے بشرح صدر

ملنے کا پتہ۔ پنڈت شنکر دیالو جی۔ پاٹھ شالا
پاس منڈی کانپور۔

دیشیہ ٹریڈنگ کمپنی لودھیانہ کی تولیہ نما
چادریں بڑی عمدہ بنتی ہیں۔ جو نمونہ میرے پاس
بھیجا گیا ہے۔ اس کی قیمت ۱۲ فی چادر ہے۔ میری
رائے میں اس قسم کا عمدہ پارچہ ۱۲ روپیہ میں
بہت ہی ارزاں ہے۔

مربہ بنفشہ طیار کردہ مہاشئے نند لعل منیجر مقام
...پور دنجاب) اس مربہ کی تعریف یہ کی گئی ہے
کہ تازہ پہاڑی بنفشہ بیکر محض سورج کی گرمی سے اُسکا
مربہ طیار کیا گیا ہے۔ میںنے ایکبکس آزمایا۔ واقعی
تازہ بنفشہ ہے اور بڑا خوشگوار معلوم دیتا ہے۔ قبض
...کیلئے میںنے تجربہ کرکے اسے اکسیر پایا ہے
...دیگر ادویات کے اجابت کے بعد کمزوری وغیرہ
...معلوم ہوتی۔ نہ صرف دو دیگر بھائیوں پر ہی
تجربہ کیا بلکہ میں نے خود بھی اتفاقاً قبض ہو جانے پر
استعمال کیا تو اسے بڑا مفید پایا۔ ایک سیر کے
ٹن کی قیمت ۱۲ روپیہ ہے۔ مشتہر کا تو دعوےٰ ہے
کہ داغ۔ بصارت اور حافظ کو قوت دیتا ہے
خون کو صاف کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب تک
کہ وسیع تجربہ نہ کیا جاوے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں
کہ قبض کے لئے دیگر جُلاب کی ادویات کی نسبت
یہہ بنفشہ بہت ہی زود اثر اور عمدہ ہے۔ خریداری
کی درخواستیں لالہ نند لعل منیجر کے نام بمقام جمبہ بھیجئے

اگروال بدھوا ویواہ پر جو ہندی کا ٹریکٹ
منشی بختاور سنگھ جی پردھان آریہ سماج شاہجہانپور
نے شائع کیا تھا۔ اُسکا ترجمہ اُردو میں بھی منشی صاحب
نے شائع کرا دیا ہے۔ جو میرے پاس ریویو کے لئے
آیا ہے۔ منشی صاحب اور اُنکے ساتھی اگروال
ذات کے صاحبوں پر ایک بُری رسم کے دور کرنیکی
کوشش سے بڑا بھاری اُپکار کر رہے ہیں۔

دوئیت پرکاش۔ پرتھم بھاگ۔ مصنفہ
پنڈت بھیم سین شرما۔ اگنوا سی حالوار دتہر ضلع
شاہجہانپور۔ قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک علاوہ
اس گرنتھ میں مصنف نے بڑے رتن بھر دئے ہیں
موجودہ نوین ویدانت کا زبردست کھنڈن کیا ہے
بعض دلائل پنڈت جی نے نئی پیش کی ہیں۔ میں
خوش ہونگا اگر پنڈت جی اس کتاب کا دوسرا
حصہ بھی جلد شائع کر دینگے۔ اُس پستک میں
فیلسوفانہ بحث ہے۔ یہہ صحیح ہے کہ عبارت
عام آدمیوں کے سمجھنے کے لائق نہیں۔ لیکن جن
بھائیوں کو خود فلسفے والوں سے بحث کا سابقہ
رہتا ہے۔ اُن کے لئے کتاب نایاب ہے۔ درخواستیں
خریداری بنام منشی چمن لعل ویشیہ بمقام تلہر
ضلع شاہجہانپور بھیجئے۔

مقدمہ گوپی ناتھ کا فیصلہ مع چند
ضروری دستاویزات کی نقل کے انگریزی
میں دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل
ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ لاہور نے چھپوایا ہے
جس کی قیمت ۸ر فی جلد رکھی ہے۔ واقعی بہت
سستا کر دیا ہے۔ یہہ ٹریکٹ ہاتھوں ہاتھ بک
جانا چاہئے۔ اس میں سب ضروری کاغذات
درج کئے گئے ہیں۔ جنکے پڑھنے سے پنڈت گوپی ناتھ
کا مکمل چال و چلن سمجھ میں آ جاتا ہے۔ درخواست
خریداری بنام لالہ متھرا داس لودی مینیجنگ
ڈائرکٹر کے نام بھیجئے۔

ابلا اُسدھار ہن پُستیی پرتھم بھاگ دیوگری
اکشروں میں۔ قیمت فی جلد ۱ر۔ اس کتاب میں
ستریوں کے سدھار کے متعلق ۲۴ بھجن ہیں۔
پنجابی عورتوں کے سمجھنے کے لائق زبان نہیں ہے
ہندوستان کی عورتوں کے لئے مفید ہو سکتی ہے

ایضاً دوسرا بھاگ قیمت فی جلد ۰ ر۔ اس
میں سنسکاروں کے متعلق بھجن ہیں

پاٹھک ویراگیہ بھجن منجری قیمت فی جلد ۰ ر
اس میں ویراگ کے ۲۳ بھجن ہیں۔

ان ہر سہ کتب کے مصنف مہاشئے رام سوروپ
شرما پاٹھک منیجر آریہ کنیا پاٹھ شالا و نائب
مدرس تحصیلی سکول افضل گڈھ ہیں۔ درخواست
خریداری انہیں کے نام جانی چاہئے۔

سوانح عمری ارل رابرٹس بزبان اُردو
مولفہ پنڈت روپ نرائن ایڈیٹر اخبار شمیم ہند
جالندھر۔ قیمت فی جلد ۸ر۔ ہندوستان کے پرانے
کمانڈر انچیف۔ اور ٹرانسوال کے جنگ کے
ذمہ دار کمانڈر لارڈ رابرٹس کی زندگی کے
حالات انگریزی صحائف سے جمع کر کے اس
کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ نوجوان مولف
کی محنت کی تو ضرور داد دینی چاہئے۔ لیکن
کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ انگریزی طرز کے
بجائے دیسی طرز پر لکھا جاتا۔ بہت سے محاورے
ہیں جو اُردو والوں کی سمجھ میں نہ آویں گے
اور بہت سے واقعات شاید زیادہ آسانی
سے سمجھ میں آ جاتے۔ اگر اُن کی نسبت بیانیہ

نوٹ دے دئیے جاتے۔

ملنے کا پتہ۔ مولف۔ یا صوبیدار میجر سردار بہادر غلام حسین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ جالندہر شہر۔

سنیوگتا۔ ایک تاریخی ناول مصنفہ لالہ اودہو رام شاد سب اورسیر محکمہ انہار پنجاب قیمت فی جلد ۱۰ ۔ پرتہوی راج راٹہور کی شہاب الدین کے ساتھ پہلی لڑائی سے یہ قصہ شروع ہوتا ہے۔ جسمیں پرتہوی راج نے غوری کو شکست دی تہی۔ پہر راجہ جےچند والی قنوج کی حسد اور اس کی لڑکی کے سویمبر کا ذکر ہے۔ جس میں سنیوگتا نے پرتہوی راج کی سونے کی تصویر کو جے مال پہنا دی تہی۔ پرتہوی راج کا سنیوگتا کو لیجانا اور پہر غوری کے ساتھ مقابلہ اور پرتہوی راج کا خاتمہ ہی درج کیا گیا ہے اور آخری پردہ رانی سنیوگتا کے ستی ہونے پر گرتا ہے۔ طرز تحریر میں تو کچھ خصوصیت نہیں ہے لیکن اسقدر ہی شکر ہے کہ فحش سے پرہیز کیا گیا ہے۔ پنجاب پبلشنگ اینڈ سٹیشنری کمپنی اس کی شایع کنندہ ہے۔ اور وہیں درخواست کرنے پر کتاب مل سکتی ہے۔

آریہ سماج کے سالانہ جلسے

جہنگ مگہیانہ ..... ۲۱ و ۲۲۔ اکتوبر

آریہ سماج ڈلہوزی ۲۰۔ ۲۱۔ اکتوبر

پشاور شہر ..... ۲۷ و ۲۸۔ دسمبر

ہمیشہ علاقہ رڑکی ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ اکتوبر

امرتسر ..... ۲۶ و ۲۷۔ اکتوبر

بریلی ..... الغیث

مراد آباد ..... ۱۱ و ۱۲۔ نومبر ۱۹۰۱ء

نوٹس ضروری

ایک بڑے رئیس جو جنم کی ذات کے کہتری اور ورڑہ آریہ ہیں کسی کہتری بال بدہوا سے بیاہ کرنا چاہتے ہیں خط وکتابت پتہ ذیل سے کیجئے۔

المشتہر

گ۔ معرفت منیجر ستیہ دہرم پرچارک پریس

اطلاع ضروری

(۱) کتاب مقدمہ پنڈت گوپی ناتہہ والی ۳۔ اکتوبر کو طیار ہو گئی تہی جس قدر مانگ آئی تہی۔ اس قدر کاپیاں باہر بہیجی جا چکی ہیں۔ لیکن ابہی تک تیسرا حصہ بہی تعداد اشاعت کا نہیں ہوا۔ جن بہائیوں نے سخت زور دے کر کتاب کی اس قدر جلدیں چہپوائیں بلکہ جو پانچ ہزار کاپیوں کی اشاعت کے لئے زور دیتے تہے۔ انہیں کتاب کی فروخت میں مدد کرنی چاہئے۔

(۲) حالانکہ میں پبلک طور پر ظاہر کر چکا ہوں کہ میرا کسی آریہ انسٹیٹیوشن سے واسطہ نہیں ہے۔ پہر بہی بہت سے بہائی زبردستی انسٹیٹیوشنوں کا روپیہ میرے پاس بہیج دیتے ہیں۔ میرے یہاں اس قدر کلرک نہیں ہیں کہ روز کا حساب کر کے روپیہ انسٹیٹیوشنوں کو روانہ کر سکوں اور بہی وجوہات ہیں۔ جن کے باعث مجہے اب صاف طور سے اعلان دینا پڑتا ہے کہ:۔

(الف) میرا کوئی واسطہ کنیا مہاودیالے۔ یا کنیا اناتہہ آلئے یہاں تک کہ جالندہر آریہ سماج سے بہی نہیں ہے۔ پس کوئی صاحب کسی قسم کا جالندہر کے متعلق روپیہ میرے پاس نہ بہیجیں

(ب) میرا کسی قسم کا تعلق آریہ پرتی ندہی سبہا سے ہی کسی انسٹیٹیوشن سے نہیں ہے۔ اور آئندہ کے لئے بہی امید نہیں ہے۔ کہ میں کسی انسٹیٹیوشن کا چارج لوں یا آریہ سماج کے کسی انتظامی کام میں دخل دوں۔ بس گروکل ویدپرچار وغیرہ کسی فنڈ کا روپیہ میرے پاس نہ بہیجا جاوے۔

(ج) جو صاحبان مطبع ستیہ دہرم پرچارک کے مطالبہ کے ساتہہ اس قسم کا دیگر روپیہ بہیجیں گے۔ یا صرف ان انسٹیٹیوشنوں کے لئے روپیہ بہیجیں گے۔ اُن کا منی آرڈر بجنسہ واپس کر دیا جاوے گا۔ اسلئے کوئی صاحب مطبع کے روپیہ کے ساتہہ کسی دوسری انسٹیٹیوشن کا روپیہ روانہ نہ فرماویں۔

(د) آریہ انسٹیٹیوشنوں کے بارے میں کوئی صاحب بہی مجہہ سے خط وکتابت نہ کریں کیونکہ غیر ضروری خطوط کا جواب دینے میں جس قدر وقت جائیگا۔ اسی قدر دیگر ضروری کاموں میں حرج واقع ہوگا۔ میں کچہہ بڑا ضروری تحریر کا کام ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اور جس قدر فرصت مجہے میرے بہائی دیں گے۔ اسی قدر ان کاموں کو خوش اسلوبی سے انجام دوں گا

منشی رام جگیاسو

اطلاع عام:۔ جو دوکان آڑہت میرے بیٹے منشی لبہو رام نے منڈی پہگواڑہ میں کہولی ہے۔ میرا شروع سے ہی اسکے ساتہہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے میں اسکے نفع نقصان کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ جو صاحب لین دین دوکان مذکور سے کریں گے۔ وہ اپنے نفع نقصان کے خود ذمہ وار ہوں گے

المشتہر دیا رام ولد شرو ہا رام کہتری ساکن بنگہ تحصیل نواں شہر۔ ضلع جالندہر

آریہ سماجک خبریں

پھلور (ضلع جلندھر) میں ہی چند ایک رتن رہتی آریہ بھائیوں کی کوشش سے آریہ سماج قائم ہو گیا ہے جو اُپدیشک مہاشے اُس طرف جاویں۔ ریلوے سٹیشن سے ہی لالہ بھورا رام جی کے مکان پوچھ کر پہنچ جاویں۔

لالہ چھجو رام جی نے ڈلہوزی میں عہ پنڈرہ روپیہ بطور دان کے دیا ہے جس میں سے رکشا بندھن والے دن کیا ہاؤ دیا۔ باقی منی آرڈر کمیشن کاٹ کر باقی عہ لالہ دیوراج جی کے پاس روانہ کر دیا۔

بنوں میں لالہ سائیں دتا مل ٹھیکیدار کے گھر ۷ ستمبر کو ہون ہوا۔ حاضرین کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ڈگشائی بازار (ضلع شملہ) میں مہاشے ہرچند جی پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے پانچ دنوں تک ویدک دھرم کا پرچار کیا جس کا نہایت عمدہ اثر پڑا۔ پھر عہ مختلف آریہ سماجک فنڈوں کے لئے چندہ ہوا۔ جس کے اکٹھا کرنے میں لالہ ... رام صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ نے بڑی مدد کی۔

پنڈت بھگوانا دین جی سابق پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پشچموتر دیش و اودھ کے خط سے معلوم ہوا کہ اُن کی نسبت یہ غلط افواہ مشہور کی جاتی ہے۔ کہ اُن کا پنڈت بھیم سین سے کوئی تعلق ہے یا کہ وے کسی طرح بھی آریہ سماج کے بدخواہ ہیں۔ یہ خبر واقعی بڑی اطمینان دہ ہے۔

لالہ بسنت لعل جی سکرٹری آریہ سماج کیتھل اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں پنڈت منصاری لعل پرچار کر کے اچھا اثر پیدا کر رہے ہیں

ڈونگہ آریہ سماج میں برہمچاری گوردت نے تین دنوں تک اُپدیش دیا اور پھر کہاریاں کو چلے گئے۔ اِسی سماج کے مہاشے کالو رام کے گھر ۲۹ - ستمبر کو ہون ہوا۔ جگیہ میں سنتری پرش دونوں شریک تھے۔ ۱۰ نقد اناتھ آلہ جلندھر کے لئے ملا

پریزیڈنٹ آریہ سماج دہاریوال اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اِس جگہ پنڈت ہر نام سنگھ پرچارک نے سنتری شکشا پر بڑا منوہر ویاکھیان دیا جس کا اثر سامعین پر بہت عمدہ پڑا۔

آریہ سماج جامپور (ضلع ڈیرہ غازیخان) اپنے مندر فنڈ کے لئے ایک سو روپیہ اُدھار چاہتا ہے۔ کسیقدر قرضہ ہے۔ اور کسیقدر چھت پر لگانا ہے۔ منتری مہاشے اپیل کرتے ہیں کہ اگر ایک سو آریہ سماج ایک ایک روپیہ بھیج دیویں تو اُن کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔

سیالکوٹ آریہ سماج کے جائنٹ سکرٹری تحریر کرتے ہیں۔ کہ وہاں کے آریہ سماج نے کتاب سنگ ہنس پریکشا کی کُل آمدنی اناتھالیہ کے ارپن کر دی ہے۔ پس جن آریہ بھائیوں او منتریوں کے پاس اِس کتاب کا روپیہ ہے۔ کرپا کر کے جلد بھیج دیویں۔

آریہ سماج سیالکوٹ نے عہ ۲/ واسطے کنیا اناتھ آلیہ کے جمع کئے۔ جن میں سے ۲/ منی آرڈر کمیشن کاٹ کر للعہ ۱۲/ بھیجدئے ہیں
سیالکوٹ آریہ سماج نے عہ ۱۲/ جمع کر کے کنیا مہاودیالہ کے لئے بھیجے ہیں۔

جائنٹ سکرٹری صاحب آریہ سماج سیالکوٹ کو واضح ہو کہ ابھی فہرستوں کے چھپنے کی گنجائش نہیں ہے

انبالہ چھاونی آریہ سماج کے سفز منتری مہاشے بابو ہر دیال سنگھ جی راولپنڈی کو بسبب تبدیلی تشریف لیجاتے ہیں۔ لہٰذا ممبران انترنگ سبھا نے اُن کی خدمات کو جو قریباً چار سال کے عرصہ میں اُنہوں نے کیں اور سماج کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے کوشش کرتے رہے مدنظر رکھکر سماج کی طرف سے دلی شکریہ ادا کیا اور منتری کی خدمات لالہ تارا چند کے سپرد کی ہیں۔ اور لالہ شادی رام ہیڈ ماسٹر ہندو محمڈن سکول کو لائبریرین تجویز کیا۔

بلند شہر آریہ سماج کا انتخاب عہدہ داران واسطے سال ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ء ۱۵ ستمبر کو حسب ذیل ہوا
لالہ گوپال نرائن صاحب مختار عدالت پردھان
لالہ پرساوی مل صاحب مختار عدالت اُپ پردھان
بابو نرائن داس صاحب پنشنر منتری۔ شام منوہر اُپ منتری۔ لالہ بھگوتی پرساد صاحب۔ پستکادھیکش
لالہ بہاری لال صاحب کوشادھیکش۔

لالہ گنیش داس جی سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:
(۱) میرے گانوں موضع خانانوالی کے مسمی جوہلی کھتری نے میرے بھائی کی پریرنا سے اپنے بالک کا نام کرن سنسکار کرایا۔ اِس موقع پر اُسنے ۵ روپیہ کنیا اناتھ آلیہ کو دان دئے۔ سنسکار اُسی پورا پنڈت نے کرایا جسکو قابل کر کے اپنی بھتیجی لالہ بینت جی کی کنیا کا وِواہ سنسکار ویدوکت کرایا تھا اور جسکو میں نے سوامی جی کرت گرنتھ اور لوکن اراتھ وید سے تھے
(۲) میرے بڑے بھائی لالہ گنپت رائے ساکن موضع مذکور کے پُتر کا نام کرن سنسکار ہوا۔ لالہ جی نے ایک روپیہ کنیا اناتھ آلیہ کو دان دیا۔
(۳) سیالکوٹ سماج کی بھجن منڈلی ہر روز ۵ بجے شام سے پہلے پہلے سماج مندر میں پہنچ جاتی ہے پہلے سب مل کر ستیارتھ پرکاش کا مضمون اُردو ترجمہ پڑھتے ہیں۔ پھر بھجن بولنے کا ابھیاس ہوتا ہے پھر چند ایک کے سوائے سب مل کر ایک ہی سندھیا پر منتر کرتے ہیں۔ ہر اتوار کو نگر کیرتن و پرچار باقاعدہ ہوتا ہے۔ مہاشہ کرپا رام جی و بابو گیان چند جی
. . . .
. . . .

سبھاسدان کا پرشنا رتھ اِس ساری کارروائی کے لئے بڑا ہی پرشنسا کے یوگیہ ہے۔

(۴) ڈیبیٹنگ کے جلسے سکولوں اور کالجوں کے طلبار کی خواہش کثرت اشتیاق کے مطابق پندرہ روزہ کی بجائے ہفتہ وار ہونے لگے ہیں۔ حاضری معقول اور کارروائی بڑی خوش اسلوبی سے ہوتی ہے۔

(۵) آریہ سماج سیالکوٹ میں طلباء و عام پبلک کے فائدہ اور ویدک دھرم کے سدھانتوں کے پرچار کے لئے ایک مستقل اور مکمل پُستکالہ (لائبریری) کھولنے کا وچار ہے۔ اگر آریہ سماج کے لائق اور ودوان آتہرس (مصنف) بجائے نقدی کے آپنے اپنی دماغی خزاین سے تھوڑا تھوڑا دین رشانس کے طور پہ دان کریں۔ تو لائبریری بہت جلد مکمل ہوکر پبلک کے لئے اپکارک ہوسکتی ہے۔ جسکے لئے ایسے دانی مہاشے آریہ سماج اور پبلک کے خاص دھنیہ واد کے لائق ہوں گے۔

سکرٹری آریہ سماج ڈیرہ غازیخاں نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ لالہ بشنداس صاحب ٹھیکہ دار ڈیرہ غازی خاں نے اپنے مصارف پر مندر آریہ سماج ڈیرہ غازیخاں میں ایک کنواں کھُدوا دیا ہے۔ سماج موصوف ٹھیکہ دار صاحب کی نہایت مشکور ہے۔

منتری آریہ سماج وڈالا بانگر ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ ۵۔ اور ۶۔ اکتوبر کو پنڈت ہرنام سنگھ کے ویاکھیان ہوئے۔ دو بچے نمبر بنے۔ اور ایک شخص نے مانس اور مدرا کو تیاگ دیا۔ سالانہ جلسہ ۲۴۔ اور ۲۵ نومبر کا مقرر ہوگیا۔ اور نیا انتخاب عہدہ داران بھی ہوگیا۔ جس میں سردار نر ہندر سنگھ جی پردھان اور لالہ ہیرا رام جی منتری مقرر ہوئے۔

لشکر گوالیار کے آریہ سماج میں لالہ تبلول جی اُپ پردھان آریہ سماج جلندھر نے دو لیکچر دئے لالہ تبلول جی ایک کام کے لئے گوالیار گئے ہوئے ہیں۔ اُپدیشک کی اس طرف ضرورت بتلائی جاتی ہے۔

سجلانہ ضلع بلند شہر میں ابھی نیا ہی آریہ سماج قائم ہوا ہے۔ لیکن یہ خبر سن کر کہ ایک اہیر گوال قوم کی عورت مسلمانی ہوکر ایک مسلمان کے گھر موجود ہے۔ اُس سماج کے ممبروں نے پرشارتھ شروع کیا۔ عورت جس کا نام زہرو رکھا جا چکا تھا۔ مسلمان کے گھر سے چلی آئی۔ اور شدھ ہوکر ویدک دھرم کے گرہن کرنے کا اُس نے اقرار کیا۔ اسپر لوکل سماج نے اُس سے پرائشچت کرا کے ۴۔ اکتوبر کو شدھ کیا۔ اور اُسکا نام شنکری رکھا۔ ہندو مسلمانوں میں شور مچ ہوا ہے۔

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا اُنکا ذمہ وار نہیں

نامہ نگاروں کو اطلاع۔ میرے پاس روز ایسے خطوط آتے ہیں۔ جن میں آریہ سدھانتوں کی نسبت شکوک درج رہتے ہیں اور سوال ہوتا ہے۔ کہ جواب صرف میں ہی دوں۔ میں عرصہ سے ایسے چکر میں آیا ہوا ہوں کہ مجھے اس قسم کے بہت کم خطوط کے جواب لکھنے کی فرصت ملتی ہے۔ اور دسمبر کے آخیر تک مجھے ایک منٹ بھی ایسے جوابوں کے لئے نہیں ملیگا۔ اب تک تو کچھ نہ کچھ جوابات بھیجتا رہا ہوں۔ لیکن اب معافی کا خواستگار ہوں میں ایسا انتظام کر رہا ہوں کہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے مجھے آریہ سدھانتوں کی نسبت وچار کرنے اور شکوک کا جواب دینے کے لئے زیادہ فرصت ملے۔ اور پھر میں اپنے بھائیوں کی اس پہلو میں پوری سیوا کرنیکی کوشش کرونگا

ایڈیٹر

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) سب پرکاہ سے اپنے ہت کرنیوالے کرموں کو کرتے رہنا چاہئے۔ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے لوگ کیا کرینگے؟ سب لوگوں کو خوش کرنیوالا کوئی اُپاؤ نہیں۔

(۲) جس گروہ میں اپنے کو سب پنڈت ماننے والے اور بڑائی چاہنے والے سب سے مکھیا ہیں۔ وہ گروہ نشٹ ہو جاتا ہے۔

(۳) گھمنڈ کا دور کرنیوالا شاستر ہے۔ لیکن یہ لوگونکو گھمنڈی بنا دیتا ہے۔ جیسے آنکھوں کو روشنی دینے والا سورج الّو کو اندھا کر دیتا ہے۔

(۴) منشیہ کو چاہئے وہ کبھی بھی بُری بات۔ گیہ کا ایمان۔ متر سے بیر۔ نیچ کی سیوا۔ اور ابھیمان نہ کرے اور اپنے آچاروں کو کبھی نہ چھوڑے۔

(۵) دھرماتما منشیہ کو لازم ہے کہ وہ روکھی بات کبھی نہ کرے کیونکہ روکھی باتیں منشیہ کے ہردیہ ہاڑ (استخوان) اور پرانوں کو داہ کر دیتی ہے۔ جس سے دھرم کا ناش ہو جاتا ہے۔

(۶) جو چت کا دُکھانیوالا۔ اور روکھی باتیں کہنے والا پُرش ہے۔ وہ بانی روپی کانٹوں سے شریر کے ہردیہ کو چھیدتا ہے وہ منشیوں میں بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ سدا جھگڑا بنا رہتا ہے۔

(۷) آگ سے سونا۔ اعمال سے نیک آدمی۔ بیوہار سے سادھو۔ بپدہ میں شوربیر۔ کٹھن کاموں میں دھیرتا۔ اور دبدا کے سمے اپکار سے متر جانے جاتے ہیں۔

(۸) ودیا دھرم۔ ودیا ہین گورو۔ کرودھ مکھی بھاریا اور جو متر محبت نہ کرے۔ ان سب کو فوراً تیاگ دینا چاہئے

(۹) ماتا۔ استری۔ بھائی۔ پتر میں منشیو کو ایسا وشواس نہیں ہوتا۔ جیسا سوبھاوک متر میں۔

(۱۰) متر کی ہانی کرنیوالا۔ ایش کا نہ ماننے والا۔ استری کو مارنے والا۔ اور چغلی کھانیوالا۔ ان چاروں کا اُدّھار نہیں ہو سکیگا

راقم

گوروپیارا۔

تبدیلی مذہب سے ولدیت بھی بدل گئی

تبدیلی مذہب سے نام وغیرہ میں تبدیلی ہوا ہی کرتی ہے لیکن یہ نہیں سنا تھا کہ مذہب کے تبدیل کرنے پر ولدیت ہی بدل جاتی ہے۔ یہاں (دہنوں) کے ایک مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں ایک تازہ گورمتر حاصل کئے ہوئے اور امرت چکھے ہوئے ایک نت کہالصہ بہادر پٹواری کی شہادت ہوتی تھی۔ مجسٹریٹ صاحب نے بیان قلمبند کرنے سے پہلے کہالصہ بہادر ولدیت و قومیت پوچھی۔ کہالصہ بہادر نے اپنا نام بتلا کر اپنے باپ کا نام گورو گوبند سنگھ اور اپنے آپ کو خاندان و قوم سوڈھی بنس سے ظاہر کیا۔ چونکہ مجسٹریٹ صاحب اُس کی پہلی زندگی کے ساتھ اُس کی ولدیت قومیت سے بھی واقف تھے۔ اسلئے کہالصہ صاحب کے باپ کا نام گورو گوبند سنگھ اور اُنکی قوم سوڈھی بنس سُن کر مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ بیان لکھانے لگا ہے یا مخول بنانے لگا ہے۔ اسپر کہالصہ صاحب سیدھے ہوئے اور اپنی ٹھیک ٹھیک ولدیت و قومیت بتلائی۔

ہندوؤں سے نکل سکھوں کی جماعت میں بھرتی ہو کر کہالصہ بہادر نے جہاں دھوتی کو کچھہ اور چوٹی کو کیسوں اور اپنے نام کے آخری لفظ کو سنگھ سے تبدیل کر کے اپنے آپ کو بالکل ہی نیا بنا ڈالا۔ وہاں اپنی پورانی ولدیت کو بھی بدل کر اپنے کہالصہ دھرم کو اس میں نقص آنے سے بچا لیا۔

راقم

گوروپیارا۔

چوکا دیوی!

ناظرین اخبار آپ نے کالی۔ مہا کالی۔ ویشنو۔ سنگ لاج۔ جوالا مکھی۔ بھدر کالی۔ چنڈ مُنڈ کا وغیرہ وغیرہ کے نام تو سنے ہونگے۔ لیکن آپ میں سے کثیر التعداد وہ صاحب ہونگے کہ جن کو چوکا دیوی کا نام سننے کا یہ پہلا ہی موقع ہوگا۔ اس کا استھان یب ل (دہنوں) سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر واقعہ ہے۔ اسوج اور چیت ماہ کے نوراتروں میں یہاں ہندو لوگوں کا ایک کثیر مجمع جمع ہوتا ہے

اور اکثر لوگ چوکا دیوی کی خوشنودی مزاج کی خاطر زندہ بکروں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور پھر بڑی ہی بیرحمی کیساتھ اُن کو مار ڈالتے ہیں۔ اور اس فعل کو ثواب عظیم میں گنا جاتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص زندہ بکرہ چھوڑتا ہے دوسرے جو چھوڑنیوالے کے ساتھی ہوتے ہیں۔ بکرے کو ٹانگوں وغیرہ سے پکڑ اور اپنی اپنی طرف کھینچ کر چیر ڈالتے ہیں۔ بعدہ اُس کو بھون پکا کر چٹ کر جاتے ہیں۔ ہا ہا۔ جو لوگ جیو رکشا کو اعلے دھرم مانتے تھے۔ جس آریہ ستان کا یہ کہہ کر تو یہ پرانیوں کو بچانیکی خاطر پران دینا بتاتا تھا۔ جس آریہ ستان کے دیا بھاو کے غیر مذاہب کے لوگ قائل ہیں۔ وہ آج چوکا دیوی کے خوش کرنے کے لئے جہالت کے بس ہو کر قصابوں کو بھی مات کر رہی ہے۔

راقم
گوروپیارا

یورپ کے مہذب کھلاڑی

انگریزی بہادر بھی جدھر خیال اُٹھاتے ہیں کمال کر دکھاتے ہیں۔ جہاں اُن کی سائنس صنعت وحرفت اُن کے معلومات اور اُن کے استقلال وغیرہ وغیرہ سے مشرقی قومیں حیران رہ جاتی ہیں۔ وہاں اُن کی کھیلیں بھی دنگ کر دیتی ہیں۔ ایک اخبار مظہر ہے کہ گزشتہ سال حدود برطانیہ کلاں میں اُس کے ۱۹ لاکھ ۲۱ ہزار ۴ سو ۶۵ گٹھوں پر چار آنہ فی گٹھہ کے حساب سے محصول لیا گیا اور اس طرح قریب ساڑھے چوبیس ہزار پونڈ خزانہ عامرہ میں اس آمدنی سے داخل ہوئے۔

ایک دوسرا اخبار اُن کی قماربازی کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ ڈمنٹیکو میں ایک امیر کبیر مسمی سیفٹ مارٹن اپنے محلات قماربازی کی بابت تو بچہ ہزار پونڈ سالانہ ٹکس ادا کرتا ہے۔ اس کا روزانہ خرچ آٹھ ہزار پونڈ ہے۔ مقام کیلی ڈی گنٹی کا محل (جو قماربازی کے لئے ہے) اس قدر سامانوں سے آراستہ و پیراستہ ہے کہ جو لوگ وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اُن کو اعلے سے اعلے قسم کے سگار اور نفیس سے نفیس شراب مفت ملتی ہیں۔

راقم
گوروپیارا۔

آریہ جنتری!

میں نے ایک اشتہار آریہ جنتری سنہ ۱۹۰۶ء کی بابت آپ کے پرچہ ستیہ دھرم پرچارک میں دیکھا تھا اُس میں مصنف کی طرف سے سوانح عمری اور مشہور آریہ مندر کے نقشہ کی بابت نوٹ تھا۔

اور میرے پاس تین سال کی جنتری جب سے آریہ جنتری نکلنی شروع ہوئی ہے موجود ہے۔ ایک تجربہ کار آریہ بھائی کی رائے

(۱) آریہ جنتری کے اندر (مہرشی دیانند سرسوتی کی سوانح عمری) (۲) آریہ مندر کنیا مہاودیالہ کا نقشہ اور کنیاؤں کے حالات عجیب مضمون۔ (۳) کسی اُپدیشک شاستری کے دورہ کے حالات (۴) یا کسی اُپدیشک پرچارک کی سوانح عمری۔ (۵) پورانے آریوں کے کارنامے اور نشانات جو غیر ملکوں کی تواریخ جو آریہ مذہب سے تعلق۔ امریکا۔ جرمن۔ فارس۔ یورپ روما۔ چین وغیرہ کے پورانے نشانات اور آریہ مذہب کا اُن ملکوں میں حال۔ اچھے اچھے مضامین۔ وغیرہ

(۱) فہرست کتب جو کہ صرف جدید طیار ہوں اُن کی صرف فہرست۔ باقی کتابوں کی فہرست کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پورانی جنتری کے اندر سب موجود رہیں۔

(۲) جدید سماجوں کے حالات۔ اور فہرست پورانے سماجوں کی فہرست کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جنتریوں کے اندر سب موجود ہے۔ لوگ خوب واقف ہیں۔ اُن کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

(۳) اخبار۔ گزٹ۔ مہاودیالے کی کل فہرست پچھلی جنتریوں میں موجود ہے۔ کوئی ضرورت نہیں

(۴) سوانح عمری آریہ مسافر کے حالات اور اُن کا کام۔

(۲) کنیا مہاودیالہ اور اُس کا کام۔

(۳) سوانح عمری پنڈت گورودت اور اُس کا کام

(۴) اور آتمانند۔ برہمانند سنیاسیوں کا دورہ اور حالات تاکہ پبلک اور سماج کو فائدہ پہونچے

فہرست سماج اور فہرست کتب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُن کی جگہہ اچھے اچھے مضمون فائدہ مند ہونے چاہئیں۔ تاکہ فائدہ پہونچے آگے آپ کو اختیار ہے۔ راقم ودیا ل سنگھ کلاہ فروش۔ ساکن قصبہ ترویت

حالات ہردوار

آج کل موسم برسات قریب الاختتام ہے۔ گنگا کا نظارہ۔ پھیلے ہوئے درختوں کی بہار۔ ایک خاص ہی قسم کی تر و تازگی طبیعت میں پیدا کرتی ہے صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی کا لطف ایک مرتبہ تو پکہ سے پکے ناستک کو بھی پرم پتا پرمیشور کی طرف یاد دلاتی ہے۔ اب کی موسم برسات میں گنگا کا چڑھاؤ معمول سے بہت زیادہ تھا۔ جنگلی مہاشیوں نے ہردوار کی بہبر کی اُن کو یاد ہے کہ گنگا اُس فرش سے جو کہ گھاٹ کنارہ پر گہر کیا کرتے تھے کس قدر کم رہا کرتی ہے۔ لیکن

...ب کی برسات اس فرش پر قریباً تین فٹ
...کے پانی چل رہا تھا۔ اور وہ چبوترہ جو خاص
...ہردوار کی پیڑی کے سامنے ہے وہ
...بالکل غرقاب ہو رہا تھا۔ کچھ دنوں گنگا اسقدر
...بڑھی کہ ہردوار کے بازار میں ہی پانی آگیا
...کنکھل کے بازار میں ہی پانی چلنے لگا۔
...بہت سے مکانوں کو سخت نقصان پہونچا
اور کچھ گاؤں جو ہردوار سے نیچے گنگا کے
کنارہ پر واقع ہیں بالکل غرق آب ہو گئے
اور بہت زیادہ آدمیوں اور جانوں کا
نقصان ہو جاتا۔ اگر حکام ضلع اسقدر
کوشش نہ کرتے۔ آج کل جل بہت کم
ہو گیا ہے۔ اور کسیقدر پیشتر سے صاف ہی ہے

سوامی ستیانند اگنی ہوتری

اگنی ہوتری جی جو دیو سماج کے بانی مبانی
ہیں۔ آج کل کچھ چیلے اور چیلیوں کو لئے ہوئے
ہردوار کی ایک دھرم شالہ میں مقیم ہیں۔ اور
ان کے ایک خاص شش ستندرو ہے جی مہاراج
ولائت پنجاب سے کوئی وکیل ہیں۔ ان کے
ہمراہ ہیں۔ چند نوجوان پنجابی سکھ بھی ہیں
نہیں معلوم کس طرح مذہبی حال میں آئے
ہوئے ہیں۔ چیلوں کی تعداد بھی کسی حالت
میں بیس سے کم نہیں ہے۔ میں نے اگنی ہوتری
جی کو ایک مرتبہ پیشتر بھی دیکھا تھا۔ لیکن
اب کی مرتبہ دیکھنے سے کچھ اور ہی
بات نظر آتی ہے۔ پیشتر وہ اپنے اصولوں
کو پبلک لیکچروں اور جلسوں کے ذریعہ
ظاہر کیا کرتے تھے۔ لیکن اب کی
مرتبہ۔ جیساکہ ہردوار میں ظاہر ہوا ہے
وہ اپنے کل اصولوں کو پوشیدہ رکھتے
ہیں۔ اور کسی آدمی سے جب تک کہ وہ
آپ کا چیلہ نہ ہو جائے ظاہر نہیں کرتے
جو آدمی چیلہ ہونا چاہتا ہے۔ اس کو
بھی کچھ دنوں Probationary کرنی
پڑتی ہے۔ اور اس قسم کے Probationers
سے اگنی ہوتری جی مہاراج ایک عجیب قسم
کے پیرایہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ جن کو
سن کر معمولی آدمی ضرور چکر میں آجاتا
ہے۔ ایک کتاب بھی ہوتری جی طیار
کر رہے ہیں۔ اور جس کی عزت وہ لوگ
حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ نہیں معلوم
کہ کہیں آئیندہ کے لئے کوئی نیا کلام الٰہی
تو نہیں طیار ہو رہا ہے۔ اور کہیں ہوتری
جی مہاراج کوئی نئی اوتار پدوی تو نہ
لیویں گے۔

صبح کے وقت سب چیلے اور چیلیاں مل کر
کچھ پوجا کرتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل
پرائیویٹ ہوتی ہے۔ اور کوئی غیر آدمی
بالکل اندر نہیں جانے پاتا ہے۔ ہوتری
جی کو ڈنڈوت کرتے وقت کل چیلے
بالکل زمین پر لیٹ جاتے ہیں۔ چیلوں سے
گفتگو کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دیو گرو جی
مہاراج (اگنی ہوتری جی) الٰہیوں کی طرف
سے دنیا کے اندھکار پن سے نکالنے کے
لئے بھیجے گئے ہیں۔ دلیل اور منطق سے
یہ لوگ نفرت کرتے ہیں۔ اور اعتقاد
اور وشواس کو خاص ذریعہ ایشور کے
حاصل کرنے کا بتلاتے ہیں۔

سوامی پرکاشانند

شری سوامی پرکاشانند جی آج کل کنکھل میں
مقیم ہیں۔ پیشتر آپ کسی قدر کمزور ہیں
اور کسی کتاب کے طیار کرنے میں مشغول ہیں
نہیں معلوم کہ آپ ریاست جودھپور سے
کیوں چلے آئے ہیں۔ کیونکہ ان سے معلوم
ہوا ہے۔ کہ ان کا ارادہ کچھ دنوں ہردوار
میں رہنے کا ہے۔

گروکل!

موضع شیام پور کانگڑی وہاں کے زمیندار
نے گروکل کمیٹی کو دان کر دیا ہے۔ اب
پنڈت ہاشی رام جی مع بابو چھجو رام جی کے
کنکھل میں آئے ہوئے ہیں۔ اور اس مقام
کی جہاں کہ گروکل کھولا جاویگا سروے
وغیرہ کر رہے ہیں۔ اور سب سے عمدہ
موقع تلاش کر کے جگہ تجویز کریں گے۔ غالباً
امسال پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سالانہ
جلسہ میں مکانات وغیرہ کا بجٹ پیش ہوگا
ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس موقع کا جہاں
گروکل کھولا جاویگا۔ ایک عمدہ فوٹو لیا
کراویں۔ اور اس کے ذریعہ سے لوگوں
کو اس موقع کی سیر کرا دیویں۔

راقم
مہدی لعل

ویدوں میں ملاوٹ

حضرات ناظرین! ہمارے برہمن بھائی کیا کیا ستم ڈہا رہیں گے۔ ابھی چند روز ہوئے ہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں ملاوٹ کا شور شرابا ہوا ہی تھا۔ اب ویدوں کو ملاحظہ کیجئے! اجمیر کے ینترالیہ سے جو چاروں وید طبع ہوکر پانچ روپیہ میں فروخت ہوتے ہیں۔ اُن میں اتھروید میں ملاوٹ ضرور ہوئی ہے۔ یا صحیح کاپی جس سے کہ یہہ وید چھپا ہے۔ ضرور نا مکمل ہے۔

پنڈت لیکھرام مرحوم اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں۔ کہ اتھرن وید شنّو دیوی بہگے منتر سے شروع ہوتا ہے اُس کی تصدیق مہابھاشیہ سے ہوتی ہے۔ اب جو اتھرن ویدک ینترالیہ سے چہپ کر فروخت ہوتا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ پروپکارنی کو خیال کرنا چاہئے۔ بھاشیہ کار کی تصدیق گوپتھ براہمن مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ صفحہ ۱۵ سے ہوتی ہے۔ میرے لیکھہ کو ملاحظہ کیجئے اور اتھرن وید براہمن سے ملان کیجئے۔ تصدیق ضرور ہو جاویگی۔ اور آپ لوگونکا جو حال میں طبع ہوئی ہے۔ وہ بھی غلط ہے۔ سب پرتی ندہی سبھائیں وآریہ سماج اس پر غور کریں۔ کہ میرا بیان صحیح ہے یا نہیں۔ اور سوامی جی کا دھن ایسے غلط ویدوں کے شایع کرانے میں کیوں خرچ کیا جاتا ہے۔ پروپکارنی سبھا خیال نہیں کرتی۔ افسوس! صد افسوس!!

راقم
میوہ لعل پردہان آریہ سماج الہ آباد

(نوٹ) راقم کو شاید معلوم نہیں ہے

کہ ایک ایڈیشن اتھروید کا پہلے مسٹر سیوک لعل کرشن داس سابق سکرٹری آریہ سماج بمبئی نے نکالا تہا۔ جس میں پہلے "شنّو دیوی" والا منتر شروع میں نہیں لکہا تہا۔ جو پرمان آپ نے پیش کئے ہیں۔ وہ پنڈت لیکھرام جی اپنی پستکوں میں پہلے دے چکے ہیں ویدک ینترالیہ نے غالباً یہہ سمجھ کر تبدیلی نہیں کی کہ شاید اُس کا بہید ہے یہ "یا ترشپتاہ" والا منتر ہی اس اتھروید کے پہلے لانا چاہئے تہا۔ بہر صورت تبدیلی کے لئے بڑی مفصل بحث کی ضرورت تہی۔ جس کے لئے شاید ویدک ینترالیہ طیار نہ تہا۔ ایڈیٹر

تصحیح غلطی

مفصلہ ذیل غلطیئں ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۱۲-۱۱ اسوج سمت ۶۹ میں واقع ہوئی ہیں اور چونکہ وہ بہت ضروری ہیں۔ اسلئے لوبدن ہے۔ کہ کرپا کر کے تکلیف معاف فرما کر ان کو چہاپ دیویں۔

صفحہ ۱۰ کالم ۳ سطر ۴ ورتیہ ہون اور "نیشودی" کے ہیں زائد کرو۔ صفحہ ۱۰ کالم ۳ سطر ۱۲ بجائے پنڈت سکہرام "پنڈت سکھلاج پڑھو"۔ صفحہ ۷ کالم ایضاً سطر ۱۵ لفظ "کے" محذوف کرو۔ صفحہ ۷ کالم ایضاً سطر ۲۰ میں لفظ اجازت کے پیچھے ہند زائد کرو صفحہ ۷ کالم ایضاً سطر ۲۵ لفظ ممبر کے بعد "نہیں" زائد کرو حاشیہ پر سطر ۲ بجائے آدمی کے "ان آدمی" پڑھو۔

(داس حکم چند سکرٹری)

فیشن کی لہر!

دُنیا کو ہوساگر یعنے ایک خوفناک سمندر سے تشبیہ دینا ایک پورانا خیال ہے۔ جس میں کئی قسم کی لہریں ہمیشہ اُٹھتی رہتی ہیں اسلئے دُنیا میں بہی انواع واقسام کی لہریں اُٹھتی ہوئی ہی ہر ایک زمانہ میں دکہائی دیتی ہیں۔ آج کل علاوہ دیگر کئی طرح کی لہروں کے ایک اور عجیب و غریب نرالے قسم کی مگر بڑی خوفناک لہر کچھ عرصہ سے بڑے زور کے ساتھ اُٹھنی شروع ہو گئی ہے جس کو کہ فیشن کی لہر کہنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ اکل و شرب۔ نشست و برخاست رفتار گفتار۔ خورش و پوشش غرضیکہ ہر ایک حس و حرکت میں ہمیں فیشن کا پابند رہنا لازمی ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی فیشن کی پابندی کے سبب آجکل ہمیں بات بات پر "چیرز" دلنس مور وغیرہ کی ہانک لگانا اور تالیاں بجانا ایک وظیفہ ہو رہا ہے۔ اور یہہ محض ایک فیشن کی لہر ہے اور بس۔ ورنہ اگر یہہ عمل کسی اصول یا کسی مہا پرش دجس کے نام پر تالیاں بجائی جاتی ہیں) پر یقین رکہنے پر مبنی ہوتا۔ تو آریہ شہید دہرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کے نام پر تالیاں بجانے والے کیا خاموش بیٹھے رہتے۔ یہہ بڑھ کر کہ اُس حساب سے ...۴۰۰ روپیہ ۹ ر کا خسارہ ہوا۔ قطع نظر اس کے لیکھرام میموریل فنڈ کا مقصد چونکہ یہہ ہے۔ کہ ویدک دہرم کی اشاعت ہو منافع مقصود نہ تہا۔ اسلئے سالانہ چندہ بہت کم یعنے صرف دو روپیہ مع محصول رکہا گیا۔ حالانکہ اگر تین روپیہ رکہا جاتا تو غیر مناسب نہ تہا۔ مضامین کے لحاظ سے رسالہ اعلے درجہ کے رسالوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیسیوں خط موصول ہوئے ہیں

...یں کہ مضامین سے پورا اطمینان ظاہر
...کیا ہے۔ پورے چار پانچ مہاشیوں کے
...مضامین سے کسی صاحب نے امداد نہیں دی"

مخفی نہ رہے۔ کہ یہ شہر بمبئی آریہ
...بلی ذہبی سبھا پنجاب کے اپنے وارشک
...رپورٹ بابت سال سنہ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء
...میں آریہ مسافر میگزین نامی اُس رسالہ کی
...اشاعت کے متعلق ریمارکس ہیں۔ جو دھرم
...ویر کی یادگار اور اُن کی وصیت (آریہ
...سماج سے تحریری کام مفید نہ ہونا چاہئے)
...کے پورا کرنے میں جاری کیا گیا ہے۔ آپ
...بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آریہ
...پبلک اور آریہ سبھا سدوں کو دھرم ویر
...اور اُس کی وصیت سے کس قدر پریم ہے
...اور پرتی ندہی سبھا تھہ بٹانا اب
...جو کوئی آریہ سماج یا کوئی ایک خاص
...دی آریہ مسافر کی قیمتی وصیت کے
...پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس کا
...ہیں بڑھانے (حوصلہ افزائی کرنے)
...آریہ پبلک جو سر توڑ کوشش کر کے
...مسافر اور اُس کی وصیت سے پریم ظاہر
...کرتا ہے۔ اُس کا حال سنئے۔ چونکہ آپ بیتی
...جگ بیتی کی نسبت اچھی طرح سے ہر کوئی
...جانتا ہے۔ اسلئے ہم آپ بیتی ہی سناتے
...یں۔ ذرہ یہ کہ آریہ سماج سیالکوٹ
...رشی دیانند اور ویدک دھرم پر کئے
...ہوئے کئی لچر اعتراضوں کے جواب
...نام سمعی اور صرف کثیر سے کاگ ہنس
...نامی کتاب شائع کی جس کی سیکڑوں
...یہاں آریہ سماجوں نے خطوط اور نیز
...کے ذریعہ سے منگوائیں۔ جس کو
...تیسرا سال جاتا ہے۔ مگر ایسی ضخیم
...نقدی سے امداد کرنا تو درکنار

آج تک باوجود متواتر تقاضوں کے کسی
نے ڈکار تک تو نہیں لیا۔ ہاں اولٹا چور کوتوال
کو ڈانٹے کی مثل پر تو اکثر مہاشے عمل کر رہے
ہیں۔ تاہم ہم اُن کے مشکور ہیں۔ خواہ نفی میں
ہی سہی جواب تو کچھ پیردان ہوا۔ باقیوں نے
تو جواب سے ہی اب تک جواب ہی رکھا ہے
ایک اور خریدار سنئے۔ چند دن ہوئے ایک
مہاشے نے دور دراز ملک سے تحریر فرمایا کہ
سادہو ہنس سروپ جی نے چند دنوں سے یہاں ادہم
مچا رکھا ہے۔ کاگ ہنس پریکشا کی دو چار سو کاپی
بھیج دیویں۔ دو چار سو تو درکنار ایک ہی چار پیسہ
محصول سے ڈر کر بعد انکار واپس فرمائی اولٹا
ایک آنہ ہم پر جرمانہ کر دیا۔ خیال فرمائیے ۳ر
کی کتاب ہے۔ مفت لینی ہی قبول نہیں تاکہ
ایک آنہ محصول کا بھی جیب سے نہ نکلنے پاوے

گر ہمیں مکتب است وایں مُلّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

ویدک دھرم دیش دیشانتروں میں پہونچانی
اور ستیہ ودیا کے پھیلانے میں رشی دیانند
کی آگیا پالن کرنے اور دھرم ویر کے پریم کا
دم بھرنے والو! یہی وقت ہے۔ ایشور کے
لئے ختناک فیشن نہیں نہیں فضول بلکہ
خوفناک فیشن کو خیر باد کہہ کر تن من اور
دھن سے یتن کرو تاکہ آریہ ورت کا بیڑا ساحل
سلامتی پر پہونچنے کے کسی دن قابل ہو سکے۔

راقم

ویدک دھرم کا سیوک گنیش داس سیالکوٹی

آریہ سماج بہرائچ کا دوسرا سالانہ جلسہ

بہرائچ نواسیوں کو جنہوں نے پہلا سالانہ جلسہ

دیکھا ہوا تھا جن کے کان میں ویدک دھرم کی
گونج پہونچ چکی بڑے پریم کیساتھ دوسرے سالانہ جلسہ
کی تاریخوں کا انتظار کر رہے تھے۔ جلسے سے پندرہ یوم
قبل ہی پنڈت سورج پرشاد جی تشریف لائے اور
وھڑا دھڑ ویدک دھرم کی فضیلت پر بازاروں
میں جگہ بہ جگہ اُپدیش شروع کیا۔ گویا پنڈت جی
کے لیکچروں نے سوئے ہوئے بہرائچ نواسیوں
کو جگا دیا۔ پھر کیا تھا شہر میں جگہ بہ جگہ ویدک
دھرم کا چرچا ہونے لگا۔ اور پبلک کی رچی اور بھی
زیادہ جلسہ کی طرف کھیچ گئی۔ غرضیکہ بڑے انتظار
کے بعد جلسہ کی تاریخیں آپہونچیں۔ اور ۲۵ ستمبر
کو علی گڈہ کی بھجن منڈلی و پنڈت پراگ دت جی
و پنڈت نند کشور جی و سادہو پرمانند جی مہاراج
شام کی گاڑی میں تشریف لے آئے۔

۲۶۔ تاریخ کی دوپہر کو عین تین بجے نگر کیرتن شروع
ہوا۔ علی گڈہ کی بھجن منڈلی نے ۸ بجے رات تک
تمام نگر باسیوں کو عمدہ عمدہ بھجن سنا کر آنند
کیا۔ اور پنڈت سورج پرشاد و سادہو پرمانند
جی مہاراج و پنڈت پراگدت جی نے بازاروں
میں جگہ بہ جگہ کھڑے ہو کر ویدک دھرم کی فضیلت
پر لیکچر دئے۔ اور جب بھجن منڈلی پورانکو کے
مندر کے نزدیک پہونچی تو مندر کے پوجاریوں
اور دو چار بھلے مانسوں نے جن کا نام ظاہر کرنے
کی چنداں ضرورت نہیں گھنٹہ۔ گھڑیال۔ تھالی
جھانجھ بجانا شروع کیا۔ اور شور و غل مچانا شروع
کیا۔ تاکہ اس گڑبڑ اور شور و غل میں ویدک
دھرم کا شبد ان کے کان میں نہ پہونچے۔ ایسی
طرح شور و غل اور اینٹ پتھر سے ہمارے
پورانک بھائیوں نے اپنے آریہ بھائیوں کا
ستکار کیا۔ ہمیں اس امر کی کوئی شکایت نہیں
کیونکہ دھرم کاریوں میں ایسی رکاوٹیں ہوا ہی
کرتی ہیں۔ اور یہ ویدک دھرم کی زندگی اور
کامیابی کا ایک اعلےٰ نشان ہے۔ لیکن اسقدر

جہالت کیا تو بھارت بھومی کو نہ چھوڑے گی؟۔

کیا رشی سنتان اسی جہالت کی گہری غار میں گری رہیگی۔ کیا رشی سنتان اسی طرح ویدک دہرم سے ایسی ہی متنفر رہے گی۔ پنڈت جی! آپ ہمارے پورانک بھائیوں کے دلوں میں گایتری منتر کا اُپدیش کیجئے۔ تاکہ اُن میں بُدہی کا پرکاش ہو اور ایسی حرکتوں سے باز آویں۔

۲۷ تاریخ کی صبح کو راجہ ہیرا سنگھ صاحب بہادر مرحوم کے باغ میں سردار لابھ سنگھ صاحب مینجر و آنریری مجسٹریٹ ریاست جھاران نے تقریب گرہ پرویش ویدک ریتی سے ہون یگیہ کرایا۔ جسکے لئے آریہ سماج سردار صاحب موصوف کا ازحد مشکور ہے اور وہیں ہون کے فوائد پر پنڈت پر اگدت جی کا ایک پُر تاثیر لیکچر ہوا۔ جس کو سامعین نے بڑے غور سے سُنا۔ اس موقع پر سردار صاحب نے سیغ ۵ر پنڈتوں کو اور دو روپیہ بھجن منڈلی کو دان دیا۔

۲۷ تاریخ کی دوپہر کو عین ۳ بجے نگر کیرتن شروع ہوا۔ اور شام کے ۷ بجے تک نگر کیرتن ہوتا رہا پنڈت سورج پرشاد جی و سادہو پرمانند جی مہاراج نے دیگر مذاہب کی تردید میں بازاروں میں جگہ بجگہ عمدہ عمدہ لیکچر دئے۔ سادہو پرمانند جی مہاراج کے لیکچر کو لوگ عموماً شوق سے سُنتے تھے۔ کیونکہ بالکل عام فہم تہا۔

۲۸ ستمبر ۱۱ بجے صبح سے ۸ بجے تک ہون اور بھجن ہونے کے بعد دہرم وشے پر پنڈت نند کشور جی کا لیکچر ہوا۔ پنڈت جی نے اپنے لیکچر کے ہر ایک حصہ کو بڑے عالمانہ طریقہ سے بیان کیا۔ اور سامعین کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اس کے بعد ۱۵ منٹ تک بھجن ہونے کے بعد سادہو پرمانند جی مہاراج کھڑے ہوئے اور ایک لاثانی پڑہی جس میں مغربی خیالات کا عمدہ فوٹو کھینچا گیا تہا۔ اور ساتھ ہی دلیسی اشیاء کے استعمال پر ایک زبردست لیکچر دیا۔ سادہو جی مہاراج کا لیکچر عام فہم ہونے کے کارن پبلک کو بڑا آنند دیتا تہا اس کے بعد ۵ امنٹ تک بھجن ہوکر صبح کی کارروائی ختم ہوئی۔ دو بجے دوپہر سے کارروائی پھر شروع ہوئی۔ ۵ امنٹ بھجن ہونے کے بعد ½۲ بجے سے ½۳ بجے تک شنکا سمادہان کا وقت تہا۔ کوئی صاحب اعتراض کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ پورانک بھائیوں نے دور دور سے پنڈت بُلانے کی کوشش کی اور اُن کو کافی دکشنا دینے کیلئے لکہا گیا۔ اور تاکیدی خطوط و تاریں بھی پنڈت بھیم سین وغیرہ کے نام بھیجی گئیں۔ لیکن پورانک پنڈت تشریف لائے تشریف کس حوصلے سے لاتے۔ ویدک دہرم کا مقابلہ کرنا خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ اسی طرح شنکا سمادہان کا وقت کوئی معترض نہونے کی وجہ سے بھجن گانے میں صرف ہوا۔ ½۳ بجے سے ¾۳ بجے تک بابو بھانا رام صاحب نے سالانہ رپورٹ پڑہ کر سُنائی جس میں نمائشی الفاظ بالکل نہ تھے بلکہ بالکل مختصر اور سادہ الفاظ تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو سماج ابتدائی حالت میں ہے۔ اور مالی حالت میں بہت کمزور ہے۔ لیکن اس سال اپنی طاقت سے بہت بڑہ کر کام کیا ہے۔ سید سالار کے میلہ پر پرچار کا انتظام کیا گیا۔ جس پر قریباً ۶۳ روپے چندہ جمع ہو کر خرچ ہوئے۔ اور ۲۲۵ روپے گُرُوکُل ڈپیوٹیشن کے لئے جمع کیا گیا۔ اور ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع سے پنڈت سورج پرشاد جی کو ۲۰ روپیہ ماہوار پر ضلع کے دیہات میں پرچار کے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ رپورٹ سُنانے کے بعد اور پندرہ منٹ تک بھجن ہونے کے بعد پنڈت پراگ دت جی کا لیکچر نمستے پر ہوا جس کو لوگوں نے بہت ہی پسند کیا۔ اور سامعین نے غور سے سُنا اس کے بعد ۱۵ منٹ بھجن ہوکر پنڈت تلسی رام جی مہاراج پھر بحث نواسی پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے۔ آپ کے لیکچر کا مضمون بہت باریک تہا یعنی ہم پرماتما کو ویاپک جانتے ہوئے بھی پاپ کیوں کرتے ہیں۔ اور کرموں کا درست اور انجہ ہیں ہمارے لائق اور فاضل اور ودوان پنڈت جی مہاراج نے مضمون ہذا کو ایسے مدلل اور فلسفیانہ طریقہ سے سامعین کے دلوں پر نقش کیا۔ کہ سامعین چیئرز سے آپ کی لیاقت اور ودیا کی داد دیتے تہے۔ پنڈت جی کا لیکچر آریہ سماج کی خاص شہرت کا باعث ہوا۔ اس کے بعد سادہو پرمانند جی نے ایک بھجن پڑہ کر سُنایا۔ جس سے لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ اور بھجن ہونے کے بعد شام کی کارروائی ختم ہوئی۔

۲۹ ستمبر۔ وقت صبح ½۶ بجے سے ۷ بجے تک بھجن ہوتے رہے۔ اور بعد ازاں پنڈت نند کشور جی نے سندھیا کے فوائد پر ایک عمدہ ویاکھیان دیا۔ اور لائق اپدیشک نے اس بات کو اچھی طرح سے لوگوں کے دلوں پر نقش کیا۔ کہ کیوں سندھیا کا کرنا منشیہ ماتر کا لازمی فرض ہے۔ اور کس طرح سندھیا سے آتمک پوترتا حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد آدہ گھنٹہ تک بھجن ہوکر سادہو پرمانند جی کا لیکچر ہوا جس کو سُن کر لوگ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد بھجن ہوکر صبح کی کارروائی ختم ہوئی۔

وقت دوپہر۔ دو بجے سے پہر کارروائی شروع ہوئی۔ اور ۵ امنٹ تک بھجن ہوکر شنکا سمادہان کا وقت آیا۔ لیکن آج بھی کسی بھائی نے اعتراض کرنے کی جرأت نہ کی۔ لیکن عبد اللطیف نامی ایک محمدی بھائی نے چند سوال لکھ کر کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ بھیجے۔ اور خود جلسہ میں تشریف نہ لائے۔ تین چار سوال تو ایسے تہے جن کی عبارت بالکل مہمل تہی۔ اور دو تین سوال ایسے تہے۔ جن سے معلوم دیتا تہا۔ کہ معترض صاحب کو آریہ سماج کی معمولی ہسٹری اور اصولوں سے بھی واقفیت نہیں ہے۔ آپ کو اتنا بھی معلوم

ہیں ہے۔ کہ ہزاروں مسلمان اور عیسائی شدہ
ہو گئے اور ان کو ویدک دہرم میں شامل کیا گیا
اور ان کے ہاتھ کا کھایا گیا۔ اور ایک اور عجیب
سوال کرتے ہیں۔ کہ ویدوں میں وہ کونسی باتیں
ہیں جن کو آریہ سماج نہیں مانتا۔ اُن کو ترشنا
ہی معلوم نہیں ہے۔ کہ وہ ایشوری گیان ہونے
کے کارن بذات خود مکمل ہیں۔ پس اس میں
کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ماننے کے قابل
نہ ہو۔ ایسے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں
ادب سے گذارش ہے۔ کہ اعتراض کرنے سے
پہلے کم از کم اردو ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ
کر لیا کریں۔ تاکہ ویدک دہرم کے اصول صحیح
طور پر معلوم ہو جایا کریں۔ لوگوں کی سُنی سنائی
باتوں پر اعتراض نہ فرمایا کریں۔ اس مسلمان
بھائی کو اُس کے تمام سوالوں کا جواب لکھ کر اُسی
دن بھیج دیا گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام جوابوں
کو غور سے پڑھیں گے۔ بہتر ہوتا اگر منشی صاحب
اس وقت ہمارے مسلمان بھائی تشریف لاتے
تاکہ اُسی وقت اُن کے تمام شکوک رفع کر دئے
جاتے۔ ہے پرماتما! ہمارے مسلمان بھائی کے
دل میں سچا اُپدیش دے۔ تاکہ اپنے بھولے ہوئے
دہرم کو پھر گرہن کرے۔ اس کے بعد بابو منشی لعل
نے لادینیوں کی کتاب جو اُنہوں نے خود تیار
کی ہے پڑھ کر سنائی۔ جس میں آریہ ورت کی
موجودہ اور گذشتہ حالت دکھلائی گئی تھی
اور سوامی جی مہاراج کی مختصر سوانح عمری بھی
تھی۔ اس کے بعد۔ بابو نانک چند نے انسن ہکشن
رشد اب خانہ خراب کی تردید میں لیکچر دیا۔
پھر ۱۵ منٹ تک بھجن ہوکر ٹھیک ۳ بجے پنڈت
تلسی رام جی مہاراج کا لیکچر ایشور بھگتی پر شروع
ہوا۔ جس میں پنڈت جی مہاراج نے بڑی خوبصورتی
سے ثابت کیا کہ آتما اور پرماتما کے درمیان
کونسا پردہ ہے۔ جسکے سبب سے آتما پرماتما
کو اپنے اندر دیا پک ہوتے ہوئے بھی ...
نہیں کرتی۔ پنڈت جی نے جس خوبی اور عمدگی
سے مضبوط دلائل اور شاستروں کے حوالجات
سے مضمون ہذا کی باریکی کو سامعین کے دل نشین
کیا اُس کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں
پبلک خود اُن کے ودوان ہونے کی قائل ہے
اور ساتھ ہی پنڈت جی مہاراج نے وید پرچار
فنڈ کے لئے اپیل بھی کی جس میں اُنہوں
نے ظاہر کیا کہ رشی رن سے سبکدوشی حاصل
کرنا منشیہ ماتر کا فرض ہے۔ اور قریباً یکصد
روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے جمع ہوا۔ اسکے
بعد ۱۵ منٹ تک بھجن ہوکر ۵ بجے ٹھاکر
مشعل سنگھ صاحب کا لیکچر شروع ہوا۔ لائق
لیکچرار نے اسبات کو ثابت کر کے دکھلایا کہ دُنیا کے
تمام مذاہب نے ویدوں سے روشنی حاصل کی
ہے۔ اسلئے ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی سب کا
فرض ہے۔ کہ ویدوں کے پرچار میں آریہ سماج
کی سہائتا کریں۔ ٹھاکر صاحب کے لیکچر نے
خاص کر انگریزی تعلیمیافتہ گروہ پر بڑا بھاری
اثر کیا۔ اس کے بعد بابو بنارسی لال جی نے
سماج کی طرف سے سب کا شکریہ ادا کیا
اور مبارک بادی کا بھجن گایا گیا۔ اور جلسہ
برخاست ہوا۔ آخیر میں ہم سردار لابھ سنگھ
صاحب اہلمد منیجر ریاست جبادان کا جنہوں
نے جلسہ کیواسطے مکان عطا فرمایا اور خود
بھی جلسہ میں رونق افروز ہوئے شکریہ
ادا کرتے ہیں۔ اور ڈپٹی محمد باقر خاں صاحب
اور تحصیلدار بابو دیا سنگھ صاحب کا بھی
شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو کہ اپنی شرکت سے
سماج کو مشکور کرتے رہے۔ اور دیگر حکام ضلع
کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جلسہ
میں ہر قسم کی امداد دی۔ پنڈت تلسی رام جی
وسادھو پرمانند جی مہاراج کا بھی شکریہ
کا سفر کر کے شریک جلسہ ہوئے۔

راقم
ویدک دہرم کا سیوک امیچند دو ساج منتری
— آریہ سماج بھڑائچ —

اِنسان طبعاً تقلید پرست ہے

اسلئے ہمارے

رہبر عالم باعمل ہونے چاہئیں

معمولی رسم و رواج کے تنگ دائرہ کو چھوڑ کر اگر ہم
قانون قدرت کے وسیع دائرہ میں قدم رکھتے ہیں۔
تو ہمیں اس امر کا کامل ثبوت ملجاتا ہے۔ کہ روح بیچاری
خود کوئی نئی ایجاد نہیں کر سکتی۔ بلکہ ہر ایک امر میں
تقلید کرنے کے باعث ہی اعلے یا ادنے کیرکٹر کا تمغہ
حاصل کر سکتی ہے۔ ہسٹری کے اوراق اُلٹنے سے
ہماری نظر اُن الفاظ پر پڑتی ہے۔ جو کہ کسی خاص وقت
میں پریس کے کسی خاص آدمی کی ایجاد ہونے کا اظہار کرتی
ہے۔ یا سٹیم انجن کی ایجاد کو قابل تعریف کام کسی
خاص آدمی سے منسوب کرتے ہیں۔ ان الفاظ کا
مطالعہ کرتے ہوئے محدود العلم طالب علم یہ مان بیٹھتا
ہے۔ کہ پریس اور انجن کے موجد نے بلاشبہ اہل دنیا
کے آگے نئی چیزیں پیش کی ہیں۔ جو کہ اس سے پیشتر
کسی تحریر یا دماغ میں نہیں آئیں۔ لیکن سائنس کا
اور پھر ویدک سائنس کا ماہر اُنکے اس خیال کے
ساتھ ہرگز متفق نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتا ہے
کہ جن عنصروں سے سٹیم انجن مرکب ہے۔ وہ سب کے سب
پہلے موجود تھے شخص ملقب بہ موجد نے اُن میں
ایک کو بھی پیدا نہیں کیا۔ اور کہ انجن کی ترکیب کا
علم بھی نیا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ازادی کال سے
ایشور کے مکمل گیان میں موجود تھے۔ ناما

اِس قدر عرصہ دراز تک جو ایسی مفید مرکبات سے دُنیا مستفیض نہ ہو سکی۔ اِس کی وجہ صرف یہہ ہتی۔ کہ انسان نے غفلت سے ان انجنیروں کی تقلید چھوڑ دی۔ جنہوں نے کمال ذہانت سے قانون قدرت کی بے خطا کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے ان فیض رسان اشیاء کو پبلک کے سامنے رکہا تہا۔ میرا مطلب اِس تمہید سے یہہ ہے کہ از یا درفت اشیاء کو نئے سرے سے رواج دینے کا کام گو بڑی لیاقت کا کام ہے۔ لیکن تاہم ہم یہہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہہ موجد کے دماغ میں آنے سے پیشتر کبہی کسی دماغ میں جاگزین نہیں ہوا تہا۔ اور ساتہہ ہی ہم یہہ ماننے کو طیار ہیں کہ کسی بُری یا بہلی رسم کو اگر کسی وقت میں کوشش و ہمت سے رواج دیدیا جاوے تو اُس کی تقلید ہوتی رہتی ہے۔ اور اُس کی بیخ کنی کرنا امر محال ہو جاتا ہے۔ گو اس بات کے ماننے کو ہم طیار ہیں کہ بیشمار ایجادیں دُنیا میں ہوئیں۔ ہزارہا رسومات چلیں۔ لیکن زمانہ کی تیز رفتاری کے نیچے اس طرح کچلی گئیں۔ کہ آج ان کا نشان ہی نہ رہا۔ لیکن اس بات کے ماننے میں کسی عقلمند کو شک نہیں کہ جسقدر تکالیف ایک رسم کے رواج دینے میں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اُسکے بند کرنے میں اُس سے بہی کہیں زیادہ دقتیں پیش آتی ہیں۔ اور جوں جوں ایک رسم کے جاری ہونے کا وقت دور چلا جاتا ہے۔ اُس کا دفعیہ اور بہی مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ جن رسومات کی تقلید دُنیا میں شروع ہو چکی ہے۔ اُن کی بیخ کنی کے لئے اُسی وقت ہتہیار اُٹھائے جاویں جب کہ اُس کے بُرا ہونے کا یقین ہو جاوے۔ صغیر سنی کی شادی کا رواج اہل ہنود میں کاشی ناتھ کے زمانہ سے مانا جاتا ہے اور یہہ زمانہ کوئی بہت دور کا زمانہ نہیں ہے کیونکہ شہادت ملتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے تشدد سے بچنے کے لئے اُسنے اس مسئلہ کا پرچار کیا

اُسوقت اِسکے رواج دینے میں کاشی ناتھ کو دقتیں پیش آئی ہوں گی۔ لیکن مسلمانوں کا ظلم اس کا بڑا حامی تہا۔ جسکے باعث اُسکو جلدی کامیابی ہو گئی ہو گی۔ اور اہل ہنود میں اسکی جلدی تقلید شروع ہو گئی۔ آج جملہ حق پسند آنا ئیں یہ مانتی ہیں کہ کاشی ناتہہ نے محض مصلحت وقت کے لحاظ سے اِس امر کا پرچار کیا لیکن اب جو اِس کی تقلید شروع ہو چکی ہے۔ اسلئے اسکی بیخ کنی مشکل نظر آتی ہے کیونکہ بڑی بہاری تعداد اہل ہنود کی عملی طور پر صغیر سنی کی شادی کے حق میں پائی جاتی ہے۔ ہندو ریفارمروں میں سے کئی اصحاب ایسے ہیں جنہوں نے کہ اِس مضموم رسم کے برخلاف کئی ویدیونکو منتر پیش کیا اور اپنی لسان الزبانی سے ہزارہا دلوں کو مسخر کیا لیکن انکی ساری دلائل نے اُنکے اپنے خیالات پر خاک ہی اثر کیا۔ اور تقلید پرستی نے اُن کے سارے جوشوں اور خروشوں پر پانی پہیر دیا۔ آریہ ورت میں جب تک پرماتما کی پوتر بانی وید کے احکام کی تقلید ہوتی رہی اسکی اعلیٰ نیک چلنی کا لوہا مانا جاتا رہا لیکن جونہی ناپاک روحوں نے بدی پہیلا کر کئی گری ہوئی روحوں کو اپنا مقلد بنا لیا تو اُنکے بڑہنے کے ساتھ ساتھ ہی دُکھ نے قدم جمانا شروع کیا اور وقت آیا کہ آریہ ورت بدقسمتی کا پیارا گہر بنا۔ اُس زمانہ میں سوامی دیانند کی کوششیں صرف یہہ تہیں کہ بُرے دماغوں کے اختراع بُرے خیالات کی تقلید سے لوگوں کو ہٹا کر پُرانے عقلمندوں کی تقلید کی تعلیم پہیلائی جاوے۔ اور چونکہ وہ اعلیٰ درجہ کا رشی تہا۔ اسلئے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ دیانند کے مضبوط آتما ہونیکا سب سے اعلیٰ ثبوت ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے کسی سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے کبہی یہ نہیں کہا کہ ابہی وقت نہیں ہے۔ اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر دیانند اِس فقرہ کا استعمال کسی حد تک ہی کرتا تو جو عزت آج دُنیا سے وہ پا رہی ہے اسکا عشر عشیر بہی نہ ہوتا۔ لیکن افسوس کہ رشی کی یہی یادگار آریہ سماج میں اِس نقرہ نے کچہہ بیطرح دخل حاصل کر لیا ہے۔ اور

عنقریب بدیہی فقرہ ہوگا۔ جو کہ آریہ سماج اور رشی دیانند کے عقاید کے درمیان بڑا بہاری فرق پیدا کریگا۔ اور سکہوں کے دہرم شالا وں کی طرح آریہ مندروں میں لکہا ہوا ستیارتہہ پرکاش مورتی پوجا کا زور دار الفاظ میں کہنڈن کرتا ہوا دکہائی دیگا وہاں آریہ اسکے آگے ماتہا رگڑ رگڑ کر دوسرے طرف شیولنگ کے آگے گہٹنے ٹیکا کریگا اپنے آپکو آریہ اور اُس مندر کو آریہ مندر کہیگا۔ میرا خیال فرضی خیال نہیں ہے بلکہ میں دیکہہ رہا ہوں کہ اسکی بُنیاد ابہی سے رکہنی میں آریہ سماج کے چمکتے دمکتے ستارہ ہونیکا فخر رکہنے والے کوشاں ہیں اور جہاں وہ تقریر اور تحریر کے میدان میں آریہ سدہانتوں کے پرچار کیلئے اپنے جوہر ذاتی دکہلاتے ہیں وہاں عملی کارروائی کرنیوالوں کے برخلاف اسی زبان کی تلوار چلاتے ہیں۔ وہ کیوں جانتے ہیں گن کرم سوبہاؤ کا مسئلہ ابہی کل کی بات ہے۔ کہ جسقدر ایک عملی کارروائی ہونیکے باعث اخباروں میں گہسیٹا گیا۔ اور جو لوگ اپنے آپکو رشی دیانند کا پکا بہگت ظاہر کرتے تہے۔ انہیں کی زبان اور قلم نے عملی کارروائی کرنے والوں پر حملے کئے آریہ پُرشو! ایشور کی پوتر بانی وید کے صدقے سے اپنے دلوں میں رشی دیانند کے سچے بہگتو!!! اگر آپ چاہتے ہو کہ آریہ سماج آریہ سماج ہی رہے تو اسکے لئے وہ تجویز عمل میں لاؤ جس سے کہ تمہارا مقصد براہد ہو سکے آریہ سماجوں اور اُنکے کثیر التعداد ممبروں کی تعداد پر مت بہولو۔ جو تھوڑے لعل جمع کر لینے سے کوئی جوہری نہیں بن جاتا۔ قیمت ہمیشہ سچے ہی کی پڑتی ہے۔ اگر آپکے پاس دس ہزار ممبر ہیں۔ تو کس کام کے۔ جبکہ وہ زبانی طور پر تو ستیارتہہ پرکاش کے سدہانتوں کو مانیں۔ اور عملی طور پر مورتی پوجا۔ شرادہ۔ تیرتہہ یاترا۔ وغیرہ جملہ پورانک رسموں کی پیروی کریں۔ یاد رکہو متور اور معتبر تقریر اور تحریر کے میدان میں فصاحت اور بلاغت دکہا دکہا کر رہجاوینگے۔ لیکن اعمال کی تقلید ان سب پر غالب آویگی۔ اسلئے مناسب ہے کہ آپ زر پرستی کو چہوڑ اب دہرم پرستی کیطرف رجوع ہو جاویں اور آریہ سماج روپی برکشی کی قطع و برید کیجئے۔ تاکہ اُسکے ساتہہ جو گلے سڑے پتے ہیں وہ جہڑ جاویں۔ اور برکش اپنی خوبصورتی کا پرتو سب پر ڈال سکے۔ اور جلدی ہی اپنے آنند دایک پہل آپکے پیش نظر کر سکے۔ اور یہ تبہی ہو

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۱۰ کاتک سمۃ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء بشکروار جالندھر شہر | نمبر ۲۹

سنسار کی گتی

کیا عیسائیت ترقی کر رہی ہے؟

عیسائی مشنریوں کا یہ دعوے ہے کہ عیسائیت برابر ترقی پر ہے برخلاف اسکے نہ صرف ہندو اور مسلمان اہل دماغ بلکہ عیسائی گھروں میں پیدا ہوکر پرورش پائے ہوئے بھی لاکھوں ہی دماغ واقعات کی بنا پر یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ اس وقت عیسائیت کے زوال کا زمانہ ہے۔ دونوں طرف سے واقعات اور دلائل پیش کئے جاتے ہیں اور اسلئے بعض اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کون راستی پر ہے۔ لیکن بعض واقعات ہیں جو معاملہ کو بہت کچھ صاف کر دیتے ہیں۔ چین کے معاملات کی نسبت ایک انگریزی اخبار کہتا ہے۔ کہ چین کی گذشتہ شورش کا خاص باعث یہ تہا کہ عیسائی پادری بجائے اپنے نومریدوں کو مسیح کی سپرٹ کی تعلیم دینے کے انکے لئے خاص حقوق گورنمنٹ سے دلانا چاہتے تہے اور اسلئے رعایا کو یہ ناگوار گذرتا تہا۔ جن سمجھدار آدمیوں نے موجودہ دنیا کی ہسٹری کا لفظ لفظ غور سے مطالعہ کیا ہے انہیں معلوم ہے کہ جن جن جگہوں میں عیسائیت کا زیادہ پرچار ہوا ہے۔ اور لوگ زیادہ تعداد میں عیسائی بنے ہیں۔ وہاں ایسے نومرید عیسائیوں کو اپنے حقوق میں ترقی کی امید ہوگئی تہی۔ یہی اصول پر اگر بھارت ورش کی حالت پر بھی غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ جس زمانہ میں انگریز افسر زیادہ تر عیسائیت کے تعصب کے غلام آتے رہے۔ اور جب تک انگریزی تعلیم کا عام ہندوؤں اور مسلمانوں میں کم پرچار رہا۔ تب تک چونکہ عیسائی ہونے کے معنی دولت اور رتبہ کی ترقی تہی۔ اسلئے بہت لوگ عیسائی ہوتے رہے۔ لیکن جب سے آزاد منش انگریز بطور حکام آنے شروع ہوئے اور انگریزی تعلیم عام ہوگئی۔ اسیوقت سے عیسائیوں کا کام مدہم پڑ گیا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر خاص فایدے عیسائی بننے پر مدنظر نہ ہوں تو کم لوگ عیسائیت کی طرف کہنچا کریں گے۔

خواجہ کا گواہ ڈڈو

کلکتہ کے لاٹ پادری صاحب جنہوں نے گذشتہ دنوں میں دیسی عیسائیوں کو نمک حلال بتلا کر باقی کل رعایا سرکار کو نمک حرام بتلایا تہا۔ اور جنہوں نے سانتہی بائبل کی تعلیم کو سرکاری مدارس میں زبردستی گہسیٹنے کی کوشش کی تہی اب پہر بولے ہیں۔ یکم اکتوبر کو مقام لندن میں ایک چرچ کانگریس ہوئی تہی جسمیں مسٹر ولڈ لاٹ پادری کلکتہ کی طرف سے ایک مضمون پڑہا گیا آپ نے اسمیں جہاں برہمو سماج کو عیسائی تعلیم کا نتیجہ بتلایا وہاں آریہ سماج کو بہی اسی قطار میں شمار کیا۔ مجہے یقین ہے کہ لارڈ بشپ صاحب آریہ سماج کے لٹریچر سے بالکل واقف نہ ہوں گے۔ اور بہرحال ایسے دعاوی! اس قسم کے غلط خیالات پہیلانے والے اصحاب کو خبردار کرنے کے لئے آریہ سماج کے لئے بہی لازمی ہے کہ اپنی آواز انگلستان اور امیریکا تک پہونچا رہے۔ آپنے ہندوستان کے رہنے والے انگریزوں کی تعریف کے پل باندہے کے علاوہ وہ سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کی ضرورت پہر بیان کی۔ آپ کی تائید میں لنڈن کے بشپ صاحب اٹہے انہوں نے بشپ ویلڈن کی نسبت زیادہ صاف بیانی سے کام لیا۔ کیونکہ بشپ صاحب موصوف کسی طرح آپ کو جتا نہیں چکی تہی۔ آپنے کہا کہ لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ جب لنڈن میں مدارس تد۔ چہ چا۔ کی ضرورت ہے تو باہر مشن بہیجنے سے کیا فائدہ۔ اسکے جواب میں بشپ صاحب نے بائبل کی ایک کہانی کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک بیوہ نے اپنے لئے کچہہ نہ رکہہ کر سب کچہہ مانگنے والے کو دیدیا تہا۔ افسوس کہ بشپ صاحب نے یہہ نہ سمجہا کہ اس کہانی کا اطلاق اس سے کچہہ بہی نہیں ہے۔ اگر اسی بیوہ کا ایک بچہ ایک طرف بہوک سے مر رہا ہوتا۔ اور وہ اپنے پاس کا ٹکڑہ کسی ہٹے کٹے نفیر کو دیدیتی تو گو عیسائی اخلاق کچہہ سکہلاوے۔ ہر ایک انسان اسے سنگدلی ہی بتلاویگا۔ آپ نے یہہ بہی فرمایا۔ کہ بہ نسبت قومی سکولوں کے مشن سکول ہندوستانیوں کا زیادہ بہلا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ہندوستانی اخباروں کا روزمرہ کا رونا ہی ثابت کرتا ہے۔ کہ کہاں تک مشن سکول ہندوستانیوں کا بہلا کرتے ہیں۔ اس کانگریس میں اور بہت سے لوگ بہی شامل تہے جنہوں نے اپنی اپنی رام کہانی بیان کی۔

یہاں سب طور الٹے ہو رہے ہیں

اخبار پایونیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سگریٹ پینے کا رواج آجکل اس ملک میں ترقی کر رہا ہے۔ صاحب پایونیر کا خیال ہے کہ جہاں دو برس پیشتر محض صاحب لوگوں کے اردلی، بیرے، خانساماں اور سائیس ہی منہ میں سیگریٹ ڈالے دکہلائی دیتے ہیں۔ وہاں اب بنئے بقال تک سیگریٹ پیتے ہوئے دیکہے جاتے ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ گذشتہ مارچ کو جو سال ختم ہوا۔ اسمیں سترہ لاکہہ روپیوں کے سیگریٹ ہندوستان میں باہر سے آئے تہے۔ اس واقعہ سے بہی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ لکہتے ہیں

کہ بنگال کے گاؤں میں بنیوں کی دوکانوں میں اب سیگریٹ بکنے لگ گئے ہیں۔ اس امر کی تصدیق پنجاب کی طرف سے میں بھی کر سکتا ہوں کہ فی الواقع سیگریٹ نوشی کا رواج بہت بڑھتا جاتا ہے۔ جہاں پہلے صاحب لوگوں کے نوکروں کے علاوہ سکولوں اور کالجوں کے طالب علم ہی سیگریٹ کے شوقین پائے جاتے تھے۔ وہاں آج منشی متصدی۔ دوکان دار اور مزدور تک سیگریٹ باز دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن میں صاحب پائونیر کے ساتھ اُس نتیجہ کے برامد کرنے میں متفق نہیں ہوں۔ جو کہ اُنہوں نے ان واقعات سے نکالا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ یہ سیگریٹ نوشی کی ترقی ہندوستانیوں کی فارغ البالی کو ثابت کرتی ہے۔ اور اسلئے وہ رائے دیتے ہیں کہ اگر کوئی ہندوستانی کارخانہ سگریٹ بنانے کا انتظام کرے۔ تو اُسے بڑا منافع ہو سکتا ہے۔ برعکس اس کے میری رائے یہ ہے کہ یہ سیگریٹ نوشی کی ترقی ظاہر کرتی ہے کہ ہندوستانی مفلس ہو رہے ہیں۔ اور جس طرح نزع کی حالت میں چراغ زیادہ ٹمٹمایا کرتا ہے اُسی طرح "ننگ نشنگ" کے مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے ہندوستانی ایسی ایسی مہلک شوقینیوں پر اُتر آئے ہیں۔ میں اپنے سیگریٹ نوش ہموطنوں سے التجا کرتا ہوں کہ اگر وہ اس بوٹی کے زہریلے اثر کو محسوس نہیں کرتے تو کم از کم اس امر کو تو محسوس کریں کہ اگر اسی طرح وے سیگریٹوں کے عادی رہے تو حکام وقت اُن کو دولت میں ترقی کرتے ہوئے فرض کر کے اُن پر ٹیکس بڑھانے کی فکر میں ہو جاویگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قومی ترقی کی پکار مچانے والے کا فرض ہے کہ اگر اخلاقی اصول پر نہیں تو محض پولیٹکل اغراض کو مد نظر رکھ کر ہی اس سیگریٹ نوشی کو نہ صرف خود ہی ترک کرے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس مہلک مرض سے بچانا چاہئے

دشمن کو دوست بنانا ہی رمز حکومت ہے

اس وقت بوئیر قیدیوں کو گورنمنٹ سیلون (لنکا) نے اپنے اضلاعوں کے تلے دبا کر جس طرح اپنا ممنون بنا لیا تھا۔ اب ان میں سے بہتوں کو سرکار انگریزی کی ملازمت کے لئے رضامند کر لیا ہے۔ اُس کا مفصل حال اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ اسکے سوا ہی اور بہت سے خطوط اخباروں میں چھپے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرکار انگریزی کے ملازمان بوئیروں پر عنایات کر کے اُنہیں اپنا دوست بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے صاحبان انگریز کا یہ عمل آریہ سماج کے اُپدیشکوں کی توجہ کے لئے یہاں درج کیا ہے۔ آریہ سماج کے وہ اُپدیشک جو ہندو یا دیگر غیر مذاہب کے آدمیوں کے حملوں سے تنگ آکر جواب ترکی بہ ترکی دیا کرتے ہیں اُنہیں سوچنا چاہئے۔ کہ جن آدمیوں کو جاہ جہالت سے نکالنے کے لئے اُنہوں نے اُپدیشک پدوی سویکار کی ہے اگر اپنے عمل سے اُن کو ہی اپنے برخلاف کر لیں گے تو پھر وہ اُپدیش کسکو کریں گے۔ اور راہ راست پر کیسے لاویں گے۔ میرا اس تحریر سے یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ میں آریہ اُپدیشکوں کو اپنے ستیہ ہنوں کے اظہار سے منع کروں۔ یا انیایوں کی غلطیوں کے اظہار سے اُنہیں روکوں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اُپدیش دیتے وقت وے اُن تمام ناجائز حملوں کو بھول جایا کریں جو کہ غیر مذہب کے پیرؤں کی طرف سے اُن پر ہوا کرتے ہیں

عادت ہی آخر کار طبیعت بن جاتی ہے

جب کبھی عورتوں کے حقوق کی نسبت بحث چھڑتی ہے تو منکرین کی آزادی کے حامی یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ قدرت نے عورتوں کو خاص کاموں کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور اسلئے اُنکے حقوق محدود ہونے چاہئیں سوائے اُس تفریق کے جو کہ آدمی اور عورت کی بناوٹ کی وجہ سے ان دونوں میں ہے۔ میری رائے میں اور کوئی کام بھی ایسا نہیں ہے۔ جسے آدمی کر سکتا ہے اور عورت نہ کر سکتی ہو۔ عورت کو جنگ کے ناقابل بیان کیا گیا ہے۔ مگر موجودہ جنگ ٹرانسوال نے بتلا دیا کہ عورتیں بھی حب الوطنی کے جذبہ سے موثر ہو کر ویسی ہی جنگی بہادری دکھلا سکتی ہیں جیسی کہ مرد۔ روس کے ایک خاص علاقہ کی نسبت اخباروں میں مشہور ہوا ہے کہ وہاں جملہ کاروبار ریاست کا عورتوں کے سپرد ہے اس علاقہ کے سات گاؤں ہیں ہر ایک کی سردار عورت ہے کل علاقہ کی پرزیڈنٹ بھی ایک عورت ہی ہے عورتیں ہی مجسٹریٹ۔ عورتیں ہی منصف۔ عورتیں ہی پولیس میں غرضیکہ ہر ایک عہدہ پر عورتیں کام کرتی ہیں وکالت بھی عورتیں ہی کرتی ہیں۔ اور ڈاک بھی عورتیں ہی لے جاتی ہیں میری رائے ہے اگر عورتوں کو اب بھی خاص خاص کام سپرد کئے جاویں اور مردوں کو اُن سے سبکدوش کیا جاوے تو مردوں کی جگہ عورتیں لے سکتی ہیں پس ہر ایک کے لئے مناسب کام تجویز کر کے اور تقسیم پر چھوڑ کر ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے ہی مرد عورت سچی ترقی

نیشنل کانگریس بھی اب ایک معمولی بات ہوگئی

کسی زمانہ میں انڈین نیشنل کانگریس بڑے زوروں پر تھی تھا جبکہ مسٹر ہیوم وغیرہ صاحبان انگریز اُسکے مددگار تھے دیکھئے تو اب کچھ ہیں آگے یہ بھی ایک معمولی بات ہوگئی ہے جیسے ہندو لوگ روز مندر میں جانا اپنا فرض سمجھتے ہیں جیسے عیاش مسلمان بھی رواج کی غلام روز مسجد میں ہو آتے ہیں اسیطرح ہندوستان کے تعلیمیافتہ بھی سال بھر کے بعد ایک دفعہ کانگریس کے جلسے میں شامل ہو جایا کرتے ہیں۔ قومی کا جوش محض بیزاری دلواتے اور بس۔ ابکی مرتبہ پریذیڈنٹ تو مسٹر واچا صاحب پارسی منتخب ہوئے ہیں اور اجلاس کانگریس کا کلکتہ میں ہوگا۔ مسٹر بپن چندر پال نے بنگالی اخبار میں کے جوہر دکھلانے شروع کئے ہیں۔ لیکن میں کیوں افسوس دل

اُپدیش

त्वं स्त्री त्वं पुमानसि त्वं कुमार उत वा कुमारी ।
त्वं जीर्णो दण्डेन वञ्चसि त्वं जातो भवसि विश्वतो मुखः ॥

ب پرماتما کی مہان مہما کو انوبھو کر کے
ہوا تما اُس کی طرف دوڑتا ہے ۔ اور کسیقدر
ا ونبوں کو سمجھ کر اور اُن کا بیان کر کے
کی بدھی کسیقدر سوکشم ہو جاتی ہے ۔ تو وہ
سُوروپ کو سمجھنے کے لائق ہو جاتا ہے
پراس کے لیے ساری دُنیا ایک نئے سُوروپ
یں دکھلائی دیتی ہے ۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ
ن کا منزل مقصود کیا ہے ۔ وہی استری جسے
رک کا دروازہ سمجھتا تھا ۔ اب سُورگ
کا درِ نظر آ رہی ہے ۔ جب تک کہ جسم کو
ی آتما سمجھتا تھا اور مادّی اندریوں کو ہی
نسان کا نفس سمجھتا تھا ۔ اُسوقت تک استری
شہوت پرستی کی سیڑھی کا ایک ذریعہ نظر آتی
تھی ۔ لیکن جب معلوم ہو گیا کہ آتما اس مادّی
شریر خانہ میں رہتا ہوا بھی خود مادّی نہیں ہے
بلکہ ان سب قیدوں سے آزاد ہے ۔ اور ہو
بھی سکتا ہے ۔ تب وہی استری مُکتی کا سادھن
ن جاتی ہے ۔ بجائے شہوت پرستی کا ذریعہ سمجھی جانے کے
اور دھرم کی خیال کی جاتی ہے ۔ پھر یہ دھرم کے اپنے
ت ایک ہمراز ساتھی بن جاتی ہے ۔ گرہستہ آشرم
ایک نئی شکل اختیار کرتا ہے ۔ اور حیوانی خواہشات
ن ترک کر کے دواہ کے سمبندھ کو انسان سچ مچ
ایک سمبندھ سمجھنے لگ جاتا ہے ۔ ماتا پتا

بھائی بہن ۔ پُتر ۔ پُتری ۔ سب کے ساتھ
ایک نیا سمبندھ نظر آتا ہے ۔ اور صاف معلوم
ہو جاتا ہے ۔ کہ یہ جملہ سمبندھ کیول کرما نوسار ہی
پیدا ہوتے ہیں ۔ اگر کرموں کا ناش ہو جاوے
تو مادّی جسم ہی نہ ملے اور پھر باپ بیٹا ۔ جورو خاوند
وغیرہ کا سمبندھ ہی قایم نہ رہ سکے ۔
پریہ پاٹھک گن ! کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ کے
سمبندھی روز آپ سے بچھڑتے چلے جاتے ہیں ۔ اگر
ان کیساتھ آپ کا نتیہ سمبندھ ہوتا ۔ تو کیا ان سے
بچھوڑا ہو سکتا تھا ؟ ۔ آج بیٹا تو کل بھائی ۔ پرسوں
باپ تو چوتھے روز ماتا ۔ غرضکہ اسی طرح نت نئے
بچھوڑے دیکھتے ہوئے بھی ہم لوگ اُپدیش گرہن
نہیں کرتے لیکن باوجود اس بچھوڑے کے بھی کیا
آپ کو اپنی ہستی میں ہی کبھی شک ہوتا ہے ۔ آپ
کسی زمانہ میں بچے تھے پھر جوان ہوئے ۔ اب بڑھاپے
نے آن گھیرا ہے ۔ صدہا باتیں آپ کو بھول گئیں ۔ زمانے
بدل گئے ۔ لیکن کیا آپ کو اپنی ہستی میں ہی کبھی
شک پیدا ہوا ؟ ۔ جب نہیں تو کیا آپ وچار نہیں
سکتے کہ آپ نہ بچے تھے ۔ نہ جوان ہوئے اور نہ بوڑھے
یہ سب منزلیں آپ کے شریر نے طے کیں ۔ پس آپ
مادّی نہیں بلکہ آتما ہیں ۔ لیکن الپ آتما آپ چلتے
ہیں ۔ لیکن آپ کو حرکت دینے والا کوئی اور ہے
آپ سوچتے ہیں لیکن آپ کو سوچنے کی طاقت دینے
والا اور کوئی ہے ۔ آپ بدھی رکھتے ہیں لیکن
اس کی رہنمائی کیلیے گیان دینے والا کوئی اور ہی ہے
یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی ہستی کو بھول جاتے ہیں ۔ اگر آپ خود
ہی اس سارے بیرونی جہان کے علاوہ اپنی بدھی کو باہر سے
تو کیا کبھی بھی اگیان میں پھنس سکتے تھے ؟ ہرگز نہیں !!
یقین جانئے کہ آپ کیسی مہان شکتی کے آسرے پر کام
کر رہے ہیں ۔ وہ مہان شکتی کیا ہے ؟ کہاں ہے ؟ آپ کا
اُس کے ساتھ کیا سمبندھ ہے ؟ ۔ یہ پرشن ایسے رہ جاتے ہیں
آپ کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں اور ہوتے ہی ہیں ۔ کون ہے
ایسا گیانی جس کے ہردے میں یہ پرشن پیدا نہیں ہوتے ؟

لیکن اُنکا جواب حاصل کرنیکی کتنوں نے کوشش کی ؟
بس ساری مُشکل یہیں آ کر گر جاتی ہے ۔ اپنی
باہر اور اندر کے بہوت مہان شکتی کے جاننے کی اچھیا
تو ہر ایک پُرش کے اندر پیدا ہوتی ہے ۔ لیکن کمزور جیو آتما
اس پرشن کے اُتر کے لیے پھیر نا گوارا نہیں کرتا کتنوں نے
اسار سنسار سے گھبرا کر سار برھم کی تلاش کے لیے زبردست
خواہش ظاہر کی لیکن اُنہیں سے کیا ایک فیصدی نے
ہی آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کیا ؟ اور یہی وجہ ہے کہ اُنہیں
آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی ۔ اگر ذرا بھی آگے بڑھتے تو
اُنہیں ایسا آنند وایک نظارہ دکھلائی دیتا کہ وہ پھر نہ
سکا ہم نہ لے سکتے ۔ پر بھو کہاں ملتا ہے ؟ یہ سوال بار بار ہردے
کے اندر اُٹھتا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں
کروڑوں ہا ۔ ویابانوں اور جنگلوں کی مشکلیں برداشت
کرتے صحراؤں اور ریگستانوں کی خاک چھانتے پھرتے ہیں ۔
لاکھوں مسلمانوں کو عرب کے ریگستانوں کی ہوا یہی خواہش
کھلا رہی ہے ۔ سبھی دوں مندروں اور گرجاؤں
کے ہجوم اسی خواہش کا نتیجہ ہیں ۔ لیکن پھر بھی سنسار
کے اندر کہرام مچ رہا ہے ۔ آہ و زاری کے نالے پھر بھی
بدستور اُٹھ رہے ہیں ۔ ہر دُکھے پھرو لیسے کے پیسے ہی
دُکھ نکیم پیٹرت نظر آ رہے ہیں ۔ ویاکل جیو آتما
چاروں طرف تلاش کرتے کرتے تھک کر پھر دیا لگ گیا ہوتا !
ہے ۔ اور خیال کرتا ہے ۔ کہ وہ ایک وہم کے پیچھے
لگ رہا ہے ۔ کوئی پرماتما نہیں ! ۔ کوئی سرو گیہ شکتی
نہیں !! ۔ آہ پیارے بھٹکے ہوئے بھائی ! تم نے
اُسے غلط جگہوں میں تلاش کیا ۔ جڑ وستوؤں
کے اندر پرماتم جیوتی کے پرکاش کو دیکھنا تمہارا
کام نہیں ہے ۔ وہ تو تمہارے ہردے کے اندر
وراجمان ہے ۔ اپنے اندر گھس کر دیکھو ۔ وہاں
پرکاش ہی پرکاش ہے ! پھر اندھکار کا
نام نہیں رہتا ۔ اور سیدھا راستہ پرماتما
کا دکھائی دیتا ہے ۔

اوم شم

دیوالی!

ہمارے آریہ ورت دیش میں **دیوالی** کا تیوہار ایک پراچین تیوہار سمجھا جاتا ہے اُس دن تمام ہندو (آریہ) ماتر اپنے گہروں اور دکانوں کو صاف اور ستھرے کرکے جھاڑوں۔ فانوسوں۔ لیمپوں اور چراغوں سے روشن کرتے ہیں۔ اس تیوہار کی وجہ قیامی اور اصلیت چاہے کچھ ہو لیکن ان دنوں موسموں میں پریورتن اور اُلٹ پلٹ شروع ہوتا ہے۔ بہار خزاں کو اپنی جگہ دیتی ہے۔ درختوں کے سبز سبز پتے مرجھانی شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ ہرے ہرے بوٹوں اور پودوں کا جوبن کچھ عرصہ کے لئے بدا ہوتا ہے لہلہاتے ہوئے کھیت طیار ہوکر سنبھالے جاتے ہیں۔ کوئل کی کوکو اور پپیہا کی پی پی اور رنگ میں ہوتی ہے۔ گرمی۔ سردی کو اپنا چارج دیتی ہے۔ اور جہاں یہہ دیوالی کا تیوہار قدرتی تبدیلیوں کے موقعہ ظاہر کرتا ہے۔ وہاں یہہ دن آریہ سماج کی ہستی میں بہی خصوصیت کے ساتھ قابل یادگار ہے۔ اور جب تک صفحہ ہستی پر آریہ سماج کا وجود قایم ہے یادگار رہے گا۔ کیونکہ اسی دن ویدروپی سوریہ کے پرکاش نے آریہ ورت پر چہائی ہوئی جہالت کی گھنگھور گھٹاؤں اور اودیا روپی اماوسیہ کی راتری کی تاریکی کو دور کرنے والے آریہ سماج کے بانی مبانی شری سوامی دیانند جی مہاراج پرلوک سدہارے۔ جن کو ہم سے علیحدہ ہوئے اب اٹھارہ سال ختم ہوتے ہیں۔ اس عرصہ کے اندر ارتہات اُن کے مرتیو کے پشچات آج تک دہرم کے مخالفوں نے اُن کے لگائے ہوئے آریہ سماج روپی ورکش کو نیست و نابود کرنے اور اُس کو جڑ سے اُکھیڑ دینے کے لئے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ جہاں چاروں اطراف سے مخالف ہوا کے زبردست اور زہریلے جھونکے اُسے لگتے رہے۔ جہاں بیرونی مخالف طاقتیں اُس کے کام میں سدّراہ ہوکر صدمہ پر صدمہ پہونچاتی رہیں۔ وہاں اُس کے اندرونی مواد نے بہی جوشش زن ہوکر ایک قسم کا بہونچال پیدا کردیا۔ اسی عرصہ میں پنڈت گورودت اور پنڈت لیکھرام جیسے آریہ سماج کے ہوشمند اور ویدک دہرم روپی ناؤ کے دو زبردست اور عالی دماغ مانجہی (جن کا ثانی اب قت و آریہ آبادی کے اندر لیمپ لے کر ڈھونڈنے سے بہی نہیں ملتا) آریہ سماج اور اُس کے ممبروں کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ اسی عرصہ کے اندر وشواس گہاتیوں نے آریہ سماج روپی ماتا کی پوتر گود میں پرورش اور نشوونما پاکر اپنی بیوفائی اور کرتگھنتا کا پورا پورا ثبوت دیا۔ اور اپنی بہیروی اور وبہاسری کو چہیڑ کر آریہ سماج کو نقصان پہونچانا چاہا اسی عرصہ کے اندر جہاں ہندو دہرم کے نام نہاد شیبی خیرخواہوں اور ہتکوں نے آریہ سماج کے گلے پڑ کر اُس کے لیڈروں کو اپنی گندہ دہنی اور بدزبانی سے اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہا۔ وہاں گورنمنٹ کو بہی بدظن کرنے کے واسطے انیک روپ بدلے اور انیک چالیں چلیں اور عدالت تک پہونچے

غرضیکہ ہر طرف سے مخالفوں کی چڑہائیاں اور اُن کے زبردست وار آریہ سماج پر ہوتے رہے۔ جن کو شانتی کی ڈھال پر لیا جاتا رہا۔

آریہ پرشو! ان اٹھارہ سالوں کے اندر جو کچھ ہوا وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے اب اس دیوالی کو مہرشی کے مرتیو کا اٹہارہواں سال ختم ہوکر اُنیسواں سال شروع ہوگا۔ آؤ ہم سب مل کر اُس رشی کے جیون پر غور اور وچار کرتے ہوئے اُس سے اگلے سال کے لئے سبق حاصل کریں کہ جس نے ویدک دہرم کی خاطر تمام ظاہری مان اور بڑائیوں پر لات مار کر دیوالی کے دن اپنے شریر کو آریہ سماج روپی ہون کنڈ میں سواہا کردیا۔ جس طرح موسم برسات کے ختم ہو جانے کے بعد اُس سے ٹوٹے پھوٹے مکانات کی مرمت کرکے لوگ اُن کو درست کرتے ہیں۔ آؤ ہم اپنی سال بہر کی کمزوری کو جانچتے ہوئے اُن پر وچار کرتے ہوئے اپنے آپ کو ٹھیک اور درست کرنے کی پرتگیا کریں۔ جس طرح سے لوگ اُس اماوسیہ کے دن اپنے مندروں کو چراغوں سے روشن کرتے ہیں۔ آؤ ہم رشی کے جیون سے اپنے ہردیہ روپی مندروں کو پرکاشت کریں۔ اور ایسے اُتم ادر ورڑہ برت دھارن کریں۔ کہ جن سے ہماری زندگی آریہ سماج کے لئے مفید بن سکے

راقم

گورو پیارا

ہندوستانی اور شراب خوری

وہ دن ہی تھے۔ کہ شراب کی بوتل ایک ہی گئے لے کر لوگ رشی کا پینا ادہرم اور گناہ عظیم خیال کرتے تھے اور یا یہ دن ہیں۔ کہ چار یاری کی محفلوں اور مجلسوں میں اسی کا ہی گیت گایا جاتا ہے۔ وہ مجلس ہی شوبھا نہیں دیتی کہ جہاں شراب نہ ہو۔ اور امیروں کی امیری اور جنٹلمینوں کی جنٹلمینی اب اسی پر آن ٹھہری ہے۔ اور باوجود ٹمپرنس سوسائیٹیوں۔ اور قومی سبھاؤں۔ انجمنوں اور مجلسوں کے بھی اس کو دن بدن ترقی ہی ترقی حاصل ہے۔ حال میں جو رپورٹ ہندوستان کی مالی اور اخلاقی ترقی کی شائع ہوئی ہے۔ وہ نہایت ہی قابل افسوس اور ہندوستانیوں کے لئے قابل شرم ہے۔ ۱۸۷۳ء میں اس صیغہ سے ۱۷۵۵۰۰۰ پونڈ آمدنی ہوئی۔ اور ۱۸۹۸ء میں جب کہ تمام ہندوستان قحط کے ہاتھوں چیخ رہا تھا بھوکوں۔ غریبوں اور بیوگوں کی آہ و زاری سے کرۂ ارض تاریک ہو رہا تھا مگر باایں ہمہ اس سال محکمہ آبکاری کو ...۰۰۰ آمدنی ہوئی۔ گزشتہ سال اس مد سے ۲۱۶۶۰۰۰ پونڈ سے بھی زیادہ آمدنی ہوئی۔ گویا آبکاری کا محصول شیطان کی آنت کی طرح دن بدن طوالت پر ہے۔ ہر ایک ہندوستانی کو فرداً فرداً اس اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہئیے۔ اور تمام مذہبی سوسائٹیوں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ جو کہ شراب خانہ خراب کو انسانیت کے ستیاناش کا کارن سمجھتی ہیں۔ میں آریہ سماج کے ممبروں کی توجہ خصوصیت سے اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جو اس وقت ہندوستان میں ایک زندہ اور جیتی جاگتی ریفارمنگ سوسائٹی ہے

راقم

گوروپیارا

ریویو

آریہ ابھی وشیہ رتن مالا کا اردو ترجمہ مؤلفہ پنڈت وشنودت بی اے۔ قیمت فی جلد ۶ پائی۔ درخواست خریداری بنام پنڈت موہن لعل جی اگنی منتگمری پریس لائلپور بھیجئے۔ ایک مختصر دیباچہ میں رشی دیانند کے اُپکار کا ذکر کرنے کے بعد رشی کے مانے ہوئے سدھانتوں کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے

بھجن گُٹا ولی۔ یعنی مستند بھجنوں کا مجموعہ مصنفہ منشی کیول کرشن صاحب بیدوان آریہ سماج گوجرانوالہ۔ قیمت فی جلد ۲ ... منشی کیول کرشن جی کے بھجن آریہ سماج میں مشہور ہیں۔ جو پہلے چھپ چکے ہیں۔ اُن کے علاوہ اور بہت سے بھجنوں کو درست کر کے اس کتاب میں چھپوا دیا گیا ہے۔ لالہ رلا رام جی سابق پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی رائے جو اس پستک کے سرورق پر درج ہے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کوئی بات برخلاف آریہ اصولوں یا آریہ منتویہ کے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور غالباً اس لئے اس کتاب کا حق تصنیف لے کر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے اسے اپنی طرف سے چھپوا کر شائع کیا ہے۔ قیمت بلحاظ حجم بہت کم ہے۔ درخواست خریداری دفتر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب میں بنام پنڈت امینچند جی اُپ منتری سبھا موصوف روانہ کیجئے۔

پانچال پنڈتا

[illegible] ستری ... [illegible]
[illegible]

بجٹ

آمدنی و خرچ شیرمنتی پرتی سبھا پنجاب بابت سنہ ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ء

تخمینہ آمدنی

نمبر شمار	نام فنڈ	آمدنی سالتمام	کل
۱	وید پرچار فنڈ		
	(۱) جمع ابتدائے سالتمام	[illegible]	
۲	(۲) منافع برامدو اُوسیونگ بنک	[illegible]	
	(۳) دستانس	[illegible]	
۴	(۴) چار آنہ شن فنڈ	[illegible]	
	(۵) آٹا فنڈ وید پرچار دان پاتر	[illegible]	
	(۶) متفرقات	[illegible]	
۱	(۷) سود معہ منافع اراضی	[illegible]	
	(۸) خاص عطیہ	[illegible]	
	(۹) آریہ پتر کا	[illegible]	[illegible]
۲	(۱۰) گوردت میموریل فنڈ	[illegible]	
۳	منافعہ ٹھاکر دیوی میموریل فنڈ	[illegible]	[illegible]
۴	منافعہ پریم دیوی بھوکرن بھنڈار	[illegible]	[illegible]
۵	منافعہ ویدپرچار نوارن فنڈ	[illegible]	[illegible]
۶	لیکھرام میموریل فنڈ		
	(۱) منافعہ جمع شدہ پر	[illegible]	
	(۲) آمدنی کتب	[illegible]	
	(۳) آمدنی از رہ سافر میگزین	[illegible]	
	(۴) جمع جو سال میں ہوگی	[illegible]	
	(۵) جمع سے نکالا جاوے	[illegible]	
	(۶) جمع سے نکالا جاوے	[illegible]	[illegible]

تخمینہ خرچ

نمبر شمار	نام فنڈ	خرچ سالتمام	میزان
۱	وید پرچار فنڈ		
	(۱) تنخواہ اُپدیشکان و دیگر کام	[illegible]	
	(۲) سفر خرچ	[illegible]	〃
	(۳) ویدک لائبریری	[illegible]	
	(۴) ویدک آشرم اور پاٹھ شالا	[illegible]	〃
	(۵) ٹریکٹ ڈیپارٹمنٹ	[illegible]	〃
	(۶) عام ملازمان کا خرچ	[illegible]	〃
	(۷) خرید متفرق اسباب	[illegible]	〃
	(۸) خرچ آریہ پتر کا	[illegible]	〃
	(۹) دستانس	[illegible]	〃
	(۱۰) خرچ قانونی صلاحکار	[illegible]	[illegible]
۲	(۱) گذارہ پسماندگان پنڈت گوردت	[illegible]	〃
	(۲) جمع پنڈت گوردت فنڈ میں کیا جاوے	[illegible]	[illegible]
۳	ٹھاکر دیوی میموریل سکالرشپ	[illegible]	〃
	(۲) اصل رقم میں شامل جمع کیا گیا	[illegible]	[illegible]
۴	پریم دیوی میموریل سکالرشپ	[illegible]	[illegible]
۵	چھپوائی ویدپرچار نوارن ٹریکٹ	[illegible]	[illegible]
۶	لیکھرام میموریل فنڈ		
	(۱) گذارہ پس ماندگان	[illegible]	〃

نمبر شمار	نام فنڈ	کل آمدنی تمام	میزان
۷	آمدنی فروخت تالیف سوامی جی	[illegible]	[illegible]
۸	مدراس پرچار فنڈ		
	(۱) برامدہ از مدراس پرچار فنڈ	[illegible]	
	(۲) آمدنی سے تمام	[illegible]	[illegible]
	میزان	[illegible]	[illegible]

گ۔ کل فنڈ

۹	(۱) جمع بابین سال	[illegible]	
	(۲) مانعوب بقہ جمع پر	[illegible]	
	(۳) آمدنی موضع کانگڑی	[illegible]	
	(۴) آمدنی دو یار تھیوں سے	[illegible]	
	(۵) جمع میں سے بذریعہ وار چہ عمارت بنانے کے لیے نکالا جاوے	[illegible]	[illegible]
	(۶) ٹھیلی میں بصورت فنڈ	[illegible]	[illegible]
	میزان کل	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نام فنڈ	کل خرچ تمام	میزان
	(۲) کرایہ مکان پسماندگان کے لیے	[illegible]	[illegible]
	(۳) خرچ آریہ مسافر بیوگان	[illegible]	[illegible]
	(۴) تنخواہ اپدیشک وسفر خرچ	[illegible]	[illegible]
	(۵) ٹریکٹ اور کتب	[illegible]	[illegible]
	(۶) ان کاموں کے اخراجات	[illegible]	[illegible]
	(۷) انعام قاتل کو پکڑنے کا	[illegible]	[illegible]
	(۸) پسماندگان کے واسطے تیاری مکان کے لیے	[illegible]	[illegible]
	(۹) خرچ استغاثہ کے لیے	[illegible]	
	(۱۰) شدھی کی کتاب کی طیاری کے لیے انعام	[illegible]	[illegible]
	میزان	[illegible]	[illegible]

خرچ اشاعت اشتہارات

	(۱) اشتہار لائف سوامی جی کا	[illegible]	[illegible]
	(۲) مستقل فنڈ میں جمع کیا گیا	[illegible]	[illegible]
۸	مدراس پرچار فنڈ		
	(۱) تنخواہ اپدیشک وسفر خرچ	[illegible]	[illegible]

۹ اخراجات گروکل

(۱) گوروکل کے اخراجات	[illegible]	
(۲) خرچ تعلیم	[illegible]	
(۳) اسباب	[illegible]	
(۴) موضع کانگڑی	[illegible]	
(۵) خرچ عمارت	[illegible]	[illegible]
گذارہ پسماندگان چرنجی لال	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]

دستخط
ہوچند را اکونٹس کلرک شمتی
آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

(۱) شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی انترنگ سبھا کے حسب ذیل ممبران واوہدیداران واسطے سال ۱۹۰۳و۱۹۰۴ع کے مقرر ہوئے ہیں۔

(۱) لالہ منشی رام جی ...... پردھان

(۲) لالہ منشی رام جی پوسٹ ماسٹر لاہور } اُپ پردھان

(۳) لالہ روشن لعل جی بیرسٹر ایٹ لا ...... } اُپ پردھان

(۴) لالہ مرلیدھر لیکچرار } منتری

(۵) لالہ جگن ناتھ سکریٹری بہارت انشورنس کمپنی } خزانچی

(۶) پنڈت ریلدراس } پستکادھیکش

ممبران

(۷) لالہ لال رام جی پرانتک دھرم انسپکٹر گوجرانوالہ

(۸) لالہ رام کرشن جی چیف کورٹ پلیڈر۔

(۹) رائے ٹھاکر دت جی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

(۱۰) لالہ شیو دیال ایم اے اسسٹنٹ پروفیسر

(۱۱) پنڈت رام چندت بی۔ اے

چیف کورٹ پلیڈر۔

(۱۲) لالہ کدارناتھ شاہپور

(۱۳) لالہ نرائن داس بی۔ اے پلیڈر۔

(۱۴) لالہ مہر چند راس جی مختار کرنال

(۱۵) لالہ جیون داس جی گورنمنٹ پنشنر۔

(۱۶) لالہ برج کشن داس ساہوکار امرتسر

(۱۷) ڈاکٹر پرمانند جی رئیس لاہور۔

(۱۸) سردار سوچیت سنگھ جی رئیس چھنیا ضلع گورداسپور۔

(۱۹) رائے پیڑارام جی افسر مال

(۲۰) لالہ متھرا داس پوری مالک ہندو ہوٹل لاہور۔

(۲۱) لالہ گنگا رام جی بی اے وکیل

نوٹ:- لالہ مرلیدھر جی نے بوجہ دفتر سبھا سے دور بود و باش رکھنے کے منتری پد سے استعفیٰ پیش کر دیا۔ اس لئے بجائے اُن کے لالہ روشن لعل جی منتری مقرر ہوئے۔ اور لالہ روشن لعل جی کی بجائے اُپ پردھان لالہ رام کرشن جی مقرر ہوئے۔

(۲) سال گذشتہ کے کل اہلکاریان کا عموماً اور لالہ رلا رام جی پردھان اور لالہ شبدیال جی منتری کا خصوصاً شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اوم

لالہ کانشی رام ویدک کے پرپوارک مخصوص بکس تقریباً نصف قیمت پر!!!

لاہور سماج کے ایک ودھوا ویہ بھائی نے ایک خاص تعداد لالہ کانشی رام کے پرپوارک سفری بکس و پاکٹ کیس کی خرید کر محض اس غرض سے تقریباً نصف قیمت پر فروخت کرنے کے لئے راقم کی دکان پر رکھی ہے۔ کہ جہاں ایک طرف ہمارے دیش نواسیوں کو نئی ایجاد کرنے کا حوصلہ ہو۔ وہاں دوسری طرف سرد ساد ہارن بھی انہیں خرید کر مستفید ہوسکیں۔ پس جو اصحاب خریدنا چاہیں بہت جلد بذریعہ وی۔ پی راقم سے طلب کریں۔ ورنہ اس خاص تعداد کے ختم ہو جانے پر انہیں اصل قیمت پر خریدنے پڑیں گے

پرپوارک بکس بجائے ۵ روپیہ کے ۳
سفری بکس بجائے ۳ کے ۲
پاکٹ کیس بجائے ۲ کے ۱

نوٹ۔ سگندھت دھوپ ۲ آنہ فی سیر ۱۔ ہون کی عمدہ سامگری درجہ اول ۱۰ آنہ فی سیر اور درجہ دوم ۸ آنہ فی سیر کے حساب سے راقم سے مل سکتی ہے۔ اور منفصلات کے اصحاب کو کمیشن میں خاص رعایت بھی ہوسکتی ہے

المشتہر

سیتارام آریہ سوداگر کلکتہ کی حفرہ انار کلی متصل آریہ سماج

آریہ سماجک خبریں

لالہ گینڈا مل سکرٹری آریہ سماج جلالپور جٹاں اطلاع دیتے ہیں کہ اس آریہ سماج کا سالانہ جلسہ جو ۲۶۔۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع کو ہونا تھا۔ فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

جلالپور آریہ سماج کے منتری سنت سنگھ جی کے لڑکے کا جات کرم سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ منتری جی نے وید پرچار فنڈ کو ۱ دان دئیے۔

مقام بجرنگ گڑھ ریاست گوالیار میں ایک نیا آریہ سماج ستھاپت ہوا ہے۔ جسکے عہدہ داران حسب ذیل ہیں۔ پنڈت رادھا رام صاحب ممبر محکمہ جنگلات پردھان۔ منشی ...نارام صاحب سررشتہ دار عدالت اپ پردھان۔ بابو دیوی چرن صاحب ہیڈ ماسٹر سکول منتری۔ بابو شیام سندر لعل صاحب اپ منتری اور منشی ...لعل صاحب کوشادھیکش۔ چار سبھاسد اور دیگر ممبران۔ ایک ماہوار چندہ لکھا گیا ہے چار جلسے ہفتہ وار ہو چکے ہیں۔ جن میں شنکر برہمچاری نے ایشور پرارتھنا کرائیں۔ اور عہدہ داران وغیرہ کے لیکچر ہوتے رہے

آریہ سماج ریاست بھرت پور آج کل ترقی پر ہے۔ سال حال کے لئے حسب ذیل عہدیداران مقرر ہوئے ہیں۔ پنڈت کنجی لعل ... پردھان۔ ڈاکٹر سکھ دیو ورما اپ پردھان۔ بابو ہیرا لعل جی ممبر منتری ... بابو گردھر پرشاد جی پستکادھیکش۔ اور بابو ...رام ورما کوشادھیکش۔

آریہ سماج جگرانوں ضلع دہرہ دون کا معمولی سالانہ جلسہ ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع کو منایا گیا

دوپہر کو ہی سب آریہ بھائی سماج مندر میں جمع ہوگئے۔ اور ایک بڑا ہون یگیہ کیا گیا۔ اور ہون منتروں کے ارتھ منتری جی نے سنائے۔ ۲ بجے سے نگر کیرتن شروع ہوا جسکے ساتھ ساتھ ویاکھیان ہوتے جاتے تھے منتری اور پردھان آریہ سماج اور پنڈت دھرم دت اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب تردیش ویاکھیان داتا تھے۔ ۵ بجے پھر سماج مندر میں واپس آکر پہلے منتری مہاشے پنڈت رام چند جی نے سالانہ رپورٹ سنائی۔ اس کے بعد چھوٹے چھوٹے ویاکھیانوں کے پیچھے پنڈت دھرم دت جی کا پنچ یگیہ وشے پر ویاکھیان ہوا۔ اور بہت سے اسیس کے شبدوں کے بعد۔ بادشاہ وقت کے شکریہ کے ساتھ جلسہ برخاست کیا گیا۔

پنڈت شمبھو دت جی اپدیشک آریہ سماج کرنال مع پنڈت شادی رام جی بھجن گانے والے کے ۵ اکتوبر کو جیند پہنچے۔ پھر آریہ سماج مندر میں پنڈت جی کا اپدیش ہوا۔ ۶ اکتوبر کو بازار میں دوکان لالہ لیکھراج چودھری پر ویاکھیان شروع ہوا۔ بدمعاشوں نے اینٹیں وغیرہ ماریں جس سے پنڈت شادی رام کے خون نکل آیا۔ تھانہ اور تحصیل میں جانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر ناظم صاحب کی خدمت میں یہ دونوں اپدیشک وہاں پہونچے۔ جہاں سے پولیس کا ایسا انتظام ہوا۔ کہ پھر کسی نے چوں بھی نہ کی۔ ۷ اور ۸ اکتوبر کو بڑی کثیر حاضری میں پھر ویاکھیان ہوئے اور رفتہ رفتہ شہر کے آدمی متاثر ہو گئے۔ اب امید ہے کہ آئندہ مخالفت نہ ہوگی۔

آریہ سماج بلوانہ ریاست پٹیالہ کے منتری لالہ گوراندتا مل سٹیشن ماسٹر رخصت پر گئے۔ اسلئے اُن کی جگہ لالہ کشوری لعل منتری نیت ہوئے ہیں۔ ۲ سے ۸ اکتوبر تک پنڈت سوجا دت جی اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے مختلف دھرم وشیوں پر ویاکھیان دئے جن میں حاضری معقول تھی۔ شہر والوں پر اسقدر اثر پڑا کہ ۵ روپیہ جمع کر کے انہوں نے خاص ہون کرایا۔ اس ہون پر آریہ پنڈت کو ... دان ملا۔ جو انہوں نے وید پرچار فنڈ کو دیدیا نیز ۱ روپیہ یتیم خانہ فیروزپور کو دان دیا گیا

چوہڑپور آریہ سماج میں پنڈت دھرم دت و رُدر دت و شنکر دیال جی نے خوب دھرم پرچار کیا۔ اس سماج کے پردھان اب بابو رام چند جی ہیں

مہاشے منتری آریہ سماج بمبئی خبر دیتے ہیں کہ پنڈت گنپتی شرما آج کل بمبئی میں براجمان ہیں آپ کا پہلا ویاکھیان گیٹی تھیٹر میں ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ کی شام کو ہوا۔ مضمون تھا "یوگ سے پرماتما کی پراپتی"۔ حاضری تقریباً ۶۰۰ یا ۷۰۰ کے تھی۔ میر مجلس ڈاکٹر تلچی رام جیونی لعل ایل ایم ایس تھے اثر بہت اچھا پڑا۔ اور بھی ویاکھیانوں کا پربندھ ہو رہا ہے۔ شاستر ارتھ کے لیے چیلنج کے اشتہار بھی لگائے گئے ہیں۔ ۶ اکتوبر کی شام آریہ سماج کے سپتاہک جلسہ میں اس وشے پر ویاکھیان تھا کہ گوتم نے اپنا نیائے شاستر کس وید منتر پر بنایا۔ مفصلات میں بھی پنڈت جی پرچار کے لئے جائیں گے

سیدوالہ (ضلع منٹگمری) میں پنڈت نند لعل پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے لگاتار پرچار سے ایک نیا آریہ سماج قایم ہو گیا۔ جسکے عہدہ داران حسب ذیل ہیں لالہ جوتی رام صاحب سارجنٹ پولیس پردھان۔ لالہ بھیم سین سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول منتری۔ بابو نند لعل خزانچی۔ اور لالہ اُتم چند لائبریرین۔ ان کے سواء چار اور ممبران ہیں۔

شاہجہانپور میں سوامی درشنانند جی مہاراج کے تین بڑے پُر اثر ویاکھیان ہوگئے۔ چند معزز صاحبان نے گوشت اور حقہ ترک کیا۔ گوشت ترک کرنیوالوں میں سے دو صاحبان کانگیستھ بھی تھے

آریہ سماج جلالپور جٹاں کا دوسرا سالانہ جلسہ

۲۶-۲۷ اکتوبر کو ہوگا۔ نگر کیرتن ۲۵- کو ہوگا۔ حافظ آباد ریلوے سٹیشن سے سواری یکہ ۱۸ امیل کا راستہ ہے۔

روجہانوالی (علاقہ ریاست بہاولپور) میں بہی ایک نیا آریہ سماج قایم ہو گیا ہے۔ جو مہاشے لشن سنگہ جی سگندہ کے پرشارتھ کا پہل ہے۔ مہاشے لشن سنگہ جی نے ودوانوں سے ویوستہا لینے کے اپشچات پرائشچت کرا کے اپنا یگیوپویت سنسکار پنڈت بہوجدت سے کرایا۔ ۱۱- اکتوبر کو یگیوپویت سنسکار ہوا۔ ۱۲ و ۱۳ کو مختلف دہارمک وشیوں پر لیکچر ہوئے جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسجگہ آریہ سماج کی بنیاد پڑگئی اور حسب ذیل ادہیکاریاں مقرر ہوئے۔ مہاشے ایشری داس اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر پردہان پنڈت رام لعل منتری اور مہاشے لشن سنگہ جی اُپ منتری۔ اِن کے علاوہ پانچ اور ممبران ہیں۔ پردہان مہاشے کی دہرم پتنی ودوشی ہیں۔ اور دونوں کال سندہیا کرتی ہیں۔

سولن ضلع شملہ میں پنڈت مہر چند پرچارک نے خوب پرچار کیا۔ اور ۱۷ روپیہ وید پرچار فنڈ اور یتیم خانہ کے لئے دان ہی اکٹہا کیا۔

کنڈاگہاٹ پر بہی خوب ویاکہیان رنہیں پنڈت جی لے رہے

بریلی آریہ سماج کے منتری سوامی ویشیشورانند برہمچاری نتیانند اور سوامی درشنانند جی کو اپنے وارشکوتسب پر جو ۲۶ اور ۲۷ نومبر کو ہوگا نمنترن دیتے ہیں

آریہ سماج سرسہ کا دوسرا سالانہ جلسہ

۲۶- ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بڑی کامیابی کیساتھ ختم ہوا۔ ۲۰ آریہ بہائی باہر سے آکر شریک جلسہ ہوئے۔ ۲۷- ستمبر کی شام کو بڑی دہوم دہام کے ساتھ نگر کیرتن کیا گیا۔ پنڈت دیوی دت شرما۔ اور ماسٹر وزیر چند کے نہایت خوش الحانی سے بہجن گانے کے باعث نگر کیرتن میں بڑی رونق رہی۔ ماسٹر آتما رام۔ پنڈت بہوجدت ماسٹر وزیر چند و پنڈت شمبہو دت جی نے بڑے عمدہ عمدہ ویاکہیان دئیے۔ ماسٹر وزیر چند نے مندر فنڈ کے واسطے اپیل کی۔ جسپر مبلغ ۱۵۴ روپیہ نقد وصول ہوئے اور مبلغ ۔/۵۰ کا اقرار ہوا۔ علاوہ اِس کے ۵ روپیہ کنیا اناتہ آلے جالندہر کے لئے بہی وصول ہوئے۔ الغرض ایشور کی کرپا سے یہ جلسہ بڑی رونق کیساتہ ختم ہوا۔ پنڈت بہوجدت نے آکر ایک ہفتہ پیشتر سے جلسے کی کامیابی کے واسطے بڑے پرشارتہ سے کام کیا۔ جسکے لئے سماج از حد مشکور ہے

کوئٹہ سال آئندہ کے لئے مفصلہ ذیل صاحبان کوئٹہ آریہ سماج کے ادہیکاریان و ممبران انترنگ سبہا منتخب ہوئے

لالہ گنیش داس جی ورما پردہان۔ پنڈت گیشن جی بی اے و لالہ لدہا رام جی اُپ پردہان - لالہ حکم چند جی منتری۔ لالہ پورن چند جی اُپ منتری لالہ ٹہاکر داس جی کوشادہیکش۔ لالہ اچہر لائبریرین ممبران انترنگ سبہا۔ لالہ گنیش داس جی ورما۔ لالہ جیہ لال جی۔ ڈاکٹر بیلی۔ لالہ لدہا رام جی نائب پیوڈر سردار سوچیت سنگہ جی۔ پنڈت ہیرا لال جی

منتری آریہ سماج کمالیہ لکہتے ہیں لائل پور سے ہمارے بہائی جہنڈا رام جی عرائض نویس سبہاسد آریہ سماج لائل پور آریہ کنیا پاٹہ شالہ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ کی پاٹہ شالا کو اڈیا ملنا چند مخالف لوگوں نے انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور کو کہہ کر بند کرا دی ہے ہمارے بہائی کو یہہ خبر غلط ملی ہے۔ گرانٹ۔ ان ایڈیہ پاٹہ شالا ہذا کے لئے جناب ڈایرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب نے گذشتہ سال کمہ میعاد عطا فرمایا ہے۔ اور تا حال اسی طرح یہ پاٹہ شالا ایڈڈ ہے

اگرچہ ہمیں روپیہ گرانٹ سکا ابہی تک میونسپل کمالیہ سے نہیں ملا۔ مگر چونکہ کاغذات ہذا ہیں کمیٹی ہذا کے دفتر میں آئے ہیں۔ امید ہے ہمارے معزز میونسپل کمشنران گرانٹ کا روپیہ دینے میں کوئی عذر نہیں کریں گے۔

آریہ سماج میانمیر کے ادہیکاریوں کا انتخاب حسب ذیل ہوا ہے:-

لالہ بہگوان داس جی اورسیر پریسیڈنٹ لالہ رام رکہا مل وائس پریسیڈنٹ۔ لالہ آتما رام جی سکرٹری۔ لالہ حکم چند جی اسسٹنٹ سکرٹری لالہ بہیشا رام جی خزانچی۔ لالہ کشن چند جی لائبریرین لالہ جودہا رام جی ممبر انترنگ سبہا۔

تمام خط و کتابت لالہ آتما رام جی منتری کے نام سے ہو۔

سکہر ہی آریہ سماج نوشہرہ چنداں لکہتے ہیں کہ مندر آریہ سماج طیار ہوگیا ہے۔ جالندہر روپیہ چندہ ہوگیا تہا۔ اور یہ زمین پہلے برادری کی تہی اور مبلغ ۱۰۰ صد روپیہ پر ان صاحبان سے قرضہ لے کر لگا دیا گیا ہے۔ ان سماجیوں و کل برادری نے یہ نوشت کردی کہ غلہ فروختنی پر ۱ پیسہ فیصدی آڑہت لی جاویگی جب تمام کل ہو جاویگی تو یہ فیصدی ماہوار کی سے سود و سے کر روپیہ پر ان صاحب کو جاویگا لیکن پردہان صاحب نے انکار کیا کہ مبلغ سود کا ادا کیا۔ جب سماج کو دیا اصل فرض اور آڑہت کا روپیہ خزانچی صاحب کے پاس اب جمع ہوتا ہے جیسے کہ غلہ فروختنی ایک شادی ہوا سماج کو سجانہ لالہ سکہا مل کی لڑکی کی ہوئی۔ اسپر لالہ صاحب نے دان دیا وید پرچار فنڈ یتیم خانہ سبہا اور کنیا پاٹہ شالا سے لالہ چندو مل نے ۸ بروقت گہاٹ کے یتیم کو دان دیا۔ یہ للبو پرکشن داس جی کی ...

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

جنگ جنوبی افریقہ کے متعلق خبر ہے۔ کہ کیپ کولونی میں جس پر بوئیروں نے یورش کی ہے جنگی قانون جاری ہوگیا ہے۔ اسکے مطابق بوئیروں کے کمان افسر لوٹر کو پھانسی دی گئی ہے۔ لیکن اُسکے ساتھی زندگی کے لیئے قید کیئے گئے ہیں۔ ایک دوسرا بوئیر کمانڈر شیپر س بھی انگریزوں کے قابو آگیا۔ جنرل بوتہا سرکاری فوج کے گھیر ڈالنے کے باوجود بھاگ نکلا ہے۔

پائونیر رقمطراز ہے۔ کہ لیڈی ڈفرن کے نام سے جو ہسپتال عورتوں کے لیئے کھولے گئے تھے۔ اُن میں صرف پردہ نشین اعلیٰ خاندان کی عورتوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ اور مفلس ہندوستانیوں اور عیسائیوں کو انکار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض بیماریوں میں کوئی بھی عورت آدمی سے علاج کرانا نہیں چاہتی۔ ہر ایک انصاف پسند آدمی پائونیر کے ساتھ اتفاق کریگا۔ کہ ایک حصہ ایسے زنانہ ہسپتالوں کا دیگر عورتوں کے لیئے بھی کھول دینا چاہیئے۔

پیکن دارالخلافہ چین سے جب جملہ سلطنتوں کی فوجیں چلی گئیں تو امیریکا اور جاپان کی فوجوں کو چینیوں نے دعوت دی۔ امریکن تو بوجہ موقت اپنے پریسیڈنٹ کے قبول نہ کر سکے لیکن جاپانیوں نے فوج چین کے ساتھ خوب ربط ضبط پیدا کیا۔

ہوم گورنمنٹ ہندوستانی فوج کی نسبت یورپین فوجی افسروں نے بڑی ہمدردی کے لیئے قائم کی آسام کی خاص قوم میں جو جملہ احمدیہ سماج

کسی کامیابی کی خبر چھپی تھی۔ اُس کی تردید مسٹر منرو صاحب کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ جسقدر کامیابی دکھلائی جاتی ہے۔ اُسقدر نہیں ہے۔ لیکن کسیقدر کم کامیابی ضرور مانتے ہیں۔

امیر کابل کے مرنے پر جو پرامیسری نوٹوں کا بھاؤ کسیقدر گر گیا تھا اب پھر جیوں کا تیوں ہوگیا ہے۔ جس سے کہ کسی قسم کا خاص اثر ریاست میں نہیں ہے۔

بابو موتی لال گہوش ایڈیٹر اخبار امرت بازار پتریکا پر جو مسٹر ہاف نے ایکہزار روپیہ جرمانہ کرایا تھا وہ اپیل سے معاف ہوگیا۔ صاحب سشن جج نے قرار دیا کہ اخبار کی اشاعت کانپور میں ثابت نہیں ہوئی۔ نیز یہ بھی قرار دیا کہ بابو گہوش دفتر سے غیر حاضر تھے جب خبر متنازعہ درج ہوئی اور ایک لائق سب ایڈیٹر موجود تھا۔ بابو موتی لال گہوش کی بریت نے سب اخبار نویسوں کو خوشی دلائی ہے۔

انڈین کانگریس کمیٹی نے اپنی ولائیت کی ایجنسی کے لیئے ۲۵ ہزار روپیہ دینا منظور کیا ہے

احمد آباد میں بوئیر قیدیوں سے پارسیوں کا کرکٹ ہوا جسمیں پارسی کامیاب ہوئے

مقام میمن سنگھ (علاقہ بنگال) میں ایک شخص کی دو بیویاں تھیں۔ ایسمیں حسد تھی۔ ایک بیوی نے اس خیال پر کہ خاوند دوسری کی خاطر کرتا ہے۔ اپنی سوکن کو دھکا دیا۔ لڑائی ہوئی تو دوسری نے پہلی کو زخمی کیا جسکی وجہ سے وہ مرگئی۔ اب باقیماندہ زندہ بیوی کو دائم الحبس کی سزا ملی ہے۔ افسوس کہ ایسی وارداتیں ہوتی ہیں۔ لیکن ہندو مسلمان دونوں ایک سے زیادہ بیواہ کرتے چلے جاتے ہیں۔

رائے حکم چند صاحب ایم اے۔ جو پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ رہ چکے ہیں۔ اور حیدر آباد دکن میں رسسٹنٹ مشیر قانونی اور سکرٹری کونسل واضعان قانون تھے۔ دفعتاً دل کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے مر گئے رائے حکم چند صاحب اول درجہ کے مقنن تھے اور ان کی بعض قانونی تصانیف مستند سمجھی جاتی تھیں۔

امیر حبیب اللہ نے اپنے باپ کی موت اور اپنی تخت نشینی کی خبر باقاعدہ طور پر گورنر جنرل وائسرائے ہند کو بھیجی ہے۔ اور امید ظاہر کی ہے۔ کہ دونوں ریاستوں کا باہمی تعلق حسب دستور سابق دوستانہ بنا رہیگا۔

فیصلہ ہوگیا ہے۔ کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو دہلی کے مقام میں شاہ ایڈورڈ ہفتم کے شاہنشاہ ہندوستان کی پدوی لینے کا جلسہ کیا جاوے۔ امید دلائی جاتی ہے۔ کہ اس موقع پر بڑا بھاری ہجوم ہوگا۔ اور اُسکے لیئے ابھی سے طیاریاں شروع ہوں گی۔ آریہ سماج کے لیئے پرچار کا یہ بڑا اعلےٰ موقع ہوگا جسکو امید ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب ہاتھ سے نہ دیگی۔

امیریکا کے ممالک متحدہ کے مقتول پریسیڈنٹ میکنلی صاحب بڑے مستقل مزاج اور مستعد آدمی تھے۔ آپ ۱۸ برس کی عمر میں معمولی فوجی سپاہی تھے۔ چار برسوں کے اندر میجر کے رتبہ تک پہنچ کر فوج کو استعفیٰ دیدیا۔ اور قانونی وکیل بن گئے۔ اس کام میں یہاں تک شہرت حاصل کی کہ آخرکار امیریکن ریپبلک کے پریسیڈنٹ بن گئے۔

مقام لنکاشائر (انگلستان) کپڑہ وغیرہ کے کارخانوں کے لیئے مشہور ہے۔ اس مقام کی بڑی بھاری سوداگری چین کے ساتھ ہے اسلیئے اُس جگہ کی کمرشل کونسل نے خاص خاص آدمیوں کو چینی زبان سکھانے کے لیئے خاص سالانہ منظوری کی ہے۔ میں نہیں سمجھتا

کہ اس قسم کے خیالات بھارت ورش کے رہنے والے لوگوں کے دلوں میں کب پیدا ہونگے

امیر کابل کی موت کی وجہ سے ۱۴۔ اکتوبر کو گورنمنٹ ہند نے عام تعطیل قرار دی تھی اسلئے دوابہ ہائی سکول جالندھر بھی اُس روز بند رہا۔

کابل کے امیر کی موت کی وجہ سے گورنمنٹ انڈیا کی کونسل ۹۔ نومبر تک شملہ میں ہی ہوگی

نامہ نگار جیند لکھتے ہیں کہ جیند میں رام لیلا کی تیاری ہو رہی ہے۔ شہر سے قریب چار صد روپیہ کے چندہ کی طور پر اکٹھا کیا گیا ہے سُنا ہے کہ ریاست نے بھی روپے اس کام میں دئیے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ روپیہ کسی کار خیر میں خرچ نہ ہوگا۔ آج تک سینکڑوں روپیہ تو اس میں سے مسلمان آتشبازوں اور رنگریزوں کے گھروں میں جا چکا ہے۔ جو کہ بانس کے بُت بناتے اور رنگتے ہیں۔ بھوکے قحط زدہ باگڑی سینکڑوں بھوکے مر رہے ہیں جنہیں دہرم سالہ کی اشد ضرورت ہے شہر کی شہر میں گلی اور خراب ہے۔ ایسے کاموں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ افسوس!

کابل میں بالکل امن ہے۔ امیر حبیب اللہ کی تخت نشینی کو سب نے مان لیا ہے۔

مسٹر میکڈانلڈ نے بمقام گلاسگو ایک مضمون دُخانی انجنوں پر پڑھا جس میں انہوں نے ظاہر کیا کہ امیریکا وغیرہ کے انجن بہ نسبت انگلستان کے بہت ارزاں قیمت پر ویسے ہی عمدہ بنتے ہیں اور گورنمنٹ وقت بیرونی اشیاء کی ممانعت کرتی ہے تاہم اُنہیں بازار سے نکال نہیں سکتی۔ جب غیروں کی یہ حالت ہے۔ تو اگر ہندوستانی اپنی کوشش سے ولائیت کی نسبت بہتر اور ارزاں چیزیں مہیا کر سکیں تو کوئی طاقت اُنہیں روک نہیں سکتی۔ لیکن یہاں ہمت کس کے گھر سے آوے۔

عیسائی مشنریوں کی ایک سوسائٹی انگلو انڈین لوگوں کو عیسائیت کے اندر قائم رکھنے کی غرض سے جاری ہے۔ جس کے اخراجات گذشتہ سال میں ۲۵۲۲۲ روپیہ ہوئے۔ اس سوسائٹی کے پرچارکوں کا فرض ہے کہ جو انگریز شہروں آبادیوں اور دیگر شائستہ جگہوں سے دور ہیں اُن کے اندر عیسائی اصولوں کا پرچار کریں۔

امیر حبیب اللہ خاں نے محصول اور خراج کو بہت کم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور علاوہ خیرات کے کچھ قیدیوں کی رہائی کا بھی حکم دیا ہے۔

ڈیرہ غازیخان اب ضلع کا صدر مقام نہیں رہیگا۔ ضلع کا صدر مقام اب جامپور مقرر ہوگا۔ اسجگہ کے آریہ بھائی بڑے اُف ہی ہیں۔ صدر مقام ہو جانے سے امید ہے۔ کہ جامپور آریہ سماج بڑی ترقی کریگا۔

میسور میں زراعت پیشہ آدمیوں کے فائدہ کے لئے جو بنک گورنمنٹ کی مدد سے کھلے ہیں اُن میں کامیابی کی امید معلوم ہوتی ہے۔ ان بنکوں کو سرکار کی طرف سے روپیہ قرض دیا جاتا ہے۔ اور بینک والے آگے کاشتکاروں کو قرض دیتے ہیں دریافت طلب یہ امر نہیں ہے۔ کہ گورنمنٹ کا قرضہ وصول ہوا یا نہیں۔ بلکہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کہاں تک کاشتکاروں کو مدد ملی۔

بھوپال کی گدی پر ہمیشہ لڑکی ہی بیٹھا کرتی تھی، لیکن چونکہ موجودہ بیگمصاحبہ کے کوئی لڑکی نہیں ہے۔ اسلئے گورنمنٹ ہند کی اجازت سے بیگم صاحبہ کے بڑے صاحبزادے نواب نصر اللہ خاں صاحب ولیعہد قرار دئے گئے ہیں۔

شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کا جنم دن ۹ نومبر کو منایا جاویگا۔ اور اب قطعی فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ اُس روز عام تعطیل ہوگی

شاہ فارس کے برخلاف ایک بڑی بھاری سازش کا طہران میں پتہ لگا ہے جسمیں شاہ کے دو بھائی ایک داماد اور وزیر اعظم بھی شامل تھے۔ ان پانچوں کے تن سر سے جدا کر دئیے گئے ہیں

سردار بھگت سنگھ صاحب وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سردار صاحب کے مرنے پر تمام انگریزی و دیسی اخباروں میں غم والم کے اظہار ہو رہے ہیں سردار صاحب کے ساتھ اُن اُن خوبیوں کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جن کی نسبت کہ شاید وہ خود بھی دعوی نہ کرتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ خیال کیوں عام ہو گیا ہے کہ جب کوئی انسان مر جاوے تو اُس کی بد خصلتوں کی پردہ پوشی کر کے اُسے نیک ہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ سردار صاحب کی موت پر وزیر اعظم مقرر کرنے کا سوال بڑا ہی نازک ہے۔ بعض اخبار لالہ بھگوان داس صاحب جج کا نام پیش کرتے ہیں۔ لیکن میری رائے میں سوال یہ نہیں ہے کہ آیا سردار بھگت سنگھ کی لیاقت کا آدمی ملتا ہے یا نہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ کوئی دیانت دار اور اعلی تجربہ کا آدمی ملتا ہے یا نہیں۔ بہت سے اخبار نویس کنور سر ہرنام سنگھ صاحب کا نام پیش کرتے ہیں۔ لیکن مجھے امید نہیں ہے کہ سر ہرنام سنگھ سا مدبر اور آزاد طبع آدمی اُسوقت تک اُس ریاست کے عہدہ وزارت کو منظور کرے جب تک کہ اُسے یقین نہ ہو جاوے کہ اُسکی کوششوں کی داد دینے والا کوئی موجود ہے

مراسلہ

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں ہے

نامہ نگار راولپنڈی۔ لوکل سماج کی سستی کی ذہنیت انترنگ سبھا میں پیش کیجئے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کے متعلق خوش ملاقات ہیں۔ ان پر اس معزز سبھا کے عہدہ داروں کی توجہ کھینچئے۔ اخبار میں اس مضمون کے جانے سے کچھ فائدہ نہیں ایڈیٹر

مہاشے کرپارام جی۔ مرتک شرادھ کے برخلاف دلائل دینا پسے کو پیسنا ہے۔ آجکل تو پورانک ہی دلیل کی ضرورت نہیں رکھتے۔ باقی رہے وہ آریہ بھائی جو گھبر کے ڈر سے بوتہ جاتے ہیں ان کو اپنے عمدہ نمونہ سے درست کرنے کی کوشش کیجئے۔ اخبار کی تحریر ولیا سے وہ زیادہ تر ڈھیٹھ ہو جائیں گے ایڈیٹر

آریہ سماج کوٹ چھٹہ کا پہلا سالانہ جلسہ

اس جلسہ کا حال بیان کرنے سے پہلے یہ درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوٹ چھٹہ ایک شہر ضلع ڈیرہ غازی خاں میں شہر جامپور اور ڈیرہ غازیخاں کے درمیان لب سڑک ضلع واقع ہے اس شہر کے سماج کو قائم ہوئے قریباً دو سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ مگر تاہنوز اس سماج کا کوئی کام باقاعدہ نہیں ہے۔ اور جس قدر ممبران سماج ہیں۔ ان میں سے اکثر ناخواندہ ہیں چونکہ تمام اُتساہی اور پرچارتی پُرش ہیں اسلئے ایشور کی کرپا سے ان کو اس پہلے سالانہ جلسہ کرنے کا اس چھوٹی سی بستی میں موقع ملا۔

یہ جلسہ بموجب نوٹس کے مورخہ ۲۸ و ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو لالہ تمارام واڈرہ کے مکان پر ہو گیا۔ مکان مذکور کو خاص کر آریہ سماج جام پور کے اُتساہی اور پرچارتی ممبران کی سر توڑ کوشش، محنت اور کمال درجہ سے ایک دو روز پہلے عمدہ عمدہ موٹوں اور نوٹوں نصیحت آمیز قطعوں سے سجایا گیا اور مکان رات کو لیمپوں کی روشنی میں جگمگ جگمگ کرتا تھا۔ حالانکہ یہ سجاوٹ معمولی تھی۔ مگر کوٹ چھٹہ جیسی بستی کے لوگوں کے لئے (جنہوں نے اپنی حیاتی میں ایسا سماں کبھی نہ دیکھا ہوگا) ایک بڑا بھاری نظارہ تھا۔ تمام شہر نواسی چھوٹے سے بڑے تک جو آریہ سماج کے سخت مخالف تھے۔ اور آریوں کو گالیاں دیتے تھے۔ اور آریوں کے مندر میں جانا پاپ خیال کرتے تھے۔ جوق در جوق مکان کی سجاوٹ دیکھنے اور اپدیشوں کے سننے کے لئے آتے تھے۔ نگر کیرتن جو کہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ ستمبر کو ہونا تھا کئی ایک کارنوں سے ایک دن بھی نہ کیا گیا پہلے روز ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو بعد ہون یگیہ وسوستی واچن کے پنڈت جیون لعل جی صدر ناظر ضلع ڈیرہ غازی خان نے پرارتھنا کرائی۔ پھر ایک بھجن ہو کر مہاشے پنڈت سوہن لعل جی برہمچاری کا ایک منوہر اور دل کو موہت کرنے والا سرمن ہوا۔ جس میں انہوں نے دو تین مثالوں سے سامعین کو آگاہ کیا کہ یہ شریر اس جگت میں ہمیں کس لئے ملا ہے اور ہم نے یہاں آکر کیا کرنا ہے۔ اور کس طرح ہم ایشور کو پا سکتے ہیں۔ سرمن کو سن کر لوگ بڑے محظوظ ہوئے۔

بعد میں ایک بھجن ہو کر پنڈت سرلوچن جی کا ویاکھیان صرف آدھ گھنٹہ اس وشے پر ہوا کہ آریہ لوگ قدیم سے چلے آتے ہیں کچھ آج کل نئے نہیں ہوئے۔ انہوں نے اوم تت ست والے سنکلپ پڑھتے ہوئے اور اس کی مختصر تشریح کرتے ہوئے لوگوں کو دکھایا کہ تم ہم لوگ سب پرانے آریوں کی اولاد سے ہیں۔ ہمارا نام ہندو نہیں ہے۔ ہندو کے معنی انگریزی ڈکشنری سے۔ چور۔ رہزن ایمان برگشتہ اور بیمار طبیعت کے نکلتے ہیں اس کے بعد پہلے وقت کی کارروائی ختم ہو کر پھر دو بجے کارروائی شروع ہوئی۔ اس پہلے وقت میں قریب دو سو کے حاضری رہی۔

دوسرے وقت میں پہلے پہل بعد دوپہر بھجن ہونے کے پنڈت ستیہ دیو جی نے بعد ایشور پرارتھنا کے دھرم وشے پر نہایت عالمانہ اور فاضلانہ لیکچر دیا۔ جس میں انہوں نے اتہاسوں اور تواریخوں کی مثالیں دیتے ہوئے لوگوں کو جتلایا کہ صرف دھرم آخیر وقت کا ساتھی ہوتا ہے جو لوگ دھرم کا ناش کرتے ہیں۔ دھرم ان کا اوشیہ ناش کرتا ہے۔

پھر بعد بھجن ہونے کے سوامی بردھمانند جی کا پُر تاثیر اور ہنسانے والا اور اصل میں رلانے والا لیکچر منشیہ جنم کی سپھلتا پر ہوا۔ ان کے لیکچر کے وقت تخمیناً ۵۰۰ کے حاضری تھی گویا تمام مکان بھرا ہوا تھا۔ اس لیکچر کا لوگوں پر بڑا بھاری اثر پڑا۔ بھولے بھالے ہندو لوگوں کو پوری طرح سے درشا دیا۔ کہ جب ہم تم لوگ قسمت پر بھروسہ کرنے والے ہو گئے اور ایشور کی بیش قیمت عطیہ بدھی سے کام

ہوگے۔ تب تک کبھی منشیہ جنم کو سپھل کر کے سچا آنند نہیں پا سکتے۔ پھر سندھیا ہو کر ایک دو بھجنوں کے بعد دہنارام صاحب دوم مدرس فارسی ہائی سکول ڈیرہ غازیخان کا اتی اُتم دیاکھیان دہرم وشئے پر ہوا جس میں اُنہوں نے تمام رسوم خلاف از وید مثلاً مورتی پوجا و شرادہ کی تردید کرتے ہوئے لوگوں کو سچے دہرم کا راستہ بتلایا۔ اور فرمایا کہ اس ستیہ سناتن ویدک دہرم پر عمل کرنے سے مکتی مل سکتی ہے۔ اور کسی طرح نہیں۔ اس دوسرے وقت میں حاضری تقریباً ۴۰۰ کے قریب ہی تمام شہر کے لوگ آج کی کارروائی سے خوش اور محظوظ و موثر ہو کر اپنے اپنے گہروں کو رخصت ہوئے۔ بعد میں ۱۲ بجے شب کے قریب باہر سے آئے ہوئے بہائیوں کا لاب ہوا۔ دوسرا روز ۲۹ ستمبر سنہ۱۹۱۱ء

مورخہ ۲۹ ستمبر سنہ۱۹۱۱ء بروز ابہت وار ہون یگ اور سوستی واچن ہوا۔ اور ایک آریہ کوٹ چھٹہ نواسی کے لڑکے کا مونڈن سنسکار ہوا۔ حالانکہ برادری نے اُس کی مخالفت کی اور اُس کا کوئی رشتہ دار سوائے ایک کے سنسکار کے وقت نہ آیا مگر وہ شیر مرد برابر درڑھ ہو کر اپنی رائے پر ڈٹا رہا۔ اس موقعہ پر کوٹ چھٹہ سماج کے تمام ممبران کی بہادری اور بے خوفی کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ جب سے اُن کی سماج قائم ہوئی ہے تمام برادری کی ملی لعنتوں کو سہتے ہوئے اپنے کل سنسکاروں یگ و بواہ و منڈن وغیرہ ریدوکت کراتے ہیں۔ اس کام میں کوٹ چھٹہ سماج کے ممبران خاص کر قابل تعریف ہیں۔ بعد اُس کے ایک بھجن ہو کر پنڈت سرپوت جی نے مہا ایشور پرارتھنا کے اُپنشدوں کی ستھاکی۔ دو رہون یگیہ کے بارے میں

ستو ہر اُپدیش دیا۔

پھر ایک بھجن ہو کر سوامی برہمانند جی کا ہنسانے والا (مگر اصل میں رُلانے والا) لیکچر بھارت ورش کی حالت پر ہوا۔ جس میں اُنہوں نے حال کی مردم شماری کی رپورٹ جو نظم میں ہی پڑھ کر اُس کی مفصل تشریح کرتے ہوئے لوگوں پر ہندوستان کی ابتر اور خستہ حالت کا نقشہ کھینچا۔ اس لیکچر سے لوگ بڑے محظوظ اور موثر ہوئے۔ اُس وقت حاضری قریباً ۴۰۰ کے تھی۔ صبح کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا وقت ۲ بجے سے ۴ بجے تک دو گھنٹے تہا۔ اس عرصہ میں چار پانچ سوال۔ مورتی پوجا جن بہوت۔ وغیرہ پر ہوئے۔ جن کا جواب شانتی سے بمعقولیت تمام دیا گیا۔ تمام معترض چپ رہے۔ اُس کے بعد پنڈت سرپوت جی کا نہایت عمدہ دیاکھیان ایشور۔ اور جیو کے بارے میں اور جن بہوت کی نیستی پر ہوا۔ جن کو سن کر لوگ خوش ہوئے۔ اور سمجھ لیا کہ جن بہوت کوئی چیز نہیں صرف اپنے ہی دل کا وہم اور خیال ہے۔

پھر پنڈت جیون لعل جی صدر ناظر ڈیرہ وال زبان میں دیش کی حالت پر تہوڑی سی تقریر کر کے منشی رلدو رام مشہور بھجنیک آریہ سماج ملتان کے دو تین گیت ڈیرہ وال زبان میں موسوم بہ طرز آگا (جو کہ ستریاں بیاہ شادی میں گایا کرتی ہیں) ہوئے۔ جن کو حاضرین نے بڑے شوق سے شروع کیا۔

بعد ازاں سندھیا ہو کر ملک گنیش داس جی سکول ماسٹر ڈیرہ غازیخاں کا نہایت ہی عمدہ دیاکھیان سورگ و نرک کے مضمون پر ہوا۔ جس میں اُنہوں نے بتلایا کہ سورگ نرک عیسائیوں مسلمانوں اور پوران کے عقیدہ کے بموجب کوئی خاص ستھان نہیں ہے۔ بلکہ سورگ نرک دہی سکھ

دکھ ہے۔ جو کہ اس سنسار میں ہمکو اپنے اچھے اور کہوٹے کرموں کے بدلے میں ایشور کی طرف سے ملتا ہے۔ اور آریہ سماج بھی اس سورگ نرک کو مانتا ہے۔ یہ لیکچر عام فہم تہا۔ تمام حاضرین اس دیاکھیان سے نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ پھر ایک بھجن ہو کر پنڈت ستیہ دیو جی ودیالنکار کا عالمانہ اور فاضلانہ لیکچر آریہ سماج کی تعلیم آریہ سماج کے اصول اور ویدک دہرم کی فضیلت و عظمت پر نہایت زوردار الفاظ میں ہوا۔ حاضرین پر بڑا بہاری اثر ہوا۔

اُس کے بعد ایک بھجن ہو کر ادل ایشور پرماتما اور گورنمنٹ اور شریمتی پرتی ندہی سبہا اور دُور سے آئے ہوئے اُپدیشکوں اور باہر سے آئے ہوئے بہائیوں کا شکریہ ادا کر کے آرتی ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔

عام طور پر اس جلسہ کا اثر بڑا بہاری کوٹ چھٹہ نواسیوں پر ہوا۔ اور ہر ایک شخص چھوٹے سے بڑے تک آریہ سماج کی سچائی کا دم بھرنے لگا۔ اس جلسہ پر عموماً ۵۰۰ کے قریب حاضری ہوتی رہی۔ اور قریب پونے دو سو کے باہر سے مہمان آئے تہے۔ جن کی روٹی کا انتظام کوٹ چھٹہ سماج نے کیا ہوا تہا۔ باہر سے آئے ہوئے مہاشئے ڈیرہ غازیخاں۔ جامپور۔ ملتان۔ گداکی اور جہوک دستیند کے تہے۔ خاص کر جامپور آریہ سماج۔ آریہ سماج کوٹ چھٹہ کی طرف سے نہایت ہی شکریہ کے لائق ہے۔ جہاں سے کہ ۱۰ آریہ صاحبان نے جلسہ کے موقعہ پر تشریف لا کر کوٹ چھٹہ سماج کے ممبران کے اُتساہ کو بڑھایا۔ اور سماج مذکور کے پانچ چھ صاحبان نے تو جلسہ سے تین روز پہلے تشریف لا کر جلسہ کے مکان کو سجایا۔ تمام سامان آرائش اور لیمپ وغیرہ ڈیرہ غازیخان اور جامپور آریہ سماج

...ے لئے تھے۔ جو کہ ہر دو سبھا جیں خاص ...کے مستحق ہیں۔ اس طرح سے ...جلسہ نہایت ہی غیر معمولی کامیابی ...سے سماپت ہوا

راقم

داس موہن لال آریہ از جام پور۔

موت

فرائض انسانی

گذشتہ اشاعت سے آگے

...نے گذشتہ مضمون میں میں نے ایک پرشن اٹھایا تھا کہ کیا اُپاسک مہاتماؤں کی کمی ہو گئی ہے؟ جسکا جواب ہمیں ہندو کمیونٹی ...کے وایہ سے بڑے زور سے دیا جاتا ہے ...اُنتا ہی۔ اور وہی۔ گلاب ولاسی بڑے ...اُبھرو اجاب پرکار کے اُپاسک کچھ کم نہیں ...تعداد میں آریہ ورت میں گھوم رہے ہیں۔ آپ ...سلو ہر درشنوں سے ہر من دوارا ہر جگہ مشتری ...برتنوں کو آنندت کر رہے ہیں۔ اور تنتر گرنتھوں ...اور وشیشٹ آدمی اُپاسکوں کے اہنیل اُپدیشوں ...سے گیاسوؤں کی ترپتی کر دیتے ہیں۔ اُنکو سرسری نظر سے دیکھتے ہوئے ہمیں اس کی ...سچائی کا یقین کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ کہ ان ...اگر ہے جہاں کہ یہ گیرو رنگے رنگڑے اور گھوڑے ...اسکے پرمہنس مہاتماؤں کی خاصی تعداد ...کے درشن نہیں کر سکتے۔ لیکن اُنکی تہہ میں جانے سے کچھ اور ہی رنگ کھلتا ہے۔ میں پہلے یہ ...عرض کر چکا ہوں۔ کہ اُپاسنا کا پھل الیشور ...کے درشن ہوتا ہے۔ اگر ہم ان سیلانیوں ...کو اُپاسک مہاتما مانتے ہیں۔ تو دیکھنے سے ...عالما یہ امر رہ جاتا ہے۔ کہ کیا اُپاسنا

کی تعریف کا اطلاق ان پر ہو سکتا ہے۔ ان مفت خوروں کی حالت پر ذرا غور کیجئے۔ بھنگ افیم اور چرس یہ تو ان کے اں داخل ہاپ ہی نہیں۔ گانجا اور چنڈو استعمال کرنا بھی ان کے نزدیک عیب میں شامل نہیں ہے۔ ہاں اس اور شراب کو ان کے تنتر گرنتھوں نے مکتی کا سادھن بنا دیا ہے۔ غرضیکہ منشی اشیاء ان کے لئے ہرگز معیوب نہیں ہیں۔ خواہ کیسا ہی کمینہ اور مکروہ ڈھنگ کیوں نہ برتنا پڑے یہ دھن حاصل کرنے کا موقع کوئی ہی نہیں کھوتے۔ ان کی خوراک میں دودھ۔ گھی بنیٹی راگی میوہ جات شامل ہیں۔ جو کہ شریر کو پشٹی اور ویریہ کی بردھی کرتے ہیں۔ لیکن کیا یہ امر قابل اعتراض ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شریر مضبوط ہونا چاہئے۔ کیونکہ شریر کے صحت کی حالت میں ہونے سے اور دماغ کے پوتر ہونے سے انسان اُنتی کر سکتا ہے۔ لیکن ان مہاتماؤں کی طاقت کہاں خرچ ہوتی ہے۔ اس کا قابل افسوس جواب کسی سمجھدار آدمی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آئے دن سینکڑوں خبریں اسی قسم کی سنائی دیتی ہیں۔ کہ بدمعاش گیروے مشٹنڈوں نے کئی شریف خاندانوں کے پردہ عصمت پر داغ لگایا۔ اور کئی گھروں کو ہمیشہ کے لئے بے چراغ کر دیا۔ اس قسم کے اُپدیش کرتے ہوئے ہندوؤں کی ڈانٹ ڈپٹ سے یہ فرقہ کیوں بچا ہوا ہے؟۔ یہ سوال قدرتی طور پر ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حیادار استریاں جو کہ اپنے گھر کی چار دیواری کے باہر نکلنا اور کسی پُرش ...جنے کر اپنے بزرگوں کے سامنے منہ سے گھونگھٹ اُتارنا معیوب سمجھتی ہیں۔ ان سادھوؤں کے پاس جانے اور کسی قسم کا ان سے پردہ کرنے میں ذرا بھی خیال نہیں کرتیں۔ اسکی وجہ فقط یہ ہے

کہ ان لوبھر بازوں نے اپنے مطلب کے مطابق اوٹ پٹانگ شلوک رچ کر اُسے وید انت کے نام سے منسوب کر دیا ہے۔ اور ان پڑھ ہندوؤں کو اس قسم کا اُپدیش کرکے کہ "سنسار تین کال ستیہ ہے۔ نہ کوئی کرتا اور نہ کوئی بھوگتا ہے۔ اندریوں کا کام وشیے بھوگنا ہی ہے اور یہ اسی مطلب کے لئے بنی ہوئی ہیں دنیا میں کھاؤ پیو عیش کرو۔" اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔

لیجئے ناظرین! یہ بیداس فوٹو موجودہ اُپاسک لوگوں کا ہے۔ جو کہ آپ کی نذر ہے۔ اور میں آپ کو اُپاسنا کا ٹھیک طریقہ مختصر طور سے اور اسکا پھل بتاتا ہوں۔ اور پھر فیصلہ آپ کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔ کہ کیا ان لکھو کھا کی تعداد میں سے کس قدر نکلتے ہیں۔ جن کو ہم اُپاسک کہہ سکتے ہیں۔ اُپاسنا کے لئے ایکانت ستھان ہونا من کی شدھی اور آتما کو ستھر کرنا لازمی بتایا گیا ہے۔ سانسارک پدارتھوں سے زیادہ پریم ممنوع ہے۔ لابھ سے زیادہ خوش ہونا اور نقصان سے غم کے گڑھے میں جا گرنا اُپاسک کی نشانی نہیں ہے۔ ایشور درشن کا ذریعہ کیول یوگ بتایا گیا ہے۔ جس کی تعریف "یانجلی" میں اس طرح کرتے ہیں کہ من چت کی برتیوں کو سب برائیوں سے ہٹا کر شبھ گنوں میں ستھر کرکے پرمیشور کے سمیپ میں کوشش کر کے پراپت کرنے کو یوگ کہتے ہیں۔" یوگ کے آٹھ انگ بتائے گئے ہیں۔ طوالت مضمون کے خوف سے جن کے نام ہی صرف ہم یہاں درج کر دیں گے۔ اور جو اصحاب ان کی پوری تشریح دیکھنا چاہیں اُنہیں یوگ ساستر! مہرشی دیانند کرت رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کے دیکھنے کے لئے عرض کریں گے۔ یوگ کا پہلا انگ "یم" ہے۔ جو پانچ پرکار کا ہے۔

(۱) اہنسا اَرتھات کسی جان دار کو کسی قسم کا دکھ نہ دینا (۲) ستیہ یعنی دل زبان اور فعل سے راست اندیش۔ راست گفتار۔ اور راست کردار ہونا۔ (۳) استیہ یعنی چوری کا خیال تک نہ اٹھانا۔ (۴) برہمچریہ یعنی غالب الحواس ہونا۔ اور (۵) اپری گرہ بدفعلوں اور غرور سے بچنا۔ دوسرا انگ نیم ہے۔ اس کے پانچ اقسام ہیں (۱) شوچ یعنی پاک باطن ہونے کے ساتھ جسم کا بھی صاف رکھنا (۲) سنتوش۔ یعنی دکھ میں افسوس نہ کرنا (۳) تپ یعنی دھرم کاریوں میں اگر دکھ بھی برداشت کرنا پڑے۔ تو دھرم کو نہ چھوڑنا (۴) سوادھیا یعنی کتب مقدسہ کا مطالعہ روزمرہ کرنا۔ اور (۵) ایشور پرنی دھان یعنی اپنے آتما کو ایشور ارپن کرنا۔ تیسرا انگ آسن یعنی شریر اور آتما کا سکھ سے ستھر کرنا۔ چوتھا پرانایام ارتھات حبس الدم۔ پانچواں پرتی ہار۔ ارتھات من اور اندریوں کو ستھر کرنے سے من کو ایشور میں چلانا۔ چھٹا دھارنا یعنی من کو چنچلتا سے چھڑا کے ناف۔ دل۔ مستک۔ ناسکا اور زبان کے اگلے حصہ میں ٹھہرا کے اوم کا جاپ کرنا۔ ساتواں دھیان اور آٹھواں سمادھی ہے۔ اس پرکار سے یوگ کے جملہ سادھنوں کو باترتیب عمل میں لانے سے کہیں اُپاسک کی پدوی مل سکتی ہے۔ اور اسی کا نام سچ مچ کی اُپاسنا ہے۔ جو کہ جملہ انسانی کششوں کو دور کر کے ہمارا ایک پرکار کی سیرتی دیتی ہے۔ اگیان میں پڑ کر ہم مادہ پرستی میں سکھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور ایشور آنند ہمیں پھیکا آنند معلوم دیتا ہے۔ لیکن اگر تجربہ نہیں تو کم از کم مشاہدہ کر کے ہمیں آزما لینا چاہیے۔ کہ کیا درحقیقت

ہمارا خیال ٹھیک ہے۔ دھنڈیہ سے دھنڈہ آدمی کے پاس جاکر آپ دریافت کیجئے۔ اپنے سکھ کی حالت کو کوئی بھی قابل اطمینان نہیں بتلاتا۔ اور مہاتما نانک نے جہان بین کر کے یہ بچن کہا ہے۔ "نانک دکھیا سب سنسار"۔ لیکن اگر ایک ایشور کے پرا بھی پرائن ہوئے مہاتما کی حالت پر وچار کیا جاوے تو دکھ اس کے پاس پھٹکتا دکھائی نہیں دیتا۔ ہر حالت میں خوش اور مطمئن معلوم دیتا ہے۔ جسمانی دکھوں اور روگوں کے ادبک ہونے پر بھی اُن کے چہرے سے بشاشت ٹپکتی ہے۔ پیارے ناظرین! اُپاسنا کا پھل کہاں تک بیان کروں۔ اور میری طاقت بھی کہاں۔ کہ ایسے گوڑھ وشئے پر مفصل لکھنے کا دم مار سکوں۔ لیکن میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا۔ اگر میں اپنے ان بھدے الفاظ کے ذریعے آپ کی توجہ اس ضروری مضمون کی طرف کھینچ سکوں۔ پیارے آریہ بھائیو! رشی دیانند نے ہمارے لئے اپنی بے بہا پستکوں میں کافی ذخیرہ بھر دیا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کے سچے مستحق بننے کے لیے ہم اس کی تصانیف کو پڑھیں اور حتی الامکان ان پر عمل کر کے اپنے آپ کو آریہ ثابت کر دیویں۔ (باقی آئندہ)

راقم

آریہ دھرم کا سیوک سندر داس بگرتھ

از جالپور بھٹیاں

میلہ کورکشیتر تھانیسر
ویدک دھرم پرچار

یہ میلہ سورج گرہن تھانیسر میں ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ کو ہوگا۔ جہاں کہ دور دور سے آکر تقریباً پانچ چھ لاکھ آدمی جمع ہوا کرتا ہے۔ اس موقع پر شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے ویدک دھرم کے پرچار کا انتظار متصل تیرتھ شنیاست کیا گیا ہے۔ اسیئے نویدن ہے۔ کہ آریہ سنیاسی مہاتما ودوان پنڈت۔ اُپدیشک اور دیگر بھائی تشریف لا کر کتارتھ کریں۔ اور آریہ کتب فروش بھی اپنی اپنی کتب کے فروخت کا انتظام کریں۔ تاکہ آریہ دھرم کی تصانیف کا بھی بخوبی پرچار ہو سکے

گمشدگی

مسمی مردو متر نمبر ۲۰ سال گورا رنگ مضبوط جسم چھاتی چوڑی سر کے بال کترے ہوئے لاہور سکول سے پڑھتا ہوا سنسکرت تعلیم کے شوق میں کہیں چلا گیا ہے۔ اس کے بڑے بھائی کا نام ڈاکٹر بید رتن دھرم سال نواسی ہے۔ سکونت گمشدہ کی سری گوبند پور ہے۔ جس صاحب کو ملے فوراً مجھے اطلاع دیں۔ مشکور رہوں گا

المشتہر رنجیت رائے سکریٹری آریہ سماج سری گوبند پور

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۱۷ کاتک سمت ۱۹۵۸ مطابق یکم نومبر ۱۹۰۱ء شکروبہ جلندھر شہر | نمبر ۳

...نار کی گتی

علم طاقت ہے لیکن کیسی؟

علم طاقت ہے یہ مسئلہ ہے۔ لیکن کیسی طاقت؟

...یا نہیں؟ یہ طاقت کو استعمال کرنے والے ...ت پر منحصر ہے۔ وہی علم جو نیک آدمی ...اتھوں میں ہو کر مخلوق خدا کے آرام کا باعث ...ہے۔ ایک بد آدمی کے ہاتھوں میں کروڑہ ...وں کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ بجلی قدرت ...کی زبردست طاقت ہے۔ اور ایسے ...وں کی واقفیت نے انسانوں کو بعض اوقات ...آرام دیا ہے! لیکن اس وقت ...سائنس والوں نے یہ معلوم کیا ہے۔ ...بجلی کی روشنی کو سمندر کے اندر پہنچایا ...تو مچھلیاں بے اختیار اُس کے ارد ...آجاتی ہیں۔ اس علم کو وہ مچھلیوں ...کے لئے استعمال کرنا چاہتے ...ایک جال بنایا جاوے گا ...ساتھ ہی بجلی کی روشنی سمندر میں ...ڈال دی جا سکے۔ اور جس وقت مچھلیاں ...گرد آویں گی۔ فوراً جال میں پھنس ...جائیں گی۔ یہ طاقت کا استعمال کیسا ...ک ہے۔ اور کس قدر انسان ...ستمگاری کا سبق سیکھتے ہیں۔ جو ...مچھلیوں کو دھوکہ دہی سے پھنسا ...کیا جانے سے نہیں گھبراتے ...کبھی انسانوں پر ظلم کرنے سے ٹلیں گے ...جھیں ہو جاوے کہ دوسرے

انسان اُن سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ مغربی قوموں کی اس قسم کی خونخوار سپرٹ کے ساتھ جب ضعیف الاعتقاد ہندوؤں کا مقابلہ کرتا ہوں۔ تو گو انہیں بہت سی باتوں میں گرا ہوا پاتا ہوں۔ لیکن سنگدلی سے ان میں کمال نفرت دیکھتا ہوں۔ ویدک اصولوں کو بھول جانے کے باوجود بھی اُن میں اُن کی سپرٹ کچھ نہ کچھ کام کرتی ہے۔ توہمات میں پھنس کر ہندو جادو کے تو قائل ہو گئے۔ لیکن جادوگر کو پھر بھی بُرا ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ مسئلہ زبان زد عام ہے جادو برحق کرنے والا کافر۔ جہاں مغربی قومیں سائنس کی معلومات کو خونریزی اور مردم آزاری کے لئے استعمال کرنے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ وہاں کیوں نہ بھارت نواسی اُسی سائنس کی تعلیم حاصل کر کے اُس سے انسانوں کی بہتری کے لئے کام لیں لیکن اس جگہ پرشن رتھ کہاں؟

جموں میں کھتریوں کا قومی جلسہ

ہندوستان کے کورسیوں تک کو قومی سبھا کرتے ہوئے دیکھ کر کھتریوں نے اپنی بڑی بھاری ہتک سمجھی۔ جب میں لکھنؤ کے جلسہ کانگریس پر موجود تھا اور گروکل کے متعلق کانگریس ہنڈال میں میرا لیکچر مقرر تھا۔ تو میرے لیکچر سے پیشتر پلیٹ فارم پر ادھ گھنٹہ کھتری قوم کا بیس پچیس کی حاضری میں قومی جلسہ ہوا۔ اور آئندہ سال کھتری کانفرنس کا جلسہ کرنے کا وچار کیا گیا۔ لاہور میں جو جلسہ کیا گیا۔ اُس کے ایک دن کے میر مجلس آنریبل رائے بہادر بابو

مدن گوپال تھے۔ جن کے ساتھ دہلی کے کھتریوں کا ایک حصہ برتاؤ نہیں کرتا۔ جموں میں اب اُن کے بھائی میرے پرانے دوست رائے بہادر پیارے لال صاحب میر مجلس تھے سُنا ہے کہ دیوان امرناتھ صاحب کا پچیس تیس ہزار روپیہ صرف مہمانوں کی خاطرداری میں ہی صرف ہوا۔ سیالکوٹ کی برادری نے بھی ریلوے سٹیشن پر خوب دعوت کی۔ اخباروں میں "تار خبریں" چھپیں۔ یہ ہوا وہ ہوا لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ یہ سوال بڑا کٹھن ہے اس سوال کے ہوتے ہی سوال کنندہ پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ ٹریٹر ہے قوم کا دشمن ہے۔ اور نہ معلوم کیا کیا کچھ ہے لیکن کیا یہ سوال ان بندر گھبکیوں سے رُک سکتا ہے۔ اس وقت عام طور پر تعلیم یافتہ لوور کلاس معمولی دوکاندار بھی صغر سنی کے وواہ کے برخلاف ہیں اور خود بڑی عمر میں وواہ کرنا چاہتے ہیں اور کانگریس پاس کرتی ہے۔ جو لڑکی کی عمر ۱۲ برس کی اور لڑکی کی عمر ۱۶ برس کی ہو۔ یہ تو وہ حد ہے۔ جس سے عام کھتری اس وقت تجاوز کر چکے ہیں۔ بلکہ ڈیرہ جات کی طرف کے کھتری اس وقت ہی ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر سے پیشتر اپنی لڑکیوں کا وواہ نہیں کرتے۔ کھتریوں کی ضمنی تقسیم کا سوال کسی نے پیش ہی نہیں ہونے دیا۔ وہ سبجکٹ کمیٹی میں ہی اڑ گیا۔ باقی رہا قوم کی بیواؤں کی مدد۔ قوم کے نوجوانوں کو وظیفہ جات دے کر جاپان وغیرہ بھیجنا۔ قوم کے یتیموں کی پرورش کرنا۔ ان پر ریزولیوشن پاس کر لینے آسان ہیں۔ لیکن ان پاس شدہ

ریزولیوشنوں پر عمل ہونا مشکل ہے جس
ان کانفرنسوں کو بالکل بے معنی سمجھتا
ہوں اور محض وقت اور روپیہ کی بربادی
کا ذریعہ سمجھتا ہوں جب تک کہ ان کا
کام انجام ہی نہیں ہوتا۔ کہ سچے کی
۰۰۰ وانوں کے چار روز ہی قائم ہو سکیں

اسلام دنیا میں کس طرح پھیلا

از شریمان مہاشے لیکھ رام جی آریہ اپدیشک کمر

آج بیسویں صدی کا آغاز ہے۔ اور دنیا کا ہر طبقہ تاریخی واقعات کے علم سے ممتاز ہے۔ دین اسلام کی خونخوار تلوار تیت سے میان میں پڑی پڑی زنگ خوردہ و مردہ ہو چکی ہے۔ اس زمانہ امن امان میں ہر شخص کو سچائی کے ظاہر کرنے کی آزادی ہے۔ لہٰذا ہر طرف راستی کا بول بالا اور ناراستی کا منہ کالا ہے۔ مسلمان بانی اسلام اور اس کے جانشینوں کی ان کارروائیوں پر جو کہ انہوں نے اپنے ایمان کا جزو اعظم سمجھ کر کیں۔ پردہ ڈالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ اور ان جہادوں کو جو کہ صریحاً اشاعت اسلام کی غرض سے کئے گئے۔ حفاظت خود اختیاری کی مجبوری کوشش قرار دینے کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ مگر جو واقعہ کہ تمام دنیا میں اظہر من الشمس ہے

اُن کا چھپنا محال ہے۔ خود مسلمان مورخ اپنے ظلم و ستم کی داد دے رہے ہیں۔ سپین۔ پرتگال۔ یونان۔ اٹلی و روم۔ سمرقند و بلخ بخارا و آذربائیجان ایران۔ مصر۔ بلوچستان۔ عرب۔ افغانستان و ہندوستان کی تاریخوں کا ورق ورق اور سطر سطر ان ویرانوں کی جہادی کارروائیوں سے نالاں ہے۔ ہر ملک میں شور و غوغا مچ رہا ہے اور واویلا ہو رہا ہے۔ اہل مغرب کے محقق مورخوں نے اُن کے ظلم و ستم کا آوازہ تمام عالم میں کس رکھا ہے۔ مگر پھر بھی بعض چالاک مسلمان جہلا کو دھوکھا دیتے۔ اور دین اسلام کو جبر و اکراہ سے منزہ ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ اور اصلی واقعات پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ مگر عاشق تم جانتا۔ ع

این خیال است و محال است و جنوں

سُورگباشی شریمان پنڈت لیکھرام جی نے مسلمانوں کے اس اخفاء راز پر متنبہ ہو کر ایک رسالہ بنام جہاد شائع کیا تھا۔ اور جتلایا تھا۔ کہ دین اسلام نہ علم نہ عقل سے پھیلایا گیا ہے۔ بلکہ تلوار و قتل کے زور سے اس کی اشاعت ہوئی ہے۔ جس پر اکثر مسلمانوں نے ہاتھ پاؤں مارے اور اس کو غلط ثابت کرنے کی بہتیری جد و جہد کی۔ مگر ہرگز ہرگز اس سے عہدہ برا نہ ہو سکے بہتیرے دین اسلام کی فضیلت ثابت کرتے کرتے اس کی فضیحت کر بیٹھے۔ اور دین اسلام کا راز

پہلے سے بھی بڑھ کر فاش ہو گیا اور جو سچ تھا وہی برقرار رہا۔ اب چونکہ شریمان مرحوم زندہ نہیں ہیں۔ اُن کی معلومات کی اشاعت کا کام آریہ سماج کے ذمہ ہے۔ لہٰذا دین اسلام کی قباحت طشت از بام کرنے کے لئے یہ سلسلہ شائع ہوتا ہے۔ جس کا مقصد فقط یہ جتلانا ہے۔ کہ

(۱) دین اسلام فقط تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ اس میں کوئی صداقت علمی و عقلی ایسی موجود نہیں ہے۔ جو دین اسلام سے پہلے دنیا میں موجود نہ ہو۔

(۲) دین اسلام کا اختلاف فطرت اس قدر ہے۔ کہ کوئی فطرت کا پابند انسان اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ تا وقتیکہ تلوار یا زن و زمین وغیرہ کے لالچ و خوف سے مجبور نہ کیا جاوے۔

(۳) دین اسلام کے مجتہدوں نے اشاعت اسلام کے لئے بڑے شوق کے ساتھ زور و شور سے جہاد کئے

عہد خلافت

حضرت عمر خلیفۃ المومنین اور مسلمانوں کا جہاد غیر قوموں کے ساتھ

تاریخ واقدی غزوۃ العرب ترجمہ فتوح العجم صفحہ ۰ میں لکھا ہے:۔

(۱) روایت ہے۔ معز المجوفی سے اور دوسرے طریق سے مروی ہے

ابن الہیثمی سے وہ ناقل ہے۔ ابن مہلب اور طلحہ سے یہ سب بالاتفاق بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے ملک شام پر فتح دی ہاتھ سے ابو عبیدہ ابن عامر ابن الجراح اور ہاتھ سے خالد ابن الولید کے اور ملک مصر پر فتح دی بخشی۔ شام سے عمرو ابن العاص ابن وائل سہمی کے تو اس وقت امیر المومنین عمرو ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ کو اس مضمون سے نامہ لکھا۔

"بندہ خدا امیر المومنین عمر کی جانب سے عامر بن الجراح پر سلام اور تم آگاہ ہو۔ کہ میں حمد و ثنا اُس خدا و ند کی کرتا ہوں۔ جس کے سوائے کوئی معبود لائق بندگی کے نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں۔ اُس کے نبی پر کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بعد ازاں واضح ہو کہ تم نے قتال کفار میں تہ دل سے کوشش کی اور اپنی جان لڑائی۔ اور رضائے خدا میں بڑی سرگرمی و عرق ریزی کی۔ اور تم نے پیش خدا اپنے ایسے اچھے کاموں کو پیشکش بھیجا ہے۔ کہ روز پیشی یعنی قیامت تمہارے پیش آویں گے اور ہم نے کسی جنگ میں کسی روز کسی پیش آنے والے مرد مبارز کو نہیں دیکھا۔ کہ وہ تمہارے اداکے فرض سے تم سے زیادہ ہو۔ یعنی جو تم پر فرض تھا۔ جیسے تم نے اُس کو ادا کیا۔ ہم نے تم سے زیادہ کسی جنگ آور کو کسی معرکہ میں نہیں دیکھا۔ اور تم نے اپنے نبیؐ کی سُنّت کو خوب قائم کیا اور راہ خدا میں جو حق جہاد و کوشش کا ہے۔ تم اُس کو بخوبی بجا لائے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہم سے اور تم سے ان کاموں کو قبول کرے۔ اور ہماری اور تمہاری مغفرت آمرزش کرے۔ الغرض جس وقت یہ نامہ تمہارے مطالعہ میں آوے۔ تو فوراً سامان جنگ کا واسطے عیاض بن غنم الاشعری کے مہیا کرو۔ اور لشکر اُس کے ہمراہ کر کے طرف سرزمین ربیعہ اور دیار بکر کے روانہ کرو تو مجھ کو حق تعالے سے اُمید ہے کہ وہ اُن بلاد پر اُس کے ہاتھ سے فتح و ظفر پاوے گا۔ اور اُس کو خوب فہمائش کر دو۔ کہ امور شائستہ میں طرف خدا کے اور جہاد و کوشش اطاعت خدا بجا لاوے۔ اور امور جہاد میں کچھ تاخیر و تدانی نہ کرے۔ اور سیرت مومنین مجاہدین کی تبعیت کرے اور حق تعالے نے سید المرسلین صلعم کو جس کام کا مامور کیا ہے اور اُن پر نازل کیا ہے۔

یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین یعنی اے نبی تو جہاد و قتل کر کفار اور منافقین سے۔ تو اس امر اتباع کرے۔ یعنی اس بات کو ملحوظ رکھے۔ باقی سلام تم پر اور جمیع مسلمین پر"

محمدی بھائیو! سنو!! امیر المومنین کا یہ خط صاف کہہ رہا ہے۔ کہ شہر ربیعہ اور دیار بکر پر مسلمانوں کی چڑھائی فقط لوٹ مار اور تصدیعہ و آزار کے لیے تھی۔ ورنہ ساکنان ربیعہ اور دیار بکر نے مسلمانوں کا کچھ نقصان نہ کیا تھا۔ اور نہ وہ بیچارے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ بلکہ مسلمان اُن پر چڑھ کر گئے تھے

(۲) جس طریق پر قلعہ ژلو الیمار وزیا فتح کیا گیا تھا۔ وہ ایک مذہبی آدمی کے لیے نہایت ہی ہونے درجہ کی حرکت ہے۔ جس کا داغ تا ابد الاباد مسلمانوں کی ان نیت پر ہے۔ یہ جنگ دغا کا جنگ ہے۔ اور یوقنا اس کا سرآمد روز گار ہے آفینسو والہ کے علاوہ انسانیت کے درجہ سے بالکل گرا ہوا ہے۔

{ دیکھو "تاریخ واقدی عزوۃ العرب فتوح العجم صفحہ ۵ سے ۱۵ تک عیاض بن غنم الاشعری کے لشکری اور یوقنا کی ... }

اسی یوقنا کی بابت لکھا ہے:-

"اتینا الی ارض الغزات مع الزبا ونحن نروم الروم من کل فاجر غزو"

یعنی ہم لوگ طرف سرزمین فرات کے قلعہ زبا میں آئے۔ اور ہم

جستجو میں روم کے ہر ایک فاجر بدکار کے ہیں۔ پیش رو ہمارا شیر جنگ ہے۔ اور وہ تیرہے بیکار کا بزرگ ہے۔ اور شجاع ہے باوجود کوتاہی بازو کے۔ اور مراد میری ان اوصاف سے یوقنا ہے۔ اُس پر خاص سلام کہ وہ جنگ کرتا ہے۔ دشمنوں سے ساتھ حیلہ و خدع کے اور قتال اُن سے اولاد صلیب اور اُن کے لشکر سے ساتھ تیزی شمشیر قاطع وبُران کے اور اُس نے نعرہ مارا۔ اور پھر اُس ملعون صاحب زوبیا یعنے اشقلیاں کے پھر اُس کو داخل کردیا فی الفور سکونت کرنے کے لیے قبریں اور دونوں قلعوں کا ہم کو مالک کر دیا۔ وقت سعد اور اقبال اور نصرت خداوند نے قریب ہے کہ وہ یوقنا بہرہ مند ہوگا۔ کل کے روز وقت بعث ونشر وحشر کے ساتھ آسائیش و تنعم اور حوران بہشتی کے"۔

ہم نہیں جانتے کہ ایک ایماندار قاتل کس طرح بہشت میں داخل کیا جاویگا۔ مسلمان ایسے تعصب کے گڈھے میں گرے ہوئے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو نیک اور غیر مذہب کے بھلے مانسوں کو بدکار بتلاتے ہیں۔ اور ذرا انصاف دل میں نہیں لاتے۔ اور یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ اگر قاتل بہشت میں جانے لگ جائیں تو پھر دوزخ میں کون جائیگا والیے بر حال مسلمین۔

(۳) اسی یوقنا ایماندار نے بادشاہ شہریاض کا ملک و مال ناحق اہل عرب کے ہاتھ چھنوا دیا۔ جس کا حال ذکر فتح قرقیسا صفحہ ۱۷ سے ۲۹ تک میں درج ہے۔ یہ جنگ بھی جابرانہ تھا۔ (دیکھو غزوۃ العرب صفحہ ۱۷ سے ۲۹ تک ذکر قرقیسا)

اس یوقنا کا یہ حال دخل تھا کہ جس ملک و دیار پر عربوں کی لشکر کشی کا ارادہ ہوتا یہ تن تنہا اُس ملک کے بادشاہ کے پاس جاتا۔ اور اپنی مخالفت مسلمانوں کے ساتھ اس بادشاہ سے جتلاتا تھا۔ اور اُس کے ساتھ اتفاق کا دم بھرتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس بیچارے بادشاہ یا وہ یا سردار کو عربوں سے غافل کر دیتا تھا۔ اور وہ بیچارا اس یوقنا کے اعتماد پر سب کاروبار جنگ اس کے سپرد کر دیتا۔ اور یہ پرلے درجہ کی ایمانداری و دیانت داری سے اُس بادشاہ کا ملک و مال عربوں کے حوالے کر دیتا تھا کیونکہ در پردہ مسلمانی پر مرتا تھا۔ اور حکمت عملیوں پر چلتا تھا۔

یہ یوقنا بادشاہ اشقلیاس کے ناحق قتل کرنے اور بیشمار مال اپنے قبضہ میں لانے کے بعد بادشاہ شہریاض کے پاس پہنچا۔ اور اُس کو اپنے قابو میں لایا۔ شہریاض اور ملکہ ارمانوسہ کو جتلایا کہ میں وقت ضرورت میں تمہاری مدد کروں گا۔ اور جب موقع ہاتھ آیا وعدہ خلافی کر کے دشمنوں کے ساتھ مل گیا۔ چنانچہ تاریخ واقدی میں ہے :-

" تب شہریاض اور وزیر ارمنی نے کہا اے ملک وہ کیا تدبیر ہے یوقنا نے کہا کہ کل صبح کو ہم اپنی جمعیت مردم ہمراہ لیکر نکلیں۔ اور اُن سے مقابلہ کریں اور آپ ہماری کوشش اور جانفشانی ملاحظہ کیجئے۔ جیسا کہ ہم بحیثیت اپنی طاقت کے مقابلہ کریں گے۔ بعد ازاں ہم مصلحتاً شہر کے اندر بھاگ جائیں اور دروازے شہر کے خوب مضبوط بند کر کے دیوار شہر پر چڑھ جائیں پھر وہ ہمارے قریب آ دیں گے۔ اور ہم بدستور اُن سے قتال کرتے رہیں گے۔ پھر جب ہم ایسا کریں گے۔ تو عرب کو ہم سے طمع ہوگی۔ اور ہمارے قریب تر آ جاویں گے۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ اُن کے لشکر میں ایک جماعت ہے جو بے دین ہو کر اُن کے دین میں آ گئے ہیں تو جب وہ ہمارے قریب آویں گے

... اراده کریں گے
اور ہم ان کو ایک نامہ لکھ کر
تو ہم ... دلوں کو خوش کریں گے
... ہم ان کے پاس ایلچی بھیج کر
... صلح کریں گے۔ اور ہم
... بھیجیں گے۔ کہ تم اپنے عقلا
... صاحبان قول فیصل
ہمارے ہاں بھیجو۔ تا ہم
دیکھیں۔ کہ وہ ہم سے کیا ارادہ
رکھتے ہیں۔ اور کیا تعجب ہے
کہ ہم تمہاری صلح کو قبول کر
لیں۔ آخر جب وہ لوگ اب
... گے۔ اور ہمارے ... ہو
جاویں گے۔ تو ہم ان کو گرفتار
کریں گے۔ اور ان کے سرداروں
... معلوم کر کے ان سے کہیں گے
کہ تو ہمارے ملک سے کوچ
کر جاؤ۔ اور الا ہم تم کو قتل
کرتے ہیں۔ بس وہ قوم جب
... جلد ... دیکھیں گے
اپنے اصحاب سے درخواست
صلح کی کریں گے۔ اور
... سے کوچ کر جاویں گے
اور حال یہ ہے۔ کہ عرب جب
... قول کرتے ہیں۔ تو اس
... کرتے ہیں۔ پھر اگر وہ
... شہریاض بادشاہ کو
... دیویں گے۔ اور بادشاہ
... پر متسلط ہو جاوینگے
... اپنے ... کردار کے ہم
... اطاعت میں داخل ہو
... ان کے نزدیک سے طرف
... کے بھاگ جاویں گے

راوی کہتا ہے۔ کہ سوا اس کے نہیں
ہے۔ کہ یوقنا نے اپنی اس کلام
سے دو امر کا ارادہ کیا۔ ایک تو
یہہ کہ ان کے نزدیک تہمت
اور اشتباہ سے بری ہو جاوے
یہاں تک کہ وہ لوگ اس سے
مطمئن خاطر ہو جاویں۔ اور
دوسرے یہہ کہ اصحاب نبی
میں سے ایک جماعت قلعہ میں
داخل کر دیوے۔ اور حیلہ کرے
کہ مسلمان میرے قابو میں ہیں
اور حال آنکہ باتفاق ان کے
اپنے دخل کرے۔ اور شہر میں
ان کا قبضہ کرا دیوے۔ یہہ کلام
تھی۔ جس پر دوسرے آدمی نے انکار
کیا تھا۔ اور اس پر یوقنا نے
مسیح کی قسم کھا کر اپنا غصہ ظاہر
کیا۔ کہ حیلہ بازی سب جگہ کارگر
رہتی ہے۔

{دیکھو ذکر فتح قرقیسیا تاریخ
واقدی صفحہ ۲۸، ۲۷}

الغرض ادھر مسلمانوں کو اٹک کر
اور ادھر بادشاہ کو غافل کر کے
اس نے شہریاض کو مروا ڈالا
اور اس کے ملک رمال پر قبضہ
کر لیا۔ یہہ جنگ ہی جابرانہ
ہے۔ جو حفاظت خود اختیاری
کے بالکل برخلاف ہے۔

---

(۴) جب مسلمانوں نے بادشاہ
شہریاض کو مار ڈالا اور وزیر
... کو قتل کیا۔ اس کے بعد

یوقنا اور محاربین مسلمانان نے
ملکہ ارمانوسہ کے ساتھ جو ایمانداری
کا سلوک کیا۔ اس کا حال اس طرح
پر ہے:۔

"جب لشکر قرقیسیا نے یہ دیکھا
کہ ان کا بادشاہ مارا گیا۔ تو وہ
سب اپنے شہر کو پھر پڑے
اور اپنے شہر کو اپنا قلعہ کیا
اور اس کو بند و بست سے مستحکم
کیا۔ چنانچہ ارمانوسہ ملکہ شہریاض
نہایت خوف زدہ ہوئی۔ اور
اس کے دل میں رعب سمایا
تب اس نے عبد صالح یوقنا
سے کہا۔ اے عبد المسیح سوائے
تیرے اب ایسا کوئی ہمارا باقی
نہیں رہا۔ کہ وہ بجز تیرے سیاست
ملک ہمارے کی کر سکے۔ اور
بعد تیرے ہمارے ملک کی کرے
یوقنا نے کہا۔ اے ملکہ میں اب
آپ کی حضور میں خدمت گذاری
کو حاضر ہوں۔ بعد ازاں ملکہ
نے اپنے سپاہیوں کو یوقنا اور
اس کے اصحاب پر محول کیا۔
اور یہہ بات کہی۔ کہ تم آگاہ
اور خبردار ہو کہ یہہ شہر اور
ملکہ تمہاری طرف ہے۔ یعنی تمہارے
بھروسہ پر ہے۔ یوقنا نے کہا کہ
ہم پر واجب ہے۔ کہ ہم ملکہ کی
خدمت پر قایم رہیں۔ اور
اس کی طرف سے قتال کریں
بعد ازاں یوقنا نے اپنے ہمراہیوں
کو سوار یعنی شہر پناہ پر
...

قریب ہو گئے۔ اور حال یہ
تھا۔ کہ مسلمین کی فوج پیدل
تھی۔ وہ فلاخن سے سنگ اندازی
کرتی تھی۔ کہ پتھر اُن کے نشانہ
سے کبھی خطا نہ کرتا تھا۔ اور افسر
پیدل لشکر پر اور گرد و نواح پر
منذر بن عاصم تھے۔ کہ تمام حجازوں
میں کوئی شخص منذر سے زیادہ
تر فلاخن انداز نہ تھا۔ اور
اُن کی قوت بازو کا یہ حال تھا
کہ وہ جب فلاخن سے سنگ انداز
ہوتے تھے۔ تو وہ پتھر برج اعظم
سے بالا تر گذر جاتا تھا۔ پس وہ
ہر روز اسی طرح سنگ اندازی
کرتے تھے۔ کہ وہ پتھر ایک دو
آدمی کا سر توڑ دیتا تھا۔ چنانچہ
عرب نے نام عاصم کا برج المنذر
رکھا تھا۔ غرضیکہ ان لوگوں
نے اہل قرقیسیا پر نہایت سختی
و تنگی کی تب ارباقونہ ملکہ
نے یوقنا سے کہا کہ وہ تیری
تدبیریں دربارہ ان عربوں
کے کہاں ہیں۔ جس کا وعدہ
تو ملک شہر یاض سے کیا
کرتا تھا۔ یوقنا نے کہا کہ میں
اس امر میں خود متفکر ہوں
اور اس فکر سے میں غافل نہیں
ہوں۔ لہٰذا ازاں یوقنا شہر پناہ
پر جو مسلمین سے متصل تھا چڑھ
گیا۔ اور پکار کر کہا۔ اے
معاشر عرب درمیان ہمارے
اور تمہارے یہ امر طول ہوا
[illegible] شہر یاض کو [illegible]

نہیں دی۔ اور کیا تم راس العین
پر مالک و غالب نہیں ہوئے
اور بعد اس کے ہم بھی تمہارے
ہیں۔ اور تم ہم سے مال طلب
کرتے ہو۔ آخر تمہارا ارادہ
کیا ہے۔ آخر جب یوقنا کو عبد اللہ
بن غسان۔ اور سہیل بن عدی
نے اور سب اصحابہ نے دیکھا
اور معلوم کیا کہ اہل قرقیسیا
پر اُن کا ارادہ جنگ کا ہے
تب سہیل بن عدی نے یوقنا
سے خطاب کر کے کہا۔ اے
دشمن اپنی جان کے تو نے
ہم سے فریب کیا۔ اور منصوبہ
تیرا جو ہم پر تھا۔ وہ تمام
و پورا ہوا۔ کہ تو ہمارے
دین میں داخل ہوا۔ جب
ہم تم سے مطمئن ہوئے۔ تو
تو نے فریب کیا۔ کہ اپنے پہلے
دین کی طرف چلا گیا۔ آخر
تو ہم سے کہاں بھاگ کر جائیگا
اور ہم سے کدھر روپوش ہو جائیگا
اور ہم تیری طلب و تلاش
میں ہیں۔ اور قریب ہے۔ کہ
ہم اس شہر پر بزور شمشیر
غالب ہوتے ہیں۔ اور تیری
گردن مارتے ہیں۔ (مصنف
واقدی کہتا ہے) کہ یہ کلام
مسلمین کا ساتھ یوقنا کے مصلحتاً
بطریق جنگ زرگری تھا

یوقنا مسلمانوں کے ساتھ یہ
اقرار کر گیے تھے [illegible]

پاس پہونچا تھا۔ کہ میں کس
ڈھنگ سے شہر یاض کو
ملک مسلمانوں کے قبضہ میں
کرادونگا۔ اور
بادشاہ شہر یاض کے پاس
پہونچ کر اُسے اپنا دین اسلام
سے انحراف جتلایا۔ اور دین
مسیح کی پیروی کا دم بھر
کر درپردہ مسلمانوں کی
فتح یابی کے اسباب ڈھونڈنے
لگا۔ اور دن رات انہیں
فکروں میں غلطاں پیچاں
رہتا تھا۔ ادھر ادھر جوڑ
توڑ کرتا تھا۔ جب مسلمان
شہر یاض کے دار الخلافہ پر
حملہ زن تھے۔ اور سہیل بن
عدی نے یوقنا کو خبردار کیا
تھا۔ جواب میں کہتا ہے
" اے جماعت عرب
میں نے تمہاری خیر خواہی
اور خدمتیں کیں ہیں
تم سے ہی میں نے سوائے
خیر کے اور کچھ نہیں دیکھا
ولیکن میرے دل کو دین
دین بھایا۔ اور اب تو
آیا کہ آخر میں میں نے اس
طرف میل کیا کہ یہ
چالاکی تھی۔ مطلب اصل
ملک شہر یاض تھا) جب
جب ہوا جو کچھ ہوا۔ آئندہ
اس شہر میں پہونچا غرض
ہے۔ اور تم اس پر غالب
[illegible]

گروہ نہایت مشتدد و مستحکم ہے۔ اور اُس میں بڑے بڑے مردان کارزار ہیں اور رسد غلہ وغیرہ بھی ہماری پاس بہت ہے۔ ولیکن تم اپنی جماعت میں سے دس آدمی کو جو تمہارے معزز صحاب ہوں۔ اور ہم بھی اُن پر وثوق اور اعتماد رکھتے ہوں۔ ہماری طرف روانہ کرو۔ وہ ہم سے قول و قسم کریں۔ اور ہم اُن سے قول و قسم کریں۔ یہاں تک کہ جب تم راس العین پر فتح پاؤ گے۔ تو یہ شہر بھی ہم تم کو سپرد کر دیں گے۔ اور بالفعل درمیان ہمارے اور تمہارے بقیہ سال صلح رہے اور اس سال میں کل چار مہینے باقی ہیں۔ یہ سن کے عبد اللہ بن عثمان نے کہا گو ... یہ ... نہایت خیرا قبول کیا۔ مگر وہ دس آدمی کون ہیں۔ کہ جن کو تو چاہتا ہے۔ کہ اُن کو ہم تیرے پاس بھیج دیویں یوقنا نے کہا۔ کہ ارادہ میرا اِن لوگوں سے ہے۔ مقداد بن الاسود۔ واسود بن قیس خالد بن جعفر و زید و قیس بن قیس ہمام بن الحارث۔ و ... عامر و ... نعیم۔ پس ...

کہ میرے پاس آویں۔ اسلئے کہ بدون آنے اُن کے امر صلح متعسر ہے۔ آخر عبد اللہ نے اشخاص مذکور کو روانہ کیا اور یوقنا نے اُن کے لئے پھاٹک کھول دیا۔ مگر عبد اللہ نے یوقنا سے کہا۔ کہ ہم بدون رہائن کے دربارہ اپنے اصحاب کی سستی و غفلت نہ کریں گے یعنی بغیر رہن کے ہم کو اپنے اصحاب کے حق میں اطمینان نہیں ہے۔ یہ سن کر یوقنا پاس ارمانوسہ ملکہ کے گیا اور اُس کو خبر دی کہ وہ قوم رہائن طلب کرتے ہیں۔ ملکہ نے کہا۔ کہ بازاری لڑکوں کو بھیج دو۔ یوقنا نے کہا اے ملکہ عرب میں مکر و حیلہ کرنا عیب سمجھا جاتا ہے اور بادشاہوں کی شان کا یہ مقتضا ہے۔ کہ جو کہیں وفا کریں۔ وہاں آنکہ قول حکیم ارسطو کا ہے۔ کہ جب مکر کرنا طبیعت اور عادت قوم کی ہو۔ تو وثوق و اعتماد ساتھ ہر کسی کے بہت دشوار ہے یعنی ہرگاہ عادت عرب کی مکر و حیلہ ہے۔ اور بادشاہوں کی شان کا یہ کرنا لازم پڑا ہے۔ تو اس ... ہر ایک کے مکر متعذر ہے اور آپ جو ارادہ بھیجنے اطفال اہل سوق کا کرتی ہیں۔ تو ...

خالی از تردد نہیں اسواسطے کہ آپ سے اہل بلاد میں رؤسا و ملوک ہیں۔ کہ وہ بعد بادشاہ آپ کے شوہر کے۔ اگرچہ وہ آپ کی شان کو معظم جانتے ہیں۔ لیکن وہ آپ کو بچشم تانیث دیکھتے ہیں۔ یعنی آپ کی طرف اُس نظر سے نگاہ کرتے ہیں۔ جس طرح نسوان کو بعین استضعاف دیکھا کرتے ہیں۔ اور اُن کا کچھ رعب نہیں مانتے ہیں۔ اور میری طرف بہ نظر عزت نظر کرتے ہیں۔ کہ مجھے مسافر اور بیرونی سمجھ کر اپنے نزدیک میری طرف سے کچھ ہیبت نہیں رکھتے ہیں۔ اور حال ہماری صلح عرب کے ساتھ سنتے ہیں۔ تو ہم کو اس بات کا مالک و مختار نہیں جانتے ہیں۔ اور اس صورت میں ارادہ ہمارا اور آپ کا پورا نہ ہوگا۔ تب ملکہ نے کہا۔ کہ اس بات میں تیری کیا رائے ہے۔ کہ ہم انہیں رئیسوں کے پاس عرب کے رہائن بھیجیں۔

نوٹ۔ مورخ واقدی کہتا ہے کہ راوی کا قول ہے۔ کہ یہ فعل یوقنا نے اس واسطے کیا۔ کہ جب ان معزز لوگوں کو حوالہ عرب کے کر دیوے۔ تو شہر میں کوئی رئیس رؤسا ...

جو دریں نیان شہر کے عربوں سے متعرض و مزاحم ہوگا)

اِس سے مسلمانوں کے اعمالنامے پر حسب ذیل داغوں کا دھبہ ہے

(الف) مذہبی تعلیم کی اشاعت کے لئے تلواریں اُٹھانا اور غیر ملکوں پر چڑھائیاں پر چڑھائیاں کرنا غیر ملک کے لوگوں سے لڑنا۔ بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(ب) بادشاہان غیر ملکوں کے پاس جانا۔ اور چالاکیوں سے مسلمانوں کی خاطر اُن کو غافل کرنا۔ اور موقع پا کر اُن کو قتل کرنا۔ اور عہد و پیمان کرنا۔ اور پھر اُس پر خاک ڈالنا۔

(ج) جب مسلمانوں کی کتابوں حدیثوں اور تفسیروں اور قران میں درج ہے۔ کہ تمام خلقت نور اللہ اور نور محمدی ہے۔ تو مسلمانوں کا اُن کو غیر اقواموں کو تصدیعہ و آزار دینا اور لوٹنا اور قتل کرنا وغیرہ گویا خدا اور نور خدا سے بغاوت ہے۔ جو کافروں اور مرتدوں کا کام ہے۔

(د) ہم نے جن باتوں کا تذکرہ اوپر درج کیا ہے وہ مسلمانوں کی کتب سیر میں درج ہے۔ مصنف خود مسلمان ہیں۔ اُن کا اپ کتنا مسلمانوں کا چال چلن ظاہر کرتا ہے۔

(س) روایت مذکورہ بالا سے یہ امر منکشف ہے۔ کہ بیچارے شہریاض کا سر کس طرح کاٹا گیا۔ اور ملکہ ارمانوسہ کو کیا کیا دم جھانسے دیے گئے۔ اور کس طرح یوقنا نے اہل اسلام کے ساتھ عہد و پیمان پر خاک ڈال کر فوج عرب کو قلعہ کے اندر داخل کر لیا۔ اور کس طرح ملکہ ارمانوسہ کے ملک و مال پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور کس طرح دین اسلام کا طوق اُن مظلوموں کے گلے میں ڈالا گیا۔ چنانچہ تاریخ واقدی غزوۃ العرب میں مذکورہ بالا روایت سے آگے لکھا ہے۔

" جب ملکہ نے یوقنا کی رائے کو قبول کیا۔ اور روسا بلد کو طرف عبد اللہ بن غسان کے بطریق رہائن روانہ کیا پھر جب یہ سب وہاں پہنچے تو وہ دسوں اصحاب نبی صلعم یعنی مقداد وغیرہ جن کو طلب کیا تھا۔ ان کو داخل شہر ہوئے اُن کو یوقنا نے حکم کیا۔ کہ برج کبیر میں جا اُتریں۔ اور وہ برج معروف بہ برج الند تھا۔ اور یہ تجویز یوقنا نے اس واسطے کی تا جو لوگ ملکہ کی طرف سے اُس برج میں مامور تھے۔ وہ نافرمانی و سرتابی نہ کر سکیں۔ کیونکہ اس برج میں اموال اہل بلد کا سب جمع تھا۔ آخر جب وہ دسوں اصحاب اس برج میں مسلط ہو گئے۔ اُس وقت یوقنا پاس ملکہ ارمانوسہ کے گیا۔ اور کہا کہ اُن اشخاص کو میں نے برج میں ٹھہرایا ہے۔ اب چاہئے کہ کل صبح کو اُن سب کو بالائے برج یعنی اُس کے سطح پر کھڑا کروانا اور اُن کی قوم عرب کو دکھلا کر اُن سے خطاب کریگا کہ یا تو تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ نہیں تو ہم ان سب کو قتل کرتے ہیں۔

(یہاں بھی یہ مجتہد اپنی ایمانداری کا ثبوت دینے سے باز نہ رہ سکا) ملکہ نے کہا۔ کہ پھر ہم اپنے اصحاب رہائن کو کیا کریں گے۔ اور ان کی رہائی کیونکر ہوگی۔ کیونکہ اگر اُن کے اصحاب کے ساتھ ایسا کریں گے۔ جیسا کہ تو نے ذکر کیا تو لامحالہ وہ بھی ہمارے اصحاب کے ساتھ ایسا ہی کچھ کریں گے۔ اُس وقت یوقنا نے جواب دیا کہ ہرگاہ آپ اپنے اہل بلا کے لئے گھبراتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

آریہ سماجک خبریں

بدائوں سے خبر آئی ہے کہ وہاں
ایک آتما نند نامی گجراتی سادھو پہلے آریہ سماج
میں گیا۔ دودھ میں ایک دن وید پڑھتے
رہے بعد دوسرے روز ہی سناتن دھرم
سبھا میں سنمادھ کے منڈن پر لیکچر
دے یا کھڑا ہوا۔ یہ شخص رو دپٹہ میں بھی
دیتا ہے۔ جالندھر بھی پہلے آریہ سماج
میں آیا۔ یہاں کسی نے اعتبار نہ کیا۔ پھر
دھرم سبھا میں لیکچر جا دیا۔ وہاں بھی
دال گلت نہ ہوئی تو پھر آریہ سماج کے
گھر پڑا چاہا۔ لیکن کسی نے منہ نہ لگایا۔
ایسے مہابکت کو امن سادھو سے ضرور خبردار
رہنا چاہئے۔

جنڈیالہ وروال (ضلع امرتسر) میں ۱۷۔ اکتوبر
کو مہاشئے درگا پرشاد کے لڑکے کا چوڑا
کرن سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔
برہمنوں کو پریتی بھوجن اور دکشنا
دی۔ وید پرچار کو اور ایک روپیہ آریہ
سماج جلال آباد کو ملا۔ ۱۹۔ اکتوبر کو مہاشئے
چانن رام کے پوتے کا چوڑا کرن سنسکار ویدوکت
ریتی سے ہوا۔ ان مہاشئے نے بھی پریتی بھوجن
کرانے کے علاوہ اسی قدر دان دیا۔ حکیم
بیلی رام جی نے اپنے یہاں خاص ہون کرایا
مہاشئے کرم چند الوہر میں ۱۴۔ سے ۱۸۔ اکتوبر
تک پنڈت بھو جدت اپدیشک پرچارک نے ویدک
دھرم کا پرچار کیا۔ سماج مندر کے لئے اراضی
خریدنے کی صلاح درپیش ہے۔ بابو دولارام
جی نے دو سنسکار کرائے جن میں دو روپیہ
وید پرچار فنڈ کے لئے دان ملا۔ بابو کرم چند۔

نے بھی ترقی تنخواہ کی خوشی میں ایک خاص
ہون کراکے ایک روپیہ وید پرچار فنڈ
کو دان دیا۔

آریہ سماج پلانہ (ضلع بجنور) کے منتری
لالہ رام سروپ کے بھانجے کی دھرم پتنی کا
دیہانت ۲۸۔ ستمبر کو ہوا۔ سنسکار ویدک
ریتی سے کرایا گیا۔ ۳۔ اکتوبر کو مہاشئے
سو جان سنگھ کے یہاں نام کرن سنسکار
ویدک ریتی سے ہوا۔ ۲۲۔ اکتوبر کو
دسہرہ پر ہون خاص ہوا۔ حاضری تقریباً
۱۵۰ اشخاص کی تھی۔ برہمنوں کو حسب ذیل
دکشنا تقسیم ہوئی۔ ۴ سندھیا جاننے
والے کو۔ ۲ گائیتری ارتھ سہت جاننے
والے کو۔ وغیرہ وغیرہ۔ برہمنوں نے محض
۲ مر حاصل کئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اودیا کا کیا راج ہے۔

چکراتہ (ضلع ڈیرہ دون) آریہ سماج
میں پنڈت شنکر دیال جی پرچارک آریہ
پرتی ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی
نے یکم اکتوبر کو منشیہ جیون کے ادّیشیہ
پر لیکچر دیا۔ ۱۲۔ اکتوبر کو لالہ متھر سین
کے مکان پر ہون یگیہ ہوا۔ ۲۲۔ اکتوبر
کو دسہرہ پر آریہ سماج مندر میں بابو
ہرگو بند پرساد کی طرف سے ہون ہوا۔
بابو رام چند منتری نے دسہرہ کی اصلیت
پر لیکچر دیا۔

بابو تارا چند صاحب منتری آریہ سماج
انبالہ چھاؤنی کلرک ملٹری ورکس
ڈیپارٹمنٹ کی تبدیلی مالاکنڈ کو ہو جانے
کی وجہ سے ۲۲۔ اکتوبر کی شام کو انترنگ
سبھا ہو کر ان کی بجائے لالہ شادی رام
ہیڈ ماسٹر ہندو و محمڈن ہائی سکول انبالہ
چھاؤنی کو منتری قرار دیا گیا۔ اور ان کی جگہ
بابو کنج بہاری لال کو لائبریرین سماج
آریہ سماج کی طرف سے بابو تارا چند
صاحب کو ان خدمات کے صلہ میں جو انہوں
نے آریہ سماج کو ترقی دینے میں کی ہیں۔
تہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا۔

جملہ صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ
آئیندہ جملہ خط و کتابت شادی رام ہیڈ ماسٹر
ہندو و محمڈن سکول منتری آریہ سماج
نام سے تحریر فرماویں۔

بھون (ضلع جہلم) کے آریہ سماج کے لئے
مندر کی ضرورت ہے۔ انترنگ سبھا نے تجویز
کی ہے۔ کہ لالہ منوہر لال جی پردھان
یاترا کر کے چندہ اکٹھا کرتے ہوئے اپدیش
بھی کریں۔

آریہ سماج دھاردار کا پنجم سالانہ جلسہ
متی کارتک شدی پورنماشی دپہرت پہ ۱۵ اور
دو تیا کے دن ہونا نشچت ہوا ہے۔ منتری
مہاشئے سرو سنیاسی اور اپدیشک و آریہ
بھراتاؤں سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ اپر وکت
تتھیہ پر پدھار کر درشن لابھ سے کرپا کریں۔
یہ مقام ریلوے سٹیشن ہانسی ضلع شولاپور
دکن پرانت سے ۵۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔

آریہ سماج برنالہ ریاست پٹیالہ پرماتما
کی انوگرہ سے دن بدن ترقی کر رہا ہے
ستیارتھ جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں۔ لالہ
نارائن دت پردھان آریہ سماج ہفتہ وار
اپنشدوں میں سے کتھا کرتے ہیں۔ پہلے
اس سماج میں سوائے سماج فنڈ کے اور کوئی
فنڈ جاری نہ تھا۔ اب انترنگ سبھا کی منظوری
سے وید پرچار فنڈ اور آٹا فنڈ کھولے گئے ہیں
چنانچہ ہفتہ وار آٹا ممبران سماج کے گھروں
سے اکٹھا ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء کو انترنگ سبھا میں

تجویز پیش ہو کر پاس ہوئی کہ مندر بنانے کی طیاری کی جاوے۔ اور فہرست چندہ کھولی جاوے۔ چنانچہ ہفتہ وار جلسہ میں فہرست کھولی گئی۔ ۱۲ سو روپیہ لکھے جا چکے ہیں۔ امید ہے۔ کہ جلدی مندر کی طیاری کی جاویگی۔ ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء کو ۲ بجے شام کے پنڈت بھوجدت جی اپدیشک [illegible] ۔ ۲۰۔ اکتوبر کو تقریب [illegible] دسہرہ پر چاکلی سماج کے مکان پر [illegible] پانچ سو آدمیوں کی حاضری میں ہون یگیہ ہوا۔ بھجن گائے گئے۔ اور پنڈت جی موصوف کی کتھا بعد ازاں شرینی تقسیم ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔

تیسرے [illegible] دسہرہ پر صرف ایک ہو کی حاضری میں سری رام چندر جی کے جیون چرتر پر پنڈت جی نے لیکچر دیا۔ ۲۲۔ لغایت ۲۷۔ اکتوبر پنڈت صاحب بازار میں سبھا حاضری اوسط [illegible] مختلف وشیوں پر ویاکھیان [illegible] ۔ اثر بہت عمدہ ہوا۔ اکثر اصحاب شنکا سمادھان کرتے رہے۔ جن کی معقولیت سے تسلی کی گئی۔

لالہ امیر چند صاحب پلیڈر کے بنگلہ پر جب [illegible] ان کے پنڈت صاحب سبھا سدان سماج [illegible] دو گھنٹہ تک پاٹھ کرتے ہیں۔ جس کا اثر عمدہ معلوم ہوتا ہے۔ ۲۲۔ اکتوبر کو لالہ [illegible] رام پٹواری ممبر آریہ سماج کی یگیہ پرتیت سنسکار پنڈت صاحب نے کرایا۔ لالہ [illegible] رام نے ایک روپیہ [illegible] دان دیا جو بعد میں سبھا [illegible] ہوگا۔ اور ایک روپیہ پنڈت جی کو دان دیا۔ اور حاضرین کا شکریہ [illegible] کیا۔

[illegible] لالہ [illegible] نامہ نگار لکھتے ہیں۔ ستر سبھا یہاں عرصہ چار سال سے قایم ہے بازار میں عمدہ موقع پر ایک جگہ کرایہ پر لی ہوئی ہے۔ فرش و سامان مکمل ہے لائبریری میں تین صد کے قریب پستک ہیں۔ چندہ ماہواری ۲۰ روپیہ سے زیادہ ہے۔ اتسووں کے موقع پر وید پاٹھ ہوتا ہے۔ ہفتہ وار جلسہ اتوار کو ہوتا ہے۔ بھجن پیچ ہوتے ہیں۔ غیر مذاہب کے خلاف عموماً رسالہ جات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ کئی شخصوں کو غیر مذہب میں گرنے سے اس سبھا نے بچایا ہے۔ سبھا کا اصول ہے کہ ویدک تعلیم پھیلے۔ مگر سندھ ودیالیوں کو ناگوار گذرے۔ خوشی اس امر کی ہے کہ سندھ و لوگ بڑی سہائتا دیتے ہیں۔ دسہرہ کے دن خاص جلسہ منعقد ہوا۔ رامائن میں بھجن ہوئے۔ اور سری رام چندر کے جیون چرتر پر ویاکھیان ہوا۔ تلسی کرت رامائن کے بھجنوں نے ہارمونیم کے ساتھ بڑا لطف پیدا کیا۔ پھولوں کی برکھا اور شیرینی تقسیم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

منتری آرین سٹوڈنٹ کلب

گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔ " فی زمانہ جو حالت دھارمک تعلیم کی ہو رہی ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے بجائے اخلاقی و دھارمک کتب کے ایسی کتب ہمارے نوجوانوں کے ہاتھوں میں نظر آتی ہیں جن کا اثر ان کے حق میں سم قاتل سے کچھ کم نہیں دیکھا جاتا ہے کہ دن بدن بجائے دھرم بھاؤ اور ویدک دھرم کے لچر پوچ خیالات عموماً دلوں میں جگہ پا رہے ہیں۔ اور جو ویدک دھرم کے متعلق پستک چھپے بھی ہیں۔ ان کی قیمت کچھ ایسی گراں ہے کہ عام تو خرید کر مستفید نہیں ہو سکتے۔ الغرض انہی چند وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے آرین سٹوڈنٹس کلب گوجرانوالہ تجویز کرتی ہے۔ کہ کلب کے جلسہ پر جو کہ ۱۰۔ نومبر کو قرار پایا ہے۔ ایک عمدہ ویدک لٹریچر کی بنیاد رکھی جاوے۔ جس کے لئے اول ایک آریہ پبلک کی سیوا میں پرارتھنا کی جاتی ہے کہ وہ ہن سے اور گرنتھ کرتا اپنے رچے ہوئے گرنتھوں سے سہائتا کر کے اس شبھ کام میں ہاتھ بٹاویں۔ اور جیسے پر جس کا نگر کیرتن ۹۔ نومبر کو ہوگا۔ اپنے درشن سے کرتارتھ کریں "۔

بھرت پور کی خبریں

آریہ سماج بھرت پور نے اپنے بنچ کا ایک عالی شان مندر تخمیناً دو تین ہزار کی لاگت سے عین موقع پر متصل مندر لچھمن جی طیار کرا لیا ہے۔ جس کے درمیان میں ایک نہایت عالی شان بارہ دری سنگ سفید کی تیار کرائی گئی ہے۔ اس کام کی انجام دہی میں سب سے زیادہ پرشارتھ لالہ ہیرا لال صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ عالیہ ایجنسی منتری سماج۔ اور اپ پردھان لالہ سکھ دیو داس صاحب نے کیا ہے۔ پرمیشور ان کے پرشارتھ کو زیادہ سپھل کریں۔

اس سماج نے واسطے ترقی ویدک دھرم کے اپنا ایک علیحدہ اپدیشک پنڈت بھوترا شرما کو نیت کر لیا ہے۔ یہ لائق پنڈت ہیں امید ہے کہ ان کے ذریعہ سے ریاست بھر میں ویدک دھرم کی خوشخبری بلند آواز سے جلد پہنچ جاوے گی۔ تھ پھیلی ہوگی۔ اور اپنے کرتوں سے آریہ سماج بھرت پور ہر دلعزیزی کے تمغہ کا حقدار ہو گا۔ امسال ریاست بھرت پور بارش کا اس سال غایت درجہ ہم پہونچا ہوا ہے۔ بفضل ایزدی عموماً بہت نقصان پہنچا ہے۔ ایسے موقعہ پر ریاست کی طرف سے اندر ہوم ہوا کرتے تھے جو اب بند ہو گئے ہیں۔ بعض بگڑ گئے افسران و اہلکاران و دیگر باشندگان ریاست نے بتاریخ ۱۰۔ ستمبر ایک بڑا بھاری ہون ویدک ریتی سے کرایا۔ اور تخمیناً ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کو بھوجن دان دیا گیا۔ سب نے اشیرباد۔

ملک و زمین کی خبریں اور رائیں

[illegible] کہر میں ۸۸ گانوں کی پنچایتوں نے جمع
[illegible] اپنی رسوم شادی و غمی میں ترمیمات کرنی
[illegible] آریہ سماج کے ممبروں کو بھی بلایا گیا
[illegible] نے دل کھول کر پرچار کیا۔ اتفاق رائے
[illegible] تجویز ہوئی کہ (۱) جو دانت کی چوڑیاں
[illegible] جاتی ہیں وہ محض وواہ پر پہنی جاویں
[illegible] اتاردی جاویں اور اگر ضرورت ہو تو
[illegible] کی چوڑیاں پہنی جاویں (۲) واضح
[illegible] ان جوڑیوں پر ایک سو روپیہ سالانہ
[illegible] بعض اوقات خرچ ہوا کرتا تھا) مرتک
[illegible] کے بارے میں طے ہوا کہ (۲) صرف
[illegible] پتری کش میں پہلے دن شرادھ
[illegible] کوئی شرادھ نہ کرے (۳) وواہ اور
[illegible] خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن
[illegible] ارحب کے وواہ کا خرچ تین ہزار
[illegible] سے کم نہ ہو۔ اس سے زیادہ
[illegible] ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص
[illegible] فضول خرچی کا حوصلہ نہ کریگا۔ (۴) زیور
[illegible] ایک سو روپیہ کے ہونے چاہئیں
[illegible] اصلاحوں کی محرک آریہ سماج کی
[illegible] ہوئی ہے۔

راولپنڈی کے شیخ محمد فضل الہی صاحب
[illegible] ملکہ وکٹوریا کی یادگار میں ایک
[illegible] کھولنے والے ہیں۔ جس کی
[illegible] پر وہ بیس ہزار روپیہ صرف کریں گے
[illegible] سکول لگیگا اور نیچے کی منزل

میں دو دکانیں ہونگی۔ جن کے کرایہ سے مدرسہ
کا خرچ چلیگا۔ آریہ سماج نے دس برسوں سے
ایک کنیا مہاودیالے کھول رکھا ہے۔ جس کے
آشرم کے لئے اب تک مناسب عمارت
کا انتظام نہیں ہو سکا۔

جنگ جنوبی افریقہ ہنوز اسی رحلہ پر نظر
آتا ہے۔ لارڈ کچنر کے اعلان کے بعد جو دشمن کیساتھ
بطور باغیوں کے برتاؤ شروع ہوا وہ بدستور
جاری ہے۔ بہت سے قتل کئے گئے اور ہزار ہا
بوئیر جلا وطن کئے گئے۔ لیکن بوئیروں کی طرف
سے بھی بدستور حملے جاری ہیں۔ جنرل بوتھا کی
فوج کی نسبت کہا جاتا تہا کہ بالکل گہر گئی ہے
لیکن اب معلوم ہوا کہ وہ پہر نکل گیا۔ اور جملہ
فوج کو اس نے تتر بتر کر دیا۔ جنوبی افریقہ
سے ۲۰ اکتوبر کو آئی ہوئی خبروں سے معلوم
ہوا کہ ۲۱ اکتوبر کو مرتکو نڈی پر بڑی سخت
لڑائی ہوئی۔ جس میں چالیس بوئیر کام
آئے۔ اور سرکار برطانیہ کے دو آفیسر اور
۶۰ سپاہی مارے گئے۔ اور پانچ آفیسر
اور ۰ ۵ سپاہی زخمی ہوئے۔

کاشی پور ضلع نینی تال کی اسسٹنٹ سرجن
بابو جے پی سانیال صاحب اخبار پائونیر
میں رقمطراز ہیں:۔ چند دنوں کا عرصہ ہوا کہ
ایک دس برس کا لڑکا شفاخانہ میں کیڑا دبر دیا
اسنے مجھے اپنے کا غذات دکھائے۔ جن میں ایک
گونگے بہرے کی طرف سے ایک پیش شامل تھی
اور چند یورپین اور ہندوستانی اصحاب کے
سرٹیفکیٹ تہے۔ ظاہرا یہ لڑکا گہوم کر لوگوں
کی سادہ دلی کو مستفاد کر رہا تہا اور بطور ایک گونگے
برہمن کے خیرات مانگ رہا تہا۔۔۔۔۔۔
میں نے اس لڑکے کی بابت ایک
دن پیشتر کاشی پور کے لوگوں سے سن

رکہا تہا۔ جنہوں نے بہتات کی بجائے بخیال خیرات
اس کو پتہا شکنی دان دیا تہا۔ بحیثیت ایک
طبابت پیشہ آدمی کے میں نے پہلے اس کی
تکلیف کو دور کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے
اس لئے اس لڑکے کا امتحان شروع کیا اور
معلوم ہوا کہ کنب میں صرف تہوڑا حصہ زبان
کا دکہائی دیتا ہے۔ چونکہ میں جانتا تہا
کہ ہٹہ یوگ کے عامل زبان کو چہپا سکتے
ہیں میں نے زیادہ تشریح کے ساتھ اس
کا امتحان کرنا چاہا۔ سب سے بہتر اوزار کی شکل
اور اپریشن کے خوف نے اس لڑکے
میں ایک عجیب اثر پیدا کیا۔ اس نے ایک
چیخ مار کر کہا۔ "جناب میں اب پہر کبہی نہیں
کروں گا" اور مجھ سے آزادی چاہی۔
میں نے اسے پولیس کے حوالے کر دیا۔ اور
آپ کے ناظرین کو ایسے دہوکے سے آگاہ
کرنے کی غرض سے یہ لکہتا ہوں"
ان واقعات پر کسی کیفیت کی ضرورت
نہیں۔ اس طرح پر گو کہ ہندوستانی [illegible]
بلکہ تہذیب کے معیار کا دعوی کرلے [illegible]
قوموں ہی دہوکے بازوں کی شکار ہو رہی ہیں
پیشاور کے سرکاری شفاخانہ میں [illegible]
اکتوبر کو ایک پٹہان آیا جس نے بیان کیا
[illegible] روپیہ نگل چکا ہے۔ [illegible]
[illegible] کو اس کے پیٹ سے نکالا جائے
[illegible] شخص دیوانہ سمجہا گیا۔ لیکن
جب اپریشن کیا گیا تو واقعی [illegible]
اس کے پیٹ سے برآمد ہوئے۔ پٹہان نے
کہا کہ امیر کے خزانچی سے بچنے کے لئے اس نے یہ
حرکت کی۔ تعجب یہ ہے کہ آٹھ دنوں تک [illegible]
اس کے پیٹ میں کچھ بوجہ معلوم ہو پٹہان
کو کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوئی۔ انسانی
عجیب طاقتیں ہیں اِچہا سے جو بھی چاہے

کرسکتی ہے۔ اگر یہی اچھا شکتی المیشور پراپتی میں لگائی جاوے تو انسان دیوتا بن سکتا ہے۔

نظام حیدرآباد کی ریاست میں مقدمات خون کے متعلق ایک عجیب قانون ہے۔ فرد قرارداد جرم کے اندر مقتول کے جملہ رشتہ داران کی رائیں اس بارہ میں درج کی جاتی ہیں۔ کہ وہ ملزم کے لئے آیا بریت کا فتوے دیتے ہیں یا کہ باخذ دیت کا۔ اور اگر اسکو ملزم سمجھتے ہیں۔ تو اس کے لئے کیا سزا تجویز کرتے ہیں۔ غالباً عدالت کے آخری فیصلہ پر بھی ان رائیوں کا کچھ اثر ہوتا ہے۔ میری رائے میں یہ قاعدہ کسی قدر خطرناک ہے۔

لیڈی کرزن والیسرائے ہند کی دھرم پتنی انگلستان جاتی ہوئیں دہلی اور آگرا کا کچھ زردوزی کا کام اپنے پارچات پر کرا لگئی تھیں تاکہ ملکہ وقت کی توجہ اس طرف کھنچیں۔ ملکہ انگلستان نے اب لیڈی کرزن کی معرفت انگریزی کپڑوں پر دیسی زردوزی کا کام کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ اپنے خاوند کی تخت نشینی کے جلسہ کے موقع پر انہیں نئی طیار کردہ پوشاکوں کو پہنیں گی۔ ملکہ وقت کے اس عمل سے امید ہے کہ لیڈیوں میں ہندوستانی زردوزی کے کام کا رواج بڑھ جاوے۔

پارلیمنٹ برطانیہ اعظم میں جہاں دو پارٹیاں لبرل اور کنسرویٹو ہیں وہاں آئرلینڈ کے اسی ممبروں کی طاقت ہمیشہ لبرل پارٹی کے ساتھ کام کرتی رہی ہے۔ مسٹر پارنل کے کے بعد ان کے باہمی آپس کے جھگڑوں نے انہیں کمزور کر دیا تھا۔ اب کل جھگڑوں کو طے کر کے مسٹر ریڈمنڈ صاحب ممبر پارلیمنٹ اس پارٹی کے راہبر مقرر ہوگئے ہیں۔ اور ان لوگوں نے پرتگیا کر لی ہے۔ کہ کسی پارٹی کے ساتھ ہی رلے ہوکر ووٹ نہیں دیں گے بلکہ اپنی طاقت بالکل علیحدہ رکھیں گے۔ چنانچہ اس وقت گورنمنٹ وقت بھی ان سے خائف ہو رہی ہے۔ اور ان کی طاقت کو کم کرنے کی تدابیر سوچ رہی ہے۔

بنارس میں ہندو کالج کا تیسرا سالانہ جلسہ دسہرہ کے خاتمہ پر ہوا۔ آنریبل منشی مادھو لال صاحب اس جلسہ کے صدر انجمن بنے۔ جنہوں نے انعام تقسیم کیا۔ رپورٹ سے معلوم ہوا۔ کہ اس کالج کے لئے اب تک دو لاکھ اکیس ہزار روپیہ نقد اور بہتر ہزار روپیوں کی اراضی وغیرہ دان ہوچکی ہیں۔ مہاراجہ صاحب بہادر جموں اس کالج کے لئے پانصد روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ علاوہ اس کے وہ سنسکرت پاٹھشالا جو کاشی میں مہاراجہ صاحب کے والد بزرگوار نے کھولی ہوئی تھی اب وہی کالج کیساتھ شامل کر دی گئی ہے اور اسکا نام "رنبیر سنسکرت ڈیپارٹمنٹ" رکھا گیا ہے۔ اس پاٹھشالا میں بھی بہت سی اصلاحیں ہونیوالی ہیں۔ ہندو کالج میگزین جو کالج کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے اس کی اسقدر آمدنی ہوئی ہے کہ اس کے منافع سے بورڈنگ ہوس میں غریب لڑکوں کو ۳ وظائف دئے گئے ہیں۔ یہ کل ترقی اس لئے نظر آتی ہے کہ اس کالج کے اندر مسز بیسنٹ کی سپرٹ کام کر رہی ہے

الہ آباد میں جس ہندو بورڈنگ ہوس کی قائمی کیلئے پنڈت مدن موہن مالوی پلیڈر اسقدر کوشش کر رہے تھے اسکے لئے ایک لاکھ پانچہزار چھ سو پچاس روپیہ اب تک جمع ہوچکا ہے۔ اس کا بنیادی پتھر سر انٹنی میکڈانلڈ ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنر بہادر رکھ چکے ہیں

ایک ولایتی کارخانہ نے حضور نظام حیدرآباد سے استدعا کی ہے کہ ریاست کی طرف سے انہیں چا نوشی کو ترقی دینے میں امداد ملے۔ اخبار پائونیر کہتا ہے۔ کہ نظام نے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن جب گورنمنٹ ہند کے ایک اعلیٰ افسر سے یہی درخواست کی گئی تھی تو انہوں نے صاف جواب دیا تھا کہ وہ اپنے افسروں کے ذریعہ سے کوئی مدد اس معاملہ میں نہیں دے سکتا۔ یہ فرق انگریزی اور ہندوستانی کریکٹر کے درمیان ایسا ہے جو اکثر روزمرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ انہیں کمزوریوں کے باعث ہندوستانی تباہ ہو رہے ہیں۔

ہلکہ صوبہ مالکے متحدہ شہر میں حال میں ہی ایک گھر میں چور گھس گیا۔ لوگ جاگ اٹھے۔ چور بھاگا۔ لیکن پکڑ لیا گیا۔ پکڑنے پر معلوم ہوا کہ چور عورت ہے۔ اور برہنہ بدن پر تیل لگائے ہوئے چھرا ہاتھ میں لئے ہے۔ یہ امر بھی صاف ظاہر کرتا ہے کہ قدرت نے مرد اور عورت کے کام مخصوص نہیں کئے اچھے اور برے کام جو چاہے کر سکتا ہے۔

لاہور سے کچھ دوامی قیدی کالے پانی کو بھیجے گئے تھے۔ انکے ساتھ پنجاب پولیس کے آدمی نگرانی کیلئے موجود تھے۔ انبالہ تک خیریت رہی۔ لیکن اس سے آگے تین قیدی چلتی ریل پر سے کود پڑے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنبی لاہور سے ہی مل گئی تھی اور انہوں نے رنبی ہتکڑیاں کاٹنے کے علاوہ ریلگاڑی کے دروازہ کی ایک پیچ بھی کاٹ ڈالی تھی۔ رات اندھیری تھی۔ لیکن دو پولیس مین ان کے ساتھ ہی کود پڑے۔ قیدیوں میں سے دو نیچے گرتے ہی مر گئے۔ تیسرا سخت زخمی ہوا۔ پولیس والے بھی دونوں زخمی ہوگئے لیکن اب زیر علاج ہیں۔ اور دو ہمت ہی ان پولیس کے سپاہیوں نے واقعی بڑی ہمت کا کام کیا ہے۔

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

آریہ سماج پونڈری ضلع کرنال کا پہلا سالانہ جلسہ

۲۰ و ۲۱۔ اکتوبر کو اور نگر کیرتن جو ۱۶۔ اکتوبر کو قرار پایا تہا بڑی دہوم دہام وانند اور اتساہ کے ساتہہ ہوا جس کی کیفیت ذیل میں درج کرتا ہوں۔

ہم سبہاسدان نے جب ایک اطلاعی رپورٹ واسطے انتظام پولیس ہیں دی۔ بجائے اسکے کہ پولیس اس جگہ انتظام کرتی۔ جناب انسپکٹر صاحب پولیس نے ہر ایک مذہب والوں کی رضامندی دریافت فرمائی جو ناممکن ہے کیونکہ ہر ایک مذہب والا دوسرے مذہب والے کے کام میں ہمیشہ رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس واسطے دریافت کرنے میں کل مذاہب یعنی ہندو و مسلمان وغیرہ نے مخالفت ظاہر کی۔ لیکن معززین پنچایت شہر نے رضامندی فرمائی۔ کوئی کہتا تہا کہ جامع مسجد کے سامنے جلسہ نہ ہو۔ کوئی کہتا تہا۔ نگر کیرتن ہمارے مکان کے نزدیک نہ ہو۔ اسواسطے جناب انسپکٹر صاحب بہادر پولیس نے حسب رائے مخالفین مردمان شہر انکار لکھہ کر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں پیش فرمائی۔ جس سے ہمارا جلسہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے نامنظور فرمایا تہا۔ جس سے ہم کو نہایت مایوسی ہوئی۔ چونکہ پرماتما نے اس دہرم کاریہ میں ہانی پہونچانی منظور نہ تہی اور گورنمنٹ ہمیں ویدک دہرم پرچار کروانا تہا۔ اور ستیہ دہرم کی ہمیشہ جے ہوتی ہے۔ اسواسطے بذریعہ جناب بابو چہجو رام جی پردہان آریہ سماج کرنال کے جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جلسہ کو دوبارہ منظور فرمایا۔ جس سے ہم مردہ دلوں کے بدن میں جان آئی۔ اسلیے موافق درخواست ۱۶۔ اکتوبر کو تین بجے شام سے انگریزی باجہ وادم کے جہنڈوں کے ساتھہ نگر کیرتن شروع ہوا۔ اول بہجن منڈلی ٹھاکر پربہین سنگہ جی کی تہی۔ جو کہ منوہر اور دلچسپ آواز سے منشیہ ماتر کے دل کہینچتے ہے نہایت خوش الہانی اور پرجوش بہجنوں سے تخمین چارسو آدمی کی بہیڑ بہاڑ کے ساتھہ آگے ہوکے۔ اُن کے پیچہے دوسری بہجن منڈلی الوپور والی اپنا نرالا ڈہنگ دکہلاتی ہوئی پچاس ساٹھہ آدمیوں کے ساتھہ جاتی تہی۔ سب سے پیچہے پنڈت شمبہودت جی و پنڈت پرم سنگہ جی و پنڈت پدم سنگہ جی اپنے پرجوش اپدیش منتری شکشا دہرم چریہ آشرم و ویدک دہرم پر دیتے ہوئے تین سو آدمیوں کی بہیڑ کے ساتہہ چلتے تہے۔ گویا ایک سماں بندہ رہا تہا۔ ہر کوچہ و بازار میں ویدک دہرم کا ہر فرد بشر کے دل پر خوش اثر پڑ رہا تہا۔ ہم لوگوں نے ہر ایک گلی وکوچہ و بازار میں نگر کیرتن کیا۔ جو صاحب مخالفت ظاہر کرتے تہے وہ بہجنوں سے نہایت خوش ہوئے۔ جن کا ہم لوگ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ شام کے سات بجے تمام شہر میں نگر کیرتن کرکے آرتی کہتے ہوئے اسی جگہہ پر جس سے چلے تہے آن کر نگر کیرتن سماپت کیا۔

۲۰۔ اکتوبر کو ۸ بجے صبح کے بازار منڈی چوک میں جس جگہ کہ ہم دس بارہ برس سے لیکچر و ہون کرتے تہے ہون سے جلسہ شروع ہوا۔ ہون کے بعد ٹہاکر پربہین سنگہ جی کے بہجن ہارمونیم باجہ کے ساتہہ جو کہ نہایت رسیلی آواز سے گاتے تہے ہوئے اس کے بعد پنڈت شمبہودت جی نے اپنا اور اپدیش کیا۔ اس کے بعد پہر ٹہاکر صاحب کے بہجن پرتاثیر ہوئے جس نے لوگوں کے دلوں کو کہینچ لیا۔ اور قریباً ایک ہزار آدمیوں کا مجمع تہا۔ صبح کی کارروائی سماپت ہوئی۔

پہر دوپہر کو دو بجے سے بہجن شروع ہوتے ہی عالم جمع ہو گیا۔ اس کے بعد ہمارا وقت دہرم چرچا کا تہا۔ جس منشیہ ماتر کے دل میں کوئی شنکا ویدک دہرم پر ہو وہ پرشن کرسکتا ہے۔ کچہہ دیر تو کوئی صاحب نہ بولا مگر دس منٹ کے بعد ایک عیسائی صاحب تشریف لائے اور سوال کیا کہ جیو پہلے ہے یا کرم معقولیت کے ساتہہ پنڈت پرم سنگہ جی سے اور پنڈت پدم سنگہ جی سے سوال وجواب ہوتے رہے۔ کہ ہمارا ایک گہنٹہ دہرم چرچا کا پورا ہو گیا۔ اس واسطے وہ مباحثہ بند کیا گیا۔ لیکن چند اشخاص کے دل پر یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ عیسائی صاحب کو کامل جواب ملا ہو۔ کیونکہ جواب کو تشریح کے ساتہہ صاف کرکے بیان نہیں کیا گیا تہا اس واسطے ہمکو دہرم چرچہ کے وقت سے

دل پر پہیر خیال رہا - اس کے بعد پنڈت ہرنام سنگھ جی کا لیکچر ستری شکشا پر ہوا جس سے لوگ خوش ہوتے تہے - اس کے بعد بہجن و آرتی ہو کر اس دن کا جلسہ برخاست ہوا۔

تاریخ ۲۱ - اکتوبر کو ہون کے ساتہ پہر جلسہ شروع ہوا - تین یگیوپویت سنسکار پنڈت شمبہودت جی نے نہایت عمدگی کے ساتہ کرواٗے۔ جیساکہ کروانا چاہئے تہا جس سے لوگوں پر نہایت ہی عمدہ اثر پڑا - اس کے بعد بہجن ہوئے - بعد ازاں عیسائی صاحب کو آریہ سماج کی جانب سے آدمی بہیج کر بلوایا گیا - اور بحث شروع ہوئی اسوقت حاضرین کا جو مجمع تہا بیان سے باہر ہے - آریہ سماج کی جانب سے ڈاکٹر سری رام جی کرنال نواسی سے بحث شروع کروائی گئی - اور معقول جواب دے کر عیسائی صاحب کو لاجواب کیا گیا - مگر عیسائی صاحب اپنی ہیر پہیر کر دہی سوال دوبارہ سہ بارہ پیش کرتے رہے اس کے بعد پنڈت ہرنام سنگھ جی نے نہایت پرجوش اور مدلل تقریر سے پبلک کے دل میں نشچیہ کروادیا کہ بیشک معقول جواب دیا گیا - کرمچند وکرم الادی ہیں اور صفت ہمیشہ موصوف کے ساتھ رہتی ہے - اس کے بعد صبح کی کارروائی ختم ہوئی - شام کے دو بجے سے بہجن کے ساتہ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی - اول میں رپورٹ سماج بارہ سالہ سنائی گئی بعد اس کے لالہ بیجناتہ جی بی اے پونڈری نواسی کا لیکچر ہال بودہ پر نہایت ہی عمدگی کے ساتہ ہوا - اس کے بعد پنڈت شمبہودت جی کا اپیل نہایت ہی پرجوش ہوا - جس سے ۱۵ (۱۵) روپیہ وید پرچار فنڈ میں جمع ہوئے - اس کے بعد ٹھاکر پربہن سنگہ جی کے بہجن و آرتی کے بعد نہایت خوش اسلوبی سے جلسہ سماپت ہوا۔

ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اور دہنیہ واد دیتے ہیں - اُن صاحبوں کو جنہوں نے امداد دی اور جلسہ میں شامل ہوئے اور جناب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تہانہ پونڈری کا کہ جنہوں نے نہایت عمدہ انتظام کیا اور اُس کے ساتہ ہمارے جلسہ کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتہ سماپت کروایا - اور شہر والوں کو جو ہمارے جلسہ کو دیکھ کر خوش ہوئے - اور خاص کر ٹھاکر پربہن سنگہ جی کا جن کے بہجن نہایت دہوم دہام کے ساتہ پرتاثیر اور خوش الحانی سے ہوتے تہے۔

راقم

دیالال منتری آریہ سماج پونڈری

پورانک کلپت دیویاں اور نور اتر سے

پتر کرپش گذر گیا - مردوں کے ترپت کرنے کے بعد اب لوگ اپنی خیالی دیوی کی ترقی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں - مردوں کے شرادہ ترپن دہن کا کوشا شرکت پر الو اور پہل یگتیوں دوارا وید ورودہ ثابت کرتے ہوئے - ہمارے فاضل ایڈیٹر ستیہ دہرم پرچارک نے ۲۲ ستمبر ۱۹۰۱ء کے پرچارک میں ایک اعلیٰ لیکچر پتر کرشن کے خاتمہ پر شائع کیا تہا - ہم کو امید تہی کہ امسال اس وشے پر لکہنے کے علاوہ ایڈیٹر مہاشئے نوراترے و کلپت دیویوں کی اصلیت سے بہی سرو سادہارن کو اُپدیش دوارا کر تارتہ کریں گے - پرنتو شوک کہ اُن کو ایک دیوی کے بہگت (گوپی ناتہ) نے فرصت ہی نہیں لینے دی جس سے وے اس طرف متوجہ نہ ہو سکے ہم آشا کرتے ہیں کہ آئیندہ نوراترے پر پرم پوجیہ ایڈیٹر مہاشئے ان دہمی دیویوں کی پرستش کے کارن کیا کیا اناچار ہورہے ہیں - اپنے ناظرین اخبار پر اوشیہ درشائیں گے پہر ہے خیال میں رہنا کو پرم دہرم ماننے والے ہندؤں کو بنسک اور مانس اہاری ان ہی دیویوں کے پوجاری وام مارگیوں نے بنایا ہے - ان دہمی دیویوں کی کئی بہنیں ہیں جن میں زرد تر مانس اہاری یہ ہیں پہر ان میں ہی علی الترتیب مرغ - بکری بہینسا - اور منشیہ تک کو چٹ کرجانے والے ہیں ان دیویوں کو پرستن کرنے کے لئے ہندو دہرمی نانا پرکار کی ہنسا روپی پاپ کرتے ہیں - جو باہمن دکہتری چہہ ماہ نیم پالن کرتے ہیں وے بہی اس دیوی کی پوجا پر تو ضرور ہی دیوی کے پرساد (مانس) بہکشن کرتے ہیں - جو باہمن شراب بہنگی ٹہیکری کو پہیر چہو جانے سے رس واس کا اُپدیش کرتے ہیں وے ہی اس دیوی کے چرن امرت (شراب) کو ممکنی دانا خیال کرتے ہیں - اسی سرد ہیکشی دیوی کے کارن کلکتہ شہر میں نہادنا پشوؤں کا بدہ ہوتا ہے - اور یہی حال کئی

پرانت کا ہی ہے۔ اسی ناپاک تعلیم کی وجہ حال ہی میں ایک دیوی کے بھگت نے دس سالہ بچے کو دیوی کی بلی دینا چاہا تھا کہ دیولوگ سے گرفتار ہوا اتنا ہی نہیں بلکہ لاکھوں ٹھگ جو ہزارہا منشیوں کو پھندا لگا کر دمڑوں میں خاک میں ملاتے رہے۔ وے بھی دیوی ماتا کے نام پر ہی قربانی کرتے رہے۔ بلکہ اُن کے خیال سے وہ دیوی ماتا کی ترپت ارتھ یہ مہا راکشسی کرم کرتے تھے۔ صوبہ اُڑیسہ میں مہا ندی کے جنوبی جانب ضلع بنگال کے مقابل پہاڑوں میں جو ملک ہے۔ وہاں پرتھوی دیوی کے خوش کرنے کے لئے ہر سال ہزارہا آدمیوں کا بلی دان کیا جاتا تھا۔ جو بالآخر سنہ ۱۸۳۵ء میں گورنمنٹ عظمت مدار نے قانوناً موقوف کیا بیس ورش کے پورو شہر برہان پور میں نوراتری کے ایام میں مائیں اپنے بچوں کو خوف کے مارے باہر نہیں جانے دیتی تھیں کہ مباداکوئی اُٹھا کر دیوی ماتا کو چڑھادے مرہٹی راجیہ کے زمانہ میں دیوی کو براہمن کی کنیا چڑھانا بڑا ہی پُنیہ اور دیوی کی عین پرسنتا خیال کی جاتی تھی۔ وہ ہنیہ ہے ہندوؤں کی دیوی ماتا کہ مہا راکشسی اور دُشٹ ہونے پر بھی دیوی ہی بنی رہی وہ ہندو جو ایک چیونٹی کو مارنا پاپ سمجھتا ہے۔ وہ ہندو جو رات کے وقت برکش کا پتہ توڑنا اسلئے پاپ بتاتا ہے کہ برکش کو تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ ویدک آگیا بلی وشو دیو کو گویا طاق عدہ نہیں تو بھی کچھ نہ کچھ ٹوٹی شکل میں اب تک پالن کرتا ہوا۔ دکھائی۔ کوّے کوے اور چیلوں چیونٹیوں کو روٹی شکر و آٹا اور

آٹے کی گولیاں وغیرہ سے پرورش کرنا سب بلی وشو دیوی ہے) کیا کارن ہے کہ ایسا کومل ہردیہ رکھتے ہوئے بھی وہی ہندو ہاتھ میں تبر لئے بے زبان بے بس دین بھینسے اور بکرے کا سر کاٹ رہا ہے؟ ہا! یہہ نردئتا کا کام اسلئے کر رہا ہے کہ وہ اگیان وش اپنی خیالی دیوی کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ جو پرانیوں کا خون چوس کر ہی پرسن ہوتی ہے۔ یہہ اُسی پرانک وام مارگ ناپاک تعلیم کا کارن ہے۔ کہ جس نے ودیا اور گرو ناک کے پوترا صولوں کو اُٹھا کر اُس کی بجائے راکشسی وگھن نت و دُشٹ سپرٹ کو جما دیا ہے پشوؤں کے پران گھات کے اتیرکت جو اسیہ پرو دھرکتیں ہندو لوگ کرتے ہیں وے ہی عجیب و غریب ہیں۔ کوئی آٹے کا چراغ جلا کر اُسی کو دیوی مان رہا ہے کوئی جوت کے آگے ماتھا گھس رہا ہے کسی کی دیوی کڑاہی ہے۔ اور کسی کی درگا کی پوجتی ہے۔ کوئی ایک کپڑے پر چند مورتیں کھینچ کر اُس کو پوج رہا ہے تو کوئی پتھر اور دھات کی مورتی کے آگے مناجات کر رہا ہے۔ افسوس اُن کی عقل اس معاملہ میں گڑیاں کھیلنے والی لڑکیوں سے بھی گئی گذری ہے۔ اپنی لڑکی گڑیا کی شادی رچتی ہے۔ اُس کے لئے بر لاتی ہے۔ وواہ کرتی ہے۔ پر تو وہ یہہ اہلاش نہیں کرتی۔ کہ یہہ بیجان گڑیاں گرہہ دان کر کے سنتان اُتپتی کریں گی۔ اور وے اُس کی خدمت کرینگی پرنتو ہندو ان بیجان جڑ پدارتھوں سے جو ایشور نے اس چیتنہ آتما کے اسٹ سکھ لابھ کے لئے رچا ہے۔

ان کو معبود سمجھ کر پوجتا ہے۔ وے اِس کی خدمت کے لئے ہیں۔ یہہ اُنہیں کی خدمت کو دوڑتا ہے۔ اگنی ہمارے روٹی پکانے کا کام کرتی ہے۔ جل جب وہ کھینچتی ہے۔ ووت کا کام وہ کرتی ہے۔ موسموں کی تبدیلی وہ کرتی ہے۔ غرضکہ جو جو کام سرو نینتا جگدیشور نے اس کے ذمہ لگائے ہیں وہ شکتی اس میں سوبھاوک ہی رہتی ہے۔ جو ہمارے اپیوگی ہے یہہ اگیانتا نہیں تو کیا ہے کہ تم ایشور رچیت جڑ پدارتھوں کو دیوی مان رہے ہو اے بھولے بھائیو! ذرا تو عقل کو کام میں لاؤ۔ دیوی اور ماتا کے ارتھوں پر تو وچار کرو مہرشی سوامی دیانند فرماتے ہیں کہ پرمیشور کے نام تینوں لنگوں میں ہیں جیسے "[illegible]" جب ایشور کا وشیشن ہوگا تب دیو اور [illegible] کا ہوگا۔ تب دیوی اس سے ایشور کا نام دیوی ہے۔ ایسے ہی شکتی اور ماتا نام ہی اُسی پربرہم پرمیشور کے ہیں۔ جو سب جگت کے بنانے میں سمرتھ ہے۔ اس سے اس پرمیشور کا نام شکتی ہے۔ اور جیسے پورن کرپا سنگیت جگت جننی ماتا اپنی سنتانوں کا سکھ اور ترقی چاہتی ہے۔ ویسے ہی ایشور بھی سب جیوؤں کی بڑھتی چاہتا ہے اس سے پرمیشور کا نام ماتا ہے۔ پیدیہ ہندو گن ویدک سوریہ کے پرکاش میں آ کر اس امرت شکتی کے درشن کرو جس ماتا نے چاروں اور امرت کی ہمیشہ اپنے پتروں کے لئے برشا دی ہے جو اننت شانتی اور آنند کا بھنڈار ہے اُس کا دو یہ سوروپ سرو پاپوں کا

ناش کرنے والا ہے۔ اسی کی آنند مے گود میں سارے پرانی ترشنا سے کار لیں کر رہے ہیں جو ہمارے لئے اننت ستھیوں کا بھنڈار ہے دانی کا دان بہ کلپ کے پشچات آدی سرشٹی میں دیتی ہے۔ اور جس لے نانا پرکار کے سکھوں کے ساہن ہمارے بالکے ہی چاروں اور نرمان کر رکھے ہیں اب کس بات کی کمی ہے۔ کہ تم ایک دہی دیوی کو خوش کرنے کے لئے دیہ ورود کرم کر رہے ہو۔ یہہ جگت ماتا سروبھکشی نہیں۔ کنتو سرو رکشی ہے۔ یہہ کسی قربانی یا بھینٹ ہو جانے کی خواہش مند نہیں ہے۔ کیونکہ یہہ جگت رچت پدارتھ تو اس نے ہمارے تنتہ انہیں پرانیوں کے لئے رچے ہیں اس کی آگیا ہے۔ کہ سب پرانیوں کو متر درشٹی سے دیکھو۔ وہ دیالو ہے۔ تم دیاوان بنو۔ وہ سرو رکشک ہے۔ تم بھی رکشک بنو۔ وہ کرونامئی ہے تم بھی دین پرانیوں پر کرونا کرو۔ تم کسی کو پیڑا دے کر ستکرم کی ابھلاشا مت کرو کیونکہ یہ ایشور یہ نیائے نیم کے وردھ ہے۔ جو ادبودھ گن کا لے کی اشا کرنے والا مورکھ ہے کسی نے سچ کہا ہے "بوئے پیڑ ببول کے آم کہاں سے ہوئے" کرم پھل کا سدھانت اٹل ہے۔ جیسا کروگے ویسا پاؤگے۔ چیتو پیارو اور پاپ کرم سے بچو۔ .. .. اوم شم ..

مسافر

آریہ دہرم کا پریمی۔ گووند پرشاد

از حیدرآباد دکن۔

سوالات دریافت طلب

(۱) اخبار وینکٹیشور بمبئی مورخہ ۲۶۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک مضمون بعنوان "سوامی وویکا نند جی کا الٹ پھیر پہ اپدیش" چھپا ہے جس کے ضمن میں وینکٹیشور جی نے یہہ فقرہ درج کیا ہے۔

"بڑے لوگوں نے پراستری گمن کے ورشن سے دو کٹمبوں کا ستیاناش سے بچانے کے بدلے ویشیاؤں کی سرشٹی کی ہے"

دریافت طلب یہہ ہے کہ ان بڑے لوگوں کا کیا نام تہا۔ کہ جنہوں نے ویشیاؤں کی سرشٹی کی ہے۔ کیا کی اور کس مصالح سے کی۔ کسی پوران میں ذکر ہے۔ اس کا جواب خواہ آپ دیجئے۔ یا وینکٹیشور جی سے دریافت کر دیجئے۔ کیونکہ ان کا اور آپ کا باہمی بہائی چارہ ہے۔

(۲) کیا سبب ہے کہ اب تک اخبار ہندی بنگ باسی کلکتہ۔ وینکٹیشور جی بمبئی اور دیگر اخبار ہندی اردو پورانک مت اولمبیوں نے۔ سناتن دہرم کے مشہور سے مشہور پنڈت گوپی ناتھ کے چال چلن کو مکمل طور پر ظاہر کرنے والے ۲۰۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کا فیصلہ اپنے اپنے اخبار میں چھاپ کر سناتن دہرمی بہائیوں کو مشکور نہیں فرمایا۔ ہماری رائے میں اگر یہہ اخبار واقعی سناتن دہرم کے رکشک اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں تو ایسے دہرم اولمبی کا مکمل فیصلہ مع

اُن ضروری دستاویزات کے جو امین دہرم اولمبی جی اور طوائفان رسیلاں کریم بخش جی کے خط و کتابت کے نام سے موسوم ہے۔ چہاپ کر ہندوستان کی کل سناتن دہرم سبہاؤں کا شکریہ حاصل کرنا چاہئے۔

(۳) بہت سے بہائی دریافت کرتے ہیں کہ فاتح الاسلام جناب پنڈت لیکہرام صاحب کی سوانح عمری کب تک طیار ہوگی۔ اسکا ان کو کیا جواب دیا جاوے۔

(۴) آریہ مسافر میگزین میں برہمچریہ سندہیا کی منتروں کی تفسیر چھپنی شروع ہوئی تہی۔ جو بہت اعلی درجہ کی تہی۔ اب عرصہ سے بند تہی۔ بہت بہائی اسکے پورا چہپنے کی خواہش کرتے ہیں۔ ان کی یہہ خواہش کب پوری ہوگی۔

(۵) پٹنہ کے بھارت رتن اخبار کے ایک اڈیٹر کو آپنے کئی دفعہ جگایا۔ لیکن ابتک بدستور سو رہا ہے کیا وہ ہمیشہ کے لئے سو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پیشگی قیمت دینے والوں کا کیا حال ہوگا۔ کیا آپ کسطرح ان کو صبر دلاتے ہیں۔ اور اخبار کی قیمت للعہ تو میرے پہونچ چکے ہیں۔ بیسوں کارڈ بہیجے مگر سب ہضم غضب کا ہاضمہ۔

(۶) جیسی عمدہ عمدہ کتابیں ہر سال ایک دو عالیجناب پنڈت لیکہرام صاحب آریہ مسافر کامل تحقیقات کے ذریعہ سے پبلک کو دیدہ وہر اکرتے تہے۔ اور لوگوں کو ان کی نئی تحقیقات کے دیکہنے کی بڑی خواہش رہا کرتی تہی اب بہی ان کی پیروی میں کسی صاحب نے قدم بڑہایا ہے۔ یا بالکل خاموشی کا عالم ہے۔ ہماری رائے میں ماسٹر آتمارام جی کی تحریر نہایت چست اور زبردست ہوتی ہے۔ اگر وہ اس معاوضہ کے بدلے کو پورا کرنے کی عنایت کریں پبلک پر فرمائے ہیں تو کیا ہی اچھی بات ہو۔

(۷) ستیارتھ پرکاش کا انگریزی ترجمہ ہونیوالا تہا

جلد ۱۳ | مطبوعہ ہم ۲ کاتک سمت ۵۸ مطابق ۸۔ نومبر ۱۹۰۱ء بروز شکروار جلندھر شہر | نمبر ۳۱

معذرت

پہلے تین پرچے اکٹھے بھیج چکا ہوں۔ وجہ یہہ تھی کہ مقدمہ توپی ناتھ کی کتاب جلد شائع کرنے کے خیال سے کل پریس اُسی کام میں لگ گئے تھے اب کی مرتبہ پھر تین پرچے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ یہہ ہے۔ کہ میں دسہرہ کی تعطیلوں میں لاہور واسطے شمولیت جلسہ شرمتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے گیا تہا۔ اور وہاں ایسے کام میں پہنس گیا۔ کہ اخبار کا جلد نکالنا نا ممکن ہو گیا آئیندہ باقاعدہ سیوا کرنے کی کوشش کروں گا۔

(منشی رام)

شرمتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب

گزشتہ پرچے اخبار کے پڑھ کر میرے آریہ بہائیوں کی طرف سے میرے انتظام کے کام سے بالکل علیحدگی اختیار کرنے پر خطوط کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تہی جب میں جلندھر شہر سے ۱۸۔ اکتوبر کو لاہور کی طرف روانہ ہوا تہا تو دل میں خیال تک نہیں گذرتا تہا کہ میں پھر پنجاب کی آریہ پرتی ندہی سبھا کے کاموں کی ذمہ داری کا بوجھہ اپنے سر پر لینے کا حوصلہ کر سکوں گا۔ لیکن کس کو معلوم تہا کہ ۲۱۔ اکتوبر سے مجھے پھر وہی پورا ناو طیرہ اختیار کرنا پڑیگا اور باوجود یوگیہ نہ ہونے کے اتنا بڑا بوجھہ اُٹھانے کا حوصلہ کرنا پڑے گا۔ لیکن جو ہونا تہا اُسے روکنا میری طاقت سے باہر تہا۔

پنجاب کی آریہ سماجوں کے بھوشنوا اب سب بہائیوں کی سہائیتا پر پورن وشواس کر کے میں نے اِس کٹھن کرتویہ کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ میں سہارا تو سدیو پرماتما کا ڈھونڈھا کرتا ہوں اور اُسی کی آگیا پالن کو اپنا کھیہ کرتویہ سمجھا کرتا ہوں۔ لیکن پرماتما کی ہی یہی آگیا ہے۔ جو بہدر پُرش پرسپر مل کر اور دہرما ہوتا ایک چت ہو کر کام کرتے ہیں اُنہیں کو اپنے پورشارتھ میں کامیابی ہوتی ہے۔ اسلئے آپ سب بہائیوں سے ونے پرارتھنا ہے۔ کہ آپ لوگ سچے دِل سے مجھے اپنے کرتویہ پالن میں سہائیتا دیویں۔ میں سادہارن پُرش ہوں۔ جبو تک کوئی غلطی کروں بجائے اِس کے کہ آپ ناراض ہوں اُس سے مجھے سوچت کریں تاکہ آئیندہ کے لئے غلطی درست ہو جاوے۔ اور جس وقت سنسار کی مخالفت سے گہبرا کر ویدک دہرم سے میرا قدم ڈگمگانے لگے آپ لوگ مجھے ڈھارس بندھاؤ۔ تاکہ میں آپ کی دی ہوئی خدمت کو ھمدگی سے ادا کرسکوں

ویدک دہرم کا سیوک
منشی رام پردہان آریہ پرتی
ندہی سبھا پنجاب ...

تین اُپدیشکوں کی موقوفی

حسب ذیل اُپدیشک ابہی خاص میعاد کے لئے آزمائشی طور پر کام کر رہے تہے۔ اور ہنوز اُن کی مستقلی کا سوال انترنگ سبہا کے روبرو پیش نہیں ہوا تہا۔ چونکہ اجلاس جنرل سبہا منعقدہ تعطیلات دسہرہ میں اُپدیشکوں کی یوگیتا وغیرہ کی نسبت خاص ہدائیتیں کی تہیں۔ اسلئے اِن اُپدیشکوں کو جن کے نام ذیل میں درج ہیں یکم نومبر ۱۹۰۱ء سے سبہا کی ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ہے :۔
پنڈت رشی رام۔ پنڈت لالتا پرساد۔ پنڈت نندلال۔

جملہ آریہ سماجوں کے منتری مہاشیوں اور دیگر آریہ پُرشوں سے نویدن ہے۔ کہ اِن مہاشیوں کے ساتھ کسی پرکار کا سبہا

رپورٹ سالِ گذشتہ

رپورٹ سالِ گذشتہ :- سبھا کی گزشتہ سالانہ رپورٹ جنرل سبھا کے عام اجلاس تک طیار نہیں ہو سکی تھی اسلئے نشیچہ ہوا ہے کہ جب لالہ شیو دیال جی سابق منتری سبھا رپورٹ طیار کر کے دیں اُسی وقت انترنگ سبھا میں منظور ہو کر شائع کی جاوے

گروکل کے داخل ہونیوالے

ودیارتھیوں کی عمر کی نسبت اسوقت آریہ پبلک میں کسیقدر غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ جو قواعد سبھا کی طرف سے منظور ہو کر مشتہر کئے گئے تھے، اور جن پر برابر پبلک سے اپیلیں ہوتی رہیں۔ اُن میں ودیارتھیوں کی داخلہ کے وقت کی عمر کی نسبت حسب ذیل قاعدہ درج ہے :- دفعہ (الف) اُن کی عمر سات برس سے زیادہ نہ ہو الّا اگر آٹھ برس سے زیادہ عمر ہو اور ۱۲ برس سے زیادہ نہ ہو تب ودیارتھی انترنگ سبھا کی خاص منظوری سے داخل ہو سکینگے" لیکن ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گذرنے کے بعد جب جنرل سبھا کے اجلاس منعقدہ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں ان قواعد کی ترمیم کا سوال پیش ہوا تو اس قاعدہ میں بجائے سات برس کے پانچ برس اور بجائے ۱۲ برس کے دس برس کے الفاظ لکھے گئے۔ اور چند ایک ودیارتھیوں کو جو اُسوقت گروکل پاٹھ شالا میں پڑھتے تھے مستثنیٰ کر کے باقی مستثنیٰ حالتوں کے فیصلہ کا انحصار شرمتی سبھا کے جنرل اجلاس پر رکھا گیا گویا ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد انترنگ سبھا کو بالکل اختیار نہ رہا۔ کہ وہ دس برس سے زیادہ کے ودیارتھی کو خاص وجوہات پر بھی گروکل میں داخل ہونے کی اجازت دے سکے۔ قاعدہ متذکرہ بالا میں ترمیم تو ہوئی جیسے کہ دیگر دفعات میں از اول تا ۱۳ کچھ نہ کچھ تبدیلی کی گئی لیکن غلطی سے ان ترمیمات کو پبلک میں مشتہر نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ لوگوں کی درخواستوں پر وہی پورانی سکیم و قواعد بھیجے جاتے رہے۔ پس جن لوگوں نے پورانے قواعد کی وجہ سے غلطی میں پڑ کر اپنے لڑکوں کے داخلہ کی درخواستیں اب تک نہیں بھیجی ہیں اور باوجود اُن لڑکوں کی عمر دس برس سے بڑھ جانے کے بھی وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بلحاظ اُن کی گذشتہ تربیت اور طیاری کے وے گروکل میں داخل ہونے کے قابل ہیں اُن سب مہاشیوں کے غور کے لئے حسب ذیل ریزولیوشن جو سبھا کے اجلاس منعقدہ ۲۲- اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میں منظور ہوا۔ اسجگہ درج کیا جاتا ہے :-

نوٹ :- اس وقت تک جسقدر درخواستیں سبھا کے دفتر میں آئی ہیں اُن میں سے جو او پر منظور کی گئی ہیں (واضح رہے کہ اس نوٹ کی تحریر سے پیشتر جسقدر دس برس کی عمر سے زیادہ والے ودیارتھیوں کی داخلہ کی درخواستیں اُسوقت تک موجود تھیں ان کا فیصلہ ہو چکا تھا) اُن کے علاوہ باقی کل درخواست کنندہ ودیارتھیوں کی عمر دس برس سے کم ہے اسلئے وہ کل درخواستیں انترنگ سبھا میں واسطے فیصلہ کے بھیجدی جاویں۔ اور چونکہ آئندہ کے لئے ایسی درخواستوں کا مستقل فیصلہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اسلئے اتفاق رائے سے منظور ہوا۔ کہ دس برس سے اوپر کی عمر والے ودیارتھیوں کی درخواستیں داخلہ کے اسم دسمبر ۱۹۰۱ء تک آجانی چاہئیں اس کے بعد اگر کوئی درخواست دس سال سے زیادہ عمر کے ودیارتھی کی بھیجی گئی۔ تو انکو بحالت نامنظوری کسی حالت میں بھی اعتراض یا شکایت کا موقع نہ ہوگا۔ اور اس امر کا اعلان آریہ اخبارات اور دیگر اخبارات میں جن کو یہ ودوان سبھا مناسب سمجھیں دیا جاوے۔ آریہ پرش اس نوٹ ریزولیوشن کو غور سے پڑھیں اور جن جن مہاشیوں کا ارادہ اپنے لڑکوں کو گروکل میں داخل کرانیکا ہے وے درخواست بنام ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء سے پیشتر ہی شریمان لالہ روشن لال جی بیرسٹر سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام بھیجدیویں تاکہ جنرل سبھا کے اس اجلاس میں جو غالباً یکم جنوری اور ۲۸ فروری کے درمیان کسی تاریخ پر ہوگا۔ اُن کی درخواستوں پر سبھا میں غور ہو سکے۔

ہریدوار کے پاس گروکل کھولنے کی تیاری ہو گئی ہے۔ شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے گذشتہ اجلاس میں اس سوال پر اُسوقت کے اُپستھت سبھا سدوں نے خاص غور کیا اور آخر کار فیصلہ کر دیا کہ جو موضع کانگڑی شریمان چودھری امن سنگھ جی نے اپنے اُدارتا سے گروکل کے ارپن کر دیا ہے۔ اُسکی رقبہ ہی پر گروکل کیلئے مکان بنانا شروع کر دیا جاوے اور بہت جلد برہمچاریوں کی رہائش کا انتظام کر کے اُٹھ جگہ

گروکل کا افتتاحی جلسہ

مہولیوں کی تعطیل میں کیا جاوے۔ میں سبھا کے اس فیصلہ پر آریہ پرشوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس مبارکباد میں کیول پنجابی بھائیوں کا ہی حصہ نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس میں کل بھارت ورش کے آریہ پرشوں کو شریک سمجھتا ہوں۔ اینک

بڑی خوشی کا موقع ہے۔ لیکن خالی خوشی سے ہی شانت ہونا مناسب نہیں ہے۔ ابھی اس

پہلی منزل تک پہونچنے کے لئے

ابھی بہت سی مشکلات کا سامنا پڑیگا۔ علاوہ ان سجنوں کی دلی مخالفت کے جو نیک نیتی سے سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ودیارتھی گروکل چل نہیں سکتا۔ پہلی مشکل یہ ہے۔ کہ گروکل کی عمارت جلد طیار ہو جانی چاہیئے۔ اس کے لئے میں نے وچار کر لیا ہے کہ ۱۹۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو جالندھر سے چلکر ۲۰ نومبر کے دن کو کانگڑی پہنچ جاؤں اور جب تک کل تخمینہ لاگت اور انتظام منظور شدہ عمارت کا نہ کر لوں وہاں سے نہ ہلوں۔ لیکن عمارت کے نقشہ اور تخمینہ کا کیونکر فیصلہ کر سکتا ہوں۔ جب تک کہ علم حساب اور انجینیر نہوں۔ اسلئے پہلی ضرورت جسکے لئے میں اپیل کرتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ

محکمہ عمارت کے ایک تجربہ کار پنشنخوار آفیسر

آریہ دہرم کاریہ کی سیوا کو اپنا کرتویہ سمجھ کر مفت کام کرنیکے لئے طیار ہو جاویں اور بعد خط و کتابت مناسب کے میری صلاح کے لئے ۲۰ نومبر تک کانگڑی میں پہونچ جاویں۔ ان کے سوا اور جسقدر فن عمارت کے ماہر دہرماتما بھائی مفت صلاح دینے کے لئے تشریف لا سکینگے میں ان کا ممنون ہونگا۔

دوسری ضرورت یہ ہے کہ ان سب بھائیوں میں سے ایک تیاگی پرش جو پنشنخوار اور بانوکری سے سبکدوش ہوں۔ عمارت کے کام کی نگرانی اور انتظام کے لئے کانگڑی تشریف لے جا دیں۔ اور سوا اپنی خوراک اور کرایہ کے خرچ کے اور کوئی بوجھ سبہا پر نہ ڈالیں۔ اس طریقہ پر عمارت جلد اور سستی طیار ہو سکے گی۔

ان سب سے بڑھکر تیسری ضرورت یہ ہے۔ سبہا نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ گروکل کا افتتاحی جلسہ ہولیوں کی تعطیل میں کیا جاوے۔ اور ساتھ ہی یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اسکا اعلان عام جاری کیا جاوے آریہ پرش سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب یک تاریخ مقرر کرکے عام اعلان دیا جاویگا کہ گروکل کا افتتاحی جلسہ ہونیوالا ہے اور یہ خبر مشہور ہوگی کہ فلاں تاریخ کو گروکل میں پرورش پانے والے برہمچاری کانگڑی میں پہونچینگے تو کیا ممکن ہے کہ وے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں دہرماتما پرش جنکی آنکھیں اس بے نظیر نظارے کے لئے اڑھائی تین برسوں سے ترس رہی ہیں۔ بڑی سے بڑی دقتوں کا سامنا کرتے ہوئے بھی ہریدوار نہ پہونچیں۔ میرا خیال ہے کہ افتتاحی جلسہ پر باہر سے جو ستری پرش کانگڑی میں آوینگے ان کی تعداد دس ہزار سے کسی حالت میں بھی کم نہوگی۔ یہ مانا کہ ان دہرماتما نرناری کے کہ جنکے من میں سبہا کو تکلیف دینے کا خیال ہی پیدا نہ ہوگا۔ لیکن میری رائے میں سبہا کا فرض ہے کہ ان سب کا اہتی ستکار بڑے آدر سے کرے۔ اس آتہتہ میں اگر ہو جن پر کچھ بھی خرچ نہ کرنا پڑے۔ تاہم دو ہزار روپئوں سے کم پر بندہ آدی پر خرچ نہ آویگا۔ اس دو ہزار کے لئے بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رہی گئی۔ اسلئے آریہ پرشوں اور گروکل کے دیگر پریمیوں کا فرض ہے کہ خود بخود اس عارضی کام کے لئے سہائتا بھیجکر آریہ پرتی ندھی سبہا کے ادہکاریوں کا بوجھ ہلکا کریں۔ اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اسوقت کا خرچ کیا ہوا روپیہ افتتاحی جلسہ

پر گروکل کے لئے بیشمار اکٹھا کرانے کا باعث ہوگا۔ آریہ پرشو! گروکل کا کہولنا گویا رشی دیانند کی اصلی وصیت کا پورا کرنا ہے اسلئے ایکے جلد کہولنے میں جو بہائی بہنیں مدد دینگے وے رشی رن سے سبکدوش ہونیکے لئے پہلا قدم آگے رکہیں گے۔

آوبنہ وار۔ ۱۰۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ کو دیوالی کی رات ہی ہے۔ رشی دیانند کی انت سمادہی کی بہی تتہی ہے۔ رشی جیون پر وچار کرنیکا آریوں کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دن نہیں آریہ ویر رام چندر کے دشمنوں کا دلن کرکے اجودھیا واپس آنے پر نگر واسیوں نے سارے نگر کو روشن کیا تہا۔ اسیطرح یوگی دیانند کے برہم لوک سے آکر اس دنیا میں اپنا فرض ادا کرنیکے بعد برہم دہام کو واپس جانے پر آریہ پرشوں کو دیپ مالا کرنی چاہیئے۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر ہم سبکو اس دن اپنے جیون پر نگاہ ڈالنی چاہیئے۔ رشی نے ہم سبکے لئے اس دن اپنے پران تیاگ دیئے۔ گویا زبان حال سے ہمیں ویدک دہرم کا جہنڈا آگے لیکے چلنے کا برت دیا۔ آریہ سماج میں کتنے ہیں جنہوں نے اس برت کو پالن کیا ہے۔ سوچو اور اپنے کرتویہ کو آریہ پرشو! اپنے جیون پر جو وچار آپ کروگے اور آئیندہ کے لئے جو جو پرتگیائیں اپنے دل میں کروگے۔ اس کے سوائے پرمیشور کے اور کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اپنی سچائی کا بیرونی اظہار بھی تم کسقدر کر سکتے ہو۔ آریہ پرتی ندھی سبہا نے اس دن سے ہی خاص فائدہ اٹہانے کے لئے جہاں جگہ بجگہ رشی کے جیون پر ویاکہیان اور وچار کے لئے جلسوں کی ہدایت کی ہے۔ وہاں یہ بھی قاعدہ باندہ دیا ہے۔ کہ اس دن ہر ایک آریہ کم از کم ہر پہر چار گھنٹہ میں دان دیگو۔ اسطریق رشی کے ادیشیہ کی پورتی میں کسقدر سہائتا پہنچ جاتی ہے۔ چونکہ ویدپرچار فنڈ کی آمدنی گہٹ گئی

اسلئے میں آریہ بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں کہ بجائے الو کے اس سال روپیہ دے کر چار آنہ مشن فنڈ کو اسقدر بڑھا دیں کہ وہ وید پرچار کی کمی کا بہت بڑا حصہ پورا کر سکے۔

(منشی رام پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب)

پربت یاترا

کرنے کا جن اصحاب کو اکثر موقعہ پڑتا ہے ان کو بخوبی معلوم ہے کہ موسم گرما میں بھی جب کہ میدانی ملکوں میں ململ کا کپڑا بھی مشکل سے بدن پر سہارا جا سکتا ہے۔ پہاڑوں پر سوٹ پہننے کی ضرورت اکثر پڑتی ہے۔ جس طرح یہہ حال کپڑوں کا ہے۔ اسی طرح خوراک وغیرہ ہر ایک امر میں بھی کم و بیش ضرور فرق واقع ہوتا ہے۔ اور اسی فرق کی وجہ سے بعض اوقات دوا جو ادویات میدانی ملکوں میں کارگر ہوتی ہیں۔ پہاڑی قطعات پر ناکامیاب ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن ہم آپ کو یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ

لالہ کاشی رام صاحب ویدؔ

کے تیار کردہ پربوارک اور سفری بکسوں اور پاکٹ کیسوں کی مشہور ادویات سریع التاثیری میں پہاڑی اور میدانی ملکوں میں یکساں کامیابی کے ساتھ شہرہ آفاق ہو رہی ہیں۔ جس طرح پر کہ یہہ ادویات ہر موسم میں میدانی ملکوں میں اپنا جادو بھرا اثر دکھلا کر عوام کو موہت کر رہی ہیں۔ بعینہ ایسا ہی کامیابی کا چمتکارہ پہاڑوں میں دکھلا کر اپنے اور اپنے کے لئے شہرت کا باعث ہو رہی ہیں۔ متذکرہ بالا بیان کی شہادت میں ہمارے دفتر میں کثیر التعداد خطوط موصول ہو چکے ہیں اسلئے ذیل میں مختصراً ایک ایسے معزز کا خط درج کرتے ہیں کہ جنہوں نے حال ہی میں ہمکو پہاڑ سے انکی "تاثیر کی بابت تحریر کیا ہے اس خط کے تحریر کنندہ تعلیمیافتہ سوسائٹی کے ایک نہایت معزز لائق جوڈیشل آفیسر جناب

لالہ ...... چند صاحب بی اے

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ریونیو افسر ہیں جنہوں نے حصار میں ایک سفری بکس منگوایا تھا اور اب مقام بانجچہ چاہ ورنگ ضلع کانگڑہ سے تحریر فرماتے ہیں "مائی ڈیر لالہ کاشی رام جی صاحب وید۔ تسلیم۔ میں ان دنوں ایکسٹینشن رخصت پر آیا ہوں اور آپکے سفری بکس کو ساتھ لایا ہوں۔ جو میں نے آپسے حصار میں منگوایا تھا اس بکس سے مجھکو بہت فائدہ ہوا ہے کیونکہ کئی شخصوں کو آپکی ان ادویات سے فائدہ ہوا ہے۔ ہر حال میں آپ والا بکس اور یہ بڑا مفید ہے۔ مجھکو آپ میں کی اکسیروں کی ایک شیشی اور بھیجدیں۔ اکسیر نمبر ۳ دافعہ قبض نمبر ۹ دافعہ بخار نمبر ۶ دافعہ بدہضمی"

ناظرین اخبار ایسے خطوط روزمرہ ایک نہیں بلکہ کئی ہمارے دفتر میں وصول ہوتے ہیں۔ تجربہ کنندوں کی تصدیق سے بڑھ کر اور کوئی شہادت کسی چیز کے حق میں کیا ہو سکتی ہے۔ اور اسلئے ہر ہفتہ کیلئے تازہ اور نیا خط درج اخبار کرنا ہم زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ بجائے اسکے کہ ہم اپنے منہ سے انکی تعریف کریں۔ ہیضہ کے مریض ایسے شفا پاتے ہیں۔ ننھے اور معصوم بچے نگی جانیں انکے استعمال سے بچیں۔ اور بخار۔ کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ درد کان سر درد۔ آنکھ درد۔ قبض۔ بدہضمی۔ کو انکا استعمال آناً فاناً میں فائدہ کرتا ہے۔ غرضیکہ روزمرہ کی کوئی بھی ایسی مرض نہیں ہے کہ جو انکے استعمال سے فوراً دور نہ ہو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جلد ہمارے اہل وطن کا کوئی گھرانہ ان سے خالی نہ رہیگا۔ کیونکہ ان کی قیمتیں مقابلتاً بہت ہی ہیں۔ پربوارک بکس۔ سفری بکس پاکٹ کیس مفصل بالا بکسوں اور کیسوں اور ہر ایک ویگر ویدک دوائی بالا ہمکا کاشی رام جی سے معالجہ کے لئے مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کیجئے

المشتہر

مینجر پنجاب آیورویدک فارمیسی لاہور وچھووالی

۳۱/۱۳ اہلووالیہ ور کے لئے کنیا کی ضرورت

قوم اہلووالیہ ایک عالی خاندان اور عمدہ معاش والا شخص بعمر ۲۲ سال ۸ ماہ کسی معزز خاندان کی لائق کنیا سے شادی کیا چاہتا ہے۔ مفصل حال دریافت کرو

پی۔ آر شارن اسسٹنٹ لائبریرین

میانمیر الیشوٹ لاہور سے"

آریہ جنتری و ڈائرکٹری

تیار ہو رہی ہے مگر منتری مہاشیوں نے اپنی اپنی سماج کے متعلق حالات اب تک نہیں بھیجے۔ اگر آریہ سماجیں اسقدر کوتاہ قلم ہو گئی ہیں تو آئندہ کیا ہو سکتا ہے۔ جو سماجیں ایک پیسہ کا خرچ بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ وہ بذریعہ بیرنگ کارڈ حالات بھیج کر مشکور کریں۔

آپ کا داس

کشن سروپ منتری آریہ سماج کرنال

اسلام دنیا میں کس طرح پھیلا

از زبان شیٹ گنڈ رپال جی آریہ اپدیشک

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

... اُس قوم سے مصالحہ درپیش ہے۔ ملک نے کہا تو اپنی حسن رائے سے جو مناسب ہو وہ تدبیر کر۔ یوقنا نے کہا۔ کہ سمعاً و طاعتہً یعنی بسر و چشم تعمیل کروں گا۔ اب میں اُن دو سو اصحاب کے پاس جاتا ہوں۔ اس لیے کہ ان کے امیر نے اُن کو اِس امر کا مامور کیا ہے۔ اور دیکھیں کہ وہ ہم سے کس بات کے طلبگار ہیں۔

یوقنا اپنے اصحاب خاص کے پاس گیا۔ اور اُن کو دیوار شہر پناہ پر چڑھا دیا۔ اور ان کے ساتھ اہل بلد میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔ آخر جس وقت تاریکی ہوئی تو عبداللہ یوقنا اپنے اصحاب کے پاس ... وہ دو سو آدمی تھے۔ پھر ان سب نے صدائے تہلیل و تکبیر بلند کی۔ اور دروازہ شہر پر پہونچ کر پھاٹک کھول دیا۔ اور فوراً عبد اللہ بن غسان سے کہلا بھیجا۔ کہ جلد اپنا لشکر لاوے تاکہ وہ لوگ اندرون شہر آ پہونچے۔ اور اہل بلد سے تلوار چلی۔ پس اہل قرقیسیا تھوڑی دیر نہ ٹھہرے سنے۔ کہ اہل اسلام اُن سے بزور شمشیر تیز غالب آگئے۔ تب اُن لوگوں نے قبضہ برج اعظم کا کیا۔ تو وہاں اِن لوگوں پر اُن دو سو اصحاب نے غلبہ کیا۔ بالاخر ارمانوسہ ملکہ کو معلوم ہوا کہ یہ سب خدع و مکر بازی یوقنا کی تھی۔ کہ ملکہ پر تمام ہوئی۔ یعنی اُس پر چل گئی۔ اس وقت وہ صدائے الغیاث و شور و فریاد اہل بلد سے سنتی تھی۔ یہاں تک کہ عبد اللہ بن غسان نے اُن سب کو امان دی۔ اور جو کچھ شہر میں تھا۔ سب پر قبضہ کیا پھر مال و متاع سب کچھ اُس میں تھا۔ اور جو ذخیرہ و خزانہ برج اعظم میں تھا۔ سب لے لیا پھر اُس میں سے خمس نکال کر باقی سب مسلمین پر تقسیم کر دیا۔ مگر پہلے اُن پر عرض اسلام کیا۔ پھر جو کوئی اُن میں سے اسلام لایا۔ اُس کو اُس کا اہل و مال پھیر دیا۔ اور جس نے اسلام قبول نہ کیا۔ اُس پر جزیہ یعنی محصول باندھا گیا۔

{دیکھو تاریخ واقدی صفحہ ۲۰۳}

(۵) قلعہ بارورین کی فتح کے لئے جو چڑھائی کی گئی تھی وہ بھی جابرانہ تھی۔ چنانچہ اہل اسلام کے لشکر کا ایک جنرل اپنے ظلم و ستم کو اس طرح بیان کرتا ہے:۔

وانا لقوم لا تكل سيوفنا
من الضرب في اعناق ذوي الكتب
سيوف وخزانا تقتل عدونا
واعزاز دين الله في كل جانب
قتلنا بها كل البطارق عنوة
واجلاء سوق الكافرين كل جانب
الا ان ملكنا الشام قهرا وغلظة
وصلنا على اعدائنا بالقواضب
انا خالد المقدام ليث عشيرتي
وهمت اسد الوغا في القواضب

یہ خالد بن ولید کا بیان ہے یعنی ہم ایسی قوم ہیں کہ نہیں کند ہوتی ہیں تلواریں ہماری مارنے سے گردنیں سرداروں لشکروں کی۔ اور ہتھیاروں کو ہم نے برائے قتل اپنے دشمنوں کے ذخیرہ کیا ہے۔ و

نیز جمع کرنا اسلحہ کا واسطے اعزاز ترقی دین خدا کے ہے۔

ہر جانب سے اور ہم نے کل رئیسان نصاری کو قتل کیا

غلبہ کرے اور واسطے نکال دینے ارکان ملک اور ملک کے ہر طرف سے یہاں تک کہ ہم مالک ملک شام ہوئے ازروئے قہر و غلبہ کے

اور ہم متسلط ہو کے اپنے دشمنوں پر بزور شمشیر ہائے تیز کے اور میں خالد ہوں مقدمۃ الجیش اور میں اپنی قوم کا شیر ہوں جو شیران جنگ جنگ گاہ میں گونجتے ہیں"

پھر لکھا ہے۔

"آخر خالد نے روڈس کو نیزہ مار کر زمین پر گرا دیا پھر اس کے تئیں تمام غلام خالد نے باندھ لیا۔ و بعد ازاں خالد اور اس کے اصحاب نے ہمراہیان روڈس پر حملہ کیا اور اسی اثناء میں کہ وہ سرگرم کارزار تھے۔ ناگاہ بجنتیہ بن سعد و عدی بن سالم مع اپنی جماعت کے نکل آئے اور بعد ازاں عبد اللہ بن غسان بھی اپنا لشکر سا تھ لے کر نمودار ہوا۔ یہاں تک کہ وہ تمام سرزمین صدائے مہیب و بانگ بزن سے پر ہو گئی اور اس دشت میں ہر طرف تہلکہ مچ گیا۔ اور اعدا کو عربی گھوڑوں کے آگے دھر لیا۔ اور بنام خداوند عز من وسا ہر سمت سے غلغلہ بلند ہوا اور ہر جانب سے دشمنوں کو چھاپ لیا۔ اور اہل روم کو اس قدر مہلت اور قدرت ہم نہ پہونچی کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوتے۔ گر یہہ تلوار ان کا کام تمام کر رہی تھی۔ تا آنکہ کتنوں کو قتل اور پامال کیا۔ اور کتنوں کو بھگا دیا اور بہتوں کو ان میں سے اسیر کر لیا۔ اور محمود دو تا کو بھی پکڑ لیا۔ چنانچہ چار ہزار آدمی بندی تھے۔ اور ایک ہزار سات سو چھیاسٹھ آدمی قتل ہوئے۔ اور باقی مردم بھاگ کر شہر بافن بادشاہ کے پاس پہونچے"

{ دیکھو غزوۃ العرب صفحہ ۸ ۳ }

(۶) مسلمان اہل لفاری کے نام سے اپنی جہادی روائیت کا اظہار کرتے تھے۔ اور جہاد و فساد کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ تاریخ واقدی میں ایک راہب کی زبانی جہاد کا اعلان کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ میتا بن عبد المسیح کہتا ہے:-

"جہاد آج افضل ہے۔ جمیع عبادات مامور بہا سے یعنی جن عبادات کی بجا آوری کے تم مامور ہو جہاد ان سب سے بہتر ہے اور جو کوئی اعدائے دین سے جہاد کرے گا۔ تو جا ئیگا وہ اسکی بہشت ہے"

{ دیکھو صفحہ ۱۴ غزوۃ العرب تاریخ واقدی }

(۷) فتح قلعہ حران بھی اسی قسم کی جہادی کارروائی تھی۔ جو اہل اسلام کی تدبیر اور یوقنا کی تدبیر سے وقوع میں آئی تھی۔ اور تمام لوگ قہراً و جبراً مسلمان کئے گئے۔

{ دیکھو غزوۃ العرب صفحہ ۵۲ و ا ۵ - تاریخ واقدی ذکر فتح حران در ۸ }

لکھا ہے:-

"مسلمانوں نے اُن شہروں کے کنیسوں اور دیروں کو جامع مسجدیں تیار کر ڈالیں اور جو کچھ حوالی و نواحی حران و رہا کے مضافات سے تھا۔ وہ اب اُنہوں نے تفویض اصحاب کر دیا۔ اور بعد ازاں عبد اللہ یوقنا رہا سے حران میں آئے۔ اور اصحاب نبی صلعم

کو مجتمع کر کے در بارہ رہا مشورہ
کیا کہ اس کا حکم کیوں کر ہے
سعید بن زید نے کہا
کہ تمہیں نے اس شہر کو اپنے
حیلوں اور تدبیروں سے
لیا ہے۔ وہ آئینہ رسول خدا
صلعم نے فرمایا ہے۔ الحرب
خدعۃ یعنی جنگ حیلہ سازی
ہے۔ اور البتہ یہ حیلہ پورا ہوگیا

---

(۸) اسی طرح کا ایک اور
واقعہ راس العین کی فتح
شہر یا اس کی سپاہ کے ساتھ
کیا گیا ہے۔ جس کے مرتکب ہی
یوقنا عبد اللہ اور ا صحابی مسلمان
ہیں۔ جنہوں نے بیرغون کے
ساتھ سازش کر کے فوج مشہر اس
کی کچھ مروا ڈالی۔ اور کچھ قید
کر لی۔

---

(۹) فتح قلعہ راس العین کے موقعہ
پر اس اعلیٰ ایمان داری کو کام
میں لایا گیا۔ وہ مسلمانوں کی
ایمان داری کی مظہر ہے۔ اور اُن
کی مذہبی زندگی کا ایک سچا
نمونہ ہے۔ اس کا حال تاریخ
واقدی میں اس طرح ہے:-
بادشاہ راس العین کا ایک
دوست عاصم تھا۔ جو پہلے
عرب اور پھر نصاری ہو گیا
تھا۔ یہ شخص خلیفہ عمر کے
جور و ظلم سے بھاگ کر قسطنطنیہ
میں پناہ گزین ہوا تھا۔ قسطنطنیہ
کا حاکم اُس وقت ہرقل تھا
جس سے اُس کو مدد کی توقع
تھی۔ وہ ایک ضروری کام کے
لئے بادشاہ راس العین کی طرف
آ رہا تھا۔ کہ مسلمانی فوج کے
ایک مخدع صحابی یوقنا نے ایک
رات اُس کو راستے میں ہی روک
لیا۔ اور بزور شمشیر اُس سے
پیش آیا۔ اور کہا۔ کہ یا تو
تو دین اسلام قبول کر یا تیری
گردن ابھی مارتا ہوں۔ وہ بیچارا
جبار دنا چار دین اسلام میں داخل
ہوا۔ اور ساتھ ہی اُس کے
ساتھی بھی اہل اسلام میں شامل
ہو گئے۔ بعد ازاں یوقنا نے
اس عاصم کے ساتھ یہ عہد
باندھا۔ کہ ہم قلعہ راس العین
کی تسخیر کے درپے ہیں۔ اور
وہ تیری مدد کے بغیر فتح نہیں
ہو سکتی۔ عاصم نے کہا۔ کہ وہ
کس طرح۔ یوقنا بولا۔ کہ بادشاہ
راس العین تیرا دوست ہے۔ اور
تجھ پر اُس کا بڑا اعتبار ہے
تو یہ کام کر کہ مجھ کو اور میرے
چالیس ساتھیوں کو صندوق
یا بوروں میں بند کر۔ اور
اونٹوں پر لدوا کر راس العین
میں لے چل۔ اور جب راس العین
تھوڑی دور رہ جاوے۔ تو
تو ہم کو پابزنجیر کر لے اور
بادشاہ سے کہہ کہ میں قسطنطنیہ
سے ہٹا ہوا آتا تھا۔ راستہ
میں یہ لوگ محمد کے اصحابی
مجھے ملے۔ میں نے بہت سارے
لوگوں کو تو قتل کر ڈالا اور
رہے سہے آپ کے پاس قید
کر کے لایا ہوں۔ امید ہے کہ
بادشاہ تجھ سے بہت خوش
ہو جائے گا۔ اور تجھ پر اعتبار
کرنے لگے گا۔ پھر تو یہ کام
کریو۔ کہ اپنی حفاظت تمہیں
قید رکھیو۔ جتنے کہ بہت ساری
جمعیت ہم میں سے وہاں جمع
نہ ہو لے۔ تو بادشاہ کو غفلت
میں رکھیو۔ جب ہمارے سب
اصحابی وہاں جمع ہو جائیں گے
تو ہم بادشاہ کو قتل کر کے اُس
کے ملک پر قبضہ کر لیں گے۔
عاصم کہنے لگا۔ کہ تو نے فکر
رہ میں ایسی ہی کہہ دی ہے۔ چنانچہ
تاریخ واقدی غزوۃ العرب
میں صفحہ ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲
و ۷۳ میں اس طرح رقم ہے:-
وہ آخر عاصم اور اس کے رانداروں نے
باز و یوقنا اور اس کے چالیسوں
اصحاب کے باندھ لئے اور اُن
کو اباذ الشیطان کی حراست و
قبضہ میں کر کے حرکۃ سے رات
کو لے چلے۔ اور راہی بہ طرف
راس العین ہوئے۔ پھر جب ایک
مقام پر جو معروف بہ علوی
تھا۔ پہنچے تو اُنکا دستہ کے
سم اسپان گوش زد ہوئی۔
مگر اُن سے رہنا امر مخفی رکھا
یہاں تک کہ جب اُن کے نزدیک
پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ

چار سو پچاس غلام حبشی تہے - کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے تہے - اور بعض اُن میں تسبیح کر رہے تہے - تب اُن کو دیکھ کر سعید بن زید اور ہمراہی اُس کے آگے بڑہے - اور مثل اُن کے یہہ بہی تکبیر کرنے لگے - اور اُن سے قریب ہوئے تو دیکھا - اور پہچانا - کہ وہ سب موالی اصحاب رسول خدا کے ہیں - اور افسر اُن پر داس ابوالہول ہے اور سبب اُن لوگوں کے اس طرف آنے کا یہہ ہوا - کہ عیاض بن غنم نے نامہ اپنا بطلب کمک بنام ابو عبیدہ کے لکہا تہا - اور کیفیت اجتماع قوم کفار سے اطلاع دی تہی - کہ یہہ سب بمقام برج اغنبان جمع ہیں - سو جسوقت ابو عبیدہ نے نامہ پڑہا تو دامس کو واسطے نصرت اہل اسلام کے لکہا یہہ بھیجا - اور یہہ دامس اور اُس کے اصحاب ملک سمیسات اور اُس کے شہروں میں رہتے تہے - اور جب سے سمیسات فتح ہوا تہا - یہہ سب اُسی دیار میں بود و باش رکہتے تہے - چنانچہ جس وقت نوشتہ ابو عبیدہ کا دامس کو پہنچا - تو اس نے سمساط میں کسی اپنے معتمد کو جس پر وثوق رکہتا تہا -

مقرر کر کے اُس جمعیت غلامان حبشی کو جن کا ابہی مذکور ہوا ہمراہ لے کر اس طرف آتا تہا غرض جب سعید بن زید نے اُن سے ملاقات کی - اور باہم سلام و علیک متعارف ہوا تو باعث اجتماع و اتفاق اپنی جماعت کے خوش ہوئے - اور دامس نے شتران باردار کو دیکہا - کہ اُس پر یوقنا اور اُس کے صحاب سوار ہیں - تو کہنے لگا - کہ کیا تم نے اونٹوں کو مع اسباب راہ لوٹا ہے - تب سعید نے کہا - یہہ یوقنا عبداللہ اور باقی سب اُس کے اصحاب ہیں کہ ان لوگوں نے خدا واسطے جان نثاری کی ہے - اور احوال سے اُس کو مطلع کیا - جب ابوالہول نے کلام سعید کا سُنا تو اپنے گہوڑے کے قربوس پر سجدۂ شکر کیا - اور عبداللہ یوقنا کے پاس آ کر سلام کیا اور کہنے لگا - مرحبا اور شاباش ہے - (مسلمانوں کی دین داری) اُس قوم کے لئے جنہوں نے دُنیا کو زہد و پرہیزگاری سے چہوڑ دیا - اور مرضیات حق تعالےٰ کو طلب کیا - (کیا کی ہی مرضی ہے - کہ دغا کر کے فریب سے لوگوں کو قتل کر ڈالو اور اُن کا مال و مال لوٹ لو) بعد ازاں ابوالہول نے سعید سے کہا

کہ اے صاحب رسول اللہ اس حیلہ و تدبیر میں ہم کو بہی اپنے ساتہہ شریک کرو گے سعید نے کہا ہاں تم بہی شریک رہو - مگر ان شتران باردار کو بطور ساربانوں کے کہینچتے چلو - گویا کہ تم لوگ ہمارے عبید و خدام ہو - اور اپنی زرہیں و ساز خوب چہپا لو - اور اُس پر کمر بند کس لو - اور آگے آگے ہانکتے چلو -

جب زلیخۃ تک پہونچے - تو وہاں اُتر پڑے اور زرہیں وغیرہ ساز حرب کو پہن لیا - اور پہر بت لوٹن کے اور ان صلیبوں کے جو اباذالمشطا کے ہمراہ تہے کہو لائے اور یوقنا اور اُس کے اصحاب کو گہیر لیا - اور بطور اسیروں کے اُن کو بیچ میں کر لیا - اور لے چلے - کہ جب راس العین کے قریب ہوئے تو سعید نے ایک شخص کو والی راس العین کے بہیجا - اور وہ شخص عاصم بن رواحہ کے ہمراہیوں میں سے تہا - جو اسلام لایا تہا - وہ اہل راس العین کا حلیف بہی تہا - والی راس العین پیشوائی کے لیے آیا - اور عاصم سے ملا اور پوچہا - کہ تو نے ان کو کس طرح سے گرفتار کیا - عاصم نے کہا - کہ جب ہم قذات پر پہونچے اور وہاں سے عبور کیا - تو یوقنا اپنی جماعت کو

لے کر ہم پر آ پڑا۔ پھر ہم نے اُن سے مقابلہ کیا۔ آخر ہم کو سچ نے اُن پر فیروز مند کیا۔ کہ ہم نے اُن میں سے پچاس آدمیوں کو قتل کیا۔ اور اُن لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اور باقی بھاگ گئے۔

لو۔ جس دین کے امام اور مجتہدوں کا یہہ شیوہ ہو۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ خدائی دین ہو۔ ہم تو اس کو انسانی اور حیوانی دین سے بھی بدتر مانتے ہیں۔ کیونکہ حیوان ایسی عادتوں سے مبرا ہیں اور ہرگز یہہ حرکات نہیں کرتے جو مسلمان دوسرے لوگوں کے قتل و خون کرنے کے لئے غیر ملکوں پر چڑھ کر جاتے ہیں اور اس طرح کی کارروائیوں سے مسلمانی پھیلاتے ہیں۔

حاکم راس العین نے عاصم کی بغاوت میں آ کر ان کو ایک قیدخانہ میں بھیج دیا۔ یہاں تک کہ جمعیت مسلمانوں کی چھ سو سواروں کی ہو گئی۔ تو عماد نے عیاض کے پاس جا کر کہا۔ کہ اے امیر سعید بن زید اور اُس کے اصحاب نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو سلام کہا ہے اور کہہ دیا ہے۔ کہ طیاری جنگ کی کرو۔ امید ہے۔ کہ حق تعالیٰ تمہارے ہاتھوں پر فتح کر دیوے

اس لئے کہ درمیان تمہارے اور فتح راس العین کے کچھ باقی نہیں۔ مگر اسی قدر کہ وہ قوم شکست پا کر فرار کریں اور تم فتح کر لو۔ عیاض نے کہا مجھے توکل ہے۔ خدا عز و جل پر۔ پھر جس وقت رات [illegible] ہوئی تو عیاض نے سارے صاحبان نشان کو جمع کیا۔ اور اُن سے باتیں کیں۔ اور اُن کو تاکید کی۔ کہ کسی سے کسی امر کو بیان نہ کرو۔ کیونکہ خوف جاسوسان کا ہے۔ اور ایسا نہ ہونے پاوے کہ صبح ہو جاوے۔ مگر یہہ کہ تم ساز و سامان حرب سے درست رہو۔ واقدی لکھتا ہے۔ کہ "ابھی صبح نہ ہوئی تھی۔ کہ مسلمان اپنے اسباب حرب سے آراستہ ہو گئے۔ پھر جس وقت آفتاب برآمد ہوا۔ اور زمین پر دھوپ پھیلی تو خواہ سے اور بارگیر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور آتش حرب افروختہ ہوئی۔ اور شرارے اُس کے اُڑنے لگے۔ اور قبائل از یک دیگر متفرق ہو گئے اور آتش جنگ مشتعل ہونے لگی۔ اور شیروں اور دلیروں نے حملہ شروع کیا۔ اور اپنے رخساروں کو خاک پر وقت دعا کے ملتے تھے۔ اور اپنے شدید حال پر صبر و شکیب رکھتے تھے اور مدت ہائے عمر آخر ہو چکی تھی

اور اجل قریب آ پہنچی تھی پس وہ یعنی اہل اسلام جنگ میں وفاداری اور پورا کام کرتے تھے۔ اور دشمنوں کے لشکر سے قریب ہوتے جاتے تھے۔ اور جنگ گاہ میں مجالت اضطراب آمد و رفت کرتے تھے۔ اور گرد برد کے بگولے بلند تھے۔ اور دخان جنگ تمام جنگ گاہ میں چھایا تھا ہر طرف غل پڑا تھا۔ اور ہر سو شور مچا تھا۔ اور ہر سمت خون کے فوارے بہتے تھے اور لہو کی بوچھاڑ تھی۔ اور جابجا اسباب لوٹ کے لئے پڑے تھے۔ اور گوشت مقتولوں کے واسطے طائران [illegible] و درندوں کے رزق و خوراک تھے۔ خروش ابر سے کانوں کو خراش تھی۔ اور تابش آفتاب سے [illegible] لوں اور جانوروں کو بےتابی اور بےآرامی تھی۔ حرب نے لوگوں کی مدت ہائے عمر منقطع کر دی تھی اور زندگی سے ذاہبن برزدہ اور مرگ پر کمر باندھے تھے تنور کارزار ہر جانب گرم و فروزاں تھے۔ اور چشمہ ہائے پیکار ہر سمت جاری و رواں تھے۔ صفیں سب مل گئی تھیں یورش کا ہیجان تھا۔ تمام لشکر غبار کے بادل میں نہاں تھا ہر ایک مقدم سے جیش اُس کے

بیخبر اور عیش صافی اُس کا
کمدر تہا۔ اور گہوڑے ہر
رو میں جاتے تہے۔ اور بار
بار لوٹ لوٹ آتے تہے۔ تلواروں
سے خود و سپر چوغان ہوتے
تہے۔ اور وہ شدّت غیظ
میں حفقان کرتے تہے۔ اور
غبار بدنوں پر ایسے جمع تہے
گویا تن پر زرہیں سیاہ
سجی تہیں۔ اور غاروں میں
اِس طرح اُڑ اُڑ کر پڑی تہیں
گویا چادریں بچہی تہیں۔
طایروں کا ہجوم تہا۔ اور
قیامت کی دہوم تہی۔ ناگاہ
عبد اللہ بن عیاض بن وائل
اور عبداللہ بن قرایہ دونو
ملک شہر یاض پر جا پڑے
اور حال یہہ تہا۔ کہ ملک عزم
گریز کر چکا تہا۔ اُس کی فوج
نفسی نفسی میں ایک مشغول تہی
کہ نصرت ملک سے غافل تہی
کہ عبد اللہ بن قرط اور عبداللہ
بن عیاض نے ملک کو گہیر
لیا۔ اور نعرہ مارکر اُس کو
ہلاک کر ڈالا۔ اور عبد اللہ
نے گہوڑے سے اوتر کر شہریاض
کا سر کاٹ لیا۔ اور اپنے
نیزے پر بلند کیا۔ اور گہوڑے
پر سوار ہوکر باواز بلند
پکارنے لگا۔ کہ اے مسلمانو
واے آدمیو دیکہو بہ تحقیق
ہمانے ملک کو قتل کیا۔
پہر اب جس کو تم میں سے

قایم رکہنا جنگ کا منظور ہو رہے
بعد ازاں مسلمانوں نے آدمیوں
کو قتل کرنا شروع کیا۔

اَسّی ہزار سات سو پچاس آدمی میدان جنگ میں مار ڈالے

(دیکہو غزوۃ العرب
صفحہ ۴۷ تاریخ واقدی)

اِس راس العین کی فتح سے سوائے
اِس کے اور کچہہ نتیجہ نہیں نکلا
کہ بادشاہ کو فریب سے قتل
کیا گیا۔ اور بے گناہ ۸۰ ہزار
آدمی مسلمانوں نے قتل کر ڈالے
حالانکہ بیچارے رومیوں نے
اِن عربوں کا کچہہ نہیں بگاڑا
تہا۔ بلکہ خلیفہ عمر نے ابو عبیدہ
اور عیاض وغیرہ کو جابرانہ
ظلم و قتل و خوں ریزی کے
لئے اِن ملکوں پر روانہ کیا

---

(۱۱) دارا و برجا۔ و یاعما
کی فتح میں بہی اہل اسلام
کی زیادتی و زبردستی تہی
یہہ جنگ جابرانہ تہی۔ نہ
کہ حفاظت خود اختیاری کے
لئے تہی۔ اہل دارا و برجا
یاعما۔ پر تشدد کرکے جزیہ لگایا
گیا تہا۔ اور ان کے گرجاؤں
کو جامع مسجدوں سے بدل
دیا تہا۔

قلعہ میافارقین بہی۔ ایک
جابرانہ فوج کشی سے فتح
کیا گیا تہا۔ اور لوگوں کو تلوار
سے ڈرا کے مسلمان کیا گیا تہا
اور جو لوگ ایمان نہیں لائے
اور جو لوگ ایمان نہیں لائے تہے
اُن پر عتاب کیا جاتا تہا۔

(دیکہو فتح قلعہ میا
فارقین صفحہ ۷۹۶ و ۹
و ۵۹ فخرۃ الیافارقین)

---

(۱۲) قلعہ آمد کی فتح پر ایک سخت
ظلم و جبر کیا گیا تہا۔ اس مہم
کے سرغنہ خالد و عیاض تہے۔
پانچ مہینے سے مسلمان اِس قلعہ
کے گرد پڑے ہوئے تہے۔
آخر ایک کُتّے کی حرکات پر
جو خالد کی روٹی چُرا کر لے جایا
کرتا تہا۔ اندرون شہر میں
داخل ہونے کا خالد کو پتہ
لگا۔ اور وہ ایک زمیں دوز
رستہ تہا۔ خالد اور اُس کے
ہمراہی اِسی رستہ سے اُس
شہر میں گہس گئے تہے۔ اور
ایک بڑی لڑائی ماری تہی
جس کا حال مصنف واقدی
نے اِس طرح لکہا ہے:-

(باقی آیندہ)

تصحیح۔ اخبار نمبر ۳۰ - ۲۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء
کے صفحہ اول سرخی میں بجائے اکتوبر کے
۲۵ نومبر لکہا گیا ہے۔ ناظریں ۲۵-
اکتوبر پڑہیں۔ (اسسٹنٹ منیجر)

آریہ ساماجک خبریں

تصحیح غلطی۔ ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۲۳
... سمت ۵۸ میں جو اشتہار ... صفحہ ۱ و ۲
... پستک بھیراگ کتب مصنفہ سمتری سکا سایو یو
... ہے۔ اس میں پتہ غلط چھپ گیا ہے
... وجہ درخواستیں افضل گڑھ سے لوٹ
... آتی ہیں۔ لہذا گذارش ہے۔ کہ تصحیح
... کرائی جاوے۔ یعنی بجائے افضل گڑھ
... نجیب آباد ہونا چاہیئے۔
... آپکا مسرو ... ہیڈ ماسٹر ... تعلیمی سکول
نجیب آباد

... برہمچاری سوم دیو نے کوہاٹ جو پرچار
... اس کا بڑا عمدہ اثر ہوا۔ ایک
... نے مورتی پوجا کے برخلاف ...
... کی بانی سن کر مورتی کو فوراً بازار میں
... پھینک دیا۔

... بسنت رام صاحب پنشن گوئندوال
... بہ تفصیل ذیل دان دیا ہے۔
گرو کل فنڈ ... وید پرچار فنڈ کنیا اناتھ آلیہ جالندھر
۵ ... ۵ ... ۲
... اناتھ آلیہ امیپر سنی آرڈ کمیشن جلسہ
... ۵ ... ۸ ...
... آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے منتری
... بھیجی گئی ہے۔

... نتیجہ آریہ سماج میں آج کل اتسو
... ہوتا ہے۔ ہفتہ وار جلسوں میں
... کیرتن اور ایشور اپاسنا کے بعد آریہ سماج
... انتوں پر ویاکھیان ہوتے ہیں
... ہری جندا داس بی اے وکیل

پر دہان آریہ سماج ڈیرہ غازیخان کی
پتری کا مونڈن سنسکار ویدک ریتی
سے دسہرہ کے دن ہوا۔ حاضرین کو مٹھائی
تقسیم کرنے کے علاوہ بہت دان بھی دیا گیا

جلالپور جٹاں آریہ سماج کا سالانہ
جلسہ ۲۵۔ ۲۶ اور ۲۷۔ اکتوبر کو بڑے
اُتسا ہ سے منایا گیا۔ ۲۵۔ کو ہری کیرتن
سے نگر نواسیوں کو آریہ پرشوں نے آنندت
کیا۔ درمیان میں مختصر لیکچر بھی ہوتے
رہے۔ باقی دونوں دن لیکچر و سرمن
ہوتے رہے۔ پنڈت رام رتن جی۔ پنڈت
لال پرساد جی۔ پنڈت رشی رام جی۔ اور
پنڈت دولت رام جی۔ شریمتی آریہ پرتی
ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے شامل ہوئے
پنڈت دولت رام جی کے ویاکھیانوں کا خصوصاً
بڑا عمدہ اثر ہوا۔ دہرم چرچا میں پنڈت
رام رتن اور پنڈت دولت رام جی نے
پرشنوں کے اُتر دئے

گنگوہ آریہ سماج مندر میں پنڈت شیو پرساد
جی پرچارک نے تین کاریگروں کا یگیوپویت
سنسکار۔ دسہرا کے روز کرایا۔ ان میں سے
ایک نے ایک روپیہ سماج کو دان دیا
۲۷ اور ۲۸ اکتوبر کو پنڈت شیو پرساد
اُپدیشک کے مکان پر ہون ہوا۔ پنڈت
صاحب نے ایک جلد رگوید مول اور پانچ
برتن سماج کو دان دئے۔

آریہ سماج شاہ کوٹ کے علاقہ موضع
نمبر ۸۹ میں لالہ شیو دیال کا دیہانت ۲۷
اکتوبر کو ہو گیا۔ لالہ حویلی رام منتری آریہ
سماج شاہ کوٹ اور لالہ سندر داس صاحب
پٹواری چک نمبر ۱۰ موقع پر پہونچ گئے
اور سنسکار ویدک ریتی سے کرانے کے سامان

اکٹھے کئے۔ سامگری وغیرہ سب طیار
کر کے مرتک شریر کو ویراگ کے بھجن گاتے
ہوئے شمشان بھومی کی طرف لے گئے۔ راستہ
میں مرت پر اپدیش بھی ہوئے۔ سنسکار
کو دیکھ کر عام لوگوں کی توجہ کھنچ گئی
مرتک کے داہ کرم کے بعد بھجن ہو کر دھرم شد
پر ویاکھیان ہوا۔ پھر سنان وغیرہ کے بعد
واپس آنکر لالہ سندر داس نے ویدک
اور پوراتک مرتک سنسکاروں کی بھید کا
مقابلہ کر کے ویدک ریتی کے فائدے جتلائے
رات کو ستیارتھ پرکاش کی کتھا ہوتی اور
چونکہ چاند گرہن کا دن تھا اسلئے گرہن کی
وجہ تسمیہ بتلائی گئی۔ اور بعد بھجنوں کے
جلسہ برخاست کیا گیا

آریہ سماج مسجد موٹھ (ضلع دہلی) جو
مدت سے شتھل پڑا ہوا تھا۔ اب پنڈت پدم
سنگھ اُپدیشک کی کوششوں سے پھر جاگ اُٹھا
ہے۔ چنانچہ سماج نے دشانس آریہ پرتی
ندھی سبھا پنجاب کو بھجوا دیا ہے۔ اور آئیندہ
کے لئے انتخاب عہدہ داران حسب ذیل ہوا
چودہری پران سنگھ جی پردہان۔ چودہری
سریرام اُپ پردہان۔ لالہ لکھی رام منتری
لالہ سریرام اُپ منتری۔ لالہ نہال چند خزانچی
لالہ ہری سنگھ پستکالیہ ادھیکش۔ چندہ ماہوار چھہ
روپیہ ہے۔

جگرانوں آریہ سماج نے اپنا سالانہ جلسہ
فی الحال ملتوی کر دیا ہے۔

جھنگ مگھیانہ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ
۲۴۔ اور ۲۵۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوگا۔

امرتسر آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۲۶
اور ۲۷ اکتوبر کو بڑے اُتساہ کے ساتھ ہوا
۲۵۔ اکتوبر کو نگر کیرتن کا بڑا آنند رہا۔ درمیان
میں مختصر تقریریں بھی ہوئیں۔ جن میں پنڈت

ہرنام سنگھ پر اینٹوں کی برشا ہی ہوئی۔ ۲۶ کی صبح کو پنڈت دھرم چند جی کے ایتھوہ ۃ اُپاسنا اور دھرم اُپدیش کے بعد پنڈت ہرنام سنگھ اور مہاشے مُرلی لعل شرما ساکنہ رہ آبادی کے ویاکھیان ہوئے شام کو ہندو اپدیشک دھرم سبھا کے ایک بی اے نوجوان نے کچھ پرشن کرنے اور اُتر پانے کے بعد شانتی ظاہر کرکے ورن بیوستھا وشے پر پرشن چلایا۔ جسمیں خود چلنے کی طاقت نہ دیکھکر ایک دوسرے شاستری مہاشے کو کھڑا کیا۔ پھر شاستری مہاشے بات چیت کرتے رہے۔ اور مضمون دوسرے دن کے لئے ملتوی ہوا۔ خاتمہ پر لالہ وزیر چند جی ودیارتھی کا بڑا پُرجوش لیکچر رشی دیانند کے مشن پر ہوکر کارروائی ختم ہوئی۔ دوسرے دن صبح ہون کے بعد پنڈت بھگت رام جی کا یگیہ وشے پر بڑا عالمانہ مدلل اور مستند حوالجات سے پُر لیکچر ہوا۔ شام کو پھر دھرم چرچا ہوا جس میں اس ورن بیوستھا والے مضمون پر پنڈت پورنانند جی اُتر دیتے رہے پھر مولوی ثناءاللہ صاحب نے سرشٹی وشے میں سوال کیا۔ جس کا بڑا عمدہ جواب لالہ وزیر چند جی دیتے رہے۔ خاتمہ جلسہ پر منشی رام جی کا ویاکھیان ویدک تعلیم کی ضرورت اور اُس کے عملی پرچار پر ہوا۔ جس کے خاتمہ پر ایک پانچ ہزار روپیہ کی مالیت کی اراضی کا دان ازجانب سردار بدھ سنگھ صاحب رئیس احباب والے کی طرف سے سنایا گیا اور رجسٹری شدہ وثیقہ ہبہ نامہ حوالہ سماج کے ہوا۔ اور ۵۰۰ روپیہ نقد

اور ۳۰۰ کے اقرار آریہ سماج فنڈوں کے لئے ہوئے۔

آریہ سماج بریلی کے یتیم خانہ کے سالانہ جلسہ پر نو سو روپیہ عمارت یتیم خانہ کے لئے جمع ہوا۔

مراد آباد میں لالہ دامودر داس نے یکصد روپیہ خرچ کرکے پانچ دنوں تک ہون کرایا۔

آریہ سماج علی گڈھ کا انتخاب ادھیکاریاں سال رواں کے لئے حسب ذیل ہوا۔

ماسٹر چھوٹے لال بی اے پردھان۔ لالہ سول چند اُپ پردھان۔ پنڈت دیوی سہائے شرما منتری۔ پنڈت نند کشور شرما اُپ منتری۔ بابو ہیرا لال کوشادھیکش۔ ڈاکٹر مرلی دھر پستکادھیکش

لالہ بودھراج جی کوہاٹ سے لکھتے ہیں:۔ برہمچاری سوم دیو جی مہاراج نے ۲۵ اکتوبر کو کوہاٹ میں پہنچ کر ۲۶ اکتوبر کو بمقام غلہ منڈی متصل سناتن دھرم سبھا کے ایک منوہر ویاکھیان دیا۔ لیکچر نے لوگوں پر بہت عمدہ اثر کیا۔ دوسرے روز ۲۷ اکتوبر کو برہمچاری جی مع منتری و پنڈت بہاری لعل صاحب وکٹرین کے مقام منڈی کو پدھارے۔ اور سماج کے کل ممبر و شہر کے لوگ و بہت سے دھرم سبھا کے ممبر بھی آن حاضر ہوئے سب سماج بھا جنھوں نے مل کر سندھیا اُپاسنا کی۔ اور بعد میں لالہ دولت رام صاحب منتری نے پرارتھنا کرائی۔ جس کے بعد لالہ موتی رام جی کا بھجن ہوا۔ پھر برہمچاری جی مہاراج اُٹھے اور اپنی رسیلی بانی سے ویاکھیان دینے لگے۔ جس میں اُنہوں نے ثابت کر دیا کہ

ہر ایک شخص کو سنسکار ضروری کرنے چاہئیں۔ لیکچر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوا۔ حاضری قریباً پانچ سو آدمی کی تھی جس میں دھرم سبھا کے ممبر سب سے زیادہ تھے اور ہر طرف سے شاباش کی آواز دے رہے تھے۔ اس کے بعد برہمچاری جی نے چند بھجن ہارمونیم باجہ پر گائین کئے جنہوں نے تمام حاضرین کو موہت کر دیا لوگ بُت کی مانند برہمچاری جی کو تاکتے رہے۔ ایک بھجن قتل لیکھرام کی بابت گائین کیا۔ جس سے سب آدمیوں کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اور کئی خوب دل کھول کر روئے۔ دھرم سبھا کے لوگوں پر تو انکا یہاں تک اثر ہوا کہ جب برہمچاری جی کو پانی کی ضرورت ہوئی تو سناتن دھرم سبھا کے شوالہ کا پجاری خود اُٹھا اور مندر سے پانی لا حاضر ہوا۔ برہمچاری جی کی آواز نے ہندو مسلمانوں کی دوکانیں بند کرا دیں۔ اور لوگ جلسہ کی طرف بھاگتے آئے۔ ہم برہمچاری جی کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ برہمچاری جی آج موضع ہنگو کو جاویں گے۔ جو کہ کوہاٹ سے ۲۶ میل جانب مغرب دامن کوہ تیراہ متصل علاقہ غیر واقع ہے۔ اور وہاں علاقہ ریاست خان خٹک میں جاویں گے۔ یہ وہ علاقہ ہے جس کو کبھی کسی آریہ اُپدیشک نے دیکھا نہیں کیونکہ بہت دشوار گذار راستے ہیں۔ پہاڑوں۔ دروں اور نالوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ نوجوان برہمچاری جی ہی کا حوصلہ ہے۔ جنہوں نے دھرم پرچار کے واسطے تکلیف کو اپنا فرض سمجھا ہے مہاشے مہر چند پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب آجکل کوہ شملہ کے علاقہ میں پرچار کر رہے ہیں پہاگو۔ ٹھیوگ۔ متیانا۔ نارکنڈہ میں ایک ایک دن پرچار کرکے ستلج کے کنارے گھواسین میں چھ دن ویاکھیان دے

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

لالہ گوپی مل جی دیو ڈہاں ضلع مظفر نگر

... اطلاع دیکر کہ اس سماج میں ... ہیا آدمی پر
زور دیا جاتا ہے۔ اور مفت ... مضبوطوں میں
... ہے کہ ... ... کر اگنی ہوتر کریں
ایک لبا اپدیش ... ... میں دیتے ہیں
کہ ... کے آریوں کی ضرورت نہیں ہے
... ہونا ضروری ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ ایشور
آپ کے آریہ سماج کو عمل میں کامیابی دے
لیکن آپ کا یہہ فرض کر لینا کہ اور کسی آریہ سماج
کے ممبر ... نہیں ہیں غلط ہے (۲) غصہ
کی ... کے بارے میں آپ کی شنکا غلط فہمی
پر مبنی ہے۔ غصہ کی ... یا لن کرنے
کو آپ ... ہی غصہ والے کے لئے کافی
سزا ہے۔ اور ایسے سوا ... آپ کی سزا
سے علیحدہ ہوگی۔ مہابھارت کے ... کا
... آپ نے کیا وہ آریہ پرشوں کے لئے ادرش
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بقول سوامی دیانند جی
... پیشتر آریوں کا زوال شروع
ہو چکا تھا۔ دیکھو سوامی جی کے لیکچر بمقام پونا
... رام ... کے نوٹس پر جو نوٹ
... اس میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔ جیسے
... لالہ ... محمد صاحب وغیرہ نے سختیاں
برداشت کیں۔ آریہ پرش بھی ہمیشہ برداشت
کرتے رہے۔ لیکن کسی رئیس کے مذاق کے
... نہیں جا سکتے۔ جہاں رنڈیوں
کا ناچ ساتھ ہوتا ہو۔ وہاں اپدیش کا
... ہو سکتا ہے؟

ایڈیٹر

پرتیوپکار کومت بھولو

میں نے بہ نظر رفاہ عام سرمہ تیار کر کے آریہ
پترکا اور ستیہ دھرم پرچارک میں نوٹس دیا
تھا کہ جو صاحب چاہیں تین پیسہ کے ٹکٹ
بھیج کر سرمہ منگوا کر استعمال کریں۔ جن صاحبان
کو فایدہ پہونچے وہ تحریر فرماویں۔ اور حسب
توفیق وید پرچار فنڈ آریہ پرتی ندہی سبھا
پنجاب میں امداد فرماویں۔ اس کے بعد میرے
پاس درخواستیں آنی شروع ہوئیں۔ اور
سب سرمہ باہر گیا۔ تعمیل ارسال فوراً ہوتی رہی
سوائے اس کے کہ کبھی بنتے بنانے میں توقف
ہوا ہو۔ جن صاحبان نے سرمہ منگوایا چند کے
خطوط اس امر کے آئے۔ کہ سرمہ سے پورا
پورا فایدہ پہونچا ہے۔ مگر یہہ کسی صاحب
نے نہ لکھا کہ وید پرچار فنڈ میں اپنی صحت پر
کچھ امداد کی یا نہیں۔ اسی اثنا میں مظہر
نے ستیہ دھرم پرچارک میں اس امر کی بابت
دوبارہ لکھا۔ مگر ستیہ دھرم پرچارک میں اندراج
نہ ہوا۔ شاید پوری توجہ نہ ہوئی ہو۔ اب
ایک خط مظہر کو جالندھر سے یعنی دوابہ بورڈ
جالندھر شہر سے مسمی چمن لال کا اس مضمون کا
آیا ہے۔ کہ تین پیسہ کے ٹکٹ بھیجے گئے۔ سرمہ
نہیں آیا۔ اگر سرمہ نہیں آیا تو مجھے ستیہ دھرم پرچارک
میں خبر لینی پڑیگی۔ مضمون دینا پڑیگا۔ اس پر
میں نے صاحب موصوف کو اپنی گرہ سے ٹکٹ
لگا کر سرمہ روانہ کر دیا ہے۔ مگر افسوس اس
امر کا ہوا۔ کہ ممکن ہے۔ انہوں نے تین پیسہ کے
بھیجے ہوں اور راستہ میں گم ہو گئے ہوں۔ اور
مجھے پر عتاب ہو۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب مظہر بذریعہ
پرچارک یہہ جاننا چاہتا ہے۔ کہ کن کن صاحبان
نے سرمہ سے فایدہ اٹھایا ہے۔ اور وید پرچار فنڈ
میں امداد فرمائی۔ اور ساتھ ہی عرض ہے
کہ اب تک خطوط آتے ہیں اور سرمہ بھیجوایا جاتا ہے
صاحب توفیق کو لازم ہے۔ کہ فایدہ اٹھا کر
وید پرچار فنڈ میں ضرور امداد فرماویں۔
راقم بھگت حیرام داس وید۔ علی پور ضلع ...

کیا آریہ سماج کے لئے رہتیوں کی شدھی باعث فخر ہے

اے کاش ہوتا کہ یہی بے سبب غم
جو لطف بزم یار مجھے یاد رہ گیا

قریباً دو سال کا عرصہ گذرا کہ آریہ سماج میں رہتیوں
کی شدھی کے متعلق سوچ بچار پیدا ہوا۔ چند
آدمیوں کی رائے صائب تو یہہ تھی کہ آریہ سماج
میں رہتیوں کی شدھی سے بادِ مخالف زور و شور
سے چل پڑیگی۔ اور آریہ سماج کی ناؤ منجدھار
میں غرق ہو جائیگی۔ کئی دور اندیش صاحبان
اسے پولیٹیکل مہمل خیال کرتے تھے۔ آریہ سماج نے
رہتیوں کی شدھی کی۔ بعض مقامات پر مخالفت
ہوئی۔ لوگوں نے مصیبتیں جھیلیں۔ برادری کے
طعن و تشنیع کو برداشت کیا۔ مالی نقصانات
اٹھائے۔ لیکن آریہ سماج کی تحریک بجائے کمزور
ہونے کے مستحکم ہوتی گئی۔ آریہ سماج نے عملی
پہلو سے ایک نمایاں ترقی کی۔ جس کے لئے لالہ
منشی رام صاحب محرک تجویز پر جسقدر فخر کریں
بجا ہے۔ کیونکہ دنیا میں یہہ بہت کم دیکھنے میں
آیا ہے۔ کہ کسی آدمی کی تحریک اس کی حین حیات
میں ہی بار آور ہو۔ ان تمام مرحلوں کو طے کرنے
کے بعد ایک سوال قدرتی طور پر میرے دل میں
پیدا ہوتا ہے۔ کیا رہتیوں کو آریہ سماج میں

داخل ہونے سے عملی طور پر کچھ فائدہ ہوا ہے
کیا رہتیوں کی شدھی اُن کی اپنی ذات، اُن کی اولاد۔ رشتہ داروں و لواحقوں کے لیے کچھ مفید ہوئی ہے؟ اگر ہوئی ہے تو ہمارا فخر بجا اور روا ہے۔ لیکن اگر ہم نے اُس مصیبت زدہ قوم کے لیے کچھ نہیں کیا۔ اگر اُن کی مالی اخلاقی۔ دھارمک اور سوشیل حالت ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے وقت تھی۔ تو ہمیں شرم آنی چاہیے۔ اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اُن کی سوشیل حالت میں اور مالی حالت میں ذرا تک بھی فرق نہیں آیا۔ آجکل کی اس زر پرست دنیا میں بدقسمتی سے عام طور پر انسان کی سوشیل پوزیشن کا معیار دولت سے لگایا جاتا ہے۔ اور مہذب و شائستہ سوسائٹی میں دماغی و ذہنی قوا کی ترقی سے۔ آریہ سماج کے ممبر صرف اُن کے ہاتھ کا پانی پی کر اور لڈو کھا کر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ اور اسی گھمنڈ میں پھرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ خیال اُن کے تنزل کا باعث ہے۔ قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ میں نے آریہ سماج پبلک کی توجہ اس مضمون کی طرف آریہ پتر کا میں ایک چٹھی کے ذریعے سے کھینچی تھی۔ لیکن صدائے طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔ کسی نے اس عملی پہلو پر غور نہ کیا۔ بدقسمتی سے ہندوستان میں sensationalism نے ایسا گھر کر لیا ہے کہ کسی عملی پہلو کا سوچنا یہاں سخت غلطی خیال کیا جاتا ہے۔ اب میں آپ کے اخبار گوہر بار کے ذریعے سے آریہ سماج کی توجہ اس طرف مبذول کرتا ہوں۔

سب صاحبان پر اظہر من الشمس ہے۔ کہ جب وقت کوئی آدمی عیسائیوں کی سوسائٹی میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس کی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ سوال یہ نہیں کہ عیسائیوں کی سوسائٹی میں کیا تبہ

وقار اور پوزیشن حاصل ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ آدمی اپنی سوسائٹی میں رہتا۔ تو اُس کی حالت بلحاظ اخلاق۔ رویہ۔ تمدن۔ سوشیل پوزیشن کے کیا ہوتی۔ قدرتی طور پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب ایک نیچ ذات کا آدمی عیسائی ہو جاتا ہے تو ہم اُس کے ساتھ بحث کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ اور گھنٹوں انہیں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہی شخص اپنی مہتر یا چمار قوم کا ممبر ہوتا تو ہم اُس کے ساتھ گفتگو کرنا تو کجا۔ اُس کے نزدیک کھڑا ہونا بھی شان خیال کرتے۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا رہتیوں کی شدھی سے اُن کی حالت میں عام طور پر کچھ تغیر و تبدل پیدا ہوا ہے۔ ہم نے سوشیل طور پر اُن کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کیا۔ اور یہ سوال کبھی ہمارے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ اور آئندہ چند سال تک اس پر عمل ہونے سے توجہ ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن کیا ہم نے اُن کی تعلیم و تربیت کے لیے کوئی انتظام کیا ہے۔ کیا اُن کی آئندہ نسلوں کی بہبودی و فلاح کا خیال ہمارے دل میں گزرا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کیوں آریہ سماجی صاحبان ایسے ضروری و اہم سوالوں پر وچار نہیں کرتے۔ میں نے ایک سکیم چٹھی میں پیش کی تھی اور میری رائے ناقص میں اگر اُس سکیم پر عمل کیا جاوے تو رہتیوں کی شدھی آریہ سماج کے لیے اور اُن کی اچھی حالت کے سدھار کے لیے ایک خزانۂ بے بہا ثابت ہوگی۔

اس وقت ہندوستان کی مفلسی ایک امر مسلّم ہے۔ اور اس سوال کو حل کرنے کے لیے بہت دقیقہ رس اپنی عقلیں خرچ کر رہے ہیں۔ اور بہت تجاویز اس بلا کو دور کرنے کے لیے پیش کی گئی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں قحط کمیشن نے یہ

لکھا تھا۔ کہ نقل مکانی Emigration بھی بہت حد تک اس سوال کو حل کر سکتی ہے۔ اور مرحوم مسٹر جسٹس رانیڈے نے بھی ملک کی توجہ اس طرف سنہ ۱۸۹۳ء میں دلائی۔ میں نے ان جزائر اور نو آبادیوں کی رپورٹوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اُن تمام سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آب و ہوا و آمدن کے لحاظ سے یہ جزائر بہتر حالت میں ہیں۔ اگر شدھ ہوئے رہتیے اُن جزائر میں بھیجے جاویں تو بہت فوائد محفوظ ہیں۔ اکثر ہندوستان سے لوگ مفصلہ ذیل جزائر کو جاتے ہیں۔ جزائر غرب الہند۔ آسٹریلیا سیلون۔ جزائر فجی۔ برٹش گائنا۔ ٹرانسوال نٹال۔ کینیڈا وغیرہ وغیرہ۔ اور بہت ہندوستانیوں نے وہاں پر دائمی سکونت اختیار کر لی ہے اور بہتر حالت میں ہیں۔ اگر آریہ سماجی صاحبان اس کی طرف توجہ کریں۔ تو میں سرکاری کاغذات و اُن جزائر کے حالات پمفلٹ کی صورت میں پیش کر سکتا ہوں۔ تاکہ وہ پمفلٹ وہاں جانے والے رہتیوں کے لیے رہنمائی کا کام دیکے ہم نے صرف سمجھانا اور اُن کی توجہ اس طرف دلانی ہے۔ اور پھر راستہ کھل جائیگا۔ مختصر طور پر یہ بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اُن تمام جزائر میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ کوئی میعاد معاہدہ Indenture ختم ہونے کے بعد ہندوستان کو واپس آنا چاہے۔ تو اُسے زمین مفت ملتی ہے اس کو بھی دل میں رکھیں۔ اس جگہ تعلیم و تربیت کا انتظام عمدہ ہے۔ اور ان کی اخلاقی اور دھارمک حالت میں بھی بہت تفاوت پیدا ہوگا۔ اگر سب آدمی ایک جگہ میں جانا چاہیں تو اُن کے ساتھ اُپدیشک کا انتظام بغیر کسی قسم کے خرچ کے ہو سکتا یہ سوال تو قابل غور ہے اور اہم ہے

کی ضرورت ہے۔ لیکن ایک اور پہلو رہتیوں کی حالت سدھارنے کا ہے۔ جیسے ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ چوکھا کا چوکھا والی مثال عائد ہوتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ بھی جلدی ہی مل سکتا ہے۔ یعنی عام طور پر رہتیوں کی قوم جلاہوں کا کام کرتی ہے لیکن ان کی کھڈیاں وہی پورانی اور دقیانوسی ہیں۔ جو کہ ان کے باپ دادا استعمال کرتے تھے۔ مسٹر اے۔ بی ہبول پرنسپل آرٹ کالج کلکتہ نے آپ کی توجہ ملائی شٹل کھڈی کی طرف دلائی ہے۔ جسکا استعمال جلدی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور جسپر صرف بیس یا پچیس روپیہ خرچ آتے ہیں۔ اگر ہم رہتیوں میں اس کا استعمال جاری کرائیں۔ تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ اس کھڈی میں یہ فایدہ ہے کہ اس میں ریشمی کپڑہ بھی بن سکتا ہے۔ ہر ایک قسم کا کپڑا باریک لمبے عرض کا بنا جا سکتا ہے۔ اور وقت کم خرچ ہوتا ہے۔ اس سے ہم ان کی آمدن ۵۰ فی صدی زیادہ کر سکتے ہیں اس پر فی الفور توجہ کی ضرورت ہے اور ان کے لڑکوں کے لئے بالفعل صنعت و حرفت کے لئے مدرسہ کھولنے چاہئیں۔ جو ہر ایک گاؤں میں تھوڑے سے خرچ میں جاری ہو سکتے ہیں۔ اس دفعہ میں صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ جائے تنگ است و مردماں بسیار۔ لیکن اگر اس میں پبلک نے کچھ دلچسپی لی تو اس مضمون پر مفصل طور پر اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔

راقم

آپ کا نیازمند

گوردھن داس ملتانی

آریہ بھائی ضرور پڑہیں

آریہ سماج جلال پور بھٹیاں کا دوسرا سالانہ جلسہ آیا۔ اور چلا گیا۔ حالات جلسہ لکھنے کے لئے میں قلم اٹھا نہیں رہا۔ کیونکہ منتری مہاشہ خود ہی لکھیں گے۔ لیکن قاعدہ کی بات ہے۔ کہ تصویر کے تاریک پہلو کو چھوڑ کر روشن پہلو ہی پبلک کے روبرو رکھا جاتا ہے اسلئے میرا خیال ہے۔ کہ جن حالات کو میں بیان کروں گا۔ انہیں منتری مہاشہ جی ضرور نظر انداز کر جائیں گے۔ آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر مجھے بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ پرتی ندہی سبھا کے اپدیشک مہاشیوں نے آریہ سماج کے سدہانتوں کو خطرہ میں ڈال رکھا ہے۔ جسے میں یہاں بجنسہ درج کروں گا اس جلسہ میں شرمان پنڈت دولت رام جی پنڈت رام رتن جی۔ پنڈت رشی رام جی اور پنڈت للتا پرشاد جی شامل ہوئے۔ پنڈت للتا پرشاد جی مانتے تھے۔ کہ صرف انسان ہی کرم یونی نہیں۔ بلکہ دیگر سب حیوان بھی کرم یونی ہیں۔ لیکن باقی سب اپدیشک صاحبان ظاہر کرتے تھے۔ کہ انسان کے علاوہ باقی سب بھوگ یونی ہیں۔ دوسرا وہ مانتے تھے۔ کہ نباتات میں جیو نہیں ہے۔ لیکن باقی مانتے تھے کہ برکش میں جیو ہے۔

(۲) پنڈت دولت رام جی مانتے تھے۔ کہ جیو موکش اوستھا میں اپنے پتروں کو خواہ وہ مر چکے ہیں دیکھ سکتا ہے۔ لیکن پنڈت رشی رام جی موکش جیو کا اپنے پتروں کو دیکھنا نہیں مانتے تھے۔

(۳) پنڈت دولت رام جی نے ظاہر کیا کہ شریر کو چھوڑ کر جیو دوسرے قالب میں مختلف وقت کے بعد جاتا ہے۔ یعنی عالم اور سنکرمی پُرش کا جیو سورج لوک سے ہوتا ہوا کچھ خاص عرصہ کے بعد دوسرے قالب میں جاتا ہے۔ اور اس سے کم درجے کے انسان کا جیو اس سے تھوڑا عرصہ باہر بھرمن کر کے دوسرے قالب کو اختیار کرتا ہے اور نیچ قالبوں کا جیو فوراً ہی ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے قالب کو اختیار کر لیتا ہے لیکن پنڈت رشی رام جی اس سے متفق نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ جیو ہر ایک قسم کے قالب کو چھوڑ کر ایک مقررہ وقت کے بعد دوسرے قالب میں جاتا ہے۔ لیکن وہ مختلف قالبوں کے جیوؤں کے لئے مختلف میعاد کا ہونا نہیں مانتے تھے۔ پنڈت رشی رام نے اپنے دعوے کی پشتی میں یجروید ادھیائے ۳۹ کا چھٹا منتر پیش کیا۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جیو جسم کو چھوڑ کر پہلے دن سورج لوک۔ دوسرے دن فلاں جگہ اور تیسرے دن فلاں جگہ اس طرح ۱۲ دن تک جاتا رہتا ہے۔ اور پھر شریر دھارن کرتا ہے اور پنڈت دولت رام جی نے پنچال اگن ودیا کا ثبوت دیا۔ یعنی ایک راجا نے ایک رشی سے پانچ پرشن کئے۔ رشی کو جواب نہ آیا۔ اور آخر اس رشی کا باپ اس راجہ سے جواب دریافت کرنے کے لئے آیا۔ اور راجا نے اسے جواب بتلایا۔ ان سوالوں میں یہ بھی ایک سوال تھا۔ اور راجا نے اسے یہی جواب دیا۔ جو کہ پنڈت جی نے بتلایا تھا۔ فرصت کے موقع پر صرف یہی سوالات پیش کئے گئے۔ اور ان میں بھی ۔۔۔ اپدیشک صاحبان کی مختلف رائیں تھیں۔ ممکن ہے کہ اگر سوالات

اور پیش کرنے کا موقع ملتا۔ تو ان پر بھی مختلف رائیں ہوتیں۔ جو کہ آریہ سماج کے مشن کو ترقی دینے میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ امید کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ادہکاری مہاشئے اس طرف کافی توجہ دیویں گے۔

دوسرا خیال ہی جسکو آریہ سماج اپنی کامیابی کا نشان سمجھا کرتا ہے۔ قابل توجہ ہے۔ یعنی آریہ سماجوں میں ممبروں کی تعداد کا بڑھنا۔ اور خاص کر سالانہ جلسوں کے موقعوں پر ایسی درخواستوں کا پیش ہونا ہمارے جلسہ کے موقعہ پر ہی چار درخواستیں ممبروں کی پیش ہوئیں جنہیں فخریہ طور سے جلسہ میں ظاہر کیا گیا۔ اور ایک ایک نئے ممبر کے نام پر چیئرز دئے گئے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ اس پھولے نہ سمانے کے معنی کیا ہیں اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ ایک ہنسی کی بات ہے۔ کہ مسلمان اور عیسائی مت والے جو کہ بغیر کسی قسم کے کرم کے محمد کے نام کا کلمہ پڑھ لینے۔ اور عیسی مسیح پر ایمان لانے کو ہی نجات سمجھتے ہیں آزمائشیں اور خاص قسم کے رسومات کی ادائیگی کے بعد ایک آدمی کو اپنے مذہب میں لیتے ہیں۔ اور آریہ سماج جس کا انحصار کیول کرموں پر ہے بغیر کسی قسم کی پریکشا کے درخواست دہندہ کو آریہ کی پدوی دے دیو ہے۔ لیکن شاید میں غلطی کرتا ہوں۔ یہ رعایت صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ لیکن اگر ایک ہندو پدوی سے پتت ہوا مسلمان یا عیسائی یا جنم کا عیسائی یا مسلمان آریہ سماج کی شرن لینے کے لئے درخواست کرے تو اس کے واسطے کڑی شرطیں ہیں۔ یہ کیوں؟ کیا آریہ سماج اس معاملہ میں اپنی ضمیر کی عزت کرتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ محض ہندو سوسائٹی کے ڈر سے پرائشچت کے نام سے کچھ کرایا جاتا ہے جس کی دوسری ہی کوئی منشا نہیں ہے لیکن اگر آریہ سماج انصاف سے کام لیتا تو ہندو مسلمان اور عیسائی وغیرہ متوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرتا۔ ورنہ سنسار اور منشیہ جاتی کے اپکار کے دعوی کو چھوڑ کر خاص ٹکڑہ زمین اور مخصوص قوم کے سدھار کا دعوے کرتا۔ لیکن اگر اس خیال کو بھی لیا جاوے۔ جیسا کہ پرانے نمونہ کے بہت سے آریہ بھائی پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ آریہ سماج نے اپنا پیشوا اور ممبر و تمام ہندوؤں سے ہی لئے ہیں۔ اسلئے ہندو جاتی کا ہمیں زیادہ لحاظ کرنا چاہئے۔ تو بھی میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ آریہ سماج غلطی پر ہے اور کہ وہ ہندو جاتی کا زیادہ نقصان کرنیوالا ہے۔ آج یہ صدا ہمارے کان میں کیوں پہونچی ہے۔ کہ ہم تو ویدک سنسکاروں کو کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن گھر والے پورانک رسومات کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ محض اسلئے کہ ممبر بننے سے بلکہ سبھاسد بننے سے پیشتر آریہ سماج نے سنسکاروں کی فضیلت کو نہیں درشایا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ عیسائی مت جیسے بودے مت کو گرہن کرتا ہوا ایک آدمی اپنے بھائی بہن ماتا پتا کو چھوڑنے کا حوصلہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور ستیہ سناتن ویدک دہرم کو گرہن کرتے ہوئے ہی اس کا آتما کمزور رہتا ہے۔ آریہ دہرم کا کچھ قصور نہیں قصور ہمارا ہے کہ ہم نے دہرم کی بزرگی کو اپنے اندر جگہ نہیں دی۔ صرف دکھلاوہ ہی کو دہرم سمجھ لیا ہے۔ آریہ سماجوں کے ادہکاریو! اگر آپ سمجھیں۔ تو آپ کے ذمہ بڑا بھاری کام سپرد کیا گیا ہے اگر آپ ایک آدمی کو جسے آریہ سماج کے دس اصولوں تک سے واقفیت نہیں ہے۔ جس نے سندھیا کی پستک کے درشن نہیں کئے۔ جس نے ستیارتھ پرکاش آدمی کے نکتوں کو ہاتھ سے نہیں چھوا۔ آریہ سماج کی ممبری یا سبھاسدی کی ڈگری عطا کر دیتے ہیں۔ تو آپ اس پر بڑا ظلم کرتے ہیں۔ اور اسے ہمیشہ کے لئے ترقی کرنے سے روکتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح سے آریہ سماج کے لئے اس کے دل میں پریم پیدا ہوا تھا۔ اگر آپ اسے آریہ سماج کی پستکوں کے وچار نے اور اس پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے تو وہ سبھاسدی کی پدوی پانے کے شوق میں بہت کچھ ترقی کرتا۔ لیکن اب تو وہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ سبھاسدی کی پدوی کے لئے یہی کافی ہے کہ میں چندہ ماہوار ادا کر دیا کروں اور آریہ سماج کے ممبروں سے واقفیت کا اقبال کروں۔ آریہ سبھاسدوں! آپنے ہی میرا ایک نویدن ہے۔ آپ چاہے تو وہ بتلائیں کہ آریہ سبھاسدی کے کیا کیا فرائض ہیں اور ہم اپنے جیون کی پڑتال کریں۔ اور خود ہی سوچ لیویں کہ آیا آپ اس پدوی کے لائق ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو فوراً استعفیٰ دیکر اپنے سدہار میں لگیں۔ اور اس پدوی کو پانے کے قابل ہوکر شوق سے اپنا نام درج کرائیں۔ اگر آریہ سماج کے ادہکاری مہاشئے اور سبھاسد نیک نیتی سے کام لیتے ہوئے

جلد ۱۳ | مطبوعہ یکم مگھر سمبت ۱۹۵۸ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء شکروار۔ جالندھر شہر | نمبر ۳۲

سنسار کی گتی

ان پہلووں سے یہ اہم سوال حل نہیں ہو سکتا

منشیہ جیون سمبندھی سب سے اہم اور کٹھن سوال دکھ نورتی اور سکھ پراپتی ہے۔ تمام انسانی کوششوں کا آغاز و اختتام اس ... والوں کے سوال پر ہوتا ہے۔ ہر ایک انسانی کوشش کی علت غائی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ ادق سوال کیسے حل ہو۔ مہذب دنیا کے اندر اس سمے جو جد و جہد ہو رہی ہے۔ اُس سے پایا جاتا ہے۔ کہ محض مادی ترقی ہی اس سوال کا صحیح حل ہے اس لئے کسی قوم یا دیش کی ترقی کا اندازہ لگاتے ہوئے خاص توجہ اس امر پر دیجاتی ہے کہ اس کی مادی روشنی کس پایہ کی ہے۔ اس خیال نے دنیا کے کثیر التعداد اعلے دماغوں پر اس قدر قابو پا رکھا ہے۔ کہ وہ دن رات پرکرتی کی اُپاشنا میں مستغرق ہیں۔ پرکرتی کے سب سے زیادہ اُپاسک اور جان نثار مغربی (اہل یورپ و امریکہ) ہیں جن کی ہر روز نئے نئے کمالات ... اس تحت پاتال لوک سے دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ جو کہ نتیجہ نئی حیرت انگیز ایجادوں اور اختراعوں سے اپنی اوپاسیہ دیوی کا ڈنکا دنیا میں بجا رہے ہیں۔ اور اس کے بلند ہوتے اثر کو چاروں طرف پھیلا رہے ہیں۔ امریکن اخباروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کے ودوان آجکل اس الُوہی تجویز پر اپنے دماغ لڑا رہے ہیں۔ کہ کوئی ڈھنگ ایسا نکالا جاوے جس سے ممالک متحدہ کے تمام شہروں اور قصبوں میں ایک ہی مقام سے گھر گھر بجلی کی روشنی پہونچائی جاوے۔ کروڑوں روپئے اس کام پر خرچ کرنے کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ اور علم برقی کے ودوان وردوانوں کے شرومنی مسٹر ایڈیسن صاحب خاص طور پر اس تجویز کی کوئی عملی صورت سوچنے کیلئے نیت کئے گئے ہیں لہذا یہ کام بڑی لیاقت اور اعلی درجے کے پرُشارتھ کا ہے۔ لیکن کیا ایسی تجویزوں سے اصل سوال حل ہو سکتا ہے۔ تجربہ اس کے خلاف ثبوت دیرہا ہے امریکہ نواسیوں کی اندرونی حالت اسکی شاہد ہے ایسا ہونا ممکن تھا۔ اگر انسان پرکرتی کا ہی بنا ہوا ہوتا۔ لیکن منشیہ کیول مادی عنصروں کا مجموعہ نہیں ہے۔ اُسکے اندر آتما ہے۔ جو کہ غیر فانی ہے۔ اگر وہ اندھیرے میں ہے تو مادی روشنیاں کس کام کی۔ لہذا یہ سنسار میں سچا سکھ اُسی سمے پہیلے گا۔ جب کہ مادی روشنیوں سے بڑھ کر سچی روحانی روشنی ہر ایک انسان کے اندر پہونچانے والے رشی منی پیدا ہوں گے۔

تعصب بُری بلا ہے

ادو یا سے دوسرے درجہ پر تعصب ہے جو کہ انسان کے چراغ کو گل کر دیتا ہے اس کے اثر سے بڑے بڑے ودوان بھی اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی ایسی کارروائیاں کر بیٹھتے ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے اُن کو جاہلوں سے تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے مختلف روپ ہیں کہیں یہ مذہب کے روپ میں دیکھا جاتا ہے۔ کہیں قومی ہمدردی کے بھیس میں کہیں کسی عام رواج یا دستور کے لباس میں۔ جب کبھی کوئی شخص بہر اس قسم کے کسی عام تعصب کے برخلاف قدم رکھتا ہے۔ تو چاروں طرف سے اُس پر لعنت کے نعرے بلند ہوتے ہیں اور اُسکو بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ حتے کہ بعض اوقات بڑے بڑے ودوان اور آزادی کا دم بھرنے والے اشخاص بھی اُسکی مخالفت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہہ مرض کسی خاص دیش یا قوم تک محدود نہیں ہے۔ بڑی بڑی آزادی و تہذیب کا دم بھرنے والی قومیں بھی اس مرض سے خالی نہیں ہیں۔ آسٹریلیا کے اخبارات میں یہہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ **پریسیڈنٹ** روسو بلٹ نے ٹاسکیو **یونیورسٹی** کے حبشی پریسیڈنٹ الاباما کو اپنے ہاں **وائیٹ ہوس** میں دعوت دی۔ جس سے تمام امریکہ میں شور مچ گیا۔ وجہ یہہ ہے۔ کہ ممالک متحدہ کی تواریخ میں یہہ پہلا ہی موقع ہے۔ کہ ایک حبشی کو **وائیٹ ہوس** میں دعوت دی گئی ہے۔ کیا یہہ اُسی قسم کا تعصب نہیں ہے۔ جو کہ ہندوؤں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ کہاں ہیں وہ لمبے لمبے لیکچر دینے والے پادری صاحبان جو کہ ہندوؤں کا اس بات پر مضحکہ اُڑایا کرتے ہیں۔ کہ وہ غیر قوموں کے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں کیا وہی جہالت مہذب عیسائی قوموں میں بھی موجود نہیں ہے۔

کام کے کام

کام کے وش ہو کر انسان
گھر بک سے گھر بک

کام کرانے پر اُدیت ہو جاتا ہے۔ یہ اُسکی بدھی پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ جس سے وہ اس بات کی مطلق پرواہ نہیں کرتا ہے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں۔ اُس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ لیکن پاپ کبھی چھپا نہیں رہتا کبھی نہ کبھی ضرور پرگٹ ہو جاتا ہے۔ اخباروں میں ایک خبر شایع ہوئی ہے۔ کہ سیلون کے جپھا ڈاکخانہ میں پارسل رکھنے کا ایک صندوق تھا۔ ایک دن اتفاقیہ پوسٹ ماسٹر نے اُس میں کچھ کھڑکھڑاہٹ سُنی اُنہوں نے تالا کھول کر دیکھا تو اُس میں ایک عورت چھپی ہوئی پائی۔ تحقیقات سے پایا گیا کہ ڈاکخانہ کے ایک چپڑاسی کا اُس سے ناجایز تعلق تھا اسلئے اُس نے اُس عورت کو صندوق میں چھپا دیا۔ ملزم گرفتار ہے۔ اس قسم کی یہہ ایک ہی واردات نہیں ہے۔ روز مرہ ایسی وارداتیں دیکھنے سُننے میں آتی ہیں جہاں ویرم کا پہاؤ ہو۔ اور چاروں طرف اودیا چھا رہی ہو۔ وہاں اگر اس سے بھی بڑھ کر خوفناک گھٹنائیں دیکھنے میں آئیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

دیویاں ہی دیویوں کو پیدا کرسکتی ہیں

کوئی بھی وچارشیل پُرش اس امر سے انکار نہیں کرسکتا

کہ کوئی قوم یا سوسائٹی اعلیٰ معنوں میں اُنتی نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ اُس کے ستری پُرش اپنے اپنے فرایض کو ٹھیک طور پر ادا کرنیکی قابلیت حاصل نہ کریں۔ اگرچہ ستری اور پُرش کے حقوق مساوی ہیں اور دونوں کو اپنی ذہنی روحانی اور جسمانی طاقتوں کو نشوونما کرنے کا سمان ادھیکار ہے۔ پرنتو اگر دونوں کی آکرتی پر نرپکش بہاؤ سے وچار کیا جاوے تو یہہ سویکار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگرچہ سادھارن طور پر جن کاموں کو پُرش کر سکتا ہے۔ اُن کو ستری بھی کر سکتی ہے پرنتو بعض کام ایسے بھی ہیں۔ جن کو کہ پُرش نسبتاً ستری کی اپیکشا اُتم ریتی سے کرسکتا ہے ویسے ہی بعض کام ایسے بھی ہیں کہ جن کو ستری پُرش کی نسبت عمدگی کے ساتھ کرسکتی ہے پس دونوں کی تعلیم اور شکشا میں بھی اس ضروری تمیز کو قایم رکھنا لازمی ہے۔ ورنہ نتایج حسب دلخواہ برامد نہیں ہوں گے۔ اس دیش کی کنیا پاٹھ شالاؤں میں جو شکشا پرنالی پرچلت ہے۔ اُس میں علاوہ اور بہت سے نقصوں کے ایک بھاری نقص یہہ بھی ہے. کہ اُن میں کنیاؤں کو بالکل اسی طریق اور نشانہ سے تعلیم دی جاتی ہے۔ جوکہ لڑکوں کی تعلیم میں مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس بھاری نقص کو دور کرنے کے لئے مسز سادلا دیوی گھوش بی اے نے ایک پمفلٹ شایع کیا ہے۔ جس میں کہ موجودہ شکشا پرنالی کے نقایص بتلا کر اپنی طرف سے ایک دلچسپ سکیم پیش کی ہے۔ اگرچہ ہم کلی طور پر اس سکیم سے اتفاق نہیں رکھتے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ بہت سی باتیں اس دیوی نے اس سکیم میں ایسی پیش کی ہیں۔ جن تک آج تک شاید کسی پُرش کا بھی خیال نہیں پہونچا۔ میں ہمیشہ یہہ کہا کرتا ہوں کہ ستریوں کے سُدھار جیسی اُتم ریتی سے ستریاں کرسکتی ہیں پُرش نہیں کرسکتے اُس دیشی دیوی کے اُدیوگ کو دیکھ کر مجھے اب آشا بندھ گئی ہے کہ وہ دن دور نہیں جبکہ ایسی دیوی کے سدرش اور بھی بہت سی دیویاں ستری جاتی کے اُدھار کے لئے کام کرنے کو مستعد ہوں گی۔ جب ہم دیکھیں گے کہ ودوان ستریاں اس اہم اور نازک کام کو اپنے ہاتھ میں نہ لینگی کیول پُرشوں کا اُدیوگ سپھل نہیں ہوگا۔ یہی سبب ہے جو ستری شکشا میں حسب دلخواہ اُنتی نہیں ہو رہی اسکا ایک بھاری باعث یوگیہ ستریوں کا ابھاؤ ہے۔ جسقدر زیادہ لایق ودوشی ستریاں کام کرنے والی اُتپن ہونگی اُسی قدر اس پوتر کام میں خاطر خواہ اُنتی ہوگی۔ گویا ہوں کو شاستی گرہ نیا نیو الی اور پرلیوا اردل کو سنشو بہت کرنے والی سچی دیویاں تبھی اُتپن ہوں گی۔ کیونکہ دیویاں ہی دیویوں کو اُتپن کرسکتی ہیں

ضروری سوچنا

آیندہ جلسہ آریہ سماج لاہور میں جو مہاشے شریک ہوں گے۔ اُن کو جہاں سے وہ روانہ ہوں گے وہاں سے لاہور تک کا یک طرف کرایہ دینا پڑیگا۔ جو مہاشے شریک جلسہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ پنڈت رام بھجدت جی بی۔ اے وکیل منتری آریہ سماج وچھو والی لاہور سے چھپا ہوا سرٹیفکیٹ منگوا لیویں۔ جس کے ذریعہ سے وہ جس سٹیشن سے سوار ہونا چاہیں ایک طرف کا کرایہ دے کر آنے جانے کا واپسی ٹکٹ حاصل کرسکیں گے۔ میعاد دس یوم تک ہوگی۔ سماجوں کے منتری مہاشیوں کو چاہیے کہ جس قدر سرٹیفکیٹ اُن کو درکار ہوں پنڈت رام بھجدت جی سے جلد منگوا لیویں۔

اپدیش

यद्ंग दाशुषे त्वमग्ने भद्रंकरि
ष्यसि। तवेत्तत्सत्यमङ्गिरः॥

پرماتما سے بڑھ کر ہمارا رکشک اور کون
ہو سکتا ہے۔ وہی ہمارے بندھن
... جلتا اور بدھاتا ہیں۔ سرشٹی
کا ایک نیم آن کے اِن پریم سے
... کا ثبوت دے رہا ہے۔ اور بڑے
... کے ساتھ سنسارک وشے بھوگوں
... پرشوں کو تمام پراکرت سہارے
... کر اُس پرم پتا کی پریم گود میں
... کے لئے پریرنا کر رہا ہے۔ جو کہ
... کا نشچت نیتر ہے۔ جو آنند کا بھنڈار
... سرو سکھوں کی کھان ہے۔ جو
... کسی حالت میں نہ کسی پرانی سے راگ
... ہے۔ نہ دویش جو اٹل نیاء دوارا
... اپکار کرنا کا اظہار کر رہا ہے۔ اور
... سہج سبھاؤ سے پرانی ماتر کے
... کی سامگری بہم پہونچا رہا ہے
... اُس کے اس کلیان کاری سروپ
... کون کر سکتا ہے۔ کیا وہ جو کہ
... سنسارک بوہاروں میں اتینت کشل
... کیا وہ جو کہ دُنیا کی نظروں میں
... گنے جاتے ہیں؟ کیا وہ جو کہ منوہر
... کے وکتا اور سندر گرنتھوں
... ہیں؟ کیا وہ جو کہ گھنٹوں پوجا
... کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں؟
... جو کہ رات دن رام رام یا واہگورو
کا ورد کرتے رہتے ہیں؟

کیا وہ جو کہ سنسارک دھن ایشور یہ
کے سوامی ہیں؟۔ وید بتلاتا ہے کہ
ہرگز نہیں!۔ ایسے پرش پرماتما کے
سرو ہتکاری سروپ کا خیال ہی نہیں
کر سکتے۔ اُن کی گنتی سے بہت پرے ہے
اُس سرو نیتر جگدیشور کے کلیان مئے
سروپ کا انوبھو وہی گیانی پرش
کر سکتے ہیں۔ جو اپنے من کو سدا اُس
کے دھیان میں لگائے رکھتے ہیں۔ جن
کا من وشے وکاروں سے رہت ہو کر
نتیہ پربھو پریم میں نمگن رہتا ہے
جن کو پرماتما کی بھگتی کے سوائے اور
کوئی وستو پریہ نہیں لگتی۔ جن کے
ہردے سمندر میں پربھو پریم کی
ترنگیں پرتی چھن اُٹھتی رہتی ہیں۔ جو
کیول مہاپربھو کی منگل اچھا کے سہارے
جیتے ہیں۔ جو شردھا اور پریم کی سامگری
سے ہر وقت نگر میں وراجمان پرم دیو
پربھو کی پوجا جو لگن وشواس کے
ساتھ کرتے ہیں۔ جن کے من میں پربھو
سمرن کی بنا اور کوئی اچھا ہی شیش نہیں
رہی۔ ایسے پربھو کے سچے عاشق بھگت
ہی اُنکی منگل سروپ کی مہما کو جان سکتے ہیں
ایسے سچے اُپاسکوں کا پریشرم نشپھل
نہیں جاتا۔ بید بلی وہ نشکام بھاؤ کو دھارن
کئے ہوئے پربھو پریم میں نمگن ہو کر
اپنی سمپورن کامناؤں کو بھول جاتی ہیں
حتی کہ اُن کو اپنی ذات تک کا بھی خیال
نہیں رہتا۔ پرنتو اُن کو اُن کے اُدیوگ
کا پھل اوشیہ ملتا ہے۔ وید مقدس
نشچے دلاتا ہے۔ کہ جو بھگت جن اس کا
سچے من سے اُس پرم پُرش کی بھگتی
کرتے ہیں۔ اُن کو وہ نیاء کے سروپ

جگدیشور بہت اور پرمارتھ سُکھ اوشیہ
دیتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی سُکھ اپراپت
نہیں رہتا۔ اور اپراپت کیسے ہو۔ جبکہ
اُنہوں نے سرو سُکھوں کے بھنڈار کو ہی
اپنا لیا۔ یہ پوتر نیم جس سے کہ پرم پتا اپنے
بھگت جنوں کے لئے اپنا سرو سکھوں کا
بھنڈار کھول دیتے ہیں۔ کوئی ایک دلیلی
نیم نہیں ہے۔ وہ دیالو پتا سنسارک
راجے مہاراجوں کی طرح کسی پرکار کی لہر
یا موج میں آکر خوشامد پسندی کے نیچ بھاؤ
سے ہر کر اپنے بھگتوں کو نہال نہیں کر دیتے
کنتو اُس اٹل نیاء طبیعت کے بھاؤ سے وہ اس مہان دان
کے لئے اُدیت ہوتے ہیں۔ جو کہ اُن کے انت
انیہ گنوں کی طرح
ایک سبھاوک گن ہے۔ جس کا اظہار کسی وشیش
دیش یا کال کے اندر محدود نہیں ہے۔ کنتو جو
انادی کال سے سمپورن برہمانڈ کے اندر چلت
ہے۔ جو جن جگت پتا کے اس نیاء نیم کو
ساکھشات کرتے ہیں یا تو اس میں وہی پربھو
بھگتی کے سچے آنند کو پراپت ہو کر اس
یوگیہ بن سکتے ہیں کہ پرماتما کے اس
اپکار کرنا کو پورن روپ سے انوبھو کر سکیں
جس کا ظہور کہ برہمانڈ کے پرتیک روپ اور
ورشیہ میں پایا جاتا ہے۔ اسلئے آؤ بھگت جنو!
ہم سب سچے من سے اُس مہان پربھو کی
شرن لیں۔ جو کہ سب کا نشچت نیتر ہے
آؤ ہم من کو سرو پرکار کے وکاروں سے
رہت کر کے پریم بھرے ہردے سے جو لگن
وشواس کے ساتھ اُن سے یاچنا کریں کہ ہے!
پران پربھو جیسا آپکا اٹل نیم ہے کہ جو جن سدا
چت لگا کر آپکی بھگتی کرتے ہیں اُن کو آپ اپنے
ستیہ ورت کے انمول سدبو پرم آنند چیت
رکھتے ہو۔ ہم یاچکوں کو بھی آپ اِس لوک

ایڈیٹوریل نوٹس

کہیں مرض لا علاج نہ ہو جاوے؟

پنچھوتر دشیہ آریہ سماجوں کو جو نیا روگ لگنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اُس کی طرف جلد متوجہ ہونا چاہئے۔ پنڈت بھگو دین جی نے صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اُن کی بھیم سین وغیرہ آریہ سماج کے دشمنوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ وہ کنوجیا پارٹی کی کسی قسم کی بھی سہائتا کرنا نہیں چاہتے۔ اس قدر تو اطمینان دہ خبر ہے لیکن آج کے مراسلات میں جو خط ضلع ریٹھ کا درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کنوجیا پارٹی برابر انتظام اور ترتیب کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس مراسلہ کے اندر کہاں تک صحیح حالات درج ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اگر یہ حالات صحیح ہیں۔ تو پنڈت نند کشور کو فوراً آریہ پرتی ندھی سبھا کی ملازمت سے علیحدہ کر دینا چاہیے جو لوگ سوامی دیا نند کے مہاشیہ کا تر سکار کر کے اُنہیں ہندوؤں میں بہارت لو اسیکو کو پھر پہنچانا چاہتے ہیں۔ جنہیں کہ رشی دیا نند نے اُنہیں نکالا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اُس کے نام پر جمع کئے ہوئے روپیہ میں سے تنخواہ لینے کا اُن کا کیا ادھکار ہے؟ اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ جب پنچھوتر دشیہ آریہ پرتی ندھی سبھا کی ملازمت سے

پنڈت یہ یا گدت علیحدہ ہیں تو اُن کو گذارہ کون دیتا ہے۔ میرے پنچھوتری بھائیوں کے لئے ان معموں کا حل کرنا نہایت ضروری ہے اگر درحقیقت شودر کو وید کا ادھکار نہیں اور درن بیوستھا کا انحصار محض گن کرم جو بھاؤ پر نہیں ہے۔ تو پھر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ہندو سماج سے علیحدہ آریہ سماج کی کیا ضرورت ہے اور جو لوگ ایسے اصولوں کے ماننے والے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اُن کا آریہ سماج کے اندر پڑے رہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ میرا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے۔ کہ جماعت نہ بڑھائی جاوے۔ لیکن ایسی بچیس جماعت سے کیا فائدہ جس میں متضاد خیالات کے آدمی بھرتی ہوں۔

پنڈیا موہن لعل وشنو لعل
اور
پروپکارنی سبھا

باوجود تین سال کے لگاتار خفیہ جوڑ توڑوں کے آگرہ والی وشواس گھات منصوبہ بازی میں ناکامیاب ہو کر پنڈیا موہن لعل جی نے اب پھر سر اُٹھایا ہے۔ اور اپنے پنجابی دوستوں کیسا تھ منصوبہ گانٹھ کر پراوپکارنی کے جلسہ کا ایک مہمل نوٹس دو تین اخبارون میں چھپوایا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے۔ اس نوٹس کے جاری کرنے میں برہمان پراوپکارنی سبھا کی کوئی ستی نہیں لی گئی۔ اور لی کس مُنہ سے جاتی جب کہ پنڈیا جی عرصہ ہوا۔ کہ سکریٹری کے عہدے سے استعفیٰ ... ...

سرکرن پرتاپ سنگھ جی اور راجہ ادھیراج شاہپورہ آدھیش جی کی ستی سے ... ہو چکا ہے۔ ان حالات میں پنڈیا جی کا خود بخود جلسہ کا نوٹس جاری کر دینا اور اُس میں ہی مقام جلسہ کا ظاہر نہ کرنا اور ساتھ ہی پراوپکارنی کے خاص خاص سبھا سدوں کے ... خفیہ طور پر خطوط روانہ کرنا اور ... شریک جلسہ ہونے پر پریرنا کرنا صاف بتلا رہا ہے۔ کہ اس جلسہ سے پنڈیا جی کا سوائے اس کے اور کوئی ... نہیں ہے۔ کہ کسی پرکار ویدک یتر ... آدمی کو اپنے ادھکار میں لا کر ... پہونچایا جاوے۔ یا اپنے لاہور کے دوستوں کے سپرد کر کے تصفیہ ... کیا جاوے۔ میں پراوپکارنی سبھا کے ... مہاشے اور دیگر پراوپکارنی کے ... سبھا سدوں کی توجہ بڑے زور کیسا تھ پنڈیا جی کی اس حکمت کارروائی کی طرف ... ہوا۔ امید رکھتا ہوں کہ وہ جلسہ ... کارروائی کر کے آریہ سماجوں اور آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کی ... سے پراوپکارنی کی دیا نند ... کا اُدیوگ کریں گے۔ ایسے نازک ... سمے پرتی ندھی سبھاؤں اور ... کا پاک فرض ہے۔ کہ مہرشی دیانند کی وصیت کے مطابق پراوپکارنی کے آرگنیزیشن کو درست کر کے ... کی وصیت کردہ تمام جائداد کو ... سے محفوظ کریں۔ اور پراوپکارنی ... کو اس مردہ حالت سے ... اپنے فرائض ادا کرنے کے قابل ...

...ڑکی تمام شد

...پنڈت گنیش دت جی کے کارہائے
...نمایاں کی حقیقت پر ایک نظر

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

...ودغرضی بڑی بُری بلا ہے۔ سکا م۔ کہ ...
... سب عیبوں کی جڑ ہیں
... ذاتی خود غرضی عقل
... دال دیتی ہے۔ جب کبھی
... انسان کی طبیعت پر ...
... انسان کی تمام ...
... اُسی کے ... ہو جاتی ہیں
... مغلوب بالغرض انسان کو نیک و بد
... نہیں رہتی ہے۔ اس کا بر سرا
... زندگی کے زہریلے اثر سے متاثر
... ذہانت ...
... خود غرضی سے متاثر ہو کر
... والی ثابت ہوتی ہے
... حاصل کرنے کے لئے انسان
... کے دام فریب بچھانے ہوتے ہیں
... لیاقت کا اظہار کرتا ہے۔ اپنی
... ہے۔ وہ ... وہ قدم
... بنتا ہے۔ کبھی وہ ...
... کبھی وہ ... والا جوگی
... جوتشی۔ کبھی وہ لا ثانی
... ویکچرار بننے کا دعوے
... اور ... حاصل کرنے کے

لئے طرح طرح کی ترکیبیں اور حکمت عملیاں کام میں لاتا ہے۔ وہ سوا رقہ سیدھی سیدھے لئے نانا پر کار دیکھنے اوپائے سوچتا ہے۔ سیدھے سادے آدمیوں کو ایسے آدمیوں کو ... ہوتا ہے یا وہ لے گھیر لیتا ہے ایسے لوگوں کو جن کی کمزور آتما میں حقیقی مسبب الاسباب پر بھروسہ رکھنے کی بجائے ... ہیں۔ جو ذی روح یا غیر ذی روح مخلوقات سے دریاؤں پہاڑوں درختوں ... سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اولاد کی تمنا جن کو ... پھرتی ہے ... کی تلاش میں ہو ... اور ... ہیں۔ ... کے ... سے سہل ... ڈھونڈتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زد ... اور ... باتوں سے پھسلا لینا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔

لیکن افسوس ایسے ... کو اپنی ... کا مقصد ... کی ... ہیں۔ ... کو ... قابو میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں اُن کے آتما خود اُن ناجائز کوششوں کے بڑھتے ... متاثر ہوتی جاتی ہے جیوں جیوں ایسا شخص اپنی ... میں کامیاب ہوتا جاتا ہے۔ اُس کا آتما بل گھٹتا جاتا ہے۔ اُس کی ذات میں وہ عیب پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ جو پہلے سے موجود تھے۔ وہ اپنے تئیں تمام آفتوں سے محفوظ سمجھتا ہے۔ اُس کو اپنی کامیابی پر غرور ہوتا ہے۔ اُس کے لالچ و ... میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ تعریف کرنے والوں کا مجمع اُس کے دماغ کو پلٹ دیتا ہے جو کام وہ پہلے جھجک کے ساتھ کرتا تھا۔ وہ اب اُس کو بے خوف و خطر کرتا ہے۔

اور افسوس اُس کو یہ خیال نہیں گزرتا کہ اُس کے مزد بچھائے ہوئے جال میں اُسی کی آتما پھنسی ہوئی ہے۔ اپنے کاموں پر وہ اصلیت اور سچائی کا جھوٹا رنگ چڑھاتا ہے۔ وہ حکمت عملی کی صیقل اُس پر کرتا ہے۔ اور نہیں سمجھتا کہ ان تمام مصنوعی پردوں کے اندر بھی حقیقت چھپی نہیں رہتی۔ ... ساکشی آتما کی اس ... کو دیکھتا ہے۔ اور بالآخر سچ ظاہر ہو کر رہتا ہے غرور و نخوت سے سرشار دماغ نشہ چند روزہ خود پسندی میں غلطیاں کرنے لگتا ہے۔ جھوٹ کے پاؤں لغزش کرنے لگتے ہیں۔ اور یہ شخص اپنے ہی زور میں خود آگرتا ہے۔

آنکس کہ بکبر کرد بزرگی کے اوجود
فوارہ چوں فرار شود سرچرد برد

ہمارے ناظرین نے اخبارات میں پنڈت گوپی ناتھ و لالہ منشی رام کے مقدمہ کا حال پڑھا ہوگا۔ پنڈت گوپی ناتھ کے مقدمہ کی تجویز اس وقت ہمارے روبرو ہے۔ اور ہم اپنے ملک کے اُن لوگوں کی حالت پر غور کر رہے ہیں۔ جن کو اصطلاح عام میں پبلک مین کہتے ہیں۔ جب ہم ایک طرف پنڈت گوپی ناتھ کی پوزیشن کا پنڈت گوپی ناتھ کے ہندوستان دھرم سبھا کے سربرآوردہ رکن اعظم ہونے کا ان کے مضامین اور تحریروں کا اُن کی اس ظاہری لائف کا خیال کرتے ہیں جو انہوں نے پبلک کے روبرو پیش کی اور دوسری طرف جب ہم صاحب مجسٹریٹ کی تجویز کو پڑھتے ہیں

تو ہم کو حیرت ہوتی ہے۔ کہ کیپ
اُنہیں پنڈت گوپی ناتھ کی بابت
صاحب مجسٹریٹ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ
"ہم قرار دیتے ہیں۔ کہ گوپی ناتھ
ایک دغاباز آدمی ہے۔ جو لگاتار
طور پر ہندو پبلک کو اپنے نفع
کے لئے دھوکا دیتا رہا ہے۔ اُس کا
ہر ایک پبلک کام خود نمائی یا روپے
کی غرض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہا
جاتا تھا اُس نے کوئی موقع بھی پیسہ
جمع کرنے کا بے فایدہ نہیں کھویا۔
جیسا کہ اُس کی بخشش کے لئے بارہا
کے اپیلوں سے جو اُس نے دیسی
ریاستوں سے کیں۔ روپیہ حاصل
کرنے کے واقعوں اور ہر دوار
کی تحریک کے بدلے روپیہ حاصل
کرنے کے معاملات سے ظاہر ہیں
پبلک کی یادداشت کمزور ہوتی
ہے۔ اور یہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ
رفاہ عام کا کام ہے۔ کہ گوپی ناتھ
سے آدمی کے پبلک کیریکٹر کبھی
کبھی ظاہر کی جایا کرے"
آہ! کیا عبرت انگیز نظارہ ہے!!
کیا یہ نظارہ ہمارے اُن خیالات
کی زندہ تصویر نہیں ہے۔ جو ہم
نے اپنے مضمون کے آغاز میں
ظاہر کئے ہیں۔
پنڈت گوپی ناتھ آریہ سماج کی
مخالفت کرکے اپنی شہرت کے
خواہشمند تھے۔ صاحب مجسٹریٹ
تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے
آریہ سماج کو نقصان پہونچانے
کی نیت سے پنڈت لیکھرام میں

سے سازش کی۔ کون شخص ہے
جو پنڈت گوپی ناتھ کے اِس
مقدمے کے نتیجہ کو دیکھ کر افسوس نہیں
کرے گا۔ ہم کو اِس نتیجہ پر ایک
مخلوط خوشی و رنج ہے۔ ہم کو
نہایت خوشی و مسرت اِس بات
کی ہے۔ کہ لالہ منشی رام جی کو پرماتما
نے جھوٹے حملوں سے محفوظ رکھا
ہم کو خوشی ہے۔ کہ سچ کی فتح
ہوئی۔ اور خود پنڈت گوپی ناتھ
نے ہی استغاثہ دائر کر کے اپنی
پبلک زندگی کے تار و پود کو علیحدہ
کرا کر پبلک کو اصلیت معلوم
ہونے کا موقع دیا۔ پنڈت گوپی ناتھ
کی ذلت پر ہمکو نہ افسوس بلکہ
رنج ہے۔ کہ پنڈت گوپی ناتھ
آخر ہماری قوم کے افراد میں
سے ایک ہیں۔ اور سخت افسوس
اور غیرت کا مقام ہے۔ کہ ہماری
سوسائٹی کی ایسی خراب حالت
ہے۔ اور زیادہ افسوس یہ کہ
دھرم کے کام ہول، میں بھی دھرم
کا نام لے کر لوگ اپنے ذاتی اغراض
کے مقابلہ میں خوف خدا بھی نہیں
کرتے۔ اور دوسروں کو نقصان
پہونچا کر اپنے مطلب سدھ کرتے
ہیں۔ غضب ہے۔ کہ جھوٹی شہرت
حاصل کرنے کو اپنے مالی فائدہ
کے لئے ایک ہندو سناتن دھرم
سبھا کا لیڈر۔ گاؤکشی کے حق میں
مضامین لکھے۔ اِس قسم کے لوگ
چاہے وہ دھرم سبھا میں ہوں چاہے
آریہ سماج میں ضرور قابل نفرت ہیں

اور سوسائٹی کا فرض ہے کہ
اُن کے بُرے اثر سے اپنے تئیں
محفوظ رکھے۔ علاوہ مالی اغراض
کے بعض لوگوں کو اپنے تئیں مشہور
کرنے کا بھی ایک خبط ہو جاتا ہے
دیکھئے سوامی دیانند سرسوتی کے
زمانہ میں اُس کے وہ ارکب پوپ
اُس کی یوگیہ ودیا کے تیج کے سامنے
مذہب و دھرم کو ٹکا کمانے کا ذریعہ
قرار دینے والوں کی آتما میں ا
ہی اندر کمپایمان تھیں۔ اب سوامی
دیانند کے بعد ہر پنڈت کو دیکھو
اپنی شہرت کا خواہاں ہے آریہ
کی ترقی دیکھتے ہوئے اُن کے دلوں
میں رہ رہ کر درد اُٹھتا ہے۔ کیونکہ
وہ سمجھتے ہیں کہ آریہ سماج کی
اُن کے مدتوں سے قائم کئے ہوئے
اسبابِ معاش کو نقصان پہونچانے
والی ہے۔ اسلئے بجائے اس کے
وہ قومی تنزل کے اسباب
یا اُس کی ترقی کے ذرایع پر
پر غور کریں۔ بجائے اس کے
ویش کے سدھار یا قوم کی اصلاح
میں کوشش کریں۔ بجائے اس
کہ وہ شادی صغر سنی۔ ستری
اناتھوں کی پرورش۔ ولایت کی
دیوتاؤں کے نام پر مدرا ماس
کے استعمال کا انسداد وغیرہ دیگر
اصلاح اور ضروری کاموں میں
اپنا وقت اور اپنی قابلیت صرف
کریں۔ تمام اپنا جوش قوت
پوجن اور شرادھ کے قائم
کرنے پر صرف کر رہے ہیں۔ کیونکہ

اُس کا اثر اُن کے ذریعہ معاش اور استحصال مال منفعت کے وسائل پر پڑتا ہے۔ اُن کو پروا نہیں چاہئے کوئی ہندو مسلمان ہو یا عیسائی چاہیں سیکڑوں یتیم جاں بلب ہو کر مشنری صاحبان کے دامن عاطفت میں پرورش پاویں۔ چاہے ہندو سوسائٹی کے درپردہ ابتر سے ابتر کوئی حالت ہو لیکن ظاہر میں لوگ پنڈت جی کا ستکار کرتے ہوں۔ تو اُنہیں سوسائٹی کی حالت کی اصلی پروا نہیں۔ لیکن اگر ہندو سوسائٹی میں سے کوئی شخص ان وید ورودھ اعتقادات کو ہٹانا چاہتا ہے جو اُس کے ذریعہ معاش ہیں تب کان کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اسی واسطے وہ آریہ سماج کی پرزور مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ سوسائٹی کی خراب حالت اپنے موافق دیکھ کر جس سوسائٹی میں ایک قابل ودوان اور ایک گالی دینے والے شخص کے رتبہ میں امتیاز نہیں، بعض مہاشیوں نے آریہ سماج کی مخالفت کرنا اپنا ذریعہ شہرت سمجھ لیا ہے۔ اور ذریعہ شہرت کا ذریعہ معاش ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ آیا اس جھوٹی شہرت کی خواہش ہمیشہ ہی ویسا نتیجہ پیدا کرے گی۔ جیسا پنڈت گوپی ناتھ کے مقدمہ کا ہوا۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ مگر ایسی خواہش رکھنے والوں میں اور اُس ودوان سے شہرت حاصل کرنے کے خواہش مندوں میں

ایک پنڈت گنیش دت قنوج نواسی ہی ہیں۔ یہ امر کہ اُن کو اپنی قابلیت پر ناز ہے۔ اور آریہ سماج کی مخالفت کر کے اپنی شہرت چاہتے ہیں۔ خود اُن کے اشتہارات سے ظاہر ہے۔ اور ہر شخص اُن اشتہارات کو پڑھ کر یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے۔

جب پنڈت گنیش دت جی نے بڑے فخر کے ساتھ اجودھیا ناتھ ترپاٹھی کا ممبری آریہ سماج سے ایک استعفیٰ شائع کیا تھا۔ اور پبلک پر اُس استعفے کو اپنی لیاقت اور اُپدیش کا نتیجہ ظاہر کرنے کی جرات ظاہر کی تھی۔ ہم نے اُس کارروائی کو نظر حقارت سے دیکھا تھا۔ اور کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ کیوں کہ اجودھیا ناتھ جی استعفیٰ دینے کے خاص اسباب ہم سے ظاہر کر چکے تھے ہم نہیں چاہتے تھے۔ کہ اجودھیا ناتھ کو کوئی نقصان پہونچے۔ اور نہ یہہ چاہتے تھے۔ کہ پنڈت جی کو لوگ تیر انداز سمجھیں۔ البتہ سناتن دھرم مہا منڈل کے مہو پدیشک مہاشے کی اِس کارروائی پر کہ ایک کم عمر نوجوان کے آریہ سماج سے استعفا دینے پر وہ ناز کر رہے ہیں۔ اور اُس کو اپنی لیاقت کا جھنڈا سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اجودھیا ناتھ کو اپنے لیکچروں میں بطور اپنی لیاقت کے سرٹیفکیٹ کے پیش کرتے ہیں۔ ہم کو ہنسی ضرور آتی تھی۔ اسلئے ہم نے اپنے شاستر ارتھ کے چیلنج میں پنڈت گنیش دت جی

کراتا [illegible] سمجھا ہی دیا تھا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو اشارہ کرنا کافی ہو سکتا ہے۔ غرور اور نخوت اُن کو کب اجازت دیتا ہے۔ کہ وہ دوسرے کی دوستانہ فہمائش پر بھی التفات کریں۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "ادھ جل گگری چھلکت جائے"۔ کم لیاقت لوگ شور زیادہ کرتے ہیں۔ بامقدار لوگ جنہوں نے ودیا سے کچھ گیان حاصل کیا ہے۔ آپ اپنی تعریف نہیں کرتے ہیں۔ جو لوگ محض اپنی شہرت حاصل کرنے کے لئے شور و غوغا کرتے ہیں۔ اُن کو ہم کیا کوئی سمجھدار پنڈت یا ودوان نہیں سمجھتا زبان ترجمان دل ہوتی ہے۔ کلام میں طبیعت کا رنگ جھلکتا ہے۔ لہذا ایسے لوگوں کی ہر بات میں اوچھا پن پایا جاتا ہے۔ جس سے اُن کی لیاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بھلا یہہ کسی گمبھیر ودوان کا کام ہے۔ کہ اپنی لیاقت کا مغرورانہ اظہار کرے۔ اور نوٹس میں یہہ فخریہ کہے۔ کہ اگر تین دن میں شاستر ارتھ کی سوچنا نہ دی جاوے۔ تو کل ہند آریہ سماج کا تمام جگت میں پراجے سمجھا جاویگا اور لطف یہہ ہے کہ پھر چیلنج دینے پر بھی شاستر ارتھ نہ کریں۔ کیا یہ کسی عالم پنڈت کا کام تھا۔ کہ اجودھیا ناتھ کے استعفیٰ کو بذریعہ اشتہار کے شائع کیا گیا۔ اور اُس اشتہار میں اپنی تعریف کے گیت گائے گیا ایک ودوان اُپدیشک جو سچے دل سے دوسروں کی بھلائی کے لئے بیغرضانہ

بالذاتی غرض نہیں ہے۔ ایسی
کم [illegible] کارروائی پر ایمان ہو
سکتا ہے۔ [illegible] کہ جب
پنڈت جی کا مطلب [illegible] ہو گیا
[illegible] ٹال گئے۔
اور بھاگوت کی کتھا ہی بیٹھ گئی
پھر بھی پنڈت جی کو خیال نہ ہوا
کہ ایسی قسم کی نمائشی کارروائی
[illegible] کرنا چاہئے۔ مبادا راز
کھل جائے۔ اور بنی بنائی بات
بگڑ جائے۔ پنڈت جی مہاراج
نے [illegible] ایک دوسرا استعفیٰ بھی
مع اپنی تعریف کے شایع کر دیا۔
یہ استعفیٰ ایک دوسرے نوجوان
برہمن کا ہے۔ جن کی عمر مشکل سے
۱۴ سال کی ہو گی۔ اور جن کا نام
اودے نرائن ہے۔ نہ اچھا ہوتا
[illegible] اودے نرائن سماج کے
سبھاسد بنے۔ پنڈت جی کو بہت
[illegible] معلوم نہیں تھی۔ کہ سماج
کے آریہ ممبران اور آریہ سبھاسد
ممبران میں کیا فرق ہے۔ اودے نرائن
کی درخواست ممبری ایک مرتبہ
بوجہ ان کی کم عمری کے نامنظور
ہو چکی تھی۔ لیکن جب کہ اودے نرائن کو
[illegible] کی حقیقت آریہ سماج
کے [illegible] اپدیش سے معلوم
ہو گئی تھی۔ ان کے دل میں دوبارہ
خواہش سماج کے ممبر بننے کی پیدا
ہوئی [illegible] ان کی دوسری درخواست
منظور کر لی گئی۔ اب ان کو
[illegible] پانچ مہینے کے [illegible]

سے پہلے کم سن نوجوان سماج کی ممبری
سے [illegible] مجبور ہوا۔ پنڈت
جی کے [illegible] انہوں کو بھی کہیں
یہ خبر لگی۔ کہ ایک ممبر سماج
سے استعفیٰ دینے والا ہے۔ سمجھے
کہ موقع اچھا ہے۔ کہ اس دوسرے
استعفیٰ دینے والے کو بھی اپنی
اور پنڈت جی کی ناموری کا ذریعہ
بنا ویں۔

اچھا ہوتا کہ ہم بھی [illegible] حق ترک
ادا ہی کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہم نے
سنا ہے۔ کہ ان کو [illegible]
سکول میں نوکری مل گئی ہے۔ لہذا
انہوں نے اپنی وفاداری کا ثبوت
دینے کے لئے اودے نرائن کا
استعفیٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر
اودے نرائن کے دستخط کرا کے
ہمارے پاس بھجوا دیا۔ اور اسی
دن پنڈت جی کے دیا کھیان میں
[illegible] کاغذ پر اس
کے دستخط کرائے۔ اور بڑے
فخر کے ساتھ اس کو جلسہ میں
پڑھ کر سنا دیا۔ پنڈت جی نے [illegible]
دیکھا [illegible] یہ سوچا۔ کہ یہی
تحریر میں سچائی کا کہاں تک
خون کیا گیا ہے۔ اس کاغذ کو
مع اپنی نصیحت کے کچھ لوگوں
کی گواہی کرا کے چھپوا بھی دیا
اودے نرائن اپنے [illegible]
کی موجودگی میں اس کاغذ پر
دستخط کرنے سے انکار تو نہیں
کر سکتا [illegible] صاف کہہ دیا

ہیں۔ ان کو چھوڑتا نہیں۔ مگر جب
خود پسندی اور خود نمائی خود غرضی
اور مطلب برادری چشم و دل پر پردہ
ڈال دیتی ہے۔ تو نیک و بد جھوٹ
و سچ میں تمیز نہیں رہتی۔

اودے نرائن نے سماج کی ممبری
سے استعفیٰ اپنی خاص مجبوری سے
دیا تھا۔ اشتہار میں عوام پر یہ
ظاہر کیا گیا۔ کہ پنڈت گنیش دت
جی کے دیا کھیانوں نے ان کے دل
پر اثر کیا۔ جس اثر سے انہوں
نے سماجک خیالات کو ترک کیا
اور پورانک مت کی شرن لی۔
اودے نرائن کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے۔ کہ حقیقت یہ تھی۔ کہ
اودے نرائن نے قبل اس کاغذ پر
دستخط کرنے کے گنیش دت جی کا ایک
دیا کھیان بھی نہیں سنا تھا۔ نہ ان سے
دھرم وشے پر کبھی بات چیت کی تھی۔
اودے نرائن نے بوجہ اپنی کم سنی کے
دباؤ میں آ کر استعفیٰ بھی دے دیا
اور اس کاغذ پر دستخط بھی کر دیئے
گو انہوں نے اپنی کمزوری طبیعت
کا اظہار کیا۔ خواہ بچپن سے یا کسی اور
وجہ سے۔ تاہم چونکہ سماج کی شکشا کا
ان کے دل میں کچھ اثر تھا۔ انہوں نے
گوارا نہیں کیا۔ کہ جھوٹ مشتہر کیا جاوے
[illegible] ان کی وجہ سے لوگ دھوکہ میں پڑیں
لہذا انہوں نے دیکھا کہ خلاف ان کی مرضی کے
استعفیٰ کا اشتہار شایع کیا گیا اور پنڈت جی
اس کو اپنی جھوٹی شہرت کا ذریعہ بنانا
چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ پبلک

آریہ سماجک خبریں

بہیرا آریہ سماج کے ہفتہ وار جلسے رونق سے ہوتے ہیں۔ اُپنشدوں کی کتھا اور بھجن لیکچر وغیرہ ہوتے ہیں بتقیں گرامیں لالہ ستپال ایم۔ اے وغیرہ نے خوب لیکچر دئے۔ سنت بال کھنڈ بق پوچار ادیوی کا جو ستیارتھ پرکاش پڑھ کر آریہ بنے تھے دیہانت ہو گیا۔ ایشور ان کے پس ماندگان کو شانتی پردان کریں۔ لالہ ہر رام جی ساہو کار راولپنڈی کے پوتے کا سنسکار سا ماجک پنڈتوں نے ویدک ریتی سے کرایا۔ ۱۰ روپیہ دان ہوا۔ لالہ کرم چند صاحب چند ہوک نے اپنے لڑکے کی شادی میں ۲۵ روپیہ سا ماجک فنڈوں میں دان دیا۔ پنڈت گوکل چند کو جو ایک روپیہ فیس بیماروں سے ملتی ہے۔ وہ سماج کو دان دے دیا کرتے ہیں۔ اور مندر میں ماہوار ۱۲ روپیہ کی سامگری کا ہوَن ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بخشی ونشی راج جی نے چار گنی اس سماج کو دان دئے ہیں۔ لالہ وزیر چند جی دیارتھی نے ۱۸۔ اکتوبر کو شام کے ۵ بجے بڑا اُتم ویاکھیان دیا۔ سماج میں یہ ہی طے ہوا۔ کہ ہر برہسپت وار کو کسی نہ کسی ممبر کے گھر میں ویاکھیان ضرور ہی ہوا کریں۔ چنانچہ پہلی باری پنڈت گوکل چند کے گھر تھا۔ جہاں صرف تین صاحبان گئے۔ آریہ سماج کے ممبروں کو متوجہ ہونا چاہئے۔

آریہ سماج چندوسی کا سالانہ جلسہ ۲۰۔ نومبر سے شروع ہوگا۔ منتری مہاشئے درخواست کرتے ہیں۔ کہ سوامی درشنا نند جی اور برہم چاری نتیا نند جی ۲۶ سے ہی اپنے ویاکھیان شروع کر دیویں۔ اور اپنی آمد کی تاریخ سے مطلع کریں۔ نیز پنڈت گنپتی شرما کو بھی بُلانا چاہتے ہیں۔ جو کہ اس وقت بمبئی پرانت میں دھرم پرچار کر رہے ہیں۔

بمبئی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو منایا جاویگا۔

شریمان پنڈت امراؤ سنگھ جی نے مقام جانسٹھہ ضلع مظفر نگر میں بڑے موثر ویاکھیان دئے جن کی وجہ سے وہاں ۹۔ اکتوبر کو ایک نیا آریہ سماج قائم ہو گیا۔ جس کے عہدہ داران حسب ذیل ہیں۔ مہاشئے بابو لال ورما پردھان منشی جمنا پرساد اُپ پردھان۔ لالہ بدری پرشاد کوشادھیکش۔ اور لالہ رام سرن داس پستکادھیکش۔

آریہ کمار سبھا لاہور کے منتری مہاشئے مول چند جی کی دھرم پتنی کا ۲۳۔ اکتوبر کو دیہانت ہو گیا۔ باوجود مخالفت برادری سنسکار ویدک ریتی سے ہوا

آریہ سماج نجیب آباد ضلع بجنور کا سالانہ جلسہ ۹۔ اور ۱۰ مارچ کو ہونا قرار پایا ہے۔ بجگہ کیرتن ۸۔ مارچ کو ہوگا

سکرٹری آریہ سماج بروٹ اطلاع دیتے ہیں کہ ایک شخص پنڈت برہما نند جی نامی اپنے آپ کو آریہ پرتی ندھی سبھا اپدیشک ظاہر کر کے گُرُکل کے لئے روپیہ گانوؤں سے اکٹھا کرتا پھرتا ہے سبھا موصوف کو متوجہ ہونا چاہئے

آریہ سماج دینا نگر کے عہدہ داروں کا انتخاب سال رواں کے واسطے حسب ذیل ہوا ہے لالہ گورو داس تال وار پردھان۔ لالہ نہال چند اُپ پردھان۔ لالہ جیٹھو مل منتری۔ لالہ گنڈا مل اُپ منتری۔ لالہ گوری شنکر خزانچی اور پنڈت کاشی رام پستکادھیکش۔ امید کی جاتی ہے کہ اس آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ماہ دسمبر میں ہوگا۔

آریہ سماج جلال آباد کے اُپ پردھان لالہ سنت رام جی گوبند والی کو دسمبر کا دیہانت بڑے افسوس سے سنا گیا۔ ایشور ان کے پس ماندگان کو شانتی پردان کریں

آریہ سماج بدایوں کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۱۔ ۱۲ اور ۱۳۔ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو ہوگا۔

بستی آریہ سماج کھنؤ کا سالانہ جلسہ ۳۰۔ نومبر اور یکم دسمبر کو ہوگا۔

ان سب سماجوں کی طرف سے سوامی درشنا نند اور برہم چاری نتیا نند جی کے لئے خاص نمنترن ہے۔

بروٹ آریہ سماج نے جس برہما نند سے آریہ بھائیوں کو خبردار کرنا چاہا ہے اسکا حلیہ حسب ذیل ہے۔ بدن دُبلا پتلا عمر تقریباً ۳۰ سال۔ حرکتیں چالاک آدمیوں کی سی۔ بنگالی گفتار۔ پر ہی اردو آتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک شخص گنبدڑی ہی ہے۔ ایک پرچہ ستیہ دھرم پرچارک کا ہی بروٹ سے مانگ کر لے گیا ہے۔ جس میں گُرُکل کا حال درج تھا

لالہ ایسں چند دو سابق منتری آریہ سماج ہزارہ نے شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا سرمایہ ایک لاکھ سے زیادہ ہونے پر مبلغ ۵ روپیہ کنیا ناتھ آلے

جنڈ ہر کی لڑکیوں میں مٹھائی تقسیم کرنے کیلئے بھیجے ہیں۔

آریہ سماج ریاست کوٹا (راجپوتانہ) کا سالانہ جلسہ ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۸ دسمبر کو ہوگا۔ سوامی ورشنا نند جی کو خاص نمنترن بھیجا گیا ہے۔

لالہ گنگا رام جی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ راولپنڈی آریہ سماج کے ادھکاری اور سبھاسد خوب جاگ پڑے ہیں۔ اور بڑے پرشارتھ سے جلسے کے لئے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ جلسہ کی تاریخیں ۲۴ اور ۲۵۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ مقرر کی گئی ہیں۔ نگر کیرتن ۲۳۔ نومبر کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور دھرم چرچا کے لئے ۲۶۔ تاریخ مقرر ہے۔ آشا ہے کہ بہت سے آریہ بھائی اس جلسہ میں شامل ہو کر اسکی رونق کو بڑھائیں گے۔

بخشی گوکل چند جی کے دیہانت ہونے پر [illegible] آریہ سماجوں نے شوک اور اُن کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کے ریزولیوشن پاس کئے ہیں جن کی نقلیں اس دفتر میں بھی آئی ہیں۔

آریہ سماج کوٹ اَدو کا سالانہ جلسہ ۲۰ سے ۲۲۔ اکتوبر تک منایا گیا۔ مہتہ جیمنی بی۔ اے پلیڈر۔ پنڈت گنگا رام جی۔ منتری آریہ سماج مظفرگڈھ۔ پنڈت نند لال جی اور دویا رتنی ستیہ دیوی جی دھرم پرچار کے لئے تشریف لائے تھے۔ ۲۰ کو نگر کیرتن ہوا۔ جسمیں پنڈت نند لال جی کے اپدیشوں اور ستیہ دیوی جی کے بھجنوں نے لوگوں کو موہت کر لیا۔ ۲۱۔ اور ۲۲ کو برابر مہتہ جیمنی جی کے اپدیش اور لیکچروں کے علاوہ باقی مہاشیوں کے بھی لیکچر ہوتے رہے جن کا عمدہ

اثر پڑا۔ چند محمدی بھائیوں نے پرشن کئے جن کا سمادھان کیا گیا۔ ۶ روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے بھیجے جا رہیں گے۔

پشاور آریہ سماج کی انترنگ سبھا کا حسب ذیل انتخاب ہوا۔

بابو رلا رام صاحب پردھان۔ پنڈت مول چند جی اپ پردھان۔ بابو بھرت مل جی سکرٹری۔ پنڈت جیشو رام اسسٹنٹ سکرٹری۔ ڈاکٹر کانشی رام جی خزانچی۔ لالہ چرنجیت مل لائبریرین۔ لالہ گجو مل پرنتسٹ ممبر۔ پرتی ندھی ممبر لالہ جیجو رام جی و لالہ کرپا رام صاحب صراف

ایک شخص ہمارے گاؤں موضع مہوڑ میں جو تحصیل رُڑکی ضلع سہارنپور میں رُڑکی سے دو میل کے فاصلہ پر قریب نہر واقع ہے بتاریخ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء آیا۔ اُس نے اپنا نام آنند بیان کیا۔ اور کہا کہ میں آریہ سماج کرنال کی طرف سے اُپدیشک ہوں۔ اور کہا کہ میں بغرض فراہمی چندہ برائے گؤشالہ مجوزہ جدید بمقام ہریدوار گرام گرام اور نگر نگر گھومتا رہتا ہوں۔ اور اب یہاں سے ہریدوار چندہ کی غرض سے جا رہا ہوں۔ چونکہ معلوم ہوا کہ آپ کی مہوڑ سماج کا جلسہ سالانہ مورخہ ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ سے شروع ہے۔ اسلئے میرے لئے اس موقعہ پر شامل ہونا ضروری ہے۔ اسلئے براہ مہربانی ہردوار تک آپ اپنی گھوڑی دیدیجئے۔ تین چار روز تک واپس ہو کر شامل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اُس کو آریہ سماج کا اُپدیشک خیال کر کے گھوڑی دیدی گئی۔ وہ شخص گھوڑی لے کر آج تک واپس نہیں ہوا۔ اور نہ اُس کا کچھ پتہ ہے بعض اشخاص کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ شخص باشندہ موضع کیتھل ضلع کرنال کا ہے نام اُس کا گوبند دت اور قوم کا برہمن ہے

اور لوگوں کو اس طرف سے ٹھگ ٹھگ کر دھوکہ دیتا ہے۔ اور یہی اس کا پیشہ ہے اور حسب ضرورت نام اپنا تبدیل کر لیتا ہے جو شخص اُس کا پتہ لگا کر قریب کی پولیس کو اطلاع دیں اس کو آریہ سماج مہوڑ کی طرف سے پانچ روپیہ انعام دیا جاوے گا حلیہ اُس ٹھگ کا یہ ہے۔

گندمی رنگ۔ چیچک رو۔ قد میانہ۔ عمر تخمیناً چالیس سال اور ایک آنکھ کچھ خراب

حلیہ گھوڑی۔ رنگ کمیت۔ ماتھے کا ٹیکہ سفید عیال و دم سیاہ۔ عمر تخمیناً دس بارہ برس قد میانہ گھوڑی کی دائیں طرف گردن پر ایک زخم ہے۔ (سکرٹری آریہ سماج رُڑکی)

آریہ سماج ہردوئی کا سالانہ جلسہ ۲۰ و ۲۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آنند پوروک کامیابی کے ساتھ ہوا۔ تعداد حاضرین جلسہ ۴۰۰ سے ۵۰۰ تک رہی۔ بہت سے وکلاء اور معزز عہدہ داران و رؤسا شوق سے شریک جلسہ رہے۔ پنڈت تلسی رام جی۔ پنڈت نند کشور جی۔ پنڈت شنکر دیال جی۔ پنڈت کیلاش ناتھ جی۔ پنڈت [illegible] جی۔ پنڈت پریاگ دت جی۔ ٹھاکر گرو بخش سنگھ جی کے ستیہ دھرم اپدیش اور ناصحانہ ویاکھیان ہوئے جن سے سامعین بہت خوش ہوئے برہمچاری آنند کشور جی و پنڈت کرپا رام جی کی آمد کا بہت اشتیاق اور انتظار رہا لیکن وہ نہ آسکے۔ پنڈت تلسی رام جی نے بروقت شنکا سمادھان پرشنوں کا اُتر بڑی معقولیت کے ساتھ دیا۔

علیگڈھ سے بھجن منڈلی آئی تھی۔ نگر کیرتن اور دیگر موقعوں پر بھجن گائے گئے۔ جس سے عوام پر اور خصوصاً دیہاتیوں پر اچھا اثر پڑا۔ کوئی دلیل نہیں ہوا۔

بریلی - منشی بھگوان داس نائب رجسٹرار قانونگوئے کے پتر کا اپ نین سنسکار بتاریخ ۳- نومبر سنہ ۱۹۰۱ع بروز ایت وار ہوا۔ اور ۱۰- نومبر سنہ ۱۹۰۱ع کو اسی لڑکے کا ویدآرنبہ سنسکار ہوا دونوں سنسکار ویدک ریتی سے یتھا وِدھی ہوئے۔ ایک دو روز میں لڑکا ودیا پڑھنے کے لئے مہاودیالیہ آریہ پاٹھ شالا مراد آباد کو پہنچا جاویگا۔

پونڈری آریہ سماج نے یکم نومبر سے ایک آریہ پُتری پاٹھ شالا کھولی ہے جس میں انیس لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ اور روز بروز پاٹھ شالا ترقی پر ہے۔

منتری آریہ سماج جلال آباد ضلع امرتسر لکھتے ہیں کہ ۱۹- کاتک سمت ۱۹۵۸ کو بروز ایتوار ہمارے سماج کے یوگیہ اُپ پردھان لالہ سنت رام جی گوبند وال نواسی کا دیہانت ہوگیا۔ اس بیوقت موت کا جسقدر دھکا آریہ سماج جلال آباد کو خصوصاً و گوبند وال نواسی بھائیوں کو عموماً لگا ہے۔ اُس کا اندازہ لگانا میرے بیان سے باہر ہے۔ لالہ جی اُن پُرجوش آریہ سبھا سدان میں سے ایک تھے۔ جو ویدک دہرم پر جان قربان کرنے والے ہوگئے ہیں۔ فی الحقیقت آپ ویدک دہرم پر قربان ہو گئے۔ وہ دو گھنٹہ تک سندھیا میں مگن رہنا اور ایک لفظ کھینچ کر سو سو دفعہ پڑا نایام کا منتر کہہ جانا ہمارے آریہ بھیر کا نیت کرم تھا۔ گذشتہ بھگشا منڈلی کے لئے دو صد روپیہ کے قریب چندہ کر دینا اُن کا ہی اُدیوگ تھا۔ شریر تیاگنے سے چند روز پہلے ۵۰ روپیہ گروکل دہرم پرچار فنڈ رو کنیا ناتھ آئے جالندھر دیا فنڈ انا تھ آلیہ اجمیر کو دان دے دیا

مرتیو سکال ایک ایشور کا بچن اسننے اور خود گاتے اور اوم کا جاپ کرتے ہوئے۔ اور یہہ کہتے ہوئے کہ اچھا ہوا اب گروکل کھل گیا ہے (میں وہاں پر جاکر پڑہونگا) پران دینا آریہ شور بیر کا ہی کام ہے۔ ابھی آیو ۴۴ برس کی ہی تھی سنری اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو روتے اور بلبلاتے ہوئے دیکھ کر موہ کا اُتپن ہونا اور مستقل مزاجی سے یہہ کہنا کہ ایشور سے تمہارا سچا ناطہ ہے ایک ویدک دہرم انویائی کا ہی حصہ ہے پرماتما سے پرارتھنا ہے۔ کہ اُن کی آتما شانت۔ روسنبا کو پراپت ہو۔ اور اُن کے پریوار کو سمتی ملے۔ کہ لالہ سنت رام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اُن کی وصیتوں کا سمرن رکھیں۔

چکروٹہ دیوالی کے روز سماج مندر میں لالہ بنسی لال جی کی طرف سے ہون ہوا۔ بابو روڑا رام۔ ماسٹر ہرچرشاد - بخشی گومتی پرشاد۔ اور رام چند نے دیوالی آشرم ہیوستھا۔ آریہ سماج اور سوامی دیانند جی پر بالترتیب ویاکھیان دئے۔ لالہ بنسی لال نے سماج کو ایک لوٹا دان میں دیا۔ اور حاضرین کو حلوا تقسیم کیا

منتری آریہ سماج کھیم پور انند نگر سبھا آریہ سماج کھیم پور کا ایک ریزولیوشن پنڈت بھگوان دین جی کے دفعہ میں بھیجتے ہیں۔ جس کا لُب لباب یہہ ہے کہ پنڈت بھگوان دین جی سابق پردہان آریہ پرتی ندہی سبھا یو پی دیش پر جو الزام قنوجیا پارٹی میں شریک ہوکر سماج میں نفاق پھیلانے کا لگایا گیا ہے۔ وہ غلط ہے

ہم اس بارہ میں اپنی رائے بحوالہ پتر پنڈت جی موصوف پیشتر ظاہر کر چکے ہیں۔

گوجرانوالہ - ایرین ڈیبیٹنگ کلب

گوجرانوالہ کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۰- نومبر کو آنند پورک ہوا۔ و کی شام کو نگر کیرتن کامیابی کے ساتھ ہوا۔ لالہ برج لال سبھاسد آریہ کمار سبھا لاہور و لالہ بھجن منڈلی آریہ سماج رام نگر کے چت آکرشت بھجنوں سے نگر نواسیوں کے دلوں پر بہت اُتم اثر پڑا۔ ۱۱ کو دھرموپدیشک سوامی کاسترانند اور پنڈت لکھپت لال جی و لالہ دیا چند جی کے ویاکھیان ہوئے۔ دیوالی کی وجہ سے کیفقدر بھیر دکھائی دی۔ پروگرام کے انوسار پوری پوری کارروائی نہ ہوسکی۔ تاہم جلسہ کامیابی کے ساتھ ہوا۔

[illegible]

روشی زمین کی خبریں اور رائیں

سینٹ پیٹرزبرگ پایہ تخت روس میں جو شاہی باورچی خانہ ہے اُسکا ہیڈ باورچی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتا ہے۔

صوبہ سمیرا میں والگا کے قرب و جوار میں ایک بوڑھی کسان عورت نے دیہاتی عورتوں کا ایک عجیب و غریب فرقہ قایم کیا ہے۔ یہہ بوڑھی عورت "مبارک ماں" پکاری جاتی ہے۔ یہہ عورتیں بھاگ کر دور و دراز ضلعوں میں چلی گئی ہیں۔ جہاں کہ وہ پہاڑوں میں گفایں کھود کر رہتی ہیں۔ اور دن رات عبادت میں مشغول رہتی ہیں۔ اور روزے رکھتی ہیں۔ اُن کا یقین ہے کہ ہم دُنیا سے علیحدہ کر لی گئی ہیں۔ جو کہ جلد تباہ ہونیوالی ہے "مبارک ماں" کے پاس دس "مبارک کنواریاں" بطور بادی گارڈ کے ہیں۔

مس سرلا دیوی گھوش بی۔ اے نے جو ماہواری رسالہ "بھارتی" کلکتہ کے ماہواری رسالہ میں آریہ ورت کی کنیا پاٹھ شالاؤں کے لیے ایک دلچسپ سکیم شایع کی ہے۔

انبالہ کے پلیگ کیمپ کے چار قیدیوں نے حکم عدولی کی۔ جس کی پاداش میں بائیس قیدیوں کو کوٹھڑیوں میں قید کیا گیا اور ان کو تین تین یوم کی سخت مشقت کی سزا ملی۔

ولایت کے ایک شفاخانہ میں ایک سالہ لڑکی بیمار ہند بیہ فوت ہوئی۔ جس کی نسبت ڈاکٹر شفاخانہ ہذا کا بیان ہے کہ وہ سات ماہ تک لگاتار سوتی رہی۔ اُس کو کبھی سوتے میں کھلا پلا دیتے تھے۔ اور کبھی جگاکر۔

ملک سویڈن واقعہ برّ اعظم یورپ میں گھر گھر ٹیلیفون سے کام لیا جاتا ہے

ٹروائٹ ڈسٹرائر سٹیمر جو انگلستان میں تارپیڈو بوٹوں کے تباہ کرنے کے لیے تیار ہوا تھا۔ تجربہ کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ جس میں ۱۲- آدمی غرقاب ہوئے۔

اِس سال نیشنل کانگریس کلکتہ میں ہوگی۔ اور مسٹر واچا پریسیڈنٹ ہوں گے

کمشنر صاحب شولاپور کے اُدیوگ سے وہاں ایک انجمن قایم ہوئی ہے جو کہ ہاتھ سے کپڑا بنانے والوں کو کام سکھلانے کا بند و بست کریگی۔ اور انہیں روپیہ سے مدد دیگی

ممالک مغربی و شمالی کے سابق لفٹینٹ گورنر جناب میکڈانلڈ صاحب کی یادگار مجوزہ ہندو بورڈنگ ہوس الہ آباد کے لیے ۱۰۶۵۶۳۰ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

ملک چین میں ۹۰ فی صدی عورتیں لکھنا پڑھنا جانتی ہیں۔

کنیڈا میں ایک آدمی جو ساڑھے آٹھ فٹ لمبا ہے۔ سات فٹ لمبی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

سنٹرل میوزیم لاہور ہر ماہ کے پہلے سوموار کے دن صرف عورتوں کے لئے کھلا کریگا۔ ۴- نومبر سے عملدرامد شروع ہوگیا۔

افسوس کہ راجپوتانہ میں پھر بھیانک اکال پھیل گیا۔ بدقسمت اکالی بھیڑ بکری ہو ہو کر مچار ہے ہیں۔ راجپوتانہ کے راجے مہاراجوں کو ایسے گھور سنکٹ کے وقت میں اپنا عیش و آرام چھوڑکر ان دکھیوں کی سہائیتا و رکشا میں اُدیوگ کرنا چاہئے۔

سکریٹریٹ کلرکی امتحان مورخہ ۴- جنوری سنہ ۱۹۰۱ ع کلکتہ الہ آباد اور لاہور میں ہوگا۔

گذشتہ ۲۶- اکتوبر کو جو ہفتہ ختم ہوا اُس میں تمام ہندوستان میں آٹھ ہزار دو سو اٹھارہ آدمی طاعون کی بھینٹ ہوئے

لڑکانا (سندہ) کے قریب ایک زمیندار کا لڑکا یکا یک گم ہو گیا پانچ روز کے بعد اُس کی لاش ندی میں بہتی ہوئی ملی۔ پولیس کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہاں کسی دوسرے زمیندار کے جسم پر زخم ہو گیا تھا۔ اُس سے کسی شریر جاہل نے کہہ دیا کہ آپ کو لڑکے کا خون لگانے سے آرام ہوگا۔ اُس نے ایک شخص کی معرفت اُس کو مار کر خون نکالا۔ اور لاش ندی میں بہادی

پنجاب میں اب بجائے ۳۲ کے صرف ۲۸ ضلع رہ گئے۔ میانوالی میں نیا ضلع قایم ہوا ہے۔

سنٹرل ہندو کالج بنارس کا مستقل سرمایہ تین لاکھ ترانوے ہزار تک پہونچ گیا ہے

مسٹر میکنلی پریسیڈنٹ امریکہ کا ظالم قاتل ۱۹- اکتوبر کو بذریعہ برقی کل کے ہلاک کیا گیا۔

پونا میں پچاس ہزار روپیہ کی لاگت سے ایک موسیقی ہال تعمیر ہوگا۔ جس کے لئے دس ہزار روپیہ چندہ وصول ہو چکا ہے۔

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

معزز کون ہے؟

کیا دولت مند معزز ہے؟ کیا محل اور ماڑیوں کا والی معزز ہے؟ کیا قوت بازو کا ابھمانی معزز ہے؟ میری دانست میں تو صرف دولت۔ جائداد یا قوت ہی معزز بننے کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ اگر صرف یہی ذرایع ہی عزت حاصل کرنے کے ہوتے۔ تو کمزور نردھن کے لئے معزز بننا ناممکن ہوتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دولتمند ذلیل کیا جاتا ہے۔ اسکی بات کی ذرا پروا نہیں کی جاتی۔ بلکہ ہنسی میں اڑائی جاتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے ایک نردھن کے پاؤں چومے جاتے ہیں۔ اس کی ہر ایک بات بڑی توجہ سے سنی جاتی ہے اور ہر طرف سے اسکی عزت کی جاتی ہے تو پھر کیا نردھن معزز ہے؟ نہیں یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ نردھن ایسی کمینہ حرکتوں کے فاعل بنتے ہیں۔ کہ ان کا منہ دیکھنا ہی منحوس سمجھا جاتا ہے۔ پھر معزز ہے کون؟ پیارے مترو! ڈھونڈو تو ضرور پاؤ گے۔ میں تو معزز اسی کو کہوں گا۔ جو خود اپنی عزت کرتا ہے۔ اور درحقیقت معزز بننے کا یہ مجرب نسخہ ہے جو آدمی اپنی بات پر خود یقین نہیں کرتے بھلا اس کی بات دوسرے کب یقین کرنے لگے۔ جو آدمی اپنی کی ہوئی نصیحت پر خود عمل نہیں کرتا۔ کون ہے جو اس کی نصیحت پر عمل کرنے کو تیار ہوگا۔ اے دولت اور قوت کے ابھمانیو! تم نے اس ابھمان کو عزت سمجھ رکھا ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ اور سوچو کہ کیا تم سچ مچ معزز ہو؟ اگر تم اپنے کتھن سے ورودھ چلتے ہو۔ اگر تم اپنے آتما کا کہنا نہیں کرتے ہو۔ اگر تم ایشور آگیا کا اولنگھن کرتے ہو!!! تو یقین جانو کہ تم ہرگز معزز نہیں ہو۔ دلشیوں میں بیٹھا ہوا تمہارا من بتیس تتی کیوں نہ دیوے۔ اور گرد کے خود غرض خوشامدیوں کی گھڑی تقریریں تمہارے کانوں میں کیوں نہ پڑیں۔ لیکن یاد رکھو کہ سب دھوکے کی ٹٹی ہے۔ ساودھان ہو جاؤ! اور اگر تم معزز بننا چاہتے ہو۔ تو غرور اور تکبر کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر چلنا اختیار کرو۔

جلسہ کے دیگر حالات

آریہ سماج جلال پور جٹیاں کے سالانہ جلسہ پر امسال اپیل نہیں کی گئی۔ پھر بھی ۵ روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے سکرٹری شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کی خدمت میں بھیجے گئے۔ جن میں سے ۲ روپیہ سماج نے ۱ روپیہ بابو بھگوتی پرساد وکیل نے اور ایک روپیہ لالہ ایشر داس اپ پردھان لوکل سماج نے دیا۔ آریہ سماج کے جلسہ پر باہر سے صرف بابو بھگوتی پرساد ٹھیکیدار شامل ہوئے جن کے ہم مشکور ہیں۔

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر چار درخواستیں ممبری کے لئے پیش ہوئیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ ماسٹر جگن ناتھ۔ لالہ ذیر چند لالہ سندر داس۔ ماسٹر چونی لال۔

پنڈت رام رتن جی اپدیشک بوجہ بیمار ہو جانے رام پور سے واپس جلال پور آ گئے پنڈت جی کی طبیعت اب اچھی ہے۔ ۳۱۔ اکتوبر کو پنڈت جی نے ایک نوین ویدانتی سادھو سے وارتالاپ کیا۔ اور اس کی دلائل کا زبردستی سے کھنڈن کیا۔ ۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ستری شکشا پر ستریوں میں ویکھیان دیا لالہ کشن چند جی سبھاسد لوکل سماج ازحد شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ جن کی کوشش سے جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا۔

ہندو پردہ

پرانے نمونے کے ہندو اصحاب نئے فیشن کو اس لئے ہی کوستے ہیں۔ کہ یہ مروجہ پردہ کی مذموم رسم کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ ذرا جوش سے وہ اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ کیا تم پردہ اٹھا کر عورتوں کو انگلش لیڈیاں بنانا چاہتے ہو۔ اور کیا تم انہیں بے حیا بنانا چاہتے ہو۔ میں ان سے بادب گذارش کروں گا! کہ انگلش لیڈیوں کی اچھی عادات کی تقلید کرنے میں ہرج ہی کیا ہے۔ بازاروں میں کھلا گھومتے ... کیا سب لوگ بے حیا ہو گئے ہیں۔ اگر آپ ... ہو ... ٹھیک ہے تو پھر پرش ... میں ... بھی باحیا نہیں ہے کیونکہ آپ ... کے بموجب حیا صرف پردہ نشینوں کے حصہ میں ہی آئی ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جو مطلب پردہ سے ... بیاہی لینا چاہتے ہیں۔ وہ ہی پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ موجودہ حالت میں پردہ صرف غیر لوگوں یا گھر کے بزرگوں سے ہی کیا جاتا ہے استری گھونگھٹ کس سے نکالتی ہے۔ اپنے پتی سے۔ سسر سے۔ جیٹھ اور برادری کے

بزرگوں سے ۔ لیکن کنواں ہانکنے والے مسلمان سے ذرا بھی پردہ ہے ؟ ۔ ہرگز نہیں گھر کی چار دیواری میں بند رہنے والی عورتیں بھی تو ککڑی اور خربوزہ بیچنے والے پرشوں سے کھلم کھلا گفتگو کرتی ہیں ۔ لیکن حالت اس سے بھی گری ہوئی ہے ۔ کیا پردہ نشینوں کو بھگوے پوشش نام دھاری سادھوؤں سے ذرا بھی شرم یا حیا ہے ۔ نہیں ۔ بلکہ سادھوؤں کے پاس جانے سے نوجوان استریوں کو ذرا بھی پرہیز نہیں ۔ تو پھر میں ہندوؤں سے پوچھوں گا ۔ کہ اگر آپ گھر کے بزرگوں سے استریوں کا پردہ کرنا اچھا سمجھتے ہیں تو کیا ان سادھوؤں کے پاس جانے سے جن کے نام مقام چال چلن وغیرہ سے ہم ذرا بھی واقف نہیں ۔ آپ نے کبھی بھی چند استریوں کو روکا ہے ۔ افسوس ! کہ جواب نفی میں ہی ملے گا ۔ لیکن سوال کچھ اور ہی ہے ۔ کیا کپڑے کا پردہ کسی صورت میں بھی کام دیو کے زبردست حملہ کو روک سکتا ہے ۔ نہیں ہرگز نہیں !! پیارے مترو ! ایک طرف کام کرودھ آدی شتروؤں کا زبردست جنگل ہے اور دوسری طرف آپ بھینٹ پرشش (؟) ہیں ۔ میں مانتا ہوں کہ جب تک ان کے درمیان ایک مضبوط پردہ نہیں ہوگا ۔ تب تک ہم اس آہنی پنجے کے قابو آنے سے بچ نہیں سکتے ۔ لیکن کیا کپڑے لوہے اور فولاد کی مضبوطی کو کام دیو کے بھڑکتے ہوئے شعلے ایک دم میں بھسم کر دیتے ہیں ۔ اس لئے یہ کبھی موزوں نہیں ہو سکتے اگر آپ محفوظ ہونا چاہتے ہیں ۔ اور استری جاتی کا عمل سدھار کرنا چاہتے ہیں ۔ تو یہ

گیان کا پردہ انہیں پہنائیے ۔ جسے کوئی جسمانی طاقت اٹھا نہیں سکتی ۔

راقم

آریہ دھرم کا سیوک سندر لس نگر نفد ۔ از جلال پور جٹاں

آریہ گھروں میں گرہ لگ گئے

پنڈت پریاگ دت جی اپدیشک و پنڈت نند کشور جی اپدیشک مالک مغربی و شمالی دوآبہ بموقعہ سالیانہ جلسہ آریہ سماج بسنتر کلاں ضلع ایٹہ میں تشریف لائے ان کی گفتگو و اپدیش سے مجھے بہت کچھ ستیارتھ پرکاش پرشنوں کا میں پیدا ہوتی ہیں ۔ نہیں معلوم کہ میری غلطی ہے ۔ یا یہ پنڈت اپدیشک صاحبان پنڈت نند کشور جی و پریاگ دت جی پنڈت بھیم سین صاحب اٹاوہ نورسی کے خیالات آریہ سماجوں میں پھیلاتے ہیں ۔ کیونکہ پنڈت بھیم سین آریہ سماج میں نہیں رہے ۔ اب پنڈت بھیم سین صاحب حکمت عملی سے کہیں پوشیدہ اور کہیں ظاہر ان پنڈتوں سے کام لیتے ہیں ۔ مجھے پورا یقین و شواس ہے کہ سوامی جی کا اپدیش روپ ستیارتھ پرکاش بالکل ستیہ پستک ہے میں بطور شنکا نوارن ارتھ کچھ پرشن آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں ۔ کرپا کر کے ان کا جواب آپ ضرور دیویں گے ۔ اور پنڈت منشی رام جی صاحب ورما صدر نشین آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

جالندھر کے خیالات سے اطلاع دیویں کہ وہ کیا جواب عطا فرماتے ہیں ۔ کہ جس سے میرا شکوک رفع ہو جاوے

श्रीश्री यथेष्ट … … … मा
वदानि जने … सत्यार्थ प्रकाश
पृष्ठ ६८ पंक्ति १२ से पृष्ठ ६६
तक पढ़ो

ستیارتھ پرکاش ادھکار (؟) میں پنچے نام دلچسپ سیاریں مادہ الجنبیہ اس یجر وید ادھیائے نمبر ۲۶ شلوک ۲ کے پرمان کے حوالہ سے سوامی سارے منش مات سب آدمیوں کو برہمن چھتری ویش شودر اتی شودر عورات وغیرہ کو ویدوں کے پڑھنے کا ادھکار نہیں بتلاتے ۔ اور کہتے ہیں کہ منتر کے ارتھ غلط ہیں ۔ جو سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے ۔ اور پنڈت پریاگ دت جی نے نند کشور کی رائے سے اتفاق کر لیا ہے ۔ پنڈت بھیم سین جی کی سازش ہے ۔ ایسا کام کرتے ہیں ۔ پنڈت بلدیو دت اپدیشک آنریری سے بہت کچھ بحث مباحثہ ہوتا رہا مگر مندرجہ اپدیشک غلط بتلاتے ہیں ۔

نمبر ۲ ۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں گن کرم کے مطابق ورن ویوستھا بتلاتے ہیں ۔ اور لکھتے ہیں ۔ کہ وشوامتر کشتری سے برہمن ہو گئے ۔ جاوال نیچ کل سے برہمن ہو گئے ۔ ماتنگ رشی چانڈال سے برہمن ہو گئے وغیرہ وغیرہ ۔ اس جنم میں بہت سے برہمن ہو گئے … کشتری ویش شودروں سے اور برہمن کشتری ویش نیچ کرموں سے شودر ورن ہو گئے ۔ یعنی اتم سرشٹ کرموں سے برہمن کشتری ویش

...رن ہوتے ہیں۔ اور نیچ کرموں سے
... ورن ہوتے ہیں۔ شودر وہی ہے
...لکل ناخواندہ جاہل بیوقوف ہووے
...کے برعکس پنڈت نند کشور جی وپریاگی
...ہم ہے یعنی پیدائش ہی سے براہمن
...تری ویش شودر ورن کی ورن بیوستھا
...نے ہیں۔ اُپدیش کرتے ہیں۔ اور کہتے
...کہ ہم تو گن کرم سے براہمن ہیں
...کشتری گن کرم سے اوپر کو نہیں
...سکتے۔ اس جنم میں کشتری یا ویشیہ
...شودر × × × × × × × ×
...براہمن ورن ہرگز نہیں ہو سکتے
...سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش
...پر پنڈت بھیم سین کے خیالات کے
...اعتراض ونکتہ چینی کرتے ہیں۔
...ستیارتھ پرکاش چوتھی دفعہ
...چھپی ہوئی صفحہ ۴۱ میں لکھا ہے۔ کہ
...سے زیادہ اہوتی دینا ہووے
...گایتری منتر سے اہوتی دیوے
...کے برعکس یہہ پنڈت نند کشور جی
...پریاگ دت جی اُپدیشک ہیں
...کچھ بچ رہا ہیں نے کہا۔ کہ گایتری
...ہی اہوتی دلا دیجئے گا۔ مگر پنڈت
...صاحبان مذکورہ بالا نے انکار کیا۔ گایتری
...سے ہون ہوم کرنے سے گایتری منتر
...ایک بھی اہوتی نہیں دلائی اور نہ دینے
...گایتری منتر سے اہوتی دینے
...ہون کرنے سے کچھہ ادھرم ہوتا ہوگا
...لوگ بھی تو گایتری منتر سے
...ہوم کرتے ہیں۔ مگر منتر گایتری
...نہیں بولتے۔ یہہ پورا انکموں سے
...ہو کر لکھے۔ کہا ہے۔ کہ جو کچھہ ہی نہ
...ہووے تو گایتری منتر ضرور بالضرور

یا وکر لیوے۔ رشی کا جاپ سندھیا
اگن ہوتر کرے۔ اس کا نام ہی نہیں لیا
افسوس ہے ایسے اُپدیشک پنڈتوں
پر۔ اور یہہ کہا کہ ہوم یگیہ میں برہمن ہی
بیٹھیں اور وہ چاہے بالکل ناخواندہ
جاہل مورکھ ہووے۔ مگر جنم سے براہمن
ہووے تو کچھہ ہرج نہیں ہے۔ وہ مورکھ
براہمن جنم سے ہی رشی اُسکو کہنا اور کشتری
وغیرہ کو جو تعلیم یافتہ شائستہ عاقل
دہرماتما ہی ہوویں تو ہی اُس کی عزت
بمقابلہ اُس براہمن مورکھ کے کم ہے یہ
خیال کرنا براہمنوں کی تعریف اور ورنوں
کی نندا کرنا کون اُتم سرشٹ اپدیش ہے
(۴) ستیارتھ پرکاش نمبر ۹ صفحہ ۸ دہرم چریہ
یا ادہرم چریہ

असन्वय याव अश्वष्टि च यथा ۵
ان سوتروں کا ارتھ جو سوامی جی نے
کیا ہے۔ اُس کو پنڈت نند کشور جی غلط
بتلاتے ہیں۔ میں صحیح مانتا ہوں۔

(۵) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۵ سطر ۹
سے صفحہ ۲۵۶ تک میں یہہ لکھا ہے
کہ اس کرم سے یہہ جنم پاتا ہے۔ اس
کو پنڈت جی کہتے ہیں۔ کہ وہ اُسی
ورن میں رہتا ہے۔ کشتری ورن
میں پیدا ہوا تو کشتری ورن میں ہی
رہے گا۔ براہمن ورن اس جنم میں
نہ ہو سکیگا۔ اور سوامی جی کہتے ہیں
کہ اُتم کرموں سے نیچ ورن اُتم
ورن ہو جاتا ہے۔ اور نیچ کرموں
سے اُتم ورن میں پیدا ہوا شخص بہ
نیچ شودر ورن ہو جاتا ہے۔ ستیارتھ
پرکاش صفحہ ۸۵ سطر ۲۲ سے
صفحہ ۸۹ سطر ۲۳ تک دیکھنا چاہیئے

اُن کو پنڈت جی کیا غلط کر دیویں گے
مبہم سماج میں براہمنوں کی تعریف
اور موضع دارا پور میں خاص کر کے
کاہنہ کبج براہمنوں کی تعریف کی جو کچھہ
ہیں وہ کاہنہ کبج براہمن ہی ہیں۔ اُنہوں
نے دہرم نہیں چھوڑا۔ اوروں نے دہرم
چھوڑ دیا۔ تعصب کچھ بات قومی بہت
ہے۔ پنڈت بلدیو دت سے بہت کچھہ
بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ پنڈت نند کشور
وپریاگ دت اُپدیشک سے پنڈت
گردہاری لال نے کہا۔ کہ تم کچھہ نہیں
سمجھتے۔ پنڈت پریاگ دت و نند کشور
پنڈت کرپا رام جی کی اور پنڈت منشی رام
جی کی بڑائی کرتے ہیں۔ اس معاملہ
کے گواہ پنڈت گردہاری لال آنریری
اُپدیشک۔ و پنڈت بلدیو دت آنریری
اُپدیشک ہیں۔ جن کے دستخط اس کاغذ
پر بخط ناگری موجود ہیں۔
بماہ چیت پنڈت بہہوریال جی اُپدیشک
رشید آباد میں آئے۔ اور منشی
جگوا پال جی سکرٹری آریہ سماج تیرہ
جاکٹ ضلع فرخ آباد کی نند اکرنے
لگے کہ کایستھہ ہو کر اپنی دختر کا یگیہ
پویت سنسکار ویدارمبہہ سنسکار گایتری
منتر کا اُپدیش وید انت سے اور
لوہ سنسکار وید ریتی سے پنڈت
لال من سے کرایا گیا۔ گویا براہمنوں
کے جوتی ماردی۔ پنڈت بھیم سین
جی سے آریوں نے دختر کا یگیہ پویت
سنسکار ویدارمبہہ سنسکار جنہوں
نے نہیں کرایا۔ کایستھہ کشتری بکتری
ہونا چاہتے ہیں۔ آکشت یونی کا
پنر بواہ اور نیوگ کو ادہرم مانتے ہیں

اور بہت جھوٹھ بولتے ہیں۔ پنڈت بشنو دت جی اُپدیشک سمائیتہوں کی۔ کھتریوں کی۔ مہاجنوں کی نندا کرتے۔ اور پنڈت کرپا رام کی۔ اور پنڈت منشی رام جی کی جو صدر نشین آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ہیں۔ ان کی جا بجا نندا۔ اور سب جگہ نندا کرتے ہیں۔ اور سناتن سیج براہمنوں کی سب جگہ تعریف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم منشی رام جی کا اگیان دور کریں گے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے بیو ستھا پنڈت منشی رام جی سے۔ پنڈت دیودت جی شاستری۔ پنڈت گردھاری لال اور پنڈت بھیم سین جی سے منگوائی ہے۔ سناتن سیج براہمن منشی رام جی کا اگیان دور کریں گے

العبد

پنڈت گردھاری لعل آنریری اُپدیشک

साक्षी गिरधारीलाल शास्त्री

العبد

साक्षी बलदेव दत्त शर्म्मा

آنریری اُپدیشک۔

अवैतनिक आर्य्य उपदेशक

راقم

راجا رام در ما سکرٹری آریہ سماج بلسڑ کلاں ضلع ایٹہ

چندہ

لالہ دولت رام جی بڑودہ سے سمبغ

چار روپیہ آٹھ آنے بتفصیل ذیل آیا ہے

نام چندہ دہندہ	تعداد چندہ	نام فنڈ
لالہ رام لال صاحب	۱عہ	وید پرچار
لالہ سری رام صاحب	عہ	اناتھ آلیے اجمیر
لالہ جیرنجی لال صاحب الیف اے اسٹوڈنٹ	۲ار	وید پرچار / اناتھ آلیے اجمیر
لالہ بانکا رائے صاحب طالب علم	۸ر	اناتھ آلیے اجمیر
لالہ شب سرنداس پوری	۱ہر	کنیا مہاودیالیہ جلندھر
پنڈت سندر ناتھ صاحب بی اے اسٹوڈنٹ	۲ر	اناتھ آلیے اجمیر
۵ نام لکھوانا نہیں چاہتے	۱ار	اناتھ آلیے / وید پرچار

باقی بہر میں بہن ویٹنگ بزبان ناگری ای بھگوتی جی سودگباشی پرکٹ ار

ادھیاپکائیں

یہاں پر دو ستریاں ہیں جو دونوں بہنیں آپس میں ہیں۔ بڑی کی عمر ۳۰ سال کے قریب ہے اور چھوٹی کی عمر ۱۸ سال کی۔ بڑی مشنری گرل سکول میں نوکر ہے۔ جسکو ۸ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ ہندی بھاشا بہت اچھی طرح پڑھ لکھ سکتی ہے۔ اور گجراتی مرہٹی بھی جانتی ہے۔ جس کا خاوند اور دو بچے بھی ہیں۔ چھوٹی نے اپر پرائمری پاس کیا ہے۔ جو بدون خاوند ہے۔ قوم براہمن ناگر ہیں۔ ہوشنگاباد C. P. کی رہنے والی ہیں۔ چاہتی ہیں کہ کسی آریہ پاٹھ شالا میں ملازمت کریں۔ اگر کسی کو کنیا پاٹھ شالا کے واسطے ادھیاپکا کی ضرورت ہو۔ تو مجھ سے

خط وکتابت کریں۔ اور جو کچھ ان کے بارے میں دریافت کرنا ہو کریں فقط

المشتہر

داس دیپچند پرکاش نفتی نویس چھاؤنی لودگاران ضلع...

اہلو والیہ ور کے لئے کنیا کی ضرورت

قوم اہلو والیہ ایک عالی خاندان اور عمدہ معاش والا شخص بعمر ۲۲ سال ۸ ماہ کسی معزز خاندان کی لائق کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ مفصل حال دریافت کرلیں

آر۔ ش۔ ارن اسسٹنٹ لائبریرین میانمیر انسٹیٹیوٹ لاہور سے

تلاش

پنڈت گنگا رام جی پردھان آریہ سماج خانگڑہ عرصہ ایک دو ماہ سے گجرانوالہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ اس عرصہ میں ان کا کوئی پتہ نہیں آیا جس سماج میں ہوں وہاں کے منتری مہاشئے ان کے حالات سے مجھے اطلاع بخشیں۔

المشتہر

ایشر داس لائبریرین آریہ سماج خانگڑہ

جلد ۱۲ | مطبوعہ ۸ مگھر سمت ۵۸ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء شکروار۔ جلندھر شہر | نمبر ۴۳

سناری گی

مہرشی دیانند کی شکشا کا پربھاؤ

دیو دل پر دیو دتوں اور سنوپشیوں کے رنگ کا نہ ہوتے کلنکروں

یہ سے ایک بھاری کلنک ہے جو کہ پرانوں میں انس ہنکشن اور پشو بدھ کا ودھان پایا جاتا ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ورتمان سمے میں سب سے پہلے سوامی دیانند نے اس کلنک کا نوارن کیا۔ ورنہ پورانک پنڈت آج تک اس کلنک کے ٹیکے کو ویدوں کا گوڑھ رہسیہ سمجھ رہے تھے۔ اور برابر یہی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ مہرشی دیانند کی شکشا کے پربھاؤ سے اب پرانکوں کی بھی آنکھیں کھلنے لگی ہیں۔ ۸ نومبر کے وینکٹیشور سماچار میں ہندوستان کا گورکھ انس ہنکشن کے عنوان سے ایک لیکھ درج ہوا ہے۔ جس میں کہ اخبار ہندوستان کے ایک شخص ہنکشن وشیک مضمون پر تنقید کرتے ہوئے جگیہ میں پشو بلی کے متعلق اس پرکار خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ جگیہ میں پشو بلی کی ودھی شاستروں میں پائی جاتی ہے پرنتو اس کے ساتھ ہی پشو بلی کا نشیدھ بھی کم نہیں ہے۔ شرتی میں کہا ہے ہومینج مانس ودھیشیم (ہوم میں مانس نشیدھ ہے) اور مہابھارت میں وید ویاس جی کا وچن ہے جس کا آشے یہ ہے۔ کہ ہوم کرنے کے پدارتھوں میں مانس دارو اور مدھ مانس آدمی کی پرورتی دھورتوں نے کی ہے وید میں اُن کی ودھی نہیں ہے کیا یہ وہی خیالات نہیں ہیں جو کہ مہرشی دیانند کے گرنتھوں میں پیش کئے پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ وینکٹیشور جی نے اپنے مہندو دنیا ہیوں کے ذمے صاف لفظوں میں اقرار نہیں کیا کہ شاستروں میں جو پشو بدھ یا مانس ہنکشن کے متعلق بچن ملتے ہیں وہ وام مارگیوں کی ملاوٹ ہیں پرنتو اس کے یہ الفاظ کہ "اس کے ساتھ پشو بلی کا نشیدھ بھی کم نہیں ہے" اس کے سوائے اور کچھ معنی نہیں رکھ سکتے۔ کہ یا تو دونوں پرکار کے خیالات ہی شاستر کاروں کا بچن منتویہ ہے۔ یا یہ کہ پشو بلی وشیک بچن دھورتوں کی ملاوٹ ہیں۔ لیکن وینکٹیشور نے ویاس جی کا جو پرمان پیش کیا ہے اُس سے یہ شک باقی نہیں رہتی کیونکہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ جگیہ میں مدھ مانس آدمی کی پرورتی دھورتوں نے کی ہے وید میں ان کی ودھی نہیں ہے۔ یعنی یہی خیالات کا اظہار مہرشی دیانند نے کیا ہے۔ گویا مہرشی دیانند اور مہرشی وید ویاس دونوں متفق الرائے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو کہ ان خیالات کو مہرشی دیانند کے دماغ کی اُپج کہا کرتے ہیں۔ ذرا آنکھ کھولیں کہ مہرشی ویاس کے الفاظ مطالعہ فرمائیں۔ اور مہرشی دیانند کے الفاظ ملاحظہ کریں۔ مہرشی دیانند نے کہیں اس قسم کا دعوے نہیں کیا کہ جن باتوں کی میں تعلیم دیتا ہوں وہ میری نئی ہیں۔ بلکہ بار بار اپنے گرنتھوں میں انہوں نے بتلایا ہے کہ میں جو کچھ بتاتا ہوں۔ وہ وید آدی ستیہ شاستروں اور برہما سے لیکر جیمنی پریت رشیوں منیوں کی مانی ہوئی باتیں ہیں۔ جیوں جیوں اندھکار دور ہوتا جاتا ہے مہرشی کے کتھن کی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔ وہ سمے دور نہیں کہ دیانند کے ایک ایک وچن کے سامنے کٹر سے کٹر مخالفوں کو بھی سر جھکانا پڑے گا۔

خدا کے گھر میں بلوہ

جب تک انسان پرماتما کی سروویاپکتا کو سویکار نہیں کرتا ... پرماتما کا سچا بھگت اُس کے ہردے میں ... اُتپن نہیں ہوتا۔ یہی نہیں دکھاتیں اور پیار کرتے ہوئے بھی اس ... کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور پشو ... بادشاہوں کا غلام بن کر اُسے پاپ کرموں کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ کوئی جاترا و عائیں یا اُپدیش اس کے دل کو گناہ کی آلائشوں سے پاک نہیں کر سکتے۔ جب کام کرودھ کی اگنی اس کے اندر پرچنڈ ہوتی ہے۔ تو اُس کی بدھی پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور وہ حیوانوں سے بڑھ کر خوفناک کارروائیاں کر بیٹھتا ہے۔ اخباروں میں یہ سماچار درج ہوا ہے کہ ولایت کے ایک ایونیو ... چرچ میں نماز کے وقت کچھ لوگوں میں باہم تکرار ہو گئی۔ اور پستولیں چلائی گئیں۔ اور دو خاندانوں کے لوگوں میں حرب ضرب ہوئی۔ ان دونوں خاندانوں میں پرانی دشمنی چلی آتی تھی۔ دشمنی کے وقت سے اب تک ایک خاندان کے تیس اور دوسرے کے چالیس آدمی آپس میں لڑ کر مر چکے ہیں۔ اس حال کی لڑائی میں دونوں خاندانوں کے دو دو آدمی مارے گئے اور چار آدمی گھائل ہوئے۔ یہ اُن لوگوں کا حال ہے۔ جن کے نجات دہندہ کی یہ شکشا ہے کہ "اگر کوئی تمہارے دہنے گال پر طمانچہ مارے تو بایاں بھی اس کے آگے کر دو"۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اطلاع ضروری

آریہ سماجوں کے منتری مہاشیوں اور عام آریہ سبھا سدوں و سبھائیوں کو سوچنا دی جاتی ہے۔ کہ آریہ سماج لاہور (وچھووالی) نے اپنے سالانہ جلسہ (جو کہ ۳۰۔ نومبر اور یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوگا) میں شامل ہونیوالے آریہ پُرشوں کے لئے جناب مینیجر صاحب بہادر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے درخواست کر کے یہ رعایت حاصل کر لی ہے۔ کہ جو اصحاب جلسہ مذکور میں شامل ہونے کے لئے لاہور آنا چاہیں اُن سے صرف ایک طرف کا کرایہ لے کر ٹکٹ آمد و رفت کے لئے دیا جاوے یعنے امرتسر سے لاہور تک درجہ سوم کا کرایہ آمد و رفت ۱۲ ہے۔ مگر از روئے رعایت مذکور امرتسر سے آنے والے اصحاب سے صرف ۶ کرایہ آمد و رفت کا لیا جاوے گا اس رعایت کی میعاد دس یوم تک یعنے تاریخ خریدنے سے (جو یکم دسمبر کے بعد کی نہیں ہو سکتی) دس دن تک اس ٹکٹ کا عملدرآمد رہے گا۔ دس دن کے اندر واپس جانا پڑیگا۔ ٹکٹ واپسی ملیں گے نگر کیرتن ۲۹۔ نومبر کو ۸ بجے شام سے شروع ہوگا۔ اور جلسہ ۳۰۔ نومبر اور یکم دسمبر کو ہوگا۔ یہ رعایتی ٹکٹ پشاور سے لیکر دہلی تک کے یعنی نارتھ ویسٹرن ریلوے (نارتھ ویسٹرن ریلوے میں۔ کراچی۔ کوئٹہ بھٹنڈا۔ ملتان۔ جموں۔ لائل پور۔ پٹھانکوٹ وغیرہ سب اسٹیشن شامل ہیں) کے ہر ایک اسٹیشن سے مل سکیں گے۔

بشر طیکہ ٹکٹ لینے والے اسکے ہمراہ

پنڈت رام بھجدت جی بی۔ اے وکیل سکرٹری آریہ سماج وچھووالی لاہور کے سارٹیفکٹ سٹیشن ماسٹر کے دفتر میں دے دیویں۔ یہ سارٹیفکٹ چھپ کر طیار ہو چکے ہیں۔ اسلئے آریہ سماجوں کے منتری مہاشیوں سے تاکید اً نویدن ہے۔ کہ ان کے سماج میں سے جتنے اصحاب شامل جلسہ ہونے کو لاہور تشریف لانا چاہیں وہ درخواست برائے حصول سارٹیفکٹ معہ تفصیل اسماء یا تعداد ممبران پنڈت رام بھجدت کی سیوا میں فوراً بھیجدیویں سرٹیفکیٹ بھیج دئے جاویں گے۔ جن کو پیش کر کے وہ سٹیشن ماسٹروں سے ٹکٹ رعایتی حاصل کر سکیں گے۔ دیگر اصحاب بھی جو شامل جلسہ ہونے کے لئے لاہور تشریف لانا چاہیں۔ وہ بھی سرٹیفکٹ مذکور طلب فرما دیں۔ لیکن کوئی شخص مجاز نہیں ہوگا۔ کہ وہ ناجائز فائدہ اس سرٹیفکیٹ کا اٹھاوے صرف وہی اصحاب خواہ ممبر ہوں یا سبھاسد یا سبھائک وغیرہ ہوں۔ جو دراصل جلسہ آریہ سماج لاہور میں شامل ہونا چاہتے ہوں اس سرٹیفکیٹ کو لیسکتے ہیں۔ مہربانی کر کے دوسرا حصہ سرٹیفکیٹ کا پنڈت رام بھجدت جی منتری آریہ سماج لاہور وچھووالی کے پاس بھیج دیویں۔ تاکہ باہر سے آنیوالے اصحاب کی رہائش کا ٹھیک ٹھیک انتظام کیا جاوے

المشتہر۔ امیں چند اُپ منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب لاہور۔

ریویو

گنجینہ سخن المعروف آریہ سنگیت پشپاولی

گنجینہ سخن مؤلفہ بالمکند صاحب بھاٹیہ [illegible] جو بلحاظ مضامین اپنے نام کی مصداق ہے۔ یہ کتاب گرودکل [illegible] چھپی ہے۔ [illegible] منظوم ہے۔ [illegible] سنسکار [illegible] آریہ سماج۔ [illegible] آریہ سماج اور [illegible] سماج کا مقابلہ۔ [illegible] منتری [illegible] منتری [illegible]۔ [illegible] وغیرہ درج ہیں بعد ازاں [illegible] بھجن بھی ہیں جن میں سوامی جی مہاراج۔ پنڈت گرودت ایم اے۔ اور پنڈت لیکھرام کے جنم و مرن ہیں۔ نیز آریہ دھرم کے پورب گورب اور بیرتمان [illegible] کے بھجن بھی شامل ہیں بعد دوم بیر [illegible] کے بھجن ہیں مثلاً تردید [illegible] دیوی پوجا گنیش پوجا۔ نوجن ودیا [illegible] ستی رسم [illegible] مذہب [illegible]۔ بڈپ [illegible] کے اظہار کے بھی چند بھجن ہیں۔ ☆ یہ گنجینہ حقیقت میں بھجنوں کا ایک خزانہ ہے جس میں زمانہ حال اور سابق کے مختلف مصنفان ملک پنجاب اور ہندوستان کے چیدہ بھجن زبان پنجابی ہر قسم۔ اُردو۔ ہندی بھاشا۔ پُوربی موجود ہیں ☆ باوجود گنجان تحریر اور قلم باریک کے پانسو بارہ صفحہ اس کی ضخامت ہے اور بھجنوں کی تعداد ۱۰۷۱ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے اپنی نکتہ چیں عادت کے موافق صحت الفاظ میں بہت محنت کی ہے۔ بلحاظ خوبی انتخاب بھجن ترتیب مضامین و صحت الفاظ یہ کتاب بینظیر ہے۔ اس کتاب کے موجود ہونے سے دیگر بھجن پُستکوں کی ضرورت بہت کم رہ جاتی ہے۔ کاغذ بھی اسکا اچھا سفید ساخت لکھنؤ مل ۱۸ پونڈ کا ہے ☆

قیمت کتاب مجلد کی ۱۲/ اور بلا جلد ۱۰/ بلحاظ ضخامت قیمت بہت کم ہے۔ مولف نے اخیر کتاب میں اپنی ترمیم شدہ مشرح اُردو سندھیا چھپوا دی ہے جس سے کتاب کی قدر اور بھی بڑھ گئی ہے ۱۰ اس میں ایک یہ خوبی بھی ہے کہ ہر مضمون کے بھجن بہ ترتیب حروف تہجی ردیف وار درج ہیں۔ یہ کتاب جلد آریہ سماج لاہور یا مولف سے ملیگی ☆

اُپدیش

न यस्य देवा देवता न मर्ता
आपश्चन शवसो अन्तमापुः
स प्ररिक्वा त्वक्षसा क्ष्मो दिवश्च
मरुत्वान्नो भवत्विन्द्र ऊती ॥

پرماتما اپار ہے۔ اُن کی اننت
شکتی کا وار پار کون پا سکتا ہے؟ موہ
مایا کے پردہ میں چور ہوا اگیانی جیو جب
تک اپنی اصلیت کو نہیں سمجھتا۔ جب
تک وہ اپنی نربلتا اور تچھتا سے آشنا
نہیں ہوتا۔ اُس سرو وہ پری براجمان
بھگوان پربھو کی اپار مہما اُس کی سمجھ
میں نہیں آتی۔ نانا پرکار کی کلپنا میں
گرا ہوا اپنی تچھ بدھی سے اُس اننت
کا انت پانے کے لئے ہاتھ پاؤں
مارتا ہے۔ پرنتو اپنے تائیں اسمرتھ
پاتا ہے۔ کبھی پرماتما کے سروپ کو ایک
خیالی انسان کی صورت سے اُبھار دیتا ہے
کبھی اُس کے گنوں کا گیان پراپت کرنے
کے لئے اپنے محدود گنوں کی اُداہرن
پیش کرتا ہے۔ کبھی ایک راجہ کے دربار
کا نقشہ اپنے دماغ میں کھینچتا ہوا۔ اُس کے
لئے ایک شاندار دربار تجویز کرتا ہے۔ پرنتو
جب اُس کے گیان چکشو کھل جاتے ہیں
یکا یک اُس کے آتمک نیتروں سے اودیا
اندھکار کا پردہ دور ہو جاتا ہے۔ اُسے
اپنی کمزوری اور اگیانتا کا ثبوت
مل جاتا ہے۔ اپنی بے بسی کا اظہار اُسکو
شرمندگی نیتروں کے اندر ہی درشٹی

گوچر ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ اُس
انوپم کی یتھارتھ استیت کو سمجھنے کے
یوگیہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو تچھ
انو بھو کرتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے۔
کہ اِس اسیم برہمانڈ میں میری کوئی گنتی
ہی نہیں ہے۔ ایسی اوستھا میں پرماتما
کے یتھارتھ سروپ کا نروپن کرتا ہے
جس کہ یہ گیان پراپت ہو گیا۔ کہ اُس
مہان پربھو کی شکتی اپار ہے۔ اُس کے
گن اننت ہیں۔ اُس کی سامرتھ کا کوئی
وار پار نہیں۔ وہ پورن روپ سے جانا
نہیں جا سکتا۔ جس نے نشچہ کر لیا کہ تچھ
جیو آتما کی کیا سامرتھ ہے۔ کہ وہ اُس
پرم پُرش کا انت لے سکے۔ واستو میں
اُس نے اُس بے انت جگدیشور کو پہچان
لیا۔ اُس کو گیت میں دیا ایک بار ہی اُس
کی سرو گیتا کا ثبوت ملتا ہے۔ اُس کو
ایک اِس پر بیوہار جان کر ہی نشچہ ہوتا
ہے۔ کہ وہ سرو انتر آتما ہے۔ جو کہ اِس
سمپورن چراچر جگت کے اندر باہر دیاپک
ہو کر وشو کرا روپ سے اِس وشو چکر کو
چلا رہا ہے۔ اِس وشو کے اٹل نیموں اور ادبھت
روپوں و درشیوں پر گمبھیر وچار کرنے سے ہی اُسکے
مہتو کا کسیقدر اندازہ تچھ جیو لگا سکتا ہے۔ اُسکے
نیموں میں بندھی ہوئی پرتھوی آکاش کے اندر
بے سہارے چکر لگا رہی ہے۔ اُسکے سہارے سورج اپنے اردگرد
گھیرے اُپگرہ روپی پریوار کی سنتھتی اور پالن پوشن
کا ہیتو بن رہا ہے۔ اُسکی اننت سامرتھ سے اگنت لوک
لوکانتر گگن منڈل میں اپنی اپنی گتی پر نیم پوروک گھوم
رہے ہیں۔ دو دانوں کی بھی روپی کانوں میں ایک سو بیسے
اپنے کرتا کی ادبھت شکتی اور مہان کی دھنی پہنچا
رہے ہیں۔ الو سادا برہمانڈ اِس یوگی جنوں کے اتماؤں
کو پرم پُرش کے دھیان میں مگن کرنیوالی دھنی سے

گونج رہا ہے۔ کہ ہم اُس سرو آدھار شکتی کے سہارے اپنے نیموں
میں سنتبت ہیں جسکے بل آدی سامرتھ کا اندریاں
وِدوان سادھارن لوگ۔ پوَن۔ وایو۔ سمندر
آدی کوئی پار نہیں پا سکتا جو کہ سب میں ویاپک
ہو کر بھی اُن سے نیارا ہے۔ وہی سرو سکھوں
کا بھنڈار ہے۔ اُسی سے سرو شبھ کامنائیں پورن
ہوتی ہیں۔ سب کے سارے آنند اُسی کے سہارے
ہیں۔ کیونکہ وہ سچدانند سروپ ہے۔ سرو
سکھوں کا بھنڈار ہے۔ شانتی کا ساگر ہے
شانتی کے ساگر میں پہونچ کر ہی پاپ اگنی
سے جھلسے ہوئے بروئے شانت ہو سکتے
ہیں۔ آنند دھام کو پراپت ہو کر ہی ویاکل
من ٹھہرنا پا سکتا ہے۔ ایسے آنند مئے
جگدیشور اپنے اٹل نیائے سے جہاں دھرماتما
جنوں کی سرو پرکار سے بردھی اور اُنتی
کرتے ہیں۔ وہاں دُشٹ جنوں کا ناش
کرتے ہیں۔ اُن کے اکھنڈ نیموں کو اُلنگھن
کر کے کوئی بھی پاپی دُکھ سے نہیں
بچ سکتا۔ پاپی کی سکھشا اور سُدھار کے
لئے وہ دیالو پتا سدا اُسے تاڑنا کرتے
ہیں۔ اِس لئے ہمیں اُنکی سنگتی اچھا کو دھارن
کرتے ہوئے اور بڑی سادھوہانی کے ساتھ
اُن کے نیموں کے انکول چلتے ہوئے دُشٹ
جنوں سے رکشا کے لئے اُسی سرو نیتا
سرو شاسک سے نمرتا پوروک سہائتا مانگنی
چاہیئے۔ سنسار کے سارے پدارتھوں اور
تچھ انسانوں سے ہمیں کب کافی سہائتا
پاپ کے دبانے کے لئے پراپت ہو سکتی ہے۔ وہی
تم پرماتما مہان پربھو جن ہو تمہاری اننت
شکتی پر وشواس اور بھروسہ کر کے منشیہ سرو پرکار
کے دکھوں سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔ اَے جگت کے دینا بندھو!
ہم بار بار آپ سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ آپ ہم
سب جیووں میں اپنی بھگتی اور پریم کا بیاج روپن

آریہ سماج لاہور
کا
وارشک اُتسو

وارشک اُتسو آریہ سماج لاہور کی طیاریاں اس سال غیر معمولی سرگرمی سے ہو رہی ہیں۔ مینیجر صاحب این ڈبلیو ریلوے نے مہربانی فرما کر کرایہ میں رعایت کر دی ہے۔ اس کی وجہ سے امید کی جاتی ہے۔ کہ بیرونجات سے شہر کا ر علیہ کی تعداد ایک ہزار سے کم نہیں ہوگی۔ ۱۰، اوتاروں کا انتظام راجہ دیان سنگھ کی حویلی میں کیا گیا ہے۔ اور جلسہ بوجہ تنگی جگہ بجائے سماج مندر کے بریڈلا ہال میں ہوگا۔ بہو جن آدی کے تمام اخراجات اپنی بسنتی اوڈا سے لالہ ہولا تھا جی سبھا لاہور سماج نے اپنی جیب سے ادا کرنے کی پرتگیا کی ہے۔ پروگرام میں تین گھنٹے آریہ پرشوں کی کانفرنس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہہ کانفرنس غالباً اتوار کے دن ایک بجے دوپہر سے ۴ بجے شام تک ہوگی جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ کسی اہم سماجک وشے پر سمولد ہوگا۔ شروَن کرنے کی تو سروساھارن کو اجازت ہوگی۔ لیکن بحث میں صرف آریہ پرش ہی حصہ لیں گے تجویز تو نہایت معقول اور مفید ہے۔ میری رائے میں کسر صرف اتنی ہے کہ جس میں کیول آریہ لوگوں کو شامل ہونیکی اجازت ہونی مناسب ہے۔ عام جلسوں میں اس قسم کے اہم سوالات پر متانت اور سنجیدگی کیساتھ وچار نہیں ہو سکتا۔ اور جبتک گمبھیرتا کیساتھ پریم پوروک کسی وشے پر وچار نہ ہو کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ میری لاہوری آریہ بھائیوں سے ونے پوروک پرارتھنا ہے کہ وہ ضرور اس تجویز پر عمل کریں۔ میری رائے میں جلسے کے دونوں دن محض لیکچروں وغیرہ میں بیتنے کے بجائے آریہ سماج کے وارشک اُتسو پر اگر کم از کم نصف سمے آریہ پرشوں کے پرائیوٹ جلسوں میں صرف ہوا کرے تو بہت ہی اُتم ہو۔ ان ست سنگ کے جلسوں میں آریہ پرش پریوار سہت شامل ہوں۔

آتمک وساماجک اور الک اُنتی وشیک خاص خاص مہاپرشوں کے اُپدیش وویاکھیان ہوں۔ وید پاٹھ اور ایشور بھگتی کے بھجن ہوں۔ آتمک وساماجک اُنتی پر بڑی گمبھیرتا کیساتھ پرسپر وچار ہو۔ ویدک دھرم کی وا اُنتی کے اُپاؤ سوچے جاویں۔ آریہ سماجوں میں عملی جیون پیدا کرنے کی تدابیر نکالی جاویں۔ جبتک آریہ پرش اس پرکار مل کر وچار کرنے اور پرسپر پریم بڑھانے کا وشیش اُدیوگ کرنے کی طرف راغب نہونگے آریہ سماج کا اندرونی شُدھار ہونا ناممکن ہے۔ لوگوں کو ویدک دھرم کے اُپدیش سنا کر انہیں ستیہ مارگ پر لانا نسندیہ آریہ سماج کا بھاری فرض ہے۔ مگر محض لوگوں کو سنا دینے سے کیا لابھ جبتک کہ آریہ پرش سوئیم آریہ دھرم کے اصولوں پر چلکر اپنے جیون میں وہ خصوصیت پیدا کرنیکا یتن نہیں کرتے جسکے بغیر کہ وہ اس مہان اُدیش کو تین کال میں بھی پورن نہیں کر سکتے جسکی تکمیل کیلئے کہ مہرشی دیانند نے آریہ سماج کی بنیاد رکھی تھی۔ میری سمجھ میں آریہ سماج کے اندر ایک بھاری شُدھی کی ضرورت ہے جو ورتمان سمے میں آریہ سماج کے اندر اس دھرم اُتساہ اور شردھا پریم کی بڑی نیونتا دیکھ رہی ہوں جسکے بغیر آریہ سماج کے اندر وہ مقناطیسی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی کہ جس سے لوگ خود بخود ویدک دھرم کی عالمگیر تعلیم کیطرف کھنچے چلے آویں۔ میرا وشواس ہے اور درڑھ وشواس ہے کہ جسقدر یتن اب تک آریہ پرشوں کی طرف سے لوگوں کو ویدک دھرم کی دعوت دینے اور بحث مباحثوں میں کیا گیا ہے اور کیا جاتا ہے اتنا اس سے نصف بھی یدی سوئیم ویدک دھرم کے نیموں کا شردھا اور وشواس کے ساتھ پالن کرنے اور اپنے پریواروں کو آریہ بنانے میں کیا جاتا تو نسندیہ وہ تعجب خیز کامیابی حاصل ہوتی کہ دنیا کے دیگر مذاہب کو صدیوں میں بھی نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اب بھی کیا بگڑا ہے۔ یدی آج سے ہی ہر ایک آریہ پرش جھوٹی لوک لاج کا خیال چھوڑ کر ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ سوئیم ویدک دھرم کے پوتر اصولوں کو پالن کرنے اور اپنے پریوار میں آریہ دھرم کے پرچار کا درڑھ برت دھارن کر لے تو وہ تمام اندرونی کمزوریاں اور نقص تھوڑے سے عرصہ میں ہی دور ہو سکتے ہیں۔ جو کہ آریہ سماج روپی کلپ برکش کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ جن کی موجودگی میں یہہ مہرشی دیانند کے خون سے سینچا ہوا پودہ پھلت ہو کر وہ امرت پھل پیدا نہیں کر سکتا۔ جن کے بغیر آج منشیہ جاتی دکھ ساگر میں ڈوب رہی ہے۔

آریہ سماجک خبریں

آریہ سماج لاہور کا سالانہ جلسہ ۳۰ نومبر و یکم دسمبر کو دھوم دھام سے ہوگا۔ نگر کیرتن بالجلوس ۲۹ کی شام کو ریلوے سٹیشن سے روانہ ہوگا۔ جناب منیجر صاحب این ڈبلیو ریلوے نے اُتسو میں شریک ہونے والوں سے سیکنڈ کلاس کرایہ لینا منظور کر لیا ہے۔ اس رعایت کی وجہ سے امید کیجاتی ہے کہ اس دفعہ جلسہ کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ جائے گی۔

آریہ سماجہائے راولپنڈی۔ جھنگ اور روڈالہ بانکے وارشک اتسو ۲۴ و ۲۵ نومبر کو ہونگے۔ ان آریہ سماجوں کی نزدیکی سماجوں کے آریہ بھائیوں کو معقول تعداد میں ان جلسوں میں شریک ہونا چاہئے۔

کھیریاں (۱) بتاریخ ۱۷ اکتوبر چودھری نجھن داس صاحب آہلووالیہ کے پتر دیو متر کا مونڈن وکرن ویداُکت سنسکار ودھی انوسار ہوا۔ سنسکار کرانے والے پنڈت کاشی ناتھ جی اوپدیشک آریہ نگر سماج و لالہ منشی رام جی منتری کھیریاں سماج تھے۔ پچاس کے قریب پرش ستریاں اس منگل اوسر پر اُپستھت تھے۔ پربھاو بہت اُتم پڑا۔ چودھری جی نے عا وید پرچار فنڈ اور ایک روپیہ لوکل سماج فنڈ میں دان دیا۔ علاوہ دکشنا پنڈت جی کو دے سنسکار سماپتی پر تمام حاضرین میں موہن بھوگ تقسیم کیا گیا (۲) ۱۷ اکتوبر کو لالہ جیون مل اُپ پردھان سماج نے اپنے نوین گرہ کی پرتشٹھا کرائی۔ گرہ پشپوں اور چتر آدی سے بہت پرکار سشوبہت کیا گیا تھا۔ ویدی پشپ پتوں سے اُتمتا سے سجائی گئی تھی۔ پنڈت کاشی رام جی و لالہ منشی رام جی و حکیم رام سرنداس جی نے ہون آدی تمام کرت کرائی۔ سمے سمے پر بھجن بھی گائے گئے۔ درشکوں پر بڑا اُتم پربھاؤ پڑا۔ حاضرین کو بتاشے تقسیم کئے گئے۔ دوسرے دن اسی پرکار مکان کی دوسری منزل پر ہون آدی کرت کی گئی۔ لالہ جیون مل جی نے چار روپے پنڈت جی کو دکشنا دی اور ایک روپیہ گروکل اور ایک روپیہ لوکل سماج کو دان دیا۔ کرت سماپتی کے دوسرے دن لالہ صاحب نے تمام سماجک بھائیوں اور اپنی بلند برادری کو پریتی بھوجن دیا۔ (۳) ۱۹ اکتوبر کو لالہ بہامل آہلووالیہ کے پتر کا مونڈن وکرن وید سنسکار ودھی انوسار ہوا۔ چالیس کے قریب ستری پرش اس سنسکار میں شامل ہوئے۔ سماپتی پر حاضرین میں لڈو تقسیم کئے گئے۔ ۸ روپیہ پرچار فنڈ اور ۸ لوکل سماج فنڈ کو لالہ صاحب نے دان دیا۔ ۸ پنڈت جی کو دکشنا دی گئی۔ لالہ بہامل جی سماج کے سبھاسد نہیں ہیں (۴) ۲۰ اکتوبر کو لالہ بسنت رام جی اُپدیشک کے پتر کا نام کرن سنسکار پنڈت کاشی رام و لالہ منشی رام و لالہ کنہیا لال جی نے سنسکار ودھی انوسار کرایا۔ چرنجیو کا نام سیپت رکھا گیا۔ لالہ صاحب نے ۸ پنڈت کو دکشنا دی ۔ اور ۸ لوکل سماج کو دان دیا (۵) ۱۰ نومبر کو بروز دیوالی سماج مندر میں ہون کے بعد سوامی جی کی تعریف میں بھجن گائے گئے۔ اور حکیم رام سرن داس جی نے مشن فنڈ کے لئے اپیل کیا

ڈیرہ غازیخان (۱) چودھری جمنی داس جی بی اے وکیل پردھان سماج کی پتری کا منڈن سنسکار ودھی انوسار ہوا۔ حاضرین کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ چودھری جی نے ۸ لوکل سماج کو اور ۸ کنیا مہا ودیالیہ کو دان دیا (۲) دیوالی کے روز سماج مندر میں ہون کے پشچات چودھری جمنی داس جی وکیل نے سوامی دیانند جی مہاراج کے جیون پر ایک موثر تقریر کی۔ پانچ روپیہ کے قریب مشن فنڈ میں چندہ ہوا۔ (۳) ۱۱ نومبر کو دیوالی سے دوسرے روز ڈاکٹر لوبھ رام صاحب کے گھر پر ہون ہوا۔ حاضری معقول تھی۔ بھجنوں کا خوب آنند رہا۔ پنڈت جیون لال جی نے ایک موثر اپدیش دیا۔ حاضرین کا مٹھائی سے ستکار کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۸ لوکل سماج کو اور ۸ مشن فنڈ میں دان دیا۔

مہاشے آریہ چند جی پردھان آریہ سماج نوشہرہ چھاؤنی تحریر فرماتے ہیں کہ ۹ نومبر کو سماج مندر کی پرتشٹھا کا اُتسو بڑے سماروہ کے ساتھ ہوا۔ ۹ کی شام کو ۴ بجے سے ۱۰ بجے تک نگر کیرتن ہوا۔ دو بھجن منڈلیاں تھیں۔ بھجنوں کا لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر پڑا اور پنڈت جی کے آٹھ دیا کھیان مختلف مقامات پر ہوئے۔ ۱۰ کو ۶ بجے صبح سے کارروائی آرمبھ ہوئی۔ ۸ بجے کے قریب سماج مندر میں پرویش کیا گیا۔ اسکے بعد ہون ہوکر پنڈت ہرنام سنگھ نے دھرم و شئے پر ایک لیکچر دیا۔ شام کے تین بجے پھر کارروائی آرمبھ ہوئی۔ ایک گھنٹہ دھرم چرچا کے لئے رکھا گیا تھا مگر کسی نے کوئی پرشن نہ کیا۔ آدھ گھنٹہ تک بھجن ہوتے رہے۔ پشچات پنڈت ہرنام سنگھ جی نے ستری شکشا پر ایک اتی منوہر ویاکھیان دیا۔ افسوس سماج مندر کا اندرونی کمرہ ستری لوگوں سے بھر گیا تھا۔ عورتوں پر اس ویاکھیان کا ایسا اثر پڑا۔ کہ کئی ستریوں نے رشوت نہ لینے کے چندہ نے کا اقرار کیا۔ سماج نے پہلا جلسہ سمجھ کر اس کو چندہ پر اپیل نہیں کرایا۔ مگر اپنی طرف سے مبلغ سات روپے آٹھ آنے بدیں تفصیل دان دئے۔ وید پرچار فنڈ تین روپیہ۔ گروکل ایک روپیہ۔ لیکھرام میموریل فنڈ ایک روپیہ۔ دو روپے ۸ بابت خرچ آمدورفت پنڈت ہرنام سنگھ جی۔ دو شخصوں مسمی پال سنگھ ولد عطر سنگھ و لالہ جیت رائے خلف لالہ بستی رام نے شراب اور مانس کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا پرن کیا۔ اور ہر دو مہاشیوں نے اقرار نامے لکھ دئے۔ پہلے مہاشے نے اس مضمون کا اقرار نامہ لکھا کہ اگر میں مانس

کہ تا پیت پکڑا جاؤں۔ تو مبلغ بیس روپے آریہ سماج کو ڈنڈ کے دوں گا۔ دوسرے بھائی کے اقرار نامہ کا مضمون یہ تھا کہ اگر میں اپنے عہد کو توڑوں تو ایک سو روپیہ ڈنڈ دوں گا۔ اور برادری کو اختیار ہوگا کہ مجھے خارج کر دیوے۔ یہ ہر دو اقرار نامے پنڈت ہرنام سنگھ جی کے روبرو بگواہی گواہاں لکھے گئے۔

لالہ نندلال جی نجرا چب سے تحریر فرماتے ہیں کہ آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر [illegible] ۱۴ فی ٹن دیا جاویگا۔ یہ رعایت صرف دو روز کے واسطے ہے لوگ جو باہر سے منگاتے ہیں انہیں محصول بڑا خرچ کرنا پڑتا ہے

ونڈوت کالری آریہ سماج میں دیوالی کی شام کو ایک خاص جلسہ کیا گیا۔ حاضری قریبا ۱۵۰ آدمیوں کی تھی۔ ڈاکٹر لچھمن داس صاحب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ ونڈوت شامل جلسہ ہوئے اور عمدہ عمدہ بھگتی بھاؤ کے بھجنوں سے شروتاؤں کو آنندت کیا۔ تت پشچات بابو لکھمیداس جی پردھان سماج نے ایشور پرارتھنا کے بعد مہرشی دیانند کے جیون پر ایک موثر اپدیش دیا۔ اور دھرم فنڈ کے لئے اپیل کی جسپر دو روپے نقد جمع ہوئے۔ اسی موقعہ پر لالہ لکھمیداس صاحب نے اپنے پتر کے جنم کی خوشی میں حاضرین کو مٹھائی تقسیم کی۔ آرتی ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔

ماہ اکتوبر میں شاہجہانپور آریہ سماج میں لیکچروں کی بڑی دھوم رہی۔ حاضری دو سو سے اوپر رہتی تھی۔ حسب ذیل ویاکھیان ہوئے:- ۷- اکتوبر کو سوامی درشنانند جی کا ویاکھیان مضمون "کیا ہم زندہ ہیں؟" ۸- اکتوبر "ورن آشرم"۔ ۹- اکتوبر "پنر جنم"۔ ۱۰- "کیا ایشور پراپتی کے لئے کسی سہائے کی ضرورت ہے" ۱۱- "جیو و برہم"، ۱۲- "مکتی"، ۱۳- "آریہ سماج کیا ہے"۔ ۱۳ و ۱۴- کو ویاکھیان پنڈت شنکر دیال کے سرشٹی اتپتی اور ایشور پراپتی پر ہوئے۔ ۳۰- ۳۱ کو برہمچاری نتیانند جی کے فاضلانہ ویاکھیان تشبیہ کرتویہ اور ایشور اپاسنا پر ہوئے ان تمام ویاکھیانوں کا پربھاو نگر نواسیوں پر بڑا اتم پڑا۔

آریہ سماج ملیٹر ضلع ایٹہ کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۳ و ۱۴- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ کو بڑے سماروہ کے ساتھ ہوا۔ پنڈت نند کشور۔ پنڈت پریاگ دت۔ پنڈت رامیشر شرما۔ پنڈت گردھاری لعل شرما۔ پنڈت بلدیو دت۔ سوامی پورنانند۔ کے اپدیش اور ویاکھیان ہوئے۔ ایک نئی بات اس اتسب میں یہ ہوئی کہ سماج کی طرف سے سب پنڈتوں کو دکشنا دی گئی۔ رشید آباد سماج کی پاٹھ شالا کے ودیارتھیوں نے سور سہت منتروں کا پاٹھ کیا اور بھجن گا کر شروتاؤں کو آنندت کیا۔ تینتیس روپے وید پرچار فنڈ کیلئے چندہ ہوا۔ سال آئندہ کے لئے ادھیکاریوں کا انتخاب حسب ذیل ہوا:- پنڈت دوارکا پرشاد پردھان۔ پنڈت راجارام منتری۔ منشی بلاقی رام کوشادھیکش۔ پنڈت شیو شنکر اپ منتری۔ منشی سالگ رام پستکادھیکش۔ لالہ راجا رام پرتی ندھی ممبر

کوٹ گڈہ ضلع شملہ میں دھرم پرچار۔ یہ قصبہ ریاست کمہارسین کے قریب رامپور بشہر سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ قصبہ ایک پہاڑی پر بستا ہے۔ عیسائیوں کا بڑا زور ہے۔ ان کے دس بارہ کنبے یہاں پر بود و باش رکھتے ہیں ان لوگوں نے اس علاقہ میں چار مشن سکول کھول رکھے ہیں۔ اور خاص کوٹ گڈہ میں ایک بڑا پادری اور ایک اسکا نائب اور آٹھ یا دس مناد رہتے ہیں جو کہ عیسائی مت کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ پنڈت مہر چند جی پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے یہاں پر یکم نومبر سے ۹- نومبر تک خوب زور و شور سے ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ لیکچروں میں عیسائیوں نے پرشن کئے جن کے بھلی پرکار اتر دئے گئے۔ لالہ بالکھنڈی ہیڈ کلرک فارسٹ آفس کے مکان پر ایک رات ست سنگ کا جلسہ ہوا۔ جسمیں وہاں کے بہت سے معزز پرشوں نے شامل ہو کر اپنی اپنی شنکا کا سمادھان کیا۔ پرچار کا اثر لوگوں پر اتم پڑا آریہ دھرم میں لوگوں کی رچی بڑھی۔ اور عیسائی مذہب کی خوب پول کھلی۔

آئندہ سالانہ جلسہ آریہ سماج لاہور کے متعلق بھوجن آدی کا تمام خرچ لالہ بھولا ناتھ جی سہگل آریہ سماج لاہور نے اس سال اپنے ذمہ لیا ہے ہمارے بھائی کا دھرم بھاؤ تحسین سراہنیہ ہے۔

لاہور کی ایک دھرماتما بیوہ نے چار سو روپے اس سال انہیں نمت دان دئے ہیں۔ کہ اس رقم سے گروکل کی عمارت میں ایک کنواں تعمیر کیا جاوے۔

خوشی کی بات ہے کہ ہمارے بزرگ بھائی لالہ جیون داس جی اپ پردھان آریہ سماج لاہور جو عرصہ چار پانچ ماہ سے بیمار تھے۔ صحتیاب ہو کر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

آریہ کمار سبھا لاہور کے سبھاسد بڑے پرشارتھ سے کام کر رہے ہیں۔ اگر ہر ایک شہر اور قصبہ کے نوجوان آریہ اپنے ہاں اس قسم کی سبھائیں قایم کر کے گنگا تارا پرشارتھ سے کام کرنے لگیں تو نوجوانوں کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت کا بہت کچھ سدھار ہو سکتا ہے۔ آریہ سماجوں کو اس طرف وشیش توجہ دینی چاہئے۔

پنڈت پورنانند جی اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب بوجہ بیماری [illegible] آجکل ایک ماہ کی رخصت پر ہیں۔

نبی بخش راگی آجکل جالندھر میں مقیم ہے۔ جو سماج یا کوئی آریہ پرش بلوانا چاہیں۔ راقم سے خط و کتابت کریں۔ وزیر چند ایڈیٹر آریہ مسافر میگزین جالندھر شہر

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

پایونیر کا ایک سرحدی نامہ نگار لکھتا ہے کہ افغانستان کے بیرونی علاقوں کے بعض فرقوں میں امیر کابل کی نسبت ابھی تک شک کیا جاتا ہے ۔

کولمبو (سیلون) میں سورج گرہن کے روز دن بھر بارش ہوتی رہی ۔ اسلئے وہاں گرہن نظر نہیں آیا ۔

سولھویں صدی میں آٹھ گائیں اور ایک سانڈہ جزائر میں (جنوبی امریکہ) میں لائے گئے تھے ۔ جن کی نسل سے اس وقت جمہوری ریاست ارجنٹائین میں ایک کروڑ مویشی ہیں ۔

ولائت کے اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روم اور فرانس کی ضرور آپس میں مٹ بھیڑ ہوگی ۔ مقام ٹولن سے فرانسیسی فوج جنگ کے لئے روانہ ہو چکی ہے ۔ روم کی طرف سے لڑائی کی کوئی طیاری نہیں ہے ۔

ڈیوک آف کارنوال کو پرنس آف ویلز اور ارل آف چیسٹر کا اعزاز عطا کیا گیا ہے ۔

جوزف ۔ ایم وڈ صاحب کو چھ پورانے جاپانی آئینے اس قسم کے دستیاب ہوئے ہیں کہ جن پر سورج کی روشنی پڑنے سے بدھ کی تصویریں منعکس ہوتی ہیں

ہز مجسٹی قیصر ہند کے جشن تاج پوشی پر ہند سے پندرہ راجاؤں کے ولائت جانے کی خبر ہے ۔ مہاراجہ کرنل سر پرتاب سنگھ جی دیسی ریاستوں کی فوجوں کے افسر بنکر جائیں گے

مسٹر ارل ... ایک نوجوان ... سوئیڈن اور ایک انگریز مشتر ہے ۔ ٹی آرم سٹرانگ نے بے تار ٹیلیگرافی کا ایک نیا طریق ایجاد کیا ہے ۔ اس سے بجائے براستہ ہوا ۔ زمین کے وسیلہ سے بغیر تار کے ایک مقام کی خبریں دوسرے مقام تک ٹیلیفون کی طرح بذریعہ بات چیت پہونچائی جاسکتی ہیں ۔ یہ اس نئی صدی کی سب سے بڑھ کر حیرت انگیز برقی ایجاد سمجھنی چاہئے ۔

افواہ ہے کہ ہز مجسٹی قیصر ہند کے جشن تاجپوشی کے موقعہ پر مہاراجہ صاحب والئی ریاست جموں و کشمیر کو اختیارات ملکی بحال کئے جاویں گے ۔

برٹش جزائر میں ۱۲ ۔ نومبر کی رات کو بادتند کے چلنے سے چودہ جہاز غرقاب ہوئے اور پندرہ ملاح ڈوب گئے ۔

شینسی (چین) کے شمالی مغربی علاقہ میں سخت قحط پھیل رہا ہے ۔ جس سے قریباً ایک تہائی آبادی کال کا گراس ہو چکی ہے

سادھو شگن چند نے پنجاب میں اپنی دال گلتی نہ دیکھ کر متھرا میں جا ڈیرے جمائے ہیں ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ ۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ ع کو انہوں نے اپنے ڈیرہ پر جس کا نام کہ انہوں نے شانتی آشرم رکھا ہے ۔ ایک جلسہ کرنے کا اعلان دیا ہے ۔ اب سادھو جی کو اپنے منورتھ میں ضرور کامیابی ہوگی کیونکہ وہ مناسب جگہ پر پہونچ گئے ہیں ۔

کلکتہ کے قریب ایک گاؤں رامناتھ پور ہے ۔ وہاں کی ایک پنچایت اور چوکیدار کو عدالت ڈپٹی مجسٹریٹ علی پور سے چھ چھ ماہ قید سخت اور پچاس پچاس روپے جرمانہ کا ڈنڈ اس جرم میں ملا ہے

کو مکان کے اندر بند کر کے اس سے ایک سو پانچ روپئے وصول کر لئے تھے ۔ عدالت سے حکم ہوا کہ جرمانہ کا تمام روپیہ بشرط وصولی مظلومہ کو بطور معاوضہ دلایا جاوے ۔

جاپان میں اگر کسی وقت جب کوئی کشت ہو سکتی ہے ۔ تو اس کے مالک کو گرفتار کیا جاتا ہے ۔ اور اس کو قانوناً یہ سزا دیجاتی ہے کہ وہ ایک سال تک اپنے ان پڑوسیوں کا کام کرے ۔ جن کی کہ نیند میں خلل پڑا ہو ۔

جرمنی میں بلحاظ آمدنی کے ڈاکٹروں کا برا حال ہے ۔ برلن میں ۴۸۱۷ ڈاکٹر ایسے ہیں جن کو ۱۵۰ پونڈ سالانہ سے کم آمدنی ہوتی ہے ۔ صرف ۲۵۰ ڈاکٹروں کو ۴۰۰ پونڈ اور ۷۰ ڈاکٹروں کو ۵۰۰ پونڈ سے زیادہ آمدنی ہوتی ہے ۔

سیئول (کوریا) میں یہ عجیب قانون ہے کہ سورج غروب ہونے پر جب دروازے بند ہونے کی گھنٹی بجتی ہے تو تمام مرد اپنے اپنے گھروں کے اندر چلے جاتے ہیں ۔ اور پھر انہیں بازاروں یا کوچوں میں پھرنے کی اجازت نہیں ہوتی ۔ لیکن عورتوں کے لئے اس قسم کی کوئی ممانعت نہیں ہے ۔ جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔ ان کو کوڑے لگائے جاتے ہیں ۔

ڈاکٹر ڈبلیو جے ہرڈو نے ایک عمل ایجاد کیا ہے ۔ جس سے کہ سوروں کو بجلی سے موٹا تازہ کیا جاتا ہے تعجب نہیں کہ مزید تجربات سے یہ عمل دیگر حیوانوں اور نیز انسانوں کے لئے بھی

جاپان میں یہہ دستور ہے۔ کہ مُردے کو دفن نے کے وقت اُس کے ہاتہہ بجانب شمال اور پاؤں جنوب کی سمت رکھے جاتے ہیں۔

دنیا میں سب سے عجیب نباتات کہمبی ہے۔ اس کی جڑ ہیں۔ تنہ۔ پتے پہول۔ بیج کچھ نہیں ہوتا۔

حال کی مردم شماری کے بموجب لندن کی آبادی ۴۴۰۶۳۵۴ ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ۴۲۳۲۲۱۷ تہی گویا دس برسوں میں ۲۰۳۱۸۷ کا اضافہ ہوا ہے

مدبران حکمت چین کے سرتاج لی ہنگ چنگ وزیر اعظم چین کا انتقال ہوگیا۔

بشپ ویلڈن صاحب نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا۔ خاص وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اُن کی طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے۔

ولایت کے ایک پروپکاری دہنا ڈیر سٹس نے اٹہارہ لاکہہ روپیہ تپ دق کے علاج کیلئے دان دیا

۱۶۔ نومبر کو بمبئی میں طاعون سے ۴ نئی وارداتیں اور ۱۲ اموات ہوئیں۔ کراچی میں ۱۰۔ نومبر سے ۱۶۔ نومبر تک ۸۴ وارداتیں اور ۱۵۰۔ اموات ہوئیں

ملک آسٹریلیا کے بعض حصوں میں اِسوقت بہی ایسے لوگ موجود ہیں جو بولنا نہیں جانتے وہ اپنا کام اشاروں سے نکالتے ہیں

لیڈی کرزن صاحب نے دہلی اور آگرہ کے کاریگروں سے جو پوشاکوں کے نمونے طیار کروا کر شہنشاہ بیگم انگلستان کی خدمت میں پیش کئے تہے وہ اُنہوں نے پسند فرمائے۔

اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک نامہ نگار لکہتا ہے کہ مجوزہ تعمیر بغداد ریلوے کیوجہ جرمنی اور روس میں ناچاقی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

آریہ سماج لاہور کا
سالانہ جلسہ

قریب آرہا ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے مینجر صاحب نے بہی جلسہ میں شامل ہونے والے اصحاب کے لئے نصف کرایہ کی رعائت کا حکم نافذ کردیا ہے اسلئے امید کی جاتی ہے۔ کہ نومبر کے آخیر ہفتہ میں آریوں کا ایک غیر معمولی ہجوم لاہور میں جمع ہو جائیگا ہون یگیہ اور نگر کیرتن ہوگا۔ دہرم اُپدیش اور ست سنگ ہوں گے۔

لیکن اِس کے سوا کچھہ اور بہی ہوگا!

وہ یہہ کہ از ابتداء ۲۴۔ نومبر لغائت ۲۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء جو صاحب لالہ کاشی رام صاحب وید کے طیار کردہ پریوارک اور سفری بکسوں اور پاکٹ کیسوں میں سے کوئی ایک خرید کریں گے اُن کو

اکسیر مار گزیدہ قیمتی دو روپیہ

مفت نذر کی جاویگی۔ اِن ویدک ادویات کے بکسوں کی جو قدر اِس وقت ہورہی ہے۔ اور مشہور اخبارات اور معزز اصحاب کے درمیان اِن کا جو چرچا ہورہا ہے اُن کو دیکہہ کر یا سُن کر یہ نتیجہ نکالنا غلط نہیں ہے۔ کہ وہ وقت بالکل قریب آرہا ہے

جبکہ ہر ایک عیال دار صاحب کے گہر

اور سفری اصحاب کے صندوقوں میں یہ بکس

موجود نظر آوینگے۔

مفت میں محصول ہی بچاؤ!

اگر خود اِس جلسہ میں نہ آنا ہو تو کسی دوست کے ہاتہہ صرف قیمت بہیجکر گہر بیٹہے بٹہائے بدون خرچ کرنے محصول ڈاک یہہ بکس یا کیس حاصل کر سکتے ہیں لیکن کو یہہ موقعہ ہاتہہ سے نہ دینا چاہئے خصوصیت سے اُن کو جو گذشتہ دفعہ اکسیر مار گزیدہ کے مفت ملنے کی رعایت کے بند ہوجانے پر بہت افسوس کرتے تہے۔ اور ہمکو ایک موقعہ اور دینے کے لئے مجبور کرتے تہے۔

ذیل کے خطوط کا ہی ملاحظہ کیجئے

لالہ راؤ ہے لال صاحب گپت اوورسیر ریاست گوالیار تحریر کرتے ہیں وہ عنایت فرمائے جناب لالہ کاشی رام صاحب۔ تسلیم۔ دوائی سردرد کہانسی۔ آشوب چشم۔ بخار۔ درد کان۔ مرہم منجن آزمائی گئیں۔ تو حکم اکسیر کا پایا۔ واقعی یہہ ادویات اپنے وصف کے سامنے مفت ہیں۔ اگر روپیوں کے وزن میں فروخت کیجاویں تو کم ہیں میری کمر کے زخم کو مرہم کے چار پہاہوں نے جلد آرام کیا

نقل خط پنڈت سوہن لال صاحب سوداگر

خانیوال ضلع ... وہ نوید دیتے ہیں کہ فی الحال اکسیر نمبر ۱ دافعہ پیچش استعمال کی گئی۔ نہایت مجرب ثابت ہوئی ہے۔ پیچش کا مریض ایک مہینہ سے اِس مرض میں مبتلا تہا۔ اور یہاں تک کمزور ہوگیا تہا۔ کہ اُس کے واسطے بیٹہنا ہی محال تہا۔ مگر وہ اب بالکل تندرست ہوگیا

قیمت پریوارک بکس ۵۔ سفری بکس ۔ پاکٹ کیس

مذکورہ بالا بکسوں اور ہر مرض کے علاج کے لئے لالہ کاشی رام صاحب وید سے خط وکتابت کرنی چاہئے

المشتہر مینجر آیورویدک دواخانہ لاہور۔

مراسلات

(ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں ہے)

...ترکی تمام شد

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پنڈت اودے نرائن کا پتر ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اور پنڈت گنیش دت جی سے اور اُن کے مداحوں سے مودبانہ درخواست کرتے ہیں کہ اس کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں ویدک تعلیم اور یورانک تعلیم کے اثر میں کیا فرق ہے۔

وگیاپن

سیو سوچنا

میں نے اپنے پتا کی آگیا انوسار آریہ سماج کانپور کے رجسٹر سے نام کٹوالیا ہے۔ اور استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں سماج کا آریہ سبھاسد تھا۔ اور میں اپنی اوستھا او کارنوں سے اس یوگیہ نہیں ہوں کہ میں آریہ سبھاسد ہو سکوں۔ کیول پانچ ماس سے میرا نام آریہ ممبران کے رجسٹر میں درج ہو گیا تھا جب میں نے سماج میں استعفیٰ دے دیا تو پنڈت اجودھیا ناتھ تر پاٹھی کے کہنے سے میں نے ایک کاغذ پر دستخط کر دئے جو پنڈت گنیش دت جی کے ویاکھیان کے جلسہ میں پڑھ کر اجودھیا ناتھ نے سنایا تھا۔ جس میں میرے پتا اور میرے محلہ والوں کو ہی نشچہ ہو جاوے کہ میں نے سماج سے نام کٹوالیا ہے

اُس کاغذ میں کئی باتیں غلط لکھی ہیں میں نے اجودھیا ناتھ سے کہہ دیا تھا۔ کہ وہ اُس کاغذ کو چھپا دیں نہیں۔ لیکن اُنہوں نے میری خلاف مرضی کچھ لوگوں کی گواہیاں کرا کے چھپوا دیا ہے۔ اس کارروائی کو میں بالکل ناپسند کرتا ہوں کیونکہ اس کارروائی کی غرض آریہ سماج والوں کو بُرا بھلا کہنے اور جھگڑا بڑھانے کی معلوم ہوتی ہے۔ اور اجودھیا ناتھ جی اپنی جھوٹی شہرت چاہتے ہیں۔ اگرچہ میری اوستھا تھوڑی ہے۔ لیکن آریہ سماج میں کچھ دنوں رہ کر آریہ سماج کی شکشا سے مجھے اتنا لابھ ہو گیا ہے۔ کہ میں جھوٹی شہرت کی غرض سے ایسے اشتہاروں کو چھپوا کر جھگڑا بڑھانے کو ادھرم سمجھتا ہوں۔ میں نے اپنے پتا کی آگیا انوسار ضرور آریہ سماج کی ممبری سے اپنا تعلق چھوڑ دیا ہے۔ اور استعفیٰ دے دیا ہے۔ لیکن پنڈت گنیش دت کے ویاکھیانوں سے مجھے کوئی شکشا نہیں ملی۔ نہ اُن کا کوئی پربھاؤ میرے دل پر پڑا نہ اُس وجہ سے میں نے استعفا دیا۔ پنڈت گنیش دت کے ویاکھیان سُننے سے پہلے ہی میں نے اپنا تعلق سماج سے علیحدہ کر لیا تھا۔ اور اصلیت یہ ہے کہ جس دن یہ استعفا جلسہ میں پڑھ کر پنڈت اجودھیا ناتھ نے سنایا تھا۔ اُس دن سے پہلے اور نہ دستخط سے پہلے میں نے کوئی ویاکھیان پنڈت گنیش دت کا سنا تھا اور میں نے اجودھیا ناتھ سے اعتراض بھی کیا تھا۔ کہ ایسی غلط باتیں اُس میں سے نکال دینا چاہئے۔ پنڈت اجودھیا ناتھ نے یہ کہہ کر کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور یہ استعفا چھپے گا نہیں۔ ان کو نہیں نکالا۔ اور میرے دستخط کرا لئے۔ میں نے کسی کارن سے ضرور سماج کا ممبر نہیں رہا لیکن میں آریہ سماج کے ممبروں کو بُرا کہنا یا اُن کو دیانندی پکارنا یا کسی سوسائٹی سے جھگڑا کرنا بالکل بُرا سمجھتا ہوں۔ اور کسی کا چالاکی سے اپنی بڑائی کرنا یا کسی پنڈت کا جھوٹی شیخی مارنا بہت ہی نندنیہ جانتا ہوں۔ پنڈت گنیش دت جی کو جو دھرم مہا منڈل کے اُپدیشک ہیں ایسا کرنا کسی طرح اُچت نہیں ہے۔ چونکہ پنڈت جی نے اپنی تعریف کے لئے وہ کاغذ جس پر اجودھیا ناتھ نے دستخط کرائے تھے کچھ گھٹا بڑھا کر کے چھپوا دیا ہے۔ اسلئے سرساد ہارن کو جتانا ضروری ہوا۔ کہ وہ دھوکے میں نہ پڑیں

دستخط اودے نرائن باجپئی
ٹپکا پور کانپور

چونکہ یہہ کارروائی طشت از بام ہو گئی ہے لہٰذا اس غرض سے کہ پبلک کو حقیقت کے سمجھنے میں دقت نہ ہو اور نیز اس غرض سے کہ پنڈت جی کے نشۂ نخوت اُترنے میں مدد ملے ہم پنڈت اجودھیا ناتھ کے اُس بیان کو بھی شائع کئے دیتے ہیں۔ جو اُنہوں نے بعد استعفا دینے کے کچہری میں بابو جوالا پرشاد بی۔ اے۔ بی۔ ایل سے اُن کے بعض معزز دوستوں کے روبرو کیا تھا۔ جو گفتگو درمیان اجودھیا ناتھ اور بابو جوالا پرشاد کے ہوئی اُس کا خلاصہ مطلب حسب ذیل ہے۔

مکالمہ درمیان بابو جوالا پرشاد بی اے و پنڈت اجودھیا ناتھ ترپاٹھی

بحاضری مولوی محمد اشرف و بابو برجندر سروپ جی

وکیل مقام بار ایسوسی ایشن - کانپور
(استعفا دینے کے دو تین روز بعد)

بابو جوالا پرشاد "(مولوی محمد اشرف سے مخاطب ہو کر) میں نے سُنا ہے کہ آریہ سماج کے ایک سید ہے سادے نوجوان ممبر سے بذریعہ دباؤ وغیرہ رشتہ داروں کے ایک استعفے لکھا لیا ہے - اور وہ ممبر ہیں بار ایسوسی ایشن میں پنڈت رام نرائن اوستہی کے بستے پر کام کرتے ہیں" اجودہیا ناتھ تراپاٹہی اُس کمرے سے نظر آتے تھے جہاں گفتگو ہوتی تھی - مولوی صاحب نے اُنہیں اشارے سے بُلالیا"

بابو جوالا پرشاد "پنڈت اجودہیا ناتھ آپ نے کوئی استعفے دیا ہے"

اجودہیا ناتھ "ہاں - مجھ پر کچھ ایسا دباؤ پڑا کہ مجھکو استعفیٰ دینا پڑا -

بابو جوالا پرشاد "پنڈت گنیش دت جی نے آپ کی کونسی شنکائیں دور کر دیں اور آپ کے کونسے شکوک رفع کئے -

اجودہیا ناتھ "استعفیٰ دینے سے پہلے مجھ سے اُن سے مذہب کے متعلق کچھ بات چیت نہیں ہوئی -

بابو جوالا پرشاد - آپ کا کیا وشواس ہے اب آریہ سماج کے کونسے سدہانت کو آپ نہیں مانتے ہیں -

اجودہیا ناتھ "میں آریہ سماج کے سب سدہانتوں کو مانتا ہوں"

بابو جوالا پرشاد "پھر آپ نے استعفیٰ آریہ سماج کی ممبری سے کیوں دے دیا"

اجودہیا ناتھ "مجھ سے استعفا پر ایسے وقت میں دستخط کرائے گئے - جب کہ میں انکار نہیں کر سکتا تھا - گو ایسی حالت میں بھی میں نے دو تین الفاظ جو اُس میں تھے کاٹ دئے - یعنی یہہ کہ اُس میں یہہ لکھا تھا - کہ میرا آچرن جدا تنے دنوں دہرم کے درود رہا ہے - اُس کی بابت میں اب کشما مانگتا ہوں - لیکن میں نے یہہ الفاظ قایم نہیں رکھے"

مولوی محمد اشرف "یہہ اپنے رشتہ داروں کے خلاف مرضی کس طرح چل سکتے ہیں"

بابو جوالا پرشاد "مذہب کے معاملہ میں سب آزاد ہیں - اجودہیا ناتھ جب آپ آریہ سماج کے ممبر ہوئے تھے - اُسوقت آپ خود اپنی مرضی سے ہوئے تھے یا کسی نے پُھسلا کر یا دباؤ ڈال کر آپ کو ممبر کیا تھا"

اجودہیا ناتھ "میں خود اپنی مرضی سے ہوا تھا"

بابو جوالا پرشاد "مولوی صاحب آپ نے دیکھا کہ یہہ پورانک پنڈت کس قسم کی کارروائی سے اپنی جھوٹی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں" فقط -

کیا ایسی کارروائیوں سے آریہ سماج کو زک دینے اور اپنے نام پیدا کرنے کی خواہش ہے؟ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی کارروائیاں آخر میں مثل کارروائی ہائے پنڈت گوپی ناتھ و پنڈت بہیم سین کی باعث ندامت ہوئی ہیں ایسی کارروائیاں کچھ ہماری ہی نگاہ میں قابل نفرت نہیں ہیں بلکہ دہرم سبہا سے تعلق رکھنے والے فہمیدہ اصحاب بھی ان کارروائیوں کو نظر حقارت سے دیکھیں گے اگر کتھا بانچنے والے خود غرض اُپدیشکوں کے متعلق ہمارے خیالات آپ متعصبانہ خیالات تصور کریں تو ہم آپ کی توجہ شری ونکٹیشور سماچار مطبوعہ ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ع کی طرف مائل کرتے ہیں - جو دہرم سبہا کا پکا حامی اور آریہ سماج کا سخت مخالف اخبار ہے - وہ اِن پنڈتوں کی بابت فرماتے ہیں "اُپدیشک لوگوں میں کتنے ہی غیر مذہب والوں کو گالی دے دینا اور اُن سے کہا کہ عدالت کی شرن لینا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں - جو دین دہرم پرچار کے نام سے جسے ملتا ہے اُسے وہ مناسب طریقہ میں لگا کر اپنی ہی جاگیر سمجھتا ہے - پرائے مت کے کھنڈن پر سماچار پتروں اور ویاکھیان داتوں کا جتنا دہیان ہے - اُتنا اپنے مت کے منڈن پر نہیں ہے"

کیا شری ونکٹیشور سماچار کے ریمارک کی تصدیق کانپور میں نہیں ہوئی؟ کیا پڑھے لکھے لوگ نہیں جانتے کہ کانپور میں ہی دہرم سبہا منڈل کے معزز و فہمیدہ عہدہ دار اور تعلق رکھنے والے اصحاب نے سوامی آلارام کی کارروائی کو نظر حقارت سے نہیں دیکھا اور اُنہوں نے سوامی آلارام اور پنڈت گنیش دت جی کی کارروائی میں کوئی شرکت نہ کی - اور یہی وجہ ہے - کہ دہرم مہامنڈل سبہا سے علیحدہ ایک عجیب نام والی سبہا کی زیر حمایت پنڈت گنیش دت جی و سوامی آلارام کے ویاکھیان ہوئے - اس سبہا کا نام کبھی ہندو سناتن ویاکھیان پرداینی سبہا اور کبھی ویاکھیان امرت پرشنی سبہا اور کبھی دہرم سبہا سُنا جاتا ہے - معلوم نہیں یہ سبہا کس دن قایم ہوئی - اور اُس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں - اُس کے ممبران کون کون ہیں - ظاہرا تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سبہا اُن لوگوں کی ہے - جن کو سوامی آلارام جیسے لوگوں سے زیادہ ہمدردی ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعد نتیجہ اُس

مقدمہ سے جو سوامی آلارام کے مقابلہ میں تھا۔ اور بعد اس کے کہ ایک جلسہ عام نے سوامی آلارام کے اشتہار گالی گلوچ اور ان کے لیکچروں کو قابل اعتراض قرار دیا۔ اس سبھا کو سوامی آلارام کے لیکچروں سے نفرت نہیں ہوئی۔

افسوس ایسے مذاق رکھنے والے لوگ دیش میں امرت کی برشا کرنے کا دعوے کرتے ہیں۔ ہم ان مہاشیوں کی خدمت میں دوستانہ گذارش کرتے ہیں۔ کہ تقاضائے عقل و احتیاط یہہ ہے۔ کہ ایسے کاموں سے پرہیز کریں۔ اور دہرم مہامنڈل کے معزز و بااثر فہمیدہ اصحاب کی صلاح و مشورہ سے کام کریں۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ کا مصداق بننے میں نہ کچھ دیش ہی کا فائدہ ہے اور نہ ان کا۔ دہرم مہامنڈل کے فہمیدہ لوگ تو سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو سوامی آلارام کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا۔ وہ نفسانیت سے یا دہرم سبھا کو زک دینے کے لئے نہیں دائر کیا تھا۔ کیونکہ ہم ہرگز یقین نہیں کر سکتے تھے۔ کہ دہرم سبھا کے قوت بازو سوامی آلارام کے گالی آمیز اشتہار یا لیکچر اور نہ ہم یقین کر سکتے تھے۔ کہ کوئی فہمیدہ آدمی ایسی گالی گلوچ پسند کریگا۔ اس مقدمہ سے دہرم سبھا کی مخالفت ہم نے نہیں کی۔ بلکہ ہم نے دہرم سبھا کو نفع پہونچایا کہ ایک اپدیشک کی گالی گلوچ دینے کی خراب عادت کو چھڑا دیا۔ اور کیا اس سے ہر دو سوسائیٹی کا فائدہ منصور نہیں ہے۔ جن تعلیم یافتہ لوگوں نے اس مقصد کو سمجھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ اگر آپ اپنے لیڈر اور پیشوائیان کے خلاف، محض نادان سوامی آلارام کی خراب عادت چھڑانے کو اپنی پارٹی کی ہار سمجھتے ہیں۔ اور اس خجالت و ندامت کے مٹانے کے لئے سوامی آلارام کے لیکچر کراتے ہیں۔ تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ

بریں عقل و دانش بباید گریست۔

آخیر میں پنڈت گنیش دت جی کی خدمت میں ہماری مودبانہ التماس ہے۔ کہ اگر انہوں نے یا ان کے دوستوں نے خیال کیا ہے کہ اس کارروائی سے آریہ سماج کی ترقی مسدود ہو جاویگی۔ تو انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔ پنڈت جی اگر بفرض محال یہہ مان بھی لیا جاوے کہ اجودہیا ناتھ یا اودے نرائن کو آپ کے پربہاوشالی ویاکہیان آریہ سماج سے کھینچ لے گئے اور اب ان کو بجائے ایک پرماتما کی پرستش کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش اور علاوہ اس کے پیر مرد شہید مرد کی پرستش ہی بہاتی ہے۔ اور مورتی کا پوجن اور بہاگوت کی کتہا ہی ان کے دل کو بہاتی ہے۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان دو متلاشی روزگار نا تجربہ کار برہمن کماروں کا سماج سے علیحدہ ہو جانا کچھ سماج کی ترقی کا سد راہ ہو سکتا ہے۔ پنڈت جی مہاراج سماج کوئی پنتھ نہیں ہے۔ جہاں چیلے بھرتی کئے جاتے ہوں۔ اور جنکی بند چیلوں کی زیادتی یا کمی پر گورو جی کا فائدہ و نقصان ہو۔ ویدک دہرم کوئی پوراناک مت نہیں ہے۔ جو کسی خاص مٹھ یا مندر یا سمپردائے یا فرقہ یا سوسائیٹی پر محدود ہو۔ بلکہ ویدک دہرم عالمگیر مذہب ہے۔ جس کے پاک و پوتر اصول دنیا میں پوتر آتماؤں کو تسخیر کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ یہہ اصول کسی سماج یا سبھا کے رجسٹر اور بکاریاں میں درج نہیں ہیں۔ اور نہ کسی ممبر کے نام پر لکھے ہیں۔ بلکہ یہہ پاک اصول اوراق زمانہ میں اور نیچر کی کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔ جو انسانوں کی دہارمک زندگی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ آریہ سماج خود کوئی مذہب نہیں ہے۔ بلکہ آریہ سماج ان لوگوں کی سوسائیٹی کا نام ہے۔ جو خود ویدک دہرم کے معتقد ہیں۔ اور جو دنیا میں اس پاک دہرم کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ وہ اس پوترشن کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ نہ کہ روپیہ کمانے کو۔ وہ دوسروں کی ہدایت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ نہ بہکانے اور پھسلانے کو۔ ان کے اس بے غرضانہ پوترشن کی پاکی و عظمت ہی ہے جو دلوں میں اثر کرتی ہے اور جس کے واسطے یہہ لوگ محنت و کوشش کرتے ہیں۔ نقصان اٹھاتے ہیں۔ وقت اور زر صرف کرتے ہیں۔ زحمت و مخالفت برداشت کرتے ہیں۔ تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اور دوسروں کو نفع پہونچاتے ہیں۔ جو آتما اپنے ذاتی نفع کو چھوڑ کر دوسروں کی بھلائی کے لئے تکلیف گوارا نہیں کر سکتے۔ جو آتمائیں سچے دہرم اور پروپکار کی محبت میں اپنی ذاتی اغراض کی قربانیاں کرنے پر طیار نہیں ہیں۔ جو آتمائیں کہ وہ موہ اور لوبھ کے بس میں دنیاوی خوف و طمع و دباؤ سے اپنے دہرم کا خون کرتے ہیں۔ وے آتمائیں آریہ سماج میں نہ رہنے کے قابل ہیں۔ نہ رہ ہی سکتی ہیں۔ ایسے لوگوں کا علیحدہ

ہو جانا آریہ سماج کی ترقی میں ہرج
نہیں ہو سکتا۔ چاہے اُن لوگوں
میں پنڈت گوپی ناتھ سے سازش
کرنے والے پنڈت بھیم سین ہوں
اور چاہے پنڈت گنیش دت کے حلقہ
میں آنے والے اجودھیا ناتھ ہوں
آیا اس تبدیلی سے خود ایسے لوگوں
کو کچھ مذہبی یا اخلاقی فائدہ ہوا۔
یہ وہ سوال ہے جسکا جواب خود
اُن کی آتمائیں دے سکتی ہیں۔ آیا
دہرم کے رشتہ میں سازشیں اور ترکیبیں
آیا دہرم کے معاملہ میں داب ناجائز
اور طمع جھوٹی شہرت کی خواہش
کا ہرکنا جھوٹ گھڑنے اور مشتہر کرنے
پر طبیعت کا دلیر ہونا۔ اور مذہب
تبدیل کرنے والوں کا ایسی کارروائی
میں بلا دریغ شامل و مددگار ہونا
آتما کے بل اور دہارمک بھاؤ کی
ترقی کا ثبوت ہے۔ اس سوال کا جواب
وہ لوگ اپنی ہی کانشنس سے مانگ سکتے ہیں
ہم صرف اتنا عرض کرسکتے ہیں۔ کہ

सत्यमेव जयति नानृतम्

سچ کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ اور جھوٹ
کی شکست۔ ایسی ترکیبیں اور سازشیں
آریہ سماج کو شکست نہیں دے سکتی ہیں
اور نہ اس کی ترقی کی سدراہ ہوسکتی ہیں
آریہ سماج کی عظمت و ترقی کا اندازہ
تو اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس سماج
سے نکلے ہوئے پانچ چھ ہوئے۔ دو
نوجوان جو سماج کے آریہ سبھاسد
بھی نہ تھے۔ آج دہرم کا منڈل کے
مہوپدیشک کے لئے سرمایہ فخرو
ناز بنے ہوئے ہیں۔ اور باوجودان

تمام کوششوں کے۔ اور باوجودان
دو صاحبوں کے استعفاء دینے کے
اس عرصہ میں کئی نئے ممبر سماج میں
داخل ہوئے۔ لیکن پنڈت جی ویدک
دہرم پرچار کی ترقی کا اندازہ آریہ
سماج کے رجسٹر ممبران سے نہیں معلوم
ہوگا۔ اگر آریہ سماج مشن کی ترقی
کا صحیح اندازہ کرنا ہے۔ تو اپنے دل
کو دیکھو اور غور کرو۔ کہ تمہارے
خیالات میں کیا کیا تبدیلیاں واقع
ہوئی ہیں۔ اپنی سبھاؤں کی طرف
دیکھو۔ اور غور کرو کہ ان سبھاؤں
کی بنیاد کس نے ڈالی ہے۔ اپنے اور
اپنے ساتھی پنڈتوں کے دیاکھیانوں
کو گوش دل سے سنو اور اپنی کانشنس
سے پوچھو کہ ایکادشی برت کو اندریو
سابرت بتانا۔ سری کرشن جی کی چیرلیلا
کو محض ایک اخلاقی استعارہ ثابت
کرنا۔ پورانوں کے سائینٹیفک مضامین
شناخت کرنے کا خیال پیدا ہونا
کس سماج کی برکت ہے۔ قومی کانفرنسوں
کو اور مختلف قومی سبھاؤں کو دیکھو
اور غور کرو۔ کہ اُن کے پلیٹ فارموں
پر کون قوت کام کر رہی ہے۔ سوشیل
کانفرنس کے عالیشان مجمع میں جاؤ
اور غور کرو کہ بھارت ورش کے
تعلیم یافتہ سربرآوردہ مصلحان
قوم کے مجمع سے پاس کئے ہوئے
ریزولیوشنوں کے قالب میں کس
سماج کے خیالات کی جان ہے۔
کلکتہ کے جلسہ شدھی کا حال پڑھو
اور سوچو کہ پورانک مت سے متنفر
ہوکر عیسائی اور محمدی مذہب

اختیار کرنے والی آتمائیں کس
مہرشی کا گیت گا رہی ہیں۔ اُن
کو اور ایسے بیسیوں کارہائے نمایاں
کو نظر انصاف سے دیکھو۔ اور پھر
اُن لوگوں کی حالت زار پر، اُن
آتماؤں کی دُردشا پر غور کرو
جنہوں نے ایسے کاموں کی مخالفت
کرنا ہی ذریعہ معاش بنایا ہے۔
پنڈت جی! دھرم اپدیش بڑی ہی
ذمہ داری کا کام ہے۔ اس کی
ذمہ داری صرف دنیا کے روبرو ہی
نہیں ہے۔ بلکہ پرماتما کے روبرو
بھی ہے۔ دنیاوی جھوٹی شہرت
اور ہادی دھرم بن کر روپیہ کمانے
کی خواہش ایک ایسا زہر آلودہ
شربت ہے۔ جو مزہ میں بہت لذیذ
ہے۔ مگر اثر میں آتما کے لئے ہلاہل ہے
اگر انصاف کی گنجائش آپ کی طبیعت
میں مطلق نہیں ہے۔ اگر مہوپدیشک
پدوی کا قائم رہنا ایسی ہی کارروائی
پر منحصر ہے۔ جس نے ہم کو اس مضمون
لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ تو آپ جانئے
اور آپ کا کام۔ ہمیں ضرور ہوگا
کہ مختلف آریہ سماجوں سے مستعفی ممبران
کی ایک فہرست آپ کے پاس بھیجدیں
اور آپ اُن سب کو اپنے تعریفی
اشتہارات میں شائع کر دیجئے۔ بلکہ
ہاتھی پر چڑھ کر اُن اشتہارات کا
ایک جھنڈا ہاتھ میں لے کر گشت کیجئے
عقلمند لوگ آپ کی داد دینگے یا نہیں۔ اس
کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں

راقم
آنند سروپ وکیل سکرٹری آریہ سماج کانپور

اسلام دنیا میں کس طرح پھیلا

(از زبان مہاشے لوگندر پال جی آریہ اپدیشک)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسی طرح وہ سب ایک منفذ و سوراخ میں چشمے کے ہو گیا تھا۔ داخل ہو گئے۔ مگر جو جوان میں جسیم اور بڑے اندام تھے۔ وہ گھسنے سے عاجز رہے۔ اور اپنے حرمان شہادت پر تاسف کرتے ہوئے واپس آئے اور کوئی اُن کی معیت میں نہ پہونچ سکا لیکن بعد جانے اُن لوگوں کے ایک شخص اُن میں سے جو باعث جسامت دخول منفذ سے قاصر رہا تھا۔ اس نے ہی اُس سوراخ کے فراخ کرنے کی تدبیریں کیں۔ کہ اُس کو اور کشادہ کیا جاوے۔ اور آخر بقیہ مردم بھی داخل ہو گئے۔ اپنے یاروں کو جا لیا۔ اور وہ سب وسط شہر میں پہونچ چکے تھے۔ تاآنکہ اُن کے پاؤں کی آہٹ سنتے ہوئے جاگ اُٹھے۔ اور بیٹھے بیٹھے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تب خالد نے قصد اُن لوگوں کا کیا۔ جو دیوار شہر پر دربان تھے۔ تاآں کہ اُن کو دیوار کی اُوپر سے نیچے اترنے نہ دیا خالد نے اپنے اصحاب میں سے دس آدمیوں کو باب شہر میں بھیج دیا انہوں نے قفلوں کو توڑ کر دروازے کھول دئے۔ اور اُدھر عیاض بن غنم سوار ہو کر لوگوں کو بیدار اور ہوشیار و آمادہ کارزار کر رہے تھے۔ تاآنکہ جس وقت خالد اور ان کے اصحاب نے باواز بلند تکبیر کہی تو فوراً عیاض مع لشکر باب شہر پر جا پہونچے۔ اور اُس کو کھلا ہوا پاکر اندرون شہر گھس پڑے اور اہل شہر طرف دیوار اور برج شہر پناہ کے بھاگے۔ تاکہ اُس پر پناہ لیویں۔ اور رات بہت تاریک تھی۔ کہ اندھیرے نے اُن کو ڈھانپ لیا تھا۔ چنانچہ کوئی ایسا نہ تھا۔ جو اپنی خوابگاہ سے اُٹھا تھا۔ مگر یہ کہ تلوار اُس کے سر کو اُس گردن سے اُتار لیتی تھی۔ اور جو کوئی اپنے فرزندان دلبند کے پاس سے باہر نکلا۔ شمشیر نے اُس کا جگر چاک اور بند بند جدا کیا۔ اور خالد باتفاق اپنے اصحاب کے برابر پکار پکار کر تکبیر کہتے تھے۔ اور اہل آمد کے لئے عالم اسباب قطع ہو گیا تھا اور اُن کو عذاب نے گھیر لیا تھا۔ اس طرح برابر جنگ ہو رہی ہی۔ اور لاش پر لاش گر رہی تھی۔ اور مسلمین کے دلوں کو شگفتگی اور کشادگی ہوتی تھی۔ اور مشاعل اُن کے منقطع ہو گئے تھے۔ اور شجاعان عرب سرہائے مجسم کو ٹکراتے تھے اور تلوار زردوں پر تلواریں پڑتی تھیں اور نیکین اشرار کی کٹتی تہیں۔ اور نابکاروں کے دل دہلتے تھے اور نامردوں کے بدن تھراتے تھے۔ آنکھوں سے اشک بہتے تھے فریاد کرنے والوں کے شور کوئی نہیں سنتا تھا۔ اور کوئی کسی کی شفاعت و سفارش نہیں کرتا تہا۔ اور کوئی منع کرنے والا نہ تھا۔ جو کسی کو باز رکھتا۔ اور کوئی کسی سے دفع بلا نہیں کرتا تہا۔ اور کسی کا دل اُن پر ترس نہیں کھاتا تھا"

حال کے مسلمان مولوی اور عالم ان مسلمانوں کی زیادتیوں اور جبر و ظلم پر پردہ ڈالنے کے لئے ان واقعات کو بالکل غلط بیان کرتے ہیں حالانکہ اُن کے مطالعہ ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ مسلمانوں کا ان غیر ملکوں پر چڑھائی کرنا جن کا اہل عرب سے کچھ واسطہ نہ تھا اور اُن کو انواع و اقسام کے عذابوں اور خونریزیوں میں مبتلا کرنا اور اس خون ریزی کے ذریعہ سے دین اسلام کی اشاعت کرنا عدل و انصاف و رحم کے بالکل برخلاف ہے۔ جس کا نام ظلم و بے رحمی و خون ریزی وغیرہ ہے۔ اور یہی دین اسلام کے مقلدوں کا جبر ہے۔ جو انہوں نے قرآن سے حاصل کیا ہے۔

ان مسلمانوں کی ایک اور سینہ زوری اور تعصب باطنی یہ تھی۔ کہ وہ بیشمار خلق خدا کو ناحق قتل کر کے ملک پر قبضہ کر لیتے تھے [illegible] وہاں کے چند بچے کھچے خوف زدہ لوگوں کو دین اسلام میں داخل کر کے اُن کو امان دیتے تھے تو اس کا نام یہ رحم رکھتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تم سب کو مار ڈالتے۔ اگر تم

ہماری اطاعت نہ قبول کرتے
چنانچہ اسی لڑائی میں عیاض کا
یہہ قول درج ہے۔ کہ اگر حق تعالیٰ
ہمارے نبی کو نبی الرحمہ مبعوث نہ کرتا اور
مومنوں کے دلوں میں رحم نہ ڈالتا
تو بالضرور ہماری تلوار تم میں سے
کسی کو بہی نہ چھوڑتی۔ الحاصل
بیشمار آدمیوں کو قتل کر کے بعض
کو خوف قتل سے مسلمان کیا گیا
اور بعض پر جبراً تشدد کے ساتھ
جزیہ قایم رکھا گیا۔

{دیکھو غزوۃ العرب تاریخ
واقدی صفحہ ۹۹ و ۱۰۰۔}

---

(۱۳) ذکر فتوح یمانیہ وجبل جودی
میں اہل اسلام کی سینہ زوری و
لشکر کشی کا حال درج ہے۔ جس سے
ظاہر ہے۔ کہ مسلمان مجتہدوں نے
فقط تلوار کے زور سے دین اسلام
کی اشاعت کی ہے۔

{دیکھو صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲
غزوۃ العرب}

---

(۱۴) حمص لغوب کی فتح میں مسلمانوں
نے جرسلو البطریق کی وساطت سے فریب
کہیلا اور قلعہ مذکور کے والی واصحاب
کو ناحق جبر و ظلم سے مارا۔ اور خون
کی ندی بہائی۔

{دیکھو فتح حمص لغوب تاریخ
واقدی غزوۃ العرب صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۹}

(۱۵) ذکر فتوح بدلیس وارزن
ومضافات میں کہا ہے۔ کہ طاریون
نامی ایک مسلمان شہزادی یوقنا
کے ساتھ مل کر اپنے باپ کا قتل
از روے حیلہ وخدع کرنا چاہتی تھی
چنانچہ لکھا ہے کہ بدلیس۔ وارزن
اور قف۔ اور النظر۔ وغیرہ یہہ سب
قلعہ ایک بطریق کے تہے۔ جس کا
نام لروندین بولص تہا۔ اور ملکہ
طاریون بہی وہیں اُتری تہی۔ اور
اس وقت لروند ملکہ طاریون کا بہی
موجود تہا۔ جس وقت لروند کو خبر
ورود و آمد یوقنا کی معلوم ہوئی۔
تو وہ اُن کی پیشوائی کے لئے سوار ہوا
اور اُن کو اپنا مہمان کیا۔ اور بعد ازاں
طاریون نے یوقنا کے ساتھ تخلیہ
کیا۔ اور کہا کہ اے میرے عم تم ہرگز
یہہ گمان نہ کرو کہ میں بہاگ آئی ہوں
اور روم کی طالب ہوں۔ بلکہ میں نے
ارادہ کیا ہے۔ کہ خالصاً لوجہ اللہ
کچہہ تو خیر خواہی رسول خدا اور مسلمانوں
کی کروں اور میں چاہتی ہوں۔ کہ
اپنے باپ کو بطریق حیلہ و غدر قتل
کروں۔ اور اُس کا قلعہ تسلیم اہل اسلام
کروں۔ ولیکن اے میرے عم تم مجھ کو
مشورہ دو۔ اور تدبیر بتاؤ۔ کہ کس
طور پر اس کام کو کروں۔ اور تم خوب
جانتے ہو۔ کہ یہہ بلد بدلیس۔ اور
اخلاط جس پر قلعہ قف و النظر واقع
ہیں۔ اِس قسم کے مقامات مشکل ہیں
کہ جب عرب یہاں ارادہ عبور
کریں گے تو قادر نہ ہو سکیں گے۔
اس باب میں جو رائے تمہاری ہو

اور مجکو بڑا اندیشہ ہے۔ کہ جب میں
اپنے باپ کے پاس پہونچوں گی۔ تو
پہر مجہ کو قدرت واپسی اپنے شہر
اور بجانب اہل اسلام ممکن نہ ہوگی
یوقنا نے کہا کہ تو خوب یقین کر کہ اگر تو
تو اس نیت خالص سے عزم کریگی
تو حق تعالیٰ ضرور تجہہ پر دروازے
خیر و برکت کے کہول دیویگا۔"
افسوس اِن مسلمانوں کی مسلمانی پر
کہ دین اسلام کو خدا کا دین بتلاتے ہیں
اور اُس کی اشاعت کے لئے اس قسم
کی ناجایز تدبیریں کرتے ہیں۔ اور ان
برکات کے بدلے سمجہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ
دروازے خیر و برکات کے کہول
دیویگا۔ اگر اِن کاموں سے دروازے
خیر و برکات کے کہلتے ہیں۔ تو ہم
پوچھتے ہیں۔ کہ دروازے شر و
عذاب کے کِن اعمال سے کہلیں گے۔

{دیکھو ذکر فتح بدلیس
صفحہ ۱۱۴ غزوۃ العرب}

اس عورت نے اپنے باپ بوسطیوس
کو کچہہ بی پڑہائی اور ... عربیول
کو سکہایا۔ اور اس طرح باپ کو
غافل پاکر مکر و فریب سے اور ...
سے مروا ڈالا۔ جسپر محمدیوں نے
بجائے اُس کو سزا دینے کے اُس
کی بڑی شکر گذاری کی۔ گویا
..... دین اسلام کے اعلے مراتب
بندلی گئی تہی۔ افسوس اس مسلمانی
پر۔ اور ان دیندارون پر ...
جنہوں نے اِن ڈہنگوں سے دنیا میں
اسلام پھیلایا۔

{دیکھو غزوۃ العرب صفحہ ۱۲۰}

بیشمار رد بیوں کو اس لڑائی میں قتل کیا گیا۔ اور طارلیون جیسی ۱ خلف لڑکی نے اپنے شفیق باپ کا سر کاٹا۔ اور ۲۰ مسلمان اس لڑائی میں مارے گئے۔ اور رد بیوں پر بیشمار ظلم وستم کئے گئے۔

---

(۱۶) قلعہ ارزن وسرو و جبل بارون پر بھی جابرانہ فوج کشی کی گئی تھی۔

(۱۲۶ صفحہ غزوت العرب)

---

(۱۷) ذکر فتوح اسمعیلیات میں لکھا ہے :۔ بعد فراغ جزیرہ کے پھر عیاض نے طرف ممالک غیر کے کوچ کیا اور وارد ہوئے اس ملک میں جس میں مربع قبطی رہتا تھا۔ آخر اُس نے ہی مصالحہ کیا۔ اور جو کچھ اُس پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ اُس نے قبول کیا۔ بعد ازاں عیاض نے وہاں سے کوچ کرکے اسمعیلیات کا قصد کیا وہاں پہونچ کر عمرو بن جندب کے تئیں بسرکردگی ایک جماعت کے واسطے تاخت وتاراج اوپر موصل اور اُس کے مضافات کے روانہ کیا چنانچہ یہ لوگ گئے۔ اور تاراج کرکے غنائم کثیر قبضہ میں لائے۔ اس بات پر بعضوں نے صدائے شور وفریاد بلند کی۔ یہ سُن کے باشندگان موصل اور ساکنان نواحی نکل پڑے۔ اور خوب ہی مقابلہ کیا یہاں تک کہ جندب سے ساری غنیمت چھین لی۔ اور جندب کو بھی شہید کردیا۔ پس اصحاب نے جندب کو بجانب غربی دفن کردیا۔ پھر جب عیاض کو خبر پہونچی۔ تو اسمعیلیات سے کوچ کرکے موصل پر نازل ہوئے اُسوقت اہل موصل بسلاح وسامان جنگ طرف عیاض کی نکلے۔ تب خالد نے بالشکر جنگ اہل موصل پر حملہ کیا آخر اُن کو شکستہ بال وخستہ حال کردیا۔ اُس وقت اُس شہر میں شہر پناہ نہ تھا۔ جو مانع تاخت ہوتا۔ چنانچہ موصل کو خالد نے بزور شمشیر لیا۔

(صفحہ ۱۲۷ غزوۃ العرب)

موصل پر عیاض کی لشکرکشی لغرض تاخت وتاراج وجابرانہ تھی۔ ہم ان عربیوں کا کوئی ایسا واقع نہیں دیکھتے۔ کہ جس میں کہیں رحم ورفق کا نشان ہو۔ ہر جگہ درندوں اور چیتوں کی طرح (مسلمانوں کی ایک رسالت میں مورخ واقدی لکھتا ہے۔ کہ جب اصحاب اعرابی ملک بوسیطیوس کے دربار میں پہونچے۔ تو ان سب نے بادشاہ کو سلام کیا۔ اور زمین پر بے تکلف بیٹھ گئے۔ جس طرح شیر ودرندے بیٹھتے ہیں۔ پس ضرور عربی لوگ درندے ہی ہیں) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھنے میں آئے حالانکہ بیسویں صدی گذر رہی ہے اور محققین تمام دُنیا کے واقعات کی چھان بین کر رہے ہیں۔ اور مسلمان مورخوں نے تاریخ کا کوئی ورق ایسا نہیں لکھا۔ کہ جس میں اُن کا جور وظلم وکشت وخون درج نہیں کیا۔ پھر بھی بعض متعصب مسلمان ایسے اظہر من الشمس واقعات پر پردہ ڈالنے کے لئے حیلہ وبہانہ کام میں لاتے چلے جاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کبھی جبر نہیں کیا۔

اس فتح کے بعد عیاض نے امیرالمومنین خلیفہ عمر کو ایک خط لکھا ہے۔ جس میں اپنے ظلم وستم وقتل وغارتگری کا حال بیان کیا ہے۔ دیکھو۔ صفحہ ۱۲۹۔ غزوۃ العرب

عراق و عجم

---

(۱۸) سعد بن ابی وقاص کا خلیفہ عمرؓ کے حکم سے اہل ایران پر چڑھائی کرنا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اُن کی لشکرکشی صرف جابرانہ اور غاصبانہ تھی۔ نعمان بن المنذر نے اِن مجرموں کے ڈر سے جو خط کسریٰ کی طرف لکھا ہے۔ اُس سے اُسکا حال ظاہر ہوتا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ لشکر مسلمانوں کا رتیہ سے بھیجا ہوا۔ عمر بن الخطاب کا بقصد سرکرنے اور لے لینے ملک عراق کے آپہونچا ہے۔ پس اے بادشاہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور بے خبری سے ہوشیار ہو۔ اپنا انتظام سلطنت سنبھالو۔ کہ یہ وہ زمانہ ہے۔ جسکو ہم سُنا کرتے تھے۔ اور اُس کی تصدیق نہیں کرتے تھے بلکہ تکذیب کرکے اُس کو راست نہیں

ہنیں جانتے تھے۔ اور ہم گمان اس بات کا نہیں کرتے تھے۔ کہ کوئی ہم پر جسارت وجرات کر سکے گا اور نہ کوئی ہماری طرف لشکر بھیج سکے گا۔ سو وہ وقت معین آ گیا۔ کہ والی مدینہ کا عمر ہوا ہے۔ اور وہ صاحب ہے فتوح کثیرہ کا اور وہ بہت سے ملوک کو شربت شر پلا کر ہلاک کر چکا ہے۔

میلہ لوئی رامپور بشہر ضلع شملہ میں دھرم پرچار

یہہ میلہ سال میں تین دفعہ مندرجہ بالا مقام پر منعقد ہوتا ہے۔ میلے تو دنیا میں طرح طرح کے روزمرہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ پرنتو اس میلہ میں خصوصیت یہہ ہے۔ کہ یہ میلہ پرانے طریق پر خاص بیوپار کے واسطے کیا جاتا ہے۔ اس میلہ میں دور دور کے لوگ شامل ہوتے ہیں مثلاً۔ لداخ ڈانک وغیرہ سے اونی پارچہ قالین لاتے ہیں۔ ادہیاں سے سوتی کپڑا اور گوڑ مصری وغیرہ کل اشیاء خوردنی خرید کر لے جاتے ہیں۔ ریاست بشہر کے کناؤری گدھے۔ ٹٹو۔ چادریں اون بکروں وغیرہ پر لاد کر لاتے ہیں اور اپنی ضرورت کے موافق سامان لے جاتے ہیں۔ ان کناوروں میں ایک قسم کے سادھو ہوتے ہیں۔ جو کہ ہاتھ میں ہانی پہانی جو کہ ایک بینڈے کی طرح ہوتی ہے۔ پہرتے رہتے ہیں اور اس سے پرلوک کی سدھی کا خیال کرتے ہیں اس ہانی پہانی میں ایک تعویذ (منتر) لکھ کر ڈالا ہوا ہوتا ہے۔ جس کا یہہ پاٹھ ہے "اوم منی پدمے ہوم" جسکے معنی کہ خدا کی دعا بولتے ہیں۔ اور اکثر یہہ لوگ گلے میں مالا۔ نیلم۔ پکہراج وغیرہ ڈالے ہوتے ہیں۔ اور کانوں میں مرکیاں بھی فیروزہ سے منڈھی ہوئی ڈالتے ہیں۔ ساتھ ہی گلے میں تعویذ اور چاندی کی زنجیریں ڈالی ہوئی ہوتی ہیں۔ عورتوں کے سر کے بال گندھے ہوئے بینڈھی بنائے ہوئے پیچھے ڈالے ہوتے ہیں۔ مردوں کے جوڑے کی طرح باندہے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے گلے میں جو گول تعویذ ہوتے ہیں ان کو جوکڑو کہتے ہیں۔ اور جیوکوں کو گاؤ بولتے ہیں۔ اور گلے میں چوڑی چوڑی رکابیاں باندہی ہوئی ہوتی ہیں جن کو آمنو کہتے ہیں۔ غرضیکہ طرح طرح کے آدمیوں کو دیکھنے سے عجیب نظارہ معلوم ہوتا ہے ان کی بولیاں بھی طرح طرح کی ہوتی ہیں۔ جو کہ عام لوگ نہیں سمجھ سکتے آلا کو یہہ لوگ چھیاں کہتے ہیں۔ کوڑی کو ڈنٹو کہتے ہیں۔ اور رتی کو مال ہوسی وغیرہ۔ یہاں ایک اور طرح کے سادھو ہوتے ہیں۔ جن کے گلوں میں دیوتا جن کے نام مختلف ہیں ڈبیوں میں بند کئے ہوئے لٹکائے ہوئے ہوتے ہیں ان میں سے ایک سادھو کو میں نے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ اور اس سے پوچھا کہ تیرے گلے میں کیا ہے۔ اس نے نکال کر دکھلایا۔ تو تین دیوتا نکلے ایک کا نام ڈوما۔ دوسرے کا داچ اور تیسرے کا شاہنا اور بھی شاکپچاونشا کیا) وغیرہ بہت سے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی مختلف انواع و اقسام کے آدمی دیکھنے میں آتے ہیں۔

مذکورہ بالا میلہ کئی سال سے عیسائی لوگ پرچار کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور وہاں پر مسٹر لال ٹین [illegible] وغیرہ سے لیکچر دیتے ہیں۔ اور بازاروں میں بھی پرچار کرتے ہیں۔ آجتک یہاں پر آریہ سماج کا کوئی اپدیشک نہیں پہونچا۔ اور نہ ہی ادہر کے لوگ (کناورے) آریہ سماج کے نام سے واقف ہیں۔ میں کوٹگڑھ میں پرچار کرتا ہوا اس میلہ پر بھی پہونچا اس ریاست کے وزیر اعظم لالہ سنگت رام جی بڑے سپرنٹ پرش ہیں ان سے ملاقی ہوا اور ساتھ ہی محکمہ جنگلات کے کئی مہاشے ملے میں یہاں ۸ تاریخ کو پہونچگیا تھا۔ پہلے دن انتظام نہ ہونے کے سبب دیاکھیان نہ ہوسکا۔ میلہ دیکھتے ہوئے ایک کھنتو نکا جھنڈ ناچتا ہوا نظر آیا۔ باجا بج رہا تھا اور یہہ لوگ ہاتھوں میں ٹپو وغیرہ پکڑے ہوئے ناچ رہے تھے۔ وہاں پر ایک صاحب اور پانچ چھ لیڈیاں بیٹھی ہوئی تہیں جنہوں نے کہ ان کی تصویر اتاری اس کے بعد ناچنے والے تین دیوتا منگوائے گئے جو کہ اسی واسطے بنا کر رکھے ہوئے ہیں۔ اور انکا نچانا ہی پن خیال کرتے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہے۔ جبانگرو جبارو۔ جاکھنہ اور ایک ایک کے چھ چھ منہ تھے۔ یہ ڈولیوں کی طرح سنگھاسن بنا کر ان کے اوپر ڈالے ہوئے تھے۔ اور سر کے اوپر ان کے بال اور لال پیلی پگڑیاں باندہی ہوئی تہیں

جلد ۱۴ | مطبوعہ ۱۵ - مگھر سمت ۵۸ مطابق ۲۹ - نومبر ۱۹۰۱ء - شکروار - جلندھر شہر | نمبر ۳۴

ضروری نوٹ

(۱) گروکل کی ملکیت موضع کانگڑی کو دیکھنے اور عمارت کا انتظام کرنے کی غرض سے ۱۸ - نومبر کو چلا گیا تھا اور وہاں کا ابتدائی انتظام کر کے ۲۴ - نومبر کی رات کو جلندھر شہر میں واپس آگیا ہوں

(۲) ۱۹ - اور ۲۱ - نومبر کے دن میں نے کانگڑی میں صرف کئے - لالہ سکھرام داس جی انجنیئر میرے ہمراہ تھے - جنہوں نے ۲۰ کا دن بھی اُن دنوں کے علاوہ کانگڑی میں صرف کیا - بگانو کا نقشہ اور گروکل کے مجوزہ مکان کے نقشہ کا خاکہ اُتار کر لالہ سکھرام داس جی لے گئے ہیں - امید ہے کہ بہت جلد نقشہ طیار کر کے میرے پاس بھیجیں گے - جس اُتساہ سے لالہ سکھرام داس جی کام کرتے تھے - اگر ایسے دو تین کام کرنیوالے اور مل جاویں تو یہ مشکل منزل بہت جلد اور آسانی سے طے ہو سکتی ہے -

(۳) واپس آکر مجھے بہت سے کام طے کرنے تھے - جن کی وجہ سے اخبار کی طرف توجہ نہیں دے سکا - اب لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر چلا ہوں - ایسی موقع پر آریہ پرتی ندھی سبھا کا جنرل اجلاس بھی خاص ضروری امور کے طے کرنے کے لئے ہوگا - آشا کرتا ہوں کہ ممبران سبھا جمع ہو کر ان ضروری امور کو طے کر دیں گے -

(۴) جس طرح آریہ سماج کے گذشتہ غدر میں میری نسبت غلط افواہیں اُڑائی جاتی تھیں - اب معلوم ہوتا ہے - کہ ویسی ہی کارروائی شروع ہو گئی ہے - اس وقت افواہیں اُڑانے والے ایک ہی قسم کے نہیں ہیں بلکہ مختلف رنگوں میں نمودار ہوتے ہیں - زیادہ تر روپ میری ہمدردی کا بھرا جاتا ہے آریہ پُرشوں کو خبردار کرتا ہوں کہ جب کوئی شبہ ہووے تو فوراً مجھے بلا توسط دوسرے کے سیدھی خط و کتابت کر کے اپنا شک رفع کر لیا کریں - ورنہ ممکن ہے - کہ آریہ سماج کی اُن عالی شان تحریکوں کو نقصان پہونچے جن کو مکمل کرنا کہ ہر ایک آریہ کا فرض ہونا چاہیئے

منشی رام

ویدپرچار کی غرض اور ہمارا فرض

دنیا کے عظیم الشان عجائب خانہ کی سیر بنی نوع انسان کے لئے ایک دلفریب تفریح ہے - اس کے خالق نے ایک دوسرے سے بڑھ کر خوبصورت اشیاء عجیب قرینہ سے سجائی ہیں - لیکن کیا ہر فرد اِن سے یکساں فرحت حاصل کر سکتا ہے علم نباتات کا محقق جو لطف ایک جنگلی بوٹی سے حاصل کیا کرتا ہے - کیا اُس کی خوبیوں سے محض ناآشنا شخص سوائے اس کے کہ سردی لگنے پر اُس کو جلا کر تاپے - اُس سے کچھ فائیدہ اُٹھا سکتا ہے ؟ - علم حیوانات کا ماہر جس باریک بینی سے ایک چیونٹی کے رگ و ریشہ سے واقفیت حاصل کر کے خالق کُل پرماتما کی عظمت کو جانتا ہے - کیا قدرت کے ناقدر شناس اُس کو پاؤں تلے کچل کر ضائع نہیں کر دیتے اِس سے صاف ظاہر ہے - کہ دنیا میں ایک شخص کسی چیز کی اصلیت سے آگاہ ہو کر اُسے اپنے سامان تفریح میں جگہ دیتا ہے - اور اُسی چیز کے خواص سے ناواقف دوسرا شخص نکمی سمجھ کر پرے پھینک دیتا ہے - یہہ کیوں ؟ - جواب صاف ہے کہ جس چیز کی ماہیت سے ہم ناآشنا ہیں - خواہ وہ کیسی ہی قیمتی کیوں نہ ہو - ہم اُسے نکمی سمجھتے ہیں - یہی تو وجہ ہے - کہ افریقہ کے وحشی مٹی کے کھلونوں کے بدلے لعل و جواہر دے رہے ہیں - پس جب تک ہمیں دُنیا کے عجائب گھر میں سیر کرانے والا رفیق نہیں ملتا - جو کہ ہر ایک شئے کی ماہیت سے خود کامل ماہر ہوتا ہوا - ہمیں اُس کے خواص سے واقف کرا سکے - ہمیں مطلق لطف نہیں آ سکتا - عجائب خانہ کا خالق عجب کامل ہے - تو کیا اُس نے شائقین کی سیر کرانے کے لئے کوئی رفیق نہ دیا ہوگا - اُس نے تو دو رفیق انسان کی رہبری کے لئے دئے ہیں - اور وہ ہیں ہمیشہ اکٹھے رہنے والے - "علم اور عقل" کون مذہب ہے - جو اِن دونوں کی عظمت کا عملاً قائل نہ ہو - گو ذہن ویدانتی اصحاب "اکیوالف نیرے درکار" کا راگ الاپتے ہوئے "علموں بس کریں او یار" کا ورد کرتے ہیں - لیکن کون نہیں جانتا کہ اپنے گھڑت سدھانتوں کی پشٹی کے لئے اُپنشدوں اور ویدوں تک کے ارتھوں میں گڑبڑ ڈالنے کے لئے اپنی ساری علمی لیاقت خرچ کر دیتے ہیں - گو مسلمان بھائی "عقل کو مذہب میں دخل نہیں" کے مسئلے کا پرچار کرتے ہیں لیکن قرآن کے الہامی ثابت کرنے کے لئے تو وہ عقل کے ہی کان کترتے ہیں - غرضیکہ ساری

دنیا علم وعقل کی سچے ہردے سے تمنا خواں پائی جاتی ہے۔ گو کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے بعض اشخاص اُن کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان رتنوں کو ہم کس طرح حاصل کرسکتے ہیں۔ اور یہی سوال ہے۔ جس پر انسانی دماغ کے گھبرائے ہوئے مذاہب سکوت کے عالم میں حیران و سرگردان ہیں۔ کیونکہ پیدائش دنیا کی خاص تاریخ مانتے ہوئے اس سے پیشتر وہ خدا کی کو محض نیستی کا خدا بتلاتے ہیں۔ جس سے خدا کی صفات کے اناد ی ہونے سے ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ویدک دہرم ہمیں کیسی عمدہ تعلیم دیتا ہے۔ وید بتلاتے ہیں۔ کہ ایشور انادی کال سے انادی پرکرتی کا مالک ہے اور انادی جیو آتما اُس کی رعیت ہیں اُس کی ہر ایک صفت انادی کال سے ہے اور وہ جیو آتماؤں کے سکھ کے لیئے انادی کال سے ہی سب سامان دے رہا ہے۔ جس سے صاف پرتیت ہو رہا ہے۔ کہ پرماتمانے "علم وعقل" کا خزانہ بھی ضرور ہمارے لیئے کھولا ہوگا۔ اور بیشک یہ خیال بالکل صداقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ علم وعقل کا لازوال خزانہ وید مقدس ہمارے لیئے موجود ہے۔ اور ہر ایک انسان اس سے علم حاصل کرتا ہوا۔ عقلمند بن سکتا ہے۔ ورنہ جو شخص وید سے بے خبر ہے۔ علم وعقل کی اُسے ہوا بھی لگنا ممکن ہے ناظرین اعتراض کریں گے۔ کہ جب یوروپ کے فلاسفروں نے وید کے درشن تک نہیں کیئے۔ تو پھر اُن کی عقلمندی کا لوہا دنیا کیوں مانتی ہے۔ لیکن میرا جواب یہ ہوگا کہ جس درجہ تک وہ عقلمند یا عالم ہیں۔ وہ اُنہوں نے وید سے ہی پڑھا ہے

کیونکہ انسان خود بخود کسی نئی ایجاد کرنے سے قاصر ہے۔ ایشور کے دیئے ہوئے بیج روپی ویدوں سے خیالات لیکر انسان دیگر پستکیں رچ رہے ہیں۔ اور ان کتابوں کا پڑہنے والا سمجھ سکتا ہے۔ کہ فلاں صداقت میں نے فلاں کتاب سے لی ورنہ اصل میں اس صداقت کا منبع اول وید ہی ہیں پستکوں کے وراق اُلٹنے پر ہی کچھ منحصر نہیں۔ وید کے متبرک احکام ہردرو دیوار پر صاف موٹے اور سنہرے الفاظ میں کندہ ہیں۔ ذرا آنکھ کھولو۔ اور پڑھ لو۔ مادی آنکھوں کی بھی ضرورت نہیں۔ ایک اندھا شخص بھی اُن الفاظ کو ویسی ہی صفائی سے پڑہ سکتا ہے۔ جیسا کہ آنکھوں والا۔ غرضکہ پرماتما نے باغ جہاں میں سیر کرانے کے لیئے علم وعقل کا منبع ہمیں وید دیئے ہیں۔ اور جب تک ہم ان کا مطالعہ سچے دل اور سچے ہردیہ سے نہیں کرتے کبھی ممکن نہیں۔ کہ ہمیں سکھ مل سکے۔ ویدوں کے خود پڑہنے کی غرض تو ناظرین مندرجہ بالا سطور سے جان ہی گئے ہوں گے لیکن میں تو آپ کو ویدوں کے پرچار کی غرض بتانے کی کوشش کر رہا ہوں اسلیئے اُس طرف رجوع ہونا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ سارے منشیہ اُسی ایک پرم پتا کے پتر ہونے کے باعث آپس میں بھائی ہیں۔ مبارک ہیں وہ بھائی جو کہ اپنے پتا کی جائیداد کو سچے سادی بانٹ کر استعمال کریں۔ اور خوش نصیب ہیں وہ بھائی۔ جو کہ دوسروں کے سکھ میں اپنا سکھ اور اوروں کے دُکھ میں اپنا دُکھ محسوس کریں۔ لیکن جو اُن کے دردو دکھ چیتا ہے۔ وہ بھائی

کبھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اُسے شتر و خود غرض۔ دغاباز۔ کمینہ سمجھا جاتا ہے۔ اور حق پسند لوگوں کی نظر میں وہ گرجاتا ہے۔ اسلیئے سب منشیوں کو واجب ہے کہ ایشور کی بخشی ہوئی ویدک ودیا کو گہر گہر میں پہونچا دیں۔ جسکو حاصل کرتے ہوئے سارے منشیہ دُکھوں سے نکل کر سکھوں کو حاصل کریں۔ اور اودیا کا راج اُٹھ کر ودیا کا پرچار ہو۔

پیارے بھائیو! اس وقت جو ویدک ودیا کے لوپ ہونے سے سنسار میں باوجود اعلیٰ درجہ کی مادی ترقی کے ہر طرف دُکھ ہی دُکھ پرتیت ہو رہا ہے۔ آتمک روگوں کے علاوہ جسمانی شاریرک اروگتا بھی نشٹ ہو چکی ہے۔ اس کے دور کرنے کا بھی کبھی آپ کو خیال آیا ہے۔ دہنی پرشو! اکال پیڑا سے لوگوں کو پیڑت ہوتے دیکھ کر تمہیں کیوں نہیں دیا آتی۔ شاید اس وجہ سے۔ کہ دہن کے ہونے سے تم اس خیال میں ہو۔ کہ اکال تمہیں ستا نہیں سکتا۔ لیکن خبردار ہو جاؤ۔ اور اجہان کا پردہ آنکھوں سے اتارو۔ بھوک سے مرتے ہوئے اُس بکس کی دہیمی آواز تو سنو۔ وہ کہہ رہا ہے کہ "ہا میں اُن پرشوں کی اولاد ہوتا ہوا آج روٹی کے نہ ملنے سے مرا جاتا ہوں جن کے پاس کروڑوں روپے کے دفینے تھے اور جن کے ہاں کیتنے کے کیتنے اناج کے ہرے تھے"۔ مترو!! اکرم گتی کا زبردست جنگل ہمیں چوٹی سے پکڑنے سے کبھی نہیں چوکیگا اسلیئے ہمیں خود ہی اُس کے پاس جانے کے لیئے طیار رہنا چاہیئے۔ آگ ہمارے پڑوسی کے گہر تک آن پہونچی ہے۔ اور

افسوس ہم اُس جماعت سے نشچنت بیٹھے ہیں۔ کہ ہمارے گھر کو تو نہیں لگی۔ لیکن چند منٹ میں ہی شعلے ہمارے گھر سے نکلنے اور نمودار ہونے لگیں گے اگر ہم پڑوسی کے گھر سے اُسے بجھا دینے کے لئے یتن نہیں کریں گے۔ پیارے مترو! ہمارے آتما کی اوستھا بالکل بگڑ چکی ہے۔ ودیا کا دامن چھوڑ دینے سے ہم دھکے کھا رہے ہیں۔ اسلئے وید پرچار میں مدد دینا تمہارا فرض ہے مت خیال کرو۔ کہ اگر آپ آنند پیڑا سے بچے ہوئے ہیں۔ تو آپ کو دوسری آتماؤں کے کشٹ سے نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کبھی آرام میں نہیں ہو سکتے۔ جب کہ تمہارے چاروں طرف آہ وزاری کا دھواں اُٹھ رہا ہے۔ یاد رکھو جب تک وید روپی سورج کی کرنوں سے یہ دھواں نشٹ نہیں ہوتا۔ آپ کو سکھ کبھی نہیں ملتا۔ سادھان ہو جاؤ! اور ویدک زمانے کے لئے تن من دھن ارپن کر دو۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے آپ کا فرض ہلکا کرنے کا اہم کام اپنے ذمے لیا ہے۔ آپ اُس کے بھنڈار کو دھن سے بھرپور کر دو۔ جس کے بدلے وہ نگر نگر اور گرام گرام میں ویدک دھرم کا سندیش پہونچا دیگی۔ رشی دیانند کے بھگتو!! دنیاوی پدارتھوں کو لات مارتے ہوئے تمہارا گرو اپنی آیو وید پرچار میں بتیت کر گیا۔ کیا آپ اپنے گرو کی خاطر اپنی آیو اور دھن کا دسواں حصہ بھی اُس متبرک کام میں ارپن نہیں کر سکتے۔ ایشور کے پیارو! سوچو تو آپ انجان کس پر کئے بیٹھے ہو۔ اگر پیدا کرنے والا سونا اور چاندی کو پیدا ہی نہ کرتا۔ تو پھر تم کن اشرفیوں اور روپیوں پر بھولتے۔ اسلئے ایشور کا دیا ہوا دھن اُسی کی آگیا پالن کرنے میں لگانا تمہارا فرض ہے۔ کیونکہ آپت پرش کہتے ہیں "مبارک ہے وہ دھن۔ جو دھرم سے کمایا جاوے۔ اور اُس سے بھی بڑھ کر وہ مبارک ہے جو کہ دھرم کی راہ میں صرف کیا جاوے"! اسلئے اے دھنا ڈھیہ آریہ پرشو! کس سمے کا انتظار کر رہے ہو۔ تمہارے آہنی صندوقوں کے تالے کس وقت کھلیں گے۔ کیا جس وقت وید پرچار کی آمدنی گھٹتے گھٹتے پچھلا سرمایہ ختم ہو جاویگا۔ نہیں۔ بلکہ اِس امرت کے چشمہ کو زیادہ فراخ کرنے کا یتن کرو۔ تاکہ ہر ایک کان ویدک دھرم کی صدا کو سنتا ہوا اُس سے آنند تک پہونچائے۔ ادھرم اور پاپ کا ناش ہو کر دھرم کی پرستا ہر طرف ہو۔ اوم شم

آریہ دھرم کا سیوک
سندر داس [illegible]
از جلال پور جٹاں

برہمچریہ کی مہما۔

سندیہ سنتان کا کلیان اُپدیش ماتا پتا کی سیوا کرنا ہے۔ پتر کا فرض ہے۔ کہ والدین کی آگیا پالن کرنے میں تن من دھن ارپن کرے۔ الغرض ان کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرے۔ لیکن غور کیا جاوے تو والدین کے بھی اپنی سنتان کی طرف کوئی معمولی فرائض نہیں ہیں۔ ایشور نے انسان کو سب سے بڑھ کر ذمہ واری کا کام شائستہ سنتان کی پرورش۔ اور تعلیم و تربیت کا دیا ہے۔ کیونکہ ایک بچہ کی آئیندہ قسمت کی بُنیاد والدین کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن کیا دنیا میں کوئی ماتا ہے۔ جو کہ اپنے بچے کی بہبودی نہیں چاہتی۔ یا کوئی پتا ہے۔ جو کہ اپنے بچے کی بہبودی کے لئے اپنی ساری کوشش صرف کرنے میں کوتاہی کرے۔ لیکن یہ صدا ہمیں کیوں سنائی دیتی ہے۔ کہ والدین کو ان فرائض کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ جو کہ اُن کے اپنے سنتان کی طرف ہیں۔ ریفارمر کیوں کہتے ہیں۔ کہ بعض ہونہار بچوں کی تباہی کا باعث اُن کے والدین ہی ہیں۔ ریفارمروں کی یہ پکار۔ بالکل صداقت پر مبنی ہے۔ لیکن ہم یہ بھی نہیں مان سکتے۔ کہ والدین اپنے بچوں کی تباہی کا باعث بننا چاہتے ہیں۔ پھر وجہ کیا ہے؟ یہ کہ پراچین رشی منیوں کے زمانہ کے طریقہ بہبودی اولاد کو آج ہمارے والدین بھول چکے ہیں اور جو سامان اس وقت اولاد کے واسطے باعث راحت سمجھے جاتے تھے۔ آج وہ تکلیف دہ خیال کئے جاتے ہیں۔ جہاں آریہ ورت کے عروج کے زمانہ میں بچوں کے واسطے علم کا کبھی ختم نہ ہونے والا خزانہ جمع کیا جاتا تھا۔ وہاں آج ان کے واسطے مادی پدارتھ جمع کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کی جاتی ہے۔ جب آدمی نے دو چار مکان۔ سو پچاس بیگھہ زمین کی جائیداد بنائی۔ وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے اپنی سنتان کے لئے بہت کچھ کر دیا ہے رشی زمانہ میں بچے کا برہمچریہ آشرم

کا وقت ٹھیک طور پر ودیا ادہین کے لئے دیا جاتا تھا۔ لیکن آج لاڈلے بچوں کے باپ بچے کو سکول میں بھیجنے سے پہلے گھبراتے ہیں۔ کہ بچے کا کھیل کود کا زمانہ سکول کی چار دیواری میں ضائع ہوگا۔ ہمارے بزرگ بڑے بڑے امیر و کبیر یہاں تک کہ راجا لوگ بھی اپنی سنتان کو جنگلوں میں گروکلوں میں رہنا۔ ننگے پاؤں چلنا۔ زمین پر سونا۔ بھیک مانگ کر روٹی کھانا۔ گورو کے پورے طور پر حوالے کر دینا۔ اور علم حاصل کرنے کے لئے پچیس سال تک کی عمر کا زمانہ صرف کرنا۔ اُن کی بہبودی کا باعث خیال کرتے تھے۔ لیکن آج کون ہے کہ جو ان تکلیفوں میں سے کسی ایک میں بھی اپنی سنتان کو ڈالنا چاہے۔ معزز والدینو! ہم آپ کو اس بات پر مجبور نہیں کرتے کہ آپ اپنے خیال کے بموجب بچوں کے ساتھ سلوک کرنے سے باز آؤ بلکہ ہم آپ سے یہ درخواست بڑے زور سے کریں گے۔ کہ ذرا آپ اپنے دل میں وچار کریں۔ کہ کیا جو وسائل آپ عمل میں لا رہے ہیں۔ یہ درحقیقت آپ کی اولاد کے حق میں مفید ثابت ہو رہے ہیں؟۔ گرہست آشرم کے ذمہ وارو! تمہاری بڑی ذمہ واری اپنی سنتان کی بہتری ہے۔ ذرا دنیا کے دھندوں سے الگ ہو کر اپنے پیارے بچوں کی بہبودی کی خاطر ہی بیٹھ کر وچارو کہ آیا ان بزرگوں کی سنتان آرام میں تھی جو کہ اپنے بچوں کو آپ کے خیال کے بموجب سینے پر پتھر رکھ کر کم از کم اٹھارہ سال کے لمبے عرصے تک گھر سے جدا رہنے کے لئے بھیج دیتے تھے۔ یا آپ کی اولاد۔ جو کہ ہمیشہ آپ کی چھاتی سے لگی رہتی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ گو محنت سے ہی علم حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس کا پھل بڑا ہی میٹھا ہے۔ کالجوں میں اندھے دھندھ ودیارتھیوں کی کثرت تمہیں یہ ثبوت نہیں دے رہی کہ برہمچریہ کے دھارن کے بغیر علم حاصل کرنا مشکل ہے۔ اگر یہ سب کچھ آپ جانتے ہیں۔ تو کیوں نہیں اپنی طریقِ بہبودی سنتان کو یک لخت بدل دیتے۔ تاکہ تمہاری سنتان آنند کے سیدھے مارگ کو حاصل کر سکے۔ بچوں کے محافظو! پھر آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر درحقیقت اولاد کی بہبودی چاہتے ہو۔ تو وہ وسائل اختیار کرو۔ جن سے آپ کے دیریہ کی رکشا ہو۔ اور وہ ودیا حاصل کر لیویں۔

راقم

سندر داس نگرکتھ [?]۔ جلالپور جٹاں

ضرورت ہے

۳۲/۱۲ — ۳۵/۱۳

ایک استانی کی جو اردو ہندی۔ اور گورمکھی جانتی ہو۔ اور حساب پانچویں پرائمری جماعت تک ان سب زبانوں میں پڑھا سکتی ہو۔ تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار ترقی پانچ سال تک ایک روپیہ سالانہ اور درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

المشتہر

لدھا رام نندا۔ سکرٹری لیڈی سنا تین گرلز سکول۔ کوئٹہ بلوچستان۔

پنڈت تلسی رام جی وہیاں ویں

اگیہ یہ بھی والا انسان سنسار کے اندر اپنی اگیتا کے کارن جانتا ہوا بھی نانا پرکار کے کرم کر بیٹھتا ہے۔ کبھی اپنی ہانی نہ سمجھ کر ایک پرکار سے اپنے کو اونچی پدوی دلانے کے لئے کرتا ہے۔ اور کبھی دوسروں پر اپنا رعب جمانے اور دکھلانے کے لئے جھوٹ سے بھرے ہوئے شبدوں کا اچارن کرتا ہے لیکن کیا وہ ایسا کرنے سے اپنا من واچھا مطلب سدھ کر سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ صرف تھوڑے عرصے کے لئے جدوجہد کر کے اپنے آپ کو ایک گہرے سمندر میں ڈال لیتا ہے۔ اور ہوا کے تھپیڑوں سے کبھی ادھر کبھی اُدھر مارا مارا پھرتا ہے مگر کنارہ کہیں نہیں ملتا۔ ٹھیک اسی طرح سے آج کل اُپدیشک مہاشے ممالک مغربی و شمالی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ پنڈت بھیم سین کی نسبت تو پرتی ندھی سبھا نے ریزولیوشن پاس کر ہی دیا ہے۔ اور پنڈت تلسی رام جی نے اُن کی کرتوت کو پرگٹ کر ہی دیا۔ لیکن اس سے بہاران کے گئے بھگوں کی شانتی کب ہوتی تھی۔ وہ اب ان کی پوزیشن کو پھر اسی حالت میں پہونچانا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟ واستو میں تو ممکن نہیں۔ ہمیں ریاست ضلع کی خبر پڑھ کر بڑا شوک پرگٹ ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو رشی دیانند

کے سادھن کے پرچار کے لئے ملازم رکھے
جاویں۔ اور دہن سے آن ہبوجن کریں
جو ویدک دہرم کے پرچار کے لئے اکثر
کی جاوے۔ ویدک دہرم کے برخلاف
پرچار کر رہے ہیں۔ اور اُس کو انی پہونچانے
کے لئے کمر باندہ کر طیار ہیں۔ لیکن ہمارا
شوک یہیں تک ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ دوبالا
ہوتا ہے۔ جبکہ ہم دیکہتے ہیں۔ کہ اُن سوسائٹی
کے اندر یہ دُراچار جڑ پکڑ رہے ہیں۔ جہاں
پنڈت تلسی رام سوامی اور دیوورت جی
شاستری جیسے ودوان موجود
ہیں۔ اور جو ذرا دہرم کے لئے اگر تکلیف برداشت
کریں۔ تو اُس بُرائی کے درخت کو ابہی
جڑ سے اُکہاڑ دیویں۔ لیکن معلوم نہیں
ہوتا ہے۔ کہ اُن کی خاموشی کیا معنی رکہتی
ہے۔ جب کہ اُن کی آنکہوں کے سامنے اِس
طرح کی لگاتار کوشش ہو رہی ہے۔ اور
عام لوگوں میں یہ غلط فہمی پہیلائی
جا رہی ہے۔ کہ اوکت مہاشیوں کی بہی
سمتی لے لی ہے۔ ہمارے خیال میں
اب سمے اچہا ہے۔ اگر ابہی سے پنڈت
تلسی رام جی سوامی ذرا زور دیویں۔ تب
تو اُن کو ایک بڑی آئندہ تکلیف سے
رہائی مل جاوے۔ ورنہ پہر پنڈت جی کو ہمیشہ
جب پچہتاوا کرنا پڑیگا۔ میں نے پنڈت
جی کو دیکہا ہے۔ اور میں کہتا ہوں
کہ اِس وقت اِس نئی منڈلی میں کوئی
بہی اُن کے سامنے دم مارنے والا نہیں
(بیٹہ) ہم بڑے زور کیساتہ پنڈت جی کی
سیوا میں نویدن کرتے ہیں۔ کہ اوشیہ
دہیان دیویں۔ اور نئی منڈلی کو
سوامی جی کے سدہانت سمجہانے کا چیلنج
دیویں۔ اور گن کرم سبہاؤ سے

انوسار ورن ویوستہا کو ہی سمجہا دیویں
ورنہ پہر بڑا پریشرم کرنا پڑیگا۔ کیونکہ
یہ پارٹی معلوم ہوتا ہے خفیہ طور پر
کام کر رہی ہے۔

آخیر میں ہم پنڈت نند کشور اور پنڈت
پریاگ دت کو ہی بڑے پریم کے
ساتہہ صلاح دیتے ہیں۔ کہ وہ پہلے اپنی
حدود کے اندر سماجیوں کا ہی اگیان
دور کریں۔ پہر اور طرف مُنہہ اُٹہا کر
دیکہیں۔ اور اپنے دل میں وچار کر
لیویں۔ کہ آریہ سماج کا سارا مذہب ویدک
گیان پر ہے۔ کسی شخص کی ذاتی رائے
نقصان نہیں پہونچا سکتی۔ وہ اپنے دل
سے اِس وہم اور اگیان کو دور کر دیویں
اور ایک طرف بیٹہ جاویں۔ اور سچے
دہرم کی شرن لے لیویں فقط۔

مسلہ
جیوا رام از مقام برنالہ

پرنامیوں کو نوٹس

مدت سے میں تو پرنامی مت کو خیرباد
کہہ چکا تہا۔ گو پہلے ہی پورے طور پر
معتقد نہ تہا۔ اور اسیواسطے اپنی بدہی
کے انوسار اپنا اصلی خیال ٹریکٹ موسومہ
"گپت لیلا" میں پرگٹ کر کے چہپوا دیا تہا۔
مگر چند پرنامیوں کے پے در پے اِس
ناجائز کہنے (پیو کو چہوڑ کر پتندر کے پیچہے
لگ گئے) کے کہنے سے مجبوراً مجہے پہر
قلم اُٹہانے کی جرأت ہوئی ہے۔ ورنہ
مجہے کچہ ضرورت نہیں۔ میں اپنے اُن
پرنامی بہائیوں سے بینتی پوروک

پرارتہنا کرتا ہوں۔ کہ وہ کرپا کر کے
پکہپات کو چہوڑ کر اِتنا تو ضرور ہی ظاہر
کریں کہ دُنیا میں آپ لوگ سری کرشن
جی مہاتما اور شری پران ناتہ جی کے
اُپاسک ہو [illegible] مشہور ہو رہے ہو
پرنتو کُل جمع سروپ ریتک میں
قرآن شریف کی لیلا [illegible] رہی تہی ہے
اور اس کا کیا کارن ہے۔ اور یہ بات
پبلک کو بہی بخوبی ظاہر ہو چکی ہے
مگر شوک کا مقام ہے۔ کہ کسی پرنامی
تعلیم یافتہ نے آج تک اپنے گورو جی سے
یہ امر دریافت کرنے کی جرأت نہیں کی
کہ قرآن شریف سے ہمارا کیا تعلق ہے۔
غیر بس اِس بات کو چہوڑ کر اپنے اصلی
مطلب کی طرف آتا ہوں۔ صرف اتنا
ہی اُن پیارے سجنوں سے نویدن
کرتا ہوں۔ جو کہ مجہے خواہ مخواہ چہیڑتے
ہیں۔ خواہ نیک نیتی سے۔ خواہ بد نیتی
سے کہ یہ امر اُن کے اپنے دہرم پر منحصر
ہے۔ پرنتو کوئی سچا پرنامی پہیرو کسی
اپنے گورو جی سے اتنا تو ضرور پوچہتا
لے کہ شری [illegible] والے کرشن جی
مہاتما قرآن شریف کے معتقد تہے۔ یا
اپنے آپ کو الیشور کہتے تہے۔ یا کسی پران
میں جن کو ہم آریہ لوگ گپ گپ شلوکوں
کا بہرا ہوا مانتے ہیں۔ اہل اسلام
ذکر تک ہے۔ حالانکہ چودہ سو برس
سے پیشتر ساری دُنیا میں اہل اسلام
کا نام و نشان تک بہی نہ تہا۔ ساتہہ ہی
اُن پرنامی گوروؤں سے میری یہ بینتی
ہے۔ کہ جو ستیارتہ پرکاش مصنفہ
دیانند سرسوتی جی مہاراج کو پڑہ کر
اکثر پرنامیوں کی ستریوں کو جن کو

دُنیا کی کچھ بھی خبر نہیں یہ سمجھانے کی کوشش کرتے نہیں۔ کہ اِس میں سوائے نندا کے اور کچھ درج نہیں ہے۔ اِس میں ذرا بھی سندیہہ نہیں ہے۔ کہ اگر وے پکچش کو چھوڑ کر سوامی جی کے اصلی آشے کو ظاہر کر دیں تو اُسی روز سے اُن کے روزگار کی دوکان بند ہو جاوے اسلئے میں نہایت ادب سے اُن پرانی بھائیوں کو نوٹس دیتا ہوں۔ کہ جس صاحب کو آریہ سماج کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے یا کرانے کا حوصلہ ہووے۔ وے ایک ماہ تک میرے ساتھ بذریعہ خط وکتابت شاسترارتھ کے نیموں کا فیصلہ کر کے تاریخ شاسترارتھ مقرر کر لیویں۔ ورنہ اُن سجنوں کو شرمسار ہو کر ماننا پڑیگا۔ کہ جو شبد ناجائز میرے لئے عائد کرتے ہیں اُس کے مستحق وے خود ہوں گے۔

ویدک دھرم کا سیوک

ہت جھنڈارام آریہ عرضی نویس درجہ اول لائل پور ...

اہلو والیہ ور کے لئے کنیا کیفیت ضرور

قوم اہلو والیہ ایک عالی خاندان اور عمدہ معاش والا شخص بعمر ۲۲ سال ۸ ماہ کسی معزز خاندان کی لائق کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ مفصل حال دریافت کرو لی آر شارن اسسٹنٹ لائبریرین پنجاب انسٹیٹیوٹ لاہور سے

آریہ ساماجک خبریں

آریہ سماج جلالپور جٹاں کے مندر میں دیوالی کے دن لالہ سندرداس گرنتھ نے سوامی دیانند کے جیون پر لیکچر دیا۔ اپیل پر چار آنہ مشن فنڈ کے لئے تین روپے جمع ہوا۔ رات کو روز دھرم گرنتھ سے کتھا کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔

سردار لشن سنگھ جی پردھان آریہ سماج بھاگووال کے پتر کا نام کرن سنسکار ویدک ریتی سے بڑے اُتساہ کیساتھ ہوا۔ ۱۱ روپیہ گروکل اور وید پرچار وغیرہ کو دان ملا۔ اس جلسہ میں باہر کے چند ساماجک بھائی بھی شریک ہوئے۔ جسکی وجہ سے بھاگووال آریہ سماج پھر جاگ اُٹھا ہے۔

جموں میں لالہ دولت رام صاحب ملازم محکمہ جنگلات کے لڑکے کا نام کرن سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ سنسکار لالہ گیان چند اُپ پردھان آریہ سماج نے کرایا۔ بھجن کیرتن بھی ہوتا رہا۔ اور شیرینی تقسیم کر کے جلسہ ختم کیا گیا۔ بالک کا نام دیو دت رکھا گیا۔

نامہ نگار راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں کہ راولپنڈی آریہ سماج کا چھتیواں سالانہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا۔ پنڈت دولت رام۔ پنڈت پورنانند۔ پنڈت رام رتن۔ پنڈت رام بھجدت جی۔ سوامی ستیانند جی۔ اور ماسٹر لبھ چند اس انگری کے بڑے اُتم اور سوہر دیاکھیان ہوئے بھجن منڈلی رام نگر۔ پشاور۔ اور لوکل سماج نے خوب آنند کیا۔ مختلف فنڈوں کے لئے جو روپیہ

جمع ہوا اُس کی کل تعداد ۳۶ کی جمع تک پہونچ چکی تھی۔ اور غالباً دو ہزار تک پہونچ گئی ہوگی۔ مفصل حالات پھر درج ہونگے۔

بھگت چیلارام صاحب منتری آریہ سماج (جن کا نام پڑھا نہیں گیا) سوچت کرتے ہیں۔ کہ وہاں ایک جلسہ پر ایک بڑا ہون ہوا۔ اور ...سٹن فنڈ کو کنیا آنا تھہ آئے کے لئے دان ملا۔ جو سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا کے نام بھیجا گیا۔ دیوالی کے روز سماج مندر میں ہون ہوا۔ اور ۴۰۰ کی حاضری میں جشن منایا گیا۔

موانہ کلاں کے اینگلو سنسکرت سکول میں ایک سنسکرت کلاس کھولی گئی ہے۔ جسمیں چھ ودیارتھی اس وقت پڑھتے ہیں۔

بابو خوشحال چند صاحب اُپ پردھان آریہ سماج سیالکوٹ کی ۱۳ سالہ پُتری کا دیہانت ہو گیا۔ انتیشٹی سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ ایشور بابو خوشحال چند جی کو شانتی پردان کریں۔

آریہ سماج جھنگ مگھیانہ کا سالانہ جلسہ بھی بڑی کامیابی سے انجام پذیر ہوا۔ بالخصوص کیرتن میں لالہ وزیر چند جی کی شمولیت کی وجہ سے بڑی کامیابی ہوئی۔ لالہ وزیر چند ودیارتھی پنڈت بھگت رام جی۔ اور پنڈت میلارام جی کے اُپدیش اور ویاکھیان ہوئے۔ آریہ سماجک فنڈوں کے لئے تقریباً چارسو چندہ ہوا۔ جسمیں سے ۳۰۰ روپیہ نقد وید پرچار فنڈ کے حصے آیا۔

وڈالہ بانگر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں پنڈت ہرنام سنگھ۔ پنڈت بھوجدت۔ پنڈت ہرلیکھ چندر وغیرہ اُپدیشکان شریک ہوئے بڑا آنند رہا۔ جگہ سے ہی پچاس روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے لاہور بھیجا گیا ہے

آریہ سماج موانہ کلاں کے نیمن کلہت ادھیکاری سال رواں کے لئے نیت ہوئے ہیں۔ لالہ متھراداس جی پردھان

لالہ بھگونت پرشاد جی سکرٹری - بابو دت سارجنٹ اسسٹنٹ سکرٹری - پنڈت جوالادت ودیارتھی لائبریرین - لالہ برلیدہر جی خزانچی - لالہ شنکرداس جی و لالہ ...سنگھ جی ممبران انترنگ سبھا -

آریہ سماج جلندہر شہر کا سالانہ جلسہ

۲۵ و ۲۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہونا قرار پایا ہے - نگرکیرتن ۲۴ دسمبر کو ہوگا

آریہ سماج بریلی کے یتیم خانہ کے سالانہ جلسہ

پر ...سو روپیہ عمارت یتیم خانہ کے لئے جمع ہوا

مراد آباد میں لالہ داسودرداس نے یکصد روپیہ کرکے پانچ دنوں تک ویدک ہون کرایا

آریہ سماج علی گڈھ کا انتخاب اودہکاریاں

سال رواں کے لئے حسب ذیل ہوا - ماسٹر چہوٹے لال بی - اے پردہان - لالہ مول چند اپ پردہان - پنڈت دیوی سہائے شرما منتری - پنڈت نند کشور شرما اپ منتری - بابو ہیرالال کوشادہیکش - ڈاکٹر مرلیدہر پستکادہیکش -

مراد آباد ونادھکار سنگ اُتسب بہت خیروخوبی سے ۱۲ و ۱۳ نومبر کو ہوا - سوامی نتیا نند جی اور پنڈت تلسی رام سوامی - اور پنڈت نند کشور شرما - اور سوامی پورنانند جی اور پنڈت نرنجن دیو جی شرما - اُپدیشک بدایوں سماج پدہارے تھے - قریب دس آریہ بہائیوں کے باہر سے تشریف لائے تھے کوئی وگہن کسی طرح کا نہیں ہوا - تجربہ سے یہ ہی ثابت ہوا - کہ مراد آباد کے تعلیم یافتہ پبلک کو آریہ سماج کے اُپدیش میں رُچی بڑہتی جاتی ہے - ویدپرچار کا اپیل ہوا قریب ...کے نقد اور وعدہ ہوا - ٹہاکر ہرپہن سنگہ مشہور بہجن گانے والے اور منشی رام چندر مدرس نجیب آباد کے بہجن - روز...

بہجن منڈلی علی گڈہ کے بہجنوں کا عمدہ اثر پبلک پر پڑا -

کوہاٹ

تباریخ ۱۰ نومبر دیوالی کے روز صبح کے دس بجے آریہ سماج مندر میں ایک خاص جلسہ کیا گیا - پہلے ہون ہوا - پہر لالہ گیلارام جی نے ایشور پرارتہنا کرائی - تت پشچات شریمان پنڈت ہری کشن جی - بی اے پردہان سماج نے سوامی دیانند اور اُن کے اُپکار پر ایک فاضلانہ لیکچر دیا - جسکو سنکر سامعین نہایت متاثر ہوئے - لیکچر سماپتی پر پانچ روپئے ...نقد اور ...وعدہ مشن فنڈ کے لئے چندہ ہوا - بعدازاں بہجن و آرتی ہوکر جلسہ برخاست ہوا -

جموں

تباریخ ۱۶ - اکتوبر لالہ دولت رام جی پردہان سماج کے گہر پر ہون ہوا - خوشی کی بات ہے کہ پردہان جی کی ماتا - دہرم پتنی اور دیگر چند ستریوں نے بہی شامل ہوکر آہوتیاں ڈالیں - پنڈت ہیمراج جی کے کئی ایک ویاکہیان مختلف وشئوں پر ہوچکے ہیں - رات کو پنڈت جی یجروید کی کتہا کرتے ہیں - علاوہ ازیں پنڈت جی آیوروید ویدک طریق سے لوگوں کا علاج معالجہ بہی کرتے ہیں - ۲۴ - اکتوبر کو دسہرہ کے دن سماج مندر میں ہون کیا گیا - دیوالی کے روز پنڈت ہیمراج جی نے مہرشی دیانند کے جیون چرتر پر ایک سندر ویاکہیان دیا - ۱۱ و ۱۲ - نومبر کو پنڈت ہیمراج جی کا شاسترارتھ پنڈت کرم نارائن جی شاستری ملازم ہیڈماسٹری ہائی سکول ڈیرہ اسمعیلخان کے ساتھ ...گراؤنڈ پر ہوا - اُس کے انتظام کے لئے جناب سردار ...سنگہ صاحب منصف جوکہ نہایت ہی خلیق اور حلیم الطبع نوجوان ہیں - چیرمین بنائے گئے تہے - اس شاسترارتھ کی مفصل کیفیت ہفتہ آئیندہ کے پرچارک میں شائع ہوگی

جس سے ناظرین کو معلوم ہوگا - کہ پورانک پنڈتوں کے اندرونی خیالات اپنے دہرم گرنتہوں کے متعلق کس طرح کے ہیں - اور کہاں تک اِنہیں سچائی کو چہپانے کے لئے اپنے آتما کا خون کرنا پڑتا ہے -

شکارگڈہ

سماج مندر کے لئے عین ایک بڑے پررونق موقعہ پر ...کنال اراضی بالعوض ...روپیہ خرید کی گئی ہے - چاردیواری خام تیار ہورہی ہے - طیاری مندر کے لئے فہرست چندہ کہولی گئی ہے - مہاشہ لالہ جید یال پردہان نے سماج مندر میں چاہ پختہ لگانے کے لئے وعدہ فرمایا ہے - امید ہے بہت جلد چاہ پختہ وہ طیار کرادیویں گے - چندہ کے جمع ہونے پر مکان پختہ و خام طیار ہوجاویگا -

لالہ دیارام ممبر سماج نے بخوشی تولید پسر ...سماج کو دان دیا - حاضرین کا شریہنی سے ستکار کیا گیا مہاشہ مہرچند اُپدیشک آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب چار روز تک کہولے میدان اُپدیش دیتے رہے آپ ۲۳ ستمبر کو سیالکوٹ چہاؤنی سے اپدیش کرتے ہوئے یہاں پہونچے تہے - اُسی روز آپ چہاؤنی کے مجسٹریٹ سے ملے - اور اُپدیش کے لئے اجازت مانگی - صاحب مجسٹریٹ نے بڑی خوشی سے اجازت دی - اُس روز رات ہوگئی تہی - اُپدیش نہیں ہوسکا - دوسرے دن شام کو چار بجے آپنے بازار میں ایک دوکان ہندو کی کرایہ پر لیکر کہڑے ہوکر اُپدیش شروع کیا - وشے دہرم کی ضرورت تہا - دوکان عیسائی کی تہی - اُس نے اپنی دوکان سے منع کیا - اِسپر ایک شخص سامنے دوکان والے نے اپنی دوکان پر کہڑے ہونے کے لئے کہا - سُنا ہے کہ اُس روز بہت کچہ دہرم پرچار ہوا - عیسائی - ہندو اور مسلمان بہائیوں نے کئی ایک اعتراض کئے - جواب ملتے رہے - ...ستمبر کو میں اپنے کام کے لئے بازار گیا تہا - وہاں

وہاں ایک قلمی اشتہار سے آپ کی بابت معلوم ہوا۔ اور پہر بازار والوں نے بہی مجھ کو اُن کے آنے کی خبر دی۔ آپ کا لیکچر سکول میں ہونا تہا۔ میں وہاں پہونچا۔ اور قریباً ۶ بجے شام کے بعد کئی ایک بہجنوں کے اُپدیش دہرم وِشے پر ہوا۔ آپ نے قریباً ایک گہنٹہ تقریر کی۔ اور بہت عمدگی کیساتھ ویاکہیان اس مضمون پر دیا۔ حاضرین جلسہ پر خوب اثر ہوا۔ ایک مسلمان بہائی شروع سے آخیر تک بڑی شردھا کیساتھ سنتا رہا۔ اور خاتمہ پر بڑی خوشی ظاہر کی۔ پہر آرتی کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ ۲۶۔ ستمبر کو اُپدیش صدر بازار میں پبلک سڑک پر ایک طرف ہوا اُس روز بہت آدمی تہے۔ کیونکہ اکثر آدمیوں کے لئے یہ ایک نئی بات تہی۔ پہلے بہجن ہوئے جس سے حاضرین جلسہ بہت خوش ہوئے یہ بہجن ویراگ کے تہے۔ پہر اُپدیش ہوا۔ جس میں مختلف مذاہب کا مضمون لیا گیا۔ آپ قریباً کوئی ایک گہنٹے کے بولتے رہے۔ جب پیچھے خاتمہ پر آیا۔ ایک شخص کچھ اعتراض کرنے لگا۔ اُس نے کہا "پہر ہم کیا کریں" مہاشہ جی نے جواب دیا۔ کہ دہرم کرو۔ پہر کہنے لگا "دہرم کیا ہے" مہاشہ جی بولے یہ دوسرا سوال ہے پہلے سوال کو مان گئے ہو۔ اُس نے کہا "ہاں" پہر پنڈت جی نے دہرم کے لکشن بتا کر کہا کہ یہی دہرم ہے۔ اُس کے بعد وہ کہنے لگا کہ ہم کیسے کریں۔ انہوں نے کہا کہ اُدّم یعنی کوشش کیجئے پہر اُس نے کتاب انگریزی کی نکالی اور کہا کہ دیکھو اس کا جواب دو۔ مہاشہ نے کہا لیلو اور پوچھا کہ اس کتاب کو پڑہا ہے۔ کہا نہیں مہاشہ بولے کہ پہر ہم جواب کیا دیویں۔ اس پر وہ کچھ شرمندہ سا ہوگیا۔ اس کے بعد بہجن اور آرتی ہوکر جلسہ برخاست ہوا۔ مگر

برخاست ہونے کے بعد بہی آدہ گہنٹہ مسلمان اور عیسائیوں کے ساتھ دہرم چرچا رہا۔ مجھکو کسولی آئے ہوئے ایک برس کے قریب ہوا اس عرصہ میں میں نے کوئی اُپدیش نہیں سُنا تہا۔ میرا خیال تہا کہ آریہ پرتی ندہی سبہا اس جگہ کو چہوٹی بستی سمجہ کر کچھ وقعت نہیں دیتی۔ مگر میرا خیال غلط نکلا۔ پرتی ندہی ضرور ہر ایک جگہ کو خیال میں رکہتی ہے۔ جس کا میں تہ دل سے دہنیہ واد دیتا ہوں۔

ڈاکٹر اننت چند۔ (ازکسولی)

کروکشیتر میلہ سورج گرہن کے موقعہ پر اب کے آریہ سماج کرنال کی طرف سے پرچار کا نہایت معقول انتظام کیا گیا تہا۔ تین دن تک پنڈت دولت رام جی۔ پنڈت رام رتن جی و پنڈت پدم سنگہ جی اُپدیشکان آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب اور پنڈت شمبہو دت جی اُپدیشک ضلع کرنال کے پربہاوشالی اُپدیش و ویاکہیان ہوتے رہے (۱) ویدک دہرم کیا ہے۔ (۲) مہرشی دیانند کا ظہور اور اُن کا کام (۳) ان مہاتم ان تین نئے ٹریکٹوں کی دو ہزار کاپیوں کے علاوہ "گرہن مہاتم" "آریہ سماج کیا ہے" وغیرہ سینکڑوں چہوٹے چہوٹے ٹریکٹ مفت تقسیم کئے گئے۔

جلال آباد :۔ دیوالی کی رات کو مجبر... دونوں پہر حسب قاعدہ سابق بہجن اور پرارتہنا اور مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کا جیون چرتر سنا کر وید پرچار کے لئے چندہ اکٹہا ہوا پبلک پر جسکا اثر اچہا پڑا۔

گوندوال نو رسی ممبران آریہ سماج جلال آباد نے حکیم گوجر مل کی دکان پر دیوالی کی رات کو بہجن اور پرارتہنا کے پشچات ہون اور پنڈت لکشمن دت جی نے شریمان سوامی جی کے مشن پر ویاکہیان دیا۔ حاضری ۱۵ کی تہی۔ ۱۱۔ نومبر کو

دریائے بیاس کے کنارے پر میلہ سورج گرہن پر منشی دہنپت رائے۔ پنڈت لکشمن دت بہارت گوجر مل۔ ریلو رام۔ منسا رام آدی نے پرچار دو صد شروتاگنوں کے ہارمونیم باجہ پر خوب بہجن گا کر سنائے۔ جسکا سامعین پر نہایت اثر ہوا۔ کہ سب لوگ ٹوٹ کر سنتے رہے۔ اور بڑے پرسن پرتیت ہوتے تہے۔ پرچار میں بہادر سنت رام سنگہ باشی کی کمی تہی۔

لاہور سماج کا اتسو

:۔ بجواب خطوط مختلف اصحاب عرض ہے کہ جو رعایت جناب منیجر نارتہ ویسٹرن ریلوے نے دی ہے کہ وہ صرف اُنہیں اصحاب کے واسطے ہے کہ جو درحقیقت لاہور آریہ سماج کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۳۰ دسمبر لغایت ۱ جنوری میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ سبہا سدو غیرہ ہونے کی اور کوئی شرط نہیں ہے۔ سرٹیفکیٹ جو بہیجے جاتے ہیں اُن میں دس پندرہ اصحاب کے نام لکہے جا سکتے ہیں بکثرت ودیگر اصحاب اپنی بڑی ذمہ داری سمجہیں کہ اُن سرٹیفکیٹوں میں صرف انہیں اصحاب کے نام درج ہو سکتے ہیں۔ جو حقیقت جلسہ میں شامل ہونے کیلئے ... آنا چاہتے ہیں۔ دس دن کے واسطے یہ ٹکٹ ہوگا۔ یعنی کوئی ایسے دن جو کہ اندر جلسہ کے دن گنتی میں آجاویں اوتارنے کے واسطے معقول انتظام کرنے کی کوشش کی ہے۔

المشتہر

آپ صاحبان کے درشن کا منتظر

رام بہج دت سکرٹری!

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں ہے

میلہ لوئی المشہور ضلع شملہ میں دھرم پرچار

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور بھی جو تعلیم یافتہ سناتنی آدمی دیکھنے والے تھے۔ وہ سب ہی حیران ہو کر کہہ رہے تھے۔ کہ جن کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ وہی ہمارے سامنے نچائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد میم صاحبان نے ناچنے والوں کو چار روپیہ انعام دئے۔ جن کو وہ لے کر بہت خوش ہوئے۔

اس نظارہ کو دیکھ کر کون عقلمند آدمی ہوگا کہ ان کی جہالت دیکھ کر آنسو نہ بہاتا ہو۔ وہ پرانے دیوتا کہ جن کے نام کو اب تک آریہ ورت کے باشندے بڑے فخر سے یاد کرتے ہیں اُن کی تصویریں تھوڑے سے پیسوں کی خاطر غیر مذہب والوں کے سامنے نچائی جاویں۔ اس سے ان سناتن دھرمی بھائیوں کو سبق لینا چاہئے۔ اور آریہ سماج کی صحیح دیو پوجا کو جیسی کہ وہ مانتا ہے ماننا چاہئے۔

دوسرے دن بازار میں پھر ایک لیکچر ہوا۔ جس میں کہ اچھی طرح سے اس نظارہ کا فوٹو کھینچ کر دکھایا گیا۔ کہ یہ دیوتاؤں کی پوجا نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائی مت کا بڑے زور شور سے کھنڈن کیا۔ اور ساتھ ہی آریہ سماج کے سدھانتوں کا پرچار بھی کیا۔ اس کے بعد چار دن متواتر دیاکھیان ہوتے رہے۔ اُن میں اچھی طرح سے ویدک سدھانتوں کا پرچار۔ اور عیسائی آدی پاکھنڈ متوں کا کھنڈن کیا گیا۔ بہت سارے لوگ عیسائی جان کر سوال کیا کرتے۔ جب اُن کو معلوم ہو جاتا کہ یہ عیسائی نہیں ہے۔ بلکہ آریہ سماجک ہے۔ تو سماجک سدھانتوں پر سوال کرتے جواب ملنے پر چپ ہو جاتے۔ غرضیکہ ان پانچ چھ دنوں میں بڑے زور شور سے لوئی کے موقعہ پر پرچار ہوا۔ اور سماجک ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ جن کے لئے لالہ نانک چند جی سکریٹری کلو سماج کا بڑا دھنیہ واد کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس موقعہ پر ایک کارڈ کے لکھنے پر فوراً ٹریکٹ بھیج دئے۔ اور ساتھ ہی ڈپٹی صاحب منگت رام جی کا دھنیہ واد کرتا ہوں۔ جنہوں نے پرچار کے انتظام کے لئے ایک سپاہی پولیس تعینات فرما دیا تھا۔

اقسام

اپدیشک ویدک دھرم کا سیوک مہر چند پرچارک

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

موت

گذشتہ اشاعت سے آگے

آریہ بھائیوں سے مخاطب ہونے کے ضروری جملہ معترضہ کے لئے معافی مانگتا ہوا میں ناظرین اخبار کو پھر نفس مضمون کی طرف لانا چاہتا ہوں حصول موت کے وسائل بیان کرنے میں میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے۔ جن پر عمل کرنے سے ہم پیاری موت کو جلدی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ایسے مشفق مہربان کے ذریعہ جلدی ہی دُکھوں سے چھوٹ سکتے ہیں۔ اور آنند ساگر میں جا سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود موت سے ہاتھ ملانے کے نیک اعمال کی سخت ضرورت کو محسوس کرنے کے بھی ہم کہاں سے سادھن لاویں۔ لیکن ہوشی ہیں اس کا سادھن بھی آسان سا بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم ہر وقت موت کو یاد رکھیں۔ لہٰذا یہ یاد موت ایک زبردست ہتھیار ہے۔ کہ اس کے پاس ہوتے کوئی شترو پاس پھڑک نہیں سکتا۔ اور جب شتروں کے پیچھے سے نکلتے ہیں۔ تو پھر دُکھ کاہے کا۔ پیارے ناظرین! یوگی راج کے مندرجہ ذیل جواب کا وچار درشٹی سے دیکھو۔ جو کہ انہوں نے ایک راجہ کو دیا۔ جب کہ کام چیشٹا بڑھانے والی دوائی کا رتی بھر استعمال کر کے وہ ساری رات اپنی رانیوں کے پاس رہا۔ اور اسی دوائی کے تولہ بھر یوگی راج کو استعمال کراتے سے اسکو یہ خیال آیا۔ کہ یوگی راج نے اس دوائی کے استعمال سے کس قدر کام کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی ہوگی۔ لیکن یوگی راج جواب دیتے ہیں۔ جب کہ راجہ پوچھتا ہے "مہاراج میں نے تھوڑی سی دوائی استعمال کی۔ اور میں نے ساری رات رانیاں بھوگیں۔ آپ نے مجھ سے زیادہ دوائی استعمال کی۔ آپ کو کام نے بڑا ہی ستایا ہوگا"۔ راجن! میں اس کا جواب جلدی نہیں دے سکتا۔ تم میرے کہنے پر کچھ دن عمل کرو۔ پھر میں تمہیں جواب دوں گا۔ راجہ نے منظور کیا۔ اور جب بڑا ایک یوگی راج دو غریب ناتوان رنجنیوں کو ایک سجے ہوئے محل میں تکلف کھانوں سے پالنا شروع کیا۔ جب وہ خوب

خاقتو۔ ہو گئے۔ تو اُنہیں حکم دے دیا
کہ کل شام کو تمہیں پھانسی دی جاوے گی۔
رات کو اُن کے پاس دو خوب صورت عورتیں
بھیج دیں۔ اور اُنہیں اجازت دے دی۔
کہ تم ان کے ساتھ بھوگ کرو۔ اُن اشخاص
کی خواہش بھوگ کے لئے حکم پھانسی ملنے سے
پیشتر بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ طاقتور غذائیں
اور نیز ایسی دوائی کا وہ استعمال کرتے رہے تھے
لیکن موت کا ڈر اُن پر اب چھا گیا۔ کہ اُنہیں
یہ خیال ہی نہ آیا۔ کہ ہمارے پاس عورتیں
ہماری کام چیشٹا پوری کرنے کے لئے آئی ہوئی
ہیں۔ صبح راجہ نے اُن عورتوں سے پوچھا۔ تو
اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ وہ تو بیشک نامرد تھے
اُنہوں نے ہمارے ساتھ بات ہی نہیں کی۔
یہ جواب سُن کر راجہ پھر یوگی راج کے پاس
گیا۔ اور سارا ماجرا اُسے کہہ سُنایا۔ یوگی راج
جواب دیتے ہیں۔ کہ ہے راجن! یہی وجہ ہے
کہ اُس دوائی نے مجھ پر ذرا اثر نہیں کیا۔ کیونکہ
اُن اشخاص .... کی طرح
مجھے موت کا خیال ہمیشہ رہتا ہے۔ اور صرف
یہی خیال ہے۔ جو کہ کسی دُکھ کو میرے
پاس آنے نہیں دیتا۔ پیارے ناظرین!
سوچنے کا مقام ہے۔ کہ جس موت کو آپ
ہمیشہ ظالم کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔ جب
اُس کی یاد ہی ایسی عمدہ ہے۔ کہ کلیش
کو ہمارے پاس آنے نہیں دیتی۔ تو پھر اُس
کی گود جب آرام ... کیسا شاندار ... ہے
پیارے بھائیو!! اور سنگھہ کی خواہش
رکھنے والے تیروا!! اگر دُکھوں سے چھڑا
کر موکش اوستھا میں لیجانے والا کوئی چیز
ہے۔ تو یاد رکھو کہ وہ کیول موت ہے۔
اسلئے آپ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے ہوئے
اُس کے پانے کی خواہش کو بنائے رکھو۔

تاکہ دُنیا کے دھندوں سے چھٹکارا پائے
ہوئے آپ لوگ پرم پتا پرماتما کی آنند سے
گود میں جانے کے ادھکاری ہو۔ دیا سے!
ہم دینوں کو قدرتی موت نصیب کرائے
تاکہ ہم آپ کے درشن کر سکیں اوم شم۔

راقم
آریہ دہرم کا سیوک سندرداس نگر تھ از جبلپور
بھٹیاں

آشٹی سنسکار

از شریمان یوگندر پال جی آریہ اُپدیشک

(۱) گربھادھان آدی سولہ سنسکاروں میں سے
یہ آخری سنسکار ہے۔ جو انسان دُنیا میں آیا ہے
اُسے آخر مرنا ہے۔ اور اس قالب سے پرواز
کرنا ہے۔ راجہ۔ مہاراجہ۔ شاہنشاہ گدا۔
فقیر و امیر سب کو یہ راگہند درپیش ہے۔
فردوسی کہتا ہے۔

ز ما در ہمہ مرگ را زادہ ایم
بناچار گردن ہو دادہ ایم

آریوں کے سرتاج منو کا قول ہے ...

जातस्य ध्रुवो मृत्युर्हि ध्रुवं
जन्म मृतस्य च

اس میں کوئی شک نہیں۔ ہم آپ ہی لوگوں
کو مرتے اور آنکھ بند کرتے دیکھتے ہیں
یہاں تک کہ موت آخر ہمیں ہی دبا لیتی ہے
وہ جو کل زندہ تھا۔ آج مردہ ہے۔ اور جو
آج زندہ ہے وہ کل مر جائیگا۔ انسانی زندگی
کے لئے یہ ایک اسرار ہے۔ جس کا علم کیول
پرماتما کو ہی ہے۔

(۲) انسان ایک جسم حیوانی ہے۔ جس کے
اندر روح یا جیو آتما حرکت کر رہا ہے۔
بغیر جیو آتما کے انسان ایک جسم ہے۔ وہ مردہ
ہے۔ جس کے چند روز پڑا یا سڑا رہ جانے
دوسرے منشیوں کو ایذا یا صدمہ پہونچانے
اور دم ناک میں آنے لگتا ہے۔ کسی حیوان
کا جسم لو۔ جب سڑنے لگتا ہے۔ بدبودار
ہے۔ بمنزلہ حیوانات کے انسان بھی ایک
حیوان ہے۔ وہ جب تک زندہ رہتا ہے
اپنی عقل و فکر سے سوچتا اور محسوسات
کو معلوم کرتا۔ اور اُن کے اچھے بُرے کو
معلوم کرتا۔ اور آتما کی خوشی کو ہمیشہ
مدنظر رکھتا ہے۔

(۳) جو انش مدتوں ہمارے درمیان رہا
جس سے ہم پیار کرتے رہے۔ یا وہ ہم سے
پیار کرتا رہا۔ جس کے دُکھ میں ہم دُکھ
اٹھاتے رہے۔ اور سُکھ میں سُکھی الگ نہ
ہوئے۔ جس کا اب جسم اس طرح سڑ
رہا ہے۔ ہمارا دوست یا ہمارا والد یا بھائی
جو اپنا جسم چھوڑ کر گیا ہے۔ ہم کو یہ کہنے
نہیں آئے گا۔ کہ میری لاش کو سنبھال کر رکھنا
مگر کیا ہم برداشت کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارے
مہربان کی لاش یا جسم سے جو ہمارے سڑنے
کو ہی ہے۔ بنی نوع انسان کو تکلیف
پہونچے۔ جس کو آرام دینا ہمارا اُتم دھرم یا
ہماری زندگی کا ایک فرض ہے۔ تم آپ
ہی کہو گے۔ کہ ہرگز نہیں۔ ہم ہرگز ایسا
برداشت نہیں کریں گے۔ پس تم اُس
کی لاش کو کہاں رکھو گے؟

(۴) لاش جہاں رکھیگی سڑے گی۔ اس
میں کیڑے پڑ جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ
کیڑوں کی خوراک ہو کر پھر پانچوں تتوں
کا حصہ ہو جائیگی۔ جس حالت میں رکھو گے
اُس کا یہی حال ہوگا۔ اور اگر ہم ہر ایک

گاؤں یا شہر کے قریب میں لاشوں کے ڈھیر اکٹھے کرنے لگ جائیں۔ تو سوائے اس کے کہ تمام حیوانات و انسانوں کی زندگی ان لاشوں کی سڑاندہ کے مارے تلخ ہو جائے گی۔ اور کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔ پس بہتر یہی ہے کہ جس لاش نے مدتوں تک رہ کر بھی خاک میں ملنا ہے۔ اس کو پہلے ہی خاک کر دیں۔

(۵) علم طبعیات کے لحاظ سے جب جسم کا ہر ایک تتو جدا جدا ہو جاتا ہے۔ تو وہ بالکل عفونت پیدا نہیں کرتا۔ عفونت تتوں کے غلط اختلاط سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کے لئے خوشبودار مصالح کا استعمال نہایت ضروری ہے اور جسم کے مقدار کے لحاظ سے وہ مصالح ڈالا جانا مردہ کی عفونت کو اڑا دیتا ہے۔

(۶) مردہ کی لاش ہرگز کوئی رنج و راحت محسوس نہیں کرتی۔ پس اس کا جلانا بالکل پاپ نہیں۔ رنج و راحت کا معلوم کرنے والا وہ جیو آتما ہے۔ جس کے داخل ہونے سے جسم زندہ کہلاتا اور اس کے نکل جانے سے مردہ رہ جاتا ہے۔ اور اسی جیو آتما کے نکل جانے کا نام موت یا ڈیتھ ہے۔ یا وفات ہے۔ اور جب وہ نکل جاتا ہے۔ رنج و راحت کو جسم ہرگز محسوس نہیں کرتا۔

(۷) مردہ کو پانی میں بہانا گویا پانی کو خراب کرنا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے زندگی کا سامان رکھتا ہے۔ اگر کروڑہا مردے جو روئے زمین پر مرتے ہیں دریاؤں میں ہی بہا دئے جاویں۔ تو ظاہر ہے کہ جس جھیل یا ندی یا تالاب وغیرہ دریا میں یہ مردے بہا دئے جاویں گے۔ وہاں کثرت عفونت کے سبب وبا پھیلے گی۔ جو بیشمار ہی نوع انسان کی جانوں کے لئے بغیر ہرگز پیچھا نہ چھوڑے گی۔

جن ملکوں میں کوئی ندی یا نالہ یا تالاب نہیں وہاں اور ہی مشکل ہوگی۔ ایسی صورت میں بہرحال مردہ پھینکنا یا دبانا پڑیگا یا کہیں پھینکنا پڑیگا۔ مردوں کے دبانے کی صورت میں ہی پانی اور ہوا کے خراب ہونے کا خوف ہے۔ جہاں مردے دبائے جاتے ہیں وہاں کی ہوا اکثر متعفن و گندی سڑی ہوئی ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات دماغ میں چڑھ کر متوحش خیالات پیدا کرتی یا اکثر وبائی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ پس مردہ کا دبانا گویا تمام روئے زمین کو قبرستان بنانا ہے۔ اور تمام روئے زمین میں گندی ہوا پھیلانا ہے۔ جس سے تمام انسانوں کو دکھ دینا مراد ہے۔

(۸) مردہ جنگل میں پھینکنا اور بھی زیادہ مکروہ ہے۔ کیونکہ انسان میں بہ نسبت دیگر حیوانات کے زہریلی اجزاؤں کا مادہ زیادہ ہے۔ جن کے سڑنے اور خراب ہونے سے ہوا بالکل بگڑ کر طرح طرح کے عذاب پیدا کر سکتی ہے۔ پس جب صورت مذکورہ مردہ کے لئے زبون ہیں اور سب سے افضل طریق مردہ کے سلوک کے لئے اس کا جلا دینا ہے

(۹) وید میں ارشاد ہے۔ بھسمانتم شریرم مردہ کا آخری سنسکار بھسمانت یا شمشانت ہے۔ یعنی مردہ کو داہ کرنا ہے۔ آریوں میں ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک مردہ جلانے کی رسم چلی آتی ہے۔ اور یہ ایسی زبردست اور معقول رسم ہے۔ باوجودیکہ بیشمار مختلف قسم کے گمراہوں نے جنہوں نے ویدک دھرم کے برخلاف اپنا جھنڈا کھڑا کیا ہے۔ لوگوں کو ویدک طریقوں سے منحرف کیا۔ مگر یہ سنسکار تھوڑی بہت بگڑی ہوئی صورت میں بدستور قائم ہے۔ مہابھارت کے بعد ایران میں زردشت کا مذہب چلا۔ جو اکثر عقیدوں میں ویدک دھرم کا شاگرد تھا وہ بھی اسی رسم کا حامی تھا۔

(۱۰) موسیٰ اور داؤد اور ابراہیم و اسحاق وغیرہ نبیوں نے بیشک اس پوتر سنسکار سے پہلو تہی کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور حضرت محمدؐ نے مردوں کا دبانا ہی جاری رکھا۔ جس کی وجہ قرآن میں یوں درج ہے:۔ حضرت آدم کے دو بیٹے تھے۔ جن کا نام ابیل و قابیل تھا۔ انہوں نے خدا کے لئے قربانی کی تھی۔ جس میں سے ابیل کی قربانی تو خدا نے قبول کی۔ اور قابیل کی قربانی کی طرف التفات نہ کیا۔ قابیل مارے حسد کے جل گیا۔ اور ابیل سے بولا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا۔ ابیل بولا کہ خدا متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو میری طرف ہاتھ بڑھائیگا تاکہ تو مجھے مار ڈالے تو میں تیری طرف ہرگز ہاتھ نہیں بڑھاؤنگا۔ وہ دونوں اسی حیث و بحث میں تھے۔ کہ قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور خون بے گناہ اپنی گردن پر لیا۔ وہ قابیل سوچتا تھا کہ میں اس لاش کو کس طرح چھپاؤں۔ کہ اتنے میں خدا نے ایک کوا بھیجا جو کہ زمین کرید رہا تھا۔ تاکہ قابیل کو دکھلاوے۔ کہ کس طرح چھپاتا ہے۔ عیب اپنے بھائی کا۔ قابیل نے دل میں کہا۔ کہ افسوس مجھ پر کہ میں کوّے سے

جیسی بھی عقل نہیں۔ اور میں اس سے بھی عاجز آگیا۔ پس ہابیل نے مٹی سے اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانپا۔ اور پھر پچھتانے لگا۔ یہ قصہ تو مختصراً توریت اب پیدائش میں بھی ہے۔

دیکھو سورۃ مائدہ قرآن صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ سنہ ۱۳۰۲ ہجری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مردہ کا دفن اہل توریت نے کوے سے اڑایا ہے۔ اور موسےٰ کے بعد اور نبیوں نے توریت کی دیکھا دیکھی قرآن و انجیل و زبور و دیگر کتابوں میں درج کیا ہے۔

(۱۱) بعض باتیں ایسی ہیں۔ کہ انسان کو اُن کا جانوروں سے سیکھنا معیوب ہے۔ اور بعض باتیں اچھی ہیں۔ کہ اُن کو اُن سے سیکھنا ضروری ہے۔ ہوشیاری اور دوربینی اور دشمن کی تاڑ وغیرہ صفات کو اسکھاتا ہے علیٰ ہذا القیاس کتے وغیرہ جانوروں سے اچھی بات کا سیکھنا اچھا ہے۔ مگر مردے کے دفن کا طریق سیکھنا معیوب ہے۔

(الف) کوا ہوا و پانی کے صاف رکھنے کا طریق ہرگز نہیں سوچ سکتا۔ یہ صرف منشیہ ہی کر سکتا ہے۔ کوا بیچارہ مردہ کے جلانے سے بہبود والا چارہ ہے۔ مگر منشیہ مردہ کے جلانے کے لئے آزاد و مختار ہے۔

(ب) مردہ جلانا فقط پرُاپکار اور بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے جیسے کہ منشیہ ہی سوچ سکتا ہے کوا بیچارا کیا سوچیگا۔

جہاں مردے دفنائے جاتے ہیں۔ وہاں کی آب و ہوا ایسی گندہ اور سڑی ہوئی ہوتی ہے کہ انسان کو وہاں کئی قسم کی بیماریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران و عربستان و شام و روم وغیرہ جہاں کہ مسلمان و عیسائی جو حضرت محمد و مسیح کی اُمت ہیں اُن میں وبا اور طاعون کا دور دورہ رہتا ہے۔ اور ہیضہ صاحب تو وہاں کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ اور جنات و حاضرات کا وہاں ہمیشہ تماشہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ فقط مردہ دفنانے کے سبب سے خلل دماغ کا ہی فتور ہوتا ہے۔ اسواسطے مردہ جلانا ہی افضل ہے۔ حیوانات کی نقل اچھی نہیں۔

(۱۲) جتنا مردہ کا وزن ہو۔ اُس سے دو چند یا سہ چند یا چہار چند ہون کی سامگری ضروری ہے۔ جسقدر سامگری زیادہ ہوگی اُتنا ہی سنسکار اچھا ہوگا۔ حسب ضرورت توفیق پر منحصر ہے۔ آبادی میں مردہ جلانا سب جگہ ممنوع ہے۔ آبادی سے باہر ایک میل یا دو میل اگر بڑا شہر ہو تو چار میل کے فاصلہ پر کسی صاف میدان یا دریا کے کنارے جہاں پانی خاطر خواہ مل سکے لاش لے جانی چاہئے۔

لاش کا نہلانا اور سوگندھیوں کا لیپن کرنا فقط اسلئے ہے۔ کہ جو ہوا مردہ جسم کے تلے جمع ہی ہے۔ اُس میں کسی قسم کی عفونت نہ پھیلے۔ اور کسی جاندار کو تکلیف دینے کا باعث نہ ہو۔ اور انسان کو جو مردہ کے آس پاس ہی کراہت نہ ہووے۔ اور نہلانا بھی فقط اسی غرض کے لئے ہے۔ کہ جسم پر سوگندھ ہی جلتے وقت اُس میں عفونت نہ مل جائے۔ پس ان ہر دو فعلوں کا جوانہ مردہ پر ضروری ہے۔

(۱۳) ہرگاہ منشیہ ظاہری صورت کے لحاظ سے ایک اعتدال و مریادا کا پابند ہے۔ جیسے تجاوز کرنے سے انسان کا پانی بن جانا ممکن ہے۔ اسواسطے اس مریادا و شرم کے قائم رکھنے کے لئے ستریوں کا سنسان مردہ کرا دیں۔ کیونکہ ستریوں کو مردوں اور مردوں کو ستریوں سے شرم کرنے کا سب جگہ رواج ہے۔

(۱۳) گھی ایک ایسی چیز ہے جو آگ کے ساتھ مل کر ہوا کی اور تمام چیزوں کی عفونت کو دفع کرتا ہے۔ اور تمام پرمانوں کو چھن چھن کر کے جدا کرتا ہے۔ لاش کے جلانے میں یہی گھی ایک اعلےٰ چیز ہے۔ جس کے سبب سے لاش کے جلنے میں عفونت رفع ہو سکتی ہے۔ پس بلا گھی کے مردہ جلانا منع ہے۔ جس کے لئے کم از کم من وزن کافی ہے۔ کم از کم ایک من پختہ گھی۔ لاش کے برابر چندن۔ سیر بھر گھی کے مقدار میں ایک ماشہ کیسر و ایک رتی کستوری ایک ایک من گھی کے ساتھ سیر سیر بھر اگر تگر اور گھی میں چندن کا برادہ بھی حسب مقدور ڈالیں۔ کافور اور لاش سے دوگنا۔ پلاش یا ڈھک کی لکڑی شمشان میں پہونچا دینی چاہئے۔

(۱۴) جس جگہ مردہ کو چتا میں رکھ کر جلاتا ہے۔ اُس کا نام ویدی ہے۔ ۲½ ہاتھ چوڑی اور ۴½ ہاتھ لمبی اور انسان کی چھاتی تک گہری ہونی چاہئے۔ اس کا پرمان فقط سامگری کے استعمال کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

(۱۵) ہر ایک آریہ جو سنسکار پڑھنی جانتا ہے۔ یہ سنسکار کرا سکتا ہے۔ اس سنسکار میں گبرت کی و سامگری آہوتیاں دینا فقط اس نیت سے ہے کہ مردہ آہستہ اور اچھی طرح جل جائے۔ اور منتروں کا پڑھنا فقط اس غرض سے ہے کہ اُن سے پد ارتھ ودیا اور مردہ کے جلانے اور دواہ ہونے کے اثروں کا اُن میں علم یا گیان ہے۔

اور پرماتما کی پراپتی تھا اور جیو آتما کا
پرماتما کے ساتھ کیا سمبندھ ہے۔ اور
پیدا شریر کیا ہے۔ اور اس شریر کا
جیو آتما کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اور جسم کے
چھوڑنے سے اس کا کیا بن جاتا ہے۔ اور اس
سورج چاند وغیرہ سیاروں اور
ستاروں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ان
سب باتوں کا وچار ہیں مکمل گیان جو
انسان کے لئے ضروری ہے۔ موجود ہے
اور ایسے موقعہ پر جو مرد سامنے جنازہ کے
ہو انسان کا آتما ان کی تعلیمات
کو بخوبی گہری نظر سے سوچ سکتا ہے۔
اور یہ موقعہ شمشان کے علاوہ صرف
پرماتما کے سچے بھگتوں کو ہی حاصل
ہوتا ہے۔ ورنہ انسان کا اس پر ادکسی
موقعہ پر کم دھیان ہوتا ہے۔ ویدک
رچاؤں کا بیان جن کا اس موقعہ پر
پڑھنا ضروری ہے۔ مہرشی سوامی
دیانند جی مہاراج کی تصنیف کتاب
سنسکار ودھی میں بتفصیل درج ہے۔

(۱۶) جس گھر سے کوئی آدمی ستری یا
پرش مرگیا ہے۔ اور جہاں مرگیا ہے شمشان
سے واپس آکر اور نہا دھو کر اور سب
کپڑوں کو صاف کرے جن کو اپنے ساتھ
شمشان میں لے گئے تھے۔ ایک جگہ بیٹھ
بیٹھ کر دید پاٹھ اور ہون کرنا چاہئے
اور جیو آتما کی ہستی اور پرماتما کی بھگتی و
سدا چار و سندر کرموں کا نتیجہ وغیرہ
پر وچار اور ان کو سمجھانا چاہئے۔ کیونکہ
اس وقت سب کا دل سانتک ہوتا ہے۔
ستریوں یا مردوں۔ اور بوڑھوں بچوں سب
کو باہم بیٹھ کر ہون کرنا چاہئے۔ اور
ہون کے بعد سب پریوار یا خاندان

کے آدمیوں کو کھانا کھانا چاہئے۔ کیونکہ
اُن کے نہ کھانے سے نشیہ کو پیڑا ہوتی
ہے۔ اور کشٹ ملتا ہے۔ اور چونکہ جیو آتما
کا دکھ کھانا ہی پاپ ہے۔ اس واسطے
اُداس چت ہو کر پالیوں کو چھوڑ دینا چاہئے
جیو آتما کے لئے پرم شوچ اور وچار ہے۔
اور مرنا اور جینا سب انسانوں کے لئے
بنا ہوا ہے۔ وہ کون ہے؟ جو اس دنیا
میں آیا اور نہیں مرا۔ جب ہر ایک انسان
کا جسم اُس کے اعمال اور پرماتما کے ڈنڈ
پر منحصر ہے۔ تو اُس کے لئے ولاپ یا رونا
پیٹنا (اظہار افسوس کرنا گویا پرماتما کی آگیا
سے نارضامندی ظاہر کرنا ہے۔ جو سراسر
نادرجب ہے۔

(۱۷) آریہ شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ
مر کر جیو دو حالتیں قبول کرتا ہے۔ یا تو
اپنے کل اعمال حسنہ کی وجہ سے مکت
ہو جاتا ہے۔ یا اگر اعمال میں پاپ شامل
ہیں۔ تو کرانوسار دوسرا جنم دھارن کرتا
ہے۔ یہ اواگون ہی تین حالتوں میں
مستعمل ہے۔ دیکھو منو کا دھرم شاستر
بارھواں ادھیائے۔ جہاں لکھا ہے۔
ستوگی (اہل تمیز) دیوتا یا عالم بنتے ہیں
اور قوت شہوی یا رجوگن والے انسان
کا جنم لیتے ہیں۔ اور قوت غضبی یا تموگن
والے نیچ ورنچ یونیوں کو پراپت
ہوتے ہیں۔ دمفصل دیکھو منوسمرتی و
ستیارتھ پرکاش)

(۱۸) مکتی اوستھا میں یہ عناصری جسم
تو جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتا۔ مگر سنتیہ
سنکلپ یا ارادہ حقانی اور اُس کے سبھاوک
گن یا طبعی اوصاف اور طاقتیں رہتی ہیں۔
مادی تعلق چھوٹ جاتا ہے۔ آرش شاستروں

میں لکھا ہے۔ کہ مکتی میں مادی جسم یا
آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے
مگر اُس کی طبعی پاکیزہ صفات رہتے ہیں۔
جب سننا چاہتا ہے۔ تو کان چھونا چاہتا ہے
تو جلد و دیکھنے کے ارادہ سے آنکھ۔ ذائقہ
کے لئے زبان۔ سونگھنے کے لئے ناک سنکلپ
وکلپ کے واسطے من۔ یقین کرنے کے لئے
عقل۔ یاد کرنے کے لئے حافظہ پندار خودی
کے لئے انانیت کی صورت اپنی ذاتی طاقت
سے مکتی میں جیو آتما بن جاتا ہے۔ اور جسم
محض بشکل ارادہ کے ہوتا ہے۔ جیسے جسم
کے سہارے ہونے پر بذریعہ آلات احساس
کے جیو اپنے کام کرتا ہے۔ ویسے ذاتی
طاقت سے مکتی میں تمام آنند حاصل
کر لیتا ہے۔
جیو آتما میں زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک
۔ جوش۔ امتیاز۔ فعل۔ حوصلہ۔ یاد
یقین۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ ملاپ۔ جدائی
ملانا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا۔ چکھنا
سونگھنا۔ اور گیان چوبیس پرکار کی طاقت
ہے۔ اس وجہ سے ہی مکتی میں آنند کے حظوظ
سے محظوظ ہوتا ہے۔
(۱۹) جیو آتما کی رنج و خوشی کا باعث غلط
چیزوں کا علم اور ان کا استعمال ہے۔ جب
جیو آتما پرکرتی یا مادی پدارتھوں کے ساتھ
ملتا ہے۔ اور ان کی بابت کچھ جانتا ہے تب
وہ رنج یا خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور مادی
چیزوں کے جاننے کے لئے انسان کا جسم
اور اُس کے حواس وکالت کرتے ہیں۔ اور
جیو آتما کو پرکرتی تک اور پرکرتی کو جیو آتما
تک پہونچا دیتے ہیں۔ اور اُن کے انحراف
اور تابعداری سے خوشی و غمی معلوم کرتا ہے
مادی چیزوں کے معلوم کرنے کے لئے تو ایسے

جسم کی ضرورت ہے۔ مگر غیر مادی چیزوں کے جاننے کے لئے یہہ جیو آتما جسم سے بالکل غافل و بےتعلق ہو امعلوم دیتا ہے۔ گویا اس حالت میں اُسے جسم کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور چونکہ پرماتما غیر مادی ہے۔ اُس کے گیان اور انتصال کے لیئے جسم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پس مکتی میں جو پرماتما کا قرب و وصال ہے۔ بلا جسم فقط گیان سے حاصل ہوتا ہے اور بلا جسم کے ہی اُس کا آنند جیو آتما ہو گتا ہے۔

(۲۰) یہہ برہمانڈ جو کروڑوں تاروں اور بیشمار سورجوں اور چاندوں۔ اور لکھو کہا ہماری کرہ زمین کے سے کرّوں سے بھرا پڑا ہے اور جن کے ذرہ ذرہ کے اندر پرماتما ویاپک ہو رہا ہے۔ وہ پرماتما جو تمام برہمانڈ کے ہر ایک تتو اور ذرہ پر حاوی اور ازلی قابض اور سب کا حاکم ہے مکتی والا جیو آتما اپنے ایسے پتا جگدیش کے ہر ایک رمنیک کرہ کی سیر کرتا ہے اور ہر جگہ پرماتما کے حصول اور پراپتی سے آنند یکت ہوتا ہے۔ اور اواگون والا جیو آتما اپنے پچھلے اعمال کے مطابق انہی کرّوں اور سیاروں میں پرماتما کے ڈنڈ کے انوسار جنم لیتا ہے۔ اور پھر اپنے اچھے یا بُرے کرم کر کے قالب چھوڑ دیتا ہے۔ اور اسطرح اواگون کے چکر میں پڑا رہتا ہے۔ جب تک پاپوں سے کنارہ کر کے نشپاپ ہو کر پرماتما کو پراپت نہیں ہوتا۔

(۲۱) ویدوں۔ اُپنشدوں۔ سمرتیوں تمام حکماء کی کتابوں میں جیو آتما کو اوناشی مانا ہے۔ کیونکہ یہہ مفرد اور جوہر بسیط ہے اور مرکب نہیں۔ اور فنا یا ناش صرف مرکبات کا ہی ہوتا ہے۔ لہذا جیو اُن سے الگ ہے۔ اور غیر فانی ہے۔ جیو آتما کے انادی اور نتیہ ہونے پر سورگباشی مشہر بیان پنڈت لیکھرام جی نے اپنی کتاب ثبوت تناسخ میں ثابت کیا ہے۔ کہ دنیا کے بڑے بڑے حکماء کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ جیو آتما ازلی و ابدی ہے۔ نیز اس کتاب میں بودھوں۔ بائیبل اُپ نشدوں اور ویدوں کی رائے بھی مکمل طور پر درج کر دی ہے۔

(۲۲) اس برہمانڈ کے بیشمار کمرے پرانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اُن کرموں کا پھل دینا فقط اُسی چیتن کا حصہ ہو سکتا ہے جو ہر جگہ ہر زمانہ میں ہر جیو کے کرموں کو دیکھنے اور بلا سہو و نسیان یا کم و بیشی بلا رو و رعایت اُن کے کرموں کی سزا یا جزا دے۔ اور ایسا چیتن فقط پرماتما ایشور ہی ہو سکتا ہے۔ جو کہ ہر جگہ ہر وقت ہر ذرہ اور ہر جیو آتما کے اندر ایک رس ویاپک ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک جیو آتما کے مانسک اور واچک اور کائک پاپوں اور پنّوں کو دن رات کشن کشن اور پلک پلک میں برابر دیکھ رہا ہے۔

(۲۲) جہاں جیو آتما کو کائک۔ واچک اور مانسک پاپوں یا پنّوں کی سزا یا جزا مل رہی ہے۔ اُسی جگہ سورگ یا نرگ موجود ہے۔ ہر کرہ سورگ اور نرک ہے اور ہر زمین سورگ و نرگ ہے۔ سورگ اور نرگ فقط اعمال کے ثمرہ پر منحصر ہے۔

(۲۳) مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ جب روح جسم سے نکلنے لگتی ہے۔ تو موت کا فرشتہ آتا ہے۔ اُس کے ساتھ دائیں ہاتھ کی طرف رحمت کے فرشتے آتے ہیں۔ اور بائیں ہاتھ پر عذاب اور رحمت کے فرشتے اگر مرنے والا نیک بخت ہے تو رحمت کے فرشتے کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ اور اگر بدبخت ہے۔ تو زحمت کے فرشتہ کے حوالہ ہوتا ہے (یہ خیال بعینہ ہندوؤں کا سا خیال ہے جو پورانوں میں درج ہے۔ کہ مرتیو کے سمے وشنو اور یمراج کے گن آتے ہیں اور مرنے والے کو آرام یا تکلیف دیتے ہیں) پھر فرشتہ روح کو لے کر اوپر آسمان پر جاتے ہیں۔ اگر وہ مرنے والا نیک بخت ہے تو حکم ہوتا ہے۔ کہ اسکو اس کے بدن کی طرف لے جاؤ کہ اپنے بدن کا حال دیکھے فرشتے اُسے لے آتے ہیں۔ اور گھر کے درمیان رکھ دیتے ہیں۔ سو وہ سب حال دیکھتی ہے۔ کہ فلانا روتا ہے۔ اور فلانا نہیں روتا لیکن بول نہیں سکتی۔ پھر قبر تک جنازہ کے ساتھ جاتی ہے۔ پھر جب لاش کو دفنا چکتے ہیں۔ اور سوال کا وقت آتا ہے۔ تو بعضوں نے کہا ہے۔ کہ روح کو جواب دینے کے واسطے داخل کرتے ہیں۔ جس طرح زندگی میں تھی۔ اور بٹھلا کر سوال کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں سوال صرف روح سے ہے۔ بدن سے نہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ فقط سینے تک روح داخل ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ روح کو کفن اور بدن کے درمیان رکھتے ہیں۔ غرضیکہ سوال ضرور ہوتا ہے۔ جس طرح سے ہووے۔ سو سوال کا اور عذاب قبر کا ایمان ضرور لانا چاہئے۔ اور اُس کی یہہ کیفیت دریافت کرنے میں مشغول نہ ہووے۔ حق تعالے سب چیز کا جاننے والا ہے (دیکھو مولوی عباس علی کا رسالہ صبح کا ستارہ جو بحوالہ دقایق الاخبار لکھا گیا ہے۔ یہی حال مشکاۃ باب الغیب۔

میں لکھا ہے۔ مسلمانوں کا یہہ خیال بچند وجوہ غلط ہے۔

(الف) پرماتما کا روح کو بوقت مرگ جسم سے نکالنا اور سوال کی غرض سے داخل کرنا بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ پرماتما سوال نہیں کرتا ہے۔ وہ بلا سوال کئے ہر جیو کے آتما کے پُن و پاپ کو جانتا ہے۔ شیخ سعدی نے لکھا ہے ؎

چہ دانی دپرسی سوالت خطاست

(ب) خدا کا اپنا کاروبار فرشتوں کے حوالے کرنا گویا خدائی میں شریک بنانا ہے۔ جو سراسر کفر و شرک ہے۔ خود امام غزالی نے صحیح بات کا تصفیہ نہیں کیا ہے بلکہ اپنے خیال کو تزلزل حالت میں چھوڑا ہے اور بلا قسم کی صداقت و دلیل کے ایمان لانا بتلایا ہے۔ حالانکہ بلا تصدیق کے ایمان قایم ہو نہیں سکتا۔ پس ایمان کیا۔ اور جھوٹی بات پر یقین کس طرح

(ج) خدا کے ہر جگہہ حاضر و ناظر اور سدا ایک رس و یاپک اور قادر مطلق ہونے پر جیووں کی سزا و جزا دوسروں کے حوالے کرنا خدا کی کم ہمتی اور احتیاج الغیر پر دال ہے۔ جو بہہ وجوہ باطل ہے

(د) جو کام کوئی شخص آپ نہیں کر سکتا۔ وہ دوسروں کے حوالے کرتا ہے۔ سزا و جزا و سوال کا کام فرشتوں کے سپرد کرنا اُس کی (خدا کی) عدم قدرت اور دنیا پر سے اُس کی غیر حاضری کو ثابت کرتا ہے۔

(ہ) خدا کے علاوہ جتنی روحیں ہیں وہ سب ایکدیشی و محدود اور دیش کال بکت ہیں۔ جس سے اُن پر سہو بے علمی اور نقصان اور ظلم کا احتمال ہو سکتا ہے

فرشتوں کے ہاتھ میں خدائی کام کا جانا ضرور اِن صفات کا متوجب ہے۔ جو بڑا اندھیر اور ظلم ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی روح محدود ہے۔ علی ہذ القیاس اور بہت سارے اعتراض اس اعتقاد پر وارد ہو سکتے ہیں۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں۔

(۲۴) مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ روح روح کے جسم سے نکلنے کے بعد فرشتہ ملک الموت روح کو آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ مومن جب مرنے لگتا ہے۔ آسمان سے فرشتے اُترتے ہیں سفید اور جن کے چہرے آفتاب سے ہوتے ہیں۔ اور بہشت سے خوشبو اور کفن لئے آتے ہیں (۱) اور پھر ملک الموت اُس کے سرہانے آکر کہتا ہے۔ نکل اے نفس مطمئنہ اور خدا کی رحمت اور مغفرت کی طرف چل (۲)۔ سو روح نکل آتی ہے۔ اور وہ اُسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں (۳) اور سب اُس کو اچھے لقب اور اچھے نام سے پکارتے ہیں۔ پھر اُس کا نام علیین میں لکھا جاتا ہے۔ (۴) اور حکم ہوتا ہے۔ کہ اسے زمین کی طرف لے جاؤ۔ (۵) کہ منہا خلقنکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخرے۔ پھر اُس کی روح کو بدن میں داخل کرتے ہیں اور منکر و نکیر اُس سے سوال کرتے ہیں اور جواب باصواب پاتے ہیں۔ تب آواز آتی ہے۔ کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اُس کے واسطے فرش بچھاؤ۔ اور اسے لباس بہشتی پہناؤ۔ اور بہشت کا دروازہ کھول دو۔ تا ہوا اور خوشبو اسے پہونچے

(۶) اور جہاں تک اس کی نظر پہونچے قبر کو کشادہ کر دو۔ یہہ بھی بچند وجوہ غلط ہے۔

(الف) تمام برہمانڈ کروں سے بھرا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی کتابوں میں ہرگز یہہ ذکر نہیں ہے۔ کہ فلانے کرہ کا نام آسمان ہے۔ اور نہ یہہ ذکر ہے۔ کہ کروں کے علاوہ آسمان کہاں ہے۔ جب کہ موجودہ سائنس مسلمانوں کے اس وہمی آسمان کے دھرے اُڑا رہا ہے۔ تو مسلمانوں کے آسمانی خدا اور فرشتوں کا حال معلوم۔ بلکہ کالمعدوم ہے۔ حاصل یہہ ہے۔ کہ جب آسمان ہی نہیں تو اُس سے فرشتوں کا اُترنا نہیں بن سکتا۔ اگر کسی کرہ کا نام آسمان ہے۔ اور اُس میں فرشتے اور اُن کا مالک رہتا ہے۔ تو باقی بیشمار کروں سے خدا کی نفی ہوگئی۔ اور یہ محال ہے۔ اگر خدا سب کروں اور ذروں میں ہے تو فرشتوں کے اُترنے کی کیا احتیاج ہے کیا فرشتے خدا کی نسبت زیادہ زور آور یا زیادہ عالم ہیں۔ کہ اُن کے بغیر خدا کے مُردہ کی روح قبض نہیں کر سکتا یا نکال نہیں سکتا۔ اور اُنہیں کو بُلا کر اُس کا کام بنتا ہے۔ اور کیا مُردے کے لئے کفن بہشت سے آتا ہے۔ تو بہشت میں بزازوں کی دوکانیں اور کپڑا بُننے والے جولاہے رہتے ہیں۔ یا انجن ہی ہونگے تو وہ بہشت سوائے اس دُنیا کے اور کہیں نہیں معلوم ہوتا۔ اگر معاملہ ایسا ہے تو آپ کے وہمی آسمان کا ماجرا اور بھی غلط ہے۔ اسی اعتقاد کے ضمن سے معلوم ہوا کہ بہشت میں خوشبو ہی ہے۔ مگر جب کبھی مسلمانوں کا

مردہ مرتا ہے۔ تو بیچاروں کو کفن بازار سے خریدنا پڑتا ہے۔ اگر کفن بہشت سے آتا ہوتا۔ تو بازار میں ٹکے خرچنے کی ضرورت نہ پڑا کرتی۔ اور وہ مردہ بہشتی کفن کے ساتھ ہی دفنایا جایا کرتا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کے اس اعتقاد کا گواہ کوئی نہیں۔

(ب) جب ملک الموت روح کو مردہ کے جسم سے نکال کر لے جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں سے روح نکلی ہے۔ وہاں خدا کی رحمت و مغفرت نہیں ہے۔ ورنہ لے جانے کے کیا معنی اور چھیننے کا کیا ذکر۔

(ج) روح کا آسمان کی طرف لے جانا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ اس کی طرف لے جانا باطل ہے۔ ساتوں آسمانوں کے دروازے تو تو کھلیں۔ جب ایک آسمان کے دروازے کھل جائیں۔ جب پدارتھ ودیا اور قانون قدرت ایک آسمان بھی ثابت نہیں کرتا۔ تو ساتوں کا کیا ذکر۔ بفرض محال سات آسمان اگر سات کروں سے ہی مراد ہو تو ایک کرہ دوسرے کرہ سے اس قدر فاصلہ پر ہے۔ کہ ہزاروں ہی مہینوں اور ہزاروں ہی سالوں کی مسافت درکار ہے۔ اگر ایک کرہ میں جیو آ جاوے۔ تو ہزاروں سال کے بعد دوسرے کروں کی سیر کرے گا۔ اور آپ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ساتوں آسمانوں کے دروازے باہم پیوستہ ہیں۔ اور ان میں رہنے والے مردوں کی روح کو اچھے ناموں سے پکارتے ہیں۔

یہ غلط ہے۔ روح مردہ کا نام علیین میں لکھے جانے سے مراد یہ ہے۔ کہ اس کا نام اول میں دفتر خدا سے منقطع ہوتا ہے۔ اور ازاں بعد لکھا جاتا ہے۔ حالانکہ پرماتما کے ازلی علم میں ہر شے کا ازلی کا علم موجود ہے۔ پھر لکھنا فضول ہے۔

(د) روح کا دوبارہ داخل کرنا اس واسطے غلط ہے۔ کہ روح کے داخل ہونے کا اثر لاش سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اگر روح پھر داخل بدن ہوتی ہووے۔ تو لاش کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ اب کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔

(س) خدائے اسلام کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ ہم نے تم کو مٹی سے بنایا۔ حالانکہ روح مٹی سے بنی ہوئی چیز نہیں ہے وجہ اس کی ظاہر ہے۔ کہ دونوں کے اوصاف جدا جدا ہیں۔ وہ مرکب ہے اور روح مفرد ہے۔ وہ جڑ ہے۔ اور یہ مدرک بالذات و بالآلات ہے۔ وہ تحلیل پذیر ہے۔ اور یہ سدا ایک رس اور اناشی ہے۔ اس واسطے روح مٹی سے بنی ہوئی نہیں ہے۔ مٹی سے فقط جسم بنا ہے۔ اور وہ جواب دینے سے قاصر ہے۔ حالانکہ عبارت مذکورہ میں سوال صرف روح سے ہے اور اسی کی بابت یقین کر لیا گیا ہے کہ وہ مٹی سے بنی ہے۔ منکر و نکیر کا سوال کرنا ہی قباحت انگیز اور بطلان آمیز ہے۔ کیونکہ روح کے اعمال سزا و جزا میں سوائے پرماتما کے کسی کو دخل نہیں ہے۔

(ص) بہشت کی خوشبو قبر میں کسی طرح نہیں پہنچ سکتی ہے۔ اور پہنچ کس طرح لگ سکتی ہے۔ جب کہ مردہ کی لاش سڑ اور گل کر سڑاند پیدا کرتی ہے۔ اور بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اور کسی مردہ میں روح نہیں رہتی۔ ہم حیران ہیں کہ مردہ بلا روح کے خوشبو کس طرح سونگھ سکتا ہے۔ مسلمان جو بات پیش کرتے ہیں وہ خلاف عقل اور خلاف قدرت ہے۔ جو خدا اور اس کے نیم کے بالکل برخلاف ہے۔

(ط) جب مردہ روح کے نکل جانے کے بعد اپنے گھر والوں کے ہی ساتھ بات نہیں کر سکتا۔ تو قبر میں کس طرح دیکھ سکتا ہے۔ اس واسطے یہ بھی غلط ہے۔ کوئی مردہ بلا روح کے حرکت نہیں کر سکتا۔ نہ بول سکتا ہے نہ بات کا جواب دے سکتا ہے۔ کیونکہ جسم کا سبب فعل روح کا خاصہ ہے جس کے نکل جانے کے بعد جسم بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔

جلد ۱۲	مطبوعہ ۲۲ - مگھر سمبت ۵۸ مطابق ۶ - دسمبر ۱۹۰۱ء بشکروار - جلندھر شہر	نمبر ۴۵

ایڈیٹوریل نوٹس

دھرم پالن میں کشٹ مت ڈرو

گنگا جل میں گنگا کے کنارے سنان کے لئے گیا ہوا تھا۔ سردی ہوا سے جو نیچے شریر کو کپکپایاں کر رہی تھے شرت رتو میں سنان کا خیال ایسے سنان پر گویا موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا۔ لیکن فرض کا خیال آتے ہی دل کڑا کر گنگا میں اُتر پڑا۔ غوطہ لگاتے ہی نہ معلوم سردی کہاں گئی۔ باہر نکل بدن پونچھ آسن پر جا بیٹھا۔ بدن چست اور من شانت ہو گیا اور پھر جو دھیان لگا شاید ہی کبھی میرے نصیب ہوا ہوگا۔ اِس ایک درشٹانت نے مجھے مجبور کیا۔ کہ اپنی گزشتہ زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالوں۔ نظر کے پلٹتے ہی مجھے اپنی زندگی میں کئی ایک ایسے واقعات ملے۔ جن پر ایک نئے نظارے نے نئی روشنی ڈالی۔ اگر فرض کا خیال ہر وقت رہتا۔ تو شاید بارہا میں گرنے سے بچ جاتا ہر ایک نیک کام کے آغاز پر تکلیفوں اور دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر استقلال کے ساتھ اُن کا مقابلہ کیا جاوے۔ تو جس جنگ سے خوف آتا تھا۔ وہی شانتی اور آنند کا باعث ہو جاتا ہے۔ پس پاٹھک گن! دھرم پالن کرتے وقت کسی مشکل سے ہی مت ڈرو کیونکہ تپ کرتے ہوئے جو کشٹ اُٹھایا جاوے گا۔ اُس سے بڑھ کر آتم بخش اور کوئی طاقت نہیں ہے۔

نیک کاموں کے راستے میں کٹھن ہی پڑتے ہیں

شاستر کا قول ہے کہ شریہ کاموں میں وگھن بہت ہی پڑا کرتے ہیں۔ اِس زمانہ میں یہ لازمی امر ہی ہے۔ جبکہ دُنیا میں چاروں طرف ظاہرداری اور مکاری کا راج پھیل رہا ہے۔ جب سنسار میں دھرماتما پُرش کم ہو جاتے۔ اور دُشٹوں کا زور ہوتا ہے تو نیک کاموں کے راستے میں قدم قدم پر رُکاوٹوں کا سامنا ہوتا ہے۔ یہی وقت دھرماتما پُرشوں کی آزمائشوں کا ہوا کرتا ہے اور ایسے کٹھن وقت میں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑے سے بڑے ناستک کے ہردیہ کے اندر بھی ایسے وقت عجیب ہل چل پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ بغیر کسی مہان پُرش کے سہارے کے اپنے پُرش اپنا آتو شیہ پورن نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر ایسے وقت پرمیشور پر پورا بھروسہ ہو۔ تو پھر معمولی آدمی کی جرأت کو دیکھ کر ہی دُنیا حیران رہ جاتی ہے۔ پھر ایسے کٹھن کیوں خطرناک دکھائی دیتے ہیں؟ اِس لئے کہ منشیہ اصلیت سے گر جاتا ہے۔ ورنہ جو کٹھن کہ اپ جیا کو ایشور کی شرن میں لانے والے ہوں اُن سے گھبرانا انسانیت نہیں ہے۔

آریہ سماج میں نت نئی ہلچل

سادھارن پُرش آریہ سماج کے اندر نت نئی ہل چل دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ پنڈت بھیم سین کی کرتوتوں کا پردہ فاش ہونے پر مجھے سینکڑوں بھائی ڈانواڈول نظر آتے تھے۔ اور یہ سب اپنی کمزوری یہ دھرم بھاؤ کا خول چڑھا کر اُسے چھپانا چاہتے تھے۔ لیکن اصل بات یہ تھی کہ یہ لوگ دھرم کے مرم سے واقف نہ تھے۔ جب جب ادھرم سر اُٹھاتا ہے۔ دھرم سے اُس کا یُدھ ہونا ایک لازمی امر ہو جاتا ہے۔ ادھرم اور دھرم یُدھ میں کچھ نہ کچھ شاریرک اور آتمک دونوں طرح کی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ پھر ایسے موقع پر تکلیفوں سے ڈرنا کیا دھرماتماؤں کا کام ہے۔ استو۔ پنڈت بھیم سین تو اپنا ناٹک ختم کر چکے۔ اور اب اُن کے ڈراپ پر ہمیشہ کے لئے پردہ گر چکا۔ لیکن اُن کے بھائی بند اب بھی بہت ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔

ریویو

ستیارتھ پرکاش کا کوش۔ ہندی بھاشا میں مصنفہ مہاشے شیر سنگھ جی اپدیشک پاٹھ شالا کنکھل ضلع سہارنپور۔ قیمت فی جلد ۲ر۔ اِس کتاب میں ستیارتھ پرکاش میں آئے ہوئے مشکل شبدوں کے سرل بھاشا میں ارتھ دیئے گئے ہیں۔ جو لوگ سنسکرت سے ناواقفیت کے باعث ہندی ستیارتھ پرکاش کو بخوبی سمجھ نہیں سکتے۔ اُن کے لئے یہ گرنتھ بڑا مفید ہے۔ درخواست خریداری مصنف کے نام بھیجے۔

گروکل چلانے کی آسان تجویز

مہاشے جی ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک۔ نمستے۔ گروکل میں ودیارتھیوں کو بلا کسی فیس ماہوار کے تعلیم دے سکنے کے بارہ میں حسب ذیل تجویز کو درج فرما کر ممنون فرماویں۔ تاکہ لائق اصحاب کی رائے زنی سے کچھ نتیجہ نیک نکلنے اور ویدک دھرم کے سچے پریمی جو کہ خرچ کے باعث اپنے بچوں کو نہیں بھیج سکتے۔ باسانی بغیر کسی رکاوٹ کے بھیج سکیں۔

تجویز

اگر گروکل فنڈ کے موجودہ سرمایہ میں سے عمارت وغیرہ ضروری اخراجات کے کام میں لایا جاوے۔ اور گورو ودن کے حق خدمات وغیرہ ادا کرنے کا پربندھ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے ہو جاوے کیونکہ ویدپرچار فنڈ کا اصلی مدعا حاصل ہونا اسی پر موقوف ہے۔ کہ سچے پرچارک پیدا ہوویں۔ تو صرف ودیارتھیوں۔ و ملازمان و منتظمان کے اخراجات کے لیے روپیہ کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ جس کے لیے اگر ویدک دھرم کے سچے پریمی کم سے کم ایک من پختہ اناج گندم بموقعہ فصل دان کریں (جو کہ بہت آسانی سے دیا جا سکتا ہے) اور جو موجودہ حالت میں ایسے دانی صرف دس ہزار تصور کئے جاویں تو مفصلہ ذیل حساب کے رو سے سو ودیارتھیوں کو تعلیم دے کر دو ہزار روپیہ کی بچت سالانہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ بچت کی رقم مع دیگر رقومات کے جو کہ ... مستقل فنڈ گروکل میں شامل ہو سکتی ہے اور اناج کے زیادہ وصول ہونے پر کمیٹی کی طرف سے زیادہ ودیارتھیوں کے لئے بھی اجازت مل سکتی ہے۔ اور تعداد بڑھائی جا سکتی ہے۔

حساب

آمدنی۔ ... دس ہزار من پختہ اناج گندم بحساب چار آنے فی من = ۴۰۰۰۰ روپیہ

خرچ۔

۱۰۰ ودیارتھی بحساب ۱۰ روپیہ ماہوار فی کس ... ۱۰۰۰

۲۰ ملازم " " ... ۲۰۰

۱۵ منتظم " " ... ۲۵۰

متفرق ... ۵۰

جمع ماہواری ... ۱۵۰۰

خرچ سالانہ ... ۱۸۰۰۰

گویا سالانہ ... ۲۰۰۰۰

دودھ کے لئے گروکل کے پریمی گوئیں دان کر سکتے ہیں۔ جس سے اور بھی بچت ہو سکتی ہے۔

راقم داس گنگا رام سابق اوورسیر از لاہور

ملک افیقر ہیں

دھرم کا رہ

واقعہ ۲۰ اگست ۱۹۱۱ء کو بمقام رہتاس ڈسٹرکٹ ملک ازلیق ہیری او دیسی لال عالم ساکن بنگوئی ضلع جہلم جو کہ قریب ۳۰ برس سے مسلمان ہیں۔ اس سے پہلے ملہوترہ بوجہ شہوت نفسانی ایک خوبصورت مالدار عورت کے پیچھے مسلمان ہو گئے تھے۔ بعد ازاں اُن کے عیال و اطفال موجودہ بھی اُن کی ترغیب سے جہالت کے پنجہ میں قابو آ گئے۔ گفتگو مذہبی شروع ہوئی چنانچہ تکرار گفتگو نے یہاں تک طول کھینچا کہ درمیان ہمارے اور اُن کے یہ فیصلہ قرار پایا۔ کہ جو شخص جھوٹا ہو وہ سچے مذہب کو اختیار کرے۔ اہل ہنود کی طرف سے سردار لبھ سنگھ صاحب ساکن بیہر ضلع سیالکوٹ۔ و چودھری رام دیال ساکن و نڈالہ چھپیاں تحصیل وزیرآباد و سردار سمرن سنگھ صاحب ساکن امرتسر و لالہ گنگا رام صاحب ساکن احمد نگر تحصیل وزیرآباد۔ اقراری ہوئے۔ کہ اگر اہل ہنود کو شکست ہوئی۔ تو ہم سچے دل سے دین اسلام قبول کریں گے ورنہ تم کو ہندو ہونا ہوگا۔ ایک مہینہ تک بازار بحث گرم رہا۔ آخر کار اُس نے دین اسلام کو جھوٹا ہونا تسلیم کر کے نماز و سلام علیک کے لفظ سے نفرت اختیار کی۔ پھر اُس نے دو ماہ کی رخصت لی شرط پر کہ میں اپنے علماؤں سے بھی گفتگو کر کے اس کام کے واسطے لاتا ہوں۔ شاید مجھ سے کوئی سہو یا غلطی رہ گئی ہو مانگی۔ جب ہم نے حسب درخواست اُن کے رخصت مطلوبہ دے دی گئی۔ جو وہ ہم سے روزانہ ہو کر پنچا کو سب روپے کیونکہ کنگ ... نمبری ... سے پہلے قریب دو صد روپیہ اس شرط پر کہ تم کو بحث یا مالکانہ ضروری ہے جہیں کرایہ و خرچ کتب وغیرہ کی [illegible]

...ہی۔ اور وہاں چند ایک مولوی
مسلمانوں سے بیان بالاظاہر کیا۔ مگر
کسی نے اس کام کے واسطے سر نہ اٹھایا
...معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ میں نے اپنے
...ہربانوں کو اس کا حال دریافت کرنے
کے واسطے لکھا تھا۔ الا جواب پہلے معلوم ہوا
...قریب دو ماہ ہوئے کہ عالم یہاں تھا
اور چند مسلمانوں سے مباحثہ کیا۔ مگر سب
ان کے جواب کے قائل رہے۔ اب معلوم
نہیں کہاں ہے۔ ہر چند دریافت کیا
...پتہ نہ ملا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
...اور اپنی شکم پروری کے واسطے رچیا
...کر کے بھاگ نکلا۔ میں نے پچھلے دنوں ...کے
...ایک اپدیشک انڈیا سے منگوانے
کی تجویز کی تھی۔ لیکن واقعہ یکم نومبر ۱۹۰۱ء
...سردار بشن سنگھ صاحب کارپنٹر ساکن
...گڑھ ضلع لودھیانہ و شریان پنڈت
...بالکشن صاحب ساکن وزیر آباد کی نردولی
...پیغام پہونچا کہ ذکر ... بالا سکن کہ
...خوش ہیں۔ اس موقع پر ہم سے خدمت
...سکے۔ چونکہ بندہ اس سے پہلے ... کئی
...سردار بشن سنگھ صاحب کارپنٹر کا مباحثہ
...مسلمانوں سے کہ وہ اہل اسلام پر غالب
آئے تھے۔ دیکھ سن چکا تھا۔ علی ہذا القیاس
...بالکشن صاحب کی بھی لیاقت ... پذیر
...روشن تھا۔ ... انڈیا سے اپدیشک
...کی تجویز ملتوی رہی۔ اس موقع پر
صاحبان مذکورہ بالا کا تہ دل سے شکریہ
ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ایسے موقع پر دل
...سے ہمدردی کر کے مدد کی۔ اور اس
...کے گواہ مسٹر جانسٹن صاحب و مسٹر
...صاحب اقوام ... ۔ اور پادری

مسٹر ولسن صاحب ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ
بچ کورس ہیں۔

راقم۔ خاکسار منشی رام چند ساکن
جلال پور جٹاں حال وارد افریقہ۔

مسیحی مذہب کا منبع بدھ دہرم ہے

دیباچہ

مسیح کی لا معلوم زندگی، جس کو مسٹر نوٹووچ کی تحقیقات و جفاکشی نے تبت کے کتب خانہ سے برآمد کیا یسوع کی گم شدہ صفحات ہیں۔ اس سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہوتی ہے۔ کہ مسیح بے ریب گوتم بدھ کا شاگرد ہے۔ اور اس کا طریق باستثناء غیر ضروری دیگر آریہ باتوں کے بدھ دہرم کا اصلی بچہ ہے۔ آریہ سماج میں ان صاحبوں کی تعداد کثیر نہیں ہے جن کو مسیحی مذہب و بدھ دہرم کے مقابلہ کرنے کا موقع ملا ہو۔ ان کی اطلاع کی غرض سے ہم رسالہ مسٹر آرسین ایک کی کتاب سے ترجمہ کر کے ہم آرین پبلک کے سامنے پیش کش کرتے ہیں۔ اگر اس کے مطالعہ سے ان کے معلومات کو وسعت ہوئی تو ہم اپنی سعی مشکور سمجھیں گے۔

اس کتاب میں جا بجا گلپان دہرم کا نام آتا ہے۔ جس میں وضاحت کے ساتھ ... اردو میں بدھ دیو کی سوانح عمری قلمبند ہوئی ہے۔ اس کتاب نے یورپ و امریکہ میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اس کے پیشتر پڑھنے والے بدھ دھرم کے خیالات سے حد درجہ کی دلچسپی لیتے تھے۔ اور جن کو ...ہی مذہب کے ترک کرنے میں عار تھا وہ بھی اس کو پانچویں گاسپل کہتے ہیں۔ اس کتاب کی تعریف میں صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ اب تک دنیا میں بدھ مذہب کی نسبت اس سے بہتر شائع نہیں ہوئی۔ اور جو لوگ اس کو پڑھینگے ضرور محظوظ ہونگے۔ انگریزی میں اس کا نام "گاسپل آف بدھ" ہے۔ اردو ترجمہ جلندھر کے ایک مطبع میں چھپا ہے۔ اس پمفلٹ کے لکھنے کی غرض ٹائٹل پیج پر ظاہر کر دی گئی ہے دوسرے نمبر میں دکھلایا جاویگا کہ پارسیوں کے مذہب کو آریہ دہرم سے کیا نسبت ہے۔ اور کس طرح آریہ دہرم سے اخذ کیا ہوا ثابت ہوتا ہے

آرش میں بھی مشابہت اور مطابقت بتواتر ہی کمال میں دکھلائی جاویں گی۔ شائقین اس کے پڑھنے سے محظوظ ہوں گے۔ اپنے لفظوں میں طوالت سے کام نہ لیا جاویگا۔ بلکہ ساری باتیں صاف صاف لفظوں میں دکھلائی جاوینگی

باقی آئندہ۔

آریہ سماج لاہور کا سالانہ جلسہ اور کانفرنس

آریہ سماج لاہور کا چھبیسواں سالانہ جلسہ بڑی دہوم دھام سے سمپت ہوا۔ پنجاب کے آریہ سماجیوں میں ایک لاہور سماج ہی ہے جس نے چوبیس سالانہ جلسے منائے۔ یا یوں کہئے کہ لاہور سماج کو شاپن ہوئے ۲۴ سال ختم ہوئے جبسے آریہ سماج لاہور نے سالانہ جلسہ منانا شروع کیا۔ اور باہر سے آریہ بھائیوں کو بھی شامل ہونا شروع کیا۔ تب سے ساتھ ہی اپدیشوں

جلسوں اور ایڈیشنوں کے علاوہ کچھ وقت کانفرنس کے لئے بھی دیا جاتا رہا۔ اتنے ... کانفرنس کی یہ خصوصیت تھی کہ باہر سے آئے ہوئے آریہ سجنوں کی ذات اور صفات سے بہت سے کو آگہی ہو جاتی تھی اور ایک دوسرے سے آشنائی اور میل ملاپ دلی خلوص سے ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اب تک باہر کی سماجیں جو سالانہ جلسے مناتی ہیں سوائے چند ایک مخصوص سماجوں کے اکثر اب تک با ہم میل جول اور واقفیت بہم کانفرنس کے معمول میں لیا کرتی ہیں۔ میری رائے میں جب تک لاہور سماج میں کانفرنس کی یہ حالت رہی جہاں باہر سے آئے ہوئے آریہ بھائی سوامی جی کے اُپدیشوں اور ہدایتوں سے حظ اٹھا کر پرسن ہوتے تھے۔ وہاں میل ملاپ میں اپنے آریہ سجنوں کی عملی زندگی کے حالات اور اُنکی جماعت۔ اُن کے کارنامے سُن کر۔ اُن کی دھرم پر دڑھتا ئی۔ تکالیف کا سامنا اور استقلال وغیرہ کے حالات سُن کر زیادہ جوش و خروش کے ساتھ امرت پرساد اور گت لے جاتے تھے لیکر اپنے اپنے گراموں میں واپس جایا کرتے تھے۔ اپنے آریہ بھائیوں کی زندگی سے نمونہ و سبق حاصل کرنے کا بہت موقعہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے ۱۹۱۲ء سے کانفرنس کی حالت بدلی۔ باہمی میل ملاپ کا سلسلہ بند ہو کر آریہ بھائیوں سے الگ ہونے پر یہ خیال کیا گیا کہ ایسے کمیاب موقع پر میل جول کرنے کی بجائے کسی مضمون پر بحث ہوا کرے۔ چنانچہ آج تک شاید لاہور سماج کے سالانہ جلسہ پر کسی نہ کسی خاص اصلاحی مضمون پر بات چیت کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مگر ہر ایک سال کے عموماً کانفرنس کا موقعہ ایسے وقت پر رکھا جاتا رہا جبکہ لوگوں کے دل و دماغ جسم و جگر تکان سے تھکے ہوتے تھے جبکہ اب ان کا دل اور روح آرام کرنے کے لئے خواہشمند ہوتا ہے۔ وہی موقعہ کانفرنس کو دیا جاتا رہا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ نتائج آج تک اس کانفرنس سے نکلتے رہے ہیں۔ وہ تسلی بخش نہیں ہیں۔ چند سالوں سے آریہ برادری اور ویدک دھرم سبھا جو در اصل مترادف الفاظ ہیں۔ اُن پر بحث ہوتی رہی ہے۔ سال بسال بڑی زبردست جوش و خروش سے آریہ برادری قایم کرنے پر تقاریر ہوتی رہیں۔ پروفیشنل لیکچرار اور اپنی عذب البیانی کو دکھلانے والے اپنی زبردست تقریروں سے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہے لیکن جب عملی زندگی میں ایک قدم آگے رکھنا پڑا تو کیفیت چند رسین کا نمونہ دکھلایا۔ میں اس مضمون پر آریہ برادری یا ورن ویوستھا پر بحث کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ مگر جتلانا صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس قسم کے اہم مضامین اور ادق مسائل کو کانفرنس میں پیش کر کے اب تک کوئی مفید مطلب نتیجہ نہیں نکلا۔ یہ سال بسال آریہ پرشوں میں باہم شکر رنجی زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور باہر سے آئے ہوئے آریہ پرش بجائے اسکے کہ لاہور سے کچھ دھرم بھاؤ لے کر واپس جاویں اُلٹے نراش ہو کر واپس جاتے ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ ورن ویوستھا کے حامیان اور برادری سبھا کے موجدان جو ایک خفیف سی آرگنیزیشن کی شکل میں نمودار ہو رہے ہیں وہ بھی ان کانفرنسوں کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ سوامی جی کرت گرنتھوں کو کئی دفعہ پڑھنے اور انپر وچار کرنے سے یہ اگنی انکے اندر پرجولت نظر آتی ہے۔ ورنہ کانفرنس کی تقریروں اور جوش ور آوازوں نے ان دلوں کو نہیں ہلایا اور نہ ترقی کا میدان کچھ وسیع کیا۔

پس مختصر الفاظ میں میرا یہ خیال ہے کہ سالانہ جلسہ پر جو کانفرنس کیجاتی ہے۔ اگرچہ اسکا دھانیک نہیں ہے جیسے وہی آریہ سماج کے لئے بہر کیا گیا۔ مگر چونکہ ابھی تک ہم لوگوں کی آتما ایسی اسقدر اونچا نہیں ہو چکیں۔ ہمارے پرو شو اسقدر اونچا پشتہ نہیں ہو گئے اسلئے نتیجہ بر عکس نکلتا ہے اکثر آریہ پرش ذاتیات پر اُتر آتے ہیں۔ اور بجائے نرچھ ہو کر سچن شیلتا کیسے تجویز کرنے کے اُلٹا باہمی عناد و شکر رنجی پیدا کرنے کا باعث بنا۔ اسلئے آریہ برادری کے حامیوں اور ورن ویوستھا استھاپن کرنے کے وکیلوں اور آریہ سماج کے حلقہ میں دیگر اصلاح کرنے کے دم مارنے والوں سے میرا نویدن ہے۔ کہ وہ ہرگز امید نہ رکھیں کہ اُن کے خیالات کی اشاعت کا میدان کانفرنس یا لیکچر بازی وسیع کر سکتی ہے۔ میری ذاتی رائے میں تو اس کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جو لوگ آریہ سماج کو سوامی دیانند کے نقش قدم پر چلانا چاہتے ہیں۔ سب سے مقدم امر یہ ہے کہ خود پہلے اس نقش قدم پر چل کر دکھا دیں۔ دنیا کے زجر و عتاب گالی گلوچ کی مطلق پرواہ نہ کریں۔ ایکدن آویگا کہ یہی لوگ جو آج آپ کو بُرے نام سے کوستے ہیں آپکے آگے سر تعظیم خم کر دینگے۔ کیونکہ آپ کے نقش قدم ہی برہمچاری رشی کی عظمت و آنند ستہ ہانتوں کی سڑک ہے۔ پھر آپکو لوگ ... کر سکتا ہے۔ اسلئے میرا خیال ہے کہ ایسے مضامین کا کانفرنس میں لانا یا کانفرنس میں پرسیپر وچار کرکے یہ امید کرنا کہ لوگ اس سے متاثر ہو کر چل دیں گے۔ محض ہوائی قلعے بنانا ہے۔ جن لوگوں نے کسی اصلاحی میدان کو جیتنا ہے وہ سوسائیٹی کے ذریعہ نہیں حاصل کیا بلکہ آپ مرد میدان بن کر آگے قدم رکھ کر شیر ببر کیطرح کام کیا دنیا آپکی پیروی خود بخود کریگی۔ (جیمنی)

چند مفید باتیں

(۱) پرتھوی میں جل - ان - اور سندر بچن تین رتن ہیں - بیوقوف لوگ پتھر کے ٹکڑے کو رتن کہا کرتے ہیں -

(۲) دھرم - یش - وتے - چترائی سندر وچن وغیرہ صفات سے موصوف پرش دکھ نہیں پاتا -

(۳) سوال - اندھا کون ہے ؟ -
جواب - اندھا وہ ہے - جو بہت سی شنکاؤں کو دور نہیں کرتا - جیسے پدارتھ کی تلاش نہیں کرتا - اور ستیہ و ستوؤں کے لئے آنکھ روپی شاستر اُس کے پاس نہیں ہے -

(۴) جس طرح اس شریر میں بچپن - جوانی اور بڑھاپا ہے - اسی طرح اوشیہ دوسرے شریر کی پراپتی ہے - ودوان لوگ موہ کو پراپت نہیں ہوتے -

(۵) ودیا کا رتن بڑا دھن ہے - اُس کو چور لے سکتا ہے - اور نہ دان دینے سے گھٹتا ہے - اور نہ شریک دھوکے سے لے سکتا ہے -

(۶) (جیو) نہ کبھی پیدا ہوتا ہے نہ کبھی مرتا ہے - نہ ہی کبھی پیدا ہو کر نشٹ کو پراپت ہوتا ہے - بلکہ یہ امر پرانا اور اجر ہے - شریر کے ناش پر یہ ناش کو پراپت نہیں ہوتا -

(۷) جس طرح منشیہ پرانے کپڑوں کو اتار کر نئے کپڑے پہنتا ہے - اسیطرح جیو ایک شریر کو دھارن کر کے دوسرے شریر کو دھارن کرتا ہے -

(۸) اِس جیو کو نہ ہتھیار مار سکتے ہیں نہ ہی آگ جلا سکتی ہے - نہ ہی پانی اِسے گلا سکتا ہے - اور نہ ہی ہوا اِس کو سکھا سکتی ہے -

(۹) جو جیو پیدا ہوتا ہے - وہ اوشیہ مرتیو کو پراپت ہوتا ہے - اور موت کو پراپت ہوا ضرور پیدا ہوتا ہے اسواسطے شریر کے چلے جانے سے ودوان لوگ غم نہیں کرتے -

(۱۰) نہ چور ہر سکتا - نہ راجا چھین سکتا - نہ بھائی بانٹ سکتے - نہ کچھ بوجھ کا دینے والا - خرچ کرنے سے نت دن بڑھتا ہے - ودیا دھن سب دھنوں میں پردھان ہے -

ویدک دھرم کا سیوک
راولتہ گندھ ولد لالہ سوایا رام صاحب تھانیدار
وپردھان آریہ سماج جھنگ گھیانہ

آریہ سماج وڈالہ بانگر
کا
سالانہ جلسہ

۲۳ - نومبر بروز سنیچر وار بوقت ۲ بجے نگر کیرتن شروع ہوا - لوگ حیران و ششدر تھے کہ یہ کیا جنگل میں منگل ہو گیا - بیچاروں نے کبھی خواب میں ہر سو نیم نہیں دیکھا تھا باجا تو باجا لالہ برج لعل جی کے بھجن غضب ڈھاتے تھے - بچے سے بوڑھے اسی دھن میں تھے - کہ یہی سماں پیش نظر رہے - اور ہم آنند مگن رہیں - کوئی سات بجے رات تک نگر کیرتن ہوتا رہا - اگلے روز ۲۴ - نومبر کی صبح کو ہون ...

بعد ازاں لالہ رنجیت رائے شاستری ہرگوبند پور نے آنند دایک اُپدیش دیا - بوقت دھرم چرچا بدرالدین حکیم نے سوال کیا کہ جب جیو انادی ہے - اور اپنے اعمال کے مطابق پھل بھوگتا رہتا ہے - پھر ایشور کی کیا ضرورت ہے - گویا جیو ہی ایشور ہے ان دونوں میں بھید کا نرنے کیا جاوے پنڈت فقیر چند جی شاستری بھاگو والہ نے معقول جواب دیا - اور وہ سب طرح مان گیا - اور اُس نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا - کہ میں تو تناسخ وغیرہ جو پنڈت صاحب فرماتے ہیں مانتا ہوں حرف تمہاری تسلی کے واسطے پہاڑ سے ٹکر ماری ہے - بعد ازاں پنڈت ہری چند جی و پنڈت ہر نام سنگھ جی کے ویاکھیان ہوئے - اور آرتی ہو کر کارروائی سماپت ہوئی -

۲۵ - نومبر کو دھرم چرچا کے وقت تین عیسائی بٹالہ سے بطور سیر آئے - مگر کوئی مباحثہ نہیں ہوا - گو مخالفین نے اُن کو بہت بھڑکایا - لیکن لاحاصل تھا پھر ماسٹر عطارام سکول وڈالہ بانگر نے لیکچر میں شعر سُنائے - جن سے سامعین نہایت خوش ہوئے -
اس کے بعد سالانہ رپورٹ پڑھ کر سُنائی گئی - بعد ازاں پنڈت بھوجدت جی کا منوہر ویاکھیان ہوا - وید - قرآن - انجیل پوران - کا مقابلہ کر کے جتلایا ہی نہیں گیا بلکہ مخالفین کے دلوں پر نقش کر دیا گیا کہ پراچین آریہ ہی تھے - اور وید مقدس حسن کی کہ انسان کے لئے تعلیم مقدم ہے اور یہی ہمارا پرم دھرم ہے - جس پر مفصلہ ذیل

پنڈت جوالا ناتھ جی ممبر ... عہ
لالہ ہری رام جی منتری ... عہ
سردار اندر سنگھ جی پردھان صہ
لالہ تُلسی چند جی ممبر ... عہ
متھرا سنگھ جی زرگر ... عہ
پنڈت بوادتا پٹواری ... عہ
ماسٹر ٹھاکرام جی ... عہ
پنڈت لچھمن داس جی ممبر ... عہ
ر بھدرام جی ر ... عہ
سیوا سنگھ جی جٹ ... عہ
سماج بورڈ اڈل ... عہ
روڑ سنگھ جی ٹھیکیدار ... ۱ہ
نہال چند جی ممبر ... ۱ہ
سادہ ... ۱ہ

سب سے بڑھ کر سردار کشن سنگھ جی رئیس بھاگووالہ کا سماج دھنیہ واد کرتی ہے جن کے اقبال سے جلسہ رونق پذیر ہوا اور سب طرح سے امداد دی۔

بعد ازاں سردار سوچیت سنگھ جی رئیس جینیہ و پنڈت فقیر چند جی منتری سماج بھاگووالہ کا بہت بہت دھنیہ واد ... پھر جلسہ سماپت ہوا۔

(دیوان منتری آریہ سماج ڈڈال بانگر)

اشتہار!

ہمارے پاس پنڈت کرپا رام شرما ورتمان سوامی درشنانند جی مہاراج کی چھپوائی ہوئی پستکیں تقریباً ... روپیہ کی موجود ہیں۔ جو سب کی سب نقد قیمت پر خریدنا چاہیں۔ اُن کو ہم ... روپیہ فی صدی کمیشن دینے کو تیار ہیں۔ جو ... روپیہ سے زیادہ کی خریدیں

اُن کو ... فی صدی کمیشن دیا جاوے گا

المشتہر

کیشب چند منیجر وید پریس اجمیر

آریہ سماجک خبریں

سادھو نتیانند اناتھ بھارت سیوک کورج کناڑی جی پردھان آریہ سماج کوٹہ (راجپوتانہ) کی طرف سے مفصلات میں پرچار کرنے کی آگیا ملی ہے۔ چنانچہ وہ سب سے پہلے نظامت بڑودہ میں پدھار کر ۱۷ نومبر سے ویدک دھرم کے سدھانتوں کا پرچار کر رہے ہیں ۱۰ نومبر تک تین لیکچر دئے گئے علاوہ ایک پورانک بھٹ جی کے ساتھ مورتی پوجا وشئے پر شاستر ارتھ جیت بھی کر چکے ہیں۔ جس کا اثر اچھا پڑا ہے

سری نگر آریہ سماج مندر میں بروز دیوالی ہون کیا گیا۔ اور ... ڈاکٹر چرنجیت سنگھ کے ... کا آن پراشن سنسکار ویدوکت ہوا۔ مبلغ دو روپیہ آریہ سماج کو دان ملا

آریہ سماج ڈھانگو رہ میں تین یگیو پویت سنسکار پنڈت سرجودت جی نے ویدوکت کرائے۔ ایک تو منتری سماج کے بھتیجے کا۔ اور دو آپ منتری صاحب لالہ سوبانی ہرو لڑکوں ... سنسکاروں پر علاوہ پنڈت جی کی دکشنا کے ایک روپیہ وید پرچار فنڈ میں اور ایک روپیہ لوکل سماج کو دان ملا۔

لالہ دیترلال پردھان آریہ سماج گنگو...

... پربودھ پر ... کے افتتاحی جلسہ میں جو ... ہو گا۔ علاوہ ... ہونے کے ... روپیہ کی امداد ... دستکاری ... کا وعدہ کرتے ہیں۔

بھرووال (جیجوں) ضلع ہوشیارپور میں ایک بیوہ عورت نے اپنے قریبی رشتہ داران کے حقوق پر خاک ڈال کر ... کی شادی کر کے اپنا کل مال و متاع ایک جیجوں کے براہمن کو دے دیا۔ جس پر آریہ سماج کی طرف سے شاستر ارتھ کے لئے نوٹس دیا گیا مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ سوامی یوگندر جی نے اس کے کھنڈن میں تین روز تک لیکچر دئے۔ پورانکوں نے بھرووال سے نکل کر موضع جیجوں میں رولا مچایا۔ اور مسئلہ نیوگ پر عام ہندوؤں کو بدظن کر دیا۔ خبر پانے پر سوامی یوگندر پال جی مع پنڈت راجا رام جی مدرس و لالہ دھنپت رائے جی جیجوں گئے۔ مضمون زیر بحث مرتک شرادھ نیوگ اور پورانوں کی بداخلاقی اور گوشت خوری تھا مرتک شرادھ تک تو نوبت ہی نہ پہونچی۔ فقط نیوگ اور گوشت خوری وغیرہ مضامین پر مقابلہ سبھا میں تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ہوا۔ جس میں پورانکوں کے ہوش باختہ ہو گئے۔ لوگ آریہ سماج کے حق میں رائے ظاہر کرنے لگے۔ اس پر پورانکوں نے سوائے رولا مچانے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر جھٹ رولا مچانا شروع کر دیا۔

آریہ سماج لودھیانہ کی دسویں سالانہ جلسہ ۲۴، ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو ہونا قرار پایا ہے۔ آشا ہے کہ اُپدیشک مہاشے اور آریہ سجن جالندھر سماج کے جلسہ سے فارغ ہوتے ہوئے لودھیانہ تشریف لاویں گے اور جلسہ کی رونق بڑھا دینگے۔ سالانہ جلسہ آریہ سماج لودھیانہ کے بھوجن آدی کے تمام خرچ لالہ گنپتی لال پان والہ سبھا سد آریہ سماج لودھیانہ و لالہ رام ناتھ چوپڑہ سبھا سد آریہ سماج لودھیانہ نے اس سال اپنے ذمہ لیا ہے۔ اُکت مہاشے کن شکریہ کے مستحق ہیں۔

بھرنالہ دیوالی کے روز ۱۰ نومبر کو سوامی جی مہاراج کی یادگار میں جلسہ ہوا۔ ماسٹر ہیرا سنگھ بوجہ پردھان اور منتری دونوں کے بیمار ہو جانے کے نہ ہو سکا۔ مگر تاہم ہمارے ہوشیار تھی ہوئی لالہ نرائن دت جی پردھان کے اُیوگ سے بہمن ہو گئے۔ اور پھر ایک نخری بیچ سوامی جی کی یادگار میں اُن کے مشن اور زندگی کے حالات کہن کرتے ہوئے پردھان مہاشے نے اور پہاڑ کو مشن فنڈ کے لئے دو روپیہ چندہ ہو گیا۔ جو روانہ کیا گیا۔

آریہ سماج بھوانی ضلع حصار کے اودھیکاری سال ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ء کے لئے حسب ذیل۔

سیتا رام صاحب۔ پردھان۔ بابو سکھ دیو صاحب اُپ پردھان۔ منشی شیو ... صاحب منتری۔ لالہ جانکی پرساد اُپ منتری۔ لالہ رام جس مل کوشادھیکش۔ لالہ پرتاپ ... کا پستکادھیکش۔ لالہ جگناتھ پرشاد و لالہ جی میران انترنگ سبھا۔

دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لیمٹڈ لاہور

جسکا سرمایہ ایک لاکھ روپیہ منقسم بر چہار حصص۔

طریق روانگی۔ ہمراہ درخواست پانچ روپیہ فی حصہ۔ آئیندہ اقساط بھی پانچ روپیہ فی حصہ سے زیادہ طلب نہیں ہوں گے اور ایک ماہ کا نوٹس دیا جایگا۔

ڈائریکٹران

لالہ روشن لال صاحب بی۔ اے۔ پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور چیرمین۔

پنڈت رام بھج دت صاحب پلیڈر چیف کورٹ ڈائریکٹر سکریٹری آریہ سماج لاہور و لیگل ایڈوائزر

لالہ رام کرشن صاحب پلیڈر چیف کورٹ پریذیڈنٹ آریہ سماج جالندھر شہر

پنڈت آتما رام صاحب ویدک مشن ڈسٹرکٹ انسپکٹر پشین (بلوچستان)

لالہ جیون داس صاحب گورنمنٹ پنشنر و رئیس پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور

مہتہ جیمنی صاحب بی۔ اے پلیڈر ملتان

لالہ متھرا داس صاحب پوری پروپرائٹر ہندو میوچل لاہور مینجنگ ڈائریکٹر

تمام روپیہ منیجر پیپلز بینکنگ اینڈ ٹریڈنگ ایسوسی ایشن لیمٹڈ لاہور کے نام بھیجنا چاہئے۔ جو کمپنی کے خزانچی ہیں۔ حصص کی خریداری کی درخواستیں اور ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلقہ کمپنی بذا پتہ ذیل

پر ہونی چاہئے۔

المشتہر

متھرا داس پوری مینجنگ ڈائریکٹر

گنگوہ ضلع سہارنپور

پادری گوہر مسیح نے اپنی منتری اور بال بچوں کے جو تعداد میں پانچ یا چھ تھے شدھ ہو کر آریہ دھرم میں آنا چاہتے ہیں۔ جو عرصہ سے شاملی ضلع مظفرنگر میں مقیم ہے۔ ... نومبر سنہ ۱۹۰۳ء سے ... کے جواب میں مناسب انتظام ... کی گئی ... آریہ سماج ... گنگوہ پہنچ آنے کے ... اور جواب خط ... پہلے دوسرا کارڈ لکھوایا گیا۔ جس پر کوہ ... پادری صاحب کی قد آبادی ... ۱۰ نومبر کو لاجس میں تحریر تھا۔ کہ مجھ کو ... پادری صاحب ... ابرار پرائی جگہ روانہ کرنا ... لوگوں کا ... انہوں نے ... کیونکہ ان کو یہ پتہ نہیں ... پادری گوہر مسیح ہمارے ذریعہ سے ... ہے۔ لیکن ... نہیں ہوں ... صاحب ... اور گنگوہ ... آریہ سماج ... ہیں ... سماجوں سے اگر کوئی ... اور ... آریہ سماج سے ... کرتا ہوں

کو دے پادری گوہر مسیح صاحب سے مقام کوہ سپاٹو نزد مکان ڈاکٹر پورن مل صاحب بذریعہ خط و کتابت اصل حالات معلوم کرے۔ اگر واقعی مع ستری اور بال بچوں کے شدھ ہو کر اپنے اصلی ویدک دھرم کو گرہن کرنے کو بالکل آمادہ ہوں۔ جیسا کہ اُن کے خطوط سے پایا گیا ہے۔ تو ضرور اُن کی شدھی عمل میں لانی چاہئے۔

پادری صاحب کو بھی کل خط لکھوا دیا گیا ہے کہ وہ براہ راست انبالہ یا امرتسر سماج سے خط و کتابت کریں۔ جہاں کی نسبت اُنہوں نے اپنی خواہش ظاہر کی ہے۔

سوامی ورشانند سرسوتی جی مہاراج کو آریہ سماج قصبہ گنگوہ میں بُلانے کے لئے نمنترن دیا جاتا ہے۔ کہ اوشیہ پدھار کر لابھ پہونچا دیں۔

ستیہ دہرم پرچارک میں تصحیح کی ضرورت

نمبر ۳۱ میں گنگوہ سماج میں یگیہ پویت سنسکار سمار لوگ یعنی کاریگروں کے سماج مندر میں کرائے گئے۔ اور ۲۳۔ اکتوبر کو ایک اور سنسکار یعنی چوتھا یگیہ پویت سنسکار سماروں کی دہرم شالہ میں جو ابھی تیار نہیں ہوئی ہے رامپور نورسی ایک سماکرایا گیا۔ جس نے ایک روپیہ سماج فنڈ کو دان دیا۔ اور حاضرین کو مٹھائی تقسیم کی۔ کل چار یگیہ پویت سنسکار ہوئے۔ ان تین سنسکاروں میں سماج کو ایک روپیہ دان ملنا غلط ہے۔ اور چوتھا سنسکار بھی لکھنا رہ گیا ہے۔ اسلئے نوٹ کیا گیا ہے

سوال حل طلب

سوانح عمری سوامی جی مہاراج صفحہ ۵۹۹ پر سنسکرت اشتہار کے ترجمہ میں سوامی جی کی مانیہ اُپنشد بارہ درج ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش تیسرے سمولاس میں دس کی تعداد مانی ہے۔ اور آریہ مسافر میگزین اگست سنہ ۱۹۰۰ میں بھی دس مانی گئیں ہیں۔ اور میگزین میں شوتیا شوتر و میتری کی اشارتاً بھی دکھلائی ہے۔ پس کیا کارن ہے۔ کہ سوامی جی نے اِس اشتہار میں شوتیا شوتر اور میتری یا کیول یہ اُپنشدوں کو کیوں لیا ہے۔ یا ترجمہ اشتہار میں کچھ غلطی ہے۔ تشریح طلب ہے۔

راقم

رگھولال پردھان آریہ سماج گنگوہ

نوٹس!

مقام راولپنڈی میں ایک ودھوا بواہ سہایک سبھا ۲۰۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء سے قائم ہو گئی ہے۔ اسلئے گذارش ہے کہ مختلف مقامات میں جو ویش صاحبان اِس سبھا سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور اِس نیک کام میں مدد کرنے کو دل و جان سے شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اِس سبھا کو اپنے نام نامی و پتہ سے مطلع فرماویں تاکہ اُن کی خدمت میں ایک فارم بغرض خانہ پوری بھیج دیا جاوے۔ اور اِس سبھا کے متعلق کام کرنے کے لئے ضروری خط و کتابت کی جاوے۔

کرپا کرکے دیگر ایڈیٹران سماچار اخبارات بھی اِس نوٹس کو مفت اپنے اخبار میں جگہ دیویں

المشتہر

دوارکا منتری ویش ودھوا بواہ سہایک کمیٹی راولپنڈی

ضرورت

مہرولی نواسی ممبران آریہ سماج کو ایک پنڈت کی جو کہ اشٹا دھیائی پڑھا سکے۔ اپنے لڑکے کے واسطے ضرورت ہے۔ جائے سکونت بلا کرایہ دیا جاویگا۔ یہ شخص آریہ سماجی ہونا چاہیئے۔ اور طریقہ تعلیم سے انگریزی قاعدہ پر واقف ہو۔ بہر جن ارتھ۔ وسکدر بیہ اسک دیا جاویگا یہ ضروری امر نہیں ہے کہ پنڈت صاحب از قوم برہمن ہوں۔

المشتہر

دوارکا داس۔ از مہرولی ضلع دہلی

بواہ کی ضرورت!

ایک ایسی بال ودھوا کی ضرورت ہے۔ خوبصورت۔ سوشیلا تعلیم یافتہ اور قوم کلیستیہ سکسینہ سے ہووے۔ بر آیو (عمر) اس وقت ۲۵ سال ہے انگریزی فارسی سنسکرت پڑھا ہوا۔ ویدک اصولوں سے ماہر اور ع[illegible] آمدنی ۵۰ روپیہ ماہوار اور [illegible] خوشحال ہے۔ شادی ویدک ریتی کرانا چاہتا ہے۔ سمبندھ کرنے والے [illegible] ۳۱۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء تک درخواست [illegible] ہیں۔ مفصل حالات پتہ ذیل سے دریافت کر[illegible]

المشتہر

ایس این۔ معرفت پوسٹ ماسٹر خدا گنج شاہجہان پور۔ او۔ آر۔ آر

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ دار نہیں

لالہ جوالاداس جی ماسٹر سکول لائیلپور
کسی خاص فرقہ کے آدمیوں کے برخلاف خاص روائتیں اخبار کے ذریعہ سے جمع کرانیکے میں بالکل برخلاف ہوں۔ میں اِس مسئلہ کا قایل نہیں ہوں کہ چونکہ ایک قوم کے چند ایک آدمی ریاکار اور مکار ہوں تو کل اس الزام کے ملزم نہیں گروانے جا سکتے۔ پس معاف فرماویں۔ ایڈیٹر

پورانک دھرم کا بنیادی پتھر اب ہل چکا ہے

مورخہ ۱۱ و ۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو جو شاستر ارتھ یہاں (بنوں میں) پنڈت ہیمراج جی اور آریہ اُپدیشک اور پنڈت کرم نارائن جی شاستری ملازم بہرانتری ہائی سکول ڈیرہ اسمعیلخاں کے درمیان شہزادہ وٹ پر ہوا۔ اس کو جن لوگوں نے اپنے کانوں سے سنا وہ ضرور اس نتیجہ پر پہونچے ہونگے۔ کہ "پورانک دہرم کا بنیادی پتھر اب ہل چکا ہے" اور اس کی عمارت بہت جلدی گرنیوالی ہے۔ اِس شاستر ارتھ کے مفصل حالات کو پرچارک کے کالموں میں درج کرنا گویا ناظرین اخبار کا تضیع اوقات اور پرچارک کے کالموں کو خراب کرنا ہے کیونکہ پنڈت کرم نارائن جی اپنی پونجی ختم ہو جانے پر نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے نہ صرف ویاکرن کے ہی اولجھنوں میں الجھانیکی کوشش بلیغ کرتے رہے۔ بلکہ ساعت بساعت آوٹ آف پوائینٹ ہوتے ہوئے کوتاہ تھیاروں اور ذاتی حملوں پر اُترتے رہے۔ شاستری جی نے منگلاچرن کرتے وقت اپنی منوہر ھور سے تو ایشور سے پرارتھنا کی تہی۔ کہ وہ ستیہ اور استیہ کے نرنے کو طیار ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کو معلوم ہوگا۔ کہ کہاں تک اپنی ضمیر کو دباکہ پبلک کے سامنے اپنے بول پر پردہ ڈالنا چاہا۔ اِن تمام خارج از بحث باتوں اور فضولیات کو نظر انداز کرکے پرچارک کے ناظرین کی واقفیت اور اُن کی دلچسپی کے لئے اُن باتوں کا مختصراً ذکر کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ کہ جن سے پنڈت کرم نارائن جی کی اصلی پوزیشن اور ہندو دہرم کی صداقت اور اصلیت کا اظہار ہوتا ہے۔

(۱) شاستر ارتھ شروع کرنے سے پہلے اپنے اپنے دہرم گرنتھوں کے نام کتنے لکھواتے وقت پنڈت ہیمراج جی نے شاستری جی سے درخواست کی کہ آپ بہی جن جن پستکوں کو اپنا دہرم گرنتھ مانتے ہیں اُن کے نام لکھوا دیجئے۔ اِسپر پنڈت جی پورانوں کا نام تک نہ تبلا سکے۔ اور ساتہ ہی اُن کے نام سے ایسے ڈرے جیسے کہ بچہ ہوّے سے۔ اور کہا کہ پورانوں کی طرف نہ آپ جائے اور نہ میں جاوں گا۔ لیکن پہر اِس خیال سے کہ لوگوں پر اسبات کا بہت برا اثر پڑا اور پڑیگا۔ باواز بلند کہا کہ پورانوں کی فلاسفی ایسی گوڑہ فلاسفی ہے۔ کہ اُن کو جب تک کسی گورودوارہ نہ پڑہا جاوے سمجھہ میں نہیں آتی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاستری جی ضرور پورانوں کو اپنے گورودوارہ پڑہ کر اُن کی اصلیت سے واقف ہو چکے ہیں۔ اور اُس فلاسفی کو اُن کے بیدار اور سمجہدار دماغ نے بخوبی جذب کیا ہوا ہے۔ جو کہ اُن کے اندر رہی پڑی ہے۔ جس سے کہ پورانک دہرم نے اپنے ماننے والوں کو اپنے اندر سے نکال کر ہزاروں مت کہڑے کر دئے۔ اور خود ایسا نربل ہو گیا کہ اب جاں بلب ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ پنڈت جی کو اُن کے نام یاد رکہنے اور اُن کو دہرم گرنتھ ماننے کا حوصلہ نہ پڑا۔

(۲) یہہ شک ہو جانے پر کہ پنڈت کرم نارائن جی شاید پورانوں کو مانتے ہی نہیں ہیں اُن کے متعلق اُن کے خیالات سے واقف ہونے اور اُن کی پوزیشن صاف کروانے کی خاطر زور دیا گیا۔ اور اُنہوں نے جب دیکہا کہ پیچہا چہوڑنا اب مشکل ہو گیا ہے۔ تو بڑے جوش اور خروش سے کہا کہ میں ویدوں سے لے کر بتیال پچیسی تک کو مانتا ہوں پنڈت ہیمراج جی نے لوگوں کی توجہ اِس طرف منعطف کرانے کے لئے کہا۔ کہ پنڈت کرم نارائن جی ویدوں سے لے کر بتیال پچیسی تک کو دہرم گرنتھ مانتے ہیں۔ شاستری جی فوراً بول اُٹھے کہ میں نے کب کہا۔ کہ دہرم گرنتھ مانتا ہوں۔ کہا گیا کہ کیا دہرم گرنتھ نہیں تو ادہرم گرنتھ مانتے ہو۔ یہہ سن کر پنڈت کرم نارائن جی کے چہرہ پر ہوائیاں اُڑ گئیں۔ اور اُن کے دماغ میں اب چکر آیا۔ کہ وہ اپنے مُنہ سے نکالے ہوئے الفاظ کی نسبت اپنی رائے قائم نہ کر سکے۔ لیکن نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ یا تو شاستری جی مہاراج ویدوں کی سی عزت بتیال پچیسی کو دیتے ہیں۔ یا بتیال پچیسی کی طرح ویدوں کو مانتے ہیں۔

(۳) پنڈت کرم نارائن جی نے ستیارتھ پرکاش کو سنگرہ مانا۔ اور جب کہا گیا۔ کہ کیا نیایہ ستر پر بھاشیہ کو چھوڑ کے خصوصیت کی رتھ کے بھید کی کیا پرمان کرنیکی بابت کہا ہے۔ تو پھر پرانوں کی طرح ان سے بھی کان کترا گئے۔

(۴) پنڈت کرم نارائن جی نے اپنا ساتھ ستیہ اور کلی پہاڑ پرواہی تک کو پالیشیرشی میں بتلاتے ہوئے یہ دعوٰی کیا تھا۔ کہ اپنی بھاشیہ میں غیرہ پر روحوت کے برخلاف کیا تھا اور یہ! کہ شاستری استھان کے ٹکڑے کے گرنتھ میں کم از کم ینوں کی ہیلپ ہیں اپنے آپ کو پھر شی سوامی دیانند جی سے گستیدہ بڑھیا ثابت کریں۔ لیکن جب کہا گیا کہ کوئی وید منتر یا سترانت لیکر آپ ثابت کریں۔ کہ سوامی جی نے اس کی نسبت غلط ترجمہ یا برخلاف کیا ہے۔ اس وقت پنڈت کرم نارائن کی قول و عمل حالت تھی اور انہیں یاد ہوگا۔ کہ اپنے دعوے کو ثابت نہ کر سکنے پر کس قدر ندامت اور شرم اٹھانی پڑی۔ اور ان کا کانشنس انہیں اس جھوٹ کے لئے کن لفظوں میں پکارتا ہوگا اگر پنڈت جی کو پرچارک کے دیکھنے کا موقعہ ملے۔ اور ضرور ملیگا۔ جیسا کہ میرا نیاں ہے تو میں ان کو ایک دوستانہ مشورہ دیتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ آئندہ کے لئے اپنے آپ کو ایسی لایعنی اور بے بنیاد گپ ہانکنے سے باز رکھیں۔ ورنہ ناممکن نہیں کہ شرم اٹھانے کے علاوہ کہیں پگڑی ٹیں ہو جاوے۔ جناب من سوامی جی کے نام کو اس روشن یا دیگر کسی کلنک سے کلنکت کرنا گویا چاند پر تھوکنا ہے جو کہ آخر تا یا بے سبھی سے اپنے منہ پر

آپ کو ان ہے۔

(۵) سب سے بڑھ کر قابل غور اور خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ جن میں پنڈت کرم نارائن جی کا بیان آنا مبارک خیال کرتا ہوں۔ وہ جس کا کہ اس شاستر ارتھ کے ساتھ نہ صرف تعلق ہی ہے۔ بلکہ جو اس شاستر ارتھ کا نتیجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ شاستری جی اپنے پرمانوں سے صرف مشابہ کو لے کر مردہ شرادھ کو ثابت کرنیکی کوشش کرتے رہے۔ لیکن پنڈت ہیمراج جی نے ان کے چالی کی ادھیڑبن کو ظاہر کرتے ہوئے سائن آدی بھاشیہ کاروں کے انوکول ارتھ سنا کر کہا کہ گرڑ پران میں جو شرادھ لکھے ہیں۔ اور جن کو ہندو لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔ وہ کہاں سے آئے۔ اس موقعہ پر ہی شاستری جی گرڑ پوران کے نام لیتے بھی بہت ہوئے۔ کہ جس طرح سرپ دیوتا گرڑ بھگوان کے درشن سے کانپ اٹھتا ہے۔ اور بڑی زوردار تقریر سے صاف لفظوں میں دس منٹ تک بیان کیا۔ کہ میں موجودہ شرادھوں کا ذمہ وار نہیں اور نہ میں ٹھیکہ دار ہوں۔ اور نہ میں کسی کے دباؤ سے دب کر یہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ میں ان موجودہ شرادھوں کو مانتا ہوں۔ میں کسی دھرم سماج کا نوکر نہیں بلکہ بھارتری ہائی سکول ڈیرہ اسمعیل خان میں ملازم ہوں۔ مجھے یہ بھی امید نہیں کہ مجھے یہاں سے ڈیرہ اسمعیل خان تک کا کرایہ بھی کوئی دے۔ پھر کہا گیا۔ کہ مہاراج کم از کم یہی جس شرادھ کو آپ مانتے اور اپنے گھر میں سدا کرتے ہیں۔ وہ کس طرح اور کہاں لکھا ہے۔ جواب میں بولے کہ سوتر گرنتھ بھرے پڑے ہیں

اور میں نے نہیں دیکھے۔ کیا خوب!

(۶) ایک بات میں اوپر کہنی بھول گیا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ شاستری جی سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ آپ سائن اور مہیدھر کے بھاشیہ کو مانتے ہیں یا نہیں۔ تو شاستری جی نے جواب دیا۔ کہ نہ تو ان کو پورتی مانتا ہوں اور نہ ان کے سوا کسی بھاشیہ وید اور دوسرے سوتروں سے مانتا ہوں۔ ہاں جہاں تک میں نے دیکھا ہے۔ وہاں تک مانتا ہوں۔

پیارے ناظرین! یہ حالات ہیں۔ جو کہ اس شاستر ارتھ کا نچوڑ ہے۔ جس سے صاف و پورے طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پورانک دھرم کے اگوا رہنا کس طرح دیدک کی شکست میں شکار ہو بیٹھتے ہیں۔ اور سادھارن لوگوں کو اپنے دام فریب میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ خیالات ہیں جو کہ ایک پورانک دھرم کے لیڈر پنڈت کے ان کے اپنے مانے ہوئے پورانک دھرم کی نسبت ہیں۔ ویدوں سے لے کر بیاں پچیسی تک کو مان جانا اور پورانوں یا گوڑھ فلاسفی ہونے کا دعوے کر دینا اور یہ کہنا کہ آریہ سماجیوں کے پاس یہ بڑا بھاری ڈھکوسلہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک پستک سے اپنے مطلب کی بات لے کر باقی کو چھوڑ جاتے ہیں نہایت آسان باتیں ہیں۔ لیکن پنڈت کرم نارائن جی تو کیا پورانک دھرم کا ہوا اپدیشک ہی شاید کوئی ایسا نکلے۔ جو پورانوں تنتر گرنتھوں اور سمرتی آدی اپنے دھرم پستکوں میں کہی ہوئی باتوں کو اپنے اور اپنے پیچھانوں سیوکوں چیلوں مریدوں۔ اور اپنی دھرم سبھا کے ممبروں

کے گھروں میں کرنے کرانے کو تیار
رہتے ہیں۔ جب نہیں تو نتیجہ صاف ظاہر ہے۔

"پورا ایک دھرم کا بنیادی
پتھر اب ہل چکا ہے"
اور اس کی عمارت بہت جلد گرنے والی ہے۔

راقم
گوردیا رام منتری آریہ سماج بنوں

رشی کی پیڑی اور پالن

دنیا کے اندر دو قسم کے منشیہ دکھائی دیتے ہیں۔ ایک تو وہ جو تمام عمر دنیا کے ناشی اور چند روزہ سکھ دینے والے سامانوں کے مہیا کرنے میں دن رات لگے رہتے ہیں چنانچہ بعض تو آنریری مجسٹریٹی۔ یا رائے بہادری اور بعض راجہ یا لکھ پتی ہونے کے کارن ہی راجہ کے خطاب حاصل کرنے کی دھن میں حیران و پریشان پھرتے ہیں۔ بعض شیئر بازاریوں میں ہنگ ڈالتے تیار ہیں۔ آخر جب موت کا سندیسہ آن پہنچا۔ تو حسرت بھری خواہشوں سے آنسو بہاتے ہوئے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ اکثر شہروں میں ہو گذرے ہیں اور موجود ہیں۔ دوسرے منشیہ اس قسم کے ہیں جو دنیا کے دھندوں میں ضرور پھنسے ہوئے ہیں۔ پرنتو اس بات کی پرتگیا کرتے ہیں کہ فلاں کام کے پورا ہو جانے یا اپنی سنتان کے سنبھل جانے یا پنشن لے لینے کے پشچات یا یہ اور وہ ہمسر خیالی پلاؤ کے پک جانے پر باقی ماندہ آیو پرماتما کی شرن میں خرچ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ مگر آخر کار ہوا کیا ہے۔ شاید لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا مہاتما اپنی پرتگیا کا پالن کرنے والا نکل آیا تو نکل آیا۔ ورنہ ان کی نگاہ میں اپنی اولاد گھر سنبھالنے یا لائق ہونے میں ہی نہیں آتی۔ خواہ آج ہی پران کیوں نہ نکل جاویں۔ ان کے کام ہی پورے ہونے میں نہیں آتے۔ سرکار نے تو پنشن دے کر نکال دیا۔ مگر گھر میں آکر اور بھی دھندے اپنے گلے مڑھ لئے۔ ملازمت کے سمے چھ گھنٹے نوکری دینے بعد کچھ اپنا وقت دھرم کاریوں میں صرف کرتے تھے۔ یا پن دان دیتے تھے مگر اب خود مختار بن کر سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ بلکہ کوئی ہتیر دوست ملاقات کو بھی آئے تو اس کی طرف نگاہ ہی نہیں پڑتی۔ میرے خیال میں ایسے منشیوں کے لئے اگر رات ہی دن میں تبدیل ہو جاتی اور نیند کے سات آٹھ گھنٹے جو مفت میں رائیگاں جاتے ہیں۔ ان میں بھی اگر نیند نہ آتی تو کیا خوب ہوتا اور اچھی طرح سے کام کر سکتے۔ غرضیکہ کوئی منشیہ اپنا کام پورا کر لینے کے پشچات پرماتما کی یاد میں مصروف ہوگا۔ یا کسی دھرم کاریہ میں اپنی عمر صرف کریگا۔ یہ خفقان زبانی حساب کتاب کی حد سے نکل کر عملی نمونہ اختیار نہیں کرتا۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ ہمارے بزرگ رشی منی۔ برہمن۔ دیوتا اپنی آخری عمر بان پرست اور سنیاس آشرم میں گذارتے تھے۔ ان کے لئے گویا یہ ایک عملی نمونہ تھا۔ مگر ہائے افسوس ہمارے مند بھاگوں کے کارن برہمن دیوتا نے خود غرضی میں پڑ کر پوپ کی پدوی اختیار کی اور لوگوں کو ایک پرماتما نراکار سچدانند سرو ویاپک کی اپاسنا سے پرانچھتا سے ہٹا کر مادہ پرستی کا راستہ دکھایا۔ اور اپنی خستہ نسلاً بعد نسلٍ وصول کرنے کا ٹھیکہ لے لیا۔ پرنتو ہماری خوش قسمتی کے کارن مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے اس گھور اندھیرے میں جنم لے کر اپنی پرتگیا کا پالن کرتے ہوئے ویدک دھرم کا راستہ دکھایا۔ سو آج ہمارے لئے اتی خوشی کا دن ہے۔ کہ اس مہرشی کی آخری وصیت کو پورا کرنے کی خاطر شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے دریا گنگا کے تٹ گرو کل کا افتتاحی جلسہ ہولیوں میں منانے کا اعلان دیا ہے میں اسی جگہ مضمون کو ختم کرتا ہوا جملہ آریہ پرشوں کی سیوا میں نہایت ونتی پوروک پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ جس وقت آپ صاحبان آریہ سماج میں داخل ہوئے تھے۔ اور درخواست پر دستخط کئے ہیں۔ اس کی پرتگیا کے پالن میں تت پر ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ دن دور نہیں ہے۔ کہ اس مہرشی کا لگایا ہوا پودا جلد ہی پھل لانے والا ہے اور نام کے آریوں کو بھی چاہئے۔ کہ اپنی خود غرضی کو چھوڑ کر گرہستی یا دیگر دھندوں میں دان دینے کی پرتگیا کی ہوئی ہے۔ پوری کریں۔ اور اپنی آخری عمر کا حصہ پرماتما کی اور پاٹھ اور گرو کل کی سیوا میں بتیت کریں۔

راقم
ویدک دھرم کا سیوک ستھ جنڈا رام آریہ از لائلپور

اندریوں کے غلام کب وفادار بن سکتے ہیں

آج کل عموماً دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ کئی پرش اندریوں کے وش میں ہوکر ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ اپنے بھائی بندوں کے پران گھات کرنے تک سے بھی فرق نہیں کرتے۔

(۱) تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص اپنے حقیقی بھائی کو اپنی اراضی میں سے نصف حصہ دینے کا وعدہ کرکے بار میں ہمراہ لایا۔ جب اراضی خاطرخواہ قابل زراعت ہو گئی تو اُس کو تنگ کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ موقعہ پاکر اُس کو ملک عدم کا راہ دکھایا اور خود ہی سزایاب ہوا۔

(۲) قصبہ کمالیہ میں ایک دیوتا نے اپنے بتر ہم عمر کو گھر سے روپیہ نکالنے کی ترغیب دی۔ آخر وہ بیچارا مکار دیوتا کے پھندے میں آ گیا۔ اور وہ مکار اُسکو چاہ میں جان سے مار کر جہنم کا راہ دکھایا۔ پرنتو خود بھی ماخوذ ہو گئے۔ آخر عدالت سے پھانسی کی سزا ملی۔

(۳) علاقہ قصبہ مذکور میں ایک شخص نے کسی عورت سے یارانا پیدا کر لیا۔ آخر جب اُسکو پتہ لگا۔ کہ عورت نے خفیہ کوئی اور دوست بنایا ہوا ہے۔ تو یہ بات گوارا نہ کرکے اُس عورت کو کوئی ایسی چیز کھلا دی جس میں زہر کا شبہ کیا جاتا ہو۔ گو وہ عورت جان سے بچ گئی مگر ایک عرصہ تک بیمار رہی۔

(۴) ایک پرش نے بڑھاپے کی حالت میں موجودگی اپنی ایک استری کے دوسری شادی کر لی۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ اپنی پہلی استری کے تمام زیور اُتار کر نئی دولہن کو پہنا دیئے۔ پہلی استری نے اس حالت کو گوارا نہ کرکے اپنے دل میں پتی کے مار ڈالنے کی نیت ٹھان لی۔ آخر اُس کے سر پر ایک لاٹھی ماری۔ گو وہ بچ گیا۔ یہاں یہ لکھنا ہے۔ کہ اول تو مرد نے کام دیو کی غلامی کی۔ اور دوسری شادی کی۔ دوسرے دُلہن کے پتا نے دُلہن کی خاطر اپنی کنیا کو اُس بوڑھے مرد کے ساتھ بیاہ کر اُسکی زندگی بھر کے لئے سخت ظلم کیا ایسے پتا اپنے لخت جگروں کے کہاں تک وفادار رہیں۔

(۵) کئی قصبہ کہانیاں اس قسم کی سنتی ہیں کہ مردوں نے اپنی پہلی استری سروپ وتی نہ ہونے کے باعث زہر دیکر مار ڈالا۔ اور دوسری شادی کر لی۔ بس پیارے سجنو! آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ جو منشیہ اندریوں کے غلام بن کر ایسے انرتھ کرتے ہیں۔ وہ کس کے وفادار بن سکتے ہیں اسلئے ایشور سرو شکتیمان سے یہی التجا ہے کہ ایسے بھائیوں کو ہدایت نیک دیوے تاکہ اندریوں کو اپنے وش میں کرتے ہوئے ایشور کی آگیا پالن کریں۔ اور اصلی سکھ کو پراپت ہوں۔

راقم

مہتہ جنڈارام آریہ۔ از لائلپور

نوٹس!

(۱) منشی ودولارائے صاحب سب پوسٹ ماسٹر تحصیل بچلی شہر ساکن ہردوئی کا بھتیجہ مسمی رام رتن عرف رام سنگھ عمر ۱۶ برس رنگ سانولا قد لانبا گول آنکھیں بڑی چہرہ پر داغ چیچک ولد رم دین قوم کائستھ ساکن امرولی تحصیل شاہ آباد ضلع ہردوئی انٹرنس پاس ہندی و فارسی میں لائق۔ عرصہ چند برس کا ہوتا ہے کہ اپنی ضعیف ماتا اور جوان استری کو چھوڑ کر گھر سے نکل گیا ہے۔ عرصہ تین برس کا ہوتا ہے۔ آریہ سماج جے پور سے اُس کا خط آیا تھا۔ تب سے پھر کچھ پتہ نہیں ہے۔ کہ کہاں پر ہیں۔ اور کیا گذر ہے۔ چونکہ یہ شخص آریہ سماج کے ساتھ پریم رکھتا ہے اور طبیعت میں کسی قدر ویراگ بھی ہے اس سے امید ہے کہ وہ جہاں کہیں اور جس حالت یا بھیس میں ہوں وہاں کی سماج کی خدمت میں ضرور حصہ لیتے ہوں گے۔ چاہے نام اپنا کچھ تبدیل کر لیا ہو۔

پس جس سماج سے اُن کا تعلق ہووے وہاں کے پردھان و منتری مہاشے یا جس آریہ بھائی سے اُن کی جان پہچان ہووے یا ہو جاوے اُن مہاشیوں سے نویدن ہے اُن کو سمجھا بجھا کر اس قابل بنائیں کہ اپنے بال بچوں کی خبرگیری کو اپنا فرض مقدم سمجھ کر اُن کے حق خدمت کے پورا کرنے کو طیار ہو جاویں۔ جو مہاشے ایسا کرینگے وہ غریب ماں و بیچاری استری کو دکھ ساگر سے چھوڑانے کے پُن کے بھاگی بنیں گے

(۲) میں نے کئی خط پانچال پنڈتا و بہار بندھنی کے نمونہ کے لئے بھیجے ہیں۔ مگر نہ تو جواب آیا۔ اور نہ نمونہ کا پتر آیا۔ ایشور جانے کیا بات ہے۔ میں اُن کے ایڈیٹر مہاشیوں سے نویدن کرتا ہوں۔ کہ ایک ایک پتر نمونہ کا جلد روانہ فرما دیں۔

(۲) منشی برم کنور صاحب رئیس ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ جو پنور کو اپنے چھوٹے لڑکے کی ابتدائی تعلیم کے لئے ایک ایسے ٹیچر کی ضرورت ہے جو انٹرنس پاس اور دوسری زبان سنسکرت رکھتا ہو۔ علاوہ تنخواہ مکان ٹھہرنے کے دیویں گے۔ درخواست منشی صاحب کے نام آنی چاہئے۔
بتھولی پرساد۔ از قصبہ مچھلی شہر۔

ہریدوار میں گروکل کا افتتاحی جلسہ

ست سماگم ہر کتھا تمسی درلبھ دوئے
ست دوارا اور گنشی پاپی ہی ہوئے

ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۰۱ء

لیجیا ایک عرصہ دراز کی اُمنگوں۔ امیدوں انتظاریوں کی خبر کو جسکو روحانی تر و تازگی کا مژدہ اور جسمانی توانائی کا نسخہ سمجھ کر ہوئی مایوسانہ طبیعتوں کی تسلی و تشفی کی نوید اور منتظر بے قرار نا امید دلوں کی ڈھارس۔ اور بھارت ورش کی ترقی کی اُنتی۔ آنند و آسائیش۔ خیریت و نشو و نما خوشحالی و فارغ البالی کا شیریں مزہ دار پھل دینے والا پودا لگائے جانے کی خبر کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا۔

دوستو! وہ خبر فرحت اثر تعطیل ہولی میں گروکل کا افتتاحی جلسہ ہے۔ کہئے کیسی سہانی دل لبھانی اور پیاری خبر ہے۔ کیا اچھا موقعہ اور کیا مبارک سمہ اور کیسا شگفتہ موسم ہوگا کیسا خوش السحاں۔ کیسا آنند دائک اور کیسی خوشی پراپتی کا موقعہ ہوگا۔ سکھ شانتی پرش۔ دھرم ہتیشی۔ دھرم ویر۔

اُتساہی۔ پروپکاری۔ منشیہ۔ آریہ مہاتما اِس دھرم کاریہ۔ اُس سری سوامی (۱۰۸) دیانند سرسوتی جیو مہاراج بال برہم چاری کے لگائے ہوئے پودے کے نشو و نما ہونے کے لئے ایک چشمہ امرت روپی کی قائمی وافتتاحی کے لئے ایکتر ہو کر آپس میں پریم پوروک مل کر نمستے نمستے ”شبدوں کا اُچارن کریں گے۔ مبارک باشد کے بھجن گائین ہوں گے۔ پریم اور محبت کا جاپ ہوگا وید منتروں کی الاپ آوازیں۔ ہریدوار جیسی بھومی پر کہ جہاں دریائے گنگ اپنے لاثانی اتی اُتم جل کی بہار دے رہا۔ اور جہاں پر پہاڑ کی اُنچائی اور چڑھائی اُترائی کا نظارہ کچھ عجیب ہی سین دکھلا رہا ہوگا وہ وہاں دھنہاتماؤں کی منوہر بانی سے اُچارن ہوگی۔

مبارک ہیں وہ بھائی اور قابل دھنیہ واد ہیں وہ دھرم ہتیشی سجن کہ جو اِس اُتسب اِس دھرم یگیہ میں حصہ شراکت و امداد دے کر منشیہ جیون پانے کا فرض ادا کریں گے وہ کون ہے کہ جو نہیں مانتا۔ ودیا دان ایک اُتم دان بلکہ اتی اُتم دان ہے۔ اور وید ودیا دان کو جس میں سچی وید ودیا جس میں پرم پتا پرمیشور کے سچے گیان کی تعلیم ہوگی۔ کون تعلیم کہ جو اِس آریہ ورت دیش کی نیستی اِس بھارت سنتان کی پستی کی مرض کو جو اِس خوابیدہ ملک کی حالت واگیانت کو مٹا کر درجہ سورج پر پہنچائیگی۔ ویدک دھرم کا جھنڈا پترائے گا کارن بنے گی۔ جو دیش کہ اِس حالت خوابیدہ سے دھرم دو کھنتی کو پراپت ہوتا چلا جا رہا ہے بلندی پر پہنچا کر اصلی خطاب آریہ سنتان کہلانے کی مستحق بنائے گی۔ جو تعلیم کہ جو ہندو۔ کافر

نیم وحشی۔ ڈیم فول۔ اِتیادی الفاظوں سے نجات دیگی۔ پریہ دھرم ہتیشیو آریہ بہائیو! کیا اِس اتی اُتم پرم آنند سکھدائی جلسہ میں شامل ہو کر اپنے تن من دھن سے یتھا شکتی اُس کی امداد و سہائتا نہ کروگے اس مہا دان ودیا سے بہتر کیا دُنیا میں کوئی دیگر دان ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں اور کیا خود اپنی یا تی سے کیسکو ودیا۔ تعلیم دینا۔ ودیا دان کہلاتا ہے۔ اور کیا بذریعہ قائمی تعلیم گاہ مدرسہ و سکول۔ پاٹھ شالائیں۔ کنیا ودیالئے۔ دھن آدی کی سہائتا دے کر۔ ودیا دان نہیں کہلاتا ہے؟ ضرور کہلاتا ہے۔ لہذا جس جس طریقہ۔ جس جس حالت۔ جس جس صورت میں کوئی امداد دیسکتا ہو حصہ لیوے وقت بیت گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

سدا دور دوراں دکہاتا نہیں۔ دھرم کاریہ کرنے کا پراپکار میں شامل ہونے کا جو موقعہ پرماتما عطا فرما دیں۔ نہایت غنیمت سمجھا جاوے۔ اور اِس موقعہ کو ہرگز ہی قابو سے باہر نہ ہونے دینا چاہئے۔ اور ایسے مواقعات بہتر آنے کی بابت۔ پرم پتا دیالو۔ شانتی ساگر اور بھنڈار۔ منگل مئے۔ گیان داتا۔ کا خاص لنگر ہو اور کرانا مناسب ہے۔ وقت اور موقع نکل جانے پر پچھتانا ہوا کرتا ہے۔ پھر پچھتاوے گے اور کچھ نہ ہوسکیگا۔ پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ نہایت مبارک ہے وہ دن اور نہایت شُبھ ہے وہ گھڑی الٹی اُتم ہے وہ مہورت اور قابل دھن باد ہے وہ پنڈت پریم دو منشیہ۔ اور نہایت خوش نصیب ہے وہ بانی اور سن کہ جو ایسے مہان کاریہ دھرم یگیہ میں جو ایسے ودیا دان مہادان میں کام آسکے کوئی آریہ بھائی آریہ کہلا کر کیا اِس یگیہ میں

اس جلسہ۔ اس دہرم کاریہ۔ اس اُتسب میں حصہ نہ لیگا۔ بہراتہ گنو! جس طرح پر بن سکے اور جہاں تک تمہاری طاقت یا تمہاری سماج کی مجموعی شکتی چندہ کرکے دہن آدی سرمایہ کا یا اور کسی ساگمری کی سہایتا کر سکتی ہو حصہ لو۔ دُنیا میں جسقدر بہی دان ہیں۔ کیا دہن کیا دولت کیا زیور۔ کیا ان کیا پانی۔ کیا پارچہ اُن کا نتیجہ پرماتما۔ دیگر چولوں میں۔ دیگر شریر۔ دیگر جنم حیوانی مثل گئو۔ بیل۔ گہوڑا وغیرہ میں ہی بہگتا سکتے مگر یہ ودیا دان ہی تو ایسا دان ہے۔ کہ جسکے لئے منشیہ شریر دہارن کرنا لازمی آتا ہے اسے بہگتا و کسی دوسرے جنم۔ کسی دوسرے چولے میں نہیں ہوسکتا۔ پس اگر آیندہ جنم منشیہ شریر میں پانا مطلوب ہے۔ اگر آیندہ ہی اشرف المخلوقاتی خطاب سے مشرف و ممتاز ہونا ہی مدنظر ہے تو آؤ اس ودیا دان میں تن من دہن سے امداد کریں۔ اور ان کی جنم انسانی نام اور آریہ کہلانیکا نشان لیویں اس امداد سہایتا کے معاملہ کو اس ہولی کے موسم میں افتتاحی جلسہ پر شراکت کے سوال کو اپنی اپنی انترنگ سبہا میں پیش کرو۔ اور تعداد امداد کی منظوری کراؤ۔ اور عام جلسوں میں اپیل کرکے چندہ کی ریزادی سرمایہ کی کوشش کرو۔ اگر بُنیاد مستحکم و مضبوط ہو جاویگی۔ تو یہ عمارت گروکل بہی پائیدار ہوگی اسلئے اس کے سامان ایکتر کرنے کی کوشش کر دکھاؤ۔ ایک لالہ منشی رام جیو نے تیس ہزار روپیہ اکہٹا کر دکہایا۔ تم کچھہ تو کرو۔ صاحبو!! وہ بہی تو تم جیسے ہی منشیہ ہیں کہ جو دہرم کاریوں میں اپنی آیو کو بالکل ارپن کر دیتے۔ اور منشیہ چولہ پانے کا لابھ اُٹھاتے ہیں۔ وہ انسان ہی تو آپ جیسے ہی ہیں۔ اور دو دو ہاتھ پاؤں اور پیہر رکہنے والے ہیں۔ کہ جو دہرم ہِت کیلئے اپنے جسم تک کی آہوتی۔ قربانی کرجاتے ہیں منشیوا۔ اس گروکل کی تاہی کے واسطے اپیل کرکے جہاں تہاں گہوم گہام کر فراہمی چندہ میں جد و جہد کر رہے ہیں۔ اور اُس کی ترقی و مضبوطی اور قایمی میں تن من دہن سے سرگردان و مبتلا ہو رہے ہیں۔ وہ بہی تو تم جیسے ہی انسان ہیں۔ وہ جو کچھہ ہی کر رہے ہیں۔ آخر تمہاری اور تمہاری اولاد کی بہلائی اور دلیش کے اُپکار کے کارن ہی تو کر رہے ہیں کیا یہ جد و جہد یہ کوشش کوئی اُن کی ذاتی خود غرضی کے لئے ہو رہی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ سنسار کے اُپکار میں کہ جو سماج کا چہٹا نیم ہے پالن کر رہے ہیں۔ پیارے آریہ بہائیو! اس نیم کے پالن کرنے کو اپنا فرض نہیں سمجہتے ہو؟ ضرور سمجہتے ہوگے اور ضرور سمجہو!

شریمان پردہان جیو شری متی آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے تخمیناً تعداد ایک ہزار اُن مہاشیوں کی وچار فرمائی ہے۔ کہ جو اس افتتاحی جلسہ میں شریک ہونگے۔ اور اُن کے لئے سامان رہائش و خورد و نوش وغیرہ انتظام کے لئے دو ہزار روپیہ کی درخواست کی ہے۔ میری رائے میں تعداد تخمینی حاضرین جلسہ کم ہے۔ اس مبارک جشن کے دیکہنے کی ابہلاش میں بہت کثرت کے ساتھ آریہ بہائیوں کی آنکہیں ترس رہی ہیں۔ اور گروکل کا سرا ہے جو اس وقت تک اکہٹا ہوا ہے وہ بہت ہی کم تعداد میں ہے اُس میں لاکہوں کا شمار ہونا چاہئے۔ مگر یہاں تو ہزاروں کی تعداد ہی بہت نیچے درجہ میں شمار ہو رہا ہے۔ جیسا کہ ناظرین کو اسکے سرکلرات کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا رہا ہوگا اسلئے اس سامان اس انتظام کے لئے ہر ایک سماج اور بہائی کو کچھہ نہ کچھہ کرنا چاہئے۔ اور کچھہ ایکتر کرکے ضرور بہیجنا چاہئے۔ پرییور متروا! یہ اس وقت کا بہیجا ہوا دان بڑا ہی پہلدایک ہوگا۔ یہی دان تو بوقت افتتاح جلسہ اپیل ہوکر بہت زیادہ دان اکتر کرانے کا موجب بنیگا۔

اس جم غفیر آریہ بہائیوں کی مہمانداری و خبرگیری۔ خورد و نوش کا انتظام مثل ایک بڑی بارات کے ہو جاویگا۔ اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ شری متی آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب سے محض انتظام رہائش و موجودگی و اشیاء و حلوائی و رسوئی والہ وغیرہ کرایا جاوے۔ اور ہر ایک آریہ بہائی اپنا خاص کام تصور کرکے اپنی گرہ سے دام اپنی خورد و نوش کا صرف برداشت کرے۔ مگر میرا اس تحریر کو پیش کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ایسی حالت میں کوئی چندہ امداد نہ بہیجا جاوے۔ وہ تو ضرور بہیجنا چاہئے۔ انتظام رہائش و طیاری رسوئی و قائمی دوکانات حلوائیاں وغیرہ کا بہت کچھہ صرفہ ہوگا۔ اور اگر کچھہ زیادہ ہی اکہٹا ہو جاویگا تو وہ رقم بہی تو اسی دہرم کاریہ میں شامل ہو جاویگا۔ کہ جس کے لئے آپ صاحب جاینگا اور اس میں شامل ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور جس کی انتظار میں ایک عرصہ دراز سے آنکہیں لگی ہوئی ہیں

ادہم شم

راقم

ویدک دہرم کا ہتیشی کرپال ... نویس

جائنٹ سکرٹری آریہ سماج ... ضلع ...

گوری دت سے بچو

اخبار ستیہ دھرم پرچارک نمبری ۲۳ مورخہ ۱۵ - نومبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں گوری دت کے حالات چھپے ہیں۔ اُس کی نسبت ذیل کی تحقیقات اس سماج نے کی۔ جو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ موضع چکوالی تحصیل دیوبند ضلع سہارنپور میں قصبہ گنگوہ سے ایک برات گئی تھی جس سے واپس شدہ آدمیوں سے معلوم ہوا کہ اُس گرام یعنی موضع چکوالی میں ایک اُپدیشک واسطے فراہمی چندہ گروکل قیام پذیر ہے۔ حلیہ دریافت کیا گیا۔ تو ستیہ دھرم پرچارک کے تحریر شدہ حلیہ سے مل گیا۔ اسواسطے ۱۵ - نومبر کو اُسی وقت گاڑی کرایہ کرکے پنڈت شیو پرشاد جی اُپدیشک سماج گنگوہ کو ہمراہی ایک ممبر سماج چکوالی روانہ کئے گئے۔ جو گنگوہ سے تخمیناً پندرہ سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں پہونچ کر ایک مہاجن کے مکان پر پنڈت جی جا کر ٹھہرے۔ رات کے ۹ یا ۱۰ بجے وہاں سے اُس مکان پر پہونچے جہاں کہ بناوٹی اُپدیشک صاحب قیام پذیر تھے۔ اُن سے ملنے پر حلیہ ملایا گیا تو وہی حضرت معلوم ہوئے ہیں۔ جو کہ میرٹھ سے گھوڑی لے کر بھاگے تھے۔ اور اپنا نام سوامی وشودھانند بتلا رکھا تھا۔ گفتگو ہونے سے ثابت ہوا کہ آپ بروٹ بھی گئے تھے۔ جہاں برہمانند کے نام سے پرگٹ ہو کر آپنے آپ کو شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب تردلیش کا اُپدیشک بیان کیا تھا۔ اور اب پنڈت شیو پرشاد جی سے یہہ کہا کہ میں پنجاب پرتی ندھی سبھا کا آنریری اُپدیشک لالہ منشی رام جی کی آگیا انوسار گروکل کے لئے چندہ اکٹھا کرتا پھرتا ہوں۔ اُس کے پاس پنڈت لیکھرام کی پُستک تکذیب براہین احمدیہ بھی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے کئی شخصوں کو مسلمان و عیسائی ہونے سے بچایا اور یہہ بھی کہا کہ موضع بہابسی ضلع سہارنپور میں بابو جہان سنگھ صاحب پنشنر سب اورسیئر نے بھی میرے اُپدیش سے گروکل کے لئے فہرست چندہ کھولی ہے۔ جہاں غالباً وصول کرنے کو یہہ ضرور جائیگا۔ اسلئے بابو صاحب کو بھی سوچت ہونا چاہئے۔ کہ اگر یہہ سچ ہے تو وہ براہ راست چندہ جس پرتی ندھی میں چاہیں بھیج دیویں مگر اُس کو نہ دیویں۔ اُس کے پاس ایک کاپی اخبار آریہ متر جس کی چٹ پر منتری آریہ سماج لاڈو ضلع میرٹھ لکھا ہوا ہے جس میں گروکل کا مضمون درج ہے موجود ہے۔ جس سے خیال ہوتا ہے۔ کہ اُس سماج میں بھی یہہ مہاتما پدھارے ہوں گے اور اُس گاؤں چکوالی میں بھی ایک دو یگیو پویت سنسکار کرائے ہیں۔ اور سب لوگ سوامی کہتے ہیں۔ وہاں اُس نے ایک کُنبہ لال ٹین بھی ۱ر کو فروخت کی ہے جو غالباً صہ روپیہ کی ہوگی۔ اور ایک کوٹ پتلون بالکل نیا ہے۔ جسکو فروخت کرنا چاہتا ہے۔ مگر اب تک کسی نے لیا نہیں۔ اور سماج کے بڑے بڑے پرشوں سے اکثر واقف ہے کچھ اشدھ سنسکرت بھی بولتا ہے۔ گرو اُپدیش سماج کے انوکول کرتا ہے۔ مگر دشواس کی جڑ پر کلہاڑی پھیرتا ہے۔ جہاں اُپدیش کرتا ہے۔ آریہ بھی ضرور بناتا ہے۔ مگر غرض مال بٹورنے کی ہوتی ہے۔ جب پنڈت جی اُس سے بات چیت کرکے جائے قیام پر چلے آئے۔ تو اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ پنڈت صاحب مجکو لاہور کے جلسہ پر لیجانے کے لئے آئے تھے۔ اسلئے میں رات کو اُنہیں کے پاس رہونگا۔ اپنا سامان اُٹھا کہیں قریب کے گاؤں میں چلا گیا صبح کو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ لوگوں میں اُس کے طرز عمل سے کچھ تو پہلے ہی بدمعاش سمجھتے تھے۔ مگر اس بات سے سب کو یقین ہو گیا کہ یہ دراصل بدمعاش ٹھگ ہے اور ایک اور صاحب سے بھی کچھ عرصہ ہوا ملے تھے۔ جن سے اپنا اصلی نام گوری دت بتا کر کیتھل بتلا کر کہا تھا۔ کہ میں پرتی ندھی سبھا پنجاب کا اُپدیشک تھا۔ مگر اُن کی ناجائز کارروائی سمجھ کر استعفا دے بلا تنخواہ خود اُپدیش کرتا پھرتا ہوں۔ پس یہہ شخص کہیں اپنے آپ کو راجپوت اور کہیں برہمن۔ کہیں سنیاسی۔ کبھی برہمانند پارکش نند یا وشودھانند حسب ضرورت نام تبدیل کرکے لوگوں کو ٹھگتا پھرتا ہے۔ واپسی پر پنڈت شیو پرشاد جی قصبہ رامپور کی پولیس میں جو اُس گاؤں کا تھانہ ہے گئے۔ اور سب انسپکٹر پولیس سے ملے۔ اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ اور اخبار کا حلیہ بھی دکھلایا۔ مگر سب انسپکٹر صاحب نے جواب دیا۔ کہ اگر اُس کے پاس وہ گھوڑی یا اور کوئی شئے چوری کی موجود ہو تو گرفتار ہو سکتا ہے۔ یا گورنمنٹ سے اوسکا وارنٹ جاری ہو۔ ورنہ دھوکہ دہی میں ہم گرفتار نہیں کر سکتے۔ چونکہ گھوڑی اُس کے پاس نہیں تھی اسلئے پنڈت جی واپس چلے آئے اب دونوں پرتی ندھی سبھاؤں کو اُچت ہے

کہ اُس کی نسبت پر ہند ہ کریں۔ کیونکہ آریہ پرشوں اتہو اسبھا ئیوں کو سخت دہوکہ لگ رہا ہے۔ کہیں کسی ہتی مذہبی سبھا کا۔ کہیں دوسری کا اُپدیشک بن کر لوگوں کو ٹھگ رہا ہے۔ اُس کا ہیڈ کوارٹر زیادہ تر تحصیل دیو بند کے مغربی علاقہ میں ہی رہتا ہے اگر وارنٹ گرفتاری اُس کا نکل جائے تو ہمارے ایک ممبر جو اُس کی شکل سے آشنا ہیں اُس کو گرفتار کرا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اُن کو سفر خرچ ملے۔ سماجوں کو ہی سوچیت رہنا چاہیئے۔ گھوڑی اب اُسکے پاس نہیں۔ شاید کہیں فروخت کر دی ہو اور یہ بھی درمیان گفتگو کے اُس نے کہا تہا۔ کہ اخبار آریہ مِتر میرے پاس مُفت آتا ہے۔ اور موضع جیکوالی میں ایک ٹھوڑی آریہ خیالات کے ہیں۔ جن کے ستہان پردہ ٹھہرا ہوا تہا۔ مگر ٹھوڑی صاحب گہر پر موجود نہ تہے۔ اُن کا نام بھی مجھے اِس وقت یاد نہیں رہا ہے۔ انتظام جلد ہونا چاہیئے۔ اور اِن مواضعات سے وہ ضرور گرفتار ہو سکتا ہے۔ اطلاعاً گذارش ہے

المشتہر

دلیش کا شبھ چنتک بہنو لال پردھان آریہ سماج قصبہ گنگوہ

علم صحت و علم طب

ایک ماہواری میگزین

عرصہ سے بہت سے معزز اصحاب و اکثر ممبران ودیا و مالک پنجاب آیور ویدک اُشد ہالیہ

لاہور وچھو والی کو اِس امر کے لئے پریرنا کر رہے تہے۔ کہ اُن کو علم صحت اور علم حکمت کے ایسے ضروری مسائل کے پرچار کے لئے کہ جن کا جاننا ہر ایک گرہستی کے لئے نہایت ضروری ہے اور جو اُس کی بہبودی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ضرور کچھ وقت دینا چاہئے۔ اور یہ ہے بھی سچ۔ کیونکہ حکماء کا جسقدر اعلےٰ فرض امراض کا معالجہ کرنا ہے امراض کی پیدائیش اور ترقی کو روکنے کا فرض اس سے کم پاک اور ضروری نہیں ہے۔

اب تک تو عدم فرصتی کی وجہ سے لالہ صاحب اس طرف کافی توجہ بالکل نہیں دے سکے۔ لیکن اب اُنہوں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اگر یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء تک کم از کم دو سو اصحاب کی درخواستیں خریداری کے لئے آجاویں۔ تو وہ اردو زبان میں ایک ماہواری رسالہ بنام "علم صحت و علم طب" شائع کریں گے جس کی ضخامت اول اول ۱۶ یا ۲۰ صفحہ (۲۰×۲۶ ۱/۸) اور قیمت مع محصول ڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ ہوگی۔ کئی امور کو مدنظر رکھ کر فی الحال اِس کو اُردو میں ہی شائع کرنا مفید عام اور مصلحت سمجھی گئی ہے۔ رفتہ رفتہ عوام الناس کی قدردانی اور اپنی فرصت کا اندازہ کرکے اِس کو دیو ناگری اور انگریزی بہاشا میں بھی شائع کیا جاویگا۔ اور ضخامت بھی بڑھا دی جاوے گی۔

مفصلہ ذیل مضامین

خصوصیت سے میگزین میں کاشت ہوا کرینگے

آریوں کا پراچین طریقہ علاج یعنی علم آیوروید

علم صحت تو زعد تیمار داری۔

مختلف علم طب کی رو سے ادویات کا نام اور اُن کے خواص۔ ایورویدک اور دیگر علم طب کے متعلق نئی اور پورانی معلومات کا اندراج۔ اُن پر بحث اور رائے زنی

سرشٹی ترقی کے متعلق مضامین

خاص امراض کا مفصل بیان۔ اُن کی تشخیص اور اُن کا عام فہم معالجہ

علم طب اور دیگر تازہ اور مفید عام واقفات کے متعلق دلچسپ خبریں

مذکرہ بالا فہرست مضامین سے واضح ہوگا۔ کہ اِس کی اشاعت نہ صرف عام عیالدار اصحاب کے لیئے ہی مفید ہوگی بلکہ علمی مذاق رکھنے والے اصحاب اور مختلف علم طب کے پریکٹیشنر ان کے لئے بھی مفید اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی جاوے گی۔

درخواستیں خریداری کی ذیل کے پتہ پر آنی چاہیئں۔

المشتہر

مینجر پنجاب آیور ویدک اوشدھالیہ

لاہور وچھووالی

اطلاع ضروری

اِس شہر میں ہیضہ کا زور شور ہے۔ اور ابھی تک کم ہونے کے آثار نہیں اسلئے اور چند دیگر وجوہات سے سالانہ جلسہ ملتوی کیا گیا ہے۔ کوئی صاحب آنے کی تکلیف نہ اٹھاویں۔ جلسہ کی تاریخ سے بعد کو اطلاع دیجاویگی۔

المشتہر۔ سکریٹری آریہ سماج گلینٹو

ستیہ دھرم پرچارک

ویدک دھرمیوں کا شمار کٹھن ہے

مردم شماری کا نتیجہ گو ابھی تک نہیں نکلا۔ تاہم آریہ پُرشوں کی انتظار کی نظریں اُس کی رپورٹ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ وے جاننا چاہتے ہیں کہ گذشتہ مردم شماری کے مقابلہ میں آیا آریوں نے تعداد میں ترقی کی ہے۔ یا اُن کا روبہ تنزل ہے۔ میں حیران ہوں کہ میرے بھائی اس طریقہ پر کس طرح صحیح نتیجہ پر پہونچنے کی توقع رکھتے ہیں۔ کیا جن لوگوں نے اپنے آپ کو آریہ لکھایا ہے۔ وے سب ہی ویدک دھرمی ہونے کا دعوے کر سکتے ہیں؟۔ اور کیا محض زبانی اقرار کر نیوالی جماعت بندی پر کسی کو نازاں ہونا چاہئے۔؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مردم شماری پچاس ہزار آریوں کا پتہ دیوے۔ تو اُن میں سے بمشکل پچاس ایسے نکلیں گے جو ویدک دھرم کے اصولوں کی تعمیل کے راستہ میں ٹھوکریں کھانے اور تکلیفیں برداشت کرنے کو اپنا فخر سمجھیں۔ پھر یہ طریقہ شمار کا ہمارے لئے کسی طرح ہی مفید نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس سوال کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ اگر محض خیالات کی اشاعت پر ہی آریہ لوگ اپنی ترقی کا انحصار سمجھتے ہیں تو پچاس ساٹھ ہزار تک آریہ خیالات کے آدمیوں کو محدود کرنا واقعات کے برخلاف ہے۔ جالندھر شہر میں تین سو سے زیادہ ممبر درج نہیں اور اس وقت پچاس سے کم آریہ سبھاسد موجود ہوں گے۔ لیکن جہاں تک خیالات کا سوال پیش ہوتا ہے۔ تو کم از کم پانچ ہزار آدمی ایسے دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی زبردست ہمدردی رشی دیانند کے سدّھانتوں کے ساتھ ہے۔ بعض حالتوں میں یہ اَن رجسٹرڈ ممبران رجسٹرڈ ممبروں کی نسبت زیادہ سداچاری اور سدّھانت پریہ دکھائی دیتے ہیں۔ پس کسی پہلو سے وچار کرو۔ دونوں حالتوں میں مردم شماری کے اعداد بجائے راہبری کے گمراہ کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

اس ہمدردی کے لئے میرا دلی شکریہ قبول کیجئے

اپنی چھوٹی پتری کے وواہ کا حال میں نے اخبار میں درج نہیں کیا تھا محض اسلئے کہ میں اپنے لئے سنسکاروں تنہا انیہ کاموں کا مشتہر کرنا اس اصول پر ٹھیک نہیں سمجھتا کہ اپنے کرتویہ کا پالن کرتے ہوئے اُن کا مشتہر کرنا ہی ایک قسم کا پاپ ہے۔ لیکن آریہ پتر کا میں خبر پڑھ کر میرے بہت سے کرم فرماؤں نے مجھے مبارکباد کے خطوط بھیجے ہیں۔ اکثر ایسے بھائیوں نے اس ادائیگی فرض پر خوشی ظاہر کی ہے۔ جن کے دیگر خیالات کے ساتھ میرا اتفاق نہیں ہے۔ برہمو۔ تھیاسوفسٹ ہندو وغیرہ صاحبان کے علاوہ میرے وے بھائی بھی جو رشی دیانند کی پیروی کا دم بھرتے ہوئے مجھسے بعض اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اس عام ہمدردی میں شریک ہوئے ہیں۔ اسی قسم کا ایک مراسلہ آج کے مراسلات کے کالم میں بھی درج کیا گیا ہے بعض آریہ سماجوں نے مبارکباد کے ریزولیوشن پاس کرکے بھیجے ہیں۔ میں اُن سب بھائیوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اُن کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں اس واقعہ کو کوئی غیر معمولی اخلاقی دلیری کا اظہار نہیں سمجھتا۔ میں نے اپنا کرتویہ سمجھ کر جو کچھ ویدک دھرم انوسار ٹھیک سمجھا۔ اُس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ بھائیوں سے محض اس قدر دان مانگتا ہوں کہ جس سپرٹ سے میں نے اس موقع پر عمل کیا ہے۔ اُس کی اصلیت کو سمجھتے ہوئے میرے بھائی پرمیشور کا دھنیہ واد دینے کے لئے میرے ساتھ شریک ہوں۔

پشچھوتر دیش بھائیوں کی توجہ کے قابل

ان کالموں میں ہندوستانی تنوجیا پارٹی کا ایک جتھا فرض کرکے جو کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اُس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے بہت سے پشچھوتر بھائی ناراض ہو گئے ہیں۔ پنڈت بھگوان دین جی کو تنوجیا پارٹی کا ہیڈ کہا جاتا تھا۔ لیکن اُن کی تردید آنے پر میں نے اُسے فوراً جگہ دی گذشتہ کسی پرچہ میں آریہ سماج ملیر کے منتری کا پتر چھپا تھا جس میں درج تھا۔ کہ پرتی ندھی سبھا کے اُپدیشک پنڈت نند کشور نے بشمول پنڈت پریاگ دت (جو پرتی ندھی سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔) اپنے لیکچروں میں ظاہر کیا کہ شودروں کو وید کا ادھکار نہیں ہے۔ سوامی جی نے یجروید کے ادھیائے ۲۶ کے منتر ۲ کا ارتھ غلط کیا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا۔ کہ ورن ویوستھا کا انحصار جنم پر ہے۔ اس پر اب آریہ متر۔ مراد آباد ارگن پرتی ندھی سبھا میں چھپا ہے۔ کہ چونکہ ملیر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے حالات جو منتری نے سبھا میں بھیجے ہیں۔ اُن میں ایسی بات کا ثبوت نہیں۔ اسلئے یہ خبر غلط ہے۔ میں مہاشے راجا رام جی منتری ملیر آریہ سماج سے نویدن کرتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے۔ تو آریہ متر کی تحریر کی تردید کریں ورنہ تسلیم کریں۔

کہ اُنہوں نے میرے پاس غلط خبریں لکھ کر
بھیجی ہیں۔ خبر اِس کا فیصلہ خواہ کچھ ہی ہو
لیکن اِس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ کچھ
ودیا براہمن اِس وقت سوامی جی کے
سدّھانتوں کے برخلاف پرچار کر رہے
ہیں۔ قنوجیوں کے جنیئو سے انکار کرتے ہوئے
(جو کہ میں بھی اُن کے کہنے پر قبول کرنے
کو طیار ہوں) منتری آریہ پرتی ندھی
سبھا پنجاب نرولیش کو بمقام لاہور ماننا
پڑا تھا۔ کہ پریاگ دت وغیرہ کے انوچت
ویوہار کی شکایت ضرور ہے۔ اب سوال
یہ ہے۔ کہ اگر پنڈت پریاگ دت واقعی
آریہ سماج کے سدّھانتوں کے برخلاف
پرچار کر رہے ہیں۔ تو کیوں نہیں آریہ
پرتی ندھی سبھا کے معزز ادھکاری ایک
سرکیولر لیٹر بھیج کر تمام آریہ سماجوں
کو خبردار کر دیتے۔ کہ ایسے شخص کو
سماجوں کے اندر لیکچر بازی کی اجازت
نہ دی جاوے۔ میں اپنے پنجھو تریہ
اُن بھائیوں سے جو مجھ سے ناراض ہو
رہے ہیں نویدن کرتا ہوں۔ کہ بجائے
مجھ پر ناراض ہونے کے اُن کو اپنے
گھر کی خبر لینی چاہیئے۔ اور اگر درحقیقت
اندرونی اصلاحوں کی ضرورت ہے
تو اُن اصلاحوں کو عمل میں لا کر اپنے
ساتھ سمبندھ رکھنے والے آریہ سماجوں
کی تسلی کرنی چاہیئے۔ اِس پرچہ کے ذریعہ
سے ہمیشہ میں دھرم انوسار اُن کی
سیوا ہی کرتا رہا ہوں۔ اگر اُس وقت
کے معزز ادھکاری سوچیں تو اِس خادم
نے اُنہیں اپنے اُدّیش کی پورتی میں
کسی وقت بڑی بھاری مدد دی تھی
پس یہ مان کر کہ پنڈت بھگوان دین جی
نے پریاگ دت وغیرہ کو سدّھانت
ودھ کرنے کی شہ نہیں دی۔ اور کہ
سبھا کے دیگر ادھکاریوں کا بھی اِس
میں کچھ قصور نہیں ہے۔ میں اُن سے
درخواست کرتا ہوں کہ جو لوگ اُنہیں
بدنام کر رہے ہیں۔ اُن کے عمل پر
ناراضگی کے وے کُل آریہ پبلک
کے وشواس کے پاتر نہیں۔

جوڑی اچھی ملی ہے

سوامی شگن چند صاحب
کسی زمانہ میں آریہ سماج
کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ پھر کائستھ سبھا
کے راہبر بن گئے۔ وہاں سے نہ معلوم
کس معاملہ پر آن بن ہونے کے باعث
پھر آریہ سماج کی طرف رجوع ہوئے۔
کبھی کلچوڑ کبھی مہاتما سے بات چیت
کی۔ لیکن آریہ سماج نے بھی اُن کو
اپنا وکیل بنا کر چکاگو کے مذہبی جلسہ
میں بھیجنے سے انکار کر دیا۔ پھر آریہ
پرتی ندھی سبھا کے مستقل منتری بننے
کی کوشش کی۔ وہاں بھی ناکامیابی ہوئی
پھر چکاگو کا نقشہ کھینچ کر جہیز نگر میں دکھا دیا
گجرات میں اِس کے بعد ڈیرا جمایا۔ اور شانتی
آشرم کی بنیاد رکھی۔ وہاں پتی وار کے جھگڑے
پر بجائے شانتی کے اشانتی کا راجیہ ہو گیا
ساتھی نے سوامی صاحب پر بڑے بڑے
آکشیپ لگائے۔ جن کے جواب کی تاب نہ
رکھتے ہوئے وہ آشرم لالہ رام جوایا عرف
بھائی منگل دیو۔ سیجر منگل دیو وغیرہ وغیرہ
کے سپرد کر کے اپنا نیا نام سنسکار کرتے
ہوئے شیوانند نام رکھ دیا۔ اور خود
اپنے حسب مراد آشرم کے لئے استھان
کی تلاش ہوئی مثل مشہور ہے۔ کہ جوئندہ یابندہ
شری برنداون جی میں سوامی ...
کے حسب دلخواہ استھان تھا۔ پس ...
لیئے وہاں آشرم بنایا۔ اور اب ...
مہوتسو وہاں ہی رچیں گے۔ ...
موجود تھے۔ پر وہاں ہی کیوں بلکہ ...
بھی۔ لیکن منتری کی کسر تھی۔ اب ...
بھی مل گئے۔ ۲۷ سے ۳۱ دسمبر ...
تک شری برنداون جی میں ...
جس میں من مانی بہار ہوگی۔ پاٹھک ...
بھلا بوجھیں تو سہی کہ وہ منتری ...
ہو سکتے ہیں۔ میں خود بتلائے دیتا
ہوں۔ مسٹر میلا پنڈیا موہن لعل جی
سچ ہے چہ وزیرے چنیں شہریارے چ...
جوڑی اچھی ملی ہے۔

ویدوں کی نندا کرنا بھی ایک نیا فیشن ہے

اِس وقت ہندوستان ... صدیوں کی غلامی
کے باعث تقلید پرست بن رہا ہے۔ یہاں
کے باشندوں کے ہر ایک کام میں تقلید
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ
یتھا راجہ تتھا پرجا کے مسئلہ پر عمل کرتے
ہوئے انہوں نے بھی اپنے حکمرانوں کی
پیروی میں فیشن کی غلامی اختیار کر لی
اِس وقت اِس ملک کی تعلیم یافتہ
جماعت میں ویدوں کی نندا کا فیشن
جاری ہو رہا ہے۔ پس ہر ایک تعلیم یافتہ
کا یہی فرض سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ بھی
ویدوں کی نندا کرے۔ حال ہی میں میرے
نامہ نگاروں میں سے ایک نے ڈاکٹر ...
کی دوسری سنسکرت ریڈر کی طرف میری
توجہ دلائی تھی جس میں درج ہے۔ کہ
"براہمن وید پڑھتے ہوئے مثل برسات
کی مینڈکوں سی آواز نکالتے ہیں"

یہ کہ اب ۲۰ یا ۲۲ سالوں سے سرکاری
مدارس احاطہ بمبئی میں جاری ہے۔ لیکن
آج تک کسی سکول کے پنڈت نے بھی ان
الفاظ پر اعتراض نہیں کیا۔ اب آنریبل
مسٹر چندرا وارکر بی۔ اے جج ہائیکورٹ
بمبئی نے ایک مدرسے کے لڑکوں کو انعام
تقسیم کرتے ہوئے ظاہر فرمایا ہے۔ کہ کوئی
اصلاح کا کام نہیں چل سکتا۔ جب تک
کہ اُس کو ویدانت کا سہارا نہ ملے آپ
نے دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ
وید میں نیچ قوموں کو پڑھانے کی آگیا
نہیں ہے اور رذیل اقوام کو تعلیم
دینے پر عیسائیوں کو مبارکباد دیتے ہوئے
آپ نے اپنی پرارتھنا سماج کا بول بالا
کرنا چاہا۔ مجھے حیرانی ہے۔ کہ بغیر ویدوں
کے اوراق اُلٹے ہوئے کیوں لوگ
اس طرح پر غیر ذمہ وار اشخاص کی طرح
رائے زنی کرو یا کرتے ہیں۔ مسٹر چندرا وارکر
کو مذہبی مباحثوں میں ٹانگ نہیں اڑانی
چاہیئے۔ اگر وہ مذہبی کتابوں کے بے تعصب
مطالعہ سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ اگر مسٹر
چندرا وارکر سوامی دیانند کرت گرنتھوں
کے درشن ہی کر لیتے۔ تو اُن کو کم از کم
یجروید کے چھبیسویں ادھیائے کے منتر
دوسرے کو دیکھ کر یہ بھرم تو ہرگز
نہ رہتا کہ وید میں نیچ قوموں کی تعلیم
کی اجازت نہیں ہے۔

مبالغہ کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے

کلچرڈ سماج کے ایک رکن بخشی گوکل چند جی کا دیہانت ہو گیا تہا۔ اُس پر دوسروں کے ساتھ مجھے بھی افسوس ہوا تہا۔ کیونکہ بخشی صاحب شہر کے پور شارتھی تھے۔ اور بہت اُن کاموں میں جن کو ملک کے لئے مفید سمجھا کرتے تھے۔ کام کرتے تھے اُن کی تعریف میں جہاں اُن کے دوستوں نے تعریفوں کے پل باندھے اور بعض اوصاف جو اُن میں نہ تھے وہ بھی اُن کے گلے مڑھ دیئے وہاں آریہ پتروں نے بھی اُن کے جوش ہمدردی ملک وغیرہ کی تعریف کر کے اُن کے خاندان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تہا۔ مجھے خصوصاً اس لئے بھی بخشی صاحب کی بے وقت موت پر افسوس ہوا کہ مخالف بھائیوں میں سے وہی تھے۔ جو ہمیشہ مجھے پرائیوٹ خط و کتابت ہی کرتے۔ اور میری توہین کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ان وجوہات پر ضروری نہیں کہ میں اُن کے ساتھ اُن باتوں کو منسوب کروں جو اُن میں نہ تھیں۔ بخشی جی کی برادری کا پرچہ موہیال ہتر یہ لکھ کر کہ اُن سے بیدھڑک نڈر وغیرہ بار بار پیدا نہیں ہوتے لکھتا ہے:- دو سینکڑوں برسوں کے بعد ایک ایسی غیر معمولی طاقت و لیاقت کا مہان پُرش و شورہ میدان پر آ کر تاہے۔ جو راہ ہدایت اور جادۂ راستی دکھا کر بجلی کی چمک کی طرح غائب ہو جاتا ہے،، اب اس کا فیصلہ بخشی کے دوست ہی لگا سکتے ہیں۔ کہ آیا در حقیقت ایسے مہان پُرشوں میں اُن کا شمار ہونا چاہیئے یا نہیں۔ انسانی ہمدردی میں جاہ و حشمت عیش و عشرت کو لات مارنے والا اُن کو بیان کرتے ہو خیالات تک کا خیر خواہ اور ہمدرد،، اُنہیں ظاہر کیا گیا ہے۔ ہاں! اگر ادا گون سے جلد جلد رہائی دلانے کے معنی جیو آتما کی ہمدردی ہے۔ تو میں بھی سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے۔ کہ اپنے دوستوں کی تعریف نہ کرو۔ لیکن موت کی بھی طاقت میں نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ سچائی پر پردہ ڈال سکے۔

آریہ سماج راولپنڈی کا چوبیسواں وارشک اُتسب

اس بات کو دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ آریہ سماج کے بانی کارکن دوستوں کے انیائے اور ادہرم کے سبب یہ سماج بہت غریب حالت میں ہے۔ اپنے مکان اور مال اسباب سب اُن زبردستوں کے تصرف بیجا میں ہی ہے۔ مگر باوجود ان اس کمزوری کے بھی پرماتما کے پرم کرپا اور لالہ کرپارام صاحب ساہنی پردہان اور دیگر پرشارتھی بھائیوں کے اُتساہ اور کوشش کے اس دفعہ بھی سالہائے گزشتہ کی طرح بلکہ اُس سے بھی زیادہ کامیابی کے ساتھ یہ سالانہ جلسہ ختم ہوا۔ نگر کیرتن ۲۳۔ نومبر اور جلسہ ۲۴۔ و ۲۵۔ نومبر اور وہرم چرچہ ۲۶۔ کو قرار پا کر حسب معمول بیرو نجات کے آریہ سماجوں اور آریہ بھائیوں کو کئی دن پیشتر سے نمنترن دے دیا گیا تہا۔ شہر کے معزز رؤسا کو خاص چٹھیں بھیجے جانے کے علاوہ بڑے اور چھوٹے سائز کے پروگرام دمختلف رنگوں کے شہر صدر بازار۔ لال کرتی بازار ایزری چپاونی

اور مشہور گذرگاہوں اور کوچوں میں چسپاں کرا دیے گئے تھے۔ جن کے سرے پر یہہ شعر موٹے حروف میں پبلک کو جلسہ کی دعوت دے رہے تھے۔

چوبیس سال پنڈی میں آریہ سماج کو
ہیں گذرے آج جلسہ اٹھیسواں ہے دوستو
آؤ اٹھا ولا بہہ دہرم دہن کی لوٹ ہے
اب سے کبھی کبھی ملتا ہے دوستو

اس جلسہ کے مفصل حالات لکہنے کی نہ تو فرصت ہی ہوئی اور نہ ہی موجودہ حالات ہیاں ہو بہو نوٹ کر رکھے جا سکتے ہیں۔ مگر ہاں یہاں ناظرین کی اطلاع کے لئے بہت مختصر کیفیت قلمبند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے

نگر کیرتن شہر

بروز سنیچر ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

آریہ سماج کے مکان سے ۵ بجے شام کے یہہ جلوس روانہ ہوا۔ جس میں لوکل سماج کی بھجن منڈلی۔ اور رام نگر سماج کی بھجن منڈلی کے علاوہ لوکل آریہ سکول صدر بازار کی چھ پانچ بھجن منڈلیاں جن میں سے ایک بھجن منڈلی ماسٹر ریلو رام جی کی تہی۔ دیوان منگل سین ٹھاکر عبناپرشاد جی سب سے آگے آگے اپدیش بہی دیتے جاتے تہے۔ یہ جلوس منڈی گنج بازار۔ بازار دالگران سے گذر کر تہلہ بازار میں جا داخل ہوا۔ ہمارے پیارے بہائی لالہ متھورام پشاوری کی بھجن منڈلی کی دہوم دہام اور اٹریکشن پچہلے سال سے کچہہ بہی کم نہ تہے۔ اُدہر لوکل بھجن منڈلی بہی خوب پر رونق تہی۔ اور ماسٹر ریلو رام جی اپنے ننہے ننہے شاگردوں سمیت شراب خانہ خراب اور گوشت خوری کی ممانعت میں گیت گا گا کر بدمستوں کو شرم دلا رہے تہے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر رام نگر کی بھجن منڈلی (جو ایک بند گاڑی کے اوپر بہمعہ ماسٹر لچہمن داس جی اور سازندوں کے بٹھائے گئے تہے) اپنے میٹھے بھجنوں سے ایک بڑا ہجوم اپنے گرد جمع کر رہے تہے۔ اور اختتام بھجن پر پنجابی زبان میں ماسٹر لچہمن داس جی ہیڈ ماسٹر آریہ سکول رام نگر اپنا موثر اپدیش بہی دیتے جاتے تہے۔ بڑے بازار سے نکل کر یہہ جلوس شاہ چراغ اور بارہ دری کے کوچہ سے ہوتا ہوا سردار خزان سنگہ کی گلی سے نکل کر بازار سید پوری میں جا داخل ہوا۔ اور وہاں سے لوٹ کر بازار بہابڑوں میں آ پہونچا وہاں سے مختلف کوچوں میں بھجن منڈلیاں منتشر ہو گئیں۔ تاکہ اس دہرم یگیہ کا سندیسہ سبکو پہونچ جاوے۔ رام نگر کی بھجن منڈلی جب بازار لنڈہ میں جاتے ہوئے۔ لالہ ہنی رام جی چوہدہ سکرٹری کے مکان کے پاس سے گذری تو انہوں نے ایک تہال مٹھائی اور دو روپے نقد سے اُس بھجن منڈلی کا آدر ستکار کیا۔ آخر یہہ سب منڈلیاں اپنی اپنی گشت کو ختم کر چکیں۔ تو لالہ کرپارام جی ساہنی پردہان کے مکان پر جمع ہو گئیں اور بڑے پریم سے باری باری اپنے بھجنوں سے اہل محلہ اور اہل جلوس کو مسرور کرتے رہے۔ پردہان صاحب نے سب آریہ بہائیوں کا آدر ستکار پان الائچی اور چاء آدی سے کیا۔ اور بھجن منڈلی فنڈ میں ان کی دہرم پتنی اور ان کے چہوٹے بہائی لالہ ہر برام کی دہرم پتنی کی طرف سے عہ روپیہ دان ملا۔ غرضیکہ اسی طرح ایک دو اور محلوں سے ہوتے ہوئے قریب گیارہ بجے رات کے یہہ نگر کیرتن بخیر و خوبی و بہ خوش اسلوبی سماپت ہوا۔

اتوار ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

آج صبح صدر بازار میں آریہ سکول صدر بازار سے نگر کیرتن ہوتا ہوا۔ باشندگان صدر بازار کو ایں دہرم اُتسو کا پیغام دیا گیا۔ اُدہر سماج منڈپ میں ہون ہوتا رہا۔ جس میں تو پنڈت دولت رام۔ پنڈت رام رتن جی۔ سادہو ستیانند جی۔ پنڈت پورنانند جی۔ پنڈت سیتارام جی شاستری پنڈت بہچان داس جی۔ آدی مہاشے کراتے رہے۔ ہون کے بعد بھجن ہو کر اُپاسنا کر بیان پنڈت دولت رام جی نے کرائی اور پہر ایک مندہر اور موثر اپدیش قریبا پونے گہنٹے تک دیتے رہے۔ آپ کے اپدیش کا سار انش یہہ تہا۔ کہ سچی شانتی کیونکر پراپت ہو سکتی ہے۔ اور اُس کے سادہن کیا کیا ہیں۔ پنڈت جی علم سنسکرت میں اعلیٰ لیاقت رکہنے کے علاوہ اُپنشدوں میں جو خاص دسترس اور ملکہ رکہتے ہیں وہ آریہ سماج کی دنیا سے چہپا ہوا نہیں ہے آپ کی وکترتا میں دلچسپ معنی خیز حکایات کا النکار کے طور پر چل جانا اور سامعین کو ایک عمدہ نتیجہ پر پہونچی دینا آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس موقع پر بہی مہا رشی سنت کمار اور نارد جی کے سوالوں و جوابوں اور دویک آشرم سنیاسی اور چت بیرتی ستری وغیرہ کے سمباد یعنی گفتگو حقانی کے النکار سے اپدیش کو مضمون بنا کر حاضرین کو وہ آنند بخشا کہ سننے والے ہی جانتے ہیں۔ آپ نے ثابت کر دیا۔ کہ دنیا کے کسی کام میں بہی سچی اور کیول شانتی نہیں مل سکتی۔ کچہہ نہ کچہہ دکہہ ضرور رہتا ہے کیونکہ ان سب کے ساتہہ پرکرتی کا سمبندہ ہے۔ کیول سکہہ یا شانتی صرف پرماتما کی طرف جانے اور اسکو پانے سے پراپت ہو سکتی ہے

پراپتی کا سادھن پرا اودیا کا حاصل کرنا ہے پرا اودیا عام ودیا سے نہیں ملے گی۔ جب تک کہ ودیا پرماتما کے ملنے کی خواہش سے نہ پڑھی جاوے - وغیرہ وغیرہ دوران اُپدیش میں ہی صدر بازار سے گشت کرتا ہوا بھجن منڈلیوں کا جلوس منڈپ میں واپس آ گیا تھا۔ اور اب خاصی اور عمدہ رونق ہو گئی تھی - گر وقت زیادہ ہو جانے کے کارن اُس وقت اور لیکچر نہ ہو سکا۔ اور بھجن ہو کر صبح کی کارروائی سماپت ہوئی -

بعد دوپہر کے پہر کارروائی آرمبھ ہوئی پنڈت آتمارام جی کی لاونی اور بھجن منڈلی رام نگر کے بھجن کے پشچات پنڈت رام رتن جی اُپدیشک کا ویاکھیان شروع ہوا۔ آپ نے وید کے ایک منتر (ویداہمیتم) کو لے کر نہایت عمدگی سے تبلایا کہ اس سکھ سوروپ پرماتما کے پانے کا سادھن کیول ایک وید ہی ہے - مختلف پنتھوں کا الگ الگ ہوئے کرنا سب خود غرضی کے سبب ہو رہا ہے - آپ نے منجملہ اور فرقوں کے سکھ مت پر زیادہ تفصیل سے بحث کی۔ اور وہ حالات بیان فرمائے - جن کے سبب سکھوں کے آج کل کے گرنتھ اور منتویہ گورو صاحبان کے اقوال سے ہی اُلٹے جا رہے ہیں - اور اُن کے سوارتھی اُپدیشکوں کا دیدہ دانستہ ویدوں سے انحراف کرانا بڑی خوبی سے جتلایا - اور ثابت کر دیا کہ موجودہ سکھ ازم کا برخلاف منشا اپنے بانیوں کے اس وقت میں پورانوں کی نقل بن رہا ہے - علی ہذا القیاس دیگر فرقے بھی صرف رہنی پرتشٹھا اور خود غرضی حاصل کرنے کے واسطے ہی۔

الگ الگ سادھن من گھڑت بتلا رہے ہیں - ورنہ جب کبھی اُن کو سچ کہنا پڑ جاتا ہے - تو سوائے وید مقدس کے آشرے کے کوئی چارہ نہیں سوجھتا - وید مقدس کی قدامت اور بمقابلہ دیگر پستکوں کے اُن کی عظمت اور فضیلت کو بھلی بھانت درشاتے ہوئے پنڈت جی کا یہ کتھن کہ جب ایشوری نیم اور پدارتھ سب کے لئے یکساں ہیں - تو اُس کے پانے کے لئے سادھن بھی جدا جدا نہیں ہو سکتے - بڑا ہی مدلل تھا اور موثر - المختصر یہ آپ کا سفوحہ لیکچر ایک مجمع کثیر میں بڑی رغبت سے سُنا گیا - اُس کے خاتمے پر سماج کی سالانہ رپورٹ بجائے منتری کے بابو منگل سین صاحب نے پڑھی - رپورٹ کے خاتمہ پر ملٹری اکاونٹ آفس کے چند بنگالی مہاشیوں نے از راہ مہربانی مختلف باجوں کو بجا کر حاضرین کو آنند کیا - اور لالہ شورام صاحب پیشاور نواسی نے ایک بھجن گایا - اُس کے بعد لیش اُنتی پرشریان پنڈت پورنانند جی اُپدیشک کا ویاکھیان شروع ہوا - لائق لیکچرار نے بڑی اُتمتا سے اول یہ درشایا - کہ واقعی اُنتی کہتے کس کو ہیں - اور آج کل اُنتی کہا کس کو جاتا ہے - اور کون کون دیش حقیقی اُنتی پر سمجھا جانا چاہئے - مگر آج کل ہم کون دیش سمجھ رہے ہیں - علے ہذا گری ہوئی حالت کس کی ہے - یا کس کی نہیں - آریہ ورت کی آج کل کی گری ہوئی حالت میں اُنتی کس کو تک ہو سکتا ہے - مگر ہاں پنڈت جی نے جہاں کسی سچی ہسٹری کا موجودہ درسگاہوں میں نہ ہونا بیان کیا - وہاں یہ ثابت کرنے

کے لئے - کہ آج کل کے انگریز مورخ کس قدر سخت غلط ہسٹری جو صرف اُن کے اپنے خیال اور من گھڑت قصہ ہوتا ہے بجائے اصل واقعات پر ناز کر رہے ہیں - راماین اور مہابھارت کے زمانہ کی مثال سے خوب واضح کر دکھایا - کیونکہ یہ مورخ صاحبان مہابھارت کا زمانہ راماین سے پہلے کا تصور کرتے ہیں - اور مہابھارت کے زمانہ کو ہی برعکس راماین اُنتی یعنی عروج کا زمانہ بتلا رہے ہیں - حالانکہ مہابھارت والے یعنی ہم لوگ مہابھارت سے ہی زمانہ اونتی یعنی زوال کا سمجھتے اور مانتے ہیں - آریہ ورت میں موجودہ روشن پر دیش اُنتی کی کوششیں کب سے شروع ہوئی ہیں - اور اُن میں کیوں بجائے ترقی کے ناکامیابی کا سامنا ہو رہا ہے - یورپ جیسے دیش کے باسی اپنے آپ کو اعلےٰ ترقی کے شکھر پر سمجھتے ہوئے بھی کیوں دن رات ترقی ترقی کی پکار مچا رہے ہیں ؟ - ان سب سوالات کو بالتفصیل بیان کر کے عالم اُپدیشک نے بتلایا - کہ جب تک وید کی تعلیم اور وید کے بموجب منتویہ اور کرتویہ نہ ہوں گے - اصلی اور سچی دیش اُنتی کبھی ہی نہیں ہو سکتی - وغیرہ وغیرہ - شام ہو جانے کے سبب لیکچرار صاحب کو مجبوراً اپنا مضمون مختصر کرنا پڑا - ورنہ بہ حیثیت عمدگی کے اس کے واسطے ابھی اور وقت کی ضرورت تھی رات کے ساڑھے سات بجے پر منڈپ حاضرین سے پُر ہو گیا - اور بھجن منڈلی کے بھجن ہو کر شریان پنڈت رام بھجدت جی نے سرشٹی اُتپتی اور ایشور درشن

کے مضمون پر اپنا بیش بہا ویاکھیان شروع کیا. آپ نے اوم اتنیخ ستیخ (سندھیا میں ہے) کے منتر کو لے کر گویا اُس کی تشریح سے اپنی خوش تقریر کو جولانی دی۔ واقعی یہہ طریقہ نہائت ہی عمدہ ہے۔ اسی طریقہ پر ہمارے مرحوم بھائی پنڈت گورودت اپنے لیکچر دیا کرتے تھے (اگر پنڈت صاحب اپنے بیش بہا وقت وکالت میں سے کچھ حصہ خاص علم سنسکرت کی طرف اور وید منتروں پر وچار کرنے کے لئے ارپن کر دیں۔ تو امید ہے کہ اس احسن طریقہ میں آپ بہت جلد کامیابی حاصل کر کے آریہ سماج کو ایک خاص فیض پہونچا سکتے ہیں۔) اس منتر کے بھاؤ کو لیتے ہوئے پنڈت جی نے اول جیسے سرشٹی کرم سے اتپت ہوتی ہے. موجودہ زمانہ کے اعلے خیالات کو بھی مقابلہ میں یا مطابقت میں رکھ کر بستار پورک ورنن کیا۔ اور پھر اپنے مضمون کو دوسرے حصہ ایشور درشن کو اسی منتر کے آشرے پر بڑی اُتمتا سے ادا کیا۔ آپ کا یہہ کہنا کہ سوامی دیانند جیسے رشی نے جو اس منتر سے پاپ کا نشٹ ہو جانا لکھا ہے وہ کچھہ یوں ہی نہیں کہا گیا۔ اگر پورے طور پر اُس کے ارتھوں اور بھاؤں پر وچار کریں۔ اور اُس پر عامل ہوں تو لسند یہہ پاپ دور ہو جاویں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اُس وقت بھی یہہ منڈپ سامعین سے پڑ تہا۔ اور حسب دستور یہ کثیرالتعداد مجمع بڑے شوق سے ۹½ بجے رات تک اس ویاکھیان کو سُنتا رہا۔

سوموار ۲- نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

اول صبح ہون پنڈت دولت رام جی. پنڈت رام رتن جی و پنڈت پورنانند جی آدی نے کیا۔ پھر رام نگر کی بھجن منڈلی کے بھجن ہو کر اُپاسنا پنڈت پورنانند جی شاستری اور اور پنڈت پورنانند جی نے کیا۔ اس کے پشچات پنڈت پورنانند جی نے اپنا منوہر اُپدیش ویدی آرنبھ کیا۔ آپ نے یجروید کے اس منتر کو پیش کرتے ہوئے (جس میں یگیہ کی سامگری اکتر کرنے اور سامگری نشٹ کرنے اور پوجا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے۔ کہ یہی پرم دہرم ہے۔ اور اسی سے سورگ کی پراپتی ہوگی وغیرہ وغیرہ) بستار پورک اس کی تشریح کی اور فرمایا کہ جس یگیہ کرنے کی تاکید ہے۔ وہ دو پرکار کا ہے۔ ایک باہیہ یعنی اگنی ہوتر آدی اور دوسرا انتری یعنی آتمک گیان اور وگیان جس طرح اگنی ہوتر آدی کی سامگری گھرت آدی ہے۔ ایسے ہی اندرونی یگیہ کے واسطے آتما پران من وغیرہ کا ایشور پراپن کر دینا اُس کی سامگری کہلاتی ہے۔ اسی سے آدمی نشکام ہو جاتا ہے۔ اور ایشور کا لابھ ہو جاتا ہے۔ یعنے مُکت ہو جاتا ہے۔ ہمارا اعلے فرض ہونا چاہئے۔ کہ شاریرک آتمک یا یوں کہو کہ پہلے اپنی اُنتی اور پھر سانسارک اُنتی کریں۔ مگر چونکہ برخلاف اس کے پہلے ہم سانسارک اُنتی کی طرف جھکتے ہیں اور اپنی اُنتی نہیں کرتے اسلیئے گر جاتے ہیں۔ یہی انتری یگیہ تہا۔

جو پہلے زمانوں میں ہر ایک منشیہ کیا کرتا تہا۔ اور جس کی بدولت اُن میں آتمک بل تہا۔ جو اُن کو بڑے سے بڑے کشٹ اور دُکھہ سہنے پر درڑھ رکھتا تہا۔ اس وقت ہم اس بات کے لئے دہرم سے پتت ہو چکے ہیں۔ پراچین کال کے سرو سادہارن کی وہ حالت تہی جو اس وقت بڑے بڑے دہارمک پرشوں کی نہیں۔ راجہ ہریشچندر کے پرتگیا پالن اور اسی طرح مہابھارت میں سے ایک اور دہارمک راجہ کی کتھا سُنا کر آخر پنڈت جی نے نہائت ہی پر تاثیر طریقہ سے ثابت کیا کہ جب تک اُس یگیہ سوروپ پرماتما کی اُپاسنا اور اُس کی آگیا الوسار ہر دو یگیہ نہیں کئے جاتے ہماری کچھہ بھی اُنتی نہیں ہو سکتی وغیرہ۔ ایک بھجن ہو کر پنڈت رام رتن جی کا لیکچر ہوا۔ اُس میں آپ نے منشیہ جنم کا بے بہا ہونا اور اُس موقع کا غنیمت ہونا بڑی عمدگی سے ثابت کر کے پھر جو غفلتیں اور لاپرواہیئں اس منشیہ کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ بستار پورک بیان کیں اور بتلایا۔ کہ ایسا امولیہ سمے ہم اپنی مورکھتا سے کس طرح رائیگاں گنوا رہے ہیں۔ غرضیکہ پنڈت جی نے شبہ کرموں کے کرنے اور انسانی اعلیٰ فرایض کی جو ہیں کی طرف حاضرین کے دلوں کو اس وقت ایسا کھینچ لیا تہا۔ یہہ لیکچر ختم ہونے پر لالہ لچھمن داس صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول نے پنجابی زبان میں ایک نہائت موثر اور ظرافت آمیز ویاکھیان دیا۔ جس کا لب لباب یہہ تہا۔ کہ آریہ سماج میں فی الحال بہ نسبت دیگر بعض مذاہب کے تہوڑے آدمی کیوں ہیں۔ صرف اپنے

کہ یہہ سماج اپنے پاس صرف گیان رکھتا ہے اندہ وشواس نہیں۔ اِس کی ہدائیت ہے کہ گیان کو ساتھ لیکر چلو۔ اِس واسطے قاعدہ ہے کہ اول سمجھدار آدمی کم ہوا کرتے ہیں۔ جیوں جیوں گیان لوگوں میں پھیلیگا۔ اُس کی اُنتی ہوتی جاویگی وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے بعض بعض موقعوں پر حاضرین کو خوب ہنسایا۔ اور سواستھو باوجود مقررہ وقت پر پروگرام گذر جانے کے بھی سب لوگ پریم سے سُنتے رہے بلکہ چاہتے تھے کہ ماسٹر جی اپنے کہنے کو بند نہ کریں۔ بھجن ہوکر صبح کا ستسنگ سماپت ہوا۔

بعد دوپہر ۲ بجے پھر جلسہ شروع ہوا اور پہلے بھجن گائن ہوا۔ جسکے بعد شریمان سوامی ستیانند جو پہلے ایک پرسدہ جینی سادہو بنام سیچمند اجی تھے) اُٹھے خیال تھا۔ کہ یہہ مہاشے تہوڑی مدت سے آریہ سماج میں پرویشٹ ہونے سے ممکن ہے۔ کہ اُس سوگیتا اور فصاحت سے ویاکھیان نہ دے سکیں گے۔ جو کہ ایک پرانے اور مشہور لیکچرار سے امید ہوسکتی ہے۔ مگر برعکس اِس کے خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ نے اپنی وکتتا نہائت ہی تسکین بخش طریقہ اور بڑے موثر عالمانہ لہجہ میں ادا کرکے مجمع کثیر کو اپنی معلومات کے چشمہ سے سیراب کیا۔ اُن کا مضمون "جین دہرم" تہا۔ آپ نے اُس کے پیدا ہونے کی وجوہات اُس کا عروج اور زوال اور قدامت یا نوینتا اِن باتوں پر بہت کچھ بیان فرمایا۔ پھر اُس کے عقائد کا حسن و قبح اور وہ کہاں تک ویدک دہرم

کے انوکول یا پرتی کول ہے۔ یا کسقدر پورانک مت کا نقال یا خوشہ چین ہے۔ اِن دشیوں پر بڑی منوہر تا اور یوگیتا .... سے اپنا فصیح لیکچر ختم کیا۔ اصل میں یہہ ایسا وشئہ تہا۔ کہ اِس پر اور وقت کی ابھی ضرورت تھی۔ مگر سمے تنگ ہو جانے سے یہ مضمون مجبوراً ادہورا رہا۔ مگر جتنا ہوا نہائت ہی تسکین بخش پُر معنی اور آنند دینے والا تھا۔ اسلئے سب سامعین نہائت محظوظ رہے۔ اِس کے پشچات ہمارے ادل دوست پنڈت رام بہجدت نے لیکچرار کا آسن گرہن کیا۔ آپ نے اِس دیش کے پچھلے دُکھڑوں کی رام کہانی چھیڑ کر اول بادشاہان اسلام کے (مثلاً محمود غزنوی اور اورنگ زیب وغیرہ وغیرہ) اُن لاتعداد ظلموں جبر اور تعدیوں کو یاد دلا کر پتھر دلوں پر چوٹ لگانی شروع کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ پھر ہندو راجاؤں کے مختلف رتیا چاروں ورام مارگیوں کے گہرنت کارناموں کا بھی کچھ نقشہ نہیں کھینچا۔ مگر اِن سب بے بشکیول ظلموں کا کارن کون تہا؟ مثلاً ایک صرف یہاں کے ہی باشندگان اور اُن کے کرم تہے۔ جب اُنہوں نے ایشور بھگتی اور دید دوں پر شردھا تیاگ کر خود غرضی اور کیول کلپت لیلائیں درام ارگ وغیرہ) جین یہہ سب اوبار اوشیہ آنا تہا۔ جب تک پھر ویدپرچار کے لئے ہر ایک منشیہ تن من دہن سے مدد نہ کریگا۔ نہ جانے ہم لوگ کیسے کیسے سنتاپ اُٹھاتے رہینگے اسلئے سب کو اُچت ہے۔ ایس اشد

ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آریہ سماج جسکا دوسرا نام وید پرچار ہے کی بڑی شردہا سے مدد کریں۔ اِس اپیل کے خاتمہ پر حسب ذیل روپیہ اکٹہا ہوا۔

نام فنڈ	نقد	وعدہ	میزان
وید پرچار فنڈ	[illegible] ۱۲ روپیہ	[illegible]	[illegible] روپیہ
گُروکل فنڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کنیا مہاودیالے	[illegible]	+	[illegible]
آریہ کول فنڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
لوکل پرچار فنڈ	[illegible] ۱۲ روپیہ	+	[illegible] ۱۲ روپیہ
یتیم خانجات	[illegible] ۱۲	+	[illegible] ۱۲
بھجن منڈلی فنڈ	[illegible]	+	[illegible]
دوران سال میں مختلف فنڈوں کے لئے سماج نے جمع کیا۔	[illegible] ۱۱	+	[illegible] ۱۲
ایضاً ایضاً معرفت لال کوہ تی بازار سماج	[illegible]	+	[illegible]
میزان	[illegible] ۱۱	[illegible]	[illegible] ۱۵

علاوہ ازیں بہت سی ایسی رقومات ہیں جو جلدی وصول ہو جاویں گی

رات کے ۸ بجے پھر جلسہ شروع ہوا۔ اور منڈپ حاضرین سے بھر گیا۔ اول بھجن منڈلی رام نگر کے بھجن ہوئے۔ پھر شریمان پنڈت دولت رام جی کا سولت اور منوہر اُپدیش کا امرت برسنے لگا۔ واہ واہ واقعی آپ کے سرل سبہاؤ کی طرح آپ کا کتھن ہی مانو ہر ایک ہردئے میں ایسی سرشتا سے

جگہ سمجھایا جاتا ہے۔ کہ جس کا بیان کرنا احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ نے پہلے یہہ سوال پیدا کیا۔ کہ جب ہر ایک منشیہ سکھہ اور کیول سکھ کو ہی چاہتا ہے۔ پہر کیوں ہر ایک کو دُکھ اور سکھ دونوں ملتے ہیں۔ بڑے بڑے سُکھی کو ہی کوئی دُکھ ہو جاتا ہے۔ اس بارہ میں بہت سی مثالیں دے کر آپ نے اُس کے اُتر میں یہہ بتلایا کہ حقیقت میں سچا سکھہ کچھ اور ہے۔ جو کیول گیان اور آتما کے جاننے سے ہی پراپت ہو سکتا ہے۔ جن کو آتمک بل پراپت ہوا وہی اصل سکھ کے بہاگی بنتے ہیں۔ مہاتما نانک۔ سوامی دیانند وغیرہ سرلیشٹ پرشوں میں ہم سے یہی فرق تہا۔ کہ اُنہوں نے آتمک بل حاصل کر لیا تہا۔ ہم نے اپنے آپ کو من کے ادہین کر لیا ہے۔ اور وہ من کو جیت چکے تہے۔ دُنیا کی بے ثباتی ہماری کلپناوُں کی بے ثباتی اور اُن کے تیاگ پر زور دیتے ہوئے آخر آپ نے اپنے بیان کو کئی مثالوں درشٹانتوں اور تشریحوں کے بعد اِس بات پر ختم کیا کہ ایشور پراپتی ہونے سے اور یگیہ سندھیا ہون کرنے سے اور بیجا خواہشوں کے چہوڑنے سے ہی سچا سکھ یا یوں کہو کہ پرماتما کی پراپتی ہوگی۔ یہہ ویاکہیان آپ کا قریب دو گہنٹہ کے ہوتا رہا۔ اور سب حاضرین بڑی شردھا اور پریم سے شرون کرتے رہے۔ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ۲۴ تاریخ کی صبح کا اُپدیش بہی قریب قریب اسی مضمون کا تہا۔ اور ہوتا پنڈت جی کے لیکچروں اُپدیشوں کا مضمون اسی کے قریب قریب ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ مگر لطف یہہ ہے۔ کہ آپ کی ودیا اور وسیع معلومات کے سبب سننے والوں کی طبیعت اُس کو بُرا نہیں بلکہ نئے مضمون کی طرح بڑے شوق سے سُنتے تہے۔

دہرم چرچا۔ ۲۶ نومبر ۱۹۰۱ء

پروگرام کے ساتہ مثل سالہائے گذشتہ کے مضامین مباحثہ اور وقت مباحثہ چہپوا دئے گئے تہے۔ چنانچہ آج ۲ بجے سے ۵ بجے تک دہرم چرچا ہوتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس موقع کے دیکھنے کے لئے پبلک کو نہایت ہی اشتیاق یا پریم۔ کیونکہ وقت سے پیشتر ہی لوگ جوق درجوق آنے لگے۔ اور ٹہیک وقت پر منڈپ پہلے ہر دو روز سے بہت زیادہ پر ہو جاتا رہا ہے۔ جتنے کہ ذرا دیر سے آنیوالوں کو مجبوراً باہر کہڑا رہنا پڑتا تہا۔ آریہ لوگوں کی سہن شیلتا اور حسن انتظامی کا اُس وقت نظارہ نظر آتا تہا۔ کیونکہ باوجود نیم جلسہ سنائے جانے کے اور برادرانہ آدہبگت کرنے کے ہی ہندو دہرم سبہا کے بعض آدمی کسی نہ کسی طرح بگہن ڈالنے اور حاضرین کو منتشر کر دینے کے لئے ہر سال پیچ و تاب ہی کہاتے پہرتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ہی ایسی حرکات کر دیتے ہیں۔ مگر لطف یہہ ہے کہ تالی پیٹنے یا بول سناتن دہرم کی جے کی آوازوں اور چند ہمراہیوں کو اُٹہا لیجانے سے شائقین بدستور ڈٹے رہتے تہے۔ اور اُن کی شرارت کے ایک دو منٹ بعد کارروائی بدستور جاری ہو جاتی ہی۔ پہر وہ یا اُن کے ساتہی نادم ہو کر یا تو واپس آکر بیٹھ جاتے تہے۔ یا شرمندگی کے سبب جلسہ سے باہر چلے جاتے تہے۔ اور پبلک کی نفرین کو چپ چاپ کر سنتے تہے۔ آج اول ایک دہرم سبہا کے ممبر نے مضامین مقررہ سے علاوہ مضمون چہیڑنا چاہا گرچہ کہ اُس نے حسب قاعدہ پہلے اطلاع نہیں دی تہی۔ تو پہلے اُس کو کہا گیا۔ کہ مقررہ مضمون کو لیوے۔ مگر وہ بیٹہ گیا پہر لالہ بہورام کلرک لوکو آفس نے (جو اپنے آپ کو سبہا کے آریہ سماج کا کہتے تہے۔) مکتی وشے پر بحث چہیڑی جسکے اُتر میں پنڈت پورنانند جی تشفی بخش جواب دیتے رہے۔ بعد ازاں پنڈت جاتی رام کے ساتہی ایک سناتنی پنڈت نے کہا کہ میں مورتی پوجا پر بحث کروں گا۔ مگر پہلے اُن پستکوں کا نام بتلا دیجئے۔ جو آپ لوگ پرمانک مانتے ہیں۔ اس پر بہت سی گفتگو باہمی ہوتی رہی۔ اور جب آریہ سماج کی طرف سے یہہ کہا گیا۔ کہ ادہر سے لکہا دیتے ہیں۔ مگر شرط یہہ ہے۔ کہ آپ بہی اپنی پرمانک پستکیں لکہا دیویں بس پہر کیا تہا۔ پنڈت جاتی رام جی بہی بولتے ہوئے اپنے ساتہی سمیت جلسہ سے باہر نکل گئے۔ دو سال ہوئے ہی پنڈت جاتی رام جی اسی بات پر پہلے بہی اڑے تہے۔ مگر یہ لاجواب ہو کر شرادہوں پر مباحثہ کرتے رہے۔ اور ایسے لاجواب ہوئے کہ پنڈت جی اب تک سامنے آنے کا حوصلہ نہیں کر سکتے ہیں ہاں ٹٹی کی آڑ میں شکار ضرور کہیلنا چاہتے ہیں۔ پنڈت جاتی رام کے چلے جانے پر لاچار کلچرڈ لیڈروں کو بہی (اُن کی ایسی

ناجائز اور وحشیانہ حرکات پر) اس عام جلسہ میں ناراضگی کا اظہار کرنا پڑا تاہے مگر لطف یہہ ہے کہ لاہور انارکلی والوں کی سبھا کے گذشتہ سالانہ جلسہ کے لیکچراروں میں سے ایک یہہ مہاشے بھی تھے۔ دور کیوں جاویں اسی جگہ کے کلچرڈ لوگ کہیں تو یہہ کہتے پھرتے ہیں کہ وہ ہمارے ممبر نہیں سماج سے علیحدہ ہیں۔ اور کہیں یہہ چھپوا دیتے ہیں کہ آج انہوں نے سرمن دیا۔ کل اُپاسنا کی علی ہذالقیاس۔ خیر اس کے بعد ملک نرسنگھ داس جی پارسائی کی طرح اول دوہیٹ ادویت پراد۔ پھر مورتی پوجا پر پرشن کرتے رہے۔ جن کے جواب پنڈت پورنانند جی نے بہت عمدہ سادہ بانی سے دئے۔ اس کے بعد پھر لالہ پربھو رام جی نے ویدوں کے ایشور وکت ہونے کے متعلق اپنی شنکائیں پیش کرنی شروع کیں۔ جن کے جواب شریمان پنڈت دولت رام جی بہت عمدگی سے دیتے رہے۔ الغرض اس آنند واکیہ دہرم چرچا کے ہوتے ہوتے ۸ بج گئے۔ جب پریذیڈنٹ نے جلسہ بند کیا۔ اور پھر دھان سماج کی طرف سے باشندگان شہر اور باہر سے آئے ہوئے آریہ بہادران اور شہنشاہ ہند اور رائے سردار بوٹا سنگھ صاحب۔ جن کے عالیشان خیمہ میں یہہ جلسہ ہوا وغیرہ وغیرہ اصحاب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور آرتی اور مبارکبادی کے بھجن ہوکر اُتسو سماپت ہوا۔

یہاں باہر سے آریہ بھائی عموماً ہمیشہ تھوڑی تعداد میں آیا کرتے ہیں کیونکہ سوائے دو چار کمزور سماجوں کے نزدیک نزدیک اور کوئی آریہ سماج نہیں۔ اور نہ ہی باوجود بار بار پکار کے اس علاقہ میں تا حال کوئی مستقل انتظام پرچار کا ہی ہوا ہے۔ مگر اس اُتسو پر تو آگے کی نسبت بھی بہت ہی کمی واقع ہوئی ہے۔ ہاں بھجن منڈلیوں اور آریہ اُپدیشکوں کی کل تعداد تیرہ چودہ پر پہونچ گئی تھی۔

باہر سے تشریف لائے ہوئے صاحبان کی مہمانداری کا بوجھ سجائے سماج کے حسب ذیل آریہ پرشوں نے اُٹھا لیا تھا لالہ لچھمن داس جی چڈہ۔ لالہ منی رام جی ولالہ منگل سین جی چوپڑہ۔ لالہ کرپارام صاحب ساہنی انہوں نے بڑے پریم سے ایک ایک اور دو دو ڈنگ اپنے آریہ مہمانوں کی میزبانی کا فرض بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ واقعی سچی برادرانہ محبت اسی کو کہتے ہیں۔ شاباش!

اصل میں اس اُتسو کے متعلق صرف چار پانچ ہفتہ ہی کام ہوا ہے۔ اور اب کے اتنی کامیابی کی ایسی تنگی وقت کے کارن امید ہی نہ تھی۔ لیکن کیا روپے کی اگراہی اور کیا پبلک کے ہجوم اور خاص دلچسپی لینے میں با عمدگی دیا کیا لوں میں غرضیکہ سب طرح سے اس دہرم یگیہ کا میابی ہی کامیابی اور وہ بھی گذشتہ سالوں سے بڑھ کر حاصل ہوئی ہے۔ لالہ لچھمن داس صاحب رام بھگری کا باوجود اپنے سکول کے ہرج کے یہاں اس سماج کے منتری پد پر یہاں پہونچنا۔ اور لالہ شیو رام جی کا پشاور جیسے نزدیک اور مشہور سماج سے تو بہت سے ممبر خود بخود آنے چاہئیں مگر افسوس وہاں سے خود بخود اب عموماً کوئی نہیں آتا۔ غالباً وہاں سسستی غایت

اس جلسہ کو رونق دینا ان کو خاص شکریہ کا مستحق بناتا ہے) لالہ کرپارام صاحب پر دھان کا خاص ذکر اسلئے ضروری ہے کہ آپ باوجود سماج کے ان مہربانوں کے نزدیکی ہونے کے بھی جنہوں نے مندر اور مال اسباب جبراً چھین لیا ہوا ہے اور اپنے پرائیویٹ تعلقات دہرم کاریوں سے بالکل الگ سمجھتے ہیں۔ اور آریہ سماج کی تن من دہن سے امداد میں بڑے پریم اور اُتساہ سے مصروف رہتے ہیں۔ قریب چار پانچ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ سالانہ آریہ سماج کے فنڈ میں بھینٹ کرنے کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے پراُپکارک کاموں میں پورا پورا حصہ لیتے ہیں۔ ان ہی کی ذات سے راولپنڈی سماج کو اپنی آئندہ ترقی اور بہتری کی بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ فقط۔ بندہ گنگا رام دہم۔

جلد ضرورت ہے

دس ہوشیار اور تجربہ کار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ نہایت معقول یعنی اور ۱۵ روپیہ ماہوار کے درمیان بموجب لیاقت۔ اس کے علاوہ کمیشن بھی معقول دیا جاویگا۔

ایجنٹوں کا کام ایک خاص چیز کو فروخت کرنا ہوگا۔

کسی صاحب کو درخواست کرنی چاہئے جو کم از کم ۵۰ روپیہ کی نقد ضمانت دے سکتا ہو۔ وہ درخواستیں مع لکھ کر بہت جلد آنی چاہئیں۔

المشتہر لالہ کاشی رام ویدک پنجاب آیوید

التوا سالانہ جلسہ
آریہ سماج
جلندھر شہر

چونکہ حکام ضلع کو جلندھر شہر میں بیماری طاعون کے پڑجانے کا احتمال تہا اور اکثر حکام انتظامی معاملات میں آریہ سماج سے امداد کی امید رکھا کرتے ہیں۔ اسلئے بنظر احتمال بیماری پلیگ کے جلندھر شہر آریہ سماج کا سالانہ جلسہ جوکہ ۲۵ و ۲۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہونا قرار پایا تہا۔ ملتوی کیا گیا ہے جو بہائی اس نوٹس کو پڑہیں وہ کرپا کرکے دیگر بہائیوں کو بہی مطلع کردیں تاکہ کسی بہائی کو ناحق آمدورفت کی تکلیف نہ اُٹھانی پڑے۔

المشتہر سکرٹری آریہ سماج جلندھر شہر

پرانا پام

दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां हि यथा मलाः । तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥

سوّرن درحقیقت ایک بڑی قیمتی دہات ہے۔ اور کہرا سونا بڑی عمدہ قیمت پاتا ہے۔ لیکن اس میں کہوٹ کا ملاپ اسکی قیمت کو کم کردینے والی اُپادہی ہے اور فروخت کرنے والا ہمیشہ یہی چاہتا ہے۔ کہ کسی طرح یہہ صرّاف کی نظر نہ چڑہے وہ اُسکو کسی ایسے آدمی کے پاس فروخت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ جو صرف اس کی ظاہرا چمک دمک پر موہت ہو جاوے۔ لیکن اُس کے اندرونی وکاروں سے آگاہ نہ ہو۔ لیکن آخر اُسے صراف کے ہاتھ کبہی نہ کبہی جانا پڑیگا۔ اور وہاں جاتے ہی اُسکی حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔ صرّاف اُسکو وکار رہت کرنے کے لئے اُسے اگنی میں ڈالیگا۔ اور جوں ہی پگہلیگا۔ اُسکا سارا مل نشٹ ہوکر اصلی سوّرن اپنی چہو ہستی دکہائیگا۔ اور اب اس کہرے کئے ہوئے سوّرن کو کیسے ہی دانا صراف کے پاس لیجاؤ۔ وہ اُس کی پوری قیمت دینے کو طیار ہو جاویگا۔

پیارے ناظرین! ایسی ہی قیمتی چیز بلکہ اس سے بہی بڑہ کر ہر ایک انسان کے پاس موجود ہے۔ لیکن وہ اس حالت میں دانائوں کی نظروں میں قیمت پاسکتی ہے۔ جبکہ وہ ہر ایک قسم کی مل سے مبرا ہو۔ وہ کونسی شے ہے؟ وہ ہے "منشیہ کا من" درحقیقت یہہ ایک بڑی قیمتی چیز ہے۔ اور یہی من ہے۔ جو کہ انسان کو دوان دہرماتما اور پرم پتا پرماتما کے درشن کرنے والا بناتا ہے۔ اور اُن من کا وجود ہی انسان کو ہر ایک قسم کی ترقی کی امید دلاتا ہے۔ ناظرین شائد میرے اس دعوے کی صداقت کے تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوں گے۔ کیونکہ جب ہر طرف سے آپ کے کانوں میں یہہ صدا پڑتی ہے۔ کہ انسان کو گرانے والا اور اس کو پاپوں کی بہٹی میں جہونکنے والا اس کا من ہی ہے۔ تو پہر میری کم زور تحریر آپ کے قبول کب پڑ سکتی ہے۔ ع

صدائے طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانہ میں

لیکن دانشمندوں نے کہا ہے۔ کہ منشیہ کو ہر ایک بات سن کر بدہی کی کسوٹی پر لگا کر دیکہہ لینی چاہئے۔ ممکن ہے۔ کہ ایک کم زور آواز ہی اُن کے خیالات میں پلٹا دے سکے۔ ہاں! اگر کوئی بات صداقت کے درجہ ثابت ہو۔ تو اس کا تیاگ ہر ایک آدمی کے واسطے ضروری ہے۔ امید ہے۔ کہ دانشمند ناظرین میری ان سطور کو بغور پڑہینگے اور اگر وہ کچہہ صداقت اس میں دیکہیں تو اُس کو عمل میں لاکر آزمائش کریں گے اس میں شک نہیں۔ کہ من ہی بڑی خواہشیں اُٹھاکر انسان کو ذلیل کرتا ہے۔ اور دُنیا میں جو پاپ اور دُکہہ ہے۔ وہ سب اسی کی کارستانی ہے۔ لیکن اگر پکشپات

کو چھوڑ کر انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو
اس کے ماننے میں بھی شک نہیں رہتا
کہ جملہ نیکیاں بھی اسی من کے طفیل ہیں
ہم خواہشوں کا منبع من ہے۔ تو وِدیا
اور دھرم کی خواہش بھی تو اسی سے
اُتپن ہوتی ہے۔ اور پُن اور سُکھ
کا دینے والا بھی تو یہی من ہی ہے۔
جب من نیکی اور دُکھ دونوں چیزوں
کا دینے والا ہے۔ تو پھر اُسے بالکل اپنا
برا ہی تو بعید از انصاف ہے۔ لیکن
میرا دعویٰ ابھی اس پر ہی ختم نہیں
ہوتا۔ میرا تو خیال ہے۔ کہ من بُری
چیز نہیں۔ بلکہ یہ ایک بڑی
قیمتی شئے ہے۔ جس طرح سوُرن سچائے
اور خراب چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک
نام دلپسند چیز ہے۔ اور ہر ایک آدمی
اس کے حاصل کرنے کا خواہشمند ہے
لیکن جیوں جیوں اُس میں کھوٹ ملتا
جاتا ہے۔ اُس کی قیمت گھٹتی جاتی ہے
اور وہ صرافوں کی نظروں سے گرتا
جاتا ہے۔ اسی طرح جب من میں کھوٹ
ملنے لگ جاتا ہے۔ تو یہ حقارت
کی نظر سے دیکھا جانے لگتا ہے۔ لیکن
جب یہ کھوٹ سے بری ہو۔ تو یہ سوُرن
کی طرح بڑی قیمتی شئے ہے۔ صرف
کھوٹ ہی ہے جو کہ من کی اعلیٰ صفات
کو دیکھ کر اُسے لوگوں کی نظروں
سے گرا رہا ہے۔ جس طرح کھوٹا سونا
ناواقف آدمی کھرا سمجھ کر غلطی سے
بڑی قیمت پر لے لیتا ہے۔ اسی طرح
بہت سے کھوٹے من دھوکے یا فریب
سے ناواقف لوگوں کی نظروں میں پوتر
بنے رہتے ہیں۔ لیکن من
کے پہچاننے والے صراف کے پاس
وہ اپنی اصلیت کو کبھی چھپا نہیں سکتے
اسلئے دُنیا میں جو شخص نیک نام ہونا
چاہتا ہے۔ اُس کے واسطے لازمی ہے
کہ وہ اپنے من کو اب پوتر و صاف
رکھے۔ کہ خواہ کیسا ہی نکتہ چین آدمی
اس کی پڑتال کرے۔ اُس میں کوئی
وکار نہ دیکھ سکے۔ من کو پوتر کرنے
کا طریقہ کونسا ہے؟۔ اس کا جواب
مہاتما منو مندرجہ عنوان شلوک میں
دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ
"جیسے اگنی میں تپانے سے سوُرن آدی
دھاتوؤں کا مل نشٹ ہو کر شُدھ ہوتا
ہے۔ ویسے پرانایام کرنے سے من آدی
اِندریوں کے دوش نشٹ ہو کر نرمل
ہو جاتے ہیں"۔ لہٰذا یہ پرانایام
ایک ایسی دوا ہے۔ کہ جو من کو تمام
آلائشوں سے آزاد کر کے اُسے سُوچھ
اور پوتر کر دیتی ہے۔ ایک ملین ہردے
والا دھاڑیہ پُرش کی طرف آپ ٹکٹکی باندھ
کر دیکھیں۔ اُس کا چہرہ آپ پر ذرا بھی
اثر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن سُوچھ ہردے
سادھو کی طرف آپ آنکھ اُٹھا کر تو
دیکھیں۔ کیا مجال کہ آپ کی آنکھ
اُس کے چہرے کی آب و تاب کو سہار
سکے۔ دُنیا کے اندر بہت سی سندھیا
کرنے والے اشخاص اکثر یہ شکایت
کیا کرتے ہیں۔ کہ سندھیا کرنے سے جب
ہمیں فایدہ کچھ پرتیت نہیں ہوتا۔
تو پھر ہم کاہے کو تضیع اوقات کریں!
کیا درحقیقت اُن کا کہنا ٹھیک ہے۔؟
کیا سچ مچ سندھیا کرنا بے سود ہے؟۔ اُن
کے بیان کی صداقت کا بھی ہمیں قائل
ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر اُنہیں سندھیا
فایدہ پہونچاتی۔ تو وہ کیوں شکایت
کرتے۔ درحقیقت اُنہیں سندھیا نے
کچھ فایدہ نہیں پہونچایا۔ یہہ کیوں؟
اسلئے اکہ سندھیا کرنے کے سمے گو
وہ فرض اُتارنے کی غرض سے منتر
رٹ رہے ہیں۔ جس چیز میں من نہ ہو
اور جس کتھن کا مطلب بھی نہ معلوم ہو
وہ کتھن بلا شبہ کچھ فایدہ نہیں پہونچا
سکتا۔ اسی لئے یہ ضروری ہے۔ کہ سندھیا
کرنے سے پیشتر من کو پرانایام کی بھٹی
میں ڈال کر اُسے تمام بُرائیوں سے
آزاد کر لو۔ جب من پاپوں سے ہٹ
جاویگا۔ تو وہ خواہ مخواہ ایشور کی
طرف آویگا۔ اور جب سندھیا کے
ارتھوں سے بھی واقفیت ہو گی۔ تو
اُس سمے کی ہوئی سندھیا ہی فایدہ
پہونچائے گی۔ پرانایام منتر جیا ایشور
کے پنچ یام ادم اور سات دیا ہرتیوں
کا جاپ من کو ایشور کی طرف لانے
کی بڑی بھاری شکتی رکھتا ہے۔ پیارے
ناظرین!! کچھ عرصہ کوشش [illegible]
سے آپ پرانایام کرنا سیکھیں۔ اور پھر
اگر آپ کو سندھیا فایدہ نہ پہونچاوے
تو بیشک شکایت کریں۔ من کو پاپوں
کی رغبت سے بچانے کا پرانایام بلا
شبہ مجرب نسخہ ہے۔ اگر آپ نے پرانایام
کرنے کی بدھی سیکھی ہے۔ تو جس وقت
آپ کا من کسی بُری خواہش کی طرف
جانے لگے۔ دو چار دفعہ سانس کو چڑھا
اُتار کر منتر کا جاپ کرو۔ پاپ اُن سے
ایسے بھاگیں گے جس طرح ہوا سے بچھر
اسیدئے تترد! اگر آپ سندھیا سے کچھ فایدہ

اُٹھانا چاہتے ہو۔ تو ضرور ہے - کہ آپ پرانایام کی ودھی اور سندھیا کے ارتھ سیکھیں - اگر آپ بغیر ارتھوں کے اور بغیر پرانایام کے سندھیا کے منتر پڑھ دیتے ہیں۔ تو آپ کی سندھیا ہندو کی مالا پھیرنے اور رام رام جپنے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

آریہ دھرم کا سیوک
سندرداس نگرٹھہ از جلالپور جٹاں

آریہ بھائی ضرور پڑھیں

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ رشی دیانند نے اپنی امولیہ زندگی بھارت بھومی سے اودیا کی تاریکی کو دور کرنے اور ویدک ودیا کا اُجالا پھیلانے کے لئے صرف کی۔ اب جبکہ مہرشی موکھش کو پراپت ہو گئے۔ بھارت بھومی کے ایسے بھاگیہ کہاں۔ کہ پھر جلدی اس کو دیا رشی مل سکے۔ تاہم بھارت ورش کے ودوانوں اور دھرماتماؤں کی مجموعی طاقت رشی کے مشن کو پورا کرنے میں بہت کچھ کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور ہو رہی ہے۔ یوں تو ہر ایک فرد کا فرض ہے۔ کہ رشی کے پوتر مشن کی پورتی کے لئے دل و جان سے کوشش کرے۔ لیکن آریہ سماج کا تو یہ فرض عظیم ہے۔ کیونکہ اُسکو رشی کی یادگار ہونے کا دعوے ہے۔ اور اس فرض کی ادائیگی میں آریہ سماج نے جو کچھ کیا۔ اُس کا نتیجہ ڈی۔ اے۔ وی کالج۔ شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا مبارک وجود ویدپرچار فنڈ اور گروکل کے اجراء کے علاوہ کنیا مہاودیالے۔ اور اناتھ آلئے ہیں۔ جہاں انگریزی کالج نے ہمیں یہ ثابت کر دیا۔ کہ رشی کی بتائی ہوئی منزل پر پہونچنے کا یہ رستہ نہیں ہے وہاں وید پرچار فنڈ نے کامل ثبوت دے دیا۔ کہ جب تک گروکل سے نکلے ہوئے برہمچاری ویدک دھرم کے پرچار کا اہم کام اپنے ذمے نہیں لیتے۔ رشی کا مقصد پورا ہونا کٹھن ہے۔ جب کہ ہر طرف سے مخالفت کا طوفان آریہ سماج کے برخلاف جوبن پر ہے۔ آریہ سماج کا اپنی شانتی بھرے اُپدیش سے اُس کو فرو کرنا اُس کی عظمت کا پرتیکھش پرمان ہے۔ لیکن آریہ سماج کے سبھاسدوں کا فرض یہیں تک ختم نہیں ہو جاتا۔ آریہ سماج نے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اور سب سے ضروری کام آریہ سماج کا صرف یہی ہے کہ اس کے سبھاسدوں کے جیون میں نمایاں پلٹا ہو۔ جب تک جیون پوتر نہیں ہوتے۔ اپنی کامیابی کے ثبوت میں ظاہری اڈمبروں کا پیش کرنا محض بے سود ہے۔ آریہ سماجک اصحاب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مخالفین کے پاس اب صرف یہی اعتراض رہ گیا ہے۔ کہ آریہ سماجک کہتے ہیں۔ کرتے نہیں۔ ورنہ اُنہوں نے باقی سب اعتراض کرکے پورا پورا جواب لے لیا ہے۔ اور اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو اُن کا یہ اعتراض سچا ہے۔ اور آریہ سبھاسدوں کا فرض ہے کہ جس طرح اُنہوں نے اُن کے باقی سب اعتراضوں کا اپنی ودیا سے جواب دے کر اُنہیں چپ کرا دیا ہے۔ وہاں اپنے اعمال سے اُن کو یہ بھی پورا یقین دلا دیویں۔ کہ اُن کا یہ اعتراض بھی بالکل جھوٹھا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آرنیو کو پانا بڑا کٹھن کام ہے۔ اور ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ پر چڑھنا ہے۔ لیکن انسان کے لئے [illegible] نے سب مشکلیں آسان کر دی ہیں۔ [illegible] وہ اُن پر غالب آنے کے لئے درڑھ نشچے کر لے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آریہ جیون پیدا کرنے کے لئے سادھن کا آشرے لینا ضروری ہے۔ اور ہم اُس کے لئے کیا کچھ کوشش کر رہے ہیں۔ سب کاموں کی جان ودیا ہے۔ دنیا میں جو کام آدمی شروع کرنا چاہے پہلے ضروری ہے کہ اُس کی ودیا سے آگاہ ہو۔ اگر وہ ودیا سے شونیہ ہے تو وہ کبھی بھی لابھ نہیں اُٹھائے گا۔ اور اسی لئے ضروری ہے۔ کہ آریہ جیون حاصل کرنے کے لئے ہم ودیا سیکھیں۔ اُتم ودیا یالو برہمچریہ دھارن کرکے ویدوں کا پڑھنا ہے۔ اگر اُتنی سمرتھا نہیں تو ویدانکول شاستروں اور آپت پرشوں کی تصنیفوں کا وچارنا ہی لابھ دائک ہے۔ چنانچہ رشیوں نے سوادھیائے کو ہمارا نتیہ کرم ٹھیرایا ہے۔ آریہ سماج کے کثیر التعداد ممبران سنسکرت دیوناگری انگریزی۔ اردو وغیرہ بھاشاؤں میں سے کسی نہ کسی کو جانتے ہیں۔ مندرجہ بالا زبانوں میں آریہ سماج کی پستکیں مل سکتی ہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم سندرداس نگرٹھہ از جلالپور جٹاں

ریویو!

ستیارتھ پرکاش کوش :- اِس کتاب پر ہفتہ گذشتہ میں ریویو کیتے ہوئے اُس کا پتہ مقام گنگنہل مصنف کا بتلایا گیا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے ۔ کہ اِس کتاب کی کاپیاں اپن اینڈ برادرس پستک والے لاہور نے خرید لی ہیں ۔ آئیندہ درخواستیں خریداری اُسی کارخانہ کے منیجر کے پاس جانی چاہیئں ۔

سنسکرت زبان کی پہلی پستک ۔ قیمت

سنسکرت زبان کی دوسری پستک ۔ قیمت فی جلد ۱ر

پنڈت جیوارام شرما ودیا اُپ بدیو سنسکرت پاٹھشالا مرادآباد ۔ درخواست بنام منیجر آریہ منتر ینترالے ۔ مثل دیگر اِس قسم کی کتابوں کے کتب کا مقصد بھی یہہ ہے ۔ کہ بغیر گرامر پر محنت کرائے سنسکرت زبان سکھانے کی کوشش کی جاوے ۔ جو کہ ایک غلطی ہے ۔ جب تک کہ ویاکرن کے قواعد سمجھ میں نہ آویں اُن قواعد کا استعمال رٹ لینا مفید نہیں ہو سکتا ان کتابوں میں ایک خوبی ہے ۔ کہ اہر پاٹھ کے خاتمہ پر کچھ اُداہرن دئے ہیں لیکن میری رائے میں اِس قسم کی کتابوں کی اشاعت سنسکرت بہاشا کے پھیلانے میں کچھ بھی مدد نہیں دے سکتی

ایک بہرانتی نوارن ۔ بزبان ہندی قیمت فی جلد ۱ر ۔ اِس رسالہ میں سکا نیو ۔

نواسی پنڈت کیلاش ناتھ باجپئی آریہ اور پنڈت گنیش دت جی باجپئی ہندو کی باہمی خط وکتابت وہرم نرنے کے وشے میں ہوئی تہی ۔ وہ اصل سنسکرت مع بہاشا کے ارتھوں کے درج کی گئی ہے

سنگیت مانس بھیکشن ۔ لشیدہ از پنڈت تلسی رام عرائض نویس درجہ اول ڈیرہ اسمعیلخاں ۔ قیمت فی جلد ایک آنہ اِس کتاب میں ۲۰ بڑے بڑے بہجن اور لاونیاں ہیں ۔ جن میں مانس بھیکشن اور جیو ہنسا کی بُرائیاں ظاہر کی گئی ہیں ۔ بعض گیت خود پنڈت تلسی رام کے بنائے ہوئے ہیں ۔

ابلا بہجن چالیسی مولفہ پنڈت گندرام اُپدیشک کنیا مہاودیالئے جالندہر جس میں استریوں کے گانے کے لائق چالیس منوہر اُتم اُتم بہجن وگیت دئے گئے ہیں جن میں سکندرآباد کے مراری لعل شرما کے اسی مضمون کے بہجن بہی شامل ہیں ۔ قیمت فی جلد ۱ر

ناٹک نادرہ ۔ مصنف منشی نند لعل ورما سب اورسیئر ۔ قیمت طالب علموں سے ۱؎ اور عام خریداروں سے ۲؎ فی جلد ۔ اِس کتاب میں بشکل صغر سنی کے بیواہ اور رنڈیوں کے ناچ کی بُرائی بہ پیرائیہ سوال وجواب وسوال درمیان ایک آریہ پنڈت اور ایک ہندو پادہے کے بتلائی گئی ہے چہپائی اچہی نہیں ہے ۔ اور بلحاظ حجم قیمت بہی زیادہ ہے ۔

پسندیدہ ودلپذیر المعروف زبید بے نظیر انگلستان کے مشہور شاعر شکسپیر کے ایک ڈراما کا مطلب اردو زبان میں ڈراما کی شکل میں ہی ادا کیا گیا ہے ۔ لیکن مشرقی لباس پہناتے ہوئے اشخاص ڈراما کے نام تک بدل دئے گئے ہیں ۔ اِس تبدیلی کے ساتھ بعض خیالات بہی * اہل مغرب کے لئے مخصوص ہیں ۔ بدل دئے جاتے تو اچہا ہوتا ۔ کاغذ اور چہپائی نہایت عمدہ ہے ۔ من قلم بخشی چرن داس داڈیر بی اے سٹوڈنٹ فورمن کرشچین کالج لاہور ۔ قیمت فی جلد ۸؎

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

کتاب شوشکشا پر ایک ورن وار رائے

مانیہ ور مہاشئے شریمان لالہ منشی رام جی صاحب ایڈیٹر ستیہ دہرم پرچارک جالندھر نمستے ۔ آپ کی خدمت میں ایک چٹھی کی نقل ارسال کرتا ہوں ازراہ عنائت اِس کو اپنے اخبار گوہر بار میں ضرور اور جلد طبع فرما دیجئے ۔ یعنی جن کی بنائی ہوئی کتاب موسومہ شوشکشا جو چار حصوں میں چہپی ہے ۔ اور تین حصہ چہپ کر میرے پاس واسطے فروخت کے موجود ہیں ۔ چہارم حصہ عنقریب آنے والا ہے ۔ تینوں حصص میں نے شریمان مرزا عرفان علی بیگ صاحب ڈپٹی کلکٹر بریلی جو دیوناگری بہاشا کے فاضل وعالم ہیں اور آپ نے اپنے ایک رسالہ میں لکہا تہا کہ دیوناگری کے برابر صحیح کسی زبان میں نہیں پڑتا ۔

اس پر متعصب مسلمانوں نے آپ کے برخلاف
کیٹیاں ہی کی تھیں۔ مگر وہ عالی حوصلہ غیر
متعصب اپنے قول سے باز نہیں رہے۔ گو کہ
مسلمان برخلاف ہی ہوئے مگر کچھ پروا نہیں
کی) اُن کی خدمت میں ارسال کی تھیں
اُن کی رائے میری کتابوں کی بابت حسب
ذیل ہے۔ اس کو مع میرے اس نیاز نامہ
جواب کے مشکور فرمائیگا۔ فقط۔
آپکا شبھ چنتک بندرا بن آریہ از کانپور

نقل چٹھی مرزا عرفان علی بیگ
ڈپٹی کلکٹر بریلی

میں نے تینوں حصے آپ کی تصنیف جدید
کے لفظ بلفظ پڑھے۔ اور بیتاب ہوں
کہ کب حصہ چہارم پاؤں اور جی لگا کر پڑھوں۔
حقیقت امر یہ ہے کہ عجب خوبی کے ساتھ
آپ نے تعلیم اطفال کو ترتیب دیا ہے
کہ ایک چھوٹے نادان کو ان کتب کا بترتیب
کے ساتھ پڑھنا بڑا دانا بنا تا ہے۔ اور
جمیع اقسام کی ضروریات جو عمر میں پیش
آتی ہیں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
ایسی ترتیب کے ساتھ جمع فرمائی ہیں
کہ آہستہ آہستہ سبقاً سبقاً سمجھا اور پورا
اثر ڈالنے والی ہیں۔
میں ضرور کوشش کروں گا کہ ان بیش بہا
کلاموں کو جو آپ کی عالی دماغی کے نتائج ہیں
اور جو ایسی ارزانی کے ساتھ ہر شخص کو میسر
آسکتی ہیں۔ کہ صرف کاغذ و سیاہی کی قیمت
ہے۔ جا بجا پھیلاؤں۔ تا کہ عوام کو فائدہ عظیم پہونچے

آپ کا نیاز مند
عرفان علی

کام کے سدھار کی امید

سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی وصیت نامہ
وکتب و آریہ سماج کے اصول کو مطالعہ کرنیوالے
صاحبان کو بخوبی واضح ہے۔ کہ سوامی جی کے
کم سے کم چار منشا تھے۔ اول وید و ویدک
شاستروں کی تعلیم پرانے طریق پر جاری کرنی
وید آدی کے عمدہ بھاش وٹیکا بنانے نیز وید
آدی پر جو غیر لوگوں نے اعتراض کئے ہیں
اُن کا جواب دینا۔ دوئم ویدک دھرم کا علمی
و عملی طور پر پرچار ہو۔ سوئم ورن بیوستھا
گن کرم انوسار مانی جاوے۔ چہارم قواعد
برہم چریہ ادو واہ (شادی) مطابق ویدوں
کے ہوں۔ جیسا کہ رشی منیوں کے زمانہ میں تھا،
تب دنیا کی روحانی جسمانی اور سماجک سُدھار
و اُنتی ہوسکتی ہے۔ اسلئے آریہ سماج کو سوامی
جی نے قائم کیا۔ لیکن بعد سوامی جی کے آج تک
سماج نے ویدوں کی تعلیم وغیرہ کی طرف کچھ
توجہ نہیں کی۔ بلکہ کسی نے صرف اُپدیش سے
کسی نے محض کالج سے۔ کسی نے تعلیم نسوان
سے۔ کسی نے شدھی کو رواج دینے سے ہی
ملک کی بہتری کا خیال ٹھان رکھا تھا۔ سوامی
جی کے منشا کی کچھ پروا نہیں کی۔ اب بہت
عرصہ کے تجربہ نے جتلا دیا کہ صرف اُپدیش و کالج
وغیرہ سے کچھ نہیں بنتا جب تک ویدک تعلیم کا
پرچار نہ کیا جاوے۔ اسلئے ہر ایک سماجوں سے
ویدک تعلیم ویدک دھرم کے بموجب لائیف بنانی گن
کرم انوسار ورن بیوستھا اور برہم چریہ وغیرہ
پر بہتر لیکچر شروع ہوگئے ہیں نیز تجویزات بھی
کی جاتی ہیں۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے جبکہ ویدک
تعلیم کے لئے گروکل کی تجویز پاس ہوچکی ہے
اس پر اعتراض یہ پیدا ہورہا ہے۔ کہ موجودہ سوسائیٹی

گروکل قائم کرنے کے لائق نہیں یعنی ابھی [illegible]
نہیں آیا۔ پرانے دانشمندی کے بارہ میں [illegible]
ہیں کہ کہاں پان کی حد کون توڑنا چاہئے [illegible]
جاتی کے ساتھ مثلاً موجودہ برہمن کھتری [illegible]
وغیرہ کی آپس میں شادی ہو اس پر نہایت رنج [illegible]
ہیں۔ کہتے ہیں کہ ذات پات کے لحاظ کو توڑ [illegible]
نہیں۔ اچھا! بتلائے؟ اگر گروکل کو قائم [illegible]
تو ویدک تعلیم کیونکر رواج پاسکتی ہے۔ [illegible]
ویدک دھرم کی واقفیت کسکو ہوگی۔ اور [illegible]
سکولوں کی تعلیم ویدک دھرم کو ہرگز جتلا نہیں [illegible]
اسی طرح جب تک کہاں پان و ذات پات کا [illegible]
نہ توڑا جاوے تب تک ملک باشندگان کی [illegible]
جو قوم کی ترقی و زندگی کا خاص موجب ہو [illegible]
کیونکر قائم ہوسکتی۔ بغیر ایک ذات کے [illegible]
ایک زبان کے اتفاق و سدھار رسوات مذہبی [illegible]
ترقی کبھی نہیں ہوسکتی۔ خاص کر بھارت میں [illegible]
لوگوں کا کسی بات میں اتفاق نہیں ہوا [illegible]
وجہ یہ ہے کہ ہمیں وید کی ناواقفیت ہے۔ [illegible]
بہت سے فرقہ بن گئے اور بنتے جاتے ہیں۔ [illegible]
جاتی ابھمان کے سبب برہمن کھتری وغیرہ [illegible]
کسی بات کے لئے اتفاق رائے نہیں کرتے۔ اگر [illegible]
تعلیم پوری طور پر جاری ہو جاوے تو رشی منیوں [illegible]
کی طرح ہر بات میں اتفاق ہونا ممکن ہے۔ [illegible]
ذات پات کے جال کو بھی توڑا جاوے۔ لیکن ذات [illegible]
کا ٹوٹنا جب تک برہمن کھتری ویش شودروں [illegible]
ناطہ رشتہ نہ ہو تب تک غیر ممکن ہے۔ ایسے رشتے [illegible]
ہیں کہ چھوٹی جاتی سے وقت لاچاری بڑی [illegible]
آدمی لڑکی لے لیتے ہیں دیتے ہرگز نہیں [illegible]
رشتوں سے ذات پات کا زنجیر نہیں ٹوٹ سکتا۔ [illegible]
کہ بڑی جاتی کے لوگ ملک کی بہتری کی [illegible]
پراگندہ خیالات کو بالائے طاق رکھ کر دریا دلی [illegible]
کرم انوسار چھوٹی جاتی کے لوگوں کو کنیا دیں [illegible]
رنج نہ کریں۔ اور چھوٹی جاتی کے لوگو بھی [illegible]

مسیحی مذہب کا منبع بدھ دھرم ہے

گذشتہ اشاعت سے آگے

باب اول

بدھ دھرم اور مسیحی تعلیم کی مشابہت نے دُنیا کے مذہبی خیالات میں عجیب طرح کی ہلچل پیدا کر دی ہے۔ عیسائی پادری ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے مسیحی تلقین کو بدھ کی تعلیم سے افضل و بلند ثابت کریں۔ مگر انصاف پسند عیسائی سچائی اور راستی کو اچھی طرح دیکھ کر صرف بدھ دیو کی ہدایات کے شائق اور مداح نہیں ہیں بلکہ مسیح کی طرز کلام اور اُس کی زندگی کے واقعات کو بُدھ دیوں کے مقدس نوشتہ جات سے عاریتہً لیا ہوا تسلیم کرتے ہیں۔ اور مسیح کو گوتم کے مقتدین میں شمار کرتے ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ یورپ اور امریکا کے بڑے بڑے عظیم شہروں میں مسیح کی جانب سے ایک قسم کی ضعیف الاعتقادی پیدا ہو گئی ہے۔ اور جوق جوق عیسائی بدھ کے پیرو کاروں میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ یہ نئے بُدھ معمولی حیثیت اور معمولی لیاقت والے آدمی نہیں ہیں۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور سوسائٹی کے معزز اراکین شمار کئے جاتے ہیں۔ اس وقت یورپ و امریکا کے خاص خاص شہروں میں صرف چھ سات مندر تعمیر ہو سکے ہیں جن میں بُدھوں کی طرز کے بموجب پرستش کے ارکان روا رکھے جاتے ہیں۔ اور آئندہ اور جگہ بھی اس قسم کے معبد گاہوں کے قایم کئے جانے کی مضبوط امید پائی جاتی ہے۔

کاؤنٹس کنسٹیرو جو قریب دو سو برس ہوئے اپنی جائداد و شوہر اور لڑکے بالوں کو چھوڑ کر بدھ دھرم میں شریک ہوئی ہیں خیال کرتی ہیں کہ اگر اچھی طرح اس مشرقی طریق کی منادی اور اشاعت کی جاوے تو امریکا میں علی الخصوص بہت زیادہ کامیابی کی امید ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے۔ کہ مسٹر دھرم پال مشہور بُودھی فقیر اکثر مغربی ملکوں میں دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اُن کی ترغیب سے جاپان میں مشنریوں کے دور دور بھیجنے کا انتظام درپیش ہے۔

آخر وہ مشابہتیں کیا ہیں۔ جنھوں نے امریکا و یورپ کی مذہبی دُنیا میں تہلکہ مچا رکھا ہے؟ آج ہم اُن پر نہایت اختصار کے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ اور انصاف پسند ناظرین سے بعد تمام و کمال مطالعہ کر لینے کے دریافت کریں گے۔ کہ آیا مسیحی مذہب بدھ دھرم کی ایک شاخ یا آنکہ اُس کی تقلید ہے یا نہیں۔

قبل اس کے کہ ہم متوازی کالم میں ان ہر دو طریق کے مقدس نوشتہ جات کو قایم کریں بدھ مذہب کی تواریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔

بدھ دیو کی وفات کے بعد ۵۰۰ بھکشو راجگرہ کی کونسل میں جو اُس وقت مگدھ دیش کا دارالخلافت تھا۔ مجتمع ہوئے تاکہ بدھ کے مقدس اقوال کو اکٹھا کریں یہ واقعہ مسیح کی پیدائش سے ۴۷۷ برس پیشتر کا ہے۔ بدھ کی وفات کے سو برس بعد پھر دوسری سبھا منعقد ہوئی اور اُس کی یہ غرض تھی کہ لوگوں کی اختلاف رائے کی اصلاح کی جاوے یہ وقت مسیح کی پیدائش سے ۳۷۷ برس پہلے کا ہے۔ تیسری سبھا مبارک بدھ کی وفات کے ۲۳۵ برس بعد و مسیح کی پیدائش سے ۲۴۲ برس پہلے دارالخلافت پٹنہ میں قایم ہوئی تھی۔ اور اس کا اہتمام مہاراجہ اسوک نے کیا تھا۔ جو اُس وقت کُل بھارت ورش کا شہنشاہ تھا۔ اتنا بڑا مذہبی جلسہ بعد کو دُنیا میں نہیں ہوا۔ اور شاید ۱۸۹۳ء مذہبی پارلیمنٹ شکاگو اس قسم کا دوسرا سالانہ جلسہ کہا جائیگا سابق الذکر میں بھکشوؤں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اور دُنیا کے مختلف حصوں سے فاضل بحیثیت وکیل موجود تھے۔

یہ بُودھوں کی آخری سبھا تھی۔ جس میں اُن کے عقائد کی تشریح کی گئی۔ اور مقدس نوشتہ جات کی آخری ترتیب کا اہتمام کیا گیا۔ شہنشاہ نے گوتم کے اقوال کو چاندی کے پتر دھاتو کے پتوں پر لکھوایا۔ چٹان اور سنگین ستونوں پر کتبہ جات کندہ کرانے دھرم کی اشاعت میں کوشش بلیغ سے کام لیا اور اپنے مذہب کو تمام دُنیا میں پھیلایا۔

اشوک کے نوشتہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے مندرجہ ذیل سلاطین سے ربط ضبط بڑھایا۔ اُن کو بدھ دھرم کی دعوت دی۔ اور اُن کی سلطنت میں دھرم کے پرچار کی اجازت حاصل کی۔ اُن کے نام یہ ہیں:

شاہ انٹیوچس فرمانروائے سیریا۔

،، ٹالمی ،، ،، مصر

،، انٹیگونس ،، ،، مقدونیا

،، مگیس ،، ،، سیرینا

اور ،، الگزنڈر ،، ،، ایپرس

قدیم بُودھوں کی اعلیٰ انسانی ہمدردی کے علامات تمام بھارت ورش میں نظر آتے ہیں ہم یہاں پر بہت اختصار کے ساتھ اُن کو قلمبند

کرتے ہیں۔ ایک کتبہ میں لکھا ہے۔ "ہماری سلطنت میں جانوروں کو کوئی ذبح نہ کرے"۔
دوسرے میں ہر پانچ سال کے بعد مذہبی جلسہ کے انعقاد کا حکم ہے۔

حاکم اور ارکین سلطنت وقتاً فوقتاً یکجا ہوکر عامہ خلائق کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ ماں۔ باپ۔ دوست۔ احباب۔ شرمن کے ساتھ بالتفات پیش آویں۔ ان کے آرام و آسائش کو خیال رکھو۔ غریب اور محتاجوں کی خبر لو۔ اور کل زندہ مخلوق کو آرام پہونچاؤ۔ ایک کتبہ میں ذکر ہے "دھرم ہی۔ دیا میں۔ ماں باپ کی اطاعت میں۔ ضعیف اور کمزور شخصوں کی حمایت میں۔ ثابت قدم رہو"۔ ایک کتبہ حکم دیتا ہے کہ "فقیروں کو اعلیٰ و ادنیٰ کے درمیان شریک ہوکر دھرم کے پرچار کے لئے مقرر کرو"۔ ایک میں اس بات کی تاکید ہے۔ کہ "رعایا کی خانگی اور اخلاقی حالت کے درست رکھنے کے لئے سادہوؤں کو مقرر کرو" اور ایک کتبہ میں حکم ہے کہ "عالمگیر دھرم کی اشاعت کرو۔ مگر دوسروں کے عقاید کو برا نہ کہو روح کو پاک رکھو۔ ایک دوسرے کی نیکی اور احسان کا دم بھرو"۔ ایک کتبہ میں اسوک کے خود غریبوں کے درمیان جاکر ان کی حاجت روائی کا مذکور ہے۔

مجھ کو یاد نہیں کہ یہ کتبے کہاں کہاں ہیں۔ دو دھولی میں ہیں ایک سہسرام میں ہے ایک روپ ناتھ میں ہے۔ ایک بیراٹ (دہلی کے مغرب) میں ایک الہ آباد اور ایک نرائن اور ایک نگر پالی اور ایک گیہ داگری میں موجود ہے۔

دہلی۔ الہ آباد۔ سوریا۔ سانچی اور بنارس میں لاٹ موجود ہیں۔ جن سے شاہ اسوک کی عظمت اور دھرم کی محبت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ان سب نوشتہ جات کو ڈاکٹر جے پرنسپ۔ ڈاکٹر ولسن۔ ڈاکٹر ابرنوف ڈاکٹر کرن اور ڈاکٹر سنارٹ نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ اگر مزید حالات کے جاننے کی خواہش ہو تو تواریخوں کو دیکھو۔ ان میں شاہنشاہ اسوک کے بہت دلچسپ حالات ملیں گے۔

جن لوگوں نے دو ہزار برس تک متواتر دھرم کے پرچار کا کام کیا ہے۔ اپنی محبت کی یادگار انہیں کتبہ جات میں چھوڑ گئے ہیں۔ یہ شاعروں کے جھوٹے قصے کہانی و قصہ گویوں کے غلط و فرضی روایات نہیں ہیں۔ چٹان۔ گول ستون ان کی زبان ان کے وقت کے مروجہ حروف میں کندہ کئے گئے ہیں۔ ان سے زیادہ اور کیا صداقت پیش کی جاسکتی ہے؟ کیا یہ ان روایات سے زیادہ معتبر نہیں ہوسکتے۔ جو کسی معلم کی وفات کے بعد اس کے پرجوش پیرو کاروں نے اپنے خیال کے مطابق لکھے ہیں۔

کوئی انصاف پسند شخص اس کی تردید کرنے کی ہمت نہ کریگا۔ بلکہ سچائی کے قبول کرنے میں خوش ہوگا۔

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۶ پوہ سمت ۱۹۵۸ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۰۱ء - شکروار - جلندھر شہر | نمبر ۳۷

سنسار کی گتی

یہی تو گتی کا ثبوت ہے

سنسار کی گتی کا مہاشیہ کار بننے کا دعوے کرتے ہوئے میں خود گتی کے چکر میں پڑ گیا۔ یہی تو گتی کا ثبوت ہے۔ پرمیشور جو کہ اس گتی کو ادھٹتا ہیں مجھے بل دیں کہ اس گتی کو اپنے اور دوسروں کے لئے سفید بناؤں۔

عقائد کا بیہودہ پن ایسے وقت معلوم ہوتا ہے

عیسائیوں میں اندھے وشواس کا مسئلہ ہی اس مذہب کی بزرگی کا ایک نشان پیش کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ملک امیریکا کے ایک شہر میں ایک خاص جلسہ سلئے کیا گیا کہ ایک گرجا گھر کے لئے بجلی سے بچانے والی تار بنانے کے واسطے چندہ جمع کیا جاوے۔ جب بہت اچھی تقریریں چندہ کے حق میں کر چکے۔ تو ایک جنٹلمن اٹھا۔ اور بولا "ہمارا جیج خدا اسکا زبردست گھر کہا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے گھر پر خود بلا نازل کرنا چاہتا ہے۔ یعنی بجلی گرانا چاہتا ہے تو اُسے کرنے دو۔ یہہ اس کا اپنا کام ہے۔ میں ایک پیسہ نہ دوں گا" اس تقریر کو سن کر سب درباری لوگ بڑے حیران ہوئے ہوں گے۔ اگر ہر ایک مذہب کی ایسے مسئلوں کو عقل کے ترازو میں تولا جاوے۔ تو اُس کے پیرؤوں کیطرف سے یہی جواب مل سکتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان مسلمان اپنے بنیادی عقائد کی بابت جھگڑوں کے نہ ذبح و بیہہ عقیدہ پیش کر سکتا ہے۔ کہ جب خدا نے اس کی عقل پر مہر لگا دی تو پھر اس کا کیا قصور ہے۔ جب تک دنیا کے تمام انسان اپنے عقیدہ اور عمل کو ایک نہیں کرتے تب تک پتہ لگنا مشکل ہے۔ کہ سچے قدرتی عقائد کون سے ہیں۔ عام آدمیوں کا تو اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ لیکن اگر ہر ایک مذہب کے دانا لوگ اس سچائی پر عمل کریں۔ تو بقول رشی دیانند اُن کا ایک سار دبھومک پوتر دھرم پر اتفاق کرنا ممکن ہے۔

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز

اس میں کون شبہ کر سکتا ہے کہ بلحاظ واقفیت علوم و فنون یوروپ اور امیریکا کی قوموں کا ہندوستانی باشندے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مادی بڑی بڑی فتوحات کے ساتھ ہی مادی آسائش کے سامان بہم پہونچانے میں بھی یوروپ نے بڑی ترقی کی ہے۔ لیکن کیا باینہمہ یوروپ نے آدمیت سیکھی ہے؟ یہہ سوال تو اسوقت ایک مجذوبانہ بڑ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر غور کی نظر سے دیکھا جاوے۔ تو اس سوال کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ میری رائے میں باوجود تہذیب اور شائستگی کے آخری زینہ پر پہونچنے کا دعوے کرنے کے بھی اب تک یوروپ والے معمولی انسانیت کے اصولوں سے بھی بے بہرہ ہیں۔ معمولی حالت میں تو معمولی آدمی بھی انسانیت کی نمائش دکھا سکتا ہے۔ لیکن انسان غیر معمولی وقت میں آزمایا جاتا ہے۔ چین کے گذشتہ فساد سے بڑھ کر اور کوئی موقع نہیں تھا۔ جہاں پر کہ یوروپ کی مہذب قوموں کی تہذیب کا امتحان ہو سکتا تھا لیکن اس جگہ کیا ثابت ہوا؟ چینیوں کی زبانی اگر داستانیں پہونچتیں تو شاید کوئی اعتبار بھی نہ کرتا۔ لیکن خاص یوروپین لوگوں میں سے خاص خاص اور منصف مزاج شریفوں نے اس سنگدلی اور وحشی پن کے برخلاف قلم اور آواز اٹھائی ہے۔ جس کا کہ یوروپین قوم کے ممبروں سے ظہور ہوا۔ فوجی سپاہیوں کی لوٹ مار پر تو افسوس ہی کیا۔ اور اُن کی شیطانی حرکتوں پر بھی تاسف کیسا۔ جب کہ بعض یوروپین پادری بھی لوٹ مار میں شریک تھے یہاں تک بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لیڈیوں تک نے لوٹ کھسوٹ میں حصہ لیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح کے اعمال کر کے یوروپین قومیں کیوں کر ہندوستانیوں کو نیم وحشی پکارنے کی دلیری کرتی ہیں۔ میری رائے میں اگر ہندوستانی نیم وحشی ہیں۔ تو بلحاظ آدمیت کے یوروپین قوموں کی تہذیب محض نام ہی ہے

ویدک دھرم نسندیہہ اُنتی کر رہا ہے

ویدک دھرم کی اُنتی کا اندازہ جو لوگ محض آریہ سماج کے ممبروں کی تعداد پر قائم کرتے ہیں۔ وے غلطی پر ہیں۔ میں پہلے ایک پرچہ میں لکھ چکا ہوں کہ ہر شہر میں جہاں آریہ سماج کے ممبر محدود ہیں۔ وہاں ہزاروں کے خیال ویدک دھرم کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ لیکن یہہ خیالات کی تبدیلی محض ہندوؤں تک ہی محدود نہیں ہے۔ یوروپ اور امیریکا کے فیلسوفی مذاہب کے اندر تو صاف طور پر ویدک اصولوں کا پرولشن پایا جاتا ہے لیکن متعصب محمدی قلعوں کے دروازوں کو بھی ویدک دھرم اسوقت توڑ رہا ہے۔ قادیانی میرزا کی تحریروں کو دیکھئے۔ اُس کی ایک ایک سطر ستیارتھ پرکاش کا رنگ

چڑھ رہا ہے۔ جس ویدک مسئلے کے جواب سے مرزا صاحب تنگ آ جاتے ہیں۔ عربی الفاظ کا اس پر خول چڑھا کر اس کو ہی تسلیم کر لیتے ہیں۔ حال میں ہی انگریزی زبان کے محمدی اخباروں میں ایک مصر کے مسلمان قانون دان کی تصنیف کا ذکر چھپا ہے۔ جس میں اس نے کثرت ازدواج۔ نقاب اور حرم سرا کی خرابیوں کے برخلاف قلم اٹھا کر لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم کے حق میں زبردست دلیل کی ہے۔ عیسائیوں میں ایسے فرقے بیسیوں پیدا ہو گئے ہیں۔ جو کفارہ سے منکر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ویدک تعلیم کی اشاعت کا اندازہ آریہ سماج کے رجسٹرڈ ممبروں کی تعداد سے لگانا ٹھیک نہیں ہے

پنّاراج میں انیاچار اور براہمن دیوتا

اسوقت پنّاراج بھارت ورش میں مشہور ہو رہا ہے۔ اس بدبخت ملک کی دیسی ریاستوں کو نیک کاموں کے ذریعہ سے مشہور ہونے کا بہت کم موقع ملتا ہے۔ پنّا کا راج اسوقت اسلئے مشہور ہو رہا ہے۔ کہ وہاں کے مہاراجہ پر اسوقت سازش سے زہر دلوا کر اپنے چچا راؤ راجہ کھمان سنگھ کو مروا دینے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اسوقت تک جو شہادت پیش ہو چکی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب باوجود دو بیویاں رکھنے کے ایک حیدری جان نامی عورت پر عاشق ہو گئے۔ جو امراؤ جان نامی طوائف کی نوچی تھی۔ مہاراجہ جی نے یہ ظاہر کر کے کہ کچشترانی تھی۔ اسے شدھ کرانے کے لئے ایک براہمن دیوتا کو اس کا گرو بن کے تیرتھوں کو بھیجا۔ براہمن دیوتا نے اسے شدھ کیا۔ اور اس کے گرو دبن کے نام کمل کنور رکھا۔ اور اب تک برابر پوجا کراتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ راؤ راجہ کھمان سنگھ اپنے بھتیجے کے اس وواہ کے برخلاف تھے۔ اور اسلئے رانی کمل کنور کی سازش اور مہاراجہ کے علم سے انہیں معرفت رمو یا مہاراجہ صاحب کے زہر دیا گیا۔ مجھے اس مقدمہ کی اصلیت سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ آجکل کے براہمن دیوتا بمقابلہ پراچین براہمنوں کے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اس غرض کے لئے میں محض حیدری جان عرف رانی کمل کنور کے گرو جی کے بیان کا کچھ حصہ اس جگہ پر ترجمہ کر دیتا ہوں۔ گرو جی کا نام "جگل کرم کانڈی" ہے آپ بیان کرتے ہیں:-

"رانی کمل کنور دو برس سے میری چیلی ہے اسے اگہن میں مہاراجہ صاحب نے پردہ میں ڈال لیا اور اس کا نام کمل کنور رکھا۔ جسکے بعد میں اس کا گرو بنا۔ مجھے معلوم نہیں کس سمبت میں یہ واقعہ ہوا۔ اور نہ یہ معلوم ہے۔ کہ اب کونسا سمبت ہے۔ (خوب کرم کانڈی ہیں!) .....

جب میں اس کا گرو بنا۔ تو وہ ہندو نہیں تھی اور اب تک بھی وہ ہندو نہیں بنی ہے۔ وہ پہلے بھی مسلمانی تھی اب بھی مسلمانی ہے۔ میں ہمیشہ سمجھتا رہا کہ اس کا اصلی نام حیدری جان ہے میں نے مہاراجہ صاحب کے حکم کے مطابق اس سے پوجا کرائی۔ جب میں اس کا گرو بنا تو مہاراجہ صاحب نے حکم دیا کہ مطابق رسوم کشتریوں کے اس سے پوجا کی رسوم ادا کرائی جاویں۔ میں نے اسے دیوتاؤں کی مورتیوں کو اسقدر تلک لگانے دیا جسقدر کہ عورتیں تلک لگاتی ہیں۔ مطابق ہندو دھرم کے مسلمانی عورتوں کو دیوتوں کی مورتی کو چھونے کی اجازت نہیں ہے (سوال) کیا یہ پاپ نہیں ہے (جواب) یہ مہاراجہ صاحب کا گناہ ہے میرا گناہ نہیں کیونکہ میں ان کے حکم کی تعمیل ہونی چاہیے (سوال) اگر مہاراجہ صاحب حکم دیں تو کیا تم چمار کے ساتھ کھالو گے (جواب) مجھے ایسا حکم کبھی نہیں دیا۔ بہت زور دینے پر بھی گواہ نے

کچھ جواب نہ دیا۔ میں دیگر مسلمانی عورتوں کے لئے پوجا کرانے کے لئے طیار ہوں۔ اگر انہیں مہاراجہ ... مگر جو مہاراجہ صاحب کی رکھی ہوئی نہ ہوں انکے لئے ... کر سکتا..... میں نے کمل کنور کو منتر اپدیش ...

پیارے ناظرین! دیا میں اوکیل پتنجلی اور گوتم ... کی اب یہ دیشا ہے۔ کیا اب ہی ذات کے اہل ... گن کرم انوسار ورن بیوستھا قائم کرنیکے لئے کوشش ...

ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ویدوں کی قسمت کا فیصلہ

سر ولیم ... کے لئے مشہور ...

ہندوستانی زبانوں کے استاد تسلیم کئے جاتے ہیں اب مر گئے ہیں۔ انکی سوانح عمری میں درج ہے۔ کہ انہوں نے ہندوستان کی ... زبانوں کی ڈکشنری جو طیار کی تھی۔ اسکا مصالح ... اکٹھا کیا تھا۔ زبان سونتھال میں مارنے کیلئے کونسا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسکی سر ولیم کو تلاش تھی آپنے ایک ... پولیس مین کے پاس جا کر ڈنڈا اسید ھا کیا۔ اور خوفناک شکل بنا اور مارنے کی طیاری کر کے پوچھا۔ کہ سونتھالی میں اسکا مطلب کیا ہے۔ بیچارے پولیس مین نے گھبرا کر ... الفاظ بولے جسکا مطلب تھا "ایک مردہ پولیس مین ... وہ جانتا تھا کہ ڈنڈا سر پر پڑنے کے معنی یہ ہیں کہ ... ہو جاؤ اور بیچارا پولیس مین مر جاؤ۔ سر ولیم ... اس دیسی زبان کے نے فوراً ڈکشنری میں یہ عبارت مارنے کے معنوں میں لکھ لی۔ اگر کوئی بے تعصب ... سنسکرت دانوں کی ویدوں کی بابت تصانیف غور سے پڑھے تو اسے معلوم ہوگا کہ اسی طور پر ان لوگوں نے بھی ... الٹے پلٹے گھڑ کر ویدوں کے ارتھ کر دئے ہیں۔ افسوس کہ ہمارے دیش میں ایک بھی سنسکرت ودوان اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتا۔ کہ ویدوں پر جو کلنک ودیشی لوگ لگائے جاتے ہیں ان کو دور کرنے کے لئے محنت کرے

جاپان بھی اب ایک بڑی طاقت ہے

جاپان جہاں ... علم و ہنر کیلئے انگلستان اور دیگر یورپین ملکوں کو استاد بناتا تھا وہاں اب ...

مسیحی مذہب کا مخرج بُدھ دھرم ہے

گذشتہ اشاعت سے آگے

بُودھ و مسیحی مذہب صدیوں سے کام کر رہے ہیں۔ مختلف عالموں نے اُن کی مذہبی کتابوں کو ترتیب دی۔ مختلف زبانوں میں اُن کا ترجمہ ہوا۔ مگر وہ دونوں متوازی کالم میں پہلو بہ پہلو ایک دوسرے کے عکس معلوم ہوتے ہیں۔

ہم نے یہاں تک تواریخی حوالہ جات سے ثابت کیا۔ کہ جس جگہ مسیح پیدا ہوا تھا جہاں اُس نے تعلیم دی تھی۔ وہاں جو بُدھ دھرم کی اشاعت ہوئی۔ لوگ بُدھ کی تعلیم کو قبول کر چکے تھے۔ سیریا پالسٹائن۔ بیتھلی۔ مصر۔ مقدونیہ اپسس اور دوسرے مقامات میں مسیح کی پیدائش کے تین سو برس پہلے یہ دھرم موجود تھا۔ اور اُس سے زیادہ قدیم ہے۔

بُدھ اور مسیح دونوں خطاب ہیں۔ سنسکرت میں بُدھ کے معنے عاقل و دانشمند کے ہیں۔ گوتم کا اصلی نام سدھارتھ تھا۔ بُدھ اُس کا خطاب ہے۔ جس طرح عیسیٰ اصلی نام اور مسیح خطاب ہے۔

جس طرح بُدھ کے کرشمے لکھے گئے تھے اور اُس کے گھرانے کا پتہ سورج بنش سے لگایا گیا تھا۔ اُس کا تقلید انجیل میں موجود ہے۔ اور اُس کی نسل کو ابراہیم سے ثابت کیا گیا ہے۔

یہ صرف ابتدائی ریمارک تھے۔ اب ہم آپ کو مفصل مشابہتیں ہر دو مذہب کی مقدس کتابوں سے دکھاتے ہیں لیکن یہ تمام و کمال نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر بغور دیکھا جاوے۔ تو سوائے دو ایک مستثنیات کے جیسے مسیح کے لہو اور گوشت سے نجات ماننا وغیرہ باقی اور کوئی بات مسیحی تلقین میں نہ ملے گی۔ جو بودھوں سے ملتی ہوئی نہ ہو۔

باب دوم

مشابہتیں

عالم رویا کی پیشین گوئی

بُدھ اور مسیح دونوں کی پیدائش کا علم بذریعہ خواب کے پہلے سے ہوا تھا شاہزادہ سدھارتھ کی نسبت ایسا لکھا ہوا ہے۔

اُس کی ماں مایا دیوی پورنماشی کی دن صبح کو اُٹھی۔ اور نفیس طعام کھانے کے بعد خواب استراحت میں گئی۔ اور یہ خواب دیکھا:-

"چار دیوتا اُس کا پلنگ اُٹھا کر ہمالے پر ایک جھیل کے کنارے لے گئے۔ اور نہلا کر تمام انسانی دھبوں سے اُس کو پاک صاف کیا۔ اور لباس پہنا کر آسمانی پھولوں سے اُس کا سنگار کیا۔ اور اُس کو پورب کی جانب ایک پلنگ پر لٹا دیا۔ اور دیکھو ایک سفید ہاتھی برف کی طرح سفید دانت والا تین دفعہ پلنگ کے گرد گھوما۔ اور داہنی طرف سے اُس کے رحم کو چھوا۔ اور ایک نورانی ستارہ آسمان سے اوتر کر اُس کے پیٹ میں سما گیا۔

دوسرے روز رانی نے یہ واقعہ راجہ شدھودان اپنے شوہر کو سُنایا۔ اور اُس نے براہمنوں کو بُلا کر گھبراہٹ میں تعبیر پوچھی۔ اور اُنہوں نے جواب دیا:-

"مہاراج! آپ فکر نہ کریں۔ جو بچہ رانی کے پیٹ سے پیدا ہوگا۔ بادشاہ ہفت اقلیم ہوگا۔ اور اگر یہ فقیرانہ طریق پر رہیگا۔ تو بُدھ ہو کر دنیا کے دُکھ اور گناہ کو دور کریگا"۔

اب مسیح کی سُنئے۔ متی کی انجیل باب ۱ میں اُس کی پیدائش اس طرح مرقوم ہے "اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی جب اُس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی۔ تو اُن کے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ (۱۹) تب اُس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا۔ اور نہ چاہا کہ اُسے تشہیر کرے۔ ارادہ کیا کہ اُسکو چپکے سے چھوڑ دے (۲۰) وہ اِن باتوں کے سوچ میں ہی تھا کہ دیکھو خداوند کے ایک فرشتہ نے اُس پر خواب میں ظاہر ہو کے کہا۔ اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اُس کے رحم میں ہے۔ سو روح القدس سے ہے

(باقی آئندہ)

آتمک نظارے

ہر دیشور جی! ہردے کے سوامی تم ہو۔ پھر یہ ہردے اندھکار سے کیوں ہو رہا ہے؟ تم تو پرکاش سُوروپ ہو۔ تم آنند مے ہو۔ پھر اس ہردے کے اندر دُکھ کی لہریں کیوں اُٹھ رہی ہیں؟ پرانیشو ناتھ! گیان نیتروں کو کھول دو۔ تا کہ میں تمہاری امر جیوتی کے درشن کر کے دُکھوں سے مُکت ہو جاؤں۔

دُشٹ طبع بغیر نندا کے خوش نہیں ہوتے

سنسکرت کے کوی نے ایک شلوک کہا ہے۔ جسکے ایک ٹکڑے کا ترجمہ یہ ہے کہ "دُشٹ پرش بغیر نندا کے خوش نہیں ہوتے"۔ کوی نے دُشٹوں کے سبھاؤ یا خیالات کو گو مختصر خیالات میں دکھایا ہے لیکن یہ مختصر الفاظ زیادہ تر وزن دار اور ہمیشہ ہر ایک کی نظر میں رہنے کے قابل ہیں۔ نظام بدنی میں تو مواد فاسد جمع ہو کر غیر طبعی حرارت سے محترق ہوتا ہے۔ لیکن دُشٹ پُرشوں کے اندر مادہ ہی ایسا ہوتا ہے۔ جو کہ اُن کے اندر کی حرارت سے احتراق پا کر سدا متعفن رہتا ہے۔ مقدم الذکر کیلئے تو حکماء متقدمین و متاخرین نے انیک نسخہ جات لکھے ہیں۔ لیکن موخر الذکر سے اخراج کیلئے اُنکے دماغ بھی کام نہ کر سکے۔ انسانی آبادی کے اندر جسقدر سوسائیٹوں کے وجود طیار نظر آ رہے ہیں۔ اُنکے چھوٹے اور بڑے ممبروں کے واقعات زندگی کا اندازہ بقول ایک مغربی فلاسفر کے ہم اصول ریاضیہ سے نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم یہ تو بے تکلف کہہ سکتے ہیں۔ کہ تمام دایرے گول ہوتے ہیں۔ اور خطوط متوازی باہم کبھی نہیں ملتے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں جماعت یا سوسائٹی کے ممبر تمام کے تمام نیک ہیں۔ کیونکہ اُن تمام میں بھی ایسے متنفس موجود ہیں۔ اور وہ ایسے اشخاص ہیں۔ جو کہ اپنے مانے ہوئے خیالات یا عقائد یا یوں کہئے کہ اپنی جماعت سبھا۔ انجمن اور اپنے مشن کو جسمیں کہ وہ بھرتی ہیں۔ بہبودی خلائق کے لئے ایشور کی طرف سے مانتے ہیں۔ اور وہ اپنے زعم میں متذکرہ بالا طبقات میں سے جس طبقہ کے اندر وہ شامل ہیں۔ اپنے آپ کو اُسکی چلتی کلا کا بے رنگ اور چلتا پُرزہ سمجھتے ہیں لیکن باوجود اس خیال کے بھی وہ اونٹ کی طرح اپنے مُنہ میں عفونت رکھتے ہیں۔ جو کہ اپنی خوراک چباتا ہوا اُسے چھوڑتا ہے۔ دھرماتما پرش اور نیک لوگوں کی خوبیاں اور اُن کے اعلےٰ صفات اگر کبھی بھول سے وہ سن پاویں تو اُن کے بیرونی کانوں کے پردہ تک ہی رہتی ہیں۔ لیکن اُن کی نندا اور بُرائی کے لئے اُنکی شرون شکتی صاف اور اُنکا حافظہ نہایت تیز ہوتا ہے۔ وہ شاستروکت بانی اور مہاتما پُرشوں کے انمول والیوں اور کسی مہر سُور سے پرسن نہیں ہوتے۔ اور وہ بھول سے بھی کسی لائق اور نیک آدمی کی استعداد اور صفات کا ذکر زبان پر نہیں لاتے۔ لیکن اگر یہیں تک رہیں تو شاید زیادہ بُرا نہ ہو۔ وہ مکھیوں کی مانند گہا ڈھونڈتے اور زخموں پر ہی بھنبھناتے رہتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ میں بھول گیا۔ مکھیاں گہاؤ خود نہیں بناتیں۔ بلکہ بنے ہوئے کو ڈھونڈھتی ہیں۔ لیکن دُشٹ پرش جونک کی طرح چنگی بھلی جگہ پر گھاؤ بناتے ہیں۔ شاید میں نے یہاں اور بھی غلطی کی۔ کیونکہ جونک خون سے پیٹ بھر کر اُسجگہ کو چھوڑ دیتی ہے۔ لیکن دُشٹ جن جیوں جیوں نندا اور بُرائی سنتے یا کرتے ہیں۔ تیوں تیوں اُنکی اشتہا اور بھی زیادہ تر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ المختصر دُشٹ پرش نیک عادتوں اور قابل تعریف کاموں کو آنکھوں اور کانوں سے دیکھتے سنتے ہوئے بھی نقائص کو ہی ٹٹولتے اور نکتہ چینیوں و عیب جوئیوں کے لئے کوشاں ہوتے اور اُن کو اپنے رنگ و روغن سے اور بھی چمکدار بنا کر خوش ہوتے ہیں۔ اچھے کوی جیسے ٹکڑے کے مطلب کو صاف اور واضح کرنے کے لئے مثال دیتے ہیں۔ کہ "گوا سب رسوں کو کھاتا ہے۔ لیکن بغیر وشٹا کے پرسن نہیں ہوتا"۔ راقم گوردیپارا۔

لشمینہ

چادر جوڑہ کشمیری دکابلی دھوسہ ۱۲ ۳۰ ۱۰۰ مالیدہ تھان و چادریں۔ چادر جوڑہ کشمیری کا مدار للعہ سے ایک صد تک معمولی موٹ سے ۳۲ روپیہ تک۔ دھوسہ کابلی مبلغ ۵ سے للعہ تک کشمیری مبلغ ۲۸ سے مبلغ ۳۰ تک۔ لاہوری مبلغ ۱۵ سے ۲۵ تک کشمیری چادر زنجیر دار ۲۵ ۔ ایک فرد للعہ زنانی۔ مالیدہ تھان ۹ گز لمبا ۱۳ گرہ چوڑہ خاکی بادامی چارخانہ خود رنگ ۱۶ سے ۲۲ تک چوغہ مالیدہ کامدار ۱۳ سے ۲۵ تک کشمیری الوائین چار روپیہ فی گز۔ پورے سوٹ کے لئے پٹی کشمیری خود رنگ چھ سات روپیہ تھان گلوبند مالیدہ۔ ایک روپیہ دس آنے سے تین روپیہ

المشتہر

کوتوال سوداگر پشمینہ سوہا بازار لاہور

التوا سالانہ جلسہ آریہ سماج لودہیانہ

چونکہ ضلع لودہیانہ کے بعض دیہات میں سنا گیا ہے کہ بیماری طاعون کے کیس ہوئے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے کہ باہر سے آنے والے بھائیوں کو کوئی خاص تکلیف ہو۔ اسلئے بنظر احتیاط انترنگ سبھا آریہ سماج لودہیانہ منعقدہ ۱۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ میں اتفاق رائے سے آریہ سماج کا سالانہ جلسہ جو کہ ۲۷، ۲۸ دسمبر کو قرار پایا تھا۔ ملتوی کیا گیا۔ جو بھائی اس کو پڑھیں وہ کرپا کر کے دوسرے بھائیوں کو بھی اطلاع

ویدک دھرم پرچارک

پرچارک کے پورانے گورو کو قایم رکھو

پرچارک نے ویدک دہرم کی جو سیوا کی ہے - وہ میرے ناظرین سے تو کسی حالت میں بھی چھپی ہوئی نہیں ہے - بلکہ تو درکنار دشمنوں نے بہی اس کی صاف گوئی اور انصاف پسندی کے آگے بہت مرتبہ مجبور اُسر جہکایا ہے - اسی وجہ سے پرچارک نے آریہ دُنیا میں ایک خاص پوزیشن حاصل کی ہے - جو لوگ یہہ سمجھتے ہیں - کہ پرچارک کو یہہ پوزیشن میری ذات کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے - وے غلطی پر ہیں - جس وقت پرچارک نے اپنا گورو قایم کیا - اُسوقت میں اکیلا ہی اس کا چلانیوالا نہ تہا - بلکہ اور بہت سے سبھاسد اس کی پالیسی کو چلانیوالے تہے - جن میں سے لالہ دیوراج جی کا نمایاں حصہ تہا - پرچارک کی پوزیشن اسلئے نہیں قایم ہوئی - کہ اس کا چلانیوالا کوئی خاص آدمی تہا - بلکہ اُس کی پوزیشن اسلئے قایم ہوئی - کہ اس کے اندر کبھی بہی کسی بحث کو کسی خاص پالیسی سے دبایا نہیں گیا - اگر بحث کنندہ نے نیک نیتی اور شائستگی سے کام لیا - اسلئے مجہے اپنے نامہ نگاروں سے خاص التجا کرنی پڑتی ہے - کہ وے مضمون لکہتے وقت پرچارک کے گورو کا خیال رکہا کریں - بعض اوقات خاص نامہ نگاروں پر بہروسہ کرکے میں بغیر ملاحظہ کئے مضمون پریس میں دیدیتا ہوں لیکن مجہے بڑا افسوس ہوتا ہے جب اُس میں بعض نامناسب الفاظ مجہے دکہائی دیتے ہیں - میں اپنے نامہ نگاروں سے دوبارہ باادب درخواست کرتا ہوں کہ وے پرچارک کے گورو کو کسی تحریر میں بہی نظرانداز نہ کیا کریں

غلط فہمی سے کون بچ سکتا ہے

یوں تو غلط فہمی سے کون بچ سکتا ہے لیکن آریہ سماج کی دنیا میں مجہے سب سے زیادہ اس امر کی شکایت ہے کہ میری نسبت غلط فہمیاں مشکل سے دور ہوتی ہیں - آریہ پراتری سبہا کی نسبت میری جو رائے تہی وہ میں اخبار میں درج کرچکا ہوں - میں نے وہاں جتلایا تہا کہ آریہ پراتری سبہا کے جو اغراض عملی زندگی کے پرچار کرنے کے ہیں - اُن کے ساتہہ پورا اتفاق رکہتے ہوا بہی میں آریہ پراتری سبہا کی قایمی کی کوئی ضرورت نہیں سمجہتا - اسی وجہ سے میں اُس سبہا کا باوجود اُس کے ادہکاریوں اور ممبروں کی سخت کوششوں کے ممبر نہیں بنا - میں نے اُس معزز سبہا کے ادہکاریوں اور فیصلہ ممبروں کو اُن کی کونسٹیٹیوشن میں خاص ترمیمیں بہی بتلائی تہیں - جن کو تسلیم کرسکے وے اُنہیں دور نہ کرسکے - اسپر مختلف افواہیں میری نسبت اُڑائی گئیں - جن کی میں نے پروا نہ کی - کوئی کہتا تہا - کہ میں نے پراتری سبہا میں داخل ہونے کی درخواست دی ہے - کوئی دوسری طرف کہتا تہا کہ میں ظاہرا آریہ پراتری سبہا کے برخلاف ہوں - اور اندر سے اُس کے ممبروں کی مدد کرتا ہوں - کوئی کچھ کہتا تہا اور کوئی کچھ مجہے سنایا جاتا تہا - کہ پراتری سبہا کے ممبر کہتے ہیں - کہ جو کچھ عملی کام کرنے کا بہاؤ مجہہ میں پیدا ہوا ہے وہ سب پراتری سبہا کے اپدیشوں کی بدولت ہے - میں اُن سب بہائیوں کی باتیں سنتا ہوا بہی اخبار میں اِن باتوں کا نوٹس لینے کے لئے تیار نہ ہوا - لیکن اب معاملہ حد سے بڑہ گیا ہے - کئی صاحبان تو مجہہ سے پوچہتے ہیں - کہ جس آریہ پراتری سبہا کی تم نے مخالفت کی تہی اب اُس کے نیم بہیج دو - لیکن سب سے بڑہ کر ایک خط آجکل آیا ہے - جس کا کچھ حصہ اس جگہ درج کرتا ہوں - میرے ایک آریہ بہائی لکہتے ہیں " آپ کی سیوا میں پریم پوروک کے ساتہہ نویدن ہے - کہ بڑی انند پوروک کی خوشی ہوئی کہ آپ آریہ پراتری سبہا میں شامل ہو گئے - بلکہ شامل ہوتے ہی کر دکہایا - مجہکو آپ کے پتر سے جو آپ نے مہاشے آتما رام جی پنشنر بلوچستان کو چند ماہ ہوئے لکہا تہا - معلوم ہوچکا تہا - کیونکہ میں اُن دنوں پنشین میں ملازم تہا - جسپر مجہکو پوری امید نہ تہی - کیونکہ میں بہت مدت سے سب آریوں کی صرف زبانی گفتگو سن رہا تہا . . . . . . "

شاید یہ آریہ بہائی سمجہیں کہ میں نے مہاشے آتما رام ویدی کو پراتری سبہا کا ممبر ہونے کو لکہا تہا - لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے - میں نے شاید اپنی پتری کے دودہ کے ارادے کی بابت لکہا تہا - میں حیران ہوں کہ ایسی غلط فہمی کیوں پیدا ہوتی ہے - میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے پھر لکہتا ہوں کہ میں آریہ پراتری سبہا کا ممبر نہیں ہوں اور نہ ہی بصورت موجودہ اُس کی آریہ سماج کے لئے کچھ ضرورت سمجہتا ہوں - اگر اُسکا

کنسٹیٹیوشن کوئی اور صورت اختیار کرے یعنی آریہ سماج سے علیحدہ کوئی آرگنیزیشن نہ رہے۔ تو بات دیگر ہے۔ اور میری رائے بدل بھی سکتی ہے۔ لیکن صورت موجودہ میں اُسے میں آریہ سماج کے لئے مفید نہیں سمجھتا۔ لیکن جو لوگ آریہ پرتی ندھی سبھا کے ممبران کو دویش کی درشٹی سے دیکھتے اور محض کسی دور اندیشی سے ناجائز حملے کرتے ہیں میں اُن بھائیوں سے بھی نویدن کرتا ہوں کہ وے اپنے رویہ کو بدل لیویں۔ اور بجائے چند ایک پُرجوش نیک نیت بھائیوں کی دل شکستی کا باعث ہونے کے سب مل کر پریم بھاؤ کی بڑھتی کریں۔

پنڈیا جی کی لیلا اپرم پار ہے

پنڈیا موہن لعل نے ۲۸ اور ۲۹ دسمبر کے لئے۔ پروپکارنی سبھا کے اجلاس کا نوٹس دیا تھا۔ لوگ سمجھے تھے۔ کہ شاید پنڈیا جی کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ جانتے تھے کہ پنڈیا جی پہلے ہی منتری پد سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ اور شاید جو اُن کی چالوں کو سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے جانچ لیا تھا۔ کہ پنڈیا جی آریہ پبلک کو ٹھگنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پنڈیا جی نے چند ایک پروپکارنی کے ممبروں کو خاص طور کے خطوط لکھے کہ جب کوئی صورت پروپکارنی کی جائداد اپنے قبضہ میں آنے کی نہ دیکھی۔ تو اب نوٹس دیدیا۔ کہ بوجہ غیر حاضری سبھا پتی وغیرہ جلسہ نہ ہوگا۔ بھلا پنڈیا جی سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا نوٹس دیتے وقت آپ نے شری مہاراجہ کرنل سرپرتاپ سنگھ جی یا شری مہاراجہ ناہر سنگھ جی شاہپورادھیش سے مشورہ بھی کیا تھا۔ اور کرتے کیسے! جن سرپرتاپ سنگھ کے پاس آپ کا استعفیٰ پیش ہو چکا ہے۔ اُن سے آپ کس منہ سے جلسہ کرنے کی اجازت مانگتے؟ پنڈیا جی کو معلوم ہوگا۔ کہ اب تک آریہ پبلک جاگ گئی ہے۔ اور اسلئے اُنہوں نے پھر مناسب سمجھا کہ آنکھیں بند کرلیں۔ اب دیکھیں پنڈیا جی کون سا روپ بدلتے ہیں۔

آریوں کے لئے تو یہ ضروری تحریک ہے

روزی کمانے کے مسئلہ کا حل اس ملک میں دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے۔ سرکاری نوکریوں کی حد ہو چکی۔ آبائی پیشوں کا خاتمہ ہوگیا یہ معاملہ بہت پرانا ہے۔ کہ پرانے کاریگر مفلس ہو کر در بدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں بھارت ورش کے تمام اعلیٰ دماغ آدمی اس مشکل کو دور کرنے کی تدبیریں سوچنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جو انڈین نیشنل کانگریس بلکہ پولیٹیکل حقوق کی تلاش میں بدمست ہو کر مجلسی اصلاحوں تک کو نظر انداز کرتی تھی اور اُن کے لئے کوشش کرنا اپنی شان سے بعید سمجھتی تھی۔ اُسے ہی آخر کار یہاں تک اپنی بلند پروازی سے گرنا پڑا کہ اس سال صنعت و حرفت اور تجارت کی نمائش کو اپنا ایک فرض قرار دینا اُس کے لئے لازمی ہوگیا گویا اسوقت سارا ملک اس ضرورت کو محسوس کر رہا ہے۔ کہ جب تک صنعت۔ حرفت اور تجارت کی طرف توجہ نہ ہوگی بھارت ورش کے کروڑوں ہو کے اپنا پیٹ بھرنے کے بھی قابل نہیں ہوسکیں گے۔ اور جب پیٹ بھرنا مشکل ہے۔ تو پھر یہاں کے بعض پولیٹیکل ریفارمروں کے وشواس گھات اور یہاں کے بعض سوشیل ریفارمروں کے کمینہ پن اور ہٹ دھرمی ٹولی پر کیونکر افسوس ہو سکتا ہے۔ جس آدمی کے پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھاتے ہوں۔ وہ پولیٹیکل اور سوشیل امنگوں کے بلند برج کے اوپر کیونکر کھڑا رہ سکتا ہے آریہ سماج کے کام کرنیوالوں کی حالت ان پولیٹیکل اور سوشیل ریفارمروں سے بھی زیادہ تر نازک ہے۔ کیونکہ جسقدر ان کا کام زیادہ وسیع اور عالمگیر ہے۔ اسی قدر وہ کام ان ظاہری نمائشوں سے بری جو کہ اکثر اوقات کام کرنیوالوں کو کچھ مدد کیلئے گرنے سے روک دیتے ہیں۔ اسلئے آریہ سماج کیلئے لازمی ہے کہ اس مشکل کا حل بہت جلد سوچے۔ آریہ سماج میں اسوقت اگر سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ایسے لائق اور دیانتدار موجود ہیں۔ جو سرکاری ملازمت کیوجہ سے آریہ سماج کو کچھ بھی مدد نہیں دیسکتے۔ بلکہ اوقات ایسے ملازمان سرکار کو ایسے افسران بالادست سے واسطہ پڑتا ہے۔ جو محض آریہ سماج کے تعلق کیوجہ سے اُن کی روزی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں بعض بزرگ آدمیوں کو ہی اپنے آتما کا خون کرنا پڑتا ہے۔ اور اُنکے آتما کے تنزل کو دیکھ کر آریہ سماج کے ہی خیر خواہوں کو خون جگر پینا پڑتا ہے۔ پھر کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ آریہ پُرشوں کو روزی کا مسئلہ حل کرنے میں بڑی زبردست کوشش کی ضرورت ہے۔ نہ صرف دینے کے لئے بلکہ ہمدردوں اور دیگر ساتھیوں کے لئے بھی

نئی تجارتی کمپنی کو کامیاب کرنا ضروری ہے

انہیں خیالات کو مدنظر رکھ کر دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی" کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ جس وقت

اس کمپنی کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور اس کا سرمایہ ایک لاکھ روپیہ قرار دیا گیا تب اس وقت ایک سمجھدار بھائی نے جو ایسے معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ کہا تھا کہ ایسے کام کے لئے آریہ پرش اگر آٹھ ہزار روپیہ کے حصص ہی خرید لیں تو غنیمت سمجھو لیکن اسوقت تک ۷۵۰ حصص فروخت ہو چکے ہیں۔ جن کی قیمت فی حصہ ۲۵ روپیہ کے حساب سے ۱۸۷۵۰ ہوتی ہے ابھی تک ۵ روپیہ فی حصہ کی پہلی قسط وصول ہوکر دوسری وصول ہونی اب شروع ہوئی ہے۔ اور کمپنی کا قاعدہ یہ رکھا گیا ہے کہ جب تک ایک ہزار حصص (یعنی سرمایہ کا چہارم) نہ فروخت ہولیں تب تک باقاعدہ کام شروع نہ ہو۔ لیکن بایں ہمہ جو معمولی کاروبار اسوقت تک کیا گیا ہے۔ مجھے ڈائرکٹران سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کی بدولت ۵۰۰ پانچ سو روپیوں سے زیادہ کا منافع ہو چکا ہے۔ اس کمپنی کا اشتہار جو پرچارک کے اشتہارات کے کالم میں شایع ہوتا رہا ہے اُس سے ہی صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس کمپنی نے کسی ایسے کام کا بیڑا نہیں اُٹھایا۔ جس میں سرمایہ کے ڈوبنے کا احتمال ہو۔ گویا آغاز اس کام کا ایسے انتظام سے سوچا گیا ہے۔ کہ حصہ داران کا روپیہ ہر حالت میں محفوظ رہے۔

اس جگہ ضرورت نہیں ہے کہ تفصیل کے ساتھ اس کمپنی کے قواعد کا ذکر کیا جاوے۔ کیونکہ ہر ایک بھارت تو اسے انہیں خود پڑھ کر اپنی رائے قایم کر سکتا ہے۔ بدقسمتی سے پنجاب کے اندر کچھ ایسے آدمی موجود ہیں۔ جو ہمیشہ اُن تحریکوں کی مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں جن سے کہ ممکن ہو کہ اُن کے دماغ نہ ہوں۔ اور

آریہ سماج کی بدقسمتی سے اسوقت لالہ ہرکشن لال نے اپنی تجارتی و دیگر اسی قسم کی تحریکوں کو کسی حد تک کامیابی دے کر ایسے آدمیوں حسد کی آگ کو بھڑکا چھوڑا تھا۔ بس پھر کیا تھا۔ یہ آریہ سماجیوں کی کمپنی ہی اسی حسد کے شعلوں کے اندر گھرنے لگی اور اس کی نسبت طرح طرح کے شوشے اڑنے شروع ہوگئے جن کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن باوجود ان شوشوں کے آریہ پرشوں کو اپنے نفع و نقصان کو سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ اور اگر یہ ضروری ہے۔ کہ آریہ سماج کے ممبروں کے لئے روزی کا مسئلہ حل کیا جاوے۔ تو اس کے لئے جو پہلا تجربہ شروع ہونے لگا ہے۔ اُسے کامیابی کی حد تک پہونچنا چاہئے۔ اس تحریک کا تعلق آریہ سماج کے محض رفاہ عام کے انسٹیٹیوشنوں کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔

یہاں معاملہ تجارت اور کاروبار کا ہے لالہ رام کرشن جی پلیڈر وپریسیڈنٹ آریہ سماج وکنیا مہاودیالے جلندھر سے معاملہ فہم۔ سنجیدہ۔ اور بردبار آدمیوں کی موجودگی اس کمپنی کی آیندہ کامیابی کا ایک زبردست ساحل امید ہے۔ لالہ متھرا داس مینجنگ ڈائرکٹر نے اس کمپنی کے لئے جو کام اب تک کیا ہے۔ اُسکا خیال کرکے ہی کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ کمپنی نے علاوہ سفرخرچ کے حصہ جمع کرنیوالوں کے لئے فی حصہ کمیشن مقرر کیا تھا۔ اس حساب سے اگر مینجنگ ڈائرکٹر حصہ جمع کرنے کا کام نہ کرتا۔ تو ایجنٹوں کو اس وقت تک ۲۷۵ روپیہ دئے جا چکے ہوتے۔ لیکن چار مہینوں میں ہی اسقدر حصے جمع کرنیکے باوجود ایجنٹوں

کو شاید پانچ روپئے ہی دینے نہیں پڑے مینجنگ ڈائرکٹر نے کلرک تو درکنار تین مہینوں سے زیادہ تک چپراسی بھی نہیں رکھا تھا۔ اور ابھی مہینہ پورا نہیں ہوا ہے کہ کام کی سخت کثرت دیکھ کر ایک کلرک بہ شرح ۱۵ روپیہ ماہوار پر مقرر کیا ہے۔

آریہ سماج کے ممبروں کو میں خصوصاً خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کمپنی ویدپرچار یا گروکل کے لئے بھکشا نہیں مانگتی بلکہ تجارتی اصول پر اپنی کامیابی کے لئے آپ بھائیوں سے درخواست کرتی ہے میری رائے میں اب تک جو قدم اسنے اٹھایا ہے۔ اطمینان بخش ہے۔ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ بجائے سیونگ بینک یا دیگر بنکوں اور کفالتوں کے اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ اس کمپنی میں داخل کرکے بقیہ ۲۵۰ حصہ جات بھی خرید لیں تاکہ مقررشدہ سرمایہ سے کمپنی کام کرکے دکھلا سکے کہ آیا اُسے کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔ پرمیشور کرپا کریں۔ کہ ہم لوگوں کے پیچھے تجارتی آزاد دیگر آزاد ذرائع روزی کے پیدا کرکے ہم لوگ اپنی آیندہ نسل کو اس قابل بنا دیں۔ کہ وے پرادھینتا سے بے فکر ہوکر ویدک دھرم کی رکشا کرنے کے لائق ہو سکیں۔

قنوجیا اُپدیشکوں کی بابت مزید تصدیق

مہاشے راجا رام
سنتری آریہ سماج

بلندشہر کے خط پر آریہ پرتی ندھی سبھا پچھموتر دیش واودھ کے آرگن آریہ متر میں سبھا کے ادھکاریوں کی طرف سے اُسکی تردید چھاپ دی گئی تھی جس میں دلیل محض یہ تھی کہ چونکہ یہ کارروائی مہاشے راجارام جی نے سبھا

ہیں بہیجی اُس میں شکائت درج نہ تہی اِسلیئے یہ شکائت غلط ہے۔ میں نے ۱۳۔ دسمبر کے پرچارک میں مہاشے راجارام جی سے اپنے خط کی تائید یا تردید کے لیئے درخواست کی تہی۔ مہاشے راجارام جی نے ۱۷۔ دسمبر کو ہی جواب لکھہ کر میرے پاس بہیج دیا۔ جسے اِس جگہ بجنسہ درج کرتا ہوں۔ اور اِس امر کا فیصلہ آریہ پبلک پر چہوڑتا ہوں کہ آیا ایسے معاملہ میں کم از کم تحقیقات کرکے اُس کے نتیجہ سے آریہ پبلک کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

و ہو ہذا

جناب ایڈیٹر صاحب ستیہ دہرم پرچارک اخبار جلندہر نمستے۔ گذارش یہہ ہے کہ اِس مضمون کو اپنے اخبار ستیہ دہرم پرچارک میں چہاپ دیجیئے گا عنایت ہوگی۔ اخبار آریہ متر مرادآباد میں جو میری نسبت اعتراض کیا گیا ہے کہ رپورٹ شکائتی ہمارے پاس نہیں پہنچی اُس کی وجہ یہہ تہی کہ میں مضمون اخبار میں بہیج چکا تہا۔ اِس وجہ سے شکائتی رپورٹ نہیں بہیجی۔ کیونکہ وہی بات بذریعہ اخبار معلوم ہوجاویگی۔ پنڈت کاشی پرساد جی کو کیا حال معلوم ہے جو کہتے ہیں کہ آستیہ ہے۔ پنڈت پریاگدت جی جوتشی و پنڈت نندکشور جی اُپدیشک پنڈت بلدیودت جی اُپدیشک سے بحث ہوتی رہی۔ مجہہ سے ستیارتہ پرکاش طلب کیا۔ میرے پاس اُس وقت موجود نہیں تہا۔ مکان پر گیا۔ اور وہاں سے ستیارتہہ پرکاش لایا اور

پنڈت بلدیودت جی نے ستیارتہہ پرکاش سے

अथ मन्त्रयेया अस्य मन्त्रयेया० २
सत्यार्थ प्रकाश चतुर्थवार
सफ़े ८९ और यथेमां वाचं
कल्याणी० यजुर्वेद अध्याय
२६ मं० २ ॥ " "

منتر یجروید ادہیائے ۲۶۔ منتر نمبر ۲ اور دہرم چرچہ یا اور ادہرم چرچہ یا ان دو سوتروں کو ارتہہ سہت پڑہا اور دشوا متر جی کا حال پڑہا۔ اِن تینوں پر میرے سامنے اعتراض کیا اور کہا کہ ارتہہ غلط ہے۔ بالمیک میں برخلاف اس کے لکہا ہے یہہ پنڈت نندکشور جی نے اپنی زبان سے کہا۔ پنڈت بلدیودت جی نے مجہہ سے سب حال کہا اور لڑکی تائید پنڈت گردہاری لال جی نے کی اور دونوں صاحبان نے اپنی قلم سے دستخط کئے۔ اور کہا کہ مضمون بہیجدو ہمنے ان ہردو صاحبان کے کہنے سے مضمون چہپوایا اور وہ صرف میرا لیٹر تہا سے [illegible] میرا ہی تصور کیا گیا۔ نہیں نہیں بلکہ پنڈت بلدیودت جی و گردہاری لال جی شاستری کا ہی سمجہنا چاہیئے۔ میں کسیکی شکائت کرنا نہیں چاہتا تہا۔ کیونکہ مجہے اسبات کا اندیشہ تہا۔ کہ مجہے پردہ ہو جاویگا۔ اور بہت سے لوگ ایسے کام سے مجہسے ناخوش ہوجاوینگے۔ اِس مضمون کے چہپوانے سے وہ کہتے ہیں کہ تمنے کیوں شکائت کی۔ دو پارٹ ہوجاویں گے یہہ جہگڑا اچہی نہیں اور کہا کہ یہ پنجاب دیش نہیں ہے۔ یہاں ایسی پابندی نہیں ہوسکتی ہے۔ میں گانوں کا رہنے والا یہاں سب طرح کے آریہ بہائی بلکہ بہت بردوہی رہتے ہیں۔ اور اُنہیں کا زور ہے۔ اُنسے مجہسے ناراضگی ہوگئی کہ تمنے کیوں شکائت کی۔

بمقام قائم گنج ضلع فرخ آباد پنڈت سوتیاپرکاش جی تشریف لائے۔ اُنہوں نے بمقابلہ بابو سوالال پہاور جی صاحب ڈاکٹر و بابو گوبند سہائے جی مختار کے کہا کہ پنڈت پریاگدت جی اُپدیشک کہلے طور نے جنم سے ورن بیوستہا کا پرچار کرتے ہیں۔ جہانتک ہمنے چہپوایا ہے وہ ستیہ ہے۔

{ بندہ راجارام ورما ملٹری کلاں ضلع ایٹہ
مورخہ ۱۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء }

انصاف چاہتا ہے کہ راجارام جی کا پتر درج کیا جاوے۔ لیکن ۱۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے آریہ متر میں پنڈت نندکشور جی نے الزاموں کے ایک ایک لفظ کی تردید کی ہے۔

گروکل کا افتتاحی جلسہ

موضع کانگڑی میں کوشش ہورہی ہے۔ کہ پچاس برہمچاریوں اور اُنکے ادہیاپکوں کی رہائش کا کافی انتظام ہولیوں تک ہوجاوے۔ دیگر انتظام ہی بہت جلد ہو جاویں گے۔ جو دہرماتما پُرش اپنے پُتروں کو سچے آریہ بنانا چاہتے ہیں اُن کے لیئے ضروری ہے۔ کہ داخل کی درخواستوں کے لئے نمونہ شرمتی آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کے منتری لالہ روشن لال جی بیرسٹر سے منگواکر بہت جلد اپنے پُتروں کے داخلہ کی درخواستیں بہیجدیں تا کہ جو جلسہ جنرل سبہا کا ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ کے بعد بلایا جاویگا اُسمیں انکا فیصلہ ہوسکے۔ افتتاحی جلسہ ہولیوں کی تعطیلوں میں خاص ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ باقی کارروائی ۲۲ اور ۲۴ مارچکو ہوگی۔ پروگرام مع دیگر ہدایات کے جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے خاتمہ تک مشتہر کیا جائیگا ریلوے کمپنیوں سے کرایہ کی رعائت کی درخواستیں کی جاوینگی۔ لیکن اگر کرایہ میں رعائت نہ ہوئی تاہم دو ہزار سے کم یاتری اِس تیرتہ کے موقع

آریہ سماجک خبریں

آریہ سکول لاہریا نوالہ تحصیل حافظ آباد کا جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گوجرانوالہ نے دورہ کے درمیان میں ملاحظہ فرمایا اور وید منتروں اور سندھیا کا اُچارن سن کر بڑے پرسن ہوئے اس خوشی پر لالہ دیارام صاحب کھنہ نے ۵ روپیہ واسطے تقسیم شیرینی کے لڑکوں کو دئے۔ لالہ دیارام جی چھ مرلہ زمین اور ۵ روپیہ نقد پہلے سکول کو دے چکے ہیں۔ اور ہمیشہ مدد کرتے رہتے ہیں۔

مہاشئے گوبند رام تال دت کلرک دفتر نہر دھاریوال کے پتا کا یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۱ کو دیہانت ہوگیا۔ پرمیشور مہاشئے جی کو شانتی پروان کریں۔ مرنے سے پہلے گوبند رام تال جی کے پتا نے ایک گاڑی گروکل کے لئے دان دی تھی۔ جسکو فروخت کرکے مبلغ ۷۵ روپیہ سکریٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سیکرٹری کے نام بھیجے گئے ہیں۔

لالہ بالک رام صاحب ساکن گندھوال ضلع ہوشیار پور نے اپنی پتری کے ویواہ پر ۵ روپیہ گروکل کو دان دئے۔ جو معرفت پنڈت شری پتی جی وصول ہوگئے ہیں۔

آریہ سماج لاہور کا چوبیسواں سالانہ جلسہ بڑی غیر معمولی کامیابی سے ختم ہوا۔ یہ جلسہ آریہ سماج لاہور کی تاریخ میں ایک یادگار رہیگا۔ ریل کا کرایہ نصف ہوجانے کی وجہ سے دو ہزار (۲۰۰۰) بھائی باہر سے شریک جلسہ ہوئے۔ کراچی۔ سندھ۔ بلوچستان تک کے بھائی ممالک شمالی و مغربی وغیرہ اور راجپوتانہ کے بھائیوں کے ساتھ ملاقی ہوئے۔

سماج مندر کافی نہیں ہوسکتا تھا اسلئے جلسہ کے لئے وڈ ورکس کی تالاب کے نزدیک چوک میں ایک بڑا عالی شان عارضی پنڈال بنایا گیا تھا۔ ہجوم ہر وقت چھ سات ہزار سے کم نہ ہوتا تھا اور بعض اوقات نو دس ہزار تک پہونچ جاتا تھا۔

نگر کیرتن ۲۹ - نومبر کی شام کو ہوا نہ کبھی اس قدر ہجوم سنا تھا۔ اور نہ ہی ایسا اثر اس سے پہلے ہوا

جلسہ کے ہر دو دنوں (۳۰ - نومبر و یکم دسمبر) میں لالہ بخشیش رام اور پنڈت دولت رام جی کے اُپدیش ہوئے اور کنیاؤں کو تقسیم انعام کے بعد۔ جو شریمتی ہر دیوی جی نے لیکچر دیا۔ اسکے علاوہ لالہ وزیر چند۔ ماسٹر آتما رام پنڈت رام بھجدت - لالہ منشی رام - سوامی درشنانند وغیرہ کے وکھیان ہوئے لالہ رلا رام جی سابق پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا کا انگریزی وکھیان بڑا ہی عالمانہ اور معنی خیز تھا۔ جسکے بخشہ چھپنے سے بڑا ہی فائدہ ہوگا

لالہ رام داس ہیڈ ماسٹر وکٹر ہائی سکول جلندھر چار دنی رخصت لے کر واسطے تیاری امتحان بی۔ اے کے مظفر گڑھ میں مقیم ہیں۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ جو صاحبان آریہ ہیراتری سبھا کے متعلق اُن سے خط و کتابت کرنا چاہیں۔ بنام لالہ جمنا داس اسسٹنٹ سرجن مظفر گڑھ کریں۔

لالہ گوربخش رائے خزانچی آریہ سماج جلال آباد ضلع امرتسر نے اپنی دھرم پتنی کی صحت یابی پر ایک روپیہ کنیا انا تھ آشرم کے لئے دان دیا۔

آریہ سماج وینا نگر کا سالانہ جلسہ ۳۰ و ۳۱ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ کو ہوگا منتری مہاشئے سوچت کرتے ہیں۔ کہ بہت سے آریہ بھائیوں کے تشریف لانے کی ضرورت ہے۔

آریہ سماج امرتسر کے حسب ذیل ادھکاری واسطے سال رواں کے مقرر ہوئے ہیں چودھری جے کشن جی پردھان - ماسٹر آتما رام جی اُپ پردھان - لالہ کرم چند جی منتری لالہ لال چند جی خزانچی - لالہ ٹھاکر داس جی پستکادھیکش - جملہ خط و کتابت بنام لالہ کرم چند جی منتری آریہ سماج واقع کٹڑہ گھنیاں ہونی چاہئے۔

سادھو نتیانند ناتھ بھارت سیوک بدستور راج کوٹ کے مضافات میں پرچار کر رہے ہیں۔

آریہ سماج نرسنگھپور کا سالانہ جلسہ ۲۴ - ۲۵ - اور ۲۶ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ کو ہوگا۔

کاسگنج ضلع ایٹہ میں ایک سنسکرت پاٹھشالا لالہ ہر پرشاد جی کے باغ میں کھل گئی ہے۔ جس کے ادھیاپک پنڈت نند کشور جی ساکن پوڑی ضلع فرخ آباد مقرر ہوئے ہیں۔ پنڈت جی اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ اچھی طرح سے پڑھا سکتے ہیں۔ جن بھائیوں نے اشٹ گرد لانا ہو

ہیں اپنی اولاد کو سنسکرت کی تعلیم دینی ہووے ضرور اس پاٹھ شالا سے فائدہ اٹھاویں۔

مقام لاحصر یا لنوالہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں ماسٹر ایشر داس نے ستیارتھ پرکاش کی کتھا کرنی شروع کر دی جسکو وہاں کے بھائی آریہ سماج کی قایمی کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں۔ فی الحال آٹھ شردتا گن اکٹھے ہوتے ہیں۔

ڈیرہ اسمعیلخاں کے ہاں آریہ سماج کے ادہکاریان حسب ذیل ہوئے ہیں۔ لالہ گوپال داس پردھان۔ لالہ دہرم چند اپ پردھان۔ لالہ جھنڈا رام منتری۔ لالہ کوڑا رام اپ منتری وغیرہ وغیرہ۔

مقام کوٹ کپورہ علاقہ بھٹنڈا میں مہاشے مہر چند پرچارک آریہ پرتنی ندہی سبھا پنجاب نے ۱۱۔ دسمبر کو آریہ سماج کے اتسو پر ایک موثر ویاکھیان دیا۔ لالہ مکھی رام پٹواری حلقہ ہنڈر کلاں ممبر آریہ سماج دہرم کوٹ کو معلوم ہوا کہ ہنڈر کلاں کا جھگڑو ولد دیوا سنگھ کی گائے نے دو بچھڑے دئے ہیں اسلئے وہ گائے گجراتی کو دینے کے لئے طیار ہے۔ لالہ مکھی رام جی فوراً دل سنگھ نمبردار اور مہنت گورپرساد کو لیکر جھگڑو کے مکان پر پہونچے۔ اور اسے سمجھایا۔ کہ ایسی گائے کو کیوں مفت دیتا ہے۔ جب اسنے دان کرنے پر رضامندی ظاہر کی تو کنیا مہاودیالہ کے لئے اس سے گائے مانگی گئی۔ اسنے فوراً لالہ مکھی رام کے حوالہ کر دی جنہوں نے اُسے فروخت کرکے مبلغ ۱۶ کنیا مہاودیالہ جالندھر کے اوہشٹاتا لالہ دیوراج جی کی سیوا میں بھیج دئے۔ دان کو درست کرانے کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے۔

مقام جانسٹھ ضلع مظفرنگر میں سوامی دویانند جی نے دو روز تک ایک دہرم شالہ میں بہم کی حاضری میں ویاکھیان دیا۔ جن کا اثر بہت ہی اچھا پڑا۔

ماہلپور ضلع ہوشیارپور میں ماہ اپریل سے ماہ اکتوبر تک پانچ نام کرن سنسکار ویدک ہوئے ہیں۔ جو کہ حسب ذیل ہیں۔ ڈاکٹر بسنت رائے کے لڑکے کا۔ لالہ جمنا داس کے لڑکے کا۔ لالہ گوجرمل دوکاندار کے لڑکے کا۔ لالہ نہال چند صاحب ڈویژنل انسپکٹر کے لڑکے کا۔ نرائن داس حجام کے لڑکے کا۔ اور ان سنسکاروں پر مبلغ ۵ روپیہ دان ساماجک فنڈات کے لئے وصول ہوے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ڈاکٹر بسنت رائے برائے وید پرچار فنڈ ۱۔ لالہ جمنا داس ہینا رہی برائے کنیا مہاودیالہ ۱۔ لالہ گوجرمل دوکاندار برائے کنیا مہاودیالہ ۱ لالہ نہال چند صاحب ڈویژنل انسپکٹر برائے یتیم خانہ فیروزپور ۱ اور نرائن داس حجام برائے یتیم خانہ فیروزپور ۱

شری سوامی آتمانند سرسوتی جی مہاراج بنگال و ممالک مغربی و شمالی کے شہروں میں اپدیش کرتے ہوئے تاریخ ۲۸- نومبر سنہ ۱۹۰۱ع کو یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور ۲۔ دسمبر کو یہاں کے سماج مندر کے ہال کی دیواریں اور چھت کا کام جو نامکمل پڑا تھا۔ بنوانا شروع کرا دیا گیا ہے۔ اگرچہ سوامی جی مہاراج کو چند مقامات سے بلانے کے لئے خطوط آئے ہیں۔ مگر امید ہے کہ جب تک یہاں کی تعمیر کا کام پورے طور سے نہیں ہو جاویگا تب تک دوسرے کسی مقام کو تشریف نہیں لے جاوینگے اگر کسی جگہ دو چار یوم کے لئے تشریف لے بھی گئے تو ان کا قریب دو ماہ تک ہیڈ کوارٹر اسی جگہ رہیگا۔ لہذا جس کسی مہاشے کو سوامی جی مہاراج کو پتر وغیرہ بھیجنا ہو آریہ سماج جبالپور کے پتہ سے بھیجیں۔

شاہجہانپور سے منشی بختاور سنگھ جی پردہان آریہ سماج لکھتے ہیں: "بڑی خوشی کی بات ہے کہ بتاریخ ۲۶. نومبر سنہ ۱۹۰۱ع ڈاکٹر جوالا پرساد جی رئیس قائم گنج کے پتر کا بیاہ لالہ درگا پرساد جی رئیس قصبہ کلدا پور ضلع شاہجہانپور کی پتری سے ویدک ریتی ہوا۔ لڑکے کی عمر ۱۸ برس و لڑکی کی عمر ۱۵ برس کی ہے۔ تین روز تک پنڈت گردہاری لال جی و پنڈت لالمنی جی و سوامی شوانند جی کے ویاکھیان ہوئے۔ اور کوئی اویدک کارروائی نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے علاوہ پنڈتان کو نذر دینے کے حسب ذیل دان دیا۔ آریہ مندر شاہجہانپور ۱۰ روپیہ آریہ سماج پوایاں ۵ یتیم خانہ بریلی ۲ یتیم خانہ اجمیر ۵ کنیا مہاودیالہ جالندھر ۲ عام غریبوں اور یتیموں کو ۵ لالہ درگا پرساد جی نے بھی مبلغ ۱۰ آریہ مندر شاہجہانپور کو دان

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

لاہور برہمہ سماج کے اڑتالیسویں سالانہ جلسہ کی تقریب میں ١٨ - نومبر کو ستریوں کا جلسہ ہی ۲ بجے دن سے پانچ بجے تک ہو رہا۔ پہلے کئی ستریوں نے دہرم گرنتھوں سے پاٹھ سنائے۔ جسکے بعد شریمتی ہردیوی جی نے ستری دہرم پر ایک موثر ویاکھیان دیا۔ اُس کے بعد بابو گرو سَرائے جی فوٹوگرافر کی دہرم پتنی شریمتی بہاگیہ وتی دیوی نے سنسار کی اسارتا پر ویاکھیان دیا اور پرویکار برت دہارن کیا - اِس موقع پر کہا جاتا ہے۔ کہ ستریوں پر بڑا اثر ہوا۔ اور بہت سی ستریاں آنکھوں میں جل بہر لائیں۔ ایشور اُس بہن کے سہایک ہوں اور اُسے اپنے برت پالن کرنے میں مدد دیں۔ بہتر ہوتا اگر یہ برت بجائے ایک پبلک جلسہ کے اپنے من کے اندر دڑہتا سے دہارن کیا جاتا۔

برہمو اخبار تہیسٹ کی رائے ہے۔ کہ جن لوگوں کو آریہ سماج عیسائی مذہب سے شدہ کر کے اُن کے ساتھ کہان پان کا بیوہار کہولتا ہے اُن کے ساتھ ہندو برتاؤ نہیں کرتے۔ اور نہ وہ ہندو برادری میں شامل ہو سکتا ہے ہم یہ نہیں کہتا کہ آریہ سماج ہندو برادری کے اندر کسی واپس شدہ عیسائی کو بیاہ کہان پان کے داخل کرنے کا بیڑا اٹھاتا ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا۔ کہ جس شخص کو عیسائی یا محمدی مذہب سے آریہ سماج نے واپس لیا اُس کو کبھی ہندو برادریوں نے علیحدہ نہیں کیا۔

ایک نامہ نگار لکھتے ہیں کہ پشاور پیشن میں کئی سنسکرت پاٹھ شالائیں ایسی ہیں جن میں روپیہ تو راجپوت بنئے سہاجن سب ہی خرچ کرتے ہیں۔ لیکن تعلیم محض براہمنوں کے لڑکوں کو دی جاتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اِس تعصب کو دور کرنا چاہیئے۔

لالہ ہرکشن لعل صاحب بیرسٹر ایٹ لا اُن کام کرنیوالوں میں سے ہیں۔ جن کی ہر ایک نیک دل کے اندر عزت ہے۔ پنجاب میں اُن کا دم غنیمت ہے۔ ملک کی مادی ترقی کے لیئے آپ بڑا قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ رسالہ "کپاس وتجارت" جو آپ نے جاری کر رکہا ہے۔ اُس کو اب باتصویر بنا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ رسالہ اب زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ قیمت سالانہ وہی ہے۔ اب ہی ہے۔ ییہ رسالہ ہزاروں کی تعداد میں مشتہر ہونا چاہیئے۔

سنا گیا ہے انگلستان کے پروٹسٹنٹ پادریوں نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی کے دن پیش کرنے کے لیئے ایک ایڈریس طیار کیا ہے جس میں استدعا ہوگی کہ بوئیروں کے ساتھ لڑائی بند کی جاوے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر انگلستان کے پادری شروع جنگ میں بائیبل کی آئتوں کے اُلٹے معنی کرتے ہوئے اِس کی آگ کو بہڑکانے کا کام نہ کرتے۔

یونان کی ملکہ نے بائیبل کا نیا ترجمہ یونانی زبان میں اسلیئے کرایا کہ معمولی سے معمولی آدمی بہی اُسے سمجھ سکے اِس پر بغاوت ہو گئی جس کے زیادہ تر سرگردہ طالب علم اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں یہ شورش اِس قدر بڑہی کہ وزراء حال کو استعفیٰ دینا پڑا۔ اور یورپ کی بہ نسبت ہندوستان کے مہذب کہا جاتا ہے۔ پنجابی مثل بالکل ثابت ہے۔ کہ "جدی کوٹھی وچ دانے اسدے کملے بھی سیانے"

آسام کے چاء فروش انگریز ویپاریوں کو وائیسرائے ہند نے یہ دلاسا دیا تہا کہ ہندوستان میں چاء نوشی کی ترقی کرا کر اپنا نقصان پورا کریں۔ اِس کے لیئے یہ بیچارے جد وجہد کر کے کچہ کامیاب ہونے کی امیدیں ہی ظاہر کر رہے تہے اور ریاست حیدر آباد دکن سے مدد بہی مل گئی تہی۔ کہ دوسری آفت سر پر آن ٹوٹی۔ اب معلوم ہوا۔ کہ امیریکا میں جو آسام کی چاے جاتی تہی۔ وہ بند ہو جاویگی۔ کیونکہ امیریکا والوں نے اپنے یہاں عمدہ چاء طیار کرنی شروع کر دی ہے افسوس کہ اپنا ملک اِن باتوں سے کچہ بہی سبق نہیں لیتا۔

سردار باگھ سنگہ بی اے سیکنڈ ماسٹر یونین اکیڈمی لاہور نے ۸ - دسمبر کو ایک نوجوان ودہوا کے ساتہ ودواہ کیا۔ یہ بیوہ مڈل پاس کر چکی ہے۔ اور وکٹوریہ سکول میں اب تک تعلیم پاتی ہے۔ وواہ میں بہت سے آریہ اور برہمو معززین شریک تہے سردار صاحب کو گو برادری کی طرف سے مخالفت برداشت کرنی پڑی لیکن اُنہوں نے اُس کی پروا نہ کی۔

ویش کانفرنس کا جلسہ اِس سال ۲۷ سے ۲۹ - دسمبر ١٩٠١ء تک کانپور میں ہوگا کمیٹی استقبالیہ کے سکرٹری لالہ کنہیا لال صاحب خزانچی و انریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے ہیں۔

کہتری خادم ایک نیا ماہوار رسالہ

۱۰ دسمبر سے شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ جو ۸ صفحوں میں ہر ماہ درشن دیا کریگا۔ جس طرح اور قوموں کے رسالے اُن قوموں کی بہتری کر رہے ہیں۔ یہہ کہتری قوم کی بہبودی کے لیئے کام کریگا زہے قسمت!

جنگ جنوبی افریقہ کے حالات ٹھیک معلوم نہیں ہوتے۔ کچھ اپنی سی رپورٹ بھیج دیتے ہیں۔ دوسری طرف کی کوئی سنانے والا نہیں۔ گو آخر کو بوئیر زیر ہونگے کیونکہ ایک کی دو اور دو۔ حد تین۔ لیکن ایک بوئیر سپاہی کے مقابلہ میں بیس بیس سرکاری سپاہی موجود ہیں۔ تاہم دس بیس ہزار بکھرے ہوئے جوان ہی ہاتھ دکھلا رہے ہیں۔ اُن سے یقین نہیں پڑتا کہ جنگ کا خاتمہ جلد ہووے۔ دیکھیں یہہ طرفین سے جانوں کا ضائع ہونا کب بند ہوتا ہے۔

فرخ آباد کے ضلع کا مشہور ڈاکو وراب شاہ دو جنہوں میں زخمی ہوکر گرفتار ہو گیا ہے مشہور مسٹر بنیل صاحب نے کلکتہ ہیڈ کورٹ میں بطور بیرسٹر داخل ہونے کی درخواست دی ہے۔ کیا چیف جسٹس جن پر مسٹر بنیل نے سخت حملے کئے تھے اس درخواست کو منظور کریں گے؟۔

کلکتہ میں ایک شاہزادہ موتنو سلطان نامی رہتے ہیں۔ آپ پر یہہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اپنی بیوی کو زبردستی شراب پلانا چاہتے تھے۔ اور اُس کے انکار پر اُسے سخت مارا۔ یہ تو ایک معاملہ ہے جو مجسٹریٹ کے روبرو چلا گیا۔ ورنہ نہ معلوم کتنے رئیس زادے ہیں جو اسی طرح اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں۔ زنان خانہ

کے ناکموں سے کون واقف ہے۔

وینکٹیشور بمبئی خبر دیتا ہے۔ کہ مہاراجہ بڑودہ کے یہاں سے یتیموں کو جو روز کھچڑی دی جاتی ہے۔ اُس میں راج کے نوکر بد دیانتی کرتے تھے۔ مہاراجہ نے انتظام کر دیا ہے۔ کہ اب مستحقوں کو حق ملا کرے۔ اس پر تو ہمعصر موصوف والا رک مہاراجہ کی صفت کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی افسوس کرتا ہے کہ گرہن کے دن جو دان راج دربار سے ملا کرتا تھا بند ہو گیا۔ اور ساتھ ہی بہوچیرا تا جی کے بت کا ایک مندر نہا وہ ہی بنا ہو گیا۔ لیکن وینکٹیشور کا افسوس بیجا نہیں ہے۔ اصلاح یکطرفہ سے خوش ہونا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

جینیوں نے اسوقت ایک بڑا مزیدار دعوے کیا ہے۔ اُنکا بیان ہے کہ چونکہ لفظ جین ویدوں میں موجود ہے اسلئے جین دہرم ویدوں سے پرانا ہے یہ وہی دلیل ہے جو ایک کبیر پنتھی نے دی تھی۔ جبکہ اُسنے یجروید کے چالیسویں ادھیائے کے منتر کے لفظ کور کو لے کر ویدوں سے کبیر کا مہتو ثابت کرنا چاہا تھا۔

فرانس کی ایک گویا لیڈی مشہور سمان ہو رہی ہے۔ دیواریں چھتیں وغیرہ سب بتوں کی ہونگی۔ ان ہی بیہودہ پنوں کا نام تہذیب کی ترقی ہے

انگریزی اخباروں میں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ انگلستان میں لوگ اب تک اپنی بیویوں کا مبادلہ کر لیتے ہیں۔ جب وواہ ایک معاہدہ ہے تو پھر رضامندی سے علیحدگی میں کیا قباحت ہے۔ ویدک وواہ کا آدرش صرف یہیں تک محدود ہے۔ دنیا سے شہوت پرستی دور ہوگی۔ جب تک ویدک وواہ کے آدرش کی پیروی ہوگی۔

پشچموتر دیش میں ناگری کے اکشر وں کے برخلاف کارروائی کرنے کے لئے مسلمان نئے سرے سے اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن کو تازہ کرنا چاہا ہے۔

انڈین نیشنل کانگریس کے ساتھ ہی اس سال کلکتہ میں دیسی صنعت اور حرفت کی نمائش بھی ہو گی۔

سوشیل کانفرنس کا اجلاس بھی ساتھ ہی ہوگا اس سال جنرل سکرٹری کا کام آنریبل مسٹر چندرا ورکر جج ہائی کورٹ بمبئی کریں گے۔ جنہوں نے باوجود برہمن سماجی ہونے کے اپنے لڑکوں کا گیمیو پویت سنسکار پنڈت رتی سے کرایا۔ چونکہ اُن کا بیان تھا کہ ہندو پنڈتوں سے اصلاح کے کام میں مدد لینی تھی

بنگال کے اخبار تجویز پیش کرتے ہیں کہ سوشیل کانفرنس کے اندر قومی پوشاک کا سوال بھی پیش ہونا چاہئے۔ ملک کی ترقی کبھی نہیں ہو سکتی جب تک کہ ریزولیوشن کے ذریعہ سے ترقی کا وشواس یہاں کے باشندوں کے اندر پیدا نہ ہو۔

جنوبی افریقہ کا جنگ نہ معلوم کب تک چلیگا۔ اب جنوبی امیریکا سے جنگ کی آواز آرہی ہے۔ احتمال ہے کہ چند ایک جنوبی امیریکا کی ریاستوں میں بغاوت ہو جاوے۔ اور ایک جنوبی جنگ شروع ہو جاوے۔ یہ لڑائی کا مرض کسی خاص جگہ کیساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ عیسائی تہذیب کا قدرتی نتیجہ ہے۔ یوروپ سے جنگ بند نہیں ہوگا جب تک کہ بائبل کی جگہ وید نہ لیں گے۔

سر لپیل گریفن نے انگلستان کی ایسٹ انڈین ایسوسی ایشن میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہندوستان کے بڑے حصہ کا مذہب عیسائیت کی نسبت بہتر اخلاق سکھلاتا ہے اور اسلئے عیسائی مذہب کی تعلیم کی اُسجگہ ضرورت نہیں ہے

طاعون اب تک ہندوستان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ بلکہ ایک دوامی معمولی مرض ہو چلا ہے۔ بمبئی میں کسی دن ۶۰ اور کسی دن چالیس اور کسی دن بیس نئے بیمار اور موتیں ہوتی ہیں۔ جلندھر کے ضلع میں اب پھر طاعون کا زور چلا ہے۔ نوانشہر۔ راہوں وغیرہ ہی اسوقت یہہ بھگت رہے ہیں۔ پرمیشور کرپا کرے۔

اخباروں میں عیسائی باشندگان ہندوستان کی موجودہ تعداد کا گذشتہ یعنی ۱۸۹۱ء کی مردم شماری سے مقابلہ کرکے جتایا گیا ہے کہ ۲۰ فیصدی عیسائیوں کی تعداد میں ترقی ہوئی ہے۔ لیکن بھی ظاہر قحطوں کے جنہوں نے ملک میں گھر کر لیا ہے یہ تعداد عیسائی تعلیم کی بدولت

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ وار نہیں

عام نامہ نگاروں کے لئے - ہر ایک بھر آریہ سماج کے متعلق برا بھلا جاننے کی ناظرین اخبار کو ضرورت نہیں ہے - صرف اُن بھائیوں کے اعمال پبلک کے روبرو آنے چاہئیں - جن کا اثر عام سوسائٹی پر پڑ سکتا ہے

ایڈیٹر

سکندر آباد میں پنڈت بھیم سین

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا -

آج کل پنڈت بھیم سین شرما اٹاوہ نواسی جو ایام سابقہ میں اپنے آپ کو شری سوامی دیانند جی مہاراج کا شش لکھتے ہوئے کی لیٹکس سے آ کر آریہ بھائیوں کو لوٹتے رہے ہیں - جگہ بجگہ سناتن دھرم سبھاؤں میں جا کر آریہ سماج کے برخلاف مرتک شرادھ اور دیگر رسموں پر لیکچر دیتے رہتے ہیں - اور آریہ سماج سے شاستر ارتھ کے واسطے کہتے ہیں - لیکن جہاں سماج نے آپ کو مقابلہ میں بلایا فوراً خاموشی اختیار کر لی - گو لوگ ایسے ٹوپل یقین آدمیوں کے کہنے میں نہیں آتے - ہم پنڈت جی کو شش کرتے ہیں - کہ کس طرح لوگ پھیرے - جو کہیں آ جاویں اور اُن واسطے وہ بھی وید منتر جن کا خود کھنڈن کر چکے ہیں - پیش کرتے ہیں لیکن

جب آپ سے دریافت کیا جاتا ہے - کہ کیا آپ کی پہلی تحریریں غلط ہیں - تو کہتے ہیں کہ ہاں اُس وقت میں بھول میں تھا - اب مجھے پھر پتہ لگ گیا ہے - لیکن آپ کو معلوم نہیں - کہ بھول کو دور کرنے کے واسطے گورو کی ضرورت ہے - یا مطالعہ کی ضرورت ہے اب پنڈت جی کا جواب ہوگا - کہ میں نے مطالعہ کیا ہے - کیونکہ گورو تو پنڈت جی نے اور تو کوئی تلاش کیا ہی نہیں - اب رہا مطالعہ سو پنڈت جی نے بھول والی بدھی سے مطالعہ کیا - اور اُس سے جو کچھ حاصل ہوا وہ بھول والا ہے - پس پنڈت جی کا یہ گیان حاصل کرنا کہ ویدوں میں مرتک شرادھ ہے سراسر غلطی سے پُر ہے - دوسری بات یہ ہے کہ پنڈت جی نے جس ویاکرن کی سہایتا سے اگنی شواتا والے منتر کے ارتھ کرتے ہوئے اُس کے تین پد کئے تھے - اُسی ویاکرن کی سہایتا اب بھی اُن کے پاس ہے - اگر کوئی اور ویاکرن پڑھی ہو تو اُس کے واسطے بھی گورو کی ضرورت ہے - سو کوئی گورو انہوں نے نہیں کیا - ایک بات سب سے بڑھ کر خوف دلانے والی تھی - اور وہ یہ تھی کہ لوگ پڑھتے تھے کہ پنڈت جی سوامی جی کے بہشت میں انہوں نے بہت کچھ سوامی جی سے پڑھا ہوگا لیکن ہر کہ یا پنڈا اُستیم غلط بود کی سی بات ہوئی - اور اُس کا ثبوت پنڈت جی نے خود آریہ سدھانت میں دے دیا ہے - کہ میں نے سوامی جی سے تقریباً ۲۱ یا ۲۲ سوتر نیایہ درشن کے پڑھے ہیں - اور کہ لوگ جانتے ہیں کہ آپ بڑے نیایک ہوں گے اور ویاکرن تو آپ پر ہی ختم ہو گیا ہوگا - لیکن یہ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے - پنڈت جی نے بتلا دیا - اس مذکورہ بالا منتر کی دو ہی پد ہو سکتے ہیں - اور کہ اُس کے معنی بھی اگنی میں جلائے گئے -

برخلاف اس کے دیگر بڑے بڑے پنڈت منتر دیپکا میں تین ہی پد کرتے ہیں - دیکھو منتر دیپکا صفحہ ۸۵ - جس طرح کہ وہ آریہ سماج کے برخلاف لیکچر دیتے ہوئے کئی شہروں مثلاً آگرہ - بجنور کرنال - کوئٹہ - لاہور آدی میں گئے - اور شاستر ارتھ کے واسطے حیلے بہانے کئے یا شاستر کرتے ہوئے جو کچھ اُن سے بن آیا وہ اُن شہر والوں کو معلوم ہے - آگرہ والے بھی جانتے ہیں کہ کس طرح اُن کی ترکی تمام ہوئی - کرنال والوں سے مخفی نہیں کہ کس طرح شاستر ارتھ سے گریز کیا گیا - علی ہذالقیاس لاہور - کوئٹہ میں بھی ایسا ہی کیا گیا - یہاں بھی پنڈت جی اپنے ایک چیلا پنڈت ترت رام کے بلانے پر نومبر ۱۹۰۱ء کو پدھارے اور لیکچر ٹھاکر دوارہ مندر میں دینے شروع کئے - اور شاستر ارتھ کے واسطے لگے ڈینگیں مارنے کہ ہم چھ ماہ تک شاستر کریں گے - ہم یوں کریں گے ہم تیوں کریں گے - لیکن جب شاستر ارتھ کے واسطے سامنے بلایا گیا - تو لگے بغلیں جھانکنے - آخر منتری آریہ سماج سکندرآباد نے سوامی درشنانند جی کو تار دیا - جو کہ اُس وقت لاہور میں لاہور آریہ سماج کے جلسہ پر گئے ہوئے تھے - سوامی درشنانند جی یکم دسمبر ۱۹۰۱ء کی رات کی گاڑی سے روانہ ہوئے - اور اگلے دن ۲ - دسمبر ۱۹۰۱ء ۱ بجے سکندرآباد سٹیشن پر پہونچے - منتری اور ایک دو اور سبھاسد تنہائی وہاں موجود تھے وہ جھٹ کو پاٹھشالہ میں لے گئے

وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر ہم سکندر آباد
پہونچے۔ جو وہاں سے ۴ میل تھا۔ آگے
شہر میں نوٹس وغیرہ لگائے جا رہے
تھے۔ اور ایک رجسٹری شدہ چٹھی پنڈت
بھیم سین جی کو شاسترارتھ کے واسطے
بھیجی جا چکی تھی۔ لیکن اس کا اثر بالکل
آج تک بھی نہیں آیا۔ اور بنا اُتر دئے
ہی پنڈت جی یہاں سے چل دئے۔
شاسترارتھ کرنا تو درکنار پتروں
کے اُتر بھی تو نہیں مل سکے۔ اور تعجب
لطف کی بات یہ ہے۔ کہ جب کبھی کسی
نے پوچھا کہ مہاراج شاسترارتھ کیوں
نہیں کرتے۔ تو جواب ملا۔ کہ پنڈت
بھیم سین کی تُلنا کا کوئی پنڈت آریہ
سماج میں نہیں ہے۔ لیکن ان کو بتلایا گیا
کہ اُن کے پاس کوئی ڈگری یا سرٹیفکیٹ
ہو تو پیش کریں۔ تاکہ آریہ سماج اسی
ڈگری کا حاصل کرنے والا آدمی مقابلے
میں پیش کرے۔ اور یدی پنڈت
بھیم سین جی کو کوئی شاستر پڑھا ہووے
تو وہ بے کھٹکے پُستک لے کر چلے آویں
آریہ سماج کے پنڈت اُن کو پڑھا دیں گے
اور یا آریہ سماج کا کوئی پنڈت پُستک
لے کر آتا ہے۔ آپ ایک سوتر تو پڑھا
کر دکھلا دیں۔ لیکن یہاں تو سوائے
خاموشی کے اور کچھ تھا ہی نہیں۔
جب کسی طرح بن نہ پڑی اور آریہ سماج
کی طرف سے پتر پر پتر جانے لگے
تو پھر ایک عجیب ڈھنگ سے ٹال
دیا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ درمیان میں پنڈت
ترشنا رام جی بول اُٹھے۔ کہ ہم شاستر
ارتھ کریں گے۔ کیونکہ پنڈت جی کو
ہم نے اپنے شنکا نوارن کے لئے بلایا ہے

لیکن جس طرح پنڈت ترشنا رام جی نے
شاسترارتھ سے ٹال مٹول کیا ہے۔
وہ میں آگے آپ کی سیوا میں بیان
کروں گا۔ ابھی اُن کے ساتھ پتر بیوہار
ہو رہا تھا۔ کہ پنڈت ہرگلال جی چلا اُٹھے
کہ ہمارا پکش سوامی جی کی تحریر ہی سے
سِدّھ ہو گیا۔ یعنی سنسکار ودھی میں
لکھے ہوئے بلی ویشو دیو میں جہاں
اولکھل موسل کو بھاگ دینا لکھا ہے۔ اس
سے مورتی پوجا سدھ ہو گئی۔ میں آگے
چل کر اُن کے سنسکرت پتر کا ترجمہ
لکھوں گا۔ اور پھر پتر ہی لکھوں گا جو
دیا۔ اس پتر کے اُتر میں جو آریہ سماج
کے دو پتر سنسکرت میں پہونچے تو
کئی روز تک تو آپ نے جواب ہی نہ دیا
اور جو دیا تو بالکل کچھ بھی نہ سمجھے
کہ اُتر داتا کیا لکھ رہے ہیں۔ معلوم
ہوتا ہے کہ آپ نے اُن پتروں کی
کٹھن سنسکرت کو ہی نہیں سمجھا۔ بھلا
جب مطلب کو ہی نہ سمجھا اور پتر ہی ٹھیک
طرح سے نہ پڑھا گیا۔ تو یہ دعوے کب
ٹھیک ہے کہ ہم شاسترارتھ کریں گے۔
اس کے آگے وہ پتر جو مجھے مل سکے ہیں
اُن کو اُردو میں ترجمہ کر کے تاریخ وار
لکھ دوں گا۔ ناظرین اخبار خود نتیجہ نکال
لیں گے۔

نوٹ پنڈت ترشنا رام پہلے آریہ پرتی
ندھی سبھا کے اُپدیشک تھے۔ لیکن آپکے
اَلوچت آچار ویوہار کو دیکھ کر علیحدہ کیا
گیا تھا۔ جس کے کارن آپ نے فی الفور
پگڑی باندھی۔

مراد
جانن مل سیوک سابق منتری آریہ سماج ملا ابھٹیاں

چند مفید باتیں

نمبر ۲

(۱) ماتا کی نیائیں رکھشا کرتی۔ پتا کی طرح
اچھے کرموں میں لگاتی۔ لکشمی کو بڑاتی
اور سب طرف کیرتی کو وستار کرتی جو
کلپ برکش کی نیائیں ودیا کیا کیا
نہیں کرتی۔
(۲) ودیا منشیوں کو اوبھ سمبدرتا کی
دینے والی ہے۔ ودیا انت کرن میں چھپا
ہوا دھن ہے۔ ودیا بھوگ لیش اور سکھ
کے دینے والی ہے۔ ودیا گوروں کا
بھی گورو ہے۔ ودیش میں مترروت ہے
ودیا ایک مہا دیوتا ہے۔ ودوان راجاؤں
کے سامنے ودیا کا ستکار ہوتا ہے
دھن کا نہیں۔ ودیا سے ہین پُرش
پشوؤں کے سمان ہے۔
(۳) جس جگہ کوئی ودوان نہ ہو اس جگہ
تھوڑی بدھی والا ہی بڑا سمجھا جاتا ہے
جیسے جس جگہ برکش نہیں وہاں رینڈی
کا پودا ہی برکش کہا جاتا ہے۔
(۴) بڑی کُل والا ہونے سے کیا یدی
پُرش ودیا ہین ہے۔ چھوٹی کُل والا
بھی ودوان ہو۔ تو وہ بھی ودوانوں
میں ستکار کے لائق ہے۔
(۵) ودوان ہی ودوان کی محنت کو
سمجھ سکتا ہے۔
(۶) ودوان اور راجہ تلیہ نہیں ہو سکتے
ودوان راجہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ راجہ
اپنے دیش میں ہی پوجا جاتا ہے لیکن
ودوان سب جگہ

گن کو گنی جانتا ہے۔ نہ کہ نرگنی بل کو بلوان جانتا ہے۔ نہ کہ نربل بنت سوہم کا گن کوئل جانتی ہے۔ نہ کرتوا۔ سنگھ کے بل کو ہاتھی جانتا ہے نہ کہ چوہا۔

(۸) اُن کے تلیہ سشریر کا پوشن کرنے والی۔ جن کے بدا بر سشریر کو سکھانے والی۔ بہار یا جیسی سشریر کو خوش کرنے والی۔ اور ودیا جیسی سشریر کو خوبصورت کرنے والی اور کوئی وستو نہیں ہے۔

(۹) جیسے چار پرکار سے ارتبات۔ گھسنے تپانے۔ توڑنے اور ٹھوکنے سے سونا جانچا جاتا ہے۔ ویسے ہی چار پرکار سے ارتبات شاستر گیان۔ شیل۔ کل اور کرموں سے سنشیہ جانا جاتا ہے

(۱۰) آفتاب بوقت طلوع و غروب لال رہتا ہے۔ ویسے ہی گھٹتی اور بڑھتی دونوں سمے میں مہاتماؤں کی ایک ہی استھارتی ہے۔

راقم

سالانہ جلسہ!

آریہ سماج پریاگ کا وارشک اُتسو ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو ہوگا۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پشچموتر دیش و اودھ کا وارشک ادھیویشن بھی ۲۶-۲۷ دسمبر کو ہوگا۔ نگر کیرتن ۲۶ کو ۱۲ بجے دن سے آرمبھ ہوگا۔ ہون جسکی پرچا پر نسر و سادھارن میں پہلے ہی ہے ۲۲ سے آرمبھ ہوگا۔ اور ۲۸ کو

پورن آہوتی ہوگی۔ سب آریہ سنیاسی اور آنریری اپدیشک اور بہراتری گن اوشیہ کرپا کریں اور اُتسو کی شوبھا کو بڑھا ہی کریں۔ بھجن منڈلیاں بھی بُلائی گئی ہیں

(۱) بردہ سوامی آتما نند سرسوتی (۲) سوامی وشیشورانند جی۔ (۳) سوامی ستچا نند جی (۴) درشنا نند جی (۵) وویکا نند جی (۶) برہمچاری نتیانند جی (۷) پنڈت جوالا دت جی شاستری (۸) پنڈت دیوودت شاستری (۹) پنڈت تکشی رام سوامی (۱۰) پنڈت گنپتی شرما (۱۱) پنڈت گنگا دت شاستری (۱۲) پنڈت چمپون جیوتی سروپ (۱۳) پنڈت گنگا پرشاد ایم۔ اے گرڈوال (۱۴) پنڈت رام پدارتھ (۱۵) پنڈت کرپا شنکر ایم اے۔ (۱۶) پنڈت آریہ منی جی (۱۷) مہاشے منشی رام جگیاسو (۱۸) پنڈت رام بھجدت (۱۹) مہاشے روشن لال جی (۲۰) ماسٹر آتما رام جی (۲۱) پنڈت رورت جی۔ (۲۲) برہمچاری برہمانند جی

ان سب مہاشیوں سے خاص کر نویدن ہے۔ کہ اوشیہ جلسہ میں پدھاریں

راقم
میوہ لعل پردھان آریہ سماج پریاگ

ویدک دھرم ضرور ترقی کریگا

محقق لوگوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ دنیا ہر لحظ اپنا رنگ پلٹ رہی ہے۔ لوگ چاروں طرف سے ترقی کے خیال کو اپنے دماغ میں جگہ دے رہے ہیں۔ یہ خیال نہ صرف سائنس والوں

اور ملکی ہواخواہوں تک ہی محدود ہے۔ بلکہ سوشیل ریفارمروں کی تقریریں صاف طور پر ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ وہ لوگ دن رات اسی دُھن میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بد رسومات کو دور کر کے سوسائٹی کو اُبھارا جاوے۔ تاکہ وہ پوتر رسومات جو قوم کا زیور ہو سکتی ہیں جلد رواج پا سکیں۔ اپنے مطلب کو پورا کرنے کے واسطے ہر ایک مذہبی ودان نے زمانہ قدیم سے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کوشش کی۔ مگر تجاویز نا مکمل ہونے کے باعث کامیاب نہ ہو سکے آخرش مذہبی ریفارمروں نے یہ خیال کیا کہ قوم کو پوتر کرنے کے وہ وسائل ہو سکتے ہیں۔ جو سب سے پہلے ان اسباب کو دور کر سکتے ہوں۔ جو کہ اُس کی اپوترتا کا باعث ہوئے ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ وہ وقت تھا جب کہ بھارت ورش ترقی کے اعلیٰ معراج پر پہنچے ہوئے تھے اور ان دیشی ان سے تعلیم و تربیت پانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس وقت لوگ سچے ویدک دھرم کی پیروی کر رہے تھے مگر گردش ادوار سے آہستہ آہستہ گرتی گئی۔ یہاں تک کہ ہر ایک انگریزی تعلیم یافتہ قطعی طور پر اُس سے متنفر ہو گیا۔ اور ویدوں کو فرضی کہانیوں کا مجموعہ خیال کرنے لگا جب آریہ ورت کی یہ حالت ہو گئی۔ تو رشی دیانند عین وقت پر بھٹکتے ہوؤں کو راہ دکھلانے کے لئے آمادہ ہوا ہزار ہا تکالیف برداشت کیں۔ یہاں تک کہ آخر کار ویدک دھرم کے دشمنوں کو پائمال کرتے ہوئے ٹھیک سیدھا منگ

ہیں کام آتے - اُن کے بعد کون ویدی
دان تہا - جس نے اُن کی اعلیٰ تعلیم
کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا - گورو دت
جیسے مہاتما پیدا ہو گئے - اور تمام
انگریزی دانوں کو چکا چوندی میں
ڈال گئے - نہیں نہیں - انگلینڈ اور
یوروپ تو اسیوں کو حیران کر گئے -
کہ وہ کتب مقدسہ جن کو وہ خالی فرضی
کہانیوں کا ذخیرہ تصور کرتے تہے -
مخزن العلوم ہیں - لیکہرام جیسے پرپکٹ
پر شیر کی طرح گرجتے ہوئے لوگوں کو
مبتلا گئے - ہ

تن من دہن تی دہام ستہ مات پتا اور بندان
ایک دہرم کے سامنے سب ہیں تجہ بتلان
اور اب لالہ منشی رام جیسے پریکٹیکل لیڈر
نے ثابت کر دیا - کہ سوامی جی کے سچے
اُپدیش بہرے کانوں پر نہیں پڑے
آپ حیران ہوں گے - کہ کیا ویدک
دہرم صرف اُنہیں تین آدمیوں تک
محدود ہے - نہیں ہر ایک محقق اُسکی
تقویت کو محسوس کر رہا ہے - اور یہاں
آریہ اُس کی تعلیم کے بموجب اپنے آچرن
بنا رہے ہیں - اور تیار ہیں - کہ قطعی
طور پر بد رسومات کو خیرباد کہ دیویں
یہ خیال نہ صرف اُن لوگوں تک ہی
محدود ہے - جن کو آریہ سماج کے ممبر
ہونے کا فخر ہے - بلکہ ہر ایک فرد بشر قدرتاً
پوتر تعلیم کی طرف جہک رہا ہے - چنانچہ حال
ہی میں جناب تحصیلدار صاحب ڈسکہ کی بیٹی
کی شادی شیخوپورہ کے ایک نوجوان سے
جو کہ بی اے کی جماعت میں تعلیم پاتے ہیں
اور معزز خاندان سے تعلق رکہتے ہیں -
ہوئی ہے - اس میں جناب تحصیلدار صاحب نے

اکثر ہو - اُن رسومات کو بالکل ترک کیا
یہاں تک کہ گنیش پوجا وغیرہ کو بہی ہرگز
پسند نہیں کیا - اُن کے ریمارک ہر ایک ہندو
کو سبق دے رہے تہے - کہ جہاں واہیات رسومات
کو یکدم دور کرنا چاہئے - ایسے شخص
اگر کبہی کبہی فرصت کے وقت اسبات کے
وچار نے کی کوشش کریں - کہ وہ کونسے
ذرائع ہیں - کہ جن سے ہم ان فضول لیاقت سے
رہا ہو سکتے ہیں - تو بلا شبہ ویدک دہرم
کی طرف آئیں گے - کیونکہ ویدک تعلیم
نہ صرف بُری رسموں کو دور کر سکتی ہے - بلکہ
پوترتا کو قوم میں قایم رکھ سکتی ہے - اِسجگہ
زیادہ تر جو بات قابل اندراج ہے - وہ یہ ہے
کہ جہاں لالہ ہوشناک رائے نے اکثر بُری رسموں
کو ادا نہیں کیا - وہاں ویدک دہرم کی
بڑہوتی کے لئے آریہ سماج مندر میں ایک صد روپیہ
دان دیا - جو غالباً نصف یتیم خانہ فیروزپور
اور نصف پتری پاٹہ شالا جلندہر میں جاویگا
ہم اپنے پیارے بہائی کے دہرم بہاؤ کی
تعریف کرتے ہیں - اور پرماتما سے پرارتہنا
کرتے ہیں - کہ جوڑی گرہست آشرم کی
نہر گی کو سمجہ کر تمام گرہستہی فرائض
کو پورا کرنے میں ساعی رہے - اور دہارمک
بہتر سپیہ اکے دہرم کے خیر خواہ بنیں -

راقم

گوبند رام ٹلکوٹی

سہانتے منشی رام جگیاسو ایڈیٹر ستیہ دہرم

پرچارک - لکہتے - بہت کم ایسے اشخاص ہوں گے
جو کہ اس حالت سے واقف نہوں گے کہ آریہ ورت
میں افلاس اور فاقہ کشی نے کیا کیا مصیبتیں پیدا
نہیں کر رکہیں - اور نئی نئی ایسی باتیں سننے میں
آتی ہیں کہ سنگدل بہی موم ہو جاوے -

بہاگونتی زوجہ منشی ہیرالال بہاگی دلی قوم کاپستہ
سسری کہتی ہے کہ میری بہی آج بہن شتی اور لڑکی و بچوں
ہمراہ بچہ کا واسطے تلاش معاش کے سرائے
میں مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ۲ بجے دن
کے پہنچی - مجکو یہاں اُس روز بوقت
شام کے اسی سرائے میں اُترنا پڑا - انکی
حالت سنکر بہت افسوس ہوا - اُسکا
شوہر لعل جیل میں تہا نہ دار تہا - اور پہر دارو
افیون ریاست نابہہ میں رہا - نمونیہ کی
بیماری سے سادہن کی آخر کی وو دوا سکو
مر گیا - اُسکے بعد ایک مہینہ نابہہ میں رہی
جس عرصہ میں سب کچہ کہالیا - جو کچہ رہا تہا
پہر پٹیالہ زنانہ ہسپتال میں دو تین مہینے رہی
وہاں دائی کا کام سیکہا - پہر وہاں سے
گئی - اور شہر انبالہ میں روزگار کی تلاش میں
سکولوں میں گئی - کیونکہ اردو اچہی طرح
لکہہ پڑہ سکتی ہے - وہاں مشنریوں کی بڑی
میم نے کہا اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو پندرہ روپیہ
دونگی - مگر یہ نامنظور کیا - یہاں کالکا بازار
کے ملنے کیلئے پہنچو جو کہ اُسکے خاوند کا دوست
گئی کہ شاید مدد دیوے - مگر امید نہیں - اسوقت
اُسکے پاس سرائے والا محصول کیلئے پہونچا تہ
ایک پیسہ اُسکو دیا وہ تین مانگتا تہا - اسپر وہ
سے کہنے لگا ہم ضرور محصول لینگے - پتہ لگنے پر اسنے
دو پیسہ معاف کئے - رات کو کہانے کے واسطے ایک آدمی
جو کہ کمرے میں تہا دیا - صبح میں اُنکو ہسپتال لیگیا
دوائی دی کیونکہ تینوں کو بخار چڑہتا تہا - یہ
اس روز لالہ جگیش صاحب اسسٹنٹ سرجن اور
ہاسپیٹل اسسٹنٹ سول ڈسپنسری کی مدد سے کالکا بازار
اور پہر اُنکی مدد کیلئے جمع ہو گئے - اور ایک بہنے کیلئے
ایک مکان دیا - یہ سوائے اردو کے گیت جانتی ہے
اور کہتی ہے - کہ اگر کسی سکول میں جگہ ملجائے تو گذارہ
کر لینگی - میں نے چونکہ سکول اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو [illegible]

جلد ۱۳ | مطبوعہ ۱۰ پوہ سمت ۱۹۷۸ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء۔ شکروار۔ جلندھر شہر | نمبر ۳۹

سنساری گتی

کشتریہ کون ہیں؟

کہنتے ہیں کہ مسٹر بینرجی کمشنر مردم شماری کے پیچھے پڑ کر فتوے لے لیا کہ اُن کا شمار ورن نمبر ۲ یعنی کشتریوں کے اندر کیا جاوے۔ اسپر اب راجپوت لوگ ناراض ہو رہے ہیں۔ اور گو مسٹر بینرجی اُنہیں پہلے ہی کشتریوں میں شامل لکھ چکے ہیں تاہم اُنہوں نے اسوقت عجیب شور مچانیکی کوشش کی ہے۔ ایک راجپوت صاحب نے ہمعصر ٹریبیون کے کالموں میں یہ بحث اُٹھائی ہے کہ کہتریوں کو کشتریہ کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ دونوں ذاتوں کے تعلیمیافتہ اصحاب تک اس بیہودہ پن سے بیخبر ہیں۔ جو کہ اُن کی تحریروں سے ٹپکتا ہے۔ ورن اور چیز ہے اور موجودہ ذاتوں کی تقسیم امر دیگر ہے اُن کا انحصار ویدوں کی ہدایت کے مطابق گن کرم اور سوبھاؤ پر ہے۔ جو کشتریہ کے اوصاف سے موصوف اور ویسے ہی اعمال رکھتا ہے اُسے کشتریہ ورن میں شامل کرنا چاہئے۔ اور اس نامناسب بحث میں جو دونوں جانب سے ہوئی ہے دلیل ہی گن کرم کی ہی پیش کی گئی ہے۔ اگر یہ دعوے دونوں فریق نیک نیتی سے کرتے ہیں۔ تو میں کہتریوں سے پوچھتا ہوں کہ اُن میں سے جو کہتری "نمک تیل" کی دوکانیں کرتے ہیں۔ یا خدمتگاری یا چپڑاس گیری کا کام کرتے ہیں وہ بھی کشتریہ ہی ہیں اور راجپوتوں سے پوچھتا ہوں کہ آیا وہ راجپوت جو کہ پہاڑ سے آکر جلوگوں کے گھروں میں رسوئی بناتے۔ برتن مانجنے اور جوتا تک صاف کر دیتے ہیں۔ کشتریہ کہلا سکتے ہیں اگر ذاتوں کا بندھن ہی قائم رکھنا ہے۔ تو ایسوں کے واسطے اچھے نام۔ سارسوت۔ گوڑ۔ کنوجیا۔ سناڈھ کہتری۔ راجپوت۔ بہوٹیں پہاڑی موہیال۔ سود اروڑے۔ وغیرہ وغیرہ ہی رہنے دو۔ برہمن کشتریہ۔ یا ویشیہ نام رکھ کر وران ویوستھا یعنی انسٹیٹیوشن کا مخول اُڑانا۔ دھرم کا کام نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُنکو دیش یا قوم کا فرقہ ساز ہی کہہ سکتے ہیں۔

ویدک خیالات کی ایک اور فتح

ہمارے ناظرین عرصہ ہوا معلوم کر چکے ہیں کہ اسوقت امیریکا کے فاضل ڈاکٹران کی رائے ہو رہی ہے کہ مرض تپ دق کا علاج سوائے سوائے پرانایام کے اور کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ ہم مغربی اخبار وں کے حوالہ جات سے ایسے واقعات بھی درج کر چکا ہوں جن میں محض پرانایام سے تپدق کا بیمار راضی ہو گیا۔ حال میں ہی ملک جرمن کی ارلنگٹن یونیورسٹی کے پروفیسر جیفرز صاحب کی رائے ہے جس سمندر کی بیماری کا اب تک کوئی بھی علاج نہیں مانا گیا اُسکا یقینی بھی پرانایام ہی ہے۔ جو لوگ اخباروں اور سفرناموں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اُنہیں معلوم ہے کہ جہاز پر سوار ہوتے ہی نئے آدمی کا جی متلانے لگتا ہے اور قے آنے لگ جاتی ہیں۔ پہلے دو تین دنوں تک ہر ایک نئے مسافر کا یہی حال رہتا ہے۔ اب پروفیسر جیفرز کی رائے ہے کہ اگر جلد جلد اور سانس بھر کر دم لیا جاوے تو دماغ کی اُس حالت میں فرق آجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے سمندر کی بیماری واقع ہوتی ہے۔ بہر کیف یہ آریہ مسافر کے اس قول کی ایک اور تصدیق نہیں ہے کہ "جہاں جہاں سائنس اور علوم حق کی روشنی پہونچیگی وہاں وہاں آریہ دھرم کا جھنڈا سب سے پہلے پہنچ جاویگا۔"

آزاد ملک کا سچا الیکشن
آزاد پریزیڈنٹ چناؤ

اسوقت ممالک متوسطہ امیریکا سے بڑھکر آزاد سلطنت کوئی بھی نہیں سمجھی جاتی لیکن وہاں بھی اسوقت تک پنشن کی غلامی نے انسانوں کو پنجۂ غضب کی زنجیریں توڑنے کے قابل نہیں بنایا تھا۔ چنانچہ کسی امریکن کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ کہ کسی نے دیسی کو کہا ہے پر چائے پارٹی میں اُسے اتارا۔ لیکن امیریکا کے نئے پریزیڈنٹ روسی ویلٹ نے امیریکا کی واقعی کایا پلٹ دی ہے۔ پہلا کام جو اُنہوں نے کیا تھا یہ تھا کہ ایک حبشی لیڈر کو ٹاؤن ہال کی ٹی پارٹی میں دعوت دی۔ اسپر بہت شور مچا لیکن بہادر روسی ویلٹ نے اسکی کچھ بھی پرواہ نہ کی اب پریزیڈنٹ روسی ویلٹ نے دوسرا کمنامہ جاری کی ہے کہ عہدہ اسٹیشن ماسٹری بتری دیگر بھی اور حکومت ہائے ماتحت کی تقرری کی پڑتال پالیٹیکل پارٹیوں کا کچھ لحاظ نہ ہوگا۔ امیریکا گو آزاد ملک ہے وہاں بھی تین پولیٹیکل پارٹیاں جیسے خیالات نسبت اصول انتظام سلطنت ایک دوسرے سے مختلف ہیں پیشتر قاعدہ یہ تھا کہ جس پولیٹیکل پارٹی کا ممبر پریزیڈنٹ ہوتا تھا بڑے بڑے عہدے اُسی پارٹی کے ممبروں کو دئے جاتے تھے۔ لیکن اب آزادی اور انصاف کے یہ معنی بنے ہیں کہ ہر ایک عہدے پر سب سے لائق آدمی بلا لحاظ پارٹی وغیرہ کے مقرر کیا جاوے۔ پریزیڈنٹ روسی ویلٹ کو جو موقع نیکی اور انصاف پھیلانے کا ملا ہے وہ کم آدمیوں کو ملا کرتا ہے۔ اور اس موقع کا استعمال جو انہوں نے کیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اور امیریکا کی تواریخوں میں مسٹر روسی ویلٹ ایک نام چھوڑ جاویں گے۔ بلاشبہ امیریکا جیسے آزاد ملک کا ایسا ہی آزاد پریزیڈنٹ ہونا چاہئے۔

غلام ماتاؤں کی بہادر سنتان کیسے ہو سکتی ہے

بہادر کا ندا ایف ...

بہائی جنگی قیدی ہو کر ہندوستان میں آگئے ہوئے ہیں۔ اُن کی دھرم پتنی شریمتی مولیس پونتہا سقام ہرمتس میں جب پہونچیں تو ایک اخبار نویس نے اُن سے اُن کے پتی کا حال دریافت کیا اس پر دیوی نے جواب دیا کہ میرے پتی نظر بند ہوئے تو ہیں۔ انہیں خوشی ہے اپنے وطن کی آزادی کے لئے قربان کر دیئے گئے۔ خیال بعض لوگوں کی نظروں میں نزاکت سے گرا ہوا ہو لیکن مہرٹی اُسے میں نیچے جوش کے اظہار کرنیوالی عبارت اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ جب تک ماتائیں بہادر خیالات رکھنے والی نہوں تب تک انکی سنتان کیسے بہادر اور جفاکش ہو سکتی ہے۔ بھارت کی عورتیں جو اپنے بچوں اور سمبندھیوں کا ایک دن جدا ہونا گوارا نہیں کر سکتیں اور جو کہ غلامی کا طوق اپنے گلے میں پہنے ہوئے ہیں کب ایسی سنتان پیدا کر سکتی ہیں جو دیش کے لئے دکھ سہن کر کے سچے تپ کا ثبوت دے سکیں۔ آہ بھارت! تیرے کرم کتنا ہیں نہ معلوم کب تک تجھے تنزل کی طرف مائل رکھیں گے

نیشنل کانگریس نے پھر سالانہ کروٹ بدل لی ہے

نیشنل کانگریس نے پھر سالانہ کروٹ بدل لی ہے ۲۶ دسمبر سے یہ تحریک ہر سال انہیں دنوں شروع کرتی ہے۔ اور ۲۵ دسمبر کو پورے طور سے جاگ کر ایک ہفتہ کی بیداری کی زندگی گذار کر پھر خواب غفلت میں مبتلا ہو جاتی ہے چاروں طرف سے شور مچ رہا تھا کہ کانگریس نے اپنا مقصد پورا نہیں کیا۔ اور نہ کوئی عملی کارروائی کی ہے۔ پہلے کانگریس کے حامی اس آواز کو بدنیتی کی آواز کہکر ٹال دیتے تھے۔ لیکن اب خود اسی شور و شر میں شریک ہو گئے ہیں۔ جب دیکھا کہ چھٹکارا نہیں ہوتا تو اس طرح ٹالنے کی کوشش کی ہے "کہ لو ہم خود اس کمزوری کو مانے لیتے ہیں۔ اب تو جانے دو" اِسکی مرتبہ صنعت اور حرفت کی نمائش بھی ہوگی اور ساتھ ہی کلکتہ میں طالب علموں نے ایک روپیہ فی ممبر چندہ منظور کر کے ثبوت دیدیا ہے کہ قومی تحریک کیساتھ قوم کی ہمدردی ہے۔ لیکن اسطرح کی نمائشی کوششیں اصلیت پر پردہ نہیں ڈال سکتیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ کسی بڑے کام کے لئے تنت ہن کرنیکی شکتی بھارت نواسیوں میں اسوقت نہیں ہے۔ اور جب تک یہ سپرٹ پیدا نہیں ہو جاتی تب تک دس ہزار نیشنل کانگریس بھی دیش کے دکھ کو دور نہیں کر سکتیں۔

کیا نپولین مسلمان تھا؟

رسالہ حالی تو دکھائے گذشتہ پندرہ بیس سال سے لوگ اندھ نپولین بونا پارٹ سا عالیشان پیدا نہیں ہوا نپولین کے سخت سے سخت دشمن اس کی اس بزرگی کے قائل پائے جاتے ہیں۔ اُسکی نسبت ایک مسلمان ہمعصر لکھتا ہے۔ لارڈ روزبری وزیر انگلستان اپنی کتاب موسومہ لاسٹ آبزرآف نپولین کے صفحہ ۱۹۹ میں بدلائل ثابت کر رہے ہیں کہ نپولین عیسائی نہ تھا۔ بلکہ مسلمان تھا۔ پادریوں سے اُسکی اکثر بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ جنہیں وہ از روئے شرع محمدی ہمیشہ رد کر دیا کرتا تھا۔ تثلیث کا مسئلہ اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا...... مذہب اسلام کے متعلق کہتا تھا کہ کل ملل و مذاہب میں یہی ایک سادہ اور صاف مذہب ہے جسے عقل باور کر سکے۔ مصر میں مولویوں سے اسکے اکثر مباحثے ہوئے ہیں۔ اور وہ خود ہی ایک مرتبہ کل اُمرا کے سامنے جوش و خروش میں آ کر پکار اٹھا تھا "ہم مسلمان" مسلمانوں کا ساڑھیلا ڈھالا پاجامہ اور عربی پگڑی پسند کرتا تھا۔ کبھی کبھی ہمت ہی دراز کرتا جیسا اکثر مولوی وواعظ پہنا کرتے ہیں استعمال کرتا تھا۔"

لیکن نپولین کی مشہور سوانح عمری کے مصنف مسٹر ایبٹ صاحب فرماتے ہیں "قرآن کے چہرہ ہی سے وہ تھک جاتا تھا۔ بائیبل کی نسبت تو بہت کریتی تھی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کے خیالات قران کی نسبت کیا تھے۔ اور اسلام کی بنیاد اگر قران پر نہیں ہے۔ تو نہ معلوم کس پر ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ نپولین مصر میں بعض اوقات مسلمانوں کی پوشاک پہن لیتا تھا۔ اسکا کیا مطلب تھا؟ کیا اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ نپولین مذہب اسلام کو بطور مذہب کے پسند کرتا تھا۔ اسکا جواب ایبٹ صاحب خود نپولین کی زبانی ہی دیتے ہیں۔ نپولین نے مصر کا ذکر کرتے ہوئے کہا "لیکن باوجود سب باتوں کے یہ کچھ بڑی تعجب کی بات نہ ہوتی اگر واقعات مجھے ترغیب دیتے کہ میں اسلام کو قبول کر لوں۔ لیکن میرے پاس تبدیل مذہب کیلئے اچھی وجوہات ہوتیں۔ پھر کم از کم دریائے یوفریٹیز تک پہونچنا محفوظ ہو جاتا۔ ذاتی مفاد کے لئے تبدیلی مذہب قابل معافی نہیں ہے۔ لیکن بڑے پولیٹکل اغراض کے حاصل کرنیکے لئے یہ قابل معافی ہو سکتی ہے" گویا محض پولیٹکل اغراض کے لئے نپولین تبدیل مذہب کے لئے تیار ہوا تھا۔ پھر شاہ ہنری چہارم کا ذکر کرتے ہوئے جو پیرس دارالخلافہ فرانس کی بادشاہت کیلئے رومن کیتھولک بننے کو تیار ہو گیا تھا۔ نپولین نے کہا "کیا یہ کہا جاویگا کہ مشرق کی بادشاہت اور شاید کل ایشیا کے زیر حکومت لانیکا کام ایک دستار اور پاجامہ کی قیمت کا نہ تھا"۔ اسکے بعد نپولین کہتا ہے کہ "شیخوں نے میرے لئے راستہ آسان کر دیا تھا۔ کیونکہ شراب میرے لئے جائز کر دی تھی۔ سوا محض یہ تھا کہ میں بجائے ٹوپی اور تنگ پارچات کے دستار اور ڈھیلے پارچات کا استعمال شروع کر دوں۔" میں حیران ہوں کہ بعض مسلمان بھائی اس قسم کے تبدیل مذہب کی امید ونکو قابل فخر سمجھتے ہیں۔ نپولین اگر مسلمان ہو کر محمد صاحب کا پیرو بھی ہو جاتا تب بھی محمدی مذہب کی سچائی کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا تھا میں اجکل کے اس فیشن پر حیران ہو رہا ہوں کہ مذاہب کی سچائی کا معیار محض اُن انسانوں کی تعداد کو سمجھا جاتا ہے جو کہ اُسکی پیروی کا زبانی دم بھریں۔ اگر یہی معیار صحیح تو بدھ مذہب اور وہ بھی گری ہوئی حالت میں سچا مذہب سمجھا جانا چاہئے اور دوسرے درجہ پر ہوا انگا مذہب

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

بیگم صاحبہ مرشد آباد نے خود جا کر علیگڈھ میں محمڈن کالج کا ملاحظہ کیا۔ لیکن کیونکر؟ ہمعصر پنجاب ابزرور کہتے ہیں کہ پردہ کے چلتی ہوئی بیگم صاحبہ سٹریچی حال میں پہونچیں غ ابینہم نیت است۔ وہ دن دور نہیں ہے جبکہ پردہ کے موجد خود عورتوں کو آزادی دیں گے

ڈسٹرکٹ منصف مقام اسکاد علاقہ اڑیسہ نے اشتہار دیا ہے کہ ایک ایف۔ اے یا انٹرنس پاس شدہ کی امین درجہ دوم کے عہدہ کے لئے ضرورت ہے۔ جسکی تنخواہ ۱۸ روپیہ بتلائی جاتی ہے ساتھ ہی خوشخطی لازمی ہوگی۔ لیکن پھر بھی ہندوستانی دونشدہ چاکری کے پیچھے ہی سرگردان پھرتے ہیں۔

فرانسیسی موسو گوڈارڈ صاحب ارادہ رکھتے ہیں کہ بحیرہ اٹلینٹک کو غبارہ میں عبور کریں انہوں نے ایسا بیلون (غبارہ) بنانے کا انتظام کیا ہے۔ جو ۲ دنوں تک ہوا میں رہ سکے۔ اس خیال سے کہ شاید کہیں راستہ میں سمندر کے اندر بیلون نہ اترے انہوں نے بیٹر وییم کی ایک کشتی بنا کر اندر رکھ لینے کا ارادہ کیا ہے۔ یورپین عالم جہاں ایسے کاموں میں لگے ہوئے ہیں، وہاں ہند کے فاضل لوگ پیپل کے سایہ کے آنند لے رہے ہیں۔

مظفرالواہ میں ایک برہمن سبھا قائم ہوئی ہے نسبت کہا جاتا ہے کہ برہمنوں کی قوم کا ادھار گیرگی۔ پیشتر بھی بیشمار برہمن سبھائیں بن چکیں۔ لیکن برہمنوں کا ادھار تب ہوسکیگا جب کہ وہ وید اور ستیہ شاستروں کا ابھیاس کریں گے۔

ملک سیبیریا میں ایک مقام اڑ جلٹیو ہے جہاں ایک لڑکی انا یوسف نائیدامی رہتی ہے اس لڑکی کی آنکھیں حیرت انگیز خصلت رکھتی ہیں بہ دقتوں تک کی چیزیں دیکھ کر یہ لڑکی بیان کر سکتی ہے۔ اندرونی بیماریوں کے حالات دریافت کرنے میں اِس لڑکی کی آنکھوں سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔

جاپانیوں نے بجلی کے ذریعہ سے بارش کرانیں کامیابی حاصل کی ہے۔

کوروں کی قوم میں ایک عجیب رسم بیان کی جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی راستہ میں اپنی عورت کو ملے تو فیشن یہ ہے کہ وہ اُس سے واقفیت کا اظہار نہ کرے۔ انگریزوں میں فیشن ہے کہ مجلس کے اندر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ہی ساتھ لگا رہے تو اسے بیہودہ سمجھتے ہیں پردہ والے فرقوں میں بھی اگر کوئی دوست یا واقف سجائے تو اپنی عورتوں سے علیحدہ ہو جایا کرتے ہیں۔ گویا اُن کی عورتیں ہی نہیں فیشن کی غلامی میں کیا کیا بیہودہ پن نہیں ہوتے

پنڈت وشنو دگمبر کے گاندہرو مہاودیالیہ کا بڑا عالیشان جلسہ لالہ مولچند کے مندر میں ہوا جہیں مہاراجہ صاحب والئے جموں وکشمیر بطور مربی کے موجود تھے۔ اور رائے بہادر پرتول چندر چٹرجی جج چیفکورٹ صدر انجمن تھے۔ رونق بڑی عمدہ تھی۔ گاندہرو ودیالیہ کے لئے اپیل ہونے پر تین ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع ہوا

چین میں ایک آفریدی سپاہی نے بمقام چیاولی تین سنگین اپنے دو ساتھیوں کو بندوق سے ملا دیا۔ اور تیسرے کو زخمی کر کے جرمن فوج کے لشکر میں چلا گیا۔ اُسجگہ جاتے ہی ایک جرمن آفیسر کو بندوق سے مارتے ہی ایک بورچی سپاہی کو مار ڈالا اور دو کو زخمی کیا۔ جرمن کیمپ میں شور مچگیا۔ اور جرمن پہرہ والوں نے آفریدی خونی کو بندوق سے مار ڈالا۔ آفریدی فوجی آدمی جو خونی کے تعاقب میں آئے تھے اُن سے کسیقدر جرمن فوج کی تکرار ہوگئی۔ خیریت گذری کہ جرمن کمان افسر شرد بار تہا۔ ورنہ نہ معلوم کیا غضب ہو جاتا۔ اسقدر دور دراز ملکوں کی فوج کا ایک جگہ رہنا جبکہ وے ایک دوسرے کی بولی ہی نہ سمجھ سکتے ہوں بڑا ہی خطرناک ہے۔

لارڈ ریڈ سٹاک ایک مشہور انگلس رئیس اعظم ہیں جو عیسائی مذہب پر فریفتہ ہیں۔ اور جو مدت سے اسکے پرچار میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ عرصہ پندرہ سولہ برس کا ہوا جبکہ ہیں نے لاہور کے رنگ محل میں اُن کا لیکچر سنا تھا۔ اخبار پایونیر سے معلوم ہوا کہ لارڈ موصوف کی دو لڑکیاں ہندوستان میں عیسائی دہرم کے پرچار کے کام کے لئے طیار ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے تنہا ملی میں یہ کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہندوستان میں کتنے پُرش ہیں جو لڑکیاں تو درکنار لڑکوں کے دہرم پرچار کے کام کے لئے طیار کر سکتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ بہارت ورش سے مہاراجہ اشوک بُدہ دہرم کے پرچار کے لئے اپنے بیٹوں کو بھیج سکتا تہا

ایک مسمن مقام جبولی ضلع بہڑایچ سے کہتے ہیں۔ مسمی کنجہاری ولد پرسن قوم حلوائی ہندو عمر ۶۰ سال نے ایک شخص کی کنیا سے کچھ روپیہ دیکر شادی کی اُس کنیا کی عمر قریب دس سال کے ہوگی۔ چند روز شادی کو گذرے ہوں گے یعنی ۱۹ جون سنہ ۱۹۰۱ میں شادی ہوئی اور ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ میں اُس کنیا سے ہم صحبت ہونیکا ارادہ کیا۔ وہ بیچاری نابالغ کنیا نے رات کو شور و غل جو مچایا تو محلہ کے لوگوں نے ڈانٹ ڈپٹ دبا بیٹھ گئی۔ مگر آخر کو اُس موذی نے جبراً اس کنیا سے صحبت داری کی یہانتک کہ وہ لڑکی اسی صدمہ سے اُسی روز مر گئی۔ بڈھے کا اس نے اس کی لاش کو دریا میں ڈال دیا

بعد ڈالنے لاش کے ایک مسلمان حلوائی نے تہانہ میں آکر بطور مخبر کے اطلاع کی کہ تہانہ دار ٹھاکر نیم سنگہ صاحب نے جو کہ بڑی بہاری آریہ نیم کے معتقد ہیں اور فعل ناجائز سے قطعی پرہیز ہے خوب خیال سے تحقیقات کیا اور مقدمہ صحیح صحیح تحریر کرکے عدالت کو چالان کیا۔ مقدمہ سشن سپرد ہوکر ۲۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع کو ملزم پانچ سال کو سزایاب ہوا۔ عدالت سشن گونڈہ سے سزا ہوئی ہے۔ یہ بال بواہ کا نتیجہ ہے

وہوکہے بازی کے اشتہار! عرصہ ہوا آپ کے اخبار ستیہ دہرم پرچارمیں ایک اشتہار از جانب نکلسن انسٹیٹیوٹ وغیرہ جس کا پتہ تہا "نمبر ۱۲۶ دی نکلسن انسٹیٹیوٹ لونگ کاٹ گنز ربری لنڈن۔ بیو انگلینڈ" بحروف انگریزی تہا۔ اور جس کی سرخی "بہروں کو اطلاع" تہی چہپا تہا۔ چنانچہ آپ کے اخبار کو معتبر جان کر بندہ نے ولایت اس پتہ پر چٹھی لکہی۔ جہاں سے جواب میں ایک چٹھی آئی کہ تم ۱۲ شلنگ ۶ پنس بہیج دو۔ تمہارے لئے کان کی مشین بہیج دی جاویگی۔ اور اگر وہ رقم جو لیڈی نے بہروں کے علاج کے لئے دی ہوئی ہے ختم نہ ہو چکی ہوگی۔ تو تمہارے روپے بہیج دئے جاویں گے۔ اور کان مفت بہیجے جاویں گے۔ بندہ نے باوجودیکہ وہ کان مفت دینے کا اشتہار دے چکے تہے۔ تاہم مبلغ ۱۲ شلنگ ۶ پنس ان کے پاس بذریعہ منی آرڈر بہیجدئے۔ بندہ کے پاس یہاں کے ڈاکخانہ کی رسید منی آرڈر۔ اور روپیہ کے بہی پہونچنے پر بمبئی کے ڈاکخانہ کی رسید منی آرڈر موجود ہے - ۱۱۔ ستمبر سنہ الیہ کو روپیہ بہیجا گیا تہا۔ جسکو عرصہ تین ماہ سے کچہ زیادہ گذر چکا ہے۔ اب تک نہ تو کان کی مشین روانہ کی۔ اور نہ روپیہ کی پہونچ ہی لکہی۔ اور میں اس درمیان میں ایک کارڈ بہی لکہہ چکا ہوں۔ مگر جواب ندارد۔ کان کی مشین بندہ نے ناظم بسنت سنگہ جو کہ جیند کی ریاست میں ناظم ہیں ان کے لئے منگوائی تہی وہ کانوں سے بہرے ہیں۔ اب آپ جسطرح فرماویں کیا جاوے۔ اول تو آپ یہ مضمون اخبار میں دیدیویں۔ دوم آپ اپنی رائے ظاہر فرماویں۔ کہ ایسے جہوٹے اشتہار بازوں کا کیا علاج کیا جاوے۔ نہ تو چیز بہیجیں نہ روپیہ بندہ کے پاس ان کی چٹہی موجود ہے جس میں انہوں نے ۱۲ شلنگ ۶ پنس منگوائے ہیں۔

(آیکا داس آسارام گوئل اُپمنتری آریہ سماج جیند)

نوٹ: آپ کے بہیجے ہوئے روپیہ غائب ہوگئے - اور اشتہاروں کی اجرت غائب ہوگئی اب سوائے صبر کے اور کیا چارہ ہے۔ ولایت میں الفاف وہوکہ دہینے کے لیے ہزاروں پاونڈ چاہئیں۔ منیجر

گروکل کے پریمی جاگتے ہیں

کل جگ نہیں کل جگ ہے یہ اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے

ناظرین والا تمکین نے اخبار ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۲۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع کے پرچہ میں گروکل کے افتتاحی جلسہ کے حالات پڑہے ہونگے - جسمیں لفٹرینٹ لالہ منشی رام جی پردہان آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب و دیگر حالات و تاریخ جلسہ بتاتے ہوئے دو ہزار روپیہ کی ضرورت صرف مہیا نداری و دیگر اخراجات جلسہ کے لیے تحریر فرمایا ہے۔ اور اپنے آریہ بہائیوں سے اس قلیل رقم کو ۱۵ جنوری تک پورا کرنے کے لئے آشا ظاہر کی ہے۔ آریہ سماج قصبہ موانہ کلاں ضلع میرٹھ کے سپتاہک ادہی ویشن تاریخ ۲۲۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع بروز روی وار بوقت شب مذکورہ بالا گروکل کے حالات پڑہے گئے۔ اور حاضرین سے واسطے امداد خرچ افتتاحی جلسہ گروکل مقام ہری دوار کے لئے پرارتہنا کی گئی۔ چنانچہ اُسی وقت مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی دریا دلی سے اس چشمۂ فیض کی پرورش کے لئے رقوات مندرجہ ذیل عطا فرمائیں جو بذریعہ منی آرڈر آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کے منتری کی سیوا میں بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ بہیج دئے گئے۔

لالہ متہرا داس صاحب پردہان ۱ے۔ لالہ رامچند مرلیدہر صاحبان ۸ے۔ لالہ بہگوانداس صاحب رئیس للعہ۔ لالہ شنکر لال صاحب بزاز ۲ے۔ لالہ گنپتی لال صاحب ۱ے۔ لالہ بابو رام صاحب بزاز ۲ے۔ لالہ رام داس صاحب نیب ۲ے۔ لالہ رام داس صاحب بزاز ۲ے۔ ماسٹر دیودت صاحب ۸ر لالہ پرشادی لال صاحب بہگت ۴ر

میزان کل ۲۰ے۱۲

بیس روپیہ بارہ آنہ بہ تفصیل ذیل۔

۲۰ے رکا منی آرڈر - بتاریخ ۲۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع خدمت میں منتری سبہا موصوف بہیجے اور ۱۰ خرچ منی آرڈر اور ۲ر کا لفافہ خدمت منشی رام اور ۲ر کا لفافہ خدمت میں منتری گروکل ۲ا بہیجے۔ دیودت شرما منتری آریہ

(سماج قصبہ موانہ کلاں)

انعامی مضمون!

منیجر پانچال پنڈتا کی طرف سے ۲۰ روپیہ ۲ انعام

ستیہ دھرم پرچارک

ویدپرچار فنڈ کا اُدّیشیہ کیوں کر پورن ہو

جو وقت ویدک دہرم کے پرچار کو آریہ سماج کا ایک اُدّیشیہ سمجھ کر اُسکے ایک انگ کی پورتی کے لئے آریہ پرتی ندہی سبہا کی طرف سے پہلا اپیل شائع کیا گیا تہا۔ اُسوقت پنجاب دیش تہا سندہ اور بلوچستان کے لئے بہی تقریری پرچار کا خرچ ۳۲۴۰۰ سمجہا گیا تہا۔ اِس اپیل کو شائع ہوئے چھہ برسوں سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا لیکن افسوس کہ اُپدیشکوں کی تعداد و لیاقت اور محنت میں ترقی ہونے کے بجائے اسوقت تنزل نظر آرہا ہے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں جسقدر اُپدیشک کام کر رہے تھے اسوقت اُسکا بہی حصہ مشکل سے نظر آتے ہیں۔ اور اُس پر قابلِ افسوس بات یہہ ہے کہ اسوقت اُپدیشکوں کا جوش بہی کچھہ سرد ہوا دکہائی دیتا ہے۔ یہہ تو ممکن ہے کہ اُپدیشکوں کی خاص پریرنا سے پہر ہمت بندہائی جاوے اور وے اپنے کرتویہ کو سمجھہ کر پہلے سے زیادہ تر حوصلہ کے ساتھ کام کرنے لگ جاویں۔ لیکن اُپدیشکوں کی تعداد کی کمی کو بغیر روپیہ کے پورا کرنا مشکل ہے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں ویدپرچار فنڈ کی آمدنی نو ہزار کے قریب ہوئی تہی جس سے اُمید پڑتی تہی کہ رفتہ رفتہ اپیل کے مجوزہ بجٹ کے قریب قریب آمدنی پہونچ جاویگی۔ اور پنجاب دیش میں پرچار کا پورا پربندہ ہو جاویگا۔ لیکن افسوس کہ سنہ ۱۸۹۷ء کے شروع میں ہی آریہ مسافر کے قتل پر ویدپرچار کی آمدنی گہٹ گئی۔ لیکن اس سال کے گھاٹے کا کسی کو افسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ اُس سال بیس ہزار روپیوں کے قریب لیکہرام

لاہور ۱۱ مئی [illegible]

میموریل فنڈ کے لئے جمع ہوا تہا۔ لیکن سنہ ۱۸۹۸ء میں بہی ویدپرچار فنڈ کی آمدنی پانچ ہزار سے نہ بڑہی اور اب تک یہ آمدنی اُسی جگہ ٹھہری ہے۔ میری رائے میں گو خاص اپیلوں اور محنتوں سے اِس مد آمدنی میں کسی قدر ایزادی ہو سکے لیکن حالات موجودہ میں پہلی اپیل کی امیدوں تک پہونچنا مشکل سا معلوم ہوتا ہے۔ پہر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کل پنجاب آریہ پرتی ندہی سبہا کے علاقہ میں پرچار کا خاطر خواہ بندوبست کیونکر ہو سکے۔ اسکے لئے اول تو آمدنی میں ایزادی چاہئے۔ اگر لاہور۔ کوئٹہ۔ راولپنڈی وغیرہ چند ایک آریہ سماجوں کو مستثنیٰ کر لیں تو کوئی بہی آریہ سماج ایسا دکہائی نہیں دیتا جو سو دو سو روپیوں سے زیادہ دہن اسوقت ویدپرچار فنڈ میں سالانہ دیتا ہو۔ اِس کی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ [illegible] فنڈ کا کوئی بہی حصہ لوکل کاموں میں ظاہراً خرچ نہ ہوتا ہو۔ اسکے لئے حوصلہ سے دان ملنا مشکل ہوتا ہے۔ گو پرچار کے لئے اُپدیشک جاتے ہیں۔ لیکن دانیوں کے یہہ نتیجے نہیں ہوتا کہ اُن کے دئے ہوئے دہن سے اُنکے علاقہ میں کافی پرچار ہوگا۔ میری رائے میں اگر ہر ایک ضلع کے آریہ سماج مل کر ہر سال پانصد روپیہ یا اُس سے زیادہ جمع کر لیا کریں اور اُس میں نصف روپیہ اپنے لوکل پرچار کے لئے رکہ کر نصف آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کو دیدیا کریں تو جہاں ہر ضلع کے لئے ایک اُپدیشک رکہا جا سکے گا وہاں آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کے پاس بہی دس ودوان اُپدیشک رکہنے اور تحریری پرچار کرانے کے لئے کافی دہن پہونچ جایا کرے۔ میری رائے میں جو ضلع پانصد روپیہ تک نہ جمع کر سکے اُسمیں پرچار کے لئے سبہا کی طرف سے مستقل اُپدیشک ہو جانے چاہئیں جن کا خرچ کہ اُن عالی ہمت آریہ سماجوں کے چندہ پر چل سکتا ہے۔ جنہیں باوجود ہزار ڈیڑہ ہزار جمع کر لینے کے بہی اپنے لوکل پرچار کے لئے تین یا چار سو روپیوں سے زیادہ کی ضرورت نہ پڑیگی۔ میں نے ایک اشارہ دیدیا ہے۔ اگر آریہ سماجوں کے اودھیکاری اسپر وچار کر کے اِس خیال کو وسعت دیں گے تو اُمید ہے کہ بہت جلد پرچار کا بلحاظ تعداد پرچارکوں کے انتظام ہو سکے گا۔

دہرم پرچارکوں کے کرتویہ

ویدک دہرم کے پرچارکوں کے کرتویہ پر گذشتہ اشاعت آریہ پترکا میں ہمعصر موصوف نے ایک بڑا قابلِ قدر مضمون لکہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جسجگہ کوئی اُپدیشک جاتے موجود ہوں وہاں کے انگریزی دان بہائی اُس مضمون کا ترجمہ اودشیہ اُنہیں سُنا دیویں۔ اِس میں شُبہ نہیں ہے کہ جب اُپدیشک گن عام ممبران آریہ سماج سے کچھہ بڑہ کر عملی جیون نہیں رکہتے تو اُن کے اُپدیشوں کا کچھہ بہی اثر نہیں پڑ سکتا اُپدیشکوں کو جہاں منوجی کے کہے ہوئے دھرم کے دس لکشنوں کو اپنا آدرش بنانا چاہئے وہاں اپنے سمئے کو بہتر طریقہ پر خرچ کرنے کا بہاؤ بہی اُن کے اندر پیدا ہونا چاہئے۔ اُپدیشکوں کی تعداد تو جب بڑہیگی تب بڑہیگی لیکن اُپدیشکوں کے جیون میں ایکدم سے پلٹا ہونا میری رائے میں نہایت ضروری ہے۔ اور اِس کام میں بہت کچھہ آریہ سماج کے ممبر بہی مدد دے سکتے ہیں۔ اُپدیشکوں میں اِس پہلو میں اگر کچھہ کمی ہے تو اُس کے لئے محض اُپدیشک ہی ذمہ وار نہیں بلکہ آریہ سماج کے ممبر اُپدیشکوں کے ساتھہ جو برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ زیادہ ذمہ وار ہے۔ میری رائے میں آریہ اُپدیشکوں کے ساتھہ بے تکلفی پیدا کر کے اُن کو پاٹھشالہ میں لگانے کی کوشش

کیا کرتے ہیں وہ پرچار کے کام کو بڑا بھاری نقصان پہونچاتے ہیں - اگر آریہ پرشس اُپدیشکوں کی باقاعدہ اور نیما نوسار کام کرنے میں مدد کریں تو آریہ سماج کے اُپدیشک بڑی بہولیت سے اپنے کرتویہ کو پالن کر سکیں -

ریویو!

دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج - بزبان انگریزی - مؤلفہ باوا ارجن سنگھ ایڈیٹر آریہ پتر کا - اس ٹریکٹ کے اندر مؤلف نے رشی دیانند کی زندگی کے حالات بڑے اختصار کے ساتھ درج کئے ہیں - جبکہ سنکوچ کرنا ہو - دوسرے الفاظ میں جہاں دریا کو کوزہ میں بند کرنیکی کوشش ہو - وہاں ہر ایک واقع کو درج کرنا اور اُن میں سے بعض واقعات کی نسبت ہر ایک ضروری امر کا اظہار بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے - اس ٹریکٹ میں بھی مؤلف نے مجبوراً بہت سے واقعات کو چھوڑ دیا ہے - اور بعض واقعات کی خصوصیتوں کو بھی بیان نہیں کیا - تاہم ۴۴ صفحوں کے اندر جسقدر واقعات پیش کئے گئے ہیں وہ بیش قیمت سمجھنے چاہئیں - دو ایک جگہ معمولی غلطیاں بھی سرزد ہو گئی ہیں مثلاً بکرمی سمت ۱۹۲۴ کے کنبھ پر ہردوار میں جو ویاکھیان رشی دیانند نے دئے انکا ذکر کرتے ہوئے سوامی وشو ہانند کو سامعین میں شامل کیا ہے - حالانکہ سوامی وشُدھانند کے پاس محض ستیہ کے پرچار کے لئے دیانند نے پیغام ہی بھیجا تھا - اسطرح کنبھ پر نیاگ کے بعد لنگوٹ بند دیانند نے گنگا کے کنارے کنارے چلتے

ویدک دھرم کا پرچار کیا تھا - نہ کہ دھیان کے لئے علیحدگی اختیار کی تھی لیکن جہاں دریا کو کوزہ میں بند کرنا ہو وہاں قطروں کا ردوبدل ہونا خاصۂ بشریت ہے - اسوقت تک انگریزی زبان میں رشی دیانند کی زندگی کے سارے حالات موجود نہیں ہیں اور باوا ارجن سنگھ جی نے تعلیم یافتہ ہندوستانیوں اور انگلستان اور امیریکا کے عالموں کی توجہ کے لئے رشی کا جیون پیش کر کے ایک خاص ضرورت کو دور کیا ہے - جسکے لئے کہ وے ہر ایک تعلیم یافتہ آدمی کے شکریہ کے مستحق ہیں - ملنے کا پتہ منیجر پنجاب پرنٹنگ ورکس لاہور -

وواہ پدہتی :- ویدک یتنرالئے کی طرف سے چھپی ہے - سنسکار ودہی میں سے وواہ کا کُل پرکرن اکٹھا کر کے چھاپ دیا ہے - جالون کے تحصیلدار بابو دیارام جی نے اپنے پتر کے وواہ پر ایک ہزار کاپیاں مفت بانٹنے کو لی ہیں - باقی ایک ہزار کی قیمت یتنرالئے اجمیر کی طرف سے ۲ فی کاپی رکھی گئی ہے - جو بلحاظ موجودہ قیمت سنسکار ودہی کے زیادہ ہے - پُستک اچھی چھپی ہے -

تصحیح غلطی :- ۱۴ دسمبر کے پرچارک میں جو ستیہ شو سنکشا نامی کتاب کا ریویو چھپا ہے اُس میں غلطی سے بجائے کاشی پور کے کانپور چھپ گیا ہے لالہ مہاراج جی کاشی ضلع نینی تال کے رہنے والے ہیں

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) منشیوں کو دھن - ستریوں کو پردیش سے لوٹا ہوا پتی - ندیوں کو ورشا - درکشوں کو بسنت رتو اور پرجا کو اپنے دھرم کی راجا - گئی ہوئی ہری بھری کو بھی لوٹا لاتے ہیں -

(۲) ایک دوجہ رت ہونا - سانسارک سکھوں سے اُداسین رہنا - اندریوں کو وشیمیں رکھنا

کھشما - دیا - شانتی - لوگوں کا پر یہ ہونا - پانی کی لو بھ نہ نبا ون دینا - جنمرف - اور ... رت رہنا - گیانی پُرش کے دس کلشن ہیں

(۳) آگ - پانی سے - سوریہ کی گرمی چھاتے سے - مست ہاتھی انکش سے - بیل اور گدہا لٹھ سے - امراض ادویات سے - الغرض سب کا علاج ہے - پرنتو مورکھ کی کوئی بھی اوشدہ ہی نہیں -

(۴) کمزور ونتی رکھشا کیلئے جیسا بل ہے - ویر پرش کیلئے جیسے دھن ہے - راستی کے اظہار کے لئے ... ایسے لڑکے سے پتا گیڑ روالا کہلا سکتا ہے -

(۵) پتر - متر - گرہ دھن سے رت کئے ہوئے اور مصیبت میں پڑے ہوئے انسان کی دھیرج ہی کلیان کرنیوالی ہے

(۶) جو انسان دکھی ہے - وہ اپنے سے زیادہ دکھی کی طرف دیکھے - اور جو سکھی ہے وہ اپنے سے زیادہ سکھی کی طرف دیکھے - اپنے آپ کو ... اور شوک روپی شترؤں کو نہ دینا چاہئے - اپنے سے زیادہ سکھی اور دکھی کو دیکھ کر پرش ... میں ہوتے اور شوک میں ڈوبنے سے بچتا ہے

(۷) کھشما یکت تیجسوی پُرش کو زیادہ ... نہ کرنا چاہئے - کیونکہ بہت رگڑنے پر چندن سے بھی آگ نکل آتی ہے -

(۸) دھرم کے نام سے دھن ٹھگ کر کھانیوالا - سدا لالچی - دھوکہ دینے والا - اپنی بڑائی کی ڈینگ مارنے والا - پرانیوں کو دُکھ دینے والا - اور بلا سوچے سمجھے سب پہلے بُرا ... ساتھ طلبہ رکھنے والے آدمی کو ... ارتھات بلی کا برتاؤ رکھنے والا کہتے ہیں

(۹) اپنے آپ کو مہاتما ثابت کر نیکے خیال سے ... والا - پشن کو نہ ماننے والا - خود غرضی میں لگا رہنے والا - اپنے جھوٹے پکش کو بھی سچے ... کرنیوالا - اور اوپر دیکھنے میں ...

آریہ سماجک خبریں

لالہ پرسرام لائبریرین آریہ سماج جنوں کے گھرہ ۲۰۔ نومبر کو ہون ہوا۔ اس موقع پر لالہ پرسرام نے پانچروپیہ ویدپرچار فنڈ میں دان دیئے۔

رام نگر کے ماسٹر بھگوان داس بدستور پرشانتہ سے کام کر رہے ہیں۔ پہلے چوک کلان میں ایک بڑا ہون کیا۔ ۱۷۔ دسمبر کو مہاشے گوبند رام جی نمبردار کی دوکان کے پاس لیکچر دیا۔ جسپر سے لوکل سکول کے لئے چندہ ہوا لالہ دیو بداس کی پتری کے وواہ پر آریہ سماج رام نگر کی بھجن منڈلی طلب کی گئی۔ اثر اچھا پڑا۔

بستی (ممالک مغربی وشمالی) آریہ سماج کا پہلا سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ منتری مہاشے برہمچاری نتیانند۔ سوامی ورشنانند۔ پنڈت تلسی رام۔ پنڈت دیودت۔ پنڈت رودر دت اور چودھری پردین سنگھ جی کو مدعو کرتے ہیں۔

آریہ سماج ملانہ (ضلع بجنور) میں ۲۴۔ نومبر اور ۱۰۔ دسمبر کو دو نام کرن سنسکار ہوئے۔ جن میں لوکل پاٹھشالا کو بھی دان ملا۔

بڑوت (ضلع میرٹھ) کے جین مندر میں لالہ دین دیال سنگھ ممبر آریہ سماج کے تین ویاکھیان دھرم کی بزرگی پر ہوچکے ہیں۔ جن کا بڑا اچھا اثر ویدک دھرم کے حق میں پڑ چکا ہے۔

شاہجہانپور میں ۱۰۔ دسمبر کو لالہ پرشادی لال جی کی پوتی کا وواہ تھا۔ جو سنسکار ودہی کے مطابق کرایا گیا۔ اور ۲۵ روپیہ مختلف رفاہ عام کے کاموں میں دان ملا۔

منتری آریہ سماج شاہجہانپور لکھتے ہیں کہ میلہ گنگا ڈہائی گھاٹ پر ۲۴۔ نومبر سے ۳۰۔ نومبر تک ویدک دھرم کا پرچار ہوا۔ علاوہ بہت سے دیگر آریہ لیکچراروں کے پنڈت ننداکشور دیو شرما بھی آریہ پرتی ندھی سبھا کی طرف سے پرچار میں شریک تھے۔ پنڈت جی نے بڑا کام کیا۔ تقریباً ۱۶۰۰۰ ہزار آدمیوں تک ویدک دھرم کا اپدیش پہونچایا گیا کل پرچار پر ۵۲ روپیہ ۵ آنہ ۹ پائی خرچ آیا۔ جس میں سے ۱۹ روپیہ ۱۴ آنہ باہر سے آئے تھے۔

بدایوں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۱۔ ۱۲۔ و ۱۳۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔

جھنگ مگھیانہ میں لالہ لکھبیداس جی کی ہمت سے ایک منتری سماج قائم ہوا ہے تین جلسے ہو چکے ہیں۔ آخری جلسہ میں حاضری ایک سو کی تھی۔

ریاست بھیرپور (علاقہ راجستھان) آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۸۔ ۱۹۔ اور ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوگا۔

مہاشے دیوی چرن جی منتری آریہ سماج بجرنگ گڑھ لکھتے ہیں کہ ۲۰۔ ستمبر لغایت ۱۰۔ دسمبر سنہ حال بارہ جلسہ عام و چار جلسہ انترنگ سبھا کے ہوئے۔ جن میں معمولی کارروائی کے علاوہ ۱۰۔ نومبر سنہ حال بموقعہ دیوالی ہون کیا گیا۔ اور قمار بازی وغیرہ خراب رسمیات کے خلاف لیکچر دئے گئے۔ ۱۳۔ نومبر سنہ حال بہ تقریب سالگرہ فرزند منشی طوطارام صاحب سررشتہ دار پرگنہ نے ہون کیا۔ اور اس جلسہ میں حکام اور جملہ اہلکاران شریک تھے۔ منشی طوطارام صاحب نے رسم سالگرہ کے اغراض بیان کئے۔

بموقعہ سالگرہ حضور معلیٰ دام اقبالہٗ سماج کی جانب سے بتاریخ ۱۶۔ نومبر سنہ حال قریب ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے میں دال روٹی اور ترکاری تھی۔

جلسہ چہارم انترنگ سبھا کا اس غرض سے کیا گیا۔ کہ چونکہ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء میں ہریدوار میں گروکل کھلنے والا ہے۔ اس کو بھی امداد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل صاحبان نے رقوم دینے کا وعدہ واثق کیا ہے۔ اور فہرست کھلی ہوئی ہے:

پنڈت رادھا رام صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگلات سبھا پتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵ عہ
منشی طوطارام صاحب سررشتہ دار اپ سبھا پتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	عہ
بابو دیوی چرن صاحب ہیڈ ماسٹر منتری	عا
منشی راو ہے لال صاحب گرداور قانونگو کوشادھیکش ۔ ۔ ۔ ۔	عہ
پنڈت منولال صاحب وکیل ۔ ۔ ۔ ۔	عہ
لالہ شام لال صاحب رجسٹرار قانونگو	عہ
منشی بھگولال صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جنگلات	عہ
بابو شام سندر لال صاحب اپ منتری	عہ
میزان	عہ

اس گورپدت عرف شانتانند سے بچو

یہ مہاشے اس شہر میں پہلے سینچروار کو پدھارے۔ آریہ دھرم وشواسی کے گھر بھوجن کھایا۔ کہیں استعار کے طور پر کہ پھر نہیں دکھایا۔ اس شہر سے رفوچکر ہوگئے۔ گرو جی پر سو در

کیتہل کے باشندے - کسی تحصیلدار کے بہائی اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں - کہتا ہے - کہ میں مرادآباد سماج کا آنریری اُپدیشک ہوں - قدرے سنسکرت بہی جانتا ہے - کہتا ہے کہ حصار اور رہتک میں پرچار کرونگا - مہاشئے منشی رام جی پرچارک کے ذریعہ بہچال نورسہی آریہ سماجی بہائیوں کو خبردار کر دیویں -

داس سدانند داروغہ جیل رہتک

سوچنا

اخباروں کے پڑہنے سے یہہ واضع ہوا ہے کہ بعض بعض مہاشئیوں نے بغیر سوچے سمجہے مجہے ویدک سدہانتوں سے مخالف سمجہہ رکہا ہے - یہہ اُن کی سخت غلطی ہے - لہذا سب ساماجک مہاشئیوں کی واقفیت کے لئے یہ مختصر لیکہہ پرکاشت کیا جاتا ہے - کہ میں ورن بیوستہا گُن کرم سبہاؤ کے موافق دیگر جبکہ مہرشی دیانند سرسوتی نے ویدوں وغیرہ وید انوکول گرنتہوں سے پرتپادت کیا ہے ٹہیک ٹہیک مانتا ہوں - پنڈت بہیم سین خواہ کسی اور شخص سے مل کر میرا وچار ہرگز نہیں ہے - کہ اُس مہرشی کے لگائے ہوئے پودے کو نقصان پہونچاؤں - یہہ لوگوں کی سخت غلطی ہے کہ آپس میں بغض وحسد پہیلا کر اُتم کاموں میں وگہن ڈال کر کلنک کے بہاگی بنیں -

آریہ سماج کا شُبہ چنتک وپورت شاستری اُپدیشک آریہ سماج کانپور

سکرٹری آریہ سماج گنگوہ لکہتے ہیں :- تاریخ ۷- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو لالہ آتما رام اگروال ساکن سہارنپور نے اپنے لڑکے کی شادی میں جو گنگوہ بارات آئی تہی - وقت رخصت مبلغ ۱۰؎ روپیہ - اور لالہ گنیشی لال حلوائی ساکن گنگوہ نے برادرزادہ کی شادی میں ۱۵- دسمبر کو ۵؏ روپیہ سماج کو دان دیا - یہہ دونوں صاحبان آریہ سماجی نہیں ہیں اور ۱۵- دسمبر کو ہی لالہ نول سنگہ پٹ کا ونکیش سماج گنگوہ نے اپنے بہائی کی شادی ہو جانے پر تین روپیہ آریہ سماج کو دان دئیے - کُل روپیہ تینوں صاحبوں کے ۱۸؎ روپیہ سماج میں آگئے - سماج تینوں صاحبان کا دہنیہ واد دیتا ہے - افواہاً سُنا جاتا ہے کہ لالہ آتما رام زیادہ رقم آریہ سماج کو دان میں دینا چاہتے تہے - مگر متعصب پوراتنوں نے روک دیا - تاہم اپنی دریادلی سے ۱۰؎ آریہ سماج میں بہیج دئے

گلدستہ اصلاح احباب میں گنگوہ نے آریہ سماج سے مباحثہ مقرر کر لیا ہے - صرف تاریخ باقی ہے

آریہ سماج راولپنڈی کا حسب ذیل انتخاب بالاتفاق کے طے عہدہ داران ہوا ہے -

لالہ کرپارام ساہنی کلاتہہ مرچنٹ پردہان لالہ گنج بہاری لال اُپ پردہان - پنڈت ہرچرن داس بی- اے سکرٹری - بابو منگل سین اُپ منتری لالہ دسکہرام کوشادہیکش - لالہ رلیو رام لنتکالیہ ادہیکش لالہ جمنا پرشاد - لالہ دولت رام - پنڈت ستیارام شاستری - پرتشٹہت ممبران -

تاریخ ۱۵- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آریہ سماج شاہ آباد ضلع ہردوئی میں شریمان برہمچاری نتیانند جی مشہور آریہ اُپدیشک کا لیکچر آریہ سماج اور ملک کی حالت پر ہوا - تعداد سامعین دو سو کے قریب تہی - جو کہ سب لیکچر سے خوش ہوئے اور پربہاؤ اچہا ہوا لیکچر کے قبل ہون بہی ہوا تہا - جو کہ لالہ شیودیال گپت کی کوشش کا نتیجہ تہا - اُس کے بعد پنڈت بلدیو جی شرما نے ہون کے فوائد پر مختصر تقریر کی - برہمچاری جی کے لیکچر کے قبل و بعد بہجن ہوئے - چہپا ہوا نوٹس ایک روز قبل سے ہی تقسیم کیا گیا تہا - جسمیں لیکچر اور ہون کے ساتہہ ہی شنکا سمادہان کی بہی اجازت تہی - اور خاتمہ پر پہر اطلاع دیگئی کہ جس مہاشئے کو جو شنکا ہو وہ رفع کر لے - لیکن کوئی پرشن نہ ہوا - برہمچاری جی موصوف ہردوئی تشریف لے گئے ہیں -

ویدک یَنترالیہ اجمیر کے مینیجر آجکل مہاشئے گیشب دیو جی ہیں - بابو رام بلاس جی ساردا پردہان - اور بابو شیو پرشاد جی منتری پربندہ کرتری سبہا کے ہیں - اس سال کی آمدنی ۴-۰-۲۰۶۹۵-۱۰ اور خرچ ۳-۰-۱۸۸۹ ہوکر باقی ۰-۰-۱۸۹۷ روپیہ بچے ہیں - ۱۷- ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آریہ بہائیوں کی اچہیا انوسار وشیش پرچار کے کارن شریمتی پربندہ کرتری سبہا نے قریباً سب پُستکوں کا مول گہٹا دیا - جن کی فہرست نیچے درج ہے - جو قدردانی آریہ پبلک نے کی - اور جتنا حوصلہ آپ لوگوں نے بڑہایا - اُس کا اظہار اِس کی مالی حالت بتلا سکتی ہے - لنڈن سے سوامی جی کرت پُستکوں و آریہ گرنتہوں کو سستا بیچنے اور زیادہ تعداد میں چہاپنے کے واسطے ایک بڑی مشین قیمتی ۲۵۰۰ روپیہ منگائی گئی پریس کے سٹاف میں زیادتی کی گئی - شریمتی پربندہ کرتری سبہا کا ارادہ ہے - کہ یدی آریہ پبلک ایسی ہی قدردانی کرے اور انکو گرنتہوں کو خرید کر حوصلہ بڑہاوے تو ایک انجن اس مشین کے ساتہہ اور منگایا جاوے جس سے پرتیک ہزاروں کی تعداد میں پُستکیں چہپا کریں -

نام پستک	کتنی بار چھپی	آج تک کتنی بکیں	اب چھپ رہی ہے
ستیارتھ پرکاش	۵ بار	۱۵۷۳۴	پانچ ہزار
رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا	۲ بار	۵۳۴۴	۱۰۰۰
سنسکار ودھی	۴ بار	۱۱۳۹۸	....
پنچ مہایگیہ	۵ بار	۲۸۵۵۱	....
آریہ اُدیش رتن مالا	۴ بار	۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰
ہون منتر	۴ بار	۷۵۰۰	۱۰۰۰۰
آریہ ونے	۶ بار	قریب ۸۰۰۰	....

ایسے ہی اور پستکیں بموجب ضرورت کے چھپی اور بک رہی ہیں۔

اب تک ۱۱۲۵ ۷ چاروں وید بک چکے۔ اس سال میں آریہ پبلک کی سیوا میں مول وید۔ اور انوکرمنیکا یہ ینترالیہ پیش کر چکا ہے۔ اور اگرچہ کافی دھیان آریہ بھائیوں نے ان گرنتھوں کے خریدنے میں دیا ہے۔ لیکن ہزاروں وید بکنے ابھی باقی ہیں۔ آشا ہے کہ بھارت سنتان مول ویدوں کا سستے دام سے درشن کرلے گی کون نہیں جانتا۔ کہ کاریالیہ سوامی جی کرت گرنتھوں کے پرچار ارتھ بنایا گیا ہے۔ اس میں سوائے اُتم پربندھ ہونے اور ان گرنتھوں کی بکری کی آمد کے اور کوئی آمدنی کی صورت نہیں۔ جہاں تک مالی حالت ہماری شریمتی پربندھ کرتری سبھا کو پریس کے بڑھانے اور ہر دلعزیز بنانے کی اجازت دیتی ہے۔ وہاں تک اس کو اونچ آدرش پر پہونچانے کا وچار ہے۔ یہ امر زیر تجویز ہے۔ کہ جیسے جیسے گرنتھوں کے چھپنے سے اکادش ملتا جاوے۔ آریہ گرنتھوں کے نکالنے کی کوشش کی جاوے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وہ پستک ہیں۔ جو جلد اس ینترالیہ سے نکالے جاویں گے۔ (۱) دس اُپنشد۔ (۲) سب درشن (۳) برہمن گرنتھ (۴) ویدک چکتسا کی پستکیں۔

شت پتھ اس وقت تک قریب ۳ کانڈ چھپ چکا ہے۔ برابر چھپتا جارہا ہے۔ چونکہ اب تک نکالنے کے وسائل موجود ہے۔ اس کارن سے دیر ہوئی۔ اغلب ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۲ء میں یہ گرنتھ آریہ بھائیوں کی سیوا میں پیش کروں گا۔

بڑا بھاری فرض جو آریہ پبلک کی جانب سے مجھے ادا کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اس مہرشی کاریالیہ کا پربندھ اُتم ہو۔ ہماری شریمتی پربندھ کرتری سبھا جس حسن اور خوبی سے اپنا انتظام کر رہی ہے وہ جلدی آریہ پبلک کے سامنے آرہا ہے۔ آریہ پبلک کو اب شکایت کا موقعہ بہت کم ہے۔ ہون منتر کی ترتیب اب بدل دی گئی۔ شانتی پاٹھ و سوستی واچن کے ساتھ ہی پراتہ و سائنکال کے ہون منتر ہی لگا دئے گئے۔ اور قیمت کیول ۳ پائی۔

آریہ اُدیش رتن مالا مفت تقسیم کرانے کی خاطر تین پائی میں بھیجی جارہی ہے۔ اور اب ۱۰۰۰۰ کی ایڈیشن نکالی جاویگی جو کبھی پربندھ ہیں کاریالیہ میں آریہ بھائی انبھو کریں۔ وہ کرپا کر کے شریمتی پربندھ کرتری سبھا کے یوگیہ منتری کو سوچت کریں۔ اب بغیر کسی دقت کے بشرطیکہ ینترالیے کی ہانی نہو۔ سویکار ہو جاوگی۔ یہی آپ ہی ایسی اُتم اوستھا ہیں جب کہ شریمتی پربندھ کرتری سبھا اپنی اوشیک رپورٹ میں پائی پائی کا حساب آریہ بھائیوں کے اولوکن ارتھ چھاپتی ہے بجائے اوکتنا دلانے کے چندہ بھائی سورتھ دش ہو اس کی مخالفت کریں اور اپنی ہٹھ دھرمی سے مہرشی کاریالہ کو ہانی پہونچانا چاہیں۔ تو سرو شکتیمان پرماتما ہی اُن کے ہردے پوتر کریں۔ تو شبہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک نیک منش و آتما کو منتری آنند دھرم کی پورتی پر پراپت ہوتا ہے۔

منتری آریہ سماج چھلیسر ضلع علی گڈھ لکھتے ہیں۔ کہ ٹھاکر بھیم سنگھ جی پردھان کی پتری کا بواہ تاریخ ۷۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کا تھا برات موضع سالار پور تحصیل اترولی ٹھاکر اُتم سنگھ و چھتری سنگھ کے یہاں نے آئی تھی۔ وواہ سنسکار ویدانوکول پنڈت گنیش دت شرما و پنڈت مکل کشور شرما و بھوپال دیو ودیارتھی ویدک آشرم علی گڈھ نے کرایا۔ پشچات بڑا ہر کے دوس انیک مہاشیوں کے ویاکھیان انیانیہ وشیوں پر ہوئے۔ بابو کالی چرن جی ات اُتم پربھاؤ شالی ویاکھیان ہوا۔ اشناء ویاکھیانوں کے بھجن منڈلی ہری گڈھ سکی بھجن کمال ہوا۔ جس سے مرد و ترجنوں پر ات اُتم اثر پڑا۔ اور مارو کی بھاؤ سے پریم بھرگٹ کے تد نترا اُولٹ ٹھاکر صاحبان نے مرد و کشش سے مبلغ اٹھاسی روپیہ مفصلہ ذیل

دولی گئے۔ رکشش سے۔ کپتان پنشن ... پر ماتما سے پیار تھا ہے۔ کہ وان واتما مہاشیو کی امداد چنتا اور اُچ شکشا تھا سبھا نہوت کو دن پرت دن بڑھا رہے۔ تفصیل ذیل

ہندوستان گردکل ویدک آشرم علی گڑھ

عے عہ للعہ

سماج سدر تھانیسر کنیا مہاودیالے جلندھر

عہ عار

یتیم خانہ بریلی راجپوت سبھا میزان کُل

عہ ے ر عہ

میلہ کورکشیتر تھانیسر پر ویدک دھرم پرچار

یہہ میلہ تھانیسر میں بوجہ سورج گرہن ہوا کرتا ہے۔ یہہ مقام ہندوستان کے مشہور تیرتھوں میں سے ہے۔ اِس وجہ سے اِس میلہ میں ہندوستان کے تقریباً ہر ایک حصہ کے لوگ بہت دور دور سے آتے ہیں جس طرح سے کہ ہر ایک میلہ یا تیرتھ کی کچھ نہ کچھ خوبی بیان کی گئی ہے۔ اِسی طرح اِس تیرتھ کی خوبی پورانوں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اِس موقعہ پر خاص کر بوقت سورج گرہن جو دان کیا جاتا ہے اُس کا پھل تیرہ روز تک تیرہ گنا ہو کر دانی کو ملتا رہتا ہے اِس بے بہا لالچ نے ہندوؤں میں جادو کی طرح ایسا اثر کیا کہ صدہا سیٹھ ساہوکار امرا حتیٰ کہ بہت سے راجے مہاراجے سردار وغیرہ بھی یہاں آکر لاکھوں روپیہ زیورات اسباب بلکہ بعض اپنی استریوں کو بھی دان دینا داخل ثواب سمجھتے ہیں۔ اِس وجہ سے تھانیسر کے کُل برہمن بوقت میلہ بہت مالدار ہو جاتے ہیں۔ مگر دو یا تین ماہ بعد کُل زر عیاشی وغیرہ میں خراب کر کے بدستور سابق مفلس ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ لاکھوں روپیہ کا دان عیاشی و شراب خوری میں خرچ ہوتا ہے۔ کسی دھارمک کام میں ایک پیسہ تک خرچ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس جگہ نہ کوئی سنسکرت پاٹھ شالا ہے اور نہ کوئی دھرم کار یالیہ ہے۔ اور نہ کسی برہمن وغیرہ کو دھرم پستکوں کے پڑھنے کا شوق ہے۔ اِس دان کا ظاہرا نتیجہ یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر تھانیسر بالکل برباد ہوتا جاتا ہے۔ اس کی آبادی جو تیس سال پہلے ۲۵۔۳۰ ہزار کے قریب تھی۔ اب صرف پانچ ہزار رہ گئی ہے۔ بیواؤں کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے۔ عموماً لوگوں کا آچار دھرم در و صحہ ہو رہا ہے اسلئے ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء میں سورج گرہن کے میلہ کے موقعوں پر یہاں شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے ویدک دھرم کا پرچار بہت زور شور کے ساتھ ہوا تھا جس کا اثر عوام الناس میں بہت اچھا رہا تھا۔ اِسلئے اِس مرتبہ بھی سماج ہذا کی تحریک پر شرومنی آریہ پرتی ندھی پنجاب نے اِس میلہ پر پرچار کرنا منظور فرما کر مفت تقسیم کے لئے بہت سے ٹریکٹ اور اپدیشک بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ کُل سامان خیمہ شامیانہ دری وغیرہ سماج ہذا نے بہم پہونچایا۔ اور دو تین بیگہہ اراضی عین میلہ کے درمیان میں متصل ستھانیشور تیرتھ کرایہ پر لے کر ۸۔ نومبر سے باقاعدہ طور پر پرچار کا کام شروع کیا گیا۔ پنڈت شمبھو دت جی لوکل اُپدیشک اور دیوی رام راگی کو چند روز پیشتر تھانیسر بھیج دیا تھا۔ جو وقتاً فوقتاً میلہ میں اُپدیش اور پرستھنوتر کرتے رہے۔ چنانچہ ۶۔ نومبر کو پنڈت جی نے نابھہ کے راجشری پنڈت برہما نند سے ہندو شبد پر پا اگھنٹہ تک مباحثہ کیا۔ اور ۷۔ نومبر کو عیسائی تُلسی رام کے ساتھ ویدوں کے ارتھوں کے بارے میں مباحثہ کیا۔ اور اُن کو ویدوں کے ٹھیک ارتھ کر کے بتلائے۔

۸۔ نومبر کو حسب ذیل اُپدیشک وغیرہ ہمارے پرچار کیمپ میں تشریف لے آئے تھے پنڈت دولت رام جی۔ پنڈت رام رتن جی پنڈت پدم سنگھ۔ لالہ حاکم رائے جی (پنجابی) پنڈت شمبھو دت جی لوکل اُپدیشک۔ پنڈت رام سروپ جی سکندرآباد۔ سادھو برہمانند جی۔ اِن کے سوائے ایک بھجن منڈلی۔ جس میں چودھری پربھن سنگھ جی مشہور و معروف آریہ راگی۔ دیوی رام اور کیول رام شریک تھے۔ اور کشن چند کتب فروش لاہور کو بھی واسطے فروخت کتب بلایا گیا تھا۔ علاوہ ازیں قریباً پچاس آریہ مہاشئے کرنال۔ روہتک کیتھل۔ پانی پت۔ شاہ آباد۔ گھوگھڑی ستونڈی۔ پونڈری۔ مثانہ۔ رکھو پور نروانہ۔ سنگ وغیرہ سے آکر شامل ہو گئے تھے۔

اول ہی اول ایک ہزار اشتہار جلی قلم سے چھپے ہوئے تمام میلہ میں تقسیم کئے گئے تاکہ عام لوگوں کو ویدک دھرم کے پرچار کا حال اور مقام معلوم ہو جاوے ۔۔۔ نومبر کو دیوی رام کے کچھ بھجن ہونے

سادھو بر ہمانند کا ویاکھیان پوراتک اور ویدک نمتی کے وشے پر اور لالہ حاکم رائے کا اپدیش گرہن کے وشے پر۔ اور پنڈت سمبھودت کا ویاکھیان (ایک شخص کے اس سوال پر کہ سورج جڑ ہے یا چیتن) اس مضمون پر ہوا کہ سورج جڑ ہے اور اُس کو معہ بہت اچھی طرح سدہ کیا۔

۹۔ نومبر کو ہون یگیہ کے بعد بوقت صبح پربین سنگھ اور دیوی رام کے بھجن ہونے کے بعد پنڈت رام رتن جی کا ویاکھیان دھرم اور گرہن وشے پر دو تین گھنٹہ تک ہوا پھر پنڈت دولت رام جی نے یگیہ وشے پر ویاکھیان دیا۔ اور لالہ حاکم رائے کا اُپدیش بدرسوات کی درستی پر ہوا بعد ازاں پنڈت سمبھودت جی نے بھارت ورش کی موجودہ و گذشتہ حالت۔ اور پنڈت رام رتن جی نے کورہی نوارن پر اپنے اپنے ویاکھیان دئے۔

ویاکھیانوں کے درمیان میں بہت سے اصحاب پرشن بھی کرتے تھے۔ جن کے جواب اُسی وقت دئے جاتے تھے۔ حاضری تین یا چار سو کے قریب تھی۔ جس میں بہت سے سادھو۔ سنیاسی۔ اور دور دور سے آئے ہوئے اجنبی اشخاص بھی موجود تھے۔ اس طرح سے یہہ سب ویاکھیان شام تک ہوتے رہے

۱۰۔ نومبر کو ایک گھنٹہ تک ہون یگیہ ہونے کے بعد سادھو برہمانند جی اور سادھو پرمانند جی نے مختلف وشئوں پر ۲ گھنٹہ تک ویاکھیان دئے۔ پھر پنڈت رام سروپ جی نے پوراتک سدھانتوں کے کھنڈن پر اپدیش دیا۔ بیچ میں ایک پوراتک پنڈت سے سنسکرت میں پرشنوتر

اور مباحثہ بھی ہوا۔ اُسوقت حاضری ہزار ڈیڑہ ہزار کے قریب تھی۔ اور سب لوگ بڑی دلچسپی سے ویاکھیانوں کو سُن رہے تھے جو شخص بیچ میں شور کرتا تھا۔ لوگ خود بخود اُس کو خاموش کرنے کی کوشش کرتے تھے اُس کے بعد پنڈت دولت رام جی نے پنچ یگیوں کے مہتو پر۔ اور پنڈت سمبھودت جی نے وشیش کال۔ پاتر کا وچار کر کے دان دینے کے وشے پر اور پنڈت رام رتن جی نے ورتمان سادھوؤں کی وشا پر مختلف طور پر دو تین تین گھنٹہ تک ویاکھیان دئے جن کو حاضرین نے بہت دلچسپی اور غور کے ساتھہ سُنا۔ اور اپنی خوشی ظاہر کی۔ حاضرین کی تعداد بہت بڑہتی جاتی تھی جن میں بہت سے سادھو۔ پنڈت وغیرہ بھی شامل تھے۔

آخیر میں پربین سنگھ اور دیوی رام کے عمدہ عمدہ بھجن اور لاونیاں ہوئے پر دن کی کارروائی سماپت ہوئی۔ رات کو بھوجن سے فارغ ہونے کے بعد بوقت ۸ بجے خاص طور سے شری سوامی جی مہاراج کے سورگ باش کی یادگار بھی کیا گیا۔ اُسوقت اول پربین سنگھ نے ایک بڑی منوہر لاونی سوامی جی مہاراج کے جیون اور پروپکار کے متعلق سُنا کر لوگوں کے ہردے کو بہت آکرشت کیا۔ پھر پنڈت دولت رام جی نے شری سوامی جی مہاراج کے جیون کے متعلق چند واقعات بیان کر کے یہہ فرمایا کہ مہاتماؤں کے ست سنگ اور اُنکے اُپدیشوں سے ہی منش کا سدھار ہو سکتا ہے سوامی جی مہاراج درحقیقت اس زمانہ کے سچے رشی اور ست سنگ کرنے کے یوگیہ تھے۔ اُن کی اُجت ستوتی سُننا اور اُن کے اُپدیشوں اور کا وچار کرنا ہر ایک شخص کے جیون کے لئے بہت لابھہ دایک ہے۔ آخیر میں ایک لاونی

ہو کر جلسہ سماپت ہوا۔

۱۱۔ نومبر سورج گرہن کا دن تھا۔ ہمارے کیمپ میں ایک بہت بڑا ہون کنڈ تیار کر کے اُس کو رنگین بیل بوٹوں وغیرہ سے سجایا گیا۔ ٹھیک دس بجے سے جبکہ گرہن شروع ہونے لگا حسب ذیل پنڈتان نے بڑی مدہر اور اونچی سُر سے وید منتر پڑہتے ہوئے ہون کنڈ میں اہوتیاں ڈالنی شروع کیں۔ پنڈت دولت رام پنڈت رام رتن۔ پنڈت پدم سنگھ۔ پنڈت سمبھودت۔ پنڈت دیوی رام۔ پنڈت سری پال لالہ حاکم رائے۔ لالہ کیول رام وغیرہ۔

اس موقعہ پر ایک شخص نے یگیوپویت سنسکار بھی کرایا۔ یہ یگیہ پورے تین گھنٹہ تک ہوتا رہا جبکہ تمام یاتری تیرتھوں میں جگہ بہ جگہ سنان کرتے ہوئے پانی کو بالکل گدلا اور خراب کر رہے تھے۔ اُسوقت ہمارا تمام کیمپ خوشبودار چیزوں سے مہک رہا تھا۔ بہت سے یاتری اُس کو بڑے شوق سے دیکھہ کر خوشی ظاہر کرتے تھے۔ اور آریہ سماج کے کام کی تعریف کرتے تھے۔ اس یگیہ میں تخمیناً ۵۰ روپیہ کی سامگری خرچ کی گئی۔ جس میں سبھی صاحبان نے اپنی سامگری یا چندہ بھی شامل کیا۔ علاوہ ازیں ہر روز حسب ذیل ٹریکٹ اردو ناگری اپنے کئی ساماجک پُرشوں کی معرفت میلہ میں مفت تقسیم کرائے اور تقریباً میلہ کے ہر ایک حصہ میں اور تمام خواندہ سادھو اور سنیاسیوں میں اُن ٹریکٹوں کو پہونچایا گیا۔ اُن میں سے بہت سے ٹریکٹ وغیرہ ایسے ایسے اشخاص تک پہونچے جنہوں نے کبھی آریہ سماج کا نام تک بھی نہیں سُنا تھا اور اُن کو دیکھہ کر بہت پرسنتا ظاہر کی۔

دان مہاتم ناگری ۱۵۰۰ کاپی۔ گرہن مہاتم اردو ۵۰۰ ویدک دھرم کیا ہے اردو ۵۰۰۔ مہرشی دیانند سرسوتی جی کی تعلیم اردو ۵۰۰۔

مورتی پوجا ناگری ۱۰۰۰ - دھرم اردو ۱۰۰۰ ایشور وچار ۵۰۰ - نسخہ تباہی ہند ۵۰۰ نہنی ادستھا ۲۰۰ - آریہ سماج کے نیم ناگری و اردو جو فائدہ اِس پرچار کی بدولت عام لوگوں کو پہونچا ہے - اُس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا تو مشکل ہے - مگر تجربہ سے یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ اِس قسم کے میلوں پر پرچار کرنے سے صدہا بلکہ ہزارہا اجنبی شخصوں کے کانوں میں ویدک دھرم کی صدا پہونچ رہی ہے - خواندہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی ٹریکٹ مل جاوے تو اس کو پڑہنے اور وچار لے کا موقع ملسکتا ہے میلہ پر دور دور کے آدمی جمع ہونے سے اِس قسم کا پرچار زیادہ لابھ دایک ہو سکتا ہے - جو کئی اُپدیشک کئی ماہ یا سال میں بہی نہیں کر سکتے -

کمی

اِس کامیابی کے ساتھ ہم اُن کمیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے - جو کہ ہمکو اس پر جا کر معلوم ہوئی ہیں - اور وہ یہ ہیں - کہ اول شرمتی آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے حسب وعدہ اِس قدر کافی اُپدیشک نہیں بہیجے جو اِس پرچار کے لئے ضروری تہے اور نہ پشچم اُتردیش سے کوئی اُپدیشک یا پنڈت یہاں تشریف لائے - اگر کافی اُپدیشک تشریف لے آتے - تو ہمارا یہ ارادہ تہا کہ میلہ کے مختلف حصوں میں کئی اُپدیشکوں کی معرفت پرچار کرایا جاوے - تاکہ ویدک دھرم کی صدا اور بہت سے کانوں تک پہونچ جاوے بہت تہوڑے اُپدیشک موجود ہونے کی وجہ سے مجبوراً اِس ارادہ سے باز رہنا پڑا دوسری کمی یہ معلوم ہوئی ہے - کہ سبہا نے ناگری کے عمدہ کثیر التعداد ٹریکٹ ہم نہیں پہونچائے - کیونکہ اِس میلہ میں اردو خوان لوگوں کی بہت تہوڑی تعداد تہی - اور بر کثیر تعداد ناگری خواں لوگوں کی تہی - اکثر یاتری اور خاصکر سادہو - سنیاسی و پنڈت وغیرہ ناگری کے ٹریکٹ مانگتے تہے - اور اردو کے ٹریکٹ واپس کر جاتے تہے - اسلئے جملہ آریہ پرتی ندہی سبہاؤں کی سیوا میں نویدن ہے - کہ ناگری میں عمدہ عمدہ ٹریکٹ بہت کثرت سے طیار کرا کے موجود رکہیں تاکہ عین موقعہ میلہ کے وقت طیار کرانے اور چہپوانے میں دقت واقع نہ ہو -

پورانک مہامنڈل کیمپ

آریہ سماج کے پرچار سے

کسی میلہ پر ست سنگ وغیرہ کا کچہ انتظام نہیں ہوتا تہا - جملہ یاتری تیرتہ کی آب وہوا سے ہی ترپت ہو کر واپس چلے جاتے تہے بشکر ہے کہ آریہ سماج کی بدولت پورانک مہامنڈل بہی اُن کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنے لگا ہے - چنانچہ پنڈت دینہ یال جنرل سکرٹری مہامنڈل نے بہی چند پنڈتوں کو ہمراہ لے کر اپنا کیمپ کورکشیتر کے قریب جمایا تہا - جبا کہ دن کے دو بجے تک تو جملہ حلوے پوری کی تیاری اور کہانے میں مصروف رہتے تہے - پہر ۲ سے ۴ بجے تک سبہا کرتے تہے جسمیں سب سے بڑا کام یہ کیا گیا - کہ حاضرین جلسہ کی جانب سے ایک طول طویل چٹہی بدیں مضمون تحریر کرکے کہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بہیجی گئی - کہ گورنمنٹ نے جو میلہ کا انتظام کیا ہے اُسکے لئے ہم حاضرین جلسہ بڑی خوشی سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

گرہن کے وقت کا نظارہ

گرہن کے وقت یاتریان میں سے شریف دور نازک مزاج اشخاص تو تنہا یا اپنے کنبہ سمیت تہرتہوں کی پاوڑیوں پر بیٹہہ کر سنان اور دان دغیرہ کرتے رہے - اور باقی تمام یاتری لنگوٹ باندہے ہوئے ایک تیرتہ سے دوسرے تیرتہ میں سنان کرنے کے لئے دوڑے پہرتے تہے - اُسوقت اُن لاکہوں یاتریوں کی حالت اور اُن کے خیالات کے جزبوں کے نظارہ پر غور کرکے وچارشیل پُرش کے دل میں عجیب و غریب خیالات پیدا ہوتے تہے - اور خواہ مخواہ دل میں یہ فکر پیدا ہوتی تہی - کہ ہے ایشور! بہارت ورش کی اس بیشمار خلقت کہاں اسقدر اَوِدیا و اندہکار میں پہنسی ہوئی ہے - کہ صرف گدلے پانی میں نہا کر ہی موکش پد کی اچہا کرتی ہے اور وہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے ؟ - کیا آریہ سماج رہ پی کرن اِس مہان اندہکار کو دور کرنے کے لئے کافی سمرتھ ہو سکتی ہے ؟ - بہارت ورش کے حالات پر صدہا وچارشیل پُرش وچار کرتے ہیں - مگر اُسوقت کا نظارہ درحقیقت ایک مجسم مشاہدہ ہے -

متفرق حالات

اِس میلہ پر تقریباً چار پانچ لاکہہ آدمی دور دور سے آکر جمع ہوتے ہیں - جن میں سادہوؤں کی تعداد پچاس ساٹہہ ہزار کے قریب تہی - ایک سادہو بابا سکرانند نامی برہمچاری نے اپنے چیلوں وغیرہ سے مانگ کر بیس پچیس ہزار روپیہ صرف کرکے اُن جملہ سادہوؤں کو دس بارہ روز تک عمدہ اور قیمتی بہوجن کا بہنڈارا دیا - ریلوے پولیس وغیرہ کا انتظام ہر طرح سے عمدہ اور قابل تعریف تہا - مگر عورتوں اور بچوں کی آسائش اور رفع حاجت کا انتظام تسلی بخش نہیں تہا -

آپ کا داس

بنواری لال از کرنال

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ناک دکھیا سنسار

سنسار دکھوں کی کان ہے۔ نت نئے دکھوں کے تیر کلیجۂ انسان کو چھیدتے ہیں اگر دن کی کی کا دکھ کسیقدر دور ہوتا ہے تو اولاد نہ ہونے کا دامنگیر۔ اگر اُس سے کچھ فراغت ملتی ہے۔ تو بھائی یا بہتر کے بچھڑ جانے کا غم گردن پر سوار۔ اپنی زندگی پر نگاہ غور ڈالو۔ کسی قسم کے گورکھ دھندے میں ہر روز پھنسنا پڑتا ہے۔ اہا۔ اِنسانی زندگی اِسلیئے اُتم کہلاتی ہے۔ کہ اِس کے حصے میں دکھ قدرتاً آتے ہیں۔ کیا منشیہ اسی لیئے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے کہ غم ہر وقت اُس کا لہو پیتا رہتا ہے۔

مانا کہ دکھ اور جانداروں کو بھی ہوتا ہے لیکن کس وقت؟۔ جب اُنہیں کہانے کو خوراک نہ ملے۔ جب اُن کی گردن پر چھری چلاوے۔ یا جب اُن کے لخت جگروں کو کوئی ظالم پکڑ لے جاوے۔ لیکن ہم انسان ہیں۔ کہ کہانے کے لیئے اناج کے کوٹھے بھرے ہیں۔ ایشور کی دیا سے دشمنوں کے آسیب سے محفوظ ہیں۔ بچے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن دکھ پھر بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ہا۔ کیسی قابل رحم حالت ہے۔ کیا منشیہ جنم ہمیں اسلیئے ملا تہا رشی تو کہتے ہیں۔ کہ یہی جنم ہے۔ جس میں ہر ایک پرکار کا سکھ مل سکتا ہے۔ اسی جنم کو تو سرو پرکار کے دکھوں سے رہائی دلانے والا کہا گیا ہے۔ کیا یہ سب کچھ کیتھن ماتر ہی تہا۔ ہمارا روزانہ تجربہ تو زبردست شہادت ہے۔ کہ رشیوں کا یہ واکیہ کیتھن ماتر ہی ہے۔ دکھوں سے چھوڑانا تو رہا ایک طرف۔ یہہ تو دکھوں کی بھٹی میں جھونکنے والا ہے۔ ہا! کیسی غلطی کرتا ہوں۔ کیا آپت پرشوں کا وچن بھی کبھی جھوٹا ہو سکتا ہے۔ پھر مورکہتا ہے اِس پر جلدی میں اِس قسم کی رائے زنی کرنا کیسی بھول کی بات ہے۔ آؤ۔ ناظرین! سوچیں کہ مہاتما ناتک کے مندرجہ عنوان الفاظ میں کہاں تک صداقت ہے۔ کیا میدانوں میں کومل اور سبز گہاس کا قدرتی بچھونا ہمیں دکھ دیتا ہے کیا سرور غنی پر جانوروں کا چہچہانا اور زیر درختی میں طائروں کا ناچنا ہمارے لیئے دکھدائک ہے۔ کیا قسم قسم کے پہل پہول تند کا پیدا ہونا ہمارے دکھ کا موجب ہے۔ دنیا میں جس چیز پر نگاہ ڈالو۔ سب اپنی ہستی کو ہمارے سکھ کی خاطر قربان کرنے کو طیار ہیں۔ نہ کسی میں ہمیں دکھ دینے کی طاقت ہی ہے۔ اور نہ ہی ہمیں کوئی دکھ دینا چاہتی ہے۔ پھر ناتک نے سنسار کو دکھیا کیوں بتایا۔ مہاتماؤں کے وچن میں یہ سیر ورودھ کہاں سے آگیا۔ مانا کہ دنیا کی کوئی چیز ہمیں دکھ دینے والی نہیں ہے۔ لیکن مہاتما ناتک کے قول کی صداقت میں ہماری روزانہ زندگی تو زبردست گواہی ہے۔ جس سے پوچھو وہی دکھوں کی فہرست آپ کے روبرو پیش کرتا ہے۔ بیشک سارا سنسار دکھی ہے! اور سانسارک پدارتھ ہی دکھوں کا ہیتو ہے اِسی لیئے سنسار سے قطع تعلق کرنا بہتر ہے،،

یہ خیال ہے جو کہ اکثر دکھوں سے چھدے ہوئے سینوں کو گرہست چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی خیال کو لیتا ہوا گرہستی دھن دولت۔ مکان۔ ستری۔ پُتر وغیرہ کو چھوڑ کر چل پڑتا ہے۔ اور اسکو نشچیہ ہو جاتا ہے۔ کہ بس اب میں سنسار سے نکل گیا۔ اور سکھی ہوونگا۔ لیکن چلو۔ بڑے چلو۔ کہاں تک جاؤگے۔ آخر چلنے سے رہ گئے۔ جنگل میں دھوپ کی شدت سے دکھی ہو کر ایک درخت کے نیچے آرام کرتا ہے۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ وہی زمین وہی آسمان۔ وہی سورج وہی ہوا غرضیکہ سب کچھ وہی ہے۔ جسکو کہ اپنے زعم فاسد میں چھوڑا ہوا خیال کرتا تہا۔ بھوک پیاس لگتی ہے۔ اور ان اور جل کی خواہش بھی ہی بنتی ہے۔ سکار کے جاگنے پر ستری کی خواہش ویسی ہی ستاتی ہے۔ تو بعد اور موہ کے اُتپن ہونے پر دھن اور پُتر یاد آتے ہیں غرضیکہ ہم آگے سے بھی دکھی ہے۔ کیونکہ گہر میں تو خواہش اُتپن ہونے پر اُس کی پورتی کے سادھن بھی موجود تہے۔ لیکن اب ستری اور دھن کہاں سے آویں۔ خواہش کے پیربل ہونے پر کامانتر ہوتا ہوا غیر ستریوں کی طرف نظر بد سے دیکھتا ہوا اپنے اعمال نامہ کو اور بھی سیاہ کرتا ہوا اپنے آپ کو اور بھی دکھی بناتا ہے۔ انسان کی کیسی درگتی ہے۔ کہ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اودھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

پھر سکھ کہاں سے ڈھونڈیں۔ ایک مہاتما منش ہی اِس کا بھیج لگا بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ع نہ سکھ وچ گرہست دے نہ سکھ چھڈ گیان۔ سکھ ہے وچ وچار دے سنتاں شرن پیان۔ نہ یہ وچار ہی ایک ایسی شکتی ہے۔ جو کہ دکھ کے بھڑکتے ہوئے

شعلوں کو ایک دم میں شانت کر دیتی ہے۔ مہاتما نانک کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ وہ سنسار کے پدارتھوں کو دکھدایک بتلاتا ہے۔ بلکہ وہ بتاتا ہے۔ کہ انوچت خواہشوں کے کارن سنسار دکھی ہے۔ ورنہ جو مہاتما پرش گذرے ہیں۔ وہ بھی تو اسی پرتھوی سے پیدا ہوئے۔ اور اسی آب و ہوا سے پلے۔ اُن کو سکھ کہاں سے نصیب ہوا۔ صرف وچار سے۔ انوچت خواہشوں کو وچار دبا کر ہمیشہ کے لئے بند کر دیتی ہے۔ اور جب بُری خواہشیں نہ رہیں۔ تو پھر سنسار کا ہر ایک پدارتھ سکھ دینے والا ہوتا ہے۔ سعدی شیرازی بھی کہتا ہے سہ۔

آزاں مار بر پائے راعی زند
کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ

شیر کو انسان کا سب سے زیادہ شترو گنا جاتا ہے۔ لیکن سادہت یوگی پرشوں کے آگے وہ بھی ماتھا رگڑتا ہے۔ سانپ موذی جانور ہے۔ لیکن معصوم بچے کے ساتھ تو وہ بھی محبت سے سلوک کرتا ہے موت شیر ببر کی طرح منشیہ کو آن دباتی ہے۔ لیکن دھرماتما پرش کے سامنے تو وہ بھی پالتو کتے کی طرح اظہار محبت کے لئے دم ہلاتا ہے۔ غرضیکہ جس نے وچار کو اپنا منتری بنا لیا ہے۔ اس کا سنسار میں کوئی شترو نہیں۔ جب کا دشمن کوئی نہیں اُس کو دکھ کہاں۔ سجن پرشو اگر آپ وچار کا پلڑا پکڑے ہوئے ہیں۔ تو بیشک انسانی زندگی آپ کی مبارک ہے۔ کیونکہ آپ سرد دکھوں سے مخلصی پاکر آنند کو پراپت ہوں گے۔ لیکن اگر آپ میں وچار نہیں۔ ودیا۔ اودیا۔ ستیہ۔ استیہ دہرم۔ ادہرم۔ گیان۔ اگیان کی تمیز نہیں تو آپ جیسے پرشوں کے لئے ہی مہاتما نانک بھی کہتا ہے " نانک دکھیا سب سنسار " ورنہ مہاتماؤں کے شبدوں میں کوئی پرسپر ورودھ نہیں۔

راقم

سندر داس نگر نحہ از جلالپور بھٹیاں۔

معقول تجویز

پنجاب بھر میں صرف ایک ہی اردو اخبار ہے جو کہ اپنی مکمل زندگی آریہ سماج کے ارپن کر رہا ہے۔ لیکن اتنے بڑے صوبہ میں جہاں کہ آریہ سماج کا کام زور و شور سے ہو رہا ہے۔ صرف ایک اخبار کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محض اگر سالانہ جلسوں کے حالات ہی اُس اخبار میں بلا کم و کاست چھاپے جاویں۔ تو پھر دیگر مضامین کے لئے اُس میں کالم بچ نہیں سکتے۔ اور اسی وجہ سے مضامین میں ایڈیٹر مہاشئے کو بہت کچھ سنکھشیپ کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ تحریر کے کام وغیرہ کو وسیع کرنے کے لئے کچھ اور تجویز کیجاوے وہ دو ہی طریقہ ہو سکتے ہیں۔ کہ یا تو ایک اور اخبار جاری ہو۔ یا اسی میں کچھ تبدیلی کی جاوے۔ دوسری اخبار کا جاری ہونا ہی مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن اس اہم ذمہ واری کو لینے والا کوئی زبردست اور مضبوط ہاتھ تلاش کرنا چاہئے۔ ورنہ اگر آریہ بھیر کی طرح بچپن ہی میں اُس کی ہستی معدوم ہو جاوے تو پھر اس سے تو نہ جاری ہونا اچھا ہے۔ باقی رہی دوسری تجویز۔ کہ ستیہ دہرم پرچارک میں تبدیلی کی جاوے وہ معقول ہے۔ کیونکہ جس حالت سے یہ چل رہا ہے۔ اُس کی برابر سرست آریہ سماج میں مستقل مزاج اور دہرم پریمی آدمی ملنا مشکل ہے۔ اسلئے یا تو ستیہ دہرم پرچارک کا حجم بڑھایا جاوے۔ یا اُس کو ہفتہ میں دو بار کیا جاوے۔ حجم اس کا آگے ہی کافی ہے۔ اسلئے دوسری تجویز معقول ہے۔ اور اگر پرچارک کے موجودہ کُل خریدار اِس کا ہفتہ میں دو بار ہونا سویکار کریں۔ اور منیجر مہاشئے جو قیمت اس کے لئے تجویز کریں۔ وہ ادا کرنے کو طیار ہوں۔ تو بہت جلد یعنی شروع سال سے ہم منیجر مہاشئے کو پرچارک کے دو بار کرنے کے لئے مجبور کر سکتے ہیں اور امید ہے کہ وہ ہماری درخواست کو سویکار کر لیویں۔

ایڈیٹر مہاشئے کی سیوا میں نویدن ہے کہ براہ نوازش میری اس تجویز کو اخبار کے کالموں میں جگہ دے کر اس کی تائید یا تردید میں جو تحریریں آویں اُنہیں درج اخبار کر کے مشکور فرمائیں۔ اور خریدار مہاشیوں کی خدمت میں ونئے پوربک نویدن ہے۔ کہ وہ میری اس تجویز کے موافق یا مخالف جو رائے رکھتے ہوں۔ اخبار میں درج ہونے کے لئے سیوا میں مہاشئے ایڈیٹر ستیہ دہرم پرچارک بھیج کر نامہ نگاروں کو ممنون فرماویں

راقم

آریہ دہرم کا سیوک سندر داس اگنی ہوتر

جلال پور بھٹیاں

ویا پایام !!

[ہم]دردی منشیہ کا ایک قابل تعریف [و]صف ہے. جوکہ دیگر حیوانات میں [...]نا بلہ انسان سمجھہ ہی نہیں. اگر سچ [...]چھو تو جس انسان میں اپنے پرم پتا [پرم]اتما کی مخلوق کے لئے ہمدردی نہیں [...]و درجہ انسانیت سے گرا ہوا ہے [ا]سی وصف کے اظہار کے لئے مہاتما [...]ش آنند واپگہ سماوہت اوستھا [...]چھوڑ کر سنسار کا اُپکار کرنے کے لئے [...]ا پڑے ہیں. اور اسی فرض کی [...]تی کے لئے بعض گرہستی اپنے بچے [...]وں کو خیر باد کہکر اپنا عزیز وقت [ا]صلاح قوم میں صرف کرتے ہیں. قدیم [آریہ] ورت کی عظمت کے جو بواعث [...]ل کئے جاتے ہیں - اُن میں سے زبردست [ب]اعث تہا. کیونکہ ہمدردی کا پوتر [اص]ول آریہ ورت باشیوں میں کام [ک]رتا. تو گرو کلوں میں پڑہنے والے [...]یارتہیوں کا اَن ۔ تبتر سے ستکار [...]کس طرح ممکن تہا. اتتھی سیوا [...]م کیسے پالن ہوتا. لیکن آریہ گرہستی [...] تہے. جوکہ جب تک کسی اتتھی [...]ہمچاری کو بہوجن نہ کرا لیتے. تب [...]خود بہوجن نہ کرتے تہے. گردش [...]ے کے باعث آریہ ورت سے جب [...]م گن مفقود ہوا. تو اس کے نتائج [...]پہوٹ نے ڈیرے جاکر آریہ ورت [...]ہندوستان بنا دیا. وقت نے [...]ہومی کو پہر ایک سپوت دیا. جسنے

اپنے یوگیہ اوستھا کے آنند کو چھوڑ ہمدردی کی خاطر اپنے آتما کو آزمائش میں ڈال سویکار کیا. اور اپنے شاریرک اور آتمک بل سے اپنے آتما کو پوتر ثابت کرتے ہوئے نئے سرے سے بہارت واسیوں میں ہمدردی کی روح پہونک دی - اور بہارت ورش کے ہر ایک کونہ سے ہمدردی ہمدردی کی صدا اُٹھی کہیں قوم کے سُدہار کے لئے ہمدردانہ اصول پر سماجیں - سبھائیں اور کہیں سوسائٹیاں کہلیں - برھمو سماج - اور دیو سماج - پرارتھنا سماج - آریہ سماج سناتن سبہا - انجمن حمائیت اسلام غرضیکہ کہتری سبہا - ارورٹبنس سبہا وغیرہ کئی سبہاؤں نے اپنی اپنی بہیروی اور دہنا سری چہیڑ دی - کوٹیوں پرجوش نوجوانوں نے قوم کی خاطر زندگیئیں ارپن کیں - سینکڑوں نے اپنی جائیدادیں اس کی وقف کیں - لیکن اگر غور کرکے دیکہا جاوے - تو اس ہمدردی کا نتیجہ کیا نکلا ہے - کتنی برائیاں قوم سے خارج ہوئیں. شراب کا دوردورہ دن بدن زیادہ ہے - ہمدردی کا دم بہرنے والے ریفارمروں کے پیٹ ہی بیکس حیوانوں کا گورستان بنے ہوئے ہیں عدالتوں کی فہرستوں سے مجرموں کی زیادتی ثابت ہوتی ہے - فیشن کی غلامی نے اہل ہند کی شکلیں کچہہ عجیب ہی بنا دی ہیں - کیا ہمدردی کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے - ؟ ہرگز نہیں !! بلکہ اگر اس نسخہ کو ودہی پوربک برتا جاوے تو یہہ منشیہ جاتی کے جملہ دکہوں کو بہت جلد دور کر سکتا ہے - اور وہ

ودہی کیا ہے - اُنہی رشی نے جن کی تقلید میں آریہ سماج خصوصاً اور دیگر سبہائیں عموماً اصول ہمدردی پر عمل کر رہی ہیں - اس کی آسان ترین ودہی بتلا دی ہے - جس کو اس کے ہر ایک موافق اور مخالف نے ایک دفعہ نہیں بلکہ سینکڑوں دفعہ پڑہا ہے - وہ ہے آریہ سماج کا چہٹا نیم " سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکہیہ اودیش ہے - ارتہات شاریرک - آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا - موجودہ ریفارمروں نے شاریرک اور آتمک کے الفاظ کو نظر انداز کرکے ساماجک اُنتی کا لفظ پڑہ لیا ہے - اور یہی وجہ ہے - کہ ریفارمروں کی تعداد آریہ ورت میں حد سے زیادہ بڑہ گئی ہے - آریہ سماج کا وہ ممبر بہی جوکہ ہر ایک اویدک رسم کو اپنے گہر میں کرتا ہے - سماج میں جاکر بہارت کے سدہار کے اہم مضمون کو لیکر اپنی تقریر سے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے - لیکن کیا ریفارمر بننے کے یہی معنی ہیں - کیا زبان درازی ہی ریفارمر کا وصف ہونا چاہئے - نہیں بلکہ یہہ وہ پدوی ہے - جوکہ قدیم زمانہ میں سنیاسیوں رشیوں کو ملا کرتی تہی لیکن آج اسے بچوں کا کہیل سمجہا جاتا ہے - ناظرین ! جب تک منزل کی ابتدائی سیڑہیوں کو عبور نہ کیا جاوے منزل پر پہونچنے کا دعوے کرنا مجہولانہ خیال ہے - اسلئے سنسار کے اُپکار کے لئے جہاں قدرت ہمیں بتلاتی ہے - کہ جب تک شاریرک اور آتمک اُنتی ہر ایک منشیہ نہیں کریگا - تب تک سنسار

کے اُپکار کا دعوے کرنا فضول ہے
وہاں ہم اس کو بالکل بھول کر اوڈیا
کی لہر میں بہے چلے جاتے ہیں۔ اور
سنسار کے اُپکار کی ڈھینگ مار کر
لوگوں کو اپنا معتقد بنانے کی پاپ
آلودہ کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن
اگر ہیں سنسار کے اُپکار کی سچی خواہش
ہے۔ تو پھر ہمیں رشیوں واکیہ کی قدر
کرتے ہوئے پہلے ستاربرک انتی کرنی
چاہئے۔ جن پر کہ میں کچھ وضاحت
سے دیں مضمون میں لکھنا چاہتا ہوں
(باقی آئندہ)

راقم
آریہ دھرم کا سیوک سندرداس نگرکھ
از جلال پور جٹاں

ضروری نویدن

میں نے جو ادھیاپکاؤں کے بارے
میں وگیاپن دیا تھا۔ سو میرے پاس
کئی سماجوں سے پتر آئے۔ اُن
مہاشیوں کی سیوا میں نویدن ہے
کہ بسبب دیر سے پہنچنے کے
ابو سی خیال کر کے وہ شخص مع سب
پروار کے کانپور کا بہانہ کر کے
کہ میں کانپور جاتا ہوں چلا گیا ہے
اور گرل سکول سے استعفیٰ دے
دیا۔ یہ بھی کہہ گیا تھا۔ کہ میں کانپور
سے پتر لکھوں گا۔ مگر آج تک
اُسنے کوئی پتر نہیں لکھا: اور نہ ہی
مجھکو اُس کا کچھ پتہ ہے۔
(دھن پرکاش ازچھاؤنی لوگانواں خبار نویسندہ)

ضروری نویدن

سب سجنوں کو ودت ہو کہ سیوک
سے پنجاب ویدک پستکالیہ لاہور
کی تین پستکیں مفصلہ ذیل گم
ہو گئی ہیں۔ اگر کسی مہاشہ کو معلوم
ہو۔ یا کسی مہاشئے کے پاس ہوں
تو اس سیوک کو سوچنا کر کر تارتھ کریں
نام کتاب
ہوم ٹریٹمنٹ فار سکیوایل ابیوسز
ہُرشارتھ پرکاش نمبر ۲۸۰۵
بھگوت گیتا مول نمبر ۸۴۲

المشتہر
آپ کا انر ابھلاشی دیو بیتہ مل سابق کلرک
ویدک پستکالیہ لاہور

نویدن

جو اصحاب پہاڑی اشیاء مثل شہد
خالص۔ چائے۔ گندرو۔ پٹو۔ براہمی بوٹی
وغیرہ وغیرہ منگوانا چاہیں وہ
مجھکو لکھیں بہت تھوڑا کمیشن لیا جاویگا

المشتہر
دیوی چند بہراتا۔ کوتوالی بازار دھرم سالہ ضلع کانگڑہ

اطلاع ضروری

بیوہ بھاگونتی بمع اُس کی بہن منی اور
پانچ سالہ لڑکی قوم کائستھ سری ٹہناگر

ساکن دہلی روزگار کی تلاش میں جگہ
بہ جگہ پھر رہی ہے۔ اور اب کا پکڑ
۲۰ دسمبر سے آئی ہوئی ہے۔ فرض
ایک مہینہ کا خرچ یعنی (دس روپیہ
ایک آنہ نو پائی) اُن کے لئے وہاں
کے ڈاکٹر صاحبان کی مدد سے ہو
ہوئے تھے۔ اگر کوئی کائستھ سبھا
اور یا کوئی خاص فیاضی اُس کو اس
حالت میں مدد دے سکے تو اُس کی
باقی حصہ عمر کا اچھی طرح سے بسر ہو
یہ عورت اردو عمدہ لکھ اور پڑھ سکتی
ہے۔ اور گیتا بھی جانتی ہے۔ عمر تیس
سال ہے۔ فاقوں سے سخت کمزور ہو

المشتہر
ڈاکٹر نانک چند ہسپتال اسسٹنٹ مستجیوراں
انڈیا کسولی۔

ضرورت

ایک گوڑ برہمن سانڈلیہ گوتر بعمر تقریباً
دس سالی خوبصورت تندرست لڑکی جو
ناگری پڑھتی ہے۔ اُس کے والدین کو
رد پیہ نا ہونے کے ڈر انشمین میں
لئے ایک لائق ور کی جو ہمر تخمیناً
ہو ضرورت ہے۔ وور زیادہ عمر بردار
رہتی سے ہوگا۔ لڑکا کسی معزز خاندان
کا کسی انگریزی سکول میں پڑھتا ہو
خط و کتابت پتہ ذیل سے کیجئے۔

المشتہر
منشی بختاور سنگھ ایڈیٹر آریہ دربار
شاہجہانپور۔

سنسار کی گتی

مذہب پر لوکل اثر

پایونیر کے ایک لائق نامہ نگار نے تسلیم کیا ہے۔ کہ انگلستانیوں میں ایک بڑا عیب یہ ہے۔ کہ وے اپنی غلطی کو بہت جلدی تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں ہوتے۔ برخلاف اسکے میں نے بڑی باوقعت تحریروں سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ امیریکا کے باشندے اپنی غلطیوں کو نہ صرف بہت جلد تسلیم ہی کر لیتے ہیں۔ بلکہ اُس کے بد اثروں کو دور کرنیکی بھی خود آپ ہی کوشش کرتے ہیں۔ ان دونوں قوموں کے چلن کو اس نمایاں فرق کا اثر عیسائی مذہب پر بہت ہی کچھ پڑا ہوا ہے۔ جہاں انگلستان میں سالی کے ساتھ بیاہ کا مسئلہ صدیوں تک اڑا رہا اور اب تک بعض مذہبی بیہودگیاں مروج ہیں۔ وہاں امیریکا میں طلاق۔ دو واہ وغیرہ کے جملہ مسئلے بلالحاظ احکام بائیبل کے برابر آسانی سے حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہی عیسائیت جو امیریکا کے اندر ایسی آزادشکل اختیار کرتی ہے۔ روس کے اندر غلامی کا طوق لوگوں کے گلے میں ڈالتی ہے۔ میری رائے میں جسقدر مذاہب انسانوں کے گہڑے ہوئے ہیں۔ اُن میں لازمی امر یہ ہے کہ جس جگہ وے مروج ہوویں اُسجگہ کے انسانوں کی کمزوریاں اُن کے اندر گہر کر جاویں۔ لیکن قدرتی دہرم جسے کہ میں ایشوریہ دہرم کہتا ہوں مذاہب سے یہ تمیز رکھتا ہے کہ وہ کبہی کسی زمانہ میں تبدیل نہیں ہوتا۔ پس ہر ایک انسان کو قدرتی یا ایشوریہ دہرم کی تلاش کرنی چاہئے۔

جنوبی افریقہ کا جنگ معجزوں کا گہر ہے

ابہی کل کی بات ہے کہ تار برقیاں شاہی تھیں۔ کہ بوئیر اب نئے طرز جنگ سے جو لارڈ کچنر نے ایجاد کی ہے گہبرا گئے ہیں۔ ڈلٹا کمانڈ انچیف بوتہا زخمی ہو گیا ہے۔ بوئیروں کی ایک مجلس خاص صلح کی پیغام بہیجنے کے لئے جمع ہوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اسلئے امید ہے کہ جنگ کے خاتمہ میں صرف دونوں کی کسر ہے لیکن ۲۳ - دسمبر کی تار برقی خبروں نے یہ تمام ہوائی قلعے مسمار کر دئے۔ ریوٹر خبر دیتا ہے۔ کہ جنرل سپٹنس کی فوج کا ۲۰۰ کا دستہ ۳۰۰ بوئیروں نے تہ وبالا کر دیا۔ مقام ٹیفلکوپ پر میجر ڈمینٹ صاحب سخت زخمی ہوئے۔ اور اُن کے علاوہ ۹ اور آفیسر اور بیس سپاہی مارے گئے۔ اور ۹ افسر اور ۴۸ سپاہی زخمی ہوئے۔ یہ کار نمایاں اُس لوئیس بوتہا کا کہا جاتا ہے۔ جس کے زخمی ہونے کی خبریں آچکی ہیں۔ اس لڑائی میں سوائے چار کے اور سب مارے گئے۔ یا زخمی ہوئے۔ دشمن کی ۷ مردہ لاشیں ملیں۔ اور لارڈ کچنر کہتے ہیں کہ دشمن نے اقبال کیا کہ ۲۷ اُنہوں نے دفنا دئے تہے۔ جنرل ڈی وٹ نے معہ ۲۰۰۰ سپاہیوں کے ضلع میتہیم میں لڑائی کی۔ یہ جملہ خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ نہ لوئیس بوتہا زخمی ہوا۔ نہ بوئیروں نے ابہی صلح کی سوچی۔ اور نہ ہی جنگ جلد ختم ہونیکی امید ہے۔ اس جنگ نے گو نپولین اعظم کی سپرٹ کا کوئی ایک آدمی نہیں دکہایا۔ لیکن نپولین کے جنگی معجزوں کو مات کر دیا ہے۔

کام لینے کا طریقہ

موجودہ پوپ روم بڑا عاقل اور لائق آدمی سمجہا جاتا ہے۔ اُسکی نسبت روایت ہے۔ کہ کچہہ کاغذات کو اپنے نج کے کتب خانہ میں اُسنے درست کرانے تہے۔ ایک پادری کو پوچہا کہ کتنے دنوں میں وہ کاغذات درست کریگا۔ پادری نے جواب دیا۔ کہ پندرہ دنوں میں پوپ جی نے جہڑک کر کہا کہ پندرہ دن کیا کروگے آٹھ دن کافی ہیں۔ اور میں تمہیں ان سے بہی کم دنوں میں ختم کرنیکا گر بتلاتا ہوں۔ چنانچہ پوپ نے حکم دیا کہ کتب خانہ میں پادری صاحب کو اُسوقت تک بند رکہا جاوے جب تک کہ وے اپنا کام ختم نہ کر لیویں۔ اور پاس ہی ایک چہوٹے کمرے میں کوچ پر سوویں۔ آخریں نتیجہ یہ ہوا کہ چند دنوں میں کام ختم ہو گیا۔ طریقہ کام ختم کرانیکا تو یہہ بہت اچہا ہے۔ لیکن اسکو استعمال میں لانا ہر کسی کا کام نہیں ہے۔

کیا آریہ سماج ترقی کر رہا ہے؟

گذشتہ مردم شماری کا ذکر کرتے ہوئے ممالک مغربی وشمالی کی نسبت چند اعداد ہمعصر پایونیر نے شائع کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس علاقہ میں آریوں کی تعداد اسوقت ۶۵,۲۸۲ ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے رو سے اسی علاقہ میں بائیس ہزار سے کچہہ زیادہ آریہ رہتے تہے۔ اس حساب سے فی صدی تقریباً ۲۰۰ کی زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن یہ اعداد بہی صحیح نہیں سمجہے جا سکتے۔ جن انہیں کالموں میں آگرہ والوں کی شکایت شایع کی تہی۔ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ بعض مسلمان شمار کنندوں اور حلقہ واروں نے آریوں کو بہی ہندو ہی لکہا تہا۔ اُس شکایت کے علاوہ مردم شماری کے دنوں میں میرے پاس دیہات سے اکثر اس قسم کی شکایتیں آئی تہیں۔ اگر اُن جملہ شکایتوں کو صحیح سمجہیں تو موٹے طور پر یہ نتیجہ نکالنا غیر واجب نہیں ہے۔ کہ ممالک مغربی وشمالی واودہ کے علاقہ میں آریوں کی آبادی اسّی ہزار سے کم نہیں ہے۔ لیکن کیا اس تعداد پر آریہ سماج کو خوشی منانی چاہئے؟ دشمن خواہ آریہ سماج کی تعداد کی زیادتی کو سُن کر ڈانواڈول ہوں لیکن میری طرح جو دوست آریہ سماج کی اصلی حالت کو جانتے ہیں۔ وے ایسی تعداد کی زیادتی کو سُن کر خوش نہیں ہوتے۔ میری رائے میں جسقدر تعداد زیادہ ہوتی جاتی ہے اُسیقدر آریہ سماج کے کام چلانے والے لیڈروں کی ذمہ واری بڑہتی جاتی ہے۔ اس تعداد کے اندر کم از کم پچیس ہزار عورتیں شامل ہوں گی جنہیں سے زیادہ تر اپنے سمبندہیوں کو ویدک دہرم سے علیحدہ لیجانے کے لئے کہینچ کہینچ رہی ہیں پندرہ ہزار سے کم بچے نہ ہوں گے۔ جن کے آریہ

بیٹے کی امیدوں کا محض اپنے والدین کے آچرنوں پر انحصار ہے - باقی رہے چالیس ہزار کے قریب مرد اُن کی حالت پر آریہ پرش ہی بہتر وچار کر سکتے ہیں - جو لوگ تعداد کی ترقی کو اصلی ترقی سمجھتے ہیں - وے بڑی بھاری غلطی کر رہے ہیں - آریہ سماج کو اب ہی خبردار ہونا چاہئے - ورنہ چند برسوں کے بعد پچھتانے کے سوائے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا

بغیر جبر کے برائی دور نہیں ہوتی

اخبار مدراس ٹائمز میں علاقہ مدراس کے پیشہ ور بھیک منگوں کی بڑی سخت شکائت درج کی گئی ہے - ہمعصر موصوف لکھتا ہے کہ ہٹے کٹے مضبوط بھیک منگے جن کا کام اُسطرف گاؤں گاؤں پھرنا رکھ لیا ہے - صبح ہی گرہستیوں کے سروں پر آکر سوار ہو جاتے ہیں - اور نہ دینے والوں کو اسقدر کوستے ہیں کہ سُننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - ہمعصر مدراس ٹائمز تعجب کرتا ہے - کہ اب تک اُن دیسیوں نے جن کو یہ بھیک منگے تنگ کرتے ہیں کیوں اُنہیں دبانے کی کوشش نہیں کی اور اپنی رائے یہ پیش کرتا ہے کہ گو پولیس نے ایسے بھیک منگوں کو دبانے کی کوشش نہیں کی - تاہم اگر پولیس اُنہیں دبا دے تو ایسے لوگ مشکور ہوں گے - میرے ہمعصر اس رائے کے دینے میں غلطی کر رہے - میرا تجربہ ہے کہ اگر پولیس ان بھیک منگوں کو دبا بھی دیوے پھر بھی مدراس کے ہندو پولیس سے آنکھ بچا کر بھی انکو بھیک دینگے - اور گالیاں بھی سُنیں گے - کیونکہ ہندو گرہستی ان بھیک منگوں کے شور سے تنگ نہیں ہوتے بلکہ پدھاگت اُنہیں سکھاتا ہے - کہ یہ بھیک منگے بھی اُن کے مذہب کے ایک جزو اعظم ہیں - پس جب تک توہمات کو مدراس کے ہندوؤں کے دلوں سے دور نہ کیا جاوے تب تک اس برائی کی جڑ دور نہیں ہو سکتی - سو یہ کام انگریزی گورنمنٹ

سکا نہیں ہے - اور نہ ہی انسانی قانون دلوں کو تسخیر کر سکتا ہے - یہ فرض آریہ سماج کا ہے اور وہ دن مبارک ہوگا - جب کہ زبردست کوششوں سے آریہ سماج کی تحریک مدراس کے علاقہ کو ہلا دے گی -

تعصب بُری بلا ہے

میرے ناظرین کو یاد ہوگا کچھ عرصہ ہوا جب بنگال کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے حکم دیدیا تھا - کہ کلکتہ کے ہوٹلوں میں جو جوان یورپین عورتوں کے ذریعہ شراب تقسیم کرائی جاتی ہے وہ بند کرائی جاوے - اور آئندہ جس ہوٹل والے کو لائیسنس ملے اُس سے شرط لیجاوے کہ وہ شراب برتانے کیلئے عورت ملازم نہیں رکھیگا - اسپیر وِلائیت انگلستان کا اخبار تعجب کرتا ہے کہ دیسیوں کی خاطر آپ حکم کیوں جاری کیا گیا - مطلب جسکا یہ ہے کہ یہ کام اعلیٰ اخلاق سے گرا ہوا نہیں ہے - بلکہ محض دیسیوں کی خاطر اختیار کیا گیا تھا ہمعصر پایونیر میں اس کے جواب میں صحیح کہا ہے - کہ دیسیوں کو اسکے بند کرنیکی ذرا ہی ضرورت نہ تھی - کیونکہ اُنکا انگریزوں کی ہوٹلوں یا اُن کے شرابخانوں سے کچھ تعلق نہیں ہے - بلکہ یہ رواج اسلئے بند کرایا گیا تھا - کہ دیسی لوگوں کی نظروں میں اس بد تہذیب اور بد اخلاقی نمائش سے حاکم لوگوں کی قوم گر رہی ہے - میں نہیں سمجھتا کہ اگر غریب دیسی لوگ کوئی اخلاق کی بات کہیں تو اُس پر غور کرنیمیں صاحبان انگریز کی کیا ہتک ہے - اخلاق اور دانائی کی بات بچے سے بھی سُن کر قبول کرنا چاہئے - میں چاہتا ہوں کہ جو سپرٹ اس انگریزی اخبار نے دکھلائی ہے - اُسکی تقلید میں ہندوستانی بھائی نہ کیا کریں - بلکہ بقول اپنے نیتی کاروں کے جہاں سے گُن مل سکے اُسے گرہن کیا کریں

انگریزی تقلید میں بہے جاتے ہوئے سنبھلو

اسوقت انگریزی تقلید میں ہمکو نہ محض ...

بلکہ ہر ایک انگریزی خیال و عمل کی اندھی پیروی شروع کر دی ہے - کون نہیں جانتا کہ اسوقت کے تعلیم یافتہ اصحاب تیز فیشن ہو گیا ہے - کہ وہ ناستکپن کو اعلیٰ تہذیب کی نشانی سمجھتے ہیں - ۲۷ دسمبر کے پایونیر میں ایک پُرانے انگریز نے اپنی قوم کے اندر اس سپرٹ کی موجودگی کے لئے افسوس ظاہر کیا ہے وہ کہتا ہے - کہ اسوقت انگلستان کے باشندوں کے اندر پبلک اور پرائیویٹ دونوں طرح کے اخلاق میں ڈھیلاپن دکھلائی دیتا ہے - اب ستریوں کی وہ عزت وہاں کے نوجوان نہیں کرتے جو پہلے خاصہ تہذیب سمجھا جاتا تھا بلکہ ستریوں کی توہین کرنا ہی آزادی کا معراج سمجھا جاتا ہے - وہ شریف آدمی شکائت کرتا ہے کہ اسوقت کے نوجوان اس امر کا فخر کیا کرتے ہیں کہ وہ چرچ کے اندر کبھی قدم نہیں رکھیں گے - اگر میرے ناظرین اس تصویر کو ٹھیک ٹھیک دیکھیں تو ہندوستانی تعلیم یافتہ صاحبان کے بالمقابل رکھیں تو ہو بہو اسکی عکس اُنکے اندر پائیں گے - جب اُس قوم کے بزرگ لوگ جنکی تقلید کرنا ہمارے نوجوان بھائی کر رہے ہیں اپنی حالت سے مطمئن نہیں ہیں تو کیا قبل تقلید کرنے کے ہندوستانی نوجوانوں کو بڑے بھاری غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے -

بُدھ مذہب کی ترقی ہو رہی ہے

برما میں پہلی ہی ایک انگریز بودھ کا بھکشو بن چکا ہے - بھوگشی بودھ سادھوؤں کا فرقہ ہے - ۱۵ - دسمبر کو پھر ایک انگریز بھوگشی بنا ہے - اور اُسیوقت بتلایا گیا کہ دو اور انگریز بھوگشی بننے کے لئے طیار ہیں - اس نئے بھوگشی کا نام اشوک رکھا گیا ہے - پہلے بستر دھارن کر کے بعد از اسجگہ سے بھیک مانگنی شروع کر دی ہے - اسوقت یہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ بودھ مذہب کی ترقی ہو رہی ہے - وجہ اسکی صاف ہے بودھ ہوکے اندر نئی اپنے دھرم کا پرچار بھی ہے بلکہ اگر کوئی آدمی اپنے خیالات تبدیل کر کے اُنکے اندر شامل ہونا چاہے تو وہ اُسے لینے کیلئے طیار ہیں - ویدک دھرم کے جانے ...

ستیہ دھرم پرچارک

گروکل کی کامیابی کا انحصار تم پر ہے

میرے پاس روز گروکل کے افتتاحی جلسہ و دیگر حالات کے دریافت کیلئے بہت سے خطوط آتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ میری ڈاک کا نصف حصہ محض گروکل کے معاملات کے متعلق ہوتا ہے۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد مجھے ہریدوار میں گروکل کھلنے کی آشا نہیں رہی تھی۔ میں نے نہیتا اس مضمون پر خط و کتابت بند کرنی چاہی تھی اور اسکے بعد سمجھ بیٹھا تھا کہ گروکل کی نسبت آریہ بھائیوں کا جوش بھی اسی طرح پر سرد پڑ گیا ہوگا جس طرح پر کہ ہندوستانیوں کے عام کاموں کی حالت ہوا کرتی ہے۔ لیکن اخباروں کے ذریعہ سے محض اس امر کے اظہار کی ہی ضرورت تھی کہ گروکل ہریدوار کے نزدیک گنگا تٹ پر کھلیگا کہ آریہ پرشوں کا جوش بدستور موجزن ہونے لگا ہے۔ لیکن اسوقت محض جوش سے کام نہیں چل سکتا۔ گروکل کو پنجاب کے آریہ سماجوں کے کام کے مرکز سے دور کھولنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ آریہ پرش اسکے لئے غیر معمولی تپ کا پرمان کرنیکے لئے طیار ہوں۔ اور یہ تب ہو سکتا ہے جبکہ ہر ایک آریہ سکام بھاؤ کو چھوڑ کر اپنا فرض ادا کرنا ہی زندگی کا مقصد سمجھ لیوے۔ افتتاحی جلسہ کے لئے میں نے دو ہزار مانگا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جنوری کے خاتمہ تک یہ رقم ضرور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے کوش میں پہونچ جاویگی۔ کیونکہ جس سپرٹ سے دور کے آریہ سماجوں تک نے کام شروع کیا ہے۔ وہ اس امر کی شاہد ہے کہ ہندوستان میں اگر کسی جماعت کے اندر زندگی کے آثار باقی ہیں تو وہ آریہ سماج ہی ہے۔ مجھے امید پڑتی ہے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر ہجوم ہی بڑا اکٹھا ہوگا۔ چونکہ یہ ایک نئے لیکن پراچین طریقہ کے تیرتھ کی بنیاد پڑنے لگی ہے۔ اسلئے کھانے پینے کا انتظام تو یاتری اپنا ہی کریں گے لیکن ریل کے سٹیشن پر انکا استقبال کرنے اور انہیں اتارنے کی سہولیت وغیرہ دینے کے لئے کئی سیوکوں کی ضرورت ہوگی۔ مجھے امید ہے۔ کہ ویدک دہرم کے سیوک اس سیوا کو باعث فخر سمجھ کر اپنے ذمہ لیں گے۔ گروکل کا سکیم جب طیار ہو رہا تھا۔ اسوقت ہم سب نے دل کھول کر بحث کی ساری اونچ نیچ پر وچار کیا۔ لیکن جب سکیم پاس ہو گیا۔ تو ایک دل ہو کر اس کے چلانے کے لئے دہن اکٹھا کر پہر اس کے کھولنے اور انتظام پر وچار ہوتے ہوئے سب نے خوب سمواد کیا۔ لیکن اب جبکہ سبھا نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ہولیوں کی تعطیل میں ضرور گروکل گنگا تٹ پر کھولا جاوے تو ہم سب کا فرض ہے کہ اسے کامیابی سے جاری کرانے کے لئے کٹی بدہ ہو جاویں۔ آریہ پرشو! اگر گروکل کی کامیابی کا انحصار تمہیں پر ہے جس دن گروکل کا افتتاحی جلسہ ہوگا۔ وہ دن آریہ سماج۔ بھارت ورش اور دنیا کی ہسٹری میں ایک خاص یادگار سمجھا جاویگا اور اگر تم نے اس دن کی کامیابی میں ذرا ہی حصہ لیا تو تمہیں آخری وقت کے مقابلے کے لئے زیادہ تر عاشین ہوگا۔ کیونکہ ایسے دہارمک کرموں سے ہی اس گیان کی بنیاد پڑتی ہے۔ جو کہ انسانوں کو مکتی دہام تک پہونچا سکتا ہے۔

پشچموتر ودیتیہ پرتی ندھی سبھا کی توجہ کے لئے

پرچارک کی گزشتہ اشاعت میں پنڈت دیو دت جی شاستری کانپور کا پتر چھپ چکا ہے۔ جسمیں پنڈت جی نے ان افواہوں کی تردید کی ہے۔ جو کہ ان کی نسبت مشہور کیجاتی ہیں۔ اور آریہ سماج کے سدہانتوں پر اپنی دردہتا ظاہر کی ہے۔ پنڈت نند کشور ویوشرا اپدیشک پشچموتر آریہ پرتی ندہی سبھا کا پتر بھی ۱۶ - دسمبر کے آریہ متر میں چھپ چکا ہے جس میں پنڈت جی نے لکھا تھا۔ کہ ورن بیوستھا تو درکنار سوامی دیانند جی کے مانے ہوئے سدہانت کے برخلاف خیال رکھتے ہوئے آریہ سماجک کہلانے والے کو مہا ادہم ورشٹ آتما سمجھتا ہوں۔ پھر لکھتے ہیں کہ "ورن بیوستھا گن۔ کرم سوبھاؤ انوسار وپرت جنم انوسار تتھا ویدوں کے پڑھنے کا ادھکار شودر انترکو دلانے والے سے دن رات شاستر ارتھ کرنے کو بدہ پری کر ہوں" پنڈت نند کشور کے اس پتر کے بعد سمپادک آریہ متر نے شہادتیں مہاشے راجارام کے آکشیوں کو غلط ثابت کرنیکے لئے پیش کیں جن میں سے ایک بھی چشم دید نہیں ہے۔ اور اسکے بعد سمپادک نے کہا ہے کہ سری راجارام ورما کا لیکھ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ جھوٹھا ہے۔ پھر دوسرے ہی پرچہ میں درج ہے کہ "لیکھ جھوٹھا ہے" یہ الفاظ غلطی سے چھپ گئے ہیں۔ میرے لئے جو پنڈت نند کشور جی کی تحریر اس امر کے ثبوت میں کافی تھی۔ کہ انکا منتویہ آریہ سماج کے سدہانتوں کے انوکول ہے تو اس سے سمجھ سکتا تھا کہ شاید مہاشے راجارام جی نے سمجھنے میں غلطی کی ہوگی۔ لیکن جو شہادتیں آریہ متر نے بہاری پیش کی ہیں اور اس پر نوٹ دے کر پہر جو اس کی تردید کی ہے اس سے معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نیز جبکہ اسکی تحقیقات کنور ہکم سنگھ جی کے سپرد ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی جب مہاشے راجارام جی اب تک اپنی بات کی تائید کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۶ - دسمبر کے

کے آریہ مترکی اشاعت کے بعد کا ایک پتر میرے پاس آیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں "جو مضمون ۱۵ نومبر کے ستیہ دہرم پرچارک میں چھپا ہے وہ سب ستیہ ہے۔ ستیہ ہے میں گانوکار ہنے والا غریب آدمی ناچیز ہوں مجھے سب لوگ براہمن آریہ کیا غیر آریہ و جانتے ہیں کہ تم لکھد و بھول سے لکھ چھپ گیا...... وغیرہ وغیرہ" آریہ متر میں پنڈت بابورام اٹاوہ نواسی کی شہادت چھپی ہے۔ کہ پنڈت بلدیوت جی نے انہیں کہا کہ انہوں نے "ساکھشی نہیں دی"۔ لیکن جو تحریر پرچارک کیلئے آئی تھی اُسپر پنڈت بلدیوت کے دستخط موجود تھے اگر بابورام جی کا بیان صحیح ہے تو مہاشے راجارام نے جعلسازی کی ہے۔ جس کے لئے نہ صرف انہیں آریہ سماج سے خارج کرنا چاہیئے بلکہ اُن پر مقدمہ فوجداری چلانا چاہیئے۔ میری رائے میں جب معاملہ نے یہاں تک طول کھینچا ہے۔ تو اُسے اسکے منطقی نتیجے تک پہونچانا شرمیتی آریہ پرتی ندہی سبھا پشچمو تردیش کے لئے ضروری ہو گیا ہے پنڈت نندکشور دیو کی نسبت تو اُن کی تحریر ہی کافی ہے۔ اور اس سے آگے تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن پنڈت بابورام اٹاوہ نواسی۔ پنڈت بلدیوت شرما اور مہاشے راجارام کے درمیان ستیہ استیہ کا نرنے کرنا شرمیتی سبھا کا فرض ہے

پشچموتر دیش سبھا کا ایک ضروری فرض

لیکن پنڈت پریاگدت نے اب تک رشی نہت لکھی ہوئی باتوں کی تردید نہیں کی۔ اور باوجود اس کے شرمیتی سبھا نے اُس کی اِس حرکت کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ سبھا اد ہکاری جواب دے سکتے ہیں کہ پنڈت پریاگدت چونکہ سبھا کے اُپدیشک نہیں ہیں اِس لیے اُن کا نوٹس نہیں لیا جا سکتا۔ یہ عذر ٹھیک نہیں ہے۔ کیا جب کوئی سوتنتر آدمی آریہ سماج کے سدہانتوں کے برخلاف آریہ سماج اندر پرچار کرے تو اُس کی نسبت سرکیولر لیٹر جاری کرنا سبھا اپنا فرض نہیں سمجھتی رہی ہے۔ بس اگر پنڈت پریاگدت نے درحقیقت اب تک اپنی صفائی اُن الزاموں سے نہیں کی ہے جو کہ مہاشے راجارام نے اُنپر لگائی ہیں تو سبھا کو نوٹس دیدینا چاہیئے کہ آریہ سماجیں اُنکو ویاکھیانوں کی اجازت نہ دیں۔ سبھا کی ملازمت سے علیحدگی کے یہ معنی نہیں ہوتے۔ کہ ایک آدمی آریہ سماج کے سدہانت کے برخلاف پرچار کرتا ہوا ہی اپنی گذشتہ تنخواہ سے بڑھ کر آریہ سماجوں کی بدولت دھن کما سکے۔

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

جب لاہور آریہ سماج کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر مجھے منشی نارائن پرساد جی منتری۔ اور لالہ جیون مل جی کوشادہیکش آریہ پرتی ندہی سبھا ممالک مغربی و شمالی ملے تھے۔ تو اُنہوں نے مجھسے شکایت کی تھی کہ میں بعض اندرونی معاملات کو اخبار میں لیجا کر غلطی کرتا ہوں۔ اُسوقت جن معاملات کی نسبت اُن کا اشارہ تھا میں نے ثابت کر دیا تھا کہ اُنکا اخبار میں جانا شرمیتی سبھا کے ادہکاریوں کے عمل کی وجہ سے لازمی ہو گیا۔ اُسکے بعد باہمی پریم بھاؤ کی باتوں کے بعد ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوئے لیکن اِن مہاشیوں کے مرادآباد واپس جاتے ہی کسی درشک کی طرف سے لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا حال لکھتے ہوئے آریہ متر مطبوعہ ۰ دسمبر میں پنجابیوں پر عجیب طرح کے کٹاکش چھپ گئے میں نے نوٹس نہ لیا اور اِس امید میں رہا کہ منشی نارائن پرساد شاید اِس تحریر کی تلافی کر دیں۔ لیکن اُنکی تین ہفتہ کی خاموشی نے ظاہر کر دیا کہ یا تو متذکرہ الصدر مہاشیوں میں سے ہی کسی نے درشک کا جامہ پہن کر یہ تحریر چھاپی ہے۔ اور یا درشک کی تحریر سے اُنہیں کلی اتفاق ہے۔ آریہ متر کی اِس تحریر کا بڑا معقول جواب مہاشے آریہ ورت نے دیدیا ہے۔ اور مجھے اُسپر لکھنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ لالہ بخشیش رام کے بال البرٹ فیشن کے تھے۔ یا کیا۔ اِس بحث کو چھوڑ کر میں درشک مہاشے سے نویدن کرونگا کہ اُنہیں دیانگر میں جا کر پہلے مہاتما بخشیش رام کے جیون کا مطالعہ کرنا چاہیئے تھا۔ پھر اُنہیں معلوم ہو جاتا کہ اُن کی تحریر کسقدر انصاف کا خون کر رہی ہے۔ میں نے آیا اپنے لیکچر میں کسی پر حملہ کیا یا نہیں۔ اسکو اُسوقت کے حاضرین ہی خوب جانتے ہیں اور کنفرنس کے بہ ابری بھاو پر جو طعنہ زدگی کی گئی ہے۔ اُس سے پیشتر ضروری تھا کہ درشک مہاشے پنجابیوں کے پرسپر کے برتاؤ کو ملاحظہ کرتے۔ اسجگہ پر پبلک کاموں کے اندر پرائیوٹ دوستیوں کو آریہ پُرش بالکل بھول جایا کرتے ہیں۔ لیکن جن پُرشوں نے کانفرنس کے اندر ایک دوسرے کے جواب میں سخت تقریریں کی تھیں اُنکا اُسوقت کا باہمی برتاؤ اگر دیکھا جاوے تو شاید درشک مہاشے حیران رہ جاویں۔ میں خود پبلک بحث کے لئے اعلےٰ درجہ کی آزادی کا وکیل ہوں۔ اِس لئے اِس تحریر سے میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ درشک مہاشے نکتہ چینی نہ کرتے بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔

یوروپ کا پولیٹیکل اخلاق

ولائیت انگلستان کے اخبار سٹینڈرڈ کے ایک یوروپین نامہ نگار نے خبر دی ہے کہ یوروپ کی دو ایک سلاطین کی طرف سے جنوبی افریقہ کے بوئر لیڈروں

کوشش دی گئی ہے - کہ اگر وے انگلستان کو جنگ میں مصروف رکھیں گے - تو شاید اُن کا بھلا ہوگا - سٹینڈرڈ کے نامہ نگار کی رائے ہے کہ اگر یہہ وعدہ نہ دیا جاتا تو شاید بوئیر بیچارے ہرگز باوجود استقدر نا امیدیوں کے بہی جنگ کو جاری رکہہ کر اپنا نقصان نہ کرتے - میری رائے میں اگر کسی سلطنت کی طرف سے ایسا وعدہ دیا گیا تہا تو اُس سلطنت کو بوئیر لوگوں کی فوج - سامان اور روپیہ سے مدد کرنی چاہئے تہی - لیکن اگر اُنہوں نے محض کسی ذاتی فائدہ کے لئے بوئیروں کو دہوکہے میں ڈالا تو ایسے پولیٹیشنوں کا اخلاق میری رائے میں بہت ہی گرا ہوا ہے میں نے اِس واقعہ کا ذکر محض اِس لئے چہیڑا ہے کہ اِس وقت کے ہندوستانی پولیٹیشن بہی اندہا دُہند مغرب کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں - میری رائے میں وہ پالیسی جس کی مکاری پر بُنیاد ہو کسی نہ کسی وقت اپنی پیرو قوم کو برباد کر دیتی ہے -

دہرم کی شکشا اور مذہبی تعلیم

بشپ ویلڈن صاحب نے جس اصول پر بائیبل کی تعلیم پر زور دیا تہا - اور سرکاری مدرسوں میں اُس کو نافذ کرانے کے لئے سپیچ دی تہی اُس سے پہلے بہی مذہبی تعلیم کے معاملہ پر غور ہوتا رہا ہے - ہندوستان میں گورنمنٹ کی طرف سے مذہبی معاملات میں دخل نہ دینے کی پالیسی شروع سے رہی ہے - اور وہ اسلئے کہ سرکار برطانیہ کو غدر کے وقت میں یقین ہوگیا تہا - کہ اگر ہندوستانیوں کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دیا جاوے - تو وے پوچہتے بہی نہیں کہ سلطنت کی باگ کس کے ہاتھ میں ہے - پس سرکاری سکولوں میں مذہبی تعلیم سے کچہہ تعلق نہیں رکہا گیا - مگر تعلیم کے فرق نے ہل چل مچائی - پُرانے توہمات دور ہوئے - لوگ آزاد مطلق ہونے گئے - جس طرح قید خانہ سے نکلنے والے کی حالت ہوتی ہے - پس ہند کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کو پہر مذہبی تعلیم کی ضرورت معلوم ہوئی اس ضرورت کو رفع کرنے کے دو طرائق سوچے گئے ہیں - ایک تو یہہ کہ ہر ایک مدرسہ میں اجازت دی گئی ہے - کہ جو فرقہ اپنے پیرو لڑکوں کو مذہبی تعلیم دلانا چاہے - سکول کے وقت سے آدہ گہنٹہ اُن کے واعظ کے لئے نکال دیا جاویگا - تاکہ وہ آکر اُنہیں مذہبی تعلیم دے جاوے - میں نہیں سمجہتا کہ جو مدبران ملک اِس تجویز پر سنجیدگی سے تقریریں کرنے اور تحریریں لکہتے رہے - اُن پر [illegible] اس خیال کا بیہودہ پن کیوں نہ ظاہر ہوا - مذہب کا تعلق عمل کے ساتہہ ہونے سے ہی کچہ مناسب نتیجہ برامد ہوتا ہے - لیکن اِس طریقہ سے عمل پر کچہ اثر ہی نہیں ہو سکتا - دوسرا طریقہ اپنے اپنے مذہب کے سکول یا کالج کہول کر مذہبی تعلیم دینے کا اختیار دیا گیا - لیکن اُس میں بہی کامیابی کیوں کر ہو سکتی تہی جب کہ طریقہ تعلیم ایسا ہے - جو کہ اُن ساری کوششوں پر پانی پہیر دیتا ہے میری رائے میں اِن طریقوں پر مذہبی تعلیم دینا یعنی خاص مسئلے پڑ[illegible] دینا تو آسان ہے - لیکن دہارمک شکشا دینا مشکل ہے - جس سے کہ انسان دہارمک جیون بتیت کر سکتا ہے - اِس بارے میں مسٹر ڈنکن صاحب سابق ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم مدراس نے انگلستان میں ایک بڑا قیمتی مضمون پڑہا تہا - جس میں ظاہر کیا تہا کہ جب اوستاد لڑکوں کے آچرنوں کو درست کرنے والے نہ ہوں تب تک مذہبی تعلیم بے سود ہے - یہی وجہ ہے - کہ آریہ سماج نے گُرُوکُل کے پراچین طریقہ پر تعلیم دینے کو ہی لڑکوں کے آچرنوں کے درست کرنے کا ذریعہ خیال کرکے اُس کی بُنیاد ڈالنے کی کوشش کی ہے -

عورتوں کے حقوق میں نئی ایزادی

یورپ اور امیریکا میں جہاں عورتوں کے حقوق کے لئے بڑی بڑی کوششیں ہوئیں - اور جہاں کسی نہ کسی ملک کے اندر ہر ایک حقوق عورتوں کو حاصل ہوئے - جہاں عورتیں دیگر عہدوں کے علاوہ خاص جگہوں میں وضعان قانون میں بہی شامل کی گئی ہیں وہاں اب تک "فری میسن"، لوگوں نے عورتوں کو شامل کرنے سے برابر پرہیز کیا تہا - فری میسنوں کے قصوں میں اکثر مشہور تہا کہ فلاں عورت اپنے خاوند کے ساتہہ چلی آئی - اور چُپ رہی - اور معلوم ہونے پر پہرہ دار نے جو ننگی تلوار کہینچے کہڑا رہتا ہے اُس کا سرتن سے جُدا کر دیا وغیرہ وغیرہ -

لیکن جب عیسی کی اُنیسویں صدی ختم ہو چکی - اور بیسویں صدی کی ڈبل روشنی کا آغاز ہوا - تو آزادی میں کچہہ زیادہ

ترقی ہونی چاہئیے۔ عورتوں کو فری مین اسلئے اپنے اندر داخل نہیں کرتے تہے کہ اُنہیں اعتبار نہ تہا۔ کہ عورتیں اپنی زبان قابو میں رکھ سکیں گی لیکن جیوں جیوں عورتوں میں تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ تیوں تیوں اُن پر اعتبار بڑہنا بہی ایک قدرتی بات تہی۔ چنانچہ اُنہیں باتوں کو ملحوظ خاطر رکہ کر کلکتہ کے مقام میں عورتوں کا پہلا فری میسن لاج کہولا گیا ہے۔ جسکا افتتاحی جلسہ ۱۴ دسمبر کو ہوا۔ لیکن کیا اس کامیابی کے لئے مبارکباد مشرق کو دیا جاوے؟۔ ہرگز نہیں مگر ایسی لاج کے کہولنے کی منظوری مدتیں پیشتر بیرونی شہر شکاگو سے آئی ہے۔ اب زمانہ راز پنہاں کا نہیں رہا۔

پٹیالہ کے مقدمہ میں عجیب گل کہل رہے ہیں

پٹیالہ کے مہاراجہ اور چند ایک دیگر آدمیوں کے برخلاف جو راؤ راجا گیان سنگ کو زہر دینے دلانے کا مقدمہ چل رہا ہے اُس کی مختصر کیفیت میں پہلے درج کر چکا ہوں۔ جس سے دیسی رجواڑوں کی افسوسناک حالت کا اظہار ہوتا ہے اب ۲۷ دسمبر کی کارروائی سے ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔ شری ناتہ گہوش راج کا ڈاکٹر تہا۔ گہوش مہاشے نے اپنے بیان میں مانا ہے۔ کہ پہلے اُنہوں نے راجا صاحب کے کہنے سے جہوٹی رپورٹ طیار کی۔ کہ گیان سنگ بیماری سے مرا۔ اور اب پولیٹکل ایجنٹ کے روبرو بتایا بیان کیا ہے۔ کہ گیان سنگ

زہر دینے سے مرا۔ اس کی تائید میں ایک بنگالی بیرسٹر بہیرا لال گار پیش ہوئے ہیں جو ڈاکٹر گہوش کے باپ نے کلکتہ سے ڈاکٹر گہوش کی مدد کے لئے بہیجے ہے۔ یہہ اپنے بیان میں لکہاتے ہیں۔ کہ پنڈت پرتہی ناتہ صاحب کانپور کے مشہور پلیڈر نے ڈاکٹر گہوش کو صلاح دی تہی کہ جو بیان دے چکے ہو اُس پر جمے رہو اور ریاست کا نمک کہایا ہے۔ اُس کے لئے جہوٹ بولو۔ سوالات جرح پر معلوم ہوا کہ ان بیرسٹر صاحب کو مقدمات کم آتے ہیں۔ اب شاید ملزموں کی طرف سے پنڈت پرتہی ناتہ صاحب پیش ہوں گے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ بنگالی بیرسٹر صاحب نے ایک نامی وکیل پر اس قسم کا الزام لگانے میں کہاں تک راستی سے کام لیا ہے۔ ان میں سے خواہ کوئی ہی جہوٹا ثابت ہو۔ تاہم افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے بہائیوں نے تعلیم کے اصلی معنی نہیں سمجہے

اپنے پیروں میں کون کلہاڑا مارے

کلکتہ میں جو سوشل کانفرنس کا اجلاس ۲۶ دسمبر کو ہوا اُس کے صدر انجمن راجہ بنئے کرشن بہادر بنگال کے مشہور دولتمند خاندان کے ممبر تہے۔ آپ پورانے ہندو خیالات کے سمجہے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی سپیچ میں اصلاح کی نسبت مشتبہ الفاظ بیان کئے۔ اور صاف گوئی سے بالکل کام نہ لیا۔ خیر اسپر تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ راج نیتی ایسی ہی ہے۔ کہ ریفارمر اور اان ریفارمر دونوں خوش

رہیں۔ لیکن راجہ صاحب کی ایک اصلاح پر مجہے تعجب آیا۔ راجہ صاحب نے فرمایا کہ بغیر دہارمک شکشا کے ہندوؤں کی سوشل برائیاں دور نہوں گی۔ اور سکولوں کی تعلیم کا عوام پر کچہ اثر نہیں پڑسکتا۔ پس آپ کی صلاح ہے کہ مندروں کے پاک پجاریوں کے یہہ کام سپرد کیا جاوے۔ کہ وے دہرم کی روشنی عوام کے گہروں میں لے جاویں۔ کیا راجہ صاحب نہیں جانتے کہ پجاریوں کی روزی کی بنیاد ہی اندہکار پر ہے اگر دہرم کی روشنی پہیل جاوے۔ تو پجاروں بیچاروں کو کون پوچہے۔ بقول ہندو دہرم کے پجاری دیوتا کے پاس پہونچانے کا ذریعہ ہیں۔ ذریعہ کا استعمال اسوقت تک ہوتا ہے جب تک کہ منزل نظر نہ آوے۔ جب منزل مقصود نظر آگئی تو پہر ذریعہ کو کون پوچہتا ہے بقول ایک پنجابی کہاوت کے "جب لنگا ہے پہونچ گئے تو بہرائیوں کی خوشامد سے کیا مطلب"۔ پجاری اور دہرم کی روشنی پہونچاتے پہریں۔ یہہ اگر ناممکن نہیں تو عجیب خیال ضرور ہے۔

ضرورت

$\frac{27}{12}$ — $\frac{28}{12}$

ایک تیرہ سالہ کنیا کے لئے ایک پنجابی کہتری ور کی ضرورت ہے۔ جس کی عمر تیس ۳۰ لغائت تیئس ۲۳ سال ہو۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لئے بی۔ آما۔ سب اوورسیئر گڑہی کشمیر سے خط و کتابت ہونی چاہئیے

آریہ سماج کی خبریں

بھاگووالہ آریہ سماج (ضلع گورداسپور) کا سالانہ جلسہ ۱۱-۱۲ و ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔

لالہ لچھمن داس ماسٹر سکول رام نگر ضلع گوجرانوالہ خبر دیتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے نئے بھجن چھپوائے ہیں۔ جس کسی نے خرید کرنے ہوں اُن سے طلب کریں۔ نیز یہ خبر دیتے ہیں کہ ۵- دسمبر کو ایک بڑا ہون کرانے کے علاوہ اُنہوں نے ۱۵- دسمبر کو لیکچر کے بعد سکول کے لئے چندہ جمع کئے۔ اور ۲۲- دسمبر کو میانیر میں ایک لیکچر دیا۔

موضع پنڈوریاں (ضلع سیالکوٹ) میں پنڈت سریودت نے بڑا عمدہ پرچار کیا۔ جکے اثر سے ۲۲ ممبر ہوئے اور آریہ سماج قایم ہوگیا۔ مہاشے خوشحال چند پٹواری کے لڑکے کا مونڈن سنسکار بھی ہوا تھا۔ جس پر ایک روپیہ آریہ پرتی ندھی سبھا کے لئے دان ملا تھا۔

پنڈت ہریشچندر جی سابق اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اب بورڈ لہ کے سکول میں ملازم ہیں۔ لیکن ویدک دھرم کے پرچار میں بدستور سرگرم رہتے ہیں طاعون کی بیماری کا زور دیکھ کر آپ نے ۱۶- دسمبر کو کرم کانڈ وشے پر بڑا مدلل لیکچر دیا۔ جس میں ثابت کیا کہ کرم کانڈ کے بگڑ جانے سے ہی طاعون وغیرہ بیماریاں پھیلتی ہیں۔ ۱۷- دسمبر کو مون سنگھ نوراید پر لیکچر تھا۔ جس میں پورانک پنڈتوں

کے شور پر اُن سے شاستر ارتھ بھی ہوا جس میں وہ لاجواب ہوگئے۔ ۱۸- دسمبر کو پادری صاحبان نے شور مچانا شروع کیا۔ جن کے ساتھ پنڈت جی نے تقریری مباحثہ کیا۔ اور اُن کی زبان بند کردی اور ۲۰- دسمبر کو عیسائی مذہب کی اصلیت پر دیاکھیان دیا۔ اور لوگوں پر عیسائی مذہب کی غلطیوں کو ظاہر کیا۔

آریہ سماج لوہاری (ضلع مظفرنگر) کے پورشارتھی ممبروں نے سماج مندر بنوانا شروع کردیا ہے۔

آریہ سماج مظفرگڑھ نے گُرُدکل کے افتتاحی جلسہ کے اخراجات کے لئے بتیس روپیہ دان دئے

آریہ سماج میلسی کے پردھان چودھری سنتلال جی کے پُتر کا نام کرن سنسکار ہوا۔ دو روپیہ سماج ہذا اور تین روپیہ دیگر فنڈات میں دان ملا۔ لڑکے کا نام شانتی سروپ رکھا گیا۔ جو دیگر برہمنوں اور عدد اودبیاپک پاٹھشالا کو دیاگیا۔ پرماتما اُسے ہونہار کی چرآیو کرے۔ منتری سماج برجناتھ شرما کی پُتری کا نام کرن سنسکار ہوا جس کا نام مہیشوری دیوی رکھا گیا۔ عطر متفرق فنڈات میں دان ملا۔

آریہ سماج میلسی کے بیچ ایک جیسے بڑے آنند سے ہوتے رہتے ہیں۔ پورانکوں کو کئی بار شاستر ارتھ کا چیلنج دیا گیا۔ مگر جواب خاموشی ہے۔ اُپدیشک کی ضرورت ہے۔

پنڈت مہرچند پرچارک نے بمقام ٹھنڈہ بھوانی۔ چباگا اور کھرک میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ علاوہ ۲۳- دسمبر کو بھوانی میں مہاشے شیو نرائن جی کی پُتری کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا۔ ایک روپیہ وید پرچار فنڈ اور ۸ر بھوانی اناتھ آلیہ کے لئے دان ملے

نوانشہر (ضلع جلندھر) میں ۱۹- دسمبر کو لالہ دیسراج جی کے پُتر کا پنڈت مکندرام جی نے نام کرن سنسکار کرایا۔ دو روپیہ گُروکل اور ایک روپیہ وید پرچار فنڈ کو دان ملا۔

ضلع بجنور کے کسی گانو کے دو براہمنوں کو جنہوں نے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کو بھجنوں میں فحش گالیاں دی تھیں گورنمنٹ کی طرف سے اُن پر مقدمہ چلاکر بت ہیں جلائی گئیں اور حفظ امن کی ضمانت پانچسو روپیہ کی میعادی ایک سال لی گئی۔ علاوہ اس کے پانچ سو کے مچلکے بھی لے گئے۔

دارانگر گنج ضلع بجنور میں کاتکی گنگا اشنان پر پنڈت پدم سنگھ۔ پنڈت مکندرام۔ سوامی ورشنانند جی اور سوامی دیانند نے ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ اور بجنور کی بھجن منڈلی نے اپنے بھجنوں سے اچھا پربھاؤ ڈالا۔ اور آئندہ کے لئے بغرض پرچار شامیانہ اور ڈیرہ کی طیاری کے لئے سماجوں سے چندہ کیا گیا۔

لودہل

۲۹- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آریہ سماج میں سپتاہک جلسہ میں اول ہون اور بھجن وغیرہ ہوکر پرارتھنا کتھا وغیرہ بدستور ہوئی۔ بوقت رات سماج مندر میں بی بی رکت دیوی اناتھا کنیا اناتھ آلیہ جلندھر کا بواہ سنسکار ہمراہ لالہ بیلی رام مدرس ضلع مظفرگڑھ ویدوکت ہوا۔ سنسکار کرتا پنڈت دیوی دیال اور پنڈت شری پت تھے۔ پانی گرہن سنسکار لالہ رام کرشن جی پردھان آریہ سماج جلندھر شہر نے کرایا۔ لالہ بیلا رام جی نے حسب ذیل ۲۱ روپیہ دان کیا۔ گُروکل ۱۰ کنیا اناتھ آلیہ ۱۰ کنیا مہاودیالے ۱۰ کنیا اناتھ آلیہ سے یہ دوسری لڑکی کا وواہ

ہو کر باہر گئی ہے۔ گویا وہ آریہ پریواروں کی بُنیاد پڑ چکی ہے۔

آریہ سماج لودھانہ میں ۲۱۔ دسمبر ۱۵۰۱ء کو ہفتہ وار معمولی سماج میں بابو نندلعل جی سبھاسد آریہ سماج لاہور نے دھرم وشے پر ایک موثر لکچر دیا۔ چودھری نہال چند جی کی کوشش سے اُن کی برادری سینیوں میں ہر لڑکی کی شادی پر سوا زی ۸ رکنیا (ناتھ آلئے) جیند کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ چودہری صاحب موصوف کی معرفت مبلغ دو روپیہ آٹھ آنے بتفصیل ذیل وصول ہوئے۔

بتقریب شادی دختر ہو با مرحوم ۸ ر
بتقریب شادی دختر منگل ۸ ر
بتقریب شادی دختر شبول رجپوت ۸ ر
بتقریب شادی دختر کرپو بیوہ ۸ ر
اود ہو مرحوم .. ..

چونکہ نہال چند جی اس کام کے لئے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور قومیں بھی اس کی تقلید کریں۔

پرشن

شریمان ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک جی مہاراج کرپا کر کے حسب ذیل پرشن کو آپ اپنے پتر میں درج کر دیجئے۔

حسب ذیل پرشن کا اُتر کوئی مہاشہ کسی پستک سے پرمان دے کر دیں۔ اور مجھ کو کرتارتھ کریں۔

کالی داس کون تھا۔ اور اُس کی ذات کیا تھی۔ اُس کے ماتا پتا کا نام کیا تھا۔

(روپ چند منتری آریہ سماج رامپور ضلع بجنور)

اطلاع ضروری

خریداروں کی خدمت میں

پرچارک اصل میں سولہ صفحوں پر نکلتا ہے جن میں سے دو اور کبھی اس سے زیادہ نوٹسوں کے لئے دئے جاتے تھے۔ لیکن جب نوٹس بڑھ گئے۔ تو مستقل طور پر اُس کے بیس صفحہ جات کر دئے گئے تھے۔ اب سال آئندہ سے نوٹسوں کو تقریباً بند کر دینے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ باوجود بارہا کی تاکید کے بھی پرچارک کے بعض خریدار بعض نوٹس دہندوں کے دہوکے میں پھنس جاتے تھے چنانچہ اب صرف وہ نوٹس رہ گئے ہیں جن کے ساتھ خاتمہ سال یعنی یکم بیساکھ سمت ۱۹۵۹ تک کا اقرار باقی ہے اور وہ دو صفحوں میں آ سکتے ہیں۔ پس اس ہفتہ سے پرچارک ۱۶ صفحوں کی ضخامت میں نکلا کریگا۔ البتہ حسب ضرورت کبھی کبھی ضمیمہ نکلا کریگا۔

المشتہر
مینیجر ستیہ دھرم پرچارک

اُپدیش منجری

کا

پہلا ایڈیشن ختم ہو کر دوبارہ بہت عمدہ صحت سے چھاپی گئی ہے قیمت فی جلد ۶

المشتہر
مینیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک

آریہ جنتری

لالہ کشن سروپ صاحب منتری آریہ سماج کرنال کی طرف سے آریہ جنتری زیر طبع ہے۔ اور کوشش ہو رہی ہے کہ ماہ دسمبر کے اندر اندر چھپ کر طیار ہو جاوے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۴ر

المشتہر
مینیجر مطبع ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر

اہلو والیہ ور کے لئے کنیا کی ضرورت

قوم اہلو والیہ ایک عالی خاندان اور عمدہ معاش والا شخص بعمر ۲۲ سال ۸ ماہ کسی معزز خاندان کی لائق کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ مفصل حال دریافت کرو پی۔ آر۔ مشاہدن۔ اسسٹنٹ لائبریرین میانمیر انسٹیٹیوٹ لاہور سے

ضرورت

ایک گوڑ برہمن سانڈیلہ گوتر کو بعمر تقریباً دس سال خوبصورت تندرست لڑکی جو ناگری پڑہتی ہے اُسکے والدین ۵۰ روپیہ ماہوار کے ملازم ہیں اُس کے لئے ایک لائق ور کی جو بعمر تقریباً ۱۴ سالہ ہو ضرورت ہے۔ بلا زیادہ عمر کے وہ رگ ریتی سے ہوگا۔ لڑکا کسی معزز خاندان کا کسی سکول میں انگریزی پڑہتا ہو۔ خط و کتابت پتہ ذیل سے کیجئے۔ (منشی بخت آور سنگھ ایڈیٹر آریہ ...)

مراسلات

(ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ وار نہیں)

لالہ دین دیال سنگھ (بڑوت) آپ کا گرو کل ... بھینہ ہی گیت بوجہ عدم گنجائش نہیں چھپ سکا ... سکندر آباد یا بجنور منڈلی کو لکھ کر بھیجد یجئے ... ان کے کام آوے۔

مہاشے جان رام جی (سکندر آباد) ... پنڈت بھیم سین کے سکندر آباد جانے پر جو ... شاستر ارتھ کے لئے پتر بیوہار ہوا تھا۔ اسکی ... نقل بھیجے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت ... بھیم سین نے تو کسی چیلنج کے پتر کا جواب تک ... دیا۔ اور پنڈت ترشا رام نے محض ٹالم ٹولا ... مفصل خط و کتابت کے درج اخبار ... کی نہ گنجائش اور نہ ضرورت ہے۔ ایڈیٹر

چند مفید باتیں

نمبر ۳

... جس پرش کے پاس اپنی بدھی نہیں ہے شاستر ... ان کے واسطے کیا کر سکتا ہے۔ جس طرح چکھشو ... ہین پرش کو شیشہ کچھ مدد نہیں دیکتا۔

(۲) جس پرش کو دویک نہیں ہے۔ کنتو بہت ... پڑھ لیا ہے۔ وہ شاستر کے مطلب کے ... تک نہیں پہونچ سکتا۔

(۳) شاستر گھمنڈ کی دور کرنے والا ہے۔ لیکن ... مورکھ کو گھمنڈی بنا دیتا ہے۔ جس طرح ... پرکاش والا سورج الّو کو اندھا کر دیتا ہے۔

(۴) ناریل کے پھل کے سمان سجن پرش نظر آتے ہیں: باہر سے سخت اور بد صورت۔ لیکن اندر سے میٹھے اور نرم۔

(۵) سجن لوگوں کی کہی میں کہی ہوئی بات بھی پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔ اسجن لوگوں کی سوگند کہا کر بھی ہوئی بات جل کی لکیر ہوتی ہے۔

(۶) سجن لوگ گرہست پرانیوں پر بھی دیا کرتے ہیں جس طرح چندرما چانڈال کے کوٹھے پر سے اپنی روشنی کو نہیں کھینچ لیتا۔

(۷) سجن لوگ اسجنوں کی سنگت میں آکر بھی اپنے سبھاؤ کو نہیں چھوڑتے۔ جس طرح کوئل کوؤں کے سنگ میں رہ کر بھی اپنی میٹھی بولی کو نہیں چھوڑتی۔

(۸) دوسروں کو اپدیش کرتے سمے پنڈت بن جانا سب منشیوں کے لئے آسان ہے لیکن عالم باعمل ہونا بڑے مہاتماؤں کا ہی کام ہے۔

(۹) دھن کے ساتھ ودیک۔ ودیا کیساتھ ونئے۔ اور بل کے ساتھ نمرتا یہ مہاتماؤں کے نشان ہیں۔

(۱۰) بڑے مہاتما ہیں جو دولت مند ہو کر بھی گھمنڈ نہیں کرتے۔ جوانی میں رہ کر بھی چنچل نہیں ہوتے۔ ادہکار پا کر بھی ابھمان کو پراپت نہیں ہوتے۔

افہام

ویدک دہرم کا سیوک۔ رام رتہ گندھ۔ از جھنگ

نویدن

مورخہ ۱۳ دسمبر کے پرچہ ستیہ دہرم پرچارک میں لالہ منشی رام صاحب پردہان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کی طرف سے یہ لفظ شایع ہوئے ہیں کہ "میرے وے بہائی بھی جو رشی دیانند کی پیروی کا دم بہرتے ہوئے مجھ سے بعض اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اس عام ہمدردی میں شریک ہوئے ہیں۔ اسی قسم کا ایک مراسلہ ۲۰ کے مراسلات کے کالم میں درج کیا گیا ہے"۔

اور وہ چٹھی میں نے بھیجی تھی۔ اسی لئے ستیہ پریم اور محبت کے پردہان جی کی خدمت میں نویدن ہے۔ کہ وہ میری حالت سے واقف تھے۔ یعنی میں کسی آریہ سماج کا ممبر نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ویشنو سمپرادے کا آدمی ہوں۔ پردہان جی کی طرف سے یہ ظاہر ہوا کہ جو رشی دیانند کی پیروی کا دم بہرتے ہوئے بھی مجھ سے بعض اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ خاص معنی رکھتا ہے اور وہ معنی ضرور ظاہر ہونے چاہئیں۔ کیونکہ میں نے سوامی جی کی پیروی کا دم کبھی نہیں بہرا۔ اور سوامی جی کے پستک وید بہاشیہ بہومکا وغیرہ میں جو ویدک اصول ظاہر ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان سے بھی میرا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور پردہان جی کے مانیہ غالباً وہی اصول ہیں؟ پھر میں ان سے کن اصولوں میں اختلاف رکھتا ہوں یہ ظاہر ہونا چاہئے۔ زمانہ حال نازک ہے۔ سماج میں مختلف خیالات کے آدمی پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ ساماجک کام دیانتداری سے کرتے ہیں۔ اور سماج کی بہتری کے واسطے کرتے ہیں۔ لیکن سبب اختلاف رائے کے کام میں فرق پڑ جاتا ہے۔ چونکہ آریہ سماج کو محفوظ رکھنا اور اس آریہ سماج میں ایسے آدمی کی حالت کو جو کچھ بھی اصولوں کے مختلف رائے رکھتا ہو۔ واسطے حفاظت آریہ سماج کے پبلک طور پر ظاہر کرنا خاص پردہان جی

کانفرنس ہے۔ اسلئے امید ہے کہ ہیڈ ارمغز اور دریادل پر وہان جی اپنے لفظوں کے مطلب کو بغیر کسی لحاظ کے شایع کردیں گے اور چیٹھی کو بہی ستیہ دہرم پرچارک میں ستہان دان دے کر ممنون فرما دیں گے۔

راقم

گوسوامی گھنشام - از ملتان -

نوٹ :- مجہے افسوس ہے۔ کاتب کی غلطی سے یہ سہو ہوئی۔ اصل میں گوسوامی جی کے خط کے علاوہ ایک اور خط ایک دیگر مہاشئے کا چھپنے کے لئے دیا گیا تہا۔ وہ مہاشے آریہ سماج کے ممبر ہیں۔ لیکن رشی دیانند کے سدہانتوں میں غلطی مانتے ہیں - یہہ اشارہ اُن کی طرف تہا۔ نہ گوسوامی جی کی طرف۔ لیکن وہ خط تو عدم گنجائش کی وجہ سے کاتب نے چہاپا نہیں۔ اور میرا نوٹ چہاپ دیا۔ (منشی رام)

کانیہ کبج براہمن و آریہ سماج

جملہ آریہ بہائیوں کو سوچت کرنا ضروری سمجہتا ہوں۔ کہ آج کل جو ملچل سماجوں میں کانیہ کبجوں پر سوامی جی کے سدہانت کے خلاف پیدائش سے ورن بیوستہا ماننے کے دوش لگانے سے پڑ رہی ہے۔ اس میں کانیہ کبج برہمنوں کا دوش نہیں ہے۔ کیونکہ ہم لوگ تو سوامی جی کے سدہانتوں کے خلاف ایک انچ بہی نہیں ہیں۔ مثال کے لئے پنڈت بہگوان دین کو ہی لے لیجئے۔ کہ کس قدر صبر کے ساتہہ اپنے خلاف انجت بیوہار ہوتا ہوا دیکھ کر بہی خاموش ہیں۔ یہہ نہیں

چاہتے کہ اُن کی قلم بہی اُن بلیکھوں کے جواب میں اُٹہے۔ اور سوامی جی کے لگائے ہوئے پودے کو نقصان پہونچے ہندوستان کے ہرگوشہ پر نظر ڈالئے جو لوگ مہاتما بننے کا دعوے کر رہے ہیں جنہیں نے ہی دوسروں کے خلاف کس زور و شور سے کارروائی کی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی آریہ بہی اپنے کرموں پر پردہ ڈال کر سماج کو جڑ سے اُکہاڑنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے اگر اُس کے خلاف کچھہ کہا جاتا ہے۔ اور کچھہ نہ کچھہ نقصان پہونچا ہی دیتا ہے۔ لیکن پنڈت بہگوان دین ہی ایسے دہنیہ واد کے بوگیہ ہیں۔ کہ اُنہوں نے ہی اِس پرتگیا کی رکہشا کی۔ اور باوجود اُن کے ساتہہ ایسا بدسلوکی کے برتاؤ کئے جانے کے وہ سماجوں کو نقصان دینا نہیں چاہتے ہیں۔ اب آپ پوچہیں گے پہر یہ کیوں آندولن ہو رہا ہے۔ تو جواب صاف ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے۔ لیکن اظہار نہیں کرتا۔ یہ اندولن صرف اُسی وقت سے ہے۔ جب سے پنڈت کرپارام جی پرتی ندہی سبہا سے علیحدہ ہو گئے۔ چونکہ کانیہ کبج برہمن کسی کے ہاتہہ کا پکا ہوا بہوجن نہیں کہاتے۔ اُنہوں نے اِس مسئلہ کو لے کر سماج میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ کہ یہہ لوگ تو اوروں کو براہمن ہی نہیں سمجہتے۔ اور سب کو حقیر سمجہتے ہیں۔ بس کیا کہنا تہا۔ سماج کے ترقی شدہ برہمن و کہتری و گپت جو کہ ابہی تک ہندو سوسائیٹی میں شودر ہی گنے جاتے ہیں بہڑک اُٹہے۔ اور ریزولیوشن

پاس کئے۔ کہ فلاں کانیہ کبج براہمن ہمارے ہاں روٹی کیوں نہیں کہاتا۔ اور یہاں تک کیا۔ کہ جب کوئی کانیہ کبج اُپدیشک اُن کے یہاں گیا تو صاف کہا گیا۔ کہ اگر روٹی ہمارے یہاں کہاتا ہے۔ تو ہمارا سب کچہ کہیں کہا لیجئے۔ ورنہ اپنا انتظام خود کر لو۔ چند مہاشئے برابر یہہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جب کہان پان کے جہگڑے سے یہہ اُپدیشک کمزور ہوکر علیحدہ ہو جاویں گے۔ تو پہر سماجوں کو اِس پرانت سے ہٹا کر پنجاب پرانت میں شامل کرا دیں گے۔ لیکن ہمارے ممالک مغربی و شمالی کے بہائی اس بات پر ذرا بہی غور نہیں کرتے۔ کہ یہہ معاملہ کیا ہے۔ بیس برس سے زیادہ سماجوں کو قایم ہوئے گذر گئے۔ ابہی تک یہ کہان پان کا جہگڑا کیوں نہ اُٹہا۔ آپ لوگوں سے نویدن ہے۔ کہ ذرا سوچ کر کام کریں۔ ورنہ پہوٹ کا جو نتیجہ ہوتا ہے بہت جلد سامنے آویگا۔

راقم

آپ کا ہتکاری۔ کامتا پرساد دریدی منتری آریہ سماج شاہجہانپور۔ ممالک (مغربی و شمالی وارودھ)

نوٹ :- میری رائے میں اگر معاملہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ میرے نامہ نگار لکہتے ہیں۔ تو کانیہ کبج بہائیوں کو مناسب ہے۔ کہ چہوت چہات پر لات مار کر اپنی نسبت شبہات کا موقع ہی نہ دیویں (ایڈیٹر)

ابھی کچے ہیں کون دانت کھٹے کرے

جینیوں کے اخبار گیان پرکاش جلد اول نمبر ۲ مطبوعہ ۱۵ - دسمبر ۱۹۰۱ء میں ایک شراوک اور سادھو کی گفتگو کے دوران میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ سوامی دیانند سرسوتی جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۲ میں جو اعتراضات جین دھرم پر کئے ہیں۔ جب کہ پستک کے پڑھنے سے ہی شانتی کا ناش ہونے کا اندیشہ ہے تو اس کے جواب لکھنے میں شانتی کب رہ سکتی ہے یا!! اسلئے ہم پانچ مہابرت دھاری ایسی پستک کا جواب لکھنے میں شانتی کا ناش ہوتا ہوا دیکھ کر خاموشی کا اختیار کرنا بہتر سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جن لوگوں کو اُن حالات کی خبر ہے جو سوامی جی کی زندگی میں پنجاب کے جینیوں کی طرف سے وقوع میں آتے تھے۔ اور اس کشمکش میں سے آگاہی ہے۔ جو اُن کی طرف سے بسبر گروگی پوجیہ آتمارام جی و لالہ ٹھاکر داس جی جینی گوجرانوالہ میں ظہور میں آئے تھے۔ اُن کے نزدیک اخبار مذکور کی تحریر اوپر کی مثال "ابھی کچے ہیں کون دانت کھٹے کرے" سے کچھ کم نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اب اگر بعض جین لوگوں نے مندرجہ بالا صاحبان کی نسبت زیادہ علمیت اور لیاقت حاصل کر لی ہے۔ اور اب وہ اس قابل ہو گئے ہیں۔ کہ سوامی جی کے لاجواب اعتراضات کا جواب دینے کا دم مار سکیں۔ تو اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا کرنے سے اشانتی نہیں پھیلا کرتی۔ بلکہ دنیا کے سارے مہاتما لوگ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ دھرم کے نرنے کرنے سے ہی شانتی ملتی ہے۔

آشا ہے کہ گیان پرکاش کے ایڈیٹر مہاشے اس غلط خیال کی پیروی نہ کرتے ہوئے ستیارتھ پرکاش میں جو اعتراضات جین دھرم پر کئے گئے ہیں۔ اُن کے جواب دینے کی جرأت کریں گے۔

راقم

آپ کا - لبھو رام نیہر - از لودھیانہ۔

اجمیر نگر سے آواز

آریہ گن! - آپ کو گیات ہو گیا ہوگا - کہ آپ کے پُرشارتھ و عملی جیون نے اس سمے بھارت ورش میں کتنی ہل چل ڈال دی ہے جب پنجابیوں کا آتک بل - ساما جک اُتساہ و آریہ پُرشوں کے پریم و پریتن کو دیکھنے کا اوکاش ملتا ہے - تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ تحریک اب چھپے رہنے والی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کی بُنیاد مضبوط اور اُس کا پھل نکلنا آرمبھ ہو گیا ہے - جہاں رسم قبیحہ کے دور کرنے کے واسطے آریہ بھائیوں کے عملی جیون نے نئی روح پھونکنے میں جادو کا کام کیا ہے۔ وہاں صدیوں کے اندھکارے چھٹکارا پا ہماری بہنوں یا دیویوں نے اپنے دھرم ابھیو کرنا آرمبھ کر دیا ہے۔

ادھر گُرو کُل کی تحریک پر آریہ لوگوں کی نظر کھنچ رہی ہے۔ اُودھر ستری جاتی کو یوگیہ ودیا کے لئے سوتنتر تا پراپت کرنے کا یتن کیا جا رہا ہے۔ کنیا مہا ودیالہ اور ویدوکت دھرم کی اُنتی کے کارن دیکھ کر آپ کی پرشنسا کرنے اور حوصلہ بڑھانے کا موقعہ ملا ہے۔ وہاں اپنے حالات سنا آپ مِتروں کی ہمدردی حاصل کرنے کی ابھلاشا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا - کہ آریہ پبلک کی سیوا میں بڑے نمرتا پورک میں نے بذریعہ ودیا نیوں کے پرارتھنا کی تھی۔ کہ مہرشی کرت گرنتھوں کا مولیہ بہت کم کیا گیا ہے اور شہر ہے کہ ان امولیہ گرنتھوں کا پرچار کیا جاوے۔ تاکہ سب امیر و غریب ان گرنتھوں سے لابھ اُٹھا سکیں۔ آرش گرنتھ چھپنے آرمبھ ہو گئے ہیں۔ مولوی ویدساوے۔ بڑھیا اور سنہری کاغذ پر پچھلے سال سے آپ کی بھینٹ کئے جا چکے ہیں۔ ویدوں کی انوکرمنیکا بھی چھپ کر بکنے لگ گئے ہیں۔ شت پتھ چھپ رہا ہے۔ یدی اس دھرم کاریالیہ کو آپ اپنی مانگ سے اُتساہت کریں گے تو اور بھی آرش گرنتھ نام ماتر مول پر آپ کی سیوا میں چھپ کر پہونچیں گے ہمارے پاس مہرشی شری سوامی دیانند کرت کُل گرنتھ موجود ہیں - اور وہ کیول اسی کاریالیہ سے بکتے ہیں۔ جن کی بکری پر مہرشی ستیاہت ینترالیہ کا آدھار ہے - ہمارا وشیش چار ان پستکوں کا مولیہ چھ ماس کے لئے کم کر دینے کا اسی واسطے تھا۔ کہ ہم معلوم کر سکیں کہ ان گرنتھوں کی پٹھن پاٹھن

کی پرنالی کم مولیہ کر دینے سے وشیش
پرچار میں [illegible] ہوگی یا نہیں۔ تجربہ
نے بتلادیا کہ مولیہ کم کر دینے سے
آریہ پُرشوں کو بہت آنند پراپت
ہوا۔ اور اُنہوں نے اپنی گراہکی
دوارا ہمارا حوصلہ ہی نہ توڑا ہے بلکہ
ایام میں بہت بڑھایا۔ لیکن ماننا
پڑیگا کہ ابھی رشی کرت گرنتھوں
سا ماجک بہائیوں میں پرچار بہت کم
ہوا ہے۔ لاہور جیسی مہان سماج کے
مہوتسو پر جہاں ہزاروں دیویاں
اور مہاتما پُرش وید وکت دھرم کی
انویائی اور ویچن کرنے والے
اکٹھے ہوئے۔ وہاں سو دو سو کی
مہرشی کرت پستکوں کا بکنا ایک بالکل
معمولی سی بات تھی۔

مجھے اس کاریالیہ کی نسبت آریہ لوگوں
کی توجہ دلانے اور دھیان دلانے کی
اسیواسطے ضرورت محسوس ہوئی ہے
کہ آریہ پُرشوں کی اچھا انوسار چھ ماس
کے لئے مولیہ کم کر کے آپ کو موقعہ
دیا گیا ہے۔ کہ آپ اس موقعہ پر
شریمتی پربندھ کرتری سبھا کا
اور میرا اپنی مانگ دوارا حوصلہ
بڑھادیں۔ اور اسی بات کو ثابت
کریں کہ آریہ پرش اس کے پرچار
سے مہرشی کاریالیہ کو ہانی نہ پہونچنے
دیں گے۔ یدی آریہ پرش دھیان
دیں۔ تو ہمیں اس دھرم کاریالیہ
کو جس میں ہر قسم کی سنسکرت
اُردو۔ انگریزی کی چھپائی ہوتی
ہے۔ ہر دلعزیز بنانے کا اوکاش
مل سکتا ہے۔ وودت ہو کہ ایک بہائی

پلین سٹینڈرڈ ڈیشن ہی اس کاریالیہ
میں ان امولیہ گرنتھوں کو زیادہ تعداد
میں چھاپنے اور پھر نام ماتر مولیہ پر
فروخت کرنے کے کارن سنگائی جا
چکی ہے۔ اگر آپ سجنوں کی مانگ
ایسی ہی کم رہی۔ اگر باہر سے آریہ
پرشوں نے چھپائی کا کام بھیج کر ہماری
سہایتا نہ کی۔ تو سستے داموں پر
گرنتھوں کے بیچنے سے اس مہرشی کرت
کاریالیہ کو اوشیہ ہانی پہونچے گی
یا آپ کو پھر گرنتھوں کے زیادہ مولیہ
پر بیچنے کی شکایت کرنی پڑے گی۔
ہماری مالی حالت آپ سے پوشیدہ
نہیں ہے۔ اب آپ کا اختیار ہے
کہ اپنی ضروریات کے انوسار اس
کاریالیہ سے یتھوچت لابھ اُٹھا دیں
سا ماجک اُنتی جیوں جیوں اور جب
ہوگی۔ مہرشی کرت پستکوں کے اولوکن
کی اوشیکتا اوشیہ پڑیگی۔ جس سے
اپنے دھرم و دوسروں کے کپول
کلپت مت متانتروں کو دیکھنے سے
ہمیں پورن گیان ہو سکتا ہے۔

احقر
آریہ بہائیوں کا سیوک کیشب دیو مینیجر
ویدک پریس اجمیر

آریہ بہائی ضرور پڑھیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسلئے ہر ایک آریہ کا فرض ہونا چاہئیے کہ وہ جس
زبان کو جانتا ہے۔ اُسی زبان میں اپنے دھرم
گرنتھ خرید کر انہیں باقاعدہ پڑھے۔ کیونکہ
جوں جوں وہ پڑھے گا۔ آریہ سماج کے بے خطا
سیدھانت اُسکے دل میں جگہ پکڑتے جاینگے
اور ساتھ ہی ہر ایک سبھاسد کو کم از کم دیوناگری
کا ابھیاس کرنا لازمی ہے۔ لیکن سوادھیائے کے
علاوہ اور کچھ بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آریہ
صاحبان جمع ہوکر اپنے دھرم کے گرنتھوں کا
پاٹھ اور وچار کریں۔ کیونکہ اس طریقہ سے
وہ اصحاب بھی جو کہ اَن پڑھ ہیں۔ یا وہ جو کہ
سستی سے سوادھیائے کے نیم کو پالن نہیں
کرتے ویدک دھرم کی خوبیوں کو شرون کر
سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ سماج نے اسکی
عظمت کو جانتے ہوئے بھی کتھا کے طریقہ کو بہت
عام نہیں بنایا۔ کہیں آٹھویں دن ایک دو گھنٹہ
کے لئے آریہ بہائی مشکل سے جمع ہوتے ہیں اور
پھر وہ وقت بھی فروعات میں ضائع کیا جاتا ہے
آریہ سماج کے سپتاہک جلسوں کے پروگرام
میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ کچھ وقت تو بھجنوں
میں گنوایا جاتا ہے۔ اُسکے بعد پرارتھنا ہوتی
ہے۔ پبلک جلسہ میں پرارتھنا کا کام بڑا مشکل
لیکن آریہ صاحبان نے اسے عموماً لڑکوں کا
کھیل بنا دیا ہے۔ اور آریوں کی پرارتھنا بھی
مورتی پوجک لوگوں کی پرارتھنا سے بڑھ کر وقعت
نہیں رکھتی۔ جو کہ اپنی جسمانی ضروریات ہی مانگنے
پر خاتمہ کرتے ہیں۔ پرارتھنا کے بعد سرمن اور لیکچر
کی کمی کو بھی بعض آریہ سماجیں پورا کرتی ہیں۔
لیکن بعض تو پرارتھنا کے بعد آرتی پر ہی فیصلہ
کر دیتی ہیں۔ لیکن پستک سے کچھ پڑھ سنانا تو آریہ
سماجوں نے عار سمجھ رکھا ہے۔ آریہ سماج کے اُپدیشک
داتا پستک پڑھنے سے شاید اسلئے گھبراتے ہیں
کہ حاضرین جلسہ اُنکی لیاقت پر حرف نہ رکھیں
گویا ہر ایک آریہ سوامی دیانند۔ پنڈت گرودت
اور آریہ مسافر کی پدوی پانے کی فکر میں ہے لیکن
انکا آدرش پاٹھ میں ہے۔ جبتک انکا سا مطالعہ نہ ہو
اسلئے میں آریہ بہائیوں سے نویدن کرتا ہوں

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

زراعت اس ملک کی جان ہے. لیکن افسوس کہ اس ملک کے باشندے زراعت کو ہی بیوقعتی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - سرکار انگریزی کی طرف سے باوجود جا بجا تجربہ کر کے عمدہ نتائج دکھلانے کے بھی ہمارے زمیندار زمین کی حیثیت میں ترقی کرنے کے لئے طیار نہیں ہوتے. بنگال کے سرکاری کھیتوں کے تجربہ نے بتلا دیا ہے. کہ عمدہ کھاد سے پیداوار میں نمایاں ترقی ہو سکتی ہے - لیکن جن کے فائدہ کے لئے یہ تجربے کئے جاتے ہیں. اُن کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی -

کانپور کے ایک امیر خاندان کے بیواہ کا حال لکھتے ہوئے پایونیر کا انگریزی نامہ نگار بیاہ کے متعلق ناچ ورنگ کا ذکر کرتے ہوئے اور سیٹھ جی کی دریا دلی کی داد دیتے ہوئے جس کی وجہ سے کہ اُسے میں چاپ اور تماشا بین اڑانے کا موقعہ ملا لکھتا ہے. کہ ور کی عمر گیارہ سال کی تھی. اور ساتھ ہی شہادت اس امر کی ساتھ دیتا ہے کہ بدھو کی عمر بھی اسی قدر معلوم ہوتی ہے - ور اور بدھو دونوں کے والدین اچھے سیٹھ ہیں - محض دعوتوں پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوا - جنہیں پرہیزگار سیٹھ جی نے صرف خستہ عورتیں ہی نچائیں - بلکہ مالس اور شراب کا بھی بھنڈار بیرہ بکار کی خاطر کھولدیا اور اس بیشمار خرچ سے کیا حاصل ہوا ؟ دو بچوں کو زنجیروں میں جکڑا گیا - جن کا ابھی مطلب بھی نہیں سمجھ سکتے - اور سیٹھ جی اول درجہ کے معاملہ فہم سمجھے جاتے ہیں.

شاہنشاہ چین امید کی جاتی ہے - کہ مع اپنے درباریوں کے ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء تک اپنے دارالخلافہ پیکین میں پہونچ جاویں گے لیکن کیا شاہنشاہ اُس دارالخلافہ میں رہنا پسند کریں گے - جبکہ چاروں طرف سے سلاطین غیر کی توپیں کسی ہوئی ہوں.

لنڈن شائستگی کا مرکز سمجھا جاتا ہے - اور انگلستان کا انتظام ساری دنیا کے لئے قابل تقلید بیان کیا جاتا ہے - لیکن وہاں بھی کسی ول چلے نے تاریں کاٹ دیں اور لنڈن کے ساتھ مضافات کا رشتہ تار برقی بند کر دیا - سچ ہے کہ جائے استاد خالی ست -

احمد آباد میں ایک شخص کے کچھ کرنسی نوٹ گم ہو گئے - ایک چھوٹے لڑکے کو وہ پڑے ہوئے مل گئے - لڑکے نے فوراً نوٹوں کا ایک کنکوا بنا لیا - لیکن قبل اس کے کنکوا کوئی دوسرا کاٹ لے جاوے لڑکے کے باپ کو پتہ مل گیا - اور مالک کو نوٹ واپس مل گئے - عقلمندوں کا قول ٹھیک ہے کہ قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری

کلکتہ میں ایک ہندو عورت کو اس جرم میں ایک روپیہ جرمانہ ہوا کہ افیون ناجائز کی خرید فروخت میں مدد کرتی تھی - گناہ ان کو کتنا حقیر بنا دیتا ہے - عورت اور ایسے کاموں میں دخل دے!

ڈھاکا (علاقہ بنگال) کے نواب سر احسان اللہ بہادر کے - سی - ایس - آئی کی موت پر عام افسوس ظاہر کیا جا رہا ہے - نواب صاحب کی سخاوت کا ایک نشان یہ ہے کہ آپ نے اپنے شہر ڈھاکہ کے لئے برقی روشنی مہیا کرنے کے واسطے چار لاکھ روپیہ دیا تھا -

سر سید احمد کے علی گڑھ کالج کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے مسلمان ایک پارٹی میں ہیں اور ندوۃ العلماء کے ممبر دوسری پارٹی میں سرسید پارٹی والوں نے تمہیں سر اینٹنی میکڈانلڈ کی تعریف کر دی - ندوہ والے سر انٹنی کے برخلاف ہو گئے - اب ندوہ والے سر انٹنی کے سخت مخالف کہہ رہے ہیں - لیکن کب ؟ جب سر انٹنی ممالک مغربی و شمالی سے رخصت ہو کر ولایت کو چلے گئے.

راجا بابو جو اس وقت مہاراجہ پٹیالہ کے مصاحب اور کھیلوں کے سپرنٹنڈنٹ ہیں بڑے مشہور اور پکے شطرنجی سمجھے جاتے ہیں اُنہوں نے شملہ کے مقام پر ۱۸۹۹ء میں ۲۸ بازیوں میں سے ۲۷ جیتیں تھیں - اب اُنہوں نے "معلم الشطرنج" نامی ایک کتاب اُردو میں شائع کی ہے - گذشتہ مہاراجہ پٹیالہ کے تفریح طبع کے نمونے اب تک ریاست کو زینت دے رہے ہیں -

ریاست پٹیالہ والے مقدمہ میں امراؤ جان طوائف کا بھی بیان قلمبند کیا گیا ہے - جو کہ رانی کمل کنور عرف حیدری جان کی سابقہ نائکہ کہی جاتی ہے - اس عورت کا بیان ظاہر کرتا ہے - کہ حیدری جان کو ایک بڑھیا بیچ گئی تھی جس پر فریفتہ ہو کر مہاراجہ صاحب نے نظر ڈال لیا بلکہ اُسے اپنی و دھاتا رانی قرار دیا اپنے والیان ریاست کی ایسی شرمناک کارروائیاں سُن کر افسوس ہوتا ہے -

ریاست ٹراونکور کے ایک موضع تیرووالہ میں ایک بدقسمت ٹیکا لگانے والا پہونچ گیا - جن کے اس نے ٹیکا کیا اُنہوں نے اُس پر فوجداری دعوے کر دیا - کہ اُس شخص نے ہمارے جسم میں کچھ تیز چیز سے زخم کر کے زہر بھر دی ہے مجسٹریٹ نے ان کو سمجھانا چاہا - لیکن جب ان کی سمجھ میں نہ آیا تو مقدمہ خارج کر دیا ٹراونکور میں ابھی تعلیم کی روشنی پہونچانے

کی ضرورت ہے۔

چین کی فوج کو قواعد جنگ سکہانے کے لئے اب جاپانی آفیسر مقرر کئے گئے ہیں

چین کے مقام ٹانگ جاؤ میں جو عیسائی پار سال قتل کیئے گئے تہے۔ اُن کی لاشیں ۷۰ صندوقوں میں بند کر کے چینی کارکنوں کی طرف سے اُن کی پبلک رسوم تکفین ادا کی گئی ہے۔ اسکو پایونیر کافی تلافی نہیں سمجہتا۔ لیکن کیا پایونیر بتلا سکتا ہے۔ کہ ان سینکڑوں عیسائیوں کے مارے جانے کے بعد جو ہزاروں کیا بلکہ لاکہوں چینی قتل کیئے گئے۔ جو ہزاروں گہر لوٹے گئے۔ اور عورتیں بے عزت کی گئیں۔ اُن کی تلافی سلاطین یوروپ و امیریکا کی طرف سے کیا ہوئی ہے۔ چین کا معاملہ عیسائی قوموں کے لیے بڑا ہی خوفناک ثابت ہوا ہے۔

ولائیت کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آئیرلینڈ کے پیٹریٹ اوبرائیں وغیرہ وہوقت بغاوت سے پُر سپیچیں کر رہے ہیں جن کی وجہ سے پارلیمنٹ میں ان لوگوں کی زیادتیوں کو روکنے کے لیئے خاص قانون پاس کرانیکی اس وقت کی گورنمنٹ کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے۔

ریاست میسور میں ایک قانون جاری ہے۔ جس کے رو سے چہوٹی عمر کا وواہ ایک جرم خیال کیا گیا ہے۔ لیکن اس قانون کی خلاف ورزی کے واسطے سزا صرف سات روپیہ تک جرمانہ رکہا گیا ہے۔ میسور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی رائے ہے اس قدر خفیف جرمانہ کچہ بہی اثر پذیر نہیں ہوتا۔ اور اسلئے انہوں نے ایک اپیل کے فیصلہ کے درمیان اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ کہ صغر سنی کی شادی کرنیوالوں کے لیئے کم از کم ہفتہ قید محض کی سزا مقرر کی جاوے۔

کلکتہ کے لاٹ پادری ویلڈن صاحب جنکی تقریروں نے شور مچا دیا تہا۔ اور جن کی منشنری سپرٹ کی داد دیتے ہوئے۔ سر لیپل گریفن نے اُنہیں بشپ آف کلکتہ کی پدوی دی تہی۔ اب خود بخود علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اُن کے نام اخباروں میں ایک کہلی چٹہی بابو پرتاپ چندر موزمدار صاحب برہمو سماج کے مشہور پرچارک نے لکہی تہی۔ جس میں اصلی عیسائیت اور مسیحی سپرٹ کا بہت کچہ ذکر کیا ہے۔ بشپ ویلڈن نے بابو صاحب کو ڈانٹ بتلائی ہے کہ عیسائیت کا نام لینا ہے تو اُس کے دوسرے مسئلے بہی ماننے چاہئیں جو کہ اُسے دیگر مذاہب سے تمیز کراتے ہیں۔ برہمو صاحبان کی عجیب حالت ہے۔ وے سب کے بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُنہیں قبول کوئی نہیں کرتا۔ نشچت سدہانت سے سب کو خوف ہے۔

برہمو صاحبان جب ذات پات کے قائل نہیں۔ تو اپنے نام کے ساتہہ اسین۔ موزمدار۔ سانیال وغیرہ نہ معلوم کیوں لگاتے ہیں۔ انسان وہ ہی ہیں جو اپنے خیالات کے منطقی نتایج تک پہونچنے کے لئے طیار ہوں۔

کاشتہ سوامی شگن چندجی کے دہرم مہوتسو کا ذکر جو پایونیر میں چہپا ہے۔ اُس میں لکہا ہے۔ کہ آریہ سماج۔ وشنو ازم۔ بدہ ازم تہیاسوفی۔ جینزم۔ عیسائی مت۔ محمدی مت۔ سکہزم۔ ویدانت ازم اور دیگر ازموں کی نسبت بحث ہو گی لیکن مجہے معلوم ہے۔ کہ آریہ سماج کو کوئی باقاعدہ نوٹس بحث کا نہیں دیا گیا کیا سوامی شگن چند صاحب ان مذاہب کے واعظوں کی بغرض حاضری ہیں ان کے سدہانتوں کی نسبت کوئی فتویٰ پاس کر کے یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان سب سے اونچے ہیں؟ لیکن یہہ برتش راجیہ ہے۔ جو چاہے اپنی اڑہائی چاول کی کہچڑی علیحدہ پکا سکتا ہے۔ بشرطیکہ عملاً دوسروں کے کاموں میں دخل نہ دیوے۔

لاہور کے میڈیکل کالج کے متعلق کوئی بورڈنگ نہیں ہے۔ حالانکہ ۵۰۰ کے قریب طالبعلم اس کالج میں باہر سے آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ۲۲۔ دسمبر کو تقسیم انعام کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب نے فرمایا کہ وہ دن دور نہیں ہے جبکہ کالج کے متعلق بورڈنگ ہوس لگ جاویگا۔ میری رائے میں اس کالج کے لئے بورڈنگ ہوس کی سخت ضرورت ہے جو جلد رفع ہونی چاہیے۔

مراکو کے سلطان کے پاس سات پالتو شیر ہیں۔ رات کو اُنہیں شاہی محل کے صحن میں بطور پہرہ دار چہوڑ دیا جاتا ہے۔ ایسا انسان ابہیاس سے جو چاہے کر سکتا ہے

شمسی مت کے گرو آغا خان صاحب جنہیں شاہی عزت حاصل ہے آجکل حیدرآباد سندہ میں گئے ہوئے ہیں۔ وہاں آپ نے ڈاکٹر برنٹ سے ایک اپریشن کرایا ہے۔ لیکن آپ کے بہیڑ خوبے اور ہندو شمسی مت والے جوق درجوق درشن کو چلے آرہے ہیں۔ گویا آغا خانصاحب کو صرف اپریشن کے لئے اپنے پلے سے ایک کوڑی نہ خرچ کرنی پڑیگی۔ بلکہ کچہ دکشنا ساتہ لیجاوینگے

کلکتہ میں جہاں اور کانگریسیں ہونگی وہاں کایستہوں کی بہی ایک کانگریس ہوگی تاکہ وے اپنے وواہ کا دائرہ فراخ کریں اور کایستہوں کی دیگر ذاتوں کیساتہہ کم از کم ناطے رشتے جاری کریں۔ میرا مضبوط خیال ہے کہ جب تک کل ذاتوں کے بندہن کو توڑ کر ویدک ورن بیوستہا

سنسار کی گتی

داتا وان گرے بیٹاری کا پیٹ بھی

چین کے گذشتہ فساد کے بانی تو تھے سلطنت چین کے ہی دشمن "باکسرز" لیکن سلاطین یوروپ و امیریکا نے ہرجانہ تمام سلطنت چین پر ڈالا ان سب میں سے امیریکا کے پریزیڈنٹ نے فراخدلی سے بہت بڑا حصہ ہرجانہ کا معاف کر دیا ہے۔ اب دیگر سلاطین کی درخواست ہے۔ کہ چونکہ انکی معاوضہ کافی نہیں ملا۔ اسلئے انگریز اپنے معاف کئے ہوئے حصہ کا روپیہ انکو لے لینے دیوے۔ چین کے باغیوں نے شاید سو دو سو یورپین اور دو چار ہزار چینی عیسائیوں کو قتل کیا ہوگا بدلے ایک لاکھ کے قریب غریب رعایا چین کی قتل کی گئی۔ بہ اندازہ ہزار ہا گھر برباد ہو گئے۔ کروڑوں کی لوٹ۔ یوروپین فوجیوں اور مشنریوں کے ہاتھ لگی ہزاروں عورتوں کی جانوں کے ساتھ انکی عزتیں بھی برباد ہوئیں۔ لیکن یوروپ کی عیسائی مہذب قوموں کی ابھی تسلی نہیں ہوئی۔ دوسری گال آگے کر دینے والے مسیح کے پیرو اب تک انتقام کی زہر آلود شمشیر کو زیر نیام کرنیکے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی فراخدل آزاد قوم اپنی دشمن کی بیکسی پر کوئی مہربانی کرتی ہے۔ تو وہ بھی ان کو حسد کی آگ میں جلاتی ہے۔ عیسائی مذہب کی تعلیم ادھوری ہے۔ اور اسلئے تہذیب انسانی کی بنیادی پگار کے اندر سخت خونخوار سپرٹ یوروپ میں کام کر رہی ہے۔ سنسار کا بچاؤ ہرگز نہیں ہو سکیگا جب تک کہ ان خونخوار قوموں کے اندر ویدک دھرم کا سندیش زور کے ساتھ نہیں پہونچایا جاتا۔

ہندوؤں کو ان سے سبق لینا چاہئے

جب کبھی پنجاب کے لئے ایک قومی زبان کا سوال ہندو اخبارات میں چھڑتا ہے۔ تو گو کبھی کو پنجاب کی قومی زبان قرار دینے کے حق میں بہت سے تعلیمیافتہ سکھوں اور ہندوؤں کی رائیں پیش ہوا کرتی ہیں۔ جب کبھی گورنر بمبئی مرہٹوں کو مرہٹی اور تیلنگوں کو تیلنگی اور گجراتیوں کو گجراتی کی اُنتی کرنے کے لئے تحریک کرتے ہوئے آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔ ہم نے جب کبھی ان سب بھائیوں کی سیوا میں نویدن کیا ہے کہ بھارت دیش کی ایک بھاشا ہونا ہی جب کسقدر قومیت کا نشان ہو سکتا ہے۔ تب کیوں نہ بنگالی گجراتی۔ بہاری۔ مرہٹی۔ تیلگو۔ تامل وغیرہ زبانوں کے بکھیڑے دور کر کے ہندی کو نیشنل زبان لٹریچر قرار دیا جاوے۔ اور کیوں نہ بہاری کوششیں اسی کی ترقی پر خرچ کیجاویں تو کسی نے بھی توجہ نہ کی حالانکہ ان سب بھاشاؤں سے سنسکرت کا تعلق ہونیکی وجہ سے سبکا ہندی کیساتھ بڑا گہرا تعلق ہے لیکن حکیم جنیوری کے پایونیر میں "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مدراس" کے اجلاس کے حالات پڑھتے ہوئے مجھے حسب ذیل فقرہ نے مسلمانوں کی عقلمندی کا قائل بنا دیا۔ اُسمیں درج ہے "ایک یہ تجویز منظور کی یہ کانفرنس درخواست کرتی ہے کہ مدراس گورنمنٹ اردو کو گورنمنٹ کے ڈپارٹمنٹل امتحانوں میں آپشنل زبان قرار دیوے" اس ریزولیوشن کے اندر سترید کی وہ سپرٹ کام کرتی ہے جو کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانا چاہتی تھی۔ بھلا مدراس میں کون مسلمان ہے جو وہاں کی زبان نہیں جانتا۔ میں جانتا ہوں کہ بمبئی اور مدراس کے مسلمان اردو کی نسبت لوکل زبانوں کو بہتر طریقہ پر جانتے ہیں لکھنؤ کے جلسہ کانگریس میں جن بھائیوں نے مدراس کے مسلمان بزنس کمشنر کی تقریر سُنی تھی وہی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ بمبئی اور مدراس میں اردو کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔ لیکن مسلمان جانتے ہیں۔ کہ جب تک عام بول چال کی زبان ایک نہ ہو قومیت قائم نہیں رہ سکتی۔ حالانکہ مسلمانوں کے درمیان قومیت قائم رکھنے کے اور بھی بہت سے سامان موجود ہیں۔ جو ہندوؤں کو خواب میں بھی نصیب نہیں۔ کیا ہندو اس ریزولیوشن کو پڑھ کر اپنے مسلمان بھائیوں سے سبق نہ لیں گے اور آئیندہ کے لئے یکزبان اور یکدل ہو کر ہندی کو ہی سارے دیش کی آریہ ستان کی زبان بنانے میں سرگرم ہونگے

وکالئتہ سوامی شگن چند کا ہولتب

میں سوامی شگن چند جی کے نام کے ساتھ ویشیہ کا شبد اسلئے لگاتا ہوں کہ جسطرح انگریز خواہ ہندو تھے۔ خواہ بودھ۔ خواہ مسلمان۔ اور خواہ پارسی۔ پھر بھی جان آرل کا جان بل رہتا ہے۔ اسیطرح شگن چند جی خواہ ہندو تھے خواہ آریہ۔ خواہ رادھاسوامی مت کے پیرو رہے۔ اور خواہ شانتی اور سادھارن دھرم کے آچارج رہے۔ ہر حالت میں کائستہ ہی۔ متھرا میں آپ نے اب کی مرتبہ پھر دھرم مہوتسو رچا ہے۔ پانچ دنوں کی کارروائی برابر بذریعہ تار برقی پایونیر اور دیگر اخباروں کو پہونچتی رہی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں روپیہ اور تار برقی سے بڑھ کر شہرت کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے مجھے افسوس ہے۔ کہ شگن چند جی کی حکمت عملیوں نے مجھے بھی دھوکھا دے دیا۔ میں پنڈت گردھر لال سے مراد اپنے مہربان برہمو بھائی پنڈت گردھر رائے سمجھتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ وہ کوئی نوین ویدانتی علی گڈھ کے رہنے والے ہیں۔ بدرک آشرم کے سوامی میں کوئی وہاں کے مہنت یا دیگر سنیاسی سمجھا تھا۔ لیکن یہ وہی گوسوامی تیرتھ رام۔ ایم اے۔ نکلے۔ جن کے رسالہ الف کی شوخیاں انہیں کالموں میں مناسب طریقہ پر ظاہر کیجا چکی ہیں۔ اور جنہیں ویاس کی پدوی دیکر

ٹشگن چند جی نے گرو بن کر چیلا بنا چھوڑا تھا
محمدی مذہب کی اصلیت ظاہر کرنے والے
اس مہوتسو میں کوئی محمد آنند بیان کئے
جاتے ہیں۔ خوب! محمد آنند! افسوس کہ
عیسائیوں کی طرف سے بجائے میسحانند کے
پادری سکاٹ صاحب ہی براجمان تھے۔
یہہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹشگن چند جی نے
اب ایک پورانے مندر مکان پر قبضہ
کرکے اپنا ڈیرہ متھرا میں جمنا کے اُس
پار جمایا ہے۔ اور اُن کے ڈیرہ میں بندرابن
سے ایک بائی جی بھی ساتھ ہی آئی ہیں
میرے نامہ نگار نے تو اس سے بھی بڑھ
کر کچھ خبر دی ہے۔ لیکن مجھے اس خبر
کی ابھی پوری تصدیق کرنی باقی ہے
اِس جلسہ میں سادھارن دھرم کے
خوب گیت گائے گئے۔ لیکن افسوس
کہ آج کل جو چاہے پبلک کو دھوکا
دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہمت والا
ہو۔ ٹشگن چند جی کے سادھارن دھرم
کی پستک میں قریب رشی دیانند
کے ستیارتھ پرکاش کی نقل دوسرے
الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔
ہاں ٹشگن چند جی نے اِس قدر لیاقت
ضرور دکھائی ہے کہ جہاں سے
شکشا حاصل کی اُسی کو بُرا بھلا
کہا ہے۔ اِس کے سوا سادھارن
دھرم میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے
اور آپ کو بہروپ ہکار ایسے ملے ہیں
جو اپنے آپ کو بجائے سادھارن
دھرمی لکھنے کے سادھارن دھرم لکھتے
ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اِس
وقت دُنیا میں کتنے سادھارن
دھرم ہیں۔ شاید مردم شماری
کی آخری رپورٹ سے پتہ لگ سکے

اگنی ہوتری جی کا دیو سماج

گو اگنی ہوتری جی کے درشن عوام کو اب
نہیں ہوتے۔ اور گو پنڈت گرودھر رائے
جی کے لیکچروں اور پمفلٹ کے بعد
اگنی ہوتری جی کے کارنامے اخباروں
میں نکلنے اب بند ہو گئے ہیں۔ تاہم
اگنی ہوتری جی اِس عرصہ میں خالی
نہیں بیٹھے رہے۔ اُنہوں نے ایکانت
میں خوب وچار کیا۔ اور نتیجہ یہہ
نکالا کہ جات پات کے بندھن توڑنے
ہندوؤں سے علیحدہ ہونے۔ اور
اپنے خیالات کو صاف طور پر پبلک
پر ظاہر کر لے میں اُنہوں نے غلطی کھائی
ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے چیلوں کو چوٹیاں
رکھا دیں۔ یگیوپویت پہنا دئے۔ اور
ٹیکے تک لگوانے شروع کر دئے
اخبار بند کر دئے۔ اور خفیہ کام شروع
کر دیا۔ رفتہ رفتہ چیلے بھی بڑھا لئے
اور موگا میں اپنے مشن کا اصل ہیڈ کوارٹر
بنا کر زیادہ تر فیروزپور کے ضلع کے
جٹوں کو قابو کیا۔ اِسوقت مستقل آمدنی
ہزاروں روپیہ سالانہ کی کر لیکے علاوہ
ایک لڑکوں کا ہائی سکول اور دوسرا
لڑکیوں کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔ اخباروں
میں جلسوں کا حال اب بھی چھپواتے ہیں
لیکن اپنے جلسوں میں دوسروں
کو شریک نہیں ہونے دیتے۔ وہی
لوگ شریک جلسہ ہو سکتے ہیں۔ جن
سے دیو سماج کے بانی کا غلام بننے
کی امید ہو۔ رادھا سوامی مت کی
طرح یہہ بھی ایک خفیہ فرقہ بن گیا
گذشتہ دسمبر کی ۲۶ تاریخ کو اگنی ہو
تری جی کی سالگرہ تھی۔ اخباروں
میں تار برقی کے ذریعہ سے اِس کے
حالات چھپوائے گئے ہیں۔ جن
سے معلوم ہوا کہ اِس جلسہ میں چیلوں
کی طرف سے گرو کو ایڈریس دیا گیا۔ جس
کے جواب میں پریسیڈنٹ و بانی دیو سماج
یعنی اگنی ہوتری جی نے اپنی غیر معمولی
زندگی کے عظیم واقعات بیان کئے۔
خوب! جب کوئی دوسرا مدح سرائی
کے لئے نہ ملے تو خود ثنائی کے سوا
اور کیا چارہ ہو سکتا تھا۔ پھر کہا جاتا ہے
کہ دوسری سپیچ میں اگنی ہوتری جی
نے دیو سماج کو کھولا۔ کیا دیو سماج
اتنے دنوں تک بند تھا؟ اگر بند تھا۔ تو
لکھنا چاہیئے تھا۔ کہ دیو سماج کو پھر کھولا
گیا اب پھر پبلک کے روبرو آ کر اگنی ہوتری
جی نے صنعت اور حرفت کی نمائش بھی کرائی
جس میں دیو سماج کے لوگوں کی کاریگری
کے نمونے بھی موجود تھے۔ دیو سماج
سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک نیا
آلہ متعلقہ نجوم طیار کیا تھا۔ لیکن یہ نہیں
بیان کیا گیا کہ وہ آلہ کس قسم کا اور کس مطلب
کا ہے۔ ایک ممبر نے دیو سماج ہائی سکول کے
ہال کی چھت کے لئے دو ہزار روپیہ دینے
کا اقرار کیا وغیرہ وغیرہ۔ مجھے خوشی ہے
پنڈت اگنی ہوتری جی کا از سر نو پبلک کے
روبرو آنا ممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب
تک اِن لوگوں میں کام کرنیوالوں کے
اعمال پبلک نہوں۔ تب تک اُن کے
آچرنوں پر کسی قسم کی اُنگلی نہیں ہو

ور کے لئے کنیا کی ضرورت

ور جس کی عمر ۲۲ سال کی ہے۔ اور انٹرنس ڈی۔ اے۔ وی۔ ہائی سکول لاہور سے پاس کیا ہے سنسکرت۔ ہندی وغیرہ بھی جانتا ہے۔ اِس وقت ایکسو بیس ۱۲۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جگہ پختہ ہے پنجاب کے ایک اچھے خاندان کا ہے ایک ایسی کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ کہ جس کی عمر ۱۶ سے ۱۸ سال تک ہو۔ خوبصورت ہو لکھ پڑھ سکتی ہو۔ اور اچھے خاندان کی ہو۔ زیادہ حالات ہنراوڈہ پور برہما سے دریافت کریں

کنیا کی ضرورت

ایک شخص کھتری دڑہ آریہ جسکی عمر ۲۴ سال کی ہے۔ پیشہ عرائض نویسی سبھاسد آریہ سماج ڈسکہ کسی آریہ کنیا سے ویدک بواہ کرنا چاہتا ہے۔ جوگن۔ کرم سوبھاؤ سے دونوں ورن قائم کر کے شادی کریں گے۔ جس صاحب کو ایسا سمبندھ منظور ہو مجھ سے خط وکتابت کریں آمدنی ور کی اس وقت تیس روپیہ ماہوار ہے۔ درخواستیں

آخیر جنوری ۱۹۱۲ء تک میرے پاس پہونچ جانی چاہئیں۔

المشتہر

دینا ناتھ سبھاسد آریہ سماج ڈسکہ

ور کی ضرورت

ایک اگروال سنگل گوت عمر ۱۲ سال لڑکی کے لئے ایک یوگیہ ور کی ضرورت ہے۔ بواہ ویدک ہوگا

المشتہر

جیٹھو رام از کالکا

ضرورت

قصبہ سری گوبندپور کے سکول میں ایک لائق ٹیچر کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار ملے گی۔ جس شخص کو منظور ہو درخواست مع سندات (اگر ہوں) خدمت میں صاحب پریذیڈنٹ کمیٹی قصبہ سری گوبندپور بھیج دیویں

شرح کمیشن گنجینہ بھجن

دس جلد کی خرید پر دس ۱۰ روپیہ فیصدی بیس ۲۰ پر بارہ ۱۲ فیصدی۔ پچیس ۲۵ پر پندرہ ۱۵ فیصدی۔ پچاس ۵۰ پر بیس فی صدی۔ اور سو ۱۰۰ پر پچیس فی صدی کمیشن دیا جاویگا۔

المشتہر

جیون داس پنشنر لاہور

مضمون درد انگیز

خاکسار کا چھوٹا حقیقی بھائی جس کا نام بڈھا مل ہے۔ ورنیکولر مڈل پاس انگریزی بھی لکھنا پڑھنا جانتا ہے۔ عمر عزیز کی اس وقت ۲۳ سال کی ہے۔ رنگ گندمی۔ دراز قد جسم پتلا۔ عرصہ تقریباً ۷ سال سے شہر سیالکوٹ سے جہاں کہ اُس کو گورنمنٹ سکول کی سپیشل کلاس میں تعلیم پانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ بھاگ کر چلا گیا تھا۔ بہتیرا تلاش کیا گیا۔ مگر کچھ پتہ نہیں ملتا۔ صرف اتنا پتہ ملتا ہے۔ کہ قوم بھابڑہ جین مت کے گرد پوج پوجیرہ مسمی پریم جی مرحوم کا چیلا بنا ہوا ہے۔ اور شاید گرو جی مرحوم نے اُسکو اندر بچے کے نام سے نامزد کیا ہوا ہے اگر کوئی منجملہ آریہ ممبران سراغ نکال کر اس خاکسار کو پتہ دیویں تو پتہ لگانیوالے صاحب کا تہ دل سے تا باقیماندہ حیات مشکور و احسانمند رہیگا

المشتہر

خاکسار گوردیال ولد لالہ گوپال داس قوم کھتری ذات ابرول ملازم محکمہ انہار سرہند ڈویژن انبالہ

اشتہار

چونکہ ہمکو تین چار ایجنٹوں کی جو کہ کام ٹھیکہ داری

و نیز انتظام زمین سے واقف ہوں اور خوشخط بھی ہوں۔ کاغذات اردو میں رکھنے ہونگے۔ سماجک پرشوں کو ترجیح دیجاویگی۔ مکان رہائش اور خوراک ساتھ ملیگی ضمانت بھی دو سو کی دینی پڑیگی تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت بشرط منظوری درخواست ہوگا۔ درخواستیں پتہ ذیل پر آویں

المشتہر
بھگوتی پرساد ٹھیکہ دار ضلع گوجرانوالہ

آریہ جنتری و ڈائرکٹری ۱۹۰۲ء (اردو)

جسکے لئے آریہ پبلک بڑے شوق سے منتظر تھی نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر تیار ہو گئی ہے جسمیں تمام مضامین نئے۔ عمدہ۔ دلچسپ اور مفید عام درج کرنیکے علاوہ دش سال کی گذشتہ جملہ آریہ پرتی ندھی سبھاؤں اور آریہ انسٹیٹیوشنوں کے حالات اور کارروائی بھی درج کی گئی ہے۔ اسکے سواء ناگری پرچارنی سبھا بنارس۔ دلنشو و گمبھر گاین کا قایم کردہ گندھرب مہا ودیالہ لاہور۔ اور ویدک دھرم پرچارنی سبھا بمبئی کا حال۔ آریہ سماجوں کے مندروں اور پاٹھشالوں کی فہرست۔ مجرب اور مفید نسخہ جات۔ دن چریا (فرائض روزانہ) بموجب ویدک شاستر اور مسٹر سینڈو مشہور زمانہ پہلوان یورپ کے ڈمبل کی ورزشیں مع اشکال عوام الناس کی آگاہی اور فائدہ عام کے لئے درج کی گئی ہیں جنکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ قیمت صرف ۸ فی جلد جس صاحب کو ضرورت ہو کمترین یا مطبع ستیہ دھرم پرچارک جالندھر یا دیگر آریہ کتب فروشوں سے طلب کریں

المشتہر
کشن سروپ منتری آریہ سماج کرنال

نوٹ۔ شایع ہونے سے پیشتر ۶۰۰ جلد کے درخواستیں آ چکی ہیں۔ صرف چند سو جلدیں باقی ہیں۔ بہت جلد فروخت ہونیوالی ہیں

بغیر سنسکاروں کے ترقی وید دھرم

آج کل سماجک ممبروں میں ترقی آریہ دھرم کے بارے میں چند خیالات ہی پیدا کئے جاتے ہیں اور ان خیالات کو ذہن نشین کرکے انہیں کا پرچار اور انہیں کا عمل کر رہے ہیں۔ مثلاً اگر کسی نے بھنگ چرس افیون پوست وغیرہ منشی اشیاء سے ترک کیا۔ یا کسی نے جھوٹ وغیرہ کو برا سمجھا اور عمل کیا۔ یا کسی نے چال چلن شدہ و پوتر کیا یا اپنے زردیں یا کھیان دیدیا۔ یا کسی نے اپنا پرمود پرماتما کا پرچار کیا۔ یا کسی نے گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ یا کسی نے بھجن۔ لاونی ایشور کو گانے لگا۔ یا کسی نے برہمچرج اپاسنا کرکے آنند لیا۔ یا کوئی پریم پریم کرکے آریہ گوشت کے کھانے سے درگذر کیا۔ یا کوئی سماج میں آکر لیکچر دینے لگا۔ یا کوئی فنڈوں کی مدد دینے کے لئے روپیہ اکٹھا کرتا رہا یا کسی نے روپیہ بنا بنا کر پرچار جمع کرنا اختیار کیا۔ یا کسی نے قوم کی ہمدردی میں بلند نعرے مارے۔ یا کوئی صرف انتظام میں محو رہا۔ یا کوئی ہر دلعزیز بن گیا۔ اور لوگوں کی شاباش سن کر خوش ہو گیا۔ غرضیکہ سینکڑوں سماجک پرش ایک خیال کو لیکر جہاں کے تہاں بیٹھ رہے اس سوامی دیانند کے مشن کو جسنے یوگیہ ودیا سے یہ معلوم کر لیا کہ وید ایشور یہ گیان ہے۔ ویدک دھرم سچا ہے اور جو ویدک دھرم پر چلیگا سکھ پائیگا۔ نہیں تو دکھ سہنا پڑیگا۔ نہ سمجھے مندرجہ بالا امورات کو ہی مانکر اپنے آپ کو آریہ دھرم کا سیوک کہلانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم ویدک سدھانت پر ٹھیک ٹھیک چلتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ بھی دھرم کے کچھ انش ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آریہ دھرم کی فضیلت دیگر سوسائیٹیوں و مذہبوں سے کیا ہوئی کہ اگر یہی خیال کئے جاویں تو لوٹیے خیالات تھیوسفسٹ سوسائیٹی و پیوریٹی و اخلاق و شدہ اچارنی سبھاؤں یا برہمو سماج وغیرہ دیگر قومی سوسائیٹیں

ہزاروں پرچار کر رہی ہیں۔ جن کے بڑے بڑے (بقول لالہ منشی رام) بہت سے عیسائی چال چلن میں شدہ و دیگر لوگ بہت بولنے والے قومی ہمدردی و انتظام میں مشہور پائے جاتے ہیں اُن میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ وغیرہ بہت باتیں ہیں لیکن جواب اس سوال کا میرے خیال میں یہ ہے کہ ہم جب تک ویدک سدھانتوں کو اچھی طرح نہیں جانتے اور سنسکاروں کا علاج ہمارا نہیں ہوتا۔ اور عمل نہیں کرتے۔ تب تک کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور نہ اس سوامی دیانند کے مشن کو پورا کر سکتے ہیں۔ اس خیال کو سے کر ہم نے سماجک ممبروں کے سامنے تجویز پیش کی جسپر غور کرکے ہفتہ واری اور روزمرہ سدھانتوں سے واقفیت پیدا کرنی اور عمل کرنیکے لئے میٹنگ کرنا اقرار پایا۔ پہلے پہلے چند ہفتوں سے سنسکاروں سے واقفیت پیدا کرنیکے لئے سنسکار ودھی کو شروع کیا۔ کئی سماجک ممبر گرہستی ان سنسکار حیران ہو گئے۔ اور ہی قسم کے مخول ہوئے۔ غرضیکہ اسطرح باتیں ہوئیں تب معلوم ہوا کہ ہم لوگ بالکل سدھانتوں کی واقفیت سے اندھے ہیں۔ عمل کرنا تو درکنار۔ ہم یہ نہیں کہ کُل سماجوں میں یہی حال غالباً ہوگا۔ بعض بڑے بڑے لیڈر آریہ سماجک اُپدیشک و پنڈت و پرچارک و سنیاسی و پرماتما کیطرح نہیں جانتے کہ کل کتنے سنسکار ہیں۔ اور انکا کیا نام ہے۔ اور وہ کیا ہیں اور کیوں کئے جاتے ہیں۔ اور نہ کوئی کرا سکتا اور کر سکتے ہیں۔ جب یہ حال ہمارے لیڈروں کا ہے۔ تو ہم کس باغ کی مولی ہیں۔ تو یہ سوال کہ بغیر سنسکاروں کے ویدک دھرم کی اُنتی ناممکن ہے۔ بلکہ ایک دفعہ کا مجھے ذکر یاد ہے کہ لالہ منشی رام جی نے پنڈت دولت رام نے کب بتایا سنسکاروں کی طرف دھیان ہونی چاہئے۔ لیکن بالکل کچھ خیال نہیں ہوا۔ اب بعض سماجک پنڈت و اُپدیشک وغیرہ سنسکار کرانے لگے ہیں۔ تو کتاب ڈھونڈتے ہیں۔ اور دستیابی کو

ستیہ دھرم پرچارک

پرچارک کے قدردان کچھ عرصہ اور کشما کریں

۲۷ دسمبر کے اخبار میں لالہ سندر داس جی گرہستھ کی طرف سے بعنوان " ایک معقول تجویز " ستیہ دھرم پرچارک کو ہفتہ میں دو بار کر دینے کے لئے ایک تجویز پیش ہوئی تھی۔ پرچارک کو ہفتہ میں ایک بار سے زیادہ نکالنے کی تحریکیں کئی مرتبہ ہو چکی ہیں۔ لیکن باوجود خریداروں کی دلچسپی ظاہر کرنے کے بھی میرے لئے اُن تحریکوں پر عمل کرنا مشکل ہوتا رہا ہے۔ اس سال اخبار کی اُنتی کے علاوہ مطبع کی اُنتی کا خیال پیدا ہوتا رہا۔ اور اگر مجھے مجبوراً آریہ پرتی ندھی سبھا کی پدوی کا بوجھ اپنے سر پر نہ لینا پڑتا۔ تو میں خود اخبار کو یکم بیساکھ سمت ۱۹۵۹ سے ہفتہ میں دو بار کر دیتا لیکن جبکہ اس وقت اُس بوجھ کے ساتھ ایک اور بوجھ بھی مجھے اُٹھانا پڑے گا تو حوصلہ نہیں پڑتا کہ ہفتہ میں دو بار اخبار کو کرنے کا اعلان دوں۔ لالہ سندر داس جی کی صلاح جو آج کے مراسلات کے کالم میں چھپی ہے۔ معقول نظر آتی ہے کہ اگر ایک تنخواہ دار سب ایڈیٹر رکھ لیا جاوے۔ تو جہاں اخبار ہفتہ میں دو بار ہو سکتا ہے۔ وہاں ہیجا عدگی بھی دور ہو جاویگی۔ لیکن ایسے انتظام کے ساتھ بھی میں پرچارک کو موجودہ حالت میں قائم نہیں رکھ سکتا۔ جس حالت میں کہ اس کا ہفتہ میں دو بار ہونا مفید ہو سکتا ہے۔ لالہ سندر داس جی کے مراسلہ کو پڑھ کر بہت سے گراہک مہاشیوں نے اپنے تائیدی خط بھیجے ہیں، بعضوں نے تو اسکے روزانہ کر دینے کی تجویز پیش کی ہے۔ میں اپنے ان جملہ خریداروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت مجھے معاف فرماویں۔ اگر پھر کبھی کافی وقت ملیگا۔ تو اُن کی زیادہ تر سیوا کرنے کے لئے اُدیت ہوں گا۔

وشواس گھاتی دوست سے دشمن بھلا

وشواس گھاتی دوست جو نقصان پہونچا سکتا ہے۔ وہ سخت سے سخت دشمن کی طاقت سے باہر ہے۔ میری توجہ اس مسئلہ کی طرف ماہوار رسالہ سرسوتی میں رشی دیانند کا جیون چرتر دیکھ کر کھینچی ہے۔ سرسوتی کا لیکھک نہ تو کٹر پورانک معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ ہی الفاف کا دشمن۔ اسلئے اُس نے جہاں تک کہ اُسے صحیح خبر ملی ہے۔ رشی دیانند کے چرتر کا صحیح چتر کھینچا ہے۔ لیکن جہاں کہیں کتابوں سے علیحدہ ہو کر اُسے شخصی تحقیقات سے کام لینا پڑا ہے۔ وہاں پر معلوم ہوتا ہے کہ کسی توہمیت کے دلدادہ آریہ نام دھاری نے اُسے دھوکا دیا ہے۔ چنانچہ ممالک غیر کے سفر کی نسبت دیانند کی رائے لکھ کر سرسوتی کہتا ہے۔

" پنجاب میں آج کل ایک شدھی سبھا ستھاپت ہے۔ اسکے چلانے والے سکھ لوگ ہیں۔ اُس کا اُدیشیہ یہ ہے۔ کہ یدی کوئی ہندو مسلمان وا عیسائی ہو کر پھر ہندو دھرم سویکار کرے۔ تو وہ اُچت سنسکار کے پشچات ہندو کر لیا جاوے۔ سوامی دیانند اس سے پرم سہانوبھوتی رکھتے "، یہ تحریر بالکل امور واقع کے برخلاف ہے۔ پنجاب میں آج کل کوئی ایسی شدھی سبھا نہیں ہے۔ چند ایک مہاشیوں نے جن کا آریہ سماج سے علیحدگی کے بعد کلچرڈ نام پڑ گیا ہے۔ ڈاکٹر جے سنگھ کو آگے کر کے ایک شدھی سبھا بنائی تھی جس کا وجود ہی اب باقی نہیں ہے۔ اس کے چلانے والے سکھ لوگ تھے۔ سوامی دیانند کے سامنے اس کا جب وجود ہی نہ تھا۔ تو سوامی جی اس سے اپنا اتفاق وغیرہ کیا ظاہر کر سکتے تھے۔ اور اُچت سنسکار " کا فقرہ بڑا ہی ہنسانے والا ہے ہندو بنانے کے لئے اُچت سنسکار یہ کرایا جاتا تھا کہ یا تو شدھ ہونیوالا سؤر کا مانس کھاوے۔ یا سؤر کی ہڈی اُس شربت میں پھیر دی جاتی تھی جو پلا کر شدھی عمل میں آتی تھی۔ اس تحریر کے بعد سرسوتی نے پتتوں کو شدھ کر کے واپس لینے کے بجائے ہندو دھرم کی ہانی بتلا کر کہا ہے۔

" جب شنکر بودھوں کو ہندو کر سکے تو یہ ہی گرو نانک کے انویائی سوامی دیانند نے مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہندو کر لیا۔ " (ترک)

کیا خوب! سوامی دیانند کون تہے؟ گرنتہ کب سے انویائی! - معلوم ہوتا ہے کہ سرسوتی کے لیکہک نے نہ تو سوامی جی کا ستیارتہ پرکاش ہی ٹہیک طور پر پڑہا ہے - اور نہ ہی کسی آریہ پُرش سے بات چیت کی ہے - سوامی دیانند وید دہرم کے انویائی تہے - گرودم کے سخت مخالف تہے - اور جب سرسوتی کا لیکہک خود اس سے پیشتر لکہ چکا ہے - کہ سوامی دیانند کُل بہاشا گرنتہوں کو کیول کلپت سمجہکر تیاگنے کے قابل سمجہتے تہے - تو کب ممکن ہو سکتا ہے کہ پنجابی زبان کے گرنتہ کو اس سے بڑہ کر وقعت دیتے - سوامی جی کی شکشا کے پرچار کا بر خلاف کہتے ہوئے سرسوتی نے پہر کسی یکطرفہ بیان کرنے والے آدمی سے دہوکہا کہایا ہے - آریہ سماج کے پرچار کے کام کو نظر انداز کر اور اُن کے خود قایم کئے ہوئے ویدک یننترالیئے کا نوٹس تک نہ لے - اُس کالج کو جس کا کوشش بہرنے کے بغیر آریہ پُرشوں کا تعلق ہی اُس سے علیحدہ کر دیا گیا ہے - سوامی دیانند کی تعلیم کا سہایک بیان کرنا اور سوامی دیانند کی وصیت کے محض اُس حصہ کا ذکر کرنا جس میں اناتہوں کی سہایتا کا ذکر ہے - اور اُس کی بنا پر ہی جلندہر کنیا اناتہ آلیے اور دیانند اناتہ آلیے اجمیر سے انسٹیٹیوشنوں کا ذکر تک نہ کرنا ثابت کر رہا ہے - کہ اس لیون چترتر کا معالجہ بڑی

یکشپات سے بہت دور کان سے حاصل کیا گیا ہے -

ان بڑی غلط بیانیوں کے علاوہ جو کہ صریحًا دہوکہا دے کر کرائی گئی معلوم دیتی ہیں - بعض باتیں خود لیکہک کی لاپروائی یا تعصب خاص کا نمونہ ہیں - چنانچہ سوامی جی کے بہرمن کرتے ہوئے پرچار کرنے پر جو ہل چل مچا کرتی تہی - اُس کا ذکر کرکے سرسوتی کا لیکہک کہتا ہے "اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ سوامی جی کے دیاکہیان سُننے کو شہر کا شہر اُمڈ پڑتا - اور اُن کے شاستراتہ کی چرچا گہر گہر ہونے لگتی - جو سوامی جی سے سہمت نہیں ہوتے انہیں دہرم سبہا کے ستہاپت کرنیکی سوجہی - اور جو سوامی جی کے انویائی تہے - اُنہوں نے آریہ سماج ستہاپت کیا" اس جگہ بڑی بہاری غلطی یہہ ہوئی ہے - کہ دہرم سبہاؤں کی قایمی کی تاریخ آریہ سماجوں سے پیشتر بیان کی گئی ہے - حالانکہ سوامی جی کی موجودگی میں موجودہ دہرم سبہاؤں کا نام و نشان ہی نہ تہا - یہہ دہرم سبہائیں سوامی جی کے دیہانت سے بہت عرصہ بعد قایم ہونی شروع ہوئی ہیں - اور اُس وقت آریہ سماج اپنی پوری طاقت حاصل کر چکے تہے -

سوامی جی کے سدہانت پر کچہ کہتے ہوئے سرسوتی نے گُروکُل کے طریقہ کو اچہا بتلاتے ہوئے کہا ہے "پرنتو سوامی جی کی بتلائی پرنالی کچہ کٹہور ہے کیونکہ بالکوں کو ماتا پتا سے بیتر بیوہار تک کرنے کی مناہی کی گئی ہے" کچہ کٹہور اسوقت معلوم ہوتی ہے - جب

کچہ عرصہ تک ایسا ہی پڑہا جائیگا تو کٹہور کچہ بہی پرتیت نہ ہوگی لیکن اس سے آگے چل کر سرسوتی جی نے خاص تعصب میں پہنس کر حسب ذیل لکہا ہے "کئی ایک گرنتہوں کی نندا کرتے ہوئے سوامی جی کہتے ہیں - کہ رگہپتی سنتی کرت رامائن اور "سروبہاشا گرنتہ" کپول کلپت ہیں ہماری سمجہہ میں یہہ سوامی جی کی بہول ہے" سرسوتی کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہ تلسی کرت رامائن کو کپول کلپت نہیں سمجہتا - لیکن آگے چل کر وہ خود کہتا ہے "تلسی داس کی رامائن میں شری رام چندر جی کو ایشور کا اوتار مانا ہے - اور رامائن میں بہت سی اسمبہو باتوں کا ورنن کیا ہے - اس پرتیت ہوتا ہے کہ اس سے سوامی جی نے پڑہنے کا نشیدہ کیا ہے" یہہ بالکل ٹہیک ہے - کہ انہیں وجوہات پر سوامی جی نے ان گرنتہوں کے پڑہنے کی ممانعت کی ہے - لیکن کن کو؟ سرسوتی جی کے کٹاکش اس خیال پر ہیں کہ سوامی جی نے ہر ایک آدمی کو اُنہیں پڑہنے سے روکا ہے - اور اسی لیئے سوامی جی کے پیش کیئے ہوئے "یہ نہ تجیدیشٹ جین سدہم" والے درشٹانت کو اُنہوں نے سوامی جی نے یہہ بہاشا گرنتہ برہمچاریوں کے لیئے ممنوع کیئے ہیں - اور وہ اسلئے کہ تعلیم کے وقت جلد تعلیم صحیحہ کی کتابوں سے ہی طالب علم کا واسطہ رہنا چاہیئے پہر جب گرہستی ہوگیا - تو ہر قسم کی کتابیں پڑہ سکتا ہے - کیونکہ سچ اور جہوٹ

...یں تمیز کرنے کی اُس میں طاقت ہو
...جاتی ہے۔ اِسی طرح پر ناٹکوں کے
...کے پڑھنے کی ممانعت بھی سوامی جی نے
...ودیارتھیوں کے لیئے ہی کی ہے۔ اور
...تب تک کہ یہاں تک کہ جوتا اور چھتری
...کی ممانعت ودیارتھی کے لیئے کی گئی
...ظاہر ہے کہ ناٹک پڑھنے اور اُس
...کا ہیں کرنے کے کہاں تک سوامی جی
...خلاف نہیں سکتے۔ سرسوتی جی کا
...اگر یہہ خیال ہے کہ ناٹکوں سے ناتجربہ کار
...طالب علم کچھہ فایدہ اُٹھاتے ہیں تو
...وہ غلطی پر ہیں۔ اِس قسم کی تحریروں
...سے تجربہ کار آدمی ہی کچھہ فایدہ
...اُٹھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ فایدہ اُٹھانے
...کا خیال بھی اُن کو ہوتا ہے۔ جن کے
...پاس دھن اور وقت زیادہ ہووے
...اور کوئی خاص کام سِدّہ کرنے
...کی نہیں ضرورت ہو۔ لیکن جس سُشِیہ
...سماج کے اندر نشاہ یرک سا ماجک
...اور آتمک تینوں دیو ستیاؤں میں
...تنزل ہو اُس کے لیئے ناولوں، قصّوں
...ناٹکوں وغیرہ کی حمایت کرنا میری رائے
...میں سمجھہ وار آدمیوں کا کام نہیں ہے
...اخباری مضمون میں گنجائش نہیں ہے
...کہ سرسوتی کی تحریر کے بعض حصّوں
...میں جو بے معلوم زہر بھری ہوئی ہے
...ان سب کو تفصیل کے ساتھ ظاہر
...کیا جاوے۔ میرا مطلب محض یہہ
...تھا کہ آریہ سماجی اور غیر آریہ سماجی
...سب انصاف پسند آدمیوں کو خبردار
...کردوں کہ اگر وے رشی دیانند
...کے جیون چرتر کی نسبت صحیح رائے
...قایم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اِس قسم

کی غیر ذمہ وار اور متعصب ذرایع سے تفتیش نہ کریں۔

گرُوکُل کا افتتاحی جلسہ

(۱) میرے پاس اکثر خطوط اِس امر کی دریافت کے لیئے آتے ہیں۔ کہ گرُوکُل کے افتتاحی جلسہ کا پروگرام کیا ہوگا۔ اور اُس کے لیئے تاریخیں کون سی مقرر ہوئی ہیں۔ بے ضروری خط و کتابت سے بچنے کے لیئے میں اِس جگہ اعلان دیتا ہوں۔ کہ گرُوکُل کا افتتاحی خاص جلسہ جس دن باقاعدہ طور پر برہمچاری اپنے آشرم میں پروشٹ ہوں گے۔ ۲۳۔ مارچ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ اُس سے پیشتر ۲۲ مارچ ۱۹۰۲ء کے لیئے بھی خاص کام رکھے گئے ہیں اور ۲۴۔ مارچ کو بمقام کنکھل خاص جلسے ہوں گے۔ ان سب کا مفصّل پروگرام غالباً یکم مارچ ۱۹۰۲ء تک نکل جاوے گا۔

(۲) باوجود اِس قدر عرصہ گذر جانے کے اب تک جنگل کی صفائی اور کسی قدر ضروری مصالحہ اکٹھا کرنے کے سواء اور کچھ کام عمارت شروع کرنے کا نہیں ہو سکا۔ چونکہ شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے حکم کی تعمیل ایک لازمی امر ہے اِس لیئے میں جلندھر سے روانہ ہو کر بمقام کنکھل پہونچ گیا ہوں۔ اور ایشور کی کرپا اور آریہ بھائیوں کی سہایتا سے امید رکھتا ہوں۔ کہ افتتاحی جلسہ سے پیشتر ہی کافی مکان وغیرہ طیار ہو جاویں۔ اِسلیئے آئیندہ کے لیئے میرے ساتھ جو بھائی خط و کتابت کرنا چاہیں وہ نجیب آباد والوں کی حویلی کے پتہ سے کنکھل ضلع سہارنپور کو پتر لکھیں

(۳) میں نے افتتاحی جلسہ کے لیئے دو ہزار روپیہ مانگا ہے۔ کیونکہ بجٹ سال حال میں اُس کے لیئے غلطی سے انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اب تک تین چار رقموں کے سواء اور کوئی رقم اِس مد میں آئی ہوئی مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ کیا میرا نشچے ٹھیک نہ نکلیگا؟ اور کیا جلندھری کی سہایتا تک دو ہزار روپیہ سبھا کے کوش میں نہ پہونچے گا؟۔ اِس سے پہلے تو آریہ بھائیوں نے مجھے کبھی بھی نراش نہیں کیا ہے۔

(۴) پرمیشور کی طرف سے گرُوکُل کو کام میں مدد ملتی رہی ہے۔ اور اِسلیئے مجھے پورن نشچے اور وشواس ہے۔ کہ ہم اوشواسیوں کی اودھما کا نہ خیال کرکے پربھو اِس مہان کاریہ کی پاکیزگی کی وجہ سے اِسے کامیاب کریں گے۔

چند ایک ضروری التماس

(۱) چونکہ میں جلندھر سے اب غیر حاضر رہوں گا۔ اِسلیئے اخبار کی مینیجری کا کام لالہ سوہنا تھہ جی کریں گے۔ جملہ خط و کتابت مینیجری اور ایڈیٹری اخبار ستیہ دھرم پرچارک و متعلقہ مطبع لالہ سوہنا تھہ جی سے ہونی چاہئے۔ اور کل روپیہ

متعلق اخبار اور مطبع کے وہی وصول کرکے دستخط کریں گے۔

(۲) بطور چیف ایڈیٹر کے اخبار کے لئے میں کنکھل سے ہی مضامین بھیجتا رہونگا۔ اور اس جگہ پر لالہ سومناتھ جی علاوہ انتظام کرنے کے پروف دیکھنے اور باقی مضامین دے کر اخبار کو مکمل کر لیا کریں گے۔ پرچارک کے ناظرین مطمئن رہیں۔

(۳) سوا مطالبہ مطبع اور اخبار کے کوئی روپیہ متعلقہ آریہ سماجک انسٹیٹیوشنوں کے جالندھر کے پتہ پر نہ بھیجئے۔ جملہ روپیہ ان مدات کو انہیں جگہوں میں بھیجئے۔ جہاں پر کہ ان مدات متعلقہ شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا روپیہ بنام لالہ روشن لال صاحب بیرسٹر منتری سبھا بھیجئے۔ اور کل دان متعلقہ کنیا مہا ودیالے یا کنیا اناتھ آلے جالندھر بنام لالہ رام کرشن جی پلیڈر پردھان آریہ سماج جالندھر بھیجئے۔

(۴) کنیا آشرم متعلقہ کنیا مہا ودیالے جالندھر کے مینیجر آج کل لالہ سومناتھ جی ہیں۔ کل خط و کتابت متعلقہ انسٹیٹیوشن موصوف لالہ سومناتھ جی کے نام ہونی چاہئے۔

(۵) کل خط و کتابت متعلقہ کنیا مہا ودیالے و کنیا اناتھ آلے جالندھر بنام لالہ رام کرشن جی پردھان آریہ سماج ہونی چاہئے۔

مجھے آشا ہے۔ کہ آریہ پرش میرے ان نویدنوں کی طرف دھیان دے کر کام کرنے والوں کو سہولیت سے کام کرنے میں مدد دیں گے۔

آخری التماس یہ ہے۔ کہ چونکہ گروکل کے جملہ انتظام کا بوجھ مجھ پر ڈالا گیا ہے۔ اسلئے آریہ پرتی ندھی سبھا کے متعلق پرچار وغیرہ اور دیگر کاموں کی نسبت آئندہ خط و کتابت سیدھی دفتر سبھا مقام لاہور سے لالہ روشن لعل جی بیرسٹر منتری کے نام سے ہونی زیادہ تر مفید ہے۔ کیونکہ اگر میرے پاس کوئی خط بمقام کنکھل میں پہونچا تو مجھے بھی وہ خط انہیں کے پاس روانہ کرنا پڑیگا۔ پس گروکل کی کامیابی کے خواہاں آریہ بھائیوں کی سیوا میں التماس ہے۔ کہ اس نویدن کا خیال رکھیں۔ اور جہاں تک ہو سکے لالہ روشن لال جی کو اپنے کام کی انجام دہی میں ہمدردی کے ساتھ مدد دیویں

منشی رام جگیاسو

معقول تجویز کے متعلق مزید التماس

پیارے پرچارک کے ہفتہ میں دو بار کرنے کے متعلق میری تجویز خریدار صاحبان اخبار مذکور نے ۲۰۔ دسمبر کے اخبار میں پڑھی ہوگی اور میرا خیال ہے کہ ویدک دھرم کے جملہ پریمی بھائی میری اس تجویز سے اتفاق کرینگے لیکن ایک اعتراض جو کہ بہت سے شائقین کو سوجھیگا۔ اُسے میں پہلے ہی یہاں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ اعتراض یہ ہوگا کہ جب لالہ منشی رام جی کو سماجک کاموں کی زیادتی سے ہفتہ وار پرچارک کے لئے کافی وقت نہیں مل سکتا۔ تو وہ ہفتہ میں دو بار اخبار کے لئے کس طرح وقت نکال سکتے ہیں اعتراض معقول ہے کیونکہ اکثر دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ پرچارک کئی دنوں تک روشن نہ دیکر اپنے پیاروں کو سخت بے قراری میں ڈالتا ہے۔ کئی اخبار ایسے نکلتے ہیں کہ جن میں ایڈیٹر صاحب کی قلم سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی نہیں ہوتا۔ ایڈیٹوریل کا قیمتی صفحہ کئی ہفتے تک دکھائی نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نقص ہونگے جو کہ میرے دوسرے بھائیوں کو سوجھے ہوئے ہونگے لیکن خیر! ناظرین اخبار کے بیقرار ہر دوں کو شانت کرنے کیلئے تو ہمارے یوگیہ ایڈیٹر نے بھی موجودہ فیشن کی پیروی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اوقات تین تین ہفتہ تک اپنے "سنوہر اپدیشوں" سے ایوس ہر دوں کو وہ حرف "معذرت" سے ہی شانت کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن مجھے بھی تو اسی بے قاعدگی سے تنگ ہونے کے باعث ہی یہ تجویز سوجھی ہے اور میرا خیال ہے کہ جہاں ہفتہ میں دو بار نکلکر پرچارک پنجاب میں کسی دوسرے آریہ اخبار کی ضرورت کو پورا کریگا۔ وہاں موجودہ حالت میں اسکی جو بے قاعدگی ہے وہ بھی رفع ہو جائیگی۔ کثرت کام کی وجہ سے ایڈیٹر صاحب یہ سمجھیں گے کہ وہ اکیلے اخبار کو ایڈٹ نہیں کر سکینگے اسلئے وہ ایڈیٹوریل سٹاف کو بڑھائینگے۔ اور جب ایک تنخواہ دار سب ایڈیٹر صرف اسی کام کیلئے ہوگا۔ تو پھر وہ اپنا فرض سمجھیگا۔ کہ اخبار کو ٹھیک وقت پر نکالے۔ کیونکہ ایڈیٹر کی نسبت

آریہ سماجک خبریں

سوامی آتمانند جی مہاراج نے ۱۱ سے ۲۵ دسمبر تک لشکر گوالیار میں ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

آریہ سماج مردان کے ادہکاریان کا انتخاب واسطے سال حال کے حسب ذیل ہوا۔ لالہ مول راج پریسیڈنٹ پردہان لالہ کلیان داس جی اپ پردہان۔ لالہ ہری چند جی منتری۔ سردار تارا سنگہ جی اپ منتری۔ بادہ سنت سنگہ۔ خزانچی۔ اور بادہ لبنت سنگ لائبریرین

سرحدی شہر عیسی خیل کا لالہ جیون رام نوین ویدانتی بن کر سارے جگت کو متھیا ماننے لگ گیا۔ پس مسلمانوں کے ساتھہ کہانا شروع کرنے کے علاوہ اُس نے کتوں وغیرہ کا جہوٹھا کہانا بہی اپنے عقیدہ کی راستی دکہلانے کے لئے ضروری سمجہا۔ کچہ عرصہ تک ایسا آچرن رکہنے کے باعث لوگوں نے اُس کے ساتھ برتاؤ چہوڑ دیا۔ یہاں تک کہ کوئی شخص پاس نہیں بیٹھنے دیتا تہا۔ آخر کار ہوش آئی اور ہندو برادری کی شرن جانے کے لئے طیار ہوا۔ لیکن وہاں جاتے ہی اُسے اسقدر خرچ بتلایا گیا۔ جسکا اس تنگ دست آدمی کے لئے برداشت کرنا مشکل تہا۔ آخر کار وہ آریہ سماج کے شرن آیا۔ پس ممبران آریہ سماج نے اُس کی آزمائش کے بعد اس کا مناسب پرائشچت کرایا۔ اور پہر شدہی والے دن تخمیناً تین سو اشخاص نے مل کر سندھیا میں جیون رام کو شریک کیا۔ اور پہر بڑا ہون کرکے اُس کے ہاتہ سے سب آریہ بہائیوں اور موجود الوقت ہندو بہائیوں نے مٹہائی کہائی۔ جیون رام نے بہی اپنے گذشتہ آچار کے لئے معافی مانگی۔ اور آئندہ ویدک دہرم پر چلنے کی پرتگیا کی۔

آریہ سماج ڈیرہ پور (علاقہ راجپوتانہ) کا سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷ اور ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۲ع کو ہوگا۔

۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع کو پنڈت بہاری لال اوپدیشک آریہ سماج لودہیانہ نے ہمراہی لبہو رام نیتر سکرٹری آریہ سماج لودہیانہ قصبہ ساہنہ وال ضلع لودہیانہ میں دہرم اپدیش کیا۔ جسکا اثر اچہا پڑا اپدیش وغیرہ کا پربندہ ڈاکٹر سندر داس جی نے بہلی پرکار کرایا تہا۔ جس کیلئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ پہر دوبارہ آنے کے لئے باشندگان قصبہ نے خواہش ظاہر کی تہی۔

آریہ سماج جلال پور جٹاں کے ہفتہ وار جلسے بدستور ہوتے ہیں۔ جس میں لالہ سندر داس تحریر ... ارتہا و کتہا ستیارتھ پرکاش کرتے ہیں۔ اور ستیہ دہرم پر چارک سے مضامین پڑہ کر سناتے ہیں۔ آٹا فنڈ اور دان پاتر بدستور جاری ہے۔ آمدنی معقول ہے۔ ستیارتھ پرکاش کی روزانہ کتھا بدستور لالہ سندر داس بازار میں رات کو ہی کرتے ہیں۔ آریہ سماج جلال پور جٹاں کے منتری لالہ چانن مل کے چلے جانے کے باعث لالہ سندر داس جی منتری آریہ سماج مقرر ہوئے ہیں۔ آئندہ جملہ خط و کتابت لالہ سندر داس کے نام ہونی چاہئے

سکرٹری بڑہ دولہ ضلع گورداسپور لکہتے ہیں :۔ لالہ بہگت رام جی پوری سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ فیروزپور معہ کانہ سکول کمیٹی بڑہ ڈولہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے عزیز وقت کو اس دہرم یگیہ کے واسطے خرچ کرکے حسب ذیل چندہ اکٹہا کر کے ارسال فرمایا ہے۔ پرماتما ہمارے بہائیوں کو ایسے بڑہ کر اُتساہ پردان کریں۔ تاکہ وہ نیک کاموں میں ایسی بڑہ کر حصہ لیتے رہیں۔

لالہ بہگت رام صاحب عہ/ - لالہ گوکل چند صاحب چودہری جھنڈا یالہ شیرخان عہ/ - لالہ کہیم رام صاحب خزانچی فیروزپور صدر عہ/ پنڈت سوبہا رام صاحب چودہری صدر بازار فیروزپور عہ/ - لالہ گوکل چند صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ لاہور ۸/
سردار لابہ سنگ مستری فیروزپور چہاؤنی ۸/
میاں عبد العزیز علی سید چہاؤنی فیروزپور ۸/
میاں احمد شیخ رنگریز چہاؤنی فیروزپور ۸/
میاں شادالدین فتح الدین فیروزپور چہاؤنی ۸/
دیوی دین فیروزپور چہاؤنی ۴/
پنڈت بہاری لال اوپدیشک فیروزپور ۴/
کہیم چند قالین باف فیروزپور ۴/
میاں عزیز شیخ قالین باف فیروزپور ۴/
منشی کرپا رام صاحب ایجنٹ لالہ بدہی سنگہ صاحب وکیل فیروزپور ۸/
منشی جیون سنگ صاحب ایجنٹ لالہ کانشی رام صاحب وکیل فیروزپور ۸/
ڈاکٹر درگا پرشاد صاحب فیروزپور چہاؤنی ۸/
نتہو رام دگہا سنگہ چہاؤنی فیروزپور ۴/

میاں اسمٰعیل لوہار چھاؤنی فیروزپور ۴ر
میاں فیروز دین چھاؤنی فیروزپور ۴ر
لالہ کاکا رام صاحب کمپونڈر ڈاکٹر بہادر رام
صاحب ایم ڈی لاہور ۲ر
منشی گونہتو لال محرر یتیم خانہ فیروزپور ۲ر
میاں رحیم بخش قالین باف فیروزپور ۲ر
لالہ مہر چند صاحب لاہور ۴ر
پنڈت سادھو رام صاحب لاہور ۸ر
لالہ گنپت رائے صاحب لاہور ۲ر
لالہ لچھمن داس صاحب لاہور ۴ر
لالہ سالک رام صاحب لاہور ۴ر
لالہ چرن داس صاحب لاہور ۲ر

ہم دانیوں کی ہمت و ہمدردی کے سچے دل سے مشکور ہیں۔

مہاشے منتری آریہ سماج کوئٹہ (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ آج مورخہ ۲۹۔ دسمبر کو سماج مندر میں بوقت ۱۲ بجے دوپہر پریتی بھوجن ہوا۔ قریباً ۳۵ ممبر مہاشے موجود تھے۔ بعد کھانا کھانے کے سکرٹری نے سب ممبران کے روبرو پیش کیا کہ جیسا کہ پتر دوارا معلوم ہوا ہے۔ کہ گروکل کا افتتاحی جلسہ اگلی ہولیوں یعنی مارچ سنہ ۱۹۰۲ء میں ہوگا۔ اور چونکہ یہ جلسہ ایک اولیہ جلسہ ہوگا۔ اور جیسا کہ تجویز ہے۔ کہ ریلوے کے کرایہ میں تخفیف کے لئے جناب منیجر صاحب بہادر ریلوے کی خدمت میں درخواست کی جاویگی۔ اس لئے اغلب ہے۔ کہ بہت سے مہاشے اس موقع پر اپنے درشنوں سے کرتارتھ کر کے جلسہ کو رونق بخشیں گے۔ اس موقع پر جو اخراجات ہوں گے۔ اس کے لئے پرتی ندھی سبھا کی مدد کرنا لازمی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کیا ہی اچھا ہو۔ اگر ممبران مہاشے کم از کم ایک روپیہ فی کس چندہ دیویں چنانچہ اس تجویز کو حاضرین نے بڑی خوشی سے منظور کیا۔ اور چندہ کی فہرست کھولی گئی اور حسب ذیل چندہ اکٹھا ہوا

لالہ گنیش داس جی دگ . . . . . . عہ
پنڈت ہری کشن جی بی۔ اے . . . صہ
مسٹر شنکر بہاری جی عہ۔ لالہ سکم چند جی عہ
لالہ مول راج جی عہ۔ لالہ فقیر چند جی عہ
لالہ رام چند جی عرائض نویس عہ
لالہ گھسیٹا داس جی عہ۔ پنڈت دیو چند عہ
لالہ خان چند جی ۸ر۔ لالہ برج لال جی عہ
لالہ پورن چند جی عہ۔ لالہ سکھ دیال جی ۸ر
لالہ جمنا داس جی عہ۔ لالہ رام چند جی عہ
پنڈت ہر رام داس جی عہ۔ لالہ لچھمن داس جی عہ
لالہ آتما رام جی عہ۔ لالہ چھبیل داس جی عہ
لالہ ٹھاکر داس جی عہ۔ ڈاکٹر ... جی عہ
سردار سوچیت سنگھ جی . . . عہ
لالہ ہری رام جی عہ

شام کو پتا ایک جلسہ کے ختم ہونے کے بعد اپیل پھر پیش کی گئی۔ چنانچہ حسب ذیل چندہ جمع ہوا۔

لالہ لدھا رام جی بارگ ماسٹری ...
مسٹر سائیا جی عہ۔ لالہ سوندر رام جی ۸ر
لالہ لکھی داس جی بارگ ماسٹری عہ
لالہ پیارے لال جی . . . .
پنڈت راگھو رام جی . . . عہ
لالہ حکم چند جی پٹواری . . . عہ

کل ... میں سے ... روپیہ نقد وصول ہوئے۔ آشا ہے کہ دوسری سماجیں بھی اسی طرح چندہ جمع کر کے پرتی ندھی سبھا کی اس موقع پر ضرور امداد کریں گی۔"

پنڈت دولت رام جی اپدیشک نے پھلور میں چار دنوں تک پرچار کرنے کے بعد کپورتھلہ میں پرچار کیا۔ اور وہاں سے دینانگر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوں گے۔

آریہ سماج بھاگووال کا سالانہ جلسہ ۱۱-۱۲-اور ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۲ کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ایک جینی صاحب کے سوالات - جینی صاحب پہلے ستیارتھ پرکاش کا ایک مرتبہ مطالعہ کر جاویں۔ پھر وہ اس قسم کے سوالات کرنے کی حالت میں ہوں گے کہ ان کا اتر پرچارک کے ذریعہ سے دیا جاوے ایڈیٹر

سرشٹی اتپتی اور ستیارتھ پرکاش

سرشٹی اتپتی ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر تمام انسانی دماغ کے گھڑے ہوئے مذاہب اس قسم کی رائے رکھتے ہیں۔ جس پر ہر ایک عقلمند کو بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ پورانکوں نے سرشٹی کا پیدا ہونا جس طرح مانا ہے

...ان اسی کو پڑہتے ہوئے ہی پورانوں
...تعدات اہل تمیز اشخاص پر منکشف
...جاتی ہے۔ پورانوں کا اس مسئلہ کی
...ت روے صرف کاذب ہی نہیں ہے۔
...بیہودہ اور قابل شرم ہی ہے۔ جینیوں
...روے اُن کے متبرک گرنتہوں کے
...نیوں کی لیاقت اور دیوانگی کو بخوبی
...ہر کرتا ہے۔ انجیل اور قرآن اس بارہ
...ں زبان تک کہولنے سے قاصر ہیں
...یک کوئی مذہب اس مسئلہ کو حل
...لے میں کامیاب نہیں ہوا۔ اور جو
...ہم کچھ اس کی بابت انہوں نے
...ات ظاہر کئے ہیں۔ اُس پر معمولی عقل
...دمی ہی بیسیوں اعتراض کر سکتا ہے
...اُن کے پاس کوئی جواب نہیں ہے
...ے اُن کے الہامی ہونے کا دعویٰ
...بخود خارج ہو جاتا ہے۔ صرف وید
...ہیں۔ جو کہ اس مسئلہ کو اس خوبی
...حل کرتے ہیں۔ کہ جس پر کسی طالب حق
...اعتراض نہیں رہ جاتا۔ ویدوں کا
...تقلید کرتے ہوئے مہرشی دیانند نے
...ستیارتھ پرکاش میں مندرجہ عنوان
...پر بحث کی ہے۔ جس پر کہ نامہ
...کو کچھ شک پیدا ہوتا ہے۔ میرا
...ہرگز مطلب نہیں ہے۔ کہ میں قبل
...ازاں یہہ رائے قائم کر چکا ہوں
...مہرشی کے خیالات اس پیرایہ
...ظاہر کئے گئے ہیں۔ بلکہ میرا یہہ
...مطلب ہے۔ کہ میں اس کو سمجھ نہیں
...اس لئے اعتراض کو قلمبند
...ہوا لالہ منشی رام جی پردہان [illegible]
...پرتی ندہی سبہا پنجاب سے ملتمس
...ہوں کہ بہت جلد اخبار دوارا اس کا

جواب دے کر نامہ نگار کو اور دیگر متلاشیان حق کو مشکور فرماویں۔ تاکہ غلط فہمی جلدی دور ہو۔

(۱) جہاں تک میرا خیال ہے۔ آریہ سماج کا یہہ دعوے ہے۔ کہ جس طرح دن اور رات کا سلسلہ انادی کال سے ہے۔ یعنی ہم نہیں کہہ سکتے کہ کون پہلے ہے۔ یا رات اُسی طرح برہم دن اور برہم راتری کا سلسلہ ہے۔ یعنی پیدائش کے پیچھے پرلئے اور پرلئے کے پیچھے پیدائش ہے۔ اور پرلئے کی ضرورت کے ثبوت میں یہی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ کہ جس طرح دن بہر کے کام کے بعد آرام کے لئے رات کی ضرورت ہے۔ اسی طرح پرلئے کی بہی ضرورت ہے۔ اور پیدائش اور پرلئے کا پرواہ انادی ماننے سے ہی پرمیشور بناکاری ہونے کی صفت سے موصوف ہو سکتا ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا کے پرلئے ہونے کے سبب سب سنسار مفرد اوستہا میں ہو جاتا ہے۔ اور ترکیب کا عدم ہو جاتا ہے۔ اور پیدائش کے وقت کے جو کرم پرلئے ہونے کے وقت تہے۔ انہیں کے مطابق ہر ایک جیو کو جنم ملتا ہے۔ یعنی جتنے جیو پہلی سرشٹی میں تہے۔ سوائے اُن کے جو کہ موکش کو پراپت ہوئے باقی سب کو جنم لینا پڑتا ہے۔ لیکن اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۴ پر یہ الفاظ ظاہر کرتا ہے "کہ ابتدا میں انیک یعنی سینکڑوں ہزاروں انسان پیدا ہوئے" جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کل جیووں کا شروع سرشٹی میں پیدا ہونا ظاہر نہیں کرتا ورنہ وہ انیک کی تشریح سینکڑوں یا ہزاروں تک محدود نہ رکھتا۔ بالفرض مانا جاوے۔ کہ انیک کے معنی ارب اور کروڑوں تک ہو سکتے ہیں۔ تو آگے صفحہ ۲۵۹ پر لکہا ہے۔ کہ "(سوال) انسانوں کی ابتدائی پیدائش کسی مقام پر ہوئی (جواب) تری وشٹپ جسکو تبت کہتے ہیں"۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش نے انیک کی تشریح کو ہزاروں تک محدود کرنے میں غلطی نہیں کی۔ کیونکہ تبت جیسے چہوٹے سے ملک میں ساری دنیا کے انسانوں کا سما جانا ناممکن امر ہے اور پہر اس کے علاوہ دیگر جملہ جیووں نے کہ دیگر قالبوں میں آنا تہا۔ وہ بہی وہیں پیدا ہوئے ہوں گے۔ جس کا ماننا ایک عجیب وسوسہ میں ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ ایک تنگ جگہ میں اگر تمام قسم کے جیو ڈال دئے جاویں۔ تو شیر وغیرہ زبردست سب کمزور جانوروں کو وہیں کہا جاویں۔ اور سرشٹی کی بڑہتی ہرگز نہ ہو۔ میرے خیال میں اگر یہہ مانا جاتا۔ کہ جس قدر خشکی دنیا میں اب ہے۔ قریب اتنی ہی خشکی ابتدائے سرشٹی میں تہی۔ اور انسان و دیگر حیوان مختلف جگہوں پر مناسب طور پر پیدا ہوئے تو ٹہیک ہے۔ ورنہ تبت کے مقام پر انسانی سرشٹی کا اُتپن ہونا ماننے کہ ہمارے پاس کون ثبوت ہے کہ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ وغیرہ بڑے اعظموں میں منشیہ کب اور کیوں گئے

(۲) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۵ پر مانتا ہے "کہ شروع دُنیا میں ایک انسان کی ذات تھی" اور پھر صفحہ ۲۶۲ پر کہتا ہے "کیونکہ اُس زمانہ میں تمام کرّہ زمین پر ایک ہی مذہب وید تھا۔ اور اُسی پر سب کا اعتقاد تھا۔ اور ایک دوسرے کے سُکھ دُکھ۔ نفع نقصان آپس میں اپنے برابر سمجھتے تھے۔ تب ہی کرّہ زمین پر سُکھ تھا" جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوامی دیانند ابتداء دُنیا میں سب منشیوں کو نیک اعمال مانتا تھا۔ لیکن یہ بھی ایشور کے نیاء کے برخلاف ہے۔ کیونکہ جب ایشور کو کرموں کا پھل داتا مانا جاتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ جو جیو پرلے کے سمے بُرے کرم کر کے مرے۔ اُن کو کرموں کے بموجب حیوانوں کا یا چنڈال اور بُرے آدمیوں کا جنم ملا ہوگا علاوہ ازیں ابتداء دُنیا میں موجودہ زمانہ کی نسبت جہالت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ جب تک اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرہ نے برہما نے ویدوں کو لیکر اُن کا پرچار کرنا شروع نہیں کیا۔ اور جب تک منتر۔ درشٹا رشیوں نے منتروں کا یوگ سمادھی میں بیٹھ کر مطلب سمجھ کر لوگوں پر اُس نے ظاہر نہیں کیا۔ تب تک دُنیا ویدوں کے مضمون سے بے بہرہ ہونے کے سبب جاہل ہوگی۔ اور جہاں جہالت ہو وہاں اتفاق کا ہونا

ناممکن ہے۔ اور جاہل تو بہات باطلہ سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ اور بُرے کرموں کی طرف اُن کی طبیعت قدرتاً راجع ہوتی ہے۔ اسلئے ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔ کہ ابتداء سرشٹی میں بدی کم تھی۔ اور اب زیادہ ہے بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو شروع زمانہ کی نسبت جہالت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں علم کی روشنی پہونچتی ہے جہالت کی تاریکی کا ناش ہوتا جاتا ہے

(۳) ابتدائے دُنیا سے کرّہ زمین پر ویدوں کا دھرم اور اعتقاد رشی مانتا ہے۔ اور جب یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ کولمبس کے دریافت کرنے سے پہلے کہاں امریکہ میں وید تھے تو اس کے جواب میں رشی فرماتا ہے کہ راجہ ارجن کی شادی امریکہ کے راجہ کی بیٹی "الوپی" سے ہوئی وہاں اور اُن کے بیٹے شک کا امریکہ جانا رشی بروئے حوالہ مہابھارت مانتا ہے۔ کہ " انگلستان کے کولمبس وغیرہ لوگ جب تک امریکہ میں نہیں گئے تھے۔ تب تک وہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں برسوں سے جاہل یعنی علم سے بے بہرہ تھے۔ بعد میں نیک تربیت کے پانے سے عالم ہوگئے ہیں" یہ فقرہ کرّہ زمین پر شروع دنیا سے ویدوں کے پرچار کا دعوے پر پانی پھیرتا ہے۔ کیونکہ کولمبس کی کوشش سے پہلے کروڑوں برسوں سے امریکہ کو جاہل مانا گیا ہے۔

(۴) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۴ پر

دو پرشن "ابتداء دُنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر میں ہوئی۔ یا تینوں میں" اس کے جواب میں سوامی جی یوں جواب دیتے ہیں "جوانی کی عمر میں کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا تو اُن کی پرورش کے لئے دوسرے انسان درکار ہوتے۔ اور اگر بڈھا بناتا۔ تو میتھنی سرشٹی نہ ہوتی اسلئے جوانی کی عمر میں پیدائش کی" اس پر اعتراض یہ ہے۔ کہ اول تو سوامی جی نے اپنے اس دعوے کی تائید میں کوئی وید منتر نہیں دیا۔ حالانکہ ایسے عظیم سوال کیلئے ثبوت ضرور چاہئے۔ اور دوسرا یہ کہ سارے پرشن کا جواب نہیں دیا۔ یعنی سوال کا فقرہ "یا تینوں میں" کو نظر انداز کیا گیا ہے اور اگر غور کیا جاوے۔ تو یہ ماننا بہت ہی مناسب ہوگا۔ کہ تینوں اوستھاؤں میں سنسار کی پیدائش ہوئی۔ اور پھر یہ اعتراض ہوگا۔ کن کن جیووں کا بڑھاپا۔ کن کن کو جوان اور کن کن کو بچہ بنایا۔ اسکا جواب یہی ہوگا کہ جس جس اوستھا میں جو جو جیو پرلے کے سمے اسی اُسی اوستھا میں وہ وہ پیدا ہوا۔ پھر سوال ہوگا کہ بچوں اور بوڑھوں کی پالنا کون کرتا ہوگا؟ اس کا جواب یہ کہ جیووں کے درمیان سابقہ سمبندھ ہی پرماتما نے برابر بنا دیا۔ اور نیز جیو میں محبت کا خاص گُن ہے۔ اس سے آدی سرشٹی میں آپس میں انکا تعلق ہوگیا۔ یا جسطرح آپ یہ مانتے ہیں کہ جوان مرد اور جوان عورت کا شروع میں کس طرح تعلق پیدا ہوا۔ کیونکہ بغیر تعلق کے میتھنی سرشٹی پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اسیطرح یہ بھی ماننا ہوگا کہ جیووں کا بچوں وغیرہ کیساتھ تعلق ہوگیا۔ چونکہ مضمون بڑھ گیا ہے اسلئے اب

...وڈہین کی خبریں اور رائیں

...وارث اور بے مکان عورتوں کے لیے
...ان جب کہ ان کی رکشا کا ایسی ولیش میں
...زمانہ میں رواج تھا۔ اس وقت عیسائیوں
...ایسے عارضی مکانات کھولے ہوئے ہیں
...میں جاکر ہندوؤں کی عورتیں پھر واپس
...نہیں آتیں۔ اب ایک مکان لکھنؤ میں
...کھلا ہوا ہے۔ جس کے لیے اسوقت چندہ ہو
...رہا ہے۔ افسوس کہ اس وقت تک اس
...کے باشندوں نے اپنی حفاظت کے
...اصول کو نہیں سمجھا۔

...امیر کابل ایک طرف تو سرکار انگریزی
...دوستی کا دم بھرتا ہے۔ اور دوسری
...طرف معلوم ہوا ہے۔ کہ اپنی تخت نشینی
...کے جلسہ کے لیے ملا ہڈا کو بلوایا ہے۔ اور
...ان کے لانے کے لیے عماری ورہاتھی
...بھیجا ہے۔ یہ وہی ملا ہے۔ جسنے سرکاری
...علاقہ میں ہندوؤں تک شورہ و شر کیا۔ نیز
...ان کی طرف سے بھی ایک سفارت کے
...آنے کی خبر گرم ہے۔ یا تو محض امیر حبیب اللہ خاں
...اپنی آزادی کا عملی اظہار کرنا چاہتے
...تھا۔ یا ان کے دل میں کچھ خاص پالیسی
...کام کر رہی ہے۔

...نیشنل کانگریس کا جلسہ ۲۶- دسمبر سے
...شروع ہوا۔ پریسیڈنٹ مسٹر واچا کی سپیچ
...بڑی وزن دار تھی۔ کچھ حصہ انہوں نے
...خود پڑھا۔ لیکن چونکہ سات ہزار کے مجمع
...تک سنانا مسٹر واچا سے کمزور آدمی کے

لیے مشکل تھا۔ اسلئے کچھ حصہ ان کی سپیچ
کا بابو سریندر ناتھ بنرجی نے پڑھا۔

۲۷ اور ۲۸ کو بھی برابر جلسہ ہوتا رہا
خوب سپیچیں ہوئیں۔ پریسیڈنٹ کا شکریہ
بنگال کے سابق مشہور لکچرار بابو لال موہن
گھوش نے ایک پرجوش سپیچ میں کہا۔
آئندہ سال کانگریس کا جلسہ احاطہ بمبئی
میں کسی جگہ ہوگا۔

متھرا میں کائستھ سوامی شوگن چند جی نے
اپنا دہرمہوتسو منایا۔ اور اس کے متعلق
تارخبریں بھی اخبار پایونیر کو بھیجیں۔ جن
سے معلوم ہوا۔ کہ بدرک آشرم کے گو بھی
رام تراہ سوامی جلسہ کے صدر میر مجلس تھے
اور ان کے پیچھے وہ میر مجلس پنڈت
گردہر لال براھمو اور ڈاکٹر لشبن وائس
فری تھنکر تھے۔ نہ معلوم سوامی شگن چند جی
نے دھرم اور ادہرشکشا کے بارے کیا کیا
فیصلہ کئے۔

راجہ سورج کول صاحب سی۔ آئی۔ ای
جو پنجاب کے لاٹ صاحب۔ اور بڑے
لاٹ صاحب دونوں کی کونسلوں کے
ممبر رہ چکے ہیں۔ بمقام جموں انتقال کر گئے
آپ پنجاب کے ایک سربرآوردہ رئیس
تھے۔ آپ کی موت کا ہر شخص کو افسوس ہے

بمبئی میں طاعون کے روکنے کے لئے
جو تدابیر گورنمنٹ کی طرف سے عمل میں
آئی ہیں۔ ان پر اب تک آٹھ کروڑ روپیوں
کے قریب خرچ ہو چکے ہیں۔

امیریکا کے پریسیڈنٹ نے واقعی بڑی
فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ اور ملک
امیریکا کو آزادی کا گہر ثابت کر دکھلایا ہے
چین کے گذشتہ فساد میں امیریکا کے حصہ
دو ہی کروڑ ڈالر کا معاوضہ آیا تھا۔ اس
میں سے ایک کروڑ دس لاکھ ڈالر امیریکا
نے معاف کر دئے ہیں۔ اور محض وہ حصہ رکھا
ہے۔ جو کہ فوج پر ان کو زائد خرچ کرنا پڑا ہے
اسپر انگریزی اخبار مخول اڑا رہے ہیں۔
اور اسے مجذوبانہ حرکت قرار دیتے ہیں۔
دنیا کا یہی قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی بھلا
کام اپنے سے نہ ہو سکے۔ تو دوسرے کرنے
والے کو بیوقوف اور پاگل کہا جاوے۔

مقام فجی میں جاکر ہندوستانیوں نے اپنی کفایت
شعاری اور جفاکشی کا مزید ثبوت دیا ہے۔ معلوم
ہوا ہے ہندوستانی مزدور بنکر فجی میں گئے
تھے۔ وے اب جو وہاں کی یورپین رعایا سے
خرید کر ۳۰۰۰ ایکڑ زمین کے مالک بن گئے
ہیں۔ ہندوستانی کفایت شعار تو پرلے درجے
کے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لاوارث ہونیکی وجہ
سے انہیں اپنی محنت کا پورا ثمرہ نہیں ملتا۔

دہلی میں جو جلسہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ع کو شاہنشاہ
ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی کا ہوگا۔ وہ بڑا ہی
عظیم الشان ہوگا۔ اس موقع پر آریہ سماج کو
اپنے پرچار کا خوب انتظام کرنا چاہئے۔

بمبئی کے مشہور ہندو رئیس سر بہال چندر
سی۔ ایس۔ آئی نے بمدد دیگر روسا کے
ایک آرین میڈیکل سکول کھولا ہے۔ جس کی
ڈاکٹر بلینی اور ڈاکٹر ایس۔ ایچ جو ڈی
نے سخت مخالفت کی ہے۔ ان ڈاکٹروں نے
چھپوایا تھا۔ کہ آیورویدک علاج کا زمانہ
ہو چکا۔ اور اب ایسے سکول سند یافتہ وید
نکالنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ اس
کے جواب میں سر بہال چندر نے پبلک سے
درخواست کی ہے۔ کہ بغیر سوچنے کا مصالحہ
جمع کئے پبلک کو کوئی رائے نہیں دینی چاہئے
اس کے جواب میں دونوں ڈاکٹروں نے

جواب جوالجواب جن لوگوں سے اپیل کی ہے کہ اِس انسٹیٹیوشن کے لئے کوئی چندہ نہ دیوے۔ سگاتہ کے آیور ویدک حکیموں کی نسبت معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہومیوپیتھک اور دیگر الوپیتھک ڈاکٹر بھی اُن کا علاج اپنے گھروں میں کراتے ہیں۔ پھر وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ یہ دونوں ڈاکٹر کیوں اِس انسٹیٹیوشن کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔

کلکتہ کے سابق لارڈ بشپ ویلڈن صاحب پھر ہندوستان میں تشریف لانا چاہتے ہیں لیکن سکرٹری آف سٹیٹ آپ کو آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اب تو شاید ہی اجازت ملے۔ بہتر ہو کہ بشپ ویلڈن صاحب کچھ دنوں امیریکا کی ہوا کھائیں۔

بھارت دھرم مہا منڈل کی رجسٹری کرانے کا وچار ہو رہا ہے۔ منتر ایں اُسکے متعلق کمیٹی ہو کر نشچے ہوگا کہ کن کن اغراض کے لئے رجسٹری کرائی جاوے۔ آریہ سماج کی پیروی میں سناتن دھرم سبھائیں قائم ہوئیں پھر آہستہ پرتی ندھی سبھاؤں کی تقلید میں پردیشک منڈل بنائے گئے۔ اور اب آریہ سماج کی سار وودیشک سبھا کا چرچا سُن کر رجسٹری کا خیال پیدا ہوا ہے لیکن کیا کام کرنے والوں کے جیون میں بھی تبدیلی ہوگی؟ اگر یہ نہ ہوگی۔ تو رجسٹریاں اور سبھائیں بیسود ثابت ہونگی۔

کنکھل میں چند اُداسی سادھوؤں کی ایک دھرم شالا بن رہی ہے۔ جو ہیں نے اُس جگہ دیکھی تھی۔ اُسپر تقریباً دس ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اور ابھی کام پورا کرنے کے لئے چار ہزار کی ضرورت ہے۔ تین منزلہ عالیشان مکان ہے۔ کنواں درمیان ہے

سدابرت بھی جاری ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ اِس کے چلانے میں بڑا حصہ جالندھر کا ہے۔ ویکٹیشور سماچار بمبئی سے معلوم ہوا کہ جلندھر شہر کے سیٹھ میال داس صاحب ماہوار سدابرت کے لئے دیتے ہیں۔ اور اگر مستقل انتظام سدابرت کا کیا جاوے تو دس ہزار روپیہ اسکے لئے دینے کیلئے طیار ہیں۔ جلندھر میں اِس امر سے کوئی واقف بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی اِس دان کا ڈھنڈورہ پیٹنے کیلئے کوئی سبھا کی گئی۔ آریہ پرشوں کو اِس سے سبق لینا چاہیے۔

سلاطین برطانیہ اعظم اور روس کے درمیان اب اِسطرح پر اختیار معلوم ہوتا نظر آتا ہے۔ کہ روس کو تو فارس میں اپنی پالیسی چلانے کا کُھلا میدان دیا جاوے اور روس برٹش گورنمنٹ کے معاملاتِ مصر میں خلل انداز نہو۔ اور جنکی قسمت کا خاتمہ اِن سلاطین نے کرنا ہے اُن سے کوئی پوچھتا تک نہیں۔

چھوٹا ناگپور میں اِسوقت تانبہ کی کان نکلی ہے اور اُسکے لئے ایک انگریزی کمپنی بننے کی طیاریاں ہیں اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ جسقدر تانبہ اُس جگہ سے نکل سکتا ہے۔ اُسکا خرچ کاٹ کر تیس کروڑ روپئیوں سے زیادہ منافع ہوگا۔ اس ملک کی بدقسمتی ہے۔ کہ بیرونی تجارت تو درکنار بیدوں اس ملک کے اندر موجود ہے۔ اُسکی حفاظت بھی یہاں کے باشندے نہیں کر سکتے

چین کے گذشتہ فساد پر جو اتیا چار چینیوں پر ممالک یورپ و امیریکا کی فوجوں نے کئے اُن میں سے ہر ایک نے اپنے فوجیوں اور مشنریوں کی زیادتیوں کی نسبت تحقیقات شروع کر دی ہے جاپان اور امیریکا کی تو تعریف از حد اِس امر کے لئے کی گئی ہے۔ کہ اُن کی فوجوں نے چینیوں سے بڑا عمدہ سلوک کیا۔ جرمنی اور فرانس نے اپنی فوجوں کو سخت تنبیہ کی ہے۔ اور اب تک تحقیقات جاری رہی ہے۔ ایک سلطنت برطانیہ ہی ہے۔ جسکے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور یہ اسلئے کہ یہ قوم اول درجہ کی پالیٹیشن سمجھی

جاتی ہے۔ اور سلطنت رانی کی پالیسی یہ ہے۔ کہ دنیا کے روبرو اپنے آدمیوں کی کمزوریوں اور غلطیوں کا اظہار ہی کیا جاوے

جنوبی افریقہ کے بوئیر اسوقت بڑے تیز ہو رہے ہیں۔ بارہ بارہ سو اکٹھے ہو کر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اور سرکاری فوج کو بھی کافی نقصان پہونچاتے ہیں۔ لارڈ کچنر نے نہ معلوم کب ہندوستان کے عہدہ کمانڈر انچیف کا چارج لیں گے۔

بنگال کے زمینداروں میں ایک نئی پارٹی سپرٹ کی اور بُنیاد ڈالی گئی ہے۔ ان میں سے کچھ اپنی اولاد کے لئے ایک علیحدہ خاص کالج کرنے کی فکر میں ہے۔ اور کچھ اُن سے متفق نہیں اب گورنمنٹ بنگال علیحدہ کالج کے حق میں ہوئی ہے۔ اور بھاگلپور میں کالج کی عمارت کے لئے جگہ خرید کر لی گئی ہے۔ میری رائے میں تو یہ دور اندیش زمیندار راستی پر ہیں جو اپنی اولاد کو عام کالجوں سے علیحدہ نہیں دلانا چاہتے۔ ہمارے بزرگوں کی یہ رائے بالکل درست تھی۔ کہ غریب اور راجاسب کے لڑکوں کو ایک ہی جگہ پاٹھ شالائیں پڑھنا چاہئے۔ تاکہ ایک دوسرے کی ضروریات کو سمجھنے کا سبق لے سکیں۔

مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس میں بمقام مدراس ایک ڈن اپنی ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے لوارڈ گورنر بہادر مدراس ہی ایک گھنٹہ کے لئے شریک جلسہ ہوئے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھکر نواب محسن الملک صاحب نے ممدوح سے ہمدردی کا اظہار کرانیکے لئے ایک سپیچ کی جس کے جواب میں گورنر نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس طریقہ سے گویا انڈین نیشنل کانگرس پر اس کانفرنس کو ترجیح دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں اس کارروائی سے محض تیرہ مسلمان بھائیوں کی کمزوری اور تنگدلی

سنسار کی گتی

روگ کی اوشدھی کرنی چاہئے

آج کل سناتن دہرم سبھا کے حامی صاحبان بڑے زور شور سے تجویز پیش کر رہے ہیں کہ دہرم سبھاؤں کو مستحکم کیا جاوے اور ایسے طریقے عمل میں لائے جاویں جن سے کہ بیرونی حملوں سے ہندو دہرم محفوظ رہے وغیرہ وغیرہ۔ یہہ تجویز بذات خود کچھہ بری نہیں کیونکہ ہر ایک مذہب کا فرض ہے کہ اپنی سوسائیٹی کی رکشا کرے لیکن زیادہ اچھا ہوتا اگر سب سے پہلے ہمارے ہندو بھائی یہ تجویز کرتے کہ ضروری ہے کہ ہندو قوم کے دہرم گرنتھوں کا آندولن کر کے معلوم کیا جاوے کہ وہ کہاں تک آپسمیں ایک دوسرے کے سدہانت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں تو اکیا کرینگی آپ کی پنچایتیں۔ اور کیا ہے گا ابھی کوشش سے باہر کے حملوں کا خیال چھوڑ کر اپنے دہرم پستکوں کا مطالعہ تو کیجئے۔ جب وہی ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہیں تو باہر کی بچاؤ بھی سے کچھہ نہیں بن سکتا۔ پہلے اپنے گھر کے نقص تو دور کیجئے۔ پھر آپ اور کچھہ بن سکتا ہے۔ آپکی سوسائیٹی جسکو آپ دہرم سبھا کہتے ہیں۔ آپس کے پرسپر ورودھ سے بہت ہی بیمار ہو گئی ہے۔ اور کمزوری غایت درجہ پر ہو گئی ہے۔ اسکا اصلی روگ دور کیجئے ورنہ کام بگڑا۔ شیوی۔ شاکتی۔ وام مارگی وغیرہ وغیرہ متوں سے اپنا گھر صاف کیجئے ہیں تو اگر اپاؤ کریں۔ بات اس سے بھی خراب ہو جاویگی۔ ہٹ دہرمی نے یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ باوجود طرح طرح کی خرابیوں کے بھی اپنا پکشپات نہیں چھوڑتے ہیں تمام

اپنی کرپا کریں +

ہونیہ یگیہ کوئی آزما دیکھو

ہرشا کے ہونے کا کارن یہ ہمارے واسطے نئی بات نہیں ہی کہ ہمیشہ قحط سے کروڑوں آدمی تکلیف اٹھاتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ ہزاروں اپنی عزیز جان بھوکھ سے ہی گنوا دیتے ہیں کون نہیں جانتا کہ پچھلے قحط میں لاکھوں جانیں مصیبت زدہ ہو کر تباہ ہو گئیں۔ ماتا پتا نے بھوکھ سے تنگ آکر اپنے لخت جگر بچوں کی کچھ پرواہ نہیں کی محنت سے پیدا کئے ہوئے گھر بار پہلات مار کر پردیس کی راہ لی پانی جیسی چیز دودھ سے بڑھکر قیمت پا گئی۔ جب آدمیوں کی ہی یہہ دشا ہوئی تو حیوانوں کو کون پوچھتا تھا۔ بلاشبہ ہماری امداد کے واسطے گورنمنٹ ایسے موقعہ پر ہزاروں روپیہ صرف کرتی ہے۔ نئے نئے کام ہمارے لئے جاری کرتی ہے۔ اور ہمارے دکھ میں دل سے شریک ہوتی ہے۔ یہہ سب کچھ تو ہوتا ہے لیکن تکلیف کا پھر بھی کچھہ حد حساب نہیں۔ ہماری بدقسمتی سے انصاف پسند گورنمنٹ کی توجہ آج تک ہون کی فلاسفی کی طرف نہیں کھینچی۔ جسقدر روپیہ دیگر امدادی کاموں میں صرف کیا جاتا ہے۔ اگر اس کا ایک حصہ بھی ہونیہ یگیہ میں صرف ہو جاوے تو یہہ نوبت نہ پہونچے۔ مذہبی خیالات کو چھوڑ کر ہونیہ یگیہ رفاہ عام کا ایک بڑا بھاری کام ہے جو کہ سچ مچ سائینس سے بالکل تعلق رکھتا ہے ہندوؤں مسلمانوں آریوں سکھوں وغیرہ وغیرہ میں کون ایسا گھر ہے جو کہ ضرورت کے وقت اپنے گھر میں گندھک اور گوگل وغیرہ اپنے گھر میں نہیں جلاتا۔ پس یہہ چھوٹا ہونیہ ہے اور بڑے کے لئے بڑے ہونیہ کی ضرورت ہے۔ ہم کیسے خوش قسمت ہوں۔ اگر کے سب بھائی یک زبان ہو کر اپنی مہربان گورنمنٹ سے التجا کریں کہ وہ ہمکو اپنے بھنڈار سے اس رفاہ عام کے کام میں مدد دے۔ ایشور کرپا کریں کہ ہم سب اپنے مذہبی فساد کو چھوڑ کر رفاہ عام کے کاموں میں اکٹھے ہو کر اور ملکر کام کریں۔ بیشک اعتراض کی گنجائش ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آہوتیوں کے ساتھ جو وید منتر پڑہے جاتے ہیں اسوجہ سے یہہ مذہبی کام ہے جو کہ خاص فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ مانا یہہ بالکل درست ہے جو صاحب کہ وید منتروں کو پڑھنا ممنوع سمجھیں وہ بجائے وید منتروں کے کچھہ اور پڑہتے جایا کریں مثلاً مسلمان صاحبان پڑہ سکتے ہیں کہ خدا اپنا فضل کرے۔ عیسائی صاحبان آہوتی سے پہلے O! Lord have mercy پڑھ سکتے ہیں۔ آریہ لوگ وید منتروں سے ہونیہ کریں بات تو یہہ ہے کہ ہونیہ یگیہ بذات خود کوئی بری چیز نہیں۔ یہ جدی بات ہے کہ کسی نے اپنے عقیدہ کے وید منتر پڑھ لئے۔ اور کسی نے سیدھے الفاظ میں ایشور سے پرارتھنا کر لی پوچھ رہا یہہ امر کہ آیا ہونیہ کرنے سے وقتی بارش ہو جاتی ہے۔ اسکے فیصلہ کے واسطے آپ مت لفظ دوڑا دیں۔ کسی مذہبی پستک کی طرف مہربانی کر کے سائینس کی چھوٹی کتاب سے لے کر بڑی کتاب تک پڑہ جائیے۔ آپکو پتہ لگ جاویگا کہ آگ کی گرمی پیدا ہو کر آکاش میں بادلوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دیتی ہے۔ اور پھر ایشوری نیم کے انوسار بارش ہو جاتی ہے۔ اخباروں کے ذریعہ پتہ لگا ہے کہ ضلع حصار میں قحط کی وجہ سے گورنمنٹ کی طرف سے امدادی کام شروع ہو گیا۔ اور اگر کچھہ عرصہ اور بارش نہ ہوئی تو ضرور زیادہ بڑھایا جاوے گا ایشور نے اگر اپنے فضل سے رحم کیا اور خداتعالیٰ سے رحمت کا طلبگار ہو کر آریہ ہندو اور مسلمان بھائی سب کٹھے ہو جاویں کہ جس طرح سے باوجود مذہبی اختلاف ہونے کے بھی ہم ایک ہی سورج کی روشنی سے

مستفید ہوتے ہیں - ایک ہی آگ سے بھوجن پکایا کرتے ہیں - ایک ہی پانی پیتے ہیں - وغیرہ وغیرہ - اسی طرح اس نازک عام کام میں بھی شریک ہوں تاکہ بنی نوع انسان آیندہ اس قسم کی تکالیف سے بچ سکے - ورنہ قحط پڑتے رہیں گے - امدادی کام تو لوگوں کو کچھ روپیہ کی مدد دے سکتا ہے - چونکہ درحقیقت اصلی ضرورت کا عشر عشیر بھی پورا نہیں کرسکتا - ہونہ جیسے ہوں - برباد ہوجائے - دنیا آرام سے بسے - کھانے پینے کو ملتا رہے - اگر سادہ ذرا کاموں میں بھی مذہبی تعصب اڑا رہے گا - تو نہ معلوم ہماری کیا درگت ہوگی ؟

بھیانک نظارہ

پرتھوی بیٹ ہوگیا منشیہ دربل اور کمزور ہوگئے ——

سادھارن بیماریاں بھی کمزوروں پر بہت برا اثر رکھتی ہیں - پرتھوی کے پرتاپ سے جہاں فیصدی ایک آدمی بھی مشکل سے بیمار ہوتا تھا - وہاں اب اسکے نہ ہونے سے کوئی آدمی بھی مرض سے بچا ہوا دکھائی دیتا ہے - ہسپتالوں نے زور پکڑ لیا طبیب بہت بڑھ گئے - لیکن اب تک بھی اسکے متعلق لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں - شہر ماسکو میں سات ہزار بیماروں کے بستر اور ایک سو سے زیادہ دائیہ اور ڈاکٹر ہیں - پڑھکر کلیجہ کانپتا ہے - کیوں نہیں پرتھوی پر زور دیا جاتا تاکہ سب آدمی طاقتور ہوں - اور عام بیماریاں معمولی حالت میں اپنا اثر نہیں کرسکیں - ایسے بغیر ہسپتال بڑھتے جاویں گے ڈاکٹر اور طبیب بہت زیادہ ہوتے جاویں گے - باوجود بیماریاں بھی اس سے دگنے چوگنے ہوتے جاویں گے اس شریر کی رکشا منظور ہے اور بیماریوں سے بچنا ہے تو بھی پرتھوی کا سادھن کیجیئے -

آتمک بل

اخباروں کے کونسے ایسے ناظرین ہیں جو کہ لوہیدوں

کے جنگ سے ناواقف ہیں - بوئیر لوگ چنداں مالدار نہیں - زمانہ کے شہنشاہ نہیں - لیکن جنگ اُن کے ساتھ ؛ جو کہ شہنشاہ کہلاتے ہیں جنکی راج میں آفتاب غروب نہیں ہوتا - جن کے پاس مال آدمی نسبتاً بہت ہیں - بوئیر لوگ جلاوطن ہوئے تکالیف برداشت کر رہے ہیں - جنرل بھی قید ہوگیا - لیکن اب تک اپنی بات نہیں چھوڑتے ایک طاقت ہے جو اُن کے اندر کام کر رہی ہے - یہ کوئی معمولی شکتی نہیں ہے - اس طاقت کے کرشمے بڑے بڑے ہیں - اس شکتی کا وہ پرتاپ ہے - کہ دُربل سے دُربل منش کو ایسا بلوان کرتی ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں کا تو کیا ذکر سمنا زمانہ کے مقابلہ کے لئے ادیت ہوجاتا ہے - یہی بل تو تھا کہ جسکو لیکر سقراط نے بیچارے ایڈمیرلیٹر پر ظلم ہوتا ہوا دیکھ کر اُن کے حق میں فیصلہ دیا - اور کل آدمیوں کی مخالفت کی ذرا پرواہ نہ کی - اور یہہ دشمن آخرکار اُسکی جان لے گئے - کیا آپکو پتہ نہیں کہ جن دنوں پوپ کی چلتی تھی کسکی مجال تھی کہ اُسکے سامنے چوں تک کرسکے - زمانہ کے بادشاہ اُسکے سامنے اپنی ساری حشمت کو رکھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کھڑے رہتے تھے - بادشاہوں کو تخت سے گرا دینا اور غریبوں کو بادشاہ بنا دینا پوپ صاحب کا ایک سادھارن کام تھا - ایسی مہان طاقت کے سامنے کس کی مجال تھی کہ خم ٹھوک کر میدان میں آوے - مگر نہیں ایک سادھارن حیثیت کا آدمی آتمک بل کی زبردست کھڑگ کو ہاتھ میں لیکر مارٹن لوتھر میدان میں آتا ہے - پرواہ نہیں کرتا کہ پوپ اُسکو مروا ڈالیگا - یا قید خانہ میں بھجوائیگا - اُس کو ذرا بھئے نہیں کہ جلاوطن کیا جاویگا یا جاتی سے باہر نکالا جاویگا - وہ جواں مرد پرچار کرتا ہے کہ پوپری (پوپ پن) کا ستیاناش ہونا چاہیئے صرف یہی نہیں - آپ جدھر نظر ڈالکر دیکھیں گے ایسا ملیگا اس سے بھی بڑھکر کرشمے نظر آویں گے -

ایک مارٹن لوتھر کے بل نے زمانہ میں ہلچل ڈالدی - اور ایک دُنیا اُسکے خیال کی ہوگئی - مہاشیو! پچھلوں کی باتیں جانے دو - ابھی دیکھیئے ایسے مہان اندھکار کے زمانہ میں کسکی طاقت تھی کہ وید ودیا کا پرچار کرتا - آپکو کیا معلوم نہیں کہ سوامی دیانند نے آپکو اُپدیش دیا - اور بدلے میں اُن کو سخت سے سخت تکلیف دی - گالیاں دیں - پتھر مارے - یہی بل تو تھا کہ اُن کو بھی اوٹھانے کے لئے پھر رہا تھا - ذرا نہیں گھبرائے اور اپنا کام کرتے رہے - اپنی جان قربان کردی دین میں دُنیا میں جہاں آتمک بل ہے - وہیں کامیابی ہے - اچھے سے اچھے کام اسکے بغیر ڈوب گئے - آریہ پرشو! آپ میں اگر کچھ کسر ہے تو بس صرف اتنی ہے - کہ اگر ہمت کرکے رہنا چاہتے ہیں ویدک دھرم کا ڈنکا بجا دینا کچھ بھی بڑی بات نہیں - آپکی کمزوریاں آپکو خراب کر رہی ہیں - آپنے بڑا بھاری ٹھیکہ لے رکھا ہے - دُنیا کو راستہ پر لانا ہے - ذرا ہمت سے رہو - ایشور پر بھروسہ رکھتے ہوئے ویدک دھرم کا پرچار کرو لوگ سوارتھ کے واسطے آتمک بل کو نہیں چھوڑتے آپکا تو پرمارتھ کا کام ہے ؟

ستیہ دھرم پرچارک

دھرموپدیش

یجروید میں بار بار پرماتما نے ہم کو یہ اپدیش کیا ہے کہ ہے منشیہ لوگو جو سب جگت کی اُتپتی کرنے والا سمپورن ایشوریہ یُکت سب سکھوں کے دینے اور سب ودیا کے پرسیدھ کرنے والا پرماتما ہے سوتم ہم اپنے منتروں کے جو سب کرماوں کے سیدھ کرانے ہارے سپرش گُن والے پران انتہ کرن اور اندریاں ہیں ان کو اتی اُتم کرنے لو کیونکہ سروپکارک یگیہ آدی کرموں کے لئے اچھی پرکار سنگت کرے ہم لوگ اگنی آدی اُتم اُتم پدارتھوں اور وگیان کی اچھا اور پراکرم اور ہتھا اُتم رس کی پراپتی کے لئے سیوا کرنے لو کیونکہ دھن اور گیان کے جنانے ہارے اُتم اگنی گُن والے اور سریشٹ پراکرم آدی گُنوں کے دینے ہارے آپ کا سب پرکار سے آشرا کرتے ہیں۔ ہے مِتر لوگو! تم بھی ایسے ہی ہو کر اُنتی کو پراپت ہو۔ تتھا ہم بھی ہوں۔ ہے جگدیشور ہم لوگوں کے پرم ایشوریہ کی پراپتی جن کے بہت سنتان ہیں۔ تتھا جو ودیا ہی بہت اور جن میں روگ نہیں ہیں۔ اور جو آدی لشو اور اُنتی کرنے ہو کیونکہ ہے۔ جو کبھی نے ہو کیونکہ نہیں۔ اور جو اندریاں اور اگنی آدی لوک ہیں۔ اُن کو سدیو ہت سیکھیئے ہے جگدیشور آپ ہی کرپا سے ہم لوگوں میں سے دکھ دینے کے لئے کوئی پاپی یا چور ڈاکو مت اتپن ہو تتھا آپ اس پرمیشور اور سروپکارک دھرم سے سیون

کرنے والے منشیہ کو تو گھوڑے اور ہاتھی آدی تتھا لکشمی اور پرجا کے نرانتر رکشا کیجئے جیسے ان پدارتھوں کو ہرنے کو پورو وک کوئی منشیہ سمرتھ نہ ہو۔ اس ہارک پرتھوی آدی پدارتھوں کی رکشا چاہنے والے سجن منشیہ کے سمیپ بہت سے اُکت پدارتھ نشچل سکھ کے ہیتو ہوں۔ انی یو۔ وکت اُپدیش سے گیات ہوتا ہے کہ سکھ کا بھنڈار کیول پرماتما ہی ہیں۔ وہی سب سکھ کے دینے والے ہیں۔ اسلئے سب سکھوں کے ابھلاشی منشیوں کو یہی اُچت ہے۔ کہ اُس کرپالو پرماتما سے سکھ کی پرارتھنا کریں۔ جیسے سنسار کے وشئے دل کھول کر ہو گئے۔ جو نہیں کرنا تھا سو کیا۔ اب تک اپنے من سے یہ پرشن کیجئے کہ رہتی ہوئی ہے ایک اتی بلوان شبد کے دوارا ہم کو اندر سے اُتر ملیگا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ برخلاف اسکے ہم محسوس کریں گے کہ بہت ہی نئی اُلجھنوں میں ہم ہیں گئے دربل ہونے کے علاوہ ہمارے چت کو اشانتی ہوئی ہماری ہمت۔ ہمارا پراکرم۔ ہمارا دھرم بل سب کا سب ہی نشٹ ہو گیا۔ یہیں بہوگوں سے تنگ آکر جاکر بھرتری ہری اُپدیش کرتے ہیں کہ بھوگ نہ بھگتم دی ہو بھگنہ میں بہوگوں کو نہیں بھوگ سکا۔ بلکہ بہوگوں نے اُلٹا مجھ کو بھوگ لیا لیکن اسمیں بھی ایک شرط ہے۔ پرماتما کچھ دیکھ کر ہی سکھ دیتے ہیں۔ پاپیوں کو سکھ نہیں۔ چوروں۔ ڈاکوؤں تتھا ٹھگوں اور آتم گھاتیوں وغیرہ وغیرہ دُشٹ آچاریوں کو سکھ نصیب نہیں ہوتا سکھ کیول اُنہیں کا حصہ ہے۔ جو کہ بڑی شردھا سے ایشور کی بھگتی کرتے ہیں۔ پرماتما کی آگیا کا پالن کرتے ہوئے سنسار میں وچرتے ہیں۔ ان کو سکھ کہاں کہ جو بارہ بارہ برس کھڑے رہ کر اپنی ٹانگوں کا ناش کر دیتے ہیں۔ اور نہ ہی اُن کو سکھ ہے کہ جو برسوں تک اپنا بازو کھڑا کر کے بالکل خشک کر دیتے ہیں یا مدت العمر دہونی تپتے ہوئے اپنے شریر کو گنوا

بیٹھتے ہیں۔ سر نہیں دھوتے۔ ناخن نہیں کترواتے بلکہ برخلاف اسکے ایشور آگیا دیتے ہیں کہ نہیں نہیں پرماتما پُرشوں کی جائیداد ہے۔ جو کہ اندریوں سے دھرم پروپکار کے کام لیتے ہیں۔ اور جو کہ ان کو نیک کاموں کی طرف لگاتے ہیں۔ کانوں سے دھرم پوروک بوہارک باتوں کو سننے کے علاوہ پرماتما کی کتھا سنتے ہیں۔ اپنے کانوں کو ہرگز ہرگز بُرا کہنا نہیں دیتے کہ دوسرا ہر ایک آدمی کی خراب باتیں یا کسی کی نندا سنیں۔ اپنی زبان سے سدا پربہ شبد اچارن کرتے ہیں۔ ایشور کا بھجن کرتے ہیں۔ ہاتھوں سے چوری نہیں کرتے بلکہ دان دیتے اور یگیہ کرتے ہیں۔ آنکھوں سے کسی کی اور بُری دِرشٹی سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ جو کچھ بھی دیکھتے ہیں ہر چیز میں پرماتما کی شکتی دیکھ کر اُسکا گُن ورنن کرتے ہیں۔ سنسار کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کے سکھ میں اپنا سکھ سمجھتے ہیں۔ اپنی خود غرضی کے واسطے دوسروں کی ہانی نہیں کرتے۔ غرضیکہ بقول ایک مہاتما کے

परोपकाराय सतां विभूतयः

ستپرشوں کا منشیہ ہی پروپکار کے واسطے ہوتا ہے ایسے جو جن ہیں اُنکے آنند کا کوئی حساب نہیں۔ ایسے ہی دھارمک پُرشوں کی پرماتما رکشا کرتے ہیں۔ وید سے پتہ لگتا ہے کہ پرماتما سنت پُرشوں کے دھن سمپتی آدی کی بھی رکشا کرتے ہیں۔ اور نشچل سکھ کی ساگری اُن کے پاس جمع ہوتی ہے۔ اس لئے اگر سچ مچ ہم سچے سکھ کے متلاشی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ سدیو آنند میں ہی رہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ایشور پرائن ہوں۔ ہمارا سب کچھ دھرم کے ارپن ہو۔ ایشوری آگیا پالن کرتے ہوئے ہم اپنے جنم کو سپھل کریں + اوم شم

اپنا فرض آپ نباہو

آریہ سماج کے اندر ایسے ہزاروں آدمی موجود ہیں کہ اپنی عقل و پرشارتھ کے صندوق پر تالا لگا بیٹھے ہیں اور دوسروں کی ہمت کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ کچھ کریں۔ تو ہمارا اُدھار ہو اور ہماری تسکین ہو۔ حالانکہ اُن کا ایسی امید کرنا اور اپنے پرشارتھ و ہمت سے کام نہ لینا بڑی نادانی ہے۔

آریہ سماج کو کبھی آدمی ایسے ملے کہ جنہوں نے اس مشن کی خدمت کے بجا لانے کا بیڑا اٹھایا لیکن پرماد اور لوبھ کے وش ہو کر دغا دے گئے ہماری اُنکی ایسی حرکات پر کمال تاسف و افسوس ہوا۔ اور کئی ناواقف لوگوں میں سستی و پیچ و تشویش پھیلی۔ ہم نے پرماتما سے پوچھا - کہ یہ کیا راز ہے تو اُس ذات ایزد متعال دادار عالم نے فرمایا کہ اپنے فرض کو دوسروں پر مت ڈالو۔ ہماری آنکھیں کھلیں کہ او ہو ہم اصلی راستہ گم کر بیٹھے ہیں پرماتما کی ہدایت پر چت شانت ہو گیا۔ کیا ہی اچھا اپدیش ہے کہ جیسے سنسار بھر میں سب جیووں کا کلیان ہو سکتا ہے۔ ہمارا سکھ۔ اُدیش آتمک و تاریک سا جب اُٹھی ہے۔ یعنی وہ کام ہے جو ہم نے کرنا ہے اور جیسے لئے ہم نے دادار عالم سے پرتگیا کی ہے۔ جو ہم اودیا اور تپ و مکمل گیان سے بالکل ممکن ہے ہم دوسروں کی ودیا سے دوسروں کو اُنت نہیں کر سکتے۔ ہم دوسروں کے تپ سے دوسروں کو تپسوی نہیں بنا سکتے۔ ہاں اگر کچھ کر سکتے ہیں اپنے بل اپنے گیان اپنی پوترتا و تیج سے دوسروں کو اپنا بنا سکتے ہیں۔ پرماتما نے ہمیں آنکھیں دی ہیں کہ ہم دُنیا کے حالات دیکھیں اور زبان دی ہے کہ اُنکے اچھے بُرے کی صلاح دیں۔ باقی

ہاتھ دئے ہیں کہ نیکیاں کر کے دکھائیں۔ اور عقل دی ہے کہ پرماتما کی ودیا کو تیز کریں۔ اور پاؤں دئے ہیں کہ پرماتما کا گیان چل پھر کر سنائیں اور کان دئے کہ دوسروں کے دکھ کو سُنیں۔ اور ہمدردی کریں۔ تمام سنسار میں اُپدرو پھیلا ہوا ہے۔ جسکے شانت کرنے کے لئے ہم نے فرداً فرداً اقرار کیا ہے۔ اور محمدیوں اور عیسائیوں پورانکوں کو ویدک دھرم پر لانے کے لئے بیڑا اٹھایا ہے۔ مگر چاہتے ہیں کہ اس کام کو کوئی دوسرا کر جائے محال ہے۔ محال ہے۔ ہمارا کام کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ ہماری ودیا۔ ہمارا اہل جتیندریہ پن۔ ہمارا تپسیہ۔ ہمارا برت۔ ہمارا ہمارا دن رات کا پرشارتھ۔ ہماری اودارتا ہمارا تمام ویدک ودیا کا گیان ہی ہم کو کامیابی دلا سکتا ہے۔ آپ اقرار کرتے ہو۔ اور کرنے کے لئے غیروں کو بلاتے ہو۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ اگر تمہارا کام غیروں نے کیا تمہارا جیون کس کام آیا۔ اور تم نے اپنے شبھ جیون سے کیا لابھ اُٹھایا۔

اے پیارے بھائیو۔ پرماتما کے سامنے اقرار کرتے ہو۔ اور پھر مکر جاتے ہو۔ پرماتما کے سامنے مُکرنا بُری ذلت ہے۔ بس اے بھائیو آؤ اور فرداً فرداً اپنی کمیوں کو پورا کرو اور جس بات کا تم نے برت دھارا ہے اور جسکے لئے پرماتما سے اقرار کیا ہے نباہو۔ اور اس نباہنے میں اور پھر کچھ دینا چاہے اُدھر کو ہو جائے۔ کچھ پرواہ نہ کرو۔ مشکلوں کے پہاڑ تمہارے استقلال کے آگے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے مصیبتوں کی آگ تمہارے سامنے سرد ہو جائیگی۔ رنج کے سمندر خشک ہو جاویں گے۔ تمہاری زندگی سب میں ممتاز اور عالی شان ہوگی اور پرماتما کے سامنے اسطرح سرخرو ہو گے کہ

جس طرح سورج اپنی چمکیلی شعاعوں کے ساتھ مشرق سے نکلتا ہے۔

راقم
یوگیندر پال

آریہ سماج کی خبریں

آریہ سماج کے اُتسو پر لالہ دیوی چند ... جو ... کو گئے تھے۔ ... نے اُن کی ... کی سردی سے ... ٹولی نے اُن کی ... جمع کر کے بھیجے تھے۔ اُن میں سے ... لیا ہوا دیا ... کے لئے روپیہ ... کے لئے تھے۔

... آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بڑی ... دھوم دھام سے ہوا۔ سوامی درشنانند ... کے پدھارنے سے اُس رونق ہوئی ... علاوہ مہاشے ... و دیو جی ... پنڈت برہم دت ... رام کے ... بیان ... خوشی ہوئی ... جلسہ میں ... ہوئی ہے۔

... سماج ... کا ... سالانہ ... ۲۲ و ۲۳ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء ... ہیں۔ ...

... آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ... کو ہوگا۔

... کا آٹھواں سالانہ ... مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگی ... مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو بروز جمعہ ... مہاشے ... بڑے پریم سے ... شہر ... مہاشے منشی رام جی ... دی۔ آدمی ...

اُن کی بہت ضرورت بیان کرتے ہیں
آریہ سماج ملتان کا سالانہ ۳۰ و ۳۱ مارچ کو ہوگا۔

ملتان آریہ سماج کا انتخاب حسب ذیل ہوا۔ لالہ منشی رام جی پردھان۔ مہتہ ... جی اُپ پردھان۔ لالہ ایشور داس جی منتری۔ لالہ کنہیا لال جی اُپ منتری لالہ آتما رام جی کوشادھیکش۔ لالہ چمن لال پستکادھیکش۔

پنڈت میلا رام جی آج کل ملتان شہر کے ارد گرد پرچار کر رہے ہیں لوگوں پر اچھا اثر پڑ رہا ہے۔

مہاشے ... ودیارتھی آریہ ... نے تعطیلات ایام کلاں میں خوب ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ جس کا بہت اچھا اثر رہا۔ درحقیقت آریہ پرشوں کا یہی فرض ہونا چاہئے کہ جب جب موقع ملے اپنے گمراہ بھائیوں کو ویدک دھرم کی عظمت دکھلا کر راہ راست پر لانے کا یتن کریں۔ نہیں تو کارڈ شیا ... کام کرو۔

ماسٹر ... آریہ نے تعطیلات ایام کلاں میں رام نگر کے گرد و نواح کے دیہات میں ویدک دھرم کا پرچار کیا جس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا خالی دنوں سے فائدہ اُٹھانے کے واسطے سب سے اچھا قاعدہ یہی ہے۔ پر ماتما اُن کو ... بل دیویں۔

بنوں میں چندہ دسے آٹا فنڈ کا کام ایک خاص کارن سے بالکل ہی سست پڑ گیا ہے۔ لیکن اب پھر سردار ... سنگھ ولالہ ... ولالہ چمن لال ولالہ پیارے لال وسردار ... سنگھ ولالہ مول راج

ولالہ بیلی رام۔ دیا۔ سردار سنگھ۔ ولالہ پرس رام و مہتہ موہن لال۔ ماسٹر ... رام کی کوشش سے جاری کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے پورت ... بھائی اپنے فرض کی ادائیگی کا ہمیشہ خیال رکھیں گے اور آٹا فنڈ میں ایک نمایاں ترقی کر دکھائیں گے سردار ... سنگھ ... ممبر آریہ سماج بنوں نے ۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ کو ... سردار صاحب نے حاضرین کا ... کرنے کے علاوہ ایک روپیہ گروکل اور ایک روپیہ ... پرچار فنڈ کو دان دیا۔

موضع ... تحصیل ... ضلع ... میں ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آریہ سماج قائم ہوا ہے۔ مبارک ہو۔ ... مراسلہ میں درج ہے۔

پنڈت ... چند جی اُپدیشک ... سبھا پنجاب نے ۲۳ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء سے ۵ - جنوری سنہ ۱۹۰۲ء تک ... شہر اور اُس کے گرد و نواح میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ اور ... ہندو پنڈتوں کے ساتھ شاستر ارتھ کیا۔ اور اُس کے بعد آریہ سماج قائم کیا گیا ہے۔ جس کے پردھان پنڈت ... جی اور اُپ پردھان ... پرشاد جی۔ اور منتری لالہ جیت مل پٹواری اور خزانچی لالہ رام ناتھ جی مقرر ہوئے ہیں۔ دیہات میں پرچار کے واسطے خرچ خوراک و کرایہ بابو ... رائے صاحب نے دیا جو کہ سماج کے پردھان ہیں۔ آریہ سماج اُن کا دھنیہ واد دیتا ہے ہم اپنے اخبار کے کالموں میں یہ کہتے

ہو کے بہت خوش ہوں گے۔ کہ اس
سماج کے ممبر صاحبان بڑی دردھ
پڑ گئیں۔ اور اپنے دھرم سے ہٹ پیچھے ہیں
... پھرے ہیں۔

سیلیسی آریہ سماج کے سنتری مہاشے برج ناتھ شرما اطلاع دیتے ہیں۔ کہ پنڈت آتما رام سابق اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب مینسی میں اچھی طرح مختلف وشیوں پر لیکچر دے رہے ہیں۔ اور کامیابی سے پرچار کر رہے ہیں۔ ہماری رائے میں لیکچر بازی تو چنداں مشکل نہیں ہے۔ امر دریافت طلب تو یہ ہے۔ کہ پنڈت صاحب کیوں اپنے عقائد اتنی جلدی بدلتے ہیں ایک دن پرتی ندھی سبھا کے اپدیشک بنے بعد ازاں در پردہ ناستک کا انشدان کرنے لگ گئے۔ پھر ناراض ہو کر دھرم سبھا میں لیکچر دیا اب پھر وہی ویدک دھرم کا پرچار عجیب تماشہ ہے۔

آریہ سماج کوٹلہ ذرا جیپ [illegible] کا تیسرا اوتسو بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ مہندو پنڈت گنیش دت جی اور دیگر دس بارہ پنڈت ان کے ساتھ شاستر ارتھ ہوا۔ خوب [illegible] شاستر ارتھ علیحدہ چھپ جاوے گا۔

آریہ سماج کی طرف سے پنڈت بھگت رام جی اپدیشک تھے۔

اوسکت آریہ سماج کا انتخاب حسب ذیل ہوا۔

[illegible] راجہ صاحب باقی [illegible] بہاری [illegible] کماری پردھان۔ بابو گوبند پرساد جی حاکم مال سکرٹری منشی متھرا پرساد جی اسسٹنٹ سکرٹری منشی جوالا پرساد صاحب اپ پردھان ماسٹر بہاری لال صاحب گوشادھیکش بابو جگل کشور صاحب پستکادھیکش۔

گراہک مہاشیوں کا

دھنیہ واد

ہمارے ناظرین جس عزت اور پیار کی نظر سے ستیہ دھرم پرچارک کو دیکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ ان کے پتروں سے بخوبی لگ سکتا ہے ہمارے پاس ہمیشہ کئی کئی پتر اس مطلب کے واسطے آتے ہیں کہ پرچارک کو ہفتہ میں دو بار کر دیا جاوے۔ بعض صاحبان تو [illegible] زور دیتے ہیں۔ ہم اپنے گراہکان کا ہاردک دھنیہ واد دیتے ہیں۔ اور آشا رکھتے ہیں۔ کہ ہم بھی بعنقریب اس معاملہ میں دھیان کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ اخبار ہفتہ میں دو بار کیا جاوے۔ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے معزز ناظرین [illegible] کوشش کریں۔ کہ [illegible] ہذا کے خریدار بڑھا دیں تاکہ قیمت کی زیادتی اخبار کو ہفتہ میں دو بار کرنے سے ہوگی وہ زیادہ خریدار صاحبان کی وجہ سے بالبتہ کمی پورا ہو جاوے۔ اور سب کو فائدہ پہنچے۔

المشتہر
مینیجر

ریویو!

بھجناولی: بحروف فارسی قیمت فی جلد آدھ آنہ۔ مرتبہ مہاشے شانتی نارائن رائیزادہ۔ [illegible] وارڈ [illegible] جس میں تھیٹر کے وزن کے ۲۳ بھجن چھوٹے مضمون پر درج ہیں۔ خریداری کی درخواستیں شانتی نارائن جی کے پاس بھیجیے۔

یتھارتھ سکھا پتی درپنم۔ مؤلفہ آریہ پنڈت مصدی رام قیمت فی جلد اور محصول ڈاک [illegible] ملنے کا پتہ۔ بابو چمن سنگھ جائنٹ سکرٹری آریہ سماج [illegible] اس [illegible] مضمون [illegible] ترکیب ہیں سنکھ کی پرارتھنا کے ساتھ درج ہیں۔ سوامی دیانند کی اپنی کتابوں میں دئے ہوئے چند ایک پر ان پیش کر کے کمنٹی کے سات منتوں پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ گو نئی قسم کا مضمون نہیں پیش کیا گیا۔ جس کے لئے رشی کرت گرنتھوں سے علیحدہ [illegible] ہو۔ چھپائی اچھی ہے۔ لیکن [illegible] ضخامت کتاب کے قیمت کسیقدر زیادہ ہے

بدھوا وواہ پرچار۔ مصنفہ منشی بختاور سنگھ صاحب ایڈیٹر آریہ درپن شاہجہانپور [illegible]

سے حوالہ جات سے بہ ہموار دواہ
کو باشیز ثابت کرنے کی غرض
سے کہا۔ اور مہاراجہ صاحب ٹرود
کی سرپرستی میں چھاپا۔ اس
کتاب کو بادہ دیال داس آریہ
مہربہ ہوا وداہ سبھا یک سبھا
دربشی جنڈیالہ مفت تقسیم کرنے
کے لئے چھپوایا ہے۔ اس ایڈیشنوں
کے اندر جو صورت کے بال بدہواری
کی دواہ ہوئے ہیں۔ ان کا تفصیل
ذکر ہونے کے علاوہ بہ ہوا دواہ
سہایک سبھا کے نیم بھی درج کیا
تصویریں۔ لالہ برج لعل عاجز
کتب فروش شاہ عالمی دروازہ
لاہور نے ایک چار تصویروں کا
گروپ چھپوایا ہے۔ جس میں
سوامی دیانند جی کا علاوہ
تین اور ساہا جک پُرشوں کی
تصویریں ہیں۔ قیمت رنگین کی
تین آنہ اور سادہ کی دو رنگی تصویر
میری رائے میں تصویریں جب تک
ٹھیک نہ اتریں شائع نہیں کرنی چاہئیں
پاٹھک ویراگیہ بھجن منجری
رام سروپ پاٹھک مدرس رتن گڈھ
ضلع بجنور۔ کے ۲۴ ویراگیہ کے بھجن
قیمت فی جلد ۔/
اتہاس پوران سمرتی نہیں۔
... ... جی۔ مرتبہ نشر و ترجمہ
... اس کا ... نواسی۔ قیمت فی جلد ۔/
... دیو کتاب شاستری کے جواب
... چھپایا گیا ہے۔ کہ اتہاس بھاگوت
... پرانوں کو سمرتی کا درجہ
... سکتا

ورن ہیوستھا۔ مرتبہ نشر و ترجمہ
... لال بجنور۔ نواسی قیمت فی جلد
... اس کتاب میں سمرتیوں
... پورانوں آدی کے پرمانوں سے
ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ورن محض جنم
سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ گن کرم
اور سبھاؤ کے ذریعہ ہوتا ہے۔
گنگا ماہتیہ پرمان۔ نشر و ترجمہ
... لال جی۔ پنڈت گوکل چند
سنسکرت زبان کا گنگا مہاتم کے بارہ میں
جھگڑا ہوا۔ مقدمہ عدالت میں ...
اسی بارے میں سطر و ترجمہ جی نے
پنڈت گوکل چند کے پرمانوں کا ...
گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۔/

جینیوں کے ایڈیٹر صاحبان کو

دھیان دیں

سب سجنوں کو معلوم ہے کہ مہرشی
دیانند جی مہاراج کرت کا جواب
پُستک ستیارتھ پرکاش
پڑھ کر ہر سال ہزاروں ہندو
عیسائی۔ مسلمان ویدک دھرم کو
سویکار کرتے جاتے ہیں۔ لاکھوں
ہی اپنے مذہب سے نراش
ہو چکے دھرم کی تلاش میں لگے ہوئے
ہیں۔ جیسی مہرشی دوارا دیدک کرن

نے صدیوں سے اندھیرے جین مندر
میں بھی پرکاش کیا ہے۔ بہت سے
وچارشیل جین مہاتماؤں نے
اپنے تھوتھے بودھی چیان | جین اگو
بے فائدہ سمجھ کر ویدک دھرم
کی شرن لی ہے اور سینکڑوں
شنکا شیل ہو رہے ہیں (جو کہ
لجیا اور برادری کے خوف سے
راستی پر آنے کا راستہ دیکھ
رہے ہیں) کہ کب موقعہ ملے
تو ویدک دھرم میں پرویش
کریں۔ چنانچہ جینیوں میں اب
یہ سوال بڑے زور شور سے
ہو رہا ہے کہ بارھویں سمولاس
ستیارتھ پرکاش میں مہرشی
سوامی دیانند جی نے جو جین
مت پر کچھ لکھا ہے اُس کا
تسلی بخش جواب آج تک نہیں
دیا گیا اُسکا کیا کارن ہے

جو ہمارے ستیوں کو وش
میں رکھنے کے لئے ایسے اثر
ہیں جین جتیوں نے اب
نئی چال چلی ہے۔ جیسا کہ
اخبار گیان پرکاش مطبوعہ
۱۵۔ دسمبر ۱۹۱۷ء جلد ۱ نمبر ۳
میں ایک شراوک اور سادھو
کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے
شراوک۔ آپ مہاراج ستیارتھ
پرکاش کے بارہویں سمولاس
کا جواب تو ضرور تیار کرنا
کرنا چاہئے۔
سادھو مہاراج۔ یاد رکھو
جس پستک کے مطالعہ سے ہی
شانتی کا ناش ہونے کا اندیشہ
ہو تو اسکے جواب لکھنے میں بھلا
شانتی کب رہ سکتی ہے۔ اسلئے
ہم پانچ مہان برت دھاری ایسی
پستک کا جواب لکھنے میں شانتی کا
ناش ہوتا ہوا دیکھ کر خاموشی
اختیار کرنا بہتر سمجھتے ہیں۔

تو ہم ان مہاتماؤں سے پوچھتے ہیں
کہ مہاراج سمنت بھدر کا کرتا جین
جی ڈھونڈیا مورتی پوجک جینیوں
کو ہتیارا ٹھہری۔ کو کرمی پنچ آدمی
لفظوں سے مخاطب کرکے لکھنے
کے وقت کیا مہان برت اور شانتی
بھول گیا تھا۔ اور سمنت شیوونا
کا کرتا سوامی آتما رام جی مورتی پوجک
سادھو ڈھونڈیوں کو بیشمار نامناسب
الفاظ لکھتے ہوئے کیا مہان برت
اور شانتی نہیں جانتے تھے۔
مہاراج سوہن لعل جی۔ جنکو ابھی پوجیہ
موتی رام جی مہاراج کے بعد ڈھونڈیوں
میں آچاریہ پدوی ملی ہے)
وہ بھی جب لی پوجا کھنڈن کرنے
اور پاربتی سادھوی گیان دیپکا
بنانے کے وقت دونوں مہاتما نہ
جانے شانتی اور مہان برتوں کو
بھول کر دشٹ بھرشٹ اور مورکھ
وغیرہ لفظوں سے مورتی پوجک جینیوں
کو کیوں کر یاد کیا ہے۔ اگر زیادہ
شانتی اور مہان برت جاننے کی
اچھا شراوک کو ہو تو سمیہ کرنگ

سو نہ دیکھیں کہ مہاویر سوامی نے
کن شبدوں سے دوسرے مت
والوں کے ساتھ سلوک کیا ہے
دوسرے مت والوں کا بانی سے
بھی ستکار نہ کرو وغیرہ وغیرہ
روز اپدیش دیتے ہوئے کیا
جین جی شانتی اور مہان برتدھاری
ہو سکتے ہیں۔
سادھو لوگ اپنا پول چھپانے
کے لئے ان پڑھ (دریا ہیں)
ستیوں کو چاہے کیا سمجھا دیں
لیکن سچ تو یہ ہے کہ بارہویں
سمولاس کا جواب دینا جینیوں
کو جواب دینے سے بن سکتا ہے۔
باقی آئندہ بوقت ضرورت

راقم
گھر کا بھیدی

نوٹس

ایک صاحب جنکی عمر اسوقت ۲۷ سال کی ہے پی۔ اے پاس ہے
آمدنی دو صد روپیہ ماہوار ایک ریاست میں اچھے عہدہ
پر ممتاز ہیں۔ اپنی شادی کسی ودھوا عورت سے کرنا چاہتے
ہیں۔ درخواستیں جات گھر کھپور۔ چار گھر نمبر ۳ کی طرف سے
عرصہ میں یوم کے اندر میرے پاس آنی چاہئے۔ پہلے
شادی شدہ تھے۔ عرصہ ایک سال کا ہوا ہے۔ عورت گزر گئی تھی

مُراسلات

اڈیٹر نامہ نگاروں کی رائوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ڈاکٹر ہریچند صاحب انچارج وڈ ڈوال شفاخانہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ - ایک کل جگی سنت کی کرتوت لکھتے ہیں - جس کی اخبار میں چنداں شایع ہونے کی ضرورت نہیں کل جگی مہاتماؤں میں جس طرف آپ نظر اُٹھا کر دیکھیں گے - اُس سے بہت بڑھ چڑھ کر ڈرا چار کے نظارے نظر آویں گے پرماتما ان کو سمتی پرددان کریں - (ایڈیٹر)

پنڈت شو رام از جلال آباد ضلع امرتسر کرپا کر کے مفصل تحریر فرماویں - کہ کونسی بات ہے - جو ان کی سمجھ میں نہیں آئی - سوامی جی نے تو صاف اور سیدھے الفاظ میں لکھا ہے - کہ بواہ پتا کے گوتر میں نہ ہو - یعنی ایسی کنیا سے بواہ کرنا اُچت نہیں - جو اپنے ہی گوتر کی ہو - اور ماتا کی چھہ پشتوں کو چھوڑ لو - یعنی ماتا کا پتا پھر اس کا پتا - پھر اُس کا وغیرہ وغیرہ -

مہاشئے رام جس سگنیلر گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس کوہاٹ - آپ کا پورشارتھ قابل تعریف ہے - کام اسی طرح ہوا [illegible] لگے رہو - (ایڈیٹر)

[illegible] اس کا [illegible]

[illegible]نک پوجا

[illegible] بھارت ورش میں مادہ پرستی نے [illegible] قدر زور پکڑا ہے - کہ جس کی کوئی بھی حد نہیں لگائی جا سکتی - ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا پر ہی اکتفا نہیں ہے علاوہ اس کے اسنکھیات گوگے جو زنجیریں میں دکھائی دیتے ہیں - وہ بھی دیوتا مانے جاتے ہیں - مگر میرا قلم اس وقت ایک اور ہی نرالی پوجا کی طرف اُٹھا ہے ہُپنک پوجا کہا جائے تو شاید بیجا ہو گا یعنی اس دیش میں یہ رواج ہے - کہ جب کسی کے ہاں لڑکا اُتپن ہوتا ہے تو اُس کے ہاں ہُپنک یعنی مخنث آتے ہیں - ناچتے کودتے اور گاتے ہیں - فحش گاتے اور سٹھنیاں سُناتے ہیں - پاس پڑوس کی ستریاں مرد تماشا دیکھنے آ جاتے ہیں - پھر اُن کو اناج - کپڑے نقدی بطور چڑھاوے کے دیا جاتا ہے - او گھر کی عورتیں اُن کے آگے مُنہہ ماتھے رگڑتی اور بالک کا بھی ماتھا ٹکاتی ہیں - یہہ رواج مدتوں سے ایسے ہی چلا آتا ہے - اور ان مفت خوروں نے اپنے گھر کی راجدھانی کو کئی علاقوں میں تقسیم کر رکھا ہے - ہر ایک علاقہ وار ششماہی یا سال وار اپنا دورہ شروع کرتا ہے - اور ہر ایک گھر میں جہاں کہ لڑکا پیدا ہوا ہو - خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان - خاکروب ہو یا کسی مت کے ماننے والا ہو (شاید سوائے عیسائی کے) سب گھروں میں جبراً آ گُھستے ہیں - اور رولا مچاتے ہیں - اور ایسے گلوگیر ہوتے ہیں - کہ بادشاہ کا پیادہ بھی کیا ہوتا ہو گا - غرضیکہ گھر والا امیر ہو یا غریب - وہ اپنا ٹیکس لے کر ہی نکلتے ہیں - میں نے ایسے موقعہ پر کئی مفلسوں کو گھر کے برتن گروی رکھ کر یہ ٹیکس ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے - اور پھر کئی شخصوں سے ذکر کیا ہے - کہ یہ کیسی فضول رسم پڑی ہوئی ہے - تو انہوں نے جواب میں کہہ دیا ہے - کہ چونکہ یہہ بیچارے کام کاج سے عاری ہیں - پرمیشور نے ان کی روزی اسی طرح بنا دی ہے - بڑی خرابی کی بات ہے - کہ ان کے سب اعضاء اور قوٰے بدستور ہیں - پھر کام کاج سے عاری کیوں کر سمجھا جاوے - بادشاہان اسلام ان کو اپنے حرم سراؤں میں ملازم رکھتے رہے - یہہ گھر کے سب کام کاج بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا کرتے تھے - اب بھی کہیں کہیں میں نے مخنثوں کو اپنے گھروں میں کھیتی باڑی کرتے دیکھا ہے - بھلا اُن میں اگر بہادری کے نہ ہونے کا خیال ہے - تو فوجی ملازمت نہ دی جاوے - کیا اگر ان کو لڑکوں یا لڑکیوں کی طرح تعلیم دی جاوے تو ٹیچری - کلرکی - خوشنویسی - وکالت اور پریس وغیرہ کا کام نہیں کر سکتے یا بصورت دیگر گلو بندی - جُراب سازی چِکن - کشیدہ - چرخا کاتنا وغیرہ بھی نہیں کر سکیں گے ؟ - سب کچھ کر سکیں گے ! بلکہ کر سکتے ہیں - بلکہ ستری شِکشا یا گرل سکول میں تو بخوبی کام کر سکتے ہیں - مگر بدقسمتی سے میرے خیال میں آج تک کسی صاحب نے اس طرف توجہ ہی نہیں دی - کیا ؟ وہ حرام کا مانگا ہوا وہیں اکٹھا کر کے بٹیر بازی - شراب نوشی گوشت خوری وغیرہ عیوب میں برباد نہیں کرتے - میں اسواسطے ناظرین کی سیوا میں ودنے پوربک نویدن کرتا ہوں - کہ اگر ان کے پاس پڑوس میں کسی شخص کے ہاں مخنث بچہ پیدا ہو - تو اسے اس کی

تعلیم و تربیت کی ترغیب دیویں۔ اگر وہ اپنی بد اعتقادی سے اُسے انہیں مفت خوروں کے حوالے کرنا چاہے۔ تو اُس سے روکیں۔ بلکہ آپ اپنے بچوں کی طرح پرورش کریں۔ اگر اس قدر اپنے آپ میں توفیق نہ ہو تو کسی یتیم خانہ میں بھیج دیویں۔ تاکہ ایسے بیچارے اعلیٰ تعلیم پاکر گرل سکولوں میں ہاتھ بٹا سکیں یا دیگر ذریعے سے یعنی صنعت و حرفت سے اپنی بسر اوقات کر سکیں۔ بلکہ توجہ نہ ہونے سے اور بوجہ تفکرات عیال داری کے نہ ہونے کے وہ اپنے کافی سے بچائے ہوئے ذہن کے ساتھ کئی انسٹیٹیوشنوں کو مدد پہونچا سکیں گے

راقم
کرپا رام مدرس سبھا [illegible]

کیا آپ نے کبھی اپنی طرف بھی پوری نظر بھر کر دیکھا ہے؟

مجھے اکثر دفعہ آپ کی تقریر سننے اور آپ کے مضامین پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اسلئے اس دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ آپ نے واقعی بولنے چالنے اور لکھنے پڑھنے میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ جس وقت آپ کسی مذہب کے اصولوں کو ہاتھ میں لے کر اس کی تردید۔ اور بیہودگی اور اصلیت کو فلسفی طور پر لوگوں کو دکھاتے ہوئے اپنے مذہب اور مانے ہوئے اصولوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ تو نہایت ہی خوشی سے سامعین چیرز پر چیرز دیا کرتے ہیں۔ جس روز آپ کا لیکچر لاہور کے بریڈلا ہال میں ایشور کی ہستی اور اس کی صفات پر تھا۔ گو میں آدمیوں کی نہایت بھیڑ بھاڑ کے سبب آپ سے بہت دور تھا لیکن میں سامعین کے چہروں سے معلوم کر رہا تھا۔ کہ اُن کے دلوں پر آپ کے ایک ایک لفظ کا غیر معمولی اثر پڑ رہا ہے اور تمام کے تمام لوگ تصویر کی طرح بےحس و حرکت کھڑے دکھائی دیتے تھے۔ آپ نے اُس لیکچر میں جس یوگیتا سے ایشور کی استتی اور سرو ویاپکتا پر پینتالیس منٹ سے ہی زیادہ تقریر کی۔ کون تھا جو اُس وقت اپنے پرماتما اور آتما کے ساتھ سدا کے لئے جدائی اور پاپ سے بچنے کے لئے دل سے اقرار نہ کر چکا ہو۔ جن خوش قسمتوں نے آپ کے لیکچر سنسکاروں - سندھیا ہون یگیہ۔ اور یوگ کی فلاسفی اور خوبیوں پر سُنے ہونگے۔ وہ ضرور بالضرور ہی آپ کی لیاقت اور شکتیوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوں گے۔ ایک دن آپ بازار میں جب کہ چند آدمیوں کے ساتھ پرسنگ دھرم پر گفتگو کر رہے تھے۔ میں کچہری کی طرف سے آ رہا تھا۔ آپ کو وہاں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ گو اُس وقت آپ اپنے اصلی بھاؤ کو ایک معمولی طور پر بیان کر رہے تھے۔ لیکن میں نے آپ کی جادو بھری تقریر سے متاثر ہو کر اسی دن سے پرتگیا دھرم کے پالن کو اپنا کرتویہ مان لیا ہے۔ ہنوز تھوڑے ہی دنوں کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ میں نے آپ کا ایک مضمون بسرخی "اہنسا پرمو دھرما" ایک اخبار میں اور سے ساڑھے پانچ مضمون پڑھا تھا۔ جس میں آپ نے یوگ شاستر کے حوالوں سے کسی پرکار کی ہنسا کا مشرح طور پر بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ سب سے بڑھ کر پرم دھرم انسان کا یہ ہے۔ کہ کبھی کسی کے دل کو نہ ستایا جاوے۔ اس مضمون کی دلفریب عبارت اور دلچسپ تحریر کو میں نے اکثر اپنے دوستوں کو دکھلایا۔ اور ہر ایک نے تعریف کی۔ لیکن میں اپنے پاس ایسے الفاظ نہیں پاتا۔ کہ جن کو میں مضمون کی تعریف کے لئے پیش کر سکوں۔ میرا آپ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ اور نہ میری آپ کی واقفیت ہی ہے۔ اور شاید آپ میرے نام اور میری شکل سے بھی واقف ہونگے۔ لیکن آپ کا نام میں بڑے فخر کے ساتھ اپنے دوستوں کے آگے لیا کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے لئے آپ کی تقریر اور تحریر نہایت ہی لبھاونی اور دلکش ہوا کرتی ہے۔ غرضیکہ میں نے آپ کے لیکچر اور مضامین ورن ویوستھا سدا آچار۔ ویدک رکھشا وغیرہ کے متعلق سنے اور پڑھے۔ جس خوبی کے ساتھ آپ موجودہ مذاہب کی برائیاں اور اُن کے پیروؤں کی چالاکیوں کو طشت از بام کیا کرتے ہیں۔ آپ ہی کا کام ہے لیکن اس وقت میرے دل [illegible] آئی ہے۔ معاف کیجئے [illegible] میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا [illegible] اور وہ یہ ہے کہ۔

کیا آپ نے کبھی اپنی طرف بھی پوری نظر بھر کر دیکھا ہے؟

... یعنی ہیں وہ دھرم کا آپ پرچار کرتے
لوگوں کو اس سے جیتا ... تھے ... تا
جاتے ہیں۔ کیا آپ اس کے پورے
طور پر پابند ہیں۔ اور جو کوشش
آپ لوگوں پر کیا کرتے ہیں۔ کیا آپ
ان سے اپنے آپ کو صاف اور پاک
پاتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو آپ کا
یہ تماشہ اس مداری کے تماشہ سے
زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جو کہ اپنی
تھیلیوں اور پیالیوں سے لوگوں
کو کئی قسم کے پیسہ او قسم قسم کی
مٹھائیاں روپیہ اور اشرفیاں وغیرہ
بناکر دکھاتا۔ لیکن خود ایک ایک
پیسہ کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔

سماوقسم

گوردھن پیارا - از منڈی

[illegible]

نمبر ۷ - ۸ دسمبر ۱۹۰۸ء کو یہاں پر
موضع برال تحصیل بوڈھانہ ضلع مظفرنگر
میں نہایت کامیابی کے ساتھ باضابطہ
طور پر آریہ سماج ستھاپت ہو گیا ہے
اس سے قبل قرب و جوار کی دیگر
... اور متعدد پرشوں کی سیوا میں
... لگیا تھا۔ کہ تاریخ مذکورہ پر
... اس کا نتیجہ کی جلسہ ہوا ہے۔
... پنڈت ... آریہ سماج ... بوڈھانہ
... پرم ... وبرال وغیرہ سے تشریف
... ہوئے۔ ہا پھر انتظام جلسہ پولیس
... ت پنڈت بلدیو سہائے سب
انسپکٹر افسر دوم تشریف لائے تھے۔

تاریخ مذکورہ پر مکان جلسہ میں اول ہون
ہوا۔ بعدہ بھجن گائے گئے۔ گو اس دوران
میں عام سامعین کی آمد شروع ہوئی
اور مکان جلسہ آدمیوں سے پر ہو گیا
اول بابو پربھولال جیو صاحب پردھان
سماج لوڈھیانہ نے اُپاسنا کی۔ اُس کے
بعد پنڈت سیرام جیو سوپ نواسی کے
بھجن کہ جن کو اُنہوں نے خود ہی بنایا تھا
گائے گئے۔ بعدہ منشی کلیان سنگھ ترقی امین
اُپدیشک وبیش سماج بوڈھانہ نے ایک لیکچر
بیان فرمایا۔ کہ جس میں دھرم کے دس
لکشنوں کی واکھیا کی گئی۔ تت پشچات
پھر بھجن ہوئے۔ اور بھجن سماپتی پر بابو
نرائن پرشاد ہاسپٹل اسسٹنٹ شفاخانہ
اُپ پردھان بوڈھانہ کا لیکچر ہوا۔ جس
میں اُنہوں نے حالت موجودہ اور زمانہ
گذشتہ کا مقابلہ کرکے دکھلایا کہ اب جو
کچھ بھی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔
اُن سب کا کارن اودیا ہے۔ اور بوجہ
نہ قائم رہنے برہمچریہ آشرم کے یہ
اودیا اندھکار چھا گیا ہے۔ جب تک برہم
چریہ آشرم کا ٹھیک ٹھیک طور پر سیون
نہیں کیا جاویگا۔ اُس وقت تک کوئی
آنند میسر نہیں آسکتا ہے۔ یہ برہم چریہ
ہی کا سبب تھا۔ کہ سری رام چندر جی
جیسے آگیا کاری پتر اور راجہ وشرتھ
وہرشچندر جیسے ستیہ وادی راجہ اور
گارگی۔ ولیلاوتی جیسی استریاں وغیرہ
پیدا ہوتی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کا لیکچر
ہونے کے بعد پنڈت نانک چند و سیرام
جی نے بھجن گائے۔ اور آرتی ہو کر جلسہ
سماپت ہوا۔ اور نوٹس دے دیا گیا۔ کہ
بعد دوپہر کارروائی جلسہ شروع کیجاویگی

چنانچہ وقت دوپہر قریب دو بجے کے پھر
جلسہ کا آرنبھ کیا گیا۔ تعداد حاضری تخمیناً
قریب ہزار ڈیڑھ ہزار کے تھی۔ نہایت
آنند آرہا تھا۔ انگریزی باجے کا بجنا
اور بھجن منڈلی کھیترہ کا اور دیگر مہاشیوں
کا اپنی سُریلی آواز میں بھجن گائن
کرنا۔ جو کیفیت رکھتا تھا۔ وہ دیکھنے کے قابل
تھا۔ اول ہون ہوا۔ پھر بھجن گائن کئے
گئے۔ تت پشچات ماسٹر شیورام شرما
سکول کاندھلہ کا لیکچر ہوا۔ جس میں اُنہوں
نے اُتم طریقہ سے پراُپکار کی مہما بیان کی
اور ثابت کر دکھلایا کہ منشیہ کے لئے
پراُپکار کرنا کیسا کچھ ضروری ہے۔ بعد ازاں
پنڈت کلیان دت جی کھڑ نواسی کا
ویاکھیان ہوا۔ جس میں اُنہوں نے نہایت
خوبی سے تم القسم کی دلیلوں سے ثابت
کیا۔ کہ انسان کے لئے اتفاق کا رکھنا
کیسا کچھ ضروری اور کار آمد چیز ہے۔
آریہ سماج کیا ہے۔ اور عام ناواقف
کیا سمجھ رہے ہیں۔ پنڈت جی موصوف
نے اپنے لیکچر میں زمانہ حال کے برہمنوں
کی اُس دُردشا کو بھی جو بوجہ نہ پڑھنے
ودیا ہو رہی ہے۔ نہایت عمدہ پیرائے
میں ظاہر فرمایا۔ کہ جس کو سُن سُن کر ہردہ
سُن ہوا جاتا تھا۔ پنڈت جیو کا لیکچر
ایک پہلو پر اگر کچھ ہنسانے والا تھا۔ تو
دوسرے پہلو پر افسوس و تاسف دلاکر
غیرت اور پشیمانی بھی دلا رہا تھا۔ بعد اختتام
لیکچر پھر بھجن گائے گئے۔ اور بھجن گائن
کے کچھ عرصہ بعد گوردت مل جائنٹ سکرٹری
آریہ سماج لودھیانہ نے ویدک دھرم کی
عظمت اور آریہ سماج دلیس اصولوں
کی واکھیا کی۔ اور بیان کیا کہ آریہ سماج

نے اِسوقت تک کیا کیا کچھ کیا۔ اور عام سامعین کو موقع دیا۔ کہ جس کسی صاحب کو نسبت اصول ہائے آریہ سماج کوئی اعتراض ہو۔ اپنی شنکا سمادھان کر لیوے مگر کسی نے کوئی سوال نہیں کیا۔ اور مہاشئے مول راج سنگھ اور چودہری ٹیکا سنگھ صاحبان کا اُتساہ کا جن کی توجہ اور کوشش سے یہ سماج ستھاپت کیا گیا ہے۔ شکریہ ادا کیا اور التجی کی کہ جن صاحبان کو آریہ سماج میں شامل ہونا ہے۔ وہ اپنی درخواست ممبری مع اِس وعدہ کے کہ آریہ سماج کے نیئم انوکول اپنا چلن و عمل برتنا ہوگا داخل کریں۔ چنانچہ اٹھائیس صاحبان نے اپنا نام ممبران سماج میں داخل ہونے کے لئے پیش کیا۔ اور ہر ایک صاحب نے مختلف تعداد میں چندہ ماہواری ہی اپنی اپنی درخواستوں میں تحریر فرمائی کہ جس کی تعداد مجموعی عہ ۵ روپیہ ماہوار ہوئی۔ اور عہدہ داران سماج حسب ذیل اصحاب مقرر کئے گئے۔

چودہری ٹیکا سنگھ صاحب رئیس پردھان چودہری شمبھو سنگھ صاحب رئیس اُپ پردھان۔ چودہری متصدی سنگھ صاحب رئیس کرنیس منتری۔ چودہری مول راج سنگھ جی اُپ منتری۔ لالہ بھوانی سنگھ صاحب کوشادھیکش۔ پنڈت منتر سنگھ پُستکادھیکش اِس جلسہ میں دیگر سماج ہائے و دیگر مقاموں سے جو سبھاسد تشریف لائے اور جن کی تعداد تخمیناً قریب ... کے تھے۔ اُن صاحبان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ چودہری شمبھو سنگھ رئیس و چودہری ٹیکا سنگھ صاحبان کی کوشش اور اُتساہ اور فرض مہمان داری وغیرہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ عمل میں لانا قابل دہنیہ واد ہیں۔ جس خوبی اور استقلال کے ساتھ آغاز کیا گیا ہے ایسے ہی آشا ہی ہوتی ہے کہ یہ سماج چودہری شمبھو سنگھ رئیس جیسے مدبر اور مستقل مزاج اور اُتساہی سجّن جن کی کوشش اور پیروی سے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر جاویگا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ راجپوت قوم اپنے قول و فعل کی کس سچائی اور درڑھتا کیساتھ ایفا کیا کرتی ہے۔ اور پھر خاص کر چودہری شمبھو سنگھ و چودہری ٹیکا سنگھ و چودہری متصدی سنگھ جیسے صاحبان کہ جو علاقہ بھر میں مشہور ہیں۔ اور صاحب حوصلہ و بالیاقت آدمی ہیں۔ پرماتما کریں وہ دن بہت جلد نصیب ہو کہ اپنی تمناؤں میں یہ سماج کامیاب نظر آوے۔ اِس کے بعد آرتی ہو کر جلسہ سماپت ہوا۔

تفصیل دان جو دیگر سماج ہائے وغیرہ نے اس نئے سماج کو عطا فرمایا۔

آریہ سماج بوڑہانہ ۔ آریہ سماج کیرٹھ ۶
عہ / عہ

آریہ سماج ایم آریہ سماج برمل
عہ / عہ

چودہری گرگ سنگھ منشی مہاراج سنگھ منصف سرہپل
عہ / عہ

چودہری برکس سادہ چودہری دیندیال سوبھا
عہ / عہ

پنڈت بلدیو سہائے افسر دوم پولیس کا ... لالہ جوالا پرساد سپاکن لوہاری۔ لالہ دیسراج جی لالہ جوالا سنگھ صاحب برال۔ لالہ چرنجی لال پٹواری چودہری مولا دھر نیکا ۔ لالہ برج لال یہ چندہ علاوہ اُس چندہ کے ہے۔ جو ماہواری اکٹھا ہوا ہے۔ کہ جس کو اوپر اظہار کیا گیا ہے۔

اِس جلسہ میں انتظام مہمانداری و خور و نوش وغیرہ منجانب چودہری ٹیکا سنگھ صاحب عمل میں آیا تھا۔ کہ جس کے لئے وہ خاص شکریہ کے مستحق سمجھے جاتے ہیں اوم شم

ویدک دہرم کا ہتیشی مول راج سنگھ
جائنٹ سکرٹری آریہ سماج برال

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

مرض طاعون آج کل بہت زور پر ہے پچھلے سالوں کی نسبت سینکڑوں نئی جگہ میں اس مرض نے ڈیرا جما دیا ہے۔ اب تک شہر جلندھر بچا ہوا تھا۔ مگر اس میں بھی سنا ہے کہ دو تین کیس ہو چکے ہیں۔ پرماتما ایسی بلاؤں سے اپنی پرجا کی رکھشا کرے۔

مخالف نتائج دیکھ کر شراب نوشی بند ہونے کے واسطے تجاویز ہو رہی ہیں چنانچہ ملازمان ریل کی ایک کانفرنس لنڈن میں ہوئی۔ جس میں یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ ملازمان ریل جب اپنی نوکری پر ہوا کریں۔ تو شراب سے قطعی پرہیز کیا کریں

انگلستان اور ویلز میں سنہ ۱۸۸۹ء میں ۸۸۴۳ جذامی تھے۔ جن کی تعداد بڑھتے بڑھتے یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک ۱۱۰۶۶ تک پہونچ گئی۔ یعنی دس سال میں ۲۲۲۳ مریض بڑھ گئے۔ ان میں سے سب مریضوں کی بابت ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ شراب خانہ خراب کی بدولت ظہور میں آیا۔ جب شراب سے یہاں [illegible] ہی ہے۔ پھر نہ معلوم کہ اس کا نتیجہ حکماً بند کیوں نہیں کیا جاتا [illegible] چند آدمی سال میں شراب نوشی کی وجہ سے لنڈن میں پولیس کے فیصدی [illegible] آدمیوں کے معاملات میں دست اندازی کرنی پڑتی ہے۔ خدا معلوم کہاں تک اس کی حد کر کے چھوڑیں گے۔

ملک سیام میں عجیب طریقہ ہے۔ کہ جب کسی کے ذمہ قرض کو تین ماہ گذر جاتے ہیں۔ تو قرض خواہ قرض دار کو پکڑ کر جبراً اپنے کام میں لگا لیتا ہے۔ اگر اس اثناء میں قرض دار بھاگ جاوے۔ تو اس کے والد بیوی اور بچے غلاموں کے طور پر کام میں لگا لئے جاتے ہیں۔ تاوقتیکہ قرض ادا نہ ہو جاوے۔ کرے کوئی بھرے کوئی۔

ریشم کے وستر پر سے چکنائی کا داغ کھونے کی آسان ترکیب یہ ہے۔ کہ جہاں کہیں داغ لگے۔ اس کے دوسری طرف گنبت لگا دیجئے۔ صاف ہو جاویگا۔

سیوّل ملک کوریا میں ایک قانون رائج ہے۔ کہ غروب آفتاب کے وقت گھنٹی بجتی ہے۔ اور تمام مرد دروازے بند کر کے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی کو باہر بازار وغیرہ میں پھرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن مستورات اس رکاوٹ سے بری ہیں۔ چونکہ ہندوستان کے لوگ عورتوں پر بہت ناجائز دباؤ پردہ وغیرہ کا ڈالتے ہیں۔ اس واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے واسطے وہاں بھیجے جاویں۔ تاکہ ان کو ذرا حقیقت تو معلوم ہو جاوے۔

آج تقریباً چار سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ برازیل میں چند گائیں اور سانڈھ لے جائے گئے تھے۔ جن کی نسل سے اس وقت ایک کروڑ مویشی موجود ہیں۔ سچ ہے اگر سکھ مسلمان وغیرہ ماس کی غرض سے جانوروں کو ذبح کرنا بند کر دیں۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں وہ دیکھ لیں۔ کہ ہمارے دیش میں دودھ اور گھی بافراط ہو جاوے لوگ خوشحال اور بلوان ہو جاویں

جاپان میں قانون جاری ہے۔ کہ جب کوئی عمارات کے وقت ہو نکلے۔ تو اس کا مالک گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور سزا یہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی نیند میں جو ہرج آیا ہے ان کی ایک سال تک خدمت کرے۔ داغ کی رکشا اور بشارت کی انتی اسی طرح ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے ہمارے ہندوستانی اعلیٰ امراء رات کو خوب رنڈیوں کے ناچ میں گذارتے ہیں۔ شراب نوشی اور قہقہوں میں صبح کر دیتے ہیں۔ جوا کھیلتے کھیلتے ساری رات ختم کر دیتے ہیں۔ راس لیلا وغیرہ رات کو ہی دیکھتے ہیں۔ تب ہی تو اس درگتی کو پہونچ رہے ہیں۔

کیا نادر تماشہ ہے۔ کہ سنگ مقناطیس جو اہنی لوہے کو ایک زبردست طاقت کے ساتھ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لہسن کے عرق میں ڈالنے سے اپنی سب طاقت کھو دیتا ہے۔ لیکن اگر اس کو عود کا دھواں دیا جاوے تو وہی شکتی اس میں پھر آ جاتی ہے۔ دھن ہیں پرماتما کی شکتیاں۔ مورکھ لوگ اس کو قانون قدرت نہ سمجھ کر جادو کے فضول ڈھکوسلوں میں پھنس جاتے ہیں۔ اور فریبیوں کے دھوکے میں آ کر ہزاروں روپیہ برباد کر دیتے ہیں۔

لیڈی کرزن صاحبہ نے کچھ پوشاکیں دہلی اور آگرہ کے سناری گروں سے سلوا کر جو بطور نمونہ انگلستان کی شاہنشاہ بیگم صاحب کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ سو ان کے پسند آ گئی ہیں۔ شکر کا مقام ہے۔ کہ ہندوستان کی عزت رکھ لی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اُن پوشاکوں میں شاید ہماری ریسی مار وارٹن ہیم صاحبہ کوئی ۸۰ یا ۹۰ گز (گھگرا) نہیں ہوگا

سینٹ پیٹرز برگ کے شاہی باورچی خانہ کے ہیڈ باورچی کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ پڑتے ہیں۔ کیا خوب یہ تو کوئی بہت ہی کاری گر ہوگا جو ہمارے مصری سے بھی بڑھ گیا۔

کنیڈا کے ایک آدمی کا قد ۸½ فٹ لمبا ہے۔ اور وہ ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جس کا قد ۷ فٹ لمبا ہو۔ اور ہے بھی ٹھیک کام ہی تب تو چلے گا ہم نے سُنا ہے کہ کوہاٹ کے علاقہ میں ایک پہلوان عورت ہے۔ جس کی شرط شادی یہ ہی ہے کہ جو کوئی آدمی کشتی میں اُسے گرا دے وہ اُسی کے ساتھ شادی کرنے کے لئے طیار ہوگی۔

ملک چین میں تعلیم نسوان کی بہت ترقی ہے۔ سو میں سے نوے مستورات تعلیم یافتہ ہے۔ ایسا ہر تیت ہوتا ہے کہ اُن کو ہماری استریوں کی طرح برتن صاف کرنے یا مویشیوں کا گوہا وغیرہ درست کرنے وغیرہ وغیرہ کا کوئی کام نہیں ہوتا ہوگا۔ وہ بے کار رہتی ہوں گی۔ ورنہ کب ممکن تھا۔ کہ وہ آگے نکل جاتیں۔ اچھا قسمت!

کلکتہ میں ایک پوجاری دیوتا کو ایک سال قید سخت۔ اس جرم میں ہوئی کہ اُس نے ایک ہزار روپیہ کی خیانت مجرمانہ کی تھی۔ بڑا اچھا ہوا ہزار روپیہ سالانہ ایک معقول تنخواہ ہے اور علاوہ ازیں سب سے بڑھ کر یہ فایدہ ہے کہ عدالت میں اقبال کرنے سے اس بات کا پرائشچت ہی ہو گیا۔ اس بیچارے کے تو لوک پرلوک دونوں سدھر گئے۔

یوروپ اور امریکہ میں ایک فرقہ انارکسٹ جس کے ممبران اصولاً بادشاہ پدوی کے سخت دشمن ہیں۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ گذرا اس سوسائیٹی کے ایک ممبر نے امریکہ کے پریسیڈنٹ کو قتل کر دیا تھا۔ بعد تحقیقات وہ پکڑا گیا۔ اور بجلی کے ذریعہ سے اُسے مارا گیا ہے۔ لیکن اپنی ہمت کو مرتے دم تک نہ ہارا۔ جو آدمی کسی اصول کو سامنے رکھ کر کام کرتے ہیں۔ وہ موت کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ وہ ہر ایک کام موت کو سامنے رکھ کر کیا کرتے ہیں۔ جب کہ وہ جیل میں قید تھا۔ تو چند پادری بدیں غرض اس کے پاس آئے۔ کہ وہ انارکزم کے اصولوں کو چھوڑ کر عیسائی دین قبول کرے۔ لیکن وہ مصیبت کا مقابلہ کرنے کو تیار تھا اُس نے اُن کی بات کو نامنظور کیا۔

سوامی درشنانند جی بڑے زور شور سے ویدک دھرم کا پرچار کر رہے ہیں۔ شاہجہانپور میں اُن کے اُپدیش سے دو کانیہ کبج برہمنوں نے ماس چھوڑ دیا۔ اچھا کلجگ آگیا برہمن ہی اب ماس چھوڑنے لگ گئے۔

کثرت ازدواج کے بُرے نتائج رات دن دیکھتے ہوئے بھی ہم اُس سے پرہیز نہیں کرتے۔ ہمعصر آریہ سماچار خبر دیتا ہے کہ مقام ہیمن سنگھ میں ایک مسلمان کے دو عورتیں تھیں۔ اُن دونوں کی بوجہ سخت حسد آپس میں لڑائی ہوئی۔ نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ اُن میں سے ایک مر گئی۔ جس جرم کی سزا میں زندہ بیوی کو عبور دریائے شور کی سزا ملی۔ افسوس اس طرح دونوں ہی گئیں۔ پنجابی مثل ہے نہتا کھایا نہ اتھوڑ لیوں ہی گیا۔ ممکن ہے اگر تین بیاہ ہوتے تو بیچارے کے پلے ایک تو رہتی۔ اچھا خیر خدا کی شان ہے۔ اور بہتری

قحط ممکن ہے۔ کہ اس سال کچھ ہاتھ دکھلائے۔ سارے ملک میں اس کا شور و شر ہے۔ مہاراجہ صاحب جے پور نے قحط زدوں کی سہائتا کے واسطے چار لاکھ روپیہ دان کیا ہے۔ ہماری تو یہی رائے ہے۔ کہ ہون یگیہ پر زور دینا چاہئے۔ جو کہ قحط کا نام تک نہ رہنے دیوے۔ ماسوائے اس کے بیسیوں بیماریوں کا نام ونشان مٹا دے۔ اگر اس چار لاکھ روپیہ میں سے ایک لاکھ کا ہون ہی ہو جاوے تو کروڑوں اربوں بلکہ اُس سے بھی زیادہ کا فایدہ ہو سکتا ہے۔

سنسار کی گتی

پہلے ہی وچار لیا ہوتا

سنسار کی گتی بھی عجیب ہے۔ ہم پہلے ہی سوچ سمجھ کر کام نہیں کرتے۔ بلا سوچے سمجھے کام کر بیٹھتے ہیں پھر اُس میں تبدیلیاں کرتے پھرتے ہیں۔ آج تک یہ تو ضرور سنتے آئے ہیں کہ فلاں شخص نے اپنی رائے تبدیل کر لی۔ اپنا مکان بدل لیا۔ لیکن یہ تبدیلی ایک نئے ہی فیشن کی ہے کہ فلاں شخص نے اپنی جورو تبدیل کر لی۔ پچھلے دنوں میں موضع لنٹن واقع ملک انگلستان میں دو باشندوں نے آپس میں اپنی بیویاں تبدیل کر لیں۔ یہ تبدیلی زبانی ہی نہیں ہوئی بلکہ باضابطہ دستاویز تحریر ہو کر اُس پر طرفین کے دستخط ثبت ہوئے اور ٹکٹ لگائے گئے۔ اس سے بڑھ کر حیرانی میں ڈالنے والی یہ بات ہے کہ عورتیں بھی اس تبادلے میں رضامند پائی گئیں۔ کیا چھانٹ کر جوڑے ملائے گئے تھے؟ کیا ویدک سدھانت کا اب تک ثبوت نہیں پہونچا۔ کہ گن کرم سوبھاؤ دیکھ کر بواہ ہونا چاہئے۔ تاکہ پیچھے سے طلاق اور تبدیلی کی نوبت نہ پہونچے۔

دیسی امیر اور ولایتی امیر

ان دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ہمارے امیر صاحب جہاں کہیں اپنے عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ بس چین کرنے [illegible] اس کا نتیجہ [illegible] کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ رات دن چندہ، تاش، شطرنج وغیرہ فضول کھیلوں میں مصروف رہتے ہیں۔ خوشامدی آدمی ادرگرد سے اکٹھے ہو گئے۔ اور لالہ صاحب کی بیٹھک اپنی عزت اور فخر کا باعث سمجھ کر اُن کیا [illegible] کھیل میں مشغول ہو گئے بغرض محال کھیلتے کھیلتے دل گھبرا گیا۔

اور تھک گئے تو دماغ تر و تازہ کرنے کے واسطے اِدھر اُدھر کی گپیں ہانکنی شروع کر دیں۔ غرض مختصر سارا سمہ وتیت کر دیا۔ مطالعہ کتب کا شوق نہیں۔ اخبارات کی نسبت یہ خیال ہے کہ کون واقعات [illegible]۔ اور اگر کوئی صاحب حوصلہ کر کے اخبار پڑھنے بھی بیٹھ گئے۔ تو لطائف و ظرائف پہلی پڑی ہوئی کتابوں کی بھی صفائی کر دیتے ہیں۔ اور یہیں تک اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ دیسی ریاستوں میں اکثر فیشن ہے۔ کہ شطرنجوری کو امیری کا ایک جزو اعظم سمجھتے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ کو کسرِ شان خیال کرتے ہیں۔ اور برخلاف اس کے یورپی امرا میں اس کے عین برعکس معاملہ ہے۔ گھر پر سفر میں جہاں اُن کو فرصت ملتی ہے کتاب ہاتھ میں ہے مطالعہ کا شوق کمال ہے۔ بڑے بڑے آدمی اپنے کاروبارِ منصبی سے فارغ ہو کر کتابوں کا مطالعہ ضرور کرتے ہیں۔ لارڈ کرزن کی بابت اخبار ڈیلی گرافیکل لکھتا ہے۔ کہ حالانکہ اُن کو اپنے بڑے بھاری منصب کے کاروبار سے ہی بہت کم فرصت ملتی ہے۔ تاہم مطالعہ کے واسطے اپنا تھوڑا بہت سمہ ضرور دیتے ہیں۔ پھر دماغی ترقی کیوں نہ ہو۔

یہ وبا تو اور ملکوں میں بھی ہے

ہمیں آج تک یہ خیال رہا ہے کہ اس قسم کی توہمات میں صرف ہندوستان ہی مبتلا ہے ہم ہندو دیکھتے ہیں کہ سکھ گرنتھ صاحب کی پوجا کرتے ہیں۔ مسلمان صاحبان قرآن شریف کے ورقوں کو تبرک سمجھ کر اُن کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔ جو کہ بت پرستی کی حد تک پہونچ جاتی ہے۔ ہندو پوتھیوں کے آگے ماتھا جھکاتے ہیں۔ لیکن یہ یہیں تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ دیگر ممالک میں بھی جاگزین ہے۔ چین میں دستور ہے۔ کہ کاغذ کے چھپے ہوئے ٹکڑے پر پاؤں نہیں رکھتے۔ اس کو پاپ خیال کرتے ہیں۔ اس پر اُن کی بڑی بھاری شردھا ہے۔

شاباش

کمالات میں سے کونسی ایسی بات ہے جس کو ہم نہیں کر سکتے۔ لیکن ضروری یہ ہے کہ اُس کو پورا کرنے کی سچے دل سے خواہش ہو۔ حال ہی میں ایک گجراتی استری نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ دس برس کے قریب اُس کے بچے ہیں۔ شاباش! آفرین! بادبریں ہمت مردانہ تو۔ اس خود غرضی میں پھنس کر پرش بیچاری استریوں کی ترقی کے راستہ میں بہت قسم کی رکاوٹیں ڈال دیتے ہیں اور فضول کاموں کے بوجھ اُن کے سر پر ڈال کر اُنہیں کرنے دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ استریوں کی وشالتا کم ہی ہوئی ہے۔ ورنہ کونسا ایسا کام ہے۔ جو کہ مستورات نے کر کے نہیں دکھا دیا۔ راج کیا۔ لڑائیوں میں جرنیل ہو کر فتح کیا۔ سیاست مدنی میں نام پایا۔ بردباری میں آدمیوں سے بڑھ کر نام پایا۔ ڈاکٹری میں شہرہ آفاق ہوئیں۔ امتحان پاس کر کے بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سنسار کی گتی کو وہ بیچاری کیا کریں۔ آدمیوں سے خود غرضی جاوے تو اُن کو عقل آوے۔

گرہوں کا پھل

ناظرین میں سے کوئی ایسے اصحاب نہ ہوں گے جو کہ محکمہ جیوتش سے واقف نہ ہوں۔ یہ بھی ایک ٹیکس ہے۔ جو کہ ہندوستانیوں نے اپنے ذمہ بڑی ہی خوشی سے منظور کر لیا ہے اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو اس کا باعث سوائے آپس کی بے ایمانی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ لوگوں کی خوش معاشی جاتی رہی۔ کام خراب ہوتا گیا۔ کیا تو وہ حالت کہ آپس کی ایمانداری

ہر ایک دوسرے کو دشواس تھا۔ دریدہ سے آتے جس تہہ تمرض لیتے دیتے تھے۔ سب کی عزت بھی بچائی جاتی تھی۔ دنیا کی ضرور یا تیں بھی آسانی سے پوری ہو جایا کرتی تھیں۔ مقابلہ میں سے بڑھ۔ بیبیوں کیس تو مقدمہ پہنچے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر تمسکات پر مقدمہ ہونے لگا۔ اگر ذرا بھی ایمانداری ہوتی تو اتنی ہی ڈنڈ سمانی تھا۔ اس پر اکتفا کرتے لیکن نہیں۔ تمسکات کی بھی تحریر سے شک ہونے لگے۔ اس میں طرح طرح کی جعلسازیاں ہونے لگیں۔ گورنمنٹ کو مجبوراً محکمہ رجسٹری کھولنا پڑا۔ پہلے ایسا دور نہیں ہوا کرتا تھا۔ سادہ رنگ جھگڑے ہی رجسٹری کا کام ہنگتا دیا کرتے تھے۔ لیکن بے ایمانی نے ایسا زور پکڑا کہ کام بہت بڑھ گیا اور یہ محکمہ اور محکمات کی طرح جم گیا لیکن افسوس کہ لوگوں نے سوچا نہیں۔ کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ پچھلے سال صرف اسی سے سرکار کو (۳۴۵۱۶۷) تین لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو چھیتر روپیہ کی آمدنی ہوئی۔ یہ رقم بھی ہماری ہی جیب سے گئی۔ کیوں؟ ہمارے کرموں کا پھل۔ ایمان داری دنیا میں بڑی چیز ہے اس سے نیک اور پرلوک دونوں سدھرتے ہیں۔ ہندوستان کے افلاس کے بواعث میں سب سے بڑا یہ باعث ہے کہ ہم ایمانداری سے کام نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے مختلف صورتوں میں ہمیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کو دیکھ کر آپ حیرانی میں نہ پڑیں۔ ہم چنت ہیں کہ بہت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اپنی محکمات کی نگری آمدنی کی طرف ہی توجہ کرکے دیکھیں۔ سال گذشتہ میں اس رقم کی تعداد سوا پچیس لاکھ روپیہ تک پہونچ چکی ہے۔ ابھی اعداد کے شمار چار دو طرف سے بند ہیں۔ [illegible] بھوکے مر گئے [illegible] بھوکے مر گئے [illegible] مر [illegible] کیوں [illegible]

ہی کرموں کا پھل۔ جن صاحبان کی بدولت اس قدر روپیہ فضول خرچ ہوتا ہے۔ وہی صاحبان دیش کی تباہی اور رنج والم کے ذمہ دار ہیں۔ آہ بھائی یہ کیسی کم بختی کی بدولت کروڑوں روپیہ بے مطلب خرچ ہوکر دیش دنیا کو خراب کرے اور دوسرے بھائیوں کی یہ حالت کہ اپنے ملک میں مزدوری بھی نہ پاکر بدیش میں جا کر مزدوری کریں۔ اخبارات سے پتہ لگتا ہے کہ خاص ۱۲۶ ہندوستانی مزدوری پیشہ لوگ ناٹال سے واپس آتے ہیں۔ اور کچھ دھن کما کر لائے ہیں۔ ہمیں سخت افسوس ہے۔ کہ انکے اس قدر محنت سے کمائے ہوئے دھن کا حصہ بھی انہی مدات میں صرف ہوگا۔ کہ جن کی وجہ سے ہندوستان کی یہ درگت ہوئی ہے۔

منہ سے کہیں نا لگا جد کہ منہ لگا ہو	رشیوں کا اپدیش ہے

धर्म एव
हतो हन्ती धर्मो रक्षति रक्षितः

دھرم پالن کیا ہوا رکشا کرتا ہے۔ اور توڑا ہوا ستیاناش کر دیتا ہے۔ دیش کی حالت بگڑ گئی۔ دھرم پر سے شردھا نہ رہی پرنتا رتھ نشٹ ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے بجائے اسکے کہ کام کریں اور دھرم پور دیک دھن اکٹھا کریں۔ بے ایمانی اور فریب پر کمر باندھ لی۔ حال میں ہی چند مہاشے گرفتار ہوئے ہیں۔ انہوں نے ضلع کرنال کے ایک گاؤں میں کچھ مختلف ناموں سے شادی فنڈ کھول دیے اور بہت سے غریب اور مفلسوں کا مال ہضم کرتے رہے۔ آخر کو تاہ کے۔ حکام وقت تک اس کی خبر پہونچی۔ اس امر کی تحقیقات کے واسطے ہمارے لائق اور ہونہار مسٹر [illegible] صاحب انبالہ کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورنمنٹ کی طرف سے تعینات ہوئے چنانچہ انہوں نے کئی آدمیوں کو کچھ کچھ سزا دی کسی

نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ نتیجہ کار بد بد ترکو بدکا

مستورات کیسے مظلوم

(از بیوی [illegible] صاحبہ [illegible])

الحمد للہ کہ انصاف کا خون کر دیا گیا ہے۔ طلاق کا مسئلہ خوب ایچ ہو رہا ہے۔ جہاں خفا ہو آتا ہے یہی سبب کر عورت کو آدمی نے طلاق دیدی۔ آج تک یہ دنیا کہیں نہیں سنا ہاں عورت نے اپنے خاوند کو طلاق دیدی عورتوں پر جو ایک ظلم ہو رہے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ عورتوں کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا ہے۔ ان کو گھر کی کھیتی جانا جاتا ہے۔ جب کہ اس قسم کے فضول خیالات ہمارے دل سے نہیں اٹھتے بیچاری ظلم رسیدہ مستورات کی داد رسی ناممکن ہے اول تو ضرورت یہ ہے کہ دیکھ بھال کر جو دو مردوں اور بچیں کی شادی موقوف ہو۔ بفرض محال اگر مان بھی لیا جاوے کہ طلاق کا مسئلہ ہونا اچھا ہے تو مستورات کا بھی حق ہونا چاہئے کہ جیسے مرد کو چاہیں طلاق دیدیں لیکن ایسا ظہور میں نہیں آتا۔ آدمی عورتوں کو طلاق دیدیتے ہیں۔ عرب میں جو کہ اس مسئلہ کی جنم بھومی ہے ۷۵ فیصدی سے بھی زیادہ طلاق گذشتہ سالوں میں دیجاتی رہی ہیں۔ چہ خوش زبان سے شہرت پانے والی برخلاف اسکے یہ کیسا مبارک اصول ہے کہ ایک دفعہ جو عہد و پیمان ہو چکے وہ ہرگز نہیں توڑے جاتے تو شادی ایک تو قول اقرار مرتے دم تک نبھائے جاتے ہیں

نرلو بچہ اور جپا رتی سنب وچار ہرا ہی ہیکا	ایک دم میں اجیا جیا ہٹ جاتی ہے بات بچے کے کچھ ہو جاتے تھا

معاصر تاج الاخبار خبر دیتا ہے کہ ریاست [illegible] علاقہ میں ایک نہایت ہی دردناک حادثہ [illegible] ایک نیندا۔ کے کھیت [illegible] کر چوہے نقصان [illegible] اُنکے چوہوں کو مارنے کے لئے بازار سے کچھ سنکھیا خرید [illegible] مرغ دال میں ملایا۔ ان میں سے نصف کھیت میں لے گیا۔ اور نصف گھر رکھ لیا۔ جب وہ کھیت میں گیا تو اسکو سانپ نے ڈس لیا وہ بیچارا موت کے حوالے ہوگیا۔ جب عورت کھیت میں پہنچی گئی

اُپدیش!

न जातु काम: कामानामुपभो
गेन शाम्यति हविषा कृष्ण
वर्त्मेव भूय एवाभिवर्धते
॥

اَنجان لوگ کہتے ہیں کہ راج ہو گئے میں بڑا سکھ ہے۔ بڑا دُبدبہ لاکھوں آدمیوں پر سرداری ملتی ہے۔ کوئی شخص راجا کی آگیا سے انکار نہیں کر سکتا۔ سرو ریاست سرو پاستری ہو گئے آتی ہے۔ ہوا خوری کے لئے ہاتی۔ گھوڑے۔ سونے چاندی کے ساز و سامان۔ پالکیاں۔ و رتھ و تمٹموں وغیرہ کی سواری ملتی ہے۔ دن رات خوشی اور آنند کا سا چرچا رہتا ہے۔ اسی سے بڑھ کر اور کیا آنند ہوگا۔ بیشک جن ادر وہو کہا کہنے والی آنکھ۔ اور انجان دل اسی طرح یقین کرتا ہے۔ اور وہ ان جاہ و حشمت کے اندرونی حالت سے بے خبر ہے۔ کیونکہ یہ تمام عیش و عشرت کے سامان جیسے جیسے آدمی کے دل میں محبت پیدا کر دیتے ہیں۔ ویسے ویسے وہ زیادہ دُکھی اور دُکھوں [illegible] کرتا ہے کیونکہ موت اور اس کا نتیجہ تمام چیزوں کے ساتھ ہے۔ چند روزہ اور فرسودگی سب چیزوں کا تماشا کر رہی ہے۔ وہی شخص جو بڑی آب و تاب و شان و شکوہ کے ساتھ آراستہ و پیراستہ دنیا کی نظروں سے کل دیکھو گے کہ فرسودگی و دنیا کی گرد

اس سے کس قدر نقشہ و صورت بگاڑ دیگی۔ وہ آدمی جو آج نہایت خوبصورت جاذب نظر خوشنما لگتا ہے۔ کل اُس کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ نہ اُس کی سرخی۔ نہ بشاشت خندہ روئی۔ نہ اُس کا وہ ناز رہتا ہے نہ اُس میں وہ تر و تازگی پائی جاتی ہے جب زمانہ اُس کی یہ گت کرتا ہے۔ تو وہ اپنی اُس حالت کو یاد کر کے روتا ہے اور پیٹتا ہے۔ اور پچھتاتا ہے۔ اور ہر دم حسرت کے غباروں سے گھلتا ہے۔ اور زار زار آنسو بہاتا ہے۔ پس وہ خوشی جس پر وہ فخر کیا کرتا تھا آج نہیں ہے۔ کیونکہ مادی چیزوں کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ سدا ایک رس و ایک حالت پر نہیں رہتیں۔

یہی حال ان بادشاہوں کے مال و دولت و جاہ و حشمت کا ہے۔ وہ ہی چند روزہ خوشی کا ذریعہ ہیں لیکن جو انسان اُن کی محبت میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ اُن کے جدا ہونے پر اس محبت کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔ اور تڑپ تڑپ کر جد و جہد کرتا ہے۔ کہ وہ اپنا سو بھاؤ بدل دیں۔ یہ اُس کی اپنی نادانی و غلطی ہے کیونکہ مادی چیزوں کا خاصہ یہ ہے کہ سدا وہ ایک رس نہیں۔ افراسیاب جو توران کا نامی بادشاہ تھا جب رستم اور کیخسرو کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا۔ اور اُس کی وہ جاہ و حشمت و مال و دولت و بزرگی و عظمت و سرداری و فرمانروائی وہ چھوٹی تو وہ بیچارا گنگ در کی غاریں جا چھپا اسکو خوف تھا کہ دشمن بجز مارے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ اپنی حکومت کے زمانہ میں دنیاوی چیزوں کے لالچ میں سخت سے سخت ظلم کئے تھے۔ جس کی وجہ سے

اُس کی ساری رعایا ناراض ہو گئی تھی۔ اور اُس کو اسی لیے شکست پر شکست ایرانیوں نے دی اور اُس کا غرور توڑا۔ وہ بیچارا اُس غار میں پہونچا۔ وہ غار تنگ و تاریک تھی۔ وہ اُس میں داخل ہو کر رویا کرتا اور کہتا میرا وہ لشکر آج کہاں ہے۔ وہ تخت توران جو چاندی و سونے سے مڑھا ہوا تھا۔ جس پر بیٹھ کر میں چین اور ماچین تک اپنے فرمان جاری کیا کرتا تھا۔ افسوس کہ آج نہیں ہے۔ میرے وہ رشتہ دار کہ میرے پسینہ پر خون بہانے تیار ہیں۔ وہ جو کل میں مخمل کے بچھونوں پر سوتا تھا آج مٹی کے ڈھیلوں پر سویا ہوں۔ اور کانٹے بدن میں چبھتے ہیں۔ وہ اپنی اس حالت زار پہ افسوس کہتا۔ اور اپنی نادانیوں پر پچھتاتا پ کرتا۔ اور دوار عالم کے سامنے گڑگڑاتا۔ وہ سکندر کہ یونان سے چلکر پنج و بخارا۔ ایران و توران و آذربائیجان و مصر تک جسنے اپنی فتحیابیوں کی دھوم مچا دی اور جسکو دنیا کی محبت نے اسقدر اندھا کر دیا کہ وہ جائز و ناجائز کا رتی برابر خیال دل میں نہ لایا۔ انجام کار حسرت و افسوس کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا۔ یہی دشا انیک راجوں مہاراجوں کی ہوئی۔ اندریوں کا بھوگ جو راج کا لالچ ہے وہ راجا بابو و بادشاہ وغیرہ سب انسانوں کے آتماؤں کو دنیاوی محبت میں جکڑ رکھتا ہے جسکے سبب سے انسان تموگن پر کرتی جنیہ اندھکار میں پڑ کر پرماتما کے لازوال و غیر متغیر روشنی سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور اندھیرے میں پڑا ہوا ٹکریں مارتا ہے۔ اور بڑے بڑے عذاب اُٹھاتا ہے۔ اسلئے منو جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ لذائذ نفسانی کے بھوگنے سے ترپتی نہیں ہوتی بلکہ دن بدن حرص چوگنی ہوتی ہے۔ جسطرح کہ گھی میں گھی و سامگری ملانے

روئے زمین کی خبریں اور رائیں

منشیات سے رعایا تباہ ہو رہی ہے پچھلے سال منشیات کے محصول کے اندازے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پچیس لاکھ ستر ہزار روپیہ گورنمنٹ کے کوش میں داخل ہوا ہے یہ روپیہ صرف سرکاری محصول ہے اس کا اندازہ جو کہ نشئی آدمیوں کی پاکٹ سے نشئی اشیاء کی خرید پر خرچ ہوا ہے اس سے شاید بیس گنے سے بھی زیادہ ہوگا ہندوستان صرف لیکچراموں کے لئے ہی دیوانہ ہے۔ کوئی کام بھلا ہو یا برا اگر عملی طور پر کر کے دکھلایا جاوے تو بہت جلد ترقی پکڑتا ہے۔ آپ نے آج تک شراب نوشی وغیرہ کے خوابوں پر کبھی لیکچر نہیں سنا ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی کتاب دیکھی ہوئی۔ یہ سب کچھ عمل کا ہی پرتاپ ہے کچھ مشکل نہیں اگر وعظ اپنے اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنا دیں۔ تو ان کے خیالات کا بہت ہی پرچار ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس آتا ہے۔ کہ یہاں صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔

امیریکا دیش کی ایک استری نے علم فلسفہ میں برلن یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی ہے ہمارے دیش میں تو مردوں کی خود غرضی سے بیچاری استریوں کی بڑی گت کے پیچھے چلی گئی ہے۔ ورنہ کون علم اور کون کام ہے جو کہ مستورات کے واسطے محال ہے۔

حال میں ایک استری مسماۃ کیا ووسکا انتقال سینٹ پیٹرزبرگ دار السلطنت روس میں ہوا ہے۔ اس کی لائبریری میں کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار کتب موجود ہیں۔ کسی آدمی کی تصنیف کردہ کتاب کو وہ اپنی لائبریری میں نہیں رکھا کرتی تھی۔ آدمی جیسے بھی تھے بھی ہوں گے ورنہ آدمیوں میں بڑی بڑی تیں ہیں۔

ملک سویڈن میں ڈاکٹر صاحبان کی فیاضی قابل قدر ہے۔ اس ملک کی طرح وہاں یہ دستور نہیں کہ ڈاکٹر صاحبان مریض کے پاس بل بنا کر بھیجیں۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ رواج ہے کہ جو کچھ مریض اپنی مرضی سے دے اس کو وہ بڑی خوشی سے منظور کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ واقعی قابل تقلید ہے۔ کیونکہ ایک تو مریض کو اپنی بیماری کا فکر ہوتا ہے۔ دوسرے اس کی جان کو یہ عذاب لگ جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا بل نہ بڑھ جاوے جس کی وجہ سے اس کی شفایابی میں بہت رکاوٹ ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

تجارت بڑی اچھی چیز ہے۔ تجارتی قوم تجارتی ملک ہمیشہ مالدار ہوا کرتے ہیں۔ امیریکا کے مالدار ہونے کا ایک یہ بھی باعث ہے۔ کہ وہ جتنے کا مال باہر سے منگواتا ہے اس سے تین گنی قیمت کا مال دوسرے ملکوں کو بھیج دیتا ہے۔

استریوں میں بہادری کا ستیاناش نہیں ہوا۔ شجاعت کے چمتکار اب تک ان میں پائے جاتے ہیں۔ حال میں ہی آفریدیوں نے جو پشاور کے پاس دو گاؤں پر حملہ کیا۔ تو ان کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر گاؤں والے ان کے زیر ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آفریدیوں نے ان کو خوب لوٹا۔ آخر ش دو مستورات نے ان کو روکا۔ اس جدوجہد اور کشمکش میں وہ دونوں استریاں گولی سے ماری گئیں۔ مر جانا ایک اور بات ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں ان سینکڑوں آدمیوں سے اچھی ثابت ہوئیں کہ جن سے دشمن کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ بن سکا۔

امیریکا میں قانون ہے۔ کہ چینیوں کو وہاں عام طور پر جانے کی اجازت نہیں۔ یہ معاملہ عجب حیرانی میں ڈالنے والا ہے۔ جہاں ایک طرف اہل امیریکا آزادی کی استقدر پکار کر رہے ہیں۔ اور آزادی کے واسطے پسند رہنے سے سخت محنت کر کے کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسی مقصد کے واسطے انہوں نے چین والوں کو استقدر روپیہ معاف کر دیا۔ وہاں دوسری طرف بہت ہی نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ملک میں آنے کیواسطے ممالک غیر کے باشندگان کو اتنی بڑی رکاوٹ کریں۔ وہاں کوشش ہو رہی ہے۔ کہ اس قانون کو منسوخ کیا جاوے۔ درحقیقت یہ امیریکا کے نام پر بٹہ ہے۔

دھرم سے بیتنے آدمی کیا کچھ نہیں کرتا۔ بہتر دوار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لنکا میں ایک آدمی پکڑا گیا ہے جس کے پاس کئی نوٹ جعلی تھے۔ دیکھئے اس کی سزا وہ کیا بھگتتا ہے۔ ایک دھرم کے پرچار سے اس قسم کی تمام خرابیاں دور ہو سکتی ہیں

پچھلے سال ہندوستان سے مفصلہ ذیل اشیاء غیر ممالک کو گئیں۔ کپاس ۔ ۱۹۶۸۸۹۲۵۰ من

گندم ۔ ۲۹۳۹۳۴۷۷۱ من پختہ

تخم السی ۱۵۰۶۲۲۱۳۳۵ من پختہ

نیل ۷۲۹۹۷۲ "

چاول ۲۱۱۷۶۶۱۵۷ "

ہندوستان بیچارا کیا کرے۔ وہ تو اپنی محنت ہی کرتا ہے۔ نیل اور کپاس جو جہازوں سے جاتا ہے وہاں ... اشیوں کے حساب فروخت ... تو سارا کام چوڑ کر دیا۔ غلہ کی افراط وجہ سے فرق آگیا کہ وہ ممالک غیر میں چلا رہی کپاس وغیرہ سو اسکے کپڑے وغیرہ بن کر آجاتے ہیں۔ جو یہاں بہت ہی گراں بکتے ہیں

ستیہ دھرم پرچارک

مہاتماؤں میں کون بڑا؟

ہم روز مرہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر لیکچر دیتے ہیں۔ مضمون؟ بت پرستی کی کھنڈن۔ بات بات پر بت پرستی کی تردید کی جاتی ہیں۔ بیچاری بت پرستی پر ہر طرح طرح کے مخول اُڑائے جاتے ہیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا بت پرستوں سے نفرت کرنے والے خود تو اس بلا میں گرفتار نہیں۔ تحقیقات کرنے پر پتہ لگتا ہے۔ کہ بہت سے صاحبان باوجود پُرزور کھنڈن کرنے کے بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ آپ سکھ ہیں۔ بیچارے برہمنوں کو بھاگوت کی پوتھی کی پوجا کرتے دیکھ کر اور اُس کو رتھوں اور پالکیوں پر سوار کرا کے پھراتے اور اس پر پھول اور بتاشے چڑھاتے اور گھنٹیاں بجاتے دیکھ کر اپنے دوستوں میں بیٹھ بہت سی ٹھٹھا کیا کرتے ہیں۔ لیکن آپ ہی جو کچھ کرتے ہیں [illegible] آج تک نہیں دیکھا۔ گرنتھ [illegible] کے پیچھے اُتار کر [illegible] اس کا نتیجہ [illegible]۔ گرنتھ صاحب کو [illegible] چند آ [illegible] ہیں جس وقت باجا نکلتا ہے۔ ایک آدمی لوٹا پانی کا آگے گراتے چلتا ہے۔ اور کچھ پانی گراتا جاتا ہے۔ ایک آدمی کے سر پر باباصاحب براجمان ہیں۔ چوری ہو رہی ہے۔ گھنٹے گھڑیاں کی خوب رونق ہے۔ اور جہاں باباصاحب کا سوار اُترتا ہے۔ گدی تکئے لگ جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے ریشمی رومال اور جھاڑی کے اور زرد وزی بیش قیمت کپڑے باباصاحب کے اوپر اور ارد گرد دیکھے جاتے ہیں۔ پھول اور بتاشوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ کڑاہ پرشاد کا باباصاحب کو بھوگ لگتا ہے۔ شامیانہ در شامیانہ تن جاتا ہے۔ یعنی سب لوگوں کے واسطے بڑا شامیانہ اور اُس کے نیچے پھر باباصاحب کے واسطے جدا شامیانہ۔ اُس کے آگے ہاتھ جوڑتے اور ماتھا رگڑتے ہیں منتیں مانتے ہیں۔ باباصاحب کی قسمیں کھاتے ہیں۔ غرضیکہ وہ کام کرتے ہیں۔ جو کہ آج تک برہمنوں کو سوپن میں بھی نہیں سوجھے تھے۔ بھاگوت کی سواری اور گرنتھ صاحب کا سوارا۔ بھاگوت بیچاری کی آرتی نہیں ہاں باباصاحب کی روز مرہ آرتی۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ بھاگوت جی کے حروف کسی اور طرح کے۔ اور باباصاحب کسی اور طرح کے اور یہ بات جاری ہے کہ خواہ گورمکھی حروف کی دیوناگری حروف سے چوری ہی کی گئی ہے۔ جیسا کہ حال میں ہی ایک شخص صادھو موضع جھلیاں تحصیل روپڑ ضلع انبالہ میں رہتا ہے۔ اُس نے سب کے سب حروف ایک نئی قسم کے بنائے ہیں۔ اور آواز گورمکھی کی طرح دیوناگری جیسی ہی ہے۔ اور اس قسم کا بال اُپدیش بھی بنالیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جیسی پوپ لیلا بھاگوت میں بھری پڑی ہے۔ ویسے ہی پوپ لیلا کا اُپدیش باباصاحب کرتے ہیں۔ ذرا بھی فرصت ملی تو بتلا دیں گے کہ گرنتھ صاحب میں کونسی پوپ لیلا ہے) فرق صرف اتنا ہے۔ کہ وہ صرف سکھوں کا گرنتھ صاحب ہے۔ اور یہ برہمنوں کا بھاگوت

(۳) شرادھ ہندو بھی کرتے ہیں اور سکھ بھی۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی فرق ہے۔ سکھ گرو صاحب کا شرادھ کرتے ہیں اور ہندو اپنے بزرگوں کا۔ ہندو برہمنوں کو بھوجن کھلاتے ہیں اور سکھ بھائی جیٹوں کو۔

(۴) سکھوں نے اپنے تیرتھ اور زیارت گاہیں جدا بنا لیں۔ ہندو اس کدم برکش کی پوجا کرتے ہیں۔ کہ جہاں کرشن جی گوپیوں کی چیر لے کر اوپر چڑھ بیٹھے تھے۔ سکھوں نے جھاڑی کے جھاڑ کا نام جھاڑ صاحب رکھ لیا۔ اور ہندوؤں کی یاترا کے مقامات۔ ہردوار۔ متھرا بندرابن۔ کاشی۔ پریاگ وغیرہ اور اُدھر سکھ صاحبان ترن تارن صاحب۔ آنند پور۔ کیرت پور صاحب۔ کھڈور صاحب مکتسر صاحب۔ پٹنہ صاحب۔ پنجہ صاحب سری امرتسر صاحب وغیرہ کو جاتے ہیں۔ ہندو اردا س کراتے ہیں۔ سکھ ارداس سودھتے ہیں۔ ہندو دیوی جوالا مکھی وان۔ اور لالاں والے کے نام سے ارداس کراتے ہیں۔ اور سکھ دس گروؤں کے علاوہ بھولا سنگھ۔ نہال سنگھ وغیرہ شہیدوں کے نام سے۔

(۵) کسی کی موت پر ہندو لوگ منہ میں پنج رتنا ڈالتے ہیں۔ سکھ لوگ بجائے پنج رتنا کے امرت جھکاتے ہیں ہندوؤں کے دستور ہے کہ مردے کو نہلا کر بعض اوقات چندن سے لیپ

کرتے ہیں۔ اُدہر سکھ صاحبان مُردے
کے کچھیرا انگ پہنا کر دستار اسجاتے ہیں
(دوپٹہ باندہتے ہیں) اُور ہنود اپنے
مردے کی استھیاں گنگا پہونچاتے ہیں۔
اُدہر سکھ اپنے مردوں کی استھیاں
پتال پوری میں گرادیتے ہیں۔ (کیرت پور
کے پاس دریائے ستلج میں ڈال دیتے
ہیں) ہندوؤں کے گرنتھ پوران
کی کتھا اور سکھوں کے گرنتھ صاحب۔
(۶) ہندوؤں کی مکتی گنگا میں سنان کرنے
سے۔ اور سکھوں کی سری امرتسر صاحب
میں نہانے سے۔ ہندو جگناتھ جاکر ہر شئے
جیوٹھا بھات کہاتے ہیں۔ سکھ پوہل چکتے
وقت اپنے من گہڑت امرت میں شوچ کا نام
ونشان مٹاتے ہیں۔ اور چھینبہ نائی۔
کہتری۔ برہمن۔ سود۔ سنار۔ جٹ۔ سائی
وغیرہ سب ایک دوسرے کا جھوٹھا
شربت پیتے پلاتے ہیں۔ ہندوؤں کے
رواج ہے۔ کہ وہ رہی سنتان کو بعض
اوقات سادہوؤں پر چڑہا دیتے ہیں۔ اُسوقت
سے وہ ان سادہوؤں کا ہی پتر کہلاتے ہیں
اور سکھ صاحبان جس وقت امرت
چکھتے ہیں۔ اُسی وقت اپنے ماتا پتا
کو جواب دے کر اپنے آپ کو گورو گوبند سنگھ
کی اولاد بتاتے ہیں۔ اور سوڈہ بنس
خالصہ میں نام لکھاتے ہیں۔ ہندو لوگ
بودی رکھتے ہیں۔ اور دوج لوگوں میں
دستور ہے۔ کہ جنیو پوت پہنتے ہیں۔
خالصہ صاحبان نے بودی یعنی چوٹی
اور جنیو پوت کے بجائے اور اکثر اوقات
اس کو توڑ کر پنج ککے (کڑا۔ کیس۔
کرپان۔ کنگھا کچھ) دھارن کرتے ہیں
حالانکہ پرماتما کے دئے پنج ککے بہت

ہی بیش قیمت اور ضروری ہیں۔
دکو ہنی۔ کنٹھ۔ ہاتھ۔ کان۔ کمر۔ سکھ پہلے
پانچ ککوں میں سے اگر سارے ہی اُتر جاویں
تو کچھ بھی نہیں بگڑتا۔ بلکہ ایک طرح سے
بوجھ ہلکا ہو کر سر پر سکھی رہتا ہے۔ اور
برخلاف اُس کے اگر ایشور کے پانچ ککوں
میں سے ایک میں بھی فرق آجاوے۔ تو
نانی یاد آجاتی ہے۔ اور خدانخواستہ
اگر پانچوں ہی نہ رہیں تو بس پھر تو
کیا ہی کہنا ہے۔ صفائی ہے۔ ہندوؤں
کے مہا برہمن۔ سکھوں کے مہا پرشاد
برہمنوں کا جنیو پوت اگر اُتر جاوے تو
پرائشچت کراتے ہیں۔ سکھوں کا اگر دستار یا
دسر کا دوپٹہ اُتر جاوے تو تنخواہ
بخشاتے ہیں۔ ہندو سادہوؤں کے گیروہ
رنگ والے کپڑے اور نہنگ سنگھوں کا
نیلا بانا۔ ہندوؤں کے ٹھاکر دوارے
اور سکھوں کے گردوارے۔ ہندوؤں
کے پوپ جی۔ اور سکھوں کے بھائی جی
ہندوؤں کے مہاراج جی کھیر پوڑے پر
دلدادہ اور سکھوں کے بھائی جی کڑاہ
پرشاد پر آمادہ۔ اُدہر ہندوؤں کے
کرشن جی نے پہاڑ کو اُنگلی پر اُٹھا لیا۔
ادہر سکھوں کے نانک صاحب نے جب
کہ آزمائش کے واسطے ایک سدہ نے
پہاڑ کو بابا نانک صاحب کی طرف اُلُڑھکا
کر مارا۔ پہاڑ کو ہاتھ سے تہا دیا۔ جس پر
اب تک بقول سکھ صاحبان پنجہ کا
نشان ہے۔ اور پنجہ صاحب ایک یاترا
کی جگہ بن گئی ہے۔ ہندوؤں کے ہاں
جب پیش کردہ دودہ کے کوڑے ہیں۔ جو لالا
مائی کی لاش پھر جاتی ہے۔ اور ہاتھ پھر
کے پیڑے میں وہ آجاتی ہے۔ تو دودہ

اور پہیڑا منظور ہوجاتے ہیں۔ اسی
طرح سکھ صاحبان کا کڑاہ پرشاد جبکہ
پنجے صاحب میں پنجہ اس کڑاہ پرشاد پر
آ لگتا ہے تو منظور ہوجاتا ہے۔ ہندوؤں
میں چوبیس اوتار۔ سکھوں میں دس گرو
ہندوؤں کا آخری نشکلنک اوتار۔ سکھوں
کا آخری گرو گوبند سنگھ۔ ہندوؤں کی
ہندی۔ سکھوں کا ہولا۔ ہندوؤں کو
جمودی کا وہم۔ سکھوں کو کچے کا خبط
ہندو اپنے ڈاڑہی بال کی گرہ دیتے
سکھ سارے بالوں کی گتھی یا جوڑا بنا
لیتے ہیں۔ ہندوؤں کی شدہی گنگا
کے پیشاب اور گائے کے گوبر سے ہوتی
ہے۔ اور سکھوں کی شدہی جوتوں سے
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سکھوں کی فوج کے
پاس جب کہانے کو نہ رہا تو مسلمانوں کے
ہاں سے روٹیاں لوٹ لائے۔ اور کہنے
لگے کہ مہاراج مسلمانوں کی روٹیاں ہیں
جواب ملا کہ روٹیوں پر بیس جوتیاں
مارو مسلمانی نکل جاویگی۔ علاوہ ازیں
جب کسی مسلمان کو شدہ کرتے ہیں۔
تو اس کو وہ نسن کہلاتے ہیں۔ جو کہ
اُن کو شرعاً ممنوع ہے۔ ہندوؤں کے
گلے میں جنیو پوت۔ سکھوں کے گلے میں
لوہے کی مالا۔ ہندوؤں کے نام دیوتا
سکھوں کے نام دیو اسنگھ۔ ہندوؤں کے
جنم اشٹمی۔ سکھوں کے جنم دن۔ ہندوؤں
کی گہڑیوں کے ڈریں ہیں۔ اشٹمی
دیوی کی تصویر۔ سکھوں
کی توپ پر دیوی کی تصویر
ننار پور سے لائی گئی تھی۔ اور اُس
لاہور کے عجائب خانہ میں موجود
ہندوؤں کا پیاز۔ سکھوں کا ر ہانگ

ہندوؤں کے جنیو - سکھوں کے بادام
ہندوؤں میں لنگوٹ سکھوں میں سچا لا منگا
ہندوؤں میں سچا نا سکھوں میں برخلاف
اس کے کیہ ٹھیترا سنگھ - ہندوؤں میں
سوہ وراس سکھوں میں پنچ اکٹھا سنگ
ہندوؤں کو سوجھا - لوٹتے ہیں - ادھر
سکھ صاحبان سہرا سنگ - ہندوؤں
کی رسوئی سکھوں کا لنگر - ہندوؤں
کے گوسہ راگی سکھوں کا گوشت راگ کا نغمہ
ہندو ٹھاکر جی کی عزت کرتے ہیں - سکھ
گرو دوارہ پرشاد کی بے عزتی ہو جاتی ہے -
ہندو جب ہارتے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں
خالصہ جی بھاگتے تو نہیں بلکہ ہرن ہو جاتے
ہیں - ہندو تیاگ سے چیتا ہے کہتے ہیں
خالصہ جی چیتا بیجاتے ہیں - ہندو لوگ
پاخانہ جاتے ہیں - خالصہ جی پاخانہ
تو نہیں جاتے - قاضی کو سدھ پانی دستے
آتے ہیں - ہندوؤں کی منجی اور کیلی
خالصہ صاحبان کی منجی صاحب اور کیلی
صاحب - ہندوؤں کی شری گنگا
مائی - سکھوں کا جھاڑ صاحب - ہندو
پتھر وغیرہ کی مورتیوں کو کپڑے پہناتے
ہیں سکھ بابا اٹل کے دربار کے سنگ مرمر
کی دہلیز کو ہاتھوں سے دباتے ہیں - جیسا
کوئی تھکے ہوئے آدمی کی ٹانگیں دبایا
کرتا ہے - ہندوؤں میں چمار - سکھوں
میں رامداسئے - ہندوؤں میں چوہڑے
[illegible] ہی
. . . . . .
اس کا نتیجہ بابری بجا ہی - برہمن
چند آور بوتہ - ٹمن - کمبوہ - سائیں
کلال - بہن - ہنڈاری - نیٹر
سراف - بزاز - اگروال مہرلے وغیرہ
وغیرہ بے شمار حساب ہے - سکھوں نے
بھی کچھ کمی نہیں کر رکھی - جیسا کہ
آکرشدھی سبھا کے ایک خالصہ نے
لکھا ہے :-

کون سکھ بنارت ہو بھائی
میں اردڑا ہیں ہے نائی
تیری سنگھا کی ہے ذات
نانا نبسی چھینا کھترات
تیرا ادود کون ہے پیارے
ایسی سنگھ ہیں جے کرارے
تیرا جنم کنہیاں دے گھر دا
میں ہیں میہرا پانی بھردا
تیں ناں وسیا اپنا حال
اہلو والیے ایسی کلال
توں ہی اپنا گوت بکھان
تکڑی گھڑ نے دا کلہان
لشاں کنہیاں گھر اسا لیا
برہمن جنم رب نے دیا
کی کچھ کر دے تیرے گھر دے
ہیں کھتری ہٹی کر دے
تین کیہ جب بھلی کمیوں کینی
ذات سائیں اگے پان لیتی
توں ہی کہہ دنیا السیٹا
میں رنگریٹا ٹٹیا گورو کا بیٹا
تیں کیوں جدی لگائی تاڑی
رو اس بھگت دی مہربانی ہی
تیں ناں وسیا گوت پیارے
ای پوترے ہیں سیارے
کہدے جیدے تو ہی کچھ
نام رہتئے ساڈا بچھ
تیری کی ہے ذات بتانے
پچھ سنگتیے سنگ لیانے
تیں بیٹھ کیوں رہے اکلے
ہم سکھاں ہیں ادھے بھلے

کہو آپ ہی کوئی بانی
ہم ہیں بادھے تین جاتی
توں کیوں بیٹھا پا پنچ جھملا
بیدی ادھ سمجھ بھیلا

آپ کو بخوبی پتہ لگ گیا - کہ جیسے بھلے
کھوڑی ہندوؤں میں ویسے سکھوں میں
جیسے ہندو لوگ اپنے رشیوں کی آگیا کو
نہ مان کر پوپ لیلائیں پھنس گئے - اور
ویدوں کے الٹے ارتھ لگانے لگ گئے - اور اکثر
ارتھ انہوں نے ان کو جواب دیدیا - ویسے ہی سکھوں
نے اپنے گوروؤں اور گرنتھ صاحب کے
اپدیش سے منحرف ہو کر ویدوں کو صاف جواب
دیدیا - گرنتھ صاحب ویدوں کے حق میں
اپدیش کرتا ہے - اور بار بار کہا - کہ کہتا ہے
(۱) دیپک جلے لئے اندھیرا جائے - وید پاٹھ متی
پاپاں کھائے (۲) دکھترو وید پہینگ سبھی
پاپ نشٹینگ (۳) چچا چارے وید جن ساجے
چارے کھانی چار جگان (۴) جھیں وید
پڑھے سو ویدی کہائے - تنہیں دہرم
کے کرم نیکے چلائے (۵) وید کتیب کہو مت
جھوٹے جھوٹا جو نہ وچارے - جو سب میں
ایک خدا کہت ہو تو کیوں مرغی مارے
(۶) وغیرہ وغیرہ - ان سب باتوں کو بالائے
طاق رکھ کر خالصہ جی نے گرنتھ صاحب کو ہی
سب کچھ مان لیا - جیسا ہندوؤں نے اپنی کتھ
مقررہ کے برخلاف اس کو کہا - ویسے ہی سکھوں
نے جھٹکے کا نیا فیشن چلایا - حالانکہ گرنتھ صاحب
میں اس کا نشیدہ ہے - جیسا کہ کہا ہے - کہ ان
جھٹکا ان بسمل کینی دیا - دوہاں سے بھاگی
سنگت کبیر سنو بھائی سادھو آگ دوہاں گھر لاگی
بھانگ اچھلی سرا پان جو جو پرانی کہائے
تیرتھ برت جیتے کیئے سبھی رساتل جائے
وغیرہ وغیرہ بہت جگہ آیا ہے -

اُدھر اگر ہاتھ پر چنا گار بی کرنے کے واسطے پوپ جی کو ایک گھنٹہ کی ضرورت ہے۔ اُدھر خالصہ جی کو کیسیں سنان کرنے کے واسطے سارے دن کی اوشکتا۔ اُدھر پنڈت جی کھیر پوڑے کھا کر ٹھاکر دوارے بھنگ کے رگڑے لگاتے ہیں۔ اُدھر گائے کے دم کی چوری ہندوں کے ٹھاکر جی کے گھر ہیں۔ اُدھر چوری کے علاوہ سور کی ہڈی کا خالصہ جی کے سر ہیں۔ ہندوں کے مندر جوالا دیوی - چنت پورنی اور سکھوں کے بھدن کھنڈور صاحب۔ ہندوں کے بڑے بڑے تالابوں کے نام کے ساتھ ہی صاحب نہیں۔ سکھوں کی ایک باوڑی گو بندوال ہی اس کا نام بوئی صاحب۔ ہندوؤں میں جیرام جی کی (یعنی جے رام چندر جی کی) سکھوں میں واہ گرو جی کی فتح۔ ہندوؤں کی پرات کال کی سندھیا۔ سکھوں کی سکھمنی صاحب۔ ہندوؤں کی شام کی سندھیا سکھوں کی آرتی پوجا۔ بھاگوت کی ادھیائے جپ جی صاحب کی پوڑیاں وغیرہ وغیرہ۔ کہاں تک اس مضمون پر آپ کا سمہ لیں۔ آپ نے دیکھ لیا۔ کہ جو خرابی ہندوؤں میں ہے وہی سکھوں میں۔ بلکہ سکھوں میں ہندوؤں سے بہت چڑھ بڑھ کر ہے۔ یہ صورت ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ سکھ صاحبان بیچارے ہندوؤں میں سے اپنے کشیدہ خاطر کیوں ہیں۔ کونسی ایسی بات ہندوؤں میں موجود ہے۔ جس کو سکھ بری کہتے ہوں۔ اور وہ بجنسہٖ یا اس کی نقل سکھوں میں موجود نہ ہو بلکہ مذکورہ بالا امور سے بخوبی روشن ہو گیا۔ کہ سکھ صاحبان ہندوؤں سے چار قدم آگے ہیں۔ اس صورت میں ہرگز مناسب نہیں کہ ہندوں کو ذلیل اور خوار کیا جاوے اور سکھ اپنے آپ کو بڑے نازک خیال سمجھیں

ہمارے نزدیک دونوں ایک جیسے۔ دنیا میں جو کچھ اشری پوپ جی نے پھیلایا وہی سکھوں کے بھائی جی نے کر دکھایا۔ سکھ صاحبان بجائے اس کے ہندوؤں کی بری اور قبیح رسومات کو دور کر کے انکی جگہ نئی اور عمدہ رسومات اختیار کرتے۔ انہوں نے الٹا ان سے بھی بری اور خراب رسومات اختیار کر لیں سمجھ میں نہیں آتا کہ گنگا میں استھی ڈالنے سے کون پاپ ہوتا تھا۔ جو اب پتال پوری میں مردے کی ہڈیاں ڈالنے سے نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا نقصان ہو گیا۔ کہ بجائے ایک پوپ کے گڑھ کے دو پوپ گڑھ ہو گئے برہمنوں میں کیا کسر تھی جو کہ بھائی جیوں نے پوری کر دی۔ گنگا میں نہانے امرتسر میں نہانے۔ حلال بھیٹا جھٹکا کھا لیا۔ کاشی میں یاترا کیو اسطے نہ گئے۔ ایچلا نگر صاحب چلے گئے۔ متھرا بندرابن میں ہوری نہ دیکھی۔ انند پور میں ہولا جا دیکھا صرف لفظی ہیر پھیر ہے بات وہیں کی وہیں۔ اتنا ضرور ہو گیا۔ کہ ایک دھڑا بر خلاف ضرور ہو گیا ورنہ فایدہ کچھ نہیں۔ اگر یہ خیال ہو کہ سکھوں نے ہندوؤں کی رکشا کی۔ سو اس شیخی سے معاف رکھئے۔ سب گنت و خون ذاتی اغراض کیواسطے ہوئے۔ ہمارے خیال میں ہے کہ سکھ مت ہندوؤں کا خانہ زاد اور جانی دشمن ہے ہندوؤں کے سر پر بودی۔ سکھوں کے بودی نذارد۔ ہندوؤں کے گیگیو پوتے۔ سکھوں نے وہ بھی توڑ دئے۔ ہندوؤں کے شوچ اور پوتر تا سکھوں نے نام بنا وا مرت نے اس کی بھی صفائی کر دی۔ ہندوؤں میں حقہ کی صلح۔ سکھوں نے یہ بھی ایسے نہیں رہی۔ ہندوؤں کے تیرتھ چھوڑے۔ اپنے بنالئے۔ ہندوؤں کے پھیرے چھوڑے۔ دنیا آنند پڑھنا شروع کر دیا۔ ہندوؤں کے برہمن تیاگے۔ اپنے بھائی جی مقرر کر لئے۔ ہندوؤں کی ہر ایک بات کا مقابلہ میں اپنی نئی بات جدی بنالی اگر سچ مچ ہندوؤں کی رکشا کی ہوتی۔ تو استغفر اللہ

جدے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں خالصہ بنا اور اپنی کھچڑی جدا پکار ہے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ہندوؤں سے جدا بتا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ رکشا کا صرف ہندوؤں کے دل خوش کرنے کا بہانہ ہے۔ ورنہ جہاں تک ان سے ہو سکا ہندوؤں کی بیخ و بنیاد اکھاڑنے میں انہوں نے کسر باقی نہیں رکھی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر در حقیقت یہی بات ہے۔ تو ہندو سکھوں کے ساتھ موافقت کیوں رکھتے ہیں اس کی بات یہ غرض ہے کہ ہندو قوم برہمنوں کے ہاتھ میں ہے۔ جدھر کو چاہیں گلا مروڑ دیں چونکہ برہمن صاحبان کی روزی کا انحصار بہت کچھ سکھوں پر ہی ہے۔ اسلئے یہ چوں تک نہیں کرتے اور سکھوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ ورنہ اصل سکھ صاحبان ہندوں کے سخت برخلاف ہیں۔ آپ یہ پڑھ کر اور بھی حیران ہوں گے۔ کہ خالصہ صاحبان ہندوؤں کے ہاتھ سے پانی والی چیز مثلاً دودھ مٹھائی وغیرہ لے کر نہیں کھاتے۔ سکھ مانس کھانے والے ہیں۔ شراب پیتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے بعض فرقے ان اشیاء سے قطعی متنفر ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ وہ ہندو صاحبان سکھوں کے ہاتھ سے لے کر نہ کھاتے۔ لیکن یہ بات اُلٹی ہی ہے سکھوں کی سکھاں شاہی دین اور دنیا دونوں میں چلتی ہے۔

ضرورت

ایک تیرہ سالہ کنیا کے لئے ایک پنجابی کھتری کی ضرورت ہے جسکی عمر ۲۰ فائیٹ ۲۳ سال ہو۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لئے آ سہا اور سیر

آریہ سماجک خبریں

پچھلے ہفتہ برہمچاری آشانندجی نے برہان پور میں ویدک دھرم کا پرچار کیا اپدیش دیا اور دو ستھانوں پر لیکچر ہوئے۔ اثر اچھا رہا ہے۔

ملتان آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۳۰ و ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔

مظفر گڑھ آریہ سماج گرودکل کے افتتاحی جلسہ کے متعلق مبلغ ۵۰ روپیہ وصول کا وعدہ کرتا ہے۔ وقت بہت تھوڑا ہے۔ اب وعدے کا سمے نہیں۔ کر کے سو کام والا معاملہ ہونا چاہیے۔

ہاکڑیاں میں مہاشہ برہمانندجی کی ماتا کا دیہانت ہوگیا۔ پرماتما ان کو شانتی دیں۔ مرتک سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔

مہاشے جیت بہاری لال اسسٹنٹ سکرٹری آریہ متر سبھا آگرہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آریہ متر سبھا آگرہ کا سالانہ جلسہ ۲۴-۲۵-۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ ۲۴ جنوری کو نگر کیرتن ہے۔ سوامی درشنانندجی اور پنڈت تلسی رام سوامی میرٹھ نواسی اپدیشک بلائے گئے ہیں۔ جلسہ اس سال امید ہے کہ آریہ پرشوں کی ہمت سے سبھا کی زندگی میں غیر معمولی ہوگا۔

سکرٹری آریہ سماج رام نگر ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ رام نگر کے لوگ اب آریہ سماج [illegible] ہیں۔ اپنے سنسکاروں [illegible] اس کا نتیجہ [illegible] ج کی بھجن منڈلی بلاتے ہیں [illegible] چندہ [illegible] بازاروں اور کوچوں میں نگر [illegible] کیا گیا۔ اور سکول کے واسطے چار روپیہ [illegible] مانگی۔ وہاں لالہ کرپارام صاحب آریہ سبھاسد ایک یوگیہ حکیم ہیں۔ اگر کسی اس علاج

علاج درکار ہو۔ یا ان سے علاج کرانا ہو تو وہ کام کو مفت کرنے کے لئے طیار ہیں۔

آریہ سماج کوہاٹ نے گرودکل کے افتتاحی جلسہ کے اخراجات کے واسطے مبلغ [illegible] روپے دان کئے ہیں۔

آریہ سماج ڈیرہ غازی کا سالانہ جلسہ ۲۸-۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔

ملتان آریہ سماج کے لوکل اپدیشک پنڈت میلارام جی شاستری مقرر ہوئے ہیں۔ اس دھرم کاریہ میں پرماتما ان کو کامیاب کریں۔

مہتہ جیمنی جی بی۔اے پلیڈر نے تعطیلات ایام کلاں میں موضع کمالیہ میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ آریہ پرشوں کو اسی طرح اپنی فرصت کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

ملتان آریہ سماج کے ادھیکاریان کا انتخاب سال رواں کے واسطے حسب ذیل ہوا۔
لالہ کانشی رام پلیڈر پردھان۔ مہتہ جیمنی پلیڈر اپ پردھان۔ لالہ ایشورداس پلیڈر منتری۔ لالہ کنہیالال اپ منتری۔ لالہ آتمارام خزانچی۔ اور لالہ چمن لال لائبریرین

قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں آریہ سماج اور مسلمانوں کے درمیان ایک بڑا بھاری مباحثہ ہوگا۔ آریہ سماج کی طرف سے سادھو یوگندر پال جی، ماسٹر آتمارام اور لالہ وزیر چند جی تقریر کنندہ ہونگے۔

راہوں ضلع جالندھر میں نیا آریہ سماج قائم ہوگیا۔ ادھیکاریان کا انتخاب حسب ذیل ہوا۔ پنڈت [illegible] پردھان۔ لالہ سندر لال اپ پردھان۔ لالہ [illegible] رام منتری۔ پنڈت [illegible] اپ منتری اور خزانچی۔

جگراؤں ضلع لدھانہ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بڑی کامیابی کے ساتھ سماپت ہوا۔ پنڈت ہیمراج و پنڈت رام رتن و سادھو ستیانند و سادھو پرمانند اور لالہ وزیر چند جی کے لیکچر ہوئے۔

شریمتی ہردیوی جی نے کلکتہ سوشیل کانفرنس کے موقع پر ایک بڑا پرجوش اور عالمانہ لیکچر دیا۔ شریمتی جی نے پچھلے سال لاہور میں بھی سوشیل کانفرنس کے اپنے موقع پر اپنی سپیچ دی تھی۔ درحقیقت وہ بڑی کام کرنے والی استری ہیں۔ آپ لالہ روشن لعل جی بیرسٹر ایٹ لا منتری شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی دھرم پتنی ہیں۔ لالہ روشن لعل جی بھی آریہ سماج کے رتن ہیں۔ ہمارے واسطے یہ جوڑی ہی مبارک ہے۔

مہاشے بھولا ناتھ منتری آریہ سماج چینبہ ریلوے سٹیشن ضلع گورداسپور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آریہ سماج چینبہ کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۱-۱۲ و ۱۳ فروری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق [illegible] ابتدائے شنکرانت [illegible] ۲ پروشٹہ [illegible] ہوگا۔ اچھے اچھے سادھوؤں اور مہاتماؤں کو اور آریہ بھائیوں کو ضرور اس اتسو پر پہنچ کر اپنے گرام نواسیوں کی ہمت کو بڑھانا چاہئے۔

سکرٹری آریہ سماج جھنگ تحریر فرماتے ہیں کہ بموجب تحریر ستیہ دھرم پرچارک واسطے اخراجات افتتاحی جلسہ گرودکل فہرست چندہ کھولی گئی ہے۔ مبلغ [illegible] روپیہ چندہ تحریر ہو چکا ہے۔ کچھ اور کوشش ہو رہی ہے۔ آخیر جنوری تک روپیہ روانہ کر دیا جاوے گا۔ امید کہ دیگر سماج بھی دو ہزار کے قریب روپیہ پورا کرنے میں جلد کوشش کریں گے۔

جھنگ میں استری سماج برابر ہوتا ہے۔ اور بڑی رونق کے ساتھ اپدیش اپاسنا اور لیکچر ہوتے ہیں۔ اور استریاں شنکا سمادھان بھی کرتی ہیں۔

ممبران آریہ سماج جھنگ سپتاہ میں ایک دفعہ ضرور کسی نہ کسی بازار یا گلی کوچہ میں بوقت

شب بھجن اور اپدیش کرتے ہیں۔ اثر بہت اچھا رہتا ہے۔ چار ہفتہ سے یہ کام جاری ہے۔ سب سبھا سدوں کو ان کی تقلید کرنی چاہئے جو لوگ کئی وجوہات سے آریہ سماج میں آنا نہیں چاہتے یا نہیں آ سکتے۔ ان تک ویدک دھرم کا سندیسہ پہونچانے کے واسطے یہ بڑا ہی اچھا طریق ہے۔

آگرہ آریہ سماج کے اُپ منتری مہاشئے بانکے رام جی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سماج کا سالانہ اُتسو ۷ و ۸ و ۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو مقرر ہوا ہے۔ سجن جن تشریف لا کر اُتسو کو رونق بخشیں۔

روپڑ سماج کے سکریٹری لالہ گوبند رام جی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ لوہڑی کی رات کو سماج کے سبھاسدوں نے ایک ہون کیا اور ساتھ ایک جلسہ بڑا بارونق ہوا۔

چودھری سندر مل صاحب بھنڈاری کھتری روپڑ کی وفات کی بابت سن کر ہمیں سخت افسوس ہوا۔ آپ ایک بڑے امیر اور شریف اور معزز خاندان کے بزرگ تھے۔ روپڑ سماج کے برخلاف پہلی مشہور سبھا شاہی سماروہ ہی اُن کی ذات سے جو فایدہ سماج کو پہونچ چکا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے ہم اُن کے پس ماندگان کے درد کے شریک ہو کر پرماتما سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کو سنبہ سیوں کو شانتی دیں۔

لالہ دلباغ رائے سکریٹری آریہ سماج کی داسپورہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سماج کا انتخاب سال رواں کے واسطے حسب ذیل ہوا۔ مہاشئے مرلیدھر جی پردھان۔ بابو لکھن لعل بی۔ اے۔ و ڈاکٹر شام داس اپ پردھان مہاشئے دلباغ رائے منتری۔ لالہ ہری رام اُپ منتری۔ لالہ گنپت رائے پستکادھیکش

ماسٹر لبھو رام جی کوشادھیکش۔

علاوہ ازیں ۷ انتر بھجن منڈلی اور بھکشا منڈلی بھی مقرر ہوئی ہیں۔

آریہ سماج جنڈیالہ گرو میں سوامی پرمانند جی کا بہت ہی عمدہ ویاکھیان ہوا۔ اور اس کے بعد سوامی پرمانند جی نے بھی زور دار الفاظ میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ حاضری دوسو کے قریب تھی۔ لوگوں پر بہت ہی اچھا اثر رہا۔ منگل سین منتری آریہ سماج لکھتے ہیں۔ کہ اگر اُپدیشک مہاشئے گن یہاں تشریف لایا کریں۔ تو بہت زیادہ لابھ ہو۔

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو شریمان لالہ وزیر چند جی ایڈیٹر آریہ مسافر نے منشیہ جیون پر ایک منوہر اُپدیش دیا۔ حاضری معقول تھی۔ ۷۔ جنوری کو جگراؤں سے واپس آتے ہوئے سادھو پرمانند جی پرچارک پرتی ندھی سبھا نے ایک دھرم اُپدیش دیا۔ جس کو لوگوں نے بڑے پریم سے سُنا۔ اور تعداد حاضری بہت زیادہ تھی۔ جس کے باعث فرش کا اور پربندھ کرنا پڑا۔

۸۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو بھی اول سوامی پرمانند جی نے کچھ اُپدیش دیا۔ بعد ازاں چودھری پردمن سنگھ جی نے بھجن گا کے تت پشچات سادھو پرمانند جی نے اُپدیش دیا جس کا اثر بہت ہی پڑا۔ پہلے دن سے زیادہ آدمی سننے کے لئے آئے۔ وقت نہ ہونے کے کارن اور لیکچر نہ ہو سکے۔ ورنہ پبلک کی خواہش اور لیکچر کرانے کی تھی۔

گروکل کے افتتاحی جلسہ کے لئے تقریباً پندرہ روپے جمع ہو چکے ہیں (سکریٹری آریہ سماج شہر لودھیانہ)

شہر عیسیٰ خیل میں پرچار:- واقعہ ۲۱- دسمبر کو شریمان پنڈت ہر رام سنگھ پرچارک یہاں شہر عیسیٰ خیل میں تشریف لائے پنڈت جی کے درشن سے بہت آنند پراپت ہوا۔ شریمان جی ۴ جنوری تک یہاں بہت ہی عمدہ ویاکھیان ہوتے رہے جن میں سو چار سو کی حاضری ہوتی رہی۔ پہلا لیکچر دھرم وشے پر تھا پنڈت جی نے دھرم کے دس انگ ستلاتے ہوئے پہلا آریوں کا زمانہ اور دوسرا سیہت کا گذرا ہوا زمانہ یاد دلایا۔ اُسوقت بعض لوگوں کے آنسو نکل پڑے اور سب پر چھا گئی مگر جب موجودہ لچا اور لچا جاہلوں کا احوال بتلایا۔ پھر تو لوگ بہت ہنسے۔ اور ہنستے ہنستے پیٹ میں درد ہونے لگے۔ دوسرا لیکچر برہمچریہ کے فوائد پر تھا۔ بہت خوبی سے پنڈت جی نے بیان کیا۔ اور ثابت کیا کہ جب تک اپنی سنتان کو برہمچاری نہ بناؤ گے اور گروکل میں نہ بھیجو گے جہالت دور نہ ہو گی اور نہ لوگ بڑی عمر پاویں گے تیسرا لیکچر استری شکشا پر ہوا۔ کہ جب تک استری آن پڑھ ہو گی۔ مرد کبھی نیک اور لائق نہیں بن سکتا کیونکہ جب آدھ شریر خراب اور آدھ اچھا ہو اُسکو اچھا نہیں کہہ سکتے۔ چوتھا لیکچر گوشت خوری کی تردید میں تھا۔ پنڈت جی نے وام مارگیوں کا حال جتلایا۔ اور ظاہر کیا کہ وام مارگ سے پہلے کوئی گوشت نہیں کھاتا تھا اور گوشت کھانا درندوں کا کام ہے۔ گوشت خوروں کے دل پر چوٹ لگی۔ امید ہے کہ ہمارے گوشت خور بھائی ضرور پیٹ کو جانوروں کے قبرستان بنانے سے بچیں گے اور منوجی مہاراج کے اس حکم کی طرف توجہ دیں گے۔ [illegible]

پانچویں روز لیکچر سے پیشتر ایک [illegible] سپتل صاحب نے چودھری ہنس رام [illegible] شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پنڈت جی بھی ویاکھیان سنانا چاہتے۔ ڈاکٹر صاحب نے لیکچر بند کر دیا۔ اور یہاں جتلایا۔ پنڈت

بی لے یسوع مسیح اور انجیل مقدس
کا خوب پول کھولا - ڈاکٹر صاحب کا پہلا
لیکچر لوگوں کے دلوں سے کافور ہو گیا
جناب موصوف لیکچروں سے چل دئے
لیکچر پورانوں کی ناپاک تعلیم کا بیان اور
بہت ہریت کے کھنڈن پر تھا - تمامی
لیکچروں میں بہت عمدہ اثر ہوا - پورانک
لوگوں نے بہت ہاتھ اور پاؤں مارے
مگر دال گلتی نہ دیکھ کر چپ ہو رہے
غریبوں کو صبر کے سوا کیا چارہ ہے - سبھا نے
لے کر بہت باندھ کر سالانہ جلسہ ۱۹ -
اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو قرار دیا - اب شری منتری
آریہ پرتی ندھی سبھا کی سیوا میں التماس
ہے کہ جلسہ سے دس یوم پیشتر پنڈت
پرنام سنگھ جی کو بھیجیں کہ ہم جلسہ کے کام
سے واقف نہیں ہیں -

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

لالہ کشن سروپ از کرنال: - آپ کا
مضمون اخبار میں درج کرنا مناسب معلوم
نہیں ہوتا - کیونکہ اس میں دیگر صاحبان
پر ذاتی حملے ہیں - کیا ہی اچھا ہوتا - اگر
اس میں کیول اصولی بحث ہوتی - اسلئے
[illegible] عبارت اس قسم کی ہے کہ
[illegible] اس کا نتیجہ ہے کہ جس میں کسی کے ذاتیات
[illegible] چند آدمی
[illegible] بلکہ اصولی بحث ہو - نیک نیتی
کا اختلاف رائے برا نہیں ہوا کرتا - اگر
آپ مذکورہ بالا لیکھ پر دھیان دیں گے
تو آپ کا مضمون بڑی ہی خوشی سے
اخبار میں چھاپ دیا جاوے گا -

مہاشے منی رام چوپڑہ سبھاسد
آریہ سماج راولپنڈی - ہم افسوس
سے لکھتے ہیں کہ آپ اشتہار کو ستیہ
دھرم پرچارک میں نہیں چھاپ سکتے
کیونکہ جس بال لوڑہ کا آریہ سماج سے نیاتی
اسی کے واسطے آپ کا اشتہار ہے - ایڈیٹر

جھوٹی ذات پات

مانیہ ور مہاشے گن! - آپ سے پوشیدہ
نہیں کہ جھوٹی ذات پات ہی بھارت ورش
کو رساتل میں پہونچانے کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے
اسی کارن بھارت نواسی اجہان میں پڑ کر اپنی
ہی بنائی عظمت کو کھو بیٹھے اسی کے جال میں
پھنس کر ہندوؤں نے اپنا آپ تباہ کر لیا - اسی
کی کرپا سے اس دیش میں ودیا کا ابھاؤ اور نفاق
کا بھاگ اودے ہوا - تمام ایک دوسرے کے
خون کے پیاسے بن گئے - بغیر گن کرم اور سوبھاؤ
کے دیکھے اونچ پدویاں ملنے لگیں اور دوون
کی مورکھ سنتان کو ان کے تئیں ہی اونچا سمجھا
دئے جانے لگے - اب آپ ہی وچار سکتے ہیں
کہ اتم مہاپرش ان کے دل میں کیسے سمجھ رکھتا تھا
ہے ہی سچ جب مفت میں کوئی چیز ملے تو
اس کے واسطے دام کون خرچ کرے - غرضیکہ
یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک ایک ذات کے
ہی آگے کئی کئی ذاتیں بنگئیں - مختلف پیشہ وروں
کی ان کے کام کے لحاظ سے مختلف ذاتیں
قرار دیگئیں اور پھر اتری بھائی اور پھر پھیری
کا دائرہ اس طرح محدود کیا گیا - ایک کو ایک
بری نظر سے دیکھنے لگا - اپنی ذات کا ہرکوئی
ہر ایک کو وہ نیچا سمجھتا - اور دوسری ذاتوں

کو کوسنا شروع کر دیا - بہت سی روایتیں
اور ضرب المثلیں تقریباً ہر ایک ذات کو
برا بھلا کہنے کے لئے مخالف لوگوں کو بنانی پڑیں
مثلاً برہمنوں کی ذات کو بے عزت ثابت کرنے
کے خیال سے مشہور کیا گیا کہ کسی کام کو جاتے
وقت یدی برہمن راستے میں مل جائے - تو بڑا
اپشگن ہوتا ہے - اور اس معاملہ میں بھنگی کو شگن
ٹھہرا کر بھنگیوں کو براہمنوں پر ترجیح دی گئی
کھتریوں کو یہ اعزازی تمغہ ملا کہ "کھتری پتر
کبھی نہ متر کھتری جب متر تب دغا"
بنیوں کو یہ انعام ملا کہ "جان ابنیا پہچان
مار چیرا" غرضیکہ تقریباً ہر ذات کے لیے
ایسے ہی فقرے بن گئے - جو کہ انسان لے
سکتے ہیں - بلکہ ذرا ڈھونڈنے کی تکلیف
گوارا کرلی جاوے - قصہ کوتاہ اسی طرح ایک
دوسرے کے ساتھ دلی رنجش بڑھتا گیا - اور لوگوں کی
بدھیاں نشٹ بھرشٹ ہوتی گئیں - دیگر ذاتوں
کا نقصان اور اپنی ذات کا ہت دل میں جاگزین
ہوا - اور اس کا سپشٹ پھل یہ ہونا ہی تھا -
کہ ہر ایک آدمی اپنے ذات ہی اور سب لوگوں
کے بھلے کو بالائے طاق رکھ کر اپنا ہی مطلب
سدھ کرنے کے پیچھے پڑ گیا -
پیارے بھائیو یہ سب خود غرضی میرے خیال میں
ذات پات سے ہی آئی ہوئی پرتیت ہوتی ہے - ان
ہی برائیوں کے دور کرنے کے لئے شری سوامی
دیانند جی مہاراج نے ہمیں اس گن کرم سوبھاؤ
انوسار ورن ویوستھا کی شکشا دی کہ جسکو
ہم ابھاگے وش ہو کر بھول چکے تھے - اور جس کا
کہ خیال کہنا ہی ناممکن ہو گیا تھا - اور بھارت
کے اودھار ہی نہیں بلکہ کل دنیا کے ادھار کے لئے
سر توڑ کوششیں کیں - ویسے ایسے کشٹ اٹھائے
کہ جن کا بیان سنتے ہوئے ہر دل کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں - پیارے بھائیو! آپ

تو پورا ایک نو بجات کو تاخیلی دے رہے ہیں
بڑے مینہ دہرم کے بھیانک اژدہے کے منہ سے
نکل چکے ہیں۔ اور آریہ سماج میں پرویش
کرتے سمے آریہ سدھانتوں کو ماننے اور اُسپر
عملی شکتی عمل کرنے کی پرتگیا کر چکے ہیں۔ پھر
تو نہ معلوم یہ چھوٹی ذات پات آپ کا پیچھا
کب چھوڑیگی۔ اور یہ دوئی آپ کے دل سے
کب دور ہو گی۔ ایک طرف تو آپ ویدک ورن
ویوستھا کو مان رہے ہیں۔ اور دوسری طرف
آریہ اخباروں میں ذات پات کی قید سے
منزہ آپ کے وواہ سمبندھی نوٹس آریہ اخباروں
اور اخباروں کی کھلی اُڑا رہے ہیں۔ بعض
بھائی کہیں گے کہ پنجاب میں تو بہت سے نکتہ
چینی کا موقع دے رہے ہیں۔ بعض بھائی
کہیں گے۔ کہ پنجاب میں بہت سے پرشارتھی
بھائی اب بالکل ذات پات کے توڑنے پر
اتر آئے ہیں۔ بیشک میں اُن ایسے دہرم بھائیو
اور دلیری کی پرستش کرونگا پرنتو اتنا
کہے بغیر تو میں پھر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ ان میں
سے بھی ابھی ذات پات کی بو نہیں گئی جوری
تلا چلی گئی۔ لیکن ہیرا پھیری ابھی باقی ہے
آپ پوچھیں گے وہ کیونکر؟ سنئے! میں
جواب دیتا ہوں۔ براہمن (نام ماتر)
کے گھر پیدا ہوئے کے نام کے ساتھ پنڈت
اور شرما۔ کھتری اور اروڑوں وغیرہ کے
بیٹوں کے نام کے ساتھ لالہ اور ورما۔ اور
ویش کے نام کے ساتھ لالہ اور گپت یا ویشی
وغیرہ کے استعمال۔ آریوں کے آپس میں
ملنے پر ایک دوسرے کی ذات کے پوچھنے
اور آریہ سماج کی ممبری کے فارم میں
میں ذات کا خانہ ابھی تک بدستور نظر آنے
کے پتہ معنی نہیں ہیں کہ ابھی تک اُن کے
دل میں ذات پات کی بو باقی ہے۔ میرے
خیال میں جب تک کہ ہمیں کسی شخص کے گن
کرم اور سوبھاؤ کے اندازہ لگانے کی لیاقت
نہیں ہو جاتی اور ویدک ورن ویوستھا
کے انوسار براہمن آدی پدویاں نہیں شروع
نہیں ہو جاتیں۔ بہتر ہو کہ ہم جھوٹے ورما
شرما۔ ویش پنڈت۔ لالہ۔ چودھری۔ جرول
آدی الفاظ کو بغیر سوچے سمجھے استعمال
نہ کرکے شریان یا مہاشے یا کسی اور ایسے
لفظ کا جو سب پر عاید ہو سکے استعمال کرتے
ہیں۔ پیارے مترو! سوچو تو سہی کہ یدی کوئی
نیچ ذات آریہ بنتا ہے۔ اور گن کرم سوبھاؤ
بھی آپ جیسے ہی رکھتا ہے۔ تو کیا آپکے اُس
کی ذات پوچھنا ایک طرح سے اُسکی بے عزتی
کرنا نہیں ہے۔ اگر ہندو پوچھیں تب تو کچھ
تعجب نہیں۔ پرنتو بڑا افسوس ہوتا ہے جبکہ
ہم آریوں کو بھی ویسے ہی کہتے اور کہا نے
سنتے ہیں۔ پیارے بھائیو! جب تک ہم
Universal brotherhood
قایم نہیں کرتے۔ اور گن کرم اور سوبھاؤ کے
انوسار تمام عزت اور ستکار کرنا نہیں سیکھتے
اور وواہ آدی کا معیار جھوٹی ذات پات
کو توڑ کر ویدک ورن ویوستھا کو رواج
ویچار و استھا پر نہیں پہنچا دیتے مت
سمجھئے کہ ہم اور ہمارا دہرم محفوظ رہ سکیگا
اور آپس کی پریتی اور پریم بڑھ سکے گا
مت یہ واکر واگر ہمکو ہندو برادری تمہاری
ذات پات کے توڑنے پر باہر نکالتی ہے۔ اور
مت ڈرو اگر تمہیں اس کے کارن چند روز
کے لئے کسی معمولی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا
ہے۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ دہرم کے معاملہ میں
ہندو برادری کے بیس پچاس آدمیوں کی ناراضگی
کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اور تمام آریوں کو ہی
اپنی برادری سمجھتے ہوئے دہرم کے میدان
میں بڑھے چلے جاؤ۔ پھر دیکھئے کہ آپ کی
پیروی کرنے کے لئے کتنے ملک تیار ہیں
اور ترقی کیسے ہاتھ باندھے آگے کھڑی ہے

واقف

ویدک دہرم کا سیوک۔ بلبشور۔ سگنیلر
بٹھنڈا

ویدک ریتی سے بواہ
اور
اتنی اشانتی

دل تو کہتا ہے کہ چل سترہ نہیں شامل ہو جا سینہ
کو جیا جا تو ہے رفتار مشغول ہے۔ گو روشنی پر نالی
جسکو آریہ سماج کا سر موڑ اور رہنما ہونے کا فخر
ہونا چاہئے تھا۔ کیا تو رسی رفتار سے چلیگی۔ کہ
میرے ساتھیوں کی آنکھیں بھی غبار سے بھر
جاویں۔ اور شام تک کوس بھر بھی نہ چلے
اور اس میں تیز چلنے والے بھی آہستہ چلنے
سے تھک کر کسی کام کے نہ رہیں۔ جو کچھ ہماری
برادری کے خیالات اور کرتوت دھرم کے بارہ
میں ہیں وہ تو اظہر من الشمس ہیں۔ یعنی
جہاں تک میرا خیال ہے سکندرآباد۔ بجنور
شاہجہانپور۔ اور میرٹھ وغیرہ مقامات کے سوا
آریہ سماج میں گوڑ برہمنوں کی تعداد سے ہی کم
ہے۔ وجہ اس کی صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ
عقاید کو چھوڑنا نہیں چاہتے [illegible] آریہ
سے [illegible] سانڈیلہ گوتر کے ایک سخ[illegible]
لڑکی کے واسطے بر کی تلاش ہے۔
ہوتا ہے۔ اب کی دفعہ چونکہ اشتہار کم تعداد
اسکو ذرا غور سے پڑھکر جو جانچا تو ویدک ریتی
سے وواہ کا اقرار۔ اور تحریر میں بھی اس کا دو جگہ

میں سمجھتا ہوں کہ صاحب موصوف ویدک رشی صرف
لوگوں اور گنیش کی پوجا کئے جانے کو جو ظاہر
کرتے ہیں۔ مگر ستیہ دھرم پرچارک جیسے اخبار میں
ایسے سفید جھوٹ والے اشتہار کا دینا بڑے ہی
افسوس کا مقام ہے یا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم بھی
ویدک دھرم کے سہایک ہیں۔ مہاشے صاحب سب سے
زیادہ ضروری لحاظ عمر کا ہے۔ جو کہ آپنے پہلے ہی
توڑ دیا۔ اگر آپنے ۲۰ برس کی عمر کا بر تلاش کرتے
تو ضرور خیال ہوتا کہ بیشک ویدک رشی سے بواہ ہوگا
اور ساتھ ہی تحریر کرتے کہ لڑکے کے والدین ۲۵ برس
تک تعلیم کا بھی اقرار کریں۔ بڑی عمر آپکی تحریر کے بموجب
۲۰ برس سے تجاوز نہیں کر سکتی جو سراسر ویدک ریت
کے برخلاف ہے۔ اور وہی معمولی رواج۔ اگر پورے
طور پر سوبھاؤ کی مطابقت کو چھوڑ کر برہمنو کی اندرونی
تفریق کو بھی قایم رکھنا تو کم از کم عمر تو ٹھیک تلاش کرنی
تھی۔ اب وہی دقیانوسی سوال ہوگا کہ اتنی عمر کا لڑکا
اچھے گھر کا نہیں ملیگا۔ اور پچیس برس تک خالی رہیگا
مگر آپ کو خیال رہے کہ پرتھوی بیج نہیں ہے۔ ایشور
ہر شے کا بندوبست قدرت کے مطابق ہی کر دیتا ہے
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ آشا ہے
کہ میری تحریر کو پڑھ کر مشتہر داتا خفا نہ ہونگے۔ کیونکہ
اسمیں کسیقدر دلی رنج ہوگی۔ لیکن یہ صرف اس
خیال سے لکھا گیا ہے کہ سب سے زیادہ توجہ کرنی لفظ
کے طور پر مہاشے کی بات کا خیال ہوتا ہے۔ چونکہ
مہاشے ابھی پرنالی میں حسب دل چاہتا ہے۔ کہ وید
دھرم کی عظمت پر گوڑ صاحبان ہی کم از کم نیچے کی
[illegible] تو قدم رکھیں ورنہ تو ہیتو ستو کے مندر کو
[illegible] شو کو سیس نوڑ نیسے تو ملیگش ہی
[illegible] اس کا نتیجہ [illegible] آخر میں میری سب گوڑ برہمنوں سے
[illegible] چند [illegible]
[illegible] بصد عاجزی ہوں یہ التجا ہے کہ دل کو کڑا
[illegible] آریہ سماج آپکو ہاتھوں پر لینے کو تیار ہے۔ کیا جگت
[illegible] سوامی جی مہاراج برہمن تھے۔ شودھیر پنڈت
لیکھرام آپکے بنش کے تھے۔ اور سب ہی ہزاروں نہیں

تو سینکڑوں نخر قوم آریہ سماج میں ہونگے۔ مگر عملی حیات
کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر کوڑی کیطرح نفرت کرتے
ہیں۔ مہاشے صاحب عمل کے بغیر کبھی کوئی کام سدھ ہی
نہیں ہو سکتا۔ ہم زبانی آریہ ہونیکا وعدے کرتے
ہیں اور لکھتے رہیں اور لیکچر بھی دیتے ہیں۔ لیکن گھر آکر
جورو کے پیچھے سے ڈر کر کہدیں کہ اچھا میں صبح کو دیکھ ہی
لیلونگا۔ دودھ مہان کو جی بس ہے۔ تو مہاشے صاحب
اسطرح سے سوائے اپنی ہنسی کے اور کچھ نتیجہ نہیں نکل سکتا
اسواسطے نویدن ہے کہ یا تو ہفتہ آئیندہ میں ۲۰ برس عمر
تحریر کرکے دکھلا دیں۔ ورنہ ستیہ دھرم پرچارک کے قیمتی
کالموں کو خراب کریں۔ یہ اخبار وہ تو ہے جس کے
واسطے ستری اسمان میں چنچتی پھرتی ہے سکیشوں کے
درمیان میں ہم جیسو نکا نرہتے اور وردہ وشواس
قایم رکھنا اسی اخبار کا کام ہے۔ ورنہ آپکو حجام وغیرہ
کا کام لینے کو اور اخبارات ہی بہت ہیں۔ آخر میں
ایڈیٹر صاحب سے بھی نویدن ہے کہ کرپا کرکے جہاں آپنے
اور اشتہارونکو بند کیا ہے وہاں ایسے اشتہارات
جو خود اپنی تردید کرتے ہوں اور وواہ جیسے اہم معاملہ
میں انکو جگہ نہ دیا کریں۔ آئیندہ اختیار۔ مہاشے
اشتہار داتا سے صاف دلی سے اگر باعث کدورت
ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔ اور ایڈیٹر صاحب سے
تکلیف و کالم کیواسطے معافی مانگتا ہوں۔ اور جو بھائی
اس معاملہ میں تحریر کا سلسلہ چلادیں انکا مشکور ہونگا
راقم - نوندہ رائے بہار دواج سب اوورسیر شکارپور

(اشتہار داتا کی توجہ لینی تھی بیچ میں ہماری گت
ہی بنادی - ایڈیٹر)

آرین

پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ
لاہور کی ششماہی اجلاس کی کارروائی ۸ - جنوری
کو سماپت ہوئی - صاحبان ذیل آئیندہ کے لئے ڈائرکٹر
منتخب ہوئے (۱) لالہ رام کشن جی پلیڈر (۲) پنڈت
رام بھجیت جی پلیڈر (۳) لالہ جیون داس جی گورنمنٹ پنشنر
(۴) لالہ متھرا داس جی پوری پروپرائیٹر ہند وہوٹل
لاہور (۵) پنڈت آتما رام جی ویدی سب ڈویژنل
آفیسر پشین (۶) لالہ گنیش داس جی ڈگ پریزیڈنٹ
آریہ سماج گوجرانوالہ (۷) مسٹر روشن لال جی بیرسٹر ایٹ لا
لاہور - کمپنی balance sheet کی کاپی آپکے ملاحظہ
کے لئے ارسال ہے۔ آپکو پہلے ایکدفعہ جتلایا گیا تھا کہ ہمیں
اسوقت تک پانصد روپیہ ویدک کتابوں و دیگر معمولی تجارت
پر منافع ہے۔ خاکسار کتابوں کے واسطے جو تقریباً تین صد
روپیہ کے منافع ہے۔ اسکو بھی ہمارے ڈائرکٹران نے صرف
۱۰۰ روپیہ شمار کیا ہے تاکہ باقی stock کے کم کروانے
سیٹھے میں مدد دے اور باقی دو صد روپیہ کے قریب جو
معمولی تجارت پر ہمیں منافع ہے۔ اسکو بھی شمار نہیں کیا گیا
کیونکہ اس مال کو زیادہ منافع کی امید پر ابھی فروخت
نہیں کیا گیا۔ ہم باقاعدہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۲ ع
سے اُن تمام تجارتی کاموں کو شروع کریں گے۔ جن کی
بابت علیحدہ آپ کے پرچے میں منیجنگ ڈائرکٹر صاحب
کی طرف سے نوٹس دیا گیا۔ کمپنی نے حساب کتاب
و دیگر تمام قسم کے کاموں کی پڑتال کے بعد balance sheet
کو پاس کیا کہ جو ڈائرکٹران کی طرف سے پیش کیا گیا تھا
ہم ایڈیٹر سے پر ارتھنا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں اسکی
کامیابی میں سہائتا دیویں۔ اور آریہ بھائیوں سے
خصوصاً اور پبلک سے عموماً التدعا ہے کہ وہ ہمارے
ان کاموں میں مدد کریں۔ کہ جن کا بیڑا ہمنے اُٹھایا ہے
تاکہ اسکو کامیاب کرکے ہم ایک دوسرے کے
ہیتو بن سکیں۔ صاحبان یہ امر واقع ہے۔ کہ اگر ہم نے
اس کمپنی کو کامیاب کر دیا تو گویا ہمنے تجارت کا ایک
اعلٰے ذریعہ پیدا کر لیا۔ کیونکہ تجارت کے میدان میں
آریہ بھائیوں نے مل کر یہ پہلا ہی قدم رکھا ہے

راقم
روشن لال بی اے بیرسٹر

دھیان یوگ پرکاش

یہ کتاب ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی گئی ہے

ہندو - مسلمان!

آج سے بیس برس قبل گو اہل ہنود واہل اسلام کے مذہبی اعتقادات اور رسم ورواج میں فریقین کی مستند کتب اور حوالہ جات کی رو سے وہی فرق تھا۔ جو کہ آج ہے۔ لیکن اس امر سے کون ہندو یا مسلمان صاحب اور خصوصاً تعلیمیافتہ انکار کرسکتا ہے کہ اسوقت طریقہ زندگی اور باہمی تعلقات اور محبتوں میں زمین وآسمان کا فرق پڑ گیا ہے وہ اصحاب جنکی عمر اسوقت تیس برس کے قریب ہے انکو ابھی ابھی زمانہ بھولا نہیں ہوگا۔ جبکہ اہل ہنود کی شادی اور غمی کے موقع پر انکے مسلمان دوست ایکدوسرے کی خوشی اور غمی کے دل میں دلی تپاک کیساتھ حصہ لیتے تھے ایک ہندو بھائی اپنے گاؤں کی ایک مسلمان لڑکی کو بھی ایک معقول حد تک اپنی لڑکی کے برابر سمجھتا اور اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا تھا۔ لیکن آج وہ زمانہ ہے جبکہ رومی ٹوپی اور پگڑی کی امتیاز ہی تمام تفرقات کی بنیاد ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ یہ حالت کن بواعث سے واقع ہوئی اسکے لئے اہل ہنود ذمہ وار ہیں۔ یا کہ اہل اسلام اور کہ ایک ہی دیش اور ایک ہی بزرگوں کی نسل ہونے کی وجہ سے جنہیں ایک دوسرے کو اپنے دیشی بھائی سمجھنا چاہئے تھا۔ ان کو ایکدوسرے کے خون کا پیاسا مغربی تعلیم اور خیالات نے بنایا ہے۔ یا چھوٹی قومیت کے جوش نے۔ یہ سوالات ہیں کہ جن کا جواب نہایت شرح کیساتھ ہونا چاہئے۔ لیکن چونکہ ہم پیپر تنگی جگہ کی وجہ سے مفصل اپنی رائے نہیں ظاہر کر سکتے۔ اسلئے فی الحال اس بحث کو کسی اور وقت کیلئے چھوڑتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اہل ہنود کی جو تحریک یا موومنٹ ان مختلف ٹوٹے ہوئے دلوں کو ایک جگہ کھینچ سکے۔ یا جس سے کام کیساتھ ان ہر دو دلوں کی ہمدردی پیدا ہو سکے۔ وہ کام دیش کے خیر خواہوں کے نزدیک واقعی

ایک مبارک کام شمار ہونا چاہئے۔ گو کہ اسوقت تک بھی اہل ہنود مسلمان حکماء سے یونانی طریقہ کے موجب علاج کراتے اور ان کی مجوزہ ادویات کا استعمال کرتے تھے۔ مگر مسلمان اصحاب کی نسبت شکوہ تھا۔ کہ وہ آریہ ورت کے پراچین آیورویدک طریقہ علاج اور ادویات کو عموماً بالکل استعمال نہیں کرتے۔ لالہ کاشی رام وید اور ان کے **پنجاب آیورویدک وشدھالیہ** لاہور کی بدولت ہم خوشی اور فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ کہ اب مسلمان اصحاب کی نسبت اس شکائیت کا کوئی موقع نہیں رہا۔ جس دلی عقیدہ اور وشواس کے ساتھ بوقت ضرورت ہمارے آریہ اور ہندو بھائی لالہ کاشی رام جی کی طرف علاج کے لئے اور اُن کے پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور کی طرف دوائی کے لئے رجوع کرتے ہیں اسی وشواس۔ اعتبار اور دلی خلوص سے معزز سے معزز مسلمان اصحاب رجوع کرتے اور خوشی اور احسان مندی سے اس فیض کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو ان کو ان ادویات کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے ہم آگے ہی چند معزز مسلمان صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ جس کے لئے کسی زائد تشریح کی ضرورت نہیں۔ جناب محمد رفیق صاحب نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر ہند بلوچستان ومجسٹریٹ درجہ اول نوجک پاس بمقام چمن بلوچستان سے تحریر فرماتے ہیں بر معظم مکرم جناب لالہ کاشی رام صاحب وید تسلیم میں آپ کا پریوارک بکس دیکھ کر قائل ہوں۔ کہ یہ بکس ہزار روپیہ میں بھی ارزاں ہے۔ اور ہر ایک دوائی اس کی ہر جائے خود امید سے زیادہ ثابت ہوئی ہے۔ میں مشکور ہونگا۔ اگر آپ صفائی خون کی دوا بذریعہ پارسل قیمت طلب ارسال فرمائیں گے۔ اگر میں طرف کوئی کار خدمت ہو تو بندہ شفاخانہ سے حاضر ہے۔۔

ناظرین اخبار ہم دلی اطمینان کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ اگر آپ کے گھر میں ایک ایسا بکس موجود نہیں۔ تو خواہ کتنے ہی زیور اور فرش فروش کے سامان۔ ڈرائنگ روم اور اس کی سجاوٹ کے اسباب نوکر چاکر اور گھوڑے گھوڑے موجود ہوں۔ دربان اور چوکیدار بھی ہوں۔ مگر آپ کا گھر مکمل نہیں اور ابھی آپ ایسے بیشمار خطروں سے کہ جن کا تدارک آپ کر سکتے ہیں۔ محفوظ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر آپ کے ابھی تک کوئی بکس نہیں۔ خریدا تو اب ... روس کو ضرور خریدیں اور دیر نہ کیجئے قیمت پریواری بکس ... سفری بکس ... پاکٹ کیس ... مفصل بالا بکسوں اور ہر مرض کے ویدک طریقہ پر علاج اور مجرب ویدک ادویات کیلئے مفصلہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کیجئے۔

کاشی رام

مینجر پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور

ہند وہوٹل

بیرون دہلی دروازہ

موچی لاہور

جو کہ ایک معمولی حالت میں تھا اب زیر اہتمام لالہ ستھرا داس لپوری پروپرائیٹر کیا ملحاظ ترقی عمارت اور کیا بلحاظ انتظام خوراک اعلے درجہ کی ترقی پر ہے ہوٹل کا مکان بڑا عالیشان ہوا اور دیسی امیروں اور شریفوں کے قابل رہائش مع ... علیحدہ باپردہ اور عالیشان ... بستر اور نوکر بھی ساتھ لانے کی ... نفیس رہائش وخوراک یومیہ فی کس درجہ اول ... درجہ دوم ایک روپیہ درجہ سوم ... مفصل دریافت حالات کے لئے مینجر سے خط وکتابت کیجئے

مطبع ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر میں باہتمام مہاشے سوم ناتھ جی مینیجر مطبع چھپکر شائع ہوا۔

سنسار کی گتی

آخر کو سمیّہ کی بے ہوتی ہے

بیچاری مستورات نے آدمیوں کے ہاتھ سے کیا کیا سختیاں برداشت نہیں کیں۔ گھر کی چار دیواری میں بند رہنے کے علاوہ ہر طرح کے طعن و تشنیع برداشت کئے۔ جیتے جی اپنے خاوندوں کے کئی بیاہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہی ہیں۔ جن لوگوں نے ان باتوں کو اپنا مذہبی اصول مان رکھا تھا۔ آخر شش اُن کو اب یہ ماننا پڑا کہ بیشک اُن پر سخت ظلم ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان صاحب نے جو کہ عربی کے بڑے فاضل ہیں۔ ملک مصر میں بزبان عربی ایک کتاب چھپوائی ہے۔ جس میں انہوں نے اچھی طرح دکھلایا ہے کہ کثیر الازدواجی اور پردہ وغیرہ جو مستورات پر ظلم ہو رہے ہیں۔ درحقیقت یہ سخت ناجائز ہیں۔ اس کتاب کا نام اعراف التجدیدت ہے۔ جہاں ایک طرف عربی فاضل مصنف کتاب اپنی بے تعصبانہ رائے کی وجہ سے نہایت ہی تعریف کے لائق ہیں۔ وہاں دوسری طرف لکیر کے فقیر مسلمان بھائیوں کو یہ ضرور وچارنا چاہئے کہ کیا قدرت نے عورتوں کو فہم و ادراک نہیں ... چار دیواری کیواسطے پیدا ... اس کا نتیجہ ہے حقوق بڑے اعلے نہیں ... چند آدمیوں کا یہ خیال کہ عورتیں ... رہیں یہ دونوں غریب عورتوں کے حقوق ... سے نہایت ہی حفاظ ہیں۔ زبردست اصول ... دنیا میں کام کر رہا ہے۔ اور کریگا۔ ہم کو ... بتلاتا ہے کہ گرہست آشرم (امور خانہ داری)

یاؤں کی جوتی [illegible] اور مسلمانوں کا خیال [illegible] ہی دوسری

ایک گاڑی ہے۔ جسکا ایک پہیہ پرش ہے اور ایک پہیہ ستری۔ ستری اور پرش تاوقتیکہ دونوں ٹھیک نہوں کام نہیں چل سکتا۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ ایک پہیہ والی گاڑی جسکے دوسرے پہیے میں فرق آیا ہوا ہو کبھی ٹھیک نہیں چل سکتی اس میں کوئی شک نہیں کہ قضا و قدر نے بقائے نسل انسان کیواسطے آدمیوں کو اور مطلب کے واسطے پیدا کیا ہے اور عورتوں کو دوسرے مطلب کیواسطے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ ان کے کچھ حقوق ہی نہ سمجھے جاویں جو حقوق عورتوں کے ہیں ہی آدمیوں کے ہیں گرہست آشرم کو اگر آپ ایک پرشن مانیں تو اُسکا آدھا انگ آدمی ہے اور آدھا انگ ستری عورتوں کیواسطے پرماتما نے نیا سورج نیا چاند نئی زمین اور آگ پانی ہوا نئے نہیں بنائے امور خانہ داری چلانیکے واسطے جیسا آپ کو بنایا ویسا ہی مستورات کو۔ یہ مانا کہ اکیلی ستری آدمی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔ لیکن آپ اس کیوں منکر ہیں کہ اکیلا آدمی ہی ستری کے بغیر بیکار ہی ہے گاڑیکے دونوں پہیے خوب طیار ہونے چاہئیں۔ اگر آپ ایک پہیے کو خوب روغن وغیرہ دیکر خوب مضبوط اور چلتا کر دینگے۔ اور دوسرے پہیے کو ویسی ہی ردی حالت میں رہنے دینگے تو کیا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ پہیہ ہمیشہ کو ہی توڑ دیگا۔ اور گاڑی وارڈی سب جہنم کو جاویگی۔ اسلئے ضروری ہے کہ ستریوں کا ادھکار انکو دیا جاوے

حالت دگرگوں ہوگئی

عورتوں کی بہت دُرگتی ہو رہی ہے۔ صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ اور دیشوں میں بھی اُن پر سخت ظلم ہو رہا ہے۔ تبت میں تعلیم نہونیکی وجہ سے مستورات زیور پہنتی ہیں اور بہت بے پردہ رہتی ہیں بوجھ ارزیادہ ہے۔ بزرگوں اور خاوند سے بالکل بے خوف اپنے آشناؤں کیساتھ کھلم کھلا پھرتی ہیں۔ اکثر اوقات کئی بھائی ایک ہی بیوی

پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایران میں بُرا بھاری رواج ہے کہ اپنے دوستوں کی خاطرداری میں جہیز اور چیزیں دیجاتی ہیں۔ اُسی طرح ایک ایک ہفتہ بلکہ دو دو ہفتہ تک اپنی عورتیں دیدیتے ہیں۔ اور اس میں ذرا بھی شرم نہیں خیال کرتے۔ شاہ جرمن کے محلوں میں منجملہ تین ہزار ملازمان کے دو ہزار عورات پیشہ ہیں

عجب حالت ہے

یا تو ستریوں کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے کہ اُن کو چار دیواری سے نکلنے کی اجازت نہیں ملتی۔ کیا مجال کہ محلوں میں پھر سکیں۔ یا کسی کے سامنے اپنا منہ کھول سکیں۔ بلکہ یہاں تک کہ بعض کاٹیلیہ صاحبان میں تو یہ دستور ہے کہ ساس بہو پر وہ کرتی ہے اور یا برخلاف اسکے یکہ والوں ٹٹو والوں اور گاڑی والوں کے ساتھ ہم انکو کھلی اجازت دیدیتے ہیں کہ وہ بیسیوں میل کا سفر طے کریں۔ ہمیں اُن عورتوں کی عزت کا خیال ذرا بھی اپنے دل میں نہیں رہتا۔ حالانکہ اُن لوگوں کے چال چلن پر کچھ بھروسہ نہیں ہوتا۔ کولمبو دارالخلافہ لنکا میں کیا ہی اچھا دستور ہے کہ گاڑی والوں کو لائسنس اس وقت ملتا ہے جبکہ انکے چال چلن کی تصدیق اچھی طرح ہو لیتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ مستورات کی عزت کی حفاظت کریں

عورتیں اور تعلیمی بورڈ

تعلیم متعلق تجاویز سوچنا کچھ معمولی دماغ کا کام نہیں ہے مشکل سوالات کو حل کرنا نہیں مقل چکر کہا جاتی ہے۔ اس بورڈ میں رائے دینے کا اوہکار ستریوں کو حاصل ہے۔ اور یہ ادہکار ان کو ایک ملک میں نہیں بلکہ کئی ملکوں میں ہے یعنی فرانس سویڈن آئرلینڈ اور روس ان تمام ممالک میں ستریاں تعلیمی بورڈ میں رائے دیتی ہیں۔

ملکی ہمدردی

یورپین لوگوں میں یہ آزادی کی سپرٹ انکی ماتا کے گربھ سے ہی ہے۔ بوڑھے جوان اور بچے اس اصول پر کٹ کر مر رہے ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ کیا مستورات کے دل میں اسکا وچار ہے کہ نہیں

واقعات بتا رہے ہیں کہ ان کے دل میں آدمیوں سے کم جوش نہیں چنانچہ ایک عورت جسکا خاوند ہندوستان میں انگریزوں سے قید ہو گزرا ہے اپنے دکھ سے روتی ہوئی بیان کرتی ہے کہ میرا پتی قید ہو کر ہندوستان کو چلا گیا اگر میرے چھ پتی ہوتے تو میں اپنے ملک کی آزادی قائم رکھنے کے واسطے اُن سبکو قربان کر دیتی

عورت کی دلیری اور ماں کی ممت

ہمعصر سکا جین جو کہ انگلینڈ کا ایک اخبار ہے

ایک واقعہ لکہتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک برد و سنتری جب بیوہ ہوئی تو اُسکے پاس اُسکے پتی کا کمایا ہوا کچھ دہن رہا اور ایک لڑکا۔ وہ لڑکا پرلے درجہ کا بدچلن تہا جسکی وجہ سے وہ سنترا اب ہی ہو چکا تہا۔ اُسکی ماں نے اُس کمبخت بدچلن کی کئی دفعہ روپیہ خرچ کرکے اور جہوٹی شہادت دلا کر بری ہی کرا دیا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے گہر میں ہی مونہہ پر نقاب ڈال کے چوری کرنے آیا۔ اُسکی بڑھیا ماں پاؤں کی آہٹ سُن کر جاگ اُٹھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ گہر کا سامان لوٹ کر چور لیجا رہا ہے۔ دل میں ذرا خوف نہیں کہایا۔ بہادر عورت اُسکے پیچھے بہاگی تاکہ اُس سے مال کہوس لے۔ چور نے اس ڈر سے کہ ایسا نہو کہ یہ عورت مجکو پکڑ لے اُس کو چہرے سے زخمی کرکے گرا دیا۔ چور گہبرایا ہوا تو تہا ہی زینے سے اُترتے وقت پاؤں پہسل کر گر گیا اور نقاب اُلٹ کر اُسکا مونہہ برہنہ ہو گیا۔ زخمی بڑھیا نے جب وقت دیکھا کہ یہ تو میرا ہی لخت جگر ہے۔ سب واقعہ بہول گئی۔ اور روتی ہوئی لڑکہتی اُس کے پاس پہونچ کر بے اختیار پوچہنے لگی کہ بیٹا تیرے کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ لوگ جو کہ شور وغل سے اکٹھے ہو گئے تہے اس واقعہ سے سخت حیران ہو گئے۔ اور بات ہی درست تہی دلیری میں ہی شک نہیں اور ممتا میں ہی حد ہی کر دی

ولی عہد سیام کے سینٹ پیٹرز برگ میں پہونچنے پر شہنشاہ بیگم روس نے سٹیشن پر اُس کا استقبال کیا۔

مسز سرو ہا دیوی گہوسل بی اے نے آریہ ورت دیش کی کنیا پاٹشالہ دہون کے واسطے ایک نہایت دلچسپ سکیم مہابودہی سوسائٹی کلکتہ کے ماہواری رسالہ میں چہپوائی ہے

امرت سر کے ہندوؤں نے ایک گرلز سکول کہولا ہوا ہے۔ جس کی بنیاد اس طرح سے پڑی کہ ایک کنیا مسماۃ آتی کو عیسائی لوگوں نے اپنے مت میں شامل کر لیا تہا جو کہ ہندوؤں کو سخت ناگوار گذرا۔ وہ زمانہ بہت دور نہیں گیا کہ ہندو صاحبان تعلیم نسوان کی بڑی سخت مخالفت کیا کرتے تہے۔ لیکن اب شکر کا مقام ہے کہ ہندو صاحبان بہت سے مقامات میں اپنی توجہ اس طرف دے رہے ہیں۔ اور بڑی بہاری کوشش سے اس کا آپا کر رہے ہیں مستورات میں نفت کام کرنیکی سپرٹ موجود ہے امرتسر میں ایک زنانہ ہسپتال ہے۔ جو کہ بہائی مہتاب سنگھ جی نے اپنی فیاضی اور دریادلی سے سبکے فائدہ کے واسطے اپنے خرچ سے کہولا ہے۔ اس شفاخانہ میں شریمتی گور دیوی جی اپنی بہنوں کا علاج مفت کرتی ہیں۔ اور اس کو کار خیر سمجھ کر اس میں بڑا بہاری حصہ لیتی ہیں۔ اس ہسپتال میں ایک سال کے اندر ۲۳۴۳۰ بچوں اور عورتوں کا علاج ہوا اور اکیس تیس موقعہ پر بچوں کی ولادت میں لیڈی ڈاکٹر نے امداد دی۔ کونسی نیک سپرٹ میں مستورات حصہ نہیں لیتیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آدمیوں کی خود غرضی کی وجہ سے اُن کے تمام شدہ بہاؤ دلے ہوئے ہیں۔ اور وہ کسی صورت میں نشو ونما نہیں پاتے۔ اگر تعصب اور خود غرضی اور بیجا ظلم دور کر دیا جاوے۔ تو مستورات

عقل وعلم اور شہرت ثابت کر سکتی ہیں۔ تمہارے کہدی رہی ہیں کہ معشوقانہ پیار پاؤں کی جوتی نہیں اور نہ ہی تمہاری کہیتیاں

ہر کس بخیال خویش خبطی دارد

دُنیا میں اچہا یا بُرا کوئی کام کیا جاوے تو اُسکی تعریف ہی ہوتی لگتی ہے۔ اور بُرائی ہی۔ ہر ایک بات کو پرکہنے کے لیئے لوگ اپنے ہی خیالات کی کسوٹی بنا کرتے ہیں۔ جو کہ کچھ درجہ تک ٹہیک نہیں۔ جیسے جدا جدا حالات اور مختلف قسم کے رسم ورواج میں جنہوں پرورش پائی ہے۔ اسواسطے نتیجہ ضرور ہی نکلتا ہے۔ کہ خیالات ہی مختلف ہو جاویں وام مارگ مت کبہی گہر با ئیت تعلیم کے دینے والا ہے۔ لیکن باوجود اس کے پہر ہی بعض آدمی اس کی تعریف کرتے کرتے نہیں تہکتے۔ مختلف مت متانتر جو کہ دیکہنے میں آتے ہیں وہ مختلف خیالات کا ہی نتیجہ ہیں اس واسطے ایک بات کی ماہیت پر فیصلہ دینے کے واسطے ہمیں اپنے خیالات کی کسوٹی پوری مدد نہیں دے سکتی۔ اپنے ہی خیالات پر انسان اپنی دنیا ودین کا انحصار رکہتا ہے۔ لیکن درحقیقت اپنے خیالات سے بڑہ کر ایک اور ہی کسوٹی ہے جسکا اپدیش ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔ ہم ایک بات کو اچہا سمجہیں یا بُرا اسکی کچہ پروا نہیں۔ اصلی کسوٹی کا فیصلہ مطلق ہونا چاہئے۔ بات وہرم یکت وہی ہے کہ جسکا اُپدیش ویدوں میں ہو اور شاستر کاروں نے سکہلایا ہو۔ پُرانے آچاریہ بزرگ رشی جس پر عمل کرتے رہے ہوں اور وہ بات اپنے آتما کو پسند ہو اس کسوٹی کا اُپدیش منو مہاراج نے اپنی سمرتی میں کیا ہے۔ اُن چاروں باتوں کو مدنظر رکہ کر جب وقت کسی بات کی پڑتال کیجاویگی۔ تو اُسوقت ہم صحیح نتیجہ پر ضرور ہی پہونچ جاوینگے۔ ورنہ اُن کے بغیر

آریہ ساماجک خبریں

...ہات چانن مل مینیجر گروکل باڈھٹ لالا
...سکندرآباد اطلاع دیتے ہیں کہ گروکل
...ل سکندرآباد کا میلا ۲۸ و ۲۹ -
...۲ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا - آریہ بھائی
...شن دیں -

...ضلع ہرفانوالہ تحصیل ڈسکہ میں ۱۹
...ری سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک ہون ہوا بعد ازاں
...ب رام کا لیکچر ہون کے فوائد پر
...لالہ دیوی داس آریہ عرائض نویس
...یکچر تیم نیم پر ہوا - لوگ بہت پرسن ہوئے
...دھاوارام و تیرتھ رام ساہوکاران نے
...س چھوڑنے کی پرتگیا کی - اور دو روپے
...پرچار فنڈ کو دان دئے -

...ولب نمرائے سکریٹری آریہ سماج
...راسپور لکھتے ہیں - کہ آیندہ جو خط
...بابت ساماجک ہوا کرے وہ سپر منتری
...رام ضرور لکھنا چاہئے - ورنہ گڑبڑ پڑ
...تا ہے - دوسرے سماج کے منتری
...پاس خط چلے جاتے ہیں -

...سوامی گنگشانند جی از سیتاپور تجویز
...کہ گروکل کے موقعہ پر
...اس کا نتیجہ ...ش بہت کثرت سے
...چندہ آوے مناسب ہے - کہ سماجوں
...جدا جدا ہوں تاکہ معلوم رہے
...سماج کس جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے - آریہ
...اپنے اپنے جھنڈے اپنے ساتھ
...ور لیتے آویں -

...یہ سماج اجمیر کا اکیسواں وارشک اتسو

۸ و ۹ و ۱۰ مارچ کو ہوگا - اور نگر کیرتن ۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کی صبح کو - منتری سبھا سب آریہ پرشوں و اپدیشکوں کو اس اتسو پر پدھارنے کے واسطے پرارتھنا کرتے ہیں -

لالہ مراری لال صاحب از منصوری تحریر کرتے ہیں کہ موضع بھوکریڑی ضلع مظفرنگر میں ویدک دھرم کے پرچار کی نہایت سخت ضرورت ہے - اپدیشک مہاشے وہاں پہنچنے چاہئیں - جلد سماج قایم ہو جاویگا

آریہ سماج نوشہرہ کے پردھان مہاشے امین چند جی لکھتے ہیں - کہ آریہ سماج تاریخ قایم ہی سے روز بروز ترقی پر ہے ہفتہ وار جلسہ میں کافی تعداد حاضری کی ہو جاتی ہے - بھجن وغیرہ خوب ہوتے ہیں - پانچ ہفتہ سے آٹا فنڈ کا بندوبست کیا گیا ہے - اور ہفتہ وار تقریبًا ایک روپیہ کا آٹا جمع ہو جاتا ہے - چونکہ یہ ایک نیا سماج ہے - اسواسطے کارکنان پرتی ندہی سبھا کی سیوا میں پرارتھنا ہے کہ اسطرف اپدیشک ضرور بھیجا کریں - پہلے ہی بذریعہ خط ایک دو دفعہ پرتی ندہی سبھا کی خدمتمیں لکھ دیا گیا ہے اس سبھا کے سپتاہک جلسے رات کو ہوتے ہیں تجویز ہوا کہ آیندہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ہون ہوا کرے

لالہ کرتا رام اپ منتری آریہ سماج بھیرہ لکھتے ہیں کہ عرصہ بیس سال سے یہ سماج قایم ہے مگر سماج مندر اب تک نہیں بنا - شریمتی آریہ پرتی ندہی سبھا کی خدمتمیں التماس ہے - کہ وہ کسی یوگیہ اپدیشک کو بھیرہ میں روانہ کرے تاکہ مندر کے واسطے تحریک ہو کر مندر بن جاوے مہاشے ساگ رام شرما آریہ ملازم محکمہ ریلوے ملک افریقہ کے گھر بالک اتپن ہوا - پہر بالک کا انکو چرآیو اور شبھ لگن میں نیت کرما کرایا - نام

سنسکار ویدوکت ہوا - اور لقیہ ولیش میں بہی آریہ پرشوں نے وید منتروں کی دہونی پہونچا دی

آریہ سماج خانگڈہ کے عہدہ داران کا انتخاب سنہ ۱۹۰۲ء کے واسطے حسب ذیل ہوا - پنڈت گنگارام پردھان - لالہ چاندن رام اپ پردھان پنڈت بھگت رام منتری - مہاشہ ساہو رام اپ منتری - لالہ ایشور داس لائبریرین اور کوشادھیکش -

لالہ بید رام ممبر آریہ سماج خانگڈہ نے اپنے بواہ کے موقعہ پر ... روپیہ آریہ سماج کو مندر فنڈ کے واسطے اور ... آریہ سماج مظفرگڈھ کو دان دیے

پنڈت بھگت رام منتری آریہ سماج خانگڈہ نے مبلغ ... اپنے بواہ کی خوشی میں مندر فنڈ کو دان دیے -

لالہ رادھاکشن اپ منتری آریہ سماج ...ٹہ تجویز فرماتے ہیں کہ گروکل کے جلسہ کے موقع پر ایک بڑا بھاری ہون یگیہ ہونا چاہئے جسمیں باہر سے آئے ہوئے مہاشے ایک روپیہ فی کس چندہ دیں - ہون کے موقعہ پر جو کچھ آریہ لوگ دیں - وہ گروکل کے چندہ میں جمع ہو جانی چاہئے - اتنا بڑا بہاں کام ایشور کی سہایتا سے ہی چل سکتا ہے - تجویز بیشک بہت اچھی ہے - ایسے بڑے بھاری اور شبھ کام آرمبھ ہیں - جو کہ آریہ سماج کی بنیاد ہے - ضرور ایک بڑا یگیہ ہونا چاہئے - آریہ صاحبان توجہ دیں

آریہ سماج راولپنڈی :- لالہ روشن لال سکریٹری ... آریہ سماج راولپنڈی کا ... ۳۱ - دسمبر ۱۹۰۱ء کو ہوا ... کی شاستروں ... آ گیا نہیں ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے ... اور ... کرنے کے واسطے ...
لالہ ... جی ایم اے ... ہیڈ ماسٹر ...
... سنسکار ... جنوری ...

کو ہوا۔ اُنہوں نے حسب ذیل دان دیا۔ گرو کل یتیم خانہ عہ۔ یتیم خانہ فیروزپور عہ یتیم خانہ بریلی عہ۔ وید پرچار فنڈ عہ۔ پنڈت بینی رام جی نے سنسکار کرایا۔ اور جو کچھ دکشنا اُن کو اس موقع پر ملی وہ بھی انہوں نے سماج کو دان دی۔

۱۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو راولپنڈی سماج کے ہفتہ وار جلسہ میں گروکل کے افتتاحی جلسے کی بابت لالہ منشی رام جی کا لیکچر (مندرجہ اخبار ستیہ دھرم پرچارک) منتری مہاشے نے سُنایا۔ اور گوئٹہ سماج کے چندہ اکٹھا کرنے کی مثال پیش کر کے حاضرین سے فہرست چندہ لکھو لینے کی پریرنا کی۔ اُسی وقت مبلغ عہ کے قریب چندہ جمع ہو گیا۔ اور بھی کوشش ہو گی۔ امید ہے۔ کہ یہاں سے بھی ایک معقول رقم گروکل کے امداد وہاں پہونچ جاویگی۔

جلالپور جٹاں ضلع گجرات آریہ سماج کا انتخاب حسب ذیل ہوا۔ لالہ رلیا رام منتری لالہ ترلوک چند اُپ منتری۔ لالہ خوشحال چند جی خزانچی۔ اور لالہ برہمانند جی پُستکالیہ ادھیکش

۱۱۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو سپتاہک جلسہ آنند پورک ہوا۔ پنڈت بھگوان دین جی نے ہون کیا۔ اتوار کو شہر میں نگر کیرتن کیا گیا۔ اور موقع موقع پر مناسب لیکچر بھی دیئے گئے پرماتما ان بالکوں کے اُتساہ کو بڑھاویں۔

سوامی نتیانند جی کوئٹہ تشریف لے گئے تھے مگر وہاں کی آب و ہوا اُن کے مزاج کے موافق نہ بیٹھی۔ اسواسطے اب وہ وہاں سے واپس شکارپور میں آ رہے ہیں۔ امید ہے کہ اُن کے پرچار سے لوگوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

سوامی [illegible] نند جی نے قصبہ گنگوہ میں بڑے دھڑلے سے ویدک دھرم کا پرچار کیا منتری مہاشے نے مفصل حالات لکھ کر بھیجے ہیں۔ سو وہ اگلے پرچہ میں شائع کئے جاوینگے۔

لالہ دلپت رائے سکریٹری آریہ سماج گورداسپور تحریر فرماتے ہیں کہ ۹۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت پورنانند جی وہاں تشریف لے گئے۔ ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ڈاکٹر شام داس اُپ پردھان نے اُن کی تشریف آوری کی یادگار میں سماج کے ادھیکاریوں اور چند ممبران کو پریتی بھوجن دیا۔ اُسی دن پنڈت جی نے شام کو ایک عام گذرگاہ پر دیش اُنتی پر نہایت موثر لیکچر دیا۔ سارانش یہہ تھا کہ تاوقتیکہ کُل اُپدیشک اور پرچارک لالچی بالنے معاوضہ کے کام پرچار کا اپنے ذمہ ایک اعلیٰ فرض نہیں ٹھہرائینگے دیش اُنتی نہیں کر سکتے۔ اس لیکچر کو سامعین نے بہت ہی اچھی طرح سے سُنا۔

روپڑ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ افسوس ہے کہ اس سال بھی نہیں ہو سکیگا۔ مرض طاعون نے ضلع انبالہ میں ہی ڈیرہ جما دیا ہے۔ اور صاحب مجسٹریٹ ضلع انبالہ کو اختیار دیدیا گیا ہے۔ کہ روپڑ میں ہر ایک سوسائٹی کے انعقاد کو روک دیں۔ پچھلا سالانہ اُتسب بھی اس مرض طاعون کے اُرپن ہوا تھا۔ لالہ گوبند رام سکریٹری آریہ سماج کی اُمیدیں دل میں ہی رہ گئیں۔ جو کہ ابھی سے جلسہ کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ اور طیاری کی بابت تجاویز سوچ رہے تھے۔

پنڈت ہیمراج جی نے ضلع منٹگمری میں بطور اُپدیشک کام کرنا شروع کر دیا ہے

ماڈل ٹاؤن آریہ سماج ضلع میرٹھ نے مبلغ عہ گروکل کے افتتاحی جلسہ کے واسطے بھیجے ہیں

پنڈت رام رتن جی لودھیانہ کے ضلع میں پرچار کر رہے ہیں۔

سالانہ جلسے

ڈیرہ غازیخاں سماج کا سالانہ جلسہ ۸ و ۹ مارچ کو
ڈیرہ غازیخان " " ۲۲ و ۲۳ "
پشاور ... " " ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ "
جامپور ... " " ۲۸ و ۲۹ "
بھیرہ خیل ... " " ۲۰ و ۲۱ اپریل "

فیروزپور صدر بازار ۱۹۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو آریہ سماج قائم ہو گیا ہے۔ انتخاب ادھیکاریاں حسب ذیل ہوا۔

لالہ رادھاکشن ہیڈ کلرک پردھان۔ ماسٹر بھگت رام اُپ پردھان۔ لالہ گوپال سہائے منتری لالہ آسا رام اُپ منتری۔ لالہ نتھی رام خزانچی لالہ رادھاکشن پُستکادھیکش۔ لالہ بھولا ناتھ لالہ نرس رام۔ سردار گنگا سنگھ سین آپریٹر لالہ لاہوری لال۔ لالہ لاڈلی پرشاد ممبران انترنگ سبھا منتخب ہوئے۔

پنڈت دھرم دیو دھرم چند اپدیشک پرچارک پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ۲۱۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو بھٹنڈا میں سندھیا پر ویاکھیان دیا جو نہایت ایک سوہنی لیکچر اچھا تھا۔

آریہ سماج چھاؤنی نیچ کا انتخاب ادھیکاریاں حسب ذیل ہوا۔ سیٹھ ملان مل جی پردھان بابو بھیروں پرساد جی اُپ پردھان۔ لالہ لاٹگی لال جی منتری۔ لالہ پھولچند جی اُپ منتری [illegible] نارائن [illegible] جی پُستکادھیکش [illegible] جی کوشادھیکش۔

مہاشے شہری پت رائے منتری آریہ سماج جبینہ لکھتے ہیں کہ پنڈت دولت رام جی اُپدیشک آریہ پرتی ندھی پنجاب پرچار کیواسطے جبینہ میں تشریف لائے ابھی ایک ہی لیکچر ہوا تھا۔ کہ شہر میں

ستیہ دھرم پرچارک

مسلمانی تعلیم میں خرابی کا باعث!

کل مسلمانی فرقوں کے بانی مبانی محمد صاحب ہیں جنہوں نے اپنی مستحکم تعلیم کی کوئی ہدایت نہیں دی بلکہ ان کی سب کی تعلیم متشکی و متزلزل اصلات سے بھری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی موت کے بعد اُن کے دین میں اسقدر خرابی واقع ہوئی۔ کہ جس کے سبب سے کسی فرقہ دین اسلام کا سر و پیر نہیں۔ بلکہ ہر ایک فرقہ اپنی طوطی الگ بول رہا ہے اور اپنی دلائل کی اسناد میں قران کی شہادت پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم موقع بموقع بتلائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ محمد صاحب کی تعلیم اپنے اندر ہر ایک قسم کا خطرناک اور زہریلا اثر لئے ہوئے ہے۔ اس تعلیم سے نہ کسی کو آج تک کچھ فائدہ ہوا۔ نہ آگے کو ہوگا۔ قران میں ہر ایک امر متشکی و مہمل طور پر بیان ہو رہے ہیں قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے ہیں۔ جن کو مفسروں نے چند اور اپنے ڈھنگ پر بدل لگائے اور ہر ایک نے اپنے مطلب کی خواہش میں جو شکل اختیار دین اسلام سے پیش آتی ہے اسی کی تکفیر کرتا ہے۔ اور اسے دشمن قرار دیتا ہے۔ قران کے متعلق اہل اسلام کی جاننی تفسیریں اور حدیثیں لکھی گئی ہیں۔ اُن کے سبب سے دین اسلام کی بنیاد بہت ہی کمزور ہوگئی ہے۔ چنانچہ انہیں اختلافات کے باعث سے جو قران کی مختلف تاویلوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے ۷۲ فرقے ہوگئے ہیں۔ اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کا جانی دشمن ہے۔ جس طرح کہ شیعہ سنیوں کے اور سنی شیعہ کے علی ہذالقیاس تمام فرقہ ہائے دین اسلام کا یہی حال ہے۔ جیسا کہ اگلی تحریر سے ظاہر ہوگا۔ اور ہم بتلائیں گے۔ کہ ان فرقوں کے اعتقاد کیا تھا کا علم کیا بلحاظ قانون قدرت پر لے درجے کے گندے ہیں۔ انشاء اللہ تعالے۔

جناب مولانا سید افضل علی خان بہادر جنگ اپنی کتاب انارۃ البصائر و کشف السرائر کے صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں۔ کہ دین اسلام بہتر فرقوں پر منقسم ہے۔ اور ارشاد جناب پیغمبر صاحب ایک فرقہ اُن میں سے حق پر ہے جیسا کہ فرمایا آں حضرت نے کہ۔

لایزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق الی یوم القیمۃ۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک فرقہ حق پر ہے۔ باقی بہتر فرقے سب بر سر الباطل ہیں۔ لیکن ضبط قواعد اختلاف کا طریقہ اسلام میں جس پر تمام مناط اختلاف موقوف و مستثنی ہیں۔ اور اسے بعض نے لکھا ہے۔ وہ چار چیزیں ہیں۔ پہلے ان چاروں میں سے صفات و توحید ہیں۔ اور مندرج ہوتے ہیں اس میں صفات ذات و صفات فعل اور یہ کہ کیا خدا پر واجب ہے۔ اور کیا جائز ہے۔ اور کیا ممتنع ہے۔ اور اس میں خلاف ہوا ہے۔ درمیان اشعریہ و کرامیہ اور مجسمہ اور معتزلہ کے جیسا کہ بیان مذاہب فرق میں مذکور ہوگا (۲) دوسرے اُن سے قدر و عدل ہے۔ اور مندرج ہوتے ہیں اس میں مسائل قضا و قدر و جبر و کسب و ارادہ خیر و شر و مقدور و معلوم اور اس میں خلاف واقع ہے۔ درمیان فرق قدریہ و النجاریہ و جبریہ و اشعریہ و کرامیہ میں (۳) تیسرے اُن چاروں مابہ الاختلاف سے وعدہ و وعید اسماء و احکام ہیں اور مندرج ہوتے ہیں۔ اس میں مسائل ایمان و توبہ و وعدہ و وعید و ارجاء و تکفیر و تفضیل اور اُن میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ درمیان فرقہ مرجیہ و وعیدیہ و معتزلہ و اشعریہ و کرامیہ کے۔

(۴) چوتھے ان مابہ الاختلاف سے سمع و عقل و رسالت و امامت ہے۔ اور مندرج ہوتے ہیں۔ اس میں مسائل تحسین و تقبیح و صلاح و اصلح و لطف و عصمت کا نبوت کے لئے ضروری ہونا اور شرائط امامت سے ایک جماعت کے نزدیک نص کا ہونا اور دوسری جماعت کے نزدیک اجماع کا ہونا۔ اور منتقل ہونے میں امامت کے نص کی ضرورت ہے۔ پیش کئے اور کیفیت اثبات امامت اجماع پیش و دیگر۔ اور اس میں خلاف واقع ہے۔ درمیان فرقہ شیعہ و خوارج و معتزلہ و کرامیہ و اشعریہ کے بالجملہ اصول فرقہ ہائے اسلامیہ چار ہیں۔ (۱) قدریہ (۲) صفاتیہ (۳) خوارج (۴) شیعہ اور انہیں میں ترکیب ہوئے۔

بعض کے ساتھ بعض کے۔ اور اُس میں سے بشاخیں ہو کر مفتاد وسہ فرقہ تک نوبت پہونچی۔ اور معاف جاننا چاہئے۔ کہ سب اولی و نخوع شبہات ہیں کہ جن سے آرا و مذاہب متفرق ہوئے۔ متابعت خطوات الشیطانی تھے۔ اُن کے شبہات اولیہ ہیں اور استقلال شیطان کا رائی میں مقابل نص کے اور اختیار کرنا اُسکا خواہش نفس کو بیچ معارضہ حکم الہی کے اور استکبار اُس کا اپنی مادہ خلقت سے کہ نار تھی اوپر مادہ خلقت آدم کے کہ خاک ہے۔ اور یہ سب ان کہ منشعب ہو شبہات ہفتگانہ کے ہوئے اور رہیاں تک کہ یہ آدمیوں کے ذہنوں میں مرتکز ہوئے اور اُس ملعون نے انہیں زینت دی یہاں تک کہ ہر ایک کو میلان و استقلال طرف رائے کے پیدا ہوا۔ جس سے مذاہب مبتدعہ پیدا ہوئے "

اس فاضل عالم دین نے اسلام کی خرابی کا الزام سارا کا سارا شیطان کے ذمہ منڈھ دیا۔ حالانکہ بیچارے شیطان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور وہ فقط خدا کے حکم سے ہی لوگوں کو بہکاتا ہے قال انظرنی فقال انت من منظرین۔ خود قرآن کا قول ہے۔ کہ خدا نے شیطان کو بہکانے و گمراہ کرنے کی مہلت دے رکھی ہے۔ اسلئے خدا کا حکم بجا لاوے یہ مسلمان لوگ محمد صاحب کی عقل پر کچھ غور نہیں کرتے۔ بلکہ دن رات اُس دھمی شیطان کو کوستے ہیں۔ جس کا وجود دین و دنیا میں کہیں موجود نہیں۔ اگر محمد صاحب عالم ہوتے یا عالموں کی صحبت میں رہ کر کوئی دین ایجاد کرتے۔ تو ... وہ علم و عقل *

کو نہ تو سمجھا سکے۔ نہ سمجھ سکے۔ بلکہ تلوار لے کر لوگوں کو ڈراتے رہے۔ اور سوال کرنے والوں کو دھمکاتے رہتے۔ پس کسی کو کبھی اعتراض و سوال کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ اور چونکہ تصفیہ کسی امر کا نہ ہوا۔ لہذا یہ خرابی ہوئی۔ جو آنی چاہئے تھی۔ اے مسلمان عالموں اس خرابی کا ذمہ دار تم شیطان کو ٹھہراتے ہو۔ اُس بیچارے نے کیا ایسا گناہ کیا۔ سوائے خدا ترسی کے۔ کہ خدا کے سوا اُس نے کسی کو سر نہیں جھکایا۔ اگر خدا پرستی و توحید گناہ ہی ہو۔ تو بتلاؤ کہ آدم کے گناہ کرنے پر خدا بخشدے۔ اور شیطان کے خدا پرستی پر خدا اُس سے ہمیشہ کی دشمنی باندھ لے۔ یہ عجیب خدا ٹھہرا۔ کہ جس میں صریحاً رعایت و طرفداری کا پاس ہے نعوذ من ھذا الخدا

~~~~~~~~

پھر وہی عالم فرماتے ہیں:-

" اور وہ شبہات جو کتب سماویہ سابقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ اور جنہیں علماء نے نقل کیا ہے۔ یہ ہیں۔ کہ جب حق تعالیٰ نے امر سجدہ فرمایا۔ اور شیطان نے اُسے قبول نہ کیا۔ جسسے مردود ہوا۔ تو اُس نے ملائکہ سے بشکل مناظرہ یہ کہا۔ کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جناب اقدس الہی میرا اور جمیع مخلوقات کا پروردگار اور عالم وقادر ہے۔ اور اُس کی قدرت و مشیت سے کوئی سوال نہیں کرسکتا۔ کیونکہ جب وہ ارادہ کسی شئے کا فرماتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ ہو جائے تو وہ شئے اُسی وقت موجود ہو جاتی ہے (نرا جھوٹ۔ خدا نے چھ دن رات میں زمین و آسمان کو

بنایا اور قرآن میں درج کیا۔ اور اُن چھ دنوں کو عالم اسلام چھ ہزار سال بارہ سالوں کے تبلا کے بیٹھا۔ اور یہ مولانا کہتے ہیں۔ کہ خدا ایک جلد باز ہے۔ کہ کن فیکون سے سب کچھ کر لیتا ہے۔ افسوس) لیکن اُس کی حکمت کی طرف سات سوال ہو سکتے ہیں۔ ملائکہ نے کہا کہ وہ کیا کیا ہیں جب بیان کیا تو اُس ملعون نے کہ پہلا سوال یہ ہے۔

(۱) کہ قبل میرے پیدا کرنے کے وہ جانتا تھا۔ کہ مجھ سے کیا صادر ہوگا۔ پس مجھے پہلے کیوں خلق کیا۔ اور میرے پیدا کرنے میں کیا حکمت تھی۔

(۲) یہ کہ جب اپنے ارادے و مشیت کے مجھے خلق کر چکا تو مجھے تکلیف معرفت و طاعت کیوں دی۔ اور تکلیف دینے میں کیا حکمت تھی۔ حالانکہ وہ کسی کی طاعت سے منتفع ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کی معصیت سے متضرر ہوتا ہے۔

(۳) یہ کہ جب مجھے خلق کر چکا اور تکلیف دے چکا تو میں نے التزام تکلیف طاعت و معرفت کیا یعنی پہچانا اُسے اور طاعت کی اُس کی اور جب میں یہ کر چکا تو پھر طاعت آدم کی اور سجدہ کرنے کے لئے اُس کی کیوں تکلیف مجھے دی اور اُس تکلیف خاص میں کیا فائدہ تھا۔ حالانکہ اس سے میری معرفت و طاعت [illegible] نہ ہوتی تھی۔

(۴) یہ کہ جب پیدا کر [illegible] و تکلیف خاص دے چکا اور [illegible] نہ کیا آدم کے واسطے۔ تو کیوں مجھے [illegible] کیا۔ اور بہشت سے نکالا اس میں حکمت تھی۔ حالانکہ میں کسی قبیح کا مرتکب [illegible]

* یہ پرہیزی ہوتا تو اسقدر خرابی دین اسلام میں کبھی نہ ہوتی چونکہ اُمی تھے اسواسطے دین و دنیا کے معاملات اور علم و عقل
~~~~~~~~

اس قدر میں نے کہا تھا۔ کہ تیرے سوا
میں کسی کو سجدہ نہ کروں گا۔
(۵) یہ کہ جب مجھے خلق کر چکا اور
تکلیف عام وخاص دے چکا اور میں نے
اطاعت نہ کی تو بعد ملعون مطرود کرنے
کے پھر مجھے جنت دوبارہ آدم تک کیوں
جانے دیا۔ یہاں تک کہ میں نے آدم
کو وسوسہ سے دھوکہ دیا۔ اور اُس
نے جس درخت کے پاس جانے کو منع
کیا تھا۔ اُس کا ثمر کھالیا۔ اور پھر آدم
کو بھی میرے پاس بہشت سے نکال
دیا۔ اِس میں کیا حکمت تھی (خاک
حکمت تھی) حالانکہ اگر مجھے پھر دخول
بہشت سے منع فرماتا تو آدم میری شر
سے محفوظ ومستریح ہو کر ہمیشہ بہشت
میں راحت زندگانی کرتا۔
(۶) یہ کہ جب مجھے خلق فرما کر تکلیف
عام وخاص دے چکا۔ اور ملعون
کر چکا اور پھر داخل بہشت فرما چکا
اور مجھ میں و آدم میں دشمنی وخصومت
ظاہر ہو چکی پھر مجھے اُس کی اولاد
پر کیوں تسلّط دیا۔ یہاں تک کہ
مجھے قدرت دی۔ کہ اُنہیں میں دیکھوں
اور وہ مجھے نہ دیکھیں۔ پھر او وسوسہ
اُن میں موثر ہوا اور اُن کی طاقت
وقوت واستطاعت مجھ میں موثر
ہو اُس میں کیا حکمت تھی۔ حالانکہ
اس کا نتیجہ فطری مبعوث اطاعت پر
ہمیشہ مناسب تھا (اب
چونکہ آدم ... ساری دُنیا کے گمراہ
کرنے کا مصالحہ وہی بڑے میاں الحمد
محمدی ہیں)
(۷) یہ کہ میں نے سب کچھ تسلیم کیا
کہ مجھے پیدا کیا۔ و تکلیف عام و
خاص دی اور جب اطاعت میں
نے کی تو مجھے ملعون و مطرود کیا
اور جب میں نے ارادہ بہشت میں
جانے کا کیا۔ تو مجھے تمکین دی راہ
دی کہ میں داخل بہشت ہوا۔ اور
پھر جب وہاں جاکر آدم کو بہکایا۔
تو مجھے نکالا اور اولاد آدم پر مسلط
کیا۔ یہاں تک کہ جب میں نے مہلت
طلب کی۔ تو قیامت تک مجھے مہلت
دی۔ اِس میں کیا حکمت تھی۔ (خاک)
حالانکہ اگر مجھے اُسی وقت مار ڈالتا
تو تمام عالم میری شر سے راحت پاتا
(کیا عقل کی بات ہوتی) اور پھر
دُنیا میں شر باقی نہ رہتا (ہوتا
تو اسی طرح) آیا عالم کا نظام خیر
پر باقی رہنا اس کی ممتزج ساتھ
شر کے ہو کر رہنے سے بہتر نہیں ہے
(کیوں نہیں)۔"
پھر مولانا صاحب فرماتے ہیں:-
"کہا اُس ملعون (شیطان) نے ملائکہ
سے کہا یہ سات حجتیں میری ہیں
میں نے ادا کیا ہے۔ پھر سات میں
جب شیطان اپنی حجتیں کہہ چکا۔ تو
خدا بولا
"اے شیطان جو تو نے قول اول میں
اپنے تسلیم کیا ہے۔ کہ میں تیرا مددگار
اور تمام عالم کا ہوں۔ تو فی الواقع
تو اس تسلیم میں سچا اور مخلص نہیں ہے
کیونکہ فی الواقع اگر تو اس کی تصدیق
کرتا۔ کہ میں پروردگار عالم ہوں۔
تو بمقابل میرے حکم کے لِم درجہ
نہ پوچھتا۔ (یعنی جو میں راندہ ڈھونڈ
فعلی بُری کہتا تو مان لیتا۔ گویا خدای
محمدیہ اندھی تقلید کا پیرو کار ہے)
کیونکہ میں اللہ ہوں کہ میرے سوائے
کوئی معبود بحق و لائق پرستش نہیں
ہے (تب ہی آدم کے لئے فرشتوں
سے سجدہ کرایا تھا۔ تب ہی یہ
بات ہرگز ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے
اگر تو ہی قابل پرستش ہوتا۔ تو فرشتوں
سے آدم کو سجدہ نہ کراتا) جو کچھ
میں کروں لائق نہیں ہے۔ میری
مخلوقات کو کہ اس میں مجھ سے سوال
کریں (اگر آپ گمراہی پھیلا دیں تو
کیا آپ کو منع نہ کریں۔ تو تو آپ
بھی اچھے خدا ٹھہرے۔ کہ آپ کی بیوقوفی
پر کوئی اعتراض ہی نہ کرے۔ بھلا
یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ آپ
کو چاہئے۔ کہ . . . . تو
جو آپ سے کوئی اعتراض کرے اپنی
عقل بالغہ سے اس کا جواب دیویں
ورنہ کوئی شخص آپ کی خدائی پر
یقین نہ کرے گا۔ آپ ایسی تقلید
نہ کسی کو بتایا کریں۔ جس سے کفر و
شرک پھیلے۔ یہ انسان پرستی فقط آپ
کے ایسے ایسے حکموں سے پھیلی ہے
کہ جو آپ نے اپنے خادموں کو دیا
تھا۔ کہ بابا آدم کو سجدہ کرو۔
پس اے حضرت اقدس۔ اس شرک
کا بوجھ فقط آپ کی گردن پر ہے
کسی کا کچھ قصور نہیں۔) اور مخلوق
البتہ میری اس مرتبہ میں ہیں۔ کہ
میں اُن سے پوچھوں"۔
دیکھو انارۃ البصائر صفحہ ۵ و ۶ و ۷
پھر وہی مولانا صاحب فرماتے ہیں:-

یہاں جاننا چاہیے۔ کہ یہ شبہ
شیطان وہ ہے۔ کہ جس میں تمام
خلق قدیم و حدیث انبیا علیہم السلام
کے ساتھ اسی کے موافق جدل
کرتے آئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن
میں حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ ابشر یہ
یھدوننا۔ آیا آدمی جو مثل ہمارے
ہے۔ وہی ہم کو ہدایت کرے گا
جیسا کہ شیطان نے کہا تہا۔ اسجد
لمن خلقت طیناً رجہ بات کسی
نے عقل کی کہی رہی مسلمانوں کے
ہاں ملعون ہوگیا۔ واہ ری عقل
کے دشمنو۔ شیطان نے کیا برا
کیا جب یہ کہا۔ کہ کیا اس کو سجدہ
کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا۔
اور فرمایا حق تعالےٰ نے وما منع الناس
ان یومنوا اذ جاءہم الھدیٰ الا
ان قالوا ابعث اللہ بشراً رسولا
یعنی نہیں کیا آدمیوں کو ایمان لانے
سے جب کہ پیغمبران ہدایت کنندہ
ان پر نازل ہوئے۔ مگر یہ کہ انہوں
نے کہ آیا خدا نے آدمی پیام لانے
والا بھیجا ہے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ
منع ایمان سے اور کچھ نہیں تہا
مگر یہ شبہ جیسا کہ جب شیطان نے
فرمایا کہ ما منعک ان تسجد اذ امرتک
قال انا خیر منہ یعنی کس چیز نے
تجھے سجدہ کرنے سے منع کیا۔ بعد
اس کے میں حکم فرما چکا۔ کہ سجدہ
کر جواب میں اس نے عرض کیا
کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پس
اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ متقدم
و متاخر اس میں ایک طریقہ پر ہیں

جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔
کذالک قال الذین من قبلہم
مثل قولہم تشابہت قلوبہم فما
کانوا لیومنوا بما کذبوا من قبل
یعنی کہاں ان لوگوں نے جو پیشتر تہے
مثل کہنے انہی کے کہ مشابہ ہیں
دل ان کے پس نہ لاتے تہے وہ ایمان
جسکو وہ جہوٹ جانتے تہے۔ پہلے سے
پس لعین اول نے جب حاکم کیا عقل
کو اس پر جس پر عقلوں کو حکم کرنا نہیں
چاہیے (گویا عقل کو اپنے مقام پر
ڈنڈے مارنے چاہئیں وہ رہے مسلمانی
دین کے علما و فضلا لوگو) تو لازم آئی
اس سے یہ بات کہ حکم خالق کو خلق
میں اور حکم خلق کو خالق میں جاری کیا
اور پہلا یہ غلو (گمراہی) ہے۔ اور
دوسرا التقصیر ہے۔ پس ظاہر ہوتے
شبہ اولے سے مذہب حلولیہ و تناسخیہ
و مشبہیہ و غلات کیونکہ وہ ہی غلو کرتے
ہیں۔ اس مسلمان عالم نے دین اسلام
کی خرابی کا باعث جو لکہا ہے وہ اوپر
مذکور ہیں کہ جس کی ساری بنیاد خدائی
محمدیہ کی غلطی و نادانی ہے۔ جسکو
شیطان عظیم برکاتہ نے ہی پیش کیا ہے
مگر ہماری رائے میں ساری خرابی اسلئے
پیدا ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے دین
و دنیا کا کوئی علم نہیں پڑہا تہا
اپنے خیالی پلاؤ سے جو ان کی سمجھ میں
میں آیا۔ توریت و زبور والوں اور
انجیل والوں نے کہا اور قرآنیوں نے
بے سوچے سمجھے قرآن میں درج کیا
جب تہوڑی بہت عقل لے کر ان مضامین
کو سوچنے لگے۔ جن کو محمد صاحب نے

نے بتلایا تہا۔ تو کسی نے اس کی کچھ تاویل
کی۔ اور کسی نے کچھ اسی طرح مسلمانی دین
پر یہ نوبت آگئی کہ سب فرقوں پر تکفیر
پڑ ہی گئی۔ اور باقی سب جہنم واصل
ہوگئے۔ اور اس ایک کا بہی کسی کو
یقین نہیں۔ کہ وہ کون ہے۔ کیونکہ
۷۳ فرقے ہیں ہر ایک اپنے تئیں ناجی
کہتا ہے۔ اور ۷۲ کو ناری جانتا ہے
اور وہ ۷۲ اس کو ناری سمجھتے ہیں
گویا منزل مقصود سے سب گمراہ ہیں۔
اصل راستہ کسیکو نہیں ملا۔

(صفحہ ۷ اداوۃ البیانیہ)

اس کے بعد وہی فاضل پہر فرماتے ہیں:۔
اور شبہ ثانیہ سے مذاہب قدریہ و جبریہ
و مجسمہ پیدا ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے
حق تعالےٰ کے وصف میں تقصیر کی یعنی
خالق کو بصفات مخلوقین موصوف کیا
اور معتزلہ نے تشبیہ افعال خالق کے ساتھ
افعال مخلوقین کی اور حلولیہ نے صفات خالق
کو مشابہ صفات مخلوقین کیا۔ اور قدریہ
نے ہر چیز میں علت طلب کی۔ اور یہ فعل
شیطان تہا۔ فعل رحمان ہم نہیں جانتے
کہ کون تہا۔ ادہر شیطان یہ سب الزام
خدا کے ذمہ لگارہا ہے۔ اُدہر فرشتے
اس کے جواب سے قاصر ہیں۔ خدا گنگ
ہے۔ اور مسلمان خواہ مخواہ شیطان
کو بدنام کر رہے ہیں۔ کسی نے کہا ہے
ہنسی آتی ہے۔ مجہے اس حضرت [illegible]
فعل بد تو خود کرے اور [illegible]
شیطان پر۔
مسلمان غلو تو آپ کریں۔ اور بدنام کریں
شیطان کو جو سراسر نیک تہا۔ اور خدا
پرست افسوس کہ خدا پرستوں کی مسلمان ہیں

مراسلات

اڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ وار نہیں ہے

ایک عجیب ناٹک

چند یوم ہوئے کہ کمالیہ میں مجھے ہمراہ چند آریہ پُرشوں کے ایک جٹا دھاری فقیر کے پاس جانے کا اتفاق ہوا جس کی بابت شہر میں مشہور تھا۔ کہ ایسے سنت پدھارے ہیں جو اُلٹے درخت سے لٹک کر آگ میں جھولتے ہیں۔ آخر جب دن است ہو گیا تو سنت جی نے اپنی لٹوں کو گیلا کر کے اُس پر گیلا رومال لپیٹ لیا۔ اور اس کے دو چیلے جو کہ پاس موجود تھے ایک نے تو آگ بھڑکا دی اور دوسرے نے اُن رسوں کو جو پیپل کے ساتھ باندھے ہوئے تھے نیچے لٹکا دیا۔ جس میں سنت جی نے اپنے ہر دو پاؤں رسوں میں ڈال لئے اور ایک چیلے نے پکڑ کر تھوڑی دور لے جا کر دھکا دے دیا۔ گویا قریباً آدھ یا پون گھنٹہ پینگھ کی طرح جھولتے رہے۔ اور اکثر استری پُرش ہندو صاحبان جمع ہو گئے۔ استریوں کی زبانی ہی آوازیں ... درشن ہیں۔ ایسے سنت جو آگ ... کا نتیجہ ... ہیں۔ خصوصاً ایک پرانی ... چند آدمی ... میں آکر بار بار یہ کہتے تھے کہ اگر آریوں میں طاقت ہے۔ تو ایسا کر کے دکھا دیں۔ اور میں اس ناٹک کو دیکھ کر اپنے دل میں نہایت حیران ہوتا تھا

کہ ہمارے ہندو بھائیوں کی عقل پر کیسا پردہ آیا ہے۔ جو ایسے جالوں میں جھٹ پھنس جاتے ہیں۔ اور اپنی بدھی ذرا بھی اپنے نزدیک نہیں آنے دیتے میرے خیال میں اگر ہمارے بزرگوں نے کسی کمپنی کا تماشہ دیکھا ہوتا۔ تو یقین تھا کہ ایسے سنت جی کے نزدیک تک نہ جاتے حالانکہ یہ کرامات سنت جی کی صاف ظاہر ہے کہ روئی تو اس کی لٹوں میں گیلی تھیں۔ نیز اُس میں راکھ بھری ہوئی تھی۔ اور پھر اوپر رومال گیلا تھا۔ اور جب اُسکو دھکا دیا جاتا تھا تب ہوا کے زور آگ کا شعلہ اِدھر اُدھر ہو جاتا تھا۔ جیوں جیوں سنت جی کی لٹائیں خشک ہو گئیں تب سنت جی نے اشارہ کے طور پر باواز بلند جے گنگا مائی کہا اس پر چیلہ نے اگنی کا جلانا کم کر دیا اور پھر سنت جی چند منٹ بعد پھر نیچے اُتر آئے۔ اور اگنی کے گرد پردکھنا دے کر اپنے ستھان پر جا بدھارے۔ اب میں اپنے ہندو بھائیوں سے پوچھتا ہوں۔ اگر سنت جی میں ایسی طاقت تھی تو بجائے اُس کے کہ اُس کا چیلہ اُس کو پینگھ کی طرح جھولاتا بلکہ میرے خیال میں ایک جگہ قائم کر کے نیچے سے آگ زور سے بھڑکاتا۔ تب سنت جی کی ساری کرامات اچھی طرح کھل جاتی۔ بلکہ سیدھا سورگ کا راہ پکڑتے۔ شوک ہے ایسے بھائیوں پر جو ذرا نہیں وچارتے۔ حالانکہ ایسے سنت جی جو کہ چار پانچ من لکڑی روزمرہ جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ جس سے ایک گرہستی آدمی مہینہ بھر گذارہ کر سکتا ہے۔ ملک کے جانی دشمن ہیں۔ ساتھ ہی میں اپنے دِس پرانی ست بھائی سے یہ پوچھتا ہوں

کہ ایسا سادھن بندگی کا کہیں کُل جمیع سمرتی و شاستر میں لکھا ہے تو ظاہر کریں - اگر اُس کے نزدیک اُلٹا لٹکنا پرمیشور کی پراپتی کا ذریعہ درست ہے۔ تو اُسکو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے سنتوں سے جو کہ تھوڑی دیر اُلٹے لٹک کر نیچے اُتر آتے ہیں۔ چمگادڑ پہلے ایشور کو پراپت ہونگے۔ جن کا قدرتی خاصہ اُلٹا لٹکنا ہے۔ اور آریہ سماج ایسے جالوں کے توڑنے کے لئے ہر وقت طیار ہے نہ کہ خود ایسا واہیات عمل کرے۔ پرمیشور کرے کہ ہمارے ایسے بھائی راہ راست پر چلیں۔ تاکہ دیش کا سدھار ہو

اقــــم

ویدک دھرم کا سیوک مہتہ جیسبدا رام آریہ لائلپور

نوین!

آج کل عموماً دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اکثر آریہ صاحبان جب کبھی اپنی جائے سکونت بوجہ سلسلہ ملازمت یا کسی دیگر کاروبار کے تبدیل کرتے ہیں تو وہاں جا کر آریہ سماج میں بالکل دلچسپی نہیں لیتے۔ بلکہ بعض تو اپنا آریہ ہی ظاہر نہیں کرتے جس سے مجھے اس امر کی سوچ پیدا ہوئی ہے۔ کہ یا تو ایسے مہاشئے برائے نام آریہ سماج میں کسی مطلب براری کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ یا اُن کی کوئی اور غرض ہوتی ہے۔ اسلئے جملہ مہاشئے منتری صاحبان آریہ ورت کی سیوا میں نویدن ہے کہ جب کوئی مہاشئے جو اُن کے سماج کے ممبر یا سبھاسد ہوں۔ بوقت تبدیل کرنے جائے سکونت کے اُس سماج کے منتری جی کے پتر دوارا گیات کر دیا کریں کہ باہم میں ملاپ کا رشتہ قائم رہے۔ اور سا ... ہی ہو ... آپکا شبھ چنتک مہتہ جیسبدا رام اُپ منتری آریہ سماج لائلپور

دیوسماج کا ظہور اور انوکھی بات

کچھ مدت کے پشچات دیوسماج نے اپنا سیر پھر نکالا ہے۔ چنانچہ بانی مبانی یا کسی دیگر مہاتما پیرو دیوسماج نے موگہ ضلع فیروزپور میں ایک ہائی سکول اور ساتھ ہی ایک کنیا پاٹھ شالا کھولی ہے۔ چنانچہ ایک صاحب کا لیہ لوامی جو کہ دیوسماج کے پیرو تھے۔ جب دیوسماج بالکل سرد ہو گیا۔ تب آپ ہی بالکل خاموش رہے۔ مگر اب یہاں تک جوش میں آئے ہیں۔ کہ سنا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنی کنیا اور ستری کو اپنے داماد کے ساتھ جس کی تا حال شادی نہیں ہوئی وہاں پڑھنے کے لئے بھیج دیا ہے۔ اور داماد بھی وہاں ہی سکول میں تعلیم پاتا ہے۔ پیارے مترو! میرے اس اشچرج لیلا کے کہنے کا اصل پریوجن یہ ہے۔ کہ جہاں ہمکو ویدک دھرم راہ راست بتلاتا ہے۔ یعنی جہاں بالکوں کا پاٹھ شالا ہو۔ وہاں سے کم از کم چار کوس کے فاصلہ پر کنیاؤں کی پاٹھ شالا ہو اور ایک دوسرے کی شکل بھی نہ دیکھنے پاویں۔ اور پورن برہمچریہ دھارن کرکے ودیا پڑھ اپنی گن کرم پشچات حسب پسند شادی کا پربندھ کریں۔ پرنتو دیوسماج کے عقائد ادھرم کا راہ دکھاتے ہیں۔ کہاں بالک کا کنیا کی شکل نہ دیکھنا اور کہاں بالک کا اپنی کنواری ستری کو ہمراہ لے جا کر پاٹھ شالا میں پہونچانا۔ جبکہ ستری پرش کی عمر تخمیناً بارہ بارہ ورش سے ادھک ہو

بھلا کوئی بدھی مان پرش کہہ سکتا ہے۔ کہ آگ کے نزدیک گھرت نہیں پگھل سکتا پس شوک ہے ایسے خیالات والوں پر جو کہ دھرم ادھرم کو نہیں پہچان سکتے۔ اور ایسا برا عمل ہندوؤں میں ہی کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ مگر یہ ایک عجوبہ بات ہے۔ جو کہ نہایت قابل افسوس ہے۔ پرماتما کرے کہ ایسے بھائی کمپش پات کو چھوڑ کر ویدک دھرم کو گرہن کریں۔ تاکہ ملک میں ویدک سنسکاروں کا پرچار ہو۔

افسم

ویدک دھرم کا سیوک مہتہ جنہنڈا رام آریہ اپدیشک پور

احمدپور میں قائمی آریہ سماج

سری پت مانیہ ور مہاشے ایڈیٹر صاحب دھرم پرچارک جی نمستے - وِدِت ہو کہ ۲۶ اکتوبر سے داس یہاں آیا ہوا ہے۔ پہلے پہل تو داس چل پھر کر ورتالاپ میں اس محمدی ریاست میں ویدک دھرم کا پرچار کرتا رہا۔ مگر ایشور کی الوگرہ سے آپ کو مبارک ہو کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے یہاں آریہ سماج قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ جناب کرنل گرے صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست اور جناب وزیر صاحب بہادر ہر دلعزیز منصف مزاج اور بالکل بے تعصب و بے لاگ ہیں۔ جناب نواب صاحب بہادر کے حسن اخلاق و بے تعصبانہ برتاؤ سے عام پبلک عموماً اور آریہ (ہندو) بھائی خصوصاً سب جان از حد ممنون و مشکور ہیں۔ اور ان کی اقبالمندی و عمردرازی کے دست بدعا ہیں۔

یکم جنوری کو اگرچہ داس کو سرکاری کام پر خانپور سنروری جانا پڑا۔ مگر جناب گنگا رام صاحب صدر پتیکا۔ کے حسن انتظام سے کام سرانجام ہوا۔ جس میں ہز اکسیلینسی ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند و جناب نواب صاحب بہادر کا شکریہ و دعا عمردرازی و اقبالمندی کی تقریریں ہوئیں۔ اور ایک ساد ہو صاحب نے دھرم اپدیش کیا۔

۳- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء شکروار کو میں نے پرارتھنا کی۔ سرمن دیا اور بیاری کی موجودہ حالت پر لیکچر دیا۔ حاضری ۸۰ کے لگ بھگ تھی ۱۰- جنوری کو میں نے پرارتھنا کی۔ سرمن دیا اور السن بھگشن پر لیکچر دیا گیا۔ حاضری پہلے سے دو گنی تھی۔ ایشر ابتی اُتم ہوا سارے شہر میں چرچا ہو گئی تھی۔ ہر ایک ہندو ستری پرش درشن ارتھ آنے لگے - جن کو بھی پرکار سمجھایا گیا۔ اس دیش میں یہ پہلا ہی موقع ہے۔ اس دیش میں وام مارگ کا از حد زور ہے۔ کم سے کم ایک نہ ایک آدمی ہر ایک گھرانے کا مارگ پنتھ میں داخل ہے۔ مگر اب لوگ بہت متنفر ہو گئے ہیں۔ قریباً ... رہ گئے ہیں۔ اس شہر میں وام مارگیوں کی قریباً بتیس مڑھیاں ہیں۔ جب کبھی کسی ہندو کا مرتک ہوتا ہے۔ تو تین پورا ایک کریا کرم آدمی کے بعد مارگی سادھو اپنا ایک عکس لیتے ہیں اور مرتک کو سمبندھیوں سے اپنی مڑھی میں ایک جلسہ کراتے ہیں مرتک کا اُدھار متصور نہیں ... حسب ذیل ہوتا ہے۔ پہلے ... کہ کے شہر والے اور بیس بتیس ... کے دیشوں کی مڑھیوں میں منتر ... اور ایک مڑھی میں سب مارگی اکٹھے ہو کر بکرے مار کر گوشت پکاتے ہیں۔ اور

او - پیپے گانے بجاتے اور دیوی کے سنبار
بوتے ہیں. بعد میں شراب کا دور چلتا ہے۔ اور گوشت و مٹھائی آدمی کھانا شروع
کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بدمست ہو کر تمام رات واہیات بکتے رہتے ہیں۔ بکری کی
ہڈیاں وغیرہ اندر ہی اندر ایک گڑھے میں بند کر کے دریا میں پھینک دیتے ہیں
یا کہیں زمین میں گاڑ دیتے ہیں۔ دوسرے دن پراتہ کال جوگی مرتک کو شیراب
دیتا ہے۔ جس سے اُدھار منصور ہوتا ہے۔
مذہبوں کے نام الگ الگ ہیں۔ کسی کا بادشاہ کسی کا ذریعہ آدمی۔ کوئی غیر
آدمی اندر نہیں جا سکتا۔ باہری کوئی پردیسی اندر تنف اندر جانا چاہے۔ تو
ذیل کا سوال و جواب ہوتا ہے۔

ماہگی۔ "تو کون ہے؟"

پردیسی۔ "سادھو"

ماہگی۔ "کون سادھو"

پردیسی۔ "میں جوگی کا چیلا ہے۔" تو جواب بوہر سادہ ہوگا۔ اور اگر برہمن کا
تو جواب "سپل سادھ"

جوگی "تو اندر کیوں جاتا ہے"

پردیسی "تم جوگی اور ہم جوگی تم جوگی کا جایا جس کارن تم جوت جلاتی اس کارن ہم آیا"
کہا اور فوراً اندر چلا گیا۔ اندر یہ لوگ خواہ کسقدر رتیا چار کریں وہ اُتم خیال
کیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ تم اونہیں ہم ... اس کا نتیجہ یہ ... سادہ جانو کوئی چھ نہیں
... چند آدمی ہے۔ کہ ہم زبردستی ایک ... ساہوکار ہی میں جا پھنسے۔ اگرچہ
وہ سب ہم کو دیکھتے ہی گانا بجانا بند کر کے باہر آ گئے۔ اور ایک دو گستاخی
سے پیش آنے لگے۔ مگر جوگی نے روک دیا۔ اور دار تالاب شروع ہو گیا
جس سے حکمت عملی سے روز لیا گیا۔

اس شہر میں گروکل کے چندہ کی فہرست کھولی گئی ہے۔ اور بالفعل ... روپیہ
چندہ ہو گیا ہے۔ اور آشا ہے۔ کہ چند روز تک ... روپیہ تک وصول ہو جاویگا
اور پرتی ندھی سبھا کے دفتر میں بہت جلدی ارسال ہوگا۔

راقم

ویدک دھرم کا سیوک خوشحالی رام ورما۔

آریہ سماج اور گروکل

شری یت انیہ ور مہاشئے ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک جیو ...۔ کرپا کر کے
ذیل کی چند سطور اپنے اموک اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دے کر ممنون فرماویں
آہا۔ کیا اُتم سمے ہے کیا شبھ ایام ہیں اور منوہر نظارہ ہے۔ کہ ہر اطراف سے
خوشی اور شادیانہ کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ اور اس پر آریہ پُرشوں کی
پُر زور تحریریں بجلی کا کام کرتی ہوئی!! مدت مدید سے سوئے ہوؤں کو آن کی آن
میں جگاتی۔ نہیں نہیں بلکہ ہوشیار کمربستہ اس پوتر کاریہ کو پورا کرنے میں ہر طرح
تیار کر رہی ہیں جس سے من اور آتما دونوں کو ٹھنڈ اور شانتی کی لہریں نصیب
ہو رہی ہیں برادا۔ ایک گدگدپرس ہو رہا ہے۔ کہ خوشی سے جامہ میں پھولا نہیں
سماتا۔ بھارت باشیو! کیا آپ کو اس پوتر انسٹیٹیوشن کی صدا سنائی دے رہی ہے
آپ ضرور حیران ہونگے کہ بھلا ایسی کونسی خوشخبری ہے۔ اور اس کا کاریہ ہے۔ کہ
جس سے یک بیک اسقدر راحت حقیقی آنند اور چشمہ فیض جاری ہوگا۔ بھائیو
ذرا خواب خرگوش سے بیدار ہو جاؤ اور آنکھیں مل کر تھوڑی دیر کے لیے
اپنی آرام گاہ سے باہر قدم دھر کر اپنی ہم آغوش کا جو آپ کے دین و دنیا
دونوں کو برباد کرنے والی ہے۔ اور جن کے دکھوں سے بوڑھی بھارت ماتا اتی پیڑت
ہو کر آٹھ آٹھ آنسو بہا رہی ہے۔ دل سے خیال دور کر کے دیکھو کہ آریہ پُرشوں
نے دکھ اور کلیش سہتے ہوئے پتھر اور اینٹوں کی چوٹیں کھاتے ہوئے
گالی گلوچ دشنام برداشت کرتے ہوئے حتیٰ کہ انیک پرکار کی مصیبتیں جھیلتے ہوئے
تن من اور دھن ارپن کرتے ہوئے اس پوتر انسٹیٹیوشن جس کا مبارک نام
گروکل ہے جس کی مہان کا ورنن مہاشے کناد جیو نی اپنی وشیشک درشن میں
ذیل کے سوتر میں فرمائی ہے

अभिषेचनोपवासब्रह्म
चर्यगुरुकुलवासवानप्रस्थ
यज्ञदानप्रोक्षणादिङ्नक्ष
त्रमन्त्रकालनियमाश्चादृ
ष्टाय ॥ ॥ ॥

ارتھ۔ ابھشیچن۔ اپواس۔ برہمچریہ گروکل۔ واس۔ وان پرستھ۔ یگیہ کرنا
دان دینا۔ پروکھشن۔ دشا وششیش میں کوئی کرم کرنا۔ نکشتر وششیش میں کوئی کرم
کرنا۔ گایتری آدی کا جپ کرنا۔ کال نیم یعنی دشوچ۔ سنتوش۔ تپ سوادھیائے
وایشور پرنی دھان) یہ سب ادرشٹ

پس کچھ ارتھ ہیں۔ یعنی ادرشٹ پھل کی پراپتی کراتے ہیں۔

اگرچہ اس شبد کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب اس کے اموگ شبدوں سے خود بخود ظاہر ہو رہا ہے۔ تاہم صدیوں سے بچھڑے ہوئے نام کی تھوڑی سی ویاکھیا کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ گورو آچاریہ کو کہلاتا ہے۔ جو سانگو پانگ ویدوں کے ارتھ شبد سمبندھ اور کریا کا جاننے والا چھل کپٹ رہت اتی پریم سے سب کو ودیا کا داتا پراپکار تن من دھن سے سب کو سکھ پہنچانے میں تتپر اور کسی سے پکشپات نہ رکھنے والا۔ اُپدیشٹا۔ سب کا ہتیشی دھرم آتما اور جتیندریہ ہوتا ہے۔ اور کُل بمعنی خاندان۔ یعنی آچاریہ کی کُل کو جس سے ودیا پاکر نکلا ہوا سہانی منو جیسے مہاراج بھی کی کتھن کے انوکول آچاریہ کہلانے کا مستحق ہوگا۔ جو سوبرس کے عالموں کی مانند بہار دانش یوسف زلیخا۔ الف لیلہ۔ آدی اخلاق کا ستیاناش کرنی والی کتب ہیں اور مشہور رینالڈ کی ناولوں کے پڑھنے مطالعہ کرنے اور پرچار کرنے والا نہ ہوگا بلکہ ستیہ ودیاؤں کے مخزن ویدوں کے جاننے والا اور موجودہ اُستادوں کے چھل کپٹ سے پردرس دینے کی بجائے ستیہ ودیا کا پرچار کرنے والا اور خلاف وضع فطرت بھیچار آدی روگوں میں مبتلا ہونے کے بجائے جتیندری اور سب کو سکھ دینے والا ہوگا۔

यथा स्वननं स्वनि [illegible]

वार्यधिगति — तथा गुरु गता विद्यां शुश्रूषुरधिगच्छति ॥ ॥ ॥

ارتھ۔ جیسے پھاوڑہ سے کھودتا ہوا منش جل کو پراپت ہوتا ہے۔ ویسے گورو کی سیوا کرنے والا پُرش گورو جنوں میں جو پائی ہوئی ودیا ہے۔ اسکو پراپت ہوتا ہے

متر و کیا کوئی جانتا ہے۔ کہ اُس کا لڑکا وِدوان اور سب کا مانیہ ہونے کی بجائے رنڈی باز اور شرابی کون گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی اولاد دھنیہ دادی ہونے کی بجائے نیلی اور کمیٹی ہو۔ کون برداشت کر سکتا ہے کہ اُن کے پوت سپوت کہلانے کی بجائے کپوت پکارے جاویں۔ کون اپنے لخت جگر کو سب سے بت اور پریم حاصل کرنے کی بجائے دھتکار اور کوڑوں کے مارنے کی مستحق بنانے کی کوشش کریگا۔ کون یہ بوجھ اُٹھاتا ہے کہ اُس کی نازپروردہ سنتان ستیہ اُپدیشٹا اور ستیہ سبھاؤں میں مان پانے کی بجائے مستی میں بارہ برساں آدی واہیات گیت گلیوں میں گاتا ہوا آوارہ گرد کہلائے۔ اور مسلمانوں کے موتہ دیکھے۔ بدی ہنسی تو متر و اُٹھو۔ کمر ہمت باندھو اور اپنی سنتان کی بقول شاستر کردہ ماتا پتا اپنی سنتان کے شتر و اور ویری ہوتے ہیں۔ جو اُن کو ودیا سے محروم رکھتے ہیں۔ کیونکہ جب بگلا ہنسوں میں سوبھا نہیں پاتا ویسے اُن کی سنتان اُتم سبھا میں سوبھا نہیں پا سکتی اور اُن کی تمام عمر کڑھتے گذرتی ہے

(باقی آئندہ)

نقل رزولیوشن (نمبر ۲)

آریہ پرتی ندھی انترنگ سبھا منعقدہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

(۱) کثرت رائے سے تصفیہ ہوا کہ حسب ہدایت جنرل سبھا ہولی کے موقعہ پر گروکل کو گوجرانوالہ سے کانگڑی میں پہنچایا جاوے۔ اور بوجہ طاعون کی رکاوٹوں کے بجائے عام افتتاحی جلسہ کے پرائیوٹ افتتاحی جلسہ کیا جاوے

(۲) نیز کثرت رائے سے پاس ہوا کہ چونکہ پبلک جلسہ نہیں ہوگا اسواسطے جن صاحبان نے پبلک جلسہ کے لئے چندہ بھیجا ہے اُن سے درخواست کیجاوے کہ وہ اس روپیہ کو گروکل پاٹھشالا کے گوجرانوالہ سے منتقل کرنے کے لئے خرچ کرنیکی اجازت دیں۔ یا تحریر فرماویں تا کہ اُنکا عطیہ واپس دیا جاوے

المشتہر

ایں چند اُپ منتری سبھا۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

گروکل سمبندھی پاٹھشالہ سکندرآباد کی اپر کلاس کے واسطے پانچ ودیارتھیوں کی ضرورت ہے جن کو صہ ماہوار وظیفہ دیا جاویگا۔ اور اُنکی لیاقت مڈل انگریزی یا پراگیہ پاس تک ہونی چاہیے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ درخواست کنندگان آریہ سماج کا ممبر ایک سال سے ہو۔ غیر آریہ کی درخواست نہیں لی جاویگی۔ جسکی [illegible] نامنظور ہوگی اسکو جواب نہیں [illegible] فروری سنہ ۱۹۰۲ء تک درخواستیں مع نقل سرٹیفکیٹ کے پہونچنی چاہئیں۔

المشتہر آریہ دھرم کا سیوک جانکی ل منیجر سکندرآباد ریلوے سٹیشن

روزمین کی خبریں اور رائیں

مدرسہ کی حاضری بہت اچھی ہے۔ طالب علموں کے واسطے یہ ایک بہت ہی ضروری چیز ہے۔ مسٹر [illegible] ہیڈ ماسٹر سکول پیٹربرگ نے انعام تقسیم کرنے میں اپنے طالب علموں سے یہ بیان کیا کہ میں پچھلے ۳۷ برس میں مدرسہ سے ایک دن بھی غیر حاضر نہیں رہا۔ اور نہ ہی مدرسہ کبھی بیماری کی وجہ سے بند کیا گیا۔ باقاعدگی انسان کو ترقی میں بڑی بھاری مددگار ہے۔

گندھرب مہاودیالہ لاہور میں ایک بڑی جماعت کھولی گئی ہے۔ کہ جس میں ہکلے آدمیوں کا علاج کر کے ان کی زبان کو درست کیا جاتا ہے۔ درحقیقت گویائی ایک بڑی چیز ہے۔ جس کو اچھی گویائی پر کمال ہے وہ انسان دنیا میں بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اپنے دل کے خیالات بعینہ دوسروں کے دل میں جمانا ایک گویائی ہی کا کام ہے۔

آدمی رشوت خور کر کے ایمانداری روپیہ نہیں کماتے۔ بلکہ سخت بے ایمانی کر کے اس کو جمع کرتے ہیں۔ اور دن کو اس کا نتیجہ بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ ملتان میں چند آدمی گرفتار ہوئے جرم یہ کیا تھا کہ وہ جھوٹے روپے بنایا کرتے تھے۔ آخر کو یہ ہوا کہ چند کو کالے پانی کی سیر کرنی پڑی۔ اور کچھ سات سات سال کے لئے قید سخت بھگتنے کے واسطے جیل خانہ میں پہونچے۔ آدمی کو اپنی اندیوں کے وشٹ ہونے [illegible] میں بہت سے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبقدر کہ وہ دیانتداری سے ہرگز نہیں کما سکتا بجائے اس کے کہ وہ اپنی بری عادت کو چھوڑے وہ اس قسم کے فریب کرتا رہتا ہے۔ اور آخر وہ دن بھی آجاتا ہے کہ جس کو عام ضرب المثل میں ساده کا دن کہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سو دن چور کے تو وہ من مانی چیزیں اڑا لیتا ہے۔ مگر ایک دن میں جو گڈی بنا جاتی ہے۔ اور سب کسر نکل جاتی ہے

ولایت میں ایک عام سرکلر لارڈ ڈائرکٹس کی طرف سے جاری ہوا ہے کہ بارہ برس سے زیادہ عمر والے طالب علموں کو جنگی قواعد سکھلائی جاوے۔ واسطوں میں یہ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن اسکی چنداں خوبی اور فائدہ اسوقت تک نہیں نکلیگا جبوقت تک کہ ہمارا بچپن کی شادی اور لو بچار کو نہیں روکا جاتا۔ ہمارے لائق حکام کو اب طرف ضرور دھیان دینا چاہیے۔ بہت سی باتیں ہمارے مفید مطلب ایسی ہیں کہ جن کو ہم اپنی خوشی سے نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی کرتے ہیں۔ زبردستی کرائی جاویں تو ہم ضرور کر دیں۔

مسٹر چینگ جی تانگ وائسرائے علیم ملک چین نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام چین کی امید ہے۔ اسکو ترجمہ کر کے ایک پادری [illegible] نے زبان انگریزی میں چھپوایا ہے۔ حالانکہ اس میں گورنمنٹ چین کی خوب خبر لی ہے جس سے کہ بادشاہ کی بہت ہی بدنامی ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے بھی بادشاہ نے خود اعلان جاری کر کے اس کتاب کو خوشبخت کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کتاب کی دس لاکھ جلدیں فروخت ہو چکی ہیں۔ بیشک شاہ چین کی یہ بڑی ہی دلیرانہ کارروائی ہے۔ اس سے امید قوی ہے کہ بادشاہ و سلطنت خود رسم خرابی سے نکلنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ سلطنت چین اسوقت پہنچی ہوئی ہے۔ اور وہ ابھی دلی منشا ہے کہ ترقی کی جاوے۔ اس کتاب میں بڑے زور سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ سب مذاہب کو آزادی ملنی چاہیے کہ وہ بلا روک ٹوک اپنے اصولوں کا پرچار کریں کسی قسم کی رکاوٹ انکے راستہ میں نہ ڈالی جاوے اور نیز اسکی بڑی حمایت کی گئی ہے کہ مدارس جاری کئے جاویں۔ تاکہ باشندگان چین کے دل تعلیم کی روشنی سے منور ہوں۔ شہنشاہ کی اصلیت کو مان کر موجودہ حالت کو قابل اصلاح تسلیم کرنا صاف بتلاتا ہے۔ کہ بیشک آپ ایک بڑے ہی نیک دل اور بے تعصب آدمی ہیں اگر اس طرح سے کام ہوا تو وہ دن دور نہیں کہ چین والے بھی اپنی زندگی میں ترقی کر کے دکھلا دیں گے۔ اور وہ بھی یورپ کی طرح روشنی کی طرف جاویں گے۔

جعلی نوٹوں ٹکٹوں اور روپیوں کی بہت سی باتیں سننے اور پڑھنے میں آتی ہیں۔ خورشید درگاہی ریلوے سٹیشن پر ایک جعلی سکہ پکڑا گیا ہے۔ جو کہ جعلی ہے۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔ دراں حالیکہ اس قسم کی بددیانتیاں کرنے والے روز بروز گرفتار ہو کر طرح طرح کی مصائب برداشت کرتے ہوئے لوگوں کی نظر میں آتے ہیں۔ پھر وہ مکر و فریب سے باز نہیں آتے۔

طالب علموں نے کام بہت بگاڑ رکھا ہے۔ لوگ اس سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ مذہبی کاموں میں بہت دخل دیتے ہیں۔ اور سادھوؤں کے [illegible] سے [illegible] کام کرنے سے نہیں [illegible] انتظامی تو [illegible] کا عام جلسہ ہوا اسی وجہ سے رکھا [illegible] کے کالج میں اس نے بڑی بھاری [illegible]

ور کیلئے کنیا کی ضرورت

ور جسکی عمر ۲۵ سال کی ہے۔ اور انٹرنس ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور سے پاس کیا ہے۔ سنسکرت ہندی وغیرہ بھی جانتا ہے۔ اس وقت اکیس روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جگہ مستقل ہے۔ پنجاب کے معزز خاندان سے ہے۔ ایک ایسی کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ کہ جسکی عمر ۱۶ - ۱۸ سال تک ہو۔ خوبصورت ہو۔ لکھ پڑھ سکتی ہو۔ اور اچھے خاندان کی ہو۔ زیادہ حالات لالہ گوبند رام اسپیشل اسسٹنٹ ہنزادہ لوئر بر سہا سے دریافت کرو۔

اشتہار

چونکہ ہم کو تین چار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو کہ کام ٹھیکہ داری و نیز انتظام زمین سے واقف ہوں اور خوشخط بھی ہوں۔ کاغذات اردو میں رکھنے ہوں گے۔ ساہاجک پرشوں کو ترجیح دی جاویگی۔ مکان رہائش و خوراک ساتھ ملیگا۔ ضمانت بھی دو سو کی دینی پڑیگی۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے بشرط منظوری درخواست ہوگا۔ اور درخواستیں پتہ ذیل پر آویں۔

المشتہر
بھگوتی پرساد ٹھیکہ دار ولادر ضلع گجرانوالہ

ودیان یوگ پرکاش

یہ کتاب ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے تیار کی گئی ہے۔ جس میں چند قسم کی سرتیں بدھی لکھی گئی ہے (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی ہے (۲) جو اندر بھر رکھنے کی بدھی ہے (۳) ستمبھ بدھی (۴) جو پران کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی جسکو دھکا دینا بھی کہتے ہیں (۵) گرہ بھاوان بدھی (۶) دیہ پر چڑھنے کی بدھی جس کے کرنے سے پرمیہ اور کشٹ روگ دور ہو جاتے ہیں۔ اور کہ لابھ پستک کے دیکھنے سے ہونگے۔ قیمت ۸/ - ۷۰ صفحہ کی پستک ہے۔ ملنے کا پتہ۔ سوامی کلکتانند آشرم باغ لالہ دیوم سنگھ مرحوم واقعہ سبانیہ۔ ۱۰ - پستک کے خریدار کو ایک پستک لاہہ میں ملیگی۔ ۵۰ پستک لینے والے کو ۲۵ کے حساب سے کمیشن ملیگا۔

ہندو ہوٹل
بیرون دہلی دروازہ
موچی لاہور

جو کہ ایک معمولی حالت میں تھا۔ اب زیر انتظام لالہ منیرام اس صاحب پوری پرائیویٹ کیا ملی ظاہر ترقی عمارت اور کیا بلحاظ خوراک اعلے درجہ کی ترقی پر ہے۔ ہوٹل کا مکان بڑا عالیشان ہوا دار اور دیسی امیروں اور شریفوں کے قابل رہائش مع قبایل اصحاب کے لئے علیحدہ با پردہ اور عالیشان جگہ بنائی گئی ہے۔ بستر اور نوکر ساتھ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فیس رہائش و خوراک یومیہ فی کس درجہ اول دو روپیہ - درجہ

درجہ دوم ایک روپیہ درجہ سوم ... مفصل دریافت حالات کے لئے مینیجر سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر
مینیجر ہندو ہوٹل لاہور

اہلو والیہ کے لئے کنیا کی ضرورت

قوم اہلو والیہ ایک عالی خاندان اور عمدہ حیثیت والا شخص جس کی عمر ۲۲ سال ۸ ماہ کسی معزز خاندان کی لائق کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ مفصل حال دریافت کرنے کے لئے بی آر۔ شام لال اسسٹنٹ لائبریرین میانہ انسٹیٹیوٹ لاہور سے۔

ور کی ضرورت

اگروال سنگل گوت عمر ۱۲ سال لڑکی کے لئے ایک لائق ور کی ضرورت ہے۔ ودوا ویواہ ہوگا۔

المشتہر جیٹھو رام از دھولکا

ضرورت!

ایک تیرہ سالہ کنیا کے لئے ایک بجاجی کھتری کی ضرورت ہے جس کی عمر ۲۰ نہایت تیئیس ۲۳ سال ہو۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لئے بی۔ آر۔ اے سب ادر سبزی گوالمنڈی کشمیر سے خط و کتابت کیجئے۔

مطبع ستیہ دھرم پرچارک جلندھر شہر میں باہتمام ... چھپا

اُپدیش

ارے من اسنسار کے وشیوں میں تو کیوں پاگل ہو رہا ہے۔ ان کی خاطر تو نے اپنی پار برہم پرماتما کو وسار رکھا ہے۔ یہ دی ساری بھی تو دھرم سے سنگرہ کرتا تو تیرا یہ کام پرشنسنیہ ہوتا۔ پرنتو شوک کہ اس دہن میں تو ایسا لگا۔ کہ دھرم کا دھیان ان تجھکو نہیں۔ تیری ترشنا نے تجھکو اپنا غلام بنالیا۔ تیرا یہ کام تھا کہ سب اندریوں کو اپنے وش میں رکھتا۔ اور ان سب کو دھرم مارگ پر چلاتا۔ مگر تو اس سے الٹے ہی کام کر رہا ہے۔ تو سوچتا ہوگا کہ ترشنا کی کوئی حد ہے کہ جس تک پہونچنے کا تیرا ارادہ ہے۔ لیکن یاد رکھ بزرگوں کا تجربہ یہ سکھلاتا ہے۔ کہ جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے ترشنا جوان ہوتی جاتی ہے۔ آدمی کے بڈھا ہونے کے ساتھ حرص جوان ہوتی جاتی ہے۔ بھوگ بھوگنے سے تیری تریشنا کبھی نہیں ہو سکتی اصلی سکھ پرمیشور کی بھگتی میں ہی۔ اگر اپنا کلیان چاہتا ہے۔ تو اپنی ضروریات کو کم کر۔ بڑے بڑے تجربات کے پیچھے مہاتماؤں نے یہ اُپدیش دیا ہے۔ کہ جس طرح اگنی میں گھرت ڈالنے سے اگنی بڑھنے کے واسطے اگنی شانت ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ در حقیقت پیچھے سے بہت ہی پرچنڈ ہو جاتی ہے۔ یہی حال اندریوں کا ہے۔ بھوگ بھوگنے سے اندریاں پرسن نہیں ہوتیں۔ بلکہ اُنکے ورُدھ بھوگ کی اچھیا ایک راستے ہی پر بیل ویگ سے اُن سب اُتپن ہوتی ہیں۔ اندریوں کو وش میں کئے بغیر تجھکو سکھ نہیں

ترشنا بڑی ہی بُری بلا ہے۔ بھرتری ہری نے اسپر جو اُپدیش کیا ہے۔ وہ تو نے کیا نہیں سُنا؟ وہ فرماتے ہیں کہ مونہہ پر جھریاں پڑ گئیں۔ اور سر کے بال سفید ہوگئے۔ اور شریر کے انگ انگ اور اُپ انگ شتھل پڑگئے۔ اس سب کے ہوتے ہوئے ترشنا بڑی ہی پشٹ اور بلوان ہے۔ دُنیا میں کوئی ایسا بدھیمان پرش نہیں کہ جسنے اس ترشنا کے ہاتھ سے تنگ آکر دھتکار نہ کی ہو سو تو ہی سمجھ لے۔ اسکے پیچھے لگنے سے تیرا کلیان نہیں۔ اگر ترشنا میں پھنس کر اور اندریوں کو بھوگ بلاس کی لالسا میں گرفتار ہوکر تو نے بڑے سے بڑے ادھرم کئے۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ تو راجہ ہی بنگیا۔ اور تیرے پاس بڑا ہی دھن ہوگیا۔ ہاتھی گھوڑے رتھ پالکی اور ساز و سامان بہت ہی بڑھ چڑھ کر ہوگیا۔ تو تو سوچ پھر ہی وچار کہ کیا ہوگیا۔ آگے ایسے مہاراجے کس کس دھن والے کو پراپت ہو کر کہاں گئے۔ ایک مہاتما کا وچن ہردم یاد رکھ۔ کہتے ہیں کہ:

بیچ ہی [illegible] لوک سب نہ کچھ سکھ دین دہام۔

نارائن تن دہن کو لکھیو رہ گیو نام۔

بڑے راجے اور مہاراجے ہوئے کہ جنہوں نے اپنے بازو کے زور سے چکرورتی راج حاصل کیا۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ ان کا صرف نام ہی رہگیا۔ اور وہ بھی تھوڑے دن کیواسطے۔ زمانہ نے بڑے بڑے آدمیوں کے نام بُھلا دئے۔ کیا تجھے وشے بھوگ کی لالسا میں موت کا ڈر نہیں؟ یا یہ نتیجہ کرلیا ہے کہ اب مرنا ہی نہیں۔ یہ سب کچھ تیری بھول ہے۔ کال بڑا بلوان ہے۔ آجتک کسی بلوان کی شکتی نہیں ہوئی کہ اسکا مقابلہ کرسکے۔ سبھی اسکے آگے سر جھکایا۔ بڑے بڑے اہنکاریوں کے اس کال نے گربھ توڑے۔ بڑے بڑے یودھا اسکے آگے کچھ بھی نہ کر سکے۔ حکیم اور ویدوں کے نسخہ اسکے سامنے کچھ بھی نہ چلے۔ بند ملیں

اور تو میں اس کے آگے دھرتی ہلتی کیشنی پڑا ٹھیک کہا ہے۔ کہ تیروں سے بڑھکر بھی کال ہی بڑا پلی ہیں جسنے کھود مٹا سب کے نام و نشان۔ تیری نادانی ہے کہ تجکو اسقدر خراب کر رہی ہے۔ کبھی سوچا کہ جس سمے یہاں سے چلنے کی تیاری ہوگی۔ کیا یہ دہن سمپتی جو کہ تو نے بے ایمانی پاپ چھل کپٹ سے حاصل کی ہے۔ تجکو کچھ مدد دیگی۔ تو نے پڑھا اور پڑھ کے بھلا دیا۔ کہ محمود بادشاہ جو بڑا دھن جاہ و جلال کے چھٹ بنا۔ اسکی فوج اور لشکر سامنے سامنے کھڑا دیکھ رہا ہے۔ کسی جرنیل اور کپتان کی مجال نہیں ہوئی کہ موت کے ہاتھ سے محمود کو چھوڑا لے۔ پرتھوی راجہ رامچندر کرشن وغیرہ کے پاس کیا نہیں تھا۔ لیکن نہیں کال ہی کی آگے انکو ماننی پڑی ہے۔ اور ماننی پڑیگی۔ [illegible]

پھر تیرے سے کیا بڑی ہے کہ تو اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ تو بہت جلد خبردار ہوجا۔ موت جواب نہیں دیگی تیری مجال نہیں ہوگی کہ تو اسکو ایک منٹ کیواسطے بھی ٹال سکے پھر تو بلا تحقیق اسیوقت چل دیتا ہوگا سب کام ادہورے پڑے رہینگے۔ اسلئے ابھی تیار ہو دہرم سے وشئوں کی مایا ہی اگر تیرے پاس جمع ہوجاوے تو مبارک۔ دھرم سے اگر تو مہاراجا دھیراج بنجاوے تو کچھ ہانی نہیں۔ یہ سب تیرے کرم کا پھل ہے لیکن پاپ دکھوں کا مول ہے۔ پاپ سے پیدا ہوا پدارتھ کدا پی سکھ نہیں دیتا۔ آج تک کبھی کسی پاپی کو تو نے سکھ بھوگتے دیکھا۔ پاپی کے مارنے کو پاپ ہی بہتیرا ہے۔ پتہ نہیں لگتا کہ تجھے کیا ہوگیا۔ رات دن ادہرم کے کاموں کی طرف بھاگتا ہے۔ مہاتماؤں کی سنگت تجھے اچھی نہیں لگتی۔ دہرم گرنتھ وچارنے سے تجھکو نفرت معلوم ہوتی ہے۔ شدھ بوہار میں

ستیہ دھرم پرچارک

ورن بیوستھا

(۱) دربار لگا ہوا ہے۔ لاٹ صاحب کے واسطے ہی کرسی لگی ہوئی ہے۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیوقوفی سے لاٹ صاحب کی کرسی پر آ بیٹھے گا۔ تو کیا وہ لاٹ صاحب ہو سکتا ہے؟۔ اور اگر اُس معمولی آدمی کو صرف لاٹ صاحب کی کرسی پر بیوقوفی سے جا بیٹھنے کی وجہ سے کوئی شخص اُس عہدہ پر مامور سمجھ لے تو کیا اور آدمیوں کی نظر میں وہ عقلمند کہلا سکتا ہے۔؟

(۲) کیا لاٹ صاحب کی کرسی پر بیٹھ جانے سے ہی اُس بیوقوف کو وہ اختیارات حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو کہ درحقیقت لاٹ صاحب کو ہیں۔

(۳) کیا اس نامعقول آدمی کی عقل سلطنت کے دقیق معاملات میں دوڑ سکتی ہے اور اگر وہ کچھ کسی معاملہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ تو کیا گورنمنٹ اُس کو مان سکتی ہے؟

(۴) کیا کوئی کالا آدمی یا حبش دیش نواسی اپنے مونہہ پر سفید پوڈر مل کر انگریز بن سکتا ہے؟ یا وہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں جو کہ انگریزوں کو ہیں۔

(۵) ایک آدمی جو کہ بیچارا بہت ہی غریب ہے۔ فاقوں کے مارے اُس کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ پلے ایک کوڑی نہیں ہے لیکن نام اُس کا کھپت رائے یا لالہ کروڑی مل ہے تو کیا وہ کسی کو صرف نام کے ہونے کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں روپیہ قرض پر دے سکتا ہے؟۔ یا اپنی دہن کے متعلق کچھ ضروریات پوری کر سکتا ہے؟۔

(۶) کسی کے گھر میں بڑھئی کا کاٹھ کا ہاتھی ہو تو کیا وہ سواری دے سکتا ہے؟۔

(۷) کیا لوہوں کے چونے میں سانڈ بیل کا کام دے سکتا ہے؟۔

(۸) کیا یہ ضروری ہے۔ کہ ڈاکٹر کی اولاد ڈاکٹر اور تحصیلدار وغیرہ کی اولاد تحصیلدار وغیرہ ہی ہو؟۔

(۹) جو آدمی کہ جنم سے اندھا ہے۔ کیا وہ سورج کی روشنی کو دیکھ سکتا ہے۔ یا کوئی اور روپ رنگ کی تمیز کر سکتا ہے؟

(۱۰) جو آدمی کہ ہمیشہ سے حلوائی کی دوکان کرتا ہے۔ اگر کوئی اُس کے پاس کپڑا۔ چاقو۔ لیمپ خریدنے جاویں تو کیا کوئی آدمی اُسکو بدھی مان کہہ سکتا ہے؟ یا وہ اشیاء اُس کی دوکان سے مل سکتی ہیں؟

(۱۱) ایک لڑکے کا باپ بڑا ہی جید حکیم تھا۔ لیکن اُس لڑکے نے اپنی نالائقی سے حکمت کی ایک کتاب کو آنکھ سے بھی نہیں دیکھا۔ تو کیا وہ لوگوں کی بیماریوں کو دور کر سکتا ہے؟۔ یا جو آدمی محض اس خیال سے کہ وہ حکیم کا لڑکا ہے۔ اپنی بیماری کی دوا اُس سے پوچھے۔ تو کیا وہ عقلمند کہلا سکتا ہے۔

(۱۲) رن میں کیا کبھی کاٹھ کی تلوار شترو پر حملہ کر کے کاٹ کر سکتی ہے۔؟

(۱۳) بھوکے آدمی کے واسطے کیا لکڑی کی روٹی کافی ہو سکتی ہے۔؟

(۱۴) دیہی داروں کے دروازوں پر آپ ہمیشہ مٹی کے بنے ہوئے دو بڑے بڑے شیر دونوں طرف دیکھتے ہونگے کیا وہ شیر کسی کو کھا سکتے ہیں؟

(۱۵) مٹی کے بنے ہوئے گھوڑے کو کیا آپ یکہ بگھی میں لگا سکتے ہیں۔؟

(۱۶) ایک آدمی نہایت کمزور ہے۔ اور کہ چارپائی سے نہیں اُٹھ سکتا۔ مگر اُس کا نام ہے بلونت سنگھ۔ تو پھر آپ اُس سے کوئی بل کا کام لینا چاہیں تو کیا آپ لے سکتے ہیں؟۔

(۱۷) ایک آدمی جس نے کہ انگریزی کی اے۔ بی۔ سی۔ ڈی بھی نہیں پڑھی۔ اگر آپ اُس سے انگریزی کے فقرے کا مطلب پوچھیں گے۔ تو کیا وہ بتلا دیگا؟

(۱۸) جس شخص نے آج تک کبھی انجن نہیں چلایا۔ اور وہ بدمست ہے۔ اگر آپ اُسکو انجن ڈرائیور مقرر کر کے ریل چلوانا چاہیں۔ تو کیا آپ اس بات میں کامیاب ہوں گے؟۔

(۱۹) جس آدمی نے کہ آج تک لنڈن کو دیکھا ہی نہیں۔ اور نہ ہی پڑھا سنا تو کیا وہ آپ کو اُس کے گلی کوچوں اور بازاروں اور باشندوں کا حال بتلا سکتا ہے؟۔

(۲۰) جو آدمی کہ بالکل اُمی ہے۔ اور ایک اکشر بھی نہیں جانتا۔ تو کیا آپ اُسکو سکول کا ہیڈ ماسٹر یا کالج کا پرنسپل یا پروفیسر بنا سکتے ہیں۔؟

(۲۱) کاغذ کا بنا ہوا پھول یا پھلواڑی کیا آپ کو خوشبو دے سکتی ہے۔ یا اُس سے آپ کی آنکھوں کو تر و تازگی ہو سکتی ہے؟۔

(۲۲) اگر کوئی آدمی بی۔ اے والوں کا گون پہن لے تو کیا وہ بی۔ اے ہو سکتا ہے؟

(۲۲) اگر کوئی تھانہ دار کی وردی پہن لے تو کیا وہ تھانہ دار بن گیا ؟ - وغیرہ وغیرہ بہت ہی باتیں ہیں - اگر مذکورہ بالا باتوں کا اتر نرپکشتا سے اور بے تعصبانہ سوچیں تو ایک ہی ملیگا - اور ایک ہی لفظ ہیں - اور وہ لفظ "لفظ" "نہیں" ہے -

اس سے پہلے کہ اپنے وچار کے دائرے کو اس مضمون میں وسیع کریں یہ مناسب ہوگا کہ پہلے اس بات کا پتہ لگ جاوے کہ ورن کیا چیز ہے ؟ اور کیا ورن یا ذات دونوں یا دونوں میں سے کوئی کبھی تبدیل ہو سکتا ہے - کہ نہیں ؟ -

اس ورن کا جھگڑا صرف ہندوں میں ہی نہیں بلکہ مسلمانوں تک اس میں بحث ہو رہی ہے - اور سکھ بھی اس بلا سے بچے ہوئے نہیں - ہندوؤں میں برہمن اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہیں - مسلمانوں میں سید اپنا درجہ سب سے بالا مانے بیٹھے ہیں - اور سکھ صاحبان میں صاحبزادے اپنا بہت چڑھاوا لے رہے ہیں - چونکہ سب کے سب آستک نہیں ہوتے اور خود ہندوؤں میں بہت سے پرش ناستک ہوتے ہیں - اسوا [illegible] اور شاستروں کے پرمانوں [illegible] کرنے کی اوشیکتا نہیں ورنہ یہہ سب بکھیڑا ایک ہی منتر یا شلوک سے طے ہو گیا ہوتا - اس موقعہ پر دلایل سے ہی اس مضمون کو طے کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے - بات اصل میں یہ ہے کہ ورن اور جاتی دونوں مختلف ہیں - جاتی یعنی ذات یعنی شکل صورت کا نام ہے - مثلاً گھوڑا بیل - ہاتھی - آدمی - اونٹ - بلی کتا وغیرہ یہہ سب مختلف [illegible] یعنی جاتی ہیں - اور برخلاف اس کے ورن نام ہے

اونچ نیچ یا درجہ کا - جاتی جنم سے نہیں الٹا کرتی - جاتی جنم سے نہیں الٹا کرتی ورن الٹ جایا کرتے ہیں - بیل کا بچہ بیل ہی ہوگا - گھوڑے سے گھوڑا ہی پیدا ہوگا - بلی سے بلی وغیرہ -

ہماری جاتی یعنی ذات منشیہ ہے چونکہ ہمارے والدین منشیہ تھے - اِسلئے ضرور ہم منشیہ ہیں - اور ہماری اولاد بھی ضرور منشیہ ہوگی - اِس سے یہ لازم آیا کہ جو ورن ہمارے والدین کا تھا - وہی لازمی ہمارا ہوگا - اگر ہمارے بزرگوں نے بڑی قابلیت حاصل کرکے رائے صاحب کا خطاب حاصل کیا اور اس ادہکار کو پایا تو کوئی ضروری نہیں کہ ہم پیدا ہوتے ہی رائے صاحب بن جاویں گے - تاوقتیکہ ویسے ہی بن کر ہم نہ دکھاویں - ہمارے بزرگ جہاں رائے صاحب کہلاویں گے - ہم رائے زادے کہلا سکتے ہیں یہاں تک پہونچ کر آگے چلتے ہیں - اور ایک اور فیصلے کے واسطے آپ کو تکلیف دیتے ہیں - آپ وچاریں کہ :-

(۱) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ باپ کلیہ پتی ہے اور بیٹے نے سب کچھ برباد کرکے اپنا آپ تباہ کر لیا - باپ شاہ جی کہلاتا تھا - اور بیٹا کچھ بھی نہیں -

(۲) آپ کو کئی مثالیں معلوم ہونگی کہ باپ کے پاس کھانے کو بھی نہیں - اور بیٹا ہزاروں روپے کما کے بڑا آدمی بن گیا -

(۳) باپ ۵ روپیہ ماہوار کا چپڑاسی ہے - اور بیٹا لایق ہو کر رائے صاحب سی - آئی - ای ہو گیا - باپ کی نوکری باہر جوتیوں پہ ہے - اور بیٹے کے واسطے لاٹ صاحب کے دربار میں کرسی لگتی ہے -

(۴) باپ اگر سپرنٹنڈنگ انجینئر اور مشہور سول انجینئر ہے

اور بیٹے کو کوئی سب اورسیری اور کمپونڈری کے بھی لایق نہیں سمجھتا -

(۵) باپ بڑے بڑے کالجوں میں پروفیسر اور پرنسپل اور اعلےٰ درجہ کی علمی مجلسوں میں دقیق مضامین پر وچار اور بحث کرنے والے - اور برخلاف اس کے بیٹے محض جاہل مطلق

(۶) باپ نے ایم - اے پاس کیا - اس کا بیٹا اگر وہ کچھ بھی نہیں پڑھیگا - تو ہرگز اس درجہ کو حاصل نہیں کر سکتا -

(۷) باپ نے ایک اکشر نہیں پڑھا - ایشور کی کرپا سے بیٹا بی - اے ہو گیا - تو سب اس کو باپ کی طرح ہی جاہل مطلق ہی کہیں گے - وہ ضرور بی - اے کہلاویگا -

(۸) کوئی ناخواندہ آدمی بی اے والوں کا گون بنوا کر پہن لے تو وہ ہرگز بی اے نہیں کہلا سکتا - یا کوئی آدمی تھانہ دار کی وردی پہن کر تھانہ دار نہیں بن سکتا

(۹) ایک آدمی بڑا اول درجہ کا سوداگر ہے لیکن برخلاف اس کے اس کے بیٹے کی عقل سوداگری میں ذرا بھی نہیں دوڑتی اور وہ فوج کا ایک معقول عہدہ دار ہے

(۱۰) ایک باپ بڑا ہی شدھ آچاری اور دھارمک ہے - برخلاف اس کے اس کا بیٹا بڑا ہی پاپی اور دشٹ اور نیچ کرم کرنے والا ہے -

(۱۱) ایک آدمی بڑا ہی خراب کام کرنیوالا ہے اس کا چال چلن بہت ہی گندہ ہے - لیکن اس کا بیٹا اول درجہ کا نیک اور دھارمک ہے باپ اول درجہ کا پنڈت اور بڑا ہی مشہور ودوان ہے - لیکن بیٹا بڑا ہی مورکھ اور آوارہ جہان ہے - یا باپ نے کچھ بھی نہیں پڑھا اور بیٹا کاشی نگر سے ودیا کے بڑے بڑے گرنتھ پڑھ کر آیا ہے - اور بڑا ہی مانیہ اور

پرتشٹھت ہے۔ وغیرہ یہ وہ موٹی موٹی اور سادھارن مثالیں ہیں جو کہ روز مرہ ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آتی ہیں اور ایک ایک مثال کے بیسوں ثبوت موجود ہیں۔ اور چنداں تلاش کی بھی ضرورت نہیں۔ اِن مذکورہ بالا باتوں کا جواب بھی اگر تلاش کیا جاوے تو ایک ہی ملیگا اور ایک ہی لفظ نہیں اور وہ لفظ حالات ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

Man is creature of circumstances

حالات آدمی پر بہت کچھ اثر کیا کرتے ہیں مذکورہ بالا سے یہاں تک پتہ لگ گیا کہ باپ کی کچھ حالت ہوتی ہے۔ اور حالات کے لحاظ سے بیٹا کسی اور دِشا کو پراپت ہوتا ہے۔ کوئی ضروری نہیں۔ کہ تحصیلدار کا بیٹا تحصیلدار اور پنڈت کا بیٹا پنڈت دوکاندار کا بیٹا دوکاندار اور فوجی کا بیٹا فوجی ہی ہو۔ بلکہ مختلف حالتوں میں مختلف نتائج پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ ماں کے گربھ سے سب کے سب محض اُمّی پیدا ہوئے ہیں۔ کوئی کسی قسم کی ودیا پڑھ کر نہیں آیا۔ سب کی ایک جیسی حالت ہوتی ہے۔ یہ جو کچھ کہ نشو ونما ہمیں نظر آتا ہے سب کرموں کا پھل ہے جس شخص نے جس درجہ کی لیاقت حاصل کی ہے اُس کو وہی ملیگا۔ جس کے گُن کرم سوبھاؤ برہمن کشتری ویش یا شودر جیسے ہوئے اُس کو اُسی ورن کا ادہکار دیا جاتا رہا ہے اور دیا جانا چاہئے۔ جیسے کہ ایک کالکٹر کی ڑکا ضروری نہیں کہ کالکٹر ہی ہو۔ وہ بے ہی ایک برہمن کا لڑکا ... اور

اور تعلیم وغیرہ سب کچھ اُس ورن جیسے نہ ہو جاویں برہمن نہیں کہلا سکتا کسی ورن کے گُنوں سے بہرے آدمی کا کیا حق ہے۔ کہ اُس کو ورن میں شامل کیا جاوے۔ ایشوری نیم زبردست اور اٹل ہے جس کے آنکھ ہے وہی دیکھیگا جس کے کان ہوں گے وہی سُنیگا۔ جہاں اگنی ہوگی وہیں گرمی ہوگی۔ اسی طرح سے ورن بھی اناد ی ہے یہ جدی بات ہے کہ اُس کی تفریق سرشٹی اُتپتی کے بعد کبھی کی جاوے۔ یا کی گئی ہو۔ لیکن یہ سلسلہ ہمیشہ سے ہیں۔ یہ ورن ہم نے نہیں بنائے بلکہ اس کی تفریق ایشور کی طرف سے ہے۔ × × × × ×

× × × × × × اسلئے آدمیوں کا اس میں ذرا بھی دخل نہیں ہونا چاہئے اور جب سے آدمیوں کا دخل ہوا ہے اس ورن بیوستھا کا ستیاناش ہوگیا ہے۔ اپنی خود غرضی میں پھنس کر منشیوں نے اس کے تمام سلسلہ کو تہ و بالا کردیا ہے۔ اس کا ہتو لوگوں کے دل میں ذرا نہیں رہا۔ جس طرح ایک آدمی آنکھ کے بغیر دیکھ نہیں سکتا۔ اُسی طرح اُس کا کوئی حق نہیں کہ بغیر گُن کرم برہمن کے اُس کو برہمن ورن کا ادہکاری بنایا جاوے اور برخلاف اس کے جسطرح ایک آدمی کے پاس آنکھ ہوتے ہوئے اُس کے ایشوری رچنا کو دیکھنے کے حق کو کوئی آدمی نہیں چھین سکتا۔ پھر وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ایک شخص کے گُن کرم سوبھاؤ برہمن جیسے ہوں اور اُس کو اُس پدوی سے محروم رکھا جاوے۔ جیسے مرگ ترشنا کا جل ایک پیاسے آدمی کے واسطے بے سود ہے ویسے ہی نام دھاری برہمن ایک جگیاسو کے واسطے مٹی کے مادھو سے کچھ زیادہ

وقعت نہیں رکھ سکتا۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ جیسے چمڑے کا ہرن اور کاٹھ کا ہاتھی ہیں۔ ویسے ہی مورکھ برہمن غرضیکہ گُن جس میں نہیں۔ اُس کو وہ عہدہ دیدینا عجیب دانائی ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ادہکار تو دے دیا۔ اس کی جگہ کام کون کریگا؟۔ ابھی ایک بات حد تسلیم تک پہونچ گئی ہے۔ کہ اگر کوئی مورکھ آدمی بی۔ اے والوں کا گون پہن لے۔ اور اپنے نام کے پیچھے بھی بی۔ اے لکھ لے مثلاً گلچھن بی۔ اے تو اُس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے کہ وہ کسی یونیورسٹی کا گریجویٹ ہے۔ بلکہ اُس بی اے کے معنی بے عقل (Be Akal) ہی ہوں گے۔ اسی طرح سے ایک آدمی جو کہ اپنے ماتھے پر خوب چندن کا لیپ کر لیتا ہے اور نام دھاری برہمن ہے۔ پڑھے لکھے کے نام میاں مٹھو۔ برہمن کے گُنوں کے لحاظ سے صفائی تو وہ بھی برہمن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کو پدچھید کر کے براہمن کہا کرتے ہیں۔ کیا اچھا اُپدیش ہے اس میں ہمارے جسم و ارگن کو بتلایا گیا ہے کہ جس طرح سے منش کا دماغ یہ ہے سب سے افضل ہے۔ بالکل اُسی برہمن کشتری ویش اور شودر چاروں ورنوں میں برہمن کی پدوی سب سے اعلیٰ ہے۔ اور اگر ہمارا دماغ قایم ہے۔ تو ہم سب اندریوں سے بخوبی کام لے سکتے ہیں۔ ورنہ دماغ ٹھیک نہ رہنے کی حالت میں ہماری اندریاں کیسی ہی زبردست کیوں نہ ہو جاویں ہم اُن سے ذرا بھی کام نہیں لے سکتے۔ ویسے ہی دوسری طرف اگر برہمن ورن میں گندگی اور غلاظت ہمیں بہری ہوئی ہوتی

تو وہ خود ٹھیک رہ کر باقی کے ورنوں کو درست رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ باقی کے سب کے سب خراب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آجکل ہم دیکھ رہے ہیں۔ کوئی ورن ہی اپنے اپنے ادہکار گن نہیں رکھتا۔ سب نہایت ہی نیچی اور ردی حالت میں ہو رہے ہیں لیکن اس بات میں بھی جسقدر دوش برہمن صاحبان کا ہے۔ اُس قدر دوسروں کا نہیں۔ اگر اس وقت اپنے تعصب اور خود غرضی کو چھوڑ کر صفائی دل سے ویدوں اور شاستروں کے اُپدیش کے انوکول برہمن لوگ یہ مان لیں کہ چونکہ ہم میں برہمن کا کوئی گن نہیں اسواسطے ہم اس ورن کے ادہکاری نہیں۔ تو لیجئے آج ہی سارے ورنوں کی چھانٹ ہو سکتی ہے سب آدمی اپنے اپنے ٹھکانے لگائے جا سکتے ہیں۔ ورنوں میں کسی قسم کی گڑبڑ نہیں رہتی۔ برہمن ہمیشہ سے قومی لیڈر رہے ہیں۔ اور ہماری بدقسمتی سے آج کل بھی تمام رہاری برہمنوں کو ہی ادہکار دے رکھا ہے۔ ہندوؤں کی کنجی برہمنوں کے ہاتھ میں ہے۔ چاہیں جس [illegible]ت مروڑ دیں۔ اور ہندو قوم [illegible] مجبوری کی [illegible] طرف لگا دیں۔ رفاہ عام اور [illegible] کام نہیں۔ جس میں کہ ہندوؤں [illegible] اور اُلفت کی ہو اور اُس کے سربراہ برہمن صاحبان نہ ہوں۔ جو اُپدرو اُٹھتا ہے۔ وہ سب انہیں دیوتاؤں کی بدولت ہے۔ جو آدمی کہ ان کی فضول خود پسندیوں اور فریبوں سے تنگ آگئے ہیں۔ اُن کا مقولہ ہے۔ کہ کال ہاگہٹر سے اچھے اور بُرا بامن سے ہو۔ اگر ہمارے بامن مہاراج ٹھیک ہو جاویں تو دنوں میں دیش کی حالت کچھ سے کچھ ہو سکتی ہے۔

لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ ہے۔ وہ یہہ ہے۔ کہ ہم نے بلا سوچے سمجھے لوگوں کو برہمن کشتری ویش کے ادہکار دے رکھے ہیں۔ اور یہی اب ہماری ترقی کے راستہ میں ایک بڑی زبردست چٹان ہے۔ اور جب کام شروع ہوگا۔ اس کی پہلی سیڑھی یہی ہوگی کہ ورن اور آشرم ٹھیک کئے جائیں۔ ورنہ ناممکن ہے۔ کہ کسی پرکار کی اُنتی ہو سکے۔ اگر ہماری یہہ حالت ٹھیک ہو جاوے۔ تو پس پو بارہ ہیں۔ کوئی مثال ایسی نہیں ہے۔ کہ جس سبھا کے پردھان منتری اور سبھاسد ادہکاری ہوں۔ اُس نے اُنتی نہ کی ہو بشرطیکہ اصول سچائی پر مبنی ہوں لیکن خود غرضی نے غضب ڈھا رکھا ہے۔ اپنی اپنی چھوٹی بڑائی اور مان میں لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ تعصب نے اُن کے انصاف کی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ اور کام ہی چوپٹ ہے۔ کیا مبارک اور پوتر اُپدیش ہے۔ کہ جو آدمی جس ادہکار کے لائق ہو اس کا وہی ادہکار ہونا چاہئے۔ اور یہی آریہ سماج کا اصول ہے۔ آریہ سماج کا اصول کیا بلکہ ایشوری نیم ہی ہے۔ جو کہ زبردستی اپنی سچائی کو تسلیم کرا رہا ہے۔ کون ایسا پُرش ہے۔ جو کہ اس اصول کی سچائی کو دل سے نہیں مانتا۔ یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ اس پر عمل کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور اس کا اقرار پبلک میں کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس اصول میں بذات خود ایک سچائی ہے جس کی وجہ سے اگر ظاہرا نہیں تو درپردہ لوگ اس طرف کھنچ رہے ہیں اور اُن کو کھنچنا پڑتا ہے۔ غرض کوئی آج کوئی کل۔ یہی گڑبڑ دور کرنے کے واسطے

بڑی ہی سخت ضرورت ہے۔ کہ اِن ادہکاریوں کو گرا دیا جاوے۔ اور ادہکاریوں کی پدوی جاوے۔ جس وقت ایسا کرنے کا کوئی یتن کیا جاتا ہے۔ یا تجاویز سوچی جاتی ہیں۔ تو ہمارے ہندو بھائی بڑی سخت طعن وتشنیع پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور بے اختیار منہ سے بول اُٹھتے ہیں۔ کہ ورن شنکر ہو چلا۔ لیکن افسوس کہ وہ اس کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے خود ورن شنکر کر رہے ہیں۔ تحقیقات کیجئے۔ برہمن ورن کی اور نیز دیگر ورنوں کی۔ کچھ مشکل بات نہیں۔ آپ کو بہت ہی آسانی سے پتہ لگ جاویگا۔ کہ درحقیقت اودستھا خراب ہو رہی ہے۔ پاپی سے پاپی اور کُکرمی سے کُکرمی اور موڑھ سے موڑھ پُرش اِن ورنوں کی اندھیر گردی میں برہمن اور کشتری اور ویش کی پدویوں کو پراپت ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے پُرش سب سے نیچے درجہ کے شودر ورن میں بیٹھے ہیں۔ کہ جن کے آچار بیوہار اور تعلیمی لیاقت اور وہار تک پورشارتھ اور اُن وا اوپرلے ورنوں کے آدمیوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔ لیکن یہاں تو یہ کس نے پرشن کہ بھیا کون ہو والا حساب ہے۔ جہاں جسکو اتفاق سے جگہ مل گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ اُسی جگہ جم گیا کہاں ہے وہ سبھا جو کہ گروکل سے نکلتے ہی ودیارتھیوں کو ورن کا ادہکار دیا کرتی تھی۔ نہیں ہیں وہ راج ڈنڈ جو کہ اس بات کی رکشا کے واسطے ہوا کرتے تھے۔ گھر کے چودھری گھر کے پنچ۔ ہم صاحب برہمن دیوتا کی اولاد ہیں۔ فلاں رشی کے پڑپوتے ہیں۔ دوسرا کہتا ہے۔ کہ ہم فلاں راج رشی کی چودھویں پشت سے ہیں۔

اور اصل کشتری ہیں۔ ارے بابا یہہ تو مان لیا۔ کہ آپ فلاں فلاں رشیوں کی اولاد ہیں۔ لیکن ہمیں کیا جہنم میں پہونچا کر چھوڑو گے۔ یہاں یہہ تو سوال نہیں جس کو آپ دوہرا رہے ہیں۔ اور مارے خوشی کے جامہ میں پہولے نہیں سماتے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ تم خود کیا ہو؟ کوئی ودیا کوئی گن۔؟ ۔ کوئی کرم کوئی دہرم؟ کچھ ہے ہی؟ یا کہ پہونکے سنکھ بجاوے دیپا۔ گپیں مارتے مارتے صبح سے شام کر دی۔ پنڈت صاحب اور لالہ صاحب بن تو بیٹھے۔ کچھ ذمہ واری کا بھی خیال ہے افسوس ہے۔ یہہ پنڈت صاحب اور لالہ صاحب (شرما اور ورما) وہ خطاب ہیں۔ جو کہ کم از کم پچیس برس خون جگر کھا کر۔ ماں باپ اور دیگر سمبندھیوں سے جدا رہ کر۔ آچاریہ کی سیوا کر کے اور اپنی اندریوں کو وش میں رکھ کر سینکڑوں قسم کی مصیبتیں اور صعوبتیں سہہ کر اور زمین پر سونے ننگے پاؤں پہرنے کی تکلیف برداشت کر کے اور زندگی کا ایک بڑا حصہ جلا وطن رہ کر طرح طرح کے بکھیڑوں میں پڑنے اور وید شاستر اور انگ اُپانگ کو گہوٹتے اور نانا پرکار کی ودیاؤں کو حاصل کرنے سے ملا کرتے تھے۔ وید شاستر کا پرچار جاتا رہا رشیوں کی آگیاؤں کو پاؤں تلے روندا گیا۔ اپنی اندریوں کے بھوگ کو دہرم سمجھ لیا۔ موہ ممتا میں لوگ پہنس گئے آج وہ سبھا شاہی آگئی۔ کہ کوڑی لگے نہ دام۔ مفت نکلتا کام۔ برہمن کے ہاتھے پر ماں کے پیٹ میں سے نکلتے ہی ٹیکا لگ

جاتا ہے۔ اور کشتری صاحب تلوار لے کر ہی باہر نکلتے ہیں۔ کیا کہیں اپنی اپنی طوطی بول رہے ہیں۔ جس درجہ کے کہ وہ لائق نہیں۔ اُس پر بیٹھے ہوئے شرم نہیں کرتے۔ بلکہ اُلٹا نصیحت کرنے والے کے ساتھ جوت پیزار تک ہونے کے واسطے تیار ہیں۔ ایسے اندہیکار میں کوئی کرے تو کیا؟۔ ہمارا اس وقت وہ حال ہو رہا ہے۔ کہ دین گیا دنیا گئی۔ رہے ٹھوٹھ کے ٹھوٹھ۔ سچ مچ ہم اسی لائق تھے۔ یہہ ہمارے کرموں کا ہی پہل ہے۔ ہمیں کچھ شکوہ شکائت نہیں۔ خود غرضیوں کے پنجہ میں پہنس گئے ہیں۔ حال زار کس کو سناویں ؎

شب تاریک و بیم موج گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

ہمارے ورنوں کی نسبت تو کمیٹی کے ممبر ہی رہیے۔ گو ان میں اکثر لالہ صاحب تو ایسے ہی ہوتے ہیں کہ "جو تمہاری رائے سو ہماری" ہم ان کو کرسی پر بٹھانے والی پبلک تو ہے۔ لیکن کوئی پوچھے کہ ہم کو اس برہمن کشتری وغیرہ کی کرسی پر کس نے بٹھایا مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ خود ہی پنڈت جی بن گئے۔ اور خود ہی لالہ صاحب۔ آگے چل کر اور سنئے۔ بہلا ٹوٹے پہوٹے رتی بچے ورنوں کے نخرے تو سہے تھے۔ اب

ورن در ورن کے ناز کون برداشت

کرے۔ کشتری تو تھے۔ اب کشتری در کشتری ایک سرین اور دوسرے بارنجاہی۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم بڑے اور وہ کہتے ہیں ہم بڑے سینکڑوں برس گذر گئے لیکن آج تک یہہ جھگڑا طے نہوا۔ گھبرائے مت اور سب تو پڑہن سنئے۔ سرینوں میں دو حصہ ایک چھوٹی

سرینی۔ اور دوسری بڑی سرینی۔ بارنجاہی صاحبان وہ جو کہ باون گوت پر مبارک ہے۔ تو بھی ہزار شکر اُس پرماتما کی درگاہ کو ہے۔ جو کہیں خدا نخواستہ دو گوت اس طرف ملتے تو بس بچارے ہی رہ گئے تھے۔ سرین صاحبان میں نیرڈا کہوسلہ وغیرہ اپنی شیخی بگہار رہے ہیں اور دوسری طرف ڈہائی گہر چار گہر اور بارہی اپنے آپ کو سب سے اونچے بتا رہے ہیں۔ عجیب مخول خانہ ہو رہا ہے۔ ڈوموں کی برات والا حال ہو گیا ہے۔ سارے ہی ساؤ۔ کسی کی کیا مجال ہے کہ دوسرے کو چھوٹا کہہ جاوے۔ ابھی گلے پڑ جاوے لڑائی تک نوبت پہونچے۔ سن سن کر خون جگر پی رہے ہیں۔ اور خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ کچھ بن نہیں پڑتا۔ ایک شخص سرین صاحب عرف نیرڈ نے اپنی تمام عمر اس بات میں لگا دی۔ کہ ہم نیرڈ کیوں کہلاتے ہیں۔ اور محنت سے کمایا ہوا کئی ہزار روپیہ اس مہم میں خرچ کر دیا۔ پیچھے جب نتیجہ نکلا تو وہی کوہ کندن و موش برآوردن والی بات ہوئی۔ پتہ لگا کہ کئی پشتیں اوپر بادشاہوں کے ... ایک بزرگ کا خطاب نیرڈ تھا۔ کوئی کہ بزرگ مہا شے بالکل اُمی ... سورج تھے۔ آپ میں چراغ شجھنی ہی روشنی نہیں ہے پھر کیوں مفت کی اور فضول شیخی میں پہنسے ہوئے ہو۔ اپنی حالت پہ وچار کرو۔ سرین۔ بنجاہی چار گہر اور بارہی نین گہر کو تلانجلی دو۔ اور اصلیت کی طرف رجوع کرو۔ اس سے آگے چلئے رور کہتری آتے ہیں۔ اُن کی سب کے ہی ساتھ کہٹ پٹ ہے۔ بارنجاہی کہتے ہیں۔ کہ تم

پڑے ہو۔ تمہیں کھتری کون کہتا ہے
اس کا جواب رنڈے دیتے ہیں۔ تم
بادہنجابی ہو۔ تمہیں کھتری کون کہتا ہے۔
آپ بتائے فیصلہ کرنے والا کون ہوا۔ اگر فیصلہ
آپ کرے ہی۔ تو ہو کس طرح؟ کوئی اصول
ہوئی کوئی بات نہیں۔ من
مانی ہیں۔
... تفرقہ بازی ہو رہی ہے۔ سو ٹکڑے ہو رہے
ہیں۔ ہیت کو لالہ مچا ہوا ہے۔ آہلووالیے کہاں
جگہ جگہ کشتری ان کے گھڑے کا پانی تک
نہیں پیتے۔ اور پیویں کیوں؟ تین میں فرق
آجائے۔ اور پرتھانوں کا ایک فرقہ
دہمان ہے۔ پچھلے دنوں ایک کتاب چھپی ہے
جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے۔ کہ وہاں
تم کے بڑھئی فلاں برہمن رشی کی اولاد
ہیں۔ اس واسطے درجہ میں یہ برہمن سے
کسی صورت میں کم نہیں۔ کون کسی کو روکے
من آئی طوطی بول رہا ہے۔ اور بولنی ہی
چاہئے۔ کیونکہ کوئی اصول نہیں رہا۔ اگر
دہی شاستر کی مریادا ... میں لکھا۔ تو
کس کی مجال تھی۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
... پر گوجرانوالہ کلکٹ ہو جاوے
... پاٹھک گن گھبرا جاتے ہیں
... کہ جو مہینوں ختم
نہ ہو۔ اور ہم رو بیٹھیں ہی کس کے پاس
گیا ہوا؟ اتنا تو حق ہے کہ ہم آپس میں
بیٹھ کر دل کا بخار نکال لیں۔ اور اپنی بگڑی
ہوئی بلکہ تحت الثریٰ تک پہونچی ہوئی
حالت زار پر افسوس کہائیں۔ اور اس کے
سدہار کی تدابیر سوچیں۔ جب برہمن
اور کشتری ورن میں بہت سے بدہو بہرے

پڑے ہیں۔ تو ہمارا حق ہے۔ کہ ہم پچھلے
ورن والوں کو جو کہ نسبتاً بہت بودھے
ہیں۔ اعلیٰ ورنوں میں شامل ہونے سے
روکیں۔ ورن سنکر ہو گئے۔ ورنوں
میں اندھا دھند بھرتی ہونے لگے۔ کوئی
پڑتال کنندہ نہ رہا۔ گن کرم سوبھاؤ کا
ذرا بھی خیال نہ رہا۔ لیکن زمانہ روشنی
کی طرف رجوع کرتا دکھلائی دیتا ہے
لوگ سچائی کو گرہن کرنے لگ پڑتے ہیں
اپنی غلطی تسلیم کرنے میں شک نہیں سمجھتے
ضروری ہے۔ کہ نیچے سے یوگیہ آدمی
اٹھ کر اوپر جاویں۔ اور ایوگیہ آدمی
اونچی پدوی سے گرائے جا کر اپنے
ٹھکانے بیٹھیں۔ ورنوں کی اپنے اپنے
درجہ پر قدر ہو۔ سنسار کے کام مریادا
انوسار چلیں۔ پرماتما وہ دن جلد لاویں!

ریویو

ہون سامگری :- لالہ ستیارام سوداگر
ہیزم انار کلی لاہور۔ اس ہون سامگری کو
میں نے استعمال کیا ہے۔ آریہ پرشوں کے لئے
بڑی بھاری سہولت ہو گئی ہے۔ کہ عمدہ سامان
بنا بنایا مہیا ہو سکتا ہے۔ میری رائے میں خود
بنانے کی نسبت یہ ہون سامگری عمدہ اور سستی ہے

بدھوا بواہ کا اشتہار

جو دو ودھوائیں آریہ سماج لاہور کے زیر حفاظت
اس وقت ہیں ان میں سے ایک بٹالہ شہر کی ہے والی
ہے اس کی عمر ۱۲ سال کی ہے۔ ذات ہیں کھتری اس کے
بھائی کا نام جو اس کا گارڈین ہے لالہ ٹھاکر داس ہے
اس کے پتا کا نام سردار فتح سنگھ تھانہ دار۔ لڑکی کے نانکے
ذات بیری کھتری ہے۔ جو وواہ کرنا چاہتے ہوں وہ بہت
جلد میرے نام درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر۔ کدار ناتھ ہنا ہر منتری آریہ سماج لاہور۔

آریہ ساماجک خبریں

پنڈت رام رتن جی اپدیشک آریہ پرتی ندہی
سبھا پنجاب اچھی دارہ کی طرف ویدک دھرم
کا کام کر رہے ہیں۔
ڈیرہ اسمٰعیل خاں آریہ سماج کے سالانہ
اتسب کی تاریخوں کو ملتوی کر دیا ہے۔ اب
جلسہ ۸۔۹۔ مارچ ۱۹۰۲ء کو ہو گا۔
آریہ سماج ہوانی کا سالانہ جلسہ ۱۲ و ۱۳
فروری ۱۹۰۲ء کو ہو گا۔
چھینہ ضلع گورداسپور آریہ سماج کا سالانہ
جلسہ ۸۔۹۔۱۰۔۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہو گا۔
آریہ سماج پٹھانکوٹ نے مبلغ عہ روپیہ
گوروکل کے افتتاحی جلسہ کے واسطے بھیجے ہیں
انتر نگ سبھا آریہ پرتی ندہی سبھا کی منعقدہ
۱۹ جنوری میں کثرت رائے سے حسب ذیل رزولیوشن
پاس ہوئے :-
(۱) حسب ہدایت جنرل سبھا ہولی کے موقعہ پر گوروکل
گوجرانوالہ سے کانگڑی میں پہونچایا جاوے
اور بوجہ طاعون کی رکاوٹوں کے بجائے عام
افتتاحی جلسہ کے پرائیویٹ افتتاحی جلسہ ہو۔
(۲) چونکہ جلسہ نہیں ہو گا۔ اس واسطے جن صاحبان
نے پبلک جلسہ کے لئے چندہ بھیجا ہے۔ ان کو
درخواست کی جاوے کہ وہ اس روپیہ کو گوروکل
پاٹھ شالا کے گوجرانوالہ سے منتقل کرنے کے لئے
خرچ کرنے کی اجازت دیں۔ یا تحریر فرما دیں
کہ ان کا عطیہ ان کو واپس دیا جاوے۔
مہاشے متھرا پرساد پردھان آریہ سماج
بنگ ... ہیں موانہ کلاں ڈاکخانہ پپلا دوہ
ضلع میرٹھ ایک لائق پنڈت کے متلاشی ہیں جو کہ
سدہانت کو تری اچھی طرح سے پڑھا سکیں

ورشہ آریہ ہوں۔ شدہ آچاری ہوں۔ درخواست آریہ سماج کی معرفت بھیجیں۔ تنخواہ آٹھ روپیہ ماہوار (تعداد بہت ہی قلیل ہے)

آریہ سماجک جلسے

آریہ سماج بھوانی کا سالانہ جلسہ ۱۲و۱۳ فروری ۱۹۰۲ کو
" " چھبینہ " " " ۸و۹ اپریل "
" " ڈیرہ اسمعیل خاں " " " "
" " پشاور " " ۲۳و۲۴ " "
" " جالپور " " ۲۸و۲۹ " "
" " بنیسی خیل " " ۱۹و۲۰ اپریل "

وزیر آباد آریہ سماج کا سابق چیڑاسی دت مل اور ماسٹر پشپندر جی نے لوہڑی کے دن کنیا انا تھ آلیہ کے لئے بھکشا کی۔ اور ۱۲ روپیہ نقد جمع کئے۔

بابو بڈھا مل صاحب کلرک دفتر نہر موگر رسول نے لالہ حاکم رائے صاحب کی معرفت اپنی صحتیابی کی خوشی میں مبلغ ۵ روپے گروکل کے لئے دان دئے

رائے زادہ ماسٹر برکت رائے جی کے پتر کا نام کرن سنسکار پنڈت واسدیو جی اور پنڈت رنپت رائے جی نے ویدوکت کرایا۔ ماسٹر صاحب نے اس موقعہ پر حاضرین کا ستکار مٹھائی سے کیا۔ اور ایک روپیہ وزیر آباد سماج کو دان دیا۔ ماسٹر پشپندر جی نے اس خوشی کے موقعہ پر چند کتب لیکھرام ریڈنگ روم کو دان دیں۔

لالہ موتی رام بزاز ممبر آریہ سماج گوبند کی کے گھر میں کنیا اتپن ہوئی۔ نام کرن سنسکار ویدک ریتی انوسار ہوا۔ اپدیشک کی اس جگہ نہایت سخت ضرورت محسوس کیجاتی ہے

لالہ گنپت رائے منتری آریہ سماج جلال آباد ضلع امرتسر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یکم ماگھ سمت ۱۹۵۸ کو لالہ گوجر مل حکیم سکنہ گوبند وال سبھا سد آریہ سماج جلال آباد نے ہم سب کو گوبند وال میں بلایا۔ ان کے گھر میں بہت سی سامگری سے ہون کیا گیا۔ لالہ گوجر مل اور دیگر بھائی بڑے اتساہی ہیں۔ آج ہی گوبند وال سے پتر آیا ہے۔ کہ انہوں نے ہر ایتوار کو ویدک دھرم کے پرچار کرنے کا اچھا پربندھ کر لیا ہے۔ بازار میں منشی دینا ناتھ جی کی دوکان پر آنند بھون کے پشچات پنڈت کشمندت جی نے پر ارتھنا کرائی اور لیکچر دیا جس سے شروتا گن بہت پرسن ہوئے۔ چونکہ گوبند وال سکھوں کا مشہور تیرتھ ہے۔ اسلئے وہاں پر پرچار کی اتی آوشیکتا ہے۔ یہاں ہر سال دو میلے ہوتے ہیں۔ ان پر ہی یہاں کے پرشارتھی بھائی پرچار کا انتظام کرتے ہیں۔ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کی سیوا میں نویدن ہے۔ کہ اب چونکہ بیساکھی کا میلہ نزدیک ہے۔ اسلئے وہاں ضرور ہی کسی یوگیہ اپدیشک کو روانہ فرماویں

بھوانی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ جو ۱۲و۱۳ فروری ۱۹۰۲ء قرار پایا تھا اب کئی وجوہات سے ملتوی کیا گیا ہے۔ آریہ پبلک مطلع رہے۔

مختصر حالات آریہ سماج کھیریاں

(۱) ۵۔ اگست ۱۹۰۱ء کو ماسٹر رام پرشاد جی بی۔اے ہیڈ ماسٹر اینگلو سنسکرت سکول ہوشیارپور کھیریاں پدھارے اور سکریٹری کے مکان پر ٹھہرے۔ حسب ایما ماسٹر صاحب موصوف لیکچر کا پربندھ کیا گیا۔ ۷ بجے شام سے ۹ بجے رات تک مکتی کی پراپتی پر ۱۸۰ اشخاص کی حاضری میں بڑا اتم لیکچر ہوا۔

(۲) ۲۹۔ اگست کو تیوہار رشی ترپن پر ندی کے کنارے اگنی ہوتر کرکے یگیوپویت دھارن کئے گئے۔ اس موقعہ پر بعض آریہ پریوارکا سے کے لئے دان ہوا۔

(۳) ۲۲۔ ستمبر کو پنڈت لال پرشاد اپدیشک پرتی ندھی سبھا وارد ہوئے۔ چونکہ پنڈت صاحب موصوف بعارضہ بخار بیمار تھے۔ اسلئے کوئی لیکچر نہ ہو سکا۔

(۴) ۱۶و۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو چودھری لچھمن داس کے لڑکے کا منڈن۔ وکرن بیدہ سنسکار سنسکار ودھی کے ریتی انوسار پنڈت کاشی رام جی و منشی رام سکریٹری نے کرائے۔ سنسکار پر قریباً پچاس کے لگ بھگ تھے۔ بڑا اتم پربھاؤ ہوا پنڈت جی کو دکھشنا ۸ ۔ وید پرچار فنڈ ۸ لوکل سماج ۸ کل ۸ دان ملا۔

(۵) ۱۷و۱۸۔ اکتوبر کو لالہ جیون مل اپ پردہان نے اپنے نئے مکان کی پرتشٹھا ہردو روز سنسکار ودھی انوسار کرائی۔ پہلے دن نچلی منزل اور دوسرے روز دوسری منزل میں ویدی بنائی گئی۔ ستری پرشوں کی تعداد معقول تھی۔ سبھاپتی پر لالہ جیون مل نے اس ہوم میں خرچ روپیہ بہ تفصیل ذیل ڈالا تو وہی کو ۵ گروکل ۵ لوکل سماج ۵ ہوئی دوسرے دن پریتی بھوجن دیا گیا۔

(۶) ۱۹۔ اکتوبر کو ملک اوم ... کے برادر ... سنسکار پنڈت کاشی رام جی نے کرایا۔ لالہ نرائن داس جی نے پنڈت جی کو ۸ ۔ وید پرچار ۸ اور لوکل سماج ۸ کل دو روپیہ دان دیا۔

نوٹ۔ یہ صاحب سماج کے ممبر نہیں ہیں۔ صرف ویدک سنسکاروں کے دیکھنے سے ہزار دام ہیں ویدک سنسکاروں کا مستوخاطر ہونے کا یہ ادنی ثبوت ہے۔ ویدک سنسکاروں سے گریز کرنے والے آریہ ممبر توجہ کریں۔

اسی روز چودھری رام بخش و لچھمن داس نے نوکرہ پوجا پر بھی اس موقع پر سوستی واچن کے منتری پڑھ کر ڈالے گئے۔ اسلئے ذکر کیا گیا۔ اس موقع پر بھی چودھری صاحب نے ایک روپیہ سماج کو دان دیا۔

(۷) ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو لالہ سنت رام جی پنکاربھیکشی کے لڑکے کا نام کرن سنسکار بید وکن ہوا۔ بالک کا نام ہیر تری رکھا گیا۔ لالہ سنت رام جی نے بعد سنسکار آٹھ آنہ پنڈت جی کو آٹھ آنہ سماج کو دان دیا۔

(۸) ۱۰۔ نومبر کو بروز دیوالی سماج مندر میں ہون ہو کر پرارتھنا لالہ کنہیا لال جی نے کرائی۔ بعد ان پنڈت حکیم رام سرن داس جی پردھان نے مہرشی سری سوامی جی کے اُدیوگ کو سپھل کرنے کے متعلق موثر تقریر کی اور منشی رام سکرٹری نے سوامی جی کی زندگی کے متعلق [illegible] پڑھ کر سنائی۔ اور جلوہ آنند [illegible] موجود الوقت ممبران [illegible] مہاتما کے [illegible]
(۹) ۱۱۔ جنوری گذشتہ [illegible] کیے یوگیہ ہے
[illegible] کے متعلق [illegible]
[illegible] تعلیمات سوامی [illegible] ایک [illegible] جس پر
[illegible] جنوری [illegible] پرسنگ اپیل کی۔
[illegible] فراہم
[illegible] کے بہت بد بد کمرہ
کی تعمیر کیا جاوے۔ اور پرانے کمرہ کی سقف قدرے اونچی کر کے نئی کی جاوے اور روپیہ کے لئے دیگر سماجہائے پنجاب کی خدمت میں اپیل بذریعہ ڈاک بھیج کر امداد طلب کی جاوے۔ جس پر صرف للعہ دہلی آریہ سماج کی طرف سے دس [illegible] پراپت ہوئے۔ جس کے لئے ہم دہلی سماج کے مشکور ہیں۔ چونکہ تعمیر کمرہ جدید یہ شروع کیا جا چکا تھا۔ اور روپیہ کا کافی انتظام نہ ہونے کے باعث ادہکاریان عجیب تشویش میں تھے۔ آخر ۲۹۔ اکتوبر کی انترنگ سبھا میں اس پر وچار ہو کر قرار پایا۔ کہ آج کی تاریخ تک جس قدر کوشش میں روپیہ ہے۔ علاوہ دیگر فنڈات کے سب کا سب خرچ کر لیا جاوے۔ جس کی تعداد قریب نوے روپیہ کے تھے۔ وہ بھی خرچ ہو کر روپیہ کی ابھی بہت ضرورت تھی پھر کوشش شروع کی گئی۔ چنانچہ بابو لالہ رام صاحب پردھان آریہ سماج پشاور اصل متوطن کیمبل پور حال پشاور کی خدمت میں اس درد ناک اور قابل امداد حالت کا فوٹو پیش کیا جنہوں نے کمال ہمدردی سے اس حالت کو محسوس کیا اور مبلغ پچاس روپیہ جیب خاص اور پچاس روپیہ دیگر ممبران آریہ سماج پشاور کی طرف سے فراہم کر کے بذریعہ ڈاک بھیج کر اپنی دلی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ جس کے لئے کیمبل پور سماج لالہ رلا رام جی کا خصوصاً اور ممبران آریہ سماج پشاور کا تہ دل سے مشکور ہے۔ علاوہ ازیں ۱۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی انترنگ سبھا کی آگیا سے ایک خاص چندہ تعمیر کے لئے فہرست کھولی گئی۔ اس فہرست پر آج تک ۱۷۰ روپیہ کے قریب چندہ لکھا گیا۔ اور اوگھرایا بھی گیا تھوڑا ابھی باقی ہے۔ مگر باوجود اس قدر کوشش کے ابھی تک بھی روپیہ کی ازحد ضرورت تھی جس کے لئے ۱۱۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی انترنگ سبھا میں نشچے ہوا۔ کہ چونکہ اسوقت کم از کم دو صد روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور سماج کے کوش میں صرف قریب پچاس روپیہ کے موجود ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کام چلانے کے لئے بالفعل طوریہ سود روپیہ قرض اٹھا لیا جاوے۔ اور موجودہ فنڈ پچاس روپیہ بھی خرچ کر لیا جاوے چنانچہ لالہ جیون مل اُپ پردھان سماج نے ڈیڑھ صد روپیہ ایک سال کے لئے بلاسود قرض دینے کا وعدہ کیا۔ جو قابل شکریہ ہے ماسوائے اس کے حکیم رام سرن داس جی کی کوشش سے ہمارے معزز میاں پنجاب سنگھ صاحب سابق حاکم اعلیٰ ریاست جموں و کشمیر نے پانچ عدد شہتیری دیودار ۱۲-۱۲ فٹ لمبی حسب ضرورت دان کیں جن کے لئے ہر دو صاحبان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ نیز لالہ رادھا رام صاحب خزانچی سماج و مصر گہیٹا رام صاحب بھٹہ والوں نے بھی لکڑی کی امداد دی ہے۔ جس کے لئے ہم ممنون ہیں۔ اور بھی چند صاحبان نے لکڑ کی امداد فرمائی ہے۔ جن لوگوں نے روپیہ سے مدد کی ہے اُن کی فہرست طویل ہونے سے مجبور ہوں اسوقت کام بڑی سرگرمی سے شروع ہے۔ آج تک علاوہ متفرق اشیاء لکڑی وغیرہ دان کے سماج کو آج تک ۳۵۰ روپیہ نقد جمع ہو چکا ہے اور ابھی سو روپیہ سے کچھ زیادہ ہی اور خرچ ہوگا جس کے لئے میں آریہ بھائیوں سے امداد کی خواہش رکھتا ہوں۔

(۱۰) یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو شریمان پنڈت پورنانند جی اُپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب دینانگر آریہ سماج کے سالانہ جلسے سے بہمراہ حکیم رام سرن داس پردھان سماج کیمبل پور تشریف فرما ہوئے۔ جن کے ۸ لیکچر بہ تفصیل ذیل مقامات و حاضرین میں مختلف وشیوں پر بڑے موثر ہوئے۔ جن کا اہل شہر پر ایک اعلیٰ درجہ کا پربھاؤ ہوا۔ تفصیل لیکچرز پنڈت پورنانند جی۔ کیمبل پور میں۔

تاریخ	مقام	وشے	حاضری	وقت
۲۔ جنوری	چوک سنگڑ	نشیہ جیون	۶۰	۶ بجے شب
۳ "	"	الیشور کی ہستی	"	"
۴ "	بندرابانیاں	مکتی	۱۰۰	"

۹ جنوری	بازار بانسیاں	کمتی وشیہ	۱۰۰	۷ بجے شب
۵۔	چوک سنگھ	برہمچریہ	۷۰	"
۶	چوڑا بازار	آریہ سماج کیا چاہتا ہے	۱۰۰	"
۷ "	بازار بیساں	پنچ یگیہ	۶۰	۸ "
۸ "	چوک سنگھ	ہم کیونکر ترقی کر سکتے ہیں	۷۰	"

ان لیکچروں نے آریہ سماج میں خصوصاً اور اس شہر میں عموماً ایک خاص جوش کا کام کر دیکھا پیدا کر دیا۔ ۹ جنوری کو پنڈت جی واسطے شمولیت جلسہ بہاگو وال تشریف لے گئے۔

(۱۱) ۱۳ جنوری بروز تہوار لوہڑی سماج مندر میں تعمیر کے باعث جگہ نہ ہونے سے چوک جگر بازار میں منایا گیا۔ اول بھجن ہو کر ہون کیا گیا بعدہٗ منشی رام سکرٹیری نے پرارتھنا کرائی۔ بعد بھجن ہو کر انگریزی باجہ کیا تب نگر کیرتن شروع کیا گیا۔ اثناء نگر کیرتن میں دو جگہ حکیم رلیا رام جی پردھان سماج نے لوہڑی کی اصلیت پر تقریر کی۔ نگر کیرتن ۷ بجے شروع ہو کر ۹ بجے رات تک بڑی دھوم دھام سے ڈیڑھ صد آدمی کی حاضری میں سماپت کیا گیا۔ سماپتی پر حکیم جی نے ریوڑی چڑوا حاضرین کو تقسیم کیا۔

(منشی رام سکرٹری آریہ سماج کیریاں)

اطلاع

تھوڑا عرصہ گذرا کہ راقم نے لالہ کانشی رام ویدیہ ایجاد کردہ پوٹیو اور ٹ وغیرہ بکس تقریباً نصف قیمت پر فروخت کرنیکا جو اشتہار پرچارک کے ذریعہ دیا تھا اسکی نسبت اب صلاح کیا جاتا ہے کہ **سوائے اٹھارہ پاکٹ کیسوں** کے باقی کل بکس وغیرہ فروخت ہو چکے ہیں۔ اسلئے کوئی صاحب درخواست خریداری بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرماویں۔ البتہ

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

چند مفید باتیں

نمبر ۴

(۱) جو پُرش اپنا سے نفرت ہیں۔ سب کے سہایک ہیں۔ سب کی بھلائی میں اپنی بھلائی سمجھتے ہیں۔ اور جو سب کا آسرا ہوتے ہیں ایسے پُرس موگ کو جاتے ہیں۔

(۲) ایک دھرم ہی ہے جو کہ مرتے وقت پُرش کے ساتھ جاتا ہے۔ اور تو بہت کچھ شریر کے ناش ہونے پر ناش ہو جاتا ہے۔

(۳) جو جس کا انس کہاتا ہے۔ ان دونوں کے انتر کو دیکھو۔ ایک کی کہشن بہر کیو اسطے پرینی ہوتی ہے۔ دوسرے کے پران چلے جاتے ہیں۔

(۴) دُنیا میں نہ کوئی کسی کا متر ہے۔ نہ کوئی کسی کا دشمن ہے۔ بیوہار سے ہی دوست دشمن بن جاتے ہیں۔

(۵) درجن تیاگنے یوگیہ ہے۔ خواہ وہ ودیا پڑھا ہوا ہو کیا منی سے ہوشت سانپ بھئے کے وینے والا نہیں ہوتا ہے

(۶) راز کا کھولنا۔ یا چھپنا۔ نشٹھرتا۔ چنچلتا کرودھ۔ جھوٹھ۔ اور جوا یہ متر کے

(۷) لوبھ سے بُدھی چنچل ہوتی ہے۔ لوبھ بشنا کے پیدا کرنے والا ہے۔ ترشنارتی اس لوک و پرلوک دونوں میں دُکھ پاتا ہے۔

(۸) سب مصیبتیں اس کے واسطے ہیں جس کا من تشٹ نہیں۔ سب ایشوریہ اُس کے واسطے ہیں جس کا من سنتشٹ ہے۔

(۹) سنتوش روپی امرت سے ترپت پُرش

کو جو سکھ حاصل ہوتا ہے وہ دھن کے واسطے ادہر اُدہر بھاگنے والے کو کہاں؟

(۱۰) جو پُرش پائیدار چیزوں کو تیاگ کے ناپائیدار چیزوں کے واسطے جستجو کرتا ہے پائیدار اُس کے واسطے نشٹ ہو جاتی ہیں ناپائیدار تو آگے ہی نشٹ ہیں۔

راقم

ویدک دھرم کا سیوک رلیا رام گنڈہ ازبیگ

ویا پام

گذشتہ سے ۱۶ شاعر مسیح آگے

زندگی دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک تو جسم جو کہ ہمیں مادی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ اور دوسری وہ چیز ہے جس کی طاقت شریر کی جملہ اندریاں کام کاج کرتی ہیں۔ یعنی جسکے ہونے سے آنکھ دیکھتی۔ کان سنتے۔ ناک سونگھتا۔ زبان چکھتی۔ اور تو چا چھوتی ہے [illegible] جسم مردہ کہلاتا ہے [illegible] میں ہم میں خرچ روپیہ [illegible] ہے۔ جیسے سنسکرت فاضلوں [illegible] الفاظ تو وہی کو [illegible] ہے اندرونی زندگی [illegible] کہیں تو بیجا نہ [illegible] زندگی یعنی جسم تو ہر ایک آنکھ [illegible] لیکن اندرونی زندگی کا نقشہ بالکل اُمج [illegible] کوری کتابی [illegible] کرنے کے لئے ان دونوں زندگیوں کا سدھار ضروری ہے۔ ورنہ اُن کے سدھارنے بغیر بہشت کے دروازے کو کھٹکھٹانا فضول ہے اندرونی زندگی یعنی روح کی ہستی کے ثبوت کے لئے ہی ہمیں کوشش کی ضرورت ہے۔ بہت سے آدمی حیوان بصیرت نہ جانتے ہی نہیں۔ کہ جیو کس بلا کا نام ہے۔ لیکن جسم سے ہر ایک آنکھ والا دیکھ رہا ہے

یاکٹ بکس اسی رعایت سے یعنی بجائے ڈھائی روپیہ کے فی ڈبہ [illegible] مذکورہ بالا تعداد کے ختم ہونے تک مل سکتے ہیں المشتہر [illegible]

اس کی اُنتی کرنے کیلئے [illegible] ہیں طیار ہوتا ہے۔ تو ہیں دیدانی اصحاب شائد یہاں آن ارتھ الاپنے سے نہ رہ سکیں۔ کہ جسم اسکی پرورش کرنا یا نہ کرنا ایک برابر ہے۔ لیکن ان کے جواب میں اپنے ناظرین کو صرف استفسار بتا دوں گا کہ ان کا ہر ایک دل خود غرضی سے بھرا ہوا لوگ آپ عمدہ عمدہ پدارتھ اور بھوگ بھوگتے گرہستی لوگوں کو ایسے واہیات اپدیش کرتے ہیں۔ کہ اُن کی ہمیشہ چاندی ہی رہتی ہے۔ علماء و فضلاء آریہ ورت کے اپنے جسم ہی اس بات کا پورا ثبوت ہیں کہ منشیہ کو پہلے شریر کی اُنتی کی ضرورت ہے۔ جبکی شاہد کہ آریوں کی وہ مشہور تاریخی کتابیں رامائن اور مہابھارت ہیں یہ مانا گیا ہے۔ کہ جسم محض ایک انجن ہے۔ یہ بذات خود کسی کام کا نہیں۔ جب [illegible] والا ڈرائیور [illegible] لیکن جب [illegible] ہوتے تب [illegible] پرماتما کے پوت [illegible] بھی رائیگاں [illegible] ہو گئے تھے [illegible] ڈرائیور لاپروائی [illegible] خیال کر [illegible] اور ایک [illegible] دیکھتا ہوا کہ انجن [illegible] مجبوری [illegible] میں پڑ کر مرمت کا خیال نہ کر [illegible] اور ان کے ڈرائیور محض نام [illegible] کے بہت آتما کے لئے [illegible] اور کڑی وقت [illegible] کہ خواہ یہ سستی [illegible] غفلت۔ اُسے ضرور کسی نہ کسی انجن کا ڈرائیور ضرور رہنا پڑتا ہے۔ اور استعفیٰ دینے کی اس کے لئے کوئی بھی قانون نہیں ہے۔ غفلت کی سزا اُسے ملتی ہے۔ کہ اُسکو بہت بُرے انجن دئے جاتے ہیں۔ اور ہوشیاری کے کام کرنے کا بدلہ ہے۔ کہ رفتہ رفتہ اُسے بہترین قسم انجن

ملتا ہے۔ جو بگڑ نہیں سکتا۔ اسلئے منشیہ کا پہلا فرض شریر کی اُنتی کرنا ہے۔ شریر کی اُنتی کے لئے ہمیں دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ یعنی اول تو ہمیں غذا صحت بخش ملے۔ اور دوسرا اس غذا کو ہضم کرنے کی قوت ہو۔ غذا میں تین چیزیں شامل ہیں اول ہوا جو سب سے ضروری ہے۔ دوسرا پانی جو کہ ہوا سے دوسرے درجہ پر ضروری ہے۔ اور تیسرا اَن جو کہ پانی سے دوسرے درجہ پر ضروری ہے پرماتما کو نیاءکاری مانتے ہوئے بعض لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ نیاءکاری ہوکر دیالو کیسے ہو سکتا ہے۔ منشیہ کی غذا کے وچار میں ہی اُن کے لئے ایک قیمتی نکتہ بتلائی اگر ایشور دیالو نہیں۔ تو ہوا ہمیں کس کرم کے بدلے ملی ہے سنسار میں جسقدر جیو ہیں۔ خواہ وہ شبھ کرمی ہیں یا مند کرمی ہیں۔ پرماتما کی بخشی ہوئی ہوا سب کے لئے یکساں ہے۔ ایشور کے سروتنکاری اور پریم پتا ہونے کا بھی اس سے ثبوت ملتا ہے کہ جس طرح باپ اپنے خوبصورت اور بدصورت دونو بیٹوں کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اسی پریم پتا پرماتما سب جیوؤں کو اپنی بخشش ایک سی دیتے ہیں۔ ٹھنڈی ہوا چل کر امیر و غریب کو یکساں چھوتی ہے۔ اور گرم لو چلتی ہوئی امیروں کا ذرا لحاظ نہیں کرتی (باقی آئندہ)

راقم

آریہ دھرم کا سیوک سندر داس نگر بخشہ جلالپور جٹاں

ایک دیوی کی سرگذشت

ز سندر داس نگر بخشہ جلالپور جٹاں گجرات

لالہ دھرم داس کوئی چالیس سال کی عمر کے اُن آریوں میں سے ہیں۔ جو کہ دیوناگری یا سنسکرت

سے ناواقف ہونے کے باعث گرنتھوں کو خود تو نہیں دیکھ سکتے۔ پرنتو مہاتما اُپدیشکوں کے اپدیشوں سے متاثر ہوکر جو کچھ اُنہوں نے اپنے دل میں نشچے کر لیا ہے۔ اُس پر وہ رضا سے قائم ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے کا ایک خوش وضع قصبہ اُن کا وطن ہے۔ اور قصبہ کے پُررونق بازار کے وسط میں اُن کی دوکان ہے۔ لالہ صاحب صرافی کا کام کرتے ہیں۔ آبا و اجداد سے یہی پیشہ ہونیکے باعث لالہ دھرم داس کو کھرے اور کھوٹے کی پوری تمیز ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اسی قصبہ میں کئی دفعہ ایسا موقعہ ہونے کے کہ دیگر صرافوں کو جو کہ بڑے چالاک ہونیکا دعویٰ کرتے تھے وہ کھرا مال ہونے کے بدلے تانبہ جڑ گئے کسی بدمعاش کی کیا مجال تھی۔ کہ کھوٹا مال انکی نظر کے سامنے لاتا۔ کیونکہ ٹھگوں کو پوری مہارت ہوتی ہے کہ وہ دانا اور بیوقوف کی پہچان رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنی شرارت میں کامیاب ہوتے ہیں۔ لالہ صاحب بیوپار کے بڑے ستھرے ہیں۔ اور وہ کبھی ایک پائی کے بھی روادار نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اردگرد کے تمام خریدار اُن کی دوکان کا پتہ پوچھتے چلے آتے ہیں۔ مگر اچھی وہ بیشی سے اُن کا مال آتا ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ لکھ پتی شمار ہوتے ہیں۔ دھرم کے نام پر جو کچھ پیش کیا جاوے۔ اُنکے خاندان کا خاصہ رہا ہے۔ کہ وہ اُس کی قدر کریں۔ لیکن اُنکے خاندان میں ایک آدمی بھی اس قسم کا نہیں نکلا۔ جسنے بُرائی کو اپنا شعار بنایا ہو یہ خاندان ویشنو مت کا پیرو و ایکار سورتی چلا جاتا آریہ سماج میں داخل ہونے سے پیشتر لالہ صاحب بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ اور برہمنوں کے حکم پر سینکڑوں روپیہ سال صرف کرتے رہتے ہی نکال دیتے تھے۔ لاہور آریہ سماج کے کسی سالانہ جلسہ پر اُنہیں جانیکا اتفاق ہوا۔ جبکہ پنڈت گورودت جی زندہ تھے۔ جلسہ کی دھوم دھام کا شہرہ اُنہوں نے بھی سُنا۔ اور سماج مندر میں جا موجود ہوئے

اتفاق سے اُس وقت پنڈت گوردت جی ویدی پر کھڑے ہوئے دھرم کی مہما ورنن کر رہے تھے۔ موجودہ مورتی پوجا آدک دھرموں کو کلپت ثابت کرتے ہوئے جب پنڈت جی نے سچے ویدک دھرم کا فوٹو حاضرین کے سامنے رکھا۔ تو کون ذرا سمجھ رکھنے والا آدمی زندہ ہی ہوگا۔ جسنے ویدک دھرم کی بزرگی کو صدق دل سے قبول نہ کیا ہو۔ نسندیہ [illegible] سماج کا دس کتھنوں والا دھرم اور پھر پنڈت گوردت جی کی زبان سے اُنکی ویاکھیا ازحد پسند ہر دو نکو موہت کر لیتی ہے۔ پنڈت جی کی خوش الحانی کا جو اثر لالہ دھرم داس پر ہوا اسکا پتہ آدمی دیتے ہیں۔ جو کہ اُس وقت اُنکے پاس تھے۔ لالہ دھرم داس بُت کی مثال کھڑے تھے۔ اور اُنکے چہرے پر صاف طور سے یہ لفظ لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ کہ افسوس میں نے اپنی گذشتہ عمر اُن توہمات میں رائیگاں کھو دی۔ وہ اسطرح شوک ساگر میں ڈوبے ہوئے معلوم دیتے تھے۔ جسطرح کوئی آدمی کسی بیگناہ کا خون کر کے پشچاتاپ کرتا ہے۔ اور اپنی سزائے اعمال کا نقشہ جب اُسکی آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے تو کانپتا ہے بیشک دھرم کے راستے پر چلنے والا ہنسک ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آتما کا ہنن کر رہا ہے۔ انمول منشیہ جنم کو پا کر جو لوگ اودیا کی گود میں خراٹے لے رہے ہیں بھلا اُن سے بڑھ کر بدقسمت اور کون ہو سکتا ہے بیچارے حیوان تو بھوگ یونی میں ہونے کے باعث اُتم کرم کر کے ترقی کرنے سے معذور ہیں۔ لیکن جب ہمیں کرم کرنے کا اُتم موقعہ ملا ہے۔ اگر ہم اُس کو پا کر بھی پاپوں میں مست الست ہیں۔ تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ ہے

لاہور سے لالہ صاحب یہ خیالات اپنے قصبہ میں لائے۔ اور ان خیالات کو ظاہر کر کے خود کو اُنکا معتقد تبلایا۔ قصبہ بھر میں یہ خبر آگ کی طرح پھیلگئی اور سب کف افسوس ملنے لگے۔ ہر ایک فرد کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ کہ افسوس ایسے اعلے خاندان کو زوال کا موقعہ آن پہونچا۔ اگر خاندان کے لائق سربر آوردہ دھرم داس آریہ بن گئے۔ لوگ آپس میں کانا پھوسی کرتے اور بعض آدمی جنکی طبیعت میں شرارت قدرتاً بھری ہے۔ اس بات کو کھلم کھلا بھی ظاہر کرنے لگے۔ دھرم داس کی دُنیاوی عزت کا کچھ خیال کرتے ہوئے اُسے برادری سے خارج کر دینا چاہئے۔ یہ خبر لالہ صاحب کے کان میں بھی پہونچی۔ اور مصلحت سوچ کر اُنکو اپنے خیالات کا اظہار ظاہراً بند کرنا پڑا مگر اُن کے دل پر اثر کی نشتر جو لکھی جا چکی تھی اُسکو کوئی ایڈ ([illegible]) بھی مٹا نہ سکا

زمانہ جوش کا تھا۔ سوامی کو پرلوک سدھارے کوئی لمبا عرصہ نہیں گذرا تھا۔ رشی کی یادگار کا سوال ابھی تازہ ہی اُٹھا تھا۔ آریہ سماج کے اُپدیشک و لکچرار جگہ بہ جگہ آریہ دھرم کا پرچار کر رہے تھے دھرم داس کے قصبہ میں بھی اُپدیشک آن پہونچے جنہوں نے ویدوں اور شاستروں کے اصولوں سے پورانک توہمات کا کھنڈن کرتے ہوئے وہاں کے برہمن دیوتاؤں کو شاستر ارتھ کے لئے چیلنج کیا۔ لیکن اُن کے سامنے آنے کا کوئی ساہس نہ کر سکا جسکا یہ اثر ہوا۔ کہ اُس قصبہ میں بہت سے اصحاب آریہ خیالات کے ہو گئے۔ اور دھرم داس کو پھر اپنے جوش کے اظہار کا موقع ملا۔ مجموعی کوشش سے وہاں آریہ سماج قایم ہو گیا۔ جو کہ اب تک بڑے جوش سے کام کر رہا ہے۔

اتنے میں جلندھر کے مہاودیالے کا قابل قدر کام بھی ہندو سماجوں میں ظاہر ہونے لگا۔ اور استری شکشا کے حامیوں نے جہاں ودیالے کو دھن سے مدد دی وہاں اپنی پتریوں کو بھی شکشا ارتھ بھیجا۔ دھرم داس گو خود ان پڑھ تھا لیکن دانا تھا۔ اور ودیا کے لابھ بخوبی جانتا تھا۔ اپنی استری کو ساماجک خیالات کے پرچار میں رکاوٹ دیکھ کر اُکتا چکا ہو چکا تھا۔ کہ جب تک استریاں ودوان نہ ہوں گی تب تک پوپوں کے پھندے سے بچنا امر محال ہے دیولوگ سے لالہ صاحب کے ہاں آٹھ سال کی تھی۔ اُنہوں نے ودیالے کو معقول رقم دان میں دینے کیا تھا اپنی پتری کو بھی وہاں تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے جب کہ ودیالے کے متعلق ایک آشرم بھی کھل چکا تھا۔ کنیا بڑی سشیل اور ذہین نکلی۔ تھوڑے عرصہ میں اُس نے دیگر کنیاؤں سے سبقت حاصل کر کے دکھلا دیا کہ وہ کچھ بن کر دکھلا دیگی۔ امور خانہ داری کے متعلق گرہست آشرم آدی پستکوں کا مطالعہ کر کے وہ موجودہ گرہست کی ذمہ دار عورتوں کی حالت پر سخت افسوس کرتی تھی۔ اور سہیلیوں کو مخاطب کیا کرتی تھی۔ کہ جب یہ پاک ذمہ داری میری سپرد ہوئی۔ تو میں اُسے ٹھیک شاستروکت طریقہ کے مطابق نباہ کر اپنی دیگر بہنوں کے لئے نمونہ قایم کرونگی۔ لیکن معصوم کنیا کو کیا معلوم تھا۔ کہ میرے ان تمام پوتر ارادوں پر بے علم ماں کے طفیل پانی کا پانی پھر جائیگا۔ ناظرین [illegible] کہتی ہوں سرچشمہ العلوم [illegible] یہ حالت کے شد[illegible] میں خرچ [illegible] روپیہ [illegible] پانی مار رہے [illegible] تو وہی کوہ [illegible] کے سدھار کے لئے سماجیں [illegible] ہوئی [illegible] اُسکی پولیٹکل اور سوشل خرابیوں کو دور [illegible] کانگریس اور کانفرنسیں جاری ہیں [illegible] میں سے آریہ سماج کے کام کو [illegible] بالکل اُٹھ جائے تو باقی تمام [illegible] کو سمندر میں غوطہ لگانے اور گھونگھے لے کر باہر [illegible] اسکی صاف وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی اصحاب انمول لعل و جواہر پیدا کرنیوالی عورت ذات کو درجہ انسانیت سے ہی گرا رہے ہیں۔ شاستر کاروں نے آدمی زادہ کا پہلا گرو ماتا کو مانا ہے جسطرح طبیب مانتے ہیں۔ کہ ماتا کی خوراک وغیرہ کا اثر بچہ پر بہت جلدی ہوتا ہے۔ اسی طرح رشی فرماتے ہیں۔ کہ بچہ کی روح کا سدھار بھی

سنسار کی گتی

[illegible] ستروں کی پوں [illegible] پلیہ ہوتی ہے

پٹیالہ کے مہاراج کا مقدمہ آجکل ہندو سوسائٹی

[illegible] اس کے راہبروں کے اخلاق کا عجیب چتر [illegible] کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ مہاراجہ صاحب [illegible] سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بازاری عورت [illegible] میں ڈالنے کی غرض سے اُنہوں نے اُسے [illegible] کرانا چاہا۔ اور براہمنوں نے اس [illegible] کام میں اُنہیں مدد دی جگیہ کرم کا [illegible] سے پہلے ہی ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ پٹیالہ [illegible] براہمن مہاراجہ صاحب کی مدخولہ کو پوجا [illegible] شریک کرنے وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتے [illegible] جان عرف رانی کمل کنور خواہ جنم [illegible] ہی ہوتا [illegible] صرف مسلمانوں کی [illegible] اور [illegible] پرماتما کے [illegible] یوگیہ ہے [illegible] خیال کیا [illegible] زمانہ [illegible] ایک راجا صاحب [illegible] مجبوری [illegible] میں پڑ سکنے لئے۔ اور [illegible] اور ان کو کبھی نیچے [illegible] کے بہت [illegible] مذہب [illegible] مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اب اپنے [illegible] واپس آنا چاہتا ہے۔ شدہ کر لو [illegible] جواب دیں گے کہ گیا ہوا کبھی واپس [illegible] سکتا۔ واہ ری ہندو قوم! تیرا ہی عجیب [illegible] اور اخلاق ہے۔

[illegible] کے افسوسناک مقدمہ کا خاتمہ

آخر کار پٹیالہ کے [illegible] تحقیقات

کا نتیجہ نکل آیا۔ جو کمشنران واسطے تفتیش مقدمہ کے مقرر ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اپنا فیصلہ دیدیا۔ کمشنران نے قرار دیا کہ راؤ راجا کھان سنگھ کو زہر دینے کی سازش ثابت ہے اور یہ اس لئے کہ مہاراجہ پٹیالہ ایک فاحشہ عورت کو اپنی رانی بنانا چاہتے تھے۔ اور راؤ راجا کو اُس میں ہارج سمجھتے تھے۔ ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہوا۔ حیدری جان عرف رانی کمل کنور کو اسلئے بری کیا گیا کہ اُس کے برخلاف کوئی معتبر شہادت پیش نہیں ہوئی۔ لیکن اُس کی اور مہاراجا صاحب کی سازش کو تسلیم کیا گیا ہے مجھے اس سے کچھ مطلب نہیں ہے کہ مقدمہ کی تحقیقات پر کمشنران نے آخری حکم کیا دیا ہے نہ اس سے ہی کچھ سروکار ہے کہ مہاراجا پٹیالہ کی نسبت والیسرائے ہند کا آخری حکم کیا ہوگا۔ مجھے صرف اس واقعہ کے اخلاقی اثر کے ساتھ تعلق ہے۔ اس مقدمہ کے متعلق جو شرمناک واقعات معلوم ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہے کہ ایک بدکاری کو چھپانے کے لئے انسان کو صدہا جھوٹھوں اور بے ایمانیوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اور آخر کار بڑے بڑے رتبے والوں کو بھی اپنی گردن خاک پر رگڑنی پڑتی ہے۔ جس دیش کے اندر فرمانروا اپنی رعایا کیلئے اس قسم کی مثالیں قایم کرنے والے موجود ہیں وہاں سوائے دکھ اور اشانتی اور کس کا راجیہ ہو سکتا ہے۔

یہاں قانون کی پہونچ نہیں ہے

بادشاہی قانون انسانوں کے بیرونی تعلقات تک ہی پہونچ سکتا ہے۔ وسلئے راج ببوستھا کے محض وہی لوگ شکار ہو سکتے ہیں۔ جو کہ بیوقوف اور سادہ ہوں۔ چالاک اور عیار آدمی راج نیتیوں کے شکنجہ میں کم پھنستے ہیں۔ لیکن اگر پھنس ہی گئے تو اُس سے سنسار کے پربندھ پر کوئی بھی عمدہ اثر نہیں پڑتا۔ ایسے انسان جن کے دل بالکل بگڑ گئے ہیں۔ خود تو راج ڈنڈ کو کچھ محسوس نہیں کرتے۔ اور اگر محسوس کریں بھی تو بہت جلد اس کا اثر دور ہو جاتا ہے۔ اور اسلئے اُن کی مثال دوسروں کے لئے بھی اُستاد کا کام نہیں دیتی بس جو تعلیم کہ انسانوں کے منوں کے اندر اثر نہیں کر سکتی۔ اُس کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہے ایسی بانجھ تعلیم بجائے فایدہ کے بعض اوقات سخت نقصان پہونچاتی ہے۔ بمبئی کے دو مقدمات کی خبریں اخباروں میں پڑھ کر مجھے پھر ان خیالات کو اپنے ناظرین تک پہونچانا پڑا۔ ایک مقدمہ میں ایک سادہ لوح دیہاتی کو منتر سکھانے کے بہانے سے زہر دینے پر ایک مکار جادوگر کو پانچ برس قید سخت کی سزا کا حکم ہوا۔ دوسرا مقدمہ اس سے نرالا تھا۔ باپ نے بیٹے کو جدی جایداد کا تھوڑا سا حصہ دے کر خود ایک عورت گھر میں ڈال لی۔ اور اُس کے ساتھ عیش و عشرت میں سارا دن لٹانا شروع کر دیا۔ بیٹا جب دیکھتے دیکھتے ضبط کی طاقت کو کھو بیٹھا۔ تو اُس نے اپنے جنم داتا باپ کو بیرحمی سے قتل کر ڈالا بیٹے کو اس حرکت پر پھانسی کی سزا ملی۔ یہ ہر دو مقدمات اس بے حد اشانتی کا مختصر نمونہ ہیں۔ جو کہ اس وقت سارے سنسار کے اندر پھیل رہی ہے۔ لیکن اُس سنسار میں سے بھارت ورش خصوصاً اس اشانتی کا شکار ہو رہا ہے۔ اور وہ اسلئے کہ اس جگہ سوائے راج بیوستھا اور راج نیم کے جو مجبوراً نامکمل ہوتے ہیں۔ اور کوئی ان سے اعلیٰ تعلیم انسانوں کی

راہبر نہیں ہے - اور اگر کہیں انسانوں کی اپنی آنکھیں کبھی ہی ہیں - تو وے اپنے پڑوسیوں کی آنکھوں کو کھولنا اپنا فرض نہیں جھتے - سبب ایسی اوستھا ہے - تو وید کے دہرم کے پرچارکوں کا فرض تہا - کہ وے اس دیش کی تاریک سے تاریک غاروں کے اندر بھی ویدک سوریہ کی روشنی پہونچاتے - جہاں انسانی قانون نہیں پہونچ سکتا - وہاں ایشور یہ آگیہ دینے کا پرچار کرتے - لیکن وہاں تو آپرجشٹا اور دولیش - و نبہ اور اشانتی کا خود اپنے اندر ایسا شور مچ رہا ہے - کہ اس نقار خانے میں طوطی کی آواز پہونچنی مشکل ہو رہی ہے - افسوس!

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند -

یہہ بھاو بھارت ورش کو برباد کریگا

میں ایک دوست کو گرودکل کی مستقل عمارت کا نقشہ جو کہ میرے دماغ میں تہا - کاغذ اور پنسل کے ذریعہ سے سمجہارہا تہا - جب چارسو لڑکوں کی رہائش اور تعلیم وغیرہ کے انتظام کے لئے کل مکانات کا نشان دے چکا تو میرے دوست میری طرف خاص طور پر متوجہ ہو کر بولے یہ لیکن اس نقشہ پر خرچ کس قدر آویگا ؟؛ میں نے جواب دیا - گرچہ یہ جنگل کا مقام ہے - بارش زیادہ ہوتی ہے - اور ساری ضروریات مکمل کرنا ہمارا فرض ہوگا - اس لئے پچاس ہزار روپیہ تو عمارت پر خرچ کرنا لازمی ہو جاتا ہے - میرے دوست حیرت زدہ لہجہ میں بولے یہ گرودکل اور پچاس ہزار کی عمارت! کیا اینٹ پتہروں ہی روپیہ خرچ کر دوگے یہاں تو معمولی جہونپڑیوں میں کام ہونا چاہیئے - محلوں کی عیش و عشرت کے لئے ضرورت ہے - نہ کہ گرودکل کے لئے؛؛

گو ایک لفظ وہی نہ ہو جو میرے دوست نے اس وقت کہا تہا - لیکن بہاؤ یہی تہا - جو میں نے تقریباً اُنہیں کے الفاظ میں بیان کیا ہے - آج پائونیر میں یہہ خبر پڑھتا ہوں کہ بمبئی کے ایک پارسی مہاشئے ناٹک کے تماشے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے ایک عالی شان عمارت بنوانا چاہتے ہیں - اور تمام ہندوستانی رؤساء اُن کی مدد کر رہے ہیں - ایک شہر کو ناٹک کا تماشا دکہانے کے لئے ایک لاکھ کا مکان لازمی سمجہا جاتا ہے - اور اُس پر کوئی بہی اعتراض نہیں کرتا - لیکن سارے بہارت ورش کے لڑکوں کو اس وقت کی نسبت بہتر انسان یعنی سچ مچ منشیہ بنانے کی خاطر پچاس ہزار روپیوں کا مکان ایک غیر ضروری بوجہ سمجہا جاتا ہے - اور وہ بہی کن کی طرف سے ؟ آریوں کی طرف سے - افسوس!!۔

نئی روشنی کے اندر سخت اندھیرا

اُنیسویں صدی کی روشنی ہی نئی روشنی کہلاتی تہی - نواب بیسویں صدی کی روشنی کو نہ معلوم کس نام سے پکارا جاوے - اس ڈبل روشنی کے زمانہ میں چاہئے تو یہ تہا کہ اندھیرا بالکل دور ہو جاتا - لیکن افسوس کیا تہ دیکہا جاتا ہے کہ جیوں جیوں یہ نئی روشنی ترقی کرتی جاتی ہے تیوں تیوں تعلیم یافتہ اصحاب کی آنکہوں پر تعصب کی پٹی مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے تعلیم کی نسبت اسوقت نئے تعلیمیافتوں کا یقین مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ جہاں انگریز لوگ عام تعلیم کے حامی ہیں وہاں بہارت ورش میں عام لوگوں کو تعلیم کا حق کبھی بہی نہیں دیا گیا - چنانچہ حال میں بہی راجکماروں کی تعلیم کی حالت پر غور کرنے کے لئے جو کانفرنس بیٹھی ہے - اُس میں لارڈ کرزن والیسرائے ہند نے بیان کیا کہ چونکہ اس ملک میں ہمیشہ سے امیروں اور غریبوں کی تعلیم میں تمیز رہی ہے - اسلئے اب بہی اُس تمیز کو نمایاں طرح قائم رکھنا چاہئے - میں افسوس کرتا ہوں کہ گمراہ ہندوستانی تعلیمیافتگان کو زیادہ گمراہ کرنیکا کام ہمارے حاکم خود کر رہے ہیں - اور جب راہبری کرنے کا بیڑا اُٹھاویں - تو پہر راہ راست پر کون چل سکتا ہے - وید مقدس کے علاوہ مہابہارت شاستر اور بودہ اتہاس اس بات کے شاہد ہیں کہ اسوقت تعلیم میں امیر اور غریب کی کوئی تمیز نہیں ہوتی تہی - راؤ اور رنک - بادشاہ اور کسان سب کے لڑکے ایک ہی گورو کے پاس پڑھتے تہے - [illegible] کا کسان [illegible] حالت [illegible] اس مہم میں خرچ روپیہ [illegible] الفا تو وہی کو [illegible] [illegible] جایا کے دکھ [illegible] کے بغیر نہیں [illegible] بالکل اُمید [illegible] کہنا بالکل [illegible] رتبہ اور [illegible] پورا نا اتہاس دیکہا جاوے [illegible] کہ یوروپ اور امیریکہ تک کو [illegible] کا اسوقت نام و نشان نہ تہا - میری رائے میں فارسی مکتبوں تک کی نسبت اس وقت نئی روشنی کے کالجوں میں زیادہ امتیاز غریبی اور امیری کا کیا جاتا ہے - اور جب تک کہ ہم گرودکل کے طریقہ پر انہیں قواعد کی پابندی [illegible] تعلیم نہیں ہوگی تب تک سچی تعلیم اور انسانیت [illegible]

اُپدیش

ارے من! بھائی تو تو سچ مچ باولا ہی ہے۔ اپنی اٹکھیلیاں چھوڑ کوئی عقل کی بات کر۔ اپنی اصلیت کی طرف منہ موڑ۔ دیکھ میں تجھکو شاستر کی بات بتلاتا ہوں۔ ستو۔ رج۔ اور تم۔ یعنی ستوگن رجوگن۔ اور تموگن کی سم اوستھا کا نام پرکرتی ہے ان تینوں گنوں میں سے ستوگن سب سے افضل ہے سو تیری اُتپتی میں ستوگن پردھان ہے۔ ایسا اُتم ہوکر تجھے تنک لجا ہی نہیں آتی۔ اپنا اُتکرش چھوڑ گنبھیرتا شانتی والی بات کیا کر۔ جو کوئی دیکھتا ہے یہو تجھپر پھبتی اوڑاتا ہے۔ تیری بات کسی کو نہیں بھاتی تجھے شاستروں نے اندر کہا ہے۔ تمام اندریوں کا تو مالک اور راجہ ہے۔ اتنا بڑا ادھیکاری بن کر بھی [illegible]ت سے چھچھوراپن نہ گیا تو کب [illegible] عث اور گمراہ کن [illegible] جتنے تو بھا[illegible] نے اُنچ [illegible] جتنے پر ماتما کے پوتر پاپنے نام [illegible] کر تجھے یوگ یہ ہے۔ اسکا جو تا ہے [illegible] جس کی [illegible] ان کی مہما او[illegible] کہ اس زمانہ میں۔ اندریاں [illegible] ہی مرا کہا مان [illegible] دیکھ تو کیا [illegible] مجبوری [illegible] پر کسی [illegible] اچاری پاپ تیرے ذمہ ہے نیت رکھے [illegible] اور اُن کے اسی [illegible] رہا ہے۔ اندریاں تیر[illegible] کے بہت ہی جھوں کی کلا جدھر کو تو چاہے پھیر دے۔ تیرے [illegible]م کے آگے کیا مجال ہے کہ وہ ذرا بھی دم ماریں۔ اس بل کو ویرتھ خرچ کرنا تیری دانائی نہیں ہے۔ تو بڑا ویگ والا [illegible]۔ ایک منٹ میں ہزاروں لاکھوں بلکہ اُس [illegible] بھی زیادہ میلوں کی سیر کر لینا تیرے وا[illegible] اچنبھے کی بات نہیں۔ تیز گھوڑا اور [illegible] سخت ہوا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر روشنی اور اُس سے بھی زیادہ بجلی تیری رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خبردار ہو

تیری [illegible] یہ کہ تجھے دلی طاقتیں بالکل ویرتھ خرچ ہو رہی ہیں۔ بلکہ بجائے اس کے کہ تجکو اُن کے پرتاپ سے سکھ ہو الٹا الیا دکھی ہوتا ہے۔ کہ بس جی ہی جلی۔ کیا اچھا ہو اگر اس طاقت کو تو اچھے راستے پر خرچ کرے۔ تو تجھے اور تیرے پڑوسیوں کو ایک اسیم آنند پراپت ہو۔ لوک میں تیری نیکی ہو۔ پرلوک میں تیری بڑائی ہو۔ سنسار کے سب سے مہان کام تیرے ہی ذریعہ سے سدھ ہوتے ہیں جس کام میں تو نہیں وہ کام ہی ادھورا ہے۔ اور جہاں تو نشچت ہو کر جم جاتا ہے پھر کیا مشکل ہے۔ کیسا ہی بڑا کام کیوں نہ ہو تھوڑے ہی عرصہ میں پار پڑتا ہے۔ تیری ہی امداد سے ہمارے ہاں منشیہ بڑے بڑے یوگی ہو گئے۔ رشی اور مہرشی کہلا گئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر تو ذرا بھی اُنکے کام میں ہیر [illegible] دیتا ہے۔ پہلو تہی کرتا جاتا ہے۔ تو اُن کے کرے کرائے کے سر خاک پڑ جاتی ہے۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ تیری سہائتا سے بڑے بڑے کام جنہیں کے درجہ تک پہونچکر تیری ذرا سی ہی کنارہ کشی سے وہیں کے وہیں دھرے رہ جاتے ہیں۔ پھر دنیا میں سوائے تیرے کوئی بل نہیں کہ اُن کو پورا کر سکے جب کبھی اپنی اچھیا سے تو ہی براجمان ہو جاتا ہے جھٹ ساری کمی پوری ہو جاتی ہے۔ جرنیلوں کی کیا تاب کیا ہستی ہے کہ کوئی لڑائی فتح کر سکیں۔ بڑے بڑے مصنفوں کی قلم سامنے دھری ہے۔ اٹھائی نہیں جا سکتی بن سے قدم آگے نہیں اُٹھتا۔ کان کھلے ہیں سنائی نہیں دیتا۔ نظر ایک چیز کی طرف لگنے کی باوجود بھی اس کو نہیں دیکھتی۔ ناک کو گلاب کا پھول لگا ہوا ہے لیکن خوشبو نہیں آتی۔ بھوک لگی ہوئی ہے۔ کھایا نہیں جاتا۔ تحریر اور تقریر کیلئے مصالح بہت زیادہ موجود ہے۔ لیکن ایک لفظ بھی لکھا اور بولا نہیں جاتا۔ یہ سب کچھ تیری غیر حاضری کے لچھن نہیں تو کیا ہیں؟ کیا مجال کہ تیرے بغیر ایک تنکا بھی ادھر سے ادھر ہو سکے۔ تیرے میں گن تو سارے ہیں۔ لیکن کیا کیا

تیرا چلن بڑا خراب ہے۔ تجھ پر وشواس ہی نہیں کر سکتے اب تو ایک کام کرتا ہے۔ ایک منٹ میں دوسرا شروع کر دیا۔ دوسرا ابھی ادھورا پڑا ہے۔ جھٹ تیسرے پر ہاتھ جا ڈالا۔ چوتھے میں ٹانگ اڑا دی۔ تیری چنچلتا نے سب کام خراب کر دئے۔ دیکھنا پکنا ہی ہے۔ گن ہی بہت ہیں۔ لیکن خرابی ہے تو یہی۔ تجکو چاہئے تھا۔ کہ اتنا بل والا ہو کر اتنی سمرتھ کو پاکر کچھ بن کے دکھلاتا۔ ایسے کام کر کے دکھلاتا جن سے تیرا بھلا ہوتا۔ اور لوگوں کا کلیان۔ بھلے پرشوں کا شریر بھی اُپکار کیواسطے ہوتا ہے اس کے وردھ تو نے اسبات پر کمر باندھ لی ہے۔ کہ ہم تو ڈوبے ہی ہیں پر تجکو بھی لے ڈوبیں گے۔ تیرے ہاتھوں سب کچھ ستیاناش ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ باقی ہے اگر تو نے کچال نہ چھوڑی تو یہ بھی نشٹ ہو جاویگا ہمیشہ بُرے کاموں کی طرف دوڑتا ہے۔ اور نتیجہ میں دُکھ بھوگتا ہے۔ کیا یہ عقلمندی ہے۔ اچھے آدمی دیکھ کر تجھ سے گھبرا کرتے ہیں۔ اچھے آدمیوں کا طریقہ ہے۔ کہ وہ اپنے بل کو شبھ کاموں میں خرچ کیا کرتے ہیں۔ تا کہ کچھ بہتری ہو۔ اپنی طاقت کو بُری طرف لگانا مورکھتا کی بات ہے۔ جتنی شکتی تجکو ایشور نے دان کی ہے۔ اُس سے فائدہ اُٹھا۔ تیرے ہاتھ میں جو تلوار ہے وہ اس مطلب کے واسطے ہے کہ تو اس سے اپنی رکشا کرے نہ کہ اس مطلب کے لئے کہ تو اس سے اپنا گلا ہی کاٹ لے۔ باپ اپنے بیٹے کو چاقو اس مطلب کے واسطے لے کر دیتا ہے کہ اُس سے قلم بنا لیا کرے۔ اگر وہ اپنی انگلی کاٹ لے تو بچہ کی نادانی ہے۔ یاد رکھ اگر تو بھی اس چال چلا تو تیرے واسطے کوئی دانائی کا سرٹیفکیٹ نہیں ملیگا۔ اگر تو جگت میں نیک نام ہونا چاہتا ہے اور اپنے پرلوک کو سُدھارنا چاہتا ہے تو ایسا کر کہ سب سے پہلے اپنی چنچلتا کو دور کر کسی کام کو آرمبھ کرنے سے پہلے تو اسکو ہر پہلو سے وچار۔ اگر تجکو دھرم انوکول پرتیت ہو اور تیری شکتی کے اندر ہو تو اُس کو آرمبھ کر

ہونہ ہاتھ مت لگا۔ بہرتری جی نے کیا اچھا اُپدیش کیا ہے۔ اُنہوں نے بتلایا ہے کہ منشیہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ جو کہ لوگوں کے بھے سے ہی کسی شُبھ کاریہ کو آرمبھ نہیں کرتے۔ ادہم درجہ وہ پُرش ہوتے ہیں جو کہ شُبھ کاریہ کو آرمبھ تو کر دیتے ہیں۔ پرنتو جب وگھن بادھائیں کی اور سے وگھن پڑتے دیکھتے ہیں۔ جھٹ اُس کام کو چھوڑ کر کنارے ہو جاتے ہیں۔ تیسرے اُتم پُرش کہلانے کے وہ ادھکاری ہوتے ہیں کہ شُبھ کاریہ کو آرمبھ کر دیتے ہیں۔ پیچھے سے کیسی ہی وپتی کیوں نہ آوے۔ سنسار کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کرے۔ اپنے پرانوں پر کتنے ہی کشٹ کیوں نہ جھیلنے پڑیں۔ لیکن وہ اُس کاریہ کو چھوڑتے نہیں۔ اس گن کی پرشنسا میں ایک کوی نے بڑا ہی منوہر اُپدیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ نیتی میں جو نپُن لوگ ہیں (مراد چودھری صاحب) وہ نندا کریں چاہے استتی یعنی تعریف کریں چاہے لکشمی آوے چاہے دھن چلا جاوے چاہے موت آج ہی آجاوے چاہے ایک عرصہ کے بعد آوے۔ اِن سب نتیجوں کو بھگتنے کے واسطے طیار رہیں۔ لیکن بُدھیمان پُرش راستی کے راستہ سے قدم اِدہر اُدھر نہیں کرتے پہان ان نتیجوں پر دھرم نہ چھوڑیں۔ اِسلئے تو بھی آرمبھ کرنے سے پہلے خوب سوچ وچار کیا کر۔ یہ بہت بُری بات ہے کہ تو اب ایک کام آرمبھ کرتا ہے۔ اور کل اس کو چھوڑنے کے واسطے طیار ہو جاتا ہے۔ بس یہ تیری چنچلتا ہے اچھا اب تو مجھے بھی کام ہے۔ تیرے میں اوگن بہت سارے ہیں۔ میں پھر کسی موقعہ پر تجھ کو سمجھاؤں گا۔

ازم شم

گُروکُل کا افتتاحی جلسہ

اور

اس کا آخری پروگرام

پرچارک کے ناظرین کو ۱۹۔ ماگھ کے پرچے سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا نے بخوف انتظام طاعون بمقام ہریدوار ریلوے سٹیشن افتتاحی جلسہ کا پبلک کرنا بند کر دیا۔ اور محض پرائیویٹ طور پر افتتاحی رسوم ادا کئے جانے کی اجازت دی ہے۔ آریہ پتر کا لاہور میں اس سے بہت پہلے یہ خبر درج ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ اِس خبر کے شائع ہونے سے آریہ پبلک اِس طرف آنے کا خیال بالکل چھوڑ دیگی۔ اور جس طرح کہ میں چاہتا تھا بغیر کسی طرح کے شور و شر کے گُروکُل کی پڑھائی وغیرہ کا انتظام شروع ہو جاوے لیکن میرے پاس اُسی دن سے بہت سے خطوط آنے شروع ہو گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود پبلک جلسہ کی بندش کے بھی بہت سے ایسے پُرجوش آریہ پُرش موجود ہیں۔ جو کہ افتتاحی جلسہ پر ضرور شریک ہوں گے۔ وہ مجھ سے پرائیوٹ افتتاحی جلسہ کے معنی پوچھتے ہیں۔ اور بعض اُن میں سے پرشن کرتے ہیں "جب افتتاحی رسوم ادا ہوگی تو پرائیوٹ کے معنی معلوم نہیں ہوتے۔ کیا اگر ہم آئیں گے تو آپ ہمیں گُروکُل بھومی سے باہر نکلوا دیں گے" میں اُن بھائیوں کی آگاہی کے لئے پہلے تو پبلک جلسہ کے بند ہونے کا نتیجہ بتلاتا ہوں۔ پبلک جلسہ کے بند ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں خاص نمنترن پتر کسی سجن کے پاس نہیں بھیج سکا

ہاور نہ ہی کوئی خاص انتظام آنیوالے بھائیوں کی خدمت کا اب کر سکتا ہوں جس پر زیادہ روپیہ خرچ آوے۔ لیکن جو بھائی اُس وقت جبکہ گُروکُل کی افتتاحی رسوم ادا ہوتی ہوں شریک جلسہ ہوں گے۔ اُنہیں روکا نہیں جا سکتا۔ جیسا کہ ہریدوار اور کنکھل وغیرہ کے باشندوں کو جو ابھی سے شرکت کی طیاریاں کر رہے ہیں۔ کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن جو بھائی باہر سے آویں ہماری بے سرو سامانی کا خیال پہلے سے کر لیں۔ اِس وقت تک میری دریافت پر معلوم ہوا تھا۔ کہ سبھا کے دفتر میں دو سو پچاس سے زیادہ روپیہ اِس فنڈ میں نہیں آیا ہے جس میں سے اگر واپس کچھ بھی نہ ملیگا یا گیا تو بھی محض گُروکُل کے برہمچاریوں اور اُستادوں و ملازمان وغیرہ کو گوجرانوالہ سے ہریدوار تک لانے اور ... رسوم کے ادا کرنے [illegible] حالت ہو گی۔ [illegible] اس مہم میں خرچ ... روپیہ [illegible] ہوئے [illegible] تو وہی کو [illegible] کی طرف [illegible] ہوئی [illegible] تب بھی [illegible] پانچ سو [illegible] اخراجات کے لئے ضرور [illegible] بالکل اُٹھ [illegible] چونکہ آریہ پُرش [illegible] اس لئے محض [illegible] درست کرنے اور اُن کے استقبال وغیرہ کے انتظام کے لئے مبلغ تین سو روپیہ سے کم خرچ نہیں ہو گا۔ اسلئے جو بھائی تشریف [illegible] سب باتوں کو مدنظر رکھ کر [illegible] کی پروا نہ کرتے ہوئے آویں اس ضروری تمہید کے بعد میں گُروکُل کے افتتاحی جلسہ کے پروگرام کے علاوہ چند اُن امور کو ایس [illegible] درج کرتا ہوں جن کی نسبت

آریہ پبلک کو اطلاع دینا لازمی ہے (۱) جس وقت علاوہ گروکل کے مندر کے (جس میں برہمچاریوں کا پرویش افتتاحی جلسہ کے موقع پر ہوگا) عارضی طور پر برہمچاریوں کی رہائش کا کافی انتظام ہو جاوے گا اُس وقت اُن کو مع اُن کے ضروری سامان کے گوجرانوالہ سے گروکل بھومی کانگڑی میں لایا جاویگا۔ اِس موقع پر تاریخ وغیرہ کی کوئی پبلک اطلاع نہیں دی جاوے گی۔ اور گوجرانوالہ اور ہر دوار کے درمیان اُنہیں کہیں بھی ٹھہرایا نہیں جاویگا۔ خاص ریزرو گاڑی میں اُنہیں سیدھے ہردوار ریلوے سٹیشن پر پہونچایا جاوے گا

(۲) افتتاحی جلسہ کی خاص رسوم ۲۴ مارچ سنہ [illegible] پھاگن ماس کی پورنماشی کو [illegible] تہوار ہوگی۔ اس سے پیشتر [illegible] [illegible] عث اور گمراہ [illegible] کو [illegible] نے اپنے [illegible] [illegible] حصے پر ماتما کے پوتر پیشور [illegible] ہوگا [illegible] کر کیسے یوگ ہے۔ اسواسطے ہوگا۔ کہ پراہون کی [illegible] ل کر اس زمانہ [illegible] کروں [illegible] [illegible] ایک ہی مذہب تھا جسے (۲) ا۔ مجبوری [illegible] پر لکھ تھا۔ بالکل نیت رائے جی [illegible] اور اُن کے سوالات [illegible] [illegible] کر کے بہت ہی [illegible] [illegible] اپنے بیرون [illegible] [illegible] رہائش [illegible] ن [illegible] بر ربیگیب [illegible] تعداد [illegible] کے پشچات [illegible] کچھ آرام کر کے شام کو ۴ بجے سے ۱/۲ ۶ بجے تک ست سنگ ہوا کریگا۔

(۳) پورنماشی کے دن (۲۴ مارچ) پروگرام حسب ذیل ہوگا:- [illegible] بجے سے کارروائی شروع ہوکر [illegible] گروکل مندر کی پرتشٹھا ہوگی۔ اُس کے پشچات ۱ بجے تک اُن برہمچاریوں کا ویدارمبھ سنسکار ہوگا۔ جن کا ویدارمبھ پہلے نہیں ہوچکا۔ اور خاتمہ پر خاص طور پر برہمچاریوں کی شکشا کے لئے ایک اُپدیش ہوگا۔ شام کو ۴ بجے سے کارروائی شروع ہوکر خاص لیکچروں کے بعد افتتاحی جلسہ ختم ہوگا۔ اور چیت بدی پرتی پدا (اگلے) کو نوین مندر میں باقاعدہ پڑھائی اور برہمچاریوں کے کورس کا آرمبھ ہوگا۔

(۴) جو اضلاع کہ طاعون زدہ قرار دئے گئے ہیں جن میں پنجاب کے اضلاع سیالکوٹ - لاہور - گورداسپور - جالندھر ہوشیارپور - لودھیانہ - انبالہ وغیرہ شامل ہیں - اُن اضلاع سے آنے والوں کو دس دنوں کے لئے ہردوار کے ریلوے سٹیشن کے پاس [illegible] الگ کیمپ میں رکھا جاتا ہے۔ جس [illegible] [illegible] کہ دس دنوں تک دن بھر [illegible] سکا [illegible] زمین پر [illegible] [illegible] میں کوئی پرسان نہیں [illegible] یا بھوگ [illegible] دل [illegible] ہوگا [illegible] ہونے کے ساتھ ہی اُنہیں [illegible] جواب - [illegible] میں پہونچنا پڑتا ہے۔ اور رات کو اُسی جگہ سونا لازمی ہے۔ یہ قید اُن لوگوں کے لئے ہے جوکہ ہردوار اور کنکھل میں رہنا چاہیں۔ جو لوگ کانگڑی آنا چاہیں اُن کے لئے کوئی روک نہیں ہے۔ وے محض نیچے کا ایک کورنٹ یا کورنٹی ڈھلوا کر سیدھے کانگڑی کو آسکتے ہیں۔ پس چونکہ [illegible] وارمرض زدہ علاقہ سے آئے ہوئے [illegible] علاقہ سے بچھڑنا دوسرے بھائی گوارا [illegible] کریں گے۔ اِسلئے سب بھائیوں کے لئے [illegible] مناسب ہے۔ کہ کانگڑی میں آکر قیام کریں۔ میں نے خیمہ جات نصب کرانے کے لئے جنگل صاف کرا چھوڑا ہے

ریل کے سٹیشن پر پیشوائی کا سامان بھی ہوگا۔ لیکن جس جگہ کے بھائی زیادہ تعداد میں آنا چاہیں۔ اُن کے لئے لازمی ہوگا۔ کہ اپنے ایک آدمی کو مع خیمہ کے پہلے سے بھیج دیویں۔ یہاں کھونٹے موجود ہوں گے۔ اور ڈیرہ نصب کرنے کے لئے آدمی بھی دئے جاویں گے۔ لیکن اس کے سواء نہ اور کوئی چیز دی جاسکیگی اور نہ ہی خدمت کے لئے کافی آدمی بہم پہونچ سکیں گے۔ کچھ خیمہ جات میں نے بھی اس خیال سے منگائے ہیں۔ برہمچاریوں کے والدین کو اُترنے میں تکلیف نہ ہو۔ کیونکہ پرائیوٹ جلسہ کے باوجود بھی برہمچاریوں کے ولی اور والدین گروکل کے ہی مہمان ہوں گے۔ لیکن اُن ڈیروں میں ڈیڑھ دوسو سے زیادہ گنجائش نہیں ہوسکیگی۔

(۵) ہردوار کے ریلوے سٹیشن سے کنکھل تقریباً ۱ ۱/۲ میل ہے۔ اِس جگہ تک یکہ یا ٹمٹم کرایہ پر مل سکتی ہیں۔ لیکن اگر مسافر پچاس سے زیادہ ہوں تو ان کا بھی انتظام پورا نہیں ہوسکتا۔ کنکھل سے گروکل بھومی ۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس راستہ پر پیدل ہی چلنا پڑے گا کیونکہ پتھروں پر چلتے ہوئے یکہ تو درکنار بیل گاڑی پر بھی آرام نہیں مل سکتا البتہ اسباب کے لئے میں بڑہیوں اور چھکڑوں کا انتظام کر چھوڑوں گا۔ لیکن وہ بھی تعداد میں پندرہ سولہ سے زیادہ نہیں مل سکیں گے۔

پس آریہ پرش صاف طور پر سمجھ لیں کہ ایسی دقتوں کے اندر ستریوں اور بچوں کا ان کے ساتھ آنا مناسب نہیں ہے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ کوئی بھی ستری ان مشکلوں

میں تکلیف سے بچ سکے گی۔ لیکن اگر
کوئی دھرم کا ستری ان دقتوں کا سامنا
کرنا چاہے۔ یا کوئی ماتا اپنے پتر کے پریم
میں بندہی ہوئی کھیچی چلی آوے۔ تو
اس بات کا اوشیہ دھیان رہے کہ اس
کے ساتھ ہی بچے نہ آویں۔ کیونکہ بچوں کا
شور وشر اُن کے والدین کو شانتی کے ساتھ
اس دھارمک یگیہ میں شامل نہ ہونے دیگا
(۶) بھوجن کا پربندہ اس طور پر ہوگا۔
کہ جس قدر تعداد کے آنے کی امید
ہوگی اسی کی تناسب سے ہی حلوائیوں
کی دوکانیں خاص دنوں کے لئے گروکل
بھومی کے پاس کھلوا دی جاویں گی
جن سے نرخ طے ہو جاوے گا۔ اور یہ
بھی شرط کر لی جاوے گی۔ کہ جن پر
عمدہ بھوجن پہونچا دیں۔ خرچ سب بھائیوں
کو اپنی گرہ سے کرنا ہوگا۔ جس جگہ
خیمہ جات نصب کرائے جاویں گے۔ اس
کے ساتھ ہی گنگا کی ایک دھارا بہتی ہے
بس سنان اور جل پان آدی کی تکلیف
نہیں ہوگی۔ لیکن ان سب انتظاموں
کے دش سلوبی کے ساتھ طے ہونے
کے لئے ضروری ہے۔ کہ جس جس جگہ
کے بھائی آنا چاہیں وے تعداد آنے
والوں کی میرے پاس کہہ کر ۵۔ مارچ
سے ۱۵۔۲۰ ۶ سے پیشتر ہی بھیج دیویں
اور تاریخ اور وقت آمد سے ۲۰۔ مارچ
سے پیشتر پیشتر مطلع کر دیں۔ تاکہ ریل
سے اترتے ہوئے انہیں وقت نہ اٹھانی
پڑے
(۷) ان امور کے علاوہ جن بھائیوں نے
اور کچھ دریافت کرنا ہو۔ وہ مجھ سے
حسب ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں!

منشی رام جگیاسو ادھشٹاتا
گروکل۔ کانگڑی
براستہ ہردوار

آئندہ کے لئے سب بھائی اسی پتہ سے
خط وکتابت کیا کریں۔

(۸) شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا کی
انترنگ سبھا نے مجھے گروکل کا کام
ٹھیک طور پر لینے کی غرض سے مجھے سبھا
کے پردھان پد سے سبکدوش کر دیا ہے
تاکہ میں اپنا پورا وقت گروکل کی سیوا
میں صرف کر سکوں۔ اسلئے سوائے
گروکل کے سبھا کے دیگر کاموں کے
سمبندھ میں سبھا کے لئے پردھان شریمان
پنڈت رام بھج دت بی۔ اے پلیڈر چیفکورٹ
لاہور سے ہونی چاہئے۔ اور سب بھائیوں
اور سب بھائیوں کو مدد دے کر کوشش
کرنا چاہئے کہ پنڈت رام بھج دت جی پردھان
اور لالہ روشن لعل جی منتری جی کی
کام کو بخوبی انجام ہو جاوے
ہو سکیں۔ سے خطوط
(۹) میں گروکل سندیش کرتا ہے
لے اپنی پوری کوشش صرف کر رہا
ہوں۔ اور ایشور کی کرپا سے امید
کرتا ہوں کہ ۲۲۔ مارچ تک سب کام
نربگھن ہو جاوے گا۔
منشی رام جگیاسو ادھشٹاتا گروکل از
کانگڑی براستہ ہردوار۔

ایک یوگ وبیالیکا جو کنیا مہا ودیالیہ
جالندھر شہر میں چھٹی شرینی تک پڑھ چکی ہو اور جلو لکا لیبہ
کا کام بھی جانتی ہو ادھیاپکا کے کام کو طیار ہے
پتے سے پتر دیو ار کرکے دریافت کر سکتے ہیں
المشتہر گمندہ رام شرما معرفت لالہ منشی رام جی گروکل بھومی
کانگڑی ضلع براستہ ہردوار

آریہ سماج کی خبریں

رو پڑ آریہ سماج کا سپتاہک جلسہ بارونق
ہوا۔ لالہ منشی رام جی نے اُپاسنا کرائی۔ اور
لالہ گوبند رام جی سیکرٹری آریہ سماج نے
ہون کے فوائد پر ایک ویاکھیان دیا۔ وہاں
کے پورشارتھی بھائی ایک بڑے ہون یگیہ
کے واسطے کوشش کر رہے ہیں۔

مہاشئے جوالا پرشاد ہاسپٹل اسسٹنٹ
تحریر فرماتے ہیں کہ پنڈت سو یا پرشاد صاحب
کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ پنڈت پریاگ دت
جی ورن بیوستھا جنم سے مانتے ہیں۔ اور اس
کا پرچار کرتے ہیں۔ پنڈت پریاگ دت جی کو
اپنی پوزیشن صاف کرنا چاہئے

مہاشئے ہری رام [illegible] آریہ سماج [illegible]
تعطیل [illegible] ہی ہندو [illegible] ہیں کہ
[illegible] تعلیم پر حالت [illegible]
[illegible] اس مہم میں خرچ روپیہ [illegible]
الغرض تو وہی گوہ [illegible] کے نام [illegible]
[illegible] ہوئی [illegible]
[illegible] پانچ سو [illegible]
کے لئے ضرور [illegible] بالکل اُمید
[illegible] پرشٹ [illegible] سکار [illegible]
[illegible] او بھی [illegible]
[illegible] کے استقبال وغیرہ [illegible]
اور قصبے [illegible] جمع تین سو کو سامگری کا تحفہ اور
دی [illegible]
[illegible] اپنے وتیاری کا بھی۔ علم کچھ کم [illegible]
ودوان اس دن سے لیکوں نے تو ہم سے
فہم کر خود سامگری تیار کی ہے۔ اور لیکوں
[illegible] نبی بنالی آریہ سماج سے خریدی تھی۔ چنانچہ
[illegible] وشیہ دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب

وآریہ پرشش ضرور اس موقع پر درشن دیں۔ باہر سے آنے والے بھائیوں کے واسطے سواری کا انتظام آریہ سماج بلند شہر کی طرف سے ہوگا۔ پچھم سے آنے والے بھائی سکندرہ آباد اور پورب سے آنے والے مہاشے ریلوے سٹیشن خورجہ پر اتریں۔

لالہ گوبند سہائے سبھاسد آریہ سماج ڈاہلیوڑ کی موت کا سخت افسوس ہے۔ آریہ سماج لائل پور رنج کا شریک ہو کر ان کے پسماندگان کے واسطے شانتی کی پرارتھنا کرتا ہے۔

ویرپور آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ گورکھپور میں ۲۷ جنوری کو ویدک دھرم کا خوب پرچار ہوا۔ ترہوی گڈھ ضلع علی گڈھ کو بھی پنڈت [illegible] لی نے نگر کیرتن گیا جس [illegible] تقریباً ایک ہزار [illegible] ستریوں [illegible] گیا۔ [illegible] نے اپنے [illegible] باعث اور گمراہ کن [illegible] اسی طرح [illegible] پانچ بجے شام [illegible] ہون کی [illegible] کر نیچے ہو گئے ہیں۔ اس واسطے [illegible] خیال کہ اس زمانہ [illegible] ہیں۔ [illegible] جنوری [illegible] ایک ہی مذہب تھا [illegible] گنپت رائے جی [illegible] پرشکشہ تھا۔ بالکل [illegible] اور ان کے سوالات [illegible] کے بہت ہی حصوں [illegible] اپنے بصیرت [illegible] پرشوں [illegible] ہون کی ضرورت [illegible] نفیلت اور ایشور بھگتی پر تقریر کی۔ اور داروغہ جی [illegible] چادر اور مٹھائی سے ستکار [illegible] ہون منڈ میں [illegible] سماج کے [illegible] آریہ بھائیوں کو [illegible] [illegible] تو منشیہ [illegible]

شریمتی ٹھاکر دیوی بیوہ کا بواہ لاہور آریہ مندر میں گوبند کی کے ایک مہاشے کے ساتھ ہوا۔

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا جو ماہواری رسالہ بنام منتقلی سرکلر لاہور سے شائع ہوا کرتا تھا اس کا نام آئندہ کے واسطے "ماسک پتر" رکھا گیا ہے۔ اور وہ رسالہ بجائے اردو کے دیوناگری حروف میں ہوا کرے گا۔

پنڈت پورنانند جی نے پچھلے ہفتہ آریہ کمار سبھا لاہور کے سپتاہک جلسہ میں ستیہ دھرم اور آریہ سماج پر ایک پر اثر ویاکھیان دیا۔ لاہور کے ایک مہاشے نے بہت سا یوگ راج گوگل تیار کرایا ہے۔ اور وہ اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ جن صاحبان کو اس دوائی کی ضرورت ہو وہ مہاشے سیتا رام جی آریہ سوداگر جنرل [illegible] انارکلی لاہور سے منگوالیں۔

[illegible] ایک جنم [illegible] ڈیرہ غازی خاں کا سالانہ جلسہ [illegible] بجائے [illegible] ۶ کو ہوگا۔ پہلے غلطی [illegible] کا ہونا چھپ گیا تھا۔ [illegible] زمین پر [illegible] بھوگرتہ ضلع اٹاوہ نے ایک مسلمان [illegible] کیا [illegible] دل [illegible] جواب معلوم ہو کہ آریہ سماج رام نگر تحریر فرماتے ہیں [illegible] ۱۹۰۲ء کو بندہ نے گوجرانوالہ [illegible] الفاظ [illegible] سماج مندر میں معقول حاضری کے سامنے ایشور جیو اور پرکرتی کے بارہ میں لیکچر دئے اور اشتہار ل پر آئے ہوئے رام نگر اور جلالپور کے [illegible] بار بھجن بولے (۲) ۱۸ جنوری کو گوجرانوالہ میں عیسائیوں سے راہ نجات پر مباحثہ ہوا عیسائی لاجواب رہے (۳) [illegible] جنوری کو بابو حاکم رائے صاحب بی اے [illegible] درجہ اول نے رام نگر آریہ سکول کا سالانہ [illegible] بڑی اریک بینی محنت سے لیا اور طلباء کی مذہبی تعلیم۔ عام تعلیم سررشتہ سنسکرت وبھاشا و وید منتروں وغیرہ اور سکول میں ہون سندھیا کے باقاعدہ ہونے۔ ورزش از قسم کرکٹ۔ فٹ بال وڈرل وغیرہ دیکھنے اور سب کا نتیجہ نہایت تسلی بخش پائے سے بہت خوش ہو کر انہوں نے نہایت عمدہ ریمارکس دئے۔ لالہ دینا ناتھ ہیڈ ماسٹر کو نہایت عمدہ کارگذاری اور محنت کے سبب ۲۵ روپیہ انعام اور سکول کو سو روپیہ اور سو کا وعدہ فرمایا۔ خاتمہ امتحان پر ایک بھاری جلسہ ہوا جس میں تمام شرفا قصبہ شامل تھے لالہ حاکم رائے صاحب نے برہمچریہ پر موثر لیکچر دیا بعد ازاں بندہ نے مختصر تقریر کی اور طلباء کے بھجن و منتر گائن ہو کر بابو صاحب نے اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم کئے۔ اور پھر شیرینی بانٹی گئی۔ جلسہ میں اس قدر رونق تھی کہ تمام مکان پُر ہو گیا۔ اکثر صاحبان باہر کھڑے رہے۔ اور کئی واپس ہوئے۔ (۴) ۲۵ جنوری کو بندہ نے ٹمواٹ گیا اور ویدک دھرم پرچار کیا۔ ۲۵ روپیہ نقد چندہ وصول ہوا۔ اور یہ ہوگا یہ لالہ رلیا رام صاحب نمبردار پٹواری کی کوشش اور لالہ کرپا رام صاحب حکیم کے اتفاق کا نتیجہ تھا (۵) کیمبل پور والے ہو کہ ہم پاخ کس کوٹ سرا کو گئے۔ مگر افسوس جیسا پہلے ایک دو دفعہ ہوا تھا اب بھی پرچار نہ ہو سکا۔ یہاں کئی طرح کی مشکلیں تھیں۔ تاہم رات کو اتارے پر بندہ نے چند صاحبوں کے سامنے دھرم کشنوں پر لیکچر دیا اور صبح واپس ہوئی۔ امید ہے عنقریب یہاں پر پوری کوشش سے پرچار کیا جاوے گا۔

افسوسناک واقعہ ڈاکٹر موہن لعل جی پہلے کوئٹہ کی طرف لازم تھے اب ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں تبدیل ہو گئے ہیں ان کے پتا مہاشے دیوتا رام جی بھی ماہ دسمبر میں ان کے پاس آگئے ہیں۔ اور اگرچہ عمر میں ۶۰ برس یا اس سے اوپر ہو گئے۔ الا وہ آریہ سدھانتوں پر دل سے عمل کرنے والے اور ان کے ذریعہ ان کا خاندان ٹھیک آریہ پریوار بنا ہوا ہے۔ اور وہ ہمیشہ ایسے خیال سوچتے رہتے ہیں کہ جن سے آریہ سماج کو ترقی ہووے۔ ماہ جنوری میں

وہ کبھی روز اسہال کی بیماری میں مبتلا رہے اور ڈاکٹر صاحب نے اُن کے علاج میں کوشش کی۔ الا افسوس کہ اُنہوں نے بتاریخ ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۲ بوقت ۱۲ بجے رات پران تیاگ دئے۔ ڈاکٹر صاحب کی اطلاع پر سماجک ممبر سوبھجن منڈلی کے وہاں پہونچے اور بھجن گاتے ہوئے ارتھی کو شمشان بھومی میں لے گئے۔ اور مہاشئے وستارام جی کا انتم سنسکار ٹہیک ویدک ریتی انوسار مہاشئے بیلی رام جی ونود ایم اے پلیڈر نے کرایا۔ ۲ بجے شام کے بہائی گہروں میں واپس آئے۔ مہاشئے وستارام کی بیماری پر ڈاکٹر صاحب نے اپنی ماتا و مہاشئے شنکر بیلا۔ بھی ہیرا نا کو جنکی عمر اس وقت ۲۶ سال کی ہے اور بیواہ نہیں کرایا اور اپنی ہمشیرہ اور دو چھوٹے بہائیوں و بیواج و بدری ناتھ کو بھی بلالیا تھا۔ کسی قسم کا دکہن اسنسکار کے موقع پر نہیں ہوا۔ اور اس موقع پر دونوں بہائیوں نے مبلغ ... دان حسب ذیل کیا۔ گرو کل ... ویدپرچار فنڈ ... کنیا مہاودیالہ ... کنیا اناتہ آلئے ... جو دان منتری آریہ سماج ڈیرہ اسمعیلخاں کے پاس ہے پہنچیں گے۔ علاوہ اس کے اُنہوں نے وعدہ کیا کہ ہمارے پتا کا زیادہ پریم گروکل کے ساتھ تہا۔ اسلئے وہ آئندہ دو روپیہ ماہوار کا وظیفہ ہمیشہ گروکل کے ودیارتھیوں کو دیویں گے۔ یہ روپیہ ماہوار پرتی ندہی سبہا پنجاب کی سیوا میں ہم پہونچایا جاویگا۔ شریمتی آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کو اختیار ہوگا۔ کہ گروکل کے جن لڑکوں کی سہایتا میں دیوے۔ اور ان کا یہہ خیال ہے۔ کہ اس کے متعلق سرمایہ ہم پہونچائیں گے تاکہ ان کی یادگار میں مستقل طور پر وظیفہ

قائم رہے۔ ہمیں نہایت افسوس ہے کہ ہمارے درمیان سے ایک سچا آریہ بہدرپرش گذر گیا۔ الا موت کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی۔ ایشور پس ماندگان کو شانتی پردان کریں۔

مہاشئے سوہن لال شرما مالک و منیجر مطلع ہری پریس لائلپور لکھتے ہیں کہ لائلپور آریہ سماج شہر کی بُنیاد کے ساتھ ساتھ ہی کام کرتا رہا۔ یہہ پوجیہ ماسٹر آتمارام صاحب سابق منتری آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کے دست مبارک سے لگایا ہوا ہے۔ اس کے بعد آریہ مندر کے نہ ہونے سے ہفتہ واری جلسہ ہائے مختلف سبہاسدوں کے مکانوں پر ہوتے رہے اس کی کمی کو دیکھہ کر ہمارے پورشارتھی بہائی لالہ چھجورام صاحب ٹہیکہ دار سبہاسد آریہ سماج کرنال نے اندرون شہر خاص موقع پر ایک ٹکڑہ زمین اپنے ناتھ ... اور آریہ سماج مذکور ... [illegible] کی کہ وہ اس پر فی الحال ... ہو جاوے روپیہ دیں گے وہ وعدہ یہ کیا کہ اگر ایک ... سے خطوط روپیہ جسکی تعداد تخمینہ ... کی گئی ہے سماج مذکور ادا نہ کرے تو اس کل عمارت کے مالک لالہ چھجورام ہوں گے۔ اور آریہ سماج کو اس سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اس خاص محبت کے شکریہ کے مستحق لالہ چھجورام صاحب موصوف ہیں۔ چنانچہ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ وقت معہودہ گذر چکا ... کو اس کی ادائیگی کا فکر ہو ... دن ... آریہ بہائی جو اس علاقہ سے تعلق رکہتے ہیں یا جن کو اس سماج سے دلچسپی ہے ... ادہیکاریاں کا ہاتہہ بٹائیں۔ ایک اور مکان بہی جو کہ آبادی سے ایک طرف ہے

اور لالہ گنپت رائے جی کے اُدیوگ سے اختتام کو پہونچا ہے۔ اس سماج کے قبضہ میں ہے۔ جس کی فروختگی کی تجویز انترنگ سبہا نے کر دی ہے۔ اس علاقہ آبادی عدیدہ میں جہاں کہ کل پنجاب کی مخلوق آکر آباد ہو رہی ہے۔ پرتی ندہی سبہا کو اُپدیش کا ایک خاص انتظام کرنا چاہئے اور وہ اسی طرح پر ہو سکتا ہے۔ کہ زیر نگرانی آریہ سماج لائلپور کوئی نہ کوئی اُپدیشک ضرور کام کرتا رہے۔ اور کام باقاعدہ ہو۔ اسالی روان سے ہفتہ واری جلسہ میں اچھی رونق ہوتی ہے۔ اور ممبران دلچسپی ہی لیتے ہیں۔ گروکل کیلئے بہی ایک رقم مبلغ ... کی مختلف چندہ کے وعدہ کئے گئے ہیں۔ امید کہ منتری مہاشئے بعد وصولی سبلغات کو مہتمم فنڈ مذکور کی خدمت میں بہجوا دیں گے

چنوں: سورخہ ... آریہ ... پنڈت ... [illegible] ... اس مہم میں خرچ روپیہ ... [illegible] ... [illegible] ... پانچ سو ... کیلئے عذر ... بالکل اُمید ... [illegible] ... اس تقبال وغیرہ ... [illegible] ... تین سو روپیہ کو سامگری کا ... دی ... وتیاری کا ہی۔ علم کچھ کم ... اس دن سے لیکوں نے تو ہم ... کر خود سامگری تیار کی ہے۔ اور ... نبالی آریہ سماج سے خریدی تھی۔ ... والے ... وشیہ دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ دار نہیں ہے

ایک ودھوا کی سرگذشت

گذشتہ اشاعت سے آگے - از لالہ سندر داس گرگٹھ

جہاں ماتا کا بیٹا جاہل - اور ودوانا کا دانا ہی ہوگا
[illegible]یم - ہمنصف مزاج - حلیم طبیعت وغیرہ
[illegible]ک اوصاف والی ماتا کی اولاد میں یہ گُن
[illegible]ضرور آتے ہیں - اور اس کے برخلاف گُن
[illegible] رکھنے والی ماتا کا اثر اولاد پر بھی خلاف
[illegible]ہی ہوتا ہے - [illegible] پنڈت [illegible] ہی پر تحتم
[illegible]ر و کی تربیت [illegible] شاہی نے [illegible]
[illegible]ر و عادات [illegible] عث اور گمراہ کن - [illegible]
[illegible]ں - تو یہ [illegible] نے اپنی [illegible]
[illegible] جیسے [illegible] ماتا کے پوتر [illegible] پشیوں
[illegible] گرہن کر لیتے ہو گئے ہیں - اسواسطے
[illegible] نے ہوں [illegible]
[illegible] یہ خیال کہ اس زمانہ [illegible]
[illegible] جاتیں -
[illegible] مجبوری [illegible] ایک ہی مذہب تھا
[illegible] ین پر ٹکیہ تھا - بالکل [illegible]
[illegible] اور اُن کے سوالات [illegible]
[illegible] کے بہت ہی حصوں [illegible]
[illegible] لئے بیرون [illegible]
[illegible] ہیش پر ہوں کہ [illegible]
[illegible] تم نے ہون کی ضرورت [illegible] جتاتے
فضیلت اور ایشور بھگتی پر [illegible]
تقریریں - اور وارو غہ بھی [illegible]
چار اور مٹھائی سے ستکار [illegible]
[illegible] خندہ میں لوکل سماج کو دان [illegible]
آریہ بھائیوں کو [illegible] بھیا [illegible]
[illegible] - تو منشیہ

دس سال کی لڑکی ہمارے ہاں بیٹھی ہے
لوگ بھانت بھانت کی بولیاں نکالتے ہیں
کہ انہوں نے اتنی بڑی کنیا کو گھر میں بٹھا رکھا
ہے - بیچارا دھرم داس بتیرا سمجھاتا -
وہ مبتلاتا - کہ شاستر آگیا سولہ سال کی عمر میں
شادی کرنے کی ہے - اس عمر سے پہلے شادی
کرنا کنیا کے برہمچریہ برت کو توڑنا ہے - اُس کو
ودیا حاصل کرنے دو - جب اُس کی شادی کا
وقت آویگا - انتظام کر لیویں گے - لیکن پتری
کڑک کر بولتی ہے "لالہ تیری عقل کو کیا
ہو گیا - ذرا ہوش سنبھال - اپنے بزرگوں
کی عزت کو داغ نہ لگا - تیرے بزرگ اندھے
تھے؟ جو کہ آٹھ سال [illegible] گذرنے نہیں
دیتے تھے - تو کاشی ناتھ سے بڑھ کر
[illegible] پیدا ہوا ہے - مجھے تو پانڈھا
نے [illegible] کہ شیگر بودھ کے کرتا نے
[illegible] ایک جنم [illegible] کہ جس لڑکی کا
[illegible] نہیں ہو جاتا
[illegible] جاتے ہیں - بھلا
[illegible] پر چلوں -
دل [illegible] جواب - [illegible] کو جانے کی
[illegible] - او
تیاری کر [illegible] الفاظ
لالہ نمرتائی سے جواب دیتا ہے - میں نہیں کہتا
ہوں کہ میرے بزرگ کم عقل تھے - لیکن عقلمند
یا کم عقل ہونا ہی تو خاصۂ جیو ہے - ہر زمانہ میں
اور ہر خاندان میں نہ سب بدھیمان ہوتے
ہیں - اور نہ ہی بُدھی رہت - پرماتما نے ہر ایک
[illegible] بُدھی دی ہے - اور اُسکو
بڑھا [illegible] ودیا ہے - جو منشیہ ودیا حاصل
[illegible] کو وسیع کرتے ہیں وہ عقلمند اور
[illegible] بات قابل پذیرائی ہوتی ہے - جن
بزرگوں کا ذکر تو کر رہی ہے کیا وہ راجہ جنک
کے ہی بزرگ تھے - نہیں بلکہ راجہ جنک اُن

کے ہی بزرگوں کا بزرگ تھا - تو پھر میں اُن
بزرگوں کی طرف دیکھوں - یا کہ راجہ جنک
جیسے ودوانوں کی پیروی کروں - اصل میں
بات یہہ ہے - کہ جب تک ہمارے آریہ
بزرگ ودیا لابھ اور ویدوں پر عمل کرتے رہے
تب تک اُن کے افعال قابل تعریف تھے - اور
اسلئے تقلید کئے جانے کے قابل - لیکن جب
سے ودیا کا پرچار کم ہوا بُدھی کے کم ہو جانے
سے لوگ بدیوں میں مبتلا ہونے لگے - آپس
کی پھوٹ کے کارن انیہ دیش کے لوگوں
نے آریہ ورت پر حکومت کرنے کے خیال
سے حملے کرنے شروع کئے - اور چونکہ حملہ آور
بھی ویدک ودیا سے محض اُمّی تھے - جہالت
اور جہاد کی سپرٹ اُن میں بھری ہوئی تھی -
انہوں نے لوگوں کا دھن دولت لوٹنے
کے ساتھ ہی اپنی کمینہ حرکتوں کا یوں اظہار
کیا کہ کنواری لڑکیوں کو بھی پکڑ کر لے جانے
لگے - گو راجپوتی خون سے پیدا شدہ راج
کماریوں نے دُشٹ ملیچھوں کا مونہہ دیکھنے
سے موت کو ترجیح دی - اور وہ چتا میں بیٹھ
بیٹھ کر مر گئیں - تاہم خوف تھا کہ دھرم بھرشٹ
حملہ آور معصوم کنیاؤں پر حملے کرتے جا رہے تھے
اسلئے مصلحت وقت کے باعث کاشی ناتھ
نے یہہ شلوک رچ دیا - پیاری! آریہ بزرگ
بڑے لائق و فائق گذرے ہیں - اُن کی لیاقت
اسقدر اعلےٰ تھی کہ انگریز بھی جو آجکل دُنیا
میں بڑے عقلمند گنے جاتے ہیں اُن کے علمی
مسئلوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں - جہاں وہ
دھرم میں سب ملکوں کے گرو تھے - وہاں
پولیٹیکل معاملات میں بھی وہ ایسے سمجھدار
تھے کہ اُن کی پولیسیوں کو سمجھنا کوئی معمولی
بات نہ تھا - اور اسی اصول پر کاشی ناتھ
نے عمل کیا - ورنہ وید اور منوسمرتی جب تک

رہتے ہیں۔ کہ مرد کے لئے کم از کم پچیس برس
اور عورت کے لئے کم از کم سولہ برس کا برہمچریہ
دھارن کرنا لازمی ہے۔ اور جو برہمچریہ
دھارن کئے چھوٹی عمر میں شادی کرتے ہیں
اُنہیں کئی تکلیفوں میں پھنسنا پڑتا ہے۔ وِدیا
سے محروم رہتے ہیں۔ لڑکی کے وِدھوا ہونے
کا خوف ہوتا ہے۔ استری پُرش میں محبت
نہ ہونے کے باعث ہمیشہ کا دُکھ ہوتا ہے
کیونکہ جب ایک دوسرے کی مرضی سے رشتہ
نہ کیا گیا ہو۔ تو ممکن ہے۔ کہ طبیعت کے مطابق
نہ ہونے سے اُن کی آپس میں اَن بن رہے
ذرا سوچ۔ کہ صرف ہمارے ہی قصبہ میں
کس قدر ودھوائیں ہیں۔ جن کی عمر ۱۲ اور
۱۳ سال سے بھی کم ہے۔ اگر اُن کی شادی
سولہ برس کی عمر میں کی جاتی۔ تو یہ کبھیوں ودھوا نہیں
ہوتیں۔ پھر جس مطلب کے لئے شادی کی
جاتی ہے۔ وہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ
رج و بیرج کے کچا ہونے سے اولاد کم زور
و ناتوان پیدا ہوتی ہے۔ اور جلدی
مر جاتی ہے۔ اور تمام عمر روگی رہتی ہے
دھرم داس کی مہربانی نے اُن کی استری
پر اثر پیدا کیا۔ اور وہ لالہ کی پرتیتی
پورے طور سمجھانے سے کم از کم اتنا سمجھ گئی
کہ بیشک شادی سولہ برس کی عمر سے پہلے
کرنی واجب نہیں ہے۔ لیکن اُس کے دل میں
یہ ذرا بھی خیال نہ آیا۔ کہ آیا مجھے اسکو
عمل میں لانے کی ضرورت ہے یا نہیں۔
لیکن وہ چونکہ لالہ کی گفتگو سُن کر لاجواب
ہو چکی تھی چُپ ہو رہی۔ اور گھر کے کام کاج
میں لگ گئی۔ دو چار دس دن گذر گئے
محلہ والی عورتوں نے پھر سلسلہ گفتگو کو
جُنبش دی۔ اور استری بولیوں پھر مورکھ
استری کو ایسا بہکا دیا۔ کہ اُس نے ٹھان لیا

کہ خواہ لالہ راضی ہو یا نہ ہو۔ وہ اجازت
دے یا نہ دے۔ میں تو جلدی اُس کی منگنی
کر دونگی۔ چونکہ اُس کو خیال تھا۔ کہ اگر لالہ کو
پھر اس معاملہ میں کہا سُنا گیا۔ تو وہ پھر ولائل
سے لاجواب کر کے چُپ کرا دیگا۔ اسلئے اُسنے
اپنے میکے میں کہلا بھیجا۔ کہ دھرم پیاری کے
لئے کوئی گھر تلاش کریں۔ لڑکی کے ماموں
یہ خبر سُن کر بڑے خوش ہوئے اور اُنہوں نے
ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کا لڑکا پسند کیا۔ خاندان
روشِ زمانہ کے لحاظ سے عمدہ تھا۔ ذی رزق تھا
آدمی تھے۔ لڑکا خوبصورت تھا۔ آثار ہونہار کے
کے نظر آتے تھے۔ صرف کسر یہ تھی۔ کہ عمر
نو سال کی تھی۔ دھرم داس کی استری نے
چار پانچ خوبیوں کے مقابلہ میں ایک نقص
کو ہیچ سمجھا۔ اور بغیر دریافت [illegible]
کے اپنے میکوں کی معرفت اُنہیں [illegible]
(باقی آئندہ) [illegible] دیا

ہاں اب [illegible] ہو جاوے

[illegible] کی [illegible]

[illegible] سے خطوط

ستیارتھ پرکاش کے [illegible] گئی ہے
جب بھولے بھالے ہندو بھائیوں کو وام مارگیوں
کی بیہودہ اور قابل شرم کارروائی سنائی
جاتی ہے۔ تو وہ انگشت بدنداں ہو کر بڑی
حیرانی سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا ایسے پاپی لوگ
اب بھی ہیں۔ ہندو تو [illegible] و آریہ [illegible]
بھی [illegible] وام مارگ کی نسبت [illegible] ال رکھتے
ہوں گے۔ کہ اب ایسی مذموم [illegible] ار
سرد پڑ گیا ہے۔ اور اُس کے اصولوں [illegible]
کا دائرہ بہت ہی تنگ ہو گیا ہے۔ [illegible]
میں اُن کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ "ہاں اب
بھی ہیں"۔ اور اُن کے اصولوں کا پرچار
کم نہیں ہو گیا۔ بلکہ تا حال اُن کے اصول

عالمگیر ہیں۔ اور اِن کی سرشٹی کا ایک
بھاری حصہ اُن کا عملی پرچارک ہے۔ لیجئے
میں آپ کو بتلاتا ہوں۔ وام مارگیوں کے
اصولوں کی پیروی پوری تو بیشک وہ
لوگ کرتے ہیں۔ جو کہ اُن کے تنتر گرنتھوں
کو پڑھتے ہوئے اُن کے مطابق برابر بھیرو چکر
میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کے بھیرو
بھی قریباً ہر جگہ ملتے ہیں۔ کیونکہ متعدد داری
سادھو جس جگہ ہیں اور ان سادھوؤں میں
سے جو جو خاص خاص توں ہیں وہاں وہ
ضرور بھیروی چکر ضرور لگاتے ہیں۔ ایام
طالب علمی میں جبکہ میں گوجرانوالہ میں پڑھتا
تھا۔ تو ہمارے پڑوس میں اسی قسم کا چکر
لگا کرتا تھا۔ ڈھولک اور چینیوں کی آواز
رات کو سُن کر [illegible] ہم نے دریافت کیا۔ کہ
یہاں رات [illegible] کو [illegible] معلوم ہوا۔
[illegible] دریافت کیا
[illegible]
[illegible] میں خرچ [illegible] روپیہ [illegible]
[illegible] تو وہی کوہ [illegible]
[illegible]
[illegible] پانچ سو [illegible]
[illegible] کے لئے ضرور [illegible] بالکل اُمح [illegible]
[illegible]
[illegible] استقبال وغیرہ [illegible]
اور [illegible] تین سو [illegible] کو سامگری کا [illegible]
[illegible] تیاری کا بھی علم کچھ کم [illegible]
[illegible] اُس دن سے کیوں نے تو ہم سے [illegible]
[illegible] کر خود سامگری تیار کی ہے۔ اور لیٹوں [illegible]
[illegible] بنی بنائی آریہ سماج سے خریدی تھی۔ [illegible]
[illegible] دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب
اصول [illegible]

ویدک ینترالیٔ اجمیر

کی بابت ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۱۳ و ۲۰ - پوہ میں کچھ حالات چھپے ہیں - جن سے پربندھ کرتری سبھا کی بیدار مغزی اور حسن انتظامی کا خاص ثبوت ملتا ہے - اور بے اختیار اُسکی نسبت کلمہ تحسین اور تعریف کہنا واجب معلوم ہوتا ہے - ہر بندہ کرتا ہے کہ اگر اسی استقلال فراخدلی اور دور اندیشی سے کام کرتے رہے تو جہاں اس پریس کو شہرت اور مالی فائدہ حصول ہوگا وہاں دوسری طرف بہت جلد ویدک دھرم کے پرچار میں بھی ایک معقول مدد ملتی رہیگی - یہہ ایک اعلے خیال ہے کہ انتظامی معاملات میں پبلک رائے اور نکتہ چینی سننے کا ارادہ کیا گیا ہے - اگر واقعی اس بارہ میں سچی توجہ مبذول کی گئی تو بہت سے نقص اور کمیاں دور ہو جاوینگی - ذیل کی چند سطور کہنے کی جرات مجھے بھی ان کی ایسی تحریر سے ہوئی ہے - دیکھیں کہ اس پر کیا کچھ نوٹس لیا جاتا ہے

۱) پستکوں کا مول جو گھٹایا گیا ہے - اُس سے آریہ پبلک آپ کی مشکور ہے - لیکن ابھی قیمت ہی اُن کثیر التعداد شائقین کے لئے بہت گراں ہے جن کو سر دسادھارن کہہ سکتے ہیں اور جن کے درمیان اِن کتابوں کا پونہچنا ہی اصل پرچار کہلا سکتا ہے - اسلئے بہت جلد کوشش ہونی چاہئے - کہ قیمت میں اور بھی معقول تخفیف ہونی چاہئے پھر دیکھئے کہ کس قدر جلد مانگ تھوڑے ہی عرصہ میں ہو جاتی ہے - یا نہیں بغیر اور تخفیف کرنیکے زیادہ تر بکری کی امید کرنا لاحاصل ہے - کیونکہ سر وسادھارن یعنے تنگدست لوگ شکم پری اور دیگر ضروریات دنیاوی سے بہت کم رقم بچا سکتے ہیں -

تو اس میں بھی وام مارگ کے عملی حامی کثرت سے ملیں گے - تو پھر وہ اپنے گھر شیشے کے رکھتے ہوئے دوسرے کے گھروں پر کیسے پتھر پھینک سکتے ہیں - آریہ بھائیو! آپ نے کلچرڈ دوستوں کو کسلئے اپنے سے علیحدہ کیا؟ کہ وہ مانس کا سیون کرتے تھے - جب آپ کے درمیان مانس کے سیون کرنے والے اور اس کے علاوہ دیگر بُرائیوں کو بھی کرنے والے اب تک موجود ہیں - تو کیوں آپ اُن کو علیحدہ کر کے اپنی سوسائٹی کو پوتر نہیں بناتے - یاد رکھو! دھرم کا کام یا ویدوں کی پیروی سوائے آتمک بل کے ہونی ناممکن ہے - اور جب تک [illegible] اندریوں کی غلامی میں پھنسا ہے - یہ کاریہ [illegible] ورخرید [illegible] ہی نہیں پا سکتا - اسلئے پیارے ستروا [illegible] کرو [illegible] کو چھوڑ دو - اور بدھ پوکی طرح [illegible] دیتا [illegible] افت کرو - جب آپ آتمک بل حاصل [illegible] ہوئی [illegible] بنا کوئی مشکل نہیں [illegible] کو پوتر کرتے ہوئے آپ زمین پر شروع [illegible] اتما [illegible] سے بچانے کی غیر معمولی [illegible] دل [illegible] وام مارگ جیسے گروہ جواب - معلوم [illegible] بند کر سکیں گے - اور آپ [illegible] آپکے الفاظ [illegible] وری کہ [illegible] ورسید [illegible] جلد ہی مخرجان بنا سکیں گے - اور یہ تب ہو سکتا ہے - کہ آپ اپنی کوششوں کے بہاؤ کو بجائے باہر کی طرف کے اندر کی طرف پھیر دیں - اور پہلے اپنے جیون کو پوتر کرنے [illegible] تن کریں - دیا ننے پر ہوا انچی دیا سے [illegible] کوشش ہوں سے بدی کے زہر پیئے ہوئے [illegible] ۱۹۰۲ء بنیاد سے اُکھاڑ کر ہمیں بل دو [illegible] دھرم کے گرہن اور ادھرم کے تیاگ [illegible] امید کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں طیار رہیں

اوم شم

اقم

آریہ دھرم کا سیوک سندر داس نگر تھ جلالپور جٹاں

[illegible] - مانس - بھنگ - مدرا اور میتھن جو ان پانچ مکاروں کو گرہن کرتا ہے - وہ [illegible] دھرم مارگی ہے - ناظرین ذرا وچار کریں - کہ [illegible] ان پانچوں عیبوں کو کرنے والی تعداد صرف آریہ ورت میں کسقدر ہے - مانس اور شراب نے آریہ ورت کو اپنا وطن بنا لیا ہے - اور آئے دن آبکاری کی رپورٹیں ظاہر کر رہی ہیں - کہ ابھی شراب چوگنی ترقی [illegible] ہے - اس کے ساتھ مانس نے شہر شہر [illegible] سب سے اونچی جگہ حاصل کی ہے - [illegible] بغیر امیروں کی امیری ادھوری ہے [illegible] کرشمے آئے دن نئے سے نئے سنائی [illegible] غرضکہ آریہ ورت میں بہت ہی کم تعداد [illegible] جس نے ان پانچوں مکاروں میں ایک کو [illegible] ہو - اور افسوس تو یہ [illegible] اور سا [illegible]

[illegible] خیال کہ اس زمانہ [illegible] پر ایک ہی مذہب تھا [illegible] پر سکھ تھا - بالکل [illegible] اور اُن کے سوالات [illegible] کے بہت ہی حصوں [illegible] بیرون [illegible] پرسون [illegible] ہون کی ضرورت [illegible] اور ایشور بھگتی پر ایک [illegible] تقریر کی - اور داروغہ جی نے حاضر [illegible] چادر اور مٹھائی سے ستکار کیا - اور [illegible] ہون منڈپ میں لوگوں کا [illegible] آریہ بھائیوں کو بہت [illegible]

کے علاوہ بہت سے ایسے مضامین چھپتے ہی نہیں جو کہ سمپادک ستیہ دھرم پرچارک کی رائے میں ضروری نہ ہوں۔ لیکن کئی دیگر آریوں کی رائے میں عین ضروری اور قابل غور ہوتے ہیں۔ نیز جیسے مختلف قسم کے پھول ایک باغ کی شوبھا بڑھاتے ہیں اسی طرح ضروری ہے کہ مختلف اخبار مختلف دماغوں اور قلم سے نکل کر ایک ہی مقصد یعنی اپدیش کا ہو کہ آریہ سماج کی پرچار کا ایک ہو کر اس کی شوبھا بڑھاویں۔ ستیہ دھرم پرچارک کا ہفتہ میں دو بارہ یا سہ بارہ ہو جانا مبارک ہے۔ اور نہایت خوشی کا موقع ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اخبار دیگر دوسرے ہاتھوں نکلنا ضرورت ہرگز دور نہ ہوگی۔

[illegible] لال منشی [illegible] صاحب نے اپنی عدم [illegible] سبب [illegible] کو [illegible] میں [illegible] ہی [illegible] حالت [illegible] اس ہم میں خرچ روپیہ [illegible] [illegible] تو دہی کو [illegible] کے [illegible] [illegible] ہوئی [illegible] ادرو [illegible] پانچ سو [illegible] کافی [illegible] کے لئے ضرور [illegible] بالکل اُمید [illegible] [illegible] سکار [illegible] اور [illegible] استقبال وغیرہ [illegible] اور قصبے [illegible] تین سو کو ساگری کا نسخہ [illegible] ایسے وتیاری کا ہی علم کچھ کم [illegible] وہ اس دن سے کیوں نے تو ہم سے [illegible] خود ساگری تیار کی ہے۔ اور لیبوں [illegible] بنی بنالی آریہ سماج سے خریدی تھی۔ [illegible] دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب [illegible]

پرچار کے وسائل کے سلسلہ میں علاوہ اُن تجاویز کے جو سوچی جا چکی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پریس سے ایک خوبصورت سپتاہک دیو ناگری کا اخبار دیسی ڈھنگ اور طریقہ پر جیسا کہ اخبار وینکٹیشور وغیرہ جاری ہیں) بہت جلدی جاری کیا جاوے۔ اور خریداران کو عمدہ عمدہ کتابیں مفت دی جایا کریں۔ عام دلچسپ خبروں اور مضامین اور تجارتی اشتہارات کے علاوہ آریہ سماجک خبریں اور بحث مباحثہ کے مضامین درج کرنا اُس کا خاص مقصد رہے۔ اُپہار دینے کا طریقہ اشاعت اخبار کے واسطے ایک مجرب نسخہ ثابت ہو رہا ہے۔ پھر ویدک یَنتر الیہ جیسے دھارمک اور معزز کارخانہ ایک ایسا [illegible] نقص نکالنے اور فائدہ اٹھانے سے کیوں [illegible] جب پورا ایک اخبار دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار [illegible] تو اُپہار کے ذریعہ اُسکے ہزار [illegible] [illegible] پردھان [illegible] زر و تجارتی بہتری اور کیا اخباری فوائد [illegible] کی اس تجویز کو اس کان سے اُس کان تک ہی [illegible] ہو جاوے

پنجاب میں آریہ اخبار کی ضرورت

اخبار ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۱۳ پوہ میں لالہ سندر داس نگرتہ کی قلم سے ایک معقول تجویز [illegible] کے عنوان سے جو لیکھ چھپا ہے۔ حقیقت میں ایسی تحریک کی ضرورت عرصہ سے دیر [illegible] محسوس ہو رہی ہے کیونکہ پنجاب جیسے [illegible] صوبہ میں جہاں آریہ سماجوں کی کثرت ہو اردو کا ایک آریہ اخبار بالکل ناکافی ہے (راقم مضمون کے دو بڑے ضروری مضمون عدم گنجائش کے سبب چھپنے سے رہ جاتے ہیں)

(۲) برہمن گرنتھ جو زیر طبع ہیں۔ اُن کی قیمت بھی بہت سستی رکھی جاوے۔ اور ضروری ہے کہ ترجمہ بھی ساتھ ہی ساتھ یا علیحدہ کتاب کی صورت میں مکمل طیار ہو جاوے اور ایسے ایسے موقع پر جہاں دیو دروھ پرتیت ہو یا ملاوٹ ہو۔ ریمارکس یا نوٹ بھی دئے جاویں۔ ورنہ سوائے اعلیٰ پنڈتوں کے بہت کم لوگ خریدنے کا حوصلہ کریں گے

(۳) آرش گرنتھوں کے چھپوانے کی ضرورت تو پر بندھ کرتری سبھا نے عرصہ سے محسوس کر ہی رکھی ہے۔ مگر میری دانست میں اٹھارہ پوران آدی آدھونک گرنتھوں کی بھی مع ترجمہ کچھ کم ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک آریہ سماجک لائبریری میں اُن کا ہونا کیا واسطے مقابلہ اور کیا واقفیت کی غرض سے غرضیکہ ہر حال واجب اور عین واجب ہے جب تک اُن سے پوری پوری واقفیت نہ ہو اُن کا کھنڈن جیسا کہ چاہئے نہیں ہو سکتا اور لائبریری مکمل بھی تو جب ہی ہو سکتی ہے جب ہر ایک مذہب اور سمپردا کی پستکیں اُس میں مہیا ہوں۔ پوران کے لوگوں سے اول اول تو یہ سب ملنی ہی مشکل اگر ملتی بھی ہیں تو بڑی گراں قیمت پر۔ اسلئے ان کا سستا کرنا اور آریوں کا اُن سے واقفیت کرانا بھی ایسی ینترالیہ کا کام ہے۔

(۴) ہون منتر جیسے سانپ جہاں پر نندو شاہ ینگ کال کے ہون منتر ہٹائے گئے ہیں۔ وہاں اگر ہون کرنے کی بیدی وغیرہ بھی اگر سنسکار ودھی سے نقل کر دئے جاویں تو بس پھر کیا ہی کہنا ایک مفید ہون پدھتی بن جاویگی اور اس کی بڑی بکری ہوگی۔ کیونکہ یہ پستک ہر ایک آریہ کے کارآمد ہوگی۔

(۵) پریس کی آمدنی بڑھانے یا ویدک دھرم

ویدک ٹریکٹ اجمیر

میں پہلے پرارتھنا کر چکا ہوں کہ شری ہتی
پربندہ کرتری سبھا نے مجھے چھ ماس کے لیے
مولیہ گھٹا لے کی آگیا دی ہے - اور ۷ ستمبر ۱۹۰۱
سے ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۲ تک کی میعاد مقرر کی گئی
تھی - چار سے اوپر ماس گذر گئے اب کیول ۱۳
میعاد کے مقابلے میں ایک ماس سے کچھ زیادہ [illegible]
رہ گیا ہے - بہت سے سجنوں نے لابھ اٹھا [illegible]
وعدہ کو بڑھایا ہے - معمولی کمیشن کی نسبت ۲۰
[illegible] سے شرح فیصدی تک کمیشن دیا گیا [illegible]
بہت پستکیں بکنے کی امید تھی - لیکن تجربہ [illegible]
آگاہ کر دیا - کہ ابھی [illegible] میں سوادھ [illegible]
کا بھاؤ بہت کم ہے [illegible] کی بڑی [illegible]
[illegible] پنڈت [illegible] میں آئی [illegible]
[illegible] ہی کا ل [illegible]
[illegible] اور گم [illegible] - اُن [illegible]
[illegible] تھے پر ماتما کے پوتر پستکوں
[illegible] پر گرہن کر لیتے ہو گئے تھے - اسواسطے
[illegible] کا یہ خیال کہ [illegible] زمانہ [illegible]
[illegible] پر ایک ہی مذہب تھا -
[illegible] زمین پر شکھ تھا - بالکل [illegible]
[illegible] اور اُن کے سوالات [illegible]
[illegible] کے بہت ہی حصوں [illegible]
[illegible] بیرون [illegible]
[illegible] پرسوں کی [illegible] جہش ایک
[illegible] ہون کی [illegible]
[illegible] یہی وجہ ہے
[illegible] اور [illegible] - لو یہ [illegible]
[illegible] اور دارو غہ جی [illegible]
[illegible] اور ٹھائی سے ستکار کیا - اور [illegible]
[illegible] میں لوکل سماج کو دان دے [illegible]
[illegible] بھائیوں کو ستکار پوروک دوا [illegible]

شریتی پربندہ کرتری سبھا کر ادھ پہلے سوچت کیجئے

براہم

آپ کا آریہ بھائی - کیشب دیو - منیجر

اطلاع ضروری

میں جب جالندھر میں تھا اس وقت ہی
تمام اطلاع کے لئے درج اخبار کر دیا
تھا کہ فروخت کا کل کتب خانہ بدست
دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل
ٹریڈنگ کمپنی فروخت کر دیا ہے اور
خرید کتب کی درخواستیں سیدھی
وار کمپنی کے مینیجنگ ڈایرکٹر کے نام
کردہ پاپ بھیجے - البتہ جو کت ہیں اس عرصہ
دیتا ہے [illegible] ہوئی ہیں اُن کے لئے
[illegible] ایک [illegible] منیجر کے نام بدستور
[illegible] چاہیں [illegible] التماس پر پبلک
زمین پر شروع [illegible] سو ہو کہ اب تک
[illegible] پانی پھیر [illegible] میرے پاس مقام
دل [illegible] جواب - معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں کتب کی درخواستیں
[illegible] الفاظ [illegible] پہلے پھر لو بدن کرتا ہوں
کہ ایسی درخواستیں کمپنی موصوف کے
مینیجنگ ڈایرکٹر کے نام بھیجنا مناسب
ہیں - کمپنی کا آفس اب انارکلی میں
بڑی مناسب جگہ پر کھل گیا ہے - اور میں
[illegible] خوش ہوا ہوں - کہ یکم
[illegible] ۱۹۰۲ء سے کمپنی نے اپنا
باقاعدہ شروع کر دیا ہے - اگر
[illegible] امید کے مطابق کارکنان کمپنی نے
[illegible] دیانت داری اور مستعدی سے کام
کیا تو جنرل ایجنسی کا کام اور جنرل پبلک
دونوں کے لئے مفید ثابت ہوسکا

میرے ناظرین اخبار اکثر اوقات
دور دراز جگہوں سے پنجاب کے
تحفوں کی فرمائشیں بھیجتے تھے - جن
کا اطمینان کے ساتھ پورا کرنا مشکل تھا
اور اسیلئے ایسے جملہ سجنوں کو نفی میں
جواب دینا پڑتا تھا - میں کمپنی کے
کارکنان کو یہہ بھی صلاح دوں گا - کہ
جب آڑہت - نیلام - قرضہ وغیرہ کا
کام کسی قدر چل جاوے تو صیغہ چھپائی
اور اشاعت کتب متعلقہ ویدک دہرم
کو چلا لے اور اُسے وسعت دینے کی
نسبت جلد کوشش کریں - کیونکہ اس
کارخانہ سے اگر ویدک دہرم کو کچھ
فائدہ پہونچ سکتا ہے - تو یہی ہے
کہ پراچین سنسکرت کتب کو تلاش
کر کے شائع کیا جاوے میں سمجھتا ہوں
کہ چار پانچ ماہ تک کام ٹھیک چلنے کے
بعد کمپنی کے جملہ حصص فروخت ہو جاوینگے
اور پھر ممکن ہو جاوے گا - کہ جلد
کام کمپنی شروع کر دیوے - ایشور
اس کمپنی کے کارکنان کو طاقت
بخشے - کہ وے اپنی ذمہ واریوں
کو سمجھتے ہوئے تجارت کو اُس
مکرو فریب سے پاک کرنے کی کوشش
کریں - جس کی وجہ سے اس وقت
اس دیش کی تجارت بدنام ہو رہی ہے

منشی رام مالک مطبع
ستیہ دہرم پرچارک جلندھر شہر

ورکیلئے کنیا کی ضرورت

درجس کی عمرہ ۲۰ سال کی ہے۔ اور انٹرنس ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور سے پاس کیا ہے۔ سنسکرت ہندی وغیرہ بھی جانتا ہے۔ اس وقت اکیوبیس روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جگہ مستقل ہے پنجاب کے معزز خاندان سے ہے۔ ایک ایسی کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے کہ جسکی عمر ۱۶ - ۱۸ سال تک ہو خوبصورت ہو۔ لکھ پڑھ سکتی ہو۔ اور اچھے خاندان کی ہو۔ زیادہ حالات لالہ گوبند رام ہیڈ اسسٹنٹ شہزادہ لوہر بھا سے دریافت کرو

دھیان یوگ پرکاش

یہ کتاب ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی گئی ہے۔ جس میں چند قسم کے پرانایام کی سرل سے بدھی لکھی گئی ہے (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی ہے (۲) جو اندر بھرنے کی بدھی ہے (۳) استھر بدھی (۴) جو پران اپان کی اسکے اندر لڑائی کرانی۔ جسکو دیکھ دنیا ہی کہتے ہیں (۵) گرہا دان بدھی (۶) دیہ چڑھانیکی بدھی جس کے کرنے سے پربل اور کٹھن روگ دور ہو جاتے ہیں۔ اور کب دوہ پستک کے دیکھنے سے ہونگے۔ قیمت ۲۰۰ صفحہ کی پستک ہے۔ ملنے کا پتہ - سوامی کشنا نند کمرہ نمبر لالہ دھوم منگ مرحوم واقعہ سبار پنڈ - ۱۰ پستک کے خریدار کو ایک پستک لا بعد میں ملیگی ۵ پستک لینے والے کو بحث کے حساب کمیشن ملیگا

ہندو ہوٹل

بیرون دروازہ موچی لاہور

جو کہ ایک معمولی حالت میں تھا۔ اب زیر اہتمام لالہ متھرا داس پوری پروپرائیٹر کیا بلحاظ ترقی عمارت اور کیا بلحاظ خوراک اعلیٰ درجہ کی ترقی پر ہے۔ ہوٹل کا مکان بڑا عالیشان ہوا اور دیسی امیروں اور شریفوں کے قابل رہائش مع قبائلی اصحاب کے لئے علیحدہ باپردہ اور عالیشان جگہ بنائی گئی ہے۔ بستر اور نوکر ہی ساتھ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فیس رہائش و خوراک یومیہ فی کس ایک نقص اول تا۔ درجہ دوم ایک روپیہ [illegible] مفصل دریافت کیجئے۔ منیجر سے خط و کتابت [illegible]

آہلو والیہ ... کیلئے ... کی

قوم اہلو والیہ ایک ... سے خطوط عمدہ معاش والا ... ماہ ہے۔ کسی معزز خاندان ... شادی کرنا چاہتا ہے۔ مفصل دریافت کرنے کے لئے جی۔ آر۔ شارما۔ اسسٹنٹ لائبریرین میا نمبر انسٹیٹیوٹ لاہور سے

ور کیلئے ضرورت

اگروال سنگل گوت ۱۲ سال عمر ... لڑکی کے لئے ایک یوگیہ ور کی ضرورت ... دوا ... ہوگا۔ المشتہر چھجو رام ... کا

ضرورت

ایک تیرہ سالہ کنیا کے لئے ایک پنجابی کھتری کی ضرورت ہے۔ جس کی عمر بیس لغایت تئیس ۲۳ سال ہو۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لئے پی۔ آر۔ بی اوورسیر گڈھی شیر سے خط و کتابت کیجئے

ضرورت! ضرورت! ضرورت!!!

... پلٹ لہ سکندر آباد کی ... کلاس کے واسطے پانچ دریا ... ہے۔ جن کو ۵۰ روپیہ ماہوار وظیفہ ... ڈل انگریزی یا پرائیویٹ پاس کر ہوئی چاہئے ... درخواست کنندہ کسی آریہ سماج کا ممبر ... غیر آریہ کی درخواست نہیں لی جائیگی ... اسکو جواب ... ۱۵ فروری ... ادیب۔ اہل ... [illegible]

... ہی ... حالت ... میں مہم میں خرچ روپیہ ... الغرض تو دہی کو ... ہوئی ... پانچ سو ... خواہش کے لئے ضرور بالکل ... شخص ... کرنے اور ان کے استقبال وغیرہ ... طعام کے لئے مبلغ تین سو روپیہ خرچ نہیں ہوگا۔ اسلئے جو بھائی تشریف ... سب باتوں کو مدنظر رکھ کر ... کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آویں ... کی تمہید کے بعد میں گرو کل کے ... کے پروگرام کے علاوہ جنہ ان ... درج کرتا ہوں جن کی نسبت

سنسار کی گتی

کیا یہ ترقی ہے یا اطمینان، وہ ہے

اخبار پائیونیر سے معلوم ہوا کہ بروئے مردم شماری حال کے
شہر لنڈن کی آبادی پینتالیس لاکھ سے زیادہ
ثابت ہوئی ہے۔ لنڈن پر ہی کیا منحصر ہے سارے
جہان میں اس وقت آبادی بڑھ رہی ...
نئی تہذیب کے حامی خوش ہو رہے ہیں ... کہ
انسان کی تعداد میں ترقی ہے۔ لیکن ... ترقی بڑھائی
ہوئی ہو گی اس وقت انسان کے دلوں ...
اندر ... کہ اس عبرت ... نظارے کو ...
سکے جس کی کہ اس زمانہ ... فی صدی
... شہادت دے ... اگر ...
... معلوم ... نکال
... باعث اور ...
... جتنے ... اتما کے ... پیشیوں
... گرہن کر سکے ہو گئے ہیں۔ اس ...
... کا یہ خیال کہ اس زمانہ ... پر
... پر ایک ہی مذہب تھا ...
... زمین پر شکھ تھا۔ ...
... وہ ان کے سوالات ...
... کے بہت ہی ...
... جیرون ...
... ایک
... تعداد ... کے ریشمات
... کچھ آرام کر کے شام کو ۴ بجے سے ۶½
بجے تک ست سنگ ہوا کرے گا۔
(۳) پورنماشی کے دن (۲۴ مارچ) کا ...
پروگرام حسب ذیل ہوگا:۔
... بجے سے کارروائی شروع ہو کر ...

پرکرتی سے علیحدہ کیا چیز ہے؟ کیا منشیہ
ہی تو کہیں پرکرتی کا ہی ایک اظہار نہیں ہے؟

"یہ بڑا ہی نازک مو...
پھل سے ڈرتا ہوا منشیہ ... محسوس ہے
سینکڑوں مسئلے گھڑ لیتا ... یدی پکار کے
ہی پرکرتی ہیں۔ اگر ... ل ہے
حالت کا نام نہیں تو ...
ہی نہ ہو ... شاید آپ ... عورتوں کا کالج ہے
پ... ہو۔ پھر جب ... سیاپکا ... نومبر
اور آتما ہی جگت ... عورات کے لئے
ہی جیو روپ ہو گیا ان کا دل بہلایا تھا
تمیز کیا رہی۔ اور ... کیا ہے۔ اور یا تو
وار ... کیونکر ہو سکتا ہے ... ۶ کی حاضری تھی
... ہیسلنے کا وقت بن عورتیں اور لڑکیاں
... اپنی ... ٹھا ... گار اور دیگر زیوروں
وقت ... ایک دو ... ایک ... ذکر کرتا ہے۔ میں حیران
اور اپنے آپ کو ... آدمی میں تو ... پردہ کس عمل کا نام رکھا
کر دہ پاپ کرموں ... ہے۔ ... کو ڈبک کر محفوظ
دیتا ہے ... ہوا ... خاوند۔ بھائی یا باپ کیسا تھ
... شرم اور بے پردہ سمجھی
... عورت سمجھے ہیں۔ بغیر کو رتہ
زمین پر شروع ...
... وارثوں سے علیحدہ
... ہیں ... پھرے۔ تو وہ
جواب۔ معلوم نہیں ... ہو گئے والا جو آتا ہے۔ ہندوستانی
... ہی جیو ... اور ... ان کو اپنی عورتوں کے
... نہ دیکھ ... بہلا لکھنو کی پردہ
نشینی کے وکیلوں کو کیا معلوم ہے کہ کالج کے اندر
محض یوروپین عورتیں ہی تھیں۔ یا آدمی بھی تھے
اپنی عورتوں کو اس جگہ بھیجتا جہاں ان کا کوئی
رشتہ دار مرد نہ جا سکے میری رائے میں اعلیٰ درجہ کی
حماقت ... ؟ ... اس ضمن میں اپنی گزشتہ حماقت
... ہی معلوم ہوتا ہے۔ عرصہ تقریباً پچیس
... ہوا کہ میں اپنے پریوار کی عورتوں کے ساتھ
... پنجاب کو آتا تھا۔ راستہ میں غازی آباد کے
سٹیشن پر پلیٹ فارم پر سب عورتوں کو انتظار
گاڑی ہی ٹرین کے ٹھہا ... اور میں (جو اکیلا مرد

ان کے ساتھ تھا) حسب معمولی طریقہ پر ٹہلنے لگا۔ اتنے
میں میرے دو کالج کے واقف واں آ گئے۔ اُنسے بات
کرتے ہوئے عورتوں سے علیحدہ ہو گیا تاکہ وہ نہ سمجھیں
کہ عورتیں میرے ساتھ ہیں۔ ہم ٹہلتے ہوئے کچھ فاصلہ پر
پر گئے۔ تو میں نے دیکھا کہ میری رشتہ دار عورتوں کی
طرف سے بہت لوگ گھورتے اور آوازے کستے ہیں پیدا نہیں
نکلتے ہیں۔ عورتوں نے گھبرا کر میرے بیٹے کو میرے پاس
بھیجا۔ دوستوں نے پوچھا "کیا مستورات ہی آپ کے
ہمراہ ہیں؟" میں نے بے پردگی کی شرم سے بچنے کے
لیے جواب دیا کہ "ہمارے شہر کی عورتیں میں رشتہ دار نہیں"۔ خیر میرے واقف رخصت ہوئے۔ لیکن چونکہ
پلیٹ فارم پر ہی تھے اسلئے میں اپنی رشتہ عورتوں
کی رکشا کے لئے ان کے نزدیک نہ گیا۔ ... اور دور
نکل گیا۔ جب لوٹ کر نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے
واقف ہی عورتوں کو گھور رہے ہیں اور کچھ بول رہے ہیں
میں سخت پریشانی میں تھا۔ کہ ریل آ گئی اور اس شور
میں دوستوں کی نظر بچا کر میں عورتوں کے ہمراہ ریل
پر سوار ہو گیا۔ اُسدن سے ہی میرے خیالات بیہودہ پردہ کے
برخلاف شروع ہو گئے۔ میری رائے میں اگر بجائے
اس نامناسب پردہ کے اصلی پردہ کو رواج دیا جاوے
تو بہارت ورش کی عورتیں زیادہ ترحیادار اور پاکدامن
بن کر واقعی دیویاں بن جاویں۔

کافرستان کی مدد کرنا کس کا فرض ہے

امیر عبدالرحمان خان ... مرنے پر گو اب تک بیمار ... کی ہی خبریں آ رہی ہیں۔ اور گو برٹش گورنمنٹ نے ... چوبیس لاکھ وظیفہ قائم رکھا مگر اس امر کا ثبوت ... کر کابل کیساتھ رشتہ اتحاد بدستور قائم ہے تاہم ... کو بلا کر انکی عزت کرنے سے امیر حبیب اللہ خان نے ... انڈین احباب کو شک میں ڈال دیا تھا۔ جب کا ... وے بذریعہ اپنی اخبارات کے کر چکے ہیں۔ اب ... ہٹائے ہوا کو اپنے جنرل کیساتھ کافرستان کی ... کے لئے بھیجنا ... برکر

۱۷ جنوری کو ایک عورت گوڑ برہمنی عمر تخمیناً ۱۵ سال ہے ۔ دیبی پرگو بلاری کی لڑکی اور پرگنہ امروہہ ضلع مرادآباد میں بیاہی ہے اور اُس کا شوہر کسی گانوں کو چلا گیا تھا زبانی عورت کے معلوم ہوا کہ ہمارے جیٹھ نے ایک حجام کو بھیجا کہ تیرا خاوند نکل گیا ... ہی یہاں سے چلی جا ۔ وہ حجام مجھے ... آباد سٹیشن پر چھوڑ کر چلا گیا اُس ... بعد میں سنبھل کی سرائے میں ٹھہری ... اسلاموں نے مجھ سے کہا کہ تو ... ساتھ چل اور اپنے ہمراہ لے جا کر ... ایک بالاخانہ میں بٹھلایا ۔ چنانچہ اس ... کی آریہ سماج کو خبر ہوئی کہ آج جمعہ کے ... وہ مجھکو مسلمان کرینگے ۔ بلکہ اُسکے لئے ... ۔ تی وغیرہ بھی سلائی گئی تھی ۔ آریہ سماج ... چند ممبر صاحب جاکر اہل اسلام کے ... بڑی کوشش و محنت کے ساتھ اپنے ہمراہ لے ... کو بہت سے مسلمان حملہ آور ہوئے بیچاری ... چند درخواستیں گوڑ ...

... اس مہم میں خرچ روپیہ ... الغرض تو وہی کو ... کے تیار ... میں ایک ... ہوئی ... لیا (جواب) ... ہم ارلم پانچ سو ... کے لئے ضرور ... بالکل اُمید ... سکار ... اوہی ... استقبال وغیرہ ... اور قصبہ ... تین سو کو ساگری کا نسخہ اور ... وتیاری کا ہی علم کچھ کم و بیش ... اس دن سے گیوں نے تو ہم سے ... کر خود ساگری تیار کی ہے ۔ اور لیتوں نے ... نبی نبالی آریہ سماج سے خریدی تھی ۔ چنانچہ ... ویشیہ دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب

ہندو ہوٹل

بیرون دروازہ موچی لاہور

جو کہ ایک معمولی حالت میں تھا ۔ اب زیر اہتمام لالہ متھرا داس پوری پروپرائیٹر کیا بلحاظ ترقی عمارت اور کیا بلحاظ خوراک اعلے درجہ کی ترقی پر ہے ۔ ہوٹل کا مکان بڑا عالی شان ہوا اور دیسی امیروں اور شریفوں کے قابل رہائش مع قبائل اصحاب کے لئے علیحدہ باپردہ اور عالیشان جگہ بنائی گئی ہے ۔ بستر اور نوکر ہی ساتھ لانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ فیس رہائش و خوراک فی کس ... نقص اول ... درجہ دوم ایک روپیہ ... مفصل فہرست منگا کیجئے ۔ مینجر سے خط و کتابت ... ۔ پنڈت جی پردھان ...

آہلووالیہ کھتری لڑکی کیلئے بر کی ضرورت

قوم آہلووالیہ ... سے خطوط عمدہ معاش والا ... ہے ... ۲۰ ماہ ہے ۔ کسی معزز خاندان ... شادی کرنا چاہتا ہے ۔ مفصل دریافت کرنے کے لئے بی ۔ آر ۔ شاہ ۔ اسسٹنٹ لائبریرین سیاہ نیر انسٹیٹیوٹ لاہور سے

ور کی ضرورت

اگروال سنگل گوت ۱۲ سال عمر ... لڑکی کے لئے ایک یوگیہ ور کی ضرورت ... دو دوا ... ویوکت ہوگا ۔ المشتہر چھجو رام ...

ضرورت

ور کیلئے کنیا کی ضرورت

ور جس کی عمر ۲۰ سال کی ہے ۔ اور انٹرنس ڈی ۔ اے ۔ وی ہائی سکول لاہور سے پاس کیا ہے ۔ سنسکرت ہندی وغیرہ بھی جانتا ہے ۔ اس وقت اکیس روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے ۔ جگہ مستقل ہے پنجاب کے معزز خاندان سے ہے ۔ ایک ایسی کنیا سے شادی کرنا چاہتا ہے کہ جسکی عمر ۱۶ ۔ ۱۸ سال تک ہو خوبصورت ہو ۔ لکھ پڑھ سکتی ہو ۔ اور اچھے خاندان کی ہو ۔ زیادہ حالات لالہ گوبند رام ہیڈ اسسٹنٹ سنہزادہ لوئیر ہسپتال سے دریافت کرو

دھیان یوگ پرکاش

یہ کتاب ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے سنگرہ کی گئی ہے ۔ جس میں چند قسم کے پرانایام کی ریت سے بدھی لکھی گئی ہے (۱) پرتھم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدھی ہے (۲) جو اندر ہرنے کی بدھی ہے (۳) استھر بدھی (۴) جو پران اپان کی نابھی کے اندر لڑائی کرانی ۔ جسکو یہ دنیا ہی کہتے ہیں (۵) گرہادان بدھی (۶) ویہ چڑھانیکی بدھی جس کے کرنے سے پرمیہ اور کشٹ روگ دور ہو جاتے ہیں ۔ اور کب لابھ پستک سے دیکھنے سے ہونگے ۔ قیمت ۲ ۔ ۲۷۰ صفحہ کی پستک ہے ۔ ملنے کا پتہ ۔ سوامی گنگا نند کم ... لالہ دھرم سنگھ مرحوم واقعہ ... ۱۰ پستک کے خریدار کو ایک پستک مفت میں ملیگی ۵ پستک لینے والے کو کمیشن کے حساب سے دی جائیگی

پرکرتی سے علیحدہ کیا چیز ہے؟ کیا منشیہ
ہی تو کہیں پرکرتی کا ہی ایک اظہار نہیں ہے؟
"یہ بڑا ہی نازک موضوع

ی کی جو کبھی ترقی اشاعت چاہ کے لئے
... کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ
... نے اپنے سودیشیوں کی مدد کے لئے
... پرچار فروشی کے کارخانے کھلوائے
... نوں کے ذریعوں سے بھی ہمارے
... کوشش کی جاتی ہے۔ ستمبر گزشتہ

میلوں تماشوں کے علاوہ محلوں
فروخت ہونے لگ گئی ہے
بہت سے گن لگ چکے ہیں
... ہیری اُٹ تو یہ ہے۔ کہ
... بھائی ہوتا چلا ... فروشوں کو مدد دینے
... پرکرتی جس کے تعارض سے بچانا ہے کہ اُسے
... میں پہننا پڑا میں کا ... آزادی کا ل
... اس کے ارد گرد موجود ... اس طرح
... ورشپ جب ... تے ہیں ... کے پوتر پیشیوں
کو بہتر طور پر گرہن کر سکے ہو گئے تھے۔ اسواسطے
سوامی جی کا یہ خیال ... زمانہ ...
... کرہ زمین پر ایک ہی مذہب تھا۔
... کرہ زمین پر سکھ تھا۔ بالکل
... سلسلہ وار اُن کے سوالات ...
... کے بہت ہی حصوں
... پرسوں ... ایک
... کی ضرورت ... یہی وجہ ہے
... اور ... تو یہ
... اور ...
... چار اور تنہائی سے ... اور ... تو منشیہ
... میں لوگ سماج کو دان دے ...
... بھائیوں کو ستکار پورک دوا ... پر

پھل سے ڈرتا ہوا منشیہ ... ہے
سینکڑوں مسئلے گھڑ لیتا یہ پکار کے
ہی پرکرتی ہیں۔ اگر ازل ہے
حالت کا نام نہیں تو ر
ہی نہ ہوگا ... شاید آپ ... عورتوں کا کالج ہے
پیارا ... پھر جب ... ہیا ... نومبر
اور اتنا ہی جگت ... عورات کے لئے
ہی جیورو پ ہو گیا ان کا دل بہلایا تھا
تمیز کیا رہی۔ اور ... کیا گیا ہے۔ اور پاتو
وار کیونکر ہو سکتا ہے ... کی حاضری تھی
... سمیلنے کا وقت بن عورتیں اور لڑکیاں
... ہندستان ... ہاتھ کا اور دیگر زیوروں
... ایک دو ... ایسا ذکر کرتا ہے۔ میں حیران
... آپ کو نہ آوی میں تو لو ... پردہ کس عمل کا نام رکھا
... کرموں ... ہے۔ نیز ... سر تک کو ڈھک کر محفوظ
دیتا ہے ... کو ... خاوند۔ بھائی یا باپ کیسا تھ
... امریکہ کو ... ہو ... شرم اور بے پردہ سمجھی
... عورت ننگے پیر۔ بغیر کورتہ
زمین پر شروع ہے ...
... تاہم ... وار وں سے علیحدہ
... پہیر ...
جواب۔ معلوم نہیں ... ٹھی پھرے۔ تو وہ
... کا ہو گئے والا جیو اتما ہے۔ ہندستانی
ہی جیو دیکھو اور ... ان کو اپنی عورتوں کے
نہ ایسے بھلا مانس دیکھے نہ لیوی۔ بھلا لکھنؤ کی پردہ
نشینی کے وکیلوں کو کیا معلوم ہے کہ کالج کے اندر
محض یورپین عورتیں ہی تھیں۔ یا آدمی بھی تھے
اپنی عورتوں کو اُس جگہ بھیجا جہاں اُن کا کوئی
رشتہ دار مرد نہ جا سکے میری رائے میں اعلیٰ درجہ کی
حماقت ہے؟ پھر اس ضمن میں اپنی گزشتہ حماقت
... ہی معلوم ہوتا ہے۔ عرصہ تقریباً پچیس
... کا ہے کہ میں اپنے پریوار کی عورتوں کے ساتھ
... پنجاب کو آتا تھا۔ راستہ میں غازی آباد کے
سٹیشن پر پلیٹ فارم پر سب عورتوں کو انتظار
ہماری ہی ٹرین کے ٹھہرا گیا۔ اور میں دو اکیلا مرد

ان کے ساتھ تھا) جنٹلمینی طریقہ پر ٹہلنے لگا۔ اتنے
میں میرے دو کالج کے واقف دان آ گئے۔ اُن سے بات
کرتے ہوئے عورتوں سے علیحدہ ہو گیا تاکہ وہ نہ سمجھیں
کہ عورتیں میرے ساتھ ہیں۔ ہم ٹہلتے ہوئے کچھ فاصلہ پر
پر گئے۔ تو میں نے دیکھا کہ میری رشتہ دار عورتوں کا ہے۔ پرکرتی
کی طرف سے بہت لوگ گھورتے اور آوازے کستے ہنسی پیدا نہیں
نکلتے ہیں۔ عورتوں نے گھبرا کر میرے بھتیجے کو میرے پاس تبدیل
پاس بھیجا۔ دوستوں نے پوچھا کیا مستورات ہی آپ ہے۔ لیکن
ہمراہ ہیں؟ میں نے بے پردگی کی شرم سے بچنے کے لئے پرکرتی
کے لئے جواب دیا کہ "ہمارے شہر کی عورتیں ہیں رشتہ دار ننگا ہو گئے
نہیں"۔ خیر میرے واقف رخصت ہوئے۔ لیکن چونکہ پھر آزاد
پلیٹ فارم پر ہی تھے اسلئے میں اپنی رشتہ دار عورتوں
کی رکشا کے لئے اُن کے نزدیک نہ گیا۔ بلکہ اور دور نہ
نکل گیا۔ جب لوٹ کر آنکا دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے
واقف ہی عورتوں کو گھور رہے ہیں اور کچھ بول رہے ہیں
میں سخت پریشانی میں تھا۔ کہ ریل آ گئی اور اس شور
میں دوستوں کی نظر بچا کر میں عورتوں کے ہمراہ ریل
پر سوار ہو گیا۔ اس دن سے ہی میرے خیالات بیہودہ پردہ کی
کے برخلاف شروع ہو گئے۔ میری رائے میں اگر بجائے
اس نامناسب پردہ کے اصلی پردہ کو رواج دیا جاوے تو
تو بھارت ورش کی عورتیں زیادہ تر حیادار اور پاکدامن نہیں
بن کر واقعی دیویاں بن جاویں۔

کافرستان کی مدد کرنا کس کا فرض ہے

امیر عبدالرحمان خان نے کافرستان ... مرنے پر گو اب تک بیمار ... ہوتا ... برٹش گورنمنٹ نے ... کی ہی خبریں آ رہی ہیں۔ اور گو برٹش گورنمنٹ نے ... چوبیس لاکھ وظیفہ قائم رکھا۔ گو اس امر کا ثبوت ... کر کابل کیساتھ رشتہ اتحاد بدستور قائم ہے تاہم ... کو بلا کر اُنکی عزت کر نے سے امیر حبیب اللہ خان نے ... انڈین احباب کو شک میں ڈال دیا تھا۔ جب کا ... وہ بذریعہ اپنی اخبارات کے کر چکے ہیں۔ اب ... بلائے ہوا کو اپنے جنرل کیساتھ کافرستان کی ... کے لئے بھیجنا ظاہر کر ...

۱۷ ۔ جنوری کو ایک
۱۵ سال ہے ۔ دیہ
پرگنہ امروہہ ضلع
اور اس کا شوہر
ربانی عورت کے
نے ایک حجام کو
ہی یہاں
ور ۔ آباد سٹیشن
ن بعد میں سنبھل
ں اسلام ور
س ساتھ چل
ایک بالا خانہ
کی آریہ سماج
دہ مجکو مسلمان کر
تی وغیرہ ہی سلامی تھی
چند ممبر صاحب جا کر اہل اسلام
بڑی کوشش و محنت کے ساتھ اپنے ہمراہ
بہت سے مسلمان جمع آ ور ہے ہمارا
خواہش گذار
ہم میں خرچ روپیہ
تو دہی کو
ارلم پانچ سو
بالکل اچھے
استقبال وغیرہ
تین سو کو سا کھری کا نسخہ
تیاری کا ہی ۔ علم کچھ کم
دن سے کیوں نے قوم سے
خود سا کھری تیار کی ہے ۔ اور
بنی بالی آریہ سماج سے خریدی تھی ۔ چنانچہ
دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب

زیادہ تر سرل اور استباز نکلیں ۔ مجھے
کہ باوجود حقوق نسوان میں ترقی کی
بھی عورت کی تعلیم کا اس ملک میں روز

یہ عجیب پردہ پوشی ہے

لکھنؤ میں ایک
جسے انگریز
گذشتہ دنوں پردہ نشین ہندوستانی
بیگمات تھیٹر وغیرہ کا تماشہ کرکے
اب یکم فروری کو پھر اسی قسم کا جلسہ
کر پڑھ کر لکھتا ہے کہ جہاں نومبر
وہاں اب کی مرتبہ ۔ اا پردہ نشین
خان جلسہ تھیں ۔ ازیب کی
کہ شوہر کا امتحان کر خصوصاً
ہندوستانیوں

... ہوٹل ... رہ موچی لاہور

چاء فروشی
مقرر ہوئی
ریلوے کمپنیوں
خاص خاص سٹیشنوں میں تھا ۔ اب زیر
ہیں ۔ دیہاتی ڈاکخانے پوری پروپرائیٹر
دیہاتیوں کی نیکی کا ۔ اور گیا بھی ذخیرہ آگ
سے دسمبر کے خاتمہ تک ... ہوٹل کا سامان
فروخت ہو چکے ہیں ۔ ... دیسی امیر و
بک میں گرما گرم چاء ، رہا کیش مع قبائلی
وس ملک کو پیشتر سے ہی باپردہ اور عالیشان
اب یہ نیا کھین اور لگا ہے ... اور نوکر ہی
گورنمنٹ ملک کو بچائے چاہتیں ہے ۔ نہیں
کے اپنی رعایا کو اس مہلک ... کس ... نقص
لیکن چونکہ میری اس خواہش ... ہوتی
سکتی ۔ اسلئے اپنے ناظرین سے ... شخص
کہ کم از کم دے تو سچے ... پردہ نشین ...
سے خود پرہیز کریں ۔ ... مستورات کی
ہیں ان سب کو بھی ... ہو جاوے

کافروں کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش کرنے
لگا ہے ۔ یہ برٹش گورنمنٹ اور نیز ہندوستان کے ہندوؤں
کو بخوبی معلوم ہے کہ جن لوگوں کو کابل کی اصطلاح میں کافر
کہا جاتا ہے وہ ہندو مذہب کے پیرو ہندو ہی ہیں ۔ گو
باہم ہیومی سے دوری کے باعث ہندو مذہب کے
بائیں کو بہت کچھ بھول گئے ہوں تاہم وے ہندوؤں
ہی عزیز ہیں ۔ غریب ہندوؤں کا نہ رہنا کوئی
مختار بادشاہ اور نہ دنیا میں کوئی یار غمخوار ہے
ن کا جو کچھ بھروسہ ہے وہ برٹش گورنمنٹ پر ہے جسکی
رعایا ہیں ۔ کیا برٹش گورنمنٹ کا فرض نہیں ہے کہ کافرستان
میں رہنے والے ہندوؤں کی حفاظت کرے ۔ میری رائے
میں سارے ہندوستان کے ہندوؤں کو اپنی مہربان گورنمنٹ
سے استدعا کرنی چاہیے کہ امیر کابل کو سمجھا دیوے ۔ کہ اگر
کافرستان کے ہندوؤں کے مذہبی معاملات میں وہ بیجا
دخل دیگا تو برٹش گورنمنٹ کے دشمن سمجھے جاویں گے ۔ جہانتک
مجھے معلوم ہے کافرستان ہمیشہ سے آزاد رہا تھا ۔ جب تک
امیر عبدالرحمن نے ان کی آزادی پر پنجہ نہیں مارا تھا
گورنمنٹ تو اپنے فرائض کو خود بخود سمجھے گی لیکن
میری رائے میں آریہ سماج کا فرض ہے کہ ایسے اپدیشک
پیدا کرے جو جان کو ہتھیلی پر لے کر کافرستان کے بچھڑے
ہوئے بھائیوں کو ویدک دھرم کے ہتھوں سے خبردار
کرنے کا بیڑا اٹھا دیں ۔ لیکن میں بھول گیا ۔ میرے آریہ
بھائیوں کو ایکدوسرے کی نکتہ چینی سے کب فرصت ہے

جنگ جنوبی افریقہ

کہ انسان کو کبھی ہی قبل از وقت ہم لے نتیجے
لارڈ رابرٹس پریٹوریا میں داخل ہوئے ہی جنگ کا خاتمہ
کر بیٹھے تھے اور ولایت واپس چلے آئے ۔ لیکن جنگ ختم
نہوا ۔ پھر لارڈ کچنر شاید نصف درجن مرتبہ جنگ کے خاتمہ
کی امیدیں دلا چکے ہیں ۔ لیکن خاتمہ کا ہنوز دور نادل
ہے ۔ ابھی چار پانچ ہفتے نہیں گذرے کہ بوئروں کی منتشر
دو چار ہزار کی جماعت کہی جاتی تھی عمر گذرنے کے
بعد ہی بوئروں نے سخت حملے کر کے سرکاری فوج کو
بڑا نقصان پہنچایا ۔ باوجودیکہ باغی کہے گئے کو
پھانسی دئے جاتے رہے پھر بھی ہزاروں کی تعداد
میں لڑتے رہتے ۔ اب اڑھائی لاکھ فوج لے گئے
... گرفتار ہندی ...

... کی چاہ میں ... ہو چلا

بھارت ورش کی ایک ننھی سی
جان ، اور اتنے وبال !
پڑی ہو تو کیونکر ! آسام کے چیف کمشنر مسٹر کاٹن
نے تو بیچارے ہندوستانیوں کی بہتری کیلئے
قلیوں کی ترقی اجرت پر زور دیا تھا ۔ لیکن نتیجہ
ہندوستانیوں کے حق میں الٹا نکلا ۔ آسام کے قلی
جب کچھ فائدہ اٹھائیں گے تب ہی اٹھائیں گے
... اور وہیں چاء فروش
... لینے والے کو وقت کے حساب
... میں ہمت بندھایا

اُپدیش

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया स
मानं वृक्षं परिषस्वजाते।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यन
श्नन्नन्यो अभिचाकशीति॥

... سوروپ کو سمجھنے کے بعد ... ... اپنے
... واقف ہوجاتا ہے۔ اور اُس ... کے
... کارن اُسے سہارے کی تلاش ہوتی ... بھائی
... پرکرتی سے آگے چلنے کا خیال اُس ...
... پیدا ہوتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے
... طرح انادی کال سے بندہ اور موکش ...
... بھاگی ہوتا چلا آیا ہے۔ اور جس طرح وہ
... پرکرتی جس کے تعلق کی وجہ سے کہ اُسے
... بندھن میں پھنسنا پڑتا رہا ہے۔۔ انادی کال
... اس کے اردگرد موجود ہے۔ اُسی طرح
... دیش جب ... پرماتما کے ... پیشوں
... بہتر طور پر گرہن کر ... ہوگئے ہیں۔ اسواسطے
... سوامی جی کا یہ خیال ... زمانہ ... پر
... کرہ زمین پر ایک ہی مذہب تھا ...
... کرہ زمین پر شکھ تھا۔ بالکل ...
... سلسلہ وار اُن کے سوالات ...
... کے بہت ہی حصوں ...
... بیرون ...
... پرسوں ... ۔ ... ایک
... کی ضرورت ...
... اور ...
... اور ...
... اور ... سے ... اور ... تک
... میں لوگ کل سماج کو دان دے ... کہ
... ہیں کو ستکار پورک ... جس پر

... سے علیحدہ کیا چیز ہے؟ کیا منشیہ
نہیں پرکرتی کا ہی ایک اظہار نہیں ہے؟
بڑا ہی نازک موقع ہے۔ کرموں کے
پھل سے ڈرتا ہوا منشیہ اپنی طفل تسلی کے لئے
سینکڑوں مسئلے گھڑ لیتا ہے "اگر سب پرکرتی
ہی پرکرتی ہیں۔ اگر انسان ہی مادہ کی ایک
حالت کا نام نہیں تو شائد مادہ کوئی ہستی
ہی نہ ہو۔ شائد آتما کا ہی یہ سارا جہان
پسارا ہو۔ پھر جب آتما ہی جگت روپ ہوگیا
اور آتما ہی جگت روپ ہوگیا۔ اور آتما
ہی جیو روپ ہوگیا۔ تو پھر پاپ اور پُن کی
تمیز کیا رہی۔ اور پھر انسان اپنے فعلوں کا ذمہ
وار کیونکر ہوسکتا ہے"؟ یہ ایک کٹھن موقع ہے
سنبھلنے کا وقت ہے ورنہ اگر اسوقت ایک قدم
... اور اپنے آپ کو ... آدمی ... اُٹھا گیا تو منشیہ اُس خندق میں گرتا
... کہ وہ پاپ کرموں ... ہے۔ نیز ... ایک جنم میں چھٹکارا حاصل کرنا مشکل ہو
دیتا ہے ... ہوا ... بھگتی ... میں پرماتما کے بنائے
... سمجھا کر ... کا ... چھڑا سکے بچا لیتے
... ہرگز ... پا چکا ہے۔ جب جگت
... زمین پر شروع ... ہے کہ ... ہوگا ہی کوئی فرد
... پھیر ... ہے؟ رشی گیان
... جواب ... معلوم نہیں ہوتا کہ ... پڑتے ہی ... ہے ... کو ... پرکشش کچھ کر
... ہیں اور ... الفاظ ... ہی ... علت غائی ادی ... جملہ
... گم ... کا ہو گئے والا جیو آتما ہے۔ پرکرتی کے سنسکر
... سے ہی جیو دکھ اور سکھ کی ہو ستھا کے اندر بندھا ہے
... سے وہ چھوڑ سکتا اور نہ ہی اسکی صحبت سے بالکل
بری ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی ذی ہوش خودبخود دکھ میں
پھنسنا نہیں چاہتا لیکن جیو آتما جہاں سکھ کے اندر قدم
رکھتا ہے وہاں دکھ کی زنجیریں بھی اُسکے اردگرد پٹی
ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ کیا یہ زنجیریں اُسنے خودبخود
... پہن لی ہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ زنجیریں زبان حال
سے پکار رہی ہیں کہ جہاں جیو آتما پراگت ... ہوتوں
کا ... سکتا ہے اور کام کرنے میں خود مختار ہے وہاں پے

... ملی ہوئی اسی طرح انتیی سمیہ اوگت وید
شکتی کو تلاش کرتا ہے جسے ... کیا جاتا
جیو آتما کے کرموں کا اظہار ہوتا ہے لیکن پیشتر اسکے
کہ اُس مہان شکتی کو تلاش کریں سوال پیدا ہوتا ہے
کہ آیا جیو آتما کب پیدا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی
سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جگت کا کارن کب پیدا
ہوا۔ کارن اور پیدا ہوا! یہ وہم ہے۔ پرکرتی
جگت کا اُپادان کارن ہے۔ وہ کبھی بھی پیدا نہیں
ہوئی۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور نانا روپ میں تبدیل
ہونے کا وصف اُسکے ساتھ ہمیشہ سے لگا ہوا ہے۔ لیکن
کیا کوئی زمانہ ہمارے قیاس میں آسکتا ہے جبکہ پرکرتی
نہ تھی۔ اگر نہیں تو نتیجہ صاف ہے کہ اِسکا بھوگنے
والا اور اُس کے بندھنوں میں پھنس کر اُس سے پھر آزاد
ہونیوالا جیو آتما بھی انادی ہے۔ اب نیتا کا پتہ
لگانا بالکل آسان ہوگیا جب پرکرتی اور جیو آتما
جنہیں وہ مہان پُرش نیم کے اندر چلاتا ہے
انادی ہیں تو کیا شبہ ہے۔ کہ وہ مہان شکتی
جو جیو آتما کو اُس کے کرموں کا پھل دینے
والی ہے۔ انادی کال سے جملہ صفات کے
ساتھ موجود ہے۔ اُس انادی پربھو کی
تلاش ہی منشیہ جیون کا پرم اُودیشیہ ہے
کیونکہ وہی جیو آتما کو پرکرتی کی سخت زنجیروں
سے چھٹکارا دلا سکتا ہے۔ اندھا اندھے کو راہ نہیں
دکھا سکتا۔ جو خود قیدی ہے۔ وہ دوسروں
کو رہائی نہیں دلا سکتا۔ جب انسان پرکرتی
میں لپٹ ہے تو وے ایک دوسرے کو کیسے چھڑا
سکتے ہیں۔ پرماتما پرکرتی کے اندر ویاپک ہوتا
ہوا بھی اُس کے بھوگوں کے اندر نہیں پھنستا
اور اسلیئے وہ نرلیپ ہونے کے باعث اودیا
کے اندھکار سے منشیوں کو رہائی ...
پھر کیسے موڑہ ہیں وے ... ہوا ایسے پرمیشور
کو بھول کر از ... شرن پکڑتے
ہیں! - ... آسم ...

کا فروں کو بربت کے

سندرداس جی سوالوں کا جواب

جواب سوال اول ۔ پریہ ستیارتھ پرکاش تو کل جیوں کا اُتپن ہونا مانتا اور ثابت کرتا ہے ۔ مگر آپکی یہ غلطی ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی ۔ مہاشے صاحب ! تری وشٹپ کے ارتھ خاص مقام تبت نہیں ہے ۔ بلکہ تبت اور اُسکا علاقہ یعنی دُنیا کا عین درمیانہ حصہ ہیں انیک منشیہ سرشٹی میں پیدا کئے گئے ۔ تاکہ ہر ایک منشیہ کو وجہ معاش و قیام گاہ کی تلاش کرنیکے لئے سادی کرم انوسار مسافت طے کرنی پڑے ۔ اور بعد بے جنم کے اُتم کرمی پُرش اپنی ستا بل اور برا کرم سے اپنے اپنے کرم انوسار دیس پوتر علاقہ تری وشٹپ میں رہ کر آنند سے ایو وتیت کریں ۔ اور یہ ایسی ہی مثال ہے جیسے کہ ایشور نے نیا و پورک ویدوں کو سنسکرت میں اسلئے دیا کہ ہر ایک کو عربی ہو یا امریکن یورپین ہو یا افریقن اسکے حاصل کرنے میں ایک سا پرشرم کرنا پڑے ۔ اسیطرح تری وشٹپ میں اسلئے روشن کیا کہ یورپ اور افریقہ آدی مقاموں میں منشیوں کو اپنی قیامگاہیں بنانے کیلئے بتدریج اپنے اپنے کرما نوسار کوشش کرنی پڑے ۔ اور آپکی پوری تسلی کیواسطے تری وشٹپ کا حدود اربعہ میں دیتا ہوں ۔ تاکہ آپ اور ناظرین اخبار بھلی پرکار سمجھ سکیں ۔ دنیا کے شمال میں ایک آرکٹک اوشن ہے ۔ مغرب میں یورپ ۔ مشرق میں امریکہ پیسیفک اوشن ہے ۔ جنوب میں انڈین اوشن و آسٹریلیہ مغرب و شمال مغرب میں افریقہ یورپ و یچہ امریکہ کا حصہ ۔

جسطرح برسات میں کیڑے پروانہ آدک بیشمار ایک ستھان میں اُتپن ہوتے ہیں ۔ اور اپنے اپنے کرمانوسار کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں ۔ اور اپنی

سرشٹی میں اُتپن ہوتے ہی اپنے اپنے کرم انوسار امریکہ و افریقہ آدی ملکوں پوتر بھومی تری وشٹپ کے دونوں سے الگ ہو کر چلے گئے ۔ پشو پکشی آدی بھی اپنے اپنے کار یہ ارتھ تیتر بتر ہو گئے ۔ اور نیا مکانیں بنالیں ۔ جیساکہ دونوں دوال پر شوں کی اودیتا کیوا بکار ہوئی ہیں ہے ۔ اسیطرح خونخوار درندوں اور اژدہوں کی کثرت افریقہ آدی جنگلوں میں پائی جاتی ہے

جواب سوال ۲ ۔ مہاشے صاحب ! یدی اور جیو جنتو پشو پکشی آدی تری وشٹپ میں ہی اُتپن سمجھے جاتے تو ستیارتھ پرکاش کا فاضل مصنف منشیوں کے ساتھ انکو بھی شامل نہ کر دیتا اور کیوں لفظ منشیہ ہی لکھتا ۔ اسلئے گذارش ہے کہ سوائے منشیوں اور کسی پدارتھ کی اُتپتی ستھان تری [illegible] اب نقص اور پشو پکشی ۔ کیٹ پتنگ [illegible] کی اُتپتی کے ستھان ودش [illegible] ہیں یعنی جسکے لئے [illegible] دو اک ٢٧ کا [illegible] ہو جاوے چھٹا ۔ (ب [illegible] ت سے خطوط پر کیول ایک [illegible] کہتا ہے اور ایک دوسر [illegible] اپنے برابر سمجھتے [illegible] ملاں ہی وہی اگنی وایو آدت انگرہ کا ۔ بعدہ پادری ہی وہی ۔ واعظ ہی وہی ۔ پیشوا ہی وہی رہبر ہی وہی اور پنڈت اچارج ہی وہی سب بھلا جب ایک ہی پیشوا ہو تو کسطرح تفرقہ آدی پڑنا و دکھ ہونا سمبھو ہے ۔ مثلاً فرض کر لیا جاوے کہ اس سمے الیشور آگیا پالن کرنے کیلئے سب مت متانتر پکشپات کو چھوڑ کر ویدک دھرم پر چلنا شروع کردیں تو کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ کا کے سکھ دکھ کے بانٹنے والے نہ ہونگے ۔ ہاں [illegible] کیا ممکن ہے کہ سورج بھی نکلا ہوا ہو اور اندھیرا بھی ہو ہرگز نہیں ۔ (ج) [illegible]

کا اُپریش جس سمے وہ سنسار کو دکھ دھام پرتیت کرتے ہوئے نانا دکھوں کو پراپت ہوتے رہتے ہیں ۔ اپنی اصلیت اور انتم پرنام کو ہیتاوت وچار رکھنے والا جیو اسی سنسار میں اکتھ آنندوں کو پراپت ہوا ہوا سمپورن دکھوں سے نربھے ہو جاتا ہے ۔ وہ بہت [illegible] ہی شنکھیا لو بھو کرنے لگتا ہے ۔ کہ پتا کی پوستیہ گود [illegible] میں آلتھنیہ سکھوں کے اترکت دکھوں کا لیش ماتر [illegible] نہیں ۔ وہ جان لیتا ہے ۔ کہ پرم سہائک پتا [illegible]

[illegible] رکھنے والے آگ کاری سینٹپیری سنے پر اچھی کم کا جلسہ اب ہیم [illegible] کا ریوٹ لکھتا ہے کہ جہاں نو مبر [illegible] وہاں اب کی مرتبہ ۔ اہر وہ [illegible] شامل جلسہ نہیں ۔ پاریب کی [illegible] مسٹر شوریکا نا رنگ خصوصاً [illegible] رتی وغیرہ بھی سلامی گئی تھی وستانیوں [illegible] چند ممبر صاحب جا کر اہل اسلام تمام جسم [illegible] بڑی کوشش و محنت کے ساتھ اپنے ہمراہ [illegible] کو بہت سے مسلمان حد آور بیچاری [illegible] خواستیں گذر [illegible] اس ہیم میں خرچ روپیہ [illegible] تو وہی کو [illegible] اُسم اور ایم پانچ سو [illegible] بالکل اُمید [illegible] استقبال وغیرہ [illegible] اور تعصب [illegible] جمع تین سو کو سامگری کا نسخہ اور [illegible] دی [illegible] تیاری کا بھی علم کچھ کم و بیش وید اُس دن سے لیکوں نے تو ہم نے نسخہ [illegible] کر خود سامگری تیار کی ہے ۔ اور لیکوں نے بنی بنائی آریہ سماج سے خریدی تھی ۔ چنانچہ [illegible] دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب

مادہ کی محبت ایک آن کی آن میں ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نو یوبا اوستھا میں ہوں۔ اور گن کرم سبھاؤ ایک رنگ کے ہوں۔ جیسا کہ استری پرشوں میں عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ شادی ہوتے ہی ایک جان و دو قالب ہو جاتے ہیں۔ اور بوڑھوں اور بچوں کو بقول کسی نو پرسد کہ بھیا کیستی۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ تم کس باغ کی مولی ہو۔ بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ یوا استری پرشوں نے تین وش میں نہیں کر اپنی پیاری سنتان تک کو چھوڑ کر چلتے ہوئے اور کون نہیں جانتا کہ شادی شدہ جوڑہ کی محبت کیول ایک دوسرے کے لواحقیں بوڑھوں بچوں سے گو کسی قدر نیچی یا قدر ہوتا ہے مگر وہ محبت نہیں جیسی کہ اپنی سنتان سے ہو پس ثابت ہوا کہ شروع سرشٹی وقت اُسے ... ایک دوسرے میں کسی پرکار کا سوائے ہم جنس اور اپنے آپ کو ... آدمی میں تو بوڑھوں یا بچوں کی پہلی کار کردہ پاپ کرموں کے ... ہے۔ نیز سرشٹی نیم ہی بتلاتا ہے دیتا ہے ... ہوا آدمی پدارتھ جیسا کہ ... ان کی کو ... سمجھا ... کر سکو یوبا اوستھا میں اُتپن ... امریکہ ... ہوتا ... لوگ ہرگز نہ ہوتے۔ دوم زمین پر شروع ... ہے کہ برسات کے موسم ... پانی ... دل ... پڑتے ہی یک لخت جواب۔ معلوم نہیں ہوتا کہ ... ہیں اور ٹیں ٹیں کرنے کے الفاظ ... ہیں۔ مگر بعد میں ان کی بڑھتی ہتنی سرشٹی سے ہوتی ہے۔ سوم برساتی کیڑے پروانہ آدی برسات ہوتے ہی فوراً یوبا اوستھا میں اُتپن ہو کر کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بعد میں اُن کی بڑھتی ہتنی سرشٹی سے ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ جس طرح منشیہ اپنا گھر بناتا ہے اور اسمیں کسی اور دوالیونچی الماری کسی طرف صندوق پارچات کسی جانب اشیاء خوردنی۔ اور کسی سمت میں سامان میز کرسی گلدستہ آدی لگا کر مدہ میں فرش فروش واسطے آرامگاہ اپنی سجاتا ہے اور بعد میں وہ سب سامان اپنا اپنا کام دینے کے لئے کہیں کا کہیں

تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح اُتپتی سمے اوکت وید منتروں کے انوکول ہر ایک پدارتھ اپنی اپنی جگہ کیا جاتا ہے۔ جو بعد میں کاریہ ارتھ سب ادھر اُدھر منتشر ہو جاتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جس طرح مکان بناتے سمے اُس کی سب سامگری پوری طاقت والی تیار کیجاتی ہے۔ (نہ کہ خستہ و کمزور) اور کمرہ وغیرہ ادھر اُدھر کار آمد اشیاء سجا کر مدہ میں مالک مکان اپنی نشست گاہیں بناتے ہیں۔ اور پردیش سمے انت کال تک وہ سب سامان اپنے رہنے کا ریہ ارتھ ادھر اُدھر ہوتا رہتا ہے اور پوتر جوڑہ یعنی استری پرش جو پہلے بالکل ناآشنا ہیں۔ اب شادی ہوتی ہے بشرطیکہ گن کرم سوبھاؤ سم ہوں آن کی آن میں ایک دوسرے کے پریمی ہو کر پتی پورب گرہست آشرم میں پرویش کرتے ہیں۔ اور جس قدر ہت اُن کا آپس میں ہوتا ہے وہ سالا سا آس پتیسر اور نہ کسی دوسرے سے ہوتا ہے۔ پر یہ درحالت سرشٹی اُتپتی کی یہی ہے کہ ایشور پرماتما نے سرشٹی گھر بناتے سمے پورب میں سورج سپیفک دیش وامریکہ۔ دکن میں انڈین اوشن۔ آسٹریلیا اور کیٹ پتنگ ورشچک آدی انیک پرکار کے پدارتھ پشچم میں افریقہ و یوروپ شہر چیتا اجگر سرپ آدی دکش دھاری پرانی اُتر میں بحیرہ منجمد کہ جہاں شیتل پون ہلکی آدی پرتھوی میں بیگہ منڈل آدی کو دھارن کرنے مدہ میں یعنی تری وشٹپ میں منشیوں کو اُتپن کیا اور اوکت ساری سامگری کو مکان کی سامگری کی طرح اپنی پوری طاقت میں یعنی یوبا اوستھا میں دھارن کیا تھا تاکہ کام کرنا شروع کر دیں۔ پر یہ منتر ہیدی اُس سمے بوڑھے یا بچے ہی پیدا ہوں تو آپ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ امریکہ افریقہ یوروپ آدی دور دور استھانوں میں پہونچ سکیں جو کہ بالکل ناممکن ہے چونکہ مضمون بڑھ گیا ہے اسلئے ختم کرتا ہوں اور تمنا کرتا ہوں کہ ہر ایک ہیلو پر وچار کرکے بلی پرکار نتیجہ نکالیں گے اوم شم

راقم ویدک دھرم کا سیوک خوشحالی رام دواسہ

ستیہ دھرم پرچارک

جئے ہی چار و ناچار اُونچے ہو کر بدسے

کال بڑا بلی ہے

... رشیوں نے کال کی بڑی مہا ورنن کی ... وہ واقف ہو جاتا ہے۔ اور اُس ... کے کارن اُسے سہارے کی تلاش ہوتی ہے ... پر کرتی سے آگے چلنے کا خیال اُس ... پیدا ہوتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے ... اسی طرح انادی کال سے بندہ اور موکش ... بھاگی ہوتا چلا آیا ہے۔ اور جس طرح وہ ... پرکرتی جس کے تعلق کی وجہ سے کہ اُسے ... میں پہننا پڑتا رہا ہے۔۔ انادی کال ... اس کے ارد گرد موجود ہے۔ اُسی طرح ... جب ... پرماتما کے ... بہتر طور پر گرہن کر لیتے ... اسوا سطے ... کا یہ خیال کہ اس زمانہ میں ... زمین پر ایک ہی مذہب تھا ... کرہ زمین پر ... تھا۔ بالکل ... سلسلہ وار اُن کے سوالات ... کے بہت ہی حصوں ... پرشوں کو ... ایک ... کی ضرورت ... اور ... پر ... اور دروغ ... سے ستکار کیا۔ اور ... میں لوکک سماج کو دان دے ... کو ستکار ... دوا ... پر

آریہ ساماجک خبریں

مطفی آباد آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ کو ہوگا - سجن پرش وہاں تشریف لے جاکر جلسہ کو رونق بخشیں

آریہ سماج خانگی متصل وزیر آباد کے ادھیکاریان کا انتخاب حسب ذیل ہوا - لالہ پیارے لال پردھان - لالہ نرائن سنگھ اُپ پردھان - لالہ جگت رام منتری لالہ گنڈا سنگھ کوش ادھیکش - اور لالہ کرم چند پستکادھیکش پنڈت ہر نام سنگھ جی نے کالا باغ ضلع میانوالی میں ویدک دھرم کا پرچار کیا - مہاشے جیدیال جی اُن کے لیکچروں کی بڑی پرسنشا کرتے ہیں -

آریہ سماج حصار کا سالانہ جلسہ ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ - مارچ کو ہوگا - مہاشہ چوڑامنی منتری آریہ سماج آریہ اُپدیشکوں اور دیگر آریہ پرشوں کو پریم پوروک نمنترن دیتے ہیں -

موضع سنیہ تحصیل بلب گڑھ ضلع دہلی میں پنڈت بھوجدت جی نے پرچار کیا - اور وہاں آریہ سماج قایم ہوگیا - جسکے ادھیکاری حسب ذیل ہوئے چودھری بادام سنگھ ذیلدار پردھان - پنڈت کلیان دت اُپ پردھان - لالہ شیو لعل منتری مہاشے فتح سنگھ اُپ منتری - لالہ ہر بخش خزانچی مہاشے منشا رام - چودھری گردھر و مہاشے نتھو سنگھ ذی تعداد ممبران انترنگ سبھا مقرر ہوئے

آریہ متر سبھا آگرہ کا انتخاب حسب ذیل ہوا کنور لچھمن سنگھ پردھان - پنڈت دولت رام شرما مارگی اُپدیشک و بابو رام دیال سنگھ اور لالہ چتر بہاری لعل اُپ پردھان - بابو گنگا سہائے منتری - بابو سورج بل اور بابو بابو رام اُپ منتری بابو کشن چند خزانچی - بابو لچھمن سنگھ لائبریرین

آریہ سماج ڈنگہ کے سپتاہک جلسے آنند پوروک ہوتے ہیں - ۱۰ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مہاشہ

رونق چند جی کے مکان پر آنند پوروک ہوَن

آریہ سماج سہسوان ضلع بدایوں میں فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مہاشے کنہیا لال جی مختار کی پتری کا نام کرن سنسکار پنڈت نرنجن دیو شرما اُپدیشک آریہ سماج بدایوں اور دیگر پنڈتان نے ویدک ریتی انوسار کرایا اور سنسکار کے لابھ پر ویاکھیان ہوا - اور تبلیغ ... فنڈوں میں دان دیا

آریہ سماج منوں میں ۲ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو سپتاہک جلسہ میں سردار سندر سنگھ جی نے مانس چھوڑنے کی پرتگیا کی - اس خوشی میں سردار سنت سنگھ جی اور اُن کے چھوٹے بھائی نے عمدہ لوکل سماج کو دان دیا -

۲۴ - جنوری کو منشی مکٹ لال جی کوش ادھیکش آریہ سماج بدایوں کے ہاں ایک ... ہوا - ہون کرنے والے پنڈت ... بدری دت اور پنڈت نرنجن ... اس سے عام لوگوں ... پردھان ...

آریہ سماج ... منتری ... کی ہفتہ وار جلسے ... ہو جاوے اُپنڈوں ... (۲) واقعہ ... سے خطوط ... نے شہر میں ... گیا ہے

میں ایک بڑا بھاری ہوَن ... جس کے لیے پنڈت رلیا رام جی ادھیاپک ویدک پاٹھشالا گوجرانوالہ اور ایک ودیارتھی خاص طور پر بلائے گئے تھے - ہوَن بڑی کامیابی سے ہوا - شہر کے لوگوں نے بہت سے ناریل اور گھی کی ... بھینٹ پیش کرکے آریہ سماج کے اُدیشیہ سے پریم پرگٹ کیا - جن میں سے دو تین برودت مائیں بھی تھیں - ہوَن کے درمیان ہی ... کے ساتھ بڑے آتم اور وکشن بھجن بھی شرومانی آنند کرتے ہوئے ہوَن یگیہ کی شوبھا کو بڑھاتے رہے - اس موقع پر ایک خندہ پیشانی خوش ...

کا پرش جس سمے دھام سنسار کو دکھ دھام پرتیت کرکے ... چھوٹے ناناں دکھوں کو پراپت ہوتے رہتے ہیں - اپنی اصلیت اور انتم پرنام کو یتھاوت وچار رکھنے والا جیو اسی سنسار میں اکتھ آنندوں کو پراپت ہوا ہوا سمپورن دکھوں سے نربھے ہو جاتا ہے - وہ بہت ... ہی ... ہو کرنے لگتا ہے - کہ پتا کی پرتیت گود ... میں آلتھنیہ سکھوں کے اترکت دکھوں کا لیش ماتر ... نہیں - وہ جان لیتا ہے - کہ پرم سہائک پتا ... رکھنے والے آگ کا ہی ... سپتہی نو ... کم کا جلسہ

اب ہم ... کی ...

کارپوریشن لکھتا ہے کہ جہاں نومبر ... وہاں اب کی مرتبہ ... پروہ ... شامل جلسہ نہیں - پازیب کی ... سر شور کا ... رگڑ خصوصاً ... تی وغیرہ بھی سلامی تھی ... ہی وستانیوں ... چند ممبر صاحب جاکر اہل اسلام تمام جسم ... بڑی کوشش و محنت کے ساتھ اپنے ہمراہ ... کو بہت سے مسلمان ہمدرد اور ... بیماری ... بین غبار در خواستیں گوڑ ... اس میں خرچ روپیہ ... والا تو دہی کوہ ... کے تالہ ... میں ایک ... کی ... کیا دجواب ... کی ... ہے - کہ ... بیوں ... ہم ارلم پانچ سو ... کے لیے ضرور ... بالکل اُمید ... آریہ پرش ... سکار ... وہی ... استقبال وغیرہ ... اور قصبہ ... تین سورج کو ساگری کا ... دی ... اپنے وتیاری کا ہی علم کچھ کم ... وور ... اُس دن سے کیوں نے تو ہم ... فوت ... کر خود ساگری تیار کی ہے - اور بیسوں لے ... بنی بنائی آریہ سماج سے خریدی تھی - چنانچہ ... وشیہ دو ہفتوں میں آریہ سماج کی قریب

ستیہ دھرم پرچارک

کال بڑا بلی ہے

... پوروشیوں نے کال کی بڑی مہا ورنن کی ... واقف ہوجاتا ہے - اور اُس ... کی کارن اُسے سہارے کی تلاش ہوتی ہے ... پر کرنی ہے آگے چلنے کا خیال اُس ... پیدا ہوتا ہے - وہ محسوس کرتا ہے ... اسی طرح انادی کال سے بندھ اور موکش ... بھائی ہوتا چلا آیا ہے - اور جس طرح وہ ... ازل جس کے تعلق کی وجہ سے کہ اُسے ... میں پہنا پڑتا رہا ہے۔ انادی کال ... اس کے ارد گرد موجود ہے - اُسی طرح ... اور ایشور جب ہر مستقل پرماتما کے پوتر پیشیوں ... بہتر طور پر گرہن کر سکتے ہوگئے ہیں - اس واسطے ... سوامی جی کا یہ خیال کہ اس زمانہ میں ... تمام زمین پر ایک ہی مذہب تھا ... کرہ زمین پر تسلط تھا - بالکل ... سلسلہ اور ان کے سوالات ... بہت ہی حصوں ... اپدیش پرسون ... ضرورت ... اور ایشور بھگتی پر ایا مختصر سی ... اور دروغہ جی نے ... زمین کا ... اور مٹھائی سے ستکار کیا - اور ... میں لوکل سماج کو دان دے کر ... مہاتموں کو ستکار پوروک وداع کیا

(۶) ۱۹ جنوری یعنی اتوار کے دن بابو مہر چند آریہ سبھاسد کے اُدیوگ سے ... محلہ میں بڑا بھاری ہون ہوا۔ سماپتی پر لالہ نرسنگھ ورما نے کچھ اپدیش بھی دیا - اور حاضرین کا مٹھائی سے ستکار ہوا۔ پنڈتوں کو جو اُس میں شریک تھے کچھ دکشنا ملی جو اُنہوں نے اُسی وقت لوکل سماج کو دان کر دی۔

(۷) بابو بالمکند جی سیکنڈ ماسٹر مشن سکول نے اپنے پتا کے دیہانت کے موقع پر باوجودیکہ آپ آریہ سماج کے ممبر نہیں ہیں بعض فضول رسمیات کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنے میں بڑی بھاری جرأت اور اخلاقی دلیری کا ثبوت دیا ... وقت اُسے اور مبلغ ۵ روپیہ مع ... اور اپنے آپ کو ... یتیم خانہ فیروزپور کے لیے لوکل ... کردہ پاپ کرموں ... دے - ایشور بابو جی کو شانتی دیتا ہے ... ہمارے خیال میں نام دھاری ... کو تسلیم کرنے کی بجائے عملی ... اُن کا ثبوت دینا اتی اُتم اور ... زمین پر شروع ہے۔

... ہر پانی پھیر ... ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۲

دل ...

جواب - معلوم نہیں ہوتا کہ ... رہے پر داس کے الفاظ ... اور سبھا کی آگیا انوسار ... حاضری میں ویدک دھرم کا پرچار کیا جس کا اثر اُتم ہوا - اور ایکادشی کی ایکادشی ... کو سبھا ... کرنے کی سب سبھاسدوں کی ...

۲۲ جنوری کو سبھا میں ہون کیا گیا - وید پاٹھ ہوا۔ سرمن دیا۔ اور پنچ مہا یگیہ پر ویاکھیان دیا گیا۔ حاضری ۸۰ کے قریب تھی - ۳۱ جنوری ... ادھیاتم جلسہ میں بھجن ہوئے۔ پراتھنا کی - وید پاٹھ ہو سکا کی کتھا کی گئی - اور ... ابھیاس پر لیکچر ہوا۔ حاضری ... تک ہی سب لوگ سماپتی تک جمع رہے۔

۸ - فروری کو نہر کے کنارے پر لیکچر ہوا۔ اور سب نے

پوچھا کہ اب ہم کون اُتم کرم پہلے شروع کریں کہ خیالات سدھریں۔ جس پر گایتری منتر کے اوم بھو ابھوا سواہ کے چار شبد سبکو کنٹھ کرائے گئے - اور سبکو اپنی کرم گتی پر وچار کرنے کا اُپاؤ بتلایا گیا۔

۷ - فروری کو سپتاہک جلسہ ہوا۔ سوگن گایا گیا اور بھجن ہوئے - اور دھرم دشٹ پر ویاکھیان دیا گیا - حاضری ... کی تھی۔

بندیل کھنڈ میں دھرم کا بیج کس طرح بویا جاتا ہے

اس دیش میں آریہ سماج یا ویدک دھرم سے قریب قریب کوئی بھی واقف نہیں ہے کہ یہ کس چڑیا کا نام ہے۔ کیونکہ کبھی بہتر میں یہ پیا دیکھنے میں نہیں آیا - کہ بندیل کھنڈ میں فلاں اُپدیشک نے دھرم اُپدیش کیا - آج دن تیرے بیان میں اس کے لئے یہ وچار ہو رہا ہے - کہ ریاست چھترپور کے علاقہ میں ایک مقام کھجرہ ہے جس میں بڑے بڑے مندر بہت پورانے باوقعت کے جنگل میں بنے ہوئے ہیں - شوراتری کے موقعہ پر بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے - یہ میلہ سوداگری سے بڑا تعلق رکھتا ہے - بڑے بڑے رئیس اس دیش میں آتے ہیں - اور خاص کر مہاراجہ صاحب چھترپور ضرور تشریف لاتے ہیں - میلہ شوراتری سے آٹھ دس دن پہلے شروع ہو جاتا ہے - اور ۲۰ - ۲۵ - دن تک رہتا ہے - خاص کر شوراتری کو بڑا بھاری ہجوم ہوتا ہے۔ شیو لنگ کی ایک بڑی بھاری مورتی ہے۔ ... پانی سیڑھی لگا کر اچھی طرح سے چڑھ سکتا ہے۔ یہ وہی دن ہے کہ جب روز پہر سے پہلے دھرم کے جلوسے کی بنیاد رکھی گئی تھی - اگر اس موقعہ پر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب ... دھیان دے تو بڑا بھاری اُپکار ہو - روپیہ دینے کا وعدہ میں کرتا ہوں کہ جس سے چھوٹی چھوٹی کتابیں

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ وار نہیں ہے

عیسائیت کو جواب

امریکہ میں ہولی گھوسٹ نام سے ایک جدید مذہبی فرقہ ظہور پذیر ہوا ہے - جو کہ عیسائیت کو جواب دے بیٹھا ہے - اُن کا بیان ہے کہ وہ عیسائی مذہب کو نہیں مانتے - بلکہ پرمیشور کو سب سے برتر مالک اور بے آکنذہ خیال کرتے ہیں - اور اپنے تئیں ایشور کا پابند سمجھتے ہیں - وہ اپنا یقین بتلاتے ہیں - کہ ان کی ترقی یعنی ایشور تک پہونچنے میں کوئی حد نہیں - وہ گوشت سے بالکل پرہیز کرتے اور اعلےٰ ترقی کے حصول کے لئے پاک زندگی گذارتے ہیں - کہ وہ لوگ بے آکنذہ کے روبرو جا سکیں گے اس مذہب کے معتقدوں میں منجملہ اور باتوں کے ہر فرد بشر سے خلوص - ملکی معاملات سے علیحدگی عمدہ لوگوں سے محبت بیان کی گئی ہے - امریکہ جیسے مہذب ملک میں مہذب لوگوں کے اندر عیسائیت کو جواب دینے والے بیدار لوگوں کا پیدا ہو جانا اور ان کا یہ خیال کرنا کہ وہ براہ راست بہ سبب پاک زندگی گذارنے کے ایشور تک پہونچ سکتے ہیں اس بات کی شہادت زندہ پیش کرتا ہے کہ مذہبی فساد - اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے ہر ملک کے اندر اب خاص طاقتیں اور قوتیں پیدا ہو رہی ہیں - جن کا میلان سچائی کے عالمگیر اصولوں کی طرف ہے - اور ناممکنات سے نہیں کہ ایک دن محمدیت و عیسائیت کا تاریک پردہ نشینہ تر کی آنکھوں کے سامنے اُٹھ کر باہم ہرا در انہ و دوستانہ تعلق کو قائم کر کے اُس کی تاریخ کو مضبوط کر دے - کیونکہ دُنیا کے اندر باہمی تفرقات و اختلافات کا کوئی کارن اور موجب اگر ہے تو وہ یہی ہے - کہ انسانی آبادی کے اندر شخصی فرقہ رائج ہیں - اگر محمدیت و عیسائیت رادھا کرشنی - رادھا سوامی - راماپنتھی - دادو پنتھی - نانک پنتھی - اور شیوی وغیرہ صدہا پنتھ کے وجود جو کہ اسوقت مختلف رنگوں اور اشکال میں نظر آ رہے ہیں - ایک ہی خیال کے ہو جاویں اور خاص خاص اشخاص کے بنائے ہوئے اور قائم کردہ محدود دائرہ اور چار دیواری کے باہر سے سچائی کے ملنے پر اس کو گرہن کرنے میں پاپ خیال نہ کریں - تو آج تمام جھگڑے و فساد دور ہو کر دنیا بھر کی شانتی کا راجیہ پھیل جاوے مہرشی سوامی دیانندجی مہاراج ستیارتھ پرکاش کے دسویں سمولاس کے آخیر میں ... فرماتے ہیں - جو کہ عموماً ہر ایک ... اور عالموں کے لئے خصوصاً ... قابل ہے کہ "اپنے ... کی دنیا میں جو جو خراب نتائج ہوئے اُن کو بے رو ... لوگ ... سے خطوط جب تک کہ اس ... گئے ... ہوتا ہے مذاہب کا جھگڑا نہ ... دوسرے کو راحت نہ ہوگی - اگر ... انسان اور خاص کر عالم لوگ حسد و بغض کو چھوڑ کر سچ جھوٹ کا نت راکر کے سچ کو قبول اور جھوٹ کو ترک کرنا کرانا چاہیں تو ہمارے لئے یہ بات محال نہیں ہے - تحقیقاً ان عالموں کے اختلاف نے سب کو دام نفاق میں پھنسا رکھا ہے - اگر یہ لوگ خود غرضی میں نہ پھنس کر سب کی غرض کو پورا کرنا چاہیں تو ابھی ایک مت ہو سکتے ہیں -

راقم

گورو پیارا

کا ئیرپرش جس سکھ وہم سنسار کو دیکھ نام پریت کرتے ہوئے نانا دُکھوں کو پراپت ہوتے رہتے ہیں - اپنی اصلیت اور انتم پرنام کو بھاوت وچار رکھنے والا جیو اُسی سنسار میں اکتھ آنندوں کو پراپت ہوا ہوا سمپورن دُکھوں سے نرپھے ہو جاتا ہے - وہ بہت ہی شیگھر الو ہو کرنے لگتا ہے - کہ پتا کی پوتیتا گور ... میں آلتھنیہ شکھوں کے اترکت دُکھوں کا لیش مات ... نہیں - وہ جان لیتا ہے - کہ پرم سہائک پتا ... رکھنے والے آگ کاری شبھتیہ سنہ کی تو پھر ابھی کم کا جلسہ

اب میم ہر ... کار پور ... لکھتا ہے کہ جہاں نومبر ... وہاں اب کی مرتبہ - اا پر وہ ... شامل جلسہ نہیں - پازیب کی ... مسٹر شور کا نامہ نگار خصوصی ...

... وغیرہ ہی سلامی ستھی ... ہندوستانیوں ... چند ممبر صاحب جا کر اہل اسلام تمام جسم ... بڑی کوشش و محنت کے ساتھ اپنے ہمراہ ... کو بہت سے مسلمان حدآ ور بیچاری ... جلسہ میں جبادر خواستیں گوڑ ... اس مہم میں خرچ روپیہ ... و الغا تو دہی کو ... کے نام ... میں ایک ... لیا (جواب) کہی ... کرخچ جیوں ... پھر کبھی کی ... اعمال ... بالکل اُمج ... میں پیدا ہوئے ... دنیا میں ... ہی ... نے کی - ... ایسا ہے جو ایشور سے ... اُس کے مطابق ہر گز ہم ... نہیں ... مذکور ثابت ہے - اور ... نہیں ... یہ بات ثابت ہے - کہ کیونکہ ... نے ایشور کی تشریح سینکڑوں اور ہزاروں ... کیونکہ جب سارت کے سارے پیدا نہیں ہوتے تو ایشور کی تشریح ہی واجب تھی

(ب) دوسرا دعوی جس کی بنا پر دوسرا

ستیہ دھرم پرچارک

کال بڑا بلی ہے

... رشیوں نے کال کی بڑی مہما ورنن کی ہے ... وہ واقف ہوجاتا ہے ۔ اور اُس ... کارن اُسے سہارے کی تلاش ہوتی ہے ... پرکرتی ہے آگے چلنے کا خیال اُس کے ... پیدا ہوتا ہے ۔ وہ محسوس کرتا ہے ... طرح انادی کال سے بندہ اور موکش و ... ہی ہوتا چلا آیا ہے ۔ اور جس طرح وہ ... جس کے تعلق کی وجہ سے کہ اُسے ... میں پھنسا پڑتا رہا ہے ۔۔ انادی کال ... اس کے ارد گرد موجود ہے ۔ اُسی طرح ... رشی جب ... مہاتما کے پوتر ... بہتر طور پر گرہن کر سکے یوگیہ تھے ۔ اسوامی جی کا یہ خیال کہ اس زمانہ میں تمام ... زمین پر ایک ہی مذہب تھا ۔۔۔ تب ... کرہ زمین پر سکھ تھا ۔ بالکل درست ہے ... سلسلہ وار اُن کے سوالات کا جواب دیا جانا ... سوال اول کے بہت ہی حصوں کا جواب ... تحریر میں دیا جا چکا ہے ۔ رہی یہ بات کہ ... علاوہ دیگر جہ دجیو یا جنہوں نے کہ دیگر قالب ... اتھا ۔ وہ ہی وہیں پیدا ہوئے ہونگے ۔۔۔۔ ... وغیرہ کمزور جانوروں کو کھا جاویں گے" ... کا جواب یہ ہے کہ جس نسبت سے انسان ... ہوں گے ۔ اُسی نسبت سے شیر وغیرہ ... جانوروں کا پیدا ہونا سمبھو ہے ۔ تو جس طرح

... کی موجودگی در ندگان اِن افراد وہ ... کی نسبت عقل اور بہادری میں کم ہیں ... اپنے بچاؤ کی صورتیں جانتے ہیں ۔ بلکہ اپنی حفاظت خود کر رہے ہیں ۔ تو کس طرح یہ مانا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کی صورتوں سے ناآشنا تھے ... رہی یہ بات کہ یورپ ۔ افریقہ ۔ امریکہ براعظموں میں منشیہ کب اور کیوں گئے ۔ اسکا جواب اُتنی وضاحت میں دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ سوال تواریخ کیساتھ تعلق رکھتا ہے ۔ جب یہ امر ثابت ہے کہ مہابھارت کے راجسوئے جگ اور مہابھارت جنگ میں امریکہ ۔ یورپ ۔ یونان ۔ ایران وغیرہ جگہوں کے راجے بموجب حکم ہندوستان میں آئے تھے (ملاحظہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۶۰) تو وقت اُسے اُن کا جانا ہی صاف ظاہر ہے ۔ جب کہ اور اپنے آپ کو ... کہ سب سے اول پیدائش تبت میں ہوئی کر وہ پاپ کرموں ... کا جواب شروع میں آگیا ہے ... ہیں لالہ سندر داس لکھتے ہیں دیتا ہے ۔ ... کو تسلیم ... پہلے کروڑوں برسوں ... امریکہ کو ... مان لیا گیا ہے ۔ اور یہ بات کرۂ زمین پر شروع دنیا میں ویدوں کے پرچار کے ... پر پانی پھیرتی ہے"

جواب ۔ معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرح سے سوامی جی کے الفاظ سے لالہ صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شروع دنیا سے کرۂ زمین پر ویدوں کا پرچار تھا ۔ جبکہ رشی کہتا ہے کہ امریکہ وغیرہ میں شروع دنیا کے وقت پیدائش نہیں ہوئی بلکہ تبت ہیں ۔ جب اس وقت وہاں پر لوگ آبادی نہیں تھے ۔ تو پرچار کا خیال کرنا سراسر فضول ہے ... کی تحریر سے جو کہ گیا ۔ ہوئیں ... کے سوامی جی ... شروع میں ہے اُسی سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ شروع دنیا کے بعد جیسا اور ملکوں میں آہستہ آہستہ نقل مکانی سے آباد ہوئی ویسے ہی امریکہ وغیرہ میں بھی ہوئی ۔ اور انہوں نے

... بمنتروں کے ... سے ثابت کیا ہے ۔ کہ ... پر ہی لوگ ویدک دھرم سے برابر مستفید تھے رہا یہ سوال کہ وہ بعد میں کیوں جاہل ہو گئے ۔ یہ امر اور ملکوں کی تواریخ سے ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو ملک ایک وقت میں مخزن علوم تھے دوسرے وقت میں وہی توہمات کا گھر ہیں ۔ اس کی شہادت ہندوستان سے بڑھ کر کون دے سکتا ہے ۔

سوال چہارم ۔ تینوں اوستھاؤں پر منشیہ کی پیدائش ہوئی یہ ماننا بالکل موزوں ہے کیونکہ یوا اوستھا میں جیووں کے پیدا ہونے کی تائید میں سوامی جی نے کوئی وید منتر نہیں دیا"

جواب ۔ یہ بات غلط ہے کیونکہ اگر تینوں اوستھاؤں میں مانا جائے تو یہ قانون قدرت کے برخلاف ہے ۔ کیونکہ جو چیزیں پیدا شدہ ہیں ۔ اُن کے پیدا ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے دو تین نہیں ہو سکتے ۔ جمادات ۔ نباتات حیوانات ان سب کی پیدائش کا ایک ہی سلسلہ ہے ۔ پودوں کو آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا ۔ کہ انگوری وغیرہ حالتوں کو سلسلہ وار گذرنے کے بنا درخت بنا ہو پس یہی قانون قدرت ہے ۔ کہ پیدائش کا سلسلہ ایک ہی ہونا چاہئے ۔ یہ بات تینوں بال اور بوڑھے والے اعتراضات کا بخوبی جواب ہے ۔ اسکے علاوہ اس دلیل کے جو سوامی جی نے جوان ہونے کے بارہ میں دی ہے ۔ کہ اگر بچہ ہی پیدا ہوتا تو خواہ جوان موجود تھے ۔ اُس کی پرورش کا سلسلہ اور اُس کے لوازمات وہی رہنے چاہئیں تھے جو کہ اُس کے لئے درکار ہیں ۔ تمتہ آغاز سرشٹی کے وقت ماتا کے دودھ وغیرہ حالتوں کا نہ ہونا یوا اوستھا میں پیدا ہونے کی کافی دلیل ہے ۔ اگر فرض کر لیا جاوے کہ اُس وقت یوا اوستھا میں جو عورتیں پیدا ہوئیں ۔ وہ ماں کی جگہ اُن کو دودھ دیتی ہوں گی یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ پرسوتا ہونے کے بغیر چھاتیوں میں دودھ کا

بالکل اسمبھو ہے۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ اگر اُس وقت پرسوتا ہی موجود نہیں۔ تو اس بات کا کیا جواب ہوگا۔ کہ جو بچے اُن کے پیٹ سے پیدا ہوں گے۔ اُن کی پرورش کون کریگا اور یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دوسرے کے بچے کو انسان قدرتی طور سے پالنے کے لیئے طیار ہے ہر ایک شخص آدمی پر اِن بالکل اس کے برخلاف ہیں۔ اگر یہ فرض کیا جاوے کہ چونکہ جیو ہما محبت کا خاص گن ہے۔ اسلئے ان سے بچوں اور بوڑھوں کی پرورش اور سہایتا کی وجہ داری کا بوجھ اُٹھالیا ہوگا۔ تو یہ بھی اُن بیچاروں کو مفت کی مصیبت میں گرفتار کرتا ہے۔ کہ جہاں اپنے بچوں کو پیدا کرکے تنہا ہوگئے پرورش کریں۔ وہاں ایک بچوں اور بوڑھوں کو بھی پالیں یہ محض فضول دلیل ہے۔ کیونکہ اگر وہ اسی بتا میں بیٹھے ہوتے تو ہر اُپکار اور وید پرچار وغیرہ شُبھ کرموں کے لیئے کب فرصت پاتے۔ دیگر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۹۳ میں کہا ہے کہ ابتدائی پیدائش میتھنی نہیں ہوتی جسکی تائید صاف طور پر یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۵ سے ہوتی ہے۔ اور وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۷۹) جب یہ مانا گیا کہ شروع میں سرشٹی اسمیتھنی تھی۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ بچے اور بوڑھے کا پیدا ہونا الٹیوری نیم کے برخلاف ہے۔ اسواسطے ہی وید منتر جو کہ اعتقینی سرشٹی کی شہادت دیتی ہے اس بات کی بھی کافی شہادت ہے۔ کہ ابتدا میں جوان ہی پیدا ہوئے۔

راقم

گوبند رام ڈسکوی

گئو برہمن رکشک آریہ سماج

واقع ۹ جنوری کو سنبھل ضلع مراد آباد کے ایک صاحب نے اپنی بیوی کی سخت بیماری کی حالت میں ایک گئو ایک گوڑ برہمن کو دان کر دی۔ اُنہوں نے مبلغ ۲۰ پر ایک قصاب کے ہاتھ فروخت کر ڈالی ایک چھتری صاحب وہاں پر تشریف رکھتے تھے انہوں نے غوغا مچایا کہ ایک قصاب کے ہاتھ مہاراج نے گئو فروخت کردی۔ اُس وقت مہاراج سے دریافت کیا گیا کہ وہ گئو جو آپ کو پُن کرکے دی تھی وہ کہاں ہے اُنہوں نے کہا کہ فقیر چند ویش کے مکان میں بندھی ہوئی ہے۔ جب وہاں پر چند صاحب گئو کو دیکھنے گئے تو وہاں نہ پایا تو پھر اُنسے کہا کہ کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ [illegible] نقص بھیجدی ہے۔ جب مہاراج سے [illegible] کے پہلے تو تمنے کہا تھا کہ فلاں [illegible] بندھی ہوئی ہے۔ اور اب کہتے ہو کہ گاؤں [illegible] پھر اُنہوں نے کہا کہ ایک گوسائیں لے گیا ہے بعد کو چند آریہ بھائیوں کی کوشش سے معلوم ہوا کہ گئو ایک قصاب کے ہاتھ فروخت ہوئی ہے۔ اور وہ صاحب بڑی کوشش سے مبلغ چھ روپیہ چار آنہ کو واپس لائے۔ اور اُنہیں پنڈت صاحب کو ایک چھتری صاحب نے جسکو عرصہ ایک سال کا ہوا ہے۔ ایک گئو جو چار سیر دودھ دیتی تھی وہ صاحب یہ حالت اُن کی دیکھ کر اُن سے واپس لے آئے۔ اور پھر اسی آریہ سماج سنبھل کو جو کہ ذاتہ کا گوڑ برہمن ہے دے دی اور اُس سے ایک اقرار نامہ بہ ترغیب آریہ سماج اس مضمون کا تحریر کرا لیا ہے کہ میں گئو کو فروخت نہیں کروں گا۔

کا اُپرش جس سکھ وہام سنسار کو دکھ دھام پرتیت کرتے ہوئے نانا دُکھوں کو پراپت ہوتے رہتے ہیں۔ اپنی اصلیت اور انتم پر نام کو میتاوت وچار رکھنے والا جیو اُسی سنسار میں اکتہ انندوں کو پراپت ہوا ہوا سمپورن دُکھوں سے نربھے ہو جاتا ہے۔ وہ بہت ہی بیکھیرالو ہو کر نے لگتا ہے۔ کہ پتا کی پوتیتہ گود میں آلتھنیہ سُکھوں کے اترکت دُکھوں کا لیش ماتر نہیں۔ وہ جان لیتا ہے۔ کہ پرم سہایک پتا [illegible] رکھنے والے آگیا کاری سُپتر سنہ [illegible]

اب کیم فروری کو پھر اسی قسم کا جلسہ کارپور شہر میں ہوتا ہے کہ جہاں نومبر [illegible] وہاں اب کی مرتبہ۔ اسپر وہ [illegible] شامل جلسہ نہیں۔ پازیب کی جگہ [illegible] مسمی شیو رسکا نامہ نگار خصوصاً [illegible] وغیرہ بھی سلامی تھی [illegible] ہندوستانیوں [illegible] چند ممبر صاحب جا کر اہل اسلام [illegible] بڑی کوشش و محنت کے ساتھ اپنے ہمراہ [illegible] کو بہت سے مسلمان ہمدرد اور بھی بیچار [illegible] چند [illegible] جلسہ میں چند درخواستیں گوڑ برہمنان نے سماج میں پیش کیں بیہ بواہ اُس عورت کرا دو چنانچہ پُنربواہ کی تاریخ ۲۵ جنوری سنہ ۱ [illegible] مقرر کیگئی۔ اور کہہ دیا گیا کہ جس شخص کو عورت قبول کریگی اُسکے ساتھ عورت کا پُنربواہ کرا دیا جاویگا اس درمیان میں ٹھاکر شمشیر سنگھ جو قریبا اسی گاؤں کے رہنے والا ہے اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لڑکی موضع چتوری پرگنہ بلاری کی ہے۔ مُتقیان کو ٹھہرا کر چیڑاسی سماج کو اُس موضع میں بھیجا گیا۔ وہ سے اُس گاؤں کا بدھان اور کئی بھائی آئے لدھ شش سرآ علیپور پرگنہ امروہہ کو آدمی بھیجا گیا وہاں سے اُسکا خاوند فوراً آگیا اُن سب صاحبان کا کہان پان کا خرچ آریہ سماج نے اُٹھایا۔ آریہ سماج کے اطمینان و نیز شہر کے شرمان براہمنان صاحبان کے اطمینان سے اُسنے بہت خوشی سے منظور کیا اور

اپنے ہی چارو ناچار
اُنّتی ہو کر
بدلے

ستیہ دھرم پرچارک

کال بڑا بلی ہے

"رشیوں نے کال کی بڑی مہما ورنن کی ہے ... ن واقف ہو جاتا ہے۔ اور اُس نربلتا کے کارن اُسے سہارے کی تلاش ہوتی ہے ... پرکرتی سے آگے چلنے کا خیال اُس کے ... پیدا ہوتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے ... جس طرح انادی کال سے بندھ اور موکش ... بھاگی ہوتا چلا آیا ہے۔ اور جس طرح وہ ... پرکرتی جس کے تعلق کی وجہ سے کہ اُسے بندھ میں پھنسنا پڑتا رہا ہے۔ انادی کال سے اُس کے ارد گرد موجود ہے۔ اُسی طرح ... اور شکتی مان آتما بھی جس کی شرن میں پہنچتے ہی تمام دُکھ دور ہو جاتے ہیں ... ادی ہے۔ کوئی سمہ تجھ جیو کے خیال میں نہیں آسکتا جبکہ پرماتم شکتی اپنا کام نہ کرتی ہو۔ پس جہاں جیو آتما پرکرتی کو کام میں لانے والا اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ وہاں پرماتما کو ہی اُس پرکرتی کے نہ صرف اندر ہی دیاپک بلکہ اُسکو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے دیکھتا ہے ... اپنے آپ کو چیتن آتما دیکھتا ہے اسی طرح پرماتما کو مہان چیتن دیکھتا ہوا اُس کی مہان کے آگے سر جھکاتا ہے۔ جب آتما کی اپنے اندر دیاپکتا کا گیان ہوتا ہے۔ تب جیو آتما کی نربلتا دور ہونی شروع ہوتی ہے۔ اُس کی اپنی نگاہوں میں تو نربلتا کا آرنبھ ہوتا ہے

کیونکہ جب پرماتما ہر ایک پل جیو آتما کے انگ سنگ موجود ہے۔ تو اُس کی نگاہوں میں اُس کی سوتنترتا دور ہو جاتی ہے۔ لیکن واقعی نربلتا کے دور ہونے کا آرنبھ اُسی وقت سے ہوتا ہے۔ جس طرح پر کہ جب تک مریض مرض سے واقف نہ ہو تب تک مرض کے دفعیہ کا آغاز نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح جب تک کوئی انسان اپنی کمزوری کو محسوس نہ کرلے تب تک اُس کے دفعیہ کا آغاز نہیں ہوتا۔ پس جیو آتما کو جب یہ گیان ہوتا ہے کہ پرمیشور سے وہ کسی لحظہ ہی جدا نہیں ہو سکتا۔ اُس وقت اُسے اپنی کمزوری کا گیان ہوتا ہے اور اپنے آپ کو پرماتما کے نیم کا داس سمجھ کر وہ پاپ کرموں کو تیاگ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ نربلتا گو جیو آتما کی بہتری کے لئے ہے۔ تاہم جس طرح ہر ایک طرح کی پرتنترتا منشیہ کو گراں گذرتی ہے۔ اسی طرح یہ بے بسی ہی اُسے گھبراہٹ میں ڈال دیتی ہے۔ لیکن جیوں یہ خیال دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ تیوں ہی جگدیشور کی طرف سے متر بھاؤ کا اظہار ہوتا ہے۔ جیو آتما کو یقین ہو جاتا ہے کہ پرماتما اُسکے سکھا ہیں۔ وہ باوجود ہر وقت پاس رہنے کے ہی اُسے کیول تاڑنا ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اُسے پیار ہی کرتے ہیں۔ ایسے سمے ہر طرح کا خوف دل سے دور ہو جاتا ہے۔ اور آنند کا آغاز ہونے لگتا ہے۔ لیکن وہی کمزوری جو پہلے خراشیں کر رہی تھی۔ پھر آن دباتی ہے۔ اور جیو آتما حیران ہو کر پوچھتا ہے۔ کہ جب پرماتما بھی چیتن اور میں بھی چیتن اور جب وہ بھی میری طرح پرکرتی کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے تو کیا اُسے میری طرح دُکھ اور کشٹ نہ ہوتا ہوگا اور جب وہ بھی میری طرح

دُکھی رہ سکتا ہے۔ تو مجھے کب پار لگا سکتا ہے۔ ایسی اندھکار کی حالت میں جیو آتما کو بڑی ساودھانی سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ رشی تبلاتے ہیں۔ کہ جیو آتما اس لئے دُکھ میں پڑتا ہے۔ کہ وہ پرکرتی کو بھوگتا ہے۔ پرماتما پرکرتی کو بھوگتا نہیں۔ وہ سارے برہمانڈ کو چلاتا ہوا بھی خود چلایمان نہیں ہوتا وہ اچل ہے۔ اسلئے پرکرتی میں دیاپک ہوتے ہوئے ہی اُس کے بندھنوں میں نہیں پھنستا۔ بلکہ اُسے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھتے ہوئے نانا روپ میں لاکر جیو آتما کے کرموں کا ساکشی بنا ہوا اُسے کرمانوسار پھل دیتا ہے۔ کیا ایسے پربھو کو بسرنا چاہئے؟ جو دن رات ہمارے سنگ ہے جو دوست سے بڑھ کر ہم سے پریم کرتا ہے۔ جو ہمارے پاپ کرموں کا بالکل خیال نہ کرتا ہوا جہاں نیاد سے ہمارے سدھار کے لئے ڈنڈ دیتا ہے وہاں اپنے اسیم پریم کی گود ہمیشہ ہمارے لئے کھلی رکھتا ہے۔ اُس پریم مئے پربھو کو جو منشیہ بھول جاتے ہیں۔ جو اُس کی بجائے دوسروں کی شرن میں سر جھکاتے پھرتے ہیں۔ اُن سے بڑھ کر ابھاگی اور کون ہے! پریہ پاٹھک گن! پرکرتی کے جال میں پھنس کر ہم سب تباہ ہو رہے ہیں۔ پرکرتی کے گرد اندھیرا ہی ہے۔ وہاں پرکاش کا نام نہیں۔ اسلئے دیا کلتا کا راج ہم سب کے درمیان قایم ہو رہا ہے۔ اُٹھو! پرماتم جیوتی سے پرکاش کی پرارتھنا کرو تاکہ ہم اُس جیوتی سے حاصل کئے ہوئے پرکاش کی کرنوں دوارا اس اندھکار کو چھن بھن کر کے سارے کو لاہل کو دور کریں اور اپنے ہردیہ نگر کے اندر شانتی کا راج قائم کریں

اوم شم

آتمک نظارے

پتاجی! اتم پریم کب وشواس کرنا سیکھونگا

جنگلی گائے کو دودھ کے لئے باندھا گیا۔ بچہ بھی ماں کے ساتھ بندھ گیا۔ بچہ تو جنم سے ہی مکانوں کا سنسکار رکھتا تھا بہت نہیں گھبرایا۔ لیکن گائے باوجود ملنے سے اعلےٰ بھوجن ملنے کے بھی جنگل کے سوکھے تنکوں کے لئے ترس رہی تھی۔ کیونکہ اس میں آزادی ہی نہ تھی بلکہ بے چینی سرا ہی تھا۔ بھڑکی اور رسہ توڑ کر بھاگی۔ بچہ بھی بھاگا چاروں طرف جنگل ہی جنگل ہے۔ شیر کا خوف ہے بچے سمجھ نہیں پاتے۔ گائے کی تلاش ہوئی۔ آدھی رات کو ڈھونڈتے پھیرے عجیب تماشہ دیکھتے ہیں ماں چوکنی ہو رہی ہے۔ گھبرائی ہوئی ادھر ادھر دیکھ رہی ہے۔ لیکن بچہ وشواس کے ساتھ ماں کے نزدیک کھڑا ہے۔ شیر سامنے ہے۔ لیکن اسے ذرا بھی بھے نہیں یہ کیوں؟ اسلئے کہ ماتا کے موجود ہوتے ہوئے وہ نربھے ہے۔ ہے موڑھ من! جگدماتا تیرے لئے اپنی پریم بھری گود کھولے ہوئے ہوں اور تو وشواس سے گھبراتا ہے!

من ہی دکھ اور سکھ کا کارن ہے

مسافر گنگا کے کنارے چلا جاتا ہے۔ بالو کے اندر پیر گھستے ہی ایک آنند آتا ہے۔ کہ مخمل کے گدوں کا مزہ آتا ہو جاتا ہے۔ نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہے۔ تو دوسرے کنارے ایک سبز جزیرہ دکھائی دیتا ہے اس کا گھنا جنگل ایکانت کی بھا کا اس موہت ہوئے مسافر کے لئے آدیش ہے۔ آگے چل کر پتھروں کا کنارہ شروع ہوا۔ مسافر کے پاؤں میں جب پتھر چبھتے ہیں تو انہیں دکھ میں بھی اسے ایک طرح کا آنند آتا ہے۔ جل کا شور اس کے کانوں میں نغمہ کا کام دیتا ہے۔ مسافر تھکا ہوا گنگا کے کنارے بیٹھ جاتا ہے اور پرمیشور کا دھنیہ واد دیتا ہوا اس کے پیدا کئے ہوئے وچتر درشیہ دیکھنے اور ان کے لئے دھنیہ واد کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ دیکھو دوسرا مسافر بھی آن پہونچا۔ بالو پر پیر مشکل سے چل رہے ہیں۔ کچھ بڑبڑا رہا ہے اب پتھر آ گئے۔ پیر لڑکھڑانے لگے۔ سخت گالیاں بک رہا ہے۔ دفعتاً پار کی طرف نگاہ اٹھاتا ہے جزیرہ نظر آتے ہی من سے جان نکل جاتی ہے چہرہ زرد پڑ جاتا ہے۔ گنگا سے "گھر گھر" کی آواز نکلتے ہوئے اسے اور بھی ڈراتی ہے۔ اور وہ بے تحاشا پیچھے کو بھاگتا ہے۔ لیکن پتھر کہاں بھاگنے دیتے ہیں لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے۔ آہ! کیسا وچتر نظارہ ہے! ایک ہی قسم کے سامان دو منشیوں پر اسقدر مختلف اثر کیوں پیدا کرتے ہیں؟ اسلئے کہ مادی چیزیں نہیں بلکہ من ہی دکھ اور سکھ کا کارن ہے۔ اسلئے پیارے پاٹھک گن! من کو شدھ سنکلپ بنانے کی کوشش کرو۔

کیا اس نربھے پد پراپتی کے لئے تم کچھ بھی پریتن نہ کروگے

ستیہ آنند سے بیمکھ رہنے والا من وشئے آنند میں لپٹا ہوا نانا پرکار کے دکھوں سے بھے بھیت رہتا ہے۔ اس کے لئے کوئی بھی کام اور کوئی بھی دھام نربھے پرتیت نہیں ہو سکتا جس دھن مان اور جس بڑے سے بڑے ادھیکار کو بھی یہ کیول نربھے اوستھا پراپت ہو سکنے کی کلپنا سے پراپت ہوتا ہے۔ وہی دھن وہی مان اور وہی ادھیکار آدھی اس کے لئے پہلے سے بھی زیادہ بھے بھیت بناتے ہوئے سمپورن بادن کے سرتاج آتمک بل سے اور بھی ہین کر دیتے ہیں۔ پرنتو ستیہ آنندوں کا اُدیوگی ستیہ سکھوں کا رس چکھ چکنے والا من سنسار کی سمپورن کٹھنائیوں کو پاؤں تلے روندتا ہوا کسی اوستھا میں بھی دکھوں سے بھے بھیت نہیں ہوتا۔ مہا پاپ مہانوں میں ہوتے ہوئے

کا ایشور پرش جس سکھ وہم سنسار کو دکھدھام پرتیت کرتے ہوئے نانا دکھوں کو پراپت ہوتے رہتے ہیں۔ اپنی اصلیت اور انتم پرنام کو یتھاوت وچار رکھنے والا جیو اسی سنسار میں اکتھ آنندوں کو پراپت ہوا ہوا سمپورن دکھوں سے نربھے ہو جاتا ہے۔ وہ بہت ہی بے فکر الو ہو کرنے لگتا ہے۔ کرپا کی پوتیت گود میں آلتہنیہ سکھوں کے اترکت دکھوں کا لیش ماتر بھی نہیں۔ وہ جان لیتا ہے۔ کہ پرم سہائک پتا ہر پتر رکھنے والے ہیں۔ ستیہ سنسار کے بھی دکھ بھی دکھت نہیں ہو سکتے۔ اسی کے لئے ہر وقت وشنا نربھے اور سنسار کے بڑے سے بڑے دکھدائی جیو بھی نربھے پرتیت ہوتے ہیں۔ وہ نشکام درتی کو پراپت ہوا ہوا سمپورن دھرم کاریوں کو کر تو بیٹھنے کے ہیتو اپنے پرشارتھ کے پرنام کی بھی پروا نہیں رکھتا۔ جس سے کسی کا ترشنا اسا پہنچتا ہی اس کے ہردے کو دوشت نہیں کر سکتی۔ کیوں پیارے من! کیا اس نربھے پد پراپتی کے لئے تم کچھ بھی پریتن نہ کروگے۔ کیوں پیارے متر!! کیا اس مہان پد کو پراپت کرانے کے لئے تم ہمیں کچھ بھی سہائتا نہ دوگے؟ آؤ!!! ہم تم سچیت ہوتے ہوئے اس نربھے پد پراپتی کے لئے پرم پریہ پتا جی کے سنمکھ چلیں۔ کیونکہ وہ اننت پریتی کرنے والے سانجھ پتا سنمکھ ہوتے ہی اپنی پتر گود میں ستھان دینے اور دیا کے نیم پالن کرتے ہوئے سمپورن اپدرتاؤں کے نوارن کرنے والے ہیں

لئے ہی چار و ناچار
زنیے ہو کر
بد سے

ستیہ دھرم پرچارک

کال بڑا ابلی ہے

شاستر کار رشیوں نے کال کی بڑی مہا ورن کی ہے۔ شوتیا شوتر اپنشدیں ہی جب کارن کا وچار آرمبھ کیا ہے پرشن کرتا رشی کی پہلی نگاہ کال کے اوپر ہی پڑی ہے۔ گو کال بذات خود کارن بر محض نہیں لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کال کے بل کا ساوھارن منش بھی مقابلہ کر سکتا ہے۔ یوروپ نے گذشتہ دو صدیوں کے اندر نیپولین اعظم کے مقابلہ کا بڑا آدمی پیدا نہیں کیا۔ اور اس نیپولین کا قول تھا۔ کہ کال سب سے زبردست طاقت ہے۔ وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ "مجھ سے سب کچھ مانگ لو لیکن وقت مجھ سے مت مانگو"۔ فی الحال جنوبی افریقہ میں جو جنگ جاری ہے۔ اس میں جو تکلیف اور دقتیں سرکار برطانیہ اعظم کو برداشت کرنی پڑی ہیں اُن میں زیادہ تر اثر کال کا تھا۔ انگریزوں کی بہادری سے کون انکار کر سکتا ہے۔ سلطنت برطانیہ کی عظمت پر کون شک کر سکتا ہے؟ کہاں مٹھی بھر بوئیر اور کہاں فوج سرکار برطانیہ کے سامان اور تعداد! لیکن باوجود اس قدر فائدوں کے کیوں اسوقت تک بوئیر مفتوح نہیں ہوئے۔ سوچنے والے دماغ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ وزرائے برطانیہ نے بغیر مقابلہ کی طیاری کے بوئیروں کو جنگ کا چیلنج دیا تھا۔ ایک مرتبہ کا چوکا ہوا انسان جنم بھر روتا رہتا ہے اور اس کمی کو پورا نہیں کر سکتا۔ بھارت ورش آج جن دکھوں سے پیڑت ہو رہا ہے۔ اُن میں بڑا حصہ کال مہاتما کی ہی آورو ہے۔ اُن کی تفصیل میں نہ جاکر اگر اسوقت کے دکھوں کی پڑتال کی جاوے تو اُن کی تہ میں ہی ایک نہ ایک شکل میں کال کی ہی کارستانی دکھائی دیگی۔ ہمارے دیش کی پولیٹیکل۔ سوشل اور مذہبی کیٹیوں کو کیوں کامیابی نہیں ہوتی؟۔ اسلئے کہ وقت پر کوئی کام نہیں کیا جاتا۔ آریہ سماج بھی اس مہلک مرض سے بری نہیں ہے۔ اس پاک تحریک کے اتہاس کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وقت چوکنے کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ بعض اوقات بڑے سے بڑے پرشارتھیوں کا بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آریہ سماج کے اندر کوئی زمانہ تھا کہ رشی دیانند کی سچی سپرٹ کام کرتی تھی۔ لوگ آپسمیں پریم بھاؤ سے پوترتا کا بیوہار کرتے تھے۔ آریہ سماج کے ورشکوتسب سوّرگ کا آنند دیتے تھے۔ اُتسب میں جمع ہوئے بھائی کس اُتساہ سے ملکر سندھیا اگنی ہوتر کرتے تھے! اُتسبوں کے یاتری کس پریم میں مگن ہو کر ہری لیش گایُن کرتے اور راستہ کے سوئے ہوئے آتماؤں کو جگاتے ہوئے منزل مقصود پر پہونچا کرتے تھے اسی اثناء میں آریہ سماج کے اندر ناستکوں کا بھی ظہور ہونے لگا۔ معلوم ہونے پر ان کو افشا کرنے کی بجائے دبا دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جمع شدہ مادہ ایک ہی مرتبہ زور سے برتن پھوڑ کر نکلا۔ اور پھر اُس کے پرواہ کو روکنا مشکل ہو گیا۔ بھائی کا بھائی دشمن ہو گیا۔ اگر پہلے ہی روکا جاتا تو یہ نوبت نہ ہوتی۔ لیکن یہاں بھی کال کی مہماں کو بھلایا گیا۔ خانہ جنگی نے بربادی کا سامان پیدا کر دئے۔ لیکن کچھ آتما پھر سنبھلے۔ اور آریہ سماج کے پاؤں جم گئے۔ پیشتر سے اچھے کام ہونے لگا۔ آریہ مسافر کی شہادت ایک موت پر پھر بچھڑے ہوئے بھائیوں کو اُس میں شامل کیا گیا۔ لیکن ہردیوں میں اوشواس کے بھاؤ گو دب گئے تھے۔ لیکن وہ اُن سے دور نہیں ہوئے تھے۔ پھر پھوٹ کر نکلے۔ اگر اوشواس کے ظاہر ہوتے ہی اُن کو دبا دیا جاتا اور مرض کا علاج کیا جاتا تو شاید سخت نقشش کی نوبت نہ پہونچتی۔ اُس وقت بھی کسی نے کال کا آدر نہ کیا۔ چاروں طرف پھر اوشواس پھیل چلا لوگوں نے آریہ سماج کو بچوں کا کھیل سمجھ لیا۔ کام کرنیوالے نراش ہو کر بیٹھ گئے۔ اُسوقت پر بیشور کی مہاں کرپا سے آریہ پرشوں کے ہردیوں میں گروکل کی تائید کی پریرنا ہوئی۔ بغیر پیشتر سے مضمون مقرر کیئے گروکل کے پرستاؤ کو سویکرت ہونا ایک عجیب نظارا تھا۔ لیکن سُستی پھر چھا گئی نیم اُمبا کر گروکل کا جاری کرنا پھر ایک وہم سا دکھائی دینے لگا۔ جب لوگ بالکل نراش ہو چکے تھے تب کہیں نیم پاس ہوئے اور چندہ جمع کرنے کے لئے ڈیپوٹیشن نکلا۔ اُس ڈیپوٹیشن نے کیا کام کیا بھکشا جمع کرتے ہوئے بھکت منڈلی نے جس طرح کی نئی روح آریہ سماجوں کے اندر پھونکی اور جس طرح برسوں کے گرے ہوئے آتماؤں کو اُٹھا کر اپنے کام کے لائق بنا یا اس کا مفصل ذکر میرے قلم سے شوبھا نہیں دیتا۔ کیونکہ اُس بھکت منڈلی کا میں خود ایک دریوزہ گر ممبر تھا۔ لیکن اس امر کی زبردست شہادت موجود ہے کہ ۲۶۔ اگست ۱۸۹۹ء سے ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء تک آریہ سماجوں میں ایک نئے قسم کی ہلچل مچ گئی تھی۔ سارے بھارت ورش کی آنکھیں گروکل کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اور آریہ سماج کی عزت پبلک کی نگاہوں میں بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ اُس وقت اگر دو چار مہینوں کے اندر کیتی میتہ۔ ایکانت۔ اُتّم ستھان پر گروکل کھول دیا جاتا تو جہاں آریہ سماج کا گورو بہت سا بڑھ جاتا وہاں دھن کی سہایتا کی بے پروائی ہو جاتی۔ لیکن جس طرح پر آریہ سماج پہلے چوکتا رہا اس موقع پر بھی چوکا۔ لوگوں کے جوش سرد پڑ گئے۔ نیارو پیہ آنا تقریباً بند ہو گیا۔ جہاں اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے خاتمہ پر

میرے پاس ۱۵ اور درخواستیں برہمچاریوں کے داخلہ کی موجود تھیں۔ وہاں اس وقت سٹینڈرڈ سے زیادہ درخواستیں نہیں ہیں۔ جو لڑکے اس وقت گروکل کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں وے اس وقت پرائمری سکولوں کے اندر تعلیم پا رہے ہیں۔ مدت گذر گئی۔ جب پرور کا خیال گو چند ایک مہاویدیالیہ کے دلوں میں لگا رہا۔ تاہم عام آریہ پبلک کی نگاہ سے اوجھل سا ہو گیا۔ لیکن ایک وار تک آتما کے اندر پھر حرکت پیدا ہوئی یعنی امی سنگھ جی نے اپنا سارا اثاثہ گروکل کے لیے بھینٹ کر دیا شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا کو پھر جاگنا پڑا۔ جسکا نتیجہ گزشتہ اکتوبر کا ریزولیوشن ہے۔ آریہ پرشوں کا اس پر امید کیا تھا تبدیل ہو گیا۔ ہو لیوں کی تعطیلوں پر اس وقت پھر آریہ پرشوں کی ٹکٹکی لگی ہوئی ہے۔ پورنماشی کو افتتاحی جلسہ کے دیکھنے کے مشتاق ہیں۔ لیکن کئی بھائیوں کو اب تک وشواس نہیں آتا۔ وے اب بھی پوچھتے ہیں۔ کہ کیا واقعی گروکل کانگڑی کے جنگل میں گنگا کے کنارے کھلیگا؟ میں تو اس کا جواب کچھ نہیں دے سکتا۔ لیکن اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس وقت بھی آریہ سماج نے ہاتھ سے دیا تو پھر مدت تک آریہ پرشوں کو اٹھنے کی طاقت نہیں ہو گی۔ پربھو اپنی اپار دیا سے آریہ سماج کے کارکنوں کو ہدایت دیویں کہ اس وقت کال کا پورا آدر کریں۔ تاکہ برہمچریہ آشرم کے پنر جیوت کرنے میں ایک چھوٹا سا قدم اٹھایا جاوے۔

اوم شم

چال تو چوکھی ہی اگر چل جائے

جنہرا پوری کے پنڈیا موہن لعل وشنو لعل جی کو اب اپنے ناظرین سے انٹروڈیوس کرنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ آپ کے کارناموں سے پرچارک کے ناظرین عموماً واقف ہیں۔ پہلے پہل پنڈیا جی کی ملاقات اپنے ناظرین سے میں نے اس وقت کرائی تھی۔ جب آگرہ کے مقام پر ورپکارنی سبھا میں آپ نے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اور بغیر استعفٰی منگوائے مہاراجہ شاہپورہ کو پردھان پد سے علیحدہ کر کے اپنی دماغی فطرت کا ثبوت دیا تھا۔ اس کے بعد میرے ناظرین نے اُن کے اُس وقت درشن کیے۔ جبکہ اُنہوں نے اپنے پتر کے آرمبھ میں سونڈ والے گنیش کی مورتی چھپوا کر مجھے اپنی پتری کے ودواہ میں نمنترن بھیجا تھا اُس پتر پر میرے اعتراض کے جواب میں پنڈیا جی نے اُس وقت اپنا اصلی روپ ظاہر کیا تھا اور خود بتلایا تھا کہ وہ "پورانے ڈھڑے کے" آریہ ہیں۔

پروپکارنی سبھا کے اندر تبدیلی کر کے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی پردھان بنانے سے پنڈیا جی کا محض یہ مطلب تھا۔ کہ اُن کی اس حرکت سے چند ایک لاہور کے کلچرڈ؟ بھائی اُن سے خوش ہو جاویں گے۔ پنڈیا جی نے اُس وقت حسب تجویز لالہ ہنسراج صاحب یہ بھی مان لیا تھا۔ کہ ویدک یننترالیہ کا ایک حصہ لاہور میں زیر نگرانی دیانند اینگلو ویدک کالج کھول دیا جاوے۔ لیکن شرط یہ تھی کہ باقی ماندہ کل پریس اور پروپکارنی کی دیگر جائیداد محض پنڈیا جی کے ہی اختیار میں رہے۔ پنڈیا جی کی اس چال کے لیے بڑی وجہ موجود تھی۔ پنڈیا جی اُس وقت سے کچھ عرصہ پہلے تک برابر کسی ریاست میں پنشن رہے۔ اور اس طرح پر جبکہ آمدنی معقول تھی وہاں کچھ نہ کچھ شغل بھی ملا تھا۔ لیکن پرتاپ گڑھ وغیرہ کی ریاست سے علیحدہ ہونے پر جہاں ایک طرف اُن کی آمدنی بند ہو گئی وہاں دوسری طرف کوئی شغل باقی نہ رہا۔ سوا اس کے ہتھرا کے

کائیستھ پاٹشالہ کے ساتھ کبھی کبھی جلسوں میں شریک ہونے کے ناتے سے کوئی تفریح کا سامان بھی نہ تھا۔ اسلیے پنڈیا جی نے یہ پالیسی چلائی تھی۔

لیکن پنڈیا جی اس چال میں کامیاب نہ ہوئے جن مہاراج شاہپورادھیش کی نگرانی سے بچنے کے لیے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کو پروپکارنی سبھا کا پردھان بنایا تھا۔ اُنہیں شاہپورادھیش کی صلاح سے سر پرتاپ نے کام کرنا شروع کیا۔ اور اجمیر کی چونبدہ گریتری سبھا نے پنڈیا جی کی ناجائز کارروائیوں کو کچھ بھی وقعت نہ دے کر اُن کو کسی کام میں دخل دینے اجازت نہ دی۔ کلرک نے پنڈیا جی کی نیم وردہ کارروائی کو دیکھ کر دفتر کا کام زیر نگرانی جائنٹ سکرٹری کے کرنا شروع کر دیا۔ اب جب نہ دفتر پاس رہا۔ اور نہ کوئی جائیداد ہی قابو آئی۔ تو پنڈیا جی بھی چکرائے۔ ایسی ناامیدی کے وقت میں ڈاکٹر مول راج صاحب نے اپنی وہی مشہور فیاضی کی سپرٹ سے پریرے جا کر (جو کہ ایسے کاموں کے لیے ہمیشہ طیار رہتی ہے) کچھ روپیہ پنڈیا جی کو دیدیا ہے جس سے اُنہوں نے علیحدہ کلرک رکھ کر اور نیا رجسٹر بنا کر منتری بننے کا ڈھونگ کچھ دن چلایا۔ آخر کار روپیہ کی سماپتی پر اُنہوں نے وہ کام بھی بند کر دیا اگرچہ پنڈیا جی اپنی جیب سے کچھ خرچ کر کے گوارا کرتے تو شاید اب تک بھی وہ سکرٹری شپ کا سوانگ پورا اُتارتے رہتے لیکن ایسے کب ہو سکتا تھا؟ پنڈیا جی اتنے تو آگرہ والی چال کسی فائدے کے لیے چلی تھی۔ اور اگر نماز بخشوانے ہوئے روزے گلے پڑ گئے تو پنڈیا جی کو عقلمند کون کہتا۔ اور اگر کوئی اور ان کی تعریف کرنے کے لائق بھی پاتا تو ان کا اپنا آتما جس کے اصول ہی دنیا سے نرالے ہیں جیسا کہ آگے چل کر ظاہر کروں گا) اُنہیں کب آرام لینے دیتا

پس پنڈیا جی کو منتری کا کاریالے ہی چار و ناچار بند ہی کرنا پڑا۔ آخر کار آپ نے کھسیانے ہو کر مہاراجہ پرتاب سنگھ جی کے پاس اپنا منتری پد سے استعفیٰ بھیج دیا۔ شاید یہ خیال ہوگا کہ مہاراجہ صاحب خوشامد درآمد کریں گے۔ اور کہیں گے "پنڈیا جی آپ کے بغیر کام نہیں چل سکے گا ایشور کے واسطے استعفیٰ واپس لے لیجیے" لیکن شری مہاراجہ پرتاب سنگھ تو بیچارے سرل آدمی ہیں۔ انہیں پتہ ہی کیا کہ پروپکارنی سبھا اور اس کا انتظام کیا چیز ہے۔ وہاں سے جب صدائے برنخواست کا معاملہ رہا تو پنڈیا جی اور ہی گھبرائے۔ پھر پروپکارنی سبھا کے جلسہ کا نوٹس خاتمہ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے لیے بغیر تعین مکان کے دیدیا۔ اور جن ممبران پروپکارنی سبھا کو اپنے حق میں سمجھا ان کے نام خاص پالیسی سے پُرمضمون کا سرکولر خط بھیجا گیا۔ گویا پنڈیا جی پروپکارنی کے ممبروں کی نبض معلوم کرچکے تھے۔ جب وہاں بھی تیزی دیکھی تو بیچارہ دل نے پھر نوٹس دیدیا کہ شاہپورہ ادھیش کی رعایت سے جلسہ ملتوی کیا گیا۔ انہیں ایام میں کالیتبہ سادھو ننگن چند جی نے اپنا سالانہ جلسہ امسال متھرا میں کرنا چاہا ان تجربہ کار مہاتما جی نے دیکھا کہ پنڈیا جی نام کے ہوگئے ہیں اور اس وقت بیکار بیٹھے ہیں۔ جھٹ انہیں پھانس کر اپنے سادھارن دھرم کے اتسب کا سکرٹری انہیں قرار دیا بس پھر کیا تھا پنڈیا جی پروپکارنی وغیرہ سب کو بھول کر ادھر ہی رجوع ہوگئے اور اپنے دوستوں کو سادھو ننگن چند کے جلسہ میں شریک ہونے کے لیے نمنترن بھیجے گئے ان کے دوست حیران ہوئے کہ آیا پروپکارنی کے جلسہ میں شریک ہوں یا متھرا جاویں۔ ایک پنڈیا جی کے متر نے کہا "آپ نے پروپکارنی سبھا کا جلسہ بھی انہیں دنوں میں رکھا ہے۔ آپ ہمیں کہاں کہاں بُلانا چاہتے ہیں۔ لیکن پنڈیا جی اس جلسہ کی خاطر پروپکارنی کے جلسہ کو ملتوی کر ہی چکے تھے۔ ننگن چند جی اور پنڈیا جی کی جوڑی خوب ملی تھی۔ خوب جلسے ہوتے رہے۔ منڈلی رنگوں سے ہی چھیڑ چھاڑ رہی۔ لیکن آخر

ایک نیام میں دو تلواریں

کیسے رہ سکتی نہیں۔ پنڈیا جی نے دیکھا کہ باوجود اقراروں کے ہم درجہ دوم پر ہی ہیں۔ اور اس شہرت کی دوڑ دھوپ میں پیچھے ہی رہے جاتے ہیں۔ فوراً پینترا بدل دیا۔ اور بجائے گونگی نت کرنے کے مکھیہ بننے کی خاطر ایک

ورن پرستھ آشرم

کا نوٹس دیدیا۔ اس نوٹس میں درج ہے کہ گیارہ بیگھہ اراضی کمسرئیٹ اور گورنمنٹ ساول اور امیریکن مشن ہاؤس کے نزدیک ورن پرستھ آشرم کے لیے خرید کی گئی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی درج تھا کہ پنڈیا جی کے دولتمند دوستوں نے پنڈیا جی کو دھن سے ہی مدد دینے کا وعدہ کرکے ان کے کام کو دست دلانی چاہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ورن پرستھ آشرم کا آچاریہ کون ہوگا؟ اس ٹیڑھے سوال کو بڑی آسانی سے حل کیا گیا ہے۔ یعنی خود پنڈیا جی اس آشرم کے آچاریہ ہوں گے۔ پھر آشرم کے چل نکلنے میں کیا شک ہے۔ لیکن یہ درج نہیں کیا گیا۔ کہ ناچ رنگ کی محفلیں مہینے میں کتنی بار ہوا کریں گی۔ اس آشرم کے کام بڑے وسیع پیمانہ پر رکھے گئے ہیں۔

(۱) یگیہ شالا جس میں ہر ایک ممبر دا کا الویائی اہنسا کے یگیہ کرسکیگا۔ پنڈیا جی بتلاتے ہیں کہ ایسی وچتر یگیہ شالا اب تک کسی نے نہیں بنائی (۲) ایک سنسکرت پاٹھ شالا (۳) ایک پستکالیہ (۴) ویاکھیان آلیہ (۵) ودیارتھیوں وان پرستھیوں اور سنیاسیوں تتھا پردیسی مہمانوں یعنی زر دینے والے گرہستیوں کے رہنے کے لیے جگہ یہ سب کام تو بڑے اچھے ہیں۔ اگر ان کی تکمیل کے لیے سامان پورا اور منتظم ہوشیار ہوں۔ لیکن سب سے انوکھا کام جو پنڈیا جی کریں گے وہ میں انہیں کے الفاظ میں بیان کرونگا "پنڈیا جی نے اپنے آشرم کا ذکر کرکے اپنی ساری آئندہ زندگی اور اپنا سارا اثاثہ قربان کرنا بیان کرتے ہیں" اس کے سمبندھ میں ایکانت میں ایک ودھوا دی پرسوستھان ابھی اوشیہ ہوگا جہاں دیشی وا پردیشی ودھوا دی کچھ کال گپت رہ کر پرسو ہوئے پیچھے عزت کے ساتھ اپنے گھر کو چلے جائیں اور لوکاپواد سے بچکر بھرن ہتیا نہ کریں اس کا سب پربندھ گپت رہیگا اور اتپن ہوئے بالکوں کا پالن پوشن اور سوشکشا کیا جائیگا" پیارے ناظرین کیا آپ پنڈیا جی کا مطلب سمجھے صاف الفاظ میں ان کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف ودھوائیں بلکہ کنواری اور بیاہتا استریوں کو بھی اگر ناجائز حمل ہوگا تو وے سب پنڈیا جی کے پاس چلی آویں۔ پنڈیا جی گپت ستھان میں رکھ کر بعد بچے پیدا ہونے کے انہیں اپنے گھروں میں باعزت بھیجدیں گے اور ان کے بچوں کی پرورش خود کریں گے۔ کام تو بڑا اعلیٰ ہے جس کے ساتھ مجھے کمال ہمدردی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کام کا وان پرستھ آشرم کے ساتھ کیا سمبندھ ہے۔ اگر کچھ سمبندھ ہوتا بھی تو کیا پنڈیا جی اس کام کے لیے موزوں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص وان پرستھ کے تحت ان سب کاموں کو جوڑ سکتا ہے۔ اس نے آشرموں کی مہما کو انوبھو ہی نہیں کیا۔ ابھی کل کی بات تو ہے کہ پنڈیا جی ناچ وغیرہ کے حق میں پاپ نہ ہونے کا فتوے دے چکے ہیں پھر کیا جو ستریاں ان کے یہاں پرسو کے لیے آویں گی۔ بجائے دھرم اپدیش کے ان کی تفریح کے لیے ستار پر پنڈیا جی کے اپنے

طبعزاد کرشن لیلا کے گیت سنائے جانے ضروری نہ بتلائے جائیں گے اور اگر اس قسم کی تفریح گڑی ہوئی بہنوں کے لیئے جایز سمجھی گئی تو کیا اُن کے آچرلون میں پلٹا دینا کبھی ممکن ہو سکے گا۔

بھائی پنڈیا جی! عیسائیوں میں ہی جن کی تقلید میں کر تم نے ان کے دو قسموں کے انسٹیٹیوشنوں کو ایک کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عیسائیوں میں ایسی عورتوں کا چارج عورتیں ہی لیا کرتی ہیں۔ پھر کیا تمہاری غلطی نہیں ہے۔ کہ اپنے گمز ورکنندہ ہوں پر اب بہاری توجہ رکھ کر بڑے گہرے گڑھے میں گرنا چاہتے ہو۔

استو! مجھے سمجھانے سے سروکار نہ تھا۔ ماننا یا نہ ماننا پنڈیا جی کے اختیار میں ہے۔ لیکن پنڈیا جی نے اسی پر اکتفا نہیں کی۔ ایک طرف تو وان پرستھ آشرم کا جال پھیلنے لگا ہے۔ اور دوسری طرف پروپکارنی کے جلسے کے لیئے پھر نوٹس دینے کی تجویز ہو رہی ہے۔ جن جن پروپکارنی کے ممبروں کو پنڈیا جی اپنے برخلاف سمجھتے ہیں اُن کو تو اب تک کانوں کان خبر نہیں۔ لیکن جن کو اپنے حق میں سمجھتے ہیں اُن کی نبض پھر دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ آپ ۲۵- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو پروپکارنی سبھا کا جلسہ بلوانا چاہتے ہیں آریہ پُرش حیران ہوں گے کہ ۲۵- مارچ کے ساتھ خصوصیت ہے۔ کہ وہ تاریخ پنڈیا جی نے پسند کی۔ وجہ صاف ہے۔ ۲۴- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو گروکل کا افتتاحی جلسہ ہے۔ ممکن ہے کہ پروپکارنی کے کچھ ممبر بھی اُس میں شامل ہوں۔ اور اس طرح پر پروپکارنی سبھا کے جلسہ میں پنڈیا جی کے خیالات کی کثرت رائے موجود ہو سکے۔ پنڈیا جی سماج آپس سے راز چھپاتے ہیں۔

ع من انداز قدت را میشناسم۔

پنڈیا جی نے شیخ چلی والے خیالات خوب دوڑائے ہوں گے۔ پنڈیا جی سوچتے ہوں گے "ہمارے سب دوست آ جائیں گے۔ لیکن فلاں فلاں صاحب گروکل کے جلسہ میں شریک ہوں گے۔ فلاں صاحب کو وہ کام ہے۔ وہ تو ۲۰- اپریل تک فارغ ہی نہیں ہو سکتے۔ پس پو بارہ ہیں۔ مطلع صاف ہے"

لیکن پنڈیا جی کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جب وہ خود منتری پد سے استعفے دے چکے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے۔ وہ استعفی منظور بھی ہو چکا ہے۔ تو انہیں اس قسم کی پالیسی کی چالوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ آریہ سماج سے باہر خواہ وہ بان پرستھ کا جال پھیلا دیں اور خواہ گنگا ندبردو یا کے کورے ڈالیں لیکن اگر وہ اپنی شہرت پسندی اور سوارتھ سدہی کے لئے آریہ سماج کو اپنا ذریعہ بنانا چاہیں گے۔ تو ایک قلم اور ایک زبان میں جس قدر طاقت ایشور پر وشواس رکھنے سے ہو سکتی ہے وہ جملہ طاقت اُن کی چالوں کو روکنے میں صرف ہو گی۔ ع عاقلاں را اشارہ کافیست ۔۔۔۔۔۔۔

میری تصانیف کی امیدوارو کے لئے

جب میں نے صبح امید کی کل جلدیں نکالنے کا وعدہ کیا تھا۔ اُس وقت مجھے پوری امید تھی کہ تصنیف کے کام کے لئے مجھے پورا سمے ملے گا صبح امید کی دوسری جلد بھی طیار کی گئی۔ اور محض اُس کی نظر ثانی باقی تھی کہ عجیب طرح حالات پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد جب رشی جیون آدرش کی طیاری کا نوٹس دیا گیا۔ اُس وقت بھی حالات ایسے تھے کہ پندرہ دنوں کے اندر ساری کتاب مکمل ہو سکتی تھی۔ لیکن میری اُمید کے برخلاف حالات نے پلٹا کھایا۔ اور مجھے ایسی مشکلات میں سے گذرنا پڑا کہ وہ سمے ایسی ضروری تصانیف کے لئے موزوں نہ تھا۔ اب پھر اپنی تصانیف کو مکمل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ کہ گروکل کے باقاعدہ گنگا تٹ پر چلانے کا بوجھ اپنے اوپر لینا پڑا۔ لیکن اس وقت گروکل کی عمارت کی طیاری کے علاوہ برہمچاریوں کے گوجرانوالہ سے لے جانے اور اُس کے متعلق دیگر اس قدر کام کرنے ہیں کہ اتفاقی جلسہ تک آرام سے ایک گھنٹہ بیٹھنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ پس امید نہیں کہ کتاب کا باقی حصہ اپریل کے خاتمہ سے پیشتر لکھا جا سکے گو اس وقت رشی جیون آدرش کے دو صد صفحوں کے قریب چھپ چکے ہیں اور تقریباً ایک سو صفحوں کا مصالحہ لکھا ہوا طیار ہے۔ تاہم جب تک کہ تتمہ پوری نہ لکھی جاوے۔ تب تک بقیہ چھپائی کا کام شروع ہونا مشکل ہے اسلئے بہ ماہ مئی کے آغاز میں چھپائی کا کام شروع ہو کر مشکل سے اُس ماہ کے خاتمہ تک مکمل ہو سکتا ہے۔

میں بار بار تاریخوں کے تبدیل کرنے اور وعدہ خلافیوں کی وجہ سے خود شرمندہ ہوں اور چونکہ یقیناً کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ گروکل کے چلانے میں کن کن دقتوں کا سامنا پڑیگا اور آیا مجھے تحریر کے کام کے لئے کس قدر فرصت ملے گی اسلئے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ صبح امید اور رشی جیون آدرش کی کل

پیشگی آئی ہوئی رقموں کو واپس کردوں چنانچہ کئی خریداروں کو ایسا لکھا بھی گیا ان میں سے جہاں دو تین نے وعدہ خلافیوں کے لئے مجھے شرمندہ بھی کیا وہاں کثرت سے ایسے جواب آئے جن کا منشاء یہ تھا کہ میں ایک مرتبہ پھر ان کتابوں کو مکمل کرکے شایع کرنے کی کوشش کروں۔

ان بھائیوں کی آگیا کے انوسار اب آخری پرنگیا ہے۔ کہ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء تک رشی جیون آدرش کو اگر لکھ کر ختم کر سکا۔ اور مئی میں اس کا چھپ جانا ممکن ہوا تو پیشگی قیمتیں رکھی جاویں گی۔ ورنہ سب کی قیمتیں واپس ارسال ہوں گی۔

اس عرصہ میں بھی جو جو صاحبان زیادہ انتظار نہیں کر سکتے وے بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دے دیویں تاکہ اُن کی بھیجی ہوئی پیشگی قیمت ابھی سے واپس ارسال کرنے کے لئے مینجر کو ہدایت کردوں۔

انگروکل کاریالیہ ۱۹ - فروری سنہ ۱۹۰۲ } منشی رام مالک مطبع ستیہ دہرم پرچارک

آریہ ساماجک خبریں

آریہ سماج لائل پور۔ واقعہ ۱۳ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو بروز بسنت پنچمی آریہ سماج لائل پور نے ۸ بجے صبح نگر کیرتن کیا نیز واپسی پر ہون کیا۔ اور بعد گائن ایشور استتی اور دیئے ایک مختصر وعظ کے جلسہ سماپت ہوا۔

واقعہ ۱۶ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء بروز اتوار ممبران آریہ سماج لائل پور نے مکان میں جس میں فی الحال مختصر عمارت سماج چلانے کے لئے بنائی گئی ہے پرویش کیا۔ یہ مکان مہاشئے

چھجو رام صاحب سبھاسد آریہ سماج کرنال کی اتی کرپا سے جس کا ذکر ۱۴ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء کے اخبار ستیہ دہرم پرچارک میں ہو چکا ہے سماج مذکور کو حاصل ہوا ہے۔ لالہ چھجو رام جی موصوف کے دئے ہوئے روپیہ میں سے مبلغ ۱۲۵ روپیہ ادا کئے گئے ہیں۔ اور باقی کے قابل ادائیگی ہیں۔ جو کہ جلدی ہی ادا کئے جائیں گے۔ کیونکہ کچھ روپیہ آچکا ہے اور کچھ آنے والا ہے۔ جن صاحبان نے مندر فنڈ لائل پور کے لئے اپنی گرہ اور نیز اپنے دوستوں سے روپیہ جمع کرکے بھجوایا ہے اُن میں سے لالہ جگن ناتھ جی ضلعدار - لالہ لیکھرام جی - و لالہ آریا رام جی سب اوور سیئر خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ وصولی روپیہ واسطے عمارت فنڈ آریہ مندر کے لئے کوشش ہو رہی ہے آریہ سماج لائل پور نے تقریباً مبلغ تیس ۳۰ روپیہ کی رقم جو افتتاحی جلسہ گوروکل کے لئے بھیجی ہے گوروکل فنڈ میں منتقل کردی ہے

علاوہ عہدہ داران و ممبران انترنگ سبھا آریہ سماج لائل پور سال حال کے لئے حسب ذیل ہیں لالہ بالک رام جی ٹھیکہ دار سائنگر پریذیڈنٹ موہن لعل شرما وائس پریذیڈنٹ۔ بابو گنپت رائے جی کلرک سکرٹری جنتا رام جی عرضی نویس تحصیل اسسٹنٹ سکرٹری۔ لالہ وزیر چند - لالہ پریتم داس - لالہ لابھی داس لالہ بابو رام - لالہ مول چند تقسیم ضلعدار لالہ بہاری لعل جی ممبران انترنگ سبھا۔

حالات آریہ سماج شاہ پور۔ سال حال کے واسطے اصحاب ذیل انترنگ سبھا کے ممبر و عہدہ دار منتخب ہوئے:

بابو دیوی سہائے پردھان۔ ماسٹر باجو رام صاحب اپ پردھان۔ منشی کالکا پرشاد منتری بابو چھنی مل اپ منتری - لالہ موک رام پستکادھیکش

لالہ لاڈلی پرشاد کوشادھیکش۔ لالہ شنکر داس وکیل۔ لالہ لدھا رام صاحب اندر۔ لالہ پنج جان سب اوورسیئر

بتاریخ ۳۰ - جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سوامی آتما نند صاحب و لالہ ستوالا سہائے صاحب پردہان آریہ سماج بھون تشریف لائے اور بتاریخ ۳۱ - جنوری سوامی صاحب نے ویدوں کے الہامی ہونے پر اتی منوہر ودلیل ویاکھیان دیا جس سے حاضرین کے دل میں ویدوں کی بڑی عظمت پیدا ہوئی۔

یکم فروری بروز اتوار ہفتہ وار جلسہ میں سوامی آتما نند نے پرارتھنا کرائی تت پشچات ایک بھجن کے بعد لالہ لدھا رام نے اپنشدوں کی کتھا کی۔ اس کے بعد لالہ ستوالا سہائے نے شانتی پر ویاکھیان دیا ازاں بعد لالہ صاحب نے آریہ سماج مندر بھون کے واسطے مدد کی اپیل کی۔ حاضرین سماج نے ۸۶ روپیہ فراہم کرکے اُن کی بھینٹ کئے۔ اور لالہ صاحب نے بھون آریہ سماج کی طرف سے مختلف سماجک کاموں کے واسطے حسب ذیل دان دیا۔

وید پرچار ۱ روپیہ - یتیم خانہ فیروز پور ۱ - یتیم خانہ بریلی ۱ - کنیا مہاودیالہ جلندھر ۱ - کنیا پاٹھشالہ جلندھر ۱ - پنڈت لیکھرام میموریل فنڈ ۱ - گوروکل ۱ - مہا سبھا اور آرتی کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

۹ - فروری اتوار کو بھجنوں کے بعد سوامی آتما نند جی نے پرارتھنا کرائی۔ اور لالہ لدھا رام نے اپنشدوں کی کتھا کی۔ پھر ایک بھجن کے بعد سوامی جی نے دہرم پر بڑا پوتر ویاکھیان دیا جسکو سب نے سراہا اس کے بعد حاضرین نے سندھیا اچارن کی۔ اور بابو دیوی سہائے صاحب نے ستیہ دہرم پرچارک اور آریہ گزٹ میں سے مضامین سنائے جلسہ بعد آرتی برخاست ہوا۔

۱۳ - جنوری کو بہ تقریب بسنت مندر آریہ سماج میں خاص چندہ سے بڑی مقدار میں ہون کیا گیا اور بعد تقسیم پرشاد و آرتی جلسہ برخاست ہوا

اور ۳۰ بالا یتیم خانہ فیروز پور منتری صاحب
یتیم خانہ کی سیوا میں بہیجے گئے۔ فہرست معرفت
منتری صاحب آپ کی سیوا میں نا براشاعت
بہیجی جاویگی۔

۱۶ - ماہ فروری کو سپتاہک جلسہ میں سوامی
آتمانند جی نے پرارتہنا کرائی۔ لالہ لدہارام نے
اُپنشدوں کی کتہا کی۔ پہر سوامی جی نے
اتفاق پر ویاکہیان دیا۔ آپ کے لیکچر بڑے
دلکش اور موثر ہوتے ہیں۔ ان کے بعد
حاضرین نے سُورسہت سندہیا پڑہی۔ لالہ نندلعل
صاحب وکیل نے ستیہ دہرم میں سے گروکل
کے انتظامی جلسہ والا مضمون پڑہ کر سنایا۔

پنڈت شمبہودت وکل اُپدیشک و دیوی رام
راگی آریہ سماج کرنال نے موضع گگینہ تحصیل
کرنال میں ۶ سے ۱۷ جنوری تک پرچار کیا
ستری و پرشوں کی حاضری روزمرہ پانسو سے
ایک ہزار تک ہوتی رہی۔ لوگوں نے اُپدیشوں
سے بڑا پریم ظاہر کیا۔ ۸ - جنوری کو یہاں نیا
آریہ سماج قائم ہوا۔ جس کے عہدہ داران
حسب ذیل قرار پائے۔

چودہری نانک چند اعلے نمبردار پردہان
چودہری سنگت رام اپ پردہان - چودہری
جگناتہ منتری - چودہری نتہورام کوشادہیکش
اس وقت تک ۲۰ ممبر اور ۵ روپیہ ماہوار
چندہ ہو چکا ہے۔ اور ایک ودوان سادہو
سرد یانند نامی جو یہاں کچھ عرصہ پہلے سے
مقیم تہا۔ اب سماجک خیالات کا ہو کر یہاں کے
سماج کا کہمبہ ہو گیا ہے۔ ستیارتہ
پرکاش۔ سنسکار ودہی وغیرہ پستکیں
اور ستیہ دہرم پرچارک اخبار ہی خریدے
گئے ہیں۔ تقریباً تمام گانوں کے خیالات
آریہ سماج کے حق میں ہو گئے ہیں۔ آشا
ہے کہ ایک مہینہ میں سو کے قریب ممبر ہو جاوینگے۔

ہریانہ ضلع ہوشیارپور میں ماسٹر کاشی رام کے پُتر
کا نام کرن سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ پرتی بہوجن
کیا گیا۔ اور اس موقعہ پر حسب ذیل دان ہوا۔
پنڈت صاحب ۸ر - آریہ سماج ہوشیارپور ۸ر -
کنیا اناتہہ جلندہر ۱۲ر

آریہ سماج پونڈری ضلع کرنال کو ایک اودہیاپکا کی
ضرورت ہے۔ وہاں ایک پاٹہشالا ہے۔ جس میں
پچیس کنیائیں پڑہتی ہیں۔ تنخواہ آٹھ روپیہ ماہوار تک ہوگی

منتری آریہ سماج تحریر فرماتے ہیں کہ بجنور میں
کوئی بھجن منڈلی نہیں ہے۔ اور نہ ہی پربین سنگھ جی
اور باسدیو جی کا ان کو کچھ پتہ ہے۔ اس کے
متعلق کوئی مہاشہ ان کو بہتر نہ لکہا کریں۔

۲۱ - جنوری کو آریہ سماج خیرپور کے اُپ
پردہان کے گہر مون ہوا۔ مبلغ سات روپیہ اس
موقعہ پر گروکل کو دان دئے گئے۔

پنڈت ہر نام سنگہہ جی نے ۲ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء
کو بیانوالی میں آریہ سماج قائم کیا۔ اودہکاریان
حسب ذیل ہوئے:۔
لالہ گوپی رام جی پردہان - لالہ منوہر لعل جی کمیل
اپ پردہان - بہگت موتی رام جی منتری - لالہ
بودہ راج نقلنویس اُپ منتری - لالہ لال چند جی
کوشادہیکش - لالہ دونی چند جی پُستکادہیکش
و نیز دیگر بہت سے ممبران ہو گئے ہیں پرماتما
ان کو بل دیں۔

آریہ سماج نجیب آباد کا سالانہ جلسہ بجائے
۸ و ۹ و ۱۰ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے ۱۸ و ۱۹ و ۲۰
اپریل ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ آریہ گن اس وقت درشن دیویں

مہاشہ امراؤ سنگہ منتری آریہ سماج بہیلی بہیت
لکہتے ہیں کہ منشی ہنونت سہائے کی دختر نیک اختر
کا بیاہ ویدک ریتی سے ۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء
کو بابو بنواری لعل صاحب کائیتہہ کے ساتہ ہوا
طرفین کو اگرچہ اپنے رشتہ داروں کی طرف سے
سخت رکاوٹیں پیش آئیں۔ مگر ایشور کی
کرپا سے کام نرو گہن سماپت ہوا۔ اور اس
موقعہ پر ۳۵ دان ہوا۔

خیرپور آریہ سماج نے ایک مسلمان کو جو کہ
ریاست بہاولپور میں مسلمان ہو گیا تہا باوا
اتم داس جی کی سہائتا سے شدہ کر لیا۔

روپڑ آریہ سماج کے ممبران نے ۲۱ فروری
کو تمام شہر میں پہر ایک بڑا بہاری مون کیا
پنڈت رام رتن جی نے مختلف موقعوں پر ستری
پرشوں کو اُپدیش کیا۔

آریہ سماج متہرا کا سالانہ جلسہ ۲۸ و ۲۹
و ۳۰ مارچ کو ہوگا۔

جلالپور جٹاں ینگ منز آریہ سماج کا سالانہ
جلسہ ۲۳ و ۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ اور
نگر کیرتن ۲۲ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو۔ آریہ بہائی
تشریف لا کر جلسہ کو رونق بخشیں۔

لائلپور میں پنڈت نندلعل صاحب نے دو روز
تک ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

آریہ سماج مصطفےٰ آباد کا وارشک اُتسب
۱۶ - ۱۷ و ۱۸ - اپریل ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ منتری
مہاشئے آریہ پرشوں کو نمنترن دیتے ہیں۔

رامنگر آریہ سماج کے سپتاہک جلسے
آنند پورک ہوتے ہیں۔ وہاں کے سکول
کے ہیڈ ماسٹر مہاشئے لچہمن داس صاحب بجنہ ملہی
کو لے کر لائل پور سانگلہ کی طرف پرچار کی
غرض سے بہرمن کر رہے ہیں۔ اس سماج
کا انتخاب حسب ذیل ہوا:۔
لالہ شوناتہ رائے پردہان - لالہ میا داس منتری
لالہ گیان چند خزانچی - پنڈت نندلعل پستکادہیکش

مہاشہ بیلی رام اپ منتری آریہ سماج سنگرور
تحریر فرماتے ہیں کہ لالہ گنڈا رام جی کے پُتر کا نام کرن
سنسکار ویدک ریت ہوا۔ سماجک پرشوں کو پریتی بہوجن
دیا گیا۔ اور ایک روپیہ سماج کو دان میں ملا

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

قصبہ کنجپورہ میں ان جعلی شادی فنڈ

اور

اُن کا عملی نتیجہ

[…]ورداسپور اور جالندہر کے شادی فنڈ کے ڈایرکٹرا[ن]
[…]ن کو لوٹ کرانی بد اعمالیوں کی جو سزا پا چکے ہیں
[…] سے تو سب لوگ واقف ہو چکے ہیں۔ اب کنجپورہ
[…] شادی فنڈوں کی حقیقت ہی سن لیجئے۔ جو اس
[…]ہرے کہ ضلع کرنال میں ایک چھوٹا سا قصبہ
[کن]جپورہ ہے۔ جس کی آبادی تین چار ہزار کے
[قری]ب ہے۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں یہاں کے مسلمانوں
[…]ہ اُمنگ پیدا ہوئی کہ گہر بیٹھے بٹہائے بلا
[محن]ت ومشقت روپیہ کمانے کا کچھ ڈہنگ
[…]ا جاوے۔ چنانچہ اُنہوں نے کئی کمپنیاں
[قا]یم کیں۔ جنہوں نے حسب ذیل شادی فنڈ
[قا]یم کرکے بذریعہ اشتہارات۔ اخبارات۔ ماہواری
[…]رکلرات وغیرہ شور برپا کر دیا (۱) انجمن
[…]یض عام (۲)، انجمن چشمہ فیض (۳)، انجمن
[…]ر خواہ عالم (۴)، انجمن راحت فنڈ (۵)،
[ا]نجمن مفید عام (۶)، انجمن معاون ہند
[(۷)]، انجمن رفاہ ہند (۸)، انجمن کرزن انڈین
[…]یف فنڈ (۸)، انجمن ہمدرد عالم۔
[ا]ن جملہ انجمنوں کا یہ مدعا بیان کیا گیا تہا کہ
[ہ]ر ایک ممبر کو بموقعہ شادی۔ مکلاوہ۔ ختنہ
[…]یرادین۔ وفات والدین۔ آتشزدگی مکان
[ت]ربیت اولاد۔ خرچ کتب۔ تولد فرزند۔

اور دیگر تمام ضروریات کے موقعوں پر جو دنیا میں پیدا ہونی ممکن ہو سکتی ہیں بذریعہ فراہمی چندہ امداد یا تمبول دیا جاوے۔ جس طرح کہ بڑے بڑے مندروں کے آگے پوجاری بیشمار قسم کی مورتیاں مندروں میں بدیں غرض رکھہ لیا کرتے ہیں کہ خواہ کسی مورتی کا اُپاسک آجاوے بغیر بہینٹ چڑہائے ہرگز نہ جانے پاوے۔ اسی طرح ان جملہ انجمنوں کا یہہ خاص مدعا تہا کہ اُن کی بات میں ہر ایک شخص کسی نہ کسی ضرورت والا ضرور پہنس جاوے بیچارے ہندوستانیوں نے جو آلس اور مفت خوری کی امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ اپنی کسی نہ کسی ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے بلا محنت ومشقت گہر بیٹھے بٹہائے پانچ روپیہ دیکر پانسو روپیہ کمانے کی امیدوں پر ان فنڈوں کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور ہزارہا مرد عورت بچے حتے کہ صدہا بیوہ عورتیں اور دور دراز کے فوجوں کے ہزارہا سپاہی بہی ان فنڈوں کے ممبر ہو گئے۔ ان جملہ انجمنوں کے آنرری ڈایرکٹر بہت مسلمان تہے کوئی اُن میں پنشن یاب چٹھی رساں تہا۔ کوئی ریٹائرڈ جمعدار۔ کوئی چوکیدار وغیرہ وغیرہ مگر انجمنوں کی وقعت بڑہانے کے لئے ہر ایک ڈایرکٹر نے اپنے اپنے نام کے ساتہہ خان بہادر نواب۔ رئیس۔ مولوی۔ پیرجی۔ جناب وغیرہ لقب ایزاد کر لئے تہے۔ نہ صرف یہی بلکہ بیچارے ہندوؤں کو بہی جال میں پہنسانے کے لئے چند معمولی آٹا و نمک فروش ہندو دوکانداروں اور بیکار لڑکوں کو اپنی انجمنوں کے ڈایرکٹروں کی فہرست میں برائے نام وفرضی طور پر درج کرکے اُن کے نام کے ساتہہ بہی رلے صاحب۔ رائے بہادر سیٹھہ۔ ساہوکار وغیرہ لقب ایزاد کرکے اپنے مدعا کو پورا کیا گیا۔ پہر کیا تہا چاروں طرف سے روپیہ آنا شروع ہوا۔ تمام ڈایرکٹر جامے میں

پہولے نہ سماتے تہے۔ اور عیش وعشرت کے سامان مہیا کرنے لگے۔ کسی نے بگہی خریدی۔ کسی نے گہر سے دفتر تک (جو صرف پچاس قدم کے فاصلہ پر تہا) جانے کے لئے گہوڑہ بنوائی۔ کسی نے اراضی خریدی۔ کسی نے بیٹہک بنوا کر جہاڑ فانوس اور قیمتی اسباب سے مرصع کر ناچ رنگ شروع کرائے کسی نے دور دور سے قیمتی اور زری دوز پوشاکیں اپنے اپنے لئے تیار کرا کر منگائیں۔ کسی نے انگریزی سوٹ بنوایا اور کسی نے اچکن۔ غرضیکہ ہر ایک نے اپنے اپنے دل کی ہوس نکالی۔ اس دو ڈہائی سال کے عرصہ میں کسی غیر شخص کو امداد نہیں دی گئی بلکہ جن پانچ سات اشخاص کو امداد دی گئی وہ ڈایرکٹران میں سے کسی نہ کسی کے بہائی بہتیجے۔ یا خالہ کے بیٹے وغیرہ رشتہ دار ہی تہے جس طرح کاغذکی ناؤ ہمیشہ نہیں چل سکتی۔ اسیطرح جلدی سے ان انجمنوں کے پاپ کے گہڑے کے لبریز ہونے کا وقت ہی آگیا۔ یعنی چاروں طرف سے صاحب مجسٹریٹ ضلع کی خدمت میں شکایتیں آنی شروع ہوئیں۔ صاحب موصوف نے آخر کار تنگ آکر جملہ انجمنوں پر مقدمہ فوجداری قایم کرکے مقدمہ برائے تحقیقات رائے ٹہاکر دت صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے سپرد کر دیا۔ جنہوں نے بڑی خوبی کے ساتہہ اس مقدمہ کی کارروائی شروع کی۔ مگر چند روز بعد رائے صاحب کے تبدیل ہو جانے پر بہائی امرداس صاحب اس مقدمہ کی تحقیقات کے لئے بعہدہ خاص مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ جنہوں نے تقریباً ۶-۵ ماہ تک بڑی سنجیدگی کے ساتہہ اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کرکے ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو یہ فیصلہ دیا کہ منجملہ ۱۹ ملزمان کے دو شخصوں کو چار چار سال۔ پندرہ کو دو دو سال اور دو کو چہہ چہہ ماہ قید محنت اور بیش قرار جرمانہ سزا دی گئی۔
ان حالات کو اسلئے شایع کرانا ضروری معلوم ہوا ہے

کہ اول دور دراز شہروں میں جو اشخاص ان فنڈوں کے ممبر ہیں وہ بخوبی واقف ہو جاویں اور دوئیم جو شخص اس قسم کی مکاری سے روپیہ کمانا چاہتے ہیں یا بلا محنت و مشقت ایک دو روپیہ کے عوض سو دو سو روپیہ حاصل کرنے کی ہوس رکھتے ہیں۔ وہ اس سے سبق حاصل کریں اور آئندہ بلا اطمینان کامل کسی ایسی مکار کمپنیوں وغیرہ کے فریب میں نہ آویں

راقم

ہزاری لال ۔ از کرنال

پنڈت رودردت ایڈیٹر بھارت رتن

اور

ان کا انوکھا اپہار

ہندوستانیوں نے جہاں یوروپ والوں کی اور باتوں میں نقل کرنی سیکھی ہے۔ وہاں اشتہار بازی میں بھی کمال پیدا کر لیا ہے۔ یوروپ میں تو شاید دس بارہ فیصدی اشتہار سچ ہی نکلتے ہونگے مگر ہندوستان میں کیا مجال ایک فیصدی ہی کھرا سچ نکل آوے جس سے پبلک بخوبی اندازہ لگا چکی ہے کہ ہندوستان میں جسقدر آج کل اشتہار باز ہیں وہ تقریباً ایسے ہی ہیں۔ مگر آریہ پبلک نے ابھی تک اس امر کی بابت وہ تمام سچے ہوتے ہیں باقی دیگر اشتہاروں کے فضول ہی ہوتے ہیں اسلئے یہ سوال ابھی مشتبہ ہی تھا کہ کیا ایک بھارت رتن آریہ پبلک کے سامنے آ کر زور زور سے چیخنے لگا۔ کہ میرا آریہ ایڈیٹر پنڈت رودردت شرما دو روپیہ سالانہ میں آپ کو ایک ست ہفتہ وار ناگری اخبار دیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک وچتر اپہار یعنی یجروید بھاشیہ اور کئی دیگر ناگری پستکیں ہی ساتھ دیگا۔ جو یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے دو روپیہ ارسال کریگا اس اشتہار کو دیکھ کر کئی اشخاص نے تو اسکی سچائی پر شک کیا۔ مگر اکثر سچے آریہ پرشوں نے یہ خیال کر کے کہ اس کا ایڈیٹر آریہ ہی نہیں بلکہ ایک آریہ پرتی ندھی سبھا کا ایک معزز اپدیشک بھی رہ چکا ہے۔ اس کی سچائی پر شک کرنا تو کفر ہے۔ بلا اطمینان کامل کے چندہ بھیجنا شروع کر دیا۔ جب تک دو ڈھائی ہزار کی رقم پوری نہ ہوئی تب تک بھارت رتن کے دوسرے تیسرے بعض دفعہ چوتھے ہفتہ درشن ہوتے رہے۔ اور ساتھ ہی اپہار کی چیخوں سے آسمان بھی گونجتا رہا۔ کہ اپہار بٹنا شروع ہو گیا ہے سب خریدار ڈاک کی نہیں جاکر!) منتظر رہا کریں۔ مگر جب رقم پوری ہو گئی تو بھارت رتن صاحب بھی روپوش ہو گئے۔ اور ایڈیٹر صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اب نہ کہیں اخبار جاری ہے نہ اپہار۔ نہ چندہ کا حساب ہے نہ کسی خط کا جواب افسوس!!!۔

جب کہ آریہ پرش بھی اس طرح وشواس گھات ثابت ہونے لگے۔ تو دنیا میں وشواس پاتر کس کو خیال کیا جاوے؟ اگرچہ پانچوں انگلی یکساں نہیں ہوتیں مگر تاہم بھی آریہ پبلک کو یہ انتظام ضرور کرنا لازم ہے کہ جب کسی اخبار رسالہ یا کتاب وغیرہ کی بابت کوئی اشتہار کسی آریہ پرش کی طرف سے شائع ہو جس میں کہ پیشگی چندہ طلب کیا گیا ہو جب تک اس پر کسی آریہ آریہ پرتی ندھی سبھا۔ یا کسی پرتشٹھت سماج یا کسی پرتشٹھت و معزز آریہ پرش کی تصدیق و ذمہ واری نہ ہو تب تک اس پر ہرگز اعتبار نہ کیا جاوے اور نہ کچھ چندہ پیشگی ارسال کیا جاوے۔ ورنہ بلا اطمینان کامل ہر ایک آریہ کے اشتہار پر اعتبار کرنا ضرور ہی نقصان دہ ثابت ہوگا۔

راقم

ہزاری لال ۔ از کرنال

ایک بیوی کی سرگذشت

گذشتہ اشاعت سے آگے

دھرم داس اطلاع پانے پر حیران پریشان ہو گیا۔ بیچارا کیا کر سکتا تھا۔ دل میں کئی قسم کی تدبیریں سوچتا اور خود ہی ان کی تردید کرتا یا کسی اور فکر میں لگ جاتا ناظرین! نہیں کیا معلوم کہ اس کے دل کے کیا خیال تھے اور وہ کیوں نظر کو نیچی کر کے زمین کرید رہا تھا۔ لیکن اتنا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُسے اس ناطہ کا بڑا افسوس تھا اور وہ چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح یہ نسبت ٹوٹ جاوے لیکن وہ صاف طور پر بابو جگت پیارا کو کیوں نہیں لکھ بھیجتا۔ کہ آپ نسبت کو پختہ نہ سمجھیں۔ کیونکہ یہ بغیر میری صلاح کے کی گئی ہے۔ بہتر تو یہی ہے اگر کوئی بے وقوف لعل کو کیچڑ میں پھینک دیوے تو دانا آدمی اُس کو نکال کر جائز استعمال میں لاوے خواہ نکالتے وقت اُس کیچڑ سے کپڑے تر ہونے کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن دھرم داس پھر بھی پورانک خیالات کی گود میں پلا ہوا تھا۔ ڈرتا تھا کہ اگر میں اس معاملہ میں چون و چرا کرونگا۔ تو کل برادری میں بدنامی ہوگی۔ کیونکہ ناطہ کر کے توڑنا اہل ہنود میں بڑا معیوب گنا جاتا ہے۔ گو قبل از وقت کنیا کی انبنت ہونا اُسکے لئے گہرا گھاؤ تھا۔ اور اُسکے ساتھ ہی لڑکے اور لڑکی کی عمر کی نسبت پر جب اُسکا دھیان پڑتا تو وہ زخموں پر نمک کا کام تھا۔ لیکن دھرم داس کو پورانکوں کی یہ بیہودہ دلیل مل گئی کہ "قسمت کا لکھا کبھی نہیں مٹتا"۔ ناظرین۔ یہ ایک ایسی دلیل ہے جو کہ سست الوجود کام کاج سے جی چرانے والوں کو بڑی بھاری تسکین دیتی ہے لیکن ہمت مردانہ کے مرد اسکو اپنے پاس تک بھٹکنے نہیں دیتے۔ کامل انسانوں کا کام ہے کہ اگر ہو سکے بیٹھے اگر وہ کسی کام میں کامیابی حاصل کر لیویں۔ تو وہ بڑے فخر سے یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ

دیکھو جی ہم نے اتنا بڑا کام ہمت اور عقل سے کر لیا اور اپنی تعریف کرتے کرتے وہ تھکتے نہیں۔ لیکن جب سُستی کے باعث اُن کا کام بگڑ جاوے۔ تو ماتہا پیٹ کر یہ کہہ کر ڈہیٹھ بن رہتے ہیں۔ کہ قسمت میں ہی یہی لکہا تہا۔ اور اس کا قصوروار وہ ایشور کو گردان کر اُسے گالی گلوچ دینے پر اُتر آتے ہیں۔ لیکن ناظرین! آؤ پہلے یہ معلوم کریں کہ قسمت ہے کیا چیز؟ اگر قسمت سے مراد کرموں کے پہل سے ہے۔ تو میں ہی اُسے ماننے کو طیار ہوں لیکن اگر ماتہے کے لکھے کے کچھ اور معنے کئے جاتے ہیں۔ تو پہر انکوں کو ہی مبارک ہوں۔ اور وہ ہاتھ پاؤں کو ڈہیرا کر کے آنکھوں کو اندہا۔ زبان کو گونگا۔ اور کانوں کو بہرا کر کے بیٹھ رہیں۔ ویسیں قسمت کا لکہا اُن کے لئے دسترخوان بچھا کر اُن کے پیٹ میں پوری کچوری کے خولمچے رکہا جاتا ہے جیو آتما کو پانینی منی سوتنتر مانتا ہے۔ کیونکہ وہ صاف لکہتے ہیں کہ "کرتا سوتنترہ" اور ایسا ہی ویدک سدہانت ہے۔ کرم کرنے میں جیو خود مختار ہے ہاں جو کچھ وہ کر چکتا ہے۔ اُسکی سزا یا جزا میں چون و چرا کرنے کی اُسے ذرا گنجائش نہیں۔ دہرم داس نے اگر معصوم کنیا کی منگنی چھوٹی عمر میں کر دی ہے۔ تو اس میں وہ خود مختار تہا۔ چاہے کرتا یا نہ کرتا۔ لیکن جب اُسکی شادی کر دیگا تو اس قبل از وقت شادی کے گناہ کی پاداش میں جو اُسے ڈنڈ ملتا ہے اُسمیں اُسکا کوئی عذر نہیں سُنا جاویگا۔ اور اُسے اپنے کرم کا پہل اوشیہ ہوگنا پڑیگا۔ رائے جگت پیارا صاحب پنجاب کے مشہور عہدہ دار ہیں اُن کا خاندان سکہوں کے زمانہ میں بہی بڑا اعلے گنا جاتا تہا۔ اُن کے بزرگ شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگہ کے منظور نظر تہے۔ اور فوجی صیغہ میں اس خاندان کے چار اصحاب اعلے اعلے عہدوں پر ممتاز تہے۔ سکہوں کے زوال کے زمانہ میں خاندان ہی لوٹ کہسوٹ کے پنجہ سے نہ بچ سکا۔ اور ان کا گل دہن وہاں لوٹا گیا۔ مہاراجہ دلیپ سنگہ جب انگلستان

کو جانے لگے تو ہمارے رائے صاحب کا والد مہاراج سے داد خواہان ہوا۔ کہ حضور کے حق نمک کے ادا کرنے سے میں اس حالت کو پونچا ہوں۔ کہ میری ساری جائیداد ضبط ہو گئی۔ اور لوٹی گئی ہے۔ اب حضور انگلستان جا رہے ہیں۔ میرے بال بچوں کا کیا حال مہاراجہ صاحب نے چلتے وقت انگلش گورنمنٹ سے پرزور الفاظ میں اپنے نمک حلال ملازم کی سفارش کی جسکا یہ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُسے امرتسر کے ضلع میں دس ہزار کی جاگیر دوامی مل گئی۔ گو ہمارے رائے صاحب کا والد خود انپڑہ تہا۔ کیونکہ صیغہ فوج میں اور پہر سکہوں کے وقت علم کو کون جانتا تہا۔ لیکن تہا آدمی عقلمند اُسے کچھ خیال ہی اب ہو گیا۔ کہ سرکار انگریزی ضرور پڑہے ہوئے لوگوں کی ہی قدر کریگی۔ ہمارے رائے صاحب اسوقت پانچ سال کی عمر کے بچے ماں باپ کے لاڈلے تہے مالنس تو اُن کی معمولی روزانہ خوراک تہی۔ لیکن باپ کو دیکھ کہ شراب کو بہی ہونٹوں تک پہونچا چکے تہے پنجابی کی کہاوت ہے" داوڑیاں سوا وڑیاں جان سراں دے نال" شراب اُن کے ایسی پلے پڑی کہ اب بوتل روزانہ بغیر اُن کا گذارہ ہی نہیں۔ اور جب تک عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر ایک پاؤ چڑہا نہ جاویں۔ مقدمہ میں اُن کی طبیعت رجوع ہی نہیں ہوتی۔ فیصلہ کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہاں! ہمارے رائے صاحب کی تعلیم کے لئے ایک دیہاتی مُلا کو مقرر کیا گیا۔ جسنے اُردو فارسی میں اُنہیں اچھی مہارت کرا دی گو گتا بوں کے سمجھنے میں ابھی رائے صاحب کا درک نہیں پہونچتا تہا۔ اور مضمون نگاری میں بہی وہ ابھی طفل مکتب تہے۔ لیکن مُلاؤں کی تعلیم کا یہ بڑا بہاری وصف ہوتا ہے کہ وہ خوشخطی میں شاگردوں کو ماہر کامل کر دیتے ہیں۔ پُرانے زمانہ کے مسجدوں کے پڑہے ہوؤں کے خط اس طرح ہیں گویا موتی پرو دیئے گئے ہیں۔ لیکن موجودہ سکولوں میں آپ جائے۔ مڈل اور انٹرنس کی جماعتوں کے طلباء کے خط ایسے ہیں۔ کہ پڑہنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس مضمون میں میرا یہ کام نہیں ہے

کہ میں موجودہ طریقہ تعلیم پر بحث کروں۔ بلکہ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ہمارے رائے صاحب کا خط نہایت ہی عمدہ تہا۔ اور اُن کی ترقی میں اُن کی خوشخطی نے اُنکی بڑی مدد کی۔ رائے صاحب کی عمر بیس سال کی تہی کہ یہ پچاس روپیہ کے محرر ہوئے اور دس سال کے اندر اُنہوں نے یہ عہدہ حاصل کیا جسپر اب وہ ممتاز ہیں۔ تجربہ نے اب اُنہیں لائق منشی بنا دیا ہے اور اُنکے فیصلے وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کرم گتی عجیب طاقت رکہتی ہے اُسکے سامنے ہماری تمام چالاکیاں ہیچ ہیں۔ شاستروں کا کہنا ہے کہ کوئی کیا ہوا کرم کبہی نشٹ نہیں جاتا۔ رائے صاحب تہے امیر کے بیٹے۔ والدین کے سنسکاروں اور صحبت کے اثر سے اُنکی طبیعت فیاض واقع ہوئی تہی۔ لیکن تہے زندہ دل صاحبزادے۔ اسلئے اُنکی فیاضی کا رُخ اسطرف پہر چکا تہا جسطرف کہ ہمارے موجودہ امیر غریب رہا ہیں۔ شراب خانہ میں جا کر ہندوستانی شاہین دو چار روپیہ کو تہوک کے برابر نہیں سمجہتے۔ رنڈیوں کے ناچ میں ٹہیکریوں کی طرح روپے پہینکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی پیٹ سے بہوکا کنگال یتیم اُن کے دروازہ پر بلبلا کر مر ہی کیوں نہ جاوے۔ کیا مجال کہ اُن کے دل میں رحم ذرا ہی سر اُٹہاوے۔ ہمارے رائے صاحب کا شہرہ دور دور تک ہو چکا تہا۔ اسلئے نہیں کہ اُنہوں نے کوئی پاٹہ شالہ یا ورِدیا شالہ کہول رکہی تہی۔ غریبوں کے لئے سدا برت یا مسافروں کے لئے سرائے یا باولی بنوا رکہی تہی۔ بلکہ اسلئے کہ اُن کے ہاں بہجولیوں کے لئے شراب کی نہر جاری تہی اور اُن کے چشمہ فیض پر بیسوں رنڈیں آرام کرتی تہیں۔ اُن کی شادی پندرہ سال کی عمر میں ہو چکی تہی استری خوبصورت اور شریف خاندان کی کماری تہی۔ حیا کی پتلی خاوند کی پوری تابعدار تہی۔ لیکن رائے صاحب اکثر باہر ہی مصروف رہتے۔ اور اپنے پیارے دوستوں کے اطمینان کی خاطر پتی برتا استری سے کبہی گفتگو تک نہ کرتے بچپن کی لگاتار غلط کاریوں سے وہ جل چکا تہا جوانی کا وقت گذر گیا جسم کمزور ہوا اور اندریاں شتہل ہو گئیں۔ اب وہ خانہ داری کی طرف آخر متوجہ ہوئے لیکن اولاد کس طرح پیدا ہو۔ بہتیری منتیں مانیں۔ دیوی کو بکرے کا وعدہ دیا

ٹھاکروں کو چھتر کا لالچ دیا۔ پیروں فقیروں کی مزاروں پر چڑھاوے کا اقرار کیا۔ لیکن کچھ نہ بنا۔ آخر مجبور ہو کر پچاس برس کی عمر میں دوسری شادی کی۔ اس سے بھی کوئی امید بر آتی دکھائی نہ دی اتفاق سے انہی دنوں یہاں وہاں ایک سادھو آنکلا۔ رائیصاحب نے اسکی بڑی خاطر تواضع کی۔ سادھو نے رائیصاحب کو ایک دوائی دی جسکو پان کرنے سے رائیصاحب میں پھر از سر نو قوت مردانہ لوٹ آئی۔ اور پہلی ستری سے انکو ایک فرزند ملا جسکا نام رائیصاحب نے حسب ہدایت سادھو شوداس رکھا کیونکہ وہ سادھو شو کا بھگت تھا۔ ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ شوداس کے تولد پر کسقدر خوشی کے شادیانے بجائے گئے ہونگے۔ اور کیسی دھوم دھام کی رونق دکھائی دیتی ہوگی۔ اے تناسخ کے منکرین! بتلاؤ تو سہی۔ کہ کیوں ایک لڑکے کی پیدائش پر تو ہزارہا روپیہ خیرات غریب غربا کو ہی کیجاتی ہے۔ اور ایک کی پیدائش پر اس کی ماں کی غذا کیلئے چار پیسے بھی نہیں اگر یہ کرموں کا پھل نہیں تو اور کیا ہے۔ ناظرین!! یہ وہی شوداس پیدا ہوئے۔ جس کے نقش دہرم پیاری کی نسبت ٹھہری ہے۔

دہرم پیاری ودیالے میں اپنی دیگر بہنوں کے ساتھ ودیا لابھ میں مشغول ہے۔ ودیا کے لگن میں وہ ماتا پتا کو بالکل بھول چکی تھی۔ جب دیکھو۔ وہ یا تو کتاب پر نظر لگا کر بیٹھی ہے۔ یا اپنی استانی سے جسے وہ ماتا جی کہہ کر پکارتی ہے۔ شنکا نوارن کر رہی ہے۔ دہرم پیاری سے ہی جانی جا سکتی تھی۔ کہ کیسی ودیا پرنشار ہے۔ پھونچ سے جی چرانے والی کنیاؤں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ لیکن شوق سے ودیا لابھ کرنے والی لڑکیوں سے اسے بڑی پریتی ہے۔ غرضیکہ وہ وہ اپنے زمانہ طفولیت سے سرگرمی سے وہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش میں

لگی ہوئی ہے۔ جو کرت ستر کاروں نے اپنی انمول تصنیفوں کے اندر قلمبند کیا ہے طالب علمی کا زمانہ بلاشبہ سنہری زمانہ ہے اس زمانہ کی خوبیوں کو ورنن کرنا میری قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ میرے ناظرین جو کہ طالب علم رہ چکے ہیں (باقی آئندہ)

راقم

سندر داس نگر تھہ ازجلا پپوٹیاں

اسلام
اور
مسئلہ جہاد

آج کل اکثر محمدی لوگ مسئلہ جہاد کے پیچھے ہاتھ دھو کے لگے ہوئے ہیں۔ اور کوشش اس بات کی ہو رہی ہے۔ کہ جہاد کو قرآن سے ثابت نہ ہونے دیا جاوے۔ بلکہ سارے قرآن کا رنگ روپ کچھ اور کا اور بن رہا ہے۔ اور جہاں قرآنی آیات کو بعید از قیاس اور دور از فہم و فراست مثلاً جنات و شیطان اور محمدی حور و غلمان وغیرہ کے نقشوں سے صاف اور پاک کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں کمال سعی ہو رہی ہے کہ جس طرح ہو سکے قرآن کو گھسیٹ گھساٹ کر علوم سائنس طبعیات و منطق کی طرف لایا جاوے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کہ گورنمنٹ وقت کے مذہب کی بنیاد قرآن پر نہیں۔ ہاں اگر اورنگ زیب زمانہ اور محمود غزنوی کا وقت ہوتا تو پھر دیکھتے کہ مصلحان اسلام کو جہاد کی خاطر غیر مذاہب کے زر چھیننے اور صیقل کرنے کے لئے کس ہمت سے قرآنی آیات پیش کیجاتیں

اسلامی سلطنتوں کو چھوڑ کر اقوام افغنت میں جہاد کو ہی اسلام کی جان اور اس کی زندگی کو خیر و عافیت سے قایم اور صحیح سالم رکھنے کا ایک اعلےٰ نسخہ خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس بات کو کافی طور پر سرحد کی بدامنی اور روزمرہ کی وارداتیں ثابت کر رہی ہیں جہاں کہ ملاں لوگ ہر ایک پہاڑی افغانی قوم کے اندر بڑے زور و شور سے مسئلہ جہاد کی اشاعت کرتے چلے آئے اور اس سے بے چند طاقت ان دنوں صرف کر رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ شائقین اخبار سے مخفی نہیں ہے۔ سرحد کی افغانی قومیں تو مسئلہ جہاد اور اس کی اشاعت کو جس ایماندار سے احکام محمدی میں سے ایک مانتی چلی آئی ہیں۔ اسی طرح سے اب بھی ان کا یہی خیال ہے۔ کہ محمدی کے لئے جہاد وغزا کا کرنا عین داخل ثواب ہے۔ اور قادیان کے جدید پیغمبر صاحب بھی گورنمنٹ کو اس بات کا یقین دلا رہے ہیں کہ تمام محمدیوں اور میرزا کے درمیان جو مخالفت ہے اسکی اصلی وجہ یہی مسئلہ جہاد ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب جہاد کے برخلاف اور تمام محمدی اسکے معتقد ہیں لیکن اکثر پنجابی و ہندوستانی محمدی اپنے آپکو جہاد کے مخالف بیان کرتے ہیں۔ خیر مرزا جانیں اور ان کے بھائی محمدی جانیں۔ یہ ان کے اپنے گھر کا معاملہ ہے۔ جس کا وہ بعد بحث مباحثہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دونوں فریق قرآن کے ماننے والے ہیں۔ سوال تو صرف یہ ہے کہ اگر قرآن کے اندر وہ آیات ثابت ہو جاویں جن سے کہ جہاد کی بو آتی ہو (جو کہ ہیں اور جن کو کوئی محمدی چاٹ نہیں سکتا) تو کیا اپنے آپ کو جہاد کا مخالف بیان کرنیوالے محمدی اصحاب

سنسار کی گتی

اب لالہ ہیوؔ کی بحث بھی قابل شنید ہے

پائیونیر کے ایک نامہ نگار کائستھ سماچار کی
کسی تحریر کے جواب میں حوالہ جات مصدقہ سے یہ ثابت
کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کائستھ صاحبان
کشتری نہیں ہیں۔ جب میں لالہ ہیوؔ کے گذشتہ اڈیشن
کا خیال کرتا ہوں اور ساتھ ہی اُس روائت کو یاد
کرتا ہوں جس میں یہ مشہور ہے کہ براہمن کو نہ ملنے
پر لالہ صاحب نے حسب ذیل سنکلپ پڑھ کر عمل درآمد
کر لی تھی۔ " ایک کوزہ ویک خربوزہ و چند
قطرۂ آب شیریں برائے وشنو میدہم " تو
پائیونیر کے نامہ نگار کیساتھ اس امر میں اتفاق
کرنیکو جی چاہتا ہے۔ کہ خواہ برہمن کائستھ ہی کیوں نہ
ہوں۔ لیکن کائستھ صاحبان کو کشتریوں سے کچھ بھی واسطہ
نہیں ہو سکتا۔ کائستھ سماچار کا ایڈیٹر ایک بڑے
آزاد طبع اور بڑھے ہوئے خیالات کے بیرسٹر ہیں تاہم
میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس بحث میں کیا فائدہ سمجھتے
ہیں۔ اگر کائستھ صاحبان سچ مچ کشتری بننا چاہتے
ہیں۔ تو دیہہ رچ کے سوائے دید ول اور دید کے ہوم
کی رکٹ کرنے کی لیاقت حاصل کریں۔ ورنہ یوں تو
کشتری نہیں۔ روڑے کھتری۔ سود یہاں تک کہ
گُرجی۔ کاچھی وغیرہ سب ہی کشتری ہونے کے دعویدار
ہیں۔ اور دیش کی حالت یہ ہے کہ راجپوتانہ کے
راجپوتوں تک سے تھپڑ مار کر سرکار انگریزی کے
معمولی چپراسی تلواریں چھین لیتے ہیں۔ اسوقت
کشتری تو۔ اور براہمنتو سب کی بحث واقعی عجیب تماشا ہے

یوروپین تہذیب قمار بازی کا گھر ہے

یوروپ کی تہذیب کی اگر پڑتال کی جاوے تو اُس کی تہ کے اندر
قمار بازی ہی کام کرتی دکھائی دیگی - اشتہار دیکھو

تو عجیب نہ مانئے کہ - یوروپین راج نیتی نام کی تمام
قمار بازی ہے ہر ایک تحریک یہاں تک کہ مذہب کے
اندر بھی قمار بازی کا ہی راج ہے۔ اسوقت جب لوگ
کچھ آنکھیں کھول چکے ہیں۔ تو قمار بازی ایک گناہ
سمجھا جاتا ہے۔ اور یوروپ کے فرمانرواؤں کو
بھی اپنی سلطنتوں میں قمار بازی کو جرم قرار دینا پڑتا
ہے۔ لیکن یوروپ کے اندر ایک بھاری مقام ...
مانٹی کارلو کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں ہر کہ
صدیوں سے بڑے بڑے امیر آدمی جوا کھیلتے رہے
ہیں۔ وہ مانٹی کارلو کا پہڑ اب تک جاری ہے۔ اور
وہی فرمانروا یا وزرا جو اپنے ملکوں میں جوا
بند کرواتے اور اُسے جرم قرار دیتے ہیں۔ اس جگہ
آن کر کھلم کھلا جوا کھیلتے ہیں۔ اسی قمار بازی
کی کھجلی کو پورا کرنے کے لئے اُس مقام کو کوئی
فرمانروا نہیں سنبھالتا۔ تاکہ اخلاق کے قانون
کا اُس میں دخل نہ ہو سکے۔ جسطرح پنجاب میں جس شہر
میں ایکٹ قمار بازی جاری نہ ہو وہاں کے مکانوں میں
جوا کھیلنا جرم نہیں۔ اور اسلئے کھلاڑی لوگ ایسی
جگہوں میں جمع ہو کر جوا کھیل آتے ہیں۔ افسوس
یہ یوروپین قمار بازی کا مرض اس دیش کو بھی
برباد کر رہا ہے

وائسرائے ہند کی خاص نصیحتیں

لارڈ کرزن وائسرائے ہند اپنے آپ کو ہر فن مولا ثابت
کر رہے ہیں۔ اُن کی تقریریں ہر ایک مضمون پر مساوی
طور پر پر مذاق اور دلچسپ ہوا کرتی ہیں۔ ۱۰ فروری
سنہ ۱۹۰۲ء کو حضور وائسرائے ہند نے کلکتہ یونیورسٹی
کے جلسہ پر جو تقریر بطور چانسلر کے فرمائی اسکے دوران
میں حاضر الوقت طالب علموں کو مخاطب کر کے بعض
نہائت ہی وزن دار نصیحتیں کیں۔ لارڈ کرزن نے
جہاں ہندوستانی ملازمان سرکار کی نمک حلالی اور
محنت کشی کی تعریف کی وہاں ساتھ ہی یہ ظاہر کیا
کہ وے محض کل کی طرح بیجان کام کرنے والے ہیں

ان میں آتم بل کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اُن
کو پیچھے لگانے والا کوئی مل جاوے تو برابر کام
کرتے جائیں گے۔ لیکن خود انہیں کام کرنا پڑے
تو کسی کام کے لائق نہ رہیں گے۔ جن لوگوں نے
اپنے سودیشی بھائیوں کی حالت کو غور سے
مطالعہ کیا ہے۔ انہیں وائسرائے کی اس تقریر
کا وزن معلوم ہے۔ ہندوستانی فوج کو سرسری
نظر سے دیکھ کر ہی ہر ایک یوروپین فوجی افسر
یہ کہہ اٹھتا ہے۔ کہ اُن کے مقابلے کے سپاہی
ساری دنیا میں نہیں دکھائی دیتے۔ سرحد کابل
اور چین وغیرہ کے جنگوں میں ہندوستانی فوج نے
دکھلا دیا ہے۔ کہ گورا فوج بھی بعض بعض خاص قسم
کی مہموں میں اُن سے کہیں پیچھے رہے ہوئے ہیں
لیکن ابھی انگریز آفیسر کو سکھوں اور گورکھوں
کی پلٹنوں سے علیحدہ کر لیجئے۔ وہی بہادر سپاہی
گیدڑ بن جائیں گے! اصل بات یہ ہے۔ کہ ہندوستانیوں
کو چیتے کی طرح یہ بتلانیکی ضرورت ہے۔ کہ وے ایسے
اور ویسے بہادر ہیں۔ بیچارے انپڑھ فوجی سپاہیوں
پر ہی کیا منحصر ہے ایک صدی سے زیادہ کی انگریزی
تعلیم نے بھی یہاں کے تعلیم یافتوں۔ نیتی مانوں
اور ریفارمروں یہاں تک کہ مذہبی واعظوں تک
کے اندر آتمک بل نہیں ہونے دیا۔ غیر مذہبی سوسائٹیوں
میں سے نیشنل کانگریس بلاشبہ سبکی سرتاج
سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس کا کام بھی نرو گن
اُسیوقت تک چلا جب تلک ایک انگریز بہادر
مسٹر ہیوم کے ہاتھوں میں اس کی باگ تھی
جب سے ہیوم صاحب ولائت چلے گئے ہیں۔ تب سے
اس کانگریس کا بھی اللہ ہی بیلی ہے۔ آگے چلنا
یہاں کسی نے سیکھا ہی نہیں۔ ہندوستان کی
دیگر مذہبی سوسائٹیوں کی نسبت آریہ سماج
کا انتظام بہت ہی قابل اطمینان سمجھا جاتا ہے
لیکن یہاں بھی آگے چلنے والا کوئی نہیں دکھائی
دیتا۔ ایسے آدمی دو چار ہی مشکل سے ملیں گے

جو کٹھن وقت میں آریہ سماج کی کشتی کو صحیح سلامت کنارے پر پہونچا سکیں۔

دوسرا نقص ہندوستانی آچرنوں میں جو لارڈ کرزن نے بتلایا ہے۔ یہ ہے۔ کہ اُنہوں نے کسی کام کو بھی تکمیل پر نہیں پہونچایا اور نہ پہونچا سکیا۔ اِس نقص کو اپنے تھوڑے سے تجربہ میں میں نے بہت ہی محسوس کیا ہے۔ میری سودیشی بھائی ہر ایک کام میں ادھورے ہی رہتے ہیں۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ اُن کے اندر پورشارتھ نہیں رہا۔ جب کسی کام کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ تو پہلے بڑا زور شور رہتا ہے۔ لیکن ابھی چوتھا حصہ کام کا ہی ختم نہیں ہونے پاتا کہ اس کام سے دل اُکتا جاتا ہے۔ اور پھر طبیعت کسی نئے کام کی طرف دوڑتی ہے۔ اُس سے بھی جب تسلی نہیں ہوتی تو من تیسرے کام کے اندر کلالیں کرنے لگتا ہے۔ اُن کے آچرنوں میں استقلال کا نام نہیں۔ لارڈ کرزن نے دیگر جس قدر نقائص ہندوستانی طبیعتوں کے متعلق بیان کئے ہیں وے سب اِنہیں دونوں کے اندر آ جاتے ہیں۔ لیکن کیا لارڈ کرزن نے یہ بھی پتہ لگایا۔ کہ ہندوستانی طبیعتوں کا ایسا حال کیوں بن گیا۔ یہ کیوں آتم بل سے رہت ہیں اور اِن میں دڑھتا (استقلال) کیوں نہیں ہے؟ اب اس پرشن کا سیدھا جواب دونگا کہ برہمچریہ کا پالن کرنا ہی ہندوستانیوں کی اِس ذلّت کا باعث ہے۔ وہ برہمچریہ کیسے دھارن کیا جا سکتا ہے؟ کیا کلکتہ بمبئی مدراس اور لاہور کے کالجوں میں اس برہمچریہ کے عملی پالن کی شکشا مل سکتی ہے؟ کیا کالر اور نکٹائی لگائے ہوئے پلنگ پر سونے والے ودیارتھی برہمچاری رہ سکتے ہیں؟ جب تک بھارت نواسی موجودہ ہندوستان کو بھول کر پُرانے آریہ ورت کا نقشہ اپنے روبرو نہیں کھینچتے اور اُس نقشے کو اپنے دلوں میں کھینچ کر جب تک اپنی اولادوں کو شہروں اور قصبوں کی ہواؤں سے دور دھارمک ادھیاپکوں کے سپرد کرکے اُن کی شکشا کا پربندھ نہیں کرتے تب تک آتم بل اور دڑھتا بھارت سنتان کے اندر آنا مشکل ہے۔

کیا عیسائی مذہب کا دعوٰی صحیح ہے

عیسائی مشنری دعوٰی کرتے ہیں کہ اُن کا مذہب اُنہیں جملہ انسانوں کو بھائی سمجھنا سکھاتا ہے پولیٹیکل اور سوشیل معاملات میں تو اِس مسئلہ کا برتاؤ کہیں دیکھا نہیں جاتا۔ جس کے لئے اسقدر افسوس نہیں ہے۔ لیکن مذہبی معاملات میں بھی وہی فرق اب تک نظر نہیں آتا۔ ہمیں اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے کئی مرتبہ اس قسم کی مثالیں پیش کر چکا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جو گرجا دیسی عیسائیوں کے لئے ہے وہ یورپین گرجاؤں سے علیحدہ ہیں۔ اب ایک خاص جلسہ مشنری کی رپورٹ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اب تک ایک ہی ہندوستانی عیسائی بشپ کے درجہ تک نہیں پہونچ سکا۔ حالانکہ بیسیوں ہندوستانی پادری ایسے موجود ہیں جو ولایتی بشپوں سے بڑھکر لیاقت اور چال چلن رکھتے ہیں۔ اِس افسوسناک واقع پر تاسف کرتے ہوئے ایک مشنری نے سوال پیش کیا تھا۔ کہ کیوں نہ ہندوستان کے لئے ایک ہندوستانی بشپ مقرر کیا جاوے۔ لیکن مغرب کا مذہب اِسوقت دُنیاوی گورنمنٹوں کی پالیسی کے تابع ہو رہا ہے۔ اور اسلئے ممکن نہیں کہ وہ زمانہ جلد آوے۔ جبکہ عیسائی پادریوں میں سے یورپین اور ہندوستانی کی تمیز دور ہو جاوے۔ بوئیر جنگ کے موقعہ پر انگلستان کے پادریوں نے جو جو دلائل اِس جنگ کے حق میں کئے تھے۔ اُنہیں اخبار دیکھنے والے ناظرین اب تک نہیں بھولے ہونگے ہمارا خیال ہے کہ جب تک یوروپ کی قومیں ویدک دھرم کی شرن میں نہیں آئیں تب تک اُنمیں سے مکاری کی سپرٹ دور نہیں ہوسکتی۔

ہندوستان کیوں مفلس ہے؟

اِس سوال پر مدت سے بحث اُٹھ رہی ہے۔ کہ آیا ہندوستان بہ نسبت زمانہ سابق کے مفلس ہے یا نہیں؟۔ اِسمیں تو کسیکو بھی کلام نہیں ہے کہ بہ نسبت دیگر ممالک کے ہندوستان بہت ہی مفلس ہے۔ اور اِسمیں بھی دو رائیں نہیں ہوسکتیں کہ زمانہ سابق میں ہندوستان کی دولت اور فارغ البالی کا کوئی ملک مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ کلام ہے تو صرف اِس امر میں کہ آیا اِسوقت ہندوستان مفلس ہوتا جاتا ہے یا مفلسی کے دام سے نکل رہا ہے۔ صاحبان اینگلو انڈین کا دعوٰی یہ ہے کہ ہندوستان بہ نسبت سابق کے امیر ہو رہا ہے۔ لیکن برخلاف اسکے ہندوستان کے بڑے بڑے دیانت دار اور اعلٰے دماغ یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس ملک کا افلاس بڑھ رہا ہے۔ ۱۰ فبروری کے پایونیر میں مسٹر راپن تواری سبھا کے رُکن پادری ایلکنس صاحب کہتے ہیں کہ ہندوستان کے افلاس کا کارن گورنمنٹ کا کوئی عمل نہیں۔ بلکہ خود ہندوستانیوں کی بیجا حرکتیں ہیں۔ چنانچہ اُن کا خیال ہے کہ شراب نوشی۔ بیاہ۔ جنیو اور شرادھ وغیرہ پر بیجا اخراجات اور ۵۲ لاکھ بھیکھ منگوں کو دان دینا اس افلاس کے لئے ذمہ وار ہے۔ میں پادری صاحب کی اِس رائے سے تو متفق ہوں کہ یہ جملہ نقائص میری ہموطنوں کو تباہ کر رہے ہیں لیکن اب سے سو برس پیشتر بھی تو یہی امراض اُنکے پیچھے لگے ہوئے تھے اُسوقت کیوں وہ فارغ البال تھے اور کیوں قحط کے وقت اُنکے حملوں کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے تھے؟ یہ سوالات ہیں جنپر غور کرنا ہر ایک اینگلو انڈین کا فرض ہے۔ میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ دیدہ دانستہ ہندوستانیوں کو مفلس بنا رہی ہے لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اُن کے افلاس کے بواعث میں چند ایک ایسے بھی ہیں جن کا اُن کی ذات یا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اُن بواعث کا پتہ لگانا حکام وقت کا کام ہے۔

ہم اپنی حالت میں مست ہیں

مسٹر ابن گھوش نے مہاراجہ نوکرشن بہادر کی سوانح عمری تصنیف کر کے اُسکی ایک جلد سر جارج برڈوڈ کی نذر کی تھی۔ سر جارج گورنمنٹ کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ جواب میں اُنہوں نے ہندوستان کی زبان اور فلاسفی کی تعریف کر کے کہا کہ اپنے مطالعہ میں اول زبان انگلش کو نہ بناؤ۔ بلکہ لاطینی اور یونانی زبانوں کو سب سے پہلے اپنے مطالعہ میں لاؤ کیونکہ سنسکرت کے ساتھ انگریزی زبان کا رشتہ بتلانے والی یہی زبانیں ہیں۔ بیگانے تو ہمیں راستہ بتلا رہے ہیں۔ ہمارے بیش بہا خزانوں کو دیکھ کر ہماری عزت کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم اُن ذرائع کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوکر اپنی عزت کو خاک میں ملا رہے ہیں لیکن سچ کیا ہے؟ ہم اپنی حالت میں مست ہیں

اُپدیش

यन्न ज्योतिरजस्रं यस्मिंल्लोके स्वर्हितम्। तस्मिन् मां धेहि पवमानामृते लोके अक्षित इन्द्रायेन्दो परिस्रव ॥

جیو آتما سنسار میں جس طرف نظر ڈالتا ہے اسی طرف ناش ہی ناش کے آثار دکھائی دیتے ہیں ہر چیز ناش کو پراپت ہوتی ہوئی پرتیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی چیز کسیقدر سوکشم ہو گئی ہے۔ اور یہ نشچے ہو گیا ہے کہ کسی کا بھی بالکل ناش نہیں ہوتا تب بھی یہہ صاف ہے کہ دُنیا کی ہر چیز اپنی صورت تبدیل کر رہی ہے۔ کوئی چیز اپنی جگہ پر ستھت نہیں ہے۔ جب یہ حالت ہے۔ اور ہر ایک مادی چیز دن رات اپنی صورت بدل رہی۔ جب کسی مادی چیز کو بھی قرار نہیں تو پھر جیو آتما کی اپنی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ جسم وغیرہ یہ سب گیان اور کرم اندریاں مادی ہیں۔ اور ایک ایک منٹ میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ اور چونکہ صحبت کا اثر ایک مسلمہ امر ہے اسلئے جیو آتما اس دن رات کی تبدیلی کے چکر میں پڑا ہوا بھنور میں آئے تنکے کی طرح ڈانواں ڈول حالت میں رہتا ہے۔ یہی کارن ہے کہ اودیا دی کلیش اُسپر قابو پاکر اُسے پیڑت کر رہے ہیں۔ جس طرح باوجود مادی آنکھیں رکھنے کے بھی دن رات چکر میں پڑا ہوا انسان مادی سورج کی موجودگی میں بھی دیکھ نہیں سکتا اور اندھیرے کے اندر دبا گھٹ پھرتا ہے۔ اسی طرح پر باوجود روحانی آنکھوں کے مالک ہونے کے بھی سنسار چکر میں پھنسا ہوا جیو آتما آتمک سورج کی روشنی سے فائدہ اُٹھانے کے قابل نہیں رہتا اسی اندھکار سے اوستھا میں جیو آتما کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اِس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے!۔ سانسارک پُرشوں کی ظاہر آسودگی اور اطمینان کو دیکھ کر معمولی عقل والے انسان کو یقین نہیں آتا کہ وے اندھکار میں پھنسے ہوئے ہیں جب اُن کو ہنستے کھیلتے اور بے پروائی سے زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے۔ جب اُن میں سے ۹۵ فیصدی کو عمدہ کپڑے پہنتے ہوئے بے فکر دیکھتا ہے۔ تو شاستروں کے اقوال پر شک سا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ہر ایک انسان کے دل کے اندر گھس کر دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ روحانی اندھیرا ہی اُنہیں اپنی حالت سے ناواقف بنا رہا ہے۔ آہ! کیسا دردناک نظارہ ہے!! دُکھوں اور کلیشوں کے اندر پھنسے ہوئے روگ گرست انسان اپنے آپ کو روگی نہیں سمجھ رہے۔ جب اپنے روگ کا گیان ہی نہ ہو تو روگ کی چکتسا کون کراوے! پاپ کی بودھ ہونا مکتی مارگ کے داخلہ کی منزل ہے۔ جب کسی راستہ پر انسان داخل ہی نہ ہو تو اُس کے بچاؤ کی کب اُمید ہو سکتی ہے۔ جو لوگ بُرے کام کرتے ہوئے سنسار کو پیڑا دیتے ہوئے اطمینان کیساتھ لبِ شاش چہرے لئے بیٹھے ہیں اُن کی حالت پر افسوس کرنا چاہئے کیونکہ اُن کی یہ ظاہرا عمدہ حالت کسی دن بڑے بھاری دُکھ کے ساتھ تبدیل ہوگی۔ جو شخص روز بدبو سونگھتا رہتا ہے۔ اُسے بدبو سے نفرت نہیں رہتی اور آہستہ آہستہ وہ بدبو کی موجودگی کو محسوس نہیں کرتا۔ لیکن کیا اِس وجہ سے کہ وہ بدبو کے اثر کو اپنی حرکات سے ظاہر نہیں کرتا اُس کا جسم بدبو کی زہر کا شکار نہیں ہو رہا ہے؟۔ یہی حالت پاپ روپی بدبو میں مست جیو آتما کی ہے۔ گو پاپی پُرش سادھارن پُرشوں کی نظروں میں اطمینان اور شانتی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ تاہم اُس کے اندر ایک سخت زہریلا مادا پیدا ہو رہا ہے۔ جو ایک دن اُسے دفعتًہ دُکھ کے سمندر میں ڈبو کر بڑے زمانہ کے لئے برباد کر دیگا جن پُرشوں کو پاپ کا بودھ نہیں ہوا وے اطمینان کے ساتھ سو رہے ہیں اور سورج کی موجودگی سے بے خبر اندھیرے میں ہی ہاتھ پیر مار کر نشٹ ہو جاتے لیکن جن پُرشوں کے گیان نیتر کھل جاتے ہیں۔ وے اپنی بھیانک دشا کو دیکھ کر کانپ اُٹھتے ہیں۔ لیکن چونکہ اُن کی نگاہ آتمک سورج کی طرف ہوتی ہے۔ وے کانپتے ہوئے بھی ہمیشہ کے لئے نہیں گرتے بلکہ آتمک سورج کی طرف نگاہ رکھتے ہوئے زبان حال سے پکار اُٹھتے ہیں۔ کہ ”اے اودیا دی کلیشوں کے ناش کرنیوالے اور سب کو آنند کے دینے والے پاک پروردگار! جہاں آپکے تیج سورج کے اندر آپکا ہی تیج براجمان ہے اور جس آپ کے دھام میں کہ غیر فانی سکھ مستقل ہے۔ اُس حقیقی حیات اور غیر فانی دھام میں مجکو اعلیٰ شردھاؤں کے حصول کے لئے اپنی کرپا سے دھارن کیجئے۔ اور مجھ پر آنند اور سکھوں کی بارش کیجئے!“

پریہ پاٹھک گن! آؤ ہم سب مل کر اُسی سرل اور شردھا بھاؤ سے نکلی ہوئی رچاؤں کی پرارتھنا کے اندر شریک ہوں۔ اور اپنے گرہوں دوارا پرماتما سے سچی پرارتھنا کرتے ہوئے اُس کے شانتی دھام کے اندر ستھت ہونے کے ادھکاری بن سکیں

اوم شم

آتمک ورشیہ

آتم بل ہی اُتم بل ہے

جس شریر کی تم اتنی رکشا کرتے ہو جسکو سکھی رکھنے کے لئے تم لوک اور پرلوک دونوں بگاڑنے کے لئے طیار رہو- کیا وہ تمہاری کچھ بھی مدد کرسکتا ہے؟ کیا وہ تمہیں اُس مہان دُکھ سے چھڑا سکتا ہے جس کی نورتی کے تمہارے جیون کا مکھیہ اُدیشیہ ہونا چاہئے؟ وہ خود جڑ ہے۔ اُس کے اندر ادروہ کی طاقت نہیں۔ پھر وہ تمہیں کیا مدد دے سکتا ہے جب تک آتما نربل ہو تب تک شاریرک مہان سے مہان روگ بھی دُکھ دائی نہیں ہوتے اور نربل آتما بڑے سے بڑے شاریرک بل کی موجودگی میں بھی منشیہ کو بزدل بنا دیتا ہے۔ کمزور ہڈیوں کا پنجر رشی ورجانند۔ ۸ برسوں تک شول کی بیماری میں بھی ویدوں اور ویدانگوں کے تتو کا نروپن کرتا ہوا آخر کار سمادھی اوستھا میں پران تیاگ کرکے مکتی دھام کا راستہ لیتا ہے۔ لیکن رجی پہلوان باوجود ہاتھی کا شریر اور گینڈے کا بل رکھتے ہوئے بھی موت کے بستر پر بھیانک سے بھیانک ورشیہ دیکھتا ہوا تڑپ تڑپ کر مرتا ہے۔ نسندیہ آتم بل ہی اُتم بل ہے۔ اور اسلئے منشیہ کو آتم بل لابھ کرنے میں دن رات تت پر رہنا چاہئے۔

ایشور اُپاسنا مکھیہ ہے

لیکن آتم بل حاصل کیسے کریں یدی جڑ شریر نربل ہو تو آتما اُسے بلوان کرسکتا ہے۔ لیکن اگر یادی بناوٹ کا راجا چیتن خود کمزور ہو تو اُسے بل کون دیوے۔ اس پرشن پر دوسرا پرشن یہ ہوتا ہے۔ کہ آتما نربل کیوں ہوا؟ کیا آتما سوروپ سے نربل ہے؟۔

یدی سوروپ سے نربل ہوتا۔ یدی مل بلت اُس کا سوابھاوک گن ہوتا- تو اُسے دور کرنے کا پریشرم ہی ویرتھ ہوتا- آتما سوبھاؤ سے نربل نہیں ہے۔ پھر کیسے نربل ہو؟۔ جڑ اندھکار میئے پرکرتی کی اُپاسنا سے۔ جڑ کا علاج چیتن اور اندھکار کا علاج پرکاش ہے۔ پس مہان چیتن اور پرکاش سوروپ جگدیشور کی اُپاسنا یعنی نزدیکی سے ہی آتما بلوان ہوسکتا ہے۔ اُس کی نزدیکی کے لئے پُرشارتھ کرو۔ تاکہ اُس کی بید روشنی سے منور ہو کر اندھکار کے اوستھا دور ہو سکے۔

اس کے لئے ابھیاس کی ضرورت

لیکن ایشور اُپاسنا کیسے کریں۔ نربل جیو آتما مہان پرم آتما کے نزدیک کیونکر ہو سکے؟۔ کیا پانی پتھر کو توڑ سکتا ہے؟۔ ایک دو یا تین دنوں میں نہیں لیکن اگر پتھر پر پانی کے قطرے لگاتار پڑتے رہیں۔ تو ایک نہ ایک دن پتھر کے اندر بڑا گڑھا پڑجائیگا۔ اور کچھ برسوں تک ایسی کارروائی جاری رہنے سے ممکن ہے کہ پتھر کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ منشیہ کے اندر پرکرتی کے سنسرگ سے پاپ کے سنسکار اُسے روشنی کے دیکھنے کے قابل نہیں چھوڑتے۔ لیکن ابھیاس سے یہ کمی پوری ہوسکتی ہے۔ اور پردہ جو آتمک سورج کے درشن سے جیو آتما کو روکتا ہے۔ بالکل دور ہو کر آتما پورن بلوان ہو جاتا ہے۔

ریویو

آریہ جنتری و ڈایرکٹری بابت ۱۹۰۲ء

از جانب آریہ سماج کرنال۔ قیمت فی جلد ۴ر محصول ڈاک علاوہ۔ درخواست خریداری منتری آریہ سماج کرنال کے نام بھیجئے۔ یہ جنتری کرنال آریہ سماج کے پورشارتھی ممبر عرصہ چار سال سے نکال رہے ہیں۔ بلحاظ نفس مضامین اور ترتیب کے آریہ سماجوں اور آریہ سماجک پرشوں کے علاوہ عوام کے لئے بھی یہ جنتری بہت مفید ثابت ہوتی رہی ہے۔ اب کے سال بھی چھپائی وغیرہ عمدہ ہے۔ اور مضامین بھی حسب دستور فائدہ مند ہیں۔ صرف ایک غلطی کرنال آریہ سماج کے منتری مہاشے نے کی ہے کہ جیوتش کے مضمون بابو نہال سنگھ کی طرف سے دیتے ہوئے اپنی طرف سے کوئی نوٹ نہیں دیا اس مضمون میں بہت سی باتیں ویدک سدھانت کے برخلاف بھی ہیں۔ جن کا جواب ایک برس کے لئے ملتوی کرنا ٹھیک نہ تھا۔ میں امید کرتا ہوں گا کہ بقول پروہان کرنال آریہ سماج اس مضمون میں جو باتیں جواب طلب ہیں اُن کا جواب آئندہ سال کی جنتری میں کرنال آریہ سماج کی طرف سے نکل جاویگا۔

اخلاقی سبق حصہ اول مولفہ بھائی کرپال سنگھ بی۔ اے مقام کوئٹہ۔ قیمت فی جلد ۳ر۔ چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ۔ اس کتاب میں مولف نے بچوں کی اخلاقی تعلیم کے لئے بڑی بڑی عمدہ اور نصیحت خیز کہانیاں نظم اور نثر میں دی ہیں۔ گو بعض جگہوں میں بلحاظ فن شاعری نازک طبیعتوں پر گراں گذرنے والے الفاظ بھی ہیں۔ تاہم بھی خاص مضمون ہر ایک لطیفہ اور حکایت اپنے اندر کچھ مطلب رکھتا ہے۔ میری رائے میں بجائے اسکے کہ یہ کتاب طالب علموں کے ہاتھوں میں دی جاوے۔ اسے اُستادوں اور طالب علموں کے محافظوں کے ہاتھ میں دینا چاہئے۔ تاکہ وے اعلے نصیحتیں بچوں کے ذہن نشین کرکے اُنہیں بُرے دوستوں سے بچاسکیں۔

پاتنجل یوگ درشن کا اردو ترجمہ از

منشی طوطا رام گپت ساکھنی ضلع بلند شہر
نواسی - قیمت فی جلد ۸ر - ویاس اپنہاشیہ اور
یوج برتی کا آشرے یہہ ترجمہ کیا گیا ہے
سادہارن ترجمہ ہی ترجمہ کیا گیا ہے - جس سے
بہت جگہ باریک مسئلے عام فہم نہیں بن سکے -
چھپائی ہی بعض جگہوں میں اچھی نہیں ہے
باین ہمہ نوجوان مترجم کو یوگ وِدیا سے عملی
واقفیت کا ہی دعوے ہے - میری رائے میں
× × × × × × × × × اگر کوئی
شخص یوگ شاستر کے مول کو نہیں سمجھ سکتا -
تو اُسے بجائے ترجموں کے مطالعہ کے کسی یوگی
سے شکشا حاصل کرنی چاہئے -

الہامات مرزا جس میں مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں
اور الہاموں پر بسیط بحث کی گئی ہے - مصنفہ مولوی
ثناء اللہ صاحب امرتسری - قیمت فی جلد ۳ر محصول
فی کتاب ۱ر - مفت بانٹنے والوں کو ایک روپیہ کے
آٹھ نسخے - تین روپیہ کے پچیس اور دس روپیہ
کے ایکسو - مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس نسخہ
میں مرزا صاحب کے دعووں کی بڑی پر مذاق
طریقہ پر پڑتال کی ہے - اُن کی چار بڑی بڑی
پیشگوئیوں کو لے کر ثابت کیا ہے کہ اُن میں سے
ایک ہی پیشگوئی نہ تھی - مولوی صاحب نے ساتھ
ہی جواب ترکی بہ ترکی دیتے ہوئے مرزا غلام احمد
کو پانچسو روپیہ بطور انعام دینے کا وعدہ کیا ہے
اگر مرزا جی اس کتاب کا جواب ایسا طیار کریں - جسے
منصف مسلم الطرفین ٹھیک قرار دیوے

آتشک اور سوزاک کی ماہیت اور علاج -
از لالہ دینا ناتھ حافظ آبادی - قیمت فی جلد ۱۲
یہ کتاب دوسری بار چھپی ہے - پہلے ایڈیشن پر مولف
نے اپنا نام شائع نہیں کیا تھا - جس کی وجہ یہ بتلائی
گئی تھی - کہ جس انگریزی کتاب کا اس نسخہ میں ترجمہ
کیا گیا ہے - اُس کے مصنف نے بھی اپنا نام ظاہر کرنے
کی جرات نہیں کی تھی - اب چونکہ لالہ دینا ناتھ
نے دیکھا کہ بجائے اس کام کے لئے اُن سے نفرت
کرنے کے اُن کی کتاب کا پہلا ایڈیشن بالکل فروخت
ہو گیا - اسلئے اُنہوں نے حسب تحریک اپنے
دوستوں کے اپنا نام ظاہر کرنے میں دریغ نہیں
کیا - میں اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کا بھی ریویو
کر چکا ہوں - میری رائے میں لالہ دینا ناتھ کا
یہ خیال کہ آتشک اور سوزاک والوں سے لوگ
ہمدردی نہیں کرتے نیز اُن کا یہ خیال کہ ایسے
مریضوں کو لوگوں کی نفرت کی وجہ سے اپنے
حالات ظاہر کرنے کی جرات نہیں ہوتی بالکل
غلط ہے - لالہ دینا ناتھ نے ان امراض کے
ذکر میں جو مصنف کتاب سوشیل سائنس کی
تقلید میں لوگوں کو بلا خطرہ زنا وغیرہ کرنے کے
وسائل بتلائے ہیں وے بلحاظ ممالک یورپ
خواہ کیسے ہی ضروری ہوں اسجگہ بالکل ناموزوں
اور لوگوں طبیعتوں کو بیخوف عیاشی کی طرف رجوع
کرنے والے ہیں - مجھے افسوس ہے کہ اس کتاب کے مولف
نے یورپ اور امریکا کے موجودہ خیالات کا
مطالعہ نہیں کیا ورنہ اُنہیں معلوم ہو جاتا کہ اُن کے
گرو کے اس خیال کا کوئی آدمی یا عورت بغیر نقصان
کے جنم بھر برہمچاری نہیں رہ سکتا - آج کل اعلےٰ
سے اعلےٰ یعنی دماغ تردید کر رہے ہیں - میری رائے
میں کسی کتاب کی زیادہ اشاعت بلحاظ بھارت نواسیوں
کی موجودہ عقل و فہم کے یہہ ثابت نہیں کرتی - کہ
اُس کے اندر اچھے اصول ہی بھرے پڑے ہیں
میری رائے میں ہمدردی وغیرہ کی خول کے اندر
لپیٹ کر پیش کیا ہوا اس قسم کا زہر جلد اثر کرتا ہے
بجائے اس قسم کی کتاب لکھنے کے اگر مترجم کتاب
ہذا اس قسم کے بیماروں کے علاج میں حصہ لیتا اور
اور اُنہیں آئندہ ایسی حرکتوں سے باز رکھنے
کی کوشش کرنا اپنا دستور العمل بناتے تو بہت
مفید ثابت ہوتا -

ریڈی ریکنر یعنی جنتری حساب کمیشن جوڈیشل
وناں جوڈیشل اسٹامپ - از لالہ کرپا رام کلارک
خزانہ ضلع جھنگ - قیمت فی جلد ۲ر - اسکی خوبی
خوبی اس کے نام سے ہی ظاہر ہے -

سداچار پربودہ مصنف لالہ کرپا رام صاحب
موصوف قیمت فی جلد ۱ر - اس میں سداچار
کی مہاورن کی گئی ہے -

مخزن اسرار حصہ اول قیمت فی جلد ۲ر
حصہ دوم قیمت فی جلد ۲ر - مصنف لالہ کرپا رام
صاحب موصوف - حصہ اول میں منشیہ کے شریر
کے اجزا کا ذکر کیا گیا ہے - اور حصہ دوم میں
راج یوگ کا طریقہ ورنن کیا گیا ہے - عام اردو
دانوں کے لئے مفید کتب ہیں - ان سب کی
خریداری کی درخواستیں مصنف کے نام بھیجئے

آریہ سماجک خبریں

۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو ۸ر منشی رام
کے پتر کا منڈن سنسکار ویدوکت ہوا - اور اُس
موقعہ پر آریہ بھائیوں کو پرتی بھوجن دیا گیا یہ سنسکار
مذکور شکر گڈہ میں ہوا - اور پنڈت بالمکند صاحب
ہیڈ ماسٹر آریہ سکول نے کرایا -
یہاں سماج مذکور آریہ سماج مندر میں چاہ تعمیر کرا
رہے ہیں - پرماتما دانی کے دان کو سپھل کرے -
لالہ گوردت چند ساکن کوٹ عیسے خان کے پتر
کا نام کرن سنسکار پنڈت رامچند اس نے ویدک
ریتی سے کرایا - اُس موقع پر سب آریہ پرشوں کو پرتی
بھوجن دیا گیا - اور حسب ذیل دان ہوا :-
پنڈت صاحب ۱ر - گروکل ۱ر - وید پرچار فنڈ ۱ر
لالہ سیتا رام جی کے برادر زادہ کا نام کرن سنسکار
۲۵ جنوری کو پنڈت گنیشا رام نے کرایا - ۸ر پنڈت
جی کو اور ۱ر وید پرچار فنڈ کو دان ملا -
لالہ سیتا رام جی کے برادر زادہ کا نام کرن سنسکار

۲۵-جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت گنپت رام نے کرایا ۔ ہر پنڈت جی کو اور ایک روپیہ وید پرچار فنڈ کو دان ملا۔

آریہ سماج جلالپور جٹاں ضلع گجرات نے بسنت پنچمی کے موقع پر ایک اُتسب کیا۔ جس میں بہت ہی بارونق پرچار ہوا۔ رام نگر اور گجرات کی بھجن منڈلیوں نے آنند کیا۔ اور ماسٹر وینا ناتھ صاحب کے لیکچر ہوئے۔ منتری مہاشے گن اور لالہ لدھا شاہ صاحب باہری پریذیڈنٹ بھراتری سکول کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے آریہ پرشوں کی درخواست پر سارے سکول میں تعطیل کر دی۔

پنڈت ہیمراج جی اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے پچھلے دنوں کھیم کرن میں ویدک دہرم کا پرچار کیا۔ پنڈت صاحب بڑے اچھے وید بھی ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ روگیوں کو اوشدھی بھی دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ کھیم کرن میں لالہ میلا رام کے پتر کی آنکھوں کا علاج کیا۔ اُنہوں نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ وید پرچار فنڈ کو دان دئے۔ اس کے بعد ۱۰- سے ۱۴- فروری تک قصور میں ویدک دہرم کا پرچار کیا وہاں بھی دو آدمیوں کے نیتروں کی سفیدی کا علاج کیا۔ جنہوں نے راضی ہونے پر مبلغ صہ اور صہ روپیہ وید پرچار فنڈ کو دینے کی پرتگیا کی۔ تت پشچات موگہ اور فیروزپور میں پرچار کیا۔ جہاں پنڈت صاحب پہونچتے ہیں۔ اُن سے دونوں لابھ یعنی شاریرک اور آتمک سب پرشوں کو ہوتے ہیں۔

پنڈت رشی رام پرچارک نے ۱۰- فروری سے ۱۸- فروری سنہ ۱۹۰۲ء تک گجرات اور کوٹ رُدّو ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

آریہ سماج کرور ضلع میانوالی کا انتخاب حسب ذیل ہوا:-

لالہ گنگا رام جی پردہان- لالہ دہرم چند جی اُپ پردہان- لالہ موہن لعل کھنہ منتری- لالہ جسونت رائے اُپ منتری- لالہ جیون لال خزانچی- لالہ بسکا رام پستک ادہیکش- لالہ خوشی رام و بابو ہری موہن و رائے گنپت رام واسی جی ممبران انترنگ سبھا

مقام ڈیوٹہ ضلع بلند شہر میں مہاشے لال مصری کے پتر کا کرن بیدہ سنسکار ہوا جس میں دو اڑہائی سو کے قریب ستری پرش شامل ہوئے۔ آریہ پرشوں کو پرتی بھوجن بھی دیا گیا۔ اور مبلغ ۶ مختلف فنڈوں میں دان ہوئے۔ گرد کل سکندرآباد ۸ ہ آریہ سماج سکندرآباد عا- کنیا مہاودیالیہ ۸ ہ یتیم خانہ عہ ۸- دکشنا پنڈت صاحبان ۸ ہ

آریہ سماج خان گڈھ ضلع مظفر گڈھ کا سالانہ جلسہ ۱۷ و ۱۹- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔

خلی پور ضلع مظفر گڈھ کا آریہ سماج اپنا کام آنند پوروک کر رہا ہے۔ اور سوامی پرمانند جی کے لیکچروں سے لوگ بہت مستفید ہوتے ہیں۔

آریہ سماج خانقاہ ڈوگران کے سپتاہک جلسے خوب اچھی طرح سے ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ ستیارتھ پرکاش سے کتھا ہوتی ہے- لابھہ بہت ہوتا ہے۔

موگہ ضلع فیروزپور میں بنگ مینز آریہ سماج قایم ہو گیا۔ وہاں کے منتری لالہ آتما رام بدیارتھی ہیں- پرماتما ان ممبران کو اُتساہ اور بل پردان کرے۔

آریہ سماج چھاونی چکراتہ ضلع دہرہ دون آج کل اپنا کام خوب زور شور سے کر رہا ہے۔ عنقریب سماج مندر بننے کی امید ہے سماج مندر کے واسطے جگہ خرید لی ہے۔ وہاں کے پورشارتھی بہائیوں سے امید ہے۔ کہ وہ جلدی کوشش کر کے اُس کو تعمیر کریں گے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا سے وہاں کے منتری مہاشے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اُپدیشک صاحبان کو ضرور اس طرف بھیجتے رہا کریں۔

میراں پور ضلع مظفر نگر میں پورانک پنڈتوں نے ایک ودہوا وواہ کرایا۔ جس میں گنیش پوجن وغیرہ سب رسومات ادا کیں۔ یہ وواہ لڑکی کی سسرال والوں کی رضامندی سے ہوا۔

فرید آباد میں پنڈت بھوجدت جی کی اُپدیش سے آریہ سماج قایم ہو گیا۔ اور اُس کے ادہکاری حسب ذیل ہیں۔

بابو سری کرشن داس گورنمنٹ پنشنر پردہان- لالہ گنپتی لعل ہیڈ ماسٹر اُپ پردہان- بابو رام لکشمن سب پوسٹ ماسٹر منتری- لالہ جگت کشور اُپ منتری لالہ سکھدیو پرشاد گورنمنٹ پنشنر پستک ادہیکش- پنڈت جی دیال سنگھ کوشا دہیکش- لالہ رُلدو لال گورنمنٹ پنشنر- پنڈت درگا پرشاد- لالہ گردہر سنگھ پٹواری لالہ نت کشور پرتشٹت ممبران- سماج کے ممبران ایشور کی کرپا سے بہت اچھے ہیں- پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ یہ سماج اپنے اُدیش پورن کرنے میں کامیاب ہو- وہاں سات پرشوں کا یگیوپویت سنسکار ہوا۔

پشاور آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۲۳ و ۲۴- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا- اور نگر کیرتن ۲۲- مارچ کی صبح کو- ماسٹر آتما رام جی- پنڈت دولت رام جی- پنڈت پورنانند جی- اور چودہری پربین سنگھ جی شریک جلسہ ہوں گے- لالہ روشن لال جی- اور پنڈت رام بھجدت جی سب کی پرارتھنا ہے کہ درشن دیں

منشی منگل سین صاحب منتری آریہ سماج بدایوں اس گرد و نواح میں بڑے زور سے ویدک دہرم کا پرچار کر رہے ہیں- اُن کی دہرم پتنی کی کوشش سے وہاں ایک ستری سماج بھی قایم ہو گیا ہے- پرماتما اُن کو ادہک بل پردان کریں-

منشی بندرابن منتری آریہ سماج کاشی پور کے پتر کا منڈن تتھا کرن بیدہ سنسکار ویدکت ہوا

گورداسپور میں ۱۳- فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک بڑا ہون یگیہ ہوا

آریہ سماج راولپنڈی کے سپتاہک جلسوں میں پنڈت ستیارام جی مہابھارت کی کتھا کیا کرتے ہیں اور جو وہاں چندہ وغیرہ وہاں سے گروکل کے افتتاحی جلسہ کے واسطے روانہ کیا گیا تھا۔ اُسکو اُنہوں نے گروکل فنڈ میں تبدیل کر دیا ہے۔

۱۳۔ ۱ ۵ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو بسنت کے دن آریہ سماج کی طرف سے ہون ہوا۔ ٹریکٹ فروخت ہوئے۔ اور کئی مہاشیوں کی مختلف تقریریں ہوئیں

سیالکوٹ میں ایک عیسائی لڑکا بعمر بارہ سال مجمع عام میں شدھ کیا گیا۔

پٹھانکوٹ میں ایک کنیا پاٹھشالا جاری ہوئی ہے۔ جس میں مہاشئے نہال چندجی کی دہرم پتنی بلا تنخواہ پڑھاتی ہیں۔ پاٹھشالا میں آریہ سماج کو و دیگر تمام ہندوؤں کی امداد ملی ہے۔

۹ فروری کو میانوالی میں آریہ سماج قایم ہوگیا ہے۔

مہاشئے لچھمن داس جی رام نگر نواسی لکھتے ہیں آریہ سماج رام نگر کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۸۔ ۲۹۔ و ۳۰۔ مارچ کو ہوگا۔ آریہ بھائی اور اُپدیشک مہاتما تشریف آوری سے کرتارتھ فرماویں۔

(۲) ۹۔ فروری کو بندہ نے اکال گڈہ میں مع بھجن منڈلی و ماسٹر دینا ناتھ صاحب کے اکال گڈہ میں نگر کیرتن کرایا۔ اور لیکچروں دوارا سیکڑوں پرشوں کے کان میں ویدک دہرم کی مہان ورشا کی سردار فتح سنگھ صاحب تھانیدار نے اپنے ہاں پتر کے اُتپن ہونے کی خوشی میں ایک روپیہ دان دیا۔

(۳) ۱۲۔ فروری کو ماسٹر دینا ناتھ صاحب کو بھجن منڈلی کے ہمراہ جلالپور جٹان بھیجا گیا۔ وہاں سے خاص آدمی بسنت پر پرچار کرانے کے لئے لینے آیا تھا اُس جگہ بھجن منڈلی کے پہونچ جانے سے بہت آنند ہوا۔ اور دور دور شور سے پرچار ہوا۔ ایک ستری نے ایک روپیہ اور مٹہائی کا تہال اور ایک اور نے عمر دان دیا۔ اس کے علاوہ وہاں سماج کی امداد میں چندہ ہوا۔

(۴) واپسی پر بھجن منڈلی نے شوکی میں نگر کیرتن کیا

(۵) ۱۲ و ۱۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو رام نگر سنگھ سبہا کا سالانہ جلسہ ہوا۔ شروع میں ویدک دہرم ورودھ کچھ کہنے کا ایک دو صاحبان کا خیال تہا۔ مباحثہ کے لئے چیلنج دیا گیا۔ مگر خالصہ بھائیوں نے تنگیٔ وقت کا بہانہ کرکے ٹال دیا۔ آخر چند سنگھ بھائیوں نے تجویز کی کہ اگر آریہ سماج یا کسی کے برخلاف کہا جاوے تو پرشنوتر کا وقت دینا ہوگا۔ اسلیئے برخلاف نہ کہا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ اس جلسہ کا اثر سماج کے لیئے اچہا ہوا

(۶) اکال گڈھ کی سنگہ سبہا کے جلسہ پر بھجن منڈلی کو دعوت ہوئی اور وہاں ہی پرچار ہوا

آریہ سماج بٹالہ کے عہدہ داران کا انتخاب سال حال کے لئے حسب ذیل ہوا ہے:۔ رائے صاحب لٹہے شب سنگھ بھنڈاری پریذیڈنٹ لالہ لبھورام صاحب مختار سکرٹری۔ ماسٹر ہری گوپال صاحب اسسٹنٹ سکرٹری۔ مہاشہ راماننجی کوشادہیکش۔ اور موہن لال پستکادہیکش اور سماج کی حالت روز بروز ہمارے لایق پریذیڈنٹ کی دلی توجہ سے ترقی کر رہی ہے

تصحیح۔ اخبار ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۱۱۔ پہاگن سمت ۵ صفحہ ۹ کالم ۳ محلانوالہ کے انتخاب عہدہ داران میں بجائے ہردت سنگھ اُپ پردہان کے پرتاپ سنگھ اُپ پردہان غلطی سے شائع ہوا ہے

بینگ مینز آریہ سماج جلالپور جٹان کا سالانہ جلسہ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ سجن جن تشریف لاکر جلسہ کو رونق بخشیں۔ اور نگر کیرتن ۲۲۔ مارچ کو ہوگا۔

منتری مہاشئے قادیان ضلع گورداسپور لکھتے ہیں (۱) قادیان آریہ سماج میں شریمان مہاشئے پنڈت سوم راج جی دو مہینہ تک اُپنشدوں کی کتہا کرتے رہے اور سماپتی پر سماج کی طرف سے ہون کیا گیا۔ آریہ سماج پنڈت جی کے اس اُتساہ اور دہرم بہاو کا از حد ممنون ہے۔ کیونکہ پنڈت جی کی کتہا کا طریقہ عجیب تہا جس سے اُنہوں نے برہم ودیا جیسی مشکل ودیا کو پبلک کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا بدیں وجہ کہ پنڈت جی سماجک سدہانتوں کے عالم اور نہایت اتینت پریم رکھتے ہیں (۲) شریمان مہاشئے پنڈت پورنانند جی اُپدیشک مورخہ ۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو بوقت ایک بجے تشریف آور ہوئے اور اُسی دن شام کو ۴ بجے بازار میں ایک منوہر ویاکہیان دیا۔ پنڈت جی ۲۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء تک قادیان میں براجمان رہے۔ اور اپنے منوہر ویاکہیانوں سے نگر نواسیوں کو بہت ہی لابھ پہونچایا۔ پبلک پنڈت جی کے لیکچروں کی ابھلاشا چونکہ بہت ظاہر کرتی ہے اسلیئے پنڈت جی سوائے لیکچر کے رات کو کتہا ہی کیا کرتے تہے۔ ایک دن پنڈت جی و پنڈت سوم راج جی اور چار ممبران آریہ سماج قادیان طفل وال میں جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اُپدیش کے لئے گئے۔ وہاں بابو رام جی طفل وال نواسی نے جو کہ قادیان آریہ سماج کے سبھاسد ہیں لیکچر کا انتظام کرایا۔ حاضری اچھی تہی۔ پہلے پنڈت پورنانند جی نے اور بعد میں پنڈت سوم راج جی نے لیکچر دیا جس کا بہت ہی عمدہ پڑا اگر پنڈت جی چند روز اور ٹہرتے تو امید تہی کہ قادیان اور دیگر نزدیک کے گاؤں میں پرچار سے بہت ہی فایدہ ہوتا۔ مگر افسوس کہ پنڈت جی ٹھہر نہ سکے اور ۲۵ فروری کی صبح کو سری گوبندپور کو روانہ ہوگئے۔ قادیان میں لیکچر اور کتہا پر حاضری امید سے بڑھ کر ہوتی رہی اور اثر بہت ہی عمدہ رہا نتیجہ یہ کہ پنڈت جی کے بعد لوگ بدستور وقت پر آئے اور سُن کر افسوس کیا۔ اب اگر شریمان مہاشئے وزیر چند یا مہاشئے آتمارام جی یا مہاشئے یوگندرپال جی درشن دیں تو سماج کو بہت ہی فایدہ پہونچے۔ شریمتی آریہ پرتی ندہی سبہا ضرور ان مہاشیوں میں سے کسیکو قادیان بھیج کر سماج کو کرتارتھ کرے

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

مہاشئے گوپال امرت سری۔ آپ کا لیکھ بہت درست ہے۔ چھپنے کی چنداں ضرورت نہیں آریہ سماج بڑے زور کے ساتھ اہنسا کا پرچار کرتا ہے۔ اُس میں ہی آپ کی سب باتیں آجاتی ہیں

ماسٹر ٹھکورام مدرس مدرسہ ہمیر پور ضلع کانگڑہ۔ ویدوں میں جیؤوں کے بلی کی کہیں آگیا نہیں ہے۔ بلکہ ہنسا کی مخالفت ہے۔ بہت سے وید منتر ہیں جس میں گائے۔ گھوڑے بیل۔ بکری وغیرہ پشوؤں کی رکشا کرنے اور اُن کو نہ مارنے کی بابت ہدایت درج ہے۔

پرشن از مہاشئے رلا رام شرما سب ڈویژنل افسر نرسنگھ پور۔

(۱) برہمن آدی ورن کتنے ہیں؟

(۲) آگرح۔ انتیج۔ آریہ۔ دسیو ان میں کون ورن پیری گنت ہیں؟

(۳) کیا ورن شنکر چاروں ورنوں سے پرتھک ہے یا ان کے انترگت ہے؟

(۴) اتی شودر۔ اتی برہمن۔ مہا برہمن۔ اتی کشتری آدی چاروں ورنوں کے انترگت ہیں یا پرتھک؟

(۵) سوامی جی چار ورن مانتے تھے یا کم و بیش

کوئی مہاشئے جواب دیں

مہاشئے جگت رام منتری آریہ سماج خانکی بڑے زور سے لکھتے ہیں۔ کہ یدی ہم نت ہون کیا کریں تو بیسوں طرح کی بیماریوں سے بچیں۔

ایک مضمون بعنوان ”سرشٹی اُتپتی“ مہاشئے سندر داس جی نگر تھ کی قلم کا نکلا ہوا مطالعہ ہوا مضمون دہندہ نے اِس مضمون کو شنکا نوارن ارتھ طبع کرا کے شرمیان مہاشئے منشی رام صاحب سے اُتر لینے کی ابھلاش ظاہر فرمائی ہے۔ واقعی ایسے گوڑھ وشے کا اُتر مہاتما موصوف کی شان کے شایاں ہے۔ مگر کمترین اپنے خیالات شریمان کی خدمت میں پیش کر کے اپنے شنکا کو ہی نوارن کرنا چاہتا ہے۔

(۱) ”مضمون داتا کا دعوے ہے۔ کہ جس طرح راتری دن کی گردیا ہے اسی طرح برہم دن برہم راتری کا دور مسلسل چلا یمان رہتا ہے۔ مگر پرلے سمے میں سنسار مفرد اوستھا میں ہو کر ترکیب کا عدم ہو جاتا ہے“!

جواب۔ برہم دن اور برہم راتری کا دور تو مسلسل کریا دن راتری درست ہے۔ کیونکہ اُس کی شہادت آریہ شاستروں سے برابر ملتی ہے۔ مگر دوسرا فقرہ پرلے میں سنسار کو مفرد مان کر ترکیب کا عدم ماننا میرے خیال میں آریہ سدھانت سے ورُدھ ہے۔ کیونکہ پرلے سمے میں سنسار ستھول اوستھا سے سوکشم اوستھا کو پراپت ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کاریہ کارن میں لین ہو جاتا ہے۔ مگر گنوں کا ابھاؤ نہیں ہوتا۔ اور نہ ترکیب کا عدم لازم آتا ہے۔ پھر ایسی حالت میں سنسار کا مفرد مان کر ترکیب کا عدم ماننا ناجائز ہے (عدم سے ہستی نہیں ہوتی) یہ مسئلہ مسلم ہے کہ کاریہ کے انادی گن انادی نیم الوسار کارن میں لین ہو جاتے ہیں۔ اور پھر سمے پور کر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ اس میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرکرتی تو استھول سے سوکشم اوستھا کو پراپت ہو کر کارن روپ سے پرماتما کی اننت شکتی میں سنہر ہو جاتی ہے۔ مگر ناپرکار کی جیو آتما آواگون سے رہت ہو کر دُکھ اور سُکھ کو کیسے انبھو کرتی ہیں کیونکہ جیو کا دُکھ سُکھ کے بھوگنے کا ذریعہ آواگون کو ہی مانا گیا ہے۔ اگر یہ خیال کیا جاوے۔ کہ جیسے جیو آتما جاگرت اوستھا سے سُپن اوستھا کو پراپت ہوتا ہے تو جاگرت اوستھا کے خیالات کو سُپن میں لے جا کر نانا پرکار کے دُکھ سُکھ کو انبھو کرتا ہے تو اُس میں بھی آ دوش آتا ہے۔ کہ سُپن اوستھا میں جیو دیہہ دھاری ہے۔ پر لئے میں شریر رہت جیو آتما سُشپتی اوستھا کی حالت میں ہوتا ہے سُشپتی اوستھا میں جیو آتما کی سنکلپ و کلپ مشن بھاؤ کو برکاشت کرتی ہیں۔ کہ سنکلپ کا ابھاؤ نہیں ہوتا۔ جیو کو صرف اسقدر گیان رہتا ہے جب جاگرت اوستھا کو پراپت ہو تو اُس کے سبب کہتا ہے کہ ایسا سویا کچھ خبر نہ رہی۔ اگر سُشپتی میں خیال کا ابھاؤ ہوتا ہو تو جاگرت میں یہ بیخبری کا کلمہ نہ آتا اسلئے سُشپتی میں جیو آتما کے خیالات کو سُن مانا گیا ہے۔ اب شنکا صرف اسقدر ہے کہ سُشپتی اوستھا یعنی عالم بے ہوشی میں جیو دُکھ سُکھ کو انبھو نہیں کرتا۔ سو پس ایسی حالت میں جیو اپنے افعال کا نتیجہ کیسے بھوگ سکتا ہے۔ اگر اس مسئلہ کو ایسا مانا جاوے کہ جیسے سنسار میں ہر کشش آدی بھوگ یونیاں ہیں علی ہذ القیاس پرلے سمے میں جیو آتما کی سُشپتی اوستھا بھوگ یونی سمجھنا چاہئے۔ مگر اس میں بوجہ ابھاؤ دُکھ سُکھ کا سوال حل نہیں ہوتا۔

(۲) دوسرا سوال اس پیرایہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ مہرشی سری سوامی دیانند جی نے آدی اُتپتی سرشٹی ملک تبت میں مانی ہے۔ ایسے چھوٹے ملک میں اسنکھیہ جیوؤں کا اُتپت ہونا اسنبھو ہے“!

جواب۔ جبکہ اُتپتی سمے میں برہم کی تیج سوروپ کا پہلا پاوا روپ پرکرتی کو سوروپ مان برہمانڈ بنانے میں سامرتھ ہے۔ پھر سوروپ مان برہما میں نانا پرکار کی جڑ پدارتھ سرشٹی وغیرہ اُتپن ہو کر دیوی سرشٹی کا آغاز ہوتا ہے تو اس سمے میں منو شنو پرکش دیو سنگھا میں اُتپن ہوتے ہیں یا یوں کہو کہ حد موکش سے تجاوز شدہ جیو آتما

اپن ہوکر ہی کسی قابل اکار ہوئے ہیں اُن میں تعداد کی سکھیا گھٹ نہیں سکتی۔ منشیہ سرشٹی اُتپتی کا مرکز آغاز نربوشٹ مانا گیا ہے آغاز کو انتہا سے وہ نسبت ہے جیسے (۱) کو لاانتہا دو سے۔ کیونکہ (۱) کی گننا بتدریج ہمکو دور تک لے جاتی ہے۔ پس لازم آتا ہے ہر ایک جیو آتما اپنے کرم انوسار سمہ انوکول ترقی اور تنزل کرتا ہوا جنم مرن کے چکر میں اننت کال تک پھنسا رہتا ہے۔ آدی سرشٹی میں وہی جیو آتما اُتپن ہوتے ہیں۔ کہ جن کا جنم انادی پرماتما کے نیم پوروک جیووں کی کرم انوسار مانا ہے۔ اننت جیووں کا ایک سمہ میں ایک ہی جگہ اُتپن ہونا قرین قیاس ہے۔ پس التماس ہے کہ شریان ایڈیٹر مہاشے اس وشے کو اپنے ناظرین اخبار کی شانتی کے لئے مفصل ویاکھیا فرماویں۔

راقم

الیشر داس محافظ دفتر بندوبست از جودھپور

شنکا

ایڈیٹر صاحب اخبار ستیہ دھرم پرچارک۔ نمستے سنسکار ودھی کے متعلق چند شنکائیں پیدا ہوئی ہیں کرپا کر کے اخبار میں شائع کر دیجئے۔ کوئی صاحب براہ مہربانی ان کا سمادھان سلسلہ وار دلیلوں سے لکھ کر مشکور فرماویں۔

سوامی جی نے سنسکار ودھی کے دیباچہ کے آخر میں سولہ سنسکاروں کی ہدایت میں لکھا ہے۔ کہ یہاں شرکیوں کریا کرنا ہی مکھیہ ہے۔ جس کرکے شریر اور آتما سنسکرت ہونے سے دھرم۔ ارتھ کام موکش کو پراپت ہو سکتے ہیں۔ اور سنتان اتیَنت یوگیہ ہوتی ہے۔ سنسکاروں کا کرنا سب منشیوں والی اُچت ہے۔

منجملہ ان سولہ سنسکاروں کے ایک کرن بیدھ سنسکار ہی ہے۔ اُسپر شنکا کے طور پر یہ پرشن پیدا ہوتا ہے۔ کہ اُس سے سنتان کے آتما اور شریر میں کیا ایسی یوگیتا (قابلیت) پیدا ہو سکتی ہے۔ جو دھرم ارتھ وغیرہ کے پراپت ہونے کا باعث ہو۔ مطلب یہہ ہے کہ یہ کیوں لازمی طور پر سولہ سنسکاروں میں رکھا گیا ہے۔ اور اُس کے بالکل نہ کرنے سے کیا حرج ہے۔

دوسرا سوال یہہ ہے۔ کہ کیوں سینتونین سنسکار کرنے کے لئے ہدایت کی گئی ہے۔ کہ جب چندرما مول وغیرہ پُرش نکشتروں میں ہو اُسی دن کرنا چاہیئے (دیکھو سنسکار ودھی صفحہ ۸۰ طبع چہارم) کیا ہانی ہے اگر دوسرے نکشتروں میں کیا جاوے۔

تیسرے شنکا یہہ ہے کہ اُپ نین سنسکار کے ودھی کے بیان میں جہاں منجملہ دیگر ہدایات کے ایک یہہ ہے کہ آچاریہ لڑکے کے ہاتھ میں ...... جل بھر کر پھر چھوڑ کر ... اور سورج کی طرف دیکھے اور منتر پڑھے۔ اور لڑکے کو بھی سورج دکھلاوے وغیرہ وغیرہ" (دیکھو سنسکار ودھی صفحہ ۸۷) اسپر سوال ہے کہ اس عمل سے کیا فایدہ ہے جب کہ صبح اور شام کے علاوہ دیگر اوقات میں اُس کی جانب دیکھنے سے نظر کو صریح نقصان پہونچتا ہے۔ اور یہہ کہ اُپ نین سنسکار سے اس عمل کا جو تعلق رکھا ہے اُس میں کیا راز ہے

راقم

دلیو کی نندن سبھاسد آریہ سماج پریاگ

شہرت کی بھوکھ

بھوکھا انشکم سیر ہو کر دسترخوان سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ پانی کے پیاسے کی پیاس پانی پینے سے ایک دفعہ تو بجھ جاتی ہے۔ دودھ اور مٹھائی کا خواہش مند اُن سے پیٹ بھر لینے سے ایک دفعہ تو شانت ہو جاتا ہے۔ لیکن **شہرت کا بھوکھا** شہرت کے پھیل جانے پر بھی بس نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی بھوکھ اور زیادہ بڑھ جاتی ہے ... اُس کے حصول کے لئے ایسی جد و جہد کرتا اور ایسی باتوں کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ جو کہ انسانی عمارت کی بنیاد سے اُکھیڑ کر غارت کر دینے والی ہوتی ہیں۔ الف۔ ب پڑھنے والے طالب علم سے لے کر ایم اے کی ڈگری پائے ہوئے بابو تک۔ اور معمولی دکان دار سے لے کر بڑے بڑے تجار تک یہی دُھن ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُس کی **شہرت کا ڈھول بج جائے** اور وہ اپنی جماعت اور اپنے ہم پیشہ آدمیوں کی نظروں میں لائق۔ بابو۔ پوجنیہ۔ مانیہ۔ معظم مکرم اور میاں جی پکارا جاوے۔ اور اسلئے شہرت کا بھوکھا انسان اکثر حالتوں میں پرلے درجہ کا حاسد بن جاتا ہے۔

رادھو پکوڑی فروش۔ گو پالے۔ اور رامے پکوڑی فروشوں سے شہر کے لوگوں میں مشہور ہونا چاہتا ہے۔ مولوی گمنام علی صاحب ٹیچر عربی۔ قاضی اصغر صاحب فارسی مدرس سے پڑھنا چاہتے ہیں۔ بابو بیندر ناتھ بکرجی پلیڈر۔ لالہ گھیٹامل صاحب وکیل سے قدم آگے رکھنا چاہتے ہیں اور اسی طرح سبھا کے منتری مہاشے پردھان جی کی نسبت ممبروں کی نظروں میں مہاتما اور نیک دل خیال کیا جانیکی اُمنگ رکھتے ہیں۔ یہہ کبھی نہیں دیکھا اور نہ سُنا گیا کہ جس عزت سے لالہ گھیٹامل صاحب وکیل عدالت یا پبلک سوسائٹیوں اور جلسوں میں دیکھے اور بٹھائے جاتے ہیں۔ اُسی طرح کی قدر و عزت کا رادھو کے دل میں پیدا ہوا ہو۔ اور نہ ہی مولوی گمنام علی نے یہ چاہا ہوگا۔ کہ وہ سبھا کے پردھان کی سی عزت حاصل کریں

فرض کیجئے ہر ایک کے اندر آتش حسد مشتعل ہو کر جہاں شہرت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کی وقعت کو کم اور زائل کرنے کی بڑی زبردست کوششیں اور تجاویز کی جاتی ہیں۔ اور وہ کوششیں اور تجاویز کمینہ اور ناجائز ہوتی ہیں۔ اگر رادھو رام اور گوپالے کی نسبت اپنی گھوڑیاں اچھی اصاف اور ستھری اور سستی بیچے اور ہر ایک خریدار کے ساتھ باعزت اور شیریں کلامی سے پیش آوے۔ مولوی صاحب مطالعہ کتب اور طلباء کے ساتھ محنت کریں۔ بابو صاحب۔ لالہ جیا جیسے لیق اور ہوشیار اور ہر دل عزیز بن جاویں۔ اور منتری صاحب بھی پردھان جی کی طرح شدہ آچرن دہارک اور سوشیل بنیں۔ اُن جیسی صفات حاصل کریں اور اپنے فرائض منصبیا اگنی ہوتر آدی نت کرموں کو پورے طور پر ادا کریں۔ اور ہر ایک سے با محبت میل جول رکھیں تو یہ کوشش مبارک اور باعث تشہیر ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں تو گوپالا اور رام راما سے رادھو بڑھنے کے لیے یہ کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ گھوڑیاں نہانے کے لیے جہاں تیل لایا کرتے ہیں۔ وہاں کسی شرارت یا مکھنت سے کام لیا جاوے۔ مولوی صاحب یہ چاہتے ہیں۔ کہ قاضی صاحب کہیں تبدیل ہو جاویں اور اُن کی جگہ کوئی ایف اے فارسی کا اوستاد آوے جو کہ مولوی صاحب سے استعداد وغیرہ میں کم ہو۔ بابو صاحب اپنے مکان پر آنیوالے جنٹلمینوں کو شراب و کباب وغیرہ پلا کھلا کر اُن کے ذہن نشین یہ کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ لالہ صاحب بڑے کنجوس اور مکھی چوس ہیں وہ دوستوں کی قدر و عزت کرنا چاہتے ہیں منتری مہاشے دن رات دست بدعا ہیں۔ کہ پردھان جی کے چال چلن میں فرق آجاوے

یا ان کسی عیب سے سبھا سے کنارہ کش ہو جاویں تا کہ ان کی جگہ منتری مہاشے پوچھے اور پلاٹے جاویں۔ اور یہ بات صاف ہے۔ کہ جو شخص کسی کا کمال حاصل کرنے میں عاجز ہے۔ وہ اُس کے زوال میں اپنا پلہ برابر کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جب پھیھنی سے ایسی کوشش ہی ساتھ نہیں دیتی۔ اور مطلب پورا نہیں ہو سکتا۔ اور ان کا کسی طرح ہی قابو نہیں چلتا۔ تو پھر ایک دوسرے کی بنیاد عیب جوئی اور نکتہ چینی کے لیے کمر کسی جاتی ہے۔ تاکہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کی نگاہوں سے گرایا اور ستم کیا جاوے

شہرت کی بھوک سے اگرچہ بازاری یا دیگر آدمیوں کو ہی کسی قسم کا نقصان پہونچے۔ لیکن اگر کسی مذہبی سوسائٹی کے ممبروں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو۔ تو بسا اوقات اُس سوسائٹی کی ہی زندگی اور موت کا سوال بن جایا کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے اشخاص کا بڑا بھاری منشا یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ سارے کے سارے ممبر بیوقوف بنے رہیں۔ اور وہ اسی جوڑ توڑ میں لگے رہتے ہیں۔ کہ وہ صفر دل میں آپ ہی عدد بنیں۔ اگر اُن کی استعداد وغیرہ کو کوئی دوسرا ہی پہونچ گیا تو وہ اُن کا ثانی گنا جاویگا۔ وہ اپنے ہی تازیانہ سے سب کو ہانکنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس طرح بھی اُن کا منشا پورا نہیں ہوتا۔ تو پھر وہ اپنے ہم خیالوں کی ایسی ٹولی کھڑی کرنا چاہتے ہیں کہ جہاں اُن کو چودھری سمجھا جاوے۔ اسی شہرت کی بھوک نے بڑے بڑے عالموں کو اپنی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ اور یہی سبب نامتنوں اور فرقوں کے بن جانے کا ہے۔ کیونکہ اگر ایسے اشخاص خود لوگوں کے پیچھے لگ چلیں۔ تو اُن کی دلی مرادیں پوری نہیں ہوتیں۔ الحتصر

شہرت کی بھوک انسان کی ترقی اور اس فرائض کی ادائیگی کے راستہ میں ایک بڑی بھاری

روک ہے۔ اسلئے بھگوان منو فرماتے ہیں۔ کہ "وہی برہمن سب ویدوں اور پرمیشور کو جانتا ہے۔ جو تعظیم سے ہمیشہ مثل زہر کے ڈرتا ہے۔ اور تحقیر کی خواہش مثل آب حیات کے کیا کرتا ہے"

اقسم

گورو بیپار۔ از جنوبہ

آریہ جنتری سنہ ۱۹۰۳ء کی غلط تعلیم

واضح ہو کہ آریہ جنتری سنہ ۱۹۰۳ء کے ٹائیٹل پیج پر یہ عبارت جلی قلم سے لکھی ہوئی ہے "دویہ آریہ سماج کرنال پنجاب کی طرف سے" مگر بار بصیغہ امسال کی جنتری مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کو پراچین گرنتھوں کے برعکس سدھانت والا ظاہر کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲ جس میں سوریہ سدھانت کو مستند اپراچین سنسکرت گرنتھ ظاہر کر کے تحریر کیا ہے۔ کہ دھرتی آپتی اور گردش زمین و سورج کے بارہ میں سوامی جی کی رائے مندرجہ وید بھاشیہ بھومکا سوریہ سدھانت کی رائے کے برخلاف ہے۔ ہاں البتہ اس تحریر کا لون کچھ ڈھالیسی کے ساتھ اندرونی ہاتھوں سے سامکب سدھانتوں کی جڑ کھودنے والا ہے۔

اُس کے بعد بصفحہ ۵ بعنوان "بیان کرہ ارضی" سنسکرت شلوکوں کے جو ترجمے تحریر کئے گئے ہیں اُن میں تو صریح لیپ لپا کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی جو کچھ کہ لکھا گیا ہے اُس سے منجملہ مشتے نمونہ از خروارے حسب ذیل

ہے:-

(۱) رگ وید منتر کے قبول کلپت ارتھ بھی کئے گئے ہیں۔ کہ ہوتا سوریہ کو نمسکار کرتے ہیں وید ودھت یگیہ آدی ست کرموں اور آستکی سے کو کرنا چاہئے۔

(۲) اصل شلوکوں کے دو ایک ارتھوں کے ساتھ ساتھ بریکٹ میں اپنی روشنی طبع دکھا کر جا بجا گڑبڑ کر دیا گیا ہے اپنی سمجھ کی دوڑ دکھائی ہے

(۳) بذریعہ اپنے نوٹوں کے سراپا غلط ارتھوں کو النکار ثابت کرنے کے لئے قابل غور بد اندراج کیا گیا ہے۔ مثلاً نوٹ شلوک نمبر ۲۲ کا۔

(۴) شلوک نمبر ۱۵ کے نوٹ میں لکھا ہے کہ ویدوں میں جس کا نام ہرنیہ گربھ ہے اُسی کو یہاں اندروُدہ کہا ہے۔ مگر بابو صاحب کی دُھن میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ وہاں تو شلوک نمبر ۱۲ میں واسدیو کو پرم برہم اور سنکرشن کو اس کی مورتی (لفظ مورتی تو آپ نے اپنی عجیب و غریب اصلاح میں النش نام کیا تھا مندرج خطوط وحدانی کر دیا ہے) اور پھر شلوک نمبر ۱۳ میں سنکرشن کی نسبت جلوں کو پیدا ... اگر کے اُن میں طاقت کا پیدا کر دینے والا شلوک ۱۴ میں اُس طاقت سے کرہ نور پیدا ہونا اور اُس کرہ نور سے اندروُدہ کا ظہور میں آنا بیان کیا جا چکا اور مابعد کے شلوک ۱۵ نمبر ۱۶ الفاظ ... صاف طور پر اس اندروُدہ سے مراد بھگوان سوریہ ہے۔ اور اسی کو اب ذہن نشین ... رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۲۱ کے پہلے منتر میں وہ من گھڑت ہرنیہ گربھ ارتھوں کے ساتھ گھٹاتے ہیں یا یوں کہئے کہ وہ جو ارتھ اس موقع پر مہرشی دیانند سرسوتی جی نے لفظ ہرنیہ گربھ کے کئے ہیں اُس کو دبی زبان سے خلاف ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح کے بہت سے اویدک اور پورانک گپوڑوں کی پشٹی کرنے والی باتوں کو نہ صرف آریہ پبلک ہی نہیں پڑھ سکتے بلکہ پورانک لوگوں کو حوصلہ افزائی کے قابل سب پا گیا ہے۔ جس کی نسبت اول سوال یہ ہے کہ کیا آریہ سماج کرنال کو آریہ پبلک خواہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے کسی خاص یوگیتا کے سبب اس گرنتھ کے پرکاشت کرنے کا ادھکار دیا ہوا ہے۔ اگر نہیں تو پھر دوق اور اہم مسائل کے متعلق بدون مشورہ و امداد کسی اور مستند ترجمہ پر سراسر فضول ارتھ کئے جا کر پورانک گپوڑوں کی رسد رسانی کرنا اور ایسی اویدک تعلیم پر آریہ سماج نام کی مہر چھاپ کیا جانا چہ معنی دارد۔

آشا ہے کہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اس معاملہ انوچت کارروائی کی بابت توجہ کر صاف طور پر آریہ سماجوں اور ویدک سدھانتوں کی جڑ کاٹنے والی بہت آریہ سماج کرنال سے باقاعدہ استفسار کر کے آئندہ ایسی نقصان رساں کارروائیوں کا معقول انتظام فرما دے گی۔ اور اس آریہ جنتری کے دوارا اوکت پوپ لیلا کی پشٹی ہو چکنے کے سبب شری یان سبھا پردھان جی ستیہ دھرم پرچارک ... ودوان مہاشے اس غلط تحریر کا کھنڈن کر کے بیچارے بھولے بھالے آریہ بھائیوں کو اس جکڑ میں گرنے سے بچا دیں گے۔ اور شری یان سمپادک ستیہ دھرم پرچارک اس امر پر بھی وچار کریں گے کہ ایسے اویدک کارک لیکھوں کا آریہ سماج کے نام سے مشہور و معروف مطبع ستیہ دھرم پرچارک میں شائع ہونا کہاں تک انوچت ہے

راقم

طوطا رام ورما از گروکل ... ہردوار

نوٹ:- جب جنتری کا لکھا ہوا مضمون چھپنے کے لئے آیا تھا۔ اُس وقت لالہ کشن ... کی طرف سے منظور بھیجا گیا تھا۔ کہ مضمون جیوتش میں بہت سے خیال ویدک دھرم کے برخلاف ظاہر کئے گئے ہیں۔ اسے چھاپنے میں تامل ہے۔ منتری مہاشے نے اس کے جواب میں لکھا کہ مضمون کے لئے مطبع ذمہ دار نہیں ہے کرنال آریہ سماج خود ذمہ دار ہوگا۔ اور چھاپنے کے لئے تاکید کی اس لئے ان خیالات کے لئے مطبع ستیہ دھرم پرچارک ذمہ دار نہیں ہے

ایڈیٹر

آریہ سماج قصبہ گنگوہ

سماج مندر قصبہ گنگوہ میں ۱۵-جنوری ۱۹۲۰ء کو شری یان سوامی ورشنانند سرسوتی جی مہاراج کا ویاکھیان کیا ہم زندہ ہیں۔ اور ۱۶-جنوری ۱۹۲۰ء کو سوامی جی کس طرح چل سکتی ہے ان دشنیوں پر بجا ضری سو پچاس ادھیوت ہوئے۔ اول روز ویاکھیان ختم ہونے پر اہل اسلام کی طرف سے باقاعدہ شاستر ارتھ سے پہلو تہی کرتے ہوئے مولوی عبدالرحمن عرف مولوی قدرت اللہ صاحب منطقی نے ۱۷-جنوری ۱۹۲۰ء کو میدان پنڈال میں پہلے ہی بعد چند پورانک اہل اسلام کی فتح یابی کا جھنڈا بلند کر چکے تھے) زبانی طول کرشنگی اجازت مانگی۔ اور پرچہ نمبری ۱۸۱ پر بالکل ٹھیک تب سماج نے اجازت دیدی۔ مگر تو مولوی صاحب نہ معلوم خود بولنے سے کیوں گھبرا کر بیٹھ گئے۔ اور دوسرے مولوی صاحب کو سوال کرنے کے لئے کھڑا کیا۔ ان مولوی صاحب کا نام باوجود دریافت کرنے کے بھی پوشیدہ رکھا گیا نہ معلوم کس مصلحت سے۔ بعد میں سنا گیا کہ اُن کا نام مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ہے۔

جنہوں نے ایشور۔ جیو۔ پرکرتی پر ڈیڑھ گھنٹہ تک گفتگو کی۔ جن کا جواب سوامی جی مہاراج نے بخوبی دیدیا۔ لیکن آخر پر مولوی صاحب یہ کہکر کہ ہماری بات کا جواب نہیں ہوا تشریف لیچلے اور ٹھیرا تو دیا گیا۔ کہ آپ کل سے باقاعدہ تحریری کارروائی کیجئے۔ تاکہ کسی کو گنجائش انکار باقی نرہے۔ اس کے بعد منگل سین منتری دہرم سبہا و ایک گوسائیں صاحب جو کہ درمیان میں بھی باوجود ممانعت کے اہل اسلام کی مدد پر بولتے رہے واہیات بکنا شروع کیا۔ اور فساد کرانا چاہا۔ اور منگل سین نے فرمایا کہ سوامی جی کو اور مجکو کوٹھری میں بند کرکے مباحثہ کرایا جاوے وغیرہ۔ اہل اسلام کی طرف سے کوئی گفتگو تہذیب کے خلاف نہیں ہوئی۔ لیکن اپنے مددگار منتری دہرم سبہا کو بالکل ممانعت نہ کی گئی۔ پر وہاں مہاشئے نے شانتی سے معاملہ ختم کیا۔ یہ منتری صاحب سماج کے وہی پرانے ممبر ہیں۔ جن کا اصل فوٹو ستیہ دہرم پرچارک و آریہ مترا خباروں میں پہلی بار نتی پرگٹ ہوچکا ہے۔ اب یہ مہاتما دہرم سبہا کے روپ میں پرگٹ ہوکر برائے نام سبہا بنا اور چند خیرخواہان سماج کا نام ممبری میں داخل کر اہل اسلام کے ساتھ مل آریہ سماج کو بیخ و بنیاد سے اُڑانا چاہتے ہیں۔ ۱۷۔ جنوری کو سوامی جی کے چلے جانے کے بعد دوپہر کو اہل کے وعظ سے پہلے اُسی میدان میں منتری صاحب نے اپنا وعظ شروع کیا۔ وعظ کیا پھولوں کی برشا ہو رہی تھی۔ جس کی مہک سے غیر ساماجک پرش بھی متنفر ہو ہم تک اُس کی خوشبو پہونچانے آئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر اُس وقت کوئی صاحب ملازم پولیس وہاں موجود ہوتے۔ تو حکیم منگل سین منتری دہرم سبہا لیکچر کی شاباشی بہت جلد حاصل کر لیتے۔ اگرچہ اُن کی سبہا میں شامل ہونا ہی پسند نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اب ہی نہیں۔ کیا ان باتوں سے آریہ سماج کو سوائے دل آزاری کے کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ علاوہ سماج کو نقصان پہونچانے کی نیت کے اور کچھ غرض ان مہاتما کی ہے۔ کہ وہ پھر کسی موقعہ پر ظاہر کی جاویگی۔ ان مہاتما کا یہ ہی شیوہ ہے۔ کہ جب کوئی سادہو یا اُپدیشک سماج میں آوے۔ تو اُن کے پاس آکر سوبہاؤک طور سے بات چیت کرتے ہیں اور گندہ وہی پر اُتر آتے ہیں۔ اور لڑنے مرنے پر آمادہ۔ جس کی نسبت چند مرتبہ روکا گیا۔ اور باضابطہ کارروائی بھی کی گئی۔ پرنتو کچھ خیال نہیں ہوتا۔ ایشور جانے کیا دل میں سمایا ہوا ہے۔ کل پرچہ جات و اشتہار موجود ہیں حسب ضرورت شایع ہو سکتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

تین خاندانی برہمنوں نے سماج کی ممبری قبول کی

۱۰۔ اور ۱۱۔ ۱۲۔ فروری ۱۹۰۲ء کو شریمان پنڈت بھگت رام جی اُپدیشک پرتی ندہی سبہا پنجاب نے قصبہ گنگوہ میں بحاضری ۵۰ و ۳۰ و ۵۵ اشخاص مختلف وشیوں پر اتی منوہر ویاکھیان دیا سامعین پر اچھا اثر ہوا۔ اس موقع پر بھی حکیم منگل سین نے اپنی جبلی عادت کو نہ روکا۔ اور وہ ندامت اُٹھائی جو عام لوگوں پر ظاہر ہے آریہ سماج پرتی ندہی سبہا پنجاب کا دھنیہ واد دیتا ہے۔ کہ جس نے اس سماج کے پردہان مہاشئے کی درخواست پر پنڈت جی کو کرنال سے گنگوہ آنے کی آگیا دی۔ اس موقعہ پر پنڈت جی نے گرہ پرویش سنسکار بھی کرایا۔ جہاں سے اُن کو ایک روپیہ دکشنا کا ملا اور اُنہوں نے سماج کو وید پرچار فنڈ پنجاب کے لئے دان میں دیا جو سماج نے مناسب سمجھ کر لاہور سبہا میں داخل کرنے کو اُنہیں کے سپرد کیا۔ اور لالہ اگر سین نے ایک روپیہ گنگوہ سماج کو بھی اُس موقع پر دان دیا۔ ہمارے پرشارتھی پردہان جی ایک کی روباہ بازیوں سے بچانیکا اُپکار کریں گے۔

سادہو نتیانند جی اناتھ بھارت سیوک نے گنگوہ سماج مندر میں آکر رہنے کی پرتگیا پر مبلغ ۵ روپیہ کا منی آرڈر برائے سفرخرچ منگایا جسکی رسید آچکی۔ پرنتو ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہوچکا کچھ پتہ نہیں دیا۔ اور نہ وعدہ پر آئے۔ ستیہ دہرم پرچارک میں صرف اسقدر دیکھا گیا۔ کہ سادہو جی اب شکارپور میں رہیں گے۔ سادہو جی سے ونئے پورک نویدن ہے۔ کہ وہ اپنے مفصل حالات سے جہاں کہیں ہوں اور اُس سماج کے منتری مہاشئے اس سماج کو سوچت کریں گے۔ اور سادہو جی کو اُچت ہو کہ اس نردہن سماج کے ۵ روپیہ واپس کر دیویں۔ کرپا ہوگی۔

شریمان لالہ رنجولال جی پردہان پوربہ منتری مہاشئے کی دہرمگیہ ماتا نے اُن کے ستیہ اُپدیش سے گنگوہ سماج مندر میں اپنی لاگت سے چاہ پختہ بنوا کر سرو سادہارن کو بڑا لابھ پہونچایا تھا۔ اب اُنہوں نے اپنی ہی لاگت سے اُس کنوئیں کو چھپوا کر اور بھی لابھ دایک بنا دیا ہے جس کے لئے سماج سے دھنیہ واد کے یوگیہ ہیں۔ پرماتما سدیو ایسی بہاں دہرم کاریوں میں اُنہیں پرورت رکھے۔

راقم۔ منتری آریہ سماج گنگوہ

سنسار کی گتھی

کہانڈ کہانا اور گنگلوں سے پرہیز

کون صاحب اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ خالصہ صاحبان انس کہانے کے بہت ہی شوقین ہیں

یہ قدیمی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کیساتھ وولیش رکھتے ہوئے وہ اُن کے ہاتھ سے ذبح کئے ہوئے بکرے کا انس نہیں کہاتے۔ لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ وہ جھٹکے سے بنایا ہوا انس کہانا اپنے دہرم کی رو سے جائز سمجھتے ہیں۔ ذرا امرتسر اور لاہور کے بازاروں میں سیر کیجئے۔ آپ کو جگہ جگہ بلکہ تنور والوں کی دوکانوں کے سائین بورڈوں سے پتہ لگیگا کہ یہ دیا سنگھ جھٹکی کی دوکان ہے اور وہ اچہر سنگھ جھٹکی کی۔ سنگھوں نے مختلف شہروں میں جھٹکے کی دوکانیں جاری کرائیں۔ پمفلٹ چھاپے اور اُن میں صاف طور پر درج کیا ”انس بنا سب گھاس رسوئی،، خوشی میں آکر اُنہوں نے انس جیسی غلیظ چیز کا نام مہاں پرشاد رکھا۔ یہاں تک کہ سور کی ہڈی اپنے سر میں رکھنا دہرم کا ایک انگ سمجھا ہے۔ اور اس کا نام پوتر رکھا۔ آپ یہ پڑھ کر حیران ہونگے کہ باوجود اس کے انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ امرتسر کے دربار صاحب پر انگریزی کہانڈ کا بنا ہوا کڑاہ پرشاد نہیں چڑہایا جاویگا۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ کہانڈ ہڈیوں سے صاف کی جاتی ہے۔ گو ابھی تک اس بات میں بہت سے صاحبان کا اختلاف ہے۔ مگر اُنہوں نے بخیال خود دہرم کی رکشا کے واسطے یہ ریزولیوشن پاس کر لیا۔ عجیب حیرانی ہے کہ جس ولایت سے یہ کہانڈ آتی ہے۔ اُسی ولایت سے رات دن بیشمار اقسام کی ادویات مثلاً فاسفورس وغیرہ آتی ہیں جن میں انس ہڈی اور چربی کا جز شامل ہوتا ہے۔ بے انتہا دیاسلائیاں آرہی ہیں۔ فاسفورس یعنی ہڈی کا جزء ملا ہوا ہوتا ہے۔ ولایتی چاقو ہڈیوں کے دستوں والے جیب میں ہر دم پڑے رہتے ہیں۔ ابھی تک یہ بھید سمجھ میں نہیں آیا کہ انگریزی کہانڈ سے بنے ہوئے کڑاہ پرشاد کی جہاں مخالفت کی جاتی ہے۔ وہاں اس کہانڈ سے بنی ہوئی مٹہائی اور کوزوں کی کیوں تشریح نہیں کی گئی۔ شک پڑتا ہے کہ شاید اس کی اسوجہ سے وضاحت نہیں کی گئی کہ عام حلوائی مٹہائی میں اس کہانڈ کا استعمال کرتے ہیں۔ اور اس صورت میں پرشاد سے میں نقصان پہونچتا۔ کم از کم سکھوں کی طرف سے یہ کارروائی سخت حیرت میں ڈالتی ہے۔ مذکورہ بالا لیکھ سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں ولایتی کہانڈ کے حق میں ہوں۔ کوئی اس کہانڈ کا چاہے استعمال کرے یا نکرے ہمیں مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت۔ اگر فی الواقع یہ بری چیز ہے تو ضرور اسکا استعمال بند ہونا چاہئے۔ لیکن میں اپنے خالصہ دوستوں کی توجہ ضرور ہی اس طرف کھینچنا چاہتا ہوں کہ جیسا وہ نیک نیتی کی بنیاد پر اس قسم کی کارروائی کر رہے ہیں اُن کو یہ اصول ہر ایک جگہ یاد رکھنا چاہئے۔ یہ انصاف سے بعید ہے کہ آہرن کی چوری ہضم کریں اور سوئی کی چوری ظاہر کردیں۔ اُن کا فرض ہے کہ وہ سب بھائیوں پر پرگٹ کردیں کہ جیسا حلال کہانا پاپ ہے ویسا ہی جھٹکا پاپ ہے۔ گرنتھ صاحب کا فرمان ہے۔ اور کبیر صاحب کا اُپدیش ہے۔ کہ ان جھٹکا ان بسمل کینی دیا دوہاں تے بھاگی + کہت کبیر سنو بھائی سادہو اگ دوہاں گھر لاگی۔ کیا صاف ہے کہ جو سب میں ایک خدا کہت ہو تو کیوں مرغی مارے ماسوائے اس کے بھانگ اچھلی سراپان جو جو پرانی کہائے۔ تیرتھ برت جتنے کئے سبھی رساتل جائے اور یہ بھی بیسوں دفعہ پڑھنے سننے میں آیا ہے کہ جیو بدھ دہرم کرتا ہے ادہرم کہو کت جائی آپس کو منی ور کرتا ہے کا کو کہت قصائی۔ سچ مچ اپنے سکھ بھائیوں سے دہرم پورک التجا ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ کا ضرور ذرا غور سے پرچار کریں۔ کہ اُن بیزبانوں پر بلا وجہ ظلم جاری رہے۔ ورنہ ہوگا کہ شہیدوں میں مل جانا مجھے مفید نہیں۔ بخیال خود زبان کے چسکے کے لئے جیسی اولو العزمی اُنہوں نے غریب کہانڈ سے رشتہ میں دکھلائی ہے اور اپنے دہرم ابھیمان کا اظہار کیا ہے۔ وہی بہادری اس اصول ماتر کی مخالفت میں دکھلاویں۔ تاکہ سب کا بھلا ہو اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ خالصہ صاحبان شردہ پورک سے وید کے سدہانت کو مانیں اور پرانی ماتر کو پتر بہاؤ سے دیکھیں۔

تعلیم کا اثر

مسلمانوں کے ہاں دستور ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ اذان دیتے ہیں۔ اسواسطے نہیں کہ خدا بہرا ہے اور اسکو اونچا سنائی دیتا ہے۔ بلکہ اس غرض سے کہ گرد و نواح کے تمام بھائی اکٹھے ہوکر یا اپنی اپنی نماز علیحدہ خاص مقررہ وقت پر پڑھ سکیں۔ اسی اصول کی بنیاد کو سمجھ کر علیگڈھ کے مدرسہ میں یہ دستور ہوگیا ہے کہ مغرب کی نماز کے وقت گھنٹی بجتی ہے۔ پھر سب اپنی اپنی نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ دیگر سوسائیٹیوں میں بھی مختلف صورتوں میں یہی دیکھا جاتا ہے۔ عیسائیوں کے گرجا میں دعا سے پہلے بڑا گھنٹہ بجتا ہے۔ ہندؤوں کے مندروں میں بڑے بڑے نقارے بجتے ہیں۔ اور کتھا سے پہلے سنکھ بجایا جاتا ہے۔ اسی بنیاد پر ایسے رواجوں کا قایم ہو جانا۔

بعض ہندو راجے اپنے علاقہ میں اذان نہیں ہونے دیتے - اور ایسے ہی بعض مسلمان نواب اپنی ریاست میں سنکھ نہیں بجنے دیتے گو یہہ طرفین کی کوتہ اندیشی ہے - تاہم مختلف مذاہب کے پیرو کاروں کے واسطے یہ ضروری ہے - کہ وہ اِن ظاہری باتوں پر اپنے مذہبی فرائض کا کوئی انگ یا حصہ نہ سمجھیں - اور علےٰ ہذالقیاس ہندو - تعلیم نے ہمارے دلوں کو اپنی روشنی سے منور کر کے اِس قسم کے توہمات کو ہمارے دلوں سے اُٹھا دیا ہے - جیسا کہ اوپر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے -

اصول کا پیار

یہہ درحقیقت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کام کے واسطے سچا جوش - اعلےٰ قسم کی بہادری کا اگر کوئی منبع ہے تو صرف یہی گُن - جن لوگوں کا اپنے اصول سے پیار ہے - اُن کا ایک ایک شبد اِس کے متعلق بڑے پُرزور اور وزن دار طریقہ پر نکلتا ہے - مُردہ روحوں میں جان ڈالنے والے الفاظ اگر کسی آدمی کے منہ سے نکلتے ہیں - تو وہ اُسی شرنی کا آدمی ہوتا ہے - اِس خاصیت والے منشیہ پر چاہے کتنی ہی ویپتی کیوں نہ پڑے - وہ کدا پی اپنے کرتویہ سے منہ نہیں موڑتا - یہہ منشیہ میں ایک ایسا بل پیدا کر دیتا ہے - کہ سنسار کے سینکڑوں قسم کے کشٹ اُسکے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں - تکالیف کی زیادتی میں اُسکا حوصلہ بڑھتا ہی جاتا ہے - غرضیکہ یہ امولک رتن ہے - یہی بہادری کا منبع جنہوں نے کہ انس کہانے کو سمجھ رکھا ہے اُن کو پتہ لگ

کہاتی ہیں - لیکن دُنیا کی قوموں میں بزدل کے لفظ سے پکاری جاتی ہیں - بنگالی اسقدر مانس کہاتے ہیں وہ بیچارے بہادری کے نام سے ہی بھاگتے ہیں - چینی لوگ مانس تو درکنار کیڑے مکوڑے تک کہا جاتے ہیں - ایک دُنیا کے سامنے کل ہی اُن کا جنگ ہو کر چکا ہے اُنہوں نے جو کچھ بہادری دکھلائی ہے وہ اظہر من الشمس ہے - فی الواقع بہادری کسی اور ہی جگہ سے آتی ہے - اور وہ اپنے اصول کا پیار ہے - علاوہ بہادری کے اِس کی وجہ سے منشیہ کی دوسروں کی نظروں میں بڑی توقیر ہوتی ہے - کس سے پوشیدہ ہے کہ بوئیروں کے برخلاف گورنمنٹ انگلشیہ کو سخت سے سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے - اور ابھی تک جنگ ختم ہوتا نظر نہیں آتا - اُن کے اعلےٰ افسر مارے گئے اور گرفتار ہو گئے - کروڑوں روپیہ روزانہ کا خرچ ہوتا ہے - سوال تو یہہ ہے کہ اِن سب تکالیف اور نقصانات کے ہوتے ہوئے بھی کیا لوگ بوئیروں کے جنرل ڈیوٹ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ - وہ اول درجہ کا سخت اور جانی دشمن ہے اگر کچھ اُس کا بس چلے تو وہ انگریزی فوجوں کو ستیاناش کرنے کی کوشش کرے اور کر رہا ہے - لیکن اِس پر بھی یہہ رائے ہے - کہ اگر وہ لوگ اطاعت مان لیں تو انگریزی افواج کے سپہ سالاری اُن کو دی جاوے - اپنے اصول کا پیار ہے - اور اسی وجہ سے بوئیر لوگوں کا ایک ایک بچہ میدان جنگ میں کٹ مرنے کے لئے طیار ہے - بوئیر لوگ یہاں سے ہزاروں میلوں کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے لڑ رہے ہیں

متعلق کوئی کتاب یا پمفلٹ چھاپ کر کسی جگہ تقسیم نہیں کیا - اور نہ ہی اپنی بہادری اور جنگ کے بارے میں کسی قسم پدیشک یا واعظ دوارا پرچار کیا - تاہم کون ایسا منشیہ ہے جو کہ اُن کے حالات سے واقف نہیں ہے - یہہ سب کچھ کیوں ہے؟ - صرف اُن کے اصول کے پیار کی وجہ سے !!

اسی طرح اگر آریہ لوگ اپنے سدھانت پر آروڑھ ہو جاویں - نِت سندھیا اور اگنی ہوتر کیا کریں - آپس میں دویش اور ویر کو چھوڑ دیں - اور آریہ سماج کے ساتھ سچا پریم رکھیں - تو آریہ سماج کے پرچار میں اُن کو بھی چنداں وقت نہ ہو - گو مذہبی خیالات کے لحاظ سے اُن کی دوسرے مذہب والوں کے ساتھ اختلاف رائے ہو - تاہم اگر وہ اپنے اصول کے پیار میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے واسطے تیار ہوں تو وہ دن دور نہیں کہ ویدک دھرم کا چرچا دور دور دیشوں میں بھی ہو جاوے - ہر فرد بشر سچے دل سے ویدک دھرم کی شرن میں آ جاوے - وید اور وید انگوں کی تعلیم جاری ہو ورن اور آشرم کی حالت سُدھر جاوے - گھر گھر ہون یگیہ ہوں - بیماری اور اکال کے خوف سے دنیا بچ جاوے - سنسار میں سکھ اور شانتی کا راج ہو - اور منشیہ ماتر سکھ سے اپنا جیون وتیت کریں

آریہ سماج ملتان کا سالانہ جلسہ بالفعل بخوف طاعون بند ہوگیا - یعنی ۲۹ - ۳۰ - مارچ کے ۲۶ و ۲۷ - اپریل

اُپدیش

(۱)
دُریودھن جگ میں پرگٹ جراسندھ شِشُپال
نارائن سو اب کہاں ابھمانی بھوپال

(۲)
نارائن سنسار میں بھُو پتی بھئے انیک
میں میری کرتے رہے لے نہ گئے ترن ایک

بھج بل جیتے لوک سب نر بھئے سُگریو ن نام
نارائن رتن نرپن کو لکھیو رہ گیو نام

ہاتھ جوڑ ٹھاڑے رہیو جن کے سن مکھ کال
نارائن سوؤ بھی پڑے کال کے گال

نارائن نو کھنڈ میں نر بھئے جن کو راج
ایسے ورت ہیپ جگ گرے کال مہاراج

گج تر نگ رتھ سین اتی اندن جن کے دوار
نارائن سو اب کہاں دیکھو آنکھ پسار

نارائن نج ہاتھ پے جو نر دہرت سُمیر
سو نر ہیر یا بھوجی پئے بیٹھے راکھ کے ڈھیر

جن کے سیج ہی ٹیک دہرت رج سم ہوت پکھان
نارائن تن کا کہیں رہیو نہ نام و نشان

نارائن جن کے بھون وو ہی سم بھوگ بلاس
انت سبے سب چھوڑ کے بھئے کال کے گراس

نارائن نو بھجن کر کہا کریں گے کور

انت سدا اکیلا ہی دونوں کے سہر ہور

چار دِنن کی چاندنی یہ سمپتی سنسار
نارائن ہری بھجن کر جا سو ہووے پار

اَرے بھیتر اتی چاہنا باہر راکہت تیاگ
نارائن وا تیاگ پے پڑی ہی بہاگی آگ

رے من کیوں بھٹکت پھرت بھج پربھو بار مبار
نارائن بھون سمجھ بھیو نہ کچھو بگاڑ

مان بڑائی ایرشا من میں بھری انیک
نارائن سادہو بنے دیکھو اچرج ایک

تجکو چاہے کچھو کیے بہلو برو سنسار
نارائن تو بیٹھ کے اپنو بھون بہار

بات بنا وے گیان کی بہو گن کو للچات
نارائن ایس چیت کو ٹیک کہے نہ جات

نارائن ست سنگ کر سیکھہ بھجن کی ریت
کام کرودہ مدہ لوبھ میں گئی آربل بیت

یہ شو بہا سنسار کی جیون ٹیشو کے پھول
نارائن پھل آس تجی للت و کیہہ جن بھول

دہن دو یا گن آربل یہ نہ بڑتن دیت
نارائن سوئی بڑو جا ن سو ہری سنگ ہیت

سو دُکھ بھوگت آپ ہی جو دُکھ اپنی ٹانٹ
نارائن تو روگ کو کو بیوے گا بانٹ

نج سوارتھ کے متر سب یہی جگت کی چال

نارائن بن سوارتھی ہو سہری کرپال

نارائن ہری بھجن میں تو جن دیر لگائے
کیا جانے یا دیر میں سوانس رہے یا جائے

تات مات تریہ بہرات ست اور سکل پریوار
نارائن اپنو وہی جان سو ہری سوں پیار

نارائن بن بودھ کے پنڈت پشو سمان
تاں سو اتی مورکھ بہلو جو سمرے بھگوان

گیان کتھا سیکھی گھنی پرشن کرت اتی گوڑھ
نارائن بن دھارنا برتھا کہت ہے موڑھ

بنیہ پاٹھ پوجا پرگٹ کرت سہت ہنکار
نارائن ریجھے نہیں چیترن کو سردار

بہاؤ بھگتی ست سنگ کی جینے میں نہیں سار
نارائن سمجھے بڑی ست دارا کی لار

چٹک مٹک نت چھیل بن تکت چیت چھُوں اور
نارائن یہہ سدہ نہیں آج مرے کے بھور

نارائن جب انت میں کال گرے گا بانہہ
اُس سے ہی کیوُ ہیں ابھی سوچتا ناہ

کوئی نہیں اپنو سگو بن ہری دین دیال
نارائن تو برتھا مت پرے جگت کے جال

آریہ سماج ڈیرہ دون کا تئیسواں سالانہ
جلسہ ۲۸-۲۹-۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء
کو ہوگا

ستیہ دھرم پرچارک

کنیا مہا ودیالئے جالندھر

(ص) نام سے پرچارک کے ناظرین ناواقف نہیں اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی صاحب بہ نظر نکتہ چینی اس کی طرف دیکھیں تو بعض خاص نقص دریافت کر سکتے ہیں۔ لیکن جس زمانہ میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ وہ ایک ایسا وقت تھا۔ جبکہ ایک جہان استری شکشا کے برخلاف اخلاقی۔ ندیا۔ اور ایسا بڑا سخت شور مچا ہوا تھا۔ زمانہ کے اکثر معزز اور دیگر سوسائٹیوں کے لیڈر اپنا سارا بل لگا کر اس کی مخالفت کے درپے تھے۔ استری جاتی رساتل تک پہونچ چکی تھی۔ اور ایک عرصہ سے آدمیوں کے پاؤں کی جوتی بن گئی تھی۔ لوگوں نے جس کو اپنے گھر کی کھیتی بنا لیا تھا۔ ایسے سماں (ادھکار) کے زمانہ میں کب ممکن تھا کہ اچھی اچھی تعلیم یافتہ ستری یاں شکشا کا پرشندہ چلانے کے واسطے مل سکیں۔ وہ میں نے اس قسم کے تمام نقص زمانہ کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھ کر نظرانداز کئے جانے کے لائق ہیں۔ ایسی بے سروسامانی کی حالت اور مشکلات کو برداشت کرتا ہوا ودیالیہ اس مرحلہ کو طے کرتا آیا ہے جو کہ یہ انسٹیٹیوشن ہمیشہ کا سامنا ہے۔ اسلئے سب آریوں کا یہ فرض ہے کہ اس نقص کو محسوس کرتے ہوئے اس کے دور کرنے کا یتن کریں۔ اور آپ سوچیں کہ اس کے واسطے اچھی اچھی ودوشی اور دھارمکا استریں کس طرح اور کہاں سے پیدا ہو سکتی ہیں تاکہ اس انسٹی ٹیوشن میں بھی کی مبارک آگیا پالن کرنے میں ودیالیہ کے کارکنان کو کوئی دقت پیش نہ آوے

اس مشکل کو سامنے رکھتے ہوئے کام ہمت سے کرتے جانا چاہئے تمام قسم کی رکاوٹوں کا سامنا کرتے ہوئے بھی ودیالے نے جو کچھ کام کیا ہے۔ اس کا نتیجہ بہت ہی تسلی بخش ہے۔ میں اپنے پریہ پاٹھک گن کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔

۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو کنیاؤں کا سالانہ امتحان تھا۔ سو ختم ہو چکا۔ مشتے نمونہ از خروارے ساتویں اور آٹھویں جماعت کی دہرم شکشا کے پرچوں کو آریہ پبلک کے روبرو رکھ کر پرشن کرتا ہوں کہ کتنے ایک آریہ بھائی اس وقت موجود ہیں جو کہ ان سوالات کو حل کر سکتے ہوں۔ سو چنے پر اور تجربہ سے پتہ لگیگا۔ کہ فی صدی مشکل سے ایک دو صاحب ایسے نکلیں گے۔ جو کہ اس آزمائش میں سے کامیابی کے ساتھ پار ہو جاویں۔ اسلئے کیا ودیالے کے لئے یہ فخر نہیں ہے کہ اس کی ان جماعتوں کی تمام کنیاؤں نے اس دہرم شکشا کے امتحان میں دس نمبروں میں سے کم از کم سات اور زیادہ سے زیادہ نو نمبر حاصل کیے۔ اب آپ غور فرماویں اس ٹوٹی پھوٹی حالت میں ودیالے سے اس سے بڑھ کر اور کیا امید ہو سکتی ہے۔ پرماتما وہ دن جلد نصیب کریں۔ کہ اس ودیالے سے بڑی بڑی ودوشی اور دھارمکا پیدا ہو کر زمانہ کے ادہکار کو دور کریں۔ اور ہر ایک گھر میں یوگیہ ستریں نظر آویں۔

سوالات امتحان دہرم شکشا

آٹھویں جماعت

(۱) سرشٹی کے آرمبھ میں منشیہ ودوان پیدا کئے گئے تھے یا مورکھ؟ - یدی ودوان پیدا کئے گئے تھے۔ تو ان کو شکشا کس نے دی؟ -

(۲) دو وید منتر ایسے لکھو جسے دیدوں کا ایشور سے پرگٹ ہونا سدھ ہو۔

(۳) شبد انادی ہے۔ یا سادی؟ تین پرمان کی پشٹی میں لکھو

(۴) ایشور نے ویدوں کو تمام بادیان کا غذ قلم کے بغیر کیسے کہا

(۵) سانکھیہ درشن۔ نیائے درشن۔ یوگیہ درشن۔ ویدانت درشن۔ ویشیشک درشن اور میمانسا درشن کے بنانے والوں نے ویدوں کے وشے میں جو سمتی دی ہے وہ علیحدہ علیحدہ لکھو۔

(۶) دیوتا کتنے ہیں۔ اور ان کی پوجا کس پرکار کرنی چاہئے ۔کیا ان کے اتیرکت کوئی اور دیوتا یا دیوتے پوجا کرنے یوگیہ ہیں۔

(۷) منتر اور چھند میں کیا بھید ہے؟ -

(۸) دو منتر برہمہ ودیا وشے کے لکھو اور ایک منتر کے ارتھ لکھو

ساتویں جماعت

(۱) کرم کتنے پرکار کے ہیں پرتیاک کے لکشن لکھو

(۲) انادی پدارتھ کتنے پرکار کے ہیں ہر ایک کے لکشن لکھو

(۳) پورشارتھ کا بھید لکھو۔

(۴) جڑ اور چیتن میں کیا بھید ہے؟ -

(۵) اپانگ کے لکشن لکھو -

(۶) پانچ مہا یگیوں کے نام اور ان کے لکشن لکھو

(۷) ورن کتنے ہیں اور آشرم کتنے ان کے لکشن کیا ہیں

(۸) व्रतेन दीक्षामाप्नोति

یہ منتر سارا لکھو اور اس کے ارتھ بھی لکھو۔

(۹) دृते दृंह (درتے درگھونگ) اور अग्ने व्रतपते (اگنے برت پتے) یہ دونوں منتر لکھو۔

(۱۰) برہمچریہ کس کو کہتے ہیں اور یہ کتنے پرکار کا ہے۔ برہمچریہ کے لابھ کیا ہیں اس کے متعلق ایک وید منتر بھی لکھو۔

سوامی دیانند اور سائنس

نمبر ۲

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ ہونا چاہئے کہ ماتا پتا اور آچاریہ کا اثر بچہ پر کیا پڑتا ہے۔ اور خاص کر کے ماتا کا۔ اور چونکہ ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ کہ دنیا میں اتم سے اتم سنتان پیدا کرے۔ سنتان بالکل

تندرست اور بلوان ہونی چاہئے۔ کیونکہ کمزور
بیمار بچوں کو پیدا کر کے انسان ہمیشہ دکھی رہتا ہے
اور اس طرح سے اپنی پبلک کو بھی نقصان پہنچاتا ہے
جیسا کہ ہر ایک پُتر کا حق ہے۔ کہ ماتا اور پتا اُسکی
پرورش کریں اور جہاں تک ہو سکے اُسکو ودیا
دینے میں یتن کریں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو بچے پیدا
کرنے کا کیا فائدہ۔ جو آدمی اپنی سنتان کو اچھی طرح سے
پرورش نہیں کر سکتے۔ اُن کو چاہئے سنتان بالکل پیدا
نہ کریں۔ کیونکہ دنیا میں فضول اور نکمے آدمی پیدا
کرنا قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اور وہ نہ سمجھیں
کہ اس وقت میں اُن کو سزا نہیں ملتی۔ برے درجہ
کا دکھ بھوگ رہے ہیں۔ ایک مہینہ میں چار دفعہ
بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ رات بھر سوتا نہیں ملتا حکیم کو فیس
دینے کے لئے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ سوچ اور وچار
میں سارا دن گذر جاتا ہے۔ دفتر میں اچھی طرح سے
کام نہیں کر سکتے۔ غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اور اوپر
سے افسروں کی جھاڑیں کھاتے ہیں۔ ساری عمر
ایسی کلیش میں گذر جاتی ہے۔ بُرے حال سے
اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں اگر آپ
وچار کر دیکھیں کہ ایسی اندھا دھند سنتان پیدا
کرنا کیا کیا نقصان پیدا کرتا ہے۔ تو آپ کو
معلوم ہو جاویگا کہ دنیا میں بہت ساری خرابی
بدمعاشی۔ رشوت اسی کے سبب سے ہے جس
آدمی کے پاس لاہور سے دہلی جانے کے لئے کرایہ
نہیں ہے۔ یا تھوڑا ہے۔ اگر وہ کادیگر یا نہ جان
کر ٹکٹ نہ لیتا ہوا یا تھوڑی دیر کی ٹکٹ لے کر
ریل میں سوار ہو جاتا ہے۔ رستہ میں سارجنٹ
وغیرہ اُس کو پکڑ لیتے ہیں۔ خراب کرکے کبھی کبھی
جرمانہ یا حوالات میں بھیج دیتے ہیں۔ یہ خواری
صرف کرایہ کے نہ ہونے سے ہے۔ جب کرایہ اور
ریل کے سفر کی جو بالکل معمولی بات ہے ایسی
حالت ہے۔ تو سنتان کا پیدا کرنا جو ایک بڑا
اُتم کرم ہے۔ مخول نہیں ہے۔ کیا کبھی سوچا کہ

اپنی آمدنی کتنی ہے۔ میں کتنے بچوں کی پرورش
کر سکتا ہوں۔ میں بچے پیدا کرنے کے لائق بھی ہوں
کہ نہیں۔ میری استری اس یوگ ہے کہ بچے کی
پرورش کر سکیگی یا نہیں۔ پیدا کر کے کیا میں بچے
کو اچھی طرح سے ودیا سکھا سکونگا یا نہیں۔ یاد
رکھیگا کہ ہر ایک فرد بشر سنتان پیدا کرتا ہے
اُس کا حق ہے کہ وہ مضبوط پیدا ہو۔ اُس کا
حق ہے کہ وہ اچھی طرح سے پرورش کیا جاوے
اُس کا حق ہے وہ پوری ودیا والدین کے ذریعہ
حاصل کرے۔ اور اگر ان تمام باتوں پر وچار
نہ کرتے ہوئے اور بغیر سامان کے مہیا کرنے کے
دنیا میں بچے پیدا کرتا چلا جاتا ہو تو قدرت کے
سارجنٹ اور سپاہی ہمیں خالی نہیں چھوڑیں گے
ایسا جرمانہ اور ایسی حوالات میں دیں گے۔ کہ
ساری عمر ہی خلاصی نہ ہوگی۔ اور اپنی بیوقوفی
پر پچھتانا پڑیگا جس مکان کی بنیاد کمزور ہو
اُس پر بڑا محل بنانا کیسی مورکھتا کی بات ہے
اپنی استری کے ساتھ اس طرح سے سنگم کرنے کو
آج کل بہت سے ودوان اور مورکھ کوئی پاپ
نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن یاد رکھئے یہ سب پاپوں
کا گھر ہے۔ دنیا میں بدمعاشی پھیلاتا ہے۔ اور
صاف صاف ویبھچار کرنا ہے۔ شادی اور بدمعاشی
میں صرف اتنا ہی تو فرق ہے۔ کہ شادی میں دھرم اور
قول و اقرار کے مطابق سنتان اُتپتی کرنا اُن کا
پالن اور پوشن کرنا ہے۔ اور ویبھچار میں کوئی نیم
نہیں ہوتا۔ جب چاہا بدمعاشی کر لی۔ اور جس
کے ساتھ دل آیا سنگم کر لیا۔ اگر سچ پوچھو تو
آجکل کا جتنا سلسلہ ہے۔ اُس میں اور بدمعاشی
میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سوائے اسکے کہ ایک
میں قانون کی مہر لگ جاتی ہے اور دوسرے
میں ایسا نہیں ہوتا۔ رشی نے سچ کہا ہے :-

مقررہ وقت سے زیادہ گر بہا
وہاں کرنا ویبھچار کہلاتا ہے۔

جب والدین سے پوچھا جائے کہ آپ نے اتنی سنتان
کیوں پیدا کی۔ اُن کے لئے آجکل یہ ایک عجیب
سوال ہے۔ بعض آدمی تو جواب دینا ہی پسند
نہیں کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ میرے
ایک نزدیکی رشتہ دار پانچ پتر اور دو لڑکیوں
کے پتا ہیں۔ ایک وقت اپنی قلیل آمدنی پر
سوچتے ہوئے مجھسے ذکر کرنے لگے کہ میں بہت تنگ
ہوں۔ اپنے بال بچوں کی پرورش ٹھیک طور پر نہیں
کر سکتا۔ نہ انہیں پڑھا سکتا ہوں۔ میں نے اُن کے
ساتھ بڑی ہمدردی کی۔ لیکن ساتھ ہی آخر میں
کہا کہ آپ نے بڑی غلطی کی جو اتنی سنتان پیدا کی
یہ لفظ سن کر ہی آگ بگولا ہو گئے۔ اور کچھ دیر
تک مجھ سے بات نہ کی۔ لیکن چونکہ مجھ سے وہ
پریم بہت کرتے تھے کہنے لگے کہ ایسا کہنا بالکل نا
واجب ہے۔ اسی طرح سے بات چل پڑی اور گفتگو
میں تو وہ اپنی ہی بات پر رہے۔ لیکن جب کچھ عرصہ
گذر گیا۔ تو مجھسے مل کر کہنے لگے۔ دیکھئے اب تک
ہم نے کوئی سنتان نہیں کی۔ آگے کی نسبت بہت
سکھی اور تندرست ہوں۔ لیکن استری کی طرف
سے بڑا کلیش رہتا ہے۔ ایسی ایسی بہت ساری
باتیں انہوں نے کیں۔ ایسا ہی بعض آدمی اسکو
مخول سمجھتے ہیں۔ اور مخول میں اڑا جاتے ہیں
اور کبھی ایسے سرل سبھاؤ سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارا
اس میں کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ یہ تو پرماتما کی
کرپا ہے۔ کیا لڑکے لڑکیوں کو پیدا کرنا اپنے
اختیار میں ہے۔ سچ جانیگا کہ ایسا کہنے والے
اس جگت میں آپ کو بہت ملیں گے۔ یہ کہنا کہ ہم
نے اپنا لڑکا پیدا کیا بڑی شرم کی بات ہے۔ سب کے
سب یہی سمجھتے ہیں کہ یہ تو پرماتما کے اختیار میں ہے
جب چاہے کر دے۔ دوسرے الفاظ میں سب کے
بھائی بننا چاہتے ہیں۔ بیچارے کیا کریں۔ کبھی اس
خیال سے بھوگ کرتے ہی نہیں۔ لڑکے یا لڑکی پیدا
کرنے کا اُن کو خیال تک نہیں ہے۔ کام کی لہر سے

دبائے جاکر دشتے کی ترقی کرتے ہیں۔ ستریوں کو گھر کے پانی پینے کا برتن سمجھ رکھا ہے اور ویسے کے ایسے ہو رہے ہیں کہ ان کی بنیاد کو اب کھوکھلا کر دیا ہے۔ کہ اس قیدی کی طرح جو کئی برس قید خانہ میں رہ چکا ہو۔ نہیں چاہتا کہ اس سے باہر نکلے۔ رہائی دینے پر بھی وہ خوشی نہیں ہے بلکہ الٹا دکھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ رلوگامی رہتے ہیں۔ وہی گھر کی تکلیف کو جان سکتے ہیں۔ جہاں کہیں ایسا ہوتا ہے۔ وہاں ایک عجیب نظارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ ستریاں کچھ کا کچھ خیال کرنے لگ جاتی ہیں۔ سمجھتے ہیں شروع جاتا ہے۔ کیونکہ یہ plague سے بھی بڑھ کر infection ہے۔ ستریاں کچھ کا کچھ پوچھتی ہیں۔ کئی ستریاں تو ایسی افواہیں اڑاتی ہیں جو کبھی نہیں جا سکتیں۔ کئی کہتی ہیں کہ یہ ستری ہی خراب ہو گی۔ جسکو اسکا پتی نہیں بھاتا۔ کئی کہتی ہیں کہ اس کا پتی خراب ہوگا۔ جسکو یہ پسند نہیں کرتی۔ ایسے ایسے کئی ایک دُربچن بولتی ہیں۔ جو کہ خاص خاص آدمیوں پر اچھی طرح روشن ہیں۔ میرے ایک دوست نے جب پہلے پہل یہ بات شروع کی۔ تو اُسکے لئے گھر میں رہنا محال ہو گیا۔ جب وہ اپنے دوست کے گھر میں کئی دن تک رہ گیا۔ تو اُسکے دوست نے پوچھا۔ آپ میرے گھر کیوں نہیں آتے اُسنے جواب دیا کہ ستریاں کچھ کا کچھ خیال کرتی ہیں۔ آج کل تو محبت کا معیار یہی ہے۔ کہ ویریہ ضایع کرنا اور جس طرح ہو سکے اپنی تندرستی کو کھونا۔ لیکن یہ سب کرپا آدمیوں کی ہی طرف سے ہے۔ کیونکہ پُرشوں کے خراب ہونے سے ستریاں خراب ہو جاتی ہیں۔ اگر پُرش شُدھ آچاری ہوں تو ستریاں خود بخود نیک بخت رہتی ہیں اس اوپر کے لیکھ سے یہ نشچت ہوتا ہے کہ ہر ایک آدمی کا یہ فرض اعلیٰ ہے کہ دنیا میں بغیر

سنتان بچے زیادہ اولاد نہ پیدا کرے۔ اور اُتنے ہی لڑکے پیدا کرے جتنوں کی وہ کافی طور سے پرورش کر سکے۔ چادر دیکھ پاؤں پسارنا چاہئے۔ ایک موٹی مثال ہے۔ پہلے اپنے آپ کو اس لایق بنانا چاہئے۔ کہ ہم بچوں کی پرورش کر سکیں۔ اور پھر پیدا کرنیکی بابت سوچنا چاہئے۔ اور نہ کہ آجکل کے طالب علموں کی کی طرح بہت عرصہ نہیں ہوا۔ جب میں کالج میں پڑھتا تھا۔ میرا ایک کلاس فیلو انہیں خیالات کا بیرا اٹھرا اسٹر تھا۔ ایک دن ہم ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے اسی وشے پر سوچ رہے تھے۔ من میں آئی کہ آؤ آج ایک فہرست بنا دیں اور دیکھیں کہ کتنے لڑکے ہماری کلاس میں شادی شدہ ہیں اور کتنوں کے گھر سنتان ہیں۔ اندازہ لگانے پر معلوم ہوا کہ سب کے سب شادی شدہ ہیں اور سوائے دو باتین کے جن کی ستریاں مر چکی ہیں ۴۸ لڑکوں میں سے ۲۵ کے گھر لڑکے لڑکیاں ہیں۔ اور دس لڑکے تو قریباً اچھے عیالدار تھے جب پڑھتے پڑھتے یہ حال ہے۔ تو پڑھنے کے بعد معلوم کیا کریں گے۔ یہ تو کالجوں کا حال ہے بعض حالتوں میں تو کئی لڑکے مڈل اور انٹرنس تک نہیں پہونچتے کہ گھر میں ایک دو لڑکے لڑکیاں ہوتی ہیں۔ خرچ کی تنگی سے لاچار ہو کر پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ دس دس روپیہ کی نوکری کے پیچھے سینکڑوں درخواستیں جاتی ہیں۔ مقابلہ کے امتحان میں خارج ہو جاتے ہیں در بدر پھر کر خوشامدوں میں اپنی عزیز عمر کو کھو دیتے ہیں۔ آہ۔ بغیر سوچے سمجھے سنتان پیدا کرنے سے کیا کیا نقصان نہیں ہوتے زندگیاں ضایع ہو جاتی ہیں۔ وہ ہونہار لڑکے جنہوں نے نہ معلوم کہ ملک کی ناک بننا تھا۔ اُن کو روٹی تک کھانے کو نہیں ملتی۔ دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ مویشی ہی اگر لوگ خریدتے ہیں تو

تو یہ خیال کرکے۔ کہ اگر اتنا روپیہ ہو تو ایک گائے خرید لیویں۔ اُس گائے کے بھوسے کی ضرورت پڑتی ہے۔ سال کی آمدنی سے اندازہ لگا کر بھوسہ خریدتے ہیں۔ پرنتو شوک مہاں شوک کہ اپنی بیہیوں پر کہ انسانوں نے اپنے عزیز بچوں کو بھوسے کے برابر بھی نہ سمجھا اور بغیر خرچ کا اندازہ لگانے کے اندھادھند سنتان کرتے چلے گئے۔ اور اپنے اصلی قیمتی روپ ویریہ کو پانی کے برابر بھی نہ سمجھکر اس طرح سے ضایع کر دیتے ہیں۔ کہ جس کی نہ حد نہ حساب اور اسوا سطے سوامی جی مہاراج جو اپنے وقت کے بال جتی تھے۔ اپنی بنائی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔

ستری اور پُرش کو دھیان رکھنا چاہئے کہ ویریہ اور رجیہ کو امولیہ سمجھیں جو اسی امولیہ پدارتھ کو بے سود ضایع کرتے ہیں۔ وہ مہا مورکھ ہوتے ہیں۔ جس سے ایسے مہاتما اور مہاشیوں کے شریر اُتپن ہوتے ہیں یو ہیں وشٹ کاموں میں کھو دیتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

جمنا داس از مظفر گڑھ

آریہ سماجک خبریں

بابو ہرسہائے سنگھ قانونگو دھام پور کے پتر کا نام کرن سنسکار ۵- مارچ ۱۹۰۲ء کو ویدوکت ہوا۔ ممبران سماج کو پریتی بھوجن دیا گیا۔

آریہ سماج نوشہرہ کا سالانہ جلسہ ۲۸- ۲۹- ۳۰- مارچ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ منتری بالخصوص پنڈت ... رام سنگھ جی کیواسطے پرتی ندھی سبھا سے درخواست کرتے ہیں

لالہ متوالا رام ممبر آریہ سماج جھنگ گھیانہ کی کنیا کی شادی ویدوکت ہوئی۔ رشتہ داران کی طرف سے سخت مخالفت ہوئی بلکہ یہانتک کہ لالہ متوالا رام شادی کے موقعہ بیچ میں نہ بٹھایا جاوے۔ اور شادی کردی جاوے۔ مگر لالہ شیورام جی اسپر راضی نہیں ہونگے۔ مجھے اپنے پتر کا وواہ منظور نہیں چنانچہ سارے سمبندھی اُٹھ کر چلے گئے۔ اور کرتی وواہ سماپت ہوئی۔ طرفین کی دلیری قابل تعریف ہے۔ اس موقعہ پر ۵ روپیہ مختلف فنڈات میں دان ملا۔

لالہ متوالا سہائے پردھان آریہ سماج بھون ... پنڈتوں میں پرچار کر رہے ہیں۔ اور سماج مندر کیلئے زمین الاٹ کرانے ...

بابو ہیرا لال جی کلرک پوسٹ آفس ممبر آریہ سماج نوشہرہ کے پتر کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا۔ حاضرین کا مٹھائی سے ستکار کیا گیا۔ اور مبلغ ... مختلف فنڈات میں دان ملا

... سماج اپنا کام آنند پوروک کر رہا ہے۔ منتری صاحب سوامی نتیانند کا پتہ دریافت کرتے ہیں جس صاحب کو پتہ ہو وہ اُن کو اطلاع دیویں۔

آریہ سماج سکھر کا سالانہ جلسہ ۴ و ۵ و ۶ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو ہوگا

پنڈت میلا رام شاستری لوکل اُپدیشک آریہ سماج ملتان نے ۲۱- فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو جلالپور پیر والہ میں ضلع شجاع آباد میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ ایک ہندو ... سے شاسترارتھ بھی ہوا۔ اثر بہت اچھا رہا۔

ماسٹر لچھمن داس ہیڈ ماسٹر رام نگر سکول نے ہمراہی چند طلباء لائل پور میں تین دن تک ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ اور سکول کے واسطے مبلغ دو صد روپیہ چندہ جمع کیا

۲- مارچ کو آریہ سماج لائل پور کا سپتاہک جلسہ آنند پوروک ہوا۔ لالہ سندر داس جی نے ویاکھیان دیا اور لالہ رام رکھا مل نے عہ روپیہ گروکل کو دان دیا

پنڈت ہر نام سنگھ جی نے پچھلے دنوں کلاچی میں بڑی کامیابی کیساتھ ویدک دھرم کا پرچار کیا۔

میاں پنجاب سنگھ ساکن موضع ہانسر ضلع ہوشیارپور نے مبلغ ۵ بمد اوکنیا اناتھ آلئے جلندھر روانہ کئے

آریہ سماج خیرپور ضلع مظفرگڑھ نے ایک مسلمان کو شدھ کیا۔

آریہ متر سبھا آگرہ کا بارہواں سالانہ جلسہ دھوم دھام سے ہوا۔

آریہ سماج جیند سے سکرٹری شری پت رائے نہیں بلکہ مہاشے ... رام ہیں

محلانوالہ ضلع امرتسر آریہ سماج کے ۲- مارچ ۱۹۰۲ء کے سپتاہک جلسہ میں بابو کرم چند جی نے اُپدیش سنائی بعد ازاں دوپہر کیوقت موضع سنہسرہ میں ویدک دھرم کا پرچار کیا۔ اُپ منتری مہاشے مرزا عبدالغنی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے پرچار میں مدد دی

علیگڈھ آریہ سماج کا انتخاب امسال روان کیواسطے حسب ذیل ہوا۔ بابو شیو پرشاد بی۔ اے ایل۔ ایل بی پردھان۔ لالہ مولچند اُپ پردھان۔ ماسٹر چھوٹے لال بی۔ اے سکریٹری۔ ٹھاکر گنپت سنگھ جی اُپ منتری ڈاکٹر کشن چند جی پُستکادھیکش۔ بابو ہیرا لال جی خزانچی اور ماسٹر درگا پرساد و بابو شمبر دیال و ڈاکٹر مریدھر و بابو روشن سنگھ و لالہ کرشن لال پرتشٹھت ممبران انترنگ سبھا

آریہ سماج علیگڈھ اور ویدک آشرم کی جو مخالفت تھی۔ وہ اب دور ہوگئی ہے بشکر ہے۔

ڈاکٹر تیل داس جی ممبر آریہ سماج جھنگ گھیانہ کے پتر کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی دھرم پتنی نے مبلغ ۵ مختلف سماجک فنڈوں میں ادا کئے

سیالکوٹ میں بازار کے لوگوں نے چندہ اکٹھا کرکے ہون کیا۔ اس ہون میں آریہ لوگ بھی شریک تھے۔ اور صرف آریہ سماج کوشش سے اس ہون کے واسطے چندہ دیا گیا تھا۔

گذشتہ اتوار کو ایک اودارچت مہاشے نے مبلغ ۵ روپیہ گپت دان دئے کہ ... گروکل کے ودیارتھیوں کو بھوجن دیا جاوے۔ چنانچہ وہ رقم نہر بیان مہاشے لالہ منشی رام جی کے پاس بذریعہ منی آرڈر بھیج دی گئی۔

مہرولی میں نیا آریہ سماج قایم ہوا ہے

آریہ سماج گوئینڈ کی کا انتخاب سال رواں کیواسطے حسب ذیل ہوا۔ لالہ پرسرام پردھان۔ پنڈت موتی رام منتری۔ لالہ گنڈا مل کوشادھیکش۔ لالہ گنڈا مل اروڑہ پُستکادھیکش۔

فرخ آباد آریہ سماج کا انتخاب امسال بہت کثرت ہوا لالہ سیوا رام پردھان۔ بابو پرشوتم نرائن اپ پردھان بابو راج بہادر۔ رائے بہادر بابو درگا پرساد خزانچی پنڈت گنیش پرشاد پُستکادھیکش۔

سادھو نتیانند جی اناتھ بھارت سیوک جہاں کہیں ہوں اُن کو اطلاع دیں کہ وہ خیرپور ضلع مظفرگڈھ تشریف لے جاویں۔ وہاں کے آریہ سبھاسد اُن کو منتری دیتے ہیں۔ اُن کے پاس مبلغ ۲۵ کا منی آرڈر بھی بھیجا گیا تھا۔ مگر اُن کا پتہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی واپس آگیا۔

راے صاحب لالہ گردھاری لال جی ولیش پردھان آریہ سماج دہلی کی پتری کا وواہ ڈاکٹر رام چیال جی ولیش کے پتر کے ساتھ ۲۳- فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو سنسکار ودھی کے مطابق ہوا۔ آپ نے مبلغ تین صد روپیہ اناتھ بچوں کے لئے دان دیا۔ اور پجاس روپیہ پنڈت گردھاری لال کو دئے۔ اس کا بہت اچھا اثر ہوا

مہاشے جرنجیت جی سیکنڈ ماسٹر وکٹوریہ ڈائمنڈ جوبلی سکول وزیرآباد کے پتر کا منڈن سنسکار ۲۰- فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو ویدک ریتی سے ہوا۔ مبلغ عا روپیہ دان ...

اس موقع پر دان دئے گئے - حاضرین کا مٹھائی سے ستکار ہو
لالہ گردھاری لال صاحب اہلمد محکمہ مہتمم خزانہ
سیالکوٹ والی نے ایک سنسکار ودہی اور ایک ستیارتھ
پرکاش مجلد آریہ سماج کو دان دیا - اور مندر
بننے پر اس کے چندہ دینے کا وعدہ کیا - منتری
سماج ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

لدھیانہ میں پلیگ نے بڑا زور ڈال رکھا ہے -
لوگ اپنے گھروں کو چھوڑکر باہر چلے گئے ہیں - چنانچہ
آریہ پرش بھی لالہ رامجیداس کے باغ میں چلے
گئے ہیں - اسی جگہ سماج کے ستسنگ جلسہ کرتے
ہیں - ۶ مارچ کو وہیں پنڈت لیکھرام کے مرتیو
کی میٹنگ ہوئی - شہر میں پلیگ کے خوف سے
بڑے ہون ہوتے ہیں - چنانچہ پچھلے دنوں میں
تقریباً پانچ ہزار روپیہ کی سامگری سے شہر
کے بازاروں اور گلی کوچوں میں ہون ہو چکے ہیں
منتری مہاشے اطلاعاً لکھتے ہیں - کہ کوئی آریہ
اپدیشک آج کل وہاں تشریف نہ لاویں - ورنہ
سخت تکلیف ہوگی

مہاشے منتری آریہ سماج گنگوہ کے برادر زادہ
کا ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو انتقال ہو گیا - آریہ سماج
گنگوہ اس رنج میں اپنے معزز منتری کے ساتھ
شریک ہوتا ہوا ایشور پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہے
کہ منتری جی اور اس بالک کے پس ماندگان کو
شانتی دیویں -

بھگت جیرام داس وید ممبر آریہ سماج علی پور
ضلع مظفر گڑھ نے ایک سرمہ طیار کیا ہے - جسکو وہ
ایک سال سے مفت تقسیم کر رہے ہیں - انہوں نے لکھا
تھا کہ سرمہ منگوانے والے صاحبان کچھ دان وید
پرچار فنڈ کو اس کے عوض دیا کریں - چنانچہ کسی نے
اس طرف توجہ نہیں کی - اسپر اب انہوں نے سرمہ
کی قیمت ۸ رتی تولہ مقرر کر دی ہے - جس میں سے
۴ رتی تولہ مزدوری اور بچت کے ۴ رتی تولہ کو حسب
ہدایت منتری سبھا آریہ سماج علی پور کسی فنڈ میں داخل
کیا جاویگا - یہ سرمہ دہند - پھولا - پڑوال
سرخی - پانا جانا وغیرہ کے لئے مفید ہے -

۸ مارچ کو احمد آباد ضلع جہلم میں نیا آریہ سماج
قائم ہوا ہے - ادھکاریان حسب ذیل ہیں -
رائے زادہ لال چند پردھان - لالہ رام آسرامل اپ پردھان
بابو ستیارام منتری و خزانچی - لالہ گوردواس مل اپ
منتری - لالہ ستیارام سہل لائبریرین -

آریہ سماج سرگودھا پور :- اس سماج کا انتخاب سال
حال کے واسطے حسب ذیل ہوا :- لالہ ہرجسرائے جی پردھان
لالہ کشن داس جی رئیس اپ پردھان - لالہ برجیت رائے
جی منتری - لالہ موہن لعل زمیندار خزانچی - لالہ دیارام
جی ساہوکار لائبریرین - لالہ ایشرداس جی - لالہ
لبھورام جی و منشی مکند رام جی و ماسٹر دولت رام جی
ممبران انترنگ سبھا -

۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت کاشی ناتھ
جو کہ بڑے ودوان دھرمک پرش ہیں - آریہ سماج
کے اپدیشک نیت کئے گئے ہیں - سماجک ممبران
ان سے روزمرہ پڑھتے ہیں - اور ان کی وجہ
سے ممبران میں پریم بہت بڑھ گیا ہے -
پنڈت پورنانند جی نے سرگودھا پور اور اس کے
گرد و نواح میں ویدک دھرم کا پرچار کیا - جس کا
اثر پبلک پر بہت اچھا پڑا -

سماج مندر اب عنقریب بن جاویگا - لالہ لشنداس
جی نے زمین سماج مندر کے لئے خرید لی ہے - انہوں
نے پہلے ہی ایک ہزار روپیہ سماج مندر کے نمت دان
کر رکھا ہے - اسلئے مندر بننے میں دقت نہیں ہوگی -

آریہ سماج مالیر کوٹلہ :- ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۲ء
کو بجائے معمولی ہون کے نئے سماج مندر میں جو ابھی سما
روپیہ کو خرید اگیا ہے تقریباً عہ کی سامگری سے اول
ہون کیا گیا - پھر بھجنوں کے بعد لالہ نورنگ رائے جی نے
اپاسنا کرائی اور ہون کی فضیلت پر لیکچر دیا - اسکے بعد
لالہ ساون رام جی پردھان نے چھٹے نیم کی فضیلت
اور آریہ سماج کی ترقی پر ایک مختصر تقریر کی - جسکا اثر
اچھا پڑا - پھر بابو گوکل چند جی نے نظم آریہ فر
میگزین سے جو کہ لالہ کنہیا لال جی کی طرف سے
چھپی ہوئی ہے - پڑھ کر سنائی - بھجن و آرتی کے بعد
جلسہ برخاست ہوا - ۷ مارچ یوم جمعہ کو اول
معمولی ہون ہوا - پھر لالہ نتھورام جی نے اپاسنا
کی - اور لالہ نورنگ رائے جی نے اپدیش کیا - پھر
لالہ نتھورام جی نے ستیارتھ پرکاش سے کتھا کی -
بعد میں بابو گوکل چند جی نے پنڈت لیکھرام جی کا مختصر
جیون اور تردید حجت الاسلام سے پڑھکر سنایا - اور
پنڈت جی کے میموریل فنڈ کے لئے فہرست چندہ کھولی
گئی - جسمیں ۱۳ نقد اور وعدہ درج ہوئے - ۶ مارچ
کو پنڈت لیکھرام جی کی یادگار کا جلسہ بسبب کم
حاضری ممبران کے نہیں ہو سکا تھا اسلئے ۷ مارچ کو
ہفتہ وار جلسہ میں ہی کارروائی کی گئی - آریہ سماج
کے پرچار کے سبب اور ممبران سماج کی کوشش سے
شہر میں ہون وا لوشدھی کے واسطے ہو رہے ہیں -

بنوں آریہ سماج کے پردھان لالہ دولت رام جی
کی بیماری پر ان کی ماتا نے پانچ روپیہ مختلف فنڈوں
کے لئے لوکل آریہ سماج کی کوشش میں دان دئے
ایشور کرے کہ پردھان جی بہت جلدی صحت حاصل
کریں - تاکہ ان کی ماتا اور ان کے دوستوں و دیگر
سمبندھیوں کے دل اس کلیش سے رہائی پاویں

(۲) ڈاکٹر کرم چند جی سبھاسد آریہ سماج بنوں آریہ
پبلک کے آگے ایک تجویز پیش کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے
کہ چونکہ آریہ ورت میں صدیوں کے بعد گروکل جیسے
پوتر انسٹیٹیوشن کی بنیاد رکھی جاویگی - جس میں
کہ پراچین طریقہ کے انوسار اور مہرشی دیانند
جی کی بتلائی ہوئی سکیم کے مطابق ودیارتھیوں
کو شکشا دی جاوے گی - لہذا اگر مناسب ہو تو
گروکل کے افتتاحی جلسہ کا دن سال بسال آریہ
سماجوں میں بطور یادگار منایا جاوے - اور اسی مضمون
پر ویاکھیان ہو کر چندہ فراہم ہوا کرے - جو کہ ہر سماج کے
ممبر کے ماہواری چندہ سے کم نہو - اور وہ ترو

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

بابو ٹیک چند کائستھ سٹیشن ماسٹر حصار اپنی کنیا کا یگیوپویت سنسکار کرانا چاہتے ہیں۔ کوئی صاحب ستیہ دھرم پرچارک دوارا مفصل پرمان شاستروں کے اور دلائل سے اس بات کو سدھ کریں۔ کہ کنیا کو یگیوپویت کا ادہیکار ہے۔

مہاشہ دیانند حیدرآباد دکن۔ آریہ جنتری کے خیالات کا میں ذمہ وار نہیں۔ آریہ سماج کرنال آپ کو جواب دیگا۔ آپ اپنی شکایت لکھ دیں۔

مہاشہ ہرچند سبھاسد آریہ سماج گوجرکی لکھتے ہیں۔ کہ طاعون کی بیماری کی وجہ زیادہ تر ماس کا استعمال ہے۔ اس وجہ سے لوگ اس سے ضرور پرہیز کریں۔ اور خوب ہون کیا کریں۔

مہاشہ جتر بہاری لعل جی۔ آریہ متر سبھا آگرہ کے جلسہ کی نردگھن سماپتی کے متعلق آپ کو مبارکباد دیتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جگہ کی کمی کی وجہ سے آپ کا لمبا پتر شائع نہیں ہو سکتا۔

مہاشہ بھگوان سروپ منتری آریہ سماج بدایوں جلسہ کا بارونق اختتام مبارک ہو۔ مگر افسوس کہ مفصل حالات شائع نہیں ہو سکتے۔ اخبار میں اس قدر گنجائش نہیں۔

مہاشہ موجی رام ممبر آریہ سماج جیند۔ ستری شکشا پر زور دینے کے واسطے اپیل کرتے ہیں۔ سب کا فرض ہے۔ ستریوں کو تعلیم دیں۔ تاکہ اُن کے گرہست سدہریں۔

مہاشہ جگوپال امرتسری۔ آپ کا مضمون شائع کرنا کئی کارنوں سے انوچت تھا۔ اسلئے وہ نہیں شائع کیا گیا۔

ایک نامہ نگار ازلائلپور۔ چونکہ برہمنوں کی حالت اظہر من الشمس ہے۔ اس واسطے آپ کا مضمون شائع نہیں کیا گیا۔ آپ حیران نہ ہوں۔ اس سے بھی بڑھ کر ردی حالت آپ دیکھ سکتے ہیں۔

ورن بیوستھا

ستیہ دھرم پرچارک میں ورن بیوستھا کے مضمون دیکھ کر میرے من میں بھی خواہش ہوئی۔ کہ میں بھی ایک مضمون سچ اور جھوٹھ نیائے اور انیائے کا مقابلہ دکھانے کے لئے اخبار ستیہ دھرم پرچارک کے ناظرین کے پیش کریں۔ تاکہ متقابلتاً ہر ایک بدھی وان شخص ورن بیوستھا پر بخوبی وچار کر سکے درحقیقت پوراٹک لوگ جنم سے ورن بیوستھا بتلاتے اور مانتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے یا کہ ویدک ورن بیوستھا جو گن کرم سوبھاؤ انوسار بتلاتے ہیں اور ماننے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔ ان دونوں میں جو ورن بیوستھا سچی اور نیائے پر تولی ہوئی اُس کو ماننا چاہئے اور جو جھوٹھی اور انیائے سے بھری ہوئی ہو اُس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ پرماتما کا قانون نیائے ہے کیونکہ اُن کو کسی سے راگ دویش نہیں ہے۔ پرماتما ٹھیک کرموں کے پھل دیتے ہیں۔ اسی طرح سے گورنمنٹ کا بھی یہی قانون ہے۔ کہ بعد تحقیقات کے جو کچھ ثابت ہو اُس کے موافق عمل کیا جاوے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جو کوئی جیسا جیسا پورشارتھ کرتا ہے۔ اُس کو ویسا ہی پھل ملتا ہے۔ چونکہ ودیا اور تعلیم ایک ایسی وستو ہے۔ جو بلا سکھائے کبھی بھی نہیں آتی۔ پس ورن بیوستھا کے اندر برہمن کے جو چھ کرم لکھے ہوئے ہیں۔ اُن میں پہلا کرم وید کا پڑھنا پڑھانا ہے۔ اور دوسرا کرم یگیہ کرنا اور کرانا ہے۔ اسی طرح تیسرا کرم دان لینا اور دینا ہے۔ چنانچہ جب کہ ایک برہمن بطن سے پیدا ہوئے برہمن نے وید کو نہیں پڑھا اور پرشارتھ وید پڑھنے کا نہیں کیا تو پھر وہ شخص کس کرم سے برہمن ہے۔ جبکہ وید پڑھا نہیں تو پڑھا ہی نہیں سکتا۔ اور وید نہیں پڑھا سکتا۔ تو یگیہ ہی نہیں کرا سکتا نہ کر سکتا ہے۔ جب نہ یگیہ کرا سکتا ہے اور نہ وید پڑھا سکتا ہے تو دان کس طرح لے سکتا ہے۔ پہلے دو کرم پورے نہ ہو جاویں تب تک وہ تیسرے درجہ پر کس طرح جا سکتا ہے۔ اس واسطے پہلے دو کرم کئے گئے ہیں اور وہ اس واسطے کہ جب دو کرم کرنے میں ہوشیار اور لائق ہو جاوے تو پھر دان کا ادہیکار ہے کیونکہ بلا پہلے دو کرموں کے برہمن نہیں کہلا سکتا۔ اور جب تک کہ برہمن نہ ہو جاوے۔ دان کا ادہیکاری نہیں ہے۔ پس ضرور ہوا کہ پہلے برہمن بنے پھر بعد میں دان کا ادہیکاری ہے۔ اور برہمن بننے کے لئے وید کا پڑھنا پڑھانا ہو تب آگیا وید اور دھرم شاستر ضروری امر ہے۔ چنانچہ اسی طرح دیگر ورنوں کی بھی بیوستھا ہے کہ جو جو منشیہ جس جس ورن کے کرم کرتا ہے۔ اور جس جس منشیہ میں جس جس ورن کے گن کرم اور سبھاؤ ہیں وہ اُسی ورن کا ہو سکتا ہے۔ اُسے بپریت کہنا ماننا انیائے ہے ادھرم ہے اور جھوٹھ ہے۔ کیونکہ سچ وہی ہے کہ جو جیسا ہو اور اُلاؤ میں جیسی تعریف ہو۔ اُسکو ویسا ہی کہا جاوے۔ ایک برہمن نام دھاری کو جو کالا اکشر بھینس برابر جانتا ہے۔ اور پانی پلانے سقہ بنا لو ہر لے یا اور کسی ایسے ہی کام پر ملازم ہے۔ کہ جو خدمت کے متعلق ہے جیسا کہ اس وقت ہزارہا برہمن مہاجن سیٹھ۔ ساہوکار اور بابو صاحبان کے ہاں خدمت میں رہتے ہیں۔ روٹی بناتے ہیں۔ پانی پلاتے ہیں۔ ہاتھ دھلاتے ہیں اور جو کچھ کہ کام خدمت کے متعلق ہوتا ہے۔ سب ہی کرتے ہیں تو گیا وہ برہمن ہیں۔ اگر اُن کو برہمن مانا جاویگا تو پھر شودر لوگوں کا کیا کام ہے۔ اور

شودر کون ہیں۔ اگر اِس سوال کا کوئی سناتن بھائی پریم کے ساتھ ستیہ دہرم پرچارک میں اُتر دیویں گے تو میں اُن کا نہایت مشکور ہوں گا کیا یہہ بڑا انصافی اور انیائے نہیں ہے۔ کہ ایک پیسہ اِینٹھی برہمن کہتی یعنی زراعت کا کام کرتا ہے۔ سود وار ہے۔ نمبردار ہے۔ بیوپار بھی کرتا ہے۔ دہناڈیہ ہے۔ گئو کی رکشا کرتا ہے لیکن ویدک بلکہ ناگری لکہنا پڑہنا نہیں جانتا لوگ اسکو برہمن ہی کہنا انصاف چاہئے؟ بلکہ اُس کے پیشہ کے اور کرم کے لحاظ سے اور سبہاؤ کے لحاظ سے ویش کہنا انصاف معلوم ہوتا ہے اسی طرح ہر ایک ورن کی بابت پوری پوری دلایل موجود ہیں۔

لیکن درمیان میں ایک سوال ایسا پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس کی تحریر کرنے سے ناظرین ضرور سمجھ جائیں گے۔ کہ درحقیقت برہمن دان کا ادہکاری اس وقت تک نہیں جب تک کہ چار کرم نہ پائے جاویں۔ کیونکہ بلا چار کرم سابقہ کے برہمن کہہ نہیں سکتے۔ جب برہمن ہی نہیں کہہ سکتے۔ تو پہر دان کس طرح لے سکتا ہے۔ اور دے سکتا ہے۔

دنیا کے بیچ میں نیک حاکم وہ سمجہا جاتا ہے۔ جو حقدار کا حق دیوے۔ اور ناحق کو خارج کرے جبکہ دُنیا میں یہ انصاف پایا جاتا ہے۔ تو پرماتما کے انصاف یعنی نیائے میں یہ کب ممکن ہے۔ کہ حقدار کو حق نہ ملے۔ اور ناحقدار کو حق مل جاوے اگر پرماتما کے انصاف اور نیائے میں ایسا ہو جاوے تو پہر ظلم کی کوئی سیما یعنی حد نہیں ہے۔ اور پرماتما ظالم ہو جاویگا۔ پہر نیائے کاری نہیں ہو سکتا لیکن جبکہ اچہا حاکم نیچ کا اور حقدار کی حق رسی کا خیال رکہتے ہیں۔ تو پرماتما تو سروشکتیمان گیان سوروپ اور نیائے کاری ہیں۔ وہ اپنے دئے تا نونوں بہی ناحق کی حق رسی کرانے کی کوشش کبہی

نہیں دے سکتے۔ چنانچہ برہمن ورن کے منشیوں کو دان کا ادہکار اس واسطے دیا گیا ہے کہ وہ حقدار دان کے ہیں۔ کیونکہ اُن کے واسطے جیسا کہ دیگر ورنوں کے لئے کہیتی، دیوپار، گئو رکشا اور خدمت وغیرہ پیشے رکہے ہیں۔ برہمنوں کے لئے نہیں رکہے گئے۔ اُن کو وہ کام دیا گیا تہا۔ جو سب سے افضل اور کہ جس میں دوسرے کام نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وید پڑہنے پڑہانے کا کام ایسا ہے کہ اگر دوسرے کام میں لگ جاوے تو وہ ادہورا رہجاوے۔ اور پہر وید پڑہنا پڑہانا اور یگیہ کرانا اپدیش کرانا وغیرہ وغیرہ جبکہ ان چہہ کرموں میں شریر رکشا اور گرہست کے کاروبار کے لئے جیو کا کا کوئی پربندہ نہیں ہے۔ تو ضروری ہوا کہ جن منشیوں پر ایک برہمن پہلے وید پڑہکر دوسروں کو پڑہاتا ہے اور سُناتا ہے۔ اور پہلے یگیہ کرتا ہے اور پہر کراتا ہے۔ تو ضروری ہوا کہ وہ لوگ جو اُن سے ستیہ شکشا حاصل کرتے ہیں اور فائدہ اُٹھاتے ہیں اُن کے جیو کا کا یتہا شکتی کافی انتظام کریں۔ کیونکہ برہمن لوگ آیو بہر صرف ان ہی لوگوں کی سنتان دہرم اُپدیش سُنانے اور پڑہانے اور کرم کرانے میں تت پر ہیں۔ تو ضروری ہوا کہ اُس کا عوض یعنی حق دان ہے چنانچہ جو برہمن کہ ستیہ اُپدیش کرتا ہے اور وید پڑہاتا ہے اور نہ یگیہ کراتا ہے تو پہر اُس کو کیا حق ہے کہ دان لیوے۔ اور دینے والے کو سوچنا چاہئے کہ وہ کس حق سے اُس کو دان دیتا ہے۔ پس وہی برہمن دان کا ادہکاری ہے۔ جو کہ ستیہ ودّیا اور ستیہ دہرم کی شکشا دیتا ہے۔ اور یگیہ وغیرہ کرم کراتا ہے۔ ورنہ بلا سمجہے دان کا ادہکاری نہیں ہے۔ کیونکہ بلا اُس کے اگر دان کا ادہکاری ٹھہرایا جاوے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پہر برہمن ہی دان کا ادہکاری کیوں ہو اور ورن والے بہی دان کے ادہکاری ٹھہر سکتے ہیں جبکہ دان لینے

والے میں کوئی خاص تعریف نہیں ہے۔ تو ویسے ہی ہر ایک منشیہ دان کا ادہکاری ہے۔ جیسا کہ ایک نام دہاری برہمن دان کا ادہکاری ہے چنانچہ یہہ بڑی بہاری بہول ہو رہی ہے۔ اگر کسی نام دہاری برہمن کو ایک پورا ہک ہنڈوراج کے ڈر کے مارے نمنترن دیتا ہے کہ جیم آپ بہوجن ہمارے گہر پر کرلیا۔ وہ نام دہاری برہمن جہٹ پٹ بموجب طبع نفسانی اپنے یجمان کے گہر پر خوب اچہی طرح سے مال اُڑا کر پیٹ بہر ہاتہ پہیرتا چلا آتا ہے اور کچہ دانت گہسائی بہی ساتہ لاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی لشٹہ یا خود وہ نام دہاری برہمن اپنی رائے سے یہہ سوال کرے کہ کیوں یجمان تونے مجہکو کس اُپکار کے عوض میں جمایا ہے۔ اور میں کیا حق رکہتا ہوں کہ بلا کسی محنت اور حق کے تیرے ہاں جیموں۔ جیسا کہ پرماتما نے مجہکو ہاتہ پیر ناک آنکہہ وغیرہ اندریاں دی ہیں ویسے ہی مجہکو بہی دئے ہیں۔ تو پہر مجہکو تیرے ہاں جیمنے کا کیا حق ہے۔ مجہکو بہی واجب ہے۔ کہ ہاتہوں سے محنت کرکے کہاؤں۔ چنانچہ ہندوؤں میں یہہ بڑا بہاری دہوکہ ہو رہا ہے جو خاص موہ کیت اور جہالت کا کارن ہے۔ برہمنوں کو خاص لالچ پڑا ہوا ہے۔ محنت کرکے عادت چہوٹ گئی۔ بیٹہے بٹہائے بلا پرشرم جب مال اُڑانیکو ملے۔ تو پہر محنت کسواسطے کرنی ہے۔ جب بلا پرشرم مال اُڑے تو پہر ضروری ہے کہ بلا کسی کام کے اندہ لیوں کو دشنہ ہوگ کی طرف لگانا پڑیگا۔ چنانچہ اسی طرح سے نام دہاری برہمنوں کے ہاں ایک طرح کی خرابی پیدا ہوئی ہے۔ اور خرابی کی حد یہاں تک پہونچ گئی ہے۔ کہ دیو مندروں میں برتنوں میں اور بڑے تیرتہ استہانوں میں ایک طرح کے پاپ کرم برہمن لوگ کرتے ہیں۔ صدہا واقعات میری آنکہوں کے سامنے گذری ہوئی ہیں۔ جب تک گرہست لوگ ورن کی ویوستہا کو ٹہیک نہیں کریں گے۔ تب تک برہمنوں کا سدہار

نہیں ہو سکتا - اور جب تک کہ برہمن نہیں
سدھرتے تب تک ویش سدھار ہونا مہاں
کٹھن ہے - یعنی جب تک کہ سچے برہمن پیدا نہیں
ہوتے - تب تک اُدھار ہونا مشکل ہے - پس ہمارے
دھارمک اور ویش کے شُبھ چنتک منشیوں کا فرض ہے
کہ وہ وان کی بیوستھا کو درا ٹھیک کریں - تو بہت
جلد دیش اور قوم کا اُدھار ہو جاوے - ویسنسار
میں انصاف اور نیائے پھیل جاوے - انیائے
اور ناانصافی جڑ سے جاتی رہے - اگرچہ ہمارا مضمون
بہت لمبا ہے - لیکن بسبب اسکے کہ اس پتر اخبار
میں اسقدر گنجائش نہ ہو مضمون کو ختم کرتے ہیں
صرف ایک درشٹانت مثال کے طور پر پیش کرتے
ہیں - وہ یہہ ہے - ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم
میں جو تعلیم یافتہ ہو تین سبھا ہوتی ہیں - ایک
ودیا سبھا - دوسری دھرم سبھا - اور تیسری راج سبھا
چنانچہ ان تینوں ہر سہ سبھاؤں کے ذریعہ
سے ہر سہ ورن جو تعلیم یافتہ ہیں - یعنی برہمن
ویش چھتری طیار ہوتے ہیں - اگر صرف نام
رکھنے سے ہی ورن بن جاتے ہیں - تو ان ہر سہ
سبھاؤں کے بنانے کی کیا ضرورت تھی - اور کیوں
اسقدر پریشرم کیا جاتا - اگر ایک ہی آدمی بلا تعلیم کے
ہر ایک ورن کا کام کر سکتا ہے - تو پھر چاروں ورن
بنانے کی کیا ضرورت ہے - لیکن ایسا نہیں ہو سکتا
اور نہ ہو ویگا - اور اُسوقت ہی جیسا کہ گن کرم
سبھاؤ سے ورن بیوستھا مانی جاسکتی ہے - ویسا
ہی عمل ہوتا ہے - درشٹانت یہہ ہے -
مثلاً ایک برہمن کے چار لڑکے ہیں - ایک لڑکے
نے کاشی میں جا کر سنسکرت کی تعلیم حاصل کر کے
شاستر ودیا اور پنڈت بن گیا ہے - اور دوسرا
بیوپار کھیتی وغیرہ کا کام کرنے لگ گیا ہے - تیسرا
کسی فوج میں یا کسی راج پدوی میں براجمان ہے
اور چوتھا نراکشر بیٹھا چاریہ کسن پانی بھرتا ہے
رسوی بناتا ہے پیچھے کہلاتا ہے - تو اب دیکھ چار

یہ ہے کہ اب چاروں ہی نام دھاری برہمن ہیں
یعنی جنم سے برہمن کہلاتے ہیں - لیکن آنکھوں
کے سامنے تجربہ ہے دیکھ لو - اگر نہیں دیکھا ہو تو
اب دیکھ لو - آزما لو - کہ اگر چاروں ہی برہمن
ہیں تو چاروں کی مان پرتشٹھا اور چاروں کا
ادھکار اور جیو کا یکساں کیوں نہیں جو پہلا لڑکا
جو کہ پنڈت ہے کیا کسی فوج میں چلا جاوے
یا اُس کچہری میں چلا جاوے کہ جس میں اُس کا
دوسرا بھائی کرسی پر براجمان ہے - تو کیا کچھ
ادھکار یا ستکار اُس سے ادھک ہو سکتا ہے
ہرگز نہیں - اسیطرح ہر چار لڑکے جو جو کرم اور پیشہ
اور گن کرم رکھتے ہیں - وہ وہیں آدر ستکار پاویں گے
کہ جہاں جہاں اُن کا ادھکار ہے - اگر راج ادھکاری
کسی راج سبھا میں جاویگا - تو ضرور آدر ستکار لیگا
لیکن اگر کسی دھرم سبھا میں جاویگا - تو بجائے اُسکے
پہلے لڑکے کو جو پنڈت ہے آدر ستکار ملیگا - اور
اگر کوئی بیوپار سمبندھی یعنی لوگوں کی سبھا ہوگی
تو وہاں تیسرے کو مان پرتشٹھا ملیگی - چنانچہ
عمل کی سچائی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے
صرف ورن کی بیوستھا بگڑی ہوئی ہے - اگر
ورن کی بیوستھا ٹھیک ہو جاوے تو پھر ورن بیوستھا
میں کوئی بگاڑ نہیں ہے - جو برہمن کہلا سکتے ہوں
اُن کو برہمن کہا جاوے اور اُن کو ہی دان دیا جاوے
چلو فیصلہ طے ہو گیا - اور جبکہ تین لڑکے دوسرے
دوسرے پیشہ کاروبار اور گن کرم سبھاؤ انوسار
اپنی اپنی یوگیتا انوسار اپنی اپنی پدوی پر آدر ستکار
سہت اروڑھ ہیں اور اُس سے بخوبی شریر اور
گرہست رکشا کی جیو کا پراپت ہوتی ہے - تو اُن
تین برہمن کے لڑکوں کو برہمن کہنا ماننا اور اُن کو
دان کا ادھکاری بتلانا اور دان دینا اور لینا مہا
پاپ ہے - جھوٹھ ہے - انیائے ہے - اور ناانصافی
ہے - ہاں ایک لڑکا کہ جسنے سنسکرت وید یا ادویہ
وغیرہ پڑھے ہیں - اور یگیہ اور سنسکار اور اپدیش

اور ستیہ شاستروں کی کتھا وغیرہ آتی ہے - اور اُسی پر
اُسکے جیو کا کا نربہر ہے وہ بیشک برہمن کہنے یوگیہ
ہے - اور اُسکو دان دینا چاہئیے - اُن تین لڑکوں کو
جو اور اور پیشہ کر کے اپنی جیو کا کرتے ہیں - برہمن
کا کوئی کام نہیں کرتے اُن کو دان لینے کا کوئی حق
نہیں - اسواسطے اگر وہ دان لیتے ہیں تو پاپ
کرتے ہیں - جو دان دیتے ہیں وہ بھی پاپی ہیں
کیونکہ غیر حقدار کو حق پہونچانا یہ امر ثابت کرتا ہے
کہ پھر حقدار کو حق کون پہونچاویگا - اسواسطے حقدار
کو حق پہونچانا ہی انصاف ہے - اس سے دیش اور
گیرتی سنسار میں ہوتی ہے - اور اسی سے دھرم کی
بردھی ہوتی ہے - اسی سے ہر ایک دیش اور قوم
اُنت ہوتا ہے - جب تک یہ وچار ہر ایک گرہست کے
دل میں نہ پیدا ہو جاوے تب تک ورن بیوستھا کی
پرنالی سدھرنا مہاں دشتر ہے - کیونکہ اُن کو کیا ضرورت
ہے کہ وہ اپنی حالت کو اس قابل بنا دیں کہ جس سے وہ
سچے دان کے ادھکاری ہو جاویں - جب تک کہ اُنکو
دان دینے والے مورکھ اور جاہل بلا امتیز کے
ملے ہوئے ہیں - کہ جن کو یہ معلوم نہیں کہ برہمن
کون ہوتا ہے - برہمن دان کا حقدار کیوں بنایا گیا
اور دان دینے والے دان کے ادھکاری کیوں نہیں -
اس واسطے دان کی بیوستھا پر پورا پورا آندولن
اور اُسپر مضامین تحریک اور اُسکا کھنڈن ہر ایک
طور سے ہونا چاہئیے - میں نے اپنی بدھی انوسار
یہ مضمون پیش کیا ہے - یقین ہے کہ آپ میرے
پُرشارتھ کو اخبار میں جگہ دیکر شیتل کریں گے -
(راقم ہردواری لعل سبھاسد آریہ سماج ہوتی)

ورن بیوستھا

پرچہ ستیہ دھرم پرچارک میں بہت مدت سے ایسے
مضمون دیکھنے میں آتے ہیں جن سے صاف ترشح
ہوتا ہے کہ موجودہ ذات پات کے بندھنوں کی تلخی

دیکھ آریہ لوگ بموجب گُن۔ کرم۔ سوبھاؤ کے ورن قائم کرکے۔ باہمی رہ رسم جاری کریں۔ یعنی جھوٹی وہم پرستیوں کے پھندوں سے نکل علی زندگی بسر کی جاوے۔ جب یہ سوال ہمارے سامنے آتا ہے۔ تو بوجہ کم زوردلی آتا ہے کہ اس کا اثر ہمارے دلوں پر بجلی کی مانند پڑ کر ہماری آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں۔ وہ آنکھیں تھر تھرا کر زمانہ کی رفتار کو اپنا سہارا مان کر گہری سوچ کی غاروں میں گرنا پڑتا ہے۔ تو ایسے سمہ میں دو متضاد خیال ہمارے دل سے پرگٹ ہوتے ہیں۔

(۱) تو کرموں کا وچترنقشہ دل پر کھنچتا ہے۔

(۲) خیال پرچلت رواج کی وجہ سے جسم کے سیٹر کی ذہبیوں کو درشاتا ہے۔ دونوں خیالات کی کشمکش نے اس کو ایک پیچیدہ معاملہ بنا دیا ہے۔ جو ناگفتہ بہ ہے کہ دل چاہے دلدار کو تن چاہے آرام۔ دبدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام۔ گن۔ کرم۔ سوبھاؤ کا سمبندھ شریر کے ساتھ ایک ہے۔ جیسا کہ امور متنازعہ ابین پورشارتھ اور پراربدھ کے ہیں۔ جو لازم و ملزوم مانے گئے ہیں۔ کیونکہ پراربدھ کا پورشارتھ پورشارتھ بین و لدری ہوتا ہے۔ پورشارتھی پراربدھ ہین۔ اپنے اعمال کا سنچے کرنیوالا ہوتا ہے اس کا آخیری نتیجہ پرارتھن آدہین ہے۔ لیکن ایک طرف تو آریہ سماج۔ آریہ شاستروں دوارا ہمکو شکشا دیتا ہے کہ موجودہ ذات پات بلحاظ دنیاوی رسومات کے جو پرچلت ہیں محض مصنوعی ہیں۔ لفظ ذات تمام بنی نوع انسان پر حاوی ہے۔ علیٰ ہذا ایک ہی قسم اور ایک ہی لفظ اور ایک ہی جنس پر ذات کا اطلاق آتا ہے۔ اسمیں ورن بیوستھا بلحاظ گن کرم سبھاؤ اور یوگیتا کے ماننا عین فرض ہے۔ ایسا ہی یجروید منتر ۱۱۔ ادھیائے ۳۱ میں ورنوں کو ویراٹ روپ سے تشبیہ دی گئی ہے

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्
बाहू राजन्यः कृतः
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः
पद्भ्यां शूद्रो अजायत

(۱) برہمن کو مکھ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ وید شاستروں کا پڑھنا پڑھانا اور اُپدیش دینا مکھ دوارہ ہوتا ہے۔ مکھ یہ کرم کرتا جو منش ہیں وہ برہمن پدوی کے مستحق ہیں۔ چونکہ کشتریوں کا کام پرجا کی رکشا کرنا شتروؤں کو اپنی قوت بازو سے ہنن کرنے کا ہے اسلئے کشتری کو بازو سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور ویش کا کرم دور دراز دیش اتھوا سودیش میں بیوپار کرکے دھن کا سنچے کرنا ہے۔ اسواسطے ویش کو جانگھ سے منسوب کیا ہے۔ چونکہ شودروں کا کام خدمتگاری اور سیوا کرنیکا ہے۔ لہذا اُنکو پاؤں سے نسبت دی ہے۔ منو مہاراج فرماتے ہیں۔

शूद्रो ब्राह्मणतामेति
ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम्।
क्षत्रियाज्जातमेवं तु वि-
द्याद्वैश्यात्तथैव च॥

برہمن کا شودر۔ اور شودر برہمن ہو جاتا ہے گویا ورن ہر ایک منشیہ کا کرم انوسار مانا گیا ہے اس بارہ میں پرانوں میں بھی پرمان ملتا ہے

जन्मना जायते शूद्रः संस्का-
रैर्द्विज उच्यते। वेदपाठी भवेद्
विप्रः ब्रह्म जानाति ब्राह्-
मणः॥

جنم کرکے سب منشیہ شودر ہیں۔ سنسکار دوارہ دوج سنگیا کو پراپت ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اب دیکھنا یہ ہے کہ پرچلت ذاتی کا منشیہ کرم انوسار اپنی اپنے ورنوں کے ادھکاری ہیں یا کہ نہیں۔ کیونکہ زمانہ حال میں مروجہ رسومات کی وجہ سے ہمارے کرم ایک کیچڑ کی صورت پکڑ گئے ہیں۔ کسی ورن میں شاستر انوسار گُن کرم سبھاؤ کا انش نہیں پایا جاتا۔ چاروں ورنوں کے کرم ایسے مخلوط ہو گئے ہیں کہ زمانہ ورتمان میں اُن کا تمیز کرنا اسمبھو دکھائی دیتا ہے۔ ہم اپنے دُراچار کی وجہ سے ایسے بھرشٹ ہو گئے ہیں جو کسی ورن کے لائق نہیں رہے۔ اسلئے آریہ دنیا اس کمی کو محسوس کرکے جھوٹی ذات پات کے بندھنوں کو توڑ کر پھر پورانی پرنالی رشی منی منتو کو چلانا چاہتی ہے۔ ایسے سمہ میں ہر ایک انسان کو اپنی شنکا نوارن کرنا عین فرض ہے۔ خاص کر ان مہاشیوں کو جو آریہ سدھانت سے پریم رکھ کر آریہ کہلانیکا فخر رکھتے ہیں۔ اگرچہ اس قسم آریہ گنتی میں نہیں ہیں۔ کیونکہ آریہ بننا بڑا کٹھن اور ٹیڑھی کھیر ہے۔ مگر یہ سیوک آریہ سدھانت کے گورو کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لہذا ونئے پوربک التماس ہے کہ پنڈت دولت رام جی اُپدیشک۔ یا شریمان مہاشے منشی رام جی صاحب شنکا نوارن ارتھ اُتر دیویں۔ اگرچہ بلحاظ بناوٹ شریر کی کل بنی نوع انسان ایک ذات ہیں یعنی کلھم منشیہ ذاتی کہلانے کے مستحق ہیں۔ لیکن اپنے اپنے مابین طریقت مذہبی سے عیسائی۔ مسلمان۔ بودھ۔ ہندو وغیرہ اقوام بوجہ متضاد رسم و رواج مذہبی و ملکی و نیز اشیاء خوردنی جائز و ناجائز کی علیحدہ علیحدہ احاطہ ذات میں محدود ہیں۔ اگر ایک جنم کا عیسائی یا مسلمان اپنے عقائد سے منحرف ہو کر بموجب آریہ سدھانت گن کرم سبھاؤ رکھتا ہو۔ اور اُسکے کرم برہمن تلیہ پائے جاویں۔ تو بلالحاظ ویریہ ورگت جو ابھکش اشیاء اُتپن ہو کر اُسکے شریر کی بناوٹ کا بانی ہوا ہے برہمن ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔

(۲) برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر۔ جیو آتما کے گن کرم سبھاؤ سے مانی جاتی ہے یا شریر کی علت غائی کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب ہم بناوٹ شریر کو دیکھتے ہیں۔ تمام انسانوں کی جسم ماتا کی رنگت اور پتا کی بندو سے اُتپن ہوئے ہیں۔ اور یہ مادہ اپنی اصلی حالت میں اور ناپاک ہیں۔ خواہ ماتا کا ردر

جوہل

گذشتہ ہفتہ میں لالہ وزیر چند جی ایڈیٹر آریہ مسافر میگزین کے پتر کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا۔

اِس ہفتہ پروفیسر ایت وار ماسٹر لکشمن داس جی۔ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ودیا بہا ہائی سکول کے پتر کے چوڑا کرم سنسکار ویدوکت ہوا۔ اور لالہ سومناتھ جی کا بلحاظ اُن کے گُن کرم سوبہاؤ کے اُن کو برہمن خیال کر کے اُن کا سنسکار کیا۔ اور ایک روپیہ بطور دکشنا کے دیا جو لالہ سومناتھ صاحب موصوف نے اپنے آپ کو اِس پدوی کے یوگیہ نہ سمجھ کر وید پرچار فنڈ میں دان دیدیا (د۔ ب۔ ر)

شہر میں گو زیادہ کھلبلی نہیں۔ مگر اِس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ طاعون نے پاؤں جمانے شروع کر دیے۔

۹۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت شری پت ادھیاپک گُرو سماج جالندھر کے لڑکے مسمی چھجورام کی خبر ملی کہ وہ مع اپنی اہلیہ کے مشن کمپونڈ میں عیسائی ہونے کے لئے بیٹھا ہے۔ اور اُس کی استری عیسائی ہونا نہیں چاہتی وہ اُسے مجبور کرتا ہے میں اسیوقت اول لالہ کرم چند جی اُپ منتری آریہ سماج جالندھر کے مکان پر گیا اور وہاں سے ہم دونوں لالہ بدری داس جی اپ پردہان آریہ سماج کے مکان پر گئے۔ اور اُن سے گفتگو کر کے اُن کے ایجنٹ لالہ بھگت رام کو مشن کمپونڈ میں خبر لینے کے لئے بھیجا۔ جس نے واپس آ کر خبر دی کہ وہ دونوں وہاں پر موجود ہیں اور سب بات سچ ہے۔ اتنے میں پنڈت سری پت جی مع چند ممبران وسبھا سدان بستی شیخ درویش موجود ہوئے۔ ہم سب اکٹھے ہو کر مشن کمپونڈ میں گئے۔ وہاں پر چھجورام اور اُس کی اہلیہ چھجورام اپنی استری کو اُس کے والدین کے گھر سے اپنے گھر لانے کے لئے آیا تھا۔ مگر گھر تو نہ پہونچا مشن کمپونڈ میں جا ٹھہرا۔ لڑکی نے دریافت کیا۔ تو حیلہ بہانہ سے ٹال دیا۔ دوسرے دن اُسے عیسائی ہونے کو کہا گیا۔ تو بیچاری رونے لگی۔ (استری کو کوٹھڑی میں موجود پایا اور دو تین مشنری لیڈیاں اُسے سمجھا رہی ہیں ہم بھی باجازت اندر پہونچے۔ اور چھجورام کی استری سے پوچھا کہ تو عیسائی ہونا چاہتی ہے۔ اُسنے سر ہلایا کہ نہیں۔ پس اُسکو تو اُسیوقت ہمراہ دیگر ممبران لالہ بدری داس جی کے مکان پر پہونچا دیا۔ اتنے میں مسٹر نیوٹن صاحب پادری بھی تشریف فرما ہوئے۔ اور کرم چند جی کا مشنری لیڈیوں اور پادری صاحب کے ساتھ بہت کچھ بحث مباحثہ ہوا۔ جب چھجورام کو علیحدہ ہو کر بات چیت کرنے کے لئے کہا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ میں پادری نیوٹن صاحب کے کہنے کے مطابق قسم کھا چکا ہوں۔ کہ آپ کی کوئی گفتگو نہیں سننی چاہیے۔ دوسری دفعہ کہا گیا کہ اگر تم دین عیسوی کو سچا سمجھتے ہو تو میں مسٹر نیوٹن صاحب کے ہمراہ بحث کرتا ہوں اور تم خود سنتے رہو اگر میں قائل ہوگیا تو میں بھی تمہارے ساتھ عیسائی ہونگا۔ ورنہ بصورت برعکس نتیجہ کے تمکو واپس ہونا پڑیگا۔ مگر چھجورام نے جواب دیا کہ نہ ہم کو بحث کی ضرورت ہے اور نہ بحث کرتے ہیں۔ آخرش مسٹر نیوٹن صاحب نے فرمایا کہ اب ہم تم کو احاطہ مشن میں کھڑے رہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ لاچار چلے آئے اور چھجورام وہیں رہا۔

۱۰۔ مارچ کو چھجورام کے چند ہمسایہ مع دو استریوں کے چھجورام کے پاس گئے۔ اور اُسکو بلایا۔ وہ اُن کے ہمراہ گھر چلا آیا

اب وہ پشچاتاپ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھکو لالچ دس روپیہ ماہوار عیسائی کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ آجکل اس کو شدھ کیا جاوے گا۔

(ڈیلو ل منتری آریہ سماج جالندھر شہر)

بدہوا بواہ بمقام سہارنپور

واضح ہو کہ میری لڑکی (پانی گرہن ماتر سنسکار ہی ہوا تھا) ۱۳ سالہ کا بواہ ۲۶۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو بمقام سہارنپور لالہ روشن سنگھ ۲۴ سالہ کلرک سب جج وِدیارتھی ویدک آشرم علیگڈھ کے ساتھ ویدک ریتی سے ہوگا۔ امید ہے کہ جلسہ افتتاحی گُروکل منعقدہ ۲۴۔ مارچ سے واپس ہو کر لالہ منشی رام جی۔ برہمچاری نتیانند جی۔ پنڈت تلسی رام سوامی۔ ٹھاکر پرین سنگھ وغیرہ وغیرہ لائق لیکچرار اُپدیشک کا ایک ضرور میں بواہ میں شریک ہوں گے۔ جو صاحب اسکو خلاف دھرم شاستر ومعیوب سمجھتے ہیں اُن کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ ۲۶ مارچ کو بمقام سہارنپور شاستر ارتھ کر کے اسکا نرنئے کرلیویں۔ ہمارے پنڈت وہاں موجود ہوں گے ایسا اچھا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئیگا اگر یہ خلاف دھرم شاستر و معیوب ثابت ہوا تو میں ہرگز پرواہ نہ کروں گا۔

المشتہر گنپت رائے اگروالی قدیم سٹیشن ماسٹر ریواڑی

بال بدہوا کیلئے ور کی ضرورت

ایک شریف خاندان کی بال بدہوا کے لئے ایک ایسے ور کی ضرورت ہے۔ جو کھتری ورن بیس پچیس سال کے درمیان کی عمر کا صحیح النسب اور برسر روزگار ہو مزید حالات کے لئے راقم سے خط وکتابت کریں۔

المشتہر۔ خوشحال چند ایف اے پریذیڈنٹ آریہ سماج سیالکوٹ شہر

طاعون زدہ علاقوں کے لئے

اس کے متعلق ہمیں خصوصیت سے یہ بھی درخواست کرنا ہے کہ جو صاحب ان کو استعمال کریں یا کرائیں۔ جو نتیجے برآمد ہوں اُن کو احتیاط کے ساتھ نوٹ کریں اور وقتاً فوقتاً ہم کو اُس سے مطلع کرتے رہیں

لالہ کانشی رام جی ویدنے عرصہ کے مطالعہ اور غور وفکر کے بعد اپنے پنجاب آیورویدک اوشدہالیہ لاہور میں موذی مرض کے وبائی اثر سے عوام الناس کو بچانے کی غرض سے روزانہ مالش کے لئے ایک تیل اور اندر کھانے کے لئے گولیاں طیار کرائی ہیں۔ چونکہ اس وقت ہر ایک اہل ملک کا فرض ہے کہ جہاں تک اُس سے بن سکے اپنے علم و عقل اور درم سے عوام الناس کی مدد میں حصہ لیوے۔ اس واسطے لالہ صاحب نے ان ہر دو ادویات کو بالکل اصل لاگت پر طیار کروا کے ہر ایک شخص کو بلا لحاظ مذہب و ملت اور قومیت دیا جانا منظور کیا ہے۔ اور ادویات کی ساخت میں جو خرچ آتا ہے۔ صرف وہی لیا جاتا ہے۔ کارخانہ کے ملازمان کی محنت کے عوض میں بھی کچھ وصول نہیں کیا جاتا۔ اگر ایشور نے ہمکو اس تجربہ میں حسب توقع کامیاب کیا تو لالہ صاحب بہت جلد اسی اصول پر اس مرض کا علاج بھی تجویز کریں گے۔ اور ان تمام نسخہ جات کو عام طور پر اُس وقت مشتہر کریں گے۔ فی الحال یہ ہر دو ادویات الیکماہ تک ایک شخص کے استعمال کرنے کے لائق مقدار میں صرف ۸ر پر اوشدہالیہ سے مل سکتی ہیں۔ البتہ محصولڈاک اور خرچ پیکنگ جدا ہوگا۔ کسی مقدار میں پارسل بذریعہ ریلوے منگوانے سے محصول وغیرہ کا خرچ صرف برائے نام رہجاویگا۔ اس پارسل کے ہمراہ ایک چھپا ہوا پمفلٹ روانہ کیا جاویگا جسمیں مکانات اور شہروں کو وبائی اثر سے بچانے اور طاعون زدہ علاقوں کو اس مرض کے ہاتھ سے نجات دلانیکے متعلق علم آیوروید کے اصول اور دیگر ضروری ہدایتیں اور احتیاطیں اس مرض کے متعلق مندرج ہیں۔

اگر صاحب حیثیت اصحاب اپنے خرچ سے مستحق غریب اور محتاج لوگوں کو یہ ادویات مفت تقسیم کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے تو ہم بھی اُنکے مشکور ہونگے۔ کیونکہ پانچ ہزار اشخاص تک ان کا تجربہ کئے جانے کے بعد اگر نتیجہ تسلی بخش نکلا جس کے لئے ہمیں اپنی طرف سے تو ایشور کی درگاہ سے پوری کامیابی کی امید ہے۔ تو لالہ صاحب اس مرض کا علاج اور ان نسخوں کو عام طور پر مشتہر کر دیویں گے۔

ہفتہ وار خطوط کا سلسلہ

لالہ بہاری صاحب اہمد تھکمہ آبادی از لائلپور تحریر کرتے ہیں "نویدن ہے کہ واس آپ کی سیوا میں بذات خود ۲۰ جنوری کو برائے علاج حاضر ہوا تھا۔ پونے تین ہفتہ کی دوائی عنایت فرمائی تھی۔ اُسکا استعمال کیا گیا بہت کچھ فائدہ ہوا تھا۔ آپکی اکسیر دوائی کی صداقت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ کرپا کر کے ایک ماہ کی دوائی اور بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرما دیں۔"

اصل حال یہ ہے کہ ایسی دوائی کی قیمت ادا ہونی مشکل ہے اخباری دنیا میں اگر صداقت ہے تو آپکے اشتہارہیں" ناظرین اخبار! ایسے خطوط ہمارے ہاں بکثرت آرہے ہیں۔ لیکن تمام کو شایع کرنا بہت خرچ کیا تا ہے۔ اور ضرورت نہیں۔ ہمنے کبھی وعوے نہیں کیا کہ ہمارے علاج سے تمام مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ یہ عمل طاقت انسان سے باہر ہے البتہ اسقدر ہم اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے فرض کو جہانتک ہماری لیاقت اور علمیت ہمکو مدد دیتی ہے ایمانداری سے ادا کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور شاید یہ ہی سبب ہے کہ ہمارے ہاں بہت کم شکایتیں اس امر کی آتی ہیں کہ ہمارے علاج یا ادویات سے فایدہ نہیں ہوا۔ ہماری کارخانہ کے ایجاد کردہ مشہور ومعروف پیوارک بکس اور سفری بکس خریدار ہر گروکل کے افتتاحی جلسہ پر فروخت کیلئے موجود ہونگے جو صاحب خرید چاہیں

مطبع ستیہ دہرم پرچارک جلندہر شہر میں باہتمام ... منیجر چھپا وشایع ہوا

سنسار کی گتی

دین عیسوی میں لفظ برہمن اور چمار کا ایک درجہ ہے

یہ عام ہندوؤں کے لئے طفل تسلی کی بات ہے کہ عیسائی لوگوں کے دام میں اعلےٰ ذات کے لوگ اب نہیں پھنستے اور بیچارے پادری اپنی سالانہ رپورٹ کو بارونق بنانے کے واسطے چوہڑوں اور چماروں کو بپتسمہ دے کر اپنے مریدوں کا نمبر بڑھا لیتے ہیں۔ اِس طرح سے اپنا دل خوش کر لینے والے ہندو بے فکر بیٹھے ہوئے ہیں کہ چوہڑے چماروں کا کیا ہے؟ اگر وہ عیسائی ہوتے ہیں تو ہونے دو ہمارا کیا حرج ہے۔ کیسا بھولا پن اور کیسی ناعاقبت اندیشی ہے۔ یاد رہے کہ چوہڑے اور برہمن کی تفریق ہندوؤں میں ہی ہے۔ جس وقت عیسے کا رنگ اُن پر چڑھ جاتا ہے۔ پھر نہ وہ چوہڑا رہا اور نہ برہمن۔ ایک عیسائی کوٹ پتلون پہنے سامنے آموجود ہوتا ہے۔ سب کے ساتھ فرش پر آبیٹھتا ہے۔ سب کو ہاتھ لگاتا ہے سب کو ریل میں سے پکڑ کر نیچے اُتارتا ہے۔ سب کی گٹھڑیاں وقتاً فوقتاً اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پھینکتا ہے سینکڑوں چمار ولیم اور طامسن بن گئے۔ ہزاروں ٹھاکروں کا نام نیلسن اور چارلس وغیرہ ہو گیا اب نہ وہ آپ کی جوتی کی مرمت کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ اور نہ ہی آپ کی نجاست اُن کو اپنے سر پر اُٹھانے کی درکار ہے۔ آپ ہندو ہیں وہ آپ کے مقابلہ میں عیسائی۔ آپ کے ہندو بھائی بیس کروڑ ہیں۔ اور اُن کے عیسائی بھائی کتنی ارب۔ آپ ایک ملک کے بادشاہ نہیں۔ اور اُن کا چکرورتی راج۔ آپ کو بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اور انکی کلا کوشل اور دماغی طاقت کے سامنے ایک زمانہ نے سر جھکایا ہوا ہے۔ آپ جی حضور کہنے والے ہیں۔ اور وہ آپ کے حاکم۔ نہ معلوم کس خیال میں مست ہیں۔ ذرا نتیجہ کو بھی دیکھئے۔ گوڑ برہمن اور سارست برہمن کا بھید آپ کے دماغ کی اختراع ہے۔ وہاں تو دونوں ایک جیسے ہیں۔ جو کوئی جس قدر گن والا ہوگا اسی قدر مان اور عزت پا جائیگا۔ اسی لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ ہزاروں عیسائیوں کی تعداد سالانہ بڑھ رہی ہے۔ اور آپ ہی سے جدا ہو کر آپ کے ہی بھائیوں سے آپ کے مقابلہ میں ایک جدا قوم تیار ہو رہی ہے۔ اور اگر یہی حالت رہی اور آپ اس لاپرواہی میں مست رہے تو وہ دن دور نہیں کہ آپ کو اس سوال کے حل کرنے میں بڑی سخت دقت ہوگی۔ تدابیر سوچئے اور کام کیجئے۔ جاتے ہوؤں کو سنبھالئے اور خود اُن میں جا کر پرچار کیجئے۔ جو کہ آپ کے بھائیوں کو عیسائی بنا رہے ہیں۔ اُن کو ویدک دھرم کی روشنی دکھلائے۔ اور اُنکے دل پر نقش کیجئے کہ مکتی اور کلیان کا اگر رستہ ہے تو ویدک دھرم ہے۔

ادھرم کا پھل

تا وقتیکہ طرفین میں سے کوئی ایک دوسرے کے حقوق پر دست اندازی نہ کرے آپس میں چھیڑ چھاڑ ہونی ناممکن ہے۔ قدرت کا تقاضا ہے کہ سب پرانی ماتر اپنے حقوق پر قائم رہیں۔ ایک کو دوسرے کے حقوق میں دخل دینے کا کوئی ادھکار نہیں ہونا چاہئے انگریزوں اور بوئیروں کا جنگ ایک عرصہ سے چھڑ رہا ہے دنیا کے اخباروں کا ایک قیمتی حصہ اس خوفناک لڑائی کے ارپن ہو رہا ہے۔ تعلیم یافتہ اصحاب کی بات چیت کا بہت سا حصہ یہ لڑائی بن رہی ہے۔ اگر ہم بلا انگریزوں کی رعایت اور بوئیروں کے ساتھ ہمدردی کئے اس جنگ عظیم کے سبب کو سوچیں تو بلاشبہ یہ ماننا پڑیگا۔ کہ دونوں میں سے ایک تصور فرور رہے جسکی وجہ سے معاملہ یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ اب علیحدگی مشکل معلوم ہوتا ہے یہاں یہ سوال نہیں ہے کہ انگریزوں کی زیادتی ہے یا کہ بوئیر ذکی نالائقی۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ طرفین کا فرض تھا کہ اپنے حقوق پر وہ چار کرتے۔ اور اس سے ایک قدم آگے نہ بڑھاتے۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ کیا گیا۔ بس اسی کا نام ادھرم ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں جانیں تباہ ہوئیں۔ سینکڑوں گھر برباد ہو گئے۔ طرفین کو جو جو تکالیف اس بکھیڑے میں ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ وہ کہنا سنسانہ اور اخباروں میں لکھ دینا تو اور بات ہے۔ لیکن ان تکالیف کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جن کو کہ اِن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یا سامنا کرتے کرتے جاں بحق ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ پر ۵۲۰۰۰۰۰۱۲۳ روپیہ خرچ آچکا ہے۔ اور ابھی ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ نہ معلوم بیچارے ان لوگوں کی تکالیف اور روپیہ کے اخراجات نے کہاں تک طول پکڑنا ہے ان تمام حالات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ذرا اپنے دل میں سوچئے اور سوال کیجئے کہ کیا اسقدر اخراجات و تکالیف اور کشت و خون کی ذمہ وار دونوں پارٹیوں میں سے وہ پارٹی نہیں ہے۔ جسنے کہ اپنے حقوق سے تجاوز کیا؟ بے شک بلاشبہ اس کی ذمہ وار وہی پارٹی ہے کیا اچھا ہوتا اگر طرفین کے دل خود غرضی سے پاک ہوتے۔ اور ویدک دھرم کی عظمت اور روشنی سے اُن کے سینے منور ہوتے۔ نہ کوئی اپنے حقوق سے آگے قدم رکھتا اور نہ اس ادھرم کا یہ نتیجہ ہوتا۔ یہی ویدک دھرم سبکو سکھلاتا ہے۔

زندگی کا نشان

یوں تو جینے کو سارے پرانی جیتے ہیں۔ کیڑا بھی پیٹ کے بل زمین پر لڑھکتا ہوا زندہ کہلاتا ہے۔ تمام دن بوجھ کے نیچے دبے ہوئے گدھے کا نام بھی زندوں کی فہرست میں ہی آجاتا ہے۔ بکبٹ اور پتنگ بھی تھوڑی دیر اس دُنیا کی سیر کر کے بقول شخصے زندگی کا مزا لے جاتے ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں آدمی اپنے آپ کو زندہ ہی خیال کرتے ہیں۔ رات دن پاپ اور خود غرضی میں پھنسا ہوا منشیٔ اپنی بُری حالت سے لذت کو کرکے زندہ ہونے کی شیخی مارتا ہے۔ بڑی بڑی آتم ہتیا کے کام کرتا ہوا بھی اپنے آپ کو مردہ خیال نہیں کرتا۔ غرضیکہ بادشاہ مال مست و ما غریباں حال مست۔ والی بات ہو رہی ہے۔ سب کے سب

زندگی رہنے کا دعوے کرتے ہیں۔ لیکن زندگی
درحقیقت کوئی چیز ہی اور ہے۔ جس میں اصلی
زندگی ہے۔ وہ مذکورہ بالا زندگیوں سے
تو موت کو ہزار درجہ اچھا سمجھتا ہے۔ وہ ایسے
جیون سے گھبراتا ہے۔ سادھارن جیوت
پُرش چھوٹی چھوٹی دِپتی کے بھے سے
اپنے آتما کے ورودھ سب کچھ کر دیتے
ہیں۔ پرنتو اس کے برخلاف وہ منُشیہ
جس کو واستوک جیون کا آنند مل چکا ہے
جو کہ اس اپنی زندگی کو اپنا اصلی جیون
سمجھتے ہیں۔ انکا ہردے اور دِپتی
کا توکیا کہنا مرتیو کے بھے سے کبھی کپاَیمان
نہیں ہوتا۔ بڑی خوشی سے موت کا
پیالہ پی جینے کے واسطے تیار رہیں۔ لیکن
اپنے آتما کے برخلاف کچھ نہیں کرتے
اپنے سدہانت اور اصول کے مطابق
کام کرتے ہوئے سنسار کے سارے کے
سارے کلیش اور کشٹ اُن کو دُکھ
دائک نہیں ہوتے بلکہ اُن کو برداشت کرتے
ہوئے ایک طرح کا سکھ محسوس کرتے ہیں۔ آزادی
چھن گئی۔ قیدی بن گئے۔ اپنا دیش نہیں نکوئی
پیہ مددگار ہے۔ ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر گھر
چھوڑے ہوئے ہیں۔ بال بچوں اور بیوی
کا پتہ نہیں کہ اُن کی کیونکر گذرتی ہے
ایک پیسے کی جائداد نہیں۔ اپنی بولی
سمجھا نہیں سکتے۔ اور نہ دوسرے کی
سمجھ سکتے ہیں۔ چاروں طرف ایک
نیا تمدن بوجہ قیدی ہونے کے خوفناک
نظارہ نظر آرہا ہے۔ دل میں تسلی ہے
کہ کوئی بھی آدمی ان کا بھی سمجھا نہیں
کر سکتا۔ اور اچھی طرح جانتے ہیں
کہ اس وقت ان کی امداد کرنا کوئی
معقول خانہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک زبردست

بادشاہت کا مقابلہ ہے۔ دشمنوں کا
ملک ہے اور دشمنوں کا راجیہ۔ دشمنوں
کے ہاتھ میں گرفتار ہیں۔ افسر کہتا ہے
کہ عہدنامہ پر دستخط کر دو۔ کہ آئیندہ
کبھی سرکار انگریزی سے باغی نہیں
ہوں گے۔ اور نہ ان کی مخالفت
کریں گے۔ تاکہ ان کو شملہ وغیرہ ٹھنڈی
جگہ میں بھیج دیا جاوے۔ جہاں کہ
وہ آرام سے ٹھنڈ میں اپنی زندگی
بسر کر سکیں۔ ایسی بے سروسامانی
اور نازک حالت میں کوئی کچھ کرا لے
انسان سب کچھ کر دیتا ہے۔ مگر بوئیر
قیدی کیا اس عہدنامہ پر دستخط کرنے
کے واسطے رضامند ہیں؟۔ ہرگز نہیں۔
بہادر بوئیر یہہ جواب دیتے ہیں۔ کہ
جس حالت میں کہ ہمارے بھائی اور
بچے۔ دوست اور دیگر سمبندھی اور
تمام ملک والے اپنے دیش کی خاطر
لڑائی میں کٹ کٹ مرتے ہوں۔ تو ہم
اس عہدنامہ پر دستخط کر کے اپنا
جیون کلنکت نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے
جیون کے واسطے جو جو چیزیں ضروری
ہیں۔ وہ ہمیں ایشور کی طرف سے
ہر جگہ اور ہر حالت میں ضرور ہی
ملیں گی۔ جو لوگ کہ ہم کو قید کر کے
لائے ہیں۔ اُن کا اپنا فرض ہے
کہ ہماری نگرانی کا انتظام کریں۔
بے شک زندگی اسی کا نام ہے
بوئیر لوگوں کی اس قدر ہمت صاف
بتلا رہی ہے کہ ان میں جان ہے۔ دُنیوی
تمام آرام کی کچھ پروا نہ کرتے ہوئے بوئیر
قید کی حالت میں بھی برابر ڈٹے ہوئے ہیں
اور اپنے اصول سے ذرا منہ نہیں موڑتے

ضروری نویدن

جن جن اصحاب کے ذمہ بقایا چندہ
اخبار چلا آتا ہے اور جن کو کئی دفعہ
ہم ویلیوپے ایبل ارسال کر چکے ہیں
اور خطوط بھی لکھ چکے ہیں مگر جواب ندارد
اُن اصحاب کو پھر ایکدفعہ مہلت دیتے
ہیں کہ وہ بواپسی ڈاک اندر ایکہفتہ
اپنا اپنا بقایا بیباق کر کے مطبع
کو مشکور فرماویں۔
بصورت خاموشی پھر ہمکو ایک
دفعہ ۴۔ اپریل کے پرچہ میں
فہرست نادہندگان بمعہ اُن کے
نام نامی مشتہر کرکے کوئی اور صورت
وصولی کی سوچنی پڑیگی جسمیں خواہ
انکی نیکنامی ہو یا بدنامی ہو ہم
ذمہ وار نہیں ہوں گے

المشتہر
بنسی رام اسسٹنٹ مینجر مطبع
ستیہ دہرم پرچارک جالندھر شہر

ستیہ دھرم پرچارک

آریہ پُرشو کام کرو

جنہوں نے کہ سنسار ماتر کے سُدھار کا بیڑا اٹھایا ہو جنکی یہ پرتگیا ہو کہ پاپ کے بھینکر پرواہ کو روک کر دہرم پرباہ چلا دیں گے۔ ورن اور آشرم کی ادہوگتی کو پراپت ہوئی۔ اوستھا کو دیکھ کر جنکا ہردا کمپایمان ہوتا ہو ستری جاتی کو رساتل تک گئی ہوئی محسوس کر کے انکو اُنتی کے شیکھر پر پہونچانے کی جنہوں نے ٹھانی ہو۔ بال بواہ آدی ہانیکارک ریتیوں کا نیست و نابود کرنے کی ذمہ داری جنہوں نے اپنے سر پر لی ہو۔ وہ بھی کُنبھکرن کی نیند سوتے رہیں تو شوبھا نہیں دیتی۔ اتنے مہان کام اور یہ لاپرواہی! اپنے فرض کو ادا کئے بنا نیند بھر سونا کہاں! کیا مہاودیالے اور کنیا آشرم آپ کی سہائیتا کے بہروسے پر کھولے گئے تھے۔ گُرو کل جیسی انسٹیٹیوشن میں کام کرنے والے آپ ہی ہیں خاص خاص آدمیوں کی طرف ٹکٹکی باندہے مت بیٹھے رہئے زندگی اور موت کا سوال ہے کچھ ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے برہمو۔ جینی۔ عیسائی۔ مسلمان۔ سکھ وغیرہ وغیرہ دُنیا کے تمام مذاہب کیا تھہ ویدک دہرم کا مقابلہ ہے اپنا کام کرتے ہوئے اس مہان دہرم میدہ کے لئے سامان بہم پہنچانے کا بوجھ بھی آپ کی گردن پر ہے۔ ذرا حساب تو لگائیے کہ آپ میں سے کتنے پُرش ہیں جو کہ دیگر متاںترو کا اندولن کر کے اُنکے مخالف حملوں سے ویدک دہرم کی رکشا کرنے کیلئے اور اُنکے پول دکھلانیکے لئے طیار ہوں۔ کیا آپکا فرض نہیں ہے کہ فرصت کے موقعہ پر اپنا راگ رنگ چھوڑ کر اپنے گیوٹیشن کو تلانجلی دے۔ اور اپنی تاش و شطرنج کو لپیٹ کر پبلک کے دلپر مبارک ویدک دہرم اور پوتر انسٹیٹیوشنوں کا مہتو جھلانے کی کوشش کریں۔ ذرا اپنے من سے ہی پرشن کیجئے کہ کیا آپنے کبھی ایک منٹ کا بھی اُدھر سوچا؟ معلوم نہیں اس گھور ندرا کا کیا نتیجہ ہوگا۔ پیارے دیانند نے سنسار کے سارے دُکھوں پر لات مار کر اپنے شریر کا ایک ایک لوم اس پوتر یگیہ کے ارپن کیا۔ یہ اسی بال برہمچاری کی تپسیا کا پرتاپ ہے کہ زور سے چلایا ہوا چکر باوجودیکہ سنسار ماتر کی تمام طاقتیں اسکو روکنے کے درپے ہیں ابھی تک چل رہا ہے اور بند نہیں ہوا۔ دیکھنا کہیں آپکی کم ہمتی سے اس مہان یگیہ میں وگھن نہ پڑ جاوے اپنے آتما کو کلنک کے ٹیکے سے بچاؤ۔ دوسرے مت والوں کو کام کرتا ہوا دیکھ کر بھی کیا آپکے دل میں چاؤ نہیں آتا۔ اور امنگ پیدا نہیں ہوتی کہ آپ بھی اپنے پیارے ویدک دہرم کا پرچار کریں۔ اور اُسکے عالمگیر اصولوں کو ایک عالم کے سامنے پیش کر کے انکی بزرگی اور فضیلت دکھلا دیں۔ جن متوں کے ساتھ آپکا مقابلہ ہے اُنکے پیرو کار ان کام کرنے میں آپ سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مسیحی واعظ اپنی کلام الہی کے پرچار میں رات دن سرگرداں ہیں۔ اُنہیں ایک منٹ چین نہیں۔ پہاڑ کی اونچی سے اونچی چوٹیوں۔ اور روئے زمین کے لق و دق میدانوں اور بیابانوں میں آپ چلے جائے۔ آپ کو مسیحی واعظ ضرور ملیں گے۔ جنگلی وحشی اور مردم خور قوموں میں یہ لوگ مسیح کا پرچار کرنا اپنا دہرم سمجھتے ہیں۔ اور اپنی پیاری جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہاں جا پہونچتے ہیں۔ اپنے دیش کی پوشش چھوڑ کر دوسرے دیش کے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ ڈبل روٹی۔ بسکٹ۔ دودھ اور دیگر قیمتی غذاؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک عیسی کے پریم میں لپٹ ہو کر ساگ اور روٹی پر گذارہ کرتے ہیں۔ جس دیش میں جاتے ہیں وہاں کی بولی سیکھ کر اُن لوگوں کو اپنا اصول بتلاتے ہیں۔ اس بائبل کے پرچار میں سیکڑوں ہزاروں آدمی اپنی تمام حشمت و جاہ چھوڑ کر اور دولت و ثروت پھینک کر اپنی زندگی قربان کر دیتے ہیں۔ اور آیو بھر دربدر پھر کر انجیل کی منادی کرتے ہیں۔ اُنکی ستریاں جب محلوں میں دیگر اقوام کی اپنی بہنوں کے پاس گرہستہ دو گھنٹہ ملنے جاتی ہیں تو عیسی مسیح کے بھجن سنا اپنے گھر کو واپس آتی ہیں۔ سینکڑوں ستریوں نے زنانے ہسپتالوں زنانہ سکولوں اور زنانہ بورڈنگ ہوسوں کے اپنا اپنا جیون کر دیا ہے۔ ایک ایک بات میں ایک ایک قدم پر عیسی مسیح کا پرچار کرتی ہیں۔ سینکڑوں ہسپتال۔ کالج یتیم خانے۔ کوڑھی خانے اور غریب خانے وغیرہ پبلک کے فائدے کیلئے صرف دین عیسوی کے پرچار کے واسطے کھول دیئے ہیں۔ اربوں روپیہ سالانہ اس فنڈ میں جمع کر کے اسی مشن پر صرف کر دئے ہیں۔ ایک پادری پرچار کرتا کرتا یدی مخالفوں کے ہاتھ سے مارا جائے تو گھبرانا تو درکنار دوسرا جھٹ اُسکی جگہ آموجود ہوتا ہے۔ اور اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر انوٹیکیا تھہ مارنے کو جیسا چھیتا سمجھا یہ ماناکہ آریہ سماج کے زبردست اصولوں سے ایک سنسنی کانپ اُٹھی ہے۔ اُنکی صداقت کو تمام مذاہب کم و بیش کسی نہ کسی شکل میں تسلیم کر لیا ہے۔ دُنیا کے متوں میں آریہ سماج کی مبارک پرچار نے ایک سخت کھلبلی مچا دی ہے۔ اور ان تمام کو بڑی بھاری گھبراہٹ میں ڈالدیا ہے۔ لیکن باوجود اسکے کیا یہ بات پوشیدہ ہے کہ اب بھی سینکڑوں اور ہزاروں ستری پُرش عیسائی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسکا ذمہ وار آریہ سماج نہیں تو اور کون ہے؟۔ آریہ پُرشو! آپ کے گھرے میں نقب لگ رہی ہے۔ اور آپکے انگ دوسرے مت والوں کے ساتھ جا کر اُنکے باڑوں کی بھیڑیں بن رہی ہیں۔ ہوشیار ہو اور اپنا کام سنبھالو۔ اپنے فرض کو سمجھو۔ ایسی زبردست طاقتوں کو چیلنج دیکر آپکے ٹانگ پر ٹانگ دہر سو جانیکا نتیجہ جو ہوگا وہ آپ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ پبلک ذمہ واری کو اپنے اوپر لے چکے ہوئے۔ سنسار ماتر میں ویدک دہرم کا ناد بجانیکی پرتگیا کر چکے ہو۔ یدی یہی آلس رہا تو آپ اپنا جیون کبھی بھی نشکلنک نہیں بنا سکتے۔ رشیوں کا جنم لینا کوئی آسان بات نہیں۔ نہ معلوم کونسے کرموں کا پھل تھا۔ کہ رشی دیانند جیسا مہان آتما کا اوتار پرکٹ ہوا اور آپکو اس تاریک جہالت کے اندھیرے میں حقیقی روحانی سورج کی روشنی دیکھنی نصیب ہوئی۔ آپکا پیارا دیانند آپکا سچا ہتیشی سوامی! آپکو جو رستہ دکھلا گیا ہے اُسکو مت بھولو۔ آپکے دائیں بائیں آگے پیچھے چاروں طرف مختلف متوں کے اژدہا منہ کھولے ہوئے آپکے نگلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ایک قدم بھی ادہر اُدہر بہک گئے تو بس آپکی خیر نہیں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ دُرست۔ اس مبارک رستے پر چلتے ہوئے

کسی کی مجال نہیں کہ آپکو ہاتھ تک لگا جائے - اور آپکا بال تک بیکا کر سکتے - پرماتما آپکی رکشا کیواسطے موجود ہیں بال برہمچاری آپ کے ہاتھ میں لیمپ دیگیا - اُسکو ہاتھ میں لے کر اپنی آنکھیں بند کر دو - رشی اپنا کام کر گیا - اب سب بوجھ آپ اُٹھا سکتے ہیں - ہر ایک بچہ بچہ کا فرض ہے کہ جس سے جو کام ہو سکتا ہے کرے - آپکی سست بازی میں کام کا انجام بخیر ناممکن ہے - سورتحال آپکے سامنے ہے - آپکی بہتری کی تدبیر سوچو - آریہ سنتان کہلانے کے ادھکاری بنو سپوتر کہلانے کے یوگیہ بنکر دکھلاؤ - رشی دیانند نے اسقدر تکالیف اُٹھائیں کہ جنکا حد و حساب بہت مشکل ہے اُنہے اسقدر مخالفت برداشت کی کہ جو بیان سے باہر ہے - اسکا شکریہ ادا کرنے کا اگر کوئی طریقہ ہے تو بس صرف ایک ہی ہے کہ ستیہ آریہ بنو گھر گھر اور در بدر لوگوں کے کان تک ویدک دھرم کی خوشخبری پہنچانے کا یتن کرو - اور سوچو کہ جو جو کام آپنے اپنے ذمہ لے رہے ہیں اُنکی پورتی کسطرح ہو سکتی ہے - جو کام آپ لوگوں نے شروع کر دئے ہیں وہ سب آپکے ساجھے ہیں - ایک کام کا بگڑ جانا آپ سبکے سر پر کلنک ہے - ایک فرض کی ادائگی میں کوتاہی کرنا آپکی زندگی پر سخت دھبہ ہے اپنے پریوار کو آریہ بناؤ - آپکی کم از کم ستری بچے اور حتی المقدور دوسرے سمبندھی بھی آریہ نہیں ہوتے تو آپ اپنے سماج کا موں کو کس طرح نبا سکتے ہو - ستریات کے کام چلانیکے واسطے ستریات کو تیار کرو - تکلیف اُٹھائے - اور آپکی اپنی ستریاں بیدی آپکے کسی کام چلانیکے یوگیہ ہیں تو اُنکو اردپن کرو - اپنی سنتان کو اعلےٰ بناکر اُنکی دھرم روپی یگیہ میں آہوتی ڈالو آپکی ستریاں رت بھوگ کا ذریعہ ہی نہیں - اور آپکی سنتان آپکے وشے بھوگ کا نتیجہ ہی نہیں - بلکہ برخلاف اسکے اپنی بھاریائے اعلےٰ اور اونچ بھاؤ والی سنتان پیدا کرو - اور اپنی سنتان کو ویدک دھرم کے پرچار کا ذریعہ سمجھو - اکیلا اکیلا آریہ وچار کرے کہ وہ کس کام کو کر سکتا ہے - پھر اس کام کو کرنیکی پرتگیا کریں - آریہ پرشو دھیان رکھئے کہ جن کا آپنے مقابلہ کرنا ہے اُنکے پاس سینکڑوں گرلس سکول چلانیکے واسطے موجود ہیں - اور ایک کرسچین لیڈی پنڈتا رام بائی کھیڈگاؤں میں ہزار کنیاؤں اور بدھواؤں کو اپنی چھاتی کے تلے لئے ہوئے بیٹھی ہے -

اور سارا انتظام خورد و نوش و پوشش وغیرہ کا سنبھالے ہوئے ہے ادھر آپکی ہی انسٹیٹیوشن ہے کہ پڑھانیکے واسطے ستریاں ہی ندارد - اور کنیا آشرم کے پربندھ کیلئے آپ اس سمے تک اتنے برسوں میں ایک لیڈی سپرنٹنڈنٹ نہیں پیدا کر سکے یا تلاش کر سکے ہیں - ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا - ذرا سوچئے کہ کیا کسی خاص آدمی یا خاص سبھا کے اوپر یہ الزام ہے - ہرگز نہیں - اسکے ذمہ وار سارے آریہ پرش ہیں - مہربانی کر کے بتلائے تو سہی کہ آپ میں کتنے صاحب ہیں جنہوں نے اس بھاری ضرورت کو محسوس کر کے اپنی ستریوں یا گھر کی بیچاری بیکار بدھواؤں میں انتظامی مادہ بڑھا لے اور پیدا کرنیکی مختلف تدابیر عمل میں لائی ہوں - یا کونسے ایسے بھائی ہیں جو کہ اپنی بہاریاؤں - بدھواؤں اور پیاری پتریوں کو اس پوتر یگیہ میں آہوتی ڈالنے کی نیت سے تیار کر چکے ہوں یا کر رہے ہوں - کیا یہ آپکا فرض نہیں ہے کہ آپ اُنکو اچھی طرح سے طیار کر کے اُنکی آیو میں سے کم از کم ایک یا دو سال اور ہر کام میں لگا دیں - تاکہ کام بھی ہوتا رہے اور سبکا اُتساہ بھی بڑھتا رہے - مگر معاف کیجئے سب بھائی ودیالیہ کی چار دیواری کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے نشچنت بیٹھے ہیں - اور منتظر ہیں کہ کب ودشی ستریاں اور کنیائیں نکلیں - پیارے بھائیو! نشچہ کر لیجئے کہ ودیالہ کی دیواروں اور چھتوں میں ودشی کنیائیں نہیں لٹکینگی - اور نہ ودیالیہ کے بنچ اور میزوں کو بنا سکتے ہیں کنیائیں آپ کی ہونگی - البتہ ودیالیہ ایک ذریعہ ہے - آپ کام کریں تو وہ دن دور نہیں کہ آپکے دل کی مراد بر آوے - یتن کیجئے - اور کوشش کیجئے - آپکی کنیائیں آپکی آشا کے مطابق بڑی یوگیہ ہو جاوینگی وہی کنیائیں ایشوری کرپا سے بال برہمچارنیاں رہکر یا ماتائیں بن کر آپکے انتظام کے مشکل سے مشکل سوال کو ایک منٹ میں حل کر کے رکھ دیں گی - اسوقت آپکو کسی موجودہ تکالیف میں سے کوئی بھی وقت باقی نہ رہیگی لیکن اس بات کو بھی آپ نظر انداز نہ کر دیں کہ کنیائیں آپکی ہی نہیں ہیں بلکہ انپر اُنکی ماتا کا بھی کچھ حق ہے اسلئے بڑا ضروری ہے کہ آپ اپنی دھرم پتنیوں کو بھی آریہ بناؤ آپکے گھر کی تمام مشکلات دور ہو کر آپکے ہر ایک کام میں سہایتا ملیگی ستری پرش کی نا ہمواری آپ کے پورش ارتھ کو نشٹ کر رہی ہے - آپکا دھرم بقول شخصے بھینگ کا دھرم ہے - جو کہ ہفتہ الماری کے اندر بند رہتا ہے - اپنی ستریوں کو ویدک سدھانتوں کا اپدیش کرو سماج

میں جانے کے واسطے پریرنا کرو - اُنکو آریہ سماج کے سدھانت کے انوکول بھجن سکھلاؤ تاکہ وہ چرخہ کاتتی ہوئی - بیاہ شادی میں جاتی ہوئی اسکا پرچار کریں - اسطرح سے اپنی تمام بہنوں کے کان تک ویدک دھرم کی دھونی پہنچاویں - آپسمیں جب مل کر بیٹھیں تو کچھ فائدہ کی بات سوچیں - گھر کے رونے ہی نہ روتے رہیں - اچھا آپ یہ تو بتلائیں کہ آپکی ستریوں نے ستری سماج کے فیشن کو چھوڑ کر آج تک کبھی مل کر کبھی ویدک سدھانت پر وچار کیا؟ یا کبھی سماجک معاملات کی بات سوچا؟ اب فرمائیے کہ یہ دوش یہ بھی آپکا نہیں تو کسکا ہے؟ جس سماج کے ممبر آپ پندرہ بیس برس ہوئے ہیں جس سماج کے اوپر آپ اپنا سب کچھ نثار کرنیکے واسطے تیار ہیں - اس سے آپکا اردھ انگ تو بالکل ہی ناواقف ہے یہی نہیں بلکہ اُسکا جانی دشمن ہے اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے پرانے سماسد آج تک گھر میں ورن سنسکار بھی نرو گھن سماپت نہیں ہو سکتے - اگر کچھ کیا ہوتا تو کم از کم اتنا تو ضرور کر لیا ہوتا کہ آپکی بہاریائیں آپکے سمت ہو کر آپکے ہر ایک کام میں آپکی امداد کرتیں - بلکہ یہی آپ کبھی غافل بھی ہو جاتے تو آپکو جگا کر کام میں لگاتیں - خیر جتنا گذر چکا وہ وقت تو اب ہاتھ نہیں آسکتا - اب تک تو صرف اتنا ہی نقصان ہوا ہے کہ جو ترقی آپنے ایک دن میں کرنی تھی وہ آپنے ایک مہینہ میں کی لیکن زیادہ اسکا نتیجہ خراب ہے - اب تو آپکو بقول نسیم ع نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے - فوراً ہوشیار ہونا چاہئے - آپکا کام آپکے ہی بنائے بنے گا - پھر کیوں اسکو خراب کر رہے ہو - آریہ ویرو! دھرم پتھرو!! مخالفت سے دب جانا اور ہمت ہار بیٹھنا بزدلی ہے اور کام شروع کر کے پیچھے ہٹ جانا نامردی ہے - ایشور پر شردھا اور وشواس رکھتے ہوئے مشکلات کی پروا نہ کر کے اپنے کام میں لگ جاؤ - اسوقت جو آپ کو بڑے دکھلائی دیتے ہیں کل اُنکا نام و نشان بھی نہ رہیگا - کام کر کے ہی سب بڑائی پائی ہے - اپنی ہی ہستی پر وچار کرو کہ سوامی دیانند سے پہلے آپ کیا کچھ تھے آپ نے بھی کام کر کے ہی یہ صورت پکڑی ہے - ہارئے نہ ہمت اور بسارئے نہ رام - یہ نشچہ کر لو کہ بیدی ویدک دھرم ایشور کیطرف سے ہے اور بیدی ویدک سدھانت عالمگیر اصول ہیں تو ضرور وہ دن آئیگا کہ سنسار اتر ویدک دھرم کی شرن میں آئیگا - اور کام کا جھنڈا ایک ایک منش کے ہاتھ میں گڑیگا - گھر گھر میں ہون ہونگے - تمام ستری اور پرش پانچوں یگیوں کو کرینگے - اور آپکے تمام مخالف مذاہب

آریہ سماجک خبریں

پانی پت آریہ سماج کا انتخاب سال رواں کے حسب ذیل ہوا:۔ ماسٹر نورنگ چند جی پردہان - لالہ کھیم چند جی منتری - لالہ ہرگلال سنگھ جی کوشادہیکش - لالہ نارائن داس جی پستکادہیکش

آریہ سماج لوہاٹو اکنانہ کرپائی ضلع بدایوں کا سالانہ جلسہ ۱۷و ۱۸و ۱۹-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا

آریہ سماج راولپنڈی میں ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت لیکھرام جی کے جیون چرتر پر ایک لیکچر پنڈت ہرچرنداس جی نے دیا

۸ مارچ کو لالہ تارا چند سبھاسد آریہ سماج راولپنڈی کے پتر کا یگیوپویت سنسکار ہوا۔ حاضرین سبھا مٹھائی سے ستکار کیا گیا اور مبلغ چھ روپیہ مختلف فنڈات میں دان دئیے

آریہ سماج راولپنڈی کے ہفتہ وار جلسہ میں مہابھارت کی کتھا کا سلسلہ جاری ہے۔ پرچار کی اس جگہ سخت ضرورت بتلائی جاتی ہے۔

افسوس کہ لالہ کنور سین پردہان آریہ سماج سفیدوں ریاست جیند کی ماتا کا دیہانت ہوگیا۔ سنسکار ویدک ریتی سے ہوا۔ سنسکار کے واسطے کرنال سے لوکل اپدیشک مہاشئے وہاں گئے۔ اس موقعہ پر لالہ کنور سین جی نے بڑی سخت مخالفت برداشت کی۔ بات یہہ ہوئی کہ اپدیشک مہاشئے مرتیو کے چھتیس گھنٹہ بعد وہاں پہونچے۔ کیونکہ راستہ ریل کا نہیں ہے۔ مگر لالہ کنور سین نے اس قدر لمبے عرصے تک مرتیو کی خبر پریوار کے ستری پرشوں کو نہیں ہونے دی۔ درحقیقت یہ بڑی دڑھتا کی بات ہے۔ پرماتما ان کو اور ان کے پریوار کو شانتی دیوے

آریہ سماج رڑکی کا سالانہ جلسہ جو کہ ۲۸-۲۹ و ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہونا قرار پایا تھا کسی ایک وجہ سے ملتوی کیا گیا۔

گروکل سنبندہی ویدک پاٹھ شالا سکندرآباد ضلع بلندشہر کا سالانہ میلہ ۲۸-۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے لئے نیت ہوا تھا۔ مگر اب وہ ملتوی ہوکر یہہ میلہ ۱۹و ۲۰-۲۱ اپریل سنہ ۱۹۰۲ کو ہوگا۔

گذشتہ ہفتہ میں ماسٹر لچھمن داس جی نے ہچھن سنڈلی سمیت چار روز تک لائل پور میں ویدک دہرم کا پرچار کیا۔

پونڈری میں اگروال بنیوں کے ہاں ایک ودواہ ہوا۔ لڑکی کا پانی گرہن ماتر پہلے آٹھ برس کی عمر میں ہو چکا تھا۔ لیکن بعد ازاں اس کا پتی مرگیا تھا۔ اب اس لڑکی کی عمر اٹھارہ سال کی ہے۔ حال اسکا ودواہ ہوگیا ہے

آریہ سماج ڈیرہ غازیخان کا سالانہ جلسہ بڑی کامیابی کے ساتھ ہوا۔

لالہ رام پرتاپ سبھاسد آریہ سماج پٹھانکوٹ کے پتر کا نام کرن سنسکار ۱۰-مارچ کو مہتہ سالگرام جی نے کرایا۔

مہاشئے رام داس پٹواری نے مبلغ دس روپیہ جمع کرکے پرتی ندہی سبھا کے دفتر میں بھیج دئے ہیں فہرست بوجہ عدم گنجائش درج نہیں ہو سکتی۔

سوامی نتیانند ناتھ بھارت سیوک کا پتہ معرفت سیکرٹری آریہ سماج لشکر گوالیار ہے۔ انکے ساتھ اس پتہ پر خط وکتابت ہونی چاہئے۔

آریہ سماج بجرنگ پور ریاست گوالیار نے مبلغ سو روپیہ گروکل فنڈ میں دان دئے ہیں

آریہ سماج ڈیرہ غازیخان سے واپس آئے ہوئے لالہ ونریر چند جی نے آتم تہیاروں کی گنتی پر ایک لیکچر ملتان آریہ سماج میں دیا۔

آریہ سماج ڈیرہ اسمعیل خاں کا اتسب بڑی کامیابی کے ساتھ نروگہن سماپت ہوا۔ اس موقع پر خوب ہی ویدک دہرم کا پرچار ہوا۔

لالہ رام جوریامل صدر قانونگو پشین ملک بلوچستان کی لڑکی کا بودہ سنسکار پنڈت دولت رام جی اپدیشک نے ۱۹-پھاگن سمت ۵۸ کو کرایا۔ اس موقعہ پر ورادر بدہو کی طرف سے ۳۲ روپے ویدپرچار فنڈ کو دان

ضلع حصار میں برہمنوں کے گہر ایک بدہوا ودواہ ہوا

آریہ سماج برنالہ اپنا کام خوب آنند پورک کررہا ہے۔ طاعون کی وجہ سے ہون کے واسطے وہاں کے پورشارتھی سبھاسد چندہ اکٹھا کر رہے ہیں

آریہ سماج شکارپور کا سالانہ جلسہ ۱۲-۱۳-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔ یہ پہلا اتسب ہے دہرم سبھا کا بھی جلسہ ہے۔ یوگیہ اپدیشک پہونچنے چاہئیں مہتہ گیان چند کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مقام روہڑی ملک بلوچستان میں باقاعدہ سماج قائم کیا جاوے۔ ایشور ان کے ادتساہ کو سپہل کریں۔

۹ مارچ کو مہتہ صاحب موصوف کے پتر کا نام کرن سنسکار ہوا۔ اور اس موقع پر ڈاکٹر لچھمن داس صاحب نے ہون کے فوائد پر ایک لیکچر دیا۔

نہایت افسوس ہے کہ ۲۵-فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو لالہ رادہا کشن جی خزانچی آریہ سماج کیریاں کا دیہانت ہوگیا۔ یہ بڑے جوش اور دہارمک آریہ تھے۔ مخالفت کے موقعہ پر بڑی بڑی تکالیف اٹھاتے تھے۔ مگر ویدک دہرم کو پرتیاگ نہ کرتے تھے۔ ان کا مرتک سنسکار ویدکت ہوا۔ آریہ سماج کیریاں ان کی بیوقت موت پر سخت اظہار رنج کرتا ہوا ان کے پس ماندگان کے واسطے ایشور سے شانتی کے لئے پرارتھنا کرتا ہے۔ کیریاں سماج کے منتری لالہ گنپا لال جی مقرر ہوئے ہیں۔ اور خزانچی لالہ گنگا رام

آریہ سماج سیالکوٹ ۲-۳-۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت لیکھرام کی یادگار میں ماتمی جلسہ ہوا ۶۰ تک میموریل فنڈ کے واسطے چندہ ہوچکا ہے۔ جس مہاشئے نے پہلے ۵۰ روپیہ گروکل کے واسطے دان دئے تھے۔ گذشتہ ایک وار ۲۵ اور اس فنڈ میں دان دئے۔ اور ۵ یتیم خانہ فیروزپور کو۔ زیادہ قابل تعریف یہہ امر ہے۔ کہ یہ سب دان گپت

افسوس۔ کہ لالہ گنیش داس صاحب جائینٹ سکرٹری کی سولہ سالہ بھتیجی کا دیہانت ہوگیا۔ افسوس کہ لالہ لالہ داس جی ممبر آریہ سماج کا دیہانت ہوگیا بابو مہرچند جی سبھاسد آریہ سماج کے چھوٹے بہائی

کی وفات اور بابو برج لال صاحب سبھاسد کے بھتیجے اور اُن کی دہرم پتنی کی مرتیو بھی سخت جاں گداز واقعات ہیں۔ یہ سب طاعون کی خرابی ہے۔ پرماتما ان سب کے پسماندگان کو شانتی دیں۔

لالہ پورن چند مختار و رئیس پریزیڈنٹ آریہ سماج ہوشیارپور کی پتری کا بواہ مہتہ گردہاری لال بی۔ اے۔ پلیڈر کے ساتھ بمقام دسوہہ ہوا۔ بوقت بواہ رور کے پتا نے مبلغ صہ مختلف فنڈوں میں دان دیا۔

آریہ سماج کپورتھلہ میں پنڈت ہرنام سنگھ جی نے ویدک دہرم کا پرچار ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو کیا

بھیرہ آریہ سماج کا انتخاب حسب ذیل ہوا:۔ پنڈت گوکل چند جی پردہان۔ لالہ کرپا رام جی سکرٹری لالہ دیوی دیال صاحب پستکادہیکش۔ لالہ بھگت رام اپیل نویس و بخشی دیوراج صاحب و لالہ ہری رام صاحب ممبران انترنگ سبھا

مہاشے جے چند منیجر پبلک گزٹ امرتسر نے اپنے بھائی کی شادی کی خوشی میں مبلغ ۲ روپیہ گوروکل فنڈ کے واسطے بھیجے ہیں۔

آریہ سماج کرنال:۔ پنڈت شمبھودت گوروکل اُپدیشک آریہ سماج کرنال نے ۱۰ جنوری تا فروری سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل دیہات میں ویدک دہرم کا پرچار کیا:۔

گھوگڑی پور۔ ستونڈی۔ گگسینہ۔ رابھیور رپیر۔ مونک۔ بلا۔ بالی۔ مشیرا۔ استھن کھیر ونڈا۔ پانی پت۔ بہادر۔ ستقانہ۔ بہادپور الوپور۔ فلیدہ۔ ٹولہ۔ سنگھیہ

اس پرچار کا نتیجہ حسب ذیل ہوا:۔

(۱) گگسینہ میں دس روز تک پرچار کیا گیا حاضری ہزار ڈیڑھ ہزار کے قریب ہوتی رہی آخرکار ۲۰ جنوری کو باقاعدہ سماج قایم کیا گیا۔ جس کے ادہکاری حسب ذیل مقرر ہوئے

چودہری نانک چند اعلے نمبردار پردہان چودہری سنگت رام اُپ پردہان۔ چودہری سنگت رام منتری۔ چودہری جلال اُپ منتری چودہری نتھو رام کوشادہیکش۔

فی الحال ۲۰ ممبر۔ پانچ روپیہ ماہوار چندہ ہوگیا ہے۔ اور ایک ودوان سادہو سروپانند نامی جو پہلے وہیں رہتا تھا اب سماج کا خیال ہونے کے باعث اوپدیشک کا کام کرتا ہے۔ چند ضروری کتابیں اور ستیہ دہرم پرچارک اخبار خریدے گئے ہیں۔ تقریباً تمام گاؤں کے لوگوں کے خیالات آریہ ہوگئے ہیں۔ دوسرے دورہ میں سو کے قریب ممبر ہونے کی امید ہے۔

(۲) بلہ میں بہت زور سے پرچار ہوا۔ حاضری پندرہ سو کے قریب ہوتی رہی۔ ایک دن پورانک پنڈتوں سے شاستر ارتھ بھی ہوا۔ چونکہ اس گاؤں میں کوئی خواندہ شخص نہیں ہے۔ اسلئے سماج باقاعدہ قایم نہیں ہوا۔ ورنہ تقریباً تمام گاؤں کے خیالات سماجک ہو گئے ہیں۔

(۳) سنگھیہ میں پانچ روز تک خوب پرچار ہوا ایک روز کئی گاؤں کے پرسدہ پنڈتوں نے مل کر شاستر ارتھ بھی کیا۔ مگر پراجت ہوکر چلے گئے ۱۸۔ فروری کو باقاعدہ سماج قایم ہوا جسکے ادہکاری حسب ذیل ہوئے:۔

چودہری رامانند پردہان۔ چودہری موگلا اُپ پردہان۔ چودہری نیکی رام منتری۔ چودہری کرمچند کوشادہیکش۔ فی الحال کل ۱۵ ممبر ہیں۔ اور ۲ ماہوار چندہ۔ کچھ ضروری پستکیں اور ستیہ دہرم پرچارک منگائے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں کرنال میں حسب ذیل سنسکار ویدک ہوئے

(۱) لالہ نرسنگھ داس اگروال رئیس و سبھاسد آریہ سماج کرنال نے اپنی ماتا کا انتم سنسکار ٹھیک ویدک ریتی سے کرایا۔ پنڈت بھگت رام اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا نے دس روز تک اُپنشد کی کتہا کی۔ کوئی رسم پورانک نہیں کیگئی۔ برادری شہر نے مخالفت کی۔ مگر لالہ نرسنگھ داس بہت دڑہ رہے اور مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کی۔

(۲) پنڈت کنہیالال سبھاسد آریہ سماج کرنال نے اپنی سولہ سالہ کنیا کا بواہ پنڈت بھنی دہر شرما ایم اے پلیڈر و سبھاسد آریہ سماج اجمیر کے ساتھ (جن کی عمر ۲۵ سال کی ہے) ٹھیک ٹھیک ویدک ریتی سے سنسکار ودہی کے مطابق کیا۔ شادی آنند پوروک اور بڑے اُتساہ کے ساتھ پورن ہوئی۔ پنڈت ہیم سین مشرا تھرنواسی اور پنڈت شمبھودت گوروکل اُپدیشک نے سنسکار کرایا۔ اس موقعہ پر پنڈت بھنی دہر جی نے ۱۰ صہ۔ اور پنڈت کنہیا لال جی نے مبلغ للعہ حسب تفصیل ذیل دان دئے

تفصیل ۱۰ صہ	ویدپرچار فنڈ عہ۔ گوروکل عہ کنیا مہاودیالے عہ۔ آریہ سماج کرنال عہ۔ گوروکل اُپدیشک عہ۔ آریہ پتری پاٹھ شالا کرنال عہ آریہ سماج اجمیر عہ۔ دیانند ہائی سکول اجمیر عہ آریہ پرتی ندہی سبھا راجستہان عہ۔ دکشنا برہمنان عہ
تفصیل للعہ	آریہ سماج کرنال صہ۔ آریہ کنیا پاٹھ شالا کرنال صہ۔ دکشنا برہمنان للعہ

(۳) بابو بھجو رام صاحب پردہان آریہ سماج کرنال نے اپنے پتر کا نام کرن سنسکار ویدک ریتی سے کرایا اور اس خوشی میں مبلغ عہ دان دیا۔ ویدپرچار فنڈ گوروکل صہ۔ یتیم خانہ فیروزپور صہ۔ آریہ کنیا پاٹھ شالا کرنال صہ۔ آریہ سماج کرنال صہ۔ گوروکل اُپدیشک فنڈ کرنال صہ۔ دکشنا پنڈت تہ۔ [illegible]

علاوہ ازیں بابو [illegible] [illegible] ودیگر ادہکاران ضلع کو [illegible] پریم اور [illegible] سے ضیافت دی

(۴) بابو ہرنام داس سب اوورسیر نہر جمن غربی حلقہ جاکھولی ضلع کرنال نے حسب ذیل دان دیا ہے جسکے لئے سماج بابو صاحب کے اُتساہ اور پریم کے لئے مشکور ہے گوروکل عہ۔ کنیا پاٹھ شالا کرنال عہ۔ گوروکل اُپدیشک فنڈ کرنال عہ۔ آریہ سماج کرنال صہ۔ ویدپرچار فنڈ عہ

مراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں ہے

مہاشے ناہک چند از کسولی - آپ اپنا سارا مضمون مختصر کر کے روانہ کریں - آئیندہ کے واسطے جو آپنے رکھ لیا ہے وہ ہی لکھیں بھیجیں اُسوقت بشرط گنجائش اخبار میں نکال دیا جاویگا

ہے پرہہوری ہماری گت ہی شاہد ہندو

ہندو وید کو چھوڑ ہمیں آریہ کہلانیکا فخر حاصل ہے - مورتی پوجا کے جانی دشمن ورن بیوستہا گُن کرم الوسار کے قایل پرماتما کو نراکار مانتے قدیم آریہ رشی منیوں کی ہر بیوتھا کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - ہر بات میں ویدک ستہ نت اور ویدک مریادا کی آواز لگاتے اور زور دیتے ہیں - پنچ مہا یگیہ ہمارا روزانہ فرض ہے ستیا پرکاش وسا اجب اُنتی دترقی کا ہم نے بیڑا اُٹھایا ہے صدہا سماج جابجا قایم ہوگئے ہیں - ممبروں کی بھی تعداد کافی ہے شرما ورما اور گپت کا کچھ حساب ہی نہیں ہے - برہما اور اوہو ریہ بھی ہم میں موجود ہیں - ہرتلک دہاری کو پوپ کہنا ہم ضروری سمجھتے ہیں گُن کرم سوبہاؤ کی تلاش میں چاروں طرف ورن سنکر ہی نظر آرہا ہے - بال وواہ کے ورود ہی اور دہوا وواہ کے سہائک ہتری شکشا کے حامی بردے کے مخالف مُردوں کے شرادہ اور دھرا ویدک کرم کا زور و ار کھنڈن کرنے والے لیجئے - ہم ترقی کے معراج کو پہونچ گئے گئے - اب کیا باقی رہا - رجسٹر ممبران میں نام لکھایا - اور ہم آریہ مذکورہ بالا باتوں کا اقرار کیا - اور اول درجے ریفارمر دوں میں شمار ہوا - ہر ریفارم کے کام میں ہم اگوا ہونیکا دعوے کرتے ہیں - لیکن جب عملی زندگی کا سوال پیش ہوتا ہے - تب ہماری فلاسفی اور منطق بھول جاتے ہیں - اب طرح طرح کے حیلے نکالنے اور شاستروں کے احکام کو اپنے خیال کے سانچے میں ڈالنا چاہتے ہیں - کوئی قبل از وقت کا ڈھکونسلا پیش کرتا ہے - اور کوئی کچھ - غرضیکہ ہماری دشا بالکل پاگل اور شیخ چلی سے کچھ کم نہیں ہے - ہم کرتویہ پالن کی ہانک لگاتے ہوئے خود اگرتویہ ہوگئے - دہرم دہرم کی پکار مچاتے ہوئے خود دہرم کی بہت کم پرواکی - مورتی پوجا کو چھوڑ ہم زر پرستی اور دنیا پرستی میں غرقاب ہوگئے - گُن کرم کا ناد بجاتے ہوئے ہم نے گن کرم اور سوبہاؤ کی پروا چھوڑ دی - پرماتما کے نراکار اور سرو ویاپی ہونے کا اقراری ہو کر ہم نے پاپ کرموں کو کب تیاگا؟ جواب ملتا ہے - گو کچھ بھی ہو ہم بہ نسبت اوروں کے ویدوں اور رشیوں کے احکام کی زیادہ عزت کرتے ہیں - اور بہت کچھ دھرم کا پالن کرتے ہیں - پرنتو یہ بھی محض دعوے ہی دعوے ہے - کیا یہ ویدک احکام کی کم عزت ہورہی ہے - کہ ہمارا روزانہ فرض پنچ مہا یگیہ صرف زبان سے ادا کیا جاتا ہے پنچ مہا یگیہ ایک مہا اُپکارک اپنا اور دوسرے تمام پرانیوں کی بھلائی کا بے نظیر طریقہ ہے جس کی نظیر دوسرے کسی مت میں نہیں ملتی - تو بھی ہم کیا کر رہے ہیں؟ - ماں باپ ہوکوں مریں - کیا پتر یگیہ ہے - اتیتھی کا تو بھاہی ملنا درلبہ ہے کریں تو کیا - دیو یگیہ کے لئے دھن چاہئے - ہم ہیں غریب سو پچاس روپیہ ماہوار اپنے عیال و اطفال کے گذارہ کے لئے ہی مشکل سے کفاف کرتے ہیں - ہون آدک کے لئے کہاں سے لاویں - بلی ویشو دیو ایک امر فضول ہے - پرماتما سب کے رازق ہیں - وہ سب کو ان پہونچا دیتے ہیں - رہا برہم یگیہ اسکو تھوڑے بہت کرتویہ پالن کے لحاظ سے کر لیتے ہیں - نتا ہرک اور آتمک اُنتی کا تو کچھ دہیان نہیں - ہاں سماجک اُنتی کا خیال بھی ایک وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا - ممبروں کی بھرتی زبانی اقرار کرنے والوں سے ہو رہی ہے اور ہم ہیں کر پہولے نہیں سماتے - کیوں نہ ہو آریہ سماج ترقی کر رہا ہے - ہندو تو ورن سنکر ہیں - کیونکہ گُن کرم اور سوبہاؤ نے انہوگیہ ہیں - لیکن ہم نیائے آچرن کے دعوید ار سماج میں نام لکھا کر شرما ورما اور گپت پدویاں وہی موروثی جاگیر سنبہال بیٹھے ہیں - اب یہاں پرکشا کون کرے پیچ ہے - ع ہر کسے ناصح برائے دیگراں -

مورتی پوجک اور گرہ کی کھوٹی بتلانے والا پوپ ٹھہرا - کیونکہ وہ مکاری کر کے لوگوں کا دھن ٹھگتا ہے - ہم کیا پوپ سے کم ہیں کہ آریہ گن کرم نہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو آریہ ظاہر کر رہے ہیں - کیا ہم ویدک دہرم کو بدنام نہیں کر رہے کیا ہم لوگوں کو وشواس نہیں دلاتے کہ ہم آریہ ہیں - پرنتو کیا ہمارے کرم ویسے ہیں - جیسے کہ ایک آریہ کے ہونے چاہئیں - یہی وجہ ہے کہ ہندو تہنا انیہ مت وادی ہماری ہجو کرتے ہیں - کہ بھائی ان کے کہانے دہرم سبہا کے ایک ممبر نے اس نام کی ایک کتاب بھی لکھی ہے) کے دانت اور دکھانے کے اور ہیں - ہندو اگر مورتی پوجن آدی کرم کانڈ روپی اودیا کے اُپاسک ہیں تو ہم کیول ودیا کے ودوہ کے اُپاسک بن رہے ہیں - پرنتو بہ نسبت اودیا کے اُپاسکوں کے زیادہ تر ذمہ وار ودیا کے اُپاسک ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم ودیا اور اودیا (یعنی گیان اور کرم) کے ساتھ ہی ساتھ اُپاسنا نہیں کرتے یا صاف یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب تک ہم گیان الوسار کرم نہیں کرتے - اودیا کے اُپاسک واندہ پرم پرا کے کرم کانڈی مورتی پوجک ہندوؤں سے کہیں زیادہ سزا کے بہاگی ہیں - کیا وہ منشیہ جو دہرم ادہرم کے سوروپ کو جانتا ہے - زیادہ گنہگار نہیں جبکہ وہ باوجود جاننے کے دہرم کا پالن نہیں کرتا - دہرم ونکہیہ پرش ایشور یہ آگیا کو بینگ کرتا ہے پرہو کی آگیا کا پالن نہ کرنا ہی ادہرم ہے - اور ادہرمی نرک گامی ہوتا ہے - دہرم ادتیت گیان

شونیہ پُرش شودر ہے۔ کیونکہ وہ مورکھ ہے
پرنتو ادہرمی نہیں۔ جبکہ گیان وان پُرش
شودر تو نہیں۔ بلکہ دھرم کو جان کر بھی
پالن نہ کرنے کے باعث پاپی ہے۔ ایشور نے
بھی اس بات کو اچھی پرکار درشایا ہے۔ لیکن
شوک کہ ہم دوسروں کے اُپدیشک بن
خود اُپدیش گرہن کرنے کے بھی یوگیہ نہیں رہے
رشی دیانند کے شیہ اُپدیشوں نے ان مدت
کے گمراہوں کو راہِ راست پر لاکر ویدک گیان روپی
امرت سے بلوان بنا دیا تھا۔ پرنتو شوک وہ سارا
بل جھوٹی ذات پات اور متھیا مان اُپمان کی
نذر کر بیٹھے۔ جن پُرشوں کے نزدیک برادریوں کے
رواج ایشوریہ احکام سے بھی زیادہ پربل ہیں
اُن کا اُچ پد کو پراپت ہونا دشتر ہے۔ یہ ہم
ہاری ویدک دھرم کی شوچنیہ ہو رہی ہے۔ عبادت
کے مندروں کا چلن ہوگا ہی پیدا ہوا ہم تیت
جیں ہوتا ہو رشی دیانند کا نام لیوا ہم دیہ جاتی
جب نہ مانے گے اُنکا کیا چیز اُٹھایا ہو جب
آسمی کی پیدا دیتا ہو تو اَدوں کا گٹھن ہی گیا
ہے۔ ہم کو بھی اُٹھیے کہ شودر کے جھوٹی بڑائی
وسعت شہرت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو ہم
ان کو لینا ہے۔ دھرم یا دوسرے لفظوں میں
کرلو یہ اُن سے ہم تک اُنتی کو پراپت ہونگے۔ اور
جب ہم یکجا ہو کر کوشش کریں گے تو سارا جگ اُنتی
سدھی ہو رہی ہے۔ آخر سارا اُنتی کی شکھر پر پہنچے
جب سموہ ہی سارا جگ اُنتی نام پراپت کر سکتے۔ ایک
پُرش سے کیا کام بن سکتا ہے؟ اسلئے ہم سب کو دھرم
پالن کرتے ہوئے یوگیہ بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔
تا کہ رشی سنتان کہلانے کا فخر حاصل ہو۔ اور رشی کے
لگائے بودہ آریہ سماج کی رکشا ہی کر سکیں۔ اُسے
سنسار کے اُپکار کرنے والے آریہ سماج کے ممبرو
اُٹھو اور ایک گمبھیر درشٹی اپنے جیون پر ڈالو
اور جو جو کمزوریاں اپنے میں پاؤ اُن کو نکالنے
کا برت دھارن کرو اور پربھو سے یاچنا کرو۔
کہ ہے برت پتی پرماتمن! ہمیں بل پردان کرتے
تاکہ ہم گیان انوسار کرم کرتے ہوئے آپ کے ستیہ
گیان ویدودیا کو سنسار میں پھیلا کر شانتی کا
راجیہ ستھاپن کر سکیں ادم یتھم۔

راقم آریہ دھرم کا سیوک گوبند پرساد حیدرآباد دکن

گوبند ناگپور انگ کا سوم یاگ اور پشو بلی

آرین پبلک آریہ سماج اور آریہ پرتی ندھی سبھا کے لئے

ضروری نویدن

اب ہمکو یہ بات دستار سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں
رہی۔ کہ پورانک مت تانترک اور وام مت کا خوشہ چین
ہے۔ جن لوگوں نے تعصب کی عینک اُتار کر پورانوں کا
مطالعہ غور سے کیا ہے۔ یا کم از کم آرین لٹریچر کو پڑھا ہے
اُن کو بخوبی معلوم ہو گیا ہے۔ کہ پورانک مت کا مخرج
تنتر شاستر ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ پوران کسی ایک
یا دیا دہ لپت وام مارگی کے دماغ کی اُپج ہے۔ تو
کچھ بیجا ہے۔ بھگ لنگ کی پوجا وام مارگیوں میں
مروج ہے۔ اور اُسکی دوسری شکل مہادیو کا لنگ اور
جلہری ہے۔ جسکی بنیاد کہ لنگ پوران نے دہری ہے۔ انسں
شراب اور زناکاری کو مذہبی جامہ پہنا کر ان ہی وامیوں
نے جائز ٹھہرایا ہے۔ اور ان ہی افعال ناکردنی کا
مرتکب حیا تجالوگیوں کے سرتاج سری کرشن چندر جی کو ٹھہرایا ہے۔
(دیکھو بھوشیہ پوران) برہما کا اپنی بیاہی پتری کو
دیکھ کا اتر ہو اُسکی طرف نظر بد سے ہاتھ بڑھانا اور اندر
دیوتا کا گوتم رشی کی بیوی (اہلیہ) سے فعل بد کا مرتکب
ہونا چندر دیوتا کا اپنے گورو کی پتنی تارا سے فعل شنیع
کرنا اور ایسے ہی سوریہ دیوتا وغیرہ تمام ہندوؤں
کے مانے دیوی دیوتا رشی اور منی کو زناکار بدکار

تلہ ہندوؤں کے خیال کے بموجب یہ دیوتا شریر دھاری ہیں

گوشت خوران ہی پورانوں نے گردانا ہے
جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پورانوں
کے کرتا گپت وام مارگی تھے۔ نہ کہ مہرشی وید
ویاس۔ یگیہ میں پشو بدہ کو جائز ناجائز بتانے
والے بھی وام مارگی ہیں۔ گومیدہ گو کو
جو ہندوؤں کا پرم پوجیہ پشو ہے مارکر ہوم کرنا
اشومیدہ اور نرمیدہ یعنی گھوڑے اور انسان
کو مار کر ہوم دینا اجامیدہ بکرے کو مارکر ہوم
ان ہی وامیوں کے گروگھنٹال مہیدھر کا بنایا کرم
کانڈ ہے۔ ان ہی وامیوں نے اپنے گرم اور
خواہشات نفسانی کی سیری اور اُس وقت کے اُن گرگی
راجوں کی خوشامد کے کارن ان تمام پشو بلیوں
کو ویدک کرم کانڈ کا خول چڑھا کر علانیہ پرچار
کیا جسکا زبردست کھنڈن چارواک نے
کیا۔ اور بُدھ دیو نے ان ہی کھنڈن کو لیا ہے
کیا یہاں ہو وید شاستروں کو تلانجلی دی۔ زمانہ
کے پھیر نے پلٹا کھایا۔ اور مہرشی دیانند نے ان
گھرنت دوشوں کو ویدوں کے سر سے دور کیا
اور اشومیدہ۔ گومیدہ وغیرہ کے یتھارتھ
ارتھ پرکاشت کئے۔ جو جاتی ہنسک ہونے کے
اعلے درجہ کا اُپکار اور پرانی ماتر کے سکھ پہنچانے
کا ذریعہ ہیں (دیکھو ستیارتھ پرکاش) درگو یہ
بھاشیہ ہو سکا پرنتو لگاتار ویدک دھرم
کے پرچار شاستر ارتھ ویدوں کا بھاشیہ اور
دیگر تصنیف اور تالیف کے کام سے فرصت نہ ہوئی
تھی۔ کہ مہرشی کا پیمانہ زندگی لبریز ہو گیا۔
اور شوک کہ وے کرم کانڈ وشت پنتھ براہمن
اور کاتیاین سوتر وغیرہ گرنتھوں پر کوئی
شرح نہ لکھ سکے۔ پورانکوں نے جو اور ہر طرح سوامی
جی سے منہ کی کھا چکے تھے اس بات کو غنیمت
جان کر اس سے استفادہ حاصل کرنا شروع
کیا۔ اور از سر نو ہنسک یگیوں کا پرچار آریہ
ہو انرمیدہ میں انسان کا قتل گورنمنٹ انگلشیہ

لکا راجیہ ہونے کے کارن یہ یگیہ ہو ہی نہیں سکتا گو میدھ کے لئے ہندوؤں میں گئو کی عزت ماتا کیسے ہوان ہے - اب غریب بکروں پر بھی دار مدار رہا - اور یہ بھا یگیہ سوم یگیہ کے نام سے جاری ہوئے - کشن گڈھ اور بنارس وغیرہ مقامات کے یگیوں کے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ ہم اپنے ناظرین کو گوبند نایک کے سوم یگیہ کا دل ہلانے والا بیان سُنانا چاہتے ہیں جو کرشنا ندی کے کنارے بتاریخ ۹ - اگہہ کو وقوع میں آیا - اُس یگیہ میں قریباً چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا اور آٹھ دس ہزار کے قریب ورشک جمع ہوئے تھے - ہزار ہا بھیک منگے بھٹوں نے پیسہ اور دو پیسہ دکشنا کی خاطر اس گھرنت کا یہ میں شریک ہو رونق کو دوبالا کیا اس یگیہ کے کرتا یعنی یجمان گوبند نائک حیدرآباد ضلع لنگسور کے درجہ دوم کے کلکٹر ہیں - اور آچاریہ ایک اُچت سوامی نام کے حیدرآباد کے مشہور پنڈت ہیں - اچت سوامی جی کو اپنی ودیا کا اس قدر گھمنڈ ہے کہ اُنہوں نے عام طور پر نوٹس دیا ہے کہ جو کوئی پنڈت اُن سے اس وشے میں شاستر ارتھ کرنا چاہے کر لے - اور یہ کہ وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یگیہ میں پشو بدھ ویدوکت سدھانت ہے - گو اس مضمون کا اشتہار مراٹھی اخبارات میں چھ ماہ قبل ہی اوکت سوامی جی نے شائع کرا دیا تھا - پرنتو آریہ سماج حیدرآباد دکن کو صرف چار دن قبل اطلاع ملی ایسے وقت شاستر ارتھ کا انتظام ہونا غیر ممکن خیال کر کے آریہ سماج کے چند اُتساہی پرشوں نے ایک عمدہ ہندی ٹریکٹ جس میں شاستر وکت پرمانوں دوارا یگیہ میں پشو بدھ کا نشیدھ ثابت کیا گیا تھا - اور ایسا ہی ایک ٹریکٹ بزبان تلنگو اور ایک تصویر جو ویدک اور پوراانک یگیہ کا

نقشہ دکھاتی ہے - دو روز میں تقریباً تین ہزار کا بیان طبع کرالیں - اور پنجاب پرتی ندھی سبھا کے لائق اپدیشک مہاشہ سوم ناتھ راؤ جی وہاں بھیجے گئے - یہ بہادر آتما اکیلا اُس مقام پر پرچار کرنے لگا - جہاں یہ پہلی دفعہ ہی گیا تھا - اُن کا کوئی جان پہچان وہاں نہ تھا چاروں طرف ہزارہا دشمن جمع تھے اُن کے ہمراہ مسٹر ڈی - اے - ودیارتھی جانے والے تھے - لیکن ہندی ٹریکٹ کے طبع کرانے کے لئے اُن کو دوسرے دن تک حیدرآباد بلدہ میں ٹھہرنا پڑا - اور مہاشہ سوم ناتھ راؤ جی کو اکیلا ہی جانا ہوا اُن کو تنہا پاکر جو جو کشٹ ان نام دھاری براہمنوں نے دیا ہے - یہ سوم ناتھ راؤ جی کا ہردے تھا - کہ شانتی سے برداشت کیا - اُن کو جھک مارنے آیا ہے - انکار لگانے آیا ہے اور کئی دوروچن کہنے کے علاوہ ایک براہمن نام دھاری نے چار پولیس کے سپاہیوں سے ان کو مجبور کیا - کہ وہ کلکٹر یگیہ کرتا کے پاس چلیں - اُس بیچارہ کے سر پر دو من وزن کے صندوق لدوا کر لے چلے اور ایک نالے کے قریب اُن کے اس زور سے گردنی دی - کہ صندوق گر پڑا اور ساتھ ہی مہاشے سوم ناتھ راؤ جی پرچارک بھی منہہ کے بل زمین پر گرے - اُن کا کھانے کا سامان خاک میں ملا دیا - اور اُسی بھوک اور پیاس سے تڑپتے ہوئے براہمن سوم ناتھ راؤ جی کو کلکٹر گوبند نائک یگیہ کرتا کے سامنے حاضر کیا اس کلکٹر نے بدمعاش وغیرہ کے شبدوں سے اُن کو ایسا گھُر کا کہ وہ گویا ابھی نگلا ہی چاہتا ہے - اور مارے غصہ کے اُس کا حال دیوانوں کا سا ہو گیا - اس غیظ و غضب کی حالت میں حکم دیا - کہ سامان ضبط کر لیا جائے - اور جبر سے نکال دیا - ہائے افسوس کا مقام ہے -

کہ یہ نام دھاری برہمن پشو بدھ کرتے کرتے کیسے کرور ہو گئے ہیں - کہ معمولی اخلاق اور انسانیت تو کجا دشمن سے جو گھر آیا ہو کیا سلوک کرنا نیتی ہے - یہ بھی بھول گیا - آخر اس خوف سے اُن کا اسباب واپس بھجوا دیا اور پرچارک جی پھر اپنا کام زور شور سے کرتے رہے - اگر شہر حیدرآباد ہوتا تو نائک جی کو ایسی ناجائز کارروائی کرنے کی جرأت نہ پڑتی - چونکہ میرے سا ایک دوسرے بھائی نے ہی مشرح واقعات سا ایک اخبارات میں شائع کرنے بھیجے ہیں - اسلئے میں اتنے پر ہی اکتفا کر کے اب اُن بیزبان بیچارہ پشوؤں کے بیزبان گیان کا نقشہ دکھاتا ہوں - جو اس یگیہ میں سورگ دھام پہونچانے کی غرض سے بدھ کئے گئے - اور یگیہ کرتا کو رنبھا اپسرا دولانے کا پیش خیمہ ہوئے - قبل اس کے کہ ہم وہ دردناک سین آپ کے روبرو کریں وہ الفاظ اس پورانک یگیہ کرتا سے کہنا چاہتے ہیں - پیارے نائک جی رنبھا کو من سے ہو گئے کا بھی خیال دور کیجئے یہ وہی گنواری مثل ہوئی کہ منو من لڈو کہا کر سیری کر لینا من کو واسناؤں سے لپٹ کرنا اچھا ہے - کیا آپ نہیں جانتے کہ من ہی بندھ موکش کا کارن ہوتا ہے - جب پاپاچرن روپی میل کے تہ آتما پر چڑھ جاتے ہیں - تو نیاکاری ایشور ایسے پاپی کو لکھوکھا پشو یونیوں میں ڈال گرشدہ کرتا ہے - پشو کو سورگ پہونچانے کے عوض کیا آپ کو سورگ کی ابھلاشا نہیں ہے - کون پرش ہے جو سورگ پراپتی نہیں چاہتا - پس آپ ہی سیدھے سورگ سدھارئے جو بہت آسانی سے جا سکتے ہیں یم نیم اور شم دم اور یوگ کے اشٹ انگ کا سادھن آپ سے کٹھن ہے - جس میں اول اہنسا ورت کا سیون کرنا پڑتا ہے - ناظرین! آپ

ہی کلیجہ تھام لیجئے۔ کہ ایک دردناک اور دل ہلانے والا سانحہ آپ کے پیش نظر ہونے والا ہے آپ نے کبھی قصابوں کو دیکھا ہوگا۔ قصاب پشو کے گلے پر چھری پھیر کر پران گھات کرتا ہے۔ جس سے گو جان تو جاتی ہے۔ پرنتو اِس کشٹ سے نہیں جس کشٹ سے کہ اِس یگیہ میں مارے بکروں کی حالت ہوئی ہا!!! بے زبان پشو کے سارے چھدر (سوراخ یعنی تنفس لینے کے مقام منہ ناک وغیرہ آٹے سے بند کر دئے گئے۔ آپ جان سکتے ہیں۔ کہ جب تنفس لینے کے تمام راستے بند ہو گئے۔ تو دم گھٹنا شروع ہوا اور دم کے اندر جانے سے سخت تکلیف کے ساتھ پیٹ پھول کر مشک ہو گیا۔ اور پشو تڑپنے لگا۔ ہائے اِس بیچارے کا منہہ بھی بند کر دیا گیا۔ تاکہ وہ پھر ہونیا ئے کاری سے اپنی فریاد اور پکار بھی نہ کر سکے۔ ہائے اگر اس مجلس میں کوئی دیاوان دکشتری ہو بھی تو اُسکو کیونکر معلوم کہ اِس جگہ ایک بے گناہ پشو ایسی نردیتا سے مارا جا رہا ہے۔ تو شاید بھی اِس نردیتا کو دیکھ کچھ پشیمان ہو جاتا۔ لیکن اُنہوں نے اِس بیکس کی فریاد کے دوار کو بند کر کے اُس دم گھٹتے ہوئے پشو کے پھولے ہوئے پیٹ پر مُکّے مارنا شروع کئے۔ ہائے ہائے دم گھٹا ہو پیٹ پھولا ہو۔ سانس لینا بند ہو۔ چلّانے اور فریاد کرنے کے لئے منہہ بند ہو۔ اور تسپر ان سنگدل لوگوں کے مکّوں کی مار کیا غضب ڈھاتی تھی۔ مگر ٹھہرئے گھبراتے کیوں ہیں ابھی کیا ہوا ہے۔ ابھی آپ نے اِس سے بڑھ کر کچھ دیکھنا ہے۔ وہ دیکھئے اب اُن مکّے مارنے والے لوگوں میں سے ایک نے چھری نکالی اور معاً اُس پرانی کے کلیجہ میں بھونک دی۔ اور جلدی جلدی کلیجہ نکال لیا۔ ہاں بھائی تعریف اور ہستدستی کا تو کام تھی ہے۔ پرانی کے پران رہتے ہوئے ہی کلیجہ

نکال جائے۔ ورنہ یگیہ نشپھل اور قربانی نامقبول سمجھی گئی۔ سوا اور دیگر بارہ مقامات کے خاص خاص حصّہ (جو انس اہریوں کو عموماً مرغوب الطبع ہیں) کاٹ کر دیدی نہیں نہیں میں بھول گیا منان میں ڈال دئے گئے۔ اور اُس میں سے پرشا د بطور شکر لاکر نوش کیا گیا۔ اسی طریقہ سے جملہ آٹھ بکرے مارے گئے۔ اور یگیہ کا چل یگیہ کرتا کے نام وقف ہوا۔ اب غور کیجئے۔ کہ اگر کوئی مسلمان مسجد میں گائے ذبح کرتا ہے تو یہ ہنسا ہے اور دیش کی سخت ہانی کرتا ہے اُس کا روکنا ضروری ہے تمام روئے زمین پر ایک ارب سے زیادہ انسان ماس اہاری ہیں اور کروڑ ہا پرانی روزمرہ ان کی پیٹ روپی قبر میں دفنائے جاتے ہیں۔ اور یہ سب ہنسا روپی گھور پاپ ہے جس کا کھنڈن اور روکنے کی تدابیر کرنا آپ کا دھرم ہے۔ مگر پیارے متروا یہ یگیہ کے نام کی ہنسا کچھ اور معنی رکھتی ہے۔ یہاں شاستروں کا پردا ہے۔ پنڈت اُچیت سوامی جی آپ ہی کے مانیہ گرنتھوں سے ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ کہ یہ ہنسا نہیں ہے کیونکہ ویدک ہنسا ہنسا نہ بھوتی۔ اُچیت سوامی جی اِس قسم کے یگیوں کا پرچار کر رہے ہیں۔ اور بڑے بڑے راجے اور دھنوان پُرشوں کو اُتیجنا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک اور یگیہ جو اِس سے چوگنا ہوگا۔ دو ماہ میں

اخاص بلدہ میں ہونا قرار پایا ہے جسمیں ۱۶ بکرے اِسی وِدِ ورشا سے مارے جاویں گے۔ رفتہ رفتہ گو میدہ اور اشو میدہ بھی ہونے لگ پڑیں گے۔ اب آپ کا کیا کام ہونا چاہئے؟ اگر آپ اپنے کرتویہ کو سمجھتے ہیں۔ اگر آپ اس کُکرم کو روکنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ شاستروں کے سر سے یہ کلنک دور کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کرم کانڈ وِشے کو صاف کرانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ سچے براہمن ہیں۔ اگر آپ سچے دیاوان اور سچے اُپکاری ہیں۔ اگر آپ

ویدک دھرم کے حامی ہیں۔ اگر آپ رشی دیانند کے سچے سیوک ہیں۔ اگر رشی کے اُپکار کو آپ نے نہیں بھلا دیا ہے۔ اگر آپ میں نام کو بھی حمیت باقی ہے۔ تو رشی کے سدّھانت کا رکشن کرو۔ اور آریہ سماج حیدرآباد دکن کی سہایتا کرو!!!

آریہ سماج حیدرآباد دکن کی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۰۲ء نے پاس کیا ہے۔ کہ ایک برہت شاسترارتھ آریہ سماج کے مشہور پنڈتوں اور اُچیت سوامی کے درمیان اِس یگیہ وشے پر کرایا جاوے۔ اور یگیہ میں پشو بلی ویدسدّھانت ہے۔ یا نہیں اسکا ایک فیصلہ کرلیا جاوے اُچیت سوامی جی علاقہ دکن کے بڑے مشہور اور ودوان پنڈت ہیں۔ اُن کا ثانی دکن پرانت میں نہیں ہے۔ جب یہ پراست ہو جاویں گے تو یقین ہے۔ کہ یہ گھرشت کام بند ہو جاویگا اور آئندہ یگیوں کا رواج ہوگا۔ اور یوں ایک بڑے کرم کانڈ وشے صاف ہو جاویگا آریہ سماج میں اُن کے مقابلے کے لئے ذیل کے پنڈتان منتخب ہوئے ہیں۔ پنڈت جوالا دت جی پنڈت دیودت جی شاستری۔ پنڈت تلسی رام سوامی سوامی وشدھانند جی۔ پنڈت شیو شنکر جی چودہری سوامی وشیشورانند جی۔ ورہمچاری نتیانند جی چنانچہ پنڈتان موصوف سے پتر دیوہار ہو رہا ہے اور سوامی اُچیت جی کو شاسترارتھ کا چیلنج بھیجا گیا ہے پرنتو آپ جانتے ہیں کہ اِس قسم کے عظیم الشان شاسترارتھ کا ساہس کیول آریہ پبلک کے بھروسہ پر کیا گیا ہے۔ اُس کے اخراجات کیونکر پورے ہو سکتے ہیں۔ جب تک کہ آریہ پبلک اور آریہ سماجیں اور آریہ پرتی ندہی سبھائیں امداد نہ کریں۔ پنڈتان کی آمد و رفت سے ریل چارج اور کئی ایک کا ہر جانہ کہاں یان ستھان پورانے گرنتھوں کی خریداری ہر زبان میں ہزارہا نوٹسوں کی چھپوائی دکن

کے اور دیگر مقامات کے پنڈتوں کا خرچ خوراک اور
کئی غیر ساماجک اخبارات میں نوٹس اور مقامی
دھوتی وغیرہ وغیرہ الواب اور بعد ختم شاستر ارتھ
ایک ویدک یگیہ کا کرنا وغیرہ الواب کے لئے
اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ اس کام کو خوش اسلوبی
سے انجام دینے کے لئے کم از کم پندرہ سو روپیہ
کی ضرورت ہے۔ اسلئے آریہ پبلک آریہ
سماجوں اور آریہ پرتی ندھی سبھاؤں سے
ونے پوروک پرارتھنا ہے۔ کہ شیگھر ہی
امداد کریں۔ اور اوکت رقم پوری کردیں
چونکہ سمے بہت تھوڑا ہے۔ اور دھن کی اور سے
نشچنت ہو جانے سے کام عمدگی سے ہو سکتا
ہے۔ اگر بھارت ورش کے آریہ سماج دو دو
روپیہ اس مہان کاریہ کی سہایتارتھ دان دیں
اور پرچارک کے خریدار کم سے کم ایک ایک روپیہ
اور پرتی ندھی سبھائیں پچاس پچاس روپیہ
اور آریہ پبلک یتھا شکتی مدد کریں تو یہ رقم
آسانی سے پوری ہو جاویگی۔ آشا ہے کہ دو
ہفتہ کے اندر اندر تمام رقوم بنام شری کامتا پرشاد
داروغہ سکتری آریہ سماج حیدرآباد دکن
ارسال کر کے سب سجن یگیہ کے بھاگی ہونگے۔ بیرونجات
سے جو جو آریہ پرش اس اوسر پر آنا چاہیں اپنے
خرچ پر آسکتے ہیں۔ استھان وکھان پان کا پربندھ سبھا
کی اور سے ہوگا۔ اور تاریخ شاستر ارتھ کی اطلاع
پرچارک دوارا دیجاویگی۔ دانی مہاشیوں کو
سوچت رہے کہ جو رقم وے ارسال فرماوینگے
اُس کی رسید پرچارک میں دی جاوے گی
اگر پرچارک میں رسید نہ چھپی تو سمجھنا چاہئے
کہ روپیہ نہیں ملا۔

نوٹ۔ اگر کسی [illegible] سے شاستر ارتھ نہ ہونا
پایا تو بعد وضع خرچ نوٹس وغیرہ دانی مہاشیوں کا
روپیہ [illegible] واپس لینا چاہیں گے، واپس
دے دیا جاوے گا۔ اور اس کا ذمہ وار

آریہ سماج حیدرآباد دکن ہے

راقم
آریہ دھرم کا پریمی گوبند پرشاد وائس پردھان آریہ سماج حیدرآباد دکن

آریہ سماجوں کے منتری مہاشے توجہ فرماویں

چونکہ سید حسین شاہ آتشی نے ایک عرصہ کے بعد اب پھر سر
نکالا ہے۔ اور اپنا دام کرامت لوگوں پر پھیلا رہا ہے۔ آنحضرت
کا دعوےٰ ہے کہ وہ کلمہ کی برکت سے آگ پر سے گذر جاتے
ہیں۔ اُن کی اس کرامت کا پول سنہ ۱۹۹۵ء میں میاں لالہ
سکھیا رام جی پلیڈر نے کھولا تھا۔ اور لوگوں پر ثابت کر
دکھایا تھا۔ کہ سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں جس سے کہ
سردار ٹیک سنگھ طالبعلم اُنکی آگ پر سے گذر گئے۔ اور
کراماتی صاحب کی کرامت ساری کی ساری بگڑ گئی۔ لہذا
آریہ سماجوں کے سکریٹری صاحبان کی اطلاع اور توجہ کے لئے
لکھا جاتا ہے۔ کہ جہاں کہیں آتشی میاں نمودار ہوں
اُن کے پول سے واقفیت حاصل کرنے اور عوام الناس
کو ان کے دھوکے سے بچانے کے لئے اُن کی کارروائی
کا چھپا ہوا مفصل حال مجھ سے طلب کرلیں

راقم گوردیپارا منتری آریہ سماج جموں۔

پلیگ کی زیادتی کے بواعث

(۱) روزمرہ کا گوبر چوکا ڈاکٹروں کا خیال ہے۔ کہ پلیگ
کے اجرام گوبر میں زیادہ پرورش پاتے اور دیر تک
زندہ رہ سکتے ہیں۔ چونکہ ہندو اپنے روزمرہ کے
نشست برخاست کے مکانات میں عموماً اور باورچیخانہ
میں خصوصاً روزمرہ عام طور پر اور بالخصوص
اتوار کے دن گھر گھر گوبر کا چوکا لگاتے ہیں۔ شاید یہی
باعث اس زیادتی کا ہو۔ باقی رہا یہ امر کہ اصولاً
گوبر کا چوکا مفر ثابت ہوتا ہے۔ سو اس کے متعلق
بحث کی فی الحال چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اور

اگر اس موجودہ تھیوری کو نظر انداز کر دیا
جاوے تو باقی تمام دیگر حالتوں میں دستور
بہت عمدہ ہے۔ محض اسی ایک نقص کی وجہ سے
اسکو طریق بد قرار دیدیا گیا ہے۔ جیسے مریض
بخار کیلئے غسل مضر خیال کرنے سے نوع انسان
کے لئے غسل خراب تصور کیا جاوے

۲۔ گھروں میں ننگے پاؤں چلنا پھرنا ڈاکٹروں کا مقولہ
ہے۔ کہ ننگے پاؤں پلیگ زدہ زمین پر چلنے سے
طاعون کے کیڑے پاؤں کے راستے بدن میں سرایت
کرتے ہیں۔ مگر ہندو دیگر مکانات میں عموماً اور
باورچیخانوں میں خصوصاً ننگے پاؤں چلتے پھرتے
ہیں۔ اور اس عمل کے لئے وہ کسقدر مجبور بھی ہیں
کیونکہ جہاں ایک طرف وہ مسلمانوں کے میلے کچیلے پاؤں
اور جوتیاں پہنے باورچیخانوں میں بیٹھنے اٹھنے کے
گندہ دستور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہاں
دوسری طرف بدقسمتی سے اپنے قدیم بزرگوں کے پوؤں
(پاپوش چوبی) پر چلنے کے اعلےٰ اور افضل طریق
کو قریباً بالکل بھول چکے ہیں۔ ورنہ انگوٹھے دار جراب
پہن کر پوؤں پر چلنا کیا بلحاظ فیشن اور کیا بنظر حفظ ماتقدم
از تاثیر پلیگ سلیپر پوشی سے کئی درجہ اعلےٰ ہے

۳۔ سندھیا دھیان میں مصروفیت کے باعث دیر تک خالی معدہ رہنا ڈاکٹروں کا قول ہے کہ وبا خالی معدہ
پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ پس ہندوستانی سندھیا پوجا
پاٹھ وغیرہ سے فارغ ہو کر عموماً دوپہر کے وقت روٹی
کہاتے ہیں۔ اور مسلمان برعکس اسکے صبح اٹھتے ہی
منہ ہاتھ دھوئے بغیر کچھ نہ کچھ کہا لیتے ہیں۔ مگر ہندو
اس اصول کو محض اس خیال سے ٹھکرا دینا ایسا
ہی ہے جیسے چوری کے خوف سے افلاس کو دولتمندی
پر ترجیح دینا۔

۴۔ بےطرح بیمارداری مسلمانوں کا اگر کوئی بیمار ہوجائے
تو مسئلہ توکل پر منحصر رہتے ہوئے علاج معالجہ کی چنداں
پروا نہیں کرتے۔ مگر ہندو علاج معالجہ تو درکنار
بہ تقاضائے محبت فطری سبکے سب بیمار پر ڈھیر

ہو جاتے ہیں۔ جسکے نتیجہ میں بہت سے لوگ چھوت کے ضرر
خمیازہ انکو اٹھانا پڑتا ہے۔ وہ پبلک پر بخوبی روشن ہے۔

۵ - کئی ایک غیر ضروری رسمیات کا رواج } ہندو لوگ کئی ایک مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے مجبور ہیں۔ جو کہ اس وبا کے پھیلانے کا ایک خاص حد تک ذریعہ ہو سکتی ہیں مثلاً

الف - چوکے پر مرنا } ہندوؤں میں کسی آدمی کا مکان کی چھت یا چارپائی پر مرنا موجب عذاب عظیم خیال کیا جاتا ہے۔ اسلئے بحالت نزع مریض کو نچلی منزل میں لانے کے لئے کھینچنے کے سارے آدمیوں کو بیمار سے چھونا پڑتا ہے جس سے سب کے سب چھوت سے متاثر ہو جاتے ہیں

ب - زمین پر چوکا لگا کر بستر مرگ بچھانا } مسلمان بیمار ابتدائے بیماری سے قبر تک ایک ہی چارپائی پر پڑا رہتا ہے اسی چارپائی پر اٹھا کر باہر قبرستان میں لیجاتے ہیں ایسے بیمار کے جسم چارپائی تک محدود رہتے ہیں جو باہر ڈس انفکشن کے ذریعہ تلف کئے جا سکتے ہیں۔ مگر برعکس اسکے ہندوؤں کے مردے گھنٹوں زمین پر پڑے رہتے ہیں۔ جس سے تمام مکان پلیگ سے متاثر ہو جاتا ہے

ج - مردے کو غسل دینا } مسلمان مردوں کے نہلانے والے خاص پیشہ ور آدمی ہوتے ہیں۔ جن کو سوائے اجرت کے مردے سے کسی قسم کا تعلق ذاتی نہیں ہوتا۔ اسلئے وہ معمولی طور پر دو چار لوٹے پانی کے مردے پر بہا چھوڑتے ہیں۔ اول تو حتی الوسع مردے کو چھونے کی تکلیف گوارا کرتے ہی نہیں۔ اگر چھونا ہی پڑ جاوے تو ہاتھوں پر کپڑے کی تھیلیاں چڑھا لیتے ہیں۔ اور یہ عمل ان کا کسی طبی دور اندیشی پر مبنی نہیں ہوتا۔ بلکہ اسکی وجہ محض مردے سے طبعی کراہت اور نفرت ہوتی ہے۔ مگر ہندو لوگ اپنے مردوں کو آپ نہلاتے ہیں۔ جس میں کہ وہ بتقاضائے محبت خاص دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ عمل انکا موجب چھوت ہے

د - رسم سنکلپ } بحالت نزع ہندو لوگ مختلف اقسام کی اشیا مثلاً غلہ روئی ریشمی پارچہ جات اور کپڑے وغیرہ بیمار سے دان کرواتے ہیں۔ ان سب چیزوں کو حتی الامکان بیمار کا ہاتھ لگوایا جاتا ہے۔ اور گھنٹوں بیمار کے پاس پڑی رہتی ہیں۔ جو سب کی سب متاثر ہو جاتی ہیں۔ اور انتشار پلیگ کا موجب بنتی ہیں۔

ح - ستھر سونا } اہالیان برادری میں سے فی گھر ایک مرد اور ایک عورت کا مردہ کے وارثان کی دلجوئی کے لئے انکے گھر میں قریب دس دن تک سونا لازمی ہوتا ہے۔ اور سب کے سب زمین پر بستر لگا کر مردوں میں مرد اور عورتوں میں عورتیں مل کر سوتے ہیں اور اسی سے تاثیر پلیگ کا شکار رہتے ہیں

(گنیش داس ازسیالکوٹ)

بیشک اپنی آنکھ کا شہتیر نہ سوجھا

اخبار تحفہ سرحد بنوں کے پرچہ نمبر ۵ جلد ۳ مطبوعہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں منٹگمری ایک مسیحی نامہ نگار نے "انسانی ہمدردی" کے ہیڈنگ سے ایک مضمون لکھا ہے جسکو فقرہ ذیل سے شروع کرتے ہیں کہ "ہمیں لاہور کے حالات پر کمال افسوس ہوتا ہے"۔ مضمون کے ہیڈنگ اور اسکے شروع سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نامہ نگار صاحب انسانی ہمدردی پر مضمون لکھتے ہوئے اس سے لاہور کے وہ خراب و بد حالات ظاہر کرینگے کہ جن کے لئے انہیں منٹگمری میں بیقرار اور بیتاب ہونا پڑا۔ لیکن سارے مضمون سے متذکرہ بالا دونوں باتوں کی بو تک نہیں آتی۔ ہاں بیچارے آریہ سماج پر نزلہ گرایا ہے۔ جو کہ معلوم نہیں نامہ نگار صاحب کے دماغ میں کسقدر جمع ہوا ہے۔ آپکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ آریہ دھرم کے لائق اور فائق اصحاب لحم خوری کے تنازعہ پر باہمگر دل کے دو حرفوں کیطرح ایک دوسرے سے جدا ہو کر ماس خور اور گھاس خور کے لقب سے ملقب ہو گئے ہیں۔ اسلئے لائق بیدار مغز اور صلح پسند نامہ نگار صاحب ہدایت فرماتے ہیں کہ کوئی لائق اپدیشک ویدک دھرم جو کہ گوشت خوری کو زبون اور ممنوع سمجھتے ہوں۔ اور منوسمرتی کے گمشدہ منتروں سے بھی کما حقہ واقفیت رکھتے ہوں رونق افروز ہو کر اس حالت ردی کو دور کریں ورنہ تمام حکایت لایعنی و مثال طبل بلند بانگ و در باطن ہیچ کا مصداق بتلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "تو اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا اور اپنے بھائی سے کہتا ہے" تیری آنکھ کا تنکا نکال دوں"

مسیحی صاحب نے منوسمرتی کی طرف اشارہ کر کے شاید یہ ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ انہوں نے منوسمرتی پڑھی ہوئی ہے۔ لیکن جناب کو خبر یہاں تک نہیں کہ منوسمرتی کے شلوک ہوتے ہیں یا منتر۔ اور نہ ہی معلوم ہے۔ کہ ممبران آریہ سماج منوسمرتی کو اس حد تک مانتے ہیں جس حد تک ویدوں کے مطابق کوئی ہے۔ جناب مسیحی صاحب ماسخور اور گھاس خور نام ہی تو آپ جیسے آریہ سماج کے مہربانوں نے ہی رکھے ہیں۔ جس سے کہ اصلی شہادت نہ بنائی کی ہے۔ ورنہ صاحب تمیز اور واقف حالات اصحاب اختلاف اور تفرقات و خیالات کو دیکھ اور سمجھ سوچ کر لقب دیا یا نام رکھا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ قلم پکڑنے سے پہلے آپنے اپنی طرف نہ دیکھا۔ اور نہ ہی اپنی آنکھ کا شہتیر سوجھا۔ جناب جس ہدایت کے آپ پیرو اور معتقد ہیں اسکی اندرونی تقسیم کیطرف تو خیال فرمائے۔ ہنوز بہت عرصہ نہیں گذرا (۱) یورپ کے ایک مہذب پادری صاحب نے ایک بیمار نوجوان لڑکی کا علاج بائیبل شریف کی آیات پڑھ پڑھ پھونکنے اور بوسہ بازی سے امراض کا رفعیہ اور علاج ماننے سے پادری اور ڈاکٹر نئے پورانے مسیحی کہاں تک اتفاق کرتے ہیں (۲) جس پرچہ میں جناب کا مضمون ہے اس سے صرف پہلا یعنی ۲۳ جنوری کا پرچہ بھی ذرا ملاحظہ فرمائیگا۔ جسمیں کہ اخبار نور افشان لودہیانہ نمبر ۲ کی سرخی دیکر ایڈیٹر تحفہ سرحد بنوں نے پادری امام مسیح کی خوب اچھی طرح خبر لی ہے۔ جسنے یہ لکھا تھا کہ "نور افشاں کیا لکھوں تعریف تیرے نور کی شرم سے ہے سرنگوں چوٹی کوہ طور کی۔ سبحان اللہ تبارک اللہ روز ازل سے اس خالق کائنات و مالک موجودات نے اپنی خدمت پاک کے لئے تجکو سرفراز اور ممتاز فرمایا۔ اور تو نے بھی حتی المقدور اپنی خدمت منصبی سے منہ نہ موڑا۔ حضرت موسے کی زبان میں لکنت تھی۔ مگر تیری لسان فصاحت بیان شب و روز ترتیل و قال

رب الجلال ہیں کتنا وہ ہے“، ایسہ نخفہ سرحد کہتا ہے کہ ”بہلا نورافشاں کے نور کے مقابلہ میں کوہ طور کی چوٹی کو شرم سے سرنگوں بنا خود آپ کے لئے باعث شرم نہیں اور نیز یہہ کلمات کفر نہیں“، اور ”چونکہ خداوند ہی ازل سے ہے۔ اور نورافشاں ہی ازل سے ہی ہے۔ اسلئے نورافشاں ہی خداوند کی مانند ٹھہرا۔ توبہ توبہ اس کفر کی۔ ہی کوئی حد ہے“ اور امید ہے کہ پادری صاحب اپنی تحریر پر نظر ثانی فرماکر نادم اور شرمندہ ہونگے“ اور ”نورافشاں کے ایڈیٹر صاحب کو شرم کرنی چاہیے۔ مسیحی پرچہ اور یہ کلمات کفر۔ شرم! شرم!! شرم!!!“ علاوہ اسکے عیسائیوں میں ترک گوشت خوری اور مردہ جلانے کی رسم کا زور شور سے ترقی کرنا اور جاری ہونا اس بات کا محتاج ہے۔ کہ کوئی لائق پادری اپنی تقریر یا تاثیر کے فنون سے حالت ودئی کو دور کر دکہایا ہے۔ ورنہ تمام حکایت لایعنی دمثال طبل بلند بانگ ودر باطن ہیچ ہی مثل سابق رہیگی۔ لہذا کہنا پڑا کہ ”تو اپنی آنکہہ کا شہتیر نہیں دیکہتا اور اپنے بہائی سے کہتا ہے کہ تیری آنکہہ کا تنکا نکال دوں اے نادان پہلے اپنی آنکہہ کا شہتیر نکال تب دوسرے کی آنکہہ کا تنکا اچہی طرح نکال سکیگا“

راقم گوردہیا رام از بنوں

آیندہ چہہ ماس کے لئے

ویدک یتنترالیہ اجمیر کی پستکوں کی قیمت حسب ذیل کی گئی ہے

نام کتاب	قیمت حال	قیمت سابقہ
وید شہری	۸ عہ	۸
” بڑہیا کاغذ	۱۲ر	۸
” کہٹیا ”	۶	۰

الوکر مینکا	۱۲ر	۰
سنسکار ودہی	۸ر	۰
آریہ ادیش رتن مالا	۲پہ	۰
پنچ مہا یگیہ ودہی	ار ۶پہ	
تُل وید بہاشیہ سمپورن جلد مجلد ۔ بےتین بلاجلد	للعہ	صہ ۱۲ار
یجروید بہاشیہ سمپورن ہم بہاگ	للعہ	للعہ
رگ وید آدی بہاشیہ بہومکا	۱۲عہ	۱۲عہ
ورن اُچارن شکشا	۹پہ	ار
سندہے وشیے	۵ر	۷ر
ناہک	۴ر	۶ر
کارکیہ	۳ر	۴ر
ساماسک	۴ر	۶ر
ستریں تدہیت	۱۰ر	عہ ر
اویارتھ	۱ر	۳ر
سوور	ار ۶ پہ	۲ر
آکہیاتک	ار ۶پہ	۱ر
پاری بہاشک	۳ر	۳ر
دہاتو پاٹھ	۴ر	۶ر
گن پاٹھ	۳ر	۵ر
نگہنٹو	۴ر	۶ر
نروکت	۱۰ر	عہ ر
اشٹادہیائی	۳ر	۵ر
سنسکرت واکیہ پربودہیہ	۲ر	۳ر
دہوہار بہانو	۲ر	۳ر
ہون منتر	۳پہ	۶پہ
میلا چاند پور اردو	ار	۱ر
شاستراتھ کاشی	۹پہ	ار
” فیروزآباد	ار	۳ر
شٹ پتہ پرتہم کانڈ	۳ر	۸ر
ویدانت دہونتی نوارن	۹پہ	ار
” انگریزی	ار	۱ر
آریہ بہونہ	۳ر	۴ر
بہرانتی نوارن	ار	۱ر
ستیارتہ پرکاش بڑہیا کاغذ	۱۲عہ	۱۲عہ
” کہٹیا ”	۱۲عہ	۱۲عہ

دہیان یوگ پرکاش

یہ کتاب ویدوں اور شاستروں کے پرمانوں سے تیار کی گئی ہے۔ جس میں چند قسم کے پرانایام کی سرلتا سے بدہی لکہی گئی ہے (۱) پرتہم پرانایام جو باہر نکالنے کی بدہی ہے (۲) ستہہ بہری (۳) جو پران کی ناسکا کے اندر لڑائی کرانی جسکو ہٹکار دینا ہی کہتے ہیں (۵) کرہار دان بدہی (۶) وپریہ چڑہانے کی بدہی جسکے کرنے سے پرمہ اور کشٹ روگ دور ہوتے ہیں۔ اور کئی لابہ پستک کے دیکہنے سے ہونگے قیمت ۳ر ۷۰ صفحہ کی پستک ہے ملنے کا پتہ۔ سوامی گنگانند گسم باغ لالہ دہرم سنگہ مرحوم واقعہ سہارنپور۔ اپستک کے خریدار کو ایک پستک لابہ میں ملیگی

بال بدہوا کیلئے ور کی ضرورت

ایک شریف خاندان کی بال بدہوا کے لئے ایک ایسے ور کی ضرورت ہے جو کہتری ورن میں پچیس سال کے درمیان کی عمر کا صحیح النسب ور بر سر روزگار ہو۔ مزید حالات کے لئے راقم سے خط و کتابت کریں۔ المشتہر خوشحال چند وائس پریسیڈنٹ آریہ سماج سیالکوٹ شہر

ستیہ دہرم پرچارک

پہلا لائیبل کیس

بزبان ہندی

چہپ کر طیار ہے قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک۔ مطبع ستیہ دہرم پرچارک جلندہر شہر اور ویدک پریس اجمیر سے مل سکتا ہے۔ المشتہر ادہشٹہ

ہفتہ وار خطوط کا سلسلہ

لالہ بہاری لال صاحب اہلمد محکمہ آبادی از لائلپور تحریر کرتے ہیں "نوید ہے کہ واس آپ کی سیوا میں بذات خود ۲۰ر جنوری کو بڑے علاج حاضر ہوا تھا۔ پونچے تین ہفتہ کی دوائی عنایت فرمائی تھی۔ اُس کا استعمال کیا گیا۔ بہت کچھ فایدہ ہوا تھا۔ آپکی اکسیر دوائی کی صداقت میں کوئی شک و شُبہ نہیں۔ کرپا کرکے ایک ماہ کی دوائی اور بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماویں۔ اصل حال یہ ہے کہ آپ کی دوائی کی قیمت ادا ہونی مشکل ہے۔ اگر اخباری دنیا میں صداقت ہے۔ تو آپ کے اشتہار ہیں۔ ناظرین اخبار! ایسے خطوط ہمارے ہاں بکثرت آرہے ہیں۔ لیکن تمام کو شایع کرنا بہت خرچ کہاتا ہے اور ضرورت نہیں۔ کہ ہمارے علاج سے تمام مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ یہ محض طاقت انسان سے باہر ہے البتہ اسقدر ہم اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے فرض کو جہاں تک ہماری لیاقت اور علمیت ہمکو مدد دیتی ہے۔ ایمانداری سے ادا کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور شاید یہہ اسیلئے ہے کہ ہمارے ہاں کم شکایتیں اس امر کی آتی ہیں کہ ہمارے علاج سے یا ادویات سے فایدہ نہیں ہوا۔ ہمارے کارخانہ کے ایجاد کردہ مشہور و معروف پرلیوارک جس اور سفری بکس ہر بیہ وارہ پر بھی گُرو کل کے افتتاحی جلسہ سو حیتر فروخت کے لیئے بہیجے گئے تہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں ہمارے ایجنٹ لکشمی چند صاحب پرائیویٹ

× × × × × × × × × × ×

طاعون زدہ علاقوں کیلئے

[illegible]

لالہ کاشی رام جی ویدنے عرصہ کے مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اپنے پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور میں اس موذی مرض کے وبائی اثر سے عوام الناس کو بچانے کی غرض سے روزانہ مالش کے لیئے ایک تیل اور اندر کہانے کے لیے گولیاں طیار کرائی ہیں۔ چونکہ اس وقت ہر ایک اہل ملک کا فرض ہے کہ جہاں تک اُس سے بن سکے اپنے علم اور عقل اور درم سے عوام الناس کی مدد میں حصہ لیوے۔ اسواسطے لالہ صاحب نے ان ہردو ادویات کو بالکل اصل لاگت پر طیار کرواکر ہر ایک شخص کو بلا لحاظ مذہب و ملت اور قومیت دیا جانا منظور کیا ہے۔ اور ادویات کی ساخت میں جو خرچ آتا ہے۔ صرف وہی لیا جاتا ہے۔ کارخانہ کے ملازمان کی محنت کے عیوض میں بہی کچھ وصول نہیں کیا جاتا اگر ایشور نے ہمکو اس تجربہ میں حسب توقع کامیاب کیا تو لالہ صاحب بہت جلد اسی اصول پر اس مرض کا علاج بھی تجویز کریں گے اور ان تمام نسخہ جات کو عام طور پر اُسوقت مشتہر کریں گے۔ فی الحال یہ ہردو ادویات ایکماہ تک ایک شخص کے استعمال کرنے کے لائق مقدار میں صرف ۸ ر پر اوشدھالیہ سے مل سکتی ہیں۔ البتہ محصول ڈاک اور خرچ پیکنگ جدا ہوگا۔ کمی مقدار میں پارسل بذریعہ ریلوے منگوانے سے محصول وغیرہ کا خرچ صرف برائے نام رہجاویگا۔ اس پارسل کے ہمراہ ایک چھپا ہوا پمفلٹ روانہ کیا جاویگا۔ جسمیں مکانات اور شہروں کو وبائی اثر سے بچانے اور طاعون زدہ علاقوں کو اس مرض کے ہاتھ سے نجات دلوانے کے متعلق آیورویدک اصول اور دیگر ضروری ہدایتیں اور احتیاطیں اس مرض کے متعلق مندرج ہیں۔

اگر صاحب حیثیت اصحاب اپنے خرچ سے مستحق غریب اور محتاج لوگوں کو یہ ادویات مفت تقسیم کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے تو ہم بھی اُن کے مشکور رہوں گے۔ کیونکہ پانچ ہزار اشخاص تک ان کا تجربہ کئے جانے کے بعد اگر نتیجہ تسلی بخش نکلا جس کے لیئے ہمیں اپنی طرف سے تو ایشور کی درگاہ سے پوری کامیابی کی امید ہے۔ تو لالہ صاحب اس مرض کا علاج اور ان نسخوں کو عام طور پر مشتہر کردیں گے۔ اس کے متعلق ہمیں خصوصیت سے یہ بھی درخواست کرنا ہے کہ جو صاحب ان ادویات کو استعمال کریں یا کرائیں۔ جو نتیجے برآمد ہوں اُن کو احتیاط کے ساتھ نوٹ کریں۔ اور وقتاً فوقتاً ہم کو بھی اس سے مطلع کرتے رہیں۔

المشتہر منیجر پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور

مطبع ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر میں باہتمام لالہ سوماکھی کے چھپا اور شایع ہوا

سنسار کی گتی

یوروپ دیش کی شرط بازی

شرط لگانے کا رواج بالکل جوئے بازی ہے۔ خیر یہ تو جو کچھ تھا سو تھا ہی۔ اس قبیح رسم نے اس جگہ ایسی صورت اختیار کی ہے۔ کہ جس سے شہوانی جذبات بڑھ کر اُن لوگوں پر بہت بُرا اثر کر رہی ہے اور روحانی پوترتا کے درجہ سے گرا رہی ہے رفیق ہند رقم طراز ہے کہ چار سو برس ہوئے برلن میں ایک نوجوان شخص نے شرط بدی کہ میں بلا توقف دس لڑکیوں کے ہزار بوسے لے سکتا ہوں۔ چنانچہ ایک پنچایت بٹھائی گئی اور بوسہ باز نے اپنا کام شروع کیا۔ حالانکہ شرائط معاہدہ کے بموجب ہر سو بوسوں کے بعد اُس کو منہہ دھوکر اٹھنے کی اجازت تھی۔ مگر وہ چھ سو بوسوں کے بعد چیں بول گیا۔ اُس کے لب اسقدر پھول گئے تھے کہ وہ اپنی مرضی کی پابندی نہیں کر سکتا تھا۔ آخر اسکو ہر پچاس بوسوں کے بعد منہہ دھونے کی اجازت دی گئی جس سے وہ اپنا معاہدہ پورا کر سکا ایک وکیل صاحب نے آٹھ سو روپیہ کی شرط بدی کہ وہ ہفتہ بھر تک ہر عورت کو جس سے پہلے پہل مڈبھیڑ ہوگی چومیں گے۔ چھ روز تک تو وہ برابر کامیاب ہوتے رہے۔ ساتویں روز انہیں ایک قوی الجثہ عورت سے سابقہ پڑا۔ جس کے ساتھ ایک قوی ہیکل کتا بھی تھا وہ اُس عورت کو دیکھ کر (؟) گھبرا گیا کہ شرط ہار گیا دو برس ہوئے بریڈ فورڈ کی ایک لڑکی کے دو عاشق تھے۔ دونوں اپنی محبت میں یکساں سرگرم تھے۔ آخر فیصلہ کیوں کر ہو۔ ایک نے یہہ تجویز کی کہ جو شخص دس منٹ کے اندر دو سرے سے زیادہ مرتبہ چومنے میں کامیاب ہو اس کے ساتھ اُس لڑکی کی شادی ہو۔ اُدہر لڑکی نے یہہ شرط قبول کی۔ اودہر اُس کے رقیب نے۔ عورتوں کی ایک پنچایت اس امر کے فیصلے کے لیے بٹھلائی گئی۔ اور رقیبوں میں مقابلہ کو تیز کرنے کے لئے سو روپیہ کی شرط الگ بدی گئی ایک پُرجوش کوشش شروع ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ جس شخص نے یہ شرط تجویز کی تھی وہ کامیاب ہوا۔ اور نہ صرف ایک حسین لڑکی اُس کی بیوی بنی بلکہ سو روپیہ نفع میں ملا"

برخلاف اِس کے ویدک دہرم یہہ شکشا دیتا ہے۔ کہ انسان اعلے پوترتا اور پاکیزگی کو اُس وقت تک پراپت نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ شہوانی جذبات کو روک کر اپنے من کو وش میں نہ کرلے۔ بُرے خیالات سے من کو روکنا مکتی کے واسطے پہلا سادہن ہے۔ وید کی تعلیم کہ اِس قسم کی باتیں ہمارے کان تک پہونچنی چاہئیں۔ شاستروں نے جہاں آٹھ پرکار کے میتھن ورنن کیئے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہہ بھی ہے۔ یوروپ نے مادی حالت میں خواہ کتنی ترقی ہی کیوں نہ کی ہو۔ لیکن روحانی ترقی کوئی چیز ہی دوسری ہے۔ جس کی اب تک اُنہوں نے ابجد خوانی بھی شروع نہیں کی۔ اُن میں سے یہ خرابیاں کبھی دور نہیں ہوسکتیں۔ تاوقتیکہ وہ ویدک دہرم کی پوترتا اور اُس کے اعلے پرچار کو نہیں سمجھ سکتے۔

کاش کہ عیسیٰ مسیح ویدک دہرم کا پرچارک ہوتا

عیسیٰ مسیح اپنی جنم بھومی سے آکر بھارت ورش میں داخل ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس کی بابت کہا ہے انجیل میں عیسیٰ کے حالات بالکل نہیں ملتے یہاں آکر اُس نے پڑہنا چاہا۔ برہمنوں نے اپنے دستور کے موافق اُس سے اچھا سلوک نہ کیا اور نہ ہی اُسکو اپنے دہرم کا اُپدیش دیا۔ بودھوں کے پاس اُس نے تعلیم پائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دیش میں واپس گیا تو اُس نے اپنے خیالات کا جو کہ بھارت ورش سے لے کر گیا تھا پرچار شروع کیا۔ یہہ علیحدہ بات ہے کہ اُس نے کس قسم کے خیالات کا پرچار کیا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ایک عیسے نے کروڑوں آدمیوں کو عیسائی کر ڈالا۔ اور آج وقت وہی اکیلا عیسے اسقدر راج کا مالک ہو رہا ہے کہ جس پر آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا۔ دُنیا کی بادشاہتیں اُس کے قابو میں ہیں۔ مسیح اکیلا تھا۔ بڑھتے بڑھتے اُس کے پیرو کار اں یہاں تک بڑھے کہ پروفیسر لینیڈسڈے مسیحی مذہب کی بتدریج ترقی لکھتے ہوئے اُس تواریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ عیسے کے پرچار سے پہلی صدی میں اُس کے پیرو کار پانچ لاکھ ہوگئے اور دوسری صدی میں بیس لاکھ اور تیسری صدی میں پچاس لاکھ۔ اور چوتھی صدی میں ایک کروڑ۔ پانچویں صدی میں ڈیڑھ کروڑ چھٹی صدی میں دو کروڑ۔ ساتویں صدی میں دو کروڑ چالیس لاکھ۔ آٹھویں صدی میں تین کروڑ۔ نویں صدی میں چار کروڑ۔ دسویں صدی میں پانچ کروڑ۔ گیارہویں صدی میں سات کروڑ۔ بارہویں صدی میں آٹھ کروڑ۔ پندرہویں صدی میں دس کروڑ۔ سولہویں صدی میں ساڑھے بارہ کروڑ۔ سترہویں صدی میں ساڑھے پندرہ کروڑ۔ اٹھارہویں صدی میں بیس کروڑ۔ اور اُنیسویں صدی میں چالیس کروڑ عیسائیوں تک نوبت پہونچ گئی عیسے مسیح جسوقت اپنی جنم بھومی سے آیا ہے بالکل کورا کاغذ تھا۔ اُس پر جو کچھ لکھا گیا

پاس ہوگیا۔ افسوس کہ ہمارے نام نہاد ہمارے برہمنوں نے ہمارے راستے میں اتنے خاردار کانٹے بوئے کہ جن سے اب راستہ صاف کرنا بالکل دشوار اور سخت مشکل ہوگیا۔ اگر ذرا بھی عقل ہوتی اور رشیوں مہرشیوں کی آگیا مانتے تو عیسیٰ کو خوب وید شاستر پڑھا کر ویدک دھرم کا ہتیشی بنا دیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ اس وقت ہمارے سامنے جو کروڑوں عیسائی نظر آرہے ہیں۔ اور جن کی تعداد ہزاروں کی ماہوار بڑھتی رہتی ہے۔ سب کے سب ویدک دھرم کے ماننے والے ہوتے۔ گھر گھر میں وید پاٹھ۔ ہون۔ سندھیا کے سامان دکھائی دیتے۔ پراچین رشیوں کی پرانی بات بات میں جاری ہوتی۔ لیکن افسوس کہ ان کی تنگ دلی نے اس قدر رکاوٹ ڈال دی کہ اب ویدک دھرم کا پرچار ہونا گو ممکن نہیں۔ تاہم کوئی آسان بات بھی نہیں رہا۔ برہمن دیوتاؤں کا یہ خیال کہ بدیشیوں کو وید کا ادھکار نہیں ہے یا ایک آدمی کی کمی بیشی کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی کس قدر خطرناک ثابت ہوا ہے۔ وید کا اپدیش ہے کہ یہ بانی منشیہ ماتر کے کلیان کے واسطے ہے۔ وید کا دھرم منشیہ ماتر کا دھرم ہے وید کا اُپدیش ایشور کا اپدیش ہے۔ اس کے واسطے فرنگی۔ ہندوستانی۔ عربی اور پارسی کی کوئی تمیز نہیں۔ افسوس کہ اس مبارک اصول کو بالکل بھلا کر عیسیٰ کو اپنے ہاتھ سے کھو لیا۔ اور ابھی وقت ہیں پہنچے کہ بس خاموشی ہی بہتر ہے۔ یہ کمی تبھی پوری ہوسکتی ہے۔ کہ ہم سب کے سب اس اصول کو سمجھتے ہوئے ایک ایک آدمی کو اس وید ودیا کا ادھکاری سمجھیں۔ اور تن من دھن سے ویدک دھرم کے پرچار کا یتن کریں

گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط

ریویو

گوکل سبھاچار: ایک ماہواری رسالہ ویدک پریس آگرہ میں باہتمام بابو گنیالال صاحب ایڈیٹر چھپنا شروع ہوا ہے۔ اس کا حجم ۲۴ صفحوں کا ہے۔ اس کی پہلی جلد کی پہلی کاپی بغرض ریویو ہمارے پاس پہونچی۔ گروکل سکندرآباد کی طرف سے گروکل کے خیالات کو عوام الناس میں پہونچانے کی غرض سے یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ اس کے شروع کے پہلے دو صفحوں میں گروکل سماچار کی ضرورت بیان کر کے اگلے دو صفحوں میں سماچار اور دیگر سماچار درج ہیں۔ اگلے آٹھ صفحوں میں نوین ویدانت اور اُسکی بنیاد پر ریویو ہے جس میں گوڑ پاد آچاریہ کے مت پر بڑی عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ اور آخیر کے آٹھ صفحوں میں کتھا چندر روپ ناول شروع کیا گیا ہے۔ یہ ناول جیسا کہ اس کے شروع سے ہی امید کی جاسکتی ہے اگر ایسا ہی رہا تو بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اس رسالہ کی چھپائی اور کاغذ بھی اچھا ہے۔ قیمت سالانہ ۱۲ آنے ہے اسکی خریداری کے واسطے منیجر گروکل سکندرآباد کے پاس درخواست بھیجنی چاہئے۔

دیوان آسایش: مصنفہ پنڈت بہو جدت شرما۔ دوسرے دیوانوں کی طرح یہ کتاب مختلف بحر کی غزلوں کا مجموعہ ہے۔ مصنف نے اسکو شاعری کے تلازموں سے حتی الامکان دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ بادی النظر سوائے ایک جگہ کے (کہ جا میں اور کعبہ میں ڈھونڈھو کس کو تم پردہ جو بھید کا تھا وہ سوامی اٹھا گیا) اور کہیں سدھانت کے برخلاف معلوم نہیں ہوتا۔ اس میں شک نہیں کہ مصنف کا اس جگہ ان الفاظ سے وہ مطلب نہیں جو کہ اس شعر سے ٹپکتا ہے۔ کیونکہ اگلی غزلوں میں کئی موقع پر بھی پرمیشور کی ایکتائی کا کھنڈن کیا ہے۔ البتہ بلحاظ شاعری کے اتنا نقص ہے کہ بہت سی جگہوں پر شعروں کے وزن اُلٹ پلٹ ہوگئے ہیں۔ اور جگہ قافیہ بندی کے واسطے اصلی الفاظ کی شکل بگاڑ کر خلاف محاورہ رکھے گئے ہیں گو اس کتاب میں اپنے سدھانتوں کو منظوم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ تاہم اکثر غزلوں میں دوسرے متوں کے چند عیوب ظاہر کئے گئے ہیں لیکن ان تمام باتوں کو نظرانداز کر کے جن صاحبان کو غزلیں گانے کا شوق ہے وہ اسے ضرور خریدیں۔ یہ کتاب ۵۴ صفحہ کی ہے کاغذ بہت معمولی ہے۔ بلحاظ کاغذ کے چھپائی اچھی ہے۔ قیمت فی جلد ۳ آنہ۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مصنف سب کے سب سدھانتوں کو یا کسی آرش گرنتھ کے کسی حصہ کو اسی پیرایہ میں منظوم کرنے کی کوشش کرتے۔ تاکہ عام پبلک کو فائدہ پہونچ سکتا۔ یہ کتاب لکشمی دت شرما منیجر فرینڈز اینڈ کو ہینگ کی منڈی آگرہ سے مل سکتی ہے۔

رسالہ کپاس تجارت: ماہواری رسالہ لاہور سے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے اسکی تقطیع ۲۲×۲۹ ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ اور چھپائی بہت اچھی ہے۔ اسکے مضامین تجارتی لوگوں اور زمینداروں اور اُن کے متعلق واقفیت حاصل کرنے والوں کے واسطے بہت مفید ہے مشینوں کی تصویریں بھی اس رسالہ میں دی جاتی ہیں۔ قیمت سالانہ ۳ روپیہ ہے یہ رسالہ بھارت ورش میں نرالی قسم کا ہے جسقدر اس کی اشاعت بڑھے گی لوگوں کو تجارت وغیرہ کے متعلق اسی قدر زیادہ واقفیت بڑھے گی۔ [illegible] کو بہت فایدہ ہوگا۔

اپدیش

من لاگیو شکھ بھوگ میں تن چھنے سنسار
نارائن کیسے بنے دوس رین کا پیار

کام کرودھ مدھ لوبھ کی لگی ہے من آگ
نارائن ویراگ بن جلت ہیت گیان گئے بھاگ

ودیا ونت سوروپ گن شٹ دارا سکھ بھوگ
نارائن ہری بھگتی بن یہ سب ہی ہیں روگ

نارائن نج ہے ہیں اپنے دوش چتار
تاں پیچھے تو اور کے اوگن بھلے نہار

سنت سبھا جھانکی نہیں کیونہ ہری گن گان
نارائن پھر کون بدھ تو چاہت کلیان

بہو بدھی پوجا دان برت کرت گر جگ ساتھ
نارائن بن ونتیا درو سے نہ دینا ناتھ

نارائن ہیں سنتیہ کیوں بھجے اُٹھا کے آج
جو جیا بنے غریب تو ملے غریب نواز

ودیا پڑھ کہ تو کرے اوروں کو اپمان
نارائن ودیا نہیں "تاہی اودیا جان

کتھا سنت گئی آربل بہو نہ من انوراگ
نارائن تن شرون سوں بھجن بھلے ہیں لاگ

کتنی کتھ کیتے گئے کرم اپاسن گیان
نارائن چاروں جگن کرنی رہے پرمان

ہینتر سوں میلو رہیو باھر روپ انیک
نارائن "تاں سو بھلو گوا" تن من ایک

نارائن ایسے گھنے کہیں اناپ شناپ
دوش لگا دیں سنت کو آپ پاپکے باپ

اپنا ساکھی آپ تو نج من ماہی وچار
نارائن جو کھوٹ ہے "تاں کو ترت نکار

جن کا من نج وش بھیو تج کر دشٹ وِلاس
نارائن تے گھر رہو چاہے کر و بن باس

نارائن سکھ بھوگ میں مست سبھی سنسار
کو وِست وا موج میں دیکھو آنکھ پسار

نارائن سو دھنیہ نر جن وش کینے پانچ
صاحب سوں سنمکھ او تبلے جگ کی لگی نہ آنچ

روپ رنگ سندر گنھو چتر کلُ وتی نار
نارائن تو کیا بھیو پریتم کرت نہ پیار

چندر بدن مرگ سم نین گجہی گیند مرد بول
نارائن ہری بھگتی بن یہ کوڑی کا مول

نارائن تو کیا بھیو پائے مین بشپال
نین وہی جن میں بسیں ہری جگ کے رکشپال

لکھی نہ جن چھوئی ایش کی کیونہ پل بھر دھیان
نارائن تے جگت میں پر گئے نپٹ نِچھان

نارائن اس جگت میں یہ دو وستو سار
سب سے میٹھا بولیو کریو ٹہل اپکار

نارائن پر لوک ہیں یہ دو آوت کام
دنیا مشٹی آتن کی لینا بھگوت نام

بانٹ کھائے ہری کو بھجے تجے سکل ابھمان
نارائن تاں پرش کو اُبھے لوک کلیان

کیونہ مانت اُہ کو پرت کرت نہ آپ
نارائن تاں پرش کو نکھ دیکھے سوں پاپ

رکشا کرے نہ جیو کی دیو نہ آدر دان
نارائن تاں پرش سوں رکھو بھلے پہچان

دھن جوں بھل ایتو دل تنگ نیر ترو پاٹ
نارائن تاں سو گیو کہیر کیا نٹ نیت سہار

نارائن دو بات کو دیجے سدا وسار
کری برائی اور نے آپ کیو اپکار

ودیا توں کو بھول مت جو چاہت کلیان
نارائن اک موت کو دوجے شری بھگوان

وش کرن کے منتر ہیں نارائن یہ چار
روپ راگ آدھینتا سیوا بھلی پرکار

نارائن کیجے سدا دشٹ سنگ کو تیاگ
جیوں لوہار کے بدن پر گرے چنگاری آگ

بھولی مت کر یرگی کیجیے سنو ہر پھول
نارائن "تا کے نکٹ بھرم نہ بیٹھت مول

ستیہ دھرم پرچارک

گروکل

کا افتتاحی جیسا کہ مشتہر کیا گیا تھا گروکل بھومی واقعہ کانگڑی میں ۲۲-۲۳- اور ۲۴ کو کامیابی کے ساتھ آنند پوروک سماپت ہوا۔ سرکاری انتظام طاعون کی رکاوٹوں کی وجہ سے اگرچہ مفصلات سے آنے والے بھائیوں کو روک دیا گیا تھا۔ اور جلسہ پرائیویٹ تھا۔ مگر تو بھی پانچسو کے قریب آریہ بھائی اور بہنیں اس شبھ اوسر پر پہونچ گئے تھے۔ چار دن تک متواتر ہون ہوتا رہا۔ یہ ہون بڑا بھاری تھا۔ اور قریباً ایک سو روپیہ کی سامگری خرچ ہوئی ہوگی۔ جن لڑکوں کا یگیوپویت اور وید آرمبھ سنسکار نہیں ہوا تھا۔ ان کا یگیوپویت سنسکار کرایا گیا اور بے معنی ناموں کے بجائے شاستر وکت ریتی سے ان کے نئے نام رکھے گئے۔ باہر سے آئے ہوئے آریہ بھائیوں کی رہائش کے لئے گروکل بھومی کے وسیع میدان میں بیس کے قریب خیمے نصب کئے گئے تھے۔ اور بھوجن آدی کے لئے دو حلوائی کی دوکانوں کا خاص طور پر پربندھ کیا گیا تھا۔ اس جگہ سے گنگا کی دھارا قریب ایک سو گز کے فاصلہ پر بہتی ہے۔ برہمچاری ہر روز سائنکال ویرتا اسی دھارا کے تٹ پر جا کر ویایام و سنان آدی کے بعد سندھیا کرتے تھے اور وہاں سے آشرم میں واپس آکر اگنی ہوتر کرتے تھے۔ تمام برہمچاری پرسن چت اور بشاش نظر آتے تھے۔ یہ تمام نظارہ ایسا منوہر اور دلکش تھا کہ اسکو دیکھ کر بے اختیار پراچین رشیوں کے آشرموں کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا تھا۔ اور ہر ایک آریہ بھائی اس ننھے باغیچہ کے سرسبز اور پھولت ہونے کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوا اور آئندہ امیدوں کا چنتون کرتا ہوا خوشی کے مارے جامے میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ چوتھے دن دوپہر کے بعد تمام برہمچاری ایک منڈلی میں بھکشا کے لئے نکلے۔ چھ سو روپیہ کے قریب بھکشا ہوئی۔ سوامی درشنانند جی۔ پنڈت رام بھجدت جی۔ اور لالہ وزیر چند جی کے ویاکھیان ہوئے اور چودھری پردین سنگھ و لالہ برج لال آدی مہاشیوں نے باہر سے آئے ہوئے آریہ بھائیوں اور بہنوں کو اُتم اُتم بھجن اور لاونیاں گا کر آنند کیا۔ دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کی دھرم پتنی نے دو ہزار روپیہ گروکل کے لئے دان دے کر اپنے غیر معمولی بھاؤ اور اُدارتا کا ثبوت دیا۔ چار سو کے قریب چندہ ہوا۔

سوامی دیانند اور سائنس

نمبر ۴

سنتان کی زیادتی سے ستریوں کو ایک بیماری ہو جاتی ہے جس کو انگریزی میں Prolapse یعنی "رحم کا گرنا" کہتے ہیں۔ یہ بیماری آج کل اتنی کثرت سے ہوتی ہے کہ ہر ایک ستری کو اپنی عمر کے حصے میں کسی نہ کسی وقت اس سے تکلیف پانے کا موقع ملتا ہے۔ رحم اس بیماری میں نیچے گر پڑتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں بالکل باہر آ جاتا ہے۔ جچہ ستریوں کو بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ کمر میں سخت درد۔ چلنے پھرنے سے عاری پیشاب اور پاخانے کی تکلیف اسقدر ہوتی ہے کہ زندگی وبال جان ہو جاتی ہے۔ اور بعض ستریاں جن میں یہ بیماری پرانی ہو جاتی ہے۔ وہ ساری عمر کے لئے بیمار رہتی ہیں۔ اس بیماری کا سبب صرف یہی ہے کہ رحم پہ بار بار بچہ جننے کی حالت میں اتنی کچی وٹ پڑتی ہے۔ کہ وہ ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ اور اس ڈھیلا پن کے سبب سے صرف نیچے ہی نہیں بلکہ آگے پیچھے اور پہلوؤں کی جانب رحم گر پڑتا ہے۔

میرے ایک دوست کی ستری اسی بیماری میں مبتلا تھی کئی ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرواتے رہے۔ لیکن کچھ آرام نہ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے مجھ کو لکھا میں نے ان کو ستیارتھ پرکاش پڑھنے کو لکھا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ستیارتھ پرکاش کوئی دوائی نہیں ہے۔ لیکن جب تنگ آ کر لاچار ہو گئے۔ تو دوبارہ مجھے لکھا۔ اور رتو گامی رہنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان کو اور ان کی ستری کو بہت جلد آرام ہو گیا اس بیماری کا نہ صرف یہی سبب ہے۔ بلکہ لڑکا پیدا ہونے کے بعد بعض ستریاں کچھ دنوں تک اپنے کمرے میں آرام سے نہیں بیٹھتیں اور گھر کا کام کرنے لگ جاتی ہیں۔ یا پتی مہاشے کی طرف سے کوئی بے اعتدالی واقع ہو جاتی ہے تو بھی یہی بیماری ہو جاتی ہے ڈاکٹر ہنری جیولیسی صاحب کہتے ہیں کہ بہت ساری حالتوں میں یہ بیماری بچہ پیدا ہونے کے بعد آرام سے بیٹھ کے پلنگ نہ لیٹنے کے سبب سے ہو جاتی ہے۔ اور اسلئے پرسوتا ستریوں کو کم از کم دس بارہ دن تک آرام سے اپنے کمرے میں رہنا چاہئے۔ ڈاکٹر "James Blundell" صاحب کہتے ہیں کہ جب تک رحم اپنی حالت میں نہ آوے تب تک ستری اپنے کمرے میں رہے۔ اسی طرح سے آج کل کے تمام ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ پرسوتا ستریوں کو کچھ دنوں تک کچھ کام نہ کرنے دیں سوامی جی مہاراج سنسکار ودھی میں جات کرم سنسکار کے بارے میں لکھتے ہیں کہ پرسوتا ستری پرسوت ستھان میں دس دنوں تک رہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ رحم نو مہینے تک گربھ کے دنوں میں اتنا پھیل جاتا ہے۔ کہ پھیپھڑوں پر دباؤ ڈال کر سانس کی تکلیف پیدا کر دیتا ہے۔ اور جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آتا ہے تو آہستہ آہستہ

سکڑنا شروع ہوتا ہے۔ جتنے کہ بچے کو باہر نکال دیتا ہے۔ اور یہاں تک سکڑ جاتا ہے۔ کہ گیند کے برابر ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد پھر چھوٹا ہونا شروع ہوتا ہے اور اپنی اصلی حالت سے قدرے بڑھ جاتا ہے۔ اور اگر ایسا نازک اوستھا میں پتی یا پتنی کی طرف سے کسی قسم کی خرابی واقع ہو۔ تو رحم یعنی گربھ کی وہی بیماری ہو جاتی ہے جسکو پرولپس کہتے ہیں۔ اسی واسطے بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم کا اپنی جگہ پر آنا بہت ضروری ہے۔ آجکل کے ڈاکٹروں نے اس عرصے کی میعاد دو یا تین مہینے تک رکھی ہے۔ سوامی جی مہاراج ستیارتھ پرکاش کے دوسرے سمولاس میں کہتے ہیں کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد ستری بہت کمزور ہو جاتی ہے اسکو طاقت والی چیزیں دینی چاہئیں۔ کیونکہ اب کرنے سے دوسرے مہینے میں ویسی ہی طاقتور ہو جاتی ہے۔ تب تک پُرش برہمچریہ سے ویریہ دینی کا نگرہ رکھے۔ اس پرکار جو ستری پُرش کریں گے اُن کی سنتان بڑی عمر والی اور بلوان ہوتی ہے اسی اب میں پھر لکھتے ہیں کہ گربھ دھان کے پیچھے ایک برس تک ستری پُرش کا سنگ نہ کرے۔

سنتان کے زیادہ ہونے سے نہ یہی تکلیف ہے بلکہ اکثر اوقات رحم سے سفید پانی بہنے لگتا ہے اور یہ بیماری دیش میں اسقدر ہو گئی ہے کہ بہت ہی کم ستریاں ہونگی جو اس سے بچی ہونگی۔ جسم اس سے کمزور ہو جاتا ہے۔ صحت دن بدن بگڑتی جاتی ہے۔ سفید رنگ ہو جاتا ہے۔ اور کئی حالتوں میں تپ دق کی بیماری ہو جاتی ہے۔ مغز اسقدر کمزور ہو جاتا ہے کہ سر درد اور نزلہ کی شکایت مدت تک رہتی ہے۔ کسی دوائی سے فائدہ نہیں ہوتا اور بیچاری عمر بھر تکلیف رہتی ہے جیسے مردوں کو جریان منی سے نقصان ہوتا ہے۔ ویسے ہی ستریوں کا اس بیماری سے جسم کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ میرے ایک دوست ہیں جن کے گھر تین لڑکیاں اور پانچ لڑکے ہیں۔ اُن کی ستری کی آیو تیس سال کی ہے

دو سال ہوئے کہ اُن کی آنکھ میں پانی آگیا۔ اور آنکھ یکا یک خراب ہوگئی۔ ڈاکٹر سے آنکھ بنوائی کچھ دیر آرام رہا۔ نویں گربھ کے وقت وہ آنکھ بالکل خراب ہوگئی اور نظر آنا بند ہوگیا۔ پانچ مہینہ کا عرصہ ہوا کہ اُنکی دوسری آنکھ میں درد ہونا شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے بہت دوائیں کیں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مجھ سے صلاح لینا اُنہوں نے مدت سے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ آپ ان باتوں کو اخلاق سے بعید سمجھتے ہیں۔ آخر کچھ دیر کیلئے اُنہوں نے ایکانت سیون کیا۔ جس عرصہ میں اُنکی ستری کی آنکھ کو بہت آرام رہا ہے۔ لیکن زیادہ دیر تک اس نیم کا پالن نہ کر سکے اور اب پھر وہی تکلیف جاری ہے اسی طرح انیک پرکار کی بیماریاں ہیں۔ جن سے ہمارے دیش کی ستریاں تکلیف پاتی ہیں۔ اگر ذرا بھی صحت کی پروا کی جاوے تو کیوں ایسی تکالیف اُٹھانی پڑیں۔ باقی آیندہ

ایک لوہے کی سرگذشت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔ از منشی داس نگر صاحب ایل پی بھٹیاں

اُسکی شِش بھا خوب ہی واقف ہیں۔ میں تو اپنی موجودہ لائف کا جب طالب علمی کی زندگی سے مقابلہ کرتا ہوں۔ تو اس میں زمین آسمان کا فرق پاتا ہوں اور میرے خیال میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ برہمچریہ کا زمانہ سچ مچ پاک زمانہ ہے۔ اسمیں من پاپوں کی میل سے بالکل آزاد ہوتا ہے۔ اور جسطرح سفید کپڑے پر رنگ اچھی طرح آتا ہے اُسیطرح من کے پوتر شیشہ میں دنیا کا عکس ٹھیک پڑتا ہوا جیو آتما کے سامنے درحقیقت وہ شئے ما ہیت نہ رکھ سکتا ہے۔ جس کی پراپتی کا انسان کا کھیہ اُدیش ہے۔ اور جسکے حاصل کئے بغیر انسان بالکل نکما بلکہ پرتھوی پرشی کے ڈھیلے کی طرح بوجھ ہے پچیس سال کی عمر تک جس طرح انسان کا جسم بڑھتا رہتا ہے اُسی طرح اسکا گیان بھی بڑھتا ہے۔ لیکن چونکہ جیو آتما میں گیان باہر سے آتا ہے۔ اسلئے برہمچریہ کی اوستھا میں اگر بُرائیوں کیطرف راغب ہوگیا۔ تو اُسے

بُرائیوں کا گیان ہوگا۔ جس سے اُسکا من دن بدن سیاہ ہوتا ہوا سچائی کی پہچان کرنے کے بھی قابل نہیں رہیگا۔ اور اگر ستیہ ودیا کا شوق پیدا کیا۔ تو من پوتر ہوکر پرماتما کے ٹھہرنے کی جگہ بنیگا۔ لیکن اگر یہ قیمتی وقت کھیل کود اور لہو لعب میں گذر گیا۔ تو پھر ایسی اُتم پراپتی کی امید چھوڑ دینی چاہئے۔ کیونکہ انسان جو کچھ بنتا ہے وہ پچیس سال کی عمر تک بن چکتا ہے۔ بعد ازاں اُس کے کیرکٹر میں تبدیلی ہونا محال ہے۔ میرے عزیز طالبعلم ناظرین! یقین جانو کہ یہ علم نعمت خداداد ہے۔ بازاروں میں گھومنے والے۔ اور تاش شطرنج گنجفہ اُڑانے والے لڑکوں کو دیکھ کر شاید تم سکول کی چار دیواری کی قید کو بُرا سمجھتے ہوگے۔ لیکن سچ جانو کہ اُن کی راحت کا پھل زہریلا اور تمہاری تکلیف کا پھل نہایت ہی میٹھا اور قابل سمان ہے۔ وہ اپنی زندگی کے محل کی بنیاد ریت پر بنا رہے ہیں۔ لیکن تم نے رفیع چٹان پر رکھی ہے۔ وہ سنسار میں پشو وت گھومیں گے۔ لیکن تم آدمیت والے انسان ہونگے کیونکہ کوی کہتا ہے کہ ودیا کے بغیر انسان مثل حیوان ہے۔ بدی ہمیشہ مورکھوں سے پھیلتی ہے لیکن ودوان پُرش کبھی کی اُتھلی کسے کہ سنسار روپی سمندر میں سوار ہو کر یعنی اپنی عمر عزیز کو گندہ کر کے بدی کی ہوا کو ہلکا کر کے اُڑا دیتا ہے اور اسکی بجائے اپنی پوتر سگندھی پھیلا دیتا ہے۔ پیارے طالبعلمو شاید تمہارا دل چاہتا ہوگا کہ جلدی جلدی تعلیم کو ختم کر کے دُنیا میں قدم رکھیں۔ لیکن سچ جانو دنیا میں قدم رکھنا جلتی آگ میں کودنا ہے۔ جوانی میں قوائے جسمانی کے مضبوط ہونیکے سبب ہی من کی خواہشیں بھی زبردست ہوتی ہیں اور دنیا کا خاصہ ہی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مہمانوں کو بُرائی کی ہمیشہ ترغیب دیوے۔ اسلئے من دنیا کو پانچوں زبردست خواہش کو بناتا ہوا اُسکے پورا کرنیکے لئے کمینہ سے کمینہ وسائل اختیار کرتا ہے۔ جو کہ اُسے نہ دین کے رہنے دیتے ہیں۔ اور نہ ہی دنیا کے۔ طالبعلمو! مبارک ہو تم سے دین کے واسطے ایسی موقع ہے۔ تم اس عزیز زمانہ کو ٹھیک طور پر استعمال کر کے اپنے آپکو اس قابل بنا سکتے ہو کہ جوانی کی اوستھا میں تمہارے من میں بُری خواہشیں

اُنہیں ہی ہوں۔ اگر ہوں ہی تو آتمک بل کے نیچے تم اُنہیں اس طرح کھیل دو جس طرح ہاتھی جیونٹی کو پاؤں تلے کچل دیتا ہے ورنہ یاد رکھو اگر یہ وقت تمہارا رائیگاں گیا۔ تو پھر تمام عمر سکہہ کی امید رکھنا فضول اور واہیات خیال ہے۔ دہرم پیاری کو معصوم کنیا تھی۔ لیکن پتکوں سے اُسے ستری جاتی کی روحی حالت کا بخوبی پتہ لگ گیا تھا۔ اور وہ زمانہ حالت علمی سے پورا لابہہ اُٹھانا چاہتی تھی۔ اور وہ خود کو خوش نصیب سمجھتی ہے کہ اُسے ایک آریہ انسٹیٹیوٹ میں وِدیا حاصل کرنیکا موقع مل گیا۔ ورنہ اگر کسی مشن سکول میں اُسے پڑھنے کے لیے بھیج دیا جاتا تو جو اُتم بھاؤ اُسکے دل میں پیدا ہو گئے ہیں وہ کبھی اُسے خواب وخیال میں بھی نہ سوجھتے۔ بلکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ موجودہ سکیم سے سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے دو یارتھی بجائے اِسکے کہ وہ بدیوں کو دور کرنیکا ساہس کریں۔ خود بدیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اُن میں اخلاق اور دہرم کی بالکل پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ اُستادوں کو غرض صرف جغرافیہ اور ہسٹری یاد کرانے طوطے اور مینا کی کہانی پڑھانے اور حساب کے سوال نکلوانے سے ہے۔ اُن کو تنخواہ سے غرض ہے۔ اور لڑکے اِسی بات میں مست ہیں کہ فیس دیتے ہیں اور پڑھتے ہیں ہمیں کیا غرض کہ منشی کا ادب اور مولوی کا پاس کریں اُستادی کا درجہ حاصل کرنیکے لیے صرف نارمل کی سند چاہیے۔ اور کسی زیادہ تسلی کی ضرورت نہیں لیکن آریہ پتریوں نے اچاریہ کو پیتا گورو مانا ہے۔ اور شودر سے وہ ج نہ اچاریہ کی ہی کرپا ہے۔ ورنہ جنم سے تو سب کو شودر مانا ہے۔ وِدیا پراپتی ایسی صورت میں ہی ٹھیک طور پر ہو سکتی ہے۔ جبکہ گورو اور شش کا باپ اور بیٹے والا تعلق ہے۔ اور سچی محبت کا رابطہ اُن کے درمیان قائم ہو۔ ورنہ بھاڑے کے ٹٹو کی طرح اگر اُستاد کام کریں اور ہم اُن سے ودیا کے حصول کی امید کریں تو ایں خیال است و محال است و جنوں۔ دہرم پیاری اسی لیے خوش ہے کہ اُسے ایسی اُستانی ملی ہے۔ جو سے زیادہ محبت کرتی ہو۔ اور نہ صرف بطور اُستانی کے ہی اُسکی نگرانی کرتی ہے۔ بلکہ ماتا اور پتا سے بڑھکر اُسکی بہتری میں مصروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دہرم پیاری اپنی ماتا کو بھول کر اسے ماتا جی پکارتی ہے انگریزی میں کہاوت ہے

Make hay when the sun shines

دہرم پیاری اس کہاوت کے معنی کو سمجھتی ہے۔ وہ اپنے قیمتی وقت کا مناسب استعمال کرنے میں برابر کوشاں ہے اور جب ودیالیہ میں کوئی نئی کنیا داخل ہونے کو آتی ہے تو اُسے غیر معمولی خوشی ہے۔ کیونکہ اُسکا پختہ وشواس ہے۔ کہ جسقدر کنیائیں مہاودیالیہ سے نکل کر دنیا میں داخل ہونگی۔ اُتنے ہی آریہ پریوار دُکھی رکھے جاوینگی۔ نیک نیتی اِنسان کا قابل تعریف وصف ہے۔ جو منشیہ نیک نیتی سے کسی کام کو شروع کرتے ہیں۔ خواہ غلطی سے وہ اس کی سکیم کو اپنے لیے کارآمد قبول نہ بنالیویں (یعنی اگر وہ اسی نتیجہ پر پہنچنے کے لیے دوسری طرح پر سکیم بناتے تو انکو بڑی آسانی ہوتی) تو بھی کامیابی اُنسے ہاتھ ملانے کو تیار ہے۔ لیکن اگر نیک نیتی کیساتھ کام کی سکیم ہی اور اس سکیم کو عمل میں لانیکی طاقت ہی ہو۔ تو پھر انجام پر پہنچنے سے پہلے ہی پختہ وشواس ہوتا ہے۔ کہ کامیابی نتیجہ لازمی ہے لیکن جو منشیہ اچھا کام کرتے ہوئے بھی اس میں خود غرضی اور خود نمائی کا خیال لے آویں تو اس میں ہی ناکامیابی کا سامنا ہوتا ہے۔ ایسی مثالیں ہر ایک گہر میں دکھائی دیتی ہیں۔ معمولی دوکاندار بھی جو کہ جھوٹ بولنے کو اپنے لیے جائز مان چکے ہیں نیک نیتی کے مداح پائے جاتے ہیں۔ آریہ سماج کی تاریخ کے اوراق اُلٹنے سے ہی اسکی عظیم الشان مثال ملتی ہے۔ کلچرڈ مہاتماؤں کے مدھانت دروھ چلنے کے باعث جب شتری جاتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے اُنکو سماج سے علیحدہ کیا۔ اُسوقت سبھا کے پاس کیا تھا۔ اسکی مالی حالت کا یہ حال تھا۔ کہ اُسکے خزانہ کے شمار کے لیے اکائی دہائی اور سینکڑہ سے زیادہ اعداد کے جاننے کی ضرورت نہیں تھی۔ آدمی تھے تو بیچارے دہوتی پوش تیلوں اور بوٹوں کے دلدادہ سب میز کرسیوں کے دستر خوان پر جاڈٹے تھے۔ کیونکہ گہاس خور کہلوانے سے اُنکی پوزیشن میں فرق آتا تھا۔ ہاں سبھا کے پاس تھی تو نیک نیتی۔ اور بیشک یہ ایک خزانہ تھا کہ جو منشیہ کے ہر ایک کام کو انجام دینے کے لیے کافی ہو کر خود بہر پور ہے۔ آج وہی سبھا ہے جسکا شہرہ دور دور تک ہو چکا ہے۔ اور اودیا میں پھنسے ہوئے ہزارہا نرناری دلوں اس چشمہ فیض سے لابہہ اُٹھانے کا موقعہ ملا ہے۔ جہاں لالہ منشی رام جی۔ ولالہ آتما رام جی جیسے شور بیروں نے ویدپرچار کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا ہے اور اپنی نیک نیتی کی کوششوں سے وہ اپنے اس پوتر ارادہ میں کامیاب ہوئے۔ وہاں ستری شکشا کو جیون کا ادیشیہ بنانے والا آریہ سماج کے اندر ایک ہی مہانبھاؤ تھا۔ جسکی ہر ایک تحریر اور تقریر (خواہ وہ اوپن *open* ہو یا پرائیویٹ) کا ذاتیہ ہمیشہ ستری شکشا کی اپیل پر ہوتا ہے۔ آریہ سماج کے اندر کون منشیہ ہے جو کہ اُن کے نام اور لائف کے مختصر حالات سے واقف نہ ہو وہ ہیں جلندھر کے مشہور رئیس لالہ دیوراج جی۔ کنیا مہاودیالیہ کو اب تک جو کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ یہ ہر ایک *admitted fact* یعنی سچائی ہے۔ کہ یہ سب لالہ دیوراج جی کی نیک نیت کوششوں کا نتیجہ ہے۔

کنیا مہاودیالیہ کے *Cause* کو لے کر لالہ دیوراج جی پنجاب میں بھرمن کر رہے تھے۔ اُنکی پُرلطف تقریروں سے متاثر ہو کر بہت سے اصحاب جو کہ ستری شکشا کے برخلاف تھے۔ اب اُسکے حامی ہیں۔ بہتیروں نے چندوں سے اظہار ہمدردی کیا۔ اور بعض نے اپنی پتریوں کو وہاں تعلیم ارتھ بھیجا۔ بھرمن کرتے ہوئے لالہ دیوراج دہرم داس کے قصبہ میں پہنچے۔ اور وہ اس وجہ سے لالہ دہرم داس کو سب سے پہلے دوکان پر جا کر ملے۔ کہ اُن کی پتری ہی اُنکے ودیالیہ میں پڑھتی ہے۔ لالہ

آریہ سماجک خبریں

ضلع گورداسپور کے قصبہ بھنگالی نگر میں آریہ سماج قائم ہو گئی - گیارہ ممبران ہوئے - اور ممبران حسب ذیل ہوئے - لالہ سوہن چند جی پردھان - پنڈت لچھمن داس جی منتری - لالہ ہیرا نند جی کوشادھیکش - پنڈت ٹھاکر داس جی پستکادھیکش - پنڈت ملکھراج - بھائی کیسر سنگھ - لالہ لچھمن داس زرگر - لالہ گوردتہ مل - بھائی امر سنگھ اور سردار عطر سنگھ ممبران انترنگ سبھا -

لالہ ہیرا نند کے پتر کا کرن بیدھ سنسکار ویدوکت ہوا - سماج کو دو روپیہ دان دئے گئے -

پنڈت رام رتن جی پرچارک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ازابتدائے ۱۱- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء لغایت ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء قصبہ مچھالوالہ اور اس کے گردنواح میں ویدک دھرم کا بڑی کامیابی کے ساتھ پرچار کیا -

آریہ سماج کیمبل پور کا انتخاب حسب ذیل ہوا - لالہ چونی لال صاحب پردھان - لالہ کشن داس صاحب اُپ پردھان - ماسٹر رام سرن داس صاحب منتری - لالہ رام دھن صاحب اُپ منتری - لالہ چونی لال صاحب خزانچی - لالہ رام چند صاحب پستکادھیکش -

آریہ سماج مصطفےٰ آباد کا سالانہ جلسہ جو ۱۷ و ۱۸ و ۱۹- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہونا قرار پایا تھا - بوجہ طاعون ملتوی کیا گیا -

آریہ سماج شکارپور کا سالانہ جلسہ ۱۲ و ۱۳ اپریل کو ہوگا -

لالہ دھنی رام منتری آریہ سماج ایبٹ آباد کی لڑکی کا بواہ سنسکار ویدی انوسار ہوا -

آریہ سماج بھون کے سبھاسدان کے گھر میں اب اکثر ہون ہوتے رہتے ہیں -

لالہ شوالہ سہائے جی پردھان آریہ سماج بھون سماج مندر کے واسطے چندہ اکٹھا کر رہے ہیں اور آج کل ملتان کی طرف گئے ہوئے ہیں -

پنڈت ہیمراج جی اُپدیشک نے ازابتدائے ۱۵- لغایت ۱۸- مارچ سنہ ۱۹۰۲ میانوالی اور گرد و نواح کے سماجوں میں پرچار کیا - اُن کے اُپدیش سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا -

پنڈت آتما رام جس کو کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے موقوف کر دیا ہوا ہے - اب ملتان اور مظفرگڈھ وغیرہ علاقہ جات کے سماجوں میں پھر رہا ہے - ممکن ہے کہ کسی ترغیب سے سماجوں میں وگھن ڈالتا ہو - وہ پرتی ندھی سبھا کے ادھکاریوں کے برخلاف بہت کچھ کہتا پھرتا ہے - اور سبھا کی نسبت بہت بدظنی پھیلاتا ہے - آریہ سماج خبردار رہیں -

شوالا سہائے صاحب پردھان آریہ سماج بھون مختلف فنڈوں کے واسطے روپیہ اکٹھا کر رہے ہیں - اُن کو دئے ہوئے روپئے کی پرتی ندھی سبھا ذمہ وار نہیں - جس فنڈ میں جو کچھ بھیجنا ہو وہ سیدھا پرتی ندھی سبھا کے دفتر میں پہونچنا چاہئے -

لالہ رام دیال پردھان آریہ سماج عیسیٰ خیل کے گھر میں ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو کنیا اُتپن ہوئی جات کرم سنسکار کیا گیا - اور دو روپیہ مختلف فنڈوں میں دان ملا

آریہ سماج عیسیٰ خیل کا سالانہ جلسہ ۱۷ - ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا -

بہرامپور ضلع گورداسپور میں آریہ سماج قائم ہو گیا پنڈت سرب دت جی نے بڈالہ ضلع سیالکوٹ میں ویدک دھرم کا پرچار کیا - اور منادو پنڈت تولسے نے ستیارتھ پرکاش تقسیم کی مؤلف کی ہوا -

آریہ سماج روجھانوالی اپنا کام آنند پورک کر رہا ہے - اس جگہ لہنت پیچی والے روز بڑا ہون کیا گیا - اس ہون کے سمے لیکھرام میموریل فنڈ

کے واسطے اکٹھا کر رہے ہیں -

لالہ فقیر چند سبھاسد آریہ سماج پانی پت کے پتر کا منڈن سنسکار ویدوکت ہوا - ۵ روپیہ سماج کو دان ملا -

ضلع شاہ پور کے منتری مہاشے اس طرف پرچار کی سخت ضرورت بتلا کر پرتی ندھی سبھا سے اُپدیشکوں کے واسطے پرارتھنا کرتے ہیں -

لالہ دیال چند اُپ پردھان آریہ سماج نمری گھر کے گھر ۲۷ پھاگن کو کنیا اُتپن ہوئی - جات کرم سنسکار ویدوکت ہوا - ۳ روپیہ دان ملا -

لالہ کاشی رام جی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ بندوبست کے گھر پتر اُتپن ہوا - عمر اور کل سماج کو دان ملا -

قصبہ ویرووال میں ۲۳- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو لالہ لبھا رام کے گھر پتر اُتپن ہوا - لالہ گنپت رائے منتری آریہ سماج جلال آباد نے ہون کے فوائد پر لیکچر دیا -

پنڈت ہیمراج اُپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ۳- ۴ مارچ کو ملتان میں پرچار کیا - اور ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو مظفرگڈھ میں ۶- سے ۱۰ مارچ تک ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے سالانہ اُتسب پر - ۱۱ سے ۱۳- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء تک بھکر میں - اور ۱۳ سے ۲۴ تک روڈ ہانوالی مظفرگڈھ وغیرہ دیگر سماجوں میں ویدک دھرم کا پرچار کیا - اور ساتھ ہی لوگوں کی چکتسا بھی کرتے رہے -

گرو کل و ہری شھا دہوشالا کا سالانہ جلسہ ۱۹ - ۲۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا - چٹھیاں بذریعہ ڈاک بھیجی گئیں -

لودھیانہ میں ۲۲- مارچ کو ٹھاکر پورن سنگھ جی کے مکان پر گرد و گل ستھاپن ہونے کی خوشی میں ہون ہوا - اور بہت سے لوگ جمع ہو کر گرد و گل کے واسطے چندہ ہوا -

لالہ دیال سبھاسد آریہ سماج شاہجہانپور کے پتر کا

منڈن سنسکار بدک ریتی سے ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوا۔ اور دو روپیہ دان ملا۔

لالہ بیجناتھ سبھاسد آریہ سماج شاہجہانپور کے پتر کا منڈن اور کرن بیدہ سنسکار۔ اور اُن کی پتری کا نام کرن سنسکار ویدوکت ہوا۔ اور ع دان ملے

پنڈت جگدیش نرائن سبھاسد آریہ سماج شاہجہانپور کی دہرم پتنی کا دیہانت ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوا۔ مرتیک سنسکار ویدوکت ہوا۔ پرماتما کٹنب والوں کو شانتی پردان کریں۔

بنوں آریہ سماج مندر میں مورخہ ۹۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو پنڈت لیکہرام جی آریہ مسافر کی یادگار کا جلسہ کیا گیا۔ لالہ ...ا رام جی نے اُن کی تعریف اور دہارمک سپرٹ اور اُن کے دہارمک کاموں کے متعلق نہایت ہی دلچسپ لیکچر دیا۔ اور آخیر میں موثر الفاظ میں حاضرین سے اُن کے فنڈ کے لئے اپیل کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بیس روپیہ سے زیادہ لکہا گیا جو کہ وصول ہونے پر سبہا کے دفتر میں ارسال کیا جاویگا (۲) مورخہ ۹۔ مارچ کو لالہ ہربہجرائے صاحب کے مکان پر ہون ہوا۔ لالہ صاحب نے حاضرین کا ستکار حلوے سے کیا۔ اور ایک روپیہ وید پرچار فنڈ میں دان دیا۔ ایشور کریں کہ لالہ صاحب اپنی پہلی سپرٹ سے آریہ سماج کو سہایتا کرنے لگ جاویں

لوکل

گذشتہ ہفتہ میں بہ نسبت سابق طاعون کا بہت زور رہا۔ شہر کے تمام محلوں میں کیس ہونے لگ گئے ہیں۔ لوگوں کی توجہ ٹیکا لگوانے کی طرف زیادہ مائل ہے۔ اور بخوشی ٹیکا کرا رہے ہیں۔

آریہ سماج کے سپتاہک جلسہ میں پنڈت دیوی دیالو جی نے اُپنشدوں سے کتھا کی۔ اور سادہو یوگندرپال جی نے لیکچر دیا۔ اس کے بعد لالہ وزیر چند جی نے مختصراً گروکل کے حالات سُنائے۔

کنیا آشرم کے مکان میں بھی چوہے مرگئے تھے اس واسطے اُس مکان کو خالی کر دیا گیا تھا۔ اور سارا مکان ڈس انفکٹ کرایا گیا۔ کنیائیں ودیالیہ کے مکان میں چلی گئی تہیں۔ اس طاعون کی وجہ سے کنیا مہاودیالیہ کی پربندہ کرتری سبہا نے ایک مہینے کے واسطے ودیالیہ میں تعطیل کر دی ہے۔ آشرم کی کنیاؤں کو باہر بھیجا جا رہا ہے۔ یکم مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو ودیالیہ کھلیگا۔ اُس وقت تک امید کی جاتی ہے کہ بیماری بالکل رفع ہو جاویگی آشرم کی تمام کنیاؤں کو جو کہ اس وقت موجود ہیں لالہ دیوراج جی کے مکان پر پلیگ کا ٹیکہ کرایا گیا۔ مسٹر سمتھ صاحب سول سرجن جو کہ بڑے مشہور و معروف سول سرجن ہیں اُنہوں نے ٹیکہ کیا۔

گذشتہ ہفتہ میں کنیا آشرم میں موضع پاتور ضلع آکولہ ملک برار سے ٹھاکر شیورتن سنگھ جی کی دہرم پتنی اور ان کی کنیا آکر داخل ہوئیں۔ دونوں دیویاں کنیا مہاودیالیہ میں پڑہا کریں گی۔ ٹھاکر جی کا وچار ہے کہ یدی ان کی دہرم پتنی جی کو آشرم باسنی کنیاؤں کی سیوا کا کام سکہلایا جاوے تو وہ اُن کی آیو کا بہت سا حصہ اس شبہ کاریہ کے ارپن کر دیں۔ پرماتما اُن کے اس خیال کو پورا کریں۔

سب آریوں کا یہہ دہرم ہے کہ وہ اپنے انسٹیٹیوشن کو چلانے کے واسطے یتھا شکت کوشش کریں۔ اپنا جو کام کہ اپنے ہاتھ سے ہو سکتا ہے۔ وہ دوسرے کے ہاتھ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

کنیا اناتھ آلیہ کی کنیاؤں کو بہی لودا کرا دیا گیا ہے۔ اناتھ آلیہ اور آشرم کی کنیاؤں کے علاوہ پربندہ کرتا ادہشٹاتا مہاشیوں اور پربندہ کرتریوں نے بہی لودا کرا لیا ہے۔

ودیالیہ کے مکھیہ ادہیاپک پنڈت دیوی دیالو جی نے بہی ٹیکہ کرا لیا ہے اور کوشش ہونی چاہے کہ ودیالیہ کے ساتھ سمبندھ رکہنے والے ستری پرش سب لودا کروا لیویں۔ تاکہ ہماری کنیائیں بقول ڈاکٹر صاحبان اس نامراد اور خوفناک مرض سے محفوظ رہ سکیں۔ اور آئیندہ کم از کم اس مرض کے خوف سے کنیاؤں کی تعلیم میں ہرج نہ ہوا کرے۔

لالہ دیوراج جی نے وعدہ کیا ہے کہ کہ جس آریہ بہائی کو پلیگ کی وجہ سے شہر کے باہر جانے کی غرض سے چھپروں یا کیمپ کے واسطے زمین کی ضرورت ہو تو وہ اُن کی زمین میں چھپر وغیرہ ڈال سکتے ہیں۔ آریہ پرش اُن کی اس مہربانی اور ہمدردی کے لئے اُن کو دہنیہ واد دیتے ہیں۔

کمسریٹ والوں نے ایک سو دری اور ایک سو کمبل کنیا اناتھ آلیہ جالندھر کو دان دیا۔ جو کہ گذشتہ ہفتہ میں موصول ہو چکا۔ ایشور اُن کا بہلا کرے

مُراسلات

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائیوں کا ذمہ وار نہیں ہے

بابو ربی رام جی شکار پور سندھ - اپنا گروکل اور اُپدیشک فنڈ کا چندہ آپ براہ راست پرتی ندہی سبھا پنجاب کے پاس بھیج دیا کریں۔

شنکا نوارن کیجئے

میرے ایک متر نے مجھ سے دریافت کیا تھا۔ کہ کر مقتول کو جو قتل کی سزا اکسمات سے ہوئی - وہ مقتول کے کرموں کا پھل ہے۔ یا کچھ اور بھید ہے اگر اُس کے کرموں کا پھل مان لیا جاوے۔ تو قاتل کو سزا نہ ہونی چاہئے - کیونکہ ایسا ہونا مقتول کی قسمت میں پہلے ہی موجود تھا۔ اور ایشور کے گیان میں ہی تھا۔ ایسی حالت میں قاتل بالکل بری ہے۔ کیونکہ ایشور کا گیان کبھی اُلٹ نہیں ہوسکتا۔ برخلاف اس کے دُنیا میں عمل ہے کہ قاتل کو پھانسی دی جاتی ہے۔

اس کا اُتّر میں نے پنڈت دیوی دیال جی سے پوچھا تھا۔ انہوں نے اس طرح فرمایا تھا۔ کہ جیوؤں کی سُتنترتا سے اگر تم کرموں کے پھل ہی جیوؤں کو لگ جاتے ہیں۔ مقتول کا قتل ہونا اُس کی قسمت میں نہ تھا۔ لیکن قاتل کے آزاد ہونے سے مقتول کو قتل کا دُکھ ہوگیا۔ اسی طرح سے کہ تم اگر تم کرموں کا پھل جیوؤں کو ملتا ہے۔ جیسے اکال مرتیو کہتے ہیں۔ پنڈت کرپا رام جی نیاء درشن کے اُردو ترجمہ میں صفحہ ۲۸۰ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں وہ جسم صرف پراربدھ کی بھوگ کے واسطے بنا ہے۔ اس واسطے جب تک پراربدھ ختم نہ ہوجائے۔ جسم علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اکال مرتیو نہیں ہوتی۔ کیونکہ جتنے سوانس تک زندگی ہوگئے کے واسطے جسم دیا ہے۔ اُتنے سوانس تک اُن کا بھوگ ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی سنسار کی طاقت ایشور کے نیم کو توڑ نہیں سکتی۔ جو اکال مرتیو کو مانتے ہیں۔ وہ ایشور کے نیم کو توڑنا چاہتے ہیں۔ نیز اس جسم میں جسقدر سُکھ دُکھ بھوگنے کو مقرر ہوا تھا۔ اُس میں ایک جنم کا دُکھ تھا لیکن بیچ میں ناش ہوکر دوبارہ جنم لے کر باقی کو بھوگنی ماننے سے دو دفعہ جنم کا دُکھ ہوجاویگا۔ جو ایشور کے نیم اور گنوں سے خلاف ہے۔ اب دو معزز پنڈتوں کی متضاد رائے سے جو ایک ہی وشئہ میں ہے۔ مجھے زیادہ شک پیدا ہوا ہے۔ اگر پنڈت کرپا رام کی رائے مانی جاوے تو وہی اعتراض بنا رہتا ہے کہ قاتل کو سزا نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ مقتول کی پراربدھ میں اُس کا قتل ہونا موجود تھا۔ اور ایشور کے گیان میں بھی۔ کیونکہ پراربدھ بھوگ ایشور ہی نے مقرر کئے ہیں۔ ایسی حالت میں قاتل پر ایک حرف بھی نہیں آتا۔ کیونکہ اُس کی پراربدھ و ایشور کے گیان میں پہلے ہی سے تھا۔ ایشور کے گیان و پراربدھ ٹل نہیں سکتے۔ ایسا ہی ہونا ٹھیک ہے۔ پھر سزا اسکو کیونکہ جیسا پرمیشور مالک کے گیان کے مطابق کام کرتا ہے۔ تو وہ فعلوں کا ذمہ وار نہیں۔ کیونکہ وہ یہ کام کرتا ہے۔ جو کہ مالک کے گیان اور نیم کے خلاف نہیں۔ اسلئے اُسکو مالک بھی سزا نہیں دیتا۔ اگر اس سوال کو جیوؤں کی آزادی پر فیصلہ کریں۔ تو ایک اور دقت آتی ہے۔ کیونکہ ایک جیو کے آزاد کام نے دوسرے جیوؤں کو دُکھ پہونچایا۔ اُن کو تو سزا مل گئی لیکن مقتول بیچارہ اگر تم کرتم پھل جیا ہے تو پنس کر دُکھی ہوا جو ایشور کے نیاء و نیم کے خلاف ہے۔

ہر دو رائیوں میں اختلاف ہے۔ اسلئے شک رفع نہیں ہوسکتی۔ شک کا رفع کرنا لازمی ہے۔ اسلئے سب صاحبان سے پرارتھنا ہے۔ کہ وہ تسلی بخش جواب دے کر بذریعہ اخبار بندہ کو مشکور فرمادیں۔

ابھی تک میں نے اپنے متر پرشن کرتا کو کچھ اُتر نہیں دیا۔ آشا ہے کہ جواب و آجدی عنایت فرماویں گے۔

راقم

دولا سنگھ محرر بندوبست اچھیرہ

آریہ جنتری ۱۹۰۲ء

اور

اُس کے مضمون پر بیجا نکتہ چینی

نمبر ۱

دیاس آدی مہرشیوں کی یادگار اور آگاہی آریہ سنتان کے جیون اُدّھار گروکل کی پوتر بھومی سے مہاشے طوطا رام ورما کا ایک بے سرو پا مضمون ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۱۴ ماہ حال میں شایع ہوا ہے۔ امداد دینا اور حوصلہ افزائی کرانوگی گذرا۔ فضول اور بیہودہ تحریر سے دل آزاری اور تضیع اوقات کرنا ہمارے بھائی کا عین مقصد ہے۔ خود ستائی کو پسند خاطر نہ کرتے ہوئے ہم اُن کے یوگیہ سے و اسی کے ہی الفاظ دہرا دیتے ہیں۔ اوکت مہاشے پرچہ مذکور میں ریویو دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "بلحاظ نفس مضامین اور ترتیب کے آریہ سماجوں اور آریہ ساماجک پرشوں کے علاوہ عوام کے لئے بھی یہ جنتری بہت مفید ثابت ہوتی رہی ہے" جنتری کو جیوتش سے تعلق سمبندھ ہے۔ وہ سرد سادھارن پر ظاہر ہے ایسی سنمبندہ کو مشتہر کرنے کے لئے ہم نے ۱۹۰۱ء

کی آریہ جنتری میں "نظام عالم" کے متعلق پنچ سدھانتکا کے ایک ادھیائے کا ترجمہ درج کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ آئندہ سال بھی یہی مضمون سوریہ سدھانت سے لے کر درج کیا جائیگا چنانچہ اس پرتگیا کی پورتی میں سنہ ۱۹۱۲ء کی جنتری میں سوریہ سدھانت کے کھگول ادھیائے کا ترجمہ درج کیا گیا۔ مضمون کے نیچے جا بجا نوٹ دیئے ہوئے تھے بعض، ہم اپنے "اقتباس" کے فقرہ نمبر ۲ میں ایک مفصل و مشرح نوٹ سارے مضمون کے لیے یکجا دے دیا ہے۔ جسکو ہم ناظرین کی سہولیت کے لئے بجنسہٖ درج کئے دیتے ہیں۔

"پچھلے سال کی جنتری میں پنچ سدھانتکا مصنفہ وراہ مہر اچاریہ کے تریلوکیہ سنستھان کا ترجمہ دیا گیا تھا اور اس سال سوریہ سدھانت کے کھگول ادھیائے کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ پنچ سدھانتکا تو بہت ہی نئی تصنیف ہے۔ البتہ سوریہ سدھانت بہت پورانا اور مستند گرنتھ مانا جاتا ہے۔ لیکن اسپر بھی اس وقت کوئی پرانا ٹیکا نہیں ملتا۔ اسلئے جہاں تک ہمیں معلوم ہے بابو نہال سنگھ جی کو بھی اپنا ترجمہ نوین ٹیکا کاروں کے سہارے پر ہی کرنا پڑا ہے۔ ان دونوں ترجموں میں سرشٹی اُتپتی و گردش زمین و سورج جس میں زمین کو اپنے محور پر قائم اور سورج کو اس کے گرد گھومنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ ایسے امور ہیں جو موجودہ انگریزی جیوتش اور مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی رائے مندرجہ وید بھاشیہ بھومکا سے مختلف معلوم ہوتے ہیں۔ سماج ہذا نے ان ہر دو مضامین کو بطور سدھانت درج نہیں کیا بلکہ پرانی اور مشہور سنسکرت گرنتھ کی رائے کو آریہ پبلک کے سامنے بدیں غرض پیش کیا ہے کہ ان امور پر ودوان پورک بذریعہ تحقیق و پرمان بحث کر کے نرنئے کریں۔ ہم کسی صورت میں بھی ترجمہ اور تشریح کے ذمہ وار نہیں ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس کے خلاف مضمون بھیجیں گے۔ تو ہم نہایت خوشی سے آئندہ جنتری میں جگہ دینے کے لئے طیار ہیں"۔

کسی خاص فقرے پر زور نہ دیتے ہوئے مندرجہ بالا اقتباس ناظرین کے مطالعہ اور غور کے لیئے پیش کر کے ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا آریہ سماج کرنال نے اپنی پوزیشن کو جہاں تک اُس کا مضمون ہذا سے تعلق ہے صاف نہیں کر دیا ہے۔ جسنے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ نہ تو ہم ترجمہ اور تشریح کے ذمہ وار ہیں۔ اور نہ ہمنے یہ مضمون بطور سدھانت درج کیا۔ بلکہ ایک علمی مضمون کو آریہ پبلک کی تحقیقات اور غور کے لئے پیش کیا ہے۔ مزید براں درخواست کی ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب خلاف مضمون بھیجیں گے تو نہایت خوشی سے جنتری میں شایع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایسے صاف اور سپشٹ الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے معترض نے جو سماج ہذا پر ناحق زہر اُگلا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کیا سبب ہے؟ ہمارا شیوہ نہیں کہ اپنے بھائی کی اُن الفاظ سے چڑ کر ہم بھی اُن کی طرح گندہ دہنی پر اتر آویں بلکہ ہمارا منشاء اس لیکھ سے محض اُن مہربان کے آروپت دوشوں کا نوارن کرنا ہے۔

آپ ہمیں کلچرڈ نہیں پاتے تھا۔ لیکن سماج ہذا نے شروع ہنگامہ سنہ ۱۸۹۴ء سے تا ہنوز کیا لیکھ اور کیا دھن دوارا یا جیسے بھی ہوسکا ویدک دھرم کی اُنتی میں پریم رکھتے ہوئے جو خدمت آریہ پبلک کی کی ہے اُس سے آپ چاہے طوطا چشمی کر کے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"، کے مصداق بنیں۔ لیکن آریہ پبلک کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی اگر آپ بھی گریبان میں منہ ڈال کر ایک لمحہ کے لئے اس نازک وقت کو غور فرمائیں گے تو انوبھو کریں گے کہ ہم کون ہیں؟ شفقت اُٹھانے اور دور جانے کی ضرورت نہیں۔ پاس بیٹھے بٹھائے مہاتما جی سے ہی پوچھ لیجئے۔

سماج ہذا کی دس سال کارگذاری پر لات مارتے اور اپنے دل کے غبار نکالتے ہوئے ہمارے معترض فرماتے ہیں کہ "اس تحریر (اقتباس بالا) کا ٹون کلچرڈ پالیسی کے ساتھ اندرونی ہاتھوں سے سدھانتوں کی جڑ کھودنے والا ہے" الفاظ کلچرڈ پالیسی ابھی تک تشریح کے محتاج ہیں اندرونی ہاتھوں کی کتھا ہی سروتھا نرارتھک ہے کیونکہ ہماری تحریر ہمارے منشاء کو صاف صاف ظاہر کرتی ہے۔ کوئی پوشیدہ یا گپت راز نہیں ہے ہاں ٹون جڑ کھودنے والا بلا شک ہر شخص کے لیے قابل تقلید ہے۔!

جس طرح سے ایک تھیاسوفسٹ ہر ایک وہمی۔ بے معنی اور مہمل بات میں اعلیٰ درجہ کی فلاسفی بتلاتے بلکہ بخیال خود ثابت کرنے کے لئے طیار ہے۔ اسی طرح آجکل بعض آریوں کا بھی یہی وطیرہ ہو گیا ہے۔ کہ ہر ایک علمی بات کو پوپ لیلا کہنے لگتے ہیں چونکہ اپنی عقل سے باہر ہے اسلئے وہ پوپ لیلا ہے۔ کیا ہی معقول وجہ ہے ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

جناب من! مہرشی نے ستیارتھ پرکاش میں پوپ ان خود غرض اور ڈھونگ دھاری براہمنوں کے لئے استعمال کیا ہے۔ جو اٹلی کے پوپ پادری کی طرح دھرم کے دھوکے سے روپیہ کماتے ہیں سو ہم نہیں جانتے کہ ہم نے تحقیقات کی غرض سے ایک نہایت پرانے اور مشہور جیوتش شاستر سے مضمون دینے میں کیا پوپ لیلا کی۔ کیا آپ اُن اشخاص کو پوپ نہیں کہیں گے۔ جو دھارک سبھاؤں میں شامل ہو کر دھرم کے بہانے سے اپنی شہرت کے بھوکے ہوا کے رُخ پر چلنے والے لنگا بھگت بنے ہوئے موقعہ پڑے تو چوٹ کرنے کے لئے طیار ہیں اس میں آپ کا اور ہمارا کوئی قصور نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔" اپنی عقل اور دوسرے کی دولت ہمیشہ زیادہ نظر آیا کرتی ہے"

آپ ہم پر یہ الزام لگاتے ہوئے کہ ہم نے اس

مضمون میں "بہت سے اویدک اور پورانک گپوڑوں کی پُشٹی کرنے سے نہ صرف آریہ پبلک کو غلطی میں ڈالا بلکہ پورانک لوگوں کو حوصلہ افزائی کے قابل بنایا"۔ (افسوس ہے کہ کوئی بات ایسی ظاہر نہیں کی کہ جس سے آپ کے خیال کی تائید ہو) سوال کرتے ہیں کہ "کیا آریہ سماج کرنال کو آریہ پبلک خواہ شرمتی پرتی ندہی سبھا پنجاب نے کسی خاص یوگیتا کے سبب اس قسم کے بہاشیہ کرنے کا ادہکار دیا ہوا ہے (آپ میں خاص یوگیتا دیکھ کر لکچرر وغیرہ خطابات عطا کرنے کے لئے سبہا موصوف نے ضرور کوئی ریزولیوشن پاس کیا ہوگا) اگر نہیں تو پھر ادق اور اہم مسائل کے متعلق بدون مشورہ و امداد کسی اور مستند ترجمہ یہ سراسر فضول ارتھ کٹے جاکر پورانک گپوڑوں کی رسد پیدا کرنا اور ایسی اویدک تعلیم پر آریہ سماج نام کی مہر چہاپ کرنا چہ معنی دارد"۔

اس کے جواب میں ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ بہاشیہ تو کیا جنتری کے شایع کرنے کا نہ آریہ پبلک اور نہ سبہا موصوف کا کوئی ادہکار پتر ہمارے پاس موجود ہے۔ اور نہ ہمارے خیال میں اُس کی کچھ اوشیکتا ہے۔ کیونکہ اس معاملہ سے سبہا موصوف کا کوئی تعلق نہیں اگر یہی بات ہے تو آپ فرمائے۔ کہ پنڈت تلسی رام جی کو سام وید بہاشیہ پنڈت گردہاری لال راجیو یدئیک اور شاستری جی (۱) کہ اتھروید بہاشیہ اور آپ گویا آپ کے چند بہنچیاوں کو آریہ پرتی ندہی سبہا۔ اور آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی کے اجرا کا ادہکار کسنے دیا۔ اور اگر یہہ کہا جائے کہ چونکہ ان سے آریہ سماج کا براہ راست کوئی تعلق نہیں اس لئے ان کی ناکامیابی سماج پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی۔ تو واضح رہے کہ لالہ منشی رام جی کے مقدمہ سے یہ امر بالکل صاف ہوگیا ہے۔ جس کے متعلق صاحب موصوف کے الفاظ موجود ہیں کہ اُن کی ناکامیابی آریہ سماج کی ناکامیابی ہوتی۔ وید بہاشیہ اور آریہ پرتی ندہی سبہا کی ناکامیابی مسلمہ ہے۔ لیکن پر میشور نہ کرے۔ اگر اس آخرالذکر تجارتی کمپنی میں ذرا بھی کسی قسم کی فروگذاشت رہ گئی تو پھر یہ تو الگ۔ بیٹھے تماشہ دیکھے گی اور پبلک ہوگی اور آریہ سماج۔ دیکھئے کیا کیا آوازے سننے میں آتے ہیں۔ بس اتنے ہی سے جان لیجئے۔ کہ ادہکار اندہکار کا سوال کیا پیچیدہ ہے۔ ہم خود مقر ہیں کہ سوریہ سدہانت پر کوئی پڑا نا چیکا نہیں ملتا۔ لیکن آپنے ہی کوئی پیش کیا ہوتا۔ جو آپ کے خیال میں مستند ہوتا علم تحقیقات سے باز رہنا۔ رکہنا اور خوف کہانا آپ جیسے ہی کمزور انسانوں کا کام ہے۔ اور آریہ سماج کی تنزلی کا باعث۔ سوامی جی نے براہمن کشتری ویش تینوں ورنوں میں ستری یا پرش کے مرجانے پر آکشت یوگی کیا اور آکشت و یہ پرش سے علاوہ دوسرے کا بواہ بالکل ناجائز قرار دیا ہے۔ پھر بڑے خوشی و خورمی اور تزک وشان کے ساتھ لاہور وغیرہ مقامات میں ایسے ایسے بدہوا بواہ رچانا پورانکوں کو پست حوصلہ کرتا ہے۔ یا ویدک تعلیم کو پھیلانا اور پورانک گپوڑوں کو دور بہگانا۔ آپ ہی انصاف کر لیجئے۔

علاوہ ازیں شاستر سے خلاف سوامی جی کی رائے کے پرتیکول سماج میں شامل کردہ مسلمان وغیرہ کو یکایک یگیوپویت آدی سنسکار کرا دینا اور نیز خود سن مانے ورن قایم کرکے بواہ آدی سنسکاروں کا کرنا یا کرانا کیا وید سدہانتوں اور آریہ سماج کی جڑ کو پٹ کرنے والا ہے۔

آپ نے کبھی ان اویدک کاریوں پر بھی توجہ فرمائی ہے۔ اور اُن کے سنشودہن کا وچار کیا ہے۔ یا ہم غریبوں پر ہی ناحق حملہ کرنا جانتے ہو۔

ہم بار بار کہہ آئے ہیں کہ ہم نے سوریہ سدہانت کے مضمون کو جنتری میں محض تحقیقات کی غرض سے درج کیا تہا۔ نہ کہ سدہانت الوکول ہونے کی وجہ سے اور درخواست کی تہی۔ کہ اگر کوئی صاحب اس کے خلاف مضمون بہیجیں گے تو ہم جنتری میں شایع کرنے کے لئے تیار ہیں اسلئے لالہ طوطا رام جی کو چاہئے تہا۔ کہ اگر ان میں کچھ دم تہا۔ تو وہ لیاقت اور سنجیدگی کے ساتھ مع تحقیق دیگر ان کے مضمون تیار کرکے ہمارے پاس بہیج دیتے۔ اور یاوہ گوئی سے پرہیز کرتے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا تو مطلب ہی کچھ اور تہا۔ جو ہم کسی اور وقت ظاہر کریں گے۔ کیونکہ ایک ادق اور اہم مسئلہ کے متعلق بحث کرنا کچھ مذاق نہیں ہے۔ اتنے کہنے میں تو کسی کا کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ کہ "فلاں لکچرر ہیں۔ پوپ ہیں سماج کی جڑ اکہاڑ دی" وغیرہ وغیرہ۔ لیکن علمی اور سائینٹیفک مضامین پر لکھنے اور بحث کرنے کے لئے مادہ چاہئے۔ پہلے سنسکرت جیوتش کی پستکیں مطالعہ فرماویں۔ اور پہر اس کے اوپر لکھنے کا ساہس کریں۔ ورنہ فضول لن ترانی سے پرہیز کریں۔ ہمارا منشا نہ پیشتر تہا۔ اور نہ اب ہے کہ ہم خواہ مخواہ جا بیجا تحریر کی یا بیں وجہ کہ وہ آریہ جنتری میں لکھی ہے تائید کریں۔ بلکہ حسب معمول نامہ نگار ذمہ دار ہے ہمارا سدہانت وہی ہے جو مہرشی کا ہے۔

آپ ہی تحریر فرماویں کہ شرمتی پرتی ندہی سبہا سماج ہذا کا کیا انتظام کرے۔ ہمارے معترض کی وہی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص عیسائی واعظ کے خلاف نکتہ چینی کرے اور وہ

عیسائی اس قسم کے اعتراض سے تنگ آ کر جھٹ پولیس کی امداد کی درخواست کرے خود سبھا موصوف کا مشہور و معروف گزٹ آریہ پتر تھا۔ اسی آریہ جنتری کا ریویو کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ "پہلے ۲۶ صفحہ (مضمون جیوتش) خصوصیت سے پڑھنے کے قابل ہیں" اور ایک لفظ بھی خلاف نہیں لکھتا۔ جبکہ ہم خود لکھ چکے ہیں۔ تو آپکا خود ناقابل ہو کر سبھاوک مہاشئے یا کسی انیہ ودوان مہاشئے سے پرارتھنا کرنا کہ وہ مضمون زیر بحث کا کھنڈن کرے بالکل فضول ہے۔ ہم نے کب منع کیا ہے کہ آپ نہ کریں۔ بلکہ ہم تو دل سے چاہتے ہیں۔ کہ کوئی صاحب مضمون طیار کر کے ہمارے پاس جنتری میں شائع کرنے کے لئے بھیج دیویں۔

ہمیں اس میں بھی کچھ عذر نہیں۔ کہ مضمون زیر اعتراض کو ستیہ دھرم پرچارک کے ذریعہ سے معرض بحث میں لایا جاوے۔ اور جو نتیجہ آخیر میں برامد ہو اسکو آئندہ جنتری میں درج کیا جاوے۔ جنتری میں اس مضمون کے شائع کرنے سے ہماری یہہ ہی غرض تھی کہ آریہ پبلک کا یہ خیال تھا کہ سوریہ سدھانت کی رو سے زمین گردش کرنیوالی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب سوریہ سدھانت کو دیکھا گیا۔ تو اُس میں اس کے برخلاف پایا گیا۔ پس ہمارا فرض ظاہری ہوا کہ پبلک کے دلوں سے اس خیال کو دور کیا جاوے کہ سوریہ سدھانت کا مت موجودہ انگریزی جیوتش کے برخلاف ہے۔ اور اُسپر سنسکرت جیوتش شاستر دوارا وچار کیا جاوے بجائے اسکے معترض صاحب ہماری درخواست کے موافق علمی تحقیقات کی طرف قدم رنجہ فرماتے بیجا نکتہ چینیوں پر اُتر آئے تا کہ آریہ پبلک کے دلوں میں ہماری طرف سے بدگمانی پیدا ہو جاوے۔ آخیر میں ہم ایڈیٹر صاحب کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ آریہ جنتری قریباً فروخت ہو چکی اور ستیہ دھرم پرچارک مطبع سے قریب تین ماہ ہوئے شائع ہو چکی۔ لیکن سبھاوک مہاشئے کا ریویو اُسی پرچہ میں شائع ہوا جس میں لالہ طوطارام کا مضمون نکلا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ مضمون ضرور کسی خاص وجہ سے لکھا گیا ہے۔ ورنہ سبھاوک مہاشئے کا زیر مضمون نوٹ اور ریویو اس موقعہ پر ساتھ لکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ایڈیٹر صاحب نے اپنے نوٹ میں جو یہ درج فرمایا ہے کہ اُن کا بروقت شائع کرنے ہی جنتری کے یہ خیال تھا کہ مضمون میں بہت سے خیالات ویدک سدھانت کے خلاف ہیں۔ اور منتری کرنال سماج سے دریافت کرنے سے جواب ملا کہ وہ ذمہ وار نہیں ہیں۔ سماج ذمہ وار ہے یہ اُن کی تحریر آریہ سماج کرنال کے کارڈ کی تحریر سے اسقدر کم کی گئی ہے کہ جس سے آریہ پبلک دھوکے میں پڑ سکتی ہے۔ ہمارے کارڈ میں یہہ بات خاص طور پر جتلائی گئی تھی کہ اس مضمون کی بابت ہم نے شروع میں یہہ نوٹ دیدیا ہے (جس سے یہ صاف ثابت ہے کہ یہ ہمارا سدھانت نہیں ہے) ہم نہیں جانتے کہ اُکت مہاشئے نے اس فقرہ کو اپنے نوٹ سے کیوں خارج کر دیا۔ ظاہراً یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اُنہیں مہاشئے طوطارام جی کے مضمون کو نبھانا تھا۔

مکرر عرض کرنیکے بعد انت میں ہم پھر نویدن کرتے ہیں کہ جنتری میں مضمون زیر بحث محض بغرض تحقیقات علمی درج کیا گیا تھا۔ سدھانت انوکول ہونیکی وجہ سے نہیں۔ اگر ایڈیٹر صاحب اور لالہ طوطارام صاحب یا جن انیہ مہاشیوں کو اس مضمون کے متعلق کچھ لکھنا ہو وہ ہمارے پاس سنجیدگی کے ساتھ مع یکتی و پرمان تحریر کر کے بھیج دیویں ہم بخوشی آئندہ جنتری میں درج کر دیں گے

راقم کشن سروپ منتری آریہ سماج کرنال

میلہ کٹاس میں ویدک دھرم کا پرچار

میلہ مذکور پنڈدادن خاں میں دو تین روز قبل از بیساکھی شروع ہوتا ہے اور یکم بیساکھ تک برابر جاری رہتا ہے یہ ایک ہندوؤں کا بڑا نامی گرامی تیرتھ ہے۔ جسکو ہمارے پورانک بھائی پرتھوی کا ایک نیتر بتلاتے ہیں۔ بہت دور سے لوگ یہاں سنان آدی کو آتے ہیں خاصکر ہر مذہب کے اپدیشک اور سادھو بھی براجمان ہوتے ہیں۔ جہاں ہماری لائق پرتی ندھی سبھا نے بھی کچھ عرصہ اپنے لوگیہ اپدیشکوں دوارا ویدک دھرم کی دھونی تمام لوگوں تک پہونچانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا چونکہ اب میلہ نزدیک آگیا ہے۔ اسلئے بذریعہ پتر ہذا متصل کے سماجوں اور خاص کر پردھان اور منتری سبھا مذکور کی سیوا میں نویدن ہے۔ کہ جس طرح پچھلے سال پربندھ پرچار کا ہوا تھا۔ اس سال اُس سے بڑھکر پرچار میں ہمت کریں۔ ایسے موقع پر سنسکرت کے عالم پنڈتان کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ہمارے مہربان سبھا ضرور پنڈت بھگت رام جی۔ پنڈت دولت رام جی کو ایسے موقع پر پریرنا کریگی۔ سماپتی پرنترنیان پنڈت ستیا رام جی شاستری کوئی راج گوپال رتن جی کی سیوا میں خصوصاً نویدن ہے۔ کہ اگر اس موقع پر آپ تشریف لاویں تو پرچار میں نہایت ہی رونق ہو جاویگی۔

پنڈدادن خاں۔ بہرہ۔ میانی۔ کھیوڑہ ڈنوال۔ ہرنپور۔ للہ وال سماجوں کے منتری مہاشیوں سے خاصکر نویدن ہے کہ اس موقع پر تن من دھن سے کوشش کریں

گہنشداس ورمہ پردہان آریہ سماج

ویدک دھرم کی بنیاد

ایک دن وہ تہا کہ مہرشی دیانند کا بھارت ورش میں ایک برہمن خاندان میں جنم اختیار ہوا تہا۔ اور ایکدن وہ تہا کہ مہرشی دیانند نے پورن برہمچریہ کے ذریعہ ویدک تعلیم حاصل کر اُپدیش کا کام شروع کیا تہا۔ اور ایک دن وہ تہا کہ مہرشی نے آریہ سماج اور پر اپکارنی سبہا کی بنیاد ڈالی تہی۔ کہ ویدک دہرم کے پرچار کے واسطے متواتر آندولن ہوتا رہیگا۔ تب ہی کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔ کہ جس آریہ سماج کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ موضع کانگڑی میں گروکل کا کام شروع کیا جاتا ہے۔ گویا ۳۰ سال کے بعد آج یہ نتیجہ آریہ سماج کا نکلا ہے۔ کہ ویدک تعلیم کا انتظام ہونا شروع ہوا ہے۔ یہ وہ گروکل ہے کہ جس سے شریف بھارت ورش اور آریہ ورت کا اُدھار ہوگا۔ بلکہ تمام دنیا میں سُکھ اور شانتی پھیلانے کا ذریعہ ہوگا ویدک دہرم اور ویدک ودیا کی تعلیم کا آغاز ہوا ہے

اب اس مہان پر اپکاری کام کے لئے امداد کی ضرورت ہے۔ اور ہم یقین کرتے ہیں جو لوگ ویدک تعلیم کے حامی ہیں اور جو لوگ کہ وید اور سنسکرت کو ودیا کا مخزن سمجھتے ہیں۔ وہ ضرور ہی اس شبھ کاریہ میں تن من دھن سے امداد فرما کر اپنی سنتانیں گروکل میں بہیج کر وید ودیا سے مستفید فرمائینگے کیونکہ جملہ دیش ہتیشی اور دیش شبھ چنتک حضرات اس امر میں متفق ہیں کہ مغربی تعلیم ادہوری اور مہلک ہے۔ اور نیز ہندوستانیوں کی ترقی کے لئے ناموافق ہے۔ اگر کچھ موافق ہے تو اس سے زیادہ ناموافق ہے کہ جس کے نتیجے آنکھوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور منفاد [illegible] کے اگر ہماری کوئی [illegible] اور ہماری کوئی زبان ہمارا کوئی دیش ہے اور اسکو اصلیت پر رکھنا چاہتے ہو تو گروکل کی سیوا کرنے پر کمر ہمت مضبوط باندھو۔ ایک دن آوے گا کہ یہ گروکل ان کے اُدھار کا نقشہ ثابت ہوگا مہرشی نے جو نسخہ ہماری بیماری کے لئے تجویز کیا ہے خیر اسکو استعمال کرنے سے آرام ہونا ممکن ہے باقی نسخے جسقدر استعمال کئے جاتے ہیں اُن سے بیماری کا جڑ سے جانا ممکن نہیں ہے۔ سوچ سمجھ کر نتیجہ کر لو اور کمر ہمت مضبوط باندھ لو کہ گروکل کو کامیابی کے عروج پر پہونچانا آپ کا کام ہے۔ یہ دیش اور قوم کا کام ہے۔ کسی اور کا کام نہیں ہے دیش شبھ چنتکوں کو دہیان دینا چاہئے۔

راقم۔ سیوک ہردواری لال سبہا سد آریہ سماج ہوانی

پرشن

(۱) یگیوپویت کیوں پہنا جاتا ہے۔ اور ہر ایک آشرم کے لئے جدا جدا کیوں ہے

(۲) یگیوپویت ہمیشہ بائیں کندہے پر کیوں پہنا جاتا ہے۔ رفع حاجات کیوقت کان پر کیوں چڑہایا جاتا ہے۔

(۳) جیو جسوقت موکش کو پراپت ہوتا ہے تو جیو بغیر شریر کے کسطرح آنند حاصل کرتا ہے۔ اور کس جگہ رہتا ہے

ضرورت

آریہ سماج گجرات کی پتری پاٹھ شالا کے لئے ایک یوگیہ ادہیاپکا کی ضرورت ہے۔ جو بہاشا میں اچھی طرح لکھنا پڑھنا اور حساب جانتی ہو۔ تنخواہ معقول حسب لیاقت دیگی درخواستیں منتری آریہ سماج گجرات کے نام آنی چاہئیں۔ جو مقامی آریہ سماج کے منتری یا پردھان کی تصدیق شدہ ہوں۔

گمشدہ اسباب کی تلاش

گروکل کے جلسہ پر کانگڑی سے آتے ہوئے مہاشے پردین سنگھ کا ایک بیگ بٹوے کی طرح کا جس میں ایک بسترہ رضائی وغیرہ اور چھ پستکیں ۵ جلدوں میں اور کھڑتال وغیرہ ریل گاڑی پر سے گم ہوگیا۔ اگر کسی مہاشے کے اسباب میں چلا گیا ہو۔ تو کرپا کرکے ان کو ذیل کے پتہ پر ارسال کردیں۔ پردین سنگھ۔ نگینہ۔ ضلع بجنور معرفت سیتارام ایجنٹ۔ گھوڑا گاڑی۔

بال ودھوا کیلئے ور کی ضرورت

ایک شریف خاندان کی بال ودھوا کے لئے ایک ایسے ور کی ضرورت ہے جو کہتری ورن بیس پچیس سال کے درمیان کی عمر کا صحیح النسب اور برسر روزگار ہو مزید حالات کے لئے راقم سے خط و کتابت کریں

المشتہر خوشحال چند وائس پریذیڈنٹ آریہ سماج سیالکوٹ

ستیہ دھرم پرچارک

پہلا ٹیبل کیس

بزبان ہندی

چھپ کر طیار ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک۔ مطبع ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر اور ویدک پریس اجمیر سے ملسکتا ہے۔ المشتہر منیجر

ان ادویات کو استعمال کریں یا کرائیں جو نتیجے برآمد ہوں ان کو احتیاط کے ساتھ نوٹ کریں۔ اور وقتاً فوقتاً ہم کو بھی اُس سے مطلع کرتے رہیں۔

طاعون زدہ علاقوں کے لئے

لالہ کوشی رام جی وید نے عرصہ کے مطالعہ اور غور وفکر کے بعد اپنے پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور میں اس موذی مرض کے وبائی اثر سے عوام الناس کو بچانے کی غرض سے روزانہ آزمائش کے لئے ایک تیل اور اندر کھانے کے لئے گولیاں طیار کرائی ہیں۔ چونکہ اس وقت ہر ایک اہل ملک کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک اُس سے بن سکے اپنے علم اور عقل اور درم سے عوام الناس کی مدد میں حصہ لے اس واسطے لالہ صاحب نے ان ہر دو ادویات کو بالکل اصل لاگت پر طیار کر کے ہر ایک شخص کو بلا لحاظ مذہب وملت اور قومیت دینا منظور کیا ہے۔ اور [illegible] کی ساخت میں جو خرچ آتا ہے۔ صرف وہی لیا جاتا ہے۔ کارخانہ کے ملازمان کی محنت کے عوض میں بھی کچھ وصول نہیں کیا جاتا۔ اگر ایشور نے ہمکو اس تجربہ [illegible] حسب توقع کامیابی دی تو لالہ صاحب بہت [illegible] اصول پر اس مرض کا [illegible] تجویز کریں گے۔ اور ان تمام نسخہ [illegible] عام طور پر اس وقت [illegible] مشتہر کریں گے [illegible] ایک شخص کے استعمال کرنے کے لایق [illegible] ادویات [illegible] مقدار میں صرف [illegible] اوشدھالیہ سے [illegible] مل سکتی ہیں البتہ محصول ڈاک اور خرچ پیکنگ جدا ہوگا۔ کسی مقدار میں پارسل بذریعہ ریلوے منگوانے سے محصول وغیرہ کا خرچ صرف برائے نام رہجاویگا۔ اس پارسل کے ہمراہ ایک چھپا ہوا پمفلٹ روانہ کیا جاویگا جسمیں مکانات اور شہروں کو وبائی اثر سے بچانے اور طاعون زدہ علاقوں کو اس مرض کے ہاتھ سے نجات دلوانے کے متعلق آیورویدک اصول اور دیگر ضروری ہدایتیں اور احتیاطیں مرض کے متعلق مندرج ہیں۔

اگر صاحب حیثیت اصحاب اپنے خرچ سے مستحق غریب اور محتاج لوگوں کو یہ ادویات مفت تقسیم کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے تو ہم بھی ان کے مشکور ہوں گے۔ کیونکہ پانچہزار اشخاص تک ان کا تجربہ کئے جانے کے بعد اگر نتیجہ تسلی بخش نکلا۔ جس کے لئے ہمیں اپنی طرف سے تو ایشور کی درگاہ سے پوری کامیابی کی امید ہے۔ تو لالہ صاحب اس مرض کا علاج اور ان نسخوں کو عام طور پر مشتہر کر دیویں گے اس کے متعلق ہمیں خصوصیت سے یہ ہی درخواست کرنا ہے۔ کہ جو صاحب

ہفتہ وار خطوط کا سلسلہ

لالہ بہاری لال صاحب اہلمد محکمہ آبادی ازلاہور تحریر کرتے ہیں "نویدن ہے کہ اس آپکی سیوا میں بزبان خود ۲۰ جنوری کو برائے علاج حاضر ہوا تھا۔ پونے تین ہفتہ کی دوائی عنایت فرمائی تھی۔ اسکا استعمال کیا گیا۔ بہت کچھ فائدہ ہوا تھا۔ آپکی اکسیر دوائی کی صداقت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ کرپا کر کے ایک ماہ کی دوائی بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ اصل حال یہ ہے کہ آپ کی دوائی کی قیمت ادا ہونی مشکل ہے۔ اگر اخباری دنیا میں صداقت ہے تو آپکے اشتہار میں۔ ناظرین اخبار! ایسے خطوط ہمارے ہاں بکثرت آتے ہیں۔ لیکن تمام کو شائع کرنا بہت خرچ کا کام ہے۔ اور ضرورت نہیں۔ کہ ہمارے علاج سے تمام مریض شفایاب ہوتے ہیں یہ عمل طاقت انسان سے باہر ہے۔ البتہ اسقدر ہم اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے فرض کو جہانتک ہماری لیاقت و علمیت ہمکو مدد دیتی ہے ایمانداری سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور شاید یہ اسلیئے ہے کہ ہمارے ہاں کم شکایتیں اس امر کی آتی ہیں کہ ہمارے علاج سے یا ادویات سے فائدہ نہیں ہوا۔ ہمارے کارخانہ کے دیسی ورگردہ مشہور ومعروف برہم ارک اور سفری بکس ہر ہفتہ وار پرچہ ہی گرہ گل کے اقساط اتنی سو جتنے فروخت کئے بھیجے گئے تھے۔ جو صاحب خرید نا چاہیں ہمارے ایجنٹ لالہ منشی چند صاحب جدا ہیڈ برکینٹ سے خرید سکتے ہیں وہ مع محصول مقدار قیمت پر فروخت کریں گے برہم ارک بکس چھ سفری بکس تین ۔

المشتہر مینیجر پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ لاہور

چونکہ

نقل فیصلہ گوپی ناتھ بنام لالہ ... وغیرہ پہلے کچھ غلط چھپ گیا تھا۔ اور جنہوں نے ہمارے ترجمہ سے نقل کر کے چھاپا۔ ان کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ اب ہم نے تمام غلطیوں کو درست کر کے اور ... ضروری باتوں کو جو چھپانے سے رہ گئی تھیں زیادہ کر کے گوشت وغیرہ کے اردو اور انگریزی میں چھاپا ہے۔ چونکہ یہ دونوں ترجمہ بڑی چھان بین کے بعد پریس میں دئے گئے ہیں۔ لہذا جن صاحبان نے ابھی آرڈر ارسال کئے تھے یا آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر طلب کئے ہیں ان کی خدمت میں بڑی جلد یہ فیصلہ ارسال ہوگا۔ باوجود پالیسی ... ہونے کے قیمت ... رکھی گئی ہے۔ جن صاحبوں یا سبھاؤں نے ابھی تک آرڈر نہیں بھیجا وہ کر پا کر کے بہت جلد طلب کریں۔

مجرب اور آزمودہ قیمتی طبیہ دوائیں بہ رعایت قیمت

حب دافعہ آتشک

جریان سوزاک

جیسا کہ اس مرض کے نتائج مہلک ہیں۔ افسوس اس سے ہمارے ملک کے نوجوان ایسے واقف ہوتے۔ جوش جوانی میں جب کبھی کوئی غلطی سے مبتلا مرض ہو جاتا ہے تو وہ اسکو معمولی مرض سمجھ کر کبھی قابل تجربہ کار طبیبوں کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے میں تحقیرات۔ ان پڑھ۔ جاہل لوگوں سے پوچھ پاچھ کر کے مختلف پوڑیاں کھانی شروع کرتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرض پہلے ہی بنیاد سے بگڑنا شروع ہو جاتا ہے اور بجائے خراش کے زخم بن جاتے ہیں۔ جسکا نتیجہ آہستہ آہستہ گوشت مردار ہو جاتا ہے۔ مریض بے وقوف یہ سمجھ کر کہ اب پیشاب میں درد نہیں جلن کم ہے۔ ادھر ادھر افعال ذمیمہ شروع کر دیتا ہے جس سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ سوزش تمام نالی اور مثانہ کے منہ اور اندر تک سرایت کر لیتی ہے تمام عمر کے لئے مرد۔ آخر کار مرد نہیں رہ سکتا۔ جریان۔ رقت۔ کمی باہ وغیرہ پیدا ہو جاتی ہے کثرت اور تقطیر البول۔ مرعت اور ضعف معدہ۔ لاغری اور کھایا پیا نہ لگنا وصدہا اندرونی امراض پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر آپ ان مشکلات سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہماری دوا

جو آئندہ بدنتائج سے بچاتی ہے۔ اسٹرکچر اور دوسرے خراب برباد کن و تباہ کنندہ سخت عوارض سے بچاتی ہے۔ استعمال کر کے دیکھئے درد سوزش اور بار بار حاجت بول۔ ریشہ پیپ درد مجنہ۔ لطف یہ کہ کم مقدار سریع الاثر مفرح دوا ہے۔ جو علی العموم ۲۴ گھنٹے میں نجات دیتی ہے۔ قیمت درجہ اول (صہ)

درجہ دوم (سے)

حب لبوب اسیر

حب دافع سرعت

حب فاطحال

حب قاطع اثر افیون

حب محافظ حیضہ

معجون مقوی اعصاب

منجن مسکن دندان

حب قبض کشا

طلائے نادر

سرمہ مبیر الحال

جو ہر عشر

روغن مقوی دماغ

دوائے پیچش و مروڑ

حب دمہ

محلل اورام

روغن اعجاز

حب دافعہ جریان

زرد و لبن

دوائی درد کان

سپاری الرحم

تریاق السعال

سفوف درد گردہ

جورن ہاضم الطعام

خارش خشک و تر

حب دافعہ ذیابیطس

خنازیر

سفوف خرد و

حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

1901